اعلان - کتاب ہذا رجسٹری شدہ نمبر ۱۵ سنہ ۱۹ہے حق تالیف بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام شرع اقتدا و جامع اتمام مدار مجتہدین
اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص ذکیہ و سنن سنیہ احسن الفتاویٰ در فقہ حنفیہ

یعنی

فتاویٰ ہندیہ

ترجمہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد دوم

مترجمہ جامع صناعات ریاضیہ و عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ واقف اشارات صوفیہ مولف تفسیر حقائق تاویل القرآن و
الفرقان البحر العلامہ مولانا السید امیر علی سلمہ اللہ العلی بصرف زر خطیر مالک مطبع در حقیقت مولانا ای عالی وقار ترجمہ ہو کر

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمداً لا یحصی والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ واصحابہ المقتدیٰ اما بعد فیقول المشتاق الی لطف ربہ الخفی والجلی محمد الشہیر بامیر علی عافاہ اللہ تعالیٰ وعفاہ ووفقہ بلطفہ لما یرضاہ انہ قد انقضی ترجمۃ المجلدین الاخیرین من الفتاوی الہندیہ بحسن توفیق اللہ تعالیٰ جارت کما انہا مستوفیۃ حقہا وکان قد بقی المجلد الثانی فشرعت فیہ مستعینا باللہ رجاء ان ینفع بہا کما نفع باصلہا انہ تعالیٰ جواد کریم بالک رؤف رحیم

کتاب النکاح

اسمین گیارہ باب ہین

باب اول نکاح کی تفسیر شرعی و اسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان مین

واضح ہو کہ شرع مین نکاح ایسے عقد کو کہتے ہین جو قصداً ملک متعہ پر وارد ہو یہ کنز مین لکھا ہے - اور نکاح کی صفت یہ ہے کہ حالت اعتدال مین نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور شدت شہوت کی حالت مین واجب ہے اور اگر آدمی کو نکاح کرنے مین یہ خوف ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرنے مین اسکی طرف سے ظلم صادر ہوگا تو اسکو نکاح کرنا مکروہ ہے یہ خلاصہ شرح مختار مین لکھا ہے - اور نکاح کا رکن ایجاب و قبول ہے کذا فی الکافی اور ایجاب وہ کلام ہے جو پہلے بولا جاتا ہے خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو اور اسکے جواب کو قبول کہتے ہین یہ عنایہ مین ہے - نکاح کی شرطین بہت ہین از انجملہ یہ کہ اس عقد کا باندھنے والا ہو اسکا عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہے مگر جاننا چاہیے کہ امر اول یعنی عاقل ہونا سو نکاح منعقد ہونے کے واسطے شرط ہے پس اگر مجنون عقد باندھے یا ایسا لڑکا جو معنی عقد نکاح کو نہین سمجھتا ہے تو منعقد نہوگا اور پچھلی دونون باتین یعنے بالغ و آزاد ہونا نکاح نافذ ہونے کے واسطے شرط ہین پس اگر طفل عاقل نابالغ نے عقد باندھا تو اسکا نافذ ہونا اسکے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا یہ بدائع مین ہے - از انجملہ محل قابل نکاح ہونا شرط ہے یعنی ایسی عورت ہو جسکو شرع نے نکاح

حلال رکھا ہے یہ نہایہ میں ہے۔ از انجملہ دونون عقد باندھنے والون میں سے ہر ایک کو دوسرے کا کلام سُننا شرط ہے کذا فے فتاوے قاضی خان اور اگر دونون نے ایسے لفظ کے ساتھ نکاح باندھا جس سے نکاح منعقد ہونا نہیں سمجھتے ہین تو بھی نکاح منعقد ہوگا یہی مختار ہے یہ مختار الفتاوی میں ہے۔ از انجملہ گواہی ہونا شرط ہے اور عامہ علماء نے فرمایا کہ یہ امر جواز نکاح کے واسطے شرط ہے کذا فی البدائع اور گواہ مین چار باتین شرط ہین یعنی آزادی و عقل و بلوغ و اسلام پس غلامون کی گواہی سے نکاح منعقد نہوگا خواہ غلام قن ہو یا مدبر یا مکاتب ہو کچھ فرق نہین ہے اور مجنون اور نابالغ لڑکون کی گواہی سے بھی منعقد نہوگا اور دونون مسلمانون کے نکاح مین کافرون کی گواہی سے بھی انعقاد نہوگا کذا فی البحر الرائق اور اگر شوہر مرد مسلمان ہو اور عورت ذمیہ ہو اور دو ذمیون کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائیگا خواہ دونون گواہ اس عورت ذمیہ کے ہم ملت ہون یا مخالف ملت ہون یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور ہر دو کافرون کے نکاح مین گواہون کا مسلمان ہونا شرط نہین ہے پس کافر مرد و عورت کا نکاح دو کافر گواہون کی گواہی سے منعقد ہوگا خواہ دونون گواہ اُنکے ہم ملت ہون یا اُنکے خلاف ملت ہون یہ بدائع مین ہے اور دو فاسق دو اندھون کی گواہی سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اسی طرح دو محدود القذف کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ دونون نے توبہ نہ کی ہو کذا فے البحر الرائق اور اسی طرح جسکو زنا کاری کی حد ماری گئی ہو اُسکی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہوتا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور جن لوگون کی گواہی عاقد کے حق مین مقبول نہین ہوتی ہے انکے شاہد ہونے سے بھی نکاح منعقد ہوگا مثلاً زید کے دو لڑکے ہندہ کے پیٹ سے ہین پھر زید نے بعد طلاق کے ہندہ مذکورہ سے انھین دونون بالغ لڑکون کی گواہی پر نکاح کیا تو منعقد ہوگا اور اسی طرح اگر یہ دونون لڑکے اس ہندہ کے پیٹ سے نہون یا اس ہندہ کے پیٹ سے ہون مگر زید کے نطفہ سے نہون تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے اور اصل اس باب مین یہ ہے کہ جو شخص اپنی ذاتی ولایت سے نکاح مین ولی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ شاہد ہونے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اور جو ایسا نہین ہے وہ گواہ بھی نہین ہوسکتا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور گواہون مین عدد شرط ہے پس خالی ایک گواہ کی گواہی پر نکاح منعقد نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور سب گواہون کا مذکر ہونا شرط نہین ہے تا آنکہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے کذا فی الہدایہ مگر خالی دو عورتون کی گواہی سے بدون کسی مرد کے منعقد نہوگا اسی طرح خالی دو خنثی کی گواہی سے بھی بدون کسی مرد کے نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ از انجملہ یہ شرط ہے کہ دونون گواہ دونون عقد باندھنے والون کا کلام معاً سنین کذا فے فتح القدیر پس سوتے ہوے دو گواہون کی گواہی سے درحالیکہ دونون نے دونون عقد باندھنے والون کا کلام نہین سنا ہے نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر ایسے دو آدمی ہون جو بہرے اور نزدیک ہین کہ نہین سنتے ہین تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نکاح منعقد نہوگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان۔ اور ہکلے کی گواہی سے اور گونگے کی گواہی سے بشرطیکہ سنتا ہو نکاح منعقد ہوگا کذا فی الخلاصہ اور اگر دونون گواہون نے فقط ایک کا کلام سُنا اور دوسرے کا نہین سُنا یا ایک گواہ نے ایک عاقد کا کلام سُنا اور دوسرے گواہ نے دوسرے کا کلام سنا تو نکاح جائز نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عقد مین دو گواہ حاضر ہون مگر دونون مین سے ایک گواہ بہرا ہے پھر سننے والے گواہ نے یا کسی دوسرے نے بہرے کے کان مین پکار کر کہدیا تو نکاح جائز نہین ہوگا جبتک کہ دونون ایک ساتھ نہ سنین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور نظم زندویسی مین مذکور ہے کہ اگر ایک گواہ نے فقط مرد کا کلام سنا اور دوسرے نے فقط عورت کا کلام سنا پھر دونون نے عقد کو دوہرایا اور اس مرتبہ جس گواہ نے پہلے مرد کا کلام سنا تھا

اس عقد مین فقط عورت کا کلام سُنا اور جسنے پہلے عقد مین عورت کا کلام سُنا تھا اس مرتبہ فقط مرد کا کلام سُنا اور اس سے زیادہ کچھ نہین سنا پس اگرچہ دونون عقد دو مجلسون مین واقع ہوئے تو بالاتفاق عقد جائز نہوگا اور اگر ایک ہی مجلس مین واقع ہوئے تو عامہ علما نے فرمایا کہ عقد منعقد نہوگا اور بعض نے مثل شیخ ابی سہل رح کے فرمایا کہ منعقد ہوگا اور شیخ زندویسی رح فرماتے ہین کہ ہم قول شیخ ابی سہل رح کو نہین لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر دونون نے ہر دو عقد باندھنے والون کا کلام سُنا مگر اسکی تفسیر نہ سمجھے تو بعض نے کہا کہ عقد صحیح ہوگا مگر ظاہر اسکے برخلاف ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے دو ترکی یا ہندوستانی گواہون کے سامنے نکاح کیا تو امام محمد رح فرماتے ہین کہ اگر دونون گواہ اس کلام کو جو انھون نے عاقدین سے سُنا ہی تعبیر کر سکتے ہین تو نکاح جائز ہوگا ورنہ نہین کذا فے فتاوے قاضیخان قال المترجم اس روایت سے ظاہر ہی کہ امام محمد رح کے نزدیک یہ شرط ہی کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین اگرچہ علما نے اختلاف کیا ہی چنانچہ پھر کتاب مین فرمایا اور آیا یہ شرط ہی کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین یا نہین شرط ہی تو فتاوے مین مذکور ہی کہ گواہون کا فقط سُننا معتبر ہی سمجھنا شرط نہین ہی حتے کہ اگر عربی مرد و عورت نے عجمی دو گواہون کے سامنے عقد باندھا تو جائز ہی اور امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہی کہ گواہون کا سمجھنا بھی شرط ہی کذا فی سراج الوہاج اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی- اور اگر کسی عورت سے ایسے گواہون کے سامنے جو نشہ مین ہین نکاح کا عقد کیا اور ان نشہ کے مستون نے نکاح کو پہچان لیا مگر بات اتنی ہی کہ جب وہ ہوش مین آئے اور نشہ اُتر گیا تو اب انکو عقد یاد نہین ہی تو نکاح منعقد ہوجائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- فتاوی ابو اللیث رح مین ہی کہ ایک مرد نے ایک قوم سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ مین نے اس عورت سے جو اس کوٹھری مین ہی نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور گواہان مذکورین نے عورت کا کلام سُنا مگر اس عورت کو آنکھون سے نہین دیکھا پس اگر اس کوٹھری مین وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اسکے ساتھ کوئی اور عورت ہو تو نکاح جائز نہوگا- ایک مرد نے اپنی لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ دونون ایک کوٹھری مین ہین اور دوسری کوٹھری مین چند مرد بیٹھے ہین کہ وہ اس واقعہ کو سُنتے ہین مگر عاقدین نے انکو گواہ نہین کیا پس اگر دونون کوٹھریون کے بیچ مین کوئی سوکھا ایسا ہو کہ جس سے ان مردون نے دختر کے باپ کو دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ دیکھا ہو تو مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک مرد نے چند مردون کو ایک عورت کے باپ کے پاس بھیجا کہ اس سے بھیجنے والے کے واسطے اس عورت کی درخواست کرین پس باپ نے کہا کہ مین نے بھیجنے والے کے ساتھ نکاح کر دیا اور بھیجنے والے کی طرف سے ان مردون مین سے ایک مرد نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح ہوجائیگا اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی و تجنیس مین ہی- اگر کسی مرد نے ایک عورت سے اللہ تعالے و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر نکاح کیا تو نکاح جائز نہوگا یہ تجنیس مین ہی- ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اسکے ساتھ میرا نکاح کر دے پس وکیل نے گواہون کے سامنے کہا کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کر لیا مگر گواہون نے اس عورت کو نہ پہچانا تو نکاح جائز نہوگا جب تک کہ وکیل مذکور اس عورت کا نام اور اسکے باپ و دادا کا نام بیان نہ کرے اسوجہ سے کہ عورت مذکورہ غائب ہی یعنے آنکھون سے اوٹ ہی اور غائب کی شناخت اسی طرح نام بیان کرنے سے ہوتی ہی کذا فی محیط السرخسی اور قاضی امام رکن الاسلام علی سغدی رح ابتدا مین دادا کا نام بیان کرنا شرط نہین کرتے تھے پھر اپنی آخر عمر مین اس سے رجوع کیا اور دادا کا نام بھی بیان کرنا

شرط کرنے لگے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ مضمرات میں ہے - اور اگر عورت حاضر ہو مگر اُسکے چہرہ پر نقاب ہو اور گواہ لوگ اُسکو نہ پہچانتے ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر مرد نے احتیاط کی تو چاہیے کہ اُسکا چہرہ کھول دے تاکہ گواہ لوگ اُسکو دیکھ لیں یا اُسکا اور اُسکے باپ و دادا کا نام بیان کر دے - اور اگر گواہ لوگ اُس عورت کو پہچانتے ہوں حالانکہ وقت عقد کے وہ عورت غائبہ ہے پس مرد نے فقط اُس عورت کا نام بیان کیا اور گواہوں کو معلوم ہو گیا کہ اُسنے اُسی عورت کو مراد لیا ہے جسکو گواہ لوگ پہچانتے ہیں تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے - اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ زید کی دختر نابالغہ کا نکاح کر دے پس عمرو نے بکر کی موجودگی میں درحالیکہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ کنز میں ہے - اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکی اجازت سے درحالیکہ دختر مذکورہ حاضر تھی کسی مرد کے ساتھ کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرا مرد گواہ موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر دختر مذکورہ غائب ہو تو صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکے غلام کا بیاہ کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی میں ایک مرد یا دو عورت کے حضور میں غلام کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا تو جائز ہوگا یہ تبیین میں ہے - اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر غلام نے مولی کی موجودگی میں دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو ٹھیک یہ ہے کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے یہ تجنیس میں ہے - اور اگر مولی نے اپنے غلام بالغ کا نکاح فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی میں درحالیکہ غلام مذکور حاضر ہے کسی عورت سے کر دیا تو صحیح ہے اور اگر غلام حاضر نہو تو جائز نہوگا اور یہی حکم باندی کا ہے اور امام مرغینانی رح نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کذا فی التبیین اور اسی جنس کا ایک مسئلہ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح کر دے پس وکیل نے دو عورتوں کی موجودگی میں درحالیکہ موکلہ حاضر تھی ایک مرد سے اُسکا نکاح کر دیا تو امام نجم الدین نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے - اور واضح ہو کہ گواہوں کے حاضر ہونے کا وہ وقت ہے جسوقت ایجاب و قبول واقع ہوتا ہے اور اجازت کے وقت گواہوں کی موجودگی بیکار ہے چنانچہ اگر عقد نکاح موقوف باجازت ہو اور گواہ لوگ وقت ایجاب و قبول کے حاضر نہ تھے تو نکاح جائز نہوگا یہ بدائع میں ہے - از انجملہ اگر عورت باکرہ بالغہ ہو یا ثیبہ ہو تو اُسکی رضامندی شرط ہے پس ہمارے نزدیک اُسکا ولی اُسکو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے - از انجملہ شرط ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں حتی کہ اگر مجلس بدل جاوے مثلاً دونوں ایک مجلس میں ہوں پھر ایک نے ایجاب کیا پھر قبول کرنے سے پہلے دوسرا اٹھ کھڑا ہوا یا کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا جو مجلس بدل جانیکا موجب ہے تو پھر قبول کرنے سے نکاح منعقد نہوگا اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منعقد نہوگا چنانچہ اگر ایک عورت نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح میں دیا حالانکہ مرد مذکور غائب ہے پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے کہا کہ میں نے قبول کیا یا مرد نے دو گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ عورت مذکورہ غائب ہے پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اُسکے نکاح میں دیا تو عقد جائز نہوگا اگرچہ یہ قبول بموجودگی انھیں دونوں گواہوں کے ہوا اور یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالی کا قول ہے - اور اگر عورت کے پاس ایلچی بھیجا یا اُسکو خط لکھا پس عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہوں کے سامنے جنھوں نے ایلچی کا کلام سنا یا عبارت خط سنی ہے قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اسوجہ سے کہ مجلس من حیث المعنے متحد ہے اور اگر دونوں گواہوں نے ایلچی کا کلام

نام سے نام رکھی گئی تو فرمایا کہ اگر دوسرا نام مشہور ہو گیا ہو تو اسی نام سے اُسکا نکاح کیا جاوے اور میرے نزدیک اصح یہ ہی کہ دونوں نام جمع کر دے یہ ظہیریہ میں ہی - ایک شخص کی ایک لڑکی ہی جسکا نام فاطمہ ہی پس اس شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اپنی دختر عائشہ کا نکاح کر دیا حالانکہ اُسنے دختر مذکورہ کی ذات کی طرف اشارہ نکیا تو فتاوی فضلی میں مذکور ہی کہ نکاح منعقد نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے اپنی دختر تیرے نکاح میں دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا حالانکہ اس شخص کے فقط ایک دختر ہی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط میں ہی - اور اگر ایک شخص کے دو دختر ہوں کہ بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام صغری ہی اور اس شخص نے بڑی کا نکاح کرنا چاہا مگر عقد نکاح میں چھوٹی دختر صغری کا نام لیا تو عقد نکاح چھوٹی دختر صغری کے ساتھ واقع ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے اپنی بڑی دختر صغری کا تیرے ساتھ نکاح کیا تو دونوں دختروں میں سے کسی کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا یہ ظہیریہ میں ہی - اگر نابالغہ لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانہ کو فلاں کے نابالغ پسر کے نکاح میں دیا اور نابالغ پسر کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے پسر کے واسطے اسکو قبول کیا مگر پسر کا نام نہ لیا پس اگر اُسکے دو پسر ہوں تو نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک ہی لڑکا ہو تو جائز ہوگا - اور اگر لڑکی کے باپ نے پسر کا نام بیان کر دیا ہو مثلاً کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانہ کو تیرے پسر مسمی فلاں کے نکاح میں دیا اور پسر کے باپ نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو صحیح ہی - ایک خنثی ہیں کہ ایک کے والد نے کہا کہ میں نے اپنی اس دختر کو ان گواہوں کے سامنے تیرے اس پسر کے نکاح میں دیا اور دوسرے کے والد نے قبول کیا پھر بعد کو جسکو لڑکی قرار دیا تھا وہ لڑکا نکلا اور جسکو لڑکا قرار دیا تھا وہ لڑکی نکلی تو نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ و فتاوی قاضیخان میں ہی - اور اگر دختر صغیرہ کے والد نے پسر صغیر کے والد سے کہا کہ میں نے اپنی دختر نکاح میں دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور پسر صغیر کے والد نے کہا کہ میں نے قبول کی تو باپ کے ساتھ نکاح واقع ہوگا اور یہی مختار ہی کذا فی مختار الفتاوی اور یہی اصح ہی یہ ظہیریہ میں ہی اور احکام نکاح یہ ہیں کہ جورو و مرد دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ ہر ایسے استمتاع کا اختیار حاصل ہوتا ہی جسکی شرع نے اجازت دی ہی کذا فی فتح القدیر اور مرد کو اختیار ہوتا ہی کہ عورت کو محبوس رکھے یعنی اُسکو باہر نکلنے اور بے پردہ ہونے سے ممانعت کرے اور عورت کے واسطے مرد پر مہر اور نفقہ اور کپڑا واجب ہوتا ہی اور حرمت مصاہرت اور استحقاق میراث دونوں طرف سے متحقق ہوتی ہی اور چار زوجہ تک کہ جتنی جورو ہوں اُنکے درمیان عدل کرنا اور حقوق یا نصاب شرعی ملحوظ رکھنا واجب ہوتا ہی اور ہر گاہ کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے بستر پر بلاوے تو اُسکی واجب ہوتی ہی اور اگر عورت نشوز و سرکشی کرے تو مرد کو اختیار ہوتا ہی کہ جورو کی تادیب کرے جبکہ وہ اطاعت سے منہ پھیرے اور مستحب ہی کہ مرد اپنی جورو کے ساتھ بطور شرعی معاشرت رکھے کذا فی البحر الرائق اور حرام ہو جاتا ہی کہ مرد اپنی جورو کی حقیقی بہن کو یا جو اُسکے حکم میں ہی دونوں کو جمع کرے یہ سراج الوہاج میں ہی - قال المترجم اور دیانت واجب ہی کہ عورت گھر کا دھندا کرے اور روٹی پکاوے اور اولاد کو دودھ پلاوے اور [illegible] اُسکے حکم میں ہی اور مرد کے حق میں مکروہ ہی کہ بغیر حاجت طلاق دیدے کذا قالوا

باب دوم ان الفاظ و صیغوں سے جن سے نکاح منعقد ہوتا ہی اور جن سے نہیں منعقد ہوتا ہی اُسکے بیان میں - اگر ایجاب و قبول ایسے دو صیغوں سے واقع ہو جو زمانہ ماضی کے واسطے موضوع ہیں یا ایک صیغہ زمانہ ماضی کے واسطے ہو اور دوسرا غیر ماضی کے واسطے ہو خواہ استقبال کے واسطے ہو جیسے امر یا حال کے واسطے ہو جیسے مضارع

تو نکاح منعقد ہو جاتا ہی یہ نہر الفائق میں ہی پس اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے بعوض اسقدر مہر کے نکاح کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہی تو نکاح پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ میں نے قبول کیا یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو میرے نکاح میں دیدے پس عورت نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا بشرطیکہ مرد نے صیغہ مذکور سے معنی مستقبل مراد نہ لیے ہوں (یعنی آیندہ دیدے) یہ نہر الفائق میں ہی اور نکاح کا انعقاد جسطرح عبارت سے ہوتا ہی اسیطرح گونگے کی طرف سے اشارہ سے بھی ہوتا ہی بشرطیکہ اُسکا اشارہ معلوم و مفہوم ہوتا ہو یہ بدائع میں ہی اور تعاطی سے منعقد نہیں ہوتا ہی کذا فی النہایہ اور اگر مرد و عورت حاضر ہوں اور دونوں نے تحریر کر دیا تو انعقاد نہوگا مثلاً مرد نے لکھا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا۔ پس عورت نے لکھدیا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا یہ نہر الفائق میں ہی اور جس سے نکاح منعقد ہوتا ہی اُسکی دو قسمیں ہیں ایک صریح اور دوسری کنایہ پس صریح تو لفظ نکاح و تزویج ہی اور ان دونوں لفظوں کے سواے جو الفاظ ایسے ہیں کہ فی الحال ملک عین کا فائدہ دیتے ہیں وہ کنایہ ہیں یہ نہر الفائق میں بمبسوط سے منقول ہی پس بلفظ ہبہ نکاح منعقد ہوگا کذا فی الہدایہ اور فتاوی قاضیخان میں لکھا ہی کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کیا پھر مرد نے کہا کہ میں نے لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی قال المترجم وہو الظاہر۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنی دختر تیری خدمت کے واسطے دی اور مخاطب نے کہا کہ میں نے قبول کی تو نکاح نہوگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر ایک مرد نے کسی عورت سے زنا کرنے کی درخواست کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کر دیا پس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی اور بہ لفظ تملیک و بلفظ صدقہ و بلفظ بیع نکاح منعقد ہو جاتا ہی اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ اور اسی طرح بلفظ شری بھی صحیح قول کے موافق منعقد ہو جاتا ہی کذا فی فتاوی قاضیخان اور اسی طرح بلفظ سلم بنا بر قول صحیح کے منعقد ہو جاتا ہی یہ عینی شرح کنز میں ہی۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ کنت لی یعنی تو میرے واسطے ہوئی یا صرت لی یعنی میرے واسطے ہوگئی پس عورت نے جواب دیا کہ ہاں یا کہا کہ صرت لک یعنی میں تیرے واسطے ہو گئی ہوں تو یہ نکاح ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی اسی طرح اگر مرد نے کہا کہ کونی امرأتی بمائة تقبلت یعنی تو بعوض سو درم کے میری جورو ہو جا پس عورت نے قبول کیا یا کہا کہ میں نے تجھکو سو درم اس شرط پر دیے کہ تو میری جورو ہو جا پس عورت نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میرا حق تیری بضع سے نفع حاصل کرنے میں بعوض ہزار درم کے ثابت ہو گیا پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیری عروسی میں دیا پس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور اگر ایک عورت نے اپنے شوہر سے بائنہ ہو کر اس لائق تھی کہ نکاح کرکے اپنے اُس شوہر کے پاس جاوے پس اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیری طرف واپس کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور یہ گواہوں کے سامنے واقع ہوا تو یہ نکاح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی اور اجناس ناطفی میں ہی کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ دی پھر اُس سے کہا کہ میں نے تجھ سے اسقدر مال پر رجوع کیا اور عورت اس سے راضی ہو گئی اور یہ واقعہ گواہوں کے حضور میں واقع ہوا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مال مہر کا ذکر نہ کیا پس اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شوہر کی مراد اس کلام سے نکاح تھا تو نکاح ہو جائیگا ورنہ نہیں یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر ایسا کلام کسی اجنبیہ عورت سے

جسکے ساتھ کبھی نکاح واقع نہوا تھا گواہون کے حضور مین کہا پس عورت نے جواب دیا کہ مین راضی ہوئی تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- ایک مرد نے ایک عورت سے کہا کہ مرا باشیدی میری ہوئی توپس اُسنے کہا کہ باشیدم ہوئی مین تو نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر عورت سے یون کہا کہ مرا باشیدی بزنی یعنے جورو ہوجانے کے حق مین تو میری ہوئی اور اُسنے جواب دیا کہ باشیدم تو نکاح منعقد ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ صورت اُولی مین بھی نکاح منعقد ہوجائیگا اور عرف و رواج کی راہ سے بھی ظاہر ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر مجھے دے پس اُس نے کہا کہ مین نے دی تو نکاح منعقد ہوجائیگا اگرچہ منگنی والے نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قبول کی اور اگر مانگنے والے نے یون کہا کہ مرا دادی یعنے آیا تو نے مجھے دی پس اُسنے جواب دیا کہ مین نے دی تو جبتک مانگنے والا پھر یہ کہے کہ مین نے قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر اس نے اپنے کلام مرا دادی سے استفہام دیکھو نی مراد نہین لی بلکہ یہ مراد لی کہ دیدی یعنے بر سبیل تحقیق و وقوع تو البتہ منعقد ہوجائیگا اگرچہ وہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی- اور مجموع النوازل مین شیخ امام نجم الدین نسفی سے مروی ہی کہ دختر خویش مرادہ یعنے اپنی دختر مجھے دے اس کلام کے ساتھ یہ کہنا ضرور ہی کہ میری جورو ہونے کے واسطے دے یعنی اپنی دختر مجھے میری جورو ہونے کے واسطے دے اور ضرور ہی کہ دوسرا بھی یون کہے کہ مین نے تیری جورو ہونے کے واسطے دی اور اگر بدون اسکے ہوگا تو بعضے مشایخ کے نزدیک نکاح منعقد نہوگا مگر بعضون کے نزدیک منعقد ہوجائیگا بہرحال اسقدر لفظ بڑھا دینا چاہیے ہی تاکہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہوجاوے یہ محیط مین ہی- ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو فلان مرد کی جورو ہونے کے واسطے دیا پس اُسنے جواب دیا کہ دادم یعنی دیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ تو نے قبول کیا اُسنے کہا کہ پذیرفت یعنی قبول کیا تو نکاح منعقد ہوجائیگا اگرچہ عورت نے یون نہ کہا کہ دادم یعنی مین نے دیا اور شوہر نے یون نہ کہا کہ پذیرفتم یعنی مین نے قبول کیا- اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو کردیا پس اُسنے کہا کہ مین نے کردیا تو نکاح منعقد ہوجائیگا اسی طرح اگر عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو بنا دیا پس اُس نے کہا کہ مین نے بنا دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا پس اُس نے کہا کہ نہین پھر اثنائے گفتگو مین کہا کہ من ویرا خواستم یعنی مین نے اُس مرد کو مانگا اور مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ مین ہی- شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے میری جورو ہونے کے واسطے دیا پس اُس نے کہا کہ بالسمع والطاعة یعنی بسر و چشم تو شیخ رح نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ مین احسان مند ہوئی تو منعقد نہوگا اسواسطے کہ پہلا کلام تو اجابت ہی اور دوسرا کلام وعدہ ہی یہ محیط مین ہی- ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین دیا پس مرد نے کہا کہ بخداوندگاری پذیرفتم یعنی مین نے آقا بنانے کے واسطے قبول کیا (قال المترجم کما یقال سرتاج بنانے کے واسطے قبول کیا) تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر اس سے یہ نہ کہا بلکہ اس سے کہا کہ شایانی پس اگر بطور طنز کے نہ کہا ہو تو نکاح صحیح ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہی- اور لفظ اجارہ کے ساتھ نکاح منعقد نہین ہوتا ہی اور یہی صحیح قول ہی اور نیز مثل اعارہ و اباحت و احلال و تمتع و اجازت و رضا وغیرہ الفاظ سے بھی منعقد نہین ہوتا ہی یہ تبیین مین ہی- اور نیز لفظ اقالہ و خلع و صلح و برارت سے بھی منعقد نہین ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور نیز یہ لفظ شرکت و کتابت بھی منعقد نہین ہوتا ہی کذا فی محیط السرخسی

اور نیز بلفظ اعتاق و دلالہ و ابداع کبھی منعقد نہیں ہوتا ہے کذا فی غایۃ السروجی اور نیز بلفظ فدا بھی منعقد نہیں ہوتا ہے کذا فی البحر الرائق اور بلفظ وصیت بھی منعقد نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ وصیت اگرچہ موجب ملک ہے مگر موت کے بعد ملکیت کی موجب ہوتی ہے یہ ہدایہ و کافی میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی باندی کی بضع کی بعوض ہزار درم کے فی الحال کے واسطے وصیت کی اور دوسری نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا یہ نہایہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر فلانہ کا میرے ساتھ بعوض اسقدر مال کے نکاح کر دے پس اس دختر نابالغہ کے والد نے کہا کہ اسکو جہان تیرا جی چاہے اٹھا لیجا تو نکاح منعقد ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد سے اپنے نکاح کا کلام کہنا شروع کیا کہ نکاح کر دیا میں نے اپنے نفس کو تیرے ساتھ اور چاہتی تھی کہ کہے بعوض سو دینار کے پس ہنوز عورت مذکورہ یہ لفظ نہ کہنے پائی تھی کہ مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک جماعت کو ایک شخص کے پاس بدین غرض بھیجا کہ اسکے واسطے شخص مذکور کی دختر کی درخواست کریں پس اُن لوگون نے جاکر اس سے کہا کہ تو نے اپنی دختر فلانہ ہمکو دی اور اُس نے جواب دیا کہ دی پس ان لوگون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ ان لوگون نے بھیجنے والے کی جانب اضافت نہیں کی ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت دونون نے گواہون کے سامنے فارسی میں کہا کہ ما زن و شوہریم یعنی ہم دونون جورو خاوند ہیں تو دونون میں نکاح کا انعقاد نہو جائیگا اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر مرد نے کہا کہ یہ میری جورو ہے اور عورت نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے اور یہ اقرار گواہون کے حضور میں ہوا حالانکہ پیشتر سے ان دونون کے درمیان نکاح نہ تھا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نکاح نہوگا کذا فی الظہیریہ اور شیخ جمال الدین نے کہا ہے کہ ایسی صورت میں اگر قاضی نے نکاح واقع ہونے کا حکم دیا ہے یا گواہون نے دونون سے کہا کہ آیا تمنے اس گفتگو کو نکاح قرار دیا ہے اور دونون نے جواب دیا کہ ہان تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا یہ مختار الفتاوی میں ہے۔ اور یتیمیہ میں لکھا ہے کہ شیخ علی سغدی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو سلام کیا بایں طور کہ السلام علیک اے میری جورو اُس نے جواب دیا کہ وعلیک السلام اے میرے خاوند اور اس کلام کو گواہون نے سنا تو شیخ نے فرمایا کہ اس سے نکاح منعقد نہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک مرد سے کہا گیا کہ دختر خویشتن را بہ پسر من ارزانی داشتی یعنی تو نے اپنی دختر کو میرے پسر کے واسطے ارزانی رکھا پس اُس نے جواب دیا کہ داشتم تو دونون میں نکاح منعقد نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ طفل صغیر کے والد نے گواہون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے فلان کی دختر صغیرہ کو اپنے پسر فلان کے نکاح میں بعوض اتنے مہر کے کر دیا پھر دختر صغیرہ کے باپ سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا نہیں ہے تو اُس نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو اولے یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کر لین اور اگر تجدید نہ کی تو بھی جائز ہے یہ فتاوی قاضی خان و ظہیریہ میں ہے اور اگر فارسی میں مرد نے کہا کہ خویشتن را بزنے دادم بہ ہزار درم یعنے میں نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے تیری جورو ہونے کے واسطے دیا پس عورت نے جواب دیا کہ پذیرفتم یعنے میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا اسواسطے کہ بزنی یعنے جورو ہونے کا لفظ فارسی میں مرد پر اطلاق نہیں ہو سکتا ہے یہ تجنیس میں ہے۔ اور اگر دختر کے باپ سے کہا کہ آیا تو نے اپنی دختر میرے نکاح میں دی اور اُس نے جواب دیا کہ دی یا کہا کہ ہان تو جبتک اسکے بعد مرد مذکور یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ نوم

علہ اقول بخلاف لفظ زوج کہ عربی میں زن و مرد و عورت دونون پر اطلاق ہوتا ہے ۱۲ منہ

آیا تو نے اپنی دختر میرے نکاح مین دی یہ استفہام ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور لفظ قرض و رہن سے نکاح منعقد ہونے مین مشایخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ ان لفظون سے منعقد نہین ہوتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور بعض نے فرمایا کہ بنا بر قیاس قول امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے لفظ قرض سے منعقد ہوگا اسواسطے کہ نفس قرض ان دونون اماموں کے نزدیک تملیک ہی اور یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوے مین ہی۔ اور لفظ سلم سے بعضون نے کہا کہ منعقد ہوتا ہی اور بعضون نے کہا کہ نہین منعقد ہوتا اور اسیطرح بیع صرف کی لفظ سے بھی نکاح منعقد ہونے مین دو قول ہین یعنی بعض کے نزدیک منعقد ہوتا ہی اور بعض کے نزدیک نہین یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور جو نکاح کہ مضاف ہو مثلاً دختر کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو کل کے روز تیرے نکاح مین دیا یعنی آیندہ جو کل ہوگا تو یہ صحیح نہوگا اور جو نکاح کہ معلق ہو پس اگر ایسی چیز پر معلق ہی جو گذر چکا ہی تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ اُسکا حال معلوم ہی چنانچہ اگر زید کی دختر کا خطبہ کیا گیا اور اُس نے خبر دی کہ مین نے فلان مرد سے اسکا نکاح کردیا ہی پس خاطب نے اس قول کی تکذیب کی پس زید نے کہا کہ اگر مین نے فلان مرد سے اسکا نکاح نہ کیا ہو تو مین نے تیرے پسر کے ساتھ اسکا نکاح کردیا پس پسر کے باپ نے اسکو قبول کیا پھر ظاہر ہوا کہ زید نے کسی کے ساتھ اسکا نکاح نہین کیا تھا تو نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر گواہون کے حضور مین ایک عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے اسقدر مہر پر نکاح کیا بشرطیکہ میرا باپ اجازت دیدے یا راضی ہو جاوے پس عورت نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ عورت طالقہ ہی یا بدین شرط کہ معاملہ طلاق مین عورت مذکورہ کا اختیار اُسکے قبضہ مین ہی تو امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا کہ نکاح جائز ہی اور طلاق باطل ہی اور عورت کا اختیار عورت کے قبضہ مین نہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب مرد نے پہل کرکے یون کہا کہ مین نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تو طالقہ ہی اور اگر عورت نے پہل کی اور کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مین طالقہ ہون یا بدین شرط کہ امر طلاق میرے اختیار مین ہی جب چاہونگی اپنے آپ کو طلاق دے دونگی پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق واقع ہوگی اور امر طلاق اُس عورت کے اختیار مین ہوگا۔ اسیطرح اگر مولی نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کیا پس اگر غلام نے پہل کی اور کہا کہ میرے ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بعوض ہزار درم مہر کے اس شرط پر کردے کہ اس باندی کی طلاق کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہوگا جب چاہے طلاق دے دے پس مولے نے باندی مذکورہ اس غلام کے نکاح مین دی تو نکاح صحیح ہوگا مگر امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ مین نہوگا اور اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے اپنی یہ باندی تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اُسکے طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس غلام نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور مولے کو امر طلاق کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ اگر مین نے اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار ہمیشہ تجھکو ہی پھر اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار ہمیشہ مولے کو حاصل رہیگا اور غلام مذکور مولے کو اس اختیار سے کبھی خارج نہین کرسکتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ حصاد و دیاس نکاح کیا تو ہمارے مشایخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور میرے نزدیک مختار یہ ہی کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور مہر مین یہ مدت میعاد ثابت ہوگی یہ مختار الفتاوی مین ہی اور نکاح مین خیار رویت و خیار شرط و خیار عیب ثابت نہین ہوتا ہی خواہ خیار مرد کے واسطے قرار دیا جاوے

یا عورت کے واسطے یا دونون کے واسطے قرار دیا جاوے خواہ تین روز کا خیار ہو یا کم کا یا زیادہ کا اور اگر ایسی شرط کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا مگر شرط مذکور باطل ہوگی لیکن عیب جب یا خصی یا عنین ہو تو عورت کو خیار حاصل ہوتا ہے قال المترجم جب ذکر مرد کا جڑ سے قطع ہونا اور مجبوب وہ شخص ہے جسکا ذکر جڑ سے کٹ گیا ہو اور خصی سے مراد یہ ہے کہ اسکے خصیے نکالے یا کوفتہ ہون جیسے بدھیا کہتے ہین اور عنین نامردی معروف وعنین نامرد - اور یہ امام اعظم رہ و امام ابو یوسف رہ کا قول ہے یہ شرح طحاوی میں ہے - اور اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر شرط لگائی کہ آنکھ سے کانا نہو یا لنجا نہو یا خوبصورت ہونے کی شرط لگائی یا شوہر نے یہ شرط لگائی کہ عورت باکرہ ہو پھر اس شرط کے برخلاف پایا تو اسکو خیار حاصل نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ یہ مرد مذکور شہر کا ہے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دیہاتی ہے تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ مرد مذکور اسکا کفو ہو اور عورت مذکورہ کو کچھ خیار حاصل نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور فتاوی ابو اللیث رح مین ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ میرے باپ کو خیار حاصل ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے باپ کو خیار حاصل نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے

تیسرا باب - محرمات کے بیان مین قال المترجم محرمات یعنی ایسی عورتون کے بیان مین جو ہمیشہ یا فی الحال کے واسطے حرام ہین قال اور محرمات کی نو قسمین ہین قسم اول محرمات بہ نسب کے بیان مین یعنی رحم کی قرابت کی وجہ سے جو عورتین ہمیشہ کے واسطے حرام ہین چنانچہ ایسی محرمات عورتین امہات یعنی مائین ہین اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھائی کی بیٹیان اور بہن کی بیٹیان پس یہ عورتین جو مذکور ہوئی ہین نکاح کی راہ سے بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہین اور ایسے وطی کرنا اور جو امور مقتضی بجانب وطی ہوتے ہین وہ بھی سب اُن عورتون سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہین اور واضح ہو کہ امہات یعنی ماؤن سے یہ مراد ہے کہ اس شخص کی ماں ہو یا اسکی سگی دادی وغیرہ یا سگی نانی وغیرہ چاہیے جتنے اونچے مرتبہ کی ہو سب قطعی دائمی حرام ہین اور بیٹیون سے یہ مراد ہے کہ اس مرد کی صلبی دختر ہو یا اسکے پسر کی دختر ہو یا اسکی دختر کی دختر ہو اور چاہیے جتنے نیچے مرتبہ پر ہو بہر صورت دائمی حرام ہین اور بہنون سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک ماں و باپ سے بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو یا فقط ماں کی طرف سے بہن ہو پس یہ بہنین قطعی حرام ہین قال المترجم اور ہندوستان مین جو چچازاد بہن اور پھوپھی زاد بہن وغیرہ ہوتی ہین وہ فقط نسب کے رشتہ سے حرام نہین ہین ایسے نکاح کرنا جائز ہے اگر کوئی وجہ دیگر مانع نہو مثلاً اُس مرد نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تو اسکی دختر سے جو اسکی پھوپھی زاد بہن تھی اب رضاعی بہن ہوگئی لہذا بوجہ سبب کے ناجائز ہوگئی ورنہ جائز تھی اور واضح ہو کہ بھائی بھی تین طرح کے ہوتے ہین ایک سگا بھائی دوسرا فقط باپ کی طرف سے اور تیسرا فقط ماں کی طرف سے پس اب جاننا چاہیے کہ بھائیون کی بیٹیون اور بہنون کی بیٹیون سے انھین بھائیون اور انھین بہنون کی بیٹیان خواہ ایک درجہ کی ہون یا پوتیان و پڑپوتیان و نواسیان و پرنواسیان وغیرہ چاہیے کتنے ہی نیچے درجے پر ہون قطعی دائمی حرام ہین - اور پھوپھیان بھی تین طرح کی ہوتی ہین ایک تو باپ کی سگی یعنی ایک ماں و باپ کی بہن اور دوسری فقط باپ کی طرف سے بہن اور تیسری فقط ماں کی طرف سے بہن یہ سب پھوپھیان ہین اور اسی طرح باپ کی پھوپھیان بھی انھین تین طرح کی ہوتی ہین اور اسی طرح ماں کی پھوپھیان بھی اور اسی طرح اجداد کی پھوپھیان اور اسی طرح جدات کی پھوپھیان بھی اسی طرح ہوتی ہین اور چاہیے جسقدر اونچے مرتبہ پر ہون سب کا یکسان حکم ہے

یعنی پرنانی و پرداد ی وغیرہ ۱۲ منہ

دادی ونانی ۱۲ منہ

کہ سب قطعی دائمی حرام ہین اور واضح رہے کہ پھوپھی کی پھوپھی کی صورت مین دیکھا جائیگا کہ اگر پھوپھی اس مرد کے باپ کی ایک ماں و باپ کی طرف سے سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے بہن ہو تو پھوپھی کی پھوپھی بھی حرام ہو گی اور اگر پھوپھی اسکی فقط ماں کی طرف سے پھوپھی ہو تو پھوپھی کی پھوپھی حرام نہ ہو گی۔ اور خالات سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک ماں و باپ سے اُسکی خالہ ہو یعنے اُسکی ماں کی سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے یا فقط ماں کی طرف سے خالہ ہو سب حرام ہین اور نیز اُسکے آباء و اجداد و ماں و جدات کی خالائین بھی یہی حکم رکھتی ہین کہ قطعاً دائمی حرام ہین اور رہی خالہ کی خالہ پس اگر خالہ اُس شخص کی سگی یعنے ماں[دادا یا نانا ۱۲] و باپ[دادی یا نانی ۱۲] کی طرف سے اسکی ماں کی بہن ہو یا فقط ماں کی طرف سے بہن ہونے سے اُسکی خالہ ہو تو اُسکی خالہ کی خالہ اسپر حرام ہو گی اور اگر اُسکی خالہ فقط باپ کی طرف سے اُسکی ماں کی بہن ہونے سے اُسکی خالہ ہو تو خالہ کی خالہ اسپر حرام نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ **قسم دوم محرمات بہ صہریت کے بیان مین** یعنی خسر و دامادی کے رشتہ سے جو عورتین حرام ہو جاتی ہین اور یہ عورتین چار فرقہ ہین فرقہ اول اپنی جورون کی امہات و جدات از جانب مادر و پدر اگرچہ کتنے ہی اونچے مرتبہ پر ہون[نانی و دادی نانی وغیرہ ۱۲] فرقہ دوم زوجہ کی بیٹیان اور اُسکی اولاد کی بیٹیان[یعنی ۱۲] چاہے جتنے نیچے درجہ پر ہون مرد پر حرام ہو جاتی ہین بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو کذا فی العمادی خواہ اُسکی زوجہ کی دختر اُسکی پرورش مین ہو یا نہو کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان قال المترجم زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید لگائی گئی ہے کہ زوجہ کے ساتھ دخول تحقیقی کیا ہو اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہو گی پس چاہیے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دے کر اُسکی دختر سے نکاح کر لے بخلاف زوجہ کی ماں و نانی و دادی وغیرہ کے کہ بعد نکاح زوجہ کے چاہے زوجہ سے وطی کرے یا نکرے اُسکی ماں وغیرہ سے نکاح نہین کر سکتا ہے فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے مین ہمنے بیان کر دیا کہ تحقیقی وطی ہو چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ اور ہمارے اصحاب نے خلوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے حق مین نہین رکھا کہ خلوت واقع ہونے سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جاوے کذا فی الذخیرہ فی نوع ما یتعلق بہ جمیع المہر۔ فرقہ سوم بیٹے یا پوتے یا نواسے کی جورو سے چاہے کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو کبھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ پسر نے اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اگر بیٹا متبنّی ہو تو اُسکی جورو سے نکاح کر لینا حرام نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ فرقہ چہارم آباء و اجداد از جانب مادر و پدر کی جورویٰن اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ پر ہون یہ سب نکاح و وطی[جبکہ اُنکو طلاق دیدے ۱۲] دونون طرح سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہین یہ حاوی قدسی[باب ۱۲] مین ہے اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ ایسے نکاح سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح ہو اور نکاح فاسد کی وجہ سے ثابت نہین ہوتی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ پس اگر کسی عورت سے بہ نکاح فاسد عقد کیا تو فقط نکاح سے اُس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہو گی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور حرمت مصاہرہ وطی کرنے سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطریق شبہہ ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاوی قاضیخان پس اگر کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو اُس عورت کی ماں اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسی طرح اُسکی ماں کی ماں وغیرہ چاہے کتنے ہی اونچے درجہ کی ہو سب حرام ہونگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون سب حرام ہونگی اسی طرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہے اس مرد زانی کے آباء و اجداد پر چاہے کتنے ہی اونچے درجہ پر ہون اور اس مرد کے بیٹون اور پوتون و پرپوتون پر چاہے کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون حرام ہو گی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے وطی کی اور یہ صورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پاخانہ کا مقام پھاڑ کر ایک کر دیا تو اس عورت کی ماں

اس مرد پر حرام نہو گی کیونکہ اس امر کا تیقن نہین ہو کہ یہ وطی فرج مین واقع ہوئی لیکن اگر عورت مذکورہ کو حمل رہجاوے اور معلوم ہو جاوے کہ وطی فرج مین واقع ہوئی ہو تو البتہ اُسکی مان اس مرد پر حرام ہو جاویگی یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور واضح رہے کہ جسطرح یہ حرمت مصاہرہ بوجہ وطی کے ثابت ہوتی ہو اسی طرح شہوت سے مساس کرنے اور بوسہ لینے اور فرج پر نظر کرنے سے ثابت ہوتی ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور ہمارے نزدیک یہ امور خواہ بطریق نکاح واقع ہوں یا بطور ملک ہوں یا بوجہ فسق و فجور ہوں کچھ فرق نہین ہو یہ ملتقط مین ہو۔ اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ خواہ یہ عورت ربیبہ ہو یا کوئی اور ہو کچھ فرق نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور جو مباشرت بشہوت ہو وہ بمنزلہ بوسہ لینے کے ہو اور اسی طرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اسی طرح اگر عورت کو شہوت سے دانتوں سے داب کر کاٹا تو بھی یہی حکم ہو یہ خلاصہ مین ہو اور اگر عورت نے کسی مرد کے ذکر کو دیکھا یا مرد مذکور کو بشہوت مساس کیا یا اُسکا شہوت سے بوسہ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہو۔ اور باقی اعضا کی طرف نظر کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی ہو الاجبکہ بشہوت ہو اور نیز باقی اعضا کے مساس کرنے سے بھی ثابت نہین ہوتی ہو الاجبکہ بشہوت ہو اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور نظر وہ معتبر ہو جو داخلی فرج مین ہو یہ ہدایہ مین ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ ظہیریہ و جواہر اخلاطی مین ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے کھڑی ہوئی عورت کی فرج کو دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی اور داخلی فرج مین جب نظر پڑیگی کہ جب وہ عورت تکیہ لگائے بیٹھی ہو یعنے دونوں ٹانگین کشادہ ہوں یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کسی عورت کی فرج کو شہوت سے باریک پردہ یا شیشہ کی آڑ سے جس سے فرج نظر آتی ہو دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر آئینہ دیکھا اور اسمین کسی عورت کی فرج نظر آئی پھر اُسکو شہوت سے دیکھا تو اس عورت کی مان و بیٹی اس آئینہ دیکھنے والے پر حرام نہوگی اسواسطے کہ اسنے اُسکی فرج نہین دیکھی بلکہ اُسکی فرج کا عکس دیکھا ہو اور اگر کوئی عورت کسی حوض کے کنارہ پر بیٹھی ہو یا ندی کے پل پر ہو اور ایک مرد نے پانی مین نگاہ کی اور پانی مین اُس عورت کی فرج دیکھی پھر بنظر شہوت دیکھی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی کذا فی فتاوے قاضی خان اور یہی صحیح ہو یہ خلاصہ مین ہو اور اگر عورت [عکسا۱۲] پانی مین ہو اور باہر سے کسی مرد نے پانی مین اُسکی فرج کو دیکھا اور شہوت سے نگاہ کی تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی دختر کی فرج کو بغیر شہوت دیکھا اور اُسکو تمنا ہوئی کہ کاش میرے پاس ایسی کوئی باندی ہوتی پس اس نگاہ کے ساتھ اُسمین شہوت بھی پائی گئی تو مشائخ نے فرمایا ہو کہ اگر یہ شہوت اُسکو اپنی دختر پر واقع ہوئی ہو تو اُسکی جورو اسپر حرام ہو جاویگی اور اگر یہ شہوت اُسکو اس باندی کے خیال پر آئی ہو جسکی اس نے تمنا کی تھی تو اُسکی جورو اسپر حرام نہوگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین اسکی نظر اپنی دختر کی فرج پر بسبب شہوت نہین ہوئی ہو یہ فتاوے قاضی خان و ذخیرہ مین ہو اور مساس کرنے سے جو حرمت ثابت ہوتی ہو چاہے عمداً مساس کیا ہو یا بھول کر یا یا کراہ یا براہ خطا ہو کچھ فرق نہین ہو کذا فی فتح القدیر یا سوتے مین ہو یہ معراج الدرایہ مین ہو۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو جماع کرنے کی غرض سے رات کو جگایا مگر اُسکا ہاتھ اپنی دختر پر جو اسی جورو کے پیٹ سے ہو جا پہونچا اور اُسکے بدن کو اپنی اُنگلی سے گرفت کر کے مساس کیا بدین گمان کہ یہ اُسکی مان ہو یعنے میری جورو ہو حالانکہ یہ لڑکی ایسی تھی کہ اس سے شہوت اُٹھتی تو اس لڑکی کی مان یعنی مرد مذکور کی جورو مرد مذکور پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہو اور اگر عورت کے بال شہوت کے ساتھ چھوئے پس

اگر وہ بال چھوئے جو اُسکے سر کے متصل ہین تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اگر لٹکے ہوئے سر سے چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی مگر امام ناطفی نے یہ تفصیل نہین فرمائی ہو بلکہ مطلق بال کے چھونے سے حرمت مصاہرہ کا حکم دیا ہو یہ ظہیریہ و جنیر کردری و سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر شہوت سے اُسکے ناخن چھولے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہو۔ ولیکن واضح رہے کہ مساس سے حرمت مصاہرہ جبھی ثابت ہوتی ہو جب چھونے والے مرد اور بدن عورت کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہو اور اگر کوئی کپڑا حائل ہوگا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کپڑا اسقدر گندہ ہو کہ چھونے والے کو بدن عورت کی حرارت محسوس نہین ہوتی تو بھی حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی اگرچہ اس فعل سے اُسکے آلۂ تناسل کو انتشار ہوا ہو اور اگر کپڑا باریک ہو کہ جس سے تن عورت کی حرارت چھونے والے کے ہاتھ کو پہونچے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو اور اسیطرح اگر مرد نے عورت کے موزہ کا تلا چھوا تو بھی شہوت سے چھونے مین یہی حکم ہو لیکن اگر موزہ مذکور منعل یعنے نعلدار ہو کہ جس سے قدم کی نرمی معلوم و محسوس نہوتی ہو تو یہ حکم ثابت نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اگر مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونون کے درمیان کپڑا حائل ہو پس اگر عورت مذکورہ کے اگلے دانتون کی ٹھنڈک یا ہونٹھون کی ٹھنڈک پائی تو یہ بوسہ لینے اور مس کرنے مین داخل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہو کہ مساس پر دوام پایا جاوے حتی کہ کہا گیا ہو کہ اگر مرد نے کسی عورت کی جانب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اُسکا ہاتھ اُسکی دختر کی ناک پر جا پڑا کہ اُسکی شہوت زیادہ ہوگئی تو اس مرد پر اُسکی جورو یعنے دختر کی مان حرام ہوجائیگی اگرچہ اُسی وقت اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہو کذا فی الذخیرہ مگر یہ شرط ہو کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی ایسی ہو کہ مرد کو اُس سے شہوت ہوتی ہو یہ تبیین مین ہو اور نو برس کی لڑکی محل شہوت ہو اس سے کم کی مشتہاۃ نہین ہو یعنی وہ بالغہ یا قریب بلوغ ہو ۱۲ منہ اور اسی پر فتوے ہو یہ معراج الدرایہ مین ہو اور فقیہ ابو اللیث رحنے فرمایا کہ نو برس سے کم سن کی لڑکی مشتہاۃ نہین ہوتی ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور شیخ امام ابوبکر رح سے منقول ہو کہ فرماتے تھے کہ مفتی کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت مین یون فتوے دے کہ وہ مشتہاۃ نہین ہو پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی لیکن اگر سائل مبالغہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تازی تن دار ہو تو ایسی صورت مین سات و آٹھ برس کی صورت مین بھی حرمت کا فتوی دیگا یہ ذخیرہ و مضمرات مین ہو پس اگر ایسی لڑکی سے جماع کیا جو مشتہات نہین ہو تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور یہ حکم فقط صغیرہ مین ہو اور کبیرہ عورت اگر بہت بڈھی ہوجاوے کہ وہ مشتہاۃ کی حد سے باہر ہوجاوے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ وہ حد حرمت مین داخل ہوچکی ہو پس بسبب بڈھی ہوجانے کے خارج نہوگی بخلاف صغیرہ کے کہ اسمین یہ بات نہین پائی گئی ہو یہ تبیین مین ہو اور اسی طرح یہ بھی شرط ہو کہ مذکر کی طرف سے بھی شہوت پائی گئی ہو حتے کہ اگر چار برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی جورو سے جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کے واسطے جو لڑکا ایسا ہو کہ اُسکے مثل لڑکے جماع کرسکتے ہین اسکی وطی بمنزلۂ مرد بالغ کی وطی کے قرار دیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ ایسا لڑکا کہ جسکے مثل جماع کرنے کے لائق ہوتا ہو وہ ہر ایسا لڑکا ہوتا ہو جو جماع کرے اور اُسکو شہوت ہو اور عورتین اُس سے حیا کرین یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور شہوت اُسوقت کی معتبر ہو کہ جسوقت اُسنے چھوا اور دیکھا ہو حتی کہ اگر مرد نے عورت کو چھوا اور دیکھا درحالیکہ اُسکو شہوت نتھی پھر جب چھوڑ دیا تب اُسکو شہوت ہوئی تو اس سے حرمت مصاہرہ

ثابت ہوگی - اور واضح ہو کہ شہوت مرد کی حد یہ ہے کہ مرد کے آلہ تناسل کو انتشار ہو یا اگر منتشر ہو تو انتشار میں زیادتی ہو جاوے یہ تبیین میں ہے اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ خلاصہ میں ہے پس اگر کسی مرد کا آلہ تناسل منتشر ہوا اور اس نے شہوت میں اپنی جورو کو طلب کیا اور اس درمیان میں اس نے اپنے آلہ تناسل کو اسکی دختر کی ٹانگوں کے درمیان داخل کر دیا تو دختر مذکورہ کی ماں اسپر حرام نہو جائیگی تا وقتیکہ اس حرکت سے اسکی شہوت میں اس انتشار کے ساتھ انتشار میں زیادتی نہوئی ہو یہ تبیین میں ہے اور یہ حد جو مذکور ہوئی ایسے لوگوں کے واسطے مقرر ہے جو مرد جوان جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر بوڑھا یا عنین ہو تو اسکے حق میں شہوت کی حد یہ ہے کہ خواہش کے بیے اسکے قلب کو حرکت ہو اگر قبل اسکے اسکا قلب متحرک نہو اور اگر پہلے سے متحرک ہو تو حرکت قلبی میں زیادتی ہو جاوے یہ محیط میں ہے اور عورتوں اور مرد مجبوب کے حق میں شہوت کی حد یہ ہے کہ قلب کو حرکت و خواہش ہو اور اسمیں لذت پیدا ہو بشرطیکہ پہلے سے قلب کو حرکت نہو اور اگر پہلے سے ہو تو اسمیں زیادتی ہو جاوے یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم میں ہے - اور واضح رہے کہ مرد و عورت دونوں میں سے ایک کی طرف سے شہوت کا پایا جانا حرمت ثابت ہونے کے واسطے کافی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسکو انزال نہو جاوے حتی کہ اگر چھونے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی تبیین میں ہے اور علامہ صدر شہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے یہ شرح نقایہ علامہ شمنی میں ہے اور اگر مساس کیا پس انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ بنابر قول صحیح کے ثابت نہ ہوگی اسواسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ فعل داعی بجانب وطی نہیں ہے یہ کافی میں ہے - اور اگر عورت کی دبر یعنی پائخانہ کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اسی طرح اگر باتباع شیطان کسی عورت کی دبر میں دخول کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ تبیین میں ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے اور اگر صغیرہ سے جماع کیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے **مسائل متصلہ** اگر جورو و مرد میں سے کسی نے حرمت مصاہرہ واقع ہونے کا اقرار کیا تو اسکا اقرار ماخوذ کیا جائیگا اور دونوں میں جدائی کرا دی جائیگی اور اسی طرح اگر نکاح سے پہلے ایسا واقع ہونے کا اقرار کیا مثلاً اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تیری ماں سے جماع کیا ہے تو اس اقرار پر مواخذہ کر کے دونوں میں تفریق کرا دیجائیگی ولیکن مہر کے حق میں مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی حتے کہ جو مہر قرار پایا ہے وہ دلایا جائیگا اور یہ ہوگا کہ اسپر عقر واجب ہو اور ایسا اقرار پر مہر رہنا شرط نہیں ہے چنانچہ اگر اس نے اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ میں جھوٹ بولا ہوں تو قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کریگا ولیکن اگر وہ اپنے اقرار میں در واقع جھوٹا ہوگا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی اسکی عورت اسپر حرام نہوگی قال المترجم مگر دنیا میں دونوں میں جدائی ضرور کرائی جائیگی - اور امام محمد رح نے کتاب النکاح میں ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری رضاعی ماں ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھے اسمیں خطا ہوئی ہے تو استحساناً اسکو اختیار رہوگا کہ عورت مذکورہ سے نکاح کر لے اور ان دونوں صورتوں میں فرق اسطور سے کیا گیا ہے کہ اس صورت میں کہ جب اسنے اپنی جورو کی ماں سے وطی کرنے کی خبر دی تو اسنے اپنے فعل کی خبر دی ہے اور جو فعل اسنے کیا ہے اسکے اندر ایسی خطا و غلطی واقع ہونا ایک نادر بات ہے پس اسکی تکذیب کی تصدیق نکی جائیگی اور رضاعت میں اسنے اپنے ایسے زمانہ کے فعل کی خبر نہیں دی کہ جسکو وہ یاد رکھتا ہو بلکہ سوا اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ اسنے کسی دوسرے سے سنا ہے اور ایسی خبر میں خطا واقع ہونا کچھ نادر بات نہیں ہے

یہ تجنیس و مزید مین ہی اور اگر مرد نے کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اسکا مساس کیا یا اسکی فرج کی طرف دیکھا پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو صدر الشہید رحمہ اللہ تعالی نے بوسہ لینے کی صورت مین ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کا حکم دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ امر ثابت نہو کہ یہ فعل بدون شہوت کے تھا اور چھونے اور فرج کے دیکھنے کی صورت مین ثبوت حرمت مصاہرہ کا حکم نہ دیا جائیگا تا وقتیکہ یہ ثابت نہو جاوے کہ یہ فعل بشہوت تھا اسواسطے کہ بوسہ لینے مین اصل یہ ہی کہ شہوت سے ہوتا ہی بخلاف چھونے اور نظر کرنے کے کذا فی المحیط اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے فرج کے سوائے کسی جزو بدن کو چھوا ہو اور اگر فرج کو چھوا ہی تو اسمین بھی اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی- اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی منھہ اور گال سر کے بوسہ مین اگرچہ مقنعہ کے اوپر سے ہو حرمت مصاہرہ ثابت ہونے کا فتوی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اسنے بدون شہوت ہونے کا دعوی کیا تو اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر اسنے چھونے کی صورت مین شہوت ہونے سے انکار کیا تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی لیکن اگر ایسا ہوا کہ اسکا آلہ تناسل کھڑا ہوا اور اسنے عورت کو ایسی حالت مین چپٹا لیا ہی تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل بشہوت نہ تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسواسطے کہ اکثر یہ واقعہ بشہوت ہوتا ہی اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور سواری پر سوار ہوا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر اسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اسکے ساتھ پانی سے عبور کیا تو ایسا حکم نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی- اور اگر گواہون نے یون گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مین نے شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور خالی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا مقبول ہوگی یا نہوگی تو اسمین اختلاف ہی اور مختار یہ ہی کہ مقبول ہوگی اور فخر الاسلام علی بزدوی کا یہی مذہب ہی کذا فی التجنیس والمزید اور ایسا ہی امام محمد رح نے نکاح الجامع مین ذکر فرمایا ہی اسواسطے کہ شہوت ایسی چیز ہی کہ فی الجملہ اسپر وقوف حاصل ہو جاتا ہی پس جسکا آلہ تناسل جنبش کرتا ہی اسکی جنبش آلہ سے اور جسکا آلہ نہین حرکت کرتا ہی اسکے دوسرے آثار سے معلوم ہو جاتا ہی کذا فی الذخیرہ اور یہی معمول ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- قاضی علی سغدی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نشہ کے مدہوش نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اسکا بوسہ لیا اور اسکے ساتھ جماع کرنے کا قصد کیا پس اسکی دختر نے کہا کہ مین تیری بیٹی ہون پس اسکو چھوڑ دیا پس آیا اس دختر کی مان اس مرد پر حرام ہو جائیگی تو فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہی- ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ تو نے اپنی جورو کی مان کے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا کہ مین نے اسکے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونون آدمی مسخرے ٹھٹھے باز ہون تو فرمایا کہ کچھ فرق نہوگا اور اگر اس نے دعوی کیا کہ مین نے جھوٹ طور سے کہا ہی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی- ایک مرد کے پاس ایک باندی ہی اسنے کہا کہ مین نے اس باندی سے وطی کی ہی تو یہ باندی اسکے بیٹے کے واسطے حلال نہوگی اور اگر اس شخص کی ملک مین یہ باندی نہو اور اسنے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہی تو اسکے پسر کو اختیار ہی کہ اسکی تکذیب کرے اور باندی سے وطی کرے اسواسطے کہ ظاہر حلال اسکے پسر کے واسطے شاہد ہی اور اگر باپ کی میراث مین باندی پائی تو بیٹا اس سے وطی کر سکتا ہی تا وقتیکہ یہ معلوم نہو کہ باپ نے اس سے وطی کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ باکرہ ایسی ہی کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہی پھر جب اسکے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اسکو پردہ دریدہ پایا پس اس سے

پوچھا کہ تجھ سے کس شخص نے یہ حرکت کی ہی کہ تیرا پردہ جاتا رہا پس اُسنے جواب دیا کہ تیرے باپ نے پس اگر شوہر نے اس قول کی تصدیق کی تو وہ بائنہ ہوگئی اور اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اُسکی جورو رہیگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر زید کی جورو نے دعویٰ کیا کہ زید کے پسر نے مجھکو بشہوت چھوا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور زید کے بیٹے کا قول قبول ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - ایک شخص نے اپنے باپ کی جورو کا شہوت سے بوسہ لیا یا باپ نے بیٹے کی جورو کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ باکراہ مجبور کی گئی تھی اور اُسکے شوہر نے اس فعل کے بشہوت ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنے والے کے قول کی تصدیق کی تو جدائی واقع ہوجائیگی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیگا اُسکو اس فعل کے کرنے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے عمداً فساد ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عمداً ایسا نہین کیا ہی تو واپس نہین لے سکتا ہی اور وطی کر لینے کی صورت مین واپس نہین لے سکتا ہی اگرچہ اُس نے عمداً فساد ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اسواسطے کہ اس صورت مین اُسپر حد شرعی واجب ہوگی اور حد کے ساتھ مال دونون جمع نہین ہوتے ہین - ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر ہنوز اس مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ اسنے میرے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا ہی اور باندی کے مولیٰ نے اُسکی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اس نے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہی اور شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ مولےٰ نے اُسکی تکذیب کی ہی یعنے اُس نے شہوت سے بوسہ نہین لیا ہی اور اگر اس معاملہ مین باندی نے خود کہا کہ مین نے شہوت سے بوسہ لیا ہی تو اُسکا قول قبول نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ساس نے لڑائی مین اپنے داماد کا آلہ تناسل پکڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی اور امام محمد رحمہ نے نکاح الاصل مین ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مصاہرہ و حرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرتفع نہین ہوجاتا ہی بلکہ فاسد ہوجاتا ہی حتےٰ کہ اگر تفریق و جدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر حد واجب نہوگی خواہ یہ امر اُسپر مشتبہ ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر توبہ کر لی تو بھی اُسکی دختر اس مرد پر حرام رہیگی اسواسطے کہ اُسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہوگئی ہی کہ کبھی اُس سے نکاح نہین کر سکتا ہی اور یہ اس امر کی دلیل ہی کہ حرمت بسبب وطی حرام کے ثابت ہوئی اور جس چیز سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہی اُس سے بھی ثابت ہوتی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ اُسکا بیٹا اس عورت کی بیٹی یا ماں سے نکاح کر لے یہ محیط سرخسی مین ہی اور فتاوی صغریٰ مین ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر ایک عورت منکوحہ سے جماع کیا پس اگر وہ کپڑا گندہ نہو کہ فرج کی حرارت اُسکے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہو تو یہ عورت بعد اس جماع و طلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جس نے اُسپر تین طلاق دیدی تھین حلال ہوجائیگی اور اگر کپڑا گندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جیسے موٹا رومال تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال نہوگی کذا فی الخلاصہ **قسم سوم** وہ عورتین جو بسبب رضاعت کے حرام ہوتی ہین پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت نسب یا صہریت کے حرام ہوتی ہی وہ رضاعت سے بھی حرام ہوجاتی ہی جیسا کہ کتاب الرضاع مین مذکور ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی **قسم چہارم** محرمات بالجمع یعنی اُنکے جمع کرنے کی حیثیت سے

حرام ہین اور وہ دو قسم کی ہین اول اجنبیات کا جمع کرنا اور دوم ذوات ارحام کا جمع کرنا یعنی جن عورتون مین رحم و نسب کی قرابت ہو پس اجنبیات مین یہ حکم ہو کہ مرد کو یہ حلال نہین ہو کہ چار عورتون سے زیادہ ایک وقت مین اپنے نکاح مین جمع کرے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور غلام کو یہ حلال نہین ہو کہ دو عورتون سے زیادہ اپنے نکاح مین جمع کرے یہ بدائع مین ہو اور مکاتب و مدبر و پسر ام ولد اس حکم مین مثل غلام کے ہین یہ کفایہ مین ہو۔ اور مرد آزاد کو روا ہو کہ جتنی اپنی باندیان چاہے اپنے تحت مین رکھے اگرچہ انکی تعداد کثیر ہو اور غلام کو باندیان رکھنا جائز نہین ہو اگرچہ اسکے مولی نے اسکو اجازت دیدی ہو یہ حاوی مین ہو۔ اور مرد آزاد کو روا ہو کہ چار عورتین آزاد و باندیان اپنے نکاح مین لاوے کذا فی الہدایہ اور غلام کو روا ہو دو عورتین خواہ آزاد ہون یا باندیان اپنے نکاح مین لاوے یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور اگر مرد آزاد نے آگے پیچھے پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتون سے نکاح جائز ہوگا اور پانچوین کا نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک ہی عقد مین پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پانچون کا نکاح فاسد ہوگا یعنی باطل ہوگا اسی طرح اگر تین عورتون سے غلام نے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر حربی کافر نے پانچ عورتون سے آگے پیچھے نکاح کیا پھر یکبارگی سب مسلمان ہو گئے تو بالاتفاق پہلی چار عورتین اسکے واسطے جائز رہنگی اور پانچوین سے جدائی کرا دیجائیگی اور اگر حربی مذکور نے سب سے یکبارگی نکاح کیا ہو تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکے ساتھ سے اسکی سب عورتین جدا کر دیجائینگی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر چار عورتون سے یکبارگی نکاح کیا تو فقط پہلی عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور تقدیم و تاخیر معلوم نہین ہو تو پہلے فریق والی عورت کا نکاح بہرحال جائز ہوگا اور اسکو اسکا مہر ملیگا اور باقی دو فریق کا یہ حکم ہو کہ اسکا بیان بقول یا بالفعل بذمہ شوہر ہو خواہ ہر دو فریق کی عورتین زندہ ہون یا مر گئی ہون پس بعد بیان کے جسکے نکاح کا باطل ہونا ظاہر ہوا اسکو نہ مہر ملیگا اور نہ میراث یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر ایک عورت نے دو شوہرون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو باطل ہو لیکن اگر ان دونون مین سے کسی کے پاس چار عورتین نکاحی موجود ہون تو دوسرے کے ساتھ عقد جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور وہ عورتین جنکے درمیان رحم و نسب کی قرابت ہو سو یہ حکم ہو کہ مرد کو یہ حلال نہین ہو کہ سگی دو بہنون کو نکاح کرکے جمع کرے اور یہ حلال نہین ہو کہ دو باندیان جو سگی بہنین ہین اپنی ملک مین لاکر دونون سے وطی کرے اگرچہ جمع کرنے کا مضائقہ نہین ہو اور یہی حکم دو رضاعی بہنون کا ہو یہ سراج الوہاج مین ہو اور اصل یہ ہو کہ ہر ایسی دو عورتین کہ اگر دونون مین سے کسی ایک جانب سے ہم ایک کو مذکر فرض کرین تو دونون مین بسبب رضاعت یا نسب کے انکا نکاح جائز نہو تو ایسی دو عورتون کا جمع کرنا بھی جائز نہین ہو کذا فی المحیط پس یہ جائز نہین ہو کہ مرد ایک عورت اور اسکی نسبی یا رضاعی پھوپھی یا نسبی یا رضاعی خالہ کو جمع کرے اور مثل اسکے اور عورتین جنمین قاعدہ مذکور جاری ہو جمع نہین کر سکتا ہو۔ اور اگر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے پہلے شوہر کی ایک دختر کسی دوسری عورت کے پیٹ سے ہو اس سے بھی نکاح کیا تو جائز ہو کیونکہ اگر ہندہ کو مذکر فرض کیا جاوے تو اسکو یہ دختر مذکورہ حلال ہوتی ہو بخلاف اسکے عکس کے۔ اسی طرح ہندہ اور اسکی باندی کا نکاح مین جمع کرنا بھی جائز ہو اسواسطے کہ اس صورت مین بقاعدہ مذکورہ فرض کرنے سے عدم جواز نکاح بوجہ قرابت نسبی یا رضاعت نہین ہو

یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہو [illegible]

اور دونون کے درمیان جدائی کرادی جائیگی پس اگر ہنوز اُس نے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونون کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اُسکے مہر مسمی اور مہر مثل مین سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر دونون کے ساتھ دو عقدون مین نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اسکا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہوگیا تو دونون مین تفریق کرادیگا پس اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت نہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اُسکو مہر ملیگا مگر مہر مسمے اور مہر مثل مین سے کم مقدار ملیگی اور عورت مذکورہ پر عدت واجب ہوگی اور اگر حمل رہگیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی جورو سے جدا رہیگا یہان تک کہ اُسکے جورو کی بہن کی عدت گذر جاوے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر دونون سے دو عقدون مین نکاح کیا مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ دونون مین سے کون عورت پہلی ہے تو شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اُس نے بیان کیا تو اُسکے بیان پر عمل درآمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اسمین تحری نہ کیجائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونون عورتون مین جدائی کرادی جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور دونون کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ دونون کا مہر برابر ہو اور عقد مین بیان و مقرر کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہو اور اگر دونون کا مہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکے چوتھائی مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عقد مین مہر مسمے نہو تو دونون کے واسطے ایک متعہ واجب ہوگا جو نصف مہر کے برابر ہوگا اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکا پورا مہر واجب ہوگا کذا فی التبیین اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون مین سے ہر ایک عورت دعوی کرنے کہ میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہے اور کسی کے پاس حجت نہو تو دونون کے واسطے نصف مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ پہلے کون عقد واقع ہوا تو جب تک دونون باہم صلح نہ کرین کسی امر کا حکم نہ دیا جائیگا کذا فی غایۃ السروجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہے کہ دونون عورتین قاضی کے حضور مین کہین کہ ہمارا اس مرد پر مہر ہے اور یہ حق ایسا ہے کہ ہم دونون سے متجاوز نہین ہے پس ہم باہم صلح کرتے ہین کہ نصف مہر لےلین پس قاضی نصف مہر کا حکم دیدیگا یہ نہایہ مین ہے اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کیے تو مرد مذکور پر نصف مہر دونون کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور یہ حکم اتفاقی ہے بنابر آنکہ روایت کتاب النکاح مین مذکور ہے اور یہی ظاہر الروایۃ کافی مین ہے اور یہ احکام جو دو بہنون کے جمع کرنے کی صورت مین مذکور ہوئے ہین ہر ایسی دو عورتون کے حق مین جاری ہین جنکا جمع کرنا حرام ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور جدائی کے بعد اگر اُس نے چاہا کہ دونون مین سے کسی ایک سے نکاح کرے تو اُسکو اختیار ہے بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی ہو اور اگر بعد دخول کے واقع ہو تو جبتک دونون کی عدت نہ گذر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہین کرسکتا ہے اور اگر ایک کی عدت گذر گئی اور دوسری عدت مین ہے تو جو عدت مین ہے اُس سے نکاح کرسکتا ہے دوسری سے نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ اُسکی عدت نہ گذر جاوے۔ اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اُسی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے نہ دوسری کے ساتھ تاوقتیکہ اُسکی عدت پوری نہو جاوے اور جب مدخولہ کی عدت پوری ہوگئی تو پھر اُسکو اختیار ہے کہ دونون مین کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کرسکتا ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور مملوکہ دو بہنون کو بھی وطی کا نفع حاصل کرنے کے واسطے جمع کرنا نہین جائز ہے جیسے دو بہنون کا بنکاح جمع کرنا نہین جائز ہے اور اگر دو بہنون کا مالک ہوا تو اُسکو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تمتع حاصل کرے اور جب اُس نے

دونون بہن سے ایک باندی سے تمتع حاصل کیا تو پھر اسکے بعد دوسری سے تمتع نہین حاصل کرسکتا ہی اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اُس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اُسکی بہن ہی خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کرسکتا ہی اور دوسری سے نہین کرسکتا ہی تا وقتیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کرلے اور حرام کرلینے کے یہ معنی ہین کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح کردے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ بایں طور کہ اُسکو آزاد کردے یا ہبہ کردے یا فروخت کردے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اُسکو مکاتب کردے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کردینا بمنزلہ کل کے آزاد کردینے کے ہی اسی طرح بعض حصہ کا مالک کرنا گویا بمنزلہ کل کے مالک کردینے کے ہی یہ تبیین مین ہی اور اگر زبان سے کہدیا کہ یہ مجھپر حرام ہی تو ایسی حالت مین اُسکی دوسری بہن اُسپر حلال نہوگی جیسے حالت حیض و نفاس و احرام و صیام مین حلال نہین ہو جاتی ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اُس نے دونون سے وطی کرلی ہو تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ دونون مین سے کسی سے وطی کرے تا وقتیکہ دونون مین ایک کو اپنے اوپر جسطرح ہمنے بیان کیا ہی حرام نہ کرے اور اگر اُسنے اسطرح حرام کرلیا کہ دونون مین سے ایک کو فروخت کردیا یا کسی سے اُسکا نکاح کردیا یا ہبہ کردی پھر بسبب عیب کے اُسکو واپس دی گئی یا اُس نے ہبہ سے رجوع کیا یا اُسکے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی تو پھر دونون مین سے کسی سے وطی نہ کرسکیگا جب تک کہ دونون مین سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ بالا حرام نہ کرلے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے ساتھ ہمبستر نہوا تھا کہ اُسکی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہمبستر نہین ہوسکتا ہی اسواسطے کہ منکوحہ باندی کے واسطے نفس نکاح سے بستر ثابت ہوگیا ہی پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کریگا تو ایک بستر مین دونون کو جمع کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کرچکا ہی تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہوا تو پھر باندی مذکورہ مملوکہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اُسنے منکوحہ سے ہنوز وطی نہ کی ہو اور نیز منکوحہ سے بھی وطی نہین کرسکتا ہی جب تک کہ مملوکہ کو اپنے اوپر اسباب مذکورہ مین سے کسی سبب سے حرام نہ کرلے پھر البتہ منکوحہ سے وطی کرسکتا ہی اور اگر مملوکہ سے وطی نہ کی ہو تو منکوحہ سے وطی کرسکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح فاسد نکاح کیا تو اُسکی باندی جس سے اُسنے وطی کرلی ہی اُسپر حرام نہوگی لیکن اگر اُسنے منکوحہ سے وطی کرلی تو البتہ اُسکی مملوکہ باندی اُسپر حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ دو بہنون سے ہر ایک نے ایک ہی مرد سے کہا کہ مین نے بعوض اسقدر مہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح مین دیا اور دونون کا کلام دونون کے منہ سے ایک ساتھ نکلا مگر مرد نے دونون مین سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تم دونون سے ہر ایک سے بعوض ہزار درم مہر کے نکاح کیا پس دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین راضی ہوئی اور دوسری نے راضی ہونے سے انکار کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکی شادی کرا دے اور دوسرے شخص کو بھی اُسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دونون وکیلون مین سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے بدون حکم اُس عورت کے اُسکے ساتھ نکاح کردیا حالانکہ دونون عورتین باہم رضاعی بہنین ہین اور دونون کلام ایک ساتھ ہی منہ سے نکلے تو دونون نکاح باطل ہین اسی طرح اگر دونون مین سے ایک نکاح برضامندی عورت ہو یا دونون برضامندی

عورت کے ہون تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہین کہ وہ وکیل نہین کیے گئے ہین بلکہ فضولی ہین اور دونون نے دو بہنون کا نکاح ہر دو لوگون کی اجازت سے دو عقد متفرق مین ایک مرد کے ساتھ باندھا اور ہر دو عورت مین سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک خاطب ہوا اور ہر دو عقد معاً واقع ہوئے پھر یہ خبر مرد کو پہونچی جو شوہر قرار دیا گیا ہے پس اُس نے ہر دو مین سے ایک نکاح کی اجازت دی تو وہ نکاح جائز ہوگا اور اگر ان دونون نے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کر دیا مثلاً باین طور کہ ہر دو وکیل مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے فلانہ و فلانہ عورت کا نکاح کر دیا اور ہر دو لوگون کی طرف سے دو مرد خاطب ہوئے تو اُنمین سے کوئی نکاح جائز نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دو بہنون سے نکاح کیا حالانکہ ایک بہن کسی شخص غیر کی عدت مین ہے یا اُسکی منکوحہ ہے تو جو بہن خالی ہے اُسکا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور جب جورو کو طلاق دی ہے اور وہ حالت عدت مین ہے پس حالت عدت مین اُسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہے خواہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو یا بائن کی یا تین طلاق کی یا نکاح فاسد کی یا وطی بشبہہ کی عدت مین ہو اور جیسے کہ عدت مین اُسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہے اسی طرح ہر ایسی عورت سے جسکا اُسکے ساتھ جمع کرنا نہین جائز ہے نکاح جائز نہوگا اور اسی طرح یہ بھی جائز نہین ہے کہ اُس عدت والی عورت کے علاوہ چار عورتون سے نکاح کرے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو جب تک اُسکی عدت نہ گذر جاوے تب تک اُسکی بہن سے نکاح نہین کر سکتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ام ولد معتدہ کے سوائے چار عورتون سے نکاح جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اُسکی بہن سے بھی نکاح جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ اس مطلقہ نے مجھے خبر دی تھی کہ میری عدت گذر گئی پس اگر اتنی مدت گذر گئی ہے کہ ایسی کم مدت مین عدت نہین پوری ہو جاتی ہے تو مرد کا قول قبول نہوگا ... عورت کا بھی قول قبول نہوگا الا اُس صورت مین کہ ایسے امر کو بیان کرے جو محتمل ہے مثلاً کہے کہ ایسا حمل جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی ساقط ہو گیا ... اور اگر اتنی مدت گذری ہے کہ ایسی مدت مین عدت گذر جاتی ہے پس اگر عورت مذکورہ نے مرد کے قول کی تصدیق کی یا خاموش رہی یا غائب تھی تو مرد مذکور کو اُسکی بہن سے یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کا اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے اُسکی تکذیب کی تو بھی ہمارے علما کے نزدیک یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور جو عورت مرتدہ ہو گئی ہے جب وہ دار الحرب مین جا ملی تو اُسکے مرد کو اُسکی عدت پوری ہو جانے سے پہلے اُسکی بہن کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے جیسا کہ عورت مذکورہ کے مر جانے کی صورت مین ہے پھر اگر وہ مسلمان ہو کر واپس آئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو بہن کے ساتھ نکاح کر لینے سے پہلے واپس آئی یا اُسکے بعد واپس آئی پس اگر بہن سے نکاح کر لینے کے بعد واپس آئی تو بہن کا نکاح فاسد نہوگا کیونکہ عدت عود نہ کریگی اور دوسری صورت مین بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ عدت بعد ساقط ہونے کے بسبب ... عود نہ کریگی اور صاحبینؒ کے نزدیک مرد کو اُسکی بہن سے نکاح کرنا جائز نہین ہے اور مسلمان ہو کر اُسکے واپس آنے کی صورت مین اُسکا دار الحرب مین جا ملنا شرعاً مثل اُسکے غائب ہو جانے کے قرار دیا جائیگا آیا اسکو نہین دیکھتے ہو کہ اُسکو اُسکا مال واپس دیا جاتا ہے اور وہ عود کرکے حالت عدت مین ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور ایسی دو عورتون کا جمع کرنا کہ دونون مین سے ہر ایک عورت دوسری عورت کی پھوپی ہے جائز نہین ہے اور نیز ایسی دو عورتون کا جمع کرنا جنمین سے ہر ایک دوسری کی خالہ ہے جائز نہین ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ دو مردون مین سے

ہر ایک دوسرے مرد کی ماں کے ساتھ نکاح کرے اور دونوں سے لڑکی پیدا ہو پس ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی اور اگر دونوں مردوں میں سے ہر ایک دوسرے کی دختر سے نکاح کرے اور دونوں کی لڑکیاں پیدا ہوں تو ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی خالہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ ایک مرد نے دو عورتوں سے نکاح کا عقد باندھا حالانکہ دونوں میں سے ایک عورت ایسی ہے کہ اُس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے مثلاً اس مرد کی ذوات محارم مثل پھوپھی وخالہ وغیرہ ہے یا شوہر والی ہے یا بت پرست ہے اور دوسری سے نکاح کرنا حلال ہے تو جس سے نکاح حلال ہے اُسکے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور دوسری کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور جو مہر قرار پایا ہے وہ سب اُسی کے واسطے ہوگا جس سے نکاح صحیح ہوا ہے اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اُس عورت کے ساتھ جو حلال نہیں ہے اُسنے دخول کر لیا تو اصل میں مذکور ہے کہ اسکو مہر المثل ملیگا چاہیے جسقدر ہو اور جو مہر قرار پایا ہے وہ سب اسکو ملیگا جو حلال ہے اور مبسوط میں فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے یہی قول اصح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ قسم پنجم باندیاں جو حرہ کے ساتھ یا حرہ کے اوپر نکاح میں لائی جاویں پس حرہ کے ساتھ یا حرہ کے اوپر باندی کا نکاح میں لانا جائز نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور مدبرہ و ام ولد کا بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر حرہ و باندی کو ایک ہی عقد میں جمع کیا تو حرہ کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ اُسوقت ہے کہ جب اس حرہ سے تنہا نکاح کر لینا جائز ہو اور اگر اس حرہ سے نکاح حلال نہ ہو تو باندی کے ساتھ اسکو ملانے سے باندی کا نکاح باطل نہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر پہلے باندی سے نکاح کیا پھر حرہ سے تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر حرہ کو طلاق بائن یا تین طلاق دیکر اُسکی عدت میں باندی سے نکاح کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہیں جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے اور اگر حرہ مذکورہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بالاتفاق باندی سے نکاح نہیں جائز ہے یہ کافی میں ہے اور اگر باندی و حرہ سے نکاح کیا حالانکہ حرہ مذکورہ کسی کے نکاح فاسد کی عدت میں ہے یا وطی بشبہہ کی عدت میں ہے تو حسن بن زیاد نے ذکر کیا کہ یہ صورت بھی امام اعظم و صاحبینؒ کے اختلاف کی ہے اور اُنکے سوائے مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت میں باندی کا نکاح بالاتفاق جائز ہوگا اور یہی اظہر و اشبہ ہے۔ اور اگر باندی کو رجعی طلاق دیکر حرہ سے نکاح کیا پھر باندی سے رجوع کر لیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے غلام نے ایک حرہ عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ بدون اجازت اپنے مولیٰ کے ایسا کیا پھر بدون اجازت اپنے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا پھر مولیٰ نے دونوں کے نکاح کی اجازت دیدی تو حرہ کا نکاح جائز ہوگا اور باندی کا نکاح جائز نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر بدون اجازت باندی کے مولیٰ کے باندی سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول نہ کیا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا پھر مولائے باندی نے اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر باندی مذکورہ کی دختر سے جو حرہ ہے قبل اجازت کے نکاح کر لیا پھر باندی کے مولیٰ نے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص کی ایک دختر بالغہ اور ایک باندی بالغہ ہے پس اُسنے ایک مرد سے کہا کہ میں نے یہ دونوں عورتیں ہر ایک انمیں سے بعوض اسقدر مہر کے تیرے نکاح میں دیں اور اس مرد نے باندی کا نکاح قبول کیا تو باطل ہوگا پھر اگر اسکے بعد حرہ کا نکاح قبول کر لیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے اور باندی کے ساتھ نکاح کرنا خواہ باندی مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو جائز ہے اگرچہ اُسکو حرہ عورت سے نکاح کرنے کی دسترس ہو یہ کافی میں ہے مگر باوجود دسترسی حرہ کے باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ قسم ششم اُن محرمات کے بیان میں جنسے غیر کا حق متعلق ہے کسی مرد کو روا نہیں ہے کہ دوسرے کی منکوحہ سے یا دوسرے کی معتدہ سے نکاح کرے کذا فی سراج الوہاج خواہ

عدت بطلاق ہو یا عدت بوفات شوہر یا بنکاح فاسد میں دخول کرنے کی عدت ہو یا وطی بالشبہہ کی عدت میں ہو یہ بدائع
میں ہی اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا ہی کہ غیر کی منکوحہ ہی پھر اُس سے وطی کر لی تو عدت واجب
ہو گی اور اگر جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ ہی تو واجب نہو گی حتی کہ اُسکے شوہر کو اُس سے وطی کرنا حرام نہیں ہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی
اور جس شخص کی عدت میں ہی اسکو اُسکے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہی یہ محیط سرخسی میں ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اس صورت میں
سوائے عدت کے اور کوئی امر مانع نہو یہ بدائع میں ہی - اور امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ زنا سے جو عورت حاملہ ہو اُس سے
نکاح کرنا جائز ہی ولیکن اُسکے ساتھ وطی نہ کرے یہانتک کہ وضع حمل ہو اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہی مگر فتوی طرفین
کے قول پر ہی یہ محیط میں ہی اور جسطرح اُسکے ساتھ وطی مباح نہیں ہی اسیطرح جو امور دواعی وطی ہیں وہ بھی مباح نہیں ہیں
یہ فتح القدیر میں ہی اور مجموع النوازل میں ہی کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ اُسی مرد نے زنا کیا تھا اور زنا سے
پیٹ ظاہر ہو گیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہی اور بالاتفاق اسکو اختیار ہوگا کہ اُسکے ساتھ وطی کرے اور بالاتفاق وہ
مستحق نفقہ ہو گی یہ ذخیرہ میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکا پیٹ گرا جسکی خلقت واعضا ظاہر تھے
پس اگر چار مہینے پر پیٹ گرا ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت پر گرا ہی تو جائز نہوگا - سوائے کہ خلقت اعضا
کا اظہار ایکسو بیس روز سے کم میں نہیں ہوتا ہی یہ ظہیریہ میں ہی - اور جو عورت حاملہ ثابت النسب ہو اُسکے ساتھ
بالاجماع نکاح نہیں جائز ہی اور امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہی کہ اگر حمل کسی مرد حربی کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہجرت کر کے
دارالاسلام میں چلی آئی ہی یا دارالحرب سے قید کر لائی گئی ہی تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہی مگر اُس سے وطی نکرے یہانتک
کہ وضع حمل ہو جاوے یہ حکم امام ابویوسفؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہی اور اسی پر امام طحاوی نے اعتماد کیا ہی اور
ممانعت کا حکم امام محمدؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کیا ہی اور اسی پر کرخی نے اعتماد کیا ہی اور یہی اصح و معتمد علیہ ہی یہ تبیین میں ہی
ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اُسکی ام ولد اس سے حاملہ ہی تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ نہو تو نکاح صحیح ہوگا
یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہی - اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر اُسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا ولیکن مولے پر
واجب ہوگا کہ اُسکے رحم کا استبراء کرے تاکہ اُسکا نطفہ خلط سے محفوظ رہے یہ ہدایہ میں ہی - اور مولی پر یہ استبراء بطریق استحباب
ہی نہ بطریق وجوب یہ شرح ہدایہ میں ہی - اور جبکہ اس صورت میں نکاح جائز ہوا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبراء کے وطی کرے
یہ امام اعظم و ابویوسفؒ کا قول ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں نہیں پسند کرتا ہوں کہ قبل استبراء کے اس سے وطی کرے یہ
ہدایہ میں ہی اور فقیہ ابواللیثؒ نے فرمایا کہ امام محمدؒ کا قول اقرب باحتیاط ہی اور ہم اسکو لیتے ہیں یہ نہایہ میں ہی اور یہ اختلاف ایسی
صورت میں ہی کہ باندی کے مولی نے قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہی اور اگر بعد استبراء کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اُسکے ساتھ بلا
استبراء وطی کرنا بالاتفاق جائز ہی یہ فتح القدیر میں ہی - اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو
شیخینؒ کے نزدیک قبل استبراء کے اس سے وطی کرنا حلال ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ جبتک اسکا استبراء نکر لے مجھے پسند نہیں ہی کہ اس سے وطی
کرے یہ ہدایہ میں ہی - باپ نے اگر اپنے پسر کی باندی سے نکاح کیا تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ میں ہی - اور جو عورت دارالحرب سے
پکڑ آئی ہی سوائے پکڑ لانے والے کے دوسرے کو اس سے نکاح کر لینا جائز ہی جبکہ عورت مذکورہ تنہا بدون اپنے خاوند کے گرفتار ہو کر
اور دارالاسلام میں لائی گئی ہو اور اسپر اجماع ہی اور عورت مذکورہ پر عدت نہو گی اور اسی طرح جو عورت دارالکفر سے ہجرت کر کے
دارالاسلام میں آئی اسکے ساتھ بھی نکاح جائز ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک اسپر عدت واجب نہو گی اور صاحبینؒ کے نزدیک

ثابت النسب سے یعنی حمل اسکا شوہر سے یا اسکے مالک سے ایسے طور پر ہو کہ جس سے حاملہ ہی اس سے اسکا نسب ثابت ہی بخلاف زنا کے کہ زانی سے نسب ثابت نہیں ہوتا ۱۲

اسپر عدت ہو اور اسکا نکاح جائز نہین ہو اور اسپر اتفاق ہو کہ ایک حیض سے استبراء کرانے سے پہلے اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال نہین ہو یہ بدائع مین ہو۔ قسم ہفتم محرمات بشرک کے بیان مین۔ آتش پرست عورتون اور وثن پرست عورتون کے ساتھ نکاح جائز نہین ہو خواہ آزاد ہون یا باندیان ہون کچھ فرق نہین ہو کذا فی السراج الوہاج اور وثن پرستون مین وہ عورتین بھی داخل ہین جو آفتاب و ستارون کی پرستش کرتی ہین اور اپنی معتقد تصویرون کو پوجتی ہین اور معطلہ و زنادقہ و باطنیہ و اباحیہ اور ہر ایسے مذہب کی عورتین جنکا معتقد کافر ہوتا ہو داخل ہین یہ فتح القدیر مین ہو اور اگر کوئی شخص مشرکہ و مجوسیہ عورت کا مالک ہو تو اُس سے وطی نہین کر سکتا ہو اور کتابیہ عورت سے خواہ حربیہ ہو یا ذمیہ ہو خواہ آزاد ہو یا باندی ہو مسلمان کو نکاح کر لینا جائز ہو کذا فی محیط السرخسی مگر اولی یہ ہو کہ ایسا نہ کرے اور بدون ضرورت کے انکا ذبیحہ نہ کھایا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تو مسلمان کو اختیار ہو کہ اسکو بیعہ و کنیسہ جانے سے منع کرے کذا فی السراج الوہاج اور اپنے گھر مین شراب بنانے سے منع کرے کذا فی النہر الفائق اور خون حیض و نفاس و جنابت سے غسل کرنے پر مجبور نہ کریگا یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر مسلمان نے دار الحرب مین کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو جائز ہو مگر مکروہ ہو اور اگر اُسکو دار الاسلام مین لے آیا تو دونون اپنے نکاح قدیم پر باقی رہینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر مسلمان خود نکل آیا اور اُسکو دار الحرب مین چھوڑ آیا تو بسبب تباین دارین کے فرقت واقع ہو جائیگی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہو۔ اور بعض نے اگر مبیضہ سے گواہون و ولی کے ساتھ نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہو گئے اور باطن مین جو نفاق دین اسلام رکھتے تھے وہ چھوڑ دیا یعنی دل سے مسلمان ہو گئے حالانکہ شوہر نے اُسکے ساتھ خلوت کر لی تھی مگر وطی نہین کی تھی پھر مسلمان ہونے کے بعد عورت مذکورہ نے قبل اسکے کہ پہلے شوہر سے جدائی واقع ہو دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر دونون اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دل سے کفر کے معتقد تھے تو دونون کا نکاح اول جائز ہوگا اور دوسرے شوہر سے عورت کا نکاح جائز نہوگا اور اگر دونون ایک کفر کا اظہار کرتے ہون تو دونون بمنزلہ دو مرتدون کے ہونگے کہ انکا نکاح اول صحیح نہوگا اور عورت کا دوسرے سے نکاح صحیح ہوگا۔ یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور ہر وہ آدمی جو دین آسمانی کا معتقد ہو اور اُسکے لیے کوئی کتاب نازل ہوئی ہو جیسے صحف ابراہیم و شیث علیہما السلام و زبور داؤد علیہ السلام وہ اہل کتاب مین شمار ہوگا پس اس فرقہ کی عورتون سے نکاح کر لینا جائز ہوگا اور انکا ذبیحہ کھانا بھی جائز ہوگا یہ تبیین مین ہو۔ اور صابیہ فرقہ کی عورتون سے مسلمان کو نکاح کرنا امام اعظم کے نزدیک جائز مگر مکروہ ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہو اور یہی حال انکے ذبیحہ کا ہو اور یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ امام اعظم کے نزدیک صابی ایک نصرانی قوم ہو کہ زبور پڑھتے ہین اور بعضے کواکب کی اسطرح تعظیم کرتے ہین جیسے ہم لوگ قبلہ کی تعظیم کرتے ہین اور صاحبین نے انکا کواکب کی تعظیم کرنا ستارہ پرستی قرار دیا پس وثن پرستون کے ہوئے یہ کافی مین ہو۔ اکثر شرح ہدایہ مین ہو اور جس دختر کے مادر و پدر مین سے ایک کتابی ہو اور دوسرا مجوسی ہو تو وہ اہل کتاب کے حکم مین ہوگی یہ بدائع مین ہو اور اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا پھر وہ مجوسیہ ہو گئی تو نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر یہودیہ سے نکاح کیا پھر وہ نصرانیہ ہو گئی یا نصرانیہ سے پھر وہ یہودیہ ہو گئی تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر صابیہ ہو گئی تو امام اعظم کے نزدیک فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو۔ اور شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ اصل یہ ہو کہ جو دو مردین

اگر ایک ایسے حال پر ہو گیا کہ اگر از سر نو نکاح کیا جاوے تو نا جائز ہو تو ایسی حالت میں جائز نکاح بھی باطل ہو جائیگا پھر جب
مجوسیت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہو گیا پس اگر یہ فعل اُس عورت کی طرف سے ہو تو جدائی ہو جائیگی اور عورت مذکورہ کو
اُسکے مہر سے کچھ نہ ملیگا اور نہ متعہ ملیگا اگر قبل دخول کے مجوسیہ ہو گئی ہے اور اگر مرد کی طرف سے یہ فعل صادر ہو پس اگر
دخول سے پہلے پایا گیا تو عورت کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ مہر مسمی رمقرر ہو گیا ہو اور اگر عقد میں مسمی نہوا ہو تو متعہ واجب ہوگا
اور اگر بعد دخول کے مرد مجوسی ہو گیا تو پورا مہر واجب ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے - اور مرتد کو روا نہیں ہے کہ مرتدہ یا مسلمہ
یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح کرے اسی طرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں جائز ہے یہ مبسوط میں ہے اور
مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد مشرک یا کتابی سے نہیں جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور بت پرست اور مجوسیہ
عورت سوائے مرتد کے ہر کافر کے واسطے جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - اور ذمی لوگ آپس میں ایک مرد
دوسری عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اگرچہ باہم اُنکی شریعتیں مختلف ہوں یہ بدائع میں ہے - اور مسلمان عورت
سے نکاح کرنے کے بعد اسکے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح کتابیہ عورت پر مسلمہ عورت
کو بیاہ لا سکتا ہے اور باری میں دونوں برابر ہونگی کیونکہ دونوں محلیت نکاح میں برابر ہیں یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر
میں ہے قسم ہشتم محرمات بملک یعنی مملوکہ میں سے جو حرام ہیں پس عورت کے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے غلام کے نکاح
میں آوے اور نہیں جائز ہے کہ ایسے غلام کے نکاح میں آوے جو اُسکے وغیر کے درمیان مشترک ہے - اور جب نکاح پر ملک میں
وارد ہو تو نکاح باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اگر جورو مرد میں سے کوئی دوسرے تمام کا یا اسکے کسی حصہ کا مالک ہوا تو نکاح
باطل ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے - اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی باندی
سے نکاح کیا جسکے کسی حصہ کا مالک ہے تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اسی طرح ایسی باندی سے بھی
نکاح نہیں جائز ہے جسمیں اسکا کچھ حق ملک ہے مثلاً ایسی باندی جسکو اُسکے مکاتب نے اپنی کمائی سے خریدا ہو یا اُسکے
ماذون غلام قرضدار نے خریدا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اولی یہ ہے کہ اپنی باندی
سے بھی نکاح کر لے حتی کہ اگر وہ حرہ ہو گی تو وطی بحکم نکاح حلال ہو گی یہ سراجیہ میں ہے - غلام ماذون و مدبر نے اگر
اپنی اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح باطل نہوگا اسی طرح اگر مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر مکاتب
نے کوئی باندی خریدی اور اُس سے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اور جسمیں سے بعض حصہ آزاد ہو گیا ہے
وہ امام اعظم رح کے نزدیک مکاتب کے حکم میں ہے پس اگر اُسنے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک
وہ مثل آزاد قرضدار کے ہے پس نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر آزاد مرد نے اپنی جورو باندی کو بشرط
خیار خریدا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا نکاح باطل نہوگا اور مکاتب نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جسکا وہ مالک
ہوتا یعنی اپنی مولاة سے تو صحیح نہوگا اور اگر اُس سے وطی کی تو عقر واجب ہوگا اسی طرح اگر مرد نے اپنی مکاتبہ سے
نکاح کیا تو صحیح نہوگا اور اگر اُس سے وطی کر لی تو عقر دینا پڑیگا - اور اگر مکاتب اپنی مکاتب کرنے والی عورت سے نکاح کرنے کے بعد آزاد
ہو گیا تو نکاح مذکور جائز ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور اگر مکاتب یا غلام نے اپنے مولی کی لڑکی سے باجازت مولی
کے نکاح کیا تو جائز ہے پھر اگر مولی مر گیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتب کا نکاح ہمارے نزدیک مولی کے مرنے سے
فاسد نہوگا یہ مبسوط میں ہے پھر اسکے بعد اگر مکاتب کو آزاد ہو گیا تو نکاح برقرار رہیگا اور اگر عاجز ہو کر پھر رقیق کر دیا گیا تو دختر کا

نکاح باطل ہوجائیگا پس اگر قبل دخول کے ایسا ہوا تو پورا مہر ساقط ہوجائیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا ہو تو رقبہ غلام مکاتب مذکور سے جسقدر حصہ دختر ہی اُسقدر ساقط ہوگا اور باقی وارثون کے حصہ کے قدر رہیگا اور اگر موسلے کے مرنے کے بعد مکاتب نے دختر موسلے سے نکاح کیا تو منعقد ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی قسم نہم محرمات بطلاق۔ اگر مرد آزاد نے عورت آزاد کو تین طلاق دیکر نکاح سے خارج کیا تو جبتک یہ عورت کسی دوسرے شوہر کے نکاح کرکے باہم دونون وطی سے حظ نہ اُٹھاوین تب تک شوہر اول کو اُس سے نکاح کرلینا حلال نہین ہی اور نیز ایسی باندی سے جسکو دو طلاق دیدی ہین قبل دوسرے خاوند سے حلالہ کرانے کے نکاح نہین کرسکتا ہی اور جسطرح اُس سے نکاح کرنا حلال نہین اسی طرح یہ بھی حلال نہین ہی کہ بملک یمین اُس سے وطی کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو دو طلاق دیدین پھر اُسکو خرید کرکے آزاد کردیا تو حلال نہین ہی کہ بعد آزاد کرنے کے اُس سے نکاح کرے یہان تک کہ باندی مذکور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ اُس سے وطی کرے پھر اُسکو طلاق دیدے پھر اُسکی عدت گذر جاوے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ مسائل متصلہ واضح ہو کہ نکاح متعہ باطل ہی اُس سے حلیت نہین حاصل ہوتی ہی اور چونکہ نکاح متعہ باطل ہی لہذا اُسپر طلاق وایلا و ظہار کچھ نہین پڑتا ہی اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا وارث بھی نہین ہوتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور متعہ کی صورت یہ ہی کہ ایسی عورت سے جو موانع سے خالی ہی یون کہے کہ مین تجھسے اتنی مدت مثلاً دس روز یا کہے کہ چند روز بعوض اسقدر مال کے تمتع حاصل کرونگا یا یون کہے کہ مجھے اپنے نفس سے چند روز یا دس روز یا روز کا ذکر نہ کرے بعوض اسقدر مال کے نفع حاصل کرنے دے یہ فتح القدیر مین ہی اور نکاح موقت باطل ہی کذا فی الہدایہ خواہ مدت دراز ہو یا کم ہو کچھ فرق نہین ہی یہی اصح ہی اور خواہ مدت معلومہ ہو یا مجہولہ ہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے مشایخ نے فرمایا کہ اگر دونون ایسی کثیر مدت بیان کرین کہ یقین یہ بات معلوم ہو کہ یہ دونون اتنی مدت زندہ نہ رہینگے جیسے ہزار برس مثلاً تو نکاح منعقد ہوگا اور شرط باطل ہوگی چنانچہ تا قیام قیامت یا خروج دجال یا نزول عیسیٰ علیہ السّلام کی مدت لگانے مین بھی یہی حکم ہی اور ایسا ہی حسن رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر نکاح مطلقاً بلا قید مدت کیا ولیکن اپنے دل مین کچھ نیت کرلی کہ اتنی مدت تک اُسکو اپنے ساتھ رکھونگا تو نکاح صحیح ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اس سے نکاح کیا بدینکہ بعد ایک ماہ کے اُسکو طلاق دیدونگا تو یہ جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور تزویج نہاریات مین کچھ مضائقہ نہین ہی یعنی عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اُسکے ساتھ فقط دن مین رہیگا رات مین نہ رہیگا تو مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی اور اگر ایک مرد احرام مین ہو اور ایک عورت احرام مین ہو تو حالت احرام مین دونون کا نکاح کرنا جائز ہی اسی طرح اگر ولی محرم نے جسکا ولی ہی اُسکا نکاح کردیا تو جائز ہی اور اگر کسی عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اسنے میرے ساتھ نکاح کیا ہی اور گواہ قائم کئے اور قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ اس مرد کی جورو ہی حالانکہ مرد مذکور نے اُس سے نکاح نہین کیا تھا تو اس مرد کو اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہی اور اگر وہ اس سے خواہش کرے تو اُس سے جماع کرسکتا ہی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور یہی امام ابویوسف رح کا پہلا قول ہی اور امام ابویوسف رح کے دوسرے قول کے موافق اور وہی امام محمد رح کا قول ہی یہ حکم ہی کہ مرد مذکور اُس سے وطی نہین کرسکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ قضاے قاضی انشاء عقد جدید قرار دی جائیگی اسی واسطے یہ شرط ہی کہ عورت مذکورہ اس انشاے عقد کے واسطے محل قابل ہو

حتی کہ اگر یہ عورت مثلاً شوہر والی ہوگی یا کسی دوسرے کی عدت مین ہو یا اسی مرد کی طرف سے تین طلاق بائنہ ہو تو
قضائے مذکور نافذ نہوگی اور عامہ مشائخ کے نزدیک قضائے مذکور کے وقت گواہون کا حاضر ہونا شرط ہر یہ تبیین مین ہو
اور اسی طرح اگر مرد نے عورت پر نکاح کا دعوی کیا تو اسکا حکم بھی یہی ہو اور اسی طرح اگر جھوٹے گواہون پر طلاق واقع
ہونے کا حکم دیدیا گیا باوجود اسکے کہ عورت جانتی ہو کہ یہ خلاف واقع ہو تو عورت مذکورہ کو بعد عدت کے دوسرے
مرد سے نکاح کر لینا حلال ہو اور گواہ کو بھی اسکے ساتھ نکاح کر لینا حلال ہو اور مرد اول پر حرام ہو جائیگی اور امام
ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت مذکورہ نہ اول کے واسطے حلال ہوگی نہ دوسرے کے واسطے اور امام محمدؒ کے نزدیک
جبتک دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہو تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوگی اور جب دوسرے
خاوند نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا تو اول پر حرام ہو جائیگی کیونکہ عدت واجب ہوگئی اور دوسرے مرد کے واسطے کبھی
حلال نہوگی یہ بحر الرائق مین ہو۔ زید نے ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور اُسنے انکار کیا پس زید نے اُس
سے سو درم پر بدین شرط صلح کی کہ عورت مذکورہ اسکا اقرار کر دے پس عورت مذکورہ نے اقرار کیا تو یہ مال زید پر لازم
ہوگا اور یہ اقرار بمنزلہ انشاء نکاح کے قرار دیا جائیگا پس اقرار مذکور گواہون کے سامنے ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کو
اُسکے ساتھ رہنا فیما بینہا وبین اللہ تعالیٰ روا ہوگا ورنہ نکاح منعقد نہوگا اور عورت مذکورہ کو زید کے ساتھ رہنا روا نہوگا اور یہی صحیح ہو یہ محیط مین ہے

چوتھا باب اولیاء کے بیان مین۔ اولیاء جمع ولی کہ جو شرعاً دوسرے کے امور کا متولی ہو قال ولایت چار سببون
سے ثابت ہوتی ہو قرابت و ولاء و امامت و ملک یہ بحر الرائق مین ہو اور عورت کے واسطے اقرب ولی یعنی سب سے قریب
ولی اُسکا بیٹا ہو پھر پوتا پھر اسیطرح پر پوتا چاہیے جتنے نیچے درجہ پر ہو پھر باپ ہو پھر باپ کا باپ یعنی دادا پھر پردادا اعلی
ہذا چاہیے جتنے اوپر کے درجہ پر ہو یہ محیط مین ہو پس اگر مجنونہ عورت کا بیٹا ہو اور باپ ہو یا بیٹا و دادا ہو تو شیخین کے
نزدیک اُسکا ولی اُسکا بیٹا ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک باپ ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور افضل ایسی صورت
مین یہ ہو کہ اُسکا باپ اُسکے بیٹے کو حکم دیدے کہ تو اسکا نکاح کرا دے تاکہ بلا خلاف جائز ہو یہ تبیین مین ہو
پھر عورت کا سگا بھائی ایک ماں و باپ کا پھر علاتی بھائی یعنی فقط باپ کی طرف سے پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی
بھائی کا بیٹا اگرچہ نیچے درجہ مین پوتا وغیرہ ہون اسی مرتبہ مین ہین پھر عورت کا سگا چچا یعنی اُسکے باپ کا ایک
ماں و باپ سے سگا بھائی پھر علاتی چچا پھر سگے چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا اگرچہ نیچے تک پوتا وغیرہ جہان تک
درجہ مین ہین پھر باپ کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر باپ کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونون کی
اسی ترتیب سے پھر سگے دادا کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر دادا کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونون کی
اولاد اسی ترتیب سے پھر جو مرد عورت کا سب سے بعید عصبہ ہوتا ہو ... دور کے چچا کا بیٹا ... رضا ...
اور ان سب کو اسی ترتیب سے دختر صغیرہ و پسر صغیر پر ... کا بھی اختیار ہو ... بالغ ہو جانے کی حالت مین
مجنون ہو جاوین تو بھی جبر کا اختیار ہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ پھر ان اولیاء مذکورین کے بعد ... عتاقہ کو ولایت حاصل
خواہ مذکر ہو یا مونث ہو پھر اُسکے بعد مولی عتاقہ کے عصبہ کو ولایت ملتی ہو یہ تبیین مین ہو اور اگر عصبہ نہو تو ذوی الارحام
مین سے ہر قرابت دار جو صغیر و صغیرہ کا وارث ہو سکتا ہو نہ ان دونون کی تزویج کا مختار ہوتا ہو یہ امام اعظمؒ سے ظاہر روایت ہو
اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ ذوی الارحام کے واسطے ولایت کا کچھ استحقاق نہین ہو اور امام ابو یوسفؒ کا قول مضطرب ہو

له ورنہ نکاح ... اگر گواہون کے سامنے ... ۱۲

اور امام اعظمؒ کے نزدیک انہین بھی مرتبہ ہین چنانچہ سب قریب یعنی اقرب ان ہر پھر دختر پھر دختر پسر کی دختر پھر دختر
کی دختر پھر پسر ... دختر پھر دختر کی دختر کی دختر پھر ایک مان وباپ سے سگی بہن پھر فقط باپ کی طرف سے
علاتی بہن پھر فقط ان کی طرف سے اخیافی بھائی وبہن پھر اسی ترتیب سے انکی اولاد ہین کذا فی فتاوی قاضیخان
... ان کی اولاد کے بعد پھوپھیان پھر ماموں پھر خالائین پھر چچاؤن کی بیٹیاں پھر پھوپھیون کی بیٹیاں اور واضح
ہو کہ جبکہ ... امام اعظمؒ کے نزدیک ... ہین سب کے بہ نسبت اولی واقدم ہوتا ہر یہ فتح القدیر مین ہر پھر انکے بعد مولے
الموالات کو ولایت حاصل ہوتی ہر پھر سلطان کو پھر قاضی کو اور جسکو قاضی نے مقرر کیا ہر یہ محیط مین ہر اور واضح ہو کہ جسکے
نکاح مین ولی کی ضرورت ہر اسکے نکاح کرا دینے کا قاضی کو جب ہی اختیار ہوگا کہ جب قاضی کے منشور مین اور عہد مین یہ امر
درج ہو اور اگر قاضی کے عہد ومنشور مین یہ امر درج نہو تو وہ ولی نہین ہو سکتا ہر پس اگر قاضی نے عورت کا نکاح کر دیا
حالانکہ سلطان نے اسکو اسطرح ولی ہونے کی اجازت نہین دی تھی پھر اسکو اس امر کی اجازت دی پھر قاضی نے
اس نکاح کی اجازت دیدی تو استحسانا نکاح جائز ہو جائیگا کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہر یہ محیط سرخسی مین ہر
قاضی نے اگر صغیرہ کو اپنے ساتھ بیاہ لیا تو یہ نکاح بلا ولی ہوگا اسواسطے کہ قاضی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہر اور
اسکا حق اسکو حاصل ہر جو اس سے اوپر ہر یعنی والی ملک اور واضح رہے کہ والی ملک بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہر
اور اسی طرح خلیفۂ اسلام بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہر یہ محیط مین ہر - اور چچا کے پسر کو اختیار ہر کہ اپنے چچا کی
دختر کا نکاح اپنے ساتھ کرلے یہ حاوی مین ہر اور قاضی نے اگر دختر صغیرہ کا نکاح اپنے پسر کے ساتھ کر دیا تو نہین
جائز ہر بخلاف باقی اولیاء کے یہ تجنیس ومزید مین ہر اور وصی کو صغیر یا صغیرہ کے نکاح کر دینے کی ولایت نہین ہر خواہ
صغیر یا صغیرہ مذکور کے باپ نے ... وصی کو اس امر کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر وصی ایسا شخص ہو جسکو ان دونون
کی ولایت پہنچتی ہر تو ایسی حالت مین بحکم ولایت انکا نکاح کر دیگا مگر وصی ہونے کی وجہ سے نہین کر سکتا ہر یہ محیط
مین ہر - اور اگر صغیر یا صغیرہ ... کو ... ہین یہ پرورش پاتے ہون جیسے ملتقط وغیرہ تو یہ مرد انکا نکاح کر دینے کا
مختار نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہر - اور مملوک کا استحقاق ولایت کسی پر نہین ہر اور نیز مکاتب کی ولایت
اسکے فرزند پر نہین ہر یہ محیط سرخسی مین ہر - اور مسلمان مرد یا عورت پر نابالغ ومجنون اور کافر کی ولایت نہین ہر کذا فی
... اور نیز کافر مرد یا عورت پر مسلمان کی ولایت نہین ہر یہ مضمرات مین ہر - مگر مشائخ نے فرمایا کہ اس مقام پر
یون کہنا چاہیے کہ لیکن اگر مسلمان کسی کافرہ باندی کا مولی ہو یا سلطان ہو تو اسکو ولایت حاصل ہوگی یہ بحر الرائق مین ہر
اور کافر کو اپنے مثل کافر پر ولایت حاصل ہوتی ہر یہ تبیین مین ہر اور مرتد کی ولایت کسی پر نہین ہوتی ہر نہ مسلمان پر
اور نہ کافر پر اور نہ اپنے مثل مرتد پر یہ بدائع مین ہر اور فاسق ہونا ولی ہونے سے مانع نہین ہوتا ہر یہ فتاوی
قاضی خان مین ہر - اور اگر ولی کو جنون ہوگیا کہ برابر رہتا ہر اور جنون مطبق ہر تو اسکی ولایت جاتی رہیگی اور اگر کبھی
جنون ... رہتا ہر اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہر تو حالت افاقہ مین اسکے تصرفات نافذ ہونگے یہ ذخیرہ مین ہر اور
جنون مطبق کی مقدار امام محمدؒ نے ایک روایت کے موافق ایک مہینہ کامل مقدر فرمائی ہر اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہر
یہ وجیز کردری وبحر الرائق مین ہر اور اگر بیٹا جب بالغ ہوا تو معتوہ یا مجنون بالغ ہوا تو اسکی جان ومال پر اسکے باپ
کی ولایت باقی رہیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہر - اور فتاوی ابو اللیث مین ہر کہ باپ نے اپنے پسر بالغ کے ساتھ

وہ اسی حال پر رہی کہ اسکو گواہ نہ ملے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین نکاح اُسکے حق مین لازم کردونگا پس امام محمد رح نے اس امر کو عذر نہین ٹھہرایا یہ محیط مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر صغیرہ نے بالغ ہونے پر اپنی نفس کو اختیار کیا اور اس پر گواہ کر لیے مگر دو مہینہ تک قاضی کے حضور مین نہ گئی تو وہ اپنے خیار پر رہیگی تا وقتیکہ اُس نے شوہر کو اپنے ساتھ جماع نہ کرنے دیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر خیار بلوغ مین اختلاف ہوا کہ عورت نے کہا کہ مین نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کیا اور نکاح رد کر دیا ہے اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ خاموش رہی اور تیرا خیار ساقط ہو گیا ہے تو قول شوہر کا معتبر ہوگا یہ محیط مین ہے - اگر لونڈی صغیرہ اور غلام صغیر ہے کہ مولے نے ان دونون کا نکاح کر دیا پھر ان دونون کو آزاد کر دیا پھر دونون بالغ ہوئے تو دونون کو خیار بلوغ حاصل ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ خیار عتق دونون کو حاصل ہوا ہے یہی کافی ہے حتے کہ اگر مولے نے صغیرہ باندی کو آزاد کرکے اُسکا نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا جیسا کہ امام اسبیجابی نے ذکر کیا یہ بحر الرائق مین ہے -

ایک مسلمان مرتد ہو گیا اور دار الحرب مین جا ملا اور اپنی جورو و صغیرہ دختر دار الاسلام مین چھوڑ گیا اور صغیرہ مذکورہ سے چچا نے کسی مسلمان سے اسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو بروقت بلوغ کے خیار حاصل ہوگا اور اگر ہنوز بالغ نہوئی تھی کہ یہ دختر اور اُسکا شوہر و اُسکی مان سب کمبخت مرتد ہو کر دار الحرب مین چلے گئے تو نکاح بحالہ رہیگا پھر اگر سب قید ہو کر اسلام مین داخل ہوئے تو دختر اور اُسکی مان دونون مملوک ہونگی اور باپ و شوہر دونون آزاد ہونگے پھر اگر باندی صغیرہ بالغ ہوتی تو اُسکو کچھ اختیار حاصل نہوگا ہان اگر آزاد کر دی جاوے تو اُسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور واضح رہے کہ خیار بلوغ کی وجہ سے جو فرقت و جدائی ہو جاتی ہے وہ طلاق نہین ہے کیونکہ اس فرقت کا سبب فقط مرد کے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اسمین مرد و عورت دونون مشترک ہین اور اسی طرح خیار عتق سے جو فرقت پیدا ہوتی ہے وہ بھی طلاق نہین ہے بخلاف عورت مخیرہ کے یعنے جسکو اُسکے خاوند نے اختیار دیا ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے یہ سراج الوہاج مین ہے اور ضابطہ یہ مقرر ہوا ہے کہ جو فرقت از جانب عورت حاصل ہو مگر شوہر کے سبب سے نہو تو وہ فسخ نکاح ہے جیسے خیار عتق و خیار بلوغ اور جو فرقت از جانب شوہر پیدا ہو وہ طلاق ہے جیسے ایلا کرنا و مجبوب ہونا اور عنین ہونا یہ نہر الفائق مین ہے اور جب بسبب خیار بلوغ کے فرقت ہو گئی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا خواہ مرد نے فسخ اختیار کیا ہو یا عورت نے اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو اُسکو پورا مہر ملیگا خواہ عورت کے اختیار سے فرقت واقع ہوئی ہو یا مرد کے اختیار سے پیدا ہوئی ہو یہ محیط مین ہے - معتوہہ عورت کو اگر اُسکے باپ یا دادا کے سواے دوسرے نے بیاہ دیا پھر وہ عاقلہ ہو گئی تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر باپ یا دادا اسکے بیاہ کر دینے کے بعد وہ عاقلہ ہوئی تو اُسکو خیار حاصل نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر پسر نے اسکا نکاح کر دیا تو بمثل ولایت باپ کے ہے بلکہ اُس سے بھی اولی ہے یہ خلاصہ مین ہے - اور واضح ہو کہ صغیرہ کے ساتھ دخول کرنے کے وقت مین اختلاف ہے پس بعض نے فرمایا کہ جب تک بالغہ نہو جاوے تب تک اُسکے ساتھ دخول نہ کرے اور بعض نے کہا کہ جب نو برس کی ہو جاوے تو اُسکے ساتھ وطی کر سکتا ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ اس باب مین سن کا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ طاقت کا اعتبار ہے پس اگر بھاری بھر کم موٹی تازی ہو کہ مرد کے ہم بستر ہونے کی طاقت رکھتی ہو اور

اس فعل سے اُسکے مریض ہوجانے کا خوف نہو تو شوہر اُسکے ساتھ دخول کرسکتا ہو اگرچہ وہ نو برس کی بھی نہو اور اگر پتلی دبلی ہو کہ جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے بیمار ہوجانیکا خوف ہو تو شوہر کو اُسکے ساتھ دخول کرنا حلال نہین ہو اگرچہ اُسکا سن[1] زیادہ ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر شوہر نے صہرا[illegible] کیا اور قاضی سے درخواست کی کہ عورت کے باپ کو حکم دیا جاوے کہ عورت کو سپرد کرے پس اُسکے باپ نے کہا کہ وہ صغیرہ ہو کہ مرد کے لائق نہین ہوئی ہو اور جماع کی متحمل نہین ہوسکتی ہو اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ وہ متحمل ہوسکتی ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر عورت مذکورہ باہر نکلتی ہو تو مجلس قضا مین حاضر کرائی جاوے اور دیکھا جاوے پس اگر مرد کے لائق ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ شوہر کے سپرد کرے اور اگر مرد کے لائق نظر نہ آوے تو یہ حکم نہ دیا جاویگا اور اگر عورت مذکورہ باہر نہ نکلتی ہو تو معتمد عورتون کو بھیجکر دریافت کرادے پس اگر اُنھون نے کہا کہ مرد کا بوجھ اُٹھا سکتی ہو اور جماع کی طاقت رکھتی ہو تو باپ کو اُسکی سپردگی کا حکم دیا جائیگا اور اگر ثقہ عورتون نے کہا کہ وہ برداشت نہین کرسکتی ہو تو باپ کو شوہر کے سپرد کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا [illegible] اور امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ظاہر الروایہ کے موافق عورت عاقلہ بالغہ کا نکاح بدون ولی کے نافذ ہوجاتا ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک ثیبہ عورت نے جو بالغہ ہو کسی شخص سے بدون اجازت اپنے باپ کے نکاح کرلیا اور باپ اسپر راضی نہوا اور اُسنے نکاح مذکور رد کردیا پس آیا یہ نکاح صحیح ہوگا تو فرمایا کہ ہان اور اسیطرح اگر اُسنے مرد شافعی سے نکاح کرلیا تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ جو عورت عاقلہ بالغہ ہو اگر اُسکا بلا اجازت کسی نے اُسکا نکاح خواہ باپ ہو یا سلطان ہو کردیا تو یہ نکاح اس عورت پر نافذ نہوگا خواہ وہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو پس اگر ولی نے ایسا کیا تو یہ نکاح اس عورت کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو جائز ہوجائیگا اور اگر رد کردیا تو باطل ہوجائیگا یہ سراج الوہاج مین ہو اور اگر اجازت لینے کے وقت باکرہ ہنسی یا خبر پہونچنے کے بعد ہنسی تو یہ رضامندی ہو ایسا ہی شیخ قدوری و شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہو یہ محیط مین ہو اور شیخ نے فرمایا کہ اگر وہ اسطرح ہنسی کہ گویا جو کچھ اُسنے سنا ہو اُسپر استہزا[2] کیا تو یہ رضامندی نہین ہو یہ جوہرۃ النیرہ[illegible] مین ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ بحر الرائق مین ہو اور اگر اُسنے تبسم کیا یعنی مسکرائی تو یہ رضامندی ہو اور یہی صحیح مذہب ہو اسکو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہو یہ محیط مین ہو اور اگر وہ رونے لگی تو اسمین اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ اگر بدون آواز کے آنسوؤن سے روئی تو یہ رضامندی ہو اور اگر چیخ کر آواز سے روئی تو یہ رضامندی نہین ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اور یہی اوجہ ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو یہ اجازت ہو اسی طرح اگر ولی کے نکاح کردینے کے بعد اُسنے شوہر کو اپنے [illegible] تو یہ رضامندی ہو اسی طرح اگر آگاہ ہونے کے بعد اپنے مہر معجل کا مطالبہ کیا تو یہ رضامندی ہو یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر ولی نے اُس سے اجازت طلب کی کہ میرا قصد ہو کہ فلان مرد کے ساتھ بعوض ہزار درم مہر کے تیرا نکاح کردون پس وہ خاموش ہو رہی پھر ولی نے اسکا نکاح کردیا تب اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون یا ولی نے اُسکی تزویج کردی پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُس نے سکوت کیا تو دونون صورتون مین اُسکا سکوت کرنا رضامندی ہو بشرطیکہ نکاح کردینے والا پورا ولی ہو اور اگر نکاح کنندہ کی بہ نسبت کوئی اور ولی اقرب ہو تو اُسکا سکوت رضامندی مین شمار نہوگا بلکہ اسکو اختیار ہوگا چاہے راضی ہو چاہے رد کردے اور اگر اُسکو فقط ایک مرد نے خبر پہونچائی پس اگر یہ شخص ولی کا ایلچی ہو

[1] زیادہ ہو یعنی ۹ برس کی ہو[illegible] سن زیادہ ہو ۱۲ نو برس سے مثلاً قال المترجم [illegible]

[2] [illegible] رضا [illegible] شافعی مذہب [illegible] نکاح منعقد [illegible]

تو اسکا سکوت کرنا رضامندی ہوگا خواہ یہ مرد ایلچی ثقہ پرہیزگار ہو یا غیر ثقہ ہو یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر خبر دینے والا کوئی
شخص فضولی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسمین عدد یا عدالت یعنی عادل ہونا شرط ہے اور اسمین صاحبینؒ کا خلاف ہے
یہ کافی مین ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اجنبی ہو کہ ولی کا ایلچی یا خود ولی نہو پس اگر خبر دینے والا
ایک مرد غیر ثقہ ہو پس اگر عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو تو نکاح ثابت ہو جائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو
ثابت نہوگا اگرچہ صدق مخبر پیچھے ظاہر ہو جاوے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر صدق مخبر ظاہر
ہو جائیگا تو نکاح ثابت ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کسی عورت کو خبر پہونچی پس اُس نے کسی غیر معاملہ مین کچھ باتین شروع
کر دین تو اس مقام پر یہ بمنزلہ سکوت کے ہے پس اُسکی طرف سے رضامندی ثابت ہو گی یہ بحر الرائق مین ہے باکرہ بالغہ
کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُسکو چھینک آنے لگی یا کھانسی آنے لگی پھر جب ٹھہری تو اُسنے کہا کہ مین نہین راضی ہوتی
ہون تو یہ رد کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ علی الاتصال ہو اسیطرح اگر اُسکا منھ بند کر لیا گیا پھر چھوڑ گیا تب ہی اُسنے کہا
کہ مین راضی نہین ہوتی ہون تو بھی اس مقام پر یہ رد صحیح ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور عورت سے اجازت لینے مین شوہر کا
نام اسطرح بیان کرنا کہ وہ پہچان جاوے ضرور معتبر ہے یہ ہدایہ مین ہے حتی کہ اگر عورت سے یون کہا کہ مین ایک مرد سے تیرا
نکاح کر دینا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی نہو گی اور اگر عورت سے کہا کہ مین تجھے فلان
یا فلان ایک جماعت کو بیان کیا کہ انمین سے کسی مرد سے تیرا بیاہ کر دینا چاہتا ہون اور وہ خاموش
رہی تو یہ رضامندی ہے کہ ولی کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر دے اور اگر کہا کہ اپنے پڑوسیون یا چچا کی اولاد
سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی پس اگر یہ لوگ محدود ہون کہ اُسکی شناخت مین ہون تو یہ رضامندی ہے
ورنہ نہین یہ تبیین مین ہے۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ عورت مذکورہ نے امر نکاح ولی کو نہ سونپا ہو اور اگر یہ کہہ دیا کہ چند لوگ تجھے
خطبہ کرتے ہین پس عورت نے کہا کہ جو تو کرے مجھے منظور ہے یا جسکو تو پسند کرے اُسکے ساتھ میرا نکاح کر دے یا مثل اسکے اور
الفاظ کہے تو یہ اجازت صحیح ہے اور بعض نے فرمایا کہ مہر کا بیان کرنا شرط ہے اور یہ متاخرین کا قول ہے اور فتح القدیر مین ہے کہ یہ
اوجہ ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر باپ نے قبل نکاح کے اُس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ مین تیرا نکاح کر دینا چاہتا ہون
اور اجازت لینے مین مہر کا اور شوہر کا ذکر نہ کیا پس اُسنے سکوت کیا تو اسکا ساکت ہونا رضامندی نہو گی حتی کہ بعد نکاح کے
عورت کو رد کر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر اُسنے شوہر کا نام و نشان و مہر کا ذکر کیا ہو تو اسکا ساکت ہونا رضامندی ہو گی اور اگر
شوہر کا ذکر کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا اور عورت نے سکوت کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باپ نے عورت مذکورہ کو کسی مرد کو بیاہ
کیا تو اسکا نکاح نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ایسے نکاح پر راضی ہوئی ہے کہ جسمین بیان مہر نہین ہے اور ظاہر
ہے کہ نکاح بعوض مہر مثل کے ہوگا اور بلفظ ہبہ جو نکاح ہوتا ہے وہ موجب مہر مثل ہوتا ہے اور اگر ولی نے نکاح مین کچھ مہر بیان کیا
ہو تو ولی کا نکاح کرنا نافذ نہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ولی کے تسمیہ پر راضی نہین ہوئی ہے پس ولی کا اسطرح کا نکاح نافذ
نہوگا الا اُس صورت مین کہ جدید اجازت حاصل کرے۔ اور اگر ولی نے بدون اجازت حاصل کرنے کے اُسکا نکاح کر دیا
پھر بعد نکاح کے اُسکو خبر دی اور وہ خاموش ہو رہی پس اگر خالی نکاح کی خبر دی اور مہر اور شوہر کا بیان نہ کیا تو اسمین
مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ رضامندی نہو گی اور اگر ولی نے شوہر و مہر کا بھی حال بیان کر دیا ہو پس اُسنے
سکوت کیا تو یہ رضامندی و اجازت ہو گی اور اگر شوہر کا نام بیان کر دیا اور مہر بیان نہ کیا تو اسمین وہی تفصیل ہے جو ہم نے

قبل نکاح کے اجازت حاصل کرنے کی صورت مین بیان کردی ہی اور اگر مہر کا ذکر کیا اور شوہر کو بیان نکیا پس وہ خاموش
رہی تو اسکا سکوت دلیل رضامندی نہوگی خواہ قبل نکاح کے اجازت چاہی ہو یا بعد نکاح خبر دی ہو یہ فتاوی قاضی
خان مین ہی - اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون پھر اُسی مجلس مین راضی ہو گئی تو
نکاح جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس اُسنے رد کر دیا پھر دوسری مجلس مین
کہا کہ چند لوگ تجھے خطبہ کرتے ہین پس اُسنے کہا کہ جو کچھ تو کرے مین اُسپر راضی ہون پس ولی نے اُسی پہلے کے
ساتھ اسکا نکاح کر دیا پس اُسنے نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا تو اسکو اختیار ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
اور شیخ امام فقیہ ابو النصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اُس عورت کو جسکا ولی ہی بیاہ دیا اور جب اُس عورت کو
خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ جس مرد سے نکاح کیا ہی وہ بدشکل ہی مین راضی نہین ہون یا کہا کہ وہ ہیچ ہی مین راضی نہین ہون
تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ہی کلام ہی پس پہلا فقرہ اُسکے حق مین مضر ہوگا اور نکاح باطل ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - اور
اگر ولی نے کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے واسطے عورت سے اجازت چاہی مگر اُسنے انکار کیا پھر ولی نے اسکے
ساتھ نکاح کر دیا پھر وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اگر ولی نے عورت کے
حضور مین اسکا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ رضامندی ہی اور اگر
مساوی درجہ کے دو ولیون مین سے ہر ایک نے ایک ایک مرد سے اسکا نکاح کیا پس عورت نے ایک ساتھ
دونون نکاحون کی اجازت دیدی تو دونون باطل ہو جائینگے کیونکہ دونون مین سے کوئی اولی نہین ہی اور اگر ساکت
رہی تو دونون نکاح موقوف رہینگے یہانتک کہ وہ دونون مین سے کسی ایک کی اجازت دیدے کذا فی التبیین اور یہی
ظاہر الجواب ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے کسی مرد کے ساتھ اسکا نکاح کرنے کی اجازت چاہی
اُس نے کہا کہ اسکے سوائے دوسرا بہتر ہی تو یہ اجازت نہو گی اور اگر ولی نے بعد نکاح کرنے کی اُسکو خبر دی پس
اُس نے یہ لفظ کہا کہ دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہی یہ ذخیرہ مین ہی باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکے باپ نے کر دیا پھر اُسکو

خبر پہونچی پس اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون یا کہا کہ مین فلان شخص سے نکاح نہین چاہتی ہون تو مختار یہ ہی کہ
دونون صورتون مین نکاح رد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے منقول ہی اور اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین چاہتا
ہون کہ فلان مرد سے تیرا نکاح کر دون پس اُسنے کہا کہ صلاحیت کھتا ہی یعنی اچھا ہی پھر جب ولی اُسکے پاس سے
باہر چلا گیا تو اُس نے کہا کہ مین راضی نہین ہون اور ولی کو اُس قول کا حال معلوم نہوا یہان تک کہ اُسنے
فلان مرد مذکور سے اسکا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا اور اگر ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ ولی نے اچھا کام کیا تو صحیح یہ ہی
کہ یہ اجازت ہی اور اگر اُسنے ولی سے کہا کہ احسنت یعنی خوب کہا یا اصبت یعنی صواب کی اوپائی یا کہا کہ اللہ تعالی تجھے
برکت دے یا ہمکو برکت دے یا اس نے مبارکبادی قبول کی تو یہ سب رضامندی مین داخل ہی اور شیخ
ابن سلام نے فرمایا کہ اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین تجھے فلان مرد کے ساتھ بیاہ دون اُسنے جواب دیا کہ کچھ ڈر
نہین ہی تو یہ رضامندی ہی اور اگر یہ کہا کہ مجھے نکاح کی حاجت نہین ہی یا کہا کہ مین تجھے کہچکی تھی کہ مین نہین چاہتی
ہون تو یہ اُس نکاح کا رد ہی جسکو ولی عمل مین لایا ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین غیر راضی ہون یا مجھے صبر نہوگا یا
[illegible] اسکو [illegible] اجانتی ہون تو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ یہ رد نکاح ہی اور اگر یہ کہا کہ مجھے خوش نہین آیا ہی

یا مین ازدواج کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد نہوگا حتی کہ اگر اسکے بعد راضی ہوجاوے تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین فلان مرد کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد ہی کذا فی الظہیریہ اور یہی اظہر و اقرب الی الصواب ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اُس نے کہا کہ انت اعلم یعنی تو خوب جانتا ہی یا فارسی مین کہا کہ تو بہ دانی یعنی تو بہتر جانتا ہی تو یہ رضامندی نہین ہی اور اگر کہا کہ تیری رائے کے سپرد ہی تو یہ رضامندی ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک باکرہ سے اُسکے چچا کے بیٹے نے اپنے ساتھ نکاح کر لیا حالانکہ باکرہ مذکورہ بالغہ ہی پھر اُسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش ہو رہی پھر کہا کہ مین راضی نہین ہون تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اسواسطے کہ اُسکے چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق مین اصیل[سلہ] تھا اور عورت کی جانب سے فضولی تھا پس امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول کے موافق عقد نکاح تمام نہوگا پس عورت کی اول رضامندی کچھ کارآمد نہوگی اور اگر مرد مذکور نے پہلے اس سے اپنے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی پھر اُس نے اپنے ساتھ اُسکا نکاح کر لیا تو بالاجماع جائز ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اگر باپ نے باکرہ بالغہ سے کہا کہ فلان مرد تجھے بعوض اسقدر مہر کے مانگتا ہی پس باکرہ مذکورہ دو مرتبہ اپنی جگہ سے اُٹھی حالانکہ وہ خاموش تھی پھر باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی- اور اگر ولی نے بدون اُسکی اجازت لینے کے اُسکا نکاح کر دیا پھر دونون نے اختلاف کیا یعنی شوہر نے کہا کہ تجھکو نکاح کی خبر پہونچی تھی پس تو خاموش رہی تھی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے رد کر دیا تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی پھر اگر شوہر نے اس دعوے پر کہ عورت مذکورہ وقت خبر پہونچنے کے خاموش رہی تھی گواہ قائم کیے تو وہ اسکی جورو ہوگی ورنہ دونون کے درمیان نکاح نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک عورت پر قسم عائد نہین ہوتی ہی اور صاحبین کے نزدیک عورت پر قسم عائد ہوگی کذا فی المحیط اور اسی پر فتوے ہی یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہی پس اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو بوجہ نکول کے اُسپر ڈگری کیجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے شوہر نے اس امر کے گواہ دیے کہ وقت خبر پہونچنے کے یہ خاموش رہی اور عورت نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے رد کر دیا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی المحیط اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم اسکے پاس تھے مگر ہمنے اسکو کچھ بولتے نہین سُنا تو ایسی گواہی سے ثابت ہوجائیگا کہ وہ ساکت رہی تھی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر شوہر نے گواہ دیے کہ عورت نے بروقت خبر رسانی کے عقد کی اجازت دیدی اور عورت نے گواہ دیے کہ اس عورت نے خبر پہونچنے کے وقت رد کر دیا ہی تو شوہر کے گواہ مقبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر باکرہ کے ساتھ اُسکے شوہر نے دخول کر لیا ہو[عسہ] پھر عورت نے کہا کہ مین راضی نہین ہوئی ہون تو اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دخول کرنے کا قابو دینا یہ رضامندی قرار دیا جائیگا الّا اس صورت مین رضامندی ثابت نہوگی کہ زبردستی اُسکے ساتھ یہ فعل کیا ہو پھر اگر اس صورت مین اُسنے رد کر دینے کے گواہ قائم کیے تو فتاوے نسفی مین مذکور ہی کہ گواہ مقبول ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ قبول نہونگے اسوجہ سے کہ اُسکو وطی کر لینے کا قابو دینا عورت کی طرف سے بمنزلہ اقرار رضامندی کے ہی اور اگر رضامندی کا اقرار کر کے پھر رد نکاح کا دعوے کرے تو دعوے صحیح نہین ہوتا ہی اور گواہ قبول نہین ہوتے ہین پس ایسا ہی اس صورت مین ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اُسکے ولی کا قول کہ وہ رضامند ہوگئی ہی مقبول نہوگا- اسواسطے کہ وہ عورت پر زوج کی ملک ثابت ہونے کا اقرار کرتا ہی اور بعد عورت کے بالغ ہونے کے ولی کا اقرار عورت پر نکاح کا

سلہ یعنی جو اپنے واسطے عامل ہو ۱۲

عسہ یعنی اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو ۱۲ منہ

صحیح نہین ہی یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی ایک مرد نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اسکا راضی ہونا یا نکاح رد کرنا معلوم نہوا یہانتک کہ شوہر مرگیا پس وارثان شوہر نے کہا کہ یہ عورت بدون اپنے حکم کے بیاہ دیگئی ہی اور اسکو نکاح کا حال معلوم نہین ہوا اور نہ یہ راضی ہوئی پس اسکو میراث نہ ملیگی اور عورت نے کہا کہ میرے باپ نے میرے حکم سے مجھے بیاہ دیا ہی تو عورت کا قول قبول ہوگا اور عورت کو میراث ملیگی اور اوسپر عدت واجب ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میرے باپ نے بغیر میرے حکم کے مجھے بیاہ دیا پھر مجھے خبر پہنچی اور مین راضی ہوگئی تو عورت کو مہر نہ ملیگا اور نہ میراث ملیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ثیبہ عورت سے اجازت طلب کیجاوے تو زبان سے اُسکی رضامندی ضرور ہی اسی طرح اگر اُسکو خبر نکاح پہونچے تو بھی زبان سے رضامندی ضرور ہی یہ کافی مین ہی اور جیسے زبان سے اُسکی رضامندی متحقق ہوتی ہی مثلاً اُس نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے قبول کیا یا تو نے بھلا کام کیا یا کار صواب کیا یا اللہ تعالے نے تجھکو یا ہم کو برکت عطا فرمادے یا مثل اسکے اور الفاظ کہے اسی طرح رضامندی بدلالت متحقق ہوتی ہی مثلاً اُس نے اپنا مہر طلب کیا یا النفقہ مانگا یا شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی یا مبارکبادی قبول کی یا خوشی کا ہنسنا ہنسی بدون اسکے کہ باستہزا ہنسی ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور ثیبہ جب بیاہ دی گئی پھر بعد نکاح کے اُس نے شوہر کا ہدیہ قبول کیا تو یہ رضامندی مین داخل نہین ہی۔ اسی طرح اگر شوہر کا کھانا کھایا یا اُسکی خدمت کی جیسے پہلے کیا کرتی تھی اور اگر عورت مذکورہ کی رضامندی کے ساتھ اُسکا شوہر اُسکے ساتھ تخلیہ مین بیٹھا تو اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ امر اجازت نکاح مین شمار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی لڑکی کا پردہ بکارت بسبب اُچھل کر کود نے یا ادرار حیض یا زخم یا التعنیس کے زائل ہوگیا تو یہ عورت باکرہ کے حکم مین ہی۔ اور اگر زناکاری کی وجہ سے زائل ہوگیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر باہر لاکر اُسپر حد ماری گئی تو صحیح یہ ہی کہ اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر زناکاری اُسکی عادت ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر باکرہ کا شوہر قبل اُسکے کہ اسکے ساتھ وطی کرے مرگیا حالانکہ اسکے ساتھ تخلیہ ہو چکا ہی تو یہ عورت بمثل باکرہ عورتون کے بیاہی جائیگی اسی طرح اگر عنین اور اُسکی عورت باکرہ کے درمیان جدائی ہوئی تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر استنجے کے خوف سے اُسکی بکارت زائل ہوئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر نکاح فاسد مین اُس سے مجامعت کی گئی اور اُسکی بکارت زائل ہوئی یا شبہہ مین اُس سے وطی کی گئی اور اُسکی بکارت زائل ہوئی تو ثیبہ عورت کی طرح اُسکا نکاح کیا جائیگا یعنی صریح قول سے اُسکی رضامندی لیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی

پانچوان باب۔ اکفاء کے بیان مین قال المترجم اکفاء جمع کفو بمعنی ہمسر اور شرع مین اُسکی تفسیر یہ ہی جو ذیل کے مسائل سے واضح ہی جاننا چاہیے کہ نکاح لازم ہونے کے واسطے مردون کا عورتون کے لیے کفو ہونا معتبر ہی کذا فی محیط السرخسی اور مردون کے واسطے عورتون کی طرف سے کفو ہونا معتبر نہین ہی یہ بدائع مین ہی پس اگر کسی عورت نے اپنے سے بہتر مرد سے نکاح کرلیا تو ولی کو دونون مین تفریق کرانے کا اختیار نہوگا اسواسطے کہ مرد کے نیچے اگر ایسی عورت ہو جو اُسکے ہمسر نہین ہی تو ولی کو اُسمین کوئی عار لاحق نہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی اور کفاءت کا اعتبار چند چیزون مین ہی اور از انجملہ نسب ہی پس قریش مین بعض دوسرے بعض کے کفو ہین

چاہیے جیسے ہون حتی کہ جو قریشی ہاشمی نہین ہی وہ ہاشمی کا کفو ہوگا اور قریش کے سواے باقی عرب اس قبیلہ قریش کے کفو نہین ہین ہان آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہونگے اسمین انصاریؓ و مہاجری برابر ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور نوادر ہو بالہ عامہ عرب کے کفو نہین ہین مگر صحیح یہ ہی کہ سواے قریش کے تمام عرب باہم کفو ہین ایسا ہی ابو الیسر نے اپنی مبسوط مین لکھا ہی یہ کافی مین ہی اور موالی کہ جو غیر عرب ہین وہ عرب کے کفو نہونگے ہان آپسین بعض موالی دوسرے موالی کے کفو ہین یہ عتابیہ مین ہی اور مشایخ نے فرمایا کہ جو شخص حسب والا ہو وہ نسب والیکا کفو ہوسکتا ہی چنانچہ مرد عالم فقیہ ایسی عورت کا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہو کفو ہوگا یہ قاضی خان نے اور جوامع الفقہ مین عتابی نے ذکر کیا ہی اور ینابیع مین لکھا ہی کہ عربیہ عورت اور علویہ عورت کا کفو عالم ہوتا ہی مگر اصح یہ ہی کہ علویہ عورت کا کفو عالم نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی - از انجملہ آبا کا اسلام چنانچہ جو شخص خود مسلمان ہوا ہی اور اسکے آبا مین کوئی مسلمان نہین ہی وہ ایسے شخص کا کفو نہوگا جسکا ایک باپ بھی مسلمان ہوا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور جسکا ایک باپ مسلمان گذرا ہی وہ ایسے کا کفو نہوگا جسکے دو یا زیادہ باپ مسلمان گذرے ہین یہ بدایع مین ہی اور جو مرد خود مسلمان ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکے دو یا تین باپ اسلام مین گذرے ہین ہان اپنے مثل عورت کا کفو ہوگا اور یہ حکم ایسی جگہ کے واسطے ہی جہان زمانہ اسلام دراز گذرا ہی اور اگر زمانہ قریب ہو کہ اس بات کا عار نہ گنا جاوے اور یہ امر عیب نہ شمار کیا جاوے تو وہ کفو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور جس مرد کے دو باپ اسلام مین آئے ہین وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی تین پشتین یا زیادہ اسلام مین گذری ہین یہ محیط مین ہی - اور جو عیاذاً باللہ تعالے مرتد ہوکر پھر مسلمان ہوگیا وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جو کبھی مرتد نہین ہوئی ہی یہ قنیہ مین ہی - اور از انجملہ حریت مین کفارت معتبر ہی پس مملوک چاہیے جیسا مملوک ہو آزادہ عورت کا کفو نہین ہی اور اسی طرح جسکا باپ آزاد ہوا ہو وہ اصلی آزادہ عورت کا کفو نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور آزاد شدہ مرد اپنے مثل آزاد شدہ عورت کا کفو ہوتا ہی کذا فی شرح الطحاوی اور جسکا باپ آزاد ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہین ہی جسکی دو پشتین آزادی مین گذری ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور جو مرد اپنے دادا سے آزاد مسلمان ہی یعنے اسکا دادا آزاد مسلمان پیدا ہوا ہی وہ ایسی عورت کا کفو ہی جسکے آبا و اجداد آزاد و مسلمان ہون اور اگر اس مرد کا دادا آزاد کیا گیا ہو یا کافر ہو پھر مسلمان ہوگیا ہو تو عورت مذکورہ کا کفو نہوگا اور جو مرد آزاد کیا گیا ہی وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکی مان اصلی حرہ ہی اور باپ آزاد شدہ ہی اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور رذیل قوم کا آزادہ شدہ غلام ایسی عورت کا کفو نہین ہی جو شریف قوم کی آزاد شدہ باندی ہو اسواسطے کہ ولا بمنزلہ نسب کے ہی چنانچہ بنی ہاشم کی آزاد شدہ باندی نے اگر کسی عربی کے آزاد شدہ غلام سے نکاح کیا تو اسکے آزاد کرنے والے کو حق تعرض حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - بلکہ بنی ہاشم کی آزاد کردہ شدہ باندی قریش کے آزاد کردہ شدہ غلام کی کفو نہین ہی یہ تمرتاشی مین ہی اور شریف قوم کی آزاد شدہ باندی موالی غیر عرب کی کفو ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور عجمیون کے حق مین کفارت کا اعتبار حریت و اسلام کی راہ سے ہی اسواسطے کہ عجمی انھین دونون باتون سے فخر کرتے ہین نہ نسب سے یہ تبیین مین ہی - اور حق عرب مین باپ کا اسلام شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی پس اگر

ایسے عربی نے جسکا باپ کافر ہے ایسی عربیہ عورت سے نکاح کیا جسکے آباء اسلام میں تو وہ کفو ہوگا اور یہی آزادی
سو وہ عرب کے حق میں لازم ہے اسواسطے کہ انکا رقیق کرنا جائز نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے - اور ازانجملہ مال میں کفاءت
معتبر ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ مہر و نفقہ کا مالک ہو اور یہی ظاہر الروایہ کے موافق معتبر ہے حتی کہ جو شخص مہر و نفقہ
دونون کا یا ایک کا مالک نہیں ہے وہ کفو نہوگا کذا فی الہدایہ چاہے عورت خوش حال ہو یا تنگدست ہو کذا فی
التجنیس والمزید اور اس سے زیادہ ہونا اعتبار نہیں کیا گیا ہے حتی کہ جو مرد مہر و نفقہ کا مالک ہے وہ عورت کا کفو ہوگا
اگرچہ یہ عورت مال کثیر رکھتی ہو اور یہی صحیح مذہب ہے اور اگر مرد کمائی کرکے عورت کا نفقہ دے سکتا ہو اور مہر پر
قدرت نہ رکھتا ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہے کہ وہ کفو نہوگا یہ محیط میں ہے اور واضح
ہو کہ مہر سے مراد اس مقام پر مہر معجل ہے یعنی اسقدر مہر جسکا فی الحال دینا رواج میں ہو اور باقی مہر کا اعتبار نہیں ہے
اگرچہ وہ بھی فی الحال ٹھہرا ہو یہ تبیین میں ہے - اور شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ نفقہ میں ایک سال کا روزینہ معتبر ہے اور
شیخ نصیر فرماتے تھے کہ ایک مہینہ کا روزینہ معتبر ہے اور یہی اصح ہے یہ تجنیس و مزید میں ہے اور امام ابو یوسف سے
روایت ہے کہ اگر مہر دینے پر قادر ہو اور ہر روز اسقدر کماتا ہو کہ عورت کے نفقہ کے واسطے کفایت کرتا ہے تو اسکا
کفو ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے - اور اہل حرفہ کے حق میں یہ قول امام ابو یوسف
کا احسن ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور نفقہ پر قادر ہونا جب ہی معتبر ہے کہ جب عورت بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو کہ
جماع کرنے کے لائق ہو اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ قابل جماع نہو تو مرد کے حق میں نفقہ پر قادر ہونا معتبر نہیں ہے اسواسطے
کہ ایسی صورت میں مرد پر نفقہ واجب نہیں ہوتا ہے پس خالی مہر پر قادر ہونے کا اعتبار ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے - ایک
مرد نے جو فقیر ہے ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر اس عورت نے اسکو مہر معاف کر دیا تو مرد مذکور اسکا کفو نہو جائیگا
اسواسطے کہ مہر پر قادر ہونے کا اعتبار عقد واقع ہونے کی حالت میں ہے یہ تجنیس و مزید میں ہے - ایک مرد نے
اپنی صغیرہ بہن کا نکاح ایسے صغیر طفل سے کر دیا جو نفقہ دینے پر قادر اور مہر دینے پر قادر نہیں ہے پھر اسکے باپ نے
اس نکاح کو قبول کیا حالانکہ باپ غنی ہے تو عقد جائز ہوگا اسواسطے کہ طفل مذکور اپنے باپ کے غنی ہونے سے
حق مہر میں غنی قرار دیا جائیگا نہ حق نفقہ میں اسواسطے کہ عادت یون جاری ہے کہ لوگ اپنے صغیر لڑکون کی جورون
کا مہر اٹھا لیتے ہیں اور نفقہ نہیں اٹھاتے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر مرد پر بقدر مہر کے قرضہ ہو (اور اسی قدر
مال اسکے پاس ہے) تو وہ کفو ہوگا اسواسطے کہ اسکو اختیار ہے کہ دین مہر و دین دیگر دونون سے جسکو چاہے
ادا کرے یہ نہر الفائق میں ہے اور ازانجملہ یہ ہے کہ دیانت میں کفاءت معتبر ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کا قول
ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہے پس مرد فاسق عورت صالحہ کا کفو نہوگا کذا فی المجمع خواہ مرد مذکور باعلان فسق کا
مرتکب ہو یا ایسا نہو یہ محیط میں ہے اور سرخسی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ رح کا صحیح مذہب یہ ہے کہ پرہیزگاری
کی راہ سے کفاءت کا اعتبار نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے - ایک مرد نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کسی
مرد کے ساتھ بدین گمان کہ وہ شرابخوار نہیں ہے کر دیا پھر باپ نے اسکو دائمی شرابخوار پایا پھر جب لڑکی بالغ
ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نکاح پر راضی نہیں ہوتی ہوں پس اگر باپ کو اسکے شرابخوار ہونے کا حال معلوم
نہوا تھا اور عامہ اہل بیت اسکے پرہیزگار ہیں تو نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ مسئلہ بالاتفاق ہے کذا فی الذخیرہ اور

گھر والے ۱۲

سلہ قولہ معتبر نہیں ہے مترجم کہتا ہے کہ بنظر اصول و دلائل کے جسکو لیاقت ہے وہ جانتا ہے کہ شرع میں نسبی کفو کچھ چیز نہیں ہے بلکہ حدیث صحیح میں [illegible] ۱۲

اختلاف درمیان امام ابوحنیفہؒ و اُنکے دونون شاگردون کے ایسی صورت مین ہر کہ باپ نے دختر کا نکاح ایسے مرد سے کر دیا جسکو وہ غیر کفو جانتا ہر پس امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہر اسواسطے کہ باپ کامل الشفقۃ وافر الرائے ہر پس ظاہر یہ ہر کہ اسنے بخوبی فکر و تامل کے بعد غیر کفو کو بہ نسبت کفو کے زیادہ لائق پایا ہر یہ محیط مین ہر پھر واضح ہو کہ پرہیزگاری کی کفاءت ابتداے نکاح مین معتبر ہر اور بعد نکاح کے اُسکا استمرار معتبر نہین ہر چنانچہ اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور حالت نکاح مین اُسکا کفو ہر پھر مرد مذکور فاجر و ظالم و راہزن ہو گیا تو نکاح فسخ نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہر- از انجملہ امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر الروایہ کے موافق حرفہ مین کفاءت معتبر نہین ہر چنانچہ بیطار مرد قوم عطار کی عورت کا کفو ہوگا اور امام اعظمؒ سے ایک روایت کے موافق اور صاحبین کے قول کے موافق جسکا پیشہ دنی و ذلیل ہو جیسے بیطار و حجام و جولاہہ و بھنگی و موچی تو وہ عطار و بزاز و صراف کا کفو نہوگا اور یہی صحیح ہر یہ فتاوے قاضی خان مین ہر اور اسی طرح نائی بھی ان پیشہ ورون کا کفو نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہر- اور امام ابویوسفؒ کا قول مروی ہر کہ جب دو پیشے باہم متقارب ہون تو ادنے تفاوت کا کچھ اعتبار نہوگا اور کفو ثابت ہوگا چنانچہ جولاہہ پچھنے لگانے والے کا کفو ہوگا اور موچی بھی بھنگی کا کفو ہوگا اور پیتل کے برتن بنانے والا لوہار کا کفو ہوگا اور عطار بھی بزاز کا کفو ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہر یہ محیط مین ہر قال المترجم یہ عرف اپنے ملک کا ہر اور اصل یہ ہر کہ عرف مین جنکو رذیل پیشہ جانتے ہون وہ رذیل ہین اور جنکو قریب قریب و مساوی جانتے ہون وہ رواج پر ہین اور اسی پر فتوے دینا لائق و اصلح ہر فافہم اور کفو ہونے مین جمال و خوبصورتی کا اعتبار نہین ہر یہ فتاوے قاضی خان مین ہر اور صاحب کتاب النصیحہ نے فرمایا کہ اولیا کو عورت کو چاہیے کہ حسن و جمال مین بھی یکسان ہونا ملحوظ رکھین یہ تاتارخانیہ مین حجۃ سے منقول ہر قال المترجم یہ اصلح و اوفق ہر خصوصاً اس زمانہ فاسد مین مجانست بعض امور طبیعیہ مثل تناسب اجسام وغیرہ بھی ضروری ہونے چاہیے ہین اگرچہ یہ امر لوگون کے نزدیک مستعجب ہر مگر استعجاب بربناے اوہام شیطانی ہر اور در واقع اس زمانہ کے لوگون کے حق مین اصلح و اوفق ہر وفیہ اصلاحہم من الفساد و مایدعوہم الیہ و لایہتدی الیہ الا من رزق المعرفۃ بالناس و ما نزل بہم واللہ الموفق والہادی فاستقم- اور عقل کی راہ سے کفو ہونے مین اختلاف ہر اور بعض نے فرمایا کہ عقل کی راہ سے کفو ہونے کا اعتبار نہین ہر یہ فتاوی قاضی خان مین ہر- پھر واضح ہو کہ اگر عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو امام اعظمؒ سے ظاہر الروایہ کے موافق نکاح صحیح ہوگا اور یہی آخر قول امام ابویوسفؒ کا اور یہی آخر قول امام محمدؒ کا ہر حتے کہ جب تک قاضی کی طرف سے بربناے خصومت اولیا ردونون مین تفریق نہ واقع ہوئی ہو تب تک طلاق و ظہار و ایلاء و باہمی وراثت وغیرہ احکام نکاح ثابت ہونگے ولیکن اولیاے عورت کو اعتراض کا استحقاق ہر اور حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہر کہ نکاح منعقد نہوگا اور اسی کو ہمارے بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہر کذا فی المحیط اور ہمارے زمانہ مین فتوے کے واسطے یہی روایت حسنؒ کی مختار ہر اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حسنؒ کی روایت اقرب باحتیاط ہر یہ فتاوی قاضی خان کے شرائط نکاح مین ہر- اور بزازیہ مین مذکور ہر کہ برہان الائمہ نے ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے فتوی اس امر پر ہر کہ نکاح جائز ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور یہ سب ایسی صورت مین ہر کہ جب عورت کا کوئی ولی ہو اور اگر نہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہر اور

ایسے نکاح مین دونون مین تفریق کا وقوع بدون حکم قاضی کے نہوگا اور اگر قاضی نے فسخ نہ کیا تو دونون مین کسی طرح سے نکاح فسخ نہوگا اور یہ جدائی بدون طلاق ہوگی چنانچہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا کذا فی المحیط اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا یا خلوت صحیحہ ہوگئی تو شوہر پر پورا مہر سمی واجب ہوگا اور نفقہ عدت واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور قاضی کے سامنے اس مقدمہ کا مرافعہ وہی مرد کریگا جو اس عورت کے محارم مین سے ہو یعنی جسکے ساتھ کبھی نکاح جائز نہین ہو سکتا ہے یہ بعض مشائخ کا قول ہے اور بعضے مشائخ کے نزدیک محارم و غیر محارم اسمین یکسان ہین چنانچہ چچا کا بیٹا اور جو اُسکے مثل ہو اُسکا مرافعہ کر سکتا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور یہ ولایت ذوے الارحام کے واسطے ثابت نہوگی بلکہ فقط عصبات کے واسطے ثابت ہوگی یہ خلاصہ کی جنس غیاث البلوغ مین ہے۔ اور اگر کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا اور پھر ولی کی نالش سے قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی اور مرد پر مہر واجب کیا اور عورت پر عدت لازم کر دی پھر مرد نے اُس عورت سے عدت مین بدون ولی کے نکاح کیا اور پھر قبل دخول کے قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی تو مرد پر عورت کے واسطے دوسرا مہر پورا واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو دوسری عدت واجب ہوگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط مین ہے۔ اور اگر عورت نے بدون رضا ے ولی کے غیر کفو سے نکاح کر لیا پھر ولی نے اُسکا مہر وصول کیا اور اُسکو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو یہ امر اس ولی کی جانب سے رضامندی و تسلیم عقد ہوگا اور اگر مہر پر قبضہ کیا اور عورت کو رخصت نہ کیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بھی رضامندی و تسلیم عقد ہے اور اگر مہر وصول نہین کیا ہے ولیکن عورت کی وکالت سے عورت کے نفقہ و تقدیر مہر مین اُسکے شوہر سے مخاصمہ کیا تو استحساناً یہ امر اُسکی طرف سے رضامندی و تسلیم عقد قرار دیا جائیگا اور یہ اس صورت مین ہے کہ ولی کے مہر و نفقہ مین شوہر سے مخاصمہ کرنے سے پہلے غیر کفو ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہوا اور اگر قبل اسکے قاضی کے نزدیک یہ امر ثابت نہو تو قیاساً و استحساناً یہ امر اُسکی طرف سے رضامندی و تسلیم نکاح نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور ولی اگر جدائی کرانے کے مطالبہ سے خاموش رہے تو اُسکا حق فسخ کرانے کا باطل نہو جائیگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے لیکن اگر عورت مذکورہ سے بچہ پیدا ہو جاوے تو حق جاتا رہیگا یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور جب عورت کے اس غیر کفو سے بچہ پیدا ہو تو اولیاے عورت کو حق فسخ حاصل نہ رہیگا لیکن مبسوط شیخ الاسلام مین مذکور ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی کو اُسکا حال معلوم ہوا مگر وہ خاموش رہا یہانتک کہ اُس سے چند اولاد ہوئین پھر ولی کی راے مین آیا کہ مخاصمہ کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین تفریق کرا دے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اولیاء مین سے کوئی ولی راضی ہوا تو پھر اس ولی کو یا جو اُسکے مرتبہ مین ہین اور جو اس سے نیچے درجے کے ہین حق فسخ حاصل نہوگا مگر جو اس سے اونچے درجہ کے ولی ہین اُنکو حق فسخ حاصل رہیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اسی طرح اگر کسی ولی نے اولیاء مین سے خود برضامندی عورت اُسکا نکاح کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ولی نے غیر کفو سے اُسکا نکاح کر دیا اور مرد نے اُس سے دخول کیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق بائن دیدی پھر عورت مذکورہ نے اسی شوہر سے بدون ولی کے نکاح کیا تو ولی کو

بدون طلاق یعنی فقط فسخ ہے اور طلاق نہین ہے ۱۲

فسخ کرانے کا اختیار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیکر بغیر رضامندی ولی کے اُس سے مراجعت کر لی تو ولی کو جدائی کرانے کا استحقاق حاصل نہوگا یہ خلاصہ مین ہی منتقی مین بروایت ابن سماعہ کے امام محمدؒ سے مروی ہی کہ ایک عورت ایک مرد غیر کفو کے تحت مین ہی پس اُس عورت کے بھائی نے اس معاملہ مین نالش کی اور اُس عورت کا باپ بغیبت[1] منقطعہ غائب ہو یا کسی دوسرے ولی نے نالش کی حالانکہ اُس سے اونچے رتبہ کا ولی موجود ہی مگر وہ بغیبت منقطعہ غائب ہی پس شوہر نے دعوی کیا کہ اونچے درجہ کے ولی نے جو کہ غائب ہی اُسکو میرے ساتھ بیاہ دیا ہی تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اسپر گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے گواہ قائم کیئے تو گواہ قبول ہونگے اور اِنسے اونچے درجہ کے ولی پر ثبوت ہوگا اور اگر وہ گواہ قائم نکرسکا تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ منتقی مین بروایت بشر رحمہ اللہ از امام ابو یوسفؒ مروی ہی کہ ایک شخص نے اپنی صغیرہ باندی کا نکاح ایک مرد کے ساتھ کر دیا پھر دعوے کیا کہ میری بیٹی ہی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور نکاح بحال خود باقی رہیگا بشرطیکہ شوہر اسکا کفو ہو اور اگر کفو نہو تو بھی قیاساً نکاح لازم ہوگا اسواسطے کہ خود ہی مدعی نسب نے اسکا نکاح کر دیا ہی اور یہی ولی ہی اور اگر اُس نے کسی شخص کے ہاتھ اُسکو فروخت کر دیا پھر مشتری نے دعوے کیا کہ یہ میری بیٹی ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ اگر شوہر کفو ہی تو نکاح رہیگا اور اگر غیر کفو ہی تو بھی قیاساً لازم ہوگا کیونکہ اُسکو ولی مالک نے بیاہ دیا ہی اور کتاب الاصل کے ابواب النکاح مین مذکور ہی کہ ایک غلام نے باجازت اپنے مولے کے ایک عورت سے نکاح کر لیا اور وقت عقد کے آگاہ نہ کیا کہ مین غلام ہون یا آزاد ہون اور عورت و اُسکے اولیار کو بھی اسکا آزاد یا غلام ہونا معلوم نہوا پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام ہی پس اگر عورت خود ہی مباشر نکاح ہو تو اُسکو خیار حاصل نہوگا ولیکن اُسکے اولیار کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اُسکے اولیار مباشر نکاح ہون اور باقی مسئلہ بحالہا ہو تو عورت و اولیار دونون کو خیار حاصل نہوگا اور اگر غلام مذکور نے خبر دی ہو کہ مین آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولیار کو اختیار حاصل ہوگا پس یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ عورت نے اگر اپنے آپ کو کسی مرد کے نکاح مین دیا اور اپنا کفو ہونے کی شرط نہ لگائی اور یہ نہ جانا کہ وہ کفو یا غیر کفو ہی پھر اُسکو معلوم ہوا کہ مرد اسکا کفو نہین ہی تو اس عورت کو خیار نہوگا ولیکن اُسکے اولیار کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اولیار نے عقد نکاح قرار کر دیا اور عورت کی رضامندی سے عقد باندھا اور یہ نہ جانا کہ یہ مرد اسکا کفو ہی یا نہین ہی تو عورت و اولیار دونون مین سے کسی کو خیار حاصل نہوگا ولیکن اگر مرد مذکور نے انکو دھوکا دیا اور آگاہ کیا ہو کہ مین اسکا کفو ہون یا نکاح مین کفو ہونے کی شرط کی گئی ہو پھر ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہین ہی تو اولیار عورت کو خیار حاصل ہوگا۔ اور شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ مرد مجہول[2] النسب عورت معروف النسب کا کفو ہی فرمایا کہ نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر مرد نے عورت سے اپنے نسب کے سوا دوسرا نسب بیان کیا پھر اگر بعد نکاح کے اسکا نسب ظاہر ہوا اور وہ ایسا نکلا کہ عورت کا کفو نہین ہی تو عورت و اُسکے ولیون سب کو خیار فسخ حاصل ہوگا اور اگر اسکا کفو نکلا تو حق فسخ فقط عورت کے واسطے حاصل ہوگا اُسکے اولیار کے واسطے ثابت نہوگا اور اگر ایسا نسب ظاہر ہوا کہ وہ بیان کیئے ہوئے نسب سے بھی بالا ہی تو حق فسخ کسی کے واسطے حاصل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو دھوکا دیا کہ اپنے نسب کے سوا دوسرا نسب

[1] بغیبت منقطعہ یعنی ایسی غیبت کہ اُسکی خبر منقطع ہو یا مدت ... مسافت ... [illegible]

[2] قولہ مجہول النسب یعنی جسکا نسب معلوم نہوتا ہو کہ کسکا بیٹا ہی اور معروف النسب اسکے برخلاف ہی ۱۲ م

بیان کیا تو شوہر کو خیار فسخ حاصل نہوگا بلکہ وہ اُسکی جورو ہی چاہے رکھے اور چاہے طلاق دیدے یہ شرح جامع
صغیر قاضیخان میں ہی۔ اور اگر زید نے کسی عورت سے بدین اقرار نکاح کیا کہ وہ زید بن خالد ہی پھر معلوم ہوا کہ وہ
خالد کا باپ کی طرف سے بھائی ہی یا باپ کی طرف سے چچا ہی تو عورت کو حق فسخ حاصل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان
میں ہی اور اگر کسی مرد نے ایک عورت مجہول النسب سے بیاہ کیا پھر اولاد قریش میں سے ایک مرد نے دعوے
کیا کہ یہ عورت میری بیٹی ہی اور قاضی نے اس عورت کا نسب اس مدعی سے ثابت کر دیا اور اُسکی دختر قرار دیا اور
اُسکا شوہر مرد حجام ہی پس اُسکے اس باپ کو اختیار ہوگا کہ اُسکے شوہر سے جدائی کرا دے اور اگر ایسا نہوا بلکہ یہ ہوا
کہ اس عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ میں فلان مرد کی مملوکہ باندی ہوں تو اُسکے اس مدعی کو نکاح باطل کرانے کا
اختیار نہوگا یہ ذخیرہ میں ہی اور جب عورت نے کسی غیر کفو سے نکاح کر لیا پس آیا اُسکو یہ اختیار ہی کہ تا رضامندی
اپنے اولیا کے اپنے آپ کو شوہر کے تحت میں دینے سے انکار کرے تو فقیہ ابو اللیث رح نے فتوی دیا کہ عورت
کو ایسا اختیار ہی اگرچہ یہ خلاف ظاہر الروایہ ہی اور بہت سے مشایخ نے ظاہر الروایہ کے موافق فتوی دیا ہی کہ عورت
کو ایسا اختیار نہیں ہی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر عورت نے اپنا نکاح کر لیا اور مہر مثل سے اپنا مہر کم رکھا تو اُسکے ولی کو اس پر
اعتراض پہونچتا ہی یہانتک کہ شوہر مہر مثل پورا کرے یا اُسکو جدا کر دے پس اگر قبل دخول کے اُسکو جدا کر دیا تو عورت
مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے جدا کیا تو عورت مذکورہ کو مہر مسمی ملیگا اور اسی طرح اگر جدائی سے پہلے دونون
میں سے کوئی مر گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ ولی کو اعتراض کا استحقاق
نہیں ہی یہ تبیین میں ہی اور ایسی جدائی اور تفریق سوائے حضور قاضی کے نہیں ہو سکتی ہی اور جب تک قاضی
باہمی تفریق کا حکم صادر نہ فرماوے تب تک احکام نکاح مثل طلاق و ظہار و ایلا و میراث وغیرہ برابر ثابت ہونگے
یہ سراج الوہاج میں ہی۔ اور اگر سلطان نے کسی شخص کو مجبور کیا کہ وہ فلانہ عورت کو جسکا وہ ولی ہی اُسکے مہر مثل سے
کم مقدار پر فلان مرد کفو کے ساتھ بیاہ دے اور عورت مذکورہ اسپر راضی ہوگئی پھر یہ اکراہ و اجبار جو سلطان کی طرف سے
تھا زائل ہو گیا تو ولی کو اُسکے شوہر کے ساتھ خصومت کا اختیار ہوگا تا آنکہ اُسکا شوہر اُسکے مہر مثل کو پورا کریگا یا
قاضی دونون میں تفریق کرا دیگا اور صاحبین کے نزدیک ولی کو یہ استحقاق نہوگا اور اسی طرح اگر عورت بھی
مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اکراہ و اجبار زائل ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت
کو مع اُسکے ولی کے مہر کی بابت خصومت کا اختیار ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک حق خصومت فقط عورت
کو حاصل ہوگا اور ولی کو حاصل نہوگا یہ محیط کی فصل معرفۃ الاولیاء کے متصلات میں ہی۔ اور اگر کوئی عورت اس امر پر
مجبور کی گئی کہ اپنے مہر مثل پر اپنے کفو کے ساتھ نکاح کرے پھر اکراہ زائل ہو گیا تو عورت کو اختیار حاصل نہوگا
اور اگر عورت مذکورہ غیر کفو سے یا مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کی گئی پھر اکراہ زائل ہوا تو عورت
مذکورہ کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کو نکاح کرنے پر مجبور کیا پس عورت نے
ایسا کیا تو عقد جائز ہوگا اور اکراہ کرنے والے پر کسی حال میں ضمان عائد نہوگی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا شوہر
اسکا کفو ہی اور مہر مسمی اُسکے مہر مثل سے زاید یا مساوی ہی تو عقد جائز ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم ہوا اور عورت نے درخواست
کی کہ میرا مہر مثل پورا کرایا جاوے تو اُسکے شوہر سے کہا جائیگا کہ چاہے اسکا مہر مثل پورا کر دے یا اسکو چھوڑ دے پس اگر

شوہر نے اسکا مہر مثل پورا کر دیا تو خیر بہتر ہی ورنہ اگر چھوڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہی تو مرد مذکور پر کچھ لازم نہوگا اور اگر مرد مذکور نے اُسکے ساتھ ایسی حالت مین دخول کر لیا ہی کہ وہ مکرہہ و مجبور تھی تو یہ امر اُس مرد کی طرف سے اس امر کی رضا مندی ہوگی کہ اسکا مہر مثل پورا کریگا اور اگر عورت کی رضا مندی سے اُسکے ساتھ دخول کیا ہی تو یہ امر عورت کی طرف سے مہر مسمی پر رضا مندی ہوگی ولیکن امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کے اولیار کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک اولیار کو یہ اختیار نہوگا۔ یہ سب اُس صورت مین ہی کہ شوہر اُسکا کفو ہو اور اگر شوہر مذکور اُسکا کفو نہو تو عورت کے اولیار کو اختیار ہوگا کہ دونون مین تفریق کرا دین پھر اگر شوہر اسکے ساتھ دخول کر چکا ہی پس اگر عورت کے اکراہ کی حالت مین دخول کر لیا ہی تو مرد مذکور پر مہر مثل لازم ہوگا اور بوجہ کفو نہونے کے اولیار کا اعتراض ہنوز باقی رہیگا اور اگر عورت سے اُسکی رضا مندی کے ساتھ وطی کی ہی تو مہر مسمی لازم ہوگا اور اس سے زیادہ نہ دلایا جائیگا اور یہ امر عورت کی طرف سے نکاح پر اسکی رضا مندی شمار کیا جائیگا اسواسطے کہ عورت کا اپنے اوپر وطی کے واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہی جیسے اُس نے یون کہا کہ مین راضی ہوگئی اور ہر دو خیار جو عورت کے واسطے ثابت تھے یعنی بسبب عدم کفو ہونے کے تفریق کرانے کا اور مہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانے کا یہ دونون خیار ساقط ہو جاوینگے ولیکن اُسکے اولیار کو امام اعظمؒ کے نزدیک نقصان مہر وغیرہ کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا خیار اور صاحبینؒ کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے تفریق کا خیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونون مین تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر کچھ لازم نہوگا یہ کتاب الاکراہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد صغیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسر کو کسی باندی کے ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غبن فاحش یعنی خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اُسکے مہر مثل سے کم پر بیاہ دیا یا پسر کی جورو کا مہر زائد باندھا تو جائز ہی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی یہ تبیین مین ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اُسی قدر جائز ہوگا جسقدر لوگ خسارہ اُٹھا لیتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہی کہ صاحبینؒ کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو حنیفہؒ کا قول صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ ایسا کرنا سواے باپ و دادا کے دوسرے کی طرف سے نہین جائز ہی اور نیز قاضی کی طرف سے بھی نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا از راہ مجانت یا فسق نہو اور اگر براہ فسق و مجانت اُسکی طرف سے معلوم ہو تو بالاجماع نکاح باطل ہوگا اور اسی طرح اگر وہ نشہ مین مدہوش ہو تو بھی دختر کے حق مین اُسکی تزویج بالاجماع صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر زیادتی یا نقصان صرف اسی قدر ہو کہ جسقدر ایسے امور مین لوگ برداشت کر جاتے ہین تو بالاتفاق نکاح جائز ہوگا اور اگر ایسی صورت مین سواے باپ و دادا کے دوسرے کسی ولی نے کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔

چھٹا باب وکالت نکاح وغیرہ کے بیان مین۔ نکاح کے واسطے وکیل کرنا جائز ہی اگرچہ بحضور گواہان نہو یہ تاتارخانیہ مین تجنیس خواہرزادہ سے منقول ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ جس سے تیرا جی چاہے میرا نکاح کر دے تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار نہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہی ایک مرد نے ایک عورت

کو وکیل کیا کہ میرا نکاح کر دے پس عورت مذکورہ نے اپنے آپ کو اُسکے نکاح میں کر دیا تو نہیں جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت معینہ سے بعوض اسقدر مہر کے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے بعوض مہر مذکور کے اپنے ساتھ اُسکا نکاح کر لیا تو وکیل کے واسطے نکاح جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد کو باین طور وکیل کیا کہ میرے امور میں تصرف کرے پس مرد مذکور نے اپنے ساتھ اسکا نکاح کر لیا پس عورت نے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ خرید و فروخت کے امور میں تصرف کرے تو یہ نکاح جائز نہوگا اسواسطے کہ اگر عورت اُسکو اپنا نکاح کر دینے کا وکیل کرتی تو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا مختار نہ تھا تو ایسی صورت میں بدرجہ اولی روا نہوگا یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کر لے پس مرد نے کہا کہ مین نے فلانہ عورت کو اپنے نکاح مین لیا تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ عورت مذکورہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کیا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ تزویج کر دے پس وکیل نے اپنی دختر صغیرہ یا اپنے بھائی کی دختر صغیرہ اُسکے نکاح مین کر دی اور یہی اُسکا ولی ہے تو یہ جائز نہوگا اور اسی طرح جو شخص اس صغیرہ کا ولی ہو بدون اُسکے حکم کے اُسکا یہی حکم ہے اور اگر وکیل مذکور نے اپنی دختر کبیرہ بہ رضامندی دختر مذکورہ اُسکے نکاح مین دی تو اصل مین مذکور ہے کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے جائز نہوگا الا اس صورت مین کہ موکل راضی ہو جاوے اور صاحبینؒ کے قول کے موافق جائز ہوگا اور اگر وکیل مذکور نے اپنی بہن بالغہ برضامندی بہن کے اُسکے نکاح مین کر دی تو بلا خلاف جائز ہے یہ محیط مین ہے جو شخص کہ از جانب عورت وکیل مطلق ہو اگر اُسنے عورت مذکورہ کو اپنے باپ یا بیٹے کے نکاح مین کر دیا تو بنا بر قول امام ابو حنیفہؒ کے نکاح جائز نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو بلا خلاف جائز نہوگا یہ محیط مین ہے۔ از جانب عورت جو وکیل نکاح ہے اگر اُسنے غیر کفو سے عورت کا نکاح کر دیا تو بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک نکاح صحیح نہوگا یہی صحیح ہے اور اگر وہ کفو ہو لیکن اندھا یا اپاہج یا طفل یا معتوہ ہو تو جائز ہوگا اور اسی طرح اگر خصی یا عنین ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے پس اگر وکیل نے اندھی یا لنجی یا رتقا یا مجنونہ یا صغیرہ سے خواہ قابل جماع ہو یا نہو آزاد ہو یا باندی سے جو غیر کفو ہے خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو نکاح کر دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر وکیل نے اپنی ذاتی باندی سے اسکا نکاح کر دیا تو بالاجماع جائز نہوگا یہ نہایہ مین ہے اور اگر شوہر یا فوہارے جسکے منہ سے ہمیشہ لعاب بہا کرتا ہے یا زائل العقل سے یا ایسی عورت سے جسکو لقوہ ہو کر ایک جانب اُسکی ٹیڑھی ہے نکاح کر دیا تو اس مین بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور اسی طرح دونون ہاتھ کٹی ہوئی عورت یا مفلوجہ عورت سے نکاح کر دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ نہایہ مین ہے۔ وکیل کیا کہ گوری عورت سے شادی کرا دے اُسنے کالی عورت سے کرا دی یا اسکے برعکس ہو تو صحیح نہوگا اور اگر اندھی سے شادی کرانے کا حکم دیا اور اُسنے آنکھون والی سے شادی کرا دی تو صحیح ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ وکیل کو حکم کیا کہ باندی سے شادی کرا دے اُسنے آزاد سے شادی کرا دی تو جائز نہوگا اور اگر مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کرا دیا تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نکاح فاسد کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے نکاح جائز کرا دیا تو جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر وکیل کیا کہ کسی عورت سے بیاہ کرا دے پس وکیل نے ایسی عورت سے جسکو موکل طالقہ کر چکا ہے نکاح کرا دیا پس اگر نکاح کرا دیا تو نکاح جائز اور طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے ایسی

عورت سے نکاح کرا دیا جسکو موکل قبل وکیل کرنے کے بائنہ کر چکا ہی تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ موکل نے وکیل سے اس
عورت کی بدخلقی کی شکایت نہ کی ہو یا اور مثل اسکے کسی امر کی شکایت وغیرہ نہ کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرا دیا جسکو موکل
نے بعد توکیل کے جدا کیا ہی تو جائز نہوگا یہ کتاب الوکالۃ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل
کیا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے اور جب تو ایسا کریگا تو عورت مذکورہ کو اپنے امر طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ مین ہوگا
پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرا دیا مگر یہ امر اسکے واسطے شرط نہ کیا تو امر طلاق کا اختیار اس عورت کے ہاتھ مین
ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا بیاہ کر دے اور اسکے واسطے شرط کر دی کہ جب مین اس سے نکاح کر لونگا
تو اسکا امر طلاق اسکے ہاتھ مین ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرا دیا تو عورت کے اختیار مین امر طلاق نہوگا
الا اس صورت مین کہ وکیل مذکور اسکے واسطے نکاح مین شرط کر دے۔ اور اگر عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا
نکاح کرا دے پس وکیل نے شوہر سے شرط لگائی کہ جب وہ اپنے نکاح مین لائیگا تو امر طلاق عورت مذکورہ کے اختیار
مین ہوگا پھر اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور بوقت تزوج کے امر طلاق عورت کے اختیار مین ہو جائیگا
موکل کے ساتھ ایسی عورت کا نکاح کر دیا جس سے موکل نے ایلاء کیا تھا یا وہ موکل کے طلاق کی عدت مین تھی تو
وکیل کا نکاح کرنا جائز نہوگا۔ اور اگر وکیل نے ایسی عورت کا نکاح کر دیا جو غیر کے نکاح یا غیر کی عدت مین ہی۔ خواہ
وکیل اس امر کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور موکل نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا درحالیکہ اسکو اس امر سے
آگاہی نہ ہوئی تو دونون مین تفریق کرا دی جائیگی اور موکل پر مہر مسمی اور مہر مثل دونون مین سے کم مقدار واجب
ہوگی اور موکل اس مال کو وکیل سے نہین لے سکتا ہی اسی طرح اگر اسکی جورو کی مان کے ساتھ نکاح کرا دیا
تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ ہندہ سے یا سلمی سے اسکا نکاح کرا دے تو دونون مین سے جس عورت
سے نکاح کرا دیگا جائز ہوگا اور ایسی جہالت کی وجہ سے توکیل باطل نہین ہوتی ہی اور اگر دونون سے ایک ہی عقد
مین نکاح کرا دیا تو دونون مین سے کوئی جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت
سے نکاح کرا دے اسنے دو عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کرا دیا تو دونون مین سے کوئی موکل کے ذمہ
لازم نہوگی اور یہی صحیح ہی کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان پھر اگر موکل نے دونون کا نکاح یا ایک کا نکاح جائز رکھا
تو نافذ ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر اسنے دو عقدون مین دونون سے نکاح کرایا تو پہلا نافذ ہو جائیگا اور دوسری
عورت کا نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت
معین سے اسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے اس عورت معین اور اسکے ساتھ دوسری ایک عورت دونون سے
نکاح کرا دیا تو موکل کے واسطے یہ عورت معین لازم ہوگی۔ اور اگر وکیل کیا کہ دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرا دے
پس اسنے ایک عورت سے نکاح کرایا تو جائز ہوگا اسی طرح اگر وکیل کیا کہ ان دونون عورتون سے ایک عقد مین
نکاح کرا دے پس وکیل نے دونون مین سے ایک عورت سے نکاح کرا دیا تو جائز ہوگا اور عقد مین تفریق کر دینا یہ مخالفت
مین داخل نہین ہی اور لو قال لاتزوجنی الا اثنین فی عقدۃ یعنی موکل نے کہا کہ میرے ساتھ کسی کا نکاح نہ کرا دے الا دو عورتون
کا ایک عقد مین پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرا دیا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی اسی طرح دو معین عورتون کے
نکاح کی وکالت مین اگر اسنے اپنے آخر کلام مین کہدیا ہو کہ ایک کے ساتھ بدون دوسرے کے نکاح نہ کرانا تو

بھی یہی حکم ہے کہ اگر اس نے ایک کے ساتھ کرا دیا تو جائز نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان دونوں بہنوں کا میرے ساتھ نکاح کرادے پس اگر وکیل نے دونوں میں سے ایک کے ساتھ کرا دیا تو جائز ہوگا الا اس صورت میں یہ بھی جائز ہوگا کہ جب اُسنے وکالت میں یہ کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد میں ایسا کرادے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے ساتھ ان دونوں بہنوں کا نکاح کرادے پس اگر وکیل نے ایک کے ساتھ نکاح کرادیا تو جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد میں ایسا کرادے تو ناجائز ہوگا اور اگر کہا کہ ان دونوں سے ایک عقد میں نکاح کرادے حالانکہ وہ دونوں بہنیں ہیں تو جدا جدا نکاح کرا دینا جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے تفریق سے منع کردیا ہو تو جائز نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اسکا نکاح کرادے پھر وہ عورت شوہر والی نکلی کہ اسکے بعد اسکا شوہر مرگیا یا اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر وکیل نے اپنے موکل کے ساتھ اسکا نکاح کرادیا تو نکاح جائز ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر وکیل کیا کہ میرے کنبے سے میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کرادے پس وکیل نے دوسرے کنبے کی عورت سے اسکا نکاح کرا دیا تو جائز نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اسکے ساتھ نکاح کرلیا تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا پھر وکیل نے ایک مدت تک اسکو اپنے ساتھ رکھکر طلاق دیدی اور اسکی عدت منقضی ہونے کے بعد موکل کے ساتھ اسکا نکاح کردیا تو موکل کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر وکیل نے اس سے خود نکاح نہ کیا بلکہ خود موکل نے اپنے آپ اس سے نکاح کرلیا پھر طلاق دیکر اسکو بائنہ کردیا پھر وکیل نے موکل کے ساتھ اسکو بیاہ دیا تو نکاح جائز نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اسکے مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرادیا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کرلیتے ہیں تو بالاتفاق نکاح جائز ہوگا اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ میں ایسا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہ ہوگا۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہزار درہم مہر کے عوض کسی عورت کے ساتھ نکاح کرادے پس وکیل نے اس سے زائد کے عوض نکاح کرادیا پس اگر زیادتی مجہول ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا مہر مثل ہزار درہم ہوں یا کم ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کے واسطے یہی مقدار واجب ہوگی اور اگر اسکا مہر مثل ہزار سے زیادہ ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا جبتک موکل اسکی اجازت نہ دیدے اور اگر وکیل نے کوئی چیز معلوم زائد کردی ہو تو بھی جبتک موکل اسکی اجازت نہ دے جائز نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے عوض ہزار درہم کے نکاح کردے پس وکیل نے دو ہزار درہم مہر کے عوض نکاح کرادیا پس اگر موکل نے اسکی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہو جائیگا اور اگر رد کردیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر موکل کو یہ بات معلوم نہ ہوئی یہانتک کہ عورت کے ساتھ دخول کرلیا تو بھی اسکا اختیار باقی رہیگا کہ چاہے اجازت دے یا رد کردے پس اگر اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور موکل پر فقط مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر رد کردیا تو نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر مہر مسمی سے اسکا مہر المثل کم ہو تو مہر المثل واجب ہوگا ورنہ مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار پر موکل کی نارضامندی کی صورت میں وکیل نے کہا کہ یہ زیادتی میں تاوان دونگا اور تم دونوں کا نکاح لازم کردونگا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر وکیل نے عورت کے واسطے مہر سے کی ضمانت کرلی اور عورت کو آگاہ کیا کہ موکل نے اسکو ایسا حکم دیا تھا پھر موکل نے انکار کیا کہ میں نے ہزار درہم سے زیادہ

کرنے کی اجازت نہیں دی تھی تو زیادتی کی اجازت سے انکار کرنا نکاح مذکور کے حکم دینے سے انکار ہوگا اور موکل پر مہر واجب نہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وکیل سے مہر کا مطالبہ کرے پھر ہم کہتے ہیں کہ بنا بر روایت کتاب النکاح و بعض روایات وکالت کے عورت مذکورہ ایسی صورت میں وکیل سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات وکالت کے موافق کل مہر کا مطالبہ کریگی اور مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اسمیں اختلاف کیا ہے یہی ظاہر ہے[۱۲] اور صحیح یہ ہے کہ اختلاف جواب بسبب اختلاف موضوع مسئلہ کے ہے چنانچہ کتاب النکاح کا موضوع مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی درخواست سے قاضی نے دونوں میں تفریق کردی تا آنکہ عورت مذکورہ معلقہ نہیں رہی پس بزعم عورت مذکورہ نصف مہر مذکور اصیل سے ساقط ہوگیا کیونکہ فرقت قبل دخول کے از جانب زوج پائی گئی اور بعض روایات کتاب الوکالۃ کا موضوع یہ ہے کہ عورت مذکورہ نے تفریق کی درخواست نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ میں صبر کرتی ہوں یہانتک کہ شوہر نکاح کا اقرار کرے یا میں اس امر کے گواہ پاؤں کہ اُسنے نکاح کا حکم دیا تھا پس بزعم عورت مذکورہ پورا مہر اصیل پر باقی رہا پس پورا مہر کفیل پر بھی رہیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ سو درم مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کردے بدین شرط کہ اسمیں سے بیس درم معجل ہوں اور اسی درم موجل ہوں پس وکیل نے معجل تیس درم قرار دیے تو عقد صحیح نہوگا بلکہ موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر موکل نے وکیل کی حرکت سے واقف ہونے سے پہلے وطی پر اقدام کیا تو عقد لازم نہوگا یعنی موکل کو خیار رہیگا اور اگر بعد جاننے کے اقدام کیا تو موکل کا یہ فعل رضامندی قرار دیا جائیگا۔ ایک عورت نے وکیل کیا کہ دو ہزار درم پر اُسکا نکاح کرادے پس وکیل نے ہزار درم پر نکاح کرادیا اور اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا حالانکہ عورت مذکورہ کو وکیل کی اس حرکت سے آگاہی نہولی تو اُسکو اختیار رہیگا چاہے نکاح رد کردے اور رد کرنے کی صورت میں عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل چاہیے جسقدر ہوگا ملیگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے بعوض ہزار درم کے نکاح کرادے پھر عورت نے قبول سے انکار کیا یہانتک کہ وکیل نے اپنے ذاتی کپڑوں میں سے کوئی کپڑا بڑھا دیا تو نکاح مذکور موکل کی اجازت پر موقوف ہوگا کیونکہ وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف کیا ہے اور ایسی مخالفت ہے جسمیں شوہر کے حق میں مضرت ہے کیونکہ اگر یہ کپڑا کسی شخص نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو اسکی قیمت شوہر پر واجب ہوگی وکیل پر واجب نہوگی اسواسطے کہ وکیل نے تبرع کیا ہے اور متبرع پر ضمان نہوگی اور اگر موکل کو معلوم نہوا کہ وکیل نے مہر میں کچھ بڑھایا ہے یہانتک کہ اُسنے عورت سے وطی کرلی تو بھی موکل کو خیار رہیگا اور وطی کرلینا وکیل کے فعل خلاف پر رضامندی نہ ٹھہریگا پس چاہے عورت مذکورہ کو اپنے ساتھ رکھے اور چاہے جدا کردے پھر اگر جدا کیا تو عورت کے واسطے اُسکے مہر مثل سے اور وکیل کے مسمی مہر سے جو مقدار کم ہو موکل پر واجب ہوگی یہ تجنیس و مزید میں ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اپنے ذاتی غلام یا کسی اسباب پر نکاح کرادیا تو تزویج صحیح ہوگی اور نافذ ہوجائیگی اور وکیل پر لازم ہوگا کہ جو مہر میں قرار دیا ہے وہ عورت کو سپرد کرے اور جب سپرد کرے تو شوہر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر عورت نے مہر کے غلام پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ وہ مرگیا تو وکیل ضامن نہوگا بلکہ عورت مذکورہ اُسکی قیمت اپنے شوہر سے لیگی اور اگر وکیل نے ہزار درم پر اپنے مال سے نکاح کرادیا مثلاً یوں کہا کہ میں نے اپنے ہزار درم مال کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح

کر دیا یا کہا کہ میں نے اُنہی ان ہزار درم کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور
مال مہر شوہر پر واجب ہوگا چنانچہ ہزار درم مشارٌ الیہ کا وکیل سے مطالبہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر موکل کے غلام
پر اُسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز اور استحساناً شوہر پر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور خود غلام مہر
نہوگا تاوقتیکہ شوہر اسپر راضی نہو جاوے یہ محیط میں ہے۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دیوے پس وکیل نے
عورت سے موکل کا نکاح کر کے موکل کی طرف سے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کرلی تو جائز ہے اگر وکیل اُسکو شوہر سے
واپس نہیں لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ وکیل کیا کہ ہزار درم پر کسی عورت سے نکاح کر دے اور اگر اتنے پر نہ
مانے تو ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان بڑھا دے پس ایسا ہوا کہ عورت نے انکار کیا پس وکیل نے دو ہزار درم
پر نکاح کر دیا تو اصل میں مذکور ہے کہ یہ جائز اور موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا
کہ کسی مرد سے چارسو درم پر اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے نکاح کر دیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال
تک رہی پھر شوہر نے کہا کہ وکیل نے میرے ساتھ اسکا نکاح ایک دینار پر کر دیا ہے اور وکیل نے اسکی تصدیق کی تو
دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت مذکورہ نے اسکو ایک دینار پر نکاح کرنے کا وکیل نہیں کیا تھا تو عورت مختار
ہوگی چاہے نکاح کو باقی رکھے اور اسکو ایک دینار کے سوائے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے رد کر دے تو شوہر پر اسکا
مہر مثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اسکو نفقۂ عدت نہ ملیگا اور اگر شوہر نے یہ اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا تو بھی یہی
حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ مہر بیان ہو گیا ہو اور اگر ایسا نہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے
کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے ایک عورت سے بعوض اسقدر مہر کے کہ لوگ
اپنے اندازہ میں اتنا خسارہ زائد بہ نسبت مہر مثل کے نہیں اُٹھاتے ہیں کر دیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا
نکاح کر دے پس وکیل نے اسقدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ میں بہ نسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہیں اُٹھاتے
ہیں کر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبین رح نے اسمیں خلاف کیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ وکیل کیا کہ
کسی عورت سے ہزار درم مہر پر اُسکے ساتھ نکاح کر دے پس اُس نے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت
سے یا بلا اجازت نکاح کر دیا پھر ہزار درم کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کی تجدید کر دی
تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہو جائیگا اور اگر پہلا نکاح بعوض ہزار درم کے بلا اجازت عورت ہوا اور دوسرا بعوض
پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نہ ٹوٹیگا اور اگر دوسرا عقد عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہو جائیگا
یہ کافی میں ہے۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد ظہر کے عورت سے میرا نکاح کر دے پس وکیل نے کل کے روز قبل ظہر
کے یا کل سے قبل نکاح کیا تو جائز نہوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کر کے نکاح نوشتہ لے پس
وکیل نے بدون مہرنامہ لکھانے کے نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ
میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کر دے جو ذی علم و دیندار ہو بمشورہ فلاں شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد
ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلاں شخص کے نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اسواسطے کہ مشورہ سے اسکی غرض یہ ہے کہ نکاح
ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہو پس جب غرض حاصل ہو گئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاوی
قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلاں شخص سے اسکی بیٹی میرے واسطے خطبہ کرے پس اُس نے

کیا

مسئلہ تجدید مہر بعد نکاح کی بہ نسبت ۱۲

دختر مذکورہ سے بھیجنے والے کا نکاح کر دیا تو جائز ہے خواہ بمہر مثل ہو یا بغبن فاحش ہو یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک مرد کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان کی دختر کا خطبہ کرے پس وکیل مذکور دختر مذکورہ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کر دے پس باپ نے جواب دیا کہ میں نے ہبہ کی پھر وکیل نے دعوی کیا کہ میری مراد اُس سے اپنے موکل کے ساتھ نکاح کی تھی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر وکیل کا کلام بطور خطبہ تھا اور باپ کی طرف سے جواب بطریق اجابت یعنی منظور کرنے کے تھا نہ بطور قبول عقد کے تو دونوں میں اصلا نکاح منعقد نہو گا اور اگر بطریق عقد تھا تو وکیل کے واسطے نکاح منعقد ہو گا موکل کے واسطے منعقد نہو گا اور اسی طرح اگر وکیل نے یہ کہا ہو کہ میں نے فلان کے واسطے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ ہرگاہ وکیل نے کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے ہبہ کر دی تو دونوں میں عقد پورا ہو گیا اور اگر وکیل نے کہا کہ اپنی دختر فلان مرد کو ہبہ کر دے اور باپ نے کہا کہ میں نے ہبہ کر دی تو نکاح منعقد نہو گا جب تک وکیل یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی پس جب وکیل نے کہدیا کہ میں نے فلان کے واسطے قبول کی یا کہا کہ میں نے قبول کی یعنی مطلقاً تو دونوں صورتوں میں موکل کے واسطے نکاح منعقد ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دختر کے باپ اور وکیل کے درمیان پیشتر سے مقدمات نکاح موکل کے واسطے گفت گو میں بیان ہو رہے ہوں پھر دختر کے باپ نے وکیل سے کہا کہ میں نے اسقدر مہر پر اپنی دختر کو نکاح میں دیا اور یہ نہ کہا کہ خاطب کو دیا یا اُسکے موکل کو دیا پس خاطب نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو خاطب کے واسطے نکاح منعقد ہو گا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ وکیل تزویج کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر اُس نے وکیل کیا پس دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے حضور میں نکاح کر دیا تو جائز ہو گا یہ کتاب الوکالۃ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکا نکاح کر دے اور کہدیا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہو گا تو وکیل کو اختیار ہو گا کہ اُسکی تزویج کے واسطے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر وکیل اول کو موت آئی اور اُس نے دوسرے مرد کو اُسکے تزویج کے وکالت کی وصیت کی پس دوسرے وکیل نے بعد موت وکیل اول کے اُسکا نکاح کر دیا تو جائز ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت یا مرد نے اپنی تزویج کے واسطے دو مردوں کو وکیل کیا پس ایک نے تزویج کی تو عقد جائز نہو گا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک مرد نے کسی مرد کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت معینہ سے اسکا نکاح کر دے اور اسی مطلب کے واسطے ایک دوسرا بھی وکیل کیا اور عورت مذکورہ نے بھی اسیطرح دو وکیل اسی واسطے کیے پھر مرد کے دونوں وکیل اور عورت کے دونوں باہم ملاقی ہوئے پس مرد کے ایک وکیل نے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت کی طرف کے ایک وکیل نے اسکو قبول کیا اور مرد کے دوسرے وکیل نے سو دینار پر نکاح کیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے اسکو قبول کیا اور دونوں عقد ایک ہی ساتھ واقع ہوئے یا آگے پیچھے واقع ہوئے مگر اسمیں جھگڑا ہوا کہ اول کون ہے اور حالت مجہول رہی تو بعوض مہر مثل کے نکاح صحیح ہو گا یہ کافی میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے اسکا نکاح کر دے پس اُس نے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر وکیل و شوہر میں اختلاف ہوا شوہر نے کہا کہ تو نے مجھے اِس عورت کا نکاح کر دیا ہے اور وکیل نے کہا کہ نہیں بلکہ اِس دوسری سے نکاح کر دیا ہے تو شوہر کے قول کی تصدیق ہو گی بشرطیکہ عورت اسکے قول کی تصدیق کرے کیونکہ دونوں نے نکاح پر ایک

دوسرے کی تصدیق کی پس دونوں کے تصادق سے نکاح ہو جائیگا۔ اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ تصادق سے نکاح حاصل ہو جاتا ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت نے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر اُسنے خود ہی نکاح کر لیا تو وکیل مذکور وکالت سے خارج ہو جائیگا خواہ وکیل کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور اگر عورت نے اُسکو وکالت سے خارج کیا حالانکہ وکیل اس سے واقف نہوا تو وکالت سے خارج نہوگا پھر اگر وہ نکاح کر دیگا تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر مرد کی طرف سے کسی خاص عورت کے ساتھ تزویج کرنے کا وکیل ہو پھر موکل نے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر قبل تزویج کے نکاح فاسد نکاح کر لیا تو بعضے مشائخ بخارا نے فرمایا کہ وکیل وکالت سے معزول ہو جائیگا اور یہی امام برہان مرغینانی نے اختیار کیا ہے اور قاضی برہان یہی فتوے دیتے تھے اور بعضے مشائخ بخارا نے فتوی دیا کہ معزول نہوگا یہ تاتارخانیہ میں عتابی سے منقول ہے۔ اور اگر معینہ عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا پھر وہ عورت نعوذ باللہ تعالی مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملی پھر وہ گرفتار ہو کر آئی اور مسلمان ہو گئی پھر وکیل نے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا قال المترجم اور اسمین صاحبینؒ کا خلاف بربناے اصل معروف ہے۔ ایک مریض کی زبان بند ہو گئی پس اُس سے ایک شخص نے کہا کہ میں تیری دختر فلانہ کی تزویج کا وکیل ہونگا اُس نے فارسی میں جواب دیا کہ آری آری یعنے ہان ہان اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پس وکیل نے نکاح کیا تو صحیح ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے ایک شخص کا ایک بیٹا ہے اور اُس بیٹے کی دختر ہے پس اُس شخص نے اپنے بیٹے کو باکراہ مجبور کیا کہ مجھے اپنی دختر کی تزویج کا وکیل کرے پس بیٹے نے کہا کہ میں تجھسے اور تیری فرزندی دونوں سے بیزار ہون جو تیرا جی چاہے وہ کر پس باپ نے جا کر اپنی پوتی کو بیاہ دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ یہ نکاح صحیح ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے حالانکہ اس مرد موکل کے نکاح میں چار عورتیں ہیں تو ایسی وکالت ایسے وقت کے واسطے محمول کی جائیگی کہ جب موکل کسی عورت سے نکاح کرنے کا شرعاً مختار ہو جاوے تب وہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے بایں طور کہ مثلاً وہ ان چاروں میں سے کسی کو بائن طلاق دیکر الگ کر دے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اس امر پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرد نکاح میں طرفین کا وکیل اور جانبین کا ولی اور ولی ایک جانب سے اور اصیل دوسری جانب سے اور وکیل ایک جانب سے اور اصیل دوسری جانب سے اور ولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے اور رہا یہ امر کہ ایک ہی شخص دونوں جانب سے فضولی یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فضولی یا اصیل ایک جانب سے اور فضولی دوسری جانب سے یا فضولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے کہ عقد اجازت پر موقوف رہے یا نہیں تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے۔ اور اگر ایک فضولی نے عقد باندھا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ یہ دوسرا شخص فضولی ہو یا وکیل ہو یا اصیل ہو تو عقد کا انعقاد ہوگا مگر جسکی طرف سے فضولی ہے اُسکی اجازت پر موقوف رہیگا یہ نہایہ میں ہے۔ اور شرط عقد

اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہی اور ماورا اسے اس مجلس کے موقوف نہین ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی ایک مرد نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو یہ باطل ہی اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہی یعنی بعد اس مجلس کے ۱۲م پھر اسکو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو عقد جائز نہوگا اور اگر دونون صورتون مین غائب عورت یا غائب مرد کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کرلیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہیگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بالقول ثابت ہوتا ہی اور بالفعل بھی ثابت ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح جو غائب ہی ایک عورت سے کردیا اور یہ بدون اجازت مرد کے ہوا پھر مرد مذکور کو خبر پہونچی تو اُس نے کہا کہ تو نے خوب کیا یا کہا کہ ہمکو اللہ تعالی اسمین برکت دے یا کہا کہ تو نے احسان کیا یا کہا کہ تو بر اہ صواب گیا تو یہ الفاظ اجازت ہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی مختار ہی اور اسی کو شیخ ابو اللیث نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سیاق کلام سے یہ معلوم ہو جاوے کہ اُس نے بطور استہزا ایسے الفاظ کہے ہین تو اس صورت مین یہ الفاظ اجازت نہونگے اور اگر لوگون نے اسکو مبارکباد دی اور اسنے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور حجتہ مین ہی کہ فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کا بدون اجازت عورت کے نکاح کردیا پس عورت نے کہا کہ مجھے تیرا فعل خوش نہ آیا یا فارسی مین کہا کہ مرا خوش نیامد این کار تو یہ رد نکاح نہین ہی حتی کہ اگر اسکے بعد راضی ہو جاوے تو یہ نکاح نافذ ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ مہر کا قبول کرنا اجازت ہی اور ہدیہ کا قبول کرنا اجازت نہین ہی یعنی مہر جاننکر قبول کرنا ۱۲ یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور فوائد صاحب المحیط مین ہی کہ اگر مرد نے فضولی سے کہا کہ تو نے بُرا کیا تو یہ نکاح کی اجازت ہی ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہی اور ظاہر الروایتہ کے موافق یہ کلام رد نکاح ہی اور اسی پر فتوے ہی۔ اور فعل کے ساتھ اجازت یہ ہی کہ عورت کا مہر اسکو بھیجدے اور آیا شرط ہی کہ عورت کو مہر پہونچ جاوے یا نہین تو امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ شرط ہی اور مولانا اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہین شرط ہی۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہی تو مولانا رح نے فرمایا کہ اجازت ہی اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدون اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر پہونچی پس عورت نے کہا کہ باک نیست یعنی کچھ ڈر نہین ہی تو یہ اجازت ہی ایسا ہی فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر فرمایا ہی اور فقیہ ابو جعفر رح اسی پر فتوے دیتے تھے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر فضولی نے چار عورتین ایک عقد مین اور تین عورتین ایک عقد مین زید کے ساتھ بیاہ دین پس زید نے ایک فریق مین سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی اجازت ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتون کا نکاح مختلف عقدون مین کیا اور ان دسون عورتون کو خبر پہونچی اور انھون نے سب نے اجازت دی تو نوین و دسوین عقد کی دونون عورتین جائز ہونگی اور علی ہذا دس مردون مین سے ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ سب عورتین بالغہ ہین پس سبھون نے نکاح جائز رکھا تو نوین و دسوین کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ مرد ہون تو اخیر کی تین عورتون کا جائز ہوگا اور اگر بارہ مرد ہون تو چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ مرد ہون

تو اکیلی تیرھوین عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ غایۃ سروجی مین ہے۔ قال المترجم کیونکہ جب چار عورتون کے بعد پانچوین سے عقد کیا تو پہلے سب چارون باطل ہوگئے پھر جب چھٹے وساتوین وآٹھوین کے بعد نوین سے عقد کیا تو یہ چارون بھی باطل ہوئے اب رہی نوین پھر اسکے بعد دسوین سے نکاح کیا تو یہی دونون باقی رہی ہین پس اجازت انھین دونون کی معتبر ہوگی اور بعد اس بیان کے سب صورتین تجھپر آسان ہین فافہم۔ ایک فضولی نے ایک مرد سے عقود متفرقہ مین پانچ عورتون کا نکاح کر دیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ انمین سے چار اختیار کرکے پانچوین کو جو ہو اسکو جدا کر دے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر فضولی نے چار عورتون سے بدون انکی اجازت کے پھر چار عورتون سے بدون انکی اجازت کے پھر دو عورتون سے نکاح کر دیا تو اخیر کی دو عورتون کا نکاح موقوف رہیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو بدون اسکی اجازت کے ایک مرد سے بیاہ دیا اور ہزار درم مہر ٹھہرایا اور اسی مرد کی طرف سے دوسرے مرد نے بدون اجازت اس مرد کے خطبہ کیا پس دونون فضولی ہوئے پھر دونون نے پچاس دینار پر بغیر اجازت اس مرد و اس عورت کے جدید نکاح باندھا حتی کہ دونون نکاح ان دونون کی اجازت پر موقوف ہوئے پھر عورت مذکورہ نے دونون نکاحون مین سے ایک کی اجازت دی اور مرد نے بھی دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی پس اگر شوہر نے اسی نکاح کی اجازت دی جسکی عورت نے اجازت دی ہے مثلاً عورت نے ہزار درم والے نکاح کی اجازت دی اور مرد نے بھی اسی نکاح کی اجازت دی تو ہزار درم کے مہر والا نکاح جائز ہوگا اور اگر شوہر نے سوائے اس نکاح کے جسکی عورت نے اجازت دی ہے دوسرے نکاح کی اجازت دی مثلاً پچاس دینار والے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا پھر اگر اسکے بعد دونون دوسرے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز نہوگا اور اگر پہلے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز ہوگا اسی طرح اگر عورت نے ابتداءً دوسرے نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اسکی طرف سے نکاح اول کا فسخ ہوگا پس اگر دونون دوسرے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز ہو جائیگا اور اگر پہلے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز نہوگا اور منتقی مین ہے کہ اگر شوہر نے پہل کرکے دونون مین سے کسی ایک نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اسکی طرف سے دوسرے نکاح کا فسخ ہوگا پس وہ باطل ہو جائیگا۔ اور یہ سب اس صورت مین ہے کہ پہلا اجازت دیا ہوا معلوم ہو کہ یہ پہلا اجازت دیا ہوا ہے اور یہ دوسرا ہے اور اگر دونون پہلے اجازت دیے ہوئے کو بھول گئے پھر دونون نے ان دونون مین سے کسی ایک نکاح پر اتفاق کیا بایطور کہ ایک نے دوسرے کی تصدیق کی کہ ہمنے یاد کیا کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ان دونون نے یاد نہ کیا کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے لیکن دونون کسی ایک نکاح پر متفق ہوئے بدون اسکے کہ یاد کرین کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو ان دونون عقدون مین سے کوئی بھی جائز نہوگا اور اگر عورت نے پہل کرکے کہا کہ مین نے دونون عقدون کی اجازت دیدی تو مرد کو اختیار ہوگا کہ چاہے ہزار درم والے کی اور چاہے پچاس دینار والے کی جسکی چاہے انمین سے ایک کی اجازت دیدے اور یہی جائز ہوگا اور جو مہر اسمین ٹھہرا ہے وہ اسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے درم والے اور دوسرے نے دینار والے کی اجازت دی اور دونون کی اجازت کا کلام ایک ساتھ ہی دونون کے منھ سے نکلا تو دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دونون نکاحون کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو اسمین

وہی حکم ہے جو ایک ہی ساتھ اجازت کا کلام نہ نکلنے کی حالت مین ہر ایک کے دونون نکاحون کی اجازت دینے کا حکم ہے یعنی دونون مین سے ہر ایک نے آگے پیچھے دونون نکاحون کی اجازت دیدی اور اسکا حکم یہ ہے کہ دونون نکاحون مین سے ایک نکاح لامحالا نافذ ہو جائیگا - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے ان دونون نکاحون مین سے غیر معین ایک نکاح کی اجازت دی مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اس نکاح کی یا اس دوسرے نکاح کی اجازت دی تو اس مسئلہ مین عورت کی اجازت چار صورتون سے خالی نہین اول آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی جسکی شوہر نے اجازت دی ہے حالانکہ دونون کے کلام ایک ہی ساتھ دونون کے منھ سے نکلے تو اس صورت مین دونون مین سے ایک نکاح جائز ہوگا دوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کے سوائے جسکی شوہر نے اجازت دی ہے دوسرے نکاح کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ہی ساتھ نکلے تو اس صورت مین دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے سوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے دونون نکاحون کی اجازت دی تو اسکا وہی حکم ہے جو درصورتیکہ اُسنے کہا کہ جسکی شوہر نے اجازت دی ہے اُسکی مین نے اجازت دی مذکور ہوا ہے یعنی دونون مین سے ایک نکاح جائز ہوگا - چہارم آنکہ عورت نے کہا مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اسکی یا اسکی اجازت دی جیسے کہ شوہر نے کہا ہے اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو مذکور ہے کہ دونون مین سے کسی نے ابھی تک کچھ اجازت نہین دی ہے اور دونون کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے ایک نکاح جسپر چاہین اتفاق کر لین اور چاہین دونون کو فسخ کر دین کذا فی الذخیرہ اور اگر عورت نے مثلاً کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی اور دوسرے نے اُسکے بعد کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی تو امام اعظم رح کے نزدیک نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک فضولی نے ایک غلام سے دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا پھر دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا اور یہ سب عورتون کی رضامندی سے کیا پھر وہ غلام آزاد ہو گیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دو عورتون کے نکاح کی اجازت دے چاہے پہلے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے دوسرے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے پہلے فریق کی ایک کے نکاح کی اور دوسرے فریق کی ایک کے نکاح کی اجازت دے اور اگر تین کے نکاح کی اجازت دی تو سب باطل ہوئے اور اگر چوتھی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر سب نکاح ایک ہی عقد مین واقع ہوئے ہون تو اسکی اجازت کبھی نہین ہو سکتی یہ کافی مین ہے - اور اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے تین عورتون سے تین عقدون مین نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دیدی تو تیسرے عقد والی عورت جائز ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور اصل یہ ہے کہ حق محل مین اجازت بمنزلہ انشاے عقد کے ہے پس اگر محل ایسا ہو کہ انشاے عقد مین اسکا مجتمع کرنا صحیح نہو تو بحالت اجازت و امضاے عقد بھی صحیح نہوگا اور اگر بانشاے عقد صحیح ہو تو باجازت بھی صحیح ہوگا - ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدون اجازت کے دو صغیرہ کا نکاح ایک ہی عقد مین بدون دونون کے باپون کی اجازت کے کر دیا اور ان دونون صغیرہ کی طرف سے کوئی قبول کرنے والا ہو گیا پھر ایک عورت نے ان دونون صغیرہ کو دودھ پلایا پھر جب شوہر کو خبر پہونچی تو اُس نے ان دونون مین سے ایک کے نکاح کی اجازت دی اور اس صغیرہ کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک عورت مذکورہ نے دونون مین سے

ایک کو دودھ پلایا پھر وہ مرگئی پھر دوسری دختر کو دودھ پلایا پھر شوہر نے خبر پہونچنے پر اُسکے نکاح کی اجازت دی اور اُسکے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر دو صغیرہ کا نکاح دونوں کے ولیوں نے علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر دونوں رضاعی بہنین ہوگئین پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا۔ دو صغیرہ دونوں چچازاد بہنین ہین اور دونوں کا نکاح اُنکے چچا نے ایک مرد سے بدون اُنکی اجازت کے کردیا اور علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر ایک عورت نے ان دونوں کو دودھ پلایا پھر شوہر نے دونوں مین سے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر دونوں مین سے ہر ایک کا ایک چچا اُسکا ولی ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر دو باندیون سے دونوں کی رضامندی ایک ہی عقد مین بدون اجازت اُنکے مولی کے نکاح کرلیا پھر مولی نے ان دونوں مین سے خاص ایک کو آزاد کیا پھر مولے کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُسنے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح جائز نہوگا۔ اسی طرح اگر فضولی نے کسی مرد کے ساتھ دو باندیون کا نکاح اُنکی اور اُنکے مولی کی اجازت سے کردیا پھر مولی نے دونوں مین سے ایک کو آزاد کردیا پھر شوہر کو خبر پہونچی اور اُسنے باقی باندی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر آزاد شدہ باندی کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مولے نے دونوں کو ایک ہی ساتھ آزاد کردیا پھر شوہر نے دونوں یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر مولی نے یون کہا کہ فلانہ باندی آزاد ہے اور فلانہ باندی آزاد ہے یا ایک کو آزاد کیا اور چپ رہا پھر دوسری کو آزاد کیا پھر شوہر کو خبر پہونچی اور اُس نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونوں کے نکاح کی اجازت دی تو پہلی آزاد شدہ کا نکاح جائز ہوگا دوسری کا جائز نہوگا اور اگر نکاح دو عقد مین واقع ہوا ہو پس اگر دونوں باندیان دو مولے کی یعنی ہر ایک کی ایک ایک ہو اور دونوں مین سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ جاہے جسکے نکاح کی اجازت دے جائز ہوگا اور اگر دونوں ایک ہی شخص کی مملوکہ ہون تو آزاد شدہ کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک مرد کے نیچے آزاد عورت ہو اور ایک فضولی نے ایک باندی سے اسکا نکاح کردیا پھر عورت آزادہ مرگئی یا فضولی نے اُسکی جورو کی بہن سے نکاح کردیا پھر اُسکی جورو مرگئی تو مرد مذکور کو اجازت نکاح دینے کا اختیار نہین ہے اسی طرح اگر اُسکے نیچے چار عورتین ہون اور فضولی نے پانچوین سے نکاح کردیا پھر ان چارون مین سے ایک مرگئی تو مرد مذکور فضولی والے نکاح کی اجازت نہین دے سکتا ہے اور اگر فضولی نے ایک ساتھ ہی پانچ عورتون سے نکاح کردیا تو اُسکو بعض کے نکاح کی اجازت دینے کا اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک آزاد مرد کے نیچے ایک عورت ہے اس مرد کے ساتھ ایک فضولی نے بلا اجازت چار عورتون سے نکاح کردیا پھر اُسکو یہ خبر پہونچی پس اُسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر علیحدہ علیحدہ عقد مین ہر ایک کا چارون مین سے (یعنی ایک ہی عقد مین ۱۲) نکاح کیا اور مرد مذکور نے بعض کی اجازت دیدی تو جنکی اجازت دی ہے وہ نکاح جائز ہونگے لیکن اگر اُسنے اس صورت مین کل کے نکاح کی اجازت دی تو نا جائز اور سب کے نکاح باطل ہو جائینگے حتی کہ اگر اسکے بعد اسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو بعض بھی نا جائز ہونگے اور اگر قبل اجازت کے اسکی جورو مرگئی پھر مرد نے چارون کے نکاح کی اجازت دی خواہ چارون کا عقد واحد مین نکاح کیا ہو

یا عقود متفرقہ مین کیا ہو بہر حال اجازت سے کوئی عقد جائز نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کو کسی مرد غائب کے ساتھ بیاہ دیا اور مرد غائب کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پھر قبل اجازت مرد غائب کے عورت کا باپ مرگیا تو اُسکی موت سے نکاح باطل نہوگا - ایک مرد نے اپنے پسر بالغ کا نکاح ایک عورت سے بدون اجازت پسر مذکور کے باندھا پھر قبل اجازت کے بیٹا مجنون ہوگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ باپ کو یون کہنا چاہیے کہ مین نے اپنے بیٹے کی طرف سے نکاح کی اجازت دی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک شخص نے اپنے بھائی کی دختر اپنے پسر کے ساتھ بیاہ دی حالانکہ یہ دونون صغیر ہین اور بھائی کی دختر کا باپ موجود ہی پھر قبل اجازت نکاح کے اسکا باپ مرگیا پھر چچا نے قبل بلوغ دختر مذکورہ کے اس نکاح کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اسی طرح اگر کسی مرد نے اپنے پسر نابالغ کا نکاح بدون اُسکی اجازت کے ایک عورت سے کر دیا اور ہنوز پسر مذکور بالغ نہوا تھا کہ وہ معتوہ ہوگیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا - اسی طرح اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے نکاح کیا پھر قبل اجازت کے وہ اس مولی کی ملک سے نکلکر دوسرے مولے کی ملک مین داخل ہوا پھر دوسرے مولے نے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسی طرح اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے اپنا نکاح کرلیا پھر اس مولی کی ملک سے نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا ارث کے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال نہو مثلاً یہ صورتین ہون کہ ایک جماعت اُسکی وارث ہوئی یا فقط بیٹا وارث ہوا اگر باپ نے اس باندی سے وطی کر لی تھی یا مولاے اوّل نے ایک جماعت کے ہاتھ بیع کی یا انکو ہبہ کردی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کرچکا ہی تو ایسی صورت مین دوسرے مولے کی اجازت سے نکاح جائز ہوسکتا ہی اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو بایں طور کہ مولاے اوّل نے کسی اجنبی کے ہاتھ بیع یا اسکو ہبہ کی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر خود اُس سے وطی نہین کرچکا ہی یا فقط بیٹا اُسکا وارث ہوا درحالیکہ باپ میت اس سے وطی نہین کرچکا ہی تو ایسی حالت مین دوسرے مولی کی اجازت ناجائز اور اس اجازت سے نکاح جائز نہوگا یہ محیط مین ہی - **متصلات این باب مسائل الفسخ** جاننا چاہیے کہ نکاح بندھ جانے کے بعد اُسکے فسخ کرنے والے چار طرح کے لوگ ہوتے ہین اوّل ایسا عقد باندھنے والا جو قول یا فعل کسی طرح فسخ کا اختیار نہین رکھتا ہی اور یہ فضولی ہی پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح بدون اُسکی اجازت کے کسی عورت سے کردیا پھر کہا کہ مین نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ نہوگا - اسی طرح اگر اُسی عورت کی بہن سے اُسکا نکاح باندھا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ نہوگا - دوم وہ عاقد ہی جو قول سے فسخ کرسکتا ہی اور فعل سے فسخ نہین کرسکتا ہی اور یہ وکیل ہی چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت معینہ کا نکاح کردے پس اُس نے اُس عورت سے نکاح کر دیا اور عورت کی طرف سے کسی فضولی نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہی کہ قول سے نکاح فسخ کردے یعنی کہے کہ مین نے یہ نکاح فسخ کیا - اور اگر وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر وکیل مذکور نے بعینہا اُسی عورت سے دوسرا نکاح کردیا

تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور سوم وہ عاقد جو بفعل فسخ کرسکتا ہے اور بقول فسخ نہین کرسکتا ہے
اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اُسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کردیا پھر
شوہر مذکور نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کردے اور کسی عورت کو معین نہ کیا
پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اُسکا نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ ہو جائیگا حالانکہ اگر وہ اُس
نکاح کو بقول فسخ کرے تو فسخ صحیح نہین ہے - چہارم وہ عاقد جو قول و فعل دونون طرح سے فسخ کرسکتا ہے اور اسکی
صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر معین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے
ایک عورت سے نکاح کردیا اور عورت کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو فسخ کرے تو فسخ
صحیح ہے اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان
مین ہے پس باب نکاح مین فضولی کو قبل اجازت کے رجوع کا اختیار نہین ہوتا ہے اور وکیل کو نکاح موقوف کی صورت
مین قول و فعل دونون سے رجوع کا اختیار ہوتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے ایک
عورت کا نکاح کردیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کردے پس وکیل نے اس
نکاح کی اجازت دیدی پھر اُسکو فسخ کیا تو بنا بر روایت جامع کے اُسکا فسخ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن
کا باجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کردیا تو پہلا نکاح باطل ہو جائیگا - اور اگر مطلق نکاح کے واسطے
دو وکیل ہون تو ایک وکیل کے باندھے عقد موقوف کو قصداً دوسرا باطل نہین کرسکتا ہے وکیل اگر ایسا فعل کرے
کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کردے یا دوسرے شوہر سے [یعنی بقول خود ۱۲] پہلے نکاح کی تجدید کرلے تو پہلا نکاح فسخ ہو جائیگا
یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت [یعنی عورت کی اجازت سے ۱۲] عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر کسی کو وکیل کیا
کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کردے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو فسخ کیا تو نہین صحیح ہوگا اور اگر
وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کردیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا - اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ
ایک ہی عقد مین دو عورتون کا نکاح کردیا [قبل اجازت اول سے ۱۲] کہ ان دونون مین [یعنی قطعی ۱۲] سے ایک عورت زید کی نکاح والی کی بہن ہے
یا ایک ہی عقد مین چار عورتون سے نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے

ساتوان باب - مہر کے بیان مین اسمین چند فصلین ہین **فصل اول** ادنے مقدار مہر کے بیان مین اور جو
چیزین مہر ہوسکتی ہین اور جو چیزین نہین ہوسکتی اُنکے بیان مین - کم سے کم مقدار مہر دس درم ہے خواہ سکہ دار ہون
یا نہون چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر مہر جائز ہے اگرچہ اسقدر چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے
کم ہو یہ تبیین مین ہے - اور سواے درم کے جو چیز ہو وہ وقت عقد کی قیمت کے حساب سے درمون کی قائم مقام
رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے چنانچہ اگر کپڑے یا کیلی یا وزنی چیز پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت
عقد کے دس درم ہے تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اُسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس
عورت کو رد کردینے کا اختیار نہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت قبضہ کے
نرخ زیادہ ہوگیا کہ دس درم قیمت ہوگئی تو وقت عقد کے جسقدر کمی تھی وہ عورت کو دلائی جاویگی اگرچہ وقت قبضہ
کے پوری دس درم قیمت ہے یہ نہر الفائق مین ہے اور اگر کپڑے کا کسی جزو مین نقصان ہو جانے سے

قبضہ سے پہلے اُسکی قیمت مین نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت کے دس درم
لے لے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہی مہر ہوسکتی ہی۔ اور منافع بھی مہر ہوسکتے ہین
مگر بات یہ ہی کہ اگر شوہر مرد آزاد ہو اور اُس نے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ مین تیری خدمت کرونگا تو
امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر عورت سے
اپنے سوا کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نہو اور نہ اسنے اجازت دی تو
اُسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے
پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہین ہوسکتا ہی تو واجب ہی کہ منع کی جاوے اور اُسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیجاوے اور اگر
ایسی خدمت نہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتی
کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی مستحق ہوگی کیونکہ یہ اجیر خاص ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ
نے ایسی خدمت لینی شروع کی جسکی صورت مثل اوّل کے ہی تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت
دوم ہی تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام یا
باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اُسکی خدمت جائز ہی
یہ بالاجماع ہی کذا فی محیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اُسکو قرآن شریف تعلیم کرونگا تو
عورت مذکورہ کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت
مذکورہ کی بکریان چراویگا یا اسکی زمین مین زراعت کردیگا تو ایک روایت مین نہین جائز ہی اور ایک روایت مین
جائز ہی کذا فی محیط السرخسی اور روایت اول کتاب الاصل والجامع کی ہی اور وہی اصح ہی کذا فی النہر الفائق
اور یہ خطا ہی صواب یہ ہی کہ بالاجماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہی ادا کرے بدلیل قصہ موسی و شعیب علیہما السلام
کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسی و شعیب کی شریعت مین تھا علیہما السلام اور ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تو
جواب یہ ہی کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالی و اُسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع
انکار کے بیان فرمایا ہووے ہمپر لازم ہی یہ کافی مین ہی اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم یا حج و عمرہ وغیرہ عبادات
کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہین صحیح ہی۔ پھر واضح ہو کہ تسمیہ مین اصل یہ ہی کہ جب تسمیہ صحیح ہو جاوے
و متقرر ہو جاوے تو وہی مسمی واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر مسمی دس درم یا زیادہ ہی تو عورت کو بس یہی
ملیگا اسکے سوائے کچھ نہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک دس پورے کردیے جاوینگے
اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر
نہ لیجائیگا یا اُسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کریگا تو یہ تسمیہ صحیح نہین ہی کیونکہ یہ امر مذکور مال نہین ہی اور اسی طرح
اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہین صحیح ہی اور اگر اعیان
مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مثل اپنے دار کی سکونت کے یا اپنے جانور سواری کی سواری
و بار برداری و زراعت کی زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہی یہ
بدائع مین ہی۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے

دفتنہ سے بچاؤ نہین ہوسکتا ہی ۱۲

تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور سوم وہ عاقد جو بفعل فسخ کرسکتا ہو اور بقول فسخ نہین کرسکتا ہو
اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اُسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کردیا پھر
شوہر مذکور نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کردے اور کسی عورت کو معین نہ کیا
پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اُسکا نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ ہوجائیگا حالانکہ اگر وہ اُس
نکاح کو بقول فسخ کرے تو فسخ صحیح نہین ہی - چہارم وہ عاقد جو قول و فعل دونون طرح سے فسخ کرسکتا ہو اور اسکی
صورت یہ ہو کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر معین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے
ایک عورت سے نکاح کردیا اور عورت کی طرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو فسخ کرے تو فسخ
صحیح ہو اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان
مین ہو پس باب نکاح مین فضولی کو قبل اجازت کے رجوع کا اختیار نہین ہوتا ہو اور وکیل کو نکاح موقوف کی صورت
مین قول و فعل دونون سے رجوع کا اختیار ہوتا ہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے ایک
عورت کا نکاح کردیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کردے پس وکیل نے اس
نکاح کی اجازت دیدی پھر اُسکو فسخ کیا تو بنابر روایت جامع کے اُسکا فسخ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن
کا باجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کردیا تو پہلا نکاح باطل ہوجائیگا - اور اگر مطلق نکاح کے واسطے
دو وکیل ہون تو ایک وکیل کے باندھے عقد موقوف کو قصداً دوسرا باطل نہین کرسکتا ہو وکیل اگر ایسا فعل کرے
کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کردے یا دوسرے مہر پر (یعنی قبول عقد ۱۲) پہلے نکاح کی تجدید کرلے تو پہلا نکاح فسخ ہوجائیگا
یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت (یعنی عورت کی اجازت سے ۱۲) عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر کسی کو وکیل کیا
کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کردے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو فسخ کیا تو نہین صحیح ہوگا اور اگر
وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح کردیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا - اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ
ایک ہی عقد مین دو عورتون کا نکاح کردیا کہ ان دونون مین (یعنی فضولی ۱۲) سے ایک عورت زید کی (قبل اجازت اول کے ۱۲) نکاح والی کی بہن ہو
یا ایک ہی عقد مین چار عورتون سے نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو

ساتوان باب - مہر کے بیان مین اسمین چند فصلین ہین فصل اول ادنے مقدار مہر کے بیان مین اور جو

چیزین مہر ہوسکتی ہین اور جو چیزین نہین ہوسکتی اُنکے بیان مین - کم سے کم مقدار مہر دس درم ہی خواہ سکہ دار ہون
یا نہون چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر مہر جائز ہو اگرچہ اسقدر چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے
کم ہو یہ تبیین مین ہی - اور سوا درم کے جو چیز ہو وہ وقت عقد کی قیمت کے حساب سے درمون کی قائم مقام
رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہو چنانچہ اگر کپڑے یا کیلی یا وزنی چیز پر (عقد کے وقت جو اسکی قیمت ہو ۱۲) نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت
عقد کے دس درم ہو تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اُسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس
عورت کو رد کردینے کا اختیار نہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہو اور وقت قبضہ کے
نرخ زیادہ ہوگیا کہ دس درم قیمت ہوگئی تو وقت عقد کے جسقدر کمی تھی وہ عورت کو دلائی جاویگی اگرچہ وقت قبضہ
اسکے پوری دس درم قیمت ہو یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر کپڑے کا کسی جزو مین نقصان ہوجانے سے

قبضہ سے پہلے اُسکی قیمت مین نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہیے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت دس درم
لے لے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم ہی مہر ہوسکتی ہے۔ اور منافع بھی مہر ہوسکتے ہین
مگر بات یہ ہے کہ اگر شوہر مرد آزاد ہو اور اُس نے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ مین تیری خدمت کرونگا تو
امام اعظمؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر عورت سے
اپنے سوائے کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نہو اور نہ اسنے اجازت دی تو
اُسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے
پردگی وفتنہ سے بچاؤ نہین ہوسکتا ہے تو واجب ہے کہ منع کی جاوے اور اُسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیجاوے اور اگر
ایسی خدمت نہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتی
کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے خدمت لینے کی مستحق ہوئی کیونکہ یہ اجیر خاص ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ
نے ایسی خدمت لینی شروع کی جسکی صورت مثل اول کے ہے تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت
دوم ہے تو اسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام یا
باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہے یہ نہر الفائق مین ہے اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اُسکی خدمت جائز ہے
یہ بالاجماع ہے کذا فی محیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اسکو قرآن شریف تعلیم کرونگا تو
عورت مذکورہ کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت
مذکورہ کی بکریان چراویگا یا اسکی زمین مین زراعت کردیگا تو ایک روایت مین نہین جائز ہے اور ایک روایت مین
جائز ہے کذا فی محیط السرخسی اور روایت اول کتاب الاصل والجامع کی ہے اور وہی اصح ہے کذا فی النہر الفائق
اور یہ خطا ہے صواب یہ ہے کہ بالاجماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہے ادا کرے بدلیل قصہ موسیٰ وشعیب علیہما السلام
کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسیٰ وشعیب کی شریعت مین تھا علیہما السلام اور ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین تو
جواب یہ ہے کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالیٰ واسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع
انکار کے بیان فرمایا ہووے ہمپر لازم ہے یہ کافی مین ہے اور اگر حلال وحرام احکام کی تعلیم یا حج وعمرہ وغیرہ عبادات
کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہین صحیح ہے۔ پھر واضح ہو کہ تسمیہ مین اصل یہ ہے کہ جب تسمیہ صحیح ہو جاوے
ومتقرر ہو جاوے تو وہی مسمی واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر مسمی دس درم یا زیادہ ہے تو عورت کو بس یہی
ملیگا اسکے سوائے کچھ نہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک دس پورے کردیے جاوینگے
اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر
نہ لیجائیگا یا اُسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کریگا تو یہ تسمیہ صحیح نہین ہے کیونکہ یہ امر مذکور مال نہین ہے اور اسی طرح
اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہین صحیح ہے اور اگر اعیان
مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مثل اپنے دار کی سکونت واپنے جانور سواری کی سواری
وبار برداری وزراعت کی زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہے یہ
بدائع مین ہے۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے

نکاح کیا تو جائز ہی اور اگر اپنے رقبہ پر کسی آزاد عورت یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور ظاہر کی قیمت پر بھی نافذ نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اپنی دوسری جورو کو طلاق دیدیگا یا مرد کا بجانب اُس عورت کے جو حق قتل عمد کا ہی اُسپر نکاح کیا یا اسکو حج کرالاویگا تو عورت مذکورہ کو مہر مثل ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مرد کے ایک عورت پر ہزار درم کسی خریدی ہوئی چیز سے واجب ہین پس مرد مذکور نے اس عورت سے بدین مہر نکاح کیا کہ ان درمون کے مطالبہ مین مہلت دونگا تو یہ مہلت باطل ہی اور نکاح منعقد اور مہر مثل واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے اس ہزار درم پر جو اُسکے فلان مرد پر آتے ہین نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا مگر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے انکا مطالبہ کرے اور چاہے قرضدار کی دامنگیر ہو پھر شوہر سے مواخذہ کریگی تاکہ شوہر اس عورت کو قرضدار سے یہ قرضہ وصول کر لینے کا وکیل کریگا اور اگر کسی عورت سے ہزار درم قرضہ پر جو اس مرد کے زید پر ایک سال کے وعدہ پر آتے ہین نکاح کیا اور عورت اسپر راضی ہوگئی تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مواخذہ کرے یا قرضدار سے لینا اختیار کرے پس اگر شوہر سے لینا اختیار کیا تو بھی ایک سال کے وعدہ پر اس سے لے سکتی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی معین غلام پر اشارہ کرکے نکاح کیا حالانکہ غلام مذکور کسی غیر کا ہی یا کسی دار کی طرف اشارہ کرکے نکاح کیا حالانکہ وہ غیر کی ملک ہی تو نکاح جائز اور تسمیہ صحیح ہی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مالک غلام و دار نے اسکی اجازت دیدی تو عورت کو عین یہی ملیگا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی تو نکاح باطل نہوگا اور تسمیہ بھی باطل نہوگا حتی کہ مہر مثل واجب نہوگا بلکہ اس مہر مسمے کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کسی عورت سے کسی غلام کے عیب پر جسکو مرد نے اس عورت سے خریدا ہی نکاح کیا تو جائز ہی پس اگر عیب کی قیمت دس درم ہو تو عورت کے واسطے یہی ہوگا اور اگر دس درم سے کم ہو تو دس درم کی تکمیل واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ نکاح شغار منعقد ہوتا ہی اور شرط باطل ہوتی ہی اور دونون عورتون مین سے ہر ایک کو اسکا مہر مثل ملیگا اور نکاح شغار کے یہ معنی ہین کہ زید نے مثلاً اپنی دختر کا نکاح عمرو کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ عمرو اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح زید کے ساتھ کردے بدین مہر کہ ہر ایک عورت کی بضع دوسری کا مہر ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عقد مین ایسی چیز کو مہر رکھا جو فی الحال معدوم ہی مثلاً کسی عورت سے نکاح کیا بدین مہر کہ امسال جو پھل اُسکے درخت خرما مین آوین یا جو کھیتی امسال اُسکی زمین مین پیدا ہو یا جو کہ اُسکا غلام کماوے وہ مہر ہی تو تسمیہ صحیح نہوگا اور عورت مذکورہ کو مہر مثل ملیگا اسی طرح اگر ایسی چیز بیان کی جو سب طرح سے فی الحال مال نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی مثلاً جو کچھ اُسکی بکریون کے پیٹ مین ہی یعنی بچہ یا جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی اُسکو مہر قرار دیکر نکاح کیا تو تسمیہ صحیح نہین ہی اور عورت کو مہر المثل ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی عورت سے اُسکے حکم پر یا اپنے حکم پر یا فلان اجنبی کے حکم پر نکاح کیا یعنی جو وہ کہدے وہی مہر ہی تو تسمیہ فاسد ہوگا پھر اگر حکم شوہر پر ٹھہرا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اس عورت کے مہر مثل یا زیادہ کا حکم دیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا

لیکن اگر عورت اسی کم پر راضی ہو جاوے تو کم ہی لیوے - اور اگر عورت کے حکم پر ٹھہرا ہو پس اگر عورت نے مہر مثل یا کم کا حکم کیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم لگایا تو بقدر زیادتی کے جائز نہوگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے تو ملیگا اور اگر اجنبی کا حکم ٹھہرا ہو پس اگر اُسنے مہر مثل کا حکم دیا تو جائز ہی اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم دیا تو شوہر کی رضامندی پر موقوف ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کی رضامندی پر موقوف ہوگا یعنے عورت اگر اس کمی پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہی یہ بدائع مین ہی دوسری **فصل** ان امور کے بیان مین جنسے مہر و متعہ متاکد ہو جاتا ہی - واضح ہو کہ تین باتون مین سے کسی بات کے پائے جانے سے مہر متاکد ہو جاتا ہی ایک دخول دوسری خلوت صحیحہ اور تیسری جورو و مرد ان دونون مین سے کسی کا مرجانا پس انمین سے جب کوئی بات پائی جاوے سے مہر متاکد ہو جائیگا خواہ مہر مسمی ہو یا مہر مثل حتی کہ بعد اسکے مہر مین سے کچھ ساقط نہین ہوتا ہی الا یا ابراء کہ جو حقدار ہی وہ بری کردے یہ بدائع مین ہی - اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اسکا کچھ مہر بیان نہ کیا یا بدین شرط نکاح کیا کہ اسکے واسطے کچھ مہر نہین ہی تو اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا بشرطیکہ اُسکے ساتھ دخول کرے یا شوہر مرجاوے یا خود عورت مرجاوے اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو متعہ ملیگا اور اگر بعد عقد کے قاضی نے اسکے واسطے کچھ مہر مقرر کردیا یا شوہر نے مقرر کردیا پس دو صورت متاکد ہو جانے کے مانند مہر مثل کے متاکد ہوگا اور در صورتیکہ دخول سے پہلے طلاق دیدی تو متعہ واجب ہوگا اور یہ نہوگا کہ مہر مقدر مذکور کا نصف واجب ہو یہ امام ابوحنیفہ و امام محمد کا قول ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور متعہ کبھی واجب ہوتا ہی کہ شوہر کی طرف سے فرقت پائی جاوے مثلاً شوہر نے طلاق دیدی یا ایلا کرکے الگ کیا یا لعان کیا یا مجبوب نکلا یا عنین ظاہر ہوا یا اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا یا عورت کی مان یا بیٹی کا شہوت سے بوسہ لیا و غیر ذلک اور اگر عورت کی طرف سے فرقت پیدا ہو تو متعہ واجب نہوگا مثلاً عورت اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گئی یا اُسنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یا سوت کو دودھ پلا دیا یا بخیار بلوغ یا بخیار عتق اُسنے الگ ہو جانا اختیار کیا یا عدم کفو ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی و غیر ذلک اور اسی طرح اگر اپنی زوجہ کو جو زید کی باندی ہی زید سے خرید کیا یا اُسکے وکیل نے زید سے خریدا تو بھی متعہ واجب نہوگا اور اگر مولی نے اس باندی کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت کیا اور اس غیر سے شوہر نے خریدی تو متعہ واجب ہوگا - اور جن صورتون مین مہر مسمی نہونے پر متعہ بھی واجب نہین ہوتا ہی تو مہر مسمی ہونے پر نصف مسمی واجب نہوگا یہ تبیین مین ہی اور جن صورتون مین مقتضاے عقد مہر المثل واجب ہوتا ہی اگر طلاق قبل دخول واقع ہو تو فقط متعہ واجب ہوگا یہ تہذیب مین ہی - اور واضح ہو کہ متعہ سے اس مقام پر متعہ شیعہ مراد نہین ہی بلکہ جسکا حکم اللہ تعالی نے کلام مجید مین فرمایا ہی یعنی تین کپڑے ہین قمیص و چادر و مقنعہ اور یہ کپڑے اوسط درجہ کے ہونگے نہ بہت بڑھ کے نہ بہت گھٹ کے کذا فی المحیط اور یہ رواج اماموں کے زمانہ کا ہی اور ہمارے ملک مین ہمارا عرف معتبر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت کو کپڑون کی قیمت مین درم و دینار دیے تو قبول کرنے پر مجبور کیجائیگی یہ بدائع مین ہی مگر واضح رہے کہ نصف مہر سے زیادہ قیمت بڑھانا لازم نہین ہی اور پانچ درم سے کم نہونگے یہ کافی مین ہی اور ان کپڑون کا لحاظ کرنے مین عورت کا حال دیکھا جائیگا کیونکہ یہ کپڑے مہر المثل کے قائم مقام ہین یہ امام کرخی کا قول ہی یہ تبیین مین ہی - پس اگر اوسنے

درجہ کی عورت ہو یعنی سفلہ لوگون مین ہو تو اُسکو کرباس کے کپڑے دیگا اور اگر اوسط درجہ مین ہو تو اُسکو قز کے کپڑے دیگا اور اگر مرفہ الحال ہو تو اُسکو ابریشم کا لباس دیگا اور یہی اصح ہے یہ ینابیع مین ہے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کے حال کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ و کافی مین ہے اور بعض نے فرمایا کہ دونون کے حال کا اعتبار کیا جائیگا اسکو صاحب بدائع نے نقل کیا ہے اور یہ قول شبہ بفقہ ہے کذا فی التبیین اور ولوالجی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور جس عورت کا شوہر مر گیا اُسکے واسطے متعہ نہین ہے خواہ عقد مین اسکا مہر مقرر کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو اور خواہ اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اسی طرح نکاح فاسد جسمین قبل عورت کے ساتھ دخول کرنے اور قبل خلوت صحیحہ کے یا بعد خلوت کے درحالیکہ شوہر اُسکے ساتھ دخول کرنے سے منکر ہو قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی تو متعہ واجب نہوگا اور متعہ واجب ہونے کے حق مین غلام بمنزلہ آزاد ہے بشرطیکہ غلام نے باجازت مولے کے نکاح کیا ہو یہ محیط مین ہے۔ ہمارے نزدیک متعہ تین طرح کا ہوتا ہے ایک متعہ واجب اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہوتا ہے جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد مین اُسکے واسطے مہر مسمی نہ کیا ہو اور دوسرا متعہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہے جسکو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تیسرا نہ واجب نہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہے جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور عقد مین اسکا مہر بیان کیا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور خلوت صحیحہ کے یہ معنے ہین کہ مرد و عورت دونون ایسے مکان مین تنہا جمع ہون جہان وطی کرنے سے کوئی حسی یا شرعی یا طبعی مانع نہ ہووے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور خلوت فاسدہ اسکو کہتے ہین کہ حقیقۃً وطی کرنے پر قدرت نہ پاوے جیسے مریض مدنف کہ وطی کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے اور اس صورت مین چاہے عورت مریضہ ہو یا مرد مریض ہو حکم یکسان ہے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور واضح ہو کہ مرض سے ایسا مرض مراد ہے جو جماع سے مانع ہو یا جماع سے ضرر لاحق ہو اور صحیح یہ ہے کہ مرد کا مریض ہونا کسی فتور سے خالی نہین ہوتا ہے پس جماع سے مانع ہوگا خواہ مرد کو ضرر لاحق ہو یا نہو اور یہی تفصیل عورت کے مرض مین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی حالانکہ دونون مین سے ایک حج فرض یا نفل کے احرام مین ہے یا روزہ فرض یا نماز فرض مین ہے تو خلوت صحیحہ نہو گی اور روزہ قضا و روزہ نذر و روزہ کفارہ مین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہے کہ ایسا روزہ مانع خلوت نہوگا اور نفل روزہ ظاہر الروایہ مین مانع خلوت نہین ہے اور نماز نفل مانع خلوت نہین ہے اور حیض یا نفاس مانع ہے اور اگر دونون کے ساتھ کوئی شخص وہان سویا ہوا ہو یا اعمی ہو تو خلوت صحیح نہو گی اور اگر دونون کے ساتھ کوئی نابالغ ناسمجھ ہو یا ایسا آدمی ہو جسپر بیہوشی طاری ہے تو خلوت سے مانع نہوگا اور اگر دونون کے ساتھ نابالغ سمجھدار ہو یعنے ایسا ہو کہ جو کچھ ان دونون مین واقع ہو اسکو بیان کر دے یا ان دونون کے ساتھ کوئی بہرا یا گونگا ہو تو خلوت صحیح نہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور مجنون و معتوہ مثل بچہ کے ہین پس اگر دونون سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ نہو گی اور اگر نہ سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر دونون کے ساتھ عورت کی باندی ہو تو اسمین اختلاف ہے اور فتوی اسپر ہے کہ خلوت صحیحہ ہو گی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر مرد کی باندی ساتھ ہو تو خلوت صحیحہ ہو گی یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ اور امام محمدؒ ابتدا مین فرماتے تھے کہ اگر خلوت مین مرد کی باندی ہو تو خلوت صحیحہ ہو گی بخلاف اسکے اگر عورت کی باندی ساتھ ہو تو صحیحہ نہو گی پھر اس سے رجوع کیا اور فرمایا

کہ بہر حال خلوت صحیحہ نہو گی اور یہی امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسف کا قول ہے یہ محیط و ذخیرہ و فتاوی قاضیخان مین ہے
اور اگر دونون کے ساتھ مرد کی دوسری جورو ہو تو خلوت صحیحہ نہو گی اور اگر دونون کے ساتھ کتہا کتا ہو تو خلوت سے
مانع ہے اور اگر کتہا کتا نہو پس اگر عورت کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کا ہو تو خلوت صحیح ہو گی یہ تبیین مین ہے
اور اگر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی گئی حالانکہ وہ اکیلا سو رہا تھا تو خلوت صحیح ہو گی خواہ مرد کو اسکے آنے
کا حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور یہ جواب امام اعظم کے قول پر محمول ہے اسواسطے کہ امام کے نزدیک سویا ہوا
جاگتے ہوئے کے حکم مین ہے یہ ظہیریہ مین ہے - عورت اگر شوہر کے پاس گئی حالانکہ وہ تنہا تھا اور مرد نے اسکو نہین
پہچانا پس وہ ایک گھڑی بیٹھکر چلی آئی یا شوہر اپنی عورت کے پاس چلا گیا مگر عورت کو نہین پہچانا تو جب تک اسکو
نہ پہچانے تب تک خلوت صحیحہ نہو گی اسی کو شیخ امام فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہے کذا فے المحیط اور تتمہ مین
لکھا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین کذا فے التاتارخانیہ اور اگر مرد نے دعوی کیا کہ مین نے عورت کو نہین پہچانا
تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر عورت نے مرد کو نہ پہچانا مگر مرد نے عورت کو
پہچان لیا کہ یہ وہی ہے جس سے میرا نکاح ہوا ہے تو خلوت صحیح ہو گی یہ تبیین مین ہے اور ایسے طفل کے ساتھ خلوت کرنا
کہ جیسے اطفال جماع نہین کر سکتے ہین خلوت صحیحہ نہو گی اور نیز ایسی لڑکی کے ساتھ خلوت کہ ایسی لڑکیون سے
جماع نہین کیا جاتا ہے خلوت صحیحہ نہو گی - اور اگر کافر نے اپنی جورو کے ساتھ بعد جورو کے مسلمان ہو جانے کے
خلوت کی تو صحیح ہو گی اور اگر کافر مسلمان ہو گیا اور عورت کافرہ رہی پس اسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو خلوت صحیحہ
نہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور صحت خلوت کے موانع مین سے یہ بھی ہے کہ عورت رتقاء یا قرناء یا عفلاء یا شعراء
ہو تو خلوت صحیحہ نہو گی یہ تبیین مین ہے اور اگر عورت کے ساتھ ظہار کیا پھر کفارہ دینے سے پہلے اسکے ساتھ
خلوت کی تو صحیحہ نہو گی کیونکہ مرد پر اس عورت سے وطی کرنا حرام ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر مرد نے عورت کے
ساتھ خلوت کی مگر عورت مذکورہ نے اُسکو اپنے اوپر قابو نہ دیا تو اسمین متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ
خلوت صحیحہ نہو گی اور بعضون نے کہا کہ صحیح ہو گی یہ سراج الوہاج مین ہے اور مجبوب کی خلوت امام اعظم رح کے نزدیک
خلوت صحیحہ ہے اور عنین و خصی کی خلوت صحیحہ ہوتی ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور جس مکان مین خلوت صحیحہ متحقق ہوتی ہے وہ ہر ایسا
مکان ہے جسمین دونون اس بات سے بے کھٹکے ہون کہ بدون انکی اطلاع کے کوئی وہان نہ آئیگا جیسے دار و بیت یہ
قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے - اور صحرا مین جہان دونون کے قریب کوئی نہو خلوت صحیحہ نہو گی جبکہ کسی آدمی کے
اُدھر ہو گذرنے سے بیخوف نہون اور اسی طرح اگر ایسی چھت پر ہون کہ اُسکے چارون طرف پردہ نہین ہے یا پردہ
باریک ہے یا چھوٹا ہو کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو اُسکی آنکھ ان دونون پر پڑے تو خلوت صحیحہ نہو گی جبکہ غیر کے ہجوم سے
بیخوف نہون اور اگر بےخوف ہون تو خلوت صحیح ہو گی یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر راستہ پر اُسکے ساتھ خلوت کی پس اگر
ایک ڈنڈی ہو تو نہین صحیح ہے ورنہ صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین ہے - اور مسجد و حمام مین خلوت نہین صحیح ہے اور اگر
عورت کو دیہات کیطرف ایک یا دو فرسخ سوار کر لے گیا اور راستہ سے مڑ کر ایک طرف ہو گیا تو موافق ظاہر کے
خلوت ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر جنگل کے درمیان خیمہ مین اُسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو صحیح ہے یہ ظہیریہ
مین ہے - اور اگر عورت کے ساتھ حج کیا اور جنگل مین بدون خیمہ کے اترا تو خلوت صحیحہ نہو گی اور یہی حکم

پہاڑ مین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور چہار دیواری کے باغ مین جسمین ایسا دروازہ نہین ہی جو بند کر دیا جاوے تو وہان خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر دروازہ ہو اور بند کر دیا جاوے تو خلوت صحیحہ ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قبہ دار محمل مین دن مین یا رات مین خلوت مین بیٹھا پس اگر اسمین وطی کرنا ممکن ہو تو خلوت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو بے چھت کی کوٹھری مین تنہا ساتھ رکھا یا چہار دیواری کے باغ انگور مین ساتھ رکھا تو ظاہر الروایہ مین خلوت صحیحہ ہی کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہ ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب باغ انگور چہار دیواری وار مع دروازہ ہو یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر حجلہ مین یا قبہ مین خلوت مین بیٹھا اور پردہ چھوڑ دیا تو خلوت صحیحہ ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر بیت مین اُسکے اور باقی عورتون کے درمیان پردہ پڑا ہو تو خلوت صحیحہ ہی اور منتقی مین ہی کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر یہ پردہ باریک ہو کہ اسمین سے نظر آتا ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو دونون کو دیکھے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر بیت مین چار کوٹھریان ایک بعد دوسرے کے ہون اور سب سے پچھلی کوٹھری مین اپنی جورو کے ساتھ تنہا بیٹھا پس اگر دروازے کھلے ہون کہ جو شخص داخل ہونا چاہے وہ بدون اجازت لینے کے دونون کے پاس چلا آوے تو خلوت صحیحہ نہوگی اسی طرح اگر دار کی کوٹھری مین جسکا دروازہ دار کی جانب کھلا ہوا ہی اسطرح کہ اُسکے ناتے دار اور جنبیون مین سے جو چاہے دونون کے پاس چلا آوے کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہ پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اس عورت کو اسکی مان مرد مذکور کے پاس داخل کر کے خود باہر نکل آئی اور دروازہ بھیڑ دیا لیکن اُسنے بند نہین کیا اور یہ کوٹھری ایک کاروان سرائے مین ہی کہ اسمین بہت لوگ رہتے ہین اور اس کوٹھری مین دشندان کے موکھلے کھلے ہوئے ہین اور لوگ کاروان سرائے کے صحن مین بیٹھے ہین کہ دور سے دیکھتے ہین پس آیا ایسی خلوت صحیحہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر لوگ ان موکھلون مین نظر ڈالتے اور اُنکے مترصد ہین اور یہ دونون اس سے واقف ہین تو خلوت صحیحہ نہوگی اور رہا دور سے دیکھنا اور میدان مین بیٹھا ہونا تو یہ خلوت کے صحیح ہونے سے مانع نہین ہی کیونکہ وہ دونون ایسا کر سکتے ہین کہ کوٹھری کے کسی کونے مین چلے جاوین کہ لوگون کی نظر اُنپر نہ پڑے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور واضح رہے کہ خلوت خواہ صحیحہ ہو یا فاسدہ ہو عورت پر استحساناً عدت واجب ہوتی ہی کیونکہ توہم شغل ہی اور شیخ قدوری نے ذکر کیا کہ مانع اگر کوئی امر شرعی ہو تو عدت واجب ہوگی اور اگر مانع حقیقی ہو جیسے مرض یا صغر سنی تو عدت واجب نہوگی اور ہمارے اصحاب نے بعض احکام مین خلوت صحیحہ کو بجاے وطی کے قرار دیا ہی اور بعض احکام مین نہین پس ہمارے اصحاب نے مہر متاکد ہونے اور ثبوت نسب و عدت و نفقہ و سکنی اس عدت مین اور اسکی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہونے اور اسکے سواے چار عورتون کے نکاح کر لینے مین اور نکاح باندی حرام ہونے مین بنا بر قیاس قول امام ابو حنیفہؒ کے اور اُسکے حق مین رعایت وقت طلاق مین وطی کا قائم مقام رکھا ہی اور حق احصان مین اور دختر ون کے حرام ہونے مین اور اول کے واسطے اس عورت کی حلت مین و رجعت و میراث مین وطی کے قائم مقام نہین رکھا ہی اور رہا دوسری طلاق واقع ہونے مین سو اسمین روایتین نہین ہین اور اقرب یہ ہی کہ دوسری طلاق واقع ہوگی یہ تبیین مین ہی اور بکارت زائل ہونے کے حق مین خلوت کو بجاے وطی کے قائم نہین رکھا ہی چنانچہ اگر کسی باکرہ کے شوہر نے اس سے خلوت صحیحہ کی پھر اُسکو طلاق

تو یہ عورت مثل باکرہ عورتون کے بیاہی جاویگی یہ ذخیرہ کردری مین ہے - اور جب مہر متاکد ہو گیا تو پھر ساقط نہو گا
اگرچہ جدائی کا سبب عورت کی جانب سے پیدا ہو مثلاً مرتد ہو جاوے یا شوہر کے پسر کی مطاوعت کرے حالانکہ
شوہر اس عورت سے وطی کر چکا ہے یا اُسکے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا ہے اور بعض نے فرمایا کہ تمام مہر ساقط ہو جائیگا
کیونکہ فرقت کا باعث عورت کی طرف سے پیدا ہوا ہے یہ محیط مین ہے - اور اسمین کچھ اختلاف نہین کہ اگر جورو و
مرد مین سے کوئی قبل وطی واقع ہونے کے اپنی موت سے مرگیا حالانکہ نکاح ایسا تھا کہ اسمین مہر بیان کر دیا گیا
تھا تو مہر متاکد ہو جائیگا خواہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک قتل کیا گیا خواہ
آپسمین ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا کسی اجنبی نے قتل کیا یا مرد نے خود اپنے آپ کو قتل کیا تو بھی یہی حکم ہے اور
اگر عورت نے اپنے آپ کو قتل کیا پس اگر عورت آزاد ہو تو شوہر کے ذمہ سے کچھ مہر ساقط نہوگا بلکہ ہمارے نزدیک
پورا مہر متاکد ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر عورت باندی ہو اور اُسنے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ
سے روایت کی ہے کہ اسکا مہر ساقط ہو جائیگا اور امام ابوحنیفہؒ سے دیگر روایت ہے کہ ساقط نہوگا اور یہی صاحبین کا قول ہے
اور اگر باندی کو قبل دخول کے اُسکے مولے نے قتل کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکا مہر ساقط ہو جائیگا اور صاحبین
کے نزدیک ساقط نہوگا اور یہ اختلاف اُسوقت ہے کہ مولے آدمی عاقل بالغ ہو اور اگر لڑکا یا مجنون ہو تو بالاجماع
مہر ساقط نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور ایسے نکاح مین جسمین مہر بیان نہین ہوا ہے اگر جورو و مرد مین سے
کوئی مرگیا تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مہر مثل متاکد ہو جائیگا کذا فی البدائع اور مہر مثل کے یہ معنے ہین کہ
اسی کے مثل عورت کا جو مہر ہو وہی اسکا مہر قرار دیا جائیگا اور مثل ڈھونڈھنے کے واسطے اس عورت کے
باپ کی قوم مین سے کوئی عورت لیجائیگی جو حسن و جمال و شہر و زمانہ و عقل و دین و بکارت کی راہ سے اسکے برابر
ہو اور نیز علم و ادب و کمال خلق مین بھی دونون کا یکسان ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ اسکے بچہ نہوا
ہو یہ تبیین مین ہے مگر واضح رہے کہ حسن و جمال اُسوقت کا اعتبار کیا جاویگا جس وقت اس عورت کے ساتھ نکاح
کیا ہے یہ محیط مین ہے - اور مشائخ نے فرمایا کہ شوہر کا بھی اعتبار کیا جائیگا کہ اسکا شوہر مال و حسب مین ویسا ہی
ہو جیسے اسکے مثل عورتون کے شوہر مال و حسب مین ہین اور اگر نہوئے تو مماثلت پوری نہوگی یہ فتح القدیر
مین ہے - اور اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتون سے یہ مراد ہے کہ اسکی ایک مان و باپ کی سگی بہنین ہون یا فقط
باپ کی طرف سے ہون یا اُسکی پھوپھیان ہون یا چچا کی بیٹیان ہون اور یہ نہوگا کہ اسکا مہر اسکی مان کے
مہر پر قیاس کیا جاوے لیکن اگر اسکی مان اسکے باپ کی قوم مین سے ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہے مثلاً اسکی مان
اسکے باپ کی چچازاد بہن ہو یہ محیط مین ہے - اور اگر اسکے باپ کی قوم مین ایسی کوئی عورت نہ پائی جاوے
تو ایسے اجنبی قبیلہ کی عورتون سے مماثلت لیجائیگی جو اُسکے باپ کے قبیلہ کے مثل ہون یہ تبیین مین ہے
اور ملتقی مین لکھا ہے کہ یہ شرط ہے کہ مہر مثل کے خبر دینے والے دو مرد ہون یا ایک مرد اور دو عورتین ہون اور یہ بھی
شرط ہے کہ بلفظ شہادت خبر دین کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسکے مثل فلانہ عورت کا مہر اسقدر ہے یعنی ان گواہون
کا عادل ہونا شرط ہوگا پھر اگر اسپر عادل گواہ نہ پائے جاوین تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا - یہ خلاصہ مین ہے
ایک عورت نے اپنی مان کے مہر پر نکاح کیا تو جائز ہے اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے

مذکورہ بالا مین ماثل ہو جو اسکا مہر ہو وہی اسکا مہر ہوگا اور اگر بہن مماثل نہو تو پھوپھی یا چچازاد بہن وغیرہ جو مماثل ہو اسکے مہر پر مہر مثل رکھا جائیگا ۱۲

یعنی طلاق دہزار درہم وہ اُسپر جو عورت کی طرف سے ہو یعنی بضع و غلام پر تقسیم ہوگا پس ہزار کا آدھا یعنے پانچ سو درہم بمقابلہ غلام کے ہونگے پس یہ اُسکا ثمن ہونگے اور باقی پانچ سو درہم بمقابلہ بضع کے ہونگے پس یہ مہر ہونگے رہا سوت کا طلاق دینا پس نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ہوگی پس وہ خلع قرار دی جائیگی اور نصف طلاق باقی بمقابلہ بضع کے ہوگی پس وہ مہر تو نہین ہوسکتی اسواسطے کہ وہ مال نہین ہو ولیکن یہ قرار دیا جائیگا کہ وہ عورت کا حق ہو پھر جاننا چاہیے کہ جب مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو دو حال سے خالی نہین یا تو قبل دخول کے طلاق دیدی یا بعد دخول کے طلاق دی اور ہر صورت کبھی دو حال سے خالی نہین ہو یا تو مرد نے سوت کو طلاق دی یا نہین دی پس اگر مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور سوت کو طلاق نہین دی اور غلام کی قیمت اور مہر مثل دونون برابر ہین تو عورت مذکورہ شوہر کو دو سو پچاس درہم واپس دیگی اور آدھا غلام مرد کا ہوگا اور اگر ایسی صورت مین شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو تو شوہر کو دو سو پچاس درہم ملینگے اور پورا غلام مرد کا ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کو بعد دخول کے طلاق دی اور سوت کو بھی طلاق دی تو ہزار درہم عورت کو ملینگے اور غلام شوہر کو ملیگا اور اگر سوت کو طلاق نہ دے تو عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا پھر اگر شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو اور غلام جو اپنا ٹھہرا ہو استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر مذکور عورت سے ہزار درہم مین سے غلام کا حصہ یعنی پانچ سو درہم واپس لیگا اور نیز غلام کی نصف قیمت بھی لیگا اور اگر شوہر نے سوت کو طلاق نہ دی ہو اور غلام مذکور استحقاق مین لے لیا گیا تو پانچ سو درہم جو غلام کا ثمن ہے واپس لیگا اور نصف قیمت غلام مذکور نہین لے سکتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو چوتھی فصل مہر کی شرطون کے بیان مین اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر نکاح کیا اور مہر نکاح مین عورت کے ذمہ ایک کپڑا معین دینا شرط کیا تو ہزار درہم مذکور اس عورت کے مہر مثل اور کپڑے مذکور کی قیمت پر تقسیم ہونگے پس جسقدر کپڑے کے حصہ مین پڑے وہ اُسکا ثمن ہوگا اور جو بضع کے مقابلہ مین آوے وہ عورت کا مہر ہوگا یہ عتابیہ مین ہو اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بدین شرط کہ اگر مرد مذکور کی کوئی جورو نہ ہو تو ہزار درہم مہر پر اور اگر ہو تو دو ہزار درہم مہر پر یا ہزار درہم پر اگر اُسکو اُسکے شہر سے باہر نہ لیجاوے اور دو ہزار درہم پر اگر لیجاوے یا ہزار درہم پر اگر یہ عورت مولاۃ ہو اور دو ہزار درہم پر اگر [illegible] ہو یا ایسی ہی اور شرطین کین تو اسمین شک نہین ہو کہ نکاح جائز ہوگا اور رہا مہر سو واضح ہو کہ پہلی شرط بلا خلاف جائز ہو پس اگر مرد نے شرط پوری کی تو عورت کے واسطے جو کچھ اس شرط پر بیان کیا گیا ہو وہی ملیگا اور اگر شرط پوری نہ کی پس اگر اسکے خلاف مثلاً یا شرط کے برخلاف فعل کیا تو عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا کہ مہر مسمی کی کم مقدار سے گھٹایا نہین جائیگا اور اُسکی زیادہ مقدار سے بڑھایا نہ جائیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہو اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ دونون شرطین جائز ہین یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر عورت سے اگر خوبصورت ہو تو دو ہزار درہم پر اور اگر بدصورت ہو تو ایک ہزار درہم پر نکاح کیا تو صحیح ہو اور دونون شرطین بلاخلاف جائز ہونگی یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر مہر مثل سے زائد پر بدین شرط نکاح کیا کہ یہ باکرہ ہو پھر وہ ثیبہ نکلی تو زیادتی واجب ہوگی یہ قنیہ مین ہو۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط کہ باکرہ ہو نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پس اُسکو غیر باکرہ پایا تو پورا مہر واجب ہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہو اور اگر کسی عورت سے ہزار درہم سے فی الحال پر یا ہزار درہم

میعادی ایک سال پر نکاح کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا مہرِ مثل حَکَم رکھا جائیگا پس اگر اُسکا مہرِ مثل ہزار درم یا
زیادہ ہو تو اُسکو ہزار درم فی الحال ملینگے اور اگر کم ہو تو ہزار درم بوعدہ ایک سال کے ملینگے۔ اور اگر عورت سے
ہزار درم فی الحال یا دو ہزار درم بوعدہ ایک سال کے نکاح کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اگر اُسکا مہرِ مثل دو ہزار
درم یا زیادہ ہو تو عورت کو خیار ہوگا چاہے دو ہزار درم بوعدہ ایک سال کے لے اور چاہے ہزار درم فی الحال
لے لے اور اگر اُسکا مہرِ مثل ہزار درم سے کم ہو تو مرد کو اختیار ہوگا کہ دونوں مالوں میں سے جو چاہے عورت کو
دے اور اگر مہرِ مثل ہزار سے زیادہ ہو اور دو ہزار سے کم ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو اُسکا مہرِ مثل
ملیگا یہ کافی میں ہے اور اگر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو مقادیر مہرین سے جو سب سے کم مقدار ہو اُسکا نصف
بالاجماع واجب ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور منتقی میں ہے کہ اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھ سے ہزار درم مہر پر بدین شرط
نکاح کرتا ہوں کہ تو مجھے فلانہ عورت اپنے پاس سے اُسکا مہر دے کر بیاہ دے پس اس شرط پر اُس سے نکاح
کیا تو ہزار درم ان دونوں کے مہر پر تقسیم کیے جاوینگے پھر جسقدر اِس منکوحہ مذکورہ کے حصہ میں آئے وہی اِسکا مہر
ہوگا اور اسپر یہ واجب نہوگا کہ فلانہ عورت سے نکاح کرا دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تجھ سے ہزار درم پر بدین
شرط نکاح کرتا ہوں کہ تو فلانہ عورت کا میرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کرا دے یعنے یہ مہر اپنے پاس سے دے
پس عورت نے یہ امر قبول کیا اور اسی پر نکاح کر لیا تو یہ ایسی عورت ہوگی کہ بدون مہر کے نکاح
میں آئی ہے پس اُسکو اُسکے مثل عورتوں کا مہر ملیگا جیسے کسی مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط کہ
عورت اُسکو ہزار درم واپس دے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ عورت بغیر مہر مسمی کے منکوحہ قرار دیجائیگی پس
اسکو مہرِ مثل ملیگا اور اگر اس عورت نے جسکے نکاح کی شرط لگائی تھی فقط پانچ سو درم پر نکاح منظور کر لیا تو جائز ہے
اور پہلی عورت کے نکاح کا وہی حال رہیگا جو ہمنے بیان کر دیا ہے کہ اسکا نکاح بغیر مہر مسمی کے رہیگا اور اگر کسی
عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ مرد مذکور اس عورت کے باپ کو ہزار درم ہبہ کرے تو یہ ہزار درم مہر ہونگے اور
شوہر پر جبر نہ کیا جائیگا کہ ہبہ کرے پس عورت کو اُسکا مہرِ مثل ملیگا اور اگر مرد نے ہزار درم دیدیے تو بھی
ہبہ کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے ہبہ سے رجوع کر لے۔ اور اگر عورت سے یہ شرط کی
کہ تیری طرف سے اُسکو ہزار درم ہبہ کروں تو یہ ہزار درم مہر ہونگے پس اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق
دیدی حالانکہ ہبہ مذکورہ وقوع میں آچکا ہے تو اس سے اُسکا نصف واپس لیگا اور عورت مذکورہ واہبہ ہوگی
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ایک باندی پر نکاح کیا بدین شرط کہ مرد کو جب تک کہ خود زندہ ہے اُس سے
خدمت لینے کا اختیار ہے یا جو اس باندی کے پیٹ میں ہے وہ مرد کا ہے تو یہ کچھ نہوگا بلکہ باندی و اُسکی خدمت اور جو کچھ
اُسکے پیٹ میں ہے سب عورت کے واسطے ہو جائیگا بشرطیکہ عورت کا مہرِ مثل اس باندی کی قیمت کے مساوی ہو یا
زیادہ ہو اور اگر اُسکا مہرِ مثل باندی کی قیمت سے کم ہو تو عورت کو مہرِ مثل ملیگا لیکن اگر شوہر مذکور اپنے اختیار سے یہ باندی
بدون شرط خدمت کے عورت مذکورہ کے سپرد کر دے تو روا ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کسی عورت
سے ایک معین باندی پر نکاح کیا مگر جو باندی کے پیٹ میں ہے اُسکو مستثنی کر لیا تو عورت کو باندی اور جو اُسکے
پیٹ میں ہے سب ملیگا اسکو امام کرخی و طحاوی رح نے بلا خلاف بیان کیا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر بکری کے

ایک معین گلہ پر نکاح کیا بدین شرط کہ ان بکریون پر جو صوف ہے وہ میرا ہے تو مرد کو استحساناً انکا صوف ملیگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ تو نے مجھے یہ کپڑا دے تو عورت مذکورہ کو اسکا مہر مثل ملیگا اور کپڑا دینا اسکے ذمہ لازم نہوگا۔ اور اگر دو ہزار درم پر عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ انمین سے ایک ہزار درم اللہ تعالی کے واسطے یا اہل قرابت کے واسطے یا مسکینون کے واسطے ہین یا عورت نے کہا کہ ہزار درم اللہ تعالی کے یا اہل قرابت کے یا مسکینون کے یا حاجیون کے لیے مین نے چھوڑے تو استحساناً اسکا مہر ہزار درم ہوگا خواہ شرط مذکور شوہر کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو۔ اور اگر مرد نے کہا کہ بدین شرط کہ دو ہزار درم مین سے ایک ہزار درم اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلان شخص معین کے واسطے ہون تو یہ کچھ نہین ہے کیونکہ مرد نے اسمین ہبہ باطلہ کی شرط لگائی ہے اور مرد پر اسکا پورا مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے مہر مثل زائد ہو یہ عتابیہ مین ہے ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا کہ انمین سے ہزار درم عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہون یا عورت نے کہا کہ مین نے اپنے تئین تیرے نکاح مین دو ہزار درم پر دیا کہ انمین سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے ہین تو یہ جائز ہے اور دونون ہزار عورت ہی کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ مین تجھسے بدین شرط نکاح کرتا ہون کہ تجھے ہزار درم ہبہ کرونگا یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام ہبہ کرونگا پس اسی قرارداد پر اس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جو بیان کیا ہے وہ اگر ہبہ کر دیا اور دیدیا تو یہی اسکا مہر ہے اور اگر دینے سے انکار کیا تو اسپر جبر نہین کیا جائیگا مگر اسپر عورت کا مہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زائد نہ کیا جائیگا اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر عورت کے ولیون نے خطبہ کرنے والے مرد سے کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ انمین سے سو درم تیرے ہین تو یہ جائز ہے اور مہر نو سو درم ہوگا اور اگر کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ پچاس دینار ہمارے ہونگے تو سب درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے چار سو دینار پر بدین شرط نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اسکو ایک خادم یعنی غیر معین دیگا تو شرط باطل ہے اور عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا مگر چار سو دینار سے زائد نہ دیا جائیگا اور نیز چار درمیانی خادمون سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم معین ہون تو شرط جائز ہے اور عورت کو یہی چار خادم ملینگے گویا عورت سے انہین خادمون پر نکاح کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ انکے عوض اسکو دس اوسط درجہ کے اونٹ دیگا تو استحساناً جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلان شخص کو اس قرضہ سے جو تیرا اسپر آتا ہے بری کر دے تو فلان شخص مذکور اسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا مہر مثل اسپر واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے امالی مین روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی دختر دوسرے کے نکاح مین بدین شرط دی کہ شوہر اسکو اپنے قرضہ سے جو شوہر کا اسپر آتا ہے بری کر دے یا عورت نے خود اپنے تئین ایک مرد کے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس عورت پر آتا ہے اس سے بری کر دے اور وہ اسقدر ہے تو براءت جائز ہے اور عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہے

یعنی اوسط درجہ کے غلام یا باندیان کیونکہ خادم کا لفظ دونون کو شامل ہے ۱۲ منہ

ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دیگا حالانکہ اس عورت کا مہر مثل سو درم ہین تو عورت مذکورہ کو ہزار درم مہر ملینگے اور نفقہ بھی ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھسے نکاح کرلے اور تیرا مہر یہی تیرا آزاد کرنا ہو پس باندی نے قبول کیا تو آزاد ہو گی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کرلیا تو باندی پر کچھ لازم نہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہو گی۔ اور اگر عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھسے ہزار درم پر نکاح کرلے یا مجھے ہزار درم دے پس غلام نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہو گی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درم پر نکاح کرلیا تو ہزار درم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مہر مثل پر تقسیم ہونگے پس جو غلام کے رقبہ کے حصہ مین پڑے وہ غلام کا ثمن اور جو مہر کے مقابلہ مین پڑے وہ عورت کا مہر ہوگا کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑیگا یہ عتابیہ مین ہے۔

پانچوین فصل

ایسے مہر کے بیان مین جسمین جہالت ہو واضح ہو کہ مہر کی تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک نوع یہ ہے کہ مہر کی جنس و وصف دونون مجہول ہون مثلاً کپڑے یا چوپایہ یا دار پر نکاح کیا تو ایسی صورت مین عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور اسی طرح اگر اُس چیز پر جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے یا بکری کے پیٹ مین ہے یا اس چیز پر جو امسال اُسکے درخت خرما مین پھل آوین نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصف مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بیل یا بکری یا ہروی کپڑے پر نکاح کیا تو ہر جنس مین سے اوسط درجہ کا واجب ہوگا پس اختیار ہوگا چاہے بعینہ اوسط درجہ کا دیدے یا اُسکی قیمت دیدے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ غلام یا کپڑے کو مطلقاً بدون اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کپڑے یا غلام کو اپنی طرف مضاف کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھسے اپنے غلام یا اپنے کپڑے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار نہوگا اسواسطے کہ جس طرح اشارہ سے معرفہ ہوتا ہے ویسے ہی اضافت سے بھی معرفہ ہو جاتا ہے کذا فی المحیط اور نرخ کے بھاری و ہلکے ہونے کے حساب سے اوسط فرد کی قیمت معتبر ہو گی یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الکافی اور اسی پر فتوے ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ پر دونون نے صلح کی تو صلح جائز نہو گی اور کم پر صلح جائز ہو گی یہ عتابیہ مین ہے۔ نوع سوم یہ کہ جنس و صفت دونون معلوم ہون مثلاً کسی عورت سے کیلی یا وزنی چیز پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ لی ہے نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہوگا اور عورت کو اسکا سپرد کرنا لازم ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر مطلق ایک کر گیہون پر بدون بیان وصف کے نکاح کیا تو چاہے درمیانی ایک کر گیہون دے اور چاہے اُنکی قیمت دیدے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور جو حکم ہم نے دونون کی صورت مین بیان ہوا ہے وہی باقی کیلی و وزنی چیزون مین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اس غلام یا ان ہزار درم پر نکاح کیا تو مہر المثل حکم ہوگا اور اسی طرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونون مین سے ایک غلام بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہے تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر المثل حکم ہونے کے یہ معنی ہین کہ اگر اسکا مہر مثل اونچی قیمت والے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو اونچا غلام اسکو ملیگا کیونکہ عورت اسپر راضی ہو گئی ہے اور اگر

گھٹیے غلام کے برابر یا کم ہو تو گھٹا ہوا غلام ملیگا کیونکہ عورت کے مہر مین مرد اسپر راضی ہو چکا ہی اور اگر مہر مثل ان دونون کے درمیان مین ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ عورت کو سب صورتون مین گھٹا ہوا غلام ملیگا اور اسی طرح اگر ہزار درم یا دو ہزار درم پر نکاح کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ایسی صورت مین مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو بالاجماع عورت کو گھٹے ہوئے غلام کا نصف ملیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر گھٹے ہوئے کا نصف نسبت متعہ کے کم ہو تو عورت کو متعہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ایک کوٹھری پر عورت سے نکاح کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد بدوی ہی تو عورت کو بالون کا بیت ملیگا اور اگر مرد شہری ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت کو بیت وسط ملیگا اور اس سے مراد یہ ہی کہ اثاث البیت درمیانی درجہ کا ملیگا لیکن بیت کے لفظ سے اس نے کنایہ مراد لیا ہی یعنے اثاث البیت کیونکہ دونون مین اتصال ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف اس دیار کا ہی اور ہمارے عرف مین بیت سے مراد اثاث نہ لیجائیگی کیونکہ ہمارے عرف مین اسطرح بولنے سے متاع مراد نہین ہوتی ہی بلکہ بیت سے کچا گھر جو بطور کوٹھری کے ہو مراد ہوتا ہی اور یہ مہر ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی بشرطیکہ معین نہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس مہر مثل واجب ہوگا جیسے دار غیر معین پر نکاح کرنے کی صورت مین مہر مثل واجب ہوتا ہی اور اگر معین ہو تو مہر ہوسکتا ہی اور اگر کسی بیت معین پر نکاح کیا ہو تو عورت کو وہی ملیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت سے اس حق پر جو مرد کا اس دار مین ہی نکاح کیا تو امام نے فرمایا کہ مین عورت کے واسطے اسکا مہر مثل مقرر کرونگا مگر اس دار کی قیمت سے زیادہ نہونے دونگا اور ہمارے قول مین عورت کو وہی ملیگا جو مرد مذکور کا اس دار مین حق ہی اور کچھ نہ ملیگا اور امام نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل فقط ملیگا جبکہ یہ دس درم تک پہونچ جاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس دار کے اپنے حصہ پر نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہی چاہے دار مین سے حصہ مرد مذکور لے اور چاہے اپنا مہر مثل لے جو قیمت دار مذکور سے زائد نہ لیا جائیگا اگرچہ اسکا مہر مثل زائد ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت کو حصہ دار ہی ملیگا بشرطیکہ دس درم کا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر عورت سے مطلق ہزار کہکر نکاح کیا تو چاندی کے درم یا سونے کے دینار مین سے جو چیز اسکے مہر مثل سے اقرب ہو وہ قرار دی جائیگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس شہر مین نقود مختلفہ رائج ہین تو جو زیادہ رائج ہو وہ مراد لیا جائیگا اور اگر ایسا نہو تو اس عورت کا مہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درمون سے ہی پس ان نقود مختلفہ مین سے جو سکہ اسکے مہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہوگا اور اسی نقد کے ہزار درم کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور نکاح الفتاوی مین ہی کہ ایک مرد نے ایک ہزار درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کاسد ہو گئے اور بجاے انکے دوسرا نقد رائج ہوا تو جسدن یہ درم کاسد ہوئے اسدن جو انکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہی اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہی اور منقطع ہو جانا مثل کاسد ہو جانے کے ہی اور کاسد کے یہ معنے ہین کہ تمام شہرون سے رواج اٹھ جاوے اور اگر بعض شہرون مین رواج رہے تو کاسد نہین کہلاوینگے اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر کاسد نہوے

اور نہ منقطع ہوئے بلکہ سستے یا مہنگے ہوگئے تو اسکا کچھ اعتبار نہوگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ وقت عقد کے رائج ہون اور اگر وقت عقد کے کاسد ہون تو یہی درم واجب ہونگے بشرطیکہ دس درم تک پہونچ جاوین یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت سے ہزار عدالی درمون پر نکاح کیا حالانکہ یہ درم چلن مین اُٹھ گئے ہین تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ رائج نہ رہے تو نقود مین داخل نہ رہے بلکہ اسباب زینت ہوگئے اور اسباب کی شناخت باشارہ یا بذکر وزن ہوتی ہی حالانکہ مرد نے وزن کا ذکر نہین کیا بلکہ عدد بیان کیے ہین یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی عورت سے اس تھیلی بھر گیہون یا اس پتھر کے وزن بھر سونے یا فلانہ عورت کی مقدار مہر پر یا اس غلام کی قیمت پر یا کسی غلام کی قیمت پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا مگر مقدار مسمی سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور در صورتیکہ جو مذکور ہوا ہی وہ معدوم ہوجاوے تو مقدار مسمی کے باب مین شوہر کا قول مقبول ہوگا اور اگر کہا کہ درمون پر یا ان اونٹون مین سے ایک ناقہ پر یا دس درم قیمت کے کپڑے پر یا کہا کہ اُس مال پر جسکا مین مالک ہون یا نصف مہر مثل پر یا دار و قف کی سکونت پر یا اس بات پر کہ عورت کا بھاگا ہوا غلام واپس لاؤنگا نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر ہزار رطل سرکہ پر نکاح کیا پس اگر اکثر اس شہر مین چھوہارے کا سرکہ ہو تو یہی مرد کے ذمہ ہوگا اور اگر اکثر اس شہر مین شراب کا سرکہ ہو تو وہ مرد کے ذمہ ہوگا اسی طرح اگر ہزار رطل دودھ پر نکاح کیا تو جو اس شہر مین غالب ہو وہی لیا جائیگا اور اگر سب مین کوئی غالب نہو تو عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے ایک دینار اور ایک چیز پر نکاح کیا تو مہر المثل واجب ہوگا اور ایک دینار پر زیادہ نہ کیا جائیگا بشرطیکہ دس درم ہو یہ غایۃ سروجی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے دس درم اور ایک کپڑے پر نکاح کیا اور کپڑے کا کوئی وصف بیان نکیا تو عورت کو دس درم ملینگے اور اگر عورت کے ساتھ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے الا اس صورت مین کہ عورت کا متعہ اس سے زیادہ ہو تو اسکو اپنا متعہ ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے پانچ درم و کپڑے پر نکاح کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے اور اگر کہا کہ اس چیز پر جو میرے ہاتھ مین ہی نکاح کیا اور ہاتھ مین دس درم ہین تو عورت کو اختیار ہی چاہے انکو لے لے اور چاہے مہر مثل لے لے یہ غایۃ سروجی مین ہی اور اگر دو عورتون سے ہزار درم پر نکاح کیا تو ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کیے جاوینگے جسکے حصہ مین پڑے وہی اُسکا مہر ہوگا اور اگر قبل دخول کے دونون کو طلاق دیدی تو ہزار کے نصف سے دونون مین سے ہر ایک کو بقدر اپنے مہر کے حصہ رسد ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک عورت نے قبول کیا اور دوسری نے قبول نکیا تو جسنے قبول کیا ہی اُسکا نکاح بعوض اُسکے حصہ کے جائز ہوگا یعنے ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کرکے جو قبول کرنے والی کے حصہ مین پڑے وہی اُسکا مہر ہوگا اور باقی شوہر کو واپس ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت ایسی ہو کہ اُسکا نکاح صحیح نہو تو پورے ہزار درم دوسری کو ملینگے یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر اُس عورت کے ساتھ جس سے نکاح صحیح نہ تھا دخول کرلیا تو اسکو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ایک بھائی اور اسکی بہن نے ایک دار اپنے باپ کی میراث مین پایا

پھر بھائی نے اس دار کی ایک کوٹھری معین پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر بھائی نے انتقال کیا اور بہن اس پر راضی نہیں ہوئی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ دار مذکور بھائی کے وارثوں اور بہن کے درمیان تقسیم ہوگا پس اگر یہ کوٹھری مذکور بھائی کے حصہ میں آئی تو عورت مذکورہ کو اُسکے مہر میں ملیگی اور اگر بہن کے حصہ میں پڑی تو عورت کو اس کوٹھری کی قیمت شوہر کے ترکہ سے ملیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر اپنے غلاموں میں سے ایک غلام پر یا اپنے قمیصوں میں سے ایک قمیص پر یا عماموں سے ایک عمامہ پر نکاح کیا تو صحیح ہے اور انمیں سے درمیانی واجب ہوگا یا قرعہ ڈالا جائیگا یہ غایۃ السروجی میں ہے اور اگر عورت سے دختر کے جہیز پر نکاح کیا تو جہیز جو عورتوں کو دیا جاتا ہے انمیں سے درمیانی جہیز جیسا دیا جاتا ہے وہ عورت مذکورہ کو ملیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے

چھٹی فصل

ایسے مہر کے بیان میں جو مسمے کے برخلاف پایا جاوے۔ اگر مسلمان نے ایک عورت سے اس سرکہ کے مٹکے پر نکاح کیا پھر جو دیکھا تو وہ شراب نکلی تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور اگر عورت سے اس غلام پر نکاح کیا پھر وہ آزاد نکلا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر عورت سے اس مٹکہ شراب پر نکاح کیا پھر وہ سرکہ نکلا یا اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غلام نکلا یا اس مردار پر نکاح کیا اور وہ حلال کیا ہوا گوشت نکلا تو امام اعظم رح سے اصح قول کے موافق عورت کو یہی ملیگا جسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی امام ابو یوسف رح کا قول ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اس آزاد پر [illegible] غلام نکلا تو اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر وہ عورت کا غلام ہو تو مہر المثل واجب ہوگا [illegible] ہے۔ اور اگر کسی عورت سے [illegible] غلام پر نکاح کیا اور وہ باندی نکلی یا مردی کپڑے معین پر نکاح کیا اور وہ ہروی نکلا تو شوہر پر ایسا غلام واجب ہوگا جو اس باندی کی قیمت میں مساوی ہو اور اس ہروی کپڑے کی قیمت کے برابر قیمت کا مروی کپڑا واجب ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عورت سے خاص غلام پر اشارہ کرکے نکاح کیا اور وہ مدبر یا مکاتب نکلا یا اس باندی پر نکاح کیا اور وہ ام ولد نکلی تو بالاتفاق ان صورتوں میں قیمت واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ خواہ عورت اس غلام کے حال سے واقف ہو یا واقف نہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور اُسکے واسطے مہر میں کوئی چیز بیان کی اور ایک چیز کی طرف اشارہ کیا حالانکہ جسکی طرف اشارہ کرکے معین کیا تھا وہ زبان سے بیان کیے ہوئے کے برخلاف جنس ہے تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر یہ دونوں چیزیں حلال ہوں تو عورت کو بیان کیے ہوئے کی مثل ملیگی اور اگر دونوں حرام ہوں یا مشار الیہ حرام ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا یا وقت عقد کے اسمیں اشکال ہو کہ معلوم نہو مثلاً ایک عورت سے اس مٹکہ سرکہ پر نکاح کیا پھر وہ طلا نکلا تو عورت کو اسکے مثل سرکہ کا مٹکا ملیگا اور اگر اسمیں شراب نکلی تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر مسمی حرام ہو اور مشار الیہ حلال ہو تو اسمیں امام اعظم رح سے مختلف روایات ہیں اور صحیح وہ ہے جو امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ اگر مرد نے حلال چیز کی طرف اشارہ کر دیا ہو تو یہی مشار الیہ عورت کو ملیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے ان دونوں غلاموں پر یا ان دونوں سرکہ کے مٹکوں پر نکاح کیا حالانکہ انمیں سے ایک آزاد یا مٹکہ شراب نکلا تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو فقط باقی ملیگا اور یہی

نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کسی عورت سے اس مشک روغن پر نکاح کیا پھر مشک مذکور مین کچھ نہ نکلا تو عورت
کو اُسکے مثل مشک روغن ملیگا بشرطیکہ دس درم قیمت کا ہو اور اگر عورت سے اس چیز پر جو کپڑے مین لگی ہے
نکاح کیا پھر کپڑے مین کچھ نہ نکلا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اسی طرح اگر کپڑے مین جنس مذکور کے سوا دوسری
چیز نکلی جو خلاف جنس ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور منتقی مین امام محمدؒ سے روایت ہی
کہ اگر کسی عورت سے ایک اراضی کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور زمین کے حدود بیان کر دیے اور شرط کی
کہ دس جریب زمین ہی پس عورت نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر وہ چھ جریب نکلی اور عورت نے اسکو ناپ نہین
لیا تھا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی زمین کو لے لے اور اُسکو زیادہ کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو زمین اُسی
کو کرکے اس موضع کی قیمت زمین بحساب دس جریب کے لے لے۔ اور اگر عورت نے یہ زمین فروخت کر دی
یا ہبہ کرکے سپرد کر دی پھر اُسکو معلوم ہوا کہ زمین چھ جریب ہی تو عورت کو سوائے زمین کے اور کچھ نہ ملیگا
اسی طرح اگر موتی اسی طور سے قرار پایا پھر وہ عورت کے پاس وزن مین گھٹا نکلا یا کپڑا اسی طور سے عورت
کے پاس ناپ مین گھٹا نکلا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی۔ اور اگر عورت نے زمین کو ہبہ یا فروخت نہ کیا ولیکن مثل
گنگا وغیرہ کے کوئی دریا چڑھ آیا اور اُسی زمین مین بہنے لگا اور یہ زمین تباہ ہو گئی پھر عورت کو معلوم ہوا
کہ وہ چھ جریب ہی تو پوری دس جریب تک باقی چار جریب کی قیمت لے لے گی اور اسی طرح اگر عورت سے
دس ہروی کپڑون پر جو معین ہین بدین شرط نکاح کیا کہ انمین سے ہر کپڑا دس تارا ہی پس عورت نے سب کو سات
تارا پایا تو عورت کو اختیار ہی چاہے ان کپڑون کو لے لے اور چاہے انکو واپس کرکے بحساب کی موجودہ حالت کے
دس تارے کی قیمت لے لے اور اگر عورت نے سب کو دس تارا پایا سوائے ایک کپڑے کے کہ وہ سات تارا نکلا
تو عورت کو اختیار ہی چاہے سب کپڑے لے لے اور عورت کو سوائے ان کپڑون کے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو دس
تارے کپڑے لے لے اور جو سات تارا ہی اُسکو واپس کرکے اُسکی قیمت جو اُسکے دس تارے ہونے سے عمدگی و بڑھیا ہونے
سے ہوتی وہ لے لے یہ محیط مین ہی اور اگر معین شیرہ انگور پر نکاح کیا اور وہ قبضہ سے پہلے شراب ہو گئی تو امام ابو یوسفؒ سے
روایت ہی کہ عورت کو اس عصیر کے مثل شیرہ انگور ملیگا بشرطیکہ ہاتھ آسکے اور اگر نہ مل سکا تو اُسکی قیمت ملیگی یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اور اگر عورت سے ان دس کپڑون پر نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت کو
یہ نو کپڑے ملینگے اور تمام مہر مثل مین ان کپڑون سے جو کمی پڑتی ہو وہ کمی ملیگی بشرطیکہ اُسکا مہر مثل ان نو کپڑون
کی قیمت سے زائد ہو اور بقیاس قول امام اعظمؒ کے عورت مذکورہ کو نو ہی کپڑے ملینگے اور زیادہ کچھ نہ ملیگا
بشرطیکہ ان کی قیمت دس درم تک پہونچ جاتی ہو اور اگر گیارہ کپڑے نکلے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ انمین سے عورت
کو دس کپڑے جو اُسکی رائے مین آوینگے دیدیگا اور بقیاس قول امام اعظمؒ کے اگر عورت کا مہر مثل ان کپڑون مین سے
سب سے گھٹیا ہوا نکال لینے کے بعد دس کپڑون کی قیمت کے مساوی ہو تو سب سے گھٹیا ہوا نکال کر باقی دس
کپڑے عورت کو ملینگے اور عورت کو سوائے انکے کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے بڑھیا نکال لینے کے بعد باقی دس کپڑون کی
قیمت مہر مثل کے برابر ہو تو سب سے بڑھیا نکال لیا جائیگا اور فقط باقی دس کپڑے عورت کو ملینگے اور کچھ نہ ملیگا
اور اگر بڑھیا کپڑا نکال لینے پر باقی سے اسکا مہر مثل زیادہ ہو جاتا ہو اور گھٹیا نکال لینے سے اسکا مہر مثل کم ہو جاتا ہو تو عورت

تو اُسکا مہر مثل ملیگا اور فتوےٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے اس دس ہروی کپڑون پر نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو عورت کو نو کپڑے موجودہ اور ایک ہروی درمیانی درجہ کا کپڑا دیا جائیگا اور یہ بالاجماع ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک عورت سے معین گیہون پر بدین شرط کہ یہ دس کُر ہین نکاح کیا پھر وہ نو کُر نکلے تو عورت کو نو کُر موجودہ اور ایک کُر ان موجودہ کے مثل اور دیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے اراضی پر بدین شرط نکاح کیا کہ اس اراضی مین ہزار درخت خرما ہین اور اُسکے حدود بیان کر دیے یا ایک دار پر بدین شرط نکاح کیا کہ وہ پختہ اینٹ و گچ و ساکھو کی لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اُسکے حدود بیان کر دیے پھر دیکھا تو زمین مین کوئی درخت نہ تھا یا دار مین کچھ عمارت نہ تھی تو عورت کو اختیار ہے چاہے یہ اراضی و یہ دار لے لے اور سوائے اسکے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے اپنا مہر مثل لے لے اور اگر اُسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت مذکورہ کو سوائے نصف دار و نصف زمین کے جس حالت پر اُسکو پایا ہے اور کچھ نہ ملیگا لیکن اگر اُسکا متعہ اس سے زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے نصف زمین و نصف دار لینا منظور کرے اور زیادہ کچھ نہ پاویگی اور چاہے متعہ لے لے یہ محیط مین ہے۔

فصل ساتوین مہر مین گھٹا دینے و بڑھا دینے و زیادہ شدہ و کم شدہ کے بیان مین

قیام نکاح کی حالت مین ہمارے علمای ثلثہ کے نزدیک مہر مین بڑھا دینا صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ پس اگر مہر مین بعد عقد کے بڑھایا تو زیادتی بذمہ شوہر لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور یہ حکم ایسی صورت مین ہے کہ جب عورت نے یہ زیادتی قبول کر لی ہو خواہ یہ زیادتی جنس مہر سے ہو یا نہو اور خواہ شوہر کی طرف سے ہو یا ولی کی طرف سے ہو یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور زیادتی بھی تین باتون مین سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے متاکد ہو جاتی ہے ایک یہ کہ وطی ہو گئی دوم آنکہ خلوت صحیحہ متحقق ہوئی سوم آنکہ جورو و مرد مین سے کوئی مر گیا اور اگر ان باتون مین سے کوئی نہ پائی گئی مگر دونون مین جدائی پیش آئی تو زیادتی باطل ہو جائیگی پس فقط اصل مہر کی تنصیف کیجائیگی اور زیادتی کی تنصیف نہو گی یہ مضمرات مین ہے اور فتاوےٰ شیخ ابو اللیثؒ مین ہے کہ مہر ہبہ کرنے کے بعد بھی مہر مین بڑھانا صحیح ہے اور کتاب الاکراہ شیخ الاسلام خواہر زادہ مین ہے کہ فرقت واقع ہونے کے بعد مہر مین بڑھانا باطل ہے اور ایسا ہی بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے اور جو بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ اگر عورت کو دخول کرنے کے بعد یا دخول سے پہلے تین طلاق دیدین پھر اُسکے مہر مین کچھ بڑھایا تو صحیح نہین ہے اسی طرح اگر طلاق رجعی ہو مگر رجوع نہ کیا یہانتک کہ عدت گذر گئی پھر اسکے بعد مہر مین بڑھایا تو زیادتی نہین صحیح ہے اور قدوری مین ہے کہ عورت کی موت کے بعد مہر مین بڑھانا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مطلقہ رجعیہ سے اُسکے شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے مہر مین بڑھا دیا تو نہین صحیح ہے اسواسطے کہ یہ مجہول ہے اور اگر ایسی عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم مہر پر رجوع کیا پس اگر عورت نے قبول کیا تو جائز ہے ورنہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ مہر مین زیادتی ہے پس عورت کے قبول پر موقوف ہوگی اور رہا یہ امر کہ جس مجلس مین یاد کیا ہے اُسی مجلس مین قبول کر لینا شرط ہے یا نہین پس اصح یہ ہے کہ اُسی مجلس مین قبول کرنا شرط ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر شوہر نے گواہ کیے کہ عورت کا میرے پر اسقدر مہر ہے تو اسمین اختلاف ہے

اور فقیہ ابو اللیث رحمہ کے نزدیک مختار یہ ہی کہ شوہر کا اقرار جائز ہی بشرطیکہ عورت قبول کرے یہ خلاصہ میں ہی اور اشبہ یہ ہی کہ اقرار صحیح ہو اور بلا قصد زیادتی کے زیادتی قرار نہ دیجائیگی یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درہم پر نکاح کیا پھر دو ہزار درہم پر نکاح کی تجدید کی تو اسمین اختلاف ہی شیخ امام خواہر زادہ نے کتاب النکاح مین ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے شوہر پر فقط ہزار درہم لازم ہونگے باقی ہزار درہم لازم نہونگے اور عورت کا مہر ہزار درہم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے شوہر پر باقی ہزار درہم [illegible] ہونگے اور بعض نے اسکے برعکس اختلاف ذکر کیا ہی اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہی کہ مرد پر دوسرے ایک ہزار درہم لازم ہونگے یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور قاضی الامام کا فتوی یہ ہی کہ دوسرے عقد پر کچھ واجب نہوگا لیکن اگر دوسرے عقد سے اسکی مراد یہ ہی کہ مہر میں اس نے بڑھایا ہی یعنی مہر ہزار درہم ہی اور اسپر ایک ہزار درہم اس نے زیادہ کیے تو یہ جائز ہی اور دو [illegible] دو ہزار درہم واجب ہونگے یہ خلاصہ میں ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنا مہر ہبہ کر دیا پھر مہر کی تجدید کی تو بالاتفاق دوسرا مہر لازم نہوگا اور بعض نے اسی صورت میں ذکر کیا ہی کہ اسمین اختلاف ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی اور اگر نکاح کی تجدید بغرض احتیاط ہو تو زیادتی بلا خلاف لازم نہوگی یہ وجیز کردری میں ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا کسی مرد سے نکاح [illegible] [illegible] پھر اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکے مہر مین کوئی مقدار معلوم بڑھا دی تو یہ زیادتی [illegible] اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ یہ زیادتی اس عورت کو ملیگی [illegible] [illegible] یہ زیادتی اسکے مولے کو دیدے اور اگر مولے اوّل نے باندی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ زیادتی مشتری کو ملیگی اور مین شوہر پر جبر نکرونگا کہ یہ زیادتی مولے کو دیدے۔ اور امام محمد نے جامع مین فرمایا کہ آزاد مرد نے ایک باندی سے باجازت اسکے مولے کے سو درم پر نکاح کیا پس شوہر نے مولی سے کہا کہ تو نے نکاح کی اجازت دیدی اسنے کہا کہ مین نے اس شرط پر اجازت دی کہ تو مہر مین پچاس درم بڑھا دے پس اگر شوہر اسپر راضی ہوگیا تو صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر راضی نہوا تو اجازت ثابت نہوگی اور نیز جامع مین ہی کہ ایک منکوحہ باندی آزاد کی گئی حتی کہ اسکے لیے خیار عتق ثابت ہی پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ مین نے تیرے مہر مین پچاس درم بڑھا دیے بدین شرط کہ تو میرے ساتھ میرے نکاح مین رہنا اختیار کرے پس اسنے یہی اختیار کیا تو یہ اختیار صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور یہ زیادتی اسکے مولے کو ملیگی اور اگر باندی مذکورہ سے کہا کہ تیرے مہر ہزار درم [illegible] تاکہ تو مجھے اختیار کرے اور اسنے ایسا ہی کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور خیار باطل ہو جائیگا۔ اور نکاح الملتقی مین ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت کے نکاح کا دعوے کیا حالانکہ وہ انکار کرتی ہی پھر شوہر نے عورت سے صلح کی کہ اگر وہ اجازت نکاح دیدے جسکا وہ دعوے کرتا ہی تو مرد اسکو ہزار درم دیگا تو یہ جائز ہی اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اقرار نکاح کر دے تو تیرے واسطے سو درم زیادہ کر دونگا پس عورت نے ایسا کیا پس اگر نکاح اصل کے گواہ موجود ہون تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا کہ ان سو درم سے رجوع کر لے اسواسطے کہ یہ بمنزلہ مہر مین زیادہ کرنے کے ہی

یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کے مہر مین سے خود عورت نے گھٹا دیا تو گھٹانا صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور گھٹانے مین عورت کی رضامندی ضرور ہی حتی کہ اگر اُس نے باکراہ مجبوری کے ساتھ گھٹایا تو صحیح نہوگا اور نیز ضرور ہی کہ عورت مذکورہ مریض بمرض الموت نہو یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی یا کسی مال عین پر نکاح کیا پھر مہر مین خود زیادتی ہوگئی پھر قبل دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے مہر کی چیز مین زیادتی ہوگئی ہی اور یہ زیادتی متصلہ ہی جو اصل چیز سے پیدا ہوئی ہی جیسے مہر کی باندی یا غلام موٹی تازی ہوگئی یا بالغ ہوگئی یا حسن و جمال بڑھ گیا یا ایک آنکھ مین جالا تھا وہ روشن ہوگئی یا گونگا تھا وہ بولنے لگا یا بہرا تھا وہ سننے لگا یا درخت خرما تھا کہ اُسمین پھل آئے یا زمین تھی کہ اُسمین زراعت کی گئی اور یا یہ زیادتی منفصلہ ہی جو اصل سے پیدا ہوئی ہی جیسے بچہ وارش و عقر وغیرہ در صورتیکہ کاٹ لیے گئے ہون یا پشم و بال جب الگ کر لیے جاوین یا چھوہارے درخت سے توڑ لیے گئے یا کھیتی اُس زمین مین سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت مین اصل و زیادتی دونون بالاجماع آدھی آدھی کیجاوینگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اصل مع زیادت متولدہ کے اپنے قبضہ مین کر لی پھر مرد نے عورت کو قبل دخول کے طلاق دی تو بھی اصل مع زیادتی کے آدھی آدھی کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر زیادتی متصلہ ہو جو اصل سے متولد نہین ہی جیسے کپڑے کو رنگا یا عمارت بنائی تو عورت اس سے قابض شمار ہوگی پس تنصیف نہ کیجائیگی اور جس روز قبضہ کا حکم دیا گیا ہی اس روز کی نصف قیمت دینی عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو جو اصل سے متولد نہو جیسے کسی مرد نے مہر کے غلام کو کچھ ہبہ کیا یا اُس نے خود کمایا یا دار مہر کا کرایہ آیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اصل چیز کی تنصیف ہوگی اور زیادتی سب عورت کو ملیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک اصل و زیادت دونون کی تنصیف ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مزدوری شوہر کو ملیگی مگر اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قبضہ کے بعد ہو اور زیادتی متصلہ متولدہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کر کے نہین دیا جا سکتا ہی بلکہ جس دن عورت کو سپرد کیا ہی اُس روز کی نصف قیمت ملیگی اور یہ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ امر مانع تنصیف نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر زیادتی متصلہ ایسی ہو کہ اصل سے متولد نہو تو وہ مانع تنصیف ہی اور عورت پر اصل کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد ہو تو بالاجماع مانع تنصیف ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد نہو تو فقط زیادتی عورت کو ملیگی اور اصل دونون مین نصفا نصف مشترک ہوگی اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے واقع ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف واپس دینے کا حکم قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اسکے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہوگیا ہو یا نہوا ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی و اصل دونون مین نصفا نصف ہوگی خواہ حکم قضا پایا گیا ہو یا نہ پایا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم بھی ہوگیا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم نہوا ہو تو عورت کے پاس مال مہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم مین ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر زیادتی پیدا ہونے کے بعد دخول سے پہلے عورت مرتد ہوگئی یا اپنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو ملیگی۔ اور

عورت پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز کی اصل کی قیمت واپس کرے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر کے قبضہ مین مہر مین نقصان آگیا پھر قبل دخول کے مرد نے اسکو طلاق دیدی تو اسمین چند صورتین ہین وجہ اول یہ کہ نقصان کسی آفت آسمانی سے ہو اور اسمین دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو اس صورت مین عورت کو نصف خادم عیبدار ملیگا بدون تاوان نقصان کے اور اسکے سوا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہی چاہے اس مال مہر کو شوہر کے پاس چھوڑ کر اُس سے روز عقد کی قیمت کا نصف لے لے اور چاہے نصف خادم عیبدار لے لے اور اُسکے ساتھ شوہر بالکل تاوان نقصان کا ضامن نہوگا وجہ دوم یہ کہ نقصان بفعل زوج ہوا اور اسمین بھی دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیگی اور شوہر نصف قیمت نقصان کا ضامن ہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ خادم مذکو شوہر کے ذمہ چھوڑ کر نصف قیمت خادم لے لے اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہی چاہے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے اور خادم شوہر کے پاس چھوڑ دے اور چاہے نصف خادم لیکر شوہر سے نصف قیمت نقصان لے لے اور وجہ سوم آنکہ نقصان خود عورت کے فعل سے ہو اور اس صورت مین عورت کو نصف خادم کے سوا کچھ نہ ملیگا اور عورت کو کچھ اختیار نہوگا خواہ نقصان خفیف ہو یا شدید ہو اور وجہ چہارم آنکہ جو چیز مہر ٹھہری ہی وہ خود ایسا فعل کرے جس سے اسمین نقصان آجاوے تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ نقصان مثل آسمانی آفت کے نقصان کے ہی اور وجہ پنجم آنکہ نقصان کسی اجنبی کے فعل سے ہو تو اسمین دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیکر اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت تاوان لیگی اور اسکے سوا اسکو کچھ اختیار نہین ہی اور اگر نقصان فاحش ہو تو اسکو اختیار ہی چاہے نصف خادم لیکر اجنبی سے نصف قیمت نقصان کا مواخذہ کرے اور چاہے خادم مذکور شوہر پر چھوڑ کر اُس سے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے لے پھر شوہر اُس اجنبی سے پورے نقصان کا مطالبہ کریگا۔ اور یہ سب ایسی صورت مین تھا کہ جب نقصان شوہر کے قبضہ مین ہونے کی حالت مین واقع ہوا اور اگر عورت کے قبضہ مین واقع ہوا پھر مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دی پس اگر نقصان بآفت آسمانی اور خفیف ہو تو شوہر نصف خادم عیبدار لے لیگا اسکے سوا کچھ نہین کرسکتا ہی اور اگر نقصان فاحش ہو تو چاہے نصف عیبدار لے اور اسکے سوا اسکو کچھ تاوان نقصان نہ ملیگا اور اگر چاہے عورت کے ذمہ چھوڑ کر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت باعتبار صحیح وسالم کے لے لے اور اگر بعد طلاق کے ایسا نقصان عورت کے قبضہ مین واقع ہو تو عامہ مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ حکم ہی کہ شوہر اُسکے نصف کو معہ نصف نقصان کے لے لیگا اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا اور یہی صحیح ہی اور اگر عورت کے فعل سے نقصان ہوا خواہ قبل طلاق کے یا بعد طلاق کے تو یہ صورت اور آفت آسمانی سے نقصان ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور اگر جو چیز مہر کی ہی مثل غلام وغیرہ اُسکے خود فعل سے نقصان ہوا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اجنبی کے فعل سے قبل طلاق کے نقصان واقع ہوا تو مال مہر سے شوہر کا حق منقطع ہوجائیگا اور شوہر کے واسطے عورت پر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت واجب ہوگی اسواسطے کہ اجنبی نے تاوان نقصان دیا پس یہ زیادت منفصلہ ہوگئی لیکن اگر عورت نے اس مجرم اجنبی

کو بری کر دیا ہو یا تاوان نقصان قبل طلاق کے عورت کے پاس تلف ہو گیا ہو تو ایسی حالت مین بسبب زوال
مانع کے مال مذکور کی تنصیف ہو گی اور اگر یہ نقصان بعد طلاق کے واقع ہوا تو حاکم شہیدؒ نے ذکر فرمایا کہ یہ صورت
اور قبل طلاق کے نقصان واقع ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا
کہ شوہر نصف اصل سے لیگا اور ارش یعنی جرمانہ مین اسکو اختیار ہوگا چاہے مجرم اجنبی کا دامنگیر ہو کہ اس سے
نصف جرمانہ لے اور چاہے عورت سے لے اور اگر قبل طلاق کے شوہر کے فعل سے نقصان ہوا تو یہ صورت اور اجنبی
کے فعل سے نقصان ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور اگر مال مہر شوہر کے قبضہ مین تلف ہوا پھر عورت
کو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت کے واسطے شوہر پر روز عقد کی نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کے
ہاتھ مین قبل طلاق کے تلف ہوا پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو شوہر کے واسطے عورت پر روز قبضہ کی
نصف قیمت واجب ہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور مہر کے مال مین عورت کے واسطے خیار رویت ثابت نہین ہوتا ہے
اور نیز اسکو واپس نہین کر سکتی ہے الا اسی صورت مین کہ جب عیب فاحش ہو لیکن عیب خفیف کی صورت مین جب بھی
واپس نہین کر سکتی ہے کہ جب مال مہر کیلی یا وزنی نہو اور اگر کیلی یا وزنی ہو تو عیب خفیف کی وجہ سے بھی واپس کر سکتی ہے
یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر معین باندی پر ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ باندی عورت کے قبضہ مین مر گئی پھر عورت کو
معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو عورت مذکورہ اندھی ہونے کا نقصان شوہر سے واپس لیگی جیسے بیع مین ہوتا ہے اور
اگر باندی معینہ نہو تو عورت ایک اندھی باندی کی قیمت کی ضامن اور شوہر ایک اوسط درجہ کی خادمہ کی قیمت
کا ضامن ہوگا پس دونون باہم ان دونون قیمتون مین بدلا اتار کر جسقدر مرد پر فاضل نکلے گا وہ عورت کو واپس
کر دیگا۔ اگر اس باندی کی قیمت بہ نسبت اوسط درجہ کی خادمہ سے زیادہ ہو تو دونون مین سے کوئی دوسرے
سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ آٹھوین فصل نکاح مین سمعت کے بیان مین۔ قال المترجم
یعنی پوشیدہ مہر کچھ قرار دیا ہے۔ اور سمعت یعنی لوگون کے سنانے کو کچھ بیان کیا چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ اگر عورت
سے پوشیدہ کسی قدر مہر پر نکاح کیا اور سنانے کو ظاہر مین اس سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ مین دو صورتین ہین اول
آنکہ دونون نے پوشیدہ کسی قدر مہر پر قرارداد کر لی پھر دونون نے علانیہ اس سے زیادہ مہر پر عقد قرار
دیا پس اگر وہ چیز جسپر علانیہ عقد ٹھہرا ہے اسی جنس سے ہو جسپر پوشیدہ قرارداد کر لی ہے لیکن جو ظاہر کیا ہے
وہ پوشیدہ قرارداد سے زائد ہے پس اگر دونون نے خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا یا شوہر نے عورت کے
اقرار پر یا عورت کے ولی کے اقرار پر گواہ کر لیے کہ مہر یہی ہے جو خفیہ قرارداد ہے اور زیادتی جو عقد پر ہے فقط سنانے
کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جسپر دونون نے خفیہ قرارداد کی ہے۔ اور اگر دونون نے اسمین اختلاف کیا
چنانچہ شوہر نے دعوے کیا کہ خفیہ ہزار درم پر ہمارے درمیان قرارداد ہو گئی ہے اور عورت نے اس
خفیہ قرارداد سے انکار کیا تو مہر وہی ہوگا جو عقد مین علانیہ ٹھہرا ہے اور عورت کا قول قبول ہوگا لیکن
اگر مرد کے گواہ قائم ہون تو گواہون کی سماعت ہوگی اور اگر وہ چیز جس پر علانیہ نکاح کیا ہے خفیہ قرارداد
کی جنس سے برخلاف ہو پس اگر دونون اس خفیہ قرارداد پر اتفاق نہ کرین تو مہر وہی ہوگا جو علانیہ
بندھا ہے اور اگر خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا تو نکاح بعوض مہر مثل کے منعقد ہوگا۔ اور اگر عورت و مرد نے

خفیہ قرار داد کرلی کہ مہر دینار ہین مگر ظاہر مین اس شرط پر نکاح کر لیا ہو کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہین تو مہر وہی دینار ہونگے جسپر خفیہ قرار داد ہو گئی ہو اور اگر علانیہ اس شرط پر نکاح کیا کہ اس عورت کا مہر دینار ہونگے یا علانیہ فقط نکاح کر لیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونون صورتون مین مہر مثل پر نکاح منعقد ہوگا اجناس دوم آنکہ دونون نے خفیہ کسی قدر مہر پر عقد کر لیا پھر علانیہ اس سے زیادہ مہر کا اقرار کیا پس اگر دونون نے اتفاق کیا کہ ہمنے خفیہ اسقدر مہر پر عقد کیا ہو اور شاہد کر لیے کہ علانیہ زیادتی فقط سنانے کے واسطے ہو تو مہر وہی ہوگا جو خفیہ عقد کے وقت مذکور ہوا ہو اور اگر دونون نے اس امر کے شاہد نہ کر لیے کہ علانیہ جو زیادتی ہو وہ سنانے کے واسطے تھی تو شرح مختصر الطحاوی مین ہو کہ بنابر قول امام اعظمؒ کے اور امام محمدؒ کے مہر وہی ہوگا جو علانیہ مذکور ہوا ہو اور یہ زیادتی پہلے مہر پر زیادتی شمار ہوگی خواہ اول کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مگر فرق یہ ہوگا کہ اگر خلاف جنس ہو تو جسقدر علانیہ مذکور ہوا ہو وہ سب مہر اول پر زیادہ قرار دیا جائیگا اور اگر اول کی جنس سے ہو تو جسقدر مہر اول سے زائد ہو اسی قدر زیادہ زیادتی شمار کیا جائیگا۔ اور شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ اگر دونون نے خفیہ ہزار درم پر عقد کیا اور ظاہر مین علانیہ اسکے خلاف ظاہر کیا پھر دونون مین جھگڑا ہوا اور شوہر نے کہا کہ ظاہر مین جو مین نے اسکے واسطے اقرار کیا وہ ہزل تھا مقصود نہ تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ قصداً وجداً تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا اور مہر وہی ہوگا جو علانیہ ٹھہرا ہو لیکن اگر شوہر اپنے دعوے کی گواہی لاوے تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہو

نوین فصل مہر کے تلف ہو جانے اور استحقاق مین لیے جانے کے بیان مین

اگر عورت سے کسی معین چیز پر نکاح کیا اور وہ سپرد کرنے سے پہلے تلف ہو گئی یا استحقاق مین لے لیگئی پس اگر یہ چیز مثلی چیزون مین سے ہو تو شوہر سے اسکے مثل لے لیگی ورنہ اسکی قیمت لیگی یہ محیط مین ہو اسی طرح اگر یا مال معین جو مہر ٹھہرا ہو عورت نے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر وہ استحقاق مین لیا گیا تو اسکی قیمت شوہر سے لے لیگی یہ ظہیریہ مین ہو اور اگر ایسا دار جو مہر قرار دیا گیا ہو اسمین سے نصف پر کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو لے اور نصف قیمت لے اور چاہے پوری قیمت لے لے اور اگر مرد نے قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو فقط باقی نصف ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کسی عورت سے اس عورت کے باپ پر جو شوہر کا مملوک ہو نکاح کیا تو باپ مذکور آزاد ہو جائیگا اور اگر باپ پر کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر عورت کا شوہر اسکے باپ کا مالک ہو گیا پس اگر ہنوز اس عورت کے واسطے اسکے باپ کی قیمت کا حکم قاضی کی طرف سے ثابت نہین ہوا ہو تو عورت مذکورہ کو سوا اپنے باپ کے اور کچھ نہ ملیگا اور وہ ملتے ہی فوراً آزاد ہو جائیگا اور اگر شوہر پر عورت کے واسطے قیمت کا حکم ہونے کے بعد شوہر اسکا مالک ہوا تو عورت مذکورہ اپنے باپ کو نہین لے سکتی ہو اور صورت اول مین جب شوہر اسکا مالک ہوا ہو تو عورت مذکورہ بدون حکم قاضی یا بدون سپردگی شوہر کے اسکی مالک نہین ہو سکتی ہو اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ جب تک قاضی نے حکم نہین کیا ہو یا مرد نے عورت کو سپرد نہین کیا تب تک شوہر جو چاہے اسمین تصرف کرے یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر کسی عورت سے کسی غیر کے غلام پر نکاح کیا یا اپنے غلام پر نکاح کیا مگر یہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا پس اگر وہ شخص جو اس غلام کا مستحق ہو اُس نے اجازت دیدی تو شوہر پر

اُس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر شوہر پر قیمت دینے کا حکم ہونے سے پہلے کسی سبب سے یہ غلام پھر شوہر کے ملک مین آگیا تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بعینہٖ یہی غلام عورت کو سپرد کرے یہ عتابیہ مین ہے -

دسوین فصل مہر ہبہ کرنے کے بیان مین - عورت کو اختیار ہے کہ اُسکے مہر کا جو مال شوہر پر آتا ہے خواہ مرد نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ اپنے شوہر کو ہبہ کردے اور عورت کے اولیاء مین سے خواہ باپ ہو یا کوئی اور ہو کسی کو عورت پر اعتراض کرنے کا اختیار نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے - اور عامہ علماء کے نزدیک باپ کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی دختر کا مہر ہبہ کردے یہ بدائع مین ہے - اور مولے کو یہ اختیار ہے کہ اپنی باندی کا مہر اُسکے شوہر کو ہبہ کردے اور اسی طرح چاہے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا مہر ہبہ کردے اور اگر باندی مکاتبہ ہو تو اُسکا مہر اُسی کا ہوگا اور اگر مولے اُسکو ہبہ کرنا چاہے تو صحیح نہوگا اور اگر مکاتبہ کے شوہر نے اُسکا مہر اُسکے مولی کو دیدیا تو بری نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر زید مرگیا اور اُسکی جورو نے اُسکا مہر اُسکو ہبہ کیا تو جائز ہے - اگر عورت نے طلق کی حالت مین جبکہ اُسکی جان پر بن آئی تھی تو شوہر کو مہر ہبہ کیا پھر جانبر نہوئی اور مرگئی تو ہبہ صحیح نہین ہے یہ سراجیہ مین ہے - اور اگر میت کی جورو نے وارثان میت کو اپنا مہر ہبہ کیا تو بھی جائز ہے - اور اگر عورت نے کسی شرط پر اپنا مہر ہبہ کیا پس اگر شرط پائی گئی تو جائز ہے اور اگر شرط نہ پائی گئی تو مہر جیسا تھا ویسا ہی عود کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے ہزار درم وصول کر لیے پھر شوہر کو ہبہ کردیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر اس عورت سے پانچ سو درم واپس لیگا اور اسی طرح اگر مہر کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو جو وصف بیان کرکے ذمہ رکھ لی ہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ متعین نہین ہے (یعنے اور پانچسو درم لیگا ۱۲منہ) - اور اگر عورت نے ہزار درم پر قبضہ نہ کیا اور بدون قبضہ کے شوہر کو ہبہ کردیے پھر مرد نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے - اور اگر اُسنے پانچ سو درم وصول کرکے پھر پورے ہزار درم ہبہ کیے یعنی مقبوضہ و غیر مقبوضہ یا فقط باقی ہبہ کیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر عورت نے ہزار درم کے نصف سے کم ہبہ کیے اور باقی سب وصول کر لیے تو ایسی صورت مین امام رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے نصف تک جسقدر چاہیے ہے وہ لے کر پورا کرلیگا یہ ہدایہ مین ہے - منتقی مین ابراہیم کی روایت سے امام محمد سے مروی ہے کہ اگر پورے ہزار درم عورت کو دیدیے پھر عورت نے ہزار درم پر اُس سے خلع کیا قبل اسکے کہ عورت کے ساتھ دخول واقع ہو تو قیاساً عورت سے پانچ سو درم واپس لیگا اور استحساناً کچھ واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر عورت سے مثل عروض وغیرہ ایسی چیز پر جو معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہے نکاح کیا پھر عورت نے اس چیز پر قبضہ کرنے کے بعد یا اس سے پہلے یہ چیز تمام یا آدھی شوہر کو ہبہ کردی پھر قبل دخول کے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو عورت سے کچھ واپس نہ لیگا اور اگر عورت سے کسی حیوان یا عروض پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ رکھا ہے نکاح کیا تو بھی ایسی صورت مین یہی حکم ہے کذا فی الکافی خواہ عورت نے اسپر قبضہ کرلیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کفایہ مین ہے - اور اگر عورت نے شوہر کے سوا کسی اجنبی کو اپنا مہر ہبہ کیا اور اُسکو وصول

یعنے بچہ پیدا ہونے کا وقت ۱۲م

کر لینے پر مسلط کر دیا پھر اُس نے وصول کر لیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا اور اگر عورت نے مہر پر قبضہ کر کے کسی کو جو اجنبی ہے ہبہ کیا پھر اُس اجنبی نے شوہر کو ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا خواہ مہر مال دین ہو جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتا ہے یا اُسکے برعکس مال عین ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے مال مہر شوہر کے ہاتھ فروخت کیا یا بعوض ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر اُس سے نصف مال مذکور کے مثل واپس لیگا اگر مال مذکور مثلی ہو یا نصف قیمت واپس لیگا اگر مثلی نہو بلکہ قیمتی ہو پھر اگر عورت نے قبل قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روز بیع کی نصف قیمت لیگا اور اگر بعد قبضہ کے فروخت کیا ہے تو روز قبضہ کی نصف قیمت سے لیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا کہ اب میں تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا جب تک تو اپنا مہر جو تیرا مجھپر ہے مجھے ہبہ نہ کر دے پس عورت نے اپنا مہر اسی شرط ہبہ کیا کہ شوہر اُس سے نکاح کرلے پھر شوہر نے اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو مہر مذکور شوہر پر باقی رہیگا خواہ شوہر اُس سے نکاح کرلے یا نہ کرے یہ خلاصہ میں ہے اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ میں تجھے اسقدر ہبہ کروں پس عورت نے کہا کہ میں نے تجھے بری کر دیا پھر شوہر نے اُسکو ہبہ کر دینے سے انکار کیا تو مہر اُسپر بحالہ باقی رہیگا یہ حاوی میں ہے۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہے اور اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قد دیکھا جاوے اگر بالغہ عورتوں کا قد ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا حتے کہ اگر اسکے بعد اُس نے کہا کہ میں اُسوقت بالغہ نہ تھی تو اسکا قول قبول نہوگا اور اگر قد بالغہ عورتوں کا قد نہو تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی کو ایسے معاملہ میں احتیاط کرنی چاہیے اور عورت سے اُسکا سن دریافت کرے اور پوچھے کہ تو نے کیونکر یہ بات جانی ہے جیسے طفل کی صورت میں مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو قاضی احتیاط کے واسطے اُس سے وجہ دریافت کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ جورو و مرد نے ہبہ مہر میں اختلاف کیا کہ جورو نے کہا کہ میں نے اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہ دے اور مرد نے کہا کہ تو نے بغیر شرط کے ہبہ کیا ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ قنیہ میں ہے۔

گیارھویں فصل

عورت کے اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر میں میعاد مقرر کرنے اور اُسکے متعلقات کے بیان میں۔ ہر ایسی صورت میں کہ مرد نے عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو اور تمام مہر متاکد ہو گیا ہو اگر مہر معجل وصول پانے کے واسطے عورت اپنے آپ کو روکے اور مرد سے باز رہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت کو ایسا اختیار ہے اور اسمین صاحبین رح نے اختلاف کیا ہے اور اسی طرح باہر نکلنے اور سفر کرنے اور حج نفل کے واسطے جانے سے امام اعظم رح کے نزدیک منع نہ کیجائیگی الا اُس صورت میں کہ باہر نکلنا حد سے گذرا ہوا بیہودہ ہو اور جب تک عورت نے اپنے نفس کو شوہر کے سپرد نہیں کیا ہے تب تک بالاجماع اسکو ایسا اختیار ہے اور اسی طرح اگر صغیرہ یا مجنونہ کے ساتھ دخول کر لیا یا زبردستی باکراہ ایسا کر لیا تو بھی اسکے باپ کو اختیار ہے کہ اُسکو روک رکھے یہانتک کہ اُسکے واسطے اُسکا مہر معجل وصول کر لے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر

شوہر نے عورت کی رضامندی کے ساتھ اُس سے دخول کر لیا یا خلوت کی تو بنا بر قول امام اعظم رح کے عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ سفر مین جانے سے روکے تا آنکہ پورا مہر وصول کر لے یہ بنابر جواب کتاب کے ہے اور ہمارے دیار کے عرف کے موافق تا آنکہ مہر معجل وصول کر لے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہے اور شیخ امام فقیہ زاہد ابو القاسم صفار سفر کرنے مین موافق قول امام اعظم رح کے فتوے دیتے تھے اور اپنے آپ کو مرد سے روکنے مین صاحبین رح کے قول پر فتوے دیتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ نے امام صفار کا اختیار پسند کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور جب مرد نے اسکو اُسکا مہر ادا کیا تو جہان چاہے لیجاوے اور بہت سے مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ ہمارے زمانہ مین شوہر اُسکو سفر مین نہین لیجا سکتا ہے اگرچہ اُسکا مہر ادا کر دیا ہو ولیکن گانون مین جاہے لیجاوے اور اسی پر فتوے ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ گانون سے شہر مین لیجاوے یا ایک گانون سے دوسرے گانون مین لیجاوے یہ کافی مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالغہ کا نکاح کر دیا پھر باپ نے چاہا کہ اس شہر کو چھوڑ کر مع اپنے عیال کے دوسرے شہر مین جا رہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر مذکورہ کو اپنے ساتھ لیجاوے اگرچہ شوہر اسپر راضی نہو بشرطیکہ شوہر نے اسکا مہر ہنوز ادا نہ کیا ہو اور اگر مہر ادا کر چکا ہو تو بدون رضامندی شوہر کے باپ کو اُسکے لیجانے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مرد نے سب مہر دیدیا ہو مگر ایک درم رہ گیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت نے وصول کر لیا ہے اُسکو واپس کر لے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک دختر صغیرہ بیاہی گئی اور وہ مہر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے یہان چلی گئی تو جسکو قبل نکاح کے اُسکے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہان سے لاکر اپنے گھر مین رکھے اور نکلنے سے منع کرے تا آنکہ اُسکا شوہر اُسکا مہر اُس شخص کو دیدے جو قبضہ کرنے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر چچا نے اپنی بھتیجی صغیرہ کا مہر مسمی پر نکاح کیا اور اُسکو شوہر کے سپرد کر دیا اور ہنوز تمام مہر وصول نہین پایا ہے تو سپرد کرنا فاسد ہے اور وہ اپنے گھر واپس کر دی جائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مہر وصول کر لینا چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہین ہے۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا پس اگر عورت اُسکے گھر مین موجود ہو تو باپ پر اُسکا سپرد کر دینا واجب ہے اور اگر موجود نہو اور نہ باپ اُسکے سپرد کرنے پر قادر ہو تو باپ کو مہر کے وصول کرنے کا بھی اختیار نہوگا اور اگر عورت اپنے باپ کے گھر مین ہو ولیکن شوہر نے اطمینان نہ کیا کہ وہ سپرد کریگا اور باپ کی طرف سے بدگمان ہوا تو قاضی اُس عورت کے باپ کو حکم کریگا کہ باپ اُس مہر کی بابت شوہر کو کفیل دے اور شوہر کو حکم کریگا کہ [illegible] سپرد کر دے۔ اور اگر مہر کی نالش شہر کوفہ مین دائر ہوئی اور عورت شہر بصرہ مین [illegible] نہ دی جائیگی کہ دختر کو کوفہ مین لاوے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مہر اُسکو دے کر [illegible] جاکر وہان سے عورت کو لے لے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر گواہون نے مہر معجل کی مقدار بیان کی تو اسی قدر معجل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مہر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا کہ ایسی

عہ [illegible]

عورت کے واسطے اس مہر مین سے کسقدر معجل ہوتا ہے پس جو رائے قرار پاوے وہی معجل قرار دیا جاویگا اور چہارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقدیر نہو گی بلکہ عرف و رواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیاء عورت نے عقد مین پورے مہر کا معجل ہونا شرط کر لیا تو پورا مہر معجل قرار دیا جائیگا اور عرف و رواج ترک کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فروخت کی ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ متاع مذکور پر قبضہ کرنے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے ولیکن یہ دراہم زیوف نکلے یا ایسے درم ہین کہ انکا رواج و چلن نہین ہے تو جب تک بدل نہ لیوے تب تک اسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ساتھ برضامندی دخول کر لیا پھر عورت نے مہر مقبوضہ کو زیوف وغیرہ خراب پایا یا عورت نے جو متاع شوہر سے خریدی اور قبضہ مین کر لی تھی اسکو بعد دخول برضامندی ہونے کے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کر کے اپنی ملک مین لیا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یہ محیط مین ہے اور منتقی مین ہے کہ اگر مہر نے اکال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر اپنے ایک قرضخواہ کو حوالہ کر دیا یعنے اترائی کر دی تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک قرضخواہ مذکور یہ مال وصول نہ کر لے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور اگر شوہر نے مہر معجل کے واسطے عورت کو اپنے کسی قرضدار پر حوالہ کیا یعنے اترائی کر دی بدین شرط کہ شوہر کو مہر سے بری کر دے تو استحسانا شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہین ہے تاوقتیکہ عورت قرضدار مذکور سے مال مہر وصول نہ کر لے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مہر معجل ہو کہ اسکی میعاد معلوم ہو پھر میعاد آگئی تو بنا بر اصل امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ ایک سال نکاح کیا پھر شوہر نے سال سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے شرط کر لی ہے کہ قبل سال کے اسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار ہوگا اور بلا خلاف عورت اسکو منع نہین کر سکتی ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا اور امام استاد ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہے اور اسی پر صدر شہیدؒ فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر مہر معجل ادا کرنے سے پہلے وطی کرنے کی شرط کر لی ہو تو شرط صحیح ہے اور اگر مہر موجل قرار پایا ہو پھر مہر معجل کر دیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ عورت کو روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ عتابیہ مین ہے اگر بعض مہر معجل اور بعض میعادی ہو اور اسنے معجل سب وصول کر لیا یا بعد عقد قرار پانے کے بالاتفاق مہر میعادی کر دیا جسکی مدت معلوم ہے تو دونون صورتون مین عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل نہوگا اور بنا برقول امام ابو یوسفؒ کے میعاد آنے پر مہر وصول کر لینے تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عقد مین یہ قرار دیا کہ یہ نصف مہر معجل ہے اور نصف موجل ہے جیسے ہمارے ملک مین عادت جاری ہے مگر میعادی مہر کی مدت ذکر نہین فرمائی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ میعاد جائز نہوگی اور تمام نے اکال دینا

واجب ہوگا اور بعضون نے کہا کہ میعاد جائز ہوگی اور ایسی میعاد جدائی واقع ہونے کے وقت پر محمول ہوگی یعنی ادا سے بعض مہر کا وقت وہ ہوگا جب دونون مین بسبب موت یا طلاق کے جدائی واقع ہو اور امام ابو یوسف سے بعضی ایسی روایت آئی ہے جو اس قول کی موئد ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اس امر مین کسی کا خلاف نہین ہے کہ مہر کے ادا کی میعاد معلوم مثل ایک مہینہ یا ایک سال وغیرہ کے مقرر کرنا صحیح ہے اور اگر انتہا معلوم نہو تو ایسی مدت کی میعاد ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضون نے فرمایا کہ صحیح ہے اور یہی قول صحیح ہے اس وجہ سے کہ انتہاے مدت خود ہی معلوم ہے یعنی طلاق یا موت کا وقت ہے آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ بعض مہر کا میعادی ہونا صحیح ہوتا ہے اگرچہ تصریح کسی مدت معلومہ کی نہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر طلاق رجعی واقع ہوئی تو میعادی مہر فی الحال واجب الادا ہو جاتا ہے اور اگر بعد اسکے عورت سے رجعت کر لی تو پھر یہ مہر جو فی الحال واجب الادا ہو گیا ہے میعادی نہو جائیگا ایسا ہی استاد امام ظہیر الدین نے فتوے دیا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ تعالی عورت مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی اور نکاح پر مجبور کی گئی پس آیا باقی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہین تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے یہ محیط مین ہے اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر کسی عورت سے ایک کپڑے پر جسکا وصف بیان کر کے کسی میعاد پر ادا کرنے کی شرط سے نکاح کیا پھر جب میعاد آئی تو عورت نے شوہر کا ایک کپڑا اسی صفت کا غصب کیا تو یہ مہر کا قصاص ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے چند کپڑون پر جنکا وصف مع طول و عرض و رفعت[۱] بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہین بشرط کسی میعاد پر ادا کرنے کے نکاح کیا پھر ان کپڑون کے عوض انکی قیمت عورت کو دی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قیمت قبول نہ کرے اور اگر اسکے واسطے کوئی میعاد نہ ٹھہری ہو تو عورت اسکی قیمت لینے سے انکار نہین کر سکتی ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اس شرط سے نکاح کیا کہ اسمین جو کچھ مجھ سے بن پڑیگے ادا کرونگا اور جو باقی رہجا وینگے وہ ایک سال کے ختم پر ادا کرونگا تو پورے ہزار درم میعادی بوعدہ ایک سال ہونگے لیکن اگر درمیان مین عورت گواہ قائم کرے کہ اسکی قدرت و دسترس مین سب مہر یا تھوڑا آگیا ہے تو جسقدر کے گواہ قائم کرے ہقدر لے سکتی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک عورت نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر وصول کر لیا پھر وہ دختر بالغہ ہوئی پس اگر اسکی مان اسکی وصیہ تھی تو اسکو اپنے مان سے مہر کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا شوہر سے مطالبہ نہین کر سکتی ہے اور اگر اسکی مان اسکی وصیہ نہو تو عورت کو شوہر سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکا شوہر اسکی مان سے واپس لیگا۔ اور یہی حکم سواے باپ و دادا کے باقی اولیا کے حق مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا مہر شوہر سے وصول کیا پھر دعوے کیا کہ پھر مین نے اسکو واپس کر دیا ہے پس اگر عورت باکرہ ہو تو بدون گواہون کے اسکی تصدیق نہوگی اور اگر ثیبہ ہو تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط سرخسی کے باب النکاح الصغیر و الصغیرہ مین ہے۔ اور باپ و دادا و قاضی کو باکرہ کے مہر وصول کر لینے کا اختیار ہے۔ خواہ باکرہ مذکورہ صغیرہ ہو یا بالغہ ہو لیکن اگر باکرہ بالغہ ہو اور اس نے وصول کرنے سے ممانعت کر دی تو ممانعت صحیح ہے اور باپ و دادا و قاضی کے سواے کسی دوسرے کو یہ اختیار نہین ہے اور وصی کو صغیرہ کے مہر کی نسبت ایسا اختیار ہے

اور بالغہ عورت کو مہر وصول کرنے کا استحقاق خود حاصل ہوتا ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا ہے اور اگر باپ نے اقرار کیا کہ میں نے اس دختر کا مہر اسکی صغرسنی میں وصول پایا ہے حالانکہ دختر مذکورہ اقرار کے وقت صغیرہ ہے تو اُسکے اقرار کی تصدیق ہوگی اور اگر باپ کے اقرار کے وقت یہ دختر بالغہ ہو تو باپ کے اقرار کی تصدیق نہوگی اور دختر مذکورہ کے شوہر کے واسطے باپ کچھ ضامن نہوگا اسواسطے کہ شوہر نے اُسکی تصدیق کی ہے لیکن اگر باپ نے اس شرط سے وصول کیا ہو کہ اُسکی دختر مہر سے بری کرے تو حکم اسکے برخلاف ہے یہ عتابیہ میں ہے ایک شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا اور اُسکے باپ کو اُسکے مہر کے عوض ایک زمین دی پھر جب اُسکو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ میں اپنے باپ کے فعل پر راضی نہیں ہوتی ہون تو یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایسا معاملہ ایسے شہر میں واقع ہوا جہان مہر کے عوض زمین دینے کا رواج نہیں ہے دوم آنکہ ایسے شہر میں ہوا جہان ایسا رواج ہے پس پہلی صورت میں جائز نہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور دوسری صورت میں جائز ہوگا - اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ عورت بالغہ ہو اور اگر وہ نابالغہ ہو اور باپ نے مقررہ مہر میں زمین لی اور یہ زمین مہر کے برابر نہیں ہے پس اگر یہ معاملہ ایسے شہر میں واقع ہوا جہان یہ رواج نہیں ہے کہ لوگ زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز نہوگا اور اگر ایسے شہر میں ہوا جہان یہ رواج ہے کہ لوگ مہر میں زمین کو دو چند قیمت پر لیتے ہیں تو جائز ہوگا - اور اگر دختر ایسی چھوٹی ہے کہ شوہر اُس سے استمتاع حاصل نہیں کر سکتا ہے تو بھی باپ کو اختیار ہے کہ شوہر سے اُسکے مہر کا مطالبہ کرے یہ تجنیس و مزید میں ہے

بارھوین فصل مہر میں شوہر و جورو کے اختلاف کرنے کے بیان میں

اگر نکاح قائم ہونے کی حالت میں شوہر و جورو نے مقدار مہر میں اختلاف کیا تو امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک اُس عورت کا مہر المثل حَکَم قرار دیا جائیگا پس اگر مہر المثل ان دونون میں سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو اُسی کا قول بدین طور کہ وہ دوسرے کے دعوی پر قسم کھائے قبول ہوگا - پس اگر شوہر نے کہا کہ مہر ہزار درم ہے اور عورت نے کہا کہ دو ہزار درم ہے اور اُسکا مہر مثل ہزار درم یا کم ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا مگر اس قسم کے ساتھ کہ واللہ میں نے اس سے دو ہزار درم پر نکاح نہیں کیا پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو زیادتی بسبب نکول کے ثابت ہو جائیگی اور اگر قسم کھالی تو ثابت نہوگی اور اگر دونون میں سے کسی نے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون پر حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم ہوگا - اور اگر عورت کا مہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے ہزار درم پر نکاح نہیں قبول کیا ہے پس اگر عورت نے قسم نہ کھائی تو ہزار درم پر ہونا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی تو عورت کو دو ہزار درم ملینگے جسمین ایک ہزار بمہر مسمّی ہونگے جسمین مرد کو کچھ خیار نہوگا اور ایک ہزار بحکم مہر مثل ہونگے جسمین مرد کو اختیار ہوگا چاہے اُسکے عوض درم دے یا دینار سے ادا کرے اور دونون میں سے جسنے گواہ قائم کیے اُسکے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو شوہر کے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر اُسکا مہر مثل ایک ہزار پانچ سو درم ہون تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو دو ہزار درم اُسکے ذمہ لازم ہونگے کہ یہ سب بطریق تسمیہ ہونگے اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو ایک ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون قسم کھا گئے تو ایک ہزار پانچسو درم کا حکم دیا جائیگا جسمین سے ایک ہزار درم بطریق تسمیہ ہونگے اور پانچسو درم بحکم مہر المثل ہونگے اور یہ پانچسو درم میں

شوہر کو اختیار ہوگا چاہے دینار سے ادا کرے چاہے درم سے اور دونوں میں سے جو گواہ قائم کریگا اُسکے گواہ
قبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ایک ہزار پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا جسمیں سے ہزار درم بطریق
تسمیہ مہر اور پانچسو درم بطریق اعتبار مہر المثل ہونگے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - اور شیخ ابو بکر رازی رح نے فرمایا کہ
باہمی قسم فقط ایک صورت میں ہے کہ جب مہر المثل دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد نہو اور اگر مہر المثل دونوں میں
سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو قول اُسی کا مقبول ہوگا جسکے واسطے مہر مثل شاہد ہے مگر اس سے دوسرے کے دعوے
پر قسم لیجائیگی اور دونوں سے باہمی قسم یعنی ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم نہ لیجائیگی اور یہی صحیح ہے یہ شرح
جامع صغیر قاضی خان میں ہے - اور شیخ کرخی رح نے ذکر فرمایا کہ اگر دونوں کے پاس گواہ نہوں تو پہلے دونوں سے
باہمی قسم لیجائیگی پھر اگر دونوں قسم کھا گئے تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا اور شیخ امام
اجل شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہی اصح ہے کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر مال معین
نہو بلکہ مال دین ہو کہ اُسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ رکھا ہے مثلاً کسی کیلی چیز پر اُسکا وصف بیان کرکے یا
وزنی چیز موصوف یا مذروع موصوف پر نکاح کیا پھر دونوں نے کیل و وزن و ذرع کی مقدار میں اختلاف
کیا تو یہ مثل درم و دینار کی مقدار کے اختلاف کے ہے - اور اگر جنس مسمی میں اختلاف ہو مثلاً شوہر نے دعویٰ
کیا کہ میں نے تجھسے ایک غلام پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ ایک باندی پر نکاح کیا ہے - یا شوہر نے کہا کہ
ایک کر جو پر اور عورت نے کہا کہ ایک کر گیہوں پر یا ہروی کپڑوں پر یا شوہر نے کہا کہ ہزار درم پر اور عورت
نے کہا کہ سو دینار پر نکاح ہے یا نوع مسمی میں اختلاف کیا کہ ایک نے ترکی غلام کہا اور دوسرے نے رومی
کا دعوی کیا یا ایک نے دینار صوریہ کہا اور دوسرے نے دینار مصریہ کا دعوی کیا یا صفت مسمی میں اختلاف
کیا کہ ایک نے جید کا دعوے کیا اور دوسرے نے ردی کا دعوی کیا تو اسمیں اختلاف مثل اختلاف در مال معین
کے ہے سوائے درم و دینار کے کہ درم و دینار میں ایسا اختلاف مثل اختلاف مقدار درم و دینار یعنی ہزار و دو ہزار
کے ہے کیونکہ دو جنس اور دو نوع و دو موصوف میں سے کوئی بدون باہمی رضامندی کے ملک میں نہیں آتی ہے بخلاف
درم و دینار کے کہ یہ دونوں اگرچہ دو جنس مختلف ہیں لیکن معاملات مہر میں یہ دونوں مثل جنس واحد کے
قرار دیے گئے ہیں کیونکہ مہر مثل کا حکم جنس دراہم و دنانیر دونوں سے ہو سکتا ہے کہ جس سے چاہے قرار دیا
جاوے پس یہ جائز ہوا کہ بدون باہمی رضامندی کے مستحق سو دینار ہو - اور یہ سب سوقت ہے کہ مہر مال دین
ہو اور اگر مال مہر معین ہو پس اگر دونوں نے اُسکی مقدار میں اختلاف کیا پس اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکی مقدار
سے عقد متعلق ہوتا ہے مثلاً طعام معین پر نکاح کیا اور دونوں نے اُسکی مقدار میں اختلاف کیا بدین طور کہ
شوہر نے کہا کہ میں نے تجھسے اس طعام پر بایں شرط کہ وہ ایک کر ہے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ تو نے
تجھسے اسپر بدین شرط کہ وہ دو کر ہے نکاح کیا ہے تو یہ مثل اختلاف ہزار درم و دو ہزار درم کے ہے اور اگر
ایسی چیز ہو کہ اُسکی مقدار سے عقد متعلق نہیں ہوتا ہے مثلاً مرد نے ایک عورت سے معین اس تھان کپڑے پر
بدین شرط کہ وہ ٹھ گز دس درم کا ہے نکاح کیا پھر دونوں میں اختلاف ہوا کہ شوہر نے کہا کہ میں نے تجھسے اس
کپڑے پر بدین شرط کہ وہ آٹھ گز ہے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ بدین شرط کہ وہ دس گز ہے نکاح کیا ہے تو ایسی صورت

مین دونون سے باہمی قسم نہ لیجائیگی اور نہ مہر مثل حکم قرار دیا جائیگا بلکہ بالاجماع شوہر کا قول قبول ہوگا - اور اگر
مہر مسمی معین کی جنس وعین دونون مین اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ اس غلام پر اور عورت نے کہا کہ اس
باندی پر نکاح کیا ہی تو یہ ہزار و دو ہزار درم کے اختلاف کے مانند ہی سواے ایک صورت کے اور وہ یہ صورت ہی
کہ اگر مہر مثل باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو عورت کو باندی کی قیمت ملیگی بعینہ باندی نہ ملیگی بخلاف اسکے
اگر درم و دینار مین اختلاف ہو الیس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے سو دینار یا زیادہ پر نکاح کیا تو عورت کو سو
دینار فقط ملینگے جیسے کہ سابق مین بیان ہوا ہی - یہ بدائع مین ہی - اور اگر دونون نے مہر پر اتفاق کیا اور مہر مال
معین ہی مثلاً غلام یا کوئی اسباب وغیرہ ہی پھر وہ شوہر کے پاس تلف ہوگیا پھر دونون نے اُسکی قیمت مین اختلاف
کیا تو شوہر کا قول بالاجماع قبول ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے اپنے سیاہ
غلام پر جسکی قیمت ہزار درم تھی نکاح کیا اور وہ میرے پاس مرگیا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھسے گورے
غلام پر جسکی قیمت دو ہزار درم ہی نکاح کیا ہی اور وہ تیرے پاس مرا ہی تو مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا اور اگر
مہر المثل دونون کے دعوے کے درمیان ہو تو دونون سے قسم لیجائیگی اور اگر ایک کر معین پر نکاح کیا اور
وہ تلف ہوگیا پھر دونون نے اُسکی مقدار یا صفت مین اختلاف کیا یا کسی عورت سے ایک معین کپڑے پر
نکاح کیا یا گدا ختہ معین چاندی پر یا چاندی کی ابریق معین پر نکاح کیا اور یہ مال معین تلف ہوگیا پھر دونون
نے گزون یا وصف یا وزن مین اختلاف کیا تو جیسی صورتون مین ہمنے ذکر کیا ہی کہ قبل تلف ہونے کے شوہر
کا قول قبول ہوگا انھین مین بعد تلف ہونے کے بھی شوہر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر دونون نے
وصف و مقدار دونون مین اختلاف کیا تو وصف کے حق مین شوہر کا قول قبول ہوگا اور مقدار مین
عورت کے پورے مہر مثل تک عورت کا قول قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے
مجھسے اس غلام پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے اس باندی پر نکاح کیا ہی حالانکہ یہ
باندی اُس عورت کی مان ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور باندی
مذکورہ شوہر کی طرف سے آزاد ہوجائیگی اسواسطے کہ اُس نے خود اقرار کیا ہی اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے
جنھون نے یہ گواہی دی کہ شوہر نے اسکے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ قائم کیے
کہ اس نے سو دینار پر اس عورت سے نکاح کیا ہی اور عورت کے باپ نے جو اُس مرد کا غلام ہی گواہ قائم کیے
کہ اس نے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر باوجود اسکے عورت کی مان نے جو
شوہر کی باندی ہی گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے میری دختر سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ و مان کے
گواہ مقبول ہونگے اور ان دونون مین سے نصف نصف اس عورت کا مہر ہوگا اور دونون باپ و مان اپنی
اپنی نصف قیمت کے واسطے شوہر کے لیے سعایت کرینگے - اور اگر ایسا ہو کہ عورت نے گواہ قائم کیے
کہ اس مرد نے مجھسے سو دینار پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس سے ہزار درم
پر نکاح کیا ہی پس قاضی نے عورت کے گواہون پر سو دینار کے عوض نکاح ہونے کا حکم دیا پھر عورت کے
باپ نے جو شوہر کا غلام ہی گواہ قائم کیے کہ شوہر نے میرے رقبہ پر اس عورت سے نکاح کیا ہی تو قاضی پہلے

حکم کو منسوخ کریگا اور یہ حکم دیگا کہ یہی باپ اُسکا مہر ہے اور اگر شوہر مدعی ہو کہ مین نے اس عورت کے باپ پر نکاح کیا ہے
اور باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر دونون نے گواہ قائم کیے اور عورت نے دعوی کیا کہ شوہر نے مجھے
سو دینار پر نکاح کیا ہے اور گواہ قائم نہ کیے پس قاضی نے باپ اور شوہر کے گواہون پر حکم دیا اور باپ کو مہر
قرار دیا اور عورت کے مال سے اُسکو آزاد رکھا اور باپ کی ولاء اس عورت کے واسطے قرار دی پھر عورت نے
گواہ قائم کیے کہ نکاح سو دینار پر ہوا تھا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور قاضی سو دینار کا شوہر پر حکم
دیگا اور عورت کے باپ کو شوہر کے مال سے آزاد قرار دیگا اور ولاء جسکا عورت کے واسطے حکم دیا ہے باطل کر دیگا
یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر بعد طلاق کے دونون نے اختلاف کیا پس اگر بعد دخول کے یا دخول سے
پہلے بعد خلوت صحیحہ کے طلاق ہو کر اختلاف ہوا تو اسکا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا نکاح موجود ہونے کی حالت مین بیان
ہوا ہے اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے طلاق ہو کر اختلاف ہوا پس اگر مہر مال دین ہو اور مقدار مہر مین کہ ہزار ہے یا دو
ہزار ہے اختلاف کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور شوہر کے قول کے موافق جو مقدار ہوگی اسکا نصف دیا جائیگا
اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور شیخ کرخی نے اسپر اجماع بیان کیا ہے اور کہا کہ بالاتفاق سب امامون کے
نزدیک ہزار کی تنصیف کیجائیگی اور امام محمدؒ نے جامع مین ذکر کرکے فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے تا مقدار متعہ
مثل عورت کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے زائد مین شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے مگر صحیح وہی قول
اول ہے اور بعضون نے فرمایا کہ درحقیقت دونون روایتون مین کچھ اختلاف نہین ہے اور یہ اختلاف بسبب
اختلاف موضوع ہر دو مسئلہ کے ہے پس مسئلہ کتاب النکاح کا موضوع ہزار و دو ہزار ہے پس یہان متعہ کے تحکیم
کی کوئی وجہ نہین ہے اور جامع کبیر مین دس و سو موضوع ہے باین طور کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے دس
درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ سو درم پر نکاح کیا ہے اور اس عورت کا متعہ مثل بیس درم ہے پس
موضوع مین اختلاف ہے قال المترجم فیہ تامل اور اگر مہر مال عین ہو جیسا کہ مسئلہ غلام و باندی مین مذکور ہوا ہے تو
عورت کو متعہ ملیگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے کہ عورت نصف باندی لے لے تو جائز ہے یہ بدائع مین ہے
اور اگر اصل مسمی مین ہو یعنے ایک نے دعوے کیا کہ تسمیہ کچھ نہ تھا اور دوسرے نے دعوے کیا کہ مہر ٹھہرا ہے
تو بالاتفاق مہر مثل واجب ہوگا یہ تبیین مین ہے مگر عورت کے دعوے سے زیادہ نہ دیا جائیگا بشرطیکہ عورت ہی
دعوی کرتی ہو کہ مہر ٹھہر گیا ہے اور اگر شوہر اُسکا مدعی ہو تو اُسکے دعوے سے کم نہ دلایا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہے
اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو بالاتفاق متعہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے
اور اگر دونون مین سے ایک کے مرجانے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو اسکا حکم وہی ہے جو حالت قیام نکاح مین اصل
مسمے یا مقدار مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہے یہ ایضاح شرح کنز مین ہے۔ اور اگر شوہر و عورت
دونون مر گئے اور وارثون مین مقدار مسمی مین اختلاف ہوا تو قول وارثان شوہر کا قبول ہوگا اور استثناء سے
مستنکر ہوگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے کذا فی التبیین اور مستنکر کے دو معنے ہین اول یہ کہ اُسنے دس درم سے
کم پر نکاح کیا ہے اور اسی کو ہمارے مشائخ نے لیا ہے اور دوم آنکہ یہ دعوی کیا جاوے کہ اُسنے اس عورت سے
اتنے مہر پر نکاح کیا کہ ایسی عورتین ایسے مہر پر نکاح مین نہین لائی جاتی ہین اور اسکو عامہ مشائخ نے لیا ہے

اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر اصل مہر قرار پائے یا نہ پائے مین دونون کے وارثون نے اختلاف کیا تو قول
اُن وارثون کا قبول ہوگا جو مہر مسمی ہونے کے منکر ہین اور امام اعظم رح کے نزدیک عورت کے واسطے کسی چیز کا
حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ مہر المثل کا حکم دیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ فتوی صاحبین ہی کے
قول پر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب عورت اپنے
نفس کو مرد کے سپرد نہ کر چکی ہو اور اگر عورت اپنے تئین سپرد کر چکی تھی پھر حال حیات یا بعد موت کے
اختلاف ہوا تو مہر مثل کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ ہم عادتاً جانتے ہین کہ عورت نے بدون مہر معجل لے لینے
کے اپنے تئین سپرد نہ کیا ہوگا پس کہا جائیگا کہ یا تو اسقدر مہر کا جسکو تو نے بطور مہر معجل لے لیا ہی اقرار کرے ورنہ ہم
رواج کے موافق جسقدر لیا جاتا ہی اُتنے وصول پانے کا تجھپر حکم کرینگے پھر باقی کے واسطے وہی عمل در آمد
ہوگا جو مذکور ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم ہمارے دیار مین مہر معجل کا کچھ رواج نہین ہی پس ہمارے یہان
یہ حکم متعلق نہوگا فلیتامل- اور اگر شوہر و عورت دونون مر گئے اور عورت کا مہر نکاح مین مقرر ہو چکا ہی جو بذریعہ
گواہون کے ثابت کیا گیا یا وارثون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہوا ہی تو عورت کے وارثون کو اختیار ہوگا
کہ اسکا مہر مسمی مذکور شوہر کی میراث سے وصول کرین اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ پہلے شوہر مر گیا ہی یا
یہ معلوم ہو کہ دونون ایک ساتھ مر گئے یا اگلا پچھلا کچھ نہ معلوم ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے عورت مری ہی
تو اس مہر مین سے حصہ میراث شوہر نکال ڈالا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر ہر دو فریق کے وارثون
نے اتفاق کیا کہ نکاح مین کچھ مہر ٹھہرا نہ تھا تو مہر مثل کا حکم دیا جائیگا یہ صاحبین رح کا قول ہی اور اسی
پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اور اگر عورت نے شوہر کو اپنے مہر سے بری کر دیا یا اُسکو ہبہ کر دیا پھر
کچھ مدت بعد مر گئی پس اُسکے وارثون نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت مین ہبہ کیا ہی یا بری
کیا ہی اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تبیین مین ہی- ایک عورت نے اپنے شوہر کے
مرنے کے بعد اسپر دعوے کیا کہ میرے اُسپر ہزار درم مہر کے ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک پورے مہر مثل
تک اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک
عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اس نے مجھسے ایک سال ہوا کوفہ مین دو ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور
اس دعوے پر گواہ قائم کیے اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ دو سال ہوئے کہ مین نے اس سے بصرہ مین ایک ہزار
درم پر نکاح کیا تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ عورت ہی کے گواہ قبول ہونگے تب مین نے پوچھا کہ اگرچہ عورت
کے ساتھ دو برس سے زیادہ کا بچہ موجود ہو تو فرمایا کہ اگرچہ ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر شوہر
نے مہر نامہ لکھنے سے انکار کیا تو وہ مجبور نہین کیا جائیگا اور اگر مہر نامہ مین دینار ہون اور عقد درمون سے ہوا ہی
تو درم واجب ہونگے اور مہر نامہ کے رو سے دینار واجب نہونگے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکے معنی
یہ ہین کہ فیما بینہ و بین اللہ تعالے شوہر پر جو عقد مین ٹھہرا ہی وہی واجب ہوگا ولیکن قاضی لنظاہر اُسکو
دینارون کے ادا کرنے پر مجبور کریگا لیکن اگر قاضی کو ایسا علم ہو جاوے کہ عقد درمون سے ہوا ہی تو ایسا
نہ کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی- اگر شوہر نے اپنی عورت کو کوئی چیز بھیجی پھر عورت نے کہا کہ وہ ہدیہ تھی

اور شوہر نے کہا کہ وہ مہر مین تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہووے جیسے بھونا گوشت و سالن و فواکہ وغیرہ جو دیر تک باقی نہین رہتے ہین اُسمین عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ استحسان ہے بخلاف اُسکے جو چیز کھا لینے کے واسطے مہیا نہو جیسے شہد و گھی و اخروٹ و بادام و پستہ وغیرہ اسمین شوہر کا قول قبول ہو سکتا ہے یہ تبیین مین ہے اور دیگر اشیا مین فقیہ ابو اللیث نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزین شوہر کے ذمہ واجب نہین ہین جیسے موزہ و چادر وغیرہ اسمین شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہے جیسے اوڑھنی و کرتی و اشیاء شب تو انکو مہر مین محسوب نہین کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے پھر جن صورتون مین شوہر کا قول قبول ہو اگر متاع مذکور بعینہٖ قائم ہو تو شوہر کو واپس کر دے اور اپنا مہر لے لے اسواسطے کہ یہ بیع لعوض مہر کے اور شوہر اسکے ساتھ متفرد نہین ہو سکتا ہے بخلاف اسکے اگر جنس مہر سے ہو تو ایسا نہین ہے اور اگر متاع مذکور تلف ہو گئی تو مہر واپس نہین لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع ودیعت تھی اور عورت نے کہا کہ مہر مین تھی پس اگر وہ جنس مہر سے ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر اسکے خلاف جنس ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعوے کیا کہ یہ نفقہ مین تھا اور شوہر نے کہا کہ مہر مین تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت ہی گواہ قائم کرے تو ایسا ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو متاع بھیجی اور عورت کے باپ نے بھی شوہر کو کچھ متاع بھیجی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے جو بھیجا ہے وہ مہر مین ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کر کے باقی مہر لے لے کیونکہ وہ اُسکے مہر ہونے پر راضی نہین ہوئی اور اگر متاع تلف ہو گئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو اُسکے مثل دیدے اور اگر مثلی نہو تو عورت اپنے شوہر سے باقی ماندہ مہر وصول نہین کر سکتی ہے۔ اور وہ متاع جو عورت کے باپ نے بھیجی ہے اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہین لے سکتی ہے اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہے اور اگر دختر بالغہ کے مال سے اُسکی رضامندی سے بھیجی ہو تو واپس نہین ہو سکتی ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیتر عورت کو دینار بھیجے پس اُسکے لوگون نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوڑے بنائے جیسی عادت ہے پھر اسکے بعد اُسنے کہنا شروع کیا کہ یہ مال نقد جو مین نے بھیجا تھا وہ مہر مین بھیجا تھا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول بھیجنے والے کا قبول ہوگا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اُس نے ان لوگون پاس دینار بھیجے اور کہا کہ اسمین سے کچھ جولاہے کی مزدوری دو اور بعض سے بکری خرید کر اُسکا ثمن دو اور بعض جوز قہ مین خرچ کرو جیسی عادت جاری ہے پس اُن لوگون نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زفاف بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعوے کیا کہ مین نے یہ دنانیر اُسکے مہر مین بھیجے تھے تو اسکا قول قبول ہوگا یا نہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کر دی تو تعیین مین اسکا قول قبول نہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے لیسر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اس دختر کو درم بھیجے پھر باپ مر گیا اور اُسکے سب وارثون نے اس مال سے بھی

جو اُس نے بھیجا تھا میراث طلب کی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دونون مین میل پورا ہو گیا ہے تو یہ بھیجا ہوا مال اُسی پسر کا ہوگا جسکے واسطے اُسنے بھیجا ہے اور اگر دونون مین میل کی بات چیت پختہ نہ ہو گئی ہو تو یہ مال میراث ہوگا اور اگر باپ زندہ ہو تو اُسکے بیان کی جانب رجوع کیا جائیگا۔ اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی منگیتر کے یہان شکر اور جوز و لوز و تمر وغیرہ نہ بھیجے پھر مرد والون کی رائے مین آیا کہ منگنی چھوڑ دین پس انھون نے چھوڑ دی تو اس مرد کو روا ہے کہ جو اُس نے بھیجا تھا وہ واپس کر لے تو میرے والد رحمہ اللہ نے جواب مین فرمایا کہ اگر لڑکی والون نے بھیجنے والے کے حکم سے یہ چیزین لوگون کو بانٹ دی ہون تو واپس کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر اُسنے یہ اجازت نہ دی ہو تو واپس لے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے پاس ہدایا بھیجے اور عورت نے بھی اُسکی عوض مین بھیجے پھر عورت مذکورہ اُسکے پاس بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے اُسکو جدا کیا پھر کہا کہ وہ چیزین مین نے تیرے پاس بطور عاریت بھیجی تھین اور واپس لینی چاہین اور عورت نے اپنا معاوضہ واپس لینا چاہا تو حکم قضا کے واسطے ظاہر مین مرد کا قول قبول ہوگا اور جب اُسنے عورت سے واپس لیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جو اُسنے اسکا عوض دیا ہے وہ واپس لے یہ محیط مین ہے۔ اور شیخ ابوبکر اسکاف نے فرمایا کہ اگر عورت نے بھیجتے وقت تصریح کر دی ہو کہ یہ اُسکا عوض ہے تو یہی حکم ہے اور اگر تصریح نہ کی ہو لیکن اُسنے دل مین خیال کر کے حساب کیا اور نیت کر لی کہ یہ عوض ہے تو یہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوگا اور اُسکی نیت باطل قرار دی جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے قال المترجم یعنی عورت واپس نہین لے سکتی ہے کما تقرر فی الہبۃ بین الزوج والزوجۃ فتذکر اور مجتبے مین لکھا ہے کہ اگر عورت کو نافہ مشک یا عطر وغیرہ خوشبو بھیجی پھر دعوے کیا کہ یہ مہر مین تھی تو مرد کا قول قبول ہوگا اور حاوی مین ہے کہ اگر عورت نے اُسکو شوہر کی طرف سے ہدیہ خیال کر کے اسکے عوض مین کچھ بھیجا پھر اسکے خیال کے برخلاف ظاہر ہونے پر عورت نے اپنا عوض واپس لینا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر خوشبوے مذکور موجود ہو تو شوہر اُسکو واپس ملیگا درحالیکہ عورت اُسکے مہر مین ہونے پر راضی نہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو شوہر کو اُسکے مثل ملیگا اور اگر مثلی نہو تو اُسکی قیمت مقدار مہر مین سے محسوب ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک عورت مر گئی اور اُسکی مان نے ماتم داری کی اور شوہر نے اُسکی مان کو ایک گائے بھیجی جسکو اُس نے ذبح کر کے ماتم داری مین صرف کیا پھر شوہر نے اس گائے کی قیمت واپس لینی چاہی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شوہر نے عورت کی مان کو یہ گائے بدین غرض بھیجی تھی کہ ذبح کر کے ماتم داری مین جو جمع ہون اُنکے صرف مین لاوے اور قیمت کا ذکر نہ کیا تو قیمت نہین لے سکتا ہے اور اگر اس امر پر دونون نے اتفاق کیا کہ اُس نے بھیجنے کے وقت قیمت کا ذکر کیا ہے تو قیمت واپس لے سکتا ہے اور اگر دونون نے قیمت کے ذکر کرنے و نہ کرنے مین اختلاف کیا تو قسم سے عورت کی مان کا قول قبول ہوگا اور شیخ مولف رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایام عید مین اپنی عورت کو دراہم بھیجے اور کہا کہ یہ عیدی ہے یا کہا کہ شکر کا روپیہ ہے پھر دعوے کیا کہ یہ مہر مین تھا

تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی تیرھوین **فصل** تکرار مہر کے بیان مین - ایک شخص نے ایک عورت سے
کہا کہ ہر بار کہ مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہی پھر اُسی عورت سے ایک دن مین تین بار نکاح کیا
اور ہر بار اُسکے ساتھ دخول کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور مرد پر دو مہر اور نصف مہر واجب ہوگا اور یہ بقیاس
قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کہی اور وجہ یہ ہی کہ جب اُسنے اول مرتبہ نکاح کیا تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوئی
اور چونکہ قبل دخول کے طلاق پڑی ہی اسواسطے نصف مہر لازم آیا پھر جب اُسکے ساتھ دخول بھی کیا اور یہ
دخول خالی از شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو طلاق معلق بہ تزوج ہوتی ہی وہ
نہین واقع ہوتی ہی پس عورت پر عدت واجب ہوگی پھر جب عدت مین دوبارہ اُس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق
واقع ہوگی اور یہ طلاق امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق مُعقب رجعت ہی اسواسطے کہ ان دونون
اماموں کے نزدیک اگر معتدہ عورت سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو حکماً یہ طلاق بعد دخول
کے ہوگی اگرچہ یہ عدت وطی بشبہہ کی ہو اور جو طلاق بعد دخول کے ہو وہ مُعقب رجعت ہوتی ہی اور پورے مہر کی
موجب ہی پس مرد پر تمام وہ مہر جو دوسرے نکاح مین قرار پایا تھا واجب ہوگا پس مرد کے ذمہ دو مہر و نصف مہر
مجتمع ہوگئے اور تیسرا نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ عورت طلاق رجعی کی عدت مین ہی اگرچہ طلاق رجعی اسی مرد نے
دیا ہی پس نکاح ثالث غیر معتبر ہوا پس تیسرا مہر واجب نہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد جو اُسنے دخول کیا ہی اُس
سے کوئی مہر زائد واجب نہوگا اسواسطے کہ مرد نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ
مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ بائنہ ہی پھر اُسی عورت سے تین بار نکاح کیا اور ہر بار دخول کیا تو یہ
عورت اس مرد سے تین طلاق کے ساتھ بائنہ ہوجائیگی اور مرد پر بقیاس قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ
کے ساڑھے پانچ مہر واجب ہونگے یعنی نصف مہر نکاح اول اور مہر مثل بدخول اول اور مہر مسمّی نکاح دوم اور
مہر مثل بدخول دوم اسلیے کہ مرد نے اُس سے بشبہہ وطی کی ہی اور مہر مسمّی نکاح ثالث اور مہر مثل بدخول سوم اسواسطے
کہ وطی بشبہہ ہی پس مرد کے ذمہ پانچ مہر و نصف مہر واجب ہوگا - اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ
دخول کیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے عدت مین نکاح کیا پھر نکاح دوم مین دخول سے پہلے اُسکو
طلاق دیدی تو مرد پر نکاح اول سے مہر واجب ہوگا اور مہر کامل نکاح دوم لازم ہوگا اور یہ امام اعظمؒ
و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور ان دونون اماموں کے نزدیک عورت مذکورہ پر نکاح ثانی کی جدید از سر نو عدت
واجب ہوگی اور اگر نکاح دوم مین مرد نے اُسکو طلاق نہ دی یہان تک کہ عورت مذکورہ قبل دخول کے اپنے
کسی فعل سے مثل مرتد ہوجانے یا پسر شوہر کی مطاوعت وغیرہ سے شوہر سے بائنہ ہوگئی تو ہر دو امام موصوف
رحمہما اللہ کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل واجب ہوگا - اور اگر باندی ہو اور وہ بعد نکاح دوم کے آزاد کی گئی
اور قبل دخول کے اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کی تو ہر دو امام موصوف کے نزدیک
مرد پر اُسکا مہر کامل دوسرے نکاح کا واجب ہوگا اور اگر غیر کفو کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا اور اُسنے عورت کے ساتھ
دخول کیا پھر ولی نے قاضی سے نالش کی اور قاضی نے دونون مین تفریق کرادی اور پھر عدت واجب ہوئی
پھر بغیر ولی کے اُس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے دوسرے نکاح مین سے قاضی نے

دونون مین تفریق کرادی توپھر مرد پر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور یہ امام ابو حنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کا قول ہی - ایک شخص نے ایک صغیرہ سے بتزویج اُسکے ولی کے نکاح کیا اور قبل بلوغ کے اُسکے ساتھ وطی کرلی پھر جب وہ بالغ ہوئی تو اُسنے فرقت اختیار کی اور دونون مین جدائی کرادی گئی پھر عدت مین اُس مرد نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی توامام ابو حنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسپر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی - ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر عدت مین اُس سے نکاح کیا پھر وہ بالغہ ہوئی اور اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا اور دونون مین تفریق کرادی گئی تو مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو عدت واجب ہوگی - اور علی ہذا اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ نعوذ باللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اور عدت مین مرد مذکور نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول واقع ہونے کے وہ عورت مرتدہ ہوگئی توبھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر وہ آزاد کی گئی اور اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت مین مرد مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی توبھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر ایک شخص نے بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کرلیا پھر دونون مین تفریق کرائی گئی پھر عدت مین بنکاح جائز اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی توبھی امام اعظمؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک مرد پر مہر کامل اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر پسر کی باندی یا مکاتب کی باندی سے وطی کی یا نکاح فاسد مین عورت سے چند بار وطی کی تو وطی کرنے والے پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ شبہہ ملک ہونے کے بعد اگر وطی کتنی ہی بار واقع ہو تو فقط ایک ہی مہر واجب ہوتا ہی اسواسطے کہ دوسری وطی اُسکی ملک مین ہوئی اور اگر شبہہ اشتباہ کے بعد چند بار وطی واقع ہوئی تو ہر بار کا مہر علیحدہ واجب ہوگا کیونکہ ہر وطی کا وقوع ملک غیر مین ہی - اور اگر پسر نے باپ کی باندی سے چند بار وطی کی اور شبہہ کا دعوے کیا تو اُسپر ہر وطی کا مہر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر اپنی جورو کی باندی سے وطی کی توبھی یہی حکم ہی اور اگر اپنی مکاتبہ سے چند بار وطی کی تو اُسپر ایک ہی مہر لازم ہوگا اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے مشترکہ باندی سے چند بار وطی کی تو ہر بار کے واسطے اُسپر نصف مہر واجب ہوگا اور اگر اپنے دوسرے کی مشترک مکاتبہ کے ساتھ چند بار وطی کی تو اُسپر اپنے نصف کے واسطے فقط ایک نصف مہر واجب ہوگا اور نصف شریک کے واسطے ہر بار کے لیے نصف مہر واجب ہوگا اور یہ سب مال مہر اُس مکاتبہ کو ملیگا - ایک عورت سے ایک مرد نے زنا کیا اور ہنوز وہ اُسکے پیٹ پر چڑھا تھا یعنی کار زنا مین مشغول تھا کہ اُسکے ساتھ نکاح کرلیا تو اُسپر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مثل بوجہ زنا کے اور دوسرا مہر مسمی بوجہ نکاح کے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے جس سے دخول نہین کیا ہی کہا کہ جب مین تجھ سے خلوت کرون یا جسوقت مین نے تجھ سے خلوت کی تو تو طالقہ ہی پھر عورت مذکورہ سے خلوت کی و جماع کیا تو مرد مذکور پر نصف مہر اور پورا مہر واجب ہوگا کیونکہ مہر کامل تو بوجہ جماع کے اور نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے واجب ہوگا اور اس صورت مین خلوت کا کچھ اثر مترتب نہوگا باوجودیکہ طلاق بعد خلوت ہوئی ہی اسواسطے کہ مہر اگرچہ خلوت سے متاکد ہوجاتا ہی

لیکن جب ہی متاکد ہو جاتا ہی کہ جب اتنی دیر تک ہو کہ اُسکے ساتھ دخول کرنے پر قادر ہو اور بیان خلوت ہوتی ہی طلاق واقع ہوگئی ہی اور اگر مرد نے خلوت مین اُس سے جماع نہ کیا ہو تو اُسپر فقط نصف مہر واجب ہوگا اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون اور تیرے ساتھ ایک ساعت خلوت کرون تو تو طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا اور خلوت کی اور جماع کیا تو عورت پر طلاق واقع ہو گی اور اُسکو دو مہر ملینگے ایک مہر بعوض خلوت کے اور دوسرا مہر بوجہ دخول کے بشرطیکہ دخول ایک ساعت خلوت کے بعد ہو اور اگر دخول خلوت کے ساتھ ہی ہو تو اُسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے وطی کی اور شبہہ کا دعوے کیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر تینون طلاق ایکبارگی دی ہون اور گمان کیا کہ یہ واقع نہین ہوئی ہین جیسا کہ بعض کا مذہب ہی تو یہ گمان بموقع ہی پس اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا اور اگر گمان کیا کہ تینون طلاق واقع ہوئی ہین مگر یہ گمان کیا کہ عورت سے وطی کرنا حلال ہی تو گمان بے موقع ہی پس ہر وطی کے واسطے اُسپر مہر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی خریدی اور اُس سے چند بار وطی کی پھر وہ باثبات استحقاق لے لیگئی تو مشتری پر ایک مہر واجب ہوگا اور اگر نصف باندی کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صاحب استحقاق کے لیے فقط نصف مہر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر منکوحہ سے چند بار وطی کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ وہ عورت ہی جسکے واسطے اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی تو مرد پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ چودہ برس کا لڑکا ہی اُس نے بے خبر سوئی ہوئی عورت سے جماع کر لیا پس اگر یہ ثیبہ ہو تو لڑکے پر حد و عقر واجب نہ ہوگا اور اگر باکرہ ہو کہ اُس نے اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو اسپر مہر مثل واجب ہوگا اور اسی طرح اگر باندی ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی اور اگر مرد مجنون ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر لڑکا کسی لڑکی سے زنا کرے تو اُسپر مہر واجب ہوگا اور اگر لڑکا اسکا مقر ہو گیا تو اُسپر مہر نہوگا اور اگر عورت حرہ بالغہ سے لڑکے نے زنا کیا اور اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا پس اگر باکراہ و زبردستی ایسا کیا تو لڑکا مہر کا ضامن ہوگا اور اگر یہ عورت بطوع خود اس امر پر راضی ہوئی اور اُسکو اپنی طرف بلایا تو لڑکے پر کچھ مہر نہوگا اور اگر لڑکی نے کوئی لڑکا بطوع خود اپنی طرف مائل کیا پس اُس نے وطی سے اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو لڑکے پر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ اس لڑکی کا حکم در رضامندی اپنے حق کے ساقط کرنے مین صحیح نہوگا بخلاف عورت بالغہ کے کہ وہان صحیح ہی۔ اور باندی نے اگر کسی طفل کو اپنی طرف بلایا حتے کہ اُسکے ساتھ زنا کیا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا کیونکہ باندی کا حکم اُسکے مولے کی حق تلفی مین صحیح نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور واضح رہے کہ سوائے نکاح و وطی جائز کے جہان مہر دینا بولا گیا ہی وہان مہر سے مراد عقر ہی اور عقر وہ ہی جو بعض وطی مین وطی کرنے والے کے ذمہ واجب ہوتا ہی اور شیخ امام نجم الدین نے فرمایا کہ مین نے شیخ امام قاضی اسبیجابی سے فتوی طلب کیا کہ تقدیر عقر کیونکر ہی تو لکھا کہ تقدیر عقر اسطرح ہی کہ دیکھا جاوے کہ اگر بالفرض زنا حلال ہوتا تو ایسی عورت کی اجرت کیا ہوتی پس اسی قدر واجب ہوگا اور ایسا ہی ہمارے مشائخ سے منقول ہی کذا فی الخلاصہ اور حجت مین امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ امام نے فرمایا کہ عقر کی

یہ تفسیر ہی کہ عقر وہ مال ہی کہ جسکے عوض ایسی عورت نکاح مین لائی جاوے اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی
ایک شخص اپنی جورو سے جماع کرنے مین مشغول ہوا اور دخول کرنے کے بعد اسی حالت مین اسکو طلاق دیدی
پھر بعد طلاق کے اپنا جماع پورا کر لیا یہان تک کہ اسکو انزال ہو گیا پھر اس سے الگ ہوا تو امام محمدرح نے
فرمایا اور یہی دو روایتون مین سے ایک روایت امام ابو یوسف سے ہی کہ اس مرد پر حد واجب نہو گی اور نہ
مہر لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ سب ایک ہی فعل ہی بسبب اول و آخر حلال تھا تو حد واجب نہو گی اور نہ مہر
لازم ہوگا لیکن اگر اس نے آلت تناسل نکال کر پھر بعد طلاق کے داخل کیا تو البتہ واجب ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا
بلکہ اوپر ہی سے اختلاط کرتا رہا یہان تک کہ انزال ہو گیا تو اسپر مہر لازم نہوگا اور اگر یہ طلاق رجعی ہو تو بنا بر
قول امام محمد اور احدی الروایتین امام ابو یوسفؒ کے اس فعل سے رجوع کرنے والا نہوگا اور اگر ختنہ
ہوئے وختنہ باندی باہم ملجانے کے بعد باندی سے کہا کہ تو حرہ ہی یعنے آزاد کیا پھر اپنا جماع پورا کیا
تو امام محمد کے قول مین مولے پر عقر واجب نہوگا لیکن اگر نکال کر پھر آزاد کرنے کے بعد داخل کر دے تو
عقر لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور زید کے پسر نے اس
عورت کی دختر سے نکاح کیا پھر ہر ایک کی عورت منکوحہ دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون نے آگے
پیچھے وطی کر لی تو پہلے وطی کرنے والے پر پورا مہر اس عورت کا جس سے وطی کی اور نصف مہر اپنی منکوحہ کا واجب
ہوگا اور دوسرے پچھلے وطی کرنے والے پر اپنی عورت منکوحہ کا کچھ مہر واجب نہوگا اور اگر دونون نے ایک
ساتھ وطی کی تو دونون مین سے کسی پر اپنی منکوحہ کا کچھ واجب نہوگا۔ ایک مرد اور اسکے پسر نے دو اجنبیہ
عورتون سے نکاح کیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے سواے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون عورتون
سے وطی کی گئی تو ہر ایک پر اپنی وطی کی ہوئی عورت کا عقر واجب ہوگا اور کسی پر اپنی منکوحہ کا عقر واجب نہوگا
دو بھائی ہین کہ انمین سے ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے نے اسکی ماں سے نکاح کیا پھر
ہر ایک عورت اپنے شوہر کے سواے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون سے وطی کی گئی تو امام ابو یوسفؒ
نے فرمایا کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے بائنہ ہو گئی اور ہر ایک مرد پر اپنی منکوحہ کا نصف مہر لازم ہوگا اور جس
نے جس عورت سے وطی کی ہی اسپر اسکا عقر واجب ہوگا اور دونون مین سے ایک کو اختیار نہ رہیگا کہ پھر
اسکے بعد اپنی منکوحہ سے نکاح کرے یعنے ماں کے شوہر کو اسکی دختر سے جسکے ساتھ وطی بھی کی ہی نکاح
کرنے کا اختیار ہی ولیکن دختر کے شوہر کو اسکی ماں سے نکاح کرنے کا اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر مرد و شوہر مین
کچھ قرابت نہو تو بھی یہی حکم رہیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک مرد کے پاس اسکی جورو کے سواے دوسری عورت
بھیجی گئی اور اسنے اسکے ساتھ وطی کی تو اسکا مہر مثل اسپر لازم ہوگا اور جسنے پاس بھیجی ہی اس سے واپس نہین
لے سکتا ہی پھر اگر یہ عورت اسکی منکوحہ کی ماں ہو تو اسکی جورو ہمیشہ کے واسطے اسپر حرام ہو گی اور منکوحہ کو
قبل دخول کے حرام ہونے سے نصف مہر ملیگا۔ باپ کی جورو قبل دخول کے اسکے پسر کے پاس بھیجی گئی اور پسر نے اسکے
ساتھ دخول کیا تو باپ کو نصف مہر دینا پڑیگا اور اسکو اپنے پسر سے واپس نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ بیٹے پر
مہر المثل واجب ہوا ہی اور اگر پسر نے عمداً بغرض فساد کے شہوت سے اس عورت کا بوسہ لیا تو باپ نصف مہر کو جو اسکو

دینا پڑا ہی پسر سے واپس لیگا کیونکہ پسر پر کچھ مہر نہین - اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مریض نے دوسرے مریض کو اپنی باندی ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُس سے وطی کی اور اُسکا عقر سو درم ہی اور قیمت تین سو درم ہی پھر موہوب لہ نے یہ باندی اسی ہبہ کرنے والے کو ہبہ کر دی پھر دونون اپنے اپنے مرض مین مر گئے تو موہوب لہ پر عقر واجب نہ ہوگا - اور امام محمدرہ نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنی باندی ایک شخص کو ہبہ کی اور موہوب لہ کے پاس اس باندی سے خود وطی کی اور اسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے تمام مال کو گھیرے ہوئے ہی پھر مریض مر گیا تو اُسپر عقر واجب نہوگا اور اگر واہب نے اس باندی کا ہاتھ کاٹ دیا ہو تو بھی اُسپر کچھ واجب نہوگا بخلاف تندرست آدمی کے کہ اگر تندرست نے وطی کی پھر ہبہ سے رجوع کیا تو اسپر عقر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مریض نے اپنی باندی کسی کو ہبہ کی اور اسپر قرضہ اسقدر ہی کہ تمام مال کو گھیرے ہوئے ہی پھر موہوب لہ نے باندی سے وطی کی پھر ہبہ کرنے والا مر گیا اور بوجہ قرضہ مستغرق[مرکض ہو۱۲] کے ہبہ توڑ دیا گیا تو موہوب لہ اس باندی کے عقر کا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - نوادر معلیٰ[رحمہ] مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت کو غصب کیا اور سوائے فرج کے اُسکے ساتھ کسی طرح[سلے] سے جماع کیا اور اُس سے بچہ پیدا ہوا پس اگر یہ عورت باکرہ ہو تو غاصب پر مہر واجب ہوگا اور اگر ثیبہ ہو تو کچھ مہر واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی -

چودھوین **فصل** ضمانت مہر کے بیان مین ہی - اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ یا کبیرہ کا جو باکرہ ہی یا مجنونہ ہی کسی مرد سے نکاح کیا اور شوہر کی طرف سے اُسکے مہر کی ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہوگی پھر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے یا اپنے ولی ضامن سے مطالبہ کرے بشرطیکہ مطالبہ کی اہلیت[سلے] رکھتی ہو اور ولی مذکور بعد ادا کرنے کے شوہر سے واپس لیگا بشرطیکہ شوہر کے حکم سے ضامن ہوا ہو یہ تبیین مین ہی - ایک شخص نے اپنی دختر کا دوسرے سے دو ہزار درم پر نکاح کیا اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کر لیے کہ مین نے فلانہ عورت کا فلان مرد کے ساتھ دو ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا ہی کہ ہزار درم شوہر پر اور ہزار درم میرے مال سے ہونگے پس شوہر نے قبول کیا تو پورا مہر شوہر پر ہوگا اور باپ اُسکی طرف سے ہزار درم کا ضامن قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت مذکورہ نے یہ مال اپنے باپ سے یا باپ کے ترکہ سے لے لیا تو باپ یا اُسکے وارثون کو اختیار ہوگا کہ اسقدر مال شوہر سے واپس لین یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے پسر صغیر کے ساتھ کوئی عورت بیاہی اور پسر کی طرف سے اُسکے مہر کا ضامن ہوا اور یہ امر اُسکی صحت مین واقع ہوا تو جائز ہی بشرطیکہ عورت نے ضمانت قبول کر لی ہو اور جب باپ نے یہ مال مہر ادا کیا پس اگر حالت صحت مین ادا کیا ہی تو استحساناً جو ادا کیا ہی وہ پسر کے مال سے نہین لے سکتا ہی اِلّا اس صورت مین کہ اصل ضمانت مین یہ شرط کر لی ہو کہ واپس لے لونگا یہ ذخیرہ مین ہی پھر عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ طفل کے ولی سے مہر کا مطالبہ کرے اور شوہر سے مطالبہ نہین کر سکتی ہی جب تک کہ وہ بالغ نہو جاوے پھر جب شوہر بھی بالغ ہو جاوے تو عورت مختار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے مطالبہ کرے یہ تبیین مین ہی - اور اگر کسی اجنبی نے باپ کے حکم سے ضمانت کر لی تو وہ بعد ادا کرنے کے واپس لیگا اسی طرح اگر وصی نے یتیم کی جورو کا مال اپنے پاس سے ادا کیا تو واپس لیگا اور اگر باپ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے پسر مذکور یعنی شوہر سے لے

سلے یعنی بغیر دخول کے ۱۲ یعنی اہلیت کہ کرنا مجنونہ ہو

سلے یعنی بالغ ہو کر لڑکی ہو ۱۲ مرضی باپ ہو ۱۲ اس لیے کہ باپ نے ادا کیا بطور اُس کے تبرع کا ہو نا لازم ہوا

یا باپ کے ترکہ مین سے وصول کرلے پھر وارثان پدر اسقدر مال اس پسر کے مال سے واپس لینگے اور یہ ہمارے اصحاب ثلثہؒ کے نزدیک ہی کذا فی الخلاصہ اور اگر ضمانت حالت صحت مین ہو اور ادا کرنا حالت مرض مین ہو تو خصاف رحمہ نے ادب القاضی مین ذکر کیا ہی کہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ متبرع نہوگا اور پسر مذکور کے واسطے جو حصۂ میراث ملا ہی اُسمین سے اسقدر مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور بقالی مین ہی کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے پسر کے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کیا تو مہر اُسکے ذمہ لازم نہوگا لیکن اگر ادا کردے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صلہ رحم قرار دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر پسر بالغ ہو اور باپ نے بدون اُسکے حکم کے اپنی صحت مین مہر کی ضمانت کرلی پھر باپ مرگیا اور عورت نے اُسکے ترکہ مین سے وصول کرلیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پسر مذکور سے واپس نہین لے سکتے ہین اور مجنون لوگ اس معاملہ مین مثل صبیان یعنے اطفال کے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ ضمانت حالت صحت مین واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض الموت مین واقع ہوئی تو یہ باطل ہی کیونکہ اُسنے اس حیلہ سے وارث کو نفع پہونچانے کا ارادہ کیا ہی حالانکہ ایسا مریض ایسے کام کرنے سے ممنوع و مجبور ہوتا ہی پس ضمانت صحیح نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خطبہ کیا اور اُسکے واسطے مہر کی ضمانت کرلی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا ہی کہ مین اُسکی طرف سے تیرے لیے تیرے مہر کی ضمانت کرلون پس عورت نے اس ایلچی کے قول پر بھیجنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اُسنے اس ایلچی کی تصدیق کی کہ مین نے اسکو بھیجا اور اسکو حکم دیا ہی کہ مہر کی ضمانت کرے تو نکاح صحیح ہوگا اور ضمانت بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ ایلچی ضامن ہونے کی لیاقت رکھتا ہو پھر جب اُسنے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے واپس لیگا اور اگر بھیجنے والے نے اگر اس امر مین تصدیق کی کہ مین نے اسکو منگنی و نکاح کے واسطے بھیجا ہی اور ضمانت کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہوگا لیکن ضمانت اس عورت اور ایلچی کے درمیان صحیح ہوگی مگر بھیجنے والے کے حق مین صحیح نہوگی چنانچہ عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مطالبہ کرکے اپنا مہر وصول کرلے پھر ایلچی نے جو ادا کیا ہی وہ شوہر سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر بھیجنے والے نے بھیجنے اور ضمانت کا حکم دینے دونون سے انکار کیا اور اس امر کے گواہ نہین ہین تو نکاح باطل ہوگا اور شوہر پر مہر واجب نہوگا ولیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مہر کا مطالبہ کرے پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالۃ مین مذکور ہی کہ عورت اُس سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات کتاب الوکالۃ مین مذکور ہی کہ پورے مہر کا مطالبہ کریگی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف جواب بسبب اختلاف وضع ہر دو مسئلہ ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ ہمنے فصل وکالۃ مین مفصل بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایلچی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہین دیا ہی ولیکن مین تیرا اُس سے نکاح کیے دیتا ہون اور مہر کی ضمانت کیے لیتا ہون امید ہی کہ وہ اسکو جائز رکھیگا پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے بھیجنے سے انکار کیا تو یہ سب باطل ہوگا یہ عتابیہ فصل من لا یجوز نکاحہ بالمحرمیۃ مین مذکور ہی اور اگر وکیل نے جسکو تزویج کے واسطے وکیل کیا ہی مہر کی بھی ضمانت کرلی اور ادا کردیا پس اگر ضمانت بحکم شوہر یعنے موکل ہو تو اُس سے واپس لیگا

ورنہ نہین یہ خلاصہ مین ہی - پندرھوین **فصل** ذمی و حربی کے مہر کے بیان مین - جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر ہوسکتی ہی وہی اہل ذمہ کے نکاح مین مہر ہوسکتی ہی اور جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر نہین ہوسکتی ہی وہ ذمیون کے نکاح مین مہر نہین ہوسکتی ہی سواے شراب و سور کے کہ مخصوص ذمیون کے مہر مین جائز ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے مردار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ سے بغیر مہر پر نکاح کیا خواہ بایں طور کہ دونون بے مہر ہونے پر راضی ہوئے یا دونون نے ذکر مہر سے سکوت کیا اور ایسا عقد اُنکے ملت مین جائز ہی پھر ذمی نے اُس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا ذمی مرگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونون صورتون مین دونون مسلمان ہوجاوین یا دونون ہمارے یہان مقدمہ پیش کرین یا ایک ہی مقدمہ دائر کرے اور یہ اسوقت ہی کہ جب نفی مہر کے ساتھ مہر مثل ڈالا جاتا انکا مذہب نہو یہ فتح القدیر مین ہی اسی طرح اگر دو حربیون نے مردار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہین ہی عقد باندھا اور یہ دار الحرب مین عقد واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونون مسلمان ہوجاوین یا ہمارے یہان مرافعہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ذمی مرد نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سور پر نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوا پس اگر شراب یا سور معین ہو اور ہنوز اُسپر قبضہ نہین ہوا ہی تو عورت کو سواے اُس معین کے کچھ نہ ملیگا اور اگر غیر معین ہو مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرضہ[1] کہا ہو تو عورت کو شراب کی صورت مین قیمت ملیگی اور سور کی صورت مین مہر مثل ملیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل ملیگا خواہ شراب و سور معین ہو یا غیر معین ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ چاہے معین ہو یا غیر معین ہو عورت کو قیمت ملیگی اور اسمین اختلاف نہین ہی کہ شراب یا سور اگر اُسکے ذمہ دین ہو تو عورت کا مہر یعنی ہوگا جو قرار پایا ہی اور کچھ نہوگا اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ اسلام سے پہلے مہر مقبوض نہوا ور اگر قبضہ کرچکی ہو تو اب عورت کو کچھ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اُسکو طلاق دیدی تو معین ہونے کی صورت مین عورت کو نصف معین ملیگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور غیر معین ہونے کی صورت مین شراب کی صورت مین نصف قیمت اور سور کی صورت مین عورت کو متعہ ملیگا یہ کافی مین ہی سولھوین **فصل** جہیز دختر کے بیان مین اگر اپنی دختر کو جہیز دیکر اُسکے سپرد کردیا تو پھر استحساناً باپ کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُس سے واپس لیوے اور اسی پر فتوے ہی اور اگر عورت والون نے سپرد کرنے کے وقت کچھ لیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ یہ واپس کرلے اسواسطے کہ یہ رشوت ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر عورت کے زفاف کے وقت (یعنے عورت کو بھیجنے کے وقت ۱۲) شوہر نے کچھ چیزین بھیجین از انجملہ دیبا کا کپڑا تھا پھر جب وہ عورت شوہر کے یہان رخصت کردی گئی تو شوہر نے دیباے مذکور اُس سے واپس لینا چاہا تو اُسکو اختیار نہین ہی بشرطیکہ بطور دیدینے و مالک کردینے کے بھیجا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کرکے جہیز دیکر رخصت کیا پھر مدعی ہوا کہ جو کچھ مین نے اُسکو دیا تھا وہ اُسکے پاس بطور عاریت تھا اور دختر نے کہا کہ یہ میری ملک ہی کہ تو نے مجھے جہیز مین دیا ہی یا عورت کے مرنے کے بعد شوہر نے یہ دعوی کیا تو

[1] یعنی در واقع ہو یعنی دین ہو لیکن اسلام اسکے قبل ہے ۱۲ سعادت حسین

انھین دونون کا قول قبول ہوگا باپ کا قول قبول نہوگا اور شیخ علی سغدی سے نقل کیا گیا ہو کہ اُنھون نے بیان کیا کہ باپ کا قول قبول ہوگا اور ایسا ہی امام سرخسی نے ذکر کیا ہو اور اسی کو بعض مشایخ نے اختیار کیا ہو اور واقعات مین مذکور ہو کہ اگر رواج اسی طرح ظاہر ہو جیسا ہمارے ملک مین ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر رواج مشترک ہو یعنی کبھی جہیز ہوتا ہو اور کبھی عاریت تو باپ کا قول قبول ہوگا کذا فی التبیین اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ یہی تفصیل فتوے کے لیے مختار ہو یہ نہر الفائق مین ہو - اور جس صورت مین کہ شوہر کا قول قبول ہوا اور باپ نے گواہ قائم کیے تو باپ کے گواہ قبول ہونگے اور صحیح گواہی اس صورت مین یون ہو کہ دختر کو سپرد کرنے کے وقت گواہ کر لے کہ مین نے یہ چیزین جو اس عورت کو سپرد کی ہین وہ بطریق عاریت ہین یا ایک تحریر لکھی اور دختر کے اقرار کو کہ یہ سب چیزین جو اس فہرست مین تحریر ہین میرے والد کی ملک ہین اور میرے پاس بطور عاریت ہین تحریر کرا لے لیکن یہ امر واسطے قضا کے لائق ہو نہ واسطے احتیاط کے یہ بحر الرائق مین ہو - اور اگر اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اسکو جہیز مین بعین چیزین دین مگر ہنوز اُسکے سپرد نہین کی ہین کہ اسکے بعد عقد فسخ ہو گیا اور باپ نے اسکو کسی دوسرے کے نکاح مین دیا تو دختر مذکورہ کو باپ سے اس جہیز کے مطالبہ کا اختیار نہین ہو اور اگر دختر کا باپ پر قرضہ ہو اور باپ نے اُسکو جہیز دیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو قرضہ مین دیا ہو اور دختر نے دعوے کیا کہ تو نے اپنے مال سے دیا ہو تو باپ کا قول قبول ہوگا اور اگر اپنے ام ولد کو کچھ مال دیا کہ اس سے جہیز دختر کا سامان کرے پس اُسنے سامان کرکے دختر کے سپرد کر دیا تو ام ولد کا دختر کو سپرد کرنا صحیح نہین ہو جب تک کہ باپ سپرد نہ کرے - دختر صغیرہ نے اپنے مان و باپ دونی کوشش کے مال سے جہیز کے کپڑے بُنکر تیار کیے اور برابر ایسا ہی کرتی رہی یہانتک کہ وہ بالغہ ہوگئی پھر اُسکی مان مرگئی پھر اُسکے باپ نے سب جہیز اُسکے سپرد کر دیا تو اُسکے بھائیون کو یہ اختیار نہین ہو کہ جانب مادری سے اپنے حصون کا دعوے کرین - ایک عورت نے ایسے ابریشم سے جسکو اسکا باپ خریدتا تھا بہت چیزین طیار کین پھر باپ مرگیا تو عادت کے موافق یہ سب چیزین اُسی عورت کی ہونگی - مان نے دختر کے جہیز مین بہت چیزین باپ کے اسباب سے باپ کی حضوری و علم مین دختر کو دین اور باپ خاموش رہا اور دختر کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو باپ کو یہ اختیار نہوگا کہ دختر سے یہ اسباب واپس کر لے اسی طرح اگر مان نے دختر کے جہیز مین معتاد کے موافق خرچ کیا اور باپ خاموش ہو تو بھی مان ضامن نہوگی یہ قنیہ مین ہو - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت کو تین ہزار دینار دست پیمان کے دیے اور یہ عورت ایک تونگر کی دختر ہو اور باپ نے اُسکو جہیز نہ دیا تو امام جمال الدین وصاحب محیط نے فتوے دیا ہو کہ شوہر کو اختیار ہوگا کہ موافق عرف کے دختر کے باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے اور اگر وہ جہیز نہ دے تو اپنا دست پیمان واپس لے اور اسی کو ائمہ نے اختیار کیا ہو - ایک شخص نے دوسرے کو دھوکا دیا کہ مین تیرے ساتھ اپنی دختر بڑے بھاری جہیز کے ساتھ بیاہ دونگا اور تیرا دست پیمان اسقدر دینار تجھے واپس دونگا پس اُس سے دست پیمان لے لیا اور دختر بلا جہیز اُسکو دی تو اسکی کوئی روایت نہین ہو ولیکن صدر الاسلام برہان الائمہ و مشایخ بخارا نے فتوے دیا ہو کہ اگر باپ نے دختر کو کچھ جہیز نہ دیا تو شوہر اس عورت کے دست پیمان مثل سے جسقدر زائد ہو واپس لیگا اور صدر الاسلام و عماد الدین نسفی نے

مہر مثل ۱۲

بمقابلہ دست پیمان کے مقدار جہیز کا اندازہ یون فرمایا ہی کہ بمقابلہ ہر دینار دست پیمان کے تین یا چار دینار جہیز کے
ہون پس اگر باپ نے اسقدر نہ دیا تو اپنا دست پیمان واپس کرلے اور امام مرغینانی رحمہ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ عورت
کے باپ سے شوہر کچھ نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ نکاح مین مال مقصود نہین ہوتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی
ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے جہیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مرگیا پھر باقی وارثون نے جہیز
کے مال سے اپنا اپنا حصہ طلب کیا پس اگر تجہیز کے وقت دختر بالغہ ہو تو باقی وارثون کو انکا حصہ ملیگا ایسا ہی حکم کہ
ہی اور یہی صحیح ہی اسوجہ سے کہ جب وہ بالغہ تھی اور باپ نے اُسکے سپرد نہ کیا تو قبضہ صحیح ہوگا اور ملک ثابت
نہوگی بخلاف اسکے اگر صغیرہ ہو تو باقی وارثون کو کچھ حصہ نہ ملیگا اسواسطے کہ صغیرہ کا قبضہ وہی اُسکے باپ کا
قبضہ ہی یہ جواہر القتاوے مین ہی- ایک عورت نے اپنا اسباب اپنے شوہر کو دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کرکے
کتخدائی مین خرچ کر پس اُس نے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اُسکی قیمت لازم ہوگی کہ عورت کو دیدے
تو فرمایا کہ ہان یہ فتاوے خجندی مین ہی- ایک عورت کسی مرد کی طلاق وغیرہ کی عدت مین ہی اُسکو ایک شخص
نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد انقضاے عدت کے میرے ساتھ نکاح کرلیگی پھر جب اُسکی عدت گذر گئی تو اُسنے
نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اُس مرد نے نفقہ دینے مین یہ شرط کر لی کہ میرے ساتھ نکاح کرلے تو جو کچھ خرچ
دیا ہی وہ واپس لے سکتا ہی خواہ عورت مذکورہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اسکو صدر شہید نے ذکر فرمایا ہی اور
صحیح یہ ہی کہ اگر عورت نے نکاح کر لیا ہی تو واپس نہ لیگا- اور اگر اتفاق مین یہ شرط نہین لگائی بلکہ فقط اس طمع سے
نفقہ دیا ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ واپس نہین لے سکتا ہی ایسا ہی صدر شہید رحمہ نے
فرمایا ہی اور شیخ امام اُستاد نے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ وہ بہرحال واپس لیگا خواہ اُسکے ساتھ نکاح کرلے یا نہ کرے
اسواسطے کہ یہ رشوت ہی اور اسی کو محیط مین اختیار کیا ہی اور یہ سب اُسوقت ہی کہ مرد نے اسکو نقدی درم دیے ہون
کہ جنکو وہ اپنے مصارف مین خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اُسکے ساتھ کھاتی ہو تو اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی
اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور مین بدین طمع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دیگا مگر اُس نے بیاہ
نہ کیا تو اُس سے اجر المثل لے سکتا ہی خواہ دختر کے نکاح کردینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ اتنا معلوم ہو کہ وہ
اسی غرض سے یہ مشقت وکار کرتا ہی اور اُستاد ظہیر الدین نے فرمایا کہ کچھ نہین لے سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی ایک
مرد نے دوسرے کی دختر کا خطبہ کیا پس باپ نے کہا کہ ہان اچھا بشرطیکہ تو چھ مہینہ یا سال تک اگر مہر نقد
ادا کریگا تو مین تیرے ساتھ بیاہ دونگا پھر مرد مذکور نے اسکے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر ہدیہ بھیجنا شروع
کیے مگر اسقدر مدت مین اُس سے سب مہر کا بندوبست نہوسکا پس باپ نے اُسکے ساتھ دختر کی شادی نہ کی
پس آیا جو مال اُس نے مہر مین بھیجا ہی وہ واپس لے سکتا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اُس نے مہر مین بھیجا ہی خواہ
قائم ہو یا تلف ہوگیا ہو سب واپس لیگا اور اسی طرح جو ہدیہ ہو اور وہ قائم ہو اُسکو بھی واپس لے سکتا ہی اور
جو تلف ہوگیا یا تلف کر ڈالا ہی اسمین سے کچھ نہین لے سکتا ہی- ایک عورت کی باندی وغلام ہین پس اُس نے
اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت نے کہا کہ مین اسکو مہر مین محسوب
نہ کرونگی اسواسطے کہ تو نے انسے خدمت لی ہی تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور معروف خرچ کیا ہی

وہ مہر مین ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی **سترھوین فصل متاع خانہ کی نسبت شوہر وزوجہ کے اختلاف کرنے کے بیان مین** - امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ نے فرمایا کہ جس گھر مین شوہر وزوجہ رہتے ہین اگر اُسکے اسباب موجودہ مین دونون نے اختلاف کیا خواہ درحالیکہ نکاح قائم ہووے یا قائم نہو خواہ کسی ایسے فعل سے جدائی واقع ہوئی جو شوہر کی طرف سے واقع ہوا یا ایسے فعل سے جو زوجہ کی طرف سے واقع ہوا ہو تو جو چیزین عادت کے موافق عورتون کی ہوتی ہین جیسے کرتیان واوڑھنی وچرخہ وپٹارے وغیرہ تو یہ عورت کی ہونگی اِلّا اُس صورت مین نہونگی کہ شوہر اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عادت کے موافق مردون کی ہوتی ہین جیسے ہتھیار و لٹو پیان وقبا وپٹکا وپیٹی وکمان وغیرہ وہ مرد کی ہونگی اِلّا اُس صورت مین نہونگی کہ عورت اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عورت ومرد دونون کی ہوتی ہین جیسے غلام و باندی وبچھونے وگائے وبکریان وبیل وغیرہ وہ مرد کے ہونگے اِلّا اُس صورت مین نہونگے کہ عورت گواہ قائم کرے کہ میری ملک ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا اور اُسکے وارثون اور باقی زندہ کے درمیان اختلاف ہوا تو بنابر قول امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے جو چیزین مردون کے لائق ہوتی ہین وہ شوہر کی ہونگی اگر وہ زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی ہونگی اگر مرگیا ہو اور جو چیزین عورتون کے لائق ہوتی ہین وہ عورت کی ہونگی اگر زندہ ہو یا وارثون کی اگر مرگئی ہو اور جو چیزین دونون کے لائق ہون وہ بنابر قول امام محمدؒ کے شوہر کی ہونگی اگر زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی اگر مرگیا ہو اور امام اعظمؒ نے فرمایا کہ ایسی چیزین دونون مین سے اُسکی ہونگی جو زندہ رہگیا ہی اور جو چیزین تجارت کی ہون اور مرد تجارت کرنے مین معروف ہو یعنی لوگ جانتے ہون کہ یہ تاجر ہی تو یہ سب شوہر کی ہونگی یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر وزوجہ دونون مین سے ایک آزاد ہو اور دوسرا مملوک ہو خواہ مجور ہو یا ماذون ہو یا مکاتب ہو تو جو کچھ اسباب ہی وہ اُسی کا ہوگا جو آزاد ہی خواہ شوہر ہو یا زوجہ ہو اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اگر مملوک مجور ہو تو یہی حکم ہی اور اگر ماذون یا مکاتب ہو تو وہی حکم ہوگا جو دونون کے آزاد ہونے کی صورت مین بیان ہوا ہی اور اگر دونون مین سے ایک مسلمان یعنی شوہر مسلمان ہو اور دوسرا یعنی عورت کافرہ کتابیہ ہو تو وہی حکم ہی جو دونون کے مسلمان ہونے کی صورت مین مذکور ہوا ہی اور اگر دونون مین سے ایک صغیر و ایک بالغ ہو یا دونون صغیر ہون تو بعض روایات مین مذکور ہی کہ یہ دونون یکسان ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر دونون مملوک یا دونون مکاتب ہون تو بھی اسباب خانہ داری مین قول اسی طرح تفصیل کے ساتھ ہوگا جیسا ہمنے بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی اور یہ سب صورتین جو ہمنے بیان کین ہین بہرحال اسی حکم پر رہینگی مکان کی وجہ سے انمین کچھ فرق نہوگا خواہ مکان مذکور جسمین دونون رہتے ہین شوہر کی ملک ہو یا جورو کی ملک ہو اور اگر زوجہ کے سوائے دوسرا کسی کے عیال مین ہو مثلاً پسر اپنے باپ کی عیال مین ہو یا باپ اپنی اولاد کے عیال مین ہو یا اُسکے مثل کوئی صورت ہو تو اشتباہ کے وقت اسباب خانہ اُس شخص کا ہوگا جسکے عیال مین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر شوہر کی کئی زوجہ ہون اور مرد اور ان عورتون مین اسباب خانہ کی نسبت اختلاف ہوا پس اگر سب عورتین ایک ہی گھر مین ہون تو جو چیزین زنانہ کی ہوتی ہین وہ ان سب عورتون مین بساوی مشترک ہونگی اور اگر ہر عورت علیحدہ گھر مین ہو تو جو اسباب اُس گھر مین ہی وہ اُسی عورت اور شوہر کے

درمیان موافق تفصیل مذکورہ سابقہ کے مشترک ہوگا اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ شریک نہوگی یہ محیط مین ہی
اور اگر زوجہ نے کسی متاع کی نسبت اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے شوہر سے خرید اہی تو وہ متاع شوہر کی ہوگی اور
عورت پر واجب ہوگا کہ گواہ قائم کرے اور اگر دونون نے اس گھر کی بابت جسمین دونون رہتے ہین اختلاف کیا کہ ہر
ایک نے اسپر اپنا دعوی کیا کہ یہ میرا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے یا دونون نے
اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی گھر ایک عورت اور ایک مرد کے
قبضہ مین ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی اور یہ مرد میرا غلام ہی اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی
اور یہ عورت میری جورو ہی کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کرکے اسکو پورا مہر دیدیا ہی ولیکن مرد نے اسکے
گواہ قائم نہ کیے کہ مین آزاد آدمی ہون تو حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اور یہ مرد دونون عورت کی ملک ہین اور ان دونون
مین نکاح نہین ہی اور اگر مرد نے گواہ دیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو مرد کی آزادی
کا حکم ہوگا اور عورت کے ساتھ نکاح کا حکم ہوگا اور یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اس عورت کی ملک ہی یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایسے اسباب مین جو زنا نہ ہوتا ہی دونون نے اختلاف کیا اور دونون نے اپنے
اپنے گواہ قائم کیے تو شوہر کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کی روئی سے سوت
کاتا پھر جدائی ہونے سے پہلے یا بعد جدائی کے اس سوت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر مرد نے
جورو کو سوت کاتنے کا حکم دیا ہو مثلاً یون کہا کہ اس روئی سے میرے واسطے سوت کات دے تو سوت شوہر
کا ہوگا اور عورت کی اسپر کچھ اجرت نہوگی لیکن اگر شوہر نے اسکے واسطے کوئی اجرت معلوم مقرر کردی ہو تو
عورت کو وہ اجرت ملیگی اور اگر شوہر نے اجرت مجہول مقرر کی ہو یا یہ شرط کی ہو کہ سوت دونون مین
مشترک ہوگا تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کے واسطے مرد پر اجر المثل واجب ہوگا۔ اور اگر دونون نے
اجرت مین اختلاف کیا چنانچہ جورو نے کہا کہ مین نے اجرت پر کاتا ہی اور شوہر نے کہا کہ بلا اجرت
تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا ہو کہ تو اسکو اپنے واسطے کات
لے تو سوت عورت ہی کا ہوگا اور عورت پر کچھ واجب نہوگا اور اگر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے دعوے
کیا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے سوت کات دے اور عورت نے دعوی کیا کہ نہین بلکہ تو نے
کہا تھا کہ اپنے واسطے سوت کات لے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور اگر یون کہا کہ اس روئی
کا سوت کات تاکہ سوت ہمارے واسطے حاصل ہو تو سوت مرد ہی کا ہوگا اور عورت کے واسطے اجر المثل
واجب ہوگا اور اگر اسی قدر کہا کہ اسکا سوت کات اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو سوت شوہر کا ہوگا اور اگر عورت
کو سوت کاتنے سے منع کردیا ہو مگر اسنے روئی لیکر سوت کات لیا تو یہ غصب ہی پس سوت عورت کا ہوگا اور
عورت پر اس روئی کے مثل روئی شوہر کو دینی واجب ہوگی اور اگر اس صورت مین دونون نے اختلاف کیا کہ
شوہر نے کہا کہ تو نے میری اجازت سے سوت کاتا ہی اور عورت نے کہا کہ بدون تیری اجازت کے مین نے
کات لیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر روئی اپنے گھر لایا اور عورت سے کچھ نہین کہا پھر عورت نے اسکا
سوت کات لیا پس اگر شوہر روئی فروش ہو تو عورت پر اس روئی کے مثل روئی واجب ہوگی اور یہ سوت اسی

عورت کا ہوگا اور اگر وہ روئی فروخت نہو پس اگر شوہر دعوے کرتا ہو کہ مین نے اجازت دی تھی تو شوہر کا
قول قبول ہوگا چنانچہ اگر شوہر گھر مین گوشت لاوے اور عورت اُسکی اُسکو پکا دے تو طعام شوہر کا ہوتا ہے اور
اسی طرح اگر کپڑے مین اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ تو نے جولاہہ کو کپڑا بننے کے واسطے سوت میری اجازت
سے دیا ہے اور عورت نے کہا کہ بغیر اجازت دیا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور نکاح
فتاوے ابو اللیث مین ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی روئی اُسکی اجازت سے کاتی اور یہ دونون اسکا کپڑا
فروخت کیا کرتے تھے اور اُسکے ثمن سے اپنی ضرورت کا سامان خرید اکرتے تھے اور دونون نے تھان مین سے
تھوڑے کپڑے گھر کے بنالئے تو یہ تھان اور جو چیز اُسکے عوض خریدی گئی ہے سب مرد کی ہوگی سوائے اُن
چیزون کے جو مرد نے عورت کے واسطے خریدی ہین یا عادت سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ چیز شوہر نے عورت
کے واسطے خریدی ہے تو یہ عورت کو ملیگی - اور بیوع فتاوی ابو اللیث مین ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو اُسکی ضرورت
کی چیزین دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی اُسکو درم بھی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ان درمون سے روئی خرید کر اسکا سوت
کات پس عورت روئی خرید کر کاتتی تھی پھر اُسکو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے خانہ داری کے اسباب
خریدتی تھی تو یہ اسباب عورت کا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے - ایک عورت نے شوہر کے نام سے اُسکی منديل بنانے
کے واسطے روئی کا سوت کاتا اور اُسکا کپڑا بنے جانے سے پہلے وہ عورت مرگئی تو یہ سوت اُسکے شوہر کا ہوگا
ایک شخص اپنی عورت کا قوام ہے یعنی اُسکا خرچ اپنے بندوبست سے اُٹھاتا ہے اور عورت کے واسطے روئی
خریدتا ہے اور عورت اُسکا سوت کاتتی تھی اور شوہر یہ سوت جولاہہ کو دیتا ہے چنانچہ ایسی صورت مین جولاہہ نے چند
تھان بنے پھر شوہر و جورو مین جدائی واقع ہوئی پس اگر عورت نے بدین غرض بنے ہون کہ یہ فروخت کیے جاوین
یا شوہر کے کپڑے بنائے جاوین تو یہ مرد کے ہونگے اور اگر عورت نے اپنے واسطے ایسا کیا ہو تو اُسکے ہونگے یہ قنیہ مین ہے

آٹھوان باب - نکاح فاسد و اُسکے احکام کے بیان مین

جب نکاح فاسد واقع ہو تو شوہر و زوجہ مین
قاضی تفریق کرا دیگا پس اگر ہنوز شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا اور نہ عدت
واجب ہوگی اور اگر اُس عورت کے ساتھ وطی کر لی ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مسمی اور مہر مثل مین سے جو کم
مقدار ہو ملیگی بشرطیکہ اس نکاح مین مہر مسمی ہو گیا ہو اور اگر نکاح مین کچھ مہر قرار نہ پایا ہو تو عورت مذکورہ کو
مہر مثل چاہیے جسقدر ہو ملیگا اور عدت واجب ہوگی اور جماع وہ معتبر ہے جو فرج کی راہ سے ہو تاکہ مرد مذکور
معقود علیہ پھر پانے والا ہو جاوے اور عدت اُسوقت سے شمار ہوگی کہ جب قاضی نے دونون مین تفریق
کر دی ہے اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے یہ محیط مین ہے - اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ نکاح فاسد
مین جو طلاق ہوتی ہے وہ متارکت یعنی باہم ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ہے طلاق شرعی نہین ہے چنانچہ تعداد طلاق
یعنی تین طلاق مین سے کوئی عدد کم نہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور نکاح فاسد مین بعد دخول کے متارکت فقط بقول
ہوتی ہے مثلاً یون کہے کہ مین نے تیری راہ چھوڑ دی یا تجھے چھوڑ دیا اور خالی نکاح کے انکار سے متارکت
نہوگی لیکن اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جا کر اپنا نکاح کر لے تو یہ متارکت ہوگی اور بعد دخول واقع
ہونے کے ایک کے دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکت نہوگی اور صاحب المحیط نے فرمایا کہ قبل

دخول کے بھی متارکت بدون قول کے متحقق نہین ہوتی ہی اور دونون مین سے ہر ایک کو بدون حضوری دوسرے کے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہی اور بعد دخول واقع ہونے کے بدون دوسرے کی حضوری کے فسخ نکاح کا اختیار نہین رہتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور دونون مین سے جو متارک نہین ہوا ہی اُسکا آگاہ ہونا متارکت صحیح ہونے کے واسطے شرط ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ اگر اُسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت منقضی نہوگی یہ قنیہ مین ہی۔ اور صحیح یہ ہی کہ عورت کا متارکت سے آگاہ ہونا شرط نہین ہی جیسے کہ طلاق مین شرط نہین ہی اور عدت وفات کی نکاح فاسد مین واجب نہین ہوتی ہی اور نہ نفقہ واجب ہوتا ہی اور اگر نکاح فاسد مین نفقہ سے صلح کر لے تو جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہو اُسکا نسب ثابت ہوتا ہی اور دخول کے وقت سے امام محمدؒ کے نزدیک نسب کے واسطے مدت شمار کی جائیگی اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ تبیین مین ہی اور نکاح فاسد مین دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہین ہوتا ہی چنانچہ اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد نکاح کیا پھر اُسکی ماں کو بشہوت چھُوا پھر اُس عورت منکوحہ کو چھوڑ دیا تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے اُسکی ماں سے نکاح کر لے یہ خلاصہ مین ہی۔ آزاد نے اگر اپنی جورو کو خریدا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف غلام ماذون کے کہ اگر اُسنے اپنی جورو کو خریدا تو یہ حکم نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور نکاح فاسد مین دخول کرنے سے محصن نہوگا اور اگر بعد تفریق کے اُس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اگر بنکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ خلوت کی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مہر و عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت نہوگا اور مہر و عدت واجب نہ ہوگی اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد مذکور کو لازم نہوگا یہ محیط مین ہی ایک شخص اپنی باکرہ جورو کے پاس سے برسون غائب رہا اور عورت مذکورہ نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت گرفتار ہو گئی اور حربی کافر نے اُس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کر کے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اُسکو اُسکے شوہر کی موت کی خبر پہونچی اور اُسنے عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امامؒ کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی کہلائیگی خواہ پہلا شوہر اُنکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چھ مہینے سے کم مین جنی یا دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اپنے مال کی زکوۃ ان اولاد کو دے اور اگر اُنھون نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور عبد الکریم جرجانی نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ ایسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کی طرف رجوع کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تجنیس مین ہی اور یہی فتاوی قاضی خان و سراجیہ مین ہی اور اسی پر صدر الشہیدؒ نے فتوی دیا ہی اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہی کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اسواسطے کہ نص سے یہ ثابت ہی کہ اولاد اُسکی ہوتی ہی جسکا فراش ہی۔ اور اگر اس صورت مین شوہر اول موجود ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو اسقاط ہوا کہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چار مہینہ پر ہوا تو جائز ہی اور چار مہینے سے ایک روز بھی کم ہو تو جائز نہوگا

اور اگر مطلقہ یعنی طلاق دی ہوئی عورت نے نکاح کیا پھر کہا کہ مین عدت مین تھی تو دیکھا جائیگا کہ اگر پہلے شوہر کے طلاق دینے اور دوسرے کے نکاح کرنے مین دو مہینہ سے کم ہون تو اُسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور نکاح فاسد ہوگا اور اگر پورے دو مہینہ یا زیادہ ہون تو تصدیق نہ کیجائیگی اور نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔

نوان باب۔ رقیق کے نکاح کے بیان مین۔ غلام قن و مکاتب اور مدبر اور باندی و ام ولد کا نکاح جو بدون اجازت مالک کے ہو وہ موقوف رہتا ہے پس اگر مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہوگا یعنی نافذ ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر ان لوگون نے مولے کی اجازت سے نکاح کیا تو مہر انھین پر ہوگا یعنی قن و مکاتب و مدبر پر ہوگا ولیکن مہر کے مطالبہ مین قن تو فروخت کیا جا سکتا ہے اور مکاتب و مدبر فروخت نہ کیے جاوینگے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کرینگے یہ وقایہ مین ہے۔ اسی طرح ام ولد کے بچہ کا اور جسکا کوئی حصہ آزاد کیا گیا ہے یہی حکم ہے کہ مہر کے واسطے فروخت نہ کیے جائینگے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کرینگے یہ تبیین مین ہے اور اسی طرح جو باندی کہ مکاتبہ ہو گئی ہو وہ بھی مثل غلام مکاتب کے اپنے آپ نکاح مین خود مختار نہین ہے تا وقتیکہ مولی سے اجازت نہ لے نکاح نہین کر سکتی ہے اور اسی طرح غلام ماذون کو بھی یہ اختیار نہین ہے اسواسطے کہ مولے نے اُسکو معاملات تجارت مین اجازت دی ہے اور نکاح کر لینا تجارت مین داخل نہین ہے اور اسی طرح مدبرہ باندی بھی نکاح کرنے مین خود مختار نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور جو غلام محض مملوک ہو وہ مہر کے واسطے فروخت کیا جائیگا چنانچہ اوپر بیان ہوا ہے پھر اگر مہر کے واسطے غلام ایک دفعہ فروخت کیا گیا اور ثمن سے مہر پورا ادا نہ ہوا تو دوبارہ فروخت نہ کیا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونے کے غلام سے باقی کا مطالبہ ہوگا اسوجہ سے کہ وہ بعوض تمام مہر کے بیع ہے بخلاف نفقہ کے کہ نفقہ کے واسطے بار بار ایک بعد دوسرے کے فروخت ہوتا رہیگا یہانتک کہ پورا ہو جاوے اور اگر غلام مر گیا تو مہر و نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ تبیین مین ہے۔ اور جو مہر غلام پر بدون اجازت مولی کے واجب ہوا اُسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دینے کے بعد غلام کو فروخت کیا تو اسکا مہر غلام کی گردن پر ہوگا کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ ہوگا اور یہی صحیح ہے جیسے اگر کسی شخص کا مال تلف کر دیا اور اُسکا تاوان واجب ہوا تو وہ غلام کی گردن پر ہوتا ہے جہان جاوے اُسکے ساتھ جاتا ہے۔ اور اگر غلام کے ساتھ کوئی آزادہ عورت بیاہ دی پھر غلام کو آزاد کر دیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی چاہے مولے سے تاوان لے یا غلام سے پس غلام کی قیمت اور مقدار مہر مین سے جو کم مقدار ہو اُسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر اپنے مدبر غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کیا پھر مولے مر گیا تو مہر اُس غلام کی گردن پر ہوگا کہ جب آزاد کیا جاوے تو اُس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ قنیہ مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا پھر اُسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو غلام مذکور فروخت کر دیا حالانکہ غلام مذکور اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہے تو عورت مذکورہ نو سو درم اپنے مہر مین سے لیگی اور نکاح باطل ہو جائیگا اور باقی سو درم عورت مذکورہ غلام سے کبھی نہین لے سکتی ہے اگرچہ وہ آزاد ہو جاوے۔ اور اگر کسی دوسرے شخص کے ہزار درم اس غلام پر قرضہ ہون اور اُس نے اس عورت کے ہاتھ فروخت کیے جانے کی اجازت دیدی تو نو سو درم ثمن مذکور قرضخواہ و عورت مذکورہ کے درمیان تقسیم ہونگے کہ عورت اپنے ہزار درم مہر کے حساب سے اور قرضخواہ اپنے ہزار درم قرضہ کے حساب سے اس ثمن مین حصہ دار قرار دیے جاوینگے

پھر اُسکے بعد عورت مذکورہ اس غلام سے کبھی باقی نہین لے سکتی ہے اور قرضخواہ بعد اسکے آزاد ہو جانے کے اپنا باقی قرضہ لے سکتا ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور مولے کو اپنے سب مملوکون پر نکاح کے واسطے جبر کرنے کا اختیار ہے سواے ایسے غلام یا باندی کے جسکو مکاتب کر دیا ہو کذا فی العتابیہ پس مکاتب و مکاتبہ نکاح کے واسطے مجبور نہین کیے جا سکتے ہین اگرچہ صغیر ہون اور یہ مسئلہ نہایت غریب مسائل مین سے ہے کہ امر نکاح مین صغیرہ و صغیرہ کی راے کا اعتبار کیا گیا ہے حتی کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر مولے نے ان دونون کا نکاح کیا تو ان دونون کی اجازت پر موقوف ہوگا اور پھر اگر دونون مال ادا کرکے آزاد ہو گئے تو جب تک دونون صغیر رہین تب تک انکی راے کا اعتبار نہوگا بلکہ تنہا مولی کی راے و والی کی راے معتبر ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر مولے نے مکاتبہ صغیرہ کا نکاح کیا پھر وہ مال کتابت ادا کرنے سے پہلے نکاح پر راضی ہو گئی اور اجازت دیدی پھر مال ادا کرکے آزاد ہو گئی تو فی الحال اُسکو خیار حاصل نہوگا اسواسطے کہ وہ صغیرہ ہے پھر جب بالغہ ہو گی تو وقت بلوغ کے اُسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ کافی مین ہے یعنی خیار عتق ۱۲ اور اگر اس مکاتبہ نے نہ نکاح کی اجازت دی اور نہ رد کیا یہان تک کہ عاجز ہو گئی اور رقیق کر دی گئی تو نکاح مذکور باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر پھر اُس نے اجازت دی تو کچھ کارآمد نہوگی اور اگر بجاے مکاتبہ باندی کے مکاتب غلام صغیر ہو کر مولے نے بدون اُسکی اجازت کے کسی عورت سے اسکا نکاح کیا پھر وہ عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا تو نکاح باطل نہ ہوگا بلکہ مولے کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ محیط مین ہے اور نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہے اور یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط نکاح صحیح پر ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ پس اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا پھر چاہا کہ نکاح صحیح اُس سے نکاح کر لے اور مولے سے دوبارہ اجازت نہین لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُسکو یہ اختیار نہوگا اسواسطے کہ نکاح فاسد کر لینے پر اجازت پوری ہو گئی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے مطلقاً نکاح کر لینے کی اجازت دی پس اُس نے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کر لیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غلام مذکور پر فی الحال مہر لازم ہوگا کذا فی المحیط چنانچہ اگر موجب ادا پایا جاوے تو غلام مذکور کو فی الحال فروخت کرکے مہر دیا جائیگا بخلاف صاحبین رحمہ کے کہ بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا اور اگر مولے نے صریحاً اُسکو نکاح فاسد کی اجازت دی ہو تو نکاح فاسد کرکے دخول کر لینے سے بالاتفاق فی الحال اسپر مہر لازم ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر اپنے غلام کو مطلقاً نکاح کی اجازت دی پس اُس نے دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو دونون مین سے کوئی عورت جائز نہو گی الا اُس صورت مین کہ اجازت کے ساتھ کوئی ایسی بات پائی جاوے جس سے عام اجازت ہونا ثابت ہو مثلاً یون کہا کہ جسقدر عورتون سے تیرا جی چاہے نکاح کر لے یا اُسکے مثل الفاظ بیان کیے تو البتہ ہو سکتا ہے کہ اجازت عام ہو گی پس دو عورتون سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر مولے نے نکاح کے بعد کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ دو عورتون سے چاہے نکاح کر لے تو دونون کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام یا باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا پھر قبل دخول کے مولے نے اجازت دی یا بعد دخول کے اجازت دی تو ایک ہی یعنی مہر مسمی واجب ہوگا اور اگر قبل اجازت کے غلام نے طلاق دی تو توقف یعنی باطل ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور باندی کا جو کچھ مہر لازم آوے وہ مولے کا ہوگا خواہ

فقط عقد سے لازم ہوا ہو یا بسبب دخول کے واجب ہوا ہو خواہ مہر مسمی ہو یا مہر مثل ہو خواہ باندی مذکورہ قنہ یعنے
محض مملوکہ ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد ہو سوائے مکاتبہ باندی کے اور سوائے ایسی باندی کے جسمین سے کسی قدر
آزاد کیا گیا ہی کہ مہر واجب انھین دونون کا ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کردیا
یا اُس نے باجازت مولے خود نکاح کیا پھر وہ آزاد کی گئی تو باندی مذکورہ کو خیار عتق حاصل ہوگا اور مہر مولے کا
ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح کردیا پھر اُسکو آزاد کیا پھر شوہر نے اُسکے مہر مین بڑھایا تو یہ
زیادتی مولے کی ہوگی یہ ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی اور امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ زیادتی
باندی کی ہوگی اور اسی طرح اگر اُسکو فروخت کیا پھر شوہر نے مہر مین بڑھایا تو بڑھتی مشتری کی ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور
اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے نکاح کر لیا پھر مولے نے اُس سے کہا کہ اپنی جورو کو رجعی طلاق دیدے تو یہ اجازت ہی
یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مولی نے اُس سے کہا کہ عورت کو طلاق دیدے یا کہا کہ عورت کو چھوڑ دے تو یہ اجازت ہوگی
یہ بدائع مین ہی۔ پھر واضح رہے کہ مولی کا اجازت دینا تصریح سے ثابت ہوتا ہی مثلاً یون کہا کہ مین نے اجازت
دی یا مین اسپر راضی ہوا یا مین نے اذن دیا اور نیز بدلالت بھی خواہ بقول ہو یا بفعل ہو ثابت ہوتا ہی مثلاً مولی نے
نکاح کی خبر سننے پر کہا کہ یہ اچھا ہی یا صواب ہی یا تو نے خوب کیا یا اللہ تعالی تجھے اس عورت کے ساتھ برکت عطا فرماوے
یا کہا کہ کچھ مضائقہ نہین ہی یا عورت کے پاس اُسکا مہر بھیجدیا یا تھوڑا مہر بھیجا تو یہ بدلالت اجازت ہی اور فعلی اجازت مہر
بھیجنے سے ثابت ہوتی ہی بخلاف ہدیہ بھیجنے کے کہ یہ اجازت نہین ہی اور فقیہ ابو القاسم نے فرمایا کہ انہین سے
کوئی بات اجازت نہین ہی مگر اجازت ہونا مختار فقیہ ابو اللیث رح ہی اور اسی پر شیخ حسام الدین صدر شہید رح فتوی دیتے
تھے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ اقوال بطور استہزار و ٹھٹھے کے صادر ہوئے ہین تو یہ حکم نہوگا اور نکاح کے معاملہ مین
پہلے اذن دینا اجازت نہین ہی پھر اگر غلام کے کیے ہوئے فعل کی اجازت دیدی تو استحساناً نکاح جائز ہوگا
جیسے اگر غلام نے اس طرح اجازت دی تو جائز ہی چنانچہ اگر ایک فضولی نے کسی عورت کا نکاح ایک غلام
کے ساتھ کیا پھر مولے نے اس غلام کو نکاح کرنے کا اذن دیدیا پھر غلام نے فضولی کے کیے ہوئے کی اجازت
دیدی تو نکاح جائز ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ ایک باندی نے بدون اجازت اپنے مولے کے نکاح کر لیا اور سو درم
مہر ٹھہرائے پھر مولے نے شوہر سے کہا کہ مین نے اس شرط سے اجازت دی کہ تو میرے واسطے پچاس
درم بڑھا وے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو یہ اجازت نہین ہی اور نہ رد ہی پس مولے کو اختیار ہوگا کہ
چاہے اجازت دیدے اور اسی طرح اگر کہا کہ نہین اجازت دیتا ہون یہان تک کہ تو میرے واسطے پچاس
درم بڑھا دے یا الا پچاس درم بڑھانے پر تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر شوہر نے اُسکو قبول کر لیا تو یہ زیادتی
اصل مہر کے ساتھ ملکر یکدست مہر قرار دیا جائیگا اور اگر کہا کہ مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون ولیکن
تو مجھے پچاس درم بڑھا دے یا مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون اور اجازت دیدون اگر تو مجھے بارہ درم
بڑھا دے تو یہ نکاح کا رد ہی اور نکاح اول باطل ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین نے پچاس دینار پر نکاح کی
اجازت دی اور شوہر نے اُسکو قبول کیا تو پچاس دینار پر نکاح صحیح ہو جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اگر شوہر نے
اپنی زوجہ سے جو غیر کی باندی تھی اور مولے نے اُسکو آزاد کر دیا ہی کہا کہ تیرے لیے پچاس درم ہونگے

اس شرط پر کہ تو مجھے اختیار کرے تو اُسکے اختیار کر لینے پر عقد لازم ہوگا اور اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ تو نے مجھے اختیار کر لیے اور تیرے واسطے پچاس درم تیرے مہر مین زیادہ ہین تو صحیح ہی اور یہ زیادتی مولے کے واسطے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر باندی نے بغیر گواہون کے نکاح کیا پھر مولے نے گواہون کے حضور مین اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوگا یہ کافی مین ہی - باپ و دادا و وصی و قاضی و مکاتب و شریک مفاوض یہ سب لوگ باندی کے نکاح کر دینے کے مجاز ہین اور غلام کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور غلام ماذون و طفل ماذون و مضارب و شریک عنان امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک باندی کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور اگر باپ نے یا وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو نہین جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو عورت کا مہر اسپر لازم نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے ہاتھ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہی جب چاہونگا طلاق دیدونگا اور غلام نے قبول کیا تو صحیح ہی اور اختیار طلاق مولے کے قبضہ مین ہوگا اور اگر غلام نے ابتدا کی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ طلاق کا اختیار تیرے قبضہ مین ہی جب تیرا جی چاہے طلاق دیدینا پس مولی نے نکاح کر دیا تو امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ مین نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر باپ نے پسر کی باندی کا نکاح پسر کے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور اسمین امام زفر رح نے خلاف کیا ہی اور اسوجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہی کہ ایسی صورت مین مہر غلام کی گردن سے متعلق نہین ہوتا ہی اور نہ اسمین ضرر ہی پس باپ کو اختیار رہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر غلام نے یا مکاتب نے یا مدبر نے یا ام ولد کے پسر نے بدون اجازت مولی کے نکاح کیا پھر قبل اجازت مولے کے اُسکو تین طلاق دیدین تو یہ طلاق بمعنے متارکت نکاح ہی اور در حقیقت طلاق نہین ہی حتی کہ عدد طلاق مین سے کچھ کم نہوگا اور اگر بعد طلاق کے اُس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی تو کچھ کار آمد نہوگی اور اگر ایسی طلاق کے بعد مولے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کر لے تو میرے نزدیک نکاح کر لینا مکروہ ہی لیکن اگر نکاح کر لیا تو مین دونون مین تفریق نہ کرونگا یہ محیط مین ہی اور اگر باندی دو شخصون مین مشترک ہی پھر ایک مولے نے اُسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا تو دوسرے مولے کو اختیار رہوگا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف مہر المثل ملیگا اور جس مولے نے نکاح کر دیا ہی اُسکو نصف مسمی و نصف مہر المثل دونون مین سے کم مقدار ملیگی یہ ظہیریہ مین ہی ایک باندی مجہول النسب ہی اُسنے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ مین اسکی رقیق ہون اور شوہر نے کہا کہ یہ اصلی حرہ ہی پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - ایک باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا پھر مولے نے اسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہی ورنہ نہین اسواسطے کہ مشتری کے حق مین یہ باندی بسبب خرید کے قطعی

ف انہین کوئی کمی نہ ہوگی ۱۲ مترجم

اور اگر واقعی طلاق ہوتی تو تین طلاق کی صورت مین حد نماری جاتی فافہم

حلال ہو گی اور حلت قطعی جب حلت موقوف پر طاری ہوتی ہی تو حلت موقوف کو باطل کر دیتی ہی لہذا اگر مشتری ایسا شخص ہو جسکو اس باندی سے وطی کرنا حلال ہی ہو تو نکاح مذکور مطلقا جائز ہو گا (کیونکہ مولے کی اجازت پر نکاح موقوف تھا انتہی) یہ جوہر نیرہ میں ہی اور اسی طرح مکاتبہ باندی نے اگر بغیر اجازت مولے کے نکاح کیا پھر مولی مر گیا پھر وارث نے اسکے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح ہو گی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور مکاتب کا نکاح باجازت وارث جائز ہی یہ عتابیہ میں ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اُسنے باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اسکے مولے کی اجازت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو جائز ہی اور یہ غلام ان عورتوں کے مولے کا ہو جائیگا۔ اور اگر حرّہ عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر مکاتبہ سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو بھی نہین جائز ہی اور یہ سب اسوقت ہی کہ غلام کو یہ اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر کسی عورت سے نکاح کر لے اور اگر صرف یہ اجازت دی کہ کسی عورت سے نکاح کر لے اور یہ نہ کہا کہ اپنے رقبہ پر نکاح کر لے پس اسنے آزادہ یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو استحسانًا اسکی قیمت پر نکاح جائز ہو گا یہ محیط میں ہی اور یہ جواز اسوقت ہی کہ اسکی قیمت مہر مثل کے برابر ہو یا اسقدر زائد ہو کہ جسقدر لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ اُٹھا لیتے ہین اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو نہین جائز ہی حتی کہ اگر اس صورت مین عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو غلام مذکور سے مہر کا مطالبہ نہ کیا جائیگا یہانتک کہ غلام مذکور آزاد ہو جاوے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے مکاتب یا مدبر کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کر لے پس اُسنے اپنے رقبہ پر باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو بھی جائز ہی پھر جب نکاح جائز ہوا تو مکاتب یا مدبر پر واجب ہو گا کہ اپنی قیمت کی قدر سعایت کر کے ادا کرے۔ ایک غلام نے آزادہ یا باندی یا مکاتبہ یا ام ولد یا مدبرہ سے بدون اجازت مولی کے اپنے رقبہ پر نکاح کیا پھر مولے کو یہ خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی پس اگر اُس نے باندی یا ام ولد یا مدبرہ سے نکاح کیا ہو تو مولے کی اجازت کارآمد ہو گی اور نکاح صحیح ہو گا اور اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا ہو تو اجازت کارآمد نہو گی۔ اور اگر اُسنے کسی آزاد عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کر کے دخول کر لیا ہو تو غلام پر اپنی قیمت اور عورت کے مہر المثل دونون مین سے کم مقدار لازم ہو گی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بعد اجازت مولے کے اُسنے دخول کر لیا ہی تو یہ مقدار مہر کی اُسکے گردن پر قرضہ ہو گی کہ اُسکے واسطے غلام فروخت کیا جائیگا اِلّا یہ کہ مولے اسقدر دیدے اور اگر مولے کی اجازت نکاح دینے سے پہلے غلام نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہی تو غلام مذکور بعد آزادی کے اس مقدار کے لیے جو اُسکے ذمہ لازم آئی ہی ماخوذ ہو گا۔ اور اگر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا پس اگر مولے کی اجازت دینے کے بعد دخول کیا ہی تو مہر مسمی ہی لازم ہو گا یعنے رقبہ غلام مذکور پس یہ غلام اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور اگر اپنے مولے کی اجازت دینے سے پہلے دخول کر لیا ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ مہر مسمی ہی واجب ہو گا یعنے یہ غلام مذکور اس عورت کے مولی کا ہو جائیگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم مذکور بدلیل استحسان ہی یہ محیط مین ہی ایک غلام نے بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے نکاح کیا پھر مولے نے دونون کے نکاح کی اجازت دی تو آزادہ کا نکاح جائز ہو گا

اور اگر آزادہ سے نکاح کیا پھر باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے دونوں نکاحوں کی اجازت دی تو امام اعظم رح کے نزدیک آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے پھر ایک عورت سے نکاح کیا پھر مولے کو خبر ہوئی اور اُسنے سب کی اجازت دیدی اور ہنوز غلام نے کسی سے دخول نہین کیا ہے تو تیسری عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دخول سب سے کرلیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے سب کے نکاح کی اجازت دی تو اخیر والی باندی کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دو آزادہ عورتوں سے نکاح کیا اور دونوں مین سے ایک کے ساتھ دخول کرلیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولی نے سب کی اجازت دی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ہر دو آزادہ کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کیا پھر دو آزادہ عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کرلیا پھر مولے نے ہر دو فریق مین سے ایک فریق کی اجازت دی تو انمین سے کسی کا نکاح جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے ایک غلام نے ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دی تو دونون آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر غلام نے ان سب عورتون سے دخول کرلیا ہو تو سب کا نکاح فاسد ہوگا - ایک غلام نے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا پھر غلام نے کہا کہ مولی نے مجھے اجازت نہین دی تھی اور اُس نے نکاح توڑ دیا ہے اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونون مین تفریق کرادی جائیگی اسواسطے کہ غلام نے اقرار کیا کہ نکاح فاسد ہے پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کا پورا مہر واجب ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تو نصف مہر لازم ہوگا اور نیز عورت کے واسطے نفقہ عدت واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اسی طرح اگر اس صورت مین عورت نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مولے نے اسکو اجازت دی تھی یا نہین تو بھی یہی حکم ہے یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے منقول ہے - اور اگر کسی نے اپنے غلام ماذون مدیون کا ایک عورت سے نکاح کردیا تو جائز ہے اور عورت مذکور اپنے مہر کے واسطے تمام قرضخواہون کے ساتھ شریک ہوگی بشرطیکہ نکاح بعوض مہر مثل کے یا کم کے ہو اور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو قرضخواہون کے حصہ رسد وصول کرلینے کے بعد بقدر زائد کے اُس سے مطالبہ کیا جائیگا جیسے قرضہ صحت و قرضہ مرض کی صورت مین ہوتا ہے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر باندی کے مولے نے باندی مذکورہ کو اُسکے شوہر کے ہاتھ فروخت کیا تو مہر ساقط ہوجائیگا اسواسطے کہ فرقت مولے کی طرف سے قبل دخول کے پیدا ہوئی ہے جیسے حرہ مین ہوتا ہے کہ اگر قبل دخول کے اس نے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا یا مرتد ہوگئی تو مہر ساقط ہوجاتا ہے یہ تمرتاشی مین ہے اسی طرح اگر قبل دخول کے مولے نے باندی کو آزاد کیا اور باندی نے اس شوہر سے فرقت اختیار کی تو بھی مہر ساقط ہوگا اور اگر باندی کو ایسے مشتری کے ہاتھ فروخت کردیا جو اُسکو شہر سے لے گیا یا ایسی جگہ غائب کردیا کہ شوہر کی پہونچ نہین ہوسکتی ہے تو مہر کا مطالبہ ساقط ہوجائیگا حتے کہ اگر اسکے بعد باندی کو حاضر کرے تو اُسکو مہر ملیگا یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر مولے نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر اُس سے شوہر نے خریدی تو شوہر پر نصف مہر پہلے مولے کے واسطے واجب ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر

باندی نے بدون اپنے مولے کی اجازت کے نکاح کیا پھر مولے نے اُسکے ساتھ وطی کی تو نکاح فسخ ہو گیا اور اسی طرح اگر شہوت سے اُسکا بوسہ لیا تو فسخ ہو گیا خواہ مولے کو نکاح کا حال معلوم ہو یا نہو یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا پس اگر بیع پوری ہو جاوے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر بیع ٹوٹ گئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نکاح باطل ہوگا اور اسمین امام محمدؒ نے خلاف کیا ہے مگر فتوے امام ابو یوسفؒ کے قول پر دیا جاتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور حق ملک ابتدائی نکاح سے مانع ہوتا ہے مگر بقاء نکاح سے مانع نہین ہے چنانچہ اگر بیع فاسد ہونے سے بائع کو باندی واپس لینے کا استحقاق حاصل ہوا تو یہ ابتداءً نکاح صحیح ہونے سے مانع ہوگا اور اگر بائع نے اپنے پسر کے ساتھ مشتری کے پاس سے باندی کا نکاح کر دیا پھر بائع مر گیا اور چونکہ بیع فاسد واقع ہوئی تھی حق استرداد اس پسر کو حاصل ہوا تو جب تک پسر مذکور اسکو واپس نہ کر لے تب تک نکاح باطل نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ لیکن اگر بائع مذکور کے مرجانے کے بعد اُسکا بیٹا اس سے نکاح کرے تو جائز نہین ہے اور اسی طرح اگر زید کا غلام ہے اور عمرو کی باندی ہے پس دونون نے باہم بیع کر لی اور زید نے باندی پر قبضہ کر لیا اور پھر عمرو کے ساتھ اس باندی کا نکاح کر دیا پھر غلام مذکور قبضہ کرنے سے پہلے مر گیا تو نکاح فاسد ہوگا اور اگر غلام مرجانے کے بعد ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ باپنے مولے کی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور اگر اس عورت کو بائنہ کر کے پھر اس سے ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے اور اسی طرح اگر ایک شخص مر گیا اور اُسکی دختر اُسکے مکاتب کے تحت مین ہے یعنی نکاح مین ہے یا اُسکے ایسے غلام کے تحت مین ہے جسکے حق مین اُس نے وصیت کی ہے کہ بعد میری موت کے آزاد ہو مگر میت مذکور پر اسقدر قرضہ ہے کہ جو اُسکے تمام مال کو محیط ہے تو نکاح دختر فاسد نہوگا۔ اور اسی طرح اگر دو غلام ہون اور میت نے ان دونون مین سے ایک غیر معین کے عتق کی وصیت کی ہو تو ان دونون مین سے جسکے تحت مین میت کی دختر ہے اُسکے لحاظ سے دختر کا نکاح فاسد نہوگا قال المترجم لیکن اگر عتق کے واسطے دوسرا متعین ہو کر آزاد ہو گیا تب فاسد ہو جائیگا اور اگر ایسے دونون غلامون کی تحت مین ایک ایک دختر مولے کی ہو تو اُسکی کوئی روایت موجود نہین ہے اور اگر مولے نے اپنی باندی کی وصیت اُسکے شوہر کے واسطے کر دی تو نکاح فاسد نہوگا یہان تک کہ مولے کے مرنے کے بعد شوہر مذکور اس وصیت کو قبول کر لے تب فاسد ہو جائیگا اور اگر غلام مذکور پر دختر مولے یا دوسرے کسی کا قرضہ ہو تو غلام پر ایسا قرضہ ہونا مانع میراث نہین ہے لہذا نکاح فاسد ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا تو مولے پر یہ واجب نہوگا کہ باندی مذکور اُسکے شوہر کی شب باشی مین دے پس باندی مذکور اپنے مولے کی خدمت کریگی پھر جب اُسکا شوہر قابو پاوے تب اُسکے ساتھ وطی کرے اور اگر شوہر نے شب باشی کی شرط کر لی ہو تب بھی مولے پر کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ یہ شرط مقتضائے عقد نہین ہے اور اگر مولے نے باندی کو اُسکے شوہر کے ساتھ کہین رہنے دیا تو باندی کے واسطے نفقہ و سکنی شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر کہین رہنے دینے کی اجازت کے بعد مولے کی رائے مین آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کہین رہنے دینے کے بعد شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ عدت و سکنی واجب ہوگا اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت دیکر واپس بلا لی ہو پھر طلاق بائن دی تو نفقہ و سکنی واجب نہوگا اور مکاتبہ اس حکم مین مثل حُرّہ کے ہے یہ

تبیین مین ہی- اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا نکاح کردیا اور کسی مکان مین اُسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی پھر مولے کی راے مین آیا کہ اسکو وہانسے واپس لیکر اُس سے اپنی خدمت لے تو مولے کو یہ اختیار ہی اور اسی طرح اگر شوہر کے واسطے یہ امر شرط کردیا ہو کہ اُسکے ساتھ رہیگی تو بھی شرط باطل ہوگی کہ یہ مولے کی خدمت لینے سے مانع نہین ہی یہ محیط مین ہی- اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنی باندی کا نکاح کردیا اور اسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت دیدی پھر وہ باندی کسی کسی وقت بدون حکم و طلب مولے کے مولے کی خدمت کیا کرتی تھی تو اس سے باندی کا نفقہ اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد کا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر کسی نے باندی کا نکاح کسی مرد سے کردیا تو عزل کی اجازت کا اختیار مولے کو ہی کذا فی الکافی اور عزل کے یہ معنی ہین کہ عورت سے دخول کرکے انزال کے وقت علیحدہ ہوکر باہر انزال کرے پس اگر آزادہ عورت ہی اور اُسکی رضامندی سے عزل کیا یا باندی کے مولے کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندی کی بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی طرح عورت کو بھی اختیار ہی کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تا وقتیکہ نطفہ کی کچھ خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو اور یہ وقت تک ہوتا ہی کہ جب تک ایک سو بیس روز پورے ہوئے ہون- پھر واضح ہو کہ اگر مرد نے عزل کیا پھر عورت کے پیٹ ظاہر ہوا پس آیا اپنے نسب کی نفی کرنا جائز ہی یا نہین تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوبارہ اس سے وطی کرنا نہین شروع کی یا بعد پیشاب کرنے کے وطی کرنی شروع کی اور پھر انزال نہ کیا تو نفی جائز ہی ورنہ نہین یہ تبیین مین ہی- اور اگر باندی یا مکاتبہ آزاد ہوگئی تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے جس شوہر کے تحت مین ہی اُسی کے تحت مین رہے یا چھوڑ دے اگرچہ اُسکا شوہر آزاد ہو یہ کنز مین ہی نیز چاہے نکاح اُسکی رضامندی سے ہوا ہو یا بغیر رضامندی ہوا ہو کچھ فرق نہین ہی یہ تبیین مین ہی پھر واضح رہے کہ خیار عتق مین چند باتین ہین کہ جنکے بیان مین چند صورتین ہین اول آنکہ خیار عتق فقط عورت کے واسطے ثابت ہوتا ہی اور غلام و مکاتب وغیرہ کے واسطے ثابت نہین ہوتا ہی اور دوم آنکہ خیار عتق بسبب سکوت کے باطل نہین ہوتا ہی بلکہ ایسے قول سے یا ایسے فعل سے جو اختیار نکاح پر دلالت کرے باطل ہوتا ہی اور سوم یہ کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہو جاتا ہی اور چہارم آنکہ خیار عتق کی جہالت ایک عذر ہی چنانچہ اگر باندی کو اپنے آزاد ہونے کا حال معلوم ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ اسکو خیار بھی حاصل ہوا ہی تو اُسکا خیار باطل نہوگا اگرچہ وہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوا اور یہ اشارت الجامع سے مفہوم ہی اور یہی شیخ کرخی اور جماعہ مشائخ کا قول ہی مگر قاضی امام ابو الطاہر دباس نے اسمین خلاف کیا ہی اور پنجم آنکہ خیار عتق کی وجہ سے جو فرقت ہو اسمین حکم قاضی کی ضرورت نہین ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر غلام نے بغیر اجازت مولی کے نکاح کرلیا پھر وہ آزاد کردیا گیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اُسکو خیار حاصل نہوگا اسی طرح اگر مولے نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اجازت دیدی یا اُسکی موت کے بعد اُسکے وارث نے اجازت دی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے اپنا نکاح کرلیا پھر مولے نے اجازت دی تو یہ مہر مولے کا ہوگا خواہ اسکے بعد مولے اُسکو آزاد کردے یا نہ کرے خواہ دخول کرنا بعد آزاد کرنے کے واقع ہو یا اُس سے پہلے واقع ہو اور اگر مولے نے اجازت نہ دی

یہانتک کہ آزاد کردیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتق حاصل نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو مہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتق کے اسکے ساتھ شوہر دخول کرچکا ہو تو مہر مولی کا ہوگا اور یہ سبب اسوقت ہی کہ باندی مذکورہ بالغہ ہو اور اگر نا بالغہ ہو اور مولی نے اُسکو آزاد کردیا تو نکاح ہمارے نزدیک مولی کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ سوائے مولے کے نہو اور اگر سوائے مولی کے باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اُسنے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب اسکے بعد بالغہ ہوگی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اُسکا باپ یا دادا ہو تو اُسکو خیار بلوغ حاصل نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر مدبرہ باندی نے اپنا نکاح کرلیا پھر مولے مرگیا اور یہ مدبرہ مذکورہ مولے کے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر تہائی مال ترکہ مولے سے برآمد نہوتی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک نکاح جائز نہوگا یہانتک کہ مدبرہ مذکورہ اُسقدر مال ادا کرے جسقدر کیواسطے اسپر سعایت لازم آتی ہی اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولی کے نکاح کرلیا پھر مولی نے اُسکو آزاد کردیا یا اُسکو چھوڑ کر مرگیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہوگا اور اگر دخول کرلیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نکاح کے بعد رقیت طاری ہوئی پھر آزادی حاصل ہوئی تو خیار عتق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہی جیسے نکاح کے وقت رقیت موجود ہو اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ مثلاً حربیہ عورت نے نکاح کیا پھر غازیان اسلام جہاد مین اُسکو قید کرلائے پھر وہ آزاد کی گئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر مع شوہر کے مرتد ہوکر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون گرفتار ہوکر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتق حاصل ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ خیار عتق حاصل نہوگا اور شیخ قدوری رح نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ خیار عتق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہی مثلاً مملوکہ آزاد کی گئی اور اُسنے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہوکر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون وہان سے قید ہوکر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کی گئی اور اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو جائز ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے آزاد ہوکر اپنے نفس کو یعنی جدائی اختیار کی اور ہنوز اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو اُسکے واسطے کچھ مہر لازم نہوگا اور اگر دخول واقع ہونے کے بعد اُسنے بخیار عتق جدائی اختیار کی تو مہر سمے واجب ہوگا اور وہ اُسکے مولے یعنی آزاد کرنے والے کا ہوگا اور اگر باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو مہر سمے آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط مین ہی اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اُسکا نکاح کردیا اور جو مہر ملا وہ اُس نے مولے کو دیدیا پھر مولے نے عتق کی اجازت دیدی تو عتق و نکاح دونون جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے مولے سے اپنا مہر واپس کرلے اور اگر فضولی نے اُسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکا نکاح کردیا پھر مولے نے بیع کی اجازت دی تو پھر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے نکاح کی اجازت دے یا رد کردے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقی مین امام محمد رح سے بروایت ابن سماعہ مروی ہی کہ ایک غلام نے

بدون اجازت مولے کے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا تو حرّہ کی عدت مین باندی سے نکاح کرنا حرّہ کے نکاح کا رد نہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک یہ فعل نکاح حرّہ کا رد ہے۔ اور اگر ایک حرّہ سے نکاح کر کے اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکی بہن سے نکاح کیا تو یہ فعل پہلی عورت کے نکاح کا رد نہ ہوگا اور بشر بن الولید نے اپنے نوادر مین امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ اگر ایک غلام نے بدون اجازت اپنے مولے کے دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ اُسکی اجازت سے نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے اسکے نکاح کی حاجت نہین ہے تو یہ اُسکے نکاح کا رد ہے اور اگر یہ نہ کہا یہان تک کہ اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکی عدت مین ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ اُسکا نکاح روا نہین ہے تو یہ فعل پہلے نکاح کا رد نہوگا اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر غلام نے بدون اجازت مولے کے کسی آزادہ عورت سے اس شرط پر کہ اسکا کچھ مہر نہین ہے نکاح کیا پھر مولے نے اُسی غلام کو اُسکی جورو کے مہر مین قرار دیا اور عورت نے اُسکو قبول کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت پر واجب ہوگا کہ غلام اُسکے مولے کو واپس کر دے۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ بدون اُسکے حکم کے اپنی باندی کا نکاح باندی کی رضامندی سے کر دیا اور یہ مرد شوہر عاقل بالغ ہے کہ اُسکی طرف سے اُسکے باپ نے خطبہ کیا یا کسی اجنبی نے بدون اجازت اُس مرد کے حتے کہ نکاح مذکور اس مرد کی اجازت پر موقوف ہوا پھر مولے نے باندی کو قبل اسکے کہ شوہر مذکور نکاح کی اجازت دے آزاد کر دیا تو بھی نکاح مذکور شوہر کی اجازت پر موقوف رہیگا اور باندی معتقہ و شوہر دونوں مین سے جو چاہے ابھی تک اس نکاح کو توڑ سکتا ہے اور باندی مذکورہ کا توڑ دینا صحیح ہے اگرچہ شوہر کو اُسکا حال معلوم نہو۔ اور اگر باندی آزاد کرنے کے بعد شوہر کی اجازت سے پہلے باندی کے مولے نے یہ نکاح توڑنا چاہا تو یہ صورت کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مولے کو یہ اختیار نہین ہے اور اگر باندی مذکورہ کے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر نے نکاح کی اجازت دیدی یہان تک کہ نکاح نافذ ہو گیا تو باندی معتقہ کو خیار عتق حاصل نہوگا اور معتقہ مذکورہ کا مہر اُسی کو ملیگا۔ اور اگر مولے نے اس باندی کو بدون رضامندی باندی کے بیاہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے پھر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد خواہ شوہر کی اجازت دینے کے بعد یا پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونون صورتون مین اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنی نکاح ٹوٹ جائیگا یہ محیط مین ہے اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کر لیا اور شوہر کی جانب سے ایک فضولی ہے پھر باندی نے آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح توڑنا صحیح نہین ہے اور جب باندی آزاد ہو گئی پھر شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اسواسطے کہ یہ اجازت بمنزلہ جدید عقد باندھنے کے ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ دو مردون نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہے حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہے پس قاضی نے عتق کا حکم دیدیا پھر دونون گواہون نے گواہی سے رجوع کیا پھر دونون مین سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اُسنے قبل اسکے کہ دونون پر باندی کی قیمت کی ڈگری کی جاوے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی

اور اُسکے درمیان تفریق کرادی جائیگی اور اگر قیمت کی ڈگری ہونے کے بعد نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا - ایک مسلمان نے اپنے نصرانی غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر عورت نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس غلام نے مجھسے نکاح کیا ہی تو گواہ مقبول ہونگے اور اگر غلام مسلمان ہو اور مولی نصرانی ہو تو ایسے گواہ مقبول نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے نکاح کر لیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو باندی مذکور اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور اسپر عورت کا مہر واجب ہوگا ولیکن جو بچہ پیدا ہوا ہی وہ اپنے بھائی یعنے مان کے مالک کی طرف سے بوجہ قرابت کے آزاد ہو جائیگا - اور اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اُسکی ام ولد نہو جائیگی مگر بچہ اُسکے باپ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر باپ نے اپنے پسر کی باندی کو نکاح فاسد یا بوطی شبہہ ام ولد بنایا یعنی وطی کر لی کہ اُس سے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک باندی مذکورہ اُسکی ام ولد نہو جائیگی یہ مبسوط مین ہی - ایک غلام کے تحت مین ایک آزادہ عورت ہی اُس نے غلام کے مالک سے کہا کہ تو اُسکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مالک نے ایسا ہی کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مہر ساقط ہو جائیگا اور مولے کے اس عورت پر ہزار درم واجب ہونگے - اسی طرح اگر ایک مرد نے اپنی جورو باندی کے مولے سے کہا کہ تو اُسکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور مولی نے آزاد کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی اور نکاح فاسد ہو جائیگا اور مولے کے شوہر پر ہزار درم واجب ہونگے - اور اگر عورت نے غلام کے مولے سے صرف یہ کہا کہ اسکو میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ مال بیان نہ کیا پس مولی نے آزاد کر دیا تو نکاح فاسد نہوگا اور امام اعظم و محمد کے نزدیک اُسکی ولا اُسکے آزاد کرنے والے کی ہوگی کذا فی الکافی

دسوان باب نکاح کفار کے بیان مین

- جو نکاح مسلمانون مین باہم جائز ہی وہی اہل ذمہ کے درمیان جائز ہی اور جو مسلمانون مین باہم نہین جائز ہی وہ کفار کے حق مین چند طرح پر ہی ازانجملہ نکاح بغیر گواہون کے ہی کہ مسلمان کے حق مین نہین جائز ہی لیکن اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور اُنکے دین مین یہ بات موجود ہی تو نکاح جائز ہوگا چنانچہ اگر پھر دونون مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح پر برقرار رکھے جاوینگے اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی اسی طرح اگر دونون مسلمان نہوے لیکن دونون نے یا ایک نے اپنے اس مقدمہ مین اسلام کے موافق حکم کی درخواست کی تو بھی قاضی دونو مین تفریق نہ کریگا - ازانجملہ غیر کی معتدہ عورت سے عدت مین نکاح کر لینا مسائل مین نہین صحیح ہی لیکن اگر ذمی نے کسی ایسی عورت ذمیہ سے جو غیر کے ایام عدت مین ہی نکاح کیا پس اگر یہ عورت کسی مسلمان مرد کی عدت مین ہی تو نکاح فاسد ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور یہ بات ایسی ہی کہ اُنکے مسلمان ہونے سے پہلے اس سے انسے تعرض کیا جائیگا اگرچہ باہم وہ لوگ اپنے دین کے موافق یہ اعتقاد رکھتے ہون کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی اور اگر عورت مذکورہ کسی کافر کی عدت مین ہو اور ان لوگون کا اعتقاد ہو کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح جائز ہوتا ہی تو جب تک وہ لوگ اپنے کفر پر ہین تب تک اُنسے بالاجماع کچھ تعرض نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر کافر نے کسی کافر کی معتدہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ

یہ امر وہ لوگ اپنے دین مین جائز جانتے ہین پھر دونون مسلمان ہو گئے تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق دونون اسی پر برقرار رکھے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ نہین برقرار رکھے جاوینگے مگر امام اعظمؒ کا قول صحیح ہی کذا فی المضمرات اور بنا بر قول امام اعظمؒ کے قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا خواہ دونون یا ایک مسلمان ہو جاوے اور خواہ دونون حاکم اسلام کے پاس مرافعہ کرین یا ایک ہی مرافعہ کرے کذا فی المحیط اور مبسوط مین ہی کہ ائمہ مین اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ جب مرافعہ یا اسلام ایسی حالت مین واقع ہو کہ جب عدت قائم ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرافعہ کیا یا اسلام لائے تو بالاجماع برقرار رکھے جاوینگے اور تفریق نہ کی جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - ازانجملہ محارم یعنے جو دائمی حرام ہین اُنکے ساتھ نکاح مسلمانون مین نہین روا ہی اور اگر کافر کی منکوحہ اُسکی محرمہ ہو مثلاً اُسکی ماں یا بہن ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایسے نکاح کافرون کے درمیان صحیح ہین حتی کہ ایسے نکاح پر وجوب نفقہ مترتب ہوگا اور بعد عقد کے اگر اُسکے ساتھ دخول کیا تو مرد کا احصان ساقط نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بھی فاسد ہی اور یہی صاحبینؒ کا قول ہی اور قول اول صحیح ہی اسی طرح اگر تین طلاق دی ہوئی سے نکاح کیا یا جن عورتون کا جمع کرنا حرام ہی انکو جمع کیا یا پانچ عورتون کو جمع کیا تو اُنمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی التبیین ولیکن اسپر اجماع کیا ہی کہ باہم ایک دوسرے کے وارث نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - پھر اگر دونون مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہو گیا تو بالاجماع دونون مین تفریق کر دی جائیگی اور اسی طرح اگر دونون مسلمان نہوے ولیکن دونون نے قاضی اسلام کے پاس مرافعہ کیا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المحیط اور اگر دونون مین سے ایک نے مرافعہ کیا اور درخواست کی کہ حکم اسلام کے مطابق فیصلہ کیا جاوے پس اگر دوسرا اس سے انکار کرتا ہو اور نہ چاہتا ہو تو قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا اور صاحبینؒ کے نزدیک دونون مین تفریق کر دیگا یہ کافی مین ہی اور جب تک وہ لوگ اپنے کفر پر ہین اور انھون نے ہمارے یہان مرافعہ نہ کیا تو بالاتفاق اُنسے تعرض نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اپنے دین مین اُسکو جائز جانتے ہون یہ محیط و عتابیہ مین ہی - اور مشائخ نے بر بنائے قول امام اعظمؒ اتفاق کیا ہی کہ اگر کافر نے ایک عقد مین دو بہنون سے نکاح کیا پھر قبل مسلمان ہونے کے ایک کو چھوڑ دیا پھر مسلمان ہو گیا تو دوسری بہن جو اُسکے تحت مین ہی اُسکا نکاح صحیح ہوگا تا آنکہ بعد اسلام کے دونون اسی نکاح پر برقرار رکھے جاوینگے یہ کفایہ مین ہی اور اگر ذمی نے اپنی جورو ذمیہ کو تین طلاق دیدین پھر اس عورت کے ساتھ ویسا ہی رہتا رہا جیسے قبل طلاق کے ہر طرح مقیم تھا حالانکہ اس عورت نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہین کیا کہ اُسکے حلالہ کے بعد اس ذمی نے اُس سے نکاح کر لیا ہو اور نہ اُس سے نکاح جدید کیا یا ذمی نے اپنی جورو کو خلع کر دیا پھر تجدید نکاح نہین کی ولیکن برابر اُسی طرح اُسکے ساتھ رہتا ہی جیسے خلع سے پہلے تھا تو ان دونون مین تفریق کر دی جائیگی اگرچہ قاضی کے پاس دونون مرافعہ نہ کرین - اور اگر ذمی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اُس سے نکاح جدید کر لیا مگر عورت مذکورہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر کے حلالہ نہین کیا ہی تو ان دونون مین تفریق نہین کیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر ذمی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی

اگرچہ ذمی مسلمان ہو جاوے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ جب میں مسلمان تھی اور ذمی نے کہا کہ نہیں بلکہ تو اسوقت مجوسیہ تھی تو تفریق کے لیے عورت کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ تحریم کا دعوی کرتی ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی باہم بیاہے گئے اور دونوں ذمیوں میں سے ہیں پھر دونوں بالغ ہوئے پس اگر نکاح کر دینے والا انکا باپ ہو تو دونوں کو خیار نہ ہوگا اور اگر سوائے باپ و دادا کے کوئی اور ہو تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر جورو و مرد میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو دونوں جورو و مرد رہینگے ورنہ دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ کنز میں ہے اور اگر دوسرا خاموش رہا تو قاضی دوبارہ اسپر اسلام پیش کریگا یہاں تک کہ تین مرتبہ تک احتیاطاً پیش کریگا یہ ذخیرہ میں ہے اور دونوں میں جو کفر پر اڑ گیا چاہے وہ بالغ ہو اور چاہے تمیز دار نابالغ ہو بہرحال اُسکے انکار اسلام سے دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور یہ امام اعظم رحمہ و امام محمدؒ کا قول ہے اور اگر دونوں میں سے ایک نابالغ بے تمیز ہو تو اُسکے عاقل ہونے تک انتظار کیا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ پھر جب وہ تمیز دار عاقل ہو جائیگا تو اسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر مسلمان ہو گیا تو بہا ورنہ دونوں میں تفریق کر دی جائیگی اور اُسکے بالغ ہونے تک انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک مجنون ہو تو اُسکے ماں و باپ پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا تو بہا ورنہ دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ کافی میں ہے اور اگر شوہر مسلمان ہو گیا اور جورو نے انکار کیا تو دونوں میں تفریق ہوگی مگر یہ تفریق طلاق نہوگی اور اگر جورو مسلمان ہوئی اور شوہر کافر رہا تو دونوں میں تفریق امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک طلاق ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے پھر اگر بوجہ انکار کے دونوں میں تفریق واقع ہوئی پس اگر بعد دخول ہو جانے کے تفریق ہوئی تو عورت کو اُسکا پورا مہر ملیگا اور اگر قبل دخول کے ہو پس اگر بوجہ انکار شوہر کے ہوئی تو عورت کو نصف مہر ملیگا اور اگر بوجہ انکار جورو کے ہو تو جورو کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کتابیہ ذمیہ عورت کا شوہر مسلمان ہو گیا تو دونوں کا نکاح برقرار رہیگا یہ کنز میں ہے۔ اور اگر دار الحرب میں جورو و مرد میں سے ایک مسلمان ہوا اور یہ دونوں اہل کتاب نہیں ہیں یا ہیں اور عورت ہی مسلمان ہوئی ہے تو دونوں میں نکاح ٹوٹ جانا تین حیض گذرنے تک موقوف رہیگا خواہ عورت کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کافی میں ہے پھر اگر تین حیض گذرنے سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہیگا اور اگر دونوں حربی امان لے کر آتے ہوں تو دونوں میں جدائی دو طرح سے یا تو دوسرے پر اسلام پیش کرنے اور اُسکے انکار کرنے سے یا تین حیض گذر جانے سے ہوگی یہ عتابیہ میں ہے اور یہ حیض شمار عدت نہیں ہیں اسی واسطے عورت مدخولہ و غیر مدخولہ اسمیں یکساں ہے پھر اگر دونوں میں جدائی واقع ہوئی پس اگر مدخولہ نہو تو عورت پر عدت واجب نہوگی اور اگر بعد دخول کے جدائی ہوئی پس اگر عورت کافرہ حربیہ رہی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہو تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت کو بوجہ صغیرہ ہونے یا بوڑھی ہونے کے حیض نہ آتا ہو تو بدون تین مہینہ

گذرنے کے دونون مین انقطاع نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر عورت مسلمان ہوگئی حالانکہ اُسکا خاوند حربی
امان لیکر دار الاسلام مین آیا ہی تو بدون تین حیض گذرنے کے انقطاع نہوگا اسی طرح اگر اُسکا خاوند حربی امان
لیکر دار الاسلام مین آکر یہان ذمی ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی حتی کہ اگر عورت بھی دار الحرب سے نکلکر دار الاسلام مین
آئی اور ہنوز تین حیض نہین گذرے ہین تو اُسکے خاوند پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ مسلمان ہوگیا تو
دونون مین تفریق نکی جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر مسلمان ہوگیا پھر جورو دار الحرب سے نکلکر دار الاسلام
مین آئی اور ذمی ہوکر رہی تو جب تک تین حیض نہ گذرینگے تب تک انقطاع نہوگا پھر جب تین حیض گذرنے
پر دونون مین انقطاع ہوا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ جدائی بہ طلاق ہوگی چنانچہ سیر کبیر مین
مذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور تباین دارین یعنی ولایت کا جدا ہو جانا جیسے دار الاسلام و دار الحرب یہ موجب
فرقت ہی نہ قید ہونا چنانچہ اگر کوئی حربی دار الحرب سے نکلکر مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آگیا یا دار الاسلام مین ذمی
ہوکر رہا خواہ مرد ہو یا اُسکی جورو ہو تو دوسرے سے فرقت ہو جائیگی یہ تبیین مین ہی۔ ایک حربی امان لیکر دار الاسلام
مین آیا پھر اُسنے یہان ذمی ہونا اختیار کیا تو اُسکی جورو بائن ہو جائیگی اور اگر دونون مین سے کوئی قید ہو کر آیا
تو فرقت ثابت ہو جائیگی نہ اسوجہ سے کہ قید ہوگیا ہی بلکہ اسوجہ سے کہ تباین دارین ہوگیا اور اگر جورو و مرد دونو
قید ہوکر آئے تو نکاح مین جدائی نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا یا کوئی
مسلمان امان لیکر دار الحرب مین گیا تو اُسکی عورت اُس سے بائنہ نہ ہو جائیگی یہ کافی مین ہی اسی طرح جو لوگ
امام عادل سے باغی ہوگئے ہین اگر اُنکے یہان سے کوئی اہل عدل کے یہان آیا یا اہل عدل کے یہان سے
وہان گیا تو اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہ ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ دار الحرب مین ایک مسلمان نے کسی عورت کتابیہ
حربیہ سے نکاح کیا پھر فقط شوہر دار الحرب سے نکل آیا تو ہمارے نزدیک وہ عورت اس سے بائنہ ہو جائیگی
اور اگر شوہر سے پہلے یہ عورت نکلکر دار الاسلام مین آگئی تو بائنہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور جو عورت شوہر دار
کہ دار الحرب سے نکلکر دار الاسلام مین آگئی بایں طور کہ وہ مسلمان ہوگئی یا اُسنے ذمی ہو کر رہنا اختیار کیا تو بدون
عدت کے اُس سے نکاح کرنا جائز ہی اسی طرح اگر وہ دار الاسلام مین مسلمان ہوگئی یا یہان ذمیہ ہوگئی تو
بھی یہی حکم ہی اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ عدت واجب ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ایک
مرد حربی قید کیا گیا اور اُسکے تحت مین دو بہنین ہین یا چار ہین یا پانچ ہین اور یہ بھی سب اُسکے ساتھ
مقید ہوکر آئین تو امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہو جائیگا خواہ یہ نکاح ایک ہی عقد مین
سب سے کیا ہو یا عقود متفرقہ مین کیا ہو۔ اور اگر کسی کافر کی تحت مین دو بہنین ہون یا پانچ عورتین ہون
پھر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہوگئے پس اگر اُسنے عقود متفرقہ مین ان سب سے نکاح کیا ہو تو پہلی بہن کا
نکاح اور پہلی چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور باقی کا باطل ہوگا اور اگر ان سب سے ایک ہی عقد مین نکاح
کیا ہو پس اگر یہ سب لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ مین سے ہون تو ہمارے نزدیک بلا خلاف سب کا
نکاح باطل ہوگا لیکن اگر مرد کے مسلمان ہونے سے پہلے انمین سے ایک عورت مر گئی یا بائنہ ہوگئی ہو تو
باقی چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ سب لوگ حربی ہون تو بھی امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک

یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر مرد کے ساتھ اُسکی دو عورتین قید ہو کر آئین تو انھین دونون کا نکاح باطل نہوگا
اور جو باقی رہگئی ہین یعنے دار الحرب مین ہین اُنکا نکاح باطل ہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر حربی نے ایک
عورت و اُسکی مان سے نکاح کیا پھر مسلمان ہوگیا پس اگر دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہو تو دونون کا
نکاح باطل ہوگا اور اگر دونون سے متفرق نکاح کیا ہو تو پہلی کا نکاح جائز اور دوسری پچھلی کا نکاح باطل ہوگا
اور یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ دونون مین سے کسی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو
اور اگر اُس نے دونون سے دخول کرلیا ہو تو بہر حال دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور اگر
دونون مین سے ایک کے ساتھ دخول کیا پس اگر اُس عورت سے دخول کیا ہو جس سے پہلے نکاح کیا ہی پھر
دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کا نکاح جائز اور دوسری کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر بھی اجماع ہی
یہ بدائع مین ہی اور اگر اُس نے پہلی عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو بلکہ دوسری کے ساتھ دخول کیا ہو پس اگر
پہلی دختر اور دوسری مان ہو تو بالاتفاق دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اگر پہلی مان ہو اور دوسری دختر ہو
پس دوسری کے ساتھ دخول کیا تو بھی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون کا نکاح باطل
ہوگا ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر کے ساتھ نکاح کرلے اور اس عورت کی مان سے نکاح کرنا حلال نہین ہی
یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر جورو و مرد دونون مین سے ایک دین اسلام سے مرتد ہوگیا تو دونون
مین بغیر طلاق کے فرقت فے الحال واقع ہو جائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر
شوہر ہی مرتد ہوا ہی تو عورت کو پورا مہر ملیگا بشرطیکہ اُسکے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اگر دخول
واقع نہین ہوا ہی اور اگر عورت ہی مرتد ہوگئی ہی پس اگر دخول ہو چکا ہی تو اُسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہین
ہوا ہی تو اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا۔ اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہوگئے پھر دونون ایک ساتھ مسلمان ہوگئے تو استحسانًا
دونون اپنے نکاح پر باقی رہینگے اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہو کر پھر دونون مین سے ایک مسلمان
ہوگیا تو دونون مین فرقت واقع ہو جائیگی یہ کافی مین ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ اول کون مرتد ہوا ہی تو حکم
مین یہ قرار دیا جائیگا کہ گویا دونون ایک ساتھ مرتد ہوئے ہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے
شوہر کے جلانے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے حبالۂ نکاح سے باہر ہو جاوے یا بدین غرض کہ تجدید
نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر کلمۂ کفر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی پس وہ
مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کی جائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہی کہ اُسکا جدید نکاح بہت کم مقدار پر اگرچہ
ایک دینار ہو باندھ دے خواہ عورت اُس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار نہوگا کہ
اس شوہر کے سوائے دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ مین اسی حکم کو
لیتا ہون اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر مرد مسلمان ہوا اور
اُسکے تحت مین کتابیہ عورت ہی پھر مرد مذکور مرتد ہوگیا تو اُسکی جورو اُس سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اور بچہ اپنے مان و باپ مین سے اُسکا تابع قرار دیا جاتا ہی جو براہ دین دونون مین سے بہتر
ہو یہ کنز مین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ دار مختلف نہو مثلًا دونون دار الاسلام مین ہون یا دونون

دارالحرب مین ہون یا بچہ دارالاسلام مین ہو اور باپ دارالحرب مین مسلمان ہوگیا تو بچہ اپنے باپ کی تبعیت مین مسلمان ہوگا اسواسطے کہ باپ اگرچہ دارالحرب مین مسلمان ہوا ہو لیکن وہ حکماً دارالاسلام کے لوگون مین سے ہو اور اگر بچہ دارالحرب مین ہو اور باپ دارالاسلام مین مسلمان ہوگیا ہو تو بچہ اسکا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہوگا یہ تبیین مین ہو اور مجوسی دین والا کتابی کافر سے بدتر ہی یہ کنز مین ہو پس اگر مان و باپ مین سے ایک مجوسی اور دوسرا کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دی جائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہو کہ اس عورت سے نکاح کرے اور بچہ کا ذبیحہ حلال ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہو۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتھ دونون مجوسی ہوگئے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونون مین فرقت واقع ہوگی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہو اور اگر مسلمان کے تحت مین نصرانیہ عورت ہو اور دونون ساتھ ہی یہودی ہوگئے تو بالاتفاق دونون مین فرقت واقع ہو جائیگی اور مرد پر پورا مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ سبب فرقت کا خاصۃً مرد کی طرف سے پیدا ہوا ہو یہ سراج الوہاج مین ہو اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جسکے مان و باپ مسلمان ہین پھر دونون مرتد ہوگئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے بائنہ نہوگی اگرچہ دونون مان و باپ دارالحرب مین چلے جائین اور اگر دونون اس لڑکی کو بھی دارالحرب مین لیگئے تو بائنہ ہو جائیگی اور اگر دونون مین سے ایک جو ہے دارالاسلام مین مرتد ہوکر یا مسلمان ہونے کی حالت مین مرگیا پھر دوسرا مرتد ہوکر اس لڑکی کو لیکے دارالحرب مین چلا گیا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت مین ہو پس اسکا باپ مجوسی ہوگیا حالانکہ اسکی مان نصرانیہ ہونے کی حالت مین مرچکی ہو تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جسکو اُسکے باپ نے بیاہ دیا ہو اور اسکے مان و باپ دونون نصرانی ہین پھر اُسکے باپ و مان مین سے ایک مجوسی ہوگیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر مان و باپ دونون مجوسی ہوگئے اور یہ لڑکی ہنوز بر حال خود نابالغہ ہو تو اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اگرچہ دونون اُسکو دارالحرب مین نہ لیجاوین اور اُسکو مہر سے تھوڑا یا بہت کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر لڑکی بالغہ ہوگئی ہو ولیکن معتوہہ بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ جب معتوہہ بالغہ ہوئی تو برابر دین مین اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اسواسطے کہ معتوہہ کا ذاتی اسلام درحقیقت کچھ نہین ہوتا ہو پس اس اعتبار سے بمنزلہ صغیرہ کے ہو۔ ایک عورت بالغہ مسلمان تھی وہ معتوہہ ہوگئی اور اسکے مان و باپ مسلمان ہین پس اسکو اُسکے باپ نے معتوہہ ہونے کی حالت مین بیاہ دیا حتّٰی کہ نکاح جائز ہوا پھر اُسکے مان و باپ نعوذ باللہ تعالیٰ مرتد ہوگئے اور دارالحرب مین چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور صغیرہ اگر اسلام کو سمجھ گئی اور اسکو بیان کیا کہ اسلام یون ہو پھر وہ معتوہہ ہوگئی تو اسکا حکم بھی ایسی صورت مین اسی عورت مذکورہ بالا کے مثل ہو ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور یہ صغیرہ ہو اور اسکے مان و باپ نصرانی ہین پھر وہ بڑی ہی یعنی بالغہ ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہین سمجھتی اور نہ بیان کرسکتی ہو حالانکہ وہ معتوہہ نہین ہو تو درصورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ جب بالغہ ہوئی تو معتوہہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہین جانتی اور نہ بیان کرسکتی ہو تو درصورت واقعہ مذکورہ بالا کے وہ

اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی - اور قبل دخول کے بائنہ ہو جانے مین اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائنہ ہونے سے مہرمسمے ملیگا اور یہ واجب ہی کہ اللہ تعالے جل جلالہ کے نام پاک کو مع تمام اوصاف کے اُسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اُس سے کہا جاوے کہ آیا اللہ تعالی شانہ ایسا ہی ہی پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہی اور اگر مرتدہ نے کہا کہ مین سمجھتی ہون اور وصف کر سکتی ہون مگر نہین بیان کرتی ہون تو شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین اسکو بیان نہین کر سکتی ہون تو ایسی صورت مین اختلاف ہی اور اگر اسلام کو سمجھی مگر بیان نہ کیا تو بائنہ نہوگی اور اگر اُسنے مجوسیہ کا دین بیان کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک بائنہ ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رح نے اختلاف کیا ہی اور یہی مسئلہ ارتداد طفل کا ہی یہ کافی مین ہی - ایک مرد چند مرتبہ مرتد ہوا اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کر لی تو بنا بر قول امام اعظم رح کے اُسکی عورت اسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال نہوگی - اور جو عورت مرتد ہو گئی اسکے شوہر کو اختیار ہی کہ اِس عورت کے سواے چار عورتون سے نکاح کر لے بشرطیکہ عورت مذکورہ دار الحرب مین چلی گئی ہو - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اُسکے پاس سے سفر کر کے چلا گیا پھر اُسکو ایک مخبر نے خبر دی کہ وہ عورت مرتدہ ہو گئی اور یہ مخبر آزاد یا مملوک یا محدود القذف ہی مگر اُسکے نزدیک یہ ثقہ یعنی معتمد علیہ ہی تو اُسکو گنجائش ہی کہ اسکی تصدیق کر کے اس عورت کے سواے چار عورتون سے نکاح کر لے اور اسی طرح اگر مخبر مذکور اسکے نزدیک غیر ثقہ ہو ولیکن اُسکی راے غالب مین وہ سچا نظر آوے تو بھی اُسکے واسطے یہی حکم ہی اور اگر اُسکی راے غالب مین وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیادہ عورتون سے نکاح نہین کر سکتا ہی - اور اگر کسی عورت کو خبر دی گئی کہ تیرا شوہر مرتد ہو گیا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ بعد انقضاے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور یہ روایت استحسان ہی اور بنا بر روایت سیر کے دوسرے سے نکاح نہین کر سکتی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ روایت استحسان زیادہ صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر ایسا مرد جو نشہ مین ہی اور اُسکی عقل جاتی رہی ہی مرتد ہو گیا تو استحساناً اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی

گیارھوان باب قسم کے بیان مین

- قال المترجم قسم سے مراد باری ہی جبکہ کئی عورتین ہون تو انہین باری مقرر کرے اور یہ امر کہ کن کن باتون مین کسطرح واجب ہی یہ کتاب مین خود فرمایا ہی کہ شوہرون پر واجبات مین سے ہی کہ اپنی جورؤن کے درمیان تعدیل یعنی تسویہ ایسی باتون مین کرین جنکے وہ مالک ہین اور مصاحبت و موانست کے واسطے شب باشی مین برابری رکھین اور جو باتین انکے اختیار مین نہین ہین انمین تعدیل و تسویہ انپر واجب نہین ہی اور وہ محبت دلی ہی اور جماع ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اِس حکم مین غلام مثل آزاد کے ہی یہ خلاصہ مین ہی پس اپنی سب عورتون کے درمیان امور مذکورہ مین مساوات رکھے خواہ قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو خواہ صحیحہ ہو یا مریضہ ورتقا ہو یا ایسی مجنونہ ہو جسکی ذات سے خوف نہو خواہ حائضہ ہو یا نفاس مین ہو یا حاملہ ہو خواہ ایسی صغیرہ ہو جس سے وطی کرنا ممکن ہی یا احرام باندھے ہوے ہو یا ایسی ہو کہ اُس سے ایلا کیا ہی یا ظہار کیا ہی یہ تبیین مین ہی اور اسی طرح عورت مسلمہ و کتابیہ کے درمیان بھی باری واجب ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور شوہر صحیح و مریض و مجبوب و خصی و عنین و بالغ و مراہق و مسلمان و ذمی اس باری مین برابر ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایک عورت

مسلمان یا کتابیہ ہو اور دوسری باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو آزادہ کے واسطے دو دن دو رات مقرر کرے اور باندی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر وہ باندی کے پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کردی گئی تو آزادہ جورو کے نزدیک بھی ایک ہی روز رہیگا اور اسی طرح اگر وہ حرّہ کے پاس رہا پھر باندی آزاد کی گئی تو آزاد شدہ کے پاس چلا جاوے اسواسطے کہ مقتضی تاخیر زائل ہوگیا یہ تبیین مین ہے۔ اور جو باندیان اُسکے تحت مین اُسکی ملک مین ہون اُنمین کوئی تقسیم و باری نہین ہے یہ بدائع مین ہے اور باری کا مدار وعادت رات ہے اور کسی عورت سے سواے اُسکے باری کے روز کے جماع نہ کرے اور جسکی باری نہین ہے اُسکے پاس اُس رات مین نہ جاوے ولیکن دن مین کسی ضرورت سے اُسکے پاس جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ہان اگر بغیر باری والی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات مین بھی اُسکے پاس عیادت کے واسطے جانا جائز ہے اور اگر اُسکا مرض سخت ہوگیا تو مضائقہ نہین ہے کہ اُسی کے پاس رہے یہانتک کہ وہ اچھی ہو جاوے یا مر جاوے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور ٹھہرنے کے مقدار کا اختیار شوہر کو ہے اسواسطے کہ واجبی استحقاق فقط تعدیل و تسویہ کا ہے نہ اُسکے طریقہ کا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویہ رکھے پھر اُسنے خیانت کی اور ایسا نہ کیا پس جورو اُسکو قاضی کے پاس لیگئی تو قاضی اُسکے واسطے کوئی سزا تجویز کریگا اسواسطے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے پھر اُسکو حکم کریگا کہ آئندہ تعدیل و تسویہ مرعی رکھے اور جو زمانہ گذر گیا وہ رایگان گیا اُسکی بابت اس جورو کو یہ مطالبہ نہین پہونچتا ہے کہ اتنے دن اُسکے پاس رہ کر پچھلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک جورو کی اجازت سے دوسری جورو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہے مگر اجازت دینے والی جورو کو اختیار ہے کہ اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہین ہوتی ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی جورو نے اپنی باری اپنی سوت کو ہبہ کردی تو جائز ہے ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کرلے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کوئی جورو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوئی تو جائز ہے اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرلے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر دو عورتون سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان دونون مین سے ایک کے پاس زیادہ رہا کریگا یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے اوپر اُسکی اجرت مقرر کی کہ اُسکی باری بڑھاوے یا اپنے مہر مین سے کم کردیا بدین غرض کہ اُسکی باری بڑھاوے تو شرط اور معاوضہ دونون باطل ہین اور عورت مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کرلے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر شوہر نے دونون مین سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسری کو دیدے یا خود عورت نے سوت کو مال دیا کہ وہ اپنی باری مجھکو دیدے تو جائز نہین ہے اور مال واپس کرلیا جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص کی ایک جورو ہے اور یہ شخص رات کو عبادت شب مین مشغول رہتا ہے اور دن مین روزہ رکھتا ہے یا لونڈیون مین مشغول رہتا ہے یعنی بیوی کا یہ حق ادا نہین کرتا ہے پس اُسکی جورو نے قاضی سے فریاد کی تو قاضی اُسکو حکم کریگا کہ چند روز اُسکے ساتھ رہا کرے اور احیاناً اُسکے واسطے روزہ افطار کرے اور امام ابو حنیفہؒ پہلے یہ فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات و دن و مرد کے واسطے تین رات دن ہین پھر اُس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائیگا کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی صحبت مین اُسکو مانوس کرے اور یہی مقصود ہے

اسکے واسطے کچھ دن و وقت کی قید نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر کسی کے پاس دو جورو ہون اور نیز کئی ام ولد اور کئی باندیان ہین تو ہر جورو کے پاس ایک رات و دن رہے اور دو رات و دو دن باندیون مین سے جسکے پاس چاہے رہے۔ اور اگر اسکے پاس چار جورو ہون تو ہر ایک کے پاس ایک رات و ایک دن رہے اور باندیون کے پاس نرہے الا اسقدر کہ جیسے مسافر راہ چلتا ٹھہرتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اسکو اختیار ہے کہ سفر مین بعض عورتون کو لیجاوے اور بعض کو نہ لیجاوے اور جسکو چاہے لیجاوے ولیکن اولی یہ ہے کہ اُنکے دل خوش کرنے کے واسطے قرعہ ڈالے جسکے نام نکلے اسکو لیجاوے اور جب سفر سے واپس آوے تو جسکو سفر مین لے گیا ہے اتنے دنون کی کمی پوری کرنے کے واسطے دوسری کو اختیار نہین ہے کہ درخواست کرے کہ اتنے دن اسکے ساتھ بھی پورے کردے۔ اور اگر ایک جورو ہو اور اُسنے چاہا کہ اسکے اوپر دوسری جورو سے نکاح کرے اور اسکو خوف ہوا کہ مجھسے ان دونون مین عدل نہو گی تو اسکو دوسری سے نکاح کرنے کی گنجائش نہین ہے اور اگر اسکا یہ خوف نہو تو دوسری عورت سے نکاح کرنے کی گنجائش ہے ولیکن اس سے باز رہنا اولی ہے اور عورت کو غم دینے کی بابت چھوڑ دینے سے مرد کو ثواب ملیگا یہ سراجیہ مین ہے اور مستحب ہے کہ اپنی تمام عورتون کے درمیان تمام استمتاعات مین مساوات رکھے چنانچہ وطی کرنا و بوسہ لینا وغیرہ سب کے ساتھ مساوی ہو اور اسی طرح باندیون و امہات اولاد مین بھی ولیکن یہ واجب نہین ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ متصلات باب ہذا چند مسائل ہین۔ اپنی دو یا زیادہ عورتون جو باہم سوتین ہین ایک مکان مین سب کی سکونت بدون انکی رضامندی کے نرکھے اسواسطے کہ انکا آپس کا جلاپا برابر اسکے ساتھ ہو جائیگا اور اگر سوتون کی رضامندی سے انکو ایک مسکن مین رکھا تو یہ مکروہ ہے کہ ایک کے سامنے دوسری سے وطی کرے حتی کہ اگر ایک سے وطی کرنے کی خواہش کی تو اسپر قبول کرنا واجب نہین ہے چنانچہ اگر وہ انکار کرے تو نافرمان نہو گی اور ان مسائل مین کچھ اختلاف نہین ہے اور مرد کو اختیار ہے کہ عورت پر غسل جنابت و حیض و نفاس کے واسطے جبر کرے لیکن اگر عورت ذمیہ ہو یعنی کتابیہ ہو تو ایسا نہین کرسکتا ہے اور شوہر کو اختیار ہو گا کہ عورت پر تطییب و استحداد کے واسطے جبر کرے یہ بحر الرائق مین ہے اور شوہر کو اختیار ہے کہ عورت کو ایسی چیز کھانے سے منع کرے جسکی بدبو سے اسکو ایذا پہونچتی ہو اور مہندی اور بیہودگی سے منع کرسکتا ہے اور علی ہذا شوہر کو اختیار ہے کہ ایسی چیز کے ساتھ زینت کرنے سے منع کرے جسکی بو سے اسکو اذیت ہوتی ہو جیسے مثلاً سبز مہندی لگانے وغیرہ سے اور شوہر کو اختیار ہے کہ جورو کو زینت چھوڑ دینے پر سزا دے اور مارے جبکہ وہ زینت چاہتا ہو اور نیز اگر اسنے وطی کے واسطے بلایا اور عورت نے انکار کیا تو مار سکتا ہے درحالیکہ عورت حیض و نفاس سے پاک ہو اور نیز نماز و شرط نماز کے واسطے بھی درصورت ترک کے سزا دے سکتا ہے یہ فتح القدیر مین ہے ایک شخص کی جورو ہے کہ نماز نہین پڑھتی ہے تو اسکو اختیار ہے کہ عورت مذکورہ کو طلاق دیدے اگرچہ بالفعل اسکے مہر ادا کرنے پر قادر نہو اور اگر عورت نے بدون اجازت شوہر کے مجلس وعظ مین باہر جانا چاہا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے اور اگر عورت پر کوئی واقعہ پیش آیا کہ اسمین حکم شرع دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور خود شوہر اسکا عالم ہے یا عالم نہین ہے مگر وہ عالم سے دریافت کرسکتا ہے تو عورت مذکورہ باہر نہین جاسکتی ہے

ورنہ عورت کو نکلکر دریافت کر لینے کا اختیار ہی- اور اگر عورت کا باپ لنجا ہو اور کوئی آدمی ایسا نہو جو اُسکی تیمار داری کرے اور اس عورت کا شوہر اُسکو اُسکے پاس جانے سے منع کرتا ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ اپنے شوہر کے حکم کو نمانے اور جاکر اپنے باپ کی خدمت کرے خواہ اُسکا باپ مسلمان ہو یا کافر ہو- ایک مرد کی ماں جوان ہی کہ وہ شادی کی دعوت اور لوگون کی مصیبت و غمی مین جاتی ہی اور اس عورت کا شوہر نہین ہی تو اُسکا بیٹا اُسکو منع نہین کرسکتا ہی تاوقتیکہ اُسکے نزدیک یہ امر متحقق نہو کہ عورت مذکورہ بنظر فساد جایا کرتی ہی یعنی بدکاری کا یقین ہو اور جب اُسکو یہ متحقق ہوا تو قاضی کے پاس مرافعہ کرے پھر جب قاضی اُسکو اجازت دیدے کہ تو منع کر تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنی ماں کو منع کرے کیونکہ وہ منع کرنے مین قاضی کا قائم مقام ہی یہ کافی مین ہی- ایک شخص نے کوفہ مین چار عورتون سے نکاح کیا پھر اُن چارمین سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر مکہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر چارون مین سے ایک غیر معین کو طلاق دیدی پھر طائف مین ایک عورت سے نکاح کیا پھر مرگیا ولیکن اُس نے انمین سے کسی عورت سے دخول نہین کیا تھا تو طائف والی عورت کو پورا مہر ملیگا اور مکہ والی عورت کو آٹھ حصون مین سے سات حصہ مہر کے ملینگے اور کوفہ والیون کو تین مہر کامل اور آٹھوان حصہ ایک مہر کا ملیگا جو ان سب مین مساوی تقسیم ہوگا- ایک شخص نے ایک عقد مین ایک عورت سے نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پس یہ تین فریق ہوئے اور یہ معلوم نہین کہ انمین سے کون فریق مقدم ہی پس جس سے تنہا نکاح کیا ہی اُسکا نکاح بالیقین صحیح ہی- اور باقی فریق مین شوہر کا قول لیا جائیگا کہ کون انمین سے اول ہی اور اُن دونون فریق مین سے جو فریق مرا اور شوہر زندہ ہی اور شوہر نے کہا کہ یہی فریق ان دونون مین سے پہلا ہی تو اس فریق کی عورتون کا جو مرگئی ہین شوہر وارث ہوگا اور اُنکے مہر ادا کریگا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان تفریق کی جائیگی اور اگر شوہر نے ان سب عورتون سے دخول کرلیا ہو پھر اپنی صحت مین یا موت کے وقت کہا کہ ان دونون فریق مین سے یہ فریق پہلا ہی تو یہی پہلا فریق ہوگا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان جدائی کی جائیگی ولیکن دوسرے فریق کی ہر عورت کے واسطے اُسکے مہر مسمے اور مہر مثل دونون مین سے کم مقدار شوہر کے ذمہ واجب ہوگی- اور اگر شوہر نے ہر دو فریق مذکورہ کی نسبت کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ انمین سے اول کون ہی تو وہ ان دونون فریق سے روکا جائیگا مگر فریق اول یعنی وہ عورت جس سے تنہا نکاح کیا ہی اُس سے نہین روکا جائیگا پھر اگر شوہر مذکور بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو اس عورت کو اُسکا پورا مہر مسمے ملیگا اور تین عورتون والے فریق کو ڈیڑھ ملیگا جو اُنکے درمیان مساوی مشترک ہوگا اور دو عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا جو اُنکے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی- ایک عورت اور اُسکی دو بیٹیون سے متفرق تین عقدون مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول کس سے نکاح کیا ہی پھر شوہر قبل وطی اور بیان کے مرگیا تو ان سب کو ایک مہر کامل ملیگا اور جو میراث عورت کے واسطے مقرر ہی وہ پوری ایک ملیگی اور یہ بالاتفاق ہی پھر کیفیت تقسیم مین اختلاف ہی چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مہر و میراث ہر ایک مین سے ماں کو نصف ملیگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ ان تینون مین تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور اگر ماں سے ایک عقد مین اور ہر دو دختر سے ایک عقد مین نکاح کیا تو بالاتفاق سب ماں کو

ملیگا اور اگر ایک عورت و اسکی دختر سے یا ایک عورت و اسکی مان و اسکی خالہ سے نکاح کیا ہو تو مہر و میراث بالاتفاق ان سب مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر تین عورتون سے ایک عقد مین اور ایک عورت سے ایک عقد مین اور ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ کون مقدم ہی تو تین عورتون کو ڈیڑھ مہر باہم مساوی مشترک اور مہر دو تنہا کو ڈیڑھ مہر دونون مین مساوی مشترک ملیگا۔ اور اگر ایک عورت سے ایک عقد مین اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین اور چار عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر شوہر مر گیا اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ انمین سے کون مقدم ہی تو ان سب کو ساڑھے تین مہر ملینگے جنمین سے نصف مین سے تین چوتھائی چار عورتون کو اور ایک چوتھائی تین عورتون کو ملیگا اور پھر ایک مہر مین سے چار عورتون کو دو چھٹے اور چھٹے حصہ کا نصف اور تین عورتون کو بھی دو چھٹے حصہ اور چھٹے حصہ کا نصف اور دو عورتون کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی دو مہر مین ان تینون فریق کی منازعت یکسان ہی پس وہ ان تینون فریق مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہونگے کہ ہر فریق کو دو تہائی ایک مہر کی ملیگی ولیکن جسقدر چار عورتون کے حصہ مین پڑیگا وہ انمین برابر تقسیم ہوگا اور جو عورت تنہا نکاح کی گئی ہی وہ انکی مزاحم ہوگی ہان تین عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا ہی اُسکے آٹھوان حصہ انمین سے لیگی اور باقی ان تینون مین مساوی تقسیم ہوگا اور دو عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا ہی اُسمین سے چھٹا حصہ لیگی اور باقی ان دونون مین مساوی تقسیم ہوگا اور یہ تقسیم بنابر قول امام ابو یوسفؒ کے ہی اور بنابر قول امام محمدؒ کے چار عورتون والے فریق کو ایک مہر کامل و تہائی مہر ملیگا اور تین عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا اور دو عورتون والے فریق کو دو تہائی مہر ملیگا اور تنہا عورت کو نصف مہر ملیگا قال المترجم عفا اللہ عنہ بنابر قول امام ابو یوسفؒ کے توضیح ہر قول کی بیان کرنی بہت طوالت چاہتی ہی اور گونہ بے محل بھی ہی ہان یہ ضروری ہی کہ اس پیچیدہ تقسیم کا جسمین اغلاق زائد ہی الخلال کیئے دیتا ہون چنانچہ مین کہتا ہون ہر ایک مہر کے ۷۲ حصے کیئے جاوین از انجملہ نصف مہر کا تین چوتھائی چار عورتون کو ۲۷ اور چہارم تین عورتون کو ۹ اور مہر کامل مین سے چار کو دو چھٹے حصے و نصف چھٹا حصہ یعنی ۳۰ اور اسیقدر تین عورتون کو ۳۰ اور چھٹا حصہ دو عورتون کو ۱۲ دیئے جاوین اور باقی دو مہر مین دو تہائی چار عورتون کو ۴۸ بلا منازعت اور تین عورتون کی دو تہائی مین سے آٹھوان حصہ تنہا ایک کو نکل گیا لہذا تین عورتون کو ۴۲ اور ایک تنہا کو ۶ اور دو عورتون کی دو تہائی مین سے چھٹا حصہ ایک تنہا کو نکل گیا لہذا دو عورتون کو ۴۰ اور تنہا کو ۸ ملینگے موافق توضیح نقشہ ذیل کے

تفصیل مہر بسہام	عقد ایک عورت سے	عقد دو عورتون سے	عقد تین عورتون سے	عقد چار عورتون سے	کیفیت
از تقسیم نصف مہر از جملہ ساڑھے تین مہر	+	+	سہام ۹	سہام ۲۷	[illegible]
تقسیم ایک مہر کامل	+	۱۲	۳۰	۳۰	
از تقسیم دو مہر	از فریق دوم ۸ از فریق سوم ۶	۴۰	۴۲	۴۸	

اور اگر چار عورتون سے ایک عقد مین اور تین سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر غیر معین ایک عورت کو اپنی منکوحات مین سے طلاق دی پھر قبل بیان کے مر گیا تو ان سب کو تین مہر ملینگے ہکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی

پہلے یہ بیان ہو نے نہ پایا کہ مطلقہ عورت کس فریق کی مراد ہی ۱۲

کتاب الرضاع

قال المترجم سمجھنے کے واسطے چند باتون کا پہلے بیان کرنا بہتر ہی رضاعت دودھ دینے کو کہتے ہین اور بچہ کو اسکی مان کے سواے اگر کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مرضعہ ہی اور بچہ رضیع ہی اور یہ فعل بطور حاصل مصدر رضاعت ہی اور یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی مان ہی کہ اسکے ساتھ نکاح کرنا قطعاً حرام ہی جیسے اپنی مان سے جسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہی اور رضاعت سے حرمت اسی طرح ہو جاتی ہی جیسے نسب سے ہوتی ہی اگر بشرائط پائی جاوے قال فی الکتاب۔ رضاعت اگر مدت رضاعت مین پائی جاوے تو خواہ قلیل رضاعت ہو یا کثیر ہو اُس سے تحریم متعلق ہو جاتی ہی یہ ہدایہ مین ہی اور قلیل رضاعت کی تفسیر اسطرح بیان کی گئی ہی کہ اسقدر ہو کہ اُس سے یہ معلوم ہووے کہ دودھ حلق سے نیچے پیٹ مین پہونچا ہی اور رضاعت کی مدت امام اعظمؒ کے قول مین تیس (۳۰) مہینہ ہین یعنے بچہ ڈھائی برس تمام ہونے تک جسکا دودھ پیے وہ اسکی مرضعہ مان ہی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ رضاعت کی مدت دو برس ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی قال المترجم پس اگر اس مدت مذکورہ سے زائد سن کا بچہ ہو گیا اور اُسنے کسی کا دودھ پیا تو وہ ان احکام کے ثبوت کے واسطے کافی نہین ہی جو کتاب مین مذکور ہین اور جو بعض احادیث مین اس سے زیادہ بلکہ جوان عمر کے واسطے رضاعت ثابت فرمائی گئی تھی وہ خصوصیات مین داخل ہی و نیز تاویلات و مباحث جو اس سے متعلق ہین اپنے مقام پر مشرح ہین یہ مقام بیان نہین ہی اسی پر اکتفا کرنا چاہیے اور جو کتاب مین مذکور ہی شاً چاہیے کہ اگر رضیع مدت رضاعت کے اندر دودھ سے چھوڑا دیا گیا پھر مدت رضاعت باقی تھی کہ اسکو کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ رضاعت ہی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر دو برس کے اندر ایسا ہوا ہی تو بالاتفاق رضاعت ہوگی اور اگر دو برس کے بعد ڈھائی برس کے اندر ایسا ہوا ہی تو فقط امام اعظمؒ کے قول پر متحقق ہوگی اور یہ اسوجہ سے ہی کہ مدت رضاعت مین پائی گئی ہی اور یہی ظاہر المذہب ہی یہ محیط مین ہی اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جب مدت رضاعت گذر جاے تو پھر دودھ پلانے سے تحریم نہین ثابت ہوتی ہی۔ یہ ہدایہ مین ہی۔ بیان مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوا کہ رضاعت ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت کی مقدار مین امام اور صاحبین مین اختلاف ہی ولیکن اس امر پر اجماع و اتفاق ہی کہ رضاعت کی اجرت کا استحقاق ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت دو ہی برس ہین چنانچہ اگر شوہر کی طرف سے اسکی جورو پر جس سے بچہ پیدا ہوا ہی طلاق ہوئی مگر اس مطلقہ نے بچہ کو اجرت پر دودھ پلایا پھر مطلقہ مذکورہ نے دو برس کے بعد کی رضاعت کی اجرت کا مطالبہ کیا اور بچہ کے باپ نے دینے سے انکار کیا تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور دو برس تک کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس طرح حرمت رضاعت مان یعنے دودھ پلائی کی جانب ثابت ہوتی ہی اسی طرح اُسکے

خاوند یعنے جسکی وطی سے اُسکا دودھ ہی اُسکی جانب بھی ثابت ہوتی ہی اور وہ اس رضیع کا باپ ہوجاتا ہی
اور تمام احکام ثابت ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی پس رضیع پر خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اُسکی رضاعی مان و
باپ اور ان مان و باپ کے اصول و فروع نسبی و رضاعی دونون طرح کے سب حرام ہوجاتے ہین
حتی کہ اگر مرضعہ اس مرد سے جسکی وطی کا دودھ ہی کوئی بچہ جنی ہی خواہ دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد یا اسکے
سوائے اسطرح دوسرے شوہر سے بچہ جنی یا کسی دوسرے رضیع کو دودھ پلایا ہی یا اس مرد کی اولاد اس
مرضعہ سے یا اسکے سوائے دوسری عورت سے قبل اس دودھ پلانے کے یا بعد دودھ پلانے کے پیدا ہوئی
یا کسی عورت نے جسکا دودھ اسکی وطی سے ہی کسی رضیع کو دودھ پلایا تو یہ سب اس رضیع مذکورہ بالا کی بہنین
و بھائی ہونگے اور انکی اولاد اس رضیع کے بھائی و بہنون کی اولاد ہوگی اور اس مرد کا بھائی اس رضیع کا چچا
اور بہن اُسکی پھوپھی ہوگی اور مرضعہ کا بھائی اسکا ماموں اور بہن اسکی خالہ ہوگی اور ایسے ہی دادا و دادی
و نانا و نانی وغیرہ مین سمجھنا چاہیے قال المترجم تمثیل عمرو کے بیٹے زید نے دو برس یا ڈھائی برس کے اندر
ہندہ کا دودھ پیا اور ہندہ کا دودھ خالد نامی ایک مرد کی وطی سے ہی تو ہندہ اس زید کی مرضعہ مان و خالد
اسکا باپ ہوا پھر اس دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہندہ کی کلو لڑکا از نطفہ خالد و کریمہ لڑکی از نطفہ
خالد و بدھو لڑکا و جمیلہ لڑکی از نطفہ شاہد نامے ایک مرد سے ہی اور دودھ پلانے کے بعد کی اولاد اس خالد کے
نطفہ سے ایک لڑکا و لڑکی اور نیز خالد کے سوائے بعد طلاق یا موت کے دوسرے شوہر کے نطفہ سے دو لڑکی اور
ایک لڑکا ہی۔ اور نیز خالد کا ایک لڑکا و دو لڑکیاں اس ہندہ کے سوائے دوسری جورو کے پیٹ سے ہین اور
یہ اولاد اس ہندہ کی زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی ہی اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا دودھ پلانے کے بعد کا
کسی عورت کے پیٹ سے ہی اور نیز ہندہ مذکورہ نے شعیب نام ایک رضیع کو یا سلمی نام ایک رضیعہ کو دودھ
پلایا ہی یا خالد کی دوسری جورو نے جسکا دودھ خالد کی وطی سے ہی کسی رضیع یا رضیعہ کو دودھ پلایا ہی خواہ
ہندہ کے زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد تو ہندہ کی سب اولاد خواہ خالد کے نطفہ سے ہو یا غیر کے نطفہ
سے ہو خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی پیدا ہو یا بعد کی پیدائش ہو اور نیز ہندہ کے سب دودھ پلائے
بچے خواہ پہلے کے ہون یا پیچھے اُنکو دودھ پلایا ہو یہ سب زید کے بھائی بہن ہین اور ہندہ کی بہن زید کی خالہ و بھائی
ماموں ہی اور اسیطرح خالد کی سب اولاد خواہ ہندہ کے پیٹ سے ہو یا دوسری جورو کے پیٹ سے ہو خواہ زید کو
ہندہ کے دودھ پلانے سے پہلے کی ہی یا بعد کی ہو اور سب رضاعی اولاد خواہ ہندہ کی رضیع ہون یا کسی دوسری
جورو کے جسکا دودھ خالد کا ہی رضیع ہون سب زید کے بھائی و بہن ہونگے علی ہذا القیاس فاحفظ۔ اور
رضاعت سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہی چنانچہ رضاعی باپ کی جو جورو ہو گی وہ اس رضیع پر حرام ہوگی
اور رضیع کی جورو اُسکے رضاعی باپ پر حرام ہوگی اور علی ہذا القیاس یہی حکم مثل نسب کے سب جگہ ہی سوائے دو
مسئلون کے کہ اُنمین یہ قیاس نہین ہی کذا فی التہذیب چنانچہ اول دو مسئلون مین سے ایک یہ ہی کہ مرد کو یہ روا نہین ہی کہ
اپنے نسبی پسر کی بہن سے نکاح کرے اسواسطے کہ پسر کی بہن اگر خود اُسکے نطفہ سے ہوگی تو وہ اُسکی دختر ہوئی
اور اگر اُسکے نطفہ سے نہوگی تو ربیبہ ہوگی ہر حال نا جائز ہوگی اور رضاعت کی صورت مین یہ جائز ہی کیونکہ یہ بات

رضاعت مین نہین پائی جائیگی پس جائز ہوگی حتی کہ اگر نسب مین بھی ان دونون باتون مین سے کوئی بات نہ پائی جاوے
مثلاً ایک باندی دو اجنبی شریکون مین مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون شریکون نے ایک ساتھ اُسکے نسب کا
دعوی کیا اور نسب دونون سے ثابت ہوگیا اور ان دونون سے ہر ایک کی ایک دختر کسی دوسری عورت سے
ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ اپنے شریک کی دختر سے نکاح کرلے اگرچہ یہ بات پائی گئی کہ اپنے
نسبی پسر کی بہن سے نکاح کیا- اور دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ مرد کو اپنے نسبی بھائی کی مان سے نکاح کرنا نہین جائز ہو
اور رضاعت مین ہوسکتا ہو اسواسطے کہ نسب کی صورت مین اگر دونون مان کی طرف سے بھائی بھائی ہوئے
تو بھائی کی مان اُسکی مان ہوگی اور اگر دونون باپ کی طرف سے بھائی ہوئے تو بھائی کی مان اسکے باپ کی جورو
ہوئی بہرحال ناجائز ہوگی اور یہ معنی رضاعت مین معدوم ہین یہ محیط مین ہو اور رضاعی بھائی کی بہن حلال ہو جیسے
نسبی کی حلال ہو چنانچہ اگر باپ کی طرف والے بھائی کی مان کی طرف سے ایک بہن ہو پس یہ بہن اُسکے باپ
کی جانب سے بھائی کو حلال ہو کہ اس سے نکاح کرسکتا ہو یہ کافی مین ہو- اور رضاعی بھائی کی مان اور رضاعی چچا
کی مان سے اور رضاعی پھوپھی کی مان اور رضاعی ماموں وخالہ کی مان حلال ہو یہ شرح وقایہ مین ہو اور اسی طرح اپنی
رضاعی جدہ کی مان و فرزند رضاعی کی جدہ سے نکاح حلال مگر نسبی سے حلال نہین ہو یہ تبیین مین ہو- اسی طرح
اپنے رضاعی فرزند کی پھوپھی سے نکاح کرسکتا ہو اسی طرح پسر کی بہن کی مان سے اور فرزند کی بہن کی بیٹی سے
اور فرزند کی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہو یہ نہر الفائق مین ہو- اور اسی طرح عورت اپنے رضاعی بہن کے
باپ اور پسر کے بھائی اور حفدہ کے باپ و فرزند کے جد و ماموں سے نکاح کرسکتی ہو اور نسب کی صورت مین یہ سب
جائز نہین ہو یہ تبیین مین ہو اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور اُسکے دودھ ہو پھر اُسنے عدت گذر جانے
کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے نے اُس سے وطی کی پس اگر دوسرے سے اُسکے بچہ پیدا ہوا
تو بالاجماع اُسکا دودھ دوسرے شوہر کا ہوگا اور شوہر اول سے منقطع ہوجائیگا اور اگر وہ دوسرے سے حاملہ نہوئی
تو بالاجماع یہ دودھ اول کا ہوگا اور اگر دوسرے سے حاملہ ہوئی مگر بچہ نہین جنی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ جب تک
دوسرے سے بچہ جنے تب تک دودھ اول کا ہوگا یہ محیط مین ہو- ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس
نکاح سے کبھی اس مرد سے وہ بچہ نہین جنی مگر اس عورت کے دودھ اُترا پس اُسنے یہ دودھ کسی بچہ کو پلایا تو یہ رضاعت
اس عورت ہی کی جانب سے ہوگی اس مرد کی جانب سے نہوگی حتے کہ اس رضیع پر اس مرد کی اولاد جو دوسری
عورت سے ہو گی وہ حرام نہوگی- ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور عورت نے اس
دودھ سے کسی دختر صغیرہ کو پلایا تو اس زانی و اُسکے باپ و دادا و اولاد مین سے کسی کو جائز نہین ہو کہ اس دختر رضیعہ
سے نکاح کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اس زانی کے چچا و ماموں کو اس رضیعہ صغیرہ سے نکاح کرنا
جائز ہو جیسے اگر زنا سے متولد بچہ ہو تو اُسکا یہی حکم ہو یہ تبیین مین ہو- اور اگر کسی عورت سے بشبہہ وطی کی اور
وہ حاملہ ہوگئی پس اُسنے اسی دودھ سے کسی بچہ کو پلایا تو یہ بچہ اس زانی کا رضاعی پسر ہوجائیگا اور علی ہذا جہان
وطی ایسی ہو کہ اسمین وطی کنندہ سے نسب ثابت ہوتا ہو تو رضاعت بھی ثابت ہوگی اور جہان وطی کرنے والے سے
نسب نہین ثابت ہوتا ہو وہان زانی کی طرف رضاعت بھی ثابت نہوگی بلکہ فقط زانیہ یعنے دودھ پلانے والی

کی طرف رضاعت ثابت ہو گی یہ مضمرات مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت ایک بچہ
جنی اور اُسنے اُس بچہ کو دودھ پلایا پھر اُسکا دودھ سوکھ گیا پھر اسکے بعد دودھ اُتر آیا اور اُس نے ایک لڑکے کو
دودھ پلایا تو اس رضیع لڑکے کو جائز ہی کہ اس مرد کی اولاد سے جو اُس عورت مرضعہ کے سوائے دوسری عورت
کے پیٹ سے ہو نکاح کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک باکرہ عورت کے جسکا ہنوز نکاح نہین ہوا ہی دودھ اُترا
اور اُسنے ایک بچہ کو دودھ پلایا تو اُس بچہ کی ماں ہو جائیگی اور ان دونون مین تمام احکام رضاعت کے ثابت
ہونگے حتی کہ اگر اس باکرہ نے کسی مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو مرد
مذکور کو جائز ہو گا کہ اُس باکرہ کی رضیعہ دختر مذکورہ سے نکاح کرے اور اگر بعد دخول کے طلاق دی ہو تو اس
رضیعہ سے نکاح نہین کر سکتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کوئی دختر نو برس یا زیادہ سن کی نہوئی ہو اور
اُسکے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے تحریم متحقق نہو گی اور رضاعت سے تحریم جب ہی ہو جاتی ہی کہ
جب نو برس یا زیادہ سن کی عورت نے دودھ پلایا ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اسی طرح اگر باکرہ کے زرد پانی اُترا تو اُسکے
پلانے سے تحریم متعلق نہین ہوتی ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور عورت نے اگر اپنی چھاتی بچہ کے منھ مین دیدی اور اسکو دودھ
چوسنا معلوم نہین تو قضاءً شک کے ساتھ حرمت ثابت نہو گی اور احتیاطاً ثابت ہو گی اور اگر بچہ کے منھ مین چھاتی سے
زرد رنگ کی رقیق چیز ٹپک گئی تو حرمت رضاع ثابت ہو گی اسواسطے کہ یہ بگڑے ہوئے رنگ کا دودھ ہی یہ
خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کسی مرد کے دودھ اُترا اور اُس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت
نہین ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر خنثی کے دودھ اُترا اور اُس نے کسی بچہ کو پلایا پس اگر معلوم ہو کہ یہ عورت
ہی تو تحریم متعلق ہو گی اور اگر معلوم ہو کہ مرد ہی تو تحریم متعلق نہو گی اور اگر مشکل ہو یعنے مرد یا عورت کسی طرف علم نہ ہو
پس اگر عورتون نے کہا کہ دودھ اس کثرت سے فقط عورتون ہی کے ہوتا ہی تو احتیاطاً تحریم متعلق ہو گی اور اگر عورتون
نے یہ نہ کہا تو تحریم متعلق نہو گی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور زندہ عورت و مردہ عورت کا دودھ حرمت رضاعت ثابت
ہونے کے واسطے یکسان ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی چوپایہ جانور کے دودھ سے دو بچون نے پیا تو اس
سے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور رضاعت خواہ دار الاسلام مین متحقق ہو یا
دار الحرب مین حکم یکسان ہی چنانچہ اگر دار الحرب مین دودھ پلایا پھر یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے یا دار الحرب سے
نکلکر رضیع و مرضعہ وغیرہ دار الاسلام مین چلے آئے تو انمین باہم احکام رضاعت کے ثابت ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی
اور رضاعت جیسے چھاتی سے دودھ چوس لینے سے ثابت ہوتی ہی اسی طرح صب و سعوط و وجور سے ثابت ہوتی ہی
یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور کان مین ٹپکانے اور حقنہ سے استعمال کرنے سے اور و براور سوراخ ذکر مین ٹپکانے
سے اور زخم آمّہ اور جائفہ مین ڈالے لینے و استعمال کرنے سے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہی اگرچہ پیٹ مین یا دماغ
مین پہونچ جاوے اور امام محمدؒ کے نزدیک حقنہ سے استعمال کرنے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہی کذا فی التہذیب
اور قول اول ظاہر الروایہ ہی یہ فتاوی قاضیخان مین - اور اگر دودھ کھانے مین ملگیا پس اگر اسکے بعد اس طعام کو آگ دی
گئی ہو کہ دودھ کو اثر آگ کا پہونچا اور طعام پختہ ہو گیا حتے کہ متغیر ہو گیا تو حرمت متعلق نہو گی خواہ دودھ غالب ہو
یعنی زیادہ ہو یا مغلوب ہو اور اگر اس طعام کو بطور مذکور آگ کا اثر نہ پہونچا پس اگر طعام غالب ہو تو بھی حرمت

متعلق نہو گی اور اگر دودھ غالب ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی وہی حکم ہے اسواسطے کہ جبکہ مائع جب جامد سے ملگئی تو اُسکے تابع ہوگئی پس وہ مشروب ہونے سے خارج ہوگئی یعنی اب پینے کی چیز نہ رہی حتی کہ اگر پینے کی چیز رہی چنانچہ مثلاً طعام قلیل ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب لقمہ اٹھاتے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہوں اور اگر لقمہ اٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہوں تو امام اعظمؒ کے نزدیک بھی حرمت رضاع ثابت ہوگی اسواسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل میں گیا تو وہ ثبوت حرمت کے واسطے کافی ہے اور اصح یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بہرحال حرمت رضاع ثابت نہو گی کذا فی الکافی اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ دودھ کا قطرہ چلا جانا کافی نہیں ہے بلکہ بطور تغذی چاہیے ہے اور تغذی اس صورت میں طعام سے ہوئی ہے یہ ہدایہ میں ہے - اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ میں ملادیا مگر عورت کا دودھ غالب ہے تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی چھوڑی اور روٹی اُس دودھ کو چوس گئی یا اپنے دودھ میں ستو سانے پس اگر دودھ کا مزہ پایا جاوے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اُسوقت ہے کہ طعام کو لقمہ لقمہ کر کے کھایا اور اگر اُسکو پینے کے طور پر پی لیا تو بالاتفاق حرمت رضاعت ثابت ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا چوپایہ کے دودھ میں ملادیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے - اور اسی طرح ہر رقیق بہتی ہوئی چیز یا جامد چیز کے ساتھ ملانے میں یوں ہی اعتبار ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور غالب ہونے کے معنی یہ مراد ہیں کہ اس چیز سے اُسکا مزہ و رنگ و بو یا انمیں سے کوئی ایک بات معلوم ہوتی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہے کہ دوسری چیز ملکر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ مراد ہے کہ دودھ ہونے سے خارج ہو جاوے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونوں یکساں ہوں تو بھی حرمت ثابت ہونا واجب ہے اسواسطے کہ دودھ مغلوب نہیں ہوا ہے یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر دو عورتوں کا دودھ ملگیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک رضاعت کی تحریم اسی عورت سے متعلق ہوگی جسکا دودھ غالب ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونوں سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہوں یا کوئی انمیں سے غالب اور کوئی مغلوب ہو اور یہی امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی اظہر و احوط ہے کذا فی التبیین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمدؒ کا قول اصح ہے یہ شرح مجمع البحرین مؤلفہ ابن الملک رحمہ اللہ میں مذکور ہے اور اگر دونوں کے دودھ مساوی ہوں تو تحریم دونوں عورتوں سے متعلق ہوگی اور اسپر اجماع ہے یہ نہر الفائق میں ہے - اور اگر دودھ کو مخیض یا زائب یا شیراز یا جبن یا اقط یا مصل بنالیا اور وہ بچہ نے کھایا تو ایسے کھانے سے تحریم رضاعت متعلق نہو گی اسواسطے کہ اسطرح دودھ کے کھلانے کو رضاعت نہیں بولسکتے ہیں یہ بدائع میں ہے اور ملتقط الملخص میں ہے کہ گانوں کی کسی عورت نے ایک دختر کو دودھ پلایا پھر اب یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کس عورت نے اسکو دودھ پلایا ہے پھر اسی گانوں کے کسی مرد نے اس دختر سے نکاح کیا تو اُسکو گنجائش ہے کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضاء ہے اور عورتوں پر واجب ہے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلاویں اور اگر پلاویں تو یاد رکھیں یا اسکو لکھ رکھیں ایسا ہی میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے یہ مضمرات میں ہے - اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری و رضاع متقدم میں کچھ فرق نہیں ہے یہ محیط میں ہے - قال المترجم یعنی رضاعت قبل نکاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو بہرحال

رضاعت متحقق ہونے سے حرمت ثابت ہوجائیگی چنانچہ مثال کتاب مین فرماتے ہین کہ اگر ایک مرد نے ایک صغیرہ سے
نکاح کیا پھر شوہر کی نسبی ماں یا رضاعی ماں یا اُسکی بہن یا اُسکی بیٹی نے آکر اس صغیرہ مذکورہ کو دودھ پلایا تو
یہ صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی اور اسکا نصف مہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نے عمداً فساد
کی نیت سے دودھ پلادیا ہو تو شوہر اس مال کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اُس نے عمداً ایسا نہین کیا ہے
تو واپس نہین لے سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر دو اجنبیہ عورتون نے جنکا دودھ ایک ہی مرد کی
وطی سے ہے دو صغیرہ کو جو ایک مرد کے نکاح مین ہین دودھ پلایا تو دونون اپنے شوہر پر حرام ہوجائینگی اور
دونون مرضعہ کچھ ضامن نہونگی اگرچہ دونون نے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر دو دودھ
پیتی ہوئی صغیرہ عورتون سے نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اُس نے ان دونون کو ایک ہی ساتھ یا آگے
پیچھے دودھ پلایا تو دونون صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائینگی ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے ایک
سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے اور اگر ایسی تین صغیرہ ہون اور تینون کو عورت مذکورہ نے دودھ پلا دیا تو
سب اپنے شوہر پر حرام ہوجائینگی ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے
اور اگر مرضعہ مذکورہ نے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے انکو دودھ پلایا تو پہلی دونون اُسپر حرام ہوجائینگی اور
رہی تیسری صغیرہ وہ اُسکی جورو بنی رہیگی اور اسی طرح اگر اُس نے دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری کو تنہا
پلایا تو پہلی دونون حرام ہوجائینگی اور تیسری اُسکی جورو رہیگی اور اگر اُس نے پہلی کو دودھ پلایا پھر باقی دونون کو
ایک ساتھ دودھ پلایا تو سب کی سب اُسپر حرام ہوجائینگی یہ بدائع مین ہے۔ اور شوہر پر انمین سے ہر ایک کے
واسطے نصف مہر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ مذکورہ نے عمداً بغرض فساد دودھ پلایا ہو تو اس مجموع مہر کو اُس سے بطور
تاوان لے لیگا یہ مضمرات مین ہے اور اگر چار ہون اور چارون دودھ پیتی ہوئی صغیرہ ہون اور مرضعہ اجنبیہ نے ان
سبکو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دودھ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہوجائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسی طرح اگر ایک
کو دودھ پلایا پھر باقی تینون کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو بھی سب حرام ہوجائینگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر انمین سے تین کو
ایک ساتھ دودھ پلایا پھر چوتھی کو دودھ پلایا تو چوتھی حرام نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک صغیرہ دودھ
پیتی ہوئی سے اور دوسری جوان عورت سے نکاح کیا پھر جوان عورت نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو دونون اپنے
شوہر پر حرام ہوجائینگی پھر اگر جوان کے ساتھ دخول نہین کیا ہے تو اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور صغیرہ کو نصف مہر ملیگا اور
اس نصف کو بھی شوہر اس جوان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اُس نے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو اور اگر عمداً
ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہین لے سکتا ہے اگرچہ جوان عورت یہ جانتی ہو کہ یہ صغیرہ بھی میرے شوہر کی جورو ہے یہ ہدایہ
مین ہے اور تعمد یعنی عمداً کی یہ صورت ہے کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان نکاح ہے اور میرا
دودھ پلا دینا مفسد نکاح ہے پھر بھی اُسنے عمداً دودھ پلایا یعنی بدین غرض کہ نکاح باطل ہوجاوے اور یہ غرض
نہین کہ یہ بھوک سے بیتاب ہے دودھ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اُسکے مرجانے کا
خوف تھا پس اُسنے دودھ پلا دیا بنابرین اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو یا جانتی ہو مگر دودھ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو
یا جانتی ہو ولیکن اس صغیرہ کے مرنے کا خوف ہو کہ اگر دودھ نہ پاویگی تو خوف ہے کہ شاید مرجاویگی اور بغرض بھوک

دور کرنے کے پلایا تو یہ عمداً فساد کی نیت نہین ہے پس شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر دانڈ نہین لے سکتا ہے اور اس
مقدمہ مین کہ یہ فعل بغرض فساد نہ تھا قسم سے جوان عورت مرضعہ کا قول قبول ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ سے
مروی ہے کہ دونون صورتون مین شوہر واپس لے سکتا ہے چاہے اُس نے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن امام محمدؒ
سے صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہے اور وہی شیخین رحمہما اللہ تعالے کا قول ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور
اگر دودھ پلا دینے والی مجنونہ ہو تو شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر نہین لے سکتا ہے اور نیز اگر مجنونہ نے قبل دخول
کے ایسا فعل کیا ہے تو اُسکو نصف مہر ملیگا کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہی حکم معتوہہ کا ہے کذا فی المحیط اور یہی
حکم ہے اگر جوان عورت مرضعہ پر اکراہ و زبردستی کی گئی ہو کذا فی فتح القدیر اور اسی طرح اگر صغیرہ خود جوان
عورت کے پاس آئی اور یہ سورہی تھی پس اُسکی چھاتی منھ مین لیکر دودھ پی لیا تو دونون اپنے شوہر پر حرام
ہو جاوینگی اور دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا نصف مہر ملیگا اور شوہر اُسکو کسی سے واپس نہین لے سکتا ہے کذا فی
السراج الوہاج پھر واضح ہو کہ ایسی صورت مین بالغہ کی حرمت دایمی ہو گئی ہے اور صغیرہ کی حرمت بھی دایمی ہو گی
بشرطیکہ مرضعہ یعنے کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اُسی مرد سے ہوا اور اگر ایسا نہو تو مرد کو اختیار
ہو گا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کر لے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر ایک مرد کی تحت مین ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ
ہون پھر کبیرہ کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو دونون اپنے شوہر سے بائن ہو جاوینگی اور اسی طرح اگر کبیرہ
کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کبیرہ کی پھوپھی یا خالہ نے اُسکو دودھ پلا دیا تو دونون مین سے
کوئی بائن نہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دونوں صغیرہ کو پلایا تو انکا شوہر انکو نصف
نصف مہر تاوان دیکر پھر اس مال کو اُس شخص سے جس نے یہ فعل کیا ہے واپس لیگا بشرطیکہ اُس نے عمداً فساد
کرنے کے واسطے کیا ہو اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح فاسد وطی کی پھر ایک دختر صغیرہ سے
نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اُس عورت کی مان نے جسکے ساتھ نکاح فاسد وطی کی ہے دودھ پلا دیا تو صغیرہ
بائنہ ہو جائیگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکی پھوپھی سے نکاح کیا تو پھوپھی کا نکاح صحیح نہو گا
پس اگر پھوپھی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہے۔ اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونون کو دودھ پلایا پس اگر انکو
ایک ساتھ پلایا تو سب کی سب اسپر حرام ہو جائینگی اور مرد کبھی اس کبیرہ سے نکاح نہین کر سکتا ہے اور یہ بھی
کبھی روا نہو گا کہ ہر دو صغیرہ کو نکاح کر کے جمع کرے مگر یہ جائز ہے کہ ان دونون مین سے ایک سے نکاح کر لے
بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کر لیا ہو تو مثل نسب کی صورت کے یہان بھی جائز نہین ہے اور
اگر کبیرہ نے ان دونون کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا تو کبیرہ مع پہلی صغیرہ کے حرام
ہو جائینگی اور رہی دوسری صغیرہ کہ اُسکو کبیرہ نے بائن ہو جانے کے بعد دودھ پلایا ہے پس مان و بیٹی کا
اجتماع نہو گا ولیکن یہ صغیرہ رضاعی ربیبہ ہے پس اگر اُسکی مان یعنی کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو یہ بھی حرام ہو گی
ورنہ نہین اور اسکے بعد کبیرہ سے نکاح جائز نہو گا اور نہ دونون صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہو گا۔ اور اگر کبیرہ
سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا

تو سب حرام ہو جاوینگی اسواسطے کہ جب اُسنے پہلی صغیرہ کو دودھ پلایا تو وہ اُسکی بیٹی ہوئی پس ماں و بیٹی کا اجتماع لازم آیا پس دونوں مرد کے واسطے حرام ہوگئیں پھر جب اُس نے دوسری کو دودھ پلایا تو ایسی حالت میں پلایا کہ مرضعہ و پہلی صغیرہ دونوں بائنہ تھیں تو جمع ہونے کی وجہ سے بائنہ نہیں ہوسکتی ہے اسواسطے کہ جمع پائی نہیں گئی ولیکن یہ دیکھا جاوے کہ اگر اُس نے کبیرہ سے دخول کر لیا ہو تو فی الحال مرد پر حرام ہو جاویگی اسواسطے کہ یہ ایسی ربیبہ ہوئی کہ جسکی ماں سے دخول کر لیا ہے۔ اور اگر ماں سے دخول نہ کیا ہو تو فی الحال حرام نہوگی۔ یہاں تک کہ کبیرہ تیسری کو دودھ پلاوے اور جب تیسری کو دودھ پلایا تو یہ دونوں باہم بہنیں ہوئیں پس دونوں بسبب جمع کے حرام ہوگئیں پھر اسکے بعد کبیرہ سے نکاح کرنے اور دو صغیرہ کو جمع کرنے اور صغائر سے نکاح کرنے کا وہی حکم ہے جو ہمنے بیان کیا ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر ایک کبیرہ اور بہن دودھ بیتی صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ایک صغیرہ کو دودھ پلایا پھر دو کو ایک ساتھ پلایا تو سب حرام ہو جاوینگی اور اگر پہلی دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری صغیرہ کو پلایا تو کبیرہ و پہلی دو صغیرہ سب حرام ہو جاوینگی اور تیسری حرام نہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے اور اگر دو کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا اور ہنوز دونوں کبیرہ میں کسی سے دخول نہیں کیا تھا کہ دونوں کبیرہ نے ایک صغیرہ زینب کی طرف عمداً قصد کرکے اُسکو دودھ پلایا اور ایک کے بعد دوسری نے اُسکو پلایا ہے پھر دونوں نے عمداً دوسری صغیرہ عمرہ کو بھی اسی طرح ایک نے بعد دوسری کے دودھ پلایا تو دونوں کبیرہ بائنہ ہو جاوینگی اور دونوں صغیرہ یعنی زینب و عمرہ اُسکی جورو رہینگی اور اگر دونوں کبیرہ میں سے ایک نے دونوں صغیرہ کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پھر دوسری کبیرہ نے دونوں کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پس اگر دوسری کبیرہ نے بھی پہلے اُسی صغیرہ کو دودھ پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پہلے دودھ پلایا ہے تو دونوں کبیرہ بائنہ ہو جاوینگی اور ہر دو صغیرہ یعنی زینب و عمرہ اُسکی جورو رہینگی اور اگر دوسری کبیرہ نے پہلے اس صغیرہ کو پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پیچھے پلایا ہے تو سب کی سب شوہر پر حرام ہو جاوینگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کی دو جورو ایک کبیرہ دوسری صغیرہ ہے اور اُسکے پسر کی بھی دو جورو کبیرہ و صغیرہ ہیں پھر باپ کی کبیرہ جورو نے پسر کی صغیرہ کو اور پسر کی کبیرہ نے باپ کی صغیرہ کو دودھ پلا دیا اور یہ دودھ انھیں دونوں مردوں کا ہے تو ہر دو صغیرہ بائن ہو جاوینگی اور ہر دو کبیرہ کا نکاح ثابت رہیگا اور اسی طرح اگر بجائے باپ و بیٹے کے دو بھائی ہوں تو بھی اس صورت میں یہی حکم ہے اور اگر چچا و بھتیجا ہو تو بھتیجے کی جورو کا نکاح رہیگا اور چچا کی صغیرہ کا نکاح جاتا رہیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر ایک کبیرہ سے نکاح کیا اور اسی شوہر سے اس کبیرہ کے دودھ اُترا پھر اس کبیرہ نے صغیرہ مطلقہ مذکورہ کو بھی دودھ پلایا یا اس مرد کے سوائے دوسرے سے دودھ تھا وہ پلایا تو شوہر پر حرام ہو جاویگی اسواسطے کہ وہ اُسکی جورو کی ماں ہوئی یہ محیط میں ہے اور اگر کسی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدیں پھر مطلقہ نے قبل انقضاے عدت کے شوہر کی صغیرہ جورو کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جاویگی اسواسطے کہ وہ مطلقہ کی بیٹی ہو گئی پس حالت عدت میں ماں و بیٹی کا جمع کرنا لازم آیا کہ جائز نہیں ہے جیسے حالت نکاح میں جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو تین طلاق دیدیں پھر مطلقہ کی بہن نے اُسکی دوسری جورو صغیرہ کو مطلقہ کی عدت میں دودھ پلایا تو صغیرہ

بائنہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی ام ولد کا نکاح ایک اپنے مملوک صغیر سے کردیا پس اُسنے مولی کی وطی کا دودھ اس صغیر کو پلایا تو وہ اپنے شوہر اور اپنے مولے دونون پر حرام ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی ایک شخص کی ام ولد ہی اسکا نکاح اُسنے ایک طفل سے کردیا پھر اُسکو آزاد کردیا پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی نکاح فسخ کیا پھر اُس نے کسی دوسرے سے نکاح کرلیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر اس طفل کے پاس آئی جس سے پہلے نکاح کیا تھا اور اُسکو دودھ پلایا تو اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اسواسطے کہ وہ شوہر کے رضاعی پسر کی جورو ہوئی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور رضاعت کا ثبوت و ظہور دو باتون مین سے ہر ایک بات سے ہوتا ہی یا تو اقرار ہو یا گواہ ہون یہ بدائع مین ہی اور رضاعت مین اگر گواہی ہو تو فقط دو مرد عادل یا ایک مرد عادل و دو عورت عادلہ کی گواہی کے سواے اور کسی کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہی اور بدون قاضی کے تفریق کرنے کے فرقت واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر دو مرد یا دو عورتین اور ایک مرد عادل نے گواہی دیں اور قاضی نے دونون مین تفریق کردی پس اگر قبل دخول کے ہو تو عورت کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے ہو تو مہر مسمی و مہر مثل مین سے جو مقدار کم ہو ملیگی اور نفقہ و سکنی عدت کا واجب نہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر عورت کے پاس بعد نکاح کے دو مرد ون یا ایک مرد و دو عورتون عادل نے گواہی دی کہ تم دونون مین رضاعت متحقق ہی تو عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ ٹھہرنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ یہ ایسی گواہی ہی کہ اگر قاضی کے سامنے ادا ہو تو رضاعت ثابت ہو جائیگی اسی طرح جب عورت کے سامنے ادا ہوئی تو بھی ثبوت ہوگیا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک شخص نے خبر دی اور مرد کے دل مین آیا کہ یہ سچا ہی تو اولے یہ ہی کہ عورت سے پرہیز کرے اور احتیاط کو اختیار کرے خواہ اُس نے قبل نکاح کے خبر دی ہو یا بعد نکاح کے ولیکن پرہیز کرنا اسپر واجب نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت نے کہا کہ مین نے تم دونون کو دودھ پلایا ہی تو اسمین چار صورتین ہین اول آنکہ دونون نے اُسکی تصدیق کی تو نکاح فاسد ہو جائیگا اور عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا بشرطیکہ دخول نہ ہوا ہو اور دوم آنکہ دونون نے اُسکی تکذیب کی تو نکاح بحالہ رہیگا لیکن اگر یہ عورت خبر دینے والی عادلہ ہو تو پرہیزگاری یہ ہی کہ مرد اُسکو چھوڑ دے کذا فی التہذیب اور جب اُسکو چھوڑ دیا تو افضل یہ ہی کہ اُسکو اسکا نصف مہر دے بشرطیکہ قبل دخول کے ہو مگر عورت کے حق مین یہ افضل ہی کہ وہ مرد سے کچھ نہ لے اور اگر بعد دخول کے ہو تو شوہر کے حق مین افضل یہ ہی کہ اُسکو اسکا پورا مہر دے اور نفقہ اور سکنی عدت بھی اور عورت کے حق مین یہ افضل ہی کہ اپنے مہر مسمی اور مہر مثل مین سے کم مقدار نے اور نفقہ و سکنی نہ لے اور اگر مرد نے اُسکو جدا نہ کیا تو اُسکو گنجایش ہی کہ عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھے یہ بدائع مین ہی اور اسی طرح اگر اُسکو دو عورتون عادلہ نے خبر دی یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا غیر عادل دو مردون نے یا غیر عادل ایک مرد و دو عورتون نے خبر دی تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر شوہر نے اس عورت خبر دہندہ کی تصدیق کی اور عورت نے تکذیب کی تو نکاح فاسد ہوگا اور مہر اپنے حال پر ہوگا اور اگر مرد نے تکذیب اور عورت نے تصدیق کی تو نکاح اپنے حال پر ہوگا ولیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ مرد کو قسم دلاوے پھر اگر وہ قسم سے نکول کر گیا تو تفریق کردی جائیگی یہ تہذیب مین ہی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر نکاح کے بعد کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہی یا اور اسکے مانند

کوئی رشتہ بتلایا پھر کہا کہ مجھے وہم ہوگیا تھا ایسا نہیں ہے جیسا میں نے کہا تھا تو استحسانًا دونوں میں تفریق نہ کیجائیگی اور اگر وہ اسی بات پر جو کہی ہے اڑا رہا اور کہا کہ یہی سچ ہے جو میں نے کہا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی پھر اسکے بعد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو انکار کچھ کارآمد نہوگا یہ محیط میں ہے۔ پس اگر عورت نے بھی اُسکے قول کی تصدیق کی تو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو اُسکو نصف مہر ملیگا اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو عورت کو پورا مہر و نفقہ و سکنی ملیگا بشرطیکہ مرد کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی ہو تو مہر مسمے و مہر مثل میں سے کم مقدار ملیگی اور نفقہ و سکنی کچھ نہ ملیگا یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر قبل نکاح ہونے کے شوہر نے یہ اقرار کیا اور کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی ماں ہے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا یا میں نے خطا کی تو جائز ہے کہ اُس سے نکاح کر لے اور اگر کہا کہ جو میں نے کہا وہی سچ ہے تو اُس سے نکاح کر لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر نکاح کر لیا تو دونوں میں تفریق کرا دی جائیگی اور اگر مرد نے ایسا اقرار کرنے سے انکار کیا اور دو گواہوں نے اُسکے اقرار کی گواہی دی تو بھی دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا بھائی یا رضاعی بھائی کا بیٹا ہے اور مرد نے اس سے انکار کیا پھر عورت نے اپنی تکذیب کی یا کہا کہ میں نے خطا کی ہے پھر اُس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر عورت کے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے مرد نے اُس سے نکاح کیا تو بھی جائز ہے اور اگر عورت نے بعد نکاح کے یوں کہا کہ میں نے قبل نکاح کے کہا تھا کہ تو میرا بھائی ہے اور تو نے میرے اقرار کرنے کے وقت کہا کہ یہ اقرار جو تو کرتی ہے سچ ہے اور یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی اور اگر ایسا قول شوہر کی طرف سے ہو تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی۔ اور اگر دونوں نے ایسا اقرار کیا پھر دونوں نے اپنی تکذیب کی اور کہا کہ ہم دونوں سے خطا ہوئی ہے پھر اُس مرد نے اُس عورت سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہے اور اسی پر اڑی رہی تو مرد کو یہ جائز ہے کہ اُس عورت سے نکاح کرے اسواسطے کہ حرمت بجانب عورت نہیں ہوتی ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جمیع وجوہ میں اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر نسب کا اقرار کیا کہ یہ عورت میری نسبی بہن یا ماں یا بیٹی ہے اور اُس عورت کا نسب معروف بھی نہیں ہے اور اُسکا سن بھی بلحاظ مرد کے ایسا ہے کہ اُسکی ماں یا بیٹی ہو سکتی ہے تو مرد سے دوسری بار دریافت کیا جائیگا پس اگر اُس نے کہا کہ مجھے وہم ہوا تھا یا میں نے خطا کی یا مجھ سے غلطی ہوئی تو استحسانًا دونوں اپنے نکاح پر رہینگے اور اگر اُس نے کہا کہ جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت کا سن مرد کے دعوی کا محتمل نہو مثلاً ایسی عورت ایسے مرد کی اولاد نہو سکتی ہو تو نسب ثابت نہوگا اور دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی یہ مبسوط میں ہے اور اگر عورت کو کہا کہ یہ میری نسبی دختر ہے اور اسی پر اڑا رہا حالانکہ اُس عورت کا نسب معروف ہے کہ وہ فلاں شخص کی بیٹی ہے تو دونوں میں جدائی نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ عورت میری ماں ہے حالانکہ اُس مرد کی ماں معروفہ ہے کہ فلانہ عورت ہے اور مرد اس امر پر اڑا رہا تو دونوں میں تفریق نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔

کتاب الطلاق

اسمین سترہ باب ہین

باب اول۔ طلاق کی تفسیر شرعی و رکن و شروط و وصف و حکم و تقسیم کے بیان مین اور جسکی طلاق واقع ہوتی ہی اور جسکی نہین واقع ہوتی ہی اُسکے بیان مین ۔ پس طلاق کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ قید نکاح کو بلفظ مخصوص حالاً یا بالآل رفع کرنے کو طلاق کہتے ہین یہ بحر الرائق مین ہی ۔ اور رکن طلاق یہ ہی کہ مثلاً تو طالقہ ہی یا اُسکے مثل الفاظ کہے یہ کافی مین ہی اور شرط طلاق علی الخصوص دو چیزین ہین ایک یہ کہ عورت کے ساتھ قید باقی ہو خواہ بنکاح یا بعدت اور دوم محل نکاح کی حلیت باقی ہو حتیٰ کہ اگر بعد دخول واقع ہونے کے بمصاہرہ وہ حرام ہوگئی اور عدت واجب ہوئی پھر عدت مین طلاق دیدی تو واقع نہوگی کیونکہ حلیت زائل ہوگئی اور اگر عورت کو طلاق دیدی پھر اُس سے مراجعت کر لی تو طلاق باقی رہیگا اگرچہ وہ فی الحال حلیت و قید کو رفع نہین کرتا ہی اسوجہ سے کہ فے المآل بعد دو طلاق ملانے کے وہ ان دونون کو رفع کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور حکم طلاق یہ ہی کہ اگر رجعی ہو تو بعد انقضاے عدت کے فرقت ہوجائیگی اور اگر بائن ہو تو فے الحال بدون انقضای عدت کے فرقت ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور جب تین طلاق پوری ہوجاوین تب سردست ایسی عورت سے نکاح نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور وصف طلاق یہ ہی کہ وہ بنظر اصل حرام ہی اور بنظر حاجت مباح ہی یہ کافی مین ہی اور تقسیم طلاق کا بیان یہ ہی کہ طلاق دو قسم کی ہی ایک طلاق سنی دوم طلاق بدعی اور ان مین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین پس ایک قسم کا مرجع بجانب عدد ہی اور دوم کا مرجع بجانب وقت ہی پس طلاق سنی باعتبار عدد و وقت کے دو طرح کی ہی حسن و احسن پس احسن یہ ہی کہ اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی ایسے طہر مین دے جسمین اُس سے وطی نہ کی ہو پھر اُسکو چھوڑ دے یہان تک کہ اُسکی عدت گذر جاوے یا وہ حاملہ ہو کہ اُسکا حمل ظاہر ہوگیا ہو اور حسن یہ ہی کہ ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہی اُسکو ایک طلاق دے پھر دوسرے طہر مین دوسری پھر تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور عدد طلاق کی سنیت مین عورت مدخولہ و غیر مدخولہ دونون مساوی ہین اور وقت طلاق کے سنیت خاصہ مدخولہ کے حق مین ثابت ہوتی ہی اور غیر مدخولہ کو جب چاہے حالت حیض و طہر مین طلاق دیدے یہ ہدایہ مین ہی اور جس عورت سے اُسکے شوہر نے خلوت کر لی ہی اُسکے حق مین وقت طلاق کے رعایت ویسی ہی چاہیے جیسے مدخولہ کے حق مین ہی یہ محیط مین ہی ۔ اور طلاق سنت مین وقت کی رعایت مین عورت مسلمہ و کتابیہ و باندی سب یکسان ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ اور بعض نے فرمایا کہ طلاق اول مین تاخیر کرے یہانتک کہ حد طہر آخر ہونے کو آوے تب طلاق دیدے تاکہ عورت تطویل عدت سے متضرر نہو اور بعض نے فرمایا کہ طاہر ہونے پر طلاق دیدے تاکہ اس امر مین مبتلا نہو کہ بعد جماع کے اُس نے طلاق واقع کی ہی اور یہی اظہر ہی یہ تبیین مین ہی ۔ اور واضح رہے کہ جس طہر مین جماع نہین کیا ہی وہ طلاق سنی کا محل جب ہی ہوسکتا ہی کہ جب اُس نے اس طہر سے پہلے جو حیض آیا ہی اسمین جماع نہ کیا ہو اور نہ طلاق دی ہو کیونکہ حالت حیض مین جمع کرنا یا طلاق دینا ہر ایک اُسکے پیچھے والے طہر کو ایسا نہین رکھتا ہی کہ وہ وقت طلاق سنی کا باقی رہے اور یہ زیادات مین صریح مذکور ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ حالت حیض کی طلاق سے اُس نے مراجعت نہ کی ہو اور اگر مراجعت کر لی ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ جب

عورت طاہر ہوکر پھر حائض ہو پھر طاہر ہو تو پھر چاہے اُس طہر مین طلاق دیدے اور اس کلام مین اشارہ ہے کہ جس
حیض مین طلاق دیکر مراجعت کر لی ہو اُسکے بعد والا طہر طلاق سنی ہونے کا محل نہو جائیگا اور طحاوی نے ذکر فرمایا ہے
کہ اُس حیض کے پیچھے جو طہر آویگا وہ ایسا ہوگا کہ چاہے اسمین طلاق سنی دیدے پس طحاوی کے کلام مین
اشارہ ہے کہ پھر وہ طہر محل طلاق سنت ہو جائیگا اور شیخ ابوالحسن رح نے فرمایا کہ جو شیخ طحاوی نے ذکر فرمایا ہے وہ
امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے اور جو اصل مین مذکور ہے وہ صاحبین رح کا قول ہے- اور اگر حالت حیض مین عورت کو طلاق
دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا پھر اس حیض کے بعد ہی جو طہر آیا اسمین طلاق دیدی تو بالاتفاق یہ طلاق
سنی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے- اور اگر عورت کو ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا ہے طلاق بائن دیدی
پھر اُس سے نکاح کر لیا تو بالاجماع اُسکو اختیار ہے کہ اسی طہر مین پھر طلاق دیدے یہ بدائع مین ہے- اور اگر عورت
کو ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا ہے ایک طلاق دیدی پھر عورت سے اسی طہر مین بقول مراجعت کی
تو اُسکو اختیار ہے کہ دوبارہ اسی طہر مین اُسکو طلاق دیدے اور یہ طلاق امام اعظم رح کے نزدیک طلاق سنی ہوگی
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نہوگی اور امام محمد رح سے اسمین دو روایتین ہین کذا فی الذخیرہ اور اسی طرح اگر
عورت سے بشہوت اُسکو چھوکر یا بوسہ لیکر یا بشہوت اُسکی فرج کو دیکھکر مراجعت کی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے
یہ سراج الوہاج مین ہے- پس اگر شہوت سے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑے ہو اور اُس سے کہا کہ تجھپر سنت طور پر
اپنے وقت پر تین طلاق ہین تو عورت پر فی الحال تین طلاق واقع ہو جاوینگی کہ ہر ایک طلاق ایک دوسرے
کے درپے واقع ہو جاوینگی اسواسطے کہ جب اسپر ایک طلاق ہوگی تو اُس سے مراجعت کرنے والا ہو جائیگا
پس اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ مبسوط مین ہے اور اگر مسئلہ مذکورہ بالا مین عورت سے جماع کرنے سے رجوع
کیا ہو تو بالاجماع اسی طہر مین اُسکو طلاق سنی نہین دے سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے- اور یہ اسوقت ہے کہ عورت
سے بہ جماع رجوع کیا اور وہ اس جماع سے حاملہ نہین ہوئی اور اگر حاملہ ہوگئی تو شوہر کو اختیار ہے کہ اُسکو دوسری
طلاق دیدے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہے یہ بدائع مین ہے اور طلاق بدعی کی دو قسمین ہین ایک وہ بدعی کہ
اُسکا مرجع عدد ہے اور دوسری وہ بدعی جسکا مرجع وقت ہے پس جو بدعی کہ راجع بجانب عدد ہے وہ ایسی ہے کہ
ایک ہی طہر مین عورت کو تین طلاق دیدے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا کلمات متفرقہ سے یا ایک ہی طہر مین دو طلاق
جمع کر دے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا متفرق سے پس اگر ایسا کیا (یعنی تجھے تین طلاق ہین ۱۲) تو یہ طلاق بدعی ہے واقع ہو جائیگی مگر طلاق
دینے والا عاصی ہوگا اور جو بدعی کہ راجع بجانب وقت ہے وہ ایسی ہے کہ اپنی مدخولہ عورت کو جسکو حیض آتا ہے
حالت حیض مین یا ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع کیا ہے طلاق دی تو یہ بدعی ہے اور طلاق واقع ہوگی مگر
مرد کو مستحب ہے کہ اس سے رجوع کر لے اور اصح یہ ہے کہ رجعت کرنا مرد پر واجب ہے یہ کافی مین ہے- اور طلاق بائن
سنی نہین ہے اور طلاق خلع سنی ہے خواہ حیض مین ہو یا غیر حیض مین ہو اور منتقی مین لکھا ہے کہ حیض مین اپنی عورت
کو مختار کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر حیض مین عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یعنی طلاق
لے لے تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہے اور نیز منتقی مین مذکور ہے کہ جب عورت بالغہ ہوئی اور اُسکو خیار بلوغ حاصل
ہوا پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی تفریق و فسخ نکاح اختیار کیا تو کچھ مضائقہ نہین ہے کہ قاضی عورت

مذکورہ کی حالت حیض مین یا دونون مین تفریق کردے یہ محیط مین ہی اور جب باندی آزاد کی گئی اور اُسکو خیار عتق حاصل ہوا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ وہ حالت حیض مین اپنے نفس کو اختیار کرے اسی طرح اگر عنین کو جو مدت دی گئی تھی وہ ایسی حالت مین گذر گئی کہ عورت حائضہ تھی تو تفریق مین کچھ مضائقہ نہین ہی کذا فے شرح الطحاوی اور ان مسائل مین مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو دونون یکسان ہین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہوتی ہو یا ان دونون سببون سے نہین بلکہ وہ حائضہ نہوتی ہو مثلاً سن بلوغ کو پہونچ گئی مگر حیض کا خون بالکل نہین دیکھا پس اُسکے شوہر نے چاہا کہ اسکو طلاق سنی دے تو اُسکو ایک طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گذر جاوے تو دوسری طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گذر جاوے تو تیسری طلاق دیدے پھر اگر طلاق اول ماہ مین یعنے چاند رات کی رات مین واقع ہوئی تو تفریق طلاق و عدت کے واسطے بالاتفاق مہینون کا شمار چاند سے ہوگا اور اگر طلاق درمیان ماہ مین واقع ہوئی تو تفریق طلاق کے واسطے بالاتفاق دنون کا شمار ہوگا پس پورے تیس روز پر دوسری طلاق دیگا بلکہ اکتیسوین روز یا اُسکے بعد دیگا اور عدت کے گذرنے کے واسطے بھی امام اعظمؒ کے نزدیک دنون کا شمار ہوگا اور یہی امام ابو یوسف سے بھی روایت ہی پس بدون نوّے (۹۰) روز گذرنے کے عدت پوری نہوگی اور جو عورت کہ بسبب صغر و کبر کے حائضہ نہوتی ہو تو جائز ہی کہ جب چاہے اُسکو طلاق دیدے اور اس سے وطی کرکے کوئی زمانہ گذرنے نہ پاوے کہ اُسکو طلاق دیدے اور یہی ہمارے ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب عورت ایسی صغیرہ ہو کہ اُسکے حیض و حمل کی امید نہو اور اگر ایسی ہو کہ اُسکے حیض و حبل کا احتمال ہو تو افضل یہ ہی کہ اُسکے وطی و طلاق مین ایک مہینہ کا فصل کردے یہ ذخیرہ مین ہی اور حاملہ کو جماع کے بعد طلاق دیدینا جائز ہی اور سنی طلاق کے واسطے اُسکی ہر سہ طلاق مین فصل کردے کہ ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق اور پھر ایک مہینہ کے بعد تیسری طلاق دے اور یہ امام ابو یوسف و امام اعظمؒ کا قول ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر اپنی مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت اپنے وقت پر تین طلاق ہین تو ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی بشرطیکہ وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہی اور اگر حائضہ ہو یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع ہو گیا ہی تو فی الحال کوئی طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ سنت طلاق کا وقت آوے پھر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت تین طلاق ہین تو اسمین کئی صورتین ہین کہ اگر اُسنے یہ نیت کی کہ ہر طہر پر اُسکو ایک طلاق واقع ہو تو یونہی ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی تو بھی یہی ہوگا کہ ہر طہر پر اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور اگر یہ نیت کی کہ تینون طلاق فی الحال اُسپر واقع ہون تو نیت صحیح ہوگی اسواسطے کہ فے الحال تین طلاق کا واقع ہونا سنت سے معلوم ہوا ہی اور اگر یہ نیت کی کہ ہر مہینہ کے شروع پر عورت پر ایک طلاق واقع ہو تو یونہی ہوگا اور اگر عورت آئسہ یا صغیرہ مدخولہ ہو اور اُس سے کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہین تو فی الحال اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی خواہ فی الحال اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو پھر بعد مہینہ کے دوسری اور پھر بعد مہینہ کے تیسری واقع ہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر یہ نیت کی کہ فی الحال تینون طلاق اُسپر واقع ہون تو ایسا ہی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسی طرح

اگر حاملہ ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہوگا کہ درصورت عدم نیت کے بطور سنت اور درصورت نیت کے اُسکی نیت کے موافق طلاق پڑیگی یہ تبیین میں ہے اور اگر عورت سے قبل دخول کے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہیں تو ایک فی الفور کہتے ہی واقع ہوگی پھر اگر اُس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق نکاح کرتے ہی واقع ہوگی اور یہی حال تیسری طلاق کا بھی ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح اگر حاملہ ہو اور اُس سے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہیں تو ایک کہتے ہی واقع ہوگی اور دوسری بعد وضع حمل کے فوراً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک ہی دو روز کے وضع حمل ہوا ہو یا اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو فوراً واقع ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اُس سے کہا کہ تو طالقہ ہے بسنت اور یہ نہ کہا کہ تین طلاق پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہو تو اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ یہ قول ایسی طلاق کے وقت پر ہو اور اسکا وقت ایسا طہر ہے جسمین جماع نہوا ہو اور اگر وقت پر نہو تو جب تک وقت نہ آوے تب تک واقع نہوگی پھر جب وقت آویگا تب واقع ہوجائیگی اور اگر عورت ایسی ہو کہ مہینہ سے اُسکا شمار ہو یا حاملہ ہو تو ایک طلاق اسپر کہتے ہی واقع ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے اور اگر اکٹھا تین طلاق کی نیت کی یا متفرق تین طہرون پر واقع ہونے کی نیت کی تو صحیح ہے ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے اور نیز ایسا ہی شیخ الاسلام و صاحب الاسرار نے ذکر کیا ہے اور فخر الاسلام و صدر الشہید و ایک جماعت نے جنمین سے صاحب ہدایہ بھی ہین ذکر کیا کہ ایسی صورت مین اکٹھا تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہے کذا فے التبیین چنانچہ ایک سے زیادہ اس صورت مین واقع نہوگی یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسنت ہے اور اس سے ایک طلاق بائنہ مراد لی تو عورت بائنہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر دو طلاق مراد لین تو دو واقع ہونگی اور اگر لفظ طالقہ سے ایک طلاق اور لفظ سنت سے دوسری طلاق مراد لی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہر ماہ مین بسنت ہے پس اگر وہ آئسہ از حیض ہو کہ مہینون سے اُسکی عدت کا شمار ہو تو ہر مہینہ پر ایک طلاق پڑیگی یہانتک کہ وہ تین طلاق سے طالقہ ہوجاوے اور اگر حیض آتا ہو کہ حیض سے عدت شمار ہوتی ہو تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کے ہر مہینے پر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو اسی طرح تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایسی جورو سے جسکو حیض نہین آتا ہے کہا کہ تو مہینون پر طالقہ ہے تو ہر مہینہ کے شروع پر اسپر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیض پر طالقہ ہے حالانکہ اس عورت کو حیض آتا ہے تو ہر حیض پر اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی (یعنے تین حیض تک ۱۲م) اور اگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو اُسپر کچھ واقع نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر باوجود کلام مذکور کے یہ بھی کہا کہ بسنت پس اگر وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہے تو ایک طلاق فی الحال پڑجائیگی پھر ہر مہینہ پر اور ہر حیض پر جب طاہر ہوگی ایک ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ اُسنے حیض کا لفظ بھی کہا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو بسنت دو طلاق سے طالقہ ہے تو ہر ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہے اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور معلی نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طالقہ ہے جنمین سے اول طلاق بسنت ہے پس اگر وہ ایسے طہر مین ہے جسمین جماع نہین ہوا ہے تو جو طلاق بسنت ہے وہ اسپر فی الحال واقع ہوگی پھر اسکے پیچھے ہی دوسری طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر عورت مذکورہ حائضہ ہو تو دونون طلاق مین تاخیر ہوجائیگی یہانتک کہ وہ طاہر ہو پھر دونون

طلاق اسطرح واقع ہوگی کہ پہلے طلاق سنت پڑیگی اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعی واقع ہوگی اور اگر عورت سے
کہا کہ تو بدو طلاق طالقہ ہو کہ ان مین سے ایک بسنت اور دوسری طلاق بدعی ہو یا کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق سنت
و دیگر طلاق بدعت پس اگر عورت ایسی حالت مین ہو کہ وقت طلاق سنت ہو تو دونون طلاق واقع ہونگی کہ اولاً طلاق
سنت پڑیگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعت واقع ہوگی اور اگر وقت طلاق سنت نہو تو طلاق بدعت ابھی واقع
ہو جائیگی اور طلاق سنت مین اسکا وقت آنے تک تاخیر ہوگی اور اگر اُس نے اپنے کلام مین بیان طلاق بدعت کو
مقدم کیا اور عورت ایسی حالت مین ہو کہ وقت طلاق سنت نہین ہو تو طلاق بدعت واقع ہو جائیگی اور طلاق سنت
مین تاخیر ہو جائیگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو بدو طلاق بسنت طالقہ ہو جسمین سے ایک بائنہ ہو تو اُسکو
اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے بائنہ قرار دے اور اگر اُس نے کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ عورت حیض
کے بعد طاہر ہوئی تو بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تو بعد سنت طالقہ ہو تو بعد حیض وطہر کے
واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ہرگاہ تو کوئی بچہ جنی تو تو بسنت طالقہ ہو پھر وہ تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی تو امام ابوحنیفہ
و امام ابویوسف رح کے نزدیک واقع نہو گی اسواسطے کہ ان دونون امامون کے نزدیک نفاس پہلے بچہ سے ہو پس
جب وہ نفاس سے طاہر ہو تو ایک واقع ہوگی پھر ہر طہر مین دوسری واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہو
واحدہ کے ساتھ بسنت ہو تو تین طلاق بصفت سنت واقع ہونگی اور اگر کہا کہ بطلاق بدعت تو تینون طلاق فی الحال
واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو کل کے روز بسنت طالقہ ہو حالانکہ عورت ایسی
حالت مین ہو کہ کل کے روز اسپر طلاق سنت نہین پڑسکتی ہو تو اسپر طلاق نہ پڑیگی یہانتک کہ سنت طلاق کا وقت
آوے تب پڑیگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہو اور یہ عورت اپنے شوہر کی طرف
سے بغیر جماع کیے ہوئے طاہر موجود ہو ولیکن کسی دوسرے مرد نے بطور زنا اُسکے ساتھ وطی کی ہو تو اسی طہر
مین اسپر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت مذکورہ سے غیر مرد نے بشبہہ وطی کی ہو تو اس طہر مین اسپر طلاق نہ پڑیگی
یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے مظاہرت کی پھر اُسکو طلاق سنت دی اور وقت طلاق سنت ہو اور ہنوز کفارہ
ظہار ادا نہین کیا ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی اور حرمت ظہار [ظہار کی صورت و معنی کتاب الظہار مین آگے مذکور ہین ۱۲] اس طلاق سنی واقع ہونے سے مانع نہوگی اور اسی طرح
اگر اپنی جورو کی بہن سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا اور دونون مین تفریق کرا دیگئی اور پھر اپنی جورو
کو اُسکی بہن کی عدت کی حالت مین طلاق سنت دی تو بھی واقع ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اپنی جورو کو طلاق سنت
ایسی حالت مین دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ ایک عورت کو اُسکے شوہر کے مر جانے کی خبر دی
گئی پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا پھر اُسکا پہلا شوہر
آیا اور دوسرے شوہر اور عورت کے درمیان تفریق کر دی گئی اور دوسرے شوہر کی عدت عورت مذکورہ پر واجب
ہوئی پھر اسی عدت کی حالت مین پہلے شوہر نے اُسکو طلاق سنت دیدی تو امام ابویوسف رح کے نزدیک واقع نہوگی
اور امام اعظم کے نزدیک واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو تین طلاق بسنت دیدی پھر اُسکو حیض آیا پھر طاہر
ہوئی اور اُسپر ایک طلاق واقع ہوئی پھر اُس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے
ساتھ دخول کیا اور دونون مین تفریق کر دی گئی تو جب تک عورت مذکورہ دوسرے شوہر کی عدت مین رہیگی تب تک

اُسپر باقی طلاق سنت واقع نہو نگی یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واقع ہونگی - اور اگر جورو
سے کہا کہ تجھپر تین طلاق لبسنت بعوض ہزار درم ہین بشرطیکہ تو چاہے یا چاہنے کو مقدم کیا کہ اگر تو چاہے تو تجھپر
تین طلاق لبسنت ہین پس اگر یہ مقولہ حالت حیض مین ہو تو لقیاس قول امام اعظم رح کے مشیت یعنے چاہنا ابھی
نہوگا یہان تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجاوے اور اگر یہ مقولہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع کرلیا ہے تو مشیت ابھی
نہو گی یہان تک کہ اُسکو حیض آکر پھر طاہر ہوجاوے یہ محیط مین ہے - اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ صغیرہ ہے
پھر وہ مہینہ گذرنے سے پہلے حائضہ ہوکر طاہر ہوئی تو بالاجماع شوہر کو اختیار ہے کہ اُسکو دوسری طلاق دیدے
اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ ایسی تھی کہ اُسکو حیض آتا تھا پھر وہ آئسہ ہوگئی تو آئسہ ہونے پر اُسکو دوسری
طلاق دے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور نوادر ابو سلیمان مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک
شخص نے اپنی جورو سے جو حیض سے آئسہ ہوگئی ہے کہا کہ تجھپر لبسنت تین طلاق ہین تو ایک طلاق لیتے
ہی واقع ہوگی پھر اگر عورت مذکورہ کو اسکے بعد حیض آیا اور پھر طاہر ہوئی تو یہ طلاق اولے باطل ہوگئی پھر
حیض سے طاہر ہونے پر ایک طلاق اسپر پڑیگی اور طلاق اولے باطل ہوجانے سے امام ابو یوسف رح کی مراد
یہ صورت ہے کہ حالت آئسہ ہونے مین اس طلاق کی گفتگو سے پہلے اُسکے ساتھ وطی بھی کی ہو تو باطل ہوجائیگی
پھر اگر اس حیض کے بعد وہ آئسہ ہوگئی اور ایام سے یہ بات ظاہر ہوگئی تو باقی دونون طلاق مہینون کے شمار سے
واقع ہونگی - اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو لبسنت طالقہ ہے پس اُس نے کہا کہ مین طاہرہ
ہون اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے حیض مین یا بعد حیض کے جماع کیا ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر
عورت نے کہا کہ مین حاملہ ہون اور مرد نے کہا کہ تو حاملہ نہین ہے تو دعوی حمل مین عورت کے قول کی تصدیق
نہو گی اور نوادر ہشام مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھے لبسنت ایک طلاق ہے حالانکہ
اُسکے ساتھ دخول کرلیا ہے پس عورت نے کہا کہ تیری اس گفتگو سے پہلے مجھے حیض آیا پھر مین طاہر ہوگئی پھر جب
تو نے یہ گفتگو کی ہے تو مین اُسوقت ایسی طاہر تھی کہ تو نے مجھ سے اس طہر مین قربت نہین کی تھی اور شوہر نے
کہا کہ تیرے طاہر ہونے کے بعد قبل اس کلام کے مین نے تجھسے قربت کرلی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور
اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے حیض مین قربت کی تھی اور عورت نے اُسکی تکذیب کی تو قول عورت کا قبول
ہوگا - اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے ہرگز اسوقت تک میرے ساتھ دخول نہین کیا ہے تو قول عورت
کا قبول ہوگا - اور قدوری مین فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو لبسنت طالقہ ہے حالانکہ یہ عورت
باندی ہے اور وہ اسوقت ایسی حالت مین ہے کہ اسپر طلاق سنت نہین واقع ہوسکتی ہے پھر اس باندی کو خرید کیا پھر
سنت طلاق کا وقت آیا تو اسپر کوئی طلاق واقع نہو گی پھر اگر اُسکو آزاد کردیا پھر سنت طلاق کا وقت آیا تو
اُسپر طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر شوہر غلام اور جورو حرہ ہو پس عورت سے کہا کہ تو لبسنت طالقہ ہے
پھر عورت نے اُسکو خرید کیا تو جب سنت طلاق کا وقت آویگا عورت مذکورہ پر طلاق واقع ہوگی اور ظہیریہ مین
لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ واقع نہوگی اور عتابیہ مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے
ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تجھپر لبسنت تین طلاق ہین اور عورت اسوقت ایسے طہر مین ہے کہ جسمین شوہر نے

جو باندی ہے ۱۲

اُسکے ساتھ جماع کیا ہی پھر اس جورو کو خرید کر اسی وقت آزاد کر دیا تو وہ دو حیض کی عدت مین رہیگی کہ جب پہلے حیض سے
طاہر ہو گی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہو گی اور دوسرا حیض پورا کر کے بائنہ ہو جائیگی کہ پھر دوسری طلاق واقع نہو گی۔
اور اگر ایسا ہو کہ جس وقت اُس سے یہ کلام کیا ہی اُسوقت وہ حائضہ ہو پھر اُسکو خرید کیا پھر حیض ہی مین اُسکو آزاد کر دیا
پھر وہ اس حیض سے طاہر ہوئی تو اسپر طلاق واقع نہو گی اسوجہ سے کہ بسبب فساد نکاح کے دونون مین
فرقت واقع ہو گئی اور طلاق سنت بعد ایسی فرقت کے جو شوہر و زوجہ مین ہوئی واقع نہین ہوتی ہی الا بعد
ایک مہینے کے یا بعد ایک حیض کے اسی طرح اگر آزاد شدہ باندی نے حالت حیض مین بخیار عتق اپنے نفس کو
اختیار کیا حالانکہ اُسکا شوہر اُس سے کہہ چکا تھا کہ تو بسنت طالقہ ہی تو جب اس حیض سے طاہر ہو گی تو اسپر طلاق
واقع نہو گی یہ محیط مین ہی۔ اور زیادات مین مذکور ہی کہ اگر کسی شخص کو حکم کیا یعنی وکیل کیا کہ اُسکی جورو کو بسنت
طلاق دیدے حالانکہ یہ عورت مدخولہ ہی پس وکیل نے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی یا کہا کہ جب تجھے حیض آوے پھر تو
طاہر ہو جاوے تو تجھے طلاق ہی پھر یہ عورت حائضہ ہو کر طاہر ہو گی تو اُسپر کوئی طلاق واقع نہو گی لیکن اگر حائضہ
ہو کر طاہر ہوئی پھر وکیل نے کہا کہ تجھے طلاق ہی تو مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو تین طلاق
بسنت دیدے پس وکیل نے اُسکو تین طلاق بسنت نے الحال دیدین تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی پھر
چاہیے کہ دوسرے طہر مین دوسری طلاق اور تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی اور
اگر شوہر غائب ہو اور اُس نے چاہا کہ اپنی عورت کو ایک طلاق سنت دیدے تو عورت کو خط لکھے کہ جب یہ خط
میرا تجھے پہونچے تو پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی۔ اور اگر تین طلاق بسنت دینا چاہے
تو خط مین لکھے کہ جب میرا یہ خط تجھے پہونچے پھر تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر
طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور مبسوط
مین ہی کہ چاہے تحریر مین ایجاز کرے یعنی کم لفظون مین سب مضمون ادا کرے اور باین طور تحریر کرے کہ جب
تجھے میرا یہ خط پہونچے تو تجھے بسنت تین طلاق ہین پس طلاق ہاے مذکور بر صفت مذکورۂ بالا واقع ہونگی۔ اور
اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھے کہ جب میرا یہ خط پہونچے پھر چاند نظر آوے تو تجھے بسنت تین طلاق ہین
یہ بحر الرائق مین ہی خواہ صغیرہ ہو یا آئسہ الفاظ طلاق سنت بنابر آنکہ بشرح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی للسنۃ
و فی السنۃ و علی السنۃ و طلاق سنت و عدۃ و طلاق عدت و طلاق عدل (بااضافت) و طلاق عدل بوصف
و طلاق دین و طلاق اسلام و احسن الطلاق و اجمل الطلاق و طلاق حق و طلاق قرآن و طلاق کتاب
ہین پس یہ سب الفاظ طلاق کے اوقات سنت کی طلاق پر محمول ہونگے اور اگر کہا کہ انت طالق فی کتاب
اللہ او بکتاب اللہ او معہ یعنی تو ایسی طلاق سے مطلقہ ہی جو کتاب اللہ مین موجود ہی یا بکتاب اللہ یا مع کتاب
اللہ ہی پس اگر اس کلام سے اُسکی نیت طلاق سنت ہی تو طلاق باوقات سنت واقع ہو گی ورنہ فی الحال
واقع ہو گی اسواسطے کہ کتاب اللہ تعالی دلالت کرتی ہی وقوع بسنت و وقوع بہ بدعت دونون پر یعنی دونون کے
وقت پر واقع ہوتی ہی پس تعیین نیت کی احتیاج ہوئی اور اگر کہا کہ علی الکتاب او بہ یعنی تو طالقہ علی الکتاب
یا بالکتاب ہی یا کہا کہ علی قول القضاۃ او الفقہاء یعنی بر قول قاضیان و فقیہان یا کہا کہ۔ طلاق القضاۃ او الفقہاء

یعنی تو طالقہ بطلاق قاضیان وفقیہان ہے پس اگر اس نے طلاق سنت کی نیت کی تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی
مگر قضاءً میں طلاق فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو بطلاق سنیہ یا عدلیہ طالقہ ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باوقات
سنت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بطلاق حسنہ یا جمیلہ طالقہ ہے تو فی الحال واقع ہوگی اور امام محمدؒ نے جامع کبیر میں فرمایا
کہ دونوں صورتوں میں سے فی الحال واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ للبدعۃ یا طلاق بدعت ہے اور فی الحال تین طلاق واقع
ہونے کی نیت کی تو واقع ہونگی اور نیز اگر ایک کی نیت کی تو بھی واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض میں ہو یا ایسے
طہر میں ہو جسمیں جماع کیا ہے اور اگر مرد کی کچھ نیت نہو تو ایک طلاق فی الفور واقع ہوگی بشرطیکہ عورت حالت حیض یا
نفاس میں یا ایسے طہر میں ہو جسمیں جماع ہوا ہے اور اگر ایسے طہر کی حالت میں ہو جسمیں جماع نہیں ہوا ہے تو فی الحال
کچھ نہیں واقع ہوگی یہانتک کہ عورت حائضہ ہو یا اُسی طہر میں اُس سے جماع کر لے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر
کہا کہ انت طالقۃ تطلیقۃ حسنۃ یعنی تو طالقہ ہے بطلاق واجب حق تو فی الفور مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ انت طالقۃ تطلیقۃ
بالسنۃ او مع السنۃ او بعد السنۃ یعنی تو طالقہ ہے تطلیق سنت یا مع السنۃ یا بعد السنۃ ہے تو طلاق بوقت سنت ہوگی یہ محیط
سرخسی میں ہے اور الفاظ طلاق بدعت اسطرح ہیں کہ مثلاً کہے کہ تو طالقہ للبدعۃ یا بطلاق بدعت یا بطلاق جور یا بطلاق
معصیت یا بطلاق شیطان ہے پس اگر اس صورت میں تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع
میں ہے فصل اُن لوگوں کے بیان میں جنکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جنکی نہیں واقع ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ شوہر کی طلاق
جبکہ وہ عاقل بالغ ہو واقع ہوتی ہے خواہ وہ آزاد ہو یا بندہ خواہ اُس نے برغبت خود طلاق دی ہو یا باکراہ
طلاق دی ہو یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور جس نے بطور لعب و ہزل کے طلاق دی اُسکی طلاق واقع ہوگی اور اسی
طرح اگر اُسکو کوئی اور بات کہنی منظور تھی مگر زبان سے طلاق نکل گئی تو طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور جامع
الاصغر میں ہے کہ اسدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہنا چاہتا تھا کہ زینب طالقہ ہے مگر اُسکی زبان سے نکلا کہ عمرہ
طالقہ ہے تو قضاءً وہی مطلقہ ہو جائیگی جسکا نام لیا ہے اور فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ دونوں میں سے کوئی مطلقہ نہوگی اور اگر
ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ انت طالق کے معنی نہیں جانتا ہے تو طلاق واقع ہوگی
اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ یہ طلاق ہے تو قضاءً وہ مطلقہ ہو جائیگی اور فیما بینہ
وبین اللہ تعالیٰ مطلقہ نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور طفل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھ دار ہو اور مجنون و نائم و مبرسم و
مغمی علیہ و مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے از انجملہ فتح القدیر اور اسی طرح معتوہ کی طلاق بھی واقع نہیں
ہوتی ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اُسنے حالت عتہ میں طلاق دیدی ہو اور اگر حالت افاقہ میں طلاق دی تو صحیح یہ ہے کہ
طلاق واقع ہوگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ ایک شخص سوتے ہوئے نے طلاق دی پھر جب خواب سے بیدار ہوا تو اُسنے
عورت سے کہا کہ میں نے تجھے سوتے میں طلاق دیدی ہے تو طلاق واقع نہوگی اسیطرح اگر کہا کہ میں نے اس طلاق
کی (جو خواب میں دی ہے) اجازت دی تو بھی واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میں نے وہی طلاق واقع کی تو واقع ہو جائیگی
اور اگر یوں کہا کہ میں نے وہ طلاق واقع کی جو میں نے سوتے میں زبان سے کہی ہے تو واقع نہوگی مبرسم نے
طلاق دی پھر جب تندرست ہوا تو کہا کہ میں نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر کہا کہ میں نے یہ قول اسواسطے کہا کہ
جس طلاق کو میں نے برسام کے مرض میں زبان سے نکالا ہے اُسکے واقع ہونیکا مجھے وہم ہوا پس اگر یہ کلام اس ذکر و حکایت

کے درمیان مین ہو تو اسکی تصدیق کی جائیگی ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہر - اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب
بالغ ہوا تو اُسنے کہا کہ مین نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اسکو واقع کیا تو واقع
ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ ابتدائے ایقاع ہر یہ بحر الرائق مین ہر - اور اگر کسی شخص نے طفل کی جورو کو طلاق دی پھر
طفل نے بعد بالغ ہونے کے کہا کہ مین نے اُس طلاق کو جسکو فلان نے واقع کیا تھا واقع کیا تو طلاق واقع ہو
جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے اُسکی اجازت دی تو کچھ واقع نہوگی یہ محیط مین ہر - اور اگر طفل کسی شخص کی طرف سے
طلاق دینے کا وکیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہر یہ تاتارخانیہ مین ہر - زید نے عمرو کی قسم کا بیان کرنا
شروع کیا - (یعنی عمرو نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اُسکی عورت فلان کے گھر مین جاوے تو اُسکو طلاق ہر مثلاً
یا اور اُسکے مثل) پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہونچا تو اُسکے دل مین خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر
اُسنے طلاق کے ذکر کے وقت حکایت عمرو کی بیان کی نیت نہین کی بلکہ از سر نو طلاق کی نیت کی ہو اور سلسلۂ
کلام اسطرح متصل ہو کہ یہ بھی ہوسکتا ہو کہ اُسنے اپنی جورو پر طلاق واقع کی تو طلاق واقع ہوجائیگی اسواسطے
کہ اُسنے طلاق واقع کی ہر اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر محمول ہر یہ
فتاوے کبری مین ہر اور سکران کی طلاق واقع ہوتی ہر بشرطیکہ وہ خمر یا نبیذ کے پینے سے نشہ مین ہو اور یہی
ہمارے اصحاب کا مذہب ہر یہ محیط مین ہر اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر باکراہ مجبور کیا گیا یا اُسنے بضرورت شراب
پی اور نشہ ہوا اور اُسنے اپنی جورو کو طلاق دیدی تو اسمین اختلاف ہر اور صحیح یہ ہر کہ جیسے اُسپر حد واجب نہین
ہوتی ہر اسی طرح اُسکی طلاق بھی واقع نہوگی اور اسکا کوئی تصرف نافذ نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہر - اور اگر
مثل بنگ یا مادہ خر و اُشتر کے دودھ وغیرہ سے نشہ مین ہوا تو اُسکی طلاق و عتاق کچھ واقع نہوگی یہ تہذیب
مین ہر اور اگر بنگ سے نشہ مین ہوا تو اُسکی طلاق واقع ہوجائیگی اور اسکو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل یعنے
بنگ نوشی لوگون مین پھیل گئی ہر اور ہمارے زمانہ مین اسی پر فتوی ہر یہ جواہر اخلاطی مین ہر اور اگر اُسنے
ایسی اشربہ مین سے جو حبوب و فواکہ و شہد سے بنائی جاتی ہین استعمال کی ہون پھر اُسنے طلاق دی یا آزاد
کیا تو اسمین اختلاف ہر اور فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہر کہ جیسے اُسپر حد لازم نہین آتی ہر اسی طرح
اُسکے تصرفات بھی نافذ نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہر - اور فتح القدیر مین لکھا ہر کہ اگر کسی نے حبوب یا
شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اُسکو نشہ ہوا اور اُس نے طلاق دی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے
نزدیک واقع نہوگی اور اسمین امام محمدؒ نے اختلاف کیا ہر یعنی اُنکے نزدیک واقع ہوگی اور امام محمدؒ کے
قول پر فتوے دیا جائیگا انتہی اور امام محمدؒ سے مروی ہر کہ اگر کسی نے نبیذ پی اور اُسکے مزاج کے موافق
نہوئی اور از لفاع بخارات سے اُسکے سر مین درد پیدا ہوا اور شدت درد سے اُسکی عقل زائل ہوگئی نہ
بوجہ نبیذ پینے کے نشہ کے پھر اُسنے طلاق دیدی تو واقع نہوگی اور اگر کسی کی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے
زائل ہوئی یا اُسنے خود اپنے سر مین مارا کہ جس سے عقل زائل ہوئی پھر اُسنے طلاق دیدی تو طلاق واقع
نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہر - اور اسی پر اجماع ہر کہ اگر کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا
تو اسکا اقرار نافذ نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہر - ایک شخص کو سلطان نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جورو کے

طلاق دینے کے واسطے کسی کو وکیل کرے پس اس نے مارپیٹ و قید کے خوف سے کہا کہ تو میرا وکیل ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس وکیل نے اسکی جورو کو طلاق دیدی پھر موکل نے کہا کہ مین نے اسکو اپنی جورو کے طلاق دینے کے واسطے وکیل نہین کیا ہے تو علما نے فرمایا ہے کہ یہ قول اسکی طرف سے مسموع نہوگا اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کی طلاق دینے کے واسطے کسیکو وکیل کیا پھر وکیل نے شراب خمر پیکر اسکی جورو کو طلاق دی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اکثر مشائخ کے نزدیک واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور گونگے کی طلاق باشارہ ہوتی ہے اور گونگے سے ایسا گونگا مراد ہے جو پیدائشی ہو یا بعد کو اسطرح گونگا ہوا کہ بہ ہمیشہ کے واسطے گونگا ہو گیا حتی کہ اسکا اشارہ مفہوم ہوا یہ مضمرات مین ہے جاننا چاہیے کہ گونگے کو لکھنے کی قدرت ہو یا نہو یہ معراج الدرایہ و فتح القدیر مین ہے - اور اگر گونگے کا اشارہ معروف نہو جو اسکی طرف سے معلوم ہو یا اشارہ ایسا ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ اس غرض کے واسطے ایسا اشارہ کرتا ہے و لیکن قطعی معلوم نہو بلکہ شک ہو تو یہ باطل ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کوئی شخص پیدائش کے بعد درمیان عمر مین گونگا ہو گیا مگر دائمی نہین تو ایسے گونگے کے اشارہ کا اعتبار نہین ہے پھر جس صورت مین کہ گونگے کے اشارہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر گونگے نے طلاق دی اور اشارہ سے تین طلاق سے کم تعداد سمجھ مین آئی تو وہ رجعی ہوگی یہ مضمرات مین ہے اور آخر نہایہ مین امام تمرتاشی سے منقول ہے کہ جو گونگا بعد پیدائش کے گونگا ہوا اور اسکا اشارہ مفہوم قرار دیا جاتا ہے اسکے واسطے گونگے ہونے کی مدت ایک سال مقرر کی گئی ہے - (یعنی اگر ایک سال تک گونگا رہا تو اسکا اشارہ مفہوم ہوگا اور طلاق مثلاً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک سال کے اچھا ہو جاوے) اور امام رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایسے گونگے کا تا دم موت گونگا رہنا ضروری ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہے یہ نہر الفائق مین ہے - اور اگر اخرس تحریر کر سکتا ہو تو تحریر سے اسکی طلاق جائز ہوگی کذا فے الہدایہ فے مسائل شتی - بعض مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ .... تو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ ثیبہ ہو اور اس شوہر سے پہلے اسکا ایک شوہر تھا کہ جس نے اسکو طلاق دی تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ مرد مذکور کی نیت طلاق کی نہو اور اگر اس سے پہلے عورت مذکورہ کا ایسا شوہر نہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر شوہر مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا تو اسکی طلاق اسکی جورو پر واقع نہوگی لیکن اگر ایسی حالت مین دار الاسلام مین واپس آیا کہ عورت مذکورہ اسکی فرقت کی عدت مین ہے تو طلاق جو اسنے دار الحرب مین دی تھی واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مرتدہ ہو کر دار الحرب مین چلی گئی تو شوہر کی طلاق اسپر واقع نہوگی پھر اگر وہ قبل عدت گذرنے کے واپس آئی تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک طلاق مذکور اسپر واقع نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر اپنی جورو کو خرید ا پھر اسکو طلاق دی تو اسپر طلاق واقع نہوگی اور اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی تمام مالک ہوئی یا کسی حصہ کی مالک ہوئی تو پھر شوہر کی طلاق اسپر واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے شوہر کو خریدا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور علی ہذا اگر اپنی زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کیا پھر اسکو طلاق دی درحالیکہ وہ

عدت میں ہی تو بسبب زوال مانع کے طلاق واقع ہوگی یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اُس عورت پر واقع ہو سکتی ہی اور آقا سے غلام کی طلاق اُسکی عورت پر واقع نہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہی۔ اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہی چنانچہ باندی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو یہ کافی میں ہی

دوسرا باب ایقاع طلاق کے بیان میں اور اسمیں سات فصلیں ہیں۔ فصل اول طلاق صریح کے بیان میں

اور طلاق صریح اسطرح ہی کہ مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہی یا مطلقہ ہی یا میں نے تجھے طلاق دی پس ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اُس نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو یا بائنہ طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہو یہ کنز میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اور نیت یہ کی کہ تو وثاق سے چھوٹی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالی وہ متدین ہوگا اور عورت کو مثل قاضی کے حلال نہیں ہی کہ مرد مذکور کو اپنے اوپر قابو دے جبکہ اُس سے یہ کلام سن لے یا کوئی گواہ عادل اُسکے سامنے یہ گواہی دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو وثاق سے طالقہ ہی تو قضاءً کچھ واقع نہوگا اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ تو اِس قید سے طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر تو طالقہ ہی اس قول سے یہ نیت کی کہ تو کام سے چھوٹی ہوئی ہی تو دیانۃً و قضاءً کسیطرح تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ تو اس عمل سے طالقہ یا فلان کام سے طالقہ ہی تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ از غل یا از قید ہی یہ مسئلہ منتقی میں دو جگہہ مذکور ہی اور ایک جگہہ یہ جواب مذکور ہی کہ قضاءً طلاق واقع نہوگی اور دوسری جگہہ مذکور ہی قضاءً طلاق واقع ہوگی اور حسن بن زیاد نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قید یا اس غل سے طالقہ ہی تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور قضاءً مرد مذکور کا دعوے کہ میں نے سواے طلاق کے بیڑی یا طوق سے رہا ہونا مراد لیا ہی تصدیق نہوگی یہ محیط میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ اس عمل سے ہی تو اُسپر تین طلاق واقع نہونگی اور قضاءً اُسکے دعوی کی کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اے مطلقہ پس اگر اس عورت کا اس سے پہلا کوئی شوہر نہو یا ہو مگر طلاق نہوئی ہو بلکہ مر گیا ہو تو اس عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر اس عورت کا شوہر پہلا کوئی ہو اور اُس نے اُسکو طلاق دی ہو پس اگر اس شوہر نے اس کلام سے پچھلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد نہیں کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے اپنے کلام سے پچھلے اخبار کا قصد کیا ہی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی متدین ہو سکتا ہی اور رہا یہ امر کہ قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی یا نہوگی تو اسمیں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہ ہی کہ اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اس کلام سے گالی دینے کا قصد کیا تھا تو قضاءً تصدیق نہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالی متدین ہو سکتا ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اطلاق کیا (یا رہا کیا) تو یہ صریح نہیں ہی پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں یہ فتاوے قاضیخان میں ہی۔ قال المترجم اطلاق کا اسم مفعول مونث مطلقہ بسکون طا و فتح لام بلا تشدید یعنی رہا کردہ شدہ ہی قال اور اگر عورت سے کہا کہ تو مطلقہ ہی یا اے مطلقہ بسکون طا و فتح لام بلا تشدید تو بدون نیت کے طلاق

نہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ انت الطلاق یعنی تو طلاق ہے یا انت طالق الطلاق یعنی تو طالق الطلاق ہے یا انت طالق طلاقاً یعنی تو طالق ہے طلاق ہونے کر پس اگر کچھ نیت نہو یا ایک یا دو طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی قال المترجم اول ایک صورت میں شاید اردو زبان میں جسطرح ان الفاظ کا ترجمہ مذکور ہے غالباً طلاق واقع نہوگی واللہ سبحانہ اعلم ہاں دوسری و تیسری صورت میں حکم مذکور جاری ہوگا واللہ اعلم - اور اگر کہا کہ انت طلاق تو طلاق ہے تو اس سے طلاق پڑ جائیگی اور اسمیں نیت ہونے کی حاجت نہیں ہے مگر رجعی طلاق ہوگی اور تین طلاق کی نیت بھی صحیح ہے ولیکن اس صورت میں کہ جب طلاق خبر بدون الف ولام کے ہے دو طلاق کی نیت صحیح نہیں ہے کذا فی الہدایہ مگر دو طلاق کی نیت صحیح نہونا اسوقت ہے کہ جب عورت حرہ ہو اور اگر باندی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی (کہ یہی اسکے حق میں کامل ہیں) یا حرہ ہونے کی صورت میں اگر ایک طلاق اسپر پہلے واقع ہو چکی ہو تو اسپر بھی دو طلاق پڑینگی بشرطیکہ ان دونوں کی پہلی طلاق کے ساتھ نیت کی ہو یہ سراج الوہاج میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق الطلاق تو طالق - الطلاق ہے اور کہا کہ میں نے لفظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ الطلاق سے دوسری طلاق مراد لی ہے تو اسکی تصدیق ہوگی پس دو طلاق رجعی واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو ورنہ دوسرا کلام لغو ہو جائیگا یہ کافی میں ہے - اور منتقی میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرے واسطے طلاق ہے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر کچھ نیت نہو تو نہ پڑیگی قال المترجم یعنی اس عورت سے کہا کہ لک الطلاق اور یہ عربی میں محتمل ہے صریح نہیں ہے ولیکن جسطور سے ترجمہ اردو مذکور ہے زبان اردو میں غالباً اس سے طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ عرف میں متبادر یہی ہے پس زبان کے لحاظ سے صریح ہے نہ محتمل فلیتامل واللہ اعلم اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ امر طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ ہوگا - اور اگر عورت سے کہا کہ علیک الطلاق تیرے اوپر طلاق ہے تو وہ طالقہ ہوگی بشرطیکہ نیت ہو قال المترجم زبان اردو میں بلا شرط مطلقہ ہوگی واللہ اعلم - اور اگر کہا کہ طلاقی علیک واجب یعنی میری طلاق تجھپر واجب ہے تو طلاق پڑیگی اسی طرح اگر کہا کہ الطلاق علیک واجب طلاق تجھپر واجب ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ بقالی نے اپنے فتاوی میں ذکر فرمایا ہے اور اگر عورت سے کہا کہ طلاقک علی یعنی تیری طلاق مجھپر ہے تو واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ طلاقک علی واجب و لازم او فرض او ثابت یعنی تیری طلاق مجھپر واجب یا لازم یا فرض یا ثابت ہے پس شیخ ابو اللیثؒ نے فتاوی میں اس مسئلہ میں متاخرین کا اختلاف نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چاہے نیت ہو یا نہو اور بعض نے فرمایا کہ واقع نہوگی نیت کرے یا نہ کرے اور بعض نے فرمایا کہ واجب کہنے کی صورت میں بدون نیت واقع ہوگی اور لازم کہنے کی صورت میں واقع نہوگی اگرچہ نیت ہو اور فرق ان دونوں میں عرف کی راہ سے ہے قال المترجم یہی قول اخیر زبان اردو کے موافق ہے واللہ اعلم الا لفظ فرض محتمل ہے ولیکن فرض بغیر حکم الٰہی غلط ہے لہٰذا اسواسطے واجب کے سب الفاظ میں موافق قول اخیر اردو میں بھی حکم ہوگا فلیتامل - اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیری طلاق مجھپر واجب یا لازم یا ثابت ہے پس عورت نے یہ فعل کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور شیخ صدر الشہیدؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور شیخ امام اجل ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سب صورتوں میں طلاق واقع ہونیکا فتوی

سلہ قال المترجم ظاہر اردو میں ہو کہ عورت مدخولہ ...

دیتے تھے یہ محیط میں ہے اور خاصی کے فتاوے کبرے میں ہے کہ مختار یہ ہے کہ سب صورتوں میں واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے - ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ کوئی طالقا یعنی ہوجا تو طالقہ یا کہا کہ اطلقی یعنے کوئی طالقا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ طلاق واقع ہوجائیگی - اور اگر کہا کہ انت طالق طالق یا انت طالق انت طالق یا قد طلقتک قد طلقتک یا انت طالق قد طلقتک تو دو طلاق واقع ہونگی درحالیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر کہا کہ دوسری سے میرا مقصود پہلی کی خبر دینا تھا تو قضاءً اسکی تصدیق نہو گی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالی سچا ہوسکتا ہے - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے پس اس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے کیا کہا پس اس نے کہا کہ مین نے اسکو طلاق دیدی یا کہا کہ مین نے یہ کہا کہ وہ طالقہ ہے تو قضاءً ایک طلاق پڑیگی یہ بدائع میں ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق وطالق وطالق یعنے تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے اور اسکو کسی شرط پر معلق نہین کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طالق فطالق فطالق یا ثم طالق ثم طالق یا طالق طالق یعنے تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہے یا تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے یا تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق یعنے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے اول سے طلاق کا قصد کیا اور دوسری و تیسری سے فقط عورت کا سمجھانا مقصود تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - ہرگاہ طلاق دینے والے نے لفظ طلاق کو مکرر کہا خواہ بحرف واو یا بلا حرف واو تو طلاق متعدد ہونگی اور اگر دوم سے اول ہی مراد لینے کا دعوے کیا تو قضاءً تصدیق نہوگی جیسے اس قول مین کہ انت مطلقہ تو طالقہ ہے یا مین نے تجھے طلاق دی تو طالقہ ہے تو طلاق دو ہونگی اور اگر دوسری کو بحرف تفسیر یعنی حرف فا کے ساتھ ذکر کیا تو بدون نیت کے دوسری واقع نہوگی جیسے کہا کہ طلقتک فانت طالق یعنی مین نے تجھے طلاق دی پس تو طالقہ ہے یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر کہا کہ انت طالق واعتدی وانت طالق اعتدی او انت طالق فاعتدی یعنے تو طالقہ ہے اور عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہے عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہے پس عدت اختیار کر پس اگر اسنے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک پڑیگی اور اگر دو طلاق کی نیت ہو تو دو طلاق پڑینگی اور اگر کچھ نیت نہو پس درصورتیکہ بحرف فا کے ساتھ انت طالق فاعتدی کہا تو ایک واقع ہوگی اور اگر اعتدی یا واعتدی کہا تو دو طلاق پڑینگی یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر عورت کو طلاق دی پھر اس سے کہا کہ طلاق دادمت یعنی مین نے تجھے طلاق دی تو دوسری طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ طلاق دادہ ہست طلاق ابھی دی ہے تو دوسری واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ واحدۃ تو طالقہ واحدہ واحدہ ہے تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق وانت یعنی تو طالقہ ہے اور تو تو دو طلاق واقع ہونگی اور فتاوے میں ہے کہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے پھر اس سے کہا کہ انت مطلقہ تو دوسری طلاق واقع نہوگی - ابن سماعہ نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی دو عورتین ہین انمین سے کسی کے ساتھ اسنے دخول نہین کیا ہے پس اسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے میری جورو طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے ان دونون مین سے ایک کو مراد لیا تھا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ مین اسکے قول کی تصدیق

نہ کرونگا اور دونون کو اُس سے بائنہ کرونگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اور میری جورو طالقہ ہی تو
بھی یہی حکم ہی اور اگر ان دونون کے ساتھ اُسنے دخول کر لیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون کے
قول کو ایک ہی پر واقع کرے یہ ذخیرہ مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اور تو
مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دیدی تو عورت پر تین
طلاق واقع ہونگی خواہ شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو - اور اگر عورت نے بغیر حرف عطف اور کے کہا
کہ تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دی
پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ کی تو
ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقتک
غیر مرۃ یعنی مین نے تجھے ایکبار سے سوا طلاق دی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور واقعات ناطقی مین ہی کہ ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق کذا کذا لوگویا اسنے کہا کہ احد عشر یعنے گیارہ پس تین طلاق واقع ہونگی یہ
تاتارخانیہ مین ہی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دے اُسنے جواب مین کہا کہ تو میری جورو نہین ہی
تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ ایسا جواب ہی کہ اس سے طلاق پڑجائیگی اور نیت کی حاجت نہوگی - ایک عورت نے اپنے
شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اُسنے جواب مین کہا کہ انت واحدۃ یعنی اچھا تجھے ایک ہی تو ایک طلاق واقع
ہوگی ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور ایک طلاق یا دو طلاق دی تھین پس عورت کی مان اُسکے پاس آئی
اور کہا کہ تو نے اسکو طلاق دیدی اور اُسکے باپ کا حق کچھ ملحوظ نہ رکھا اور اس معاملہ مین اسپر عتاب کیا پس شوہر نے کہا
یہ دوسری یا یہ تیسری ہی تو ایک اور طلاق واقع ہوگی - اور اگر عورت کی مان نے آکر داماد کو عتاب کیا اور اس طرح طلاق کا
ذکر زبان سے نہ کیا پھر شوہر نے یہی بات کہی کہ یہ دوسری یا تیسری ہی تو بدون نیت کے زیادتی واقع نہوگی یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی منتقی مین ہی کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے
ایسا کیا تو طلاق پڑجائیگی پھر اگر اُسنے کہا کہ اور بڑھا دے اور شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو دوسری طلاق بھی واقع
ہوگی ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی جورو کو تین طلاق
دیدی مین اُسنے کہا کہ ہان ایک تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس یہ ہی کہ تین طلاق واقع ہون ولیکن ہم استحساناً قرار
دیتے ہین کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور نیز منتقی مین ہی کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے
پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے بائنہ کر دیا تو یہ جواب ہی پس تین طلاق سے بائنہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر
سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی یا پس تو طالقہ ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور
اگر شوہر نے جواب دیا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت نے
کہا کہ مین طالقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس
شوہر نے کہا کہ ہان تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو - ایک شخص سے کہا گیا کہ الست
طلقت امرأتک یعنی کیا تو نے اپنی جورو کو طلاق نہین دی پس اُسنے کہا کہ بلے یعنی ہان دی ہی تو عورت مطلقہ ہو
جائیگی گویا اُس نے کہا کہ مین نے طلاق دی ہی اسواسطے کہ استفہام انکاری تقریری کا جواب لفظ بلے کے ساتھ

اثبات ہوتا ہی اور اگر اسنے جواب دیا کہ نعم یعنی ہان نہین دی ہی تو مطلقہ نہو گی اسواسطے کہ نعم کے ساتھ ایسے استفہام کا جواب نفی ہوتا ہی پس گویا اُسنے کہا کہ مین نے طلاق نہین دی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر طالق سے قاف حذف کرکے یون کہا کہ تو طال پس اگر لام کو کسرہ دیا (جو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرے) تو طلاق بلا نیت واقع ہو گی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو مین یا حالت غضب مین کہا تو بھی یہی حکم ہی ورنہ نیت پر موقوف ہوگا اور اگر فقط لام حذف کیا اور کہا کہ تو طاق ہی تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر قاف ولام دونون حذف کیے یعنی کہا کہ تو طا اور اتنے مین کسی نے اُسکا مُنھ بند کر لیا یا خود خاموش ہو گیا تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ نیت کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا تلاق اور یہان پانچ الفاظ ہین تلاق و تلاغ و طلاغ و طلاک و تلاک تو شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ طلاق واقع ہو گی اور اگر عمداً کہا اور قصد کیا کہ طلاق واقع نہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہو گی اور دیانۃً تصدیق ہو گی لیکن اگر قبل اِسکے اُس نے گواہ کر لیے ہون باین طور کہ اُس نے گواہون سے کہا کہ میری جورو مجھ سے طلاق مانگتی ہی اور مجھے اُسکو طلاق دینا گوارا نہین ہی پس مین اس لفظ کو زبان سے کہونگا کہ اسکی گفتگو بند ہو جاوے پھر یہ لفظ کہا پھر گواہون مذکورہ نے حاکم کے پاس اُس سب معاملے کی (یعنی پانچ مذکورہ مین سے کوئی لفظ کہا) گواہی دی تو قاضی دونون مین طلاق واقع ہونیکا حکم نہ دیگا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ ابتدا مین عالم و جاہل مین فرق کرتے تھے جیسا کہ امام شمس الائمہ حلوائی کا قول ہی پھر اس سے رجوع کرکے حکم دیا جو ہمنے بیان کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہی کہ ایک ترکی کے معاملہ مین مجھ سے اُسکا فتوی طلب کیا گیا کہ اُس ترکی نے اپنی جورو سے کہا تھا کہ تیرا تلاک یعنی بتاے فوقانی و کاف اور ترکی زبان مین تلاک تلی کو کہتے ہین پس ترکی مذکور نے کہا کہ مین نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس مین نے فتوی دیا کہ قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہو گی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہی اُس نے ہجے مین نعم یا بلے یعنی ہان کہا مگر زبان سے اُسکا تلفظ نہین کیا تو طلاق واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر عورت سے ابتداء کہا کہ انت طال ق یعنی طالق تو طلاق واقع ہو گی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتین یا صوبہ رَے کی عورتین طالقات ہین حالانکہ یہ شخص بھی رَے کا رہنے والا ہی تو اُسکی جورو طالقہ نہو گی الا اُس صورت مین ہو گی کہ اسکی نیت کی ہو اسکو ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی اور لفظ جمیع یعنی سب عورتون کا لفظ ذکر کرنے یا نہ کرنے مین کچھ فرق نہین ہی اور یہی اصح ہی اور اگر کہا کہ اس کوچہ کی یا اس دار کی عورتین طالقات ہین یا اس بیت کی عورتین طالقات ہین حالانکہ اُسکا گھر بھی اس کوچہ مین ہی یا وہ بھی اسی دار مین رہتا ہی اور اُسکی جورو وہین موجود ہی یا اس بیت مین ہی تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ اس شہر کی عورتین یا اس گانون کی عورتین طالقات ہین اور اُسی مین اُسکی جورو بھی ہی تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت بثلاث تو بسہ ہستی تو تین طلاق پڑینگی اگر نیت ہو اور اگر اس نے کہا کہ مین نے نیت نہین کی پس اگر مذاکرہ طلاق کی حالت مین اُس نے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہ ہو گی ورنہ

تصدیق ہو گی اور ایسا ہی فارسی (تو لیہ) کہنے سے یہی حکم ہے اور یہی فتوی کے لیے مختار ہے قال المترجم اردو
مین اُسکے ترجمہ سے طلاق واقع ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہے
حالانکہ فلانہ مذکورہ مطلقہ یا غیر مطلقہ ہے بہر حال اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہین بخلاف
اسکے اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مثلاً فلان نے اپنی جورو کو طلاق دی ہے پس شوہر نے اُس سے
کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہے تو ایسی صورت مین طلاق واقع ہو گی اگرچہ اُس نے نیت نہ کی ہو یہ فتح القدیر
مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت منی ثلاثاً پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ
مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی پس اگر حالت مذکرہ طلاق مین کہا ہو تو تصدیق نہو گی اور اگر عورت
نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے تین انگلیون سے اشارہ کیا اور مراد یہ ہے کہ تین
طلاق تو جب تک زبان سے نہ کہیگا تب تک طلاق واقع نہو گی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور منتقی مین بروایت ابن
سماعہ رحمہ اللہ امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ زینب میری جورو طالقہ ہے پس زینب سے بعد
طلاق ہونے کے اُسکے پاس رہنے سے انکار کیا اور قاضی کے سامنے طلاق ہونے کا مقدمہ پیش کیا پس
شوہر نے کہا کہ فلان شہر مین زینب نام کی میری دوسری جورو ہے مین نے اُسکو مراد لیا تھا اور اسپر گواہ قائم
نہین کیے تو قاضی اس طلاق کو اسی عورت پر محمول کر کے اگر اس سے بائنہ ہو گی تو عورت کو اس مرد سے جدا
کر دیگا پھر اگر شوہر نے اپنے دعوی والی عورت کو حاضر کیا اور اسکا نام زینب ہے تو اگر قاضی کو معلوم ہو گیا تو قاضی
یہ طلاق اُسی پر واقع کر کے پہلی عورت کو اُسکو واپس دیگا اور اُسکا طلاق باطل کر دیگا اور امام ابو یوسف رح
سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اور اُسکی جورو معروفہ ہے پس شوہر نے دعوے
کیا کہ میری جورو دوسری ہے پھر ایک عورت دوسری کو لایا اور اُس نے دعوے کیا کہ مین اس مرد کی
جورو ہون اور شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکو مراد لیا تھا یا کہا کہ مین
نے اپنے کلام سے یہ اختیار کیا کہ جورو کی طلاق کو اس جورو پر ڈالون پس اگر شوہر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ
قبل طلاق مذکور کے اس دوسری عورت سے نکاح کیا تھا تو اُسکی معروفہ جورو سے طلاق پھیر کر اس مجہولہ
پر پڑیگی اور اگر اُسکے گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے اُسکی معروفہ جورو کی طلاق کا حکم دیدیا پھر اسکو اس
دوسری عورت مجہولہ کے ساتھ قبل طلاق مذکورہ اور قبل اُسکے کہ قاضی اس معروفہ جورو کی طلاق کا حکم کرے
نکاح کرنے کے گواہ ملے اور اُسنے قائم کیے اور شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے اس جورو دوسری کو مراد لیا تھا تو
قاضی نے طلاق معروفہ کا حکم جو دیا ہے اسکو باطل کر کے معروفہ جورو اس مرد کو واپس کر دیگا اور طلاق اس مجہولہ پر
واقع کریگا اور اسیطرح اگر معروفہ جورو نے دوسرا نکاح کر لیا ہو پھر ایسے گواہ قائم ہوئے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نیز منتقی مین
مذکور ہے کہ اگر دو عورتون سے ایک سے نکاح صحیح اور دوسری سے نکاح فاسد نکاح کیا اور دونون کا نام ایک ہی ہے
پس شوہر نے کہا کہ فلانہ عورت طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے اس عورت کو مراد لیا تھا جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو قضاءً
اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ میری دونون جورو ون مین سے ایک طالقہ ہے پھر کہا کہ
مین نے وہ جورو مراد لی تھی جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو قضاءً تصدیق نہو گی یہ باب معوین فصل محیط مین ہے

اور اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہی اور اُسکا نسب اُسکے نام کے ساتھ بیان نہ کیا یا اُسکا نسب بیان کیا کہ اُسکے باپ کی جانب نسبت کیا یا بہن سلہ یا اولاد کی جانب منسوب کیا حالانکہ اس نام و نسب کی اُسکی جورو ہی پھر دعوے کیا کہ مین نے (یعنی فلانہ بنت فلان ۱۲ م) اپنی جورو کے سواے کسی اجنبیہ کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہو گی اور اگر کہا کہ یہ عورت اجنبیہ جسکو مین نے مراد لیا ہی سواے معروفہ جورو کے یہ میری جورو ہی اور اس غیر معروفہ نے بھی اُسکی تصدیق کی تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی ولیکن جو جورو اُسکی معروفہ ہی اُسکے اوپر سے طلاق دور ہونے مین اُسکے قول کی تصدیق نہو گی الا اُس صورت مین دور ہو سکتی ہی کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ اس نے قبل اس کلام طلاق کے اس غیر معروفہ سے نکاح کیا تھا یا قبل اس کلام کے دونون کے اقرار نکاح کے گواہ ہون یا عورت معروفہ اسکے قول کی تصدیق کرے یہ فتح القدیر مین ہی - ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی یا ایک عورت طالقہ ہی پھر کہا کہ مین نے اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر کہا کہ زینب طالقہ ہی اور اُسکی جورو کا نام زینب ہی پھر کہا کہ مین نے اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اُسکی دو جورو ہین اور دونون معروفہ ہین تو اُسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے جسکی جانب چاہے طلاق کو پھیرے یہ فتاوی قاضی خان ہی - جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری ایک جورو تھی مین نے اُسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ مین نے ایک عورت سے نکاح کر کے اُسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی جو میری جورو تھی پھر اُسکی معروفہ جورو نے دعوے کیا کہ وہ مین ہی ہون اور شوہر نے کہا کہ سواے اس معروفہ کے میری ایک جورو تھی مین نے اُسی کو طلاق دیدی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ شوہر نے اس صورت مین فی الحال طلاق واقع کرنے کا اقرار نہین کیا ہی تا کہ عورت معروفہ متعین ہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر کسی مرد نے کہا کہ میری ایک جورو تھی پس تم لوگ گواہ رہو کہ وہ طالقہ ہی پس اُسکی معروفہ جورو نے دعوے کیا کہ اس نے مجھے ہی طلاق دی ہی تو قول معروفہ کا قبول ہوگا اسواسطے کہ اسکا یہ کہنا کہ تم لوگ گواہ رہو یعنے الحال کے واسطے گواہ کر لینا ہی پس اسکا یہ کہنا کہ وہ طالقہ ہی یعنے الحال کے واسطے انشاے طلاق ہی کہ فی الحال طلاق کو اُسنے پیدا کیا - اور اگر کہا کہ مین نے اپنی جورو کو طلاق دی یا میری ایک جورو طالقہ ہی یا کہا کہ میری جورون مین سے ایک عورت طالقہ ہی اور باقی مسئلہ بحالہا رہے تو اُسکی معروفہ جورو پر قضاءً طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ یہ کلام ایقاع طلاق فی الحال ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کی دو جورو ہین ایک کا نام زینب ہی اور دوسری کا نام عمرہ ہی پس اُس نے عمرہ سے کہا کہ تو زینب ہی اُس نے کہا کہ ہان پس کہا کہ تو طالقہ ہی تو وہ مطلقہ نہو گی اصل مین لکھا ہی کہ ایک شخص کی دو جورو زینب و عمرہ ہین پس اُس نے پکارا کہ اے زینب پس عمرہ نے اُسکو جواب دیا پس مرد نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین تو جواب دینے والی مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے زینب کی نیت کی تھی تو دونون مطلقہ ہو جائینگی عمرہ بالاشارہ اور زینب باقرار یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اُس نے کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی پس اُسکو کسی نے جواب نہ دیا تو زینب مطلقہ ہو گی اور اگر ایسی عورت کو جسکو دیکھتا تھا اُسکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی پھر وہ عمرہ نام کی اُسکی دوسری جورو نکلی تو عمرہ پر طلاق واقع

سلہ یعنی [illegible] یا فلان کی ماں ۱۲ م

ہو جائیگی کہ اشارہ کا اعتبار ہوگا اور نام کا اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی
اور کسی کی طرف اشارہ نہین کیا مگر اُسنے ایک آدمی کی شکل دیکھکر اُسکو زینب گمان کیا تھا حالانکہ وہ زینب نہ تھی
دوسری جورو تھی تو قضاءً زینب طالقہ ہوگی نہ دیانتہً یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نے کہا کہ میری جورو عمرہ
بنت صبیح طالقہ ہی - حالانکہ اُسکی جورو عمرہ بنت حفص ہی اور اُس شخص کی کچھ نیت نہین ہی تو اُسکی جورو مطلقہ نہو گی
اور اگر صبیح نے اُس شخص کی جورو کی ماں سے نکاح کیا ہو اور اُسکی جورو اُسکے حجر مین ربیبہ ہو کر صبیح کی طرف
منسوب ہو گئی ہو پس شخص مذکور نے بطور مذکور کہا حالانکہ یہ شخص اُس عورت کا نسب حقیقی یعنی اُسکے پدر واقعی کا
نام جانتا ہی یا نہین جانتا ہی تو ایسی صورت مین اُسکی جورو مطلقہ ہو جائیگی اور قضاءً تصدیق نہو گی ولیکن فیما
بینہ و بین اللہ تعالے طلاق واقع نہ ہو گی بشرطیکہ اُسکو اپنی جورو کے حقیقی نسب سے آگاہی ہو اور اگر
آگاہی نہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے بھی طلاق واقع ہو گی - اور اگر ان صورتون مین اپنی جورو کی نیت کی
ہو تو قضاءً و فیما بینہ و بین اللہ تعالے بہر حال اُسکی جورو مطلقہ ہو جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر
ایک مرد نے کہا کہ میری حبشیہ جورو طالقہ ہی اور اُسکی نیت مین اپنی جورو کی طلاق نہین ہی اور اُسکی جورو حبشیہ
نہین ہی تو اُسپر طلاق واقع نہ ہو گی اور اسی طرح اگر جورو کے نام کے سوا دوسرا نام جو اُسکا نام نہین ہی
اُس نام سے کہا اور اُسکی نیت اپنی جورو کی طلاق کی نہین ہی تو بھی مطلقہ نہو گی اور اگر ان صورتون مین اپنی
جورو کی طلاق کی نیت ہو تو اُسکی جورو مطلقہ ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر ایک شخص کی عورت آنکھون والی
ہو پس کہا کہ میری یہ اندھی جورو مطلقہ ہی حالانکہ اُس نے آنکھون والی کی طرف اشارہ کیا تو یہ طالقہ
ہو جائیگی اور اشارہ کے ساتھ صفت کا اور نیز نام کا اعتبار نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کہا کہ دہلی
والی فاطمہ یا کانی فاطمہ طالقہ ہی حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہی مگر وہ دہلی کی نہین ہی اور نہ کانی ہی تو اُسپر طلاق واقع
نہو گی اور اگر فاطمہ بنت فلان بھی ذکر کیا یعنی اُسکا نسب صحیح بھی ذکر کیا ہو تو طلاق پڑ جائیگی اگرچہ اُس نے ایسی
صفت سے اُسکو وصف کیا ہی کہ جو اُسمین نہین ہی اور وجہ طلاق پڑنے کی یہ ہی کہ غائبہ کی تعریف و شناخت باسم و
نسب ہوتی ہی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ اے آگرہ والی تو طالقہ ہی اور اُسکی طرف اشارہ کر کے کہا ہی تو طلاق
پڑ جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنی جورو کو اُسکا نام و اُسکے باپ کا نام لیکر بیان کیا یا یون طور کہ میری جورو
عمرہ بنت صبیح بن فلان جسکے چہرہ پر تل ہی یا یون بیان کیا کہ اُس لڑکی کی ماں جسکے چہرہ پر تل ہی طالقہ ہی
حالانکہ اُسکی جورو کے چہرہ پر تل نہ تھا یا تھا بہر حال مطلقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی - اسی طرح اگر کہا کہ میری
جورو جو صبیح کی بیٹی ہی یا فلان کی بیٹی ہی جسکے چہرہ پر تل ہی طالقہ ہی - تو مطلقہ ہو جائیگی خواہ اُسکے چہرہ
پر تل ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری جورو عمرہ جو میری ام ولد ہی جو یہ بیٹھی ہی
طالقہ ہی اور اس مرد کی کچھ نیت نہین ہی اور جو عورت بیٹھی ہی وہ عمرہ کے سوا دوسری ہی اور
وہ اُسکی جورو بھی نہین ہی تو وہ مطلقہ نہو گی یہ بحر الرائق مین ہی - ایک عورت نے ایک مرد سے
کہا کہ میرا نام فلانہ بنت فلان الفلانیہ ہی پس اُس مرد نے اُس عورت سے نکاح کر لیا پھر کہا کہ میری
جورو تین بار طالقہ ہی الّا فلانہ بنت فلان الفلانیہ حالانکہ اس عورت کا نام و نسب اور ہی تو وہ واقع نہین ہی

جو اُس نے بیان کیا تھا تو قضاءً مطلقہ ہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالے مطلقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے قرض دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے رہن دی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ واقع نہوگی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنی طلاق کو لے پس عورت نے کہا کہ مین نے لی تو طلاق پڑ جائیگی مگر عیون مین نیت شرط کی ہے اور اصح یہ ہے کہ نیت شرط نہین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقک اللہ تعالی طلاق دی تجھے اللہ تعالے نے تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اگرچہ نیت نہ کی ہو کذا فی الخلاصہ اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیری طلاق اللہ تعالے نے ضرور چاہی یا تیری طلاق کا اللہ تعالی نے حکم دیدیا یا مین نے تیری طلاق ضرور چاہی تو یہ طلاق نہوگی الا اُس صورت مین کہ نیت کی ہو۔ اور اگر کہا کہ خواہش کی مین نے تیری طلاق کی یا دوست رکھا مین نے تیری طلاق کو یا راضی ہوا مین تیری طلاق سے یا ارادہ کیا مین نے تیری طلاق کو تو طالقہ نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کہا کہ برئت من طلاقک یعنی مین تیری طلاق سے بری ہوگیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین تیری طلاق سے بری ہون یا برئت الیک من طلاقک یعنی تجھے تیری طلاق سے بری ہوگیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا مین تیری طلاق سے پس اگر نیت کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اور اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیری تطلیق تجھے ہبہ کی تو یہ تفویض طلاق ہے پس اگر عورت نے اُسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دیدی تو واقع ہوگی ورنہ نہین اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اور مجھے تین روز تک خیار ہے تو طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا نام مطلقہ رکھا پھر کہا کہ مین نے تیرا نام مطلقہ رکھا تو اُسپر طلاق واقع نہوگی نہ قضاءً و نہ دیانۃً یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے ہبہ کر دی تو یہ صریح ہے حتی کہ قضاءً طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُس سے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ مین نے طلاق اُس عورت کے اختیار مین دی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی و دیانۃً تصدیق ہوگی ۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق دینی چاہی پس عورت نے کہا کہ مجھے میری طلاق ہبہ کردے اور اس سے اعراض کر پس کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے ہبہ کر دی تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق کی جاویگی اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق سے اعراض کیا اور نیت اُس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ترکت طلاقک اور اُس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جائیگی قال المترجم ترکت طلاقک بمعنی ترکت الی طلاقک یعنی صیرت الیک یعنی تجھے دیدی بھی مستعمل ہے لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑ جائیگی واللہ اعلم اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تو قضاءً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ خلیت سبیل طلاقک مین نے تیری طلاق کی راہ خالی کر دی اور نیت طلاق کی تو واقع ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے پھر رک گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اُسکی خاموشی بوجہ دم رکنے

جانے کے ہو تو تین طلاق پڑیگی اور اگر سانس ٹوٹ جانے سے ہو تو تین طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے پھر بعد سکوت کے جس سے پوچھا گیا کہ کتنی اُس نے کہا کہ تین تو تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ کسقدر طلاق دی ہیں اُسنے کہا کہ تین طلاق پھر دعوی کیا کہ وہ جھوٹا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور ثلثہ طلاق کہنا چاہتا تھا لیکن قبل اسکے کہ وہ ثلثہ طلاق کہے کسی دوسرے نے اُسکا منھ بند کرلیا یا وہ مرگیا تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر کسی شخص نے اُسکا منھ بند کرلیا پھر اُس نے کہا کہ تین طلاق سے تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ حکم ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُس نے ہاتھ اُٹھاتے ہی فوراً کہا کہ تین طلاق سے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُس نے طلاق دینی چاہی پس کسی نے اُسکا منھ بند کرلیا پھر جب ہاتھ ہٹایا تو اُسنے کہا کہ وآدم یعنی میں نے دی تو عورت مذکورہ پر تین طلاق پڑینگی ایسا ہی شمس الاسلام کا فتوی منقول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کی طرف کی یا ایسے عضو کی طرف جس سے پوری سے تعبیر کیجاتی ہے تو طلاق واقع ہوگی اور اُسکی یہ صورت ہے کہ مثلاً کہے کہ تو طالقہ ہے یا کہے کہ تیرا رقبہ طالقہ ہے یا تیری گردن گلا طالقہ ہے یا تیری روح طالقہ ہے یا تیرا بدن یا تیرا جسم یا تیری فرج یا تیرا سر یا تیرا چہرہ کذا فی الہدایہ یا کہا کہ تیرا نفس طالقہ ہے بہر صورت مطلقہ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر ایسے جزو کی طرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کی جاتی ہے جیسے کہا کہ تیرا ہاتھ یا تیرا پانون طالقہ ہے یا تیری انگلی طالقہ ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ید یک طالق اور اس سے تمام بدن سے تعبیر کا قصد کیا تو عورت پر طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تیری ناف یا زبان یا ناک یا کان یا پنڈلی یا ران طالقہ ہے تو ایسی صورت میں نیت سے طلاق پڑجائیگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور اصح یہ ہے کہ پیٹھ و پیٹ و بضع کی صورت میں طلاق نہ پڑیگی یہ کافی میں ہے اور اگر طلاق کی نسبت کسی جزو شائع کی جانب کی مثلاً کہا کہ تیرا نصف طالق ہے یا تہائی طالق ہے یا ربع طالق ہے یا تیرے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ طالق ہے تو طلاق پڑجائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ تیرا خون طالق ہے تو اسمیں دو روایتیں ہیں اور دونوں میں سے صحیح روایت یہ ہے کہ طلاق پڑجائیگی یہ سراج الوہاج میں ہے مگر خلاصہ میں لکھا ہے کہ خون کی صورت میں مختار یہ ہے کہ طلاق نہ پڑیگی انتہی اور اگر کہا کہ تیرے بال یا ناخن یا تھوک طالقہ ہے تو بالاجماع طلاق نہ پڑیگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسی طرح دانت و رگ و حمل میں حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تجھمیں سے تیرا سر یا کہا کہ چہرہ طالق ہے یا اپنا ہاتھ اُسکے سر یا گردن پر رکھا اور کہا کہ یہ عضو طالق ہے تو اصح یہ ہے کہ طلاق نہ پڑیگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ سر طالق ہے اور اپنی جورو کے سر کی طرف اشارہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق پڑجائیگی جیسے کہ اگر کہا کہ تیرا سر یہ طالق ہے تو واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور کہا کہ تیری دبر طالق ہے تو طلاق نہ پڑیگی اور کہا کہ تیری است طالق ہے تو واقع ہوگی اور شیخ مرغینانی رحمہ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ تیری قبل طالق ہے تو اسمیں کوئی روایت نہیں ہے اور چاہیے کہ طلاق واقع ہو جاوے

یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا اوپر کا آدھا بیک طلاق طالقہ ہے اور تیرا نیچے کا آدھا بدو طلاق طالقہ ہے تو متقدمین سے اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین ہے اور نہ متاخرین سے اور یہ مسئلہ بخارا مین واقع ہوا تھا پس اسکا فتوی طلب کیا گیا تو ہمارے بعضے مشائخ نے اُسکے نصف اعلی کی جانب ایک طلاق کی اضافت کرنے سے ایک طلاق واقع ہونے کا فتوے دیا اسواسطے کہ سر اُسکے نصف اعلی مین ہے پس اُسکے سر کی جانب طلاق کی اضافت کرنے والا ہوا اور بعض نے دونون اضافتون کی جہت سے تین طلاق واقع ہونے کا فتوے دیا اسواسطے کہ سر نصف اعلی مین ہے اور فرج نصف اسفل مین ہے پس نصف اعلی کی طرف اضافت سے اسکے سر کی جانب اضافت کرنے والا ہوا اور نیچے آدھے کی طرف اضافت سے فرج کی طرف اضافت کرنے والا ہوا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بنصف تطلیقہ ہے تو پوری ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو نصف تطلیقہ ہے تو یہ مثل ایک طلاق دینے کے ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تین نصف طلاق ہین تو دو طلاق واقع ہونگی اور یہی صحیح ہے اور چار نصف طلاق کی صورت مین بھی یہی حکم ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دو طلاق کی نصف تجھپر ہین تو ایک طلاق واقع ہوگی اور کہا کہ دو نصف دو طلاق کی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تین آدھے دو طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق نصف تطلیقۃ و ثلث تطلیقۃ و سدس تطلیقۃ یعنی تو طالقہ ہے ساتھ نصف ایک طلاق کے اور تہائی ایک طلاق کے اور چھٹے حصہ ایک طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اُسنے ہر جزو کو ایک نکرہ طلاق کی جانب نسبت کی ہے اور جب نکرہ کی تکرار کیجاوے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے قال المترجم وہذا مشروح فی الاصول۔ اور اگر یون کہا کہ نصف تطلیقۃ و ثلثہا و سدسہا یعنے نصف ایک طلاق کا اور تہائی اُسکی و چھٹا حصہ اُسکا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر سب حصے مل کر ایک طلاق کامل سے بڑھ جاوین مثلاً یون کہا کہ نصف ایک طلاق کا اور تہائی اُسکی اور تہائی اُسکی تو بعض نے فرمایا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ دو طلاق پڑینگی اور یہی مختار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق کی نصف کے ساتھ مطلقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو تین طلاق کی دو نصف کے ساتھ مطلقہ ہے تو تین طلاق پڑینگی یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق و نصف طلاق ہے یا کہا کہ بیک طلاق و چہارم طلاق ہے یا مثل ع اسکے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک طلاق اور اسکا نصف یا کہا کہ ایک طلاق و اسکا چہارم تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط و البدائع مگر یہ بعض کا قول ہے اور مختار یہ ہے کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج وہاج وجوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کو تین چوتھائی طلاق یا چار چوتھائی طلاق دین پس اگر وہ طلاق جسکے چہارم حصہ تین سے کیے ہین یا چار کیے ہین وہ معرفہ طلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق نکرہ بیان کی تو دونون صورتون مین تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ پانچ چوتھائی تو طلاق معرفہ کی صورت مین دو طلاق پڑینگی اور نکرہ ہونے کی صورت مین تین طلاق پڑینگی اسی طرح مثل چوتھائی کے پانچوان حصہ و دسوان حصہ وغیرہ سب مین ایسا ہی حکم ہے یہ تبیین مین ہے

ع یعنی ایک طلاق اور گیارہ دسوین مین دو طلاق ہونگی اور اگر طلاق نکرہ ہو تو دو یا پانچوین اور دو دسوین یعنی دو طلاق اور تین یا پانچوین و تین دسوین اور اس سے زیادہ جہانتک ہو تین طلاق پڑینگی فافہم ۱۲ منہ

اور اگر اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے اسکی طلاق مین تجھے شریک کیا تو دوسری پر بھی ایک طلاق پڑجاویگی اور اگر تیسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کی طلاق مین شریک کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور اگر چوتھی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان سب کی طلاق مین شریک کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر پہلی جورو کی طلاق بعوض مال ہو پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اسکی طلاق مین شریک کیا تو اسپر طلاق پڑیگی مگر اسکے ذمہ مال لازم نہوگا اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے اسکی طلاق مین بعوض اسقدر مال کے شریک کیا پس اگر دوسری جورو نے قبول کیا تو اسپر طلاق پڑیگی اور مال بھی لازم ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو کچھ نہین یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر کہا کہ فلانہ کو تین طلاق ہین اور فلانہ دیگر اسکے ساتھ ہو یا کہا کہ فلانہ دیگر کو مین نے اسکے ساتھ طلاق مین شریک کیا تو دونون پر تین تین طلاق پڑینگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کسی مرد کی تین جورو ہون اور اسنے ان عورتون سے کہا کہ انتن طوالق ثلثا یعنے تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو یا یون کہا کہ مین نے تمکو تین طلاق دین تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اس صورت مین تین طلاق کی تقسیم ان تینون پر نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے تم سب کے درمیان تین طلاق دین تو تین طلاق ان تینون کے درمیان تقسیم ہونگی پس ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہو۔ اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ مین نے تم سب کو ایک طلاق مین شریک کیا تو یہ قول اور تم سب مین ایک طلاق ہو دونون یکسان ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ با پنج تطلیقات ہے پس عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق کافی ہین پس شوہر نے کہا کہ اچھا تین طلاق تجھپر اور باقی تیری سوتون پر ہین تو تین طلاق اسپر واقع ہونگی اور اسکی سوتون پر کچھ واقع نہونگی اسواسطے کہ تین طلاق کے بعد جو کچھ باقی رہین وہ لغو ہوگئین پس اسنے اس عورت کی سوتون کی جانب لغو چیز کو پھیرا پس کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر اس نے چار جوروؤن سے کہا کہ تم لوگ تین طلاق سے طالقہ ہو اور یہ نیت کی کہ تینون طلاق انکے درمیان مقسوم ہین تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے وہ متدین ہوگا پس ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر اسکی دو عورتین ہون پس اس نے کہا کہ تم دونون مین دو طلاق ہین تو ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تم دونون کے درمیان دو طلاق مشترک کردین تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک عورت کو دو طلاق دین پھر دوسری سے کہا کہ مین نے تجھکو اسکی طلاق مین شریک کیا تو ایسا نہین ہو بلکہ دوسری پر بھی دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر اپنی عورتون مین سے ایک کو ایک طلاق دی اور دوسری کو دو طلاق دین پھر تیسری سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کے ساتھ مین شریک کیا تو تیسری پر تین طلاق پڑینگی خواہ وہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو اور اگر ایسی صورت ہین کہ دو کو یا تین کو مختلف طلاقین دین پھر تیسری یا چوتھی کو مطلقات مین سے کسی ایک کے ساتھ شریک کیا مثلاً کہا کہ تجھکو مین نے ان مین سے

ایک کے ساتھ شریک کیا اور جسکے ساتھ شریک کیا ہی اُسکو معین نہین کیا تو مرد کو اختیار ہوگا یعنی اُسکے بیان پر رہیگا کہ جسکے ساتھ چاہے شریک کرے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور فتاوے بقالی مین ہی کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق دین پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس طلاق مین حصہ قرار دیا تو شوہر کے بیان نیت پر ہی پس اگر اُسنے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر تینون طلاقون مین سے ہر ایک مین حصہ قرار دینے کی نیت کی تو تین طلاق پڑینگی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر اپنی ایک جورو کو طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے فلانہ کی طلاق مین شریک کیا تو یہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر زوجہ سے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق فلانہ مین شریک کیا حالانکہ فلانہ مذکورہ کو اُسنے طلاق نہین دی ہی یا فلانہ مذکورہ کسی مرد غیر کی جورو ہی خواہ غیر مرد مذکور نے اُسکو طلاق دی ہی یا نہین دی ہی بہرحال درصورتیکہ فلانہ مذکورہ غیر مرد کی جورو ہی اُس شخص کی جورو پر طلاق نہ پڑیگی خواہ اُسنے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور نیز اگر وہ اُسی کی جورو ہو ولیکن اسکو طلاق نہین دی تھی تو بھی اسکی زوجہ پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا کہنا اُسکی طرف سے فلانہ کی طلاق کا اقرار نہوگا اسکو بشر نے امام ابو یوسف رح سے اور ابو سلیمان نے امام ابو محمد سے مطلقاً روایت کیا ہی مگر بقالی مین اسکے آگے یہ جملہ زائد ہی کہ ایسا کلام اس فلانہ کی طلاق کا اقرار نہوگا الّا اس صورت مین کہ یون کہے کہ مین نے تجھے فلانہ کی طلاق مین شریک کیا جسکو مین نے طلاق دیدی ہی اور نیز بقالی مین مذکور ہی کہ اگر اپنی جورو کو غیر کی جورو کی طلاق مین شریک کیا تو نہین صحیح ہی الّا اُس صورت مین کہ یون کہے کہ مین اپنی جورو پر وہ طلاق واقع کرتا ہون جو فلان غیر کی عورت پر واقع کی گئی ہی اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایک باندی آزاد کی گئی اور بخیار عتق اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اُسکے شوہر نے دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اُسکی طلاق مین شریک کیا تو دوسری جورو پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا ہی ہر جدائی جو بغیر طلاق واقع ہوا اُسکے ساتھ شریک کرنے مین یہی حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو اُسکی فرقت مین شریک کیا یا کہا کہ مین نے تجھے اُسکی بینونت مین جو میرے اور اُسکے درمیان واقع ہوئی شریک کردیا تو اُس جورو پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے متدین ہوسکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تم چارون کے درمیان ایک طلاق ہی تو ہر ایک پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تم چارون مین دو طلاق ہین یا تین یا چار طلاق ہین تو بھی یہی حکم ہی لیکن اگر یہ نیت کی ہو کہ یہ طلاق ان سب کے درمیان مشترک ہوکر تقسیم ہو تو دو طلاقون مین ہر ایک پر دو طلاق اور تین طلاق مین ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تم چارون مین پانچ طلاقین ہین اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اور اسی طرح پانچ سے زائد آٹھ تک یہی حکم ہوگا پھر اگر آٹھ سے زائد تو کہے تو ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر ایک عورت سے کہا کہ انت طالق وانت یعنی تو طالقہ ہی اور تو تو دو طلاق واقع ہونگی اور فتاوی مین ہی کہ ایک واقع ہوگی اور اگر کہا انت طالق دوسری جورو سے کہا ہو تو ایک طلاق دوسری جورو پر پڑیگی۔

اور اگر کہا کہ انت طالق وانتما یعنی انت طالق ایک جورو سے کہا اور انتما اس جورو اور ایک دوسری جورو دونون سے کہا تو پہلی پر دو طلاق پڑینگی اور دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق لا بل انت یعنی تو طالقہ ہی نہین بلکہ تو تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر دوسرا لفظ انت یعنی تو کسی دوسری جورو سے کہا تو بدون نیت کے اسپر طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر وانت اور تو۔ یون کہا تو دوسری پر ایک طلاق پڑجائیگی جیسے ہذہ طالق وہذہ یعنی یہ طالقہ ہی اور یہ کہنے کی صورت مین ہوتا ہی کہ دونون پر طلاق واقع ہوتی ہی اور اگر یون کہا کہ ہذہ طالق ہذہ تو دوسری عورت پر بدون نیت کے طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ یہ اور یہ طالقہ ہین تو دونون پر طلاق پڑجائیگی اور اگر کہا کہ یہ یہ طالق ہی تو پہلی پر یعنے جسکی طرف پہلے یہ سے اشارہ کیا ہی وہ طالقہ ہوگی الا اس صورت مین کہ یون کہے کہ دونون طالقہ ہین اور اگر تین عورتون سے کہا کہ تو پھر تو پھر تو طالقہ ہی تو فقط اخیرہ مطلقہ ہوگی اور اسی طرح اگر بحرف واو کہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اس صورت مین آخر مین کہا ہو کہ مطلقات ہو تو سب پر طلاق پڑجاویگی اور اگر لفظ طلاق پہلے کردیا مثلاً کہا کہ طلاق تجھپر پھر تجھپر پھر تجھپر ہی تو سب پر طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ اور عتابیہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر اسکی چار جورو ہون پس اس نے ایک جورو سے کہا کہ انت پھر دوسری جورو سے کہا کہ ثم انت پھر تیسری جورو سے کہا کہ ثم انت پھر چوتھی جورو سے کہا کہ ثم انت طالق یعنی یون کہا تو پھر تو پھر تو پھر تو طالقہ ہی تو چوتھی مطلقہ ہوجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا تو طالق ہی اور تو اور تو نہین تو تو فقط پہلی دونون عورتین مطلقہ ہونگی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ تین طلاق سے ہی اور یہ جورو تیرے ساتھ ہی یا تیرے مثل ہی یا کہا کہ یہ دوسری جورو تیرے ساتھ ہی پھر کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ تیرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہی تو اسکی تصدیق نہ ہوگی پس قضاءً دونون تین تین طلاق سے مطلقہ ہونگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی تو یہ جورو تیرے مثل ہی یا تیرے ساتھ ہی پس اس نے اول کو تین طلاق دین تو دوسری پر ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی یہ ایک طلاق کو بھی شامل ہی اور اگر شوہر نے ابتدا کہا کہ تیرے ساتھ یہ طالقہ ہی تو مخاطبہ پر بدون نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر ایک مرد کی تین جورو ہین پس اس نے کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ تو تیسری نے الحال مطلقہ ہوگی اور اول ودوم مین شوہر مختار ہی جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کی چار عورتین ہین پس اسنے کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ یا یہ تو اسکو پہلی دونون مین اور پچھلی دونون مین اختیار رہیگا کہ دو مین سے ایک جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ اور یہ اور یہ تو تیسری و چوتھی مطلقہ ہوجائینگی اور اول ودوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ یہ طالق ہی اور یہ یا یہ اور یہ تو اول وچہارم مطلقہ ہوجاوینگی اور دوم وسوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہی نہین بلکہ یہ یا یہ نہین بلکہ یہ تو اول وچہارم مطلقہ ہوجاوینگی اور دوم وسوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ عمرہ طالق ہی یا زینب بشرطیکہ گھر مین داخل ہو پس دونون گھر مین داخل ہوئین تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر چاہے طلاق واقع کرے اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ ہی

یا فلانہ مجھپر حرام ہے اور اس لفظ سے قسم مراد لی تو جب تک چار مہینے نہ گذر جاوین تب تک وہ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر اگر چار مہینے گذر گئے (یعنی ایلاء ۱۲) اور اُس نے اس عورت سے جس کی نسبت قسم کھائی تھی قربت نہ کی تو وہ مجبور کیا جائیگا کہ چاہے طلاق ایلاء دیدے یا طلاق صریح دیدے - اور اگر کسی نے کہا کہ اُسکی جورو طالقہ ہے یا اُسکا غلام آزاد ہے پھر قبل بیان کے مرگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور طلاق باطل ہو جائیگی مگر عورت کو نصف میراث مقررہ ملیگی اور تین چوتھائی مہر ملیگا اگر غیر مدخولہ ہو اور سعایت مذکورہ مین سے عورت کو کچھ حصہ میراث نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لا بل طالق کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ تو طالقہ ہے تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ بیک طلاق ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ طالقہ بیک طلاق ہے تو بھی یہی حکم ہے اور منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر عورت سے کہا تو طالقہ ہے نہین بلکہ تو تو عورت مذکورہ پہلے کلام سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور دوسرے کلام سے عورت پر کچھ لازم نہ ہوگی الّا اُس صورت مین کہ شوہر نے نیت کی ہو اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ تم دونون تو پہلی جورو پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی - اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز ایک طلاق دے چکا ہون نہین بلکہ دو تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے - اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ بدو طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ سے ایسا کہا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور طالقہ ہے اور طالقہ ہے نہین بلکہ یہ - تو اخیرہ پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلی پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُس نے تین عورتون سے کہا کہ تو طالقہ اور تو نہین بلکہ تو تو سب پر طلاق پڑجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ یہ طالقہ ہے بیک طلاق اور بیک طلاق اور بیک طلاق نہین بلکہ یہ دوسری جورو تو دوسری جورو پر تین طلاق واقع ہونگی اور پہلی جورو پر ایک طلاق پڑیگی اور اگر پہلی مدخولہ ہو تو اُسپر بھی تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے بیک طلاق نہین بلکہ آئندہ کل تو فی الحال اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب دوسرے روز پو پھٹے تب ہی عدت مین اُسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر ایک جورو سے کہا کہ تو مطلقہ بیک طلاق رجعی اور بدیگر طلاق بائن ہے نہین بلکہ یہ تو پہلی پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری پر ایک طلاق اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے نہین بلکہ یہ - تو دونون پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر یون کہا کہ نہین بلکہ یہ طالقہ ہے تو دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے یا نہین یا کچھ نہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے یا نہین یا کچھ نہین یا لا غیر طالق ہے تو بالاتفاق کچھ نہین واقع ہوگی یہ کافی مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ کچھ نہ واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہے - اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کسی کو شک ہوا کہ اُس نے ایک طلاق

دی ہی یا تین طلاق تو وہ ایک طلاق رکھی جاویگی یہان تک کہ اُسکو زیادہ کا یقین ہو یا اُسکا غالب گمان اُسکے برخلاف ہو پھر اگر شوہر نے کہا کہ مجھے مضبوطی حاصل ہوئی کہ وہ تین طلاق تھین یا وہ میرے نزدیک تین قرار پائی ہین تو جو امر اشد ہو اُسپر مدارکار رکھو نگا پھر اگر عادل لوگون نے جو اس مجلس مین حاضر تھے خبر دی اور بیان کیا کہ وہ ایک طلاق تھی تو فرمایا کہ اگر لوگ عادل ہون تو اُنکی تصدیق کرکے اُنکا قول لونگا یہ ذخیرہ فصل گیارہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق یا بدو طلاق ہے تو بیان کرنے کا اختیار شوہر کو ہے یعنے بیان کرے کہ دونون مین سے کون بات ہے اور اگر ایسا قول غیر مدخولہ سے کہا تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور شوہر بیان کا مختار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور امام قدوری نے ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جورو کے ساتھ ایسی چیز کو ملایا جسپر طلاق نہین ہوتی ہے جیسے پتھر و چوپایہ وغیرہ اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ یہ طالقہ ہے یا یہ۔ تو امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی جورو پر طلاق پڑیگی اور اگر اپنی منکوحہ اور ایک مرد کو جمع کیا یعنی یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالق ہے یا یون کہا کہ یہ عورت طالقہ ہے یا یہ مرد تو بدون نیت کے اُسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہے۔ اور اگر اپنی منکوحہ کے ساتھ اجنبیہ عورت کو جمع کیا یعنی کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ یہ طالقہ ہے یا یہ تو بدون نیت کے اُسکی جورو مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ اجنبیہ اس امر کی محل ازروے خبر ہے یعنے خبر دے سکتا ہے کہ اجنبیہ طالقہ ہے اگرچہ انشاے طلاق اسپر نہین کرسکتا ہے اور یہ صیغہ طالقہ درحقیقت اخبار ہے اور اگر ایسی صورت مین کہا کہ مین نے تم دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو بدون نیت کے اُسکی عورت پر طلاق پڑجاویگی یہ طلاق الاصل مین مذکور ہے۔ اور ہشام نے اپنی نوادر مین امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے اپنی جورو اور ایک اجنبیہ سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بیک طلاق طالقہ ہے اور دوسری لبسہ طلاق تو ایک طلاق اُسکی جورو پر واقع ہوگی۔ اور امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی دو عورتین دودھ پیتی ہوئی ہین پس اُسنے دونون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک لبسہ طلاق طالقہ ہے تو دونون مین ایک مطلقہ ہو جاویگی اور بیان کرنا شوہر کے اختیار مین ہے پھر اگر ہنوز اُس نے بیان نہ کیا تھا کہ کسی عورت نے آکر ان دونون کو دودھ پلایا خواہ ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے تو دونون بائنہ ہو جاوینگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی زندہ جورو کو اور جو مری پڑی ہے طلاق مین جمع کیا یعنی کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے تو زندہ پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی تحت مین ایک آزادہ اور ایک باندی ہے اور اُس نے دونون سے دخول کرلیا ہے پس اُس نے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے پھر باندی آزاد کی گئی پھر شوہر نے بیان کیا کہ میری طلاق اسی معتقہ کے حق مین ہے تو یہ معتقہ بحرمت غلیظہ مطلقہ ہو جائیگی قال المترجم حرمت غلیظہ یہ ہے کہ بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے اور اُسکی وطی کیے ہوئے اول شوہر پر حلال نہین ہوسکتی ہے سو آزادہ عورت پر تین طلاق کامل واقع ہونے کے بعد اور باندی پر دو طلاق کامل واقع ہونے کے بعد ایسا ہوجاتا ہے اور چونکہ حالت طلاق مین یہ معتقہ باندی تھی لہذا بیان اُسی وقت سے متعلق ہوکر دو طلاق سے حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجائیگی فافہم۔ اور اگر دونون باندی ہون اور شوہر نے کہا کہ

تم دونون مین سے ایک بد و طلاق طالقہ ہے پھر دونون آزاد کی گئین پھر شوہر بیار رہو یعنی مرض الموت کا مریض
ہوا اور پھر اُس نے دونون مین سے کسی کے حق مین طلاق کا بیان کر دیا تو وہ بحرمت غلیظہ حرام ہو جائیگی ولیکن
میراث ان دونون مین نصفا نصف ہوگی اسواسطے کہ میراث کے حق مین یہ بیان مثل عدم بیان کے ہے یہ
محیط مین ہے - ایک شخص کے تحت مین کسی شخص کی دو باندیان ہین پس مولے نے دونون سے کہا کہ تم
دونون مین سے ایک آزاد ہے پھر شوہر نے کہا کہ تم مین سے جسکو مولے نے آزاد کیا ہے وہ بد و طلاق
طالقہ ہے تو اسمین شوہر کو نہین بلکہ مولے کو حکم دیا جائیگا کہ وہ بیان کرے کہ دونون مین سے کون
آزاد ہے پھر جب مولے نے دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہی بدو طلاق طالقہ ہو جائیگی
ولیکن بحرمت غلیظہ مطلقہ نہ ہوگی اور اُسکی عدت تین حیض سے ہوگی - اور اگر مولے قبل بیان کے
مر گیا تو عتق ان دونون مین پھیل جاویگا پس اب شوہر کو حکم بیان دیا جائیگا پس جب شوہر نے کسی ایک کے
حق مین طلاق بیان کی تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ بحرمت غلیظہ مطلقہ ہو جاویگی اسواسطے کہ وہ ہنوز مستسعاۃ
یعنی سعایت کرنے والی باندی ہے اور جو باندی سعایت مین ہو اُسکی طلاق کامل دو اور عدت دو حیض ہین - اور اگر
مولے مرا نہین بلکہ غائب ہو گیا یعنی کہین چلا گیا تو شوہر کو بیان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا - اور اگر مسئلہ مذکورہ
مین شوہر نے پہل کی اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے پھر مولی نے کہا کہ جسکو اُسکے
شوہر نے طلاق دی ہے وہ آزاد ہے تو ایسی حالت مین شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پھر جب شوہر نے
ایک کی طلاق بیان کی تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور چونکہ بعد طلاق کے ہی آزاد ہو گئی ہے لہذا بحرمت غلیظہ حرام
ہو جائیگی اور تین حیض سے عدت پوری کریگی اور بعضے نسخون مین لکھا ہے کہ دو حیض سے عدت پوری کریگی یہ کافی
مین ہے - امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد کی دو عورتین ہون اور وہ دونون سے دخول کر چکا ہے پس
دونون سے کہا کہ تم دونون طالقہ ہو تو ہر ایک بایک طلاق رجعی مطلقہ ہوگی پھر اگر اُسنے دونون مین سے
کسی سے مراجعت نہ کی یہان تک کہ دونون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہے تو بیان کا
اختیار اُسکو حاصل ہوگا پھر اگر اُس نے بیان نہ کیا یہان تک کہ دونون مین سے ایک کی عدت گذر گئی تو دوسری
ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی - اور اگر دونون کی عدت ساتھ ہی گذر گئی تو تین طلاق دونون
مین سے ایک پر واقع نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رح کی یہ مراد ہے کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع
نہونگی مگر تین طلاق کسی ایک غیر معین پر واقع ہونگی پھر امام محمد رح نے فرمایا کہ اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ دونون
مین سے ایک معین پر ہر سہ طلاق واقع کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ
دونون مین سے ایک معین پر بمقصود ابیان ہر سہ طلاق واقع کرے مگر بحکم نکاح اُسکو ایسا اختیار ہے باین طور
کہ بعد انقضاے عدت کے دونون مین سے ایک سے نکاح کر لے پس اگر دونون کی عدت گذر جانے کے
بعد پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہا تو یہ نہین جائز ہے اور اگر ایک سے نکاح کر لیا تو جائز ہے اور دوسری
ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی - اور اگر اُس نے خود کسی سے دونون مین سے نکاح نہ کیا یہانتک
کہ دونون مین سے ایک نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کیا

پھر اسکو طلاق دیدی یا مرگیا پھر اُسکی عدت گذر گئی پھر شوہر اول نے ان دونون سے ساتھہی نکاح کرلیا تو جائز ہی اور اسی طرح اگر یہ ہوا کہ دونون کی عدت گذر جانے کے بعد ایک مرگئی پھر اُس نے دوسری سے نکاح کرلیا تو یہ جائز ہی اسواسطے کہ میت مین ایسی بات نہین پائی گئی ہی جو اس امر کی موجب ہو کہ وہی طلاق واحدہ کے واسطے متعین ہوئی تاکہ زندہ تین طلاق کے واسطے متعین ہو جاوے بخلاف اِسکے جب دونون زندہ رہین اور وہ ایک سے نکاح کرے تو حکم اِسکے برعکس ہی اسواسطے کہ نکاح سوائے ایسی عورت کے جس پر ایک طلاق ہوئی ہو صحیح نہین ہی پس جس سے نکاح کرلیا وہی ایک طلاق کے واسطے متعین ہوگئی اور زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کے تحت مین کسی شخص کی دو باندیان ہین کہ جنکے ساتھہ دخول نہین کیا ہی پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہی پھر اُن دونون مین سے ایک کو خرید کیا تو دوسری طلاق کیواسطے متعین ہو جائیگی جیسے کہ ایک کے مرجانے کی صورت مین ہی اور اگر اُس نے دونون کو ساتھہی خرید لیا تو طلاق دونون مین مجمل رہیگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ ان دونون مین سے کسی کے حق مین بیان کرے ہان اگر دونون مین سے کسی ایک سے بملک یمین وطی کی تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اسواسطے کہ شوہر کے فعل کو صلاح پر محمول کرنا واجب ہی اور یہ اسطرح ہوگا کہ اس باندی سے وطی کرنا حلال طور پر رکھا جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ اُسکے ذمہ سے طلاق دور کی جاوے اسوجہ سے کہ جو باندی بدو طلاق مطلقہ ہو جاوے وہ جسطرح بملک نکاح روا نہین ہوسکتی ہی اُسی طرح بملک یمین بھی حلال نہین ہوسکتی پس ضرور ہوا کہ سرے سے طلاق ہی اُسکے سر سے دور کی جاوے اور اگر اپنی دو جورؤن مدخولہ سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بیک طلاق طالقہ ہی اور دوسری بسہ طلاق اور شوہر کی نیت ان دونون مین سے کسی کے حق مین نہین ہی تو اُسکو اختیار رہوگا کہ دونون مین سے جسکے حق مین چاہے تین طلاق واقع کرے تاوقتیکہ دونون عدت مین ہین اور جب دونون کی عدت گذر گئی تو کسی ایک معین پر اپنے بیان سے تین طلاق واقع نہین کرسکتا ہی اور اگر دونون مین سے ایک کی عدت پہلے گذری تو وہی بیک طلاق بائنہ ہوگئی اور دوسری مطلقہ بسہ طلاق ہوگی۔ اور اگر دونون مین سے کسی کے ساتھہ دخول نہ کیا ہوا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع کرے اور اس صورت مین اگر اُسنے ایک کے ساتھہ نکاح کرلیا تو جائز ہی ولیکن دونون سے نکاح کرلینا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی چار جورؤن مین سے ایک کو تین طلاق دیدین پھر اُسپر مشتبہ ہوگئین اور ہر ایک عورت نے اپنے مطلقہ ہونے سے انکار کیا تو اُنین سے کسی سے قربت نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ ایک اُنین سے ضرور اُسپر حرام ہی اور یہ احتمال اُنین سے ہر ایک مین ہی اور ہمارے اصحاب نے فرمایا ہی کہ جو چیز بوقت ضرورت مباح نہین ہو جاتی ہی اُسمین تحری نہین روا ہی اور فروج اسی باب مین داخل ہین اور اس سے ظاہر ہی کہ جو بوقت ضرورت مباح ہو اُسمین تحری جائز ہی اسیواسطے فرمایا کہ اگر مردار جانور مذبوح کے ساتھہ خلط ہو جاوے تو تحری کرسکتا ہی اسواسطے کہ مردار بوقت ضرورت مباح ہو جاتا ہی۔ اور اگر ان عورتون نے حاکم کے یہان شوہر پر نفقہ وجماع کی نالش کی حاکم قبول کرکے اُسکو قید کریگا یہان تک کہ مطلقہ کو بیان کرے اور اُنکا نفقہ اُسپر لازم کریگا۔ اور اسکو چاہیے

کہ ہر ایک کو ایک طلاق دیدے پھر جب انھون نے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا تو پھر وہ اُسنے نکاح کرسکتا ہی اور اگر انھون نے دوسرے سے نکاح نہ کیا تو افضل یہ ہوگا کہ ان مین سے کسی سے نکاح نہ کرے ولیکن اگر اُس نے انمین سے تین عورتون سے نکاح کرلیا تو نکاح جائز ہوگا اور چوتھی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اور ایسا ہی علماء نے وطی کے حق مین فرمایا کہ احتیاطاً اُسنے قربت نہ کرے اور اگر اُس نے تین سے قربت کی تو چوتھی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی - اور اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ ان سب سے نکاح کرلے قبل اسکے کہ یہ دوسرے شوہر سے نکاح کرین اور اگر ان سب مین سے ایک نے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُس نے اسکے ساتھ دخول کرکے پھر طلاق دیدی پھر اس نے ان چارون سے نکاح کیا تو جامع مین مذکور ہی کہ سب کا نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر ایک عورت نے دعوے کیا کہ وہی مطلقہ ثلثہ ہی تو شوہر سے قسم لیجائیگی پس اگر اُس نے قسم سے انکار کیا تو ہر ایک پر تین تین طلاق پڑینگی اور اگر وہ سب کے دعوے پر قسم کھا گیا تو حکم وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے عمل درآمد ہونا بیان کیا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اسی طرح اگر دو عورتین ہون اور ایسی صورت مین اُسنے ایک سے نکاح کرلیا تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی - اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ جب تین طلاق دیدی ہون اور اگر ایک ہی طلاق بائن دی ہو تو یہ طریقہ ہی کہ سب سے نکاح جدید کرلے اور طلاق دینے کی کچھ حاجت نہین ہی اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے مراجعت کرلے - اور اگر تین طلاق کی صورت مین قبل بیان کے انمین سے ایک مرگئی تو احسن یہ ہی کہ باقیات سے وطی نہ کرے اِلّا بعد بیان مطلقہ کے کہ وہ فلانہ تھی ولیکن اگر قبل بیان کے وطی کرلی تو جائز ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُس نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے ایک طالقہ ہی اور ہنوز بیان نہ کیا تھا کہ دونون مین سے ایک مرگئی تو جو باقی رہی ہی وہی مطلقہ ہوگی اور اسی طرح اگر مری نہین بلکہ شوہر نے دونون مین سے ایک سے جماع کیا یا بوسہ لیا یا اُسکے طلاق کی قسم کھائی یا اُس سے ظہار کیا یا اُسکو طلاق دیدی تو دوسری جورو طلاق مبہم کے واسطے متعین ہوجاویگی - اور اگر دونون مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اُسکا وارث نہوگا اور دوسری جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر ایک معین کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے اس طلاق سے تعیین کا قصد کیا تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایک سے دو تک ہی یا ایک سے دو تک کے درمیان طالقہ ہی تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان تو دو طلاق ہونگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی کذا فے الہدایہ اور اگر اپنے قول ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان سے ایک طلاق کی نیت کی تو دیانۃً تصدیق ہوسکتی ہی مگر قضاءً تصدیق نہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر کہا کہ ایک سے دس تک تو امام اعظم رح کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ما بین یک تا دیگر ہی یا ایک سے ایک تک تو یہ ایک طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر اُس نے کہا کہ تو طالقہ ما بین یک و سہ ہی تو یہ ایک طلاق ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ دو سے دو تک تو امام اعظم رح کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ

تو طالق ہے رات تک یا کہا کہ ایک ماہ تک یا کہا کہ ایک سال تک تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو اُسنے فی الحال واقع ہونے کی نیت کی اور وقت واسطے امتداد کے قرار دیا پس اس صورت مین طلاق فی الحال واقع ہوگی اور یا اُسوقت مضاف الیہ کے بعد واقع ہونے کی نیت کی پس ایسی صورت مین اُسوقت مضاف الیہ کے گذرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو ہمارے نزدیک بدون وقت مضاف الیہ کے گذرنے کے طلاق واقع نہ ہوگی قال المترجم قولہ ایک ماہ تک اسکے معنی یہ ہوئے کہ مہینہ پر یعنے مہینہ بھر گذرنے پر تو طالقہ ہے فافہم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ گرمیون تک یا جاڑون تک تو طالقہ ہے تو یہ قول اور رات تک یا مہینہ تک تو طالقہ ہے دونون یکسان ہین اسی طرح اگر کہا کہ ربیع تک یا خریف تک تو طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ الی حین یا الی زمان ہے پس اگر اُسنے اپنی نیت مین کوئی وقت وزمانہ مراد لیا مثلاً مہینہ یا جاڑے یا خریف تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو چھ مہینے پر رکھا جائیگا اور اگر کہا تو طالقہ الی قریب ہے اور کچھ نیت نہ کی تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر رکھا جائیگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہان سے ملک شام تک تو طالقہ ہے تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ در دو ہے پس اگر اُس نے یہ نیت کی کہ ایک اور دو اور عورت مدخولہ ہے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر ایک مع دو کے مراد لی تو تین طلاق پڑینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر دو مین کہنے سے ظرفیت مراد لی تو ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ طلاق ایسی چیز نہین ہے جو ظرف ہو سکے پس دو مین کہنا لغو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تین مین ایک تو بھی یہی حکم ہے کہ اگر ایک اور تین مراد لی تو مدخولہ پر تین اور غیر مدخولہ پر ایک پڑیگی اور اگر ایک مع تین مراد لی تو بہر صورت تین طلاق پڑینگی اور اسی طرح اگر دو مین دو طلاق کا لفظ کہا اور دو اور دو مراد لی یا دو مع دو کے مراد لی تو مدخولہ پر تین طلاق پڑینگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یا اُس نے ضرب حساب مراد لی پس ایک در دو کہنے کی صورت مین فقط ایک ہی واقع ہوگی اور ایک در سہ کہنے کی صورت مین بھی یہی حکم ہے اور دو در دو کہنے کی صورت مین فقط دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بمکہ یا در مکہ ہے یعنی مکہ مین یا مکہ کے اندر تو جہان ہو فی الحال اُسپر طلاق پڑیگی اسی طرح اگر اُس نے کہا کہ دار مین تو طالقہ ہے تو جہان ہو فی الحال مطلقہ ہوگی اور اگر اُس نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ جب وہ مکہ مین آوے تب مطلقہ ہوگی تو قضاءً نہین بلکہ دیانۃً تصدیق کی جائیگی اور اگر صریح اُسنے یون کہا کہ جب تو مکہ مین داخل ہو تو تجھے طلاق ہے تو جب تک مکہ مین داخل نہو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیرے دار مین داخل ہونے پر طلاق ہے تو بالفعل طلاق معلق ہوگی یہ ہدایہ مین ہے اور اگر عورت سایہ مین بیٹھی ہے اُس سے کہا کہ تو دھوپ مین طالقہ ہے تو وہین مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو اپنی نماز مین طالقہ ہے تو جب تک رکوع اور سجدہ نہ کرے تب تک طالقہ نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنے روزہ مین طالقہ ہے تو صبح ہو جانے پر طالقہ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مرض مین یا وجع مین طالقہ ہے تو جب تک مریضہ نہو تب تک طالقہ نہو گی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دخول دار پر تو طالقہ بیک طلاق ہے

تو فی الحال واقع ہو گی یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض مین یا اپنے حیض کے ساتھ طالقہ ہے تو جب ہی خون دیکھے گی اسی وقت سے طالقہ ہو گی بشرطیکہ یہ خون تین روز تک برابر رہے تو جب وہ طاہر رہیگی حیض نہ آویگا تب تک طالقہ نہو گی اور اگر سب صورتون مین حیض کی حالت مین ہو (تاکہ حیض متحقق ہو) تو جبتک اس حیض سے پاک ہو کر پھر حائضہ نہو تب تک مطلقہ نہو گی یہ بدائع و شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق بدخولک الدار او بحیضتک یعنی تو طالقہ ہے ساتھ داخل ہونے تیرے کے گھر مین یا ساتھ اپنے حیض کے تو جب تک داخل نہو یا حائضہ نہو تب تک طلاق نہ پڑیگی یہ بحرالرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کپڑے مین طالقہ ہے حالانکہ اسوقت عورت دوسرا کپڑا پہنے ہے تو فی الحال مطلقہ ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے (یعنی ایسا کپڑا پہننے کی حالت مین) درحالیکہ تو مریضہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مرد نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ اگر ایسا کپڑا اپہنے یا جب مریضہ ہو تب طالقہ ہے تو قضاءً نہین مگر دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مکہ جانے مین یا ایسا کپڑا پہننے مین طالقہ ہے تو جب تک ایسا فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میرے علم مین یا میرے حساب مین یا میری راے مین طالقہ ہے تو طلاق پڑ جائیگی (یعنی بعد ایسے فعل کے طالقہ ہو جائیگی) بخلاف اسکے اگر کہا کہ اس چیز مین جسکو مین جانتا ہون تو طالقہ ہے تو ایسا حکم نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے

دوسری فصل زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے اور اسکے متصلات کے باب مین

اگر کہا کہ تو کل کے دن مین یا کل طالقہ ہے اور اسکی نیت کوئی خاص نہین ہے تو کل کی فجر طلوع ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسنے دعوی کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ کل کے روز آخر وقت طالقہ ہے تو دونون صورتون مین دیانۃً اسکی تصدیق ہو گی اور رہی قضاءً سو کل کے کہنے کی صورت مین بالاجماع اسکی تصدیق نہو گی اور کل کے روز مین کہنے کی صورت مین امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ قضاءً بھی تصدیق ہو گی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تصدیق نہ کیجائیگی اور اسی طرح اگر رمضان مین یا رمضان طلاق کہا یا کہا کہ انت طالق شہرا او فی شہر یعنی تو طالقہ ماہ یا ماہ مین ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی وقت کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہے تو رمضان سے وہ رمضان مراد ہو گا جو پہلے آوے اور اسی طرح اگر کہا کہ تو جمعرات کو طالقہ ہے تو پہلی جمعرات جو آوے وہی قرار دی جائیگی اور اگر اسنے کہا کہ مین نے اس رمضان کے سوا دوسرا رمضان مراد لیا تھا تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالی سچا ہو سکتا ہے (پہلے رمضان کے سوا ۱۲) یہ محیط مین ہے۔ اور اگر جمعرات کے روز کہا کہ تو جمعرات کو یا جمعرات کے دن مین طالقہ ہے تو یہی جمعرات رکھی جائیگی جو ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ تو جمعہ کو یا جمعہ کے دن مین طالقہ ہے اور یہ دن جمعہ کا ہے تو طلاق پڑ جائیگی اور اگلے جمعہ پر نہین رکھا جائیگا الا اس صورت مین کہ اسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے شعبان مین کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہے تو شعبان کے آخر روز جب آفتاب غروب ہو گا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو گرمی مین یا جاڑے مین یا ربیع مین یا خریف مین طالقہ ہے تو اسوقت کے آتے ہی پر طلاق پڑیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے بطور حلف اپنی جورو سے نصف رمضان مین کہا کہ تو لیلۃ القدر مین طالقہ ہے تو جب تک اگلے سال کا رمضان نہ گذرے تب تک طلاق واقع نہو گی اور صاحبین کے قول پر جب اگلے رمضان کا نصف گذر جاوے تب ہی طلاق پڑیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر قسم کھانے والا عوام مین سے ہو تو جس رمضان مین قسم کھائی ہے اسکی ستائیسوین تاریخ گذرنے پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ عوام

مین ستائیسوین رمضان لیلۃ القدر معروف مشہور ہر۔ یہ حاوی مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعد چھ روز کے ہر تو لوگون کے عرف کے موافق ساتوین روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہر اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طالقہ ہر تو جن دو وقتون کا نام اُسنے زبان سے پہلے لیا ہر انمین سے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور مین اول صورت مین آج ہی طلاق پڑیگی اور دوسری صورت مین کل پڑیگی یہ ہدایہ مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ آج و کل ہر تو فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور سوائے اسکے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج بیک طلاق طالقہ ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر آج کے روز اور جب کل آوے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو درحالیکہ وہ عدت مین ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر اُسی روز جبکہ کل آوے تو طلوع فجر ہوتے ہی اُسپر طلاق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہر اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنی رات مین و دن کو طالقہ ہر تو جسدم یہ قول کہا ہر اُسی وقت اُسپر طلاق واقع ہوگی پھر دن مین کچھ واقع نہوگی۔ اور یہ اُسوقت ہر کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ ہر دو وقت مین ایک ایک طلاق واقع ہو تو اُسکی نیت پر رہیگا۔ اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طالقہ ہر تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑ جائیگی اور دوسری طلوع فجر ہونے پر پڑیگی اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو طالقہ ہر اپنی رات مین اور اپنے دن مین یا دن مین کہا کہ تو اپنے دن مین اور اپنی رات مین طالقہ ہر تو ہر دو وقت مین اسپر ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے مین طالقہ ہر یا اپنے قیام و قعود مین تو جب تک دونون افعال پائے نجاوین طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ اپنے کھانے مین اور اپنے پینے مین اور اپنے کھڑے ہونے مین اور اپنے بیٹھنے مین طالقہ ہر تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جاویگا طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات مین اور دن مین کہنے سے اُس نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے تصدیق ہوسکتی ہر اسواسطے کہ اُسنے ایسی بات کی نیت کی جو اُسکے لفظ سے نکلسکتی ہر۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد سے مروی ہر کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بروز و شب ہر پس اگر اُسنے دن مین یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر رات مین کہا تو دو طلاق پڑینگی کذا فی المحیط۔ اور اگر دوپہر کو اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ اول اس روز و آخر اس روز ہر تو ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ آخر اس روز اور اول اُس روز ہر تو دو طلاق پڑ جائینگی اسواسطے کہ پہلی صورت مین جو طلاق پہلے وقت پڑیگی وہی آخر وقت ہوگی پس ایک ہی واقع ہوگی اور دوسری صورت مین جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑی ہوئی اول وقت نہین پڑیگی لہذا دو طلاق ہو جاوینگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہر۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ اسوقت کل ہر تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسوقت سے کل کے روز کا یہی وقت مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہوسکتی ہر یہ محیط مین ہر۔ اور منتقی مین لکھا ہر کہ کسی نے کہا کہ تو طالقہ ہر کل اور بعد کل کے تو فقط کل اُسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دیروز و امروز یعنے گذرے ہوئے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گذرے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑینگی اور باوجود اسکے

اور دوجہ اسکی مذکور ہوگی ہر ۱۲ منہ

یہ بھی کہا کہ دیروز (گذرا ہوا کل ۱۲) سے ایک روز پہلے تو تین طلاق پڑ جاوینگی یہ عتابیہ مین ہر- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر آج کے روز اور کل کے بعد تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہر- اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہر کل یا بعد کل کے تو پرسون طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ اُسنے دونون وقتون مین سے ایک کو ظرف ٹھہرایا ہر اور یہ اصل قرار پائی ہر کہ جب طلاق کی اضافت دو وقتون مین سے کسی ایک کی طرف ہو تو دونون وقتون مین سے پچھلے وقت مین واقع ہوتی ہر یہ کافی مین ہر- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر آج کے روز و کل و بعد کل کے اور اُسکی کچھ نیت نہین ہر تو ایک طلاق واقع ہو گی کذا فی محیط السرخسی اور اگر اُس نے تین روز مین متفرق تین طلاق کی نیت کی تو سب واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہر- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہر جو تجھپر کل واقع ہو گی تو طلوع فجر ہونے پر طلاق پڑ جاویگی اور اگر کہا کہ ایسی طلاق کے ساتھ جو نہ واقع ہو گی مگر کل تو فی الحال طلاق پڑ جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہر- اور اگر کہا کہ تو شروع ہر ماہ مین طالقہ ہر تو اُسپر تین مہینہ تک شروع ہر ماہ مین ایک طلاق پڑیگی اور اگر کہا تو ہر مہینہ طالقہ ہر تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہر اور اگر کہا کہ تو ہر جمعہ طالقہ ہر پس اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ تو ہر روز جمعہ کو طالقہ ہر تو اُسپر ہر روز جمعہ کو برابر طلاق پڑتی رہیگی یہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جاوے اور اگر یہ نیت ہو کہ اُسکی زندگی بھر مین جتنے جمعہ کے دن گذرین سب مین طالقہ ہو گی تو عورت پر فقط ایک طلاق پڑیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہر آج اور شروع ماہ پر تو پہلے ہی حکم ہر اور اگر ان اوقات مذکورہ مین ہر روز طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو موافق نیت واقع ہو گی- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر روز مین بیک طلاق ہر تو ہر روز ایک طلاق واقع ہو گی- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر ہر روز یا عند کل یوم یا ہر گاہ کوئی روز گذرے تو ہر روز ایک طلاق کر کے تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہر اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہر کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بعد ایام ہر تو یہی حکم ہر کہ بعد سات روز کے واقع ہو گی- اور معلی رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہر کہ اگر عورت (یعنی چند روز ۱۲) سے کہا کہ جب ذوالقعدہ ہو تو تو طالقہ ہر حالانکہ یہ مہینہ ذیقعدہ ہی کا ہر جسمین سے کچھ دن گذر گئے ہین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ کہتے ہی وہ طالقہ ہو جائیگی- اور اگر عورت سے کہا کہ تو آمد روز مین طالقہ ہر پس اگر یہ کلام رات مین کہا تو آیندہ روز کے فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر یہ امر دن مین کہا ہر تو دوسرے روز جب یہی گھڑی آویگی تب ہی طالقہ ہو گی اور اگر کہا کہ تو ایک روز گذرے پر طالقہ ہر پس اگر یہ کلام رات مین کہا ہر تو دوسرے روز جب آفتاب غروب ہوگا طالقہ ہو جائیگی اور اگر دن مین کہا ہو تو جب دوسرے روز کی یہی گھڑی آویگی جسمین یہ لفظ کہا ہر تو طالقہ ہو جائیگی- اور اگر کہا کہ تو تین دن آنے پر طالقہ ہر پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر دن مین کہا تو چوتھے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو تین روز گذرنے پر طالقہ ہر پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسی پر شرط پوری ہو جائیگی اور ایسا ہی جامع کے بعض نسخون مین ہر- اور دوسرے نسخون مین یون ہر کہ جب تک چوتھی رات کی ایسی ہی گھڑی جسمین یہ لفظ کہا ہی نہ آوے تب تک طالقہ نہو گی اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہر یہ محیط مین ہر- اور اگر عورت سے کہا کہ تو دیروز (گذشتہ کل ۱۲) طالقہ ہر حالانکہ اُس سے آج ہی نکاح کیا ہر تو کچھ واقع نہو گی اور اگر دیروز

نے سے پہلے اُس سے نکاح کیا ہو تو اُسوقت طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ تو قبل اسکے کہ مین تجھسے نکاح کرون طالقہ ہے تو کچھ واقع نہو گی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ مین تجھسے نکاح کرون قبل اسکے کہ مین تجھسے نکاح کرون یا کہا کہ تو طالقہ ہے قبل اسکے کہ مین تجھسے نکاح کرون جسوقت مین تجھسے نکاح کرون۔ یا کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون پس تو طالقہ ہے قبل اسکے کہ مین تجھسے نکاح کرون تو پہلی دونون صورتون مین نکاح کرنے کے وقت بالاتفاق طلاق واقع ہو گی اور تیسری صورت مین امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک طلاق واقع نہو گی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے دار مین داخل ہونے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے یا کہا کہ تو فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے پس اس قسم طلاق سے ایک مہینہ گذرنے سے پہلے فلان مذکور آگیا یا عورت مذکورہ دار مین داخل ہو گئی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر وقت قسم سے مہینہ گذرنے پر فلان مذکور آیا یا یہ عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اس سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے تو فی الحال طلاق پڑ جائیگی۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہ اللہ کے نزدیک داخل ہونے یا آنے کے ساتھ ہی ساتھ طلاق پڑیگی اور وقوع طلاق اسکے داخل ہونے و فلان کے آنے ہی پر مقصود ہو گا چنانچہ اگر مہینہ کے اندر بیچ مین کسی وقت عورت مذکورہ کو خلع دیدیا پھر وہ مہینہ پورا ہونے پر دار مین داخل ہوئی یا فلان مذکور آگیا درحالیکہ یہ عورت عدت مین ہے تو خلع باطل نہو گا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو فلان شخص کی موت کے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہے پس اگر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک شروع مہینہ سے طالقہ قرار دی جائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک فلان مذکور کی موت کے بعد طالقہ ہو گی اور اگر فلان مذکور پورا مہینہ ہونے سے پہلے مرگیا تو بالاجماع طالقہ نہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو رمضان سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہے تو بالاتفاق شروع شعبان مین طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے تو لبسہ طلاق طالقہ ہے یا بطلاق بائن طالقہ ہے پھر مہینے کے بیچ مین اُس سے خلع کر لیا پھر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مرگیا پس اگر وہ عدت مین ہے تو ایک ماہ پہلے سے اسپر طلاق پڑیگی اور خلع باطل ہونے کا حکم دیا جائیگا اور شوہر نے جو خلع کا معاوضہ لیا ہے وہ عورت کو واپس دیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک خلع باطل نہو گا مگر طلاق مع خلع کے تین طلاق ہو جاوینگی اور اگر عورت مذکورہ عدت مین نہ رہی ہو بایں طور کہ اُس نے وضع حمل کیا ہو پھر فلان مذکور مرا یا عورت مدخولہ نہو کہ اسپر عدت واجب ہی نہوئی ہو پھر فلان مذکور مرا تو بالاجماع خلع باطل نہو گا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت سے ایک مہینے پہلے یا کہا کہ اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے پھر شوہر یا جورو مری تو امام اعظمؒ کے نزدیک زندگانی کے آخر جزو مین قبل موت کے طلاق پڑ جائیگی اور اُسوقت سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ قرار دی جائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے پھر ان دونون مین سے ایک شخص ایک مہینہ پہلے سے مرگیا تو عورت اس قسم سے کبھی طالقہ نہو گی اور اگر وقت قسم سے ایک مہینہ گذرنے پر دونون مین سے ایک مرا تو وہ وقت قسم سے طالقہ ہو جائیگی اور دوسرے کی موت کا انتظار نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہے پھر قسم سے ایک مہینہ پورا ہونے پر ایک آگیا پھر اُسکے بعد دوسرا آیا تو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ دونون کا معاً آجانا عادتاً ممتنع ہے اسواسطے اسکا اعتبار

ساقط ہوا- اور اگر کہا کہ تو یوم اضحی اور فطر سے ایک مہینے پہلے طالقہ ہے تو جب رمضان کا چاند دکھلائی دیگا تب ہی طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اضحی و فطر دونون ساتھ ہی نہین ہوتے ہین پس وقوع طلاق کا متعلق بصفت تقدم ہوگا اور مہینہ کا اتصال ایک کے ساتھ معتبر ہوگا نہ دوسرے کے ساتھ یہ محیط مین ہے- اور اگر کہا کہ تو یوم اضحی سے پہلے طالقہ ہے تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے کہ قبل اسکے یوم اضحی ہے تو فی الحال واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے- اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض آنے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہے پس عورت مذکورہ ایک مہینہ ٹھہری پھر اُسنے فقط ایک یا دو روز خون دیکھا تو طالقہ نہوگی جب تک تین روز تک خون نہ دیکھے اور اگر اُسنے تین روز تک خون دیکھا تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اس سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ اُسی وقت سے طالقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے منتقی مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو کچھ پہلے کل کے یا کچھ پہلے آمد فلان کے طالقہ ہے تو کل سے یا فلان کے آنے سے پلک مارنے کی مقدار پہلے سے طالقہ ہو جائیگی اور حاکم نے فرمایا کہ فلان کے آنے سے کچھ پہلے کی صورت مین یہ حکم ٹھیک نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ فلان کے آنے پر طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ تو بعد یوم اضحی کے طالقہ ہے تو رات گذرنے پر طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو ایسے وقت طالقہ ہے کہ اُسکے بعد یوم اضحی ہے تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ یوم اضحی کے ساتھ طالقہ ہے تو یوم اضحی کی فجر طلوع ہونے سے طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ معہا یوم الاضحی یعنی اُسکے ساتھ یوم اضحی ہو تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو کچھ واقع نہوگی یہ کافی مین ہے- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے پہلے ایسے روز سے جس سے پہلے روز جمعہ ہے یا کہا کہ بعد ایسے روز کے جسکے بعد یوم جمعہ ہے تو ہر دو مسئلہ مین جمعہ کے روز طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالق لشہر غیر ہذا الیوم او سوی ہذا الیوم یعنی تو طالقہ بماہ ہے سوائے اس روز کے یا غیر اس روز مین تو جیسا اُسنے کہا ہے ویسا ہی ہوگا اور بعد اس روز کے گذر جانے کے طالقہ ہو جائیگی اور یہ قول ایسا نہین ہے کہ جیسے اُس نے کہا کہ انت طالق لشہر الا ہذا الیوم کہ تو طالقہ بماہ ہے الّا یہ روز کہ اس صورت مین کہتے ہی طلاق پڑ جائیگی یہ محیط مین ہے- اور اصل یہ ہے کہ جب طلاق متعلق بدو فعل ہو تو آخر فعل پر طلاق پڑتی ہے اسواسطے کہ اگر اول فعل پر پڑ جاوے تو اول ہی پر متعلق ہوگی اور اگر دو فعلون مین سے کسی ایک پر معلق ہو تو جو فعل پہلے پایا جاوے اُسی پر پڑ جائیگی اور اگر معلق بفعل و وقت دونون ہو تو دو طلاق پڑینگی یعنے ہر ایک کے واسطے ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون مختلف ہین اور اگر معلق کی بفعل یا بوقت پس اگر فعل واقع ہوا تو طلاق پڑ جائیگی اور وقت کی آمد کا انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر وقت پہلے آگیا تو فعل پائے جانے تک واقع نہوگی اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونون وقت تھے جنمین سے ایک کی جانب طلاق کی اضافت کی گئی- اور اگر یون کہا کہ جب فلان آوے اور جب فلان دیگر آوے تو تو طالقہ ہے تو طالقہ نہوگی الا بعد ان دونون کے آجانے کے اور اگر جزا کو مقدم کیا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان آوے اور جبکہ فلان دیگر آوے تو ان دونون مین سے جبکہ کوئی آجائیگا تب ہی وہ طالقہ ہو جائیگی اور یہی طرح اگر جزا اسکے بیچ مین بولا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی محیط السرخسی پھر دوسرے کے آنے پر کچھ واقع نہوگی الا اُس صورت مین واقع ہوگی کہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہے- اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ کل کا روز آوے اور بعد کل کے تو آخر وقت مین واقع ہوگی اور اگر عورت لیٹی ہوئی ہے اُس سے کہا کہ تو اپنے قیام و قعود مین طالقہ ہے تو جب تک

پہسوں ۱۲

یہ دونون فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہوگی اور اگر عورت بیٹھی ہو اور برابر ایسی ہی بیٹھی رہے پھر وہ کھڑی ہوئی یا کھڑی تھی کہ برابر ایسی رہی پھر بیٹھ گئی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اپنے قیام مین اور اپنے قعود مین تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جائیگا طالقہ ہو جائیگی اور اگر دونون پائے گئے تو اس سے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر ایسا کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان روز آوے یا جبکہ فلان دیگر آوے تو دونون مین سے جسکا آیا جانا پایا جائیگا تب ہی طالقہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو بیک طلاق طالقہ ہے جبکہ شروع مہینہ آوے یا جبکہ فلان آوے تو دونون مین سے جو بات پائی جائیگی طلاق پڑ جائیگی - اور اگر کہا کہ تو شروع ماہ پر طالقہ ہے یا جبکہ فلان آوے پس اگر فلان کا آنا پہلے پایا گیا تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر شروع مہینہ پہلے ہوا تو طلاق نہ پڑیگی یہان تک کہ فلان آوے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے شروع ماہ پر اور جبکہ فلان آوے تو ان دونون مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک طلاق متعلق ہوگی پس بروقت مذکور ایک طلاق پڑیگی اور شرط پائے جانے پر دوسری طلاق پڑیگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے جو باندی ہے کہا کہ جب کل آوے تو تو بدو طلاق طالقہ ہے اور مولی نے اس باندی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو کل کے روز مین آزاد ہے تو یہ جورو اس شوہر کو حلال نہ ہوگی یہان تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے حلالہ کراوے اور اُسکی عدت امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک تین حیض ہونگے یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ جب مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے اور جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور طلاق نہ دی یہانتک کہ مرگیا تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور جب مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے پھر طلاق دینے سے پہلے مرگیا تو ایک طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہے - اور اگر کہا کہ انت طالق مالم اطلقک او متی لم اطلقک او متیٰ مالم اطلقک یعنی تو طالقہ ہے جبکہ مین تجھے طلاق نہ دون اور ایضاً و ایضاً پھر وہ یہ کہکر خاموش رہا تو عورت باتفاق علماء طالقہ ہو جائیگی اور اگر خاموش نہ رہا بلکہ ساتھ ہی ملا کر کہا کہ تو طالقہ ہے تو اُس نے یمین کو پورا کیا حتیٰ کہ اگر اُسنے یون کہا ہو کہ جب مین طلاق نہ دون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر ساتھ ملا کر کہا کہ تو طالقہ ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اُسنے یمین کو پورا کیا اور عورت پر ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ حین لم اطلقک اور حین سے اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو جب ہی چپ ہوا وہ عورت طالقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ زمان لم اطلقک یا حیث لم اطلقک یا یوم لم اطلقک تو بھی یہی حکم ہے کہ چپ ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر زمان لا اطلقک اور حین لا اطلقک یعنی زمانہ کہ تجھے اسمین طلاق نہ دون یا حین کہ تجھے طلاق نہ دون تو جب تک چھ مہینے نہ گذرین طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ زمانہ یا حین سے ایسی صورت مین اُسنے اپنی نیت کچھ نہ رکھی ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ یوم لا اطلقک تو طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ ایک روز گذر جاوے یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کسی نے ایک عورت سے کہا کہ جس روز مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہے پھر اس سے رات مین نکاح کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے دعویٰ کیا کہ مین نے خاصۃً روز روشن کی نیت کی تھی تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کہا کہ جس رات تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہے پس اگر رات مین اُس سے نکاح کیا تو طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر کہا کہ یوم اتزوجک فانت طالق یعنی میرے تجھ سے نکاح کر لینے کے روز تو طالقہ ہے اور اسکو تین مرتبہ کہا پھر اُس سے نکاح کیا تو تین

طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق نہ دون پس تو طالقہ ہی پھر خاموش رہا تو عورت پر پے درپے تین طلاق واقع ہونگی اور ایکبارگی تین طلاق واقع نہونگی حتی کہ اگر غیر مدخولہ ہو تو بس ایک ہی طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ اذا لم اطلقک فانت طالق او اذا ما لم اطلقک فانت طالق یعنی جب مین تجھے طلاق نہ دون پس تو طالقہ ہی یا بعد لفظ اذا کے ما زائد کہا بہرصورت یہ اُسکی نیت پر ہی پس اگر اُسنے کہا کہ فی الحال طلاق واقع کرنے کی نیت کی تھی تو فوراً طالقہ ہو گی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو یہ بمنزلہ قولہ ان لم اطلقک فانت طالق کے ہی یعنے اگر مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق واقع نہوگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ جب ہی وہ چپ ہوا تب ہی واقع ہو جائیگی یہ مضمرات مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جب کہ مین تجھے طلاق نہ دون تو مطلقہ نہوگی یہانتک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے بشرطیکہ اُسنے شرط مراد لی ہو یعنے جب کہ بمعنی اگر مراد لیا ہو اور اگر دوسرے معنے مراد لیے ہون یعنے وقت کے تو جب ہی ساکت ہوگا تب ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے اور صاحبین رح کے نزدیک خاموش ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تیرے پاس بیٹھون تو پاس بیٹھنے والے کی جورو طالقہ ہی پس اُسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اُسکی جورو کو تین طلاق پڑینگی اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تجھے مارون پس تو طالقہ ہی پس اُسکو دونون ہاتھون سے مارا تو دو طلاق پڑینگی اور اگر ایک ہاتھ سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ انگلیان متفرق پڑی ہون - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو طالقہ ہی پھر اُسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق تو بسبب طلاق دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو طالقہ ہی - اور اگر کہا کہ ہرگاہ میری طلاق تجھپر واقع ہو پس تو طالقہ ہی پھر اُسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی

تیسری فصل تشبیہ طلاق و اُسکے وصف کے بیان مین

اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد اس چیز کے ہی حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدد نہین ہی جیسے شمس و قمر وغیرہ تو امام اعظم رح کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر کہا کہ بعدد اس چیز کے جو میرے ہاتھ مین ہی درمون سے حالانکہ اُسکے ہاتھ مین کچھ نہین ہی تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ بعدد حوض کی مچھلیون کے حالانکہ حوض مین کوئی مچھلی نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدد کی جانب کی جسکا نہونا معلوم ہی جیسے کہا کہ بعدد میری ہتھیلی کے بالون کے یا اُسکا ہونا یا نہونا مجہول ہی جیسے کہا کہ بعدد شیطان کے بالون کے یا اسکے مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر ایسے عدد کی طرف اضافت کی کہ اُسکی شان سے یہ ہی کہ موجود ہووے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے زائل ہی جیسے بعدد میری پنڈلی یا تیری پنڈلی کے بالون کے حالانکہ دونون نے نورہ لگایا ہی تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو تیری فرج پر ہین حالانکہ عورت نے نورہ وغیرہ لگایا ہی کہ اُسکی فرج پر کوئی بال نہین ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو میری ہتھیلی کی پشت پر

ہین حالانکہ خود طلاء وغیرہ لگا چکا ہی جس سے کوئی بال موجود نہین ہر تو یہی حکم ہر یہ فتاوی قاضیخان مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر بعدد اُن بالون کے جو میرے سر پر ہین حالانکہ طلا کے استعمال سے سر پر کوئی بال نہین ہر تو کچھ واقع نہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعدد اُس ثرید کے جو اس پیالہ مین ہر پس اگر شوربا ڈالنے سے پہلے اُس نے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوربا ڈالنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہو گی یہ مختار الفتاوے مین ہر۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہر پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو بالاجماع تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل ہزار کے ہر تو بالاتفاق سب کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین کے یا مانند عدد تین کے ہر تو قضاءً و فیما بینہ و بین اللہ تعالے تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسکے سوا کچھ اور نیت کی ہو تو اسکی نیت باطل ہو گی یہ بدائع مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل تین کے ہر پس اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہونگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہر۔ اور اگر کہا کہ مثل ستارون کے تو امام محمد رح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہو گی لیکن اگر اُسنے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار مین ہر۔ اور امام محمد رح سے روایت ہر کہ اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستارون کے ہر تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہر۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستارون یا عدد خاک یا عدد سمندر و ریگ کے ہر تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل تین کے ہر تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اساطین یا مثل جبال یا مثل بحار کے ہر تو امام ابوحنیفہ و امام زفر رح کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی پہاڑ کے ہر تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر تین کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فصل کنایات فتاوے قاضی خان مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ریگ کے ہر تو یہ بالاجماع تین طلاق ہین یہ سراج الوہاج مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ کوٹھری بھر کے ہر تو یہ ایک طلاق بائنہ ہر لیکن اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہونگی یہ ہدایہ مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ گھر بھر کے یا مٹکا بھر کے ہر پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک یا دو کی نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل گھر کے ہر یا کہا گھر بھر کے ہر تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ محیط مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی تل کے یا مثل بڑائی دانہ کے یا مثل بڑائی رائی کے ہر تو امام اعظم کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور یہی حکم صاحبین کے نزدیک بھی ہر یہ محیط سرخسی مین ہر۔ سمجھو واضح ہو کہ اصل امام اعظم رح کے نزدیک یہ ہر کہ جب اُس نے طلاق کی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ کی تو بائنہ طلاق واقع ہو گی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اُس نے بڑائی کا لفظ ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر بڑائی کا لفظ کہا تو بائنہ ہو گی ورنہ رجعی ہو گی خواہ وہ چیز جسکے ساتھ تشبیہ کی ہر چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور رہے امام محمد رح سو بعض نے امام اعظم کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے

امام ابو یوسف رح کے ساتھ بیان کیا۔ اور اصل مذکور کا بیان اسطرح ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی سوئی کے سر کے ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مثل سوئی کے سر کے یا مثل رائی کے دانہ کے تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل پہاڑ کے تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل بڑائی پہاڑ کے تو بالاجماع بائنہ ہوگی اور اگر ان الفاظ مذکورہ بالا سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل برف کے ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق بائن ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر برف سے سپیدی مراد ہی تو طلاق رجعی ہی اور اگر سردی مراد ہی تو بائنہ ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل وزن ایک دانگ کے ہی تو ایک طلاق ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف درم ہی یا مثل وزن نصف درم کے ہی یا مثل وزن ایک درم ہی یا مثل وزن پانچ درم کے ہی یا مثل پانچ دانگ کے ہی تو ایک طلاق پڑیگی مگر امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک وہ بائنہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن ایک دانگ و نصف دانگ کے یا مثل وزن دو دانگ کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ مثل تین درمون کے تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن دو دانگ و نصف دانگ کے یا مثل تین چوتھائی درم کے تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ مثل وزن دو تہائی درم کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہوتے ہین اور اگر کہا کہ مثل وزن ہزار درم کے تو ایک ہی طلاق پڑیگی قال اسواسطے کہ یہ ایک وزن ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور حاصل کلام یہ ہی کہ اعتماد عدد و اوزان مین لوگون کے عرف کا ہی کذا فی المحیط قال المترجم علی ہذا اگر ہندوستان مین تین چھٹانک کہے تو دو طلاق پڑینگی اور اگر چار چھٹانک کہے تو ایک طلاق پڑیگی علی ہذا القیاس فافہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ہکذا یعنے تو اتنی طلاق ہی اور اپنی انگلی سے ایک سے اشارہ کیا یعنی ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کیا تو یہ ایک طلاق ہی اور اگر دو انگلی سے اشارہ کیا تو دو ہین اور اگر تین سے اشارہ کیا تو تین طلاق ہین اور اسمین معتبر وہ انگلیان ہونگی جو کھلی ہین اور وہ معتبر نہونگی جو بند ہین کذا فی فتاوے قاضی خان اور یہی قول معتبر ہی یہ بحر الرائق مین ہی پس اگر مرد نے دعوے کیا کہ میری مراد ہتھیلی یا بند انگلیان تھین تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے ہی اور تین انگلیون سے اشارہ کیا اور تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی ولیکن اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے و اسکے ہی اور تین انگلیون سے اشارہ کیا پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائنہ یا البتہ یا افحش الطلاق یا طلاق شیطان یا طلاق بدعت یا اشد الطلاق یا مثل پہاڑ کے یا تطلیقہ شدید یا عریضہ یا طویلہ ہی تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی بشرطیکہ اُس نے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر تو طالقہ سے ایک طلاق کی اور بائنہ یا مثل اسکے دیگر الفاظ سے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی مگر بائنہ ہونگی۔ اور اصل یہ ہی کہ جب اُسنے طلاق کے ساتھ

وصف بیان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہین ہوتا ہی تو وصف لغو ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر یون کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی کہ تجھپر نہین واقع ہوئی یا بدین شرط کہ مجھے تین خیار ہی تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی صفت ہوتا ہی تو دو حال سے خالی نہین یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہین ہی جیسے احسن الطلاق یا افضل الطلاق یا اسن یا اجمل یا اعدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا جو زیادتی پر دال ہی جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہوگی اور یہ ائمہ رحمہم اللہ تعالے کا اصول اتفاقی ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ اقبح الطلاق یا افحش یا اخبث یا اسوأ یا اغلظ یا اشر یا اطول یا اکبر یا اعرض یا اعظم الطلاق ہی اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر باندی کی صورت مین نیت کی تو ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر اُس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جسکا طول و عرض اسقدر ہی تو یہ ایک طلاق بائنہ قرار دی جائیگی اور اگر اُس نے تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ عامۃ الطلاق یا اجل الطلاق ہی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ اکثر الطلاق ہی تو اصل مین مذکور ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ اقل الطلاق ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل التطلیقہ ہی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل تطلیقہ ہی تو تین طلاق واقع ہونگی خواہ اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بعد ہر تطلیقہ کے ہی یا مع ہر تطلیقہ کے ہی یا کہا کہ تو ہر تطلیقہ کے ساتھ طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ نہ قلیل و نہ کثیر ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی مختار ہی اور فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی اور یہی اشبہ ہی اور اگر نہ کثیر کا لفظ پہلے کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل الطلاق ہی تو یہ ایک طلاق قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہی تو دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ انت طالق الطلاق کلہ یعنی تو طالقہ طلاق کامل ہی تو یہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق عدداً من الطلاق یعنی طلاق مین سے چند عدد تو طالقہ ہی تو دو طلاق واقع ہونگی قال المترجم بنا بر آنکہ ایک عدد مین داخل نہین ہی اور چونکہ طلاق مین سے کہا ہی اسواسطے تین پوری نہین ہوسکتی لامحالہ دو ہونگی فافہم اور اسی طرح اگر کہا کہ عدد الطلاق تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ عدۃ الطلاق تو یہ تین طلاق ہونگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اور دیگر تو یہ ایک طلاق ہوگی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالقۃ غیر واحدۃ یعنی تو طالقہ ہی سوائے ایک کے تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی سوائے دو کے تو تین طلاق ہونگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جو تین ہونگی یا تین ہو جاوینگی یا تین عود کرینگی یا تین پوری ہو جاوینگی یا تین کامل ہو جاوینگی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ تمام ثلث یا ثالث ثلاث ہی تو یہ تین طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ آخر تین طلاق ہی تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے آخر تین تطلیقات کی طلاق دی تو تین طلاق پڑینگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایک سے

زیادہ اور دو سے کم ہی تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قیاساً دو طلاق واقع ہونی چاہیے ہین ولیکن اختلاف العلما مین مذکور ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بتطلیقہ حسنہ یا جمیلہ ہی تو ایسی طلاق پڑیگی جس سے رجوع کر سکتا ہی خواہ عورت حائضہ ہو یا غیر حائضہ ہو اور یہ تطلیقہ سنت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی جو تجھپر جائز نہین ہی یا جو تجھپر واقع نہ ہوگی یا بدین شرط کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی تطلیق سے ہی جو ہوا مین اڑتی ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بدین شرط کہ مجھے تجھ سے رجعت کا اختیار نہین ہی تو شرط لغو ہی اور اُسکو رجعت کا اختیار حاصل ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بدو رنگ از طلاق تو یہ دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ الوان یعنی رنگہا از طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُس نے کہا کہ میری مراد الوان سرخ و زرد تھی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ انواعاً یا ضروباً یا وجوہاً یعنی انواع از طلاق یا ضروب از طلاق یا وجوہ از طلاق تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ اطلق الطلاق ہی تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد دخول کے ایک طلاق دی پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے اس تطلیق کو بائنہ قرار دیا یا مین نے اسکو تین طلاق قرار دین تو اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہی کہ امام اعظم رح کے قول پر یہ طلاق بنابر اُسکے قول کے بائنہ یا تین ہو جائیگی اور امام محمد رح کے قول پر بائنہ یا تین کچھ نہوگی اور امام ابو یوسف رح کے قول پر بائنہ ہوسکتی ہی اور تین طلاق نہین ہوسکتی ہی۔ اور اگر بعد دخول کے اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر عدت مین کہا کہ مین نے اس طلاق سے اپنی جورو پر تین تطلیقات لازم کردین یا کہا کہ مین نے اس تطلیقہ سے دو طلاقین لازم کر دین تو یہ اُسکے کہنے کے موافق ہوگا اور اگر اُسکو ایک طلاق دیکر پھر رجوع کیا پھر کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا تو بائنہ نہ ہوگی اور اگر عورت سے بعد دخول کے کہا کہ جب مین تجھے ایک طلاق دون تو یہ بائنہ ہی یا یہ تین طلاق ہین پھر اُسکو ایک طلاق دیدی تو اُسکو رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا اور یہ طلاق مذکورہ بائنہ یا تین طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ اُس نے طلاق نازل ہونے سے پہلے قول مذکور کہا ہی اور اگر کہا کہ جب تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا یا کہا کہ مین نے اسکو تین طلاق قرار دین ولیکن یہ مقولہ عورت کے دار مین داخل ہونے سے پہلے کہا ہی تو یہ مقولہ بروقت واقع ہونے کے لازم نہوگا یعنی ایک طلاق رجعی پڑیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی چوتھی فصل طلاق قبل الدخول کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد اپنی عورت کو دخول کرنے سے پہلے تین طلاق دین تو سب اُسپر واقع ہو جاوینگی اور اگر تین طلاق متفرق دین تو وہ پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی پس دوسری و تیسری اسپر واقع نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہی یا کہا کہ تو طالقہ واحدہ و واحدہ و واحدہ ہی تو بہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی اور اصل ایسے مسائل مین یہ ہی کہ جو لفظ پہلے بولا ہی اگر وہ پہلے واقع ہوتا ہی تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخر مین واقع ہوتا ہی تو دو واقع ہونگی چنانچہ اگر کہا کہ تو طالقہ یک طلاق قبل ایک طلاق کے ہی یا کہا کہ تو طالقہ ہی یک طلاق کہ بعد اُسکے ایک

طلاق ہر تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر بیک طلاق کہ قبل اسکے ایک طلاق ہر تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ واحد بعد واحد کے تو بھی دو واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ واحدہ مع واحدہ کے یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ واحدہ ہر تو بھی یہی حکم ہر اور اگر عورت مدخولہ ہو تو ان سب صورتون مین دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق سے ساتھ ہر کہ اُس سے پہلے دو طلاق ہین تو تین طلاق واقع ہونگی جیسے اس قول مین کہ بواحدہ مع دو یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ دو ہین یہی ہوتا ہر کہ تین طلاق پڑتی ہین اسی طرح اگر کہا کہ بواحدہ کہ قبل اسکے دو ہین یا بواحدہ بعد دو طلاق کے تو بھی یہی حکم ہر کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہر۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثنتین مع طلاقی ایاک یعنے تو طالقہ ہر بدو طلاق مع میری طلاق کے تجھکو پھر اُسکو ایک طلاق دی تو ایک واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر بعدہ طالقہ ہر اگر تو دار مین داخل ہو تو داخل ہونے پر دونون طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ مین ہر۔ اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو اکیس طلاق سے طالقہ ہر تو ہمارے علمار ثلثہ رح کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک اور دس تو ایک واقع ہو گی اور اگر کہا کہ ایک و صد سو یا ایک و ہزار تو ایک طلاق واقع ہو گی یہ امام اعظم رح سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہر اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہر اور منتقی مین لکھا ہر کہ اگر غیر مدخولہ کو دو طلاق دین پھر کہا کہ مین اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق دے چکا ہون تو مین عورت سے دو طلاق مذکور باطل نہ کرونگا اور جسکا شوہر نے اقرار کیا ہر وہ بھی عورت کے ذمہ لازم کرونگا پس یہ عورت اس شوہر کے واسطے حلال نہ ہو گی یہان تک کہ اسکے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے یعنی حلالہ کراوے یہ ذخیرہ مین ہر۔ اور اگر کہا کہ ڈیڑھ طلاق تو بالاتفاق دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ نصف و یک تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور امام محمد رح کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور یہی صحیح ہر یہ جوہرہ نیرہ مین ہر۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ و آخر ہی ہر تو دو طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق مین ہر۔ اور اگر یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ تو طالقہ بسہ طلاق یا ایسے ہی کسی عدد کا نام لینا چاہا مگر انت طالق یعنے تو طالقہ کہکر مر گیا تین یا دو وغیرہ کچھ کہنے نہ پایا تو کچھ واقع نہ ہو گی یہ تبیین مین ہر اور اگر کہا کہ تو طالقہ البتہ ہر یا طالقہ بائن ہر مگر البتہ یا بائن کہنے سے پہلے مر گیا تو کچھ واقع نہ ہو گی یہ بحر الرائق مین ہر اور اگر کہا کہ انت طالق اشہدوا ثلثا یعنے تو طالقہ ہر تم گواہ رہو تین طلاق (یعنی کہنا چاہا ۱۲ م) سے تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر کہا کہ فاشہدوا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہر اور اگر کہا کہ تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہر بیک طلاق و یک طلاق (پس گواہ رہو تم ۱۲ منہ) پھر وہ عورت دار مین داخل ہوئی تو اسپر ایک طلاق واقع ہو گی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہر اور صاحبین رح کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے شرط کو موخر بیان کیا ہو تو بالاجماع دو طلاق واقع ہونگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہر اور اگر طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کیا پس اگر شرط مقدم بیان کی اور کہا کہ اگر تو دار مین جاوے تو تو طالقہ ہر و طالقہ و طالقہ ہر اور یہ عورت غیر مدخولہ ہو تو شرط پائی جانے پر امام اعظم رح کے نزدیک ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہونگی

اور صاحبین رح کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر مدخولہ ہو تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک یہ تینوں طلاقین ایک بعد دوسری کے آگے پیچھے واقع ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک ایکبارگی تینوں طلاقین واقع ہونگی - اور اگر شرط مؤخر ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے اگر تو دار مین جاوے یا بجاے واو کے اور کوئی حرف عطف مثل پس وغیرہ کے ذکر کیا پھر عورت مذکورہ دار مین داخل ہوئی تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو - اور یہ سب اسوقت ہے کہ الفاظ طلاق بحرف عطف بیان کیے ہون اور اگر بغیر حرف عطف کے بیان کیے پس اگر شرط مقدم کی اور کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہے پھر اگر اس سے نکاح کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو جو طلاق شرط پر معلق تھی وہ واقع ہوگی اور اگر عورت مذکورہ بعد بائن ہونے کے قبل نکاح مین آنے کے داخل ہوئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور کچھ واقع نہوگی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط اور دوسری وتیسری فے الحال واقع ہونگی - اور اگر اُسنے شرط کو موخر کیا اور کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق فے الحال پڑ جائیگی اور باقی لغو ہوجاوینگی اور اگر مدخولہ ہو تو اول وثانی فے الحال پڑ جاوینگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر عطف بحرف فا ہو مثلاً کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق فطالق فطالق یعنی اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہے اور عورت غیر مدخولہ ہے پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو موافق ذکر امام کرخی رح کے اسمین اختلاف ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک بیک طلاق بائنہ ہوجائیگی اور باقی لغو ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر فرمایا کہ بالاتفاق ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی اصح ہے - اور اگر بلفظ ثم ذکر کیا اور شرط کو موخر کیا مثلاً کہا کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار یعنی تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو پس اگر عورت مدخولہ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اول دو طلاق فی الحال واقع ہونگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک فے الحال پڑ جائیگی اور باقی لغو ہونگی - اور اگر شرط کو مقدم کرکے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے اور عورت مدخولہ ہے تو طلاق اول معلق بشرط ہوگی اور دوسری وتیسری فی الحال واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو پہلی معلق بشرط ہوگی اور دوسری فے الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک سب طلاقین معلق بشرط ہونگی خواہ شرط کو مقدم کرے یا موخر کرے لیکن شرط پائے جانے کے وقت اگر مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شرط موخر ہو یا مقدم ہو یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو ولیکن ہنوز یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اگر تو دار مین داخل ہو کہ عورت مر گئی تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو پھر عورت اول فقرہ یا دوسرے فقرہ پر مر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ اور طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور دوسری طلاق معلق بشرط رہیگی

اور مدخولہ کی صورت میں اول فی الحال پڑ جائیگی اور دوسری معلق بالشرط رہیگی چنانچہ اگر وہ عدت میں دارمین داخل ہوئی تو وہ بھی واقع ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ ملتقی میں ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی عورت غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہو ساتھ ایک طلاق جسکے بعد دوسری ایک ہے پس اگر وہ دارمین داخل ہوئی تو پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور جو شرطیہ قسم کے ساتھ معلق تھی وہ عورت کے ذمہ لازم نہ آئیگی اسواسطے کہ یہ منقطع ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہیک طلاق قبل ایک طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو عورت مطلقہ نہوگی جب تک دارمین داخل نہو پھر جب دارمین داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑ جائیگی اور وہ مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے جسکے پہلے ایک طلاق ہے یا مع ایک طلاق کے یا ساتھ اُسکے ایک طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو جب تک داخل نہو مطلقہ نہوگی پھر جب داخل ہوئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے کہ جسکے بعد دوسری ایک طلاق ہے اگر تو دارمین داخل ہو تو جب تک داخل نہو طلاق نہ پڑیگی اور جب داخل ہوئی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط میں ہے پانچوین فصل کنایات کے بیان میں۔ قال المترجم واضح رہے کہ کنایات ہر زبان کے علیحدہ ہیں لہذا میں معتذر ہوں کہ اسکا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کرسکتا۔ ہاں تا امکان بعد نقل کلام ترجمہ کردونگا الّا وہی الفاظ کہ جو باہم متحد نظر آوین واللہ تعالی ولی التوفیق واضح رہے کہ کنایات سے طلاق بدون نیت واقع نہیں ہوتی ہے پس اگر نیت ہو تو واقع ہوگی یا حال ایسا دال ہو تو واقع ہوگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ پھر کنایات کی تین قسمیں ہیں اول وہ جو فقط جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں امرک بیدک۔ اختاری۔ اعتدی یعنی تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو اختیار کر۔ تو عدت اختیار کر۔ دوم جو فقط جواب ورد کی صلاحیت رکھتے ہیں اخرجی۔ اذہبی۔ قومی۔ تقنعی۔ استتری۔ تخمری یعنے تو نکل جا تو چلی جا تو اُٹھ کھڑی ہو۔ تو تقنع کر۔ تو ستر کر۔ تو خمار اوڑھ۔ سوم آنکہ جواب و دشنام کی صلاحیت رکھتے ہیں خلیہ بریہ۔ بتہ۔ بتلہ۔ بائن۔ حرام۔ اور احوال بھی تین ہیں حالت رضا۔ حالت مذاکرہ طلاق مثلاً عورت نے خود یا اُسکے سوا دوسرے نے شوہر سے طلاق مانگی۔ حالت غضب۔ پس حالت رضا میں ان سب الفاظ میں سے کسی سے طلاق نہ واقع ہوگی الا بہ نیت اور قسم کے ساتھ شوہر کا قول ترک نیت میں قبول ہوگا۔ اور حالت مذاکرہ طلاق میں قضاءً ان سب سے سوا ان الفاظ کے جو جواب ورد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں طلاق واقع ہو جائیگی اور جو جواب ورد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان الفاظ میں قضاءً طلاق نہ قرار دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور حالت غضب میں اگر ایسے الفاظ کہے تو ان سب میں اُسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ کیا مراد تھی کیونکہ اُنمین احتمال رد و دشنام کا ہے لیکن جو رد و دشنام ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ طلاق کے واسطے صلاحیت رکھتے ہیں جیسے اعتدی و اختاری و امرک بیدک تو ایسے الفاظ میں شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے خلیہ و بریہ و بتہ و بائن و حرام کے ساتھ چار اور ملائے ہیں یعنے لا سبیل لی علیک میری تجھپر کوئی راہ نہیں ہے ولا ملک لی علیک میری کوئی ملک تجھپر نہیں ہے اور خلیت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کردی او فارقتک میں نے تجھے الگ کردیا اور یہ امام سرخسی نے مبسوط میں و قاضیخان نے جامع صغیر میں اور اور وں نے ذکر فرمایا ہے اور خرجت من ملکی یعنی تو میری ملک سے نکل گئی ایسکی کوئی روایت نہیں ہے

اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ بمنزلہ خلیت سبیلک کے ہے اور ینابیع مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے پانچ کے ساتھ
چھ الفاظ ملائے ہین پس چار تو وہی ہین جو ہمنے ذکر کر دیے ہین اور باقی دو یہ ہین خالعتک یعنی مین نے تجھے خلع
کر دیا اور الحقی باہلک تو اپنے لوگون مین جا مل کذا فی غایۃ السروجی اور اگر کہا حبلک علی غاربک تو بدون
نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انتقلی یہان سے دوسری جگہ جا یا
کہا کہ انطلقی چل یہان سے تو یہ مثل الحقی کے ہے اور بزازیہ مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ الحقی برفقتک یعنی اپنے رفیقون
مین جا مل تو طلاق پڑ جائیگی اگر اُس نے نیت کی ہو یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدی یعنی عدت
اختیار کر یا استبرئی رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدۃ یعنی تو واحدہ ہے ان صورتون مین ایک
طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اُسنے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور انکے سوائے اور الفاظ مین ایک طلاق
بائنہ واقع ہوتی ہے اگرچہ دو طلاق کی نیت کی ہو ولیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہے مگر اختاری یعنی تو اختیار کر
اسمین تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر کہا کہ ابتغی الازواج یعنی شوہرون کو ڈھونڈھ
تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑینگی یہ شرح وقایہ مین ہے اور
اسی طرح باندی کی صورت مین دو کی نیت صحیح ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر اپنی آزاد منکوحہ کو ایک طلاق
دیدی پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہے اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع
ہو جاوینگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظمؒ سے
مروی ہے کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ اور اگر
اپنی جورو سے کہا کہ تو میری عورت نہین ہے یا اُس سے کہا کہ مین تیرا شوہر نہین ہون یا اس سے دریافت کیا
گیا کہ تیری جورو ہے پس اُس نے جواب دیا کہ نہین پھر دعوی کیا کہ مین نے عمداً جھوٹ کہا تھا تو حالت رضا و غضب
دونون مین اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظمؒ
کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے نکاح نہین کیا ہے اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع
واقع نہ ہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میری جورو نہین ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اسی طرح
اگر کہا علی حجۃ ان کانت لی امراۃ یعنی مجھپر حج لازم ہے اگر میری جورو ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ بالاجماع ہے چنانچہ
امام سرخسیؒ نے اپنے نسخہ مین اور شیخ نجم الدین نے شرح شافی مین ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اسپر اجماع ہے کہ اگر
اُسنے کہا کہ واللہ تو میری جورو نہین ہے یا تو نہین ہے واللہ میری جورو تو کچھ واقع نہو گی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ
مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہین ہے اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ تجھسے بند ہو جا اور طلاق
کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین تجھے نہین ارادہ کرتا ہون یا تجھے نہین
چاہتا ہون یا تیری خواہش نہین کرتا ہون یا میری کچھ رغبت تجھسے نہین ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی
اگرچہ نیت کی ہو یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری جورو نہین ہے اور مین تیرا شوہر نہین ہون اور طلاق
کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک واقع نہو گی اور اگر شوہر نے
کہا کہ مین تجھ سے بائن ہون یا مین تجھپر حرام ہون اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مین حرام

یا بائن ہوں اور تجھ سے اور تجھ پر نہ کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر مذاکرہ طلاق
میں عورت سے کہا کہ بائنتک میں نے اپنے سے تجھے بائن کر دیا یا میں نے تجھے بائن کر دیا یا میں تجھسے بائن ہو گیا
یا لا سلطان لی علیک میرا تجھپر کوئی قابو نہیں ہے یا میں نے تجھے سرح کر دیا یا عورت سے کہا کہ میں نے تجھے
تجھکو ہبہ کر دیا یا تیری راہ خالی کر دی یا تو سائبہ ہے یا تو حرہ ہے یا تو جان اور تیرا کام (چھٹا یا تجھکو چھوڑ دیا) پس عورت نے کہا کہ میں نے
اپنی نفس کو اختیار کیا تو طلاق پڑ جاویگی پھر اگر مرد نے (جھوٹی ہوگی) دعوے کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاءً
اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہے یا کہا کہ میرے
تیرے درمیان نکاح نہیں باقی رہا تو طلاق واقع ہو گی بشرطیکہ نیت ہو - اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو میرا شوہر
نہیں ہے پس شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک واقع ہو گی یہ فتاوی
قاضی خان میں ہے - اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے
لوگوں کو یا تیرے باپ کو یا تیری ماں کو یا شوہروں کو ہبہ کر دیا تو بہ نیت پر طلاق ہے اور اگر کہا کہ میں نے تجھے تیرے
بھائی کو یا تیرے ماموں کو یا تیرے چچا کو یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا تو طلاق نہ ہو گی یہ سراج الوہاج میں ہے - اور اگر
عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تجھکو ہبہ کیا تو یہ بھی از جملہ کنایات ہے کہ اگر اس سے طلاق کی نیت ہو تو واقع
ہو گی ورنہ نہیں - اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے مباح کر دیا تو طلاق واقع نہ ہو گی اگرچہ نیت ہو یہ
محیط میں ہے اور اگر کہا کہ صرت غیر امرأتی یعنی تو غیر میری جورو کی ہو گئی خواہ رضامندی میں کہا یا غصہ میں تو
مطلقہ ہو جائیگی اگر نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان میں کچھ نہیں
رہا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہ ہو گی - اور فتاوے میں ہے کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان
کوئی معاملہ نہیں رہا تو نیت پر طلاق پڑ جائیگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ میں تیرے نکاح سے بری ہوں تو نیت
پہ طلاق پڑ جائیگی اور اگر کہا کہ تو مجھسے دور ہو اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہو گی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور
تو مجھسے یکسو ہو اور تو نے مجھسے چھٹکارا پایا یہ بھی جملہ کنایات سے ہے یہ فتح القدیر میں ہے - اور اگر اپنی جورو سے
کہا کہ تجھپر چاروں طرفیں کھلی ہیں تو اس سے کچھ نہ واقع ہو گی اگرچہ نیت کی ہو الا اگر اسکے ساتھ یہ بھی
کہا کہ جو راہ تیرا جی چاہے اختیار کر لے اور پھر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو طلاق ہو گی اور اگر کہا کہ میں نے
طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر عورت سے کہا کہ جس راہ تیرا جی چاہے جا اور کہا کہ
میں نے طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہو گی اور بدون نیت واقع نہو گی اگرچہ مذاکرہ طلاق کی حالت میں ہو اور
منتقی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو ہزار بار چلی جا اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی - اور
مجموع النوازل میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو جہنم کو جا اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاویگی یہ خلاصہ
میں ہے - اور اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا تو نیت سے طلاق پڑ جاویگی یہ معراج الدرایہ میں ہے -
اور اگر کہا کہ تو حرہ ہو جا یا تو آزاد ہو جا تو مثل تو آزاد ہے کہنے کے ہے یہ بحر الرائق میں ہے - اور اگر کہا کہ میں نے
تیری طلاق فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید لی تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر مرد نے کہا ہو کہ بعوض
تیرے مہر کے تو طلاق بائنہ ہو گی - اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے نفس کو فروخت کیا تو بھی ایسی صورت میں

یہی حکم ہی۔ ایک عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ مین تجھ سے استنکاف کرتا ہون پس عورت نے کہا کہ جیسے منھ مین تھوک سو اگر تو اس سے استنکاف کرتا ہی تو اسکو پھینک دے پس شوہر نے کہا کہ تھوک تھوک اور منھ سے تھوک پھینک دیا اور کہا کہ مین نے پھینک دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک عورت کے شوہر کو گمان ہوا کہ میری عورت کا نکاح فاسد طور پر ہوا ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے یہ نکاح جو میرے اور میری عورت کے درمیان ہی ترک کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ نکاح بطور صحیح واقع ہوا ہی تو اُسکی جورو مطلقہ نہوگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین تیری تین تطلیقات سے بری ہون تو بعض نے کہا کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق نہوگی اگرچہ نیت کرے اور یہی ظاہر ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو سراح ہی تو یہ ایسا ہی جیسے کہا کہ تو خلیہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے زوجہ ہونے سے بری کر دیا تو بلا نیت طلاق پڑ جائیگی خواہ غضب ہو یا کوئی اور حالت ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تجھ سے بری ہون پس شوہر نے کہا کہ مین بھی تجھ سے بری ہون پس عورت نے کہا کہ دیکھ تو کیا کہتا ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تو بسبب عدم نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ صفحت عن طلاقک مین نے تیری طلاق سے صفح کیا اور نیت طلاق کی تو طلاق نہ پڑیگی اور اسی طرح جو لفظ ایسا ہو کہ محتمل طلاق نہو اس سے طلاق واقع نہوگی اگرچہ طلاق کی نیت ہو مثلاً کہا بارک اللہ علیک تجھے اللہ تعالی برکت عطا فرماوے یا کہا مجھے کھانا کھلا دے یا پانی پلاوے ایسے الفاظ سے بہ نیت بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر ایسے الفاظ جمع کیے جو محتمل طلاق ہین اور نہین ہین مثلاً کہا یہان سے جا اور کھا یا کہا تو یہان سے جا اور کپڑا فروخت کر اور یہان سے چلے کہنے سے طلاق کی نیت کی تو اختلاف زفر رح و یعقوب رح مین مذکور ہی کہ امام ابو یوسف رح کے قول مین طلاق نہ واقع ہوگی اور امام زفر رح کے قول مین طلاق ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر کہا کہ یہان سے جا کر نکاح کر لے تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور فتاوی مین مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ یہان سے جا کر کپڑا فروخت کر یا یہان سے جا کر تقنع کر یا یہان سے اُٹھکر کھا اور یہان سے جا کر اور اُٹھکر سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کسی شوہر سے نکاح کر تا کہ وہ میرے واسطے تجھے حلال کر دے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہی۔ اور اگر کہا کہ تو نکاح کر لے اور ایک طلاق کی نیت کی یا تین طلاق کی نیت کی تو صحیح ہی اور اگر کچھ نیت نہو تو واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ اگر تو مجھے فلانہ عورت کی وجہ سے مارتا ہی جس سے مین نے نکاح کیا ہی تو مین نے اُسے چھوڑا تو اُسنے لے اور طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو اس مسئلہ مین کئی صورتون کا احتمال ہی اول اُن الفاظ مین سے ہر ایک سے اُسنے ایک طلاق کی نیت کی دوم فقط اول سے طلاق کی نیت کی سوم اول سے فقط حیض کی نیت کی اور پس چہارم پہلی دونون سے طلاق کی نیت کی پنجم فقط پہلی و تیسری سے طلاق کی نیت کی ششم دوسری و تیسری سے طلاق کی نیت کی اور اول سے حیض کی نیت کی۔ پس ان سب چھ صورتون مین اسپر تین طلاق واقع ہونگی

ہفتم آنکہ فقط اُسنے دوسری سے طلاق کی نیت کی اور بس ہشتم آنکہ اول وثانی سے فقط حیض کی نیت کی اور بس نہم آنکہ اول سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی اور بس دہم دوسری وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور بس یازدہم آنکہ پہلی دونوں سے فقط حیض کی نیت کی اور بس دوازدہم اول وسوم سے فقط حیض کی نیت کی اور بس سیزدہم پہلی ودوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی چہاردہم اوّل وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور دوسری سے حیض کی نیت کی۔ پانزدہم اول ودوسری سے حیض کی اور تیسری سے طلاق کی نیت کی شانزدہم اول وتیسری سے حیض کی اور دوسری سے طلاق کی نیت کی ہفتدہم دوسری سے حیض کی نیت کی اور بس تو ان سب گیارہ صورتوں میں اسپر دو طلاق واقع ہونگی ہیژدہم ان سب الفاظ میں سے ہر ایک سے حیض کی نیت کی ہو۔ نوزدہم تیسری سے طلاق کی نیت کی ہو اور بس بستم تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس۔ بست ویکم دوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس بست ودوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور اول سے طلاق کی نیت کی ہو بست وسوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس پس ان سب چھ صورتوں میں اسپر ایک طلاق واقع ہو گی بست وچہارم آنکہ اُسنے ان سب الفاظ میں سے کسی سے کچھ نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں عورت پر کوئی طلاق واقع نہو گی یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر پھر کہا کہ میں نے ان سب سے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکی تصدیق ہو گی مگر قضاءً تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ عدت اختیار کر تین۔ پھر کہا کہ میں نے عدت اختیار کر سے ایک طلاق کی نیت کی اور تین سے تین حیض کی نیت کی تو قضاءً بھی اُسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور مبسوط میں لکھا ہے کہ اعتدی فاعتدی یعنی عدت اختیار کر تو پس عدت اختیار کر تو۔ یا کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر یا کہا کہ تو عدت اختیار کر اور تو عدت اختیار کر اور اُس نے طلاق کی نیت کی ہو تو قضاءً عورت پر دو طلاق واقع ہونگی یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور ملتقی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اے مطلقہ اور عدت اختیار کرنے سے ایک طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق اس قول سے کہ تو عدت اختیار کر اور دوسری اے مطلقہ سے اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے اے مطلقہ سے طلاق کی نیت نہیں کی بلکہ یہ میری مراد تھی کہ تو عدت اختیار کر کہنے سے عورت کا مطلقہ ہونا لازم ہو گیا ہے پس میں نے اس وصف سے اُسکو پکارا ہے تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکے قول کی تصدیق ہو گی اور اگر عورت سے کہا کہ بائن رہ کہ تو طالقہ ہے پس اگر بائن رہ کہنے سے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا پس تو استبراء کر لعد ان الفاظوں سے طلاق کی نیت کی تو عورت پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اسواسطے کہ بائنہ عورت پر بائنہ طلاق نہیں پڑ سکتی ہے اور اسی طرح اگر قولہ کہ میں نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے ایک طلاق کی نیت کی اور تو استبراء کر لے سے تین طلاق کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اگر کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے کچھ مراد نہیں لی اور تو استبراء کر کہنے سے ایک طلاق یا تین طلاق کی نیت کی تو یہ اُسکی نیت کے موافق ہو گا یہ محیط میں ہے

اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اُسنے کہا کہ اعتدی یعنی تو عدت اختیار کر پھر دعوی کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہر۔ واضح ہو کہ طلاق صریح دوسری طلاق صریح سے ملجاتی ہر مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہر تو ایک طلاق پڑیگی اور پھر کہا کہ تو طالقہ ہر تو دوسری طلاق پڑیگی۔ اور نیز طلاق صریح طلاق بائن سے بھی ملجاتی ہر مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہر یا کسی قدر مال پر عورت کو خلع کر دیا پھر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہر تو ہمارے نزدیک یہ طلاق بھی پڑ جائیگی۔ اور بائن کے ساتھ بائن نہین ملتی ہر مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہر پھر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہر تو فقط ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کا اول سے خبر قرار دینا ممکن ہر اور خبر سچ ہر پس اسکا انشار قرار دینا غیر ضروری ہر اسواسطے کہ انشار اقتضار ضروری ہوتا ہر ہان اگر یہ کہا کہ مین نے دوسری طلاق بائنہ سے بینونت غلیظہ چاہی تھی تو چاہیے کہ اعتبار کیجاوے اور اس سے حرمت غلیظہ ثابت کیجاوے لیکن اگر بائن معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہر پھر اس سے کہا کہ تو بائنہ ہر پھر عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی یہ عینی شرح کنز مین ہر۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہر یا عورت کو خلع دیدیا پھر اُس سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہر اور طلاق کی نیت کی پھر اول کی عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر چار مہینہ گذرنے سے پہلے اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہر اور طلاق کی نیت کی یا اُسے خلع دیدیا تو طلاق پڑجائیگی پھر اگر چار مہینہ گذرے پھر اُس سے وطی نہ کی تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر پہلے اُسکو خلع دیدیا پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہر تو کچھ واقع نہوگی۔ اور جو حکم طلاق صریح کی صورت مین معلوم ہوا ہر ویسا ہی انت واحدہ تو واحدہ ہر اور تو عدت اختیار کر اور تو اپنے رحم کا استبرار کر امین بھی ہر یہ سراج الوہاج مین ہر اور اگر عورت کو بائنہ کر دیا یا خلع دیدیا پھر عدت مین اُس سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اور طلاق کی نیت کی تو ظاہر الروایہ کے موافق دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہر۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد خلع دینے کے عدت مین کسیقدر مال لیکر طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب نہوگا اور طلاق اسوجہ سے واقع ہوگی کہ صریح ہر پس طلاق بائن سے ملجاویگی اور اگر بعد طلاق رجعی کے عورت کو خلع دیا یا کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو صحیح ہر اور اگر مال پر اسکو طلاق دی پھر عدت مین اُسکو خلع دیا تو نہین صحیح ہر۔ اور اگر عورت سے بعد بینونت کے کہا کہ مین نے تجھے خلع کر دیا اور نیت طلاق کی ہر تو کچھ واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہر اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ کل ہر اور اس سے طلاق کی نیت کی پھر اُسکو آج ہی کے روز بائنہ کر دیا پھر کل کا روز آیا تو شرط کی تعلیق اسپر واقع ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہر اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر قیاس کرکے اگر عورت سے کہا اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائن ہر اور طلاق کی نیت کی پھر اُس سے کہا کہ اگر تو فلان سے کلام کرے تو تو بائنہ ہر اور طلاق کی نیت کی پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر اُسنے فلان مذکور سے بھی کلام کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین ہر۔ اور اگر بائنہ سے کہا کہ تو طالقہ بائنہ ہر تو یہ بھی اول کے ساتھ لاحق ہوگی اور اگر کہا کہ تو بائنہ ہر

تو واقع نہو گی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے بائن کر دیا بتطلیق تو واقع ہو گی یہ خلاصہ مین ہی - اور ہر فرقت کہ جو ہمیشگی کی حرمت کی موجب ہو جیسے حرمت مصاہرہ و رضاع تو اُسکے ساتھ طلاق لاحق نہین ہوتی ہی اگرچہ وہ عدت مین ہو - اسی طرح اگر اپنی عورت کو بعد دخول کے خرید کیا تو طلاق اُسکے ساتھ لاحق نہو گی اسواسطے کہ وہ معتدہ نہین ہی یہ بدائع مین ہی * چھٹی فصل طلاق بکتابت کے بیان مین - کتابت دو طرح کی ہوتی ہی کتابت مرسومہ و کتابت غیر مرسومہ - اور مرسومہ سے ہمارے یہ مراد ہی کہ مصدر و معنون ہو جیسے غائب کو لکھی جاتی ہی اور غیر مرسومہ سے یہ مراد ہی کہ وہ مصدر و معنون نہو پس وہ دو طرح کی ہوتی ہی مستبینہ و غیر مستبینہ پس مستبینہ کی یہ صورت ہی کہ تختہ و دیوار و زمین وغیرہ پر ایسے لکھے کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن ہو - اور غیر مستبینہ یہ ہی کہ ہوا و پانی وغیرہ ایسی چیز پر لکھدے کہ اُسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن نہو پس غیر مستبینہ کی صورت مین طلاق نہین پڑتی ہی اگرچہ نیت ہو اور اگر مستبینہ غیر مرسومہ ہو پس اگر طلاق کی نیت ہو تو واقع ہو گی ورنہ نہین اور اگر مستبینہ مرسومہ ہو تو طلاق واقع ہو گی خواہ نیت ہو یا نہو - پھر واضح ہو کہ مرسومہ کی صورت مین یا تو اُسنے طلاق کو ارسال کیا کہ بایں طور لکھا کہ اما بعد تو طالقہ ہی تو جیسے ہی لکھا ہی ویسے ہی طلاق پڑ جاویگی اور اسی تحریر کے وقت سے عورت پر عدت واجب ہو گی - اور اگر خط پہونچنے پر طلاق کو معلق کیا کہ لکھا کہ جسوقت میرا خط تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہی تو جب تک عورت کو خط نہ پہونچیگا تب تک طلاق واقع نہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر لکھا کہ جب یہ میرا خط تجھے پہونچے تو تو طالقہ ہی پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کیے پھر عورت کو خط پہونچا اور اُس نے پڑھا یا نہ پڑھا تو طلاق پڑ جاویگی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کو امور ضروری تحریر کیے اور اُسکے آخر مین لکھا کہ اما بعد جب یہ خط میرا تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہی پھر اُسکی راے مین آیا کہ اُس نے طلاق کا فقرہ محو کر دیا پھر اُسکو خط پہونچا تو عورت پر طلاق واقع ہو گی اور اگر اُس نے باقی مضمون جو ضروریات کے واسطے تحریر کیا تھا سب محو کر دیا اور طلاق کی تحریر باقی چھوڑی پھر اسکو عورت کے پاس بھیجا تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے کہ جب اُسنے تمام مضمون ضروریات کو محو کر دیا تو وہ خط نہ رہا پس شرط متحقق نہو گی اور اگر اول تحریر مین لکھا کہ اما بعد جسوقت یہ میرا خط تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہی پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کیے پھر طلاق کو محو کر دیا اور باقی جو کچھ لکھا تھا رہنے دیا تو خط پہونچنے پر عورت مذکورہ پر طلاق نہ پڑیگی اور اگر طلاق کا مضمون چھوڑ دیا اور باقی سب محو کر دیا اور عورت کو بھیجا تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر خط مین اول و آخر مین اپنی ضروریات کو تحریر کیا اور بیچ مین طلاق کو تحریر کیا پھر طلاق کو محو کر دیا اور خط بھیجا تو عورت پر طلاق پڑ جاویگی خواہ وہ جو طلاق سے اول تحریر کیا ہی قلیل ہو یا کثیر ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر عورت کو لکھتے وقت ملا کر اسطرح لکھا کہ اما بعد تو طالقہ لسبہ طلاق ہی انشاء اللہ تعالی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر انشاء اللہ تعالی کا لفظ جدا کر کے لکھتے وقت تحریر کیا تو طلاق پڑ جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے تو تو طالقہ ہی پھر یہ خط عورت کے باپ کے ہاتھ مین پہونچا پس باپ نے وہ خط لیکر چاک کر ڈالا اور عورت کو نہ دیا پس اگر اُسکا باپ اُسکے تمام امور مین متصرف ہو اور عورت کے شہر مین یہ خط

اُسکے باپ کے ہاتھ میں پہونچا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسا نہو تو طلاق واقع نہوگی تاوقتیکہ عورت کو وہ خط نہ پہونچے اور اگر باپ نے اُسکو اس خط کی اپنے پاس پہونچنے کی خبر دی پس اگر باپ نے وہ پھٹا ہوا خط عورت کو دیا پس اگر اس خط کا پڑھنا و سمجھنا ممکن تھا تو عورت پر طلاق پڑجائیگی ورنہ نہیں یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر طلاق کو حرفوں میں تحریر کیا مگر زبان سے ان شاء اللہ تعالی کہدیا یا زبان سے طلاق کہی اور ان شاء اللہ تعالی لکھا تو آیا یہ صحیح ہے پس اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے ولیکن صحیح ہونا چاہیے یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص پیٹے جانے اور قید کیے جانے کے ڈراوے سے اس امر پر باکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو فلانہ بنت فلان بن فلان کی طلاق تحریر کرے پس اُسنے لکھا کہ اسکی جورو فلانہ بنت فلان بن فلان طالقہ ہے تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو ایک خط لکھ کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو تو طالقہ ہے پس اُسنے لکھا اور بعد تحریر کے قبل اسکے کہ یہ خط اُس مرد کو سنایا جاوے اُسکی عورت گھر سے باہر نکلی پھر یہ خط اس مرد کو سُنایا گیا پس اُسنے یہ خط اپنی جورو کو بھیجدیا تو عورت مذکورہ اِس نکلنے سے جسکا بیان ہوا ہے مطلقہ نہوگی۔ اسی طرح اگر اُسنے اس طور سے خط تحریر کیا پھر جب شوہر کو سُنایا گیا تو اُسنے کاتب یعنی لکھنے والے سے کہا کہ مین نے یہ شرط کی تھی کہ ایک مہینہ تک نکلے یا بعد ایک ماہ کے نکلے تو بھی یہی حکم ہے اور اس شرط کا الحاق جائز ہوگا یہ جامع میں مذکور ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ ہر میری جورو جو سوا تیرے و سوائے فلانہ کے ہے طالقہ ہے پھر اخیرہ کا نام محو کردیا پھر خط بھیجا تو وہ مطلقہ نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کاغذ میں ایک خط لکھا اور اسمیں درج کیا کہ جب تجھے یہ خط میرا پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر اسکو ایک دوسرے کاغذ پر اُتار کر دوسرا خط تیار کیا یا کسی دوسرے کو حکم دیا کہ اُسکی دوسری نقل اُتار کر ایک نسخہ تیار کرے اور خود نہین لکھوایا پھر دونون خط اس عورت کو پہنچے تو قضاءً اس عورت پر دو طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ شوہر اقرار کرے کہ یہ دونون میرے خط ہین یا گواہ لوگ اس امر کی شہادت اداکرین اور فیما بینہ و بین اللہ تعالے ایک طلاق عورت پر واقع ہوگی چاہیے کوئی خط اُسکو پہونچے پھر دوسرا باطل ہوجائیگا اسواسطے کہ یہ دونون ایک ہی نسخہ ہین۔ اور نیز منتقی مین ہے کہ ایک مرد نے دوسرے سے اپنی جورو کی طلاق کا خط لکھوایا اور اُس نے شوہر کو یہ خط پڑھ سنایا پس شوہر نے اُسکو لیکر لپیٹا اور مہر کی اور اسکا عنوان لکھکر اپنی عورت کو بھیجدیا پس وہ خط عورت کو پہونچا اور شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا خط ہے تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر اس لکھنے والے سے جس سے خط لکھوایا یہ کہا کہ تو یہ خط اس عورت کو بھیجدے یا اس سے کہا کہ تو ایک نسخہ لکھکر اس عورت کو بھیجدے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس امر کے گواہ قائم نہوئے اور نہ شوہر نے اس طور سے اقرار کیا ولیکن اُسنے جو بات تھی وہ اسی طور سے بیان کردی تو عورت پر طلاق لازم نہوگی نہ قضاءً نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالی اور اسی طرح جو خط اُسنے اپنے خط سے نہین لکھا اور نہ بتلا کر لکھوایا اُس سے طلاق واقع نہوگی جبکہ اُس نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ میرا خط ہے یہ محیط مین ہے

ساتوین فصل الفاظ فارسیہ سے

طلاق کے بیان مین۔ جس اصل پر ہمارے زمانہ مین فارسی الفاظ سے طلاق پر فتوی ہے وہ یہ ہے کہ اگر فارسی لفظ ایسا ہو کہ وہ فقط طلاق ہی مین استعمال کیا جاتا ہے تو وہ لفظ صریح ہوگا کہ اس سے بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی

جبکہ اُسنے عورت کی طرف اضافت کرکے کہا ہو اور جو الفاظ فارسی ایسے ہون کہ وہ طلاق مین اور سوائے طلاق کے دوسرے معنی مین بھی استعمال ہوتے ہین وہ کنایات ہونگے پس انکا حکم سب احکام مین وہی ہوگا جو عربیہ الفاظ کنایات کا حکم ہے کذا فی البدائع و قال المترجم زبان اردو مین جو مختلط زبان الفاظ عربی و فارسی و ہندی و ترکی وغیرہ سے ہے دو قسم کے الفاظ کا حکم معلوم ہوگیا کہ اگر لفظ عربی کہا یا فارسی کہا تو صریح بطور صریح و کنایہ بطور کنایہ رکھا جائیگا اور باقی زبانون کے الفاظ کا حکم بھی یون ہی ہونا چاہیے کیونکہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہین ہے جیسا کہ تجویز امام اعظم رح نماز بزبان فارسی کے جواز کی کوئی خصوصیت نہین بلکہ ہر زبان مین بشرط عجز جواز جائز ہوتی ہے نص علیہ بعض المتاخرین فکذا ہذا فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ بہشتم ترا از زنی مین نے تجھے اپنی جورو ہونے سے چھوڑ دیا تو جاننا چاہیے کہ یہ لفظ اہل خراسان و اہل عراق طلاق مین استعمال کرتے ہین اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک صریح ہے پس اس سے جو طلاق واقع ہوگی وہ رجعی ہوگی اور بدون نیت کے واقع ہوگی اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اسکو فقیہ ابو اللیث رح نے لیا ہے اور تفرید مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ بہشتم ترا یعنی مین نے تجھے چھوڑا اور یہ نہ کہا کہ جورو ہونے سے پس اگر حالت غضب و مذاکرہ طلاق مین ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر ایک طلاق بائن یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت کے موافق ہوگی اور امام محمد کا قول اسمین امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر جورو سے کہا کہ ترا چنگ باز داشتم یا بہشتم یا بلہ کردم ترا یا پاے کشادہ کردم ترا تو یہ سب عرف مین طلاق کی تفسیر ہے تاآنکہ طلاق رجعی واقع ہوگی اور بدون نیت واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی بہشتم کہنے کی صورت مین بدون نیت واقع ہونے کا اور طلاق رجعی ہونے کا فتوی دیتے تھے اور اسکے سوا دوسرے الفاظ مین نیت شرط فرماتے تھے اور طلاق واقعہ کو بائنہ فرماتے تھے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتم یعنی ایک طلاق سے مین نے تیرا ہاتھ باز رکھا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتم ایک طلاق سے ہاتھ باز رکھا مین نے تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ دادہ گیر یا کردہ گیر یا کہا کہ دادہ باد یا کردہ باد پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی اور رجعی ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ دادہ است یا کردہ است یعنے دی ہے یا کی ہے تو واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہو اور اگر دعوی کیا کہ میری نیت نہ تھی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ دادہ انگار یا کردہ انگار تو واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر عورت کی طلاق طلب کرنے کے بعد شوہر نے کہا کہ دادہ گیر و برو تو برو سے دوسری واقع نہ ہوگی الا اس صورت مین کہ دو کی نیت کی ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین ایک پر کفایت نہین کرتی ہون پس شوہر نے کہا کہ دو لے پس اگر اس سے دو طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت کی طلاق مانگنے پر مرد نے کہا کہ گفتہ گیر تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ دست از من باز دار یعنی ہاتھ مجھ سے باز رکھ پس مرد نے کہا کہ باز داشتہ گیر

تو طلاق واقع ہو گی بشرطیکہ نیت ہو اور بائنہ ہو گی یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مرا ادار یعنی مجھے مت رکھ پس شوہر نے کہا نا داشتہ گیر تو نیت کرنے سے طلاق واقع ہو گی اور بائنہ ہو گی یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے پس مرد نے کہا کہ میں نہیں کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ اگر بر ہی بر دم شوے کنم پس مرد نے کہا کہ کن خواہی یکے خواہی دہ یعنی کر چاہے ایک چاہے دس تو طلاق واقع نہو گی یہ عتابیہ میں ہے - ایک عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ دائم ای بیای تحتانی پس اگر یہ لغت کسی شہر والوں کی ہو اور شوہر کے شہر کی زبان نہو تو اُسکی تصدیق نہو گی کہ میں نے اس سے جواب کا قصد نہیں کیا اور اگر کسی شہر والوں کی زبان نہو تو یہ جواب نہو گا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایک طلاق و لعن طلاق اولین و آخرین است تو ایک طلاق واقع ہو گی یہ خلاصہ میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو نشسۃ دہ اد طلاق کی نیت کی تو واقع ہو گی یہ خزانۃ المفتین میں ہے ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ دست از من بازدار پس عورت نے کہا کہ باز داشتم بسہ طلاق پس شوہر نے کہا کہ من نیز از تو باز داشتم پس اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو کچھ واقع نہو گی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مرا بکار نیستی میرے کام کی نہیں ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہو گی اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق ترا تو تین طلاق واقع ہونگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے مذاکرہ طلاق کی حالت میں کہا کہ ہزار طلاق بیا سینت در کردم تو تین طلاق پڑ جاوینگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میں نے اس سے ایقاع طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہو گا - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو سہ طلاق باش پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑینگی ورنہ نہیں یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اُس نے جواب دیا کہ سہ طلاق بدامن تو در نہادم بدو تو تین طلاق پڑینگی یہ عتابیہ میں ہے - اور اگر فارسی میں کہا کہ تو طلاقی تو واقع ہو گی جیسے اگر کہا کہ تو طالقی تو واقع ہوتی ہے اور اسی طرح اگر اُس سے کہا کہ تو طلاق باش یا سہ طلاق باش یا سہ طلاقہ باش یا سہ طلاقہ شو تو بدون نیت کے طلاقین پڑ جاوینگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے ماموں فتوے دیتے تھے اور باب السنن میں ہے کہ بلا نیت طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ میں ہے ایک شخص سے اُسکی جورو سے لڑائی ہوئی پس عورت سے فارسی میں کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اُسپر تین طلاق واقع ہونگی - ایک عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ انت طالق واحدۃ پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اسمیں دو صورتیں ہیں یا تو کچھ نیت ہو گی یا نہو گی پس نیت ہونے کی صورت میں موافق اُسکی نیت کے ہو گی اور دوسری صورت میں واقع نہو گی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیف لا تطلقنی کیونکر تو مجھے نہیں طلاق دیتا ہے پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ تو از سزا یا طلاق کردہ تو شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہے ایک عورت نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ یک طلاق وادست و دو طلاق وادست تو تین طلاق پڑ جاوینگی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا بسیار طلاق اور اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کسقدر تو دو طلاق واقع ہونگی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے اُس نے کہا کہ ہاں پس اُسنے کہا کہ تو نے پہلی جورو کو کیوں طلاق دی پس فارسی میں کہا کہ از بد آسے ترا

حالانکہ اُسنے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ہی اور نہ پہلی جورو کو طلاق دی ہی اور اس لفظ سے اُس نے طلاق کی نیت بھی نہیں کی تو مطلقہ نہوگی- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ من طلاق ترا دادم تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو ایقاع طلاق کی نیت کی یا عورت کو سپرد کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی پس اول صورت مین واقع ہوگی- اور دوسری صورت مین نہ واقع ہوگی اور تیسری صورت مین واقع ہوگی یہ تجنیس رمز یہ مین ہی- اور اگر کہا کہ دست باز داشتم ترا تو اسمین شیخین کا اختلاف ہی لیکن ویسا ہی اختلاف ہی جیسا کہ ہشتم کہنے کی صورت مین ہی- فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ اگر عورت نے کہا کہ دست باز داشتی مرا پس اُسنے کہا کہ داشتم تو بمنزلہ اُسکے ہی کہ یون کہا کہ دست باز داشتم اور اگر عورت نے کہا کہ مرا در کار خداے کن پس شوہر نے کہا کہ ترا در کار خداے کردم یا عورت نے کہا کہ مرا بخداے بخش پس شوہر نے کہا کہ بخشیدم پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر نہ کی تو نہ واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ترا کدام طلاق ماندہ است یا کدام نکاح یعنی تیرے لیے کونسی طلاق رہگئی ہی یا کون نکاح رہا ہی تو یہ تین طلاق کا اقرار ہی یہ قنیہ مین ہی- شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اُسکی جورو نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس کہا کہ نہ ترا طلاق ماندہ است نہ نکاح برخیز و رہ گیر یعنی نہ تیرے لیے طلاق رہی ہی اور نہ نکاح تو اُٹھ اور اپنی راہ لے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ اقرار ہی کہ وہ اُسکو تین طلاق دے چکا ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق پس عورت نے کہا کہ پھر کہہ تا گواہ لوگ سن لین پس شوہر نے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق اور جب دونون جدا ہوئے تو ایک اجنبی عورت نے شوہر سے پوچھا کہ زن را دست باز داشتی اُس نے کہا کہ دست باز داشتمش بیک طلاق تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے دوسری و تیسری مرتبہ دست باز داشتم کہا تو یہ انشاء طلاق ہی پس عورت پر تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر اُس نے کہا کہ دوسری و تیسری مرتبہ مین نے پہلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد کیا تھا تو ایسا نہوگا اور اگر دست باز داشتہ ام کہا تو یہ اخبار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اگر عورت سے کہا کہ چہار راہ بر تو کشادم چار راہین مین نے تجھپر کھول دین تو طلاق واقع ہوگی اگر اُس نے نیت کی ہو اگرچہ یہ نہ کہے کہ لے جسکو چاہے- اور اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشادہ است تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو تاوقتیکہ یون نہ کہے کہ لے جسکو چاہے اور یہ اکثر مشائخ کے نزدیک ہی اور یہی امام محمدؒ سے منقول ہی اور مجموع النوازل مین ہی کہ اگر عورت نے کہا کہ دست از من بدار پس شوہر نے جواب دیا کہ جہنم کو جا تو طلاق پڑ جائیگی- اور شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ ترا دادمت طلاق سر خویش گیر در روزے خویش طلب کن یعنی مین نے تجھے طلاق دی تو اپنی راہ لے اور اپنی روزی کی جستجو کر تو فرمایا کہ طلاق اول رجعی ہی اور سر خویش گیر سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تو پہلی رجعی طلاق رہیگی اور اس سے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی پس پہلی طلاق بھی اُسکے ساتھ ملکر دونون طلاق بائن ہو جاوینگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے گران خریدی ہی بذریعہ عیب کے واپس دے پس شوہر نے کہا کہ بعیب باز دو دستم یعنی بعیب مین نے تجھے واپس دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ بعیب وادم یعنے بدون تاے خطاب کے تو واقع نہوگی اگرچہ

نیت ہو یہ خلاصہ میں ہی اور اگر عورت کے باپ نے کہا کہ تو نے مجھسے گران خریدی ہی۔ مجھے واپس کر دے پس
شوہر نے کہا کہ بتو بازدادم مین نے تجھے واپس دی تو نیت پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور
اگر عورت نے کہا کہ میرے فلان کام نہ کرنے پر میری طلاق کی قسم کھا پس شوہر نے کہا کہ خوردہ گیر تو شیخ الاسلام
اوزجندی کا فتوے منقول ہی کہ عورت پر طلاق واقع نہو گی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بکیسوے
تو بکیسوے پس شوہر نے کہا کہ ہمچنین گیر تو طلاق نہ پڑیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے
پاس کیون آیا ہی کہ مین تیری جورو نہین ہون پس شوہر نے کہا کہ نے بگیر یعنی لے نہین سہی تو طلاق نہ پڑیگی۔ (ایساہی یعنے یون ہی سہی ۱۲)
ایک شخص نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا اور اُس نے انکار کیا پس کہا کہ تو میرے پاس سے نکل جا پس عورت
نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے تا کہ مین چلی جاؤن پس شوہر نے کہا کہ اگر آرزو ے تو چنین است چنین گیر یعنی اگر تیری
آرزو ایسی ہی تو ایسا ہی سے لے پس عورت نے کچھ نہ کہا اور کھڑی ہو گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک
شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُس سے پوچھا گیا تو نے ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ کردہ ناکردہ گیر یا
ناکردہ تیری گیر تو نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہین واقع ہوگی اگرچہ نیت بھی ہوا اور اسی پر فتوی
دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے روٹی کھائی اور شراب پی پھر کہا کہ نان خوردیم و نبیذ زنان بالسہ یعنی ہم نے
روٹی کھائی و شراب پی میری عورتون کو تین پھر اسکے خاموش ہو جانے کے بعد کسی نے اُس سے کہا کہ تین طلاق
پس اُسنے کہا کہ بسہ طلاق تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہ ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ فتاوی مین ہی کہ ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو زن منی سہ طلاق مع حذف یا کے تو واقع نہو گی اگر اُسنے کہا کہ مین نے
طلاق کی نیت نہین کی کیونکہ جب اُس نے حذف کیا تو طلاق کی اضافت عورت کی جانب نہ کی۔ ایک عورت نے (یعنی طلاقی ۱۲)
اپنے شوہر سے طلاق طلب کی پس شوہر نے کہا کہ سہ طلاق بردار و رفتی تو واقع نہو گی اور یہ تفویض طلاق عورت
کو ہی اور اگر نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ سہ طلاق خود بردار و رفتی تو بدون نیت واقع ہوگی
اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس مرد نے اُسکو مارا اور کہا کہ اینک طلاق تو واقع نہو گی اور اگر کہا کہ
اینک طلاق تو واقع ہوگی۔ اور مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی (یہ طلاق ۱۲)
جورو کو مارا اور کہا کہ دار طلاق تو فرمایا کہ واقع نہو گی۔ اور شیخ احمد قلانسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے (لے تیرے لیے طلاق ۱۲)
اپنی جورو کو گھونسا مارا اور کہا کہ اینک یک طلاق پھر اُسکو دوسرا گھونسا مارا اور کہا کہ اینک دو طلاق اور ایسا ہی تیسری (یہ طلاق ۱۲)
مرتبہ بھی کر کے کہا کہ یہ تیسری طلاق تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی پس شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اُسنے
ضرب کا طلاق نام رکھا پس واقع نہو گی اور امام احمد فرماتے ہین کہ طلاق کا نام لیا ہی پس واقع ہوگی قال المترجم
عرف اس دیار مین بھی واقع ہونا اشبہ ہی واللہ اعلم۔ ایک شخص نشہ مین ہی اس سے اُسکی عورت بھاگی اور
وہ پیچھے دوڑا مگر اس مست نے اُسے پکڑ نہ پایا پس فارسی مین کہا کہ بسہ طلاق پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے
اپنی جورو کو مراد لیا تھا تو واقع ہوگی اور اگر کچھ نہ کہا تو واقع نہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا
کہ دار طلاق تو در صورت عدم نیت کے واقع نہو گی کیونکہ جنس اضافت مین اضافت چاہیے ہی اور یہان اضافت
اس عورت کی جانب نہین پائی گئی اور بعض نے فرمایا کہ بغیر نیت واقع ہوگی اور یہی اشبہ ہی اسواسطے کہ عادت مین

دار کھتا اور خذہ یعنی بگیر ہی لے کہنا یکسان ہین حالانکہ اگر کہے کہ خذی طلاقک یعنی اپنی طلاق لے تو بلا نیت واقع ہوتی ہو پس ایسا ہی اس صورت مین بھی واقع ہو گی یہ محیط مین ہو اور شمس الائمہ اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر طلاق میرے اختیار مین ہوتی تو مین اپنے آپکو ہزار طلاق دیتی پس شوہر نے کہا کہ من نیز ہزار دادم مین نے بھی ہزار دیدین اور یہ نہ کہا کہ تجھے دیدین تو فرمایا کہ طلاق واقع ہو گی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُس نے کہا کہ یک ہزار ہزار ہین تو بلا نیت طالقہ ہو گی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پس اُس سے اس معاملہ مین کہا گیا پس اُس نے کہا کہ دہ ہزار دیگر یعنی اور ہزار مین نے اُسکو دین تو بلا نیت تین طلاق سے مطلقہ ہو گی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقہ ام یعنی مین تیرے نزدیک سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہشتی یا کہا کہ ہے طلاقہ ہشتی یا کہا کہ سہ گو خواہ صد گو تو یہ سب اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہو پس قضاءً یہ تین طلاق واقع ہو گی۔ اور فقیہ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق تو یکی کردم یعنی مین نے تیری ہزار طلاق کو ایک کر دیا تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ ہزار طلاق ترا یکی کنم اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ مین اپنے اور تیرے درمیان نکاح کی تجدید کر لون لغرض احتیاط کے پس عورت نے کہا کہ حرمت کی وجہ بیان کر اور مرد سے اس باب مین بڑا جھگڑا کیا پس شوہر نے کہا کہ سزاے این زنگان نیست کہ ہمچنین حرام میداری تو شیخ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا اقرار ہو اور اگر کہا کہ سزاے این زنگان آنست کہ حرام داری اور یہ نہ کہا کہ ہمچنین یعنی ایسے ہی تو یہ اس عورت کی حرمت کا اقرار نہین ہو کیونکہ اضافت نہین ہو بخلاف پہلی صورت کے کہ این زنگان ہمچنین سے اُسکی جانب سے تحقیق حرمت ہو یہ خلاصہ مین ہو شیخ الاسلام فقیہ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو لشہ مین ہو اپنی جورو سے کہا کہ تو چاہتی ہو کہ مین تجھے طلاق دیدون پس اُسنے کہا کہ ہان پس فارسی مین کہا کہ اگر تو زن منی یک طلاق دو طلاق سہ طلاق برخیز واز نزد من بیرون شو پھر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قول اُسکا قبول ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو لشہ مین ہو اپنی جورو سے کہا کہ بیزارم بیزارم بیزارم تو مرا چیزی نباشی یعنی مین بیزار ہون مین بیزار ہون مین بیزار ہون تو میری کوئی نہو پس عورت نے کہا کہ تو کہاں تک بکے جائیگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہو کہ میرے تیرے درمیان کچھ باقی نہ رہا پس شوہر نے کہا کہ چنین خواہم ایسا ہی مین چاہتا ہون پھر جب وہ لشہ سے ہوش مین آیا تو کہا کہ مین اسمین سے کچھ نہین یاد رکھتا ہون تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ عورت مذکورہ مطلقہ نہو گی اور اُسکی جورو رہیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ فتاوے نسفی مین ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ آن زن کہ مرا بخانہ است بسہ طلاق حالانکہ اُسکی جورو اُسکے گھر مین طلاق کے وقت نہ تھی تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہا کہ این زن کہ مرا بین خانہ اندر است بسہ طلاق یعنی یہ میری جورو کہ میرے اس گھر مین ہو تین طلاق حالانکہ طلاق کے وقت اس گھر مین یہ عورت نہین ہو تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ و محیط مین ہو۔ فتاوے نسفی مین ہو کہ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ترا ایک طلاق ترا ایک طلاق تو یہ بمنزلہ اسکے ہو کہ تجھکو ایک طلاق ہو تجھکو ایک طلاق ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا دادم تو تین طلاق واقع ہونگی

اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ پس مرد نے کہا کہ دادم تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن پس شوہر نے کہا کہ کردم کردم کردم تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی اصح ہی اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس اُسنے کہا کہ این نیز دادہ وآن تو نیت کرنے پر واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیری وکیل ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان تو ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے تئین تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو برمن حرام گشتی مرا جدا باید بود یعنے تو مجھپر حرام ہوگئی مجھے جدا ہونا چاہیئے ہی پس اگر توکیل سے اُسنے طلاق کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رجعی - اور اگر مفارقت کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہ صاحبین کے نزدیک ہی اور امام اعظم کے قول کے موافق چاہیئے کہ ایک طلاق بھی واقع نہو جیسے دیگر وکیل مخالف کا حکم ہی کہ ایک طلاق کے واسطے وکیل کیا تھا اور اُسنے تین طلاق دیدین تو ایک بھی واقع نہین ہوتی ہی کذا فی الخلاصہ اور اسی پر فتوے ہی - اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر اُسکی عدت مین اُس سے کہا کہ دادمت سہ طلاق یعنے مین نے تجھے تین طلاق دیدین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اُسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق پڑجاوینگی ورنہ نہین - ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم مین نے تجھے طلاق دی پھر لوگون نے اُسکو ملامت کی کہ یہ کیا کیا تب اُسنے کہا کہ دیگر دادم مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عدت مین ہی تو طلاق پڑیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص سے کہا گیا کہ این فلانہ زن تو ہست کہا کہ ہان ہی پھر کہا گیا کہ این زن تو سہ طلاقہ ہست کہا کہ ہان ہی تو مشائخ نے کہا کہ طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے سہ طلاقہ کا لفظ نہین سُنا ہی یہی سُنا کہ زن تو ہست تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور یہ اُسوقت ہی کہ زن تو سہ طلاقہ ہست بلند آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا نہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی - ایک شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ زن از تو سہ طلاقہ کہ این کار تو کردہ یعنے تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہین اگر تو نے یہ کام کیا ہی اُس نے کہا کہ ہزار طلاقہ تو یہ جواب ہوگا حتی کہ اگر اُسنے یہ کام نہین کیا ہی تو طلاق واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ مت رہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار مین ہی مجھے طلاق کردے پس شوہر نے کہا کہ طلاق میکنم تین دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہونگی بخلاف اسکے اگر فقط کنم کہا تو ایسا نہ ہوگا اسواسطے کہ کنم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہی پس شک کی وجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا اور محیط مین لکھا ہی کہ اگر عربی مین کہا کہ اطلق تو طلاق نہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال برای حال ہو تو طلاق ہوجائیگی - اور ایسا ہی مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقہ ام کہ مین تجھپر سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیت کی ہو وے تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ نہین - اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدا تعالی تجھپر حرام ہی اُسنے کہا کہ آرے یعنی ہان تو ایک طلاق اسپر حرام ہوجاویگی - شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنی مان کے یہان جا اُس نے کہا کہ تو مجھے طلاق دے تو چلی جاؤن اُسنے کہا کہ تو برو من طلاق

دادم فرستم یعنی تو جا مین طلاق دہم بہ دم بھیجون تو فرمایا کہ اسکی عورت پر طلاق نہو گی اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی یہ خلاصہ
مین ہی اور اگر کہا کہ ترا طلاق یا کہا کہ طلاق ترا تو اس تقدیم و تاخیر مین کچھ فرق نہو گا طلاق واقع ہو گی یہ خزانۃ المفتیین
مین ہی۔ شیخ الاسلام نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا حالانکہ اُسکی دو جورو
ہین کہ طلاق عقہ آن دیگر ترا دادم تو این سہ طلاق بوسے وہ عورت نے کہا کہ مین نے یہ تین طلاقین اُسکو دیدین اور
مین جانتی ہون کہ یہ عورت تین طلاقہ ہو گئی پس جس عورت سے گفتگو کرتا ہی اُسپر طلاق واقع ہو گی یا نہو گی تو شیخ
نے فرمایا کہ نہ اسکو طلاق ہو گی اور نہ اُسکو۔ ایک شخص کی عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑکے کو دیکھتا تو کہتا کہ ای مادرت
شش طلاقہ پھر ایک روز اُسنے شراب پی اور نشہ مین ہوا کہ اتنے مین اُسکا لڑکا اُسکے روبرو آیا اُس نے اجنبی
لڑکا سمجھکر اُس سے کہا کہ رو ای مادرت شش طلاقہ ای تیری مان چھ طلاقہ تو یہان سے جا اور یہ نہ جانا کہ یہ میرا
لڑکا ہی تو اُسکی جورو پر تین طلاق واقع ہونگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دین پس اُسنے اُس سے کہا
کہ آؤ ہم تم دونون مین صلح کرا دین اُسنے کہا کہ میان ما دیوار آہنی می باید یعنی ہم دونون کے درمیان لوہے
کی دیوار چاہیے تو اُسکی جورو پر تین طلاق نہو جاوینگی اور نہ یہ تین طلاق کا اقرار ہو گا۔ ایک عورت نے اپنے
شوہر سے کہا کہ مین تجھسے سہ طلاقہ ہون اُس نے جواب دیا کہ تو چہ سہ طلاقہ وچہ ہزار طلاقہ تو اُسکی عورت مطلقہ نہ
ہو گی یہ ظہیریہ مین ہی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا ابرک تو
باشیدن نیست مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ چون تو روے طلاق دادہ شد پھر شوہر نے دعوے کیا کہ
مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو فرمایا کہ قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہو گی اور اسی جواب سے بعض
ائمہ دیگر نے بھی اتفاق کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو کسی مرد سے متہم کیا پھر اس مرد کو اپنے گھر مین
دیکھکر غضب و غصہ مین آیا اور کہا کہ زن عزیز را طلاق دادم تو بعض نے فرمایا کہ بنیت پر طلاق واقع ہو گی اور
بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق واقع ہو گی۔ ایک شخص نے اپنے دوستون کو جمع کیا اور اپنی جورو
کو حکم دیا کہ اُنکے واسطے کھانا خود تیار کرے اور عورت مذکورہ شوہر کے گھر سے چلی گئی پس شوہر نے کہا کہ زینب
دوست دشمن مرا اجبوازد ازمن لسہ طلاق تو مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ اُسکی جورو پر طلاق واقع ہو گی ایک شخص
کے لونڈی غلام اُسکی جورو کی برائیان اُس سے ذکر کیا کرتے تھے پس ایک روز اُسنے کہا کہ چندان کردید
کہ بسہ طلاق کردیدش یا چندان کردید کہ سہ طلاقہ کردیدش تو عورت پر طلاق واقع ہو گی یہ محیط مین ہی اور اگر
عورت سے کہا کہ حادمت یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا ودو طلاق وسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی
اور اگر عورت سے کہا کہ ترا یک طلاق اور خاموش ہو رہا پھر کہا دو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دوافزاود
کے پس اگر عطف کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر نہ نیت کی تو ایک واقع ہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور
اگر عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم خریدی عورت نے کہا کہ مین نے خریدی اور اپنے آپ کو تین
طلاق دیدین شوہر نے کہا کہ رستی پس اگر رستی کہنے سے اجازت مراد تھی تو تین طلاق پڑ جاوینگی ورنہ ایک
ہی طلاق رجعی واقع ہو گی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ از تو بیزار شدم تو بدون نیت کے واقع
نہو گی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بیزار شو ازمن دوست باز دار ازمن شوہر نے کہا کہ بیزار شدم تو طلاق واقع ہونے کے

واسطے نیت شرط ہے اور عورت کے اس قول سے حالت مذاکرہ طلاق مین مطلقہ نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مرا بانو کارے نیست و ترا بامن نے ہرچہ آن من است نزد تو مرا بدہ و برو ہرجا کہ خواہی تو بدون نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ برخیزد بنجانہ مادر رو و سہ ماہ عدت بنشین بدار پھر کہا کہ دادمت یک طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ مین نے اسواسطے کہدیا کہ ایسا نہو کہ تجھکو اول لفظ کے معنے معلوم نہوئے ہون پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے فرمایا کہ نہین اور عورت پر تین طلاق واقع ہوگئین یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھسے ایسی دور ہے کہ جیسے مکہ مدینہ سے تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بر تو ہزار طلاقہ است پس اُسنے جواب دیا کہ زن تو نیز بر تو ہزار طلاقہ است تو شیخ امام النسفی نے فتوی دیا کہ اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن سماعہ ہے اور ظاہر الروایہ کے موافق طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مرا نشائی تا قیامت یا کہا کہ تا ہمہ عمر تو بدون نیت طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر عورت کو کہا کہ ویرا شوے حلالہ می باید یعنے اُسکو حلالہ کرنے والا شوہر چاہیئے ہے تو مطلقہ بطلاق ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہ تو حیلہ خویشتن کن تو یہ اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار نہوگا اور اگر کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشرطیکہ نیت طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان ما راہ نیست اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ کچھ نہین۔ اور اگر کہا کہ این ساعت میان ما راہ نیست تو بلا نیت کچھ نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ میان ما دیوار آہنی می باید تو واقع نہوگی یہ وجیز کردری مین ہے عورت نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ دادم نہ پس اگر اُس نے سختی سے ثقالت سے کہا تو یہ رد پر دلالت کرتا ہے تو طلاق واقع نہوگی اور اگر مخفف کہا تو واقع ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ دادم اور نہ کا لفظ نہین کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہے مجموع النوازل مین ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آخر زن توام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو و نہ زنی تو اس سے کچھ واقع نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو زن من نئی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ شیخ ابو سعیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہشتہ ہشتہ حرامی حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری طلاق کی نیت نہ تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اور نسفیہ مین لکھا ہے کہ شیخؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ نا باشیدہ گیر پس عورت نے کہا کہ یہ کیا بات کہتا ہے وہ کر جو خدا تعالے و اُسکے رسول نے فرمایا ہے اچھی طرح نہ کہہ کر طلاق تا کہ مین چلی جاؤن پس اُسنے کہا کہ طلاق کردہ گیر برو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی پھر پوچھا گیا کہ کیا طلاق کردہ گیر ایک طلاق اور برو دوسری طلاق نہین ہے تو فرمایا کہ ان دونون سے ایک ہی طلاق مراد لیجائیگی لیکن اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دیدین اور لفظ ہر یہ معلوم نہین ہو اکہ اُسنے تین طلاق

دین پھر اُس سے کہا گیا کہ تو اس سے پھر نکاح کیون نہین کرلیتا ہی تو اُسنے کہا کہ وے مرا نشاید زنا روے دیگرے نہ بینید
پھر اُسنے دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ جب تک اپنے باپ یا بھائی و مان وغیرہ کا مُنھ نہ دیکھے اور مین نے اُسکو تین طلاق نہین
دی ہین تو شیخ نے فرمایا کہ یہ عورت کے تین طلاقہ ہونے کا اقرار ہی پس قضاءً یہی حکم دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ فتاوی نسفی
مین لکھا ہی کہ ایک عورت نے اپنے مرد سے لڑائی مین کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی ہون پس مرد نے کہا کہ اگر نباشی پس تو طالقہ
واحدۃ و ثنتین و ثلث ہستی پس عورت نے کہا کہ مین رہتی ہون تو تین طلاق واقع ہونگی اور علی ہذا ایک شخص نے اپنے پسر کو
اُسکی جورو کی بابت کچھ ملامت کی تو اُسنے کہا کہ اگر ترا خوش نیست پس وادمش سہ طلاق پس باپ نے کہا کہ مرا خوش است تو
بھی یہی حکم ہی اور یہ نظیر مسئلہ شتم و مجازات کی ہی اور اگر اس صورت مین لفظ پس نہ کہا ہو تو یہ تعلیق ہوگی قال المترجم یعنی اگر لفظ
پس نہ کہے تو یہ شرطیہ ہوگا کہ اگر موافق شرط ہو تو طلاق پڑیگی ورنہ نہین۔ اور یہ دونون مسئلہ اس صورت کے مشابہ نہین ہین کہ
مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مرا نخواہی ترا طلاق پس عورت نے کہا کہ مین چاہتی ہون تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے
کہ یہ طلاق شرطیہ ہی کہ تعلیق بارادہ و خواہش ہی اور چاہنا ایک امر باطنی ہی جسپر توقف نہین ہوسکتا پس تعلیق باختیار ہوگی چنانچہ
عورت نے ظاہر کردیا کہ مین چاہتی ہون بخلاف اسکے کہ جب اُسنے کہا کہ پس دادمش تو یہ تعلیق نہین بلکہ تحقیق ہی کہ فی الحال
اُسنے واقع کردی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ دور باش از من پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ
بیزارم از زن و خواستہ آن پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ واللّٰہ اعلم بالصواب

تیسرا باب۔ تفویض طلاق کے بیان مین۔ قال المترجم یعنی طلاق عورت کے سپرد کی کہ وہ چاہے تو دے لے
اور اسمین تین فصلین ہین **فصل اوّل اختیار کے بیان مین**۔ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اختیار کر اور اس سے
طلاق کی نیت ہی یعنی طلاق اختیار کر یا کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ جب تک
اس مجلس تفویض پر ہی یعنی جس حالت پر ہی اس سے منتقل نہو اور جگہ نہ چھوڑے تب تک اپنے آپ کو طلاق
دے سکتی ہی اگرچہ مجلس دراز ہوجاوے کہ ایک دن یا زیادہ ہو پس یہی اختیار برابر رہیگا تاوقتیکہ اس مجلس سے اُٹھے
نہین یا دوسرے کام کو شروع نہ کرے اور نیز اگر مجلس سے کھڑی ہوجاوے تب بھی جب تک اس مجلس کو جہان
بیٹھی تھی نہ چھوڑے اختیار اسکے ہاتھ مین رہیگا اور شوہر کو اختیار نہوگا کہ اس سے رجوع کرلے اور نہ عورت
کو اس امر سے جو اُسکے سپرد کیا ہی ممانعت کرسکتا ہی اور نہ فسخ کرسکتا ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر عورت مذکورہ
قبل اسکے کہ وہ اپنے نفس کو اختیار کرے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا کسی ایسے دوسرے کام مین مشغول ہوگئی کہ
معلوم ہی کہ وہ اسپنے ماقبل کا قاطع ہی مثلاً کھانا طلب کیا تاکہ کھاوے یا سو رہی یا کنگھی کرنے لگی یا نہانے لگی یا
خضاب یعنی مہندی وغیرہ لگانے لگی یا اُسکے شوہر نے اُس سے جماع کیا یا کسی شخص نے اُس سے بیع یا خرید
کرنا شروع کی تو یہ سب اُسکے خیار کو باطل کرنے ہین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت نے پانی پیا
تو یہ اُسکے خیار کو باطل نہین کرتا ہی اسواسطے کہ پانی کبھی اس غرض سے پیا جاتا ہی کہ اچھی طرح خصومت
کرسکے اور اسی طرح اگر کوئی ذرا سی چیز کھالے تو بھی یہی حکم ہی بدون اسکے کہ اُسنے کھانا طلب کیا ہو یہ تبیین
مین ہی اور اگر بیٹھے ہوئے یا بغیر کھڑے ہوئے اُسنے کپڑے پہنے یا کوئی ایسا فعل قلیل کیا جس سے معلوم ہوتا ہی
کہ یہ اعراض نہین ہی تو اسکا خیار باطل نہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے واسطے گواہ بلا دو کہ مین اپنے اختیار

انکو گواہ کرلون یا میرے باپ کو مجھے بلا دو کہ مین اُس سے مشورہ لے لون یا کھڑی تھی پھر تکیہ لگا لیا یا بیٹھ گئی تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اسی طرح اگر بیٹھی تھی پس تکیہ لگا لیا تو اصح قول کے موافق اپنے خیار پر رہیگی اور اگر کروٹ سے لیٹ گئی تو اسمین امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین جنمین ایک روایت یہ ہے کہ اسکا خیار باطل ہوجائیگا اور یہی امام زفر رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ خیار باطل نہوگا اور اگر کھڑی تھی پھر سوار ہوگئی تو خیار باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر سوار تھی پھر اُس جانور سے دوسرے جانور پر سوار ہوگئی تو بھی اُسکا خیار باطل ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر عورت تکیہ دیے ہوئے ہو پھر سیدھی بیٹھ گئی تو اسکا خیار باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر سوار تھی پھر اُتری یا اُسکے برعکس کیا تو اُسکا خیار باطل ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر جانور پر سوار جاتی تھی یا محمل مین سوار جاتی تھی پس ٹھہر گئی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر چلی تو خیار باطل ہوجائیگا الا اس صورت مین کہ اگر شوہر کے اختیار دینے کا کلام بول کر چپ ہوتے ہی اُسنے اختیار کر لیا تو صحیح ہے اور وجہ بطلان کی یہ ہے کہ جانور سواری کا چلنا اور ٹھہرنا اس عورت کی طرف مضاف ہوگا یعنی گویا یہ عورت خود چلی یا ٹھہری ہے پس جب سواری روان ہوگی تو مثل دوسری مجلس بدل دینے کے ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے - اور اگر سواری کے جانور پر جو کھڑا ہوا ہے سوار کھڑی ہو پھر روانہ ہوئی تو اسکا خیار باطل ہوگا اور کھڑی تھی پس شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کر کے پھر روانہ ہوئی یا روان تھی پھر جس قدم مین شوہر نے اختیار دیا ہے اُسی قدم مین اُسنے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر اپنے پانون روان ہو تو اسمین بھی اسی تفصیل سے حکم ہے اور اگر اُسکے جواب سے اسکا قدم پہلے پڑا تو شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر جانور سواری روان ہو پس اُسکو ٹھہرا لیا تو اُسکا خیار باقی رہیگا اور اگر کوٹھری مین ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اسکا خیار باقی رہیگا اور کشتی مثل کوٹھری کے ہے نہ مثل جانور سواری کے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا ہے کہ اسمین کچھ فرق نہین ہے کہ چاہے دونون دو جانورون پر سوار ہون یا ایک پر ہون یا عورت ایک جانور پر ہو اور مرد پانون چلتا ہو اور چاہے دونون دو کشتیون مین ہون یا ایک ہی کشتی مین ہون اور خواہ دونون دو محملون مین ہون یا ایک ہی مین ہون یہان تک کہ اگر دونون ایک شخص کے کندھے پر سوار ہون اور عورت نے جس قدم مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا ہے اُسی قدم مین اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائنہ ہوجائیگی ورنہ نہین یہ فصول عمادیہ فصل تیسیس مین ہے - اور جو محمل کہ اُسکو جمال آگے سے چلاتا ہو اور دونون اُسی محمل مین ہون عورت کا خیار باطل نہوگا یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر گھٹنون کے بل تھی پس چار زانو ہو بیٹھی یا چار زانو تھی پس گھٹنون کے بل ہو بیٹھی تو اسکا خیار باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک شخص نے اپنی جورو کو خیار دیا پھر قبل اسکے کہ عورت مذکور اپنے نفس کو اختیار کرے شوہر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے اُسکو طوعاً یا کرہاً کھڑا کر دیا یا اُس سے جماع کر لیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا اور مجموع النوازل مین اور اصل کے اس نسخہ مین جو امام خواہر زادہ کی شرح کا ہے یون لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو خیار دیا گیا اور اُسکے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہون کے پکارنے کو اٹھی تو وہ حال سے خالی نہین یا تو اُسنے اپنی جگہ کو بدلا یا نہین بدلا پس اگر جگہ نہین بدلی تو بالاتفاق خیار باطل نہوگا اور اگر جگہ

بدل گئی اور وہ دوسری جگہ ہو گئی تو اسمین مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اختلاف کیا ہو اور بنا ہی خلاف اسپر ہو کہ بعض کے نزدیک لبطلان خیار مین عورت کا اعراض کرنا یا مجلس جہان تھی اُسکا تبدل ہونا معتبر ہو کہ اگر انمین سے کوئی بات پائی جاوے خیار باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک فقط عورت کا اعراض معتبر ہو کہ اگر اعراض پایا گیا تو خیار باطل ہوگا اور یہی اصح ہو حتی کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے تئین خرید الپس شوہر کھڑا ہوا اور عورت کیطرف ایک قدم یا دو قدم چلکر آیا اور کہا کہ مین نے فروخت کیا تو خلع صحیح ہو اور یہ انھین بعض کے قول کے ساتھ موافق ہو یہ خلاصہ مین ہو اور اگر عورت نے نماز شروع کر دی تو خیار باطل ہو جائیگا خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا نفل اور اگر عورت کے نماز مین ہونے کی حالت مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا پس عورت نے نماز کو پورا کیا پس اگر عورت نماز فرض مین یا مثل وتر کے واجب مین ہو تو خیار باطل نہوگا اور اس نماز سے برآمد ہونے پر رہیگا اور اگر نماز نفل مین ہو پس اگر اُسنے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اور اگر دو رکعت سے بڑھایا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر ظہر کے پہلے کی چار سنتین پڑھنے کی حالت مین اسکو خیار دیا گیا اور اُسنے چارون پوری کین اور دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ مثل مطلق نفل کی صورت کے اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ باطل نہوگا اور یہی صحیح ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر پس اُس نے کہا کہ مین نے اوّل یا دوم یا سوم کو اختیار کیا یا کہا کہ اخترت اختیارۃ یعنی مین نے اختیار کیا حق اختیار کرنے کا تو بلا نیت تین طلاق واقع ہونگی اور نیز ذکر نفس کی بھی ضرورت نہین ہو کہ عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا خیار اول یا دوم یا سوم یا حق اختیار کرنے کا اور یہ جامع کی روایت ہو اور زیادات کی روایت کے موافق نیت شرط ہو اگرچہ لفظ اختیار کر کو کئی مرتبہ کہا ہو پھر واضح رہے کہ عورت کے اس قول سے کہ مین نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا تین طلاق واقع ہونے کا مذہب امام اعظم رح کا ہو اور صاحبین رح کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور در صورتیکہ اُسنے یون کہا کہ اخترت اختیارۃ او الاختیارۃ او مرۃ او بمرۃ او دفعۃ او بدفعۃ او بواحدۃ او اختیارۃ واحدۃ یعنی اختیار کیا مین نے حق اختیار کرنے کا یا پورا اختیار یا ایکبارگی یا بیکبار گی یا دفعۃ یا بدفعۃ یا بیکبار یا اختیارہ واحدہ تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر مرد دونون اخیر کے اختیار کو بواو ذکر کرے یا بفاء یعنی لفظ پس ذکر کرے یا بلفظ ثم یعنی پھر یا کوئی حرف عطف ذکر نہ کرے بہرحال کچھ فرق نہین ہو حکم وہی ہوگا جو مذکور ہوا ہو کذا فی التبیین اور اگر عورت نے اسکے جواب مین یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا کہا کہ مین طالقہ ہون تو بھی یہ کل کا جواب ہو اور وہ تین طلاق سے طالقہ ہو گی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر عورت سے تین مرتبہ اختیار کر کہا پس عورت نے کہا کہ اخترت التطلیقۃ او اخترت التطلیقۃ الاولی یعنی مین نے وہی پہلی تطلیق کو اختیار کیا یا ایک تطلیق کو اختیار کیا تو بالاجماع ایک طلاق واقع ہو گی یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا اختیار کر اختیار کر یا اخیر دونون کو حرف پس کے ساتھ ذکر کیا پس عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بیک تطلیقہ اختیار کیا تو یہ ایک طلاق بائنہ ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر شوہر نے اختیار کر کئی بار کہنا چاہا تھا مگر ہنوز ایکبار کے بعد دوسری بار کی نوبت نہ آئی تھی کہ عورت نے کہدیا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا

تو بھی سب باطل ہونگی یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کو باطل کر دیا تو سب باطل ہو جاوینگی یہ محیط مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے لفظ اول سے طلاق کی نیت کی تھی اور باقی دونون سے صرف عورت کو سمجھانا مقصود تھا تو قضاءً تصدیق نہوگی ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالی تصدیق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اختاری اختاری اختاری بالف یعنی تو اختیار کر اختیار کر اختیار کر بعوض ہزار کے پس عورت نے کہا کہ مین نے یہ سب اختیار کین تو پہلی دو طلاقین بصفت واقع ہونگی اور تیسری بعوض ہزار کے واقع ہوگی - اسی طرح اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اختیار کرنے کر یا ایکبار یا بیکبار تو بھی یہی حکم ہے یہ معراج الدرایہ مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو باول یا بدوم یا بسوم اختیار کیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک حکم مذکورہ بالا جاری ہے ولیکن صاحبین رح کے نزدیک اگر اُسنے اول یا دوم کو اختیار کیا تو بصفت ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر سوم کو اختیار کیا تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی بواحدہ یا اختیار کیا اپنے نفس کو بیک تطلیق تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی پھر اسکے بعد عورت سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے پہلی یا دوسری مراد لی ہے تو بصفت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیسری مراد لی ہے تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر کہا کہ اختاری واختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے اختیار کی یا مین نے اختیار کی واحدۃ یا بواحدۃ تو بالاجماع تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور اگر عورت نے کہا کہ باول یا بدوم یا بسوم تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین رح کے نزدیک کچھ واقع نہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر کہا کہ اختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک تطلیقہ کو اختیار کیا یا مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے ایک طلاق دی تو بالاتفاق واقع نہوگی - اور اگر مرد نے ہر اختیار کے ساتھ کچھ مال علیحدہ علیحدہ ذکر کیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اختیار کرلے یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تین طلاقون مین سے جتنی چاہے تو اختیار کر تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فقط ایک یا دو تک اختیار کرے اور صاحبین رح کے نزدیک تین طلاق تک لے سکتی ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر مرد نے کہا کہ تو اختیار کر پس اُسنے کہا کہ مین تجھے نہین اختیار کرتی ہون یا مین تجھے نہین چاہتی ہون یا مجھے تیری کوئی حاجت نہین ہے تو یہ سب باطل ہے اور اگر کہا کہ مین طلاق نہین اختیار کرلی ہون تو یہ تفویض کا رد ہے اور اگر کہا کہ ہویت زوجی او احببتہ یعنی مین نے اپنے شوہر کو چاہا یا اسکو دوست رکھا تو عورت اپنے خیار پر رہیگی - اور اگر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کا فراق گران گذرا تو یہ اُسکا اختیار کرنا ہے اور اگر یون کہا کہ مین نے یہ اختیار کیا کہ تیری جورو نہون تو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ تطلیقہ کو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے اسکو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تطلیقتین کو اختیار کر پس اُسنے ایک کو اختیار کیا تو واقع ہوگی - اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو تخییر دے تو جب تک وہ تخییر نہ دے تب تک عورت کو اختیار حاصل نہوگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو خیار کی خبر دیدے پھر قبل خبر دینے کے عورت نے کسی طور سے

سنکر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہر اور اگر کہا کہ اختیار کر اپنے نفس کو آج کے روز یا اس مہینہ مین یا مہینہ تک یا سال تک تو جب تک وقت مذکور باقی ہی تب تک عورت کو اختیار رہیگا خواہ وہ اس مجلس سے اعراض کرے یا دوسرے کام مین مشغول ہو جاوے یا اعراض نہ کرے سب برابر ہین اور اس میعاد تک اسکو خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اختیار کر آج کے روز یا اس مہینہ مین تو باقی روز مذکور یا باقی ماہ مذکور تک اسکو اختیار رہیگا اس سے زیادہ نہوگا اور اگر کہا کہ ایک روز تو جسوقت سے کہا ہی اس گھڑی سے دوسرے دن کی اسی گھڑی تک رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ ایک مہینہ تو وہ اس کلام کی ساعت سے پورے تیس (۳۰) روز تک ہوگا۔ اور جب خیار کے واسطے وقت مقرر ہو تو وقت گذر جانے پر باطل ہو جاتا ہی خواہ عورت کو معلوم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور اگر غیر موقت ہو تو اسکے برخلاف ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ آج اختیار کر اور کل اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کر دیا تو کل کا خیار رد نہوگا اور اگر کہا کہ آج اور کل تو اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کیا تو بالکل باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ دوسری فصل امر بالید کے بیان مین

قال المترجم امر بالید کے یہ معنی ہین کہ امر ہاتھ مین ہی اور مراد یہ ہی کہ امر طلاق عورت کے اختیار مین دیا اور یہ بھی ایک الفاظ تفویض مین سے ہی چنانچہ کتاب مین فرمایا ہی اور واضح رہے کہ مترجم امرک بیدک کی جگہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی استعمال کرتا ہی قال فی الکتاب امر بالید بھی مثل تخییر کے ہی سب مسائل مین کہ ذکر نفس شرط ہی یا جو اسکے قائم مقام ہی اور نیز شوہر کو بعد امر بالید کے تفویض کی رجوع کا اختیار نہین رہتا ہی اور اسکے سوا اور امور جو اختیار مین اوپر مذکور ہو چکے ہین سوائے ایک امر کے کہ تخییر کی صورت مین فقط ایک خیار سے تین طلاق کی نیت نہین صحیح ہی اور امر بالید مین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی اور اس سے طلاق کی نیت تھی پس اگر عورت نے سنا ہی تو جب تک اس مجلس مین ہی امر طلاق اسکے اختیار مین رہیگا اور اگر عورت نے نہین سنا ہی تو جبتک اسکو معلوم ہو یا خبر پہونچے تب امر طلاق اسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر عورت غائبہ ہو یعنی سامنے حاضر نہو تو ایسا کہنے مین دو صورتین ہونگی کہ اگر شوہر نے کلام کو مطلق کہا ہی تو عورت کو اسی مجلس تک خیار مذکور رہیگا جسمین اسکو یہ بات پہونچی اور اگر کسی وقت تک موقت کیا پس اگر عورت کو وقت مذکور باقی ہونے کی حالت مین خبر پہونچی تو باقی وقت تک اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر وقت گذر جانے پر اسکو علم ہوا تو اسکو کچھ اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی درحالیکہ اسنے تین طلاق کی نیت کی ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بیک طلاق اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی اور تین طلاق کی نیت کی اور عورت نے بھی تین طلاق اپنے آپ کو دیدین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک واقع ہوگی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا اپنے نفس کو اختیار کیا اور تین طلاق کا ذکر نہ کیا تو بھی تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائنہ کر لیا یا اپنے نفس کو حرام کر دیا یا مثل اسکے اور الفاظ جو جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین کہے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی واحدہ

بائن نے اپنے نفس کو بہیک تطلیقہ اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر شوہر نے امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیا پس عورت نے جس مجلس مین اُسکو علم ہوا ہے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوہر نے دو طلاق کی یا ایک طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت عدد نہ ہو تو ایک واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ایک تطلیق مین تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو یہ ایک طلاق رجعی قرار دیجائیگی اور منتقی مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین تین تطلیقات مین ہے پس عورت نے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو یہ رجعی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری تین تطلیق کا امر تیرے ہاتھ مین ہے پس عورت نے کہا کہ تو مجھے اپنی زبان سے طلاق کیون نہین دیتا ہے تو یہ اُس تفویض کا رد نہ ہوگا اور عورت کو اختیار رہیگا چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کا کام اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو قبول کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اسی طرح اگر امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیا پس عورت نے کہا کہ قبلتہا یعنی مین نے اسکو قبول کیا تو طلاق پڑجائیگی یہ فصول استروشنی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے یا تیری ہتھیلی مین ہے یا تیرے داہنے ہاتھ مین ہے یا تیرے بائین ہاتھ مین ہے یا کہا کہ جعلت الامر بیدک او فوضت الامر کلہ فی یدک اور طلاق کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ تیرا کام تیری آنکھ مین ہے یا تیرے پانون مین ہے یا تیرے سر مین ہے یا مثل اسکے کوئی عضو بیان کیا تو نہین صحیح ہے الا نیت کے ساتھ۔ اور امر بالید سپرد کرنے مین ایک طلاق کی نیت کی سچ نیت بدل کر تین طلاق کی نیت کرلی تو نہین صحیح ہے اور اسی طرح دو کی نیت نہین صحیح ہے الا باندی کی صورت مین یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے منھ مین یا زبان پر ہے تو یہ ایسا ہے جیسے تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تو مختار یہ ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر شوہر نے امر بالید سے طلاق کی نیت نہ کی تو یہ امر کچھ نہوگا یعنی ایسی تفویض کچھ نہ ہوگی لیکن اگر حالت غضب یا حالت مذاکرہ طلاق مین اُسنے بامر بالید سپرد کیا تو قضاءً ان دونون حالتون مین شوہر کے قول کی کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تصدیق نہ ہوگی اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اس نے طلاق کی نیت کی تھی یا حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا کیا ہے تو قول شوہر کا قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے مگر گواہ مقبول ہونا صرف حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا واقع ہونے کے ثابت کرنے مین مقبول ہونگے اور نیت طلاق ہونے کے اثبات مین مقبول نہونگے ہان اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ شوہر نے یہ اقرار کیا ہے کہ میری نیت طلاق تھی تو مقبول ہونگے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی اور شوہر نے دعوے کیا کہ تونے اپنے نفس کو دوسرے کام یا کلام مین مشغول ہونے کے بعد طلاق دی ہے اور عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اسی مجلس مین قبل اسکے کہ دوسرے فعل یا کلام مین مشغول ہون طلاق دیدی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور طلاق واقع ہوگی یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اُس شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ مین

دیا ہو تو مسموع نہ ہوگا ولیکن اگر عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے آپ کو طلاق دیدی پھر بنابر اس امر مذکور کے وقوع طلاق و وجوب مہر کا دعوے کیا تو مسموع ہوگا۔ اور عورت اس امر کے واسطے قاضی کے پاس مرافعہ نہیں کر سکتی ہے کہ قاضی اسکے شوہر پر جبر کرے کہ امر عورت اسکے ہاتھ میں دیدے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اس شرط پر کہ اگر میں کھڑا ہوں تو جورو کا کام اسکے ہاتھ میں ہے قرار دیا پھر خود کھڑا ہوا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ جبوقت اس عورت کو علم ہوا ہے (یعنی شوہر کے کھڑے ہونے کا ۱۲) اسنے اس مجلس میں اپنے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے مجلس علم میں طلاق دیدینے کا دعوے کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔ اور حاکم رح نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے کل (معلوم ہونے کی مجلس یعنی ۱۲) تیرا کام تیرے ہاتھ دیا تھا مگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ میرے جد امجد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ میں دیا بشرطیکہ وہ جوا کھیلے پھر وہ جوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے تین روز سے معلوم کیا تھا مگر معلوم ہونے کی مجلس میں تو نے اپنے آپ کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے ابھی جانا اور فی الفور اپنے کو طلاق دیدی پس قول کسکا ہوگا تو فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا کام اسکے ہاتھ میں دیا پس اس نے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے یا تو مجھسے بائن ہے یا میں تجھپر حرام ہوں یا میں تجھسے بائنہ ہوں تو یہ سب طلاق ہیں۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو حرام ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھپر۔ یا کہا کہ تو بائن ہے اور یہ نہ کہا کہ مجھسے تو یہ باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ میں حرام ہوں اور یہ نہ کہا کہ تجھپر یا کہا کہ میں بائنہ ہوں اور یہ نہ کہا کہ تجھسے تو یہ سب طلاق ہیں یہ محیط میں ہے اور اگر ایک شخص نے طلاق میں اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ میں دیا پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو یہ باطل ہے جیسے شوہر خود اپنے آپ کو طلاق دیدے تو باطل ہوتی ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار میں آج اور پرسوں ہے تو اسمیں رات وقت میں داخل نہو گی چنانچہ اگر عورت نے رات میں طلاق دی تو واقع نہوگی اور اگر اس روز کا تفویض کرنا اس نے رد کر دیا (یعنی اپنے نفس کو اختیار کر لیا ۱۲ منہ) تو آج کی تفویض باطل ہوگی اور عورت کو پرسوں کی بابت خیار رہیگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اسی طرح اگر اسنے یوں کہا کہ آج کے روز میں نے یہ سب رد کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں آج اور کل ہے تو تفویض میں رات بھی داخل ہو گی اور اگر اسنے آجکی تفویض رد کر دی تو اسکو کل بھی اختیار نہ رہیگا کذا فی الذخیرہ اور ولوالجیہ میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں آج و کل و پرسوں ہے پس عورت نے آج کی تفویض رد کر دی تو سب باطل ہو جائینگی اور اسکے بعد پھر اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے املا میں روایت ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تیرا امر آج تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا امر کل کے روز تیرے ہاتھ میں ہے تو یہ دو امر ہیں حتے کہ اگر عورت نے آج کے روز اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنے اسکے ساتھ رہنا اختیار کیا تو جب کل کا روز ہوگا تو پھر اختیار اسکے ہاتھ میں ہو جائیگا

اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین ہے اور اگر عورت نے آج اپنے نفس کو اختیار کیا پس مطلقہ ہو گئی پھر کل کا روز آنے سے پہلے شوہر نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا پھر کل کے روز اُس نے چاہا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو اختیار کر سکتی ہے پس اگر اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق پڑ جائیگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین اُس روز ہے کہ جسمین فلان آوے تو یہ دن ہی دن پر ہوگا رات اسمین داخل نہو گی اور اگر فلان مذکور آیا اور عورت مذکورہ کو خبر نہ ہوئی یہان تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو اختیار عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ عتابیہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج کل ہے پس عورت نے آج رد کر دیا تو یہ تفویض باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار مین ایک دن یا ایک مہینہ یا ایکسال ہے یا کہا آج کے روز یا اس مہینہ یا اس سال ہے یا عربی زبان مین یون کہا کہ امرک بیدک الیوم او الشہر او السنۃ تو یہ تفویض مقید بمجلس نہ ہو گی بلکہ عورت کو اس پورے وقت مین اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر اس مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا بدون جواب کے دوسرے کام مین مشغول ہو گئی تو بلا خلاف جب تک کچھ بھی وقت باقی رہیگا تب تک عورت کا خیار باطل نہو گا مگر فرق یہ ہے کہ اگر اُس نے دن یا مہینہ یا سال کو بطور نکرہ ذکر کیا تو عورت کو وقت کلام شوہر سے دوسرے دن یا مہینہ یا سال کی اسی گھڑی تک خیار حاصل ہوگا اور اس صورت مین مہینہ بحساب دنون کے شمار ہوگا اور اگر بطور معرفہ ذکر کیا تو عورت کو باقی روز معلوم و ماہ معلوم و سال معلوم تک اختیار رہیگا اور اس صورت مین مہینہ بحساب چاند کے رکھا جائیگا اور جب عورت مذکورہ نے اسوقت مذکور مین ایک دفعہ اپنے نفس کو اختیار کیا تو پھر دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہین کر سکتی ہے اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یا کہا کہ مین طلاق کو نہین اختیار کرتی ہون تو بعض جگہ مذکور ہے کہ بنا بر قول امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے اب پورے وقت تک اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل گیا حتے کہ لہذا اسکے پھر اپنے نفس کو اختیار نہین کر سکتی ہے اگرچہ وقت باقی ہو یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین اس ماہ مین ہے پس اُس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو بنا بر قول امام اعظم و امام محمدؒ کے عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے اس مجلس پر اختیار نہ رہا اور یہ نہین ہے کہ دوسری مجلس مین بھی نہ رہا اور بعضی روایتون مین اختلاف اسکے برعکس مذکور ہے مگر صحیح روایت وہی ہے جو اول مذکور ہوئی ہے یہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ امر امرأتی فی ید فلان شہرا یعنے میری جورو کے امر کا اختیار فلان کے ہاتھ مین ایک مہینہ ہے تو یہ مہینہ وہ قرار دیا جائیگا جو اس گفتگو سے آگے آتا ہے پس اگر فلان کو اس اگلے مہینہ بھر خبر نہوئی یہان تک کہ مہینہ گذر گیا تو اختیار باطل ہو جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہمیشہ ہے پس عورت نے ایک مرتبہ یہ اختیار رد کر دیا تو باطل ہوگا۔ اور بکرؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین آج کے روز یا ایک مہینہ ہے پس عورت نے اُسکو رد کر دیا تو مابقی مدت مین امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکا خیار باطل نہو گا یہ سترتاشی مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ امرک بیدک راس الشہر یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین سر ماہ ہے یا کہا کہ چاند دیکھے ہے تو عورت کو

اُس رات خیار حاصل ہوگا جس رات چاند نظر آیا ہو اور اسکے دوسرے دن رات ہونے تک خیار رہیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ سر ماہ مین تیرا امر تیرے ہاتھ ہو تو عورت کو اپنے جلسہ بھر آفتاب غروب ہونے تک اختیار رہیگا اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل ہو تو اسکو پورے کل بھر اختیار رہتا ہو اور اگر کہا کہ کل کے روز مین ہو تو اختیار اُسکے جلسہ پر ہوگا یہان تک کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور ابراہیمؒ نے جو ذکر کیا ہو وہ اسکے برخلاف ہو چنانچہ امام محمدؒ سے روایت کی ہو کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہونے کا وقت رمضان ہو یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین رمضان مین ہو تو یہ دونون یکسان ہین اور عورت کو پورے رمضان بھر اختیار رہیگا اسی طرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل یا کل مین ہو تو بھی یہ دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج کے روز ہو تو پورے دن بھر خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اس روز مین ہو تو یہ عورت کی مجلس پر رہیگا اور یہی صحیح ہو اور موافق اس قول کے کہ اگر کہا کہ انت طالق فی الغد تو مجلس پر طلاق ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین دس روز تک ہو تو اسوقت سے دس روز گذرنے تک اسکو اختیار رہیگا اور دس دن کا شمار ساعت سے ہوگا اور اگر شوہر نے دس روز گذرنے کے بعد ہی اختیار رہنے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی تصدیق ہوگی اور قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ایک سال تک ہو تو ایک سال تک یہ امر اُسکے اختیار مین رہیگا حتی کہ اگر شوہر نے اُس سے رجوع کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہو اور جب سال پورا ہو جائیگا تو اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ تجنیس و مزید مین ہو۔ اور فتاوے صغری مین لکھا ہو کہ اگر کسی اجنبی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہو تو اُسکے اس جلسہ تک مقصود ہوگا اور شوہر اُس سے رجوع کرنے کا مختار نہوگا اور محیط مین فرمایا کہ یہی اصح ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ اور واضح رہے کہ جس شخص غیر کو اپنی جورو کا امر سپرد کیا ہو اگر وہ سنتا ہو تو جب تک وہ اپنی مجلس مین ہو امر مذکور کا مختار ہوگا اور اگر سنتا نہو یا غائب ہو تو امر مذکور اُسکے قبضہ مین جب ہی آئیگا کہ جب اُسکو معلوم ہو یا خبر پہونچے پس بعد معلوم ہونے و خبر پہونچنے کے جس مجلس مین اُسکو آگاہی ہوئی جب تک اس جلسہ مین ہو مختار رہیگا اور اس مجلس مین یہ تفویض قبول کرنا شرط نہین ہو لیکن اگر اُسنے رد کر دیا کہ مین اس اختیار کو نہین لیتا ہون تو اُسکے رد کرنے سے رد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو سے کہہ کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہو تو جب تک یہ شخص مامور اس عورت سے یہ کلام نہ کہے جب تک اختیار مذکور عورت کے ہاتھ مین نہوگا اسواسطے کہ یہ تفویض کر دینے کا امر ہو پس جب تک تفویض نہ کریگا تب تک تفویض متحقق نہ ہوگی اور اگر دوسرے سے یون کہا کہ میری جورو سے کہہ کہ اُسکا کام اُسکے اختیار مین ہو تو اس غیر کے خبر دینے سے پہلے عورت مختار ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہو اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ مین نے یہ کام تیرے حوالہ کر دیا تو یہ اس غیر کی اس مجلس تک مقصور ہوگا اور شوہر کو اختیار رہوگا کہ چاہے اس سے رجوع کر لے اور اگر شوہر کے رجوع کرنے سے پہلے اس غیر نے اُسکو اپنی اُسی مجلس مین طلاق دیدی تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اس عورت کی طلاق تیرے اختیار مین کر دی تو اسی مجلس تک یہ اختیار رہیگا اور اگر طلاق دیدی

تو رجعی ہو گی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور حال یہ ہے کہ مین نے اسکا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا یا کہا کہ اور مین نے اسکا کام تیرے ہاتھ مین کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلی کے سواے اور ہو گی اسواسطے کہ واؤ واسطے عطف کے آتا ہے اور اگر حرف فا ذکر کیا یعنی بلفظ پس یا بلفظ کہ ذکر کیا تو وہ ایسی صورتون مین بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المترجم یعنی کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہے اور قولہ اور حال یہ ہے کہ مین نے اسکا امر تیرے اختیار مین دیا تو یہ دوسری طلاق ہے پس دو طلاق سپرد کین اور اگر یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا یا پس مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ دیا تو یہ ایک ہی طلاق کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جب کہ اُسنے بحرف واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنی مامور نے عورت کو اپنی اسی مجلس مین طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ معطوف فقرہ سے جسمین لفظ امر کے ساتھ اختیار دیا ہے ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہو گی اسواسطے کہ شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہے پس تو اُسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور جامع مین ہے کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہے پس تو اُسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اُسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اِلّا اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے اُٹھا قبل اِسکے کہ عورت کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہوگیا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اِس عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیرے ہاتھ مین ہے تو یہ قول اور قول سابق دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر شوہر نے کسی لکھنے والے سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کردے کہ اِس عورت کا امر اسکے اختیار مین بدین شرط ہے کہ مین ہرگاہ بدون اسکی اجازت کے سفر کرون پس یہ اپنے تئین ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ مین ایک نہین چاہتی ہون بلکہ تین طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اُس سے انکار کیا اور دونون مین اتفاق نہوا پھر شوہر بدون اُسکی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے اور اگر اپنی جورو کے امر کا اختیار جورو یا کسی اجنبی کے ہاتھ مین دیا پھر شوہر کو جنون مطبق ہوگیا تو یہ اختیار باطل نہوگا اور اگر اپنی جورو کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ مین دیا تو جب تک وہ اپنی اس مجلس سے اُٹھ کھڑا نہو تب تک یہ اختیار اُسکے ہاتھ رہیگا جیسا کہ خود عورت کو سپرد کر دینے مین ہوتا ہے۔ اور اگر اپنی صغیرہ جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہے درحالیکہ وہ طلاق کی نیت کرتا تھا پس صغیرہ مذکورہ نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فصول استروشنی مین ہے اور اگر اپنی جورو کا کام کسی معتوہ کے ہاتھ مین دیا تو صحیح ہے اور یہ مقصور بمجلس ہوگا اِلّا یہ کہ اگر یون کہدیا کہ جب چاہے اُسکو طلاق دیدے یا جب چاہے اُسکے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہین ہے۔ اور اگر امر عورت دو مردون کے ہاتھ مین دیا تو دونون مین سے ایک منفرد نہین ہو سکتا ہے یعنے ایک تنہا اُسکو طلاق نہین دے سکتا ہے پھر اگر دونون نے کہا کہ ہمنے عورت کو اپنی

مجلس تفویض مین طلاق دی ہو اور شوہر نے اُس سے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ ایسی ہی بات ہو۔ اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو پس دونون مین سے ایک نے اُسکو ایک طلاق دیدی اور دوسرے نے دو طلاق یا تین طلاق دین تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایک پر دونون متفق ہوئے ہین یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار میرے ہاتھ و تیرے ہاتھ مین ہو یا کہا کہ مین نے اُسکے امر کا اختیار اپنے و تیرے ہاتھ مین کردیا پھر مخاطب نے عورت مذکورہ کو طلاق دی تو واقع نہو گی الا اُس صورت مین کہ شوہر اجازت دیدے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر اللہ تعالے اور تیرے اختیار مین ہو یا کہا مین نے اپنی جورو کے امر کا اختیار اللہ تعالے اور تیرے ہاتھ مین دیا اور مراد امر سے طلاق ہو پس مخاطب نے طلاق دیدی تو واقع ہو گی یہ کافی مین ہو۔ منتقی مین ہو کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے باپ کے ہاتھ مین دیا پس اُسکے باپ نے کہا کہ مین نے اسکو قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہو۔ اجناس ناطفی مین مذکور ہو کہ دو مردون نے ایک مرد پر گواہی دی اور دونون نے کہا کہ ہم دونون گواہی دیتے ہین کہ فلان نے ہمکو حکم دیا تھا کہ ہم اُسکی جورو کو یہ بات پہونچادین کہ اُسنے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا ہو اور ہمکو خبر پہونچی کہ اسکے بعد عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو دونون کی گواہی جائز ہوگی۔ اور اگر دونون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ فلان نے ہمسے کہا کہ تم دونون میری جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین کردو پس ہم دونون نے اسکا امر اُسکے ہاتھ مین کردیا تو گواہی جائز نہین ہو یہ فصول استروشنی مین ہو۔ امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہو کہ اگر ایک مرد کی دو عورتین ہون پس اُس نے کہا کہ تم دونون کا امر تم دونون کے ہاتھ مین ہو تو جب تک دونون متفق ہونگی تب تک دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہو اور اس جورو کا امر تیرے ہاتھ ہو پس اُسنے دوسری جورو کو طلاق دیدی پھر اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ میری عورتون کا امر تیرے ہاتھ مین ہو یا کہا کہ میری جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری عورتون مین سے کسی ایک عورت کا امر تیرے ہاتھ مین ہو اور طلاق کی نیت کی پس اُسنے ایک جورو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکی نہین بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوی صغری مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا اسکا امر اسکے ہاتھ ہو پس اگر مخاطبہ نے یا دوسری نے اپنے آپکو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل ہو جائیگا اور اگر دونون نے معاً اپنے آپکو طلاق دیدی تو دونون مین سے ایک مطلقہ ہو جائیگی اور اسکا بیان شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہو۔ ایک فضولی نے دوسرے کی جورو سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین کردیا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو اسکی خبر پہونچی پس اُسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کرلینے سے طلاق واقع نہوگی لیکن جس مجلس مین اُسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہو اس مجلس تک اُسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر عورت نے خود کہا کہ مین نے اپنے امر کو اپنے ہاتھ مین کردیا اور اپنے نفس کو اختیار کرلیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہوگی ولیکن اجازت دینے پر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا۔ اور اگر عورت

نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا اور اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے اسکے بعد اجازت دی تو فی الحال ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور عورت کا امر اسکے اختیار مین ہو جائیگا چنانچہ اگر اُسنے پھر اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق بائنہ واقع ہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے اجازت دی تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائنہ کر دیا اور شوہر نے اجازت دی تو شوہر کی نیت ہونے پر طلاق واقع ہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا اور شوہر نے اجازت دیدی تو شوہر ایلا کرنے والا ہو جائیگا اسواسطے کہ حلال کا حرام کر لینا ایلا ہی ولیکن ہمارے عرف مین یہ قول طلاق ہو گیا ہی پس عورت پر طلاق واقع ہو گی یہ ظہیریہ مین ہی و قال المترجم ہمارے عرف مین ایسا نہین ہی پس ایلا ہونے کا حکم اشبہ ہی واللہ اعلم اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ البتہ مین نے اسکی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی اور عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور طلاق واقع ہونے کے واسطے اجازت کے وقت شوہر کی نیت طلاق ہونا شرط نہین ہی - اور اگر اجازت دینے کے وقت شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت صحیح نہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق کی ہی تو امر عورت اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے خیار اپنی طرف کر لیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق ہی تو خیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص کو خبر دی گئی کہ فلان نے تیری جورو کو طلاق دیدی ہی پس اُسنے کہا کہ جو اُسنے کیا اچھا ہی یا کہا کہ اُسنے بہتر کیا تو بعض نے فرمایا کہ اول صورت مین واقع ہو گی اور دوسری صورت مین نہین واقع ہو گی اور یہی ظاہر ہی اور یہی ماخوذ ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل اپنا امر اپنے اختیار مین کیا پس اپنے نفس کو اختیار کر لیا ہی اور شوہر نے کہا کہ اسنے سچ کہا اور مین نے اسکی اجازت دیدی تو اسوقت جورو کو اختیار حاصل ہو گا اور قبل اسکے جو اُسنے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا وہ باطل ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل کہا تھا کہ آج کے روز میرا امر میرے اختیار مین ہی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو صحیح نہین ہی اسواسطے کہ وہ دن گذر گیا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر ایک شخص نے کہا کہ زید کی جورو طالقہ ہی پس زید نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی یا مین راضی ہوا یا مین نے اسکو اپنے نفس پر لازم کیا تو اسپر طلاق لازم ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین کر ناتیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہو گی اور مال لازم آویگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا تو یہ دو تفویض ہین اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور اگر کہا کہ جعلت امرک بیدک فامرک بیدک یعنی مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی تو یہ ایک تفویض ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر شوہر نے چند الفاظ تفویض کو جمع کر دیا مثلاً کہا کہ امرک بیدک اختاری طلقی پس اگر ان الفاظ کو بغیر حرف عطف ذکر کیا تو ہر ایک

کلام مبتدا قرار دیا جائیگا اور اگر بحرف فا ذکر کیا تو جو لفظ بحرف فا مذکور ہی وہ تفسیر قرار دیا جائیگا بشرطیکہ تفسیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور امر بالید کی تفسیر ہونے کی صلاحیت لفظ اختیار کو ہی اور اختیار کی تفسیر امر بالید سے نہین ہوسکتی ہی- اور نیز امر بالید کی تفسیر امر بالید سے نہو گی اور اسی طرح اختیار کی تفسیر اختیار سے نہو گی اسواسطے کہ کوئی لفظ خود اپنی تفسیر نہین ہوسکتا ہی اور جب تفسیر نہوسکا تو ماتقدم کی علت قرار دیا جائیگا اور اگر علت بھی نہین سکا تو معطوف قرار دیا جائیگا- اور اگر بحرف واو ذکر کیا تو واسطے عطف کے ہوتا ہی پس عطف ہوگا اور تفسیر نہ ہوگا اسواسطے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ کی تفسیر ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی اور جب ایک دوسرے پر عطف کیے گئے تو جو تفسیر آخر مین مذکور رہی گی تو وہ سب کی تفسیر قرار دیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر خیار و امر بالید کو مکرر بدون حرف واو کے ذکر کیا اور آخر مین تفسیر ذکر کی تو یہ تفسیر فقط اسی کی ہو گی جو اسکے متصل ہی اور اسکے ماقبل کی نہو گی یہ غایہ سروجی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک طلقی نفسک یا کہا کہ اختاری طلقی نفسک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ اختیار کر تو اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر کچھ نہ واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس اختیار کر تو پس اپنے نفس کو طلاق دیدے اور جورو نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے کہا کہ مین نے انمین سے کسی سے طلاق کی نیت نہین کی تو اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور عورت پر ایک طلاق بائنہ ہو گی اور یہ اس قول سے واقع ہو گی کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی مگر شوہر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اس سے تین طلاق کی نیت نہین کی تھی- اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر تو پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہی پس اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو امرک بیدک یعنی تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اس قول سے اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ محیط مین ہی- اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی- اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو عورت پر کچھ واقع نہو گی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو صریح لفظ کی وجہ سے عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گی لیکن اگر شوہر نے اپنے اس قول سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی- اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر اور تیرا کام تیرے ہاتھ ہی پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ کچھ واقع نہو گی- اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہی اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی مگر اسکے ساتھ شوہر سے

قسم لیجائیگی کہ اُسنے امر بالید سے تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اختیار کر اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس اپنے نفس کو طلاق دے تو امر ایک ہی ہوگا اور تیسرا جملہ اس امر کی تفسیر ہوگیا یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر تو پس اختیار کر تو پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا یوں کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی میں ہے اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اگر اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر اور اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے یا پس اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے نیت کی تھی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا میں نے خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تو اپنے نفس کو طلاق دے پس میں نے خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس اُسنے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ طلاق دے اپنے نفس کو پس اختیار کر پس عورت نے کہا کہ میں نے اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے اور کچھ نیت عدد نہیں کی ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر خاموش رہا پھر کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے آیا تجھے کافی نہیں ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امر بالید سے کچھ نیت نہیں کی پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع نہوگی حتی کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو اختیار کر اور تو اختیار کر اور کچھ نیت نہ کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ میں تھا ہے پس عورت نے اپنے

نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اگرچہ شوہر کی نیت ہو یا وہاں کوئی قرینہ ہو مثلاً حالت مذاکرہ طلاق
ہو تو بھی ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا
میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق
بائنہ واقع ہونگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق ایسی طلاق دے کہ تیری رجعت کا مالک رہوں پس میں نے
تین تطلیقات بائن میں تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا طلاق دی تو تین
طلاق واقع ہونگی یہ کافی میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تو اختیار کر پس عورت نے اختیار
کیا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق دی تو دو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا
امر تیرے ہاتھ میں بدین علت ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے
اپنے نفس کو طلاق دی تو بائنہ ہوگی یہ فصول استروشنی میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا تیرا امر
تیرے ہاتھ ہے تو جب تک اس اپنی مجلس میں وہ اپنے نفس کو اختیار نہ کرے تب تک طلاق واقع نہ ہوگی اور جب
اسی مجلس میں اختیار کیا تو شوہر کو اختیار دیا جائیگا چاہے ایک تطلیقہ سے طلاق واقع کرنا اختیار کرے یا عورت کے
اپنے نفس کو اختیار کرنے سے واقع کرے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس
تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو حکم امر بالید کا ہوگا چنانچہ اگر اُسنے تین طلاق کی نیت کی
ہو تو نیت مذکور صحیح ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت سے انکار کیا اور ایک کا اقرار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی
یہ غایۃ السروجی میں ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو کل طلاق دے تو یہ قول
کہ پس اپنے نفس کو کل طلاق دے یہ مشورہ ہے پس عورت کو اختیار ہے کہ فی الحال اپنے آپکو طلاق دیدے یہ فصول
عمادیہ میں ہے اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے آپکو تین طلاق باوقات سنت دیدے یا جب کل کا روز
ہو تو دیدے تو ایسی صورت میں عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس میں اپنے آپکو تین طلاق دیدے اور سنت کی قید
یا شرط مذکور لغو قرار پائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو اپنے نفس کو تین طلاق باوقات سنت دے
یا جب کل کا روز آوے تو دے اور امر مذکور سے کچھ نیت نہیں کی تو امر لغو ہوگا اور اسکے سوا جو کہیگی وہ بھی
صحیح ہوگا پس عورت کو اختیار ہوگا چاہے اپنے آپکو تین طلاق بسنت دیدے یا جب کل کا روز ہو تب دیدے یہ
کافی میں ہے۔ جو تفویض معلق بشرط ہو یا تو وہ مطلق از وقت ہوگی یعنی وقت کی تقیید نہ ہوگی یا موقت ہوگی پس اگر
مطلق ہو مثلاً کہا کہ جب فلاں آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر فلاں شخص آیا تو جب اسکو فلاں کے آنے کے وقت
اُسکا حال معلوم ہووے تو جس مجلس میں معلوم ہوا ہے اسی مجلس تک عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں رہیگا۔ اور اگر
تفویض شرطیہ موقت ہو مثلاً کہا کہ جب زید آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ میں ایک روز ہے یا کہا کہ اُسی روز ہے کہ جس روز
وہ آوے تو عورت کو اس پورے روز تک خیار رہیگا بشرطیکہ اُسکو زید کے آنے کا علم ہو جاوے لیکن بات
اتنی ہے کہ جس صورت میں ایک روز بطور نکرہ ذکر کیا ہے عورت کو ایک روز کامل خیار رہیگا اور جس صورت میں
بطور معرفہ ذکر کیا ہے یعنی اُس روز کہ جسمیں زید آوے خیار ہے تو معرفہ کی صورت میں اس باقی روز تک خیار رہیگا
اور عورت مذکور کے مجلس سے اُٹھنے سے خیار باطل نہ ہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس تمام وقت میں ایکبار سے

زیادہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر عورت کو زید کے آنے کا حال معلوم ہوا یہانتک کہ وقت گذر گیا تو اُسکو اس تفویض کی رو سے کبھی خیار نہوگا یہ بدائع میں ہو اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر فلان کے ہاتھ ایک ماہ ہی تو جسوقت یہ لفظ کہا ہو اُس سے متصل اگلا جو مہینہ آتا ہو وہی یہ مہینہ قرار دیا جائیگا اور اس مہینے کے گذر جانے سے یہ تفویض باطل ہو جائیگی اگرچہ فلان کو اس تفویض کا علم نہوا ہو۔ اور اگر کہا کہ جب یہ مہینہ گذر جاوے تو میری عورت کا امر فلان کے ہاتھ ہو پھر یہ مہینہ گذر گیا تو فلان کو اپنی مجلس علم میں یہ اختیار حاصل ہوگا اگرچہ دو مہینے گذرنے کے بعد اُسکو آگاہی ہو اسواسطے کہ تفویض مذکور اس مہینے کے گذرنے پر معلق ہو اور جو امر معلق بشرط ہو وہ شرط پائی جانے کے وقت مثل مرسل کے ہو جاتا ہو اور اگر بطور مرسل بعد مہینہ گذرنے کے فلان کو تفویض کرے تو فلان کو اپنی مجلس بھر ہی اختیار رہیگا پس ایسا ہی اس صورت میں بھی ہو۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر بعد مہینہ گذرنے کے فلان و فلان کے اختیار میں ہو۔ پھر ایک مہینہ گذر گیا پھر دونوں میں سے ایک کو معلوم ہوا اور وہ طلاق دینے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر اُس نے طلاق دیدی تو موقوف رہیگی یہانتک کہ دوسرے کو اس تفویض کا علم ہو پس اگر اُسنے اپنی مجلس علم میں طلاق دی تو واقع ہو جائیگی ورنہ باطل ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر تو مجھے میرا قرضہ ایک مہینہ تک ادا نہ کرے تو تیری جورو کا امر میرے ہاتھ ہوگا پس قرضدار نے کہا کہ ایسا ہی ہو پھر شرط پائی گئی یعنی قرضدار نے ادا نہ کیا تو قرضخواہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ اُسکی جورو کو طلاق دیدے یہ وجیز کردری میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جب فلان مہینہ آوے تو اسمین سے ایک روز تیرا امر تیرے ہاتھ ہو یا کہا کہ روز جمعہ کے ایک گھڑی تیرا امر تیرے ہاتھ ہو اور اُسکی کچھ نیت نتھی تو یہ کچھ نہین ہو لیکن جس مجلس مین یہ لفظ کہا ہو اگر اُسی مجلس مین یہ روز یا یہ ساعت بیان کردی تو اُسکے بیان پر رکھا جائیگا یہ عتابیہ مین ہو۔ منتقی مین لکھا ہو کہ اگر کہا کہ جب چاند ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پس اگر عورت کو معلوم ہوا کہ چاند ہوا ہو مگر اُسنے اپنے نفس کو اُس مجلس مین اختیار نہ کیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا اور اگر چاند کے چند روز بعد عورت آئی اور کہا کہ مجھے چاند کا حال معلوم نہین ہوا تھا پس اگر عورت کوئی ایسی بات لائی کہ میری راے مین وہ سچی معلوم ہوئی تو مین اُسکو اسپر قسم دلاؤنگا اور اسکا قول قبول کرونگا اور اختیار اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور اگر ایسی بات لائی کہ مجھے اسمین جھوٹی معلوم ہوئی تو مین اسکا قول قبول نہ کرونگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ جسوقت مین دوسری عورت سے تیرے اوپر نکاح کرون تو اس عورت کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ ہو پھر اُس عورت کو خلع دیدیا یا بائنہ طلاق دیدی یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اُس دوسری کا امر اُس عورت کے ہاتھ مین نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ جب مین دوسری عورت سے نکاح کرون تو اُسکا امر تیرے ہاتھ ہو اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ مین ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت مین اس نکاح مین تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کرون تو اسکا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا پھر شوہر نے اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت بیاہ لایا تو امر مذکور اُسکے ہاتھ مین نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ان تزوجت علیک ما دمت فی نکاحی او کنت

فی نکاحی فامرک بیدک اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہو یا جب تک کہ تو میرے نکاح مین ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر اُسکو طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اسکے اوپر دوسرا نکاح کیا تو اس قول کی صورت مین کہ مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہو عورت مذکورہ کے ہاتھ مین اسکا امر ہوجائیگا قال المترجم ظاہرا دام مین معنی ہمیشگی کا لحاظ کیا گیا ہو کہ ہر چند اسوقت یہ عورت اُسکے نکاح مین ہو مگر پیوستہ نہین رہی بلکہ بیچ مین طلاق یا خلع پایا ہو فافہم اور اس قول کی صورت مین کہ جب تک تو میرے نکاح مین ہو تبھی ایسا ہی ہو بنابر روایت کتاب الایمان مختصر کرخی رحمہ اللہ کے کہ اس مختصر کی کتاب الایمان مین مذکور ہو کہ مادمت وماکنت دونون یکسان ہین — اور مجموع النوازل مین ان دونون مین فرق کیا ہو اور اشارہ کیا ہو کہ ماکنت کی صورت مین جبکہ عورت کو خلع دینے کے بعد پھر اُس سے نکاح کرنے کے بعد اسپر دوسرا نکاح کیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی اسواسطے کہ کون بعد کون کے ہوسکتا ہو یعنی ایک ہونا اگر جاتا رہے تو پھر اسکے بعد ہونا متحقق ہوسکتا ہو اور دیمومت بعد دیمومت کے نہین ہوسکتی ہو یعنی ہمیشگی اگر جاتی رہے اور منقطع ہوجاوے تو پھر ہمیشگی نہین پیدا ہوسکتی ہو یہ فصول استروشنی مین ہو وقال المترجم پوشیدہ نہین ہو کہ ماکنت بمعنی مادام ہو اگرچہ لفظ دام نہین مذکور ہو پس ماکنت کو بمعنی مادام کنت ہونا چاہیے پس مادمت وماکنت معنی واحد ہوئے اگرچہ لفظاً فرق ہوا بنابرین فرق محل تامل ہو واللہ تعالی اعلم بالصواب اور کمال فرق ترجمہ اسی قدر ہو کہ جو مترجم نے کیا ہو تا اینکہ یہ تامل عنہ ترجمہ مین بھی سرمی ہو بل ینبغی ان یراعی لیواتفہ من کل الوجوہ فلیتامل — ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین کردیا بشرطیکہ اسپر دوسری عورت سے نکاح کرے پھر اُس عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ تو نے فلانہ سے مجھپر نکاح کیا ہو اور فلانہ مذکورہ حاضر ہو کہتی ہو کہ مین نے اپنے نفس کو اس مرد کے نکاح مین دیا ہو اور گواہون نے نکاح کی گواہی دی تو یہ عورت مختار ہوجائیگی — اور اگر فلانہ مذکورہ غائب ہو پس اس عورت نے شوہر پر گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھپر فلانہ بنت فلان بن فلان سے نکاح کیا ہو اور میرا امر میرے قبضہ مین ہوگیا پس آیا اس دعوی کی سماعت ہوگی یا نہوگی تو اسمین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہو کہ سماعت نہوگی اسواسطے کہ فلانہ مذکورہ پر اثبات نکاح کے واسطے یہ عورت مذکورہ خصم نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو — اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا دو طلاق بائنہ دیدین تو امر مذکور باطل نہوگا حتی کہ اگر پھر اُس سے نکاح کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو امر اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا خواہ عورت مذکورہ سے عدت مین نکاح کیا ہو یا بعد انقضاے عدت کے اور خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو چنانچہ اگر غیر مدخولہ سے بھی پھر نکاح کیا پھر اُسنے اپنے آپکو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہو — اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلان شخص کے دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو پھر وہ فلان کے دار مین گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس جگہ سے جہان دار مین داخل ہونے والی قرار دی گئی ہو دور ہونے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پڑجائیگی اور اگر دو قدم چلکر پھر اپنے نفس کو طلاق دیدی تو ساقط نہوگی یہ محیط مین ہو منتقی مین لکھا ہو کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے غائب ہوا پس تو میری غیبت مین ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہو تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ ایک دن ٹھہری تو اُسکا امر اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا اور ایسی صورت مین دونون باتون مین سے اول بات پر حکم

لگایا جاتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کے ہاتھ میں اُسکا امر اس شرط سے دیا کہ اگر وہ اس عورت سے اتنی مدت غائب
ہو جاوے تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ ہے کہ اپنے نفس کو جب چاہے طلاق دیدے پھر اس مدت مذکورہ پھر غائب رہا
مگر اس مدت کے آخر روز میں حاضر ہو گیا پھر آن کر دیکھا تو یہ عورت خود غائب ہو گئی یہانتک کہ یہ مدت مذکورہ پوری
تمام ہو گئی تو شیخ امام اُستاد رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار میں رہیگا اور قاضی امام فخر الدین
رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ اگر مرد مذکور اُس عورت کی جگہ جانتا ہو کہ کہاں ہے تو عورت کا امر اسکے ہاتھ نہ ہوگا۔ اور
فرمایا کہ یہ اُسوقت ہے کہ عورت مدخولہ ہو اور اگر غیر مدخولہ ہو تو غیر مدخولہ سے اتنی مدت تک غائب ہونے سے اسکا امر
اُسکے ہاتھ نہوگا اور اگر مدخولہ ہو اور اُس سے اتنی مدت تک غائب رہا لیکن وہ شہر میں رہا مگر اُسکے گھر نہیں آتا
تھا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں ہو جائیگا اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ قاضی امام نے فتوی دیا ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں
بخارا سے غائب ہو جاؤں تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں ہے تو جب ہی وہ شہر سے نکلکر اوس جگہ پہونچیگا
تب ہی عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے فتاویٰ امام ظہیر الدین میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی
جورو کا امر اُسکے ہاتھ میں اس شرط سے دیا کہ جب وہ اس عورت سے بخارا سے اس مکان سے جسمیں دونوں رہتے
ہیں دو مہینہ تک غائب ہو تو عورت مذکورہ مختار ہے جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وہ بخارا سے دو مہینہ تک
غائب رہا لیکن یہ امر اس عورت سے دخول کرنے سے پہلے واقع ہوا اور عورت نے قبل اسکے مدخولہ ہونے کے
اپنے نفس کو طلاق دیدی تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے کہ وہ عورت سے ایسے مکان سے غائب نہیں ہوا جسمیں دونوں
رہتے تھے اسلیے کہ ایسے مکان سے جسمیں دونوں رہتے ہوں یہ مراد ہوتی ہے کہ مکان سکونت و ازدواج ہو
یہ فصول استروشنی میں ہے قال المترجم ہمارے عرف میں مکان سے یہ معنی مراد نہیں ہوتے ہیں پس اگر یہی
علت عدم طلاق ہو تو واقع ہونا چاہیے ہے فلیتامل۔ اور اگر کہا کہ میں بخارا سے غائب ہوں تو واضح رہے کہ
بخارا خاص قصبہ بیرا طلاق ہوتا ہے یہ اکثر مشائخ کا قول ہے اور امام سرخسی نے فرمایا کہ کرنیتہ سے قریتک سب
یعنے خاص شہر اندر
بخارا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں بلدہ بخارا سے تیری بلا اجازت نکلوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے
جب چاہے تو طلاق دیدے پھر خود کرکے اسکو گیا اور وہاں دو دن رہا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ
کبری میں ہے۔ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں اس شہر سے غائب
ہو جاؤں اور میرے غائب ہونے پر چھ مہینے گذریں تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہے حتی کہ تو اُسکو اسکے باقی مہر کے
اور نفقہ عدت کے عوض خلع کردے پھر وہ غائب ہوا اور چھ مہینہ تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکیل
مطلق ہے حتی کہ اگر وکیل مذکور مجلس سے اُٹھ کھڑا ہو تو باطل نہ ہوگی اور مشائخ سمرقند و بخارا نے فتوی دیا کہ
یہ تملیک ہے حتی کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہو گی اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو
قبل قبول کے ۱۲
کا کام اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اتنی چیز ایسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہے جب چاہے
اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وقت گذر گیا اور عورت نے اپنے تئیں طلاق دیدی پھر دونوں نے اختلاف کیا چنانچہ
مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کو اسوقت یہ چیز مذکور دیدی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو طلاق کے حق
میں شوہر کا قول قبول ہوگا حتی کہ اسپر وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اس مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہے جو منتقی میں مذکور ہے کہ

ایک شخص نے اپنی جورو کے باپ سے کہا کہ اگر مین چالیس روز تک تیرے پاس نہ آؤن تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہے پھر جب اُسکی اس گفتگو کی گھڑی سے چالیس دن مع رات گذر گئے تو عورت کا امر اُسکے باپ کے ہاتھ ہوگا جبکہ وہ اپنی اس مجلس مین ہے پھر اگر شوہر نے اِسکے بعد دعویٰ کیا کہ مین تیرے پاس آیا تھا اور عورت کے باپ نے کہا کہ تو میرے پاس نہین آیا تو شوہر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ اس شرط سے دیا کہ اگر مرد اس عورت سے تین مہینہ غائب ہوگیا اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا پس وہ اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے پس مرد نے اُسکو پچاس درم بھیجے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اسقدر مدت کا عورت کا یہ نفقہ پورا ہو تو عورت کا امر عورت کے ہاتھ نہو جائیگا اور اگر نفقہ کی کچھ مقدار مفروضہ ہو اور عورت نے اپنا نفقہ شوہر کو ہبہ کر دیا پھر مدت گذر گئی اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین نہوگا اور امام اعظم رح و امام محمد رحمہما اللہ تعالےٰ کے نزدیک قسم مرتفع ہوگی اور اگر عورت نے نفقہ ہبہ نہین کیا ہے مگر شوہر نے دعوےٰ کیا کہ مین نے اسکو نفقہ بھیجدیا ہے اور اسکو پہونچ گیا اور عورت نے انکار کیا تو چاہیے کہ شوہر کا قول قبول ہو اور کہا کہ مین نے قاضی امام استاد فخر الدین سے ایسا ہی سنا ہے پھر بعد مدت کے اُنھون نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول قبول نہوگا اور ایسا ہی ہر جگہ جہان ایفاء حق کا مدعی ہو یہی حکم ہوگا اور فصول استروشنی مین ہے کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین ہے اور ذخیرہ مین بحوالہ منتقی مذکور ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس مہینے مین تجھے تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر مین تجھے اس مہینہ کا تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہے پس اُسنے ایک آدمی کے ہاتھ اُسکا نفقہ روانہ کیا اور وہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو مرد مذکور حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے ضرور روانہ کیا ہے یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیا کہ جب چاہے ایک طلاق دیدے بشرطیکہ عورت کا نفقہ اُسکو نہ بھیجے یہان تک کہ یہ مہینہ گذر جاوے پس اسکا نفقہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجا مگر مرد مذکور نے اُس عورت کا مکان نہ پایا حتی کہ بعد مہینہ گذر جانے کے عورت کو دیا تو قاضی استروشنی نے جواب دیا ہے کہ عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ وفیہ نظر یعنی اسمین اعتراض ہے اسواسطے کہ اگر نفقہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہین ہوتا ہے اسوجہ سے کہ شرط یہ تھی کہ ارسال نکرے اور یہان صورت یہ ہے کہ اُسنے بھیجدیا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے بعد دس روز کے پانچ دینار نہ پہونچاؤن تو تیرا امر ایک طلاق مین تیرے ہاتھ ہے جب چاہے پھر یہ ایام گذر گئے اور شوہر نے نفقہ اُسکو نہ بھیجا پس اگر شوہر نے اس سے فی الفور کی نیت کی ہو تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار رہوگا۔ اور اگر فی الفور کی نیت نہین کی تو عورت واقع نہین کر سکتی ہے یہان تک کہ دونون مین سے ایک مر جاوے یہ محیط کردری مین ہے۔ ایک شخص نے سمرقند سے اپنی جورو کے پاس سے غائب ہونیکا قصد کیا پس عورت نے اُس سے نفقہ کا مطالبہ کیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین کش سے تیرا نفقہ دس روز تک نہ بھیجون تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تاکہ تو جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر دس روز گذرنے سے پہلے عورت کا نفقہ اُسکو روانہ کیا ولیکن کش سے نہین بلکہ کسی دوسرے موضع سے بھیجا پس آیا امر عورت اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا یا نہ ہوگا تو فتاوے ظہیر الدین مین ایسی بات مذکور ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین

ہو جائیگا چنانچہ فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ اگر مرد نے کہا کہ اگر میں نیرا النفقہ کرینہ سے دس روز تک نہ بھیجدون تو تو طالق ہے پھر دس روز گذرنے سے پہلے دوسرے موضع سے روانہ کیا تو قسم میں حانث ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے اگر کہا تجھے بیر النفقہ دس روز میں نہ پہونچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر اُن ایام میں عورت مذکورہ نے نشوز کیا یعنے سرکشی کی مثلاً بلا اجازت شوہر کے اپنے باپ کے یہان چلی گئی اور اُسکو نفقہ نہ پہونچا تو امر بالید کے حکم سے عورت پر طلاق واقع نہو گی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اگر کہا کہ میں تجھسے غائب ہو جاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر کسی ظالم نے اسکو قید کر لیا تو عورت کا امر اسکے ہاتھ میں نہ ہوگا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے سیر چلنے کے واسطے جبر کیا پس وہ خود چلا گیا تو عورت کے ہاتھ میں اسکا امر ہو جائیگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر عورت کے ہاتھ اسکا امر بدین شرط کر دیا کہ جب وہ اس عورت کو بلا جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پھر اُسکو مارا پھر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ مین نے جرم پر مارا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ جب اسکو بغیر جرم مارے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے پھر عورت بغیر حکم و اجازت شوہر کے گھر سے باہر چلی گئی پس شوہر نے اُسکو مارا تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر اُسکو اسکا مہر معجل ادا کر چکا ہے تو عورت کے اختیار میں اسکا امر نہ ہوگا اور اگر مہر معجل اسکو ادا نہیں کیا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اُسکی بلا اجازت اپنے باپ کے گھر چلی جاوے اور مہر معجل وصول کرنے کے لیے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھے پس یہ خروج جرم نہ ہوگا اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی رح بلا تفصیل فتوے دیتے تھے کہ عورت کے ہاتھ میں اسکا امر نہو گا اور فرماتے تھے کہ عورت کا گھر سے باہر جانا مطلقاً جرم ہے اور اول اصح ہے یہ محیط میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر مہینہ تک میں تجھے دو دینار نہ دون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے قرضہ لیا اور شوہر پر اُترا دیا پس اگر شوہر نے اس مدت گذرنے سے پہلے قرضخواہ کو یہ مال دیدیا تو عورت کو ایقاع طلاق کا اختیار نہو گا اور اگر ادا نہ کیا تو ایقاع کا اختیار ہوگا۔ عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے بشرطیکہ میں شہر سے نکلون الا تیری اجازت سے نکلون پھر وہ شہر سے نکلا اور عورت بھی اُسکے پہونچانے کو باہر نکلی تو یہ امر عورت کی طرف سے اجازت نہیں ہے اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہیں فرمایا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ میں بدین شرط دیا کہ وہ جوا کھیلے پھر اُس نے جوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تین روز ہوئے جب سے تجھے معلوم ہوا تھا مگر تو نے جس مجلس میں جانا تھا اُسمین اپنے نفس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ مجھے ابھی معلوم ہوا پس میں نے فی الفور طلاق دی ہے تو فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کوئی نشہ پیون یا تجھ سے غائب ہون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر ان دونون باتون میں ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار رہیگا کہ اپنے تئین دوسری طلاق دے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں کبھی تجھکو مارون یا تجھ سے غائب ہو جاؤن تو جب ایسا کرون تو تیرا امر تیرے

اختیار ہو چاہے اپنے نفس کو ایک طلاق دے اور اگر چاہے تو دو اور اگر چاہے تین طلاق دے پھر اگر شرط
پائے جانے پر عورت نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی تو اُسی مجلس میں دوسری طلاق اپنے آپکو دے سکتی ہو یا
نہیں تو فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہو یہ فصول استروشنی میں ہو۔ اگر کہا کہ اگر میں تجھ سے چھ مہینہ غائب ہوں اور
تجھکو میں اور میرا النفقہ اس مدت میں نہ ملے تو تیرا امر طلاق تیرے ہاتھ ہو پھر مرد مذکور غائب ہو گیا اور اس مدت
تک خود اُس سے نہیں ملا مگر نفقہ عورت کو پہونچ گیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار میں ہو گا اسواسطے کہ طلاق اس
مقام پر اس بات پر معلق ہو کہ دونوں باتیں نہ پائی جاویں اور ایسا نہو ابلکہ ایک بات پائی گئی پس مرد مذکور حانث ہو گا
اور اگر کسی نے دو باتوں کے پائے جانے پر معلق کیا تو جب تک دونوں نہ پائی جاویں حانث نہ ہو گا اور جب دونوں
پائی جاوینگی حانث ہو گا چنانچہ اگر کہا کہ واللہ میں ان دونوں دار میں داخل ہونگا یا کہا کہ اگر تو اُس دار میں اور
اس دار میں داخل ہوئی تو تو طالقہ ہو خواہ طلاق کو مقدم کیا یا موخر بیان کیا تو مطلقہ نہ ہو گی تاآنکہ دونوں دار میں
داخل ہونے سے مطلقہ ہو گی یہ جواہر اخلاطی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ صغیرہ کا امر اُسکے اختیار میں بدیں
شرط دیا کہ جب وہ اُسکے پاس سے ایک سال غائب ہو جاوے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے مگر ایسی طرح کہ شوہر کو
کوئی خسارہ لاحق نہو پھر شرط پائی گئی پھر عورت نے اُسکو مہر و نفقہ عدت سے بری کیا اور اپنے اوپر طلاق واقع
کی تو طلاق رجعی واقع ہو گی اور مہر و نفقہ ساقط نہو گا یہ جواہر کردری میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ میں
اس شرط سے کر دیا کہ جب وہ اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہو پھر عورت مذکورہ نے اُس سے
نفقہ طلب کیا اور بہت اصرار کیا اور اُسکے پیچھے لگ گئی تو یہ جنایت نہیں ہو لیکن اگر شوہر کے ساتھ بدزبانی کی یا اُسکے
کپڑے پھاڑ ڈالے یا اُسکی ڈاڑھی پکڑی تو یہ جنایت ہو۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اے گدھے یا اے بیوقوف یا خدا تجھے موت
دے تو یہ عورت کی طرف سے جنایت ہو۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں بدیں شرط دیا کہ جب وہ عورت کو بغیر
جرم مارے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر عورت نے غیر محرم کے سامنے منھ کھولا تو شیخ امام اُستاد نے
فتوے دیا کہ یہ جنایت ہو اور قاضی امام فخر الدین نے کہا کہ یہ جنایت نہیں ہو اور فرمایا کہ یہ قول قدوری رحمہ اللہ
کے موافق ہو کہ اُسکا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں محل پردہ نہیں ہیں کذا فی الخلاصہ اور صحیح یہ ہو کہ اگر اُس نے ایسے
شخص کے سامنے منھ کھول دیا ہو کہ اس عورت سے متہم ہوا ہو تو یہ جنایت ہو یہ ظہیریہ میں ہو۔ اور اگر عورت
نے اپنی آواز کسی اجنبی کو سنائی تو یہ جرم ہو اور سنانے کی یہ صورت ہو کہ کسی اجنبی سے باتیں کیں یا عمداً
اسطرح باتیں کیں تاکہ اجنبی آدمی سنے یا اپنے شوہر سے اسطرح جھگڑے کے طور پر باتیں کیں کہ اُسکی آواز کسی
اجنبی نے سُنی یہ خلاصہ میں ہو اور اگر کسی اجنبی کو گالی دی تو یہ جنایت ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ ایک شخص نے
اپنی عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں اس شرط سے دیا کہ اُسکو بغیر جرم مارے۔ پھر عورت نے کوئی شرعی جنایت کی
جس سے مستحق سزا ے ضرب ہوئی پس مرد نے اُسکو نہیں مارا پھر چند روز بعد اُس نے غیر شرعی جنایت کی پس مرد
نے اُسکو مارا اور عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے تئیں طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے پہلی جنایت
پر مارا ہو پس تو اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی ہو اور عورت نے کہا نہیں بلکہ تو نے دوسری جنایت
پر مجھے مارا ہو اور مجھے اپنے تئیں طلاق دینے کا اختیار حاصل ہو گیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا یہ فصول عمادیہ میں ہو

اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پس شوہر نے اپر لعنت کی پھر عورت نے اسپر لعنت کی پس شوہر نے اُسکو مارا تو اسمین اختلاف ہی بعض نے فرمایا کہ یہ جنایت نہین ہی اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جنایت ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی طرح اگر شوہر نے اپنی جورو کی ماں پر قذف کیا یعنی تہمت زنا لگائی پھر عورت نے بھی شوہر کی ماں کو ایسا ہی کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت شرعی مارے - پھر عورت نے جھگڑے مین اپنے شوہر کو کہا کہ اے مزدور کے بچے یا اے اعرابی کے بچے پس شوہر نے اُسکو مارا حالانکہ شوہر ویسا ہی ہی جیسا عورت نے کہا ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ اپنے نفس کو طلاق دیدے اور اگر عورت نے کہا کہ اے جولاہے کے بچے پس اگر شوہر ایسا ہی ہی جیسا عورت نے کہا تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہی اور یہ جنایت نہوگی کذا فی البحر الرائق قال المترجم اعتبار عرف کا ہی پس جو امور عرفاً تنابز القاب مین شمار ہین اور ممنوع ہین وہ جرم ہونگے اگرچہ شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اے پلید پس عورت نے بھی اُسکو یون ہی کہا تو یہ جنایت ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ عورت نے اس لفظ کی جو شوہر نے کہا ہی تصریح کردی یعنی کہا کہ تو پلید ہی اور اگر تصریح نہ کی مثلاً یون کہا کہ تو ہی یعنی تو ہی ہی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ کہ یہ بھی جرم ہی اور ایسا ہوا کہ گویا یون کہا کہ تو خود پلید ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی قال اگر کہا کہ تو ہی ہوگا تو عند المترجم یہ کچھ نہین ہی واللہ اعلم- اور اگر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جنایت مارے تو عورت جب چاہے اپنے آپکو طلاق دیدے - پھر عورت نے قاضی کے پاس شوہر کی نالش کی اور کہا کہ اس نے مجھے بغیر جرم مارا پس مین نے اپنے نفس کو طلاق دیدی ہی اور اپنے باقی مہر کی درخواست کی پس قاضی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تو نے اسکو کیون مارا پس شوہر نے کہا کہ مین نے قصد سے نہین مارا پس عورت نے قاضی سے کہا کہ اس نے مارنے کا اقرار کیا اور جو ایقاع طلاق صحیح ہونے کی شرط تھی اُسکا مقر ہوا پس اُسکو حکم دے کہ مجھے میرا باقی مہر دیدے پھر شوہر اسکے بعد قاضی کے پاس آیا اور دعوے کیا کہ مین نے اسکو بوجہ ایسے جرم کے جو عورت سے صادر ہوا تھا مارا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے پس اسکے دعوے کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ دعوی فاسد ہی اسواسطے کہ ہر دو قول مین تناقض ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر ایک تطلیقہ کے ساتھ اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت مارے پھر عورت بدون چادر و پردہ چھت پر چڑھی پس اگر وہ دکھلانے کے واسطے چڑھی تھی تو جرم ہی ورنہ نہین - اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیدیا کہ اسکو بغیر جنایت مارے پھر اُس سے کہا کہ مجھے خربزہ دے پس عورت نے بطور اہانت اُسکے پاس پھینکدیا پس شوہر نے اُسکو مارا تو یہ جنایت ہوگی اور اگر پھینکا مگر بطور اہانت کے نہین پھینکا تو یہ جنایت نہوگی - اور اگر عورت نے ایسا کام شروع کیا جو معصیت ہی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اسکو مت کر کہ یہ معصیت ہی پس عورت نے جواب دیا کہ میرا جی اس سے خوش ہوتا ہی پس شوہر نے اُسکو مارا تو ایسا کہنا عورت کی طرف سے جنایت ہوگا اور اگر عورت نے ایسا فعل شروع کیا ہو جو معصیت نہین ہی تو ایسی صورت واقع ہونے سے عورت کا جواب جنایت نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو مارے پھر اپنے سوا دوسرے کو حکم کیا کہ جس نے

عورت کو مارا پس آیا عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یا نہین تو یہ مسئلہ حلف ہی کہ اس امر پر قسم کھائی کہ اپنی جورو
کو نہ ماریگا پس دوسرے کو حکم دیا کہ جس نے عورت کو مارا پس اس مسئلہ مین مشائخ کا اختلاف ہی چنانچہ بعضون نے
فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جیسے کہ اگر یہ قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ ماریگا پس غیر کو حکم دیا کہ اُسکو مارے اور اُسنے
مارا تو حانث ہوتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور اگر عورت کو کوئی دُکھ پہونچایا یا اُسکے چٹکی لی یا اُسکے بال
کھینچے یا اُسکو کاٹ کھایا یا گلا گھونٹ دیا کہ جس سے اُسکو درد و رنج پہونچا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہو جائیگا
اور یہ سب اُسوقت ہی کہ دلگی مین ایسا نہ کیا ہو اور اگر دلگی کی حالت مین بطور دلگی ایسا کیا تو عورت کا امر اُسکے
اختیار مین نہوگا اگرچہ عورت کو درد و رنج پہونچا ہو اور اسی طرح اگر دلگی مین شوہر کا سر عورت کی ناک مین
لگا جس سے ناک سے خون نکلا تو بھی مرد حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فصول استروشنی مین ہی - اور اگر عورت
نے شوہر کے گھر کی کوئی چیز بلا اجازت دیدی حالانکہ ایسی چیز دیدینے مین کچھ پروا نکرنے کی عادت نہین جاری
ہی تو یہ عورت کی جنایت ہی اسی طرح شوہر کو بد دعا کرنا بھی جنایت ہی اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ عورتون کے
شوہر تو مرد ہوتے ہین مگر میرا شوہر ایسا نہین ہی تو یہ فعل بھی جنایت ہی اور اگر شوہر نے عورت کو روٹی کھانے
کو بلایا پس عورت غصہ مین آگئی تو یہ عورت کی جنایت نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر عورت کا امر عورت
کے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اسکو بغیر جنایت مارے پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اجازت دی کہ تو
ہر دس روز مین ایکبار اپنے والدین کے یہان جایا کر پھر دس روز یا زیادہ گذرے کہ وہ اُنکے یہان نہین گئی پس
اُسکا باپ اُسکو دیکھنے آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے بدون اجازت لیے والدین کے یہان گئی پس شوہر نے
اُسکو مارا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا - اگر عورت کی ماں اُسکو دیکھنے اُسکے شوہر کے یہان آئی
پس شوہر نے کہا کہ تیری ماں کتنا آئی ہی پس عورت نے کہا کہ کتنا تیری ماں اور بہن ہی پس شوہر نے اُسکو مارا
تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر شوہر کے یہان مہمان آیا پس شوہر نے
عورت کو حکم دیا کہ مہمان کے سونے کے واسطے نہالی بچھا دے پس عورت نے ایسا نہ کیا پس مرد نے اُسکو
مارا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہو جائیگا اور اگر عورت کو کپڑے نہ دھونے یا کھانا نہ پکانے پر مارا تو یہ بلا
جرم مارنا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط پر دیا کہ ہرگاہ اُسکو گالی دے تو وہ
اپنے نفس کو طلاق دیدینے کی مختار ہوگی پھر عورت سے کہا کہ لاتمزقی حرک یعنی تو اپنی چھڑ کو مت پھاڑ یا گوشت
کھایا کھایا دیوار سے اپنا سر مار تو اس سے عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہ ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی
عورت کا امر اُسکے اختیار مین اس شرط پر دیا کہ جب اُسکو مارے تو وہ اپنے نفس کو ایسے طور سے طلاق
دے کہ دونون مین ازدواج کی خصوصیت نہو پھر عورت نے شرط پائی جانے کے بعد اپنے نفس کو طلاق دی
تو مہر واجب نہوگا اور اگر کہا کہ بغیر خسران طلاق دے تو مہر واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی ہر بار جب تو چاہے - تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار
کرے ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس مین یا دوسری مجلس مین یہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہو جاوے
لیکن عورت مذکورہ اس مجلس مین اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہین دے سکتی ہی پس اگر عورت نے

ایک طلاق چاہی تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر دوسری طلاق چاہی اور وہ عدت میں ہو تو دوسری بھی واقع ہوگی اور اسی طرح اگر تیسری طلاق چاہی اور وہ عدت میں ہو تو تیسری واقع ہوگی۔ ولیکن اگر عورت مذکورہ نے تین طلاق چاہنے کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح میں آئی اور پھر اُسنے کوئی طلاق چاہی تو اُسکے چاہنے سے ہمارے نزدیک کچھ بھی واقع نہوگی اور قسم سابق تین طلاق چاہنے سے باطل ہو چکی۔ اور اگر عورت مذکورہ نے ایک ہی طلاق چاہی اور وہ پڑ گئی پھر عدت گذر گئی پھر دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر کے نکاح میں آئی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک پوری تین طلاق کے ساتھ واپس آویگی۔ اور اگر عورت نے تین طلاقوں کو تین مرتبہ کرکے چاہا تو ایک بعد دوسری کے اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ فصول استروشنی میں ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے فقط ایک مرتبہ چاہا پس اسپر ایک طلاق واقع ہوئی اور عدت گذر گئی پھر بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اُسی شوہر سے نکاح کیا تو عورت مذکورہ کو تین طلاق میں سے باقی کی بابت بھی چاہنے کا اختیار رہیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار میں ہے اذا شئت او متی شئت یعنی جسوقت تو چاہے یا ہر وقت کہ تو چاہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو ایکبار اختیار کرے چاہے اس مجلس میں یا دوسری مجلس میں جسوقت اُسکا جی چاہے۔ اور اگر اُسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو امر مذکور اُسکے ہاتھ سے باہر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اذا ما شئت او متی ما شئت تو بھی یہی حکم ہے یہ فصول استروشنی میں ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے امر بالید کو رد کر دیا تو رد نہ ہوگا اور اگر مجلس سے کھڑی ہوگئی یا کسی کام میں مشغول ہوگئی یا کوئی اور بات شروع کر دی تو بھی عورت کو اختیار رہیگا کہ چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے مگر وہ اپنے نفس کو ایک ہی طلاق دے سکتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک کیف شئت تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جس کیف کہ تو چاہے تو اسکا چاہنا مجلس ہی تک مقصور ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ ان شئت۔ او ما شئت او کم شئت او این شئت او انیما شئت تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ امرک بیدک حیث شئت تو بھی مجلس ہی تک اختیار مقصور رہیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر جب چاہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو جب چاہے پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اُس سے نکاح کیا پھر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک دوبارہ طلاق پڑ جاویگی اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دوبارہ مطلقہ نہوگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رح کا قول ضعیف ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ فلانہ کا امر تیرے ہاتھ ہے تاکہ تو اُسکو طلاق دے جبکہ تو چاہے تو یہ مشورہ ہے پس مخاطبہ کو اُسی مجلس تک اختیار رہیگا یہ ملتقی میں مذکور ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیدیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی تو ظاہر الروایہ کے موافق امر بالید عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور اگر عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی تو امر مذکور اپنے حال پر رہیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ امر بالید منجز ہو یعنی بالفعل اختیار دیا ہو کسی شرط پر معلق نہو اور اگر معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر میں تجھے ماروں یا اُسکے مثل کسی امر پر معلق کیا کہ اگر ایسا واقع ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن دیدی تو امر بالید باطل نہوگا چنانچہ پھر اگر اُس عورت سے نکاح کیا پھر

اُسکو بارا نو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہوگا خواہ عورت مذکورہ سے بعد انقضای عدت نکاح کیا ہو یا عدت ہی مین نکاح کر لیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی مادامیکہ تو میری جورو ہی تو یہ اُسی نکاح تک کے واسطے ہوگا اور بعد بائنہ ہو جانے کے امر مذکور باطل ہو جائیگا اور اگر طلاق رجعی دیدی تو باطل نہوگا اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین مطلقاً دیدیا اور یہ نہ کہا کہ مادامیکہ تو میری جورو ہی پھر اُسکو بائنہ کر دیا پھر اُس سے نکاح کیا تو اسمین دو روایتین ہین اور اظہر روایت یہ ہی کہ امر مذکور باطل نہوگا بلکہ بحالہ رہیگا اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص سے اور اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس جورو نے کہا کہ اللہ پاک میرے تو مجھے اس سے نجات دے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھسے نجات چاہتی ہی تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور طلاق کی نیت کی مگر تین طلاق کی نیت نہین کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپکو تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو نے نجات پائی تو امام اعظم رح کے قول مین عورت پر کچھ واقع نہو گی یہ تجنیس و مزید مین ہی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ مین اپنے آپ کو طلاق دیدون اُسنے کہا کہ ہان پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپکو طلاق دی پس اگر شوہر نے عورت کو تفویض طلاق کی نیت کی تھی تو عورت پر ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر شوہر کی یہ نیت تھی کہ اگر تو طلاق دے سکتی ہو تو اپنے آپ کو طلاق دے تو عورت پر طلاق واقع نہو گی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو چاہتا ہی کہ مین تیری عورت کو تین طلاق دیدون پس اُسنے کہا کہ ہان پس اُسنے کہا کہ مین نے تیری جورو کو تین طلاق دیدین تو مشائخ نے کہا ہی کہ اسکی جورو پر تین طلاق واقع ہونگی اور صحیح یہ ہی کہ یہ اور پہلی صورت دونون یکسان ہین کہ طلاق جب ہی واقع ہونگی کہ جب شوہر نے اس اجنبی کو تفویض طلاق کی نیت کی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تو اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ میری جورو کا اختیار تیرے ہاتھ ہی چاہے تو اُسکو طلاق دیدے اور چاہے اُسکو طلاق نہ دے پس عمرو نے زید کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دیا پھر زید کی جورو کو طلاق دیدی تو فرمایا کہ اگر عمرو نے اُسی مجلس مین اُسکی جورو کو طلاق دی ہی تو واقع ہو جائیگی اور اگر اُٹھ کھڑے ہو جانے کے بعد طلاق دی ہی تو طلاق واقع نہ ہو گی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تین تطلیقات کے ساتھ تیرے ہاتھ مین بدین شرط ہی کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے پس عورت نے کہا کہ تو مجھے وکیل کر دے تا کہ مین اپنے نفس کو طلاق دون پس شوہر نے کہا کہ تو میری وکیل ہی تا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اگر عورت نے پہلے شوہر کو مہر سے بری کر کے پھر اُسی مجلس مین طلاق دی تو واقع ہو گی اور اگر پہلے بری نہین کیا تو واقع نہو گی۔ ا عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنا مہر تجھے چھوڑ دیا بدین شرط کہ تو میرا امر میرے ہاتھ مین دیدے پس شوہر نے ایسا ہی کیا تو جبتک عورت اپنے آپ کو طلاق نہ دیدے تب تک عورت کا مہر قائم رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کوئی شخص باکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدے پس اُسنے ایسا ہی کیا تو صحیح ہی اور شیخ ابو نصر رح سے روایت ہی کہ اگر وہ باکراہ مجبور کیا گیا کہ کاغذ پر لکھے کہ اُسکی جورو طالقہ ہی یا اُسکی جورو کا امر اُسکے ہاتھ ہی تو صحیح نہین ہی الا اُس صورت مین کہ اُسکی نیت بھی ہو یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ میرے ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بدین شرط کر دے کہ اس باندی کا امر تیرے ہاتھ ہی پس اُسنے باندی مذکورہ کا نکاح

اُسکے ساتھ کر دیا تو اسکا امر مولے کے ہاتھ مین نہ ہوگا اور اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے یہ باندی تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اسکا امر میرے ہاتھ ہے پس غلام نے یہ نکاح قبول کیا تو باندی کا امر مولی کے ہاتھ ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ **تیسری فصل** مشیئت کے بیان مین جب عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے خواہ اُس سے کہا کہ اگر تو چاہے یا یہ نہ کہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو خاصةً اسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دیدے اور شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اسکو معزول کر دے اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور اسکے ساتھ مشیت کو ملا دیا یعنی یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر تو چاہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ فقط اسی مجلس تک رہیگا۔ اور اگر اُسکے چاہنے کو نہ ملایا یعنے فقط یون ہی کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ توکیل ہے اور اسی مجلس تک مقصور نہ ہوگی اور وکیل کے معزول کرنے کا بھی مختار ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے تو شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُس سے کہا کہ تو اپنی سوت کو طلاق دے تو یہ اسی مجلس تک مقصور نہین ہے اسواسطے کہ یہ توکیل ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور تین طلاق کی نیت کی پس اُس نے اپنے نفس کو تین طلاق متفرقہ یا اکٹھا دیدین یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر عورت نے ایک یا دو طلاق دین تو واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق دیکر خاموش رہی پھر دو طلاق دین تو ایک ہی واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر شوہر نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی اِلّا اس صورت مین کہ عورت باندی ہو یعنی تو دونون واقع ہونگی یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر شوہر نے ایک کی نیت کی ہو تو عورت کے تین طلاق واقع کرنے سے امام اعظمؒ کے نزدیک کچھ واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے ایک طلاق دی حالانکہ شوہر کی کچھ نیت تعداد نہین ہے یا ایک کی نیت ہے تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے تئین یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائن کر دیا یا مین حرام ہون یا بائن ہون یا بتہ ہون یا بریہ ہون تو بھی ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر در صورت مذکورہ عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑیگی اور جو امر کہ عورت کو تفویض ہوا تھا اُسکے ہاتھ سے باہر ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دے پس عورت نے ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے آپکو ایک طلاق دے پس اُس نے تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو ایک اور ایک ایک طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور زیادت لغو ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو بطلیقہ رجعیہ طلاق دے پس اُسنے بائنہ طلاق دی یا کہا کہ بائنہ طلاق دے اور اُسنے رجعیہ طلاق دی تو ویسی ہی طلاق واقع ہوگی جسکا شوہر نے حکم کیا ہے نہ وہ جو عورت نے ثابت کی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو حالانکہ دونون اُسکی مدخولہ ہین پس ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدین تو ہر ایک دونون مین سے بتطلیق اوّل تین طلاقون سے مطلقہ ہوگی اور یہ نہوگا کہ دوسری کی تطلیق سے مطلقہ ہو اسواسطے کہ اوّل کی تطلیق کے بعد دوسری کا اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو

طلاق دینا باطل ہی اور اگر پہلی نے ابتدا کرکے اپنی سوت کو تین طلاقین دیدین پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اُسکی سوت مطلقہ ہو گی خود نہو گی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کے حق مین مالکہ ہی اور تملیک مقصور بر مجلس ہی پس جب اُسنے اپنی سوت کو طلاق دینا شروع کیا تو جو اختیار اُسکو اُسکے نفس کے واسطے دیا گیا تھا وہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا اور اپنے نفس کو پہلے طلاق دینی شروع کرنے کے بعد دوسری کے طلاق دینے کا اختیار اُسکے ہاتھ سے خارج نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ وہ دوسری کے حق مین وکیلہ ہی اور وکالت مقصور بر مجلس نہین ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور منتقی مین امام اعظم رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق دو پھر اسکے بعد کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق نہ دو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اپنے نفس کے طلاق دیدینے کا اختیار باقی ہی جب تک کہ دونون اُسی مجلس مین ثابت ہین مگر کسی کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ بعد ممانعت کے اپنی سوت کو طلاق دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ یعنی اسکا طلاق دینا باطل و بیکار ہوگا ۱۲ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو اگر تم دونون چاہو پس ان دونون مین سے فقط ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو اُسی مجلس مین تین طلاق دیدین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہو گی پھر اگر قبل اسکے مجلس سے قیام کرنے کے دوسری نے بھی اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دیدین تو دونون تین تین طلاق سے مطلقہ ہو جائینگی اور دونون مین سے ایک کی تطلیق سے طلاق واقع نہو گی۔ اور اگر دونون مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئین پھر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہو گی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو تین طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو بالاجماع کچھ واقع نہو گی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اس مسئلہ مین عورت نے یون کہا کہ مین نے چاہی ایک اور ایک اور ایک اپس اگر اُسنے ایک دوسرے سے متصل اسطرح کہا تو تین طلاق پڑ جاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے تین طلاق دیدین تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ واقع نہو گی اور صاحبین رح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہو گی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے جب چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے خواہ اس مجلس مین یا اسکے بعد مگر اُسکی مشیت ایک ہی بار ہو گی اسی طرح اگر متی ماشیئت یا اذا ماشیئت کہا تو مثل متی شئت کے معنے جب چاہے کے ہی اور اگر کہا کہ کلما شئت یعنی ہر بار جب چاہے تو عورت کو برابر یہ اختیار رہیگا جتنی بار چاہے جب چاہے یہانتک کہ تین طلاق پوری ہو جاوین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ طلقی نفسک کیف شئت یعنی تو اپنے نفس کو طلاق دے جس کیفیت سے تیرا جی چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کیفیت سے چاہے بائنہ یا رجعیہ ایک یا دو یا تین اپنے تئین دیدے مگر مشیت مذکورہ مقصور بر مجلس ہو گی یہ تہذیب مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے اور فلانہ جو دوسری کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ فلانہ طالقہ ہی اور مین طالقہ ہون یا کہا کہ مین طالقہ ہون اور فلانہ طالقہ ہی تو دونون پر طلاق واقع ہو جاویگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ یعنی اُسی مجلس مین جو چاہے کرے ۱۲ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین طالقہ ہون تو کچھ واقع نہو گی الا آنکہ کہے مین طلاق سے طالقہ ہون تو واقع ہو نگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ یعنی اُسی مجلس مین ۱۲ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ قد شئت یعنی مین نے ضرور چاہا ہی کہ مین اپنے نفس کو

طلاق دونوں تو یہ باطل ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے جب تو چاہے پھر یہ شخص
بجنون مطبق مجنون ہو گیا پھر عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر رجوع کر سکتا ہی
تو واقع ہو گی اسواسطے کہ ۱۲
وہ اسکے ایسے مجنون ہو جانے سے باطل ہو جائیگی اور اپنی جس بات سے رجوع نہیں کر سکتا ہی وہ اسکے
مجنون ہونے سے باطل نہ ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی منتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر عورت
سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک طلاق بائنہ دیدے جب چاہے پھر اُس سے کہا کہ اپنے نفس کو ایک ایسی طلاق دے
کہ میں رجعت کر سکوں جب تیرا جی چاہے پس عورت نے بعد چند روز کے کہا کہ میں طالقہ ہوں تو یہ ایک ایسی
طلاق ہو گی جسمیں شوہر رجوع کر سکتا ہی اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہو گا یہ محیط میں ہی
اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقی نفسک عشرا ان شئت یعنی اپنے نفس کو طلاق دے دس اگر تو چاہے
پس اُسنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تین طلاق دیں تو کچھ واقع نہو گی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی قلت ینبغی ان یکون
ہذا علی قول الاعظم رحمتہ اللہ علیہ واللہ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس
عورت نے کہا کہ میں نے چاہا تو کچھ واقع نہ ہو گی یہ بدائع میں ہی۔ اور زیادات میں لکھا ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ
جب کل کا روز آوے تو اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے طلاق دے پھر شوہر نے کل کا روز آنے سے پہلے رجوع
کر لیا تو رجوع کرنا کچھ کار آمد نہو گا اور اگر عورت نے کہا ہو کہ جب کل کا روز آوے تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق
دیدے پھر اُسنے کل کا روز آنے سے پہلے اُس سے رجوع کر لیا تو عورت کا رجوع کرنا کار آمد ہو گا یہ تاتارخانیہ
میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ میں نے چاہا تو واقع ہو گی اور مشیئت مختص
بمجلس ہو گی یہ تہذیب میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق ان اردت او رضیت او ہویت او اذا احببت
ارادہ کرے ۱۲ تو راضی ہو ۱۲ خواہش کرے ۱۲
پس عورت نے اسی مجلس میں کہا کہ میں نے چاہی یا میں نے ارادہ کی تو طلاق واقع ہو گی یہ حاوی میں ہی۔ اور اگر
عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تجھے بھلا معلوم ہو یا تیرے موافق ہو پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی تو واقع ہو گی
یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان شئت یعنے تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ احببت میں
نے دوست رکھی تو واقع نہ ہو گی یہ غایۃ السروجی میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ شائی الطلاق اور اسکی طلاق کی
طلاق چاہ ۱۲
نیت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی ہی تو استحسانا واقع ہو گی اور اگر نیت نہو تو واقع نہو گی اور اگر کہا کہ تو
اپنی طلاق چاہ تو بلا نیت واقع ہو گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ
ہاں یا میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوئی تو واقع نہ ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو قبول کرے پس عورت
نے کہا کہ میں نے چاہی تو فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہی کہ طلاق واقع ہو گی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر عورت
سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ میں نے چاہی اگر تو چاہے پس شوہر نے کہا کہ میں نے
چاہی حالانکہ اُسکی نیت طلاق کی تھی تو امر مشیئت مذکور باطل ہو گیا حتی کہ اگر شوہر نے یوں کہا کہ میں نے تیری
طلاق چاہی تو بشرط نیت واقع ہو گی یہ ہدایہ میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے پس اُسنے
کہا کہ میں نے چاہی اگر ایسا ہو تو اسمیں دو صورتیں ہیں یا تو اُسنے اپنے چاہنے کو ایسے امر پر معلق کیا جو زمانہ ماضی میں
پایا گیا ہی پس ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی یا اُسنے اپنی مشیئت کو ایسے امر پر معلق کیا جو ہنوز واقع نہیں ہوا ہی

تو ایسی صورت مین طلاق واقع نہو گی اور امر مذکور عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا - اور اسی سے ہمنے کہا ہی کہ
اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے چاہی اگر میرا باپ چاہے تو یہ باطل ہی اور اگر اسکے بعد اسکے باپ نے کہا کہ
مین نے چاہی تو طلاق واقع نہو گی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ لبسہ طلاق ہی اگر تو
چاہے پس عورت نے کہا کہ مین طالقہ ہون تو یہ باطل ہی اور اگر کہا کہ مین لبسہ طلاق طالقہ ہون تو تین طلاق واقع
ہونگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی اگر تو چاہے پس عورت نے
کہا کہ مین نے تین طلاق چاہین تو امام اعظم رح کے نزدیک واقع نہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک ایک
طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ لبسہ طلاق ہی اگر تو چاہے پس اُسنے ایک طلاق
چاہی تو واقع نہ ہو گی اور اگر عورت نے ایک اور ایک اور ایک چاہی تو تین طلاق پڑ جاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر
مدخولہ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ایک پھر خاموش رہی تو اعراض ثابت ہوگیا حتی کہ اگر اسکے بعد
اور چاہی تو واقع نہو گی یہ تمرتاشی مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے اور تو
چاہے اور تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع نہو گی تاوقتیکہ تین مرتبہ نہ کہے یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کی نصف چاہی تو
مطلقہ نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی - داؤد بن رشید نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ
واحدہ ہی اگر تو چاہے تو طالقہ بدو ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ ہان البتہ مین نے ایک چاہی ہان البتہ مین نے
دو چاہین تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ نے ملا کر کہا ہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو
سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے ایک اور اگر چاہے دو پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو تین طلاق سے
مطلقہ ہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - قال المترجم اصل عبارت عربیہ یہ ہی انت طالق ان شئت واحدۃ
و ان شئت اثنتین پس واؤ عاطفہ لیکر یہ حکم دیا گیا ہی اور ظاہر امعروف ایسے اسلوب مین واؤ بمعنی او بھی ہی اور یہ
زبان اردو مین زیادہ اظہر ہی لہذا ایسی صورت مین ہماری زبان مین تین طلاق واقع ہونے مین نیت معتبر
ہو گی واللہ تعالی اعلم - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین فلانہ سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی اگر چاہے پھر اُس
سے نکاح کیا تو جس مجلس مین عورت کو اسکا علم ہوا ہی اُس مجلس تک اُسکو اپنی مشیت یعنی چاہنے کا اختیار ہی
یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان چاہے تو فلان کو جس اپنی مجلس مین اسکا
علم ہوا ہی اُسی مجلس تک مشیت کا اختیار رہیگا پس اگر اُس نے اس مجلس مین چاہا تو طلاق واقع ہو گی اور
اسی طرح اگر فلان مذکور غائب ہو پھر اسکو خبر پہونچی تو اُسی مجلس علم تک اُسکو اختیار رہیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ تو
طالقہ و طالقہ و طالقہ ہی اگر زید چاہے پس زید نے کہا کہ مین نے تطلیقہ واحدہ چاہی تو کچھ واقع نہو گی اور اسی
طرح اگر کہا کہ مین نے چار طلاقین چاہین تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے
کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو طالقہ ہی تو اس مسئلہ مین کئی صورتین ہین ازانجملہ ایک یہ کہ چاہنے کو مقدم
کیا اور یون کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی اور دوم یہ کہ طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ
ہی اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے سوم آنکہ طلاق کو بیچ مین کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی اور اگر تو نہ چاہے

اور ان سب میں دو صورتین ہین اوّل آنکہ کلمہ شرط کا اعادہ کیا اور کہا اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہے
یا حرف شرط کا اعادہ نہ کیا اور حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا یعنی یون کہا کہ اگر تو چاہے اور تو نہ چاہے پس تو طالقہ
ہے اور الفاظ تین ہین ایک چاہنا دوم انکار کرنا سوم مکروہ جاننا پس اگر اُس نے کلمہ شرط کا اعادہ نہ کیا اور
عطف کے ساتھ ذکر کیا تو تینون صورتون مین طلاق واقع نہو گی خواہ اُسنے طلاق کو مشیئت پر مقدم کیا ہو یا آخر
مین کہا ہو یا بیچ مین کہا ہو۔ اور اگر حرف شرط کو اعادہ کیا پس اگر مشیئت کو مقدم کیا اور کہا کہ اگر تو چاہے
اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہے تو کبھی طلاق واقع نہ ہو گی اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو انکار کرے
پس تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو مکروہ جانے پس تو طالقہ ہے بہر صورت یہی حکم ہے اور اگر طلاق کو
مشیئت پر مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہے پھر عورت نے اُسی مجلس مین کہا کہ
مین نے چاہی تو طلاق واقع ہو گی اور اسی طرح اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی نہ چاہنا
پائے جانے کی وجہ سے طلاق ہو جائیگی۔ اور اگر اُس نے طلاق کو بیچ مین کہا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہے اور اگر
تو نہ چاہے تو یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ طلاق کو ہر دو شرط پر مقدم کیا قال المترجم ظاہرا ہماری زبان مین بلحاظ اعتبار عرف
کے در صورت تقدیم اثبات مشیئت طلاق واقع ہو گی اور در صورت تاخیر کے واقع نہو گی فلیتامل واللہ تعالی اعلم
پس ظاہر ہوا کہ یہ خاص بزبان عربی ہے یعنی قولہ ان شئت فانت طالق وان لم تشائی۔ اور اگر اُسنے اباء کو ذکر کیا اور
طلاق کو شرط پر مقدم ذکر کیا یعنی یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے اور تو انکار کرے پس عورت نے کہا کہ مین نے
چاہی یا کہا کہ مین نے انکار کیا تو طلاق واقع ہو گی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو طلاق
واقع نہ ہو گی۔ اور کراہت بمنزلہ اباء کے ہے اور اگر اُسنے طلاق کو بیچ مین کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہے اور
تو انکار کرے تو یہ تقدیم طلاق کے مثل ہے۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ سب اسوقت ہے کہ کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر
اُسنے وقوع طلاق کی نیت کی اور تعلیق کی نیت نہین کی ہے تو خواہ طلاق کو شرط پر مقدم کرے یا بیچ مین لاوے
یا موخر کرے سب صورتون مین طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے قالت معنی یہ ہین کہ گویا
اُسنے یون کہا کہ تو بہر حال طالقہ ہے چاہے یا نہ چاہے فافہم اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے یا نہ
چاہے پس اُسنے اُسی مجلس مین چاہی تو بسبب چاہنے کے مطلقہ ہو گی اور اگر مجلس سے اٹھ گئی تو بھی مطلقہ
ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے یا انکار کرے تو یہ ان دونون مین سے ایک بات پر ہوگا
کہ عورت اپنی مجلس مین دو باتون مین سے کوئی ایک بات کرے پس اگر عورت نے مجلس مین چاہی تو مطلقہ ہو گی
اور اگر اُسنے مجلس مین کہا کہ مین نے انکار کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر چاہنے اور انکار کرنے دونون سے
پہلے اٹھ کھڑی ہوئی تو مطلقہ نہ ہو گی اور واضح رہے کہ انکار کرنا سوائے اُسکے کلام کے اور کسی صورت
سے قرار نہ دیا جائیگا۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ شوہر کی نیت نہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ بہر حال عورت پر طلاق
واقع ہو تو اُسکی نیت پر ہو گا پس لامحالہ عورت پر طلاق واقع ہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ
ہے اور اگر تو نہ چاہے تو تو طالقہ ہے تو فی الحال اسپر طلاق واقع ہو گی اور اگر کہا کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھے تو تو طالقہ ہے
اور اگر تو طلاق کو مبغوض رکھے تو تو طالقہ ہے تو مطلقہ نہ ہو گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو انکار کرے یا

مکروہ رکھے اپنی طلاق کو پس عورت نے کہا کہ مین نے انکار کیا تو مطلقہ ہوگی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نہ چاہے اپنی طلاق کو تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون تو مطلقہ نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے دوست رکھتی ہی یا مبغوض رکھتی ہی پس تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون یا مبغوض رکھتی ہون تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُسکے دل مین جو اُس نے ظاہر کیا ہی اُسکے برخلاف ہو اور یہ جواب عورت کی طرف سے اس مجلس ہی تک اسکے واسطے ہوگا ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے دوست رکھتی ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون حالانکہ وہ جھوٹی ہی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مطلقہ ہوجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہی پس اگر تو اسکو مکروہ معلوم ہو تو بردو پس اگر عورت نے ایک طلاق مکروہ ظاہر کی تو تین طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق بقول اول اور دو طلاق بتعلیق ہونگی اور اگر عورت خاموش رہی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی ۔ بشر بن الولید رح نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا یہ کہ تو ایک چاہے پھر وہ عورت قبل کسی چیز کے چاہنے کے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہوجائیگی اور اگر اُٹھنے سے پہلے اُسنے ایک طلاق چاہی تو اسپر ایک طلاق لازم ہوگی ۔ اسی طرح اگر اس سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا یہ کہ تو ایک طلاق ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا آنکہ فلان مرد ایک طلاق چاہے یا ایک کا ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان مذکور حاضر نہو تو جس مجلس مین اُسکو یہ حال معلوم ہو اُس مجلس تک اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا اینکہ فلان کی اُسکے سوا رائے ہو تو فلان کو یہ اختیار اُسکی مجلس تک ہوگا پس اگر فلان مذکور اسکے سوا رائے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور یہ صورت اور جبکہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اگر فلان کی رائے اسکے سوائے دوسری نہو دونون یکسان ہین اور مجلس ہی تک مقصور ہونگی ۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان چاہے یا اگر فلان محبوب رکھے یا اگر فلان کی رضا ہو یا اگر فلان خواہش کرے یا اگر فلان ارادہ کرے پھر جب یہ خبر فلان کو پہونچی تو اُسکو اپنی مجلس علم مین اسکا اختیار ہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر مین چاہون یا مین پسند کرون تو مجلس ہی تک مقصور نہوگا پھر واضح ہو کہ جب اسکا انحصار مجلس تک نہوا یعنی جب کہ شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین چاہون وغیرہ تو مجلس تک اسکا اقتصار نہوگا اور جب مجلس تک اقتصار نہوا تو شوہر کس طرح کہیگا کہ جس سے طلاق واقع ہوگی تو امام محمد رح نے کسی کتاب مین یہ مسئلہ ذکر نہین کیا ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہی کہ شوہر کو یون کہنا چاہیے کہ جو مین نے اپنی طرف قرار دیا تھا وہ مین نے چاہا اور اس چاہا کہنے کے وقت طلاق کی نیت ہونا شرط نہین ہی اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ یون کہے کہ مین نے تیری طلاق چاہی ہی ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان نہ چاہے پس فلان نے مجلس مین کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو عورت مطلقہ ہوجائیگی ۔ اور اگر شوہر نے

اپنے نفس کے واسطے ایسا کہا ہو پھر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو مطلقہ نہو گی یہانتک کہ شوہر مر جاوے یہ ذخیرہ مین ہی
اور اگر اُس نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم دونون چاہو تو تم دونون طالقہ ہو پھر ان دونون مین سے
ایک نے چاہی تو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر دو مردون سے کہا کہ اگر تم دونون چاہو تو یہ عورت طالقہ بسبب طلاق ہی
پھر ایک نے ایک طلاق اور دوسرے نے دو طلاق چاہین تو طلاق واقع نہو گی - اور اگر اپنی جورو سے کہا
کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پھر دوسری جورو سے کہا کہ تیری طلاق اُسکی طلاق کی معیت مین ہی تو پہلی عورت
کے چاہنے سے دونون پر طلاق واقع ہو گی بشرطیکہ شوہر نے اُس سے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت
نہ کی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کی جاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُس نے کہا کہ اگر تو چاہے اور فلان
چاہے تو ان دونون کے چاہنے پر طلاق معلق ہو گی یہ کافی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی
جبکہ تو چاہے اور فلان چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی بشرطیکہ فلان چاہے پس فلان نے
کہا کہ مین نے چاہی تو واقع نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز اگر
تو چاہے تو عورت کو کل کے روز چاہنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو کل کے روز تو
طالقہ ہی تو عورت کو فی الحال چاہنے کا اختیار ہوگا - اور اس مسئلہ مین کوئی اختلاف ذکر نہین فرمایا اور
مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا قول ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ عورت کو دونون
مسئلون مین کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا اور علے ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر کل کے
روز اگر تو چاہے - اختیار کر تو اگر چاہے کل کے روز - تیرا امر تیرے ہاتھ ہی کل کے روز اگر تو چاہے - تیرا
امر تیرے ہاتھ ہی اگر تو چاہے کل کے روز - دونون حالتون مین امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو کل کے
روز مشیت کا اختیار ہوگا - اور علی ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز اگر تو چاہے
اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے کل کے روز - اگر تو چاہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز تو
امام اعظم کے نزدیک عورت کو فی الحال اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار نہوگا یہانتک کہ کل کا روز آجاوے
اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر شوہر نے مشیت کو مقدم ذکر کیا تو عورت کو یہ اختیار ہوگا
کہ فی الحال اپنے نفس کو طلاق دے اور کہے کہ مین نے اپنے نفس کو کل کے روز طلاق دی یہ محیط
مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ابھی چاہی تو
واقع نہ ہو گی پھر اگر اسکے بعد اُسنے کل کے روز چاہی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر یون
کہا کہ اگر تو ابھی چاہے تو کل کے روز طالقہ ہی یا شوہر نے اُسی دم کا زبان سے ذکر نہ کیا مگر نیت کی پس
عورت نے کہا کہ مین نے یہ بات چاہی کہ مین کل کے روز طالقہ ہون تو کل کے روز اسپر طلاق پڑجائیگی
اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہا کہ مین آج کے روز طالقہ ہون تو طلاق واقع نہ ہوگی اور امر
طلاق جو اسپر تفویض ہوا تھا اُسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو گذشتہ
کل کے روز طالقہ ہی اگر تو چاہے تو عورت کو فی الحال مشیت کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور
اگر عورت سے کہا کہ تو سر ماہ طالقہ ہی اگر تو چاہے تو عورت کو شروع ماہ پر مشیت کا اختیار

حاشیہ: یعنی اگر نہ چاہیگی تو اختیار جاتا رہیگا ۱۲ — یعنی تو اگر چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز ۱۲ — چاند رات ۱۲ منہ

حاصل ہوگا - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان نے آج کے روز تیری طلاق نہ چاہی
پس فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ فلان کو اس تمام روز تک چاہنے کا
اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو طالقہ ہی
اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز مشیئت کا اختیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا
کہ تو طالقہ ہی جب تو چاہے اگر تو چاہے یا کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے جب تو چاہے تو یہ دونون قول
یکسان ہین کہ جسوقت عورت چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر
اُس نے اپنا قول (اگر تو چاہے) موخر بیان کیا تو یہی حکم ہی اور اگر مقدم بیان کیا تو فی الحال کی مشیئت
کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر عورت نے فی الحال اُسی مجلس مین چاہی تو پھر جب چاہے اپنے نفس
کو طلاق دے سکتی ہی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو امر تفویض باطل ہوگیا اور
شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ قولہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی جب تو چاہے اس قول مین دو مشیئت ہین کہ
پہلی مشیئت اُسی مجلس تک مقصور ہی اور دوسری مطلق ہی کہ اسکا اختیار عورت کو ہی مگر وہ پہلی مشیئت پر متعلق
ہی چنانچہ اگر اُسنے پہلی مشیئت کے موافق فی الحال طلاق چاہی تو جب چاہے اپنے نفس کو اُسکے ابد طلاق
دے سکتی ہی اور فرمایا کہ اگر عورت نے یہ نہ کہا کہ مین نے چاہی یہانتک کہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو پھر
عورت کو مشیئت کا اختیار نہ رہیگا اور اگر عورت نے مشیئت کے ساتھ اُسی ساعت کا لفظ کہا یعنی مین نے
اسی ساعت چاہی یا یہ لفظ نہ کہا تو اسمین کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ
انت طالق متی شئت او متما شئت او اذ شئت او اذا شئت یعنی تو طالقہ ہی ہر وقت کہ تو چاہے یا جب
تو چاہے تو عورت کو اختیار ہی چاہے مجلس مین چاہے یا مجلس سے اُٹھنے کے بعد چاہے اور اگر عورت
نے فی الحال یہ امر رد کردیا تو رد نہوگا - اور اس تفویض کے اختیار سے عورت فقط ایک طلاق اپنے آپکو
دے سکتی ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق زمان مشیئت خود او حین مشیئت خود یعنی تو
طالقہ ہی زمانہ مشیئت یا حین مشیئت خود تو یہ بمنزلہ اذا شئت یعنی جب چاہے کہنے کے ہی پس یہ مشیئت اُسی مجلس
تک مقصور نہ ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کلما شئت یعنی تو طالقہ ہی ہر بار جب
تو چاہے تو عورت کو برابر پورا اختیار رہیگا چاہے اُس مجلس مین چاہے غیر اس مجلس مین چاہے ایک طلاق
چاہے ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت مذکورہ
نے ایکبارگی تین طلاق دیدین تو امام اعظم رح کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک
ایک طلاق واقع ہوگی - اور یہ تفویض عورت کے رد کر دینے سے رد نہ ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ
ہی ہر بار جب چاہے پس عورت مذکورہ نے ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تین طلاق دیدین پھر دوسرے
شوہر سے نکاح کیا پھر اسکے بعد اول شوہر کے نکاح مین آئی اور پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اس تفویض
مذکور کے حکم سے واقع نہو گی - اور اگر اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دی ہون پھر عدت کے بعد دوسرے
شوہر سے نکاح کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد اوّل شوہر کے نکاح مین آئی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح

کے نزدیک از سرنو تین طلاق کا مالک ہوگا اور عورت کو اختیار رہوگا کہ ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے نفس کو دیدے اور اسمین امام محمدؒ کا خلاف ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کلما شئت فانت طالق ثلثا یعنی ہر بار جبکہ تو چاہے تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس عورت نے ایک ہی طلاق چاہی تو یہ باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق حیث شئت او این شئت یعنی تو طالقہ ہی جہان چاہے یا جہان چاہے تو مطلقہ نہ ہوگی یہان تک کہ چاہے اور اگر مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اسکا اختیار مشیت جاتا رہیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کیف شئت تو عورت قبل اپنے چاہنے کے ایک رجعی طلاق سے طالقہ ہو جائیگی پھر اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک بائنہ طلاق یا تین طلاق چاہی ہین اور شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی نیت کی تھی تو یہ شوہر کے قول کے موافق ہوگی اور اگر عورت نے تین طلاق چاہین اور شوہر نے ایک بائنہ کی نیت کی یا اسکے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہ ہو تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ بر بنائے موجب تخییر واجرائے آن عورت کی مشیت معتبر ہوگی کذا فی الہدایہ اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک جب تک نہ چاہے کچھ واقع نہ ہوگی پس اگر عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا بائنہ یا تین طلاق اپنے اوپر واقع کر سکتی ہی بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو۔ اور جو امام اعظمؒ نے فرمایا ہی وہ اولے ہی اور ثمرہ خلاف دو مقام پر ظاہر ہوتا ہی ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت غیر مدخولہ کے ساتھ ایسا ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک کچھ نہین واقع ہوگی۔ اور عورت کا رد کر دینا مثل مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے کے ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کم شئت او ما شئت یعنے تو طالقہ ہی جتنی چاہے تو جب تک عورت کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اٹھ کھڑی ہو تب تک اپنی مجلس مین اُسکو اختیار رہوگا کہ جسقدر چاہے ایک یا دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق عورت کی مشیت پر موقوف ہی یعنی اگر چاہے تو دے۔ اور اگر عورت نے اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین مین سے جتنی چاہے طلاق دے یا تین مین سے جتنی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار رہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری تین طلاق نہین دے سکتی ہی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی ہی کذا فی الکافی اور بنابرین اختلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورتون مین سے جنکو چاہے طلاق دیدے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکی سب عورتون کو طلاق دیدے اور صاحبینؒ کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورتون مین سے جو طلاق چاہے اُسکو طلاق دیدے پس سب عورتون نے طلاق چاہی تو وکیل کو اختیار ہی کہ ان سب کو طلاق دیدے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اولیائے عورت نے اُسکے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہی کر جو تو چاہتا ہی اور یہ کہکر باہر چلا گیا پس عورت کے باپ نے عورت کو طلاق دیدی تو اگر شوہر نے اپنے خسر کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے تفویض کی نیت نہین کی تھی تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کسی مرد سے

کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس مین طلاق دے یا اسکے بعد طلاق دے اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کر لے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اُسی مجلس تک رہیگا اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ تفویض ہی اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اُس مجلس مین اور اسکے بعد بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ عورت وکیل ہی - اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری جورو کو طلاق دو اگر تم دونون چاہو تو جب تک دونون طلاق دینے پر متفق ہنون تنہا کسی ایک کو اسکی طلاق کا اختیار نہوگا - اور اگر دونون سے کہا کہ تم میری جورو کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ توکیل ہی پس دونون مین سے ایک کو بھی اسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر دو مردون کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا تو دونون مین سے ہر ایک کو اُسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق بعوض مال نہو اور اگر دونون کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہدیا کہ تم دونون مین سے ایک بدون دوسرے کے اسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے اُسکے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہ ہوگی - اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون سے دونون اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسری نے دو طلاقین دین تو کچھ بھی واقع نہ ہوگی تاوقتیکہ دونون مجتمع ہو کر تین طلاق نہ دین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم میری جورو کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو تنہا طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ایک کو ایک طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر ایک شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق دینے کے واسطے وکیل ہی اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اُسی مجلس مین چاہا تو یہ جائز ہی اور اگر چاہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو توکیل باطل ہو گئی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے اگر جورو چاہے تو یہ شخص وکیل نہ ہوگا جب تک عورت مذکورہ نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اُسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو توکیل باطل ہو جائیگی اور اسکی طلاق اسکے بعد واقع نہ ہوگی اور شمس الائمہ حلوائی رح نے فرمایا کہ یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئیے اسواسطے کہ اسمین عام بلوی ہی کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتون کے شوہر پردیس سے لکھتے ہین انہین یون لکھتے ہین کہ تو میری جورو کی طلاق کے واسطے وکیل ہی اُس سے دریافت کر کہ وہ طلاق چاہتی ہی پس اگر عورت چاہے تو اسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہی کہ وکیل لوگ اس عورت کی مجلس مشیت کے بعد اسکو طلاق دیتے ہین حالانکہ یہ نہین جانتے ہین کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق کا وکیل ہی بدین شرط کہ مجھے اختیار ہی یا بدین شرط کہ عورت مذکورہ کو خیار ہی یا بدین شرط کہ فلان کو خیار ہی تو وکالت جائز ہی مگر یہ خیار کی شرط باطل ہی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورتون مین سے ایک کو طلاق دیدے پس اُسنے کسی ایک عورت معین کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور شوہر کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس عورت کے سوا دوسری عورت کی طرف

طلاق مذکور پھیر دے اور اگر اُسنے کسی غیر معین ایک عورت کو طلاق دیدی تو بھی صحیح ہی ولیکن ان عورتون مین سے مطلقہ کا معین کرنا اور بیان کرنا شوہر کے اختیار مین ہوگا یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور کا وکیل کیا پھر وکیل نے اُسکی جورو کو طلاق دیدی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہ ہوگی- اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور مین جنکے واسطے توکیل جائز ہی وکیل کیا تو وکالت عامہ ہوگی کہ خرید و فروخت و نکاحون وغیرہ ہر چیز کو شامل ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو کو تطلیقہ واحدہ دیدے پس وکیل نے اُسکو دو طلاق دیدین تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتاوی صغرے مین ہی- ایک شخص نے دوسرے کو طلاق کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے عورت کو طلاق دیدی اور تین طلاق دین پس اگر شوہر نے توکیل سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہونگی اور اگر تین طلاق کی نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی- ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکی عورت کو ایک طلاق رجعی دیدے اور وکیل نے اُسکی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی یعنے کہا کہ مین نے تجھکو ایک طلاق بائن دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر وکیل نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھکو بائن کردیا تو کچھ واقع نہ ہوگی- اور اگر وکیل سے کہا کہ عورت کو طلاق بائن دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ بتطلیقہ رجعیہ ہی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی- ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو میرے بھائی کے سامنے طلاق دیدے پھر وکیل نے بدون موجودگی اُسکے بھائی کے اُسکی عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی جیسے کہ اگر کہا کہ عورت کو گواہون کے حضور مین طلاق دیدے اور وکیل نے بدون حضوری گواہون کے اُسکو طلاق دی تو واقع ہوتی ہی- ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین تجھے اپنی جورو کے طلاق دینے سے منع نہین کرتا ہون تو یہ توکیل نہین ہی چنانچہ اگر کسی کو دیکھا کہ اسکی عورت کو طلاق دیتا ہی پس اسکو منع نہ کیا تو یہ طلاق دہندہ اُسکی طرف سے وکیل نہ ہو جائیگا اور طلاق واقع نہ ہوگی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق بائن دیدے اور عمرو سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق رجعی دیدے پھر دونون نے عورت کو ایک ہی طہر مین طلاق دی تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر اس طلاق کے حق مین شوہر کو اختیار ہی چاہے بائنہ قرار دے یا رجعی یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر کسی غائب کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل مذکور نے اپنی وکالت کا حال معلوم ہونے سے پہلے عورت مذکورہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق باطل ہوگی اسواسطے کہ جاننے سے پہلے وکالت بہ طلاق ثابت نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو فلان کے پاس جا تاکہ وہ تجھے طلاق دیدے پس عورت اُسکے پاس گئی اور اُسنے عورت کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور فلان مذکور وکیل طلاق ہو جائیگا اگرچہ اُسکو اپنے وکیل ہونے کا علم نہین ہوا ہی اور زیادات مین مسئلہ مذکور ہی جو اسپر دلالت کرتا ہی کہ فلان مذکور وکیل اپنے آگاہ ہونے سے

وکیل نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ جو زیادات مین مذکور ہے وہ قیاس ہے اور جو اصل مین مذکور ہے وہ استحسان ہے پھر بنا بر روایت اصل کے جو بحکم استحسان ہے جب کہ فلان مذکور اگرچہ آگاہ نہین ہوا وکیل ہو گیا اور شوہر نے عورت کو فلان مذکور کے پاس جانے سے منع کر دیا تو فلان مذکور اس سے معزول نہ ہو جائیگا درصورتیکہ فلان مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہی نہو اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے مسئلہ کی ہوگیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت سے کہا کہ مین نے فلان کو تجھے طلاق دینے سے منع کر دیا تو جب تک فلان مذکور کو اس ممانعت کا علم نہو وہ معزول نہ ہوگا اسواسطے کہ اگر فلان مذکور معزول ہو تو مقصود اً و بالذات ممانعت سے معزول ہوگا عورت کی ممانعت کی تبعیت مین معزول نہ ہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہین کی ہے تا کہ فلان مذکور کا اسکی تبعیت مین معزول ہونا صحیح ہو مگر فلان مذکور کا قبل علم کے مقصوداً بممانعت معزول ہونا متعذر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ قبل علم کے معزول نہ ہوگا ۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت کو اس فلان مذکور کے پاس جانے سے پہلے اسکے پاس جانے سے منع کر دیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کے پاس جانے کے بعد عورت کو منع کیا تو فلان مذکور معزول نہ ہوگا اگرچہ اسکو معزول ہونے کا حال معلوم ہوا ہو اور عورت کے اسکے پاس جانے سے پہلے اگر فلان کو ممانعت کا اور معزول ہونے کا حال معلوم ہو گیا تو معزول ہو جائیگا اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلان کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ وہ میری جورو کو طلاق دیدے پھر اسکے بعد اس اجنبی کو منع کر دیا تو ممانعت صحیح ہے اور اگر جورو کو اس طرح منع کیا تو صحیح نہین ہے۔ اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جورو تیرے پاس آوے تو تو اسکو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری جورو تیری طرف نکلے تو تو اسکو طلاق دیدے پھر اسنے وکیل کو بعد عورت کے اسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کر دیا تو صحیح ہے درحالیکہ وکیل آگاہ ہو جاوے جیسا کہ عورت کے اسکے پاس جانے یا اسکی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت کر دینا بردجہ مذکور صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو اپنے نشہ کی حالت مین طلاق دیدی تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجعی طلاق دیدی پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت مین ہے وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی اور موکل کے بائن کر دینے سے وکیل مذکور معزول نہ ہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بعوض مال نہو اور اگر وکیل نے طلاق نہ دی یہان تک کہ قبل انقضاے عدت کے موکل نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی ۔ اور اگر موکل نے بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے اسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع نہ ہوگی اسی طرح اگر شوہر یا جورو مرتد ہوگئی نعوذ باللہ من ذلک پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جب تک عورت مذکورہ عدت مین ہے تب تک وکیل کی طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اسکے جا ملنے کا حکم دیدیا تو وکالت

باطل ہو جائیگی حتی کہ اگر موکل مذکور مسلمان ہو کر واپس آیا اور اُس عورت سے نکاح کیا پھر وکیل نے اُس عورت کو طلاق دی تو طلاق وکیل واقع نہ ہو گی اور اگر وکیل مذکور نعوذ باللہ مرتد ہو گیا تو وہ اپنی وکالت پر رہیگا اگرچہ دار الحرب مین جا ملے لیکن جب قاضی اُسکے جا ملنے کا حکم دیدے تو معزول ہو گا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور جو شخص وکیل طلاق ہو اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی دوسرے کو وکیل کردے - اور اگر طفل عاقل یا غلام کو وکیل کیا کہ طلاق دیدے تو صحیح ہے یہ سراجیہ مین ہے - اور اگر کسی کو وکیل کیا مگر اُس نے وکالت قبول نہ کی رد کردی پھر اُس نے طلاق دی تو واقع نہ ہو گی - اور اگر وہ بدون قبول کرنے کے خاموش رہا پھر اُس نے طلاق دیدی تو واقع ہو گی اور اگر وکیل سے کہا کہ توکل کے روز عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ توکل کے روز طالقہ ہے تو یہ باطل ہے - اور اگر کسی وکیل سے کہا کہ تو عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہ ہو گی - اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے پس اُس نے ہزار طلاقین دیدین تو صحیح نہین ہے اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہ ہو گی یہ بحر الرائق مین ہے - اور جو شخص طلاق منجز کے واسطے وکیل ہو یعنے جو بلا تعلیق فی الحال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہ ہو گی یہ قنیہ مین ہے - ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدون حضوری عورت کے اُس وکیل کو معزول کردیا پس اگر عورت کی درخواست سے یہ وکالت نہ ہو تو معزول کرنا صحیح ہو گا اور اگر بدرخواست عورت ہو تو بدون حضوری عورت کے اُسکا معزول کرنا صحیح نہ ہو گا - اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وکیل طلاق کا معزول کرنا مرد کے اختیار مین ہے اگرچہ وکیل مذکور بدرخواست عورت ہو - اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب مین تجھے معزول کرون تو تو میرا وکیل ہے پس بعض نے فرمایا کہ یہ توکیل صحیح نہین ہے اور بعض نے فرمایا کہ توکیل صحیح ہے اور اسکو معزول نہین کرسکتا ہے اسواسطے کہ وکالت متجدد ہوتی رہیگی اور شیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ موکل اُسکو معزول کرسکتا ہے پھر طریقہ عزل مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے - شیخ امام رح نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یون کہے کہ مین نے تجھکو تمام سب وکالتون سے معزول کردیا تو وہ معزول ہو جائیگا اور یہ قول منجز و معلق سب کی طرف راجع ہو گا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا جیسا کہ مین نے تجھے وکیل کیا یعنی جیسے تجھے وکیل کیا ہے ویسے ہی تجھے معزول کیا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تیری وکالت معلقہ سے رجوع کیا اور تجھکو وکالت مطلقہ سے معزول کیا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے پس اُسکو بائن کردے یا کہا کہ اسکو بائن کردے پس اسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہے کہ مجلس ہی تک مقصور نہین ہے اور شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار ہو گا اور جب وکیل نے اُسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایک سے زیادہ واقع کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے

اس شرط پر کہ عورت گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس وکیل نے اس سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی
اس شرط پر کہ تو گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس عورت نے قبول کی تو مطلقہ ہوجائیگی خواہ کوئی چیز
نکال لیجاوے یا نہ لیجاوے ۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے اس شرط سے تجھے طلاق دی کہ تو گھر سے
کچھ نکال نہ لیجاوے پھر اگر عورت نے کچھ نکالا تو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر دونون نے آپس مین اختلاف کیا تو قول
شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے یہ عتابیہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری اس جورو
کو طلاق دیدے اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر موکل غائب ہوگیا تو وکیل مذکور طلاق دینے پر مجبور نہ
کیا جائیگا - اور اگر اپنی جورو کا امر کسی مرد کے ہاتھ مین دیدیا پھر جسکو دیا ہے وہ مجنون ہوگیا پھر اُس
نے طلاق دی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا ہے کہ جو کہتا ہے اُسکو نہین سمجھتا ہے تو اُسکی طلاق واقع
ہوگی۔ اور اگر موکل مجنون ہوگیا پس اگر ایک ساعت مجنون رہا پھر افاقہ ہوگیا تو وکیل اپنی وکالت پر رہیگا
اور اگر زمانہ دائمی مجنون ہوگیا تو وکالت باطل ہوگئی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ جب میری عورت حائضہ
ہوکر طاہر ہو تو تو اُسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اس عورت سے کہا کہ جب تو حائضہ ہوکر طاہر ہو تو تو
طالقہ ہے تو یہ باطل ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میرے ساتھ فلانہ کا نکاح
کردے اور اسکو تین طلاق دیدے پھر معلوم ہوا کہ اس وکیل نے قبل وکالت مذکورہ کے یا بعد اسکے
اس عورت سے اپنے ساتھ نکاح کرلیا ہے تو چاہیے کہ وکیل مذکور اس موکل کی طرف سے وکیل طلاق
باقی رہے یہ قنیہ مین ہے - طلاق کا وکیل و ایلچی دونون برابر ہین یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور ایلچی بھیجنے
کی یہ صورت ہے کہ شوہر اپنی عورت کو اُسکی طلاق کسی شخص کے ہاتھ بھیجدے پس ایلچی اُسکے شہر مین اُسکے
پاس پہونچکر ایلچی گری کو یعنے جو پیغام ہے اُسکو بدستور رسالت ٹھیک ٹھیک ادا کردے پس عورت پر
طلاق واقع ہوجاویگی یہ بدائع مین ہے - اور فوائد نظام الدین مین ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر
اُسکے ہاتھ مین دیا کہ اگر فلان کام کرون تو تو جب چاہے اپنا پاؤن اس گرفتاری سے آزاد کرلے
پھر شوہر نے وہی کام کیا اور عورت نے اس امر کے بموجب طلاق دینے سے پہلے شوہر سے خلع کیا
پس اسکے بعد اپنا پاؤن اس گرفتاری سے چھڑا سکتی ہے یا نہین تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہان
اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے - پھر دریافت کیا گیا کہ اگر عدت گذر گئی ہو پھر نکاح کرلیا ہو تو عورت اپنے
آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہین تو فرمایا کہ نہین - اور زیادات مین باب اول مین مذکور ہے کہ اگر ایک
شخص کو وکیل کیا کہ اسکی عورت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پھر اس عورت کو خود بائن کردیا تو پھر
وکیل کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ عورت مذکورہ کو طلاق دے اور اسی طرح اگر تجدید نکاح کرلی ہو تو بھی یہی حکم ہے
اور اگر اپنی عورت کو بائن طلاق دیدی پھر کسی کو وکیل کیا کہ میری جورو کو کسی قدر مال پر طلاق دیدے
پس وکیل نے اسکو بعوض مال کے طلاق دیدی اور عورت نے قبول کی تو طلاق پڑیگی اور مال واجب
نہ ہوگا اور اگر شوہر نے عدت مین اس سے جدید نکاح کرلیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دیدی
اور عورت نے قبول کی تو طلاق پڑیگی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گذر گئی پھر شوہر نے

جدید نکاح کر لیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دی اور عورت نے قبول کی تو طلاق بھی واقع ہو گی - اور میرے جد رحمہ اللہ کے فوائد میں مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھ سے عورت کروں تو اسکا امر میں نے تیرے ہاتھ میں دیا پھر اُسکی جورو و اُسکے درمیان حرمت مصاہرہ متحقق ہو گئی بایں طور کہ مثلاً اس مرد نے اپنی جورو کی ماں کو شہوت سے چھوا پھر اگر اُس مرد نے کوئی جورو کی پس آیا اسکا اختیار پہلی عورت کے ہاتھ میں ہوگا یا نہوگا تو فرمایا کہ ہاں اُسکے اختیار میں ہوگا کیونکہ قضاے قاضی بایں فعل متصور ہی اسواسطے کہ قاضی نے اگر ایسی عورت کے نکاح کے جواز کا جسکی ماں یا بیٹی سے زنا کیا ہی حکم دیدیا تو امام محمد رح کے نزدیک نافذ ہوگا بخلاف قول امام ابو یوسف رح کے یہ فصول عمادیہ میں ہی - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ میں دیا بدینکہ اگر تو مہر بخشدے تو جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے اور حال یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا مہر قبل اس تفویض کے شوہر کو ہبہ کر چکی ہی تو شیخ الاسلام نظام الدین و بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپکو طلاق دے سکتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی ہی یہ وجیز کردری میں ہی - ایک شخص سفر کو جاتا تھا اُس نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرے جانے سے ایک مہینہ گذر جاوے اور میں تیرے پاس نہ آؤں اور تیرا النفقہ تیرے پاس نہ پہونچے تو میں نے تیرا امر تیرے اختیار میں دیا کہ جب تیرا جی چاہے اپنا پاؤں کشادہ کر لے یعنی طلاق دے لے پھر مہینہ گذرنے سے پہلے نفقہ آ گیا مگر وہ خود نہیں آیا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں نہ ہوگا اسواسطے کہ مختار ہونے کی شرط دو باتیں ہیں نفقہ نہ آنا اور مرد کا نہ آنا پس چونکہ ان دونوں میں سے ایک بات پائی گئی تو شرط پوری نہ ہوئی بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ اگر میں و تیرا النفقہ نہ پہونچے پھر دونوں میں سے ایک چیز پہونچی اور ایک نہیں پہونچی تو عورت کا امر اُسکے اختیار میں ہو جائیگا - اور میں نے ایک فتوی دیکھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ایک مہینہ غائب ہوں تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اس مرد کو کافر قید کر لے گئے پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار میں ہوگا تو اس فتوی پر شیخ الاسلام علاء الدین محمود الحارثی المروزی نے جواب دیا تھا کہ نہ ہوگا - اور میرے والد فرماتے تھے کہ اگر کافروں نے اُسکو چلنے پر باکراہ مجبور کیا پھر وہ خود چلا گیا تو چاہیے کہ شرط متحقق ہو جاوے یعنی غائب ہو جانا اسواسطے کہ حانث ہونے کے واسطے خواہ وہ فعل بہ نسیان ہو یا باکراہ ہو یا عمداً ہو سب یکساں ہیں یہ خلاصہ میں ہی - اور مستفتیات صاحب المحیط میں ہی کہ شوہر نے جورو سے کہا کہ اگر دس روز میں تجھ سے غائب ہوں اور تیرا النفقہ تجھے نہ پہونچے تو میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا پھر دس روز گذر گئے اور شوہر و زوجہ دونوں نے نفقہ پہونچنے میں اختلاف کیا کہ شوہر کہتا ہی کہ میں نے پہونچا دیا ہی اور عورت انکار کرتی ہی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا ہی کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہاں تک کہ اسکا امر اُسکے اختیار میں ہو جائیگا اور یہ کتاب الاصل کی روایت ہی اور منتقی کی روایت اسکے برعکس ہی یہ فصول عمادیہ میں ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ (اگر سیم من نہ دہی تا وقت کذا امر بدست من نہادی طلاق زن خواستنی را فعال نہادم) پھر اسکا مال قرضہ اُسکو نہ دیا یہاں تک کہ یہ میعاد گذر گئی اور حال یہ ہوا کہ قرضدار نے ایک عورت سے نکاح کیا تو قرضخواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو طلاق دیدے - اور اگر یوں کہا کہ اگر میرا روپیہ تو فلاں وقت تک

نہ دے تو امر بدست من نہادی یعنی تو نے رکہ یہ خواہی یعنی میرے ہاتھ مین امر ایسی عورت کا تو نے دیا جسکو تو چاہے
یعنی نکاح مین لاوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہر تو قرضخواہ کو اس عورت کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ محیط
مین ہر - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدیا پس عورت نے کہا کہ دست باز داشتم اور یہ نہ کہا
کہ خویشتن را یعنی اپنے کو تو عورت مذکورہ مطلقہ نہ ہوگی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو مراد
لیا تھا یعنی یہ مراد تھی کہ ہاتھ الگ کر دیا مین نے اپنا پس اگر مجلس موجود ہو تو اُسکی تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین
اور ہمارے بعضے مشایخ نے کہا کہ مسئلہ مذکورہ مین طلاق واقع ہونی چاہیئے یہ ظہیریہ مین ہر اور اگر عورت
نے جواب دیا کہ افگندم یعنی مین نے ڈالی اور کہا کہ میری نیت طلاق نہ تھی تو عورت کی تصدیق کیجائیگی یعنے
طلاق نہ پڑیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میری طلاق کی نیت تھی تو طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ
طلاق افگندم تو بدون نیت طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہر - اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ایک شخص
نے اپنی جورو سے کہا کہ امر بدست تو نہادم شش ماہ را تو پورے چھ مہینہ ختم ہونے تک عورت کا امر اسکے
اختیار مین ہوگا یہ وجیز کردری مین ہر - اور فوائد صدر الاسلام طاہر بن محمود مین ہر کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے
کہا کہ اگر دس روز تیرا النفقہ مجھ سے تجھکو نہ پہونچے تو بعد اسکے تو اپنا پاؤن کشادہ کر پھر عورت مذکورہ نے نشوز
کیا یعنے نافرمان شوہر خلاف شرع ہوگئی یہان تک کہ مدت گذر گئی تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے
سکے - اور استفتا کیا گیا تھا کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ایک مہینہ تیرا النفقہ تجھکو نہ پہونچاؤن
تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہر بعد اسکے یہ عورت بدون اجازت شوہر کے غصہ ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی
گئی اور مہینہ بھر رہی اور اُسکے شوہر نے اُسکو نفقہ نہ پہونچایا تو چاہیے کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو اور
یہ فتوے بھی آیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز بعد پانچ اشرفیان تجھے نہ پہونچاؤن
تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہر کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے جب چاہے پھر دس روز گذر گئے اور اُس نے
اشرفیان نہ پہونچائین پس آیا عورت اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہر تو مین نے جواب دیا کہ ہان بشرطیکہ شوہر کی
مراد یہ ہو کہ دس روز گذرتے ہی فی الفور درصورت اشرفیان نہ پہونچانے کے عورت کو اپنی طلاق دیدینے
کا اختیار ہر اور اگر اسکی یہ مراد نہ تھی کہ فے الفور بعد دس روز کے ایسا کر سکے تو عورت کو یہ اختیار حاصل نہوگا
جب تک کہ دونون مین سے کوئی مر نہ جاوے اور میرے والد نے اس جواب کو باصواب فرمایا ہر یہ فصول
استروشنی مین ہر - میرے استادون مین سے بعض سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر
تیری بلا اجازت اس شہر سے باہر جاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہر کہ جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر
یہ شخص سوک مترا سے چلا گیا اور وہان دو روز رہا حالانکہ عورت مذکورہ سے جانیکی اجازت نہین لی تھی پس آیا وہ
طلاق دے سکتی ہر یا نہین تو جواب مین فرمایا کہ نہین واللہ اعلم ایک استفتا آیا جسمین یہ واقعہ درج تھا کہ
ایک شخص اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو گیا یعنے سفر کر گیا اور بعد تین مہینہ کے اُس شخص کے پاس سے
خط آیا اور اُسمین لکھا تھا کہ اگر میرے تیرے پاس سے غائب ہو جانے سے دو مہینہ ہو جاوین اور اس
مدت مین میرا نان تیرے پاس نہ پہونچے تو تو اپنے آپ کو جب چاہے طلاق دیدے اور بات یہ کھلی کہ اس

مرد نے یہ خط اُسوقت لکھا ہی کہ جب اسکے غائب ہو جانے سے ایک مہینہ سے زیادہ نہیں گذرا تھا ولیکن خط لانے والے نے راہ مین دیر کردی اس صورت مین آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی چونکہ تین مہینہ گذر گئے اور اس عورت کو علم نہین ہوا ہی تو بعض نے جواب دیا کہ آخر زمان جامع کے باب ما یجعل فیہ امر امرأتہ الی غیرہ بالوقت کے موافق عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا۔ اور فوائد شیخ الاسلام برہان الدین مین ہی کہ اگر کسی نے عورت سے کہا کہ اگر بے جرم شرعی تجھکو مارون تو تیرا امر تیرے اختیار مین ہی پھر اس عورت سے کہا کہ مین تجھے اجازت دیتا ہون کہ ہر ہفتہ تو اپنے ماں وباپ کے گھر جایا کر پھر ہفتہ گذر گیا اور دس روز ہو گئے اور اسکے باپ وماں اسکے یہان آئے اور انکے ساتھ یہ عورت اُن کے یہان گئی مگر اجازت لیکر نہین گئی پس شوہر نے اس بے اجازت جانے پر اُسکو مارا پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا یا نہ ہوگا تو جواب دیا کہ ہاں ہوگا واللہ اعلم اور مین نے ایک فتوے دیکھا کہ جس کا جواب میرے چچا شیخ نظام الدین نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے بغیر جرم شرعی مارنے پر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا تھا اسکی ماں اسکے شوہر کے گھر آئی اُس مرد نے کہا کہ یہ کتیا یہان کیون آئی ہی عورت نے کہا کہ ماد رتست و خواہر تو یعنی تیری ماں وبہن ہی کہ پس مرد نے عورت کو مارا تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اگر اسکو بغیر جرم مارے تو عورت اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ تجھپر لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود تجھپر ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت نہین ہی اسواسطے کہ عورت نے اسمین پہل نہین کی ہی بلکہ اُسنے مرد کے کہنے پر کہدیا ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے یہ جنایت ہی اور اصح یہی ہی اور علے ہذا اگر مرد نے کہا کہ اے تیری ماں کلوٹی (یا حبشن) پس عورت نے بھی اُلٹکر کہا کہ تیری ماں ہی کلوٹی تو بعضے مشائخ کے قول پر یہ جنایت نہین ہی اور عامہ مشائخ نے اس صورت مین باہم اختلاف کیا ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی ماں زندہ ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے شوہر کے حق مین جنایت نہین ہی اور اگر مر گئی ہو تو یہ امر شوہر کے حق مین شوہر کی طرف سے جنایت ہوگا اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر عورت کے اختیار مین نہ ہوگا خواہ شوہر کی ماں زندہ ہو یا مر گئی ہو بہرحال جنایت ہوگا۔ اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا تجھے موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہی۔ اور اسی طرح اگر شوہر سے کہا کہ اے خدا ناترس کافر تو یہ بھی عورت کی طرف سے جرم ہی۔ اور اگر شوہر کو کہا کہ اے بد خوی پس اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جنایت نہین ہی اور اگر ایسا نہ ہو تو عورت خطاوار ہی اور اگر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر اُسنے جواب دیا کہ خوب کر دنگی پس اگر ایسے فعل کے حق مین کہا ہو جو خود معصیت ہی تو یہ عورت کا جرم ہی اور اگر ایسے فعل مین کہا جو معصیت نہین ہی تو عورت کے حق مین یہ قول جنایت قرار نہ دیا جائیگا اور منتقی مین ہی کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے تیری طلاق تیرے ہاتھ مین رکھدی اُس نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو طلاق دیدی پس شوہر نے

کہا کہ مین نے بھی تجھے طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ
اری بے مزہ پس اگر شوہر شریف ہی تو اُسکے حق مین یہ امر جنایت ہوگا - ایسا ہی عمدہ مین مذکور ہی - اور میرے
والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیا کہ اسکو بے جرم نہ ماریگا پھر
اس عورت نے اور عورتون کے سامنے کہا کہ اگر تمہارے خاوند مرد ہین تو میرا خاوند مرد نہین ہی پس شوہر نے
اُسکو مارا تو میرے والد رحمہ نے جواب فرمایا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت ہی پس عورت کا امر اُسکے اختیار مین
نہوگا واللہ اعلم - اور فتاوی دیناری مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے اختیار مین دیا بدینکہ
اسکو کسی گناہ پر نہ ماریگا اِلّا اسپرکہ شوہر کی بلا اجازت فلان شخص کے یہان جاوے پھر عورت فلان مذکور کے
یہان بلا اجازت شوہر گئی پس شوہر نے جھگڑا کیا عورت نے گالیان دین تو شوہر نے مارا پس اُس عورت
نے کہا کہ مین نے بحکم امر سپردشدہ کے اپنے آپکو طلاق دے لی پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے اس جرم پر مارا
ہی کہ تو میری بلا اجازت فلان کے یہان گئی تو فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہوگا - اور طلاق فتاوی دیناری مین لکھا ہی
کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میری طلاق کی قسم کھائی تھی کہ تجھکو بیگناہ نہ مارونگا پھر تو نے مجھے
بیگناہ مارا اور اب مین تجھپر طلاق ہون پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے بیگناہ شرعی نہین مارا ہی تو فرمایا کہ قول شوہر کا
قبول ہوگا - اور اگر شوہر نے اُسکے بعد یون کہا کہ مین نے تجھے یون کہا تھا کہ تو اپنی بہن کے یہان نہ جا کہ مجھے
اسمین غصہ آتا ہی پھر تو نے نہ مانا اور تو گئی اور مین نے تجھے اس سبب سے مارا ہی اور عورت اپنی بہن کے یہان
جانے سے منکر ہی تو قول کسکا قبول ہوگا اور گواہ کسپر لازم ہونگے تو شیخ نے جواب دیا فرمایا کہ قول شوہر کا قبول
ہوگا اور اسمین گواہون کی سماعت نہوگی - ایک شخص نے دوسرے مرد سے مجلس شراب مین کہا کہ مین نے ہر جس
عورت سے نکاح کیا ہی تیرے واسطے کیا ہی کہ اسکا رکھنا و چھوڑ دینا تیرے ہاتھ مین رہا ہی پس مخاطب
نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو مین نے تیری جورو کو ایک طلاق و دو طلاق و تین طلاق دین پس آیا واقع ہونگی تو
شیخ نے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ یہ کہنا کہ تیرے ہاتھ مین رہا ہی یہ زمانہ ماضی مین اُسکے ہاتھ مین اختیار ہونے کی خبر
دینا ہی اور زمانہ ماضی مین اختیار ہاتھ مین ہونے سے اسکا ابتک باقی ہونا لازم نہین آتا ہی بلکہ مطلق امر تو مجلس تک
مقصور ہوتا ہی حالانکہ مجلس بدل چکی پس باطل ہو جاویگا حتی کہ اگر یون کہا کہ تیرے ہاتھ مین ہی تو یہ اس امر کا اقرار ہی کہ اختیار
امر اب بھی قائم ہی پس اسکا طلاق دینا صحیح ہوگا یہ فصول استروشنی مین ہی - اور میرے جد کے فوائد مین ہی کہ
ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ مہینا تمام اگر دو دینار عورت کو نہ پہونچاوے تو
عورت مختار ہی کہ اپنے آپکو طلاق دیدے پھر مرد نے اس عورت کے ایک قرضخواہ کو دینے پر اُترائی
قبول کرلی پس آیا عورت بعد مدت گذرنے کے خود مختار ہو سکتی ہی یا نہین تو جواب دیا کہ اگر شوہر نے مدت
گذرنے سے پہلے قرضخواہ عورت کو دیدیے تو عورت مختار نہ ہوگی اور اگر نہ دیے ہون تو ہوگی - ایک شخص
نے اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین دیا کہ بدون اُسکی اجازت کے شہر سے باہر نہ جاویگا پھر باہر جانے
کا قصد کیا اور عورت نے اُسکی مشایعت کی پس آیا یہ عورت کی طرف سے اجازت ہی تو فرمایا کہ اجازت
نہین ہی - واقعہ فتوے ہی کہ ایک مرد نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بدینکہ عورت کی بلا اجازت باندی نہین

خریدیگا پھر یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ نخاس مین گئی اور وہان ایک باندی کو چھانٹا اور اُس باندی کو اُسکے شوہر نے خرید الیس آیا عورت کا یہ چھانٹنا اجازت ہوگا تو ہمارے بعضے اہل زمانہ نے اگرچہ وہ فتوے دینے کی لیاقت نہ رکھتا تھا جواب دیا کہ ہان عورت کی طرف سے اجازت ہوگی کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو جائیگا اور مین نے جواب دیا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ مین تجھ سے ایک بات کہتی ہون تو نے روا رکھی یا کہا کہ ایک کام کرتی ہون تو نے اجازت دی پس شوہر نے کہا کہ ہان مین نے روا رکھا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدین تو کچھ واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہ کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے بغیر جرم مارنے پر طلاق کو معلق کیا پھر عورت مذکورہ کو چہ مین جو کشادہ دوسری جانب سے نہین ہے آگ لینے گئی اور اُس کوچہ مین ایک مرد اجنبی رہتا تھا اور عورت کا یہ قصد نہ تھا کہ اُس اجنبی کو دیکھے مگر شوہر نے اس عورت کو مارا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ شوہر نے اُسکو جرم پر مارا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب کبھی بغیر میری اجازت کے تو اس شہر سے باہر جاوے تو تو نے اپنی عورت کا امر میرے ہاتھ مین دیا اُسنے کہا کہ ہان دیا پھر اُسنے ایکبار اُس شخص سے باہر جانے کی اجازت لے لی پس آیا اب بلا اجازت بھی جا سکتا ہے تو شیخ علاء الدین نے جواب دیا کہ ہان جا سکتا ہے اسواسطے کہ ہرگاہ بمعنی ہر وقت ہے اور ایکبار کا اجازت دینا ان اوقات کے واسطے شامل ہو جائیگا ایسا ہی مین نے اسکے فوائد سے لکھ لیا ہے - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ہر چھ مہینے کے شروع پر تجھے تیرے ماں باپ کے شہر نہ لیجاؤن تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا کہ تو ایک طلاق بائن جب چاہے آپ کو دیدے اور عورت مذکورہ نے اس تفویض کو اُسی مجلس تفویض مین قبول کیا پھر اسکے بعد ایک سال گذر گیا اور شوہر اسکو اسکے ماں و باپ کے گھر نہ لے گیا پس آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہین جاننا چاہیے کہ یہ واقعہ مرغنیان مین واقع ہوا تھا چنانچہ وہان کے لوگون نے اسکا استفتا ہمارے پاس بھیجا پس مین نے لکھا کہ ہان عورت کو یہ اختیار حاصل ہے اور اُسوقت کے مفتیان سمرقند نے میرے جواب سے موافقت کی - اور میرے جد کے فوائد مین ہے کہ ایک نے کہا کہ مین شراب نہ پیونگا و جوا نہ کھیلونگا و زنا نہ کرونگا اور اگر کرون تو میری جورو کو مجھ سے تین طلاق ہین پس اگر اُسنے انہین سے کوئی کام بھی کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی پھر لکھا کہ نفی کی صورت مین کچھ اختلاف نہین ہے مگر اثبات کی صورت مین اختلاف ہے یعنے اگر کہا کہ اگر مین شراب پیون و جوا کھیلون و زنا کرون تو مین نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا پھر اُس نے انہین سے ایک فعل کیا تو بعضون کے نزدیک عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہ ہوگا اور بعضون کے نزدیک ہو جائیگا اور شیخ رحمہ نے فرمایا کہ ایسے الفاظ سے غرض یہ ہے کہ نفس کو روکے اور فعل حرام سے اسکو باز رکھے اور ان افعال مین سے ہر فعل تنہا اُسکی غرض کے واسطے صالح ہے پس چاہیے کہ سب فعلون کے پائے جانے پر جزا موقوف نہ رہے اگرچہ لفظاً واو یا آدم جمع کے واسطے ہین ایسا ہی شیخ الاسلام برہان الدین نے ذکر فرمایا ہے اور فوائد علامہ مین مذکور ہے کہ

ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین مثلث پیون یعنی وہ جو شیدہ عصیر دو تہائی جل گئی تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا جب تو چاہے اپنے آپکو طلاق دیدے عورت نے اسکو قبول کیا پھر اس مرد نے فقط ایکبار پی اور باقی نہین تو آیا اسکے پینے سے عورت مختار ہو جائیگی یا نہین سو علماء سے جواب دیا کہ ہان عورت مختار ہو گی کیونکہ حصول اختیار جدا جدا ہر ایک کے ساتھ متعلق ہر نہ سب کے ساتھ مجموعہ ہو کر اور اسی طرح دلیل کے ساتھ علماء نے جواب دیا ہر اور انکے ہمعصرون نے اُنسے اتفاق کیا ہر - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھ مین دیا کہ اگر اسکو جرم پاہے جرم مارے تو جب چاہے وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے اور عورت نے اُسی مجلس مین اسکو قبول کر لیا اسکے بعد اس مرد نے اس عورت کو جرم پر مارا پس آیا عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہر تو مین نے جواب دیا کہ ہان دے سکتی ہر - اور مسائل مذکورہ مین جو میرے جد امام و علامہ سمرقندی نے اختیار کیا ہر اور اسکے اہل زمانہ نے انکی موافقت کی ہر یہی ان مسائل مین شیخ کبیر امام ابو بکر محمد بن الفضل بخاری کا مختار ہر یہ فصول عمادیہ مین ہر -

چوتھا باب در بیان طلاق بالشرط و نحو ذلک اور اسمین چار فصلین ہین - فصل اوّل بیان الفاظ شرط (الفاظ شرط) - ان - اذا - اذا ما - کل - کلما - متی - متی ما - پس ان الفاظ مین جب شرط پائی جائیگی تو قسم منحل ہو جائیگی اور منتہی ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ الفاظ عموم و تکرار پر دلالت نہین کرتے ہین پس ایکبار فعل پائے جانے پر شرط پوری ہو کر قسم منحل ہو جائیگی اور پھر اسکے بعد اس فعل کے پائے جانے سے حنث نہ ہوگا الّا کلما مین کہ یہ لفظ کلما مقتضی عموم ہر پس اگر شرط بلفظ کلما ہو اور اسکی جزا طلاق قرار دی گئی ہو تو لفظ کلما سے ہر بار شرط متکرر ہو کر ہر بار حانث ہوگا اور جب جب حانث ہوگا تب ہی طلاق واقع ہو گی یہان تک کہ جسمین طلاق کی اسطرح قسم کھائی ہر اس ملک کی سب طلاق پوری ہو جاوین پھر اگر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اس نے اس عورت سے نکاح کیا اور پھر شرط پائی گئی تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا یہ کافی مین ہر اور اگر کلمہ کلما نفس تزوج پر داخل ہوا کہ یون کہا کہ کلما تزوجت امرأة فھی طالق او کلما تزوجتک فانت طالق تو ہر بار اسکے ساتھ نکاح کرنے سے وہ طالقہ ہو گی اگرچہ دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد اُس سے نکاح کیا ہو یہ غایة السروجی مین ہر - اور اگر کسی نے کہا کہ کل امرأة اتزوجھا فھی طالق ہر عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہر پس اُس نے کئی عورتون سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑیگی - اور اگر اُسنے ایک ہی عورت سے کئی بار نکاح کیا تو وہ فقط ایک ہی مرتبہ مطلقہ ہو گی یہ محیط مین ہر - اور اگر اُسنے بعض عورتون کی نیت کی ہو تو دیانةً اُسکی نیت صحیح ہو گی مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائیگی اور شیخ خصاف نے فرمایا کہ قضاءً بھی اُسکی نیت صحیح ہر اور فتوےٰ ظاہر المذہب پر ہر اور اگر قسم کھانے والا مظلوم ہو اور موافق قول خصاف کے حکم دیا گیا تو کچھ مضائقہ نہین ہر یہ بحر الرائق مین ہر - اور منجملہ الفاظ شرط کے لو و مَن و اَیّ و ایان و این و انّی ہین کذا فی التبیین - اور اذا منجملہ لفظ کے ہر جب کہ فعل پر داخل ہو مثلاً کہا کہ انت طالق فی دخولک الدار یعنی (ان دخلت الدار) یہ عتابیہ مین ہر - اور الفاظ شرط جو فارسی مین ہین اگر و ہمی و ہمیشہ و ہرگاہ و ہر زمان و ہر بار پس لفظ اگر بمعنے اِن ہر پس حانث نہوگا مگر ایک ہی مرتبہ اور دوم بمعنے متی ہر کہ اسمین بھی ایک ہی مرتبہ

حانث ہوگا اور سوم مثل دوم کے ہو اور دونون کے معنے ایک ہین اور چہارم و پنجم مین بھی ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ لفظ بمعنی کل کے ہو اور یہی صحیح ہو اور ششم بمعنی کلما ہو پس ہر بار وہ حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو - اور رہا لفظ کہ جیسے کہا کہ زن او طالقہ است کہ این کار می کند پس اگر عرف مین اس سے تعلیق کے معنی نہ لیے جاتے ہون تو طلاق سے فی الحال واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہو اور اگر اُن لوگون نے تعلیق فقط اسی لفظ سے اپنے عرف محاورہ مین رکھی ہو تو جب تک شرط نہ پائی جاوے طلاق واقع نہوگی - اور اگر انکے عرف مین تعلیق اس لفظ سے بھی ہو اور صریح حرف شرط سے بھی معروف ہو تو فضلی رح نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہو کہ یہ طلاق فی الحال واقع ہوگی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہ واقع ہوگی اور یہی اصح ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر قسم کھانے کے بعد ملک زائل ہو جاوے مثلاً عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین تو اس سے قسم باطل نہین ہوتی ہو پھر اگر شرط ایسی حالت مین پائی گئی کہ ملک ثابت ہو تو قسم منحل ہوگی مثلاً عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر ایسی حالت مین داخل ہوئی کہ یہ اس مرد کی جورو تھی تو قسم منحل ہو جائیگی اور باقی نہ رہیگی اور اگر نکاح سے خارج ہو جانے کے بعد داخل ہوئی تو قسم منحل ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہو پھر قبل وجود شرط کے اُسکو طلاق دیدی یہانتک کہ عدت گذر گئی پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو قسم منحل ہوگی مگر طلاق کچھ نہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہو اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہو پھر قبل دخول دار کے عورت کو ایک یا دو طلاق دیدین پھر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا جس نے اُس سے دخول کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح مین آئی پھر دار مین داخل ہوئی تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہو - اور اگر اپنی عورت پر تین طلاق یا کم کی تعلیق کی ہو تو پھر تین طلاق کی تنجیز اس تعلیق کو باطل کر دیتی ہو مثلاً تین طلاق یا کم کی تعلیق کی اور کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تجھے تین طلاق ہین پھر اس شرط کے پائے جانے سے پہلے اس عورت کو تین طلاق فی الحال دیدین پھر یہ عورت بعد حلالہ کرانے کے اُسی شوہر کے نکاح مین آئی پھر شرط پائی گئی تو کچھ بھی واقع نہوگی یہ شرح نقایہ برجندی مین ہو - اور جیسے تنجیز تین طلاق دینے سے تعلیق طلاق باطل ہو جاتی ہو اسی طرح شوہر کے دار الحرب مین جا ملنے سے بھی امام اعظم رح کے نزدیک باطل ہو جاتی ہو مگر اسمین صاحبین رح کا خلاف ہو چنانچہ اگر شوہر کے دار الحرب مین جا ملنے کے بعد عورت مذکورہ عدت ہی مین اس دار مین داخل ہوئی تو اسپر طلاق نہ پڑیگی اور اسمین صاحبین کا خلاف ہو - اور اس خلاف کا فائدہ یہ ہو کہ اگر مرد مذکور تائب مسلمان ہو کر دار الحرب سے واپس آیا اور اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ نکاح مستقبل ہو کہ تعداد طلاق یعنی تین مین سے کچھ کمی نہ ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک نقصان ہو سکتا ہو یہ فتح القدیر مین ہو دوسری فصل کل و کلما سے تعلیق طلاق کرنے کے بیان مین - اگر ایک شخص نے کہا کہ ہر بار جب مین اس دار مین داخل ہون تو میری جورو کو طلاق ہو حالانکہ اُسکی چار جورو ہین پھر یہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا اور کسی جورو کو معین نہین کر چکا ہو تو ہر بار مین ایک طلاق واقع ہوگی پس چاہے ان طلاقون کو سب پر متفرق کر دے

اور چاہے ایک ہی پر جمع کر دے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار جب تو اس دار میں داخل ہووے پس ہر بار کہ تو فلان سے کلام کرے تو تو طالقہ ہے تو دوسری قسم معلق بدخول ہو گی پس جبکہ وہ عورت دار میں داخل ہو گی تب دوسری قسم منعقد ہو گی پھر جب فلان سے تین بار کلام کریگی تب تین طلاق سے طالقہ ہو گی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اگر ایک مرد نے دو مردوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں تمہارے پاس کھانا کھاؤں تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسنے ایک روز انمیں سے ایک کے پاس کھانا کھایا اور دوسرے روز دوسرے کے پاس کھایا تو اُسکی جورو پر تین طلاق پڑ جائینگی اسواسطے کہ جب اُسنے اول کے پاس کھانا کھایا اور تین لقمہ کھائے یا زیادہ کھائے تو گویا اُسکے پاس تین مرتبہ کھانا کھایا اور جب دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو گویا اُسکے پاس بھی تین مرتبہ کھایا پس دونوں کے پاس تین مرتبہ کھانا کھانا پایا گیا اور اینکے پاس ہر بار کھانا شرط ہے نوع طلاق وا خذ ہے اذ اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تیرے پاس کھایا پھر اسکے پاس کھایا تو میری جورو طالقہ ہے تو اسمیں بھی یہی حکم ہوگا جو ہمنے بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار جب میں اچھی بات کہوں تو تو طالقہ ہے پھر بولا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو عورت پر ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر اُسنے یوں کہا کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی دو جوروں سے جنکے ساتھ دخول کر لیا ہے یا نہیں کیا ہے یا ایک سے دخول کیا ہے نہ دوسری سے یوں کہا کہ ہر بار جب میں تمہاری طلاق کی قسم کھاؤں تو تم دونوں میں سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ ایک تم دونوں کی طالقہ ہے اور مکرر دو مرتبہ کہا تو کچھ واقع نہ ہو گی اور اگر تیسری مرتبہ کہا تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ واقع نہ ہو گی اِلّا اگر اُس نے دوسری مرتبہ کی طلاق واحدہ کے سوائے تیسری مرتبہ میں طلاق واحدہ مراد لی تو ایسی صورت میں ان دونوں کی طلاق پر قسم کھانے والا ہو جائیگا پس ایک قسم اول میں حانث ہو جائیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار جب میں نے قسم کھائی تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو یہ عورت طالقہ ہے ہر بار کہ قسم کھائی میں نے تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو تم میں سے ایک طالقہ ہے تو ایک طلاق واقع ہو گی اور اختیار بیان کرنا کہ کون عورت مطلقہ ہوئی شوہر کو ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تم دونوں میں سے ایک کے طلاق کی تو ایک تم میں سے طالقہ ہے ہر بار کہ میں نے قسم کھائی تم دونوں سے ایک کے طلاق کی تو وہ طالقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اختیار شوہر کو ہو گا چاہے دونوں طلاقوں کو ایک ہی پر ڈالے اور چاہے دونوں پر تقسیم کر دے۔ اور اگر شوہر کی ایک مدخولہ ہو اور دوسری مدخولہ ہو پس اُس نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں کے طلاق کی قسم کھائی تو تم دونوں طالقہ ہو اور اسکو تین مرتبہ کہا تو پہلی قسم منعقد ہو کر دوسری قسم سے منحل ہو گی پس ہر ایک پر ایک ایک طلاق واقع ہو گی اور تیسری قسم مدخولہ کے حق میں منعقد ہو گی اور دوسری قسم تیسری قسم سے منحل نہ ہو گی کیونکہ شرط تمام نہیں ہے یعنے دونوں کے طلاق کی قسم پائی نہ گئی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے نکاح کر کے اس سے کہا کہ اگر میں دار میں داخل ہوں تو تو طالقہ ہے تو دوسری و پہلی قسم منحل ہو گی اور دونوں میں سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تیسری قسم

مدخولہ کے حق مین قسم کھانے پر کچھ شرط ہو جو وتھی اور اب شرط پوری ہو گئی پس دونون مین سے ہر ایک پر طلاق بائنہ ہو جائیگی۔ اور اگر اُس نے غیر مدخولہ سے نکاح نہ کیا ولیکن اس سے یہ کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا اور تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی تو قسم صحیح ہو گی اور پہلی و دوسری قسم منحل ہو جاوینگی لیکن مدخولہ اسکی ملک مین ہی پس اسپہ طلاق بائنہ ہو گی اور غیر مدخولہ اُسکی ملک مین نہین ہی پس اسکے حق مین قسم لغو ہو گی اور اول و دوم دونون منحل تو ہونگی مگر کچھ جزا مترتب نہ ہو گی لیکن قسم بکلمہ ہر بار منعقد ہو گی اور اثر انحلال کا ظاہر نہوا پس دونون قسمین باقی رہینگی پھر جب اسکے بعد اُس سے نکاح کیا اور اُسکی طلاق کی قسم کھائی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر اُسنے مدخولہ سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی تو صحیح نہو گی اسواسطے کہ وہ بائنہ موجود ہی لیکن اگر یون کہا کہ جب مین تجھسے بعد تیرے دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی تو ایسی قسم صحیح ہو گی اسواسطے کہ اسمین اضافت بجانب ملک ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر اُسنے اپنی کئی عورتون مین سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تیری طلاق کی قسم کھائی تو باقیات طالقات ہین پھر دوسری عورت سے بھی ایسا ہی کلام کیا پھر تیسری سے بھی یہی کہا تو تیسری و چوتھی عورت
یعنی دو سے زیادہ چار تک ۱۲م
تین تین طلاق سے طالقہ ہو جائینگی اور دوسری عورت پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ دوسرے کلام سے وہ پہلی عورت کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا اور تیسرے کلام سے پہلی و دوسری کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا ہی۔ اور اگر بجاے ہر بار کے لفظ جب ہو تو تیسری و چوتھی عورت مین سے ہر ایک پر دو دو طلاق واقع ہونگی اور اول و دوم مین سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہو گی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ ہر عورت میری عورتون مین سے جو دار مین داخل ہو پس یہ طالقہ ہی اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ فے الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اسکی عدت مین وہ دار مین داخل ہو لی تو دوسری طلاق بھی اسپر واقع ہو گی یہ منتقے مین مذکور ہی اور شیخ ابو الفضل رح نے فرمایا کہ یہ حکم اسکے خلاف ہی جو جامع مین مذکور ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ نوازل مین ہی کہ شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ مین نے حسن بن زیاد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے یون کہا کہ ہر بار کہ مین داخل ہون اس دار مین ایک دفعہ داخل ہونا تو تو طالقہ ہی ہر بار کہ مین اس دار مین دو دفعہ داخل ہون تو تو طالقہ ہی پھر اس دار مین دو دفعہ کا داخل ہونا اس سے عمل مین آیا تو حسن بن زیاد نے فرمایا کہ عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر اُسنے دو عورتون سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون سے نکاح کیا پس تم دونون طالقہ ہو پھر کسنے ایک سے ایکبار اور دوسری سے دو بار نکاح کیا تو دونون ایک ایک طلاق سے طالقہ ہونگی لیکن اگر اوّل سے بھی دوبارہ نکاح کیا تو دونون پر ایک ایک طلاق دوسری بھی واقع ہو گی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے دو عورتون سے نکاح کیا پس دونون طالقہ ہین پھر اُسنے تین عورتون سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ ہر ایک کے حق مین یہ بات پائی گئی کہ اسنے دو عورتون سے نکاح کیا ہی اور یہی شرط تھی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون کے پاس کھایا پس میری جورو طالقہ ہی پھر اُسنے ہر ایک کے پاس تین لقمہ کھائے تو اُسکی عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر

ہر عورت و ہر بار کہ میں نے کسی عورت سے تیس برس تک نکاح کیا پس وہ طالقہ ہی اگر میں اس دار میں داخل ہون اور اس شخص کے نکاح میں ایک عورت ہی پھر اُسنے دوسری عورت سے نکاح کیا پھر اُسنے ان دونون کو طلاق دیدی پھر ان دونون سے دوبارہ نکاح کیا پھر دار میں داخل ہوا تو دونون میں سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی جنمین سے ایک طلاق بالیقاع اور دو بحلف واقع ہونگی اور اگر اُس نے دونون کو طلاق دینے کے وقت دونون سے نکاح نہ کیا ہو یہان تک کہ دار میں داخل ہو گیا پھر دونون سے نکاح کیا تو ہر ایک بسبب اُسکے حانث ہو جانے کے مطلقہ بیک طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہی- اور اگر کسی نے کہا کہ کلما دخلت ہذہ الدار وکلمت فلانا اوفکلمت فلانا فامرأۃ من نسائی طالق یعنی ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور میں نے فلان سے کلام کیا یا پھر میں نے فلان سے کلام کیا تو میری عورتون میں سے ایک عورت طالقہ ہی پھر یہ شخص دار میں کئی مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُس نے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی- اور اگر یون کہا کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر وہ دار میں تین مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اُسنے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی- اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے کسی عورت سے نکاح کیا اور میں دار میں داخل ہوا تو وہ طالقہ ہی پھر ایک عورت سے تین مرتبہ نکاح کیا اور دار میں ایک ہی دفعہ داخل ہوا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر دوبارہ داخل ہوا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر تیسری بار داخل ہوا تو تین طلاق واقع ہونگی- اور اسکی نظیر یہ مسئلہ ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے چھوہارا اور اخروٹ کھایا تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے تین چھوہارے اور ایک اخروٹ کھایا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر دوسرا اخروٹ کھایا تو دوسری طلاق اور اگر تیسرا اخروٹ کھایا تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگی یہ شرح تلخیص الجامع الکبیر میں ہی- ابن سماعہؒ کہتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسفؒ کو فرماتے سنا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر بار کہ تو اس دار میں داخل ہوئی پس ہر بار کہ تو نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی تو یہ امر دونون باتون پر ہوگا اور لفظ تو جو ترجمہ فا ہی جزا پر داخل ہی پس اگر عورت مذکورہ ابتدا کرکے تین بار دار میں داخل ہوئی پھر اُس نے ایکبار فلان سے کلام کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ دار میں ایک دفعہ داخل ہوئی پھر اُسنے تین دفعہ فلان سے کلام کیا تو بھی اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہی- اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ میں دار میں داخل ہوا پس تو طالقہ ہی اگر میں نے فلان سے کلام کیا پھر مرد مذکور دار میں چند مرتبہ داخل ہوا اور پھر چند ہی مرتبہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو سب قسمون میں حانث ہوگا- اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی اگر وہ دار میں داخل ہوئی پھر عورت سے چند مرتبہ نکاح کیا اور وہ دار میں ایک مرتبہ داخل ہوئی تو بسبب طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہی- اور اگر کسی نے کہا کہ ہر عورت کہ میں اس سے نکاح کرون کبھی فلان قریہ میں تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت کو باہر نکالکر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس عورت کو باہر نہ نکالا مگر دوسری جگہ سوائے اُس گانون کے اُس سے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی- اور اگر یون کہا کہ ہر عورت کہ میں اُس سے نکاح کرون اس گانون میں

تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت سے نکاح کیا تو چاہیے جہان نکاح کرے حانث ہوگا یہ
فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر یون کہا کہ کل امرأۃ لی تکون ببخارا فہی طالق ثلثا ہر میری عورت جو بخارا
مین ہو گی وہ بسہ طلاق طالقہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے وہ بخارا
مین نکاح کرے وہ طالقہ ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے سواے بخارا کے دوسری جگہ کسی
عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو بخارا مین لے آیا اور خود اُسکے ساتھ بخارا مین رہا تو وہ مطلقہ نہو گی اور یہی
صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی- ایک شخص کی ایک غیر مدخولہ عورت ہی اُسنے کہا کہ ہر میری جورو اور ہر عورت کہ
جس سے تیس[۳] سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہی اگر مین دار مین داخل ہون پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح
کیا اور اُسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر ان دونون سے تیس[۳] سال کے اندر نکاح کیا
پھر دار مین داخل ہوا تو پہلی جورو قسم کی وجہ سے بدو طلاق طالقہ ہو گی سواے اس طلاق کے جو اُسکو یہ
تنجیز دیدی تھی پس جملہ اسپر تین طلاق پڑینگی اور رہی جدیدہ پس اسپر سواے اس طلاق کے جو اُسکو
بتنجیز دیدی تھی ایک طلاق بوجہ قسم کے واقع ہو گی چنانچہ جملہ دو طلاقون سے مطلقہ ہوگی- اور اگر مرد مذکور
بعد ان دونون کے اول مرتبہ طلاق دینے کے دار مین داخل ہوا پھر ان دونون سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ
نکاح کرتے ہی بوجہ قسم حانث ہونے کے بیک طلاق طالقہ ہو گی اگرچہ اُسکے حق مین انعقاد دو قسمون کا
ہوا ہی ایک قسم تزوج دوم قسم کون لیکن قسم کون بلا جزا رہو گی پس نفس تزوج کی وجہ سے ایک طلاق واقع
ہوگی اور رہی جدیدہ سو اسپر حانث ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہو گی یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ ہر
عورت جس سے مین نکاح کرون پس وہ طالقہ ہی اور فلانہ یعنی اپنی ایک موجودہ جورو کا نام لیا یا یون کہا کہ
ہر میری جورو جو دار مین داخل ہو وہ طالقہ ہی اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اُسکے حق مین
انتظار تزوج و دخول دار نہوگا پھر اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دار مین داخل ہوئی حالانکہ یہ
عدت طلاق مین ہی تو اسپر دوسری طلاق واقع ہو گی یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین کبھی نکاح
کرون یا کہا کہ تیس[۳] سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہی اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا پھر اُسنے اس
مدت کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے بعد فلان سے
کلام کرنے کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہو گی- اور اگر قسم موقت نہو یعنی اسمین
کوئی وقت ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون
وہ بسہ طلاق طالقہ ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے سے پہلے نکاح
کیا اور ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح
کیا ہی وہ مطلقہ نہو گی- اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ مین اُس سے نکاح
کرون وہ طالقہ ہی تو جس عورت سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طالقہ نہو گی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت
ہو- اور اگر اُسنے ایسی عورت کے طلاق کی نیت کی ہو جس سے قبل فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا ہی تو اُسکی
نیت صحیح ہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اگر مین دار مین

داخل ہون تو وہ طالقہ ہر پس جس سے قبل دخول کے نکاح کیا ہر تو داخل ہونے سے مطلقہ ہو گی اور جس سے بعد داخل ہونے کے نکاح کیا ہر وہ مطلقہ ہو گی اور داخل ہونا بھی انعقاد قسم کی شرط قرار دیا جائیگا اور شرط اول شرط حنث ہو گی اور تقدیر کلام یون ہر کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہر۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جسکا مین مالک ہون تو وہ طالقہ ہر اگر مین دار مین داخل ہون یا داخل ہونے کی شرط کو مقدم بیان کیا تو یہ ایسی ہی عورتون کو شامل ہوگا جو اسکی ملک مین ہون اور انکو شامل نہ ہوگا جو بعد اسکے نکاح مین آوینگی اور اگر اس نے استقبال کی نیت کی تو تغلیظا کے طور پر اسکی تصدیق کیجائیگی پس جو عورت اسکی ملک مین ہر وہ باعتبار ظاہر مفہوم کلام کے مطلقہ ہو گی اور جو آیندہ اسکے نکاح مین آئی وہ اسکے اقرار پر مطلقہ ہو گی یہ کافی مین ہر۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہر کہ ایک شخص نے کہا کہ کل امرأة اتزوجها تشرب السویق فهی طالق او قال کل امرأة اتزوجها تلبس المعصفر فهی طالق ای ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ ستو کھاوے (یا ستو کھاتی ہو) وہ طالقہ ہر یا کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ کسم کا رنگا ہوا پہنے (یا پہنتی ہو) وہ طالقہ ہر تو اس قول سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ بعد نکاح کرنے کے وہ ستو کھاوے یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے لیکن اگر اس نے یہ نیت کی کہ قبل نکاح مین آنے کے ایسا کرتی ہو تو اسکی نیت پر ہر یہ ذخیرہ مین ہر۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کرون جب تک تو زندہ ہر تو وہ طالقہ ہر پھر خاص اسی عورت سے نکاح کیا تو حانث نہوگا اور یہ کلام اس عورت کے سوائے دوسری عورتون کے حق مین رکھا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ کلام اپنی جورو سے کہا پھر اسکو طلاق بائن دیکر اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہو گی یہ فصول استروشنی مین ہر۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرے نام کی ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہر پھر اس جورو کو طلاق دے کر پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہ ہو گی اگرچہ قسم کے وقت اسکی نیت بھی کی ہو جیسے اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون سوائے تیرے وہ طالقہ ہر تو یہ عورت قسم مین داخل نہ ہو گی اگرچہ نیت کی ہو۔ ایک شخص کی چار عورتین ہین اس نے ایک جورو سے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہر اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اپنی عدت کی حالت مین یہ عورت دار مین داخل ہو گئی تو سب عورتین مطلقہ ہو جاوینگی ایک شخص نے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہر اور اسکی نیت یہ ہر کہ جو اسوقت موجود ہی اور جو آیندہ اپنے نکاح مین لاویگا تو اس کلام سے طلاق ایسی جورو کے حق مین نہ ہو گی جو آیندہ اسکے نکاح مین آوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہر۔ اور اگر کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہر اگر مین ایسا کرون حالانکہ اسکی کوئی جورو اسوقت نہین ہر اور اس نے یہ نیت کی کہ جس عورت سے اسکے بعد نکاح کرے تو اسکی نیت صحیح ہو گی جیسے یون کہا کہ ہر عورت جو میری جورو ہو گی اور یہی شمس الاسلام محمود اوزجندی کا قول ہر اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت نہین صحیح ہر اور سید امام ابو شجاع بلخی نے فرمایا کہ ہم پہلے قول کو لیتے ہین یہ فصول استروشنی مین ہر۔ امام محمدؒ سے مروی ہر کہ اگر کسی نے اپنے والدین سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون جبتک تم دونون زندہ ہو تو وہ طالقہ ہر پھر دونون مر گئے تو قسم باطل ہو جائیگی اور یہی صحیح ہر یہ محیط سرخسی مین ہر۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت

جو میرے نکاح مین داخل ہو وہ طالقہ ہی تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے واسطے حلال ہووے وہ طالقہ ہی تو بھی ایسا ہی ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص جانتا ہی کہ مین نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی مگر یہ نہین معلوم کہ وہ قسم کے وقت بالغ تھا یا نہ تھا پھر اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اُس نے صحت قسم مین شک کیا ہی پس شک کے ساتھ حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ جب تک مین فاطمہ سے نکاح نہ کرون ہر عورت جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر فاطمہ مرگئی یا غائب ہوگئی پس اُس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو درصورت فاطمہ کے غائب ہونے کے وہ مطلقہ ہوگی اور درصورت مرجانے کے مطلقہ نہ ہوگی - (یعنی غائب ہوگئی پردیس کو چلی گئی ۱۲م) اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اُسکی طلاق مین نے ایک درم کو تیرے ہاتھ فروخت کی پھر اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکی پہلی جورو نے اس دوسری کے نکاح کے آگاہی کے وقت بھی کہا کہ مین نے قبول کی یعنے بیع مذکور یا کہا کہ مین نے اس عورت کو طلاق دی یا کہا کہ مین نے اسکی طلاق خریدی تو جس عورت سے نکاح کیا ہی وہ مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر دوسری عورت سے نکاح کرنے سے پہلے موجودہ جورو نے کہا کہ مین نے بیع قبول کی تو اسکا قبول کرنا صحیح نہین ہی اسواسطے کہ یہ قبول قبل ایجاب ہی (بحر الرائق) - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہی پس نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا پھر نکاح صحیح اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور ملتقط مین ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ کل امرأة اتزوجها علیک فھی طالق یعنی علی رقبتک اسی ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تجھپر وہ طالقہ ہی یعنی تیرے رقبہ پر تو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر حانث نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر ایک فضولی نے اُسکے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اُسنے اپنے فعل سے نہ قول سے اُسکی اجازت دیدی جیسے مہر بھیجدیا تو یہ مطلقہ نہ ہوگی بخلاف اُسکے اگر نکاح کے واسطے وکیل کیا تو مطلقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ قول وکیل اُسی کا قول ہوگا - اور منتقی مین ہی کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو یہ طالقہ ہی اور اگر مین نے ایسے کو حکم کیا جو میرے ساتھ اُسکا نکاح کردے تو یہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک شخص کو حکم دیا جسنے اُسکے ساتھ اسکا نکاح کردیا تو مطلقہ ہوگی - اور اگر اُسنے خود اُس سے نکاح کیا بدون اُسکے کہ کسی کو وکیل کرے تو مطلقہ نہوگی پھر اگر اسکے بعد کسی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کردے حالانکہ وہ اُسکے نکاح مین موجود ہی تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نکاح کردے تو یہ طالقہ ہی پھر کسی دوسرے کو حکم دیا جسنے اسکے ساتھ اسکا نکاح کردیا تو مطلقہ نہوگی - اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا اسکا خطبہ کیا تو وہ طالقہ ہی پھر اسکا خطبہ کیا پھر اُس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہوگی اور اگر مسئلہ سابق مین قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ مین قبل خطبہ کرنے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی مثلاً دو گواہون کے حضور مین ابتدا اگر کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم پر نکاح کیا اور اُسنے قبول کیا تو مطلقہ ہوجاویگی یہ فتح القدیر مین ہی تیسری فصل کلمات ان و اذا وغیرہ سے

تعلیق طلاق کے بیان میں - اگر نکاح کی طرف طلاق کی اضافت کی تو نکاح کے پیچھے ہی طلاق واقع ہو گی مثلاً کسی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کروں وہ طالقہ ہے اور ایسی ہی لفظ اذا و متی یعنی جب کے ساتھ کہا کہ جب نکاح کروں تو بھی یہی حکم ہے اور اسمیں کچھ فرق نہیں ہے خواہ اُسنے کسی شہر یا قبیلہ یا وقت کی تخصیص کردی ہو یا نہ کی ہو حکم یکسان ہے - اور اگر اسکو شرط کی طرف مضاف کیا تو شرط کے پیچھے ہی اتفاقاً واقع ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے یوں کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے اور اضافت طلاق صحیح نہیں ہے الا اُس صورت میں کہ قسم کھانے والا بالفعل مالک ہو یا ملک کی طرف مضاف کردے اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے پھر اُس عورت سے نکاح کیا پھر یہ دار میں داخل ہوئی تو مطلقہ نہ ہو گی یہ کافی میں ہے - اور اگر یوں کہا کہ ہر عورت جسکے ساتھ میں ایک فراش پر جمع ہوں وہ طالقہ ہے پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہ ہو گی - اور اگر کہا کہ نصف اُس عورت کا جسکا تو میرے ساتھ نکاح کردے طالقہ ہے پھر اُس نے ایک عورت کا اُسکے ساتھ بدون اُسکے حکم کے یا اُسکے حکم سے نکاح کردیا تو مطلقہ نہ ہو گی - اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بر نیکہ وہ طالقہ ہے تو طالقہ ہو گی یہ فتح القدیر میں ہے - واضح ہو کہ تعلیق بصریح شرط یعنی جبکہ حرف شرط کو ذکر کردے ایسی تعلیق عورت معینہ و غیر معینہ دونوں کے حق میں موثر ہوتی ہے اور تعلیق یعنی الشرط غیر معینہ کے حق میں کارآمد ہوتی ہے چنانچہ اگر کہا کہ جو عورت کہ میں اُس سے نکاح کروں وہ طالقہ ہے تو کارآمد ہے اور معینہ کے حق میں کارآمد نہیں ہوتی ہے چنانچہ یہ قول کہ یہ عورت کہ جس سے میں نکاح کرونگا طالقہ ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو طالقہ نہ ہو گی یہ معراج الدرایہ میں ہے - پھر واضح ہو کہ شرط اگر جزاء سے متاخر ہو تو تعلیق صحیح ہے اگرچہ حرف فا ذکر نہ کیا ہو بشرطیکہ شرط و جزا کے بیچ میں سکوت نہ آگیا ہو آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ جسنے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہو تو طلاق کا واقع ہونا دخول دار سے متعلق ہو گا اگرچہ حرف فا ذکر نہیں کیا اسواسطے کہ شرط و جزاء کے بیچ میں سکوت واقع نہیں ہوا ہے - اور اگر شرط جزا پر مقدم ہو پس اگر جزاء اسم ہو تو جزا کا تعلق شرط سے جب ہی ہو گا کہ جب حرف فا ذکر کیا ہو چنانچہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق یعنی اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے اور اگر یوں کہا کہ ان دخلت الدار انت طالق یعنی اگر تو دار میں داخل ہو تو طالقہ ہے تو طلاق فے الحال واقع ہو گی لیکن اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ طلاق معلق بدخول ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اُسکی تصدیق ہو گی مگر قضاءً تصدیق نہ ہو گی قال المترجم اردو میں اگرچہ اصل یہی ہے کہ حرف فا کا ترجمہ لفظ تو یا پس بولا جاوے لیکن بسا اوقات حذف کرکے بھی بولتے ہیں اگرچہ جزاء اسم ہو لہذا قضاءً بھی تصدیق ہونی چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر جزاء فعل مستقبل یا فعل ماضی ہو تو جزاء بدون حرف فا کے شرط سے متعلق ہو گی اور یہی اصل بنی ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے تو وہ فی الحال مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے دعویٰ کیا کہ میں نے تعلیق کی نیت کی تھی تو ہرگز کسی طور سے اُسکی تصدیق نہ ہو گی ایسا ہی جامع میں مذکور ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تو نے تعلیق کی نیت کیونکر کی ہے پس اگر اُسنے کہا کہ باضمار حرف فا ہے تو اُسکی نیت

لہ اول ہماری زبان میں

کسی طرح صحیح نہ ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ نتقدیم و تاخیر تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی اُسکی نیت صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ پس اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہو تو فے الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُس نے تعلیق کی نیت کی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہو اور اگر تو دار مین داخل ہو تو فے الحال طالقہ ہوگی اور قضاءً یا دیانۃً کسی طور پر اُسکی تصدیق بدعوے تعلیق نہ ہوگی کہ مین نے تعلیق کی نیت کی تھی اور اگر اُسنے اس قول سے کہ انت طالق و ان دخلت الدار سے بیان حال کی نیت کی یعنی یہ مراد لی کہ واؤ حالیہ ہو اور معنی یہ ہین کہ تو درحالت دخول دار کے طالقہ ہو تو اسکو امام محمدؒ نے ذکر نہین فرمایا اور شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے نقل کیا جاتا ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ اُسکی نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ ایسی صورتون مین واؤ حال کے واسطے بولا جاتا ہو یہ محیط مین ہو۔ قال المترجم یہ مخصوص بعربیت ہو فارسی و اردو وغیرہ مین ایسا نہین ہو فافہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو امام محمدؒ کے قول مین فی الحال مطلقہ ہو جائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ انت طالق لولا او الا او ان کان او ان لم یکن تو بھی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طالقہ نہوگی اور اسی کو محمد بن سلمہؒ نے اختیار کیا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ انت طالق و خلت یعنی تو طالقہ ہو تو داخل ہوئی تو فے الحال طلاق پڑیگی اسواسطے کہ یہان تعلیق نہین ہو اور اگر کہا کہ انت طالق اَن یعنی اَن بفتح ہمزہ کہا تو طلاق فی الحال پڑجاویگی اور یہی جمہور کا قول ہو اور اگر کہا کہ ادخلی الدار و انت طالق یعنی تو دار مین داخل ہو درحالیکہ تو طالقہ ہو تو طلاق متعلق بدخول ہوگی اسواسطے کہ حال شرط ہو جیسے ادے الی الفا و انت طالق کہنے کی صورت مین یعنی مجھے ہزار درم ادا کردے درحالیکہ تو طالقہ ہو چنانچہ جب تک ادا نہ کرے طالقہ نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثم ان دخلت الدار تو فے الحال طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے تعلیق کی نیت کی تو اُسکی نیت بالکل صحیح نہ ہوگی اور اگر اُس نے مقارنت کی نیت کی یعنی دخول دار کے مقارن طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو عامہ مشائخ کے نزدیک یہ نیت بھی نہین صحیح ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہو اگر آسمان ہمارے اوپر ہو یا دن مین کہا کہ تو طالقہ ہو اگر یہ دن ہو یا رات مین کہا کہ تو طالقہ ہو اگر یہ رات ہو تو فے الحال طلاق پڑجاویگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہو تعلیق بشرط نہین ہو اسواسطے کہ شرط وہ ہوتی ہو جو بالفعل معدوم ہو ولیکن اسکے موجود ہونے کا خطر ہو بخلاف صورت مذکورہ کے کہ یہ موجود ہین۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جاوے تو تو طالقہ ہو تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اس شخص کی غرض اس کلام سے تحقیق نفی ہو کہ اسکو ایک امر محال پر معلق کیا ہو یہ بدائع مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھے وہ دینار جو تونے میری تھیلی سے نکال لیا ہو واپس نہ کرے تو تو طالقہ ہو پھر معلوم ہوا کہ دینار مذکور اُسکی تھیلی مین موجود تھا تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نشہ مین تھا اُسنے دروازہ بجایا مگر دروازہ کھولا نہ گیا پھر اُسنے کہا کہ اگر تونے دروازہ اس رات کو نہ کھولا تو تو طالقہ ہو اور حال یہ ہو کہ اس دار مین کوئی نہ تھا لیس رات گذر گئی اور دروازہ نہ کھلا تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے جو حائضہ ہو کہا کہ اگر تو حائضہ ہووے تو تو طالقہ ہو یا بیمار تھی اس سے کہا کہ اگر تو بیمار رہووے تو تو طالقہ ہو تو یہ

آیندہ کے حیض و مرض پر قرار دیا جائیگا اور اگر اُسنے یہی حیض و مرض مراد لیا ہی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر کل کے روز بھی تجھے حیض آوے تو تو طالقہ ہی حالانکہ اسکو معلوم ہی کہ یہ حائضہ ہی تو یہ قول اسی حیض کے واسطے قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر حیض جاری رہا یہانتک کہ دوسرے روز کی صبح ہوگئی تو طالقہ ہو جائیگی بشرطیکہ یہ گھڑی تین روز پورے کرتی ہو یا تین سے زائد مین ہو۔ اور اگر اسکو عورت کے حائضہ ہونے کا حال معلوم نہو تو یہ جدید از سر نو کل کے روز حیض آنے پر قرار دیا جائیگا۔ اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھے بخار ہو جاوے حالانکہ اسکو بخار ہی یا کہا کہ اگر تیرے سر مین درد ہو جاوے حالانکہ اسکے درد سر ہی تو اسمین بھی ایسی ہی تفصیل ہی جو حیض و مرض مین مذکور ہوئی ہی۔ اور اگر اسکی عورت صحت مین ہو پس اُس سے کہا کہ اگر تو تنگی ہوئی تو تو طالقہ ہی تو چپ ہوتے ہی طلاق واقع ہوگی یعنے فی الحال واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو بینا ہوئی یا کہا کہ اگر تو نے سنا تو تو طالقہ ہی حالانکہ عورت مذکورہ دیکھتی و سنتی ہی تو طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور قیام و قعود و رکوب و سکنی اگر ان چیزون کے ساتھ قسم کھائی تو انمین حانث ہونے کے واسطے یعنے طلاق پڑنے کے واسطے اتنا چاہیے کہ قسم کے بعد ایک ساعت تک ایسا پایا جاوے۔ اور رہا دخول و خروج تو قسم کے بعد پھر جو دخول یا خروج آیندہ پایا جاوے وہی مراد رکھا جائیگا اور ایسا ہی حمل مین ہی چنانچہ اگر حاملہ سے کہا کہ اگر تو حاملہ ہوئی تو مراد وہ حمل رکھا جائیگا جو قسم کے بعد حادث ہو اور ایسا ہی مارنا و کھانا بھی آیندہ پر رکھا جائیگا جو قسم کے بعد پیدا ہووے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق مالم تحیضی او مالم تحبلی یعنی تو طالقہ ہی جبتک تجھے حیض نہ آوے یا جبتک تجھے حمل نہو حالانکہ قسم کے وقت وہ حائضہ یا حاملہ ہی تو خاموش ہوتے ہی طلاق پڑ جاوے گی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہی حیض و حمل مراد لیا تھا جو بالفعل موجود ہی تو حیض کی صورت مین دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور حمل کی صورت مین بالکل تصدیق نہ ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ تو ایک روز روزہ رکھے تو جس روز روزہ رہے اُسدن غروب آفتاب ہونے پر طالقہ ہو جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ جب تو روزہ رکھے پس عورت نے نیت کے ساتھ روزہ ایک ساعت گذرا تو طالقہ ہو جائیگی یہ نہایہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے خون دیکھا تو جب تک تین روز تک برابر خون جاری نہ رہے تب تک طالقہ نہوگی اسواسطے کہ جو خون تین روز سے پہلے ہی منقطع ہو جاوے وہ حیض نہین ہوتا ہی پھر جب تین روز پورے ہوئے تو جسوقت سے اُسنے خون دیکھا ہی اُسوقت سے اُسکے طالقہ ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اذا حضت حیضۃ فانت طالق یعنی جب تجھکو حیض کامل آجاوے تو تو طالقہ ہی تو جب تک حیض منقطع ہو کر طہر مین داخل نہو جاوے تب تک طالقہ نہوگی اور حیض منقطع ہو کر طہر مین داخل ہونا اس طور سے ہی کہ دس روز گذر جاوین اور طاہر ہو جاوے یا اگر خون برابر ودوام جاری ہو گیا تو دس روز پورے گذر جاوین یا اگر دس روز سے کم ہون تو خون منقطع ہو کر غسل کر لے یا خون ہونے کے ساتھ ایسی بات پائی جاوے جو قائم مقام غسل کر لینے کے ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر عورت نے بعد دس روز کے کہا کہ مین حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی اور مرد نے اُسکی تکذیب کی تو طالقہ ہوگی۔ اور اگر ایک مہینہ گذرنے کے بعد اُسنے کہا کہ مین حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی اور پھر اب مین حائضہ ہون تو اُسکی خبر مقبول نہوگی اسواسطے کہ اُسنے

اپنے وقت سے خبر کی تاخیر کر دی ہی پس اسو جہ سے متہم ہو گئی یہ کافی میں ہی - اور اگر کہا کہ اگر تو نصف حیضہ حائضہ ہووے تو تو طالقہ ہی تو طالقہ نہو گی جب تک حائضہ ہو کر طاہر نہو جاوے اور اسی طرح اگر کہا جب تو تہائی حیضہ حائضہ ہو یا چھٹا حصہ ایک حیض کامل کا حائضہ ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر جب تو نصف حیضہ دیگر حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو جبتک حائضہ ہو کر طاہر نہو جاوے وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا پھر جب حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہی - اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی اور جب تو بحیضہ کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو جب وہ حیض کے بعد طاہر ہو جائیگی تو معاً اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ جامع کبیر میں ہی - اور اگر کہا کہ اگر تو نصف یوم حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو نصف ہی یوم کے حائضہ ہونے پر طلاق واقع ہو گی یہ عتابیہ میں ہی اور اگر کہا کہ جب تو تمام دو حیض سے حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو پہلا حیض اس مرد کی ملک میں نہیں آیا اور دوسرا اسکی ملک میں تمام آیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اسیطرح اگر دوسرے حیض گذرنے و طاہر ہونے سے ایک ساعت پہلے اسکے ساتھ نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی اور نیز اگر دس روز سے کم کی صورت میں خون منقطع ہو جانے کے بعد نکاح کیا اور ہنوز وہ نہیں نہائی تھی تو جب نہا ویگی یا نماز کا وقت گذر جائیگا تو طالقہ ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب تو بحیض کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی اور جب تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اسکو دو حیض پورے آ گئے تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور پہلا حیض تمام پہلے قول میں شرط کامل ہو گا اور دوسرے قول میں شرط کا جزو قرار دیا جائیگا - اور اگر یوں کہا کہ جب تو بحیضہ تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر جب تو بدو حیضہ تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو ایک حیض پورا آیا تو اسپر پہلی قسم کی وجہ سے ایک طلاق واقع ہو گی پھر جبتک اسکے بعد اسکو دو حیض تمام نہ آجاویں جب تک دوسری قسم کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہو گی اسو جہ سے کہ لفظا پھر ہو اس نے دونوں قسموں کے بیچ میں کہا ہی اسکے ... فرق ... ہی - اور اگر شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے اس سے پہلا مراد لیا تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہو سکتی ہی قضاءً تصدیق نہ ہو گی - تتارخانیہ میں لکھا ہی کہ اگر شوہر نے جورو سے کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی پھر کہا کہ پھر ... حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہی تو حیضہ اول کے شروع ہوتے ہی طلاق واقع ہو گی اور اسکے گذرنے اور اسکے بعد دوسرے حیض تمام ہونے پر دوسری طلاق واقع ہو گی یہ محیط میں ہی - اگر شوہر و زوجہ نے وجود شرط میں اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہو گا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے تو عورت کا دعوی ثابت ہو گا - اور جو باتیں ایسی ہیں کہ وہ عورت ہی کے قول سے معلوم ہو سکتی ہیں تو عورت کا قول عورت ہی کے حق میں قبول ہو گا جیسے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو تو و فلانہ طالقہ ہی یا کہا کہ اگر تو مجھے چاہتی ہی تو تو اور فلانہ طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ میں حائضہ ہوئی یا میں تجھے چاہتی ہوں تو فقط یہی عورت طالقہ ہو جاویگی لیکن حیض کے بارہ میں عورت کا قول جب ہی مقبول ہو گا کہ جب حیض موجود ہونے کی حالت میں اُسنے خبر دی ہو اور بعد منقطع ہو جانے کے اسکی خبر کی تصدیق نہو گی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو بحیض تمام حائضہ ہو جاوے تو تو و فلانہ طالقہ ہی تو اس حیض کے بعد جو طہر آتا ہی اُس طہر میں اسکا قول قبول ہو گا اسواسطے کہ وہی شرط ہی پس اس سے پہلے یا اسکے بعد قول قبول نہو گا - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شوہر نے اسکے قول کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی تو اس عورت کے ساتھ اسکی سوت بھی طالقہ ہو جائیگی یہ تبیین میں ہی

اور یہ حکم بھی اسیوقت ہی کہ اس عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہ ہو فقط اسی عورت کی زبانی ظاہر ہوا ہو اور اگر اسکے حائضہ ہونیکا علم یقینی ہوگیا تو اسکے ساتھ اسکی سوت بھی طالقہ ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو میرا غلام آزاد ہی اور تیری سوت طالقہ ہی پھر عورت نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی اور شوہر نے تکذیب کی تو طلاق و عتق ثابت نہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور تین روز تک برابر خون موافق عادت کے رہا تو غلام آزاد ہوگا اور جسوقت سے خون دیکھا ہی اسیوقت سے اسکی سوت پر طلاق پڑیگی اور ان تین روز کے اول مین شوہر کو منع کر دیا جائیگا کہ اس عورت کی سوت سے وطی نہ کرے اور نہ اس غلام سے خدمت لے اور اسیطرح اگر عورت کی سوت شوہر کی غیر مدخولہ ہو پس عورت کے اس قول کے بعد سوت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر یہ خون تین روز رہا تو سوت کا نکاح مذکور جائز ہوگا اور تین روز سے پہلے خون منقطع ہو جانے یا باقی رہنے مین عورت ہی کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر تین روز کے اندر اُسنے کہا کہ میرا خون منقطع ہوگیا ہی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ سوت پر طلاق پڑیگی اور سوت کے نکاح مذکور کا باطل ہونا ظاہر ہوگا اور اگر عورت نے تین روز کے بعد دعوی کیا کہ تین روز کے اندر میرا خون منقطع ہوگیا ہی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی مگر غلام نے اور سوت نے تکذیب کی تو قول غلام و سوت کا قبول ہوگا اور سوت کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی پھر عورت نے کہا کہ قبل خون کے طہر دس روز کا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی - اور اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اب مین نے خون دیکھا پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا تو تصدیق کیجائیگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ اس خون سے پہلے تیرا طہر دس روز تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ بیس روز تھا تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر دونون نے کہا کہ ہم دونون حائضہ ہوئے پس اگر شوہر نے دونون کی تصدیق کی تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور اگر دونون کی تکذیب کی تو دونون طالقہ نہونگی اور اگر اُسنے ایک کی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہی وہ مطلقہ ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہی وہ مطلقہ نہوگی اور وجہ یہ ہی کہ مکذبہ یعنے جسکی تصدیق نہین کی ہی اُسکے حق مین شرط کامل پائی گئی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنے نفس کی مخبر اور اپنے سوت کے حق مین شاہد ہی اور اپنے حق مین اسکی تصدیق ہوتی ہی اور غیر کے حق مین تکذیب ہوتی ہی پس جب شوہر نے اسکی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہی اُسکے حق مین دونون شرطین پوری پائی گئین یعنی اپنے نفس کا اخبار اور سوت کے قول کی شوہر نے خود تصدیق کی اور رہی وہ عورت جسکی شوہر نے تصدیق کی ہی اُسکے حق مین دونون شرطون مین سے فقط ایک ہی بات پائی گئی ہی - اور اگر دونون سے کہا کہ جب تم حیض کامل حائضہ ہو تو تم دونون طالقہ ہو یا کہا کہ جب تم ایک بچہ جنو تو تم طالقہ ہو تو ایسے حیض پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی کی طرف سے پایا جاوے یا ایسے بچہ پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی سے پیدا ہو پھر جب دونون مین سے کسی نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی پس اگر شوہر نے تصدیق کی تو دونون مطلقہ ہو جاوینگی اور اگر اسکی تکذیب کی تو فقط یہی طالقہ ہوگی اسکی سوت طالقہ نہوگی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی تو دونون طالقہ ہو جاوینگی خواہ شوہر انکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر تین عورتین ہون اور شوہر نے کہا

اگر تم سب حائضہ ہو تو سب طالقہ ہو۔ پس سب نے کہا کہ ہم سب حائضہ ہوئے تو انمین سے کوئی طالقہ نہو گی مگر ایسی صورت مین کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر انمین سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُس نے دو عورتون کی تصدیق کی اور ایک عورت کی تکذیب کی تو جسکو جھٹلایا ہے وہ طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر چار عورتین ہون اور مسئلہ کی باقی صورت یہی رہے تو کوئی طالقہ نہو گی اِلّا اُس صورت مین کہ شوہر سب کی تصدیق کرے اور اسی طرح اگر ایک کی یا دو کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر تین عورتون کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتون کے سوا وہ ایک عورت جسکی تکذیب کی ہے وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ تبیین مین ہے۔ اپنی چار عورتون سے کہا کہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک نے کہا کہ مین ایک حیض سے حائضہ ہو گئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ ہر بار کہ تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس ایک نے انمین سے کہا کہ مین ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکے قول کی تصدیق کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ تم بیک حیض حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس انمین سے ہر ایک نے کہا کہ مین بیک حیض حائضہ ہوئی پس اگر اُس نے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انمین سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتون مین سے ہر ایک بدو طلاق طالقہ ہو گی اور جسکی تصدیق کی ہے اسپر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُسنے دو عورتون کی تصدیق کی تو ان دونون مین سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونون جنکو جھٹلایا ہے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر اُس نے تین عورتون کی تصدیق کی تو چارون مین سے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی کیونکہ جنکی تصدیق کی ہر ایک کے حق مین تین طلاق ثابت ہوئین اور جسکو جھٹلایا اسکے حق مین چار طلاق ثابت ہوئین یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض حائضہ ہو تو تجھے طلاق ثابت ہے پھر وہ دو حیض سے حائضہ ہو چکی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہو گی پھر جب اسکے بعد دو حیض سے حائضہ ہو جاوے تو اسپر دوسری طلاق پڑیگی پھر اسکے بعد اگر وہ حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع نہو گی اسلیے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہو کر عدت سے باہر ہو چکی۔ اگر یون کہا کہ جب تو بیک حیض حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر کہا کہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طالقہ ہے تو اگر اُسنے حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طالقہ ہو گی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر جورو سے کہا کہ اگر مین تجھسے تیرے حیض مین مجامعت نہ کرون یہانتک کہ تو پاک ہو جاوے تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کے پاک ہو جانے کے بعد دعوے کیا کہ مین نے اس عورت سے حیض مین مجامعت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر وہ بولی کہ مین حائضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنے تو دیکھا جاوے کہ اگر اسوقت سے پورے چھ مہینہ پر اور تین روز پورے ہونے سے پہلے جنی تو اسپر کچھ واقع نہو گا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینہ پر جنے سے ظاہر ہوا کہ اسوقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینہ پورے پر وہ بچہ جنی تو بائنہ ہو جائیگی اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہے لازم ہوگا یعنی بچہ کے نسب سے انکار نہین کر سکتا ہے۔ اگر جورو حالت حیض مین ہو اور شوہر نے کہا کہ اگر تو پاک ہو تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ مین پاک ہو گئی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی

تو اس عورت کا قول خود اسکی ذات کے بارہ مین قبول ہوگا اور اسکی سوت کے بارہ مین اگر سوت کی طلاق بھی اسکے طاہرہ
ہونے پر معلق کی ہو اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور اسکی سوت بھی مطلقہ ہو گئی پھر
اس عورت نے دعوے کیا کہ یہ خون اسکو دس روز مین دوبارہ آیا تھا تو اسکے دعوے کی تصدیق نہو گی اسی طرح اگر
کہا کہ اگر مین نے تجھے بطور سنت طلاق دی تو فلانہ عورت بھی طالقہ ہے پھر اس عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسنت ہے پھر
عورت کو ایک حیض آیا پھر وہ طاہر ہوئی پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے تجھسے حیض مین جماع کر لیا یا تجھے طلاق
دیدی ہے تو اسکی سوت[سوت ۱۲] پر کچھ واقع نہ ہو گی اور عورت پر البتہ واقع ہو گی اور اسی طرح اگر اسکی طلاق معلق کی ہو تو دوسری
واقع ہو گی۔ اور اگر شوہر نے اسکے ایام حیض مین ایسا کیا ہو تو اسپر بھی واقع نہ ہو گی یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر کہا کہ
تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالی تجھکو آتش دوزخ سے عذاب کرے تو تو طالقہ ہے اور فلانہ عورت اور میرا غلام آزاد ہے وہ
بولی کہ مین چاہتی ہون تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور فلانہ عورت پر طلاق نہ ہو گی اور نہ غلام آزاد ہو گا اور یہ شرط مذکور
بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ اگر تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے مبغوض رکھتی ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے
چاہتی ہو تو تو طالقہ ہے اُسنے کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون حالانکہ جھوٹی ہے تو بھی امام ابوحنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک
قضاءً و دیانۃً وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین فلان چیز کو پیار کرتا ہون۔ پھر کہا کہ مین
نہین چاہتا ہون حالانکہ وہ اس قول مین جھوٹا ہے تو یہ عورت اسکی جورو رہیگی اور از راہ دیانت اسکو گنجائش ہے کہ
اس عورت سے وطی کرے۔ پھر واضح ہو کہ محبت کی شرط پر تعلیق کرنا جیسے حیض کی شرط پر تعلیق کرنا دونون یکسان
ہین مگر فقط دو باتون مین فرق ہے ایک یہ کہ محبت کی تعلیق فقط اسی مجلس تک جسمین شرط لگائی ہے مقصور رہتی ہے کیونکہ
وہ تخییر ہے حتی کہ اگر عورت نے اس مجلس سے کھڑے ہو جانے کے بعد کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون تو طلاق نہ پڑیگی
بخلاف تعلیق بحیض کے کہ وہ مجلس بدلنے سے مانند اور تعلیقات کے باطل نہین ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ تعلیق بمحبت مین اگر
عورت اپنی حالت سے خبر دینے مین جھوٹی ہو تو طالقہ ہو جاویگی اور تعلیق بحیض کی شرط مین فیما بینہ و بین اللہ تعالے
وہ ایسی صورت مین طالقہ نہ ہو گی یہ تبیین مین ہے۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم دونون جنو۔ یا۔ کہا کہ جب تم
دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پس انہین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا تو جب تک دونون مین سے ہر ایک کے
فرزند نہ پیدا ہو تب تک انہین سے کوئی طالقہ نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین
تو تم طالقہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پھر انہین سے ایک کے
دو فرزند پیدا ہوئے۔ یا کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین تو تم طالقہ ہو پھر انہین سے ایک کو دو حیض آ گئے تو
انہین سے کوئی جورو مطلقہ نہو گی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کو ایک حیض آیا یا دونون مین ہر ایک سے ایک بچہ
پیدا ہوا تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور یہ شرط نہین کہ دونون مین سے ہر ایک کے دو فرزند پیدا ہون[یا دو حیض ہون ۱۲] یہ محیط
مین ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب تو بچہ جنے تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے کہا کہ مین بچہ جنی اور شوہر نے جھٹلایا اور اسوقت
تک شوہر اسکے حاملہ ہونے کا اقرار نہین کرچکا اور نہ حمل ظاہر تھا مگر دائی نے ولادت کی گواہی دی تو امام اعظم رح
کے نزدیک دائی کی گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا اور صاحبین رح کے نزدیک[جنائی ۱۲] دائی کی گواہی پر وقوع طلاق کا قاضی
حکم دیدیگا یہ سیستہ یہ جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ جب تو ایک بچہ جنے تو تو طالقہ ہے پس وہ مردہ بچہ جنی تو

طالقہ ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ حاکم رحمہ نے کافی مین لکھا کہ اگر جورو سے کہا کہ جب تو ایک فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر اسکا پیٹ گرا جسکی بعضی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر فقط خون کا لوتھڑا ہو کچھ خلقت ظاہر نہوئی ہو تو اس سے طلاق نہ پڑیگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اگر کہا کہ اگر تو دو فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر ایک فرزند تو اس شوہر کی ملک نکاح مین جنی اور دوسرا فرزند ایسی حالت مین جنی کہ اسکے سوائے کسی اور کے نکاح مین تھی پھر یہ عورت کسی وقت مین اُسی شوہر کے نکاح مین آئی تو شرط مذکور کی وجہ سے اِسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر پہلا فرزند دوسرے شوہر کی ملک مین جنی اور دوسرا فرزند اس شوہر کی ملک مین جنی تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جورو سے کہا کہ اگر تو لڑکا جنے تو طالقہ بیک طلاق ہے۔ اور اگر لڑکی جنے تو طالقہ بدو طلاق ہے۔ پھر وہ لڑکا و لڑکی دونون جنی اور یہ دریافت نہین ہوتا کہ پہلے کس کو جنی ہے تو قضاءً اُسپر ایک ہی طلاق پڑیگی اور تنزہ و احتیاط کی راہ سے اسپر دو طلاق پڑینگی اور عدت گذر چکی کہ اگر سوائے ان دو طلاق کے کوئی اور طلاق بھی اسکو دی ہو یا عورت باندی ہو جسکے حق مین پوری طلاق دو ہی ہوتی ہین تو جب تک یہ عورت دوسرے شوہر سے حلالہ نہ کراوے تب تک اسکو اپنے نکاح مین نہین لا سکتا ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی ہو اور عدت گذر چکی ہے۔ یہ سب اس صورت مین ہے کہ یہ معلوم نہو کہ لڑکا و لڑکی مین سے کون پہلے پیدا ہوا ہے اور اگر دونون مین سے پہلا معلوم ہو جاوے تو اسمین کچھ وقت و شبہہ نہین یعنی لڑکا ہے تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑینگی اور چونکہ ولادت ہی سے عدت گذر چکی لہذا دوسرے بچہ کی مشروطہ طلاق نہ پڑیگی۔ پھر اگر جورو و شوہر نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہی منکر ہے کذا فی التبیین۔ اور اگر اس صورت مین عورت ایک خنثیٰ جنی یعنی اسکے لڑکا و لڑکی دونون کا نشان ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق مین توقف ہوگا پھر اگر بچہ کے بڑھنے کے بعد کھلا کہ وہ لڑکا ہے تو ایک ہی طلاق رہی اور اگر کھلا کہ لڑکی ہے تو دوسری بھی واقع ہوگی کذا فی البحر الزاخر اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیان جنی اور پہلا معلوم نہین ہوتا تو قضاءً دو طلاق پڑینگی اور تنزہ و احتیاط سے تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر دو لڑکے اور ایک دختر جنی تو ایسی صورت مین قضاءً ایک طلاق اور احتیاطاً تین طلاق ہونگی۔ اگر جورو سے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تو طالقہ بیک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو بدو طلاق ہے پھر وہ ایک لڑکا و ایک لڑکی جنی تو طالقہ نہ ہوگی کیونکہ حمل تو تمام پیٹ کا نام ہے پس جب تک تمام پیٹ لڑکا یا لڑکی نہو اسوقت تک طالقہ نہوگی۔ اسیطرح اگر یون کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہے اگر لڑکا ہو الی آخرہ یعنی باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جو کچھ تو عام ہے جیسے عربی مین انکان ما فی بطنک غلاما۔ کہنے مین لفظ ما عام ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تجھے ایک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہین اور باقی صورت مسئلہ بحال خود رہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہے۔ اگر جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو ایک فرزند جنے پس تو طالقہ ہے پھر ایک ہی پیٹ مین وہ دو فرزند جنی باین طور کہ دونون کی ولادت مین چھ مہینے سے کم مدت ہوئی تو فرزند اول سے طالقہ ہوگی اور فرزند دوم سے اسکی عدت گذر جائیگی اور دوسری طلاق نہ پڑیگی اور اگر وہ تین اولاد جنی تو دو طلاق واقع ہونگی اور مراد آنکہ اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ ماہ سے کم فاصلہ ہے اور اگر تین اولاد اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینہ کا فاصلہ ہو تو تین طلاق پڑجاوینگی اور پھر تین حیض سے عدت پوری کریگی۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ ہر بار کہ تم دونون ایک فرزند جنو تو تم طالقہ ہو

پھر دونون مین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا پھر دوسری جورو کے پیدا ہوا پھر پہلی کے ایک اور پیدا ہوا پھر دوسری کے دوسرا پیدا ہوا مگر ہر ایک کے دونون فرزند ایک ہی پیٹ سے ہوتے حتی کہ یہ صادق آیا کہ ہر ایک جورو دو فرزند جنی ہی تو پہلی جورو بدو طلاق طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور دوسری جورو تین طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت بھی پوری ہوجائیگی - اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے دونون فرزند کے درمیان چھ مہینہ یا اس سے زائد دو برس تک کا فاصلہ ہو تو پہلی جورو دو طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوگی مگر دونون فرزند کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور دوسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلے فرزند سے اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور اسکے دوسرے فرزند کا نسب اسکے شوہر سے ثابت نہوگا - اگر کسی نے اپنی حاملہ جورو سے کہا کہ جب تو کوئی فرزند جنے تو تو بدو طلاق طالقہ ہی پھر اس سے کہا کہ جو فرزند تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق سے طالقہ ہوگی - اور اگر جورو سے کہا کہ تیرے پیٹ مین جو بچہ ہی اگر وہ لڑکا ہو الخ یعنے باقی مسئلہ بحال خود رہے تو اسپر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ شرط قسم یہ کہ اسکے پیٹ مین ہو اور ولادت سے کھلا کہ اسکے پیٹ مین لڑکا تھا پس ظاہر ہوا کہ طلاق اسی وقت سے ہی نہ وقت ولادت سے حالانکہ وضع حمل سے عدت گذر گئی پس ولادت سے کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - کتاب الاصل مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تو کوئی فرزند جنے تو تو طالقہ ہی اور اس عورت سے کہا کہ جب تو کوئی لڑکا جنے تو تو طالقہ ہی پھر وہ ایک لڑکا جنی تو دونون قسم کی وجہ سے اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - اگر عورت کی طلاق کو اسکے حاملہ ہونے پر معلق کیا تو جب تک قسم کے وقت سے دو برس سے زیادہ مین نہ جنے تب تک طالقہ نہوگی اور یہ مندوب ہی کہ اس سے وطی کرنے سے پہلے اسکا استبرا کرا لے کیونکہ احتمال ہی کہ اسوقت وہ حاملہ نہو تو قسم آیندہ حمل پر واقع ہوگی (اگرچہ ایک روز زائد ہو ۱۲) کذا فی النہر الفائق - اگر جورو سے کہا کہ اگر تو حاملہ نہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پھر قسم کے وقت سے دو برس سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو حکم قضائی مین اسپر طلاق نہوگی - اور اگر دو برس سے زائد مین اگرچہ ایک ہی روز زیادہ ہو بچہ جنے تو طالقہ ہوگی - اگر قسم کے بعد اسکو حیض آیا تو اس سے قربت نہ کرے بسبب اس احتمال کے کہ وہ حاملہ نہو - اسیطرح اگر حائضہ نہوئی تو بھی اس سے قربت نہ کرنا چاہیے یہانتک کہ وضع حمل ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے خطبہ کرون یا تجھے نکاح مین لون تو تو طالقہ ہی پھر پہلے اسکو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہوگی - اور اگر خطبہ (منگنی ۱۲) سے پہلے اس سے نکاح کیا باین طور کہ کسی فضولی درمیانی نے اس عورت کو اس مرد سے بیاہ دیا اور مرد نے قبول کیا اور عورت کو خبر پہونچی تو اُسنے درمیانی کے کام کی اجازت دیدی تو عورت مذکورہ طالقہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہی - امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ ایک مرد نے دو عورتون سے جو اُسکے نکاح مین نہین ہین یون کہا کہ اگر مین تم دونون سے خطبہ کرون یا تم سے نکاح کرون تو تم دونون طالقہ ہو - پھر ان دونون سے خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون مین (منگنی ۱۲) سے کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر بدون خطبہ کرنے کے دونون سے ایک عقد مین یا دو عقدون مین نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہوجاوینگی - اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر دوسری کو خطبہ کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور اگر ایک سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پھر دونون سے نکاح کیا تو بھی دونون طالقہ ہونگی یہ محیط مین ہی

اگر زبان فارسی مین قسم کھائی مثلاً یون کہا۔ اگر فلانہ را بخواہم پس او طالقہ است۔ یا کہا۔ ہرزنے را کہ بخواہم۔ تو جن مقامات مین یہ لفظ ان لوگون کی زبان مین خطبہ یعنی منگنی کی تفسیر ہوتا ہی وہان قسم منعقد نہو گی یعنی خطبہ سے طلاق نہین ہو سکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغو ہی اور جہان کہین اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہی تو قسم منعقد ہو جائیگی بشرطیکہ قسم سے اسکی مراد بھی یہی ہو۔ پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور ہمارے دیار کے عرف مین ان لوگون کی مراد اس سے نکاح ہی ہوا کرتی ہی پس قسم منعقد ہو جائیگی اور خطبہ کرنے سے حانث نہو گا پس جب نکاح کریگا تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ منگنی کے واسطے ہی اور اُس نے اسطرح قسم کھائی پھر کہا کہ مین نے اس لفظ سے منگنی مراد رکھی تھی تو حکم قضاءً مین اسکی تصدیق نہو گی اور دیانت مین اسکی تصدیق کیجائیگی کذا فی الذخیرہ۔ فارسی مین کہا۔ اگر فلانہ را خواہندگی کنم۔ تو یہ منگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یہ یون کہا کہ اگر فلانہ را زن کنم۔ تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ اگر فلانہ عورت سے نکاح کرون۔ اگر یون کہا کہ۔ اگر زن آرم یعنی اگر عورت لاؤن۔ تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا اور فتوے اس قول پر ہی کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا۔ قال المترجم یعنی منگنی کرنے و نکاح کرنے سے طلاق نہو گی جب اُسکو اپنے گھر رخصت کرا لاوے تو طلاق وغیرہ جو کچھ جزا ے قسم ہو واقع ہو گی۔ اگر فارسی مین کہا کہ۔ اگر دختر فلان مرا دہند وی را طلاق۔ یعنی اگر فلان کی دختر مجھے دین تو اُسکو طلاق ہی پھر اس عورت سے نکاح کیا تو طلاق نہ پڑیگی قال المترجم یعنی جب اپنے یہان لاوے تو طلاق پڑ جاوئیگی لیکن ہمارے محاورہ مین ملک نکاح پر واقع ہونا صواب ہی فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را بزنی دہند بمن۔ یا کہا۔ بزنے دادہ شود بمن اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بھی مختار یہ ہی کہ اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ قال المترجم ہمارے یہان پڑنا اقرب ہی واللہ اعلم فتاوے نسفی مین ہی کہ فارسی مین کہا۔ اگر فلان کار کنم ہرزنے کہ بخواہم خواستن از من بطلاق۔ پھر اُس شخص نے یہ فعل کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہو گی۔ فتاوے صغری مین ہی کہ اگر اپنی منکوحہ سے فارسی مین کہا کہ اگر ترا بزنے کنم پس تو طالقہ ہستی۔ یا عربی مین تزوجتک کہا اور مترجم کہتا ہی یا اُردو مین یہ کہا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی۔ تو اس صورت مین نکاح کرنا اُسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہین ہو گا اسی طرح اگر فارسی مین کہا کہ اگر ترا نکاح کنم پس تو طالقہ ہستی۔ اور وہ منکوحہ ہی تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہو گی ہان اگر اسکو طلاق دیکر جدا کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہین ہی یون کہا کہ ان نکحتک فانت طالق تو وطی کی طرف منصرف ہو گا حتی کہ اگر اپنی جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے عقد کر لیا تو وہ طالقہ نہو گی کذا فی الخلاصہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسی عورت سے نکاح کرون جسکا شوہر تھا تو وہ طالقہ ہی پھر اپنی جورو کو ایک طلاق بائنہ دیکر اس سے نکاح کر لیا تو وہ طالقہ نہو گی یہ تجنیس و مزید مین ہی اگر کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا یا اُسکو تنہا طلب کر کے کہا کہ اگر مین نے تجھسے زنا کیا تو میری ہر جورو جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُس عورت سے زنا کر کے اُسی سے نکاح کر لیا تو طالقہ نہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہی پھر اُنھون نے بدون اسکے حکم کے کسی عورت سے اسکی تزویج کر دی تو طالقہ نہو گی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تمنے میری کسی عورت سے تزویج کر دی تو وہ عورت طالقہ ہی پھر اُنھون نے اسکے حکم سے کسی عورت سے

اسکی تزویج کر دی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم صحیح نہیں اور وہ عورت طالقہ ہو گی اور شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قسم صحیح اور عورت طالقہ ہو گی اور یہی صحیح ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے فلان شخص کی دخترون میں سے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے حالانکہ فلان شخص مذکور کی کوئی دختر نہیں ہے پھر اُسکے ایک دختر پیدا ہوئی پھر قسم کھانے والے نے اُس سے نکاح کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم میں حانث نہو گا اور اس قسم میں شرط ہے کہ قسم کھانے کے وقت دختر موجود ہو اور بعد قسم کے جو پیدا ہوا وہ قسم کے تحت میں داخل نہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے کسی عورت سے نکاح کیا جبتک میں کوفہ میں ہون تو وہ طالقہ ہے پھر کوفہ چھوڑ دیا پھر دوبارہ اسمین عود کر آیا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہو گی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا ابد تک تو وہ طالقہ ہے پھر اُس سے ایک مرتبہ نکاح کیا اور وہ طالقہ ہو گئی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو طالقہ نہو گی۔ ایک نے اجنبیہ عورت سے کہا کہ جبتک تو میرے نکاح میں ہے تب تک ہر عورت جس سے میں نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر اُس اجنبیہ سے نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر میں تجھسے نکاح کرون پھر جب تک تو میرے نکاح میں ہو تب تک ہر عورت جس سے نکاح کرون طالقہ ہے اور باقی مسئلہ مذکور بحالہ واقع ہو تو دوسری عورت پر طلاق پڑیگی یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک عورت کسی مرد کی مطلقہ ہے اُس مرد نے کہا کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کرون تو حلال الٰہی مجھ پر حرام ہے پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق واقع ہو گی۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے اوپر جبتک زندہ ہون کوئی نکاح کیا تو حلال الٰہی مجھپر حرام ہے پھر کہا کہ اگر میں نے تجھپر کوئی نکاح کیا تو مجھپر طلاق واجب ہے پھر اسپر ایک عورت سے نکاح کیا تو پہلی قسم کی وجہ سے دونون عورتون میں سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہو گی اور دوسری قسم کی وجہ سے دوسری ایک طلاق واقع ہو گی مگر انمین سے کسی ایک پر واقع ہو گی پس شوہر کو اختیار ہے کہ دونون میں سے جسکی طرف چاہے پھیرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے پانچ برس تک کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے پھر پانچوین برس میں ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ تجنیس و مزید میں ہے ایک عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اس سے پہلے تو طالقہ ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ طلاق پڑ جائیگی اور امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ نہین پڑیگی یہ فتح القدیر میں ہے کسی نے جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھپر کسی عورت سے نکاح کیا تو جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اُسکی عدت میں دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں ہندہ کے بعد زینب سے نکاح کرون تو دونون طالقہ ہین پھر دونون سے اسی طرح نکاح کیا۔ یا یون کہا کہ ہندہ سے زینب کے ساتھ نکاح کرون پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کیا یا یون کہا تھا کہ ہندہ سے زینب کے اوپر نکاح کرون پھر زینب کے ہوتے ہوئے اُسکے اوپر ہندہ سے نکاح کیا تو ان سب صورتون مین دونون پر طلاق پڑ جائیگی۔ اگر دونون سے نکاح کرنے میں شرط کی ترتیب نہ رکھی بلکہ اُسکے برخلاف ترتیب سے نکاح کیا تو دونون میں سے کوئی طالقہ نہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے زینب سے قبل ہندہ کے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی اور ہندہ کے نکاح تک توقف نہو گا پھر جب ہندہ سے نکاح کرے تو وہ طالقہ نہو گی۔ اور اگر یون کہا ہو کہ اگر میں نے زینب سے پیچھے ہندہ سے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہو گی جبتک کہ اسکے بعد ہی سے فی الفور

ہندہ سے نکاح نہ کرے لیکن اگر فی الفور ہندہ سے نکاح کر لیا تو زینب طالقہ ہوگئی اور ہندہ طالقہ نہ ہو گی۔ ایک نے
دوسرے کی باندی سے نکاح کیا (تھے کہ اگر نہ کیا تو طالقہ نہ ہوگی) پھر باندی سے کہا کہ اگر تیرا مالک مر گیا تو تو دو طلاق سے طالقہ ہے پھر اسکا مالک مر گیا
اور یہی مرد اسکا وارث ہے تو باندی پر طلاق پڑ جاوے گی اور امام ابو یوسفؒ و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس مرد کے واسطے
حلال نہ ہو گی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ نہ کرا دے یہ کافی میں ہے منتقی میں امام ابو یوسف رحمہ سے
روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ اگر میں ایک عورت کے بعد دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ طالقہ ہے پھر اُسنے ایک
عورت سے نکاح کیا پھر اسکے بعد دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو دوسری دونوں میں سے ایک طالقہ ہوگی
اور اختیار اسی کو ہوگا کہ جس پر چاہے واقع کرے۔ اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا پھر ایک عورت سے
نکاح کیا تو بھی اخیر والی طالقہ ہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کروں پھر
ایک عورت سے تو وہ دونوں طالقہ ہیں پھر اُسنے تین عورتوں سے نکاح کیا تو انمیں سے دو طالقہ ہونگی اور اسکو
اختیار ہوگا کہ جن دو کے حق میں چاہے بیان کرے یہ محیط سرخسی میں ہے ایک مرد کی تین عورتیں ہیں اُسنے انمیں
سے ایک عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے طلاق دوں تو دوسریاں دونوں طالقہ ہیں پھر انمیں سے دوسری عورت
سے بھی یونہی کہا پھر تیسری عورت سے بھی یونہی کہا۔ پھر اُسنے پہلی عورت کو ایک طلاق دیدی تو دوسری
دونوں پر بھی ایک ایک طلاق پڑیگی اور اگر پہلی کو نہیں بلکہ درمیانی کو ایک طلاق دی تو پہلی پر ایک طلاق اور
درمیانی و تیسری میں سے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑینگی۔ اور اگر اُسنے تیسری کو ایک طلاق دی تو تیسری پر تین طلاق
اور درمیانی پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق ہو گی۔ ایک مرد کی چار عورتیں ہیں اُسنے انمیں سے ایک عورت
سے کہا کہ اگر میں اس رات تیرے پاس نہ سوؤں تو تینوں طالقہ ہیں پھر اُسنے دوسری عورت سے بھی مثل قول
مذکور کے کہا کہ پھر تیسری سے مثل اسکے پھر چوتھی سے مثل اسکے کہا۔ پھر وہ پہلی عورت کے پاس سویا تو اسپر تین
طلاق پڑینگی اور باقیات میں سے ہر ایک پر جنکے ساتھ اس رات میں نہیں رہا ہے دو دو طلاق پڑینگی۔ اور اگر دو عورتوں
کے ساتھ رات کو رہا تو انمیں سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونوں جنکے ساتھ نہیں رہا ہے ہر ایک پر ایک
ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر تین عورتوں پاس رہا تو انمیں سے ہر ایک پر ایک طلاق پڑیگی اور جسکے پاس نہیں رہا
ہے اسپر کچھ واقع نہ ہو گی۔ ایک شخص کی چار جوروئیں ہیں اُس نے ان عورتوں سے کہا کہ تم میں سے ہر عورت کہ جس سے
میں نے آج کی رات جماع نہ کیا تو دوسریاں طالقہ ہیں پھر اُسنے انمیں سے ایک سے جماع کیا پھر فجر طلوع ہو گئی
تو جس سے جماع کیا اُسپر تین طلاق واقع ہونگی اور جن سے جماع نہیں کیا انمیں سے ہر ایک پر دو دو طلاق
پڑینگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک مرد کی تین عورتیں ہیں اُس نے ان عورتوں سے دخول کر لیا پھر یہ سب
مرتدہ ہو گئیں پھر سب اسلام لائیں پھر اس مرد نے کہا کہ اگر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے اور
اگر دو عورتوں (اسلام سے پھر گئیں) سے نکاح کیا تو دونوں طالقہ ہیں اور اگر تین عورتوں سے نکاح کیا تو تینوں طالقہ ہیں پھر عدت
میں ان سب سے متفرق عقدوں میں نکاح کیا تو جس عورت سے پہلے نکاح کیا اُسپر تین طلاق پڑینگی کیونکہ وہ تینوں
قسم میں شامل ہوئی ہے اور دوسری بار والی پر دو طلاق پڑینگی کیونکہ جسوقت اُس سے نکاح کیا ہے اُسوقت پہلی
قسم اُتر چکی تھی پس وہ دو ہی قسموں میں شامل رہی اور تیسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ اس سے نکاح کرنے

کے وقت پہلی و دوسری دونون قسمین اگرچہ حکی تھین یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین فلان مکان مین داخل ہون تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور فلانہ عورت یہ جو سامنے ہی۔ اُس نے اپنی ایک جورو کی طرف اشارہ کیا جو اُسوقت اسکے نکاح مین موجود تھی پھر وہ اس مکان مین داخل ہوا حتی کہ فلانہ عورت مذکورہ پر طلاق پڑ گئی پھر اُسنے اُسی عورت مذکورہ سے نکاح کرلیا تو پھر وہ طالقہ ہوجائیگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین ایسا کام کرون تا وقتیکہ فاطمہ سے نکاح نہ کرلون تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُسنے یہ کام کیا پھر فاطمہ مذکورہ سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ **قاعدہ**۔ جب شرط دو وصف والی ہو تو وقوع طلاق کے واسطے یہ شرط ہی کہ دوسرا وصف اسکی ملک مین پایا جاوے مثلاً جورو سے کہا کہ اگر تو زید کے گھر مین گئی اور عمر کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہی یا کہا کہ اگر تو نے کلام کیا عمرو سے اور زید سے تو تو طالقہ ہی تو وقوع طلاق جبھی ہوگی کہ دوسری شرط اسکے ملک نکاح مین پائی جاوے چنانچہ اگر دو وصف والی شرط پر عورت کی طلاق معلق کرکے پھر اُسکو طلاق منجز دیدی یعنی بدون تعلیق شرط کے اسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر دونون شرطون مین سے ایک شرط ایسے حال مین پائی گئی کہ جب وہ عورت بائنہ تھی پھر اُسی عورت سے نکاح کرلیا پھر دوسری شرط پائی گئی تو پہلے نکاح مین جو طلاق اسپر معلق کی تھی وہ واقع ہوجائیگی۔ اور امام زفر رح نے کہا کہ نہین واقع ہوگی۔ اور عقل کی راہ سے اس مسئلہ کی چار قسمین ہوسکتی ہین اول آنکہ دونون شرطین اسکی ملک نکاح مین پائی جاوین تو بالاتفاق طلاق واقع ہوگی۔ دوم آنکہ دونون شرطین اسکی ملک مین نہ پائی جاوین تو بھی اتفاقی ہی کہ طلاق نہین ہوگی سوم آنکہ شرط اول یعنی مع امام زفر رح اسکی ملک مین پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک مین نہو تو طلاق واقع نہوگی۔ چہارم آنکہ اول اسکی ملک مین نہ پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک مین پائی جاوے پس اسی صورت مین وہ اختلاف ہی جو اوپر مذکور ہوا یعنی بالاتفاق واللہ اعلم کذا فی التبیین۔ جورو سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اِس دار اور اُس دار مین تو تو طالقہ ہی۔ یا یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو داخل ہوئی اِس دار مین اور اُس دار مین۔ یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اِس دار مین تو تو طالقہ ہی اور اُس دار مین۔ تو سب صورتون مین جبھی طالقہ ہوگی کہ دونون دار مین داخل ہووے قال المترجم تیسری صورت مین اگر بزبان عربی کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار فانت طالق وہذہ الدار۔ تو حکم مذکور مروی ہی اور بنابر ترجمہ مذکور کے محل تامل ہی فلیتامل۔ اسی طرح اگر مرد مذکور نے حرف پس کے ساتھ جو عربی زبان کے حرف فا کا ترجمہ ہی اور ہندی مین بجاے اسکے پھر بولتے ہین یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اِس دار مین پس اُس دار مین تو بھی یہی حکم ہی یا یون کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین پس اُس گھر مین۔ یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اِس گھر مین تو تو طالقہ ہی پس اُس گھر مین۔ تو بھی یہی حکم ہی اور واؤ یا اور کے ساتھ عطف ہونا اور پس کے ساتھ عطف ہونا دونون یکسان ہین جب تک دونون گھرون مین داخل ہو تب تک طلاق واقع نہوگی لیکن اسقدر فرق ہی کہ صورت اول یعنی عطف بواو ہونے مین دونون گھرون کے داخل ہونے مین ترتیب کی کچھ رعایت نہین بخلاف دوسری صورت یعنی عطف بحرف پس کے کہ یہان رعایت ترتیب ہوگی اور وہ یون کہ دوسرے گھر مین بعد پہلے گھر مین جانے کے جاوے اسی طرح اگر عربی زبان مین حرف ثم سے عطف ہو جسکے معنی مانند پھر کے ہین لیکن ذرا دیر کے بعد ہونا چاہیے چنانچہ اگر کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار ثم ہذہ الدار فانت طالق مع دیگر صور مذکورہ بالا کے تو حکم وہی ہی جو حرف پس کے عطف مین مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہی کہ ترتیب سے داخل ہونے کے باوجود حرف ثم مین یہ بھی ہووے کہ دوسرے

گھر مین پہلے گھر کے داخل ہونے کے کچھ دیر بعد داخل ہوئی ہو یہ بدائع مین ہے مترجم کہتا ہے کہ اُردو مین حرف پس اور پھر دونون مستعمل ہین پس اگر دونون مین یہ فرق صحیح ہو جاوے کہ فار کا ترجمہ پس ہے اور ثم کا ترجمہ پھر ہے تو حکم بھی اسی کے موافق ہوگا اور مترجم کے نزدیک یہ فرق صحیح ہے واللہ اعلم وارجع الی المقدمۃ - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے جبکہ تو اُس دوسرے گھر مین داخل ہو۔ پھر اس عورت کو طلاق سے بائنہ کردیا اور اُسکی عدت گذر گئی پھر وہ پہلے گھر مین داخل ہوئی پھر مرد مذکور نے اس عورت سے نکاح کرلیا پھر وہ دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ نہوگی کیونکہ پہلے گھر مین داخل ہونا یہان معتبر ہے اور وہ پایا نہ گیا کذا فے التمرتاشی مترجم کہتا ہے کہ دوسری شرط بحرف ظرف قید دخول اول کی ہے پس دونون ملک نکاح مین ضرور ہین تاکہ متصل ہون اور اوّل پائی نہ گئی کیونکہ اُسوقت بائنہ تھی تو دوسری لغو ہوئی اور یہ مثال درحقیقت تعلیق لشرط متقید لشرط دیگر ہے فافہم ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم دونون اس گھر مین داخل ہوئین تو دونون طالقہ ہو تو جبتک دونون اُس گھر مین داخل نہو جاوین تب تک انمین سے کوئی ایک طالقہ نہوگی اگرچہ وہ داخل ہوگئی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم ان دونون گھرون مین داخل ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک عورت ایک گھر مین اور دوسری عورت دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو استحساناً دونون مین سے ہرایک طالقہ ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر دونون سے کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین اور اُس مکان دیگر مین داخل ہو تو دونون طالقہ ہو پھر ایک عورت ایک مکان مین اور دوسری عورت دوسرے مکان مین داخل ہوئی تو بھی استحساناً دونون طالقہ ہو جائینگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین داخل ہو اور تم دونون اُس مکان دیگر مین داخل ہو تو تم دونون طالقہ ہو تو ایسی صورت مین قیاساً و استحساناً دونون دلیل سے یہ حکم ہے کہ جب تک دونون اس مکان مین اور دونون اُس مکان دیگر مین داخل نہون تب تک انمین سے کوئی طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم نے یہ گردہ روٹی کھائی تو دو تون طالقہ ہو تو جب تک دونون نہ کھاوین تب تک طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بہ نسبت دوسری کے زیادہ کھائی ہو تب بھی دونون طالقہ ہو جائینگی کیونکہ شرط مطلقاً یہ تھی کہ ہرایک اسمین سے تھوڑی کھاوے حتی کہ اگر ایک نے دونون مین سے اس روٹی مین سے اسقدر کھایا جسپر اس روٹی کے تھوڑے ٹکڑے ہونے کا اطلاق نہین ہوسکتا مثلاً کوئی کرچ گر پڑی تھی وہ منھ مین ڈال لی تو اس سے دونون مین سے کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم اس گھر مین داخل ہوئین یا تمنے فلان شخص سے کلام کیا یا تمنے یہ کپڑا پہنا۔ یا تم اس جانور پر سوار ہوئین یا تمنے اس طعام مین سے کھایا۔ یا تم نے اس پینے کی چیز مین سے پیا تو تم طالقہ ہو۔ تو جب تک دونون کی طرف سے یہ فعل نہ پایا جاوے تب تک کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور اسمین سے نکلی تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کو زبردستی کوئی شخص لاد کر اس گھر مین لے گیا پھر وہ اسمین سے نکلی اور پھر اس گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو تو طالقہ ہے پھر اسنے نماز پڑھی کیونکہ وضو سے تھی پھر وضو کیا تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور یہی حکم بیٹھنے و اُٹھنے اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے وغیرہ اسکے مانند افعال مین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نے سوت کاتا اور اُسکو بنا تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے دوسری عورت کا

سوت کاتا ہوا بُنا پھر اُسنے خود سوت کاتا مگر اسکو نہین بنا تو طالقہ نہوگی جب تک کہ خود سوت کات کر اس سے کپڑا نہ بُنے یہ ذخیرہ مین ہے- ایک شخص نے جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے اور یہ بات مکرر ایک ہی گھر کے ساتھ کہی ہے پھر عورت اس گھر مین ایک بار داخل ہوئی تو استحساناً طالقہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے- تو طلاق کا تعلق بشرط دوم ہوگا اور شرط اول لغو ہے- اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھسے نکاح کیا اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو شرط اول معتبر ہے اور دوم شرط لغو ہے- اور اگر اس نے جزا کو دونون شرطون کے بیچ مین کر دیا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو اول سے انعقاد قسم ہوگا اور دوم لغو ہے- اگر یون کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے اگر تجھسے نکاح کرون تو قسم کا انعقاد بشرط دوم ہوگا اور اول لغو ہے یہ محیط سرخسی مین ہے- اگر شرط کو بحرف عطف مکرر کیا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا پس اگر مین نے تجھسے نکاح کیا یا جب مین نے تجھسے نکاح کیا یا ہر گاہ کہ مین نے تجھسے نکاح کیا تو حکم یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی جب تک کہ اس سے دو مرتبہ نکاح نہ کرے- اور اگر جزا کو مقدم کیا ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھسے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو یہ ایک ہی مرتبہ نکاح کرنے پر ہوگا- اور اگر درمیان مین لایا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے اور اگر مین نے تجھسے نکاح کیا- تو ایسی صورت مین دونون دفعہ ہر بار کے نکاح پر طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے- اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھسے نکاح کیا پس اگر مین نے تجھسے نکاح کیا- یا جزا کو وسط مین لایا بایں طور کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے پس اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو طلاق واقع نہوگی جب تک کہ اس سے دو مرتبہ نکاح نہ کرے قال المترجم عربی زبان مین اگر کہا کہ انت طالق ان تزوجتک فان تزوجتک یا جزا کو وسط مین لایا تو حکم مذکور صحیح ہے کیونکہ فا تعقیب پر دلالت کرتی ہے اور اسکا تحقق دو چیزون مین ہوگا پس شرط دوم کو اعادۂ شرط اول قرار دینا ممکن نہوگا اور رہا اردو مین پس ان سب صورتون مین طلاق واقع ہونا اقرب واشبہ ہے کیونکہ اہل زبان کے نزدیک شرط دوم لغو ہے لیکن بنظر تصحیح کلام اگر محذوف مانا جاوے تو حکم زبان عربی سے اتفاق ہوگا پس فتوی کے وقت تامل ضرور ہے فافہم واللہ اعلم اگر زبان عربی مین بحرف ثم لایا مثلاً کہا کہ انت طالق ان تزوجتک ثم ان تزوجتک- تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھسے نکاح کیا پھر اگر تجھسے نکاح کیا تو پہلے تزوج پر طلاق واقع ہوگی- اگر یون کہا کہ ان تزوجتک ثم ان تزوجتک فانت طالق- اگر مین نے تجھسے نکاح کیا پھر اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے تو اخیر پر قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ حرف ثم برائے فصل ہے پس شرط دیگر اس جزا سے منفصل ہوئی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے- ایک نے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا- یا یون کہا- اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہے اور اگر پیا- تو دونون فعل مین سے جو کوئی پایا جائیگا طلاق واقع ہو جائیگی اور قسم باقی نہ رہیگی- اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اپنے کھانے اور اپنے پینے مین- تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم عربی زبان یعنی انت طالق فی اکلک وفی شربک- اور فارسی زبان تو طالقہ ہستی در خوردنت و در نوشیدنت یہ سب یکسان ہین فافہم- اگر یون کہا کہ اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہے اور اگر تو نے

پیا تو تو طالقہ بدین تطلیقہ ہی[1] تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد معلق بہر واحد از فعل ہو گی یعنی اگر کھاوے یا پیے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر بدین تطلیقہ کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے علیحدہ ایک ایک طلاق پڑیگی حتے کہ دونون فعل سے دو طلاق واقع ہونگی- جورو سے کہا کہ اگر تونے کھایا اور اگر تونے پیا تو تو طالقہ ہی تو جبتک دونون فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہ ہو گی - اسی طرح اگر بجاے تونے کے مین نے ہو تو بھی یہی حکم ہی- اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا جو دار مذکور مین داخل ہونے کے بعد ہو یہ عتابیہ مین ہی- کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اُس گھر مین داخل ہوا یا جزا کو درمیان مین کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی اور اگر مین اُس دوسرے گھر مین داخل ہوا- تو ان دونون گھرون مین سے کسی مین داخل ہو وہ طالقہ ہو جائیگی اور قسم باطل ہو جائیگی - اگر اُسنے جزا کو موخر کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اُس دوسرے گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہی تو جب تک دونون گھرون مین داخل نہ ہولے تب تک طالقہ نہو گی یہ فتاوی کرخی مین ہی- قال المترجم[2] ہذا علی اصل ان تقدیم الشرط وتاخیرہا یوثر فی اختلاف الحکم فتذکر- جورو سے کہا کہ اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی- اور یہ بھی اُس سے کہا کہ اگر مین نے کسی انسان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے فلان شخص مذکور سے بات کی تو دو طلاق سے طالقہ ہو جائیگی- اگر اپنی عورت کے حق مین کہا کہ اگر مین فلانہ عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر یون قسم کھائی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر فلانہ مذکورہ سے نکاح کیا تو موجودہ جورو دو طلاق سے طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان گھر مین جاؤن اور میرا غلام آزاد ہی اور مجھپر پیدل حج یا عمرہ واجب ہی اگر مین فلان شخص سے بات کرون- تو حکم یہ ہی کہ جورو پر طلاق پڑنا تو فلان گھر مین داخل ہونے پر ہی اور غلام کا آزاد ہونا اور پیدل خانہ کعبہ کو جانا فلان شخص سے بات کرنے پر معلق ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- فتاوے مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ اگر تونے مجھے چھوڑا کہ مین تیرے گھر مین داخل ہو جاؤن پس مین نے تیرے لیے زیور نہ خریدا تو تو طالقہ ہی- پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر مین آنے دیا پھر اسنے عورت کے لیے زیور فی الفور نہ خریدا تو امام ابو یوسف رح وامام محمد رح کے درمیان اختلاف ہی کہ فی الفور طلاق پڑ جائیگی یا آخر عمر تک انتظار ہوگا اور مختار یہ ہی کہ بالفعل حانث ہوگا- شیخ رح نے کہا کہ اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے اپنی گاے بیچی پس مین نے اسکو قتل نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے گاے بیچ ڈالی پھر مرد مذکور نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو علماء زمانہ نے فتوے دیا کہ عورت طالقہ نہو گی- قال المترجم افتوا علی خلاف المختار فافہم- زیادات مین ہی کہ ایک نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان شخص کو آگاہ نہ کرون اس فعل سے جو تونے کیا ہی تاکہ تجھکو مارے پس اُسنے فلان شخص کو خبر دیدی مگر اُسنے اسکو نہین مارا تو قسم کھانے والا قسم مین سچا ہو گیا اور یہ قسم فقط خبر دینے پر ہو گی یہ خلاصہ مین ہی- جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس کوچہ مین داخل ہوئی- پھر وہ عورت اس کوچہ کے گھرون مین سے ایک گھر مین چھت کی راہ سے گئی اور اس کوچہ مین نہین نکلی تو طلاق واقع نہو گی- ایک نے اپنی جورو کے بھائی سے کہا کہ اگر تو میرے گھر مین داخل ہوا ایسا تو

---

[1] ملہ بدین تطلیقہ یعنے یہی طلاق ... سے جو اول مذکور ہوئی تو یہ دونون مین ایک ہی ہی بخلاف اسکے جب لفظ نہو ۱۲ [illegible]

[2] عہ قال ... [illegible]

۱۲ ... تو طلاق یعنی فی الفور طلاق نہ پڑیگی قال المترجم اول ہی صحیح ... [illegible] ... کر سکتا ہین کہ فی الفور کو مقتضی نہین ہی ۱۲

عہ مترجم کہتا ہی کہ ... اصل ... تقدیم و تاخیر ... اختلاف ... ۱۲ [illegible]

کیا کرتا تھا تو میری جورو طالقہ ہی۔ تو دیکھا جاوے کہ اگر دونون مین گفتگو ایسی ہو رہی تھی کہ جو دلالت کرتی ہی کہ فے الفور داخل ہونا مقصود ہی تو فے الفور داخل ہونے پر رکھا جائیگا کیونکہ دلالت الحال موجب تقیید ہوئی ورنہ قسم آبدیہ ہو گی اور قسم سے پہلے جسطرح اسکے آپہنے جانے کی عادت تھی اسی پر قسم واقع ہو گی حتی کہ اگر عادت مذکورہ کی موافقت سے ایک مرتبہ بھی اسکے سالے نے انکار کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی یعنی جورو پر طلاق پڑجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز ان دونون گھرون مین نہ گیا تو میری جورو طالقہ ہی۔ یا کہا کہ اگر مین نے فلان شخص کو آج کے دن دو کوڑے نہ مارے تو میری جورو طالقہ ہی پھر وہ دونون گھرون مین سے ایک ہی مین داخل ہوا یا ایک ہی کوڑا مارا اور دوسرے گھر مین نہ گیا یا دوسرا کوڑا نہ مارا یہانتک کہ دن گذر گیا تو قسم ٹوٹ جائیگی اور طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ قسم پوری ہونے کی شرط یہ تھی کہ دونون گھرون مین داخل ہونا یا دونون کوڑے مارنا پایا جاوے اور وہ پائی نہ گئی پس جب پورے ہونے کی شرط نہوئی تو حانث ہونا ضروری ہوا اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے آج کے روز فلان و فلان سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر فقط ایک سے کلام کیا اور دن گذر گیا تو قسم مین حانث ہو گیا پس قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب دو محل مین عدم فعل[1] پر قسم معقود ہو تو قسم مین سچے ہونے کے واسطے دونون کا لحاظ ضرور ہوگا اور جب شرط البر نہ پائی جاوے تو حانث ہونا متعین ہوگا۔ اگر کہا کہ اگر مین آج کی رات شہر مین نہ گیا اور فلان سے ملاقات نہ کی تو میری جورو پر طلاق ہی پھر شہر مین گیا مگر فلان مذکور سے ملاقات نہ ہوئی وہ اپنے گھر پر نہ تھا پس اُس سے نہ ملا یہانتک کہ صبح ہوگئی پس اگر قسم کے وقت جانتا تھا کہ وہ اپنے مکان پر نہین ہی تو قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کے وقت یہ نہ جانتا تھا تو قسم مین حانث نہوگا۔ ایسا ہی فتاوے ابو اللیث رح مین مذکور ہی اور مسئلہ متقدمہ کے قیاس پر یہان بھی حانث ہو جانا چاہیے بوجہ معنی مذکورۂ بالا کے لہذا فتوی کے وقت تامل کرنا ضروری ہی۔ قدوری مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور تو نے مجھے فلان کپڑا نہ دیا تو تو طالقہ ہی پھر کپڑا دینے سے پہلے وہ عورت اُس گھر مین چلی گئی تو طالقہ ہو جائیگی خواہ اسکے بعد کپڑا اسکو دے یا نہ دے۔ اور اگر کپڑا دینے کے بعد گھر مین گئی ہو تو طالقہ نہوگی کیونکہ ایسے محاورہ مین لفظ اور یا واو واسطے حال کے ہوتا ہی جیسے عربی مین ان دخلت الدار و انت راکبۃ یعنی اگر تو گھر مین گئی درحالیکہ تو سوارہ ہی۔ کسی نے جورو سے عربی مین کہا کہ ان لم تعطینی ہذا الثوب و دخلت الدار فانت طالقۃ یعنی اگر تو نے یہ کپڑا مجھے نہ دیا اور گھر مین چلی گئی تو تو طالقہ ہی تو جب تک دونون باتین جمع نہون یعنی گھر مین جانا اور کپڑا نہ دینا تب تک طالقہ نہوگی اور کپڑا نہ دینا جب ہی متحقق ہوگا کہ دونون مین سے کوئی مر جاوے یا یہ کپڑا تلف ہو جاوے پھر اگر دونون مین سے کوئی مر گیا یا کپڑا تلف ہو گیا اور وہ گھر مین گئی ہی تو دونون باتین مجتمع ہونگی پس طالقہ ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ قال المترجم ہمارے محاورہ مین اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ کپڑا نہ دیا اور گھر مین چلی گئی تو تو طالقہ ہی تو بدون کپڑا دیے اگر عورت گھر مین چلی جاوے تو طالقہ ہو جائیگی کیونکہ عرف مین مقصود بالفعل ہوتا ہی اور یہان اور کا لفظ حالیہ ہی لیا جاتا ہی مانند صورت اول کے بلکہ صورت اول مین واو حالیہ ہونا متعین نہین ہی پس علی ہذا دونون محاورہ مین حکم برعکس ہی فتامل واللہ اعلم۔ اگر کسی نے باندی خریدنی چاہی اور اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے باندی خریدی پس اس سے تجھکو غیرت آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اُسنے باندی

[1] سلہ عدم فعل یعنی دو جگہ مین اپنا کلام یا [illegible]

سلہ شخص مذکور سے [illegible]

خریدی اور جورو مین غیرت آئی تو دو حال ہین ایک یہ کہ اگر خریدنے سے بعد ہی اسمین غیرت آئی تو اسپر طلاق واقع
ہو جائیگی اور اگر خریدنے سے ایک زمانہ کے بعد اسمین غیرت آئی تو طلاق واقع نہو گی - اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ عورت
کی طرف سے کسی قبیح بات کہنے یا جھگڑا لوپن کرنے وغیرہ سے غیرت ظاہر ہوئی ہو - اور اگر عورت کے دل مین غیرت
سمائی اور اُسنے زبان سے یا فعل سے کچھ ظاہر نہ کیا تو طالقہ نہو گی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ
اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہی اگر تو نے فلان سے کلام کیا - تو طلاق اول و دوم تو گھر مین داخل
ہونے سے متعلق ہی اور تیسری طلاق متعلق بشرط دوم یعنے فلان شخص سے کلام کرنے سے متعلق ہی پس اگر وہ گھر مین
داخل ہوئی تو دو طلاق سے طالقہ ہو گی اور اگر فقط فلان شخص سے کلام کیا تو ایک طلاق سے طالقہ ہو گی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی - اور اگر شرط کو درمیان مین کر دیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی اگر تو گھر مین
داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی یا اُسنے شرط کو مقدم کیا یعنی اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ
ہی الخ تو جب تک گھر مین داخل نہو تب تک طلاق واقع نہو گی - پھر جب گھر مین داخل ہوئی تو بالاتفاق تین طلاق واقع
ہونگی یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین بشرط استطاعت کل تیرے پاس نہ آیا تو میری جورو طالقہ ہی
پھر دوسرے روز نہ وہ بیمار ہوا اور نہ سلطان وغیرہ کسی نے اُسکو روکا اور نہ کوئی ایسی بات ہوئی جس سے وہ آنے
پر قادر نہو مگر اُس شخص کے پاس نہ گیا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا - یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسکی کچھ نیت نہو یا استطاعت
سے مراد از راہ اسباب ہو اور اگر اُسنے وہ استطاعت حقیقیہ مراد لی جو فعل کے ساتھ حادث ہوتی ہی اور وہ استطاعت
از راہ قضا و قدر ہوتی ہی تو دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی مگر قضاءً تصدیق نہو گی اور دوسری روایت مین ہی کہ قضاءً بھی
اُسکی تصدیق ہو گی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز اس گھر سے نہ نکلون تو میری
جورو طالقہ ہی پھر اُسکے پانون مین بیڑیان ڈال دی گئین اور چندر وز تک نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اور
یہی صحیح ہی ایک نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ رہونگا پھر وہ بیڑیان ڈال کر نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا نہوگا یہ
خزانۃ المفتین مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے اُس ہانڈی سے جسکو تو پکاوے کچھ کھایا تو تو طالقہ ہی
پس اگر آگ اُسی عورت نے جلائی ہو تو وہ پکانیوالی ہو گئی خواہ چولھے پر یا تنور مین ہانڈی رکھنے کے بعد اُس نے
آگ جلائی ہو یا اُس سے پہلے جلائی ہو اور خواہ چولھے پر ہانڈی اُسی عورت نے رکھی ہو یا کسی دوسری نے رکھی ہو
اور اگر اس عورت کے سوائے کسی دوسرے نے آگ جلائی تو یہ عورت پکانیوالی نہو گی خواہ اس عورت کے ہانڈی
چڑھانے کے بعد دوسرے نے آگ جلائی ہو یا اس سے پہلے جلائی ہو اور اسی طرف قدوری نے اشارہ کیا ہی چنانچہ
فرمایا کہ پکانیوالی وہ عورت ہی جو آگ جلاوے نہ وہ عورت جو ہانڈی چڑھاوے اور پانی ڈالے اور مصالحہ ڈالے اور
فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اختیار کیا کہ اگر اس عورت نے تنور مین ہانڈی رکھی یا چولھے پر چڑھائی تو وہی پکانے والی
ہو گی اگرچہ آگ کسی اور نے روشن کر دی ہو اور صدر الشہید نے اپنے واقعات مین کہا کہ اسی پر فتوی ہی یہ محیط مین ہی - ایک
نے اپنی جورو سے کہا کہ تو ہر طعام کو خراب کر ڈالتی ہی اگر مین ایک مہینہ تک تیرے پاس طعام لایا تو تو طالقہ ہی پھر یہ
شخص گوشت اسواسطے لایا کہ یارچہ بنا کر لوگون کو بھیجدیے جاوین تو قسم مین جھوٹا نہوگا کیونکہ از راہ دلالت اُسکی قسم اُس
طرح طعام اُسکے پاس لانے پر واقع ہوئی جو گھر کے کام مین آنے کے واسطے ہو یہ ظہیریہ مین ہی - فتاوی ابو اللیث مین

لکھا ہے کہ ایک نے اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا پس اُس سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ کوٹھری میں نہ گئی تو تو طالقہ ہے
پھر اُس مرد کی شہوت ٹھنڈی ہو جانے کے بعد عورت اسکے ساتھ کوٹھری میں گئی تو عورت پر طلاق پڑ جاویگی اور اگر ٹھنڈی
ہونے سے پہلے گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط میں ہے اگر عربی میں جورو سے کہا کہ ان لم اطأک کالدر فانت طالق ثلثا یعنی
اگر بمانند تر در تشدید الرار تجھسے جماع نہ کروں تو تو طالقہ ہے تو یہ کلام جماع میں مبالغہ کرنے پر واقع ہوگا پس اگر جماع میں
مبالغہ کیا تو قسم میں سچا رہا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر میں نے فلانہ عورت سے ہزار بار جماع نہ کیا تو
یہ قسم تعداد کثیر پر واقع ہوگی اور پورے ہزار ہونا ضرور نہیں ہے اور اسمین کوئی مقدار معین نہیں ولیکن مشائخ نے فرمایا کہ ستر
تعداد کثیر ہے یہ فتاوے کبری میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں تجھکو جماع سے سیر نہ کردوں تو تو طالقہ ہے
تو شیخ نے فرمایا کہ سیر ہو جانا اور کسی طرح نہیں پہچانا جائیگا سوائے اس عورت کے قول کے۔ اور فقیہ ابو اللیثؒ اور امام ابو حفص
بخاریؒ نے فرمایا کہ اگر اُس مرد نے اس عورت سے جماع شروع کیا اور برابر کرتا رہا یہانتک کہ اُس عورت کو انزال
ہوگیا تو اُسنے اُس عورت کو سیر کردیا پس وہ طالقہ نہوگی اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسکو اختیار کرتے ہیں یہ محیط میں ہے ایک
نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے پاس نہ آوے تو تو طالقہ ہے پھر عورت کوٹھری کے دروازہ تک آئی
اور اندر داخل نہوئی تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر کوٹھری کے اندر داخل ہوئی مگر مرد سوتا تھا تو طالقہ نہوگی کیونکہ شرط یہی تھی کہ
اُسکے پاس جاوے اسطرح کہ اگر وہ ہاتھ بڑھاوے تو اُس عورت تک پہنچ جاوے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک عورت اپنے
بچھونے پر سوتی تھی اُسکو اسکے شوہر نے اپنے بستر پر بلایا مگر عورت نے انکار کیا پس اُسنے عورت سے کہا کہ اگر آج کی
رات تو میرے بستر پر نہ آئی تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کو اسکا شوہر زبردستی اپنے بچھونے پر اسطرح اُٹھا لایا کہ عورت نے
زمین پر اپنا پاؤں بھی نہیں رکھا پھر رات میں شوہر کے ساتھ سوتی رہی تو طالقہ نہوگی۔ ایک مرد ایک گھڑی کے واسطے
رات میں اپنے گھر سے باہر گیا پھر لوٹ آیا اور یہ گمان کیا کہ اُسکی جورو گھر میں نہیں ہے پس کہا کہ اگر میں اسی رات اپنی جورو
کو اپنے گھر میں نہ لایا تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہے پھر صبح ہوئی تو اُسکی جورو نے کہا کہ میں تو اسی گھر میں تھی تو وہ شخص
حانث نہوگا اور عورت پر طلاق نہ پڑیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ میں تیرے کپڑے پر سویا
تو تو طالقہ ہے پھر عورت کے وسادہ پر اضطجاع کیا یا اُسکے مرفقہ پر سر رکھا یا اُسکے بچھونے پر اضطجاع کیا یا اپنا پہلو یا اکثر بدن
اُسکے کسی کپڑے پر رکھا تو قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ اسطرح سونے والا شمار ہوتا ہے اور اگر عورت کے تکیہ سے تکیہ
لگایا یا اُسپر بیٹھا تو قسم میں جھوٹا نہوگا جب تک کہ ایک کروٹ یا اکثر بدن اُسپر نہ رکھے۔ ایک شخص چند آدمیوں کے ساتھ
ایک چھت پر تھا وہاں سے جانا چاہا اور ساتھیوں نے اُسکو منع کیا پس اُسنے چھت کے ایک کنارہ پر کسی طرف اپنا پاؤں
رکھکر کہا کہ اگر میں اس رات یہاں سویا یا یہاں کھانا کھایا تو میری جورو طالقہ ہے اور اُسنے اپنی نیت میں وہ جگہ مراد لی
جہاں اُسنے پاؤں رکھا ہے پھر اس جگہ کے سوائے دوسری جگہ اُسی چھت پر اُسنے کھایا یا سویا تو حکم قضا میں اُسکی
جورو پر طلاق پڑ جائیگی مگر دیانۃً طلاق نہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں آج کی رات تیرے
ساتھ مع تیری اس قمیص کے نہ سویا تو تو تین طلاق سے طالقہ ہے اور عورت نے قسم کھائی کہ اگر میں مع اپنی اس قمیص کے
تیرے ساتھ سوئی تو میری باندی آزاد ہے پھر مرد نے جورو کی وہ قمیص پہنی اور دونوں ساتھ سوئے تو دونوں میں سے
کوئی قسم میں جھوٹا نہوگا اسواسطے کہ عورت کی طرف سے قسم میں جھوٹا ہوتا اسطرح تھا کہ اس قمیص کو پہنے ہوئے شوہر کے

ساتھ سووے وہ نہ پایا گیا اور شوہر کی طرف سے سچا ہونا اسطرح ہوا کہ عورت کے ساتھ اس حال مین سویا کہ مع قمیص
تھا یعنی خود پہنے تھا - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے نہ وطی کی مع اس مقنعہ کے تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی
پھر یون کہا کہ اگر مین نے تجھسے مع اس مقنعہ کے وطی کی تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس عورت سے
بغیر اس مقنعہ کے وطی کرے پس جبتک یہ مقنعہ موجود رہیگا اور دونون زندہ رہینگے تب تک قسم مین جھوٹا ہوگا پھر اگر
انمین سے کوئی مرگیا یا مقنعہ تلف ہوگیا تو وہ اپنی قسم مین جھوٹا ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ
اگر مین نے تجھسے اس نیزہ کی نوک پر وطی نہ کی تو تو طالقہ ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ چھت مین سوراخ کرکے اسمین سے نیزہ
کی نوک نکالے اور چھت پر جاکر عورت سے اس نوک پر وطی کرے - اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے دوپہر کو بیچ بازار مین
تجھسے وطی نہ کی تو تو طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ عورت کو عماری مین بٹھلا کر بازار مین لیجاوے اور خود عماری کے اندر
گھس کر اُس سے وطی کرے - جورو سے عربی مین کہا کہ - ان بت اللیلۃ الا فی حجری فانت طالق - یعنی اگر تو نے
رات گذاری سوا اس صورت کے کہ میری گود مین ہو تو تو طالقہ ہی - پھر عورت اُسکے بچھونے پر سوئی بدون اسکے کہ
حقیقۃً اُسنے گود مین لیا ہو تو طلاق واقع نہو گی - اور اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ - الا در کنار من - اور باقی مسئلہ بحال خود رہا
تو طلاق پڑنا واجب ہی کذا فی المحیط مترجم کہتا ہی کہ اُردو مین بھی گود مین کہنے کی صورت مین طلاق پڑنا اشبہ ہی اور اگر بغل
مین کہا ہو تو طلاق نہونا صحیح ہی فافہم ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو اپنی اس باندی کے ساتھ سویا ہی اور شوہر نے
کہا کہ اگر مین اس باندی کے ساتھ سویا تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی پس جورو نے کہا کہ اگر تیری اس قسم مین کچھ ثنیا ہو تو
تو مین طالقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان - تو حکم یہ ہی کہ اگر شوہر نے کچھ اور معنی مراد نہین لئے سوا اسکے جو زبان سے بولا ہی
تو جورو طالقہ نہو گی ورنہ طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوی کبریٰ مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے وطی کی یا تو
تو میرے ساتھ ہی تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی پھر پشیمان ہوکر حیلہ ڈھونڈھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حیلہ یہ ہی کہ اسکو ایک
طلاق بائنہ دیکر اُسی وقت اُس سے پھر نکاح کرلے پھر اُس سے وطی کرے تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان
مین ہی - زید نے اپنے پڑوسی خالد سے کہا کہ کل گذری رات مین میری جورو تیرے پاس تھی پس خالد نے کہا کہ اگر
تیری جورو اس گذری رات مین میرے پاس ہو تو میری جورو طالقہ ہی پھر سکوت کرکے کہا اور یا اور کوئی عورت پھر
پھر ظاہر ہوا کہ اسکے پاس دوسری عورت تھی تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ وہ قسم مین حانث ہوگا اور اُسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی
اور محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ حانث نہوگا یہ اختلاف اس قاعدہ پر ہی کہ قسم کھانے والے نے جب قسم معقود کے ساتھ کوئی
شرط لاحق کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ جسمین قسم کھانے والے کا نفع ہی تو بالاجماع وہ شرط اس قسم معقودہ سے لاحق ہو گی
اور اگر ایسی شرط ہو کہ اسمین قسم کھانے والے پر ضرر ہی تو اسمین یہ اختلاف مذکور ہی پس جو شیخ نصیر رح نے کہا ہی وہ امام
ابو حنیفہ رح کے قول سے اقرب ہی کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک جو عقود بیع کہ تمام ہوگئے انکے ساتھ شرط فاسد ملحق
ہو جاتی ہی - اور مختار اس مقام پر محمد بن سلمہ رح کا قول ہی اور اسی پر فتوی ہی کیونکہ سکتہ پڑ جانے سے جز متعلق باول
نہین ہوتی ہی پس وہ دوم سے متعلق ہونا اولی ہی اور شیخ رح نے کہا کہ میرے ماموں امام ظہیر الدین رح فتوے بقول محمد بن
سلمہ دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہی ایک نے عربی مین کہا کہ ان غسلت ثیابی فانت طالق یعنی اگر تو نے میرے کپڑون کو
دھویا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اسکی آستین و دامن کو دھویا تو طالقہ نہو گی یہ تجنیس مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے

کہا کہ اگر تو نے یہ پیالہ نہ دھویا ہو تو تو طالقہ ہے اور حال یہ تھا کہ عورت نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ پیالہ دھووے اُسنے دھویا تھا پس اگر عادت یہ ہو کہ عورت ہی یہ پیالہ دھویا کرتی تھی اور کوئی نہیں دھوتا تھا تو طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر عادت یہ تھی کہ خادمہ ہی دھویا کرتی تھی خود عورت نہ دھوتی تھی اور شوہر اُسکو جانتا تھا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر عادت یہ تھی کہ عورت کبھی خود دھوتی تھی اور کبھی اسکی خادمہ دھوتی تھی تو ظاہر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر شوہر کی یہ نیت ہو کہ اگر خادمہ کو تو نے دھونے کا حکم نہ دیا ہو الخ تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ ایک نے عربی میں یوں قسم کھائی کہ ان غسلت امرأتہ ثیابہ فہی طالق یعنی اگر میری جورو نے میرے کپڑے دھوئے تو وہ طالقہ ہے پھر عورت نے اسکا لفافہ دھویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا الّا آنکہ ثیاب کے لفظ سے اسکی یہ بھی نیت ہو۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے واسطے پانی خریدا تو تو طالقہ ہے پھر ایک سقّے کو ایک درم دیا کہ مشکے میں پانی ڈال دے تو میں کلام ہے کہ وہ قسم میں جھوٹا ہوا یا نہیں تو بعض نے فرمایا کہ سقّے کو درم دیتے وقت اگر کوزے میں پانی ہو تو حانث ہوگا اور اگر نہو تو حانث نہوگا۔ سو اسطے کہ جب درم دیتے وقت کوزون میں پانی ہو تو وہ پانی خریدنے والا ہو جائیگا اور اگر نہو تو وہ اجارہ پر لینے والا ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے بھائی سے میرا شکوہ کیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت کا بھائی آیا اور عورت کے سامنے ایک بےعقل بچہ تھا پس عورت نے کہا کہ اے بچہ میرے شوہر نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے یہانتک کہ اُسکا بھائی سُن لے تو اس عورت پر طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس عورت نے طفل مذکور کو مخاطب کیا ہے اپنے بھائی کو خطاب نہیں کیا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چپ نہ رہی تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ میں نہیں چپتی پھر خاموش رہی تو طلاق واقع نہوگی کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آواز سے بڑبڑائے جاوے تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ میں تو زور سے بڑبڑاؤنگی حالانکہ وہ خاموش ہے تو طلاق نہیں پڑتی ہے اور عورت کا یہ کہنا کہ میں تو زور سے بڑبڑاؤنگی کچھ نہیں ہے جب کہ وہ خاموش ہے۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی شخص معین کے بارہ میں کچھ کلام کیا پھر شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھسے فلان شخص کا ذکر دوبارہ کیا تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ میں تجھ سے پھر اُس شخص کا ذکر نہ کرونگی یا بولی کہ جب تو نے مجھ سے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں فلان شخص کا ذکر نہ کرونگی تو وہ قسم میں حانث نہوگا اور طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اسقدر ذکر قسم سے مستثنیٰ ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے کیون مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا۔ یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو میں تو اسکا ذکر کر چکی۔ تو ایسی صورت میں حانث ہوگا اور طلاق پڑ جائیگی۔ اور اگر فلان شخص کا ذکر ہجون میں کیا تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ فتاوےٰ میں لکھا ہے کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھوک کے تیرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں ہے وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر میں بھوکی رہی تو تو طالقہ ہے تو شیخ رح نے فرمایا کہ سوائے روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر میں ایسی نہیں رہی تو تو طالقہ نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر عدت میں اُس عورت سے کہا کہ اگر تو ہی میری جورو ہے تو تو تین طلاق سے طالقہ ہے اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ علی الاطلاق وہ اسکی جورو نہیں ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ فتاوےٰ ابو اللیث رح میں ہے کہ ایک نے اپنی جورو سے فارسی میں کہا کہ اگر تو فرو از من باشی پس تو طالقہ بتہ طلاق ہستی پھر دوسرے دن کی فجر طلوع ہونے کے بعد اُس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی

مراد پہلے کلام سے یہ تھی کہ دوسرے روز کے کسی جزو مین بھی یہ عورت اُسکی جورو نہو گی تو فجر طلوع ہونے تک خلع مین
تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ تھی تو دوسرے روز غروب آفتاب
سے پہلے جب خلع دیدے تو قسم مذکور کی وجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہ ہو گی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب
سے پہلے اُسکو خلع دے دیا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُس سے نکاح کر لیا تو قسم کی وجہ سے تین طلاق سے طالقہ
ہو جائیگی - اور اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے خلع دے دیا پھر آئندہ روز یعنے پرسون یا اسکے بعد اس سے نکاح
کر لیا تو قسم مذکور کی وجہ سے طالقہ نہو گی یہ محیط مین ہی - ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو طلاق نہ دیگا پھر کسی شخص
نے اُس مرد کی طرف سے بدون اسکے حکم و آگاہی کے اُسکی جورو کو خلع دیدیا پھر اُس مرد کو خبر پہونچی اور اُسنے
اجازت دیدی پس اگر زبان سے اجازت دی مثلاً یون کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو قسم مین جھوٹا ہو گیا اور
اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً خلع کے عوض کا مال لے لیا تو حانث نہوگا اور طلاق پڑ جائیگی
یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کہا کہ تو طالقہ ہی تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت
سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دیدی تو قضاءً اُسپر دوسری طلاق پڑ جائیگی اور اگر اُسنے اسی قول سے طلاق کی نیت
کی ہو تو ازراہ دیانت اُسکی تصدیق ہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے رات مین بزبان فارسی
کہا کہ اگر ترا امشب دارم تو سہ طلاقہ ہستی یعنے اگر مین نے تجھے آج کی رات رکھون تو تو تین طلاق والی ہی پھر اُسی رات
مین اُسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گذر گئی پھر اُس سے جدید نکاح کر لیا تو اب طالقہ نہو گی - اسی طرح اگر کہا کہ اگر
ترا امروز دارم تو طالقہ ہستی پھر اُس دن اُسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسئلہ مین یہی حکم ہوگا یہ تجنیس و مزید مین
ہی - قلت فی الاصل - جزا امروز آہ و فیہ نظر - ایک مرد کے پاس اُسکے شہر کے عالمون مین سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس
اُسنے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر فقیہ سے اُسکی مراد وہ ہو جسکو لوگ اپنے عرف مین فقیہ
کہتے ہین یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہو گی اور اگر اُسنے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی قضاءً یہی حکم ہی اور دیانۃً یعنی فیما بینہ
و بین اللہ تعالی طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ وہ فقیہ نہین ہی کیونکہ شیخ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہی کہ ایک
شخص نے انکو فقیہ کہا تو اُس سے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہین دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہی جو دنیا سے منھ پھیرے ہوئے
آخرت کا راغب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہو یہ فتاوے کبری مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پہونچا
اور مین نے اُسکا ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو ختنہ کا وقت دس برس ہی اور اگر اُسنے اول وقت کی نیت کی ہو تو بیٹے
سات برس کا ہو وہ حانث ہوگا اور اگر اُسنے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ صدر شہید رح نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ بارہ برس
ہی یعنے انتہائے مدت بارہ برس یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر کو پہونچا اور مین نے اُسکا
ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ جب اُسنے دس برس سے تاخیر کی تو چاہیئے کہ حانث ہو
جاوے اور اسکے سوا دیگر مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا تا وقتیکہ بارہ برس سے تجاوز نہ کرے اور اسی پر
فتوی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - عورت سے کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ خدمت پر معاملہ نہ کرون جیسا کہ مین معاملہ کیا
کرتا تھا تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت کے لیے کوئی خدمت ہو تو یہ کلام اسی خدمت پر رکھا جائیگا ورنہ مرد کی نیت پر
مرجع ہوگا یہ بزازیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین سلطان سے خوف کرتا ہون تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر قسم کے

وقت اسکو سلطان سے کوئی خوف نہو اور نہ اُسکے ذمہ کوئی ایسا جرم ہو جس سے سلطان کے خوف کی راہ نکلتی ہو تو وہ حانث نہوگا - ایک مرد ایک طفل سے متہم کیا گیا پس اس سے کہا گیا کہ فلان کہتا ہی کہ مین نے اسکو طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا ہی پس اُسنے کہا کہ اگر اُسنے مجھسے اس طفل سے کانا پھوسی کرتے دیکھا ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ فلان مذکور نے اسکو درواقع طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا تھا مگر کسی دوسرے معاملہ مین یہ باتین تھین تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرے گھر مین آگ ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اُسکے گھر مین چراغ جلتا ہی پس اگر اُسنے اسوجہ سے قسم کھائی ہی کہ اسکے کسی پڑوسی نے اُس سے آگ مانگی تھی تاکہ اُس سے آگ جلاوے تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور اگر قسم اسوجہ سے تھی کہ پڑوسیون نے اُس سے روٹی وغیرہ ایسی چیز مانگی تھی یا وہان کوئی سبب نہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد کسی طفل کے ساتھ متہم کیا گیا پس اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من باوی ناحفاظے کنم زن مرا طلاق ست حالانکہ اُس شخص نے اس طفل کو گھورا اور اُسکا بوسہ لیا تھا تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوی کبری مین ہی - جورو سے کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی خریدی یا تجھپر دوسری عورت سے نکاح کیا تو تو بیک طلاق طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین ایک طلاق سے راضی نہین ہوتی پس مرد نے کہا کہ پس تو بسہ طلاق طالقہ ہی اگر تو ایک سے راضی نہین ہی تو فرمایا کہ اس کلام کے ساتھ بھی شرط مراد ہوگی یعنی فی الحال کوئی طلاق واقع نہوگی - عورت سے کہا کہ اگر اللہ تعالی موحدین کو عذاب دے تو تو طالقہ ہی تو فرمایا کہ حانث نہوگا جب تک ظہور نہو آذ رفقیہ نے کہا کہ وجہ یہ ہی کہ بعضی موحدین کو عذاب دیا جائیگا اور بعضے کو نہ دیا جائیگا پس اشتباہ ہوا پس شک کے ساتھ حکم نہ دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالے مشرکین کو عذاب دے تو اُسکی جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے کہا کہ اسکی جورو پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ بعضے مشرکین کو عذاب نہوگا پس وہ حانث نہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان وقال المترجم فیہ تنظیر - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو فلان دار مین داخل ہوئی جبتک کہ فلان مذکور اسمین ہی تو تو طالقہ ہی پھر فلان مذکور نے اس دار کو تحویل کر دیا اور ایک زمانہ تک ایسا رہا پھر وہ عود کر کے اسی دار مین آیا پھر عورت داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رح نے لیا ہی اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر حالت غضب مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے پانچ برس تک ایسا کیا تو تو مجھسے مطلقہ ہو جائیگی اور مرد نے اس سے تخویف کی نیت کی پھر اس مدت گذرنے سے پہلے عورت نے یہ فعل کیا تو شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ آیا تو نے اُسکی طلاق کی قسم کھائی تھی پس اگر اُسنے خبر دی کہ ہان یہ قسم کھائی تھی تو اُسکی خبر پر عمل درآمد ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اُسنے خبر دی کہ مین نے یہ قسم نہین کھائی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک مرد نشہ مین ہی اُس نے اپنی جورو کو بستر پر بلایا پس عورت نے انکار کیا پس اُس نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے فرمان برداری کی اور میری مساعدت کی تو خیر ورنہ تو طالقہ ہی پھر قسم کے بعد آئندہ اُسکے بلانے پر عورت نے مساعدت و فرمان برداری کی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کے بعد بلانے پر اُسنے فرما برداری نہ کی تو حانث ہو جائیگا یعنی طلاق واقع ہوگی اور مولانا رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے از سر نو نہ بلایا تو عدم مساعدت کی صورت مین بھی حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ لوگ اپنے عرف مین اس سے حکم سابق کی فرمانبرداری مراد رکھتے ہین ایک مرد نشہ مین ہی اُسنے اپنی جورو کو ایک درم عطا کیا پس عورت نے کہا کہ تو جب ہوش مین ہوگا تو مجھسے لے لیگا

پس مرد نے کہا کہ اگر مین تجھسے لے لون تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے نشہ کی حالت مین لے لیا تو قسم مین حانث ہوگا اسواسطے
کہ بعد افاقہ کے لے لینا شرط حنث ہی - ایک مرد نے جو نشہ مین ہی اپنی جورو سے کہا کہ مین نے اپنا یہ دار تجھے ہبہ کیا
پھر کہا کہ اگر مین نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پھر اسکو افاقہ ہوا اور اسکو اسمین سے کچھ بھی یاد
نہ آیا تو مشایخ نے فرمایا کہ اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ ظاہر یہ ہی کہ اس حالت مین جو کہتا ہی وہ دل سے
کہتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار فلان مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی پھر فلان
مر گیا اور دار مذکور میراث ہوگیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ نہ ہو جو تمام ملک کو گھیرے ہوئے ہو
تو وہ حانث نہوگا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اس صورت مین بھی حانث نہوگا اور اسی پر فتوی
ہی - ایک مرد منزل کی کوٹھری مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اگر مین اس بیت مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہی تو قسم
اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہی قال المترجم اور ہماری زبان مین بھی یہی ہی - اور اگر
اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من باین خانہ اندر آیم تو میری جورو طالقہ ہی تو قسم اس منزل کے اندر داخل ہونے پر
ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو دیانۃً تصدیق ہوگی قضاءً
تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے اس کوٹھری کی طرف اشارہ کیا تو بھی بہر حال ایسا ہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے
اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہی پھر اسکا بھائی اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر مین چلا گیا
اور وہان رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نسبت کچھ
ملال ہوا تھا جس سے اُسنے ایسی قسم کھائی تھی تو اب حانث نہوگا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کی وجہ سے تھی
تو حانث ہو جائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے قول پر حانث ہو جائیگا - اور اگر عورت اسی
دار مین داخل ہوئی جسمین پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک مین باقی ہو
مگر وہ اسمین نہ رہتا ہو تو قسم کھانے والا عورت کے اسمین جانے سے حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھانے کے بعد یہ
دار اُسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا ہو تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر
عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلان گردی پس طالقہ ہستی پھر وہ عورت اسکے گرد پھری مگر دار مین داخل نہوئی اور
شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طالقہ ہو جائیگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ بخانہ فلان
اندر آئی ترا طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چون کہا تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی - ایک مرد نے اپنی جورو سے
کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو میری جورو دیگر طالقات ہین پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق اسپر اور
دوسری عورتون سب پر واقع ہوگی اور مولف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی قول پر اعتماد ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک
مرد نے اپنی جورو کو ایک مرد کے ساتھ متہم کیا پھر شوہر اپنے دار مین آیا اور اس مرد کو جسکے ساتھ متہم کرتا تھا گھر
کے ایک کونے مین بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے مین پڑی سوتی تھی پھر جب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا جسکے
ساتھ وہ اپنی جورو کو متہم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلان کو اپنی جورو کے
ساتھ نہین پکڑا پس مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اُسنے فلان کو اپنی جورو کے ساتھ نہین پکڑا تو وہ
اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے میرے جو مین سے لیکر نانوائی کے یہان پہنچے تو

طالقہ ہی اور شوہر کے گھر مین ایک چوپایہ تھا جسکو جو دیے جاتے تھے پس اُسکے چارہ مین سے ایک مٹھی جو بچے تھے پس
عورت نے ان جو کو اپنے ذاتی جو کے ساتھ نانوائی کو بھیجا پس اگر شوہر اسکو مکروہ نہ جانے یعنی دلالۃ الحال سے
یہ بات معلوم ہو تو وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسقدر قسم مین عادۃ مراد نہین ہوتے ہین اور اگر وہ اسقدر
کا بھی بخل کرتا ہو تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک صحیح یہ ہو کہ اگر عورت نے اپنے جو مین ملا کر
پھر بھیجے ہون تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک مرد کو ایک جورو نے حرام کی تہمت دی پس اُسنے کہا کہ اگر ایک
سال تک حرام کرون تو تو طالقہ ہو تو یہ لفظ جماع پر رکھا جائیگا کہ عورت کی آنکھ کے روبرو بتداخل فرجین جماع
کرے اور عورت جانتی ہو کہ یہ عورت اسکی مملوکہ نہین ہو اور نہ اسکی جورو ہو یا اس فعل کے بتداخل فرجین واقع ہونے
کے چار نفر گواہی دین یا شوہر خود ایک مرتبہ اقرار کرے اسواسطے کہ یہ فعل زنا ہو یعنی لفظ حرام اُسکی قسم مین بمعنے
زنا قرار پایا اور زنا فقط انھین صور تون سے ثابت ہوتا ہو اور اگر وہ حاکم قاضی کے سامنے اس سے انکار کر گیا کہ
مین نے نہین کیا ہو اور عورت کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ حاکم کے پاس قسم لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو عورت کو
اُسکے ساتھ رہنے کی گنجائش ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی سے حرام کرے تو تو لبسہ طلاق طالقہ ہو پھر مرد نے اُسکو
طلاق بائن دیدی پھر عدت مین اُس سے جماع کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک طالقہ ہوگی اسواسطے کہ ان دونون
اماموں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہو اور امام ابو یوسف غرض کا اعتبار کرتے ہین پس انکے قول کے قیاس پر طالقہ
نہوگی اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے کسی کا بوسہ لیا تو تو طالقہ لبسہ طلاق ہو پس اُسنے اسی مرد کا
بوسہ لیا تو طالقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کمربند حرام پر کھلا جب سے تو میری
جورو ہو تو تو طالقہ ہو پس عورت نے کہا کہ مجھے ایک مرد نے پکڑ لیا اور زبردستی باکراہ مجھسے جماع کر لیا ہو تو مشائخ نے
فرمایا کہ اگر حالت ایسی ہو کہ عورت منع کرنے پر قادر نہوئی ہو تو یہ حانث نہوگا اور اگر عورت روکنے و باز رکھنے پر
قادر تھی تو مرد حانث ہو جائیگا بشرطیکہ شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین حرام سے
غسل کرون تو میری جورو طالقہ ہو یعنی غسل بوجہ حرام کرنے کے ہو پھر اُسنے ایک اجنبیہ عورت کو لپٹا لیا حتی کہ اُسکو
انزال ہو گیا اور اُسنے غسل کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہو کہ وہ حانث نہو اور اُسکی قسم فعل جماع پر ہوگی۔ ایک مرد
نے کہا کہ اگر مین فلان کو اپنے گھر مین لایا تو میری جورو طالقہ ہو تو جبتک اسکو داخل نہ کرے تب تک حانث نہوگا یعنی
جب تک فلان مذکور اُسکے حکم سے اندر نہ آوے تب تک حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میری کوٹھری مین
داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہو پھر فلان اُسکی کوٹھری مین داخل ہوا خواہ قسم کھانے والے سے اجازت لیکر یا
بدون اجازت اور خواہ اُسکی آگاہی مین یا بغیر آگاہی کے تو قسم کھانے والا اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا یہ فتاوی
قاضیخان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے آواز سے پادا تو میری جورو طالقہ ہو پھر اُسکے بدون قصد کے آواز
سے پاد نکل گیا تو عورت طالقہ نہوگی اور یہ مسئلہ نظیر ہو اس مسئلہ کی کہ قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر
زبردستی باکراہ داخل کیا گیا یا قسم کھائی کہ نہ نکلونگا پھر زبردستی باکراہ نکالا گیا یہ محیط مین ہو۔ اگر اپنی جورو سے
کہا کہ اگر مین تجھے خوش کرون تو تو طالقہ ہو پھر اسکو مارا پس اُسنے کہا کہ مجھے تو نے خوش کیا تو طالقہ نہ ہوگی
اسواسطے کہ ہم جانتے ہین کہ وہ جھوٹی ہو اور اگر عورت کو ہزار درم دیئے اور عورت نے کہا کہ مجھے خوش نہین کیا تو قول

عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اُسکی درخواست دو ہزار درم کی ہو پس ایک ہزار درم سے خوش نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا قریب میرے دار مین آیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت و شوہر کا قریب دار مین داخل ہوا تو بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اسواسطے کہ قرابت متجزی نہین ہوتی ہے پس دونون مین سے ہر ایک کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کام سے داخل ہوا کہ شوہر کے ساتھ مختص ہے تو مرد حانث نہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مختص ہے تو حانث ہو جائیگا - ایک عورت اپنے شوہر کے کپڑون مین سے کوئی کپڑا اُٹھا لیگئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس نہ دیا تو تو طالقہ ہے پس عورت گئی تاکہ لاکر واپس دے پھر شوہر اُسکے پاس پہونچا اور وہ گٹھری مین سے شوہر کو واپس دینے کو نکالتی تھی پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گٹھری مین سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو استحساناً حانث نہوگا اور اسی کو شیخ زاہد فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اختیار کیا ہے یہ ظہیریہ مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم یکن فرجی احسن من فرجک فانت طالق یعنی اگر میرا آلہ تناسل تیری فرج سے اچھا نہو تو تو طالقہ ہے اور عورت نے کہا کہ اگر میری فرج تیرے آلہ تناسل سے اچھی نہو تو میری باندی آزاد ہے تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اس گفتگو کے وقت دونون کھڑے ہون تو عورت قسم مین سچی ہوگی اور مرد حانث ہو جائیگا اور اگر دونون بیٹھے ہون تو شوہر سچا ہوگا اور عورت حانث ہو جائیگی اسواسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام مین مرد کے آلہ تناسل سے بہتر ہے اور بیٹھنے کی حالت مین امر برعکس ہے اور اگر مرد کھڑا ہو اور عورت بیٹھی ہو تو فقیہ ابو جعفر رحمہ نے فرمایا کہ مین اسکو نہین جانتا ہون اور فرمایا کہ دونون مین سے ہر ایک کا حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ دونون قسمون مین سے ہر ایک کا جاہونا اسی طور پر ہے کہ دونون مین سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونون مین سے کوئی بہ نسبت دوسرے کے احسن نہوگی پس دونون مین سے ہر ایک حانث ہوگا - ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان شخص تجھے مقعد وسیع نہ رکھتا ہو تو تو طالقہ ہے تو شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ غیر مقدور و غیر معلوم ہے پس وہ حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر مرد نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسکی فرج وسیع ہے وہ طالقہ ہے تو دونون مین سے ڈبلی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونون مین سے جو ارطب ہو یعنی بلغمی مرطوب ہو اُسپر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر ایک مرد اور اُسکی جورو مین جھگڑا ہوا پس عورت نے کہا کہ من بار خدای توام یعنی تجھ سے افضل ہون پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تو طالقہ ہے پس اگر عورت اس سے افضل نہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہے کہ علم و فضل و حسب و نسب مین بڑھکر ہو یہ محیط سرخسی مین ہے - دو مرد دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہو تو میری جورو طالقہ ہے تو اسکی پہچان کا یہ طریقہ ہے کہ جب دونون سو جاوین تو دونون پکارے جاوین پس جو جلدی جواب دے اُس سے دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی آلہ تناسل لوہے سے زیادہ شدید نہو تو تو طالقہ ہے تو عورت طالقہ نہوگی اسواسطے کہ آلہ تناسل استعمال سے ناقص نہین ہوتا ہے یہ خلاصہ مین ہے و قال المترجم وفیہ نظر - ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیاری کی پھر ایک شخص دوسرے گانون سے آیا پس اُس نے کہا کہ اگر مین نے اس آنیوالے کے واسطے اپنے گانون مین سے ایک گاے ذبح

نہ کی تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر اس آنیوالے کے لوٹنے سے پہلے اُسنے ایک گاے اسکے لیے ذبح کی تو سچا رہا ورنہ حانث ہوگیا اور اگر اُسنے اپنی جورو کی گاؤن مین سے ایک گاے ذبح کی تو اپنی قسم مین سچا ہوگا الا آنکہ اسکے اور اُسکی جورو کے درمیان ایسی اُلفت و انبساط ہو کہ دونون مین سے کوئی اپنے مال کو دوسرے سے تمیز و فرق نہ کرتا ہو اور دونون مین جو دوسرے کا مال لے لیتا ہو تو باہم انمین مجادلہ و جھگڑا نہوتا ہو تو ایسی صورت مین مجھے امید ہے کہ وہ سچا رہیگا اور اگر اُسنے اپنی گاے اس آنیوالے کے واسطے ذبح کی لیکن بعد ذبح کے اُسکے گوشت سے اس آنیوالے کی ضیافت نہ کی پس اگر یہ گانون جس سے یہ آنیوالا آیا ہے اُس گانون سے قریب ہے تو قسم مین سچا رہیگا اسواسطے کہ شرط بر کی تحقق ہوگئی ہے اور اگر یہ گانون اس گانون سے دور ہو کہ وہانسے آنا سفر شمار کیا جاتا ہو تو مجھے خوف ہے کہ وہ قسم مین سچا نہوگا اسواسطے کہ جب ایسا آدمی سفر کرکے آتا ہے تو اسکے واسطے ضیافت تیار کرتے ہین پس قسم مذکور ذبح کرکے ضیافت کرنے پر واقع ہوگی یہ فتاوی کبری مین ہے- اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کو اس دار مین داخل ہونے دیا تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر قسم کھانیوالا اس دار کا مالک ہو تو قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہے کہ فلان مذکور کو قول و فعل سے اس دار مین آنے سے مانع ہوا ایسا ہی صدر شہید رحنے اپنے واقعات مین ذکر کیا ہے اور نوازل مین ہے کہ قسم سچی ہونے کی شرط ملک منع ہے اور ملک دار سے تعرض نہ کیا اور فرمایا کہ اگر قسم کھانیوالا فلان کے داخل ہونے کے روکنے پر قادر ہو تو روکنا و منع کرنا دونون واجب ہین تاکہ سچا ہو اور اگر روکنے کا مالک نہو تو یہ قسم ممانعت کرنے پر ہوگی روکنے پر نہوگی- اور شیخ امام ظہیر الدین ملک منع کو اعتبار کرتے تھے کہ روک سکے اور اسی پر فتوی ہے- اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین تجھسے جماع کرون الا بعذر یا بلیہ یا ضرورت پھر اس قسم کے بعد مرد مذکور اس عورت سے سوا فرج کے مباشرت رکھتا تھا پھر ایک روز چوک گیا اور اُسکی فرج مین داخل کر دیا پس اگر خطا سے ایسا ہوا تو یہ عذر ہے درحالیکہ اسکا یہ ارادہ نہو یہ ذخیرہ مین ہے- ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو غائب ہو جاتا ہے اور میرے لیے نفقہ کچھ نہین چھوڑ جاتا ہے پس شوہر غصہ مین آگیا پس عورت نے کہا کہ یہ تو مین نے کوئی بڑی بات نہین کہی کہ جسمین غصہ کی ضرورت ہو پس شوہر نے کہا کہ اگر یہ بڑی بات نہ تھی تو تو طالقہ ہے پس اگر اس سے شوہر کی نیت مجازات ہو یعنی بلا تعلیق تو وہ فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے مجازات نہین بلکہ تعلیق طلاق کا قصد کیا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر مرد محترم صاحب قدر ہو کہ ایسی شکایت اُسکے حق مین اہانت ہو تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر ایسا محترم ذی قدر نہ ہو تو طالقہ ہو جائیگی- ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دم نہ کھڑی ہوئی اور میرے والد کے گھر کی طرف نہ گئی تو تو طالقہ ہے پس عورت اُسیوقت کھڑی ہوگئی اور شوہر ہنوز نہین نکلا ہے اور اُسنے نکلنے کے واسطے کپڑے پہنے اور نکلی اور پھر لوٹ کر آکر بیٹھ گئی یہانتک کہ شوہر نکلا تو وہ طالقہ نہو جائیگی اور شوہر حانث نہوگا اور اگر عورت کو پیشاب زور سے لگا اور اُسنے پیشاب کیا پھر جانے کے واسطے کپڑے پہنے تو بھی حانث نہوگا- اور اگر دونون مین سخت کلامی ہے اور کلام طول ہوا تو اُس سے فی الفور ساقط نہوگا یعنی اگر بعد اسکے ختم کے اُٹھی اور کپڑے پہنکر چلی تو گو یا فی الفور چلی- اور اگر عورت کو خوف نماز جاتی رہنے کا ہوا پس اُسنے نماز پڑھی تو شیخ نصیر رحنے فرمایا کہ مرد حانث ہو جائیگا اور بعضون نے کہا کہ حانث نہوگا کذا فی الظہیریہ اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ فتاوے کبرے مین ہے- ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے آج کے روز دو رکعتین نماز نہ پڑھین تو تو طالقہ ہے پھر وہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد حائضہ ہوگئی تو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر قسم کے وقت سے حائضہ ہونے کے

سلہ یعنی منع کرنے کی قدرت رکھتا ہو ۱۲ م

سلہ یعنی طلاق ویدی اور شرط پر معلق نہین کیا ۱۲ منہ

وقت تک اتنا وقت ہو کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ سکتی ہو تو سب کے نزدیک قسم منعقد ہو جائیگی اور عورت طالقہ ہو جائیگی اور اگر اتنا وقت نہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم منعقد نہو گی اور وہ طالقہ نہ ہو گی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قسم منعقد ہو گی اور وہ طالقہ ہو گی۔ اور صحیح یہ ہی کہ یمین یعنی قسم سب کے نزدیک ہر حال مین منعقد ہو گی اور طلاق واقع ہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے دراہم چورا ئی ہی اُسنے کہا کہ مین نے توبہ کرلی ہی پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے میرے درمون مین سے کچھ اُٹھا لیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے گھر مین جھاڑو دیتے وقت ایک درمون کی تھیلی گری ہوئی پائی پس اُسنے اُٹھا کر ایک کونے مین رکھدی اور شوہر کو خبر دیدی کہ مین نے اُٹھائی نہ اس غرض سے کہ مجھکو ملے دو ن تو امید ہی کہ وہ طالقہ نہ ہو گی۔ مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو نے میری تھیلی مین سے درم اُٹھا لیے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے تھیلی کا منھ کھولدیا اور اپنی دختر کو کہا پس اُسنے درم نکال لیے تو کتاب مین مذکور ہی کہ مجھے خوف ہی کہ وہ طالقہ ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو درم نکال لینے کی تہمت لگائی پھر اُس سے فارسی مین کہا کہ اگر از درم من تو بر داری پس تو طالقہ بسہ طلاق ہستی پھر عورت نے شوہر کے درم ایک رومال مین پاکر رومال کو اُٹھایا اور ایک عورت کو دیا اور اُس سے کہا کہ اسمین سے کچھ درم نکال لے پس اُسنے اُسمین سے درم نکال کر زوجہ کو دیدیے تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نے سال بھر تک میرے درمون سے درم چورائے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو درم دیے تاکہ انکو دیکھے پھر عورت نے بغیر علم شوہر کے اسمین سے کچھ نکالے پھر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو نے اسمین سے کچھ درم نکالے ہین اُسنے کہا کہ ہان مگر چوری کے طور پر نہین اور شوہر کو واپس دیے پس اگر شوہر کے اسکے پاس سے جدا ہو جانے کے بعد اُسکو واپس دیے تو طالقہ ہو گی اور اگر قبل شوہر کے جدا ہونے کے واپس دیے ہین تو طالقہ نہو گی۔ اور اگر عورت نے انکار کیا تو بھی طالقہ ہو جائیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی سے درم نکال لیے اور گوشت خرید ا اور قصاب نے یہ درم اپنے درمون مین مخلوط کر دیے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم آج کے روز واپس نہ دیے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر دن گذر گیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت پوری تھیلی قصاب کی لیکر شوہر کے سپرد کردے تو شوہر اپنی قسم مین سچا ہو جائیگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ شوہر نے عورت سے کہا کہ تو نے درم کیا کیا اُسنے کہا کہ مین نے گوشت خریدا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم نہ دیا تو تو طالقہ ہی حالانکہ یہ درم قصاب کے ہاتھ سے جاتا رہا تھا تو فرمایا کہ جب تک یہ معلوم نہو کہ یہ درم گلا ڈالا گیا یا سمندر مین گر گیا ہی تب تک مرد مذکور حانث نہوگا۔ عورت نے شوہر کے درم اُسکی تھیلی سے چرا لیے پھر انکو غیر کے درمون مین ملا دیا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہی درم مجھے واپس نہ دیے تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت نے ایک ایک کر کے اُسکو واپس دیے تو بعینہٖ یہی درم دیدیے یہ حاوی مین ہی۔ شوہر نے اپنے درم عورت کے ہاتھ رکھے پھر واپس لینے کے وقت اُسکو تہمت لگائی پس فارسی مین کہا کہ اگر تو درم برداشتی سہ طلاق ہستی بطور استفہام کہا پس عورت نے کہا کہ ہستم پھر کھلا کہ عورت مذکورہ نے اُٹھا لیے تھے پس اگر شوہر نے حانث ہونے کے وقت ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو گی اور اگر مجرد تخویف منظور ہو تا کہ عورت اقرار کر دے تو طلاق واقع نہ ہو گی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک مرد نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ چرایا تو تیری ماں طالقہ ہی

پھر لپسر مذکور نے باپ کے گھر سے نمکین چرائین تو مروی ہی کہ امام ابو یوسف رح سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر باپ اپنے بیٹے
سے اسکا بھی بخل کرتا ہو تو اُسکی مان طالقہ ہو جائیگی اور امام محمد رح سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنسے
کہا گیا کہ امام ابو یوسف رح نے اسطرح جواب دیا ہی تو فرمایا کہ سوا ابو یوسف رح کے ایسی اچھی بات کون کہہ سکتا ہی۔ ایک مرد نے
اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے درم دیا کہ تو نے اُس سے کچھ خرید ا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ
فلان کو دیدے تا کہ وہ تیرے لیے کوئی چیز خرید دے پھر شوہر کو اپنی قسم یاد آئی پس اُسنے عورت سے درم واپس مانگا پس
اگر عورت خود چیزین خریدتی ہو تو حانث نہوگا اور اگر خود نہ خریدتی ہو تو حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو
سے کہا کہ اگر تو نے اس دار سے اُس دار مین کوئی چیز بھیجی تو تو طالقہ ہی پھر قسم کھانیوالے نے اپنی باندی کو حکم دیا کہ
اُس دار والے لوگ جو چیز مانگین انکو دے پھر اُس دار کا ایک آدمی آیا اور اُسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے دیدی
پھر مولے کو معلوم ہوا تو اُسکو برا معلوم ہوا اور غصہ مین ہو گیا پس قسم کھانے والے کی جورو نے باندی سے کہا کہ
تو جا اور مولے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اُس دار مین پہونچا دے پس باندی نے پہونچا دی تو مشائخ نے
فرمایا کہ اگر بدلیل یہ بات معلوم ہو جاوے کہ باندی نے یہ فعل اپنے مولے کے واسطے کیا ہی کہ مولی کی جورو کی اطاعت
مین نہین کیا ہی تو مرد مذکور حانث نہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے مولی کی جورو کی اطاعت مین کیا ہی تو مولی حانث ہو جائیگا
اور اگر اس معاملہ مین کوئی دلیل نہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اُسنے کہا کہ مین نے مولی کے واسطے
کیا ہی یا مولی کی جورو کی اطاعت کی ہی وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا
کہ احتمال ہی کہ صورت مسئلہ کی یون ہو کہ اس دار کے لوگون نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اُسنے نہ دی
پھر مولی کو اسکی خبر دی گئی تو اُسنے برا مانا پس اُسکی جورو نے باندی سے کہا کہ مولی کے گھر سے اس سے اچھی چیز
اُٹھا کر اُس دار مین پہونچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہی جو آخر تک مذکور ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک دھوبی کی
دُکان سے کسی غیر کا کپڑا جاتا رہا پس دھوبی نے اپنے نوکر کو تہمت لگائی پس نوکر نے کہا کہ اگر من ترا زیان کردہ
ام زن من سہ طلاق یعنے اگر مین نے تیرا نقصان کیا ہی تو میری جورو کو تین طلاق ہین حالانکہ نوکر ہی اسکو لیگیا تھا
تو اُسکی جورو پر تین طلاق پڑ جاوینگی۔ ایک شخص راہ مین جاتا تھا اُسکو چورون نے پکڑا اور اُسکے پاس جو درم
تھے وہ چھین لیے اور اُس سے اُسکی جورو پر تین طلاق کی قسم لی کہ اُسکے پاس سوا ان درمون کے جو لیے ہین
اور درم نہین ہین پس اُسنے قسم کھائی پس اگر اُسکے پاس تین درمون سے کم ہون تو قسم مین جھوٹا نہوگا اور اگر
اُسکے پاس تین درم یا زیادہ ہون پس اگر اُس نے جورو کی طلاق کی قسم لی ہو تو جورو پر طلاق پڑ جائیگی
اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اللہ تعالی کی قسم ہو تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو یہ یمین
غموس ہی اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہی۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ اگر بامن درمی ہست پس تو طالقہ ہستی پس اگر
اُسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہون تو اسمین وہی تفصیل ہی جو مذکور ہوئی۔ اور اگر کہا کہ اگر بامن سیم ست پس اگر
اُسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جانین تو چھین لین تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی نہو تو حانث نہوگا۔
ایک مرد کو چورون نے لوٹ لیا پھر اُس نے جورو کی طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل سے کسی کو خبر نہ کرے پھر قافلہ
اُسکے سامنے آیا پس اُسنے قافلہ والون سے کہا کہ رستہ پر بیٹھے ہین پس قافلہ والے سمجھ گئے اور لوٹ پڑے

پس اگر اُسنے بھیڑیے کہنے سے چورون کو مراد لیا تو حانث ہوجائیگا اور اگر اُسنے حقیقت مین بھیڑیے مراد لیے اور اس
غرض سے کہا کہ یہ لوگ بھیڑیون کے خوف سے واپس ہو جاوین تو حانث نہوگا - اور اگر ایک نے کہا کہ اس رات
میرے یہان جماعت یعنی گروہ آیا اور سب چیزین لیگئے اور مجھ سے قسم لی کہ مین انکے نامون سے خبر نہ دون اور وے
میرے ساتھی کوچہ مین ہین پس اگر اُسنے انکے نام تحریر کر دیے تو بھی حانث ہوجائیگا تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ اسکے پڑوسیون
کے نام لکھکر اُسکے سامنے پیش کیے جاوین اور کہا جاوے کہ یہ تھا تو وہ کہے کہ نہین پھر دوسرا پیش کیا جاوے
یہان تک کہ جب ان لٹیرون مین سے کسی کا نام آوے تو وہ خاموش رہے یا کہے کہ مین کچھ نہین کہتا پس بات
ظاہر ہوجائیگی اور یہ مرد بھی حانث نہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی - ایک مرد کا ایک کپڑا تھا اُس سے کسی چور نے
چورا لیا یا غاصب نے غصب کر لیا پھر کپڑے کے مالک نے قسم کھائی کہ اگر کپڑا میرا ہو (یعنی وہی کپڑا جو مذکور
ہوا ہی اُسی طرف اشارہ ہی) تو میری جورو طالقہ ہی تو اس مسئلہ مین تین صورتین ہین - اول آنکہ یہ بات معلوم ہوجاوے
کہ وہ کپڑا موجود ہی تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی - دوم آنکہ یہ بات معلوم ہوجاوے کہ نابود ہو گیا تو طالقہ نہوگی سوم
آنکہ دونون مین سے کوئی بات معلوم نہین ہوئی تو بھی جورو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ موجود ہونا اصل ہی یہ تجنیس
و مزید مین ہی - اور اگر فارسی مین کہا کہ اگر کسے را نبیذ دہم زن مرا طلاق یعنی اگر کسی کو شراب دون تو میری جورو کو
طلاق تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی یعنی اگر دینے سے ہدیہ دینے کی نیت کی تو پلانے سے حانث نہوگا اور اگر پلانے کی نیت
کی تو ہدیہ دینے سے حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اگر دیگا یا پلا دیگا بہرحال حانث ہوجاویگا یہ
خزانۃ المفتین مین ہی اور فتاوی مین ہی کہ ایک مرد کو اسکی جورو نے شراب پینے پر عتاب کیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے اسکا
پینا ہمیشہ چھوڑ دیا تو تو طالقہ ہی پس اگر اسکا عزم ہو کہ اسکا پینا چھوڑ دیگا تو حانث نہوگا اگرچہ نہ پیتا ہو یہ خلاصہ مین ہی ایک
مرد نے جو برسام کی بیماری مین تھا اپنے چنگے ہونے کے بعد کہا کہ مین نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے یہ
اسی واسطے کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا کہ برسام مین جو لفظ مین نے اپنی زبان سے نکالا ہی وہ واقع ہوگیا ہی پس اگر اُسکے ذکر و
حکایت کے بیچ مین ایسا لفظ کہا ہو تو تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین - ایک طفل نے بچپن مین کہا کہ اگر مین نے سکر کو پیا
تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسنے لڑکپن ہی مین اُسکو پیا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر اُسکے خسر نے یہ بات سُنی اور
کہا کہ میری لڑکی تجھپر حرام ہوگئی بوجہ اس قسم کے تو اُسنے جواب دیا کہ ہان حرام ہوگئی تو یہ قول اس طفل بالغ شدہ
کی طرف سے حرمت کا اقرار ہی اور ایک طلاق یا تین طلاق ہونے مین اُسی طفل کا قول (جو بالغ ہوگیا ہو ۱۲) قبول ہوگا اور امام ظہیر الدین
وغیرہ نے اس مسئلہ مین اور مسئلہ برسام مین فتوی دیا ہی کہ طلاق نہین پڑیگی اسواسطے کہ یہ قول جس سے طلاق واقع
ہونے کا حکم دیا جاوے بربناے غیر واقع ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو میری بلا اجازت باہر
نکلی تو تو طالقہ ہی پس عورت کو غصہ آیا اور اُسنے نکلنے کا قصد کیا پس لوگون نے اُسکو روکا پس شوہر نے کہا کہ چھوڑ دو اسکو
نکل جانے دو اور شوہر کی کچھ نیت نہین ہی تو یہ اجازت نہوگی - اور اگر اجازت دینے کی نیت ہو تو بدلالت اجازت
ثابت ہو جاویگی - اور اگر غصہ مین عورت سے کہا کہ تو نکل اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ اجازت دینے پر محمول کیا جائیگا
لیکن اگر اُسنے نیت کی کہ تو نکل تاکہ تو طالقہ ہو جاوے تو ایسا ہی ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ
اگر تو دار مین سے نکلی الا باجازت میری تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے کسی بھیک مانگنے والے کو سُنا کہ وہ صدا دیتا ہی پس

عورت سے کہا کہ سائل کو یہ ٹکڑا دیدے پس اگر سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت بدون گھر سے نکلے اُسکو نہیں دے سکتی ہو تو نکلنے سے طالقہ نہو گی اور اگر بغیر باہر نکلے دے سکتی تھی پھر باہر نکلی تو طالقہ ہو جائیگی - اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت اُسکو بدون باہر نکلے دے سکتی ہو پھر وہ سائل راستہ پر چلا گیا پس عورت نے نکلکر اُسکو ٹکڑا دیدیا تو حانث ہوگا اور طلاق واقع ہو گی۔ قال المترجم فی المسئلۃ نوع تشرد فافہم - عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا اجازت اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہے پس اُسکی عورت نے اس سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین نکلون تاکہ مطلقہ ہو جاؤن پس شوہر نے کہا کہ ہان پس وہ نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ تہدید ہے اجازت نہین ہے - اور اگر عورت دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اور کچھ قدم اُسکا ایسا تھا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ باہر رہتا پس اگر عورت کا پورا سہارا و اعتماد اسقدر قدم پر جو داخل مین ہے یا دونون ٹکڑون پر تھا تو طالقہ نہو گی اور اگر اُسی قدر حصہ قدم پر ہو جو باہر رہتا ہے تو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے کبری مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طالقہ ہے پھر عربی زبان مین مرد نے اسکو اجازت دی حالانکہ وہ عربی نہین جانتی ہے پھر وہ نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اور اُسکی نظیر یہ ہے کہ اگر عورت سوتی تھی یا کہین غائب تھی اور اس حال مین اُسکو اجازت دی تو نکلنے سے طالقہ ہو گی ایسا ہی نوازل مین مذکور ہے اور ایمان الاصل مین لکھا ہے کہ اگر ایسی طرح اُسکو اجازت دی کہ وہ سنتی نہین تھی تو یہ اجازت نہو گی اور اگر اسکے بعد نکلی تو طالقہ ہو جائیگی یہ امام اعظم و امام محمد رحمہا اللہ کا قول ہے - اور منتقے مین لکھا ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو باہر نکلی الا میری اجازت سے تو اجازت یون ہے کہ خود مرد اُس سے اسطرح کہے کہ وہ سُنے یا ایلچی بھیجکر سُنا دے اور اگر اُسنے اجازت دینے پر ایک قوم کو گواہ کر لیا تو یہ اجازت نہو گی پھر اگر انھین لوگون نے جنکو شوہر نے اجازت دینے پر گواہ کیا ہے عورت کو پہونچا دیا کہ شوہر نے تجھکو باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے تو اگر شوہر نے ان لوگون کو حکم نہین دیا تھا کہ تم پہونچا دو تو عورت کے نکلنے سے عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر شوہر نے انکو حکم دیا ہو کہ تم اسکو یہ پیام پہونچا دو تو پھر عورت کے نکلنے سے عورت پر طلاق واقع نہو گی - اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے بلا ارادہ یا بلا خواہش یا بلا رضامندی اس دار سے باہر نکلی تو تو طالقہ ہے تو واضح رہے کہ ارادہ و خواہش و رضامندی ان الفاظ مین عورت کے سُننے کی ضرورت نہین ہے کہ اُسکی رضامندی و ارادہ کو سُنے چنانچہ اگر شوہر نے کہدیا کہ مین راضی ہوا یا مین چاہتا ہون پھر وہ عورت نکلی تو طالقہ نہو گی - اگرچہ عورت نے شوہر کا اسطرح کہنا نہ سُنا ہو اور یہ بلا خلاف ہے - اور نوازل مین لکھا ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا اجازت نکلی تو تو طالقہ ہے پس عورت نے شوہر سے اپنے بعضے قرابت والون کے یہان جانے کی اجازت مانگی اور مرد نے اجازت دیدی مگر عورت وہان تو نہ گئی لیکن گھر مین جھاڑو دینے مین دروازے کے باہر نکلگئی تو طلاق واقع ہو جائیگی - اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت تو نہ گئی پھر دوسرے وقت انھین رشتہ دارون کے یہان گئی جنکے یہان جانے کی مرد نے اجازت دی تھی تو فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ اسپر طلاق[1] واقع ہو گی اسواسطے کہ عادت کے موافق یہ اجازت اُسی وقت کے واسطے تھی یہ محیط مین ہے - اگر اُسنے قسم کھائی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا اور اگر جاوے تو اُسکی جورو مسماۃ عائشہ طالقہ ہے حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہے تو نکلنے سے اسپر طلاق واقع نہو گی یہ ذخیرہ کردری مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے میرے بعض اہل کے یہان جانے کی اجازت دیدے پس

[1] قال المترجم یہ عادت ... بیبین عادت ...

اُسنے اجازت دی تو عورت کے بعض اہل اس عبارت میں اسکے والدین قرار دیے جاوینگے اور اگر وہ زندہ نہوں تو اُسکے اہل میں اسکا ہر ذی رحم محرم ہی جس سے نکاح کبھی جائز نہیں ہی - اور اگر اُسکے والدین زندہ ہوں مگر ہر ایک کا گھر علیحدہ ہو یعنی یہ صورت ہو کہ باپ نے اُسکی ماں کو طلاق دی اور ماں نے دوسرا شوہر کیا اور باپ نے دوسری جورو کی تو ایسی حالت میں اس عورت کا اہل باپ کا گھر ہی - عورت سے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہو گی پھر وہ نکلی تو طلاق واقع نہو گی اسواسطے کہ اُسنے اضافت چھوڑ دی ہی یہ قنیہ میں ہی - عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں سے نکلی سوائے میری اجازت کے تو تو طالقہ ہی پس اس دار میں آگ لگنا یا غرق ہونا واقع ہوا پس عورت نکل بھاگی تو مرد حانث نہوگا یہ قنیہ میں ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس کوٹھری سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طالقہ ہی اور عورت نے اپنی املاک میں سے کوئی محدود رہن کی تھی پس شوہر سے کہا کہ اجازت دیدے تو اُسنے کہا کہ اچھا جا اور درم لیکر فروخت پر قبضہ دلادے پھر وہ نکلی اور گئی اور مرتہن کو نہ پایا چنانچہ اُسکو چند بار آمد و رفت کی ضرورت پڑی تو وہ طالقہ نہو گی ایسا ہی امام نسفی نے فتوے دیا ہی یہ خلاصہ میں ہی - اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی اِلّا میری اجازت سے یا کہا کہ اِلّا میری رضامندی سے یا کہا کہ اِلّا میری آگاہی سے یا عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی بغیر میری اجازت کے تو یہ سب یکساں ہیں اسواسطے کہ کلمہ اِلّا و غیر استثنا کے واسطے ہیں چنانچہ دونوں میں یہی حکم ہی کہ ایکبار اجازت دینے سے قسم منتہی نہ ہو جائیگی چنانچہ اگر ایکبار اُسکو نکلنے کی اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر دوبارہ بلا اجازت لیے نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اور یہ نظیر اس مسئلہ کی ہی کہ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی اِلّا بچادر تو تو طالقہ ہی پھر وہ بغیر چادر نکلی تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہی - اور اگر عورت کو ایکبار نکلنے کی اجازت دیدی پھر نکلنے سے پہلے اُسکو نکلنے سے ممانعت کر دی پھر اسکے بعد وہ نکلی تو طلاق پڑ جاویگی یہ بدائع میں ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی اِلّا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی اور اِلّا میری اجازت کہنے سے اس نے اجازت ایکبار کی نیت کی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہو گی اور اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہی یہ وجیز کردری میں ہی حانث نہونے کا حیلہ یہ ہی کہ عورت سے کہدے کہ میں نے تجھکو ہر بار نکلنے کی اجازت دیدی یا کہے کہ ہر بار کہ تو نکلی تو میں نے تجھے اجازت دیدی ہی تو ایسی صورت میں عورت کے نکلنے سے حانث نہوگا اور اسیطرح اگر کہدیا کہ ہر بار کہ تو نے نکلنا چاہا تو میں نے تجھکو اجازت دیدی یا میں نے تجھے ہمیشہ نکلنے کی اجازت دی یا یوں کہا کہ اذنت لک ابدا ہر کلمہ تو بھی یہی حکم ہی اور پھر اگر اسکے بعد یہ نہی عام منع کر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک اسکا نہی کر دینا صحیح ہی یہ سراج الوہاج میں ہی اور یہی امام فضلی رح کا مختار ہی اور اسی پر فتوے ہی - اور اگر کہا کہ میں نے تجھے دس روز اجازت دی تو وہ دنوں میں جب چاہے نکلے جائز ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا یا تو نے ایسا کیا تو میں نے اجازت دی تو یہ اجازت نہو گی یہ وجیز کردری میں ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی حتی کہ میں تجھے اجازت دوں یا حکم دوں یا راضی ہوں یا آگاہ ہوں تو اسمیں ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا کہ اگر اُسنے ایک مرتبہ اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر واپس آئی پھر بلا اجازت نکلی تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنے قول سے کہ یہاں تک کہ میں تجھے اجازت دوں ہر بار اجازت دینے کی نیت کی تو بالاجماع اُسکی نیت کے موافق رہیگا یہ بدائع میں ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے باہر نکلی اِلّا آنکہ میں تجھے اجازت دوں تو یہ قول اور یہاں تک کہ میں تجھے اجازت دوں

دونون یکسان ہین چنانچہ ایک مرتبہ اجازت دینے سے قسم تمام ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی کے باہر نکلنے پر اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ باہر نہ نکلے پھر باندی سے کہا کہ ان درمون کا گوشت خرید لا تو یہ نکلنے کی اجازت ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کی جانب نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت مانگی پس اُسنے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طالقہ ہو جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور منتقی مین ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے تجھے اسکی اجازت دی تو تو طالقہ ہے پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے نکلنے کی اجازت دی اور یہ نکہا کہ کہان تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہے کہ ایک غلام نے اپنے مولے سے کسی کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولے نے اُس سے کہا کہ اگر مین نے تجھے باندی کے تزوج کی اجازت دی تو میری جورو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اُس سے کہا کہ مین نے تجھے جورو کر لینے کی اجازت دی یا مین نے تجھے عورتون سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ غلام میری اجازت سے خریدا تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اُس نے یہی غلام خریدا تو مولے کی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ مین نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اُسنے یہ غلام خریدا تو مولے کی جورو طالقہ نہو گی۔ ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین اس دار مین داخل ہوا الّا آنکہ مجھے فلان اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہو گی اور اگر کہا کہ الّا آنکہ سب مجھے اسکے واسطے فلان اجازت دیا کرے تو یہ ہر بار کی اجازت پر واقع ہو گی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہے پھر عورت سے کہا کہ تو فلان کے ہر امر مین جسکا وہ تجھے حکم کرے اطاعت کر پس فلان نے اسکو باہر نکلنے کا حکم دیا تو وہ طالقہ ہو جائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اسکو نکلنے کی اجازت نہین دی تھی۔ اور اسی طرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلنے کی اجازت دے پس اُسنے اجازت دی اور وہ نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ تیرے شوہر نے تجھے نکلنے کی اجازت دی ہے پس وہ نکلی تو بھی طالقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو تجھے فلان حکم کرے وہ مین نے تجھے حکم کیا پھر فلان نے اسکو نکلنے کی اجازت دی پس نکلی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر مرد نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے ابھی اس جورو کو نکلنے کی اجازت دیدی ہے پس عورت کو خبر پہنچا دی پس وہ نکلی تو طالقہ نہ ہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور فتاوے اصل مین ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکل کہ مین نے طلاق کی قسم کھائی ہے پھر وہ بغیر اجازت کے اس دار سے باہر نکلی تو طالقہ نہ ہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الّا ایسے کام کے واسطے کہ اس سے چارہ نہین ہے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعوے کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حانث ہوگا اور عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر عورت وکیل نہ کر سکتی ہو تو نکلنے سے طالقہ نہ ہو گی اور مرد حانث نہ ہو گا۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی جورو بغیر اسکے علم کے نہ نکلے گی پھر اسکی عورت نکلی درحالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حانث نہو گا۔ ایک مرد نے اپنی جورو پر اپنے پڑوسی کے ساتھ تہمت لگائی پس عورت

نے کہا کہ اگر تو گھر سے میری بلا اجازت نکلی تو تو طالقہ ہے پھر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے ہر کام کے واسطے جو تجھے
ظاہر ہو سوائے امر باطل کے اجازت نکلنے کی دی پھر عورت مذکورہ نکلی اور اُس پڑوسی کے گھر میں جسکے ساتھ شوہر متہم
کرتا تھا داخل ہوئی پس اگر اُسنے نکلنے کے وقت اس پڑوسی کے گھر جانے کی نیت نہیں کی ہے اور نہ کسی اور امر باطل کی
نیت کی تھی تو شوہر حانث نہوگا اگرچہ بعد نکلنے کے عورت سے کوئی امر باطل صادر ہو گیا ہو اسواسطے کہ وہ امر باطل کے
واسطے نہیں نکلی تھی۔ اور اگر اُسنے نکلنے کے وقت کسی امر باطل کی نیت کی ہو تو طلاق پڑجاویگی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے
اور اگر اپنی عورت کی طلاق پر قسم کھائی بدین شرط کہ وہ گھر سے باہر نجاویگی اِلّا میری اجازت سے یا سلطان نے
کسی مرد سے قسم لی کہ وہ اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاوے کہ شہر سے باہر نہ جائیگا اِلّا میری اجازت سے یا قرضخواہ
نے قرضدار سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا اِلّا میری اجازت سے تو یہ قسم قیام زوجیت و سلطنت و
قرضہ کی حالت کے ساتھ مقید ہوگی چنانچہ اگر عورت اس سے بائنہ ہوگئی یا سلطان معزول ہو گیا یا قرضہ ساقط ہو گیا تو
قسم بھی ساقط ہو جائیگی اور پھر کبھی عود نہ کریگی اگرچہ پھر شوہر کو ولایت حاصل ہو جاوے اور سلطان والی ہو جاوے
اور قرضہ عود کرے۔ ایک شخص سلطان کے ساتھ نکلا اور اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ واپس نہوگا اِلّا اُسکی
اجازت سے پھر راستہ میں اُسکی کوئی چیز گر گئی وہ اُسکے لینے کو واپس ہوا تو حانث نہوگا اور اُسکی جورو طالقہ نہوگی
اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر میں اِس دار سے نکلا اِلّا باجازت فلان کے۔ پھر فلان مذکور قبل
اجازت دینے کے مرگیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے قول پر قسم باطل ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو
سے کہا کہ اگر تو بغیر حق نکلی تو تو طالقہ ہے۔ پھر وہ اپنے والد یا بھائی کے جنازہ میں نکلی تو طالقہ نہوگی اور اسی طرح ہر ذی رحم
محرم کا حکم ہے اور اسی طرح عروس کی طرف اُسکے نکلنے یا جو امر اُسپر واجب ہے اُسکے واسطے نکلنے کا بھی یہی حکم ہے یہ بدائع
میں ہے۔ ایک شخص سے اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس عورت سے کہا کہ اگر تو آج یہان سے نکلی پھر اگر ایک سال تک واپس
آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر وہ اُس روز نماز وغیرہ کسی حاجت کے واسطے نکلی پھر واپس آئی پس اگر قسم کا سبب
اسکا بطور نقل مکان یا سفر کے نکلنا ہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ قسم ایسے طور کے نکلنے کے ساتھ مقید ہوگی یہ فتاویٰ
کبریٰ میں ہے۔ جورو سے کہا کہ اگر تو نے اِس طفل کو چھوڑ دیا کہ وہ دار سے باہر نکلجاوے تو تو طالقہ ہے۔ پس وہ اِس طفل سے
غافل ہو گئی اور طفل مذکور نکلگیا یا نماز پڑھنے لگی اور وہ نکلگیا تو عورت نے اسکو نہیں چھوڑا پس طالقہ نہوگی یہ تاتارخانیہ
میں ہے۔ ایک مرد بغداد میں ہے اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے ان لم تخرج الی الکوفۃ اگر ابھی کوفہ کی طرف نہ نکل جاوے
پھر وہ ایک ساعت ٹھہرا کہ کرایہ والے کے ساتھ کہ کرایہ کی بابت گفتگو کرتا رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم
میں جھوٹا نہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر وہ نماز فرض کے واسطے وضو کرنے میں مشغول ہوا یا مثل اسکے کسی کام
میں تو یہ عذر ہے اور اگر صلوٰۃ نفل کے واسطے وضو میں مشغول ہوا یا کھانے پینے میں مشغول ہوا تو یہ عذر نہیں ہے
پس حانث ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کی طرف نکلی یعنی وہان
جانے کو نکلی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے تو یہ قسم اس قصد سے نکلنے پر ہوگی خواہ وہان پہونچے یا نہ پہونچے۔ اور اگر کہا کہ
اگر تو اپنے والدین کے گھر میں آئی تو یہ قسم وہان پہونچ جانے پر ہے خواہ اُسکے مکان کی طرف جانے کا قصد کیا ہو
یا نہ کیا ہو یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ اور محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ جانا بمنزلہ خروج کے ہے یعنی اگر کہا کہ اگر تو اپنے والدین

کے گھر کی طرف گئی تو بمنزلہ نکلی کہنے کے ہی اور یہی صحیح ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مرد نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اس لفظ سے آنے یا نکلنے کی نیت کی تو موافق اسکی نیت کے ہوگا یہ فاضیخان کی شرح جامع صغیر میں ہی۔ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت ضیافت میں نکلی یعنی وہان جانے کے واسطے نکلی پس شوہر نے کہا کہ اگر وہان تو تین روز سے زیادہ رہی تو تو طالقہ ہی پھر وہ تیسرے روز وہان سے اپنے شوہر کے گاؤن کی طرف واپس ہوئی مگر وہ شوہر کے گاؤن مین داخل نہوئی بلکہ پھر لوٹ کر وہین چند روز جا کر رہی تو شیخ نے فرمایا کہ مین طلاق واقع ہونے کا فتوی تو نہین دیتا ہون مگر بات یہ ہی کہ اسمین احتیاط اولی ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر وہ شوہر کے گاؤن کی آبادی مین داخل ہو کر پھر لوٹ گئی تو طالقہ نہوگی اور اگر آبادی مین داخل نہین ہوئی تھی تو طالقہ ہوجانا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو میری کوٹھری سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت کوٹھری سے باہر فقط احاطہ تک نکلی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط اگر تو نکلی ہو کہا ہو تو واقع نہوگی الّا محلہ مین نکلنے سے واقع ہوگی اور فتوی اسپر ہی کہ دونون صورتون مین واقع نہوگی الّا جب کہ محلہ مین نکلے اگرچہ بزبان فارسی بولا ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار کے دروازہ سے نکلی تو تو طالقہ ہی پس وہ چھت پر چڑھی اور پڑوسی کے گھر اُتری تو حانث نہوگا یعنے طلاق واقع نہوگی اور یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اپنا پاؤن اُسپر رکھا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنا ایک پاؤن اسپر رکھا تھا کہ اسکو یاد آگیا پس وہ لوٹ پڑی تو طالقہ ہوجائیگی اور اگر مرد نے کہا کہ اگر مین نے اپنا قدم اس دار مین رکھا تو تو طالقہ ہی پس اپنا ایک قدم اسمین رکھا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ دار مین قدم رکھنا یہ کنایہ داخل ہونے سے ہوگیا ہی بخلاف ما تقدم کے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی اگر تو نے اپنا قدم کوچہ مین رکھا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کوچہ مین اپنا قدم رکھا تو طالقہ ہوجائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس چھت پر چڑھی تو تو طالقہ ہی پھر وہ سیڑھی کے فقط چند لوٹن پر چڑھی تو طالقہ نہوگی اور یہی مختار ہی اسواسطے کہ وہ چھت پر نہین چڑھی ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ ایک عورت اپنے دار سے پڑوسی کی چھت پر نکلجاتی ہی پس اُسکے شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو اس دار سے پڑوسی کے گھر کی چھت پر نکل گئی یا دروازہ نکلی تو تو طالقہ ہی پھر وہ دوسرے پڑوسی کی چھت کی طرف نکلی تو حانث نہوگا اور اگر یہ مقدمہ پہلے نہوچکا ہو تو حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ لفظ عام ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک عورت کوٹھری مین بیٹھی رو رہی تھی پس شوہر نے اپنے خسر سے کہا کہ اگر تیری بیٹی اس کوٹھری سے نکلکر باہر جاکر وہان نہ روئی تو وہ طالقہ ہی پھر عورت نکلی اور پھر اُسی کوٹھری مین جاکر رونے لگی تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اسکا کوٹھری مین رونا کوئی سنتا ہو تو رونے پر طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ شوہر نے اسکو رونے سے اسی واسطے منع کیا تھا اور اگر ایسا نہو تو بعد اسکے وہ اپنے رونے پر طالقہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ نوازل مین ہی کہ شیخ ابو جعفر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی اگر وہ اس دار سے نہ نکلے اور اس دار کے پہلو مین ایک کھنڈل تھا کہ اسکا راستہ شارع عام کی طرف کھلا تھا اور مرد نے اس کھنڈل کا شارع عام کا راستہ بند کر کے اپنے دار مین ایک کھڑکی اس کھنڈل کی طرف پھوڑ دی تھی بغرض منفعت کے پھر یہ عورت اس کھڑکی سے باہر نکلی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ کھنڈل اِسکے دار سے چھوٹا ہو تو مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا

پرتانا رخابنہ مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت اس دار کے اندر باغ انگور
مین جسکے چارون طرف دیوار ہی داخل ہوئی پس اگر یہ باغ اس دار مین شمار ہو کہ دار کے بیان کرنے سے باغ مذکور فہم
مین آجاتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر شمار نہ ہو اور نہ مفہوم ہوتا ہو تو حانث ہوگا اسواسطے کہ پہلی صورت مین باغ مذکور
اسی دار مین ہی اور دوسری صورت مین نہین ہی۔ اور دار مین جب ہی شمار ہوگا اور جب ہی دار کے ذکر سے مفہوم ہوگا
کہ جب وہ بڑا نہو یا اسکا دروازہ غیر دار مذکور کی طرف نہو یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک عورت اپنے والد کے گھر کی طرف
گئی جسکا گھر دوسرے گانون مین ہی اور اسکا شوہر اسکے پیچھے گیا اور جاکر عورت سے کہا کہ میرے گھر لوٹ چل پس اسنے
انکار کیا پس شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تو اس رات میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہی پس عورت شوہر کے ساتھ نکلی اور
شوہر اسکو فجر طلوع ہونے سے پہلے اپنے گھر لے آیا تو علماء نے فرمایا کہ اگر اکثر رات وہ اسی گانون مین تھا تو اسکے
حانث ہونے کا خوف ہی اور اگر اکثر رات (آدھی سے زیادہ ۱۲) گذرنے سے پہلے چلی ہو تو امید ہی کہ وہ حانث نہوگا اور صحیح یہ ہی کہ اگر
رات گذرنے سے پہلے وہ شوہر کے ساتھ چلی آئی تو وہ حانث نہوگا۔ ایک عورت اپنے باپ کے گھر شوہر کے ساتھ
تھی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ تو میرے ساتھ چل پس عورت نے انکار کیا پس شوہر نے اس سے کہا کہ اگر تو میرے
ساتھ نہ گئی تو تو لبسہ طلاق طالقہ ہی پس شوہر نکلا اور عورت بھی اُسکے پیچھے نکلی اور شوہر سے پہلے اسکے گھر پہونچی تو علماء
نے فرمایا کہ اگر شوہر سے اتنی دیر بعد نکلی کہ یہ اسکے ساتھ نکلنا نہین شمار کیا جاتا ہی تو مرد حانث ہو جائیگا۔ ایک
مرد نے اپنی جورو سے اسکے نکلتے وقت کہا کہ اگر تو میرے گھر واپس آئی تو تو لبسہ طلاق طالقہ ہی پس عورت بیٹھ گئی اور دیر
تک نہ نکلی پھر نکلی پھر واپس آئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے فی الفور نیت کی تھی تو بعض نے فرمایا کہ قضاءً اسکی تصدیق نہوگی
اور بعض نے کہا کہ تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو جماع
کے واسطے بلایا اور اُسنے انکار کیا پس شوہر نے کہا کہ ایسا کب ہوگا اُسنے کہا کہ کل کے روز پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے
یہ امر جو مراد ہی کل کے روز نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر دونون اسکو بھول گئے یہانتک کہ کل کا روز گذر گیا تو وہ حانث نہوگا
اگر عورت سے اسکے باپ کے گھر ہونے کی حالت مین کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے گھر حاضر نہوئی تو تو طالقہ ہی پھر
اسکے باپ نے اُسکو حاضر ہونے سے روکا تو طالقہ ہو جائیگی اور یہی مختار ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک مرد کے سامنے ایک
عورت چادر مین لپٹی ہوئی تھی پس اُس سے کہا گیا کہ یہ لپیٹی ہوئی عورت تیری جورو ہی پھر اُس سے کہا کہ تو تین طلاق
کی قسم کھا اگر تیری کوئی جورو اسکے سواے نہو پس اُسنے تین طلاق کی قسم کھائی کہ میری کوئی جورو سواے اسکے نہین ہی
یعنے اگر ہو تو اسپر تین طلاق ہین حالانکہ یہ لپیٹی ہوئی عورت ایک اجنبیہ عورت تھی اسکی جورو نہ تھی تو اسمین مشائخ نے
اختلاف کیا ہی اور فتوی اس امر پر ہی کہ قضاءً اسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر بلخ مین ایک عورت
سے نکاح کیا پھر یہ عورت بغیر اسکے علم کے ترمذ کو چلی گئی پھر عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اگر ترمذ مین اسکی کوئی جورو
ہو تو وہ طالقہ ہی تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک مرد نے چاہا کہ ایک عورت
سے نکاح کرے اور اس عورت کے لوگون نے اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا اسواسطے کہ اسکی دوسری
جورو موجود تھی پھر یہ مرد اپنی پہلی جورو کو اپنے ساتھ مقبرہ مین لیجا کر بٹھا آیا پھر اس عورت کے لوگون سے کہا کہ
میری ہر جورو سواے اسکے جو مقبرہ مین ہی لبسہ طلاق طالقہ ہی پس ان لوگون نے گمان کیا کہ اسکی کوئی جورو نہ

زندہ نہیں ہے پس اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہوگا اور وہ حانث بھی نہوگا یہ فتاوی کبری میں ہے - اگر ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو کل کے روز میرا انگرکھا نہ لائی تو تو طالقہ ہے پس عورت نے دوسرے روز یہ
انگرکھا ایک آدمی کے ہاتھ بھیج کر پہونچا دیا پس اگر شوہر نے اپنے پاس پہونچ جانے کی نیت کی ہو تو حانث نہوگا اور
اگر یہ نیت کی ہو کہ عورت خود لاوے یا کچھ نیت نہو تو حانث ہو جائیگا یہ تمرتاشی میں لکھا ہے - ایک شخص نے اپنے قرضدار
سے کہا کہ تیری جورو پر طلاق ہے اگر تو نے میرا قرضہ ادا نہ کیا پس قرضدار نے کہا کہ نعم پس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ
یون کہ نعم یعنی ہاں پس اُس نے کہا کہ نعم یعنی ہاں اور اُسکے جواب کا قصد کیا تو قسم لازم ہوگی اگرچہ قول و اُسکے جواب
کے درمیان انقطاع پایا گیا ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے - ایک مرد نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے
کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر تیرے مجھپر ہزار درم ہون پس مدعی نے کہا کہ اگر تیرے اوپر میرے ہزار درم نہون تو
میری جورو طالقہ ہے پھر مدعی نے اپنے حق پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے موافق شرع اُسکے گواہون پر ہزار درم
ہونیکا حکم دیدیا تو مدعا علیہ اور اُسکی جورو کے درمیان تفریق کر دیجائیگی اور یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام محمد رح
سے دو روایتون میں سے ایک روایت یہی ہے اور اسی پر فتوی ہے پھر اگر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ میں نے
مدعی مذکور کے دعوی سے پہلے اسکو ہزار درم ادا کر دیے ہیں تو مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان قاضی کا تفریق کرنا باطل
ہو جائیگا اور مدعی کی جورو طالقہ ہو جائیگی بشرطیکہ مدعی کے زعم میں یہ ہو کہ مدعا علیہ پر ان ہزار درمون کے سواے اسکے
اور کچھ نہ تھے - اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعا علیہ نے ہزار درم کا اقرار کیا ہے تو مشائخ نے فرمایا
کہ قاضی اس مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان تفریق نہیں کریگا اور ہمارے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مشکل ہے
اسواسطے کہ جو امر گواہون سے ثابت ہو وہ مثل آنکھون کے مشاہدہ سے ثابت ہونے کے ہے اور قاضی آنکھون سے
مدعا علیہ کا ہزار درم کا اقرار مدعی کے لیے معائنہ کرتا تو مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان تفریق کرتا واللہ اعلم یہ
فتاوی قاضیخان میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے گالی کی بُری باتیں کہیں تو تو طالقہ ہے پس عورت نے
اُسپر لعنت کی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتاوی کبری میں ہے - اور نوازل میں لکھا ہے کہ فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو
لیتے ہیں یہ تاتارخانیہ میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ اللہ تعالی تجھمین برکت نہ دے تو طالقہ نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ اے
گدھے و اے جاہل اے بیوقوف تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ یہ گالی نہیں ہے یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر
تو نے مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اسپر لعنت کی تو طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ میں ہے - عورت سے کہا کہ
اگر تو نے میری مان کو شتم کیا یعنی گالی دی یا بدی کے ساتھ اسکا ذکر کیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت سے کہا کہ تیری مان ... ایک
تھی پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تیری مان پس اگر یہ قسم بلخ میں یا اور ایسے شہر میں تھی جہان سوال کرنے والے
مانگنے والے کو سلام ... کہتے ہیں تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور شہر ہاے ماوراء النہر میں ... لفظ کو شتم
میں شمار کرتے ہیں اور نہ بدی سے یاد کرنا جانتے ہیں وہاں ایسے لفظ سے حانث نہوگا - عورت و مرد کے درمیان
مرد کی بہن کی بابت کچھ جھگڑا ہوا پس شوہر نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری بہن کو میرے سامنے گالی دی تو تو
طالقہ ہے پھر ایک روز آیا تو دیکھا کہ اُسکی جورو اُسکی بہن سے جھگڑتی اور اسکو گالی دیتی ہے پس شوہر نے
اُسکی گالی سُنی کہ جسنے شوہر کی بہن کو دی اور عورت اپنے شوہر کو دیکھتی تھی تو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ شوہر

کے سامنے اسکو گالی دی ہو یہ فتاوے کبری مین ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی کو گالی دی تو میری جورو طالقہ ہو پھر اُسنے ایک مردے کو گالی دی تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجکو قذف کیا یعنی زنا کی تہمت لگائی تو تو طالقہ ہو پھر اسکو کہا کہ ای چھنال کی بچی تو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عرف مین اسکو اسی عورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہین اگرچہ درحقیقت یہ اُسکی ماں کا قذف کرنا ہوتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر بولا کہ اگر تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالقہ ہو پس عورت نے مرد کو کہا کہ ای چھنال کے بیٹے تو طلاق نہ پڑیگی اور فقیہ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے زمانہ مین واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ مرد کو اُسکی جورو نے کہا کہ ای سفلہ پس مرد نے کہا کہ اگر مین سفلہ ہون تو تو طالقہ ہو اور اُس سے مرد کی مراد تعلیق ہو یعنی اگر ایسا ہو تو ایسا ہو اور اُسکے کہنے کا بدلا دینا نیت مین نہ تھا تو اگر وہ سفلہ نہو تو طالقہ نہ ہوگی اور مشائخ نے سفلہ کے معنی مین گفتگو کی ہو اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہو کہ مسلمان سفلہ نہین ہوتا ہو اور سفلہ کافر ہی ہوتا ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوی کبری مین ہو۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہو کہ سفلہ وہ آدمی ہو کہ اپنے قول مین کچھ مبالات نہ کرے اور جو اسکو کہا جاوے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کرے اور اسی پر فتوے ہو یہ تجنیس و مزید مین ہو۔ عورت نے مرد کو کہا کہ ای کشتخان پس مرد نے کہا کہ اگر مین کشتخان ہون تو تو طالقہ ہو اور تعلیق کی نیت کی تو شیخ ابو عصمہ مروزی نے فرمایا ہو کہ کشتخان اسکو کہتے ہین کہ جسنے کسی نے اُسکی عورت کی طرف بدی کے ساتھ دست درازی کی اور پھر کچھ پروا نہ کرے اور اگر اُسنے عورت کو سزا دی تو کشتخان نہین ہو۔ عورت نے اپنے مرد کو کہا کہ ای لیناک یا ای قلتبان پس کہا کہ اگر مین لیناک ہون یا اگر مین قلتبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہو پس اگر شوہر نے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلا دینے کی نیت کی ہو کہ جسکو فارسی مین خشم راندن کہتے ہین تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شوہر ایسا ہو جیسا عورت نے کہا ہو یا نہو اور اگر شوہر نے اُس سے تعلیق طلاق کی نیت کی ہو تو تاوقتیکہ شوہر ایسا نہ ہوگا طلاق واقع نہوگی اور لیناک یا قلتبان ایسے مرد کو کہتے ہین جو اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہو اور اسپر راضی ہو۔ اور اگر شوہر کی اس سے کچھ نیت نہو تو بعض مشائخ نے اسکو مکافات یعنی بدلا دینے پر محمول کیا ہو اور بعض نے اسکو تعلیق پر محمول کیا ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب مین اسنے کہا تو مکافات پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہو اور اگر غیر حالت غصہ مین کہا ہو تو تعلیق پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہو۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا کہ تو قرطبان ہو پس شوہر نے کہا اگر تو نے جانا کہ مین قرطبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہو تو طالقہ نہوگی جبتک یہ نہ کہے کہ مین نے جانا کہ تو قرطبان ہو یہ فتاوے کبری مین ہو۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ ای کوسج پس اُسنے کہا کہ اگر مین کوسہ ہون تو تو طالقہ ہو اور اس سے تعلیق کی نیت کی تو مختار یہ ہو کہ اگر اسکی داڑھی خفیف غیر متصلہ ہو تو طالقہ ہوگی ورنہ نہین اسواسطے کہ اسکی کو عرف مین کوسہ کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور کوسہ کی تفسیر مین اختلاف ہو اور اصح یہ ہو کہ اگر اسکی داڑھی خفیف ہو تو وہ کوسج ہو یہ خلاصہ و وجیز کردری مین ہو قال المترجم ہمارے عرف مین مشہور یہ ہو کہ کوسہ وہ ہو جسکی داڑھی نہ نکلے والامر علی العرف فافہم۔ اور معلی نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھسے اسقل یعنی نیچی ہو تو تو طالقہ ہو تو یہ عبث ہو قال المترجم ہماری زبان مین تامل ہو ہان اگر یون کہا جاوے کہ اگر تو مجھسے گھٹ کے ہو تو محتمل ہو کہ حسب پر قرار دیا جاوے واللہ تعالی اعلم۔ پس اگر مرد

بہ نسبت عورت کے حسب میں بڑھکر ہو تو حانث نہوگا اور اگر عورت بڑھ کر ہوگی تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر امر مشتبہ ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا کہ میں اس سے حسب میں بڑھکر ہوں یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنے صغیر بچہ کو جو اس خاوند سے ہے کہا کہ اے بلا بچہ تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت نے یہ لفظ بچہ سے کراہت کر کے کہا ہے تو طالقہ نہوگی اور اگر بچہ کے والد سے کراہت کر کے کہا ہو تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے بچہ کو کہا کہ اے بلا یہ زادہ پس شوہر نے کہا کہ اگر وہ بلا یہ زادہ ہے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے تو اسمیں تین صورتیں ہیں یعنے شوہر نے اسکے کلام کا بدلا دینے کا ارادہ کیا یا کچھ نیت نہ کی یا تعلیق کی نیت کی پس اگر وجہ اول ہو یا ثانی ہو تو اسکا حکم گذرا یعنی فوراً طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر تیسری صورت ہے تو قضاءً طالقہ نہوگی کیونکہ شرط نہ پائی گئی اور اگر عورت جانتی ہو کہ یہ زنا کی پیدائش ہے تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ اسکے حق میں تحقق شرط ہو گیا اور اسکو پھر اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے اسواسطے کہ وہ مطلقہ بسہ طلاق ہو گئی یہ تجنیس میں ہے۔ اور اگر عورت نے ایسا لفظ اسوجہ سے کہا کہ طفل مذکور کی کوئی بات اسکو بری معلوم ہوئی ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے قلت یہ جملہ اس مقام پر اچھے موقع سے نہیں ہے فافہم۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے بھائی سے تیرا حال ہر قبیح کے ساتھ جو دنیا میں ہے نہ کہا یعنی دنیا بھر کے قبیح تو میں تیرے بھائی سے نہ کہے تو تو طالقہ ہے تو یہ قسم تین قسم کی قبیح و فواحش پر واقع ہوگی پس اگر عورت کے تین انواع کے قبیح بیان کر دیے تو قسم میں سچے ہونے کی شرط متحقق ہو گئی پس چاہیے کہ اسکے بھائی سے بعد بیان کرنے کے اسوقت کہدے کہ میں نے اسواسطے تجھسے بیان کر دیے کہ میں نے قسم کھائی تھی ورنہ وہ ان باتوں سے بری ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ اور اگر اس سے قبل اسکے کہا ہو تو نہیں جائز ہے اسواسطے کہ اسکے بعد کوئی قول قبیح نہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی و بہن سے جھگڑا کیا اور پھر فارسی میں دونوں سے کہا کہ اگر من شمارا بکون خر اندر نہ کنم زن مرا طلاق یعنی اگر میں تم دونوں کو گدھے کی گانڑ میں نہ کردوں تو میری جورو پر طلاق ہے تو مشائخ نے اسمیں اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ ایسے لفظ سے قہر و غلبہ مراد ہوتا ہے پس وہ حانث نہوگا تا وقتیکہ وہ دونوں مرجاویں یا یہ قسم کھانیوالا نہ مرے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ مس السماء کے مسائل میں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور بعض نے فرمایا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ عجز متحقق ہے الا آنکہ اسنے اس کلام سے قہر و غلبہ و دونوں کے تنگ کرنے کی نیت کی ہو تو ایسی حالت میں اسکی نیت صحیح ہوگی اور حانث نہوگا یہانتک کہ قسم کھانیوالا یا وہ دونوں مرجاویں قبل اسکے کہ جو اسنے نیت کی ہے وہ کرے اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوی کبری اور محیط و تجنیس و فتاوی قاضیخان و خلاصہ میں ہے۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے غصہ میں کر دیا تو تو طالقہ ہے پس عورت کے کسی بچہ کو مارا پس عورت غصہ میں آئی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسکو کسی ایسے فعل پر مارا ہے کہ ایسے فعل پر مارنا و ادب دینا چاہیے تو طالقہ نہوگی اور اگر ایسے فعل پر مارا کہ اسپر مارنا و تادیب کرنا نچاہیے تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اور میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے حالت غضب میں اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیری ہڈیاں نہ توڑیں اور تیرا گوشت نہ پھاڑا تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے تو فرمایا کہ اگر اسکو ایسا مارا کہ قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکے تو حانث نہوگا اور یہ کلام کنایہ و مجاز ضرب شدید سے ہے۔ اور نیز سوال کیا گیا

ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم ازن منک الستجات فانت طالق ثلثا یعنی اگر تجھسے نہ پھر نہ تلاؤن تو تو طالقہ بسہ
طلاق ہے تو فرمایا کہ اگر اسکو سخت اذیت دی اور پھر امر مین اس سے مناقشہ کیا تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک
مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین آج کے روز تیرے بچہ کو ایسا نہ مارون کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو تو بسہ طلاق طالقہ
ہے پھر اسکو زمین پر دے مارا مگر وہ نہ پھٹا تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر
مین تجھے ایسا نہ مارون کہ تجھے نہ زندہ چھوڑون نہ مردہ چھوڑون تو تو طالقہ ہے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ قسم سخت شدید
تکلیف دہ مارنے پر واقع ہوگی پس اگر ایسا کیا تو قسم سچی ہو جائیگی اور اگر یہ قید لگائی کہ یہانتک کہ تو موت مارے یا
بیمار پڑ جاوے یا تو فریاد مانگے تو جبتک حقیقۃً یہ باتین نہ پائی جاوین تب تک قسم مین سچا نہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین
نے تجھے بغیر جرم مارا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے دسترخوان کی روٹی پر پیالہ رکھدیا کہ وہ جھکا اور مرد کے پاؤن پر شوربا گرا
جس سے اسکو ضرر پہونچا پس مرد نے اسکو مارا تو حانث نہوگا اگرچہ عورت سے بغیر قصد ایسا واقع ہوا ہے اسواسطے کہ عورت
احکام دنیویہ مین اپنی خطا پر ماخوذ ہے مگر ہان گناہ اسکے ذمہ سے ساقط ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک مرد نے کسی دوسرے
مرد کو بہت سخت دردناک مار دی پس مار کھانے والے نے کہا کہ اگر مین اسکی سزا نہ کرون تو میری جورو طالقہ ہے پھر
ایک زمانہ گذر گیا اور اسنے بدلا نہ لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم شرعی بدلے قصاص و ارش و تعزیر وغیرہ پر واقع ہوگی
بلکہ فقط برائی پہونچانے پر واقع ہوگی خواہ کسی طرح ہو پس اگر بفور برائی پہونچانے کی نیت کی ہے تو فی الفور پر اور
اگر یہ نیت نہ کی ہو تو مطلقاً کسی وقت برائی پہونچانے پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین
لکھا ہے کہ اگر دوسرے سے یون کہا کہ اگر مین آج تجھ سے وہ نہ کرون جو کرنا چاہیے تو میری جورو طالقہ ہے پھر یہ روز
گذرا حالانکہ اسکے حق مین کچھ نیکی و بدی نہ کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکے حق مین اسنے وہ کیا جو کرنا چاہیے اور وہ
عفو ہے لیکن اگر اسنے کہا کہ میری مراد اس سے ضرب و شتم تھی تو ایسا نہ کرنے کی صورت مین وہ حانث ہو جائیگا۔ اور اگر
اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو خون کے اندر نہ کرون تو تو طالقہ ہے پس اسکی ناک مین مارا کہ خون جاری ہوا اور اسکے
کپڑے بھر گئے تو قسم سچی ہو گئی بشرطیکہ اتنی ہی اسکی مراد ہو اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ بالکل خون مین ڈبو دینا مراد نہین ہے اور
اگر کہا کہ اگر اس کوچہ کو ترکستان نہ کر دون تو تو طالقہ ہے تو فرمایا کہ اسطرح سچا ہو سکتا ہے کہ اس کوچہ والون پر بہت سے ترک
مسلط کر دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر کل مین تیرے ساتھ وہ نہ کرون جو کتا آٹے کی تھیلی سے کرتا ہے تو تو طالقہ ہے تو جیسے
کہا ہے اسکے کپڑے کچھ تو چیر اسکو کھینچ کر زمین پر ڈال دے تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ علی نے کہا کہ مین نے
امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور مین تجھکو مارونگا حتی کہ تجھکو قتل کر دونگا یا تو مردہ اٹھائی
جائیگی ورنہ تو طالقہ ہے اور اسکی کچھ نیت نہین ہے تو فرمایا کہ اگر عورت کو سخت شدید ضرب سے مارا تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ
بدائع مین ہے۔ ایک نے جورو سے کہا کہ اگر تو مجھسے نزدیک ہوئی تو تو طالقہ ہے پس اسکے بچہ کو مارا پس عورت نزدیک
آئی تاکہ مار سے بچا دے پس اگر اتنا قریب ہو گئی کہ اگر اپنا ہاتھ بڑھاتی تو دونون کو الگ کر دیتی تو حانث ہو جائیگا یہ
خلاصہ مین ہے۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھے تجھسے لقا حاصل ہوئی پس مین نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہے
پھر غلام کو میل بھر پر دیکھا یا کسی کوٹھے کی چھت پر دیکھا کہ اس تک پہونچ نہین سکتا ہے تو حانث نہوگا یہ فتاوی کبری
مین ہے۔ شیخ ابو الحسن رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اپنی جورو کو مارتا تھا پس چند عورتون نے اسکا بچانا چاہا پس

اُسنے کہا کہ اگر تم مجھے اسکے مارنے سے روکو تو یہ لبسہ طلاق طالقہ ہی پس عورتون نے اسکو روکا مگر وہ باز نہ آیا اور
عورتون کو روکا کیا تو فرمایا کہ وہ لبسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے
ایذا دی تو تو طالقہ ہی پھر ایک باندی خرید کر اسکو اپنے تصرف مین لایا پس اگر قسم کے وقت ایسی کوئی حالت ہو جو
ایسی ایذا کے معنی پر دلالت کرے جو اس فعل کے علاوہ طور پر ہو تو طالقہ نہو گی اسواسطے کہ ایذا اور معنی پر ہوگی ورنہ
طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عورت اسکو ایذا شمار کرتی ہی ہم کہتے کہ اگر یہ عورت اسکو ایذا شمار نہ کرتی ہو تو طلاق نہ واقع
ہوگی۔ عورت سے کہا کہ تو مجھے دوست نہین رکھتی ہی عورت نے کہا کہ اگر مین تجھے دوست نہین رکھتی ہون تو تو لبسہ
طلاق طالقہ ہی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ خود تو ئی یعنے خود تو ہی ہی پس اگر دونون کے الگ ہونے سے پہلے
عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست نہین رکھتی ہون تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر عورت کچھ کہنے سے پہلے مرد کو چھوڑ
کر الگ ہو گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ قولہ خود تو ئی اسی طلاق معلق بشرط کی جانب راجع ہوگا پس شوہر نے
گویا یہ کہا کہ بلکہ تو طالقہ لبسہ طلاق ہی اگر تو مجھے دوست نہ رکھتی ہو۔ مرد نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا پس عورت نے
کہا کہ تو مجھے کیا کریگا تجھے فلانہ عورت کافی ہی ایک عورت اجنبیہ کا نام لیا پس شوہر نے کہا کہ اگر مین اسکو چاہتا ہون
تو تو طالقہ ہی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ جب تک شوہر یہ نہ کہے کہ مین اسکو چاہتا ہون تب تک
اُسکی جورو طالقہ نہو گی اگرچہ اسکو دوست رکھتا ہو اسواسطے کہ طلاق اسکی محبت کی خبر دینے پر معلق ہی۔ عورت سے
کہا کہ اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ اہون نہو تو تو لبسہ طلاق طالقہ ہی پس اگر عورت نے ایسی اہانت کی جو بہت
اہانت شمار کیجاتی ہی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عورت اسکے نزدیک خاک سے زیادہ اہون ہو گئی یہ فتاویٰ کبریٰ
مین ہی۔ شیخ ابوالقاسم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ عورتین متفق ہوئین کہ اپنے واسطے اور دوسرے کے واسطے بھی سوت کاتی
تھین پس ایک عورت کا شوہر غصہ ہو گیا اور کہا کہ اگر تو نے کسی کے واسطے سوت کاتا یا تیرے واسطے کسی نے کاتا تو تو
طالقہ ہی پھر انمین سے ایک عورت نے اس عورت کے گھر روئی بھیجی تاکہ سوت کات دے پس اس عورت کی مان نے
اسکو کاتا تو فرمایا کہ اگر ان عورتون کی عادت ہو کہ ہر ایک خود ہی سوت کاتتی ہو تو جب تک خود نہ کاتے تب تک طالقہ نہوگی
یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تیرا سوت اپنے کام مین لاؤن یا میرے کام مین آوے تو تو طالقہ ہی
پس عورت نے اپنا سوت کسی دوسری عورت کے سوت سے بدل لیا یا اپنے سوت کا کپڑا دوسری عورت کے سوت
کے کپڑے سے بدل لیا پس شوہر نے اسکو پہنا تو ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر
شوہر نے اسکے سوت کا جال بنایا اور اس سے شکار کیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکو اُسنے
اپنے لائق کام مین استعمال کیا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر کہا کہ اگر تیرا سوت کام مین لاؤن تو تو طالقہ ہی پھر
اسکے کاتے سوت کا کپڑا پہنا تو شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ حانث نہوگا پھر پوچھا گیا کہ اگر اُسنے یون کہا کہ میرے کام مین آوے
تو فرمایا کہ مجھے خوف ہی کہ حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کاتا سوت میرے بدن پر آوے
تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے اپنا ہاتھ عورت کے کاتے ہوئے سوت پر رکھا یا اُسکے سوت سے کپڑا سی کر پہنا یا اُسکے
سوت کے مرفقہ سے تکیہ لگایا یا اُسکے سوت کے بچھونے پر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم خاصۃً پہننے پر واقع ہوگی اور
ان صورتون مین وہ حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے تن پر آوے تو میری جورو طالقہ ہی اور یہ کپڑا

ایک قمیص سیتی تھی پس اُسکو اپنے کپڑے پر ڈال لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بطور عادت اسکے پہننے پر واقع ہوگی یہ ظہیریہ
مین ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر ریسمان تو بکار آید یعنی تیرا سوت کام مین آوے یا سود وزیان من اندر آید یعنی میرے
نفع و نقصان مین آوے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اس سوت کو بیچ کر دامون سے پالودہ خریدا اور اپنے شوہر کو بلا یا
تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خود سوت یا اُسکا ثمن مرد کے سود وزیان مین نہین آیا اسواسطے کہ سود وزیان مین آنا اسکی
ملک مین داخل ہونے سے عبارت ہے اور یہ بات پائی نہ گئی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ فارسی مین عورت سے کہا کہ اگر
رشتۂ تو بکار کردم تو بسود وزیان من اندر آید تو بسہ طلاق طالقہ ہستی پس عورت نے سوت کات کر خود پہنا اور اپنے بچون
کو پہنایا تو طالقہ نہوگی اور اگر اپنے شوہر کا قرضہ ادا کیا تو بھی طالقہ نہوگی اسواسطے کہ وہ ملک شوہر مین داخل نہوا اور اگر
عورت اسکے گھر کی روٹی و سالن وغیرہ کے کام مین لائی تو بھی طالقہ نہوگی اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط نہ پائی
گئی یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ اگر من ترا پوشانم از کار کردہ خویش تو طالقہ ہستی پھر عورت
اپنے شوہر کے پاس سوت لیگئی کہ اُجرت پر اسکو بن دے پس شوہر نے اُجرت لے لی اور بن دیا پھر عورت نے اُسکو
پہنا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ خود عورت کی کمائی ہے نہ شوہر کی اور اگر روئی شوہر کی ہو تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ
حانث ہونے کی شرط یہ ہے کہ پہنا دے اور یہ پائی نہ گئی۔ اور اسی طرح اگر کپڑا مرد کا ہو اور بدون اُسکی اجازت کے
عورت نے پہنا تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ پہنانا پایا نہ گیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا
کہ اگر تونے اپنا ہاتھ تکلے پر رکھا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنا ہاتھ تکلے پر رکھا مگر کاتا نہین تو طالقہ نہوگی۔ اور اگر جورو
سے کہا درحالیکہ وہ عورت کا کاتا کپڑا خود پہنے تھا آن جامہ کہ پوشیدہ ام در بر دگذشت اگر از غزل تو پوشم پس تو طالقہ
ہستی یعنی جو کپڑا مین پہنے تھا وہ پھٹ گیا اور جاتا رہا اگر مین تیرے کاتے ہوئے سوت سے پہنون تو تو طالقہ ہے
پھر جو پہنے تھا وہ نہ اُتارا تو اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور اگر یون کہا کہ اگر اسکے سوا سے پہنون تو تو طالقہ ہے پھر نہ اُتارا
تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تیرا سوت فروخت کرون تو تو طالقہ ہے پھر مرد نے لوگون کا
سوت فروخت کیا جسمین اُسکی جورو کا سوت بھی تھا تو حانث ہو جائیگا اگرچہ وہ اس بات کو نجانتا ہو یہ فتاوے
صغری مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کے واسطے قبا قطع کرنا چاہتی تھی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ اگر این
قبا کہ تو قطع میکنی اکنون من بپوشم پس تو طالقہ ہستی پھر عورت نے ایک سال کے بعد اسکو قطع کیا اور شوہر نے پہنی تو طالقہ
ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکی قسم بفور پہننے پر نہ تھی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کا مال اُٹھا لیجاتی اور
ایک عورت کو دیتی تا کہ اُسکے واسطے روئی کات دے پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اگر تونے میرے مال سے
کچھ لیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے اُسکے مال سے کچھ لیکر بقال سے گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خریدی یا آٹے کر دہ روٹی
قرض دی یا اسکی پڑوسن اسکے یہان روٹی پکاتی تھی اسکا کچھ آٹا کم پڑا تو عورت نے اسکو آٹا دیا اور شوہر اسکو مکروہ نہین
جانتا تھا بلکہ وہی مکروہ جانتا تھا جو وہ سوت کاتنے کے واسطے دیتی تھی پس اگر عادت یہ نہ تھی کہ شوہر کی اجازت سے
اُسکے مال سے عورت ضروریات کی چیزین خود خریدے تو شوہر حانث ہو جائیگا اور اگر خریدتی ہو تو حانث نہوگا اسواسطے
کہ یہ اتفاق ہے یہ فتاوے کبری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان گیہون سے نفع اُٹھایا تو میری جورو طالقہ ہے
پھر بیچ کر اُنکے ثمن سے نفع اُٹھایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے ایک سیر گوشت خریدا

اُسکی جورو نے کہا کہ یہ سیر بھر سے کم ہی اور اسپر قسم کھائی پس شوہر نے کہا کہ اگر سیر بھر نہو تو تو طالقہ ہی تو یہ گوشت تولنے سے پہلے پکا لیا جاوے تو مرد و عورت کوئی حانث نہو گا یہ خلاصہ میں ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے اس کوٹھری کی عمارت بنائی تو میری جورو طالقہ ہی پس اس کوٹھری کی دیوار جو اس کوٹھری اور پڑوسی کے درمیان ہی گر پڑی پس اُسکو بنوایا اور یہ قصد کیا کہ پڑوسی کی کوٹھری کی دیوار بنواتا ہی نہ اس کوٹھری کی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اور اُسکی نیت باطل ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین جھوٹ بولا تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُس سے کوئی بات دریافت کی اور اُسنے اپنا سر ہلایا مگر جھوٹ پر تو اپنی قسم مین جھوٹا نہو گا تا وقتیکہ جھوٹ زبان سے نہ بولے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مسکر نہ پیئے گا پھر اُسنے نشہ کی چیز اپنی حلق مین ریختہ کی اور وہ اُسکے پیٹ مین چلی گئی پس اگر بغیر اُسکے فعل کے پیٹ مین چلی گئی ہی تو حانث نہو گا اور اگر وہ اپنے منھ مین لیے رہا پھر اسکے بعد پی گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ اگر مین نے خمر پی تو تو طالقہ ہی پھر اُسکے خمر پینے پر ایک مرد و دو عورتون نے گواہی دی تو حد مارنے کے واسطے یہ گواہی قبول نہو گی اور نہ حق طلاق مین مقبول ہو گی اور بعض نے کہا کہ جورو پر طلاق واقع ہونے کے حق مین مقبول ہو گی اور یہی فتوی کے واسطے مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ ایک سال تک کوئی چیز نشہ کی نہ پیئے گا پھر اُسنے مجلس شراب مین نشہ کی چیز پی اور لوگون نے اسکو نشہ مین دیکھا حالانکہ وہ نشہ کی چیز پینے سے منکر تھا پس ان لوگون نے قاضی کے یہان گواہی دی مگر قاضی نے حکم نہ دیا تو شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ قاضی یہ احتیاط کرے کہ جسنے آنکھ سے پیتے نہین دیکھا ہی اُسکی گواہی قبول نہ کرے اور عورت اپنے نفس کے واسطے یہ احتیاط کرے کہ خلع کرا لے۔ ایک مرد نے دوسرے سے جو کچھ بات کہنا تھی کہا کہ یہ نشہ کی بات ہی اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین نے اسکو نشہ سے کہا ہو اور مین نشہ مین نہین ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکا کلام مختلط ہو اور لوگون کے نزدیک وہ مست نشہ شمار کیا جاتا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان مرد اپنی جورو کو طلاق دے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر فلان مذکور کہین چلا گیا پھر قسم کھانے والے کی جورو نے گواہ قائم کیے کہ فلان مذکور نے اپنی جورو کو میرے شوہر کے قسم کھانے کے بعد طلاق دی ہی تو شیخ ابو نصر الدبوسی نے فرمایا کہ ایسے گواہ قبول نہ ہونگے اور یہی صحیح ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو فلان کے پاس جا کر اُس سے قالین واپس لیکر ابھی میرے پاس اُٹھا لا اور اگر تو نہ اُٹھا لائی تو تو طالقہ ہی پھر وہ عورت گئی مگر واپس لینے پر قادر نہوئی پھر اُس سے دوسرے روز واپس لیا اور شوہر کے پاس اُٹھا لائی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ قولہ ابھی میرے پاس اُٹھا لا فی الفور لانے پر تخصیص ہی۔ ایک مست نے اپنی جورو کو مارا پس وہ گھر سے باہر نکلی پس کہا کہ اگر تو میرے پاس واپس نہ آئی تو تو طالقہ ہی اور قضیہ عصر کے وقت واقع ہوا پس عورت عشاء کے وقت واپس آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکی قسم فی الفور واپس آنے پر واقع ہو گی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے فی الفور کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکی تصدیق نہو گی اگر ایک عورت نکلنے کے واسطے کھڑی ہوئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلی تو تو طالقہ ہی پس وہ بیٹھ گئی پھر ایک ساعت کے بعد نکلی تو حانث نہو گا مرد نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا ہو تو یہ میری عورت جو گھر مین ہی اسپر طلاق حالانکہ اُسنے یہ فعل تو کیا تھا مگر قسم کے وقت اُسکی جورو گھر مین نہ تھی تو اپنی قسم مین حانث ہو گا اسواسطے کہ اس کلام سے مراد منکوحہ ہوتی ہی

اور اگر کہا کہ این زن کہ مرا درین خانہ است یعنی یہ عورت میری کہ اس گھر میں ہی اور اسکی جورو اس گھر میں جسکو معین کیا ہی نہ تھی تو اسکی جورو پر طلاق نہو گی اسواسطے کہ گھر کو اسطرح معین کرنے کی صورت میں منکوحہ مراد نہیں ہوتی ہی۔ ایک طفل نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو ہر عورت کہ جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالقہ ہی پس اس طفل نے ایام طفولیت مین یعنی شراب پی پھر اُسنے بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا پھر اُسکے خسر نے گمان کیا کہ طلاق واقع ہو گئی ہی پس اس طفل بالغ شدہ نے بھی کہا کہ ہان مجھپر حرام ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ طفل مذکور کی طرف سے حرمت کا اقرار ہی پس ابتدا اسکی جورو حرام ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ اسکی جورو حرام نہو گی اور یہی صحیح ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے فارسی مین کہا کہ اگر تو امشب بدین خانہ در باشی پس تو طالقہ ہستی یعنی اگر تو آج رات اس گھر میں رہی پس تو طالقہ ہی پس اُسیوقت وہ اپنے شوہر کے ساتھ نکلی اور شوہر کے گھر سوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد یہ تھی کہ اپنا اسباب کپڑے وغیرہ لیکر یہاں سے اُٹھ چلے تو اگر اسباب وغیرہ وہان چھوڑ آئی ہو تو مرد حانث ہو جائیگا اور اگر یہی مراد ہو کہ فقط خود چلے تو حانث نہوگا اور اگر عورت پر یہ امر مشتبہ رہا تو وہ مرد سے حلف لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو اسکا حساب اللہ تعالی پر ہی اور یہ امر ایسی صورت مین ظاہر ہی کہ اُسنے یون کہا ہو کہ اگر تو دو روز یہان رہی۔ اور اگر سال بھر کا وقت مقرر کیا تو یہ قسم عورت مع اسباب وغیرہ کے اُٹھ آنے پر ہو گی۔ اور اگر اُسنے کوئی وقت مقرر نہ کیا اور نہ اُسکی قسم کے وقت کچھ نیت تھی تو یہ قسم فقط عورت کے آنے پر محمول ہو گی۔ ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا پس اُسکے خسر نے اُس سے قسم لی کہ اگر اسکے بعد تو غائب رہا اور تو شروع ماہ مین عورت کے پاس واپس نہ آیا تو تیری جورو طالقہ ہی پس داماد نے کہا کہ ہست یعنی ہی۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پھر مہینہ بھر سے زیادہ غائب رہا تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اُسنے خسر کے کلام کے جواب کا قصد کیا ہی اور جواب متضمن اعادہ ما فی السوال ہوتا ہی پس عورت طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنے منھ مین لقمہ رکھا پس ایک مرد نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو کھایا تو میری جورو طالقہ ہی اور دوسرے نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو نکال دیا تو میرا غلام آزاد ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ تھوڑا کھا جاوے اور تھوڑا پھینکدے تو دونون مین کوئی حانث نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چڑیا رکھے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کسی دوسرے کو وہ چڑیا دیدی تاکہ وہ پکڑے رہے پس اگر مرد نے اسوجہ سے قسم کھائی تھی کہ لوث نہ رہے تو حانث نہوگا اور اگر اسوجہ سے کہ عورت چڑیون مین مشغول نہ رہے تو حانث ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر اپنی جورو زینب سے کہا کہ تو طالقہ ہی جب مین عمرہ کو طلاق دون اور عمرہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی جب مین زینب کو طلاق دون پھر زینب کو طلاق دی تو عمرہ پر طلاق واقع ہو گی اور زینب پر واقع نہو گی اور اگر زینب کو طلاق نہ دی بلکہ عمرہ کو طلاق دی تو زینب پر ایک طلاق واقع ہو گی اور عمرہ پر دوسری بھی واقع ہو گی اور بعض نے فرمایا کہ صورت اولے مین واجب ہی کہ زینب پر دوسری طلاق بھی واقع ہو اور دوسری صورت مین واجب ہی کہ عمرہ پر دوسری طلاق واقع نہو اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق لو دخلت الدار تو طالقہ نہو گی یہانتک کہ داخل ہو یہ محیط مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لو حسن خلقک سوف اراجعک یعنی تو طالقہ ہی اگر تیرے اخلاق اچھے ہو گئے تو عنقریب تجھسے رجعت کر لونگا تو طلاق اسی دم واقع ہو جائیگی اور یہ قسم نہین ہی بلکہ فقط وعدہ ہی یہ فتاوی کرخی مین ہی اور اگر عورت سے

کہا کہ انت طالق لا دخلت الدار تو یہ مثل اس قول کے ہے انت طالق ان لم تدخلی الدار پس جبتک داخل نہو طالقہ نہو گی اسواسطے کہ لا حرف نفی ہے کہ بجانب اسکی تاکید کی ہے پس گویا اُسنے نفی دخول کی اسی وجہ سے طلاق معلق بدخول دار ہوئی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا انت طالق لو دخلت الدار لطلقتک تو یہ قسم اُسکی طلاق کی ہے جب کہ عورت کے دار میں داخل ہونے پر اسکو طلاق نہ دے گویا اُسنے یوں کہا کہ جب تو دار میں داخل ہو گی تو تجھے طلاق دونگا پس اگر تجھکو طلاق نہ دوں تو تو طالقہ ہے پس اگر وہ دار میں داخل ہوئی تو اُسکو لازم ہے کہ عورت کو طلاق دیدے پس اگر طلاق نہ دی یہاں تک کہ شوہر مرگیا یا عورت مرگئی تو طلاق پڑجائیگی اور یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ادخلی الدار و انت طالق پس دار میں گئی تو طالقہ ہو گی اسواسطے کہ صیغہ امر کا جواب بحرف واؤ مثل جواب شرط بحرف فا کے ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ایۃ امرأۃ اتزوجہا تھے طالق یعنی کوئی عورت کہ میں اُس سے نکاح کروں تو وہ طالقہ ہے تو یہ قسم ایک عورت پر واقع ہو گی الا آنکہ اُسنے تمام عورتوں کی نیت کی ہو اور اگر فارسی میں کہا کہ ہر کدام زن کہ بزنی کنم الخ تو یہ قسم ہر عورت پر واقع ہو گی اور صدر شہید رحمہ نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ ایک ہی عورت پر واقع ہو گی اور اگر یوں کہا کہ ایۃ امرأۃ زوجت نفسہا منی فہی طالق یعنی جو کوئی عورت کہ اپنے آپکو میرے نکاح میں دے وہ طالقہ ہے تو یہ سب عورتوں کو شامل ہو گی اور اگر کہا کہ ہر چہ زن بزنے کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایک بار واقع ہو گی الا آنکہ اُسنے تکرار کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ ہر چہ گاہ زن بزنی کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایکبار کے واسطے واقع ہو گی اور جب ایکبار اس سے نکاح کیا (یعنی جب جب بزنی نکاح کرے ۱۲) تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور قسم منحل ہوجائیگی۔ اور اگر کہا کہ از زین روز تا ہزار سال ہر زنے کہ و بخواہست پس طالقہ است حالانکہ اُسکی کوئی جورو نہیں ہے پس اس نے کسی عورت سے نکاح کیا تو طالقہ نہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر زید سے کہا کہ ایۃ نسائی کلمتک یعنی جو میری جوروں میں سے تجھسے کلام کرے وہ طالقہ ہے پھر سب نے اُس سے کلام کیا تو سب طالقہ ہو جاوینگی۔ اور اگر کہا کہ جس سے میری جوروں میں سے تو نے اُس سے کلام کیا وہ طالقہ ہے پس زید نے ان سب سے معاً کلام کیا تو ایک طالقہ ہو گی اور بیان کا خیار شوہر کو ہو گا کہ وہ طالقہ کون ہے یہ حصیری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر اپنی دو جوروں سے کہا کہ تم میں سے جسنے یہ انار کھایا وہ طالقہ ہے پس دونوں نے اُس میں سے کھایا تو دونوں میں سے کوئی طالقہ نہو گی یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اے زانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو طلاق معلق بدخول ہو گی اور حد واجب نہو گی اور نہ لعان لازم ہو گا اسواسطے کہ قولہ یا زانیہ ندا ہے اور ندا ر فاصل نہیں ہوتا ہے جیسے یوں کہا کہ تو طالقہ ہے یا زینب اگر تو دار میں داخل ہوئی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اے زانیہ بنت الزانیہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ندا کو مقدم کیا اور کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی تو مرد مذکور عورت کا قذف کرنے والا ہو گیا جب کہ ایسی گفتگو کی پس عورت سے ملاعنہ کریگا اور جب قذف صحیح ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اولاً اس سے ملاعنہ کیا پھر وہ دار میں داخل ہوئی حالانکہ وہ لعان کی عدت میں ہے تو طلاق معلق بھی واقع ہو گی کیونکہ محل طلاق باقی ہے اور اگر پہلے دار میں داخل ہوئی پھر مرد سے اُسنے مخاصمہ قذف کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو ملاعنہ کرے اور اگر بائن ہو تو نہیں۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اے طالقہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو فی الحال طالقہ نہو گی بلکہ طلاق معلق

ہو گی اور اگر کہا کہ ای زانیہ بنت الزانیہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہو تو فی الحال اس عورت اور اسکی ماں دونوں کا قذف کرنے والا ہوگا اور طلاق معلق بدخول ہوگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر ندا سے طلاق سے شروع کیا پس کہا کہ ای طالقہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی تو ایک طلاق ای طالقہ کہنے سے واقع ہو گی اور دوسری طلاق معلق بدخول دار ہو گی اور اگر ندا کو آخر کلام میں لایا یعنی کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی ای زانیہ تو طلاق معلق بدخول ہو گی اسواسطے کہ اُسنے طلاق کو دخول پر معلق کیا ہے پھر اسکے بعد عورت کو منادی کیا ہے پس عورت کا قذف کرنیوالا ہوا۔ اور اس قول میں کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی ای طالقہ تو اول متعلق بدخول ہو گی اور یا طالقہ کہنے سے ایک طلاق واقع ہو گی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو عمرہ سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی ای عمرہ تو تو طالقہ ہے اور ای زینب پھر عمرہ دار میں داخل ہوئی تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور شوہر سے ای زینب کہنے کی نیت پوچھی جائیگی اگر اُسنے کہا کہ میں نے اسکے طلاق کی نیت کی تھی تو وہ طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اُسنے بغیر حرف آور ایسا کہا ہو پھر بیان کیا کہ میں نے زینب کی طلاق کی بھی عمرہ کے ساتھ نیت کی تھی تو دونوں طالقہ ہو جائینگی اور اگر طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ ای عمرہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہوئی اور ای زینب پھر عمرہ دار میں داخل ہوئی تو دونوں طالقہ ہو جائینگی اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے طلاق زینب کی نیت نہ کی تھی تو اُسکا قول قبول نہوگا اور اگر کہا کہ ای عمرہ تو طالقہ ہے اور ای زینب تو زینب طالقہ نہو گی اِلّا آنکہ اُسکی نیت کی ہو آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ تیرے لیے ای فلان مجھپر ہزار درم ہیں اور ای فلان تو مال مذکور اول ہی کا ہوگا اور اگر مال مقدم کیا یعنے کہا کہ تیرے ہزار درم مجھپر ہیں ای زید وای سالم تو مال مذکور اُن دونوں کا ہوگا اور اگر کہا کہ ای عمرہ تو طالق ہے ای زینب تو عمرہ طالقہ ہو گی نہ زینب اِلّا آنکہ زینب کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ای عمرہ ای زینب تو زینب طالقہ نہو گی اِلّا آنکہ اسکی نیت کی ہو اور اگر دونوں کا نام مقدم کرکے کہا ای عمرہ ای زینب تو طالقہ ہے تو پہلی طالقہ نہ ہو گی اِلّا آنکہ اُسکی نیت کی ہو یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اول عورت کہ میں اس سے نکاح کروں (یعنے عمرہ) پس وہ طالقہ ہے پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہو جائیگی خواہ اسکے بعد دوسری کسی سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ اول عورت کہ جس سے میں نکاح کروں وہ طالقہ ہے پس دو عورتوں سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو اُسپر طلاق واقع نہو گی۔ اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا کہ جنمیں سے ایک کا نکاح فاسد ہے تو جسکا نکاح صحیح ہے وہ طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر کہا کہ اخیر عورت جس سے میں نکاح کروں وہ طالقہ ہے پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا تو دوسری پر طلاق واقع نہو گی یہانتک کہ شوہر مر جاوے پس جب شوہر مر گیا تو یہی اخیرہ متعین ہو گی پس امام اعظم رح کے نزدیک وقت تزوج سے اسپر طلاق واقع ہو گی حتی کہ اگر اسکے ساتھ دخول ہو گیا تو ڈیڑھ مہر لازم ہوگا نصف بوجہ طلاق قبل دخول کے اور ایک مہر بربنائے عقد فاسد یعنی وطی کا عقر اور تین حیض سے اپنی عدت پوری کریگی اور صاحبین رح کے نزدیک فی الحال پر مقصور رہو گی یعنی طلاق ابھی واقع ہوگی اور شوہر متوفی پر مہر مثل لازم ہوگا اور عورت پر امام محمد رح کے نزدیک عدت وفات و طلاق واجب ہو گی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقط عدت طلاق واجب ہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ جامع میں فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کہا کہ آخر عورت کہ میں اُس سے نکاح کروں وہ طالقہ ہے پھر اُسنے عمرہ سے نکاح کیا پھر زینب سے نکاح کیا پھر عمرہ کو قبل دخول کے

طلاق دیدی پھر عمرہ سے دوبارہ نکاح کیا پھر یہ مرد مرگیا تو زینب طالقہ ہوگی عمرہ طالقہ نہوگی - اور اگر اُسنے دس عورتون کو دیکھکر
کہا کہ آخر عورت جسکو میں تم مین سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر انمین سے ایک سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا پھر
پہلی کو طلاق دیدی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر مرگیا تو طلاق اسپر واقع ہوگی جس سے ایکبار نکاح کیا ہی نہ اسپر
جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی اور یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ دونون یکسان ہین درصورتیکہ دوسری سے نکاح کرنے کے
بعد شوہر مرگیا - اور فرق جب ہوجائیگا کہ شوہر نہ مرا یہان تک کہ اُسنے دسوین عورت سے نکاح کیا باین طور کہ مثلاً
اُسنے چار سے اولا نکاح کرکے اُنکو طلاق دیکر جدا کردیا پھر دوسری چار سے نکاح کرکے اسی طرح جدا کیا
پھر نوین سے نکاح کیا پھر دسوین سے نکاح کیا تو دسوین نکاح کرتے ہی طالقہ ہو جائیگی خواہ شوہر مرے یا نہ مرے
اور مسئلہ اولے مین یعنی جب کہ عورتین معینہ نہ تھین تو اگر دس عورتون سے تبفریق نکاح کیا تو دسوین طالقہ نہوگی
جب تک کہ شوہر نہ مرجائے - اور اگر یون کہا کہ آخر تزوج کہ مین اسکو عمل مین لاؤنگا تو جس عورت کو اس تزوج
سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح
کرکے بعد اسکے پہلی سے جسکو طلاق دی تھی نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ
ہوگی نہ وہ جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہی - اور اسی طرح اگر دس عورتون کو دیکھکر کہا کہ آخر تزوج کہ جس سے مین تم مین
سے کوئی عورت نکاح مین لاؤن تو جس عورت کو نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک سے نکاح کرکے اُسکو
طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر پہلی جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ
نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی اور اگر دسوین سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہانتک کہ شوہر مرجاوے یہ محیط مین ہی - اور
اگر کہا کہ اول عورت کہ مین نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پس قسم کے بعد ایک عورت سے نکاح کرنے کا اقرار کیا پس اس
عورت نے طلاق کا دعوے کیا اور نیز دعوے کیا کہ وہ پہلی جورو ہی پس مرد نے کہا کہ مین نے تجھسے پہلے فلانہ عورت
سے نکاح کیا تھا اور فلانہ مذکورہ نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو فقط اُسکے حق مین تصدیق نہ کیجائیگی جسکے نکاح کا اُسنے
اقرار کیا ہی اور دونون طالقہ ہونگی اسوجہ سے کہ اسنے وجود شرط کا اقرار کیا ہی یعنی اول تزوج پس وہ مقر وقوع طلاق
ہوا اور طلاق واقع نہین ہوتی ہی الا منکوحہ پر اور اس عورت معینہ کا نکاح ظاہر ہوا ہی نہ اسکے سوا دوسری
عورت کا پس اسپر طلاق واقع ہونے کا مقر ظاہر ہوا پھر جب اسنے اس سے طلاق پھیر کر اسکے سوا دوسری
پر ڈالنا چاہا تو پھیرنے مین اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی پس قول اسکا نہوگا مگر گواہ اسی کے مقدم ہونگے چنانچہ اگر
اس مرد نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور یہ غیر معروفہ مطلقہ ہو جائیگی نہ وہ جو معروفہ
ہی اسواسطے کہ یہی غیر معروفہ پہلی جورو ثابت ہوئی اور دوسری بھی طالقہ ہوجائیگی کیونکہ اُسنے اپنے اوپر اس دوسری
کے حرام ہونے کا اقرار کیا ہی - پھر دوسری نے اگر شوہر کے قول کی تصدیق کی ہوگی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر
نکاح واقع ہونے مین تکذیب کی ہوگی تو اسکو کچھ نہ ملیگا - اور اگر معروفہ جورو نے شوہر کی تصدیق کی کہ عورت مجہولہ ہی
پہلی منکوحہ تھی تو ظاہر الروایہ کے موافق معروفہ پر طلاق واقع نہوگی - اور اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے اسکو و
فلانہ کو ایک عقد مین اپنے نکاح مین لیا ہی اور عورت نے اسکی تکذیب کی تو قول مرد ہی کا قبول ہوگا اور دونون
مین سے کسی پر طلاق واقع نہوگی اور فلانہ مذکورہ نے اگر اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو اسکا نکاح ثابت ہوگا ورنہ نہین

اور اگر کہا کہ فلانہ اگر پہلی عورت ہو جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا پھر اس عورت نے طلاق کا دعوے کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے دو عورتون سے کہا کہ اول عورت تم دونون مین سے کہ مین اسکو نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی یا کہا کہ اگر مین تم دونون مین سے ایک پہلے دوسری سے نکاح مین لایا تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک سے نکاح کیا پس اُسنے طلاق واقع ہونے کا دعوی کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری سے نکاح کیا ہی تو بدون گواہون کے اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر یون کہا کہ مین نے ان دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے عمرہ سے قبل زینب کے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر عمرہ سے نکاح کیا اور اُسنے طلاق کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے زینب سے نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قبل دوسری کے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر ان دونون مین سے ایک سے نکاح کیا اور کہا کہ دوسری سے اس سے پہلے نکاح کیا ہی تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ دونون سے ایک ساتھ نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ شرح جامع کبیر از حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو مین نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے دوبار نکاح کیا پھر مر گیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اسکو عمل مین لاؤن اُسکی منکوحہ طالقہ ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو یہی عورت جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اُسنے طلاق کی اضافت فعل ماضی کی طرف کی یعنی یون کہا کہ آخر عورت جس سے مین نے نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہی اور اُسکی نیت کچھ نہین ہی تو وہ طالقہ ہوگی جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہی اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو مین عمل مین لایا ہون جو اس تزوج سے منکوحہ ہی وہ طالقہ ہی تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری مین ہی۔ ایک مرد کی دو عورتین عمرہ و زینب ہین پس اُسنے کہا کہ عمرہ طالقہ ہی یا زینب طالقہ ہی اسدم یا زینب طالقہ ہی جبکہ مین اس گھر مین داخل ہون تو ان مین سے کسی پر طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ وہ دار مین داخل ہو پھر جب وہ دار مین داخل ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اختیار کرے تو ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین مرد نہین ہون یا عربی مین کہا کہ دانا غیر رجل تو عورت طالقہ ہوگی اسواسطے کہ وہ ضرور مرد ہی اور اپنے کلام مین کاذب ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین مرد ہون تو سچا ہوگا اور اسکی جورو پر طلاق نہ پڑیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ یہ دوسری عورت تو یہ قسم پہلی ہی عورت کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دار مین داخل ہوگئی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور اگر دوسری داخل ہوئی تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی۔ اور اگر مرد نے اس کلام مین شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی ہو تو صحیح ہی پس اگر دوسری دار مین داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانۃً و قضاءً دونون طرح طالقہ ہوجائیگی اور اگر پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانۃً و قضاءً طالقہ ہوگی مگر دوسری فقط قضاءً طالقہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے نہین بلکہ یہ دوسری تو یہ پہلی عورت کے مشیت پر تفویض ہوگی اور دونون کی مشیت دونون کی

طلاق کے واسطے ہونا شرط نہیں ہی حتی کہ اگر اُسنے صرف اپنی طلاق کو چاہا اپنی سوت کی طلاق کو نہ چاہا تو خاصتہً وہی
مطلقہ ہو گی اور اگر اپنی طلاق نہین بلکہ فقط سوت کی طلاق چاہی تو سوت ہی خاصتہً مطلقہ ہو گی اور اگر اُسنے دونوں کی
طلاق چاہی تو دونوں طالقہ ہو جاوینگی - اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے فقط دوسری عورت کی جانب مشیت راجع کرنے کی
نیت کی تو دیانتہً اُسکی تصدیق ہو گی اور قضاءً ایسی صورت ہین کہ جسمین اُسپر اُسمین سے تخفیف ہوتی ہو تصدیق نہو گی یہ حصیری
(اور اگر ایسی کہ جس مین زیادتی ہوتی جاتی ہو تو تصدیق ہوگی ۱۲)
کی شرح جامع کبیر مین ہی - اور اگر بولا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی تو دوسری پر طلاق منجزاً
واقع ہو گی یعنی یہ کلام کہتے ہی دوسری پر ایک طلاق پڑ جائیگی مگر پہلی عورت کی طلاق معلق بدخول باقی رہیگی - اور اگر شرط
کو موخر کر دیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی اگر دار مین داخل ہوئی تو حکم برعکس ہو جائیگا کہ پہلی عورت پر فی الحال
طلاق واقع ہو گی اور دوسری عورت کی طلاق معلق بدخول رہیگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر تو داخل
ہوئی اس دار مین نہین بلکہ اُس دوسرے دار مین تو تو طالقہ ہی تو جب تک دوسرے دار مین داخل نہو طالقہ نہو گی بخلاف
اسکے اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی نہین بلکہ اُس دار مین تو حکم یہ ہی کہ دونوں مین سے جسمین داخل
ہو گی طالقہ ہو جائیگی یہ محیط السرخسی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان اس دار مین داخل ہوا نہین
بلکہ فلان تو دونوں مین سے جو شخص داخل ہو گا عورت طالقہ ہو جائیگی اور اگر دونوں داخل ہوئے تو بھی ایک ہی
طلاق واقع ہو گی اور اگر شوہر نے ردجزا کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہو گی پس اگر دوسرا فلان مذکور داخل ہوا تو فیما بینہ
وبین اللہ تعالی طالقہ نہو گی مگر قضاءً طالقہ ہو جائیگی - اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اِس دار مین داخل ہوئی
نہین بلکہ فلان تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی نہین بلکہ فلانہ اور یہ دوسری فلانہ
بھی اُسکی جورو ہی تو یہ اسی دم طالقہ نہو گی اسواسطے کہ دوسرا کلام غیر مستقل ہی پس وہ متعلق بشرط ہو گا یہ شرح جامع کبیر
حصیری مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی نہین بلکہ فلانہ پھر پہلی عورت دار مین داخل
ہوئی تو دونوں مین سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسی مسئلہ مین یون بولا ہو کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی تو
دوسری پر فی الحال ایک طلاق واقع ہو گی اور پہلی کے حق مین تین طلاق معلق رہینگی - اور اگر عورت سے کہا کہ
اگر تو داخل ہوئی تو تو حرام ہی نہین بلکہ فلانہ تو پہلی کے داخل ہونے پر دونوں مین سے ہر ایک بیک طلاق بائن طالقہ
ہو جائیگی - اور اگر اس صورت مین کہا کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی تو دوسری فی الحال بیک طلاق رجعی طالقہ ہو گی اور پہلی جورو
بروقت دخول کے بیک طلاق بائن طالقہ ہو گی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور قدوری مین ہی کہ اگر عورت سے
کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہی نہین بلکہ یہ دوسری عورت پھر پہلی جورو دار مین داخل ہوئی تو دونوں
پر تین تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی نہین بلکہ بسہ اگر تو دار مین داخل ہو تو ایک
طلاق فی الحال واقع ہو گی اور دو طلاقین بروقت دخول دار کے واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر یون کہا
کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ بواحدہ ہی نہین بلکہ بسہ تو کوئی طلاق واقع نہو گی یہان تک کہ وہ دار مین داخل ہو
پھر جب دار مین داخل ہوئی تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ محیط مین ہی **چوتھی فصل**
استثنار کے بیان مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالی یعنے اگر اللہ تعالی چاہے اور تو طالقہ ہی
کے ساتھ ملا کر انشاء اللہ تعالی کہا تو طلاق واقع نہو گی اور اسی طرح اگر انشاء اللہ تعالی کہنے سے پہلے عورت مرگئی تو بھی

یہی حکم ہے کذا فی الہدایہ بخلاف اسکے اگر انت طالق یعنی تو طالقہ ہے کہنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے پہلے شوہر
مر گیا حالانکہ وہ استثنار کہنا چاہتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یہ بات جب ہی معلوم ہو سکتی ہے کہ اُسنے طلاق دینے سے پہلے
یہ کہا ہو کہ میں اپنی جورو کو طلاق دونگا اور استثنار کرونگا یہ کفایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الّا ان یشاء اللہ تعالیٰ
یا اذا شاء اللہ تعالیٰ کے تو یہ مثل انشاء اللہ تعالیٰ کے ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ما شاء
اللہ کان تو واقع نہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا ما شاء اللہ تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر
کہا کہ تو طالقہ ہے فیما شاء اللہ تعالیٰ پس اگر متصل کہا تو طلاق واقع نہو گی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے
ان لم یشاء اللہ تعالیٰ تو واقع نہو گی الّا آنکہ ان لم یشاء اللہ تعالیٰ کو موقت کر دے مثلاً کہدے کہ آج کے روز تو یہ
دن گذر جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ما لم یشاء اللہ تعالیٰ تو یہ بھی
واقع نہو گی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے کیف شاء اللہ تعالیٰ تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی یہ محیط
سرخسی میں ہے۔ اور منتقے میں لکھا ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ لبسہ طلاق ہے الا ما شاء اللہ تعالیٰ تو اسپر ایک طلاق
واقع ہوگی اور اس مقام پر فرمایا کہ ہم استثنار کو اکثر پر قرار دینگے اور اسکے بعد یہ مسائل ذکر فرمائے کہ اگر کہا کہ تو
طالقہ لبسہ طلاق ہے الا ما شاء اللہ تعالیٰ یا تو طالقہ لبسہ طلاق ہے الا ان یشاء اللہ تعالیٰ اور اسکا حکم یہ ذکر فرمایا کہ اصلا
طلاق واقع نہو گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا یا راضی ہوا یا ارادہ فرمایا یا تقدیر
فرمایا تو طلاق واقع نہو گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بمشیۃ اللہ تعالیٰ یا بارادۃ اللہ
تعالیٰ یا بمحبۃ اللہ تعالیٰ یا برضاء اللہ تعالیٰ تو واقع نہو گی اسواسطے کہ یہ ابطال ہے یا تعلیق ہے ایسے امر کے ساتھ جسپر
وقوف نہیں ہو سکتا ہے جیسے انشاء اللہ تعالیٰ کہنے میں ہے اسواسطے کہ حرف بار موحدہ واسطے الصاق کے ہے اور
تعلیق کی صورت میں الصاق جزار بشرط ہوتا ہے۔ اور اگر ان الفاظ کو کسی بندہ کی طرف مضاف کیا تو یہ اسکی طرف سے
اس بندہ کو تملیک ہے یا مالک و مختار کر دیا پس یہ تملیک مقصور مجلس ہو گی جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلاں چاہے۔ اور
اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بامر اللہ تعالیٰ یا بامر فلاں یا بحکم اللہ تعالیٰ یا بحکم فلاں یا بقضاء یا باذن یا بعلم یا بقدرت اللہ تعالیٰ
یا فلاں تو دونوں صورتوں میں خواہ اللہ تعالیٰ کی جانب اضافت کرے یا بندہ کی طرف عورت فی الحال طالقہ ہو جائیگی
اسواسطے کہ عرفاً ایسے طور سے کہنے سے تنجیز مراد ہوتی ہے جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے بحکم قاضی اور اگر عربی زبان میں کہا کہ
انت طالق لامر اللہ تعالیٰ او لامر فلاں آخر تک سب الفاظ مذکورہ بحرف لام ذکر کیے تو سب صورتوں میں طلاق واقع
ہوگی خواہ بندہ کی طرف اضافت کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اور اگر اُسنے بحرف فی ذکر کیا پس اگر اللہ تعالیٰ کی طرف
اضافت کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع نہو گی الا فی علم اللہ تعالیٰ کی صورت میں کہ اسمیں فی الحال واقع
ہوگی اسواسطے کہ یہ معلوم کا ذکر ہے اور وہ واقع ہے اور قدرت میں یہ بات نہیں لازم ہے اسواسطے کہ قدرت اس
مقام پر مراد تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی کسی چیز کو مقدر فرماتا ہے اور کبھی نہیں فرماتا ہے پس معلوم نہوا اور اگر حقیقتہً
قدرت مراد ہو تو فی قدرۃ اللہ تعالیٰ کہنے سے بھی فی الحال واقع ہوگی اور اگر بندہ کی طرف اضافت کی تو
پہلی چار لفظوں میں تملیک ہوگی کہ اگر فلاں نے مثلاً اس مجلس میں دی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور باقی میں
تعلیق ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اعانت دی یا بمعونۃ اللہ تعالیٰ

اور اُسنے استثنار کی نیت کی تو یہ استثنار فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر طلاق ایسے شخص کی مشیت پر معلق کی جسکی مشیت معلوم نہین ہو سکتی ہے جیسے کہا کہ اگر جبرئیل علیہ السلام نے چاہا یا ملائکہ نے یا جن نے یا شیاطین نے تو یہ بمنزلہ تعلیق بمشیۃ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اگر مشیت اللہ تعالیٰ ومشیۃ العباد جمع کرکے مثلاً یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نے چاہی و زید نے چاہی پھر زید نے چاہی تو واقع نہو گی اسواسطے کہ اُسنے دو شرط پر معلق کی ہے کہ دونون مین سے ایک کا وجود معلوم نہوا اور جو دو شرطون پر معلق ہو وہ ایک ہی شرط کے پائے جانے پر نازل نہین ہوتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہی اور تو نے چاہی یا ماشار اللہ تعم وشئیت پھر اس مخاطب نے اسکو طلاق دی تو واقع نہو گی اور اگر کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دے بما شار اللہ تعم وشئیت یعنی بعوض اسکے کہ خدا چاہے اور تو چاہے پس مخاطب نے اسکو کچھ مال پر طلاق دی تو ناجائز ہے اسواسطے کہ یہان مشیت بدل پر واقع ہوئی ہے نہ طلاق پر پس ذکر بدل لغو ہو گیا اور امر طلاق مطلقاً باقی رہگیا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر طلاق دیوار کی مشیت پر معلق کی تو واقع نہو گی یہ نہر الفائق مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاقین دین اور ساتھ ہی انشار اللہ تعالیٰ کہدیا حالانکہ وہ نہین جانتا ہے کہ انشار اللہ تعالےٰ کیا ہے تو طلاق واقع نہو گی یہ تجنیس ومزید مین ہے۔ اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہے یہ مختار الفتاوے مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اِلّا آنکہ فلان اُسکے سوائے کچھ چاہے یا اِلّا آنکہ فلان اسکے سوائے اور کچھ ارادہ کرے یا اِلّا آنکہ فلان اِسکے سوائے کچھ اور پسند کرے یا اِلّا آنکہ فلان اِسکے سوائے کچھ اور بات پر راضی ہو یا خواہش کرے یا اسکی راے مین آوے یا اِلّا آنکہ فلان کو اسکے سوائے کوئی اور دوسری بات ظاہر ہو پس اگر فلان نے اپنی مجلس مین اسکے سوائے کچھ اور نہ چاہا یا نہ ارادہ کیا آخر تک سب الفاظ مذکورہ کو یون ہی سمجھنا چاہیے تو طلاق واقع ہو گی اور واضح رہے کہ فلان مذکور کی زبانی خبر کا اعتبار ہے نہ اسکا جو اسکے دل مین ہے کہ وہ پوشیدہ ہے حتی کہ اگر فلان نے کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسری بات چاہی یا ارادہ کی ہے تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ اُسنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات نہ چاہی اور نہ ارادہ کی ہو اور اگر اُسنے اپنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات چاہی ہو مگر خبر نہ دی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے اِلّا آن کہنے سے کسی اپنے فعل کا استثنار کیا مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہے اِلّا آنکہ مین اسکے سوائے کچھ اور چاہون یا اسکے سوائے کچھ اور ارادہ کرون تو اسکی تمام عمر مین اسکے سوائے اور بات نہ چاہنے پر طلاق پڑیگی اور یہ نہوگا کہ اسی مجلس مین اور بات نہ چاہنے پر واقع ہو جاوے اور یہی حکم چاہنے و ارادہ کرنے کے ساتھ جو الفاظ مذکور ہوئے ہین مثل خواہش و رضا و پسند وغیرہ انمین بھی ہے۔ پھر اگر مرد مذکور مر گیا اور آخر عمر تک اُسنے اسکے سوائے کچھ اور بات نہ چاہی تو اُسکی آخر زندگی مین یعنی متصل موت اسکی یہ جورو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکے سوائے دوسرے امر کا نہونا متحقق ہو گیا پھر اگر یہ عورت غیر مدخولہ ہو تو اُسکی وارث بھی نہو گی کیونکہ عدت نہین ہے اگرچہ شوہر اسمین فار قرار پایا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے جسکی نے کہا کہ امام محمد رحہ نے فرمایا ہے کہ اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق لولا دخولک الدار یا کہا کہ انت طالق لولا مہرک یعنی تو طالقہ ہے اگر تیرا اس دار مین داخل ہونا نہوتا یا تو طالقہ ہے اگر تیرا مہر نہوتا یا کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تیرا شرف نہوتا تو یہ سب استثنا ہین اور طلاق واقع نہ ہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نہوتا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور مجموع النوازل

مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تیرا باپ نہوتا یا تیرا حسن نہوتا یا تیرا جمال نہوتا یا مین تجھے چاہتا نہوتا تو عورت پر طلاق واقع نہو گی اور یہ سب الفاظ بمعنی استثنار ہین یہ خلاصہ مین ہی - اور مشیتہ اللہ تعالی کے ساتھ معلق کرنا امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اعدام و ابطال ہی یعنی جب طلاق کو اللہ تعالی کی مشیت پر معلق کیا تو طلاق دینے کو باطل و معدوم کر دیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ تعلیق بشرط ہی پس باطل و معدوم نہین کیا مگر شرط ایسی لگائی کہ اسپر وقوف نہین ہو سکتا ہی جیسے کسی غائب کی مشیت پر معلق کیا کہ درصورت اسکے غائب ہونے کے سروست اسکی مشیت پر وقوف نہین ہو سکتا ہی اسیواسطے اسمین شرط ہی کہ متصل ہو جیسے اور شروط مین ہی - اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک اختلاف اسکے برعکس ہی اور خلاف کا ثمرہ چند مقامات پر ظاہر ہوتا ہی ازانجملہ یہ ہی کہ اگر شرط کو مقدم کیا اور جواب مین بزبان عربی عربیت حرف فا نہ لایا مثلاً کہا کہ ان شاء اللہ تعالی انت طالق یعنے اگر چاہا اللہ تعالی نے تو طالقہ ہی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک واقع نہو گی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک واقع ہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالی وانت طالق یا کہا کہ مین نے تجھے کل طلاق دیدی ہی انشاء اللہ تعالی تو طرفین کے نزدیک واقع نہو گی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک واقع ہو گی اور ازانجملہ اگر ایک نے دو قسمون کو جمع کیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی اور میرا غلام آزاد ہی اگر تو نے زید سے کلام کیا انشاء اللہ تعالی تو یہ استثنار امام ابو یوسف رح کے نزدیک راجع بجملۂ ثانیہ ہوگا اور طرفین رح کے نزدیک پورے سے متعلق ہو گا - اور اگر اس نے دو ایقاعون کو جمع کیا کہ تو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی انشاء اللہ تعالی تو یہ استثنار بالاجماع دونون سے متعلق ہوگا ازانجملہ یہ ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین شرطیہ طلاق کی قسم نہ کھاونگا تو ان شاء اللہ تعالی کے ساتھ طلاق دینے سے امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اسمین شرط موجود ہی اور طرفین کے نزدیک حانث نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور ایان الجامع مین لکھا ہی کہ دو قسم کے بعد جو ان شاء اللہ تعالی بولا جاوے وہ دونون قسمون کی طرف راجع ہوتا ہی یہ ظاہر الروایہ ہی یہ غایہ سروجی مین ہی - اور اگر کہا کہ ان شاء اللہ تعالی فانت طالق یعنے اگر اللہ تعالی نے چاہا تو تو طالقہ ہی تو بالاتفاق طلاق واقع نہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی وان شاء اللہ تعالی یا تھا ان شاء اللہ تعالی تو یہ شخص استثنار کرنے والا نہوگا یعنی طلاق واقع ہو گی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالی اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو دار مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہو گی اور جزا و شرط کے درمیان استثنار فاصل ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ان شاء اللہ تعالی تو طالقہ ہی تو استثنار راجع باول ہو گا اور دوسری طلاق ہمارے نزدیک واقع ہو گی اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بتہ طلاق ہی انشاء اللہ تعالی تو طالقہ ہی تو ایک طلاق فی الحال واقع ہو گی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہی اگر چاہا اللہ تعالی نے اور تو طالقہ بدو طلاق ہی اگر نہ چاہا اللہ تعالے نے تو مشائخ نے فرمایا کہ کوئی واقع نہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - نوازل مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی آج کے روز بیک طلاق انشاء اللہ تعالی اور اگر نہ چاہا اللہ تعالی نے تو تو بدو طلاق طالقہ ہی پھر دن گذر گیا اور اسکو طلاق نہ دی تو دو طلاق واقع ہو نگی اور اگر دن گذرنے سے پہلے اسکو ایک طلاق دیدی تو اسپر فقط یہی ایک طلاق واقع ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ان شاء اللہ تعالی نہین بلکہ یہ دوسری جورو تو استثنا دونون پر ہو گا اور نہین مشیت ہی دوسری کے واسطے اسلیے کہ اُس نے اول سے رجوع قرار دیا ہی پس گویا یون کہا

کہ تو طالقہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ نہین بلکہ یہ طالقہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر اُسنے شرط یعنی مشیئت سے رجوع کا قصد کیا ہی
تو اُسکی نیت صحیح ہوگی اسواسطے کہ اُسکے کلام مین یہ احتمال ہی اور تخفیف بھی نہین ہی بلکہ تغلیظ ہی یہ حصیری کی شرح جامع
کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا ایک طلاق تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ اِلّا دو طلاق تو ایک واقع
ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور مصنف نے اپنی زیادات مین ذکر فرمایا کہ کل سے کل کا استثناء جب ہی نہین صحیح ہوتا ہی کہ
جب بعینہ اسی لفظ سے ہو اور اگر بغیر اس لفظ کے استثناء کیا تو صحیح ہی اگرچہ ازراہ معنی کل کا کل سے استثناء کیا ہی
چنانچہ اگر اُسنے کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین اِلّا کل میری عورتین تو استثناء صحیح نہوگا بلکہ سب عورتین طالقہ ہوجاوینگی
اور اگر کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین اِلّا زینب و عمرہ و بکرہ و سلمیٰ تو انہین سے کوئی طالقہ نہوگی اگرچہ یہ کل سے
کل کا استثناء ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین اِلّا یہ عورتین یعنی اشارہ کیا حالانکہ جنکی طرف
اشارہ کیا ہی انکے سوا اسکی کوئی عورت نہین ہی تو استثناء صحیح ہی اور کوئی انہین سے طالقہ نہوگی یہ بدائع مین ہی اور
اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین فلانہ و فلانہ و فلانہ اِلّا فلانہ تو استثناء جائز ہی اور اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہی و فلانہ
طالقہ ہی و فلانہ طالقہ ہی اِلّا فلانہ تو استثناء نہین صحیح ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ اور یہ اور یہ اِلّا یہ تو بھی استثناء باطل
ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین اِلّا زینب تو زینب طالقہ نہوگی اگرچہ سوا زینب
کے اسکی کوئی جورو نہو یہ غایۃ سروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بسہ طلاق اِلّا یواحدہ و واحدہ و واحدہ تو استثناء
باطل ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک ایسا نہین ہی اور صاحبین رح کے
نزدیک دو طلاق واقع ہونگی۔ اور امام اعظم رح کا قول ارجح ہی پس امام ابوحنیفہ رح کی راے مین یہ تھا کہ اول کی
صحت مین توقف ہو یہانتک کہ ظاہر ہو کہ وہ مستغرق ہی یا نہین اور صاحبین رح کی راے مین اسکی صحت کا انحصار اول
پر ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی لواحدہ و واحدہ و واحدہ اِلّا بسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی
اور استثناء باطل ہوگا اسمین سب تینون امامون کا اتفاق ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ و دو ہی
اِلّا یہ دو یا یہ دو و یک ہی اِلّا یہ دو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ دو و یک ہی اِلّا یک تو بھی تین طلاق
واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ و ثنتین الا واحدۃ یعنی تو طالقہ بیک و دو ہی اِلّا ایک
تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و چار ہی اِلّا پانچ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ
مین ہی۔ اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی تو طالقہ ہی تو طالقہ ہی اِلّا واحدہ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق
مین ہی۔ اور منتقے مین ہی کہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بشش و شش ہی اِلّا چار تو امام اعظم رح کے نزدیک تین طلاق
واقع ہونگی اور یہی امام محمد رح سے مروی ہی اور اُسکا قول و شش جو اُسنے دوبارہ کہا ہی وہ فاصل ہوجائیگا اور امام
ابو یوسف رح نے کہا کہ بدو طلاق طالقہ ہوگی اور امام محمد رح کا ظاہر قول یہی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و دو
ہی اِلّا بدو پس اگر اُسنے ایک ہی دو سے استثناء کی نیت کی ہو تو نہین صحیح ہی اور اگر پہلے دو سے ایک کی اور دوسرے
دو سے ایک کی استثناء کی نیت کی ہو تو صحیح ہی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو استثناء صحیح اور دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ
و غایہ سروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو و دو ہی اِلّا اثنین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار
طلاق ہی اِلّا اثنین تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اِلّا واحدہ و ثنتین تو امام ابوحنیفہ رح سے

روایت ہی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی اور ایک کا
استثنار صحیح ہوگا اور باقی کا استثنار باطل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مستثنیٰ منہ سے مستثنیٰ زائد ہو تو استثنا
باطل ہوگا چنانچہ اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ ہی اِلّا چار تو باطل ہی اور اگر ایک تطلیق کا کوئی جزو مستثنیٰ ہو تو بھی باطل ہی جیسے
تو طالقہ ہی الا نصف طلاق یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ دو ونصف اِلّا نصف تو استثنار نہین صحیح ہی اور تین طلاق واقع
ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی دو ونصف اِلّا دو ونصف تو امام محمدرح کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے
کہ بعد استثنار کے آدھی طلاق باقی رہتی ہی۔ اور اگر کہا کہ ایک ونصف اِلّا ایک تو ایک واقع ہوگی یہ عتابیہ
مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بثلث ہی الا واحدۃ ونصف تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد
نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا اسکی نصف تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ اِلّا انکے انصاف
یعنی ہر ایک طلاق کی نصف تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی
اِلّا نصف تطلیقہ تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ قول امام محمدؒ کا ہی اور یہی مختار ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو بائنہ
ہی اِلّا بائنہ پس اگر اول بائنہ سے تین طلاق کی اور دوسری سے ایک کی نیت کی تو استثنار صحیح ہی اور دو طلاق
واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ البتہ ہی الا واحدہ اور اُسنے البتہ سے تین طلاق کی نیت کی ہی
تو بھی استثنار صحیح ہی اور یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو بائنہ ہی اِلّا واحدہ اور بائنہ
سے اُسنے تین طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق بائنہ واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ تو بسہ طلاق بائنات طالقہ
ہی اِلّا واحدہ تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق بائنہ ہی اِلّا واحدہ یا کہا کہ بسہ طلاق البتہ
اِلّا واحدہ تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اِلّا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو
بھی دو طلاق رجعی واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر دو طلاقون بائنون سے اِلّا واحدہ
تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو دو طلاق رجعی
واقع ہونگی۔ اور زیادات مین فرمایا کہ اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق البتہ ہی الا واحدہ تو اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی
اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق ہی اِلّا واحدہ البتہ تو ایک بائنہ واقع ہوگی یا کہا کہ الا بائنہ واحدہ تو ایک طلاق
رجعی واقع ہوگی پھر فرمایا کہ اِلّا یہ کہ اسکی نیت یہ ہو کہ بائن صفت دو کی ہی تو بیک طلاق بائنہ طالقہ ہوگی اسواسطے کہ
اُسنے اپنے محتمل لفظ کو مراد لیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائن ہی اور تو طالقہ غیر بائن ہی اِلّا یہی بائن تو
استثنار صحیح نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا ایک یا دو تو اس سے معین کر کے بیان
کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو ابن سماعہ نے جو امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی اُسکے
موافق ایک طلاق سے طالقہ ہوگی اور یہی امام محمدرح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ
ثلثا اِلّا شیئًا یعنے تو طالقہ بسہ طلاق ہی اِلّا کچھ تو دو واقع ہونگی اسی طرح اگر کہا کہ الا بعضہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر
کہا کہ دو اِلّا نصف تطلیقہ یا اِلّا کچھ تو دو واقع ہونگی اور یہ امام محمدرح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
نصف کا استثنار کرنا ایک پورے کا استثنار ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی
اِلّا واحدہ یا اِلّا شئی تو اس سے کچھ استثنار نہ کیا اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے

کہا کہ تو طالقہ ہے چہار طلاق اِلّا واحدہ تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور نیز امام محمدؒ سے روی ہے کہ دو ہی واقع ہونگی اور اول اصح ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کہا کہ تو طالقہ چہار ہے اِلّا تین تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پانچ اِلّا ایک تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ پانچ اِلّا تین تو دو واقع ہونگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ عشر ہے اِلّا نو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اِلّا آٹھ تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ اِلّا سات تو تین واقع ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ اِلّا چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو یا ایک تو سب صورتوں میں تین ہی طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اِلّا دو اِلّا ایک تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اِلّا ثلث الا واحدہ تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر عدد اس سے استثنا قرار دیا جائیگا جس سے متصل ہے چنانچہ جب ایک عدد تین سے مستثنیٰ کیا گیا تو دو باقی رہے پس جب انکو تین سے استثنا کیا تو ایک رہا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ عشر ہے اِلّا نو اِلّا آٹھ تو نو میں سے آٹھ استثنا کیے تو ایک رہا وہ دس سے استثنا کیا تو نو رہے پس گویا اُسنے کہا کہ تو نو طلاق سے طالقہ ہے پس تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دس اِلّا نو اِلّا ایک تو تین سے ایک نکالا آٹھ رہے انکو دس سے نکالا تو دو رہے پس دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ ابن سماعہ سے مروی ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ چہار ہے اِلّا تین اِلّا دو تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ چہار ہے اِلّا ایک کذا فی الحاوی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے اِلّا واحدہ و اِلّا واحدہ تو دو طلاق واقع ہونگی اور استثناء اخیر باطل ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تین اِلّا تین اِلّا دو اِلّا ایک تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دس اِلّا نو اِلّا آٹھ اِلّا سات تو دو باقی رہینگی یعنے دو طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے غیر تین غیر دو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے قال المترجم اصل عبارت عربی یوں ہے انت طالق ثلثا غیر ثلث غیر ثنتین قال محمد یقع ثنتان انتہی والاحسن ترجمۃ الاعداد بالفارسیۃ فنقول اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے غیر سہ غیر دو تو دو طلاق واقع ہونگی ولا التزام فان المقصود المعنی لا العبارۃ۔ خانیہ میں لکھا ہے کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق ابدا اِلّا الیوم تو طالقہ ہے ہمیشہ سوائے آج کے روز کے تو فی الحال واقع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے کہ آج تجھپر واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اِلّا غیر واحدہ تو مستثنیٰ دو ہونگی یعنے ایک واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو نے زید سے کلام کیا قبل آنے عمرو کے تو زید سے قبل آنے عمرو کے کلام کرنے سے طلاق واقع ہوگی خواہ پھر عمرو آوے یا نہ آوے اور بعد آنے عمرو کے کلام کرنے سے طالقہ نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اِلّا آنکہ عمرو آجاوے تو تمام عمر میں جب عمرو نہ آوے تو طلاق واقع ہوگی یعنی اگر عمرو نہ آیا یہانتک کہ قسم کھانے والا مر گیا تو اُسکے آخر جزو حیات میں طلاق پڑ جائیگی اور اگر عمرو آگیا تو طالقہ نہوگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اِلّا واحدہ کل کے روز یا کہا کہ اِلّا واحدہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو کل کا روز آنے یا فلان سے کلام واقع ہونے سے پہلے کچھ واقع نہوگی اور کلام واقع ہونے یا کل کا روز آنے کے بعد دو واقع ہونگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کریگا اِلّا ناسیا پھر فلان سے بھولے سے کلام کیا پھر جان بوجھ کر کلام کیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر میں نے فلان سے کلام کیا اِلّا یہ کہ میں بھول جاؤں پھر بھول کر اُس سے کلام کیا پھر جان بوجھکر کلام کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ کلمہ الا یہ کہ واسطے غایت کے آتا ہے ایک

انتہا ہونے کی

مرد نے دوسرے سے کہا کہ میں دسویں روز تک تیرے پاس آؤنگا اِلّا یہ کہ میں مرجاؤں اور اپنے دل سے نیت کی کہ اگر
کبھی نہ مروں گا ایسی اگر اُسکی قسم بنام اللہ تعالیٰ ہوگی تو حانث نہوگا اور اگر بطلاق و عتاق ہوگی تو قضاءً اُسکی تصدیق
نہو گی۔ ایک مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہوئی تو تو طالقہ ثلث ہے کہ تجھ پر واقع نہوگی اِلّا بعد فلان سے
کلام کرنے کے پھر عورت دار میں داخل ہوئی تو بسبب طلاق طالقہ ہو جائیگی اور تذکرہ کلام فلان باطل ہے یہ فتاویٰ قاضیخان
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اِلّا واحدہ اگر تو حائضہ ہو اور طاہر ہو یا کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو شرط
مستثنیٰ منہ کی طرف راجع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اگر تو نے ایسا کیا یا ایسا ہوا اِلّا واحدہ تو وجود شرط
کے وقت دو طلاق واقع ہونگی یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ اور ولوالجیہ میں ہے کہ اگر کہا تو طالقہ ثلث اِلّا واحدہ
للسنت ہے تو بطریق سنت دو طلاق سے طالقہ ہوگی کہ ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور استثناء
کی شرط یہ ہے کہ تکلم بحرف ہو خواہ وہ مسموع ہوں یا نہوں یہ شیخ امام ابوالحسن کرخی کے نزدیک ہے اور شیخ امام ابو جعفر
فقیہ فرماتے تھے کہ خود اسکا سننا ضرور ہے اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل اسی پر فتویٰ دیتے تھے کذا فی المحیط اور صحیح
وہی ہے جو فقیہ ابو جعفرؒ نے ذکر فرمایا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور بہرے کا استثناء کرنا صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضیخان
میں ہے۔ اور ملتقط میں ہے کہ اگر عورت نے طلاق کو سنا اور استثناء کو نہیں سنا تو اسکو شرعاً گنجائش نہیں ہے کہ اپنے ساتھ
وطی کرنے دے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور استثناء صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے ماقبل کے کلام سے موصول ہو در صورتیکہ
فصل کی کوئی ضرورت داعی نہو چنانچہ اگر طلاق و استثناء کے درمیان سکوت وغیرہ سے بدون ضرورت فصل پایا گیا تو
استثناء صحیح نہیں اور اگر مثلاً سانس اُکھڑ گئی اور اُسنے دم لینے کی ضرورت سے سکوت کیا تو مانع صحت نہوگا اور یہ فصل شمار
نہ کیا جائیگا اِلّا اس صورت میں کہ سکتہ ہو ایسا ہی ہشام نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے یہ بدائع میں ہے اور اگر اُسنے
چھینک لی یا ڈکار لی یا اُسکی زبان میں لکنت تھی کہ دیر تک تردد کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو استثناء صحیح ہوگا یہ اختیار
شرح مختار میں ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہے مگر اسکے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی بلاقصد اسکی زبان سے نکل گیا تو واقع
نہو گی یہ وجیز کردری میں ہے اور یہی ظاہر المذہب ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی اور اسکے بعد
انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا قصد کیا اتنے میں کسی نے اُسکا منھ بند کر لیا پھر اگر منھ پر سے ہاتھ اُٹھاتے ہی اُسنے علی الاتصال
استثناء کہدیا تو استثناء صحیح ہوگا جیسے استثناء و طلاق کے درمیان چھینک یا ڈکار آنے میں حکم ہے یہ فتاویٰ قاضیخان
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث و ثلث ہے انشاء اللہ تعالیٰ یا ثلث و واحدہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے یا کہا کہ تو طالقہ و طالقہ
و طالقہ و طالقہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے تو استثناء صحیح نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی۔ اور صاحبینؒ کے
نزدیک استثناء صحیح ہوگا اور وہ طالقہ نہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ و ثلث انشاء اللہ تعالیٰ ہے
تو بالاجماع استثناء صحیح ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے تو بھی صحیح ہے اسواسطے کہ ان دونوں
کے درمیان کوئی کلام لغو فاصل نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہارم انشاء اللہ تعالیٰ
تو یہ استثناء بالاجماع صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسبب طلاق بائنات یا کہا بسبب طلاق البتہ انشاء اللہ تعالیٰ
تو استثناء صحیح نہوگا یہ غایۃ سروجی میں ہے۔ اور مجتبیٰ میں کتاب الایمان میں ہے کہ اگر کہا کہ تو طالقہ رجعی ہے انشاء اللہ تعالیٰ
تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بائنہ ہے تو واقع نہو گی یہ بحر الرائق میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ

ثلث ہی پس تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالی تو استثناء صحیح ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالی
یا کہا کہ تو جا انشاء اللہ تعالی تو تین طلاق واقع ہونگی اور استثناء باطل ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - اور
اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ای عمرہ ان شاء اللہ تعالی تو طلاق واقع نہوگی یہ بدائع میں ہی - اور منتقی میں ہی کہ اگر کہا کہ تو طالقہ
ثلث ہی ای عمرہ بنت عبد اللہ انشاء اللہ تعالی تو طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی ای عمرہ بنت عبد اللہ بن
عبد الرحمن انشاء اللہ تعالی تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ تعالی تو
طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ ای طالقہ تو طالقہ ثلث ہی انشاء اللہ تعالی تو استثناء مذکور تین طلاق سے متعلق ہوگا وہ واقع
نہونگی مگر ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی - اور نیز امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہی کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ
تعالی کی صورت میں تین طلاق (یعنی یا طالقہ کی) واقع ہونگی مگر روایت اوّل ہی صحیح ہی اسکو فخر الاسلام نے ذکر فرمایا ہی یہ شرح تلخیص
جامع کبیر میں ہی - اور اگر کہا کہ ای زانیہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالی تو استثناء مذکور خاصۃ طلاق کے ساتھ ہوگا اور عورت
سے لعان کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا زانیہ انشاء اللہ تعالی تو استثناء صحیح ہی یہ
فتاوی قاضیخان میں ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی ای چھنال کی چھنال انشاء اللہ تعالی تو یہ استثناء سب سے متعلق ہی
پس نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ مرد پر حد لازم ہوگی اور نہ لعان یہ تاتارخانیہ میں ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی
ای فلانہ الّا واحدۃ تو دو واقع ہونگی اور یا فلانہ کہنا فاصل قرار نہ دیا جائیگا یہ فتاوی صغری میں ہی - اور اگر کہا کہ تو
طالقہ ہی حتی کہ تیرا قلب خوش ہو انشاء اللہ تعالی تو اسمین فاصلہ موجود ہی (حتی کہ تیرا قلب الخ) پس طلاق واقع ہوگی اور استثناء صحیح نہوگا
یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - جورو کو طلاق دی یا خلع دیدیا پھر استثناء یا شرط کا دعوی کیا اور کوئی منازع موجود
نہین ہی تو کچھ اشکال نہین ہی کہ مرد کا قول قبول ہوگا یہ فتح القدیر میں ہی اور اگر عورت نے طلاق کا دعوی کیا اور شوہر
نے کہا کہ مین نے استثناء کے ساتھ یون کہا کہ تو طالقہ انشاء اللہ تعالی ہی اور عورت نے استثناء مین اسکی تکذیب کی تو روایت
ظاہرہ مین مذکور ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - پھر اگر گواہون نے گواہی مین خلع یا طلاق
بغیر استثناء کی گواہی دی یعنی یون کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے بغیر استثناء کے خلع دیدیا ہی یا کہا کہ بغیر استثناء کے
طلاق دی ہی یا کہا کہ اسنے طلاق دی اور استثناء نہین کیا تو شوہر کا قول قبول نہوگا اور اگر گواہون نے یون کہا کہ
ہمنے اس مرد کے منھ سے کوئی کلمہ سواے کلمہ خلع یا طلاق کے نہین سُنا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور قاضی ان دونون
مین تفریق نہ کریگا الّا یہ کہ شوہر کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو صحت خلع پر دلالت کرتی ہو جیسے بدل الخلع
پر قبضہ کر لینا یا کوئی دوسری وجہ ایسی ہی ہو تو ایسی صورت مین عورت کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے صغری مین ہی
اور شیخ نجم الدین نسفی سے مروی ہی کہ انھون نے شیخ الاسلام ابو الحسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ انھون نے فرمایا
کہ ہمارے مشائخ نے باستحسان فرمایا ہی کہ مرد نے اگر طلاق مین استثناء کا دعوی کیا تو بدون گواہون کے اُسکے
قول کی تصدیق نہوگی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہی اور زمانہ مین فساد پھیل گیا ہی پس تلبیس و جھوٹ سے امن نہین ہی
یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے گذرے ہوئے کل کے روز طلاق دیدی پس مین نے
کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو ظاہر الروایہ کے موافق شوہر کا قول قبول ہوگا اور نوازل مین اس مسئلہ مین اختلاف صاحبین رح
باہم ذکر کیا ہی کہ بر بناے قول امام ابو یوسف رح شوہر کا قول قبول ہوگا اور بقول امام محمد رح طلاق واقع ہوگی اور شوہر کا

قول نامقبول ہوگا اور احتیاطاً اسی پر فتوے و اعتماد ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اس مرد کے سامنے دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تو نے اپنے کلام طلاق مین استثنا موصول کیا تھا حالانکہ خود اس مرد کو یہ بات یاد نہین آتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور نے حالت غضب مین طلاق دی ہو بحالیکہ جو وہ نہین چاہتا ہی وہ اُسکی زبان سے نکل سکتا ہو اور جو بکتا ہی وہ یاد نہین رہ سکتا ہو تو اسکو ان دونون کے قول پر اعتماد کر لینا جائز ہی ورنہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی

پانچوان باب ۔ طلاق مریض کے بیان مین ہی ۔ شیخ خجندی رحمہ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی خواہ اپنی صحت مین یا مرض مین خواہ برضامندی عورت یا بغیر رضامندی پھر عورت کے عدت مین ہونے کی حالت مین مر گیا تو بالاجماع یہ دونون باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اسی طرح اگر عورت وقت طلاق کے کتابیہ ہو یا کسی کی مملوکہ ہو پھر وہ عدت مین مسلمان ہو گئی یا آزاد کی گئی تو بھی وہ وارث ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر اسکو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عورت کو عدت مین چھوڑ کر مر گیا تو بھی اسی طرح ہمارے نزدیک عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرا تو وارث نہوگی - اور یہ اُسوقت ہی کہ بدون درخواست عورت کے طلاق دی ہو اور اگر بدرخواست عورت طلاق دی تو بعد طلاق کے پھر یہ عورت وارث نہوگی یہ محیط مین ہی - اگر عورت درخواست طلاق پر باکراہ مجبور کی گئی ہو تو بھی وارث ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور اس مقام پر اہلیت کا وقت طلاق کے ہونا اور اُسوقت سے برابر تا وقت موت باقی رہنا معتبر ہی یہ بدائع مین ہی - اور مبسوط مین ہی کہ جسوقت عورت کو اپنے مرض مین بائن کیا ہی اُسوقت اگر وہ باندی ہو یا کتابیہ ہو پھر وہ باندی آزاد کی گئی یا عورت کتابیہ مسلمان ہو گئی تو اُسکو میراث نہ ملیگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی - اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرتدہ ہو گئی پھر مسلمان ہو گئی پھر شوہر مر گیا درحالیکہ وہ عدت مین ہو تو وارث نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مرد مرتد ہو گیا نعوذ باللہ و ایانا ابداً پھر وہ قتل کیا گیا یا دارالحرب مین جا ملا یا حالت ارتداد مین دارالاسلام مین مر گیا تو اُسکی جورو اُسکی وارث ہوگی - اور اگر عورت مرتدہ ہو گئی پھر مر گئی یا دارالحرب مین جا ملی پس اگر اپنی صحت مین مرتدہ ہو گئی ہو تو شوہر اُسکا وارث نہوگا اور اگر مرض مین مرتدہ ہوئی ہی تو استحساناً اسکا شوہر اسکا وارث ہوگا - اور اگر جورو مرد دونون ساتھ ہی مرتد ہو گئے پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوا پھر ایک مر گیا پس اگر مسلمان ہونے والا مرا ہی تو مرتد اُسکا وارث نہوگا خواہ عورت ہو یا مرد ہو اور اگر مرتد مرا ہی پس اگر یہ مرتد شوہر ہو تو جورو اسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مرتد مری ہی پس اگر وہ مرض مین مرتدہ ہوئی تھی تو شوہر مسلمان اسکا وارث ہوگا اور اگر صحت مین مرتدہ ہوئی تھی تو وارث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر مریض کے پسر نے اپنے باپ کی جورو سے زبردستی باکراہ جماع کر لیا تو عورت وارث نہوگی اور اصل مین مذکور ہی کہ لیکن اگر باپ نے پسر کو اس فعل کا حکم دیا ہو تو فرقت کے حق مین یہ فعل پسر کا اُسکے باپ کی طرف منتقل ہوگا کہ گویا باپ نے خود جدا کر دیا ہی پس فارّ قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی یعنی جورو مذکورہ وارث ہوگی فاعلم - اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اسکے پسر نے اُس سے جماع کیا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین اور مریض ہونے کی حالت مین یہ طلاقین دین پھر عورت نے اپنے شوہر مذکور کے پسر کا بوسہ لیا پھر اُسکی عدت مین شوہر مر گیا تو اُسکو میراث ملیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے مرض کی

حالت مین اپنے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر عدت مین مرگئی یعنی بعد اس مطاوعت کے چونکہ جدائی واقع ہوئی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور عدت بیٹھی پھر عدت مین مرگئی تو استحساناً شوہر اسکا وارث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر شوہر نے مرض مین اپنی جورو کو بائن کردیا پھر اچھا ہوگیا پھر مرگیا تو عورت وارث نہو گی یہ نہایہ مین ہی اور اگر عورت نے اس سے کہا ہو کہ تو مجھے رجعت کی طلاق دیدے پس شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین یا بائنہ طلاق دی پھر مرگیا تو عورت مذکورہ اسکی وارث ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر اسنے مرض مین عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا تو اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دیدے اسنے ایسا ہی کیا یا عورت نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا پھر اسکی عدت مین شوہر مرگیا تو اسکی وارث نہو گی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے نفس کو خود بخود تین طلاقین دیدین پس مرد نے انکو جائز رکھا تو مرد کے مرنے پر اپنی عدت مین عورت اسکی وارث ہوگی اسواسطے کہ میراث کی مٹانے والی شوہر کی اجازت ہوئی ہی یہ تبیین مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرض مین زوجہ کو طلاق دی اور برابر دو برس سے زیادہ بیمار رہ کر مرگیا پھر عورت کے اس شوہر کے مرنے کے بعد چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم و امام محمد رح کے قول مین عورت کو میراث نہ ملیگی یہ بدائع مین ہی قال المترجم مرد طلاق دہندہ جب ہی فار کہلاتا ہی جب وہ اس غرض سے طلاق دے کہ میراث کا مال عورت کو نہ ملنے پاوے یا ایسا اسکی طرف سے گمان ظاہر ہو تو وہ فار ہی گویا اسنے میراث دینے سے فرار کیا تو حق میراث مین ایسی طلاق کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ میراث ملیگی اگر شرائط موجود ہون مگر فرار کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جب عورت کا حق اسکے مال سے متعلق ہو جاوے اور اسکے مال سے جب ہی متعلق ہوتا ہی کہ جب وہ ایسا مریض ہو جس سے غالباً ہلاکت کا خوف ہو باین طور کہ وہ بستر پر پڑگیا ہو کہ وہ گھر کے ضروری امور کا اقدام مثل تندرست آدمیون کے عادت کے موافق نہ کرسکتا ہو اور اگر وہ بتکلف ان امور کا سرانجام کرسکتا ہو کہ گھر ہی مین اپنی ضرورات کو ادا کرتا ہو حالانکہ بیمار ہو تو وہ فار نہ قرار دیا جائیگا اسواسطے کہ آدمی کمتر اس سے خالی ہوتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جو شخص اپنی حاجات کو جو گھر کے باہر سے انجام پاتی ہین ادا نہ کرسکے وہ مریض ہی اگرچہ گھر کے اندر حاجات کو ادا کرسکے اسلیے کہ ایسا نہین ہی کہ ہر مریض گھر مین حاجات کے انجام دینے سے عاجز ہو جاوے جیسے پیشاب و پاخانہ کے واسطے قیام کرنا یہ تبیین مین ہی اور عورت اگر ایسی ہو کہ بیماری سے چھت پر نہ چڑھ سکتی ہو تو وہ مریضہ ہی ورنہ نہین - اور ایسے امور کے ساتھ بھی حکم فرار ثابت ہوتا ہی جو مرض مہلک کے معنی مین ہوتے ہین کہ جنمین ہلاکت کا احتمال غالب ہی پس اگر انمین سلامتی کا احتمال غالب ہو تو انکا حکم مثل صحیح کے ہوگا اور وہ فار قرار نہ دیا جائیگا پس جو شخص محصور ہو یا صف قتال مین ہو یا درندون کے جنگل مین اترا ہو یا کشتی مین سوار ہو یا قصاص یا رجم کے واسطے مقید ہو تو عیاناً وہ سلیم البدن ہی اور غالب اسکے حال مین سلامتی ہی اسواسطے کہ قلعہ دشمن کی بدی دور کرنے کے واسطے ہوتا ہی اور ایسا ہی منعہ بھی ہوتا ہی اور بیشتر آدمی قید و درندون کے جنگل سے نوع حیلہ سے خلاص پا جاتا ہی - اور اگر وہ صفون کے بیچ سے نکلا تاکہ کسی دشمن سے قتال کرے یا قید سے نکال کر ایسے قتل کے واسطے پیش کیا گیا جسکا وہ مستحق ہو چکا ہی یا کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک تختہ پر رہگیا یا درندہ کے منھ مین ہی تو ایسی حالت مین غالب گمان اسکے حق مین ہلاکت کا ہی پس اگر ایسی حالت مین اسنے طلاق دی تو فرار کرنے والا قرار دیا جائیگا - اور جسکے ہاتھ پاؤن رہ گئے ہین یعنی گٹھیا ہو گئی ہی اور جسکو فالج نے مارا ہی جب تک اسکا مرض بڑھنے پر ہو تب تک وہ مریض ہی اور جب

له یعنی اگر اجازت نہ دیتا تو ظالم ہوتی

[illegible]

ایک حالت پر ٹھہر جاوے اور نہ بڑھے اور پرانا ہو جاوے تو طلاق وغیرہ کے حق میں وہ مثل صحیح کے ہی کذا فی الکافی
اور یہی حکم مدقوق کا ہی اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہی اور صدر کبیر برہان الدین اور صدر شہید حسام الدین اسی پر فتوی
دیتے تھے یہ محیط میں ہی۔ اور جسکو سل ہو اگر اس مرض میں اسکو زمانہ دراز گذرا تو وہ صحیح کے حکم میں ہی لیکن اگر اس مرض میں اسکی
حالت متغیر ہوئی تو جو زمانہ تغیر کا ہی یعنی ایک حالت سے تغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مرض الموت کا زمانہ قرار دیا جائیگا اور
یہی حال لنجے اور ایسے مریض کا ہی جسکا ایک طرف کا دھڑ خشک ہو گیا ہو یہ بدائع میں ہی۔ اور زمانہ دراز کی تفسیر ہمارے
اصحاب رح نے یون فرمائی کہ ایک سال گذرے پس اگر اس مرض میں ایکسال باقی رہا تو بعد سال کے اسکا جو تصرف ہوگا وہ مثل تندرست
آدمی کے تصرف کے ہوگا یہ تمرتاشی میں ہی۔ اور زخمی آدمی اور جسکے درد ہو بشرطیکہ اس تکلیف نے اسکو صاحب فراش نہ کر دیا
ہو تو وہ مثل صحیح کے ہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور جو شخص قتل کے واسطے قید خانہ سے نکالا گیا تھا اگر وہ پھر قید میں واپس
لایا گیا یا جو صف سے لڑنے کے واسطے نکلا تھا وہ صف میں واپس آگیا تو وہ صحیح کے حکم میں ہو گیا جیسے مریض کہ وہ مرض سے
اچھا ہو گیا یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر شوہر پر طلاق دینے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عضو تلف کرنے کی
وعید پر اکراہ کیا گیا ہو تو وہ طلاق دینے میں فار نہ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کرنے یا مار پیٹ کی وعید پر اکراہ ہو تو فار ہوگا یہ
عتابیہ میں ہی۔ اور اگر اپنے مرض میں جورو کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے سوا کسی وجہ سے مر گیا مگر ہان وہ
اچھا نہیں ہو گیا تھا تو اسکی عورت کو میراث ملیگی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر مریض نے مرض میں اپنی جورو کو طلاق دی پھر عورت
نے اسکو قتل کر دیا تو عورت کو میراث نہ ملیگی اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور عورت اسباب
فرار میں مثل مرد کے ہی چنانچہ اگر عورت نے بخیار بلوغ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا بخیار عتق اختیار کر لیا یا شوہر کے پسر کو اپنے اوپر
کسی حرکت بد کا قابو دیدیا یا مرتد ہو گئی یا مثل اسکے اسباب جدائی مردہ میں سے کسی سبب کو عمل میں لائی بعد اسکے کہ عورت کو ان امور
میں سے جو ہمنے مرض وغیرہ کے ذکر کیے ہین کوئی پیش آیا اور عارض ہوا ہی تو وہ فارہ قرار دیجائیگی اور شوہر اسکا وارث
ہوگا اور حاملہ فارہ نہین قرار پاتی ہی یعنی فقط حمل کے سبب سے ہونے مین اگر امور فراق میں سے کوئی امر کرے تو فارہ نہوگی لیکن اگر
درد زہ شروع ہونے پر اسنے ایسا کیا تو فارہ ہو سکتی ہی یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر مریضہ عورت و اسکے شوہر کے درمیان بسبب عنین
ہونے کے جدائی کر دی گئی باین طور کہ شوہر عنین نکلا اور اسکو ایکسال کی مدت دی گئی مگر اس عرصہ میں بھی اسنے عورت
سے وطی نہین کی کہ اسکو قدرت حاصل نہوئی پس عورت کو خیار دیا گیا پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا درحالیکہ وہ مریضہ ہی پھر
عدت میں مر گئی یا بسبب جب کے یعنی آلہ تناسل کٹے ہونے کے جدائی ہوئی باینطور کہ عورت سے دخول کے بعد اسکو طلاق بائن دی
پھر مجبوب ہوا پھر عدت میں اس سے نکاح کیا پھر عورت کو یہ معلوم ہوا حالانکہ وہ مریضہ ہی پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت
میں مر گئی تو دونوں مسئلوں میں شوہر اسکا وارث نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہی۔ اور اگر عورت کو قذف کیا پھر دونوں میں باہم
لعان واقع ہوئی درحالیکہ عورت مریضہ تھی پھر قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی پھر وہ عدت میں مر گئی تو شوہر اسکا وارث نہوگا یہ سراج
وہاج میں ہی۔ اور اگر مرض کی طلاق دیتی ہوئی عورت مستحاضہ ہو اور اسکے حیض کے ایام مختلف ہون تو ہم میراث کے
واسطے اقل مدت جو اسکی ہی وہ لینگے۔ اور اگر اسکا حیض معلوم ہو پھر آخری حیض عدت میں اسکا خون منقطع ہو گیا حالانکہ اسکے ایام دس
روز سے کم ہین پس اگر عورت کے غسل کر لینے یا وقت نماز گذر جانے سے پہلے شوہر مریض مر گیا تو عورت وارث ہوگی اور اسی طرح
اگر عورت نے غسل کیا مگر کوئی عضو باقی رہا کہ وہان پانی نہین پہونچا تو بھی اس صورت میں یہی حکم ہی یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر بسبب

عنین ہونے یا مجبوب ہونے شوہر کے مرض مین دونون مین تفریق کردی گئی اور عورت کی عدت مین شوہر مذکور
مرگیا تو عورت اُسکی میراث نہ پاویگی اسواسطے کہ وہ فرقت پر راضی تھی یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر مرض مین اپنی عورت کو
قذف کیا اور مرض مین اس سے لعان کیا تو بالاجماع یہ عورت اُسکی وارث ہوگی اور اگر صحت مین عورت کو قذف کیا
ہو اور باہم لعان مرض مین واقع ہوا تو امام ابوحنیفہرح وامام ابویوسفؒ کے قول مین اسکی وارث ہوگی یہ بدائع مین
ہے۔ اور اگر مرض مین عورت سے ایلا کیا اور مدت ایلا مرض مین گذر گئی تو جب تک عدت مین ہے اگر شوہر مرا تو وارث
ہوگی۔ اور اگر ایلا حالت صحت مین کیا اور مدت ایلا مرض مین تمام ہوگئی تو پھر وارث نہوگی۔ اور اگر عورت سے اپنے
مرض مین کہا کہ مین نے تجھے اپنی صحت مین طلاق مغلظہ دیدی ہے اور تیری عدت گذر گئی ہے پس عورت نے اسکی تصدیق
کی پھر اس عورت کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو امام اعظمرح کے نزدیک عورت مذکورہ کو اسکے حصہ
میراث کی مقدار اور اس مقدار مقرہ یا موصی بہا سے جو کم ہو وہ ملیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک شوہر کا اقرار و وصیت
صحیح ہے اور اگر عورت کے حکم سے عورت کو اپنے مرض مین تین طلاق دیدین پھر اسکے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت
کی تو بالاجماع عورت کو اس مقدار اور اسکے حصۂ میراث دونون مین سے جو کم ہو وہ ملیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور ہمارے
نزدیک عورت کو اس مقدار اور مقدار حصۂ میراث دونون مین سے کمتر مقدار جب ہی ملیگی جب عورت کی عدت مین
شوہر مذکور مرگیا ہو اور اگر عدت گذرنے کے بعد مرا ہے تو عورت کو تمام وہ مقدار ملیگی جسکا اسکے واسطے اقرار کیا ہے یہ فصول
عمادیہ مین ہے۔ اور اگر کوئی آدمی مرگیا اور اسکی جورو نے کہا کہ مجھے وہ اپنے مرض موت مین تین طلاق دے چکا ہے پھر وہ
ایسی حالت مین مرا کہ مین عدت مین ہون پس مجھے میراث چاہیے ہے اور وارثون نے کہا کہ تجھے اسنے اپنی صحت مین طلاق
دی ہے اور تجھے میراث نہین چاہیے ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر وارثون نے کہا کہ تو باندی
تھی اور تو اسکے مرنے کے بعد آزاد کی گئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ مین برابر آزاد چلی آتی ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا
یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر عورت باندی ہو پس وہ آزاد کی گئی اور اسکا شوہر مرگیا پس عورت نے شوہر کی زندگی
مین آزاد کیے جانے کا دعوے کیا اور وارثون نے اُسکے مرنے کے بعد آزاد کیے جانیکا دعوی کیا تو وارثون کا
قول قبول ہوگا اور اگر باندی کے مولے نے کہا کہ مین نے اسکو اسکے شوہر کی زندگی مین آزاد کیا تھا تو مولی کا قول
قبول نہوگا اور اسی طرح اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو پس وہ مسلمان ہوگئی اور اسکا شوہر مرگیا پس
کتابیہ مذکورہ نے کہا کہ مین شوہر کی زندگی مین مسلمان ہوئی ہون اور وارثون نے کہا کہ نہین بلکہ بعد موت شوہر
کے تو قول وارثون کا قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تجھے اسنے طلاق دی
درحالیکہ وہ سوتا تھا اور وارثون نے کہا کہ تجھے جاگتے مین طلاق دی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے
اور اگر اپنی جورو سے اپنے مرض مین کہا کہ مین تجھے اپنی صحت مین تین طلاق دے چکا ہون یا کہا کہ مین نے تیری
مان یا تیری بیٹی سے جماع کرلیا ہے یا کہا کہ مین نے اس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہے یا کہا کہ میرے اور
اُسکے درمیان قبل نکاح کے رضاعت متحقق ہوچکی ہے یا کہا کہ مین نے اس سے ایسی حالت مین نکاح کیا کہ یہ غیر
کی عدت مین تھی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو مرد سے بائنہ ہوجائیگی مگر اسکو میراث ملیگی اور اگر عورت نے
اسکی تصدیق کی تو میراث نہ ملیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر اپنے مرض الموت مین جورو کو تین طلاق دیدین

پھر مر گیا اور اُسکی مطلقہ جورو کہتی ہے کہ میری عدت ابھی نہیں گذری ہے تو اسکا قول قسم سے قبول ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر گیا ہو پس اگر عورت نے قسم کھالی تو میراث پالیگی اور اگر نکول کیا تو اسکو میراث نہ ملیگی جیسے عدت گذر جانے کے اقرار کرنے کی صورت میں ہے اور اگر عورت نے کچھ نہیں کہا ولیکن کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور مدت اتنی گذری ہے کہ اتنی مدت میں عدت تمام ہوسکتی ہے پھر عورت نے کہا کہ پہلے خاوند سے میری عدت نہیں گذری تھی تو عورت کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی چنانچہ دوسرے شوہر کے حق میں اُسکا قول معتبر نہوگا اور وہ اسکی جورو رہیگی اور اول شوہر کی میراث بھی اسکو نہ ملیگی اور دوسرے شوہر سے اسکا نکاح کرنا بمنزلہ اس عورت کی طرف سے عدت گذر جانے کا اقرار ہے اور اگر اُسنے کسی سے نکاح نہیں کیا بلکہ اُسنے کہا کہ مین حیض سے مایوس ہوگئی ہوں اور اُسنے تین مہینہ عدت پوری کی پھر شوہر مر گیا اور وہ میراث سے محروم ہوئی پھر اسکے بعد اُسنے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا یا حائضہ ہوئی تو اُسکو پہلے خاوند سے میراث ملیگی اور دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح فاسد ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے جو تندرست ہے اپنی جورو سے کہا کہ جب شروع ماہ ہو یا جب تو دار مین داخل ہو یا جب فلان شخص ظہر کی نماز پڑھے یا جب فلان شخص اس دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہے پھر شوہر کے مریض ہونے کی حالت مین یہ باتین پائی گئین تو طالقہ ہو جائیگی اور شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اگر شوہر نے ایسا کلام مرض مین کہا ہو تو وارث ہوگی سوائے اس صورت کے کہ جب تو دار مین داخل ہو کہ اس صورت مین وارث نہو گی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر طلاق کو شرط پر معلق کیا پس اگر اپنے ذاتی فعل پر معلق کیا تو حانث ہونے کا وقت معتبر ہوگا چنانچہ اگر حانث ہونے کے وقت مریض تھا اور مر گیا اور عورت عدت مین تھی تو وارث ہوگی خواہ تعلیق حالت صحت مین کی ہو یا مرض مین خواہ ایسا فعل ہو جسکے کرنے پر وہ مجبور ہو یا نہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر معلق کیا تو قسم کھانے اور حانث ہونے دونون کا وقت معتبر ہوگا پس اگر دونون حالون مین قسم کھانے والا مریض ہو تو عورت وارث ہوگی ورنہ نہین خواہ یہ فعل جسپر معلق کیا ہے ایسا ہو کہ اس سے چارہ ہو یا نہو جیسے یون کہا کہ جب فلان آوے تو تو طالقہ ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی فعل آسمانی پر تعلیق کی جیسے کہا کہ جب چاند ہو تو تو طالقہ ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہو کہ عورت کو اُسکے نہ کرنے کا چارہ ہے یعنی چاہے نہ کرے تو حانث ہونے پر عورت وارث نہ ہوگی خواہ قسم اور حانث ہونا دونون مرض مین واقع ہوئے یا تعلیق صحت مین اور حانث ہونا مرض مین ہوا ہو اور اگر ایسے فعل پر معلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہین ہے جیسے کھانا پینا نماز روزہ و والدین سے کلام کرنا و قرضدار سے قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق و فعل بشرط دونون مرض مین واقع ہون تو بالاجماع وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین اور وجود شرط مرض مین ہو تو بھی امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہی حکم ہے جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنے کا حکم ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اگر اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین بصرہ کے اندر نجاؤن تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس وہ بصرہ مین نہ آیا حتی کہ مر گیا تو عورت اُسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مر گئی اور شوہر زندہ رہا تو اُسکا وارث ہوگا اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو بصرہ مین نہ آئی تو تو طالقہ ثلث ہے پھر وہ عورت نہ آئی یہانتک کہ شوہر مر گیا تو اُسکی وارث ہوگی اور اگر یہ عورت مر گئی اور شوہر باقی رہا تو اُسکا وارث ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو بعد دخول کے طلاق بائن دیدی پھر اُس سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر عدت مین اُس سے نکاح کر لیا تو طالقہ ثلث ہو جائیگی پھر اگر اسکی عدت مین مریض مر گیا تو یہ جدید عدت مین اسکی موت

قرار دیجائیگی اور نکاح کرنے سے حکم فرار باطل ہوگیا اگرچہ اسکے بعد طلاق واقع ہوئی ہی کیونکہ تزوج عورت کے فعل سے واقع ہوا ہی پس شوہر مریض فرار کرنے والا نہوگا یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہی حالانکہ یہ عورت باندی ہی اور اُسکے مولے نے اس سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہی پھر کل کا روز ہوا تو طلاق وعتاق ساتھ ہی واقع ہونگے اور یہ عورت اپنے شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اسی طرح اگر مولے نے عتق کا کلام پہلے کہا ہو پھر شوہر نے اسکے بعد کہا ہو کہ تو کل کے روز طالقہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جب تو آزاد کی گئی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی تو شوہر مریض مذکور فرارکنندہ قرار دیا جائیگا پس اگر مولے نے اس باندی سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہی اور شوہر نے کہا کہ پرسون تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس اگر اسکو گفتگوے مولی سے آگاہی ہو تو وہ فار ہوگا اور اگر آگاہ نہو تو فار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ جب مین مریض ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر بیمار ہوا اور اسی مرض مین مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین تھی تو عورت اسکی وارث ہوگی اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ وارث نہوگی اور قول اول ہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک باندی ایک غلام کے تحت مین ہی کہ دونون سے انکے مولی نے کہا کہ کل کے روز تم دونون آزاد ہو اور شوہر نے اُس سے کہا کہ تو کل کے روز بسہ طلاق طالقہ ہی تو اُس باندی کو اپنے شوہر کی میراث نہ ملیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو پرسون طالقہ ثلث ہی تو قیاساً عورت کے واسطے میراث نہوگی اور استحساناً اگر اسکو گفتگوے مولے سے آگاہی تھی تو وارث ہوگی اور اگر نہ تھی تو نہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر مریض پر دعوی کیا کہ اسنے مجھکو تین طلاق دیدین مگر وہ انکار کر گیا اور قاضی نے اس سے قسم لی تو قسم کھا گیا پھر عورت نے اسکی تصدیق کی کہ سچا ہی اور شوہر مرگیا پس اگر شوہر کے مرنے سے پہلے عورت نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی تصدیق صحیح نہین ہی مریض نے اپنی دو جورؤن سے کہا کہ اگر تم اس دار مین داخل ہوئین تو تم طالقہ ثلث ہو پھر دونون معاً دار مین داخل ہوئین پھر وہ مرگیا درحالیکہ دونون عدت مین تھین تو اُسکی وارث ہونگی اور اگر ایک پہلے داخل ہوئی پھر دوسری تو پہلی وارث ہوگی نہ دوسری - ایک مرد نے اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ جب مین چاہون و فلان تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر بیمار ہوا پھر شوہر اور فلان دونون نے معاً طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے پھر اجنبی نے چاہی پھر شوہر مرگیا تو عورت وارث نہوگی اور اگر پہلے اجنبی نے چاہی پھر شوہر نے تو عورت وارث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مسلمان مریض نے اپنی کتابیہ جورو سے کہا کہ جب تو مسلمان ہو تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر وہ مسلمان ہوگئی پھر شوہر مرگیا تو فرارکنندہ قرار دیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر جورو کتابیہ آزاد ہو اور اُس سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہی پھر وہ کل سے پہلے مسلمان ہوگئی یا بعد کل کے مسلمان ہوئی تو اس عورت کو میراث نہ ملیگی اور اگر مسلمان ہوگئی پھر شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین حالانکہ مرد کو اسکے مسلمان ہونے کا علم نہین ہی تو عورت کو میراث ملیگی - اور اگر کافر کی جورو مسلمان ہوگئی پھر کافر نے اپنے مرض کی حالت مین اسکو تین طلاق دیدین پھر خود مسلمان ہوگیا پھر مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین تھی تو عورت کو میراث نہ ملیگی - اور اسی طرح غلام نے اگر مرض مین اپنی جورو کو طلاق دی پھر آزاد کیا گیا اور اُسنے کچھ مال پایا تو عورت کو میراث نہ ملیگی - اور اگر اُس نے یون کہا کہ جب مین آزاد کیا جاؤن تو تو طالقہ ثلث ہی تو فار قرار دیا جائیگا - اور اگر جورو بھی باندی تھی کہ ہنوز پس غلام نے اپنے مرض مین کہا کہ جب مین اور تو آزاد کیے جاوین تو تو

طالقہ ثلث ہی پھر دونون آزاد کیے گئے تو عورت کو اسکی میراث ملیگی - اور اگر یوں کہا کہ توکل کے روز طالقہ ثلثہ ہے پھر دونوں آج کے روز ہی آزاد کیے گئے تو وارثہ نہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - ایک مرد نے اپنی باندی کو آزاد کردیا درحالیکہ یہ عورت کسی مرد کے تحت مین ہی یعنے منکوحہ ہی پھر شوہر نے اپنے مرض مین اسکو تین طلاق دیدین خواہ وہ باندی کے آزاد ہونے سے آگاہ تھا یا نہ تھا بہرحال فرار کنندہ قرار پائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک باندی مرد آزاد کے تحت مین ہی وہ آزاد کی گئی اور اسکو کچھ مال ہبہ کیا گیا پس عورت مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی بعتق حالانکہ وہ مریضہ ہی پھر عدت مین مرگئی تو شوہر اسکا وارث ہوگا - ایک مرد نے اپنے مرض مین دو جوروں سے کہا کہ تم اپنے نفسوں کو تین طلاق دیدو حالانکہ دونوں اسکی مدخولہ ہین پھر ہر ایک نے اپنے نفس کو اور سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدی تو پہلی طلاق دینے والی عورت کی طلاق سے دونوں مین سے ہر ایک پر طلاق طالقہ ہوجائیگی اور اسکے بعد دوسری جورو کا طلاق دینا اپنے کو اور اپنی سوت کو باطل ہی اور شوہر کی دوسری وارث ہوگی نہ پہلی بخلاف اسکے اگر پہلی نے اولاً اپنی سوت کو طلاق دی نہ اپنے آپ کو حتی کہ سوت پر طلاق واقع ہوئی اور اسپر واقع ہوئی تو دونوں وارث ہونگی اور اسی طرح اگر ہر ایک نے پہلے اپنی سوت کو طلاق دی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو معاً طلاق دی یعنی ایک ہی ساتھ دونوں مین سے ہر ایک نے ایسا کیا تو دونوں مطلقہ ہونگی اور کوئی وارث نہ ہوگی اور اگر یوں ہوا کہ ایک نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی اور دوسری نے کہا کہ مین نے اپنی سوت کو طلاق دی اور دونوں کلام ساتھ ہی نکلے تو بھی اکیلی طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی - اور اگر ایک نے اپنے آپکو طلاق دی پھر اُسی کو اُسکی سوت نے طلاق دیدی تو طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو وارث ہوگی - اور یہ سب اُسوقت ہی کہ دونوں عورتین اُسی مجلس تفویض پر برقرار ہون اور اگر دونوں اس مجلس سے اُٹھ گئی ہون پھر ہر ایک نے اپنے آپکو اور اپنی سوت کو ایک ساتھ ہی یا آگے پیچھے تین طلاقین دیدین یا ہر ایک نے اپنی سوت کو طلاق دی تو دونوں وارث ہونگی - اور اگر دونوں مین سے ہر ایک نے اپنے آپکو طلاق دی تو کوئی طالقہ نہوگی - اور اگر مرد نے اپنے مرض مین دونوں سے کہا کہ تم اپنے آپکو تین طلاق دو اگر تم چاہو پس ایک نے اپنے آپکو اور اپنی سوت کو طلاقین دین تو جب تک دوسری بھی اپنے آپکو اور اپنی سوت کو طلاق نہ دے تب تک کوئی طالقہ نہوگی ہان اگر اسکے بعد دوسری نے اپنے آپکو اور سوت کو تین طلاقین دین تو دونوں طالقہ ہوجاوینگی اور پہلی وارث ہوگی نہ دوسری اور اگر دونوں کے کلام ساتھ ہی مُنھ سے نکلے تو دونوں بائنہ ہونگی اور دونوں وارث ہونگی اور اگر دونوں مجلس سے کھڑی ہوگئین پھر ہر ایک نے دونوں کو ساتھ یا آگے پیچھے طلاقین دین تو واقع نہونگی - اور اگر اپنے مرض مین دو جوروں سے کہا کہ تمھارا امر تمھارے ہاتھ ہی اور اس سے طلاق کا قصد کیا تو دونوں کی طلاق بطریق تملیک دونوں کے سپرد ہوگی حتی کہ اکیلی کوئی دونوں مین سے متفرد بطلاق نہین ہوسکتی ہی اور یہ تفویض مقصور بر مجلس ہوگی جیسے تعلیق بمشیت مین ہوتا ہی مگر ان دونوں صورتوں مین ایک بات کا فرق ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر دونوں کسی ایک کی طلاق پر متفق ہوئین تو دونوں مین سے جسکی طلاق پر متفق ہوئی ہین تفویض کی صورت مین اسپر واقع ہوگی اور مشیت کی صورت مین واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ تم اپنے آپ کو ہزار درم پر طلاق دیدو پس ہر ایک نے ساتھ ہی یا آگے پیچھے کہا کہ مین نے اپنے آپکو اور اپنی سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدی تو ہزار درم ساقط مین دونوں پر لازم ہونگے اور دونوں کے مہر پر تقسیم ہونگے پس جسقدر جسکا مہر ہی اسیقدر

اور دونوں طلاق بھی صرف اسی مجلس تک دے سکتی ہین ۱۲

حصّہ ہزار درم کا اسکو دینا پڑیگا اور کسی حال مین دونون مین سے کوئی وارث نہو گی اور اگر ایک نے طلاق دی تو اپنے حصّہ ہزار درم کے عوض طالقہ ہوگی اور وارث نہوگی اور جو نسی مجلس سے کھڑی ہوگئی اُسکے حق مین یہ امر تفویض باطل ہو گیا یہ کافی مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی دو جورؤون سے حالانکہ دونون اسکی مدخولہ ہین کہا کہ تم مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اُسنے اپنے مرض الموت مین بیان کیا کہ وہ یہ ہی تو میراث سے محروم نہو گی اور اس بیان مین شوہر فرار کرنیوالا قرار دیا جائیگا پس اگر ان دونون کے سواے اُسکی کوئی اور جورو ہو تو اسکو نصف میراث ملیگی۔ اور اگر شوہر کی موت سے پہلے وہ عورت مرگئی جسکے حق مین طلاق واقع ہونا بیان کیا ہی تو اُسکے واسطے میراث نہوگی اور بیان بھی اُسکے حق مین صحیح ہوجائیگا اور دوسری کو میراث ملیگی اور اگر شوہر کی کوئی دوسری جورو بھی ہو تو میراث ان دونون مین نصفا نصف ہوگی۔ اور اگر وہ عورت جسکے حق مین طلاق واقع ہونا بیان کیا ہی زندہ رہی اور دوسری مرگئی پھر شوہر مرگیا تو اس عورت کو نصف میراث ملیگی اسواسطے کہ اسکے حق مین بیان طلاق اس نصف حصہ کے واسطے صحیح ہوگا جو اسکا نہ تھا اور نہ صحیح ہونا فقط اسی نصف حصہ کے حق مین ہی جسکی یہ مستحق تھی پس وہ من وجہ منکوحہ ہوگی پس فقط نصف ہی کی مستحق ہوگی حتی کہ اگر اس مرد کی کوئی اور جورو بھی ہو تو اس طالقہ کو فقط چوتھائی ملیگی اور تین چوتھائی دوسری جورو پاویگی۔ اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت قبل شوہر کے بیان کرنے اور شوہر کے مرنے کے مرگئی تو دوسری جو زندہ رہی ہی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اور اُسکو میراث نہ ملیگی۔ اور اگر شوہر نہین مرا اور نہ اُسنے کچھ بیان کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک عورت نے وقت طلاق سے چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم مین ایک بچہ جنی تو یہ امر مثل بیان کے نہوگا اور شوہر کو اپنا اختیار باقی ہی یعنی اگر شوہر نے اس بچہ کی نفی کی کہ میرا نہین ہی تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایقاع طلاق کے وقت وہ عورت مراد لی تھی کہ جسکے بچہ نہین ہوا ہی تو جسکے بچہ ہوا ہی اُسکے اور شوہر کے درمیان لعان کیا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کر کے فقط ماں کی طرف ملحق کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ عورت جو بچہ جنی ہی مراد لی تھی تو شوہر پر حد واجب ہو گی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایقاع کے وقت کسی کو مراد نہین لیا تھا ولیکن مین اس عورت کو مراد لیتا ہون جو بچہ جنی ہی تو ایسی صورت مین حد و لعان کچھ نہین ہی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت ایقاع طلاق سے دو برس سے زیادہ کے بعد بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین ہمکو یقین معلوم ہی کہ وطی بعد طلاق کے واقع ہوئی ہی اور جو بچہ جنی ہی وہ نکاح کے واسطے متعین ہوگئی تاکہ مرد مذکور طالقہ کے ساتھ وطی کرنے سے حرام کرنیوالا نہو جائے اور نہ بچہ ضائع ہوجاوے۔ اور اگر اس مرد نے اس بچہ کے نسب سے انکار کیا تو دونون مین لعان کرایا جائیگا مگر اس مرد سے اسکا نسب قطع نہ کیا جائیگا اسلیے کہ جبکہ شرع نے حکم دیدیا کہ اسکا نطفہ اسی مرد سے قرار پایا ہی اور اس سے ایک حکم متعلق کیا یعنی اس مرد سے وطی واقع ہونے کو بیان طلاق قرار دیا تو یہ بات اسکے نسب قطع ہونے سے مانع ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک کے وقت ایقاع سے دو برس سے کم مین اور دوسری کے وقت ایقاع سے دو برس سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا تو جسکے دو برس سے کم مین ہوا ہی وہی طلاق کے واسطے متعین ہوگی پس جب اسپر طلاق واقع ہوئی یعنی واقع ہونا معلوم ہوگیا تو اسکی عدت کے واسطے دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے بچہ جننے اور اسکی سوت کے بچہ جننے مین چھ مہینہ سے کم مدت ہو تو وضع حمل سے

سلطانی ناکے شوہر کا بیان رجوع طلاق مین سمجھا جائے گا

اُسکی عدت منقضی ہو جائیگی اور اگر دونون کے درمیان چھ مہینے یا اُس سے زیادہ ہون تو اِس مطلقہ کی عدت حیض پر ہوگی اور اگر دو برس سے کم مین بچہ جننے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے اولاً اقرار کیا تو اُسکے اقرار سے دوسری جو دو برس سے زیادہ مین جنی ہی طالقہ ہو جائیگی لیکن دو برس سے کم مین جننے والی سے طلاق دور کرنے مین شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی پس دونون مطلقہ ہو جاوینگی - اور اگر وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ مین دونون کے بچہ پیدا ہوا اور دونون کے جننے مین ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہی تو پہلی عورت کا جننا دوسری کے حق مین طلاق کا بیان ہوگا پھر جب دوسری بھی اسکے بعد جنی تو جو طلاق اسپر پڑ چکی ہی وہ دوسری کی طرف پھیری نہ جائیگی اور ایسا ہو گیا کہ گویا اُسنے دونون مین سے ایک سے جماع کیا پھر دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخر مین جماع کیا ہی طالقہ ہوگی پس ایسا ہی بیان ہوگا اور مطلقہ کی عدت وضع حمل سے تمام ہو جائیگی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر بیان سے پہلے دونون مین سے ایک مر گئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اسکا وارث نہوگا اور دوسری مطلقہ ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونون ایک بعد دوسری کے مر گئین پھر شوہر نے کہا کہ جو پہلے مری ہی مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو وہ دونون مین سے کسی کا وارث نہوگا - اور اگر دونون ساتھ ہی مر گئین مثلاً دونون پر دیوار گر پڑی یا دونون غرق ہو گئین تو دونون مین سے ہر ایک سے نصف میراث کا وارث ہوگا اور اسی طرح اگر دونون ایک بعد دوسری کے مرین ولیکن مقدم و موخر معلوم نہین ہی تو یہی حکم ہی گویا ساتھ ہی مرنے کے ہی - اور اگر دونون ساتھ ہی مر گئین پھر اُسنے دونون کی موت کے بعد ایک کو معین کیا اور کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو اسکا وارث نہوگا اور دوسری کا وارث ہوگا مگر نصف میراث پاویگا - اور اگر قبل بیان کے دونون بائنہ ہو گئین پھر دونون کی عدت گذر گئی اور شوہر سے بائن ہو گئین تو شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ دونون مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق بیان کرے یہ بدائع مین ہی - اور اگر اپنی جورو کی طلاق کسی اجنبی کے سپرد کی اور حالت صحت مین سپرد کی پھر اجنبی نے اُسکے مرض مین اسکی عورت کو طلاق دی پس اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول نہ کر سکتا ہو تو عورت وارث نہوگی مثلاً اجنبی کو طلاق کا مالک کر دیا تو معزول نہین کر سکتا ہی اور اگر تفویض ایسے طور پر ہو کہ اسکو معزول کر سکتا ہو مثلاً طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت مین طلاق دیدی تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی

چھٹا باب رجعت اور جس سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہی اور اُسکے متصلات کے بیان مین - مطلقہ جب تک عدت مین ہی اُسکے نکاح کے بدستور سابق باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہین یہ تبیین مین ہی اور رجعت دو طرح کی ہی سنی و بدعی پس سنی رجعت یہ ہی کہ قول سے عورت سے مراجعت کرلے اور اپنی مراجعت پر دو گواہون کو گواہ کرلے اور عورت کو اس سے آگاہ کر دے - اور رجعت بدعی یہ ہی کہ عورت سے قول سے رجوع کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھسے رجعت کرلی یا مین نے اپنی جورو سے مراجعت کرلی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ کر لیے مگر عورت کو اس سے آگاہ نہ کیا تو یہ مخالف سنت ہی اور بدعت ہی مگر خیر رجعت صحیح ہو جائیگی اور اگر عورت سے اپنے فعل سے مراجعت کی مثلاً اُس سے وطی کرلی یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھا تو ہمارے نزدیک اس سے بھی مراجعت ہو جائیگی مگر یہ فعل اسکا مکروہ ہی پس اسکے بعد مستحب ہی کہ گواہ کرلے یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور الفاظ رجعت دو طرح کے صریح و کنایہ ہین پس صریح جیسے عورت

سے خطاب کر کے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کر لی یا عورت کی غیبت مین یا سامنے کہا کہ مین نے اپنی جورو سے مراجعت کر لی تو یہ صریح ہی اور یہ کہنا کہ مین نے تجھسے ارتجاع کر لیا یا تجھ سے رجوع کر لیا یا تجھے لوٹا لیا یا تجھے رکھ لیا یہ بھی الفاظ صریح مین سے ہین اور مسکتک بمنزلہ امسکتک کے ہی یعنی تجھے رکھ لیا پس ان الفاظ سے بلانیت رجعت کرنے والا ہو جائیگا اور کنایات جیسے کہا کہ تو میرے نزدیک جیسی تھی ویسی ہی ہی یا تو میری جورو ہی تو ایسے الفاظ مین بدون نیت کے مراجعت کرنے والا نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کہا کہ اے رفتہ باز آور دمت یعنی اے گئی ہوئی مین تجھے پھیر لایا اگر رجعت کی نیت کی تو مراجع ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر بلفظ تزویج اس سے رجوع کیا تو امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی اور اسی طرح اگر اس سے نکاح کر لیا تو بھی بنابر مختار مراجع ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر اس سے کہا کہ مین نے تجھے اپنے نکاح مین لے لیا تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ رجعت ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کر لیا پس اگر عورت نے اسکو قبول کیا تو یہ زیادتی صحیح ہو گی ورنہ نہین اسواسطے کہ یہ مہر مین زیادتی ہی پس عورت کا قبول کرنا شرط ہی اور یہ بمنزلہ تجدید نکاح کے ہی یہ محیط مین ہی - اور رجعت جیسے قول سے ثابت ہوتی ہی ویسے ہی فعل سے ثابت ہوتی ہی جیسے وطی کر لینا و شہوت سے مساس کرنا کذا فی النہایہ اور ایسے ہی دہن پر شہوت سے بوسہ لینے سے بالاجماع رجعت ثابت ہوتی ہی اور اگر گال یا ٹھوڑی یا پیشانی پر بوسہ لیا یا سر چوم لیا تو اسمین اختلاف ہی اور عیون کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر ہی کہ بوسہ چاہے جس جگہ کا ہو موجب حرمت مصاہرت ہی اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور عورت کی داخل فرج مین شہوت سے نظر کرنا رجعت ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور سوائے فرج کے اور کہین اسکے بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہین ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی - اور ہر چیز جس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہی اس سے رجعت ثابت ہوتی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور بغیر شہوت بوسہ لینا و مساس کرنا مکروہ ہی جبکہ اس سے رجعت کا قصد ہو اور اسی طرح عورت کو ننگے دیکھنا بغیر شہوت مکروہ ہی ایسا ہی امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہی یہ بدائع مین ہی - اور جب مساس و نظر بغیر شہوت ہو تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور واضح رہے کہ جیسے مرد کے بوسہ لینے و چھونے و نظر کرنے سے رجعت ہوتی ہی ویسے ہی عورت کی طرف سے بھی ایسے فعل سے رجعت ہو جاتی ہی کچھ فرق نہین ہی بشرطیکہ جو فعل عورت سے صادر ہوا ہی وہ مرد کی دانست مین ہوا اور مرد نے اسکو منع نہ کیا اور اسمین اتفاق ہی - اور اگر عورت نے ایسا فعل باختلاس کیا یعنی مثلاً مرد سوتا تھا اور عورت نے شہوت سے بوسہ لے لیا اور یہ نہین ہوا کہ مرد نے اسکو قابو دیا ہو کہ اسکا بوسہ لے لیا عورت نے زبردستی کر لیا یا مرد معتوہ ہی تو شیخ الاسلام و شمس الائمہ نے ذکر کیا کہ بقول امام اعظم رح و امام محمد رح کے رجعت ثابت ہو جائیگی اور یہ جب ہی کہ شوہر نے اس امر کی تصدیق کی کہ شہوت کی حالت مین عورت نے ایسا کیا ہی اور اگر عورت کے شہوت مین ہونے سے انکار کیا تو رجعت ثابت نہو گی اور اسی طرح اگر شوہر مر گیا اور اسکے وارثون نے تصدیق کی یعنی عورت حالت شہوت مین تھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شہوت مین ہونے کے گواہ پیش ہوئے تو مقبول نہونگے یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر گواہون نے جماع واقع ہونے کی گواہی دی تو بالاجماع مقبول ہونگے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر مرد سوتا ہو یا وہ مجنون ہوا اور عورت مطلقہ رجعی نے مرد کے آلہ تناسل کو اپنی فرج مین داخل کر لیا تو بالاتفاق یہ رجعت ہو گی یہ فتح القدیر مین ہی

اور اگر عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کی تو صحیح نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ خلوت کرنا رجعت نہین ہی اسواسطے کہ خلوت مختص بملک نہین ہی اور جب شوہر نے اپنی معتدہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو مختص بملک نہین ہوتا ہی تو ہر ایسے فعل سے رجعت ثابت نہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے جماع کرون تو تو طالقہ ثلث ہی پھر اس سے جماع کیا پس جب دونون کے ختانین باہم ملگئے اور وہ طالقہ ہوگئی اور کچھ دیر ٹھہرا رہا تو اسپر مہر واجب ہوگا اور اگر نکال کر پھر داخل کر دیا تو اسپر مہر واجب ہوگا قال المترجم یعنی قسم مذکور پر التقاے ختانین ہونے سے طلاق واقع ہوگی پھر اگر وہ اسی حال پر ٹھہرا رہا تو مرد پر بعد طلاق کے وطی کرنے کا عقر واجب ہوگا اور یہ مراد نہین ہی کہ مہر جسپر نکاح قرار پایا تھا اگر وہ ادا نہین کیا ہی تو واجب ہوگا بلکہ وہ بعد طلاق کے متاکد ہوگیا کہ سب ادا کرونیا واجب ہوچکا فافہم - اور اگر طلاق رجعی ہو یعنی کہا ہو کہ تو طالقہ بطلاق رجعی ہی تو بعد طلاق واقع ہونے کے اگر نکالکر پھر داخل کیا تو مراجعت کرنیوالا ہوجائیگا اور اسپر اتفاق ہی اور اگر فقط ٹھہرا رہا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مراجع ہوجائیگا - اور امام محمد رحمہ نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے لمس کیا یعنی چھوا ہاتھ سے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو چھوا پھر اپنا ہاتھ اسپر سے اٹھالیا پھر دوبارہ ہاتھ لگا کر اسکو چھوا تو یہ رجعت ہی - اور اگر اپنی منکوحہ جورو سے کہا کہ جب مین تجھ سے رجعت کرون تو تو طالقہ ہی تو یہ قسم حقیقی رجعت پر ہوگی نہ عقد نکاح پر حتی کہ اگر اُسنے جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے نکاح کرلیا تو طالقہ نہوگی اور اگر اُس سے رجعت کی تو طالقہ ہوجائیگی - اور اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے مراجعت کی تو تو طالقہ ہی تو اُسکی قسم نکاح پر قرار دیجائیگی - اور اگر رجعی طلاق کی مطلقہ سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے رجعت کی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اس مطلقہ کی عدت گذر گئی پھر اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر طلاق بائنہ کی صورت مین ایسا کہا ہو تو نکاح کرنے پر طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت کی دُبر یعنی پائخانہ کے مقام کو شہوت سے دیکھا تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور مشائخ نے دُبر مین وطی کرنے مین اختلاف کیا ہی کہ رجعت ہوگی یا نہوگی تو بعض نے فرمایا کہ یہ رجعت نہین ہی اور اسی طرف قدوری نے اشارہ کیا ہی اور فتوے اس امر پر ہی کہ یہ رجعت ہی یہ تبیین مین ہی - اور مجنون کی رجعت بفعل ہوگی اور بقول نہین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر مرد پر جسنے طلاق رجعی دی ہی اکراہ کیا گیا کہ وہ رجعت کرے پس اُسنے باکراہ رجعت کی یا کسی نے ہزل کے طور پر رجعت کی یا بطور لعب رجعت کی یا بخطا رجعت کی تو یہ رجعت صحیح ہوگی جیسے نکاح ان صورتون مین صحیح ہوجاتا ہی - اور اگر مرد طلاق دہندہ کی معتدہ سے اُسکی طرف سے کسی فضولی نے رجعت کی اور مرد مذکور نے اسکی رجعت کی اجازت دیدی تو قنیہ مین لکھا ہی کہ رجعت صحیح ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور حاکم شہید رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت کو طلاق دی مگر اُس سے چھپائی اور نیز اُس سے رجعت کی اور وہ بھی چھپائی تو یہ عورت اسکی جورو رہیگی مگر بات یہ ہی کہ اُسنے اس حرکت مین اساءت کی اور یہ اسوجہ سے فرمایا کہ اساءت کی کہ اُسنے استحباب کو ترک کیا ہی یعنی گواہ کر لینے اور آگاہ کرنے کو یہ غایۃ البیان مین ہی - رجعت کو کسی شرط پر معلق کرنا نہین جائز ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ جب کل کا روز آوے تو مین نے تجھ سے رجعت کی یا جب تو دار مین داخل ہو یا جب مین ایسا فعل کرون تو مین نے تجھ سے رجعت کی تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر رجعت مین خیار

کی شرط کی تو صحیح نہیں ہی اور اگر شوہر نے بعد طلاق کے کہا کہ میں نے تجھ سے کل کے روز رجعت کی یا عید کا چاند
دیکھے رجعت کی تو بالاجماع یہ رجعت نہیں صحیح ہی یہ بدائع میں ہی - اور اگر مرد نے کہدیا کہ میں نے اپنی رجعت کو
باطل کردیا یا میرے واسطے تجھپر رجعت کا کچھ اختیار نہیں ہی تو اس سے کچھ نہوگا اور مرد کو رجعت کا اختیار باقی رہیگا
یہ نہر الفائق میں ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دیں تو اسکو اختیار ہی کہ
عدت میں اس عورت سے رجوع کرلے خواہ وہ عورت راضی ہو یا نہو یہ ہدایہ میں ہی - اور اگر مرد نے اس عورت
کے ساتھ دخول کا دعوی کیا حالانکہ اُسکے ساتھ خلوت میں رہا تھا تو اُسکو رجعت ثابت ہی اور اگر خلوت میں نرہا ہو
تو اسکو رجعت کا اختیار نہوگا یہ محیط میں ہی - روضہ میں لکھا ہی کہ اگر دونوں نے انقضای عدت پر اتفاق کیا اور رجعت
میں اختلاف کیا تو صحیح یہ ہی کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی جمہور کا قول ہی یہ غایۃ السروجی میں ہی - اور عورت
پر امام اعظم رح کے نزدیک قسم واجب نہوگی کذا فی الهدایہ اور اگر عدت باقی ہو تو صحیح یہ ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا
یہ غایۃ السروجی میں ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے گواہ قائم کیے کہ شوہر نے عورت کی عدت میں کہا تھا
کہ میں نے اس سے رجوع کیا ہی یا شوہر نے کہا کہ میں نے اُس سے جماع کرلیا ہی تو یہ رجعت ہی یہ بحر الرائق میں
ہی اور اگر عدت گذر گئی ہی پھر مرد نے کہا کہ میں اس سے عدت میں رجوع کرچکا ہوں اور عورت نے اسکی
تصدیق کی تو رجعت صحیح ہی یہ ہدایہ میں ہی - اور اگر دونوں نے بروز جمعہ رجعت کرنے پر اتفاق کیا اور عورت نے
کہا کہ میری عدت جمعرات ہی کو گذر گئی ہی اور شوہر نے کہا کہ سنیچر کو گذری ہی پس آیا قسم سے شوہر کا قول قبول
ہوگا یا عورت کا یا جسکا دعوے پہلے ہو تو اسمین یہ تین صورتیں ہیں اور صحیح صورت اول ہی یعنی قسم سے شوہر کا قول قبول
ہوگا یہ معراج الدرایہ میں ہی اور شرح طحاوی میں مذکور ہی کہ اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا
پس عورت نے اسی دم شوہر کے کلام سے ملے ہوئے کہا کہ میری عدت گذر گئی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک رجعت نہیں
صحیح ہی اور صاحبین رح کے نزدیک رجعت صحیح ہی یہ بنایہ میں ہی اور صحیح امام اعظم رح کا قول ہی یہ مضمرات میں ہی مگر واضح
رہے کہ یہ ایسی صورت میں ہی کہ جب طلاق سے اتنی مدت گذر رہی ہو کہ انقضاے عدت کو محتمل ہو اور اگر محتمل نہو تو
رجعت ثابت ہوگی یہ نہر الفائق میں ہی - اور ایسی صورت میں بالاجماع عورت سے یہ قسم لیجائیگی کہ جس وقت اُسنے
خبر دی ہی اُسوقت اُسکی عدت گذر چکی تھی یہ فتح القدیر میں ہی - اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر عورت ایکساعت
چپ رہی پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی تو رجعت صحیح ہوگی اور اگر عورت نے پہل کرکے یوں کہا کہ میری
عدت گذر گئی ہی پھر شوہر نے اسکے جواب میں فوراً ملاکر کہا کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا تو رجعت صحیح نہوگی یہ
بنایہ میں ہی - اور اگر باندی کے شوہر نے اسکی عدت منقضی ہونے کے بعد کہا کہ میں تجھ سے رجعت کرچکا ہوں اور
مولے نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک باندی کا قول قبول ہوگا اور صاحبین رح
نے فرمایا کہ مولے کا قول قبول ہوگا کذا فی الهدایہ اور قول امام اعظم رح کا صحیح ہی یہ مضمرات میں ہی - اور اگر امر برعکس
ہوا کہ مولے نے تکذیب کی اور باندی نے تصدیق کی تو بالاجماع صحیح روایت کے موافق رجعت ثابت نہوگی اور قول
مولے کا قبول ہوگا یہ تبیین میں ہی - اور اگر مولی و باندی دونوں نے تصدیق کی تو بالاجماع رجعت ثابت ہوگی اور
اگر دونوں نے تکذیب کی تو بالاتفاق رجعت ثابت نہوگی یہ نہر الفائق میں ہی - اور اگر باندی نے کہا کہ میری عدت

گذر گئی اور موسلے اور شوہر نے کہا کہ نہین گذری ہی تو قول باندی کا قبول ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ
بولادت میری عدت گذر گئی تو بدون گواہون کے اُسکا قول قبول ہوگا یا اسکے ایسا پیٹ گر گیا ہو کہ اُسکی بعض خلقت ظاہر
ہوگئی ہو پس شوہر کو اختیار ہی کہ عورت سے اس امر پر قسم لے کہ اسکے ایسا پیٹ گر گیا ہی اور یہ بالاتفاق ہی اور عورت خواہ
باندی ہو یا آزادہ ہو کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - باندی کے مولے نے اگر شوہر سے کہا کہ تو اس سے رجعت کر چکا ہی مگر شوہر
نے کہا کہ نہین تو باندی کے مولے کا قول باندی کے شوہر کے حق مین قبول ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر عورت
نے کہا کہ میری عدت گذر گئی پھر اسکے بعد اُسنے کہا کہ ہنوز نہین گذری ہی تو مرد کو اس سے رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا اور
اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے رجعت کر لی اور عورت کو معلوم ہوا پھر اُسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے مرد سے نکاح
کر لیا تو وہ اول کی جورو ہوگی خواہ دوسرے نے اُس سے دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت اور دوسرے کے
درمیان تفریق کر دیجائیگی اور مغنی مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور رجعت کا حکم منقطع ہو جاتا ہی اگر حرہ کے
تیسرے حیض سے خارج ہو جانے کا حکم دیدیا گیا یا باندی کے دوسرے حیض سے وقت تمام ہو جاے فی دس روز کے اگرچہ
اگرچہ ہنوز خون منقطع ہوا ہو یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر دس روز سے کم مین منقطع ہوا تو رجعت کا حکم منقطع ہوگا یہان تک
کہ عورت مذکور غسل کر لے یا اسپر ایک نماز کا وقت گذر جاوے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر طہر آخر وقت مین ہو تو اسکا یہی خفیف
وقت ہی کہ جتنے مین غسل کر کے تحریمہ تکبیر کی نیت کر سکتی ہو اور اس سے کم نہین ہو اور اگر اول وقت ہو تو ثبوت
ہوگا یہان تک کہ یہ پورا وقت گذر جاوے اسواسطے نماز تو تقاضاے لازم بذمہ بندہ تب ہی ہو جاتی ہی کہ جب پورا وقت
گذر جاوے یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر وقت مین سے فقط اتنا وقت رہ گیا کہ خالی غسل کر سکتی ہی یا اتنا بھی نہین ہی تو
اسوقت کے گذر جانے پر اُسکی طہارت کا حکم نہ دیا جائیگا یہان تک کہ اُس سے اگلی نماز کا پورا وقت گذر جاوے یہ
شاہان شرح ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت مہمل مین طاہر ہوئی جیسے وقت شروق یعنی ٹھیک دوپہر تو رجعت تا دخول وقت
عصر منقطع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اور جس عورت کی عادت کبھی پانچ روز ہو اور کبھی چھ روز حیض کی ہو پس جب وہ حائضہ
ہوئی یعنی آخر حیض عدت آیا تو ہم رجعت کے واسطے اقل مدت عادت معتبر رکھینگے یعنے پانچ روز کے اندر رجعت کرے
تو صحیح ہی اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حق مین اکثر مدت یعنی چھ روز مثلاً گذر جانے معتبر رکھینگے یہ عنایہ مین ہی -
اور اگر مطلقہ عورت کتابیہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس رجعت کا استحقاق خون منقطع ہوتے ہی قطع ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی -
اور اگر عورت نے بعد ہی غسل کے جسمین ہم نے کہا ہی کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی رجوع کیا تو ظاہر ہی کہ سردست
رجعت صحیح ہونے کا حکم دیا جائیگا لیکن اگر دس روز پورے ایام حیض نہ گذرنے پائے تھے کہ خون نے پھر عود کیا تو
رجعت صحیح ہوگی اور ایسا ہی کلام تیمم مین ہی کذا فی النہر الفائق اور اگر اُسنے غسل نہ کیا اور نہ اسپر ایک نماز کا وقت کامل
گذر گیا بلکہ اُسنے تیمم کیا مثلاً وہ مسافر تھی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مجرد تیمم سے رجعت منقطع ہوگی یہ
محیط مین ہی - مگر ہان اگر اُسنے اس تیمم سے نماز فرض یا نفل ادا کر لی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک رجعت
منقطع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُسنے اس تیمم سے نماز شروع کی تو شیخین رح کے نزدیک انقطاع رجعت
کا حکم نہ دیا جائیگا جب تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاوے اور یہی شیخین رح کے مذہب کی تصحیح رہ گئی یہ محیط مین ہی اور اگر
اُسنے تیمم کر کے قرآن شریف کی تلاوت کی یا اُسکو چھوا یا مسجد مین داخل ہوئی تو شیخ کرخی رح نے فرمایا کہ اس سے رجعت

منقطع ہو جائیگی اور شیخ ابو بکر رازی رح نے فرمایا کہ منقطع نہ ہوگی یہ غایۃ سروجی مین ہے - اور اگر گھٹے کے جوٹھے پانی سے
غسل کیا تو بالاجماع نفس غسل سے رجعت منقطع ہو جائیگی ولیکن دوسرے شوہرون کے واسطے وہ حلال نہوگی اور نہ ایسے
غسل سے نماز پڑھ سکتی ہے تاوقتیکہ تیمم نہ کرے یہ بدائع مین ہے - اور اگر عورت نے غسل کیا اور اُسکے بدن مین کوئی جگہ باقی
رکھی کہ وہان پانی نہ پہونچا پس اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ رہ گیا تو رجعت منقطع نہوگی اور اگر عضو سے کم ہو تو منقطع ہو جائیگی
اور ینابیع مین فرمایا کہ اسکی مقدار ایک انگشت دو انگشت ہے اور یہ استحسان ہے یہ سراج وہاج مین ہے - اور اسی طرح اگر ساعد
یا بازو مین سے کسی قدر حصہ ایک دو انگل سے زائد یا عضو کامل مثل ہاتھ یا پانون کے چھوٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر
مین ہے اور اگر اُسنے تیسرے حیض سے دس روز سے کم مین غسل کر لیا مگر اُسنے کلی کرنا یا ناک مین پانی ڈالنا چھوڑ دیا تو امام
ابو یوسف رح سے دو روایتین ہین روایت ہشام مین مذکور ہے کہ رجعت منقطع نہوگی اور دوسری روایت مین ہے کہ منقطع
ہو جائیگی یہ غایۃ البیان مین ہے - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی ولیکن کسی دوسرے شوہر
کے واسطے حلال نہین ہو سکتی ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر پورا ایک عضو باقی رہا ہو تو بالاتفاق رجعت باقی رہیگی یہ محیط
مین ہے - اور اگر اسکے وضع حمل شروع ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر آدھا بچہ نکل آیا سوا سر کے یعنی چوتڑ سے دونون
کندھون تک تو عدت پوری ہو جائیگی اور ایسی حالت مین رجعت صحیح نہوگی یہ سراج وہاج مین ہے - ایک مرد نے اپنی عورت
سے خلوت کی پھر اسکو طلاق دیدی پھر کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا تھا اور عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب
کی تو اسکو رجعت کا استحقاق حاصل نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے اُسنے رجعت کر لی پھر یہ عورت دو برس سے ایک روز
کم مین بھی بچہ جنی قبل اسکے کہ وہ اپنی عدت گذر جانے کی خبر دیوے تو یہ رجعت صحیح ہوگی یہ تمرتاشی مین ہے - اور اگر اپنی جورو
کو طلاق دیدی اور وہ حاملہ ہے یا بعد از انکہ اسکی عصمت مین بچہ جنی اور اُسنے کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا ہے تو
مرد کو اس سے رجعت کا اختیار ہے اسواسطے کہ جب حمل ایسی مدت مین ظاہر ہوا کہ اُسی کا نطفہ ہونے کا احتمال رکھتی ہے مثلاً
وہ یوم نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ جنی تو وہ اسی کا قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر وہ ایسی مدت مین بچہ جنی کہ یہ تصور
ہو سکتا ہے کہ اسی کا ہو مثلاً روز نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو اُسی کا قرار دیا جائیگا حتے کہ ہر دو صورت مین بچہ
کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو جنی تو تو طالقہ ہے پس وہ جنی پھر دوسرا بچہ جنی مگر پہلے
بچہ کی ولادت سے چھ مہینے کے بعد جنی تو مرد مذکور اس سے مراجعت کرنے والا ہو جائیگا اور اگر وہ دو برس سے زیادہ
مین جنی ہو تو بھی یہی حکم ہے تاوقتیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جانیکا اقرار نہ کیا ہو بخلاف اسکے اگر ہر دو بچون کی ولادت
مین چھ مہینہ سے کم فرق ہو تو رجعت کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا یہ تبیین مین ہے - مطلقہ بطلاق رجعی اگر دو برس سے زیادہ
مین بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر دو برس سے کم مین جنی تو رجعت نہوگی یہ محیط مین ہے - اگر کہا کہ ہر بار کہ تو جنی تو تو طالقہ ہے
پھر تین بچے جنی پس اگر ہر دو بچون کے درمیان چھ مہینہ کا فرق ہو تو اول بچہ کی پیدائش پر طالقہ ہوگی اور
دوسرے کا نطفہ قرار پانے پر مرد مراجعت کرنے والا ہو جائیگا پھر دوسرے کی پیدائش پر طالقہ ہوگی یعنے دوسری
طلاق واقع ہوگی اور تیسرے کا نطفہ قرار پانے پر مراجع ہو جائیگا اور اسکی پیدائش پر تیسری طلاق واقع ہوگی پھر وہ عدت
پوری کریگی یہ تمرتاشی مین ہے - مطلقہ رجعیہ کو زینت و آرائش کے ساتھ سنوارنا مستحب ہے اور اُسکے شوہر کے حق مین مستحب ہے
کہ اُسکے پاس داخل نہو یہانتک کہ اُسکی اجازت لے لے یا اپنے جوتون سے یا نون کی آہٹ اسکو سنا دے بشرطیکہ

اُسکے دل مین رجعت کا قصد نہو اور مرد کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو لیکر سفر مین جاوے یہانتک کہ اُس سے رجعت کر لینے
پر گواہ کر لے یہ ہدایہ مین ہی اور اسی طرح سفر کی مسافت سے کم مسافت پر بھی باہر لیجانا حلال نہین ہی یہ نہر الفائق مین ہی
اور جیسے اسکو سفر مین لیجانا مکروہ ہی ویسے ہی اُسکے ساتھ تخلیہ کرنا بھی مکروہ ہی اور سرخسیؒ نے فرمایا کہ خلوت
مکروہ ہی جب کہ اسکے ساتھ وطی کر لینے سے مامون نہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور طلاق رجعی وطی کو حرام نہین کرتی ہی حتی
کہ اگر اس سے وطی کر لی تو عقر لازم نہ آویگا یہ کفایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو جو کسی کی باندی ہی طلاق رجعی
دیدی پھر حرۃ عورت سے نکاح کیا تو اسکو اختیار ہی کہ باندی سے رجوع کر لے یہ بحر الرائق مین ہی فصل اُن
امور کے بیان مین جنسے مطلقہ حلال ہو جاتی ہی اور اُسکے متصلات کے بیان مین ہی۔ اگر تین طلاق سے کم طلاق
بائن دیدی ہو تو مرد کو اختیار ہی کہ چاہے اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لے یا بعد عدت کے اور اگر آزاد عورت
کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق دیدی ہون تو یہ عورت جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اور نکاح صحیح ہو اور
دوسرا خاوند اس سے دخول بھی کرے پھر اسکو طلاق دیدے یا مر جاوے تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال
نہوگی یہ ہدایہ مین ہی خواہ یہ عورت مطلقہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو کچھ فرق نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور یہ شرط
ہی کہ دوسرے شوہر کا اُسکے ساتھ دخول کرنا ایسا ہو کہ اُسکے کرنے سے غسل واجب ہوتا ہی یعنی کم سے کم اتنا ہو
کہ ختنا مین عورت و مرد کی ملجاوین یہ عینی شرح کنز مین ہی اور حلالہ کے واسطے انزال شرط نہین ہی۔ اور اگر ایسی عورت
سے کسی نے بزنا یا بالشبہہ وطی کر لی تو بسبب عدم نکاح کے پہلے خاوند کے واسطے حلال نہوگی اسی طرح اگر باندی
سے اُسکے مولے نے بملک یمین وطی کر لی مثلاً باندی اپنے شوہر پر بحرمت غلیظہ حرام ہوگئی اور بعد عدت پوری ہونے
کے اُسکے مولے نے اس سے وطی کر لی تو اس سے اپنے شوہر کے واسطے حلال نہو جائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور
اگر دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ حیض یا نفاس یا احرام یا روزہ مین ~~جو پہلے تھا~~ وطی کر لی تو بھی اپنے اول شوہر کے واسطے
حلال ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جس عورت کے ہر دو سوراخ منفعد و فرج ایک ہو گئے ہون اگر اُس سے
وطی کی تو حلالہ نہوگا جب تک کہ وہ حاملہ نہو اور اگر صغیرہ ہو کہ ایسی عورت سے جماع نہین کیا جاتا ہی تو بھی اسکی جماع سے
حلالہ نہوگا اور اگر ایسی ہو کہ لائق جماع کے ہی تو اسکے جماع سے وہ حلال ہو جائیگی اگرچہ جماع سے اسکا مقام منفعد
و فرج پھٹکر ایک ہو گیا ہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور نافع مین ہی کہ جو طفل قریب بہ بلوغ ہو اگر اُسنے وطی کی تو حلالہ
کے واسطے اسکی وطی مثل بالغ مرد کی وطی کے ہی کہ اگر اُسنے قبل بلوغ کے وطی کر لی اور طلاق بعد بالغ ہونے کے
دی تو حلالہ ہو جائیگا اور طلاق بعد بلوغ کے ضرور ہی اسواسطے کہ قبل بلوغ کے اسکی طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ
مین ہی اور جامع صغیر مین مراہق یعنے قریب بہ بلوغ لڑکے کی یہ تفسیر مذکور ہی کہ ایسا لڑکا کہ ہنوز بالغ نہین ہوا مگر ایسے
لڑکے جماع کرنے کے قابل ہین اُسنے اپنی جورو سے وطی کی تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور یہ عورت اپنے پہلے شوہر
کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اس کلام کے معنی یہ ہین کہ ایسا لڑکا ہو کہ اسکا آلہ تناسل شہوت سے ایستادہ ہوتا ہو
یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر دوسرا شوہر مجنون ہو تو اول کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر دوسرا
شوہر غلام یا مدبر یا مکاتب ہو اور اُسنے اپنے مولے کی اجازت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو اول شوہر
کے واسطے حلال ہو جائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی غلام سے جسکو اسکے مولے نے اجازت نہین دی ہی نکاح کیا

اور اُسنے عورت سے دخول کیا پھر مولے نے نکاح کی اجازت دی پھر اُسنے وطی نہین کی یہانتک کہ اسکو طلاق دیدی
تو اول کے واسطے حلال نہو گی جب تک کہ بعد اجازت کے وطی نہ کرے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر شوہر ثانی مجبوب ہو تو
اول کے واسطے حلال ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر دوسرا شوہر مسلول ہو یعنے اسکو سل کی بیماری ہو تو اول کے واسطے
حلال ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور فتاوی صغرے مین ہے کہ اگر اسنے ذکر کو کپڑے مین لپیٹکر عورت کی فرج مین داخل
کیا پس اگر شوہر ثانی کو فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکورہ شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی ورنہ
نہین یہ خلاصہ مین ہے اور بہت بڈھے آدمی سے جو جماع کرنے پر قادر نہین ہے اپنی قوت سے نہین بلکہ ہاتھ کے ذریعہ
سے اپنا آلہ اسکی فرج مین ٹھونس دیا تو شوہر اول کے واسطے حلال نہو گی لیکن اگر اسکا آلہ خود کھڑا ہو کر کام کرے تو البتہ
حلال ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر نصرانیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو جسنے اسکو تین طلاق دیدین پھر اس
عورت نے کسی نصرانی سے نکاح کیا جسنے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا تو وہ شوہر اول یعنی مسلمان کے واسطے
حلال ہو جائیگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پس اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے
قبل دخول کرنے کے اسکو تین طلاق دیدین پھر اُسنے تیسرے شوہر سے نکاح کیا جسنے اُسکے ساتھ دخول کیا تو یہ عورت
پہلے دونون شوہرون کے واسطے حلال ہو جائیگی کہ دونون مین سے جو اس سے نکاح کریگا جائز ہے یہ محیط مین ہے اور
اگر ایسی عورت جسکو اُسکے شوہر نے تین طلاق دیدی ہین مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی پھر وہ گرفتار ہو کر اُسی شوہر
کے حصہ مین آئی یا اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدین پھر کسی وجہ سے اُسکا مالک ہو گیا تو دونون صورتون مین اُسکو
کو اس عورت سے وطی کرنا جائز نہین ہے تاوقتیکہ دوسرے شوہر سے حلالہ واقع نہو یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر
عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور مین نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے
میرے ساتھ دخول کیا پھر اُسنے مجھے طلاق دیدی اور میری عدت گذر گئی اور اتنی مدت گذری ہے کہ جسمین یہ باتین
ہو سکتی ہین پس اگر شوہر اول کے گمان غالب مین یہ عورت سچی معلوم ہو تو جائز ہے کہ اسکی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہے۔
اور ہمارے اصحابؒ نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اس مدت کی کیا مقدار ہے چنانچہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر یہ عورت
حرہ ہو ایسی کہ اسکو حیض آتا ہو تو ساٹھ روز سے کم مدت ہونے کی صورت مین اسکی تصدیق نہو گی۔ اور اگر عورت حاملہ
ہو اور بسبب ولادت اُسپر طلاق واقع ہوئی پھر عورت نے دعوے کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام اعظمؒ نے فرمایا
کہ پچاسی روز سے کم مین اسکی تصدیق نہو گی یہ امام محمدؒ کی روایت ہے اور حسنؒ بن زیاد نے امام اعظمؒ سے روایت
کی کہ سو روز سے کم مین اسکی تصدیق نہو گی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور امام محمدؒ
نے فرمایا کہ ایک ساعت اور (۵۴) روز سے کم مین تصدیق نہو گی۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ عورت مذکورہ آزاد ہو
اور اگر باندی ہو اور اسکو حیض آتا ہو تو بنا بر روایت امام محمدؒ کے امام اعظمؒ سے چالیس روز سے کم مین تصدیق
نہو گی اور بنا بر روایت امام حسنؒ بن زیاد کے امام اعظمؒ سے (۳۵) روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور بنا بر قول
صاحبینؒ کے (۲۱) روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور اگر باندی پر بسبب ولادت طلاق واقع ہوئی ہو تو امام اعظمؒ کا
قول بنا بر روایت امام محمدؒ کے یہ ہے کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور بنا بر روایت حسنؒ بن زیاد کے (۷۵)
روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک (۴۷) روز سے کم مین تصدیق نہو گی اور امام محمدؒ کے قول پر

ایک ساعت اوپر (۳۶) روز سے کم میں تصدیق نہوگی۔ اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ مہینوں سے اسکی عدت لگائی جاتی ہو اور وہ آزادہ ہو تو ایک ساعت اوپر (۹۰) روز سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑھ مہینہ سے کم میں اسکی تصدیق نہوگی اور یہ بالاجماع ہے یہ مضمرات میں ہے۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر ایسی عورت جسکو تین طلاق دیگئی ہیں بعد چار مہینے کے بچہ جنی حالانکہ اُسنے اس درمیان میں کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہے اور کہتی ہے کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گذر گئی اور چاہتی ہے کہ شوہر اول کے نکاح میں واپس جاوے پس آیا امام اعظم رح کے نزدیک اسکی تصدیق ہوگی یا نہوگی تو شیخ امام زاہد نجم الدین نسفی رح نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر مطلقہ ثلاثہ نے اپنے شوہر اول سے کہا کہ میں تیرے واسطے حلال ہوگئی ہوں پس اُسنے اس عورت سے نکاح کرلیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرائط حلت سے واقف ہو تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہیں کیا تھا ورنہ تصدیق ہوگی یہ ینابیع میں ہے اور یہ اسوقت ہے کہ عورت کی طرف سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول کیا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ میں حلال ہوگئی ہوں تو جبتک اس سے استفسار نہ کرے کیونکر تب تک شوہر اول کو اُس سے نکاح کرلینا حلال نہیں ہے اسواسطے کہ اسمیں لوگوں میں اختلاف ہے کذا فی الذخیرہ اور شیخ مؤلف نے فرمایا کہ یہی صواب ہے یہ تنبیہ میں ہے۔ اور اجناس کی کتاب النکاح میں مذکور ہے کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی نے مجھسے جماع کیا ہے مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہو جائیگی اور اگر اسکے برعکس ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھسے دوسرے شوہر نے جماع کیا ہے اور شوہر اول نے بعد اسکے ساتھ تزوج کرنے کے کہا کہ تجھسے دوسرے شوہر نے وطی نہیں کی ہے تو دونوں میں تفریق کردیجائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نصف مہر مسمی واجب ہوگا اور فتاوی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہیں کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تو نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے تیرے ساتھ دخول کیا ہے تو عورت کے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعوی کیا کہ میرا نکاح اسکے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلیئے کہ میں نے اسکی ماں کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امام رح نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال نہوگی اور اگر تکذیب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی عورت سے نکاح فاسد نکاح کیا اور اسکو تین طلاق دیدیں تو اس سے پھر نکاح کرلینا جائز ہے اگرچہ اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو یہ سراج وہاج میں ہے زید نے ہندہ سے بنیت حلالہ نکاح کیا یعنی تا کہ اسکے پہلے خاوند پر حلال کردے مگر دونوں نے یہ شرط نہیں لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی اور کچھ کراہت نہوگی اور نیت مذکورہ کوئی چیز نہیں ہے اور اگر دونوں نے یہ شرط لگائی ہو تو مکروہ ہے اور باوجود اسکے امام اعظم و امام زفر رح کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہو جائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں اور اسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے عورت سے دخول کیا پھر اُسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر اُس سے شوہر اول نے نکاح کیا تو اسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حاصل ہو جائیگا اور دوسرا شوہر جیسے تین طلاق کو نابود کردیتا ہے ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو شوہر اول نے دی تھیں نابود

کر دیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی- اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر عورت کے سامنے دو گواہون
نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھکو تین طلاق دیدین حالانکہ اسکا شوہر غائب ہی تو اس عورت کو دوسرے سے
نکاح کر لینے کی گنجایش ہی اور اگر شوہر حاضر ہو تو ایسی گنجائش نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر تین طلاق کسی شرط پر معلق کین
پھر شرط پائی گئی اور عورت خوف کرتی ہی کہ اگر وہ شوہر کے سامنے پیش کرتی ہی تو وہ انکار کریگا اور عورت نے فتوی طلب
کیا تو علمار نے تین طلاق واقع ہونے کا فتوی دیا اور عورت کو خوف ہی کہ اگر شوہر کو معلوم ہوا تو وہ سرے سے طلاق معلق
کرنے سے انکار کر جائیگا تو عورت کو گنجائش ہی کہ شوہر سے پوشیدہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ کرا لے جب وہ
کہین سفر کو جاوے پھر جب وہ واپس آوے تو اُس سے التماس کرے کہ میرے قلب مین نکاح کی جانب سے کچھ شک ہی
جس سے دل کو خلجان ہی لہذا تجدید نکاح کر لے نہ بانیکہ شوہر منکر طلاق ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی- شیخ الاسلام یوسف
بن سحق خطی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دین اور اُس سے چھپایا اور اُس سے
وطی کرتا رہا پس تین حیض گذر گئے پھر عورت کو اس بات سے آگاہ کیا پس آیا عورت کو یہ اختیار ہی کہ ابھی دوسرے خاوند
سے نکاح کر لے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ وطی جو دونون مین واقع ہوئی وہ بشبہہ نکاح تھی اور وہ موجب عدت ہی لہذا عدت
تک توقف کریگی لیکن اگر آخری وطی سے تین حیض گذر گئے ہون تو دوسرے سے فی الحال نکاح کر سکتی ہی پھر اُنسے
دریافت کیا گیا کہ اگر دونون حرمت کو جانتے ہون اور حرمت غلیظہ واقع ہونے کے مقر ہون ولیکن مرد اس سے وطی کیے
جاتا ہی اور تین حیض گذر گئے پھر عورت نے دوسرے خاوند سے لفور نکاح کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح جائز ہی کیونکہ جب دونون حرمت
کے مقر تھے تو یہ وطی زنا ہوئی اور زنا موجب عدت نہین ہی اور دوسرے سے نکاح کرنے سے مانع نہین ہوتا ہی اور ہم اسی کو لیتے
ہین لیکن اگر عورت مذکورہ پیٹ سے ہو تو صاحبین کے قول پر تو وضع حمل تک توقف کریگی اور امام اعظم رح کے قول پر
ابھی نکاح جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور شیخ الاسلام ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے
سنا کہ اُسنے اس عورت کو تین طلاق دیدی ہین اور عورت کو یہ قدرت نہین ہی کہ اپنے نفس کو مرد سے باز رکھ سکے پس
آیا عورت مذکورہ کو مرد مذکور کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہی تو فرمایا کہ جسوقت اُس سے قربت کرنے کا ارادہ کرے اُسوقت
عورت کو اسکے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہی درحالیکہ اسکو کسی اور طور سے نہ روک سکتی ہو سوا سے قتل کے اور ایسا ہی
شیخ الاسلام عطا بن حمزہ نے فتوی دیا ہی اور ایسا ہی امام سید ابو شجاع کا فتوی ہی اور قاضی اسبیجابی فرماتے تھے کہ
قتل نہین کر سکتی ہی کذا فی المحیط اور ملتقط مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے جواب سید امام
ابو شجاع رحمہ اللہ کا حکایت کیا گیا کہ وہ فرماتے ہین کہ عورت قتل کر سکتی ہی تو فرمایا کہ وہ بڑا شخص ہی اور اسکے مشائخ
بڑے مرتبہ کے ہین وہ سواے صحت کے نہین کہتا ہی پس اسکے قول پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اگر
عورت کے پاس دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھکو تین طلاق دیدی ہین اور شوہر اس سے منکر ہی پھر قبل
اسکے کہ دونون گواہ قاضی کے سامنے یہ گواہی دین مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنے کی اور
ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھا گیا اور گواہ لوگ مر چکے ہین اور قاضی نے اس عورت کو اس مرد
کے پاس واپس کیا تو بھی عورت کو اُسکے ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اور عورت کو چاہیے کہ اپنا مال دیکر اس سے اپنی جان چھڑاوے
یا اس سے بھاگ جاوے اور اگر عورت اس بات پر قادر نہو تو جب جانے کہ مجھسے قربت کریگا اسکو قتل کر ڈالے مگر چاہیے کہ

اسکو دوا یعنی زہر وغیرہ سے قتل کرے اور عورت کو یہ گنجائش نہین ہی کہ اپنے آپ کو قتل کرڈالے اور اگر مرد مذکور کے پاس سے بھاگ گئی تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے شرح کتاب الاستحسان مین فرمایا کہ یہ جواب قضاءً ہی اور فیما بینہا وبین اللہ تعالی اگر بھاگ جاوے تو اسکو اختیار ہی کہ عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے یہ محیط مین ہی۔ فتاوی نسفیہ مین ہی کہ ایک عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی مگر شوہر اسکے پھندے سے نہین چھوٹتا ہی اور اگر اسکے پاس سے غائب ہوجاتا ہی تو وہ جادو کر کے اسکو پھر واپس کرالیتی ہی پس آیا مرد مذکور کو اختیار ہی کہ زہر وغیرہ سے اسکو قتل کرڈالے تاکہ اسکے پھندے سے چھوٹ جاوے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر جسطور سے ہوسکے اس عورت سے دور ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور حلالہ کے لطیف حیلون مین سے یہ ہی کہ مطلقہ کسی غلام صغیر سے نکاح کرے جسکے آلہ تناسل کو حرکت ہوتی ہو پھر جب یہ غلام اس سے وطی کر چکے تو کسی سبب ملک سے اس غلام مذکور کی مالک ہوجاوے پس دونون مین نکاح فسخ ہوجائیگا یہ تبیین مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ثلث ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس قسم کھانے والے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی نکاح باندھے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حانث نہوگا اور اگر اپنے قول سے اجازت دی تو حانث ہوجائیگا اور اسی پر اعتماد ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت مطلقہ کو خوف ہوا کہ محلل اسکو طلاق نہ دیگا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ ہر بار جب مین چاہونگی اپنے نفس کو طلاق دیدونگی اور محلل نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہی اور عورت مذکورہ مختار ہوجائیگی کہ جب چاہیگی اپنے نفس کو طلاق دیدیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر عورت نے چاہا کہ محلل کی طمع قطع کردے تو اس سے کہے کہ مین تیری مطاوعت نہ کرونگی یہانتک کہ تو قسم کھاوے کہ تجھ پر تین طلاق ہین اگر مین تیری درخواست کو نہ کرون پھر جب وہ قسم کھا جاوے تو اسکو اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اس نے طلاق دیدی تو خیر مطلقہ ہوجائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہوجائینگی یہ سراجیہ مین ہی۔

سا تو ان باب۔ ایلاء کے بیان مین۔ اپنے نفس کو اپنی منکوحہ کی قربت سے روکنا بتاکید قسم خواہ اللہ تعالی کی یا طلاق وعتاق وحج وصوم وغیرہ کی مطلقاً یا مقید بچہار ماہ آزادہ عورت مین اور دو ماہ باندی کی صورت مین بدون کسی ایسے وقت کے بیچ مین سے نکلنے کے کہ اسمین بدون حانث ہونے کے قربت ممکن ہوسکے ایلاء کہتے ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ پس اگر اس مدت کے اندر عورت مذکورہ سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا پس اگر اللہ تعالی کی ذات یا صفات مین سے کسی صفت کی جس سے عرفاً قسم کھائی جاتی ہی قسم کھائی ہو تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر سوا اسکے دوسری بات کی مثل طلاق وعتاق وغیرہ کے قسم کھائی ہو تو جس جزاء کی قسم کھائی ہی وہ جزاء واقع ہوگی اور پھر بعد وطی کر لینے کے ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر اس مدت مین اس سے وطی نہ کی تو ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی یہ برجندی شرح نقایہ مین ہی پس اگر قسم چار مہینہ کی ہو تو قسم ساقط ہوجائیگی اور اگر قسم ہمیشہ کی ہو یا بطور تکرار سنے یون کہا کہ واللہ مین تجھ سے تا ابد قربت نہ کرونگا یا کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یعنی مطلقاً کہا بدون کسی وقت کی قید کے تو قسم باقی رہیگی ولیکن قبل دوبارہ نکاح کے مکرر طلاق واقع نہوگی اگرچہ چار مہینہ سے زیادہ گذر جاوین اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء عود کریگا پھر اگر اس سے وطی کر لے تو خیر ورنہ چار مہینہ گذرنے پر دوسری طلاق واقع ہوگی اور اس ایلاء کی ابتداء وقت تزوج

سے قرار دیجائے پھر اگر تیسری بار اُس سے نکاح کیا تو پھر ایلاء عود کریگا پھر اگر اس سے قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر تیسری طلاق واقع ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ پھر اگر بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اس عورت سے نکاح کیا تو ایلاء مذکور کی وجہ سے اب طلاق واقع نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے چنانچہ اگر اس سے وطی کی تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کریگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر ایلاء سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بائن ہو گئی اور اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح میں آئی تو تین طلاقوں کے ساتھ عود کریگی اور جب چار ماہ گذرینگے طالقہ ہوگی یہانتک کہ تین طلاق سے بائن ہو جائیگی اور ایسے ہی دوبارہ و سہ بارہ جہانتک ہوتا جاوے یہی ہوتا رہیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر ذمی نے بنام ذات پاک اللہ تعالی یا بصفتے از صفات اللہ تعالی ایلاء کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ مولی یعنی ایلاء کرنیوالا ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک وہ مولی نہوگا اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایلاء کیا تو بالاجماع مولی ہوگا اور اگر اُسنے حج یا عمرہ یا صوم یا صدقہ سے ایلاء کیا تو بالاجماع مولی نہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ اگر میں تجھ سے قربت کرون تو تو مجھپر میری ماں کی پشت کے مثل ہے یا فلانہ جورو میری مجھپر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو مولی نہوگا پھر جس صورت میں ذمی کا ایلاء صحیح ہوتا ہے اسکے احکام میں وہ مثل مسلمان کے ہے لیکن اگر اللہ تعالی کی قسم کھائی اور اُسنے وطی کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا یہ سراج وہاج میں ہے اور جن الفاظ سے ایلاء واقع ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں صریح و کنایہ پس صریح ہر ایسا لفظ ہے جسکو لوگ عرف میں جماع کے معنی میں بولتے ہیں جیسے تجھسے قربت نہ کرونگا یا تجھسے جماع نہ کرونگا یا تجھسے وطی نہیں کرونگا یا تجھسے مباضعت نہ کرونگا یا تجھ سے جنابت کا غسل نہ کرونگا اسوجہ سے کہ مباضعت اس عورت کی طرف مضاف کی گئی ہے اس سے محاورہ میں جماع کے موافق جماع کے معنی مقصود ہوتے ہیں اور عورت سے جنابت کا غسل کرنا یون ہی ہوسکتا ہے کہ عورت سے فرج میں جماع کرے۔ اور اسی طرح اگر باکرہ سے کہا کہ میں تجھے رسیدہ نہ کرونگا اسواسطے کہ عرف میں اسکا رسیدہ کرنا یون ہی ہے کہ اس سے مجامعت کرے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں تجھسے تیری دُبر میں یا فرج کے سوا وطی نہ کرونگا تو مولی نہوگا اور اگر اس سے کہا کہ میں تجھسے جماع نہ کرونگا الا یہ کہ ازرا جماع تو اسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میں نے دُبر میں وطی کرنی مراد لی ہے تو مولی ہو جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے خفیف جماع مراد لیا ہے کہ التقاء ختانین ہی جماع سے مراد ہو تو وہ مولی نہوگا اور اسی طرح اگر اسکی کچھ نیت نہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے اس سے بھی کلام مراد لیا ہے تو وہ مولی ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ینابیع میں لکھا ہے کہ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد اُسنے دعوی کیا کہ میں نے جماع مراد نہیں لیا تھا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالی تصدیق ہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور کنایہ ہر ایسا لفظ ہے کہ اُسکے بولنے سے جماع کے معنی خیال میں آوین مگر احتمال اور کا بھی ہو پس جبتک وہ اس سے معنی جماع کی نیت نہ کریگا تو ایلاء نہوگا جیسے کہا کہ تیرے آگے پیش نہونگا یا تیرے پاس نہ آؤنگا یا داخل نہونگا یا تجھے اپنا ہمبستر نہ بناؤنگا اور تیرے ساتھ بستر پر نہ سوؤنگا یا تیرے ساتھ ہمبستر نہونگا یا تیرے بستر کے قریب نہونگا یا تجھے غمناک کرونگا یا تجھے جلا پاؤنگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ سوؤن تو تو بس طلاق طالقہ ہے اور اسکی نیت کچھ نہیں ہے تو یہ ایلاء ہے اور عرف کے موافق جماع کے معنی پر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور از انجملہ اصابت و مضاجعت دو تو ہے یہ عینی شرح کنز میں ہے۔ اور ینابیع میں لکھا ہے کہ ہر لفظ جس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے ایلاء بھی منعقد ہوگا جیسے واللہ و باللہ و جلال اللہ و عظمۃ اللہ و کبریاء اللہ و باقی سب الفاظ جنسے قسم

منعقد ہوتی ہو منعقد ہوگا اور ہر لفظ جس سے قسم منعقد نہین ہوتی ہو جیسے وعلم اللہ لا اقربک یعنی قسم علم الٰہی کی کہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا یا کہا کہ مجھپر خدا کا غضب یا غشم یا مثل اسکے کوئی لفظ کہا جس سے قسم منعقد نہین ہوتی ہو تو ایلاء منعقد نہوگا اور منافع مین لکھا ہو کہ ایلاء کی لیاقت اُسکو ہو جو طلاق کی اہلیت رکھتا ہو یہ امام اعظم نے اعتبار فرمایا ہو اور صاحبین کے نزدیک جو وجوب کفارہ کی اہلیت رکھتا ہو وہ ایلاء کی اہلیت رکھتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور ایلاء کرنیوالا یون ہی ہوتا ہو کہ فرج مین جماع نہ کرنے پر قسم کھائی ہو پس اگر بدون فرج مین وطی کرنے کے حانث ہوتا ہو تو سوائے ایلاء کا مستوجب نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ میرے بدن کی کھال تیرے بدن کی کھال سے نہ چھوویگی تو یہ شخص موے نہوگا اسواسطے کہ اس قسم مین بدون جماع فرج کے فقط کھال چھونے سے حانث ہوا جاتا ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ میرا آلہ تناسل تیری فرج کو نہ چھوویگا تو یہ شخص مولی ہوگا اسوجہ سے کہ ایسے کلام سے عرفاً جماع مراد ہوتا ہو اور اگر کہا کہ اگر با تو خسپم پس تو طالقہ ہستی اور کچھ نیت نہین کی تو وہ مولی ہوگا اسواسطے کہ اس سے لوگون کی مراد جماع ہوتی ہو اور اگر اُسنے صرف ساتھ سورہنے کی نیت کی ہو تو مولی نہوگا چنانچہ اگر اسکے ساتھ سویا اور جماع نہ کیا تو قسم مین جھوٹا ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر من دست بزن فراز کنم تا یکسال پس بزن چنین وچنان است پھر چار مہینہ عورت سے جماع نہ کیا تو وہ بیک طلاق بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ عرف مین اس سے جماع مراد ہوتا ہو اسی واسطے اگر اُس نے سال کے اندر سوائے فرج کے اس سے جماع کیا تو قسم مین حانث نہوگا۔ یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انا منک مولی یعنی مین تجھسے ایلاء کنندہ ہون پس اگر اس سے جھوٹ خبر دینے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ موے نہوگا ولیکن قضاءً اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر اُسنے ایجاب کی نیت کی ہو یعنی تحقیق ایلاء کی نیت کی ہو تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ دونون طرح مولی ہوگا یہ فتح القدیر مین ہو اور اگر کہا کہ جب مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر نماز واجب ہو تو اس سے مولے نہوگا یہ کافی مین ہو۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہو کہ اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھپر واجب ہو کہ مین اپنا یہ غلام اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کرون اگر مین اپنی جورو فلانہ سے قربت کرون حالانکہ اُسنے اس عورت سے ظہار کیا ہو یا نہین کیا ہو تو اس سے وہ ایلاء کرنیوالا نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہو اگر مین اپنی جورو سے قربت کرون تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا خواہ اُسنے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اسکے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا اور اس کلام سے مراد یہ ہو کہ درصورتیکہ وہ مظاہر ہو پھر اُسنے بعد قسم مذکور کے عورت مذکورہ سے قربت کرلی ہو تو یہ عتق اسکے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا۔ پھر ذکر فرمایا کہ جو بردہ جورو سے قربت کرنے پر آزاد ہوجاتا ہو تو ایسی قسم مین وہ مولی ہوگا اور جو بردہ کہ بدون دوسرے فعل کے آزاد ہوتا ہو تو ایسی قسم مین وہ موے نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون یا تجھے اپنے بستر پر بلاؤن تو تو طالقہ ہو تو وہ موے نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری جنابت سے غسل کیا مادامیکہ تو میری جورو ہو تو تو طالقہ ثلث ہو اور اس قول کا اعادہ کیا اور اس قول کو نباہا اور یہ عورت حاملہ تھی اور قبل وضع حمل کے اس سے جماع نہ کیا پھر اس گفتگو سے چار مہینہ یا زیادہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا تو ایک طلاق بائنہ پہر چار مہینے گذرنے کے باعث سے واقع ہوگی اور بسبب وضع حمل کے اسکی عدت گذرجائیگی پھر اگر اسکے بعد اس سے نکاح کیا

تو جائز ہی اور پھر حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو مجھپر حج یا عمرہ یا صدقہ یا صوم یا ہدی یا اعتکاف یا قسم یا کفارہ قسم واجب ہی تو وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ مجھپر اتباع جنازہ یا سجدہ تلاوت یا قرأت قرآن یا بیت المقدس مین نماز یا تسبیح واجب ہی تو وہ موسلے نہوگا۔ اور اگر کہا کہ مجھپر سو رکعت نماز یا مثل اسکے جو عادۃً نفس پر شاق ہوتی ہی واجب ہین تو واجب ہی کہ ایلاء صحیح ہو اور اگر کہا کہ مجھپر واجب ہی کہ اس مسکین کو یہ درہم صدقہ دیدون یا میرا مال مسکینون پر صدقہ ہی تو ایلاء صحیح نہوگا الا آنکہ اسکی تصدق کی نیت ہو اور اگر کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مولی ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر روزہ ماہ محرم مثلاً واجب ہین پس اگر وقت قسم سے چار مہینہ سے پہلے یہ مہینہ گذرتا ہو تو ایلاء کرنے والا نہوگا اور اگر چار مہینے سے پہلے نہ گذرتا ہو تو موسلے ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو مجھپر ایک مسکین کا کھانا یا ایک روزہ واجب ہی تو بالاتفاق وہ مولی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ جورو سے فلانہ زمانہ معین یا فلان مقام معین مین قربت نکریگا تو وہ موسلے نہوگا۔ اگر عورت کے حائضہ ہونے کی حالت مین قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا تو موسلے نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل جورو فلان شخص کے ہی حالانکہ فلان مذکور نے اپنی جورو سے ایلاء کیا ہی پس اگر اس نے ایلاء کی نیت کی ہو تو موسلے ہو جائیگا ورنہ نہین۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے ہی اور قسم کی نیت کی تو مولی ہو جائیگا اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھسے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی اور قسم کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک مولی ہو جائیگا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جب تک اس سے قربت نکرے تب تک مولی نہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھکو اسکے ایلاء مین شریک کردیا تو اس سے ایلاء کرنے والا نہوگا اور شیخ کرخیؒ نے ذکر فرمایا کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے ساتھ شریک کرادیا تو دونون سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور دونون مین تفسیر بین کردیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب مین تم دونون سے قربت نکرونگا تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ گذر گئے اور ان دونون سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہو جاوینگی اور اگر کسی ایک سے قربت کرلی تو اسکا ایلاء ساقط ہوگیا اور دوسری کا ایلاء اپنے حال پر باقی رہا اور اس مرد پر کفارہ واجب نہوگا اور اگر دونون سے قربت کرلی تو دونون کا ایلاء ساقط ہوگیا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر چار مہینہ گذرنے سے پہلے ایک مرگئی تو دونون کا ایلاء ساقط ہو جائیگا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب نہوگا اگرچہ اسکے بعد زندہ کے ساتھ قربت کرے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو ایلاء باطل نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی چار عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم چارون سے قربت نہ کرونگا تو فی الحال ان چار عورتون سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا چنانچہ اگر اسنے کسی سے قربت نکی یہانتک کہ چار مہینہ گذر گئے تو سب کی سب بائنہ ہو جاوینگی اور یہ ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی اور یہ استحسان ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر چار جورون سے کہا کہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا فلانہ یا فلانہ سے تو وہ ان دونون سے مولی نہوگا چنانچہ اسکے ساتھ قربت کرنے سے حانث نہوگا اور بدون وطی کرنے کے چار مہینہ گذرنے سے اس پر اور ان

دونون عورتون کے درمیان مباینت واقع ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور اگر ایک ہی جلسہ مین اپنی جورو سے
تین مرتبہ ایلاء کیا تو صاحبین رح کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر مجلس متعدد ہون تو طلاق بھی
متعدد ہو جاوینگی یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم مین سے ایک سے قربت نہ کرونگا
تو وہ ان دونون مین سے ایک سے ایلاء کرنے والا ہوگا چنانچہ اگر اُسنے ان مین سے ایک سے وطی کی تو یہی
ایلاء کے واسطے متعین ہوگی اور مرد پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائیگا اور اگر اسنے ایک کو تین طلاق
دیدین یا وہ مرگئی یا مرتد ہو کر بائنہ ہوگئی تو زوال مزاحمت کے باعث سے دوسری جورو ایلاء کے واسطے متعین ہوگی
اور اگر اسنے دونون مین کسی سے قربت نہ کی یہانتک کہ چار مہینہ گذر گئے تو دونون مین سے ایک غیر معین بائنہ ہو جائیگی
اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ جسپر چاہے دونون مین سے طلاق واقع ہونا اختیار کرے اور اگر چار مہینہ گذرنے سے
پہلے اُسنے ان دونون مین سے ایک کے حق مین ایلاء متعین کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار نہوگا چنانچہ اگر اُسنے ایک کو معین
کیا اور پھر چار مہینہ گذر گئے تو اسی معینہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ دونون مین سے ایک غیر معینہ پر واقع ہوگی پھر مرد مذکور
مختار ہوگا چاہے جسکو معین کرے - پھر اگر مرد مذکور نے دونون مین سے کسی ایک پر طلاق واقع نہ کی یہانتک کہ اور
چار مہینے گذر گئے تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہوگی اور دونون اس مرد سے بیک طلاق بائنہ ہو جاوینگی اور یہ ظاہر
الروایہ کا حکم ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر دونون عورتین دونون مدتون کے گذرنے پر بائنہ ہوگئین پھر دونون سے
ساتھ ہی نکاح کر لیا تو دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا اور اگر دونون سے آگے پیچھے نکاح کیا تو دونون مین
سے ایک سے مولی ہوگا اور پہلی جس سے نکاح کیا ہے وہ بسبب سبقت نکاح یا بوجہ تعین کرنے کے متعین نہوگی لیکن جب اول کے
نکاح کے روز سے چار مہینہ گذرینگے تو وہ بسبب سبقت مدت ایلاء کے پہلے بائنہ ہو جائیگی پھر جب اسکے بائنہ ہونے سے چار
مہینہ اور گذرینگے تو دوسری بھی بائنہ ہو جائیگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے کسی سے قربت نہ کرونگا
تو دونون سے مولی ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ گذر گئے اور اُسنے کسی سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہو جائینگی اور
اگر دونون مین سے ایک سے قربت کی تو دونون کا ایلاء باطل ہو جائیگا اور کفارہ قسم واجب ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے
اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ و اجنبیہ سے یا اپنی زوجہ و اپنی باندی سے قربت نہ کرونگا تو جبتک کہ اجنبیہ یا باندی سے قربت
نکرے تب تک مولی نہوگا اور جب اُنسے قربت کر لی تو مولے ہو جائیگا اسواسطے کہ بعد اسکے زوجہ سے قربت
کرنا بدون کفارہ کے ممکن نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے - ایک شخص نے اپنی جورو و اپنی باندی سے کہا کہ واللہ مین تم مین سے
ایک سے قربت نہ کرونگا تو مولی نہوگا الا اس صورت مین کہ اُسنے اپنی جورو کو مراد لیا ہو اور اگر اُسنے ایک سے قربت کی
تو حانث ہو جائیگا اور اگر اُسنے باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو بھی مولے نہوگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین تم مین
سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو استحساناً وہ حرّہ زوجہ سے مولے ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر کسی کی دو جورو
جنمین سے ایک باندی ہو اور اُسنے کہا کہ واللہ مین تم دونون سے قربت نہ کرونگا تو وہ دونون سے مولی ہو جائیگا پھر جب
دو مہینہ گذرے اور اُسنے کسی سے قربت نہ کی تو باندی بائنہ ہو جائیگی پھر جب اور دو مہینے گذرے بدون قربت کے
تو حرّہ بھی بائنہ ہو جائیگی - اور اگر کہا کہ واللہ مین تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک غیر معین سے ایلاء کرنے والا
ہو جائیگا اور اگر اُسنے دو مہینہ گذرنے سے پہلے کسی ایک کو معین کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہے اور اگر دو مہینہ بلا قربت گذر گئے

تو باندی جورو بائنہ ہو جائیگی اور از سر نو حرہ کی مدت ایلاء شروع ہو گی پھر اگر چار مہینہ گذرے اور اُسنے قربت نہ کی تو حرہ
بائنہ ہو جائیگی۔ اور اگر دو مہینہ گذرنے سے پہلے باندی مر گئی تو قسم کے وقت سے ایلاء کے واسطے حرہ متعین ہو جائیگی یہ
بدائع میں ہے اور اگر قبل مدت کے باندی آزاد ہو گئی تو اُسکی مدت مثل مدت حرہ کے ہو جائیگی پس جب وقت قسم سے چار مہینہ
گذر گئے تو دونوں میں سے ایک بائنہ ہو جائیگی اور اسکو اختیار ہو گا کہ جسکو چاہے پہلے چار مہینے متعین کرے اور اگر باندی بعد
بائنہ ہونے کے آزاد ہوئی پھر اس سے نکاح کیا تو باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر حرہ
بائنہ ہو جائیگی اور باندی آزاد شدہ کے ایلاء سے بائنہ ہونے کے وقت سے حرہ کی مدت ایلاء قرار دیجائیگی اس سے
پہلے سے قرار نہ دیجائیگی اور اگر باندی کو دو مہینہ گذرنے سے پہلے خرید لیا تو قسم کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر
حرہ بائنہ ہو جائیگی اور اگر باندی کے آزاد ہونے کے بعد پھر ان دونوں سے نکاح کیا تو ان دونوں میں سے ایک سے
مولی ہو گا لیکن جب وقت قسم سے مدت ایلاء گذر جاویگی تو حرہ بائنہ ہو جاویگی اور اگر قبل مدت کے حرہ مر گئی تو آزاد شدہ اپنے
نکاح کے وقت سے مدت ایلاء گذرنے پر بائنہ ہو گی۔ اور اگر حرہ مری نہیں بلکہ اسکو طلاق بائن دیدی اور ہنوز اسکی
عدت نہ گذری تھی کہ قسم کے وقت سے ایلاء کی مدت گذر گئی تو اسپر ایک اور طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ کافی میں ہے
اور اگر ایلاء کی وجہ سے حرہ بائنہ ہو گئی تو معتقہ از سر نو ایلاء کے واسطے متعین ہو جائیگی اور حُرّہ کے بائنہ ہونے کے
وقت اسکی ایلاء کی مدت شمار ہو گی اور اگر حرہ کی عدت گذر گئی یا اسکو تین طلاق دیدیں تو معتقہ کے تزوج سے جب چار
مہینہ گذر ینگے تو وہ بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ وہ ایلاء کے لیے اسیوقت سے متعین ہوئی تھی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے
اور اگر اُسنے یوں کہا کہ میں تم میں سے ایک سے قربت کروں تو دوسری مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے تو وہ انمیں
سے ایک سے مولی ہو گا پھر جب دو مہینہ گذر ینگے تو باندی بائنہ ہو جائیگی اور حرہ کا ایلاء باطل ہو جائیگا اور اگر دونوں عورتیں
حُرّہ ہوں اور اُسنے کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی تو دوسری مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے تو وہ ایک
سے مولی ہو گا پھر اگر چار مہینے گذر گئے تو انمیں سے ایک بسبب ایلاء کے بائنہ ہو جائیگی اور اسکے تعیین کا اختیار اس مولی کو
ہو گا پھر اگر اسنے ان دونوں میں سے کسی ایک کے حق میں طلاق کی تعیین نہ کی یا ایک کے حق میں تعیین کی اور دوسرے
چار مہینہ گذر گئے تو اور کوئی طلاق واقع نہو گی اور اگر کہا کہ اگر میں نے تم دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو وہ میرے
اوپر مثل پشت میری ماں کے ہے تو ایلاء باقی رہیگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ اگر میں نے تم میں سے ایک سے قربت کی
تو تم میں سے ایک مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ اگر میں نے تم
دونوں میں سے ایک سے قربت کی تو تم میں سے ایک مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے پھر دو مہینہ گذرنے سے انمیں جو باندی
جورو ہے وہ بائنہ ہو گئی تو آزادہ عورت سے ایلاء ہنوز باقی رہیگا چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے
اور چار مہینہ گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہو جائیگی۔ اور اگر باندی جورو و آزادہ جورو دونوں سے کہا کہ اگر میں نے تم میں
سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہے تو ایلاء کرنے والا ہو جائیگا پھر جب دو مہینہ گذر جاوینگے تو باندی بائنہ
ہو جائیگی اور حرہ سے ایلاء ساقط نہو گا مگر حُرّہ کے حق میں ایلاء کی مدت باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے معتبر ہو گی
چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے اور چار مہینہ گذرے اور ہنوز باندی عدت میں ہے تو حُرّہ بائنہ ہو جائیگی
اسلیے کہ حرہ سے قربت کرنا بدون باندی کے طلاق دیے ممکن نہیں ہے لیکن اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے باندی کی عدت

گذر گئی تو آزادہ سے ایلار ساقط ہو جائیگا کیونکہ باندی چونکہ محل طلاق نہین رہی اسواسطے بدون کسی امر کے لازم آنے کے وہ حرہ سے قربت کر سکتا ہی - اور اگر دونون عورتین آزادہ ہون تو چار مہینہ گذرنے پر ایک بائنہ ہو جائیگی اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائیگا اور دوسری جو باقی رہی اُس سے ایلار کرنے والا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینہ دوسرے گذرے اور ہنوز پہلی عورت عدت مین ہی تو دوسری مطلقہ ہو جائیگی ورنہ نہین اور اگر شوہر نے کسی کے حق مین بیان نہ کیا یہان تک کہ اور چار مہینہ گذر گئے تو دونون بائنہ ہو جاوینگی - اور اگر باندی و آزادہ دو جوروُن سے کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی ایک طالقہ ہی تو وہ ایک سے مولی ہوگا اور دو مہینہ گذرنے پر باندی بائنہ ہو جائیگی پھر اسکے بائنہ ہونے کے وقت سے اگر اور چار مہینہ گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہو جائیگی چاہے باندی مذکورہ عدت مین ہو یا نہو اسواسطے کہ بدون کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ سے وطی نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ جزا ان دونون مین سے ایک کی طلاق ہی اور پہلی کی عدت گذرنے پر طلاق اسی کے حق مین متعین ہو گئی جو محل طلاق باقی ہی اور اسی طرح اگر دونون عورتین آزادہ ہون تو بھی یہی حکم ہی ہان اتنا فرق ہی کہ بائنہ ہونے کی مدت چار مہینہ ہو گی - اور اگر دونون سے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہی تو وہ دونون سے ایلار کرنے والا ہوگا اور ان مین جو باندی ہی وہ دو مہینہ گذرنے پر طالقہ ہو جائیگی اور اگر پھر دو مہینہ گذر گئے اور ہنوز باندی عدت مین ہی تو آزادہ طالقہ ہو جائیگی اور اگر باندی کی عدت اس سے پہلے گذر گئی تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہ ہو گی - اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینہ گذرنے کے بعد دونون بائنہ ہو جاوینگی - اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم مین سے طالقہ ہی تو وہ دونون سے ایلار کرنے والا ہو جائیگا اور باندی بعد دو مہینہ گذرنے کے طالقہ ہو جائیگی پھر جب دو مہینہ اور گذرینگے تو آزادہ بھی طالقہ ہو جائیگی چاہے باندی اسوقت عدت مین ہو یا نہو - اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینہ گذر جانے سے ہر ایک پر ایک طلاق بائنہ ہو جاویگی اور اگر اُسنے دونون مین سے کسی سے قربت کر لی تو حانث ہو جائیگا ولیکن طلاق فقط ایک واقع ہو گی اور وہ غیر معین طور پر کسی ایک پر واقع ہو گی اور قسم باطل ہو جائیگی یعنے آئندہ اسکا اثر نہو گا لیکن اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو وہ طالقہ ہی تو ایسی صورت مین اگر کسی سے قربت کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور ہنوز قسم باطل نہو گی چنانچہ اگر اُس نے دوسری عورت سے قربت کی تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اگر کسی نے اپنی دو جوروُن سے کہا کہ واللہ مین اس سے یا اُس سے قربت نہ کرونگا پھر مدت گذر گئی تو دونون بائنہ ہو جائینگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی اور اُس سے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ اگر مین نے تم دونون سے قربت کی یعنی ان دونون سے ایلار کرنیوالا ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی پھر اُس سے تو ایلار کرنے والا نہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے ایلار کیا پھر اسکو ایک طلاق بائن دیدی پس اگر وقت ایلار سے چار مہینہ گذرے اور ہنوز وہ عدت طلاق مین ہی تو بسبب ایلار کے اسپر دوسری طلاق واقع ہو گی اور اگر ایلار کی مدت گذرنے سے پہلے وہ عدت سے خارج ہو گئی ہو تو بسبب ایلار کے کوئی طلاق واقع نہو گی - ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلار کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا پس اگر ایلار کی عدت گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کیا ہی تو ایلار ویسا ہی باقی رہیگا چنانچہ اگر وقت ایلار سے چار مہینہ بلا وطی گذر گئے تو ایلار

کی وجہ سے اسپر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا تو ایلار تو رہیگا ولیکن مدت ایلار
وقت نکاح سے معتبر ہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلار کیا مگر قبل اسکے اسکو ایک طلاق بائن دے چکا تھا تو ایلار
کرنے والا نہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور اگر مطلقہ رجعیہ سے ایلار کیا تو مولی ہوجائیگا ولیکن اگر مدت گذرنے سے پہلے
اسکی عدت طلاق گذر گئی تو ایلار ساقط ہوجائیگا یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے ایلار کیا پھر مرتد
ہوکر دار الحرب میں جا ملا پھر چار مہینہ گذر گئے تو بسبب ایلار کے بائنہ نہوگی کیونکہ بسبب مرتد ہونے کے ملک زائل
اور بینونت واقع ہوچکی اگرچہ مرتد ہونے کی وجہ سے ایلار و ظہار باطل ہونے میں دو روایتین ہین مگر مختار یہی روایت ہی
جو ہمنے ذکر کی ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین اسکو طلاق نہ دونگا پھر اس عورت سے ایلار
کیا اور مدت ایلار گذر گئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور اسپر ایک طلاق بوجہ ایلار کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم کے
واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے قسم کھائی حالانکہ وہ عنین ہی پس قاضی نے دونون میں تفریق کردی تو مختار قول کے
موافق بوجہ قسم مذکورہ کے عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ ایک غلام نے اپنی آزادہ جورو سے
ایلار کیا پھر یہ آزادہ جورو اس غلام کی مالک ہوگئی تو ایلار باقی نہ رہیگا۔ اور اگر اس عورت نے اس غلام کو بیع کردیا یا
آزاد کردیا پھر اس غلام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلار سابق عود کریگا یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر اپنی جورو
سے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ و دو مہینہ قربت نہ کرونگا تو ایلار کرنے والا ہوجائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ مین
تجھسے قربت نہ کرونگا دو مہینہ و دو مہینہ بعد ان دو مہینون کے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھسے
دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر ایک روز ٹھہر کر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ بعد پہلے دونون مہینون کے قربت نہ کرونگا
تو ایلار کنندہ نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر ایک ساعت توقف کرکے کہا
کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قربت نہ کرونگا تو ایلار کرنے والا نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا
دو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلار کرنے والا ہوگا یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور منتقی میں لکھا ہی کہ اگر کہا کہ مین تجھسے چار
مہینہ وطی نہ کرونگا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلار کرنے والا ہوگا گویا اسنے یون کہا کہ واللہ مین تجھسے آٹھ مہینہ وطی نہ کرونگا
اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کرونگا تو یہ بھی ایلار ہی۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے
روایت کی ہی کہ ایک مرد نے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی دم کہا کہ واللہ مین
تجھسے اس روز قربت نہ کرونگا تو وہ ایلار کرنے والا ہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میرے تجھسے قربت
کرنے سے ایک مہینہ پہلے تو طالقہ ہی تو جب تک ایک مہینہ نہ گذرے وہ ایلار کرنے والا نہوگا پھر جب ایک مہینہ گذرے اور وہ
قربت نہ کرے تو اسوقت سے ایلار ہوگا پھر اگر مہینہ گذر جانے کے بعد مدت ایلار تمام ہونے سے پہلے اس سے جماع کیا تو قسم
مین حانث ہونے کی وجہ سے طالقہ ہوجائیگی اور اگر چار مہینہ گذر گئے اور اس سے جماع نہ کیا تو ایک طلاق بائنہ سے بسبب
ایلار کے بائن ہوگی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنے سے ایک مہینہ تو طالقہ ہی اگر مین تجھسے قربت
کرون تو بھی یہی حکم ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہی۔ اور شرح طحاوی میں لکھا ہی کہ میرے تیرے ساتھ قربت
کرنے سے کچھ پہلے تو طالقہ ہی تو وہ ایلار کرنے والا ہوجائیگا پھر اگر اس سے قربت کرلی تو قربت کرتے ہی بلا فصل
طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر اسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو بسبب ایلار کے بائنہ ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر اپنی دو

عورتوں سے کہا کہ تم دونوں بسہ طلاق طالقہ ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو مہینہ گذرنے سے پہلے وہ دونوں سے ایلاء کنندہ نہوگا پھر مہینہ گذر جانے پر دونوں سے مولی ہوجاویگا پھر اگر دونوں کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو دونوں بائنہ ہوجاوینگی اور اگر دونوں سے قربت کی تو ہر ایک بسہ طلاق بائنہ ہوجاویگی اور اگر اُسنے ان دونوں مین سے ایک سے قبل مہینہ گذرنے کے قربت کی یا دونوں سے قربت کی تو ایلاء باطل ہوگیا اور اگر بعد مہینہ گذرنے کے ایک سے قربت کی تو اسی سے ایلاء ساقط ہوگا اور دوسری سے ایلاء باقی رہیگا پھر اگر اُسنے دوسری سے بھی قربت کی تو دونوں تین طلاق طالقہ ہوجاوینگی اور اسیطرح اگر یون کہا کہ تم دونوں طالقہ ثلث ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو بھی یہی حکم ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ قربت کرنے پر اپنے غلام آزاد ہونے کی قسم کھائی پھر اس غلام کو فروخت کیا تو ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر اگر قبل قربت کرنے کے وہ غلام اسکی ملک مین عود کر آیا تو پھر ایلاء منعقد ہوجائیگا اور اگر بعد قربت کرنے کے اسکی ملک مین آگیا تو ایلاء منعقد نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو میرے یہ دونوں غلام آزاد ہین پھر دونوں مین سے ایک مر گیا یا اُسنے ایک کو فروخت کر دیا تو ایلاء باطل نہوگا اور اگر اُسنے دونوں کو فروخت کر دیا یا دونوں مر گئے خواہ ساتھ ہی یا آگے پیچھے تو ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر اگر قبل قربت کرنے کے انمین سے ایک غلام اسکی ملک مین آگیا خواہ کسی وجہ سے ملک مین آیا ہو تو ایلاء منعقد ہوجائیگا پھر اگر دوسرا بھی اسکی ملک مین آگیا تو پہلے غلام کے ملک مین آنے کے وقت سے ایلاء کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو مجھپر اپنے فرزند کی قربانی واجب ہے تو وہ ایلاء کرنے والا قرار دیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر دو غلامون مین سے ایک غیر معین کے آزاد ہونے پر ایلاء کیا پھر دونوں مین سے ایک کو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا تو مدت ایلاء اسوقت سے ہوگی جبوقت سے پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لیا ہے اور اگر پہلے فروختہ غلام کے خرید لینے سے پہلے دوسرے کو فروخت کر دیا ہو تو ایلاء ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہے چاند دیکھے یا ہر مملوک جسکو مین نے خریدا ہے وہ آزاد ہے تو ایلاء کرنے والا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ غلام آزاد ہے اگر مین اسکو خریدون یا فلانہ طالقہ ہے اگر مین اس سے نکاح کرون یا کہا کہ ہر عورت طالقہ ہے جسکو مین عرب مین سے نکاح مین لاؤن یا کہا کہ ہر عورت مسلمہ یا کہا کہ یہ درم صدقہ ہین اگر مین انکا مالک ہوجاؤن تو ایلاء کرنے والا نہوگا اسواسطے کہ یہ قربت کرنے سے مانع نہین ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر چار مہینہ گذر گئے اور عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے دونوں مین تفریق کرا دی پھر غلام نے گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون تو اسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا اور ایلاء باطل ہوگا اور عورت مذکور اپنے خاوند کو واپس دیجائیگی اسواسطے کہ ظاہر ہوا کہ وہ ایلاء کنندہ نہ تھا کہ بدون کوئی بات لازم آنے کے وہ وطی کر سکتا تھا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور ینابیع مین لکھا ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر شوہر مذکور نے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا تو یہ تین قسمین اور تین ایلاء ہونگے چنانچہ اگر چار مہینہ گذر گئے تو بیک طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر جب ایک روز گذرے گا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب ایک روز اور گذرے گا تو تیسری طلاق پڑکر عورت مذکورہ بسہ طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر جبتک وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر کے حلالہ نکرائے تب تک اُسکے واسطے حلال نہین ہوسکتی ہے اور اگر اُسنے بعد ان قسمون کے عورت سے قربت کی تو اسپر تین کفارے

لازم آوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے ایک جلسہ مین تین مرتبہ اپنی جورو سے ایلار کیا یعنی کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پس اگر اُسنے ایک ہی لفظ کی تکرار کا قصد کیا ہی تو ایلار واحد اور قسم بھی ایک ہی ہوگی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہین کی تو ایلار ایک اور قسم تین ہونگی اور اگر تشدید و تغلیظ کی نیت کی ہو تو ایلار ایک اور قسم تین ہونگی یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہی پھر واضح ہو کہ ایلار چار طرح پر ہی ایک ایلار اور ایک قسم جیسے واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا اور ایلار دو اور قسم دو بخلاف قول امام محمد رح کے ۱۲ اور اسکی یہ صورت ہی کہ اپنی عورت سے دو جلسہ مین ایلار کیا یا کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا اور جب پرسون کا روز آوے تو واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا اور ایلار واحد اور قسم دو اور یہی مسئلہ اختلافی ہی چنانچہ اگر اُسنے ایک ہی مجلس مین کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا اور تغلیظ کی نیت کی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایلار ایک و قسم دو ہونگی حتی کہ اگر اُسنے چار مہینہ گذرنے تک قربت نہ کی تو بائنہ بیک طلاق ہوگی اور اگر قربت کر لی تو دو کفارے لازم آوینگے۔ اور دو ایلار اور ایک قسم جیسے اپنی عورت سے کہا کہ ہر بار کہ تو ان دو گھرون مین داخل ہوئی تو واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پس عورت ان دونون مین سے ایک دار مین دو بار داخل ہوئی یا دونون مین ایکبار داخل ہوئی تو یہ دو ایلار اور ایک قسم ہی چنانچہ ایلار اول پہلے داخل ہونے پر اور دوسرا دوسرے داخل ہونے پر منعقد ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا ایک سال اِلّا ایک یوم کم تو یہ روز آخر سال مین سے کم کیا جائیگا اور اسپر اتفاق ہی پس وہ مولی ہو گا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین ایک سال تجھسے قربت نہ کرونگا پھر جب چار مہینے گذرے اور وہ بیک طلاق بائنہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر جب چار مہینہ گذرے اور وہ بائنہ ہوئی تو پھر نکاح کیا تو پھر آپ بائنہ نہوگی اسواسطے کہ سال مین سے چار مہینہ سے کم باقی رہگئے ہین یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا ایک سال تک اِلا ایک یوم تو ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے قول مین وہ فی الحال مولی نہوگا اور امام زفر رح کے نزدیک فی الحال مولی ہو جائیگا پس ہمارے نزدیک اگر سال گذر گیا اور کسی دن اُسنے اس عورت سے قربت نہ کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اور اگر ایسا کیا پھر اس سے کسی ایک روز قربت کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر سال مذکور مین سے چار مہینہ یا زیادہ باقی رہگئے ہین تو مولی ہو جائیگا اور اگر کم باقی رہے ہون تو مولی نہوگا اور ایسا ہی اختلاف اس مسئلہ مین ہی۔ کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا ایک سال تک اِلّا ایکبار پس حکم اختلافی مذکور اسمین بھی جاری ہی مگر اتنا فرق ہی کہ الا ایک روز کہنے کی صورت مین جب اُسنے سال کے اندر عورت سے کسی روز قربت کی اور سال مین سے چار مہینہ یا زائد باقی رہگئے ہین تو جب تک اس روز آفتاب غروب نہو جاوے تب تک وہ مولی نہوگا اور ایلار کی مدت اس روز غروب آفتاب کے وقت سے معتبر ہوگی اور الا ایکبار کہنے کی صورت مین ایکبار جماع سے فارغ ہونے کے بعد ہی سے بلافصل مولی ہو جائیگا اور وطی سے فارغ ہوتے ہی ایلار کی مدت شروع ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے کوئی مدت معینہ بیان نہ کی مطلق چھوڑ دی مثلاً کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا الا ایک روز تو جبتک اس سے ایک روز قربت نہ کرے تب تک مولی نہوگا پھر جب قربت کرے گا تو مولی ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ایک سال الا ایک روز کہ جسمین مین تجھسے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایسے استثنار کے ساتھ مدت مطلق چھوڑی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا اِلّا ایک روز

کہ قسم نہیں تجھ سے قربت کرونگا تو اس قسم سے وہ کبھی مولی نہوگا پس اگر اُس نے ان دونوں سے دو روز جماع کیا تو دوسرے روز آفتاب غروب ہونے پر حانث ہو جائیگا اور اگر کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نکرونگا الا ایک روز یا الا ایک روز میں یا الا روز واحد کہ قسم نہیں تم سے قربت کرونگا یا الا روز واحد میں کہ قسم نہیں تم سے قربت کرونگا تو مولی نہوگا یہانتک کہ ایک روز ان دونوں سے قربت کرے پھر جب یہ روز گذر جائیگا تو دونوں سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا بسبب ایلاء کی علامت پائی جانے کے اور اگر دونوں سے دو روز متفرق میں قربت کی مثلاً ایک سے بروز جمعرات اور دوسری سے بروز جمعہ قربت کی تو حانث ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر دونوں سے بروز جمعرات پھر دونوں سے بروز جمعہ قربت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں سے بروز جمعرات قربت کی پھر ایک سے بروز جمعہ قربت کی تو جس سے بروز جمعہ قربت نہیں کی ہے اس سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور جس سے قربت کی ہے اُس سے ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر بروز جمعرات ایک سے قربت کی اور بروز جمعہ دونوں سے قربت کی تو جس سے جمعرات کو قربت نہیں کی ہے اُس سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا جبکہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہو جاوے اور جس سے جمعرات کو قربت کی ہے اُس سے ایلاء ساقط ہو جائیگا پھر جس سے جمعرات کو قربت کی تھی اگر اسکے بعد اس سے پھر قربت کی تو حانث نہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حانث ہو جائیگا اور دونوں سے ایلاء ساقط ہو جائیگا اور اگر دونوں میں سے ایک سے چہارشنبہ کے روز قربت کی اور دونوں سے جمعرات کے روز وطی کی تو جمعرات کا روز استثناء کیواسطے متعین ہوگا پھر اگر دوسری جورو سے جمعہ کے روز قربت کی تو حانث ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی اسواسطے کہ سوائے روز استثناء کے دونوں سے قربت کرنا پایا گیا اور اگر روز جمعہ کے اسی عورت سے قربت کی جس سے چہارشنبہ کو قربت کی تھی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ شرط یہ تھی کہ دونوں سے قربت کرے نہ یہ کہ ایک سے حالانکہ اُسنے ایک ہی سے دو بار قربت کی پس ایلاء اس عورت کے ساتھ جس سے چہارشنبہ کو قربت نہیں کی تھی باقی رہیگا۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ واللہ میں تم سے قربت نہ کرونگا الا بروز جمعرات تو جبتک جمعرات کا روز گذر نجاوے تب تک ایلاء کنندہ نہوگا پھر بعد جمعرات کے وہ مولی ہوگا اور اگر اُسنے یوں کہا کہ الا کسی جمعرات کو تو وہ کبھی مولی نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کی جورو کوفہ میں ہے اور وہ بصرہ میں ہے پس اُس نے کہا کہ واللہ میں کوفہ میں داخل نہونگا تو وہ ایلاء کنندہ نہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کیواسطے کوئی غایت مقرر کی پس اگر ایسی چیز ہو جسکی مدت ایلاء کے اندر پائی جانے کی امید نہو مثلاً کسی نے رجب کے مہینے میں کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ میں محرم کے روزے رکھوں یا کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نہ کرونگا الا فلاں شہر میں حالانکہ اس شہر میں پہونچنے تک چار مہینہ یا زیادہ ضرور گذرتے ہیں تو یہ شخص ایلاء کنندہ ہو جائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت گذرتی ہو تو ایلاء کنندہ نہوگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تو اپنے بچہ کا دودھ چھڑا دے حالانکہ دودھ چھڑانے کی مدت چار مہینہ یا زیادہ ہے تو بھی مولی ہو جائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت ہو تو مولی نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا یہانتک کہ وہ جانور جو قریب قیامت نکلے گا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس یہ ہے کہ وہ مولی نہو اور استحساناً مولی ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہانتک کہ قیامت برپا ہو یا یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھسکر پار ہو جاوے تو بھی وہ مولی ہوگا۔ اور اگر ایسی غایت مقرر کی ہو کہ مدت ایلاء کے اندر اُسکے پائے جانے کی امید ہو نہ بیقراری کی تو بھی وہ مولی ہوگا جیسے یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تو مر جاوے یا میں مر جاؤں یا یہانتک کہ تو مجھے قتل کرے یا میں تجھے

قتل کرون یا یہان تک کہ مین قتل کیا جاؤن یا تو قتل کی جاوے یا یہانتک کہ مین تجھے تین طلاق دیدون تو بالاتفاق وہ مولی ہوگا
اور اسی طرح اگر جورو باندی ہو اور اُس سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نکرونگا یہان تک کہ مین تیرا مالک ہون
یا تیرے کسی ٹکڑے کا مالک ہون تو بھی وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ یہان تک کہ مین تجھے خرید کرون تو وہ مولی نہوگا
اور نکاح فاسد نہوگا - اور اگر ایسی غائت ہو کہ باوجود بقاے نکاح کے مدت ایلار کے اندر اُسکے پائے جانے کی
امید ہو لیکن اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکے ساتھ قسم کھائی جاتی ہی اور نذر کی جاتی ہی اور اُسنے اپنے اوپر واجب کر لی تو مولی ہو جائیگا
جیسے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہی تو مولی ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر باندی جورو
سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین تجھکو اپنے واسطے خرید کرون تو صحیح یہ ہی کہ وہ مولی نہوگا جبتک
یون نہ کہے کہ یہان تک کہ مین تجھکو اپنے واسطے خرید کر کے تجھپر قبضہ کر لون یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ
مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہان تک کہ فلان مجھے اجازت دے یا فلان شخص سفر سے آجاوے تو وہ مولی نہ ہوگا
مگر قسم ہو جاویگی حتی کہ اگر اسکے بعد اُس سے قربت کی تو اُسپر کفارہ لازم آجائیگا لیکن اگر فلان مر گیا تو اب امام ابو یوسف
کے نزدیک وہ مولی ہوگا اور طرفین کے نزدیک قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت سے قربت کی تو حانث
نہوگا پس جب قسم ہی باطل ہوگئی تو مولی نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت
نہ کرونگا یہان تک کہ مین اپنے فلان غلام کو آزاد کرون یا یہان تک کہ اپنی فلانہ جورو کو طلاق دون یا یہان تک کہ
ایک مہینہ روزہ رکھ لون تو بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رح کے مولی ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک
کہ اپنے غلام کو قتل کرون یا یہانتک کہ اپنے غلام کو مارون یا یہانتک کہ فلان کو قتل کرون یا فلان کو مارون یا گالی دون یا
اُسکے مانند اور کوئی بات کہی تو مولی نہوگا اسواسطے کہ عرف و عادت مین ان چیزون کی قسم نہین کھائی جاتی ہی یہ بدائع مین ہی
اور اگر اُسنے جورو صغیرہ یا آئسہ سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تجھے حیض آوے تو مولی ہوگا اگر
جانتا ہی کہ چار مہینہ تک وہ حائضہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا
مادامیکہ تو میری جورو ہی پھر اسکو بائنہ طلاق دیکر اُس سے نکاح کر لیا تو اُس سے ایلار کنندہ نہوگا جب چاہے اُس سے
قربت کرے اور حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا درحالیکہ تو میری جورو ہو گی پھر اسکو بائنہ
کر کے اُس سے نکاح کر لیا تو مولی رہیگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا یہان تک کہ یہ بات کرے حالانکہ وہ
جانتا ہی کہ اس بات کے کرنے پر قادر نہوگا جیسے آسمان چھو لینا وغیرہ تو وہ مولی ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ
مین تجھ سے قربت نہ کرونگا مادامیکہ یہ نہر جاری ہی پس اگر ایسی نہر ہو کہ اُسکا پانی منقطع نہین ہوتا ہی تو وہ مولی ہوگا
ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایسے مرد نے جسنے ایلار کیا ہی مجنون ہو کر وطی کر لی تو قسم منحل ہو جائیگی اور ایلار ساقط
ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور ہرگاہ کہ ایلار مرسل ہوا اور ایلار کنندہ تندرست ہو جماع کرنے پر قادر ہو تو اُسکا رجوع
کرنا بجماع ہوگا نہ زبانی کذا فی محیط السرخسی اور اگر شہوت سے عورت کا بوسہ لے لیا یا شہوت سے اُسکا مساس کیا یا شہوت
سے اسکی فرج کو دیکھا یا فرج سے علاوہ اس سے مباشرت کی تو یہ رجوع نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر ایلار کرنیوالا
مریض ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہو یا عورت مریضہ ہو تو رجوع کر لینے کی یہ صورت ہی کہ کہے کہ مین نے اس عورت کی
طرف رجوع کر لیا پس ایسا کہنا قسم پوری کرنے کا حکم باطل کرنے مین مثل وطی سے رجوع کرنے کے ہی مادامیکہ وہ مریض ہی یہ

کافی میں ہے۔ اور جب رجوع کرنا بقول پایا جاوے یعنی مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کیا تو مدت ایلاء گذرنے سے عورت پر طلاق واقع نہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہیگی چنانچہ اگر عورت سے وطی کی تو اسپر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت میں مولی نے جورو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے وطی کی تو مولی پر کفارہ لازم نہ آویگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور جوامع الفقہ میں مذکور ہے کہ اگر مولی اپنی جورو کے ساتھ جماع کرنے سے اس وجہ سے عاجز ہوا کہ عورت رتقاء یا قرناء ہے یا صغیرہ ہے یا مرد مجبوب ہے یا عنین ہے یا دار الحرب میں مقید ہے یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی ہے یا عورت ایسی جگہ مختفی ہے کہ یہ مرد کو نہیں معلوم ہے در حالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کیے ہوئے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس مرد کی جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی پہونچ سکتا ہو یا تین طلاق دینے کے گواہ گذرنے پر قاضی نے ان دونوں میں حائل کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا بایں طور کہ کہے کہ میں نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا یا اس سے مراجعت کر لی یا ارتجاع کر لیا یا اسکا ایلاء باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع میں ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محبوس ہو یعنی قید خانہ میں ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی میں ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا اور عورت محبوس ہے یا خود محبوس ہے یا دونوں میں چار راہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اُس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زبانی نہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ میں مقید ہونے کی صورت میں دونوں قولوں میں توفیق دینا اسطرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونوں میں سے ایک کا قید خانہ میں پہونچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا نادر و زائل ہونے کے کنارے لگا ہے اور جو قید برحق ہو اسمیں زبانی رجوع کا اعتبار نہیں ہے اور جو بظلم ہو اسمیں اعتبار ہے مثل غائب کے یہ غایۃ سروجی میں ہے۔ آیا مریض کی طرف سے فقط دلی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ ہاں کافی ہے حتی کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں کافی ہے اور یہی وجہ ہے پھر واضح رہے کہ یہ اسوقت ہے کہ وقت ایلاء سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہو بلکہ یوں ہوا کہ عورت سے ایلاء کیا درحالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اُس نے اتنا توقف کیا کہ اسمیں جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر اسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا مجبوب ہونا یا کفار کے ہاتھ میں اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہو جانے کے امور میں سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہو گیا یا ایلاء کرنے کے وقت عاجز تھا پھر درمیان مدت میں اسکا عجز زائل ہو گیا تو اسکا زبانی رجوع کرنا صحیح نہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام میں ہو کہ اُسوقت سے تا ادائے حج چار مہینہ میں تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہو سکتا ہے زبانی رجوع صحیح نہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور مریض جسنے ایلاء کیا ہے اگر اپنی جورو سے جس سے ایلاء کیا ہے فرج کے سوائے جماع کیا تو یہ امر اُسکی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض میں اُس سے وطی کی تو یہ رجوع کرنا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایلاء کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیمار ہو گئی پھر چار مہینہ گذرنے سے پہلے شوہر اچھا ہو گیا تو امام زفر رح کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقط جماع سے ہو سکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایلاء معلق بشرط ہو تو زبانی رجوع کرنا صحیح ہونے کے لیے شرط پائی جانے کی حالت میں مرض و صحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیق کے انکا اعتبار نہوگا۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ میں تجھسے کبھی قربت نہ کرونگا اور اسلئے رجوع نہ کیا یہانتک کہ عورت بائنہ ہو گئی پھر بعد بائنہ ہونے کے وہ اچھا ہو گیا پھر بیمار ہو کر اس

وسعت دیگر در توفیق ۱۲

یعنے عاجزی کے سبب زبانی رجوع کرنا ۱۲

نکاح کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اُسکا رجوع فقط جماع سے ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر وہ بیس روز ٹھہر رہا پھر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا تو وہ دو ایلار سے ایلار کنندہ ہو جائیگا اور دو مدتون کا شمار کیا جائیگا کہ ایک مدت پہلی قسم کے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر ان دونون مدتون مین سے کسی کے گذرنے سے پہلے اُسنے بقول رجوع کیا تو صحیح ہے اور دونون مدتین مرتفع ہو جاوینگی جیسے جماع کر لینے مین ہوتا ہے پھر اگر مرض برابر رہا یہانتک کہ دونون مدتین پوری ہوگئین تو یہ رجوع کرنا متاکد ہو جائیگا اور اگر پہلی مدت گذرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تو یہ رجوع کرنا باطل ہو گیا اور جماع کے ساتھ رجوع کرے۔ اور اگر اُسنے زبانی رجوع نہ کیا تو دونون مدتون کے گذرنے پر دو طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق پہلی قسم سے چار مہینہ گذرنے پر اور دوسری طلاق دوسری قسم سے چار مہینہ گذرنے پر یعنی پہلی سے دس روز بعد اور اگر اُسنے جماع کر لیا تو دونون قسمون مین حانث ہوگا پس دو کفارہ اسپر لازم آوینگے۔ اور اگر مرض سے اچھا ہوا اور زبانی رجوع نہ کیا یہانتک کہ ایلار اول سے مدت چار ماہ گذر گئی تو ایک طلاق بائنہ ہو جائیگی پھر اگر دوسری ایلار کی مدت پوری ہونے مین جو دس روز باقی ہین اگر انہین اچھا ہو گیا تو ایلار ثانی سے رجوع کرنا بجماع ہوگا اگرچہ وہ کبھی جماع پر قادر نہو اور اگر دوسری ایلار سے دس روز باقی مدت مین اچھا نہوا پس اگر دس روز کے اندر زبانی رجوع کیا تو ایلار دوم باطل ہو جائیگا اور اگر رجوع نہ کیا تو دس روز گذرنے پر دوسری ایک طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر ایلار اول کی مدت مین زبانی رجوع کیا تو حق اول مین صحیح ہے حتی کہ اول کی مدت گذرنے پر طلاق واقع نہوگی پھر اگر دوسری ایلار کے دس روز باقی مدت مین اچھا ہو گیا تو رجوع زبانی جو سابق مین کیا ہے اُسکا حکم جاتا رہا چنانچہ اب اُسکا رجوع کرنا جماع سے ہوگا اور اگر اُسنے جماع سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ وہ بائنہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کیا درحالیکہ وہ مریض ہے تو اسی ایلار ثانی کا مولی رہیگا۔ اور اگر عورت مذکورہ سے قربت کی تو دونون قسمون مین حانث ہو جائیگا اور اسپر دو کفارہ لازم آوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور واضح رہے کہ مریض کے زبانی رجوع کرنیکا اعتبار جب ہی تک ہوتا ہے کہ نکاح قائم ہو اور اگر بینونت واقع ہو گئی تو کچھ اعتبار نہین ہے چنانچہ اگر مریض نے اپنی عورت سے ایلار کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور اس سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ بیک طلاق اس سے بائنہ ہو گئی پھر بعد اسکے اُس سے زبانی رجوع کیا تو بیکار ہے ایلار باطل نہوگا حتی کہ اگر اس سے نکاح کیا اور ہنوز وہ ویسا ہی مریض ہے پھر چار مہینہ گذر گئے کہ اُس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق دیگر بائنہ ہو جائیگی اور بجماع رجوع کرنا جیسا قیام زوجیت کی حالت مین معتبر ہے ویسا ہی بعد بائنہ ہونے کے بھی معتبر ہے چنانچہ اگر تندرست مرد نے اپنی جورو سے ایلار کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور بیک طلاق بائنہ ہو گئی پھر اسکے بعد اس سے جماع کیا تو یہ ایلار باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا اور چار مہینہ بلا جماع گذر گئے تو اسپر دوسری طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مدت کے اندر مدت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا لیکن اگر عورت جانتی ہو کہ یہ جھوٹ کہتا ہے تو اسکو اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہوگی بلکہ گناہ سے بچنے کے واسطے اسکے پاس سے بھاگ جاوے یا اپنا مال دیکر اپنی جان چھڑا دے۔ اور اگر مدت گذر جانے کے بعد دونون نے اختلاف کیا اور شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے چار مہینہ کے اندر اُس سے جماع کر لیا ہے تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اِلّا اُس صورت مین کہ عورت اُسکی تصدیق کرے یہ تاتارخانیہ مین ہے

اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو و اللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو ایک مرتبہ قربت کرنے کے وقت سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو و اللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین چاہا تو ایلاء کنندہ ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کو بھی اپنی مجلس تک اختیار رہیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور یہ امر غیر مذاکرہ طلاق کی حالت مین واقع ہوا پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہو گی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر دو طلاق کی نیت کی تو نہین صحیح ہی الا آنکہ جورو کسی کی باندی ہو اور اگر ظہار کی نیت کی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ظہار ہو گا اور اگر قسم کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو یہ ایلاء ہی اور اگر کذب کی نیت کی تو یہ کذب ہوگا یہ ظاہر الروایۃ کے موافق ہی۔ اور اسی طرح اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھکو اپنے اوپر حرام کیا یا اپنے اوپر تہ کہا یا کہا کہ تو مجھپر حرام کردہ شدہ ہی یا حرام ہی مجھپر یا مجھپر نہ کہا یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون یا حرام کردہ شدہ ہون یا مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا تو بھی یہی حکم ہی اور واضح رہے کہ اپنی نفس کے حرام کرنے کی صورتون مین لفظ تجھپر کہنا شرط ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو حرام کیا اور یہ نہ کہا کہ تجھپر اور طلاق کی نیت کی تو طالقہ نہو گی اور یہی حکم بینونت مین ہی بخلاف عورت کے نفس کے حرام کرنے کے کہ اسمین مجھپر ذکر کرنا شرط نہین ہی اور فرمایا کہ یہ متقدمین کا قول ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اُسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میری نیت کذب تھی یعنے دروغگوئی تو اُسکے قول کے موافق رکھا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ بحکم قضا مین اُسکے اس دعوے کی تصدیق نہو گی اسواسطے کہ یہ قسم ظاہرہ ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت کی تھی تو یہ طلاق بائنہ ہو گی لیکن اگر اُسنے کہا کہ مین نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی تھی تو یہ قسم ہو گی کہ اس سے ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور بعضے مشائخ اسکو بدون نیت مرد مذکور کے طلاق کی جانب راجع کرتے ہین کیونکہ یہی عرف ہی اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ باب الایمان مین اسکا ذکر آیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے یا مثل خون کے یا مثل سور کے گوشت کے یا مثل خمر کے ہی تو اُسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے دروغ کی نیت کی ہو تو دروغ ہوگا اور اگر تحریم کی نیت کی تو ایلاء ہو گا اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو بالاتفاق اماموں کے نزدیک ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور اگر قسم کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک فی الحال ایلاء کرنے والا ہو جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک جب تک قربت نہ کرے تب تک ایلاء کنندہ نہو گا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو تو طالقہ ہی پھر مدت گذر گئی پس اُسنے کہا کہ مین نے اس سے مدت کے اندر قربت کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہو گی مگر اُسکے اقرار سے دوسری طلاق واقع ہو گی (تو طلاق ایلاء واقع ہو گی ۱۲) یہ فتاوی عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ دونون تم مجھپر حرام ہو تو دونون مین سے ہر ایک سے ایلاء کرنے والا ہو گا اور عورت کے ساتھ وطی کرنے سے حانث ہو گا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر دو عورتون سے کہا کہ تم مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دونون پر تین تین طلاق واقع ہونگی اور امام اعظم رح کے نزدیک

اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمد رح کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہی اور فتوی امام اعظم رح و امام محمد رح کے قول پر ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلاء کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر اُسنے تین عورتون سے کہا کہ تم سب مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے دروغ کی نیت کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی اور ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور لازم ہی کہ یہ بنا بر قول امام ابو یوسف رح ہو اور بقیاس قول طرفین کے اُسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی پھر مکرر اسکو کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل متاع فلان کے ہی تو حرام نہو گی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ وہ مجھپر حرام ہی یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون تو یہ قسم ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو جیسے شوہر کی طرف سے کہنے مین ہوتا ہی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی تو قسم مین حانث ہو جائیگی اور اسپر کفارہ لازم آویگا یہ ذخیرہ مین ہی

آٹھوان باب خلع اور جو اُسکے حکم مین ہی اُسکے بیان مین - اور اسمین چند فصلین ہین

فصل اول شرائط خلع اور اسکے حکم کے بیان مین

ملک نکاح کو بعوض بدل کے بلفظ خلع زائل کرنے کو خلع کہتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور گاہے بلفظ خرید و فروخت صحیح ہوتا ہی اور گاہے بلفظ زبان فارسی صحیح ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور خلع کی شرط وہی ہی جو طلاق کی ہی اور خلع کا حکم یہ ہی کہ طلاق بائن واقع ہوگی یہ تبیین مین ہی - اور خلع مین تین طلاق کی نیت صحیح ہی اور اگر عورت سے کئی بار نکاح کیا اور کئی بار اسکو خلع دیدیا تو ہمارے نزدیک تین بار کے بعد بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے یہ عورت اس مرد کو حلال نہ رہیگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور عامہ علماء کے نزدیک خلع جائز ہونے کے واسطے سلطان کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور انھین کا قول صحیح ہی یہ بدائع مین ہی - اور جب شوہر و جورو مین بخشش پیش آئی اور دونون کو اسکا خوف ہوا کہ ہمسے حدود اللہ تعالی کی پاسداری نہوگی تو مضائقہ نہین ہی کہ عورت اتنا مال دیکر کہ شوہر اسپر عورت کو خلع دیدے اپنے نفس کو چھڑاوے پس جب دونون نے ایسا کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر مال لازم ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر سرکشی مرد کی جانب سے ہو تو خلع پر اُسکو کچھ عوض لینا حلال نہین ہی اور یہ حکم براہ دیانت ہی اور اگر اُسنے لے لیا تو قضاءً جائز ہوگا اور عورت پر لازم ہوگا حتے کہ عورت اسکو مرد سے واپس لینے کی مختار نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر سرکشی عورت کی جانب سے ہو تو ہمارے نزدیک جسقدر مرد نے اُسکو دیا ہی اُس سے زیادہ لینا مرد کو مکروہ ہی اور بادجود اسکے اگر اُسنے زیادہ لیا تو قضاءً جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مجھسے اسقدر کے عوض خلع مین لیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع مین لیا تو بعض نے کہا کہ صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ نہین صحیح ہی مطلقاً اور مختار یہ ہی کہ نہین صحیح ہی لیکن اگر اُسنے تحقیق و تقریر کی نیت کی ہو تو صحیح ہی اسواسطے کہ ظاہر یہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے اتنے مال پر خلع دیدیا پس عورت نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہی گویا عورت نے کہا کہ ہان تو نے مجھے خلع دیدیا اور اگر عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے اجازت دیدی تو صحیح ہی اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے مال کے عوض طلاق دیدے پس مرد نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہی اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی بخلاف اسکے اگر عورت نے کہا کہ مین بعوض ہزار درم کے طالقہ ہون پس مرد نے کہا کہ ہان تو طلاق واقع ہوگی

گویا اُسنے یون کہا کہ ہان تو ہزار کے عوض طالقہ ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور خلع اور مبارات ہر حق کو جو ہر ایک کا دوسرے پر تھا مگر وہی جو نکاح سے متعلق ہی ساقط کر دیتا ہی یہ کنز الدقائق مین ہی - اور مال پر جو طلاق ہوتی ہی وہ موجب برارت نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور جب خلع بلفظ خلع ہو تو سواے مہر کے اور قرضہ سے امام اعظم رہ کے نزدیک برارت ثابت نہین ہوتی ہی یہ ظاہر الروایۃ ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اسی طرح مبارات مین باقی قرضون سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی اور یہی صحیح ہی اگرچہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی - اور لفظ بیع و خرید مین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکا حکم مثل لفظ خلع و مبارات کے ہی یہ فتاوی صغری مین ہی - اور خلع و مبارات اور طلاق علی المال مین نفقہ عدت سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی الا بشرط اور یہ اتفاقی مسئلہ ہی اور اسی طرح بدون شرط کیے نفقہ اولاد و رضاع سے برارت حاصل نہین ہوتی ہی پھر اگر اس سے برارت کی شرط کی پس اگر اسکے واسطے کوئی وقت میعادی مقرر کر دے تو صحیح ہی ورنہ نہین - اور جبکہ بیان وقت و شرط سے برارت جائز ٹھہری پھر اگر اسوقت سے پہلے بچہ مر گیا تو پوری مدت تک جو ایام رہگئے ہین اسقدر حصہ اجرت شوہر اس عورت سے واپس لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر سواے مہر کے کسی قدر مال مسمی معروف پر خلع کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو اور اُسنے اپنا مہر وصول کر لیا ہو تو وہ شوہر کو مال عوض خلع دیدیگی اور کوئی دونون مین سے بعد طلاق کے دوسرے کا پیچھا نہ کریگا اور اگر اُسنے مہر وصول نہ پایا ہو تو عورت بدل الخلع مرد کو دیدیگی اور شوہر سے کچھ مہر کے واسطے مطالبہ نہ کریگی یہ امام اعظم کا قول ہی اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو اور اُسنے مہر وصول پایا ہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور طلاق قبل دخول واقع ہونے کی وجہ سے نصف مہر مقبوضہ واپس نہ لیگا یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور وہ شوہر سے نصف مہر نہین لے سکتی ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی - اور اگر عورت سے کسی قدر مال معلوم پر سواے مہر کے مبارات کی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا حکم ویسا ہی ہی جیسا امام اعظم رح کے نزدیک خلع مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کو اسکے مہر پر خلع دیا پس اگر عورت مدخولہ ہو اور مہر اسکا مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے اُسکا مہر واپس لیگا اور اگر مقبوضہ نہو تو شوہر سے تمام مہر ساقط ہو جائیگا اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا کسی چیز کے واسطے دامنگیر نہین ہو سکتا ہی - اور اگر مدخولہ نہو پس اگر اُسنے مہر پر قبضہ کر لیا مثلاً ہزار درم ہین تو استحساناً شوہر اس سے ہزار درم واپس لیگا اور اگر اُس نے مہر وصول نہ کیا ہو تو استحساناً شوہر اس سے کچھ واپس نہ لیگا اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت سے دسوین حصہ مہر پر خلع کیا اور مہر ہزار درم ہی پس اگر عورت مدخولہ ہو اور مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے سو درم واپس لیگا اور باقی عورت کے قبضہ مین مسلم رہیگا اور یہ اتفاقی سب علمار کا قول ہی - اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر کے ذمہ سے کل مہر ساقط ہو جائیگا اور یہ امام اعظم کا قول ہی - اور اگر عورت مدخولہ نہو پس اگر مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اُس سے نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا یعنی پچاس درم اسواسطے کہ طلاق کے وقت اسکا مہر نصف مہر مسمی ہوگا پس نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا اور باقی مہر عورت کو مسلم رہیگا اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر پورے مہر سے امام اعظم رح کے نزدیک بری ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ عورت کو تمام یا بعض مہر پر خلع دیا ہو اور اگر عورت سے تمام مہر یا بعض مہر پر مبارات کی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکا حکم وہی ہی جو امام اعظم رح کے نزدیک خلع کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت کو اس مال مہر پر جو عورت کا شوہر پر آتا ہی خلع دیدیا پھر

ظاہر ہوا کہ عورت کا شوہر پر کچھ مہر نہیں آتا ہی تو عورت پر مہر واپس کر دینا واجب ہوگا جیسے اس کہنے مین کہ عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے غلام پر جو میرے قبضہ مین ہی یا تیری متاع پر جو میرے ہاتھ مین ہی خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کی کوئی چیز اسکے قبضہ مین نہ تھی تو خلع عورت کے مہر پر ہوگا چنانچہ اگر شوہر پر باقی ہو تو ساقط ہوگا اور اگر عورت شوہر سے وصول کر چکی ہو تو شوہر کو تمام واپس کر دیگی - اور اگر عورت کو مہر پر خلع دیا یا مال مہر پر جو شوہر پر ہی ایک طلاق دی اور عورت نے قبول کیا حالانکہ شوہر جانتا ہی کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہیں ہی تو خلع کی صورت مین بلا عوض ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طلاق مہر مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت نے کچھ مہر وصول کیا اور شوہر کو بعض مہر ہبہ کر دیا ہو پھر مجہول چیز کے عوض خلع لے لیا تو شوہر اسقدر مہر کو واپس لیگا جو عورت نے وصول کیا ہی زیادہ کچھ نہیں لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو اس قرار پر خلع دیا کہ جو اسنے شوہر سے وصول کیا ہی سب واپس دے حالانکہ عورت نے جو شوہر سے وصول کیا تھا اسکو فروخت کیا یا ہبہ کر دیا اور مشتری یا موہوب لہ کو سپرد کر دیا ہی حتی کہ عورت یہ چیز شوہر کو واپس کر دینے مین معذور ہی پس اگر یہ چیز قیمتی چیزون مین سے ہی تو اسکی قیمت واپس دے اور اگر مثلی چیزون مین سے ہی تو مثل واپس دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے مہر مسمی پر نکاح کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے دوبارہ دوسرے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اپنے مہر پر خلع لے لیا تو شوہر دوسرے مہر سے بری ہوگا نہ اول سے یہ سراج وہاج مین ہی - عورت کو قبل دخول کے خلع دیدیا حالانکہ نکاح کے وقت اسکا مہر مسمی نہین کیا تھا تو بدون بیان کے شوہر کے ذمہ سے متعہ ساقط ہو جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو کچھ مال پر خلع دیا پھر عورت نے بدل خلع مین بڑھا دیا تو زیادتی باطل ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی - اپنی عورت کو اس قرار پر خلع دیا کہ عورت اسکے ساتھ کسی عورت کو بیاہ دے تو عورت پر فقط یہ بات واجب ہوگی کہ جو مہر شوہر نے اسکو دیا ہی بس وہی واپس کر دے یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر جورو کو اسکے مہر پر اور اپنے پسر کو دو سال تک دودھ پلانے پر خلع دیا تو جائز ہی اور عورت مذکورہ جسنے ایسا خلع قبول کر لیا ہی دودھ پلانے پر مجبور کیجائیگی پس اگر اسنے ایسا نہ کیا یا بچہ دو برس سے پہلے مر گیا تو عورت مذکورہ پر اس رضاعت کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر اور اپنے نفقہ عدت پر اور اس امر پر کہ اس شوہر سے جو لڑکا بچہ ہی اسکو تین سال یا دس سال تک اپنے پاس بیاسے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے گی خلع لیا تو خلع صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ ایسا کرنے پر مجبور کیجائیگی اگرچہ یہ امر مجہول ہی پھر اگر عورت مذکورہ اس بچہ کو شوہر کے پاس چھوڑ کر بھاگ گئی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ سے نفقہ کی قیمت لے لے - اور عورت کو اختیار ہوگا کہ شوہر سے بچہ کے کپڑے کا مطالبہ کرے لیکن اگر خلع مین بچہ کو نفقہ کے ساتھ کپڑا دینا بھی شرط کیا ہو تو کپڑے کا مطالبہ نہین کر سکتی ہی اگرچہ لباس مذکور مجہول ہی اور بچہ خواہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو کچھ فرق نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کسی قدر درہمون پر خلع کیا پھر عورت مذکورہ کو بدل الخلع کے عوض طفل شیرخوار کے دودھ پلانے پر اجیر کیا یعنی نوکر رکھا تو جائز ہی اور اگر عورت کو دودھ چھوٹے ہوئے بچہ کو اس بدل الخلع پر نفقہ و کپڑا اپنے پاس سے دیکر اپنے پاس رکھنے پر اجارہ لیا تو نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر عورت نے اس شرط پر خلع لیا کہ بدل خلع یہ ہی کہ بچہ کو تا بلوغ اپنے پاس رکھے گی تو صحیح ہی اور یہ اسوقت ہی کہ بچہ لڑکی ہو اور اگر لڑکا ہوگا تو نہین صحیح ہی اسواسطے کہ لڑکا مردون کے آداب و

اخلاق سیکھنے کا محتاج ہے پس اگر اس دراز مدت تک اپنی ماں کے ساتھ رہیگا تو اسمین عورتوں کے اخلاق پیدا ہوجاوینگے اور اسکی خرابی پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر اگر بچہ کی ماں نے دوسرا نکاح کرلیا تو باپ کو اختیار ہوگا کہ بچہ اُس سے لے لیوے۔ اور اگر دونون نے اسپر اتفاق کیا تو بچہ عورت کے پاس نہ چھوڑا جائیگا اسواسطے کہ یہ بچہ کا حق ہے اور دیکھا جائیگا کہ اتنی مدت رکھنے کی اجرت کیا ہوتی ہے اسی قدر شوہر اس عورت سے لے لیگا اور بچہ اپنے پاس رکھنے پر خلع جب ہی صحیح ہوتا ہے کہ مدت بیان کردی ہو اور اگر بیان نہ کی ہو تو صحیح نہیں ہے خواہ بچہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو صحیح ہے اگرچہ مدت بیان نہ کی ہو اور دو برس تک دودھ پلاویگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع لیا اس قرار پر کہ اسکا جو مہر شوہر پر آتا ہے وہ اُسکا اور جو اسکا بچہ اس عورت کے پیٹ مین ہے جب اسکو جنے تو دو برس تک دودھ پلاویگی تو یہ خلع جائز ہے پس اگر بچہ ہوکر مر گیا یا اُسکے پیٹ مین بچہ نہ تھا تو رضاعت کی قیمت شوہر کو دیگی اور اگر بچہ ایکسال کے بعد مر گیا تو ایکسال کی قیمت رضاعت دیگی اور اسی طرح اگر عورت خود مرگئی تو اسپر رضاعت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت نے دس برس تک مدت بیان کی ہو تو شوہر دو برس تک کی اجرت رضاعت اور باقی آٹھ برس کا نفقہ لے لیگا لیکن اگر عورت نے خلع کے وقت کہا ہو اور اگر بچہ مر گیا یا عورت مر گئی تو عورت پر کچھ نہوگا تو عورت کی شرط کے موافق رکھا جائیگا یہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے یہ فتح القدیر مین ہے عورت کو اس قرار داد پر خلع دیا کہ میرے فرزند کو دس برس تک نفقہ دے اور یہ عورت تنگدست ہے پس اُسنے بچہ کا نفقہ اُسکے باپ سے مانگا تو مرد مذکور پر نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور یہ جو اُسنے عورت پر شرط کرلیا تھا وہ عورت پر قرضہ رہا اور اسی پر اعتماد ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو اس شرط پر خلع دیا کہ یہ بچہ جو ان دونون سے پیدا ہوا ہے چند سال معلومہ تک باپ کے پاس رہے تو خلع صحیح ہے اور شرط باطل ہے اسواسطے کہ ایسے صغیر بچہ کا ماں کے پاس رہنا بچہ کا حق ہے کہ جو ان دونون کے باطل کرنے سے باطل نہوگا۔ اسی طرح اگر جورو کو اس شرط پر طلاق دی کہ بچہ کو اسکے بالغ ہونے تک اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے اور بدین شرط کہ عورت کا جو مہر شوہر پر ہے اسکو چھوڑ دے اور عورت نے اسکو قبول کرلیا پھر عورت نے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کیا تو وہ اس امر پر مجبور کیجائیگی اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا تو لڑکے کے بالغ ہونے تک جو اجرت ہوتی ہو وہ اسپر واجب ہوگی۔ ایک عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ وہ نفقہ و سکنی سے بری ہے تو خلع پورا ہو جائیگا اور شوہر نفقہ سے بری ہوگا مگر سکنی باطل نہوگا اور اگر عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ سکنی کا خرچہ عورت کے ذمہ ہے تو عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر سے یا کسی دوسرے سے کوئی مکان کرایہ لیکر اُسمین عدت پوری کرے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے بچہ کو جو اس عورت کے پیٹ سے ہے جبتک لڑکا رہیگا اپنے پاس سے نفقہ دیگی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ عورت پر واجب ہوگا کہ جو کچھ مہر اُسنے وصول پایا ہے وہ واپس دے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ اپنا مہر جو شوہر پر ہے اپنے فرزند کے واسطے ملک قرار دے یا اس شرط سے اپنا مہر مذکور واسطے فلان اجنبی کے قرار دیگی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ خلع جائز ہے اور فرزند یا اجنبی کو کچھ نہ ملیگا جو کچھ مہر ہے وہ شوہر کا ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھسے خلع دیا اور شوہر نے اجازت دی تو بغیر مال جائز ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے جورو سے کہا کہ تو اپنے آپکو خلع دیدے تو واقع ہوگا یہ خلع الا بعوض مال لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو بغیر مال ہوگا

اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے تو وہ بغیر مال خلع نہیں دے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہوگا لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بعوض ہزار درم کے خلع دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہے تو اسمیں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہوگا اور خلع تمام ہوجائیگا اور بعضوں نے کہا کہ طلاق ہوگی خلع نہوگا اور مختار یہ ہے کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے اس سے جواب کا قصد نہیں کیا تھا تو اسکا قول قبول ہوگا اور طلاق بغیر مال واقع ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھ سے خلع کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دیدی تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہوگا اور خلع پورا ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہوگا۔ اور مسئلہ اولی میں بھی شوہر کی نیت دریافت کرنی چاہیے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض خلع دیدے پس شوہر نے جواب دیا کہ میں نے تجھے البتہ طلاق دیدی یعنی طلاق بتہ دی تو بلا خلاف یہ ابتدائی طلاق ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے یا خویشتن خریدم پس شوہر نے اسکے جواب میں کہا کہ تو طالقہ ہے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ میں نے تجھے خلع دیا ایسا ہی نوازل میں مذکور ہے اور فتوے اسپر ہے کہ اگر اُسنے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ فروختم بیک طلاق تو بدون نیت جواب ہوگا۔ امام استاد ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طالقہ ہے یا بیک طلاق بازے تو کشادہ کردم بدون نیت جواب ہوگا اور محیط میں مذکور ہے کہ فتوے شمس الاسلام اوزجندی بھی ایسا ہی ہے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اسمیں باہم اختلاف ہے کہ آیا شوہر مہر سے بری ہوجائیگا یا نہیں اور فتوی اسپر ہے کہ بری نہوگا اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو نے مجھ سے بیع لیے یا خرید کیے تین طلاق بعوض اپنے مہر و نفقہ عدت کے پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدے تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی جبتک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر یوں نہ کہے کہ میں نے فروخت کیے کذا فی فتاوی قاضیخان لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تحقیق طلاق کی نیت کی ہو نہ مساومت کی تو طلاق واقع ہوجائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے مہر و نفقہ عدت کے عوض خریدلے پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدیں تو دونوں میں خلع پورا ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تین طلاق تیرے ہاتھ تیرے مہر و نفقہ عدت کے عوض فروخت کیں پس عورت نے جواب دیا کہ بعت میں نے بیچی اور احتمال ہے کہ بمعنی خریدی ہو اور یہ نہ کہا کہ میں نے خریدیں تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی پر فتوی ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا مہر و نفقہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے خریدا تو اُٹھ چلی جا پس وہ اُٹھکر چلی گئی تو ظاہر یہ ہے کہ اسپر طلاق واقع نہوگی لیکن احوط یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق نہو چکی ہوں تو تجدید نکاح کر لے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر و نفقہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے فارسی میں کہا کہ بجان خریدم تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے کبرے میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنی طلاق فروخت کی یا ہبہ کی یا تیری ملک میں کر دی پس شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ واقع نہوگی ایک عورت سے اُسکے خاوند نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر و نفقہ عدت کے بمثل آنکہ جبرئیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے فروخت کردی پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ طاہرہ ہو اور مرد نے اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا ہو تو طالقہ ہو جاویگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں طالقہ ہو گئی تو شوہر سے بعوض اپنے مہر کے بائنہ ہو جائیگی گویا یوں کہا کہ میں نے خریدی اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہو گی مگر اول اصح ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدی تو مفت ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اسواسطے کہ یہ صریح طلاق ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ تیرے نفس کو فروخت کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدا تو طلاق بائن واقع ہو گی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض تین ہزار درم کے فروخت کی۔ اسکو اُسنے تین بار کہا۔ اور عورت نے ہر کلام کے بعد کہا کہ میں نے خریدی پھر شوہر نے دعوی کیا کہ میں نے دوم و سوم کلام سے تکرار کی اور اولی کے اخبار کی نیت کی تھی تو قضاء اُسکے قول کی تصدیق نہ ہو گی پس تین طلاق واقع ہونگی مگر عورت پر تین ہزار درم لازم ہونگے یہ فتاوی قاضیخان و خلاصہ و وجیز کردری میں ہے اور اسی کو فقیہ نے اختیار کیا ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے خلع کر دیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تیرے اس مال مہر پر جو مجھ پر آتا ہے خلع دیدیا اور اسکو تین بار کہا پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا کہا کہ راضی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکے قبول ہی سے واقع ہوئی ہیں اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے مبارات کی میں نے تجھسے مبارات کی میں نے تجھسے مبارات کی اور کچھ مال بیان نہ کیا پس عورت نے کہا کہ میں راضی ہوئی یا میں نے اجازت دی تو مفت تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں۔ نے تجھسے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا میں نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا میں نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے اجازت دی یا میں راضی ہوا تو تین ہزار درم کے عوض تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ تیرا امر بعوض ہزار درم کے فروخت کیا پس عورت نے مجلس میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہو گی ایک مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض اسکے تمام مہر کے اور تمام اس چیز کے جو گھر میں عورت کی ملک ہے سوائے اسکے تن پر کے کپڑے کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدی حالانکہ عورت کے تن پر بہت سے کپڑے اور زیور ہیں تو طلاق بائن اُس مال پر واقع ہو گی جو گھر میں اسکا ہے اور تمام وہ سب جو اُسکے تن پر ہے کپڑے و زیور سے عورت ہی کی ملک ہوگا۔ مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک طلاق بعوض اس مہر کے جو اُسکا شوہر پر آتا ہے فروخت کی حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ عورت کا کچھ نہیں آتا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اشتریت نفسی منک بما اعطیت یعنی میں نے اپنے نفس کو تجھ سے بعوض اس چیز کے جو تو نے عطا کی ہے خرید لیا کہا کہ اشتری نفسی منک بما اعطیت یعنی خریدتی ہوں یا خریدونگی اپنے نفس کو تجھ سے بعوض اس مال کے جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اور اگرچہ لفظ اشتری سے ان دونوں معنوں کو محتمل ہے مگر عورت نے ایجاب ہی کی نیت کی ہے پس شوہر نے کہا کہ میں نے عطا کیا تو طلاق واقع ہو گی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت نے عربی زبان میں لفظ اشتری کہا ہو اور اگر اردو میں کہا یا فارسی میں کہا پس اگر فارسی میں کہا کہ خرمی اور مسئلہ بحالہ ہو تو صحیح ہے اور نیت پر نہ ہو گی اور اگر اُسنے کہا کہ حرم تو صحیح نہیں ہے اور نہ نیت کریگی

اسواسطے کہ فارسی مین ایجاب کے واسطے لفظ خرمی علیحدہ ہی اور وعدہ کے واسطے لفظ خرم علیحدہ ہی پس نیت کچھ موثر نہوگی اور عربی زبان مین دونون کے واسطے ایک ہی لفظ اشتری ہی پس نیت معتبر ہوگی قال المترجم فارسی محاورہ شاید توران کے نواح کا ہو ورنہ ظاہر فصیح یہ ہی کہ خریدم ایجاب ہی اور خرمی و خرم ہر دو ایجاب نہین ہین واللہ اعلم - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے اپنا مہر ہبہ کیا پھر کہا کہ مجھے کچھ عوض دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق عوض مین تو پس طلاق طالقہ ہوجائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو حکم دیا کہ اُسنے ایک سری بھنی ہوئی خریدی پس شوہر نے اس سے کہا کہ سر خریدی پس عورت نے زعم کیا کہ یہ مجھسے سری خریدی ہوئی کا حال پوچھتا ہی پس اُسنے کہا کہ خریدم پس شوہر نے کہا کہ فروختم تو خلع صحیح نہوجائیگا و لیکن اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر جلسہ کے لوگون نے عورت سے کہا کہ تونے اپنے نفس کو بیک طلاق بعوض اپنے کل حق کے جو عورتون کا مردون پر ہوتا ہی مہر و نفقہ عدت سے خرید کیا پس اُسنے کہا کہ ہان مین نے خریدا پھر شوہر سے پوچھا گیا کہ تونے فروخت کیا پس اُسنے کہا کہ ہان تو خلع صحیح ہوجائیگا اور شوہر تمام حقوق مذکورہ سے بری ہوجائیگا اگرچہ جلسہ کے گواہون نے عورت سے نہین کہا ہی کہ تونے اِس سے خریدا اسواسطے کہ عورت کا اپنے نفس کو خریدنا سوائے شوہر کے اور کسی سے ممکن نہین ہی کذا فی الفتاوی الکبرے اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے خلع لینے کا ارادہ کیا اور قوم کے لوگ جمع ہوئے اور چلے اُنھون نے عورت سے کہا کہ تونے اپنے نفس کو بعوض ان تمام حقوق کے جو تیرے شوہر پر آتے ہین خرید کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خرید کیا پھر ان لوگون نے شوہر سے کہا کہ تونے فروخت کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے فروخت کیا حالانکہ شوہر کے دل مین یہ تھا کہ اسباب خانہ مین سے کوئی مال فروخت کیا تو قضاءً طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائیگا - ایک مرد نے بطلاق واحد اپنی جورو کو خلع دیدیا پس اُسکے رفیقون نے کہا کہ تونے ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ سہ بار یعنی جاتین بار تو اس کلام سے کچھ واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ ایجاب نہین ہی - ایک مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا پس اس سے دریافت کیا گیا کہ تونے کتنی طلاق کی نیت کی تھی اُسنے کہا کہ جتنی ہمنے چاہی پس اگر شوہر نے کچھ نیت نہ کی ہو تو بیک طلاق طالقہ ہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے اور فارسی مین کہا کہ سہ خواہم پس شوہر نے کہا کہ سہ بار پھر اسکے بعد اُسکو خلع دیدیا بیک طلاق تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ سہ بار کہنے سے کوئی واقع نہین ہوئی تھی یہ فتاوی کبری مین ہی

فصل دوم جس چیز کا بدل خلع ہونا جائز ہی اور جسکا نہین جائز ہی اُسکے بیان مین - جس چیز کا مہر ہونا جائز ہی اُسکا بدل خلع ہونا بھی جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر باہم رضامندی سے خلع شراب یا سور یا مردار یا خون پر واقع ہوا اور شوہر نے اسکو عورت سے قبول کیا تو فرقت ثابت ہوجائیگی اور عورت پر کچھ مال واجب نہوگا اور نہ وہ اپنے مہر مین سے کچھ واپس کریگی یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر جورو کو اپنے ذاتی غلام پر خلع دیدیا یا اپنے ذاتی غلام پر اسکو طلاق دیدی تو عورت کے ذمہ کچھ لازم نہوگا و لیکن وقوع طلاق کے واسطے قبول ضروری ہی - پھر ہر جس صورت مین مال واجب نہین ہوتا ہی اور خلع بلفظ خلع یا بیع واقع ہوا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور جس صورت مین خلع بلفظ طلاق واقع ہوا تو مدخولہ ہونیکی صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر شراب پر یا عورت نے شوہر کو سوائے مہر کے دوسرے قرضہ سے جو عورت کا شوہر پر آتا ہی بری کردینے پر یا شوہر کو کفالت نفس جو اُسنے اس عورت کے واسطے قبول کی تھی اُس سے بری کردینے پر یا جو قرضہ عورت کا شوہر پر آتا ہی اُسمین تاخیر و مہلت دینے دینے پر عورت کو طلاق دی تو بری کرنا صحیح ہی اور

مہلت دینا اگر تا وقت معلوم ہو تو صحیح ہی اور یہ طلاق رجعی واقع ہو گی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جسمین احتمال ہی کہ مال ہو یا نہو مثلاً جو چیز اسکے گھر مین ہی یا جو اسکے ہاتھ مین ہی اسپر خلع لیا تو دیکھا جاویگا کہ اگر اسکے ہاتھ مین یا گھر مین اسدم کوئی چیز ہو تو وہ شوہر کی ہو گی اور اگر نہو گی تو شوہر کو کچھ نہ ملیگا۔ اسیطرح اگر عورت نے جو اسکی بکریون کے پیٹ مین ہی یا اسکی باندی کے پیٹ مین ہی اسپر خلع لیا اور بچہ کا نام صریح نہ لیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال تو ہی مگر وہ فی الحال موجود نہین ہی اور ثانی الحال مین مل سکیگی مثلاً خلع لیا اسپر کہ جو اسکے درختان خرما مین امسال پھل آوین یا جو وہ امسال کما وے تو اسپر واجب ہوگا کہ جو مہر اُسنے وصول پایا ہی واپس کر دے خواہ یہ چیز پائی جاوے یا نہین۔ اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اسکے وجود کے واسطے زمانہ درکار نہین ہی لیکن اسکی مقدار مجہول ہی کہ اسکی مقدار پر وقوف نہین ہو سکتا ہی مثلاً خلع لیا اس متاع پر جو اسکے گھر مین یا اسکے ہاتھ مین موجود ہی یا خلع لیا ان پھلون پر جو اسکے درختان خرما مین موجود ہین یا خلع لیا اُن بچون پر جو اسکی بکریون کے پیٹ مین ہین یا اس دودھ پر جو اسکی بکریون کے تھنون مین ہی پس اگر وہ چیز جو اُسنے بیان کی ہی وہان موجود ہو تو شوہر کو وہی ملیگی اور اگر وہان کچھ نہو تو عورت پر مہر مقبوضہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔ اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اسکی مقدار معلوم ہو سکتی ہی مثلاً یون کہا کہ علی ما فی یدی من الدراہم او الدنانیر او الفلوس جو میرے ہاتھ مین درمون یا دینارون یا فلوس سے ہین تو ادنی مقدار جسپر دراہم کا اطلاق ہوتا ہی تین ہین پس اسکی مقدار معلوم ہوئی پس اگر عورت کے ہاتھ مین تین یا زیادہ ہون تو شوہر کو یہ ملینگے اور اگر عورت کے ہاتھ مین اسمین سے کچھ نہو تو درم یا دینار کی صورت مین وزن کے حساب سے تین درم یا دینار ملینگے اور فلوس کی صورت مین گنتی سے تین پیسے ملینگے اور اگر اسکے ہاتھ مین دو درم ہون تو عورت کو حکم دیا جاویگا کہ تین درم پورے کر دے۔ قال المترجم یہ اسوقت ہی کہ اُسنے عربی زبان مین دراہم وغیرہ لفظ جمع کا اطلاق کیا اور اگر فارسی یا اُردو مین کہا تو اقل جمع دو ہی پس صور مذکورہ دو پر جاری ہونگی فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر عورت نے عقد خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہین ہی مثلاً اُسنے اس مٹکہ سرکہ پر خلع لیا یعنی اشارہ کیا اور اسمین شراب نکلی پس اگر شوہر کو معلوم تھا کہ اسمین شراب ہی تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر یہ معلوم نہ تھا تو جو کچھ مہر اُسنے عورت کو دیا ہی واپس لیگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہی یا مرگیا ہی تو شوہر نے جو کچھ اسکو دیا ہی واپس کر دیگی اور اگر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا تو عورت سے اسکی قیمت لے لیگا اور اگر ظاہر ہوا کہ یہ غلام ایسا ہی کہ اسکا خون حلال ہی تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے نزدیک اسکی قیمت واپس لیگا اور صاحبین رح کے نزدیک بقدر نقصان واپس لیگا۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہی بدین شرط کہ شوہر اسکو ہزار درم واپس دے پھر غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم واپس لیگا اور غلام کی نصف قیمت لیگا اسواسطے کہ نصف غلام بعوض ہزار کے بیع ہی پس جب وہ استحقاق مین لیا گیا تو اسکا ثمن واپس لیگا اور وہ ہزار درم ہین اور نصف غلام بدل الخلع ہی پس اسکی قیمت لے لیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس قرار داد پر خلع لیا کہ مہر و نفقہ عدت بدل الخلع ہی بشرطیکہ شوہر اسکو بیس (۲۰) درم واپس کر دے تو صحیح ہی اور شوہر کے ذمہ بیس (۲۰) درم لازم ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر عورت نے بھاگے ہوئے غلام پر خلع لیا بدین شرط کہ عورت اسکی ضمان سے بری ہی تو بری ہو جاوے گی پس اگر عورت اسپر قابو پاوے تو بعینہ اسکے سپرد کر دیگی اور اگر بعینہ اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اسکی قیمت سپرد

کرے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت نے خلع لیا ایک حیوان پر جسکا وصف بیان کرکے اپنے ذمہ لیا ہے جیسے گھوڑا خچر
گدھا وغیرہ تو خلع جائز ہے اور شوہر کو اس جنس سے وسط ملیگا مگر عورت کو اختیار ہے چاہے وسط جانور دیدے یا اُسکی قیمت دیدے
(یعنے درمیانی درجہ کا ۱۲)
اور اگر عورت کو حیوان غیر موصوف پر خلع دیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ جس چیز کا استحقاق عورت کا بسبب
نکاح کے مرد پر ہوا ہے مرد کو واپس دے یہ ینابیع مین ہے۔ اور اگر عورت کو دراہم معینہ پر خلع دیا پھر انکو ستوقہ پایا تو کھرے
درم عورت سے لے لیگا۔ اسی طرح اگر کپڑے پر بدین شرط کہ ہروی ہے خلع دیا پھر وہ مروی نکلا تو درمیانی ہروی کپڑا اس سے
لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے خلع دیا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو مہر مین سے کچھ
ساقط نہوگا اور مرد کے اس قول سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ مرد نے نیت کی ہو اور عورت کے قبول
کو اسمین کچھ دخل نہین ہے چنانچہ اگر مرد نے اس قول سے طلاق کی نیت کی اور عورت نے قبول نہین کیا ہے تو بھی ایک طلاق
بائن واقع ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو واقع نہوگی اور قضاءً و دیانۃً دونون طرح اسکے
قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر عورت سے باہم خلع کردیا اور مال عوض کا بیان نہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے حق سے
بری ہو جائیگا اور اگر شوہر پر مہر باقی نہو تو جو مہر مرد نے اسکو دیا ہے وہ واپس کردیگی اسواسطے کہ عرف مین خلع کے ذکر مین
مال گویا مذکور ہوتا ہے پس حکم مین معتبر ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے اور یہی خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے
تجھے اسقدر پر خلع دیدیا یعنی مال معلوم ذکر کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور اگر عورت کے
قبول کے بعد مرد نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت و مرد نے باہم خلع کا عقد کیا مگر بدل الخلع یہ قرار پایا کہ شوہر حکم ہے جو کہدے یا عورت
حکم ہو یا اجنبی حکم ہے تو مانند مہر کی صورت کے جائز ہے لیکن مہر کی صورت مین معیار مہر المثل ہے اور یہان معیار وہ ہے جو مرد نے
اسکو دیا ہے چنانچہ اگر عورت نے حکم شوہر پر خلع لیا اور شوہر نے بعد کو یہ حکم کیا کہ مین نے جو دیا ہے اسقدر واپس کردے
یا اُس سے کم مقدار کا حکم دیا تو صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ کا حکم دیا تو عورت پر زیادتی لازم نہوگی الا آنکہ عورت
اسپر راضی ہو جاوے۔ اور اگر عورت کے حکم پر ہو پس اگر عورت نے اسقدر کا حکم دیا جسقدر شوہر نے اسکو دیا ہے
یا اس سے زیادہ کا حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اس سے کم کا حکم دیا تو کمی ثابت نہوگی الا آنکہ شوہر اسپر راضی ہو جاوے
یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر حکم کوئی اجنبی ہو پس اگر اُسنے بقدر مہر حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اُسنے زیادتی یا کمی کا حکم دیا تو زیادتی
جائز نہوگی الا آنکہ عورت راضی ہو جاوے اور کمی جائز نہوگی الا آنکہ شوہر راضی ہو جاوے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت
نے مرد سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے باپ کو جو عورت کی ملک مین ہے عورت آزاد کردے پس عورت نے ایسا کیا
تو یہ آزاد کرنا عورت کی طرف سے ہوگا اور ولاء عورت کی ہوگی اور اگر اس شرط پر خلع دیا کہ شوہر کے باپ کو شوہر کی طرف
سے آزاد کردے اور عورت نے ایسا کیا تو عتق شوہر کی طرف سے ہوگا پھر صورت اول مین آیا شوہر عورت سے جو
عورت کو اُسنے مہر دیا ہے واپس لیگا یا نہین تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ واپس لیگا اور اصح یہ ہے کہ
عورت سے کچھ واپس نہ لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔

تیسری فصل طلاق بر مال کے بیان مین۔

اگر شوہر نے عورت کو کسی قدر
مال پر طلاق دی اور اُسنے قبول کی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت کے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائنہ ہوگی یہ ہدایہ
مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے ہزار درم پر طلاق دی اور عورت کے مرد پر تین ہزار درم مہر کے ہین تو

اسمین سے ڈیڑھ ہزار درم بسبب طلاق قبل دخول واقع ہونے کے ساقط ہوجاوینگے اور باقی رہے ڈیڑھ ہزار درم کہ انمین
ایک ہزار کا باہم مقاصہ ہوجائیگا پھر عورت اپنے شوہر سے شیخ بلخی رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ سو درم نہین لے سکتی ہی اور باقی
مشائخ رح کے نزدیک لے سکتی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ذخیرہ کردری مین ہی - مرد نے عورت کے مہر کے تین حصہ پر اپ کیے اور ایک
تہائی مہر پر اسکو ایک طلاق دی اور پھر دوسری و تیسری طلاق بھی اسی طرح دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور تہائی مہر ساقط ہوگا
اور شوہر اسکے دو تہائی مہر کا ضامن ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم کے
عوض دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو عورت پر ہزار کی تہائی واجب ہوگی - اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین
طلاق ہزار درم پر دیدے پس اُسنے ایک طلاق دی تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت پر کچھ لازم نہ آویگا اور شوہر کو رجوع کرنیکا
اختیار ہوگا - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس عورت نے اپنے
آپکو ایک طلاق دی تو کچھ واقع نہوگی یہ ہدایہ مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے
دیدے حالانکہ شوہر اُسکو دو طلاق دے چکا ہی پس اُسنے ایک طلاق دیدی تو ہزار درم عورت پر واجب ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ واحدہ و واحدہ و واحدہ
ہی تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی ایک بعوض ہزار درم کے اور دو طلاقین مفت بلاعوض یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شوہر نے
کہا کہ تو طالقہ چہار طلاق بعوض ہزار درم کے ہی پس عورت نے قبول کیا تو عورت بسہ طلاق بعوض ہزار درم کے مطلقہ ہوجائیگی اور اگر
عورت نے تین طلاق بعوض ہزار درم کے قبول کین تو کوئی واقع نہوگی - اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے چار طلاق بعوض ہزار درم
کے دیدے پس مرد نے اسکو تین طلاق دین تو یہ بعوض ہزار درم کے ہونگی اور اگر ایک طلاق دی تو بعوض تہائی ہزار کے ہوگی
یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ
تو طالقہ ثلث ہی اور ہزار کا ذکر نہ کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مفت مطلقہ ہوجائیگی اور صاحبین کے نزدیک مطلقہ ثلث ہوجائیگی
اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے جو بمقابلہ ایک طلاق کے ہونگے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے یا
ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار درم ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک جب تک عورت اسکو قبول نہ کرے
کوئی واقع نہوگی اور جبکہ عورت نے سب کو قبول کر لیا تو تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک
اگر عورت نے قبول نہ کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے قبول کیا تو مطلقہ ثلث ہوگی
جنمین سے ایک بعوض ہزار کے ہوگی اور دو طلاق مفت واقع ہونگی یہ کافی مین ہی - اور ابو الحسن نے امام ابو یوسف رح سے
حکایت کی ہی کہ اُنھون نے امام اعظم رح کے قول کی طرف رجوع کیا اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے
بھی اس مسئلہ مین امام اعظم رح کے قول کی طرف رجوع کیا ایسا ہی جامع مین مذکور ہی یہ غایہ سروجی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ
تو طالقہ ہزار درم پر ہی پس عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہوجائیگی اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے اور یہی مثل اس قول کے ہی کہ تو
طالقہ بعوض ہزار درم کے ہی اور ان دونون صورتون مین عورت کا قبول کرنا ضرور ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا
کہ تو طالقہ ہی اور تجھپر ہزار درم ہین پس عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم
ہین پس مرد نے اسکو طلاق دی تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت بلا مال مطلقہ ہوجائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک بعوض مال مطلقہ
ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر شوہر نے جواب مین بڑھایا اور کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دین تو امام اعظم رح

کے نزدیک عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر ہزار درم واجب ہونگے اور
اگر عورت نے قبول نہ کیا تو باطل ہوگیا اور صاحبینؒ کے نزدیک تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی خواہ عورت قبول کرے
یا نہ کرے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم ہیں پس
مرد نے کہا کہ میں نے تجھے ان ہزار درموں پر جنکو تو نے بیان کیا طلاق دیدی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی
اور مال واجب ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو واقع نہوگی اور مال واجب نہوگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک
طلاق واقع اور مال واجب ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس شوہر
نے کہا کہ تو طالقہ ہے اور تجھپر ہزار درم ہیں تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار
درم کے ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی ایک طلاق بعوض ہزار درم کے تو تینوں طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی
اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیں تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار درم عورت کے ذمہ لازم ہونگے
اور اگر مرد نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم دیے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اسکو دو ہزار درم (یعنی زائد ہزار ۱۲) دیدیے تو طالقہ ہو جائیگی
اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ میں نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ ایک اجنبی
عورت سے کہا کہ تو طالقہ بہزار درم ہے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا اور اس عورت نے قبول کیا پھر اُسنے اس عورت سے
نکاح کیا تو قبول کرنا وہی معتبر ہوگا جو بعد نکاح کرنے کے ہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے
بعوض ہزار درم کے تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض سو دینار کے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیدیں تو بعوض سو دینار
کے طالقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر کی طرف سے ایجاب دونوں باتوں کا ہو تو عورت پر دونوں مال لازم ہونگے یہ ظہیریہ میں ہے۔ عورت
نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو (یعنی بحرف عطف ہو مثلاً ۱۲) ہزار درم پر طلاق دیدے پس مرد نے اسکو یا اسکی سوت کو طلاق دیدی تو ہزار درم
کا نصف واجب ہوگا بشرطیکہ دونوں کا مہر مثل برابر ہو جیسے اگر کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے
تو یہی حکم ہے اور اگر دونوں کے مہر مثل میں تفاوت ہو تو ہزار میں سے بقدر حصہ واجب ہوگا جو مطلقہ کے مہر مثل کے پرتہ
میں پڑتا ہو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بنا بر قول صاحبینؒ کے ہے اور امام اعظمؒ کے قول پر کچھ واجب نہوگا اور بعضوں نے
کہا کہ یہ سب کا قول ہے لیکن اول ہی اصح ہے۔ اور اگر ایک مرد کی دو جورو ہیں کہ دونوں نے اس سے درخواست کی کہ دونوں کو ہزار
درم پر یا ہزار درم کے عوض طلاق دیدے پس اُسنے ایک کو طلاق دیدی تو مطلقہ پر ہزار درم میں سے جو اسکے پرتے میں پڑتا
ہو واجب ہوگا پھر اگر اُسنے دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اُسکے ذمہ اسکا حصہ بھی واجب ہوگا بشرطیکہ اسی مجلس میں اُسکو
بھی طلاق دی ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر یہ سب قبل اسکے کہ شوہر دونوں میں سے کسی کو طلاق دے متفرق ہوگئیں تو بسبب افتراق
کے ان دونوں کا ایجاب مذکور باطل ہوگیا چنانچہ اگر اسکے بعد اُسنے طلاق دی تو طلاق بدون معاوضہ واقع ہوگی یہ مبسوط
میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ بعوض ہزار درم ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اس تطلیقہ کی نصف
قبول کی تو بلا خلاف وہ بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے نصف اس تطلیقہ
کی بعوض پانچ سو درم کے قبول کی تو باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے
دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ ہے تو بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ
بعوض پانچ سو درم ہے تو پانچ سو درم کے عوض بیک طلاق طالقہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے

بوقت سنت بعوض ہزار درم کے حالانکہ اسوقت عورت طاہرہ موجود ہی تو ایک طلاق بعوض تہائی ہزار کے واقع ہوگی پھر دوسری طلاق دوسرے طہر میں مفت واقع ہوگی الا آنکہ اس سے پہلے عورت سے نکاح کرے پھر تیسری بھی اسی طرح واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تین طلاق بوقت سنت جسمیں سے ایک بعوض ہزار درم ہی تو ہزار درم کے عوض تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر ہنوز دخول واقع نہوا ہو تو ایک طلاق مفت واقع ہوکر بائنہ ہوجائیگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی پرسوں بعوض ہزار درم کے اور کل بعوض ہزار درم کے اور آج بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو فی الحال ایک طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی پھر جب کل کا روز آویگا تو واقع نہوگی الا آنکہ اس سے پہلے نکاح کرلے تو دوسری واقع ہوگی اور یہی حال پرسوں کے دن کا ہی کہ طلاق تیسری واقع نہوگی الا آنکہ پہلے تیسرے دن سے نکاح کرلے تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق ہی کہ انمیں سے ایک بعوض ہزار درم ہی تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور دوسری طلاق عورت کے قبول پر متعلق رہیگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ اگر تو نے مجھے طلاق دی تو تیرے واسطے ہزار درم ہیں یا شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے پاس لائی یا تو نے مجھے دیے یا ادا کیے ہزار درم تو تو کذا ہی تو یہ مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا یہ عتابیہ میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی جبکہ تو نے مجھے ہزار درم دیے یا ہرگاہ تو نے مجھے ہزار درم دیے تو وہ اسکی جورو رہیگی یہانتک کہ اسکو ہزار درم دے پھر جب اسکو ہزار درم دیگی خواہ مجلس مذکور میں یا اسکے بعد تو اسپر طلاق واقع ہوگی اور جب لاوے تو شوہر کو اس سے انکار کا اختیار نہوگا نہ یہ کہ اسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن جب عورت اسکو لاکر مرد کے سامنے رکھ دیگی تو طالقہ ہوجاویگی اور یہ استحسان ہی یہ مبسوط میں ہی اصل یہ ہی کہ ہرگاہ مرد نے دو طلاق ذکر کیں اور دونوں کے بعد ہی مال ذکر کیا تو وہ دونوں کے مقابلہ میں ہوگا الا آنکہ اسنے اول کے ساتھ ایسا وصف بیان کیا جو منافی وجوب مال ہی تو ایسی صورت میں مال بمقابلہ دوم ہوگا اور یہ کہ عورت پر وجوب مال کی شرط یہ ہی کہ بثبوت حاصل ہو پس اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اسدم بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا بدین شرط کہ تو طالقہ ہی کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ آج کے روز طلاق واحدہ اور کل کے روز طلاق دیگر رجعیہ بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو ایک طلاق فی الحال بعوض پانچسو درم کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ قبل اسکے نکاح کیکے ملک کا اعادہ کرلے یہ فتح القدیر میں ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اسدم ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ مجھے رجعت کا اختیار رہی بدین شرط کہ تو طالقہ ہی کل کے روز بیک طلاق بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو عورت پر ایک طلاق فی الحال مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو عورت پر دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی امروز بیک طلاق بائن بدین شرط کہ تو طالقہ ہی کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو فی الحال ایک طلاق مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو دوسری طلاق مفت واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسنے نکاح کرلیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی اور تو طالقہ طلاق دیگر ہی بعوض ہزار درم کے پس عورت نے اسکو قبول کیا تو دو طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور معاوضہ مذکورہ دونوں کی طرف منصرف ہوگا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی امروز بواحدہ اور کل کے روز بدیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو آج کے روز ایک طلاق بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے نکاح کرلیا تو کل کے روز دوسری طلاق بعوض

یا پانچسو درم یعنی نصف ہزار کے واقع ہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت ایسی ایک طلاق سے کہ مجھے اسمیں رجعت کا اختیار ہے اور کل کے روز بیک طلاق دیگر کہ اسمیں رجعت کا اختیار ہے بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق بائنہ اور کل کے روز بدیگر طلاق بائنہ بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق بدون کچھ عوض کے اور کل کے روز بطلاق دیگر بدون کچھ عوض کے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ ہزار درم مذکور دونوں طلاقوں کی جانب منصرف ہوگا چنانچہ ایک طلاق بمقابلہ نصف ہزار کے ہو گی پس ایک طلاق فی الحال بعوض نصف ہزار کے واقع ہو گی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہو گی الا آنکہ کل کے روز آنے سے پہلے دوبارہ نکاح کر لیا ہو تو پھر کل کے روز آنے پر دوسری طلاق بھی بعوض نصف ہزار کے واقع ہو گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق کہ مجھے اسمیں رجعت کا اختیار ہے یا کہا کہ بائنہ یا کہا کہ مفت اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور منصرف بطلاق بائنہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے امروز بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر کہ مجھے اسمیں رجعت کا اختیار ہے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور ہر دو طلاق کی جانب منصرف ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کی دو جورو ہیں پس اُسنے کہا کہ تم میں سے ایک طالقہ ہے بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض پانچسو درم کے پس دونوں نے قبول کیا تو دونوں طالقہ ہو جاوینگی اور ہر ایک پر پانچسو درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اسکے سوا سے جو زائد مذکور ہے وہ ہر ایک کی نسبت کرکے مشکوک ہے کہ کس پر واجب ہوا۔ اور اگر اسنے کہا کہ اور دوسری بعوض سو دینار کے تو دونوں پر کچھ واجب نہو گا اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں شک پڑ گیا ہے عتابیہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ عورت اسکو کفالت نفس فلان سے بری کر دے تو طلاق رجعی ہو گی۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ اسکو اُن ہزار درم سے بری کر دے کہ جنکی کفالت اُسنے عورت کے واسطے فلان کی طرف سے قبول کی تھی تو طلاق بائنہ ہو گی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ عورت نے درخواست کی کہ تو مجھے طلاق دیدے اس شرط سے کہ جو میرا تجھپر آتا ہے میں اسمیں تاخیر دون پس مرد نے طلاق دیدی پس اگر تاخیر کی مدت معلوم ہو تو تاخیر صحیح ہے اور اگر مدت معلوم نہو تو نہیں صحیح ہے اور طلاق بہر حال رجعی ہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور بدل خلع کا اُدھار میعادی کرنا صحیح ہے باوجود جہالت مدت کے لیکن ایسی جہالت ہو کہ وہ قریب قریب دریافت کے ہو جیسے آوان حصاد و دیاس اور اگر ایسی جہالت ہو کہ محض فاحش ہے جیسے مثلاً ہوا چلنے الریاح وغیرہ تو نہیں صحیح ہے اور جس صورت میں کہ مدت میعادی نہیں صحیح ہوتی ہے مال فی الحال واجب ہو گا اور عورت کو خلع دینا اسکی زمین زراعت کرنے پر یا اسکے جانور سواری کے سواری پر یا خود عورت سے خدمت لینے پر ایسی طرح کہ اس خدمت سے اسکے ساتھ خلوت لازم نہ آوے اور ایسے ہی بخدمت اجنبی صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور مرد کی طرف سے خلع کا ایجاب یون قرار دیا جاتا ہے کہ گویا اُسنے طلاق کو عورت کے قبول پر معلق کر دیا ہے حتی کہ مرد کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور مجلس سے مرد کے اُٹھ کھڑے ہو جانے سے باطل نہیں ہوتا ہے اور جبکہ عورت سامنے نہو غائبہ ہو تو بھی صحیح ہے اور جبکہ عورت کو خبر پہونچی تو اسکو اپنی مجلس تک خیار قبول یا عدم قبول حاصل رہیگا اور خلع کی تعلیق شرط کے ساتھ جائز ہے اور نیز وقت کی طرف اضافت بھی صحیح ہے جیسے جبکہ کل کا روز آوے یا جب فلان شخص سفر سے آوے تو میں نے تجھے ہزار درم پر خلع دیا تو قبول کا اختیار عورت کو کل کا روز آنے یا فلان مرد کے آجانے پر ہے۔ اور عورت کی جانب یہ اعتبار کیا جاتا ہے کہ بالعوض اسکو مالک کرنا بمثل بیع کے پس قبول کرنے سے پہلے عورت کا اس سے رجوع کرنا صحیح ہے اور عورت کے مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے

باطل ہوجائیگا اور بحالت غیبت متوقف نہو گا اور تعلیق بشرط و اضافت بجانب وقت نہیں جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور خلع مین عورت کے واسطے شرط خیار جائز ہی نہ مرد کے واسطے یہ کنز الدقائق مین ہی۔ اور طلاق بمال احکام مین بمنزلہ خلع کے ہی لیکن فرق یہ ہی کہ جس صورت مین بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائن رہجائیگی اور عوض طلاق جب باطل ہو تو طلاق رجعی رہیگی اور جب واجب ہو تو بائن واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی ہزار درم پر اس شرط سے کہ تجھے تین روز خیار ہی پس عورت نے قبول کیا تو خیار باطل ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی ہزار درم پر بشرطیکہ مجھے تین روز تک خیار ہی پس عورت نے قبول کیا پس اگر عورت نے تین روز کے اندر رد کر دیا تو طلاق باطل ہوجائیگی اور اگر اُسنے تین روز کے اندر طلاق اختیار کی تو طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے واسطے ہزار درم واجب ہونگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دونون نے خلع کا عقد باندھا اور وہ دونون پیدل چلے جاتے تھے پس اگر ہر ایک کا کلام دوسرے سے متصل واقع ہوا تو خلع صحیح ہوگا اور متصل نہوا تو صحیح نہوگا اور طلاق بھی واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ عورت نے دعوی کیا کہ مین نے تجھ سے تین طلاق کی بعوض ہزار درم کے درخواست کی مگر تو نے ایک طلاق مجھے دی اور شوہر نے کہا کہ تو نے ایک طلاق کی درخواست کی تھی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز گذشتہ مین ہزار درم پر طلاق دی تھی مگر تو نے قبول نہین کی اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تھی تو قسم سے قول شوہر کا قبول ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیری طلاق بعوض ہزار کے کل کے روز گذشتہ مین فروخت کی مگر تو نے قبول نہین کی تھی اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تھی تو قول عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ بیع کا اقرار قبول کا اقرار ہی اسواسطے کہ وہ جزو بیع ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے سو درم کے عوض طلاق دیدے اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہونگے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے مفت خلع دیدیا اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے مقبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس تو نے مجھے خالی ایک طلاق دی اور مرد نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے تین طلاق دین پس اگر دونون مجلس درخواست ہی مین موجود ہون تو قول مرد کا قبول ہوگا اور اگر مجلس مذکور سے متفرق ہوکر ایسا اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور مرد کے واسطے اسپر ہزار کی تہائی واجب ہوگی اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ ہنوز عدت مین ہو۔ اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس تو نے فقط مجھے طلاق دی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تم دونون کو طلاق دیدی ہی تو اگر دونون اسی مجلس مین ہون جسمین ایجاب واقع ہوا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون مجلس سے متفرق ہوچکے ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا اور عورت پر ہزار درم مین سے اُسی کا حصہ واجب ہوگا کیونکہ وہ اسکی معترف ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ پس تو نے اس مجلس مین مجھے طلاق نہین دی اور نہ میری سوت کو طلاق دی تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا اور شوہر پر لازم ہی کہ اپنے مال کو گواہون سے ثابت کر دے ولیکن عورت پر طلاق واقع ہوگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اقرار کیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ عورت نے اگر شوہر سے مال پر خلع لیا پھر اُسنے گواہ قائم کیے کہ اُسنے اپنی شوہر سے

مجھے قبل خلع کے تین طلاق یا طلاق بائن دیدی تھی تو گواہ قبول ہونگے اور بدل الخلع مسترد کردیا جائیگا اور اس مقام پر تناقض ہونا گواہون کے مقبول ہونے سے مانع نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرے شوہر مجنون نے اپنی صحت مین مجھے خلع دیا ہی اور شوہر کے ولی نے یا خود شوہر نے بعد افاقہ کے گواہ دیے کہ مین نے حالت جنون مین اسکو خلع دیا ہی تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے یہ قنیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس عورت کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدین پس عورت نے کہا کہ یہ تیری جانب سے اقرار ماضی ہی اور مین قبول کرچکی ہون اور شوہر نے کہا کہ تیری طرف سے اقرار مستقبل ہی جبکہ مین نے یہ کلام کیا ہی پس تو نے قبول نہین کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ لیے جاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز ساتھ اس غلام پر پس عورت نے فی الحال قبول کیا اور وہ غلام فروخت کیا پھر کل کا روز ہوا تو عورت پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسکو تین طلاق دیدین تو یہ باطل ہوگیا یہ عتابیہ مین ہی - شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجابی سے دریافت کیا گیا کہ ایک جورو و مرد نے باہم خلع کیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ کتنی بار تم دونون مین خلع ہوا اسنے کہا کہ دو بار پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ خلع ہم دونون مین تین بار ہوا ہی تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور شیخ نجم الدین نسفی نے فرمایا کہ مجھ سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو مین نے کہا کہ اگر یہ اختلاف دونون مین بعد نکاح واقع ہونے کے پیش آیا چنانچہ عورت نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہوا اسواسطے کہ یہ نکاح تیسرے خلع کے بعد ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ صحیح ہی اسواسطے کہ دوسرے خلع کے بعد ہی تو دونون مین یہ نکاح جائز ہوگا اور قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر عورت کی عدت گذر جانے کے بعد قبل نکاح کے یہ امر پیش آیا تو دونون مین نکاح جائز نہوگا اور نہ لوگون کو حلال ہی کہ عورت کو نکاح پر برانگیختہ کرکے دونون مین نکاح کرا دین یہ ظہیریہ مین ہی - عورت نے اپنے شوہر سے درخواست کی کہ مال پر مجھے خلع دیدے پس مرد نے دو عادل گواہون کو گواہ کر لیا کہ جب میری جورو مجھے کہیگی کہ من از تو خویشتن خریدم باز دادی تو مین کہونگا فروختم اور یہ نہ کہونگا کہ فروختم پھر خلع کے واسطے یہ سب قاضی کے حضور مین جمع ہوئے اور قاضی کے پاس یہ معاملہ گیا اور قاضی نے اسکو سن لیا پھر اسکے بعد شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے فروختم نہین کہا تھا کہ فروختم کہا ہی اور یہ دو گواہ اسکے گواہی دیتے ہین پس اگر قاضی نے سنا ہو کہ اسنے فروختم کہا ہی تو خلع صحیح ہونے کا حکم دیدیگا اور گواہون کی گواہی پر التفات نکریگا اور ایسے اشہاد کا کچھ اعتبار نہین ہی اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے یقین نہین ہی نہین معلوم اسنے فروختم کہا کہ فروختم کہا یعنی بجائے تحریر یا تخاطب کے اور دونون گواہ شاہد ہین کہ اسنے بفارسی کہا ہی تو انکی گواہی کی سماعت کریگا اور خلع باطل کردیگا اور اگر حاضرین مجلس مین سے بعض نے گواہی دی کہ اسنے فروختم کہا ہی تو صحت خلع کا حکم دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر خلع کسی قدر بدل مسمی پر واقع ہوا اور عورت نے یہ مقدار مسمی شوہر کو دی اور کہا کہ یہ بدل خلع ہی اور شوہر نے کہا کہ سوائے جہت خلع کے اور جہت سے اسپر قبضہ کرلیا تو بعض نے فرمایا ہی کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور ظہیر الدین مرغینانی یہی فتوی دیتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا کیونکہ تملیک از جانب عورت صادر ہوئی ہی تو وجہ تملیک بیان کرنے مین قول عورت کا قبول ہوگا اور شرح مین یہ اصل کبیر ہی یہ محیط مین ہی - اور جس پر خلع واقع ہوا ہی اگر اسکی جنس یا نوع یا مقدار یا صفت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور گواہ مرد کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہی - اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے بصفت خلع لیا ہی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دونون نے اسطرح

اختلاف کیا کہ عورت نے کہا کہ خلع ہم دونون مین صحیح واقع ہوا اور مرد نے کہا کہ مین کم‌عقل ہو گیا پھر مین نے تجھے خلع دیا ہی
تو قول مرد کا قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے فارسی زبان مین خریدم و فروختم
کے ساتھ خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات تھی کہ فروختم یعنے بکری کی سری مین نے فروخت کی یا کہا
کہ مین نے فروختم مخفف از افروختم یعنے روشن کرنا کہا ہی یا کہا کہ مین نے فروفتم بفاد کہا ہی تو بعض نے فرمایا کہ اس قسم سے
شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر اُسنے بدل الخلع پر قبضہ کر لیا ہو تو اُسکا قول قبول نہوگا اسواسطے کہ ظاہر حال اس مرد کی
تکذیب کرتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قضاءً قبول نہوگا اگرچہ اُسنے بدل خلع پر قبضہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ مرد کا کلام
جواب کی راہ پر نکلا ہی اور جواب مقید بسوال ہوتا ہی اور سوال تابیک نفس کا تھا تو جواب اُسی طرف منصرف ہوگا اور
علی ہذا اگر مرد نے کہا کہ میرے دل مین تھا کہ مین نے اپنی قبا فروخت کی تو بھی بعضے مشائخ کے نزدیک اسکا قول قبول
نہوگا اور اسی پر فتوے ہی اور اگر فروختم کہنے کے وقت شوہر نے بکری کی سری کی طرف یا قبا کی طرف اشارہ کیا ہو تو
بربنائے قول ان بعضے مشائخ کے کچھ چیز نہین ہی اور خلع صحیح ہوگا لیکن اگر اُس نے تصریح کر دی کہ مین نے اپنی قبا
فروخت کی تو ایسی صورت مین خلع صحیح نہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اس نے بکری کا سر فروخت کیا ہی اور
گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے کہا کہ مین نے بکری کا سر فروخت کیا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اسی طرح اگر
گواہ قائم کیے جنھون نے گواہی دی کہ اس نے فروختم از افروختن کہا ہی تو اسکے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اسکے معاوضہ
مین عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے نفس عورت کو فروخت کیا یا عورت کو فروخت کیا ہی تو عورت کے گواہ اولی ہونگے
یعنی وہی مقبول ہونگے ایسا ہی بعض نے کہا ہی اور اسمین میرے نزدیک نظر ہی اور لازم یہ ہی کہ شوہر کے گواہ اولی ہون
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورت کو خلع دیدے تو اُسکو سوائے بعوض مال کے اور کسی طرح خلع دینے
کا اختیار نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرا دے بعوض ہزار درم
کے پس اگر وکیل نے بدل الخلع کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر خلع دیدے یا کہا کہ ان ہزار درم پر خلع
دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا یا ضمانت ملک یا اضافت ضمان مثلاً یون کہا کہ اپنی جورو کو خلع دیدے ہزار
درم پر میرے مال سے یا ہزار درم پر بدین شرط کہ مین ضامن ہون تو وکیل کے قبول سے خلع پورا ہو جائیگا پھر اگر بدل
خلع اُسنے مرسل رکھا ہی تو وہ عورت پر ہوگا کہ اُسی سے اسکا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بدل خلع مضاف بجانب وکیل ہو خواہ
باضافت ملک یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ نہوگا بلکہ وکیل ہی سے مطالبہ بدل ہوگا پھر جو کچھ وکیل نے ادا کیا ہی
از جانب عورت وہ عورت سے واپس لیگا۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرا دے پھر
وکیل نے اپنے کسی اسباب پر عورت کا خلع کرا دیا اور شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وہ اسباب وکیل کے ہاتھ مین تلف ہو گیا تو وکیل
اسکی قیمت کا عورت کے شوہر کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق
دیدے پس اُس نے عورت کو مال پر خلع کر دیا یا مال پر طلاق دیدی تو صحیح یہ ہی کہ عورت اگر مدخولہ ہو تو جائز نہین
اور اگر مدخولہ نہو تو جائز ہی وعلی ہذا وکیل بخلع نے اگر مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ یہی
اصح ہی اسواسطے کہ خلع بعوض و بغیر عوض متعارف ہی پس دونون کا وکیل ہوگا یہ ظہیریہ و محیط سرخسی مین ہی۔ ایک
عورت نے کسی کو خلع کے واسطے وکیل کیا پھر اس سے رجوع کر لیا پس اگر وکیل کو اسکا علم نہوا تو عورت کا رجوع کرنا

کچھ کارآمد نہوگا اور اگر خلع کے لیے اپنے شوہر کے پاس ایلچی بھیجا پھر پیغام پہونچانے سے پہلے عورت نے اُس سے رجوع
کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اگرچہ ایلچی کو یہ بات معلوم نہوئی ہو - اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری جورو
کو بلا بدل خلع دیدو پس ایک نے اسکو خلع دیا تو طلاق واقع نہوگی - اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری عورت
کو ہزار درم پر خلع دیدو پس دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا اور دوسرے نے کہا
کہ مین نے اسکی اجازت دی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ نہین جائز ہی اور اگر ایک نے کہا کہ مین نے اس عورت کو خلع دیا اور دوسرے
نے کہا کہ مین نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا تو یہ جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک مرد کو وکیل کیا کہ استنے
مال پر خلع دیدے پس وکیل نے کہا کہ مین نے فلانہ عورت کو اسکے شوہر سے استنے مال پر خلع کر دیا تو جائز ہی اگرچہ وکیل
مذکور اس عورت کے حضور مین نہو - اور اسکے بعد ذکر فرمایا کہ ایک ہی آدمی کا دونون طرف سے وکیل ہونا نہین جائز ہی حالانکہ
یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ یہ جائز ہی اور حاکم ابو الفضل نے فرمایا کہ یہ روایت اصل کے موافق ہی اور یہی صحیح ہی یہ عتابیہ مین
ہی - ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری جورو کو خلع دیدے جبکہ وہ میری قبا دیدے اور عورت نے قبا وکیل کو دی
اور دونون مین خلع جاری ہوگیا پھر جب مرد مذکور نے قبا کو دیکھا تو ظاہر ہوا کہ اسکا استر نہین ہی تو خلع غیر صحیح ہی اور
اسی طرح اگر اُسکا استر ہو مگر کھلا کہ آستینین نہین ہین تو بھی خلع صحیح نہوا اور اگر ایک ہی آستین نہو تو خلع صحیح ہو جائیگا - یہ
خلاصہ مین ہی - اور اگر چند آدمی کسی مرد کے پاس آئے اور انھون نے کہا کہ تیری عورت نے ہمکو تجھ سے خلع لینے کے واسطے
وکیل کیا ہی پس مرد مذکور نے اُنسے دو ہزار درم پر عورت مذکورہ کا خلع کر دیا پھر عورت مذکورہ نے وکیل کرنے سے انکار کیا پس
اگر ان لوگون نے شوہر کیواسطے مال کی ضمانت کر لی ہو تو طلاق عورت پر واقع ہوگی اور مال ان لوگون پر ہوگا اور اگر ان لوگون
نے ضمانت نکی ہو پس اگر شوہر نے یہ دعوی نکیا کہ عورت مذکورہ نے انکو وکیل کیا تھا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر شوہر نے
دعوی کیا کہ عورت مذکورہ نے ان لوگون کو وکیل کیا تھا تو طلاق واقع ہوگی لیکن مال واجب نہوگا - اور یہ اسوقت ہی کہ شوہر نے
خلع دیدیا ہو اور اگر اُسنے ان لوگون کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض دو ہزار درم کے فروخت کی تو شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ بیع
اور خلع دونون یکسان ہین اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی کبری مین ہی - اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر مرد نے کسی غیر سے کہا
کہ میری جورو کو خلع دیدے اور اگر وہ انکار کرے تو اسکو طلاق دیدے پھر عورت نے خلع سے انکار کیا پس وکیل نے اسکو طلاق
دیدی پھر عورت نے کہا کہ مین خلع لیے لیتی ہون پس وکیل نے اسکو خلع دیا تو خلع جائز ہوگا بشرطیکہ طلاق رجعی ہو یہ محیط
مین ہی - ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی جورو کو اس غلام پر یا ان ہزار درم پر یا اس دار پر خلع دیدے پس اُسنے
ایسا ہی کیا تو قبول کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا پس اگر عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اسپر واجب ہوگا کہ جو
بدل بیان ہوا ہی وہ شوہر کو سپرد کر دے اور اگر بدل مذکور استحقاق مین لے لیا گیا تو عورت ضامن ہوگی - اور اگر اجنبی
نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو میرے اس غلام پر یا اس میرے دار پر یا میرے ان ہزار درم پر خلع دیدے
اور اُسنے ایسا ہی کیا تو خلع واقع ہوگا اور عورت کے قبول کی حاجت نہوگی اور نیز شوہر کے خالی اس کہنے سے کہ مین نے خلع
دیدیا خلع تمام ہو جائیگا اور اجنبی کے (قبول کیا مین نے) کہنے کی حاجت نہوگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے
خلع دیدے فلان کے گھر یا فلان کے غلام پر پس شوہر نے ایسا کیا تو عورت کے ساتھ خلع واقع ہوگا اور مالک غلام یا مکان کے
قبول کی احتیاج نہ رہیگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر کو وہ دار یا غلام سپرد کر دے اور اگر سپرد کرنا متعذر ہو تو عورت پر

شوہر کو اسکی قیمت دینی واجب ہوگی - اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی یا خلع کر دیا فلان کے دار پر تو قبول کرنا عورت کے اختیار مین ہوگا نہ مالک دار کے اور اگر شوہر نے مالک غلام کو مخاطب کیا اور عورت مذکورہ حاضر ہے پس کہا کہ مین نے اپنی عورت کو تیرے اس غلام پر خلع دیا اور عورت نے قبول کیا تو خلع واقع نہوگا حتی کہ مالک غلام قبول کرے اور اگر اجنبی نے ابتدا کی اور بدل الخلع اس اجنبی کا نہیں ہے بلکہ کسی اور اجنبی کا ہے پس اُس نے کہا کہ اپنی عورت کو فلان کے اس غلام پر یا فلان کے اس دار پر یا فلان کے ان ہزار درم پر خلع دیدے تو قبول کا اختیار مالک دار و غلام و دراہم کو ہے نہ عورت کو اور اگر اجنبی نے کہا کہ تو اپنی عورت کو ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان اسکا ضامن ہے تو قبول کرنا اسی ضامن کے اختیار مین ہے مخاطب یا عورت کے اختیار مین نہوگا - اور اگر عورت ہی مخاطب ہو مثلاً عورت نے کہا کہ مجھے ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان ضامن ہے پس شوہر نے خلع دیدیا تو خلع واقع ہوگا پھر اگر فلان مذکور نے مال کی ضمانت کر لی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت یا فلان جسکو چاہے مال کے واسطے ماخوذ کرے اور اگر فلان نے ضمانت سے انکار کیا تو عورت ہی کو مال کے واسطے ماخوذ کریگا - اور اگر اجنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو اس غلام پر خلع دیدے پس اُس نے کہا کہ مین نے خلع دیدیا پھر یہ غلام کسی دوسرے شخص کا نکلا ولیکن اس دوسرے شخص نے قبول کیا تو اُسکے قبول کرنے پر التفات نہ کیا جائیگا بلکہ قبول کا اختیار عورت کو ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر جورو و شوہر مین سے کسی نے طفل یا معتوہ یا مملوک کو خلع دینے یا خلع لینے مین اپنے قائم مقام وکیل کیا تو یہ جائز ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ خلع دے اپنے نفس کو یا کہا کہ خلع کر لے اپنے نفس کو تو مسئلہ مین تین صورتین ہین اول آنکہ یون کہا کہ خلع کر دے اپنے نفس کو بمال اور اس مال کی کوئی مقدار نہین بیان کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھسے ہزار درم کے عوض خلع کر دیا تو اس صورت مین جب تک شوہر یون نہ کہے کہ مین نے اجازت دی تب تک طلاق واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ابن سماعہ نے روایت کی کہ خلع صحیح ہوگا اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہے کذا فی الفصول العمادیہ دوم اس جگہ عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو ہزار درم کے عوض خلع کر دے پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو ایک روایت مین ہے کہ خلع بعوض ہزار درم پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے یہ نہ کہا ہو کہ مین نے اجازت دی اور یہی صحیح ہے سوم آنکہ یون کہا کہ اپنے نفس کو خلع کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع لے لیا تو منتقی مین امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ خلع نہوگا - اور ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع کر لے پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر لیا تو بلا بدل ایک طلاق بائن واقع ہوگی گویا اُس نے کہا کہ اپنے نفس کو بائنہ کر لے اور اسی کو اکثر مشائخ نے لیا ہے اور اگر خطاب از جانب عورت ہو کہ اُس نے کہا کہ تو مجھے خلع کر دے یا مبارات کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو مرد کی طرف سے خطاب ہونا اور عورت کی طرف سے ایسا خطاب ہونا سب صورتون مین یکسان ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو خلع کر دے اپنے نفس کا بغیر مال پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو عورت کے قول ہی سے خلع پورا ہو گیا - عورت نے کہا کہ مجھے بغیر مال خلع کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کا خلع بعوض اسقدر مال کے لے لے پھر عورت کو عربی زبان مین سکھلایا کہ اُس نے کہا کہ مین نے خلع لے لیا یعنی یون کہا کہ اختلعت حالانکہ عورت مذکورہ اُسے جانتی نہیں ہے تو صحیح یہ ہے کہ خلع پورا نہوگا جب تک کہ عورت اسکو سمجھا لے یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک مرد نے دعوی کیا کہ مین تیری جورو کی طرف سے تیرے پاس

تو اُسکو طلاق دے یا اُسکو رکھ پس شوہر نے کہا کہ مین اسکو نہین رکھونگا بلکہ طلاق دیدونگا پس ایلچی نے کہا کہ مین نے تجھے تمام اس سے جو اسکا تجھپر ثابت ہی بری کر دیا پس مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر عورت نے انکار کیا کہ مین نے ایلچی کو بری کرنے کا اختیار نہین دیا تھا اور ایلچی اسکا دعوی کرتا ہی پس اگر شوہر نے دعوی کیا کہ عورت نے اس ایلچی کو ایلچی کرکے بھیجا اور جسطرح ایلچی کہتا ہی اسکو وکیل بھی کیا تو طلاق واقع ہو گی مگر عورت کا حق ویسا ہی رہیگا۔ اور اگر شوہر نے ایسا دعوے نہ کیا پس اگر ایلچی نے یون کہا کہ مین نے تجھے عورت کے حق سے بری کیا بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر ایلچی نے یہ نہ کہا ہو کہ بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو گی اور عورت اپنے حق پر ہو گی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر فضولی نے کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ مین نے طلاق دی تو متوقف رہیگی چنانچہ اگر عورت نے اجازت دیدی تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہین یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا اسکے داماد سے خلع کرا لیا پس اگر دختر بالغہ ہو اور باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کر لی تو خلع پورا ہو گیا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی بالغہ کا اُسکے شوہر سے اُسکے مہر پر جو شوہر پر باقی ہی اُسکی اجازت سے خلع کرا لیا تو یہ اس دختر بالغہ پر نافذ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کی اجازت نہ تھی اور اُسکی بھی اُسنے اجازت نہ دی پس اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت نہ کی ہو سوائے برات مہر کے تو خلع جائز نہوگا اور طلاق واقع نہو گی اور اگر دختر مذکورہ نے اجازت دیدی تو خلع واقع ہوگا اور طلاق پڑ گئی اور شوہر اُسکے مہر سے جو اسپر آتا ہی بری ہو گیا اور اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کر لی ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر جب عورت کو خبر پہونچے گی پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو خلع مذکور اس دختر پر نافذ ہوگا اور شوہر اسکے مہر سے بری ہو جائیگا اور اگر اُسنے اجازت نہ دی تو دختر مذکورہ اپنا مہر مذکور شوہر سے واپس لیگی اور شوہر بدل الخلع کو اُسکے باپ سے لے لیگا کیونکہ وہ ضامن ہوا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر باپ نے اپنی صغیرہ کا بعوض مال دختر کے خلع کرا لیا تو یہ صغیرہ پر جائز نہ ہوگا پس اسکا مہر اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہو گا اور شوہر اسکے مال کا مستحق نہ ہوگا اور رہا یہ امر کہ طلاق واقع ہو گی یا نہین سو اسمین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہی کہ واقع ہو گی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر باپ نے دختر صغیرہ کا ہزار درم پر خلع کرایا بدین شرط کہ باپ ان ہزار درم کا ضامن ہی تو خلع جائز ہوگا اور ہزار درم باپ پر ہونگے اور اگر صغیرہ پر ہزار درم کی شرط کی ہو تو دختر مذکورہ کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ وہ قبول کی اہلیت رکھتی ہو یعنے واقف ہو کہ خلع سلب کنندہ ہوتا ہی اور نکاح جلب کنندہ ہوتا ہی از روئے شرع کے یون مشروع ہی پس اگر اُسنے قبول کیا تو بالاتفاق طلاق واقع ہو گی و لیکن مال واجب نہوگا اور اگر باپ نے اُسکی طرف سے قبول کیا تو ایک روایت مین صحیح ہی اور ایک روایت مین نہین صحیح ہی اور یہی اصح ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر زوجہ صغیرہ کو خلع دیا اور مہر کی ضمان نہ لی تو عورت کے قبول پر موقوف ہوگا پس اگر عورت مذکورہ نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور مہر ساقط نہوگا اور اگر اُسکی طرف سے اُسکی باپ نے قبول کیا تو اسمین دو روایتین ہین اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت کی اور وہ ہزار درم ہین تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جائیگی اور استحسانًا اسکے ذمہ پانسو درم لازم ہونگے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ وہ مدخولہ نہو اور اگر مدخولہ ہو تو عورت کے واسطے پورا مہر لازم ہوگا اور شوہر کے واسطے اسکا باپ ضامن ہوگا یعنے باپ تاوان دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ صغیرہ کے شوہر اور صغیرہ کی مان کے درمیان خلع کی گفتگو واقع ہوئی پس اگر زوجہ صغیرہ کی مان نے بدل خلع کو اپنے ذاتی مال کی طرف مضاف کیا یا اُسکی ضامن ہوئی تو خلع پورا ہو جائیگا جیسے اجنبی کے ساتھ اسطرح گفتگو مین ہوتا ہی اور اگر مان نے اپنے

مال کی طرف مضاف نہ کیا اور نہ ضامن ہوئی پس آیا طلاق واقع ہوگی جیسے باپ کے ساتھ خلع کی ایسی گفتگو میں واقع ہوتی ہے تو اسکی کوئی روایت نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ واقع نہوگی - اور اگر خلع کا عقد کرنے والا اجنبی ہو اور وہ بدل کا ضامن نہوا پس آیا خلع متوقف رہیگا تو بعض نے فرمایا کہ اگر زوجہ صغیرہ ہو کہ وہ خلع کو سمجھتی ہو اور تعبیر کرسکتی ہو تو خلع اُسکے قبول کرنے پر موقوف رہیگا اور بعض نے کہا کہ موقوف نرہیگا - اور اگر صغیرہ نے جو خلع کو سمجھتی اور تعبیر کرسکتی ہے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر خلع لیا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مہر ساقط نہوگا - اور اگر صغیرہ نے خلع کے واسطے کوئی وکیل کیا پس وکیل نے یہ کام کیا تو اسمیں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں وکیل کرنا صحیح ہے اور وکیل کے قبول سے مثل صغیرہ کے خود قبول کرنے کے خلع پورا ہو جائیگا اور ایک روایت میں اگر وکیل بدل خلع کا ضامن نہوا تو طلاق واقع نہو گی جیسے اجنبی کے خلع کرانے میں ہوتا ہے - اور اگر باپ نے اپنے پسر صغیر کی طرف سے خلع دیا تو صحیح نہیں ہے اور صغیر مذکور کی اجازت پر بھی موقوف نرہیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - جو شخص نشہ میں ہے یا زبردستی مجبور کیا گیا ہے اسکا خلع دینا ہمارے نزدیک جائز ہے اور طفل کا خلع دینا باطل ہے اور جو شخص معتوہ یا مرض کے سبب سے اسپر اغما طاری ہوا وہ انمین بمنزلہ طفل کے ہے یہ مبسوط میں ہے - اگر باندی نے اپنے شوہر سے خلع لیا یا طلاق بمال لی تو طلاق واقع ہوگی مگر مالی عوض کے واسطے وہ فی الحال ماخوذ نہوگی ہاں بعد آزاد ہونے کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو معاوضہ کے واسطے فی الحال ماخوذ ہوگی اور معاوضہ کے واسطے فروخت کیجائیگی الا آنکہ مولی اسکی طرف سے دیکر بچا دے اور اگر باندی مذکورہ کسی کی مدبرہ یا ام ولد ہو تو اس حکم میں مثل محض باندی کے ہے الا بات یہ ہے کہ وہ بیچ نہیں کیجا سکتی ہے پس وہ بدل کو اپنی کمائی سے ادا کریگی بشرطیکہ اُسنے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہو - اور اگر مکاتبہ باندی ہو تو وہ بدل خلع کے واسطے ماخوذ نہوگی الا بعد آزاد ہونے کے چاہے اُسنے مولی کی اجازت سے خلع لیا ہو یا بلا اجازت - اور اگر باندی نے اپنے شوہر سے اپنے مہر کے عوض بدون اجازت مولی کے خلع لیا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مہر ساقط نہوگا یہ محیط میں ہے - اور اگر باندی کے مولی نے باندی کے رقبہ پر باندی کا خلع کرا لیا اور شوہر مرد آزاد ہے تو مفت طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر مکاتب یا مدبر یا غلام ہو تو خلع جائز ہوگا اور یہ باندی اس مدبر یا غلام کے مالک کی ہو جائیگی اور رہا مکاتب سو اسکا اس باندی میں حق ملک ثابت ہوگا دو باندیاں ایک مرد آزاد کے تحت میں ہیں اور دونوں باندیوں کے مولی نے شوہر سے ان دونوں کا خلع انمین خاص ایک کے رقبہ پر کرا لیا تو معینہ خاص کا خلع باطل اور دوسری کا خلع صحیح ہوگا اور ثمن ان دونوں کے مہر پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ اس باندی کے پڑتے میں واقع ہوا جسکے حق میں خلع صحیح ہوا ہے اسقدر شوہر کا حق دوسری باندی میں ثابت ہوگا اور اگر مولی نے ہر ایک کا دونوں میں سے خلع بعوض دوسری کے رقبہ کے کرایا تو ہر ایک پر ایک ایک طلاق بائن مفت واقع ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو اُسنے دوسری کے رقبہ پر طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے - ایک باندی کسی غلام کی جورو ہے پس باندی کے مولی نے ایک غلام مقبوضہ پر اس باندی کا اسکے شوہر غلام سے خلع کرایا اور غلام نے اسکو قبول کیا تو جائز ہے خواہ غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہو یا بلا اجازت - اور باندی کا قبول کرنا شرط نہیں ہے پھر اگر وہ غلام جو خلع میں بدل قرار دیا گیا ہے کسی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو خلع ویسا ہی صحیح رہیگا اور باندی کے مولی پر تاوان واجب نہوگا مگر جو غلام استحقاق میں لیا گیا ہے اسکی قیمت باندی کی گردن پر ہوگی کہ اگر مولی باندی پر سے یہ قیمت فدیہ دیدے تو خیر ورنہ باندی مذکورہ اسکے واسطے فروخت کیجائیگی - اور اگر مولی نے

وقت خلع کے اس غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کر لی ہو تو بسبب ضمانت کر لینے کے اس سے قیمت غلام مستحق شدہ لی جاویگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو جو خلع سے پہلے کا ہے تو باندی فروخت کیجاویگی اور پہلے قرضداروں کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اسکے ثمن میں سے کچھ باقی رہا تو اسکے شوہر کے مولی کا ہوگا اور اگر باقی بچا ہوا ثمن اس غلام کی پوری قیمت نہو جو استحقاق میں لے لیا گیا ہے تو جسقدر کمی ہے وہ باندی مذکورہ بعد اپنے آزاد ہونے کے پوری کر دیگی۔ اور اگر باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو بیع سے پہلے یا بعد بیع کے اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو اس سے قیمت غلام مستحق کا مواخذہ کیا جائیگا جیسا کہ قبل بری کر دینے کے تھا اور یہ نہوگا کہ رقبہ باندی مذکورہ اسکے شوہر کے مولی کو دیدیا جاوے اور اگر باندی کے مولی نے غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کر لی ہو تو باندی مذکورہ اپنے قرضہ کے واسطے فروخت ہوسکتی ہے اور غلام مستحق کی قیمت باندی کا مولی اسکے شوہر کے مولی کو بسبب ضامن ہونے کے تاوان دیگا اور باندی کی گردن پر اسکی ضمان واجب نہوگی اگرچہ آزاد کر دی جاوے۔ اور اگر باندی کے مولی نے باندی کو اسکے رقبہ پر خلع کرا لیا اور باندی پر قرضہ نہیں ہے اور مولی ضامن نہوا تو باندی مذکورہ شوہر کے مولی کو سپرد کر دیجائیگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو تو وہ قرضہ میں فروخت کیجائیگی پھر اگر کچھ باقی رہا تو اسکو مولاے شوہر لے لیگا اور باندی کے مولی پر ضمان واجب نہوگی اگر بچا ہوا ثمن اس باندی کی قیمت کاملہ نہو۔ اور اگر بیع ہونے سے پہلے باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو رقبہ باندی اسکے شوہر کے مولی کو دیا جائیگا اور باندی کے مولی کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بری کرنا بعد بیع کے ہوا تو اسکا ثمن مولاے شوہر کو دیدیا جائیگا اور اگر ثمن میں بہ نسبت قیمت کے زیادتی ہو تو زیادتی مولی کی ہوگی اور اگر کچھ کمی ہو پس اگر مولاے باندی نے ضمان درک کر لی ہو تو یہ کمی مولاے باندی پر ہوگی اور اگر ضمان درک نہ کی ہو تو باندی پر ہوگی کہ بعد آزاد ہونے کے اس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض الموت میں اپنے مہر کے عوض جو اسکا شوہر پر آتا ہے خلع لے لیا پھر وہ عدت میں مر گئی تو شوہر کو اپنی عورت کی میراث کی مقدار و مہر مذکور کی مقدار دونوں میں سے کم مقدار ملیگی بشرطیکہ مہر اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر عورت کا کچھ مال سواے اسکے نہو تو شوہر کو عورت کے مال کی اپنے حصہ میراث اور تہائی سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی اور اگر وہ انقضاے عدت کے بعد مری تو مہر مذکور کو عورت کے تہائی مال میں سے مہر مذکور ملیگا۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو کہ اسنے اپنے مرض میں بعوض اپنے مہر کے اس سے خلع لے لیا تو ہم کہتے ہیں کہ نصف مہر تو شوہر کے ذمہ سے بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا نہ از جانب عورت اور باقی نصف مہر مذکور کو عورت کے تہائی مال سے پائیگا اور اسی طرح اگر عورت نے اپنے مہر سے زائد پر خلع لیا ہو تو نصف مہر بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا اور باقی نصف مع زیادتی کے شوہر کو اسکے تہائی مال سے ملیگا۔ اور اگر عورت کا مرض موت نہو بایں طور کہ وہ مرض سے اچھی ہو گئی تو مرد کو تمام مہر ملیگا۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت کی حالت میں شوہر کی بیماری کی حالت میں خلع لیا تو خلع جائز ہے جو کچھ بدل قرار پایا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور عورت کو اس مرد کی کچھ میراث نہ ملیگی۔ اور اگر کسی اجنبی نے بحالت شوہر کے مریض ہونے کی حالت میں شوہر سے اسکی جورو کا خلع کرا لیا کسی قدر مال مسمی کے عوض جسکا وہ شوہر کے واسطے ضامن ہو گیا پس اگر شوہر اس مرض سے مر گیا تو یہ خلع اسکے تہائی مال سے جائز ہوگا۔ اور اگر اجنبی نے یہ فعل بدون رضامندی عورت کے شوہر کے مرض کی حالت میں کیا پس اگر قبل انقضاے عدت کے شوہر مر گیا تو عورت کو اسکی میراث ملیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر شوہر اس عورت کا چچازاد بھائی ہو اور عورت اسکی غیر مدخولہ ہو چکی ہو پس اگر شوہر اس سے میراث قرابت نہ پاسکتا ہو بدین وجہ کہ مثلاً اسکا کوئی اور عصبہ موجود ہے جو

بہ نسبت شوہر کے اقرب ہے تو یہ اور دوسری صورت کہ شوہر محض اجنبی ہو دونوں یکسان ہیں۔ اور اگر شوہر اس سے میراث قرابت پا سکتا ہو اور وہ بعد انقضاے عدت کے مرگئی تو دیکھا جائیگا کہ مقدار بدل الخلع کیا ہے اور جسکو عورت مذکورہ کی میراث بحق قرابت پہونچتی ہے وہ کیا ہے پس اگر بدل الخلع مقدار میراث کے مساوی یا کم ہو تو شوہر کو بدل الخلع دیا جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو مقدار میراث سے جسقدر زائد ہو وہ شوہر کو نہ دیا جائیگا الا باجازت باقی وارثوں کے۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو تو نصف مہر بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا پس اس نصف کے حق میں عورت تبرع کرنے والی شمار ہوگی ہاں باقی نصف کی بابت وہ تبرع کرنے والی شمار ہو سکتی ہے اور باوجود اسکے وہ وارث کے حق میں متبرع ہوئی تو اس نصف کی مقدار دیکھی جائیگی اور عورت کے مال سے اسکی میراث کی مقدار پر لحاظ کیا جائیگا پس جو دونوں میں سے کم ہو وہ شوہر کو دیجائیگی۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ عورت اس مرض سے مرگئی ہو اور اگر اچھی ہو گئی تو جو کچھ اُسنے بدل بیان کیا ہے وہ سب پورا شوہر کو دیا جائیگا گویا ایسا ہوا کہ عورت نے اُسکو کچھ ہبہ کیا پھر وہ مرض سے اچھی ہو گئی یعنی پورا ہبہ صحیح ہوا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت کے دو چچازاد بھائی ہیں اور دونوں اُسکے وارث ہیں پھر ایک نے اُس سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت میں اپنے مہر پر خلع لے لیا اور اس عورت کا کچھ مال سواے اسکے نہیں ہے پھر وہ عدت میں مرگئی تو مہر مذکور ان دونوں بھائیوں کے درمیان نصفا نصف ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اسکے مہر پر طلاق دیدی پھر وہ عدت میں مرگئی تو یہ طلاق رجعی ہوگی پس شوہر کو نصف مہر بسبب حق میراث زوجیت کے ملیگا اور باقی دونوں بھائیوں میں نصفا نصف مشترک ہوگا یہ کافی میں ہے

نوان باب ظہار کے بیان میں

قال المترجم ظہار کی تعریف میں کہ کسکو کہتے ہیں فرمایا کہ ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجہ کا یا اُسکے کسی جزو کا جو شائع ہے یا اسکے ساتھ کل بدن سے تعبیر کیجاتی ہے محرمات ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ جسکی طرف نظر حلال نہیں ہے اگرچہ حرمت ابدی بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوئی ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ چاہے زوجہ حرہ ہو یا باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد یا کتابیہ یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور شرط صحت ظہار عورت میں یہ ہے کہ وہ زوجہ ہو اور مرد میں یہ ہے کہ وہ اہل کفارہ میں سے ہو پس ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہیں صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ پس اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جسنے نکاح کی اجازت نہیں دی ہے پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اُسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہے اور اگر غلام یا مدبر یا مکاتب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ پس اگر کسی نے اپنی باندی سے ظہار کیا خواہ وہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ ہو تو نہیں صحیح ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اسی طرح اگر جورو کو ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دی جسکی حرمت ابدی نہیں ہے بلکہ موقت کسی وقت تک ہے جیسے مطلقہ ثلثہ تو ظہار صحیح نہوگا یہ تلخیص المحیط میں ہے۔ رکن ظہار اپنی جورو سے یہ کہنا کہ انت علی کظہر امی تو مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے یا جو لفظ اسکے قائم مقام ہاین طور ہو کہ اسکے معنے اس سے حاصل ہوں یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تیرا سر مجھپر مثل ظہر میری ماں کے ہے یا تیرا چہرہ یا تیری گردن یا تیری فرج تو مظاہر ہو جائیگا یعنے ظہار کرنے والا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر جورو سے کہا کہ تیرا بدن مجھپر مثل ظہر میری ماں کے ہے یا تیرا جزو ثلث یا تیرا نصف حصہ یا اُسکے مثل کوئی جزو شائع بیان کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایسا جزو ذکر کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کیجاتی ہے جیسے ہاتھ یا پانون تو ظہار ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ تیری پیٹھ مجھپر مثل میری ماں کی پیٹھ کے ہے یا مثل اسکے پیٹ یا مثل اسکی فرج کے ہے تو یہ ظہار نہیں ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ قال المترجم وفیہ نظر ظاہر فافہم اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل گھٹنے میری ماں کے ہے تو قیاس یہ ہے کہ وہ مظاہر ہوگا اور اگر کہا کہ تیری ران مجھپر

مثل ران میری ماں کے ہے تو یہ ظہار نہیں ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کو اپنی ماں کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا اسکو حلال نہیں ہے تو یہ مثل پشت کے ساتھ تشبیہ کے ہے اور اسی طرح اگر سوائے ماں کے اور کسی عورت سے جس سے اُسکو کبھی نکاح کرنا حلال نہیں ہے اپنی جورو کو تشبیہ دی جیسے بہن و پھوپھی و رضاعی ماں و رضاعی بہن وغیرہ تو بھی یہی حکم ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے قال المترجم الاثر سے کیف صرح ہہنا بان التشبیہ الی عضو من امہ لایحل لہ النظر الیہ من الظہار والفرج من تلک الاعضاء فالنظر منی لایدفع لہ علی ما مر فافہم۔ اور اگر عورت کو ایسی چیز سے تشبیہ دی جسکی طرف اسکو نظر حلال ہے جیسے بال و چہرہ و ہاتھ و پانون تو یہ ظہار نہیں ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے تو مظاہر ہو جائیگا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہو اور اگر کہا کہ مثل پشت تیری دختر کے ہے پس اگر مدخولہ ہو تو مظاہر ہوگا ورنہ نہیں یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو اپنے باپ یا بیٹے کی جورو سے تشبیہ دی تو ظہار ہے خواہ باپ یا بیٹے نے اپنی جورو سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت سے تشبیہ دی جس سے اسکے باپ یا بیٹے نے زنا کیا ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ ظہار ہوگا اور یہی صحیح ہے قال المترجم اگر فتوے دیا جاوے کہ ظہار نہوگا تو مفتی کی فقاہت کی دلیل ہے بنظر زمانہ موجودہ واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت کی ماں یا بیٹی سے تشبیہ دی جس سے زنا کیا ہے تو ظہار ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر شہوت سے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھا پھر اپنی جورو کو اُسکی دختر سے تشبیہ دی تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ شخص مظاہر نہوگا اور افعال مذکورہ وطی کے مثل نہیں ہیں یہ محیط میں ہے اور ظہار کا حکم یہ ہے کہ تا وقت ادا سے کفارہ تمام و کمال وطی و اسکی دواعی حرام ہیں یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قبل کفارہ ادا کرنے کے اس عورت سے وطی کی تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور کچھ اسپر واجب نہیں ہے سوائے پہلے کفارہ کے اور معاودت نہ کرے یہانتک کہ کفارہ ادا کرے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر عورت سے ظہار کیا پھر اسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکی وطی و استمتاع حلال نہوگی یہانتک کہ کفارہ ادا کرے اور اسی طرح اگر اسکی زوجہ باندی ہو اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو خرید کیا حتی کہ بسبب ملک یمین کے نکاح باطل ہو گیا تو بھی اسکی وطی و استمتاع جب تک کہ کفارہ نہ ادا کر دے حلال نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت حرہ ہو پھر وہ اسلام سے مرتد ہو گئی اور دار الحرب میں جا ملی پھر قید ہو کر دار الاسلام میں آئی پھر مرد مذکور نے اسکو خرید کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت سے ظہار کیا پھر خود اسلام سے مرتد ہو گیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر وہ اول شوہر کے نکاح میں آئی تو پہلے کفارہ ادا کر دینے کے بغیر اسکی وطی جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک ساتھ دونوں مرتد ہو گئے پھر دونوں اسلام لائے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول میں وہ دونوں اپنے ظہار پر ہونگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور یہ سب ظہار مطلق اور ظہار مؤبد میں ہے اور رہا ظہار مؤقت جیسے کسی قدر مدت معلومہ مثل ایک روز یا ایک مہینہ یا ایکسال کے واسطے ظہار کیا تو ایسے ظہار مؤقت میں اگر اُسنے اس مدت کے اندر اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اُس سے قربت نہ کی یہانتک کہ یہ مدت گذر گئی تو اُسکے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائیگا اور ظہار باطل ہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ ظہار کرنیوالے سے وطی کا مطالبہ کرے اور عورت پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ استمتاع سے اسکو مانع ہو یہانتک کہ وہ کفارہ ادا کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کفارہ ادا نہ کیا اور یہ معاملہ قاضی کے سامنے بطور نالش پیش ہوا تو قاضی اُسکو

نہ کریگا تا کہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ظہار کرنے والے نے کہا کہ میں نے کفارہ ادا کر دیا
ہے تو اسکی تصدیق کیجائیگی جب تک اسکا دروغ معلوم نہو یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر
میری ماں کے ہے تو مظاہر ہو جائیگا چاہے اُسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اُسکی کچھ نیت اصلا نہو اور نیز اگر اُسنے کرامت یا
منزلت یا طلاق یا تحریم لقسم کی نیت کی ہو تو بھی ظہار کے سوائے کچھ نہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے زمانہ ماضی کے
اخبار دروغ کی نیت کی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت کو بھی روا نہیں ہے کہ اُسکے قول کی تصدیق کرے
جیسے قاضی کو تصدیق کرنا روا نہیں ہے۔ اور فیما بینہ و بین اللہ تعالی اُسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اسی طرح اگر اُسنے
کہا کہ میں تجھ سے مظاہر ہوں یا ظاہرتک یعنی میں نے تجھ سے مظاہرت کی تو وہ مظاہر ہوگا خواہ اُسنے ظہار کی نیت
کی ہو یا اُسکی کچھ نیت نہو اور جو کچھ وہ نیت کریگا سوائے ظہار کے اور کچھ نہوگا اور اگر اُسنے زمانہ ماضی کے خبر دروغ کی
نیت کی ہو تو قضاءً تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ تو مجھپر مثل پیٹ میری ماں کے ہے یا
مثل ران میری ماں کے ہے یا مثل فرج میری ماں کے ہے تو یہ قول اور تو مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہے دونوں یکسان
ہیں یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت منی کظہر امی او عندی او معی یعنی تو مجھ سے یا میرے نزدیک یا میرے ساتھ مثل
ظہر میری ماں کے ہے تو وہ مظاہر ہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو میری ماں ہے تو مظاہر نہ ہوگا مگر
لائق ہے کہ مکروہ ہو۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اے میری دختر یا اے میری بہن یا مثل اسکے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ تو مجھپر
(یعنے مکروہ تحریمی ۱۲)
مثل میری ماں کے ہے یا مانند میری ماں کے ہے پس نیت کر کے کہا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر
کرامت یا ظہار کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم رح کے قول
پر اسپر کچھ لازم نہوگا بسبب لفظ کو معنی کرامت پر محمول کرنے کے یہ جامع صغیر میں ہے قال المترجم اس میں اشارہ ہے کہ اس
حکم میں صاحبین رح کا خلاف ہے لہذا غایۃ البیان میں کہا کہ صحیح قول امام اعظم رح ہے انتہی اور اگر تحریم کی نیت کی تو اسمیں روایات
مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر اُسنے یوں کہا کہ تو مثل میری ماں کے ہے اور یہ نہ کہا کہ
مجھپر یا میرے نزدیک اور کچھ نیت نہیں کی تو بالاتفاق اسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا
(یعنی اگر چہ مکروہ ہے ۱۲)
کہ اگر میں نے تجھ سے وطی کی تو اپنی ماں سے وطی کی تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت
(اس گفتار سے مکروہ ہے ۱۲)
سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے مثل میری ماں کے اور طلاق یا ظہار یا ایلا کی نیت کی تو اسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کچھ نیت
نہ کی تو امام محمد رح کے قول میں ظہار ہوگا اور شیخ خصاف رح نے ذکر فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے موافق بھی صحیح یہی ہے
جو امام محمد رح نے فرمایا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہے مثل پشت میری ماں کے اور طلاق
یا ایلا کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ظہار کے سوائے کچھ نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک طلاق ہوگی اور اگر اُسنے
تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں کی تو بالاجماع ظہار ہوگا۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میرے باپ
کے ہے یا مثل پشت میرے قریب کے ہے یا مثل پشت کسی مرد اجنبی کے بیان کیا تو مظاہر نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ
کفرج ابی و کفرج ابنی مثل فرج میرے باپ یا مثل فرج میرے بیٹے کے ہے تو مظاہر ہوگا قال المترجم فرج کا لفظ عربی میں
شرمگاہ مرد و عورت دونوں پر اطلاق ہوتا ہے فافہم اور عورت اپنے شوہر سے مظاہرہ نہیں ہوتی ہے یہ امام محمد رح کا قول
ہے اور اسی پر فتوی ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ظہار کی شرط یہ ہے کہ شوہر اہل کفارہ میں سے ہو پس

ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے صحیح نہوگا - اور اگر ظہار کیا پھر مجنون ہو گیا پھر اسکو افاقہ ہوا تو اپنے ظہار پر برابر رہیگا یہ نہین ہی
کہ افاقہ حاصل ہونے کے سبب سے ظہار نے عود کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہی - اور منجملہ شرائط ظہار کے یہ ہی کہ معتوہ نہو اور
مدہوش نہو اور برسام کا مریض نہو اور مغمی علیہ نہو اور خواب مین سویا ہوا نہو پس ان لوگون کا ظہار صحیح نہین ہی اور یہ شرط
نہین ہی کہ اسنے بجد ظہار کیا ہو حتی کہ ہزل کے ساتھ ظہار کرنیوالا مظاہر ہوگا اسی طرح طوعاً و عمداً ہونا صحت ظہار کے
واسطے ہمارے نزدیک شرط نہین ہی پس مکرہ کا ظہار یعنی جسنے باکراہ ظہار کیا اور خطا سے ظہار کہنے والا مظاہر ہوگا جیسے کہ اسکی
طلاق صحیح ہوتی ہی ظہار بھی صحیح ہوگا - اسی طرح شرط خیار سے خالی ہونا بھی ہمارے نزدیک شرط نہین ہی پس جسنے شرط خیار
کے ساتھ ظہار کیا اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ بدائع مین ہی - قال المترجم یعنی شرط باطل اور ظہار صحیح ہوگا فافہم - اور جو شخص نشے مین
ہو اسکا ظہار لازم ہوگا اور گونگے کا ظہار اگر بذریعۂ تحریر ہو یا بذریعۂ اشارہ کہ سمجھ مین آوے اور اسنے نیت کی ہو تو لازم
ہی جیسے طلاق مین حکم ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - مجوسیہ کا شوہر مسلمان ہو گیا اور قبل اسکے کہ اسکی جورو پر اسلام پیش
کیا جاوے اسنے مجوسیہ سے ظہار کر لیا تو صحیح ہوگا اسواسطے کہ وہ اہل کفارہ مین سے ہو گیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور واضح
رہے کہ ظہار موجب نقصان عدد اور موجب بینونت نہین ہوتا ہی اگرچہ مدت طویل ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور
اگر جورو صغیرہ ہو یا رتقاء ہو یا قرناء ہو یا حائض ہو یا نفاس مین ہو یا مجنونہ ہو یا غیر مدخولہ ہو ان مین سے ظہار ہر ایک سے
صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی پھر اُس سے عدت کے اندر ظہار کیا تو ظہار صحیح ہوگا یہ سراج
وہاج مین ہی - اور جس عورت کو تین طلاق دے چکا ہی اور جسکو بائنہ کر چکا ہی اور جسکو خلع دیدیا ہی اس سے
ظہار نہین صحیح ہی اگرچہ عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی - اور ظہار کے ساتھ ملا کر اپنی جورو کو طلاق دیدی تو بالاجماع اسپر
کفارہ لازم نہوگا کیونکہ عود منتفی ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی کل کے
روز یا بعد کل کے روز کے تو یہ ایک ہی ظہار ہی اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی کل کے روز اور جب
پرسون کا روز آوے تو یہ دو ظہار ہین پس اگر آج کے روز کفارہ دیدیا تو یہ پرسون کے واسطے کافی نہوگا یہ محیط مین ہی
اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر روز تو یہ ایک ہی ظہار ہوگا کہ ایک ہی کفارہ سے باطل ہو جائیگا - اور
اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر دن مین تو ہر دن آنے پر ظہار جدید ہوتا جاویگا پھر جب ایک روز
گذریگا تو اس روز کا ظہار باطل ہو جائیگا اور دوسرے روز پھر مظاہر ہو جائیگا اور یہ جدید ظہار ہوگا اسی طرح دن بدن
مین ہر روز ایسا ہی ہوتا رہیگا مگر اسکو اختیار رہوگا کہ رات مین عورت سے قربت کرے یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا
کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر روز از روی ظہار کے تو ہر روز ظہار جدید پیدا ہوگا پس ہر روز وہ مظاہر ہوگا اور
ہر روز جب نیا دن آویگا تو ظہار جدید پیدا ہوگا پھر جب یہ روز گذر جائیگا تو اس روز کا ظہار باطل ہو جائیگا اور دوسرے
دن پھر وہ مظاہر ہو جائیگا بظہار جدید مگر اسکو اختیار رہیگا کہ چاہے رات مین عورت سے قربت کرے اور اگر اسنے ایک روز
کفارہ دیدیا تو اسی روز کا ظہار باطل ہوگا اور دوسرے روز پھر جدید ظہار آجائیگا - اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان
کے ہی ہر بار جبکہ روز آوے تو جب کوئی دن آویگا تو ہر دن مذکور اس عورت سے مظاہر ہو جائیگا اور اس روز کا ظہار اس روز
کے گذرنے سے منتفی نہو جائیگا اور اسی طرح جب دن آتا جائیگا تو وہ جدید ظہار دیگر سے بھی مظاہر ہوتا جائیگا یعنی باوجود
اول ظہار کے باقی رہنے کے اور سوا اسکے کفارہ کے اسکو کوئی باطل نہین کر سکتا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی -

منتقی مین لکھا ہی - کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ماہ رمضان پورا اور پورا رجب پھر گذشتہ رجب مین کفارہ دیدیا تو اُس سے رجب کا ظہار اور رمضان کا ظہار استحسانًا ساقط ہو جائیگا اور یہ ایک ہی ظہار ہوگا اور اگر اُس نے شعبان مین کفارہ دیا تو جائز نہین ہی اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہمیشہ الا بروز جمعہ پھر کفارہ دیا پس اگر روز استثنا مین کفارہ دیا تو کافی نہوگا اور اگر ایسے روز یعنی جمعہ جیسا کہ مسئلہ مذکورہ مین ہی دیا جس روز وہ مظاہر ہی تو سب ایام کے واسطے کافی ہوگا - اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے ظہار کیا پھر دوسرے مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسے فلان کی جورو فلان پر ہی تو وہ اپنی جورو سے مظاہر ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے ظہار کیا پھر اس عورت کے ساتھ دوسری جورو کو شریک کر دیا یا کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسی یہ حالانکہ اسکی نیت ظہار تھی تو صحیح ہی اسیطرح اگر مظاہرہ عورت کے مرنے کے بعد یا کفارہ دینے کے بعد کہا تو بھی بہ نیت مذکورہ دوسری سے مظاہر ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر اُسنے تیسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھکو ان دونون کے ظہار مین شریک کیا تو وہ تیسری جورو سے بدو ظہار مظاہر ہو جائیگا یہ تہذیب مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جوروؤن سے کہا کہ تم مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہو تو وہ سب سے مظاہر ہو جائیگا اور اسپر ہر ایک کے واسطے ایک کفارہ واجب ہوگا یہ کافی مین ہی - اور اپنی عورت سے کئی بار ایک مجلس مین یا کئی مجلسون مین ظہار کیا تو اسپر ہر ظہار کے واسطے کفارہ لازم ہوگا الا آنکہ وہ پہلے ہی ظہار کو مراد لے جیسا کہ اسبیجابی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور بعض نے کہا کہ مجلس واحد اور مجالس متعددہ مین فرق ہی لیکن اعتماد قول اول پر ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور ظہار کی تعلیق اپنی جورو کے ساتھ صحیح ہی چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی یا تو نے فلان سے کلام کیا تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی تو بطور تعلیق صحیح ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی پھر اس سے نکاح کیا تو مظاہر ہو جائیگا اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اور کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق و ظہار دونون لازم آوینگے اسواسطے کہ ان دونون کا وقوع ایک ہی حالت مین ہو سکتا ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہو اور تو طالقہ ہی پھر اس سے نکاح کیا تو دونون لازم آوینگے - اور اگر کہا کہ جب مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اور تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق لازم آئیگی اور ظہار لازم نہ آویگا یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو صحیح نہین ہی حتی کہ اگر اس سے نکاح کیا اور وہ اس دار مین داخل ہوئی تو بالاجماع قول مذکور کی وجہ سے مظاہر نہوگا - اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا پھر قبل شرط پائی جانے کے عورت کو بائنہ کر دیا پھر اسکی عدت مین یہ شرط پائی گئی تو ظہار واقع نہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی انشاء اللہ تعالی تو ظہار نہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی اگر فلان نے چاہا یا یون کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی اگر تو نے چاہا تو یہ چاہنا اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی تو ایلا کرنے والا ہوگا پس اگر اسکو چار مہینہ تک چھوڑ دیا تو بوجہ ایلا کے بائنہ ہو جائیگی اور اگر چار مہینہ کے اندر اُس سے وطی کی تو ظہار لازم ہو جائیگا - اور جس صورت مین کہ بوجہ ایلا کے بائنہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کیا پھر قربت کی تو بھی مظاہر ہوگا یہ مبسوط مین ہی

دسوان باب۔ کفارہ کے بیان مین۔ مظاہر پر کفارہ جبھی واجب ہوتا ہے جب بعد ظہار کے عورت سے وطی کا قصد کیا اور اگر اس امر پر راضی ہوا کہ عورت مذکورہ مظاہر پر ہمیشہ باقی رہے بسبب ظہار کے اور اسکی وطی کا عزم نہ کیا تو اسپر کفارہ واجب نہوگا۔ اور جب اس نے عورت کی وطی کا عزم کیا اور اسپر کفارہ واجب ہوا تو وہ کفارہ دینے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اسنے عزم کیا کہ اس سے وطی نہ کریگا تو کفارہ اسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور اسی طرح اگر بعد عزم کے دونون مین سے کوئی مرگیا تو بھی ساقط ہوجائیگا یہ ینابیع مین ہے۔ کفارہ ظہار یہ ہے کہ ایک بردہ جو بقبض مملوک ہو اسکی ملک ہو اور جو منافع چاہیے ہین اسکی جنس کے موجود رہون بہ نیت کفارہ کے ساتھ بلاعوض آزاد کرے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ خواہ یہ بردہ کافر ہو یا مسلمان ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو یہ شرح نقایہ برجندی مین ہے اور جب نصف بردہ آزاد کیا پھر قبل جماع کے باقی نصف بھی آزاد کردیا تو اسکے کفارہ سے جائز ہوگا اور اگر جماع کے بعد باقی نصف آزاد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکے کفارہ سے جائز نہوگا۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہو اور انہین سے ایک نے اپنا حصہ اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک کفارہ سے روا نہوگا خواہ یہ شریک موسر ہو یا معسر ہو۔ اور اگر اپنا غلام آزاد کیا اور اپنے کفارہ سے آزاد کرنے کی نیت نہ کی یا بعد آزاد کرنے کے نیت کی تو کفارہ سے جائز نہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر دو بردون مین سے نصف آزاد کیا مثلاً اسکے اور اسکے شریک کے درمیان دو غلام مشترک ہین انمین سے نصف اپنا حصہ آزاد کیا تو نہین جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور بہرا کفارہ ظہار سے جائز ہے اگر کچھ سنتا ہو اور اگر کچھ بھی نہ سنتا ہو تو نہین جائز ہے یہی مختار ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور گونگے کا آزاد کرنا کفارہ ظہار سے نہین جائز ہے اسواسطے کہ ایک جنس منفعت یعنی بولنا فوت ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر منفعت مین خلل ہو تو وہ جائز ہونے سے مانع نہین ہے حتی کہ عوراء اور جسکا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا ایک پانون کٹا ہوا ہو جائز ہے بخلاف اسکے اگر ایک ہاتھ اور ایک پانون ایک ہی طرف سے کٹا ہوا ہو وہ نہین جائز ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جسکے دونون ہاتھ شل ہون وہ نہین روا ہے کیونکہ اس جنس کی منفعت معدوم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور مجبوب کا آزاد کرنا جائز ہے۔ اور اندھے کا یا جسکے دونون ہاتھ یا دونون پانون کٹے ہوئے ہون آزاد کرنا نہین جائز ہے۔ اور مدبر و ام ولد کا تحریر کرنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ ایک وجہ سے آزاد ہین اور ایسے مکاتب کا آزاد کرنا جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہے نہین جائز ہے اور اگر مکاتب نے کچھ بدل کتابت ہنوز ادا نہ کیا ہو آزاد کرے تو جائز ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مکاتب اوائے بدل کتابت سے عاجز ہوگیا پھر اسکو کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہے خواہ اسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر خصی ہو یا اسکے ہر دو کان کٹے ہوئے ہون یا ذکر کٹا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جسکا انگوٹھا دونون ہاتھون کا کٹا ہوا ہو وہ نہین جائز ہے اسی طرح اگر ہر ہاتھ مین سے تین انگلیان کٹی ہوئی ہون تو نہین جائز ہے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر سوائے دونون انگوٹھون کے اور دو انگلیان کٹی ہون تو جائز ہے اگرچہ ہر ہاتھ مین سے سوائے انگوٹھے کے دو انگلیان کٹی ہون۔ اور جسکے دانت گر گئے ہون کہ وہ کھانے سے عاجز ہو تو نہین جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ رتقاء و قرناء و عمشاء و برصاء و رمداء و خنثی و نکٹا جائز ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور عشواء و مخرومہ جائز ہین یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور جسکی پلکین جاتی رہی ہون اور داڑھی کے بال نابود ہون وہ جائز ہے اور جسکے ہونٹ کٹا جائز ہے بشرطیکہ کھانے پر قادر ہو اور مجنون و معتوہ نہین جائز ہے اور اگر کبھی جنون ہوجاتا ہو اور کبھی افاقہ پس حالت افاقہ مین اسکو آزاد کر دیا تو جائز ہے اور اسی طرح جو مریض کہ بحد مرض الموت پہونچا ہو

نہین جائز ہی اور اگر ایسا ہو کہ اسکی موت کا بھی خوف ہو اور امید زندگی بھی ہو یعنی شاید اچھا ہو جاوے تو جائز ہی اور
مرتد بعضے مشائخ کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہی اور مرتدہ بلا خلاف جائز ہی یہ محیط مین ہی اور ابراہیم
نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر ایسا غلام کفارہ ظہار سے آزاد کیا جسکا خون حلال ہی کہ اسکا حکم ہو گیا ہی پھر اس سے
خون عفو کر دیا گیا تو جائز ہوگا یہ فتح القدیر و نہایہ مین ہی۔ اور کرخی نے مختصر مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر غلام جسکا خون حلال ہی
کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کچھ مال پر اپنا غلام بہ نیت کفارہ آزاد کیا تو کافی
نہوگا اگرچہ مال عوض ساقط کر دیا ہو۔ اور جو غلام بھاگ گیا ہی اگر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہی تو اسکا آزاد کرنا کفارہ سے جائز ہی
یہ محیط مین ہی اور نہایت بڈھا جو عاجز ہو گیا ہی کفارہ سے نہین جائز ہی اور جو غائب کہ اسکی خبر منقطع ہو گئی نہین
جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر دودھ پیتے ہوئے کو اپنے کفارہ سے آزاد کر دیا تو جائز ہی اور اگر وہ جو اسکی باندی
کے پیٹ مین ہی کفارہ سے آزاد کیا تو کفارہ سے جائز نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور مفلوج جسکا ایک طرف کا
دھڑ رہگیا ہو کفارہ سے نہین جائز ہی اور نیز لنجا اور جسکو گٹھیا ہو گئی ہو نہین جائز ہی۔ اور اگر کفارہ ظہار سے اپنا غلام
آزاد کیا در حالیکہ وہ مریض ہی اور یہ غلام اسکے تہائی مال سے برآمد نہین ہوتا ہی پھر خود مر گیا تو غلام مذکور اسکے کفارہ
سے جائز نہوگا اگرچہ وارثون نے اسکی اجازت دیدی ہو اور اگر مرض سے اچھا ہو گیا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور
اگر غلام حربی کو دار الحرب مین اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز نہوگا اور اگر دار الاسلام مین اسکو آزاد کیا تو کافی ہی
یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بدون اسکے فعل و دخل کے کوئی ذی رحم محرم اسکا اسکی ملک مین داخل ہوا
جیسے وہ کسی ذی رحم محرم کا وارث ہوا تو بالاجماع اسکے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کرنا جائز نہوگا۔ اور اگر اسکے فعل سے
اسکی ملک مین داخل ہوا پس اگر اپنے فعل کے ساتھ اسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ میرے کفارہ سے آزاد ہوگا تو ہمارے نزدیک
جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اس نے ایسا غلام آزاد کیا جسکو کسی نے غصب کر لیا تھا تو وہ اسکے کفارہ سے
جائز ہو جائیگا جب کہ وہ اسکو وصول ہو جاوے۔ اور اگر غاصب نے دعوی کیا کہ اسنے مجھے یہ غلام ہبہ کر دیا تھا اور جھوٹے
گواہ قائم کیے اور حاکم نے اسکے واسطے غلام مذکور کا حکم دیدیا تو کفارہ سے اسکا آزاد کرنا کافی نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی
اور اگر غلام مقروض کو کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ اسپر قرضہ کے واسطے سعایت واجب ہی اسی طرح اگر غلام
مرہون کو اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ راہن مذکور تنگدست ہو اور غلام مذکور قرضہ کے واسطے سعایت
کریگا یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام کسی دوسرے کے کفارہ سے بدون اسکے حکم کے آزاد کیا تو
بالاتفاق نہین جائز ہی اور اس غلام کا عتق اس آزاد کرنے والے کی طرف سے واقع ہوگا اور اگر غیر نے اسکو اس کام
کا حکم کیا ہو پس اگر یون کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کچھ معاوضہ کا ذکر نہین کیا تو اسکا آزاد ہونا آزاد
کرنے والے کی طرف سے واقع ہوگا یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور اگر یون کہا کہ اپنے غلام کو میری طرف
سے ہزار درم پر آزاد کر دے تو اس غیر کی طرف سے عتق واقع ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا
کہ میرے باپ کو میرے واسطے خرید کرے پس اسکو بعد ایک ماہ کے میرے کفارہ ظہار سے آزاد کر دے پس وکیل نے
اسکو خریدا تو آزاد ہو جائیگا جیسے اسکے خود خریدنے کی صورت مین ہی مگر موکل کے کفارہ ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی۔ اور جس شخص پر دو کفارے دو ظہار کے واجب ہوئے پس اس نے دو بردے آزاد کیے اور کسی کو

کسی خاص کفارہ کے واسطے متعین نہین کیا تو یہ اُسکے دونون کفارون سے جائز ہونگے اور اسی طرح اگر اُسنے چار ماہ کے
روزہ رکھ لیے یا ایکسو بیس مسکینون کو کھانا دیدیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے دونون ظہارون سے ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینہ کے
روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون ظہارون مین سے جسکا کفارہ چاہے قرار دے ۔ اور
اگر اُسنے ایک ظہار سے بردہ آزاد کیا اور وہ قتل کیا گیا تو دونون مین سے کسی سے جائز نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ اُسوقت
ہی کہ رقبہ مومنہ ہو اور اگر کافرہ ہو تو اُسکے ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی چار عورتون سے ظہار کیا
پس اُسنے ایک بردہ آزاد کیا اور اُسکی ملک مین اور نہین ہی پھر چار مہینہ کے پی در پی روزے رکھے پھر بیمار ہو گیا اور اُسنے
ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا اور اُسنے کسی ایک کی خصوصیت کسی ظہار سے نہین کی تو سب عورتون کی طرف سے یہ تمام
کفارہ استحساناً صحیح ہو جائیگا اور اگر مظاہر سے اسکی عورت بائنہ ہو گئی پھر اُسنے اسکا کفارہ ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے شوہر
کی تحت مین ہی یا مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی ہی تو کفارہ اسکے ظہار سے ادا ہو جائیگا۔ اور اگر شوہر مرتد ہو گیا پھر اُسنے
اپنا ایک غلام اپنے کفارۂ ظہار سے آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ عتق اسکے کفارہ سے جائز ہو جائیگا اور یہی اصح ہی یہ
شرح مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہی پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خرید کیا تو وہ
ظہار سے جائز نہوگا اور اگر اُسنے قسم کے وقت یون کہا کہ تو تو میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہی تو ایسی صورت مین کفارہ
ظہار سے جائز ہوگا ۔ اور اگر اُسنے کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خرید الو تو میرے کفارۂ قسم سے آزاد ہی یا کہا کہ تطوعاً
آزاد ہی پھر اسکو بہ نیت کفارہ ظہار خرید الو وہ ظہار سے آزاد نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ تطوعاً آزاد
ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خرید الو یہ میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ تطوعاً آزاد ہوگا اور عتق
کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اُسنے پہلے بیان کی ہی اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنے سے فسخ نہوگی اور علی ہذا
اگر یون کہا کہ اگر مین نے اسکو خرید الو یہ میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارۂ
قسم سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ کفارہ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے اس غلام کو خریدا تو
یہ میرے کفارۂ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہی پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار فلانہ عورت دیگر
سے آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے گمان کیا کہ مین نے
ہندہ اپنی جورو سے ظہار کیا ہی پس اسکا کفارہ دیا پھر ظاہر ہوا کہ اُسنے سلمی سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے
کافی نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر مظاہر نے آزاد کرنے کے واسطے بردہ نپایا تو اُسکا کفارہ یہ ہی کہ دو مہینہ پی در پی روزہ رکھے
جسمین سے ماہ رمضان نہو اور روز فطر درمیان مین نہ آوے اور یوم نحر و ایام تشریق درمیان مین نہ پڑین یہ غایۃ البیان
مین ہی۔ اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرتا تھا اور اُسنے دن مین اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہی بھولے سے
جماع کر لیا یا رات مین عمداً یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک از سر نو روزے شروع کرے اور
اگر دن مین عمداً جماع کر لیا تو بالاتفاق از سر نو روزے شروع کرے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اس عورت سے
جس سے ظہار کیا ہی جماع نہ کیا بلکہ دوسری جورو سے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے
کے پی در پی ہونے مین بسبب فساد صوم کے خلل واقع ہوا تو بالاتفاق از سر نو شروع کرے اور اگر صوم مین فساد نہوا
کہ جس سے پی در پی ہونے مین خلل پڑے مثلاً دن مین اُسنے بھولے سے یا رات مین عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق

اسپر از سر نو شروع کرنا لازم ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا شروع کیا پھر کسی روز بسبب
عذر مرض یا سفر کے افطار کیا تو از سر نو روزے شروع کرے۔ اور اسی طرح اگر روز عید فطر یا روز قربانی اور ایام تشریق
درمیان میں آ گئے تو بھی از سر نو شروع کریگا اور اگر اُس نے ان دنون میں بھی روزہ رکھا اور افطار نہ کیا تو بھی از
سر نو شروع کریگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور جب مظاہر نے دو مہینہ چاند کے حساب سے روزہ رکھ لیے تو کافی ہوگئے
اگرچہ ہر چاند انتیس روز کا ہو اور اگر اُسنے چاند کے حساب سے نہیں بلکہ ایام کے حساب سے رکھے اور ایک مہینہ تیس
کا اور ایک انتیس کا قرار دیکر انسٹھ روز کے بعد افطار کیا تو اسپر از سر نو روزے رکھنا لازم ہوگا اور اگر اُسنے پندرہ روز
روزہ رکھکر چاند دیکھکر ایک مہینہ چاند کے حساب سے انتیس روزہ رکھے اور پھر پندرہ روز اور رکھے تو کافی ہیں اور
یہ بربنائے قول صاحبین ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نہیں کافی ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر سفر میں شعبان مع رمضان
اپنے کفارہ ظہار سے روزہ رکھا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر روزہ ظہار میں بھولے
سے کھا لیا تو روزے کے واسطے کچھ مضر نہیں ہے یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر دو مہینہ پے درپے روزہ رکھنے کے بعد آخر روز میں آفتاب
غروب ہونے سے پہلے وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہو گیا تو اسپر آزاد کرنا واجب ہوگا اور اُسکے روزے نفل ہو جاوینگے اور
اسکے حق میں یہ افضل ہے کہ یہ روزہ بھی پورا کر دے۔ اور اگر اسنے تمام نہ کیا بلکہ افطار کر ڈالا تو ہمارے نزدیک اسپر
قضا واجب نہوگی اور اگر آخر روز آفتاب غروب ہونے کے بعد وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہوا تو اسکے روزے
اسکے کفارہ کے واسطے کافی ہو گئے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور کفارہ دہندہ کی تنگی و خوشحالی کا تکفیر کے وقت میں
اعتبار ہے نہ وقت ظہار میں چنانچہ اگر ظہار کے وقت وہ خوشحال ہو اور کفارہ دینے کے وقت تنگدست ہو گیا ہو تو روزے
سے کفارہ اسکے حق میں کافی ہے اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہیں کافی ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر وہ ایک بردہ کا
مالک ہو گیا تو اسپر اعتاق لازم ہے اگرچہ اسکی احتیاج رکھتا ہو اور اسیطرح اگر ایک بردہ کے ثمن کا درم یا دینار سے مالک ہو گیا تو بھی یہی
حکم ہے اور گھر جسمین رہتا ہے اور جو اُسکے اندر اسباب کپڑے وغیرہ ضروری ہیں انکا کچھ اعتبار نہیں ہے اعتبار اسی کا ہے جو زائد از
ضرورت ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک تنگدست کا لوگون پر بہت قرضہ ہے پس اگر وہ لوگون سے وصول کر لینے پر قادر نہو
تو وہ عاجز ہے تو مال سے کفارہ دینے سے عاجز ہوگا پس روزے سے کفارہ جائز ہے اور اگر وہ لوگون سے وصول
کر لینے پر قادر ہو تو اسکو روزے کافی نہونگے۔ اور اگر اسکے پاس مال ہو اور اسپر بھی اسیقدر قرضہ ہو تو قرضہ دیدینے
کے بعد اسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور غلام کے واسطے کچھ جائز نہیں ہے سوائے
اسکے کہ وہ روزے ہی سے کفارہ ادا کرے اگرچہ وہ مکاتب ہو یا سعایت کنندہ ہو اور اگر اسکے مولی نے اسکی طرف
سے بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا اگرچہ اسکے حکم سے ایسا کیا ہو نہیں جائز ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ بخلاف فقیر کے
کہ اگر اسکی طرف سے دوسرے نے بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا تو جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام قبل
کفارہ ادا کرنے کے آزاد ہو گیا پھر وہ مال کا مالک ہوا تو اُسکا کفارہ بردہ آزاد کرنے سے ادا ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور
اگر غلام نے کفارہ ظہار کے روزے شروع کیے تو مولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکو ان روزون سے منع کرے یہ نہر
الفائق میں ہے بخلاف نذر یا کفارۂ قسم کے روزون کے کہ مولی ان روزون سے اسکو منع کر سکتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور
غلام کے واسطے بھی کفارہ ظہار کے روزے پے درپے دو مہینہ کے ہیں یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر ظہار کنندہ روزے رکھنے کی

استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یہ سراج وہاج میں ہی اور فقیر و مسکین اسمین یکسان ہین یہ بحر الرائق
مین ہی۔ اور جن لوگون کو زکوۃ دینا روا نہین ہی انکو اس کفارہ سے بھی دینا روا نہین ہی الا ذمی فقیر کہ امام اعظم و امام
محمد رح کے نزدیک ذمی فقیرون کو کفارہ ظہار مین سے دے سکتا ہی مگر فقرای اسلام ہمارے نزدیک دینے کے واسطے
محبوب تر ہین اور یہ روا نہین ہی کہ حربی فقیرون کو اسمین سے دیوے اگرچہ وہ امان لیکر دار الاسلام مین آئے ہون یہ شرح
مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسنے تحری کر کے کفارہ ظہار مین سے کسی کو دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف نہ تھا تو امام اعظم و امام
محمد رح کے نزدیک اسکے سر سے ادا ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی غیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میرے کفارہ
ظہار سے کھانا کھلادے پس مامور نے ایسا ہی کیا تو جائز ہی ولیکن مامور کو یہ اختیار نہو گا کہ حکم دہندہ سے اسکو واپس
لے یہ ظاہر الروایہ مین ہی اور وجہ یہ ہی کہ اسمین احتمال قرض و ہبہ دونون کا ہی پس شک کے ساتھ واپس لینے کا استحقاق
حاصل نہو گا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر حکم دہندہ نے یہ کہدیا ہو کہ بدین شرط کہ تو مجھ سے واپس لینا تو مامور اُس سے
واپس لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مظاہر کی طرف سے غیر نے بدون اسکے حکم کے صدقہ دیدیا تو مظاہر کے
حق مین کافی نہین ہی یہ شرح مبسوط مین ہی۔ اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوہارے یا جو یا اسکی
قیمت ہو دیوے اور اگر کسی نے ایک صاع گیہون اور دو صاع چھوہارے یا جو دیدیے تو مقصود حاصل ہونے کی وجہ
سے جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور گیہون کا آٹا اور اسکے ستو اسکے مثل معتبر ہونگے یعنی نصف صاع دینا چاہیے اور جو کا آٹا
اور اسکے ستو بھی جو کے مثل ہین یعنی ایک صاع دینا چاہیے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عمدہ چھوہارے نصف صاع دیدیے جو
نصف صاع گیہون کی قیمت کو پہونچتے ہین تو نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر نصف صاع سے کم گیہون ایسے دیے جو قیمت مین ایک
صاع جو یا چھوہارے تک پہونچتے ہین تو نہین جائز ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ جو جنس طعام منصوص علیہ ہی وہ دوسری جنس
منصوص علیہ کا بدل نہین ہو سکتی ہی اگرچہ قیمت مین زیادہ ہو۔ اور اگر تین سیر ذرہ یعنی چلینہ دانہ و فیل یا جرہ جسکی قیمت دو سیر
گیہون کے مساوی ہی دیے تو جائز ہی اور ہشام نے فرمایا کہ یہ جب ہی جائز ہی کہ جب اُسنے یہ ارادہ کیا ہو کہ ذرہ کو بدل
گیہون کا قرار دے اور اگر یہ ارادہ کیا کہ گیہون کو بدل ذرہ کا قرار دے تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کفارہ ظہار
سے ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز ہر روز نصف صاع دیا تو جائز ہی یہ فتاوے سراجیہ مین ہی۔ اور اگر یہ سب ایک ہی مسکین
کو ایک ہی روز دیدیا تو فقط اسی روز کے سوا سے جائز نہو گا اور یہ حکم متفق علیہ اسی صورت مین ہی کہ اسنے ایک ہی دفعہ دیدیا اور
ایک ہی دفعہ مباح کر دیا اور اگر اُسنے ایک ہی روز مین ساٹھ دفعہ کر کے دیا تو بعض نے فرمایا کہ کافی ہو گیا اور بعض
نے فرمایا کہ اسی روز کے سوا سے کافی نہو گا اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اس نے تیس مسکینون کو ہر مسکین کو
ایک صاع گیہون کے حساب سے دیا تو سوا سے تیس مسکینون کے کافی نہو گا اور اسپر واجب ہی کہ اور تیس مسکینون کو بھی
نصف صاع گیہون ہر مسکین کو دیدے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے ساٹھ مسکینون کو ہر مسکین کو ایک مد گیہون
کے حساب سے دیا تو کافی نہو گا اور اسپر واجب ہو گا کہ ہر مسکین کو اور ایک مد کے حساب سے دیدے اور اگر اُسنے پہلے مسکینون
کو نہ پایا اور دوسرے ساٹھ مسکینون مین سے ہر ایک کو ایک مد گیہون کے حساب سے دیدیا تو کفارہ ادا نہوا یہ محیط مین ہی
اور اگر اُسنے ساٹھ مکاتبون کو ایک ایک مد گیہون کے حساب سے دیا پھر یہ سب عاجز ہو کر رقیق کر دیے گئے اور
اُنکے مولی لوگ غنی ہین پھر یہ دوبارہ مکاتب کیے گئے پس کفارہ دہندہ نے دوبارہ انکو باقی ایک ایک مد کے حساب سے

دیا تو اسکا کفارہ ردا نہوا اس وجہ سے کہ یہ غلامان مکاتب عاجز ہوکر ایسے ہوگئے تھے کہ انکو یہ کفارہ دینا جائز نہ تھا پس گویا دوسری جنس ہوگئے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی نے ساٹھ مسکینون مین سے ہر ایک مسکین کو ایک صاع گیہون اپنے دو ظہارون کے واسطے خواہ ایک ہی عورت سے تھے یا دو عورتون سے تھے دیے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون ظہارون سے کافی نہین ہی فقط ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون ایک ظہار کے واسطے دیے اور پھر نصف صاع دیگر دوسرے کفارۂ ظہار سے دیے تو بالاتفاق جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر دو کفارہ دو جنس مختلف سے ہون تو ایسی صورت بالاجماع جائز ہی اور اگر اُسنے نصف بردہ آزاد کیا اور ایک مہینہ روزہ رکھے یا تیس مسکینون کو کھانا دیا تو اُسکا کفارہ ادا نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر اُس نے ساٹھ مسکینون کو صبح و شام دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا خواہ سیری مقدار مذکور سے کم مین حاصل ہوئی ہو یا زیادہ مین یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور اگر اُس نے ساٹھ مسکینون کو دو دن ایک وقت صبح یا شام کا کھانا دیا یا صبح کا کھانا اور سحری کا کھانا دیا یا دو دن سحری کا کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا یہ بحر الرائق مین ہی۔ مگر اوفق و اعدل یہ ہی کہ صبح و شام دونون وقت کھلاوے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اُسنے صبح ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا اور شام دوسرے ساٹھ مسکینون کو اِنکے سوا سے کھانا دیا تو کفارہ ادا نہوگا الا آنکہ اِن دونون فریقون مین سے کسی ایک فریق ساٹھ مسکین کو پھر صبح یا شام کسی وقت کھلاوے یہ تبیین مین ہی۔ اور مستحب یہ ہی کہ صبح و شام دونون وقت کے کھانے کے ساتھ روکھی روٹی نہو بلکہ اُسکے ساتھ کے واسطے حسب مقدور ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی اور جو یا ذرہ کی روٹی کے ساتھ ادام ہونا ضرور ہی تا کہ سیر ہوکر روٹی کھا سکین بخلاف گیہون کی روٹی کے اور اگر ان ساٹھون مین کوئی دودھ چھوڑا ہوا بچہ ہو تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر کھانے سے پہلے انہین سے بعضے پیٹ بھرے ہون تو بھی جائز نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اطفال ہون کہ ایسون کا مزدوری مین لینا جائز ہی تو روا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز تک دو وقت پیٹ بھر کے کھانا دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے ساٹھ ساٹھ کے دو فریق یعنی ایکسو بیس مسکینون کو ایک دفعہ کھانا کھلا دیا یعنی ایک وقت تو اُسپر واجب ہوگا کہ انہین سے ایک فریق کو دوسرے وقت بھی سیر کر کے کھانا کھلاوے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلایا اور شام کے واسطے شام کے کھانے کی قیمت انکو دیدی یا شام کو کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ہر ایک کو دیدی تو جائز ہی ایسا ہی اصل مین مذکور ہی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلا دیا اور ہر ایک کو ایک مد یعنی چہارم صاع دیدیا تو اسمین دو روایتین ہین یہ محیط مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس عورت سے ظہار کیا ہی اُس سے قربت کرنے سے پہلے کھانا کھلانا واجب ہی اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان مین قربت کر لی تو از سر نو اعادہ کرنا واجب نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی

گیارھوان باب لعان کے بیان مین

لعان ہمارے نزدیک شہادات موکدات بالقسم از ہر دو جانب مقرون بلعن و غضب ہین جو مرد کے حق مین قائم مقام حد قذف ہین اور عورت کے حق مین قائم مقام حد زنا ہین یہ کافی مین ہی۔ قال المترجم اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زنا کی طرف منسوب کیا کہ اسنے زنا کیا ہی اور اُسکے پاس گواہ نہین ہین تو موافق حکم کلام باری تعالی کے دونون سے لعان لیا جائیگا جسکی صورت آگے مذکور ہی فاحفظہ۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو کو چند بار

زنا کی طرف منسوب کیا تو اسپر ایک ہی لعان واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اس امر پر اجماع ہی کہ جورو و مرد کے درمیان فقط ایک ہی مرتبہ تلاعن ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور لعان محتمل عفو و ابرار و صلح نہین ہی اور اسی طرح اگر عورت نے قبل مرافعہ کے عفو کیا یا کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو صحیح نہین ہی اور عورت پر بدل صلح واپس کرنا واجب ہی اور اسکے بعد عورت کو اختیار رہوگا کہ اس سے لعان کا مطالبہ کرے۔ اور اسمین نیابت نہین جاری ہوسکتی ہی چنانچہ اگر جورو یا مرد کسی نے لعان کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو توکیل صحیح نہین ہی اور توکیل بگواہان امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان کا سبب یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایسا قذف کرے جو اجنبیوں مین موجب حد ہوتا ہی پس جورو و مرد مین اس سے لعان واجب ہوگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اے زانیہ یا تو نے زنا کیا ہی یا مین نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو لعان واجب ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مرد نے اپنی جورو کو قذف کیا حالانکہ یہ عورت ایسی ہی کہ اسکے قذف کرنے والے پر حد واجب نہین ہوتی ہی بایں طور کہ یہ عورت ایسی ہو کہ شبہہ مین اس سے وطی کی گئی ہو یا قبل اسکے اسکا زنا کرنا لوگون مین ظاہر ہو گیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو کہ اسکا باپ معروف نہو تو ایسی جورو و مرد مین لعان جاری نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو بجماع حرام جماع کی گئی یا کہا کہ تو بحرام وطی کی گئی تو لعان و حد کچھ واجب نہوگی اور اگر عورت کو عمل قوم لوط کا قذف کیا یعنے اغلام کرانے کا قذف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک لعان و حد کچھ واجب نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان جاری ہونے کی شرط یہ ہی کہ دونون جورو و مرد ہون اور نکاح دونون کے درمیان صحیح ہو خواہ عورت مدخولہ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو حتے کہ اگر اسکو قذف کیا پھر اسکو تین طلاق دیدین یا ایک طلاق بائن دیدی تو حد و لعان کچھ واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر نکاح دونون مین فاسد ہو تو بھی لعان واجب نہوگی اسواسطے کہ وہ زوج مطلق نہین ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر بعد طلاق کے پھر اس عورت سے [illegible] کیا پھر عورت نے اس سے اس قذف سابق کا مواخذہ کیا تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی تو لعان ساقط نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر اسکو زنا کے ساتھ قذف کیا تو بسبب عدم زوجیت کے لعان واجب نہوگی۔ اور اگر اسکو طلاق رجعی دیدی پھر اسکو قذف کیا تو لعان واجب ہوگی اور اگر اپنی جورو کو جورو کی موت کے بعد قذف کیا تو ہمارے نزدیک ملاعنت نہ کیجائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اہل لعان ہمارے نزدیک وہ لوگ ہین جو اہل شہادت ہین چنانچہ ایسے جورو و مرد کے درمیان لعان جاری نہوگی جو دونون محدود القذف ہون یا انمین سے ایک ہو یا دونون رقیق ہون یا ایک ہو یا دونون کافر ہون یا ایک ہو یا دونون اخرس ہون یا ایک ہو یا دونون نابالغ ہون یا ایک ہو اور انکے ماسوائے مین جاری ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کو قذف کیا پس اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر اسنے اپنی جورو کو قذف کیا تو اسپر لعان واجب نہوگی اور اسپر پوری حد اسواسطے مرد مقذوف کے واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دونون فاسق یا دونون اندھے ہون تو لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون فی الجملہ اہل شہادت مین سے ہین یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر بہرے نے اپنی جورو کو قذف کیا تو لعان واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور ہرگاہ لعان بوجہ شرط شہادت نہ پائی جانے کے ساقط ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد کی جانب سے خلل واقع ہوا ہی تو اسپر حد واجب ہوگی اور اگر عورت کی جانب سے خلل ہی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر مرد و عورت

دونون محدود القذف ہون تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مرد غلام ہو اور جورو محدود القذف ہو تو غلام پر اگر اُس نے قذف کیا تو حد قذف واجب ہوگی۔ عورت نے اگر زنا کا اقرار کرلیا تو وہ اہل لعان ہونے سے خارج ہوگئی یہ مبسوط مین ہی۔ اور حکم لعان یہ ہی کہ جب ہی دونون لعان سے فارغ ہون تو باہم وطی واستمتاع حرام ہوگیا ولیکن نفس لعان سے دونون مین فرقت واقع نہوگی حتے کہ اگر ایسی حالت مین مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی تو واقع ہوگی اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے نفس کی تکذیب کی تو بدون تجدید نکاح کے وطی حلال ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رح وامام محمد رح نے فرمایا کہ لعان سے جو فرقت واقع ہوتی ہی وہ بحکم طلاق بائنہ ہوتی ہی پس ملک نکاح زائل ہوجاتی ہی اور جب تک اس حالت لعان پر باقی ہین دونون مین حرمت اجتماع وتزوج ثابت ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان کے واسطے شرط ہی کہ عورت مطالبہ کرے پس اگر مرد نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کریگا یہان تک کہ وہ لعان کرے یا اپنی تکذیب کرے کذا فی الہدایہ پس اگر اُس نے اپنی تکذیب کی تو اسکو حد قذف ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر مرد نے لعان کیا تو عورت پر لعان کرنا واجب ہوگا اور اگر عورت نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کریگا یہان تک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور عورت کے واسطے افضل یہ ہی کہ خصومت ومطالبہ ترک کرے اور اگر اُس نے ترک نہ کیا اور قاضی کے حضور مین مخاصمہ کیا تو قاضی اسکو فہمایش کریگا کہ تو اسکو چھوڑ دے اور اُس سے اعراض کر پس اگر عورت نے اسکو ترک کیا اور اعراض کرکے چلی گئی پھر اسکی راے مین آیا کہ مرد سے مخاصمہ کرے تو اسکو یہ اختیار ہی اگرچہ مدت گذر گئی ہو اسواسطے کہ یہ اسکا حق ہی اور حق العبد بسبب زمانہ دراز گذر جانے کے ساقط نہین ہوتا ہی یہ بدائع مین ہی۔ صفت لعان یہ ہی کہ قاضی پہلے شوہر سے لعان کراوے پس شوہر چار مرتبہ یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا یعنی مین گواہی دیتا ہون بقسم اللہ تعالی کی کہ مین البتہ ضرور سچا ہون اس بات مین جو مین نے اس عورت کی نسبت لگائی ہی زنا سے۔ اور پانچوین مرتبہ یون کہے لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین فیما رماہا بہ من الزنا یعنے مرد مذکور اپنے تئین کہے کہ اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہی اگر وہ جھوٹون مین سے ہو اس امر مین جو اُس نے اس عورت کو لگایا ہی زنا سے۔ اور مرد ان سب پانچون مین اس عورت کی طرف اشارہ کرے۔ پھر یہ عورت چار مرتبہ شہادت ادا کرے اور ہر بار مین یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ الزنا یعنے مین گواہی دیتی ہون بقسم اللہ تعالی کی کہ یہ مرد البتہ ضرور جھوٹون مین سے ہی اس بات مین جو اُس نے مجھپر لگائی ہی زنا سے۔ اور پانچوین مرتبہ عورت یون کہے کہ غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فیما رمانی بہ من الزنا یعنی عورت اپنے آپکو کہے کہ اللہ تعالی کا غضب ہی مجھپر اگر یہ مرد سچون مین سے ہو اس امر مین جو اُس نے مجھکو لگایا ہی زنا سے۔ کذا فی الہدایہ۔ اور وقت لعان کے عورت کا کھڑا ہونا شرط نہین ہی لیکن مندوب ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان ہمارے نزدیک لفظ شہادت پر موقوف ہی حتی کہ اگر مرد نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون اللہ تعالی کی کہ مین البتہ سچون مین سے ہون یا عورت نے اسطرح قسم کھا کر لعان کیا تو لعان صحیح نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور جب عورت ومرد دونون لعان کرچکے تو حاکم ان دونون مین تفریق کردیگا اور فرقت واقع نہوگی یہان تک کہ قاضی شوہر پر فرقت کا حکم دیدے پس شوہر اسکو طلاق کے ساتھ جدا کردے پھر اگر اُس نے انکار کیا تو قاضی دونون مین تفریق کردیگا اور قبل اسکے کہ حاکم تفریق کرے فرقت واقع نہوگی اور زوجیت قائم ہی شوہر کی طلاق اسپر واقع ہوگی اور اسکا ظہار وایلاء درست ہوگا اور اگر دونون مین کوئی مرگیا تو باہم دونون مین

میراث جاری ہوگی۔ اور دونوں ہرگاہ لعان سے فارغ ہوں دونوں نے قاضی سے درخواست کی کہ دونوں میں تفریق نہ کرے تو قاضی دونوں کی درخواست کو قبول نہ کریگا اور دونوں میں تفریق کر دیگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے لعان پوری ہونے سے پہلے دونوں میں تفریق کردی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہیں تو تفریق مذکور نافذ ہوجائیگی اور اگر دونوں نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونوں میں سے ایک نے اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو تو تفریق مذکور نافذ نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق کردی تو اسکا حکم نافذ ہوجائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت سے لعان کا اعادہ کرادے اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا بلکہ دونوں میں تفریق کردی تو فرقت واقع ہوجائیگی یہ فتاوی کرخی میں ہے اور قاضی نے آئین اسارت کی یہ ینابیع میں ہے۔ اور اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اُسنے ہنوز دونوں میں تفریق نہ کی تھی کہ مرگیا یا معزول ہوگیا تو دوسرا قاضی ان دونوں سے از سر نو لعان کرائیگا یہ امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے یہ فتاوے کرخی میں ہے۔ اور اگر بعد لعان کے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے دونوں میں یا ایک میں ایسی بات پیدا ہوگئی جو مانع لعان ہے تو لعان باطل ہوجائیگا اور اسکی صورت یہ ہے کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کردینے کے دونوں گونگے ہوگئے یا ایک گونگا ہوگیا یا دونوں میں سے ایک مرتد ہوگیا یا دونوں میں سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونوں میں سے کسی نے کسی کو قذف کیا یعنی زنا کی تہمت لگائی جس سے اُسکو حد قذف ماری گئی یا عورت سے حرام وطی کی گئی تو لعان باطل ہوگیا اور حد بھی واجب نہ رہی اور دونوں میں تفریق نہ کیجائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونوں میں سے ایک مجنون ہوگیا تو قاضی دونوں میں تفریق کردیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ ایک مرد اور اسکی جورو نے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونوں میں ہنوز تفریق نہ کی تھی کہ دونوں میں ایک معتوہ ہوگیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردیگا اگرچہ معتوہ ہوجانا اہلیت لعان کے واسطے مخل ہے۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ معتوہہ ہوگئی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے معتوہہ ہوگئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہوکر قبل لعان عورت کے معتوہ ہوگیا تو دونوں میں تفریق نہ کریگا اور عورت کو لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت کے واسطے وکیل کیا اور موکل خود غائب ہوگیا یعنی سفر کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردیگا اسواسطے کہ لعان تمام ہونے کے بعد تفریق کی حاجت ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ اسمیں نیابت جاری ہوتی ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم لعان کیا پھر دونوں غائب ہوگئے پھر دونوں نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونوں میں تفریق کردیجائیگی یہ سراج وہاج میں ہے زید نے بکر کی جورو کو زنا کے ساتھ قذف کیا پس بکر نے کہا کہ تو سچا ہے یہ عورت ایسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو بکر اپنی جورو کا قذف کرنیوالا ہوگا حتی کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکر نے صرف اسیقدر کہا کہ تو سچا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو قاذف نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بسبب طلاق ہے اے زانیہ تو حد واجب ہوگی نہ لعان اور اگر کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ثلث ہے تو حد و لعان کچھ واجب نہوگا یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر اپنی عورت غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا زانیہ بسبب طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد و لعان لازم نہ آویگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مرد نے جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ زانی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ عورت کا کلام قذف نہیں ہے مرد کے حق میں تام

اسواسطے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ تو مجھسے زیادہ زنا کرنے پر قادر ہے اسی واسطے اگر کسی اجنبی کو اس لفظ سے قذف کیا تو مستوجب
حد نہین ہوتا ہے اور نیز اگر اپنی جورو کو کہا کہ تو فلانہ عورت سے زیادہ زانی ہے یا تو ازنی الناس ہے یعنی سب لوگون سے زیادہ
زنا کنندہ ہے تو حد و لعان واجب نہین یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانی تو یہ قذف ہے اسواسطے کہ تا کبھی
حذف ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر عورت نے مرد کو کہا کہ اے زانیہ تو نہین صحیح ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانیہ بنت زانیہ
یا یون کہا کہ اے چھنال کی چھنال تو یہ اسکا اور اسکی مان دونون کا قذف ہے یہ عنایہ مین ہے۔ پس اگر عورت و اسکی مان دونون
نے حد کے مطالبہ پر اتفاق کیا تو مرد مذکور سے پہلے عورت کی مان کے واسطے حد لیجائیگی پس لعان ساقط ہو جائیگا اور
اگر عورت کی مان نے حد قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ عورت نے فقط مطالبہ کیا تو جورو و مرد مین باہم لعان کرایا جائیگا پھر
اگر عورت کی مان نے اسکے بعد مطالبہ کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے واسطے حد قذف مرد مذکور پر واجب ہوگی۔ اور اسی
طرح اگر عورت کی مان مر گئی ہو پس اس سے کہا کہ اے چھنال کی چھنال تو اسکو مطالبہ کا استحقاق ہے پس اگر عورت نے دونون
قذفون کی بابت مطالبہ و مخاصمہ ایک ساتھ کیا تو مرد مذکور پر اس عورت کی مان کے واسطے حد قذف ماری جائیگی حتی کہ جورو و
مرد کے درمیان لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنی مان کے قذف کا مطالبہ و مخاصمہ نہ کیا بلکہ فقط اپنے قذف کی نالش کی تو
دونون مین لعان واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ عورت کو قذف کیا پھر اس سے
نکاح کیا پھر اسکو قذف کیا پس عورت نے حد و لعان کا مطالبہ کیا تو مرد مذکور کو حد ماری جائیگی اور لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر عورت
مذکورہ نے فقط لعان کا مطالبہ کیا نہ حد کا پس دونون مین لعان کرایا گیا پھر عورت مذکورہ نے حد کا مطالبہ کیا تو حد
ماری جائیگی اسواسطے کہ حد و لعان مین جمع کرنا مشروع ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی کی چار جورو ہون اور اُسنے
ان سب کو بہ کلام واحد قذف کیا یا ہر ایک کو زنا کے ساتھ بکلام علیحدہ قذف کیا پس اگر شوہر اور یہ عورتین اہل لعان سے
ہون تو مرد مذکور سے ہر قذف کے واسطے ہر عورت کے ساتھ علیحدہ لعان کرایا جائیگا اور اگر شوہر اہل لعان سے نہو تو اسکو
حد قذف کی سزا دیجائیگی پس ایک ہی حد سب کی طرف سے کافی ہوگی۔ اور اگر شوہر اہل لعان سے ہو اور ان عورتون مین سے
بعض اہل لعان سے نہو تو جو عورت انمین سے اہل لعان سے ہے اُسی کے ساتھ ملاعنت کرائی جائیگی اور یہ بدائع
مین ہے اور اگر مرد آزاد نے اپنی ذمیہ جورو یا باندی جورو کا قذف کیا پھر یہ ذمیہ مسلمان ہوگئی یا یہ باندی آزاد کی گئی تو مرد مذکور پر حد یا
لعان کچھ واجب نہوگی۔ اور اگر باندی جورو آزاد کی گئی پھر اُسکے خاوند نے اسکو قذف کیا تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا کیونکہ
وقت آزاد کیے جانے باندی مذکورہ کے دونون مین نکاح قائم تھا پھر اگر اس معتقہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی بخیار عتق تو لعان
باطل ہوگیا اور مرد مذکور پر مہر بھی واجب نہوگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر معتقہ مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار
نہ کیا یہانتک کہ باہم لعان واقع ہوا اور دونون مین تفریق کی گئی تو مرد مذکور پر نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اسیطرح اگر اس
عورت سے دخول کیا ہو پھر دونون مین بسبب لعان کے تفریق کردی گئی تو اس عورت کو عدت کا نفقہ و سکنی ملیگا یہ مبسوط مین ہے
جورو و خاوند دونون کافر ہین انمین سے زوجہ مسلمان ہوگئی اور شوہر مسلمان نہوا اور ہنوز قاضی نے شوہر پر اسلام پیش نہ کیا
تھا کہ اُسنے عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا یا اسکے بچہ کے نسب کی نفی کی یعنی کہا میرا نہین ہے تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی اور
اگر اسپر تھوڑی سی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ مسلمان ہوگیا پھر عورت مذکورہ کو دوبارہ قذف کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اسپر
باقی حد پوری کرنے کے بعد دونون مین باہم لعان کرایا جائیگا یہ ینابیع مین ہے۔ اور اگر قذف کو کسی شرط سے معلق کیا تو حد

ولعان کچھ واجب نہوگا - اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو زانیہ ہی یا تو زانیہ ہی اگر فلان چاہے تو یہ سب باطل ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اُسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون یا مین نے تجھے زنا کرتے دیکھا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو وہ آج کے روز قذف کرنے والا ہوگا اور اسپر لعان واجب ہوگی بخلاف اسکے اگر اسنے کہا کہ مین نے تجھے زنا کے ساتھ قذف کیا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو اسپر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ اسکے اقرار سے ظاہر ہوا کہ اسنے نکاح کرنے سے پہلے اسکو قذف کیا ہی تو یہ ایسا ہی جیسے یہ امر گواہون سے ثابت ہوا - اور اگر عورت نے کہا کہ تیری فرج زانی ہی یا تیرا جسد زانی ہی یا تیرا بدن زانی ہی تو یہ قذف ہی بخلاف ہاتھ و پاؤن کے - اور جس زمانہ مین عورت کو زنا کی تہمت لگاوے قذف ہی پس اگر نو برس کی لڑکی ہو تو وہ مطالبہ کریگی جب بالغ ہو اور معرفیہ میں حد ماری جائیگی اور اگر نو برس سے چھوٹی ہو تو قاذف کو تعزیر دیجائیگی یہ جینی مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے باکرہ نہین پایا تو کچھ حد ولعان واجب نہوگی یہ جمہور کا قول ہی اور یہی چارون اماموں وانکے اصحاب کا قول ہی اور یہی اصح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر کہا کہ وجدت معک رجلا یجامعک یعنی پایا مین نے عورت کے ساتھ ایک مرد کہ اُسکے ساتھ مجامع تھا تو اس قول سے وہ قاذف نہوگا اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا یا تیرے ساتھ طفل نے زنا کیا تو قاذف نہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا درحالیکہ تو صغیرہ تھی یا مجنونہ تھی اور حال یہ ہی کہ اسکا جنون معہود ہی تو حد ولعان کچھ واجب نہوگی اور مرد مذکور فی الحال قاذف قرار نہ دیا جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا سے ہی تو دونون مین باہم لعان واجب ہوگی بسبب قذف پائی جانے کے کیونکہ اُسنے زنا کو صریح ذکر کیا ہی مگر بعد لعان کے قاضی اس حمل کی نفی نکریگا یعنی یہ نہوگا کہ اس بچہ کا نسب منقطع کرکے صرف اسکی مان کی طرف منسوب کرے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا حمل مجھ سے نہین ہی تو لعان واجب نہوگی اور یہ امام ابوحنیفہ و امام زفر کا قول ہی اور صاحبین نے کہا کہ اگر چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو دونون لعان کرینگے اور اگر اس سے زیادہ مین پیدا ہوا تو لعان نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اور ایسا ہی متون مین مذکور ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کے بچہ کے بعد ولادت کے پیدا ہوتے ہی یا جس حال مین کہ قبول مبارکباد یا سامان ولادت کی خرید کا وقت ہی نفی کی تو نفی صحیح ہی اور باہم لعان واقع ہوگا اور اگر اسکے بعد نفی کی تو لعان واقع ہوگا مگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا - اور اگر مرد اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو اور اُسکو ولادت طفل سے آگاہی نہوئی یہان تک کہ وہ سفر سے آیا تو جس مقدار مدت مین تہنیت قبول ہوتی ہی اس عرصہ تک اُسکو امام اعظم رح کے نزدیک بچہ کی نفی کا اختیار ہی اور صاحبین نے کہا کہ بعد آجانے کے مقدار مدت نفاس تک نفی کرسکتا ہی اسواسطے کہ نسب لازم نہین ہوتا ہی الا بعد اسکے علم کے پس آنے کی حالت بمنزلہ حالت ولادت کے ہوئی یہ کافی مین ہی - اور اگر صریحاً یا دلالۃً بچہ کے نسب کا اقرار کرلیا تو پھر اسکے بعد اسکی نفی صحیح نہین ہی خواہ بحضور ولادت ہو یا اسکے بعد اور صریح کی صورت یہ ہی کہ یون کہے کہ یہ میرا بچہ ہی اور دلالت کی صورت یہ ہی کہ مبارکباد دینے کے وقت ساکت ہو جاوے لیکن اس سے لعان کرا دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی کسی مرد کی جورو کے بچہ پیدا ہوا پس مرد مذکور نے اسکی نفی کی اور کہا کہ یہ بچہ میرا نہین ہی یا کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہی اور لعان کسی وجہ سے ساقط ہی تو نسب منتفی نہوگا خواہ مرد مذکور پر حد واجب ہو یا واجب نہو اسی طرح اگر مرد مذکور و اُسکی جورو دونون اہل لعان سے ہون مگر دونون نے باہم لعان نہ کیا تو نسب منتفی نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر اپنی زوجہ حرہ کے بچہ کی نفی کی پس عورت نے اسکی تصدیق کی تو حد ولعان کچھ لازم نہوگی اور یہ بچہ ان دونون سے ثابت النسب ہوگا

اُسکی نفی پر ان دونون کے قول کی تصدیق اس بچہ کے حق مین نہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ کے بچہ کی نفی کی اور یہ دونون ایسی حالت مین ہین کہ دونون پر لعان واجب نہین ہوتی ہی تو بچہ کا نسب منتفی نہوگا اور اسی طرح اگر بچہ کا نطفہ ایسے حال مین قرار پایا ہو کہ دونون پر لعان واجب نہوتا ہو پھر دونون ایسی حالت مین ہوگئے کہ لعان کرسکتے ہین مثلاً عورت کسی کی باندی یا عورت کتابیہ کافرہ تھی اُسوقت بچہ کا علوق ہوا پھر باندی آزاد کی گئی یا کافرہ مسلمان ہوگئی تو نفی کرنے کی صورت مین دونون مین لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب منتفی نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زوجہ کے بچہ پیدا ہوا پھر وہ مرگیا پھر شوہر نے اُسکی نفی کی تو بچہ کا نسب اس مرد کو لازم ہوگا بعد لعان کے بھی اور دونون سے لعان کرایا جائیگا اور اسی طرح اگر عورت کے دو بچہ پیدا ہوئے کہ انمین سے ایک مردہ ہی پس شوہر نے دونون کی نفی کی تو باہم لعان کرایا جائیگا اور دونون بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور اسی طرح اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا پھر شوہر نے اسکی نفی کی پھر قبل لعان کے بچہ مرگیا تو شوہر سے لعان کرایا جائیگا اور بچہ اسکے ساتھ لازم ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک عورت ایک ہی پیٹ سے دو بچہ جنی یعنے آگے پیچھے پس شوہر نے اول بچہ کا اقرار کیا اور دوسرے بچہ کی نفی کی تو دونون بچہ اسکو لازم ہونگے اور عورت سے لعان کریگا اور اگر اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو دونون بچہ اُسکو لازم ہونگے اور اس پر حد قذف واجب ہوگی اور اگر دونون کی نفی کی پھر دونون مین سے ایک قبل لعان کے مرگیا تو زندہ بچہ کی بابت لعان کریگا اور یہ دونون اُسی کے بچہ قرار دیے جاوینگے۔ اور اسی طرح اگر عورت دو بچہ جنی جنمین سے ایک مردہ ہی پس شوہر نے دونون کی نفی کی تو دونون اسکو لازم ہونگے اور زندہ بچہ کی بابت لعان کریگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت ایک بچہ جنی پس شوہر نے اسکی نفی کی اور اسکی بابت لعان کیا پھر دوسرے روز عورت دوسرا بچہ جنی تو دونون بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور لعان ہوچکا پس اگر اُسنے کہا کہ یہ دونون میری اولاد ہین تو سچا ہوگا اور اسپر حد واجب نہ ہوگی اور اگر کہا کہ یہ دونون میری اولاد نہین ہین تو اسکی اولاد ہونگے اور اُسپر حد واجب نہوگی اور اگر مرد مذکور نے کہا کہ مین نے دروغ لعان کی اور جو کچھ مین نے عورت مذکورہ کو قذف مین کہا جھوٹی تہمت لگائی تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اباحت نکاح کے واسطے عورت کی تصدیق چار مرتبہ شرط ہی اور حد و لعان ساقط ہونے کے واسطے ایک ہی مرتبہ کافی ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی پھر دو برس سے ایک روز کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی پھر دو برس سے ایک روز بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا کہ اُسکے نسب کا اقرار کیا تو عورت مذکورہ اس سے بائنہ ہوگئی اور حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور اگر طلاق بائن ہو اور باقی مسئلہ بحالہا ہو تو مرد مذکور پر حد ماری جائیگی اور دونون بچون کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور حسنؒ نے ذکر کیا امام اعظمؒ سے کہ اگر ایک عورت تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس شوہر نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی اور تیسرے کا اقرار کیا تو لعان کرایا جائیگا اور یہ سب بچہ اسکی اولاد ہونگے اور اگر اُسنے پہلے و تیسرے کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور یہ سب اُسکی اولاد ثابت النسب ہوگی اور اسی طرح اگر ایک ہی بچہ کی نسبت اُسنے پہلے اقرار کیا پھر نفی کی پھر اقرار کیا تو باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ اس سے ثابت النسب اسکو لازم ہوگا اور اگر پہلے اسکی نفی کی پھر اقرار کیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور بچہ اسکو لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول نہ کیا اور نہ اسکو دیکھا یہانتک کہ اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی تو وہ عورت سے لعان کریگا اور بعد

لعان سے بچہ مذکور اُسکی ماں کو لازم کیا جائیگا اور شوہر پر مہر کامل واجب ہوگا یہ تحریر شرح تلخیص جامع کبیر حصیری مین ہی اور
اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین ایک کو تین طلاق طالقہ ہی اور وہ دونون سے دخول کر چکا ہی اور اُسنے دونون مین سے
کسی کو بیان نہ کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک عورت وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو دوسری عورت
طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری عورت جو بچہ جنی ہی نکاح کے واسطے متعین ہو جائیگی پس اگر اسنے بچہ کی نفی کی
تو قاضی ان دونون مین لعان کرا دیگا کیونکہ سبب لعان موجود ہی اور بچہ کا نسب منقطع نہوگا - اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا
اور اُسکا شوہر غائب ہی پھر اُسنے بچہ کا دودھ اپنے وقت پر چھڑایا اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکا اور اُسکے بچہ کا
نفقہ مقرر کر دے اور گواہ قائم کر دیے پس قاضی نے دونون کا نفقہ مقرر کر دیا پھر شوہر آیا اور اُسنے بچہ کی نفی کی تو قاضی
ان دونون مین لعان کرا کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کر دیگا اور اگر نسب محکوم بہ ہو تو بحکایت قاضی دونون مین
باہم لعان کرائیگا - اور اگر عورت کے ایک بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ دائی کے بچہ پر لوٹ کر گرا جس سے وہ دودھ پیتا بچہ
مر گیا اور اسکی دیت کا حکم اس بچہ کے باپ کی مددگار برادری پر کیا گیا پھر اسکے باپ نے اسکے نسب کی نفی کی تو قاضی اس
بچہ کے ماں و باپ مین لعان کرائیگا اور اس بچہ کا نسب قطع نہ کریگا یہ تنویر شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - ایک مرد نے
ایک عورت سے نکاح کیا پس وقت نکاح سے چھ مہینے پورے ہونے کے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے
ثبوت نسب اور عورت مذکورہ کے ساتھ دخول واقع ہونے کا حکم دیگا حتی کہ عورت کے واسطے پورے مہر و نفقہ عدت کا
حکم کریگا - اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو ان دونون مین باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب مرد سے منقطع کیا جائیگا
اگرچہ وہ اس بات کا محکوم بہ ہو گیا ہی کہ اس مرد کا ہی کیونکہ پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم دیا گیا ہی - اسیطرح اگر مطلقہ طلاق رجعی
دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو قاضی دونون مین لعان کرائیگا اور بچہ کو
اسکی ماں کے ساتھ لاحق کر دیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اگر قذف بولد ہو تو قاضی اس ولد کا نسب منقطع کر کے
اسکی ماں کے ساتھ لاحق کر دیگا اور اس لعان کی صورت یہ ہی کہ حاکم اس مرد کو حکم دے کہ یون قسم کھاوے اشہد باللہ انی
لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من نفی الولد یعنی شہادت دیتا ہون مین قسم اللہ تعالی کی کہ مین البتہ ضرور سچون مین سے ہون
اس بات مین جو مین نے اس عورت کو لگائی ہی ولد کی نفی سے - اور اسی طرح عورت کی جانب سے بھی عورت یون کہے کہ
اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من نفی الولد یعنی مین قسم اللہ تعالی کی گواہی دیتی ہون کہ اس مرد نے نفی ولد کی بات جو مجھے
لگائی اسمین یہ جھوٹا ہی - اور اگر مرد نے اسکو زنا اور نفی ولد دونون سے قذف کیا ہو تو لعان مین دونون باتین ذکر کرے
یعنے مرد یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا و نفی الولد اور عورت یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن
الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا و نفی الولد یہ کافی مین ہی - اور جب قاضی نے بعد لعان کے ان دونون مین تفریق کر دی
تو یہ بچہ اپنی ماں کو لازم ہوگا - اور بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ ضرور ہی کہ قاضی یون کہے کہ مین نے تم دونون
مین تفریق کر دی اور اس بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کر دیا حتے کہ اگر قاضی نے یہ بات نہ کہی تو مرد مذکور سے اسکا نسب منقطع
نہوگا اور یہ صحیح ہی یہ مبسوط و نہایہ مین ہی پھر قاضی اس بچہ کا نسب نفی کر کے اسکی ماں کے ساتھ لاحق کر دیگا اور امام ابو یوسفؒ
سے روایت ہی کہ قاضی دونون مین تفریق کریگا اور کہیگا کہ مین نے یہ بچہ اسکی ماں کے ساتھ لاحق کیا اور اس مرد کو اُسکے
نسب سے خارج کر دیا چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہ کہا تو نسب قطع نہوگا یہ کافی مین ہی اور مبسوط مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح

مجمع البحرین ابن الملک میں ہی - اور اگر بعد لعان کے جورو و مرد دونون سے یا ایک سے ایسی کوئی بات پائی گئی کہ اگر قبل لعان
اسکے پائی جاتی تو لعان سے مانع ہوتی تو دونون باہم لعان کنندہ باقی نہ رہینگے پس مرد مذکور کو حلال ہوگا کہ اس عورت سے نکاح
کر لے اور اسکی صورت یہ ہی کہ مثلاً مرد نے اپنی تکذیب کی پس اسکو حد ماری گئی یا عورت نے اپنی تکذیب کی یا دونون مین سے
کسی نے کسی آدمی کو قذف کیا جسکے سبب سے اسپر حد قذف ماری گئی یا دونون مین سے کوئی گونگا ہو گیا یا عورت مجنونہ ہوگئی یا
بوطی حرام اسکے ساتھ وطی کی گئی یا دونون مین کوئی مرتد ہو کر مسلمان ہو گیا پس ان امور مذکورہ مین سے اگر کوئی بات پائی گئی
تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک مرد مذکور کو اس عورت سے نکاح کر لینا حلال ہو جائیگا یہ ینابیع و سراج الوہاج مین ہی -
اور اگر دونون مین تفریق کر دی گئی پھر عورت معتوہہ ہو گئی تو مرد کو اس سے نکاح کر لینا جائز نہین ہی کیونکہ معتوہ ہونے مین
اہلیت لعان باقی رہتی ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر مرد مجبوب یا خصی ہو تو اسکے نفی ولد کی صورت مین
لعان مشروع نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - ملاعنہ عورت کا بچہ یعنی جسکا نسب مرد ملاعن سے قطع کر کے اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا
گیا ہو بعضے احکام مین وہ نسب کے ساتھ لاحق کیا گیا ہی چنانچہ علما نے فرمایا ہی کہ اگر ملاعنہ کے بچہ نے اپنے باپ کے واسطے گواہی
دی تو قبول نہوگی اسیطرح اگر اسکے باپ نے یعنی جسنے نفی کی ہی اور لعان کیا ہی اس بچہ کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہوگی - اور
اسی طرح اگر مرد نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنی ملاعنہ جورو کے اس بچہ کو دی جسکی نسبت لعان کیا ہی یا بیٹے نے اپنے مال کی زکوٰۃ اس مرد کو دی
یعنی اس بچہ نے ۱۲
تو نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر ملاعنہ کے اس بچہ کا پسر پیدا ہوا اور اس مرد ملاعن کی دختر کسی دوسری جورو سے ہی اور
دونون مین نکاح ہوا یا ملاعنہ کے ولد کی دختر اور اس مرد کی دوسری جورو سے بیٹا ہوا اور اس پسر نے اس دختر سے نکاح
کیا تو نکاح جائز نہین ہی اور اسی طرح اگر اس ولد ملاعنہ کا کسی شخص نے دعوے کیا یعنی اپنے نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہین
ہی اگرچہ ولد نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو - اور بعضے احکام مین ولد ملاعنہ اجنبیون کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہی حتی کہ ملاعنہ کا
ولد اس مرد ملاعن کا وارث نہوگا اور اسی طرح مرد ملاعن اسکا وارث نہوگا اور اسی طرح ان دونون مین سے کوئی دوسرے
پر نفقہ کا مستحق نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر عورت نے شوہر پر نالش کی اور دعوی کیا کہ اسنے مجھکو قذف کیا ہی اور شوہر نے
اس سے انکار کیا تو قذف ثابت کرنے کے واسطے عورت کی طرف سے سوا دو عادل مردون کی گواہی کے اور گواہی
قبول نہوگی اور عورتون کی گواہی قبول نہوگی اور نہ شہادت علی الشہادۃ قبول ہوگی یعنی گواہون نے اپنی گواہی پر اور گواہ
قائم کر دیے جنھون نے گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور قاضی کا خط بجانب قاضی دیگر اس اثبات کے واسطے بھی مقبول نہوگا جیسے
اجنبی پر قذف ثابت کرنے کے واسطے نامقبول ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم کیے پھر مرد نے بھی
دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین اس امر کی گواہ دین کہ عورت مدعیہ نے مرد مذکور کے قذف کرنے کی تصدیق کی تھی تو لعان
ساقط ہو گیا اور مرد پر حد بھی لازم نہوگی - اور اگر عورت کے پاس گواہ نہون اور اسنے چاہا کہ شوہر کو اس امر پر قسم دلاوے
تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر شوہر نے عورت کے تصدیق کرنے کا یعنی اپنے امر کی
تصدیق کی تھی دعوی کیا اور چاہا کہ عورت کو اس بات پر قسم دلادے تو عورت پر قسم لازم نہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر عورت
پر زنا کے چار گواہ قائم ہوے تو لعان واجب نہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی - اور اگر چار گواہ قائم ہوے مگر انمین
سے ایک گواہ اسکا شوہر ہی پس اگر قبل اسکے مرد مذکور کی طرف سے قذف نہوا ہو تو ان گواہون کی گواہی قبول ہوگی اور ہمارے
نزدیک عورت پر حد زنا جاری کیجائیگی - اور اگر شوہر اس سے پہلے اسکو قذف کر چکا ہو پھر اپنے سوا زنا کے اور تین گواہ

لایا تو یہ گواہ قذف کنندہ قرار دیے جاوینگے کہ انپر حد قذف جاری کیجائیگی اور چوتھے شوہر پر عورت کے ساتھ لعان کرنی واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر اور تین گواہ اور آئے اور ان سب نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہی مگر ان گواہوں کی تصدیق نہوئی تو عورت پر حد زنا واجب نہوگی اور نہ ان گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی اور نہ شوہر پر لعان واجب ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر کے ساتھ تین اندھوں نے عورت پر زنا کی گواہی دی تو ان اندھوں کو حد قذف ماری جائیگی اور شوہر پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر عورت کے واسطے اسکے دو لڑکوں نے اسکے شوہر پر گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو قذف کیا ہی تو ان دونوں کی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے پسر نے اسطرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہی۔ اور اگر عورت کے دو گواہوں مین سے ایک نے گواہی دی کہ اس مرد یعنی عورت کے شوہر نے اس عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کے بچہ کو کہا کہ یہ زنا سے پیدا ہی تو یہ گواہی جائز نہوگی یعنی قذف کرنا ثابت نہوگا اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ اس مرد نے اسکو عربی زبان مین قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے فارسی زبان مین قذف کیا تو یہ گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ تیرے ساتھ زید نے زنا کیا اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ عمرو نے زنا کیا ہی تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زید کے ساتھ قذف کیا پھر زید آیا اور اُسنے اس مرد سے اپنے قذف کرنے کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائیگی اور لعان ساقط ہو جائیگا۔ اور جب دو گواہوں نے کسی عورت کے شوہر پر اسکے قذف کرنے کی گواہی دی تو قاضی اسکو قید کر لیگا یہانتک کہ ان گواہوں کی عدالت دریافت کرے اور مرد مذکور سے کفیل نفس قبول نہ کریگا اور اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اس مرد نے اپنی جورو کو اور باندی کو ایک ہی کلمہ سے قذف کیا تو یہ گواہی جائز نہوگی۔ اور اگر زید کے دو بیٹون نے جو ہندہ اسکی جورو کے سواے دوسری جورو کے پیٹ سے ہین زید پر گواہی دی کہ زید نے اس ہندہ کو قذف کیا ہی اور ان دونوں کی ماں زید کے پاس ہی تو ان دونوں کی گواہی جائز نہوگی لیکن اگر زید غلام ہو یا محدود القذف ہو تو ضرب حد کی گواہی ان دونوں کی زید پر قبول ہوگی اور اگر زید پر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اُسنے اپنی جورو کو قذف کیا ہی پھر دونوں گواہوں کی تعدیل ہوگئی پھر قبل اسکے کہ قاضی انکی گواہی پر کچھ حکم دے یہ دونوں گواہ مر گئے یا کہین چلے گئے تو قاضی لعان کا حکم دیدیگا اسواسطے کہ مر جانا یا غائب ہو جانا انکی عدالت مین قادح نہین ہی بخلاف اسکے اگر دونوں اندھے ہو گئے یا مرتد یا فاسق ہو گئے تو ایسا نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کیے جنہین سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے شوہر زید نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہی اور باقی دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے جمعہ کے روز قذف کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونوں جورو و مرد مین باہم لعان کرنیکا حکم دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے دعوی کردیا کہ میرے اسکو قذف کرنے کے روز یہ باندی یا ذمیہ تھی تو لعان واجب نہوگا الا آنکہ عورت مذکورہ قاضی کے نزدیک حریت یا اسلام کی راہ سے معروف ہو۔ اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ بروز قذف کرنے کے یہ عورت رقیقہ یا کافرہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونے کے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے اولی ہونگے لیکن اگر شوہر کے گواہوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ یہ عورت بعد اسلام کے مرتد ہوگئی تھی تو یہ حکم نہین ہی (یعنی شوہر کی گواہی مقبول ہونگے ۱۲) یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر مرد قاذف نے دو مرد گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہی تو شوہر کے ذمہ سے لعان ساقط ہو جائیگا اور عورت کے ذمہ حد زنا لازم نہ آویگی جیسے کہ اسکے ایک مرتبہ

اقرار کر دینے سے لازم نہین آتی ہے - اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے عورت پر اس مضمون کی گواہی دی تو بھی استحساناً لعان ساقط ہونے کا حکم ہوگا - اور اگر مرد نے یہ دعوی کیا کہ یہ عورت زانیہ ہے یا بوطی حرام اس سے وطی کی گئی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگی پس اگر شوہر نے دعوی کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین کہ مین جسطرح کہتا ہون یہ عورت ایسی ہی ہے تو مجلس سے قاضی کے اٹھنے تک اسکو مہلت دیجائیگی پس اگر وہ گواہ لے آیا تو خیر ورنہ عورت سے لعان کریگا - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اسکو قذف کیا درحالیکہ یہ صغیرہ تھی اور عورت نے کہا کہ اسنے وقت بلوغ کے قذف کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ اگر دونون نے قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے - اور اگر عورت نے قذف متقادم کا دعوی کیا یعنی ایسے قذف کا جسکو زمانہ دراز گذر گیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو جائز ہے پھر اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت کو اسکے بعد طلاق رجعی دیدی اور خطبہ کر کے اسکے ساتھ نکاح کر لیا تو دونون مین لعان و حد کچھ واجب نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے -

بارھوان باب عنین کے بیان مین - عنین اسکو کہتے ہین جو باوجود قیام آلہ کے عورتون سے واصل نہو سکے پس اگر وہ ایسا ہو کہ ثیبہ عورتون تک پہونچتا ہو اور باکرہ عورتون تک نہ پہونچتا ہو یا بعضی عورتون تک پہونچتا ہو اور بعضی تک نہ پہونچتا ہو اور یہ امر کسی مرض یا ضعف خلقت یا بڑھاپے یا سحر کی وجہ سے ہو تو جن عورتون کی طرف نہین پہونچ سکتا ہے اُنکے حق مین یہ عنین ہوگا یہ نہایہ مین ہے - اور اگر اُسنے حشفہ یعنی ذکر کا سر اندر کر دیا تو وہ عنین نہین ہے - اور اگر سر ذکر کٹا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ باقی ذکر کو اندر کرے یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اُسپر دعوے کیا کہ یہ عنین ہے اور فرقت کی درخواست کی تو قاضی اسکے شوہر سے دریافت کریگا کہ تو اس عورت تک پہونچا ہے یا نہین پہونچا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نہین پہونچا تو اُسکو ایک سال کی مہلت دیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو - اور اگر شوہر نے اسکے دعوی سے انکار کیا اور کہا کہ مین اس تک پہونچا ہون پس اگر یہ عورت ثیبہ ہو تو قول مرد کا معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ کہ مین اس تک پہونچا ہون یہ بدائع مین ہے - پس اگر مرد مذکور نے قسم کھا لی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دیگا یہ کافی مین ہے اور اگر عورت نے کہا کہ مین ویسی ہی باکرہ موجود ہون تو عورتین اسکو دیکھین اور ایک عورت کافی ہے اور دو ہون تو احوط و اوثق ہے پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے پس اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا کچھ حق نہین ہے اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اسکو ایک سال کی مہلت دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر عورتون نے کہا کہ یہ باکرہ ہے تو بدون قسم کے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر عورتون کو اسکے معاملہ مین شک پیدا ہوا تو اس عورت کا امتحان کیا جائیگا پس بعض نے فرمایا کہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ دیوار پر پیشاب کرے پس اگر وہ دیوار پر دھار پھینک سکے تو باکرہ ہے ورنہ ثیبہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ مرغی کے انڈے سے اسکا امتحان کیا جاوے پس اگر مرغی کا انڈا اسکے اندام نہانی مین چلا جاوے یعنی سما جاوے اس سوراخ سے تو ثیبہ ہے اور اگر نہ سماوے تو باکرہ ہے یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر بعضی عورتون نے کہا کہ باکرہ ہے اور بعض نے کہا کہ ثیبہ ہے تو ان عورتون کے سواے دوسری عورتون کو دکھلا دے پس جب ثابت ہو جاوے کہ مرد مذکور اس عورت تک نہین پہونچا ہے تو اسکو ایک سال کی مہلت دے خواہ یہ مرد درخواست کرے یا نہ کرے اور مہلت مذکور دینے پر گواہ کر دے اور اسکی تاریخ لکھدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور ابتداے مدت مذکورہ وقت

مخاصمہ سے ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور یہ مہلت سواے قاضی مصر یا مدینہ کے اور کیطرف سے نہوگی پس اگر عورت نے خود اسکو مہلت
دی یا قاضی کے سواے دوسرے نے مہلت دی تو اس مہلت کا اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اس مدت مین
سال قمری معتبر ہی یہی ظاہر الروایہ ہی کذافی التبیین اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور حسنؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی
کہ سال شمسی معتبر ہی اور وہ سال قمری سے چند روز زیادہ ہوتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی شرح کافی مین روایت حسنؒ
کی طرف گئے ہین کہ اسکے اختیار کرنے مین احتیاط ہی اور یہی مذہب صاحب تحفہ کا ہی اور یہی میرے نزدیک مختار ہی یہ غایۃ البیان
مین ہی اور اسی کو شمس الائمہ نے اختیار کیا ہی یہ مبسوط مین ہی اور امام قاضیخان و امام ظہیر الدین نے مدت مہلت مین یہ اختیار
کیا ہی کہ سال شمسی کی مہلت دیجاوے کہ اسکے اختیار کرنے مین احتیاط ہی یہ کفایہ مین ہی اور اسی پر فتویٰ ہی یہ خلاصہ
مین ہی۔ شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہی کہ سال شمسی تین سو پینسٹھ روز اور ایک چوتھائی روز اور ایکسو بیسوان حصہ روز
کا ہوتا ہی اور سال قمری تین سو چون روز کا ہوتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور مجتبیٰ مین لکھا ہی کہ اگر تاجیل درمیان مہینہ سے واقع
ہوئی تو بالاجماع سال کا اعتبار دنون کے شمار سے ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی اور ان ایام مین سے عورت کے ایام حیض یا ماہ رمضان
محسوب کر دیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر قاضی خان مین ہی اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے ایام محسوب نکیے جاوینگے یہ
ہدایہ مین ہی۔ پس اگر اس سال مین مرد مذکور مریض ہو گیا تو بقدر مدت مرض کے امام محمدؒ کے نزدیک اسکو اور مہلت دیجاویگی
اور اسی پر فتویٰ ہی یہ فتاوے کبریٰ مین ہی۔ اور اگر مرد نے حج کیا یا کہین غائب ہو گیا تو یہ ایام مرد کے ذمہ محسوب ہونگے
اور اگر عورت نے حج کیا یا کہین غائب ہوگئی تو یہ ایام مرد کے حساب مدت مین شمار نہونگے یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مخاصمہ کرنے
کے وقت عورت احرام مین ہو تو قاضی مرد کے واسطے مدت مہلت مقرر نکریگا یہان تک کہ حج سے فارغ ہو جاوے یہ نہایہ
مین ہی۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت مین قاضی کے یہان مخاصمہ پیش کیا کہ وہ محرم تھا تو قاضی
بعد اسکے حلال ہو جانے کے مہلت ایکسال تک قرار دیگا۔ اور اگر ایسی حالت مین عورت نے خصومت کی کہ مرد مذکور مظاہر تھا
پس اگر وہ بردہ آزاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو قاضی اسکو میعاد ایکسال کی مہلت وقت خصومت سے دیگا۔ اور اگر وہ اعتاق
پر قادر نہو تو اسکے لیے چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کر دیگا۔ اور اگر قاضی نے ایکسال کی مدت مقرر کر دی حالانکہ مرد مظاہر
نہ تھا پھر سال کے اندر اسنے اس عورت سے ظہار کر لیا تو مدت مین کچھ بڑھایا نہ جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت کا شوہر
ایسا مریض پایا گیا کہ وہ جماع پر قادر نہین ہی تو اسکو تاجیل و مہلت ابھی سے نہ دیجائیگی بلکہ جب اچھا ہو جاوے تب سے مہلت
دیجائیگی اگرچہ مرض طول پکڑے۔ اور اگر معتوہ کے ساتھ اسکے ولی نے کسی عورت کا نکاح کیا مگر معتوہ مذکور اس عورت تک
نہ پہونچا تو معتوہ کی طرف سے کسی خصم کے مقابلہ مین قاضی معتوہ کو ایکسال کی مہلت دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی
اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قیدخانہ مین اسکے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ ایام مرد کی مہلت مین محسوب نہونگے اور
اگر عورت نے انکار نہ کیا اور قیدخانہ مین کوئی جگہ خلوت کی بھی ہی تو یہ ایام مرد کے ایام مہلت مین محسوب ہونگے اور اگر کوئی جگہ
خلوت کی نہو تو محسوب نہونگے۔ اور اسی طرح اگر عورت کے مہر کے واسطے قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ تبیین مین ہی اور
اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس تک جا سکتا ہی اور خلوت مین اسکے ساتھ رہ سکتا اور رات گذار سکتا ہی
تو یہ ایام شوہر کی میعاد مہلت مین محسوب ہونگے ورنہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر میعاد مہلت گذر جانے
کے بعد عورت قاضی کے پاس آئی اور دعویٰ کیا کہ میرا شوہر مجھ تک نہین پہونچا ہی اور شوہر نے پہونچنے کا دعویٰ کیا پس اگر

عورت پہلے سے ثیبہ ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر شوہر نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو قاضی اس عورت کو اختیار دیگا کہ چاہے اسکے ساتھ رہنا اختیار کرے یا تفریق کرے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین ویسی ہی باکرہ موجود ہون تو عورتین اسکو دیکھین اور ایک عورت کافی ہی اور دو ہون تو احتیاط زیادہ ہی پس اگر ان عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہی تو قسم سے مرد کا قول قبول ہوگا اور اگر ان عورتون نے کہا کہ یہ باکرہ ہی یا شوہر نے خود اقرار کیا کہ مین اس تک نہین پہونچا ہون تو قاضی اس عورت کو درباب فرقت اختیار دیگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان پس اگر عورت نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا یا مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا قاضی کے پیادون نے اسکو اُٹھا دیا یا اسکے اختیار کرنے سے پہلے قاضی اُٹھ کھڑا ہوا تو اُسکا اختیار باطل ہو جائیگا کذا فی المحیط اور ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین واقعات سے منقول ہی اور اگر عورت نے فرقت کو اختیار کیا تو قاضی اُسکے شوہر کو حکم دیگا کہ اسکو ایک طلاق بائنہ دیدے اور اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا ایسا ہی امام محمدؒ نے اصل مین ذکر فرمایا ہی یہ تبیین مین ہی اور فرقت ایک طلاق بائنہ ہی یہ کافی مین ہی اور عورت کے واسطے مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی۔ بشرطیکہ شوہر نے اُسکے ساتھ خلوت کی ہو یہ بالاجماع ہی اور اگر عورت سے خلوت نہ کی ہو تو عورت پر عدت واجب نہوگی اور اسکو نصف مہر ملیگا اگر مسمی ہوا ہو اور اگر مہر مسمی نہو تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی اور اگر میعاد مہلت ایکسال گذر گئی اور بعد اسکے عورت نے ایک زمانہ تک مخاصمہ نہ کیا تو اسکا حق باطل نہوجائیگا اگرچہ اُسنے اس درمیان مین ساتھ سونے مین مرد کی مطاوعت کی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی کبری مین ہی اور اگر بعد مہلت گذرنے کے شوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے ایکسال دیگر یا ایک مہینہ یا زیادہ کی مہلت اور دے تو قاضی کو ایسا کرنا نہین چاہیے الا برضامندی عورت اور اگر عورت پہلے اسپر راضی ہوئی پھر اُسنے رجوع کر لیا تو اسکو یہ اختیار ہی پس مہلت باطل ہو جائیگی اور عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر مہلت کا سال گذرنے پر قاضی مرگیا یا معزول کیا گیا قبل اسکے کہ عورت اپنے امر مین کچھ اختیار کرے اور بجائے اس قاضی کے دوسرا مقرر کیا گیا پس عورت اپنے شوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے کہ فلان قاضی اول نے میرے اس شوہر کو ایک سال کی مہلت میرے بارہ مین دی تھی اور وہ سال گذر گیا تو قاضی دوم اس مقدمہ کو قاضی اول کی روداد پر مبنی کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قاضی کے تفریق کرنے کے بعد دو گواہون نے گواہی دی کہ اس عورت نے قبل تفریق قاضی کے یہ اقرار کیا تھا کہ مرد مذکور اس تک پہونچا ہی تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے بعد تفریق قاضی کے اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ تک پہونچا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت کا مرد ایکبار اس تک پہونچا ہو پھر عاجز ہوگیا تو عورت کے واسطے کچھ خیار نہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو کہ یہ مرد عنین ہی عورتون تک نہین پہونچتا ہی تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا اور اگر عورت کو اُسوقت معلوم نہ تھا پھر اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکا حق خصومت اسکو حاصل رہیگا اور ترک خصومت سے اسکا حق باطل نہوگا اگرچہ زمانہ دراز تک وہ خصومت نہ کرے جب تک کہ وہ اس امر پر راضی نہوجاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر عنین اور اسکی جورو کے درمیان قاضی نے تفریق کردی پھر اس عورت کے ساتھ اس عنین نے نکاح کیا تو عورت کو اپنا خیار حاصل نہوگا اور اگر عنین نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جو اسکے حال سے آگاہ ہی تو اصل مین مذکور ہی کہ اسکو خیار حاصل نہوگا اور

اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور یہ صحیح ہی کہ دوسری عورت کو حق خصومت حاصل ہوگا اگر مرد مذکور اس تک نہ پہونچا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور ایسا ہی غایۃ سروجی مین ہی - اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس تک پہونچا پھر عنین ہوگیا پھر اس عورت کو جدا کردیا یعنی طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اُس تک نہ پہونچا تو اس عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوائے مباشرت کرتا تھا یہانتک کہ اسکو اور عورت کو انزال ہوجاتا تھا اور اُس سے فرج مین وصول نہین کرسکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یون ہی مدت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہی یا ثیبہ ہی پھر اُسنے قاضی کے پاس نالش کی تو قاضی اس مرد کو ایکسال کی مہلت دیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر عورت کی دبر یعنی پاخانہ کے سوراخ مین دخول کرے تو وہ عنین ہونے سے خارج نہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی - اور اگر مرد کی منی نہو اور وہ جماع کرتا ہی پس منزل نہین ہوتا ہی تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا یہ نہایہ مین ہی اور اگر بالغہ عورت نے اپنے شوہر صغیر کو عنین پایا تو اُسکے بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اسکا ولی بھی تفریق نہین کراسکتا ہی اور اگر عورت نے اپنے شوہر معتوہ کو عنین پایا تو معتوہ کے ولی سے مخاصمہ کریگی اور مخاصمت ولی اس معتوہ کو ایکسال کی مہلت دیجائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر باندی کا شوہر عنین نکلا تو امام اعظم رح کے قول مین خیار اسکے مولی کو ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی - اور جیسے عنین کو ایک سال کی مہلت دیجاتی ہی ویسے ہی خصی کو بھی مہلت دیجائیگی اور یہی حکم بوڑھے آدمی کا ہی اگرچہ وہ خود کہے کہ مجھے امید نہین ہی کہ مین اس عورت تک پہونچ سکونگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - خنثی اگر مردون کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو یعنی جس سے مرد پیشاب کرتے ہین تو وہ مرد ہی اسکو نکاح کرنا جائز ہی پس اگر اُسنے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہونچا تو مثل عنین کے اسکو بھی مہلت دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اور خنثی مشکل کا حکم مثل عنین کے ہی یعنی اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثی مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عنین کے ساتھ ہوتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر عنین کی عورت رتقا یا قرنا ہو تو وہ مہلت نہ دیا جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو مہلت ایکسال کی نہ دیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور جسکا ذکر بہت چھوٹا ہو جیسے گھنڈی تو وہ بھی مجبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ وہ شخص جسکا آلہ چھوٹا ہو کہ داخل فرج تک نہ پہونچا سکے یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر عورت نے کہا کہ یہ مجبوب ہی اور مرد نے کہا کہ مین مجبوب نہین ہون اور حال یہ ہی کہ مین اس تک پہونچا ہون تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائیگا پس اگر چھونے اور ٹٹولنے سے کپڑے کے باہر سے معلوم کرسکے بدون بے پردہ کرنے کے تو اسکو بے پردہ نہ کریگا اور اگر بدون کشف ستر کیے ہوئے اور نظر ڈالے ہوئے معلوم نہ کرسکے تو کسی غیر کو حکم دیگا کہ اسکو دیکھے کیونکہ ضرورت ہی - اور اگر مرد اس عورت تک پہونچ گیا پھر مجبوب ہوگیا تو عورت کو خیار حاصل نہوگا یہ غایۃ سروجی مین ہی - اور اگر مجبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اسکو خیار حاصل نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر شوہر مجبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور مجبوب مذکور نے اُسکے نسب کا دعوی کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس مجبوب سے ثابت کردیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور اُسنے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسواسطے کہ بچہ اس شخص مجبوب کو بغیر جماع کے لازم ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر قاضی نے مجبوب اور اُسکی جورو کے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفریق کردی پھر دو برس تک مین اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور قاضی کا تفریق کرنا باطل نہوگا اور عنین کی

صورت مین نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہو جائیگی بشرطیکہ شوہر دعوی کرتا ہو کہ مین اس عورت تک پہونچا ہون یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر صغیر کو مجبوب پایا تو قاضی عورت کی خصومت پر فی الحال تفریق کردیگا اور شوہر کے بلوغ تک انتظار نہ فرمائیگا اور طفل کو حکم دیگا کہ اسکو طلاق دیدے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ فرقت بغیر طلاق ہوگی اور اول اصح ہے لیکن قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا جبتک کہ اس طفل کی طرف کوئی خصم قرار نہ پاوے جیسے اسکا باپ یا باپ کا وصی اور اگر اس طفل کا کوئی ولی و وصی نہو تو اسکا دادا یا دادا کا وصی اسکی طرف سے خصم ہوگا اور اگر یہ بھی نہو تو قاضی اسکی طرف سے کوئی خصم قرار دیدیگا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوئے جنسے حق عورت باطل ہوتا ہے مثلاً گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اسکے حال پر راضی ہوچکی ہے یا وقت عقد کے اسکے حال سے واقف تھی تو قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا اور اگر گواہ نہون اور عورت سے قسم طلب کی تو عورت سے قسم لیجائیگی پس اگر عورت نے قسم سے نکول کیا تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر عورت نے قسم کھالی تو قاضی تفریق کردیگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر عورت صغیرہ ہو کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا ہو اور اس نے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو اس صغیرہ کے باپ کی خصومت سے قاضی ان دونون مین تفریق نہ کریگا یہان تک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغہ ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکے شوہر سے خصومت کرے اور خود یہ عورت غائبہ ہے پس آیا وکیل کی خصومت سے قاضی ان دونون مین تفریق کریگا یا نہین تو اس صورت کو امام محمد رح نے کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہے اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ تفریق نہین کریگا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونے کا انتظار کریگا اور بعض نے فرمایا کہ قاضی دونون مین تفریق کردیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی کا شوہر مجبوب ہو تو تفریق کی بابت اختیار اسکے مولے کو ہوگا یہ امام اعظم و امام زفر کا قول ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر معتوہ کو جسکی صحت کی امید نہین ہے اسکے ولی نے کوئی بالغہ عورت بیاہ دی پھر وہ مجبوب نکلا تو اسکے ولی کی حضوری مین قاضی ان دونون مین فی الحال تفریق کردیگا۔ اور اگر وہ مجبوب نہو بلکہ وہ اس عورت تک نہین پہونچتا ہے پس اگر اسکا کوئی ولی نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک خصم مقرر کریگا اور اسکو مہلت ایکسال کی دیگا پھر اگر اس مدت کے اندر وہ اس عورت تک نہ پہونچا تو قاضی ان دونون مین تفریق کردیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر زوجہ مین کوئی عیب ہو تو شوہر کو درباب نکاح کوئی خیار حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر کو جنون یا برص یا جذام ہو تو عورت کو کوئی اختیار نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر جنون پیدا ہوگیا ہو تو مثل عنین ہونے کی صورت مین قاضی شوہر کو ایک سال کی مہلت دیگا پھر اگر وہ سال کے اندر اچھا ہوگیا اور سال پورا ہوگیا تو عورت کو اختیار دیگا اور اگر جنون مطبق ہو تو وہ مثل مجبوب ہونے کے ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ حاوی قدسی مین ہے۔

تیرھوان باب عدت کے بیان مین - عدت کہتے ہین انتظار مدت معلومہ تک جو عورت کو لازم ہوا ہے بعد زوال نکاح کے حقیقۃً ہو یا شبہۃً جو متاکد ہو بدخول یا موت یہ شرح نقایہ برجندی مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بنکاح جائز نکاح کیا پھر بعد دخول یا بعد خلوت صحیحہ کے اسکو طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر نکاح فاسد ہو اور قاضی نے دونون مین تفریق کردی پس اگر قبل دخول کے تفریق کردی تو عدت واجب نہوگی اور اسیطرح اگر بعد خلوت کے تفریق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد دخول واقع ہونے کے تفریق کی تو

وقت تفریق سے عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسی طرح اگر فرقت بغیر قضا واقع ہوئی تو بھی عدت لازم ہی یہ ظہیریہ میں ہی اور فضولی کے نکاح کرنے میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب نہیں ہوتی ہی یہ محیط سرخسی میں ہی - اور زانیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی ہی یہ امام اعظم و امام محمدؒ کا قول ہی یہ شرح طحاوی میں ہی - ایک مرد نے کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالقہ ہی پھر جو اُسنے کہا تھا وہ بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو وہ طالقہ ہوگی اور ایک مہر کامل اور نصف مہر واجب ہوگا اور اسپر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اُسکے شوہر سے ثابت ہوگا یہ خلاصہ میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر کہا کہ میں قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں کسی شبہ سے نکاح کروں تو وہ طالقہ ثلث ہی اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ثیبہ ہی تو طلاق بوجہ اقرار مرد مذکور کے واقع ہوگی پھر اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو عورت مذکورہ کو نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے ملیگا اور مہر مثل کامل بوجہ دخول کے ملیگا اور عورت پر بوجہ ایسی وطی کے عدت واجب ہوگی مگر اُسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت نے اس مرد کی تکذیب کی کہ اسنے قسم نہیں کھائی تھی تو عورت کو ایک ہی مہر ملیگا اور اسکو نفقہ و سکنی بھی ملیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی چار عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُنپر عدت واجب نہیں ہوتی ہی ایک وہ عورت جسکو قبل دخول کے طلاق دیگئی ہو - دوم حربیہ عورت جو ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہوئی حالانکہ وہ دار الحرب میں اپنا شوہر چھوڑ آئی ہی - سوم دو بہنیں جن سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا گیا پس نکاح فسخ کیا گیا چہارم چار عورتوں سے زیادہ جمع کیں پس اُنکا نکاح فسخ کردیا گیا یہ تاتارخانیہ میں ہی - عورتوں پر عدت واجب ہونا بالاجماع ثابت ہی یہ تمرتاشی میں ہی - اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا رجعی یا تین طلاق دیں یا دونوں میں بغیر طلاق فرقت واقع ہوئی اور عورت آزادہ ایسی ہی کہ اسکو حیض آتا ہی تو اسکی عدت تین حیض ہیں خواہ یہ عورت آزادہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو یہ سراج وہاج میں ہی - اور جو عورت کہ بسبب نابالغ ہونے یا بڑھی ہونے کے حائضہ نہوتی ہو یا اسکا سن اسقدر ہوگیا ہو جو بالغہ کا ہوتا ہی مگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو ایسی عورت کی عدت تین مہینہ ہی یہ نقایہ میں ہی - اسیطرح جس عورت نے خون دیکھا پھر نہ دیکھا تو اُسکی عدت بھی مہینوں کے حساب سے تین مہینہ ہوگی اور یہی صحیح ہی - اور اگر عورت نے تین روز تک خون دیکھا ہو پھر اُسکا خون منقطع ہوگیا تو اسکی عدت کا حساب حیض سے ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے یہاں تک کہ وہ بڑھی ہو کر آئسہ ہو جاوے یہ عتابیہ میں ہی - اور جوامع الفقہ میں لکھا ہی کہ جس عورت نے تین روز سے کم خون دیکھا اسکی عدت مہینوں کے شمار سے ہوگی اور یہی صحیح ہی اور جسنے تین روز دیکھا ہی اُسکی عدت حیض سے شمار ہوگی یہ غایۃ السروجی میں ہی - اور اگر نابالغہ مہینوں کے شمار سے اپنی عدت پوری کرتی ہو کہ اس درمیان میں اُسنے خون حیض دیکھا تو اگلا شمار باطل ہوگیا اور از سر نو حیض کے حساب سے عدت کا شمار کرے یہ سراج وہاج میں ہی - اور جب طلاق یا وفات کی عدت مہینوں کے شمار سے واجب ہوئی پس اگر اول غرہ ماہ میں ایسا واقع ہوا تو مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اگرچہ تیس یوم سے کم میں چاند نکل آوے اور اگر یہ امر درمیان ماہ میں ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اور دو روایتوں سے ایک روایت کے موافق امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہینوں کا پورا کرنا دنوں کے شمار سے ہوگا چنانچہ طلاق کی عدت نوّے روز میں اور وفات کی عدت ایکسو تیس روز میں پوری ہوگی یہ محیط میں ہی اور اگر چاند کی اول تاریخ میں عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ عورت ایسی ہی کہ مہینوں سے اسکی عدت کا شمار ہوتا ہی تو اسکی عدت کا حساب چاند سے لگایا جائیگا اور ایک روز میں سے کچھ حصہ گذر جانا اس امر کا موجب ہوگا کہ دنوں سے اسکی عدت کا حساب لگایا جاوے بخلاف اسکے اگر دوسری یا تیسری تاریخ کو طلاق دی تو یہ حکم نہیں ہی یہ فتاوی صغری میں ہی

اور اگر اپنی جورو کو حالت حیض مین طلاق دیدی تو اسپر عدت کے تین حیض کامل واجب ہونگے اور یہ حیض جسمین طلاق دی
ہی عدت مین حساب نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - باندی و مدبرہ وام ولد و مکاتبہ کی طلاق و فسخ کی عدت دو حیض ہین اور
اگر ایسی عورت ہو کہ اسکو حیض نہین آتا ہی تو طلاق و فسخ مین اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہی یہ کافی مین ہی - جو مملوکہ آزاد ہو گئی ہو
مگر اسپر سعایت واجب ہوا سوجہ سے وہ مستسعاۃ ہو تو امام اعظم رحکے نزدیک وہ مثل مکاتبہ کے ہی اور صاحبین رح کے نزدیک
وہ مثل حرہ کے ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اگر کسی مرد نے کسی عورت سے بطور شبہہ یا نکاح فاسد کے دخول کیا تو اُس
مرد پر اسکا مہر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہو گی اگر حرہ ہو تو تین حیض اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس
عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو یا دونون مین تفریق کر دی گئی ہو اور عورت زندہ ہو اور اگر یہ عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ
نہو تی ہو تو حرہ کی عدت تین مہینہ اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو
کو جو غیر کی باندی ہی خرید لیا حالانکہ اسکے ساتھ دخول کر چکا ہی تو نکاح فاسد ہو گیا اور اس مرد کے حق مین اس عورت پر
عدت واجب نہو گی حتے کہ اس سے وطی کرنا اس مرد کو حرام نہین ہی مگر غیر مرد کے حق مین یہ باندی مثل معتدۃ الغیر کے ہو گی
حتی کہ اس مرد کو یہ اختیار نہین ہی کہ کسی دوسرے مرد سے اس باندی کا نکاح کر دے تا وقتیکہ اسکو دو حیض نہ آجاوین یہ محیط
سرخسی مین ہی - اور اگر زید نے اپنی جورو کو خریدا اور اس عورت کا زید سے ایک لڑکا ہی پس زید نے اسکو آزاد کر دیا تو اس پر
تین حیض واجب ہونگے جنمین سے دو حیض مین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی اجتناب ہوگا اور ایک حیض عتق ہی کہ
اُسمین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی نہو گا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اپنی جورو کو خریدا اور اُسکو ایک حیض آ گیا پھر اسکو آزاد کر دیا
تو بعد عتق کے وہ دو حیض دیگر سے اپنی عدت پوری کریگی اور انھین امور سے اجتناب کیا جائیگا جن سے حرہ سے اجتناب
کیا جاتا ہی اور اگر اسکو بیک طلاق بائنہ بائن کر کے خرید کیا تو بملک یمین اس سے وطی کر سکتا ہی بخلاف اسکے اگر دو طلاق دیکر اسکو
بائن کر دیا ہو پھر خرید لیا تو اسپر حلال نہو گی یہانتک کہ وہ غیر شوہر سے حلالہ کرا دے اور اگر اسکو دو حیض آ گئے پھر اسکو آزاد کر دیا تو
اسپر عدت نکاح واجب نہو گی لیکن اسپر عدت عتق واجب ہو گی کہ اسمین ایک گونہ سختی ہی بشرطیکہ اس مرد سے اسکے کوئی اولاد ہو
یہ عتابیہ مین ہی - مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خرید کیا تو نکاح فاسد نہو گا پھر اگر مکاتب مذکور ادا سے کتابت سے عاجز ہو گیا تو دونون
اپنے نکاح پر بدستور باقی رہینگے اور اگر ادا کر کے آزاد ہو گیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا اور اس عورت پر عدت واجب نہو گی یہ
فتاویٰ قاضیخان مین ہی - اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا پھر مر گیا اور اسقدر مال چھوڑا جو ادا سے کتابت کے واسطے کافی ہی
پس مال کتابت ادا کر دیا گیا تو حکم دیا جائیگا کہ مکاتب کے آخر جزو اجزائے حیات مین یعنی دم واپسین نکاح فاسد ہو گیا اور اس عورت پر
فساد نکاح کی عدت واجب ہو گی اور وہ دو حیض ہین بشرطیکہ مکاتب مذکور سے اسکی اولاد نہوئی ہو اگرچہ اُسنے اسکے ساتھ دخول
کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو عورت مذکورہ پر پورے تین حیض عدت واجب ہونگے اور اگر مکاتب مذکور نے ادا سے کتابت کے
واسطے مال کافی نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس مکاتب سے کوئی اولاد نہین ہوئی تو اسپر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہو گی
خواہ مکاتب نے اُس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس اگر عورت مذکورہ کے مکاتب سے کوئی اولاد جنی ہو تو یہ عورت اور اُسکا بچہ مکاتب کی طرف
سے اسکے اقساط کے موافق سعایت کرینگے اور اگر دونون سعایت سے عاجز ہو گئے یعنی ادا نہ کر سکے تو اُسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہو گی
اور اگر دونون نے مال کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب بھی آزاد ہو جائیگا یعنی حکم دیا جائیگا کہ وہ آخر جزو اجزائے حیات
مین آزاد ہو کر مرا ہی پس اگر ادائے مال کتابت اثنائے عدت مین واقع ہوا تو اس عورت پر تین حیض از سر نو اسکے آزاد ہونے کے روز سے

واجب ہونگے کہ اسمین دو مہینہ پانچ روز مکاتب کے مرنے کے روز سے پورے کر دیگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولی کی دختر سے اسکی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب بعد وفات مولی کے بقدر ادا سے بدل کتابت کے کافی مال چھوڑ کر مرگیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو مہر اور میراث ملیگی اسواسطے کہ مکاتب مذکور آزاد مرا ہے اور اگر مکاتب مذکور بدون مال کافی چھوڑے مرگیا تو اسکا نکاح فاسد ہو گیا اسواسطے کہ عورت مذکورہ اسکی زندگی کے آخر جزو مین اسکی مالک ہو گئی ہے پس اگر مکاتب نے اسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو مہر مین سے اسقدر کہ جتنی اسکی مالک ہوئی ہے ساقط ہو جائیگا اور وہ عورت تین حیض سے عدت پوری کریگی اور اگر مکاتب نے دخول نہ کیا ہو تو مہر و عدت کچھ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور جو عورت کہ حائضہ ہوتی ہے وہ اپنی عدت حیض سے پوری کریگی اگر اسکا حیض دس روز کا ہو تو اسکے غسل کرنے مین جو وقت صرف ہوگا وہ اسکے حیض مین داخل نہوگا اور اگر دس روز سے کم اسکو حیض آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت ایام حیض مین داخل ہوگا اور اگر عورت کافرہ ہو تو یہ وقت دونون صورتون مین سے کسی صورت مین حیض مین داخل نہوگا اور شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور اسکو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا حلال ہوگا جبکہ یہ وقت آخری عدت کا ہو یہ سراج وہاج مین ہے حاملہ کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل کرے یہ کافی مین ہے۔ اور جو عورت حیض سے اپنی عدت گذارتی ہے اگر اسکے حیض کے ایام پورے دس روز ہون (یعنی پوری ہوئی ہو) تو اسکے غسل کا وقت حیض مین داخل نہین ہے پس تیسرے حیض مین خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہوگا اور اگر شوہر نے اسکو طلاق نہ دی ہو تو اس سے قربت کر سکتا ہے اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا نہ اور اگر اسکے ایام حیض دس روز سے کم ہون پس اس نے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا وقت کامل نہ گذر گیا تو رجعت باطل نہوگی اور عورت کے واسطے یہ جائز نہوگا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ عورت مسلمان ہو اور اگر عورت کتابیہ ہو تو خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائیگا اور اسکے شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا خواہ اسکے ایام حیض دس روز کے ہون یا کم ہون (اگر طلاق نہ دی ہو) یہ سراج وہاج مین ہے حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کذا فی الکافی خواہ وجوب عدت کے وقت حاملہ ہو یا بعد وجوب کے حاملہ ہو گئی ہو کذا فی فتاوی قاضیخان اور خواہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ کسی طور کی ہو قنہ یا مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد یا مستسعاۃ خواہ مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو کذا فی البدائع خواہ عدت از طلاق ہو یا وفات یا متارکت یا وطی بشبہہ کذا فی النہر الفائق اور خواہ حمل ثابت النسب ہو یا نہو اور نہونے کی صورت یہ ہے کہ کسی نے زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح کیا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر شوہر کی موت کے بعد عدت مین حمل پیدا ہو گیا تو شیخ کرخی نے ذکر کیا ہے کہ انقضای عدت بوضع حمل ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ ایسی صورت مین انقضای عدت وضع حمل پر نہوگی اور تاویل مسئلہ یہ ہے کہ قرار نطفہ مضاف ہوتا ہے قبل موت کے وقت کی طرف اور اسی وجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہے اور جب یہ فرض مسئلہ ہے کہ علوق نطفہ بعد موت کے حادث ہوا تو انقضای عدت ایسے حمل کے وضع پر بلا خلاف نہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ معتدہ بحمل کے واسطے کوئی مدت مقرر نہین ہے چاہے طلاق یا موت سے ایک روز یا اس سے کم کے بعد وضع حمل ہو تو عدت تمام ہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر شوہر مرگیا اور ہنوز وہ تختہ پر نہلایا جاتا ہے یا کفنایا جاتا ہے اور اسکی عورت نے وضع حمل کیا تو عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کی انقضاء کی شرط یہ ہے کہ جو وضع ہوا ہے اسکی خلقت ظاہر ہو گئی ہو اور اگر بالکل ظاہر نہوئی ہو مثلاً خون کا تھکا یا گوشت کا لوتھڑا گر گیا تو اس سے عدت پوری نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر معتدہ عورت حاملہ ہو اور اسکے دو بچہ پیدا ہوتے

تو آخری بچہ کی پیدائش پر عدت منقضی ہوگی یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت کے پیٹ سے بچہ کا اکثر حصہ نکل آیا تو علماء کا قول ہے کہ اسی وقت سے رجعت منقطع ہو جائیگی اگر طلاق رجعی ہو ولیکن عورت کو دوسرے شوہر سے اسی وقت نکاح کر لینا احتیاطاً حلال نہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ وہ حاملہ ہے تو جب بچہ اسکے پیٹ سے سر کے بل یا پاؤن کے بل آدھا بدن اسکا سواے سر و ٹانگون کے نکل آیا تو عدت پوری ہوگئی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکا بدن چوتڑون سے لیکر کندھون تک ہے یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر آئسہ عورت ہو اور وہ حرہ ہے تو اسکی عدت تین مہینہ ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے - اور اگر عورت آئسہ ہو اور اسنے مہینون کے شمار سے عدت شروع کی پھر اسنے خون دیکھا تو جسقدر ایام اسکی عدت میں سے گذر چکے ہین وہ سب باطل ہو گئے اور اسپر واجب ہوا کہ از سر نو حیض سے اپنی عدت پوری کرے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اسنے اپنی عادت کے موافق خون دیکھا کیونکہ عادت کے موافق خون دیکھنے سے اسکا آئسہ ہونا باطل ہو گیا اور یہی صحیح ہے کذا فی الہدایہ اور صدر شہید رح نے ذکر فرمایا ہے کہ حکم بایاس کے بعد جو خون اسکو دکھلائی دیا ہے اگر وہ خون خالص ہو تو وہ حیض ہے اور حکم بایاس باطل ہو جائیگا لیکن آئندہ زمانہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے احکام کے حق میں - اور اگر دیکھا ہوا خون خالص نہو بلکہ گدلا یا سبز ہو تو یہ حیض نہوگا اور فساد منبت پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتوے ہے اور جب عورت مدت ایاس تک پہونچ گئی ہو اور وہ خون نہین دیکھتی ہے پس آیا اسکے گذشتہ وقت عدت کے نہ باطل ہونے کے واسطے حکم حاکم بایاس شرط ہے یا نہین شرط ہے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اولی یہ کہ شرط ہے کہ حاکم حکم دیدے کہ یہ آئسہ ہے یہ سراج وہاج میں ہے - مجموع النوازل میں لکھا ہے آئسہ عورت نے اگر مہینون سے اپنی عدت پوری کر کے کسی مرد سے نکاح کیا پھر اسنے خون دیکھا تو بعض کے نزدیک نکاح فاسد ہوگا اور اگر قاضی نے جواز نکاح کا حکم دیدیا ہو پھر اسنے خون دیکھا تو نکاح فاسد نہوگا اور اصح یہ ہے کہ نکاح جائز ہے اور قضاے قاضی شرط نہین ہے ہان آئندہ عدت بحیض ہوگی یہ خلاصہ میں ہے - آئسہ نے اگر کچھ عدت مہینون کے شمار سے گذاری تھی کہ اسنے مین وہ حاملہ ہوگئی تو وضع حمل سے عدت کی تکمیل کریگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - حرہ کی عدت وفات چار مہینہ دس روز ہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ مسلمان ہو یا مسلمان مرد کے تحت میں کتابیہ ہو خواہ صغیرہ ہو یا بالغہ یا آئسہ ہو خواہ اسکا شوہر آزاد ہو یا غلام خواہ اس مدت میں اسکو حیض آوے یا نہ آوے اگر حمل ظاہر نہو یہ فتح القدیر میں ہے - یہ عدت فقط نکاح صحیح میں واجب ہوتی ہے یہ سراج وہاج میں ہے - اور جمہور کے نزدیک دس روز مع دس راتون کے معتبر ہین یہ معراج الدرایہ میں ہے - اور اگر منکوحہ باندی ہو پس اسکا شوہر اسکو چھوڑ کر مر گیا تو اسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہے اور مدبرہ و مکاتبہ و ام ولد و مستسعاۃ کا بھی امام اعظم رح کے قول پر یہی حکم ہے یہ غایۃ البیان میں ہے - ایک مرد سفر میں دور ہے اسکی جورو کو ایک مرد نے خبر دی کہ وہ مر گیا ہے اور دو مردون نے خبر دی کہ وہ زندہ ہے پس جسنے اسکے موت کی خبر دی ہے اگر عورت کو یون خبر دے کہ مین نے اسکی موت کو یا جنازہ کو اپنی آنکھ سے معائنہ کیا اور یہ شخص عادل ہے تو اس عورت کو گنجائش ہے کہ عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر لے - اور یہ حکم اسوقت ہے کہ خبر دینے والون نے تاریخ بیان نہین کی اور اگر تاریخ بیان کی مگر جن لوگون نے اسکے زندہ ہونے کی تاریخ بیان کی ہے انکی تاریخ بہ نسبت موت کے خبر دہندہ کے پیچھے ہے تو انھین دونون کی شہادت اولی ہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے - شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر میں غائب ہے پس ایک مرد اس عورت پاس آیا اور اسکے شوہر کے مرنے کی خبر دی پس اس عورت اور اسکے

اہلخانہ نے مثل اہل مصیبت کے تعزیت کی اور عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور اُسنے اسکے ساتھ دخول
کیا پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُسنے اس عورت کو خبر دی کہ اسکا شوہر زندہ ہی اور کہا کہ مین نے اسکو فلان شہر مین دیکھا
پس اُسکے نکاح ثانی کی کیا کیفیت ہی اور آیا اسکو دوسرے شوہر کے ساتھ قیام کرنا حلال ہی یا نہین اور یہ اور شوہر ثانی کیا
کرے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے اول مخبر کی تصدیق کی تھی تو اُس سے یہ ممکن نہین ہی کہ دوسرے مخبر کی تصدیق کرے
اور ان دونون مین دوسرا نکاح باطل نہوگا اور ان دونون کو اختیار ہی کہ اس نکاح پر برقرار رہین یہ تاتارخانیہ و بحرالرائق
مین نسفیہ سے منقول ہی- اور اگر کسی مرد نے اپنی دو جورون مین سے ایک معین کو بعد ان دونون کے ساتھ دخول کرنے
کے طلاق دیدی اور یہ دونون حائضہ ہوتی ہین پھر مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ مطلقہ کون ہی تو ان مین سے ہر ایک پر
عدت وفات واجب ہوگی کہ اس عدت مین تین حیض کی تکمیل کریگی- اسی طرح اگر اُس نے ہر دو جورون مین سے ایک
غیر معین کو تین طلاق دیدین اور یہ اپنی صحت کی حالت مین کہا پھر قبل بیان کے مرگیا تو انمین سے ہر ایک پر عدت وفات
واجب ہوگی جنمین وہ تین حیض کی تکمیل کریگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل
نہوا آج کے روز تو تو طالقہ ثلث ہی پھر یہ دن گذرنے کے بعد مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو
اس عورت پر عدت وفات واجب ہوگی اور عدت بحیض اسپر لازم نہین ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر طفل اپنی جورو کو
چھوڑکر مرگیا پھر طفل کی موت کے بعد اُسکے حمل ظاہر ہوا تو مہینون کے شمار سے عدت پوری کریگی اور اگر حاملہ ہونے کی
حالت مین طفل مذکور مرگیا تو استحسانًا وضع حمل سے عدت پوری کریگی کذا فی محیط السرخسی اور ہر دو صورت مین بچہ کا نسب
اس طفل سے ثابت نہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور بروز موت حمل موجود ہونیکا علم اسطرح ہوسکتا ہی کہ عورت مذکورہ طفل کی موت سے
چھ مہینے سے کم مین بچہ جنے اور بعد موت کے حادث ہونے کے شناخت اسطرح ہوسکتی ہی کہ روز موت سے چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ
جنے یہ جامع صغیر مین ہی- اور اگر خصی اپنی جورو کو چھوڑکر مرگیا درحالیکہ وہ حاملہ تھی یا بعد موت کے حمل پیدا ہوا تو اسکی عدت
وضع حمل ہی اور مجبوب اگر جورو کو حاملہ چھوڑکر مرگیا یا اُسکی موت کے بعد حمل حادث ہوا تو دو روایتون مین سے ایک روایت
مین ہی کہ اُسکا حکم مثل فحل کے ہی کہ بچہ کا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور انقضای عدت بوضع حمل ہوگی اور دوسری
روایت مین یہ ہی کہ وہ مثل طفل کے ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور اگر مجنون اپنی جورو کو چھوڑ مرا تو نسب ولد و عدت مین اسکا
حکم مثل مرد تندرست کے ہی یہ بحرالرائق مین ہی- اگر اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر مرگیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اسکی عدت
منتقل بعدت وفات ہو جائیگی خواہ مرد مذکور نے اُسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو یا صحت مین اور عدت طلاق منہدم
ہو جائیگی اور اگر طلاق بائنہ یا تین طلاق ہون پس اگر وہ وارث نہو سکتی ہو باین طور کہ اسکو حالت صحت مین طلاق دی ہو
تو اسکی عدت طلاق منتقل بعدت وفات نہوگی اور اگر وہ وارث ہوتی ہو باین طور کہ اسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو پھر
عدت گذرنے سے پہلے مرگیا پس عورت وارث ٹھہری تو چار مہینہ دس روز عدت وفات پوری کریگی جنمین تین حیض کی تکمیل کا
لحاظ رکھیگی حتی کہ اگر چار مہینہ و دس روز مین اسکو تین حیض نہ آئے تو اُسکے بعد تک پورے کریگی اور یہ امام اعظم و امام محمد رح
کا قول ہی یہ بدائع مین ہی- اور اگر مرد مرتد اپنی ردت پر قتل کیا گیا حتی کہ اسکی جورو اسکی وارث ٹھہری تو اُسکی عدت ہر دو
مدت مین سے دراز ہوگی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی- اور اگر ام ولد کا مولی اسکو چھوڑکر مرگیا یا اُسکو آزاد کردیا تو اُسکی
عدت تین حیض ہوگی.. اور یہ اسوقت ہی کہ ام ولد مذکورہ عدت کے اندر نہو اور نہ کسی شوہر کے تحت مین ہو- اور

ام ولد مذکورہ کو نفقہ عدت نہ ملیگا۔ اور اگر وہ حائضہ نہوتی ہو تو اُسکی عدت تین مہینہ ہیں۔ اور اگر ایسی باندی کو چھوڑ مرا جس سے
وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو چھوڑ مرا جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اسپر کچھ واجب نہیں ہے یہ سراج
وہاج میں ہی۔ اور اگر اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا پھر خود مرگیا درحالیکہ ام ولد مذکورہ اپنے شوہر کے تحت میں تھی یا
کسی شوہر کی عدت میں تھی تو مولے کے موت کی عدت اسپر واجب نہ ہو گی۔ اور اگر مولی نے اُسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو
طلاق دیدی تو اسپر آزادہ عورتوں کی عدت واجب ہوگی اور اگر شوہر نے اسکو پہلے طلاق دی پھر مولی نے اسکو آزاد
کر دیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اُسکی عدت منقلب بعدت حرائر ہو جائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقلب نہو گی پھر
اگر اسکی عدت منقضی ہو گئی پھر مولے مرگیا تو اسپر موت مولی سے تین حیض کی عدت واجب ہو گی۔ اور اگر مولی و شوہر
دونوں مرگئے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مرا ہی اور یہ معلوم ہو کہ دونوں کی موت کے درمیان دو مہینہ پانچ روز کا تفاوت
ہی تو اسپر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہو گی جیسے باندیوں پر اپنے شوہر کے مرنے میں واجب ہوتی ہی پھر مولے
کے مرنے کی اسپر تین حیض کی عدت ہو گی اور اگر دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہو تو بھی اسپر شوہر کی
وفات کی دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہو گی پھر مولی کے موت کی اسپر کچھ عدت لازم نہو گی یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر ام ولد کا
شوہر و مولی دونوں اسکو چھوڑ کر مرگئے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہی کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہی اور دونوں کی موت
میں دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہی تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونوں میں سے آخر کی موت سے واجب ہو گی
اور اسمیں حیض کا اعتبار نہیں ہی اور اگر معلوم ہو کہ دونوں کی موت میں دو مہینہ پانچ روز یا زیادہ ہیں تو اسپر چار مہینہ دس روز
کی عدت واجب ہو گی جسمیں تین حیض کی بھی تکمیل کریگی اور اگر یہ معلوم نہو کہ دونوں کی موت میں کتنے دنوں کا فرق ہی اور نیز
معلوم نہو کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہو گی جسمیں حیضوں کی تکمیل معتبر
نہیں ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اسمیں تین حیض کی تکمیل بھی کریگی اور اسی طرح اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو بھی ان
صورتوں میں یہی حکم ہی اور اس عورت کو اپنے شوہر سے کچھ میراث نہ ملیگی یہ مبسوط میں ہی۔ اگر صغیرہ کو جو حائضہ نہیں ہوتی ہی
طلاق دیگئی اور شوہر نے اُس سے دخول کر لیا ہی اور یہ صغیرہ ایسی ہی کہ اسکی مثل سے جماع کیا جاتا ہی تو اُسکی عدت تین مہینہ ہو گی
اور شیخ ابو علی نسفی رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراہقہ یعنی قریب بہ بلوغ نہو اور اگر قریب بہ بلوغ ہو
تو شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اُسکی عدت مہینوں کے شمار سے منقضی نہو گی بلکہ توقف کیا جائیگا یہاں تک کہ کھلجاوے
کہ اسکو اس وطی سے حمل رہا ہی یا نہیں رہا ہی یہ تمرتاشی میں ہی۔ صغیرہ کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی پھر اسپر ایک روز کم تین
مہینہ گذرے پھر اسکو حیض آیا تو جب تک اسکو تین حیض نہ آجاویں تب تک اسکی عدت منقضی نہو گی۔ ایک مرد نے اپنی جورو
کو طلاق رجعی دیدی پس اُسنے تین حیض سے عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تھا پس شوہر مرگیا تو اسکے اوپر چار مہینہ
دس روز کی عدت واجب ہو گی یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت حیض سے پوری کرنی شروع کی اور
ایک حیض یا دو حیض آچکے تھے کہ پھر اسکا حیض مرتفع ہو کر بند ہو گیا تو وہ عدت سے خارج نہو گی یہانتک کہ آئسہ ہو جاوے
پھر اگر بند رہا یہانتک کہ وہ آئسہ ہو گئی تو از سر نو مہینوں سے عدت پوری کریگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہی منکوحہ باندی کو
اگر اُسکے شوہر نے طلاق رجعی دیدی پھر اُسکی عدت میں مولی نے اُسکو آزاد کر دیا تو وقت طلاق سے اسکی عدت منتقل بعدت
حرائر ہو جائیگی پس اسپر تین حیض کی عدت پوری کردینی واجب ہو گی اگر اسکو حیض آتا ہو یا تین مہینہ سے پوری کرنی لازم ہو گی

اگر حیض نہ آتا ہو - اور اگر اسکے شوہر نے ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدی یا اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر وہ عدت مین آزاد کردیگئی تو اسکی عدت منتقل بعدت حرائر نہو گی پس اسپر واجب ہو گا کہ دو حیض سے عدت پوری کرے یا ایک مہینہ نصف مہینہ سے پوری کرے یا دو مہینہ پانچ روز سے عدت پوری کریگی بحسب اختلاف احوال عورت کذا فی غایۃ البیان صغیرہ باندی کو بعد دخول کے طلاق دیگئی تو اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہو گی اور اگر عدت منقضی ہونے کے قریب پہونچکر اسکو حیض آگیا تو اسکی عدت منتقل بحیض ہو جائیگی پس دو حیض سے عدت پوری کریگی پھر جب حیض کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوئی تو آزاد کردیگئی تو اسکی عدت تین حیض ہو جائیگی پھر جب اسکی عدت گذرنے کے قریب پہونچی تو اسکا شوہر مر گیا تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت لازم ہو گی یہ عتابیہ مین ہے - طلاق کی صورت مین ابتداے عدت بعد طلاق سے ہو گی اور وفات مین بعد وفات سے - اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ مدت عدت گذر گئی تو اسکی عدت پوری ہو گئی یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر عورت کو شوہر کی موت مین شک ہوا تو جسوقت سے اسکو یقین ہو جاوے اسوقت سے عدت شروع کریگی یہ عتابیہ مین ہے - اور نکاح فاسد مین ابتداے عدت وقت تفریق سے ہو گی یا جسوقت سے وطی کنندہ نے اس عورت سے وطی ترک کرنے پر عزم کر لیا ہو یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی اس جورو کو فلان وقت سے طلاق دی ہے تو عدت اسی وقت اقرار سے ہو گی چاہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی یا کہا کہ مجھے معلوم نہین ہے مگر اس اسناد مین شوہر کے قول کی تصدیق نہو گی اور یہی مختار ہے اور امام محمدؒ نے کتاب مین یون جواب دیا ہے کہ درصورتیکہ عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو عدت اسی وقت سے ہو گی جسوقت سے طلاق دی ہے مگر متاخرین مشائخ نے وجوب عدت کو وقت اقرار سے اختیار کیا ہے حتی کہ اس مرد کو یہ حلال نہو گا کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اسکے سواے چار عورتون کو نکاح مین لاوے اور یہ مرد مذکور کی زجر ہے کہ اسنے عورت مذکورہ کی طلاق کو پوشیدہ رکھا ولیکن عورت کے واسطے نفقہ و سکنی واجب نہو گا اور شوہر پر دوبارہ مہر دیگر واجب ہو گا اگر اسنے دخول کیا ہو کیونکہ اسنے خود اقرار کیا اور عورت نے اسکی تصدیق کی ہے یہ غایۃ البیان مین نقلا عن الیتیمہ والفتاوے الصغری ہے - اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین حالانکہ وہ اس عورت کے ساتھ رہتا ہے پس اگر وہ مقر طلاق ہو تو عدت گذر جائیگی اور اگر منکر طلاق ہو تو ان دونون کی زجر کی غرض سے اسوقت اقرار سے عدت واجب ہو گی اور یہی مختار ہے یہ عتابیہ مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین اور اسکی طلاق لوگون سے چھپائی پھر جب اسکو دو حیض آچکے تو اس سے وطی کی پس عورت مذکورہ کو حمل رہگیا پھر مرد مذکور نے اسکے طلاق دینے کا اقرار کیا تو جبتک عورت مذکورہ کو وضع حمل نہو اسکے لیے نفقہ واجب ہو گا اسواسطے کہ اسکی عدت جب ہی منقضی ہو گی جب وضع حمل ہو یہ فتاوی کبری مین ہے - ایک مرد نے اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تجھے حیض آوے اور تو طاہر ہو جاوے تو تو طالقہ ہے پس عورت مذکورہ کو تین حیض آگئے تو عدت کا شمار طلاق اول واقع ہونے کے وقت سے ہو گا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اگر مرد نے اپنی جورو کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر گیا پس اسپر گواہ قائم کیے گئے اور قاضی نے دونون مین تفریق کرنے کا حکم دیا تو عدت وقت طلاق سے ہو گی نہ وقت قضاے قاضی سے یہ خلاصہ مین ہے - دو عدتین ہمارے نزدیک مدت واحدہ مین منقضی ہوتی ہین خواہ جنس واحد سے ہون یا دو جنس سے ہون چنانچہ اول کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ کو ایک حیض آیا پھر اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس سے وطی کی اور دونون مین تفریق کردیگئی اور پھر اسکو دو حیض آئے تو اب اس دوسرے شوہر کو اختیار ہو گا چاہے اس سے نکاح کر لے کیونکہ شوہر اول کی عدت اب گذر گئی مگر دوسرے کسی شخص کو

یہ اختیار نہین ہی کہ اس عورت سے نکاح کر سکے جب تک کہ وقت تفریق سے اسکے تین حیض پورے نہو جاوین کیونکہ غیر کے حق مین دوسرے شوہر کی عدت ابھی باقی ہی اور اگر شوہر اول نے اسکو طلاق رجعی دی ہو تو جبتک کہ بعد تفریق از نکاح ثانی کے عورت کو دو حیض نہین آسکے ہین تب تک شوہر اول کو اختیار رہوگا کہ اس عورت سے مراجعت کرلے۔ اور اگر نکاح ثانی کی تفریق کے بعد سے اس عورت کو تین حیض آگئے تو دونون عدتین گذر جاوینگی۔ اور دوم کی صورت یعنی دونون عدتین دو جنس کی ہون یہ صورت ہی کہ ایک عورت کا شوہر اُسکو چھوڑ کر مر گیا پھر اس عورت سے لشبہہ وطی کی گئی تو پہلی عدت وفات چار مہینہ دس روز گذرنے پر تمام ہو جائیگی اور دوسری عدت وطی لشبہہ بھی اگر ان مہینون مین اُسکو تین بار حیض آیا ہو تو منقضی ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت کو بیک طلاق بائنہ یا بدو طلاق بائنہ طلاق دی پھر اس عورت سے عدت مین باوجود اقرار بحرمت کے وطی کی تو عورت پر واجب ہوگا کہ ہر وطی کے واسطے وہ از سر نو عدت گذارے اور یہ عدت پہلی عدت کے ساتھ متداخل ہو جائیگی یہان تک کہ پہلی منقضی ہو جاوے تو متداخل نہ رہیگی پھر جب پہلی عدت گذر گئی اور دوسری و تیسری باقی رہین تو دوسری و تیسری عدتین وطی کی عدت ہونگی چنانچہ اگر عورت کو اس حالت مین طلاق دی تو دوسری طلاق واقع نہوگی پس اصل یہ ہی کہ جو عورت کہ طلاق کی عدت مین ہو اسکو طلاق دیگر لاحق ہوتی ہی اور جو معتدہ بعدت وطی ہو اُسکو طلاق دیگر لاحق نہین ہوتی ہی۔ اور مطلقہ ثلثہ کے ساتھ اگر اسکے شوہر نے اسکی عدت مین وطی کی باوجود علم اس امر کے کہ یہ مجھپر حرام ہی اور باوجود اقرار بحرمت کے تو یہ عدت جدید نگذارے گی لیکن شوہر و عورت دونون رجم کیے جاوینگے اور اسی طرح اگر عورت نے کہا کہ مین حرمت سے آگاہ تھی اور جو شرائط احصان کے ہین وہ پائے گئے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مرد نے شبہہ کا دعوے کیا باین طور کہ یون کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہی تو عورت مذکورہ ہر وطی کے واسطے عدت جدید پوری کریگی اور پہلی عدت مین متداخل ہو جائیگی الا اسوقت مین متداخل نہ رہیگی کہ عدت اول گذر جاوے اور جب عدت اول گذر گئی اور دوسری و تیسری باقی رہی تو یہ وطی کی عدت ہوگی کہ ایسی حالت مین عورت نفقہ کی مستحق نہوگی۔ اور یہ جو ہمنے بیان کیا ہی اسوقت ہی کہ عورت سے اسکو طلاق دینے کے اقرار کے باوجود وطی کی ہو اور اگر عورت سے درحالیکہ اسکی طلاق دینے سے منکر تھا وطی کی تو عورت جدید عدت پوری کریگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدین پس عورت نے اسی دم ایک مرد سے نکاح کیا اور اُسنے اس عورت سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کردی گئی تو عورت مذکورہ پر ان دونون کی وجہ سے تین حیض کی عدت گذارنی واجب ہوگی اور اس عورت کا نفقہ و سکنی شوہر اول پر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت نے عدت وفات مین دوسرے مرد سے نکاح کرلیا اور اُسنے اُس سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کردی گئی تو عورت پر شوہر متوفی کی باقی عدت چار مہینے دس روز تک پوری کرنی ہوگی اور دوسرے شوہر کی عدت وطی کے تین حیض واجب ہونگے اور اُنمین وہ حیض بھی محسوب ہوگا جو عورت کو بقیہ عدت وفات کے اندر آیا ہو یہ سراج الدرایہ مین ہی۔ عورت کو بعوض مال کے یا بغیر مال کے خلع کردیا پھر عدت مین اُس عورت سے باوجود اسکی حرمت کے آگاہی کے اس سے وطی کرلی تو ہر وطی کے واسطے وہ جدید عدت پوری کریگی اور عدت خلع اور عدت وطی متداخل ہوگی یہان تک کہ عدت اول منقضی ہو جاوے پھر اسکے بعد دوسری و تیسری عدت وطی ہوگی نہ عدت طلاق حتے کہ اس عورت پر طلاق دیگر واقع نہین ہو سکتی اور عورت کے واسطے نفقہ بھی واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو تو اسپر وہی واجب ہوگا

ہو مسلمان عورت پر واجب ہوتا ہی یس اگر یہ کتابیہ عورت آزادہ ہو تو مثل مسلمہ آزادہ کے اور اگر باندی ہو تو مثل مسلمان باندی کے احکام کا برتاؤ لازم ہوگا اور اگر کتابیہ کسی کافر کے تحت مین ہو تو موت و فرقت کسی صورت مین اسپر عدت نہوگی بشرطیکہ اُنکے مذہب مین ایسا ہی ہو یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین رح کے نزدیک عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔

چودھوان باب حداد کے بیان مین۔ عورت معتدہ بائنہ یا جسکا شوہر چھوڑکر مر گیا ہو اگر وہ بالغہ مسلمہ ہو تو اسپر ایام عدت مین سوگ واجب ہی یہ کافی مین ہی۔ اور سوگ سے یہ مراد ہی کہ خوشبو و تیل و سرمہ و خضاب و خوشبو دادہ کپڑے کے پہننے اور کسم کے رنگے و سرخ کپڑے کے پہننے سے اجتناب کرے اور نیز جو زعفران سے رنگا ہوا ہو اسکے پہننے سے اجتناب کرے لیکن اگر وہ دھویا گیا ہو کہ اُسکی خوشبو نہ اُڑتی ہو تو مضائقہ نہین ہی اور قصب اور خز و حریر کے پہننے سے اجتناب کرے اور زیور پہننے سے اجتناب کرے اور اپنی زینت کرنے اور کنگھی سے سر کے بال سنوارنے سے اجتناب کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ ان کپڑون سے مراد یہ ہی کہ نئے ایسے کپڑے جن سے زینت حاصل ہو نہ پہنے اور اگر پرانے ہون کہ ایسے زینت نہین ہوتی ہی تو پہننے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے سر مین کنگھی ایسی طرف سے کری جس طرف دندانہ موٹے کھلے ہوئے ہوتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے مکروہ ہی جدھر کے دندانہ باریک ہوتے ہین کیونکہ اسطرف سے زینت کے واسطے ہوتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور عورت پر اجتناب کرنا اسکی حالت اختیاری تک واجب ہی اور حالت اضطرار مین کچھ مضائقہ نہین ہی مثلاً اسکے سر مین درد وغیرہ کوئی بیماری ہوئی کہ جسکی وجہ سے اُسنے سر مین تیل ڈالا یا آنکھ مین کوئی بیماری ہوئی کہ اُسنے سرمہ لگایا بالغرض معالجہ کے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر سر مین تیل ڈالنے کی عورت کی عادت پڑ گئی ہو کہ اسکو نہ ڈالنے کی صورت مین کسی بیماری درد وغیرہ کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اس بیماری کے بیٹھ جانے کا غالب گمان ہو یہ کافی مین ہی۔ اور حریر کا لباس نہ پہنے کیونکہ اسمین زینت ہی الا بضرورت مثلاً اسکے بدن مین خارشت ہو یا جوئین پڑ گئی ہون اور مشق کا رنگا ہوا کپڑا پہننا اسکو حلال نہین ہی اور سیاہ رنگا ہوا پہننے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت ایسی فقیر ہو کہ اسکے پاس سوائے ایک رنگین کپڑے کے نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ اسکو بغیر ارادہ زینت کے پہنے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور صغیرہ پر اور مجنونہ پر اگرچہ بالغہ ہو اور کتابیہ پر اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو اسپر اور مطلقہ بطلاق رجعی پر حداد یعنے سوگ واجب نہین ہی اور یہ ہمارے نزدیک ہی کذا فی البدائع۔ اور اگر کافرہ عورت عدت مین مسلمان ہو گئی تو اسپر باقی عدت تک سوگ کرنا لازم ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور باندی پر جبکہ منکوحہ ہو تو شوہر کی وفات یا طلاق بائن دینے کی عدت مین سوگ لازم ہی اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ و مستسعاۃ کا ہی اور اگر ام ولد کو اسکے مولی نے آزاد کر دیا یا چھوڑکر مر گیا تو اسپر سوگ نہین ہی اور یہی حکم ایسی عورت کا ہی جس سے شبہہ سے وطی کی گئی ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اجنبی کو روا نہین ہی کہ معتدہ غیر کو صریح خطبہ کرے خواہ وہ طلاق کی عدت مین ہو یا شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور رہا تعریض کرنا سو اسپر اجماع ہی کہ رجعی مطلقہ سے تعریض ممنوع ہی اور ایسے ہی ہمارے نزدیک جسکو طلاق بائن دی گئی ہو اور تعریض اسی عورت سے جائز ہی جو شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور تعریض کی صورت یہ ہی کہ اُس سے یون کہے کہ مین بھی نکاح کرنا چاہتا ہون یا کہے کہ مین ایسی عورت پسند کرتا ہون جسمین یہ صفت ہو پھر ایسی صفتین بیان کرے جو اس عورت مین ہین

یا یون کہے کہ تو ماشاء اللہ حسینہ یا جمیلہ ہو یا تو مجھے خوش معلوم ہوتی ہو یا میرے پاس تجھ ایسی کوئی نہین ہو یا امید ہو کہ اللہ تعالی مجھے تجھے یکجا کر دے یا اگر اللہ تعالی نے میرے حق مین ایک امر مقدر کیا ہوگا تو ہوگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ اگر عورت معتدہ از نکاح صحیح ہو اور یہ عورت مطلقہ حرہ بالغہ عاقلہ مسلمہ ہو اور حالت اختیاری ہو تو یہ عورت نہ رات مین باہر نکلیگی نہ دن مین خواہ طلاق تین دیگئی ہون یا ایک بائنہ یا رجعی یہ بدائع مین ہو۔ اور جس عورت کو اسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا وہ دن مین نکلسکتی ہو اور کچھ رات تک مگر اپنی منزل کے سوائے دوسری جگہ رات بسر نہ کریگی یہ ہدایہ مین ہو۔ اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو وہ نکل سکتی ہو الا اس صورت مین نہین نکلسکتی ہو کہ اسکے شوہر نے اسکو ممانعت کر دی ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر معتدہ باندی ہو تو وہ اپنے مولی کی خدمت کیواسطے نکل سکتی ہو خواہ عدت وفات ہو یا عدت خلع یا طلاق خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کر دی گئی تو باقی عدت مین اسپر وہی امور واجب ہونگے جو حرہ بائن کردہ شدہ پر واجب ہوتے ہین اور قدوری مین لکھا ہو کہ اگر مولی نے باندی کو اسکے شوہر کے ساتھ رہنے کے واسطے کوئی جگہ دیدی ہو تو جبتک وہ اسی حال پر ہو یہاں سے خارج نہو گی الا آنکہ مولی اسکو یہاں سے نکال لے۔ اور مدبرہ باندی و ام ولد و مکاتبہ کا حکم باہر نکلنا مباح ہونے کے حق مین مثل باندی کے ہو یہ محیط مین ہو۔ اور جو مستسعاۃ ہو یعنی سعایت کرتی ہو وہ امام اعظم کے نزدیک مثل مکاتبہ کے ہو اور کتابیہ عورت کو عدت مین باجازت شوہر کے باہر نکلنا حلال ہو اور بدون اجازت شوہر کے حلال نہین ہو خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو یا تینون طلاق ہون اور اسی طرح عدت وفات مین اسکو اختیار ہو کہ منزل شوہر کے سوائے دوسری منزل مین رات گذارے یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر کتابیہ عدت کے اندر مسلمان ہوگئی تو باقی مدت عدت مین اسپر وہی احکام لازم ہونگے جو مسلمہ عورت پر واجب ہوتے ہین۔ اور حرہ مسلمہ نہین نکلسکتی ہو نہ باجازت شوہر کے اور نہ بغیر اجازت شوہر کے اور یہی لڑکی نابالغہ پس اگر طلاق رجعی ہو تو باجازت شوہر کے نکل سکتی ہو اور اسکو یہ اختیار نہین ہو کہ بغیر اجازت شوہر کے نکلے جیسے قبل طلاق کے حکم تھا۔ اور اگر طلاق بائنہ ہو تو اسکو بغیر اجازت شوہر کے اور بہ اجازت شوہر کے دونون طرح نکلنے کا اختیار ہو الا آنکہ یہ لڑکی قریب بہ بلوغ ہو تو بدون اجازت شوہر کے نہین نکل سکتی ہو ایسا ہی مشائخ نے اختیار کیا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو اسکو اختیار ہو کہ عدت مین نکلے یہ ظہیریہ مین ہو اور مجنونہ و معتوہہ کا حکم مثل کتابیہ کے ہو کہ نکل سکتی ہو یہ غایۃ السروجی مین ہو۔ اور مجوسیہ عورت کا شوہر اگر مسلمان ہوگیا اور اس عورت نے اسلام سے انکار کیا یہانتک کہ دونون مین تفریق ہوگئی اور عورت پر عدت واجب ہوئی باین طور کہ شوہر نے اس سے دخول کیا تھا تو اسکو نکلنے کا اختیار ہو لیکن اگر شوہر نے اپنے نطفہ کی حفاظت کی غرض سے اس عورت سے چاہا کہ نہ نکلے اور اس سے مطالبہ کیا تو اسپر لازم ہوگا کہ نہ نکلے۔ اور اگر مسلمان عورت نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یہانتک کہ دونون مین تفریق واقع ہوئی اور چونکہ بعد مدخولہ ہونے کے ایسا ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہوئی تو اسکو اپنی منزل سے نکلنے کا اختیار نہین ہو یہ بدائع مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے نفقہ عدت پر اپنے شوہر سے خلع لیا پس اس عورت کو اپنے نفقہ کے واسطے ضرورت ہوئی کہ باہر نکلے تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ وہ نکل سکتی ہو جیسے وہ عورت جسکو شوہر چھوڑ مرا ہو اور بعض نے کہا کہ نہین نکل سکتی ہو اور یہی مختار ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور یہی اصح ہو یہ محیط سرخسی مین ہو معتدہ پر واجب ہو کہ اسی مکان مین عدت گذارے جو حالت وقوع فرقت یا وقوع وفات شوہر مین اسکے رہنے کا مکان کہلاتا تھا یہ کافی مین ہو اور اگر وہ اپنے کنبے والون کو دیکھنے گئی یا کسی دوسرے گھر مین کسی سبب سے تھی کہ اسوقت اسپر طلاق واقع

ہوئی تو اُسی وقت بلا تاخیر اپنے رہنے کے مکان کو چلی جاوے اور یہی حکم عدت وفات مین ہی یہ غایۃ البیان مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے نکلنے پر مضطر ہوئی یعنی مجبور ہوئی باین طور کہ اس مکان کے گر پڑنے کا خوف ہوا یا عورت کو اپنے مال کا خوف ہوا یا یہ مکان کرایہ پر تھا اور عورت ایسا کچھ نہین باقی ہی کہ عدت وفات اگر یہان پوری کرے تو اسکا کرایہ اس سے دیوے تو ایسی حالت مین اسکو مکان منتقل کر لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر وہ کرایہ دے سکتی ہو تو منتقل نہ کریگی - اور اگر حویلی اُسکے شوہر کی ہو اور وہ اسکو چھوڑ کر مر گیا تو عورت اپنے حصہ مین رہے اگر اُسکا حصہ اُسمین سے اسقدر ہو کہ اسکے رہنے کے لائق کافی ہو - اور باقی وارثون سے جو اُسکے محرم نہون اُنسے پردہ کریگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر شوہر متوفی کے گھر مین سے جو اُسکا حصہ ہی وہ اُسکے رہنے بھر کو کافی نہو اور باقی وارثون نے اپنے حصہ سے اسکو نکالدیا تو مکان منتقل کر دے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر وارثون نے اپنے حصہ مین اُسکو اجرت پر رہنے دیا اور یہ کرایہ دے سکتی ہی تو مکان منتقل نہ کریگی یہ شرح مجمع البحرین ابن الملک مین ہی - اور جب عورت عذر کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کر لے تو جسمین منتقل کر کے عدت گذارے وہ شوہر کی حرمت باقی رکھنے مین ایسا ہی کہ گویا اُسنے وہین عدت گذاری ہی جہانسے منتقل ہو آئی ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر عورت سواد شہر مین ہو اور اسکو سلطان وغیرہ کی طرف سے خوف پیدا ہو تو اسکو شہر مین منتقل ہو جانے کے واسطے گنجائش ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر عورت معتدہ ایسے گھر مین ہو کہ وہان اسکے ساتھ کوئی بھی نہین ہی اور اسکو چور دن یا پڑوسیون کسی سے خوف نہین ہی لیکن اسکو مردہ کی طرف سے دل مین ڈر بیٹھ گیا ہی پس اگر خوف شدید نہین ہی تو مکان منتقل نہین کر سکتی ہی اور اگر خوف شدید ہی تو مکان منتقل کر سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کوٹھری جسمین عدت بیٹھی ہی منہدم ہو گئی تو دوسرے گھر کی تدبیر کرنا عدت وفات کی صورت مین اور طلاق بائن کی صورت مین درحالیکہ شوہر غائب ہو اُسکے اختیار مین ہی اور طلاق بائن یا رجعی مین درصورتیکہ شوہر حاضر ہو تدبیر کا اختیار شوہر کو ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیدی اور اس مرد کے سواے ایک کوٹھری کے اور مکان نہین ہی تو چاہیے کہ اُسکے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈالدے تاکہ اُسکے اور اجنبیہ کے درمیان خلوت واقع نہو اور اگر مرد فاسق ہو کہ اُسکی طرف سے عورت کے حق میں خوف ہو تو عورت وہانسے نکل کر دوسری جگہ رہنا اختیار کرے اور اگر شوہر وہانسے نکل گیا اور عورت وہین رہی تو بہتر ہی اور اگر قاضی نے اس عورت کے ساتھ کوئی ثقہ عورت کر دی کہ وہ ان دونون کے درمیان حائل ہونے کی قدرت رکھتی ہی تو یہ اچھا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر جنگل مین اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ جنگل ہی مین اُسکا خیمہ ہی اور عورت اُسکے ساتھ اُسکے خیمہ مین ہی اور مرد مذکور جہان گھاس پانی دیکھتا ہو وہان اسکو ضرور منتقل ہونا پڑتا ہی پس آیا اسکو روا ہی کہ اس عورت کو بھی وہان منتقل کر لیجاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جگہ رہنے مین عورت کے جان و مال کے حق مین ضرر ظاہر ہوتا ہی تو تحویل روا ہی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی - معتدہ عورت سفر نہ کریگی نہ حج کے لیے اور نہ کسی اور کام سے اور اُسکا شوہر بھی اسکو لیکر سفر نکرے یہ ہمارے نزدیک ہی اور اگر اسکو سفر مین ساتھ لیگیا حالانکہ اُسکی نیت رجعت کی نہین ہی تو اس سے وہ رجعت کرنے والا نہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - معتدہ کو روا ہی کہ بڑے گھر کے صحن مین نکلے اور اس گھر کی جس منزل مین چاہے رات کو رہے لیکن اگر اس دار مین غیرون کی حویلیان ہون تو اپنی کوٹھری سے ان حویلیون کی طرف نہ نکلے گی - اور اگر عورت کو ساتھ سفر مین لیگیا پھر اسکو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین یا اُسکو چھوڑ کر مر گیا حالانکہ اس عورت اور اسکے شہر کے اور منزل مقصود کے درمیان سفر کی مقدار سے کم ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ چاہے چلی جاوے اور چاہے واپس چلی آوے خواہ کسی شہر مین نزول ہو یا غیر

شہر مین اور خواہ اسکے ساتھ کوئی محرم ہو یا نہو ولیکن واپس آنا بہتر ہی تاکہ عدت گذارنا شوہر کے گھر مین واقع ہو اور اگر اس مقام سے جہان طلاق یا وفات واقع ہوئی ہی منزل مقصود یا اسکا شہران دونون مین سے ایک بقدر سفر کے ہو اور دوسرا کم تو جو کم ہی اُسی کو اختیار کرے اور اگر دونون طرف مقدار سفر ہوپس اگر یہ عورت جنگل مین ہو تو چاہیے آگے چلی جاوے جہان مقصود تھا یا کسی محرم یا غیر محرم کے ساتھ واپس آوے ولیکن واپس آنا بہتر ہی اور اگر کسی شہر مین نزول ہو تو بغیر محرم وہانسے خارج نہو اور اسکے ساتھ محرم ہو تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک خارج نہو اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ نکلسکتی ہی اور یہ امام اعظمؒ کا پہلا قول ہی اور انکا دوسرا قول اظہر ہی اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو شوہر کے ساتھ رہیگی خواہ وہ آگے جاوے یا واپس آوے اور اُس سے جدا نہوگی یہ کافی مین ہی

پندرھوان باب - ثبوت نسب کے بیان مین - ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ثبوت نسب کے واسطے تین مراتب ہین اول نکاح صحیح اور جو اسکے معنی مین ہی یعنی نکاح فاسد - اور اسکا حکم یہ ہی کہ نسب بغیر دعوہ کے ثابت ہو جاتا ہی اور مجرد نفی کرنے سے نسب منتفی نہین ہوتا ہی ہان لعان سے منتفی ہوتا ہی پس اگر جورو و مرد مین ایسی بات ہو کہ نہین لعان واجب نہین ہوتا ہی تو نسب ولد منتفی نہوگا یہ محیط مین ہی - دوم ام ولد اور اُسکے ولد کا حکم یہ ہی کہ بدون دعوی مولی کے نسب ثابت ہوتا ہی اور مجرد نفی کرنے سے منتفی ہو جاتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور نہایہ مین بحوالہ مبسوط نقل کیا کہ مولی کو نفی کا اختیار جب ہی تک ہی کہ قاضی نے اسکے نسب کے ثبوت کا حکم نہ دیا ہو اور نیز زمانہ دراز نہ گذرا ہو اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو نسب مولی کی طرف لازم ہوگا کہ پھر وہ اسکو باطل نہین کرسکتا ہی اور اسیطرح اگر زمانہ دراز گذر گیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ ام ولد کے بچہ کا نسب مولی سے بدون دعوت کے جبھی ثابت ہوگا کہ جب مولی کو اُس سے وطی کرنی حلال ہو اور اگر حلال نہو تو نسب بدون دعوی کے ثابت نہوگا جیسے مولی نے اپنی ام ولد کو مکاتبہ کر دیا یا دو شریکون کی باندی سے ایک شریک نے وطی سے استیلاد کیا پھر اسکے بعد اُسکے بچہ ہوا تو بدون دعوی کے نسب ثابت نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اسی طرح اگر اسپر اسکی وطی کرنی حرام ہو گئی بسبب اسکے کہ اُسکے باپ نے یا بیٹے نے اس سے وطی کر لی یا اُسنے اس باندی ام ولد کی مان یا بیٹی سے وطی کر لی تو پھر اسکے بعد اگر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی - سوم باندی کہ اگر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور مدبرہ باندی کا حکم مثل باندی کے ہی کہ مدبرہ کے بچہ کا نسب بھی بدون دعوی مولی کے ثابت نہین ہوتا ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر باندی سے وطی کرتا ہو اور اُس سے عزل نہ کرتا ہو یعنی وقت انزال کے جدا نہو جاتا ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکو حلال نہین ہی کہ اسکے بچہ کی نفی کرے اُسپر لازم ہی کہ اعتراف کرے کہ میرا ہی اور اگر اس سے عزل کرتا ہو اور اسکی تحصین نہ کی ہو تو اسکو نفی کرنا روا ہی بوجہ اسکے کہ دو امر ظاہری متعارض ہین یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر اپنی باندی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولی نے دعوی کیا کہ یہ میرے نسب سے ہی تو ثابت نہوگا اسواسطے کہ وہ مولی کا غلام ہی اور اسکا بچہ نسب نہین ہی اور اگر شوہر مجبوب ہو تو مولی کے دعوی پر مولی سے نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ اگرچہ وہ مولی کا غلام ہی مگر اسکا نسب معلوم ہی یہ فتاوی کبری مین ہی - اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور روز نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر چھ مہینہ پورے یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا خواہ اس مرد نے اقرار کیا ہو یا ساکت رہا اور اگر اُسنے ولادت سے انکار کیا

تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت میں شہادت دے ولادت ثابت ہو جائیگی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت نکاح سے
ایک روز کم چھ مہینہ مین ایک بچہ جنی اور چھ مہینے سے ایک روز بعد دوسرا بچہ جنی تو دونون مین سے کسی کا نسب ثابت
نہوگا یہ غایہ مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ ہر عورت جسپر عدت واجب نہین ہوئی تو اُسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہوگا
الا اس صورت مین کہ یقیناً معلوم ہو جاوے کہ یہ بچہ اُس شوہر کا ہی اور اسکی یہ صورت ہی کہ چھ مہینے سے کم مین پیدا ہووے - اور ہر
عورت جسپر عدت واجب ہوئی (بطریق تبرعی) اسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا الا اُس صورت مین کہ یقیناً معلوم ہو جاوے کہ یہ اسکا
نہین ہی اور اسکی یہ صورت ہی کہ دو برس بعد پیدا ہوا اور جب یہ اصل معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہین کہ ایک مرد نے قبل دخول کے اپنی
جورو کو طلاق دیدی پھر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ کے
بعد یا پورے چھ مہینے پر پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب مین تجھے نکاح مین لاؤن تو
تو طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر اگر وقت نکاح سے پورے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب
ثابت ہوگا - اور اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق
دی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو دو برس تک پیدا ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور اُسکے پیدا ہونے پر عدت پوری ہو جاویگی
یعنی اب عدت پوری ہونے کا حکم ثابت ہوگا - اور اگر دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا پس اگر طلاق رجعی ہو تو نسب ثابت اور
مرد مذکور اُس عورت سے مراجعت کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اگر طلاق بائن ہو تو نسب ثابت نہوگا جب تک کہ شوہر دعوی
نہ کرے اور جب دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا (یعنی تب یہ کہا جاویگا کہ مراجعت کے ایسا ہوا ہی ۱۲) اور آیا عورت کی تصدیق کی بھی ضرورت ہی یا نہین تو اسمین
دو روایتین ہین ایک مین ہی کہ حاجت ہی اور دوسری مین ہی کہ نہین ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ مرد نے اسکو طلاق دی ہو اور اگر
قبل دخول کے یا بعد دخول کے اسکو چھوڑ کر مر گیا پھر وقت وفات سے دو برس تک مین عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب اس
متوفی سے ثابت ہوگا اور اگر وقت وفات سے دو برس بعد ہوا تو نسب ثابت نہوگا - اور یہ سب اسوقت ہی کہ عورت نے
قبل اسکے انقضای عدت کا اقرار نہ کیا ہو - اور اگر عورت نے انقضای عدت کا اقرار کیا خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی
اور اتنی مدت گذرنے پر اقرار کیا ہی کہ ایسی مدت مین یہ عدت گذر سکتی ہی پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو ثابت النسب
ہوگا ورنہ نہین - اور یہ سب اسوقت ہی کہ یہ عورت کبیرہ ہو خواہ اسکو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو - اور اگر صغیرہ ہو کہ اسکے شوہر
نے اسکو طلاق دیدی ہو پس اگر قبل دخول طلاق دیدی اور وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پس اگر اُسنے حمل کا دعوی کیا
تو طلاق رجعی کی صورت مین ستائیس مہینہ تک بچہ ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی صورت مین دو برس تک
ثابت ہوگا - اور اگر اُسنے انقضای عدت کا اقرار کیا پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا
اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا - اور اگر اُسنے دعوی سے (یعنی دعوی حمل سے ۱۲) سکوت کیا ہو تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ
کے نزدیک سکوت بمنزلہ اقرار کے ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سکوت بمنزلہ دعوی حمل کے ہی یہ شرح طحاوی مین ہی ایک
عورت نے عدت وفات مین کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر اُسنے دوسرے روز کہا کہ مین حاملہ ہون تو قول اسکا قبول ہوگا - اور
اگر اُسنے چار مہینہ دس روز گذر جانے کے بعد کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر (یعنی اسکے بعد ۱۲) کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسکا قول قبول نہوگا الا اس
صورت مین سچی سمجھی جائیگی کہ شوہر کی موت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم مین اُسکے بچہ پیدا ہو پس اسکا اقرار انقضای عدت باطل ہوگا
(یعنی اسکا قول قبول ہوگا ۱۲)

یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر صغیرہ کو چھوڑ کر اُسکا خاوند مرگیا پس اگر اُسنے حمل کا اقرار کیا تو وہ مثل کبیرہ کے ہے کہ دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس بارہ مین قول اُسی کا مقبول ہے اور اگر چار مہینہ دس روز گذرنے کے بعد اُسنے انقضائے عدت کا اقرار کیا پھر چھ مہینہ یا زیادہ گذرنے پر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکے شوہر متوفی سے نسب ثابت نہوگا اور اگر اُسنے حمل کا دعوی نہ کیا اور نہ انقضائے عدت کا اقرار کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اگر دس مہینہ دس روز سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا یہ تبیین مین ہے۔ مبسوط مین ہے کہ اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک دو برس سے کم مین اور دوسرا دو برس سے زیادہ مین اور ہر دو ولادت مین ایک روز کا فرق ہے تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونون کا نسب ثابت ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر بچہ کا بعض بدن دو برس سے کم مین خارج ہوا یعنی پیٹ سے نکلا پھر تمام منقول نہوا یہان تک کہ باقی بچہ دو برس بعد نکلا تو اُسکے شوہر کو لازم نہوگا جبتک کہ دو برس کے اندر اُسکا آدھا بدن نہ نکلا ہو یا ٹانگون کی جانب سے زیادہ بدن دو برس سے کم مین نکل آیا ہو اور باقی دو برس بعد نکلا ہو اسکو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر طلاق بائنہ یا وفات کی عدت مین ہو اور دو برس تک مین اُسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثون نے بعد وفات شوہر کے اس سے انکار کیا اور اس عورت نے دعوی کیا پس اگر اُسکے شوہر نے حمل کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت نہوگا الا گواہی دو مردون یا ایک مرد دو عورتون کے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہو یا حمل ظاہر تھا تو ولادت کے ثبوت مین عورت کا قول قبول ہوگا اگرچہ اُسکے ثبوت مین کوئی قابلہ گواہی نہ دے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر وہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ جو تو جنی ہے وہ اسکے سوا دوسرا ہے تو اسکا قول قبول نہ کیا جائیگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر وفات کی عدت مین ہو اور وارثون نے ولادت مین اُسکے قول کی تصدیق کی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ اُسکے شوہر متوفی کا بیٹا ہوگا اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بیٹا اُسکا وارث ہوگا اور یہ حق میراث مین ظاہر ہے اسواسطے کہ ارث ان وارثون کا خالص حق ہے اور رہا حق نسب پس اگر یہ وارث لوگ اہل شہادت سے ہون پس اگر ان مین سے دو مردون یا ایک مرد دو عورتون نے گواہی دی تو اس بچہ کے اثبات نسب کا حکم واجب ہوا حتی کہ یہ بچہ تصدیق کرنے والون اور تکذیب کرنے والون سب کے ساتھ شریک ہوگا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم مین لفظ شہادت سے گواہی دینا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ لفظ شہادت شرط نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر معتدہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر اول شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہے تو بچہ اول شوہر کا ہوگا اور اگر اول کی وفات یا طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ نہ اول شوہر کا ہوگا اور نہ دوسرے کا اور آیا دوسرا نکاح جائز ہوا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول مین جائز ہے اور یہ اسوقت ہے کہ مرد کو وقت نکاح کے یہ معلوم نہو کہ عورت نے عدت مین نکاح کیا ہے اور اگر شوہر دوم کو وقت نکاح کے یہ بات معلوم تھی چنانچہ یہ نکاح فاسد واقع ہوا پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب شوہر اول سے ثابت کیا جائیگا اگر اثبات ممکن ہو باین طور کہ اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس سے کم مین پیدا ہوا اگرچہ دوسرے شوہر کے نکاح کرنے سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ دوسرا

فاسد واقع ہوا ہی توجب تک نسب کا احالہ فراش صحیح کی طرف ممکن ہوا دے ہی - اور اگر شوہر اول سے اسکا اثبات نسب ممکن نہوا اور ثانی سے ممکن ہوا تو ثانی سے نسب ثابت کیا جائیگا مثلاً اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس بعد بچہ جنی اور دوسرے کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد جنی تو نسب دوسرے سے ثابت رکھا جائیگا اسواسطے کہ دوسرا نکاح اگرچہ فاسد واقع ہوا ہی لیکن ہرگاہ نکاح صحیح سے اسکا نسب ثابت کرنا متعذر ہوا تو زنا پر محمول کرنے سے بہتر ہی کہ نکاح فاسد سے اسکا نسب ثابت کیا جاوے یہ بدائع میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُسکا پیٹ گرا جسکی خلقت ظاہر ہوگئی پس اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہی تو نکاح مذکور جائز ہوا اور اسکا نسب شوہر نکاح کنندہ سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہی تو نکاح جائز نہوا یہ بحرالرائق میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دونوں میں اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے تجھے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ ایک سال سے تو یہ بچہ اس شوہر سے ثابت النسب ہوگا یہ ظہیریہ میں ہی - اور صاحبین رح کے نزدیک واجب ہی کہ شوہر سے قسم لیجاوے بخلاف قول امام اعظم رح کے یہ کافی میں ہی اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ ہان شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح میں لیا ہی تو اس بچہ کا نسب اس شوہر سے ثابت نہوگا پھر اگر بعد باہمی اتفاق کے گواہ قائم ہوئے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایکسال سے اپنے نکاح میں لیا ہی تو یہ گواہ قبول ہونگے - اور یہ جواب صحیح و مستقیم ہی درصورتیکہ اس بچہ نے بعد بڑے ہونے کے ایسے گواہ قائم کیے ہون اور اگر گواہون کا قائم ہونا اس بچہ کی صغر سنی میں ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ گواہ قبول نہونگے تاوقتیکہ قاضی اس صغیر کی طرف سے کوئی خصم مقرر نہ کردے اور بعضون نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت نہین ہی بلکہ بدون خصم مقرر کرنے کے قاضی ایسی گواہی کی سماعت کریگا یہ ظہیریہ میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پانچ مہینہ گذرنے پر اُسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہی ایسے سبب سے کہ وہ اسکا موجب ہی کہ یہ بچہ میرا ہوا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ زنا کا ہی تو ایک روایت میں قول شوہر کا قبول ہوگا اور دوسری روایت میں ہی کہ جو کچھ عورت کہتی ہی وہی قبول کیا جائیگا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور باقی مسئلہ بجا لہا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہی - اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر اُسکو خرید لیا پھر وقت خریدنے سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو اُسکو لازم ہوگا ورنہ لازم نہوگا الا بدعوی نسب اور یہ اسوقت ہی کہ بعد دخول کے ایسا واقع ہوا اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ طلاق کیسی ہو خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ہو بہرحال یہی حکم ہی - اور اگر قبل دخول کے ایسا ہو پس اگر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو اسکو لازم نہوگا اور اگر اس سے کم مدت میں جنی ہو تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا بشرطیکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ میں جنی ہو اور اگر وقت نکاح سے اُس سے کم مدت میں جنی ہو تو لازم نہوگا - اور اسی طرح اگر اُسنے طلاق دینے سے پہلے اپنی زوجہ کو خریدا ہو تو بھی احکام مذکورہ بالا میں یہی حکم ہی یہ تبیین میں ہی - اور اگر اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدین حتی کہ اسپر بحرمت غلیظہ حرام ہوگئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اسکے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا - اور اگر اپنی مدخولہ زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کردیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعوے کرے اور امام محمد رح کے نزدیک وقت خرید سے دو برس تک بدون دعوی کے اُسکا نسب ثابت

ہوگا - اور اسی طرح اگر اسکو آزاد نہین کیا بلکہ اسکو فروخت کردیا پھر وقت فروخت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بچہ کا نسب اُس سے ثابت نہوگا اگرچہ اسکا دعوی کرے الا بتصدیق مشتری - اور امام محمدؒ کے نزدیک بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت ہوگا یہ کافی مین ہی - اگر ام ولد کو اسکا مولی چھوڑکر مرگیا یا آزاد کردیا تو آزاد کرنے یا مرنے کے وقت سے دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب مولی سے ثابت ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی اسکی اُم ولد ہو جائیگی اور مشائخؒ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین جنی ہو اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو مولی کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن تجھے معلوم کرلینا چاہیے کہ یہ حکم اُسی صورت مین ہی کہ جب مولی نے بلفظ شرط و تعلیق کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو یا اگر تجھے حمل ہو تو وہ میرا ہی اور اگر مولی نے یون کہا کہ یہ جو تجھے حاملہ ہی تو اسکا بچہ مولی کو لازم ہوگا اگرچہ چھ مہینہ سے زیادہ دو برس تک مین پیدا ہو ولیکن اگر مولی نے اسکی نفی کردی تو لازم نہوگا چنانچہ کتاب الاجناس کی کتاب الاعتاق مین اسکی تصریح ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - ایک مرد نے غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر مرگیا پھر غلام کی مان آئی اور وہ آزادہ ہی اور کہا کہ مین اس مرد میت کی جورو ہون تو یہ اُسکی جورو ہوگی اور دونون اسکے وارث ہونگے اور نوادر مین ذکر کیا ہی کہ یہ استحسان ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ یہ عورت حرہ ہی اور اگر یہ معلوم نہوا اور میت کے وارثون نے دعوی کیا کہ یہ میت کی ام ولد ہی اور یہ عورت نکاح کا دعوی کرتی ہی تو یہ عورت وارث نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاق دیدین پھر قبل اسکے کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرکے حلالہ کرا دے دوبارہ اُس سے نکاح کرلیا اور اسکے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور حال یہ ہی کہ یہ دونون اس نکاح کے فاسد ہونے کو نہین جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونون فساد نکاح کو جانتے ہون تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک نسب ثابت ہوگا یہ تاتارخانیہ مین تجنیس ناصری سے نقل ہی - ایک مرد کی تحت مین ایک عورت ہی اور اسکے پاس ایک بچہ ہی اور یہ بچہ اس مرد کے قابو مین نہین ہی پس عورت نے کہا کہ تونے مجھسے جب نکاح کیا ہی کہ جب میرے یہ بچہ تجھ سے پہلے ایک شوہر سے پیدا ہو چکا ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو میرے تحت مین اُسکو جنی ہی تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا - اور اگر بچہ شوہر کے پاس ہو نہ عورت کے پاس پس شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نہین بلکہ دوسری عورت سے ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھ سے ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت کے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر بچہ جورو و مرد دونون کے ہاتھ مین ہو پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ تیرا تیرے پہلے شوہر سے ہی جو مجھ سے پہلے تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تجھ سے پیدا ہی تو یہ اسی مرد سے قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پس وہ حاملہ ہوگئی پھر اُس سے نکاح کرلیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے کم مین جنی تو اُسکا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعوی کرے اور اُسنے یہ نہ کہا ہو کہ یہ زنا سے ہی اور اگر اُسنے کہا کہ یہ مجھ سے زنا سے ہی تو اسکا نسب اس سے ثابت نہوگا اور اسکا وارث بھی نہوگا یہ ینابیع مین ہی - ایک مرد نے ایک باندی خریدی پس اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور میرے ساتھ اسکے مولی نے بیاہ دیا تھا اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ اسکی جورو قرار دیجائیگی اور یہ بچہ اُسکے شوہر کا بچہ قرار دیا جائیگا اور چونکہ مولی نے اُسکا دعوی کیا تھا اسوجہ سے وہ آزاد ہوگا - ایک طفل ایک عورت کے پاس ہی پس ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے

نکاح سے پیدا ہوا ہی اور عورت نے کہا کہ یہ تیرا بچہ مجھ سے زنا سے پیدا ہوا ہی تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر عورت نے اسکے بعد کہا کہ یہ تیرا بیٹا نکاح سے ہی تو اسکا نسب ان دونوں سے ثابت ہو جائیگا - ایک مرد مسلمان نے ایسی عورتوں سے جو اسپر دائمی حرام ہیں نکاح کیا پس اُنسے اولاد پیدا ہوئی تو اولاد کا نسب اس مرد سے امام اعظمؒ کے نزدیک ثابت ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ثابت ہوگا اور یہ اختلاف اس بنا پر ہی کہ ایسا نکاح امام اعظمؒ کے نزدیک فاسد ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک باطل ہی یہ ظہیریہ میں ہی - اور اگر اپنی جورو کے ساتھ خلوت صحیحہ کی پھر اسکو صریح طلاق دیدی اور کہا کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا ہی پس عورت نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو عورت پر عدت واجب ہوگی اور عورت کو پورا مہر ملیگا پھر اگر مرد مذکور نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے مراجعت کر لی تو مراجعت صحیح نہوگی اور اگر دو برس سے کم میں یہ عورت بچہ جنی اور ہنوز اُسنے انقضای عدت کا اقرار نہیں کیا ہی تو اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور مراجعت مذکورہ صحیح ہوگی اور قبل طلاق کے اُس سے وطی کرنے والا قرار دیا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہی - ام ولد نے اگر کسی سے نکاح فاسد کیا اور شوہر نے اس سے دخول کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ مولی اسکا دعوی کرے یہ خزانۃ المفتین میں ہی - نسب باشارہ ثابت ہو جاتا ہی باوجودیکہ زبان سے بولنے کی قدرت حاصل ہو یہ سراجیہ میں ہی - ایک مرد نے ایک عورت اپنے صغیر بیٹے کو بیاہ دی جو جماع کرنے کے لائق نہیں ہی اور نہ ایسا ہی کہ اُس سے حمل رہجاوے یعنی جماع نہیں کر سکتا ہی پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو یہ اس صغیر کو لازم نہوگا ولیکن جو کچھ شوہر کے باپ نے اس عورت کو اپنے پسر کی طرف سے دیا ہی وہ واپس نہ دیگی اور اگر اس عورت نے اقرار کیا کہ میں نے خود نکاح کیا ہی تو چھ مہینہ مقدار مدت حمل کا نفقہ شوہر کو واپس دیگی یہ ظہیریہ میں ہی - طفل قریب بلوغ کی عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب اُسی طفل سے ثابت ہوگا یہ سراجیہ میں ہی اگر دار الحرب سے کوئی عورت حاملہ دار الحرب میں شوہر چھوڑ کر ہجرت کرکے دار الاسلام میں چلی آئی اور یہاں بچہ جنی تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکا بچہ حربی شوہر کو لازم نہوگا یہ تمرتاشی میں ہی - حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہیں یہ کافی میں ہی - اور اس بات پر اجماع ہی کہ مدت کا اعتبار نکاح صحیح میں وقت نکاح سے ہی اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح میں دخول شرط نہیں ہی لیکن خلوت ہونا ضرور ہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی

سولھواں باب - حضانت کے بیان میں - چھوٹے بچہ کی حضانت کے واسطے سب سے زیادہ مستحق اُسکی ماں ہی خواہ حالت قیام نکاح ہو یا فرقت واقع ہوگئی ہو لیکن اگر اُسکی ماں مرتدہ یا فاجرہ غیر مامونہ ہو تو ایسا نہیں ہی یہ کافی میں ہی خواہ وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی ہو یا دار الاسلام میں موجود ہو پھر اگر اُسنے مرتد ہونے سے توبہ کر لی یا فجور سے توبہ کر لی تو سب سے زیادہ مستحق ہو گئی یہ بحر الرائق میں ہی اسی طرح اگر ماں چوٹی یا گانے والی یا نائحہ ہو تو اسکا کچھ حق نہیں ہی یہ نہر الفائق میں ہی - مگر ماں حضانت سے اگر انکار کرے تو صحیح یہ ہی کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا بسبب احتمال اسکے عجز کے ولیکن اگر اس بچہ کا کوئی ذی رحم محرم سوا اسکے نہو تو اسپر پرورش کے واسطے جبر کیا جائیگا تاکہ وہ بچہ ضائع نہو جاوے بخلاف باپ کے کہ جب بچہ ماں سے مستغنی ہو اور باپ نے اُسکے لینے سے انکار کیا تو باپ پر جبر کیا جائیگا یہ عینی شرح کنز میں ہی اور اگر بچہ کی ماں مستحق حضانت نہو مثلاً بسبب امور مذکورہ کے وہ اہلیت حضانت کی نہ رکھتی ہو یا غیر محرم سے تزوج کر لیا ہو یا مر گئی ہو تو ماں کی ماں اولی ہی بہ نسبت اور سب کے اگرچہ اونچے درجہ میں ہو یعنی پرنانی وغیرہ ہو - اور اگر ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں علی ہذا القیاس کوئی نہو تو باپ کی ماں اگرچہ اونچے درجہ کی ہو بہ نسبت اوروں کے اولی ہی

یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور خصافؒ نے نفقات مین ذکر کیا ہی کہ اگر صغیرہ کی جدہ اُسکے باپ کی جانب سے ہو یعنی اسکی ماں کے باپ کی ماں تو یہ بمنزلہ اس جدہ کے نہین ہی جو اُسکی ماں کی جانب سے ہو یعنی ماں کی ماں کی ماں یہ بحر الرائق مین ہی۔ پس اگر وہ مرگئی یا اُسنے نکاح کر لیا تو ایک ماں باپ کی سگی بہن بھی اولی ہی پس اگر اُسنے بھی نکاح کر لیا یا مرگئی تو اخیافی یعنی ماں کی طرف کی بہن اولی ہی اور اگر اُسنے نکاح کر لیا یا مرگئی تو سگی بہن کی دختر پھر اگر وہ بھی مرگئی یا نکاح کر لیا تو اخیافی بہن کی دختر اولی ہی پس یہان تک ان سب کی ترتیب مین اختلاف روایت نہین ہی اور اُسکے بعد پھر روایات مختلف ہین چنانچہ خالہ و پدری بہن مین اختلاف ہی کہ کتاب النکاح کی روایت مین علاتی بہن یعنی باپ کے طرف کی بہن خالہ سے اولی ہی اور کتاب الطلاق کی روایت مین خالہ اولی ہی۔ اور سگی بہنون و ماں کی طرف کی اخیافی بہنون کی بیٹیاں بالاتفاق خالاؤن سے اولی ہین اور علاتی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت مین اختلاف روایات ہی اور صحیح یہ ہی کہ خالہ اولی ہی پھر خالاؤن مین وہ خالہ اولی ہی جو ایک ماں و باپ کی طرف سے سگی خالہ ہو پھر ماں کی طرف سے خالہ پھر باپ کی طرف سے خالہ۔ اور بھائیون کی بیٹیان پھوپھیون سے اولی ہین اور پھوپھیون مین وہی ترتیب ہی جو ہمنے خالاؤن مین بیان کی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ پھر بعد اسکے ماں کی خالہ جو ایک ماں و باپ سے ہو اولی ہی پھر ماں کی خالہ جو فقط ماں کی طرف سے ہو پھر جو فقط باپ کی طرف سے ہو۔ پھر ماں کی پھوپھیاں اسی ترتیب سے اولی ہین اور ہمارے نزدیک باپ کی خالہ سے ماں کی خالہ اولی ہی پھر اگر یہ نہون تو باپ کی خالہ و پھوپھیاں اسی ترتیب مذکور سے اولی ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اس باب مین اصل یہ ہی کہ یہ ولایت از جانب مادر مستفاد ہوتی ہی پس اسمین جانب مادری کو جانب پدری پر تقدیم ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کی دخترون کو حضانت مین کچھ استحقاق نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور نکاح کر لینے سے ان عورتون کا حق حضانت جب ہی باطل ہوجاتا ہی جب یہ کسی اجنبی سے نکاح کرین اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہی مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہی یا ماں نے اس بچہ کے چچا سے نکاح کیا تو اس عورت کا حق حضانت باطل نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور جس عورت کا حق بسبب نکاح کر لینے کے باطل ہوگیا تھا تو جب زوجیت مرتفع ہوجائیگی تو اُسکا حق حضانت عود کریگا یہ ہدایہ مین ہی اور اگر طلاق رجعی ہو تو جب تک عدت نہ گذر جاوے تب تک حق حضانت عود نہ کریگا اسواسطے کہ زوجیت ہنوز باقی ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی اور اگر بچہ کی ماں نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس عورت کی ماں یعنی بچہ کی نانی اس بچہ کو اسکی ماں کے شوہر کے گھر مین لیکر رہتی ہی تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے۔ ایک صغیرہ اپنی نانی کے پاس ہی کہ وہ اسکے حق مین خیانت کرتی ہی تو اُسکی پھوپھیون کو اختیار ہوگا کہ اس صغیرہ کو اس سے لے لین جب کہ اسکی خیانت ظاہر ہو یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر بچہ کے باپ نے دعوے کیا کہ اسکی ماں نے دوسرا نکاح کیا ہی اور ماں نے اس سے انکار کیا تو قول اسکی ماں کا قبول ہوگا اور اگر اسکی ماں نے اقرار کیا کہ ہاں اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر اسنے طلاق دیدی پس میرا حق عود کر آیا ہی پس اگر عورت نے کسی شوہر کو معین نکیا ہو تو قول عورت ہی کا قبول ہوگا اور اگر کسی مرد کو معین کیا ہو تو دعوے طلاق مین اسکا قول قبول نہوگا یہانتک کہ یہ شوہر اسکا اقرار کرے۔ اور اگر ان عورتون سے جو بچہ کی پرورش کی مستحق ہوتی ہین کسی سبب سے بچہ کا لے لینا واجب ہوا یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت مستحق نہین ہی تو وہ اپنے عصبہ کو دیا جائیگا پس مقدم باپ ہوگا پھر باپ کا باپ علی ہذا اگرچہ کتنے ہی اوپچے درجہ پر ہو

پھر ایک مان باپ سے سگا بھائی پھر باپ کی طرف کا بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا اور یہی ترتیب انکے پوتون پر دتون مین ملحوظ ہوگی۔ پھر سگا چچا پھر علاتی چچا۔ اور رہی چچون کی اولاد سو بچہ انکو دیا جائیگا پس مقدم سگے چچا کا بیٹا ہی پھر علاتی چچا کا بیٹا مگر صغیر پسر انکو دیا جائیگا کہ پرورش کرین اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی۔ اور اگر صغیر کے چند بھائی یا چچا ہون تو جو ان مین سے زیادہ صالح ہو وہ پرورش کے واسطے اولی ہوگا اور اگر پرہیزگاری مین سب یکسان ہون تو جو سب سے مسن ہو وہ اولی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور تحفۃ الفقہاء مین مذکور ہی کہ اگر صغیرہ دختر کا کوئی عصبہ نہو سوا چچا کے پسر کے تو قاضی کو اختیار ہی اگر اسکو دیکھے کہ وہ اصلح ہی تو اسکو پرورش کے واسطے دیدے ورنہ کسی امین کے یہان رکھے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر صغیرہ کا کوئی عصبہ نہو تو مان کی طرف کے بھائی کو دیجاوے پھر اسکے پسر کو پھر مان کی طرف کے چچا کو پھر سگے ماموں کو پھر علاتی ماموں پھر اخیافی ماموں کو یہ کافی مین ہی۔ مان کا باپ بہ نسبت ماموں کے اولی ہی اور بہ نسبت اخیافی بھائی کے بھی اولی ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور صغیر بیٹا پرورش کے واسطے مولی العتاقہ کو دیا جائیگا اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور باندی اور ام ولد کو حضانت مین کچھ حق نہین ہی جب تک کہ دونون آزاد نہون پس حضانت کا اختیار انکے مولی کو ہوگا بشرطیکہ یہ بچہ رقیق ہو مگر اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اس بچہ اور اسکی مان کے درمیان تفریق کرے یعنی جدا کر دے بشرطیکہ دونون اسکے ملک مین ہون اور اگر بچہ آزاد ہو تو حضانت کا استحقاق اسکے آزاد اقربا دن کو ہی اور جب باندی و ام ولد آزاد ہو جاوین تو انکو اپنی آزاد اولاد کی پرورش و حضانت کا حق حاصل ہوگا۔ اور مکاتبہ کا جو بچہ حالت کتابت مین پیدا ہوا ہی اسکی حضانت کی وہی مستحق ہی بخلاف اس بچہ کے جو کتابت سے پہلے پیدا ہوا ہی یہ علینی شرح کنز مین ہی۔ اور مدبرہ باندی مثل قنہ باندی کے ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور غیر ذی رحم محرم کو صغیرہ دختر کی حضانت مین کچھ حق نہین ہی اور نیز عصبہ فاسق کو بھی صغیرہ کی پرورش مین کچھ حق نہین ہی یہ کفایہ مین ہی۔ اور جو شخص ہر وقت گھر سے باہر چلا جاتا ہی اور دختر کو ضائع چھوڑ جاتا ہی اسکی حضانت کچھ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ مان و نانی پسر کی مستحق ہی یہان تک کہ وہ حضانت سے مستغنی ہو جاوے اور اسکی مدت سات برس مقرر کی گئی ہی اور قدوری نے فرمایا کہ اسوقت تک مستحق ہین کہ تنہا کھالے اور تنہا پی لے اور تنہا استنجا کرلے اور شیخ ابوبکر رازی نے نو برس مقدار بیان کی ہی اور فتوی قول اول پر ہی۔ اور لڑکی کی صورت مین مان و نانی اسوقت تک مستحق ہین کہ اسکو حیض آوے۔ اور نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ جب دختر حد شہوت تک پہونچ جاوے تو اسکی پرورش کا باپ مستحق ہوگا اور یہ صحیح ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور صغیرہ اگر مشتہاۃ ہو یعنی قابل شہوت ہو حالانکہ اسکا شوہر ہی تو مان کا حق اسکی حضانت مین ساقط نہو گا یہان تک کہ وہ مردون کے لائق ہو جاوے یہ قنیہ مین ہی۔ اور جب پسر حضانت سے مستغنی ہو گیا اور دختر بالغہ ہو گئی یعنی حد تک پہونچ گئی تو انکے عصبات انکی پرورش کے واسطے اولی ہونگے پس بہ ترتیب جو اقرب ہو مستقدم کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور پسر کو یہ لوگ اپنے پاس رکھینگے یہانتک کہ وہ بالغ ہو جاوے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اسکی رائے ٹھیک اور اپنے نفس پر مامون ہی تو اسکی راہ کھول دیجاویگی جہان چاہے جاوے اور اگر اپنے نفس پر مامون نہو تو باپ اپنے ساتھ ملالیگا اور اسکا ولی رہیگا مگر باپ پر اسکا نفقہ واجب نہین ہی اسکا جی چاہے بطور تطوع دے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور لڑکی اگر ثیبہ ہو اور اپنے نفس پر غیر مامون ہو تو اسکی راہ بند رکھی جاویگی اور باپ اسکو اپنے ساتھ سبیل مین کرلیگا اور اگر وہ اپنے نفس پر مامون ہو تو عصبہ کو

اسپر کوئی حق ایسا نہین ہی اور اُسکی راہ کھول دیجائیگی جہان چاہے رہے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر بالغہ باکرہ ہو تو اسکے
ولیون کو اختیار ہوگا کہ اپنے میل مین رکھین اگر اسپر فساد کا خوف نہو بوجہ اُسکی کم سنی کے اور جب وہ سن تمیز کو پہونچ
جاوے اور بارا سے وہوش ہو کہ عفیفہ ہو تو اولیاء کو اپنے میل مین رکھنے کا ضروری اختیار نہین ہی بلکہ اُسکو اختیار ہی کہ جہان
چاہے رہے بشرطیکہ وہان اُسکے حق مین خوف نہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کا باپ دادا و دیگر عصبات مین کوئی
نہو یا اُسکا کوئی عصبہ ہو مگر وہ مفسد ہو تو قاضی اُسکے حال پر نظر کرے پس اگر وہ مامونہ ہو تو اسکی راہ چھوڑ دے
کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو ورنہ اُسکو کسی عورت امینہ ثقہ کے پاس جو اُسکی حفاظت پر قادر
ہو رکھے اسواسطے کہ قاضی تمام مسلمانون کے حق مین بلند خیر خواہ مقرر ہوتا ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور اگر ایک عورت
ایک طفل کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ طلب کیا اور کہا کہ تجھسے اور میری دختر سے یہ بیٹا ہی اور اُسکی مان مرگئی ہی پس
مجھے اُسکا نفقہ دے پس اس مرد نے کہا کہ تو سچی ہی یہ تیری دختر سے میرا بیٹا ہی مگر اُسکی مان نہین مری ہی بلکہ وہ میرے
گھر مین موجود ہی اور چاہا کہ اس عورت سے یہ لڑکا لے لے تو اسکو یہ اختیار خود نہوگا یہان تک کہ قاضی اس بچہ کی مان
کو خبردار کرے کہ وہ حاضر ہو کر اس بچہ کو لے لے پس اگر مرد مذکور ایک عورت کو حاضر لایا اور کہا کہ یہ تیری دختر ہی اور
اسی عورت سے میرا یہ بیٹا ہی اور بچہ کی نانی نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہین ہی بلکہ میری بیٹی اس پسر کی مان مرگئی ہی پس
قول اس مقدمہ مین اسی مرد کا اور جو اسکے ساتھ عورت آئی ہی دونون کا قبول ہوگا اور طفل مذکور اُنکو دیدیا جائیگا۔ اسی
طرح اگر نانی ایک مرد کو حاضر لائی اور ایک طفل کی نسبت کہا کہ یہ بیٹا میری دختر کا اس مرد سے ہی اور اسکی مان مرگئی ہی اور
مرد مذکور نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری دختر سے نہین بلکہ دوسری میری جورو سے ہی تو قول مرد کا قبول ہوگا اور طفل مذکور
کو اُس سے لے لیگا۔ اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت سے ہی نہ تیری دختر سے اور طفل کی
نانی نے کہا کہ یہ عورت اس طفل کی مان نہین ہی بلکہ اسکی مان میری دختر تھی اور جس عورت کو مرد مذکور لایا ہی اُسنے کہا کہ تو
سچی ہی مین اسکی مان نہین ہون اور یہ مرد جھوٹ بولا ہی مگر مین اسکی جورو ہون تو مرد مذکور یعنی اس طفل کا باپ اُسکے واسطے
اولی ہوگا کہ اسکو لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور سراجیہ مین مذکور ہی کہ اگر بچہ کی مان اُسکے باپ کے نکاح مین نہو اور نہ
عدت مین ہو تو وہ حضانت کی اجرت لے لے گی اور یہ اجرت علاوہ اجرت دودھ پلائی کے ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔
اور اگر بچہ کا باپ تنگدست ہو اور مان نے بدون اجرت کے پرورش کرنے سے انکار کیا اور اس بچہ کی پھوپھی نے کہا کہ
مین بغیر اجرت کے پرورش کرونگی تو پھوپھی اُسکی پرورش کے واسطے اولی ہوگی یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور بچہ
جب مان و باپ مین سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اسکی جانب نظر کرنے اور اسکی تعاہد پر داخت کرنے سے
منع نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین حاوی سے منقول ہی۔ فصل حضانت کا مکان زوجین کا مکان ہی جبکہ دونون
مین زوجیت قائم ہو حتی کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور چاہا کہ اپنے صغیر فرزند کو اس عورت سے جسکو
حق حضانت حاصل ہی لے لے تو اسکو یہ اختیار نہوگا یہان تک کہ بچہ مذکور اسکی حضانت سے بے پروا ہو جاوے۔ اور
اگر عورت نے چاہا کہ جس شہر مین ہی وہان سے نکل کر دوسرے شہر مین چلی جاوے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اسکو جانے
سے منع کرے خواہ اسکے ساتھ فرزند ہو یا نہو اور اسی طرح اگر عورت معتدہ ہو تو اسکو مع ولد کے اور بدون اسکے خروج روا
نہین ہی اور شوہر کو اسکا نکال دینا روا نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرد اور اسکی جورو کے درمیان فرقت واقع ہوئی

پس اُسنے عدت پوری ہونے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جاوے پس اگر نکاح اُسی کے شہر مین بندھا ہو تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اُسکے شہر کے سوا سے دوسری جگہ واقع ہوا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی الا اُس صورت مین کہ اس مقام فرقت اور اسکے شہر مین ایسی قربت ہو کہ اگر بچہ کا باپ اس بچہ کو دیکھنے کے واسطے نکلکر جاوے تو رات سے پہلے اپنے مکان کو واپس آسکے پس ایسی صورت مین بمنزلہ ایک شہر کے محلات مختلفہ کے ہوجائیگا اور عورت کو یہ اختیار ہو کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین چلی جاوے - اور اگر عورت نے اپنے شہر کے سوا سے دوسرے شہر مین منتقل کرنا چاہا اور اُس شہر مین نکاح واقع نہین ہوا ہی تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی الا اس صورت مین کہ دونو مقامون مین ایسی ہی قربت ہو جیسی ہم نے اوپر بیان کی ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر عورت نے ایسے شہر مین منتقل کرنا چاہا جو اسطرح قریب نہین ہی اور نہ وہ اُسکا شہر ہی ولیکن اصل عقد نکاح وہین واقع ہوا تھا تو مبسوط کی روایت پر اسکو یہ اختیار نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر جورو و مرد دونون سواد شہر کے ہون اور عورت نے چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ گانون مین لیجاوے اور وہین رکھے اور نکاح اسی گانون مین واقع ہوا تھا جہان لیے جاتی ہی تو عورت کو یہ اختیار ہی اور اگر نکاح دوسرے گانون مین واقع ہوا ہو تو عورت کو اپنے گانون مین منتقل کرکے لیجانے کا اختیار نہین ہی اور نہ اس گانون مین جہان نکاح واقع ہوا ہی درصورتیکہ یہ گانون دور ہو اور اگر دونون گانون قریب ہون ایسے کہ باپ لڑکے کو دیکھکر غور پرداخت کے بعد رات سے پہلے اپنے گانون مین واپس آسکے تو عورت کو وہان منتقل کرلینے کا اختیار ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر بچہ کا باپ شہر مین متوطن ہو اور عورت نے بچہ کو گانون مین منتقل کرلیجانے کا ارادہ کیا پس اگر یہ گانون عورت کا ہو اور اسی مین عورت سے نکاح کیا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہی اگرچہ وہ شہر سے دور ہو اور اگر یہ عورت کا گانون نہو پس اگر قریب ہو اور اصل نکاح اسی مین واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہو جیسے شہر کی صورت مین مذکور ہوا ہی اور اگر اسمین نکاح واقع نہوا ہو تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اگرچہ وہ شہر سے قریب ہو یہ بدائع مین ہی - اور اگر عورت نے بچہ کو گانون سے شہر جامع مین منتقل کرکے لیجانا چاہا حالانکہ یہ شہر اس عورت کا نہین ہی اور نہ اسمین نکاح واقع ہوا ہی تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی الا اُس صورت مین کہ شہر مذکور گانون سے ایسا ہی قریب ہو جیسا ہمنے بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی - اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ بچہ کو دار الحرب مین منتقل کرلیجاوے اگرچہ اصل نکاح وہان واقع ہوا ہو اور یہ عورت حربیہ ہی اور شوہر مسلمان ہی یا ذمی ہی اور اگر دونون حربی ہون تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مان مرگئی یہان تک کہ حق حضانت بچہ کی نانی یعنی مان کی مان کو حاصل ہوا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو اپنے شہر کو منتقل کرلیجاوے اگرچہ اصل عقد اسی مین واقع ہوا ہو اسی طرح ام ولد جب آزاد کردی گئی تو وہ بچہ کو اس شہر سے جسمین اسکا باپ ہی باہر نہین لیجاسکتی ہی یہ غایۃ البیان مین ہی اور جب نانی کو یہ اختیار نہین ہی تو نانی کے سوا سے اور عورتون کا حکم بھی مثل نانی کے ہی یہ بحر الرائق مین ہی - منتقی مین ابن سماعہ کی روایت سے امام ابو یوسف رحمۃ سے مروی ہی کہ ایک مرد نے بصرہ مین ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر یہ مرد اس بچہ صغیر کو کوفہ مین لے گیا اور اس عورت کو طلاق دیدی پس عورت نے اپنے بچہ کے بارہ مین مخاصمہ کیا اور چاہا کہ مجھے واپس دیا جاوے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور اس بچہ کو اس عورت کی اجازت سے کوفہ مین لے آیا ہی تو مرد پر واجب نہین ہی کہ اُسکو واپس لادے اور عورت سے کہا جائیگا کہ تو خود وہان

جاکر اس بچہ کو لے لے اور فرمایا کہ اگر بدون عورت مذکورہ کی اجازت کے مرد مذکور اسکو لے آیا ہو تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس
بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے - ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد اپنی جورو کو مع فرزند کے
جو اس عورت کے پیٹ سے ہے بصرہ سے کوفہ میں لے آیا پھر عورت کو بصرہ واپس بھیجدیا اور اسکو طلاق دیدی تو مرد مذکور
پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس واپس بھیجدے پس عورت کے واسطے اس امر سے اسکا مواخذہ کیا
جاویگا یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر طلاق دہندہ نے اپنے بچہ کو اسکی ماں سے جسکو طلاق دی ہے اسوجہ سے لے لیا کہ اس
عورت نے نکاح کر لیا ہے تو مرد مذکور کو اختیار ہے کہ اس بچہ کو لیکر سفر کو جاوے یہانتک کہ پھر اس بچہ کی ماں کا حق عود
کرے یہ بحر الرائق میں سراجیہ سے منقول ہے

ستر ھواں باب نفقات کے بیان میں اور اسمیں چھ فصلیں ہیں فصل اول نفقہ زوجہ کے بیان میں

واضح رہے کہ مرد پر اپنی جورو کا نفقہ واجب ہے خواہ جورو مسلمان ہو یا ذمیہ ہو یا فقیرہ ہو یا غنیہ ہو خواہ اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا
ہو خواہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ ہو کہ اس سے جماع کیا جا سکتا ہے کذا فی فتاوی قاضیخان خواہ [illegible] ہو یا [illegible] یہ جوہرہ نیرہ میں
ہے - اور مشائخ نے اسمیں کلام کیا ہے کہ جماع کے لائق کب تک ہوتی ہے اور مختار قول یہ ہے کہ جبتک نو برس کی نہو تب تک قابل
جماع نہیں ہوتی ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی التاتارخانیہ اور صحیح یہ ہے کہ سن کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار اسی کا ہے کہ وہ مشقت
جماع کو برداشت کر سکے اور اسکی قدرت اسکو حاصل ہو جاوے یہ کافی میں ہے - اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ اسکے مثل
سے وطی نہیں کی جاتی ہے اور وہ جماع کے لائق نہیں ہے تو ہمارے نزدیک اسکے واسطے نفقہ نہوگا یہانتک کہ اسکی حالت
ایسی ہو جاوے کہ وہ جماع کو برداشت کر سکے خواہ وہ اپنے باپ کے گھر ہو یا شوہر کے گھر ہو یہ محیط میں ہے - اور کبیرہ نے اگر
اپنا نفقہ طلب کیا اور وہ ہنوز اپنے شوہر کے گھر نہیں بھیجی گئی تو اسکو یہ اختیار ہے جبکہ شوہر نے اسکے اپنے گھر بھیجے جانے کا مطالبہ
نہ کیا ہو اور بعضے مشائخ بلخ نے کہا کہ جب وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں بھیجی گئی ہے تو مستحق نفقہ نہوگی مگر فتوی قول اول پر ہے یہ
فتاوی غیاثیہ میں ہے - پس اگر شوہر نے اسکے گھر اپنے بھیجے جانے کا مطالبہ کیا اور اسنے شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کیا تو
اسکو نفقہ ملیگا اور اگر اسنے وہاں منتقل ہونے سے انکار کیا پس اگر انکار بحق ہو مثلاً اسنے اسوجہ سے انکار کیا کہ اپنا مہر معجل وصول
کر لے تو بھی اسکو نفقہ ملیگا اور اگر انکار بغیر حق ہو مثلاً شوہر نے اسکا مہر اسکو دیدیا ہے یا مہر میعادی ہے کہ جسکی مدت ابھی
دور ہے یا اسنے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا ہے پھر اسنے انکار کیا تو اسکو کچھ نفقہ نہ ملیگا یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت نے نشوز
کیا تو عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہانتک کہ شوہر کے گھر میں آجاوے اور نشوز کرنے والی وہ عورت ہوتی ہے جو شوہر
کے گھر سے نکل جاوے اور اپنے نفس کو شوہر سے روکے بخلاف اسکے اگر وہ شوہر کے گھر میں ہو اور شوہر کو اپنے اوپر
قابو دینے سے روکے تو وہ ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ ہنوز وہ محبوس موجود ہے اور اگر گھر عورت کی ملک ہو اور اسنے شوہر کو اپنے
پاس داخل ہونے سے منع کیا تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا لیکن اگر اسنے شوہر سے درخواست کی ہو کہ مجھے اس میرے مکان
سے اپنے گھر لیجاوے یا میرے واسطے کوئی مکان کرایہ لے لے تو ایسی صورت میں حکم ایسا نہیں ہے - اور جب عورت نے
نشوز چھوڑ دیا تو اسکو نفقہ ملیگا اور اگر شوہر زمین غصب میں رہتا ہو یعنی غیر کی ملک غصب کر کے اسمیں رہتا ہو پس عورت
نے وہاں رہنے سے انکار کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہ کافی میں ہے - اور اگر عورت نے اپنے نفس کو شوہر کو سپرد کر دیا ہو پھر
مہر وصول پانے کے واسطے قابو دینے سے انکار کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ناشزہ نہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے

ایک مرد سلطان کی زمین میں رہتا ہی اور سلطان سے مال لیتا ہی پس عورت نے کہا کہ میں سلطانی زمین میں تیرے ساتھ نہ رہونگی اور نہ تیرے مال سے کھاؤنگی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہی اور اُس سے انکار کرنے سے گنہگار ہوگی اور ناشزہ ہو جاویگی - اور بعضے علماء سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہیں پڑھتا ہی اور عورت نے اسکے ساتھ رہنے سے انکار کیا تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہی یہ ظہیریہ میں ہی - ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہو گئی یا اُسکے ساتھ جانے سے جس شہر میں وہ جانا چاہتا ہی انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو اسکا پورا مہر دے چکا ہی تو اس عورت کے واسطے اس شوہر پر کچھ نفقہ نہوگا - اور اگر مرد مذکور نے اُسکو اسکا مہر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور یہ اُسوقت ہی کہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو - اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسی صورت میں بھی یہی حکم ہی اور صاحبین رح کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا خواہ شوہر نے اُسکو اسکا مہر دیدیا ہو یا نہ دیا ہو شیخ امام ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ یہ اُن اماموں کے زمانہ میں تھا - اور ہمارے زمانہ میں شوہر اسکو لیکر سفر میں نہیں جا سکتا ہی اگرچہ اسکا مہر ادا کر دیا ہو یہ محیط میں ہی - اور اگر عورت اپنے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی تو اُسکے واسطے شوہر پر نفقہ واجب نہوگا - اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ اگر عورت ایسے قرضہ کی وجہ سے قید کی گئی جسکے ادا کی اسکو قدرت نہیں ہی تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور اگر اُسکے ادا کرنے پر قادر ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور فتوی اس پر ہی کہ عورت کے واسطے دونوں صورتوں میں نفقہ نہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شوہر اس عورت تک قید خانہ میں نہ پہونچ سکتا ہو اور اگر قید خانہ میں کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں اُس تک پہونچ سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - اور اگر عورت کو کوئی غاصب لیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کی گئی تو خصاف رح نے ذکر فرمایا کہ وہ مستحق نفقہ نہوگی اور صدر شہید حسام الدین نے ذکر فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ عتابیہ میں ہی - اور اگر شوہر قید کیا گیا اور وہ ادا سے قرضہ پر قادر ہی یا نہیں قادر ہی یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ غایۃ السروجی میں ہی - اور اگر شوہر قید خانہ سلطانی میں ظلم سے قید کیا گیا تو اسمیں اختلاف مشائخ ہی اور صحیح یہ ہی کہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر میں ہو اور عورت سے اور اُس سے بقدر مسافت سفر کے دوری ہو اور شوہر نے وہاں راہ خرچ اور سواری بھیجی تاکہ اُسکے پاس چلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی ذی محرم نہ پایا پس نہ گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی یہ وجیز کردری میں ہی - اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہی کہ عورت کو دیکھا جاوے اگر وہ جماع کی صلاحیت نہیں رکھتی ہی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر عورت جماع کی صلاحیت رکھتی ہی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو یہ محیط میں ہی - اور اگر شوہر صغیر ہو اور جورو کبیرہ ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا کیونکہ اپنے تن کا سپرد کرنا عورت کی طرف سے پایا گیا - اور اسی طرح جبکہ عورت کی طرف سے اپنے آپ کا سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر مجبوب ہی یا عنین ہی یا مریض ہی کہ جماع کرنے پر قادر نہیں ہی یا حج کے واسطے نکلا ہی کہ احرام میں ہی تو بھی عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہی اور اگر جورو و مرد دونوں صغیر ہوں کہ جماع کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو عورت کے واسطے نفقہ واجب نہوگا اسواسطے کہ عجز اسکی جانب سے بھی ہی پس گویا کہ مجبوب یا عنین کے تحت میں صغیرہ عورت ہی یہ تبیین میں ہی - اور اگر عورت قبل شوہر کے پاس جانے کے ایسی مریضہ ہو کہ جماع سے ممنوع ہو پھر وہ شوہر کے گھر بھیجی گئی اور اس حال میں بھی مریضہ تھی

تو بعد شوہر کے یہاں پہونچنے کے اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور قبل وہاں کے جانے کے بھی لازم ہوگا بشرطیکہ اُسنے نفقہ کا مطالبہ کیا ہوا ور شوہر اُسکو نہ لے گیا حالانکہ وہ جانے سے انکار نہیں کرتی تھی اگر شوہر اُس سے چلنے کے واسطے کہتا۔ اور اگر وہ جانے سے انکار کرتی تھی تو اسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا جیسے تندرست عورت کا حکم ہے۔ ایسا ہی ظاہر الروایۃ میں کور ہے۔ اور اگر عورت کو اُسکا شوہر تندرستی کی حالت میں لے گیا پھر وہ شوہر کے گھر میں ایسی بیمار ہو گئی کہ جماع کرنے کے لائق نہ رہی تو بلا خلاف اُسکا نفقہ باطل نہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دخول واقع ہونے کے بعد شوہر ہی کے گھر میں عورت بیمار پڑی اور وہاں سے اپنے باپ کے گھر چلی آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسی تھی کہ محفہ وغیرہ میں بیٹھکر اپنے شوہر کے یہاں جاسکتی تھی مگر نہ گئی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اگر وہ شوہر کے گھر نہ جاسکتی ہو تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر عورت رتقاء یا قرناء ہو یا مجنونہ ہوگئی یا اسکو کوئی بلا لاحق ہوگئی کہ اُسکی وجہ سے جماع کے قابل نہ رہی یا ایسی بڑھیا ہوگئی کہ بسبب بڑھاپے کے وطی کے قابل نہ رہی تو اُسکا نفقہ لازم ہوگا چاہے شوہر کے یہاں جانے کے بعد اسکو یہ عوارض لاحق ہوگئے ہوں یا قبل اسکے لاحق ہوئے ہوں بشرطیکہ وہ بغیر حق اپنے نفس کو روکنے والی اور مانع نہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت نے حج فرض اداکیا پس اگر شوہر کے یہاں جانے سے پہلے اُسنے ایسا کیا پس اگر بلا محرم کے اُسنے ایسا کیا اور اُسکے ساتھ شوہر بھی نہیں ہے تو وہ ناشزہ ہوگی اور اگر اُسنے سوا ے شوہر کے کسی محرم کے ساتھ حج کیا تو اسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اسمیں سب اماموں کا اتفاق ہے اور اگر اُسنے شوہر کے یہاں جانے کے بعد ایسا کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور امام محمد رحنے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ نہوگا کذا فی البدائع اور یہی ظاہر ہے یہ سراج وہاج میں ہے اور اگر شوہر نے اُسکے ساتھ حج کیا ہو تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا مگر شوہر پر نفقہ حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر اور شوہر پر کرایہ بھی واجب نہوگا۔ اور اگر عورت نے حج نفل اداکیا تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور عورت نے اُسکے ساتھ شوہر ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اُسنے شوہر کے ساتھ حج نفل اداکیا تو عورت کے واسطے نفقہ حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اسپر اجماع ہے کہ نماز و روزہ نفقہ کو ساقط نہیں کرتا ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ ایک مرد ایک عورت سے متہم کیا گیا اسکو حمل ہو پس اُس عورت کے باپ نے اسی مرد سے اسکا نکاح کر دیا اور یہ مرد منکر ہے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے تو نکاح جائز ہوگا اور شوہر پر نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ عورت کی طرف سے ایک امر کی وجہ سے شوہر اس سے استمتاع سے ممنوع ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر شوہر نے اقرار کیا کہ یہ حمل میرا ہے تو نکاح بالاتفاق صحیح ہوگا اور اسکے ساتھ وطی بھی کر سکتا ہے پس بالاتفاق عورت مستحق نفقہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مرد کی چند عورتیں ہوں کہ بعض اُنمیں سے لونڈیاں آزاد ہوں اور بعضی باندیاں ہوں یا ذمی نصرانیہ یا یہودیہ ہوں تو یہ سب نفقہ میں یکساں ہونگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور جس عورت سے شبہہ سے وطی کی گئی ہے اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ فرمایا کہ نکاح فاسد کی صورت میں نفقہ نہیں ہے اور نہ نکاح فاسد کی وجہ سے تفریق ہونے کی عدت میں نفقہ ہے۔ اور اگر نکاح میں حیث الظاہر صحیح ہو اور قاضی نے عورت کے واسطے نفقہ مقرر کیا جسکو اُسنے ایک مدت لیا پھر فساد نکاح ظاہر ہوا مثلاً بایں طور کہ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہے اور قاضی نے دونوں میں تفریق کر دی تو عورت نے جو کچھ لیا ہے وہ شوہر اس سے واپس لیگا۔ اور اگر شوہر نے خود ہی بدون فرض قاضی کے عورت کو نفقہ دیا ہو تو عورت مذکورہ سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ صدر الشہید نے شرح ادب القاضی میں ذکر فرمایا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر نکاح بغیر گواہوں کے واقع ہوا تو بالاجماع ایسے نکاح میں عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے ایلاء کیا یا ظہار کیا تو عورت کے واسطے نفقہ واجب ہوگا اور

اگر اپنی جورو کی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کیا اور جب تک اس سے دخول کیا تب تک اسکو نجانا پھر دونوں میں تفریق کر دی گئی اور مرد پر واجب ہوا کہ جب تک اسکی جورو کی بہن عدت میں ہے تب تک اپنی جورو سے الگ رہے تو اسکی جورو کے واسطے نفقہ واجب ہوگا اور اسکی جورو کی بہن کے واسطے لازم نہوگا اگرچہ اسپر عدت واجب ہوئی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کی جورو کے ساتھ ایک خادم یعنی باندی بھی ہو اور یہ مرد خوش حال ہو تو اسپر اس عورت کے نفقہ کے ساتھ اسکی خادمہ کا نفقہ بھی مقرر کیا جائیگا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ عورت آزاد ہو اور اگر باندی ہو تو وہ خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہوگی۔ اور اگر جورو کے ساتھ دو یا زیادہ خادمہ ہوں تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ایک خادمہ سے زیادہ کا نفقہ مقرر نہ کیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ خادمہ کے نفقہ میں شوہر خوشحال پر اسیقدر واجب ہوگا جو تنگدست پر اپنی زوجہ کے واسطے واجب ہوتا ہے یعنی ادنی مقدار کفایت جس سے بسر ہو جاوے یہ کافی میں ہے۔ اور اس خادمہ میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ خادمہ یعنی عورت کی مملوکہ باندی ہو پس اگر غیر مملوکہ ہوگی تو عورت اسکے نفقہ کی مستحق نہوگی یہی ظاہر الروایۃ ہے۔ اور اگر شوہر تنگدست ہو تو امپر جورو کی خادمہ کا نفقہ واجب نہوگا اگرچہ عورت کے پاس خادمہ ہو اور یہ شیخ حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے اور یہی اصح ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری خادمہ میں سے کسی کو نفقہ نہیں دونگا لیکن اپنی خادمہ یا نوکروں میں سے تیری خدمت کے واسطے دونگا اور عورت نے اسکو قبول نہ کیا تو شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے اور وہ مجبور کیا جائیگا کہ عورت کی ایک خادمہ کا نفقہ دے۔ ایک عورت کے غلام و باندیاں ہیں پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے غلاموں کو نفقہ دے پس اس نے ان میں ایک کو نفقہ دیا پھر عورت نے کہا کہ میں اس نفقہ کو محسوب نہ کرونگی اس وجہ سے کہ تو نے اسسے خدمت لی ہے تو شوہر نے جو کچھ بطور معروف انکو نفقہ دیا ہے وہ عورت کے حساب میں محسوب ہوگا یہ فتاوی کبری میں ہے۔ اگر ایک عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے اسکے شوہر پر نفقہ مقرر کر دے پس اگر شوہر حاضر ہو اور صاحب دسترخوان ہو تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ نہیں مقرر کریگا اگرچہ عورت درخواست کرے الا اس صورت میں مقرر کر دیگا کہ جب قاضی کو یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ شوہر اسکو مارتا ہے اور اسکو نفقہ نہیں دیتا ہے۔ اور اگر شوہر صاحب دسترخوان نہو تو قاضی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کر دیگا کہ شوہر اسکو دیا کرے یہ مبسوط میں ہے۔ اور عورت کا نفقہ روز روز یا دینار دراہم جیسا مناسب ہوں مقرر نہیں کریگا بلکہ ... مقرر کریگا کہ اسمیں دونوں جانب کی رعایت ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اسکو ماہواری دیا کریگا اور اگر ماہواری نہ دیا ... تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کا اختیار ہوگا یہ فتاوی کبری میں ہے۔ اور جب قاضی نے نفقہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حالت یہ دیکھے کہ شوہر آسودہ حال ہو میدہ کی روٹیاں اور بھنا گوشت کھاتا ہے اور عورت تنگدست ہے یا اسکے برعکس حال دیکھا تو اسمیں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کے حال کا اعتبار کرے کذا فی الغیاثیہ اور اسی پر فتوی ہے چنانچہ عورت کو آسودہ حالی کا نفقہ ملیگا اگر دونوں آسودہ حال ہوں اور تنگدستی کا نفقہ ملیگا اگر دونوں تنگدست ہوں اور اگر عورت خوشحال اور مرد تنگدست ہو تو بغرض تنگدستی عورت کے جو اسکے واسطے مقرر کیا جاتا اس سے کچھ زیادہ مقرر کیا جائیگا پس مرد سے کہا جائیگا کہ اسکو گیہوں کی روٹی اور ایک طرح کا یا دو طرح کا کھانا کو دے۔ اور اگر شوہر نہایت مالدار ہو کہ مثل حلوا و گوشت بریاں وغیرہ کھاتا ہو اور عورت تنگدست ہو کہ اپنے گھر میں جو وغیرہ کی روٹی کھاتی ہو تو مرد پر یہ واجب ہوگا کہ اسکو وہ کھلاوے

جو خود کھاتا ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ جو وہ اپنے گھر مین کھاتی تھی وہ کھلاوے ولیکن یہ لازم ہے کہ اُسکو گیہون کی روٹی اور ایک دوطرح کا سالن کھلاوے۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق تنگدستی وخوشحالی مین مرد کے حال کا اعتبار ہے کذا فی الکافی اور اسی کو مشائخ کی جماعت کثیر نے اختیار کیا ہے اور تحفہ مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر نہایت آسودہ حال ہو اور عورت فقیرہ ہو تو شوہر کے حق مین مستحب ہے کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک کرے۔ اور کتاب مین فرمایا کہ جو حکم نفقہ کی تقدیر مین مذکور ہوا باعتبار حال شوہر فقط یا باعتبار حال شوہر وعورت دونون کے ویسا ہی حکم لباس مین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر شوہر تنگدست ہوا اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو بقدر ویسے دے جو تنگدست عورتون کا نفقہ ہوتا ہے اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ قرضہ ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین تنگدست ہون اور مجھ پر تنگدستون کے مانند نفقہ واجب ہوگا تو قول شوہر کا قبول ہوگا الا آنکہ عورت گواہ قائم کرے۔ پس اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ مرد خوشحال ہے تو اُسپر خوشحالون کے مثل نفقہ فرض کیا جائیگا۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے۔ اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال دریافت کراوے تو قاضی پر دریافت کرانا واجب نہین ہے لیکن اگر قاضی نے دریافت کرایا تو بہتر ہے پس اگر قاضی کو ایک مرد عادل نے خبر دی کہ یہ خوشحال ہے تو قاضی اُسکو قبول نہ کریگا اور اگر دو مرد عادلون نے قاضی کو اُسکے خوشحال ہونے کی خبر دی تو قاضی اس مرد پر خوشحالون کا نفقہ مقرر کریگا اگرچہ ان عادلون نے بلفظ شہادت خبر نہ دی ہو۔ اور ایسی خبر مین عدد وعدالت شرط ہے مگر اسمین لفظ شہادت شرط نہین ہے۔ اور اگر ان دونون عادلون نے کہا کہ ہمنے سُنا ہے کہ وہ خوشحال ہے یا ہمکو خبر پہونچی ہے کہ یہ خوشحال ہے تو قاضی اسکو قبول نہ کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قاضی نے شوہر پر تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا پھر مرد مذکور مالدار ہوگیا پس عورت نے نالش کی تو قاضی اُسکے واسطے خوشحالی کا نفقہ پورا کر دیگا یہ کافی مین ہے اور اگر عورت نے کہا کہ مین روٹی سالن نہین پکاؤنگی تو کتاب مین لکھا ہے کہ وہ روٹی وسالن وغیرہ پکانے پر مجبور نہ کیجائیگی اور شوہر پر واجب ہوگا کہ پکا پکایا تیار کھانا اُسکے واسطے لاوے یا اُسکے پاس کوئی ایسی خادمہ دیدے کہ اُسکی روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے۔ اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر عورت نے روٹی سالن پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکایا کھانا تیار دینا اسی صورت مین واجب ہے کہ یہ عورت اشراف کی لڑکی ہو کہ اپنے مان باپ وغیرہ مین خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشراف کی لڑکی نہو مگر عورت کو کوئی ایسی علت لاحق ہو کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہو تو شوہر پر یہ واجب نہوگا کہ عورت کے واسطے کھانا طیار لاوے یہ ظہیریہ مین ہے اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ ایسے کام عورت پر دیانت کی راہ سے واجب ہین اگرچہ قضاءً قاضی اسکو ان کامون کے واسطے مجبور نہین کریگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو نہین جائز ہے اور عورت کو اُسکی اُجرت لینی بھی جائز نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور شوہر پر واجب ہے کہ پیسنے کا آلہ یعنی چکی لاوے اور کھانے کے اور پینے کے برتن لاوے مثل کوزہ وگھڑا وہانڈی وپتیلی وغیرہ وچمچا وڈوئیا اور اسکے مثل آلات یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ پھر بنابر ظاہر الروایۃ کے عورت اور اُسکی خادمہ کے نفقہ مین فرق ہے چنانچہ اگر اُسکی خادمہ نے ایسے کامون سے انکار کیا تو اپنی مولاۃ کے شوہر سے نفقہ کی مستحق نہو گی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور نفقہ واجبہ ماکول ہے اور ملبوس ہے اور سکنی ہے پس ماکول آٹا ہے اور پانی اور نمک اور لکڑی اور روغن یہ تاتارخانیہ مین ہے اور جیسے عورت کے واسطے قدر کفایت روٹی مقرر

کیجائیگی ویسے ہی اسکے سالن کے واسطے قدر کفایت اوام بھی مقرر کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہی اور نیز عورت کے واسطے واجب ہوگی وہ چیز جس سے تنظیف کرے اور جس سے وسخ زائل کرے جیسے کنگھی و تیل اور نیز سدر و خطمی وغیرہ جس سے سر دہووے اور نیز وہ بھی واجب ہی جس سے بدن سے میل چھوڑاوے جیسے اشنان و صابون وغیرہ سے موافق عادت شہر کے۔ اور جن چیزون سے تلذذ و استمتاع مقصود ہوتا ہی جیسے خضاب و سرمہ وغیرہ تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہیں بلکہ شوہر مختار ہی اسکا جی چاہے لاوے اور چاہے نہ لاوے۔ مگر جب شوہر اس غرض سے لایا تو عورت پر اسکا استعمال لازم ہی۔ اور رہی وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہی تو وہ شوہر پر واجب نہیں ہی الا اتنی ہی کہ جس سے سہوکت دور ہو جاوے اور بس۔ اور جس سے بوی بغل دور کرے وہ مرد پر واجب ہی۔ اور مرض کے واسطے دوا اور طبیب کی اجرت اور نیز فصد و پچھنے لگانے کی اجرت و خرچ بھی مرد پر واجب نہیں ہی یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور مرد پر اسقدر پانی واجب ہی جس سے اپنے کپڑے اور بدن کا میل دھوڈالے یہ جوہرہ نیرہ میں ہی۔ فتاوی شیخ ابو اللیث میں ہی کہ عورت کے غسل اور وضو کے پانی کا ثمن شوہر پر واجب ہی خواہ عورت غنیہ ہو یا فقیرہ ہو اور ظہیریہ میں لکھا ہی کہ اسی پر مشائخ بلخ کا فتوی ہی اور اسی پر صدر شہید نے فتوی دیا ہی اور اسی کو امام قاضی خان نے اختیار کیا ہی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور قابلہ کو اگر عورت نے اجارہ پر لیا تو اسکی اجرت عورت پر ہوگی اور اگر شوہر نے اجارہ پر رکھا تو شوہر پر ہوگی۔ اور اگر قابلہ خود ہی حاضر ہوگئی تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہی کہ شوہر پر واجب ہوگی اسواسطے کہ وہ وطی کی مؤنت ہی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہی کہ مثل اجرت طبیب کے عورت پر واجب ہوگی یہ وجیز کردری میں ہی۔ ایک شخص اپنی عورت کو خود چھوڑ کر گانون میں چلا گیا تو قاضی کو روا ہی کہ اس عورت کے واسطے نفقہ مقرر کر دے باوجودیکہ شوہر غائب ہو اور یہ شرط نہیں ہی کہ غیبت بمقدار سفر ہو یہ فتاوی قاضیخان و صاحب محیط سے قنیہ میں ہی۔ ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ میں فلانہ بنت فلان بن فلان ہون اور میرا شوہر فلان بن فلان بن فلان مجھے چھوڑ کر غائب ہوگیا اور میرے واسطے کچھ نفقہ نہیں چھوڑا ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقرر کر دے پس اگر غائب مذکور کا کچھ مال از جنس نفقہ مثل درہم و دینار و اناج اور نیز کپڑے جیسے لباس واجب میں چاہیے ہین اسکے مکان میں موجود ہو اور قاضی جانتا ہو کہ یہ اسکی منکوحہ ہی تو قاضی اس سے یون قسم لے گا کہ واللہ اسنے اپنا نفقہ نہیں بھر پایا ہی اور نہ اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان کوئی سبب مثل نشوز وغیرہ کے مانع از نفقہ ہی پھر اسکے بعد اسکو حکم دیگا کہ اس مال میں سے اپنی ذات پر بغیر اسراف و تقتیر کے خرچ کرے اور اس سے کفیل لے لیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط میں ہی۔ اور اگر غائب مذکور کا کچھ مال موجود نہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم نہ دیگا کہ تو اسقدر نفقہ شوہر پر قرض لے۔ اور اگر غائب مذکور کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونون میں نکاح کو نہ جانتا ہو اور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم رح کے نزدیک قبول نہونگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک قبول ہونگے اور قاضی نفقہ مقرر کر دیگا اگرچہ قاضی اس غائب کے حق میں نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کریگا چنانچہ اگر غائب مذکور نے حاضر ہو کر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو تکلیف دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے پس اگر اسنے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب مذکور اس سے نفقہ واپس لیگا یہ خلاصہ میں ہی۔ اس زمانہ میں قاضی لوگ امام زفر و امام ابو یوسف رح کے مذہب کے موافق بسبب لوگون کی حاجت کے نفقہ مقرر کرتے ہیں یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر ایک مرد غائب ہوگیا اور اسکی عورت نے نفقہ کی

درخواست کی اور مرد غائب کا مال ایک شخص کے پاس ہے کہ وہ اسکا اقرار کرتا ہے اور اسکا بھی مقر ہے کہ ان دونوں مین زوجیت قائم ہے تو قاضی اس مال مین سے غائب کی زوجہ کے واسطے نفقہ مقرر کردیگا اور اسی طرح اگر مرد مذکور نے اعتراف نہ کیا مگر قاضی کو یہ بات معلوم ہے تو بھی قاضی حکم دیگا خواہ یہ مال اسکے پاس امانت ہو یا قرضہ ہو یا بطور مضاربت ہو اور عورت سے اسکا کفیل لے لیگا اور نیز عورت سے قسم لے لیگا کہ واللہ مرد غائب نے اسکو نفقہ سنہ عوبہ نہین دیا ہے اور نہ ان دونون مین کوئی سبب سقوط نفقہ کا نشوز وغیرہ سے ثابت ہوا ہے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے - اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونون مین سے ایک ہی بات معلوم ہے تو دوسری بات جو اسکے علم مین نہین ہے اسکے اقرار کی احتیاج ہو گی اور یہی صحیح ہے - اور جسکے پاس غائب کا مال ہے اسنے اقرار نہ کیا اور قاضی کو معلوم بھی نہین ہے پس عورت نے چاہا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونون کو بذریعہ گواہون کے ثابت کراوے تاکہ قاضی اس غائب کے مال مین سے اسکا نفقہ مقرر کردے یا عورت کو حکم دے کہ غائب مذکور پر قرضہ لے تو قاضی اسکا حکم نہ کریگا اسواسطے کہ یہ قضاء علی الغائب ہے اور امام زفرؒ نے فرمایا کہ قاضی اسکے گواہون کی سماعت کریگا مگر نکاح کا حکم نہ دیگا اور مال شوہر سے اسکا نفقہ دلادیگا بشرطیکہ اسکا مال ہو ورنہ عورت کو حکم دیگا کہ قرضہ لیوے اور یہی قول ائمہ ثلثہ کا ہے اور اسی پر اس زمانہ مین قاضیون کا عمل درآمد ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ عینی شرح کنز مین ہے پھر جب شوہر واپس ہوکر آیا تو دیکھا جائیگا اگر اسنے پیشگی نفقہ نہین دیا تھا تو جو ہوا ہے وہ ٹھیک ہوا اور اگر وہ پیشگی دے گیا ہے اور اسنے اس امر کے گواہ قائم کیے یا گواہ قائم نہ کیے مگر عورت سے قسم لی اور اسنے قسم سے نکول کیا تو مرد مذکور کو اختیار ہو گا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل سے مطالبہ کرکے وصول کرلے - اور اگر عورت نے اقرار کردیا کہ مین نے پیشگی نفقہ پالیا تھا تو وہ عورت ہی سے واپس لیگا اور کفیل سے نہین لے سکتا ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر غائب مذکور نے واپس آکر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول قبول ہو گا پس اگر وہ قسم کھا گیا اور مال جسمین سے نفقہ دیا گیا ہے وہ ودیعت تھا تو اسکو اختیار ہو گا چاہے عورت سے لے لے یا مستودع سے لے اور اگر مال مذکور قرضہ تھا تو اپنا مال وہ قرضدار سے لیگا پھر قرضدار اس عورت سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر شوہر نے واپس ہوکر گواہ دیے کہ مین اسکو طلاق دے چکا تھا اور اسکی عدت گذر چکی تھی تو عورت لینے والی ضامن ہو گی دینے والا ضامن نہو گا الا اس صورت مین کہ مرد غائب کے گواہون نے بیان کیا ہو کہ یہ دینے والا یہ جانتا تھا کہ اسپر طلاق پڑی اور عدت گذر گئی ہے یہ عتابیہ مین ہے اور اگر دینے والے نے کہا کہ مین ان دونون مین زوجیت قائم ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے آگاہ نہ تھا تو وہ ضامن نہو گا مگر اس سے قسم لیجائیگی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا یہ غایۃ السروجی مین ہے - اور اگر ودیعت و قرضہ دونون ہون تو پہلے ودیعت مین سے عورت کو نفقہ دینا شروع کرنا بہ نسبت قرضہ سے شروع کرنے کے بہتر ہے - اور جب قاضی نے مدیون یا مستودع کو حکم دیا کہ مال غائب سے اسکی عورت کو نفقہ دے پھر مستودع نے کہا کہ مال ودیعت غائب سے مین نے اسکو نفقہ دیدیا ہے تو اسکا قول قبول ہو گا اور اگر قرضدار نے ایسا دعوی کیا تو بدون گواہون کے اسکا قول قبول نہو گا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر مال ودیعت یا وہ مال جو شوہر کے گھر مین موجود ہے وہ عورت کے حق کی جنس سے نہو اسکے خلاف جنس ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسمین سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ کے واسطے فروخت کرے اور اسی طرح قاضی بھی اسمین سے کوئی چیز اسکے

نفقہ کے واسطے فروخت نہ کرائیگا اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہی اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی مزدوری کرایہ مین سے اس عورت کو نفقہ دیا جاسکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مرد مفقود بمنزلہ غائب کے ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور جس صورت مین قاضی کے واسطے روا ہی کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نفقہ کا حکم دیدے ایسی صورت مین خود عورت کے واسطے بھی روا ہی کہ بدون حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروف لے لے۔ اور اگر عورت نے قاضی سے اپنے نفقہ مقرر کرنے کی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ ہی پس اُسنے کہا کہ اس مال مین سے اس عورت کا نفقہ محسوب کیا جاوے تو شوہر کو ایسا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے نفقہ کا حکم دیدیا پھر اناج گران ہو گیا یا ارزان ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نفقہ سے عاجز ہوا تو اسکے باعث سے دونون مین تفریق نہ کیجائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اسپر قرضہ لیوے یہ کنز مین ہی۔ اور نفقہ دینے سے عاجز ہونا جب ہی ظاہر ہوگا کہ جب شوہر حاضر ہوا اور اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر بغیبت منقطعہ غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ چھوڑ گیا پس عورت نے یہ معاملہ قاضی کے حضور مین پیش کیا پس اسنے ایسے عالم سے فتوی طلب کیا جو نفقہ سے عاجز ہونے کے سبب سے تفریق کو جائز جانتا ہی پس اسکی تحریر پر قاضی نے دونون مین تفریق کر دی تو صحیح یہ ہی کہ اسکا حکم نفاذاً ٹھیک نہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اسنے اسکی اجازت دیدی تو اسکا حکم قضاءً بھی نافذ نہوگا یہی صحیح ہی اسواسطے کہ یہ حکم قضاءً مسئلہ مجتہد فیہ مین نہین ہی اسواسطے کہ ہمنے بیان کر دیا ہی کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہین ہوا ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے زمانہ گذشتہ کے نفقہ کی بابت مخاصمہ کیا قبل ازین کہ قاضی نے اُسکے واسطے کچھ مقدار کر دیا ہو یا کسی قدر پر باہم دونون راضی ہوئے ہون تو ہمارے نزدیک قاضی اسکے واسطے گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے قبل اسکے کہ قاضی اُسکے واسطے کچھ مفروض کرے یا دونون باہم کسی قدر پر راضی ہون اپنے شوہر پر قرضہ لیا اور اس سے کچھ اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو وہ اسکو اپنے شوہر سے نہین لے سکتی ہی بلکہ خرچ کرنے مین متطوعہ ہوگی خواہ شوہر غائب ہو یا حاضر ہو۔ اور اگر اُسنے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بعد اپنے مال سے خرچ کیا تو اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہی اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ بحکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے لیگا ہان فرق اسقدر ہوگا کہ اگر اُسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا ہی تو قرضخواہ کا مطالبہ خاصۃً اسی عورت سے ہوگا اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ اُسنے قرضہ لیا ہی اسکو اسکے شوہر سے طلب کرے اور اگر اُسنے قاضی کے حکم سے لیا ہی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قرضخواہ کو شوہر پر اُترا دے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کریگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے شوہر پر کچھ ماہواری مقرر کیا یا دونون خود کسی قدر مقدار معلوم پر ماہواری کے حساب سے راضی ہوئے پھر چند مہینہ گذر گئے اور شوہر نے اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر مر گیا یا عورت مر گئی تو ہمارے نزدیک یہ سب نفقہ ساقط ہو گیا اور اسی طرح اگر اس صورت مین اسکو طلاق دیدی تو بھی جو کچھ نفقات شوہر پر مجتمع ہوئے ہین بعد فرض قاضی کے سب ساقط ہو جاوینگے اور یہ سب اسوقت ہی کہ قاضی نے عورت کے واسطے نفقہ فرض کیا ہو اور اُسکے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے کی اجازت دی اور اُسنے قرضہ لیا پھر دونون مین سے ایک مر گیا تو یہ باطل نہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر مین ذکر فرمایا ہی اور یہی صحیح ہی۔ اور اسی طرح مسئلہ طلاق مین ایسا ہی جواب ہونا چاہیے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شوہر نے

عورت کو پیشگی نفقہ دیا پھر بیشتر خرچ ہونے سے پہلے دونون مین سے ایک مرگیا یا شوہر نے طلاق دیدی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ واپس نہوگا اگرچہ ویساہی قائم ہو اور اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور یہی حکم لباس مین ہی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُس نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے طلاق دی اور وہ عدت مین ہی پس شوہر اول نے اسکو اس عدت مین نفقہ دیا تاکہ بعد انقضاے عدت کے اُسکے ساتھ نکاح کرلے مگر اُسنے بعد عدت کے اس مرد سے نکاح نہ کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اسکو درم دیے ہین تو واپس لے سکتا ہی الا اگر بطور صلہ دیے ہین تو نہین واپس لے سکتا ہی اور انکے سواے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکو نفقہ دیا اور یہ شرط کرلی کہ تجھے نفقہ دیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھ سے بعد عدت کے نکاح کرلے پھر اُس نے عدت کے بعد اُس سے نکاح کیا یا نہ کیا بہرحال اسکو اختیار رہی کہ اپنا نفقہ اس سے واپس کرلے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کی ولیکن از روے دلالت یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ اُس نے اسی غرض سے دیا ہی تو بعض نے کہا کہ واپس نہین لے سکتا ہی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ ہر حال مین اسکو واپس لیگا اسواسطے کہ یہ رشوت ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر قاضی کو کسی عورت مدعیہ کے شوہر کی تنگی کا حال معلوم ہو تو قاضی اُسکو قید نہین کریگا یہ محیط مین ہی اور اگر قاضی کو اُسکی تنگی کا حال معلوم نہوا اور عورت نے درخواست کی کہ نفقہ کے واسطے یہ قید کیا جاوے تو پہلی مرتبہ قاضی اُسکو قید نہ کریگا بلکہ اسکو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دیا کرے اور اسکو آگاہ کردیگا اگر تو نے اسکو نفقہ نہ دیا تو مین تجھے قید کرونگا پھر اگر عورت دوسری بار یا تیسری بار نالشی ہوئی تو قاضی اُسکے شوہر کو قید کریگا- اور اسیطرح نفقہ کے سواے اور قرضہ مین بھی یہی حکم ہی- اور جب قاضی نے اسکو دو یا تین مہینہ قید کیا تو اسکا حال دریافت کرائیگا اور بعض جگہ چار مہینے لکھے ہین اور صحیح یہ ہی کہ کوئی مدت مقرر نہین ہی بلکہ قاضی کی راے پر ہی اگر اُسکی راے مین آیا کہ اگر اسکا کچھ مال ہوتا تو ضرور تنگ ہوکر قرضہ ادا کردیتا پس اسکی راہ چھوڑدیگا مگر طالب قرضہ کو اس امر سے ممانعت نہ کریگا کہ جہان چاہے اسکے ساتھ رہے بلکہ قرضخواہ کو اختیار رہی کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ جاوے مگر یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو کسی جگہ بٹھلا رکھے اور نیز اسکو تصرفات سے منع نہین کرسکتا ہی- اور اگر قرضدار محبوس غنی ہو تو اسکو رہا نہ کریگا یہانتک کہ وہ قرضہ ادا کرے یا نفقہ ادا کرے الا برضامندی طالب کہ اگر طالب رضامند ہوجاوے کہ یہ رہا کیا جاوے تو اُسکو رہا کردیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر حاکم نے شوہر پر نفقہ مقرر کردیا پھر اُسنے دینے سے انکار کیا حالانکہ وہ آسودہ حال ہی اور عورت نے اُسکے قید کیے جانے کی درخواست کی تو قاضی اُسکو قید کرسکتا ہی ولیکن اُسکو اول ہی مرتبہ مین قید نہ کرنا چاہیے بلکہ دو بار یا تین بار تک تاخیر دیگا اور ہر بار جب اُسکے حضور مین پیش ہوگا تو اسکو ملامت کریگا اور دھمکا دیگا پھر اگر اُسنے نہ دیا تو مثل اور قرضون کے اب اُسکو قید کریگا یہ بدائع مین ہی- اور جب شوہر قید کیا گیا تو نفقہ اسکے ذمہ سے ساقط نہوگا بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اسپر قرضہ لے حتی کہ اسکا مال ظاہر ہونے پر یہ مال مقروضہ اُس سے لیا جاویگا- اور اگر شوہر نے قاضی سے کہا کہ اس عورت کو بھی میرے ساتھ قید کر کہ میرے قیدخانہ مین ایک جگہ خلوت کی ہی تو قاضی اس عورت کو قید نہ کریگا ولیکن عورت مذکورہ اپنے شوہر کے گھر مین کردیجائیگی اور شوہر اُسکے واسطے قید کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور جب شوہر نفقہ کے واسطے قید کیا گیا تو جو مال اسکا از جنس نفقہ ہو وہ قاضی اس عورت کو بدون رضامندی اُسکے شوہر کے دیدیگا یہ بالاتفاق ہی اور جو مال خلاف جنس نفقہ سے ہو اُسکو شوہر کی طرف سے فروخت نہ کرائیگا بلکہ شوہر کو حکم دیگا کہ

خود فروخت کرے اور یہی حکم باقی قرضون مین ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ قاضی اسکی طرف سے فروخت کردیگا اور یہ بیع اسپر نافذ ہو گی یہ بدائع مین ہی۔ اور بنا بر قول صاحبین رح کے جبکہ قاضی کو اس محبوس شوہر کے مال کی بیع کا اختیار حاصل ہوا تو قاضی پہلے عروض سے شروع کریگا پس اگر عروض کا ثمن ادا ے نفقہ و قرضون کے واسطے کافی نہوا تو پھر بیع عقار شروع کریگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک مرد کا ایک ہی عمامہ ہی تو وہ نفقہ کے واسطے اسکے فروخت پر مجبور نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ قرضدار جیسے اور قرضون مین اپنے تن کے کپڑے فروخت کرنے پر مجبور نہین کیا جاتا ہی ایسے ہی دین کے نفقہ کے واسطے بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دونون نے قاضی کے نفقہ مقرر کردینے کے وقت سے جسقدر مدت گذری ہی اسکی مقدار مین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ عورت کے اولی ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کردیا گیا اور عورت کا کچھ مہر بھی شوہر پر باقی ہی پھر شوہر نے اسکو کچھ دیا پھر دونون نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ یہ مہر مین سے دیا ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ یہ نفقہ مین تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ دی ہوئی چیز ایسی ہو کہ عادت کے موافق مہر مین دیجاتی ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ عادت کے موافق مہر مین نہین دیجاتی ہی جیسے ایک پیالہ کھیر و گردہ روٹی اور ایک طباق فواکہ وغیرہ ایسی چیزین تو شوہر کا قول قبول نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دونون نے اس چیز کی مقدار و جنس مین اختلاف کیا جسپر صلح واقع ہوئی یا جسکا حکم دیا گیا ہی نفقہ مین تو قول شوہر کا اور گواہ عورت کے قبول ہونگے۔ اور اگر عورت کو ایک کپڑا بھیجا پس عورت کہتی ہی کہ وہ ہدیہ تھا اور مرد کہتا ہی کہ وہ کپڑا اسمین سے ہی جو مجھپر عورت کے واسطے واجب ہی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے ہدیہ بھیجا ہی تو گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مرد کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوے کے دوسرے کے اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو بھی شوہر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے درم بھیجے ہون پس مرد نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو نفقہ دیا ہی اور عورت نے انکار کیا تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے دعوے کیا کہ میرا شوہر مجھسے غائب ہونا چاہتا ہی اور درخواست کی کہ نفقہ کا کفیل دلایا جاوے تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہی کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی۔ اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ ایک مہینہ کے نفقہ کے لیے استحسانا کفیل لیا جاوے اور اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سفر مین ایک مہینہ سے زیادہ رہیگا تو ایک مہینہ سے زیادہ کے واسطے کفیل لیا جائیگا یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ ایک مرد نے دوسرے کی جورو کے واسطے دوسرے کی طرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کرلی تو فرمایا کہ نفقہ کی ضمانت باطل ہی الا آنکہ ماہواری کوئی مقدار معلوم بیان کی ہو اور اسکے معنی یہ ہین کہ شوہر و جورو دونون کسی قدر نفقہ ماہواری پر باہم رضامند ہوگئے پھر ضامن نے ضمانت کی تو روا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت کے واسطے کوئی شخص ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل ہوگیا تو فقط ایک ہی مہینہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اگر کفیل نے کہا کہ مین نے تیرے شوہر کی طرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کی تو سال بھر کے نفقہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تیرے واسطے ہمیشہ کے واسطے یا جبتک مین زندہ رہون نفقہ کی کفالت

کی تو وہ اسوقت تک کیواسطے کفیل ہوگا جبتک یہ عورت اس مرد کے نکاح مین ہو جسکی طرف سے کفالت کی ہو۔ اور اگر کفیل نے ایک مہینہ یا ایک سال کے نفقہ کی کفالت کی پھر عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دیدی تو نفقہ عدت کے واسطے کفیل ماخوذ رہیگا۔ ایک مرد کو اسکی جورو قاضی کے پاس نفقہ کی نالش مین لیگئی پس شوہر کے باپ نے کہا کہ مین تجھے نفقہ دیتا ہون پس باپ نے سو درم اُسکو دیے پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو شوہر کے باپ کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت کو نفقہ مین دیا ہو وہ اُس سے واپس لے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے نفقہ سے بری کر دیا باین طور کہ کہا کہ تو میرے نفقہ سے ہمیشہ کے واسطے بری ہی جبتک مین تیری جورو ہون پس اگر قاضی نے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ مقدر و مفروض نہ کیا ہو تو یہ برارت باطل ہی اور اگر قاضی نے اسکے واسطے ماہواری نفقہ مثلاً دس درم مقرر کر دیے ہون تو ماہ اول کے نفقہ سے برارت صحیح ہوگی اور اس مہینہ کے سواے اور مہینون کے نفقہ کی برارت درست نہوگی۔ اور اگر فرض قاضی کے بعد ایک مہینہ ٹھہر کر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے پچھلے اور اگلے زمانہ کے نفقہ سے بری کیا تو گذشتہ ایام کے نفقہ سے اور اگلے ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا اور اس سے زیادہ سے بری نہوگا یہ فتاوے کبریٰ مین ہی۔ اور ایسا ہی تجنیس و مزید مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے ایک سال کے نفقہ سے بری کیا تو فقط ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا لیکن اگر اسکے واسطے سالانہ نفقہ مقرر کیا گیا ہو تو ایکسال بھر کے نفقہ سے بری ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفقہ سے ماہواری تین درم پر صلح کر لی تو جائز ہی اور نفقہ سے صلح کے جنس مسائل مین اصل یہ ہی کہ جب جورو و مرد کے درمیان نفقہ سے صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز پر نفقہ مقرر و مفروض کرنا روا ہی تو یہ صلح ان دونون مین یون اعتبار کیجائیگی کہ گویا تقدیر و فرض نفقہ ہی اور معاوضہ اعتبار نہ کیجائیگی خواہ یہ صلح ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ ہنوز قاضی نے اسکے واسطے کوئی نفقہ مفروض و مقدر نہین کیا ہی یا خود دونون کسی قدر ماہواری پر راضی نہین ہوئے ہین اور خواہ ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ قاضی اسکے واسطے کچھ نفقہ مفروض و مقدر کر چکا ہی یا خود دونون کسی قدر ماہواری پر راضی ہو چکے ہین۔ اور اگر صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز کے ساتھ شوہر پر نفقہ مقدر و مفروض کرنا روا نہین ہی جیسے صلح ایک غلام پر یا ایک کپڑے پر واقع ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر قاضی کی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقدر و مفروض کر لے اور نیز دونون کے کسی چیز ماہواری پر راضی ہونے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو بھی یہ تقدیر و فرض نفقہ اعتبار کیجائیگی۔ اور اگر یہ صلح بعد قاضی کے عورت کے واسطے نفقہ مقدر کر دینے یا بعد دونون کے باہمی ماہواری کسی قدر نفقہ پر راضی ہونے کے واقع ہوئی ہی تو یہ صلح دونون مین معاوضہ قرار دیجائیگی۔ اور تقدیر نفقہ اعتبار کرنے کا فائدہ یہ ہی کہ اسپر زیادتی یا اُس سے کمی جائز ہی پس اسی اصل پر اس جنس کے مسائل سب برآمد ہوتے ہین۔ اگر عورت نے تین درم ماہواری پر شوہر سے صلح کر لی پھر عورت نے کہا کہ اسقدر مجھے کافی نہین ہوتے ہین تو عورت کو اختیار ہی کہ شوہر سے مخاصمہ کرے یہانتک کہ شوہر اُسکی ماہواری مین اُسکی کفایت کے لائق بڑھا دے بشرطیکہ شوہر آسودہ حال ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر اپنے نفقہ سے صلح کر لی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر دینے کی طاقت نہین ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اسکو یہ سب پورے دینے پڑینگے اور کتاب مین فرمایا کہ الا اس صورت مین کہ قاضی اسکو اس سے بری کرے اور اسکے معنے یہ ہین کہ لیکن اگر

قاضی کو اسکا حال لوگون سے دریافت کرنے سے معلوم ہو جاوے کہ یہ اسقدر دینے کی طاقت نہین رکھتا ہی اور قاضی
اسمین سے کم کردے تو قاضی کم کرسکتا ہی اور کم کرکے اسپر اسی قدر لازم کردیگا جسقدر وہ اٹھا سکے - اور اگر مہینہ مین کچھ نہین
گذرا حتی کہ اُسنے عورت سے اس تین درم نفقہ سے ایسی چیز پر صلح کر لی کہ قاضی کو کسی حال مین جائز ہی کہ عورت کے نفقہ مین
اسکو مقرر کرے مثلاً اس تین درمون سے تین مختوم گندم پر جو معین ہین یا غیر معین ہین صلح کی تو یہ صلح تقدیر نفقہ اعتبار
کیجائیگی اور اگر ایسی چیز پر صلح کی کہ قاضی کو کسی حال مین روا نہین ہی کہ اُسکو عورت کے نفقہ مین مقرر کرے تو یہ دوسری
صلح معاوضہ قرار دیجائیگی - اور جو جواب ہم نے صلح از نفقہ مین ذکر کیا ہی اگر کپڑے سے صلح کی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی
اور اگر اپنی عورت کے لباس واجبہ سے درع یہودی یا چادر زطی یا شامی اوڑھنی پر صلح کر لی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور
اگر اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور کپڑا اسکو دیدیا تو جائز ہی پھر اگر اسکے بعد وہ کپڑا کسی
نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ صلح قاضی کی اُسکے واسطے ماہواری نفقہ فرض کردینے
یا باہمی قرارداد ماہواری نفقہ کے بعد اس نفقہ مفروضہ سے اس کپڑے پر صلح واقع ہوئی ہی تو عورت اپنے شوہر سے اس
حساب سے نفقہ لیگی جو قاضی نے اسکے واسطے مقدر کر دیا تھا یا خود دونون اسپر راضی ہوئے تھے - اور اگر
ابتدائے صلح و قرارداد اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت اس سے اس کپڑے کی قیمت لے لیگی - اور یہ مسئلہ نظیر اس
مسئلہ کی ہی کہ جب عورت کے نفقہ سے ایک خادم وسط پر صلح واقع ہوئی اور اُسکے واسطے کوئی میعاد نہین لگائی گئی یا کوئی
میعاد مقرر کی گئی پس اگر یہ صلح قبل قاضی کے نفقہ مقدر کردینے کے یا قبل باہمی رضامندی کے ہو تو جائز ہی اور اگر یہ
صلح بعد فرض قاضی یا باہمی رضامندی کے ہو تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی مرد کی دو عورتین ہون کہ ایک اُنمین
سے آزاد اور دوسری باندی ہو مگر باندی کے واسطے اُسکے مولی نے ایک جگہ علیحدہ رہنے کو دی ہی پھر مرد مذکور نے
دونون سے دونون کے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ باندی کے واسطے آزاد سے زیادہ اس صلح مین قبول کیا تو یہ جائز
ہی اور اگر اس باندی کے مولے نے اسکے واسطے کوئی جگہ رہنے کو نہ دی ہو اور اُسنے اپنے شوہر سے اپنے نفقہ سے
صلح کر لی تو یہ صلح جائز نہین ہی اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ یہ نفقہ یعنی مال صلح اس سے واپس کر لے اور اسیطرح اگر دو نے
اپنی جورو سے اسکے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ دونون کا نکاح فاسد ہی تو بھی نہین جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر عورت
نے شوہر سے خرچ کھانے و کپڑے سے زیادہ مقدار پر صلح کی پس اگر زیادتی صرف اسی قدر ہی کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین
اتنا خسارہ اُٹھاتے ہین تو صلح جائز ہوگی اور اگر خسارہ اسقدر ہی کہ اندازہ کرنے والون کے اندازہ سے زائد ہی یعنی لوگ
اپنے اندازہ مین اتنا خسارہ نہین اٹھاتے ہین تو زیادتی باطل ہوگی اور شوہر پر نفقہ مثل واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اگر
غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا تو اُسکا نفقہ اس غلام پر واجب ہوگا کہ درصورت نہ ادا ہونے
کے وہ بار بار فروخت کیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - مگر مولی کو یہ اختیار ہی کہ اسکے فدیہ مین خود مال دیدے اور
اسکو فروخت سے بچالے اور اگر غلام مذکور مرگیا تو نفقہ بھی ساقط ہوگیا اور اسیطرح اگر قتل کیا گیا تو بھی صحیح قول کے موافق نفقہ
ساقط ہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو عورت کا نفقہ اس مدبر
کی کمائی سے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب کا ہی جب تک وہ کتابت سے عاجز نہو جاوے اور اگر عاجز ہوگیا تو نفقہ
کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسے غلامون نے بغیر اجازت اپنے مولی کے نکاح کر لیا تو اُنپر نفقہ و مہر کچھ واجب

ہنوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر انمین سے کوئی آزاد ہو گیا تو جسوقت سے آزاد ہوا ہی اسوقت سے اسکا نکاح جائز ہو گیا اور اسپر مہر واجب ہوگا اور آیندہ سے نفقہ بھی واجب ہوگا اور جس غلام مین سے کچھ ٹکڑا آزاد ہو گیا ہو وہ امام اعظم رح کے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اپنی باندی سے بیاہ دیا تو اس باندی کا نفقہ مولی پر ہوگا خواہ اسکے واسطے علیحدہ مکان مقرر کر دیا ہو یا نہین یہ کافی مین ہی - اور اگر مولی نے کہا کہ مین اس باندی کو نفقہ نہ دونگا تو وہ اسکے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر اپنی دختر کو اپنے غلام کے ساتھ بیاہ دیا تو دختر کا نفقہ غلام پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی - منکوحہ عورت اگر باندی ہو پس اگر باندی کے مولے نے اسکے واسطے کوئی مکان رہنے کا مقرر کر دیا ہو تو اسکے واسطے نفقہ واجب ہوگا ورنہ نہین اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد کا ہی - اور رہنے کو جگہ دینے کے یہ معنی ہین کہ مولے نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کر دیا - اور اگر مولی نے باندی کے واسطے رہنے کا مکان دیدیا پھر مولی کی رائے مین آیا اور بعد لحت وقت معلوم ہوئی کہ اس باندی سے خدمت لیا کرے تو مولی کو اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور جبتک مولی اس سے خدمت لے تب تک کی مدت کا نفقہ شوہر پر واجب نہوگا - اور اسی وقت سے نفقہ ساقط ہو جائیگا اور اگر مولی نے اسکو اسکے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ خود بدون مطالبہ مولی کے کسی کسی وقت آکر مولی کی خدمت کرتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا نفقہ ساقط نہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر وہ کسی وقت مولی کے یہان آئی اور مولی گھر مین نہین ہی پھر مولی کی اہلخانہ نے اس سے خدمت لی اور اسکو اپنے شوہر کے یہان واپس جانے سے روکا تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہی - اور مکاتبہ باندی نے اگر مولی کی اجازت سے نکاح کر لیا تو وہ مثل حرہ کے ہی کہ اسکے حق مین نفقہ واجب ہونے کے لیے مولی کے رہنے کی جگہ دینے کی ضرورت نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور وہ تمام دن اپنے مولی کے کار خدمت مین رہتی ہی اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہی تو فرمایا کہ دن کا نفقہ مولی پر اور رات کا نفقہ اسکے شوہر پر واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ مین یتیمیہ سے منقول ہی اور اگر غلام یا مکاتب یا مدبر نے اپنے مولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد کے نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا خواہ عورت یعنے اولاد کی مان آزادہ ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد یا مکاتبہ پھر اگر یہ عورت مکاتبہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتبہ پر لازم ہوگا اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو انکی اولاد مثل انکے ہوگی کہ اولاد کا نفقہ بھی انکے مولی پر واجب ہوگا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اولاد کا نفقہ اسکے مولی پر لازم ہوگا - اور اگر عورت آزادہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی عورت پر واجب ہوگا اگر اسکے پاس مال ہو اور اگر اسکا مال نہو تو نفقہ اولاد کا ان لوگون پر ہوگا جو اس اولاد کے وارث ہون پس جو سب سے زیادہ قریب ہو پہلے اسپر پھر دوسرون پر علی الترتیب لازم ہوگا - اسی طرح آزاد مرد نے اگر کسی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو ایسی صورت مین اولاد کا وہی حکم ہی جو غلام و مدبر و مکاتب کی صورت مین بیان ہوا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر باندی یا ام ولد یا مدبرہ کا مولی فقیر ہو کہ اولاد کو نفقہ نہ دے سکے اور اس اولاد کا باپ غنی ہی پس آیا باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے تو اسمین تفصیل ہی کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر مدبرہ یا ام ولد سے اولاد ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے یہ محیط مین ہی - پھر اس اولاد کا باپ جو کچھ انکے نفقہ مین خرچ

کریگا وہ عورت کے مولے سے واپس لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی باندی اور اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر اس عورت کو اسی مکاتب سے بیاہ دیا پھر اسکے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس ولد کا نفقہ اسکی مان پر ہوگا باپ پر نہوگا بخلاف اسکے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے وطی کی اور اس سے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نفقہ مکاتب پر ہوگا۔ اور اگر مکاتب نے کسی کی باندی سے نکاح کیا پھر اس سے اولاد ہوئی یا نہوئی یہان تک کہ مکاتب نے اس باندی کو خود خرید لیا پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور خاوند پر اپنی زوجہ کے واسطے لباس موافق عرف کے اسقدر واجب ہوتا ہی کہ جو اسکے لیے جاڑے و گرمی مین لائق ہی یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہی اور سال مین دوہی دفعہ کپڑا مفروض کیا جائیگا یعنی ہر شش ماہی مین ایک مرتبہ موافق مفروض کے دیوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت کے واسطے چھ مہینہ کی مدت کے لیے کپڑا مفروض کردیا گیا تو اب اسکے سوائے اسکے لیے نہوگا یہانتک کہ یہ مدت گذر جاوے اور اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے یہ کپڑے پھٹ گئے پس اگر ایسی حالت ہو کہ اگر وہ بطور معتاد پہنتی تو نہ پھٹتے تو شوہر پر کچھ واجب نہوگا ورنہ اور واجب ہونگے۔ اور اگر چھ مہینہ کی مدت کے بعد ہی کپڑے باقی رہے پس اگر اسوجہ سے باقی رہے کہ عورت نے دوسرون کے کپڑے پہنے یا ایک روز پہنے دوسرے روز نہ پہنے یا بالکل نہین پہنے تو اس صورت مین عورت کے واسطے دوسرے کپڑے مفروض کیے جاوینگے ورنہ نہین یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر نفقہ و لباس ضائع ہوا یا چوری گیا تو بدون فصل گذرنے کے جدید نفقہ و لباس مفروض نہ کیا جائیگا بخلاف ایسی قرابت دار مرد و عورتون کے جنکا کھانا کپڑا مرد پر واجب ہوتا ہی کہ انکے کھانے کپڑے مین ایسی صورت مین یہ حکم نہین ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور نیز شوہر پر واجب ہی کہ اپنی استطاعت کے موافق عورت کے بیٹھنے کو فرش دے چنانچہ اگر شوہر مالدار ہی تو اسپر جاڑون مین طنفسہ اور گرمیون مین نطع واجب ہی مگر یہ دونون بدون بوریا بچھائے نہین بچھائے جاوینگے اور اگر فقیر ہی تو گرمیون مین بوریا اور جاڑون مین نمدا دیوے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور کتاب مین فرمایا کہ جس صورت مین قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مفروض کریگا اس صورت مین خادمہ کا لباس بھی مفروض کریگا پس خادمہ کا لباس تنگدست آدمی پر جاڑون مین بہت سستی کرباس کی قمیص اور ازار اور چادر ہی اور گرمیون مین ایسے ہی قمیص و ازار ہی اور خوشحال آدمیون پر جاڑون مین زطی قمیص اور کرباس کی ازار اور سستی سی چادر ہی اور گرمیون مین اُسکے مثل ہی پس جاڑون مین اسکے واسطے لباس بہ نسبت گرمیون کے زیادہ مفروض کریگا پھر واضح ہو کہ عورت کی خادمہ کے واسطے اوڑھنی مفروض نہین کی۔ اور کتاب مین فرمایا کہ عورت کی خادمہ کے واسطے مکعب یا موزہ جو اسکو کافی ہو لازم ہی۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ امام محمدؒ نے خادمہ کے واسطے جسطرح لباس وغیرہ بیان فرمایا ہی یہ اپنے ملک کے عرف و زمانہ کے موافق ذکر فرمایا ہی اور چونکہ بعضے ملک مین بہ نسبت دوسرے ملک کے جاڑے و گرمی مین زیادتی و کمی کی راہ سے فرق ہوتا ہی اور نیز عادت ہر ملک و زمانہ کی مختلف ہوتی ہی لہذا اسمین بوجوہ مذکورہ اختلاف ہوگا پس قاضی پر لازم ہی کہ خادمہ کے نفقہ و لباس مین ہر ملک و زمانہ کے اعتبار سے اسقدر مفروض کرے جو اسکو کافی ہو مگر یہ ضرور ہی کہ خادمہ کا لباس عورت کے لباس کے برابر نہوگا یہ محیط مین ہی۔ فصل دوم سکنی کے بیان مین۔ قال المترجم سکنی سے مراد یہ ہی کہ عورت کے رہنے کا ٹھکانا اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرے اور اسکی تفصیل کتاب مین ہی کما قال المترجم پس

عورت کے واسطے سکنیٰ ایسے مکان مین جو شوہر کے اہل و عورت کے اہل سے خالی ہو واجب ہے لیکن اگر عورت ان لوگون مین رہنا پسند کرے تو ہو سکتا ہے یہ عینی شرح کنز مین ہے - اور اگر عورت کو ایسے مکان مین رکھا کہ اسکے ساتھ کوئی نہین ہے پس عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ میرا شوہر مجھے مارتا اور ایذا دیتا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکو حکم کرے کہ مجھے صالح نیکوکار لوگون کے بیچ مین لیکر رہے کہ جو انکی نیکی و بدی کو پہچانین - پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ بات یہی ہے جو یہ عورت کہتی ہے تو اُسکے شوہر کو زجر کریگا اور اس تعدی سے اسکو منع کر دیگا - اور اگر اسکو یہ بات معلوم نہو تو دیکھے کہ اگر اُس گھر کے پڑوسی لوگ پرہیزگار ہون تو اُسکو وہین رکھیگا مگر پڑوسیون سے دریافت کریگا کہ اس مرد کی کیا حرکتین ہین پس اگر ان لوگون نے وہی بیان کیا جو عورت نے کہا ہے تو اس مرد کو زجر کریگا اور اسکو عورت کے حق مین تعدی کرنے سے منع کریگا اور اگر ان لوگون نے بیان کیا کہ وہ اسکو ایذا نہین دیتا ہے تو اسکو وہین چھوڑ دیگا اور اگر اسکے پڑوسیون مین کوئی ایسا نہو جسپر اعتبار کیا جاوے یعنی ثقہ نہو یا ایسے لوگ ہون کہ وہ شوہر کی جانب داری کرتے ہین تو قاضی اس مرد کو حکم دیگا کہ پرہیزگار لوگون مین اس عورت کو لیکر بود و باش اختیار کرے اور لوگون سے دریافت کریگا اور انکی خبر پر اس کام کا عمل درآمد کریگا یہ محیط مین ہے - ایک عورت نے اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے انکار کیا یا شوہر کے قرابتیون مثل شوہر کی مان وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا پس اگر اس دار مین بیوت ہون اور شوہر نے اس عورت کے واسطے ایک بیت خالی کر دیا ہو اور اسکا دروازہ علیحدہ کر دیا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر سے دوسرے بیت کا مطالبہ کرے اور اگر اس دار مین فقط ایک ہی بیت ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مین تیری باندی کے ساتھ نہ ہونگی تو اسکو یہ اختیار نہین ہے اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ مین تیری ام ولد کے ساتھ نہ ہونگی تو بھی اسکو یہ اختیار نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور برہان الائمہ نے اسی پر فتوے دیا ہے یہ جنیر کردری مین ہے - اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے گھر مین عورت کے پاس اسکے باپ کو یا مان کو یا کسی اسکے ذی رحم محرم قرابت دار کو نہ آنے دے تو علما نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکے والدین کو اُسکے دیکھنے کو آنے دینے سے منع نہین کر سکتا ہے ہان اسکے پاس رہنے سے منع کر سکتا ہے اور اسیکو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی فتاویٰ قاضیخان اور بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کے واسطے جانے سے منع نہین کر سکتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے - اور آیا سوائے والدین کے اور دن کی زیارت سے منع کر سکتا ہے تو بعض نے فرمایا کہ ذی رحم محرم کو ہر مہینہ ایکبار زیارت سے منع نہین کر سکتا ہے اور مشائخ بلخ نے کہا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت سے منع نہین کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے اور اسی طرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنی محارم مثل خالہ و پھوپھی و بہن کی زیارت کے واسطے جاوے تو اسمین بھی ایسے ہی اقوال ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور شوہر کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکے والدین کو اور اسکے فرزند کو جو دوسرے شوہر سے ہے اور اُسکے اہل کو اسکی طرف دیکھنے اور اُس سے کلام کرنے سے جب وہ لوگ چاہین منع کرے یہ ہدایہ مین ہے - مجموع النوازل مین ہے کہ اگر عورت قابلہ ہو یا غسالہ[نہلانے والی ۱۲] ہو یا اُس عورت کا دوسرے پر کچھ حق آتا ہو یا اسپر دوسرے کا کچھ حق آتا ہو تو باجازت و بغیر اجازت نکل سکتی ہے اور حج کا بھی یہی حکم ہے اور سوائے اسکے اجنبیون کی زیارت یا اُن کی عیادت یا ولیمہ کے واسطے شوہر اسکو اجازت نہ دے اور نہ وہ نکلے - اور اگر شوہر نے اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونون گنہگار ہونگے اور عورت کو حمام مین داخل ہونے سے ممانعت کرے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر عورت کو مجلس وعظ مین جو بدعت سے

خالی ہو جانے کی اجازت دی تو کچھ مضائقہ نہیں ہی- اور عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر نہ کرے اگرچہ وہ خصی ہو اور نہ اپنے مجوسی پسر کے ساتھ اور نہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے زمانہ میں اور نہ دوسری عورت کے اور نہ ایسے لڑکے محرم کے ساتھ جو بالغ نہیں ہی الا آنکہ یہ لڑکا قریب بہ بلوغ یعنی بارہ تیرہ برس کا ہو- اور صغیرہ لڑکی جو غیر مشتہاۃ ہو وہ بلا محرم سفر کر سکتی ہی- اور عورت اپنی دختر کے خاوند کے ساتھ اور اپنے شوہر کے پسر کے ساتھ اور اپنی ماں کے خاوند کے ساتھ سفر کر سکتی ہی یہ وجیز کردری میں ہی- اور عورت کو یہ اختیار نہیں ہی کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بدون اسکی اجازت کے دیدے اور نہ سوائے فریضہ رمضان کے روزے رکھ سکتی ہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی- تیسری فصل نفقہ عدت کے بیان میں- جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ نفقہ و سکنی کی مستحق ہی خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ یا تین طلاق ہوں خواہ عورت حاملہ ہو یا نہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہی- اصل یہ ہی کہ فرقت ہرگاہ از جانب شوہر ہو تو عورت کو نفقہ ملیگا اور اگر از جانب عورت ہو پس اگر بر حق ہو تو بھی نفقہ ملیگا اور اگر بمعصیت ہو تو اسکو نفقہ نہ ملیگا اور اگر عورت کے سوائے غیر کی جہت سے کوئی بات پیدا ہونے سے فرقت واقع ہوئی تو عورت کو نفقہ ملیگا پس ملاعنہ عورت کو نفقہ و سکنی ملیگا اور جو عورت بسبب خلع و ایلاء کے بائنہ ہوئی یا بسبب شوہر کے مرتد ہو جانے کے یا اس سبب سے کہ شوہر نے اسکی ماں سے جماع کر لیا اور وہ بائنہ ہو گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہو گی اور اسی طرح عنین کی عورت نے اگر فرقت کو اختیار کیا تو مستحق نفقہ ہی- اور اسی طرح مدبرہ و ام ولد اگر کسی کے نکاح میں ہوں اور وہ آزاد کی گئیں اور فرقت کو اختیار کیا حالانکہ مولی نے انکے واسطے شوہر کے ساتھ رہنے کو جگہ دیدی تھی اور اپنی خدمت لینے سے الگ کر دیا تھا تو یہ بھی مستحق نفقہ ہونگی اور تیز صغیرہ نے بعد بلوغ کے اُسنے فرقت کو اختیار کیا یا بسبب غیر کفو ہونے کے بعد دخول کے فرقت واقع ہوئی تو وہ بھی مستحق نفقہ ہو گی یہ خلاصہ میں ہی اور اگر عورت مرتد ہو گئی یا اسنے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت کی یا شہوت سے اسکو چھوا تو استحساناً اسکو نفقہ ملیگا مگر سکنی کی مستحق ہو گی اور اگر زبردستی اُسکے ساتھ ایسا کیا گیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق ہو گی یہ بدائع میں ہی پھر اگر مرتدہ مسلمان ہو گئی اور ہنوز عدت باقی ہی تو اسکے واسطے نفقہ نہوگا بخلاف اسکے اگر عورت نے نشوز کیا پس مرد نے اسکو طلاق دیدی پھر اُسنے نشوز کو ترک کیا تو اسکو نفقہ ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہی- اور اصل اس باب میں یہ ہی کہ ہر عورت جسکا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل نہیں ہوا[یعنے عدت میں] پھر عدت میں عورت کی طرف سے کسی عارضہ کی وجہ سے باطل ہوا پھر عدت میں وہ عارضہ برطرف ہو گیا تو اسکا نفقہ عود کریگا اور جس عورت کا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل ہوا ہی تو پھر عدت میں اسکا نفقہ عود نہیں کریگا اگرچہ سبب فرقت زائل ہو جاوے یہ بدائع میں ہی- اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں پھر وہ مرتد ہو گئی نعوذ باللہ منہا تو اسکا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر نفس ردت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہ قید کیجاویگی یہانتک کہ توبہ کرے پس وہ شوہر کے گھر میں نہو گی پس نفقہ نہ ملیگا چنانچہ اگر وہ مرتد ہوئی اور ہنوز قید نہیں کی گئی بلکہ شوہر کے گھر میں ہی تو اسکو نفقہ ملیگا- اور اگر قید خانہ میں توبہ کر کے اپنے شوہر کے گھر میں آ گئی تو اسکو عدت کا نفقہ ملیگا کیونکہ عارض زائل ہو گیا یعنے قید جاتی رہی اور یہ اسوقت ہی کہ تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ ہو- اور اگر طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور وہ مرتد ہو گئی خواہ قید کی گئی یا نہیں تو اسکو نفقہ نہ ملیگا یہ کافی میں ہی- اور اگر عورت نے عدت میں اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت کی یا شہوت سے اسکو چھوا پس اگر وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو اسکا نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر طلاق بائنہ کی عدت میں ہو یا بغیر طلاق کے فرقت واقع ہونے کی عدت میں ہو تو اسکو

نفقہ و سکنی ملیگا بخلاف اسکے اگر عدت مین مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر عود کرکے مسلمان ہوئی یا قید کرکے لائی گئی خواہ آزاد کی گئی یا نہین تو اسکو نفقہ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور جسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا ہو اسکے واسطے نفقہ نہین ہی خواہ وہ حاملہ ہو یا نہو۔ اور اگر ام ولد ہو اور وہ حاملہ ہو تو اسکو میت کے تمام مال سے نفقہ ملیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پھر وہ اسوجہ سے قید کی گئی کہ اسپر کسی کا حق آتا ہی تو اسکا نفقہ عدت ساقط ہو جائیگا اور معتدہ اگر اپنے عدت کے مکان مین برابر نہین رہتی ہی بلکہ کبھی رہتی ہی اور کبھی خارج ہو جاتی ہی تو وہ نفقہ کی مستحق نہو گی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت کو طلاق دیدی درحالیکہ وہ ناشزہ تھی تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے شوہر کے گھر مین چلی آوے اور اپنا نفقہ عدت لیا کرے۔ اور اگر معتدہ کی عدت کو طول ہوگیا بسبب اسکے کہ حیض بند ہو گیا ہی تو اسکو برابر نفقہ ملیگا یہانتک کہ وہ آئسہ ہو جاوے اور اسکی عدت مہینوں کے شمار سے گذر جاوے۔ اور اگر عورت نے حیض کے شمار سے عدت گذرنے سے انکار کیا تو قسم سے عورت ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اسنے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کیا ہی تو اسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پس اسنے دعوی کیا کہ وہ حاملہ ہی تو اسکو وقت طلاق سے دو برس تک نفقہ ملیگا پھر اگر دو برس گذر گئے اور وہ نہ جنی اور اسنے کہا کہ میرا گمان تھا کہ مین حاملہ ہون اور مین اتنی مدت تک حائضہ نہین ہوئی اور اسنے نفقہ طلب کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہانتک کہ حیض سے اسکی عدت گذر جاوے یا آئسہ ہو کر مہینوں سے اسکی عدت گذر جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر تینون مہینہ مین حائضہ ہوئی پھر از سر نو اسپر عدت بحساب حیض لازم ہوئی تو اسکو نفقہ عدت ملیگا۔ اور اسی طرح اگر قابل جماع صغیرہ کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تین مہینہ تک اسکو نفقہ دیا مگر وہ اخیر تین مہینوں کے اندر آخر مین حائضہ ہوئی پس اسپر از سر نو حیض کے شمار سے عدت واجب ہوئی تو برابر اسکو نفقہ دیگا یہانتک کہ اسکی عدت گذر جاوے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر حربی جورو و مرد دونون مین سے ایک مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آیا پھر دوسرا آیا تو جورو کو نفقہ نہ ملیگا جسطرح معتدہ عورت نفقہ کی مستحق ہوتی ہی ویسے ہی لباس کی بھی مستحق ہوتی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اس نفقہ مین اسقدر کا اعتبار ہی جو عورت کو کافی ہو جاوے اور وہ درمیانی درجہ کا نفقہ کافی ہی اور وہ مقدر نہین ہی اسواسطے کہ یہ نفقہ نظیر نفقہ نکاح ہی پس جو نفقہ نکاح مین معتبر ہی وہی اسمین بھی معتبر ہی۔ معتدہ نے اگر اپنے نفقہ کی بابت مخاصمہ نہ کیا اور قاضی نے اسکے واسطے کچھ مفروض نہ کیا یہانتک کہ عدت گذر گئی تو اسکے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے معتدہ عورت کے واسطے اسکی عدت مین اسکا نفقہ فرض کر دیا اور اسنے شوہر پر قرضہ لیا یا نہ لیا پھر قبل اسکے کہ وہ شوہر سے کچھ وصول کرے اسکی عدت گذر گئی پس اسنے اگر بحکم قاضی قرضہ لیا ہو تو اسقدر شوہر سے لے سکتی ہی اور اگر اسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا یا بالکل نہین لیا تو بعض نے فرمایا کہ نفقہ ساقط ہو گیا اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک مرد اپنی جورو سے غائب ہو گیا پس اسکی جورو نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اور دوسرے مرد نے اس سے دخول کر لیا پھر شوہر اول واپس آیا تو قاضی شوہر ثانی اور اس عورت مین تفریق کر دیگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر ایام عدت مین اسکے واسطے کچھ نفقہ نہ شوہر اول پر اور نہ شوہر ثانی پر کسی پر واجب نہوگا۔ ایک مرد نے بعد دخول کے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین اور اسنے قبل عدت گذرنے کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اس سے دخول

کر لیا پھر قاضی نے ان دونون مین تفریق کر دی تو امام اعظم رح کے قول مین اُسکے واسطے نفقہ وسکنی شوہر اول پر واجب ہوگا۔ اگر کسی مرد کی منکوحہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اُس نے اس سے دخول کیا پھر قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اُس نے دونون مین تفریق کر دی پھر شوہر اول کو معلوم ہوا اور اس نے عورت کو تین طلاق دیدین تو اس عورت پر ان دونون کی جہت سے عدت واجب ہوگی اور اسکے واسطے ان دونون مین سے کسی پر نفقہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو جو باندی ہے طلاق بائن دیدی در حالیکہ اسکا مولی اسکو اُسکے شوہر کے ساتھ جگہ دے چکا ہے کہ برابر اسکے ساتھ رہا کرے اور خدمت مولی نکرے یہانتک کہ اس باندی کے واسطے اپنے شوہر پر نفقہ واجب تھا پھر اس باندی کو اسکے مولی نے اپنی خدمت کے واسطے اس مکان سے نکال لیا تھا یہانتک کہ شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط ہوگیا تھا پھر چاہا کہ اسکو اپنے شوہر کے پاس بھیجدے تاکہ وہ نفقہ لے تو مولی کو ایسا اختیار ہے۔ اور اگر ہنوز مولی نے اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت نہین دی تھی کہ شوہر نے اسکو طلاق دی پھر مولی نے چاہا کہ عدت مین اسکو اپنے شوہر کے پاس کر دے تاکہ وہ نفقہ کی مستحق ہو تو نفقہ واجب نہوگا اور اصل اسمین یہ ہے کہ ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ واجب تھا پھر ایسی حالت ہوگئی کہ اسکے واسطے نفقہ نرہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر بروز طلاق تھی اسی حالت پر عود کر جاوے اور نفقہ لے۔ اور ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ نہ تھا تو اُسکے واسطے پھر نفقہ نہوگا سوائے ناشزہ کے یہ بدائع مین ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے مولی نے اسکو شوہر کے ساتھ مکان مین جگہ نہ دی تھی یعنی شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی تھی کہ مرد مذکور نے اسکو طلاق رجعی دیدی تو مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے کہے کہ تو کسی مکان کو لیکر اسکو اپنے ساتھ رکھ اور اسکو نفقہ دے۔ اور اگر طلاق بائن ہو تو مولی کو اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان تخلیہ کر دینے کا اختیار نہین ہے اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہین کر سکتی ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قبل طلاق بائن کے شوہر کے ساتھ جگہ دیے جانے کی مستحق نفقہ نہ تھی پس بعد طلاق بائن کے مستحق نفقہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی پھر مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اسکو کسی مکان مین رکھے اور اسکو نفقہ دے اسواسطے کہ اب وہ اپنے نفس کی مالک ہوگئی ہے اور اگر طلاق بائن ہو تو شوہر اُسکے ساتھ ایک گھر مین تخلیہ مین نہین رہ سکتا ہے اور وہ شوہر کو سکنی کے واسطے ماخوذ نہین کر سکتی ہے اور آیا نفقہ کے واسطے ماخوذ کر سکتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ نفقہ کے واسطے بھی مواخذہ نہین کر سکتی ہے اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو جو دوسرے کے نکاح مین ہے آزاد کر دیا تو اسکو عدت کا نفقہ نہ ملیگا اور اسیطرح اگر مولی مر گیا کہ وہ آزاد ہوگئی بسبب موت مولی کے تو میت کے ترکہ سے اسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اُسکے پیٹ سے مولی کا کوئی لڑکا ہو تو ام ولد کا نفقہ اس لڑکے کے حصہ سے ہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام خصاف رح نے اپنی کتاب النفقات مین فرمایا ہے کہ اگر کسی مرد کو اُسکی عورت قاضی کے پاس لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ مین اسکو ایکسال سے طلاق دے چکا ہون اور اسکی عدت اس مدت مین گذر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا تو قاضی اس مرد کا قول قبول نہ کریگا اور اگر اس مرد کے واسطے دو گواہون نے گواہی دی کہ جنکی عدالت کو قاضی نہین جانتا ہے تو اس مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر اگر گواہون کی تعدیل ہوگئی یا عورت نے اقرار کیا کہ اسکو تین حیض اسی سال مین

یعنی نفقہ عدت کا ۱۲

آگئے ہین تو عورت کے واسطے اس مرد پر کچھ نفقہ نہوگا پس اگر عورت نے اس سے کچھ نفقہ مین لیا ہو تو اسکو واپس دیگی یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر عورت نے کہا کہ مین اس سال مین حائضہ نہین ہوئی تو نفقہ کے واسطے قول عورت ہی کا قبول ہوگا پس اگر شوہر نے کہا کہ یہ مجھے خبر دے چکی ہو کہ میری عدت گذر گئی تو شوہر کا قول اُسکے نفقہ باطل کرنے کے حق مین قبول نہوگا یہ بدائع مین ہو- اور اگر دو گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے اپنی جورو کو تین طلاق دیدی ہین اور عورت طلاق کا دعوی کرتی ہو یا انکار کرتی ہو تو جب تک قاضی ان گواہون کی عدالت دریافت کرنے مین مشغول رہے تب تک مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کے پاس نہ جاوے اور اُسکے ساتھ خلوت نہ کرے مگر اس صورت مین قاضی اس عورت کو اُسکے شوہر کے گھر سے باہر نہ کریگا اسکو جامع مین صریح بیان فرمایا ہو لیکن یہ کریگا کہ اس عورت کے ساتھ ایک عورت امینہ رکھ دیگا تاکہ شوہر کو اُسکے پاس نہ آنے دے اگرچہ اسکا شوہر مرد عادل ہو اور اس صورت مین امینہ عورت کا نفقہ بیت المال سے ہوگا- اور اگر عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا حالانکہ یہ عورت کہتی ہو کہ مجھے اسنے طلاق دی ہو یا کہتی ہو کہ نہین دی ہو یا کہتی ہو کہ مین نہین جانتی ہون کہ مجھے طلاق دی ہو یا نہین تو اسمین دو صورتین ہین اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو قاضی اُسکے واسطے نفقہ کا حکم نہ دیگا اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہو تو قاضی اُسکے واسطے بمقدار نفقہ عدت کے حکم دیدیگا یہانتک کہ گواہون کا حال دریافت کرے پھر اگر گواہون کا حال دریافت ہونے مین دیر ہوئی یہان تک کہ عدت گذر گئی تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلا دیگا پھر بعد اسکے اگر گواہون کی تعدیل ہوگئی اور دونون مین تفریق کر دیگئی تو جو کچھ اُسنے نفقہ مین لیا ہو وہ اُسکے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہون کی تعدیل نہوئی تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہو اسکو واپس کر دینا واجب ہوگا یہ محیط مین ہو اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحت دیا ہو تو اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو جب تک گواہون کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اسکے واسطے کچھ نفقہ نہ دلایا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی مصلحت دیکھکر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یون کہنا چاہیے کہ اگر تو اسکی جورو ہو تو مین نے تیرے واسطے اس مرد پر ماہواری اس اس قدر مقرر کر دیا اور اسپر گواہ کر لے پھر اگر ایک مہینہ گذرا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہو اور گواہون کی تعدیل ہوگئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب لے لیگی جب سے اسکے واسطے قرض لیا گیا ہو- اور اگر شوہر نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اسپر گواہ قائم کیے تو بعد ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ اس مدت مستقدمہ تک کا نہوگا- دو بہنون مین سے ہر ایک دعوی کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھسے نکاح کیا ہو اور وہ انکار کرتا ہو پھر دونون نے نکاح و دخول کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہون کا حال دریافت کیا جاوے تب تک کے واسطے دونون کو ایک عورت کا نفقہ ملیگا امام خصاف نے اسکی تصریح کر دی ہو- ایک عورت نے اپنے شوہر سے ایک مہینہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہو تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی اور جو کچھ عورت نے لیا ہو وہ شوہر کو واپس کر دیگی یعنی شوہر اس سے لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہو-

فصل چہارم نفقہ اولاد کے بیان مین- صغیر اولاد کا نفقہ اُنکے باپ پر ہو کہ اسمین کوئی اسکے ساتھ شریک نہ کیا جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو- اگر صغیر بچہ دودھ پیتا ہوا ہو پس اگر اسکی ماں اُسکے باپ کے نکاح مین ہو اور یہ بچہ دوسری عورت کا دودھ لیتا ہو تو اسکی ماں اسکے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی- اور اگر بچہ مذکور دوسری عورت کا دودھ

نہین لیتا ہی تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اس صورت مین بھی ماں دودھ پلانے پر مجبور نکیجائیگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ مجبور کیجائیگی اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور اسی پر فتوی ہی۔ اور اگر باپ کا یا بچہ کا کچھ مال نہو تو اُسکی ماں اُسکے دودھ پلانے پر بالاجماع مجبور کیجائیگی کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہی اور درحالیکہ صغیر کی دودھ پلانے والی سوائے اُسکی ماں کے دوسری عورت ممکن ہو تو باپ پر اُسکا دودھ پلوانا یعنی با اجرت واجب ہی واجب ہی کہ جب صغیر کا کچھ مال نہو اور اگر ہوگا تو دودھ پلوائی کا خرچہ اسی صغیر کے مال سے دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ او صغیر کا باپ ایسی عورت دودھ پلائی کو تلاش کریگا جو صغیر کی ماں کے پاس دودھ پلایا کرے اور یہ اسوقت ہی کہ جب اسکی دودھ پلانے والی پائی جاوے یعنی ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو اسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اُسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی مگر اول قول کی طرف امام قدوری اور شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور دودھ پلائی سے اگر شرط نہ کر لی گئی ہو تو اسپر واجب نہین ہوگا کہ وہ بچہ کے ساتھ اسکی ماں کے گھر مین رہے درحالیکہ بچہ اُسوقت اُس سے مستغنی ہی۔ اور اگر دودھ پلائی نے اس امر سے انکار کیا کہ اسکی ماں کے پاس دودھ پلاوے اور عقد اجارہ مین یہ شرط نہین قرار پائی تھی کہ بچہ کی ماں کے پاس دودھ پلاویگی تو دودھ پلائی کو اختیار ہوگا کہ بچہ کو اپنے گھر لیجاوے اور وہین دودھ پلا دے یا کہے کہ بچہ کو اُسکی ماں کے گھر سے دروازے لاؤ کہ وہان دودھ پلا دے پھر اُسکی ماں کے پاس کر دیا جاوے۔ اور اگر باہم شرط کر لی ہو کہ دودھ پلائی اُسکو اُسکی ماں کے پاس دودھ پلا دیگی تو اس دودھ پلائی پر واجب ہوگا کہ جو اُسنے شرط کی ہی اُسکو وفا کرے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی کی باندی یا ام ولد اس سے بچہ جنی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے اسپر جبر کرے اسواسطے کہ اسکا دودھ اور اُسکے منافع اسی مولے کے ہین اور اگر مولی نے چاہا کہ بچہ کسی دوسری دودھ پلائی کو دے اور اُسکی ماں نے چاہا کہ خود دودھ پلا دے تو اختیار مولی کو ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ امام محمد سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے بچہ کے لیے ایک مہینے کے واسطے دودھ پلائی اجرت پر رکھی پھر جب مدت گذر گئی تو اُسنے دودھ پلائی کی نوکری سے انکار کیا حالانکہ یہ بچہ اسکے سوائے دوسری کا دودھ نہین لیتا ہی تو یہ عورت اجارہ باقی رکھنے اور نوکری کرنے پر مجبور کیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ یا اپنی معتدہ طلاق رجعی کو اسکے فرزند کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا تو نہین جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عدت مین اسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے پر اجارہ لیا تو وہ اجرت کی مستحق ہوگی یہ ابن زیاد کی روایت ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر مطلقہ رجعی کی عدت گذر گئی پھر اُسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر لیا تو جائز ہی۔ اور اگر بچہ کے باپ نے کہا کہ مین اس عورت کو اجارہ پر نہین مقرر کرتا ہون بلکہ دوسری دودھ پلائی لایا اور اس بچہ کی ماں اسی قدر اجرت پر راضی ہی حتی کہ جتنے پر یہ اجنبیہ راضی ہی یا بغیر اجرت راضی ہوئی تو بچہ کی ماں ہی دودھ پلانے کی مستحق ہوگی۔ اور اگر اسکی ماں نے زیادہ اجرت مانگی تو باپ اُسی سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے طفل کے دودھ پلانے کے واسطے جو دوسری جورو کے پیٹ سے ہی اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے دودھ پلائی کی اجرت سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر صلح حالت قیام نکاح یا طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو

جائز نہین ہی اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت مین ہو تو دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق جائز ہی
پھر اگر اُس نے کسی چیز معین پر صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی تو جائز نہین ہی الا آنکہ اُسی
مجلس مین یہ چیز اس عورت کو دیدے۔ اور ہر جس صورت مین کہ اجارہ نہین جائز ہوا اور نفقہ واجب ہوا ہی تو
شوہر کے مرجانے سے یہ اجرت ساقط نہوگی اسواسطے کہ یہ نفقہ نہین ہی اُجرت ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور دودھ چھوٹنے
کے بعد صغیر اولاد کا نفقہ قاضی اُنکے باپ پر بقدر اُسکی طاقت کے مقرر کریگا اور نفقہ اس اولاد کی مان کو دیا جائیگا
تاکہ اولاد پر خرچ کرے اور اگر مان عورت ثقہ نہو تو دوسری کسی عورت کو دیا جائیگا کہ وہ انپر خرچ کرے۔ ایک
عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی اور اُسکے پیٹ سے صغیر اولاد ہین پس اس عورت نے کہا کہ مین نے
ان اولاد کا پانچ مہینہ کا نفقہ وصول پایا ہی پھر اسکے بعد اس عورت نے کہا کہ مین نے بیس درم فقط وصول
پائے تھے حالانکہ ان اولاد کا نفقہ مثل پانچ ماہ کا سو درم ہین تو منتقی مین مذکور ہی کہ یہ اُنکے نفقہ مثل پر قرار دیا جائیگا
اور عورت کے اس قول کی کہ مین نے انکا نفقہ مثل نہین بلکہ فقط بیس درم وصول پائے ہین تصدیق نہ کیجائیگی
اور اگر عورت نے بعد اقرار وصول پانے نفقہ کے دعوے کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہوگیا تو اُنکے باپ سے انکا نفقہ مثل
پھر لیگی۔ ایک مرد تنگدست کا ایک لڑکا صغیر ہی پس اگر مرد مذکور کمائی کرنے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہوگا کہ کمائی
کرکے اپنے بچہ کو کھلاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مرد مذکور نے کمائی کرنے سے انکار کیا کہ کمائی
کرے اور انکو کھلاوے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور قید کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد مذکور
کمائی کرنے پر قادر نہو تو قاضی اُنکا نفقہ مفروض کرکے اُنکی مان کو حکم دیگا کہ بمقدار مفروضہ و مقدرہ قرض لیکر انپر
خرچ کرے پھر جب انکا باپ آسودہ حال ہو تو اُس سے واپس لے اور اسی طرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہی کہ فرزند
کا نفقہ دے سکتا ہی مگر وہ نفقہ دینے سے انکار کرتا ہی تو قاضی اس مرد پر نفقہ مقرر کردیگا پھر اولاد کی مان اس سے
اسقدر وصول کریگی۔ اور اسی طرح اگر قاضی نے اولاد کے باپ پر نفقہ مقرر کردیا مگر اس مرد نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ
دیا اور قاضی کے حکم سے اولاد کی مان نے قرضہ لیکر اُنپر خرچ کیا تو عورت مذکورہ اسقدر مال کو اولاد کے باپ سے
لے لیگی اور باپ اپنی اولاد کے نفقہ کے واسطے اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اگرچہ باقی قرضون کے واسطے قید نہ
کیا جائے اور اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ اُنکے باپ پر مقرر کردیا مگر مان نے اُنکے واسطے قرضہ نہ لیا اور بچون نے
لوگون سے بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کی تو عورت مذکورہ اُنکے باپ سے کچھ نہین لے سکتی ہی اور اگر اولاد کو بھیک
مانگنے سے قدر کفایت سے آدھا ملگیا تو نصف نفقہ اُنکے باپ کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور باقی نصف کے واسطے
قرضہ لینا صحیح ہوگا۔ اور اسی طرح اگر سوا اولاد کے اور محارم کا نفقہ کسی شخص پر فرض کیا گیا اور اُنھون نے لوگون
سے بھیک مانگ کر اپنی گذر کی تو جسپر انکا نفقہ فرض کیا گیا ہی اس سے کچھ نہین لے سکتے ہین یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر قاضی نے نفقہ اولاد اُنکے باپ پر فرض کیا اور اُنکی مان کو قرضہ لیکر انپر خرچ کرنے کا حکم
دیدیا پس عورت مذکورہ نے قرضہ لیکر انپر خرچ کیا حتی کہ اسکے واسطے یہ استحقاق حاصل ہوا کہ اُنکے باپ سے
واپس لے پھر باپ قبل ادا کرنے کے مرگیا پس آیا اس عورت کو یہ اختیار ہی کہ اُسکے ترکہ مین سے اگر اُس
نے کچھ چھوڑا ہو لے لیوے یا نہین تو اصل مین مذکور ہی کہ ترکہ مین سے لے سکتی ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر قاضی نے

عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لیکر اپر خرچ کیا پھر انکا باپ قبل اسکے کہ عورت کو ادا کرے مرگیا تو بالاتفاق اگر اس مرد نے ترکہ مین مال چھوڑا ہو تو عورت مذکورہ اسمین سے مال مقروضہ کچھ نہین لے سکتی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اگر اسکا کچھ مال ہو تو اسکے مال سے ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مال صغیر ہو مگر غائب ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے پھر اسکے مال سے واپس لے اور اگر باپ نے بدون حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو اسکے مال سے واپس نہین لے سکتا ہی الا اس صورت مین کہ باپ نے نفقہ دینے پر گواہ کر لیے ہون کہ مین اسکو نفقہ دیتا ہون بشرطیکہ اسکے مال سے واپس لونگا اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے باپ کو واپس کر لینے کی گنجائش ہی اگرچہ اسنے گواہ نہ کر لیے ہون بشرطیکہ دینے کے روز اسکی نیت یہ ہو کہ مین واپس لونگا مگر قضاءً بدون اس صورت کے کہ گواہ کر لیے ہون واپس نہین لے سکتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر صغیر کا مال عقار یا چادرین یا کپڑے ہون اور اسکے نفقہ مین انکے فروخت کی ضرورت پڑی تو باپ کو اختیار ہی کہ یہ سب جو ملے ہو فروخت کرے اور اسکے نفقہ مین خرچ کرے یہ ذخیرہ مین ہی ایک صغیر کا باپ تنگدست ہی اور دادا مالدار ہی اور صغیر کا مال ہی مگر غائب ہی تو دادا کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے اور مال اسکے باپ پر قرضہ ہوگا پھر باپ اس قرض کو مال صغیر سے واپس لیگا اور اگر صغیر کا کچھ مال نہو تو یہ اسکے باپ پر قرضہ ہوگا کذا فی فتاوے قاضیخان وکذا فی الفتاوی اور صحیح مذہب یہ ہی کہ فقیر باپ میت مین شمار ہی یعنی ایسی صورت مین نفقہ اسکے دادا پر واجب ہوگا اور دادا پر نفقہ واجب ہونے کے حق مین باپ فقیر میت مین شمار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر باپ لنجا ہو اور صغیر کا کچھ مال نہین ہی تو نفقہ کا حکم دادا پر دیا جائیگا اور دادا اسکو کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اسی طرح اگر صغیر کی مان خوشحال ہو یا نانی خوشحال ہو اور باپ تنگدست ہو تو اس عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس صغیر کو نفقہ دے اور یہ اسکے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ لنجا ہو اور اگر لنجا ہوگا تو اسپر کچھ واجب نہوگا۔ اور کافر پر اپنے ولد صغیر مسلمان کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اسی طرح مسلمان پر اپنے فرزند کافر لنجے کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جاویگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور صغیر کی مان نسبت اور اقارب کے تحمل نفقہ کے واسطے مقدم ہی چنانچہ اگر باپ تنگدست ہو اور مان مالدار ہو اور صغیر کا دادا بھی مالدار ہی تو مان کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے مال سے اسکے نفقہ مین خرچ کرے پھر اسکے باپ سے واپس لیگی اور دادا کو یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مان نے اولاد کو بقدر کفایت کے دیا تو باپ سے اسی قدر واپس لیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اولاد کے باپ تنگدست کا بھائی مالدار ہو تو بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے بھائی کی اولاد کو نفقہ دے پھر اولاد کے باپ سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اولاد نرینہ جب اس حد تک پہونچ جاوے کہ کمائی کر سکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ انکو کسی کام مین دیدے تاکہ وہ کمادین یا انکو اجارہ دیدے پھر انکی اجرت و کمائی سے انکو نفقہ دے۔ اور اولاد اناث یعنی مونث کے حق مین باپ کو اختیار نہین ہی کہ انکو کسی کار یا خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ خلاصہ مین ہی۔ پھر نرینہ اولاد کو اگر کسی کار مین سپرد کر دیا اور انھون نے مال کمایا تو باپ انکی کمائی لے کر انکی ذات پر اسمین سے خرچ کریگا اور جو انکے خرچ سے باقی رہیگا وہ انکے لیے حفاظت سے رکھ چھوڑیگا یہانتک کہ وہ بالغ ہون جیسے اور املاک

کی بابت حکم ہی اور اگر باپ مبذر و مسرف یعنی بیجا خرچ کنندہ ہو کہ وہ امانت داری کے لائق نہ سمجھا جاوے تو قاضی
یہ مال اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے امین کے پاس رکھیگا کہ جب وہ بالغ ہو جاوین تو انکو سپرد کردیگا یہ محیط مین ہی۔ اور امام
حلوائی نے فرمایا کہ اگر پسر بزرگون کی اولاد سے ہو اور اسکو لوگ مزدوری پر نہ لیتے ہون تو وہ عاجز ہی اور
ایسے ہی طالب علم لوگ اگر کمائی سے عاجز ہون کہ اُسکی طرف راہ نہ پاتے ہون تو انکے باپون کے ذمہ
سے انکا نفقہ ساقط نہوگا بشرطیکہ وہ علوم شرعیہ حاصل کرتے ہون نہ یہ کہ خلافیات رکیکہ وہذیانات فلاسفہ کی تحصیل
مین مشغول ہون حالانکہ ایسے ہین کہ علوم شرعی کی اہلیت رکھتے ہین پس باپ کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط ہی اور اگر
ایسا نہو تو باپ کے ذمہ نفقہ واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اناث یعنی لڑکیون کا نفقہ انکے باپون پر مطلقاً
واجب ہی جب تک انکا نکاح نہو جاوے بشرطیکہ انکا خود کچھ مال نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اور نرینہ اولاد بالغ کا
نفقہ باپ پر واجب نہین ہی الا اس صورت مین کہ پسر بسبب لنجے ہونے یا کسی مرض کے کمائی سے عاجز ہو اور
جو کام کرسکتا ہو مگر اچھا نہین کرتا خراب کرتا ہی وہ بمنزلہ عاجز کے ہی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی۔ اور پسر کی جورو
کا نفقہ بھی باپ پر لازم ہی بشرطیکہ پسر فقیر ہو یا لنجا ہو اسوجہ سے کہ یہ بھی کفایت صغیر مین داخل ہی اور مبسوط مین
مذکور ہی کہ پسر کی زوجہ کو نفقہ دینے کے واسطے باپ پر جبر نہین کیا جاسکتا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ مرد
بالغ اگر لنجا ہو یا اُسکو گٹھیا ہو یا دونون ہاتھ شل ہون کہ اُس سے کام نہین کرسکتا ہی یا معتوہ ہو یا مفلوج ہو پس
اگر اسکا کچھ مال ہو تو نفقہ اسکے مال سے واجب ہوگا اور اگر نہو اور اسکا باپ مالدار اور ماں مالدار ہو تو اُسکا نفقہ باپ
پر واجب ہوگا اور جب اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے واسطے میرے باپ پر نفقہ فرض کردے تو قاضی
اُسکی درخواست کو قبول کرکے فرض کردیگا اور جو کچھ وہ باپ پر فرض کریگا باپ اسی پسر بالغ کو دیدیگا یہ محیط
مین ہی۔ اور اگر شوہر سے اُسکی عورت نے اولاد صغیر کے نفقہ سے صلح کرلی تو صحیح ہی خواہ اولاد کا باپ تنگدست
ہو یا خوشحال ہو پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ جسپر صلح واقع ہوئی اگر وہ اُنکے نفقہ سے زائد ہو تو اسمین دو صورتین
ہین اگر اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے اندازکرنے مین ایسا خسارہ اُٹھا جاتے ہین بایں طور کہ وہ اندازہ کرنیوالون
کی اندازہ کے اندر داخل ہو کہ جو بقدر کفایت نفقہ کا اندازہ کرین تو ایسی زیادتی عفو ہی اور اگر زیادتی ایسی زائد
ہو کہ اندازہ کرنے والون کے اندازہ مین داخل نہو بلکہ زائد ہو تو ایسی زیادتی شوہر کے ذمہ سے طرح دیدیجائیگی
اور اگر صلح کم مقدار پر ہوا اور کمی ایسی ہو کہ انکے نفقات مین کافی نہوسکے تو مقدار مین بقدر اُنکی کفایت کے
بڑھا دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کوئی مرد غائب ہو اور اسکا مال موجود و حاضر ہو تو قاضی اُسمین سے کسی
کو خرچ کرلینے کا حکم نہ دیگا الا چند لوگون کو اور وہ یہ ہین ماں و باپ اور اولاد صغیر فقیر خواہ مذکر ہون
یا مؤنث ہون اور اولاد کبیر مین سے ایسے مذکرون کو جو فقیر ہین اور کسب سے عاجز ہین اور اولاد کبیر مؤنثون
کو اور زوجہ کو۔ پھر اگر مال ان لوگون کے پاس حاضر ہو اور نسب معروف ہو یا قاضی کو معلوم ہو تو قاضی انکو
اس مال سے خرچ کرلینے کا حکم دیدیگا اور اگر قاضی کو نسب معلوم نہو اور بعض نے انمین سے چاہا کہ قاضی کے
حضور مین بذریعہ گواہون کے ثابت کرے تو اسکی طرف سے گواہ مقبول نہونگے۔ اور نیز اگر مال ان لوگون
کے پاس حاضر نہو بلکہ کسی کے پاس ودیعت ہو اور وہ اقرار کرتا ہو تو بھی ان لوگون کو قاضی حکم

دیگا کہ اسمین سے خرچ کرین۔ اسی طرح اگر اسکا مال کسی پر قرضہ ہو اور وہ اقرار کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر ودیعت والا یا قرضدار منکر ہو اور ان لوگون نے چاہا کہ ہم بذریعہ گواہون کے ثابت کرین تو قاضی گواہون کی سماعت نہ کریگا۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ مال مذکور از جنس نفقہ ہو یعنی درم و دینار و اناج وغیرہ یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غائب کا مال اُسکے والدین یا فرزند یا زوجہ کے پاس ہو اور وہ از جنس نفقہ ہو جسکے یہ لوگ مستحق ہین پس اُنھون نے اسمین سے خرچ کرلیا تو جائز ہی اور ضامن نہونگے۔ اور اگر انکے سوا دوسرے کے پاس ہو اور اُسنے قاضی کے حکم سے ان لوگون کو دیا کہ اُنھون نے اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو دینے والا ضامن نہوگا اور اگر اُسنے بغیر حکم قاضی دیدیا تو ضامن ہوگا۔ اور یہ اُسوقت ہی کہ جو غائب چھوڑ گیا ہی وہ انکے حق کی جنس سے ہو اور اگر انکے حق کی جنس سے نہو اور اُنھون نے چاہا کہ اپنے نفقات کے واسطے اسمین سے کوئی چیز فروخت کرین تو بالاجماع سوا ے فرزند محتاج کے اور کوئی اس غائب کے عقار یا عروض کو نفقہ کے لیے فروخت نہین کرسکتا ہی مگر محتاج باپ کو استحسانًا اختیار رہی کہ اسکے مال منقولہ کو اپنے نفقہ کے واسطے فروخت کرے لیکن عقار کو فروخت نہین کرسکتا ہی الا اس صورت مین کہ ولد غائب صغیر ہو یہ قول امام ابوحنیفہ کا کتاب المفقود مین مذکور ہی۔ اور اسپر اجماع ہی کہ جسپر نفقہ واجب ہی جب وہ حاضر ہو تو کسی کو اُسکے عقار یا عروض کے بیچنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر باپ مرگیا اور بہت قسم کا مال چھوڑا اور اولاد صغیر چھوڑی تو اولاد کا نفقہ انکے حصون مین سے ہوگا اور اسی طرح ہر مستحق نفقہ جو وارث ہو اُسکا نفقہ اسکے حصہ میراث مین سے ہوگا اور اسی طرح میت کی جورو کا نفقہ بھی اُسکے حصہ میراث سے ہوگا خواہ وہ حاملہ ہو یا نہو اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر میت نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا ہی تو وصی ان اولاد صغار کو انکے حصون سے نفقہ دیگا اور اگر کسی کو وصی نہین کیا ہی تو قاضی بلحاظ وسعت و تنگی مال کے ان اولاد صغار مین سے ہر ایک کے واسطے اُنکی حاجت کے قدر نفقہ مقرر کردیگا۔ اور صغیر کے واسطے خادم خرید دیگا اگر اُسکی ضرورت ہوگی اسواسطے کہ یہ بھی منجملہ اسکے مصالح کے ہی اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو اسکے مصالح سے ہو یہی ہی کہ قاضی اس صغیر کے واسطے اسکے حصہ سے خرید دیگا۔ اور اگر میت نے کسی کو وصی نہین کیا اور اُسکی اولاد صغار و کبار دونون ہین تو انمین سے ہر ایک کا نفقہ اُسکے حصہ میراث سے ہوگا جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہی اور قاضی اسکے مال مین ایک وصی مقرر کردیگا اور اگر شہر مین کوئی قاضی نہو اور کبیر اولاد نے صغیر اولاد کو انکے حصون مین سے نفقہ دیا تو اس نفقہ کے وہ لوگ ضامن ہونگے اور یہ حکم قضاءً ہی ورنہ فیما بینہم وبین اللہ ضامن نہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو شخص سفر مین تھے پس ایک پر بیہوشی طاری ہوئی اور دوسرے نے اس بیہوش کے مال سے اُسی کی حاجت مین صرف کیا تو استحسانًا ضامن نہوگا اور اسی طرح اگر ایک مرگیا اور دوسرے نے اُسی کے مال سے اُسکی تجہیز و تکفین کردی تو بھی استحسانًا ضامن نہوگا یہی طرح ماذون غلامون کا حکم ہی کہ اگر اور شہرون مین ہون اور انکا مولی مرگیا پس اُنھون نے راہ مین خرچ کیا تو ضامن نہونگے مگر قضاءً ضامن ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اولاد کبیر نے اولاد صغیر کو نفقہ دیا پھر اسکا اقرار نہ کیا اور جسقدر ان صغیر کا حصہ باقی ہی اُسی کا اقرار کیا تو امید ہی کہ ان اولاد کبار پر کچھ لازم نہ آوے۔ اور اسی طرح اگر کوئی مرگیا اور کسی کو وصی نہین کیا اور اُسکی اولاد صغار موجود ہی اور اُسکا کچھ مال دوسرے کے پاس ودیعت ہی تو قضاءً اسکو یہ اختیار

سلہ یعنی بقدر [illegible]

نہین ہی کہ مودع کی اولاد مذکور کو اسمین سے نفقہ دے اور مال میت سے محسوب کرے اور اگر اُسنے مال میت سب انکو نفقہ مین دیا پھر قسم کھائی کہ مجھپر میت کا کچھ مال نہین ہی تو مجھے امید ہی کہ آخرت مین اُس سے مواخذہ نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔

فصل پنجم نفقہ ذوی الارحام کے بیان مین ہی - فرمایا کہ مالدار بیٹا اپنے محتاج والدین کو نفقہ دینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا خواہ دونون مسلمان ہون یا ذمی ہون خواہ دونون کمائی کرنے پر قادر ہون یا قادر نہون بخلاف اسکے اگر اُسکے والدین حربی ہون کہ امان لیکر دار الاسلام مین آئے ہون تو یہ حکم نہین ہی اور مالدار بیٹے کے ساتھ والدین کو نفقہ دینے مین کوئی شریک نہ کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور امام ابو یوسفؒ سے جو روایت ہی اسمین مذکور ہی کہ مالدار ہونا یہ ہی کہ مالک نصاب ہو اور اسی پر فتوے ہی اور نصاب سے وہ نصاب مراد ہی جسکے ہونے پر صدقہ سے محروم ہوتا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ذکور و اناث مختلط ہون یعنی اولاد مین ذکور و اناث مالدار ہون تو والدین کا نفقہ دونون فریق پر برابر ہوگا یہ ظاہر الروایہ مین ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیثؒ نے لیا ہی اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر فقیر کے دو پسر ہون ایک بنسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو اور دوسرا فقط نصاب کا مالک ہو تو اسکا نفقہ ان دونون پر یکسان واجب ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو تو بھی نفقہ دونون پر مساوی ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شمس الائمہ نے کہا کہ ہمارے مشائخ کا قول ہی کہ دونون پر نفقہ تب ہی برابر ہوگا کہ جب دونون کی مالداری مین خفیف تفاوت ہو اور اگر دونون مین بہت تفاوت کھلا ہوا ہو تو واجب ہی کہ دونون پر حسبقدر نفقہ مفروض کیا جاوے اُن مین بھی تفاوت ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جب قاضی نے دونون پر نفقہ مقدر کر دیا پھر دونون مین سے ایک نے باپ کو نفقہ دینے سے انکار کیا تو قاضی دوسرے کو حکم دیگا کہ پورا نفقہ اپنے باپ کو دے اور پھر بقدر حصہ دوسرے کے جس نے نہین دیا ہی اُس سے واپس لے۔ اور اگر کسی مرد کی جورو کی جو تنگدست و محتاج ہی زوجہ ہو اور یہ اسکے پسر بالغ مالدار کی ماں نہین ہی تو پسر مذکور اپنے باپ کی جورو کو نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر باپ کی ام ولد ہو یا باندی ہو تو بھی انکو نفقہ دینے پر وہ مجبور نہ کیا جائیگا الا اس صورت مین کہ باپ مریض یا ایسا ضعیف ہو کہ اپنی ذاتی خدمت مین کسی خادمہ کا محتاج ہو جو اسکے کار ضروری کو سرانجام دے اور اسکی خدمت کرے تو ایسی صورت مین پسر مذکور اسکی خادمہ کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا خواہ یہ خادمہ اسکی منکوحہ ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر باپ محتاج فقیر ہو اور اسکی اولاد صغیر محتاج ہون اور پسر کبیر مالدار ہو تو یہ بیٹا اپنے باپ اور اسکی اولاد صغار کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور ماں اگر فقیرہ ہو تو پسر پر اسکا نفقہ لازم ہی اگرچہ خود تنگدست ہو اور ماں اپاہج نہو۔ اور اگر پسر کو صرف اسقدر استطاعت ہو کہ والدین مین سے ایک کو نفقہ دے سکتا ہی دونون کو نہین دے سکتا ہی تو ماں اُس نفقہ کی زیادہ مستحق ہی یعنی اُسی کو دیا جائیگا۔ اور اگر کسی مرد کا باپ و صغیر بیٹا ہو اور وہ فقط ایک کے نفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہی تو بیٹے ہی کو دیگا۔ اور اگر اسکے والدین ہون اور وہ انمین سے کسی کے نفقہ دینے کی استطاعت نہین رکھتا ہی تو جو کچھ وہ کھاوے اسکے ساتھ یہ بھی کھاوینگے۔ اور اگر بیٹا مالدار ہی اور باپ کو زوجہ کی ضرورت ہی تو اسپر واجب ہی کہ اُسکا نکاح کر دے یا اسکے واسطے باندی خرید دے۔ اور اگر باپ کی دو زوجہ یا زیادہ ہون تو پسر مالدار پر فقط ایک زوجہ کا نفقہ واجب ہوگا کہ جسکو

وہ باپ کو دیدیگا پھر باپ اسقدر نفقہ کو ان سب پر تقسیم کردیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر پسر فقیر کماتا ہوا ہو اور باپ لنجا ہو تو وہ بیٹے کے روزینہ مین بطور معروف شریک ہو جائیگا اسواسطے کہ اگر وہ مشارک نہو تو باپ کے حق مین تلف کا خوف ہی اور امام خصاف رحمہ اللہ نے ادب القاضی مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر باپ فقیر ہو اور کماؤ نہو اور بیٹا فقیر کماؤ ہو پس باپ نے قاضی سے کہا کہ میرا بیٹا اسقدر کماتا ہی کہ مجھے اسمین سے نفقہ دے سکتا ہی تو قاضی اُسکے بیٹے کی کمائی کو دیکھے گا پس اگر اسکی کمائی مین اُسکے روزینہ سے زیادتی ہو تو بیٹا اسمین سے باپ کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اسکے روزینہ سے زیادتی نہو تو پسر پر کچھ واجب نہین ہی - اور یہ حکم قضاءً ہی اور براہ دیانت پسر کو حکم دیا جائیگا کہ کھلا دے - اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ بیٹا تنہا ہو اور اگر جورو اور چھوٹے بچے ہون تو پسر پر جبر کیا جائیگا کہ باپ کو بھی انمین داخل کرے اور مثل اپنے ایک عیال کے قرار دے مگر اس امر پر مجبور نہ کیا جائیگا کہ باپ کو علیحدہ کچھ دیا کرے اور اگر باپ کماؤ ہو تو آیا پسر کو کمانے و نفقہ دینے کا حکم کیا جائیگا یا نہین تو اسمین اختلاف کیا گیا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ جبر کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور دادا کے حق مین استحقاق نفقہ کے واسطے بنا بر ظاہر الروایہ کے فقط فقر کا اعتبار ہی اور کچھ نہین جیسا کہ باپ کے حق مین ہی اور نانا مثل دادا کے ہی اور ایسے ہی دادیان و نانیان مستحق نفقہ ہین اور دادی و نانی کے حق مین بھی استحقاق نفقہ کے لیے وہی معتبر ہی جو دادا و نانا کے حق مین ہی یہ محیط مین ہی اور نفقہ ہر ذی رحم محرم کے واسطے ثابت و واجب ہی بدین شرط کہ وہ صغیر فقیر ہو یا عورت بالغہ فقیرہ ہو یا مرد فقیر لنجا ہو یا اندھا ہو پس یہ نفقہ بحساب قدر میراث کے واجب ہوگا اور اسپر اس نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی اور میراث کا درحقیقت ہونا معتبر نہین ہی بلکہ اہلیت ارث معتبر ہی یہ نقایہ مین ہی - اور اگر ذوی الارحام غنی ہون تو انمین سے کسی کو نفقہ دینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مردان ذوی الارحام جو بالغ ہون اور تندرست ہون انکے نفقہ کے واسطے کسی پر حکم نہ دیا جائیگا اگرچہ سردست فقیر ہون اور عورتین ذوی الارحام حالانکہ بالغہ ہون انکے واسطے نفقہ واجب ہی اگرچہ تنگدست ہون درصورتیکہ وہ نفقہ کی محتاج ہون یہ ذخیرہ مین ہی - اور شوہر کے ساتھ اپنی زوجہ کو نفقہ دینے مین کوئی شریک نہ کیا جائیگا اور اگر عورت کا شوہر تنگدست ہو اور بیٹا جو دوسرے شوہر سے ہی مالدار ہو یا باپ یا بھائی مالدار ہون تو اس عورت کا نفقہ اسکے شوہر پر ہوگا باپ و بیٹے و بھائی پر نہوگا ولیکن اسکے باپ یا بیٹے بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر جب اُسکا شوہر آسودہ حال ہوجاوے تو اس سے واپس لے یہ بدائع مین ہی - اور مرد فقیر کا والد و اُسکے بیٹے کا بیٹا دونون مالدار ہون تو اُسکا نفقہ اسکے والد پر واجب ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و پوتا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ خاصۃً اسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث ان دونون مین مساوی پہونچتی ہی اور اگر مرد فقیر کی دختر کی دختر یا دختر کا بیٹا اور سگا بھائی ایک مان و باپ سے مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر کی اولاد پر ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگرچہ مستحق میراث بھائی ہی نہ دختر کی اولاد - اور اگر مرد فقیر کا والد و فرزند ہو اور دونون مالدار ہون تو اُسکا نفقہ اسکے ولد پر واجب ہوگا اگرچہ دونون قربت مین یکسان ہین لیکن پسر کی جانب ترجیح ہی باین معنے کہ ثابت ہوا ہی کہ بیٹے کا مال باپ کا ہی اگرچہ اسکے معنی ظاہر مراد نہون مگر ترجیح کے واسطے کافی ہی - اور اگر مرد فقیر کا دادا و پوتا موجود ہو اور دونون مالدار ہون تو اُسکا

نفقہ ان دونون پر بقدر انکی میراث کے واجب ہوگا یعنی دادا پر چھٹا حصہ اور باقی پوتے پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و سگی
بہن دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث مین دونون مساوی ہین - اور اسیطرح اگر مرد فقیر کا بیٹا
نصرانی اور بھائی مسلمان ہو اور دونون مالدار ہون تو نفقہ بیٹے پر واجب ہوگا اگرچہ میراث بھائی پر پہونچتی ہے - اسی
طرح اگر مرد فقیر کی دختر و مولی العتاقہ دونون مالدار موجود ہون تو نفقہ اسکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث مین دونون
مساوی ہین - اسیطرح اگر فقیرہ عورت کی دختر و سگی بہن دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر واجب ہے اگرچہ میراث
مین دونون مساوی ہین یہ محیط مین ہے - اور اگر مرد فقیر کی مان و دادا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ ان دونون پر
بقدر حصہ میراث کے واجب ہوگا یعنی ایک تہائی مان پر اور دو تہائی دادا پر واجب ہوگا اور اسیطرح اگر مان و سگا بھائی
دونون مالدار ہون تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر مان و سگے بھائی کا بیٹا یا سگا چچا یا کوئی عصبہ دیگر مالدار ہون تو دونون پر
بقدر انکے حصہ میراث کے تین تہائی واجب ہوگا - اور اگر مرد فقیر کی نانی و دادا ہو تو نفقہ ان دونون پر چھ حصہ ہوکر ایک حصہ
نانی پر اور پانچ حصے دادا پر واجب ہوگا - اور اگر اسکا چچا سگا اور پھوپھی سگی مالدار ہون تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ پھوپھی پر -
اور اسیطرح اگر اسکا سگا چچا اور سگا ماموں ہو تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ ماموں پر - اور اگر مرد فقیر کی سگی پھوپھی اور اسکا ماموں موجود ہو تو
نفقہ ان دونون پر تین تہائی واجب ہوگا یعنی دو تہائی پھوپھی پر اور ایک تہائی ماموں پر اور اسیطرح اگر اسکا ماموں و خالہ سگی موجود
ہون تو بھی نفقہ ان دونون پر تین تہائی واجب ہوگا - اور اگر اسکا ماموں سگا اور سگے چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ ماموں پر واجب
ہوگا اگرچہ میراث اسکے چچازاد بھائی کو ملیگی اور وجہ یہ ہے کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اسپر واجب ہوتا ہے کہ
جو ذی رحم محرم اہل میراث سے ہو اور اگر ذی رحم غیر محرم مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہو جیسے
رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا از راہ قرابت نہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دودھ شریکی ہوکر
محرم ہوگئی تو ایسی صورت مین اسپر نفقہ واجب نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی
متفرق ہون یعنی ایک بھائی عینی سگا مان باپ سے دوسرا علاتی فقط باپ کی جانب سے تیسرا اخیافی فقط مان کی جانب
سے تو اسکا نفقہ اسکے عینی بھائی اور اخیافی بھائی پر واجب ہوگا اسطرح کہ بحساب میراث کے ایک چھٹا حصہ
اخیافی بھائی پر اور باقی اسکے عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی پھوپھی و خالہ و چچا موجود ہون تو اسکا نفقہ اسکے
چچا پر ہوگا اور اگر چچا خود تنگدست ہو تو اسکا نفقہ اسکی پھوپھی و خالہ پر مساوی واجب ہوگا - اور اصل اس
باب مین یہ ہے کہ جو شخص اہل میراث مین سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لے لیتا ہے الا یہ کہ وہ تنگدست ہو تو
ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مرگیا ہے اور جب وہ مرا ہوا قرار دیا گیا تو باقیون کا جو استحقاق اسکے مرجانے کی صورت مین
میراث کا پیدا ہوا ہے اسی حساب سے انپر نفقہ واجب ہوگا - اور جو شخص تمام میراث نہین بلکہ بعض میراث کا لینے والا ہے وہ
تنگدستی کی صورت مین مثل مردہ کے قرار نہ دیا جائیگا پس باقیون پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا جسطرح
وہ اس مفلس وارث کے ساتھ میراث کے مستحق ہین - اور اس اصل کا بیان مثال مین اسطرح ہے کہ ایک مرد
تنگدست کمائی سے عاجز ہے اور اسکا ایک بیٹا بھی تنگدست کمائی سے عاجز ہے یا صغیر ہے اور اسکے تین بھائی
متفرق مالدار ہین تو اس فقیر کا نفقہ اسکے عینی و اخیافی بھائی پر چھ حصے ہوکر واجب ہوگا کہ چھٹا اسکے اخیافی بھائی پر اور
باقی اسکے سگے بھائی پر واجب ہوگا اور اسکے بیٹے کا نفقہ اسکے سگے بھائی پر خاصةً واجب ہوگا - اور اگر اسکی

تین بہنین متفرقہ ہون تو اسکا نفقہ ان بہنون پر پانچ حصے ہو کر واجب ہوگا جنہین سے تین حصے سگی بہن پر اور ایک حصہ علاتی اور ایک حصہ اخیافی بہن پر واجب ہوگا جیسے کہ انکی میراثون کی مقدار ہے اور اُسکے پسر مذکور کا نفقہ اسکی سگی بہن پر خاصۃً واجب ہوگا - اور اگر مسئلہ مذکورہ مین بجاے پسر کے دختر فرض کیجاوے اور باقی صورت بحالہ رہے تو متفرق بھائیون کی صورت مین اس مرد فقیر کا نفقہ اُسکے سگے بھائی پر اور متفرق بہنون کی صورت مین سگی بہن پر واجب ہوگا اور اسی طرح دختر مفروضہ کا نفقہ اس دختر کے سگے چچا یا سگی پھوپھی پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر باپ و بیٹے مین اختلاف ہوا باپ نے کہا کہ مین تنگدست ہون اور بیٹا کہتا ہے کہ یہ غنی ہے اسکا نفقہ مجھپر واجب نہین ہے تو منتقی مین مذکور ہے کہ قول بیٹے کا قبول ہوگا اور گواہ باپ کے مقبول ہونگے اور باپ کا یہ قول کہ مین تنگدست ہون قبول نہوگا اگرچہ ظاہر حال اسکے واسطے شاہد ہو - اور اگر پسر نے اقرار کیا کہ وہ غلام تھا پھر آزاد کیا گیا تو اُسپر نفقہ واجب ہوگا - اور اگر بیٹے کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کیا پھر بیٹے نے مخاصمہ کیا اور کہا کہ تو نے درحالت اپنے مالدار ہونے کے میرا مال خرچ کیا ہے اور باپ کہتا ہے کہ مین نے اپنی تنگدستی کی حالت مین خرچ کرلیا ہے تو فرمایا کہ خصومت کے روز جو حالت باپ کی ہے اسکو دیکھا جاوے پس اگر وہ تنگدست ہو تو اُسکے نفقہ مثل تک کی بابت استحساناً اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر خوشحال ہو تو بیٹے کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ بیٹے کے قبول ہونگے کذا فی الملتقط المنتقی یہ خلاصہ مین ہے - اگر پسر پر اُسکے باپ کے واسطے روٹی کپڑا فرض کیا گیا پس اُسنے ایک مہینہ کا کھانا اور سال بھر کا کپڑا دیدیا پھر باپ نے کہا کہ وہ ضائع ہوگیا پس اگر معلوم ہو کہ وہ سچا ہے تو دوبارہ دینے پر جبر کیا جائیگا اور یہی حکم باقی محارم کے نفقہ مین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر باپ محتاج ہے اور بیٹے نے اسکو نفقہ دینے سے انکار کیا اور وہان کوئی قاضی نہین ہے تو اسکو اپنے بیٹے کا مال چُرا لینے کا اختیار ہے اور اگر وہان قاضی موجود ہو تو چُرانے سے گنہگار ہوگا اور اگر بیٹے نے اسقدر دیا کہ اسکو کافی نہین ہے تو بقدر کفایت چُرا سکتا ہے اور اگر کفایت سے زائد چُرایا تو گنہگار ہوگا اور اسیطرح اگر محتاج نہو اور بیٹے پر اُسکا نفقہ نہو تو بھی اسکا مال چُرانا جائز نہین ہے یہ بحرالرائق مین ہے - اور اگر باپ کے واسطے مکان و جانور سواری ہو یعنی ملک مین ہو تو ہمارے مذہب مین بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا لیکن اگر گھر اُسکی سکونت سے زائد ہو مثلاً وہ اس گھر کے ایک گوشہ مین رہ سکتا ہو تو باپ کو حکم کیا جائیگا کہ زائد فروخت کرکے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب وہ خرچ ہو چکا اور ہنوز وہ مفلس ہے کوئی آمدنی کی صورت نہوئی تو اب اُسکے بیٹے پر اسکا نفقہ فرض کیا جائیگا اسیطرح اگر باپ کے پاس سواری نفیس ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو فروخت کرکے کم قیمت سواری خرید لے اور باقی کو اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب کم قیمت پر نوبت پہونچ گئی تو اسوقت اُسکے بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور اسمین والدین اور اولاد اور سب محارم یکسان ہین اور یہی صحیح مذہب ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور باوجود اختلاف دین کے نفقہ واجب نہین ہوتا ہے سواے زوجہ و والدین و اجداد و جدات کے اور ولد و ولد کے ولد کے - اور نصرانی پر اپنے بھائی مسلمان کا نفقہ واجب نہوگا اور اسی طرح مسلمان پر نصرانی بھائی کا نفقہ واجب نہوگا یہ ہدایہ مین ہے - اور مسلمان یا ذمی اپنے والدین حربی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اگرچہ اُسکے والدین دارالاسلام مین امان لیکر آئے ہون اسی طرح اگر حربی دارالاسلام مین امان لے کر آیا تو وہ اپنے والدین مسلمان یا ذمی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہے - اور ذمی لوگ اپنے درمیان نفقہ کی بابت وہی التزام رکھینگے جو اہل اسلام مین ہے اگرچہ

باہم انکی ملتین مختلف ہون یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ذمی مرد مسلمان ہوگیا اور اُسکی جورو اہل کتاب سے نہین ہی اور اُسنے
اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کردی گئی تو اُسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت ہی مسلمان ہوئی اور اُسکے شوہر
نے اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کردی گئی تو شوہر پر نفقہ و سکنی عدت تک لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی-
اور اگر حربی واسکی جورو امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوئی اور عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا تو قاضی
اُسکے واسطے شوہر پر نفقہ مقدر نہ کریگا- اور سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر قاضی نے زوجہ و والدین و ولد کا نفقہ ایسے
مسلمان کے مال مین فرض کردیا جو دارالحرب مین اسیر ہی پھر گواہ قائم ہوئے کہ یہ اسیر مرتد ہوگیا اور قاضی کے نفقہ
مذکورہ فرض کرنے سے پہلے سے مرتد ہوا ہی تو جورو نے جو کچھ نفقہ لیا ہی وہ اُسکی ضامن ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے
نفقہ عدت مین محسوب کرلیا جاوے تو حکم ہوگا کہ تیرے واسطے نفقہ لازم نہین ہی یہ محیط مین ہی- ذمی نے اگر محارم مین سے
کسی عورت سے نکاح کرلیا اور یہ نکاح اُسکے دین مین جائز ہی پس عورت نے اس مرد سے اپنے نفقہ کا مطالبہ پیش کیا
تو بقیاس قول امام اعظم رح کے قاضی اُسکے واسطے نفقہ فرض کریگا اور اگر نکاح بغیر گواہون کے واقع ہوا تو بالاجماع
عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی-

فصل ششم ممالیک کے نفقہ کے بیان مین

مولی پر واجب ہی کہ اپنے
غلام و باندی کو نفقہ دے خواہ باندی و غلام قن ہون یا مدبر یا ام ولد خواہ صغیر ہو یا کبیر خواہ ہاتھ پانون سے بیکار یا
تندرست ہو خواہ اندھا ہو یا آنکھون والا خواہ کسی کے پاس رہن ہو یا اجارہ پر ہو یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر مولے
نے نفقہ دینے سے انکار کیا تو جو مملوک اجارہ پر دیے جانے کے لائق ہی وہ اجارہ پر دیا جائیگا اور مال اجارہ
سے اسکو نفقہ دیا جائیگا اور جو بسبب صغرسنی وغیرہ کے اجارہ دیے جانے کے لائق نہو تو غلام و باندی کی صورت
مین مولی کو حکم دیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے یا فروخت کرے اور مدبر و ام ولد کی صورت مین مولی پر جبر کیا جائیگا کہ انکو
نفقہ دے اور بس یہ محیط مین ہی- اور اگر باندی ایسی ہو کہ وہ کسی سبب سے اجارہ پر نہین دی جاسکتی ہی مثلاً خوبصورت ہی
کہ اسکی وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا خوف ہی تو مولی پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کرے یہ فتح القدیر مین ہی
اور اگر انکی کمائی انکے خرچ کو کافی نہو تو باقی مولے پر واجب ہوگا اور اگر انکے خرچ سے بچتی ہو تو بچی ہوئی کمائی مولی
کی ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی- اور رقیق کا نفقہ اسطرح مفروض و مقدر کیا جائیگا کہ اس شہر کا جو غالب کھانا ہو اس سے
بقدر کفایت جسقدر روٹی و اُسکے ساتھ کی چیز اندازکیجاوے وہ واجب کیجائیگی اور یہی لحاظ کپڑے مین ہی-
اور کپڑے مین یہ جائز نہین کہ فقط اسی قدر دے کہ اُس سے ستر عورت ہو اور اگر مولی نے اپنے خرچ مین
فراخی کے ساتھ اُٹھایا کہ طرح طرح کے کھانے اور عمدہ عمدہ استعمال مین لایا تو اسپر واجب نہین ہی کہ رقیق کو بھی ایساہی
دے ہان مگر مستحب ہی اور اگر مولی بسبب بخل یا ریاضت کے معتاد سے بھی کم کھاتا پہنتا ہی تو اصح قول کے موافق اسپر
رقیق کی رعایت بحسب الغالب لازم ہی- اور اگر مولے کے چند غلام ہون تو اسپر واجب ہی کہ انہین کھانے و کپڑے
مین مساوات رکھے اور بعض نے کہا کہ اسکو بیش قیمت نفیس غلام کو تفضیل دینے کا اختیار ہی کہ خسیس و کم قیمت سے
اسکو زیادہ دے مگر قول اول اصح ہی اور یہی حکم باندیون مین ہی- اور اگر غلام کو اپنے کھانے پکانے کے واسطے
مامور کیا اور وہ پکا لایا تو چاہیے کہ اپنے ساتھ کھانے کے واسطے اسکو بٹھلاوے اور اگر غلام نے بنظر ادب ساتھ
کھانے سے انکار کیا تو مولے کو چاہیے کہ اس کھانے مین سے اسکو بھی دیدے مگر ساتھ بٹھلانا افضل ہی و اقرب تواضع

و مکارم اخلاق ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور جو باندی اپنے استمتاع کے واسطے پسند کرلی ہو اُسکے کپڑے اُسی سبب رواج کے زیادتی کرسکتا ہی یہ غایۃ سروجی مین ہی۔ اور رقیقہ کے واسطے مولی پر اسکی طہارت کا پانی خرید دینا واجب ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور موسے پر اپنے مکاتب کا نفقہ واجب نہین ہی اور معتق البعض کا جسکا کچھ حصہ آزاد ہوگیا ہو یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد کا ایک غلام ہی کہ اُسکو نفقہ نہین دیتا ہی پس اگر یہ غلام کمائی کرنے پر قادر ہو تو اسکو روا نہین ہی کہ بدون رضامندی مولی کے موسے کا مال کھاوے اور اگر عاجز ہو تو اسکو کھانا روا ہی۔ اور اگر غلام کمائی کرسکتا ہو مگر موسے نے اسکو منع کردیا تو غلام اس سے کہے کہ یا مجھے اجازت دے کہ کمائی کرون یا مجھے نفقہ دے پھر اگر اُس نے اجازت نہ دی تو اپنے موسے کے مال سے بطرح پاوے کھاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور فروخت شدہ غلام کا نفقہ جب تک مشتری نے قبضہ نہین کیا ہی بائع پر واجب ہی جبتک بائع کے قبضہ مین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر بیع بخیار ہو تو انجام کار مین جسکی ملک ہوجاوے اسپر واجب ہوگا اور بعض نے کہا کہ بائع پر واجب ہی اور بعض نے کہا کہ قرضہ سے اسکا نفقہ دیا جاوے پھر جسکی ملک ہوجاوے وہی ادا کرے یہ شرح نقایہ برجندی مین ہی۔ غلام ودیعت کا نفقہ اسپر ہی جس نے ودیعت رکھا ہی اور عاریت غلام کا نفقہ عاریت لینے والے پر ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی نے غلام غصب کرلیا تو جب تک اسکے موسے کو واپس نہ دے تب تک اُسکا نفقہ اسی غاصب پر ہی پس اگر غاصب نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کردینے کا تو قاضی اس درخواست کو منظور نہ کریگا لیکن اگر غاصب کی طرف سے غلام کے حق مین خوف ہو تو قاضی اس غلام کو لیکر فروخت کرکے اُسکا ثمن اپنے پاس رکھ چھوڑیگا۔ اور اگر زید نے ایک غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا پھر خود غائب ہوگیا کہ سفر کو چلا گیا پھر غلام قاضی کے پاس آیا اور درخواست کی کہ عمرو کو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کردینے کا تو قاضی کو اختیار ہی کہ عمرو کو حکم کرے کہ اسکو اجارہ پر دے اور اُسکی مزدوری سے اُسکو نفقہ دے اور اگر قاضی نے اسکا بیچنا مصلحت دیکھا تو فروخت کردے۔ اور غلام مرہون کا اگر رہن ہونا ثابت ہوگیا تو اسکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائیگا جو غلام ودیعت کے ساتھ مذکور ہوا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ غلام صغیر ایک مرد کے قبضہ مین ہی اُس نے دوسرے سے کہا کہ یہ تیرا غلام میرے پاس ودیعت ہی اُسنے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکو ودیعت نہین رکھا ہی پس قابض پر اُسکے نفقہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر غلام کبیر ہو تو قابض سے قسم نہ لیجائیگی اور نفقہ اسپر واجب ہوگا جسکے واسطے اُسکی منفعت ہی خواہ مالک ہو یا غیر مالک ہو یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر زید نے وصیت کی کہ میرا غلام عمرو کو دیا جاوے مگر ایک سال تک وہ بکر کی خدمت کرے اور وصیت تمام ہوگئی تو ایسے غلام کا نفقہ اسی پر واجب ہوگا جسکے واسطے اُسکی منفعت خدمت ہی اور اگر وہ صغیر ہو کہ ہنوز لائق خدمت نہین ہوا ہی تو اُسکا نفقہ اسپر واجب ہی جو اسکے رقبہ کا مالک ہی یہان تک کہ وہ خدمت کے لائق ہوجاوے پھر اسکے بعد اسکے مخدوم پر نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ بغیر عوض کے اسکی منفعت کا مالک ہوا ہی۔ اور اگر وہ بکر کے پاس مریض ہوگیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرض مثل لنجے پن وغیرہ کے ایسا ہی کہ وہ خدمت نہین کرسکتا ہی تو اُسکا نفقہ مالک رقبہ پر واجب ہوگا اور اگر ایسا مرض ہی کہ وہ خدمت کرسکتا ہو تو مستحق خدمت پر واجب رہیگا۔ اور اگر مرض نے طول پکڑا اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ اسکو فروخت کا حکم دے تو اسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے دوسرا غلام خریدے کہ وہ خدمت کرنے مین اسکا قائم مقام ہو پس اسکا رقبہ بھی

اسی کی ملک ہوگا جسکی ملک پہلے غلام کا رقبہ تھا- اور اگر زید نے اپنی باندی کی عمرو کے واسطے وصیت کی اور جو اسکے پیٹ مین ہی اُسکی بکر کے واسطے وصیت کی تو اس باندی کا نفقہ عمرو پر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر مملوک دو شریکون مین مشترک ہو تو اُسکا نفقہ ان دونون پر بقدر دونون کی ملکیت کے واجب ہوگا- اسی طرح اگر مملوک دو شخصون کے قبضہ مین ہو کہ ہر ایک دعوے کرتا ہو کہ یہ میرا ہی اور کسی کے پاس گواہ نہون تو اسکا نفقہ ان دونون پر واجب ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ باندی دو مردون مین مشترک ہی اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور دونون مولاؤن نے دعوے کیا کہ یہ میرا نطفہ ہی تو اس ولد کا نفقہ ان دونون پر واجب ہوگا- اور اگر لڑکا بڑا ہو گیا اور یہ دونون مفلس ہوئے تو اسپر (یعنی ایک ہی ساتھ ہوا) ان دونون (جیسی کہ دونون رسے نسب ثابت ہوگا) کا نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی پھر ایک غائب ہو گیا اور دوسرے نے بغیر حکم قاضی اور بغیر اجازت اپنے شریک کے اُسکو نفقہ دیا تو وہ احسان کرنے والا ہوا یہ فتح القدیر مین ہی- ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی انمین سے ایک غائب ہو گیا اور اسکو اپنے شریک کے پاس چھوڑ گیا اور شریک نے یہ مقدمہ قاضی کے حضور مین پیش کیا اور اسپر گواہ قائم کر دیے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اس گواہی کو قبول کرے اور چاہے قبول نکرے اور اگر قبول کی تو اسکو نفقہ دینے کا حکم دیگا اور حکم وہی ہوگا جو ودیعت کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- ایک شخص نے غلام صغیر یا باندی صغیر آزاد کر دی تو آزاد کنندہ پر اُسکا نفقہ واجب نہ رہیگا اور اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا اگر اسکا کچھ مال نہو- اور علی ہذا اگر بہت بوڑھا ہو یا اپنجا ہو یا مریض ہو اور اُسکی قرابت مین کوئی نہین ہی تو اُسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا یہ مضمرات مین ہی- اور اگر اپنے غلام کو آزاد کیا حالانکہ وہ بالغ تندرست ہی تو اسکا نفقہ اُسکی کمائی سے ہوگا یہ بدائع مین ہی- ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پایا اور اُسکو اُسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے پکڑا اور بغیر حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو احسان کنندہ ہوگا کہ اُسکے مولی سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا اور اسکے مولی کو تلاش کیا مگر نہ پایا پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس قصہ سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اسکے نفقہ دینے کا حکم دیدے تو بدون گواہ قائم کیے قاضی التفات نہ کریگا اور بعد گواہ قائم کرنے کے قاضی کو اختیار ہی چاہے گواہی قبول کرے اور چاہے قبول نکرے جیسے لقیط و لقطہ مین حکم ہی اور اگر قاضی نے گواہی قبول کر لی پس اگر اس شخص کا نفقہ دینا مالک غلام کے حق مین بہتر نظر آوے تو اسکو نفقہ دینے کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنی نفقہ کی تعداد اسقدر ہو جائیگی کہ جتنے کا غلام ہی تو اسکو حکم دیگا کہ اسکو فروخت کر کے اُسکا ثمن رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ مین ہی- اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ حرہ ہی تو گواہ قبول ہونگے اگرچہ قاضی انکی عدالت سے واقف نہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کریگا مگر تا مدت دریافت حال گواہان اس قابض کو حکم دیگا کہ اسقدر نفقہ مفروضہ اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کریگا اور اس باندی کو ایک ثقہ عورت کے پاس رکھیگا اور اس ثقہ عورت کی حفاظت کرنے کی اجرت بیت المال پر ہوگی پھر اگر گواہون کا حال دریافت کرنے مین دیر ہوئی اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہون کی تعدیل ہوئی اور اُسکی آزادی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لیگا خواہ اس عورت نے دعوے کیا ہو کہ مین اصلی حرہ ہون یا یہ دعوی کیا ہو کہ مولی نے

سے مجھے آزاد کردیا ہی یا بالکل حریت کا دعوی نہ کیا ہو اور وجہ یہ ہی کہ یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اُسنے بغیر حق کے نفقہ لیا ہی اور اسی طرح اگر اس عورت نے اس مرد کے مال سے کوئی چیز بلا اجازت کھائی ہو تو ضامنہ ہوگی اور اگر یہ گواہ مردود ہوئے تو یہ باندی اپنے مولی کو واپس دیجائیگی اور مولی اس سے نفقہ کے حساب مین کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور نیز جو اسنے بلا اجازت لے لیا ہی وہ نہین لے سکتا ہی۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہو اور اُسنے قاضی سے شکایت کی کہ یہ مجھکو نفقہ نہین دیتا ہی تو قاضی اس مرد کو حکم کریگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کردے پس اگر قاضی نے اسکو نفقہ دینے پر مجبور کیا اور اُسنے نفقہ دیا پھر اگر گواہ قائم ہوئے کہ یہ عورت اصلی حرہ ہی اور قاضی نے اسکی حریت کا حکم دیدیا تو مولی اُس سے اسقدر نفقہ کو واپس لیگا اور نیز جو کچھ اسکا مال بدون اسکی اجازت کے لیا ہو واپس لے سکتا ہی اور جو باجازت کھالیا ہو اُسکو واپس نہین لے سکتا ہی۔ زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی اور عمرو نے انکار کیا اور زید نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھکر گواہون کا حال دریافت کریگا اور چونکہ بظاہر عمرو کی ملک قائم ہی اسکو حکم دیگا کہ اس باندی کو نفقہ دے پس اگر عمرو نے اسکو نفقہ دیا پھر گواہ مذکور رد کردیے گیے تو باندی مذکور عمرو کی ملک رہیگی اور باندی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر گواہون کی تعدیل ہوئی اور قاضی نے زید کی ڈگری کردی تو عمرو اس مال نفقہ کو زید سے نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ یہ ظاہر ہوا کہ یہ باندی مغصوبہ تھی کہ اسنے غاصب کا مال کھایا ہی اور یہ قاعدہ ہی کہ مغصوب اگر غاصب کے حق مین جنایت کرے تو وہ ہدر ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر بجاے باندی کے غلام ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو قاضی اس غلام کو اپنے عادل کے پاس نہ رکھے گا الا اس صورت مین کہ مدعا علیہ اپنے نفس کا کفیل اور غلام کا کفیل بتادے اور مدعی اُسکے ساتھ رہنے پر قادر نہو اور اگر مدعا علیہ سے خوف ہو کہ غلام مقبوضہ کو تلف کردیگا تو ایسی صورت مین قاضی اسکو عادل کے پاس رکھیگا بخلاف باندی کے۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ مرد فاسق ہو کہ لونڈون سے اغلام کرنے مین معروف ہو تو قاضی اسکے قبضہ سے نکال کر مرد ثقہ کے پاس رکھیگا اور یہ امر مختص بدعوی وگواہی نہین ہی بلکہ جہان کہین غلام کا مالک لونڈے باندی مین معروف فاجر ہو وہان غلام کو اسکے قبضہ سے نکال کر عادل کے پاس رکھیگا بطور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے۔ اور جب قاضی نے غلام کو عادل کے پاس رکھا پس اگر غلام کمائی کرسکتا ہی تو اُسکو حکم دیگا کہ کماوے اور اپنی کمائی سے کھاوے بخلاف باندی کے کہ وہ کمائی سے عاجز ہی حتی کہ اگر باندی کو کوئی ہنر آتا ہو کہ اسکے ذریعہ سے وہ کمائی کرنے مین معروف ہو مثلاً باورچن یا غسالہ ہو تو اسکو بھی یہی حکم دیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بلخی اور فقیہ ابو اسحق حافظ نے فرمایا کہ اگر غلام کمائی سے بسبب مرض یا صغر سنی وغیرہ کے عاجز ہو تو مدعا علیہ کو اُسکے نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر بجاے غلام کے چوپایہ ہو اور مدعا علیہ کو کفیل نہین ملتا ہی اور اُسکی ذات سے تلف کردینے کا خوف ہی اور مدعی اُسکی ملازمت پر قادر نہین ہی تو قاضی مدعی سے کہے گا کہ مین مدعا علیہ کو اُسکے نفقہ دینے پر مجبور نہین کرتا ہون پس تیرا جی چاہے تو اسکو مین عادل کے پاس رکھون اور تو اُسکا نفقہ دے ورنہ مین عادل کے پاس نہ رکھونگا اور یہ بخلاف باندی و غلام کے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جو شخص کسی چوپایہ کا مالک ہوا تو اُسپر اسکا چارہ پانی واجب ہی اور اگر اُسنے اس سے انکار کیا تو اُسپر اسکے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور نہ اُسکی فروخت کے واسطے جبر کیا جائیگا لیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ دیانتہً اسکو حکم دیا جائیگا کہ اُسکو فروخت کرے یا اُسکو نفقہ دے اور یہ بطریق امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی اور یہی اصح ہی

اور دودھار جانور کا بالکل بمبالغہ دودھ دوھ لینا مکروہ ہی درصورتیکہ اسکے حق مین یہ امر بسبب قلت چارہ کے مضر ہو اور بالکل دودھ چھوڑ دینا بھی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ دودھنے والا اپنے ناخن کٹوا دے کہ اسکو ایذا نہو اور مستحب ہی کہ جب تک اسکا بچہ دودھ پیتا ہی اور کچھ نہین کھاتا ہی تب تک اسکا دودھ نہ لے الا اسی قدر کہ بچہ سے بچ رہے اور ہر جانور کو ایسی تکلیف دینا جسکی وہ طاقت نہین رکھتا ہی مثلاً بہت بوجھ لادنا اور برابر اسکو چلانا وغیرہ مکروہ ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ ایک چوپایہ دو شخصون کی شرکت مین ہی کہ ایک نے اسکو چارہ دینے سے انکار کیا اور دوسرے نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے حکم دے کہ چارہ دون تاکہ متطوع نہو اور واپس لے سکے تو قاضی اس انکار کرنے والے سے کہیگا کہ تو اپنا حصہ فروخت کر یا چارہ دے ایسا ہی امام خصاف نے اپنی نفقات مین ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی کی ملک مین شہد کی مکھیون کا چھتا ہو تو اسپر مستحب ہی کہ مکھیون کے واسطے کچھ شہد اُنکے چھتون مین باقی چھوڑ دے اور مستحب ہی کہ جاڑون مین بہ نسبت گرمیون کے زیادہ چھوڑے اور اگر انکی غذا کے واسطے بجائے شہد کے اور چیز موجود ہو تو اسپر شہد چھوڑ دینا متعین نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتاب العتاق

اسمین سات باب ہین

باب اول عتاق کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن و حکم و انواع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان مین۔ اور ملک وغیرہ کے سبب سے عتق واقع ہونے کے بیان مین۔ عتق کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ عتق ایسی قوت حکمیہ ہی کہ جس موقع پر واقع ہوتی ہی اسمین لیاقت مالک ہونے کی اور اہلیت ولایات و شہادات کی پیدا کر دیتی ہی کذا فی محیط السرخسی ستے کہ وہ اس عتق کی وجہ سے غیرون پر تصرف کرنے اور غیرون کا تصرف اپنی ذات سے دور کرنے پر قادر ہو جاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اعتاق کا رکن ہر ایسا لفظ ہی جو عتق پر فی الجملہ دلالت کرے یا اسکے قائم مقام ہو یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اعتاق کا حکم یہ ہی کہ رقیق کی گردن سے دنیا مین مالک کی ملکیت اور رقیت زائل ہو جاتی ہی اور اگر مالک نے اسکو خالص اللہ تعالی کے واسطے آزاد کیا ہو تو عاقبت مین بڑا ثواب پاتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اعتاق کی چار قسمین ہین واجب و مستحب و مباح اور حرام۔ پس واجب وہ اعتاق ہی جو کفارہ قتل و ظہار و قسم و افطار مین ہوتا ہی مگر فرق یہ ہی کہ قتل و ظہار و افطار کی صورت مین اگر بردہ آزاد کرنے کی قدرت ہو تو اسپر یہی واجب ہوگا اور قسم کی صورت مین باوجود قدرت کے تخییر کے ساتھ واجب ہی یعنی چاہے بردہ آزاد کرے یا دوسرے طور پر کفارہ ادا کرے۔ اور مستحب وہ اعتاق ہی جو بدون اسپر واجب ہونے کے اسنے اللہ تعالی کے واسطے آزاد کیا ہی اور مباح وہ اعتاق ہی جو اُسنے بدون نیت کے آزاد کیا ہو۔ اور حرام وہ اعتاق ہی جو اُسنے شیطان کی راہ پر آزاد کیا ہو کذا فی البحر الرائق پس اگر کسی نے شیطان یا بت کے واسطے اپنا غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر یہ شخص کافر کہلائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اعتاق کی شرطیہ ہی کہ آزاد کنندہ خود آزاد و بالغ عاقل مالک ہو جو اپنی ملک سے اسکا مالک ہی یہ بنایہ مین ہی۔ پس نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہین رکھتے ہین اور اسی وجہ سے

اگر ان دونون نے ایسی حالت کی طرف عتق کی اضافت کی مثلاً یون کہا کہ مین نے اُسکو نابالغی کی حالت مین آزاد کیا ہی
یا جنون کی حالت مین آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معہود ہی تو غلام آزاد نہوگا اسی طرح اگر نابالغی یا جنون کی حالت
مین کہا کہ جسوقت مین بالغ ہون یا مجھے افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہی تو عتق منعقد نہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اصل
یہ ہی کہ اگر اعتاق کو ایسی حالت کی جانب مضاف کیا جسکا واقع ہوجانا معلوم ہی حالانکہ وہ ایسی حالت مین آزاد
کرنے کی لیاقت نہین رکھتا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنے جنون کی حالت مین
اس غلام کو آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معلوم نہین ہوا تو اُسکے قول کی تصدیق نہین ہوگی یہ بدائع مین ہی
اور جو شخص کبھی مجنون ہوجاتا ہی اور کبھی اسکو افاقہ ہوجاتا ہی تو وہ افاقہ کی حالت مین عاقل قرار دیا جائیگا اور
جنون کی حالت مین مجنون یہ بحر الرائق مین ہی - اور جو شخص باکراہ آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے آزاد
کیا یا نشہ کے مست نے آزاد کیا تو آزاد ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی - اور عتق کی شرطون مین سے یہ ہی کہ آزاد کرنیوالا
معتوہ نہو اور مدہوش نہو اور اسکو برسام کی بیماری نہو اور نہ ایسا شخص ہو جسپر بدون نشہ کے بیہوشی طاری ہوئی ہو
اور سویا ہوا نہ ہو چنانچہ ان لوگون مین سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور اگر کسی شخص نے کہا مین نے اپنے غلام
کو سونے کی حالت مین آزاد کیا ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے اپنی پیدائش سے پہلے یا غلام
کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا ہی تو وہ آزاد نہوگا اور آزاد کرنے والے کا بطوع خود آزاد کرنا ہمارے
نزدیک آزاد ہونے کی شرط نہین ہی اور نیز اُسکا قصد کرنے والا ہونا بھی بالاجماع شرط نہین ہی حتی کہ اگر اُسنے
ہزل و دل لگی سے بدون قصد آزاد کیا تو صحیح ہوگا اور اسی طرح عمداً ہونا بھی شرط نہین ہی حتی کہ بھولے سے آزاد
کرنے والے کا اعتاق صحیح ہوگا اور اسی طرح اعتاق مین شرط خیار نہونا بھی شرط نہین ہی خواہ اعتاق بعوض یا بغیر عوض
ہو بشرطیکہ خیار مولی کے واسطے ہو حتی کہ عتق واقع ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور اگر خیار غلام کے واسطے ہو تو اسکے
خیار شرط سے خالی ہونا اعتاق صحیح ہونے کی شرط ہی حتی کہ اگر غلام نے ایسی حالت مین عقد رد کر دیا تو فسخ ہو
جاویگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہین ہی پس کافر کی طرف سے آزاد کرنا صحیح ہی
لیکن اگر مرتد نے آزاد کیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک سے فی الحال نافذ نہ ہوگا بلکہ موقوف رہیگا اور اگر مرتدہ
عورت نے آزاد کیا تو بالاتفاق نافذ ہوگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا شرط نہین ہی پس اگر
ایسے مریض نے آزاد کیا جو اُسی مرض مین مرگیا تو عتق صحیح ہی و لیکن مریض کا آزاد کرنا اُسکے ایک تہائی ترکہ سے
اعتبار کیا جاویگا اور اسی طرح زبان سے کلام کرنا بھی شرط نہین ہی پس اگر اعتاق اسطرح تحریر کر دیا جو ثبت
ہی یا اسطرح اشارہ کیا جس سے اعتاق سمجھا جاتا ہی تو آزاد ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر غلام نے اپنے
مولی سے کہا کہ کیا مین آزاد ہون حالانکہ مولی بیمار پڑا ہی پس مولی نے اپنا سر ہلایا یعنی ہان تو غلام آزاد
نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین اُسکا ایک غلام ہی اس شخص سے کسی نے کہا کہ تو نے
اپنا یہ غلام آزاد کیا ہی پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان تو یہ غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ یہ شخص زبان سے
کہنے پر قادر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور یہ شرط نہین ہی کہ آزاد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ یہ میرا
مملوک ہی چنانچہ اگر غاصب نے مالک سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے پس اُس نے آزاد کر دیا حالانکہ وہ یہ

نہین جانتا ہی کہ میرا یہ غلام تھا تو غلام آزاد ہوجائیگا اور مالک اس غاصب سے کچھ نہین لے سکتا ہی اسی طرح بائع نے مشتری سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کردے اور مبیع کی طرف اشارہ کیا پس مشتری نے اُسکو آزاد کردیا اور یہ نجانتا کہ میرا غلام ہی تو اُسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور یہ امر مشتری کے قبضہ کرنے مین شمار ہوگا اور مشتری کے ذمہ ثمن لازم ہوگا یہ کشف کبیر مین ہی کذا فی البحر الرائق - اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو کہہ کل عبیدی احرار پس اُسنے یہ لفظ کہا حالانکہ وہ عربی نہین سمجھتا ہی تو اُسکے سب غلام آزاد ہوجاوینگے اور میرے نزدیک یہ ہی کہ اُسکے غلام آزاد نہونگے . اگر اس سے کہا کہ تو کہہ اَنتِ حرۃ پس اس نے کہا حالانکہ وہ یہ نہین جانتا ہی کہ اس لفظ سے آزاد ہوجاتا ہی تو وہ بحکم قضا مین آزاد ہوجاویگا ولیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ آزاد نہوگا یہ ینابیع مین ہی . اور اعتاق کی شرطون مین سے ایک نیت ہی مگر یہ اعتاق کی دو قسمون یعنی صریح و کنایہ مین سے فقط کنایہ مین شرط ہی یہ بدائع مین ہی - اور عتق کا سبب جو اُسکا ثابت کرنے والا ہی وہ کبھی نسب کا دعوے ہوتا ہی اور کبھی نسبی ناتے وارمین نفس ملکیت ہوتی ہی اور کبھی یہ ہوتا ہی کہ کسی آدمی کے سامنے ایک شخص کی حریت کا اقرار کیا تو یہ عتق کا سبب ہوسکتا ہی چنانچہ اس شخص غلام کو اگر کبھی اس شخص نے خریدا یا کسی طور سے اُسکا مالک ہوا تو آزاد ہوجائیگا اور کبھی دار الحرب مین داخل ہونا سبب ہوتا ہی چنانچہ اگر حربی نے ایک مسلمان غلام خریدا اور اُسکو دار الحرب مین لے گیا اور یہ حال معلوم نہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ غلام آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح اگر اُسکا قبضہ غلام سے زائل ہوگیا باین طور کہ غلام اپنے حربی مالک کے پاس سے دار الاسلام مین بھاگ آیا تو وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہوگیا مگر دار الاسلام مین نکل نہ آیا تو وہ آزاد نہوگا اگر اسکا مالک بھی مسلمان ہوگیا ہو پھر اہل اسلام نے اس ملک کو فتح کرلیا تو اُسکا غلام اسکا غلام رہیگا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہوگیا پھر اسکے مولے نے دار الحرب مین اُسکو کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کے قبضہ سے پہلے وہ غلام آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کسی ذمی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حربی دار الحرب کو لوٹ گیا اور دار الاسلام مین اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام مدبر چھوڑا جسکو اُسنے دار الاسلام مین مدبر کیا ہی تو ان دونون کے آزاد ہوجانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور عتق کے الفاظ تین قسم کے ہوتے ہین ایک صریح دوم جو صریح کے ساتھ ملحق ہین سوم کنایہ پھر جاننا چاہیے کہ صریح مثل حریت و عتق و ولاء وغیرہ الفاظ کے ہین اور جو اسیسے مشتق ہون وہ بھی صریح ہین اور ایسے الفاظ سے جو عتق ہوا سمین نیت کی حاجت نہین ہی پس اگر ایسے لفظ سے اپنے مملوک کا وصف کیا یا خبر دی یا پکارا مثلاً اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تو حر ہی یا معتق ہی یا محرر ہی یا عتیق ہی یا کہا کہ قد حررتک یعنی مین نے تجھے آزاد کیا ہی یا قد اعتقتک یعنی مین نے تجھے آزاد کیا ہی یا یون کہا کہ اے حر یا اے عتیق یا اے مولی یا کہا کہ یہ میرا مولی ہی تو سب صورتون مین آزاد ہوجائیگا اور اگر اُسنے ان الفاظ مین دعوی کیا کہ میری مراد عتق نتھی تو بحکم قضا مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی قدسی مین ہی اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ مراد ہی کہ یہ شخص پہلے حُر تھا پس اگر یہ غلام جہاد مین قید ہوکر آیا ہی تو از روے دیانت اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر بحکم قضا مین تصدیق نہوگی اور اگر اس غلام کی پیدائش یہین کی ہو تو کسی طرح تصدیق نہوگی

غلام آزاد [ہاین] ۱۲ منہ

اور اگر غلام سے کہا کہ تو اس کام سے حر ہی یا کہا کہ تو آج کے دن اس کام سے حر ہی تو قضاءً آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے غلام سے کہا کہ انت حر البتۃ یعنی تو البتہ آزاد ہی۔ ولیکن یہ شخص ہنوز البتہ کا لفظ نہ کہنے پایا تھا کہ غلام مذکور مر گیا تو وہ غلام مرے گا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے گواہ کر لیے کہ میرے غلام کا نام حر ہی پھر اُسکو اے حر کہکر پکارا تو آزاد نہ ہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور اگر اس لفظ سے اُسکی مراد انشاء عتق ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر اسکو فارسی مین پکارا کہ اے آزاد تو آزاد ہو جائیگا اور اگر آزاد اُسکا نام رکھا پھر آزاد کہکر پکارا تو آزاد نہوگا ولیکن اگر عربی مین یا حر کہکر پکارا تو آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک شخص نے اپنا غلام کسی شہر کو بھیجا اور اُس سے کہا کہ جب کوئی آدمی تیرے سامنے پڑے اور تیرا قصد کرے تو کہنا کہ مین حر ہون پھر ایک شخص اُس سے متعرض ہوا اور غلام نے کہا کہ مین حر ہون پس اگر مولی نے بھیجنے کے وقت اُس سے کہا ہو کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہی اگر کوئی تیرا قصد کرے تو اُس سے کہنا کہ مین حر ہون تو غلام مذکور آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اس سے یہ نہ کہا کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہی بلکہ یہی کہا کہ جب کوئی تیری طرف قصد کرے تو تو کہنا کہ مین حر ہون پھر غلام نے اپنی طرف قصد کرنے والے سے کہا کہ مین حر ہون تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور جب تک غلام نے یہ نہین کہا ہی کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا جیسے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو کہہ کہ مین آزاد ہون تو جب تک یہ نہ کہے کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میرے غلام سے کہہ کہ تو آزاد شدہ ہی یا کہا کہ وہ آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے غلام سے کہہ کہ تو آزاد ہی تو آزاد نہ ہوگا جب تک کہ یہ مامور اس سے اسطرح نہ کہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سالم نام کو پکارا کہ اے سالم پس مرزوق نے جواب دیا کہ جی پس مولی نے کہا کہ تو آزاد ہی حالانکہ اسکی نیت نہ تھی تو وہی آزاد ہو جائیگا جسنے جواب دیا ہی اور اگر مولی نے اس صورت مین کہا کہ مین نے سالم کی نیت کی تھی تو حکم قضاء مین دونون آزاد ہو جائینگے مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالے خاصۃً وہی آزاد ہوگا جسکی نیت کی تھی اور اگر ایک آدمی سے کہا کہ اے سالم تو آزاد ہی پھر یہ آدمی اُسکا دوسرا غلام نکلا یا کسی غیر کا غلام نکلا تو سالم آزاد ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا کہ کیا یہ آزاد نہین ہی اور اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا تو قضاءً وہ آزاد ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ فتاوی ابو اللیث مین ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حرۃ {انت ضمیر مونث مخاطبہ کی ہی اور حرۃ صیغہ مونث ہی} یا باندی سے کہا کہ انت حر {انت ضمیر مذکر خطاب اور حر صیغہ مذکر ہی} تو غلام مذکور یا باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی یہ محیط و فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ العتاق علیک یعنی تجھپر عتاق وارد ہوا ہی تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی کبری مین ہی اور اگر کہا کہ تیرا آزاد کرنا مجھپر واجب ہی تو آزاد نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا آزاد کرنا واجب ہی تو آزاد نہ ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت عتق یعنے تو عتق ہی تو آزاد ہو جائیگا اگرچہ نیت نہ کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ انت حر اولا یعنے تو آزاد ہی یا نہین ہی تو بالاجماع آزاد نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت اعتق من فلان اور فلان کے لفظ سے اپنا دوسرا غلام مراد لیا اور اس کلام سے اُسکی مراد یہ ہی کہ تو فلان مذکور سے پہلے سے میری ملک مین ہی یعنی اعتق سے پرانے ملک

یعنی مراد لیے تو حکم قضا مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی بلکہ غلام مذکور آزاد ہوجائیگا ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالی اگر اسکی یہی مراد تھی تو سچا ہوگا اور اگر کہا کہ انت عتیق من ہذا فی ملکی او قال فی السن یعنی تو میری ملک مین بہ نسبت اس غلام کے پرانا ہی یا سن مین اُس سے بڑا ہی تو کسی طرح آزاد نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو عتیق السن ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت حر یعنے حسن مین یکتا ہی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ انت عتیق اور دعوے کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ میری ملک مین پرانا ہی تو قضاءً تصدیق نہوگی۔ اور اگر ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تجھے اللہ تعالی نے آزاد کیا تو وہ آزاد ہوجائیگا اگرچہ اُسنے آزادی کی نیت نکی ہو اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو حُرُّ السن ہی یا حر الحسن ہی یا جمال وحسن مین حر الوجہ ہی تو وہ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے اخلاق مین حر النفس ہی تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اجناس مین مذکور ہی کہ اگر غلام سے کہا کہ اے حر النفس تو قضاءً آزاد ہوجائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ ایک شخص کا غلام ہی جسپر قصاص لازم آنے کی وجہ سے مولے کو اُسکا خون حلال ہوگیا ہی پس مولی نے اُس سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا پھر دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ مین نے تجھے خون کے مواخذہ سے آزاد کیا تو حکم قضا مین یہ کلام رقیت سے آزاد کرنے پر محمول ہوگا اور باوجود اسکے اسپر عفو کرنا بھی لازم ہوگا کیونکہ اُسنے اقرار کیا ہی اسلیے کہ یہ اُسکی نیت تھی اور اگر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قتل سے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو عفو کرنا اسپر لازم نہوگا اور اگر کہا کہ مین نے خون کے قصاص سے اسکو خالصۃً لوجہ اللہ تعالی آزاد کیا ہی تو جو اس نے کہا ہی اُسی پر محمول کیا جائیگا یہ محیط مین ہی ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا النسب حر ہی یا کہا کہ تیری اصل حر ہی پس اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سبی ہی تو آزاد نہوگا اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ گرفتار شدہ ہی تو آزاد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ تیرے ماں و باپ آزاد ہین تو یہ آزاد نہوگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ وہ دونون اسکی پیدائش کے بعد آزاد کیے گئے ہون۔ ایک شخص کا ایک غلام ہی اور اس غلام کا ایک بیٹا ہی پس مولی نے کہا کہ تیرا بیٹا آزاد بیٹا ہی تو بیٹا آزاد ہوگا اور باپ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا آزاد کا بیٹا ہی تو باپ آزاد ہوگا اور بیٹا آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ قال المترجم ایسے مسائل کا بیان ہوتا ہی جو ایک گونہ عربیت سے متعلق ہین پس انکو اصل زبان عربی کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیے قال اور اگر عتق کو ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہی مثلاً کہا کہ تیرا سر یا تیری گردن یا تیری زبان آزاد ہی تو آزاد ہوجائیگا اور اگر ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہی تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم فرج عرب کی زبان مین وہ جسم کہ جسکو شرمگاہ خواہ مرد کا ہو یا عورت کا ہو اور ذکر خاص مرد کا آلہ تناسل اور قبل خاص عورت کا جسم لکلا پس اب سننا چاہیے کہ کتاب مین فرمایا کہ اگر باندی یا غلام سے کہا کہ تیری فرج آزاد ہی تو وہ آزاد ہوجائیگا بخلاف لفظ ذکر کے اور یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہی اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج جماع سے آزاد ہی تو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ قضاءً آزاد ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور دبر یا است کی طرف اگر مضاف کیا تو اصح یہ ہی کہ آزاد ہوجائیگا کذا فی النہر الفائق اور بعض نے فرمایا کہ آزاد نہوگا اور یہی اصح ہی اور اگر کہا کہ تیری عنق آزاد ہی تو بعض نے فرمایا کہ جیسے رقبی کہنے سے آزاد ہوتا ہی اسی طرح عنق کہنے سے بھی آزاد ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ عنق

اگرچہ بمعنی گردن ہے لیکن آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ رقبہ بالکر تمام بدن کی تعبیر کرنا مستعمل ہے اور عتق سے تمام بدن کی تعبیر کا استعمال نہیں ہے جیسے دبر کا ایسا استعمال نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا سر آزاد کا سر ہے یا تیرا منھ آزاد کا منھ ہے یا تیرا بدن آزاد کا بدن ہے تو وہ آزاد نہ ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تیرا سر مثل آزاد کے سر کے ہے یا تیرا منھ مثل آزاد کے منھ کے ہے یا تیرا بدن مثل آزاد کے بدن کے ہے تو آزاد نہ ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تیرا سر آزاد سر ہے یا تیرا چہرہ آزاد چہرہ ہے یا تیرا بدن آزاد بدن ہے تو آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ تیری فرج آزاد فرج ہے تو باندی آزاد ہو جائیگی کذا فی سراج الوہاج قلت اور اگر غلام سے کہا تو وہ بھی آزاد ہوگا فتامل فیہ ہے اور اگر کہا کہ تو مثل آزاد کے ہے تو بدون نیت کے آزاد نہ ہوگا یہ محیط وکافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اہل بلخ کے غلام آزاد ہیں یا کہا کہ اہل بغداد کے غلام آزاد ہیں مگر اُسنے اپنے غلاموں کی نیت نہ کی حالانکہ وہ بھی بغداد کا رہنے والا ہے یا کہا کہ اہل بغداد کا ہر غلام آزاد ہے یا کہا کہ ہر غلام جو زمین پر ہے یا ہر غلام جو دنیا میں ہے آزاد ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اُسکے غلام آزاد نہونگے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ آزاد ہو جاینگے مگر فتوے امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے اور اگر ایسی صورت میں یوں کہا کہ ہر غلام جو اس کوچہ میں ہے آزاد ہے حالانکہ اُسکا غلام بھی اس کوچہ میں ہے یا کہا کہ ہر غلام جو جامع مسجد میں ہے تو اسمیں بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جو اس دار میں ہے آزاد ہے حالانکہ اُسکے غلام بھی اس دار میں ہیں تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سب آزاد ہیں تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد نہونگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو نہیں ہے مگر آزاد تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی آزاد ہے اور ایسے کے لفظ سے اپنی باندی کی طرف اشارہ کیا اور مراد لیا تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی اور اگر اُسنے پھر دعوی کیا کہ میری مراد اعتاق نہ تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو آزاد ہے جیسے یہ عورت حالانکہ یہ عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہے تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی یہ جامع الجوامع سے تاتارخانیہ میں نقل ہے اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی ہی جیسی یہ عورت حالانکہ یہ عورت ایک آزاد عورت ہے تو اسکی باندی آزاد نہ ہوگی الا جبکہ اُسنے عتق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہے جیسی یہ عورت اور یہ عورت اُسکی باندی ہے تو اُسکی باندی آزاد نہ ہو جائیگی الا اُس صورت میں کہ اُسکے عتق کی نیت کی ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے مملوک کے سیئے ہوئے کپڑے کو کہا کہ یہ آزاد کی سلائی ہے یا مملوک کے چوپایہ کو کہا کہ یہ آزاد کا چوپایہ ہے یا مملوک کی چال کو کہا کہ یہ آزاد کی چال ہے یا مملوک کی باتوں کو کہا کہ یہ آزاد کی باتیں ہیں تو بدون نیت کے آزاد نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ قال المترجم ہماری زبان میں قولہ یہ آزاد کا چوپایہ ہے آزاد ہونا اظہر ہے فافہم ایک شخص نے کہا کہ آزاد ہے پس اُس سے پوچھا گیا کہ تیری کیا مراد تھی اُس نے کہا کہ میرا غلام تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور جو الفاظ کہ ملحق بصریح ہیں وہ اس طرح ہیں جیسے مالک نے کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے واسطے ہبہ کیا یا تیرا نفس تجھے ہبہ کیا یا تیرے نفس کو تیرے ہاتھ فروخت کیا تو مملوک اس کلام سے آزاد ہو جائیگا خواہ غلام قبول کرے یا نہ کرے خواہ مولی نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیری گردن تیرے واسطے ہبہ کردی پس غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں

تو آزاد ہو جائیگا کذا فی المحیط اور یہی اصح ہی یہ ابو المکارم کی شرح نقایہ مین ہی اور اگر غلام سے کہا کہ مین نے تیرا نفس
تیرے ہاتھ اسکے کو بیچا تو یہ غلام کے قبول پر موقوف ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا نفس تجھے صدقہ
دیدیا تو آزاد ہو جائیگا خواہ عتق کی نیت ہو یا نہ ہو خواہ غلام نے قبول کیا یا نہ کیا ہو اور اگر کہا کہ مین نے تیرا عتق
تجھے ہبہ کیا اور دعوے کیا کہ میری مراد عتق سے اعراض تھی تو امام اعظم رح سے دو روایتین ہین چنانچہ ایک
روایت مین یہ ہی کہ وہ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ تو مولے فلان کا ہی یا کہا کہ فلان عتیق ہی تو قضاءً آزاد ہو جائیگا
اور اگر کہا کہ تجھے فلان نے آزاد کیا تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ وہ آزاد نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور
کنایات عتق اسطرح ہین کہ مثلاً غلام سے کہا کہ لا ملک لی علیک یعنی میری تجھپر ملک نہین ہی قال المترجم
ہماری زبان مین آزاد ہونا اظہر ہی اور کنایہ نہوگا بخلاف زبان عرب کے کہ قابو نہین چلتا ہی تو بھی ایسا کہتے ہین
یا کہا کہ لا سبیل لی علیک میرے واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی یا کہا کہ قد خرجت عن ملکی تو میری ملک سے باہر ہوگیا
یا خلیت سبیلک مین نے تیری راہ خالی کردی پس اگر اس سے حریت کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا اور اگر نیت
نہ کی تو آزاد نہ ہوگا یہ حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میرے واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی سوائے
ولاء کے تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے دعوی کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ میرے
واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی سوائے راہ موالات کے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی ایک شخص نے
اپنے غلام سے کہا کہ میرا رق تجھپر نہین ہی پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہین یہ فتاوی قاضی خان
مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالی کے واسطے ہی تو امام رحمہ اللہ کے قول کے موافق
آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو خالص اللہ تعالی
کے واسطے کردیا تو امام اعظم رح سے مروی ہی کہ وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ اُس نے عتق کی نیت کی ہو اور صاحبین رح
سے مروی ہی کہ وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے مرض مین اپنے غلام سے کہا کہ تو لوجہ
اللہ تعالی ہی تو یہ باطل ہی اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو لوجہ اللہ تعالی کردیا خواہ صحت مین کہا یا مرض مین یا وصیت
مین اور کہا کہ مین نے عتق کی نیت نہین کی یا کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ مرگیا تو یہ غلام فروخت کیا جائیگا اور اگر عتق کی
نیت کی تو آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو اللہ تعالی کا غلام ہی تو بلا خلاف وہ آزاد نہوگا
یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون پس اگر آزادی کی نیت کی تو آزاد
ہو جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ مین تجھے طلاق
دیتا ہون اور مراد عتق تھی تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی ہی اور مراد عتق ہی تو ہمارے
نزدیک آزاد نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج مجھپر حرام ہی اور عتق کی نیت کی تو آزاد
نہوگی اور اگر اپنے غلام سے بطور ہجا یون کہا کہ تو حر رہی پس اگر عتق کی نیت ہو تو آزاد ہوگا ورنہ نہین اور اگر
اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی مجھے تجھپر کچھ غلبہ حاصل نہین ہی یا کہا کہ جہان چاہے چلا جا یا کہا کہ جدھر
جی چاہے توجہ کر تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ نیت کی ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا تو بائنہ ہی یا تو مجھسے
بائنہ ہوگئی یا مین نے تجھے حرام کیا یا تو خلیہ ہی یا بریہ ہی یا کہا کہ تو اختیار کر پس باندی نے کہا کہ مین نے اختیار

کہا یا کہا کہ توکل یا استبرا کر پس اُسنے ایسا ہی کیا تو ہمارے نزدیک آزاد نہوگی اگرچہ مالک نے عتق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہیں ہی یا کہا کہ میرا تجھپر کچھ حق نہیں ہی تو آزاد نہوگی اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور طلاق کی لفظ خواہ صریح لفظ ہو یا کنایہ ہو باندی آزاد نہوگی اگرچہ عتق کی نیت کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ تو اختیار کر تو یہ نیت پر موقوف ہی اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا امر آزادی تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ مین نے تیرا عتق تیرے ہاتھ مین کر دیا یا کہا کہ تو عتق کو اختیار کر یا کہا کہ مین نے عتق کے مقدمہ مین تجھے اختیار دیدیا یا تیرے عتق مین تجھے مختار کیا تو ان سب مین نیت کی کچھ حاجت نہین ہی اسواسطے کہ یہ صریح ہی ولیکن یہ ضرور ہی کہ غلام عتق اختیار کرے مگر یہ اختیار مولی کی طرف سے اُسی مجلس تک رہیگا اسواسطے ہوگا کہ اگر غلام نے اُسی مجلس مین عتق اختیار کیا تو آزاد ہوگا ورنہ نہین یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی اُسکی ملک مین ہی پس اُسکی جورو نے اُس باندی کے معاملہ مین شوہر کو کچھ ملامت کی پس شوہر نے جورو سے کہا کہ اُسکے کام کا اختیار تیرے ہاتھ ہی پس جورو نے اُسکو آزاد کر دیا پس اگر شوہر نے اس کلام سے اُسکے عتق کے کام مین نیت کی ہو تو باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی ورنہ نہین اسواسطے کہ یہ اختیار معاملہ بیع کے واسطے ہوگا یعنی بیع کر دے۔ لیکن اگر اسطرح کہا کہ اس باندی کے حق مین جو تو کرے وہ جائز ہی تو یہ آزاد کرنے وغیرہ سب کے واسطے ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے پس باندی نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اپنے نفس کے معاملہ مین جو تو چاہے وہ کر پس اگر غلام نے مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر اپنے نفس کو آزاد کرنے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا تو بعد مجلس سے کھڑے ہو جانے کے اپنے نفس کو آزاد نہین کر سکتا ہی اور اسکو اختیار رہیگا کہ ایسی صورت مین جسکو چاہے اپنے نفس کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ مین دیدے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو غیر مملوک ہی تو اُسکی طرف سے یہ عتق نہوگا ولیکن اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکے ملک کا دعوی کرے اور اگر وہ غلام مرگیا تو بوجہ ولا کے اُسکا وارث بھی نہین ہو سکتا ہی اور اگر اسکے بعد غلام مذکور نے کہا کہ مین اسکا مملوک ہون اور اس نے غلام کے قول کی تصدیق کی تو غلام اسکا مملوک ہوگا یہ ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی یا باندی سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہی پس اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی سن اسکا ایسا ہو کہ اس مدعی کا بیٹا یا بیٹی ہو سکے اور وہ مجہول النسب بھی ہو کہ یہ معلوم نہو کہ کسکا نطفہ ہی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور غلام آزاد ہو جائیگا خواہ غلام عجمی جلیب ہو یعنی غیر ملک سے لایا گیا ہو یا وہین کی پیدائش ہو اور اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اُسکا نسب معروف ہو تو بالاتفاق مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا مگر نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر مملوک مذکور اسکے فرزند ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو بھی نسب ثابت نہ ہوگا مگر امام اعظم کے قول کے موافق مملوک آزاد ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ زاد مین ہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہی یا اپنی باندی سے کہا کہ یہ میری ماں ہی اور مملوک

نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فرزندی کے دعوی میں بھی
بدون تصدیق مملوک کے نسب ثابت نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ مملوک کی تصدیق شرط نہیں ہے یہ فتاوی قاضی خان
میں ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہے حالانکہ اتنی بڑی عمر کا آدمی ایسے شخص کی اولاد میں نہیں ہو سکتا ہے
تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد نہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر
طفل صغیر سے کہا کہ یہ میرا دادا ہے تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور بعض نے فرمایا کہ
بالاجماع آزاد نہ ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا ہے تو بعض روایات مین مذکور ہے کہ آزاد
ہو جائیگا اور صحیح یہ ہے کہ آزاد نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور عتابیہ مین لکھا ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ یہ
میرا چچا یا ماموں ہے تو آزاد ہو جائیگا اور یہی مختار ہے انتہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے یا باندی
سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو وہ آزاد نہوگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین بھی اختلاف ہے
اور بعض نے فرمایا کہ نہین بلکہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ آزاد نہوگا اور یہی اظہر ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا
بھائی یا یہ میری بہن ہے تو ظاہر الروایہ مین آزاد نہوگا اور یہی روایت اصل ہے لیکن اگر نیت ہو تو آزاد ہو جائیگا
یہ غایہ سروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا پدری بھائی ہے یا مادری بھائی ہے تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔
اور اگر غیر کے غلام سے کہا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے پھر اسکو خریدا تو آزاد ہو جائیگا ولیکن نسب ثابت نہوگا یہ
سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ یہ عورت میری خالہ یا پھوپھی زنا سے ہے تو آزاد ہو جائیگی
اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا یا بھائی یا بہن زنا سے ہے تو بھی آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ
اے بیٹے یا اے بھائی تو آزاد نہوگا اور یہی صحیح ہے کذا فی الکافی اور یہی ظاہر ہے لیکن تحفہ مین مذکور ہے کہ اگر نیت کی
ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ غایہ سروجی مین ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے میرے بیٹے یا باندی سے کہا کہ اے میری
بیٹی تو آزاد نہو جائیگی اگرچہ عتق کی نیت ہو جیسے اگر کہا کہ اے بیٹے یا اے بیٹی تو آزاد نہین ہوتی ہے یعنی فقط اے
بیٹا یا اے بیٹی بدون اپنی طرف اضافت کرنے کے کہا تو نہین آزاد ہوتی ہے اگرچہ نیت عتق کی ہو یہ فتاوی
قاضی خان مین ہے۔ نوادر ابن رستم مین امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ اے میرے باپ یا اے
میرے دادا یا اے میرے چچا یا اے میرے ماموں یا باندی سے کہا کہ اے میری پھوپھی یا اے میری خالہ یا اے میری بہن
تو ان سب صورتون مین آزاد نہوگا اور تحفۃ الفقہاء مین اسقدر عبارت زائد ہے کہ لیکن اگر نیت کی ہو تو آزاد ہوگا
یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور شیخ ابو القاسم صفار سے منقول ہے کہ انسے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی باندی چراغ لاکر
اسکے سامنے کھڑی ہوئی پس مولی نے اُس سے کہا کہ اے پری چہرہ مین چراغ لیکر کیا کرون کہ تیرا چہرہ خود چراغ
سے زیادہ روشن ہے اے ترکی پس اس نے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب مہربانی کے کلمات قرار
دیئے جاوینگے اور باندی آزاد نہوگی اور یہ اس صورت مین ہے کہ مولی نے عتق کی نیت نہ کی ہو اور اگر نیت کی تو امام
محمد رح سے اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے سردار یا اے میرے
سردار یا اپنی باندی سے کہا کہ اے سردار یا اے میری سردار پس اگر ان صورتون مین عتق کی نیت کی ہو تو بلا خلاف
عتق ثابت ہو جائیگا اور اگر عتق کی نیت نہ کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث رح کے نزدیک

مختار یہ ہی کہ آزاد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای آزاد مرد یا باندی سے کہا کہ ای آزاد عورت یا باندی
سے کہا کہ ای میری کدبانو یا ای کدبانو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی اور اگر عتق کی نیت
نہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور فقیہ ابو اللیث کا مختار یہ ہی کہ آزاد نہوگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ای زادمرد
یعنی بدون الف کے زاد فقط کہا تو فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ وہ آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ محیط
مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ ای مولی زادہ تو وہ آزاد نہوگی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے
غلام سے کہا کہ ای نیم آزاد یعنی نصف آزاد تو یہ قول بمنزلہ اس کلام کے ہی کہ غلام سے کہا کہ تیرا نصف حصہ آزاد ہی
ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تک تو غلام تھا تب تک مین تیرے عذاب مین گرفتار تھا اب کہ تو نہین ہی تب
بھی تیرے عذاب مین گرفتار ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ کلام اسکی طرف سے غلام کے عتق کا اقرار ہی پس قضاءً غلام آزاد
ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ آزاد ہی پس اگر عتق کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہین
ایک غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ میری آزادی پیدا کر پس مولی نے کہا کہ تیری آزادی مین نے پیدا کی اور نیت
عتق نہ کی تو آزاد نہوگا قلت قضاءً آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ ای میرے مالک تو بلا نیت
آزاد نہوگا یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص کا ایک غلام ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنا غلام آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط
سرخسی مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون کہ تیرے باپ نے میرے باپ و مان کو آزاد کیا ہی
تو زید مذکور عمرو کا غلام نہوگا اور اسی طرح اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون اور یہ نہ کہا کہ مجھے تیرے باپ نے
آزاد کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور زید حر ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون مجھے تیرے باپ نے آزاد
کیا ہی پس اگر عمرو نے باپ کے آزاد کرنے سے انکار کیا تو زید اسکا مملوک ہوگا لیکن اگر زید گواہ لاوے کہ عمرو کے باپ
نے اُسکو آزاد کیا ہی تو زید کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ آزاد ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور غلام
کے پاس مال ہی تو یہ مال مولے کا ہوگا سوائے اتنے کپڑے کے جو غلام کی ستر پوشی کرے اور یہ بھی مولی کے اختیار
مین ہی کہ کپڑون مین سے جونسا کپڑا چاہے دیدے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے تین غلامون
سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو سوائے فلان و فلان و فلان کے تو یہ سب غلام آزاد ہو جاینگے یہ فتاوے کبری مین ہی قال المترجم
اسوجہ سے کہ مستثنی منہ کے ساتھ حکم حریت متعلق ہوا پس استثنا کارآمد نہوگا و قیل الاستثنا باطل فتدبر۔ ایک شخص کے
پانچ غلام ہین پس اُسنے کہا کہ دس میرے مملوکون مین سے آزاد ہین الا ایک تو سب آزاد ہونگے اور اگر کہا کہ میرے
مملوک دسون آزاد ہین الا واحد تو چار آزاد ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مرد آزاد کرنا چاہے تو چاہیے
کہ غلام آزاد کرے اور عورت کو چاہیے کہ باندی آزاد کرے یہ مستحب ہی تاکہ مقابلہ اعضا ٹھیک متحقق ہو یہ ظہیریہ مین ہی
قال المترجم حدیث شریف مین یہ مضمون ہی کہ جو شخص بندہ آزاد کرتا ہی اللہ تعالی اُسکے ہر عضو کو بمقابلہ اعضای
بندہ کے آتش دوزخ سے آزاد فرماتا ہی پس استحباب مسئلہ مذکورہ بربنائے حدیث موصوفہ ہی فافہم اور یہ مستحب ہی کہ
جب آدمی سات برس کسی بندہ سے خدمت لے تو اسکو آزاد کردے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردے
کہ شاید وہ آزاد کردے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی اور مستحب ہی کہ آزاد کرنے والا بندہ کو ایک عتاق نامہ لکھکر اسپر
ثقہ لوگون کی گواہی کرادے تاکہ غلام کے حق مین مضبوطی رہے اور باہم اختلاف اور انکار سے حفاظت ہو یہ محیط سرخسی

میں ہی۔ فصل ملک وغیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان میں جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا وہ اسکی طرف سے فوراً آزاد ہو جائیگا خواہ یہ مالک صغیر ہو یا کبیر ہو عاقل ہو یا مجنون ہو یہ غایۃ البیان میں ہی اور ذی رحم محرم سے ایسا قرابت دار مراد ہی جس سے نکاح ہمیشہ کے واسطے حرام ہو پس رحم عبارت ہی قرابت سے اور محرم عبارت ہی حرمت مناکحت سے پس اگر محرم بلا رحم کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہوگا مثلاً اپنے پسر کی زوجہ یا باپ کی زوجہ یا چچا کی بیٹی کا جو اسکی رضاعی بہن ہی مالک ہوا تو کوئی آزاد نہو جائیگی اسی طرح اگر رحم ہو مگر محرم نہو تو بھی یہی حکم ہی مثلاً ماموں یا چچا کی اولاد کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہو گی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر کوئی ایسے آدمی کا مالک ہوا جو بسبب رضاعت یا مصاہرت کے اسپر دائمی حرام ہی تو وہ آزاد نہوگا اور اگر جورو و مرد میں سے کوئی دوسری کا مالک ہوا تو اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ مبسوط میں ہی۔ اور مالک خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو دار الاسلام میں اس حکم کے واسطے کچھ فرق نہوگا اور اسیطرح جس ذی رحم محرم کا مالک ہوا ہی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو کچھ فرق نہیں ہی یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور چونکہ یہ حکم دار الاسلام میں ہی لہذا اگر دار الحرب میں کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہی اور اگر کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو کر امان لیکر دار الاسلام میں آیا تو مملوک مذکور اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہی۔ اور اگر مملوک نے اپنی اولاد کو خریدا تو وہ آزاد نہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہی۔ اور اگر غلام ماذون نے ایسا مملوک خریدا جو اسکے مالک کا ذی رحم محرم ہی اور اسپر بقدر قرضہ نہیں ہی جو بالکل محیط ہو تو مولی کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر قرضہ محیط ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگا اور اگر مکاتب نے اپنے مولی کا بیٹا خریدا تو بالاتفاق آزاد نہو جائیگا یہ تاتارخانیہ میں تجرید سے منقول ہی اور اگر مکاتب نے ایسے لوگوں کو خریدا جنکی فروخت کا مجاز نہیں ہی جیسے والدین و اولاد وغیرہ پھر مولی نے انکو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائینگے یہ مضمرات میں ہی۔ اور جو شخص غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہی اگر اسنے موکل کا ذی رحم محرم خریدا تو وہ آزاد نہو جائیگا یہ سراجیہ میں ہی۔ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے اپنے مرض الموت میں ہزار درم کا اقرار کیا اور اس شخص کا سوائے اسکے کوئی وارث نہیں ہی اور کچھ مال بھی نہ چھوڑا سوائے ایک مملوک کے کہ وہ اس پسر کا ماں کی طرف سے بھائی ہی اور اس مملوک کی قیمت اسی قدر ہی جسقدر قرضہ کا میت نے اپنے پسر کے واسطے اقرار کیا ہی تو محمد رح نے فرمایا کہ مملوک آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ مرض میں جو اقرار ہو وہ گویا وصیت ہی پس جب پسر مذکور اسکا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اقرار مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو مملوک مذکور آزاد نہو جائیگا اسواسطے کہ وارث مذکور اسکا مالک نہیں ہوا بدین وجہ کہ قرضہ مذکور میت کے ترکہ کو محیط ہی۔ اور اس بیان سے یہ فائدہ ثابت ہوا کہ جب ترکہ میں وارث کا قرضہ ہو تو وہ وارث کے ترکہ کے مالک ہونے سے مانع ہوتا ہی یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اسکے باپ کے نطفہ سے پیٹ سے ہی حالانکہ وہ باندی اسکے باپ کے سوا کسی غیر کی ملک ہی تو خرید جائز ہوگی اور جو اسکے پیٹ میں ہی وہ آزاد ہوگا اور باندی آزاد نہوگی اور جبتک وضع حمل نہو تب تک اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہی کہ اسکی بیع جائز نہوگی اور بعد وضع حمل کے اسکو فروخت کر سکتا ہی یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر حاملہ باندی کو آزاد کیا تو اسکا حمل بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر فقط حمل کو آزاد کیا تو بدون باندی کے فقط حمل آزاد ہوگا اگر کسیقدر مال پر حمل کو آزاد کیا تو حمل آزاد ہوگا اور مال واجب نہوگا اور عتق کے وقت حمل موجود ہونا اسی طرح دریافت

ہوسکتا ہی کہ وقت عتق سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر وقت عتق سے چھ مہینہ یا زیادہ مین
بچہ جنی تو آزاد نہوگا الا اُس صورت مین کہ حمل مین جوڑ یا دو بچہ ہون کہ پہلا بچہ چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا پھر دوسرا
چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت مین ہو پس وقت فراق سے دو برس سے کم مین
بچہ جنی پس اگرچہ وقت اعتاق سے چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی ہو بہرحال اس صورت مین حمل آزاد ہوگا یہ فتح القدیر
مین ہی - باندی کا بچہ جو اُسکے مولی سے ہو آزاد ہی اور جو اسکے شوہر سے پیدا ہو وہ اُسکے مولی کا مملوک ہی بخلاف
مغرور کے بچہ کے کہ اسکو فریب دیا گیا ہو اسکا یہ حکم نہین ہی کہ مان کا تابع ہو اور آزاد عورت کا بچہ بہرحال مین
آزاد ہوتا ہی اسواسطے کہ عورت کا پلہ بھاری ہی پس حریت کے وصف مین عورت کا تابع ہوگا جیسے کہ مملوکیت
و مرقوقیت و تدبیر و امومیۃ الولد و کتابت مین یہ وصف بچہ کو مان کا ملتا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر بچہ جنے کے وقت
اپنی باندی سے کہا کہ تو حرہ ہی اور حالت یہ ہی کہ تھوڑا بچہ باہر نکل چکا ہی پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچہ بھی آزاد
ہوگا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد نہوگا اور ہشام رح اور معلی رح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر ایک شخص نے
اپنی حاملہ باندی سے درحالیکہ اُسکا بچہ کچھ نکل چکا ہی کہا کہ تو آزاد ہی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوا
سر کے نصف بدن خارج ہوا ہی تو وہ مملوک ہوگا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہوا ہی تو وہ آزاد ہوگا اور
اُسکے معنے یہ ہین کہ مع سر کے نصف خارج ہوا ہی تو آزاد ہی یہ محیط مین ہی - منتقی مین ہی کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچہ جو تیرے
پیٹ مین ہی وہ آزاد ہی پس اُسکے جوڑ یا دو بچہ پیدا ہوئے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہی وہی آزاد ہوگا اور اگر اپنی باندی
سے کہا کہ علقہ یا مضغہ جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی تو جو اُسکے پیٹ مین ہی وہ آزاد ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص
نے غیر کی باندی کو آزاد کیا پھر مولی نے بعد باندی کے بچہ پیدا ہونے کے عتق کی اجازت دی تو بچہ آزاد نہوگا اور اگر
اپنی باندی سے کہا کہ میرا ہر مملوک سوا تیرے آزاد ہی تو باندی کا حمل آزاد نہوگا - ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی
سے حالت صحت مین کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی پس دوسرے دن باندی مذکور کے ایک مردہ بچہ پیدا ہوا جسکی
خلقت ظاہر ہوگئی تھی تو بقیاس قول امام اعظم رح کے باندی آزاد ہوگی - اور اگر خود بچہ پیدا نہوا بلکہ کسی آدمی نے دوسرے
روز اُسکے پیٹ مین صدمہ پہونچایا جس سے مردہ جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہوگئی تھی تو مولے کو اختیار ہوگا پس
اگر اسنے مان کو آزاد کیا تو اُسکے آزاد ہونے سے بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہو تو خود آزاد ہو جائیگی
یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہی آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ مولی
بیان کرے یعنی کسی کو معین کرے کہ دونون مین سے کون آزاد ہی مر گیا پھر کسی آدمی نے باندی کے پیٹ
مین ایسا صدمہ پہونچایا کہ جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہوگئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم پر اس جنین کے واسطے
غرہ آزاد کا جرمانہ واجب ہوگا اور نصف باندی آزاد ہوگی اور نصف کے واسطے سعایت کریگی اور جنین پر کچھ
سعایت نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر حربی نے اپنے غلام حربی کو دارالحرب مین آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک
اسکا اعتاق نافذ نہوگا اور اسمین صاحبین رح کا خلاف ہی اور اگر حربی نے اپنے مسلمان غلام کو دارالحرب مین آزاد کیا تو بالاتفاق
اعتاق نافذ ہوگا اور اسکی ولا اس حربی کو ملیگی - اور اگر حربی مر گیا یا قتل کیا گیا یا مسلمان کے ہاتھ مین قید ہوگیا تو اُسکا
مکاتب آزاد نہوگا اور بدل کتابت اُسکے وارثون کو ملیگا جیسے کہ خود مر گیا ہی - ایک شخص ہندوستان مین گیا یعنی دارالحرب مین

گیا پھر وہ دارالاسلام مین آیا اور اُسکے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا تھا کہ مین اِسکا غلام ہون پھر یہ ہندو مسلمان ہوگیا
تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہندو سے مذکور دارالحرب سے مسلمان کے ساتھ بدون اکراہ و زبردستی کے دارالاسلام مین
چلا آیا ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اُسکا یہ قول کہ مین اِسکا غلام ہون باطل ہوگا اور اگر مسلمان اسکو زبردستی یا کراہ نکال
لایا ہو تو وہ مسلمان کا غلام ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو حربی نے اگر اپنا مسلمان غلام بیع کے واسطے پیش
کیا تو وہ آزاد ہوگا اگرچہ اسکو فروخت نہ کیا ہو اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو یہ شرح مجمع مین لکھا ہو

دوسرا باب معتق البعض کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔ اور اگر اپنے غلام مین سے کچھ آزاد کیا
خواہ یہ حصہ معین ہو یعنی معلوم ہو مثلاً چوتھائی وغیرہ یا ایسا نہو جیسے غلام سے کہا کہ تجھ مین سے کچھ یا بعض وغیرہ
یا تیرا کوئی جزو یا پارہ آزاد ہو گو فرق دونون صورتون مین یہ ہو کہ غیر معلوم کی صورت مین مولی کو بیان کرنے کا
حکم دیا جائیگا کہ کسقدر مراد ہو بہر حال امام اعظمؒ کے نزدیک تھوڑا آزاد کرنے سے سب آزاد نہوگا اور صاحبین
نے فرمایا کہ سب آزاد ہو جائیگا پھر امام کے نزدیک ایسا غلام اپنی باقی قیمت کے واسطے اپنے مولی کو دینے کے لیے
سعایت کریگا یہ نہر الفائق مین ہو اور مضمرات مین لکھا ہو کہ امام اعظمؒ کا قول صحیح ہو انتہی اور اگر کہا کہ تیرا ایک سہم آزاد ہو
تو امام اعظمؒ کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہوگا اسیطرح اگر سہم کی جگہ شئی کا لفظ کہا تو بھی یہی حکم ہو یہ عتابیہ مین ہو اور معتق
البعض مثل مکاتب کے ہوتا ہو کہ جب تک وہ معاوضہ جو اُسپر ادا کرنا چاہیے ہو ادا نہ کرے تب تک اُسکی آزادی موقوف
رہتی ہو لیکن جو کچھ کما دے اُسکا وہی مستحق ہوتا ہو اور مولی کا اُسپر قبضہ نہین رہتا ہو اور نہ خدمت لینے کا استحقاق ہو
اور رقیت کامل رہتی ہو کذا فی النہر الفائق اور خود وارث نہین ہو سکتا ہو اور نہ اِسکا کوئی وارث ہو سکتا ہو اور
اُسکی گواہی بھی جائز نہین ہو اور دو عورتون سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرکے انکو جمع نہین کر سکتا ہو یہ تاتارخانیہ
مین ہو۔ اور بدون اجازت مولی کے نکاح نہین کر سکتا ہو اور نہ کچھ ہبہ یا صدقہ دے سکتا ہو الا بہت خفیف چیز
اور کسی کی طرف سے کفالت نہین کر سکتا ہو اور کسی کو قرض نہین دے سکتا ہو مگر اسمین اور مکاتب مین اتنا فرق
ہو کہ اگر معتق البعض اپنے معاوضہ ادا کرنے سے عاجز ہوا تو وہ رقیق نہین کیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہو۔ الا
جسقدر آزاد ہونے کو باقی ہو اسکو سعایت کرکے ادا کرکے آزاد ہونا چاہیے یا مولی باقی بھی آزاد کر دے اور
جب کل ملک زائل ہو جائیگی تب وہ سب آزاد ہو جائیگا یہ کافی مین ہو۔ اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہو
اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پس اگر شریک خوشحال ہو تو دوسرے شریک کو جس نے
نہین آزاد کیا ہو اختیار ہو کہ چاہے خود بھی آزاد کر دے اور چاہے شریک سے اپنے حصہ کا تاوان لے اور
چاہے غلام مذکور سے اپنے حصہ کی سعایت کرا دے یہ ہدایہ مین ہو۔ اور جب دو شریکون مین سے ایک نے اپنا
حصہ غلام آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے حصہ غلام کو فروخت کرے یا ہبہ کرے یا مہر قرار
دے اسواسطے کہ یہ غلام بمنزلہ مکاتب کے ہو یہ مبسوط امام سرخسی مین ہو اور تحفہ مین لکھا ہو کہ دوسرے شریک
کو جس نے آزاد نہین کیا ہو پانچ طرح کا اختیار ہوگا جب کہ آزاد کرنے والا شریک خوشحال ہو پس چاہے اپنا حصہ
آزاد کر دے اور چاہے مکاتب کر دے اور چاہے اُس سے سعایت کرا دے اور چاہے آزاد کنندہ شریک سے
تاوان لے اور چاہے اپنا حصہ مدبر کر دے لیکن اگر مدبر کر دیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا مگر غلام پر فی الحال

اُسکے واسطے سعایت واجب ہوگی پس آزاد ہو جائیگا اور یہ اختیار نہیں ہی کہ اسکو مدبر کرکے یہ قید لگا دے کہ اُسکے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا کذا فی غایۃ السروجی اور اگر شریک آزاد کنندہ تنگدست ہو تو بھی یہی حکم ہی مگر یہ اختیار نہ ہوگا کہ شریک سے تاوان لے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور جس شریک نے آزاد نہین کیا ہی اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اسی حال پر چھوڑ دے اور کچھ نہ کرے یہ بدائع مین ہی - اور جس شریک نے آزاد نہین کیا ہی اُسکے اختیار کرنے کی یہ صورت ہی کہ مثلاً شریک سے کہے کہ مین نے یہ اختیار کیا کہ تجھ سے تاوان لون یا یون کہے کہ مجھے میرا حق دیدے بالجملہ زبان سے جسطرح مشعر ہو اختیار کرے اور اگر فقط دل سے کوئی امر اختیار کیا تو یہ کچھ چیز نہین ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کر دیا یا غلام سے اپنے حصہ کی سعایت کرا لی تو غلام کی ولا ان دونون مین مشترک ہوگی اور اگر اُسنے آزاد کنندہ شریک سے تاوان لے لیا تو غلام کی ولا رفقط اُسی شریک کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور سعایت لینے والا آزاد کنندہ سے جو غلام نے ادا کیا ہی بالاجماع واپس نہین لے سکتا ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور جب آزاد کرنے والے نے شریک کو تاوان دیدیا تو اُسکو اختیار ہی چاہے باقی غلام کو آزاد کرے یا مدبر کرے یا مکاتب کرے یا اُس سے سعایت کراوے یہ بدائع مین ہی - اور اگر شریک نے آزاد کرنے والے کو تاوان سے بری کر دیا تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے غلام کی جانب رجوع کرے اور اُسکی ولا اسی آزاد کنندہ کے واسطے ہوگی اور جو شریک کہ ساکت رہا ہی اُسکا غلام سے سعایت کرانے کا استحقاق باطل ہوگیا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر شریک نے جس نے آزاد نہین کیا ہی آزاد کرنے والے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کیا یا بالعوض ہبہ کیا تو قیاساً مثل تضمین[1] کے جائز ہوگا مگر استحساناً نہین جائز یہ نہایہ مین ہی - اور جب ساکت نے شریک آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا در حالیکہ شریک مذکور خوشحال ہی پھر چاہا کہ اُس سے رجوع کرکے غلام سے سعایت کرا دے تو جب تک شریک مذکور نے تاوان دینا قبول نہین کیا ہی یا قاضی حاکم نے اسکا حکم نہین دیا ہی تب تک رجوع کر سکتا ہی اور یہ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی اور اصل مین مذکور ہی کہ جب شریک ساکت نے تاوان لینا اختیار کیا تو پھر اسکو سعایت کرانے کو اختیار کرنا جائز نہوگا اور اسمین کچھ تفصیل نہین فرمائی - اور اگر غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو پھر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ شریک تو انگر سے تاوان لینا اختیار کرے خواہ غلام اس سعایت پر راضی ہوا ہو یا نہوا ہو اور یہ حکم سب روایتون کے موافق ہی کذا فی المحیط لیکن اگر غلام مر جاوے تو حکم اختیار بدل سکتا ہی یہ عتابیہ مین ہی اور واضح رہے کہ اختیار کرنا خواہ سلطان کے روبرو ہو یا کسی دوسرے کے روبرو ہو بہر حال یکسان ہی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - پھر اگر آزاد کنندہ نے غلام سے وہ مال جو اُسپر تاوان لازم آیا تھا واپس لیا پھر ساکت کو اسپر حوالہ کر دیا اور وکیل کیا کہ اس سے سعایت باستقرار حق وصول کرے تو یہ جائز ہی اور پوری ولا مستحق یعنے آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اُس نے کچھ اختیار نہ کیا یہان تک کہ اُسکو مجروح کر دیا تو غلام کے واسطے اسپر ارش واجب ہوگا اور اُسکا جنایت کر دینا اسکی طرف سے سعایت کا اختیار کرنا نہوگا اور اسی طرح اگر اُس سے کچھ مال غصب کر لیا جس سے غلام کی نصف قیمت ادا ہو سکتی ہی یا غلام نے اُسکو قرض دیا یا اُسکے ہاتھ بیع کی تو یہ مال غلام کا اُسپر ہوگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی - اور یسار یعنی آسودہ حال ہونے مین اس امر کا اعتبار ہی

[1] تضمین یعنی ضمان سے بری

کہ شریک کے حصہ کی مقدار قیمت کا مالک ہو یہ امام محمدرح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور عیون مین مذکور ہی کہ مختار یہ ہی کہ آسودہ حال وہ ہی جو وقت عتق کے ایسی چیز کا مالک ہو جو آزاد شدہ کی نصف قیمت کے مساوی ہو سوا اسکے منزل و خادم و متاع بیت و تن کے کپڑون کے یہ کافی مین ہی - اور اگر زید و عمرو دو آدمیون کے درمیان دو غلام مشترک ہون کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر ایک شریک نے مثلاً زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کیا اور زید کے پاس ہزار درم ہین تو وہ معسر یعنی تنگدست قرار دیا جائیگا یہ ابن رستم نے امام محمدرح سے روایت کیا ہی - اور اگر اسکے پاس ہزار سے کم ہون تو ان دونون مین سے جسکی قیمت کم تھی اسکا ضامن ہوگا - اور اگر زید و عمرو کے درمیان ایک غلام ہزار درم قیمت کا مشترک ہی اور زید و خالد کے درمیان ایک غلام پانچسو درم قیمت کا مشترک ہی پھر زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور زید کے پاس پانچسو درم ہین تو وہ معسر قرار دیا جائیگا اور اگر زید کے پاس پانچ سو درم سے کم ہون تو وہ پانچ سو درم والے غلام کے شریک کے حق مین موسر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور ضمانت و سعایت کے واسطے غلام کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو بروز اعتاق تھی چنانچہ اگر روز اعتاق کی قیمت معلوم ہو پھر اسکی قیمت بڑھ گئی یا گھٹ گئی یا باندی تھی کہ اسکے بچہ پیدا ہوا تو ان امور کی طرف التفات نہ کیا جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر وہ بروز اعتاق صحیح ہو پھر یہ اندھا ہو گیا تو اسکی نصف قیمت صحیح کی واجب ہوگی - اور اگر بروز عتق اسکی آنکھ مین سپیدی ہو پھر اسکی آنکھ کی سپیدی کھل گئی اور آنکھ روشن ہو گئی تو اسکی نصف قیمت اندھی ہونے کی حالت کی واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اسی طرح آزاد کنندہ کا یسار و عسار بھی اسی روز کا معتبر ہی جس روز اسنے آزاد کیا ہی حتی کہ اگر موسر ہونے کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ معسر ہو گیا تو تاوان دینے کا حق باطل نہو گا - اور اگر اسنے اعسار کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ موسر ہو گیا تو شریک ساکت کو تاوان لینے کا حق ثابت نہو گا - اور اگر روز عتق کے غلام کی قیمت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر غلام قائم ہو تو فی الحال اسکی قیمت اندازہ کیجائیگی اور اگر تلف ہو چکا ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا - اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اعتاق اس اختلاف پر سابق ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا خواہ غلام قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو - اور اگر دونون نے وقت و قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ آزاد کنندہ نے کہا کہ مین نے اسکو فلان روز آزاد کیا اور اسکی قیمت یہ تھی - اور شریک ساکت نے کہا کہ تو نے اسکو فی الحال آزاد کیا ہی اور اسکی قیمت دو سو درم ہی تو فی الحال آزاد کیے جانے کا حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر شریک ساکت اور خود غلام نے قیمت غلام مین اختلاف کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر شریک ساکت و شریک آزاد کنندہ کے وارثون مین غلام کی قیمت مین اختلاف واقع ہوا تو ویسا ہی حکم ہوگا جیسا خود شریک ساکت و آزاد کنندہ کے درمیان قیمت غلام مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا تو نظر کرین کہ اگر دونون کا اختلاف درحال اعتاق ہو تو قول آزاد کنندہ کا اور گواہ دوسرے کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہی - اور اگر عتق مقدم ہو جانے کے بعد دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا پس اگر ایسی مدت گذری ہو کہ جسمین یسار و عسار بدل جاسکتا ہی تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا اور اگر ایسی مدت نہو کہ بدل نہین سکتا ہی تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر آزاد کنندہ کا فی الحال موسر ہونا معلوم ہوا تو اختلاف کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر نہ معلوم ہوا تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی -

۵۲ اور اگر شریک ساکت کا تاوان لینے کا حق باطل ہو گیا

معتق البعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درمون یا دینارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتبت بقدر اسکی قیمت کے ہو تو جائز ہی اور اگر اسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہی - اور اگر اسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی اسیقدر ہو کہ لوگ اپنی اندازمین اسقدر خسارہ اُٹھا لیتے ہین تو بھی جائز ہی اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ ایسے معاملہ مین لوگون کی انداز سے بڑھ گئی ہی تو اسمین سے زیادتی طرح دیدیجائیگی - اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل و کثیر سب طرح جائز ہی اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز یہ بدائع مین ہی - اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا اور وہ ادا سے کتابت سے عاجز ہو گیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اُسنے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائینگے اور وہ اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیسا کہ قبل کتابت کے تھا اور اس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام آزاد کرنے والے کا شریک طفل یا مجنون ہو جسکا باپ یا دادا یا وصی موجود ہی تو اسکے ولی یا وصی کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرانا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا مدبر کرے اور اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارہ ہو کہ اُسپر قرضہ ہو تو ان مین سے ہر ایک کو بھی تضمین و سعایت و مکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کردے اور اگر غلام ماذون پر قرضہ نہو تو اختیار اسکے مولی کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو درصورتیکہ شریک طفل یا مجنون ہو تو ولا انھین دونون کو حاصل ہوگی اور درصورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو ولا اسکے مولی کو ملیگی یہ بدائع مین ہی اور اگر طفل کا باپ نہو اور نہ باپ کا وصی ہو مگر ماں کا وصی ہو اور یہ غلام ایسا ہی کہ صغیر مذکور نے اسکو ماں کی میراث مین پایا ہی تو امام محمد رح نے یہ صورت کتاب مین ذکر نہین فرمائی ہی اور حاکم ابو محمد رح سے منقول ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین نے اپنے استاد فقیہ ابوبکر بلخی رح سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اگر اُسکی ماں کا وصی ہو اور کوئی اُسکا وصی نہو تو اس وصی کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرا دے اگرچہ سعایت کرانا کتابت کے معنی مین ہی مگر وصی مادر کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط مین ہی - اور اگر صغیر و مجنون کا کوئی ولی نہو پس اگر وہان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کریگا جو اسکے واسطے ان امور تضمین و استسعا و مکاتبت مین سے جو بہتر ہی اختیار کرے اور اگر وہان کوئی حاکم نہو تو امر موقوف رہیگا یہانتک کہ طفل بالغ ہو اور مجنون کو افاقہ حاصل ہو پھر یہ دونون خود ہی پانچون اختیارات مین سے جو چاہینگے اختیار کرینگے یہ بدائع مین ہی - اور اگر شریک ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہی پس شریک ساکت نے اس سے ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم رح سے مشہور روایت کے موافق اُسکو یہ اختیار حاصل ہی اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ اگر غلام مرگیا اور بعد آزاد ہونے کے جو اسنے کمائی کی ہی وہ چھوڑ گیا تو شریک ساکت کو بلاخلاف یہ اختیار ہی کہ شریک آزاد کنندہ سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی مین سے سعایت لے سکتا ہی یا نہین اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور عامہ مشائخ رح کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرف امام محمد رح نے اصل مین اشارہ فرمایا ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ شریک ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہی اور اگر شریک آزاد کنندہ معسر ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اگر غلام کے بعد آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلاخلاف شریک ساکت کو اُسمین سے سعایت لے لینے کا

اختیار ہوگا۔ اور اگر ایسا کچھ مال نہو جسکو غلام مذکور نے بعد آزادی کے کمایا ہے تو مال سعایت غلام کی گردن پر قرضہ باقی رہیگا یہانتک کہ غلام کا کچھ مال ظاہر ہو یا کوئی شخص احسان کرکے غلام پر جو قرضہ ہے ادا کردے یا خود ساکت اسکو بری کردے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شریک آزاد کنندہ نے تاوان دیا تو جسقدر اُسنے تاوان دیا ہے وہ غلام کے ترکہ میں سے لیگا اگر اسکا کچھ ترکہ ہوا اور اگر نہو تو وہ غلام پر قرضہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر غلام نے ایسا مال چھوڑا جسمیں سے کچھ اسنے قبل آزادی کے کمایا اور کچھ بعد آزادی کے پس جو اُسنے قبل آزاد ہونے کے کمایا ہے وہ دونوں مولاؤن کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور جو اُسنے بعد آزاد ہونے کے کمایا ہے وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ ساکت لے لیگا یا اگر آزاد کنندہ نے تاوان دیدیا ہو تو آزاد کنندہ لے لیگا اور بعد حق بھر لے لینے کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ آزاد کنندہ کو میراث ملیگا۔ اور اگر دونوں شریکوں نے آپس میں اختلاف کیا چنانچہ ایک نے کہا کہ یہ وہ مال ہے جو اُسنے قبل عتق کے کمایا ہے اور یہ سب ہمارے درمیان مشترک ہے اور دوسرے نے کہا کہ بعد عتق کے کمایا ہے تو وہ بمنزلہ بعد عتق کے کمائے ہوئے کے قرار دیا جائیگا اور جو شخص دونوں میں سے تاریخ سابق کا مدعی ہوگا اسکا قول قبول ہوگا الا بحجت یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر شریک ساکت مرگیا تو اُسکے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اعتاق اختیار کریں یا تضمین یا سعایت یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پس اگر وارثوں نے آزاد کنندہ سے ضمان لے لی تو پوری ولا آزاد کنندہ کو ملیگی اور اگر وارثوں نے اپنا حصہ آزاد کردینا یا غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو اُسکے حصہ کی میراث میت کے وارثوں میں سے مذکرون کو ملیگی نہ مونثون کو اور اگر بعضوں نے سعایت کو اختیار کیا اور بعضوں نے ضمان لینا تو ہر ایک کو انمیں سے وہی ملیگا جو اُسنے اختیار کیا ہے اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ وارثوں کو ایسے تفرق کا اختیار نہیں ہے ہان یہ ہوسکتا ہے کہ چاہیں ضمان لینے پر اتفاق کریں یا سعایت کرانے پر اتفاق کریں اور یہی اصح ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر آزاد کنندہ مرگیا پس اگر اُسنے اپنی صحت میں آزاد کیا ہو تو بلا خلاف اُسکے ترکہ میں سے غلام کی نصف قیمت لے لیجائیگی اور اگر حالت مرض میں آزاد کیا ہو تو وہ ضامن نہ ہوگا تا کہ اُسکے ترکہ سے کچھ لیا جاوے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور غلام مذکور اپنے مولی کے واسطے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سعایت کریگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیون میں مشترک ہو جنمیں سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا پھر شریک ساکت نے چاہا کہ اپنے حصہ میں سے نصف کی ضمان آزاد کنندہ سے لے اور نصف کے واسطے غلام سے سعایت کراوے تو آیا یہ اختیار اسکو ہے یا نہیں تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے اور کہنے والا یہ کہسکتا ہے کہ اسکو یہ اختیار ہے اور کوئی کہنے والا یہ بھی کہسکتا ہے کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے ایسا ہی زیادات کی کتاب الغصب میں ذکر فرمایا ہے یہ ظہیریہ میں ہے منتقے میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک غلام دو آدمیون میں مشترک ہے اسکو ایک نے آزاد کیا حالانکہ وہ معسر ہے یہانتک کہ غلام پر سعایت واجب ہوئی پھر اُسنے سعایت کرنے سے انکار کیا تو وہ غلام معتق بمنزلہ ایسے آزاد کے ہے جسپر قرضہ ہو یہانتک کہ قرضہ کو ادا کرے اور اسکے حق میں حکم یہ دیا جائیگا کہ اگر وہ سمجھدار ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کرسکتا ہے یا اُسکا کوئی کام معروف ہے جیسے نجاری وغیرہ تو وہ کسی کو اجرت پر دیا جائیگا اور اُسکی اجرت لیکر اجرت سے اُسکا قرضہ دیا جائیگا۔ اور نیز منتقی میں مذکور ہے کہ ایک غلام صغیر دو آدمیوں میں مشترک ہے اُسکو ایک شریک نے آزاد کیا درحالیکہ وہ معسر ہے پس دوسرے نے اسکو اجرت پر دینا چاہا پس اگر غلام سمجھدار ہے اور وہ اسپر راضی ہوا

تو یہ مواجرہ غلام پر جاری ہوگا اور یہ اجرت اُس شریک کو ملیگی جسنے آزاد نہین کیا ہی اور یہ اُسکے حق مین محسوب ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک کی اجازت سے آزاد کیا تو اُسپر تاوان واجب نہوگا ہان ظاہر الروایہ کے موافق اسکو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار حاصل ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی نصف کے مضارب نے اگر ہزار درم سے جو راس المال ہی دو غلام خریدے جنمین سے ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی پس ان دونون کو رب المال نے آزاد کر دیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور مضارب کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ موسر ہو یا معسر ہو یہ کافی مین ہی۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دو غلام دو شخصون مین مشترک ہین اور ایک نے کہا کہ انمین سے ایک غلام آزاد ہی حالانکہ کہنے والا شریک فقیر ہی پھر وہ غنی ہوگیا پھر اُسنے عتق کے واسطے ایک کو معین کر دیا تو بعد عتق کے اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر وہ کسی کو عتق کے واسطے معین کرنے سے پہلے مرگیا حالانکہ وہ قبل موت کے غنی ہوگیا تھا تو دونون مین سے ہر ایک کی قیمت کی چوتھائی کا ضامن ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قیمت وہ معتبر ہوگی جو اُسکے کلام عتق کہنے کے روز تھی کذا فی الایضاح۔ اور اگر ایک غلام ایک جماعت کے درمیان مشترک ہو کہ انمین سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا اور باقی شریکون مین سے بعض نے اپنے حصہ کی سعایت کرانی اختیار کی اور بعض نے آزاد کرنا اختیار کیا اور بعض نے آزاد کنندہ سے ضمان لینی پسند کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ہر ایک کو وہ ملیگا جو اُسنے اپنے حصہ کی بابت اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ایک غلام تین آدمیون مین مشترک ہی کہ ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا پھر اسکے بعد دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا تو تیسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اول آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی ضمانت لے اگر وہ موسر ہو یا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کر دے یا سعایت کراوے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے اگرچہ وہ موسر ہو پس اگر اُسنے اول آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا تو اول کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کرے اور چاہے سعایت کراوے اور یہ اختیار اسکو حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے یہ بدائع مین ہی اور اگر ایک شریک نے آزاد کیا اور ساتھ ہی دوسرے نے اُسکو مکاتب اور تیسرے نے اُسی وقت مدبر کیا تو ان مین سے کسی شریک کو دوسرے سے رجوع کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر ایک نے پہلے اُسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اُسکو آزاد کیا پھر تیسرے نے اُسکو مکاتب کیا تو مدبر کرنے والے کو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لینے کے لیے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور مکاتب کرنے والا کسی سے رجوع نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر پہلے نے مدبر پھر دوسرے نے مکاتب اور پھر تیسرے نے آزاد کیا تو مدبر کرنیوالے و آزاد کرنے والے کا حکم وہی ہی جو مذکور ہوا ہی اور رہا مکاتب کرنے والا پس اگر غلام مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہو جاوے تو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لیگا۔ اور اگر پہلے نے مکاتب کیا اور پھر دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور پھر تیسرے نے آزاد کیا پس اگر غلام ادائے کتابت سے عاجز نہوا تو مکاتب کنندہ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسپر کچھ ضمان واجب نہوگی اور اگر عاجز ہوا تو مدبر کرنے والے سے تہائی قیمت لیگا نہ آزاد کنندہ سے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک غلام تین آدمیون مین مشترک ہو پس اسکو ایک نے مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا اور یہ دونون موسر ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک مدبر کنندہ کی تدبیر اُسکے حصہ ہی تک رہیگی اور دوسرے کا آزاد کرنا صحیح ہو پھر ساکت کو اختیار ہوگا کہ مدبر کنندہ سے تہائی قیمت

غلام کی ضمانت لے اور آزاد کنندہ سے تاوان نہین لے سکتا ہے اور اگر چاہے تو غلام سے اسکی تہائی قیمت کے واسطے
سعایت کراوے اور اگر چاہے اُسکو آزاد کردے - اور جب مدبر کنندہ نے تاوان دیدیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ غلام
سے یہ مال تاوان لے لے پس غلام مذکور اسقدر مال کے لیے اُسکے واسطے سعایت کریگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی
مین ہے- اور اگر مدبر کنندہ معسر ہو تو تیسرے ساکت کو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا نہ تاوان لینے کا- پھر جب ساکت
نے مدبر کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور لے لیا تو غلام کی دو تہائی ولاء مدبر کنندہ کی ہوگی اور ایک تہائی آزاد کنندہ
کی ہوگی اور اگر اُسنے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو اُسکی ولاء ان تینون مین تین تہائی ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہے
اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہے کہ جسنے آزاد کیا ہے اس سے غلام کی تہائی قیمت لے باین صفت کہ ایسے غلام کی درصورتیکہ
مدبر ہو گیا قیمت ہے جو ہو اُسکی تہائی قیمت لے اور یہ اختیار نہین ہے کہ جسقدر اُس نے ساکت کو اُسکے حصہ کی قیمت تاوان
دی ہے وہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور اس غلام کی ولاء مدبر کنندہ اور آزاد کنندہ کے درمیان تین تہائی اسطرح
ہوگی کہ دو تہائی مدبر کنندہ کی اور تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے- اور مدبر کنندہ کو اختیار
ہے چاہے اپنے حصہ کو جسکو مدبر کیا ہے آزاد کردے اور چاہے غلام سے سعایت کراوے اور اگر اُسنے اپنے اختیار
سے یہ امر اختیار کیا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے تو آزاد کنندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غلام سے اس حصہ کی
بابت سعایت کراوے یہ بدائع مین ہے- اور اگر آزاد کنندہ معسر ہو تو مدبر کنندہ کو تضمین کا اختیار نہ ہوگا ہان غلام سے
سعایت کرانے کا اختیار ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے- اور اگر ساکت نے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لیا پھر
تیسرے شریک نے اُسکو آزاد کردیا تو مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے غلام کی دو تہائی قیمت تاوان
لے جسمین سے ایک تہائی قیمت غلام کی مدبر ہونے کے ساتھ جو قیمت ہے اُسمین سے ہوگی اور ایک تہائی محض غلام ہونے
کے ساتھ جو قیمت ہے اُسمین سے ہوگی یہ ینابیع مین تمرتاشی سے منقول ہے- اور واضح رہے کہ محض غلام کی جو قیمت ہے اُسکی تہائی غلام
مدبر کی قیمت ہوتی ہے اور بعض نے فرمایا کہ محض غلام کی نصف قیمت ہوتی ہے اور اسی طرف صدر الشہید نے میل کیا ہے اور اسی پر
فتوے ہے یہ کافی مین ہے- اور اگر ایک غلام تین رہط مین مشترک ہو پھر ایک رہط نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے اور دوسرے نے مدبر کیا
اور تیسرے نے مکاتب کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ اول کون ہے تو ہم کہتے ہین کہ بنابر قول امام اعظم رح کے آزاد کنندہ کا آزاد
کرنا نافذ ہوگا اور کسی پر اُسکی ضمان نہین ہوسکتی ہے اور مدبر کنندہ کا مدبر کرنا بھی اپنے حصہ مین نافذ ہوگا اور اسکو خیار حاصل
ہوگا چاہے غلام سے تہائی قیمت غلام مدبر کے واسطے سعایت کراوے یا استحساناً آزاد کنندہ سے ششم حصہ قیمت غلام تاوان
لے اور ششم حصہ قیمت کے واسطے غلام سے سعایت کراوے- اور رہا مکاتب کرنے والا پس اگر غلام اپنی کتابت پر رہا اور
مال کتابت اُسنے ادا کیا تو خیر اور اُسکی ولاء ان سب مین تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر غلام ادائے کتابت سے عاجز
ہوگیا تو مکاتب کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ ہر دو فریق سے اپنے حصہ کی بابت نصف نصف قیمت لے
لیگا بشرطیکہ دونون موسر ہون اور یہ دونون جو کچھ تاوان دین وہ غلام سے واپس لے سکتے ہین اور اس غلام کی ولاء انھین
دونون مین نصفا نصف مشترک ہوگی یہ مبسوط مین ہے- اور مکاتب کنندہ درصورت عجز غلام چاہے تو اپنا حصہ بھی آزاد کردے
اور چاہے غلام سے سعایت کراوے یہ ینابیع مین ہے- اور اگر غلام پانچ رہط مین مشترک ہو پس ایک نے اپنا حصہ آزاد
کیا اور دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور تیسرے نے اپنا حصہ مکاتب کیا اور چہارم نے اپنا حصہ فروخت کیا اور ثمن وصول

کر لیا اور پانچوین نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہو کہ اوّل کون ہو تو ہم کہتے ہین کہ بقول امام اعظم رح کے عتق و تدبیر کا حکم وہی ہو جو ہمنے اول صورت مین بیان کیا ہو فقط فرق یہ ہو کہ تضمین یا سعایت کرانا اول صورت مین تہائی کی بابت ہوگا اور یہان پانچوین حصہ مین ہوگا اور رہی بیع پس اگر باہم اتفاق کیا کہ یہ بیع بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوئی یا بائع نے کہا کہ قبل عتق کے تھی اور غلام اُسکے قبضہ مین ہو اور مشتری نے کہا کہ بعد عتق کے واقع ہوئی ہو تو بیع باطل ہوگی اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوئی ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے بیع توڑ دے اور چاہے عقد بیع کو پورا کر دے اور اپنا حصہ خواہ آزاد کر دے یا اُس سے سعایت کرا لے پس اُسکی ولا اُس مشتری کی ہوگی اور چاہے آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ دونون موسر ہون پھر دونون اس مال تاوان کو غلام سے واپس لینگے اور رہی عورت پس اگر دونون نے باہم اتفاق کیا کہ تزوج بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے واسطے اُسکے شوہر پر غلام کے پانچوین حصہ کی قیمت واجب ہوگی - اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ تزوج قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے مہر یعنی غلام مذکور کا حصہ ترک کرکے شوہر سے اُسکے پانچوین حصہ کی قیمت تاوان لے اور چاہے اجازت دیکر اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اسکی پانچوین حصہ کی قیمت کیواسطے سعایت کرا دے اور پانچوین حصہ غلام کی ولا عورت کی ہوگی اور چاہے تو آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونون سے پانچوین حصہ غلام کی قیمت نصفا نصف تاوان لے پھر اگر کچھ زیادتی ہو تو عورت مذکورہ دربارہ زیادت کے بیچ میں سمجھی جائیگی بخلاف مشتری کے اور رہا حصہ مکاتب کنندہ تو اسکی وہی حالت ہو جو ہمنے ذکر کر دی ہو کہ اگر غلام نے بدل کتابت اُسکو ادا کر دیا تو اسکی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز رہا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت نصفا نصف تاوان لے بشرطیکہ دونون موسر ہون اور اگر غلام مین کوئی چھٹا حصہ کا شریک ایسا ہو کہ جسنے اپنا حصہ صغیر فرزند کو ہبہ کر دیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ اُس نے قبل عتق کے ایسا کیا یا بعد عتق کے تو مین اس فرزند کے باپ کا قول قبول ہوگا پس اگر اُسنے کہا کہ بعد عتق کے ہبہ واقع ہوا تو باطل ہو اور اگر اسنے کہا کہ قبل عتق کے واقع ہوا تو ہبہ جائز ہو پھر اس طفل صغیر کا باپ اپنے فرزند کے قائم مقام اس حصہ مین قرار دیا جائیگا کہ وہ تصرف کر سکتا ہو جیسے فرزند اپنے بالغ ہونے پر تصرف کرتا چنانچہ باپ کو ضمان لینے یا غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا لیکن یہ اختیار نہوگا کہ حصہ مذکور آزاد کر دے پس اگر آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونون موسر ہون تو پدر مذکور ہر ایک سے ششم حصہ کی قیمت نصف لیگا اور چاہے تو غلام سے ششم حصہ قیمت کے واسطے اپنے فرزند کے لیے سعایت کرا لے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہو - ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر مملوک تین آدمیون مین مشترک ہو کہ انہین سے ایک کا نصف اور دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا ششم حصہ ہو پس آدھے و تہائی کے شریکون نے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ششم حصہ والے کے حصہ کے نصف نصف دونون ضامن ہونگے اور نصف حصہ والے کی نصف ولا بسبب اپنے حصہ کے اور چھٹے حصہ کی نصف بسبب تاوان دینے کے ہوگی اور تہائی والے کی تہائی ولا بسبب اسکے حصہ کے اور ششم حصہ کی نصف ولا بسبب تاوان دینے کے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اگر کوئی شخص اپنے فرزند کا مع دوسرے مرد کے بوجہ خرید یا صدقہ یا وصیت یا میراث کے مالک ہوا تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائیگا خواہ دوسرا شریک یہ جانتا ہو کہ وہ میرے شریک کا بیٹا ہو یا نجانتا ہو اور باپ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن بھی نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہو - خواہ باپ

[illegible] یعنی زید کا لڑکا [illegible] کا باپ اور عمرو ایک [illegible]

[illegible]

موسر ہو یا معسر ہو یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہی اور باپ کے شریک کو اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصہ کی بابت سعایت کراوے اور اسکے سوا اسکو کچھ اختیار نہین ہی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ سوا صورت میراث کے اور وجوہ ملک مین باپ شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہوگا تو ابن مذکور شریک مذکور کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ عینی شرح کنز مین ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر باپ اور اجنبی دونون نے میراث مین پایا ہو تو باپ ضامن نہوگا اور یہی حکم ہر ایسے قریب مین ہی جو بسبب قرابت رحم کے خود آزاد ہو جاتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر ابتدا مین اجنبی نے نصف پسر کو خریدا پھر اسکے باپ نے نصف باقی کو خریدا اور باپ موسر ہی تو اجنبی کو اختیار حاصل ہوگا چاہے باپ سے تاوان لے اور چاہے پسر سے اسکی نصف قیمت کے واسطے سعایت کراوے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی کذا فی الہدایہ اور چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یہ غایۃ البیان مین ہی- اور اگر کسی شخص نے اپنا نصف غلام فروخت کیا یا ہبہ کیا اور یہ فروخت و ہبہ اس غلام کی کسی ذی رحم محرم کے ساتھ ہی تو جس شخص کی طرف سے یہ غلام خود بخود بسبب ذی رحم قرابت ہونے کے آزاد ہو گیا ہی وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہوگا خواہ شریک کو یہ امر معلوم ہو یا نہو ہان غلام اس شریک کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ امام اعظم کا قول ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور ہمارے اصحاب نے اجماع کیا ہی کہ اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ غلام کسی قریب ذی رحم کے ہاتھ فروخت کیا تو شریک دیگر کو یہ اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے اپنے حصہ کی بابت تاوان لے بشرطیکہ وہ موسر ہو اور اسکو بائع سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی- اور غلام مذکور سعایت کریگا اگر وہ مشتری معسر ہو اسپر اجماع ہی یہ ینابیع مین ہی- دو بھائیون نے اپنے باپ کی میراث مین ایک غلام پایا پھر ایک نے ان دونون مین سے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب پدر ہی اور دوسرے نے انکار کیا تو اقرار کنندہ دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا ہان غلام مذکور اسکے حصہ کے واسطے سعایت کریگا- اور اگر اسنے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب مادر ہی حالانکہ اسکا کوئی بھائی معروف از جانب مادر نہین ہی تو دوسرے کے حصہ کا ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ایک باندی جو زید اور دوسرے کے درمیان مشترک ہی زید نے آزاد کر دی پھر وہ بچہ جنی تو شریک کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے حصہ کی وہ قیمت لے جو آزاد کرنے کے روز تھی اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ تاوان نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کے پیٹ مین جو ہی آزاد کیا پھر وہ جوڑ یا دو بچے جنی مگر دونون مردے تو اسپر ضمان واجب نہوگی اور اگر زندہ توام جنی تو ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا حالانکہ وہ حاملہ تھی پھر دوسرے نے جو اسکے پیٹ مین ہی وہ آزاد کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے جسنے باندی کو آزاد کیا ہی باندی کی نصف قیمت تاوان لے تو اسکو یہ اختیار نہوگا اور جو فعل اسنے کیا ہی وہ اسکی طرف سے اختیار سعایت ہو جائیگا- اور اگر دونون نے جو باندی کے پیٹ مین ہی آزاد کیا پھر دونون مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا اور وہ موسر ہی تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لے اگر چاہے- اور حمل بنی آدم مین نقصان شمار کیا جاتا ہی پس جسنے باندی کو آزاد کیا ہی وہ حاملہ باندی کی نصف قیمت تاوان دیگا یہ مبسوط مین ہی- اور اگر غلام کے دو شریکون مین سے ایک نے غلام کی آزادی کو دوسرے روز فلان کے کسی فعل پر معلق کیا مثلاً یون کہا کہ اگر کل کے روز زید دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی اور دوسرے شریک نے اسکے برعکس کیا

یعنی اگر کل کے روز زید دار میں داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر کل کا روز گذر گیا اور یہ معلوم ہوا کہ زید دار میں گیا تھا یا نہیں گیا تھا تو نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے ان دونوں شریکون کے لیے سعایت کریگا جسکو دونون نصفا نصف تقسیم کر لینگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا ایک موسر اور دوسرا معسر ہو اور یہی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی بشرطیکہ دونون معسر ہون یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ دو غلام دو شخصون کے درمیان مشترک ہین مثلاً زید و بکر کے درمیان دو غلام مشترک ہین پس زید نے ایک غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر فلان اس دار مین آج کے روز داخل نہوا۔ اور بکر نے دوسرے غلام سے کہا کہ فلان اس دار مین آج کے روز داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر وہ دن گذر گیا اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہمکو نہین معلوم کہ فلان مذکور داخل ہوا تھا یا نہین تو ان دونون غلامون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا جو دونون مولاؤن کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کے قیاس قول پر یہ ہی کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے جو دونون مولاؤن مین نصفا نصف ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل ہوا تو تو آزاد ہی اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل نہوا تو تو آزاد ہی پھر یہ دن گذر گیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ داخل ہوا یا نہین داخل ہوا تو اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور نصف کے واسطے سعایت کریگا جو دونون کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی خواہ دونون شریک موسر ہون یا معسر ہون یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام دو شریکون مین مشترک ہی کہ ایک نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ دار مین داخل ہوا اور دوسرے نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ نہین داخل ہوا تو نصف غلام آزاد ہو گیا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا جو دونون مین مشترک ہوگی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کل کے روز گذشتہ کو تیرا حصہ خریدا ہو تو یہ غلام آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر مین نے گذشتہ کل کے روز اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہین فروخت کیا ہی تو یہ آزاد ہی تو غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ ان دونون مین سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہی کہ دوسرا حانث ہی پس مدعی بیع سے کہا جائیگا کہ تو اپنے گواہ قائم کر پس اگر اسنے گواہ قائم کیے تو بیع ہو سکے اور ثمن کی ڈگری کر دیجائیگی اور مشتری کی طرف سے غلام بغیر سعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے پاس گواہ نہون اور اسنے مشتری سے قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر مشتری نے قسم کھانے سے نکول کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسنے قسم کھا لی تو غلام مذکور مملوک رقیق نہ چھوڑا جائیگا مگر امام اعظم رح کے نزدیک لہذا اسکے منکر کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعی کریگا خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا مدعی بیع موسر ہو یا معسر ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر دونون معسر ہون یا مدعی بیع معسر ہو تو ایسا ہی حکم ہی اور اگر دونون موسر ہون یا مدعی بیع موسر ہو تو غلام سعایت نہ کریگا چنانچہ روایت ابو حفص مین مذکور ہی کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کریگا خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا ایک موسر ہو اور دوسرا معسر ہو اور یہ بالاجماع ہی اور یہی صحیح ہی پھر جب منکر خریدنے نے قسم کھا لی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہی پس اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ بسبب نکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا جو ہمنے بیان کر دیا ہی اور قاضی کو بدون درخواست منکر خرید کے بائع سے قسم لینے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر بائع نے کہا کہ اگر مین

اپنا حصہ اس غلام مین سے تیرے ہاتھ فروخت کر چکا ہون تو یہ آزاد ہی اور مشتری نے کہا کہ اگر تو مین سے اپنا حصہ
میرے ہاتھ نہین فروخت کر چکا ہی تو یہ آزاد ہی تو مدعی خرید کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے
تو غلام رقیق قرار دیا جائیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو فقیہ ابو اسحق سے روایت ہی کہ وہ قسم کھانے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر
قسم کھانے تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو بیع ثابت نہوگی پس غلام مذکور امام اعظم رح کے نزدیک اپنی پوری قیمت کے
واسطے سعایت کریگا جو دونون مین مشترک ہوگی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون اور صاحبین رح کے نزدیک اگر دونون معسر ہون
تو دونون کے واسطے سعایت کریگا اور اگر دونون موسر ہون یا مدعی خرید موسر ہو تو مدعی خرید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے
لیے سعایت کریگا۔ اور اگر دونون شریکون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے تیرا حصہ خریدا ہی اگر مین نے نہ خریدا ہو تو یہ آزاد ہی اور
دوسرے نے کہا کہ مین نے اپنا حصہ فروخت نہین کیا بلکہ مین نے تیرا حصہ تجھسے خریدا ہی اگر مین نے اسکو فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہی
تو دونون کو قاضی حکم دیگا کہ اپنے اپنے گواہ لاوین پس اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو ظاہر ہوا کہ دونون مین سے
ہر ایک اپنی قسم مین سچا ہی اور غلام مذکور دونون کے درمیان مشترک رقیق باقی رہیگا اور اگر فقط ایک نے گواہ قائم
کیے تو پورا غلام اُسکا رقیق ہوگا۔ اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی دونون سے قسم نہ لیگا لیکن
اگر قسم لی تو جائز ہی پس اگر دونون نے قسم سے نکول کیا تو غلام مذکور دونون کے درمیان مشترک رقیق رہیگا جیسا کہ
دونون کے گواہ قائم کرنے کی صورت مین ہوا تھا اور دونون مین سے جو نکول کریگا اُسکے ذمہ دوسرے کا دعوی ثابت
ہوگا پس جو قسم کھا گیا ہی غلام اُسکی ملک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے قسم کھالی تو غلام مذکور سعایت سے خارج
ہو کر آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور جامع کبیر مین لکھا ہی کہ دو شریکون مین سے اگر ایک نے دوسرے
سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا جو میرے تیرے درمیان مشترک ہی تو وہ آزاد ہی پھر اُسکو مار احتی کہ اُسکا حصہ آزاد
ہو گیا تو مارنے والے کے حصہ کا قسم کھانے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ دو شریکون مین سے
ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے اس غلام کو مارا تو وہ آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر مین نے اسکو آج نہ مارا تو وہ
آزاد ہی پھر اُسنے غلام کو مار اتو پہلا قسم کھانیوالا مارنیوالے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ہر
مملوک جسکا مین آیندہ مالک ہون تو وہ آزاد ہی پھر وہ دوسرے کے ساتھ مشترک کسی مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا پھر اگر اُسنے
اپنے شریک کا حصہ بھی خرید لیا تو اب آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنا حصہ پہلے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر شریک کا حصہ
خود خریدا تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کسی مملوک معین سے کہا کہ جب مین تیرا مالک ہون تو تو آزاد ہی پھر اُسکا نصف خریدا پھر فروخت
کیا پھر باقی نصف خریدا تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک غلام
دو شخصون مین مشترک ہی پس ایک نے کہا کہ میرے شریک نے اسکو سال بھر ہوا کہ آزاد کر دیا ہی اور خود مین نے اسکو آج کے
روز آزاد کیا ہی اور اسکے شریک نے کہا کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہان آج تو نے اسکو آزاد کیا ہی پس تو مجھے میرے
حصہ نصف کی ضمان دے تو جسنے زعم کیا کہ شریک نے سال بھر سے آزاد کیا ہی اُسپر ضمان واجب نہوگی۔ اور اسیطرح
اگر کہا کہ مین نے اسکو کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی اور میرے شریک نے سال بھر سے اُسکو آزاد کیا ہی تو
بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے اپنے آزاد کرنے کا اقرار نہ کیا ولیکن گواہ قائم کیے کہ اُسنے کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی
تو وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے شریک نے اس غلام کو ایک

ہینے نے آزاد کیا ہو اور ہین نے دو دن سے تو وہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر ضمان کا اقرار نہین کیا ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہو کہ ایک نے کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد ہو اور اُسکے شریک نے اُس سے انکار کیا تو وہ ایک روز تک موقوف رہیگی یعنی خدمت ذکریگی اور ایک روز منکر کے واسطے خدمت کریگی اور منکر کے واسطے اُسپر سعایت کرنی واجب نہوگی اور جو شریک مقر ہوا ہو اُسکے واسطے باندی مذکورہ پر کوئی راہ نہین ہو یہ کافی مین ہو۔ اور اُسکی نصف ولا اور نصف کمائی منکر کے واسطے ہوگی اور باقی نصف موقوف رہیگی اور اسکا نفقہ خود اُسکی کمائی سے ہوگا اور اگر کمائی نہو تو نصف نفقہ منکر پر ہوگا اور وہ مقر کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر منکر مرگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بوجہ اقرار مقر کے وہ آزاد ہو جائیگی اور منکر کے حصہ کے لیے اسکے وارثون کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر دونون شریکون مین سے ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہ دوسرے شریک کی ام ولد ہو اور دوسرے نے اُس سے انکار کیا تو یہ باندی موقوف رہیگی اور کسی شریک کے واسطے دوسرے شریک پر کوئی راہ نہوگی اور نیز باندی پر بھی کوئی راہ نہوگی پھر اگر کوئی ایک مرگیا تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اُسکی ولا موقوف رہیگی یہ تمرتاشی مین ہو۔ اور اگر ایک شریک نے کہا کہ آزاد کیا مین نے اس غلام کو اور تو نے یا اسکے برعکس کیا یا کہا کہ ہم دونون نے اس غلام کو آزاد کیا پس اگر دوسرے شریک نے اُسکی تصدیق کی تو وہ دونون کی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اول کی طرف سے آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے پر اعتاق کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکون مین مشترک تھا پس ایک نے دوسرے پر شہادت دی تو اُسکا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز نہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد نہوگا اور وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن نہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا جو دونون شریکون کے درمیان مشترک ہوگی خواہ دونون خوشحال ہون یا دونون تنگدست ہون یہ امام اعظم رح کا قول ہو۔ پھر اگر اسکے بعد دونون مین سے ہر ایک نے غلام کی سعایت کرانے سے پہلے اپنا حصہ آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اسواسطے کہ نصیب منکر اپنی ملک پر ہو اور ایسا ہی شہادت دینے والے کا بھی حصہ امام اعظم کے نزدیک اُسکی ملک مین ہو اسواسطے کہ اعتاق اُنکے نزدیک متجزی ہوتا ہو پس جب دونون نے اُسکو آزاد کیا تو دونون کا آزاد کرنا جائز ہوگیا اور اُسکی ولا ان دونون مین مشترک ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے سعایت کرکے اپنی قیمت ادا کردی تو بھی ولا دونون مین مشترک ہوگی یہ بدائع مین ہو۔ اور جب دونون کے واسطے سعایت واجب ہوئی اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر شہادت دی کہ اسنے غلام سے سعایت پوری بھر پائی ہو تو اُسکی گواہی قبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک نے اپنا حصہ سعایت وصول پانے کے بعد دوسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت وصول پایا ہو تو شہادت قبول نہوگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ اپنے شریک پر گواہی دی کہ اسنے سعایت وصول پائی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر غلام کے واسطے شریک پر غصب مال یا جراحت بدن یا کسی اور ایسی چیز کی جسکی وجہ سے اسپر مال واجب ہو دوسرے گواہ کے ساتھ گواہی دی تو اُسکی گواہی رد کردی جائیگی یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی اور دوسرے نے انکار کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور جب دونون نے قسم کھالی تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام مذکور ہر ایک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا اور امام اعظم رح کے نزدیک حالت تنگی و خوشحالی مین کوئی فرق نہوگا کذا فی البدائع اور یہی صحیح ہو کذا فی المضمرات

مسئلہ اعتاق آزاد کرنا

اور اسکی ولاء ان دونون کے واسطے ہوگی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر دونون نے اعتراف کیا کہ ہمنے اسکو ایک ساتھ آزاد کیا ہی یا آگے پیچھے آزاد کیا ہی تو واجب ہی کہ دونون مین سے کوئی دوسرے کے واسطے ضامن نہو بشرطیکہ دونون موسر ہون اور غلام بھی سعایت نہ کریگا - اور اگر دونون مین سے ایک نے اعتراف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو واجب ہی کہ منکر سے قسم لیجاے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ایک غلام تین لفر کے درمیان مشترک ہو انمین سے دو نفر نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی اور اس تیسرے نے جسپر گواہی دی گئی ہی انکار کیا تو غلام مذکور ان تینون کے واسطے سعایت کریگا جو باہم انمین تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر کسی نے غلام کی سعایت مین سے کچھ وصول کیا تو باقی دو کو اختیار ہوگا کہ اِس مین سے اپنا دو تہائی حصہ اُس سے واپس کرین جو باہم نصفا نصف تقسیم کر لینگے یہ محیط مین ہی - اور اگر شریک تین ہون پس ہر دو نے تیسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو گواہی نامقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر تین شریکون مین سے ایک نے باقی دونون مین سے ایک پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی اور شریک دیگر نے شاہد اول پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو قاضی دونون مین سے کسی پر آزاد کرنے کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر شریکون مین سے دو شریکون نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت غلام سے وصول پایا ہی تو دونون کی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسنے سب مال ہم دونون سے وکیل ہو کر غلام سے وصول کیا ہی تو دونون کی گواہی اسپر جائز نہوگی ولیکن غلام ان دونون کے حصہ سعایت سے بری ہو جائیگا اور جس شریک پر گواہی دی ہی وہ اپنا حصہ غلام سے وصول کریگا اور اسمین باقی دونون شریک جنھون نے گواہی دی تھی تہائی کی شرکت نہین کر سکتے ہین یہ مبسوط مین ہی - زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہی پھر دو گواہون نے ان دونون مین سے خاص ایک پر زید یا عمرو پر یہ گواہی دی کہ اسنے باندی کو آزاد کیا ہی اور باندی نے اُنکی تکذیب کی مگر باندی نے دوسرے شریک پر دعوی کیا کہ اِسنے آزاد کیا ہی مگر اُسنے انکار کیا اور قاضی کے سامنے قسم کھا گیا کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہی تو باندی مذکورہ گواہان مذکور کی گواہی سے آزاد ہو جائیگی اگرچہ باندی کی طرف سے دعوی نہین پایا گیا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر زید و عمرو کے درمیان باندی مشترک ہو پھر ان دونون مین سے ایک کے دو بیٹون نے دوسرے شریک پر گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا ہی تو دونون کی گواہی باطل ہوگی اور اگر دونون نے اپنے باپ پر گواہی دی کہ اسنے آزاد کیا ہی تو گواہی جائز ہوگی پس اگر ان گواہون کا باپ موسر یعنی خوشحال ہو پھر باندی مذکورہ مر گئی اور اُسنے کچھ مال چھوڑا اور حال یہ ہی کہ بعد عتق کے اسکے ایک بچہ بھی ہوا ہی پھر شریک نے چاہا کہ اس بچہ سے سعایت کرا دے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی جیسے اس بچہ کی مان کی زندگی مین تھا کہ اسکو اس بچہ سے سعایت کرا لے کی کوئی راہ نہ تھی ایسے ہی بعد موت اسکی مان کے بھی یہی رہیگا درصورتیکہ اُسکی مان نے مال چھوڑا ہی ولیکن اِسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسپنے شریک موسر سے تاوان لے جیسے کہ باندی کی زندگی مین یہ اختیار تھا پھر شریک ضامن جو کچھ تاوان دیگا وہ اس باندی کے ترکہ مین سے لے لیگا جیسے اسکی زندگی کی صورت مین بھی واپس لے سکتا تھا پھر جو کچھ مال اسکے ترکہ مین سے باقی رہیگا وہ اسکے پسر کی میراث ہوگا اور اگر باندی مذکورہ نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو شریک ضامن مال تاوان کو اُسکے پسر سے لے لیگا - اور اگر باندی مذکورہ مری نہو اور شریک نے یہ اختیار کیا کہ باندی مذکورہ سے سعایت کرا دے تو اس سعایت مین یہ باندی بمنزلہ مکاتبہ کے ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام دو مردون مین مشترک ہو پھر دو گواہون نے انہین سے ایک معین شریک پر گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہی کہ مین نے اس غلام کو آزاد کیا ہی

اور یہ شریک موسر ہو تو قاضی اس غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیگا اور اُسکے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے حصہ کی بابت اُس سے تاوان لے یہ محیط مین ہے۔ مگر شریک ضامن اس مال تاوان کو غلام سے واپس لیگا اور غلام کی پوری ولاء اُسی کی ہوگی اگرچہ وہ اپنا حصہ آزاد کرنے سے منکر ہوا ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر گواہون نے شریک معین پر یون گواہی دی ہو کہ اسنے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ غلام حرالاصل ہے تو قاضی اُسکی آزادی کا حکم دیگا مگر مذکور کی ولاء اس آزاد شدہ پر ثابت نہوگی اور شریک دیگر کو اس مقر سے تاوان لینے کا اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے یہ اقرار کیا ہے کہ جسنے اسکو فروخت کیا تھا اسنے قبل فروخت کے اسکو آزاد کیا تھا تو یہ غلام اس مشہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہے اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک اسکو اپنی ذات سے دور کرتا ہے اسلیے کہ بائع کہتا ہے کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا تھا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہے پس اُسکی ولاء مشتری کی ہوگی اور مشتری کہتا ہے کہ نہین بلکہ بائع نے اسکو آزاد کیا پس ولاء اسکی ہوگی لہذا اُسکی ولاء توقف مین رہیگی یہان تک کہ دونون مین سے کوئی دوسرے کی تصدیق کی طرف رجوع کرے پس ولاء اسی کی ہو جائیگی۔ اور اگر گواہون نے شریک پر یون گواہی دی کہ اسنے یون اقرار کیا ہے کہ بائع اس غلام کو مدبر کر چکا ہے یا باندی تھی کہ اُسکی نسبت یون اقرار کیا ہے کہ بائع اسکو قبل بیع کے ام ولد بنا چکا ہے تو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اسکی ملک سے خارج ہو جائیگا اور وہ بائع سے اپنا ثمن واپس نہین لے سکتا ہے اور ان دونون مملوکون مین سے کوئی آزاد نہوگا یہانتک کہ بائع مر جاوے پھر جب بائع مر گیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے بشرطیکہ مدبر اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر ان دونون پر کسی نے جنایت کی تو ایسی ہے جیسے مملوک پر جنایت کی یہ اُسوقت تک ہے کہ جبتک بائع زندہ رہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ان دونون کی جنایت موقوف رہیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے عتق نافذ کا اقرار کیا ہے تو اسپر حرام ہوگا کہ پھر غلام سے خدمات غلامی لے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر غلام تین آدمیون مین مشترک ہو جنمین سے ایک غائب ہو گیا پھر دو حاضرون نے اس غائب پر گواہی دی کہ اسنے اس غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے تو ان دونون حاضرون اور غلام کے درمیان روک کر دیجائیگی پھر جب غائب مذکور آجائیگا تو غلام سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہون کا اعادہ کرے پھر جب اُسنے اپنے گواہ بمقابلہ غائب مذکور کے اسپر قائم کیے تو غائب کے حصہ کے آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو گواہون نے دو شریکون مین سے ایک شریک پر یہ گواہی دی کہ اسکے شریک غائب نے اس غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایسی گواہی قبول نہوگی کذا فی الظہیریہ لیکن غلام اور اس شریک کے درمیان روک کر دیجائیگی تاکہ اس سے خدمات غلامی نہ لے سکے یہان تک کہ شریک غائب حاضر آوے اور یہ استحسان ہے پھر جب غائب مذکور حاضر ہوگا تو اسپر گواہی کا اعادہ کرنا ضرور ہے تاکہ حکم آزادی ثابت ہو اور اگر دونون شریک غائب ہون پھر دونون مین سے ایک معین شریک پر گواہ قائم ہوئے کہ اسنے اپنا حصہ اس غلام مین سے آزاد کیا ہے تو بدون اسکے کہ کوئی خصومت از قبیل قذف[1] و جنایت وغیرہ کسی وجہ سے ہووے ایسی گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس قبیل سے کوئی خصومت پائی گئی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی جبکہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسکے ہر دو مولاؤن نے اسکو آزاد کر دیا ہے یا دونون مین سے ایک نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے اس سے اپنا حصہ سعایت وصول کر لیا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ایک غلام تین شریکون مین مشترک ہو کہ انمین سے ایک نے

دعوے کیا کہ مین نے اپنا حصہ ہزار درم پر آزاد کیا ہی اور غلام نے کہا کہ اسنے مفت آزاد کیا ہی اور باقی دو شریکون نے گواہی دی کہ اسنے ہزار درم پر آزاد کیا ہی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ہر دو شریک کے باپون یا بیٹون نے ایسی گواہی دی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر اُن شریکون مین سے بعض نے غلام مشترک کو آزاد کیا اور اس غلام کے قبضہ مین بہت مال ہی جسکو اسنے خود کمایا ہی مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اُسنے کب سے کمایا ہی اور اس مال کی بابت شریکون اور غلام مین جھگڑا ہوا چنانچہ شریکون نے کہا کہ اِسنے یہ مال قبل عتق کے کمایا ہی اور غلام نے کہا کہ مین نے بعد عتق کے کمایا ہی تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔

تیسرا باب - دو غلامون مین سے ایک کے عتق کے بیان مین۔ قال المترجم یعنی اسطرح کہ ان دونون مین سے ایک آزاد ہی بدون تعیین کے فافہم۔ جب مجہول کی طرف عتق مضاف کیا جاوے تو صحیح ہی اور مولی کے واسطے خیار تعیین حاصل ہوگا جسکو چاہے معین کرے خواہ اُسنے یون کہا ہو کہ تم دونون مین کا ایک آزاد ہی یا یون کہا ہو کہ یہ آزاد یا وہ آزاد ہی یا اِسنے نام لیا ہو کہ سالم آزاد ہی یا غانم یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ یہ آزاد ہی ورنہ وہ۔ تو یہ کہنا مثل اس قول کے ہی کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر دونون غلامون نے حاکم کے پاس نالش کی تو مولی کو حاکم مذکور بیان کرنے پر مجبور کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دونون نے حاکم کے پاس مخاصمہ کیا اور مولی نے دونون مین سے ایک کا عتق بطور تعیین یعنی تعیین کرنے کے اختیار کر دیا تو اختیار کرتے ہی اسپر عتق واقع ہوگا اور قبل اسطرح اختیار کرنے کے جب تک خیار مولی باقی رہیگا تب تک وہ مثل دو غلامون کے ہونگے اور یہ بنا بر اصل امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور قبل اختیار کرنے کے مولی کو روا ہی کہ ان دونون سے خدمت لے یعنی احکام مین مثل اور نیز روا ہی کہ دونون کو کرایہ پر دے یا اُنسے کمائی کراوے اور کرایہ و کمائی مولی کی ہوگی۔ اور اگر قبل اختیار مولی کے ان دونون پر جنایت کی گئی پس اگر جنایت از جانب مولی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً اُسنے غلامون کے ہاتھ کو قطع کیا تو مولی پر کچھ واجب نہوگا خواہ دونون کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے۔ اور اگر جنایت قتل نفس ہو پس اگر مولی نے آگے پیچھے دونون کو قتل کیا تو پہلا غلام ہوگا یعنے اُسنے غلام کو قتل کیا اور دوسرا آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوگیا پھر جب اسکو قتل کیا تو آزاد کو قتل کیا پس مولے پر دیت واجب ہوگی جو وارثان غلام کو ملیگی اور مولی کو اُنمین سے کچھ ملیگا اور اگر دونون کو ایک ساتھ ایک ضرب واحد سے قتل کیا تو مولے پر واجب ہوگا کہ اُنمین سے ہر ایک کے وارثون کو اُنکی نصف دیت دیدے۔ اور اگر جنایت از جانب اجنبی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً کسی اجنبی نے ہر ایک غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس اجنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا یعنی دونون مین سے ہر ایک کی نصف قیمت اور یہ ارش اسکے مولی کا ہوگا خواہ اجنبی مذکور نے آگے پیچھے قطع کیا ہو یا ایک ساتھ کاٹا ہو۔ اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو قاتل یا ایک ہوگا یا دو ہونگے پس اگر قاتل ایک ہو تو اگر اسنے معاً دونون کو قتل کیا تو قاتل پر دونون مین سے ہر ایک کی نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ مولے کی ہوگی اور نیز قاتل پر ہر ایک کی نصف دیت واجب ہوگی اور یہ دونون کے وارثون کی ہوگی اور اگر قاتل نے دونون کو آگے پیچھے قتل کیا تو قاتل پر اول مقتول کی قیمت اُسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی اور دوسرے مقتول کی دیت اُسکے وارثون کے واسطے واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل دو ہون اور ہر ایک نے ایک ایک کو قتل کیا پس اگر ہر ایک کا قتل کرنا ایک ساتھ واقع ہوا تو ہر ایک قاتل پر قیمت کامل واجب

تعیین سے نصف وارثان مقتولان کو اور نصف مولاے مقتولان کی ہوگی اور اگر قاتلون کا قتل کرنا آگے پیچھے واقع ہوا تو قاتل اول پر اپنے مقتول کی قیمت کامل اُسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی اور قاتل دوم پر اپنے مقتول کی دیت اُسکے وارثون کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک حرہ ہی پھر دونون مین سے ہر ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا یا دونون مین سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عتق مولی اختیار کریگا اُسکا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونون باندیان ایک ساتھ مرگئین یا دونون ایک ساتھ قتل کی گئین تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچون مین سے جسکے حق مین چاہے عتق اختیار کرکے واقع کرے مگر جس بچہ کو عتق کے واسطے متعین کریگا اُسکو اپنی مادر مقتول کے جرم قتل کے معاوضہ مین سے کچھ ارش نہ ملیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر دونون باندیون کی زندگی مین ایک کا بچہ مرگیا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر دونون باندیون کی موت کے بعد کسی کا بچہ مرگیا تو التفات ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے دونون باندیون سے شبہہ مین وطی کی گئی تو دونون باندیون کا عقر واجب ہوگا اور یہ دونون عقر مولی کو ملینگے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے ان مین سے ایک باندی نے کوئی جنایت کی پھر مولی نے جنایت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عتق واقع کرنا اختیار کیا تو مولی اس جنایت کا اختیار کرنے والا ہوگیا۔ اور اگر قبل بیان کے مولی مرگیا تو ہر ایک باندی مین سے اُسکا نصف آزاد ہوجائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لیے مولی کے وارثون کے واسطے سعایت کریگی اور جس باندی نے جنایت کی ہی مولی پر اپنے مال سے اُسکی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ اگر اُس نے جنایت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جسنے جنایت کی ہی تو یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دونون کو اُس نے ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا تو یہ بیع دونون کی باطل ہوگی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر دونون کو ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا اور دونون کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونون کو مشتری نے آزاد کیا تو بائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ کسکو اُسنے مراد لیا ہی پھر جب بائع نے دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو معین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق مین متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع مذکور قبل بیان کرنے کے مرگیا تو اُسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ تم لوگ بیان کرو جب انھون نے کسی ایک کو عتق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہوجائیگا اور دونون غلامون مین عتق شائع نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا یہان تک کہ بائع مرگیا تو عتق دونون مین منقسم نہ ہوگا یہان تک کہ قاضی بیع فسخ کرے پھر جب بیع کو فسخ کر دیا تو عتق منقسم ہوگا اور دونون مین سے نصف نصف آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر مالک نے قبل اختیار کرنے کے کہ کون دونون مین سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا ہی اُسنے دونون کو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیدیا یا دونون پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک مین عتق اختیار کرے پس دوسرے کا ہبہ و صدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک مین عتق معین کرنے سے پہلے مرگیا تو دونون کا ہبہ و صدقہ باطل ہوجائیگا اور مہر مقرر کرنا بھی باطل ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون کو اہل حرب یعنی کافر جو مسلمانون سے لڑائی کرتے ہین گرفتار کر لیے گئے تو مولی کو اختیار رہوگا کہ دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک مین عتق معین نہ کیا یہان تک کہ خود مرگیا تو اہل حرب کی ملکیت دونون مین سے باطل ہوگی اسواسطے کہ حریت دونون مین شائع ہوگئی ہی

اور اگر دونوں کو کسی نے حربی سے خرید کیا تو مولی کو اختیار رہوگا کہ دونوں مین سے جنین چاہے عتق کو معین کرے پس دوسرے کو مشتری مذکور اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لیگا - اور اگر اہل حرب سے کسی نے ایک کو خرید کیا اور مولی نے اُسی کا عتق اختیار کیا تو آزاد ہوجائیگا اور خرید باطل ہوجائیگی اور اگر مولی نے اُسکو جسکو خرید کیا ہو ثمن کے عوض خرید لیا تو دوسرا آزاد ہوجائیگا - اور اگر اہل حرب نے ایک کو قید کیا تو آزاد نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر مولی نے ایک کو کافر سے خرید کیا تو دوسرا آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - ایک شخص نے اپنی صحت مین دو مملوک سے کہا کہ تم دونوں مین ایک آزاد ہو پھر وہ مرض موت مین گرفتار ہوا پھر اُسنے عتق کو ان مین سے ایک کی طرف پھیر دیا تو یہی غلام مولی کے تمام مال سے آزاد ہوجائیگا اگرچہ اُسکی قیمت تہائی مال مولی سے زائد ہو یہ شرح طحاوی مین ہو - بیان تین طرح کا ہوتا ہو نص و دلالت و ضرورت نص کی مثال یہ ہو کہ مولی نے ایک معین سے کہا کہ مین نے تجھے مراد لیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تھا اس لفظ سے جو مین نے ذکر کیا تھا یا مین نے اختیار کیا یا کہا کہ تو حر ہو اس لفظ سے جو مین نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو مین نے ذکر کیا تھا یا اس اعتاق سے یا مین نے عتق سابق سے تجھے آزاد کیا ہو اور مثل اسکے اور الفاظ جو اس معنی مین ہون - اور اگر یون کہا کہ تو حر ہو یا مین نے تجھے آزاد کیا اور یہ نہ کہا کہ بلفظ مذکور یا بالعتق سابق پس اگر اُس سے عتق جدید مراد لیا ہو تو دونون آزاد ہوجاوینگے یہ غلام بسبب عتق جدید کے اور وہ بسبب لفظ سابق کے - اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے جدید عتق مراد نہین لیا بلکہ وہی مراد لیا جو مجھپر بسبب میرے قول (تم مین سے ایک حر ہو) کے لازم آیا ہو تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی اور اُسکا قول کہ مین نے تجھے آزاد کیا اسپر محمول ہوگا کہ اُسنے عتق اختیار کیا یعنی گویا یون کہا کہ مین نے تیرا عتق اختیار کیا - اور دلالت کی صورت یہ ہو کہ مولی دونوں مین سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے بسبب بیع کے یا بایں طور کہ دونوں مین سے ایک کو رہن کر دے یا ایک کو اجارہ دیدے یا مکاتب کر دے یا مدبر کر دے یا باندی ہو اور اُسکو ام ولد بناوے یہ بدائع مین ہو - اور اگر دونوں مین سے ایک کو فروخت کیا بطور قطعی یا اپنے واسطے خیار کی شرط کرکے فروخت کیا یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کرکے فروخت کیا یا بطور بیع فاسد فروخت کیا خواہ سپرد نہین کیا یا سپرد کر دیا یا ہبہ کیا یا ایک کے دینے کی وصیت کر دی یا ایک سے نکاح کر دیا یا ایک کی آزادی پر قسم کھائی تو یہ سب دوسرے کے حق مین عتق کا اختیار کرنا ہو بطور دلالت یہ محیط مین ہو - اور اگر اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونوں مین سے ایک حرہ ہو پھر اُسنے ان دونوں مین سے ایک سے وطی کی اور وہ حاملہ نہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک دوسری آزاد نہو جائیگی اور اگر وہ حاملہ ہوگئی تو دوسری بالاتفاق آزاد ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہو - اور ان دونوں سے اُسکو وطی کرنا امام علیہ الرحمہ کے مذہب کے موافق حلال ہو مگر اُسکا فتوے نہ دیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہو - اور اگر کسی نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونوں مین سے ایک آزادہ ہو پھر اُسنے ایک سے خدمت لی تو یہ امر بالاتفاق سب کے نزدیک اختیار نہین ہو یہ ظہیریہ مین ہو - اور بیان بضرورت کی صورت یہ ہو کہ مثلاً قبل اختیار کرنے کے دونوں مین سے ایک مر گیا تو بضرورت دوسرا آزاد ہوجائیگا اور اسی طرح اگر دونوں مین سے ایک قتل کیا گیا خواہ اُسکو مولی نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے اُسکو قتل کیا یہی حکم ہو فرق اسقدر ہو کہ اگر مولی نے قتل کیا ہو تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر اجنبی نے قتل کیا تو اُسپر غلام مقتول کی قیمت مولی کے واسطے واجب ہوگی اور اگر ایسی صورت مین مولی نے مقتول کا عتق اختیار کیا تو زندہ سے عتق مرتفع نہوگا بلکہ وہ ضرور آزاد ہوگا ولیکن مقتول کی قیمت اس صورت مین مقتول کے وارثون کو ملیگی - اور اگر دونوں مین سے ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد نہوگا خواہ مولی نے اُسکا ہاتھ کاٹا ہو

یا کسی اجنبی نے قطع کیا ہو۔ اور اگر اجنبی نے انہین سے ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مولی نے عتق کو بیان کیا پس اگر جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اسکے سواے دوسرے کے حق مین عتق اختیار کیا تو بلاشبہ ارش جنایت مولی کو ملیگا اور اگر اُسنے اس غلام کا عتق اختیار کیا جسپر جنایت واقع ہوئی ہی تو قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا کہ اس صورت مین بھی ارش جنایت مولی کا ہوگا اور جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اُسکو کچھ ارش نہ ملیگا اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی مین ذکر کیا ہی کہ ارش اسی غلام کا ہوگا جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اور ایسا ہی قاضی نے درصورتیکہ مولے نے خود ہاتھ کاٹا ہی اور عتق اسی غلام کا جسپر جنایت واقع ہوئی ہی اختیار کیا ہی بیان فرمایا کہ آزاد آدمیون کے ہاتھ کاٹنے کا ارش جسقدر ہوتا ہی وہ واجب ہوگا اور وہ سب غلام کو ملیگا اور اگر غیر مجنی علیہ یعنی دوسرے غلام کا عتق اختیار کیا تو مولے پر کچھ واجب نہ ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ اگر دو غلامون کی نسبت مولے نے کہا کہ ان دونون مین سے ایک میرا بیٹا ہی یا دو باندیون کی نسبت کہا کہ ان دونون مین سے ایک میری ام ولد ہی پھر دونون مین سے ایک آدمی مر گیا تو جو باقی ہو وہ حریت یا استیلاد کے واسطے متعین نہین ہو جائیگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر مولے نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہی تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر مولی نے کہا کہ میرا ایک اور غلام ہی اور مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اُس صورت مین کہ وہ گواہ قائم کرے کہ میرا دوسرا غلام بھی ہی اور مابینہ وبین اللہ تعالی عزوجل اُسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مولے نے کہا کہ میرے غلام مین کا ایک آزاد ہی یا میرے غلامون مین کا ایک آزاد ہی حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہی تو یہی غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مولی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی پس اُس سے کہا گیا کہ تو نے ان مین سے کسکو مراد لیا ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے اس غلام کو مراد نہین لیا ہی تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسنے اس دوسرے کے نسبت بھی کہا کہ مین نے اسکو مراد نہین لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہون پس اُسنے کہا کہ یہ غلام آزاد ہی یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہو جائیگا اور اول و دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ ان مین سے کسی کی نسبت عتق اختیار کرے اور اگر یون کہا کہ یہ آزاد ہی اور یہ یا یہ تو اول آزاد ہو جائیگا اور پچھلے دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا مثلاً ایک شخص کا ایک غلام تھا کہ وہ ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا پھر دونون مین سے ہر ایک کہتا ہی کہ مین آزاد ہون اور مولی کہتا ہی کہ تم مین سے ایک میرا غلام ہی تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اللہ تعالی کی قسم لے تاوقتیکہ یہ معلوم نہو کہ یہ آزاد ہی پس اگر مولی نے ایک کی نسبت قسم کھالی اور دوسرے کی نسبت قسم سے انکار کیا تو جسکی نسبت قسم سے انکار کیا وہ آزاد ہوگا نہ دوسرا اور اگر اُسنے ان دونون کی نسبت قسم سے انکار کیا تو دونون حر ہین اور اگر دونون کی نسبت قسم کھالی تو امر مختلف ہو گیا پس قاضی باحتیاط حکم کریگا کہ دونون مین سے ہر ایک کا نصف مفت آزاد کریگا اور نصف بعوض نصف قیمت کے آزاد کریگا۔ اور اسی طرح اگر تین غلام ہون تو ان تینون مین سے ہر ایک مین سے تہائی آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اسی طرح اگر دس ہون تو انمین بھی یہی اعتبار ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ ایسی چیز جمع کی جسپر عتق ہی واقع نہین ہوتا ہی جیسے چوپایہ و دیوار وغیرہ اور کہا کہ میرا غلام آزاد ہی

یا یہ چیز یا کہا کہ ان دونون مین سے ایک آزاد ہی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ خواہ اُسنے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام اور غیر کے غلام دونون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی تو بالاجماع اسکا غلام آزاد نہ ہو جائیگا الا اس صورت مین کہ اسکی نیت مین اپنے غلام کا عتق ہو۔ اور اسی طرح اگر باندی زندہ و باندی مردہ مین جمع کرکے یون کہا کہ تو آزادہ ہی یا یہ۔ یا یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزادہ ہی تو اُسکی باندی آزاد نہو گی اور اگر اپنے غلام و آزاد کے درمیان جمع کرکے یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی تو اُسکا غلام آزاد نہو جائیگا الا اس صورت مین کہ نیت ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ فتاوی اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ میرے مملوکون مین سے ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہی اور اُسنے بیان نہ کیا یہانتک کہ مرگیا اور اُسکے دو غلام اور ایک باندی ہی تو باندی آزاد ہو جائیگی اور ہر دو غلام مین سے ہر ایک کا نصف حصہ (کہ کسکو مراد لیا ہی ۱۲) آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور اگر اسکے تین غلام اور ایک باندی ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی اور غلامون مین سے ہر ایک مین سے ایک تہائی آزاد ہو گی اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اسکے تین غلام اور تین باندیان ہون تو ہر ایک باندی اور ہر ایک غلام مین سے اُسکا تہائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی کے واسطے سعایت کریگا اور اگر اسکے تین غلام اور دو باندیان ہون تو ہر باندی مین سے نصف آزاد ہو گی اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کریگی اور ہر غلام مین سے ایک تہائی آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اسی قیاس پر اس جنس کے مسائل کو بھی استخراج کرنا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی حالانکہ اُسکی نیت مین کوئی معین نہین ہی۔ پھر قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک مین سے نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ بدائع مین ہی اور مولی کا وارث بیان کے حق مین قائم مقام مولے کا نہو گا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مرد کے تین غلام ہین ان مین سے دو غلام اسکے روبرو گئے پس اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی پھر ان دونون مین سے ایک باہر نکل آیا اور تیسرا غلام داخل ہوا پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی تو جب تک مولی زندہ ہی اُسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر بیان کیا اور کہا کہ مین نے کلام اول سے وہ غلام مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو وہی آزاد ہو جائیگا اور دوسرا کلام باطل ہو گیا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے کلام اول سے اسکا عتق مراد لیا تھا جو باہر نکل آیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا پھر مولی کو حکم دیا جائیگا کہ دوسرے کلام کی مراد بیان کرے۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے پہلے کلام کی مراد بیان کرنے سے شروع کیا ہو اور اگر دوسرے کلام کی مراد بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ مین نے دوسرے کلام سے اس غلام کا عتق مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا اور ایجاب اول باطل نہو گا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے دوسرے کلام سے وہ غلام مراد لیا ہی جو اندر داخل ہوا ہی تو جو داخل ہوا ہی وہ آزاد ہو جائیگا اور کلام اول کے بیان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر مولی نے کچھ بیان نہ کیا اور ان مین سے ایک مرگیا تو موت بھی بیان ہی پس اگر باہر نکل آنے والا مرا ہو تو جو اندر رہگیا ہی وہ بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مرگیا جو اندر رہگیا ہی تو باہر نکلنے والا بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا بایجاب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مرگیا جو پیچھے داخل ہوا ہی تو ایجاب اول کے حق مین وہ مختار کیا جائیگا پس اگر اُسنے باہر

نکلنے والے کو مراد لیا تو جو اندر رہگیا ہے وہ بایجاب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ مراد لیا جو اندر رہگیا تو ایجاب دوم باطل ہو جائیگا اور اگر انمین سے کوئی نہین مرا بلکہ مولی قبل بیان کے مرگیا تو عتق ان سب مین باعتبار احوال کے شائع ہو جائیگا پس باہر نکلنے والے سے نصف اور جو اندر داخل ہوا ہے اسمین سے نصف اور جو موجود رہا ہے اسمین سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر مولی سے یہ فعل اسکے مرض الموت مین صادر ہوا پس اگر مولی کی ملک مین مال اسقدر ہو کہ اسکی تہائی سے قدر آزاد شدہ برآمد ہو یعنی ایک رقبہ کامل اور تین چوتھائی حصہ رقبہ بر بنائے قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ یا اسکی تہائی سے برآمد نہو ولیکن اسکے وارثون نے اجازت دیدی تو حکم یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور اگر مولی کا کچھ مال سوائے ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو بقدر تہائی کے ان سب مین بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیا جائیگا اور اسکی توضیح یون ہے کہ باہر نکلنے والے کا حق بقدر نصف کے اور داخل ہونے والے کا حق بھی اسی قدر اور جو اندر رہگیا ہے اسکا حق بقدر تین چوتھائی کے ہے پس ایسا عدد چاہیے کہ اسکا نصف و ربع برآمد ہو اور یہ کم سے کم چار ہے پس حق خارج شوندہ دو سہم اور حق ثابت شوندہ تین سہم اور حق داخل شوندہ دو سہم پس جملہ سہام عتق سات تک پہونچے پس مولی کے تہائی مال کے سات حصے کیے جاوینگے اور جب تہائی مال کے سات حصے ہوئے تو دو تہائی مال کے چودہ حصے ہونگے اور یہی سہام سعایت ہین اور پورے مال کے اکیس حصے ہوئے اور یہ مفروض ہے کہ اسکا مال یہی تین غلام ہین پس ہر غلام کے سات حصے ہوئے پس جو غلام باہر نکل آیا تھا اسکے سات حصون مین سے دو حصے آزاد ہونگے اور اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور نیز داخل شوندہ بھی دو سہام کے آزاد ہونے کے بعد اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور جو غلام اندر ہی رہا تھا اسمین سے تین حصے آزاد ہو کر چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا کا مجموعہ سات ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ چودہ ہوا پس تہائی و دو تہائی ظاہر ہوا کہ ٹھیک ہے یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص کے تین غلام سالم غانم و مبارک ہین پس اسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم حر ہے یا سالم و غانم دونون حر ہین یا سالم و غانم و مبارک سب آزاد ہین پس اگر اسنے اپنے بیان مین خالی سالم پر عتق واقع کیا تو سالم تنہا آزاد ہو جائیگا اور اگر اسنے غانم پر عتق واقع کیا تو سالم بھی اسکے ساتھ آزاد ہوگا اور اگر مبارک پر عتق واقع کیا تو یہ سب آزاد ہو جائینگے۔ اور اسی طرح اگر اسنے کہا ہو کہ اور نصف غانم اور تہائی مبارک آزاد ہے اسواسطے کہ اصابت کے واسطے ایک ہی حالت ہے اور محروم ہونے کے واسطے کئی احوال ہین۔ اور اگر اسنے مرض مین ایسا کہا پس اگر اسکا کچھ مال سوائے انکے ہو حتی کہ ایک رقبہ کامل اور پانچ چھٹے حصے ایک رقبہ کے اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتے ہین تو حکم ایسا ہی ہے اور اگر اسکا کچھ مال سوائے انکے نہو اور وارثون نے اجازت دیدی تو بھی ایسا ہی حکم ہے اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو یہ غلام اسکے تہائی مال مین بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جاوینگے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ میت کے تہائی مال کے چھ حصے کیے جاوین کیونکہ ہمکو نصف و تہائی کی حاجت ہے پس سالم پورے چھ کا اور غانم اسکے نصف یعنی تین کا اور مبارک اسکے تہائی یعنی دو کا شریک کیا جائیگا جسکا مجموعہ گیارہ ہوئے پس تہائی مال کے گیارہ حصے کیے جاوینگے اور باقی دو تہائی مال کے اسکے دو چند بائیس حصے ہونگے پس تمام مال کے (۳۳) حصے ہوئے اور کل مال (۳) غلام ہین پس ہر غلام کے (۱۱) حصے ہوئے پس سالم مین سے ۶ حصے آزاد ہونگے اور (۵) حصے کے واسطے سعایت کریگا اور غانم مین سے تین حصے آزاد ہونگے اور آٹھ حصون کے واسطے سعایت کریگا اور مبارک مین سے دو حصے آزاد ہونگے اور (۹) حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا کا مجموعہ (۱۱) ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ اسکا دو چند (۲۲) ہوا پس تہائی

دو تہائی ٹھیک بر آمد ہوئی - اور اگر اُسنے کہا کہ سالم آزاد ہو یا غانم و سالم دونون آزاد ہین یا مبارک و سالم آزاد ہین تو اُسکو
اختیار ہوگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ عتق ان تینون مین سے جسپر چاہے واقع کرے تو اُسنے جسپر عتق واقع کیا اُس
ایجاب مین جو جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا - اور اگر وہ قبل بیان مر گیا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونون مین سے
ہر ایک مین سے ایک تہائی آزاد ہوگا - اور اگر اُسنے مرض مین ایسا کہا اور حال یہ ہو کہ اسکا مال بقدر ہو کہ ایک قیمت اور
دو تہائی رقبہ اُسکے تہائی مال سے بر آمد ہوتا ہو یا نہین نکلتا ہو مگر وارثون نے اس عتق کی اجازت دیدی تو بھی یہی
حکم ہو - اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی مین یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے مشترک ہونگے
پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہو اور غانم و مبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہو اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی بر آمد
ہو (۳) ہو پس حق سالم (۳) ہوا اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہوا پس مجموعہ سہام عتق (۵) ہوا پس یہ تہائی مال
کے حصص ہوے پس پورے مال کے (۱۵) حصے ہوئے پس ہر رقبہ کے (۵) حصہ ہوئے از انجملہ سالم مین سے (۳) آزاد اور دو
کے واسطے سعایت کریگا اور غانم و مبارک ہر ایک مین سے ایک حصہ آزاد اور چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام
عتق کا مجموعہ (۵) ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ (۱۰) ہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہو - اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہو یا غانم و سالم
یا مبارک و سالم تو یا کے بعد ہر جگہ خبر مقدر ہوگی اور یہ سب ایجابات مختلفہ ہونگے اور ایجابات مختلفہ مین کلمہ یا موجب تخییر ہوتا
ہو پس سالم ہر حال مین آزاد ہو جائیگا اور مبارک و غانم مین سے ہر ایک ایک حال مین آزاد اور دو حال مین غیر آزاد
ہونگے پس سالم اور باقی دونون مین سے ایک تہائی حصے آزاد ہونگے اور بعض نے کہا کہ سالم ثانیاً ابتدا و آخر المعطوف
علیہ ہو پس وہ اُس سے آزاد ہوگا اور باقی دونون تبعین ولیکن قبل عطف کے جواز عتق مانع عتق ہو - اور اگر یون کہا
کہ سالم آزاد ہو یا سالم و غانم یا سالم و مبارک تو سب آزاد ہو جاوینگے اسواسطے کہ یا لغو ہو گیا بسبب اتحاد اسم و خبر کے لیکن
وہ مثل سکوت کے ہو کہ مانع عطف نہین ہو اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم بیان مذکور ہو وہ صاحبین رح کا قول
ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک غانم و مبارک آزاد نہونگے ولیکن اول اصح ہو - اور اگر اُس نے سالم و غانم سے کہا کہ
تم مین سے ایک آزاد ہو یا سالم تو سالم مین سے تین چوتھائی آزاد ہوگا اور غانم سے ایک چوتھائی - اور اگر کہا کہ سالم آزاد
ہو یا غانم یا سالم تو ہر ایک مین سے نصف نصف آزاد ہوگا اسواسطے کہ سوم عین اول ہو پس اسکا ذکر لغو ہوا یہ شرح
تلخیص جامع کبیر مین ہو - ایک شخص کے چار غلام ہین سالم - غانم - فرقد - مبارک - ان سب کی قیمت برابر ہو پس
اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم و غانم آزاد ہین یا غانم و فرقد آزاد ہین یا فرقد و مبارک آزاد ہین تو تینون ایجابات
صحیح ہین پس مولی کو اختیار دیا جائیگا چنانچہ جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا اس ایجاب مین جتنے شامل ہین سب
آزاد ہونگے اور باقی باطل ہو گئے - اور اگر مولے قبل بیان کے مر گیا تو سالم مین سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا
اور دو تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال مبارک کا ہو اور رہا غانم پس وہ دو حال مین آزاد ہوگا اسواسطے
کہ وہ دو ایجابون اول و دوم مین داخل ہو پس اسمین سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے سعایت
کریگا اور یہی حال فرقد کا ہو اسواسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونون مین داخل ہو اور احوال اصابت بنا بر روایت
اس کتاب کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہین پس اصابت ایجاب دوم علیحدہ ہو اور اصابت ایجاب سوم علیحدہ معتبر ہو -
اگر یہ قول مرض مین اُسنے کہا اور یہ غلام اُسکے تہائی مال سے بر آمد ہوتے ہین یا بر آمد نہین ہوتے ہین کر وارثون نے

اجازت دیدی تو حکم ایسا ہی ہی اور اگر برآمد نہوے اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو تہائی مال ان سب پر بقدر انکے
استحقاق کے تقسیم ہوگا پس سالم و مبارک مین سے ہر ایک کا حق ایک سہم ہی اور غانم و فرقد مین سے ہر ایک کا حق دو
سہم ہی اور اگر ایک شخص نے اپنے تین غلامون کو جنکی قیمت برابر ہی کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم آزاد ہی یا غانم و مبارک
آزاد ہین تو وہ مختار رہیگا جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا جو غلام اس ایجاب مین شامل ہی وہ آزاد ہوگا اور اگر
وہ بیان سے پہلے مرگیا تو سالم مین سے ایک تہائی اور مبارک مین سے ایک تہائی اور غانم مین سے دو تہائی آزاد
ہوگی - اور اگر اس میت کا کچھ مال سوا ے ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت نہ دی تو اسکا تہائی مال ان
سب غلامون پر بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا - اور اگر اُس نے دو غلامون کو کہا کہ سالم آزاد ہی یا مبارک آزاد ہی یا دونو
آزاد ہین اور قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر سوا ے انکے اُسکا کچھ مال
نہو تو میت کا تہائی مال ان دونون مین نصفا نصف ہوگا یعنی ہر ایک مین سے تہائی حصہ آزاد ہوگا - اور اگر اُسنے
تین غلامون سے کہا کہ سالم آزاد ہی یا غانم آزاد ہی یا مبارک و غانم و سالم آزاد ہین تو اُسکو اختیار رہیگا جس ایجاب کو
اُسنے اختیار کیا جس غلام کو یہ ایجاب شامل ہی وہ آزاد ہوگا - اور وہ قبل بیان کے مرگیا تو مبارک سے ایک تہائی
حصہ آزاد ہو جائیگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا - اور اگر اسکا کچھ مال سوا ے انکے نہو
اور وارثون نے اجازت نہ دی تو تہائی مال ان سب مین بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا یہ شرح زیادات عتابی
مین ہی - اور اگر اسکے دو غلام ہون پس اُس نے کہا کہ سالم آزاد ہی یا سالم و غانم آزاد ہین پھر بدون بیان کے مرگیا تو
پورا سالم و نصف غانم آزاد ہو جائیگا - اگر یہ قول اُس نے مرض مین کہا اور ان دونون کے سوا ے اسکا کچھ مال نہین ہی تو
اُسکے تہائی مال مین دونون بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جاوینگے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہی
اور حق غانم اُسکے نصف مین ہی پس حق سالم دو سہام ہوے اور حق غانم ایک سہم ہی پس کل تین سہام ہوئے اور یہی
تہائی مال ہی پس کل مال کے نو حصص ہونے کہ ہر رقبہ کے مقابلہ مین ساڑھے چار حصے ہوے پس سالم مین سے دو حصے
آزاد ہوئے اور ڈھائی حصون کے واسطے وہ سعایت کریگا اور غانم مین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور وہ ساڑھے تین سہام
کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر اُسنے تین غلامون سے کہا کہ تو آزاد ہی یا تم دونون تین حصے
ایک آزاد ہی یا تم تینون مین سے ایک آزاد ہو اور بیان سے پہلے مرگیا تو اول سے چار نوین حصے آزاد ہونگے اور
باقی دونون مین سے ہر ایک سے ڈھائی نوین حصے آزاد ہونگے - اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اور اسی ایک اور دوسرے
سے کہا کہ یا تم دونون مین سے ایک آزاد ہی اور پھر سب سے کہا کہ یا تم سب مین سے ایک آزاد ہی تو اول مین سے ساڑھے
پانچ نوین حصے آزاد ہونگے اور ڈھائی نوین حصے دوسرے مین سے آزاد ہونگے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ
آزاد ہوگا - اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی یا تو آزاد ہی ایک دوسرے غلام سے کہا یا تم سب مین سے ایک آزاد ہی تو اول و دوم
مین سے ہر ایک مین سے چار نوین حصے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ آزاد ہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو
اے سالم آزاد ہی یا تو اے غانم آزاد ہی یا تو اے مبارک آزاد ہی تو وہ مختار رہیگا - اور اگر اُسنے غانم و سالم کو جمع کرکے کہا کہ تم مین
سے ایک ہی تو دونون مین سے ایک درمیان سے نکل گیا اور عتق درمیان مبارک اور درمیان ان دونون مین سے ایک
کے دائر رہا کہ اُنمین سے جسکے حق مین چاہے بیان کرے اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک مین سے آزاد ہوگا اور باقی

نصف درمیان سالم و غانم کے مشترک ہوگا کہ ہر ایک مین سے چہارم آزاد ہوگا کیونکہ دونون مساوی ہین - اور جامع مین
مذکور ہی کہ اسکا یہ کہنا کہ تم دونون مین سے ایک غلام ہی لغو ہی اور اگر اُسنے یہ نہ کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی بلکہ یون کہا کہ تم دونون
مین سے ایک مدبر ہی تو ان دونون مین سے ایک مدبر ہو جائیگا اور قطعی عتق ان دونون مین سے ایک اور مبارک کے
درمیان دائر رہیگا پس اگر وہ قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک آزاد ہو جائیگا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا
اور سالم و غانم ہر ایک مین سے چوتھائی آزاد ہو جائیگا بایجاب قطع اور ہر ایک مین سے نصف مدبر ہو جائیگا اور اُسکا
اعتبار میت کے تہائی مال سے ہوگا اور اگر مولاے میت کا کچھ اور مال ہو کہ تہائی سے برآمد ہون تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی
آزاد ہوگا کہ جسمین سے ایک چوتھائی بسبب قطعی کے اور نصف بسبب تدبیر کے اور ایک چہارم کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا
اور اگر اسکا کچھ مال نہو تو ایک تہائی مال ان دونون مین نصفا نصف ہوگا اور چونکہ مال میت وقت موت کے دو رقبہ ہین پس
اسمین سے تہائی مال دو تہائی رقبہ ہوا جو ان دونون مین مشترک ہوا پس ہر ایک کے واسطے ایک تہائی رقبہ ہوگا پس حساب
مین ضرورت ایسے عدد کی ہی کہ اُسکی تہائی و چوتھائی نکلتی ہو اور کمتر ایسا عدد (۱۲) ہی پس ہمنے ہر غلام کے بارہ حصے کیے پس
مبارک مین سے نصف یعنی چھ حصہ آزاد ہوتے بسبب ایجاب قطعی عتق کے اور وہ اپنے چھ حصون یعنی نصف کے
واسطے سعایت کریگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے ایک چہارم بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوا یعنی تین تین سہام اور
ایک تہائی بسبب مدبر ہونے کے اور وہ چار سہام ہوئے اور ہر ایک اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا
آٹھ ہوگئے اور سہام سعایت (۱۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی - اور اگر اُسنے سالم و غانم کو جمع کیا اور کہا کہ مین نے اختیار
کیا کہ تم مین سے ایک غلام رہے پھر غانم و مبارک کو جمع کر کے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ تم مین سے ایک غلام رہے پھر مرگیا
تو اُسکا اختیار اول باطل ہو گیا تو آزاد کرنا درمیان سالم و دونون مین سے ایک کے دائر ہوگا تو سالم کے حصہ مین نصف عتق
آیا اور باقی نصف باقی دونون مین نصفا نصف ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر اُسنے چار غلامون سے کہا کہ تم
مین سے ایک آزاد ہی پھر اُسنے سالم و غانم سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی پھر غانم و فرقد سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام
ہی پھر فرقد و مبارک سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہی پھر قبل بیان کے مرگیا تو اخیر کا اختیار کرنا پہلے اختیارات کا ناسخ ہی - اور
فرقد و مبارک دونون مین سے ایک اس درمیان سے خارج ہوگیا اور عتق درمیان سالم و غانم و باقی دونون مین سے
ایک کے دائر ہوا پس تہائی سالم اور تہائی غانم اور چھٹا حصہ فرقد و چھٹا مبارک کا آزاد ہوا اور ہر غلام کے چھ حصے ہوئے
اور اگر اپنی صحت مین اپنی جورو اور اپنے غلام سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا وہ آزاد ہی اور یہ عورت غیر مدخولہ ہی اور وہ بلا بیان کے
مرگیا تو غلام مین سے نصف آزاد ہو گیا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا اور عورت کو پورا مہر اور میراث ملیگی اور
یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر اسنے سالم و غانم سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی یا سالم
آزاد ہی تو اس سے کہا جائیگا کہ کسی پر واقع کرنا اختیار کر پس اگر اُسنے ایجاب اول کو اختیار کیا تو دوبارہ اُسکو بیان
کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر قبل بیان کے مرگیا تو سالم مین سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور غانم سے ایک
چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا اور اسکا کچھ مال سواے ان غلامون کے نہین ہی تو انمین سے
ہر ایک اپنے حق کے حساب سے اُسکے تہائی مال مین شریک کیے جاوینگے اور انمین سے ایک کا حق تین چوتھائی کا ہی
اور دوسرے کا ایک چوتھائی کا پس ہمنے ہر چوتھائی کا ایک سہم مقرر کیا پس ایک کے حق کے (۳) سہام اور دوسرے کے حق

کا ایک سہم ہوا پس جملہ (۲۴) سہام ہوئے اور یہ تہائی مال ہے پس کل مال کے بارہ سہام ہوئے پس ہر رقبہ کے چھ سہام ہوئے
پس سالم میں سے (۳) آزاد ہونگے اور تین سہام کے واسطے سعایت کریگا اور غانم میں سے ایک سہم آزاد ہوگا اور پانچ سہام
کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر مولی نے صیغہ عتاق کو دو غلاموں میں سے ایک معین
کی طرف مضاف کیا پھر بھول گیا تو اسمیں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک قبل بیان کے آزاد ہے۔ اور
اسکے متعلق احکام دو طرح کے ہیں ایک طرح کے وہ جو حیات مولی میں متعلق ہیں اور دوم وہ کہ اسکی موت کے بعد متعلق
ہیں پس ہم اول کا بیان کرتے ہیں کہ اگر ایک مرد نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک معین کو آزاد کر دیا پھر اسکو بھول گیا
یا دس باندیوں میں سے ایک معین کو آزاد کر کے اسکو بھول گیا تو مولی کو منع کر دیا جائیگا کہ انمیں سے کسی سے وطی نہ کرے
اور نہ انمیں سے کسی سے خدمت لے۔ اور تحری دل و گمان غالب سے ایک کو نکال کر باقی کسی سے وطی کرنا حلال نہیں
ہے اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ ان سب سے عقد نکاح باندھ لے تو انمیں سے جو آزاد ہے وہ بسبب عقد نکاح کے اسپر حلال
ہو جائیگی اور جو مملوکہ ہیں وہ مملوکہ ہونے کی وجہ سے حلال رہینگی۔ اور اگر کسی نے مبہم طور پر دو غلاموں سے ایک کو آزاد
کیا اور یہ دونوں غلام مولی کو قاضی کے پاس لے گئے اور اس سے بیان کی درخواست کی تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ بیان
کرے اور اگر اسنے بیان سے انکار کیا تو قاضی اسکو بیان کرنے کے واسطے قید کریگا ایسا ہی شیخ کرخی نے ذکر فرمایا ہے
اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ میں ہی آزاد ہوں حالانکہ اسکے پاس گواہ نہیں ہیں اور مولی نے
اس سے انکار کیا اور دونوں نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مولی سے قسم لیگا کہ باللہ
عزوجل میں نے اسکو آزاد نہیں کیا ہے پھر اگر مولی نے ان دونوں کی قسم سے انکار کیا تو دونوں آزاد ہو جاوینگے اور اگر
دونوں کے واسطے قسم کھا گیا تو مولی کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی میں ذکر کیا ہے کہ
جب بعد آزاد کرنے کے جہالت پیدا ہو گئی ہو اور مولی کو یاد نہ آوے تو مولی بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر واضح ہو کہ ایسی
حالت میں بیان دو طرح کا ہوتا ہے نص یا دلالت یا ضرورت پس نص کی یہ صورت ہے کہ مولی ان دونوں میں سے ایک معین سے
کہدے کہ یہی ہے جسکو میں نے آزاد کیا تھا اور بھول گیا تھا اور دلالت و ضرورت کی صورت یہ ہے کہ فعل یا قول اس سے
ایسا صادر ہو کہ جو بیان پر دلالت کرے مثلاً دونوں میں سے ایک کے ساتھ کوئی ایسا تصرف کرے کہ بدون ملک کے
اسکی صحت نہیں ہو سکتی جیسے بیع و ہبہ و صدقہ و وصیت و اعتاق و اجارہ و رہن و کتابت و تدبیر و استیلاد جبکہ دونوں باندیاں
ہوں اور اگر دس باندیوں میں سے ایک آزاد ہو پھر مولی نے انمیں سے ایک سے وطی کی تو جس سے وطی کی ہے یہ تو رقیت کے
واسطے متعین ہو جاویگی اور یہ بھی بدلالت یا ضرورت متعین ہو جائیگا کہ آزاد شدہ ان باقیوں میں ہے پس بیان صریح یا دلالت سے
متعین ہو سکتی ہے اور اسی طرح اگر اسنے دوسری و تیسری سے وطی شروع کی یہانتک کہ نوتک نوبت پہونچی تو جو باقی
رہی ہے یعنی دسویں وہ عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور استحسن یہ ہے کہ انمیں سے کسی سے وطی نکرے اور اگر وطی
کی تو حکم وہی ہوگا جو ہمنے ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر قبل بیان کے انمیں سے کوئی ایک مر گئی تو احسن یہ ہے کہ قبل بیان کے
ان باقیوں سے وطی نہ کرے اور اگر قبل بیان کے وطی کی تو جائز ہے اور اگر دو ہوں پھر ایک مر گئی تو جو باقی رہی ہے وہ عتق
کے واسطے متعین ہو جائیگی ہاں اسکا عتق بیان پر موقوف رہیگا خواہ بیان صریح ہو یا بدلالت۔ اور اگر مولی نے کہا کہ میری
مملوکہ ہے اور ان دونوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا تو دوسری باندی بدلالت یا بضرورت عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی

اور اگر دس غلام ہون اور سب کو ایک صفقہ مین فروخت کیا تو سب کی بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر تنہا تنہا فروخت کیا تو نو تک کی بیع جائز ہوتی جائیگی اور دسوان واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ دس آدمیون مین سے ہر ایک کی ایک باندی ہو پس انمین سے ایک نے ایک باندی اپنی آزاد کر دی اور بطور معین وہ معلوم نہین ہوتی ہو تو انمین سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ اپنی اپنی باندی سے وطی کرے اور مالکون کے مانند انمین تصرف کرے۔ اور اگر یہ سب باندیان انمین سے ایک کی ملک مین آگئین تو ایسا ہوگا کہ گویا یہ سب اسی کی ملک مین تھین جنمین سے اُسنے ایک کو آزاد کیا پھر اسکو بھول گیا۔ اور دوم آنکہ اگر مولی قبل بیان کے مرگیا تو دونون مین سے ہر ایک مین سے اسکا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا یعنی اپنی نصف قیمت کے واسطے مولائے میت کے وارثون کے لیے سعایت کریگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ مین نے اپنا غلام قدیم الصحبت آزاد کیا تو اسمین مشائخ نے تکلم کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ قدیم الصحبۃ وہ ہی جسکی صحبت کو ایک سال گذر گیا ہو یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہی یا تیرا حمل۔ پھر ولادت کے بعد مولی مرگیا تو بچہ آزاد ہوگا اور باندی مذکورہ مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تو جنے گی اگر لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پس وہ باندی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اول کون جنی ہی باوجودیکہ باندی اور اسکا مولی دونون ان دونون بچون کی ولادت پر اتفاق کرتے ہین تو نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہو گی اور لڑکا غلام رہیگا۔ اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ اول لڑکا ہی پیدا ہوا ہی اور یہ لڑکی صغیرہ ہی پس مولی نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہین بلکہ لڑکی اول ہوئی ہی تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا اور مولی سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی پس اگر مولی قسم کھا گیا تو انمین سے کوئی آزاد نہوگا لیکن اگر باندی اسکے بعد گواہ قائم کرے کہ وہ پہلے لڑکا ہی جنی ہی تو حکم آزادی دیا جائیگا۔ اور اگر مولی نے قسم کھانے سے نکول کیا تو باندی اور لڑکی دونون آزاد ہو جاوینگی۔ اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا ہی ہوا ہی تو باندی و لڑکی آزاد ہو گی اور لڑکا رقیق رہیگا۔ اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی ہی تو کوئی آزاد نہو گی۔ اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ اول غلام ہی پیدا ہوا اور لڑکی نے باوجودیکہ وہ کبیرہ ہو گئی ہی کچھ دعوے نہ کیا تو مولی سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو کچھ ثابت نہ ہوگا اور اگر اُسنے نکول کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی نہ دختر۔ اور اگر لڑکی نے دعوی کیا درحالیکہ وہ کبیرہ ہی کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہی اور باندی نے دعوے نہ کیا ہو تو ایسی صورت مین لڑکی ہی آزاد ہو گی نہ اُسکی ماں یہ کافی مین ہی۔ اور اگر باندی سے کہا کہ پہلا بچہ جسکو تو جنے گی اور وہ لڑکا ہوگا تو وہ آزاد ہی اور اگر لڑکی ہو تو تو آزاد ہی پس وہ دو لڑکے اور دو لڑکیان جنی پس اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلا بچہ لڑکا ہوا ہی تو وہ آزاد ہوگا اور باقی سب مملوک رہینگے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اول وہ لڑکی جنی ہی تو یہ لڑکی رقیقہ رہیگی اور باقی سب کے سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر یہ معلوم نہوا کہ انمین سے اول کون پیدا ہوا ہی تو باندی مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور دونون لڑکون مین سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ایک چوتھائی کے واسطے سعایت کریگا اور دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی قیمت کے تین چوتھائی کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر باندی و مولی نے اتفاق کیا کہ یہ لڑکا پہلے ہوا ہی تو یہی آزاد ہو جائیگا جسپر دونون نے اتفاق کیا ہی اور باقی سب رقیق رہینگے۔ اور اگر دونون نے کسی پسر کے حق مین اختلاف کیا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا مگر مولے سے اسکے علم پر بھی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین جانتا ہون کہ باندی اسکو پہلے جنی ہی

اور اگر باندی سے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ حرہ ہے پھر اُسکا حمل ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکلی تو کوئی آزاد نہوگا۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہے اگر وہ الی آخرہ تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ حرہ ہے تو صورت مذکورہ مین لڑکی و لڑکا آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ کہ تو اسکو جنے گی لڑکا ہو تو تو آزادہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ آزادہ ہے پھر ان دونون کو جنی پس اگر معلوم ہوجاوے کہ اول وہ لڑکا جنی ہے تو باندی مع لڑکی کے آزاد ہوجاویگی اور لڑکا رقیق ہوگا۔ اور اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ پہلے وہ لڑکی جنی تو یہ لڑکی آزاد ہوجائیگی اور باندی مع لڑکا دونون رقیق رہینگے۔ اور اگر کچھ معلوم نہو مگر باندی و مولی نے کسی امر پر اتفاق کیا تو اُسی کے موافق حکم ہوگا۔ اور اگر دونون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تو لڑکا رقیق رہیگا اور لڑکی آزادہ ہوگی اور نصف باندی آزادہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر باندی نے غلام پہلے پیدا ہونے کا دعوے کیا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو جنی ایک لڑکی تو تو آزادہ ہے اور اگر تو جنی ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو لڑکا آزاد ہے۔ پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پس اگر پہلے لڑکا جنی تو باندی آزاد ہوجائیگی اور لڑکا و لڑکی دونون رقیق رہینگے۔ اور اگر پہلے لڑکی جنی تو لڑکا آزاد ہوجائیگا اور باندی و لڑکی دونون رقیق رہینگی۔ اور اگر یہ معلوم نہو کہ انمین کون پہلے پیدا ہوا ہے اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہم اسکو نہین جانتے ہین تو لڑکی رقیقہ ہوگی اور لڑکا و باندی ہر ایک مین سے نصف حصہ آزاد ہوجائیگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا۔ اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو مولے سے اُسکے علم پر قسم کے ساتھ مولی کا قول قبول ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ وہ لڑکا و لڑکی ایک ایک جنی ہو اور اگر وہ دو لڑکے اور دو لڑکیان جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس اگر پہلے دو لڑکے جنی پھر دو لڑکیان تو باندی آزاد ہوجائیگی اور اُسکی آزادی سے دوسری لڑکی بھی آزاد ہوگی اور دونون لڑکے اور پہلی لڑکی سب رقیق باقی رہینگے۔ اور اگر وہ پہلے ایک لڑکا جنی پھر دو لڑکیان پھر ایک لڑکا تو باندی اور دوسری لڑکی دونون آزاد ہوجاوینگی اور دوسرا لڑکا اپنی ماں کے آزاد ہونے سے آزاد ہوگا۔ اور اگر ایک لڑکا پہلے جنی پھر لڑکی جنی پھر ایک لڑکے کا جنی پھر ایک لڑکی جنی تو باندی اور دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی بسبب آزادی اپنی ماں کے آزاد ہوجاوینگے اور پہلا لڑکا اور پہلی لڑکی رقیق رہجاوینگے۔ اور اگر وہ پہلے دو لڑکیان جنی پھر دو لڑکے جنی تو پہلا لڑکا فقط آزاد ہوگا اور باقی سب رقیق رہینگے اور اسیطرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر دو لڑکے پھر ایک لڑکی تو بھی فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر ایک لڑکا پھر ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا۔ اور اگر تقدیم و تاخیر کچھ معلوم نہو پس اگر سب نے اتفاق کیا کہ یہ معلوم نہین کہ اول کون پیدا ہوا ہے تو ہر واحد اولاد مین سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باندی یعنی انکی ماں سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر سب نے اختلاف کیا تو مولی سے اسکے علم پر قسم لیکر اسی کا قول قبول کیا جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اول بچہ کہ جسکو تو جنے گی وہ آزاد ہے پس وہ پہلے ایک مردہ بچہ جنی پھر ایک زندہ جنی تو زندہ آزاد ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے یون کہا کہ تو آزادہ ہے تو وہ مردہ بچہ کے ساتھ آزاد ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ جو تم دونون مین سے ایک کے پیٹ مین ہے آزاد ہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر چاہے عتق واقع کرے پس اگر کسی

مرد نے ان دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں ایسا مارا کہ وہ مردہ بچہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم میں ڈال گئی تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے متعین ہوگا - اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ میں ایک ایک مرد نے ایسا مارا کہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم میں ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچہ کے واسطے اس جنایت کنندہ پر وہ واجب ہوگا جو باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوتا ہی یہ محیط میں ہی - اور اگر اسنے تین باندیوں سے کہا کہ جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہی وہ حر ہی اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہی یا جو کچھ اس باندی کے پیٹ میں ہی تو جو کچھ پہلی (اول ۱۲) باندی کے پیٹ میں ہی وہ آزاد ہوگا اور دونوں باقیوں کے (دوسری ۱۲) حق میں مولی کو اختیار ہوگا کہ جس ایک پر (تیسری ۱۲) چاہے عتق واقع کرے یہ ظہیریہ میں ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ میں جو ہی وہ لڑکا ہو تو اس طفل کو آزاد کرو اور اگر لڑکی ہو تو اسکو آزاد کرو پھر وہ مر گیا پھر وہ باندی ایک لڑکا و ایک لڑکی دونوں جنی تو وصی پر واجب ہی کہ ان دونوں کو آزاد کرے مگر اسکے تہائی مال سے آزاد کرے - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ جو تو جنے گی وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی اور اگر لڑکی پھر لڑکا ہو تو وہ دونوں آزاد ہیں پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جنی اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہی کہ انہیں سے اول کون ہی تو باندی اور اسکے پسر ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا - اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگی اور شیخ ابو عصمہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگی - قال المترجم بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی زائد موجود ہی کہ ہمارے اصحاب میں سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح میں تکلف کیا اور کہا کہ دونوں لڑکیوں میں سے ایک مقصود بعتق ہی ایک حالت میں پس باوجود اس امر کے جانب تبعیت ان دونوں میں اعتبار نہ کی جا ئیگی اور جب کہ تبعیت کا اعتبار ساقط ہوا تو دونوں میں ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس انہیں سے نصف حصہ آزاد ہوگا لہذا یہی نصف حصہ ان دونوں میں مشترک رہا پس ہر ایک میں سے چوتھائی حصہ آزاد ہوا - مگر اس صورت میں یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج میں مخالف ہوگا پس اصح وہی ہی جو شیخ ابو عصمہ نے فرمایا ہی یہ مبسوط میں ہی -

اور اگر دو مردوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسی گواہی باطل ہی اور اگر دونوں نے اسپر گواہی دی کہ اسنے اپنی دو باندیوں میں سے ایک آزاد کی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہیں ہی اگرچہ اسمیں دعوی شرط نہیں ہی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ دونوں گواہوں نے گواہی دی ہو کہ اسنے اپنی صحت میں اپنے دو غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہی - اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنے مرض موت میں دو غلاموں میں سے ایک آزاد کیا ہی یا اپنی صحت یا مرض میں دو میں سے ایک کو مدبر کیا ہی اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض میں یا بعد وفات کے ادا کی ہی تو استحساناً مقبول ہوگی اور اگر دونوں نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اسنے اپنی صحت میں کہا تھا کہ دونوں میں سے ایک آزاد ہی تو بعض نے کہا کہ گواہی قبول نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی کذا فی الہدایہ اور اصح یہ ہی کہ گواہی قبول ہوگی یہ کافی میں ہی - اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے ان دونوں میں سے ایک معین کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو بھول گئے ہیں تو دونوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی - اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہی تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ تمرتاشی میں ہی - اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنے

غلام سالم کو آزاد کیا ہی اور سالم کو وہ پہچانتے ہین اور اس مشہود علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہی تو وہ آزاد ہو جائیگا
اور اگر اسکے دو غلام سالم نام کے ہون اور مولی اس عتق سے منکر ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ان دونون مین سے
کوئی آزاد نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دو گواہون نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور اُنکی گواہی پر اسکے
آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر دونون نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونون نے اُسکی قیمت اسکے مولی کو
تاوان دی پھر ان دونون کی گواہی کے بعد اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو
بالاتفاق ہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط نہوگا اور اگر پچھلے دونون گواہون نے صریح کہا کہ پہلے دونون گواہون
کی گواہی سے پہلے غلام کے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو پہلے گواہون
نے تاوان دیا ہی اسکو واپس نہ لے سکینگے یہ کافی مین ہی - اور جامع مین ہی کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے کہا
کہ جب کل کا روز آجاوے تو تم مین سے ایک آزاد ہی پھر دونون مین سے ایک آج ہی کے روز مرگیا یا مولی نے
اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ بقبضہ کرا دیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا - اور اگر مولی نے کل
کا روز آنے سے پہلے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہی
اور نیز جامع مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم مین سے ایک آزاد ہی
پھر انمین سے ایک کو فروخت کر دیا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا پھر کل کا روز ہوا تو انمین سے ایک آزاد ہو گیا مگر
بیان کا اختیار مولے کو ہوگا اور اگر اُسنے ایک کو فروخت کر کے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو
فروخت کر دیا مگر اسکو خریدا نہین تھا یہان تک کہ کل کا روز آگیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اسکی ملک مین ہی وہ آزاد
ہو جائیگا اور بیع کرنے سے اُسکی قسم باطل نہوگی - اور اگر ایک مین سے نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام
پورا اسکی ملک مین ہی وہ آزاد ہو جائیگا - اور اگر اُسنے دونون مین نصف نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون
مین سے ایک آزاد ہو گیا مگر بیان کا اختیار مولی کو ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے چار غلام ہین دو گورے ہین اور دو
کالے ہین پس مولے نے کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے یا عتق کی اضافت وقت کی جانب کر کے
کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونون گورے
غلامون مین سے ایک مر گیا یا مولے نے اسکو فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون کالے غلام آزاد ہو جاوینگے
اور مولے کو کوئی خیار حاصل نہوگا - اور اگر گورون مین سے ایک اور کالون مین سے ایک مر گیا تو کل کا روز آنے پر
مولے کو خیار حاصل ہوگا اور اگر دونون گورے مر گئے تو دونون کالے آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین
ہی اور اگر یون کہا کہ ہذا اخر ہذا تو دونون غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ ہذا ہذا احر تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر
کہا کہ او ہذا حر ہذا ان دخل الدار تو پہلا فی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرا وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی
اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی جب کہ کل کا روز ہو تم دونون مین سے ایک آزاد ہی پھر کل کا روز
ہوا تو دونون آزاد ہو جاوینگے - اور اگر دونون مین سے ایک مر گیا یا مولی نے اُسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد
ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مین سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی -
ایک نے دو غلام اور ایک آزاد ان تینون کے مجموعہ کو کہا کہ تم مین سے دو آزاد ہین تو دو کے لفظ مین سے ایک بجانب

آزاد راجع کیا جائیگا اور ایک بجانب غلام پس دونون غلامون مین سے فقط ایک آزاد ہوگا گویا اُس نے یون کہا کہ دونون غلامون مین سے ایک آزاد ہی پس اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے کہ ان دونون مین سے کون مراد ہی پس اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو دونون مین سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی

چوتھا باب - عتق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان مین - ایک شخص نے کہا کہ جب مین اس دار مین داخل ہون تو ہر مملوک میرا جس روز ایسا ہوا وہ آزاد ہی حالانکہ اُس روز اُسکا کوئی مملوک نہین ہی پس اُس نے ایک مملوک خرید لیا پھر وہ داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا - اور اگر قسم کھانے کے روز اُسکی ملک مین کوئی غلام ہوا اور وہ برابر اُسکی ملک مین باقی رہا یہان تک کہ وہ دار مذکور مین داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا خواہ رات مین داخل ہوا ہو یا دن مین - اور اگر اُس نے جس روز ایسا ہوا کا لفظ نہ کہا ہو تو جس غلام کا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہی آزاد نہ ہوگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر اُس غلام کو دار مین داخل ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تو قسم بیکار ہو جائیگی - اور اگر وہ دار مین داخل نہوا یہان تک کہ اسکو دوبارہ خرید لیا پھر دار مین داخل ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ زوال ملک کی وجہ سے قسم منحل نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی - اور خالد بن صبیح نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ اگر ایک مرد نے کہا کہ ہر بار جبکہ مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی حالانکہ اسکے چند غلام ہین پس وہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا تو اُسپر ہر بار کے داخل ہونے کے لیے ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوا کہ یہ عتق جس غلام پر چاہے واقع کرے ایک بعد دوسرے کے چار آزاد کرے یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو آزاد ہی پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتدہ ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر وہان سے قید کر کے لائی گئی اور یہی شخص اسکا مالک ہوا پھر یہ باندی اس دار مین داخل ہوئی تو ہمارے نزدیک وہ آزاد نہوگی یہ ینابیع مین ہی - اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین آج کے روز داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر دن گذرجانے کے بعد اس غلام نے دعوے کیا کہ مین اس دار مین داخل ہوا تھا پس مولے نے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور اگر غلام سے کہا کہ اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہی تو یہ بمنزلہ اس کلام کے ہی کہ جب تو اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دونون گھرون مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر ان گھرون مین داخل ہونے سے پہلے اُسکو فروخت کر دیا پھر وہ ان گھرون مین سے ایک مین داخل ہوا پھر اُسکو خرید کیا پھر وہ دوسرے گھر مین بھی داخل ہوا تو ہمارے نزدیک آزاد ہو جائیگا - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی اگر تو نے فلان سے کلام کیا - تو دار مین داخل ہونے کے وقت بھی اعتبار قیام ملک کا ہوگا یہ بدائع مین ہی - امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ اگر مولے نے کہا کہ اول غلام جو میرے پاس آوے وہ آزاد ہی پس اول اسکے پاس ایک غلام مردہ داخل کیا گیا پھر زندہ تو زندہ آزاد ہوگا اور اسمین کوئی اختلاف ذکر نہین فرمایا پس بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ سب کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر دو غلام ایک ساتھ اسکے پاس داخل کیے گئے تو انمین سے کوئی آزاد نہوگا پھر اگر انکے بعد کوئی غلام تنہا اسکے پاس داخل کیا گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اپنے غلام سالم سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا نہین بلکہ غانم یعنے اپنے دوسرے غلام کا نام لیا تو دوسرا بدون داخل ہوا ہے کے

آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر کہا کہ ہر عورت میری کہ جو اس دار مین داخل ہو تو وہ طالقہ ہی اور میرے غلامون مین سے ایک غلام آزاد ہی پھر اسکی دو عورتین داخل ہوئین تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور غلام ایک ہی آزاد ہوگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ جس غلام کو چاہے معین کرے - اور اگر اُس نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوئی میری کوئی عورت اس دار مین تو وہ طالقہ ہی اور ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہی پس دو عورتین داخل ہوئین یا ایک ہی عورت دو مرتبہ داخل ہوئی تو دونون عورتین طالقہ ہو جاوینگی اور دو غلام آزاد ہو جاوینگے -ایک شخص کی باندیان ہین اور اُنکے اولاد ہی اور اُسکے غلام بھی ہین پس اُسنے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار مین داخل ہو تو وہ آزاد ہی اور اُسکا بیٹا اور ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہی پس سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہو جاوینگی اور اُنکی اولاد بھی آزاد ہو گی اور ایک غلام آزاد ہوگا مگر واضح رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک بیٹا آزاد ہو گا- اور اگر یہ غلام ان باندیون کے شوہر ہون پس اُسنے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار مین داخل ہو تو وہ آزاد ہی اور اُسکا شوہر اور اُسکا بچہ پھر سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہو جاوینگی اور اُنکے شوہر اور اُنکی اولاد بھی آزاد ہو گی اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میری کوئی باندی اس دار مین داخل ہوئی تو یہ اور اُسکا شوہر اور اُسکا بچہ اور ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہی پھر سب باندیان داخل ہوئین تو سب آزاد ہو نگی اور اُنکے شوہر و اولاد بھی آزاد ہونگی اور ہر باندی کے مقابلہ مین ایک ایک غلام آزاد ہوگا - اور شرح کرخی مین لکھا ہی کہ اگر مولی نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین اس دار مین اور مین نے فلان سے کلام کیا یا فلان کے ساتھ کلام کیا تو میرے غلامون مین سے ایک غلام آزاد ہی پھر وہ کئی بار دار مین داخل ہوا اور فلان سے اُسنے ایک ہی بار کلام کیا تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا یا اُس دار مین تو جس دار مین داخل ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ اس دار مین داخل ہوا اور اس دار مین تو جب تک دونون مین داخل ہو آزاد نہ ہوگا - اور اگر کہا کہ تو آج کے روز آزاد ہی اگر تو اس دار مین داخل ہوا تو جبتک آج اس دار مین داخل ہو آزاد نہوگا یہ حاوی قدسی مین ہی- اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ اُسکو مین نے خرید کیا جب مین اس دار مین داخل ہو گیا تو وہ آزاد ہی تو یہ قسم انھین غلامون کے حق مین ہو گی جنکو بعد دار مذکور مین داخل ہونے کے خرید کرے یہ ایضاح مین ہی- ایک غلام نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی یا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر وہ پہلے دار مین داخل ہوا تو اُسکا غلام آزاد ہوگا اور فلان سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائیگا - اور اگر پہلے فلان سے کلام کیا تو جورو طالقہ ہو جائیگی اور دار مین داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا پس جب ان دونون شرطون مین سے کوئی پائی گئی اور اُسکا حکم سترتب ہو گیا تو دوسری باطل ہو گی اور اگر دونون شرطین ایک ساتھ پائی گئین تو دونون جزاؤن مین سے ایک نازل ہو گی مگر تعیین کا اختیار اُسکو حاصل ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- ایک مرد کی دو باندیان ہین پس اُسنے کہا کہ اگر تم مین سے کوئی اس دار مین داخل ہوئی تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے ایک کو فروخت کر دیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی پھر جو اُسکے پاس باقی ہی وہ داخل ہوئی تو یہ آزاد ہو گی اور اگر مبیعہ کے داخل ہونے سے پہلے جو اُسکے پاس ہی وہ داخل ہوئی تو وہ آزاد ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک مرد نے کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو یہ دو قسمین قرار دی جاوینگی پس جس

قسم کی شرط پائی جاویگی اُسکی جزا نازل ہوگی - اور اگر اُس نے اُسکے آخر مین انشاء اللہ تعالی کہدیا تو یہ استثناء ان دونون
قسمون کی طرف راجع ہوگا اور اسی طرح اگر فلان کی مشیت پر معلق کیا تو بھی فلان کی مشیت ان دونون قسمون کی طرف
راجع ہوگی پس اگر فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو دونون قسمین باطل ہو جاوینگی اور اسی طرح اگر ان
دونون مین سے ایک کو اُس نے نہ چاہا تو بھی دونون باطل ہوجاوینگی - اور اگر فلان نے مجلس مین چاہا تو دونون
قسمین صحیح ہوجاوینگی پھر اُسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد ہوجائیگا اور اگر دار مذکور
مین داخل ہوا تو جورو طالقہ ہوجاویگی - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہی اور میرا
غلام آزاد ہی تو بدون دخول دار کے کچھ جزا واقع نہوگی اور اگر دار مین داخل ہوا تو دونون جزائین واقع ہونگی -
اور اسی طرح اگر اُسنے جزا کو مقدم کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی اگر مین دار مین داخل ہوا
یا شرط کو وسط مین بیان کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہی تو بھی یہی
حکم ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہی اور مجھپر پیدل حج کرنا واجب ہی اور میرا غلام آزاد ہی
اگر مین نے فلان سے کلام کیا اور اس شخص کی کچھ نیت نہین ہی تو پیدل حج کرنا اور جورو پر طلاق معلق بدخول دار
ہوگی اور غلام کا عتق معلق بکلام فلان ہوگا - اور اگر کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد
ہی انشاء اللہ تعالی تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور استثناء مذکور پوری قسم سے متعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ انشاء
فلان یعنے اگر فلان نے چاہا تو بھی یہی حکم ہی ایک مرد نے کہا کہ ان دخلت الدار ان کلمت فلانا فانت حر او کلمت او دخلت
کلمت اذا قدم فلان فعبدی حر اور اس شخص کی کچھ نیت نہین ہی تو قسم یون ہوگی کہ بعد فلان سے کلام کرنے
یا بعد فلان کے آجانے کے دار مذکور مین داخل ہو چنانچہ اگر پہلے داخل ہوکر پھر فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد نہوگا
اور اگر کلام کرکے پھر داخل ہوا تو آزاد ہوجائیگا اور اگر جزا کو دونون شرطون پر مقدم کیا یعنی کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین
دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو شرط ہی کہ بعد کلام کے دار مذکور مین داخل ہونا پایا جاوے یہ شرح
جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر اُس نے اپنے اس قول سے کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے
کلام کیا تو تو آزاد ہی یہ نیت کی کہ دخول دار مقدم ہو اور وہی شرط انعقاد ہوا اور کلام بفلان مؤخر ہو تو اُسکی نیت صحیح
ہوگی - اور اسی طرح تقدیم جزاء کی صورت مین اگر اُسنے ایسی نیت کی یعنے کلام متاخر ہو تو اُسکی نیت صحیح ہوگی
لیکن اگر اس نیت مین اُسکے حق مین کوئی نفع ہو باین طور کہ مثلاً اس نیت سے اُسکے حق مین تخفیف ہو تو بسبب
تہمت کے قضاءً اُسکی نیت رد کردی جائیگی - اور اگر اُسنے دو گھرون کے واسطے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر
مین اس دار دیگر مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی تو حانث ہونے کی شرط دوسرے دار مین پہلے داخل ہونا ہوگی پس اگر وہ
پہلے دار مین اولاً داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرے مین داخل ہونے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہوگا - اور اگر
اُسنے ایک ہی دار کے حق مین کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہی پھر مین ایکبار
داخل ہوا تو حانث ہوجائیگا خواہ جزا مقدم ہو یا مؤخر ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور اگر اُسنے جزا کو وسط
مین بیان کیا باین طور کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے فلان سے کلام
کیا - یا کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی اگر فلان شخص آیا تو قسم کا انعقاد اس امر پر

ہوگا کہ فعل اول واقع ہو پھر فعل ثانی پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک
مذکر آزاد ہی اور اسکی ایک باندی حاملہ ہی پھر اسکے نرینہ بچہ پیدا ہوا تو آزاد نہ ہوگا اگرچہ وقت قسم سے چھ مہینہ سے
کم مین جنی ہو یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر میرا مملوک کہ جسکا مین مالک ہون آیندہ زمانہ
مین وہ آزاد ہی الا ان مملوکون کا اوسط۔ پھر اُسنے کوئی غلام خریدا تو اسی وقت آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے دوسرا خریدا تو آزاد
نہوگا پھر اُسنے نہ خریدا یہان تک کہ مرگیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر تیسرا خریدا تو ان دونون مین سے کوئی آزاد نہوگا
یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ پھر اگر وہ چوتھے غلام کا مالک ہوگا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا اسی طرح جب آٹھوین
غلام کا مالک ہوگا تو چوتھا آزاد ہوجائیگا اور علی ہذا القیاس کذا فی شرح تلخیص الجامع الکبیر۔ و حاصل آنکہ جب وہ
عدد غلام جفت خریدیگا تو جو غلام نصف اول مین واقع ہوگا وہ فی الحال آزاد ہوجائیگا اسواسطے کہ اُسکا اوسط ہونا متصور
نہین ہی اور جو غلام نصف ثانی مین واقع ہوگا اسکا حکم موقوف رہیگا حتی کہ اگر اُس نے چھ غلام خریدے ایک بعد دوسرے
کے تو اول کے تین غلام آزاد ہوجاوینگے اور باقیون کا حکم موقوف رہیگا پھر اگر اُسنے چوتھا خریدا تو چوتھا آزاد نہوگا اسواسطے
کہ جو اس سے متاخر ہی وہ مثل مقدم کے ہی پس مستثنیٰ ہوگا۔ اور اگر وہ مرگیا حالانکہ چھ غلام کا مالک ہوا تھا تو سب
آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر طاق عدد کا مالک ہوا ہو تو سوا درمیانی کے سب آزاد ہوجاوینگے۔ اور یہ ذکر نہین
فرمایا کہ وقت خرید سے آزاد ہونگے یا وقت موت کے کچھ پہلے سے اور فقیہ ابوجعفر نے شیخ ابوبکر بن ابوسعید سے ذکر
کیا کہ بر قیاس قول امام ابویوسف و امام محمد رحمہ کے موت سے بلافصل پہلے سے آزاد ہونگے اور امام اعظم رحمہ کے قول پر
وقت خرید سے آزاد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ بالاتفاق عتق انھین غلامون پر مقصور رہیگا اسواسطے
کہ استثنار سے خارج ہونے کی شرط یہ تھی کہ صفت وسطیت منتفی ہووے اور یہ جب منتفی ہوگی کہ اسکے بعد کوئی غلام
نہ خریدے پس حکم اسی پر مقصور رہا۔ اور اگر ایک غلام کا مالک ہوا پھر دوسرے غلام کا مالک ہوا پھر دو غلامون کا ایکبارگی
مالک ہوا تو سب آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی الا انہین کا اول۔ پھر اُس نے ایک
غلام خریدا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اسکے ماسوا سب آزاد ہوجاوینگے چاہئے جسطرح انکو خریدے اور اگر اول گا
دو خریدے تو دونون آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر اُسنے یون کہا ہو کہ الا انہین کا آخر۔ پھر اُسنے ایک غلام خریدا تو آزاد
ہوجائیگا اور اگر دوسرا خریدا تو آزاد نہوگا پھر اگر تیسرا خریدا تو دوسرا آزاد ہوجائیگا علی ہذا القیاس اور اگر ایک غلام
خریدا پھر دو غلام خریدے تو سب آزاد ہوجاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین
مالک ہون تو وہ آزاد ہی اور اُسکا ایک مملوک موجود ہی پھر اُسنے ایک مملوک خریدا تو آزاد وہی ہوگا جو اسکی ملک
مین تھا اور جو بعد قسم کے خریدا ہی وہ آزاد نہوگا لیکن اگر اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو تو یہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر
اُسنے دعوی کیا کہ جو میری ملک مین تھا اُسکے عتق کی مین نے نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ
شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین اس ساعت مالک ہون وہ آزاد ہی تو یہ قسم انھین
مملوک کے حق مین ہوگی جو پہلے سے اُسکی ملک مین موجود ہین اور جنکا وہ اس ساعت بطور جدید مالک ہوگا وہ آزاد
نہونگے۔ اور اگر اُسنے لفظ ساعت سے وہ معنے مراد لیے جو منجم مراد لیتے ہین تو ساعت تک جو مملوک اسکے ملک
مین آوین انکو بھی آزادون مین داخل کرسکتا ہی۔ اور یہ نہین ہوسکتا ہی کہ جو سابق سے اُسکے ملک مین ہین اُنکے عتق کو

پھیر دیوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا سر ماہ مالک ہون وہ آزاد ہی تو اُسکے جس مملوک پر سر ماہ آجاوے اور وہ چاند رات اور اُسدن مین اُسکا مالک ہو تو امام محمد رح کے نزدیک وہ آزاد ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ قسم اس جدید مملوک کے حق مین ہوگی جسکا وہ چاند رات اور اُسکے دن مین مالک ہو جاوے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین کل کے روز مالک ہون وہ آزاد ہی اور کچھ نیت نہین کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو اسکی ملک مین فی الحال ہین اور جنکا کل تک مالک ہو اور جنکا کل مالک ہو سب آزاد ہو جاوینگے - اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ فقط وہی آزاد ہونگے جنکا وہ بسبب جدید کل کے روز مالک ہو جاوے اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین جمعہ کے روز مالک ہون وہ آزاد ہی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہی آزاد ہونگے جو جمعہ کے روز جدید اُسکی ملک مین آوین - اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک جمعہ کے روز آزاد ہی تو ان مین وہ مملوک بھی داخل ہونگے جو اسکی ملک مین فی الحال موجود ہین کہ وہ جمعہ کے روز آزاد ہو جاوینگے - اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون پس وہ آزاد ہی جبکہ کل کا روز آوے تو یہ قسم بالاجماع انھین مملوکون پر واقع ہوگی جو فی الحال اسکی ملک مین ہین - اور اگر کہا ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون تا تیس سال پس وہ آزاد ہی تو اسمین وہ شامل ہونگے جنکا وقت قسم سے تیس سال تک جدید مالک ہو جاوے اور وہ شامل نہونگے جنکا وہ پہلے سے وقت قسم سے مالک ہو وے اور علی ہذا اگر کہا کہ ایکسال تک یا ہمیشہ تک یا موت تک تو بھی یہی حکم ہی کہ وقت قسم سے آیندہ اس مدت تک جنکا مالک ہو وہ آزاد ہونگے نہ وہ جنکا اول سے وقت قسم کے مالک تھا - اور اگر اُسنے کہا کہ سال تک کہنے سے میری مراد یہ تھی کہ جو میری ملک مین ایکسال تک باقی رہے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون وہ بعد کل کے روز کے آزاد ہی یا کہا کہ میرا مملوک بعد کل کے روز کے آزاد ہی اور اُسکا ایک مملوک ہی پھر دوسرا اُسکی ملک مین آیا پھر کل کے روز بعد کا وقت آیا تو وہی آزاد ہوگا جو وقت قسم کے اسکی ملک مین تھا نہ وہ جسکا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ جسکا مین مالک ہون یا کہا کہ ہر میرا مملوک پس وہ بعد میری موت کے آزاد ہی اور اسکا ایک مملوک ہی - پھر اُسنے ایک غلام خرید کیا تو جو وقت قسم کے اُسکی ملک تھا وہ مدبر ہو گیا اور دوسرا جو بعد قسم کے اسکی ملک مین آیا ہی وہ مدبر نہوگا اور اگر وہ مر گیا تو دونون اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جاوینگے یہ ہدایہ مین ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے نیت شمول تمام کی تو یہ سب قسم سب کو شامل ہوگی کیونکہ اُسنے ایسی نیت بیان کی جس سے اسکے نفس پر سختی بڑھتی ہی پس اسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ تبیین مین ہی - اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خریدون تو وہ آزاد ہی تا سال پھر اُسنے ایک غلام خرید الیا تو وہ آزاد ہوگا یہان تک کہ وقت خرید سے اُسپر ایک سال گذر جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی آج یا کل تو آزاد نہوگا جبتک کل کا روز نہ آوے الا اس صورت مین کہ اُسکے مولی نے آج یا کل کہنے سے آج کے روز آزاد ہونے کی نیت کی ہو پس آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی آج کل تو آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی کل آج تو کل کے روز آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ تصبح غدا حرا کل کے روز تو صبح کریگا درحالیکہ آزاد ہوگا - یا تصبح غدا آنت شارب الماء حرا تو صبح کریگا کل کے روز درحالیکہ پانی پیئے گا آزاد تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا اگرچہ اُسنے پانی نہ پیا اسی طرح

اگر کہا کہ کھڑا ہوگا یا بیٹھیگا آزاد تو بھی فی الحال آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی گذشتہ کل کے روز حالانکہ وہ اس مملوک کا آج ہی مالک ہوا ہی تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو آزاد ہی قبل از آنکہ مین نے تجھے خرید کیا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ جب کوئی دن گذرے تو تم دونون مین سے ایک آزاد ہی پھر وہ دو دن گذر گئے تو دونون آزاد ہو جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر اسنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر فلان اس دار مین کل کے روز داخل نہوا ہو اور میری جورو طالقہ ہی اگر وہ داخل ہوا ہو۔ اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ آیا وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو عتق و طلاق دونون واقع ہونگی اسواسطے کہ اسنے اول قسم مین دخول دار کا اقرار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے طلاق کا اقرار ہوگا اور دوسری قسم مین دخول سے انکار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے اقرار العتق ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی ایک مہینہ پہلے موت فلان و فلان سے پھر ان دونون مین سے ایک شخص اس گفتگو سے ایک مہینہ پر مر گیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی قبل فطر و اضحی کے ایک مہینہ تو اول رمضان مین آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ جامع مین مذکور ہی کہ اگر غلام ماذون یا مکاتب نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین مالک ہون آیندہ زمانہ مین تو وہ آزاد ہی پھر وہ خود آزاد ہونے کے بعد ایک مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور ایسا ہی اختلاف ہی اگر کہا کہ ہر مملوک جسکو مین خرید کرون تو وہ آزاد ہی پھر بعد اپنے آزاد ہونے کے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اسنے یون کہا کہ جب مین آزاد ہو جاؤن پھر جس مملوک کا مین مالک ہون وہ آزاد ہی یا جب مین آزاد ہو جاؤن پھر جس مملوک کو مین خرید کرون وہ آزاد ہی پھر بعد آزاد ہونے کے وہ ایک مملوک کا مالک ہوا یا بعد آزادی کے خرید کیا تو بالاجماع وہ آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حربی نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین آیندہ زمانہ مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر دار الاسلام مین آکر مسلمان ہو گیا اور ایک غلام خرید اتو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین مسلمان ہو جاؤن تو ہر مملوک جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر مسلمان ہوا اور اسنے ایک غلام خریدا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے ایک حرہ سے کہا کہ جب مین تیرا مالک ہون تو تو آزادہ ہی پھر یہ عورت مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی اور وہان سے جہاد مین قید ہو کر آئی جسکو اس شخص نے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگی اور اگر کہا کہ جب تو مرتد ہو کر پھر قید ہو کر دار الحرب سے آوے اور مین تجھے خرید کرون تو تو آزاد ہی پھر ایسا ہی واقع ہوا تو وہ بالاجماع آزاد ہو جائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو چاہے تو مجلس ہی مین اسکے چاہنے سے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کی مجلس ہی مین چاہنے سے آزاد ہوگا اگر فلان مذکور اس مجلس مین موجود ہو ورنہ فلان کی مجلس علم مین چاہنے سے آزاد ہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اگر فلان نے نہ چاہا پس اگر فلان نے اپنی مجلس علم مین کہا کہ مین نے چاہا تو یہ غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو آزاد ہو جائیگا لیکن مین نہین چاہتا ہون اس کہنے سے نہ آزاد ہوگا کیونکہ اسکو اسی مجلس مین چاہنے کا اختیار باقی ہی بلکہ اسطرح پر نہ چاہے کہ اس سے اعراض کر کے دوسرے کام مین مشغول ہو کر اس مجلس کو باطل کر دے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مولے نے کہا کہ تو آزاد ہی اگر مین چاہون پس اگر اسنے آخر عمر تک نہ چاہا تو آزاد نہوگا

اور یہ چاہنا اسی مجلس تک مقصور نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نہ چاہون تو تو آزاد ہے تو دو صورتین ہین اگر اُسنے کہا کہ مین نے چاہا تو
آزاد نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو بھی واقع نہوگا اسواسطے کہ موت تک اُسکو اُسکے چاہنے کا اختیار ہے
یہ سراج الوہاج مین ہے۔ پھر جب مر گیا تو نہ چاہنا متحقق ہو جائیگا تو اُسکی موت سے پہلے بلافصل آزاد ہوگا مگر تہائی مال سے
اعتبار کیا جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اپنی باندیون مین سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہے اور فلانہ اگر تو چاہے پس
اُسنے کہا کہ مین نے اپنی آزادی چاہی تو آزاد نہو گی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد نے دوسرے سے
کہا کہ میرے غلامون مین سے تو جسکی آزادی چاہے اُسکو آزاد کردے پھر مخاطب نے ایک ساتھ سب کی آزادی چاہی
تو سوائے ایک کے سب آزاد ہو جاوینگے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور ایک کے نکال لینے کا اختیار مولی کو ہے اور صاحبین
کے نزدیک سب آزاد ہو جاوینگے یہ مسئلہ ایسا ہی روایت ابو سلیمان مین مذکور ہے اور روایت ابو حفص مین مذکور ہے
کہ پھر مامور نے ان سب کو ایک ساتھ آزاد کر دیا تو سوائے ایک کے سب آزاد ہو جاوینگے امام اعظم رح کے نزدیک
اور یہی روایت صحیح ہے اسواسطے کہ مامور کی مشیت پر اعتاق معلق ہے نہ عتق۔ اور اگر کہا کہ میرے غلامون مین سے
جسکا عتق تو چاہے وہ آزاد ہے پس اُسنے ان سب کا عتق ایکبارگی چاہا تو بھی مثل مذکورہ بالا اختلاف ہے کہ امام اعظم رح
کے نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک سب آزاد ہونگے۔ اور اگر کہا کہ میرے غلامون
مین سے جو اپنا عتق چاہے اسکو آزاد کردے پس اُس نے سب کو ایکبارگی آزاد کر دیا تو بالاجماع آزاد ہو
جاوینگے۔ اور اگر اُس نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ تم دونون آزاد ہو اگر تم چاہو پھر ایک نے انہین سے
چاہا تو یہ باطل ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تم مین سے جو عتق کو چاہے وہ آزاد ہے پس دونون نے چاہا تو دونون آزاد
ہو جاوینگی اور اگر ایک نے چاہا تو وہی آزاد ہو جائیگی۔ اور اگر دونون نے چاہا پھر مولی نے کہا کہ مین نے تم مین سے
ایک کے چاہنے کو مراد لیا ہے تو براہ دیانت اُسکی تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد نے
دوسرے سے کہا کہ مین نے اپنے غلام کے عتق کا اختیار تجھے دیا تو وہ پھر اُسکو منع نہین کر سکتا ہے۔ پس اُس
دوسرے کو اس مجلس تک اختیار رہیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ان دو غلامون مین سے جسکو تو چاہے آزاد کردے
تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اسی طرح اگر اعتاق کو معلق ہو۔ اور اگر کسی سے اپنی صحت یا مرض مین کہا کہ جب مین مرون تو
میرا یہ غلام تو آزاد کر دے اگر چاہے یا کہا کہ جب مین مرون تو میرے اس غلام کے عتق کا اختیار تیرے ہاتھ
مین ہے یا کہا کہ مین نے اس غلام کے عتق کا اپنی موت کے بعد اختیار تیرے ہاتھ مین دیا پس اُسنے اس امر کو جس سے
قبول نہ کیا یہان تک کہ اس مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو اس شخص کو اختیار رہیگا کہ اسکے بعد مولے کے تہائی مال
سے اسکو آزاد کر دے۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہے اگر تو چاہے پس اگر اسکی موت کے
بعد اُسنے چاہا تو یہ غلام آزاد ہوگا پھر اگر بعد موت مولی کے مجلس مشیت سے بدون کچھ کہنے کے کھڑا ہو گیا پھر
اسکے بعد کہا کہ مین نے چاہا تو وصیت واجب ہوئی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا جب تک کہ اسکو وارث یا وصی یا
قاضی آزاد نہ کرے اور مولے مذکور نے اپنی حیات مین جسکے چاہنے پر رکھا تھا اسکو منع کر دیا تو ممانعت جائز ہوگی یہ
ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہے اگر تو چاہے تو چاہنے کا اختیار کل کی فجر طلوع ہونے
کے بعد سے ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو آزاد نہوگا جبتک کہ کل کے روز نہ چاہے

اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو تو آزاد ہے کل کے روز تو اسکو فی الحال مشیت کا اختیار ہے پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اصل میں مذکور ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حر متی شئت یا اذا شئت یا اذا ما شئت او کلما شئت پھر غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں پھر مولی نے اسکو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید کیا پھر غلام نے عتق چاہا تو آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ انت حر حیث شئت پھر غلام مجلس سے کھڑا ہو گیا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر کہا کہ انت حر کیف شئت تو امام اعظم رح کے نزدیک بدون چاہنے کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔

باب پانچوان عتق بجعل کے بیان میں

یعنی عتق پر اجرت و عوض مقرر کیا بمقابلہ فعل کے فافہم۔ ایک شخص نے اپنا غلام مال پر آزاد کیا اور اُسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مثلاً کہا کہ تو آزاد ہے ہزار درم پر یا بہزار درم یا برانیکہ تو مجھے ہزار درم دے یا برینکہ تو مجھے ہزار درم ادا کرے یا برانیکہ تو نے مجھے ہزار درم عطا کر دے یا برانیکہ تجھ پر میرے ہزار درم ہیں یا بہزار درم برکہ انکو تو مجھے ادا کرے یا کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اتنے پر فروخت کیا یا میں نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا برانیکہ تو مجھے اسقدر معاوضہ دے تو یہ سب صحیح ہے اور جو کچھ غلام کے ذمہ شرط کیا ہے وہ اس پر قرضہ رہیگا حتے کہ غلام کی طرف سے مولی کے لیے اُسکی کفالت صحیح ہے۔ اور جیسے اس مال کی کفالت صحیح ہے ویسے ہی یہ بھی روا ہے کہ مولی اسکے عوض جو چاہے ہاتھون ہاتھ بدل لے مگر اُسکے اُدھار میں خیر نہیں ہے۔ اور غلام کا قبول کرنا ضرور ہے پس اگر وہ مجلس ایجاب میں حاضر ہو تو اسی مجلس تک اسکے قبول کا اعتبار ہے اور اگر غائب ہو تو اُسکی مجلس علم کا اعتبار ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کل میں غلام قبول کرے چنانچہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے بعوض ہزار درم کے پس غلام نے کہا کہ مین نے نصف میں قبول کیا یعنی اپنے نفس کی آزادی کو نصف کے عوض قبول کیا تو یہ امام اعظم رح کے نزدیک نہیں جائز ہے بلکہ پورا غلام بعوض پورے مال کے آزاد ہو جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے اور اُسکی ولا اُسکے مولی کی ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر حیوان یا کپڑا اُنکی جنس فرس و حمار و ہروی و مروی وغیرہ بیان کرنے کے بعد انکو عوض قرار دیا ہو تو غلام کے ذمہ انہین سے اوسط درجہ کا اُسی جنس کا لازم آویگا اور اگر غلام اس اوسط کی قیمت لایا تو بنا بر مشہور کے مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور اگر جنس کا بیان نہ کیا گیا ہو مثلاً غلام سے کہا کہ تجھ پر ایک حیوان یا کپڑا یا چوپایہ ہے اور غلام نے اسکو قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مگر غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر غلام نے جو چیز قرار پائی تھی وہ ادا کر دی یعنی حیوان یا کپڑا وغیرہ پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر عقد میں وہ غیر معین تھا یعنی خاص کوئی حیوان یا کپڑا نہ تھا بلکہ جنس بیان کر کے اُسی جنس کا اوسط درجہ کا دیا تھا تو غلام پر اسکے مثل دینا لازم ہوگا اور اگر معین ٹھہرا ہو مثلاً کہا کہ میں نے تجھکو اس غلام یا اس کپڑے پر آزاد کیا یا میں نے تجھے تیرے ہاتھ اس باندی پر فروخت کیا اور غلام اسکو قبول کر کے آزاد ہو گیا اور عوض کو مولی کے سپرد کیا پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا تو امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام سے اسکی ذات کی قیمت لے لیگا اور اگر مال عوض کی جنس یا مقدار میں اختلاف واقع ہوا کہ مولی نے کہا کہ میں نے تجھے غلام پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ ایک کر گیہون پر یا ہزار درم پر آزاد کیا ہے یا مولے نے کہا کہ ہزار درم پر اور غلام نے کہا کہ سو درم پر تو قسم سے غلام کا قول قبول ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے اصل مال سے انکار کیا یعنی سرے سے کچھ مال نہیں ٹھہرا ہے تو بھی قسم سے قول اسکا اور گواہ مولی کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز ہزار درم پر

آزاد کیا تھا مگر تو نے قبول نہین کیا اور غلام نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنے مولے سے کہا کہ مجھے ہزار درم پر آزاد کردے پس مولی نے اُسکا نصف حصہ آزاد کر دیا تو نصف مفت مین آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم کے عوض آزاد کردے پس مولی نے نصف آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نصف بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہو گا۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی انمین سے ایک نے کہا کہ تو آزاد ہی بعوض ہزار درم کے اور اُسنے قبول کیا تو اسکا نصف حصہ بعوض پانچسو درم کے آزاد ہو گا لیکن اگر دوسرے نے اجازت دیدی تو ہزار درم دونون مین مشترک ہونگے یہ امام اعظم رح کا قول ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنا حصہ بعوض ہزار کے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام پر ہزار درم آزاد کنندہ کے واسطے لازم آوینگے اور انمین اسکا شریک مشارک نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پھر غلام نے کمائی کرکے اُسکو ہزار درم ادا کیے تو اُسکا حصہ آزاد ہو گا اور دوسرے کو اس مال مین شرکت کرنے کا اختیار ہی اسواسطے کہ اُسنے یہ مال حالت رقیت مین کمایا ہی پس اگر شریک نے حصہ بانٹ لیا تو آزاد کنندہ غلام سے واپس نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ غلام نے جو شرط کی تھی اُسکو ادا کر دیا اور اگر اُسنے یون کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو میرا حصہ آزاد ہی تو شریک سے جو دوسرے شریک نے لے لیا ہی اسقدر غلام سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو ہزار درم پر آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ غلام قبول کرے کہا کہ تو سو دینار پر آزاد ہی پس غلام نے کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور دونون مال اسپر لازم آوینگے اور یہ اُسوقت ہی کہ غلام نے کہا ہو کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا یا آنکہ اُسنے فقط یون کہا کہ مین نے قبول کیا۔ اور اگر کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک مال درم یا دینار کو قبول کیا تو آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اور مجھے ہزار درم ادا کردے تو غلام مفت آزاد ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کردے مجھے ہزار درم و تو آزاد ہی تو جب تک ہزار درم ادا نہ کرے تب تک آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کردے پس تو آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کردے تو آزاد ہی تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے ہون یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی اور تجھپر ہزار درم ہین تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم، پھر جب ہونگے خواہ اُسنے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم لازم آوینگے اور نہ قبول کیا تو آزاد نہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کردے اور تو آزاد ہی یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہا یا یون کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا تو تو آزاد ہی تو صحیح ہی اور غلام کا لفظ راجع بوسط ہو گا یعنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کردے اور یہ غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا پھر اگر اُسنے ادنے درجہ یا اعلی درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہین جائز ہی پس اگر اُسنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو دونون بلا سعایت آزاد ہو جاوینگے بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین کہا ہو اور اگر حالت مرض مین کہا ہو اور ان دونون کے سوائے اسکا کچھ مال نہو تو ایک تہائی ان دونون کے درمیان موافق اسکے سہام کے تقسیم ہو گی پس اگر مامور کی قیمت ساٹھ دینار ہون اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہون تو مامور کا دو تہائی حصہ بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ بعوض ہی پس وہ وصیت نہوگی اور ایک تہائی بلا عوض ہی پس مال میت تہائی حصہ اس مامور کا اور پورا غلام وسط ہی کہ مجموعہ اُسکا

ساٹھ دینار ہوئے وہ ان دونون مین دونون کے حقوق کے موافق تقسیم ہوگا جسمین سے تہائی مامور کا حصہ یعنی چھ درم
و دو تہائی حصہ درم ہوا پس اسقدر بلاسعایت آزاد ہوجائیگا اور باقی تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم کے واسطے سعایت
کریگا اور غلام اوسط سے تیرہ درم و ایک تہائی حصہ درم بلاسعایت آزاد ہوگا اور باقی چھبیس و دو تہائی حصہ درم کے
واسطے سعایت کریگا پس سہام وصیت بیس ہوئے اور سہام سعایت چالیس ہوئے پس تہائی و دو تہائی ٹھیک برآمد
ہوئی۔ اور اگر غلام وسط کی قیمت مثل سہام مامور کے یا زیادہ ہو تو پورا غلام مامور بلاسعایت آزاد ہوجائیگا اور بدل
مذکور یعنی غلام وسط تہائی سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے میری موت کے بعد
ایک غلام آزاد کردے اور تو آزاد ہے تو یہ وصورت سابق دونون یکسان ہین فرق یہ ہے کہ اگر اس صورت مین
درمیانی درجہ کا غلام آزاد کیا تو مامور آزاد نہو گا الا باعتاق وارث یا وصی یا قاضی اور صورت سابق مین جب مامور نے
اوسط درجہ کا غلام آزاد کردیا تو بدون کسی کے آزاد کرنے کے خود آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر مولی کی موت کے بعد
وارثون نے غلام مامور سے کہا کہ تو غلام آزاد کر ورنہ ہم تجھکو فروخت کرینگے تو انکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا لیکن قاضی
اس غلام مامور کو تین روز یا زیادہ کی مہلت موافق اپنی راے کے دیگا یہ کافی مین ہے۔ پھر جس مدت تک قاضی
نے اسکو مہلت دی ہے اگر اس مدت مین اُسنے ایک غلام وسط آزاد کیا تو قاضی مامور کو آزاد کردیگا ورنہ اُسکو
وارثون کو دیدیگا اور اسکی بیع کی انکو اجازت دیدیگا اور ابطال وصیت کا حکم دیدیگا۔ اور اگر مولی نے اپنے وارثون
سے کہا ہو کہ جب میری موت کے بعد یہ ایک غلام آزاد کردے تو اسکو آزاد کردو تو یہ صورت اور جب کہ یون
کہا کہ جب تو میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کردے تو تو آزاد ہے دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ ابن سماعہ
نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ مین نے فروخت کیا تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ ہزار درم جو تیرے
ہاتھ مین بعوض ہزار درم کے تو فرمایا کہ وہ آزاد ہے اور جو غلام کے ہاتھ مین ہے وہ مولی لے لیگا اور اسپر کچھ اور واجب نہوگا
اور اسی طرح اگر اُسکے غلام نے اُس سے کہا کہ فروخت کردے میرے ہاتھ میرا نفس اور یہ ہزار درم بعوض سو درم
کے تو مولی پورے ہزار درم لے لیگا اور غلام مفت آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فروخت کیا مین نے
تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو دینار بعوض ہزار درم کے اور غلام نے اسکو قبول کیا اور غلام کی قیمت سو دینار کے
برابر ہے تو ہزار درم مین سے پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے اور پانچ سو بمقابلہ دینارون کے ہونگے پس اگر قبل
افتراق کے غلام نے ہزار درم دیدیے تو یہ دینار غلام کے ہونگے اور غلام آزاد ہوجائیگا اور اگر قبل ادا کرنے
کے دونون جدا ہوگئے تو ہزار مین سے دینارون کا حصہ باطل ہوگیا یعنے بیع صرف باطل ہوئی پس دینار مولی
کے ہوئے اور پانچسو درم جسکے عوض غلام آزاد ہوگیا وہ غلام پر قرضہ رہے۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت
کی ہے کہ اگر غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ فروخت کردے میرے ہاتھ میرا نفس اور مولی نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو غلام
آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اپنے غلام کو آزاد کیا بعوض ایسے مال
کے کہ اسکو کسی اجنبی پر رکھا اور اجنبی نے اسکو قبول کیا تو مال اسکے ذمہ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے
دوسرے سے کہا کہ تو اپنے غلام کو اپنی طرف سے بعوض اپنے ہزار درم کے آزاد کردے کہ وہ مجھپر ہین پس اُسنے آزاد
کردیا تو اُس مرد پر مال لازم نہ آویگا اور اگر ادا کردیا تو بھی اُسکو واپس کرلینے کا استحقاق ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ کسی

ذمی نے اپنے غلام کو شراب یا سور پر آزاد کردیا تو قبول کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور مسمی کی قیمت لازم ہوگی اور اگر قبل
وصول خمر کے دونوں مین سے کوئی مسلمان ہوگیا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رح
کے نزدیک شراب کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے تو تو
آزاد ہی یا ہر گاہ کہ تو نے ادا کیے تو یہ صحیح ہی اور اسی مجلس تک مقصور نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم ادا
کیے تو تو آزاد ہی تو یہ مجلس ہی تک مقصور ہی اور ان سب صورتون مین غلام ماذون التجارۃ ہوجائیگا اور جب
اُس نے مال ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے یہ مال قبل اِس کلام مولے کے کمایا ہی تو غلام آزاد
ہوا اور یہ مال سب مولی کا ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر ایسا مال ہی کہ اُسنے بعد اِس
کلام کے کمایا ہی تو غلام آزاد ہوگا اور وقت آزاد ہونے تک جو کچھ کمائی ہی وہ مولی کی ہوگی اور ہزار درم معاوضہ مین سے
غلام پر کچھ نہوگا یہ ینابیع مین ہی اور قبل ادا کرنے کے مولی کو اُسکے فروخت کا اختیار ہی اور اگر اُسنے بدل مین سے کچھ
ادا کرنا چاہا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن غلام آزاد نہوگا جب تک کہ کل ادا نہ کرے اور اگر مولی نے
اُسکو کل سے یا بعض سے بری کیا تو بری نہوگا اور آزاد نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور غلام نے اگر مال حاضر کیا بایںطور کہ
مولی اور مال کے درمیان سے روک اُٹھادی کہ مولی اُسکے قبضہ پر قادر ہی تو حاکم مولی کو مجبور کریگا اور اُسکو بمنزلہ قابض
کے قرار دیگا۔ اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا خواہ مولے نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مولی
نے اجنبی سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو میرا یہ غلام آزاد ہی پھر وہ اجنبی ہزار درم لایا اور مولے کے سامنے
رکھے تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر مولے نے قسم کھائی ہو کہ ہزار مذکور پر قبضہ
نہین کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر مولی نے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو
آزاد ہی پھر غلام نے مولے سے کہا کہ تو بجاے اِنکے مجھسے سو دینار لے لے پس مولی نے لے لیے تو غلام آزاد نہوگا الا آنکہ
مولے نے اسکی درخواست مذکور کے وقت کہا ہو کہ اگر تو نے مجھے یہ ادا کیے تو تو آزاد ہی تو بسبب اس دوسری قسم کے
آزاد ہو جائیگا جیسے کہ اگر مولے نے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پھر کہا کہ اگر تو مجھے پانچ سو درم
ادا کردے تو تو آزاد ہی پس اُسنے پانچ سو درم ادا کردیے تو بسبب دوسری قسم کے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
مولی مرگیا تو غلام مذکور رقیق ہوگا کہ غلام مع اسکی کمائی کے مولے کی میراث ہوگا اسواسطے کہ غلام اور جو کچھ اُسنے کمایا
ہی مولی کی ملک ہی۔ اور اس کمائی مین سے غلام کی طرف سے ادا نہ کیا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر مولی نے
کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم ادا کردیے تو تو آزاد ہی پھر اس غلام کو فروخت کیا پھر مولی نے اسکو خرید کیا یا بسبب
عیب یا خیار رویت یا خیار شرط کے مولی کو واپس دیا گیا پھر غلام مذکور ہزار درم لایا تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور
نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبول کرلیے تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے
کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہی پس غلام نے کسی سے ہزار درم قرض لیکر مولی کو دیدیے تو غلام آزاد
ہوگیا اور قرضخواہ مذکور مولی سے رجوع کرسکے اپنے ہزار درم وصول کرلیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ
جب تو مجھے فلان چیز اسباب مین سے دیدے تو تو آزاد ہی پس غلام نے یہ چیز دیدی تو آزاد ہو جائیگا لیکن جاننا چاہیے
کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ صورت کتابت مین بدل کتابت ہوسکتی ہی تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر

یعنی ہزار درم مین ۱۲

صورت کتابت مین بدل کتابت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر اُسنے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو نے مجھے ایک کپڑا ادا کر دیا یا کہا کہ اگر تو نے مجھے دراہم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پس غلام نے ایک کپڑا لا کر دیدیا یا تین درم یا زیادہ لا کر دیدیے تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور باوجود اسکے اگر اُسنے اسکو قبول کر لیا تو شرط پائی جانے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا یہ کافی مین ہی - اور اگر کہا کہ جب فلان آوے پس تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہی پس فلان آیا اور اُسنے ہزار درم ادا کیے تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر یہ ہزار درم ایسے ہون کہ غلام نے فلان کے آنے سے پہلے کمائے ہین تو غلام مذکور آزاد تو ہو جائیگا مگر مولی اس سے دوسرے ہزار درم لے لیگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو نے مجھے ایک غلام دیدیا تو تو آزاد ہی اور یہ نہ بتلایا کہ کس قیمت کا غلام یا کس جنس کا غلام تو یہ جائز ہی اور جب غلام کی طرف سے قبول پایا گیا تو اُسکے ذمہ ایک غلام ثابت ہوگا پھر اگر وہ اوسط درجہ کا ایک غلام لایا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اعلی درجہ کا لایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ادنی درجہ کا لایا تو مجبور نہ کیا جائیگا ولیکن اگر مولے نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر غلام ایک اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکو پسند کر کے قبول کر لیا تو غلام آزاد نہو گا - اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ایک اوسط درجہ کا غلام دیدیا یا کہا کہ اوسط درجہ کا ایک کر گیہون دیا تو تو آزاد ہی پھر غلام اعلی درجہ کا غلام یا کر گیہون لایا تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر قبول کیا تو غلام آزاد نہو گا یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے سپید تھیلی مین ادا کیے تو تو آزاد ہی پس غلام نے سوائے سپید کے دوسری تھیلی مین ادا کیے تو آزاد نہو گا یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ماہواری سو درم کر کے ادا کر دیے تو تو آزاد ہی اور باندی نے قبول کیا تو یہ مکاتبت نہین ہی اور جب تک اُسنے ادا نہین کیے ہین تب تک مولی کو اُسکے فروخت کر دینے کا اختیار ہی اور اگر باندی نے ایک مہینہ خالی دیا کہ کچھ ادا نہین کیا پھر ادا کیا تو آزاد نہو گی - اور یہ ابو حفص کی روایت مین مذکور ہی اور یہی صحیح ہی اور اسکی صحت کی دلیل یہ ہی کہ اگر باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے اس مہینہ مین ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہی پھر اُسنے اس مہینہ مین ادا نہ کیے اور دوسرے مہینے مین ادا کیے تو آزاد نہو گی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مولی نے کہا کہ مین نے تجھے اس چیز پر جو اس صندوق مین ہی درمون سے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اسپر اپنی قیمت واجب ہو گی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر غلام سے کہا کہ میری و میرے پسر کی ایک سال تک خدمت کر دے تو تو آزاد ہی یا کہا کہ جب تو نے میری اور میرے پسر کی ایکسال خدمت کر دی تو تو آزاد ہی پھر مولی سال گذرنے سے پہلے مر گیا تو غلام آزاد نہو گا اور اسی طرح اگر پسر مر گیا تو بھی اُسکے مرنے سے شرط عتق کیجاتی رہی پھر اُسکے بعد وہ آزاد نہو گا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اس شرط پر کہ تو چار برس میری خدمت کر دے پس غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہو گیا مگر اسپر چار برس اسکی خدمت کرنی واجب ہو گی اور اگر قبل خدمت کے مولی مر گیا تو خدمت باطل ہو گئی اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہو گی - اور اگر ایک سال خدمت کے بعد مولے مرا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اسکی تین چوتھائی واجب ہو گی - اور اسی طرح اگر غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو

شیخین کے نزدیک اسمین سے غلام کی قیمت مولی کو ادا کیجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تونے ایکسال میری خدمت کردی تو تو آزاد ہی پس غلام نے ایکسال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال دیدیا تو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تونے میری و میری اولاد کی سال بھر خدمت کردی تو تو آزاد ہی پھر سال مین اُسکی اولاد مین سے بعض مرگیا تو آزاد نہوگا یہ غایہ سروجی مین ہی۔ اور اگر وصیت کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ اگر تونے میرے پسر و دختر کی اسوقت تک خدمت کردی کہ وہ بے پروا ہو جاوین تو تو آزاد ہی پس اگر دونون صغیر ہون تو مراد یہ ہوگی کہ اسوقت تک خدمت کردے کہ وہ دونون ادراک کو نہ پہونچ جاوین اور اگر کبیر ہون تو اُسپر محمول ہوگا کہ دختر کی اُسوقت تک خدمت کرے کہ اُسکا نکاح ہو جاوے اور پسر کی اُسوقت تک کہ اسکو ایک باندی کا ثمن حاصل ہو جاوے اور اگر دختر کا نکاح ہوگیا اور پسر باقی رہا تو دونون کی خدمت کرے اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا خواہ دونون صغیر تھے یا کبیر تھے تو وصیت باطل ہوگئی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تونے مجھے ہزار درم ادا کردیے تو تو آزاد ہی پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر اُسنے ہزار درم ادا کیے تو اسکا بچہ اسکے ساتھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اُسنے ہزار درم مال مولی سے ادا کیے تو بسبب وجود شرط کے آزاد ہو جائیگی اور مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے مثل اُس سے لے لے۔ اور اگر مولی اس قول کے کہنے کے وقت (کہ جب تو ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہی) بیار ہو پس باندی نے کمائی کرکے مال مذکور ادا کیا پھر مولی اُسی مرض سے مرگیا تو قیاساً مولی کے تہائی مال سے آزاد ہوگی اور استحساناً اُسکے پورے مال سے آزاد ہوگی اور اگر مولی نے کہا کہ ہرگاہ تونے مجھے ہزار درم ادا کردیے تو تو آزاد ہی پھر قبل ادا کرنے کے مولی مرگیا تو یہ قول باطل ہوگیا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی اس باندی کو آزاد کردے ہزار درم پر بدین شرط کہ مجھے اسکا نکاح کردے پس مولی نے اُسکو آزاد کردیا پھر باندی آزاد شدہ نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو عتق از جانب مولی واقع ہوگا اور مرد مذکور پر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے یون کہا کہ اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کردے اور باقی مسئلہ بحالہ ہی (جیسے کہا تھا) تو ہزار درم اُسکی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر تقسیم ہونگے پس جو کچھ اُسکی قیمت کے پڑتے مین پڑین وہ مرد مذکور پر واجب ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے مین پڑین وہ اس سے ساقط ہونگے اور اگر باندی مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کرلیا تو ہزار مین سے جو کچھ اُسکی قیمت کے پڑتے مین پڑین وہ اول صورت مین ساقط ہونگے اور دوسری صورت مین مولی کے ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے مین پڑین وہ دونون صورتون مین باندی کا مہر ہونگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی ام ولد کو بدین شرط آزاد کیا کہ اُسکے ساتھ اپنا نکاح کرے پس ام ولد نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگی پھر اگر مولے سے اپنا نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر سعایت واجب نہوگی۔ اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اُسکے ساتھ نکاح کرلے پھر اُسنے اُسکے ساتھ نکاح کرلے سے انکار کیا تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا بدین شرط کہ تو دس درم پر مجھے اپنے نکاح مین لے لے پس اُسنے قبول کیا پھر اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر اُسکی قیمت ہزار سے زیادہ ہون تو پوری قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے اپنے نکاح مین لے اور ہزار درم میرا مہر دے پس اُسنے قبول کیا پھر نکاح کرلینے سے انکار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسپر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی اور اگر عورت نے سو درم پر

نکاح کرلیا اور وہ راضی ہوگئی تو غلام مذکور پر سعایت واجب ہوگی اور اگر غلام نے اس سے ہزار درم پر نکاح کرنے
کو کہا مگر عورت نے انکار کیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنے دو غلامون سے
کہا کہ جب تم دونون ہزار درم ادا کرو تو تم آزاد ہو۔ تو دونون کے ادا کرنے کا اعتبار ہی۔ اور اگر ایک نے
سب مال اپنے پاس سے ادا کیا باین طور کہ کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ سو درم مین بطور احسان
کے اپنے ساتھی کی طرف سے دیتا ہون تو آزاد نہ ہونگے لیکن اگر اُسنے کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے
اور پانچ سو درم میرے ساتھی نے بھیجے ہین تو اسوقت دونون آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر کسی اجنبی نے ہزار درم
ادا کیے تو یہ دونون آزاد نہ ہونگے الا آنکہ یون کہے کہ مین ان دونون کی آزادی کے واسطے ہزار درم دیتا ہون
یا کہا کہ بدین شرط کہ وہ دونون آزاد ہین تو مولی کے قبول کر لینے سے وہ دونون آزاد ہو جاوینگے اور اس ادا کرنیوالے
کو یہ اختیار ہوگا کہ مولی سے یہ مال لے لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے
ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی تو جب تک دونون اس مجلس مین قبول نہ کرین تب تک کوئی آزاد نہ ہوگا پس اگر
دونون نے قبول نہ کیا یہان تک کہ کھڑے ہوگئے تو ایجاب مذکور باطل ہوگیا اور اگر دونون مین سے ایک نے
قبول کیا اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر دونون نے قبول کیا مگر اس طرح کہ ہر ایک نے کہا کہ
بعوض پانچسو درم کے مین نے قبول کیا تو دونون مین سے کوئی آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے
کہا کہ مین نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا یا ہزار درم کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ مین نے ہزار درم کے عوض قبول
کیا تو مولی سے کہا جائیگا کہ تو بیان کر پس جب اُسنے ان دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہ آزاد ہوگا
اور اسپر ہزار درم لازم آوینگے اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو یہ رقبہ ان دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس ہر ایک
مین سے نصف آزاد ہوگا بعوض پانچ سو درم کے اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا یہ شرح طحاوی
یعنے اپنی نصف قیمت ۱۲
مین ہی۔ ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس دونون نے
کہا کہ ہمنے قبول کیا پھر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض پانچ سو کے آزاد ہی پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول
کیا تو پہلا ایجاب صحیح ہوا اور دوسرا باطل ہی اور جب کلام اول صحیح ہوا تو جب تک مولی زندہ ہی بیان کے واسطے
اُسکی طرف رجوع کیا جائیگا اور جب وہ قبل بیان کے مر گیا تو عتق ان دونون مین شائع ہو گیا اور مال بھی عتق
کی تبعیت مین شائع ہو جائیگا پس ہر ایک کا نصف حصہ بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف
قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس ہنوز
ان دونون نے قبول نہ کیا تھا کہ اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہی پھر دونون نے قبول
کیا تو دونون ایجاب صحیح ہونگے۔ اور جب دونون صحیح ہوئے اور دونون نے قبول کیا تو انکا قبول ان دونون
کلامون کی طرف راجع کیا جائیگا اور مولی کو اختیار دیا جائیگا چاہے دونون پر بعوض ہر دو مال کے عتق واقع کرے
یعنی ہزار درم اور سو دینار ۱۲
اور چاہے دونون مین سے ایک پر بعوض دونون مالون کے عتق واقع کرے اور بیان مولی کے اوپر ہی جسکو چاہے
بیان کرے۔ اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ بعوض نصف دونون مالون کے آزاد ہوگا اور
ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام معین سے کہا کہ تو ہزار درم پر

آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ وہ قبول کرے اسکو اور ایک دوسرے اپنے غلام کو جمع کرکے کہا کہ تم مین ایک بعوض
سو دینار کے آزاد ہی پس دونون نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو مولے کو اختیار ہی چاہے ہر دو کلام کو اول غلام معین
کی طرف راجع کرے اور وہ بعوض ہر دو مال کے آزاد ہوگا اور چاہے ہر دو کلام مین سے ایک کلام کو دوسرے
غلام کی طرف راجع کرے اور معین مذکور بعوض ہزار درم کے اور غیر معین بعوض سو دینار کے آزاد ہوگا اور اگر قبل
بیان کے مولی مرگیا تو معین مذکور پورا آزاد ہوگا اور غیر معین مین سے نصف حصہ بعوض پچاس دینار کے آزاد
ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ معین و غیر معین کی شناخت ہو اور اگر معلوم نہون اور ہر ایک نے دونون مین سے
دعوے کیا کہ مین ہی اول معین ہون تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی حصہ بعوض ہر دو مال کے نصف کے آزاد ہوگا
یعنی ہزار درم کا نصف و سو دینار کا نصف ہر ایک پر واجب ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت
کریگا - اور اگر اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض پانچ سو درم کے
آزاد ہی پس اگر دونون نے ساتھ کہا کہ ہمنے قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا
یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے ہر دو مال مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا تو دونون آزاد ہوجاوینگے پس دونون
مین سے ہر ایک کے ذمہ پانچ سو درم لازم آوینگے اور اگر دونون مین سے ایک نے زیادہ مال اور دوسرے
نے کم مال کے عوض قبول کیا تو وہی آزاد ہوگا جس نے دونون مالون مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا ہی پس
اسپر پانچ سو درم لازم آوینگے کذا فی البدائع اور اگر دونون نے ہر دو مال مین سے کم کے عوض قبول کیا
(یعنے صورت مذکورہ اسکے موافق)
تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے
اور دوسرا بعوض دو ہزار درم کے آزاد ہی پس ایک نے کہا کہ مین نے قبول کیا یعنی مطلقاً کہا یا یون کہا کہ مین نے
دو ہزار درم کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہوجائیگا اور اگر کہا کہ بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہوگا - اور
اگر ہر دو مال ازروے جنس کے مختلف ہون مثلاً کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض
سو دینار کے آزاد ہی پس ایک نے قبول کیا اس طرح کہ مین نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا
اور اگر اُسنے مطلقاً کہا کہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہوجائیگا اور
غلام کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے اپنے ذمہ لازم کرلے یہ شرح زیادات عتابی مین ہی - اور اگر کہا کہ
تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی اور دوسرا مفت آزاد ہی پس دونون نے ایک ساتھ قبول کیا
تو دونون مفت آزاد ہوجاوینگے اور اگر ایک نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو مولے سے کہا جائیگا کہ تو نے
جو ایجاب بغیر بدل کہا ہی اسکو انہین مین سے ایک کی طرف راجع کر پس اگر اُسنے قبول کرنے والے کے سوا دوسرے
کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوگیا اور قبول کنندہ بعوض ہزار درم کے آزاد ہوا اور اگر اُسنے قبول کرنیوالے
کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوگیا اور دوسرا بعوض بدل ہزار درم کے آزاد ہوگا بشرطیکہ وہ اسی مجلس مین
قبول کرے - اور اسی طرح اگر دونون مین سے کسی نے قبول نہ کیا یہان تک کہ مولی نے جو ایجاب مفت ہی
انہین سے ایک کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہوجائیگا اور دوسرا معاوضہ سے آزاد ہوگا بشرطیکہ اُسنے
مجلس مین قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہین ہوسکتا ہی اور اگر مولی قبل بیان کے مرگیا تو جس نے قبول کیا ہی وہ سب

قولہ مطلقاً یعنی بلا تعیین
کہ مقدار کے ساتھ قبول کیا

آزاد ہو جائیگا اور اُسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی اور دوسرا بعوض سو دینار کے پس دونوں نے ساتھ ہی قبول کیا تو دونوں آزاد ہو جاوینگے اور انپر کچھ لازم نہوگا۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہی تم میں سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہی پس دونوں نے قبول کیا تو دونوں میں سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور مولے کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب باطل ہوگیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہی پس دونوں نے قبول کیا پھر کہا کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہی تو ایجاب اول صحیح ہوا اور مولے مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب باطل ہی۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار کے آزاد ہی تم میں سے ایک مفت آزاد ہی پس دونوں نے قبول کیا تو مفت آزاد ہو جاوینگے اور کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ جسپر بدل واجب ہوا وہ مجہول ہی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ ای میمون تو آزاد ہی ای مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر پر واجب ہوگا اور اگر کہا کہ ای مبارک میں نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر ای میمون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کی ندا کرنے سے پہلے جملہ تام ہوگیا ہی۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں پس اُسنے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہی سو درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے سو میں قبول کیا اور مولی قبل بیان کے مرگیا اور یہ امر اسکی صحت میں واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جاوینگے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور سو کی تہائی کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر سب نے دو سو میں قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور اگر اُنھوں نے فقط تین سو میں قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہی ہزار میں سے اپنے حصہ پر کہ جب ہزار تجھپر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جاویں پس اُسنے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور شیخین کے نزدیک اُسپر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ ملیگی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اُسکی موت کے بعد ہوگا (یعنے قیمت واجب ہوگی مگر ہزار سے زیادہ نہیں ۱۲) اور جب اُسنے بعد موت مولی کے قبول کیا تو آزاد نہو جائیگا جبتک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کر دے اور یہی اصح ہی اور اُسکی ولا میت کی ہوگی اور اگر وارث نے اُسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد نہوگا بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہر الفائق میں ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقاً صحیح ہی یعنے خالص بلا تعلیق آزاد کر دے اور تعلیقاً نہیں صحیح ہی چنانچہ اگر یوں کہا کہ جب تو اس دار میں داخل ہو تو تو آزاد ہی تو وہ آزاد نہ ہوگا اور وارث اسکو تحقیقاً و تعلیقاً دونوں طرح آزاد کر سکتا ہی چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار میں داخل ہو تو آزاد ہی تو صحیح ہی اور دار میں داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اگر مولے نے کہا کہ جب میں مرا تو تو ہزار پر آزاد ہی یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادا کیے تو تو آزاد ہی پس اُسنے مولی کی موت کے بعد ہزار درم اُسکے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ تمرتاشی میں ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک حج میری طرف سے کر اور تو آزاد ہی اور اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال

نہین ہی تو مولی کی طرف سے ایک حج وسط ادا کرے پھر وارث اُسکو آزاد کردیگا اور وہ اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے
سعایت کریگا - اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو یہ تہائی اس موصی لہ اور
غلام کے درمیان چار حصے ہو گی جسمین سے تین حصہ غلام کو ملینگے اور باقی ایک حصہ کے واسطے موصی لہ کے لیے
سعایت کریگا اور کل کی دو تہائی کے واسطے وارثون کے لیے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنے غلام
سے کہا کہ میری موت کے بعد میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے کہ وہ میری طرف سے اُس سے حج ادا کردے اور
تو آزاد ہی تو درمیانی درجہ کے حج کی قیمت رکھی جائیگی یعنی اس کلام سے مراد یہ ہو گی اور جب اُسنے درمیانی درجہ کی
قیمت ادا کردی تو اُسکا اعتاق واجب ہوا اور عتق کا نافذ کرنا حج ادا ہونے تک موقوف نرہیگا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو
دیکھا جائیگا کہ اگر درمیانی حج کی قیمت اُسکی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اُسپر سعایت واجب نہو گی - پھر وصی مذکور میت
کی طرف سے اس قیمت سے تہائی سے حج کرا دیگا جہان سے ہو سکے - اور اگر باوجود اسکے اُسنے کسی کے واسطے تہائی
مال کی وصیت بھی کی ہو تو دو تہائی قیمت حج وارثون کی اور تہائی درمیان موصی لہ و حج کے چار حصے ہو گی جسمین سے تین
حصے حج کے واسطے اور ایک حصہ موصی لہ کو دیا جائیگا - اور اگر حج کی قیمت غلام کی دو تہائی قیمت ہو تو تہائی غلام
خود غلام کے واسطے وصیت بھی ہو گیا پس یہ تہائی اس غلام اور موصی لہ حج کے درمیان چار حصے ہو گی جسمین سے
ایک حصہ غلام کو وصیت مین ملیگا کہ جو آزاد ہو جائیگا اور ایک حصہ موصی لہ کو ملیگا اور دو حصے حج کے واسطے ہونگے
جہان سے پہونچ سکے یعنی غلام موصی لہ اور حج کے حصص کے واسطے سعایت کرکے ادا کریگا یہ شرح زیادات
عتابی مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے پھر جب تو نے دی اور میری طرف
سے حج ادا کر دیا گیا تو تو آزاد ہی تو ایسی صورت مین حج ہو جانے تک اُسکی تنفیذ عتق موقوف رہیگی اور اگر غلام حج وسط کی
قیمت لایا تو وصی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا جائیگا اور جب اُسنے ادا کردی اور حج ہو گیا تو عتق کا نافذ کرنا واجب
ہوا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو وارثون کے واسطے اپنی دو تہائی قیمت کے لیے سعایت کریگا خواہ حج کی قیمت کم ہو
یا زیادہ ہو اور جو کچھ غلام نے وصی کو دیا ہی اُسمین سے وارث لوگ کچھ نہین لے سکتے ہین اور قبل حج کے اُس سے
سعایت نہین کرا سکتے ہین اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو جو کچھ
غلام نے ادا کیا ہی وصی اُس سے حج کرا دیگا پھر غلام کو آزاد کر دیگا پھر غلام اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے وارثون
کے لیے اور تہائی کی چوتھائی قیمت کے واسطے موصی لہ کے لیے سعایت کریگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنے غلام سے
کہا کہ بعد میری موت کے میری طرف سے ایک حج کر اور تو آزاد ہی پھر مولے شوال مین مر گیا پس غلام نے حج کے واسطے
جانا چاہا تو وارثون کو اختیار ہی کہ اس سال اُسکو منع کرین بلکہ آیندہ سال تک تاخیر کرے پس غلام مذکور دو تہائی
خدمت سے اُسکا حق پورا کر دیگا پھر اپنی ایک تہائی سے حج ادا کر دیگا چنانچہ اگر مولے حج کو جانے کے وقت چار مہینہ
پہلے مر گیا اور حج کی آمد رفت کی مسافت دو مہینہ ہی تو چار مہینہ وارثون کی خدمت کریگا اور دو مہینہ حج کے واسطے
صرف کریگا تاکہ تہائی دو تہائی ٹھیک ہو جاوے اور اگر مولے شوال مین مرا اور وارثون نے غلام سے کہا
کہ تو حج کو جا ورنہ ہم تجھکو فروخت کرتے ہین پس وہ نہ گیا تو وصیت بدون اُسکی رضامندی کے باطل نہو گی اور
اگر مولے نے کہا کہ تو اسی سال میری طرف سے حج کر دے اور تو آزاد ہی پھر مولی شوال مین مر گیا تو وارثون کو اختیار ہی

نکاح جائز ہی اور نہ اُسکا صدقہ دینا اور نہ رہن کرنا جائز ہی اور اُسکا آزاد کر دینا یا مکاتب کر دینا جائز ہی یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور اگر مدبر مطلق کو فروخت کیا اور قاضی نے جواز بیع کا حکم دیدیا تو اُسکی قضا نافذ ہو جائیگی اور یہ حکم قضائے مدبر کرنے کا فسخ کرنا قرار دیا جائیگا حتی کہ اگر بعد بیع کے کسی وجہ سے وہ کبھی اُسکی ملک میں آگیا تو بعد اُسکی موت کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ میں ہی اور مولے کو اُس سے خدمت لینے اور اُسکو مزدوری پر دینے کا اختیار ہی اور اگر باندی کو مدبرہ مطلقہ کیا تو اس سے وطی کر سکتا ہی اور اُسکا جس مرد سے چاہے نکاح کر دے سکتا ہی یہ کافی میں ہی اور غلام کی کمائیاں اور مدبرہ کا مہر اور تاوان ارش سب مولی کا ہوگا یہ ینابیع میں ہی۔ اور جب مولی مرگیا تو مدبر اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوگا حتی کہ اگر مولے کا کچھ مال سوائے اس مدبر کے نہو تو اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی میں ہی۔ اور اگر مولی پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو مع رقبہ اس مدبر کے محیط ہو تو قرضخواہان مولی کے واسطے مدبر مذکور اپنی تمام قیمت کے لیے سعی کریگا یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور مدبر کی ولا اسی کی ہوگی جس نے اُسکو مدبر کیا ہی اور اُس سے منتقل نہوگی اگرچہ یہ غلام دوسرے کی طرف سے آزاد ہوگیا ہو اور اُسکی صورت یہ کہ مدبرہ باندی دو شریکوں میں مشترک ہی پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور اُسکے نسب کا ایک شریک نے دعوی کیا چنانچہ اُس سے اُس بچہ کا نسب ثابت ہوگیا اور اُسنے اپنے شریک کو تاوان دیدیا پھر یہ ام ولد اُسکے شریک کی موت کے بعد آزاد ہوگئی تو اُسکی ولا ان دونوں شریکوں کی ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک غلام مدبر دو شریکوں میں مشترک تھا پس اُسکو ایک نے آزاد کر دیا اور وہ مالدار ہی پس اُسنے شریک کو تاوان دیا تو اُسکی ولا نہ بدلیگی بلکہ دونوں کی ہوگی یہ ایضاح میں ہی۔ مدبر مقید یہ اسطرح ہی کہ اپنے غلام کا عتق اپنی موت پر معلق کرے مگر موصوف بصفتے یا موت اور کسی اور شرط پر معلق کرے مثلاً یوں کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں یا اپنے اس سفر میں مرجاؤں تو تو آزاد ہی یا مثل اُسکے کوئی صفت بیان کی جسمیں احتمال ہی کہ اُسکی موت اس صفت کے ساتھ ہوگی یا نہوگی۔ یا موت کے ساتھ کوئی ایسی شرط ذکر کی جسکے واقع ہونے اور نہونے کا احتمال ہی تو ایسی تدبیر سے وہ مدبر مقید ہوگا یہ بدائع میں ہی۔ مدبر مقید کا یہ حکم ہی کہ اگر وہ اُس صفت یا شرط کے ساتھ مرا تو مثل مطلق کے آزاد ہو جائیگا۔ اور مولی کو اپنی زندگی میں اختیار ہی کہ ایسے مدبر کے ساتھ تمام طرح تصرفات بیع و تملیک وغیرہ عمل میں لاوے یہ سراج وہاج میں ہی۔ حسن نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ اگر مولی نے کہا کہ اگر میں مرگیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا یا کفن دیا گیا تو تو آزاد ہی تو یہ مدبر نہیں ہی اور اگر وہ مرگیا درحالیکہ یہ اُسکی ملک میں تھا تو اُسکے حق میں مستحب ہی کہ تہائی مال سے آزاد کیا جاوے یہ ینابیع میں ہی۔ اور منجملہ تدبیر مقید کے یہ ہی کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مرگیا یا اس سال تک مرگیا تو تو آزاد ہی یہ ہدایہ میں ہی۔ اور اگر اتنی مدت کی قید لگائی کہ ایسے شخص کے اتنی مدت تک جینے کا احتمال نہیں ہی مثلاً ساٹھ برس کے مولی نے کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہی تو حسن بن زیاد کے نزدیک یہ مدبر مطلق ہی اور یہی مختار ہی یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی جس دن میں مروں اور اُسنے دن ہی دن میں مرنے کی نیت نہیں کی تو مدبر مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن میں مروں نہ رات میں تو مدبر مقید ہوگا یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہی قبل میری موت کے ایک مہینہ پھر مہینہ گذرا پس وہ مرگیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا ولیکن شیخ ابو بکر اسکاف کے نزدیک تہائی سے آزاد ہوگا اور فقیہ ابو القاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام اعظم کا قول ہی

اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر مہینہ گذرنے سے پہلے مرگیا تو آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی
میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے میری موت سے ایک روز بعد تو یہ مدبر نہوگا اور مولی کو اُسکے فروخت کرنیکا اختیار
ہے اور اگر موسے ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اُسکی ملک میں تھا تو ایک روز کے بعد اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوگا
اور بدون وارث کے آزاد کرنے کے آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور استحساناً وارثون کو اُسکے آزاد
کردینے کا حکم کیا جائیگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت اور فلان کی موت کے بعد آزاد ہے یا کہا کہ بعد
موت فلان و میری موت کے تو آزاد ہے تو یہ فی الحال مدبر مطلق نہوگا پس اگر فلان پہلے مرگیا اور ہنوز وہ غلام اُس
مولی کی ملک میں ہے تو اب مطلق مدبر ہوجائیگا اور اگر موسے قبل موت فلان کے مرگیا تو وہ مدبر نہوگا اور وارثون کو اُسکے
فروخت کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت حر الساعۃ بعد موتی تو بعد موت کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے
اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کسی کو بعد میری موت کے تجھپر کوئی راہ نہوگی تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ مدبر ہوجائیگا یہ فتاوی
قاضیخان میں ہے۔ حسن رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر کہا کہ تو فلان کی طرف سے مدبر ہے تو وہ اس مولی
کی طرف سے مدبر ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کردی پس
غلام نے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہون تو وہ مدبر ہوگیا اور اُسکا رد کردینا کچھ نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک شخص
نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم میں سے بعد میری موت کے آزاد ہے اور اُسکے واسطے سو درم کی وصیت ہے پھر وہ
مرگیا تو دونون آزاد ہوجاوینگے اور سو درم کی وصیت دونون کے واسطے نصفا نصف ہوگی اور اگر کہا کہ تم دونون میں سے
ہر ایک کے واسطے سو درم کی وصیت ہے تو صورت مذکورہ میں سو درم کی وصیت باطل ہوگی اسواسطے کہ دونون میں سے
ایک غلام ہے پس اُسکے حق میں وصیت صحیح نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو مدبر ہے پھر اُسکے
حصہ کا مالک ہوا تو مدبرہ ہوجائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا تو تو میری موت
کے بعد آزاد ہے یا کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مرگیا تو تو آزاد ہے پھر اُسکو خریدا تو وہ مدبرہ ہوجائیگی پھر اگر اُسکو آزاد کردیا
پھر وہ مرتد ہوکر دار الحرب میں چلی گئی پھر جہاد میں قید ہوکر آئی اور اس شخص نے اُسکو خریدا تو اب مدبرہ نہوگی چنانچہ
اگر مولی مرگیا تو آزاد نہوجائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو
میری موت کے بعد آزاد ہے پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُس شخص نے اُسکو خریدا تو باندی مدبرہ ہوجائیگی نہ اُسکا بچہ۔ اور اگر
مولی نے کہا کہ تو قبل مدبر ہونے کے بچہ جنی ہے اور باندی نے کہا کہ نہیں بلکہ اُسکے بعد تو مولی کا قول اُسکے علم پر قسم لیکر مقبول
ہوگا اور گواہ باندی کے قبول ہونگے۔ اور اگر دو باندیون سے کہا کہ اگر میں تم دونون کا مالک ہوا تو تم میری موت کے بعد
آزاد ہو پھر ایک کا مالک ہوا اور وہ اُسکے پاس بچہ جنی پھر دوسری کا مالک ہوا تو اُسکی موت کے بعد دونون آزاد ہوجائینگی
اور پہلی باندی کا بچہ رقیق رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو بعد میرے فلان سے کلام کرنے کے
اور بعد میری موت کے آزاد ہے پس اُسنے فلان سے کلام کرلیا تو مدبر ہوجائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تونے فلان سے
کلام کیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے پس اُسنے فلان سے کلام کیا تو مدبر ہوجائیگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے
غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد اگر تونے شراب نہ پی پھر مولی کی موت کے بعد چھ مہینہ تک اُسنے شراب
نہ پی پھر شراب پی لی اور ہنوز آزاد نہیں ہوا تھا تو عتق باطل ہوگیا اور اگر مولی کی موت کے بعد شراب پینے سے پہلے

قاضی کے یہان مرافعہ کیا گیا اور قاضی نے اُسکے آزاد ہونے کا حکم نافذ کر دیا پھر اُسنے شراب پی تو پھر وہ رقیق نہین کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے اگر تو نے اسدم چاہا پس غلام نے اُسی دم چاہا تو مولی کی موت کے بعد وہ تہائی سے آزاد ہوگا اور اگر مرد مذکور نے یہ مراد لی ہی کہ اسدم یعنی موت کے بعد تو غلام کو چاہنے کا اختیار نہ ہوگا یہان تک کہ مولی مر جاوے پھر جب مولی مرا اور اسکے مرنے کے وقت غلام نے چاہا تو بدون مدبر ہونے کے وہ تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ بدون وارث کے یا وصی کے آزاد کرنے کے آزاد نہوگا اور حاکم رحمہ اللہ نے بھی اپنے مختصر مین اسی پر جزم کیا ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ پھر بنا بر ظاہر جواب کے مولی کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اُسی مجلس مین معتبر ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اگر تو نے چاہا بعد میری موت کے پھر مولی مر گیا اور جس مجلس مین غلام کو مولی کی موت کا علم ہوا ہی اُس سے اُٹھ کھڑا ہوا یا دوسرا کام شروع کر دیا تو اُس سے کوئی بات جو غلام کے اختیار مین دیگئی ہی باطل نہوگی یعنے ہنوز اسکو چاہنے کا اختیار رہیگا باطل نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دے پس مامور نے اسکو آزاد کر دیا تو نہین صحیح ہی۔ اور اگر کسی نے ایک طفل سے کہا کہ تیرا جی چاہے میرے غلام کو مدبر کر دے پس اُسنے مدبر کر دیا تو جائز ہی خواہ طفل سمجھدار ہو یا نہو یعنی جانتا ہو کہ مدبر کرنے سے ایسا حکم ہوجاتا ہی یا نہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو شخصون سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو پس ایک نے اسکو مدبر کر دیا تو جائز ہی اور اگر کہا کہ میرے غلام کے مدبر کرنے کا کام تم دونون کے حوالہ ہی پس ایک نے اسکو مدبر کیا تو نہین جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ تم آزاد کرو بعد میری موت کے میرے غلام کو انشاء اللہ تعالی تو استثنا نہین صحیح ہی اور اگر کہا کہ وہ بعد میری موت کے آزاد ہی انشاء اللہ تعالے تو استحسانًا استثنا صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور زیادات مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مدبر کیا اور اُسنے قبول کیا تو وہ مدبر ہو جائیگا اور اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ انمین سے ایک نے اسکو مدبر کیا اور دوسرا ساکت رہا تو بنا بر قول امام اعظم رح کے فقط مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ طرح کا خیار ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور وہ اختیارات یہ ہین کہ چاہے اپنا حصہ وہ بھی مدبر کر دے پس وہ مدبر دونون مین مشترک ہوگا پس اگر دونون مین سے ایک مر گیا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور غلام مذکور دوسرے کیواسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا لیکن اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت کے مر گیا تو سعایت باطل ہو جائیگی۔ اور چاہے آزاد کر دے پس اگر اُسنے آزاد کر دیا تو عتق صحیح ہوگا اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت غلام مدبر کے حساب سے لے لے اور اُسکی ولا دونون مین مشترک ہوگی اور آزاد کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو اُسنے تاوان دیا ہی وہ غلام سے لے لے اور خواہ مدبر کنندہ آزاد کر دے اور خواہ غلام سے سعایت کرا لے۔ اور چاہے شریک ساکت غلام سے سعایت کرا دے پس جب وہ سعایت کر کے نصف قیمت ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا پھر مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ غلام سے سعایت کرا دے پس جب اُسکی سعایت بھی ادا کر دی تو پورا آزاد ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مال سعایت لینے سے پہلے مر گیا تو سعایت باطل ہو گئی اور اسکا حصہ غلام اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور چاہے اُسکو یون ہی

چھوڑ دے پھر جب وہ مرگیا تو اُسکا حصہ میراث ہوگا کہ اُسکے وارثون کو ملیگا پس اُسکے وارثون کو اس حصہ کی بابت
عتق وسعایت وغیرہ کا خیار حاصل ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مرگیا تو اُسکا نصف حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوجائیگا۔
شریک ساکت کو اختیار ہوگا کہ غلام سے اپنے حصہ کی نصف قیمت غلام کی سعایت کراوے اور جب وہ ادا کرکے پورا
آزاد ہوگیا تو اُسکی ولا ان دونون مین مشترک ہوگی۔ اور چاہے شریک ساکت دوسرے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ
کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ وہ مالدار ہو تو اُسکی پوری ولا مدبر کنندہ کی ہوگی اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اسنے
تاوان دیا ہی وہ غلام مذکور سے لے لے اور اگر اُسنے نہ لیا یہان تک کہ مرگیا تو اُسکا نصف اُسکے تہائی مال سے
آزاد ہوجائیگا اور وارثون کے واسطے غلام مذکور اپنی نصف قیمت کامل کی بمقابلہ حصہ دیگر کے سعایت کریگا۔ اور اگر
مدبر کنندہ تنگدست ہو تو شریک ساکت کو اس مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور باقی چار
طرح کا خیار حاصل رہیگا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے مدبر کرے چاہے غلام سے سعایت کراوے چاہے
یون ہی چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی دونون نے ساتھ ہی اسکو مدبر کر دیا
چنانچہ ہر ایک نے کہا کہ مین نے تجھکو مدبر کیا یا تجھ مین سے میرا حصہ مدبر ہی یا جب مین مرون تو تو آزاد ہی یا جب مین
مرون تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی یا کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہی اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی زبان
سے نکلے تو یہ غلام دونون کا مدبر ہوگیا یہ شرح طحاوی مین ہی پھر جب ایک مرگیا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی سے آزاد ہوگا اور
دوسرے کو اختیار حاصل ہوا چاہے اپنا حصہ آزاد کردے چاہے مکاتب کردے اور چاہے سعایت کراوے اور یہ اختیار نہین ہی
کہ اُسکو اسی حال پر چھوڑ دے اور اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت کے مرگیا تو سعایت باطل ہوگئی اور اسکا حصہ بھی آزاد ہوگیا
بشرطیکہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر دونون نے کہا کہ جب ہم دونون مرین تو تو آزاد ہی یا تو ہم دونون
کی موت کے بعد آزاد ہی اور دونون کے کلام ساتھ ہی زبان سے نکلے تو وہ مدبر نہوگا الا آنکہ دونون مین سے
ایک پہلے مرجاوے تو جو زندہ رہا ہی اُسکا حصہ مدبر ہوجائیگا اور جو مرگیا اُسکا حصہ اُسکے وارثون کی میراث ہوگا
پس وارثون کو اختیارات حاصل ہونگے چاہین اپنا حصہ آزاد کردین اور چاہین مدبر اور چاہین مکاتب کرین
اور چاہین سعایت کرادین اور چاہین شریک مدبر کنندہ سے تاوان لین اگر وہ مالدار ہو اور جب دوسرا بھی
مرے گا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوجائیگا۔ ایک مدبرہ باندی دو شخصون مین مشترک ہو اُسکے ایک بچہ پیدا
ہوا اور دونون مین سے کسی نے اس بچہ کا دعوے نہ کیا تو وہ بھی مثل اپنی مان کے دونون کا مدبر ہوگا اور اگر دونون
مین سے کسی نے اُسکا دعوے کیا تو استحساناً اُس سے اُسکا نسب ثابت ہوجائیگا اور نصف باندی اسکی ام ولد
ہوجائیگی اور باقی نصف اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہیگی اور مدعی اسکا نصف عقر دوسرے شریک
کو تاوان دیگا اور بچہ کی مدبر ہونے کے حساب سے نصف قیمت دیگا اور باندی کی نصف قیمت نہ دیگا پھر اگر مدعی پہلے
مرگیا تو اسکا نصف حصہ مفت آزاد ہوگیا اور شریک کے واسطے وہ کچھ ضامن نہوگا اور باندی مذکورہ اس شریک
کے نصف حصہ کے لیے اپنی نصف قیمت کی سعایت کریگی مگر بحساب مدبرہ ہونے کے اور اس حکم مین اتفاق ہی
پھر اگر وصول سعایت سے پہلے دوسرا ابھی مرگیا تو سعایت باطل ہوئی اور باندی پوری آزاد ہوجائیگی بشرطیکہ اُسکے
مال کی تہائی سے اسکا حصہ نصف برآمد ہوتا ہو یہ امام اعظم رح کا قیاس ہی اور اگر شریک غیر مدعی پہلے مرا تو اُسکے

تہائی مال سے اُسکا حصہ آزاد ہوگا اور امام اعظم رح کے قول مین شریک مدعی کے واسطے وہ سعایت نہ کریگی کذا فی البدائع - اور اگر دونون مین سے کوئی نہین مرا یہانتک کہ اُسکے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اُسکے نسب کا دعوے دوسرے شریک نے کیا تو استحسانًا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دیگا یہ قول امام اعظم رح کا ہے اسوجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہین ہوتی ہے مگر باندی کے نصف عقر کا ضامن ہوگا اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعویٰ کیا تو اُسکی نصف قیمت کا بحساب مدبر ہونے کے ضامن ہوگا اور اسپر دوسری وطی کی بابت نصف عقر دیگر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک مدبرہ دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے اُسکے نسب کا ساتھ ہی دعوے کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی دونون کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبر ہونا باطل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے - ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ مین تحریر کیا کہ میرا فلان غلام بعد میری موت کے آزاد ہے اور اُس سے کسی نے اسکو نہین سنا پھر وہ مرگیا پھر جو وصیت نامہ مین پایا گیا ہے اُس سے وارثون نے انکار کیا تو غلام مذکور مملوک رہیگا (یعنی یہ غلام) اسواسطے کہ وارثون نے اُسکے آزاد کرنے سے انکار کیا - اور اگر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہین تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیکر انھین کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاویٰ کبریٰ مین ہے - اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد وہ چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اُس سے زیادہ مین جنی تو مدبر نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر وہ جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا تو جبتک وضع حمل نہو اُسکو فروخت نہ کریگا اور ہبہ نہ کریگا اور مہر قرار نہین دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر ایسی باندی دو بچہ جنی ایک چھ سے کم مین اور دوسرا چھ مہینہ سے ایک روز زائد مین تو یہ دونون مدبر ہونگے یہ ینابیع مین ہے (یعنے ایسے تصرفات نہین کر سکتا ہے) - اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولیٰ کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا ہے اور اپنی ماں کی طرف سے بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اُسکی ماں نے بدل کتابت مولے کو ادا کر دیا تو دونون بحکم کتابت آزاد ہو جاوینگے اور اگر ماں نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہان تک کہ مولیٰ مرگیا تو بچہ بسبب مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں اپنے حال پر مکاتبہ رہیگی اور اگر مولے نہین مرا بلکہ اُسکی ماں مرگئی تو بچہ اپنی ماں کی قسطون پر مال سعایت ادا کرتا رہیگا اور اگر اسکے بعد مولے مرگیا اور یہ بچہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت سے بری ہو جائیگا اور اگر اُسکے تہائی مال سے برآمد نہوتا ہو تو جسقدر اُسکے تہائی مال سے نکلتا ہو اسقدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اُسپر سعایت لازم ہوگی بجہت مدبر ہونے کے - پھر اسکے بعد اُسکو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو اختیار کرے اور اُسکو پورا کرے اور چاہے مدبر ہونے کی جہت سے سعایت کو پورا کرے اگرچہ بدل کتابت زیادہ ہو اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے - اور اگر ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہو اور جو اُسکے پیٹ مین ہے اُسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد چھ مہینہ سے کم مین وہ بچہ جنی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقط حصہ مدبر ہونا امام اعظم رح کا قول ہے اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ

مالدار ہو- اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ ہوا تو اُسکا حصہ مدبر نہو گا - ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی ایک نے کہا
کہ جو تیرے پیٹ مین ہی وہ میری موت کے بعد آزاد ہی اور دوسرے نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد
ہی پھر اس گفتگو کے بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو پورا بچہ ان دونون مین مشترک مدبر ہو جائیگا اور اُسکی بابت دونون
مین سے کوئی دوسرے کے لیے ضامن نہین ہو سکتا ہی اور رہی باندی تو جسنے باندی کو مدبر نہین کیا ہی اُسکو امام اعظم رح
کے نزدیک باندی کی بابت پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو - اور اگر اس گفتگو
سے چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام اعظم رح کے نزدیک جسنے باندی کو مدبر کیا ہی اُسکا نصف حصہ باندی مدبر
ہو گیا اور اُسکی تبعیت مین نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا - اور دوسرے شریک کو اختیارات حاصل ہونے پھر اگر دوسرے
شریک ساکت نے اسکے بعد مدبر کنندہ سے اپنے حصہ باندی کا تاوان لینا اختیار کیا تو مدبر کنندہ پر بچہ کی طرف
سے کچھ تاوان دینا لازم نہو گا - اور اگر دوسرے شریک ساکت نے باندی سے اپنے حصہ کی بابت سعایت لینی چاہی
تو پھر وہ بچہ سے سعایت نہین کرا سکتا ہی اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا ہی اور وجہ یہ ہی کہ بچہ تبعاً مدبر ہو گیا ہی پس جیسے
تدبیر مین تابع ہوا ہی ویسے ہی سعایت مین بھی اپنی مان کے تابع ہو گا یعنی مان کی سعایت ہی اُسکی سعایت ہوگی
یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک باندی حاملہ دو شریکون مین مشترک ہو پس ایک نے جو اُسکے پیٹ مین ہی مدبر کیا اور دوسرے
نے باندی کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لینے کا اختیار ہی مگر مدبر کنندہ کو
حمل کی بابت تاوان لینے کا اختیار نہین ہی یہ ینابیع مین ہی - اور نابالغ آدمی کا اپنے غلام کو مدبر کرنا نہین صحیح ہی خواہ
فی الحال مدبر کر دے خواہ معلق بہ بلوغ خود چنانچہ اگر نابالغ نے کہا کہ جب مین بالغ ہون تو تو میری موت کے بعد
آزاد ہی تو نہین صحیح ہی اور اسی طرح مجنون و معتوہ غالب کہ انکی تدبیر بھی نہین صحیح ہی اور جو شخص نشہ مین ہو اُسکا مدبر کرنا
صحیح ہی اور اسی طرح جو شخص مجبور کیا گیا اور اُسنے مدبر کیا تو صحیح ہی اور مکاتب نے اگر اپنی کمائی کے مملوک کو مدبر
کیا تو نہین صحیح ہی اور اسی طرح غلام ماذون التجارۃ نے اگر مدبر کیا تو نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اگر کسی نے اپنے
غلام کو مدبر کیا پھر اُسکی عقل جاتی رہی تو تدبیر اپنے حال پر صحیح رہیگی بخلاف اسکے اگر غلام کے رقبہ کی کسی کے
واسطے وصیت کر دی پھر مجنون ہو گیا پھر مر گیا تو وصیت باطل ہو گی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ذمی نے اپنے غلام کو مدبر کیا
پھر غلام مسلمان ہو گیا تو بسعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر سعایت سے فارغ ہونے سے پہلے مولی مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا
اور سعایت باطل ہو گی - اور اگر مولی (یعنے ذمی ۱۲) نے اُس سے اُسکی قیمت سے زیادہ مال پر بدون حکم قاضی صلح کر لی اور غلام عاجز
آیا تو بقدر زیادتی کے صلح ٹوٹ جائیگی اور بقدر اپنی قیمت کے سعایت کریگا - حربی ہمارے ملک مین امان لیکر داخل
ہوا پس اُسنے غلام کو مدبر کیا پھر حربی دار الحرب سے قید کر کے لایا گیا تو مدبر مذکور آزاد کیا جائیگا اور اگر دار الحرب مین مدبر
کیا اور ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا پھر غلام یہان مسلمان ہو گیا تو حربی مذکور اُسکے بیچ کرنے پر مجبور کیا جائیگا
غلام مدبر مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا یا کافران حربی اسکو قید کر لے گئے پھر مسلمانون نے اسکو پکڑا اور لے آئے اور
وہ مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے مولاے سابق کو دیا جائیگا اور مدبر ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ
تو آزاد ہی یا مدبر ہی تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے آزاد ہونا مراد لیا ہی تو غلام آزاد
ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مدبر ہونا مراد لیا ہی تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور صحت مین اُسنے یہ قول کہا تھا

تو نصف غلام اُسکے تمام مال سے مفت آزاد ہو جائیگا اور نصف بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہوگا اگر اُسکے تہائی مال سے برآمد ہو۔ اور اگر اسکے سوائے اُسکا کچھ اور مال نہو تو نصف مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کی دو تہائی کے واسطے سعایت کریگا یعنی کل کی ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر دو غلام ہوں اور اُسنے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد یا مدبر ہے اور قبل بیان کے مرگیا اور ان دونوں کے سوائے اُسکا کچھ مال نہیں ہے اور یہ قول حالت صحت میں کہا ہے تو ہر ایک غلام کا چہارم حصہ مفت تمام مال سے آزاد ہوگا اور ایک چہارم بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے ہر حال میں سعایت کریگا۔ اور اگر اُسنے دونوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو یا مدبر ہو اور باقی صورت وہی ہوئی جو مذکور ہوئی ہے تو ہر ایک کا نصف حصہ بوجہ عتق قطعی کے اور نصف بوجہ تدبیر کے آزاد ہوگا اور یہ سب اسوقت ہے کہ قول مذکور اُسنے صحت میں کہا ہو اور اگر مرض میں کہا تو فقط تہائی مال سے اُسکا اعتبار کیا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر اپنی صحت میں اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہے اور ان دونوں کے سوائے اُسکا کچھ مال نہیں ہے اور قبل بیان کے مرگیا تو جو محض غلام ہے وہ کل مال سے اور مدبر تہائی مال سے آزاد ہونگے اور اگر اسکے برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دوسرا مدبر ہے تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ خبر دینا ہے مقدم و موخر بیان میں ہونا یکسان ہے اور امام محمد رح کے نزدیک ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے اور باقی نصف حصہ بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور دیگر تو مدبر ہے یعنی یوں کہا کہ والآخر المدبر تو قن آزاد ہوگا اور مدبر بحال خود مدبر رہیگا اور یہ بالاتفاق ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنے دو مدبر غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے پھر ان دونوں مدبروں میں سے ایک باہر نکل گیا اور ایک موجود رہا اور اُسکا ایک تیسرا غلام آیا پس اُسنے اس مدبر موجود اور اس غلام سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک مدبر ہے تو جو مدبر باہر نکل گیا ہے وہ اُسی وقت سے آزاد ہوگیا جسوقت اُسنے یہ کہا تھا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور جو اُسکے پاس رہگیا تھا وہ ویسا ہی مدبر رہا اور جو غلام داخل ہوا تھا وہ غلام رہا اسمیں سے کچھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اپنی صحت میں اپنے دو مدبروں اور ایک قن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور دونوں باقی میں سے ایک آزاد ہے اور قبل بیان کے مرگیا تو قن میں سے نصف بطور عتق قطعی آزاد ہوگا اور باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور نصف عتق دونوں مدبروں میں مشترک ہوگا پس ہر مدبر میں سے چہارم حصہ بسبب عتق قطعی کے کل مال سے آزاد ہوگا اور تین چوتھائی بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دونوں میں سے ایک مدبر ہے تو نصف عتق قطعی کا مستحق قن ہوگا اور نصف عتق دونوں مدبروں کے درمیان ہر ایک کے واسطے چہارم چہارم ہوگا اور یہ زیادات کی روایت ہے اور امام قاضی خان نے فرمایا کہ جو زیادات میں مذکور ہے وہی صحیح ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر تینوں سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور دونوں باقی آزاد ہیں تو قن کل آزاد ہو جائیگا اور ہر دو مدبروں میں سے نصف نصف بعتق قطعی آزاد ہوگا۔ اور اگر عتق کو مقدم کرکے یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دونوں باقی مدبر ہیں تو ہر ایک کا تہائی اس اعتاق سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے ایک مدبر اور دو قن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور دونوں باقی آزاد ہیں تو دونوں قن مال سے آزاد ہونگے اور پہلا جملہ خبریہ قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ تم میں ایک آزاد ہے اور باقی دونوں مدبر ہیں تو

مدبر کی بابت حکم تعلیق یعنی غلام معلق مفت آزاد ہوگا اور مدبر کے واسطے حکم سعایت

مدبر کی بابت دو غلاموں میں سے ایک آزادی کا قول کہا ہو

ہر ایک کی تہائی بسبب اعتاق کے آزاد ہو جاویگی - اور ہر ایک کی دو تہائی بسبب تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگی - اور
اسی طرح اگر سب شخص غلام ہون اور اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اور دونون باقی مدبر ہین تو بھی ہر ایک کا تہائی
حصہ کل مال سے بسبب اعتاق کے آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی حصہ تہائی مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا - اور
اگر برعکس یون کہا کہ تم مین سے ایک مدبر ہے اور باقی دونون آزاد ہین تو ہر ایک کی دو تہائی کل مال سے آزاد ہوگی اور باقی
تہائی مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اُسنے تین غلامون سے جنمین سے ایک مدبر ہے کہا کہ تم
مین سے دو آزاد ہین یا دو مدبر ہین اور قبل بیان کے مرگیا اور یہ قول اُسنے حالت صحت مین کہا ہے تو ہر ایک مین سے ایک تہائی
حصہ بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور مدبر مین سے دو تہائی حصہ جیسا مدبر تھا ویسا ہی رہیگا اور ہر دو غلام مین سے
چہارم حصہ مدبر ہو جائیگا پس اگر اسکا کچھ مال ہو جسکی تہائی مین سے ایک تہ اور چھٹا حصہ قیمہ برآمد ہو تو مدبر معروف پورا
آزاد ہو جائیگا اور ہر دو غلام مین سے ہر ایک کے تین چھٹے حصے اور نصف چھٹا حصہ آزاد ہوگا یعنی ایک تہائی بسبب عتق
قطعی کے اور ایک چہارم بسبب مدبر ہونے کے قال المترجم یعنی بارہ حصون مین سے سات حصے آزاد ہونگے - اور اگر
اسکا کچھ اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال ان غلامون پر بحساب انکے سہام کے تقسیم ہوگا اور مدبر معروف کا حق دو تہائی ہے اور ہر
دو غلام کا حق نصف ہے اور کم سے کم ایسا عدد جسکا نصف و ثلث نکلتا ہے (۶) ہے اور مدبر معروف کا حق (۴) اور ہر دو غلام کا حق
(۳) ہے پس سہام وصیت کا مبلغ سات ہوا یہ تہائی مال رکھا گیا پس کل مال کے (۲۱) سہام ہوئے پس ہر غلام کی دو تہائی (۷) ہوئے
اسواسطے کہ عتق قطعی کی منہائی کے بعد ہر غلام مین سے دو تہائی رہی ہے اور جبکہ دو تہائی سات ہوئی تو کل غلام کے ساڑھے
دس ہوئے پس کسر واقع ہوئی لہذا ہم نے دوچند کردیا تو ہر غلام کے (۲۱) سہام ہوئے - اب ہم کہتے ہین کہ مدبر معروف مین
سے بسبب عتق قطعی کے ایک تہائی یعنے سات سہام آزاد ہوئے اور بسبب تدبیر کے بعد دوچند کرنے کے اسمین سے
(۸) سہام آزاد ہوئے پس وہ (۶) سہام کے واسطے سعایت کریگا یعنی (۱۵) سہام مجموعہ آزاد ہوئے اور باقی (۲۱) مین
سے (۶) رہے جنکے واسطے سعایت کریگا - اور ہر ایک غلام مین سے بسبب عتق قطعی کے تہائی یعنی سات سہام آزاد ہوئے
اور بسبب تدبیر کے بعد نصف کے ہر ایک سے (۳) سہام آزاد ہوئے پس جملہ (۱۰) سہام نکال کر باقی (۱۱) سہام کے
واسطے ہر ایک سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور سہام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج ٹھیک ہوئی - اور اگر
مولی قبل بیان کے مرگیا پھر غلامون مین سے ایک مرگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر مدبر معروف مرگیا تو وہ اپنی وصیت
کے آٹھون حصہ کا پورا لینے والا ہوگیا اور چھ حصے جو اُسپر سعایت کے تھے وہ تلف ہوگئے اور یہ ڈوب جانا
وارثون کی حق تلفی اور جو موصی لہ ہین اُنکی حق تلفی مشترک ہوئی اور یہ اسطرح ہوگا کہ باقی ان سہامون پر تقسیم ہو جو
ڈوب جانے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہین کہ وارثون کا حق (۲۸) سہام تھا اور ہر دو غلام باقی کا حق (۶) سہام
کہ جملہ (۳۴) سہام ہوتے ہین پس ہر دو غلام باقی مین سے ہر ایک کی دو تہائی (۱۴) ہوئے جنمین سے ہر ایک مین سے بسبب
تدبیر کے (۳) سہام آزاد ہوئے اور باقی (۱۱) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر معروف اپنا حق پورا لے چکا ہے
یعنے سہام وصیت کے (۸) سہام پس جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور سہام سعایت (۲۸) ہوئے اور تہائی و دو تہائی
ٹھیک ہوگئی پس تخریج مستقیم ہے - اور اگر مدبر معروف نہین مرا بلکہ ہر دو غلام مین سے کوئی مرگیا تو وہ اپنی وصیت کے (۲)
سہام پورے لے گیا اور جو اُسپر سعایت تھی وہ ڈوب گئی اور یہ نقصان وارثون و دونون باقیون پر مشترک ہوگا چنانچہ

باقی حق وارثان (۲۸) اور حق مدبر معروف (۸) اور حق غلام باقی (۳۳) پر تقسیم ہوگا پس جملہ سہام (۶۹) ہوئے پس دو ثلث ہر ایک غلام باقی اور مدبر دونوں ساڑھے انیس ہوئے از انجملہ مدبر کے (۸) سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے گیارہ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور غلام زندہ کے (۳) سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے سولہ سہام کے لیے سعایت کریگا اور غلام میت اپنے (۳) سہام وصیت لے گیا ہے لہذا مبلغ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور مبلغ سہام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر ہر دو غلام مر گئے اور مدبر رہ گیا تو دونوں اپنے سہام وصیت پورے (۶) سہام لیگئے اور دونوں پر جو سہام سعایت تھے ڈوب گئے پس یہ حق تلفی کل پر ہوگی پس باقی سہام وارثان (۲۸) اور حق مدبر (۸) پر تقسیم ہونگے پس جملہ سہام (۳۶) ہوئے پس دو ثلث رقبہ مدبر (۲۴) رہے از انجملہ (۸) سہام وصیت مدبر آزاد ہوئے اور باقی (۲۸) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام مردہ اپنا حصہ لے چکے ہیں یعنی (۶) سہام لہذا جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور سہام سعایت (۲۸) ہیں پس تہائی و دو تہائی ٹھیک نکلی و تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مولی نہ مرا بلکہ غلاموں میں سے ایک مر گیا پھر اسکے بعد مولے مرا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر قبل موت مولے کے مر گیا تو عتق قطعی میں اسکی مزاحمت باطل ہوئی اور عتق قطعی ہر دو باقی میں رہگیا اور جب مولے مر گیا تو وہ ان دونوں میں شائع ہو گیا کہ جس سے نصف ہر ایک کا بایجاب قطعی آزاد ہو گیا اور ہر ایک کا چوتھائی حصہ بسبب تدبیر کے مدبر ہو گیا پس اگر مولی کا کچھ مال اسقدر ہو کہ اسکی تہائی سے نصف رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا از انجملہ نصف بسبب عتق قطعی کے اور چہارم بسبب تدبیر کے اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو ایک تہائی ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگی اور اسکا مال وقت موت کے رقبہ واحدہ ہے پس تہائی مال تہائی رقبہ ہوگا جو دونوں میں نصفا نصف ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا یعنی نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے اور چھٹا حصہ بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر مدبر نہیں مرا بلکہ ہر دو غلام میں سے ایک مر گیا پھر مولی مر گیا تو غلام میت کی مزاحمت دور ہو گئی اور عتق قطعی اس غلام باقی اور مدبر معروف کے درمیان رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک کا نصف باقی مدبر ہوا چنانچہ اگر مولی کا مال کچھ زائد ہو کہ اسمیں سے تہائی ایک رقبہ ہوتا ہو تو دونوں آزاد ہو جاوینگے اور اگر نہو تو تہائی حق میت ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگی چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا مدبر ہیں اور یہ قول اُسنے مرض میں کہا تو اُسکا کلام ان دونوں کے حق میں تہائی سے معتبر ہوگا پس تہائی ان سب پر بقدر انکے سہام کے تقسیم ہوگی پس مدبر معروف کا حق تمام رقبہ کا ہے جسکے (۶) سہام مفروضہ ہیں اور حق ہر دو غلام بحکم تدبیر کے نصف یعنی (۳) تین اور بحکم عتق قطعی دو تہائی یعنی (۴) ہیں پس سہام وصیت ہر دو غلام ساڑھے تین ہوئے اور سہام وصیت مدبر (۶) ہوئے پس سب کا مجموعہ کل (۱۳) سہام وصیت ہوئے اور یہ تہائی مال ہوا پس کل مال کے (۳۹) سہام ہوئے پس ہر غلام کے (۱۳) سہام ہوئے تین میں سے مدبر میں سے (۶) سہام آزاد ہوئے اور (۷) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور ہر دو غلام میں سے ساڑھے تین سہام یعنی ہر ایک سے ساڑھے تین سہام آزاد ہوئے تو ہر ایک ساڑھے نو سہام کے لیے سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت (۱۳) اور سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج تہائی و دو تہائی مستقیم ہے۔ اور اگر مدبر بعد موت مولی کے مر گیا تو اسپر سعایت باطل ہو گئی اور خسارہ کل پر ہوا ہے اور اسکی صورت

یہ ہوگی کہ باقی ہر دو غلام کی مقدار سہام (۷) پر اور مقدار سہام وارثان (۲۶) پر تقسیم ہوگی پس جملہ (۳۳) ہوئے کہ ہر
غلام کے جملہ ساڑھے سولہ سہام ہوئے پس ہر ایک میں سے ساڑھے تین آزاد اور باقی (۱۳) کے واسطے سعایت
کریگا اور مدبر میت اپنے سہام وصیت لے چکا ہو لہذا جملہ سہام وصیت (۱۳) اور سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہو
اور اگر ہر دو غلام میں سے ایک مرگیا تو اسپر کی سعایت ڈوب گئی اور ترکہ مناسب پر رہا بایں طور کہ باقی مقدار حق سہام
وارثان (۲۶) پر اور مقدار حق سہام غلام باقی ساڑھے تین اور مقدار حق سہام مدبر (۶) پر تقسیم ہو پس جملہ ساڑھے پینتیس
سہام ہوئے پس ہر ایک کے مقابلہ میں (۱۷) سہام اور تین چوتھائی حصہ سہام ہوا جنمیں سے مدبر سے (۶) سہام آزاد ہوئے
اور باقی گیارہ سہام اور تین چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور غلام میں سے ساڑھے تین سہام آزاد ہوئے
اور باقی (۱۴) سہام و چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ غلام مردہ اپنا حق وصیت لے چکا ہو لہذا مبلغ سہام
وصیت (۱۳) ہوا اور مبلغ سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر دونوں غلام مرگئے اور مدبر رہگیا تو سعایت
جو دونوں پر تھی ڈوب گئی پس باقی حق سہام وارثان (۲۶) پر اور سہام مدبر چھ پر تقسیم ہوگی کہ جسکے جملہ (۳۲) سہام ہوئے
جنمیں سے مدبر کے (۶) سہام آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام میت اپنے سہام
وصیت پاچکے ہیں لہذا مبلغ سہام وصیت (۱۳) اور مبلغ سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر
مع ایک غلام کے مرگیا تو اسپر جو کچھ سعایت تھی وہ ڈوب گئی تو باقی حق وارثان (۲۶) اور حق غلام باقی ۳ ½ پس مجموعہ ۲۹ ½
پر تقسیم ہوگی از انجملہ ساڑھے تین سہام غلام میں سے آزاد ہونگے اور باقی (۲۶) کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ مدبر اور غلام
میت نے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو یعنی ساڑھے نو سہام پس جملہ سہام وصیت (۱۳) ہوگئے اور سہام سعایت (۲۶) ہیں پس تخریج مستقیم
ہوئی۔ اور اگر مدبر قبل موت مولی کے مرگیا تو عتق قطعی میں اُسکی مزاحمت جاتی رہی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ
باقی دونوں غلاموں میں رہا پس اگر مولی کا اسقدر مال ہو کہ اُسکی تہائی سے ڈیڑھ رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر غلام میں سے
تین چوتھائی بوجہ عتق قطعی کے آزاد ہوجائیگا اور اپنی چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر اُسکا کچھ اور مال
نہو تو اُسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں میں مشترک ہوگا پس ہر ایک میں سے تہائی رقبہ آزاد ہوجائیگا
اور اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر مولے سے پہلے ایک غلام مرگیا تو اُسکی مزاحمت عتق قطعی
میں سے باطل ہوگئی اور ایجاب قطعی درمیان غلام اور مدبر کے رہا کہ ہر ایک کے واسطے نصف رقبہ پہونچا اور نصف
غلام باقی بھی مدبر ہوگیا پس اگر مولے کا اسقدر مال ہو کہ اُسکی تہائی سے یہ دونوں بقدر مملوکیت برآمد ہوتے ہوں
تو دونوں مفت بلا سعایت آزاد ہوجاوینگے اور اگر اُسکا کچھ اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں
کو مشترک پہونچیگا اسطرح کہ جیسے بیان کیا ہو۔ اور اگر اُسنے اپنی صحت میں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا مدبر ہو اور قبل
بیان کے مرگیا تو اُسکا یہ قول کہ تم سب آزاد ہو ان سب کے حق میں صحیح ہو اور اُسکا یہ قول کہ یا تم سب مدبر ہو اُسکے مدبر
معروف کے حق میں لغو ہوا اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہو گویا اُسنے کہا کہ یا یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس بسبب ایجاب
قطعی کے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوا جو ان سب میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور بسبب ایجاب
ثانی کے ایک رقبہ مدبر ہوا جو ہر دو غلام میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف مدبر ہوجائیگا اور مدبر معروف کا نصف
رقبہ باقی رہا اور اگر مولی کا اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی سے نصف رقبہ و ایک رقبہ کامل برآمد ہوتا ہو تو سب آزاد ہوجاوینگے

اور اگر کچھ اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اُسکا تہائی مال ڈیڑھ رقبہ ہی پس اُسکی تہائی نصف رقبہ ہوا جو ان سب مین مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ مین چھٹا حصہ رقبہ کا پہونچا پس جملہ دو تہائی رقبہ ہر ایک مین سے آزاد ہوگا اسطرح کہ نصف بایجاب قطعی اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر ایجاب مذکور حالت مرض مین واقع ہوا ہو تو تہائی مال سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے ہمنے بیان کردیا ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین سے ہر ایک آزاد ہی یا تم سب مدبر ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ و یہ سب مدبر ہین تو بھی یہی حکم ہی کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ یا تم سب مدبر ہو۔ اور اگر ان مین سے کوئی مدبر نہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ و یہ مدبر ہین تو دونون ایجاب صحیح ہین پس ہر دو کلام مین سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک مین سے نصف بایجاب قطعی آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی مین سے ہوگا۔ اور اگر ایجاب بحالت مرض واقع ہوا ہو تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جسقدر آزاد ہو سکین جیسے ہمنے بیان کیا ہی۔ اور اگر انمین سے ایک مدبر ہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا تم مین ایک مدبر ہی تو یہ سب کلام باطل ہی اسواسطے کہ قولہ تم مین سے ایک مدبر ہی لغو ہی اور رہا ایجاب اول وہ ایجاب فی حال دون حال ہی پس شک کے ساتھ ایجاب نہوگا اور اگر کہا کہ ہر ایک تم مین سے آزاد ہی یا مدبر ہی تو ہر دو کلام حق مدبر مین باطل ہین اور ہر دو غلام کے حق مین صحیح ہین اسواسطے کہ اُسنے ہر فرد کے حق مین علحدہ ایجاب کیا ہی گویا اُسنے ہر ایک کے واسطے کہا کہ تو آزاد ہی یا مدبر ہی پس مدبر کے حق مین باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق مین صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضا کا نصف ثابت ہوگا پس ہر ایک غلام مین سے نصف بایجاب قطعی ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے ہوگا اور اگر قول مذکور مرض مین صادر ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسیطرح حساب لگایا جائیگا جسطرح ہمنے بیان کیا ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی اور مدبر اسی کو کہا کہ جو معروف مدبر ہی یا یہ ہی یا یہ ہی اور قبل بیان کے مرگیا تو سب مدبر ہو جاوینگے اسواسطے کہ ہر دو ایجاب مین سے ایک کا التزام ہی اور دلالت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُسنے تدبیر کو اختیار کیا ہی اور دلالت اسطرح ہی کہ اسنے ثانی و ثالث کو اول تدبیر پر عطف کیا ہی پس اختیار ثابت ہوا اسواسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہی درمیان معطوف و معطوف علیہ کے ایسے وصف مین جو بیان ہوا ہی اور صفت تدبیر مین مشارکت ثابت نہوگی الا ایسی صورت مین کہ معطوف علیہ مین ایجاب مین اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جاوے۔ اور اگر ان غلامون مین کوئی مدبر نہو پس اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی یا یہ ہی یا یہ ہی تو سب مدبر ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہی اور یہ تو ایجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہی اور دوسرا جو اسپر عطف ہی دونون مدبر ہو جاوینگے اور تیسرا قن باقی رہیگا اور وجہ یہ ہی جو ہمنے بیان کردی ہی اور اگر اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونون مدبر ہین حالانکہ انمین کوئی غلام پہلا مدبر نہ تھا تو دونون ایجاب ثابت ہونگے پس ایجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوگا جو ان سب مین مشترک ہوگا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہونا ثابت ہوگا مگر خاص اُنھین دونون کے حق مین جنکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہی اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی اور اگر اپنے تین غلامون سے کہا کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونون مدبر ہین تو ہر ایجاب کی تہائی ثابت ہوگی اور یہ عامہ مشائخ کا

قول ہو پس کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہوگا جو ان سب میں مشترک ہوگا اور دوسرے کلام سے تہائی عتق ثابت ہوگا جو فقط اُسی کے واسطے ہوگا جسکی طرف اشارہ کیا ہو پس اسکے واسطے دو تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہوگا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر انھین دونون کے واسطے جنکی طرف اشارہ کیا ہو ثابت ہوگی پس انمین سے ہر ایک کا تہائی حصہ مدبر بھی ہو جائیگا یہ کافی مین ہو۔ پس اگر اسکا کچھ اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے دو تہائی رقبہ نکلتا ہو تو ہر ایک مین سے دو تہائی آزاد ہو جائیگی اور اپنی ایک تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اگر کچھ اور مال نہو تو وقت موت کے جسقدر مال اسکا تھا اُسکی ایک تہائی دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی اور موت کے وقت اُسکا مال ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی تھا پس اُسکی تہائی یعنی پانچ نوین۔ (بجاے ساتوین - نوین) حصے ان دونون مین تقسیم ہونگے کہ ہر ایک کو دو ساتوین حصے اور نصف ساتوان حصہ پہونچےگا اور ہر ایک اپنے تین ساتوین حصے اور نصف ساتوین حصے کے واسطے سعایت کریگا اور مفرد اپنے تہائی کے واسطے سعایت کریگا پس مجموعہ سہام وصیت پانچ ہوئے اور جملہ سہام سعایت دس ہوئے کہ تہائی و دو تہائی ٹھیک ہو پس تخریج مستقیم ہو یہ شرح زیادات عتابی مین ہو

ساتوان باب۔ استیلاد کے بیان مین۔ استیلاد یہ ہو کہ باندی ماں کہ تا اپنے مولی سے بچہ جنی خواہ ملک وقت علوق تحقیقی ہو یا تقدیری ہکذا قیل واللہ تعالی اعلم بالصواب جب باندی اپنے مولی سے بچہ جنی تو وہ اُسکی ام ولد ہو گئی خواہ بچہ زندہ جنی یا مردہ یا ساقط ہو گیا ایسا کہ جسکی پوری خلقت ظاہر ہو گئی تھی یا کچھ خلقت جبکہ اقرار کیا کہ یہ میرا نطفہ ہو تو باندی کے ام ولد ہو جانے کے واسطے یہ بچہ بمنزلہ زندہ کامل الخلقت جننے کے ہو اور اگر ایسا پیٹ ساقط ہوا کہ اُسکی خلقت مین سے کچھ ظاہر نہین ہوا ہو مثلاً لوتھڑا یا تھکّا خون کا یا ٹکڑا ساقط ہوا اور مولی نے دعوی کیا کہ یہ میرے نطفہ سے ہو تو اس سے باندی اُسکی ام ولد نہوگی یہ سراج وہاج مین ہو۔ ام ولد کی بیع جائز نہین ہو اور اسی طرح ہر ایسا تصرف روا نہین ہو جس سے حق حریت جو بسبب استیلاد کے باندی کے واسطے ثابت ہوا ہو باطل ہوتا ہو جیسے ہبہ و صدقہ و وصیت و رہن کوئی جائز نہین ہو اور جو تصرف کہ موجب بطلان حق مذکور نہو وہ جائز ہو جیسے اجارہ پر دینا اور خدمت لینا اور کمائی کرانا اور کرایہ پر چلانا اور خود اُس سے وطی کرنا یا استمتاع کرنا روا ہو اور اجرت و کمائی و کرایہ مولی کا ہوگا اور اگر کسی نے اُس سے شبہہ سے وطی کی تو اُسکا عقر مولی کا ہوگا اور اگر مولی نے کسی سے اُسکا نکاح کر دیا تو مہر مولی کا ہوگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قضا اُسکی نافذ نہوگی بلکہ دوسرے قاضی پر موقوف رہیگی اگر دوسرے قاضی نے اُسکی قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہو گئی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور مولی کو اختیار ہو کہ کسی سے اُسکا نکاح کر دے مگر جب تک اُس سے ایک حیض سے استبرا نہ کرالے تب تک نکاح کر دینا نہین چاہیے ہو یہ بدائع مین ہو اور اگر بدون استبرا کے اُسکا نکاح کر دیا پھر وہ چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو یہ بچہ مولی کا ہوگا اور نکاح فاسد ہو اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوا اور اگر مولی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب شوہر ہی سے ثابت رہیگا مگر مولی کے دعوی کی وجہ سے وہ آزاد ہو گیا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر مولی نے اسکا نکاح کر دیا اور نکاح سے اُسکے بچہ ہوا تو بچہ بھی اپنی ماں کے حکم مین ہوگا کہ مولی کو اُسکی بیع و ہبہ و رہن وغیرہ جائز نہین ہو اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہ کریگا اور مولی کے مرنے پر اُسکے کل مال سے آزاد ہو جائیگا ہان مولی کو اُس سے خدمت لینا و اسکا اجارہ پر دینا وغیرہ جائز ہو لیکن اگر بچہ لڑکی ہو تو مولی کو اُس سے استمتاع جائز نہین ہو

اور یہ مسئلہ اجماعی ہی اور اگر نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو حق احکام مین یہ نکاح فاسد ملحق یہ نکاح صحیح کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر مولے نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا ولیکن مولے کے اقرار کی وجہ سے یہ بچہ آزاد ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور جب ام ولد کا مولے مرا تو وہ آزاد ہو جائیگی خواہ مولے نے اسکو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ بیاہا ہو اور نیز اُسکا عتق تمام مال سے معتبر ہوگا پس آزاد ہو جائیگی خواہ تہائی مال سے برآمد ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور اُسپر سعایت مولی کے وارث یا مولی کے قرضخواہ کسی کے واسطے کسی طرح واجب نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور یہ احکام ام ولد کے واسطے بہر حال ثابت ہونگے خواہ مولی حقیقۃً مر گیا یا حکماً مر گیا باین طور کہ مرتد ہوا اور دار الحرب مین چلا گیا اسی طرح اگر حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور یہان کوئی باندی خریدی اور اُسکو ام ولد بنایا پھر دار الحرب کو چلا گیا پھر جہاد مین قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور جب ام ولد مولی کے مرنے سے آزاد ہوئی تو اسوقت جو کچھ مال اُسکے پاس ہی وہ مولے کا ہوگا الا آنکہ مولے نے اُسکے واسطے اس مال کی وصیت کر دی ہو یہ بحر الرائق مین قاضیخان سے منقول ہی۔ اور ام ولد کا عتق تبکرار ملک متکرر ہوگا جیسے عتق محارم اور اُسکی تفصیل یہ ہی کہ اگر ام ولد کو اُسکے مولے نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر قید ہو کر آئی اور مولی نے اُسکو خرید لیا تو پھر ام ولد ہوگی یعنی اُسکا ام ولد ہونا عود کریگا اور اسی طرح اگر ذی رحم محرم کا کسی طور سے مالک ہوا اور وہ اُسکی طرف سے آزاد ہو گیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا پھر قید ہو کر آیا پھر اسنے خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح دوبارہ سہ بارہ جتنی دفعہ واقع ہووے یہی حکم ہی اور یہی حکم ام ولد مین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر نصرانی کی ام ولد مسلمان ہو گئی تو اُسکے مولی پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی اُس باندی کو اسکی ولایت سے نکال دیگا باین طور کہ اُسکی قیمت اندازہ کر کے اس باندی پر اقساط مقرر کر دیگا اور یہ مکاتبہ ہو جائیگی مگر فرق اسقدر ہی کہ یہ عورت دوبارہ رقیق نہ کیجائیگی اگرچہ اسنے آپ کو عاجز کر دے۔ اور اگر اسلام پیش کرنے کے وقت نصرانی مذکور مسلمان ہو گیا ہو تو یہ عورت اسنے حال پر اُسکی ام ولد رہیگی بخلاف اسکے کہ اگر اسوقت کے بعد مسلمان ہو گیا تو ایسا نہوگا۔ اور اگر اسکا مولا نصرانی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی اور اُسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قاضی نے اسپر قیمت دینے کا حکم دیا ہو پھر وہ مر گئی اور اُسکا ایک بچہ ہی جسکو وہ حالت سعایت مین جنی ہی تو جو کچھ اسپر واجب ہی وہ اُسکا بچہ سعایت کر کے ادا کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید کی باندی کے عمرو سے ایک بچہ پیدا ہوا بنکاح یا بوطی شبہہ پھر عمرو اس باندی کا مالک ہوا تو بچہ کا عمرو سے نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اسکی ام ولد اُسیوقت سے ہو جائیگی جب سے اُسکا مالک ہوا ہی نہ اسوقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قرار پایا ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر زنا سے کسی باندی سے استیلاد کیا پھر اُسکا مالک ہو گیا تو استحساناً اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور یہ ہمارے علماے ثلثہ کا قول ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ مگر بچہ آزاد ہو جائیگا اور اُسکی مان کے فروخت کا اُسکو اختیار ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر زید نے کہا کہ مین نے اس باندی سے نکاح کیا اور یہ مجھ سے بچہ جنی ہی اور یہ بات صرف اسکے قول سے معلوم ہوتی ہی اور مولے جسکی وہ باندی ہی اس سے انکار کرتا ہی تو یہ بات ثابت نہوگی پھر جب زید اس باندی کا مالک

ہو جائیگا تو باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ کا قول ہی۔ اور اگر اپنی صحت مین اقرار کیا کہ میری اس
باندی کی مجھسے اولاد ہوئی ہی تو ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور تمام مال سے آزاد ہوگی
خواہ اُسکے ساتھ بچہ موجود ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اپنے مرض مین اپنی باندی سے کہا کہ تو مجھسے جنی ہی
پس اگر اُسوقت اُسکو حمل ہو یا اُسکے ساتھ بچہ موجود ہو تو یہ باندی اُسکے کل مال سے آزاد ہوگی ورنہ تہائی مال
سے آزاد ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر حاملہ باندی کی نسبت مولی نے اقرار کیا کہ اسکا حمل مجھسے ہی تو وہ اسکی ام ولد
ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ اگر یہ حاملہ ہو تو اسکا حمل مجھسے ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا یا وہ پیٹ ڈال گئی جسکی پوری
خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور مولی نے اسکا اقرار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی بشرطیکہ چھ مہینہ سے
کم مین پیدا ہوا ہو۔ اور اگر مولی نے ولادت سے انکار کیا پھر ولادت پر ایک قابلہ نے گواہی دی تو جائز ہی اور
مولے سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر باندی چھ مہینے یا زیادہ مین
جنی تو بچہ مولے کو لازم نہ ہوگا اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اس باندی کا حمل
مجھسے ہی یا کہا کہ جو اُسکے پیٹ مین ہی بچہ وہ میرا ہی پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ یہ ریاح تھی بچہ نہ تھا پس باندی نے
اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ جو اسکے پیٹ مین ہی وہ میرا ہی اور حمل و ولد کا
نام نلیا پھر کہا کہ اسکے پیٹ مین ریاح تھی پس باندی نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکی ام ولد نہو جائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین
ہی۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ نہین بلکہ بچہ تھا اور وہ ساقط ہو گیا اور اُسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو قول
باندی کا قبول ہوگا اور وہ مولی کی ام ولد ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ میری یہ باندی مجھسے
حاملہ ہی پھر دو برس سے زیادہ مین اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعوی
کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہی اور مولے نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ کا نسب
اُس سے ثابت نہ ہوگا اور اگر مولے نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہی اور یہ میرا ہی حالانکہ اقرار سے دس برس بعد جنی ہی
تو یہ بچہ مولی کی اولاد سے ہوگا اور مولے کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہی لغو و باطل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر ایک مرد پر دو گواہون
مین سے ایک نے گواہی دی کہ اُسنے اپنی اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھسے جنی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے
اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھسے حاملہ ہی تو وہ اُسکی ام ولد ہوگی کہ البتہ دونون نے اسپر اتفاق کیا ہی اور اسی طرح اگر
ایک نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ یہ مجھسے پسر جنی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ یہ مجھسے دختر جنی ہی
تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ دونون گواہون کی گواہی مین اس امر پر اتفاق ہی کہ یہ باندی اُسکی ام ولد ہی یہ محیط مین ہی۔
ایک مرد نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو وہ میرے نطفہ سے ہی اور اگر لڑکی ہو تو مجھسے
نہین ہی تو بچہ کا نسب اُس سے بہرحال ثابت ہوگا خواہ لڑکی جنی یا لڑکا اور اگر کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو مجھسے
ہی تا دو سال پھر وہ چھ مہینے سے کم مین جنی تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو
نسب اُس سے ثابت نہوگا اور وقت مقرر کرنا باطل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ایک باندی خریدی
جسکے تین اولاد ہین پھر انمین سے ایک کے نسب کا دعوے کیا پس اگر یہ سب ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہون
تو سب کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر مختلف بطنون سے پیدا ہوئے ہون تو فقط اُسی کا نسب اس سے ثابت

ہوگا جسکا دعوے کیا ہی اور باقی دونون رقیق رہینگے کہ چاہے انکو فروخت کردے۔ اور اگر اُسکی ملک مین یہ اولاد پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف بطنون سے جنی پس اگر مولے نے سب سے چھوٹے کے نسب کا دعوے کیا تو اسی کا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونون رقیق ہین چاہے انکو فروخت کردے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر اُس نے سب سے بڑے کے نسب کا دعوے کیا تو اُسکا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونون اپنی مان کے تابع بمنزلہ اپنی مان کے ہونگے کہ انکو فروخت نہین کرسکتا ہی مگر مولے سے انکا نسب ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہی ایک مرد کی ایک باندی ہی کہ اُس سے وطی کرتا ہی اور ہر بار عزل کرلیتا ہی پھر یہ باندی کہین غائب ہوئی یعنی ایک زمانہ تک اُسکے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر بچہ جنی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اُس سے متہم تھا اور مولے کا غالب گمان یہ ہی کہ اس باندی نے فجور کیا ہی تو مولے کو اُسکے بچہ کی نفی کردینے کی گنجائش ہی کہ یہ میرا نہین ہی۔ اور اگر اسکا فجور ظاہر نہ ہوا اور مولی کی غالب رائے یہ ہی کہ عفیفہ ہی تو مولی کو اُسکے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے۔ اور چاہیے کہ گواہ کردے کہ یہ میری ام ولد ہی تاکہ ایسا نہو کہ اسکی موت کے بعد اُسکا بچہ رقیق بنایا جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی سے وطی کرتا ہی اور عزل نہین کرتا ہی اور اسکو محفوظ کرلیا ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ مولی کو روا نہین ہی کہ اس بچہ کو فروخت کرے اور اسپر واجب ہی کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہی اور اگر اُس سے عزل کرتا ہو اور اُسکو محفوظ نہ کیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک مولے کو روا ہی کہ اُسکے بچہ کی نفی کرے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی کی ام ولد اُسپر ہمیشہ کیواسطے حرام ہوگئی بایں طور کہ مولی کے پسر نے اس ام ولد سے وطی کرلی یا باپ نے وطی کرلی یا مولی نے اُسکی دختر یا مان سے وطی کرلی پھر چھ مہینہ سے زیادہ کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اُسکا ہوا ہی بدون مولی کے دعوی کے اُسکا نسب مولی سے ثابت نہوگا اور اگر مولی نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہوجائیگا اسواسطے کہ حرام ہوجانے سے ملک زائل نہین ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ مین حرہ ہون پس اُس نے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولی نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولی کے واسطے اس باندی کے ملنے اور اولاد کی قیمت ملنے اور وطی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہوجائیگی تو اولاد کا باپ اس سے اولاد کی قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اُسکے مولی سے خریدی تو اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکی نصف قیمت اُسکے مولی کو تاوان بھی دیدیگا یہ مبسوط مین ہی۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عمرو سے خریدا اور زید کو اُسکا علم نہین ہی پھر زید سے اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اُسکا دعوی کیا اور اُسکے واسطے حکم ہوگیا تو زید پر بکر کے واسطے بچہ کی قیمت بسبب دھوکے کے واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنے ایسے غلام کی نسبت کہا کہ یہ میرا لڑکا ہی کہ ایسی عمر کا بیٹا ایسے شخص کے نہین ہوسکتا ہی اور بچہ اسکی ولد ہو گا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی طرف سے آزاد ہوگیا اور آیا اُسکی مان اسکی ام ولد ہوگی یا نہین تو اصح یہ ہی کہ یہ اقرار اُسکی مان کے ام ولد ہونے کا اقرار ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اگر اپنے باپ کے تصرف وطی مین آئی ہوئی باندی سے استیلاد کیا تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا یہ قنیہ مین ہی۔ اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعوی کیا تو باپ سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہوجائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو خواہ باپ نے شبہہ

کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور باپ پر اس باندی کی قیمت واجب ہوگی مگر عقر اور بچہ کی قیمت نہین واجب ہوگی یہ کافی مین ہی اور اس استیلاد کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ باندی وقت علوق سے تا وقت دعوی نسب پسر کی ملک مین ہو اور باپ اسوقت سے اہلیت دعوی بھی رکھتا ہو - چنانچہ اگر بیٹے نے باندی کو فروخت کر دیا پھر خرید یا اسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی پس باپ نے دعوی کیا تو صحیح نہوگا الا اُس صورت مین کہ بیٹا اُسکے دعوی کی تصدیق کرے جیسے کوئی اجنبی دعوی کرے اور بیٹا تصدیق کرے تو بھی یہی حکم ہی اور نیز اگر باپ کافر ہو پھر مسلمان ہوگیا یا غلام ہو پھر آزاد ہوگیا یا مجنون ہو پھر اسکو افاقہ ہوگیا پھر وقت اسلام یا عتق یا افاقہ سے چھ مہینہ سے کم مین تا وقت دعوی وہ جنی پس اُسنے دعوے کیا تو صحیح نہین ہی کیونکہ باپ کو اہلیت دعوی حاصل نہ تھی لیکن اگر بیٹا تصدیق کرلے تو نسب ثابت ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - پس اگر بیٹے نے تصدیق کرلی تو بچہ کا نسب اُسکے باپ سے ثابت ہوگا مگر باپ اس باندی کا مالک نہوگا اور یہ بچہ اُسکے پسر یعنی باندی کے مولی کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکے زعم کے موافق وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا یہ تبیین مین ہی - اور اگر معتوہ نے اپنے افاقہ کے وقت دعوے کیا حالانکہ وہ وقت افاقہ سے چھ مہینے سے کم مین جنی ہی تو قیاساً نہین صحیح ہی اسواسطے علوق کے وقت وہ اہلیت نہین رکھتا تھا اور استحساناً صحیح ہی اسواسطے کہ عتہ مبطل حق و ولایت نہین ہی بلکہ عجز از عمل ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر پسر نے اپنی باندی اپنے باپ کے نکاح مین دیدی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور باپ پر اس بچہ کی قیمت کچھ نہوگی ہان اُسپر مہر واجب ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر باندی مذکورہ پسر کی مدبرہ یا ام ولد ہو کہ قیمت سے باپ کی ملک مین منتقل نہو سکتی ہو تو باپ کا دعوے کرنا باطل ہوگا یہ کفایہ مین ہی - اور دادا نے اگر اُسکے پوتے کی باندی سے وطی کی پھر اُسکے بچہ کے نسب کا دعوے کیا تو نسب ثابت نہوگا اگر باپ موجود ہو اسواسطے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع ہی پھر جب باپ مرگیا اور اُسکے بعد دادا نے دعوے کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر باپ موجود ہو مگر ایسا ہو کہ اُسکی ولایت کچھ نہین ہی جیسے غلام یا کافر و مجنون وغیرہ ہو تو ولایت دادا کی ثابت ہی پس اُسکا دعوے نسب صحیح ہوگا اور اگر باپ کی ولایت نے عود کیا مثلاً دادا کے دعوے سے پہلے وہ مسلمان ہوگیا یا آزاد کر دیا گیا یا افاقہ ہوگیا تو پھر دادا کا دعوی قبول نہ ہوگا اور اگر باپ مرتد ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا دعوی نسب موقوف رہیگا پس اگر باپ مسلمان ہوگیا تو دادا کا دعوے صحیح نہوا اور اگر حالت ردت پر مرا یا دار الحرب مین چلا گیا اور اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیدیا گیا تو دادا کا دعوے صحیح ہو جائیگا اور اگر مولی نے باندی کو فروخت کیا اور وہ حاملہ ہی پھر دوبارہ خرید لینے سے اُسکی ملک مین واپس آئی یا بسبب عیب یا خیار شرط یا فساد بیع کے اُسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو دادا کا یا باپ کا دعوی صحیح نہوگا الا آنکہ بیٹا یا پوتا تصدیق کرے تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور باندی بقیمت اُسکی ام ولد ہوگی مگر بچہ بقیمت آزاد ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر اجنبی جورو یا باپ یا دادا کی باندی سے وطی کی اور وہ بچہ جنی اور بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا مگر اُسکے ذمہ سے حد زنا بشبہہ ساقط کیجائیگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میرے واسطے اُسکے مولی نے حلال کر دی تو نسب ثابت نہوگا الا آنکہ حلال کر دینے کے دعوی مین مولے تصدیق کرے اور اس امر کی تصدیق کرے کہ بچہ اسی کا ہی پس اگر دونون باتون کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین اور اگر مولی نے تکذیب کی پھر کبھی کسی وقت اس باندی کا مالک ہوا تو نسب

ثابت ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مولی نے اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی اور اُس سے
بچہ پیدا ہوا اور اُسکا دعوے کیا پس اگر مکاتب نے تصدیق کی تو نسب مولی سے ثابت ہوگا اور مولی پر اس باندی
کا عقر اور اس بچہ کی قیمت واجب ہوگی اور باندی اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور اگر مکاتب نے تکذیب کی تو نسب ثابت
نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ بچہ جسکے نسب کا مولے نے دعوے کیا ہی اور بسبب انکار مکاتب کے مولی سے اُسکا نسب
ثابت نہین ہوا ہی اگر کبھی مولی اس بچہ کا مالک ہوا تو ملک کے وقت مولے سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور مبسوط
مین مذکور ہی کہ درصورت تصدیق مکاتب کے اگر مولے اس باندی کا کبھی مالک ہوا تو یہ اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ نہایہ مین ہی
اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی کو مکاتب کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا جسکا نسب معروف نہین ہی پس مولی نے اُسکے نسب کا
دعوے کیا تو مولے سے اُسکا نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتبہ اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب اور خواہ وقت کتابت
سے چھ مہینہ پر جنی ہو یا کم مین یا زیادہ مین بہرحال نسب مولے سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعوی کرے اور بچہ آزاد ہوگا
اور مولی پر اُسکی بابت کچھ ضمان بھی واجب نہوگی پھر اگر مکاتبہ مذکورہ وقت کتابت سے چھ مہینہ سے زیادہ پر جنی ہو تو
مولی پر اُسکا عقر واجب ہوگا پھر مکاتبہ کو اختیار ہی چاہے اپنی کتابت پر رہے اور چاہے عاجز ہوکر ام ولد ہو جاوے یہ
بدائع مین ہی۔ اور ماذون مین مذکور ہی کہ غلام ماذون نے اگر ایک باندی خریدی اور اُسکے بچہ ہوا پس ماذون نے اُسکے
نسب کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر مہجور ہو تو ثابت نہوگا الا اس صورت مین کہ شبہہ کا دعوے
کرے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اُس سے ایک بچہ جنی ہی مع اس بچہ کے اور مع باندی کی ایک دختر
کے جو کسی دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہی خریدی تو باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکو اس باندی کے فروخت کا اختیار
نہ رہیگا ہان اسکی دختر کو جو دوسرے مرد سے ہوئی تھی فروخت کر سکتا ہی۔ اور اگر اس ام ولد کو کسی دوسرے کے
نکاح مین دیدیا اور اُس سے ایک بچہ جنی تو اُسکو اس بچہ کے فروخت کا بھی اختیار نہین ہی اور اگر اُس نے ان سب کو آزاد
کر دیا اور پھر بعد اُنکے مرتد ہو جانے اور مقید کرکے لائے جانے کے اُنکو خرید لیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جیسے تھین
ویسے ہی عود کرینگی کہ باندی اور اُسکی دوسری دختر اخیرہ کے فروخت کا مختار نہوگا اور پہلی دختر کو فروخت کر سکتا ہی اور امام
محمد رح نے فرمایا کہ باندی کو نہین فروخت کر سکتا ہی اور ہر دو دختر کو فروخت کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی
دو مردون مین مشترک ہو پس دونون کی ملک مین وہ حاملہ ہوئی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک نے اُسکا دعوی کیا تو
اُس سے نسب ثابت ہوگا اور پوری باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یعنے نصف قیمت شریک کو تاوان دیدیگا خواہ یہ
مدعی تنگ حال ہو یا مالدار ہو اور نصف عقر کا بھی ضامن ہوگا اور قیمت ولد مین کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر دونون نے
ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونون کا ولد قرار دیا جائیگا اور باندی دونون کی ام ولد ہوگی ایک روز ایک کی
خدمت کریگی اور دوسرے روز دوسرے کی اور کوئی شریک دوسرے کے واسطے اس باندی کی قیمت مین سے کچھ
ضامن نہوگا ہان ہر ایک دوسرے کے واسطے نصف عقر کا ضامن ہوگا تو وہ قصاص ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور یہ بچہ ان
دونون مین سے ہر ایک سے پسر کی کامل میراث پاویگا مگر یہ دونون اُس سے ایک باپ کی کامل میراث پاوینگے یہ ہدایہ مین ہی
اور اگر اس باندی کو ایک نے آزاد کر دیا یا مر گیا تو بالاتفاق کل باندی آزاد ہو جاویگی اور اُسپر سعایت بھی لازم
نہ آویگی اور آزاد کنندہ پر امام اعظم رح کے نزدیک ضمان بھی لازم نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک باندی دو

شخصون مین مشترک ہی جسمین سے ایک کا نوان حصہ ہی اور دوسرے کا نو دسوان حصہ ہی پھر وہ ایک بچہ جنی اور دونون نے ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونون کا پسر ہوگا اور ہر ایک کا پورا پسر ہوگا پھر اگر وہ مرگیا تو دونون اُسکے وارث ہونگے اسطرح کہ ہر ایک کو نصف میراث پدر ملیگی اور اگر اُسنے کوئی جنایت کی تو دونون کی مددگار برادری اُسکے جرم کے جرمانہ کو نصفا نصف ادا کریگی اور اگر باندی نے جنایت کی تو دسوین حصہ کے مالک پر دسوان حصہ جرمانہ اور باقی والے پر باقی جرمانہ واجب ہوگا اور اسی طرح اس باندی کی ولا بھی اسی حساب سے دونون کی ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی تین یا چار یا پانچ مین مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان سب نے ساتھ ہی دعوی کیا تو اُسکا نسب ان سب سے ثابت ہوگا اور باندی ان سب کی ام ولد ہو جائیگی یہ امام اعظم رہ کا قول ہی اگرچہ ان سب کے حصص مختلف ہون مثلاً ایک کا چھٹا حصہ اور دوسرے کا چوتھائی اور تیسرے کا تہائی اور باقی چوتھے کا ہو بہرحال اُسکے بچہ کا نسب ان سب سے برابر ثابت ہوگا یعنی ہر ایک کا پورا بیٹا ہوگا اور باندی مین سے ہر ایک کے حصہ کے قدر باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور متعدی بحصہ شریک نہوگی حتی کہ اُسکی خدمت و کمائی و حاصلات ان سب مین بقدر اُنکے حصص کے ہر ایک کو ملیگی یہ بدائع مین ہی۔ ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی اُسکے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے ہوئے پس دونون مین سے ایک نے بڑے کا یعنی جو پہلے پیدا ہوا ہی دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعوی کیا تو دونون بڑے کے مدعی ہونگے اور اگر دونون دو بطن سے پیدا ہوئے تو بڑا اُسکے مدعی کا ہوگا اور باندی اُسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکا مدعی باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ تاوان نہ دیگا اسواسطے کہ اسکا علوق آزادی کے ساتھ ہوا ہی اور چھوٹے بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے استحساناً ثابت ہوگا مگر وہ بچہ کی تمام قیمت کا شریک اول کے واسطے ضامن ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی دو مردون مین مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی اگر لڑکا ہو تو وہ مجھسے ہی اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہین ہی اور دوسرے نے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی اگر لڑکی ہو تو وہ میرا نطفہ ہی اور اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے نہین ہی۔ تو اس مسئلہ مین دو صورتین ہین اول آنکہ یہ دونون کلام ان دونون سے ساتھ ہی صادر ہوئے اور اس صورت مین اس بطن سے جو پیدا ہوا وہ ان دونون کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر کسی سے ان دونون سے پہلے کلام صادر ہوا تو جو پیدا ہوا وہ اُسی کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو بشرطیکہ ان دونون کلامون سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہو اور اگر کلام اول سے چھ مہینہ پر اور کلام ثانی سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا تو وہ دوسرے کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر دونون کلامون سے چھ مہینہ پر پیدا ہوا تو اُسکا نسب ان دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا الا آنکہ دعوے از سر نو پایا جاوے یہ محیط مین ہی۔ اگر دو شریکون کی مملوکہ مشترک باندی دونون کے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینہ پر بچہ جنی پس ایک شریک نے باندی کا دعوے کیا کہ یہ میری دختر ہی اور دوسرے شریک نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور حال یہ ہی کہ ہر ایک نے جسکے نسب کا دعوے کیا ہی ایسا بچہ اُسکے پیدا ہو سکتا ہی اور دونون کلام ساتھ ہی خارج ہوئے تو بچہ کی دعوت اولی ہوگی اسواسطے کہ وہ باندی کی دعوت کے لیے اسبق ہی از راہ تقدیر بدین وجہ کہ بچہ کے نسب کی دعوت استیلادی ہی اور باندی کے نسب کا دعوے دعوت تحریر ہی اور دعوت استیلاد مستند ہی اور دعوی تحریر مقتصر بقدر ضرورت ہوتا ہی پس بچہ کے نسب کا دعوی مستند ہوگا پس اُسکے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر دوسرے کے واسطے

یعنی سبقت کی راہ سے بعید نہین ہی ١٢
یعنی دختر ہی

واجب ہوگا اور یہ نہوگا کہ چونکہ مدعی نسب کنیز نے اُسکی تحریر کا دعوی کیا ہی کہ یہ میری دختر ہی لہذا بچہ کا مدعی تاوان سے بری ہو جاوے اور اگر باندی دونون کی مملوکہ ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو ہر ایک شریک کا دعوی صحیح ہوگا کیونکہ کسی کے دعوی کا کوئی مرجح نہین ہی اسواسطے کہ دونون کی دعوت اس صورت مین دعوت تحریر ہی پس کسی کو دوسرے پر سبقت نہوگی پس بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے اور باندی کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا پھر مدعی ولد اپنے شریک کو بابت ولد کے کچھ تاوان نہ دیگا اور اسپر اتفاق ہی اور باندی کے مدعی پر باندی کی بابت بھی امام اعظم رح کے نزدیک کچھ تاوان نہوگا اسواسطے کہ وہ اس دعوی مین ایسا ہوا کہ گویا اُسنے شریک کی ام ولد کو آزاد کر دیا اور ام ولد کی رقیت امام اعظم رح کے نزدیک کچھ متقوم نہین ہوتی ہی یعنی قیمت دار ہونے مین داخل نہین ہی۔ اور مدعی ولد پر کچھ عقر واجب نہوگا۔ اور اگر باندی دونون کی ملک مین آنے کے وقت سے چھ مہینے پر ایک لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی پھر دونون مین سے ہر ایک نے ایک ایک لڑکی کا دعوی کیا تو ہر دو دعوی صحیح ہونگے اور دختر اول کے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اپنے شریک کے واسطے واجب ہوگی لیکن اگر یہ باندی قبل اپنے دعوی کے واقع ہونے کے قتل کی گئی تو ایسی صورت مین اول دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے اصل باندی یعنی دختر اول کی ماں کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا اور نیز اُسپر دختر اول کی کچھ قیمت جسکے نسب کا دعوی کرتا ہی واجب نہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور دوسری دختر کے مدعی پر دختر اول کے واسطے تمام عقر واجب ہوگا۔ اور اگر ہر دو کی مملوکہ ہونے سے چھ مہینے سے کم مین لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو معتبر دوسری ہی دختر کے نسب کا دعوی ہوگا اور پہلی دختر کا دعوی نسب صحیح نہوگا اسواسطے کہ دختر دوم کا دعوے نسب بدعوی استیلاد ہی پس بسبب استناد کے مقدم ہی اور دعوی دختر اول دعوی تحریر ہی اسواسطے کہ اُسکا علوق ان دونون کی ملک مین نہ تھا اور دوسری دختر کا مدعی اپنے شریک کے واسطے دختر اول کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور دختر اول کے مدعی پر اپنے شریک کے واسطے اسکی ماں کی بابت کچھ تاوان واجب نہوگا جیسا کہ پہلی صورت مذکورہ بالا مین واجب ہوا تھا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہی پس خالد سے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور خالد نے کہا کہ تم دونون نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا پس ہر دو شریک مین سے ایک نے مثلاً زید نے اُسکی تصدیق کی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ ہم نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کیا تھا تو نصف باندی ام ولد موقوفہ رہیگی اور وہ کسی کی خدمت نہ کریگی اور باقی نصف اُسکی رقیق ہوگی جو نزد و بیع کا مقر ہی یعنی زید کی مگر خالد کو اس باندی سے وطی حلال نہوگی اسواسطے کہ زید و خالد نے باہم نصف باندی کی بابت نکاح مین اتفاق کیا ہی اور اسقدر مفید حلت نہین ہی اور لڑکے کا نصف حصہ مقر بیع یعنی عمرو کا نصف حصہ دار آزاد ہوگا اور باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور جو مقر نکاح ہی وہ اسکو خالد سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور نہ وہ مقر بیع سے تاوان لے سکتا ہی اور خالد پر اسکا عقر کامل واجب ہوگا جو زید و عمرو دونون مین مشترک ہوگا پس مقر بیع یعنی عمرو اسمین سے نصف عقر بطریق ثمن سے لیگا اور مقر نکاح یعنی زید باقی نصف کو بطریق مہر لے لیگا اور مقر بیع سے کہا جائیگا کہ تو اسکو اسی جہت سے لے جسکا تو مدعی ہی۔ اور اگر خالد مر گیا تو باندی مقر نکاح یعنی زید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگی۔ اور اگر زید و عمرو دونون نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہی تو خالد ان دونون کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن نہوگا ہان اُسکے عقر کا دونون کے لیے ضامن ہی۔ اور اگر باندی مجہولہ ہو کہ اُسکا مولی

نہ معلوم ہوتا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو میرے نکاح مین دیا ہو اور ان دونوں نے کہا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہو تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ آزاد ہوگا اور خالد پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور آیا عقر کا ضامن ہوگا یا نہین سو کتاب مین اسکو ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہین ضامن ہوگا اور اگر خالد نے ہبہ کا دعوے کیا اور زید و عمرو نے بیع کا دعوے کیا اور باندی مجہولہ ہو یا نہ زید و عمرو نے کہا کہ تو نے اسکو غصب کر لیا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونوں سے ہو تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور اُسپر باندی و بچہ دونوں کی قیمت واجب ہوگی اور اگر باندی نے ان سب کے قول کی تصدیق کی تو اُسکے قول کی اُسکے حق مین تصدیق کیجائیگی چنانچہ وہ رد کر کے زید و عمرو کی رقیق کر دی جائیگی اور اگر خالد نے خرید کا دعوے کیا اور جو باندی کا مولی ہو اُسنے نکاح کر دینے کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ آزاد نہوگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ یہ معلوم ہو کہ باندی اسی مقر کی ہو اور اگر یہ معلوم نہو تو بچہ آزاد بھی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔

ایک باندی دو مردون مین مشترک ہو اُسکے ایک ہی بطن سے دو بچہ پیدا ہوئے ایک زندہ اور دوسرا مردہ پس دونوں مین سے ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا اور زندہ کی نفی کی تو زندہ بھی اُسکے ساتھ لازم ہوگا اور بعد اسکے اسکی نفی نہین کر سکتا ہو اور اسی طرح اگر ہر ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا یا ہر ایک نے ہر دو بچہ کا دعوی کیا تو دونوں کا نسب ان دونوں سے ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اگر باندی زید و اُسکے پسر و اُسکے پدر ان سب کے درمیان مشترک ہو پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ان سب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو زید کا باپ اولی ہو یعنی اسی سے نسب ثابت رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر باندی زید اور اُسکے پسر کے درمیان مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان دونوں نے دعوے کیا تو استحسانًا زید اولی ہو اور زید اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور رہا نصف عقر سو زید اُسکے نصف عقر کا اپنے پسر کے واسطے اور پسر اُسکے نصف عقر کا زید کے واسطے ضامن ہوگا پس باہم قصاص کر لینگے یہ سراج وہاج مین ہو اور اگر دو شریکون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو پس مشترکہ باندی کے بچہ کا دونوں نے ساتھ ہی دعوی کیا تو مسلمان اولی ہو۔ اور یہ اسوقت ہو کہ ذمی دعوی نسب سے کچھ پہلے مسلمان نہو گیا ہو اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا پھر باندی کے بچہ ہوا پھر دونوں نے اُسکے نسب کا دعوے کیا تو دونوں سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ حالت مین دونو یکسان ہین۔ اور اگر دعوے نسب درمیان مرتد و ذمی کے ہو تو بچہ مرتد کا ہوگا اور ہر ایک دونوں مین سے دوسرے کے لیے نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور اگر ایسا جھگڑا درمیان کتابی اور مجوسی کے ہو تو کتابی اولی ہو اور اگر غلام و مکاتب کے درمیان ہو تو مکاتب اولی ہو اور اگر غلام مسلمان اور آزاد کافر کے درمیان ہو تو کافر آزاد اولی ہو اور اگر دونوں مین سے کسی کا دعوے نسب مقدم ہوا ہو تو جس نے پہلے دعوی کیا ہو وہی اولی ہوگا چاہیے کوئی ہو یہ سراج وہاج مین ہو۔ امام محمد رح سے روایت ہو کہ دو مردون نے ایک کی زوجہ خریدی یعنی زید و عمرو دونوں نے زید کی زوجہ کو جو خالد کی باندی ہو خالد سے خرید کیا پھر ایک مہینہ کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا۔ اور اگر دو بھائیون نے ایک حاملہ باندی خریدی پس اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر ایک نے اُسکا دعوے نسب کیا تو اُسپر بچہ کی نصف قیمت تاوان لازم ہوگی اور یہ بچہ بسبب قرابت کے اپنے چچا کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ دعوے نسب مقدم ہو چکا ہو پس حکم مضاف بجانب دعوی ہوگا نہ بجانب

قرابت کذا فی الظہیریہ - اور اگر زید سے کوئی باندی بچہ جنی پھر زید نے اور عمرو نے ملکر اسکو خرید کیا تو وہ زید کی ام ولد ہو جائیگی اور زید اسکی نصف قیمت کا عمرو کے واسطے ضامن ہوگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو - اسیطرح اگر زید و عمرو دونوں نے اسکو میراث مین پایا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر باندی کے ساتھ اسکا بچہ بھی میراث مین پایا جو زید کا پسر ہی اور دوسرا شریک عمرو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہوتا ہی تو یہ بچہ ان دونوں سے آزاد ہو جائیگا اور اگر شریک عمرو اسکا ذی رحم محرم نہو بلکہ اجنبی ہو تو حصہ زید اس ولد مین سے آزاد ہو جائیگا اور حصۂ عمرو کے واسطے سعایت کریگا - اور اسی طرح اگر دونوں نے اس بچہ کو خرید یا وہ انکو ہبہ کیا گیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی خواہ شریک اجنبی کو خرید سے پہلے یہ بات معلوم ہو کہ میرا شریک اسکا باپ ہی یا نہ معلوم ہو - زید و عمرو کی مشترکہ باندی خالد سے بچہ جنی پس خالد نے زید سے اسکا حصہ باندی و بچہ خرید کیا حالانکہ زید مالدار ہی تو زید اپنے شریک عمرو کے حصہ باندی کا ضامن ہوگا اور عمرو کو بچہ کی بابت اپنے حصہ مین اختیار ہی چاہے زید سے تاوان لے اور چاہے اس سے سعایت کرا دے اور چاہے آزاد کر دے یہ بر بنائے قول امام اعظم رح ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - ایک باندی دو مردوں مین مشترک ہی دونوں نے اپنی صحت مین کہا کہ یہ باندی ہم مین سے ایک کی ام ولد ہی پھر دونوں مین سے ایک مر گیا تو زندہ کو حکم دیا جائیگا کہ تو بیان کر اور مردہ کے وارثوں کو یہ حکم نہ دیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ یہ میری ام ولد ہی تو وہ اسی کی ام ولد کر دیجائیگی اور اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور کچھ عقر کا ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ بعد ملک کے اسکے ساتھ وطی کا اسنے اقرار نہین کیا ہی پس احتمال ہی کہ شاید قبل ملک کے بذریعہ نکاح کے اس سے اولاد ہوئی ہو اور اگر اس نے کہا کہ یہ میت کی ام ولد ہی تو آزاد ہو جائیگی خواہ وارثان میت اسکے قول کی تصدیق کرین یا نہ کرین اور اسپر زندہ کے واسطے سعایت لازم نہوگی اور نہ وارثان میت کے واسطے سعایت کریگی - اور اگر یہ کلام دونوں سے حالت مرض مین صادر ہوا اور وارثان میت نے کہا کہ ہمارے مورث نے تجھکو مراد لیا تھا تو اسکی سماعت نہوگی اور اگر میت کے وارثوں نے کہا کہ ہمارے مورث نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو شریک زندہ کے واسطے اس باندی کی نصف قیمت ترکہ میت مین واجب ہوگی اور باندی اسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر دو شریکون کی ملک مین باندی مشترکہ بچہ جنی اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ ہم مین سے ایک کا یہ بچہ ہی یعنی ایک کا نطفہ ہی پھر دونوں مین سے ایک مر گیا تو بچہ آزاد ہوگا اور بیان کرنا زندہ شریک پر ہی پس اگر اسنے کہا کہ یہ میرا بچہ ہی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی نصف قیمت و نصف عقر کا شریک کے واسطے ضامن ہوگا اور اسمین صحت و مرض یکسان ہی پس اگر اسنے صحت مین کہا کہ یہ میرے شریک کا ولد ہی تو اس بچہ کا نسب ان دونوں مین سے کسی سے ثابت نہوگا اور بچہ مفت آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح باندی بھی مفت آزاد ہو جائیگی - اور اگر یہ قول ان دونوں کی طرف سے شریک میت کے مرض مین واقع ہوا ہو پس وارثوں نے کہا کہ یہ زندہ شریک کی ام ولد ہی تو باندی و بچہ دونوں آزاد ہو جاوینگے اور ضمان و سعایت کچھ نہوگی اور اگر وارثوں نے کہا کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا کہ یہ میرا ولد ہی مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو باندی اور بچہ دونوں آزاد ہونگے اور وارثوں پر واجب ہوگا کہ میت کے ترکہ سے باندی کی نصف قیمت و نصف عقر شریک زندہ کو تاوان دین اور باندی مذکورہ پر جو ام ولد میت ہو کر آزاد ہو گئی ہی کسی کے واسطے سعایت واجب نہ ہوگی اور بچہ کا نسب شریک میت سے استحساناً ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتاب الایمان

اسمین بارہ باب ہین

باب اوّل یمین کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین۔ قال المترجم اور بعض نسخ مین یہ بھی مذکور ہی کہ ظالمون کے قسم دلانے اور مستحلف کی نیت کے سواے حالف کے قسم کھا جانے کے بیان مین۔ قال المترجم یمین قسم۔ ایمان جمع یمین۔ حلف قسم۔ حالف قسم کھانے والا۔ مستحلف قسم لینے والا۔ تحلیف قسم دلانا۔ محلوف جسکو قسم دلائی ہی۔ تعلیق قسم یہ کہ اگر ایسا ہو تو تو آزاد ہی اور تنجیز یہ کہ واللہ مین تجھے مارونگا کہ وہ کسی امر پر معلق نہین ہی۔ حنث اور جو قسم پر قرار دی ہو در صورتیکہ جھوٹی ہو جاوے۔ حنث قسم مین جھوٹا ہو جانا مثلاً کہا کہ واللہ مین گوشت نہین کھاؤنگا پھر کھایا تو حانث ہو گیا۔ بر قسم کو پورا کرنا مثلاً مثال مذکور مین گوشت تا موت نہ کھایا تو بار ہوا فاحفظ الجملہ ولنرجع الی ترجمۃ الکتاب۔ شرع مین یمین ایسے عقد سے عبارت ہی کہ اُسکے ساتھ حالف کا عزم کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قوی ہو جاوے یہ کفایہ مین ہی۔ اسکی دو قسمین ہین ایک قسم اللہ تعالے یا اُسکی صفات کے ساتھ دوم قسم بغیر اللہ تعالے و بغیر صفات اللہ تعالی اور وہ اسطور پر ہی کہ جزار کو کسی شرط پر معلق کرے یہ کافی مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ جو قسم بغیر اللہ تعالے ہو اُسمین دو قسمین ہین ایک یہ کہ اپنے باپ و دادا وغیرہ یا انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ علیہم السلام یا نماز و روزہ یا دیگر شرائع اسلام یا کعبہ و حرم و زمزم وغیرہ ایسی چیزون کے ساتھ ہو تو انہین سے کسی کی قسم کھانا جائز نہین ہی۔ دوم آنکہ شرط و جزار کے طور پر ہو اور یہ قسم منقسم بدو نوع ہی ایک یمین بقرب دوم یمین بغیر قرب۔ پس یمین بقرب اسطرح ہی کہ مثلاً کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھپر روزہ یا نماز واجب ہی یا حج یا عمرہ یا ہدی یا عتق رقبہ یا صدقہ یا مثل اسکے واجب ہی۔ اور یمین بغیر قرب اسطرح ہی کہ مثلاً کہا کہ اگر ایسا کرون تو میری جورو پر طلاق یا میرا غلام آزاد ہی۔ یہ بدائع مین ہی۔ قسم باللہ تعالے کا رکن یہ ہی کہ اللہ تعالے کا نام پاک ذکر کرے یا جس صفت سے قسم کھائی ہی وہ صفت قسم مین ذکر کرے۔ اور قسم بغیر اللہ تعالی کا رکن یہ ہی کہ شرط صالح و جزاے صالح بیان کرے یہ کافی مین ہی اور شرط صالح سے یہ مراد ہی کہ بالفعل معدوم ہو مگر اُسکے وجود کا احتمال و خطر ہو اور جزاے صالح سے یہ مراد ہی کہ شرط پائی جانے پر اُسکا پایا جانا یقینی ہو یا بگمان غالب پائی جاوے اور اُسکی صورت یہ ہی کہ جزا مضاف بملک ہو یا بسبب ملک ہو اور یہ شرط ہی کہ جزا ایسی چیز ہو کہ اُسکے ساتھ قسم کھائی جاتی ہو حتے کہ اگر ایسی نہوگی تو یہ قسم نہوگی چنانچہ اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو زید میرا وکیل ہی یا میرا غلام ماذون التجارت ہی تو وکالت یا اذن تجارت کو جزا قرار دیکر قسم کھانے سے قسم نہوگی ایسا ہی امام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور قسم باللہ تعالے کے شرائط بہت ہین از انجملہ قسم کھانے والا عاقل و بالغ ہو پس مجنون کی قسم نہین صحیح ہی اور طفل کی قسم بھی نہین صحیح ہی اگرچہ عاقل ہو۔ از انجملہ یہ کہ مسلمان ہو پس کافر کی قسم نہین صحیح ہی چنانچہ اگر کافر نے قسم کھائی پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حانث ہوا تو ہمارے نزدیک اسپر کفارہ واجب نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور مرتد ہونے سے قسم باطل ہو جاتی ہی پھر اگر اسکے بعد وہ مسلمان ہوا تو قسم کا حکم اسکو لازم نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور آزاد ہونا شرط نہین ہی پس مملوک کی

قسم صحیح ہی مگر حانث ہونے سے اُسپر فی الحال کفارہ بمال لازم نہوگا اسواسطے کہ اُسکی کچھ ملک نہین ہی ہان اُسپر روزون سے کفارہ واجب ہوگا مگر مولے کو اختیار ہی کہ اُسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے منع کر سکتا ہی جسکے سبب وجوب کا مباشر غلام ہو جیسے نذر کے روزے اور اگر مولی نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ روزے سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کفارہ دینا واجب ہوگا۔ اور نیز ہمارے نزدیک بطوع خود ہونا قسم کے واسطے شرط نہین ہی پس جسپر قسم کھانے کے واسطے اکراہ و زبردستی کی گئی ہو اُسکی قسم صحیح ہی اور اسی طرح جد و عمد بھی ہمارے نزدیک شرط نہین ہی پس جسنے ہزل سے قسم کھائی یا خطا سے اُسکی قسم صحیح ہو جائیگی۔ اور جس بات پر قسم کھائی ہی اسکے شرائط مین سے یہ ہی کہ وقت قسم کے اُسکا وجود متصور ہو سکتا ہو اور یہ انعقاد قسم کی شرط ہی پس جو حقیقۃً مستحیل الوجود ہو اُسپر قسم منعقد نہو گی اور اگر متصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ رہیگی اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی۔ اور جو امر کہ حقیقۃً مستحیل الوجود نہین ہی مگر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی تو ہمارے اصحاب ثلثہ نے فرمایا کہ متصور الوجود شرط نہین ہی چنانچہ جو امر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی مگر حقیقت مین مستحیل الوجود نہین ہی اُسپر قسم منعقد ہو جائیگی۔ اور نفس رکن مین یہ شرط ہی کہ استثنار سے خالی ہو مثلاً ایسے الفاظ نہون کہ انشاء اللہ تعالی اور الا ان شاء اللہ تعالے اور ماشاء اللہ تعالی اور الا آنکہ مجھے اسکے سوا سے اور امر ظاہر ہو کہ قریب مصلحت ہو اور الا آنکہ بہتر ہی رائے مین اسکے سوا سے دوسرا امر آوے یا اسکے سوا سے دوسرا امر مجھے پسند آوے یا یون کہا کہ اگر مجھے اللہ تعالے مدد دے یا اللہ تعالی مجھپر آسان کرے یا کہا کہ بمعونت الٰہی یا بتیسیر الٰہی یا مثل اسکے چنانچہ اگر ان مین سے کوئی لفظ اُسنے قسم سے ملا کر کہا تو قسم منعقد نہوگی اور اگر جدا کر کے کہا تو قسم منعقد ہو گی۔ اور قسم بغیر اللہ کی صورت مین یعنی جملہ شرطیہ کی صورت مین قسم کھانے والے مین جو شرط جواز طلاق و عتاق کی ہی وہی سب ان دونون کے ساتھ قسم منعقد ہونے کی شرط ہی اور جو نہین ہی وہ نہین ہی اور محلوف علیہ یعنی جسپر قسم کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ آیندہ مین ملے و دسے پس جو امر موجود ہی اُسکی اُسپر قسم کھانے سے قسم نہ ہو گی بلکہ تنجیز ہو گی چنانچہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو طلاق سے فی الحال واقع ہو جائیگی۔ اور جسکی طلاق یا عتاق کی قسم کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی کہ ملک قائم ہو یا اضافت بجانب ملک یا بسبب ملک ہو۔ اور نفس رکن مین وہی شرط ہی جو اللہ تعالی کے ساتھ قسم کھانے مین مذکور ہوئی ہی۔ اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا کہ اگر اللہ تعالی میری مدد فرماوے یا بمعونت الٰہی پس اگر اس لفظ سے استثنار کی نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی استغفار کنندہ ہوگا مگر قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی۔ اور از انجملہ یہ ہی کہ شرط و جزار کے درمیان کوئی حائل ذکر نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم یعنی تعلیق نہو گی بلکہ تنجیز ہو جائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اللہ تعالی کے ساتھ جو قسم ہوتی ہی وہ تین نوع کی ہی غموس و لغو و منعقدہ پس یمین غموس ایسی قسم ہی کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی بزمانہ حال یا ماضی پر عمداً دروغ کے ساتھ ہووے اور ایسی قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہی اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہین ہوتا ہی۔ اور قسم لغو یہ ہی کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال مین قسم کھاوے درحالیکہ اُسکا گمان ہو کہ یہ بات یون ہی ہی جیسے کہتا ہی حالانکہ امر اسکے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ واللہ مین نے ایسا کیا ہی حالانکہ اُسنے درواقع نہین کیا ہی اُسکی یاد مین یون ہی ہی کہ اُسنے ایسا کیا ہی یا کہا کہ واللہ مین نے ایسا نہین کیا ہی حالانکہ اُسنے ایسا کیا ہی مگر اُسکا گمان یون ہی ہی کہ مین نے

نہین کیا ہو یا دور سے ایک شخص کو دیکھکر گمان کیا کہ وہ زید ہی ہو پس کہا کہ واللہ وہ زید ہو حالانکہ وہ عمرو تھا یا کسی پرند
کو دیکھکر کہا کہ واللہ وہ کوا ہو درحالیکہ اُسکے گمان مین وہ کوا ہو لیکن درواقع وہ چیل تھی تو ایسی قسم مین امید ہو کہ
قسم کھانے والا ماخوذ نہو۔ اور قسم زمانۂ ماضی مین اگر بدون قصد ہو تو ہمارے نزدیک دنیا و آخرت مین اسکا کچھ حکم
نہین ہو یعنے لغو ہو۔ اور قسم منعقدہ یہ ہو کہ زمانہ مستقبل مین کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھاوے اور اُسکا حکم یہ ہو
کہ اگر حانث ہوا تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا یہ کافی مین ہو۔ پھر قسم منعقدہ باعتبار وجوب حفظ کے چار طرح کی ہوتی ہو یعنی
واجب ہو کہ حفاظت کرے اور ٹوٹنے نہ پاوے یا توڑ دینا مستحب یا واجب ہو پس انمین سے ایک قسم یہ ہو کہ اسمین پورا کرنا
واجب ہو اور اُسکی یہ صورت ہو کہ جب قسم منعقدہ ایسے فعل کے کرنے پر ہو جو طاعت آلہی ہو کہ اُسکے ساتھ مامور ہو یا ایسے فعل
کے نہ کرنے پر جو معصیت ہو کہ جسکے نہ کرنے پر مامور ہو تو حفاظت قسم واجب ہو کہ یہ امر اسپر قبل قسم کے فرض تھا اور قسم
سے زیادہ تاکید ہو گئی۔ دوم آنکہ اُسکی حفاظت جائز نہین ہو اور اسکی یہ صورت ہو کہ ترک طاعت یا فعل معصیت پر
قسم کھائی یعنے طاعت نہ کریگا اور معصیت کریگا تو اُسکو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور تیسری قسم یہ ہو کہ اُسکی حفاظت
کرنے و نہ کرنے دونون مین مختار ہو مگر قسم کا توڑ دینا حفاظت کرنے سے اچھا ہو تو اسمین توڑ دینا مستحب ہو اور چہارم انکہ
اسمین پورا کرنا یا توڑ دینا مساوی ہو پس دونون باتون مین مختار ہوگا اور ایسی قسم مین قسم کی حفاظت اولے ہو
یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہو۔ اور رہی قسم بطلاق و عتاق اور اُسکے مانند چیزون کے ساتھ سو انمین سے جو قسم
ایسے امر پر ہو کہ مستقبل مین اُسکا وجود ہووے یا نہووے تو وہ مثل قسم منعقدہ کے ہو اور جو امر متعلق زمانہ ماضی پر ہو پس
اسمین لغو یا غموس نہ متحقق نہوگا ولیکن جب اُسکے برخلاف ہونا معلوم ہو یا کچھ معلوم نہو تو جزا مثلاً طلاق واقع ہوگی اور
اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی تو بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ یہ تحقیق و تنجیز ہو یہ ایضاح مین ہو چنانچہ اگر کہا کہ اگر یہ
زید نہو تو مجھپر حج واجب ہو اور وہ زید نہ نکلا حالانکہ اسکو وقت کلام کے زید ہونے مین شک نہ تھا تو اُسپر حج واجب
ہوگا یہ خلاصہ مین ہو اور جس امر پر قسم کھائی تھی اسکو عمداً کیا یا نسیان سے کیا یا باکراہ کیا تو یہ سب یکسان ہین اور وہ حانث
ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اُسپر بیہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہوا پھر اُسنے کیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ سراج وہاج مین
ہو اور جو شخص سوتا ہو خواب مین اُسکی قسم صحیح نہین ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور اللہ تعالی کی قسم کھانا مکروہ تو نہین ہو
ولیکن زیادہ قسم کھانے سے کم کھانا بہتر ہو اور قسم بغیر اللہ تعالی بعض کے نزدیک مکروہ ہو اور عامہ علماء کے نزدیک مکروہ
نہین ہو اسواسطے کہ اُسسے وثیقہ بعہود حاصل نہین ہوتا ہو خصوصاً ہمارے زمانہ مین یہ کافی مین ہو

دوسرا باب اُن صورتون کے بیان مین جو قسم ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین قسم ہوتی ہو بنام اللہ تعو یا اللہ تعالی
کے دوسرے ناموں پاک مین سے کسی نام کے ساتھ جیسے رحمن یا رحیم اور اللہ تعالی کے سب نام پاک اس امر مین
برابر ہین خواہ لوگون مین اس نام سے قسم کا رواج ہو یا نہو اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہو اور یہی صحیح ہو یا اللہ
تعالی کی صفتون مین سے کسی صفت سے جسکے ساتھ قسم کھانے کا لوگون مین رواج ہو جیسے عزۃ اللہ و جلال اللہ و کبریاء اللہ
اور یہ مشائخ ماوراء النہر کا مختار ہو کذا فی الکافی اور اصح یہ ہو کہ ذکر صفات مین اعتبار رواج کا ہو یہ شرح نقایہ برجندی
مین ہو۔ اور اگر کہا کہ قسم میرے رب کی یا کہا کہ قسم رب العرش کی یا قسم رب العالمین کی تو حالف ہو جائیگا یہ بدائع مین
ہو اور اگر کہا کہ قسم حق کی مین ایسا نہ کرونگا تو یہ بلا خلاف قسم ہو اور اگر کہا بالحق مین ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا

کہ حقاً لا افعل کذا تو صحیح یہ ہی کہ اگر اُسنے حق کی لفظ سے اللہ تعالی کو مراد لیا تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ بحق اللہ میں ایسا کرونگا
تو قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - اور اگر کہا کہ وحق اللہ لا افعل کذا تو امام اعظم رح وامام محمد رح کے نزدیک قسم نہو گی
قال المترجم اگر ہماری زبان میں اسکا ترجمہ یون کہا کہ قسم حق اللہ تعالی کی میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی واللہ اعلم اور
امام ابو یوسف رح سے دو روایتون میں سے ایک روایت موافق قول طرفین رحمہما اللہ کے ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر
کہا کہ وحرمة اللہ تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ بمنزلہ وحق اللہ کے ہی یہ خلاصہ میں ہی قال المترجم وحق اللہ میں واو قسم
جارہ ہی لہذا اگر اُسکا ترجمہ بصریح لفظ قسم ہو تو قسم ہو جائیگی فظہر ان الفاظ الباب اکثرہا یتعلق بالعربیة اور اگر کہا کہ وعظمة
اللہ تعالی یا کہا وملکوتہ وقدرتہ تو یہ قسم ہوگی خواہ نیت قسم ہو یا نہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہی - اور اگر کہا وجبروت اللہ تو قسم ہو
یہ سراج وہاج میں ہی - اور اگر کہا کہ وقوة اللہ وارادتہ ومشیتہ ومحبتہ وکلامہ تو حالف ہوگا یہ بدائع میں ہی - اور اگر کہا کہ
وامانة اللہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے ذکر کیا کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت ہی اور اگر
کہا کہ وعہد اللہ یا ذمة اللہ تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ گواہی دیتا ہون ساتھ اللہ
کے کہ ایسا نہ کرونگا یا کہ قسم کھاتا ہون یا کہا کہ قسم اللہ کی کھاتا ہون یا کہا کہ حلف کرتا ہون یا حلف اللہ تعالے کی
کرتا ہون یا عزم کرتا ہون یا ساتھ اللہ کے عزم کرتا ہون یا کہا کہ مجھپر عہد ہی یا مجھپر عہد اللہ ہی کہ ایسا نہ کرونگا یا کہا کہ مجھپر
ذمة اللہ ہی کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی - اور اگر کہا کہ مجھپر یمین ہی یا مجھپر یمین اللہ ہی یا کہا کہ لعمر اللہ یا کہا کہ مجھپر نذر ہی یا کہا کہ مجھپر
نذر اللہ ہی کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہی - اور اگر کہا کہ بسم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قول مختار
میں یہ قسم نہ ہوگی الا اُس صورت مین کہ اُس نے قسم کی نیت کی ہو یہ فتاوے ظہیریہ میں ہی - اور اگر کہا کہ وبسم اللہ تو قسم
ہوگی یہ خلاصہ میں ہی - اور اگر کہا کہ وایم اللہ میں ایسا نہ کرونگا تو قسم ہوگی واسی طرح وایمن اللہ وایم اللہ بکسر ہمزہ ومن اللہ
ومُن اللہ ومُن بمیم قاعدہ بہر سہ حرکات واعرابات ثلثہ یہی حکم رکھتے ہین یہ ظہیریہ میں ہی اور اگر کہا کہ ومیثاق اللہ تو قسم
ہوگی یہ کافی میں ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر یمین اللہ ہی یا کہا کہ مجھپر میثاق اللہ ہی تو بھی قسم ہوگی یہ ایضاح میں ہی
اور اگر کہا کہ الطالب والغالب لا افعل کذا تو یہ قسم ہی مگر یہ رواج اہل بغداد کا ہی یہ محیط میں ہی - اور اگر عربی زبان
میں کہا کہ باللہ لا افعل کذا یعنی لفظ "اللہ" کے آخر ہاے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا یا رفع دیا تو قسم ہوگی حالانکہ اعراب
بکسرہ بوجہ جر کے چاہیے تھا - اور اگر کہا کہ للہ لا افعلن کذا اور ہاے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا تو یمین نہوگی کیونکہ
حرف قسم کوئی نہین ہی لیکن اگر اعراب جری دیوے تو قسم ہوگی اسواسطے کہ کسرہ مقتضی ہی کہ سابق میں کوئی حرف جار ہی
اور وہ حرف قسم ہی اور اگر کہا کہ بلہٖ لا افعل کذا تو مشائخ رح نے فرمایا کہ قسم نہ ہوگی اسواسطے کہ اُسنے نام خدا ذکر نہین
کیا ہی لیکن اگر اسکو کسرہ کا اعراب دیا اور قسم کا قصد کیا تو قسم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی اور اگر کہا کہ اللہ
تو قسم ہی یہ عتابیہ میں ہی اور اگر کہا کہ للہ تو قسم ہوگی اور اجناس میں لکھا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ ان دخلت الدار یعنی واللہ
اگر میں دار میں داخل ہوا تو قسم ہوگی یہ محیط میں ہی - اور اگر کہا کہ میں مجوس سے بدتر ہون اگر ایسا کرون تو قسم ہی
اور اسی طرح اگر کہا کہ میں شریک یہود یا شریک کفار ہون اگر ایسا کرون تو بھی قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہی - امام محمد
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اگر کہا کہ میں نے ایلا کیا یا میں نے عزم کیا کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہی یہ ایضاح میں ہی - تجرید میں
ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہی جسکے ساتھ قسم نہین کھائی جاتی ہو مثلاً کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا میں بیٹھا

تو وہ طالق ہی تو قسم ہو گی یہ خلاصہ میں ہی جس نے سوائے خدا تعالیٰ کے دوسرے کی قسم کھائی وہ حالف ہوگا چنانچہ اگر نبی علیہ السلام یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا ہوگا یہ ہدایہ میں ہی۔ لیکن اگر ان سے برارت کی قسم کھائی جیسے کہا کہ میں کعبہ سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو قسم ہو گی یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ امام محمد رح نے اصل میں فرمایا کہ اگر کہا کہ والقرآن یا واو قسم تو قسم نہ ہو گی اسکو امام محمد رح نے مطلقاً ذکر کیا ہی اور اسکے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی قسم کھانا متعارف نہیں ہی پس ایسا ہو گیا کہ وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ اُنکے زمانہ کا عرف تھا اور ہمارے زمانہ میں یہ قسم ہو گی اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور ایسا ہی حکم کرتے ہیں اور یہی اعتقاد کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا اعتماد ہی اور محمد بن مقاتل رازی رح نے فرمایا کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہو گی اور اسی کو ہمارے جمہور مشائخ نے لیا ہی یہ مضمرات میں ہی۔ اور اگر یوں کہا کہ میں بری از نبی یا قرآن ہوں تو یہ قسم ہو گی یہ کافی میں ہی شیخ عبد الکریم بن محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ میں شفاعت سے بری ہوں اگر ایسا کروں تو فرمایا کہ یہ قسم ہو گی اور اُنکے سوائے دوسروں نے کہا کہ یہ قسم نہ ہو گی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں بری ہوں قرآن یا قبلہ یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہونگی اور یہی مختار ہی۔ اور ایسے ہی توریت و انجیل و زبور سے بریت میں بھی یہی حکم ہی اور ایسا ہی ہر امر شرعی جسکی برارت کفر ہو یہی حکم ہی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ میں مصحف سے بری ہوں تو یہ قسم نہ ہو گی اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اُس چیز سے جو مصحف میں ہی تو قسم ہو گی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر کتاب فقہ یا دفتر حساب جسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہی اُٹھائی اور کہا کہ میں بری اس سے جو اسمیں ہی اگر میں ایسا کروں پس یہی فعل کیا تو اسپر کفارہ لازم ہو گا جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے بری ہونے کی قسم کھانے اور حانث ہونے کی صورت میں حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں مغلطہ سے یا جو مغلطہ میں ہی تو قسم نہیں ہی الا اُس صورت میں کہ معلوم ہو جاوے کہ اسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہی اور اُس سے برارت کی نیت کی تو قسم ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں مومنین سے تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اور اگر کہا کہ میں ان تیس دنوں یعنی رمضان سے بری ہوں اگر ایسا کروں پس اگر فرضیت اس رمضان سے برارت کی نیت کی ہی تو قسم ہوگی جیسے کہا کہ میں بری ہوں ایمان سے اگر ایسا کروں اور اگر اُسکے اجر و ثواب سے بریت کی تو قسم نہ ہو گی اسواسطے کہ یہ امر غیب ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو بوجہ شک کے حکماً قسم نہ ہو گی مگر احتیاطاً کفارہ دیدے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں بری ہوں اس حج سے جو میں نے کیا ہی تو یہ قسم نہ ہو گی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں بری ہوں اُس قرآن سے جسکو میں نے پڑھا ہی تو یہ قسم ہو گی اور اگر کہا کہ میں بری ہوں حج سے اور نماز سے تو قسم ہو گی یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اپنے روزہ و نماز سے یا جو میں نے نماز پڑھی ہی اور جو روزے رکھے ہیں تو قسم نہ ہو گی یہ عتابیہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اسلام سے بیزار یا کافر یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان صلیب سے یا مثل اسکے جسکا اعتقاد کفر ہی ہوں تو استحساناً یہ قسم ہو گی یہ بدائع میں ہی چنانچہ اگر اُسنے یہ فعل کیا تو اسپر کفارہ لازم ہوگا اور آیا وہ کافر ہو جائیگا یا نہیں تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہی کہ اگر اس قسم کھانے والے کے نزدیک یہ بات ہو کہ اگر میں ایسا کرونگا تو کافر ہو جاؤنگا

پھر اُسنے شرط مذکور کو کیا تو کافر ہو جائیگا اسوجہ سے کہ وہ کفر پر راضی ہوا اور اُسکا کفارہ یہ ہوگا کہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اگر اُسکے نزدیک یہ بات ہو کہ وہ ایسا کہنے سے کافر نہو جائیگا تو کافر نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ جب اُسنے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی جو زمانہ آیندہ مین ہو گا اور اگر ایسے امر پر جو زمانہ ماضی مین ہوا ہے قسم کھائی مثلاً کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہے اگر اُسنے کل گذرے ہوئے مین ایسا کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ مین ایسا کر چکا ہون تو بلا شک ہمارے نزدیک اُسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ یمین غموس ہے اور آیا کافر ہو جائیگا یا نہین سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے مختار یہ ہے کہ اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ یہ قسم ہے اُسکے حانث ہونے سے کافر نہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اُسکے نزدیک یہ بات ہو کہ اسطرح قسم کھانے سے کافر ہو جائیگا تو بسبب کفر پر راضی ہونے کے کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ مین نے ایسا کیا حالانکہ خود جانتا ہے کہ مین نے ایسا نہین کیا ہے یا کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ مین نے ایسا نہین کیا حالانکہ خود جانتا ہے کہ مین نے ایسا کیا ہے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے عامہ مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر کہا کہ بصفۃ اللہ لا افعل کذا تو یہ قسم نہو گی اور اگر کہا کہ وعلم اللہ لا افعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہو گی۔ اور اگر کہا ورحمۃ اللہ لا افعل کذا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم نہ ہو گی۔ اور اگر کہا کہ وعذاب اللہ وسخط اللہ وغضب اللہ یا کہا ورضاء اللہ وثواب اللہ یا کہا وعبادۃ اللہ تو قسم نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو اللہ تو یہ قسم نہ ہو گی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ووجہ اللہ تو بر قول امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ کے قسم نہو گی۔ شیخ ابو شجاع نے امام اعظم رح سے ایک حکایت نقل کی اسمین یہ بھی مذکور ہے کہ یہ اُن جاہلون کی قسم ہے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے جوارح ذکر کرتے ہین اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو قسم نہین قرار دیا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کسی قائل نے کہا کہ اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہے اگر ایسا کرے یا کہا کہ اسپر عذاب اللہ ہے یا اسپر امانۃ اللہ ہے اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مجھپر غضب اللہ یا سخط اللہ ہے تو حالف نہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ وسلطان اللہ لا افعل کذا تو اس صورت مسئلہ مین صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اُس نے سلطان سے قدرت مرادلی ہے تو یہ قسم ہے جیسے قولہ وقدرۃ اللہ کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ ودین اللہ تو قسم نہ ہوگی وسی طرح قولہ وطاعۃ اللہ وشریعۃ اللہ بھی قسم نہین ہے و نیز اگر عرش اللہ وحدود اُسکے کی قسم کھائی تو حالف نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ وبیت اللہ یا بحجر اسود یا بمشعر حرام یا بالصفا یا بمروہ یا بمنبر یا بالقبر یا بروضہ یا بالصلوۃ یا بالصیام یا بحج تو ان سب صورتون مین حالف نہوگا اور اسی طرح اگر کہا وحمد اللہ وعبادۃ اللہ تو قسم نہین ہے اور اسی طرح اگر آسمانون یا زمین یا قمر یا ستارون یا سورج کی قسم کھائی تو حالف نہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الایمان یا بحق المساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوۃ قسم کھائی تو قسم نہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا بحق محمد علیہ السلام تو قسم نہ ہو گی ولیکن حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ نے مجھے عذاب دوزخ مین گرفتار کرے یا جنت سے محروم کرے تو یہ قسم نہو گی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ البتہ مین ایسا کرونگا تو یہ قسم نہین ہے الا آنکہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو اور اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور مین ایسا کرونگا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا یا جو اُسنے مجھ

فرض کیا ہی اُنمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا تو یہ قسم نہین ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین الی یا چور یا شراب خوار یا سود خوار ہون تو یہ قسم نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور ابن سلام رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین نے اپنے اوپر زنار باندھی جیسی زنار نصاری باندھتے ہین تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاؤن پھر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے تو اُسکا غلام آزاد نہوگا اور یہ جو اُسنے اپنی جورو سے کہا ہی قسم نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تجھے کوئی حیض آجاوے تو بھی اُسکا غلام آزاد نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو کوئی پروردگار آسمان مین نہین ہی تو یہ قسم ہی اور کافر نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی وہ کذب ہی تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالی کذب ہی اگر مین ایسا کرون تو بھی قسم ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھپر نصرانیت کی گواہی ہو تو قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو مین نے روزہ و نماز کیا وہ حق نہ تھا اگر مین ایسا کرون تو یہ قسم ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ای میرے پروردگار مین تیرا بندہ ہون تجھے گواہ کرتا ہون اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہون کہ ایسا نہ کرونگا پھر اُس نے یہی فعل کیا تو اسپر کفارہ نہین ہی مگر اللہ تعالے سے استغفار و توبہ کرے یہ خلاصہ مین ہی ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تیری ضیافت مین نہ آونگا پھر ایک تیسرے نے اس حالف سے کہا کہ اور میری ضیافت مین بھی نہ آویگا اُسنے کہا کہ ہان تو اُسکے حق مین بھی ہان کہنے سے حالف ہوجائیگا چنانچہ اگر اول یا دوم کی ضیافت مین گیا تو حانث ہوجائیگا۔ اور بقالی مین ہی کہ اگر طعام یا اُسکے مثل اپنے اوپر حرام کرلیا تو یہ قسم اُسی قدر پر ہوگی جسکو عادت کے موافق کھانے کی چیزون مین کھاتا ہی اور پہننے کی چیزون مین پہنتا ہی الا آنکہ اُسکی نیت مین اس مضمون کے سوا سے کچھ اور ہو اور فرمایا کہ اسی طرح اور اشیاء کے تصرفات مین بھی اسی طرح اعتبار ہی اور فرمایا کہ طعام کا استیعاب کھانے کے ساتھ معتبر نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے حلال نہین ہی کہ ایسا کرون پس اگر اپنے اوپر اسکے حرام کرلینے کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ یہ کپڑا مجھپر حرام ہی اگر مین اُسکو پہنون پھر اسکو پہنا اور اُتار اُنہین تو قسم مین حانث ہوا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ مین نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہی چنانچہ اگر عورت مذکورہ جماع مین اُسکی مطاوعت کریگی تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا اور نیز اگر مرد نے باکراہ اُس سے جماع کرلیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کسی مرد نے کہا کہ وہ مردار کھاتا ہی اگر ایسا کرے تو یہ قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہی یا شراب یا سور کو حلال جانتا ہی اگر اُسنے ایسا کیا تو بھی قسم ہوگی۔ حالانکہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قسم ہوجاوے کیونکہ استحلال حرام کفر ہی ولیکن در واقع یمین نہین ہی اور حاصل یہ ہی کہ جو شی حرام بحرمت ابدی ہی کہ اُسکی حرمت کسی حال مین ساقط نہین ہوتی ہی جیسے کفر وغیرہ تو اُسکا استحلال معلق بشرط قسم ہوجائیگا اور جو شی اسطرح حرام ہی کہ کسی حال مین اُسکی حرمت بھی ساقط ہوجاتی ہی جیسے مردار و شراب وغیرہ تو اُسکا استحلال معلق بشرط قسم نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر حلال مجھپر حرام ہی تو یہ قسم کھانے اور پینے کی چیزون پر قرار دیجائیگی الا آنکہ اُسنے اسکے سوا سے نیت کی ہو اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ وہ فارغ ہوتے ہی حانث ہوجاوے۔ اور یہ قسم عورت کو شامل نہوگی الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو پس اگر اُسنے عورت کی بھی نیت کی ہو تو اُس سے ایلاء ہوجائیگا اور قسم سے کھانا پینا خارج نہوگا اور یہ ظاہر الروایۃ کے موافق جواب ہی اور فتوے اسی امر پر ہی کہ ایسی قسم سے طلاق بلا نیت واقع ہوجائیگی کیونکہ غالب استعمال اُسکا

ارادہ طلاق مین ہوگیا ہی اور اسی طرح اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ حلال بروے حرام یا حلال خدا یا حلال اللہ یا حلال المسلمین بروے حرام تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہو گی اور اگر فارسی مین کہا کہ ہرچہ بدست راست گیرم برمن حرام یعنی جو داہنے ہاتھ سے لون وہ مجھپر حرام ہی تو بعض نے کہا کہ بلا نیت طلاق قرار دیا جائیگا اور یہی مشائخ سمرقند نے اختیار کیا ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مجھے اب تک لوگون مین اسکا رواج ظاہر نہین ہوا ہی پس صحیح یہ ہی کہ جواب مین تفصیل کیجاوے کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہوگی اور بدون دلالت کے احتیاط یہ ہی کہ آدمی اسمین توقف کرے اور خلاف متقدمین کے نکرے - اور اگر کہا کہ ہرچہ بدست چپ گیرم برمن حرام یعنی جو بائین ہاتھ مین لون مجھپر حرام ہی تو یہ طلاق نہو گی الا نیت کے ساتھ اور اگر کہا ہرچہ بدست گیرم برمن حرام تو بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق نہو گی اور بعض نے کہا کہ بلا نیت طلاق ہوگی نیت شرط نہین ہی - اور اگر کہا کہ حلال خدا مجھپر حرام ہی حالانکہ اُسکی دو جورو ہین تو اظہر قول کے موافق انمین سے ایک پر طلاق واقع ہو گی اور تعیین کرنے کا اختیار اُسکو ہوگا جسکو چاہے معین کرے یہ کافی مین ہی شیخ ابوبکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ یہ شراب مجھپر حرام ہی پھر اُسکو پی لیا تو فرمایا کہ اسمین امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے درمیان اختلاف ہی چنانچہ ایک امام نے فرمایا ہی کہ حانث ہوگا اور دوسرے نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور فتوے کے واسطے مختار یہ ہی کہ اگر اُسنے اسکی حرمت کا ارادہ کیا ہی تو حانث ہوگا اور اُسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یا اُسنے شراب کے حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو تو کفارہ لازم نہوگا اور اسی کو صدر شہید رح نے اختیار فرمایا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اللہ تعالے کے ساتھ قسم کھانی محتمل تعلیق ہی جیسے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا اور محتمل تاقیت بھی ہی جیسے قسم بغیر اللہ ہی جیسے کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا ایکسال تک پس سال بھر گذرنے پر قسم کی بھی انتہا ہو جائیگی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے کلام نہ کرونگا ایک روز اور ایک روز تو مثل اسکے ہی کہ کہا کہ واللہ تجھ سے دو روز کلام نکرونگا یعنی دو روز گذرنے پر قسم منتہی ہو جائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور ان دونون دنون مین بیچ کی رات بھی داخل ہو گی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ تجھ سے کلام نہ کرونگا ایک روز اور دو روز تو مثل اُسکے ہی کہ کہا کہ واللہ تجھ سے تین روز تک کلام نکرونگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین فلان سے کلام نہ کرونگا آج اور نہ کل اور نہ پرسون تو اسکو رات مین اُس سے کلام کرنا جائز ہی اسواسطے کہ یہ تین قسمین ہین اور اگر کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلان سے آج اور کل اور پرسون تو یہ ایک ہی قسم ہی گویا اُسنے کہا کہ اُس سے تین روز تک کلام نہ کرونگا پس بیچ کی راتین قسم مین داخل ہونگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ والرحمن مین ایسا نہ کرونگا تو یہ دو قسمین ہین چنانچہ اگر ایسا فعل کرنے سے وہ حانث ہوا تو اسپر دو کفارے لازم ہونگے یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہی اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اللہ تعالے کی قسم کھانے والے نے اگر دو نام ذکر کیے اور دونون پر بنیاد قسم رکھی پس اگر دوسرا نام صفت اسم اول ہو اور دونون کے درمیان حرف عطف ذکر نہ کیا ہو تو بالاتفاق جملہ روایات پر ایک ہی قسم ہو گی جیسے واللہ الرحمن مین ایسا نہ کرونگا اور اگر دوسرا اسم پہلے اسم کی نعت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو مگر اُسنے بیچ مین حرف عطف بیان کر دیا ہی تو ظاہر الروایہ کے موافق دو قسمین ہو جائینگی جیسے کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا کذا فی المحیط اور اکثر مشائخ اسی ظاہر الروایہ پر ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر دوسرا اسم پہلے نام کی نعت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو پس

اگر دونون کے درمیان حرف عطف بیان کیا جیسے واللہ واللہ مین ایسا نہ کرونگا تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمین ہونگی اور یہی صحیح ہی اور اگر دونون کے بیچ مین حرف عطف بیان نہ کیا تو بالاتفاق جملہ روایت یہ ایک ہی قسم ہوگی الّا یہ کہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر اُسنے اُس سے دو قسمون کی نیت کی ہو تو دو قسم ہونگی پس اُسکا قول اللہ بحذف حرف قسم ابتدائی ہوگی اور یہی قسم صحیح ہی یہ بدائع مین ہی- اور اگر کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا پھر کیا تو اُسپر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر کسی نے ایک امر پر قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر اُسنے اسی امر پر اسی مجلس مین قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر کیا تو اُسپر دو کفارے دو قسمون کے واجب ہونگے اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر دوسرے کلام سے وہی پہلی قسم کی نیت کی ہو تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا- اور امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اُسنے اللہ تعالی کی قسم کھائی ہو تو اُسکی نیت کچھ صحیح نہ ہوگی اور اسپر دو کفارہ لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ احسن اسکا ہی جو ہمنے امام رحمہ اللہ سے سنا ہی اور اگر اُسنے ایک قسم حج اور دوسری بنام اللہ تعالی کھائی تو حانث ہونے پر اسپر ایک حج و ایک کفارہ لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی- نوازل مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے ایک روز کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایکسال کلام نہ کرونگا پھر بعد ساعت کے اُس سے کلام کیا تو اُسپر تین قسمون کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک روز کے بعد کلام کیا تو اُسپر دو قسمون کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو اُسپر ایک ہی قسم ہوگی اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو اسپر کچھ نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر کہا کہ مین اللہ تعالی سے بیزار ہون اگر مین نے کل ایسا کیا ہووے حالانکہ اُسنے ایسا کیا تھا اور جانتا تھا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار براے فتوی یہ ہی کہ اگر اُسکے زعم مین ہو کہ یہ کفر ہی تو کافر ہوگا- اور اگر کہا کہ مین نے کل ایسا کیا ہو تو مین قرآن سے بری ہون حالانکہ ایسا کر چکا اور جانتا ہی تو جواب مختار اسمین بھی وہی ہی جو اللہ تعالی سے بیزاری کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ و اُسکے رسول سے بری ہون پھر حانث ہوا تو یہ ایک ہی قسم ہی کہ اُسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ تعالی سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون تو یہ دو قسمین ہین کہ حانث ہونے پر اُسپر دو کفارہ لازم آوینگے- اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ تعم سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون اور اللہ و رسول تجھسے بری ہون پھر حانث ہوا تو اُسپر چار قسم کے کفارے لازم آوینگے اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کہا کہ مین یہودی ہون اگر ایسا کرون اور مین نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ دو قسمین ہین اور اگر کہا کہ مین یہودی مین نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ ایک ہی قسم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین چارون کتابون سے بیزار ہون تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین قرآن و انجیل اور توریت و زبور سے بری ہون تو حانث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آویگا اسلیے کہ یہ ایک ہی قسم ہی- اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین قرآن سے بیزار ہون اور مین انجیل سے بیزار ہون اور مین توریت سے بیزار ہون اور مین زبور سے بیزار ہون تو یہ چار قسمین ہین کہ اگر حانث ہوگا تو اسپر چار کفارے لازم آوینگے یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ مین بری ہون اُس چیز سے جو صحیفون مین اُتری تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ

مین بری ہون ہر آیت سے جو مصحف مین ہی تو بھی ایک ہی قسم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شمس الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ اگر این کار کنم یعنی واللہ اگر یہ کام کرون تو ایسا تو شیخ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا تھا کہ یہ قسم نہوگی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے کہا کہ سوگند خورم کہ این کار نکنم یعنی قسم کھاؤن یا کھاتا ہون کہ یہ کام نہ کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ قسم ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہوگی اور اگر کہا کہ سوگند میخورم کہ این کار نہ کنم یعنی قسم کھاتا ہون کہ یہ کام نہ کرونگا تو قسم ہوگی اسواسطے کہ ایسا کلام تحقیق کے واسطے ذکر کیا جاتا ہی نہ وعدہ کے طور پر جیسے کہا جاتا ہی گواہی میدہم یعنی گواہی دیتا ہون اور اگر کہا کہ سوگند خورم بطلاق کہ این کار نکنم تو قسم نہوگی اسواسطے کہ یہ وعدہ و تخویف ہی اور اگر کہا کہ سوگند خوردمی تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگند میخورم کے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق ست کہ شراب نخورم یعنی مجھے قسم بطلاق ہی کہ شراب نہ پیونگا پھر شراب پی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے قسم نہین کھائی تھی بلکہ یہ جو مین نے کہدیا تھا کہ مجھپر قسم بطلاق ہی اسواسطے کہدیا تھا کہ لوگ مجھسے تعرض نہ کرین تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نکی جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سوگند خوردہ ام یعنی مین نے قسم کھائی ہی اگر سچا ہی تو قسم نہوگی اور اگر جھوٹا ہی تو اُسپر کچھ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ برمن سوگند ست کہ این کار نہ کنم پس اگر اسی قدر کہا تو یہ خبر دینا ہی پس اسکی قسم کھانے کا اقرار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اس سے کچھ زیادہ کہا کہ یون کہا کہ مجھپر قسم بطلاق ہی اُسپر طلاق لازم آویگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے یہ کلام دروغ کہدیا تھا کہ ہم جلیس تعرض نہ کرین یا مثل اسکے کوئی غرض بیان کی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ باللہ العظیم کہ بزرگ تر از اللہ العظیم سے نہین ہی کہ مین یہ کار نہ کرونگا تو قسم ہوگی جیسے باللہ العظیم الاعظم کہنے مین ہوتا ہی اور ایسی زیادات واسطے تاکید کے ہوتی ہین پس فاصل قرار نہ دیجاوینگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور فتاوے مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگند می خورم بطلاق تو تطلیقہ نہین ہی اسواسطے کہ لوگون مین قسم بطلاق کا اسطرح رواج نہین ہی اور تجرید مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور یہ شرط نہین ہی کہ خانہ سے اُس نے جورو کی نیت کی ہو اور یہی اصح ہی قال المترجم ہمارے عرف مین قسم نہوگی اور یہی اصح ہی۔ اور فتاوے مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ باللہ کہ بزرگتر اس سے کوئی نام نہین ہی بزرگ تر اُس سے قسم نہین ہی یا جو بزرگ ترین نام ہی کہ مین ایسا کرونگا یا نہ کرونگا تو یہ قسم ہی اور قول بزرگ تر یہ فاصل قرار نہ دیا جائیگا۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اس صورت مین دعوی کیا کہ مین نے کرنے یا نہ کرنے کی قسم نہین کھائی بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ یہ سب قسمون سے بڑی قسم ہی یا میرے نزدیک اس سے بڑھکر قسم نہین ہی تو فرمایا کہ اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اسواسطے کہ اُسنے فعل کا کرنا یا نکرنا اس سے ملا دیا ہی اور یہ جو اُسنے دعوے کیا کہ کلام مذکور اول پر مقصور ہی یہ خلاف ظاہر ہی کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ مصحف خدا بدست من سوختہ اگر این کار کنم یعنے مصحف خدا میرے ہاتھ مین سوختہ اگر یہ کام کرون تو قسم نہوگی اور اگر کہا کہ ہر امیدی بخدا دارم نا امیدم اگر این کار کنم تو یہ قسم ہوگی قال المترجم ضرور ہی کہ یون ہو کہ ہر امید جسے کہ بخدا دارم آلی آخرہ ورنہ ہمارے عرف مین قسم نہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ مسلمانی نکردہ ام خدا سے را اگر این کار کنم یعنی مین نے خدا کے واسطے اپنے کام مین مسلمانی نہین کی اگر یہ کام کرون پھر کیا تو فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ اگر اُسنے اس سے یہ مراد لی ہی کہ اُسنے عبادات کی ہین وہ حق نہین تھین تو یہ قسم ہوگی ورنہ نہین اور اگر کہا کہ ہر چہ مسلمانی کردہ ام بہ کافران دادم اگر این کار کنم پھر کیا

تو کافر نہوگا اور اُسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کہ بفلان سخن نہ گویم نہ یک روز و نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم ہو کہ دو روز گذر لے پر منتہی ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ حرام است با تو سخن گفتن یعنی تجھسے بات کرنی حرام ہی تو قسم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین حسب ہی کہ اُسنے انشار کی نیت کی ہو اور اگر نہین تو نہین فافہم واللہ اعلم۔ اور قاضی علی بن حسین سغدی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ پذرفتم کہ چنین نہ کنم اور کچھ نیت نہین کی ہی تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی کسی نے کہا کہ پذرفتم خدا سے را کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے نذر کرلی ہی کہ ایسا نہ کرونگا۔ اور اگر کہا کہ خدا سے را و پیغمبر را پذرفتم کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم نہوگی اسواسطے کہ قولہ پیغمبر را پذرفتم یہ قسم نہین ہی تو جب ذکر اللہ تعالی اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہوگئی جو قسم نہین ہی تو فاصل ہوگئی پس قسم نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان کام کرون تو آتش پرست سے بدتر ہون تو فرمایا کہ یہ قسم ہی کہ حانث ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ تین سو ساٹھ آیات قرآن سے بیزار ہی اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اگر یون کہا کہ اگر من این کار کنم مرا منع خواہنیت و جہود خواہنیت و سنگسار کینیت سپر کیا تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر چہ مغان مغی کردہ اند و جہودان جہودی کردہ اند در گردن من کہ این کار نہ کردہ ام یعنی جو کچھ آتش پرستون نے آتش پرستی کی ہی اور یہودیون نے یہودگی کی ہی وہ میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہین کیا ہی حالانکہ اُسنے یہ کام کیا ہی تو اُسپر کچھ لازم نہین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین یہ کام کرون تو کافر مجھپر شرف رکھتا ہی تو قسم نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہزار آتش پرست و بت پرست سے بدتر ہون اگر ایسا کرون تو یہ قسم ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اُسنے کہا کہ اچھا پس عورت نے کہا کہ مین تجھسے طالقہ ہون اگر تو شطرنج کھیلا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شطرنج کھیلا کرون پس عورت نے کہا کہ پھر کیا پس شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہی پھر اسکے بعد اُسنے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہی شیخ نجم الدین عمر نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر چہ بدست راست گرفتم بر من حرام کہ فلان کار نہ کنم یعنی جو مین نے داہنے ہاتھ سے لیا مجھپر حرام ہی کہ فلان کار نہ کرون پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اگر عرف طلاق ہی تو اس قول مین ہی کہ ہر چہ بدست راست گیرم اور اسمین نہین ہی کہ ہر چہ بدست راست گرفتم یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم اوپر بیان کردیا گیا کہ ہمارے بیان بالکل یہ عرف نہین ہی وقدمنا الاصل الی ہذا فافہم۔ اور اگر کہا کہ پذرفتم یا خدا کہ از خریدہ تو کہ بیاری نخورم یعنی مین نے خدا سے نذر کرلی ہی کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لاوے نکھاؤنگا تو بعض نے فرمایا ہی کہ اگر نیت کریگا تو قسم ہوگی اور اصح یہ ہی کہ بدون نیت کے قسم ہی یہ ذخیرہ مین ہی

فصل ظالمون کے قسم دلانے مین اور حالف کی غیر نیت مستحلف پر قسم کھانے کے بیان مین

فتاوائے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اُس سے قسم دلائی کہ بایزد یعنی قسم ایزد کی پس اُس شخص نے مثل اسکے کہا یعنی اُسنے بھی کہہ لیا کہ قسم بایزد پھر سلطان نے کہا کہ روز آدینہ بیائی یعنی بروز جمعہ تو آوے پس اُس شخص نے مثل اسکے کہہ لیا (یعنی ظاہرا کہا کہ روز آدینہ بیایم) پھر وہ جمعہ کے روز نہ آیا تو اُسپر کچھ لازم نہ آئیگا کیونکہ جب اُسنے کہا کہ بایزد اور سکوت کیا اور یہ نکہا کہ بایزد کہ اگر ایسا نہ کرون تو یہ ہو تو قسم منعقد نہوئی۔ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ انھون نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اُسکی نیت پر ہوتی ہی اور اگر ظالم ہو تو قسم دلانیوالے

کی نیت پر ہوتی ہی اور اسی کو ہمارے اصحاب نے لیا ہی مثال اول آنکہ ایک شخص ایک چیز معین کی بیع پر جو اسکے ہاتھ مین ہی مجبور کیا گیا پس اُسنے قسم کھائی کہ مین نے یہ چیز فلان کو دیدی ہی (صورت اول ۱۲ حالف مظلوم ۱۲) اور مراد یہ لی کہ اس سے سابق بیعت کی ہی تاکہ مجبور کرنیوالے کے خیال مین آوے کہ جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ دوسرے کی ملک مین ہی تاکہ پھر اُسکو اُسکی بیع کرنے پر مجبور نہ کرے تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی اور جو اُسنے قسم کھائی ہی یہ یمین غموس نہوگی نہ حقیقۃً اور نہ معنی- اور مثال دوم آنکہ زید کے مقبوضہ مال معین پر عمرو نے دعوے کیا کہ یہ چیز مین نے تجھ سے سو درم کو خریدی ہی- اور زید نے اسکے فروخت سے انکار کیا اور عمرو نے اُس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھپر یہ چیز عمرو کو سپرد کرنا واجب نہین ہی پس زید اسی طرح قسم کھا گیا اور سپرد کرنے سے یہ نیت کی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہین ہی اور یہ نیت نہ کی کہ بطور بیع سپرد کرنا واجب نہین ہی تو اگرچہ وہ اپنی نیت کی قسم مین سچا رہا اور حقیقت مین یہ یمین غموس نہوئی اسلیے کہ اُسنے اپنی لفظ سے وہ بات مراد لی جو اُسکی لفظ کے محتملات مین سے ہی ولیکن معنی یہ یمین غموس ہی اسواسطے کہ اُسنے اس قسم سے مرد مسلمان کا حق کاٹ دیا پس اُسکی نیت معتبر نہ ہوگی اور شیخ امام زاہد معروف بخواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ جو ہمنے ذکر کیا ہی یہ اللہ تعالی کی قسم مین ہی اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کی قسم لی اور قسم کھانے والا ظالم یا مظلوم ہی پس اُسنے خلاف ظاہر نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلان کام سے عتاق یعنی چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی یا دروغ خبر دینے کی طلاق یا عتاق کے بارہ مین نیت کی تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی سچا ہوگا حتی کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی طلاق وعتاق واقع نہوگا لیکن درصورتیکہ وہ مظلوم ہوگا تو اُسپر یمین غموس کا گناہ بھی نہوگا اور درصورتیکہ ظالم ہوگا تو اُسپر ایسی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو یمین غموس مین ہوتا ہی اگرچہ حقیقت مین جو اُس نے نیت کی ہی اُسمین سچا ہی- امام قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ یہ جو ابراہیم نخعی رح سے منقول ہی کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم (مستحلف) کی نیت پر ہوتی ہی یا مرد اقعندہ قاضی کے حق مین صحیح ہی اسواسطے کہ واجب یمین کا فریا تم ہی وہرگاہ وہ ظالم ہی تو وہ اپنی قسم مین گنہگار ہوا اگرچہ اُس نے اپنے لفظ کے محتملات مین سے ایک معنی مراد لیے ہین بدین وجہ کہ اُس نے اس قسم سے غیر پر ظلم کرنے کا مقصود حاصل کیا ہی اور یہ بات امر مستقبل کی قسم مین حاصل نہین ہی پس اسمین بہرحال حالف کی نیت معتبر ہوگی یہ محیط مین ہی- فتاوے مین لکھا ہی کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف گذرا پس اُسنے اُسکی تعظیم کے واسطے اُٹھنا چاہا پس اُسنے کہا کہ واللہ کہ نخیزی یعنی واللہ آپ نہ اُٹھیے گا مگر وہ اُٹھ کھڑا ہوا تو گذرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا- نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو کل فلان کے گھر گیا تھا اُس نے کہا کہ ہان پس پوچھنے والے نے کہا کہ واللہ تو گیا تھا پھر اُسنے کہا کہ ہان تو یہ قسم ہی وہ قسم کھانے والا ہوگیا اسی طرح اگر بجائے کاذ کرکیا ہو پھر کہا کہ واللہ تو نہین گیا تھا اُسنے کہا کہ ہان تو بھی یہی حکم ہی- اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تو نے خالد سے کلام کیا تو تیرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے کہا الا تیری اجازت سے تو یہ مجیب قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر بغیر اجازت زید کے خالد سے کلام کریگا تو حانث ہو جائیگا (یعنی قسم ٹوٹیگی ۱۲) یہ خلاصہ مین ہی- ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تو ایسا و ایسا ضرور کرے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت نہ کی اور نہ اپنے اوپر قسم قرار دینے کی تو دونون مین سے کسی پر کچھ لازم نہوگا درصورتیکہ مخاطب نے ایسا ایسا نہ کیا اور اگر کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو تو حالف ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ باللہ تو ضرور ایسا و ایسا کرے اور اگر کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا و ایسا کریگا اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت

کی تو یہ استحلاف ہی اور دونون مین سے کسی پر کچھ لازم نہوگا ورنہ اگر کچھ نیت نہوگی تو خود حالف ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا پس عمرو نے کہا کہ ہان پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمرو نے بھی قسم کی نیت کی تو دونون مین سے ہر ایک حالف ہو جائیگا اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمرو نے حلف کی نیت کی تو عمرو حالف ہوگا اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ نیت نہ کی تو درصورتیکہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا کہا ہی عمرو حالف ہوگا اور درصورتیکہ واللہ لوا قسم کہا ہی خود زید حالف ہوگا اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمرو نے یہ نیت کی کہ اسپر قسم نہین ہی اور ہان کہنا بایں معنی ہی کہ ایسا ایسا کرنے کا وعدہ کیا بدون قسم کے تو اپنی اپنی نیت پر ہوگا اور دونون مین سے کسی پر قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ و ذخیرہ و محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے قسم رکھی کہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ مین نے اللہ کی قسم رکھی آہ یا کہا کہ مین نے شاہد کیا اللہ کو یا کہا کہ حلف رکھی مین نے اللہ کی کہ تو ضرور ایسا کریگا خواہ ان سب صورتون مین یہ کہا کہ تجھپر یا نہ کہا تو ان سب صورتون مین قسم کھانے والا زید ہوگا اور عمرو پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونون نے نیت کی ہو تو جواب دینے والا بھی حالف ہوگا یعنی عمرو الا آنکہ زید نے اپنے قول سے فقط استفہام کی نیت کی یعنی کیا تو قسم کھاتا ہی پس اگر زید کی یہ نیت ہو تو زید پر قسم نہ ہوگی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تجھپر اللہ کا عہد ہی اگر تو ایسا کرے پس عمرو نے کہا کہ ہان تو زید پر کچھ نہوگا اگرچہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو اور یہ قول زید کا عمرو سے قسم لینے پر ہوت[1]۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو نے ایسا و ایسا کیا ہی اُس نے کہا کہ مین نے نہین کیا ہی پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ اگر مین نے کیا ہو تو مین طالقہ ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے اُس قول سے اگر تو نے کیا ہی تو تو طالقہ ہی عورت کی قسم کی نیت کی ہو یعنے یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا کیا ہو تو تو طالقہ تو عورت پر طلاق واقع نہوگی۔ چند فاسق لوگ باہم جمع ہوئے کہ بعض انہین سے بعض کے ساتھ صفع[2] کرتے تھے پس ایک نے انہین سے کہا کہ اب پھر جو کوئی کسی سے صفع کرے تو اُسکی جورو کو تین طلاق ہین پس ایک نے انہین سے فارسی مین کہا کہ بلا یعنی بھلا پھر اسکے بعد ان مین سے ایک نے دوسرے کو صفع کیا اور اُسنے بھی اسکو صفع کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ جسنے بلا کہا ہی اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام فاسد ہی قسم نہین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ مجھپر پاپیادہ حج واجب ہی اور میرا ہر مملوک آزاد ہی اور میری ہر عورت طالقہ ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پس دوسرے نے کہا کہ مجھپر مثل اسکے ہی جو تو نے اپنے اوپر قرار دیا ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پھر دوسرا اس دار مین داخل ہوا تو اسپر پاپیادہ حج واجب ہوگا اور طلاق و عتاق کچھ واقع نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص کو سرہنگان سلطان نے قسم دلائی کہ کل کوئی کام نہ کرے جب تک فلان نہ آجاوے پھر اس قسم کھانے والے نے دوسرے روز اپنے موزے پہنے پھر ایک میت کے پاس گیا اور فلان کے آنے سے پہلے اُسکا سر اُسکی جگہ سے ہٹا دیا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا پس اُسکی قسم اس کام سے سوائے پر ہوگی۔ ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا پس امیر نے اس سے قسم لے لی کہ بدون میری اجازت کے واپس نہو پھر اُسکا کپڑا یا تھیلی گر گئی جسکے لینے کے واسطے وہ واپس ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ایسی باتون پر اُسکی قسم نہین واقع ہوئی تھی ایک مرد چغلخور ہی کہ سلطان سے لگائی بجھائی کرکے لوگون کو ضرر پہونچاتا ہی کہ سلطان سے چغلیان کھاتا ہی اور ناحق کی جنایات

[1] سلہ گدی کی دھپ بازی ۱۲

[2] سلہ [illegible] ۱۲

انسے لیجاتی ہی پس اس نے قسم کھائی کہ اگر مین نے دس درم سے زیادہ کی بابت کسی کی لگائی بجھائی کی تو میری جورو
طالقہ ہی پھر اُسکی جورو نے دس درم سے زیادہ کی بابت لگائی بجھائی کی تو شیخ الاسلام نجم الدین رہ نے ذکر فرمایا ہی کہ اُسکی
جورو طالقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ سلطان نے ایک مرد سے کہا کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال ہی اُسنے انکار کیا
پس سلطان نے اُس سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال نہین ہی پس اس نے قسم
کھائی حالانکہ اس مرد حالف کے پاس بہت سا مال تھا جسکو امیر مذکور کی جورو نے اُسکے پاس بھیجا تھا اور جو اس مال
کو لایا تھا اُسنے یہی کہا تھا کہ یہ فلان امیر کی جورو کا مال ہی اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بھی اسقدر مال ہو سکتا تھا۔
پھر عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ یہ مال اُسکے شوہر کا ہی تو اُس سے حالف کی جورو طالقہ نہوگی تاوقتیکہ حالف اُسکی
تصدیق نہ کرے یا بعد دعوی صحیحہ کے قاضی بگواہی گواہان عادل اسکا حکم نہ دیوے تب البتہ حالف مذکور حانث ہو جائیگا
ایک شخص پچاس بکریان ایک شہر سے دوسرے شہر کو فروخت کے واسطے لیگیا اور سب بکریان دوسرے شہر کے اندر
داخل کر دین لیکن انہین سے دس بکریان اپنی دُکان پر ظاہر کین پس حظیرہ کے سردار نے اُس سے قسم لی کہ وہ فقط دس
بکریان لایا ہی اور شہر کے باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہی پس اُسنے قسم کھالی اور نیت یہ کی کہ فقط دس ہی بکریان لایا ہون یعنی
بازار مین فقط دس ہی لایا ہون اور باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہی یعنی بازار سے باہر تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ شخص حانث
نہوگا اسواسطے کہ اُسنے ایسی بات مراد لی ہی جو اُسکے لفظ سے نکلتی ہی مگر قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی۔ ایک شخص مر گیا
اور اُسنے ایک وارث اور کسی پر اپنا قرضہ چھوڑا پس وارث نے قرضدار سے قرضہ کی بابت مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم
کھائی کہ مدعی کا مجھپر کچھ نہین ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرضدار کو موت مورث کی خبر نہ تھی تو امید ہی کہ وہ حانث نہوگا
اور اگر اُسکو موت مورث سے آگاہی تھی تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے
میرے کتنے پھل کھائے ہین اُسنے کہا کہ مین نے پانچ پھل کھائے ہین اور قسم کھا گیا حالانکہ اُسنے دس پھل کھائے
تھے تو جھوٹا و حانث نہوگا اور اگر قسم بطلاق و عتاق ہو گی تو طلاق و عتاق واقع نہوگا۔ اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو
یعنی پانچ بھی دس مین داخل ہین ۱۲
نے یہ غلام کتنے کو خریدا ہی اُسنے کہا کہ سو درم کو حالانکہ اُسنے دو سو درم کو خریدا ہی تو جھوٹا نہوگا اور اگر اُسپر طلاق و
عتاق کے ساتھ قسم کھائی ہو تو کچھ جزا لازم نہوگی۔ اور یہ نظیر اُسکی ہی جو جامع مین فرمایا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کپڑے
کو دس درم کو نخریدونگا پھر اُسکو بارہ درم کو خریدا تو قسم مین حانث ہو جائیگا۔ ایک مرد بھاگ کر دوسرے کے
مکان مین چھپا پس مالک مکان نے قسم کھالی کہ مین نہین جانتا ہون کہ وہ کہان ہی اور مراد یہ لی کہ مجھے نہین معلوم کہ میرے
مکان مین وہ کس جگہ ہی تو حانث نہوگا۔ ایک نے سلطان کے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ مجھے یہ بات نہین معلوم ہی
پھر اُسکو یاد آئی کہ اُسکو معلوم تھی لیکن وقت قسم کے اُسکو فراموش تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہی کہ وہ حانث
نہوگا اسلیے کہ وقت قسم کے وہ نہین جانتا تھا۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس رات مین میرے
گھر مین شوربا نہین ہی حالانکہ اُسکے گھر مین شوربا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوربا اسقدر کم تھا کہ اگر اُسکو معلوم ہوتا تو
وہ یہ نہ کہتا کہ میرے گھر مین شوربا ہی تو قسم مین حانث نہ ہوگا اور اگر شوربا زیادہ تھا مگر وہ خراب ہو گیا تھا ایسا کہ اُسکو
کوئی کھا نہین سکتا تھا تو بھی حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ قسم مین ایسا شوربا مراد نہین ہو سکتا ہی اور اگر ایسا بگڑا تھا
کہ بعض اُسکو نہین کھا سکتے تھے اور بعض کھا سکتے تھے تو وہ اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کی

زمین مین روئی بوئی پھر قسم کھائی کہ اگر اس زمین کی پیداوار میرے گھر مین داخل ہو تو حلال مجھپر حرام ہی پھر اُسکی عورت یہ روئی اپنے سر پر رکھکر دھنیے کو دینے کے واسطے لے چلی اور راہ مین اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر مین داخل ہوئی پھر اسکو دھنیے کے یہان لیگئی تو مرد مذکور اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کو سلطان نے طلب کیا تاکہ اسکو تہمت مین گرفتار کرے پھر ایک شخص کو پکڑکر اُس سے کہا کہ تو اُسکے قرضدارون یا اقرباؤن کو بتلا تاکہ اُسکے قرضدارون سے یا اقرباؤن سے مال لے لے پس اُس نے جاننے سے انکار کیا پس اُس سے قسم لی کہ تو اُسکے قرضدارون یا اقرباؤن کو نہین جانتا ہی حالانکہ اگر وہ بتلا دے تو مسلمانون پر ضرر کثیر ہی پس اگر وہ جانتا ہی تو اُسکے قسم کھا لینے کی گنجائش نہین ہی ولیکن حیلہ یہ ہی کہ اس مرد کا نام بیان کرے جسکو سلطان نے طلب کیا ہی مگر اُس نام کا دوسرا آدمی ارادہ کرکے قسم کھا لیوے اور ایسی قسم و حیلہ خصاف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہی اگرچہ ظاہر الروایات کے موافق نہین صحیح ہی پس اگر حالف مذکور مظلوم ہوگا تو امام خصاف کے قول پر فتوی دیا جائیگا۔ طلاق الفتاوی مین مذکور ہی کہ زید نے عمرو پر مال کا دعوی کیا اور عمرو نے انکار کیا پس قاضی نے عمرو سے قسم لی کہ تجھپر اسکا اسقدر ایسا مال نہین ہی پس عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کرکے قسم کھالی کہ اسکا مجھپر کچھ نہین ہی تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً یہ خلاصہ مین ہی

فصل کفارہ کے بیان مین – حانث ہونے پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہی اور کفارہ تین چیزون مین سے ایک یہ ہی کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو ایک بردہ آزاد کردے اور جو بردہ کفارہ ظہار مین جائز ہی وہ یہان بھی روا ہی یا دس مسکینون کو لباس دیوے کہ ہر ایک کو ایک کپڑا یا زیادہ دے اور ادنی لباس اسقدر ہی کہ جسمین نماز جائز ہو جاتی ہی یا دس مسکینون کو کھانا دے اور کفارہ قسم مین کھانا دینا ویسا ہی ہی جیسے کفارہ ظہار مین دیا جاتا ہی یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہی۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ سے روایت ہی کہ ادنے لباس اسقدر ہی کہ اُسکے اکثر بدن کو چھپا دے تو خالی ایک پائجامہ دیدینا کافی نہین ہی اور یہی قول صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر ان تین چیزون مین سے کسی کے دینے کی اُسکو قدرت نہ ہوئی تو پے درپے تین روز روزہ رکھے اور یہ تنگدست کا کفارہ ہی اور اولی کفارہ یسار ہی اور اس کفارہ کے واسطے خوشحالی اسی قدر معتبر ہی کہ اُسکی کفایت سے اسقدر بچتا ہو کہ جس سے کفارہ قسم ادا کردے اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جو منصوص علیہ ہی وہ اُسکی ملک مین نہو اور اگر عین منصوص علیہ اُسکی ملک مین ہو یعنی اُسکی ملک مین کوئی غلام ہو یا دس مسکینون کا لباس یا کھانا موجود ہو تو اُسکو روزے سے کفارہ دینا کافی نہوگا خواہ اسپر قرضہ ہو یا نہو۔ اور اگر اسکی ملک مین عین منصوص علیہ موجود نہو تو اُسوقت تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی پھر واضح ہو کہ تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہمارے نزدیک اُسوقت ہوگا جب کفارہ دینے کا قصد کرتا ہی چنانچہ اگر قسم سے حانث ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا اسوقت تنگدست ہو گیا تو ہمارے نزدیک روزے اُسکے حق مین کافی ہونگے اور اگر اسکے برعکس ہو تو کافی نہونگے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور یہ جو فرمایا ہی کہ خوشحالی سے یہان یہ مراد ہی کہ اُسکے کفاف سے کچھ زائد بچتا ہو تو کفاف کی مقدار یہ ہی کہ رہنے کے مکان سے اور ستر عورت کے قدر کپڑے سے اور روزینہ کھانے سے فاضل رہتا ہو وے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اسکا مال غائب ہو یا لوگون پر اُسکا قرضہ ہو اور سر دست وہ اسقدر نہین پاتا ہی کہ اُس سے بردہ آزاد کرے یا مسکینون کو لباس دے

یا کھانا دیوے تو اُسکو روزے رکھنے کافی ہونگے ایسا ہی امام محمد رحمہ نے ذکر فرمایا ہے - اور مشائخ نے فرمایا کہ لوگون
پر قرضہ ہونے کی صورت مین بھی روزے سے جواز کا حکم جو امام محمد رحمہ نے دیا ہے اُسکی تاویل یہ ہے کہ اُسکا قرضہ تنگدست
لوگون پر ہو جو ادا کرنے پر قادر نہین ہین اور اگر اُسکا قرضہ مالدارون پر ہو کہ اُسکے ادا کرنے پر قادر ہین کہ اگر
اُسنے تقاضا کر کے وصول کر لے تو کفارہ لباس ادا کرنے پر قادر ہو جاوے تو اسکو روزے کافی نہونگے ایسا ہی
امام محمد رحمہ سے ابن سماعہ نے روایت کی ہے اور ایسا ہی مشائخ نے عورت کے حق مین کہا ہے کہ جب اسپر
کفارہ لازم آیا اور اُسکے ہاتھ مین اُسکا کچھ مال نہین ہے حالانکہ اُسکا مہر اُسکے شوہر پر ہے کہ اگر تقاضا کرے تو وہ ادا
کر دیوے تو عورت کو روزے سے کفارہ دینا روا نہ ہوگا - اور اگر ایک شخص کے پاس مال ہو حالانکہ اسپر لوگون
کا قرضہ بھی اُسی قدر ہے کہ جتنا مال ہے یا اس سے بھی زیادہ ہے تو اُسکو یہ قرضہ اس مال سے ادا کرنے کے بعد
روزے سے کفارہ روا ہے ایسا ہی امام محمد رحمہ نے اصل مین ذکر کیا ہے اور یہ ظاہر ہے اور قبل قضائے قرضہ مذکور کے
آیا اُسکو روزے سے کفارہ دینا روا ہے یا نہین سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے کذا فی المحیط اور اصح یہ ہے کہ روزہ
سے کفارہ دینا اس صورت مین بھی روا ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ہر مسکین کو نصف کپڑا دیا یا ایک کپڑا دس مسکینون
کو دیا بہ نیت کفارۂ قسم تو لباس سے کفارہ ادا نہ ہوگا اور جب لباس سے کفارہ ادا نہوا پس اگر اسکی قیمت اسقدر
ہو کہ جس سے دس مسکینون کا کھانا دیا جاتا ہے تو کیا کھانے سے اعتبار کر کے کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہین تو شیخ الاسلام
خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت کے موافق کافی ہو جائیگا خواہ اُسنے نیت
کی ہو کہ یہ کپڑا طعام کے بدلے مین ہے یا یہ نیت نہ کی ہو یہ ظہیریہ مین ہے - اور ٹوپی اور موزہ لباس سے کفارہ
دینے مین کافی نہین ہے اور کھانے سے کافی ہے - اور کپڑے مین قابض کا حال معتبر ہے کہ اگر وہ قابض کے واسطے
صالح ہو تو جائز ہے ورنہ نہین - اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اوسط درجہ کے لوگون کے واسطے ہو تو جائز
ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ قول اشبہ بالصواب ہے یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر ہر مسکین کو ایک عمامہ دیدیا پس اگر اسقدر
کپڑا ہے کہ وہ ایک قمیص یا چادر تک پہونچتا ہے تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا ورنہ لباس سے کفارہ ادا نہین ہوگا مگر طعام
سے کفارہ ہو جائیگا بشرطیکہ اسکی قیمت اتنی ہو کہ طعام سے کفارہ کے مثل ہو یہ مبسوط مین ہے - اور اگر دس مسکینون
کو ایک کپڑا بھاری قیمت کا سب مین مشترک ایسا دیا کہ انکی اوسط لباس و اچھی کی قیمت کے مثل یا زیادہ اسمین سے
ہر ایک کے حصہ مین پہونچتا ہے تو یہ کپڑا انکے کفارہ لباس سے کافی نہ ہوگا اسواسطے کہ لباس منصوص علیہ ہے پس وہ
اپنے نفس کا بدل نہوگا ہان غیر کا بدل ہو سکتا ہے چنانچہ اگر اس کپڑے مین سے ہر ایک کے حصہ مین طعام کی قیمت
کے مثل قیمت کا حصہ پہونچتا ہو تو طعام سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور جیسے اسکے برعکس کہ اگر ہر مسکین کو چہارم صاع
گیہون دیے جو ایک صاع چھوہارے کے برابر ہین تو طعام سے کفارہ ادا نہوگا ہان اگر اس چہارم صاع گیہون
کی قیمت انکے لباس کی قیمت کے مثل ہو تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے - جسپر کفارۂ قسم واجب ہے
اگر اُسنے ایک پرانا کپڑا مسکین کو دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قیمت کے عوض جائز نہین ہے ولیکن یہ دیکھا جائیگا کہ
اگر ایسا ہو کہ اُس سے نئے کپڑے کی نصف مدت تک انتفاع حاصل کیا جاوے تو نہین جائز ہے اور جدید کپڑے
سے چھ مہینہ انتفاع ہو سکتا ہے اور اُس سے چار مہینہ یعنی نصف سے زائد مدت تک تو جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان

لہ قال المترجم یہان اسے ...

اگر کپڑا کسی ... ہو ...

مین ہی۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایک ہی دفعہ دیدیے تو اُسکے کفارہ کی طرف سے کافی نہونگے جیسے
طعام مین ہوتا ہی اور اگر اُسکو ہر روز کرکے ایک ایک کپڑا دیا یہان تک کہ دس کپڑے دس روز مین پورے کردیے
تو کفارہ ادا ہوگیا جیسے طعام مین ہی۔ اور اگر مسکینون کو ایک غلام یا چوپایہ جسکی قیمت دس مسکینون کے کپڑے
کے برابر ہی دیدیا تو باعتبار قیمت کے اُسکا کفارہ لباس سے ادا ہوگیا جیسے درم دینے مین ہوتا ہی اور اگر غلام یا
چوپایہ کی قیمت دس مسکینون کے لباس کے برابر نہ پہونچی مگر دس مسکینون کے طعام کے برابر پہونچی تو کفارہ
طعام سے ادا ہوگیا۔ اور اگر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ کپڑا میرا ہی یا یہ چوپایہ میرا ہی پس بعد ثبوت و حکم قاضی
کے اسکو لے لیا تو اُسپر واجب ہوگا کہ از سرنو کفارۂ قسم ادا کرے۔ اور اگر زید کی طرف سے عمرو نے زید کے حکم
سے دس مسکینون کو لباس دیدیا تو زید سے کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ عمرو نے زید سے اُسکا ثمن نہ پایا ہو۔ اور
اگر عمرو نے بدون حکم زید کے اور بدون رضاے زید کے ایسا کیا تو زید کی طرف سے جائز نہ ہوگا۔ اور اگر کسی
نے اپنی قسم کے کفارات مین سے میتون کے کفنون مین یا مسجد کی عمارت مین یا میت کے ادا ے قرضہ مین
یا عتق رقبہ مین دیا تو جائز نہین ہی اور اگر اسمین سے کسی ابن سبیل کو جسکا توشہ مسافرت مین نہین رہا ہی دیدیا تو
جائز ہی۔ اور اگر ایک شخص نے جسپر دو قسمون کا کفارہ واجب ہی دو دو کپڑے دس مسکینون کو دونون قسمون
کی طرف سے دیے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے قول مین اسکی ایک ہی قسم کی طرف سے ادا
ہونگے۔ اور اگر کسی نے ایک مسکین کو اپنے کفارہ قسم مین لباس دیا تھا پھر یہ مسکین مر گیا پس اُسکا ورثہ اُسکو
ملا اور اُسنے وہی کپڑا میراث مین پایا یا مسکین کی زندگی مین اُس سے خرید لیا یا مسکین نے اُسکو ہبہ کردیا
تو اُسکا کفارہ مذکور فاسد نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی نے کفارۂ قسم مین کھانا دینا اختیار کیا تو وہ دو نوع
پر ہی ایک طعام تملیک اور دوم طعام اباحت پس طعام تملیک اس طرح ہی کہ دس مسکینون مین سے ہر
ایک کو نصف صاع گیہون یا آٹا یا ستو دے یا ایک صاع جو دے جیسے صدقۂ فطر مین مذکور ہی اور اگر اُس
صورت مین اُسنے دس مسکینون مین سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع دیا پس اگر دوبارہ انھین کو چہارم
چہارم صاع دیدیا تو جائز ہوگیا اور اگر دوبارہ اُنکو نہ دیا تو از سرنو طعام دیوے اور اسی طرح اگر کسی نے وصیت
کردی کہ میرے کفارۂ قسم مین میری طرف سے دس مسکینون کو طعام دیا جاوے پس وصی نے دس مساکین کو
صبح کا کھانا کھلایا پھر یہ مساکین مر گئے قبل اسکے کہ انکو شام کا کھانا کھلاوے تو اُسپر لازم آویگا کہ از سرنو کھانا دیوے
مگر وصی ضامن نہوگا۔ ایک شخص نے ایک ہی مسکین کو اپنے کفارۂ قسم مین پانچ صاع گیہون دیدیے تو کفارہ
ادا نہ ہوگا الا آنکہ ایک ہی مسکین کو دس روز مین دے پس تعداد ایام مقام تعداد مساکین قائم ہوگی اور اگر ایک
مسکین کو گیہون دیے یعنی نصف صاع اور دوسرے کو جو دیے یعنی ایک صاع تو ظاہر الروایۃ کے موافق
جائز ہی۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو طعام دیا اور پانچ کو لباس دیا پس اگر اُسنے بطور تملیک دیا تو کفارہ ادا
ہوگا اور طعام و لباس دونون مین سے جو بیش قیمت ہوگا وہ دوسرے کم قیمت کا بدل قرار پاویگا چاہے
کوئی ہو۔ اور اگر اُسنے طعام بطور اباحت دیا ہی پس اگر طعام کم قیمت ہوگا بہ نسبت لباس کے تو کفارہ ادا ہو جائیگا
اور اگر یہ طعام بیش قیمت ہوگا تو جائز نہوگا اسواسطے کہ لباس مین تملیک ہی اور طعام بطور اباحت دیا ہی نہ بطور تملیک

اور اباحت مین تملیک نہین ہی پس جب کہ طعام کم قیمت ہوگا تو لباس کو طعام کا بدل قرار دینا جائز ہوگا اور اگر اسکے
برعکس ہوگا تو نہین ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نے کفارہ طعام بطور اباحت اختیار کیا تو ہمارے نزدیک روا ہی اور
طعام اباحت اس طرح ہی کہ دو وقت صبح و شام یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو یا شام و سحری کو پیٹ بھر کے کھلاوے
یعنی کہدے کہ پیٹ بھر کے کھا لو اور مستحب یہ ہی کہ صبح و شام دونون وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو یعنی جو چیز
روٹی کے ساتھ کھائی جاوے اور اس صورت مین انکا پیٹ بھر جانا معتبر ہی مقدار طعام معتبر نہین ہی چنانچہ
اگر تین روٹیان دس مسکینون کے سامنے رکھین اور انھون نے کھا کر سیر ہو گئے تو جائز ہی یہ امام ابو حنیفہؒ
سے روایت کیا گیا ہی۔ اور اگر دس مسکینون مین سے ایک کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا
کہ اگر پیٹ بھرنے سے بھی اسکے طعام مین سے اسقدر جتنا اور ون نے کھایا ہی کھا لیا تو جائز ہوگیا اور بعضون
نے کہا کہ نہین جائز ہی اسواسطے کہ دس مسکینون کا سیر کر دینا واجب تھا اور یہ نہین پایا گیا۔ اور اگر دس مسکینون
کو صبح و شام کھانا سیر ہو کر کھلا دیا مگر انمین ایک دودھ چھوڑا یا ہوا بچہ ہی تو جائز نہوا اور اسپر واجب ہی کہ بجاے
اسکے ایک دوسرے مسکین کو کھلا دے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دس مسکینون کو روٹی بغیر سالن کے
کھانا دیا پس اگر روٹی گیہون کی دی تو جائز ہی اور اگر دوسری چیز ہو تو سالن ضرور ہی اور اگر انکو روٹی و کھجور
یا ستو و کھجور یا خالی ستو کھلا دیے تو کفارہ ادا ہوگیا بشرطیکہ یہی اسکے اہل و عیال کا کھانا ہو۔ اور اگر اسنے ایک
مسکین کو دس روز تک صبح و شام کھلایا تو کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ اسنے ہر روز کے کھانے مین ایک ہی روٹی کھائی
ہو۔ اور اگر اسنے صبح کو دس مسکینون کو کھانا دیا پھر شام کو دوسرے دس مسکینون کو اِنکے سوا سے کھانا کھلایا تو جائز
نہین ہی اور اسی طرح اگر اسنے دس روز تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی نہین
جائز ہی۔ اور اگر اسنے حصہ ایک مسکین کا دو مسکینون پر بانٹ دیا تو بھی نہین جائز ہی۔ اور اگر صبح کو ایک مسکین کو کھانا
کھلایا اور شام کے کھانے کے اسکو دام دیے پیسے یا درم تو کافی ہی اور اسی طرح اگر دس مسکینون کی
صورت مین اسنے ایسا ہی کیا کہ انکو صبح کا کھانا کھلا دیا اور اسکے شام کے کھانے کے انکو پیسے یا درم دیدیے
تو جائز ہی اور اگر دس مسکینون کو اسنے ایک وقت کھانا کھلایا اور پھر انھین کو چہارم چہارم صاع گیہون دیدیے
تو کفارہ ادا ہوگیا۔ اور ہشام نے بروایت امام محمدؒ فرمایا کہ اگر ایک مسکین کو بیس روز تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان
مین بیس رات اسکو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا۔ اور اگر کسی نے کفارہ قسم مین روزے رکھے حالانکہ اسکی ملک
مین غلام یا طعام تھا جسکو وہ بھول گیا تھا پھر بعد روزے پورے ہونے کے اسکو یاد آیا تو بالاجماع اُسکے
کفارہ کے واسطے یہ روزے کافی نہونگے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو کھانا دیا پھر وہ
فقیر ہو گیا تو اسپر واجب ہوگا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے تو از سر نو روزے سے کفارہ ادا کرے
یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی نے دس مسکینون مین سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع گیہون اپنے کفارہ قسم مین دیے
پھر یہ لوگ غنی ہو گئے پھر فقیر ہو گئے پھر اسنے انکو چہارم چہارم صاع دیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ یہ کفارہ
جائز نہوا جیسے مکاتب کو چہارم صاع دیا پھر وہ عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا پھر دوبارہ مکاتب کیا گیا پھر اسنے اسکو
چہارم صاع دیا تو یہ کفارہ ادا ہونے کے واسطے نہین کافی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے

اپنی قسمون کے کفارات مین دس مسکینون مین سے ہر ایک کو ہزار ہزار من گیہون ایکبارگی دیدیے تو امام ابو حنیفہ
و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ ایک ہی قسم کے کفارہ سے جائز ہونگے یعنی ایک ہی کفارہ ادا ہوگا یہ خلاصہ مین ہی
جسپر کفارہ قسم ہی اگر اُسنے پانچ صاع گیہون دس مسکینون کے سامنے رکھے پس اُنھون نے چھینا جھپٹی کر کے
لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور جن لوگون کو زکوۃ دینی جائز نہین ہی انکو
کفارہ بھی دینا جائز نہین ہی جیسے والدین و اولاد وغیرہ مگر کفارہ ذمی فقیرون کو دینا جائز ہی بخلاف زکوۃ کے
اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور حربی فقیرون کو دینا بالاجماع نہین جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی
اور روزہ کفارہ ایام تشریق مین نہین روا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر تنگدست نے روزہ سے کفارہ دینا چاہا پس
دو روزے رکھکر تیسرے روز بیمار ہوا کہ اسکو افطار کرنا پڑا تو از سر نو روزے رکھے اسی طرح اگر عورت تین ایام
کے اندر حائض ہوگئی تو از سر نو ادا کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر متفرق قسمون کے کفارات لازم آئے پس اُس نے
کفارون کی گنتی پر بردے آزاد کیے کہ ہر قسم کے مقابلہ کوئی رقبہ معین نہین کیا یا ہر رقبہ کو ان سب کی طرف سے کفارے
کی نیت سے آزاد کیا تو استحسانا کفارات ادا ہو جاوینگے اور اسی طرح اگر ایک کفارہ کی طرف سے بردہ آزاد کیا اور
دوسرے سے کھانا دیا اور تیسرے سے کپڑا دیا تو جائز ہی اسواسطے کہ ان انواع مین سے ہر نوع سے کفارہ مطلقًا
ادا ہو جاتا ہی پس ان سب مین حکم یکسان ہوگا۔ مملوک جب تک آزاد نہو اُسکا کفارہ روزے سے ہی اور اگر اُسکے مولے
نے اُسکی طرف سے کھانا دیا یا بردہ آزاد کیا یا کپڑا دیا تو کافی نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مملوک نے باجازت ولی
مال سے کفارہ ادا کر دیا تو جائز نہوا (یعنی ادا نہوگا ۱۲ منہ) یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اس حکم مین مکاتب و مدبر و ام ولد شامل ہین کے ہین
اور جو سعایت کرتا ہو وہ بھی امام اعظم رح کے نزدیک اسی حکم مین شامل ہی اسواسطے کہ وہ مثل مکاتب کے ہی۔ اور
اگر کسی نے کفارے مین دو روزے رکھے پھر تیسرے روز اسکو اسقدر ملگیا کہ طعام یا لباس سے (یعنی امام کے نزدیک ۱۲) کفارہ ادا
کر سکتا ہی تو روزہ جائز نہوگا (آزاد نے ۱۲) اور اُسپر طعام یا لباس سے کفارہ دینا واجب ہو جائیگا۔ اور اگر تنگدست نے دو روزہ
روزہ رکھکر تیسرے روز اسقدر پالیا کہ رقبہ آزاد کر سکتا ہی تو اسپر مال سے کفارہ دینا لازم ہوگا اور اُس روز کا
روزہ بہتر ہی کہ تمام کر لے اور اگر اُسنے توڑ دیا تو اسپر قضا لازم نہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی۔ عورت اگر
تنگدست ہو اور اُس نے روزہ سے کفارہ دینے کا قصد کیا تو اُسکے شوہر کو اختیار ہی کہ اسکو روزے سے منع کرے
یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام نے کفارہ قسم کے روزے رکھے پھر قبل اس سے فارغ ہونے کے آزاد کر دیا گیا اور اُسنے
مال پایا تو روزے اُسکو کافی نہونگے۔ اور اگر فقیر نے چھ روزے دو قسمون کے کفارہ مین رکھے تو اُسکو کافی ہین اگرچہ
اُسنے تین دن کی ہر ایک کے واسطے نیت نہ کی ہو۔ اور اگر اُسکے پاس ایک کفارہ کا کھانا ہو پس اُسنے ایک کفارے
سے روزے رکھ لیے پھر دوسرے کفارہ مین یہ کھانا دیا تو جائز نہوگا اور بعد کفارہ طعام دینے کے اُسکو دوبارہ
دوسرے کفارہ کے روزے رکھنے لازم آوینگے۔ اور کسی کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا خواہ زندہ ہو یا
مردہ خواہ کفارہ مین ہو یا غیر کفارہ مین جائز نہین ہی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی پر کفارہ قسم واجب
ہوا اور اُسنے اسقدر نہ پایا کہ بردہ آزاد کرے یا دس مسکینون کو کھانا یا کپڑا دیدے اور وہ ایسا بڈھا ہی کہ روزہ
نہین رکھ سکتا ہی اور نہ اُسکے سے اُسکی کچھ امید ہی پس لوگون نے چاہا کہ اُسکی طرف سے روزہ کے عوض ایک

مسکین کو کھانا دیدین یا وہ مرگیا اور وصیت کرگیا کہ میری طرف سے اسطرح ادا کردیا جاوے تو جائز نہین ہو کہ
اُسکی طرف سے کھانا دیوین اور نہ اُسکو کافی ہوگا الا آنکہ وہ خود دس مسکینون کو کھانا دیدے یا اُسکی طرف سے دیا
جاوے بشرط وصیت - اور اگر اُسنے وصیت نہ کی اور لوگون نے خود چاہا کہ اُسکی طرف سے کفارہ دیدین تو
دس مسکینون کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روا نہین ہو کہ وے لوگ اُسکی طرف سے بردہ
آزاد کرین یہ سراج وہاج مین ہو - ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارۂ قسم مین آزاد کردیا اور نیت فقط اپنے
دل مین کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کردینے کو کہا تو کافی ہو یہ مبسوط مین ہو - ایک شخص نے
قسم کھائی کہ ایسا نہ کرونگا پھر بھول گیا کہ مین نے اللہ تعالے کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو مشائخ نے فرمایا
کہ اسپر کچھ نہین ہو یہان تک کہ اُسکو یاد آوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - شیخ محمد بن شجاع سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی بطلاق اور یہ اُسکو یاد ہو مگر وہ کہتا ہو کہ مجھے یہ معلوم نہین کہ مین اُسوقت بالغ تھا
یا نہ تھا تو فرمایا کہ اُسپر حانث ہونے کی جزا کچھ نہو گی جب تک یہ نہ جانے کہ اسوقت وہ بالغ تھا جب قسم کھائی تھی
زید نے عمرو کی جورو کو زنا کی تہمت دی پس عمرو نے کہا کہ وہ بسہ طلاق طالقہ ہو اگر آج کے روز اسکا زنا ظاہر نہوا
پھر دن گذر گیا اور اُسکا زنا ظاہر نہوا تو طلاق واقع ہو گی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہو کہ چار مرد گواہی دین یا وہ
عورت خود اقرار کرے ایک مرد اپنی جورو کا کپڑا لیکر رنگریز کے پاس گیا تاکہ وہ رنگ کردے پس اُسکی جورو نے
کہا کہ تو اسواسطے لے گیا کہ اُسکو فروخت کردے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر مین نے اسکو رنگا ہو تو تو طالقہ ہو
پھر رنگریز نے اسکے بعد اُسکو رنگا تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر ایک شخص پر کفارۂ قسم ہو اور وہ اُس
حالت مین مرگیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ مذکور ساقط نہوگا اور کفارۂ ظہار کا بھی یہی حکم ہو ایسا ہی فقیہ ابو بکر بلخی سے
منقول ہو اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ کفارۂ ظہار ساقط ہو جائیگا بخلاف کفارۂ یمین کے کہ ساقط نہوگا یہ محیط مین ہو -
اور اگر حانث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کردیا تو کافی نہوا اگر اسکو مسکین سے واپس نہین لے سکتا ہو اسواسطے کہ یہ صدقہ
ہوا ہو یہ ہدایہ مین ہو - اور اسکے متصلات مین مسائل نذر ہین جس کسی نے نذر مطلق کی اسپر اُسکا وفا کرنا واجب
ہو کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھپر حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر طاعت واجب
ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کرلی ہو ادا کرنی واجب ہو گی اور اس صورت مین ہمارے نزدیک
موافق ظاہر الروایۃ کے اسپر کفارۂ قسم نہین واجب ہوگا اور امام محمد رح سے مروی ہو کہ جسنے نذر ایسی شرط پر معلق
کی جسکا ہونا چاہتا ہو جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیجدے
تو پندرہ فقیر کھلاؤن تو ایسی صورت مین کفارہ دیکر اُس سے خارج نہین ہوسکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعینہ جو بیان
کیا ہو اُسپر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو - اور اگر نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا نہین چاہتا ہو
جیسے دار مین داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت مین اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے کفارۂ قسم دیدے یا جو بعینہ التزام کیا ہو وہ
دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم رح نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اُسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ
اسمعیل زاہد اسی پر فتوی دیتے تھے اور شیخ مولف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک بھی یہی مختار ہو
کذا فی المبسوط اور یہ تفصیل ہی صحیح ہو یہ ہدایہ مین ہو - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر نماز واجب ہو تو اُسپر دو رکعت

واجب ہونگی اوراسی طرح اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ مین نماز پڑھون یا کہا کہ نصف رکعت تو بھی یہی حکم ہی کہ دو رکعت واجب ہونگی اور اگر کہا کہ تین رکعت تو چار رکعتین واجب ہونگی یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر نماز بغیر وضو کے نذر کی تو اُسپر کچھ واجب نہین ہی اور اگر نذر کی کہ نماز بغیر قرارت کے یا ننگے پڑھیگا تو اسپر نماز واجب ہوگی۔ اور اگر نذر کی کہ فریضہ ظہر آٹھ رکعتین پڑھون یا کہا کہ اگر خدا تعالی مجھے دو سو درم عطا فرماوے تو دس درم زکوۃ مجھپر واجب ہی تو اسپر فقط چار رکعتین ظہر کی اور فقط پانچ درم زکوۃ کے واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی نے کسی خاص جگہہ روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر کی تو ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہی اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہی کہ جہان چاہے نماز پڑھدے یا روزہ رکھلے یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر وقت کی خصوصیت کی چنانچہ کل کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی پھر اُسنے آج ہی پڑھدی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ادا ہوگئی اور اگر نذر کی کہ کل کے روز دراہم صدقہ کریگا اور آج کے روز ہی انکو صدقہ کردیا تو بالاتفاق کافی ہی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ ایک نے اپنے اوپر اسقدر سے زائد نذرین واجب کرلیے جتنے اسکی ملک مین ہین تو بقول مختار اسقدر واجب ہونگے جو اُسکی ملک مین ہین چنانچہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مجھپر ہزار درم صدقہ کرنے واجب ہین حالانکہ اسکی ملک مین فقط سو درم ہین تو سو درم صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اُسکے پاس مال و اسباب سو درم کا ہو تو فروخت کرکے انکو صدقہ کردے اور اگر فقط دس درم کا ہو تو دس درم صدقہ کردے اور اگر اُسکے پاس کچھ نہو تو اُسپر کچھ نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ یہ بکری ہدی بھیجون حالانکہ یہ بکری دوسرے کی ملک ہی تو نذر صحیح نہین ہی اور اسپر کچھ لازم نہوگا ہان اگر اُسنے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی اور درصورت حانث ہونے کے اُسپر کفارہ قسم لازم آویگا اور اگر کہا کہ واللہ ضرور یہ بکری ہدی بھیجونگا تو ضرور قسم ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح اگر عربی مین کہا لاہدین ہذہ الشاۃ یعنی بلام قسم و نون تاکید بیان کیا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر کی جو معصیت ہی تو نہین صحیح ہی اور اگر اسکو کیا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا۔ اور اگر اپنے فرزند کے ذبح کی نذر کی تو اسپر بکری ذبح کرنی استحساناً لازم ہوگی اور اگر فرزند قتل کرنے کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اور اگر غلام ذبح کرنے کی نذر کی تو امام محمدؒ کے نزدیک نذر صحیح ہی اور شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک نہین صحیح ہی اور اگر والد یا والدہ کے ذبح کی نذر کی تو اس مین امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتین ہین جنمین سے صحیح یہ ہی کہ ایسی نذر نہین صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر اپنے پوتے کے ذبح کی نذر کی تو امام اعظمؒ سے دو روایتین ہین جنمین سے ایک روایت مین مذکور ہی کہ اُسپر کچھ لازم نہوگا اور یہی اظہر ہی۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی پس اگر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کی تو جو اُسنے نیت کی ہی اُسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت پر قسم کھائی تو اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی اور اسکی نیت مین روزے ہین اور کسی عدد کی نیت نہین کی تو حانث ہونے پر اُسپر تین روز کے روزے واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر صدقہ کی نیت کی اور عدد کی نیت نہین کی تو اسپر دس مسکینون کا کھانا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع گیہون واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ ہزار درم از مال من بدرویشان داده - اور اسکے آگے کہنا چاہتا تھا کہ

اگر ایسا کرون مگر کسی نے اسکا منھ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اس صورت مین طلاق یا عتاق کی نذر و قسم ہو تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کفالت مالی یا جانی کرون تو اللہ تعالی کے واسطے مجھپر ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہی پھر اُسنے مال یا جان کی کفالت کی تو اُسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال فقراے مکہ پر صدقہ ہی اگر ایسا کرون پھر حانث ہوا اور اُسنے فقراے بلخ یا کسی اور شہر کے فقیرون پر صدقہ کر دیا تو جائز ہی اور نذر سے نکل گیا۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے اس غم سے جسمین ہون نجات پائی تو مجھپر واجب ہی کہ دس درم نکال کر روٹی صدقہ کرون پس اُس نے دس درم کی روٹیان صدقہ کر دین یا انکا ثمن دس درم صدقہ کر دیے بہر طور جائز ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو ہزار درم میرے مال سے صدقہ ہاین ہر مسکین کو ایک درم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درم ایکبارگی ایک مسکین کو دیدیے تو جائز ہی ایک نے کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض سے اچھا ہوگیا تو ایک بکری ذبح کرونگا پھر اچھا ہوگیا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا الا آنکہ اسطور سے کہے کہ اگر مین اس مرض سے اچھا ہوگیا تو مجھپر اللہ کے واسطے ایک بکری ذبح کرنی واجب ہی تو ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے اپنے راس المال سے تجارت کی اور وہ ہزار درم ہین پھر اللہ تعالی نے مجھے اُسمین نفع دیا تو مین اللہ تعالی کے واسطے حج کرنے کے لیے جاؤنگا پھر اُسنے تجارت کی اور اسکو کچھ بہت نہین بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اُسپر کچھ لازم نہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ اپنے قرابت دارون کی ضیافت کرون پھر حانث ہوا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر کذا و کذا کھانا دینا واجب ہی تو اسپر یہ لازم آجاویگا۔ ایک نے کہا کہ میرا مال مساکین کو ہبہ ہی تو یہ نہین صحیح ہی الا آنکہ صدقہ کی نیت کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر کہا کہ اگر اللہ تعالی نے مجھے جورو موافق نصیب کی تو مجھپر ہر جمعرات کا روزہ اللہ تعالی کے واسطے واجب ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ موافق جورو وہ ہی کہ یہ جو اسکو نفقہ دیوے اس نفقہ پر راضی و قانع ہو اور جو تمتع اُس سے چاہے اسمین اُسکو دریغ نہ ہو یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگون پر صدقہ کرے تو صحیح نہ ہونی چاہیے اور بعض نے فرمایا کہ اگر ابن السبیل کی نیت کی ہو تو صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک نے نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکینون کا کھانا ہی تو جتنے مسکین اور جسقدر کھانا اُسکی نیت ہو اُسی قدر واجب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو دس مسکینون کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع گیہون واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکین کا کھانا ہی تو استحساناً اُسپر نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکینون کا کھانا ہی اور مقدار طعام بیان نہ کی پھر اُسنے پانچ مسکینون کو کھلا دیا تو نہین جائز ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہی پھر دوسرے مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہوگئی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو کچھ چیز کھلانا واجب ہی یعنی چیز معین نہ کی تو ضرور ہی کہ اسی مسکین کو کھلاوے۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکین کا طعام واجب ہی حالانکہ اسکی نیت یہ نہین ہی کہ بتعداد دس فقیرون کو کھلاؤن بلکہ یہ نیت ہی کہ ایک کو اسقدر دون کہ جو دس کو کافی ہوتا ہی تو ایک کو دینا کافی ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر کھانا دینا دس کو واجب ہی تو جائز نہوگا جبتک کہ

دس کو نہ کھلا دے یہ سب منتقی مین مذکور ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر کی پھر اُسنے جو مقدار ہزار کو دینی اپنے اوپر واجب کر لی تھی وہ ایک ہی کو دیدی تو عہدہ سے نکل جائیگا یہ تاتارخانیہ مین تجنیس سے منقول ہی۔ اور اگر درم معین صدقہ دینے کی نذر کی پھر دوسرا درم نذر مین صدقہ دیا تو ادا ہو گئی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ مین اسکے رقبہ کو آزاد کرون اور وہ اُسکی ملک مین ہی تو اُسپر واجب ہی کہ نذر اسی طرح وفا کرے اور اگر وفا نہ کی تو گنہگار رہوگا مگر قاضی کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسپر جبر کرے یہ خلاصہ مین ہی منتقی مین ہی کہ اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر ایک نسمہ آزاد کرنا ہی پس ایک اندھا بردہ آزاد کیا تو نہین جائز ہی اور اگر کہا کہ واللہ مین ایک نسمہ آزاد کرونگا پس اندھا آزاد کیا تو قسم پوری ہو گئی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ ایک جزور ذبح کرون اور اُسکا گوشت صدقہ کردون پس بجاے اسکے سات بکریان ذبح کردین تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی شیخ عبدالعزیز بن احمد حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے ایک رکعت نماز پڑھی تو مجھپر اللہ کے واسطے واجب ہوا کہ ایک درم صدقہ کرون اور اگر مین نے دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون اور اگر مین نے تین رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے مجھپر تین درم صدقہ کرنا واجب ہی اور اگر چار رکعتین پڑھین تو اللہ کے واسطے مجھپر چار درم صدقہ کرنے واجب ہین پھر اسنے چار رکعتین پڑھین تو فرمایا کہ اُسپر دس درم صدقہ کرنے واجب ہین یہ یتیمہ مین ہی۔ اور عیسیٰ بن ابان نے اپنے نوادر مین اور ابن سماعہ نے وصایا مین امام محمد رح سے روایت ذکر کی ہی کہ ایک نے اپنے غلام معین کے آزاد کرنے کی نذر کی اور اُسکو فروخت کیا پس اگر اُسکے خرید لینے پر قادر ہو تو اُسپر واجب ہوگا کہ اسکو خرید کر کے آزاد کر دے اور اگر اُسکے خریدنے پر قادر نہو اور اُس سے اس معین کا آزاد کرنا ممکن نہو تو اسپر کچھ نہین واجب ہی مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اگر اُسکی قیمت یا ثمن صدقہ کردیا تو کافی نہوا۔ اور امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی نے عربی زبان مین کہا کہ ان کان ما فی یدی دراہم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی اگر دراہم ہون الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی وہ مسکینون کو صدقہ ہی یعنے سواے تین کے اگر دراہم رہین تو سب صدقہ ہین پھر دیکھا گیا تو اُسکے ہاتھ مین کل پانچ درم یا چار درم ہین تو اُسپر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آویگا اور اگر چھ درم یا زیادہ ہون تو اُسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کہا کہ ان کان فی یدی من الدراہم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین۔ یعنی اگر میرے ہاتھ مین درمون سے ہون الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی مسکینون پر صدقہ ہی پھر اُسکے ہاتھ مین پانچ یا چار درم نکلے تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ان کان ما فی یدی من الدراہم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ مین اگر درمون سے ہون الا تین وہ سب مسکینون پر صدقہ ہین پھر اُسکے ہاتھ مین پانچ یا چار نکلے تو اسپر کچھ صدقہ کرنا واجب نہین ہی اور اگر کہا کہ اگر میرے ہاتھ مین اکثر تین درم سے ہون تو یہ مسکینون کو صدقہ ہین پس اُسکے ہاتھ مین پانچ یا چار دراہم نکلے تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر دانہ کہ تخم ریزی کی مین نے یا دریا مین پھینکدیا وہ صدقہ ہی پس جو بویا ہی اگر بونے کے روز وہ اسکی ملک تھا تو نذر صحیح ہوگی اور اُسکے مثل و انبار کی قیمت صدقہ کریگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ ہر کپڑا جسکو مین نے جلایا وہ صدقہ ہی تو ایسا حکم نہوگا اسواسطے کہ جلانے سے

وہ باقی نہین رہا ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اُسکی اجرت صدقہ ہی پھر اُسکی اجرت خود رکھ لی تو اُسکے مثل صدقہ کردے اور اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس غلام کو فروخت کردے پھر بحکم مشتری اُسکو اجرت پر دیدے پس قسم منحل ہو جائیگی پھر اسکو خرید لے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تیرے گھر مین یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک تیرے پاس ہون یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اسکو ہبہ کردے پھر پہنے پس قسم منحل ہو جائیگی پھر اپنے ہبہ سے رجوع کرلے یہ عتابیہ مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اسکی قیمت مسکینون پر صدقہ ہی پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے غلام مین کوئی عیب پاکر بائع کو واپس کردیا اور یہ امر قبل باہمی قبضہ کے واقع ہوا تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہین ہی - اور اگر دونون نے باہم قبضہ کرلیا ہو پھر مشتری نے غلام کو بسبب عیب کے واپس کردیا اور ثمن درم یا دینار ہین تو بائع پر اُسکے مثل صدقہ کرنے واجب ہونگے - اور اگر ثمن کوئی اسباب ہو پس اگر مشتری نے بحکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اُسکی قیمت صدقہ کریگا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کرلیا مگر ثمن اسکو نہین دیا یہانتک کہ غلام مذکور بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس کیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہین ہی خواہ ثمن درم و دینار و عروض کسی جنس سے ہو اور اگر رد کردینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہی تو اُسکے مثل صدقہ کردے - اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا اور ثمن اسباب ہی اور مشتری کو غلام نہین سپرد کیا یہان تک کہ غلام اُسکے پاس ہلاک ہوگیا تو ثمن مشتری کو واپس کردے اور کچھ صدقہ کرنا اُسپر واجب نہین ہی اور اگر ثمن اس صورت مین درم یا دینار ہون تو اُسکے مثل صدقہ کردے۔ اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے استحقاق مین لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو بعینہ ثمن کو واپس کردے خواہ کسی جنس سے ہو اور اسپر واجب نہین ہی کہ کچھ صدقہ کرے - اور اگر غلام معین کفارہ سے آزاد کرنے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا و کپڑا ادا کردیا تو نذر باطل ہوگئی - اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بعوض جزائے صید کے جو اُسپر واجب ہی ہدی بھیجونگا پھر روزے رکھ لیے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہوگئی اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ مین دونگا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہوگئی اور اگر اناج کفارہ مین دیا مگر اناج اُسکی قیمت کو نہین پہونچتا ہی تو بقدر زیادتی کے صدقہ کردے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا اس کُر کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونون صدقہ ہین پھر انکے عوض کچھ فروخت کیا تو کُر کو صدقہ کردے جبکہ قبضہ کرے اور درمون کا صدقہ کرنا اُسپر واجب نہین ہی اسواسطے کہ ان درمون کا سبب ملک بیع نہین ہی الا اُس صورت مین کہ یہ درم بائع کے ہاتھ مین ہون کہ بلفظ بیع انکا مالک ہوگیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا مین نے تجھے یہ درم ہبہ کیے تو صدقہ ہین پھر ان درمون کے عوض کچھ خریدا یا ہبہ کیے درحالیکہ اُسکے ہاتھ مین تھے تو اُسپر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کردیے ہون تو انکے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ وقت حانث ہونے کے اُسکے قبضۂ ملک مین تھے حتی کہ اگر وقت خرید کے بائع کے ہاتھ مین ہون یا وقت ہبہ کے موہوب لہ کے ہاتھ مین ہون تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام بعوض اس کُر کے اور بعوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونون مساکین پر صدقہ ہین

یعنی جانور قربانی

یعنی جو مقدار کھانے کی بجائے مذکورہ ہین

یعنی ایک کُر گیہون کے عوض

یعنی حق ثابت کرکے بطور استحقاق

بسبب حالت حرم مین کوئی شکار کیا

پھر ان دونون کے عوض غلام خرید الو اُسپر ہزار درم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور گھر کا صدقہ واجب نہوگا۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درم کو خریدے پس ہزار درم مالک غلام کو دیدیے پھر اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض خریدا اور انھین ہزار درم دئیے ہوئے کی طرف اشارہ کیا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور مالک غلام نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ درم مسکینون پر صدقہ ہین اور اُسنے بھی انھین درمون کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھین درمون کے عوض غلام مذکور فروخت کیا تو بائع پر واجب ہی کہ ان درمون کو صدقہ کرے نہ مشتری پر یہ محیط مین ہی

تیسرا باب۔ دخول و سکنی وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین۔ اصل یہ ہی کہ قسمون مین جو الفاظ مستعمل ہون ہمارے نزدیک انکا مدار عرف پر ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین داخل نہونگا قال المترجم بیت وہ ہی جہان شب باشی کی عادت ہو پھر وہ شخص مسجد یا بیعہ یا کنیسہ یا آتش خانہ یا کعبہ یا حمام یا دہلیز یا ظلہ دروازہ مین داخل ہوا تو حانث نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ دہلیز مین جو حکم مذکور ہوا وہ ایسی دہلیز کے حق مین ہی جو دروازہ سے خارج ہو اور اگر داخل دروازہ ہو اور وہان شب باشی ہو سکتی ہو تو حانث ہو جائیگا اور صحیح وہی ہی جو کتاب مین مطلقاً مذکور ہی اسواسطے کہ دہلیز مین سونے کی عادت نہین ہی اگرچہ ممکن ہو خواہ وہ خارج در ہو یا داخل ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر صفہ مین داخل ہوا تو حانث نہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہی کہ صفہ چہار دیواری کا ہو جیسے اماموں رحمہم اللہ کے وقت مین صفہ ہوتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہ ہوگا پھر وہ مسجد منہدم ہو گئی اور وہان گھر بنایا گیا پھر گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی پھر وہ داخل ہوا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہوگا پھر بعد اسکے منہدم ہو جانے یا بعد ہان دوسری مسجد بنائی جانے کے داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اس دار مین اور بڑھایا گیا یعنی دوسرے دار کی زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ نہین حانث نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ پڑوسی کے گھر مین داخل نہونگا تو ایسی صورت مین بالاجماع حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہونگا پھر اس مسجد مین اور بڑھائی گئی اور وہ بڑھائی ہوئی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہونگا پھر اُسمین پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا بڑھایا گیا پس وہ اُس بڑھائی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان قوم کی مسجد مین داخل نہوگا پھر ایسی صورت مذکورہ مین بڑھائے ہوئے ٹکڑے مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر اُسمین زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ دار فلان مین داخل نہونگا پھر زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان و ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہونگا پھر اُسکی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار یہ ہی کہ اسپر کھڑے ہونے سے حانث نہوگا بشرطیکہ قسم کھانے والا عجمی ہووے اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اُسکے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا

اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہوگا پھر وہ خراب ہوگیا اور وہان دوسرا دار بنایا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو حانث
ہو جائیگا اور اگر وہ مسجد یا بستان یا حمام کردا نا گیا یا بیت کردیا گیا پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح بعد حمام وغیرہ
کے منہدم ہو جانے کے داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار مین داخل نہوگا پھر ایک منہدم
شدہ دار مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر دار کا مسجد یا حمام یا بستان بنایا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو بھی حانث نہوگا اور
اگر دار صغیر تھا کہ اسکو بیت کیا یا راستہ اسکا شارع عام کی طرف نکال دیا یا کسی دوسرے دار کی طرف نکال دیا یا بعد
بستان کرنے کے اسکو دار دیگر بنایا یا وہ بحر یا نہر ہوگیا پھر داخل ہوا تو بھی حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور
اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین داخل نہ ہونگا یا بیت مین داخل نہ ہونگا پھر ایک بیت یا بیت معین کے منہدم ہو جانے
کے بعد جبکہ اسمین کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ دوسرا بیت کردیا گیا پھر وہ داخل ہوا
تو بیت معین مین داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت مین حانث نہوگا اور غیر معین کی صورت مین حانث ہو جائیگا
اور اگر چھت گر گئی اور دیوارین قائم ہین پھر داخل ہوا تو معین کی صورت مین حانث ہوگا اور غیر معین کی صورت مین
حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہوگا پھر سوار ہو کر یا پیادہ اسمین
داخل ہوا یا اُسنے کسی کو حکم دیا کہ وہ لاد کر اُسکو اس دار مین لے گیا تو حانث ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر وہ
جانور جسپر سوار تھا بدک گیا اور اسکے روکنے سے نہ رکا حتی کہ اس دار مین داخل ہوگیا تو یہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہے
اور اگر بدون اسکے حکم کے کوئی اسکو لاد کر اندر لے گیا تو حانث نہ ہوگا خواہ اس امر سے دل سے راضی ہو یا نہ
راضی ہو اور خواہ اُسکی امتناع پر قادر ہو یا نہ ہو یہ عامہ مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اسکو اس
دار کے دروازہ سے لے گیا ہو یا اور طرف سے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہوگا پھر
اسکی دیوارون مین سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی چھت پر کھڑا
ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اماموں رحمہم اللہ کے عرف کے موافق ہے اور
ہمارے عرف مین چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول دار نہین کہتے ہین پس حانث نہ ہوگا مگر صحیح وہی
ہے جو کتاب مین مذکور ہوا ہے یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل
نہ ہوگا پھر اسکی چھت پر سے اُترا یا ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخین اس دار مین ہین پس ایسی شاخ پر
کھڑا ہوا کہ اگر وہان سے گرے تو اس دار مین گرے تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اسکی دیوار پر کھڑا ہوا تو
بھی یہی حکم ہے۔ شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس دار اور پڑوسی کے مکان مین مشترک ہو تو
حانث نہ ہوگا۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ قسم عربی زبان مین ہوا اور اگر فارسی یا اُردو مین قسم کھائی پھر ایسے درخت پر چڑھا
کہ اُسکی شاخین اس دار مین ہین یا اُسکی دیوار پر کھڑا ہوا یا چھت پر چڑھا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہی
مختار ہے اسواسطے کہ عجم مین اسکو دخول نہین شمار کرتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ بالاخانہ کا رستہ
اگر اپنے نیچے کے مکان کے سے نہ ہو بلکہ اسکا راستہ دوسرے دار مین سے ہو تو یہ بالاخانہ فقط راستہ کے دوسرے دار
مین سے شمار ہوگا جسمین سے اُسکا راستہ ہے یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم یہ انکا عرف ہے اور ہماری زبان مین وہ
جس دار مین سے حقیقتہً ہے اسمین شمار ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ اگر طاق دروازہ مین بیٹھا یا کھڑا ہوا با این حالت کہ

اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو یہ دار سے باہر رہجاوے تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اس دار کے پائخانہ سر راہ یا ظلہ سر راہ مین گیا حالانکہ پائخانہ و چھتے کا راستہ اسی دار سے ہی تو حانث ہوجائیگا اور اگر طاق دروازہ کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا پس اگر چوکھٹ ایسی ہو کہ اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو باہر رہجاوے تو حانث نہ ہوگا اور اگر دروازہ بند کرنے سے اندر داخل رہے تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر اپنے دونون پانون مین سے ایک اندر داخل کیا تو حانث نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ دار کا داخل و خارج برابر سطح ہو اور اگر داخل کی طرف نیچا ہو اور اس نے اپنا ایک پانون اندر داخل کیا تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ایسی صورت مین اکثر جزو اسکا اندر داخل شدہ ہو جائیگا اور شیخ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہین ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ وہ کھڑے کھڑے داخل ہوا ہو اور اگر وہ لیٹ کر داخل ہوا خواہ چت یا پٹ یا کروٹ اور ڈھننگ کر کچھ اندر داخل ہوا پس اگر اسکا اکثر بدن دار مین داخل ہوگیا ہو تو وہ داخل ہونے والا ہوگیا اگرچہ اسکی پنڈلیان باہر ہون ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہی۔ اور اگر اپنا سر داخل کردیا اور دونون پانون داخل نہ کیے تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر خالی ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنا سر اور ایک قدم داخل کیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس دار کے دروازہ کی طرف دوڑتا ہوا چلا آیا اور ٹھوکر کھا کر پھسل کر اس دار مین داخل ہوگیا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر ہوا کے جھکورے نے اسکو پھینکا کہ وہ اس دار مین جا پڑا تو اسمین بھی اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہ ہوگا بشرطیکہ رک نہ سکا ہو اور اگر کسی آدمی نے اسکو زبردستی مکان مذکور مین داخل کردیا پس وہ اسمین سے نکل آیا پھر خود اپنی خوشی سے اسمین داخل ہوا تو اسمین بھی اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہوونگا الا راہ گذر کے طور پر تو ابن سماعہ نے کہا کہ امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر وہ اسمین داخل ہوا درحالیکہ اسکا ارادہ یہ نہین ہی کہ وہان بیٹھے پھر بعد اسطرح داخل ہونے کے اسکی راے مین ایسا امر ظاہر ہوا کہ وہان بیٹھنا چاہیے پس بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اس دار مین کسی مریض کی عیادت کے واسطے داخل ہوا اور حالت ایسی ہی کہ اس عیادت مین اسکو بیٹھنا چاہیے ہی تو حانث ہوجائیگا اور اگر اس ارادہ سے داخل ہوا کہ بیٹھونگا نہین پھر اسکی راے مین یہ مصلحت ظاہر ہوئی کہ بیٹھے پس بیٹھ گیا تو حانث نہوگا اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا الا بطور رہگذر کے پھر اسمین بیٹھنے کی نیت سے یا اسمین کسی مریض کی عیادت کی نیت سے یا اسمین کھانا کھانے کی نیت سے داخل ہوا اور وقت قسم کھانے کے اسکی کچھ نیت نہ تھی تو حانث ہو جائیگا لیکن اگر اسمین راہ روی کے طور پر داخل ہوا اور بعد داخل ہونے کے اسکی راے مین کسی طور سے بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا تو بیٹھنے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ راہ رودہ ہی کہ وہان سے گذر جانے کی نیت سے داخل ہوا پس بہ نیت مذکورہ داخل ہونے سے حانث نہوگا ہان بغیر اس نیت کے اگر داخل ہو تو حانث ہوجائیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر وقت قسم کھانے کے داخل ہونے سے اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین نہ رہونگا یعنی سکونت و نزول نہ کرونگا تو ایسی صورت مین اسکو ان کسب امور مذکورۂ بالا کی گنجائش ہی اور حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے

داخل نہوگا پس غیر دروازہ سے اسمین داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پھوڑکر اسمین سے داخل
ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر قسم مین اسی دروازہ کی تعیین کردی ہو تو دوسرے دروازہ سے داخل ہونے سے
حانث نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہی اور اگر لفظ مین اُسکی تعیین نہ کی ہو ولیکن دل مین نیت یہی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی
تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین یا دار فلان مین داخل نہونگا پھر اس دار
کے نیچے سرداب کھودا اور اسمین داخل ہوا یا نیچے کاریز ہی جسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کاریز مین سے
کوئی جگہہ دار مین کھلی ہوئی ہو پس اگر زیادہ کھلی ہو یعنے اسقدر ہو کہ اہل دار اس کاریز سے اسقدر کشادگی سے
انتفاع حاصل کرتے ہون یعنی پانی لیتے ہون تو جب اس مقام پر پہونچے گا تو حانث ہو جائیگا اور اگر کم ہو خفیف
کہ اہل دار کو اُس سے کچھ انتفاع حاصل نہ ہوتا ہو یہ فقط کاریز کی روشنی کے واسطے ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ
مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون الا آنکہ مین بھول جاؤن تو میرا غلام آزاد ہی
پس بھولے سے اس دار مین داخل ہوا پھر یاد کے ساتھ اسمین داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین
اس دار مین داخل ہون الا بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہی تو یاد کے ساتھ داخل ہونے پر حانث ہو جائیگا
یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہونگا حالانکہ وہ اسمین موجود ہی پھر کئی روز اسمین رہا تو
استحسانًا حانث نہوگا یہانتک کہ اسمین سے نکل کر پھر داخل ہووے یہ کافی مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے
روایت کی ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہون الا آنکہ مجھے فلان حکم
کرے پس فلان نے اسکو ایکبار حکم کردیا پس اگر وہ اس بار کے حکم سے داخل ہوا تو حانث نہوگا اور نیز بعد اسکے اگر بلا
حکم بھی داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اُسکی قسم ساقط ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہوا الا بحکم
فلان تو میرا غلام آزاد ہی پھر فلان نے اسکو ایکبار داخل ہونے کا حکم دیدیا پھر دوسری بار بغیر حکم فلان داخل ہوا تو
حانث ہو جائیگا اور اسصورت مین ہر بار اجازت ضروری ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ ابن سماعہ نے
امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس دار مین آج کوئی داخل
نہوگا تو یہ قسم سوائے مالک مکان کے اورون پر ہوگی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانث
نہ ہوگا اور اگر سوائے اسکے دوسرا آگیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر خود قسم کھانے والا آگیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ شرح
جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کو اپنے قدمون سے طے نہ کرونگا پھر سوار ہو کر اسمین گیا تو حانث
ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین اپنا قدم نہ رکھونگا پھر اسمین سوار ہو کر داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر
اُسنے یہ نیت کی کہ حقیقت مین قدم نہ رکھونگا یعنی پیدل تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اسی طرح اگر اسمین جوتا پہنکر گیا یا
بغیر جوتا پہنے تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین دار فلان مین قدم رکھون تو میرا غلام
آزاد ہی پس اُسنے اپنے ایک پانوں کو اسمین داخل کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق حانث نہوگا یہ محیط مین ہی
قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیئے واللہ اعلم الا آنکہ روایت کتاب مین یون ہو کہ اگر مین اپنے
دونون قدم اسمین رکھون اسلئے آخرہ تو ایسا نہ ہوگا فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ محلہ فلان مین داخل
نہ ہونگا پھر وہ ایسے دار مین داخل ہوا کہ اُسکے دو دروازہ ہین جسمین سے ایک اس محلہ مین ہی اور دوسرا

دوسرے محلہ مین ہی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا ایک شخص نے قسم کھائی کہ بلخ مین نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دی
جائیگی نہ اُسکے گانوؤن پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ مدینۂ بلخ مین داخل نہ ہوگا تو قسم شہر بلخ اور اُسکے ربض پر ہوگی اسواسطے
کہ ربض بھی مدینہ مین شمار ہوتا ہی اور اگر قسم کھانے والے نے خاصۃً شہر کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر رکھا جائیگا۔ اور
اگر قسم کھائی کہ فلان گانوؔن مین نہ جاؤنگا پھر اُس گانوؔن کی زمین مین گیا تو حانث نہ ہوگا اور قسم مذکور اس گانوؔن
کی آبادی پر قرار دیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان بلد مین نجاؤنگا تو یہ قسم خاص اُسکی آبادی پر قرار
دیجائیگی اسواسطے کہ بلد اسی قدر کا نام ہی جو ربض کے اندر ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہونگا تو
اُسکے ہر دو جانب مین سے جس جانب سے داخل ہوگا حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مدینۃ السلام مین داخل نہوگا
تو حانث نہوگا جبتک کہ ناحیۂ کوفہ سے داخل نہو اسواسطے کہ نام بغداد شامل ہی ہر دو جانب کو اور مدینۃ السلام ایسا نہین
ہی اور اگر قسم کھائی کہ رے مین داخل نہونگا تو شمس الائمہ سرخسی نے شرح اجارات مین ذکر کیا ہی کہ رے بنا بر ظاہر الروایت
کے شہر و اُسکے نواح سب کو شامل ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ سمرقند و اوزجند خاص مدینہ کے نام ہین اور سغد و
فرغانہ و فارس یہ شہرون مع نواح کے دیہات سب کو شامل ہین۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات مین داخل
نہوگا پس کشتی مین سوار ہوکر فرات سے گذرا یا فرات کے پل سے گذرا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ خاص پانی کے
اندر داخل نہووے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ مین داخل نہوگا پھر اُسکے کسی گانوؔن مین
گیا تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہ ہوگا پھر کشتی مین سوار ہوکر بغداد سے گذرا
تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوجائیگا اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان پرگنہ یا فلان دیہہ مین داخل نہوگا تو اسکی زمین مین جانے سے حانث ہوگا اور بعضون
نے کہا کہ اگر لفظ کورہ کہا یعنی کورہ مین داخل نہوگا تو کورہ بھی خالی آباد کا نام ہی پس اُسکی زمین مین داخل ہونے سے
حانث نہوگا اور یہی اظہر ہی اور مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ بخارا آیا آبادی کا نام ہی یا شامل نواح ہی اور فتوی
اسپر ہی کہ وہ فقط آبادی کا نام ہی اور شام سو وہ ایک ولایت کا نام ہی اور ایسے ہی خراسان اور ایسا ہی ارمینیہ چنانچہ
اگر انمین سے کسی مین داخل نہونے کی قسم کھائی تو انمین سے کسی کے گانوؔن مین داخل ہونے سے حانث ہوجائیگا
اور اسی طرح ترکستان بھی ولایت کا نام ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوچہ مین داخل نہوگا پھر اس کوچہ کے
کسی دار مین چھتون کی راہ سے داخل ہوگیا اور کوچہ مین قدم نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ حانث نہونے
سے اقرب ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ حانث ہوجانے سے قریب تر ہی اور ولوالجیہ مین کہا کہ اسی پر
فتوی ہی اور ظہیریہ مین لکھا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا جب کہ وہ کوچہ مین نہین نکلا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر
قسم کھائی کہ فلان کے کوچہ مین نجاؤنگا پھر وہ اس کوچہ کی مسجد مین داخل ہوگیا بدون اسکے کہ اس کوچہ مین داخل
ہو تو حانث نہ ہوگا اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہوگا اور کچھ نیت
نہین کی ہی پھر ایسے دار مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریۃً رہتا ہی تو ناطفی نے ذکر کیا ہی کہ وہ حانث
ہوجائیگا اور اگر فلان مذکور کے مملوکہ دار مین داخل ہوا حالانکہ فلان اسمین نہین رہتا ہی تو بھی حانث ہوجائیگا اور اگر
قسم کھائی کہ فلان کے بیت مین داخل نہوگا پھر ایسے بیت مین داخل ہوا جس مین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریۃً

رہتا ہی تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مملوکہ مین داخل نہونگا پھر ایسے
گھر مین داخل ہوا جسکو اُسنے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ حانث ہو جائیگا - اور اگر قسم
سے کہا کہ فلان کی دُکان مین نہ جاؤنگا پھر اُسکی ایسی دُکان مین داخل ہوا جسکو اُس نے دوسرے کو کرایہ پر دیا ہی
پس اگر فلان کی کوئی اور دُکان ہو جسمین وہ خود رہتا ہو تو وہ جس دُکان مین داخل ہوا ہی اس کے داخل ہونے
سے حانث نہ ہوگا اور اگر فلان مذکور دُکان مین رہنے مین معروف نہ ہو تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ہم
جانتے ہین کہ ایسی صورت مین حالف نے فلان کی دُکان کہنے سے سکونت مراد نہین لی ہی بلکہ ملکیت مراد
لی ہی - اگر قسم کھائی کہ مین فلان کے دار مین نہ جاؤنگا پھر ایسے گھر مین گیا جو فلان کے اور دوسرے کے درمیان
مشترک ہی پس اگر فلان مذکور اسمین رہتا ہو تو حانث ہو جائیگا اور اگر نہ رہتا ہو تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہی
اور اگر قسم کھائی کہ بیت فلان مین داخل نہ ہونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُسکے دار کے صحن مین گیا تو حانث
نہوگا جب تک کہ بیت مین داخل نہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف حضرات ائمہ رحمہم اللہ کے دیار کا ہی اور
ہمارے عرف مین دار و بیت ایک ہی ہی پس جب صحن دار مین داخل ہوگا تو حانث ہو جائیگا اور اسی پر فتوی
ہی - قال المترجم اگر بیت کی تفسیر موافق اسکی تعریف کے ہماری زبان مین کوٹھری ہو اور دار گھر ہو تو ہمارا عرف
بھی موافق عرف ائمہ رحمہم اللہ تعالی ہوگا والحمد للہ علی ذلک وہذا ہو الاقرب عندی واللہ اعلم - ایک شخص ایک
منزل کے کسی بیت مین بیٹھا ہی پس اُس نے قسم کھائی کہ مین اس بیت مین داخل نہونگا تو اُسکی قسم اسی بیت پر
واقع ہوگی جسمین بیٹھا ہی اسواسطے کہ اسکے ما ورا کو دار و منزل کے نام سے بولتے ہین قال المترجم ہذا اذا لم
یکن فی المنزل بیت آخر والا فلا ینتہض ہذا الاستدلال فافہم - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر قسم
بزبان فارسی ہو تو قسم اس منزل اور اس دار پر واقع ہوگی قال المترجم اور ہمارے عرف مین بنا بر تفسیر مذکورہ بالا حکم
موافق زبان عربی ہی واللہ اعلم اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہی بیت جسمین بیٹھا تھا مراد لیا تھا یعنی فارسی زبان مین
قسم کھا کر یہ دعوی کیا تو دیانۃ اُسکی تصدیق کیجائیگی نہ قضاءً اسواسطے کہ فارسی مین لفظ خانہ نام کل کا ہی اور بیت
کے واسطے اسم خاص ہوتا ہی جیسے تابخانہ و کاشانہ و زمستانی وغیرہ - قال المترجم وفیہ نظر فان تابخانہ وغیر
ذلک مما من شانہ البیتوتۃ ینبغی ان یکون بیتا لا بخصوص اسمہ بل بالمعنی الذی ذکرنا وان کان لکل من ذلک اسم
خاصا ایضا وذلک لا یوجب عدم صدق العام علیہ فلیتامل - اور یہ سب اسوقت ہی کہ اُسنے کسی بیت معین کی طرف
اشارہ نہ کیا ہو اور اگر کسی بیت معین کی طرف اشارہ کیا ہو تو اعتبار اُسکے اشارہ کا ہوگا - ایک شخص نے قسم
کھائی کہ ایسے دار مین نہ جاؤنگا جسکو فلان خریدے پھر فلان نے ایک دار خریدا اور حالف کے ہاتھ اُسکو
فروخت کردیا پھر حالف اسمین گیا تو حانث نہ ہوگا - اور اگر فلان نے دار خرید کر کے حالف کو ہبہ کردیا پھر
حالف اسمین گیا تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ خرید اول کا حکم دوسری خرید سے مرتفع ہوگیا اور ہبہ سے
مرتفع نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی قال المترجم فاذا کانت الہبۃ بعوض ینبغی ان لا یحنث لانہا فی معنی البیع
وفیہ مسامحۃ فافہم - قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہونگا اور فلان کا ایک دار ایسا ہی کہ اسمین رہا کرتا ہی اور دوسرا
دار کرایہ پر چلاتا ہی تو کرایہ والے گھر مین داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی اس انتقام پر ...

کہ اسکی قسم کے عام یعنی دونون کو شامل ہونے پر دلالت کرتی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ واللہ مین اس دار فلان مین داخل نہوونگا پھر فلان مذکور نے یہ دار کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف اسمین داخل ہوا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک عورت نے قسم کھائی کہ اسکا شوہر اسکے دار مین داخل نہوگا پس اس نے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر اسکا شوہر اس دار مین آیا پس اگر اسنے یہ نیت کی تھی کہ ایسے دار مین داخل نہوگا جسمین وہ رہتی ہو تو بیع کر دینے سے قسم باطل نہ ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو قسم اسکے دار مملوکہ پر وارد ہوگی پھر جب اس نے بیع کر دیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار مین داخل نہ ہونگا پھر زید نے اپنا تمام دار فروخت کیا مگر زید اسمین رہتا ہے پس حالف داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس مکان کو بدل دیا ہو تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک داخل ہونے سے حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہونگا پھر فلان نے اپنا دار فروخت کر دیا اور خود اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان مین چلا گیا پھر حالف مکان مذکور مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور یہ شیخین رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے گھر مین داخل نہوگا پس عورت نے اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف نے اسکو مشتری سے کرایہ پر لے لیا پس اگر قسم کھا لینا عورت کی طرف سے کسی بات پر ہو تو حانث نہوگا اور اگر قسم بسبب کراہت اسی دار کے ہو تو حانث ہو جائیگا۔ ایک شخص نے فارسی مین قسم کھائی کہ در دار فلان داخل نشود الا چیزی شگفت بود پھر اہل دار پر قتل یا ہدم یا آگ لگنے یا موت وغیرہ کی کوئی بلا نازل ہوئی پس حالف داخل ہوا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار زید مین داخل نہوگا پس زید نے عمرو سے ایک دار مستعار لیا بدین غرض کہ اسمین طعام ولیمہ کر دے پھر حالف اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا لیکن اگر عمرو اس دار کو خالی کر کے دوسرے مکان مین چلا گیا اور زید کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنا اسباب اسمین لے آیا تو پھر حالف کے داخل ہونے سے حالف حانث ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ابن رستم کہتے ہین کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص معین کے مشہور دار مین داخل نہونے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ عمرو بن حریث کے دار مین داخل نہونگا یا اور کسی دار مین جو ایسا ہی اپنے مالک کے نام سے مشہور ہے جیسے دار حسن بن الصباح وغیرہ ذلک پھر عمرو بن حریث نے یا حسن بن الصباح وغیرہ نے اس دار کو جو اسکے نام سے منسوب معروف ہے فروخت کر دیا پھر حالف اس دار مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا قال المترجم توضیح آنکہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فقیر محمد خان کے احاطہ مین یا کنوان محل مین داخل نہونگا پھر فقیر محمد خان نے اپنا احاطہ فروخت کر دیا یا کنوان نے یہ محل بیچ ڈالا پھر اسمین قسم کھانے والا داخل ہوا تو بھی حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ایسے مواضع مین فقیر محمد خان و کنوان وغیرہ کا ذکر فقط شناخت کے واسطے ہے اور منظور وہ جگہ ہے کہ وہان داخل نہوگا پس جب وہان داخل ہوگا خواہ وہ فقیر محمد خان یا کنوان کے قبضہ و ملک مین ہو یا نہو بہر حال حانث ہو جائیگا فافہم۔ اور اگر ان دارون مین سے کسی ایسے دار پر قسم کھائی جو کسی نسبت سے معروف نہین ہے یعنی فقط فقیر محمد خان کا احاطہ کر کے معروف نہین ہے اگرچہ وہ مکان جسکے اندر داخل نہونے کی قسم کھائی ہے وہ فقیر محمد خان کی ملک ہو پھر فقیر محمد خان کی ملک سے نکل جانے کے بعد اسمین داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ

مین دار فلان مین داخل نہونگا اور فلان مذکور اپنے باپ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان مین رہتا ہی جسکو اسکے باپ نے کرایہ پر لیا ہی تو حالف اُسی مکان مین داخل ہونے سے حانث ہوجائیگا قیاسًا برنیکہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہونگا پھر اس فلان مذکور کی جورو کے گھر مین جسمین یہ فلان مذکور بھی رہتا ہی داخل ہوا پس اگر اُس شخص کا کوئی اور دار سوا اس دار کے ایسا نہو کہ جو اُسکی طرف منسوب ہو یعنی رہنے وملک وغیرہ کی اضافت سے منسوب ہو تو حانث ہوجائیگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے دار مین داخل نہونگا پھر ایسے دار مین داخل ہوا کہ وہ اس عورت کے شوہر کا ہی اور یہ عورت بھی اسمین رہتی ہی پس اگر اس عورت کا اور کوئی مکان نہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسرا مکان ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہ ہونگا پھر اس فلان کے دار کی ایک دُکان مین جسکا دروازہ شارع عام پر ہی داخل ہوا حالانکہ اس دُکان کا کوئی دروازہ اس دار مین نہین ہی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ حمام مین سر دھونے کے واسطے داخل نہونگا پھر حمام مین اس غرض سے نہین بلکہ حمامی وغیرہ کو سلام کرنے کے واسطے داخل ہوا پھر وہان اُسنے سر بھی دھو لیا تو حانث نہ ہوگا اور بعض مشائخ سے روایت ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ حمام مین داخل نہونگا پھر بیت السلخ مین داخل ہوا تو قسم مین حانث نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی۔ ایک مرد کا ایک دار ہی اسمین بستان ہی پس زید نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اس دار کے بستان مین داخل ہوا اور اس بستان کا دروازہ اسی دار کے گھرون کی طرف ہی اور کوئی دروازہ نہین ہی اور ایک ہی چہار دیواری اس دار و بستان کو محیط ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بستان مین داخل ہونے سے حانث نہوگا خواہ بستان اس دار سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اگر یہ بستان وسط دار مین واقع ہو اور اسکے گرد اگرد اس دار کے بیوت ہون تو بستان مین داخل ہونے سے حانث ہوجائیگا اور امام ابو یوسف رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین ایک روایت مین وہی حکم ہی جو امام محمد رح کا قول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ بستان مین داخل ہونے سے حانث ہوجائیگا اگرچہ بستان وسط دار مین واقع نہو یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو اپنے بیت مین داخل کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ فلان مذکور اُسکی اجازت سے داخل ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو چھوڑ دیا کہ میرے بیت مین داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ قسم اُسکے علم پر ہوگی یعنی ہرگاہ جانتا اور منع نہ کیا تو اُسنے چھوڑ دیا کہ داخل ہوجاوے پس حانث ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میرے بیت مین داخل ہووے تو میری جورو طالقہ ہی تو یہ فلان مذکور کے داخل ہونے پر ہوگی خواہ حالف اُسکو اجازت دیوے یا نہ دیوے یا جانے یا نہ جانے یعنی اگر وہ کسی حال مین داخل ہوا تو یہ قسم کھانے والا حانث ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ اگر میرے اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی اور یہ دار اسی کا ہی یا دوسرے کا ہی پھر خود اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر اس دار مین کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہی تو اپنے داخل ہونے سے بھی حانث ہوجائیگا خواہ دار مذکور اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ بقسم مین فلان کو اپنے دار مین داخل ہونے سے منع کرونگا پس اگر اُسکو ایک مرتبہ بھی منع کر دیا تو قسم مین سچا ہوگیا پھر اگر دوسری دفعہ اُسکو جاتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اُسپر کچھ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا

پھر مالک دار نے اس دار کے پہلو میں ایک بیت خریدا اور بیت کا دروازہ اس دار میں پھوڑ دیا اور اس بیت کا راستہ اسی دار سے کر دیا اور وہ دروازہ جو پہلے اس بیت کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھانے والا اس بیت میں بدون دار کے اندر داخل ہونے کے داخل ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ بیت مذکور بھی دار میں سے ہو گیا۔ زید نے خالد بن عبد اللہ سے کہا کہ اگر خالد بن عبد اللہ اس دار میں داخل ہوا تو خالد بن عبد اللہ کی جورو طالقہ ہے پس خالد بن عبد اللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھپر اس امر کے گواہ رہو پھر خالد بن عبد اللہ اس دار میں داخل ہوا تو اسپر اپنی جورو کی طلاق لازم ہو گی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس دار میں اور اس حجرہ میں داخل نہونگا پھر دار سے باہر نکلا پھر دار میں داخل ہوا اور حجرہ میں داخل نہوا تو جبتک حجرہ میں داخل نہو تب تک حانث نہ ہو گا اور یہ قسم ان دونوں میں داخل ہونے پر واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار میں نہ داخل ہونگا اور یہ دونوں شخص سفر میں ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم چھولداری و خیمہ و قبہ پر اور ہر منزل پر جسمیں اترنا واقع ہووے واقع ہو گی لیکن اگر اُسنے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو دیانت کی راہ سے اُسکی تصدیق ہو گی مگر قضاءً نہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ وقال المترجم ہمارے عرف کے موافق زید کے حضر کے گھر پر قسم واقع ہو گی الا آنکہ یہ لوگ صحرائی ہوں فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس فسطاط میں داخل نہونگا حالانکہ یہ فسطاط ایک مقام پر گڑا ہوا ہے پھر وہاں سے اکھاڑکر دوسرے مقام پر گاڑا گیا پھر اسمیں داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور یہی حکم چوبین قبہ کی صورت میں ہے۔ اور اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا منبر ہو تو اسمیں بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ ان چیزوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے اُنکے نام میں تغیر و زوال نہیں آتا ہے یہ بدائع میں ہے۔ قال خبار بدوں کا خیمہ بالوں کا ہوتا ہے فاحفظہ۔ اگر قسم کھائی کہ اس خبا میں داخل نہ ہونگا تو اعتبار اُسکی چوبوں و نمدے دونوں کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط چوبوں کا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط نمدے کا ہے پس بنا بر قول ثانی کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبیں وہی باقی ہیں پھر اسمیں داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسکے برعکس کیا گیا تو حانث نہو گا اور بنا بر تیسرے قول کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبیں وہی ہیں تو اسمیں داخل ہونے سے حانث نہو گا اور اگر اسکے برعکس کیا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اصح وہی قول اول ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس بیت میں نہ جاؤنگا پھر ایک بیت میں داخل ہوا جسمیں فلاں مذکور موجود تھا مگر اُس نے داخل ہونے میں اُسکے پاس جانے کی نیت نہیں کی تھی تو حانث نہو گا۔ دو شخصوں میں سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ میں اس دوسرے کے پاس نہ جاؤنگا پھر دونوں ساتھ ہی ایک منزل میں داخل ہوئے تو دونوں حانث نہونگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس نہ جاؤنگا تو شیخ الاسلام نے شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ فلاں کے پاس جانے سے عرف میں درصورت مطلق یہ لفظ ہونے کے یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں کے پاس اُسکی زیارت و تعظیم کے واسطے ایسے مکان میں جہاں وہ اپنے ملاقاتی و زیارت کنندہ لوگوں کے واسطے بیٹھا کرتا ہے نہ جاؤنگا۔ اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ امام قدوری نے ذکر فرمایا کہ اگر وہ اسکے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز میں گیا تو حانث نہو گا اور اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ میں اُسکے پاس گیا تو بھی حانث نہو گا لیکن اگر وہ بدوی ہو تو اُسکے نشست کی جگہ یہی خباء و خیمہ ہو گی پس حانث ہو جائیگا اگر بہ نیت

زیارت کیا۔ اور حاصل یہ ہے کہ اسمیں عادت کا اعتبار ہے۔ اور ہمارے عرف مین اگر وہ مسجد مین اُسکے پاس گیا تو
حانث ہوجائیگا ہان اگر وہ مسجد مین داخل ہوا اور اُسکے پاس جانے کی نیت نہین کی یا یہ نہین جانتا ہے کہ وہ اسمین
ہے تو حانث نہوگا۔ اور قدوری مین لکھا ہے کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا جنمین فلان مذکور بھی ہے مگر اُسنے اُسکے
پاس جانے کا قصد نہین کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ حانث نہوگا مگر قضاءً اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز قدوری
مین فرمایا کہ فلان کے پاس جانے کے یہ معنی ہین کہ جاتے وقت اُسکے پاس جانیکا قصد ہو خواہ وہ اپنے بیت
مین ہو یا کسی دوسرے کے بیت مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس دار مین داخل نہونگا پھر وہ دار مین
داخل ہوا اور فلان اُس دار کے کسی بیت مین ہے تو حانث نہوگا اور اگر صحن دار مین ہوگا تو حانث ہوجائیگا اسواسطے
کہ وہ فلان کے پاس داخل ہونے والا جبھی ہوگا کہ جب اُسکو مشاہدہ کرے۔ قال المترجم ہمارے عرف مین حانث
ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس گانوُن مین داخل نہونگا تو گانوُن مین داخل
ہونے سے حانث نہوگا الا آنکہ گانوُن مذکور مین اُسکے پاس اُسکے گھر مین داخل ہوجاوے یہ محیط مین ہے
ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس داخل نہونگا پس اسکی موت کے پیچھے اُسکے پاس گیا تو حانث نہوگا
یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین ان دونون دارون مین سے کسی ایک دار مین تو واللہ مین
تجھے نہین مارونگا پھر دونون مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اور اگر جدا مین یون کہا کہ
تو مجھپر قسم ہے اگر مین نے تجھے مارا پھر دونون مین داخل ہوا یا ایک مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ہر بار کے داخلہ کا
کفارہ قسم اُسپر واجب ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واللہ مین تجھسے
قربت نہ کرونگا پھر دار مذکور مین داخل ہوا تو ایلا کرنے والا ہوجائیگا پس اگر بعد داخل ہونے کے عورت سے
جماع کیا تو حانث ہوجائیگا اور قسم باطل ہوجائیگی چنانچہ اگر دوسری بار داخل ہوا تو ایلا کنندہ نہوگا کہ دوسری
بار جماع کرنے سے اُسپر دوسرا کفارہ لازم نہ آویگا۔ اور اگر دوسری بار کے داخل ہونے کے بعد چار مہینے بدون
جماع کے گذر گئے تو عورت اُس سے بائنہ نہوگی اور اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد عورت سے جماع نہ کیا
یہانتک کہ دوسری بار داخل ہوا تو وہ ایلا کنندہ رہیگا پس جب اول بار کے داخلہ سے چار مہینے بدون جماع
کے گذر جاوینگے تو عورت مذکور بائنہ ہوجائیگی اور پھر جب دوسری بار کے داخلہ سے چار مہینے پورے
ہونگے تو بعد کو بائنہ بطلاق دیگر ہوجائیگی بشرطیکہ وہ پہلی طلاق بائنہ کی عدت مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر قسم ہے اگر
مین تجھسے قربت کرون پھر دار مذکور مین دو بار داخل ہوا تو دو ایلا سے مولی ہوجائیگا۔ اور اگر بعد ہر داخلہ کے
اُس سے جماع کر لیا ہو تو اُسپر دو کفارے لازم آوینگے۔ اور اگر جماع نہ کیا ویسے ہی چھوڑ دی تو پہلے داخلہ سے
چار مہینہ گذرنے پر بیک طلاق بائنہ بائن ہوجائیگی اور جب دوسرے داخلہ سے چار مہینے پورے گذر جاوینگے
اور ہنوز وہ پہلی طلاق کی عدت مین ہے تو دوسری طلاق بائنہ بھی اُسپر واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس
دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ثلث ہے اگر مین نے تجھسے قربت کی۔ پھر دار مذکور مین دو بار داخل ہوا تو قسم سچی ہونے
کے حق مین ہر بار کے داخلہ مین وہ مولی ہوگا چنانچہ اگر مدت کے اندر اُس سے قربت کی تو ایسی طلاق واقع
ہوجائیگی اور اگر قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر وہ بیک طلاق بائنہ ہوگی اور جب دوسرے داخلہ سے بھی چار مہینے

گذر ینگے تو دوسری طلاق سے طالقہ ہوگی ولیکن تین سے زیادہ اسپر لازم نہیں ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واسطے اللہ کے مجھپر اس غلام کا آزاد کرنا ہی اگر مین نے تجھسے قربت کی یا کہا کہ تو یہ غلام آزاد ہی اگر مین نے تجھسے قربت کی پھر دوبارہ داخل ہوا تو ہر بار کے داخلہ پر وہ ایلا کنندہ ہوگا پس اگر عورت سے قربت کر لی تو ایک قسم مین حانث ہو جائیگا اسی طرح اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اگر مین نے تجھسے قربت کی پھر عورت سے بعد ایک روز کے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اگر مین نے تجھسے قربت کی تو قسم سچی ہونے کے حق مین یہ دو ایلا ہین اور اگر قربت کی تو ایک قسم مین حانث ہوگا پس تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس اگر مین نے تجھسے قربت کی تو مجھپر ایک حج لازم ہی یا کہا کہ تو مجھپر قسم نذر ہی پھر اس دار مین دو بار داخل ہوا اور ہر داخلہ کے بعد عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج یا جزا دو قسم واجب ہوگی اور اسی طرح اگر لزوم حج کے پیچھے شرط قربت بیان کی ہو تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس مین نے تجھسے قربت کی تو مجھپر ایک حج واجب ہی پھر دار مین داخل ہوا پھر عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج لازم ہونگے اور اگر دار مین داخل ہوا یا عورت سے قربت کی ایکبار تو اسکے ذمہ لازم نہیں ہی الا ایک ایلا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین اس دار مین تو واللہ مین نے تجھسے قربت نہ کی تو یہ کہنا یا یہ کہنا کہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا دونون برابر ہین کہ ایک ہی بار حانث ہوگا قال المترجم یہ زبان عربی مین مستقیم ہی کہ کلما دخلت ہذہ الدار لم اقربک واللہ۔ اور ہماری زبان مین اس صورت مین تامل ہی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو یہ قول اور قولہ ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا دونون یکسان ہین۔۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو تو طالقہ ہی ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو وہ ایلا کرنے والا نہ ہو جائیگا اور اگر عورت سے قربت کرنے کے بعد دار مذکور مین داخل ہوا تو بیک طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر دو نفیون کے درمیان کلمہ یا داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین نہ داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین نہ داخل ہونگا پھر ان دونون مین سے کسی ایک مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مرگیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان دو اثباتون کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پھر وہ انمین سے ایک مین داخل ہوا تو قسم مین سچا ہوگیا اور اگر دونون مین سے کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مرگیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان نفی اور اثبات کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین آج ضرور داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل ہوگیا تو قسم مین سچا ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دونون دارون مین داخل ہونا اسکے ہاتھ سے فوت ہوگیا تو قسم اثبات مین حانث ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دار اول مین داخل ہوا تو قسم نفی مین حانث ہوگیا اور یمین اثبات ساقط ہوگئی۔ اور ایسے مسائل مین ایک دفعہ اسکے حانث ہونے سے قسم منحل ہو جاتی ہی چنانچہ اگر دوبارہ جس شرط سے حانث ہوگیا ہی اسکو بجا لایا تو مکرر حانث نہ ہوگا اور اسی طرح جبکہ قسم مین اثبات سے ابتدا کی ہو یہی حکم ہی مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین آج ضرور داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین کبھی داخل نہونگا لیکن بات اتنی ہی کہ قسم اثبات مین اگر آج ہی اس دار مین داخل ہوگیا

توقسم مین سچا ہوگا اور قسم نفی مین دوسرے دار مین داخل ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل ہونے سے پہلے دار اول مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر پہلے دار دیگر مین داخل ہوا تو قسم ساقط ہو گئی اور اگر اُس نے تخییر کی نیت کی ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ قسم اُسکی نیت پر ہوگی پس قسم کا انعقاد ان دونون مین سے ایک پر ہوگا یعنی یا تو اول پر نہ داخل ہونے کے ساتھ یا دوسرے پر داخل ہونے کے ساتھ اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہی اور یہی مذہب شیخ ابو عبداللہ زعفرانی کا ہی اور یہی اصح ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین ان دارمین داخل نہونگا یا دو دارہا سے دیگر مین سے ایک مین داخل ہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پس اگر پہلے وہ دارہاے دیگر مین سے کسی مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر دونون دارہاے دیگر مین سے کسی مین داخل ہونے سے پہلے وہ دار اول مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ اس دار کا داخل ہونا آج ترک کرونگا یا کل کے روز اس دار دیگر مین داخل ہونگا پھر آج کے روز اُسنے اس دار کا داخل ہونا ترک کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پس اگر مین اس دار مین داخل نہ ہوا تو مین اس دار دیگر مین داخل ہونگا تو یہ استثنا باطل ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا حالانکہ زید اسمین ہی پھر زید اسمین سے مع اپنے اہل و عیال کے نکل گیا پھر زید نے دوبارہ اسی مکان مین عود کیا پھر حالف اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ واسکے میرے تن پر یہ کپڑا ہی یا جبتک مجھ پر یہ کپڑا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یون کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا درحالیکہ تو اسمین ساکن ہو یا درحالیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہو پھر مخاطب اسمین سے نکل گیا یعنی اٹھ گیا پھر عود کر کے آگیا یا حالف نے یہ کپڑا اُتار دیا پھر پہن لیا پھر داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین سکونت نہ کرونگا پس اگر اسمین ساکن نہ ہوا تو اُسکے سکونت کرنے کے یہ معنی ہین کہ خود اسمین رہے اور اثاث البیت اور اسباب ضرورت اسمین لاکر رکھے پس جب ایسا کریگا تو اسوقت حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین سکونت نہ رکھونگا پھر خود نکل گیا اور اپنے اہل و متاع کو اسمین چھوڑ دیا پس اگر قسم کھانے والا کسی دوسرے کے عیال مین ہو مثل پسر بالغ کے کہ باپ کے عیال مین ہووے یا جورو کے کہ خاوند کے ساتھ ہووے تو حالف حانث نہوگا اور اگر حالف کسی کے عیال مین نہ ہو تو اپنی قسم مین سچا نہ ہوگا الا آنکہ اسی وقت سے منتقل کرنے مین مشغول ہو جاوے اسواسطے کہ برابر اس طرح سے رہنا سکونت ہوگی پھر امام اعظم رح کے نزدیک قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہی کہ اپنے اہل و عیال اور سب متاع کو اُٹھا لیجاوے حتی کہ اگر اسمین ایک کھونٹی یا جھاڑو رہ گئی تو حانث ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے اگر اپنے اہل و عیال اور اکثر اسباب کو لے گیا تو قسم مین سچا ہوگیا اور اسی قول پر فتوے ہی اور امام محمد رح کے قول پر اگر اہل و عیال کو اور اسقدر اسباب کو کہ خانہ داری اس سے ہوسکتی ہی لے گیا تو قسم مین سچا ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ یہ احسن ہی اور لوگون کے حق مین اسمین زیادہ آسانی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اسمین اتفاق ہی

کو قسم مین سچے ہونے کے واسطے اہل وعیال وخادمون کا اُٹھا لیجانا شرط ہی اور اگر سب کو کوچہ یا مسجد مین منتقل کر کے لے گیا اور دار مذکور کو سپرد نکیا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا جبتک کہ دوسرا مسکن نہ کر لے اور اگر دار دوسرے کو باین طور سپرد کر دیا کہ اپنا دار جو کہ تھا اسکو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدیا یا اس مین کرایہ یا عاریت پر رہتا تھا پس خالی کر کے اُسکے مالک کو سپرد کر دیا اور اپنے واسطے مسکن نہین کر لیا تو حانث نہوگا- ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نہ رہونگا پس اس نے اپنے اہل ومتاع کو اُٹھا لیجانا چاہا پس اسکی جورو نے اسمین سے نکلنے سے انکار کیا تو مرد پر واجب ہی کہ اُسکے نکالنے مین کوشش کرے پھر اگر وہی غالب آئی اور مرد عاجز ہو گیا اور نکلکر دوسرے دار مین جا رہا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نہ رہونگا پس جب نکلنا چاہا تو دروازہ اسطرح بند پایا کہ اُس سے نکل نہین سکتا ہی یا بیڑیان ڈال کر نکلنے سے روکا گیا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ صورت اول مین حانث ہوگا اور دوسری مین نہین اور صحیح یہ ہی کہ دونون صورتون مین حانث نہ ہوگا یہ غیاثیہ مین ہی- اور اگر دیوار گرا کر نکلنے پر قادر ہو تو اسپر یہ نہین واجب ہی حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین اس رات اس شہر مین رہون تو ایسا ہی یعنے طلاق وعتاق کی قسم کھائی پھر اسکو نکالنے کو آ کر ایسا حال ہو گیا کہ خود نہین نکل سکتا ہی یہانتک کہ صبح ہو گئی تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجارہ پر مقرر کر لیتا جو اسکو شہر سے باہر کر دیتا اور جو شخص مقید ہو اُسکے ساتھ یہ حکم نہین ہی اسواسطے کہ جس نے اسکو قید کیا ہی وہ اسکو نکل جانے سے روکے گا حتی کہ اگر اسکو نروکتا ہو تو مقید بھی مثل مریض کے ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی- ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہی اور حال یہ ہی کہ مکان کی چہار دیواری ہی اور دروازہ بند مقفل ہی تو یہ عورت معذور رہی یہان تک کہ دروازہ کھولا جاوے اور عورت پر یہ واجب نہین ہی کہ وہ دیوار پھاند جاوے اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ غیاثیہ مین ہی- اور اگر اُس گھر مین اپنا اسباب چھوڑ کر دوسرے گھر کی تلاش مین گیا تو صحیح قول کے موافق حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ دوسرے گھر کی تلاش بھی اُٹھ جانے کے کامون مین سے ایک کام ہی اور جب تک تلاش کرے تب تک کی مدت بحکم عرف اسمین سے مستثنیٰ ہوگی بشرطیکہ تلاش کی مدت مین افراط نہ کرے یہ شرح مجمع البحرین مین ہی- ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین نہ رہونگا پھر خود نکل کر دوسرے گھر کی تلاش مین گیا تا کہ اسمین اہل وعیال واسباب کو منتقل کر لیجاوے پھر دوسرا مکان اُسکو چند روز تک نہ ملا اور اسکو یہ ممکن ہی کہ اپنا اسباب اسمین سے نکال کر باہر رکھے تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی لادنے کا جانور تلاش کرنے مین مشغول ہوا کہ اُس پر لاد کر لیجاوے یا آدھی رات مین ایسی قسم کھائی کہ صبح ہونے تک اسکو اُٹھ جانا ممکن نہین ہی یا اسباب بہت ہی اور خود نکل گیا اور آپ ہی اسباب منتقل کرتا ہو حالانکہ یہ ممکن ہی کہ وہ کرایہ پر منتقل کرا لے مگر ایسا نہین کرتا ہی تو ان سب صورتون مین وہ حانث نہوگا- اور یہ اسوقت ہی کہ وہ خود اسباب کو اسطرح منتقل کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیا کرتے ہین اور اگر وہ ایسے منتقل نہ کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیتے ہین تو حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت کہ عربی زبان مین قسم کھائی ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ واللہ من بدین خانہ اندر نباشم پھر خود اس قصد سے نکل گیا کہ

عود نہ کریگا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر اس قصد سے نکل گیا کہ عود کریگا تو حانث ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان
مین ہو۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہو اور یہ قسم آدھی رات کو کھائی تو عورت معذور
ہوگی اور اگر اُسنے اسطرح کی قسم اپنے حق مین کھائی ہو تو وہ معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ رات مین نہین ڈرتا ہو
حتی کہ اگر اسکے حق مین بھی خوف چورون وغیرہ کی طرف سے ثابت ہو تو وہ بھی معذور ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور
اگر قسم کھائی کہ اس دار مین ساکن نہ ہوگا حالانکہ اسمین رہتا ہو پھر اسپر متاع مذکور منتقل کر لیجانا گران معلوم ہوا تو
اُسکا حیلہ یہ ہو کہ متاع مذکور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جسپر اسکو اعتماد ہو وے اور خود نکل کر دوسرے
مکان مین چلا جاوے پھر جب اسکو آسانی معلوم ہو اُسوقت اُس سے خرید لے یہ فتاوی سراجیہ مین ہو۔ اگر ایک
شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک دار مین رہتا ہو پھر ان مین سے ایک نے قسم کھائی کہ اس دوسرے کے ساتھ
نہ رہونگا پس اگر اُسنے منتقل کرنا شروع کر دیا حالانکہ فی الحال ممکن بھی ہو تو خیر ورنہ حانث ہوجائیگا اور اگر حالف
نے اپنا اسباب اس دوسرے کو ہبہ کر دیا یا اُسکے پاس ودیعت رکھا یا عاریت دیا پھر مکان کی تلاش مین نکلا
اور چند روز تک کوئی مکان نہ ملا ولیکن اس دار مین جسمین دوسرا رہتا ہو نہ آیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے
اپنا اسباب دوسرے کو ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا ہو یا اسکو ودیعت دیا یا عاریت دیا اور اسی وقت باہر نکل گیا
باین ارادہ کہ پھر عود نہ کریگا تو اسکے ساتھ رہنے والا شمار نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ
اس شہر مین نہ رہونگا پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و اسباب کو اسمین چھوڑ گیا تو حانث نہوگا اور اگر کسی گانون کی
نسبت اس طرح کی قسم کھائی کہ اسمین نہ رہونگا تو وہ بمنزلہ شہر کے ہو اور یہی صحیح ہو اور کوچہ و محلہ اس حکم مین بمنزلہ
دار کے ہو اور اگر قسم کھائی کہ اندرین دیہ نباشم پھر اپنے اہل وعیال و اسباب لیکر وہان سے نکل گیا پھر واپس
ہوکر اسمین سکونت اختیار کی تو حانث ہوجائیگا اور اسی طرح جو فعل ممتد ہوتا ہو اسمین ایک وقت مین پچھاڑ دینے
سے قسم باطل نہین ہوجاتی ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ شخص مذکور
بغرض رہنے و سکونت کرنے کے واپس آیا ہو اور اگر کسی کے دیکھنے کو آیا یا اپنے اسباب کو منتقل کرنے کے واسطے
آیا اور چند روز رہا اور اسکی نیت یہان سکونت کرنے کی نہین ہو تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر رہنے کے واسطے
آیا ہو تو ایک دم کا رہنا حانث ہونے کے واسطے کافی ہو دوام شرط نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مین ایک
سال یا امسال اس دیہ مین رہون تو میری جورو طالقہ ہو پس ایک روز بقیہ سال سے کم رہا یا یون قسم کھائی کہ اس
دار مین مہینہ بھر نہین رہونگا پھر ایک ساعت رہا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ مہینہ بھر نہ رہے یہ خزانۃ المفتین مین ہو
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہونگا پھر حالف اپنے سفر مین فلان کے گھر اُترا اور ایک یا دو روز تک
رہا تو حانث نہوگا اور فلان کے ساتھ ساکن نہ ہوگا جب تک کہ اسکے ساتھ کم سے کم پندرہ روز تک نہ رہے یہ فتاوی
قاضیخان مین ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ کوفہ مین نہ رہونگا پس مسافرت مین وہان گذرا اور وہان چودہ روز
رہنے کی نیت کی تو حانث نہوگا اور اگر پندرہ روز کی نیت کی تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ
سکونت نہ کرونگا پھر فلان مذکور اس حالف کے دار مین غصب کی راہ سے داخل ہوا اور رہنے لگا پس حالف اسکے
ساتھ رہا تو حانث ہوجائیگا خواہ حالف کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہین اور اگر غاصب کے اُترتے ہی حالف نے

اسپنے اُٹھ جانے کا بندوبست کیا اور منتقل کرنا شروع کیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر حالف نے سفر کیا پھر فلان مذکور اُس حالف کے اہل وعیال کے ساتھ ساکن رہا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ حالف حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ نہین حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور منتقی مین لکھا ہو کہ اگر محلوف علیہ یعنی جسکے ساتھ نہ رہنے پر قسم کھائی ہو تین روز یا زیادہ کی راہ پر سفر کر گیا پھر قسم کھانے والا اُسکے اہل کے ساتھ آمین رہا تو امام ابو یوسف رح کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہو تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کوفہ مین ساکن نہوگا تو یہ قسم کوفہ کے دار واحد مین ساتھ رہنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر حالف ایک گھر مین رہے اور محلوف علیہ دوسرے گھر مین رہے تو حانث نہوگا لیکن اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ مین اور محلوف علیہ کوفہ مین نہ رہونگا یعنی ایک گھر مین ہو یا دو گھرون مین تو اس صورت مین اسکی نیت پر قسم ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس گانون مین نہ رہونگا تو یہ قسم ایک گھر مین اُسکے ساتھ رہنے پر واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ خراسان مین نہ رہونگا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ دنیا مین نہ رہونگا تو بھی ایک گھر مین اُسکے ساتھ رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نہ رہونگا پھر کشتی مین اُسکے ساتھ رہنا ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ اُسکے اہل ومتاع ہو اور سکو اپنی منزل بنایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہ ملاحون کے حق مین مساکنت ہو اور یہی حکم جنگلی لوگون کا ہو کہ جب وہ ایک ہی خیمہ مین مجتمع ہو کر رہین تو حانث ہوگا اور اگر خیمہ متفرق ہون تو حانث نہوگا اگرچہ باہم نزدیک نزدیک ہون یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نہ رہونگا پھر اُسکے ساتھ کسی دار کے بیت یا غرفے یا صدان مین ساکن رہا تو حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نکرونگا اور کچھ نیت نہین کی پھر احاطہ مین دونون اسطرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ قصر مین رہا تو حانث نہوگا اور ساتھ رہنا جب متحقق ہوگا کہ دونون ایک ہی بیت مین رہین یا دونون ایک ہی دار کے علیحدہ علیحدہ بیت مین رہین اور اگر اہل وعیال ہون تو اہل وعیال ومال واسباب اسمین رکھین اور جب ایک دار مین علیحدہ علیحدہ قصر ہین تو ہر قصر علیحدہ مسکن ہو لہذا حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنی قسم مین یہ نیت کی ہو کہ اسطرح علیحدہ علیحدہ قصر مین بھی نہ رہونگا تو حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ احاطہ بہت بڑا ہو جیسے کوفہ مین دار ولید ہو یا بخارا مین دار نوح ہو کہ یہ بمنزلہ ایک محلہ کے ہو اور اگر دار ایسا نہو تو بدون نیت مذکور کے بھی حانث ہو جائیگا خواہ اس دار مین بیوت ہون یا قصر ہون۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نکرونگا پھر ایک ہی بیت یا ایک ہی قصر مین اُسکے ساتھ بدون اہل ومتاع کے ساکن رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ایک دار مین نہ رہونگا اور دار معین کا نام لیا پھر دونون نے اسکو بانٹ لیا اور بیچ مین دیوار کھڑی کر دی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ علیحدہ پھوڑ لیا پھر قسم کھانے والا ایک حصہ مین رہا اور دوسرا دوسرے حصہ مین رہا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہونگا اور کسی دار معین کا نام نہین لیا اور نہ نیت کی پھر اسی طرح ایک دار کے دو حصہ کرکے اُنکے درمیان دیوار کر دی گئی پھر قسم کھانیوالا ایک ٹکڑے مین اور دوسرا دوسرے ٹکڑے مین رہا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے

قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہوگا اور کوئی دار معین نہیں بیان کیا تو امام ابویوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر اُسکے ساتھ بازار کی دُکان مین رہا جسمین دونون کوئی صنعت کا کام کرتے ہین یا تجارت کرتے ہین تو حانث نہوگا اور یہ قسم انھین مکانون پر واقع ہوگی کہ جنکو اُنھون نے گھر بنایا ہو کہ اسمین اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہین لیکن اگر اُسنے اسطرح دُکان مین رہنے کی نیت بھی کی ہو یا باہم قبل اس قسم کے دونون مین ایسی گفتگو ہو جو اسپر دلالت کرے تو اس صورت مین حانث ہوگا کہ قسم اُسکے کلام سابق و معنے پر ہوگی اور اگر اُسنے دوکان کو اپنا گھر بنا لیا چنانچہ کہا جاتا ہو کہ فلان شخص بازار مین رہتا ہو پس اگر قسم مذکور کے ساتھ کوئی امر اسپر دلالت کرتا ہو کہ اسنے قسم سے یہ مراد لی ہو کہ بازار مین فلان کے ساتھ رہنا ترک کریگا تو قسم اسی پر محمول ہوگی اور اگر ایسا قرینہ نہو مگر اُس نے کہا کہ مین نے بازار کی مساکنت کی نیت کی تھی تو اُسکا قول قبول ہوگا کہ اسنے اپنے نفس پر سختی کی ہو یہ بدائع مین ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان دار مین اُسکے ساتھ ساکن نہوگا پھر وہ منہدم کیا گیا اور وہان دوسرا دار بنایا گیا پھر اسمین ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہو کہ بیت معین مین اُسکے ساتھ نرہنے کی قسم کھائی پھر وہ منہدم کرکے میدان چھوڑ دیا گیا پھر اسی مقام پر دوسرا بیت بنایا گیا پھر اسمین اُسکے ساتھ رہا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین یعنی معین مین اُسکے ساتھ نہ رہوگا پھر وہ بستان کردیا گیا تو اسمین ساتھ رہنے سے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دار زید مین یا کسی دار زید مین نہ رہونگا اور کوئی دار معین بیان نہین کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے دار مین رہا جسکو اُس نے بعد قسم کے فروخت کردیا ہو تو اُسمین رہنے سے حانث نہوگا اور اگر زید کے ایسے دار مین رہا جو وقت قسم سے وقت سکونت تک اُسکی ملک ہو تو بالاتفاق حانث ہو جائیگا اور اگر ایسے دار مین رہا جسکو زید نے بعد اسکی قسم کے خرید کیا ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کے کسی دار مین ساکن نہوگا پھر ایسے دار مین رہا جو زید کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو تو حانث نہوگا خواہ دوسرے کا اسمین حصہ کم ہو یا زیادہ ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کے اس دار مین ساکن نہوگا پھر زید نے اسکو فروخت کردیا پھر حالف اسمین رہا تو اسمین دو صورتین ہین اگر اُس نے اس دار مین بالخصوص رہنے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ زید کی ملکیت مین جب تک ہو نہ رہونگا تو حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایسے دار مین نہ رہونگا جسکو فلان خریدے پھر فلان نے کسی دوسرے کے واسطے ایک دار خریدا جسمین یہ حالف ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ فلان اپنے واسطے خریدے پس اگر قسم اللہ تعالیٰ کی ہو تو اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر قسم بطلاق یا عتاق ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین نہ رہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہو پھر وہ بالون کی بیت یا فسطاط یا خیمہ مین رہا تو حانث نہ ہوگا بشرطیکہ آبادی کے رہنے والون مین سے ہو اور اگر بدوی ہو تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لابیت مع فلان یا لاابیت فی مکان کذا یعنی فلان کے ساتھ رات نہ گذارونگا تو رات بھر اُسکے ساتھ رہنے پر قسم ہوگی پس اگر آدھی رات سے زیادہ اُسکے ساتھ کیجا رہا تو حانث ہوا اور اگر اس سے کم رہا تو حانث نہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس منزل مین رات

نہ گذارونگا پھر خود وہین سے نکل کر باہر سو یا اور اپنے اہل و عیال و اسباب کو وہین چھوڑا تو حانث نہوگا اور ایسی قسم اُسکی ذات پر ہوگی اہل و اسباب پر نہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ رات اس بیت کی چھت پر نہ گذارونگا اور اس چھت پر ایک غرفہ ہی کہ اُسکی زمین اور چھت ایک ہی تو وہان رات گذارنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی چھت پر رات نہ گذارونگا پھر اس غرفہ کی زمین پر سو یا تو حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین منزل فلان مین رات نہ گذارونگا کل کے روز تو یہ باطل ہی الا آنکہ اُس نے دوسری آنے والی رات مراد لی ہو - اور اگر کہا کہ واللہ مین کل کے روز فلان کی منزل مین نہ ٹھہرونگا تو وہ کل کی کسی ساعت ہونے پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا یاوی مع فلان او لا یاوی فی مکان او دار او بیت یعنی اوارت نہ کرونگا فلان کے ساتھ یا فلان مکان یا دار یا بیت مین تو اوارت یہ ہی کہ ٹھہر رہے کسی مقام مین فلان کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر یا بہت دیر خواہ رات مین یا دن مین اور یہ امام ابو یوسف رح کا دوسرا قول ہی اور یہی امام محمد رح کا قول ہی لیکن اگر اُسنے اُس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی - اور ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر کسی نے کہا کہ لا یاوینی و ایاک بیت ابدا یعنی کوئی بیت کبھی مجھے اور تجھے ساتھ جگہ نہ دیگا تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول اور میرے قول مین یہ قسم طرفۃ العین پر واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی - اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کو جگہ نہ دونگا حالانکہ عمرو مذکور زید کے عیال مین اسکے مکان مین موجود ہی تو زید حانث ہوگا الا آنکہ زید کی نیت عمرو کو ڈرانے کی ہو کہ جن حرکتون مین گرفتار ہی اُنکو چھوڑے تو ایسا نہین ہی - اور اگر عمرو اسکے عیال مین نہو اور اُسکے مکان مین نہو تو یہ زید کی نیت پر ہی اگر یہ نیت کی ہو کہ عمرو کو اپنے عیال یعنی پرورش مین نہ رکھیگا تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی - اور اگر نیت کی کہ اُسکو اپنے گھر مین داخل نکریگا پھر اگر عمرو بدون اسکی اجازت کے داخل ہوا اور زید اسکو دیکھکر چپ ہو رہا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی - ایک مرد سفر کو نکلا اور اُسکے ساتھ دوسرا ہی اور اسکا ارادہ ایسے مقام پر جانے کا ہی کہ اسکو بیان کر دیا ہی پس قسم کھائی کہ اس شخص سے سوائے اس سفر کے ساتھ نرکھونگا پھر جب تھوڑی راہ قطع کی تو دونون کی رائے مین دوسرے مقام کو جانا مصلحت معلوم ہوا پس دونون دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو سوائے اس مقام کے ہی جسکا پہلے نام لیا تھا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ اسی پہلے سفر مین ہی پس حانث نہوگا - ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین آج پیدل نہ چلونگا الا ایک میل پھر اپنے گھر سے نکل کر ایک میل تک پیدل جا کر اپنے مکان کو پیدل واپس آیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ دو میل پیدل چلا ہی - زید نے کہا کہ واللہ عمرو کی مصاحبت نہ کرونگا پس اگر زید ایک قطار مین چلتا ہو اور عمرو دوسری قطار مین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکا مصاحب نہوگا اور اگر دونون ایک ہی قطار مین ہون تو وہ مصاحب ہوگا اگرچہ ایک اس قطار کے اول مین ہو اور دوسرا آخر مین ہو - اور اسی طرح اگر دونون ایک کشتی مین ہون اس طرح کہ ایک ایک درجہ مین اور دوسرا دوسرے درجہ مین ہو اور ہر ایک کا کھانا الگ الگ ہو تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ اُنکا آنا جانا ایک ہی رستہ سے ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ مین فلان کی مرافقت نہ کرونگا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر دونون کا طعام ایک ہی ہو ایک مکان مین حالانکہ وہ دونون ایک جماعت کے ساتھ مین چلتے ہین تو ان دونون مین مرافقت ثابت ہوگی -

اور اگر دونون ایک کشتی مین ہون اور دونون کا طعام یکجا نہو کہ ایک دسترخوان پر نہ کھاتے ہون تو مرافقت ثابت نہوگی
اور امام محمد رحنے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مرافقت نہ کرونگا پھر دونون سفر مین نکلے پس اگر
دونون ایک محمل مین ہون یا دونون کا کریٰ ایک ہو یا قطار ایک ہو تو مرافقت ثابت ہوگی اور اگر کریٰ مختلف ہون تو
مرافق نہوگا اگرچہ دونون کی سیر واحدہ ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے

چوتھا باب۔ نکلنے اور آنے و سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مسجد یا
دار یا بیت وغیرہ سے نہ نکلونگا پھر کسی کو حکم کیا کہ اسکو لاد کر باہر لے گیا تو حانث ہو جائیگا جیسے جانور پر سوار ہوا
جو اسکو لیکر باہر نکل گیا تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ باہر نہ نکلونگا پھر کوئی زبردستی اسکو
لاد کر باہر لے گیا تو حانث نہوگا اور ایسا ہی داخل ہونے کی قسم مین بھی یہی حکم ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور جب
زبردستی کوئی لاد کر نکال لے گیا پس آیا قسم منحل ہو جائیگی کہ اگر اسکے بعد خود نکلے تو حانث نہو تو اسمین اختلاف ہے
اور صحیح یہ ہے کہ قسم منحل نہوگی چنانچہ اگر اسکے بعد خود نکلا تو حانث ہوگا۔ اور اگر کسی نے بغیر حالف کے حکم کے اسکو
لاد کر نکالا حالانکہ حالف اسکے منع کرنے پر قادر ہے مگر اسنے منع نہ کیا بلکہ اپنے دل سے اسپر راضی ہے تو اسمین
اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی پر اکراہ و جبر کیا گیا کہ اپنے
پیرون باہر نکلے یا اندر داخل ہو پس اسنے ایسا کیا تو حانث ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ باہر
نہ نکلونگا تو جب تک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے دار سے نہ نکلونگا
پھر اپنے دروازہ دار سے نکلا پھر واپس ہو گیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر دار کی کسی منزل مین بیٹھکر قسم کھائی پھر
اس منزل سے نکلکر دار سے باہر نکلنے سے پہلے واپس ہو گیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور
اگر قسم کھائی کہ اپنے دار سے باہر نہ نکلونگا الا جنازہ کی طرف پھر جنازہ کے ارادے سے نکلا اور وہان کوئی اور
ضرورت بھی پوری کرتا آیا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ رے سے کوفہ کی جانب نہ نکلونگا پھر رے
سے مکہ کا قصد کر کے نکلا اور اسکا راستہ کوفہ ہو کر ہے تو امام محمد رحنے فرمایا کہ رے سے نکلنے کے وقت اگر اسنے
نیت کی کہ کوفہ ہو کر جاونگا تو حانث ہوگا اور اگر نیت کی کہ کوفہ مین نہ گذرونگا پھر نکلنے کے بعد اسکی رائے مین آیا
اور چلکر ایسی جگہ آیا کہ وہ نماز قصر کرتا ہے پھر کوفہ مین سے گذرا تو حانث نہوگا۔ اور اگر وقت قسم کے اسکی نیت یہ ہو
کہ خاص کوفہ کے قصد سے کوفہ کو نجاونگا پھر اسنے حج کا قصد کیا اور رے سے نکلکر نیت کی کہ کوفہ ہو کر جاون تو فیما بینہ
و بین اللہ تعالی حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار سے نہ نکلونگا الا بجانب مسجد پھر مسجد کے ارادہ سے نکلا پھر وہان
سے غیر مسجد کی طرف بھی اسکی رائے ہوئی اور گیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ دار سے
نکلنے کے یہ معنے ہین کہ خود مع اپنے متاع و عیال کے نکلے اور شہر و گاؤن سے نکلنے مین یہ اعتبار ہے کہ خود
اپنے تن سے خاصۃً نکل جاوے اور منتقی مین زیادہ کیا کہ اگر اپنے بدن سے نکل گیا تو قسم مین سچا ہو گیا خواہ سفر
کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین نہ نکلونگا حالانکہ وہ دار کے کسی بیت مین بیٹھا ہے
پھر وہان سے نکلکر صحن دار مین آیا تو حانث نہوگا الا آنکہ وہان نہ نکلنا بھی اسکی نیت ہو اور اگر اسنے یہ نیت کی ہو
کہ نکلکر مکہ کو نجاونگا یا شہر سے نہ نکلونگا تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح اسکی تصدیق نہوگی۔ یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر

قسم کھائی کہ اپنی بیت سے نہ نکلونگا یعنی جس بیت مین موجود ہو پھر صحن دار مین نکلا تو حانث ہو جائیگا اور ہمارے متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق اور ہمارے عرف مین صحن دار بھی بیت ہی پس جب تک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے نہ نکلونگا پھر اپنا ایک پانوں اس دار سے نکالا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہی۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دار مذکور کا باہر نیچا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ اسکا سہارا نکلے ہوئے پانوں پر ہو تو حانث ہوگا اگرچہ دار کا باہر نیچا نہو و لیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایۃ کے موافق کسی حال مین حانث نہ ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی و حلوائی نے اختیار کیا ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ کھڑے کھڑے قدمون کے بل نکلا ہو اور اگر بیٹھکر اُسنے اپنے دونون قدم باہر نکالے اور اسکا بدن اندر رہی تو اپنی قسم مین حانث نہوگا پھر اگر کھڑا ہوگیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر چیت یا پٹ یا کروٹ لیٹا ہو پھر ڈھنگا یہانتک کہ اسکا بعض بدن باہر ہوگیا پس اگر زیادہ بدن باہر ہوگیا تو حانث ہو جائیگا اگرچہ اسکی ساقین اندر رہی ہون۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے خارج نہ ہونگا اور اس دار مین ایک بڑا درخت ہی جسکی شاخین دار سے باہر ہین پھر اس درخت پر چڑھکر ان شاخون پر آیا یہان تک کہ دار سے باہر بیچ راستہ پر ہوگیا کہ اگر گرے تو راستہ مین گرے تو حانث نہوگا خواہ قسم کھانے والا بلاد عرب کا ہو یا بلاد عجم کا ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو اس دار سے نہ نکلیگی پھر وہ عورت دار کے دروازہ سے یا دیوار کے اوپر سے یا کوئی سوراخ کر کے نکلی بہر حال حانث ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے باہر نہونگا تو کسی دروازہ سے نکلے خواہ دروازہ قدیم سے یا نیا دروازہ بنا کر بہر حال حانث ہوگا اور اگر دیوار کے اوپر سے یا سوراخ کر کے نکلے تو حانث نہوگا ایسا ہی بعضے مشائخ نے شرح ایمان الاصل مین ذکر کیا ہی اور حیل مین ذکر فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلونگا پھر چھت پر چڑھ کر کسی پڑوسی کے یہان اُتر کر نکلا یا اس دار کا کوئی دوسرا دروازہ نکال کر اس سے نکلا تو حانث نہ ہوگا اور شیخ ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ سب اسی دار کے دروازہ ہین۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے اس دروازہ سے نہ نکلونگا پھر دوسرے دروازہ سے سوائے دروازہ معین مذکور کے نکلا تو ایمان الاصل مین مذکور ہی کہ حانث نہوگا قال المترجم ظاہر اسئلہ مین تصحیف ہوئی ہی اور صحیح یون ہی کہ قسم کھائی کہ اس دار کے اس دروازہ سے نہ نکلونگا فافہم۔ فتاوی اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلونگا اور اسکی نیت لکڑی کا در ہی پھر یہ دروازہ گر گیا پھر اس مقام سے وہ شخص نکلا تو حانث نہ ہوگا اور اگر لکڑی کا دروازہ مراد نہ تھا تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگی منزل سے الا برائے زیارت پھر ایکبار وہ عورت اسی واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حانث ہوگیا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اس مرتبہ نہ نکلیگی الا برائے زیارت پھر وہ زیارت کے واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حانث نہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ منزل سے نہ نکلیگی پس وہ عورت کسی دوسرے کے ساتھ نکلی یا تنہا نکلی پھر فلان مذکور جا کر اسکے ساتھ ہوگیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ وہ اس دار سے خارج نہوگی پھر وہ اس دار کے بالاخانہ مین یا کوٹھے پر کے پاخانہ مین جسکا راستہ طریق اعظم

سلہ قال المترجم اسی کتاب کے باب سابق مین اختلاف عربی و عجمی عرف کی روایت مذکور ہوئی تاکہ اور بیان تعمیم وقایہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

کی طرف ہو گئی تو یہ دار سے نکلنا نہوا یہ مبسوط میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب خارج نہو گا یا مکہ کی طرف
نہ جاؤنگا پھر مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا پھر واپس ہو آیا تو حانث ہو جائیگا اور حانث ہونے کے واسطے شرط
یہ ہی کہ اپنے شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے خارج ہو جاوے اور اگر آبادی سے تجاوز کرنے سے
پہلے لوٹ آیا تو حانث نہو گا اگرچہ وہ اسی نیت پر ہو یہ کافی میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلونگا
پھر اپنے شہر کی آبادی سے پیدل نکل گیا پھر سوار ہو لیا تو حانث ہو گا اور اگر سوار ہو کر آبادی سے نکلا پھر پیدل
ہو لیا تو حانث نہو گا یہ خلاصہ میں ہی اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مکہ میں داخل ہونگا پھر داخل نہوا یہانتک کہ مر گیا
تو آخر جزو اجزا ے حیات میں حانث ہو گا - اور اگر قسم کھائی کہ اُسکے پاس کل کے روز آؤنگا اگر استطاعت
ہوئی پھر اسکو مرض یا سلطان وغیرہ کوئی مانع وعارض پیش نہ آیا مگر وہ نہ آیا تو حانث ہو گا یہ کافی میں ہی - اور اگر قسم
کھائی کہ بغداد میں پیدل نہ آؤنگا پھر سوار ہو کر بغداد تک آیا پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل ہوا تو حانث ہو گا یہ
خلاصہ میں ہی - اور منتقے میں لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میری جورو فلان کی شادی نکاح میں نہ آویگی
پھر اُسکی عورت قبل شادی نکاح کے گئی اور وہان رہی یہان تک کہ شادی نکاح ہو گئی تو حانث نہو گا - اور اگر کسی
نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ آؤنگا تو یہ قسم اسپر ہی کہ اُسکے مکان یا دُکان پر نہ آوے خواہ اُس سے ملاقات
ہو یا نہو اور اگر اسکی مسجد میں آیا تو حانث نہو گا - اور منتقے میں لکھا ہی کہ ایک نے دوسرے کا ساتھ لازم پکڑا یعنے
اپنے حق کی طلب کے واسطے ہر وقت اُسکے ساتھ رہنے لگا پس جسکا ساتھ پکڑا ہی اُسنے قسم کھائی کہ کل اُسکے
پاس آؤنگا پھر جہان اُسکا ساتھ پکڑا تھا وہان آیا تو قسم میں سچا نہو گا یہان تک کہ اُسکے مکان پر آوے اور اگر اسکے
مکان پر اسکا ساتھ پکڑا ہی اور قسم کھائی کہ کل اُسکے (یعنی طالب کے) پاس ضرور آویگا پھر طالب اس مکان سے دوسری جگہ اٹھ گیا
پھر قسم کھانے والا اسی مکان پر آیا جہان اسکا ساتھ پکڑا تھا اور اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا نہو گا یہانتک کہ جس مکان
میں اُٹھ گیا ہو وہان جاوے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں تیرے پاس فلان مقام پر کل کے روز نہ آؤن تو میرا
غلام آزاد ہی پھر وہین آیا مگر اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا رہا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر میں تجھ سے فلان مقام پر
کل نہ ملون تو میرا غلام آزاد ہی پھر حالف اُس مقام پر آیا اور اُسکو نہ پایا تو حانث ہو جائیگا - اور نیز منتقی میں مذکور
ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی عیادت کرونگا یا فلان کی زیارت کرونگا پس اُسکے دروازہ پر گیا مگر اُسکو اندر آنے
کی اجازت نہ دی گئی پس بدون اُسکی ملاقات کے واپس گیا تو حانث نہو گا اور اگر اُسکے دروازہ پر آیا مگر اجازت
نہ مانگی تو فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جبتک کہ وہ طریقہ بجا نہ لاوے جو عیادت کرنے والا یا زیارت کرنے والا کرتا ہی یہ
محیط میں ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زیارت اُسکی زندگی اور مرے پر کرونگا پھر اُسکے جنازہ کی مشایعت کی تو حانث
ہو جائیگا اور اگر اُسکی قبر پر آیا تو حانث نہو گا الا آنکہ اُسنے یہی نیت کی ہو تو حانث ہو گا - اور اگر قسم کھائی کہ رات تک یہان
سے نہ جاؤنگا یہان تک کہ اس سے ملاقات کرون پھر وہ روپوش ہو گیا یہان تک کہ رات ہو گئی پھر حالف نے اسکے
دروازہ پر رات گذاری تو حانث نہو گا - اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلان کی طرف نہ اٹھا لیجاؤن
تو میرا غلام آزاد ہی پھر اٹھا لے گیا مگر اسکو نہ پایا تو حانث نہ ہو گا یہ غیاثیہ میں ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کسی دابہ
پر سوار نہ ہونگا پھر گھوڑے یا گدھے یا خچر پر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا تو حانث نہو گا

اور یہ استحسان ہے اور اگر اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو یعنی اونٹ پر بھی سوار نہ ہونگا تو یہ قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی حانث ہوگا اور اگر اُسنے کسی نوع خاص کی نیت کی ہو مثلاً گھوڑا یا گدھا وغیرہ تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی و رقضاءً تصدیق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے عام لفظ سے خاص کی نیت کی ہے- اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہونگا تو اُسکی قسم ان جانوروں پر ہوگی جن پر لوگ سوار ہوتے ہیں جیسے گھوڑا و خچر وغیرہ اور اگر بعد قسم کے وہ کسی آدمی کی پیٹھ پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور فتاوی ابواللیث میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہ ہونگا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی کہ اِسپر سوار نہونگا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ بھی اُسکی تصدیق نہوگی یہ محیط میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ فرس پر سوار نہونگا پھر برذون پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ برذون پر سوار نہونگا پھر فرس پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ فرس عربی گھوڑے کو کہتے ہیں اور برذون عجمی گھوڑے کا نام ہے قال المترجم مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان میں اُسنے قسم کھائی ہو اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ بر اسپ نہ نشینیم یا اُردو میں قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہونگا تو کسی گھوڑے پر سوار ہو بہر حال حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر عربی زبان میں قسم کھائی کہ خیل پر سوار نہونگا تو فرس یا برذون کسی پر سوار ہو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر زبردستی کسی دابہ پر لاد دیا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر گھوڑے و خچر وغیرہ پر زین پوشش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ و گدھے پر اکاف ڈال کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ پر سوار ہوا بہر حال حانث ہو جائیگا یہ محیط میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ مرکب پر سوار نہونگا پھر کشتی میں سوار ہوا تو فتاوے میں بروایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہوگا اور حسن رحمہ اللہ نے مجرد میں فرمایا کہ نہیں حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہے یہ عتابیہ میں ہے- اور لفظ ستور کا اونٹ کو شامل نہیں ہے الا ایسے مقام پر جہاں اونٹ پر بھی سوار ہوتے ہیں یہ وجیز کردری میں ہے- اور اگر قسم کھائی کہ اس زین پر سوار نہونگا پھر اسمیں کچھ کمی یا زیادتی کر کے اسپر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر غیبا رزین کو بدل دیا ہو تو حانث نہوگا کہ زین میں معتبر وہی غیبا رہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج ضرور اس دابہ پر سوار ہونگا پھر اسکو مضبوط باندھا اور جکڑا اگر اسکے سوار ہونے پر قادر نہ ہوا تو آج کا دن گذر جانے پر حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے- ایک نے قسم کھائی کہ اس دابہ پر سوار نہونگا حالانکہ اسپر سوار ہے پس برابر اسپر سوار رہا تو حانث ہوگا- اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس دابہ پر سوار نہونگا پس فلان نے اپنا یہ دابہ فروخت کر دیا پھر حالف اس پر سوار ہوا تو حانث نہوگا- اور اگر قسم کھائی کہ دابۂ فلان پر سوار نہونگا پھر ایسے دابہ پر سوار ہوا جو فلان و غیر کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دواب فلان پر سوار نہونگا پھر اسکے دواب میں سے تین جانوروں پر سوار ہوا تو حانث ہوگا یہ سراجیہ میں ہے- اگر قسم کھائی کہ دابہ فلان پر سوار نہونگا پھر اسکے غلام ماذون کے دابہ پر سوار ہوا خواہ وہ غلام مقروض ہے یا غیر مقروض ہے تو حانث نہ ہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہے مگر فرق دونوں صورتوں میں اتنا ہے کہ اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام رقبہ کو محیط ہو تو اسکے جانور پر سوار ہونے سے حانث نہوگا اگرچہ اسکی نیت ہو کہ فلان کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہونگا اور اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ نہو کہ اسکی گردن کو بھی مستغرق ہو یا بالکل قرضہ نہ ہو تو جب تک نیت نہ کی ہو حانث نہوگا یعنی نیت کرنے کی

صورت مین حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ تا بغداد کشتی پر سوار نہوگا پھر چند فرسخ یعنی چند کوس کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا پھر اُتر پڑا تو حانث نہ ہوگا یہ حاوی مین ہی - مجموع النوازل مین ہی کہ ایک نے کہا کہ ہربار کہ مین کسی دابہ پر سوار ہون تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہی کہ اسکو صدقہ کردون پھر ایک دابہ پر سوار ہوا تو اسپر لازم آیا کہ اسکو صدقہ کردے پھر اگر صدقہ کرکے اُسکو خرید لیا پھر اسپر سوار ہوا تو پھر اُسکا صدقہ کردینا لازم آیا اسی طرح تیسری چوتھی بار جتنی بار ایسا کرے اسپر یہی لازم آویگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین فلان قریہ مین گیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس گانون کی زمین مین گیا تو حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھکر چاشت کا کھانا میرے یہان کھالے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہان سے اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر مین نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہی تو ایسی صورت مذکورہ مین حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا پھر زمین پر جوتا یا موزہ پہنکر چلا تو حانث ہوگا اور اگر بچھونے پر چلا تو حانث نہوگا اور اگر اجاڑ پر جوتا پہنکر یا ننگے پانون چلا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی

پانچوان باب کھانے پینے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین - کھانے کے یہ معنی ہین کہ جو چیز چبانے کا احتمال رکھتی ہی - اپنے مُنہ سے اپنے پیٹ مین پہونچانا خواہ اسکو شکستہ کرلیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ چبایا ہو یا نہ چبایا ہو - جیسے روٹی و گوشت و فواکہ وغیرہ - اور پینے سے یہ مراد ہی کہ جو چیز چبانے کی محتمل نہین ہی سائل چیزون سے اُسکو اپنے پیٹ مین پہونچانا جیسے پانی و نبیذ و دودھ و دہی و شہد و ستو پتلے ہوئے وغیرہ لک پس اگر یہ بات پائی جاوے تو پینا متحقق ہوگا اور وہ حانث ہوگا ورنہ نہین الا آنکہ اسکو بھی عرف و عادت مین پینا بولتے ہون تو یون بھی حانث ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی - اور ذوق کسی شی کا اپنے مُنہ سے پہچاننا بدون اس عین شی کے اپنے حلق مین داخل کرنے کے یہ کافی مین ہی - اگر قسم کھائی کہ یہ اخروٹ یا یہ انڈا نہ کھاونگا پھر اُسکو نگل گیا تو حانث ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھائی جسمین چبانا نہین ہوسکتا ہی پھر اسکو دوسری چیز کے ساتھ کھایا پس اگر دوسری چیز ایسی ہی کہ اس طرح کھائی جاتی ہی تو قسم مین حانث ہوجائیگا مثلاً قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاونگا یا یہ شہد نہ کھاونگا پھر اسکو روٹی یا چھوارے کے ساتھ کھایا تو حانث ہوگیا اور اگر دودھ کو یون ہی اور شہد مین پانی ڈال کر پی گیا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاونگا پس اُسکو پی گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو نہ پیونگا پھر اسکی کھیر بنائی یا اسمین روٹی ملکر کھائی تو حانث نہ ہوگا اور یہ حکم ستوون وغیرہ مین ہی کہ جو کھائے جاسکتے ہین اور پیئے بھی جاسکتے ہین اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ قسم بزبان عربی ہوا اور اگر فارسی مین ہو پھر اسکو کھایا یا پیا بہر حال حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھاونگا پھر اُسکو خشک کرکے کوٹ ڈالا اور پانی ڈال کر اُسکو پی لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکو بھگویا ہوا کھالیا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - قال المترجم ہمارے عرف مین کھانے پینے مین وہی اعتبار ہی جو عرف زبان عرب کا ہی بخلاف زبان فارسی کے چنانچہ شراب الخمر عربی ہی اور اردو شراب پینا بخلاف فارسی کے کہ شراب خوردن بولتے ہین

لہذا مترجم نے احکام میں تفریق و تنبیہ کا قصد نہیں کیا ہی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر دودھ کی کھیر پکا کر کھائی تو شیخ ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اگرچہ اسمین پانی نہ ڈالا ہوا اور اگرچہ دودھ کا جرم اُس مین دکھلائی دیتا ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مسکہ نہ کھاؤنگا پھر ایسے ستو کھائے جو مسکہ مین لتھڑ کیے گئے تھے اور قسم کھانے والے کی کچھ نیت نہین ہی تو امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ اگر اجزا ے مسکہ ظاہر ہوتے ہون اور اسکا مزہ آتا ہو تو حانث ہوگا اور ظاہر نہوتے ہون اور مزہ نہ آتا ہو تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ رُبّ نہ کھاؤنگا پھر ایسا عصیدہ بنا ہوا کھایا جسمین رب ملایا گیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا الا آنکہ عصیدہ پر رب بعینہٖ قائم ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ زعفران نہ کھاؤنگا پھر ایسی کوئی چیز کھائی جسپر زعفران لگائی گئی ہی یعنی مثل تل وغیرہ کے چپٹائی گئی ہی تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ شکر نہ کھاؤنگا پھر سکر منہہ مین لی اور چوسا یہان تک کہ پگھل گئی پھر اسکو نگل گیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم اگر سکر بسین مہملہ سے مراد شکر بشین ہی تو ہمارے عرف مین حانث ہوگا لیکن ظاہرا سکر بسین مہملہ بفتحہ نبیذ ہی جو عرب مین معروف ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ سرکہ نہ کھاؤنگا پھر سکباج کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو سرکہ نہین کہتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم ایسی چیز پر معقود کی جو بعینہٖ کھائی جاتی ہی تو اُس چیز بعینہٖ کھانے کی طرف راجع ہوگی اور اگر ایسی چیز پر معقود کی جو بعینہٖ نہین کھائی جاتی ہی یا ایسی چیز ہی کہ بعینہٖ کھائی جا سکتی ہی ولیکن ازراہ عادت وہ اسیطرح نہین کھائی جاتی ہی تو جو چیز اس سے بنائی جاوے یا پیدا ہوے اسکی طرف قسم راجع ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اسکی توضیح امثلہ ذیل سے ذہن نشین ہوگی چنانچہ فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس درخت خرما سے یا اس درخت انگور سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے گدر چھوارے یا تر پختہ یا خشک یا اسکا جمار یا شگوفہ یا کیریان یا دبس جو اسکے پھل سے حاصل ہوا یا انگور یا شیرہ انگور کھائے تو حانث ہو جائیگا ولیکن شرط یہ ہی کہ وہ اپنی حالت سے کسی کی صنعت جدید سے متغیر نہ کیا گیا ہو اور ایسا ہو مثلاً نبیذ یا ناطف یا سرکہ یا پکائے ہوے دبس کو کھایا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے عین درخت خرما مین سے کچھ کھایا یعنی چھال و پتے وغیرہ تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اس چیز پر ہوگی جو اسمین پکائی جاوے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا حالانکہ قسم سے پہلے اُسنے پیالے مین اس ہانڈی سے بھر کر نکال لیا ہی پھر جو پیالہ مین تھا وہ کھایا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم احوط یہ ہی کہ نہ کھاوے واللہ اعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ خربوزہ نہ کھاؤنگا پھر اسکی کچی چھوٹی بتیان کھائین تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور انھین مشائخ مین سے شیخ محمد بن الفضل ہین اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ بتیان ایسی ہون کہ خربوزہ نہ کہلاتی ہون قال المترجم ہماری زبان مین حانث ہوگا واللہ اعلم ہان عربی زبان مین بطیخ خربوزہ اور حدجہ بتیان ہین پس امید ہی کہ حانث نہو اور اگر قسم کھائی کہ یہ حدجہ نہ کھاؤنگا پھر اسی کو پورا خربوزہ ہو جانے کے بعد یعنی بطیخ ہو جانے کے بعد کھایا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ مین اس مبطخہ یعنی فالیز خربوزہ سے نہ کھاؤنگا پھر اس فالیز کی بتیان یا خربوزہ کھایا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اس درخت

سے نہ کھاؤنگا پھر جو چیز اُسکی پیدا وار سے حاصل ہوئی اور اُسنے کھائی تو حانث ہو جاتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور یہ درخت بے ثمر ہی جیسے سرو وغیرہ تو قسم اسکے ثمن کیطرف راجع ہوگی یعنی اسکے فروخت سے جو دام آوین اُنمین سے نہ کھاؤنگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی شاخ لیکر دوسرے درخت مین پیوند لگائی جیسے قلم لگاتے ہین پھر یہ شاخ پھلی اور اُسکے پھل اُسنے کھائے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور یہ مسئلہ سیر کبیر مین مذکور ہی قال المترجم الاول اصح والثانی احوط۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسمین دوسرے درخت کی شاخ لگائی یعنے پیوند کی جیسے قلم لگاتے ہین مثلاً سیب کے درخت کی قسم کھائی اور اسمین امرود کی شاخ پیوند کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُس نے قسم کین اس درخت کا نام اسکے پھل کے نام سے لیا اور ساتھ ہی اسکی طرف اشارہ کیا ہی مثلاً کہا کہ مین اس درخت سیب سے نہ کھاؤنگا تو امرود کی شاخ کا امرود کھانے سے حانث نہوگا اور اگر فقط اشارہ و نام درخت پر اقتصار کیا یعنی پھل کا نام نہ لیا مثلاً کہا کہ مین اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو حانث ہوگا اور بر قیاس مسئلہ سابقہ اسمین بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ شگوفہ خرما نہ کھاؤنگا پھر وہ کیریان ہو گیا یا یہ کیریان نہ کھاؤنگا پھر وہ رطب یعنی پختہ تر خرما ہو گئے یا یہ رطب نہ کھاؤنگا پھر وہ تمر یعنے خشک چھوارے ہو گئے یا یہ عنب نہ کھاؤنگا یعنے تر و تازہ پختہ انگور نہ کھاؤنگا پھر وہ زبیب یعنی خشک ہو گئے یا دودھ کی نسبت کہا کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر وہ دہی یا مسکہ یا مکھن یا اقط یا مصل ہو گیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس حمل کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر وہ کبش ہو گیا پھر اُسکو کھایا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر اسکو جبن بنا کر کھایا تو حانث نہوگا الا اس صورت مین کہ اسکی نیت یہ ہو کہ جو اُس سے بنایا جاوے وہ بھی نہ کھاونگا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اگر اُسنے کسی چیز معین موصوف بصفت پر قسم معقود کی پس اگر یہ صفت ایسی ہو کہ قسم کی جانب داعی ہو تو قسم اس صفت کے باقی رہنے کے ساتھ مقدر کی جائیگی ورنہ نہین یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے شگوفہ سے نہ کھاؤنگا پھر لوز یا مشمش ہو جانے کے بعد اُسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ جوز نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے تر یا خشک کھایا تو حانث ہوگا اور یہی حکم بادام و پستہ و انجیر وغیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ خبیص نہ کھاؤنگا پھر خشک یا تر خبیص کھایا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا رطب اور نہ بسر یا نہ کھاؤنگا رطب یا بسر پھر مذنب کھایا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اس مسئلہ مین چار صورتین ہین قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا بسر پھر بسر مذنب کھایا جسمین اکثر تو بسر ہوتا ہی اور کچھ رطب ہو جاتا ہی یعنی گدر ہو جاتا ہی مگر کچا زیادہ ہوتا ہی تو بالاتفاق اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر رطب مذنب کھایا جسمین اکثر رطب ہوتا ہی اور کچھ بسر بھی رہتا ہی یعنے گدر ہوتا ہی جسمین پکا زیادہ ہوتا ہی تو بھی بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا پھر ایسا رطب کھایا جسمین کچھ ذرا سا بسر ہی یعنے کچا ہی تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا

اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر بسر کھایا جسمین کچھ ذرا سا رطب ہوگیا ہی تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک حانث ہوجائیگا اور حاصل یہ ہی کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر وہ غالب ہو تو بالاتفاق تینون امامون کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر غیر معقود علیہ غالب ہو تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی - اور اگر بسر مذنب یا رطب مذنب کھایا اور اس طرح کھایا کہ اسکے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر ڈالے یعنے خام ٹکڑا الگ کر دیا اور پختہ الگ کر دیا پھر اسکے سب ٹکڑے ایک ایک کر کے کھا لیے تو بالاتفاق حانث ہوجائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ عسل نہ کھاؤنگا یعنی شہد صاف کیا ہوا جسمین موم کا میل نہو پھر اُس نے شہد کھایا یعنی موم ملا ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کھائی کہ شہد نہ کھاؤنگا یعنی موم ملا ہوا بدون صاف کیا ہوا پھر اُس نے عسل کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ بقل نہ کھاؤنگا تو یہ سب سبزیون پر جو ساگ سبز و تازہ ہوتے ہین واقع ہوگی اور اگر ان مین سے کوئی خشک کیا ہوا کھایا تو حانث نہوگا اور اگر پیاز کھایا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُس نے اُسکی نیت بھی کی ہو یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی - اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین عنب یعنی انگور نہ کھاؤنگا پس اُس نے حصرم کھایا تو شیخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ حصرم نہ کھاؤنگا پھر عنب کھایا تو حانث نہوگا اور حصرم یعنے غورہ انگور ہی کذا فی الظہیریہ اور اگر قسم کھائی کہ اس بکری سے نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اسکے گوشت کی طرف راجع ہوگی نہ اُسکی اُس چیز کی طرف جو اس سے حاصل ہوا اور یہی حکم ماکول مین ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ جو اس بکری سے برآمد ہو یا اسکے نزل سے نہ کھاؤنگا تو اُسکے دودھ و مسکہ کھانے سے حانث ہوگا نہ گھی و شیراز سے یہ عتابیہ مین ہی - اور اسی طرح اگر کہا کہ اس گائے کے نزل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا مخیض کھایا جسکو فارسی مین دوغ زدہ کہتے ہین تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ بھی اُسکا نزل ہی اور اگر وہ شوربا کھایا جو اسکے مخیض سے بنایا گیا ہی جسکو فارسی مین دوغ آبہ کہتے ہین تو حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دہن نہ کھاؤنگا تو دہن الکراع کے کھانے سے حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت انگور کے کھٹے و میٹھے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے گدر و پختہ انگور جیسے کھائے ہون حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس مسلوخ سے نہ کھاؤنگا پھر اس مسلوخ یعنی کھال کھنچے ہوئے کا دنبہ یعنی چکتی گلائی گئی یہانتک کہ تیل ہوگئی یعنی گل کر چربی مثل تیل کے ہوگئی اور اُسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس سمسم یعنی تل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا تیل کھایا تو حانث نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیے یہ زبان عربی کی قسم پر ہی کہ لا یاکل من ہذا السمسم کہ اُسکے تیل کے واسطے علیحدہ نام ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس مرغی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے انڈے یا چوبچے کھائے تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس انڈے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا بچہ کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لحم نہ کھاؤنگا یعنی گوشت تو جس حیوان کا گوشت کھاویگا حانث ہوجائیگا سوائے مچھلی کے اور گوشت خواہ پکایا ہوا کھاوے یا بھونا ہوا یا خشک کیا ہوا اور خواہ حلال ہو یا حرام ہو جیسے مرے ہوئے جانور کا گوشت یا ایسے جانور کا جسپر عمداً بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ترک کر کے چھری پھیر دی ہی یا مجوسی نے اسکو ذبح کیا یا محرم کا شکار کیا ہوا ہی

اور مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت سے جو پانی میں جیتے ہیں حانث نہوگا ہاں اگر اُسنے مچھلی کی بھی نیت کی ہو تو حانث ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی قسم کھانے والا مثلاً خوارزمی ہو اور اُسنے مچھلی کھائی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ لوگ اسکو بھی لحم بولتے ہیں یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر اُسنے سور یا آدمی کا گوشت کھایا تو بھی حانث ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ سور و آدمی کے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکا کھانا متعارف نہیں ہی اور قسموں کا مدار رواج پر ہی اور شیخ عتابی نے ذکر کیا ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ کفایہ میں ہی۔ اور کچے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اور یہی شیخ ابوبکر اسکاف کا قول ہی اور یہی اظہر ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر حشو یعنے اوجھ و جگر و تلی کھائی تو حانث ہو جائیگا اور یہ حکم بربنائے عرف اہل کوفہ ہی کیونکہ یہ چیزیں اُنکے رواج میں گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی تھیں اور مثل استعمال گوشت کے مستعمل ہوتی تھیں اور ہمارے عرف میں اُنکے کھانے سے حانث نہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی میں ہی قال المترجم ہمارے رواج میں مثل اہل کوفہ کے حکم ہوگا اور یہ اظہر ہی واللہ تعالے اعلم۔ اور اگر اُسنے سری یا پائے کھائے تو حانث ہوگا اور چربی و دنبہ یعنی چکتی کے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے گوشت کی قسم میں انکی بھی نیت کی ہو بخلاف پیٹھ کی چربی کے کہ اُسکے کھانے میں بلانیت حانث ہوگا یہ فتح القدیر میں ہی۔ اور اگر وہ حمرہ جو چکتی کے بیچ میں ہوتا ہی کھایا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم شاۃ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے لحم عنز کھایا تو حانث ہوگا اور فقیہ ابواللیث رحنے فرمایا کہ حانث نہوگا خواہ قسم کھانے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ فتح القدیر میں ہی قلت بنابر اختلاف اطلاق شاۃ و عنز و معز و ضان بعموم و خصوص چنانچہ مقدمہ میں مذکور ہی فاتذکرہا۔ امام محمد رح نے جامع میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤنگا جسکو دجاجہ کہتے ہیں پھر اُسنے دیک کا گوشت کھایا یعنی مرغ کا تو اپنی قسم میں حانث نہوگا اور اصل اس جنس کے مسائل میں یہ ہی کہ جب قسم کسی جنس کی طرف مضاف کی گئی تو اُس قسم میں اس جنس کے نر و مادہ دونوں داخل ہونگے۔ اور اگر قسم کی اضافت خاص نر کے نام کی طرف ہو تو اُسکے تحت میں مادہ داخل نہونگی اور اسی طرح اگر اضافت خاص مادہ کے نام کی طرف ہو تو نر داخل نہونگے اور عربی زبان لے موافق علامت تار ہونے سے لامحالہ مادہ کا نام خاصۃ ہونے کی شناخت نہیں ہوسکتی ہی یعنے اگر نام کے آخر میں حرف تا رموجود ہو تو اُسسے یہ شناخت نہیں ہوسکتی ہی کہ لامحالہ مادہ کی خصوصیت ہی اسواسطے کہ یہ حرف مشترک ہی کہ کبھی نر کے ساتھ بھی بولتے ہیں بغرض افراد کے یعنے حرف تا کبھی تانیث کے واسطے آتا ہی اور کبھی افراد کے واسطے پس اسمیں اعتبار فقط وضع کا ہی کہ یہ لفظ کس کے واسطے موضوع ہی اور یہ بات بذریعہ نقل کے معلوم کیجائیگی پس اگر قسم کھائی کہ دجاجہ کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر اُسنے دیک کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ دیک کا گوشت نہ کھاؤنگا تو دجاجہ کے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جمل کا گوشت نہ کھاؤنگا یا قسم کھائی کہ بعیر کا گوشت نہ کھاؤنگا یا لحم ابل نہ کھاؤنگا یا لحم جزور نہ کھاؤنگا تو قسم میں نر و مادہ دونوں داخل ہونگی اور اسی طرح اس قسم میں بختی و عربی دونوں داخل ہونگے اور اگر قسم میں تخصیص کی کہ بختی کا گوشت نہ کھاؤنگا پس عربی اونٹ کا گوشت کھایا یا عربی کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر بختی کا گوشت کھایا تو قسم میں حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ کا گوشت نہ کھاؤنگا یعنی اونٹنی کا پھر نر اونٹ کا گوشت کھایا خواہ بختی ہو یا عربی ہو تو حانث

نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا یا بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ
نہ کھاؤنگا پھر بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بقرہ اسم جنس ہے اور تا اسمین افراد جنسی کی ہے۔ اور اگر قسم کھائی
کہ ثور کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر بھینس کا کھایا تو
اپنی قسم مین حانث نہوگا ایسا ہی امام محمد رہ نے جامع مین ذکر فرمایا ہے اور حاوی مین مذکور ہے کہ وہ حانث ہوگا بخلاف
اسکے اگر قسم کھائی کہ لحم جاموس نہ کھاؤنگا پھر لحم بقر کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جاموس نام نوع ہے اور صحیح وہی ہے جو
جامع مین مذکور ہے یہ محیط مین ہے اور مؤلف رہ نے فرمایا کہ دونون صورتون مین حانث نہونا چاہیے کیونکہ لوگ ان دونون مین
فرق کرتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے وقال المترجم ہمارے عرف مین اگر قسم کھائی کہ گائے کا گوشت نہ کھاؤنگا
تو گائے یا بیل سب کے گوشت کھانے سے حانث ہوگا الا آنکہ اسکی نیت تخصیص کی ہو تو دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً
وہذا اعلی خلاف العربیۃ اور اسم جنس مین اتفاق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گوشت سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا
شوربا کھایا تو حانث نہوگا بشرطیکہ اسکی نیت نہو یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ جو گوشت فلان شخص لاویگا مین
اس سے نہ کھاؤنگا پھر شخص گوشت لایا اور اسکو بھونا اور اسکو روٹیون پر رکھا جو شوراب کرکے لایا پھر حالف نے جو شوراب سے
جسمین گوشت کی وسومت پہونچی ہے کھایا تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے گوشت
کھایا تو ایک غلام میرے غلامون مین سے آزاد ہے پھر اسنے گوشت کھایا تو ہر لقمہ پر ایک غلام کا عتق لازم آویگا یہ ظہیریہ مین
ہے۔ اگر قسم کھائی کہ چربی نہ کھاؤنگا پھر پیٹ کی چربی کھائی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمین گوشت ملا ہوا ہوتا ہے کھائی
تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر پیٹھ کی چربی الگ کردی اور اسکو کھایا تو امام
اعظم رح سے اسکی کوئی روایت نہین ہے اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور خلاصۃ الخانیہ
مین لکھا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان مین قسم کھائی ہو اور اگر فارسی زبان مین لفظ پیہ کے ساتھ قسم کھائی تو مشائخ
نے فرمایا کہ حانث نہوگا اسواسطے کہ لفظ پیہ پیٹھ کی چربی کو شامل نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ چربی نہ کھاؤنگا
یعنے شحم پھر اسنے الیہ یعنی چکتی کھائی تو حانث نہوگا۔ اسواسطے کہ از راہ لفظ و معنی و عرف کے الیہ غیر لحم و شحم ہے یعنی چکتی غیر گوشت
و چربی ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا تو یہ قسم تمام ان چیزون پر واقع ہوگی جو بطریق سالن روٹی کے کھائی
جاتی ہین اور مثل ہلیلہ و سقمونیا وغیرہ پر واقع نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ مین یہ طعام کھاؤنگا پس اگر اسکے
ساتھ کوئی وقت بیان نہین کیا ہے پھر یہ طعام نیست ہوگیا یا کوئی خود اسکو کھا گیا یا حالف خود مرگیا تو اپنی قسم مین حانث
ہوا اور اگر اسکے ساتھ کوئی وقت بیان کیا ہو مثلاً قسم کھائی کہ آج مین اس طعام کو کھاؤنگا پھر دن گذرنے سے پہلے
حالف مرگیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر یہ روز گذرنے سے پہلے یہ طعام نیست ہوگیا تو دن گذرنے سے
پہلے بالاجماع وہ حانث نہوگا حتی کہ کفارہ اسکے ذمہ لازم نہو جائیگا اور نیز اگر دن گذرنے سے پہلے اسنے کفارہ
ادا کردیا تو جائز نہوگا اور جب یہ دن گذر گیا تو اختلاف ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ اسپر کفارہ لازم نہوگا
یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا حالانکہ اسنے کسی خاص طعام معین کی نیت کی ہے یا
قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور نیت کسی خاص گوشت یعنی معین کی کی ہے پھر اسکے سوا دوسرا کھایا تو حانث
نہوگا یہ مبسوط مین ہے قال المترجم ینبغی ان لا یصدق فی القضاء واللہ اعلم اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک لے

قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر اسپر اسقدر فاقہ گذرے کہ مردار اُسکو حلال ہوگیا اور وہ مردار کھانے پر مضطر ہوا پس اُسنے مردار کھایا تو حانث نہوگا اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ قول امام محمدرہ کا ہی اور ابن رستم نے امام محمدرہ سے روایت کی ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر خفیف کوئی چیز طعام میں سے کھائی تو بھی حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا تو بھی خفیف پانی پینے سے حانث ہوگا اور اگر اُسنے کل پانی یا کل طعام کی نیت کی ہو تو ایسی صورت میں حانث نہوگا یہ مبسوط میں ہی۔ اصل یہ ہی کہ ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک میں کھا سکتا ہی یا ایکبار پینے میں پی سکتا ہی تو اُس چیز پر قسم اُسکے کل پر ہوگی اور اُس میں سے تھوڑے کے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ مقصود یہ ہی کہ اُسکے کل سے باز رہیگا اور یہ حاصل ہی اور ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک میں نہیں کھا سکتا ہی یا ایک دفعہ پینے میں نہیں پی سکتا ہی تو اُس میں سے تھوڑے کے کھانے پینے سے بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ قسم سے مقصود یہ ہوگا کہ اس چیز ہی سے باز رہیگا یہ مقصود نہوگا کہ اُسکے کل سے باز رہیگا اسواسطے کہ یہ خود ممکن نہیں ہی پس جو فعل غالباً ممتنع ہو وہ قسم سے مقصود نہیں ہوتا ہی اور اگر قسم کھائی کہ اس باغ کا پھل نہ کھاؤنگا یا ان درختوں کے پھل نہ کھاؤنگا یا ان دونوں روٹیوں میں سے نہ کھاؤنگا یا ان دونوں بکریوں کے دودھ میں سے نہ کھاؤنگا یا اس بکری سے نہ کھاؤنگا پھر اسمیں سے تھوڑا کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس مٹکے کا گھی نہ کھاؤنگا پھر اسمیں سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ انڈا نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا انڈا نہ کھاوے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ طعام نہ کھاؤنگا پس اگر اس سب کو ایک دفعہ میں کھا سکتا ہی تو جبتک سب نہ کھاوے حانث نہوگا اور اگر سب کو اس طرح نہیں کھا سکتا ہی تو اسمیں سے تھوڑا کھانے سے بھی حانث ہوگا۔ اور ایک روایت میں قاعدہ یوں مروی ہی کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ اُسکو اپنی تمام عمر میں کھا جاسکتا ہی تو جبتک کل نہ کھاوے حانث نہوگا مگر روایت اول اصح ہی اور وہی ہمارے مشائخ کے نزدیک مختار ہی اور امام محمدرہ سے مروی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس اونٹ کا گوشت نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے تھوڑے پر بھی ہوگی اسواسطے کہ ایک دفعہ میں اس سب کو وہ نہیں کھا سکتا ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کل انار نہ کھاؤنگا پھر اسکے دو ایک دانہ چھوڑ کر باقی سب کھا گیا تو یہ چھوڑنا کچھ نہیں ہی استحساناً وہ حانث ہوجائیگا اور اگر اس سے زیادہ چھوڑے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسقدر دانے چھوڑے کہ عرف و عادت کے موافق کھانے والا اتنے چھوڑ دیا کرتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ اُسنے انار مذکور کھالیا تو بھی حانث ہوگا اور اگر اسقدر چھوڑے ہیں کہ عرف و رواج میں کھانے والا اتنے دانہ چھوڑتا نہیں ہی بلکہ یہ کہا جاتا ہی کہ اُسنے سب نہیں کھایا ہی تھوڑا چھوڑ دیا ہی تو وہ حانث نہوگا۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ چونہ کھاؤنگا یعنی پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کے قریب تھے پھر سب کھا گیا سوائے دو ایک دانوں کے کہ انکو چھوڑ دیا جیسے چھوڑ دیا کرتے ہیں تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گردہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کچھ قلیل چھوڑ کر سب کھا گیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے کل نہ کھانے کی نیت کی ہو تو حانث نہوگا مگر آیا قضاءً اُسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی یا نہیں تو اسمیں دو روایتیں ہیں یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں اس گردہ روٹی کو کھاؤں تو میری جورو طالقہ ہی پھر کہا کہ اگر میں اسکو نہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہی تو ایسا حیلہ کہ جس سے جورو طالقہ نہو اور غلام آزاد نہو یہ ہی کہ اسمیں سے نصف کھالیوے اور نصف چھوڑ دے یہ محیط میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی

کہ ضرور یہ گردہ روٹی کھا جاوینگا پھر اسکو کھا گیا مگر ایک کور رہ گیا تو قسم مین سچا ہوگا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین سے کچھ نچھوڑونگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ یہ روٹی مجھپر حرام ہے تو صحیح یہ ہے کہ اسمین سے بعض حصہ روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا - اور اگر دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تیرے طعام مین سے نہ کھاؤنگا پس اگر مین نے اسمین سے کھایا تو وہ مجھپر حرام ہے پھر اسمین سے ایک لقمہ کھایا تو اول قسم مین حانث ہوا پھر اگر اُسنے دوبارہ کھایا تو دوسری قسم مین بھی حانث ہو گیا اور اسپر دو کفارے لازم آوینگے یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر اُسنے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جو غلام تم مین سے آج اس گردہ روٹی کو کھالے وہ آزاد ہے پھر دونون نے اسکو کھا لیا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر وہ ایک روٹی اتنی بڑی ہو کہ انمین سے اکیلا کوئی اسکو نہین کھا سکتا تھا پھر دونون نے اسکو کھا لیا تو بدلالۃ الحال دونون آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر اُس نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تمنے ان دو روٹیون کو کھا لیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر ہر ایک نے ایک ایک روٹی کھالی تو اسکا غلام آزاد ہو گیا اور اسیطرح اگر ایک نے تھوڑی سی چھوڑ کر دونون روٹیان کھالین پھر بچی ہوئی دوسرے نے کھالی تو بھی غلام آزاد ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہے - اصل مین مذکور ہے کہ اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسنے اس طعام مین سے کھایا وہ طالقہ ہے پھر سبھون نے اسمین سے کھایا تو سب مطلقات ہو گئین اور اگر یون کہا کہ تم مین سے جسنے یہ طعام کھا لیا وہ طالقہ ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ طعام اسقدر ہے کہ ایک عورت اسکو تنہا نہین کھا سکتی ہے تو صورت مذکورہ مین سب مطلقات ہو جاوینگی اور اگر طعام قلیل تھا کہ ایک عورت اسکو کھا سکتی تھی تو صورت مذکورہ مین جبکہ سبھون نے اسکو کھایا تو کوئی طالقہ نہو گی یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی نے لبطوع خود یا باکراہ کسی چیز کے نہ کھانے پر قسم کھائی اور اس چیز کا نام لے لیا ہے یعنی بیان کر دی ہے پھر اسپر اکراہ کیا گیا کہ اسکو کھاوے پس مجبوری اُسنے کھائی تو حانث ہو گیا اسیطرح اگر حالت بیہوشی یا جنون مین اسکو کھایا تو بھی حانث ہو گیا اور اگر زبردستی اسکی حلق مین ٹھونس دی گئی یا اسکی حلق مین ٹپکا کر پلائی گئی حالانکہ اسکے نہ پینے کی قسم کھا چکا تھا تو حانث نہوگا لیکن اسکے بعد اگر اُسنے لبطوع خود پی لی تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے - قسم کھائی کہ نمک نہ کھاؤنگا پھر اُسنے طعام کھایا پس اگر یہ طعام نمکین نتھا تو حانث نہوگا اور یہی مختار ہے اور اگر نمکین تھا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر مرچ پڑا ہوا طعام کھایا پس اگر مرچ کا ذائقہ اسمین ہے تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ جبتک خالی نمک کو روٹی وغیرہ کسی چیز کے ساتھ نکھاوے تبتک حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہے - قال المترجم یہ نہایت آسانی بحق عوام ہے لیکن نہایت افسوس ہے کہ ہمارے عرف کے خلاف ہے فلیتامل فیہ اور اگر اسکی قسم مین کوئی ایسا امر ہو جو دلالت کرے کہ اُسنے نمکدار طعام مراد لیا ہے تو اسکی قسم اسی پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - شیخ الاسلام زاہد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور دوسرے نے قسم کھائی کہ پیاز نہ کھاؤنگا اور تیسرے نے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر محشو بنایا گیا جسمین یہ سب چیزین ڈالی گئین اور اسکو ان سب قسم کھانے والون نے کھایا تو فرمایا کہ سوائے مرچ کے قسم کھانیوالے کے کوئی حانث نہوگا اسواسطے کہ مرچ اسی طرح کھائی جاتی ہے پس اسکی قسم اسی طرف راجع ہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے کھانے سے نہ کھاؤنگا پھر یہ عورت اسکے پاس اپنی ملک کا کھانا لائی اور اُس سے کہا کہ دار بخور یعنی رکھ کر کھا پس شوہر نے اسکو لیلیا اور اسمین سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ خود شوہر کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مذکورہ نے دار بخور نہ کہا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو حانث ہوگا - زید

کی فالیز ہو اُسنے عمرو کو اسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا اور عمرو کو مباح کر دیا کہ اسمین سے جو چاہے کھاوے پس عمرو نے قسم کھائی کہ اگر اپنے فالیز مین سے کچھ کھاؤن تو میری جورو کو طلاق ہو حالانکہ خود عمرو کی کوئی فالیز نہین ہو نہ بطور ملک نہ اجارہ پر نہ مستعار پھر اُسنے اُس فالیز مین سے جسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا ہو کھایا تو اُسکی جورو طالقہ نہوگی الاجب کہ یہ فالیز عرف مین اُسکی طرف مضاف ہو یعنی اُسکی فالیز کہلائی جاوے اور بدون اسکے وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ تمر یعنی چھوہارا نہ کھاؤنگا تو چھوہارے کی قسمون مین سے جس قسم مین سے کھائیگا حانث ہوجائیگا اور اگر حیس کھایا تو بھی حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ حیس اُن چھوہارون کو کہتے ہین کہ دودھ مین ڈالدیے جاوین تاکہ جب پھول جاوین تو کھائے جاوین اور اسی طرح اگر چھوہارون کا عصیدہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارا نہ کھاؤنگا پھر یہ چھوہارا اور چھوہارون مین رل مل گیا پھر وہ شخص یہ سب چھوہارے کھا گیا تو حانث ہوگیا یہ مبسوط مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ مین تمر نہ کھاؤنگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہو پھر اُسنے قسب کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بسر جو آگ سے پکائے گئے ہین یا رطب کھائے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین انکو تمر نہین کہتے ہین الا آنکہ قسم کے وقت اُسکی نیت مین یہ بھی ہون تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہو- ایک نے قسم کھائی کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکی روٹی کھائی یا خبیص بنایا گیا وہ کھایا یا خنز القطائف کھائین تو حانث ہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہو- اور اگر حالف مذکور نے بعینہ یہ آٹا پھانک لیا یا گوندھا ہوا کھا لیا تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہو- اور صحیح یہ ہو کہ اس صورت مین وہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہو- اور اگر اُسنے قسم کے وقت بعینہ اُس آٹے کے کھانے کی نیت کی ہو یعنی بعینہ یہ آٹا جیسا آٹا ہو نہ کھاؤنگا تو اُسکی روٹیان کھانے سے حانث نہ ہوگا یہ کافی مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ اس گیہون سے نہ کھاؤنگا اور اُسکی نیت یہ ہو کہ بعینہ اُسکے دانہ نہ کھاؤنگا تو اُسکی نیت صحیح ہو چنانچہ اگر اُسکی روٹیان کھائین ہین تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ جو اس سے تیار کیجائیگی اُس سے نہ کھاؤنگا تو بھی اسکی نیت صحیح ہو کہ اگر اُسنے بعینہ یہ دانے کھائے تو حانث نہ ہوگا- اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو یعنی یہ الفاظ قسم بطور مذکور اُسکے زبان سے نکلے اور اسکی کچھ نیت نہین ہو پھر اُسنے ان گیہون کی روٹی کھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر بعینہ یہ دانے کھائے تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو- اور اگر اسکے ستو کھائے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور امام محمد رح کے قول سے بھی یہی ظاہر ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ ان گیہون سے نہ کھاؤنگا پھر انکو بویا اور انکی پیداوار مین سے کھایا تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہو تو یہ قسم جو و گیہون کی روٹی پر ہوگی اور کل اس اناج پر نہوگی جس سے اس شہر کے لوگ بطور متعارف روٹی پکاتے ہین حتی کہ اگر ایسی جگہ کوئی ہو کہ وہان کے لوگ جو کی روٹی نہین پکاتے ہین یعنی انہین متعارف و رائج نہین ہو تو وہان جو کی روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر جوار کی روٹی پکائی پس اگر حالف ایسے شہر والون مین سے ہو جنمین جوار کی روٹی متعارف ہو تو اُسکی قسم اس روٹی کی طرف بھی راجع ہوگی ورنہ نہین یہ محیط مین ہو- اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کلیچہ کھایا یا جوزنیج کھایا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ تینون صورتون مین حانث نہوگا

اور مختار وہ ہی جو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا ہی کہ جوزینج یعنی لوزینہ کی صورت مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو مطلقاً
چیز نہین کہتے ہین اور ایسا ہوگیا جیسے فارسی مین نان زرد آلو کہا کرتے ہین اور کلیچہ و میسر یعنی میوہ پڑی ٹکیون
کی صورت مین اسواسطے کہ کلیچہ تو مطلق روٹی ہی اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہی یہ فتاوی کبری مین ہی
اور اگر خبز القطائف کھائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکی نیت کی ہو یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت
کی روٹی نہ کھاؤنگا یعنی اسکی پکائی ہوئی تو خابزہ یعنی روٹی پکانے والی وہ عورت ہوگی جس نے تنور مین پکائی ہی نہ
وہ جس نے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کر دیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی کھائی تو حانث ہوگا
ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر اس نے ثرید کھایا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا
اور اسی طرح اگر لاکشہ کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربا نہ کھاؤنگا پس اسنے سلوق یا اسبا یا لیط کھایا تو
حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خبز نہ کھاؤنگا پھر چور چور کر ڈالی جانے کے بعد اسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی اور اگر عصیدہ یا تتماج کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر سنبوسہ کھایا تو امام
محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہونا چاہیے ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ شیخ خجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی
کہ روٹی و خرما نہ کھاؤنگا پھر اسنے انمین سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جبتک دونون نہ کھاوے حانث نہوگا یہ یتیمہ
مین ہی۔ اور قسم کھائی کہ بھونا ہوا نہ کھاؤنگا تو یہ قسم خاصۃً گوشت پر واقع ہوگی اور بیگن و گاجر وغیرہ بھونی ہوئی پر واقع
نہوگی الا آنکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہی مثل انڈے وغیرہ کے تو اسکی نیت پر عمل در آمد ہوگا اور نیت صحیح
ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤنگا پس اگر اسنے نیت کر لی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی کا
سر ہو نہ کھاؤنگا تو جسکا سر کھاویگا حانث ہوجائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو فقط بکری و گائے کی سری پر واقع ہوگی
یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ مین فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی البدائع اور یہ
اختلاف باعتبار عصر و زمانہ کے ہی اسواسطے کہ امام اعظم رح کے وقت مین عرف دونون کی سری پر تھا اور صاحبین
کے زمانہ مین فقط بکری کی سری پر تھا اور ہمارے زمانہ مین بحسب عادت فتوی دیا جائیگا کذا فی الہدایہ قال المترجم
ہمارے زمانہ مین بھی یہی حکم ہی اور اقرب بقول صاحبین ہی واللہ اعلم اور سری کی قسم مین جبکہ بدون نیت ہو تو ٹڈی
و مچھلی و گرگٹون کا سر بالاجماع داخل نہین ہین اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالاجماع نہین داخل ہی۔
اور اگر قسم کھائی کہ انڈا نہ کھاؤنگا تو یہ پرندون کے انڈے پر واقع ہوگی خواہ بط کا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرند کا اور
مچھلی کے انڈے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اسنے اسکی نیت کر لی ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ طبیخ نہ کھاؤنگا پس اگر اسنے تمام مطبوخات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو
تو استحساناً مطبوخ گوشت پر واقع ہوگی قال المترجم یہ ہمارے رواج مین مستقیم نہین ہوسکتا ہی واللہ اعلم مشائخ
نے فرمایا کہ یہ جبھی ہی کہ گوشت پانی مین پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طبیخ نہین کہتے ہین۔ اور اگر گوشت
پانی مین پختہ کیا گیا پس اسنے شوربا روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کا طبیخ نہ کھاؤنگا یعنی اسکے ہاتھ کا پکایا ہوا پس اس عورت نے اسکے واسطے
ہانڈی گرم کر دی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اسکے کھانے سے حانث نہوگا اور اگر فارسی مین کہا

کہ اگر از دیگ گرم کردہ تو بخورم پس آنچہ درین پنہان است پس اگر عورت نے دیگ گرم کی مگر پکایا کسی دوسری عورت نے تو اسکے کھانے سے حانث نہو گا اسواسطے کہ قولہ دیگ گرم کردہ تو سے عرف کے موافق پختہ تو مراد ہوتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاؤنگا تو اسمین اصل یہ ہی کہ فقہا کے نزدیک حلوا ہر ایسی شیرین چیز ہی جسکی جنس سے ترش نہ ہوا اور جسکی جنس سے ترش بھی ہو وہ حلوا نہین ہی پس اسکا مرجع عرف پر ہی پس خبیص و شہد صافی و شکر و ناطف و رب و تمر و اسکے مانند چیزون کے کھانے سے حانث ہوگا اور نیز معلی نے امام محمد رح سے انجیر تر و خشک کے کھانے سے حانث ہونا بھی روایت کیا ہی اسواسطے کہ انجیر کی جنس مین ترش نہین ہوتا ہی پس اسمین خالص معنی حلاوت متحقق ہوئے اور اگر اسنے انگور شیرین یا خربوزہ شیرین یا انار شیرین یا آلو شیرین کھایا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اسکی جنس سے بعض شیرین نہین ہوتا ہی پس اسمین خالص معنی حلاوت متحقق نہوئے اور ایسے ہی کشمش بھی حلوا نہین ہی کہ اسکی جنس مین ترش بھی ہوتی ہی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤنگا تو اسکا حکم مثل حلوا کے ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دانہ نہ کھاؤنگا یعنی نہ چباؤنگا تو تل وغیرہ جو دانہ چبا دیگا اور کھاویگا حانث ہوگا یعنی جسکو لوگ عادت کے موافق چباتے ہون اور رواج ہو پس اسکے چبانے سے حانث ہوگا اور اگر اسنے اپنی قسم مین کوئی خاص دانہ معین کی نیت کی ہو تو اسکے چبانے سے حانث ہوگا اور دوسرے کے چبانے سے حانث نہوگا اور اگر موتی نگل گیا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی ایک مرد نے قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤنگا پھر غصب کیے ہوئے درم سے طعام خرید کر کھایا تو حانث نہ ہوگا اور وہ گنہگار ہوا اور اگر غصب کیا ہوا گوشت یا روٹی کھائی تو حانث ہوگا۔ اور اگر روٹی یا گوشت بعوض زیت کے فروخت کیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کتے یا بندر یا چیل کا گوشت کھایا تو اسد بن عمرو نے کہا کہ حانث نہ ہوگا اور شیخ نصیر نے کہا کہ حانث ہوگا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور حسن نے فرمایا کہ سب حرام ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ جسمین علماء کا اختلاف ہو وہ حرام مطلق نہ ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ قول فقیہ ابو اللیث کا بہت اچھا ہی۔ اور اگر اسنے مضطر ہو کر حرام یا مردار کھایا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ حرمت باقی ہی لیکن اتنا ہی کہ گنہگاری دور کر دی جاتی ہی اور فوائد شمس الائمہ حلوائی مین مذکور ہی کہ اگر ایسے باغ انگور سے کھایا جسکو اسنے معاملہ پر دیا ہی یعنی بٹائی پر حالانکہ وہ قسم کھا چکا ہی کہ مین حرام نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور گیہون غصب کر کے انکو پکایا پس اسکے مالک کو اسکے مثل گیہون دیدینے قبل اسکے کہ غصب کیے ہوئے گیہون کو کھاوے تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر تاوان ادا کرنے سے پہلے کھایا حالانکہ ہنوز اسپر قاضی نے تاوان کا حکم نہین دیا ہی تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا یا یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر اسکا رس چوسنا اور پھوک پھینکنا شروع کیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اسکا کھانا نہین بلکہ چوسنا ہی۔ اور اگر انگور یا انار کا پانی نچوڑا اور اسکو نہین پیا بلکہ اسکا پوست و گودا وغیرہ کھا لیا تو قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر اسکو چبا کر سب نگل گیا تو پوست و گودے وغیرہ کے نگلجانے سے حانث ہوگا اسکے عرق کے نگلنے سے حانث نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین ہر طرح حانث ہوگا بلکہ پوست وغیرہ مین تامل ہی واللہ تعالی اعلم اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا پھر اسکو چبا کر

اُسکا پوست وغیرہ پھینکدیا اور اُسکا عرق پی گیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسکا چھلکا پھینکدیا اور عرق و بیج نگل گیا تو حانث ہوگا اور صدر شہید رحمہ نے واقعات میں اُسکی تعلیل یون فرمائی ہی کہ بدینوجہ کہ انگور تین چیزون کا نام ہی پس اول صورت مین اُسنے اقل کو کھایا پس اُسپر انگور کھا جانے والے کا اطلاق نہ ہوگا اور دوسری صورت مین اُسنے اکثر کھایا اور اکثر کے واسطے حکم کل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فاکہ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے انگور یا انار یا خرمائے تر کھایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حانث نہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہی اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ ہم فتوی کے واسطے صاحبین کے قول کو لیتے ہین اسواسطے کہ انکا قول اظہر ہی پھر یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر ان چیزون کی بھی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی۔ اور انجیر و مشمش و سیب و آخروٹ و پستہ و آلو بخارا و عناب و امرود وہی یہ بالاجماع فواکہ ہین خواہ تر و تازہ ہون یا خشک ہون خواہ خام ہون یا پختہ ہون اور کھیرا و ککڑی و گاجر بالاجماع فواکہ مین سے نہین ہین اور شہتوت فواکہ مین سے ہی اور امام قدوری نے خربوزہ کو فواکہ مین سے شمار کیا ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے نہین شمار کیا قال المترجم ہمارے بیان کے خربوزہ کو شاید امام قدوری بھی شمار نہ کرینگے اور امام نے فرمایا کہ تل اور باقلا پھلون مین سے نہین ہین اور حاصل یہ ہی کہ جو عرف مین فاکہہ شمار ہوتا ہو اور تفکہا کھایا جاتا ہو وہ فاکہ ہی اور جو ایسا نہ ہو وہ نہین ہی یہ دجیز کردری مین ہی اور بادام و اخروٹ فواکہ مین سے ہی کہ اصل مین انکو خشک فواکہ مین شمار کیا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق ہی اور ہمارے عرف مین اسکو فواکہ یابسہ مین شمار نہین کرتے ہین اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بسر سکر و بسر احمر فاکہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور زبیب یعنی کشمش اور چھوہارے جیسے ہمارے یہان ملتے ہین اور خشک دانہ انار فاکہ نہین ہین کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور یہ بالاجماع ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ مین امسال کسی فاکہ سے نہ کھاؤنگا پس اگر ان دونون فواکہ تازہ و تر ہون تو قسم انھین پر واقع ہوگی پس خشک کے کھانے سے حانث نہوگا اور اگر ان دونون تر و تازہ نہ ہون تو خشک پر واقع ہوگی اور یہ استحسان ہی اور اسی کو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے لیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یاتدم یعنے ادام سے نہ کھاؤنگا قال المترجم روکھی روٹی کا مقابل یعنی جس سے روکھی روٹی نہ کھلاوے فافہم تو جو چیز روٹی کے ساتھ اسطرح کھائی جاوے کہ روٹی اُسکے ساتھ صبغ کی جاوے وہ ادام ہی جیسے سرکہ و زیت و عسل و دودھ و مکھن و گھی و شوربا و نمک وغیرہ اور جو روٹی کو صبغ نہ کرے یعنے ڈبوئی جاوے ان چیزون سے جنکا جرم مثل روٹی کے جرم کے ہی اور وہ ایسی ہی کہ اکیلی کھائی جاسکتی ہی تو وہ ادام نہین ہی جیسے گوشت و انڈا و چھوہارا و کشمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو چیز روٹی کے ساتھ غالباً کھائی جاتی ہو وہ ادام ہی اور یہی امام ابو یوسف رحمہ سے بھی مروی ہی کذا فی فتح القدیر اور امام محمد رحمہ کے قول کو فقیہ ابو اللیث رحمہ نے لیا ہی اور اختیار مین فرمایا کہ یہی مختار ہی بعمل عرف اور محیط مین لکھا ہی کہ یہی اظہر ہی اور قاضی نسفی نے اپنی تہذیب مین فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ جس سے روٹی صبغ کیجاتی ہی جیسے سرکہ وغیرہ جو ہم نے ذکر کی ہین وہ بالاجماع ادام ہین اور جو غالباً اکیلی کھائی جاتی ہین جیسے

خربوزہ و انگور و چھوہارا و کشمش وغیرہ تو یہ بالاجماع ادام نہیں ہیں بنا بر قول صحیح کے انگور و خربوزوں میں اور رہے بقولات سو وہ بالاتفاق ادام نہیں ہیں یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ اسکی کچھ نیت نہ ہو اور اگر اُس نے نیت کی ہو تو بالاجماع اسکی نیت پر قسم ہوگی یہ تبیین میں ہے اور نمک بالاجماع ادام نہیں ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید کو میراث میں کچھ ملا اور اسکو حالف نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا اسکو ہبہ کی گئی یا اسکو صدقہ دی گئی اور اُسنے قبول کر لیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز ہبہ کر دی یا حالف نے اُس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اُسکی کمائی کی ہے پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مر گیا اور عمرو اُسکا وارث ہوا پس حالف نے عمرو کے یہاں اس میراث میں سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اُسکا وارث ہوا پس اسمیں سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوائے میراث کے بطور خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہوگیا پھر وہاں سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مر گیا اور اُسکی میراث سے اُسنے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زید کی میراث عمرو کو ملی اور عمرو مر گیا اور اُسکی میراث خالد کو ملی پھر اُسمیں سے حالف نے کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر عمرو نے مرتے وقت زید کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی اور پھر اُس چیز میں سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زید نے حالف کو طعام ہبہ کیا اور حالف نے بعد قبضہ کرنے کے اسمیں سے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت کر دیا ہو تو بعد قبول کے اُسمیں سے کھانے سے حانث نہوگا اور واضح رہے کہ مال مہر عورت کی کمائی میں داخل ہے اور اسی طرح جراحتوں کا ارش مجروح کی کمائی میں داخل ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے پاس درم ہیں پس اُسنے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درموں کے عوض دینار یا پیسے بدل لیے پھر اُسکے بعد ان دیناروں یا پیسوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کوئی اسباب خریدا پھر اسباب کے عوض طعام خریدا اور اُسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اسیطرح اگر ان درموں یا دیناروں کے عوض جو خریدے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حانث نہوگا اور فرمایا کہ اگر ایسی چیز پر جو کھائی نہیں جاتی ہے قسم کھائی کہ میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر اُسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کر کے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز پر قسم کھائی جو کھائی جاتی ہے یہ کہ اسکو نہ کھاؤنگا پھر اسکے عوض کھانے کی چیز خرید کر اُسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنے والد کی میراث سے طعام نہ کھلا دیگا پھر اپنے والد کی میراث میں طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا درم پائے اور اُنکے عوض طعام خرید کر کے کھلایا تو حانث ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کر کے اُسمیں سے اسکو کھلایا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا باپ مر گیا اور یہ اُسکے مال کا وارث ہوا پس اس مال کے عوض طعام خریدا اور اسکو کھایا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً

کیا اور اسکا ارش دین ہے اور مہر تو عورت اور زخمی کی کمائی میں شامل ہے ۱۲ منہ

حانث ہوگا اسواسطے کہ بحسب عادت میراث کھانے کی یہی صورتین ہین اور اگر مال میراث کے عوض کوئی چیز خریدکر اس چیز کے عوض طعام خریدکرکے کھایا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کھیتون سے نکھاؤنگا پھر اسکی پیداوار زمین سے جو کاشتکار کے پاس ہے یا فلان کے مشتری کے پاس ہے خریدکر کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلان سے کسی شخص نے خریدکیا اور اسکو بویا پھر اسکی پیداوار زمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ملک فلان سے یا جسکا فلان مالک ہوا ہے کچھ نہ کھاؤنگا پھر فلان کی ملک سے کوئی چیز نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل ہوگئی اور اسکو حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ جو فلان نے خریدا یا جو فلان خریدے اسمین سے نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اپنے واسطے یا غیر کے واسطے کوئی چیز خریدی اور اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلان نے خریدی ہوئی کو جسکے واسطے خریدی تھی اُسکے حکم سے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردی اور پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسا گوشت نہ کھاؤنگا کہ اُسکو فلان نے خریدا پھر فلان نے ایک بکری کا بچہ حلوان خریدکیا اور اسکو ذبح کیا پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس فلان کا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے یہ طعام فروخت کردیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور یہ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین ایسے طعام سے نہ کھاؤنگا جسکو فلان تیار کرے یا ایسی روٹی نہ کھاؤنگا جسکو فلان پکا دے پس فلان نے اُسکو تیار کرکے فروخت کردیا پھر حالف نے مشتری کے پاس اُسکو کھایا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے نہ کھاؤنگا اور یہ فلان طعام فروش ہے پس حالف نے اُس سے خریدکرکے کھایا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ تیرا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اسکو یہ طعام ہدیہ دیدیا تو بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زمین کی پیداوار سے نہ کھاؤنگا پھر اس پیداوار کے ثمن سے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر اُس نے نفس پیداوار کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ یعنے دیانۃً تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی کذا فی الذخیرہ و قال المترجم بطور عربیت یعنی زبان عرب صحیح ہے کہ بجاے پیداوار کے غلہ کا لفظ کہا اور ہمارے عرف مین ازبسکہ پیداوار خود اُسکے اناج وغیرہ پر اطلاق ہوتا ہے نہ اس پیداوار کے دامون پر لہذا حکم برعکس ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر حالف نے اس طعام سے خریدا یا فلان نے اُسکو طعام ہبہ کیا اور اُس سے حالف نے خرید لیا تو اسکے کھانے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اصل مین مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ ایسا طعام نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلان خریدے پھر ایسا طعام کھایا کہ اُسکو حالف کے واسطے فلان اور ایک شخص دوسرے نے خرید دیا ہے تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ وہ نکھاویگا جسکو فلان اکیلا خریدے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا پھر ایسا طعام کھایا جو فلان و دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کی روٹی نہ کھاؤنگا پھر اُسکے و دوسرے کے درمیان مشترک روٹی کھائی تو بھی حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ فلان کی

رغیف نہ کھاؤنگا پھر اُسنے اور دوسرے کے درمیان مشترک رغیف کھائی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ رغیف کا ٹکڑا رغیف نہیں کہلاتا ہے اور روٹی کا ٹکڑا روٹی کہلاتا ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنے بیٹے کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر ایسے مالک سے جو اُسکے اور اُسکے بیٹے کے درمیان مشترک ہے کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسنے بیٹے کا مال کھایا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا پھر ایسے طعام سے کھایا جو اُسکے و فلان کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہ ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ قال المترجم اگر سیر بھر طعام مساوی مشترک ہے مثلاً اور اُسنے تین پاؤ کھالیا تو ظاہر ہے کہ ضرور فلان کا طعام کھایا لہذا تاویل مسئلہ مذکور ملحوظ رہی کہ اسطرح وقوع نہیں ہوا ہے فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنے والد کی چیزون مین سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا پھر اپنے والد کے بیت سے ایک کرچ روٹی کی تناول کی جو زمین پر پھینکی ہوئی تھی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ حانث نہیں ہوا اور شیخ ابو علی نسفی رحمہ نے فرمایا کہ حانث ہوگیا اور فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ اگر یہ ٹکڑا ایسا تھا کہ اسکو کسی فقیر کو صدقہ مین دے سکتے ہین یعنی از راہ عادت ایسا ٹکڑا دیا جاتا ہے تو حانث ہوا ورنہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ قال الاحوط قول النسفی رحمہ اللہ تعالی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا تو یہ فلان کے طعام موجودہ پر اور جو آئندہ اُسکی ملک مین آوے دونون پر واقع ہوگی یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین انار مین سے جو فلان خریدے نہ کھاونگا پھر فلان اور ایک دوسرے نے خرید کیا اور مین سے اُسنے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر یون کہا کہ ایک انار سے جسکو فلان خریدے نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت کے ثمن سے نہ کھاونگا پھر فلانہ کا کاتا سوت خرید لیا یا فلانہ نے اسکو ہبہ کردیا پھر اُسکو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر فلانہ نے خود فروخت کیا اور اسکا ثمن اس حالف کو دیا اور اُسنے اسمین سے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلانہ نے یہ ثمن اپنے بیٹے یا کسی اجنبی کو ہبہ کیا پھر اس نے حالف کو ہبہ کیا پھر اُس سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ فلان سے نہ کھاؤنگا پھر فلان اور دوسرے نے ملکر پکایا اور حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسکا ہر جزو طبیخ کہلاویگا اسی طرح اگر کہا کہ خبز فلان یعنی فلان کی روٹی سے پس فلان اور ایک دوسرے نے روٹی پکائی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ ہانڈی سے جسکو فلان پکاوے پھر دونون کی پکائی ہانڈی سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ہر جزو ہانڈی کا ہانڈی نہین کہلاتا ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ فارسی مین قسم کھائی کہ از چیز فلان نخورم پس اُسکی مجمد کا پانی تناول کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ او ہام لوگون کے اسطرف نہین پہونچتے ہین آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر اُسکے خربوزہ کا چھلکا یا ریزہ نان اُسکے دروازہ پہ پایا اور کھالیا تو حانث نہین ہوتا ہے یہ فتاوی کبری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی کوئی چیز نہ کھاویگا جسکو فلان اُٹھالاوے اور مراد یہ ہے کہ آوردہ فلان یعنی فلان کی لائی ہوئی نہ کھاویگا پھر ایسی برف سے کھایا جسکو فلان اُٹھالایا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنے داماد کے مال سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اُسکو خمیر دیا گیا جو اُسکے داماد کے خمیر مین سے ہے پس اُس نے دوسرے خمیر مین ملا کر اُسکو پکوایا اور کھایا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اسکا پانی نہ پیونگا یا اسکا نمک نہ کھاؤنگا پھر اُسکا پانی یا نمک لیکر اُسکو خمیر مین ملادیا اور کھایا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے

قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا داماد سفر کو چلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا جسمین سے اُسنے کھایا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حانث نہوگا اور اگر الگ نہ کر گیا ہو بلکہ یہ کہہ گیا ہو کہ میرے طعام مین سے بقدر کفایت تو کھا پس حالف نے بھی کھایا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مرگیا اور حالف وارث ہوا اور اُس نے کھایا تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر قسم مین یہ لفظ بھی کہا ہو کہ باپ کے مال سے بعد اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت مین حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے پسر کے اطعمہ سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اُسکا بیٹا اسکو چند قسم کے اطعمہ بھیج چکا ہی پس انکو اُسنے کھایا تو حانث نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ عورت نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے قسم مین اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حانث ہوگی اور اضافت باعتبار مجاز صحیح ہوگی یعنی جو پہلے پسر کا تھا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤنگا پس فلان نے ایک برتن سے اور حالف نے دوسرے برتن سے کھانا کھایا تو حانث نہ ہوگا جبتک کہ دونون ایک ہی برتن سے نہ کھاوین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلان سے نہ کھاؤنگا پھر دونون نے روپیہ ڈال کر کوئی چیز خریدی اور دونون نے کھائی تو قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ اپنا مال کھانا کہلاتا ہی ایسا ہی فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلان کی مرچ اسکی جورو نے اپنی ہانڈی مین ڈالی جسکو حالف نے کھایا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا الا آنکہ فلان و حالف کے درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی مرچ وغیرہ مراد نہین ہی اگر قسم کھائی کہ فلان کے باغ انگور سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم بارہ مہینہ پر واقع ہوگی اور ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یون ہی کہ اس سال کے جسقدر ایام باقی رہے ہین انہین پر واقع ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک نے کہا کہ واللہ جو فلان لاویگا اُسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت و طعام وغیرہ پھر حالف نے اس فلان کو گوشت دیا کہ اسکو پکاوے پس اُسنے پکانا شروع کیا اور اسمین گائے کی اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش مین نکل گیا پھر حالف نے ہانڈی کا شوربا کھایا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میری دانست مین وہ حانث نہوگا جبکہ اُسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا لینے کے لائق نہین ہی بسبب اسکے کہ قلیل ہی۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جا سکتا ہی تو اس صورت مین حانث ہوگا حالانکہ امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلان لاویگا مین اسکو نہ کھاؤنگا پھر فلان مذکور گوشت لایا اور اُسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اُسکے نیچے حالف کے چانول رکھے چنانچہ اُسکی تری چانولون مین آئی جنکو حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اسیطرح اگر فلان مذکور چنے لایا اور انکو پکایا پس حالف نے اُسکا شوربا کھایا اور اسمین چنے کا مزہ آتا ہی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوارے جنکو رطب کہتے ہین لایا جسمین سے رب بہا اور اسکو حالف نے کھایا یا زیتون لایا اور وہ پیلا گیا جسکا تیل حالف نے کھایا تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا

پھر اُسکا سرکہ یا روغن زیتون یا نمک کھایا یا اینمین سے کوئی چیز لیکر اپنے کھانے کے ساتھ کھائی تو حانث ہوگا اور اُسکا پانی یا نبیذ لیکر اُسکے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گیہون نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج کے ساتھ ملاکر کھایا یا قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج مین ملاکر کھایا پس اگر گیہون سے کھایا یعنی پھنکی مارکر کھایا پس اگر یہ گیہون یا جو غالب ہون تو حانث ہوگا اور اگر دوسرے اناج کو غلبہ ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر مساوی ہون تو قیاس یہ ہی کہ حانث ہوگا اور استحسانا حانث نہوگا اور اگر ایک ایک دانہ کرکے کھایا ہی تو بہر حال حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا یا کہا کہ نہ پیونگا الا باجازت فلان پھر فلان نے اُسکو اجازت دی تو یہ اجازت ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پر ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی طعام نہ کھاؤنگا اور نہ پیونگا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی اور اسکو حلق مین داخل نہونے دیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر اپنی قسم کسی فعل پر منعقد کی پھر اُس سے گھٹ کر کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے بڑھ کر کیا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ چکھونگا پھر اُسکو اپنے منھ مین داخل کیا تو حانث ہوگا پھر اگر اُس نے دعوی کیا کہ میری مراد نہ چکھنے سے یہ تھی کہ نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا تو دیانۃ فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ نہ چکھونگا کھانا اور نہ پینا پھر ایک چکھا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ نہ کھاؤنگا کھانا اور نہ پینا اور اسی طرح اگر حرف یا دونون کے بیچ مین لایا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ طعام و شراب نہ چکھونگا پھر اُسنے ایک کو چکھا تو حانث نہوگا اور شیخ ابو القاسم الصفار رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اُسکی نیت پر ہی اور اگر اُس نے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو ایک کے چکھنے سے حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہی کسی نے قسم کھائی کہ خمر نہ چکھونگا پھر ایسی روٹی کھائی جسکا خمیر شراب سے کیا گیا ہی تو شداد رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا جیسے قسم کھائی کہ زیت نہ چکھونگا پھر روٹی کھائی جسکا آٹا زیت مین گوندھا گیا ہی تو حانث نہین ہوتا ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے گھر مین طعام نہ چکھونگا اور نہ شراب یعنی پینے کی چیز پھر اُسکے گھر مین کوئی چیز چکھی اور اُسکو اپنے منھ مین داخل کیا مگر اُسکے پیٹ مین نہین پہونچی تو حانث ہوگا اور یہ قسم فقط نہ چکھنے پر ہوگی۔ اور اگر اُس سے کسی نے کہا کہ میرے پاس آج کے روز کھانا کھا پس اُسنے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ چکھونگا طعام و نہ شراب تو یہ قسم کھانے پر ہوگی نہ چکھنے پر یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ پانی نہ چکھونگا پس اُس نے نماز کے واسطے کلی کی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ خمر نہ چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہوگئی پس اسکو پیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہ بھی نیت ہو کہ جو اس سے ہوگا وہ بھی نہ چکھونگا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا تو غداروہ کھانا ہی جو طلوع فجر سے وقت ظہر تک ہو اور عشاؤہ کھانا ہی کہ نماز ظہر سے آدھی رات تک ہو یہ ہدایہ مین ہی پس اگر قسم کھائی کہ آج تغدی نہ کرونگا پھر نصف نہار کے بعد کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور شیخ خجندی رح نے فرمایا کہ یہ امام رح کا عرف تھا اور ہمارے عرف مین عشاء کا وقت بعد نماز عصر کے ہی۔ پھر واضح رہے کہ غدا و عشاء عبارت ایسے کھانے سے ہی جس سے عادت کے موافق پیٹ بھرے کھانا لوگون کی عادت کا مقصود ہوتا ہی

پس قسم کھانے والے کے شہر مین جو غدا رہو اُسپر قسم منعقد ہوگی پس اگر وہ چیز غدا رہوگی تو اُسکے کھانے سے
حانث ہوگا ورنہ نہین اور اسیواسطے مشائخ نے کہا ہی کہ اگر شہر کے لوگون نے غدا ترک کرنے پر قسم کھائی پس اُنھون نے
وودھ پی لیا تو چونکہ غالب عادت لوگون کی اس سے تغذی نہین ہی اسوجہ سے حانث نہونگے اور اگر بدوی نے
ایسی قسم کھائی اور پھر دودھ پی لیا تو چونکہ غالباً انکا ایک وقت اول کا کھانا یہی ہی لہذا حانث ہوگا۔ اور شیخ
ابوالحسن نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ تغذی نہ کرونگا پھر سواے روٹی کے چھوہارا و چانول وفاکہ وغیرہ کوئی چیز
کھائی یہانتک کہ سیر ہوگیا تو حانث نہوگا اور یہ غدا کھانا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر گوشت بغیر روٹی کے کھایا تو
بھی یہی حکم ہی اور غدا ہر شہر کی وہ ہی جو انمین متعارف ہو قال المترجم ہمارے یہان دیار مین ایسا عرف ظاہر نہین
ہی لہذا قسم اپنے اصلی معنی پر ہوگی پس شیخ ابوالحسن کا قول اقرب ہی سواے چانول و دیگر اناج و گوشت کے کہ
انسے ہمارے عرف غیر ظاہر کی وجہ سے اقرب الی الحنث ہوگا و اللہ تعالی اعلم اور بغیر سیر ہو جانے مین تامل ہی
پس اولی یہ ہی کہ احتیاط ملحوظ رکھے فافہم۔ قال اور غدا مین شرط یہ ہی کہ آدھی سیری سے زائد ہو حتی کہ اگر اپنی
باندی سے کہا کہ اگر تو نے آج کی رات تعشی نہ کی یعنے عشاء کا کھانا نہ کھایا تو میرا غلام آزاد ہی پس اُسنے ایک لقمہ
یا دو لقمہ کھا لیے تو یہ عشا نہین ہوئی اور حالف اپنی قسم مین سچا نہ ہوگا یہان تک کہ باندی مذکورہ اپنی نصف سیری
سے زیادہ کھا لیوے یہ سراج وہاج مین ہی۔ رمضان مین قسم کھائی کہ آج کی رات عشاء نہ کھاؤنگا پھر دوپہر
رات جانے کے بعد کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤنگا تو نصف رات
سے فجر تک کھانے سے حانث ہوگا یہ شرح مجمع البحرین مین ہی۔ مسا کا اطلاق عرب مین دو وقت ہی ایک بعد زوال
سے اور دوسری بعد غروب شمس سے پس ان دونون مین سے قسم مین جسکی نیت کرے صحیح ہوگی اور علی ہذا
اگر بعد زوال کے قسم کھائی کہ یہ کام نہ کرونگا یہان تک کہ مسا کرون اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ سورج ڈوبنے
کی شام پر ہوگی اسواسطے کہ معنے اول پر حمل کرنا ممکن نہین ہی پس دوسری مسا یعنے دوسرے معنی شام پر
محمول ہوگی یعنے ما بعد غروب یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور معلے نے امام محمدرح سے روایت کی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ
لیاتینہ ضحوۃ یعنی وقت ضحوہ کے اسکے پاس آویگا تو ضحوۃ بعد طلوع آفتاب کے جسدم سے کہ نماز پڑھنی جائز
ہو جاتی ہی تا نصف النہار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمدرح نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ لاَیُصَبِّحُ اسی صبح کو نہ آویگا تو
تصبیح میرے نزدیک ضحی اکبر اور ارتفاع آفتاب کے درمیان ہی اور جب ضحی اکبر ہوگئی تو تصبیح کا وقت جاتا رہا یہ بدائع
مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ لیغدینہ الیوم بالف یعنی اسکو آج غدا ہزار درم کی کھلاؤنگا یا اگر مین آزاد نہ کرون ایسے
غلام کو کہ اسکو ہزار کو خریدون یا اگر آج تو روئی ہزار کی نہ کھائے تو ایسا ایسا پس اُسنے کوئی ایک درم کی چیز ہزار درم
کو خریدی اور وہ اسکو غدا مین کھلائی یا اسی طرح غلام خرید کر آزاد کیا یا اسطرح روئی خریدی جسکو عورت نے کات دیا
تو اپنے قسم مین سچا ہوگیا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تغدی دو رغیفون سے کرلی تو میرا غلام آزاد
ہی پھر آج صبح کو ایک رغیف کھائی اور کل صبحکو دوسری رغیف کھائی تو قیاساً حانث ہوگا کیونکہ لفظ مطلق ہی خواہ
آج ایک روز مین یا دو روز مین جیسے تعیین کی صورت مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان دو رغیفون سے تغدی کرلی
تو میرا غلام آزاد ہی پس ایک سے اُس نے آج تغدی کی اور دوسری سے دوسرے روز تغدی کی تو حانث ہوگا

پس ایسا ہی بیان ہے اور استحساناً حانث نہوگا۔ اور اگر اُس نے اس صورت مین متفرق تغدی کرنے کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے دو رغیف کھالین یا مین نے یہ دو رغیفین کھالین تو میرا غلام آزاد ہے پھر ان دونون کو ایکبارگی یا متفرق کھالیا تو قیاساً و استحساناً حانث ہوگیا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم غدا پر معقود کی اور اسمین سے روٹی کو استثنار کرلیا تو جو چیز کہ روٹی کی تبعیت مین کھائی جاتی ہے وہ بھی روٹی کی استثنار کے ساتھ مستثنیٰ ہوگی چنانچہ اگر کہا کہ تغدی نہ کرونگا سوائے روٹی کے تو روٹی کے ساتھ سالن و سرکہ و زیتون وغیرہ جو بالمقصود نہین کھائے جاتے ہین مستثنیٰ ہونگے اور روٹی کے ساتھ انکے کھانے سے حانث نہوگا اور جو چیز بمقصود کھائی جاتی ہے اور عادت کے موافق تبعاً نہین کھائی جاتی ہے جیسے خبیص و چانول وغیرہ اُسکے حانث ہوگا اور وہ مستثنیٰ نہوگی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اُسمین بمقصود کھانے کی بھی عادت ہو یعنی کھانا اُنکا خود ہوتا ہے اور روٹی کے ساتھ اسکی تبعیت مین بھی کھانے کی عادت ہوتی ہے جیسے گوشت و مچھلی و دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ روٹی کے استثنار کرنے مین اسکی تبعیت مین یہ بھی مستثنیٰ ہونگی اور انکے کھانے سے حانث نہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ مستثنیٰ نہونگی اور حانث ہوگا۔ پس جب امر معلوم ہوگیا تو ہم کہتے ہین کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر مین نے کھایا آج کے روز الا رغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس نے رغیف کھائی اور پھر اسکے بعد فاکہ یا چھوہارا یا خبیص یا چانول کھائے تو حانث ہوگا ہان اگر اُس نے دعوی کیا کہ مین نے روٹی سے استثنار کا قصد کیا تھا یعنے روٹی مین اگر سوائے رغیف کے کھاؤن تو ایسا ہی تو اس صورت مین اسکے قول کی دیانةً تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ پھر واضح رہے کہ اگر مسئلہ مذکورہ مین بعد رغیف کے کھانے کے فواکہ یا چھوہارے کھائے ہون یا رغیف کے ساتھ ہی کھائے ہون بہرحال حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تغدی کی الا برغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر رغیف سے تغدی کی پھر فواکہ یا چھوارے کھائے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر خبیص کھایا تو بھی حانث ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تغدی کی صورت مین ان چیزون کے کھانے سے جب ہی حانث ہوگا کہ بفور رغیف کے کھانے کے اُس نے یہ چیزین کھائی ہون اور اگر رغیف سے تغدی کرنے کے بعد جب کہ تغدی برغیف ہوچکی اور تغدی منقطع ہوگئی اور پھر انکو تنہا کھایا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ انکے ساتھ تغدی کرنے والا نہین کہلائیگا اور تغدی کے طور پر انکے کھانے کا رواج نہین ہے اور اگر اس صورت مین بھی اُس نے خاصةً خبز یعنی روٹی سے استثناء کی نیت کی ہو تو دیانةً تصدیق کی جائیگی نہ قضاءً یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم سے پہلے کوئی ایسا کلام واقع ہوا کہ اس سے اس امر پر استدلال کیا جاوے کہ اس نے روٹی سے استثنار مراد لیا ہے مثلاً کہا گیا ہو کہ تو آج دو رغیف کھائیگا پس اُسنے کہا کہ اگر مین آج کے روز کھاؤن الا ایک رغیف تو میرا غلام آزاد ہے تو اس صورت مین اسکی قسم خاصةً رغیف پر ہوگی چنانچہ اگر اُس نے رغیف کھانے کے بعد ہی چھوہارے وغیرہ کھائے تو حانث نہوگا اور اسکی قسم رغیفون کے ساتھ مقید ہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین آج کے روز ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم خاصةً روٹی پر ہوگی چنانچہ اگر بعد ایک رغیف کے اُس نے چھوہارے و فواکہ کھائے تو حانث نہوگا اور تقدیر کلام اس صورت مین یہ ہوگی کہ اگر مین آج کے روز جنس رغیف سے ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام

آزاد ہی پس چونکہ اسطرح کہنے مین اسکی قسم خاص روٹیون کے ساتھ مختص ہوتی ہی اسی طرح صورت مذکورہ مین بھی رغیفون کے ساتھ مخصوص ہوگی اور جو ہم نے الا رغیف کہنے کی صورت مین بیان کیا ہی وہی غیر رغیف سوا رغیف کہنے کی صورت مین بھی ہی یہ محیط مین مذکور ہی ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کپڑا پہنا یا مین نے کھایا یا مین نے پیا تو میری جورو طالقہ ہی اور پھر دعوے کیا کہ مین نے اپنی قسم مین خاصۃً فلان طعام مراد لیا تھا اور فلان طعام مراد نہین لیا تھا تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور اگر کہا کہ ان لبست ثوبا او اکلت طعاما یعنے اگر پہنا مین نے کپڑا یا کھایا مین نے کھانا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دعوے کیا کہ مین نے فلان کپڑا یا فلان کھانا خاصۃً مراد لیا تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار فلان سے نہ پیونگا پھر اسمین سے کوئی چیز کھائی تو صدر شہید رحمہ اللہ نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ مختار میرے نزدیک یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا الا آنکہ تمام ماکولات و مشروبات کی نیت کی ہو کذا فی المحیط قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بالقطع وہ حانث نہوگا اور اگر اسنے تمام ماکولات کی نیت کی ہو تو خلاف محاورہ ہی پس جو لازم آوے اسکی نیت کا پھل ہوگا اسواسطے کہ کھانا و پینا ہمارے اطلاق مین جدا جدا ہین واللہ تعالیٰ اعلم۔ فارسی مین کہا کہ از خانۂ فلان ہیچ چیز نہ خورم یعنی فلان کے گھر سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ کھانے و پینے دونون کو شامل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہ نوع استعمال ہی و ایسا ہی ہمارا عرف ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ شروب نہ پیونگا پھر دونون نے ایک ہی مجلس مین ایک ہی مشروب سے پیا تو حانث ہوگا اگرچہ دونون کے پینے کے برتن مختلف ہون اور اسی طرح اگر ایک مجلس ہو اور دونون کے مشروب مختلف ہون تو بھی حانث ہوگا اور اگر اُس نے مشروب واحد یا ظرف واحد مین ساتھ نہ پینے کی نیت کی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی ضیافت مین ایکبار سے زیادہ نہ پیونگا پس اُس نے ایک بار اُس کے مکان مین پیا اور دوسری بار اُسکے بستان مین پیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ضیافت ایک ہی ہو تو حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا پھر اُسنے آب فلیہ پیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی گاے کا دودھ نہ پیونگا پھر اسکی گاے مر گئی اور اسکی ایک بچھیا ہی جو بڑی ہوئی پھر اُسکا دودھ اُس نے پیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی ایک نے قسم کھائی کہ لایشرب الماء یعنے پانی نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو چاہیے کسیقدر پیئے حانث ہوگا اور اگر اُسنے الماء سے کل الماء یعنی تمام پانی مراد لیا ہو تو کبھی حانث نہوگا اور نیت صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایشرب شرابا یعنی کوئی پینے کی چیز نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو پانی وغیرہ کوئی پینے کی چیز پیئے حانث ہوگا ایسا ہی ایمان الاصل مین مذکور ہی اور حیل اصل مین مذکور ہی کہ اگر قسم کھائی کہ لایشرب الشراب یعنی شراب نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ قسم خمر پر واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور امام سرخسی نے فرمایا کہ یہ زبان عربی مین قسم کھانے کی صورت مین ہی اور اگر فارسی مین قسم کھائی تو بہرحال خمر پر واقع ہوگی مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے مختار وہ ہی جو حیل الاصل مین فرمایا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ آج نہ پیونگا تو جو چیز پیے حانث ہوگا حتیٰ کہ سرکہ اور گھی پینے سے بھی حانث ہوگا یہ عجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ پیونگا

پھر دودھ مین پانی ڈال کر اُسکو پیا تو اصل اس مسئلہ اور اُسکے جنس کے مسائل مین یہ ہی کہ جب حالف نے اپنی
قسم کسی سیال چیز پر معقود کی اور پھر اس چیز مین دوسری جنس کی سیال چیز خلط کر دی پس اگر وہ سیال چیز جسپر قسم
کھائی ہی غالب ہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسری جنس کی سیال چیز غالب ہو تو حانث نہوگا اور اگر دونون برابر
ہون تو قیاساً حانث ہوگا مگر استحسان یہ ہی کہ حانث نہ ہوگا اور غالب ہونے کے معنی امام ابو یوسف رح نے یون
بیان کیے ہین کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر اُسکا رنگ ظاہر ہوتا ہو اور اُسکا مزہ پایا جاتا ہو تو وہ غالب ہی اور امام محمد رح
نے فرمایا کہ غلبہ من حیث الاجزاء ہی قال المترجم ہذا ہو الاظہر لیکون الحکم الی الاکثر اہل وخروج المخلوط الی الاکثر الحکم
فلیتامل اور یہ اسوقت ہی کہ جسپر قسم کھائی تھی اُسکو غیر جنس مین ملا دیا اور اگر اسی جنس مین ملایا مثلاً دودھ کو دوسرے
دودھ مین ملا دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اور اول یکسان ہین یعنی اعتبار غالب کا ہوگا پس براہ رنگ
و مزہ کے یہان اعتبار ممکن نہین ہی اسواسطے بہ لحاظ مقدار کے غلبہ اعتبار کیا جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک
ایسی صورت مین ہر حال مین حانث ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ان چیزون مین ہی جو مخلوط و ممتزج
ہو جاتی ہین اور جو چیزین مختلط و ممتزج نہین ہوتی ہین جیسے تیل کہ دودھ مین ملایا جاوے مثلاً اور تیل نہ پینے
کی قسم ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر کسی قدر آب زمزم پر قسم کھائی کہ اسمین سے کچھ
نہ پیونگا پھر اسکو دوسرے پانی مین ڈال دیا یہان تک کہ وہ مغلوب ہو گیا پھر اسمین سے پیا تو امام محمد رح کے
نزدیک حانث ہوگا اور اگر اسکو کنوئین یا حوض مین ڈال دیا پھر اُسکا پانی پیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔
اور اگر قسم کھائی کہ اس آب شیرین مین سے نہ پیونگا پھر اسکو کھاری پانی مین ڈال دیا کہ کھاری اسپر غالب
ہو گیا پھر اسکو پیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کھاری پر قسم کھائی اور اُسکو شیرین مین ملا دیا تو بھی صورت
مذکورہ مین یعنے شیرین غالب ہو جانے مین یہی حکم ہی کہ حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک نے
قسم کھائی کہ خمر نہ پیونگا پھر اُسکو غیر جنس مین مزج کر دیا جیسے کنجی و اخسمہ مین ملا دیا اور پھر اسمین سے پیا تو غالب
کا اعتبار کیا جاویگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیونگا تو مختار یہ ہی کہ قسم آب انگور مسکر پر واقع
ہوگی خواہ وہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مسکی نخورم تو صحیح یہ ہی کہ مسکی کا لفظ فقط
آب انگور مسکر پر واقع ہوتا ہی خواہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ محیط مین ہی۔ اور خانیہ مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ
تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ می نخورم و بدست نگیرم پھر اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ایک جگہ سے
دوسری جگہ لے گیا پس اگر قسم کے وقت اپنے کلام سے یہ نیت نہ کی تھی کہ نہین پیونگا یعنے قسم سے مراد یہی تھی کہ اسکو
نہ پیونگا تو صحیح یہ ہی کہ حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اسم خمر جسکی فارسی می ہی صحیح یہ ہی کہ یہ فقط آب انگور خام
پر واقع ہوتا ہی اور اگر فارسی مین کہا کہ مسکرہ نخورم یعنے قسم کھائی تو بعض نے فرمایا ہی کہ جو جوب سے بنائی جاتی
ہی اُسپر اُسکی قسم نہ واقع ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ اسمین عرف کا اعتبار ہی کہ اگر عرف مین ان چیزون سے بنائی ہوئی شراب
کو مسکرہ کہتے ہین تو حانث ہوگا ورنہ جسکو نہین کہتے ہین اس سے حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ زبیب
نہ پیونگا پھر نبیذ کشمش پی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی شراب نہ پیونگا کہ اس سے سکر
ہوتا ہی پھر شراب مسکر کو دوسری شراب غیر مسکر مین ملا کر پی لیا تو فتاوے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ اگر ایسی

ہو کہ اسمین سے بہت پینے سے نشہ ہو جاوے تو حانث ہوگا - اور اگر اپنی قسم ایسی چیز کے پینے پر عقد کی جو پی نہین جاتی ہی اور جو چیز اُس سے نکلتی ہی وہ پی جاتی ہی تو اسکی قسم جو اس سے نکلتی ہی اسکے پینے پر واقع ہوگی اسکی مثال یہ ہی کہ منتقے مین مذکور ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس تمر یعنے چھوہارے سے نہ پیونگا پھر اسکی نبیذ پی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اس جنس کے مسائل کی تخریج مین یہی اصل ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ مسکر نہ پیونگا پھر کوئی چیز مسکر اسکے حلق مین ڈالی گئی جو اسکے پیٹ مین چلی گئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر بدون اُسکے فعل کے اندر چلی گئی تو حانث نہوگا ہان اگر اسکے بعد اُسنے خود پی لی تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے منھ مین ڈالی گئی پس اُس نے روک رکھی پھر اسکو پی گیا تو حانث ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پیالے سے نہ پیونگا پھر حالف نے اسکے پیالے سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالکر اپنے ہاتھ سے پی لیا تو حانث نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پانی سے نہ پیونگا اور حالف اس فلان کی دُکان مین بیٹھتا ہی پھر حالف نے ایک کوزہ خریدکر رات کو فلان مذکور کی دُکان مین رکھ دیا پھر فلان کے اجیر نے اس کوزہ مین نہر سے پانی بھرکر رات مین دُکان مین رکھدیا پھر جب صبح کو حالف اس دُکان مین آیا تو پانی کا کوزہ مذکور پاتا ہی کہ اسمین سے پی لیا پس اگر حالف نے یہ کوزہ اسی حیلہ کے واسطے خریدا ہو تاکہ حانث نہو تو مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا اسواسطے کہ اجیر مذکور اس صورت مین حالف کا عامل ہو جائیگا پس وہ اپنا پانی پینے والا ہوا یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اس قریہ مین خمر نہ پیونگا پھر اس قریہ کے باغہای انگور یا کھیتون مین شراب پی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر گانون کی آبادی مین یا ان باغہاے انگور مین جو آبادی سے ملے ہوئے ہین شراب پی تو حانث ہوگا ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی اگر کہا کہ اگر مین نے شراب پی یا جوا کھیلا تو میرا غلام آزاد ہی تو ان دونون مین سے ایک کام کرنے سے حانث ہو جائیگا اور قسم منتہی ہو جائیگی اور اگر کہا کہ واللہ اگر شراب بخورم و قمار بکنم تو ان مین سے ایک فعل کرنے سے حانث ہوگا اور اگر کہا کہ تا گل سرخ نہ بینم شراب نخورم تو یہ قسم راجع ہوگی گل سرخ کے بہار پر یعنے گویا یون کہا کہ جب تک گلاب نہ پھولیگا مین شراب نہ پیونگا بشرطیکہ اُس نے حقیقۃً گل سرخ دیکھنا مراد نہ لیا ہو - اور اگر قسم کھائی کہ ان دونون بکریون سے نہ پیونگا پھر ایک کا دودھ پیا تو حانث ہوگا یہ سراجیہ مین ہی - ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی اسپر کہ مادام کہ بخارا مین ہون شراب نہ پیونگا پھر قصر المجوس کی طرف چلا گیا پھر وہان سے واپس آیا اور شراب پی تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اُسنے مادام کہ بخارا مین ہون اس قول سے بخارا کی سکونت مراد لی اور حال یہ کہ وہ قسم کے وقت بخارا کا ساکن تھا تو حانث ہوگا اور اگر قول مذکور سے اُسنے اپنے بدن کا بخارا مین ہونا مراد لیا پھر قصر المجوس مین جاکر واپس آکر شراب پی تو قسم باقی نرہیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو پھر وہان جاکر واپس آیا تو کافی ہی حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو میری عورت مطلقہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اُسنے شراب پی تو اُسکی جورو طالقہ اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے طلاق و عتاق کی نیت نہین کی تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے اصحاب میرا پیچھا چھوڑ دین تو تصدیق نہوگی - ایک نے قسم کھائی کہ تین مسکر نہ

پیونگا پس اسکی جورو نے کہا کہ چار مہینہ پس شوہر نے کہا کہ چار ماہ گیر تو بعض نے فرمایا کہ مدت چار مہینہ ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ چار مہینہ نہو گی۔ اور یہ بر بناے آنکہ اگر حالف نے بعد سکوت کے اپنی قسم پر ایسی بات کو عطف کیا جس سے اسکے نفس پر سختی زیادہ ہوئی جاتی ہے تو وہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکی قسم مین لاحق ہو جائیگی اور اگر بعد سکوت کے ایسی بات عطف کی جس سے اسکے نفس پر آسانی ہوتی ہے تو اسکی قسم مین ملحق نہو گی پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ صورت مذکورہ مین اسکے نفس پر سختی ہوتی ہے یا آسانی پس بعض نے کہا کہ سختی ہے اس جہت سے کہ طلاق چوتھے مہینہ کے پینے پر واقع ہوگی اور یہی اصح ہے یہ محیط و ذخیرہ مین ہے۔ امام محمد رح نے جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات سے کبھی نہ پیونگا پھر اس سے چلوؤن مین بھر کر پیا یا برتن مین لیکر پیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہو گا جبتک کہ منھ لگا کر نہ پیے اور صاحبین رح کے نزدیک حانث ہوگا قال المترجم امام رح کے نزدیک حقیقت جو ہو سکتی ہو اولے ہے یعنی فرات مین سے منھ سے پی سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف اولی ہے کہ عرف مین اس سے برتن وغیرہ سے پینا مراد ہوتا ہے پھر اگر اسنے منھ سے پیا تو صاحبین کے نزدیک کیا حکم ہے پس یہ مسئلہ کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ رح نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ نہین حانث ہوگا اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر اسنے یہ نیت کی ہو کہ منھ لگا کر نہ پیونگا تو صاحبین رح کے نزدیک اسکی نیت قضاءً و دیانۃً صحیح ہوگی اور اگر اسنے چلوؤن و برتن سے پینے کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور یہ سب اسوقت ہے کہ اسنے فرات سے چلو سے یا منھ لگا کر پیا ہو اور اگر اسنے کسی دوسری نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہے چلو سے یا منھ لگا کر پیا تو اپنی قسم مین سب کے نزدیک بالاتفاق موافق ظاہر الروایۃ کے حانث نہو گا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیونگا پھر اسنے کسی نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہے چلو سے یا منھ لگا کر پیا یا خود فرات سے چلو سے یا منھ لگا کر پیا تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دجلہ سے پانی نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر برتن مین لیکر پانی پیا تو حانث نہو گا یہان تک کہ منھ لگا کر پیے اور اگر قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیونگا پھر دجلہ مین بارش کا پانی جاری ہوا تو اسکے پینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اسنے کسی وادی سے جسمین آب باران رواں ہے حالانکہ اسمین اور پانی نہ تھا پیا یا کسی میدان مین آب باران جمع ہوا اسمین سے پیا تو حانث ہو گیا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر کسی نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی کہ یہ نہر دجلہ کی طرف جاری ہے یعنی اسمین ملتی ہے پھر دجلہ مین سے یہ پانی لیکر پیا تو حانث نہو گا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات نہ پیونگا بترکیب صفت موصوف یا آب فرات مین سے نہ پیونگا یعنے بترکیب صفت موصوف پھر اسنے دجلہ وغیرہ مین سے شیرین پانی لیکر پیا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلامون سے کہا کہ جس نے تم مین سے اس نہر کا پانی پیا وہ آزاد ہے پھر سب نے پیا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ جو تم مین سے اس کوزہ کا پانی پی جاوے وہ آزاد ہے اور کوزہ مین اسقدر پانی تھا کہ اسکو انمین سے ایک دفعہ یا دو دفعہ مین پی سکتا ہے پھر سبھون نے اسکو پیا تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس کوزہ سے

نہ پیونگا پھر اسمین جو پانی تھا اُس نے دوسرے کوزہ مین کر دیا اور اُس سے پیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر کہا ہو کہ اس کوزہ کے پانی سے نہ پیونگا پھر دوسرے کوزہ مین ڈال کر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اس مٹکے سے یا اس مٹکے کے پانی سے پھر دوسرے مٹکے مین انڈیل لیا تو یون ہی حکم ہی اور اگر کہا کہ اس مٹکے کے پانی سے نہ پیونگا پھر کسی برتن مین لیکر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس برتن سے نہ پیونگا تو یہ بعینہ پینے پر ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے آج کے روز یہ پانی جو اس کوزہ مین ہی نہ پی لیا تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس کوزہ مین کچھ پانی نہین ہی تو حانث نہوگا اور اگر اسمین پانی ہو مگر رات ہونے سے پہلے وہ بہا دیا گیا ہو تو حانث نہوگا اور یہ امام اعظمؒ و امام محمد رہ کے نزدیک ہی خواہ وقت قسم کے اسکو معلوم ہو کہ اسمین پانی ہی یا نہ معلوم ہو اور امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ ان سب مین حانث ہوگا جبکہ یہ دن گذر جاوے اور اگر قسم باللہ تعر ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی فتح القدیر اور وقت مین کوئی خصوصیت امروز کی نہین ہی خواہ ایک روز معین بیان کرے یا ایک مہینہ معین یا ایک ہفتہ معین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قسم مطلق ہو یعنی بلا بیان وقت تو اول صورت مین امام اعظم و امام محمد رہ کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک فی الحال حانث ہو جائیگا اور دوسری صورت مین بالاتفاق سب کے نزدیک حانث ہو جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے آج کے روز جو اس کوزہ مین پانی ہی یا جو اس دوسرے کوزہ مین پانی ہی نہ پیا تو میری جورو طالقہ ہی پھر دونون مین سے ایک کا پانی بہا دیا گیا تو اسکی قسم دوسرے پر باقی رہیگی اور یہ تینون امامون کے نزدیک ہی اور جب سب کے نزدیک دوسرے پر قسم باقی رہی پس اگر اُسنے رات سے پہلے اُسکا پانی پی لیا تو بالاتفاق قسم مین سچا ہو گیا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو گیا۔ اور اگر ان دونون مین سے ایک کوزہ مین پانی نہو تو امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک اسکی قسم فقط اس کوزہ کے حق مین ہوگی جسمین پانی ہی اور امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ اسکی قسم دونون پر ہی یعنی دونون مین کسے ایک کے پانی پی لینے پر ہی پھر اگر اُسنے پانی والے کوزہ کا پانی پی لیا تو قسم مین بالاتفاق سچا رہا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو گیا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ غایہ مین ہی کہ اگر اُس نے قسم کھائی کہ اس مٹکے سے پانی نہ پیونگا پس اگر وہ بھرا ہوا لبریز ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک مُنھ لگا کر اُس سے پانی پی لینے پر واقع ہوگی اور بس اور امام ابو یوسف و امام محمد رہ کے نزدیک مُنھ لگا کر پینے یا برتن وغیرہ سے نکال کر پینے دونون طور سے قسم واقع ہوگی اور اگر وہ بھرا ہوا نہو تو چُلّو وغیرہ سے نکال کر پینے پر بالاتفاق واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ اس کنوئین سے نہ پیونگا یا اس کنوئین کے پانی سے نہ پیونگا تو یہ بالاتفاق نکال کر پانی پینے پر ہی چنانچہ اگر اسمین سے پانی نکال کر پیا تو حانث ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور اگر اس صورت مین اُسنے تکلف کرکے کنوئین مین اُتر کر مُنھ لگا کر پانی پیا یا مٹکے کے اندر مُنھ ڈال کر پانی پیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا قال المترجم توضیح المقام من حیث الاصل ان الحقیقۃ مہما امکن اولے عندہ وعندہما المجاز ثم اذا اسکے بالحقیقۃ فیما تعین المجاز فیہ عندہما ہل یحنث قال بعض المشائخ نعم و بعضہم لا علی التفصیل و التفصیل عند ہولاء ان الحقیقۃ اذا کانت بحیث تکلف فیہا لم یحنث و اذا اتی من غیر تکلف حنث و معنی التکلف ان یکون بحالۃ لا یتبادر الیہا الفہم علی العموم الا بخصوص النیۃ و التعمق و انت خبیر بان ہذا الاخص بہا بل عند الامام

ایضاً لکن معنی کلامہ مہما امکن یان یکن من غیر تکلف فتامل فیہ۔ ایک نے قسم کھائی کہ وسط دجلہ سے پیونگا پھر اُسنے ایسی جگہ سے پانی پیا جو ٹھیک دھار نہین ہی مثلاً کنارہ سے تہائی یا چوتھائی ہی حالانکہ دھار بیچون بیچ مین ہی تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا۔ اور دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ پیونگا خمر و نہ مثلث و نہ فلان نہ فلان یعنے شرابون کے نام لیے پھر انہین سے ایک پی تو فرمایا کہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اس پانی سے نہ پیونگا پھر وہ پانی جم گیا جسمین سے اُس نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر پھر پگھل گیا کہ اُسنے اسکو پیا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ بلا اذن فلان کے نہ پیونگا پس فلان نے اپنے ہاتھ سے اسکے ہاتھ مین دیدیا اور اسکو زبان سے اجازت نہ دی اور وہ پی گیا تو چاہیے کہ حانث ہو جاوے اسواسطے کہ اُسنے اجازت نہین دی ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین تجھے آج کی رات فلان کے گھر نہ لیجاؤن اور تجھے شراب نہ پلاؤن تو میری جورو طالقہ ہی پس اُسکو فلان کے گھر لے گیا مگر اسکو شراب نہ پلائی تو حانث ہوا اور شیخ الاسلام نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ مین اس خریف مین اس باغ کے انگورون کی شراب بناؤنگا اور اپنے یارون کے ساتھ پیونگا اور اُسکو اپنے گھر نہین لیجاؤنگا اور اگر وہ میرے گھر پہونچائی گئی تو میری جورو طالقہ ہی پس اُس نے سب انگورون کے باغ مین شراب بنائی جسمین سے تھوڑی اپنے یارون کے ساتھ وہین پی اور باقی بدون اُسکی اجازت کے اُسکے گھر اُٹھا لائی گئی یعنے کوئی اور اُٹھا لایا تو فرمایا کہ اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب آپ اپنے گھر نہ لیجاؤنگا تو تھوڑی لیجانے سے خواہ خود اُٹھا لاوے یا کوئی دوسرا پہونچاوے بدون اسکے حکم کے وہ حانث نہ ہوگا اور اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب وہین پیونگا اپنے گھر اُٹھا لانے کے واسطے کچھ نہ چھوڑونگا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو بھی حانث ہوگا۔ ایک شخص پر شراب خواری کا عتاب کیا گیا پس اُس نے قسم کھائی کہ جو اس انگور کے درختون سے نکلتی ہی وہ نہ پیونگا تو یہ قسم شراب پینے پر ہوگی بدین وجہ کہ لوگون کے معانی کلام پر اعتبار کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ عصیر نہ پیونگا پھر دانہ انگور یا خوشہ انگور اپنی حلق مین نچوڑ دیا تو حانث نہوگا اور اگر اپنی ہتھیلی وغیرہ پر نچوڑ کر پی گیا تو حانث ہوگا اور اگر اُس نے یون کہا ہو کہ عصیر میرے حلق مین نہ داخل ہوگا تو دونون صورتون مین حانث ہوگا قال مولانا رحمہ اللہ یہ امامون کا عرف ہی اور ہمارے عرف کے موافق وہ بہرحال حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ آب انگور داخل نچوڑ مین عصیر نہین کہلاتا ہی قال المترجم ہماری زبان کے موافق بہرحال حانث ہوگا خواہ حلق مین نچوڑے یا برتن مین نچوڑ کر پیے وہذا عندی واللہ تعالی اعلم۔ ایک شخص کی جورو کے ہاتھ مین قدح پانی کا بھرا ہوا ہی اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ پانی پی لیا یا تو نے اسکو رکھ لیا یا بہا دیا یا کسی کو دیدیا تو تو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمین کوئی کپڑا یا روئی ڈال دے کہ وہ پانی کو چوس جاوے ہمارے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ اُسنے یہ بھی کہا ہو تو نے یہ پانی یا اسمین سے کچھ پی لیا الی آخرہ اور اگر اُسنے اسمین سے کچھ کو نہ کہا ہو پس عورت نے تھوڑا پی لیا اور کچھ پھینک دیا تو وہ حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر کسی نے اپنی قسم کسی مشروب معینہ کے پینے پر قرار دی اور حال یہ ہی کہ وہ اس مشروب کو ایک دفعہ مین پی سکتا ہی تو اسمین سے تھوڑی سی کے پینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر ایک دفعہ مین اسکو نہین پی سکتا ہی تو اسمین سے تھوڑی

خواہ اسکے حکم سے ۱۲

حقیقیہ
حقیقت
مجاز متعارف
یعنی لوگون کی محاورہ
ما ہو متعارف ۱۲

پینے پر قسم واقع ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دوا نہ پیونگا پھر اُس نے دودھ یا شہد پیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہی اور منتقی مین فرمایا کہ حاصل کلام یہ ہی کہ اسمین لوگون کے عرف اور نام رکھنے کو دیکھا جائیگا پس ہر ایسی چیز کہ جسکو لوگ دیکھکر کہتے ہون کہ یہ دوا ہی اسپر اُسکی قسم واقع ہوگی اور جسکا لوگ دوا نام نہ رکھتے ہون اسپر واقع نہوگی اگرچہ حالف نے اُس سے دوا کی ہو یہ مبسوط مین ہی - ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ ضرور مین آسمان کو چھوؤنگا یا ضرور مین ہوا مین اُڑونگا یا ضرور مین اس پتھر کو سونا کر دونگا تو قسم سے فارغ ہوتے ہی حانث ہو جائیگا اور وہ گنہگار بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسنے ایسے فعل کی قسم کھائی کہ غالباً اسکو نہین کر سکتا ہی پس اُسنے قسم کی ہتک حرمت کی جان بوجھکر پس گنہگار رہوا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر ایسی قسم مین وقت بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ کل کے روز آسمان پر چڑھ جاؤنگا تو جب تک یہ وقت گذر نہ جاوے تب تک حانث نہ ہوگا حتی کہ اگر اس سے پہلے مرگیا تو اسپر کفارہ نہین ہوا اسواسطے کہ ہنوز وہ حانث نہین ہوا ہی یہ فتح القدیر مین ہی

چھٹا باب کلام پر قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے کہا کہ فلان سے کلام نہ کرونگا تو اسکے اس کلام قسم کے بعد سے کلام کرنے پر ہوگی جو کہ اسکے اس کلام قسم سے جدا ہو چنانچہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پس تو میرے پاس سے چلا جا یا کہا پس او فلانے میرے پاس سے چلا جا لیکن یہ اپنے کلام قسم سے ملا کر کہا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پس تو چلی جا یا تو یہان سے اُٹھ جا تو تو چلی جا یا تو یہان سے اُٹھ جا کہنے سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اُسکی قسم سے متصل ہی اسواسطے کہ اُس نے جو قسم کھائی ہی کہ اُس سے کلام نہ کرونگا یا اگر تجھ سے کلام کرون تو یہ اس کلام پر واقع ہوگی جو قسم سے مقصود ہی اور وہ ایسا کلام ہی جو کلام اول کے بعد از سر نو جدید ہو اور اُسکا یہ کہنا کہ پس یہان سے چلی جا یا یہان سے اُٹھ جا یہ اگرچہ حقیقۃً کلام ہی لیکن قسم سے مقصود نہین ہی پس وہ اس سے حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے یہ کہا کہ اور تو یہان سے چلی جا یا اور تو یہان سے اُٹھ جا تو بھی حانث نہوگا - اور اگر اُسنے اس کلام سے کلام جدید از سر نو مراد لیا تو اُسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر اُسنے اپنے اس قول سے کہ چلی جا طلاق مراد لی تو چلی جانے سے ایک طلاق واقع ہوگی اور ایک طلاق دیگر بسبب کلام کرنے کے قسم کی وجہ سے واقع ہوگی اسواسطے کہ جب اُسنے اس کلام سے طلاق کی نیت کی تو یہ کلام مبتدا ہوگیا یعنے از سر نو پس وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر فلان مذکور سے بعد قسم کے کہا کہ تو چلا جا تو حانث ہوگیا یعنے باوجودیکہ قسم سے ملا کر کہا ہی مگر چونکہ بلا حرف اتصال کہا ہی پس کلام منفصل ہوگیا اور اگر بعد قسم کے کہا کہ اور تو طالقہ ہی تو وہ حانث ہوگیا اور اگر لکھدیا یا ایلچی بھیجدیا یا اشارہ کر دیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُس نے نماز سے سلام پھیرا اور فلان مذکور اُسکے داہنے یا بائین بیٹھا ہی تو بھی حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا الا اسکی اجازت سے پھر فلان نے اجازت دیدی مگر اسکو معلوم نہ ہوا یہان تک کہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ کافی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُس نے نماز پڑھی اور اسمین قراءت کی یا تسبیح یا تہلیل کی یعنے سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہا (یعنے عربی زبان مین ۱۲) تو استحساناً حانث نہ ہوگا اور اگر اُس نے نماز سے باہر قراءت کی

یا تسبیح یا تہلیل کی تو ہمارے علمار کے نزدیک حانث ہو گیا یہ محیط مین ہی - فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر فارسی مین
قسم کھائی یعنی کلام نہ کرنے کی تو خارج نماز مین بھی قرارت و تسبیح و تہلیل سے حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ فارسی
یا تسبیح کھلائیگا نہ متکلم اور اسی پر فتوے ہی کذا فے الکافی قال المترجم ہماری زبان مین بھی یہی حکم ہی واللہ اعلم
اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر نماز مین تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر تکبیر کہی یا دعا کی
تو حانث ہو گیا بشرطیکہ قسم عربی زبان مین ہو اور اگر فارسی مین ہو تو اس سے نماز مین یا غیر نماز مین کسی حال
مین حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے نماز مین
فلان مذکور کی اقتدا کی پھر فلان مذکور نماز مین بھول گیا پس حالف نے اسکے جتانے کے واسطے سبحان اللہ کہا
تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر حالف نے چند لوگون کی امامت کی جنمین محلوف علیہ یعنی جس سے کلام
نہ کرنے کی قسم کھائی ہی شامل ہی پس اُس نے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے حانث نہوگا اور
نہ دوسرے سلام سے اور یہی مختار ہی اور یہ اسوقت ہی کہ حالف امام ہو اور اگر حالف مقتدی ہو تو مشائخ نے فرمایا
کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے حانث نہ ہوگا اور اگر محلوف علیہ امام ہو اور حالف مقتدی ہو پس
اُسنے امام کو لقمہ دیا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر اسکو قرآن پڑھایا تو اماموں کے عرف کے
موافق حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پس اسکو کوئی کتاب
پڑھ سنائی پس فلان نے اسکو لکھا تو فرمایا کہ اگر اسکو لکھوانے کا قصد کیا تو مجھے خوف ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ
حاوی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اسکو دور سے پکارا پس اگر اتنی دور
ہو کہ وہ نہین سنتا ہی تو حانث نہوگا اور اگر دوری اسقدر ہو کہ وہ اسکی آواز سنتا ہی تو حانث ہوگا اور اسی طرح
اگر محلوف علیہ سوتا ہو پھر حالف نے اسکو پکارا پس اگر اُسکو جگا دیا تو حانث ہوا اور اگر نہ جگایا تو شیخ شمس الائمہ
سرخسی نے ذکر کیا کہ صحیح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اسی پر ہمارے مشائخ
ہین اور یہی مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر حالف ایسی جماعت پر گذرا جسمین محلوف علیہ بھی ہی پس اُسنے
اس جماعت پر سلام کہا تو حانث ہو گیا اگرچہ محلوف علیہ نے نہ سنا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر اُسنے
سوائے محلوف علیہ کے باقیون کو مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حانث نہوگا مگر قضاء تصدیق نہ کیجائیگی یہ
بدائع مین ہی - اور اگر ایک قوم پر جسمین محلوف علیہ بھی ہی سلام کیا تو حانث ہوا اگرچہ جانتا نہو کہ فلان اُنمین ہی -
اور اگر اُسنے استثنار کر لیا یعنی کہا کہ السلام علیکم الاعلی فلان تو حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ الاعلی واحد اور اس سے فلان
مذکور کی نیت کی تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی - قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے دروازہ
بجایا پس حالف نے کہا کہ کون ہی یا کہا کہ یہ کون ہی یا کہا کہ وہ کون ہی تو بعض نے کہا کہ حانث نہوگا الا آنکہ یون کہے
کہ تو کون ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر محلوف علیہ
نے اسکو پکارا پس اُس نے جواب دیا کہ لبیک یعنی جی حاضر ہون یا کہا کہ لبّیٰ یعنی مین حاضر ہون تو قسم مین حانث
ہوگا یہ محیط مین ہی - تجرید مین لکھا ہی کہ اگر محلوف علیہ کے دروازہ کھٹکٹانے کے بعد اُسنے کہا کہ من ہذا یعنی کون
ہی یہ آدمی تو حانث ہوگا اور اگر اس سے کہا کہ تو تھک گیا ہی - یا سست ہو گیا ہی پس اُسنے کہا خوب است یعنے

اچھا ہی یا کہا کہ ہان یا کہا کہ آرے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی کہ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے کسی دوسرے کو پکارا پس حالف نے کہا کہ مین حاضر ہون تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر فارسی مین کہا کہ ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر اسکی جورو آئی اور وہ کھانا کھاتا تھا پس جورو سے کہا کہ یا لعینی تو بھی کھا تو حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی۔ قسم کھائی کہ اپنی جورو سے کلام نہ کرونگا پھر گھر کے اندر گیا اور اسمین سوائے جورو کے کوئی نہ تھا پس کہا کہ یہ چیز کس نے رکھی یا یہ چیز کہان ہی تو حانث ہوگا اور اگر اس دار مین سوائے اس عورت کے کوئی دوسرا بھی ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ یہ کس نے کیا ہی تو حانث ہوگا اگرچہ گھر مین سوائے عورت کے کوئی نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے ایسی عبارت مین بات کی کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو بھی حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے کسی کو گالی دی اور حالف نے اسکو منع کرنا چاہا پس کہکر منع کرنا چاہا پھر تک ہی کہنے پایا تھا کہ اسکو قسم یاد آگئی کہ خاموش ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ استقدر غیر مفہوم ہی پس کلام نہ ہوگا۔ فلان مذکور نے حالف کے باپ کو گالی دی پس حالف نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی ہی تو حانث ہو گیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جسنے قسم کھائی ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا اسنے کسی دوسرے سے کلام کیا اور غرض یہ ہی کہ فلان مذکور کو سناوے تو حانث نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر دیوار سے کلام کیا اور کہا کہ اے دیوار ایسا و ایسا ہی تو حانث نہ ہوگا اگرچہ غرض اسکی یہ ہو کہ فلان سن لے اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے صغری مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ امرأتہ طالق ان تزوجت النساء او اشتریت العبید او کلمت الرجال او الناس میری جورو طالقہ ہی اگر مین نے عورتون سے نکاح کیا یا غلامون کو خرید کیا یا مردون سے کلام کیا یا لوگون سے کلام کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا یا ایک مرد سے کلام کیا یا ایک غلام خریدا تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ مسکینون یا فقیرون سے کلام نہ کرونگا پھر انہین سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اسنے تمام مردون یا تمام عورتون کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور کبھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ ان تزوجت نساء او اشتریت عبیدا او کلمت رجالا فکذا اگر مین نے عورتون کو نکاح مین لیا یا غلامون کو خریدا یا مردون سے کلام کیا تو جنہین وجنان ہی پس جبتک تین غلام نہ خریدے یا تین عورتون سے نکاح نہ کرے یا تین مردون سے کلام نہ کرے تب تک حانث نہوگا اور اگر اُس نے جنس مراد لی یعنی جنس عورت سے نکاح نہ کرونگا تو ایک عورت سے نکاح کرنے اور ایک غلام خریدنے سے حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور تین سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ہوسکتا ہی اور اگر دو کی نیت کی تو نہین صحیح ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے کلام نہ کرونگا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُس نے اس سے کل آدمیون کی نیت کی ہو تو کبھی حانث نہ ہوگا اور دیانۃً و قضاءً اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس غلام سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے اپنا غلام فروخت کر دیا پھر حالف نے اُس سے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان

مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پس اگر کوئی غلام معین مراد لیا ہی تو یہ کلام اور قولہ فلان کے
اس غلام سے دونون یکسان ہین اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو پس اگر فلان کے ایسے غلام سے کلام کیا جو وقت
قسم کے موجود تھا اور وقت حانث ہونے کے بھی موجود ہی تو بالاجماع حانث ہوگا اور اگر ایسے غلام سے کلام
کیا کہ وہ وقت قسم کے موجود تھا اور وقت کلام کرنے کے اُسکا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حانث نہوگا اور اگر وقت
قسم کے اُسکا غلام نہ تھا اور وقت کلام کرنے کے اُسکا غلام تھا تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک حانث
ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی - شیخ ابوبکر رح نے فرمایا کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پھر اُسکی
مضاربت کے غلام سے جنہین اُسکا نفع شریک ہی یا نہین کلام کیا تو بالاجماع حانث نہوگا یہ حاوی مین ہی - ایک
نے قسم کھائی کہ فلان کے دوست یا فلان کی زوجہ یا فلان کے بیٹے یا مثل انکے سے جنکی اضافت فلان کی طرف
بحکم ملک نہین ہی کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے بعد اس قسم کے نکاح کیا یا بعد قسم کے اسکا بیٹا پیدا ہوا پھر
حالف نے اُس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ ایک
نے قسم کھائی کہ فلان کی جورو سے کلام نہ کرونگا حالانکہ فلان کی کوئی جورو نہین ہی پھر اُسنے ایک نکاح کیا اور
اُس عورت سے حالف نے کلام کیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث ہوگا اور امام محمد رح
اِسکے خلاف فرماتے ہین کہ حانث نہ ہوگا اور حجتہ مین لکھا ہی کہ فتوے شیخین کے قول پر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی
اور اگر حالف نے ایسی عورت سے کلام کیا جسکو فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے بائن کر دیا یا ایسے شخص سے جس
سے فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے دشمنی کر لی ہی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر حالف
نے اپنی قسم مین یون کہا ہو کہ فلان کی زوجہ یہ عورت یا فلان کا دوست یہ شخص پھر حالف نے زوجیت یا دوستی
دور ہو جانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلامون سے کلام
نہ کرونگا تو موافق ظاہر الروایت کے یہ قسم کم سے کم ادنے مرتبہ جمع پر ہوگی یعنی عربی زبان کی قسم مین تین پر
اور فارسی و اُردو مین دو پر ہوگی پس عربی زبان کی قسم مین اگر اُسکے تین غلامون سے منجملہ دس غلامون کے
کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر دو سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا کہ جمع کا ہونا ضرور ہی جیسے فارسی و اُردو مین کم سے کم
دو ہونا ضرور ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی بزیادہ من المترجم - اور اگر اُسنے فلان کے کل غلام مراد لیے ہون
تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور یہی صحیح ہی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زوجات سے کلام نہ کرونگا یا فلان
کے اصدقا سے کلام نہ کرونگا تو جب تک سب سے کلام نہ کرے حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان
کے بھائیون سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکا ایک ہی بھائی ہی پس اگر وہ جانتا تھا تو اس ایک سے کلام کرنے
سے حانث ہوگا اور نہین جانتا تھا تو نہین حانث ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس چادر والے
سے کلام نہ کرونگا پھر اُس سے اسوقت کلام کیا کہ وہ اس چادر کو فروخت کر چکا ہی تو بالاجماع حانث ہوگا اور
اگر چادر مذکور خریدنے والے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی قسم کھائی کہ اگر
مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر قسمون سے اسقدر ہین کہ جسقدر کہ فلان چاہے پس اُس سے کلام کیا اور
فلان نے چاہا کہ اسپر تین قسمین ہون یا کم یا زیادہ تو اسپر اسطرح نہین لازم آوینگی یعنی نہ ہی ایک کفارہ شرعی

جو شرع سے واجب ہوا لازم آویگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایحوم حوم فلان یعنی بگرد وے نگردم یعنی اسکے
آس پاس کبھی نہ جاؤنگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا یہ خلاصہ مین ہی اور امام محمد رح سے
روایت ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو وہ آزاد ہی یا یہ پھر فلان سے کلام کیا تو امام محمد رح
نے فرمایا ہی کہ مولی کو اختیار رہی دونون مین سے جسپر چاہے عتاق واقع کرے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان
سے کلام کیا تو ہر غلام جسکا مین مالک ہون یا ہر باندی جسکا مین مالک ہون آزاد ہی پھر فلان سے کلام
کیا تو فرمایا کہ یہ دونون کے عتق پر واقع ہوگی چنانچہ ہر غلام کہ اسکا مالک ہووے اور ہر باندی کہ اسکا
مالک ہووے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر حج ہی یا عمرہ تو اسکو دونون مین
سے اختیار ہی جو چاہے ادا کرے یہ محیط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ساس سے کلام نہ کرونگا پھر وہ اپنی
جورو کے پاس اُسکے میکے گیا اور اُس سے جھگڑے کی باتین باہم واقع ہوئین پس اُسکی ساس نے اُس سے
کہا کہ تجھے کیا ہوا ہی تو ایسا ایسا نہین کرتا ہی پس اُسنے کہا کہ اسکو کھانا دیتا ہون اسکے واسطے کپڑا لاتا ہون
پھر دعوے کیا کہ مین نے ساس کو جواب دینے کی نیت نہین کی تھی بلکہ جورو کو مراد لیا تھا تو فرمایا کہ اس قول کی تصدیق
ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ قضاءً اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اپنے باپ سے
کلام کیا تو سب جو کچھ میری ملک مین ہی صدقہ ہی تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ اپنی سب املاک کسی معتمد کے ہاتھ بعوض کپڑے
مین لپٹی ہوئی چیز کے فروخت کر دے پھر اپنے باپ سے کلام کرلے کہ اسپر کچھ لازم نہ آویگا پھر بیع کو بحکم
خیار رویت کے رد کر دے یعنے کپڑے مین لپٹی ہوئی چیز جو ثمن ہی دیکھکر ناپسند کرکے بیع رد کر دے یہ خلاصہ
مین ہی بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے فلان
سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دوسرے نے کہا کہ الا بتیری اجازت سے تو اسی طور سے حانث ہوگا کہ بدون
اسکی اجازت کے فلان سے کلام کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر
فلان مذکور گوشت بیچتا ہوا نکلا پس حالف نے اسکو پکارا کہ اے گوشت والے تو حانث ہوگیا اور اگر فلان مذکور
نے چھینکا پس حالف نے کہا کہ یرحمک اللہ یعنی اللہ تعالی تجھپر رحم کرے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی
اور اگر حالف بازار مین گذرا پس کہا کہ پوشت اور فلان مذکور وہان ہی تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی
اگر کہا کہ ہر بار کہ کلام کیا مین نے ان دونون مردون مین سے کسی ایک سے تو میری جورؤن مین سے ایک
جورو طالقہ ہی پھر دونون سے ایک ہی کلام کیا تو دو طلاق واقع ہونگی کہ انکو چاہے دو عورتون پر ڈالے یا
ایک ہی پر ڈالے یہ کافی مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیری طلاق کے ساتھ کلام کیا تو میرا
غلام آزاد ہی پھر جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہی پس جورو نے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون تو بعض نے فرمایا ہی
کہ اسکا غلام آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تکلم بشرک کیا تو میرا غلام
آزاد ہی پھر کہا کہ ان الشرک لظلم عظیم تو بھی یہی حکم ہی قال المترجم متبادر ہمارے عرف مین اس سے یہ ہی کہ بات
ایسی کہے جو شرک ہی یا کلام ایسا کرے جو طلاق ہی و فیما ذکرہ مع بعدہ فالثانی ابعد من الاول اور حسن رح نے فرمایا
کہ ان سب مین نیت اسکی درست ہی پس جو اسکی نیت ہوگی اُسکے موافق حکم ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ میری کچھ

نیت نہ تھی تو میرے نزدیک وہ حانث نہین ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رہ نے فرمایا کہ قول اول احسن ہی اور بعض نے قول حسن رح کو اختیار کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم قول حسن رہ بنظر عرف ہمارے نزدیک ماخوذ ہی واللہ تعالیٰ اعلم شیخ اسد بن عمرو سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے قرابت کا کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس عورت سے کہا کہ تو زانیہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نکاح کرکے قبل وطی کے اپنی جورو سے تین مرتبہ کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی تو دوسری بار یہ کلام قسم کہنے پر پہلی قسم مین حانث ہوا اور دوسری قسم امام کے نزدیک منعقد ہوگی اور تیسری بار اسطرح قسم کھانے سے دوسری قسم منعقدہ بلا جزا منحل ہوگی اور تیسری منعقد نہوگی اور اگر اُسنے تیسری قسم نہ کھائی یہان تک کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر اس سے کلام کیا تو دوسری قسم کی وجہ سے ہمارے نزدیک طالقہ ہو جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے فلان و فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پس اس عورت نے ایک سے کلام کیا نہ دوسرے سے پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ جب تک دونون سے کلام نہ کرے حانث نہ ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی کہ وہ حانث نہوگا یا کچھ نیت نہ کی ہو تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے بھی کلام کرے تو حانث ہو تو حانث ہوگا اور اگر کسی مقام مین ایسے کلام مین یہ عرف ہو کہ انفراد مقصود ہوتا ہی یعنی ایک کسی سے کلام نہ کرے اجتماع نہین مقصود ہوتا ہی کہ حانث جب ہو جب دونون سے کلام کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق حالف کی یہی نیت قرار دیجائیگی قسم کھائی کہ فلان و فلان سے کلام نہ کرونگا پس اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یا یہ نیت ہو کہ حانث نہو وسے الا دونون سے کلام کرنے سے تو انہین سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو تو اسکی نیت پر حکم ہوگا اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کچھ نیت نہ ہو تو بھی ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا لیکن مختار یہ ہی کہ نہین حانث ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ قال المترجم شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ کے دیار مین عرف ہوگا کہ تنہا ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہوتا ہوگا جیسے ہمارے عرف مین ہی لہذا یہ حکم بنظر عرف صحیح اور وہان کے عرف کے موافق مختار ہوگا جیسے ہمارے یہان ہی واللہ اعلم اور اگر کہا کہ ان دونون آدمیون سے کلام نہ کرونگا یا فارسی مین کہا کہ باین دو تن سخن نگویم تو انہین سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور اگر اُسنے ایک سے کلام نہ کرنے کی بھی نیت کی ہو تو اُسکی نیت صحیح نہوگی یہ مشائخ کا قول ہی اور مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ تثنیہ ذکر کرکے ایک مراد لیا جاتا ہی پس جبکہ وہ کہتا ہی کہ میری نیت ایسی تھی اور حال یہ ہی کہ اُس سے اسکے نفس پر سختی پہونچتی ہی تو تصدیق کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان و خلاصہ مین ہی قال المترجم یصح عندنا مطلقاً اگر کہا کہ اس قوم کے لوگون سے یا اہل بغداد سے کلام کرنا مجھپر حرام ہی پھر ان مین سے ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ برخلاف اسکے ہی کہ جو ہم نے بیان کیا اس صورت مین کہ اُسنے کہا کہ واللہ مین ان دو آدمیون سے کلام نہ کرونگا یا فارسی مین کہا کہ واللہ باین دو تن سخن نگویم بدینوجہ کہ ہمنے اس صورت مین بیان کیا کہ بالاتفاق ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی یہ فتاوے کبرے مین ہی قال ہمارے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا کما قدمنا کرنا ہمناک ایضاً فافہم۔ اور اگر کہا کہ کلام فلان و فلان مجھپر حرام ہی پھر دونون مین سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور بعض نے کہا حانث نہوگا الا

اُس نے پھر ایک سے کلام نہ کرنے کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ لاکلم فلانا او فلانا یعنی فلان یا فلان سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق یہ مفہوم مردود ہے کہ اسکی مراد یہ ہوگی کہ ان دونون مین سے ایک سے کلام نہ کرونگا پس جب کسی ایک سے کلام کر لیا تو دوسرا کلام نہ کرنے کے واسطے متعین ہوگیا کہ جب اُس سے کلام کریگا حانث ہوگا واللہ اعلم - اور اسی طرح اگر کہا کہ مین کلام نہ کرونگا فلانے سے اور نہ فلان سے تو ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے قال المترجم یہ ہمارے عرف کے بھی موافق ہے - اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے یہ فلانے و فلانے سے تو پہلے سے کلام کرنے سے اور باقی دونون سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے و فلانے یا فلانے سے تو پہلے دونون سے یا پچھلے ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر پہلے اوّل سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ان خرجت من ہذہ الدار حتے اکلم الذے ہو فیہا فامراتہ طالق یعنی اگر مین نے اُس شخص سے جو دار مین ہے کلام نہ کیا یہان تک کہ مین اس دار سے نکل گیا تو میری جورو طالقہ ہے اور اس دار مین کوئی آدمی نہین ہے پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر اپنی باندیون سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے کلام کیا تم مین سے کسی ایک سے تو تم مین سے ایک سوا اُسکے جس سے کلام کیا ہے آزاد ہے پھر اُسنے اپنی صحت مین چار سے کلام کیا اور قبل بیان کے مر گیا تو سب آزاد ہونگی یہ کافی مین ہے قال المترجم میرے نزدیک یہ مراد نہین ہے کہ اگر سب دس ہون مثلاً تو سب کی سب مفت آزاد ہو جاوینگی بلکہ مراد یہ ہے کہ آزاد تو سب ہونگی مگر سعایت لازم آویگی یعنے جسپر جسقدر مال سعایت کر کے ادا کرنا واجب ہو بعد منہائی اسقدر حصہ کے جو آزاد ہوا ہے ادا کریگی فافہم - اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ بات فلان سے کہی تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے وہ بات فلان مذکور سے کہی و لیکن ایسی عبارت مین کہی کہ فلان مذکور نہ سمجھا تو عورت مذکورہ طالقہ ہوگی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر ایسی عبارت مین کلام کیا کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہے پس ایسا ہی یہان ہے یہ محیط مین ہے - حجہ مین لکھا ہے کہ قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نہ کرونگا پھر کسی جماد سے یا ایسے حیوان سے جو ناطق نہین ہے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر گونگے یا بہرے سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اطفال سے کلام کیا پس اگر سمجھتے ہون تو حانث ہوا اور اگر نہ سمجھتے ہون تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لانے کے واسطے آیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ صفت اسلام بیان کر دے اور وہ سب بیان کر دے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور سوا اُس سے بات نہ کرے پس حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر ایسی صورت مین یہ دیکھے کہ میرے کلام نکرنے سے اسکے اسلام مین تاخیر ہوگی بدینوجہ کہ اسکی خاطر کو انقباض ہوتا ہے تو لازم ہے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور اسکو خوشی خاطر سے مسلمان کرے واللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جورو کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتین کرتی ہے پس اسکو غصہ آیا اور عورت سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اسکی عورت نے شوہر کے شاگرد پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا ناتے دار نہین ہے جس سے

نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو اسکی دار مین رہتا ہی جس سے شناسائی ہی مگر وہ اس عورت کا ذی رحم محرم نہین ہی یا عورت نے اپنے کسی ذوی الارحام یعنی ناتے دار سے بات کی حالانکہ وہ بھی ایسا نہین ہی کہ اُس سے نکاح حرام ہووے تو وہ عورت طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ لا یکلم رجلا ایک مرد سے بات نہ کرونگا پھر اُسنے ایک مرد سے بات کی اور کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسرے کو مراد لیا ہی تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لا یکلم الرجل یعنی مرد سے بات نہ کرونگا تو جنس مرد پر قسم ہوگی بالتعیین درست ہوگا کہ کسی مرد سے بات کرنے سے حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اس جوان سے بات نہ کرونگا پھر اسکے بوڑھے ہو جانے کے بعد اُس سے بات کی تو حانث ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ طفل سے بات نہ کرونگا پھر کسی بوڑھے سے بات کی تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے بات نہ کرونگا پھر طفل سے بات کی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے عورت سے بات کی تو میرا غلام آزاد ہی پھر لڑکی سے بات کی تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر لڑکی سے نکاح کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بچپن کلام کرنے سے مانع ہی پس عورت کے حق مین جو قسم معقود ہوا اسمین لڑکی کا مراد لینا عادت کی راہ سے نہوگا اور نکاح کرنا ایسا نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا شاب سے یا کہل سے یعنے انمین سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہین کہ شرع مین غلام نام ایسی عمر کے مرد کا ہی جو بالغ نہوا ہو پھر جب بالغ ہوا تو شاب ہو گیا اور اُسکو فتی بھی کہتے ہین اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے تیس برس تک ہی جبتک اسپر شمط غالب نہوا اور کہل تیس برس سے پچاس برس تک ہی اور پچاس برس سے زیادہ کا شیخ کہلاتا ہی اور پندرہ برس سے کم شاب نہین ہی اور تیس برس سے کم کا کہل نہین کہلاتا ہی اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہین کہلاتا ہی اور اسکے درمیان مین جو عمر ہی اسمین شمط معتبر ہی اور قدوری مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہی الا آنکہ شمط اُسپر اس سے پہلے غالب ہو جاوے اور کہل تیس برس سے آخر عمر تک ہی اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر کا ہوتا ہی پس بنا بر اس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف رح نے شیخ بھی قرار دیا اور کہل بھی۔ اور وصایا النوازل مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ تیس برس کا کہل ہی اور نیز امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ جو تینتیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہووے وہ کہل ہی پھر جب پچاس برس کا ہو گیا تو وہ شیخ ہی اور نوادر ابن سماعہ مین لکھا ہی کہ کہل تیس برس سے چالیس برس تک ہی اور شیخ وہ ہی کہ پچاس برس سے اسکی عمر زیادہ ہو اگرچہ اُسکے بال سفید نہ ہوئے ہون اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اُسکے سفید بال بہت ہو گئے تو وہ شیخ ہی اور اگر سیاہ زیادہ ہون تو شیخ نہین ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ غلام وہ ہی کہ پندرہ برس سے عمر مین کم ہو اور شاب وفتی وہ ہی کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہوا اور جب چالیس برس کا ہوا تو اسوقت سے ساٹھ برس تک کہل ہی الا آنکہ بالون کی سفیدی اُسپر غالب ہو جاوے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا۔ اگرچہ پچاس برس تک کی عمر نہ ہوئی ہو مگر کہل جب تک چالیس برس کا نہوا ہوگا اور جب تک چالیس سے تجاوز نہ کرے تب تک شیخ نہوگا۔ قال المترجم یہی ہمارے عرف کے موافق ہی ولکن لا دخل لہ فی الشرع فی مثل ذلک فاتبعنا

ما اختیار رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اگر قسم کھائی کہ یتامی بنی فلان یا قسم کھائی کہ ارامل بنی فلان سے یا قسم کھائی کہ ثیب بنی فلان یا قسم کھائی کہ ایامی بنی فلان سے کلام نہ کرونگا تو ہم کہتے ہین کہ یتیم وہ کہلاتا ہے کہ اسکا باپ مرگیا اور ہنوز وہ صغیر ہے کہ بالغ نہین ہوا ہے تو جب بالغ ہوگیا تو ہم اسکو یتیم نہین کہتے ہین ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب مین ذکر فرمایا ہے اور امام محمد رح کا قول لغات مین حجت ہے اور ارامل جمع ارملہ ہے وہ ہر ایسی عورت بالغہ فقیرہ محتاجہ ہے کہ اسکو اسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو خواہ اسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس یہ نام مخصوص عورت کے ساتھ ہے اور اسی بالغہ پر بولا جاتا ہے جسکو اسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو اور اسی پر بولا جاتا ہے جو فقیرہ محتاجہ ہو ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب مین ذکر فرمایا ہے اور انکا قول لغات مین حجت ہے اور ایم ہر ایسی عورت کو بولتے ہین جس سے جماع کیا گیا ہو خواہ بنکاح جائز یا فاسد یا بطور زنا اور حال یہ ہو کہ اسکو اسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو خواہ وہ فقیرہ ہو یا غنیہ ہو یا صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب مین ذکر کیا ہے اور ثیب ہر ایسی عورت ہے کہ اس سے حلال یا حرام طور پر جماع کر لیا گیا ہو خواہ اسکا شوہر ہو یا نہ ہو صغیرہ ہو یا بالغہ ہو غنیہ ہو یا فقیرہ ہو ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ ان کلمتک الا ان تکلمنی او الی ان تکلمنی او حتی تکلمنی فکذا یعنی اگر مین نے تجھ سے کلام کیا الا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا تا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا یہانتک کہ تو مجھسے کلام کرے تو چنین و چنان پھر دونون نے ایک دوسرے کو ساتھ ہی سلام کیا تو امام محمد رح کے قول مین حالف حانث ہوگا اور امام ابو یوسف کے قول مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر دونون مکہ کو جانے کو نکلے پھر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس سے کلام نہ کرونگا یہان تک کہ مکہ سے لوٹون پھر دونون راستہ سے لوٹے اسکے پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ قسم مکہ مین جا کر لوٹ آنے پر ہوگی الا آنکہ دونون مین مرافعت یا کوئی اور بات ہو یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے تجھ سے ابتدا کی کلام مین یا تزوج مین پھر دونون مین ملاقات ہوئی پھر دونون نے ایک دوسرے پر ساتھ ہی سلام کیا یا دونون نے ساتھ ہی نکاح کیا تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہے اور حالف سے بعد اس واقعہ کے قسم ساقط ہو جائیگی حتی کہ اس قسم سے اب کبھی حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ ابتداء کلام اسکی طرف سے واقع ہونے سے یاس ہوگئی اسواسطے کہ جو کلام اسکے بعد حالف سے پایا جائیگا وہ ایسا ہی ہوگا کہ بعد کلام محلوف علیہ کے ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو تو طالقہ ہے اور عورت نے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو میری باندی آزاد ہے پھر شوہر نے اس عورت سے کلام کیا تو مرد اپنی قسم مین حانث نہوگا اور جورو بھی اپنی قسم مین حانث نہ ہوگی کیونکہ اسنے پہل نہین کی ہے اور اگر دونون نے ساتھ ہی ایسے ہی قسم کھائی ہو تو چاہیے کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے سے ساتھ ہی کلام کرے کہ دونون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اگر مین تجھ سے کلام کرون قبل اسکے تو مجھ سے کلام کرے تو میرا غلام آزاد ہے پھر دونون سے ملاقات ہوئی پس ہر ایک نے دوسرے کو ایک ساتھ ہی سلام کیا حالف اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ چند لوگ ایک مجلس مین بیٹھے باتین کرتے تھے پھر انہین سے ایک نے کہا کہ جس نے اسکے بعد کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہے پھر اسی کہنے والے نے کلام کیا تو اسکی جورو طالقہ ہوگی

یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ خزانہ مین لکھا ہی کہ ایک نے کہا کہ جتنے غلام عبد اللہ نے کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہی اور عبد اللہ ہی قسم کھانے والا ہی اور اسی کا غلام یہ غلام ہی پس اُسنے خود اپنے غلام سے کلام کیا تو حانث ہو گیا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے کہا کہ واللہ مین فلان سے کلام نہ کرونگا استغفر اللہ ان شاء اللہ تعالی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ استثنا صحیح ہی اور حانث نہ ہوگا اور یہ حکم از راہ دیانت ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا کسی سے الا فلان یا فلان سے تو اُسکو اختیار ہی چاہے دونون سے کلام کرے یا ایک سے یعنی ان دونون سے کلام کرنے مین منفرداً یا مجموعاً حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا شخص بصری یا کوفی سے پھر اُس نے بصرہ کے رہنے والے سے یا کوفہ کے رہنے والے سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوفہ کے تمام آدمیون سے یا بصرہ کے تمام آدمیون سے یا کوفہ و بصرہ کے تمام آدمیون سے کلام کیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کسی آدمی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو آدمیون مین سے ایک آدمی سے تو اس صورت مین مستثنی ان دونون مین سے ایک آدمی ہی پس اگر ان مین سے ایک سے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر دونون سے کلام کیا تو حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ کلام نہ کرونگا کسی سے کبھی الا دو مردون مین سے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو یا کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو مین سے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو پھر اسنے ایک کوفی یا بصری سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی قال المترجم ہماری زبان کے موافق تامل ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا مرد واحد از اہل کوفہ سے پھر اُس نے کوفہ کے دو مردون سے کلام کیا تو حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ الا مرد کوفی سے تو کوفہ کے تمام مردون سے کلام کرنے سے حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ زید و عمرو نے اپنے درمیان مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور قاضی نے دونون سے اُسکے نسب کا حکم دیا پھر خالد نے کہا کہ اگر مین نے زید کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی اور بکر نے کہا کہ اگر مین نے عمرو کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دونون نے اسی بچہ مذکور سے کلام کیا تو دونون حانث ہو گئے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا کہ اگر مین نے عمرو سے کلام کیا تو مین کفار کا شریک ہون ان باتون مین جو وے اللہ تعالی پر بہتان باندھتے ہون جو اسکے لائق نہین ہین پھر اسنے عمرو سے کلام کیا تو کیا واجب ہوگا فرمایا کہ اسپر کفارہ قسم واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مشائخ کے نزدیک ایسی قسم عربی زبان مین قسم ہوتی ہی اور اگر دو فارسی مین واللہ اعلم کیا حکم ہی انکا ن فلیکن کذلک فافہم۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کلام نہ کرونگا پھر عمرو نے اسکو خوشخبری دی تو اُسنے کہا کہ الحمد للہ یا بُری خبر سنائی تو اُسنے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون تو اس سے حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر بد خبر کی صورت مین زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالی مجھے و تجھے دونون کو محفوظ رکھے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کیا تو گھر جانا مجھپر حرام ہی اور کلام کیا پھر دار مین داخل ہوا اور بکر سے کلام کیا تو اُسپر ایک کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر یون کہا ہو کہ اور کلام بکر حرام ہی تو ایسی صورت مین اسپر دو قسمون کے دو کفارے واجب ہونگے یہ

تاتارخانیہ میں ہی قال المترجم ان سالتک انت یمین جزاؤہ یمین ادائت یمین حنثت لزمک یمین اوانت یمین لوحنثت لایلزمک الکفارۃ الا یمین فاجب بما ذکرنا من قولہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں نے تجھسے کلام کیا اسلئے آخر فتدبر۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے فلانہ عورت سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر اُسکی جورو نے ایک روز کپڑے دھوئے پھراتنے میں فلانہ مذکورہ آئی اور اُس سے کہا کہ تو تھک گئی ہی اُسنے یہ جانکر کہ یہ فلانہ ہی یا بے جانے جواب دیا کہ نہیں اچھی ہون یا کہا کہ ہان تو یہ سب کلام ہی پس وہ طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ میں ہی اصل یہ ہی کہ کلام و حدیث یعنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہین جب بالمشافہہ ہون یہ عتابیہ میں ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلان آگیا ہی تو میری جورو طالقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو فلان کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حانث ہو گیا یعنی اسکی جورو طالقہ ہو گئی اور غلام آزاد ہو گیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اُسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری جورو گھر میں ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اُسکو جھوٹ خبر دی کہ تیری جورو گھر مین ہی تو حانث ہوا اور اُسکا غلام آزاد ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری جورو کے گھر مین ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے بشارت دی کہ فلان آیا ہی یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالف اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلان آیا ہی یا تو نے مجھے فلان کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹے اسکی آگاہی دی تو حانث نہوگا اور اگر حالف کے آگاہ ہو جانے کے بعد فلان نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر اُس نے یون قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی پھر اُس نے حالف کے آگاہ ہونے کے بعد اسکو خبر دی تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر حالف نے اس صورت مین اپنے اس قول سے کہ تو نے مجھے آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دیوے تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانث ہو جائیگا اور چاہیے کہ حالف کی نیت دیانۃً و قضاءً دونون طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلان آیا ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حانث ہو گیا خواہ اسکا خط پہونچا ہو یا نہ پہونچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہی پس اُس نے جھوٹ لکھا تو حانث نہوگا اور اگر اس صورت مین مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلان آیا ہی اور حال یہ ہی کہ واقعی فلان مذکور اسکے لکھنے سے پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالف حانث ہو جائیگا۔ زیادات مین امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کا بھید کبھی اظہار نہ کرونگا پس زید نے عمرو کے ایک خط کی جو اُسنے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اُسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عمرو کا بھید یہ ہی پس زید نے سر ہلایا یعنی ہان تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کا افشا نہ کرونگا یا فلان سے افشا نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کے بھید سے فلان کو آگاہ نہ کرونگا یا فلان کے ہونے کی جگہ سے فلان کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کا بھید ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلان کو اسپر راہ نہ بتلاؤنگا پھر انہین سے کوئی بات کی

تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے ان سب صورتون مین یہ نیت کی ہو کہ کلام یا تحریر یا ایلچی سے آگاہ نکرونگا اور اشارہ کی نیت نہ ہو تو کتاب مین مذکور ہی کہ انہ یدین یعنی ستدین رکھا جائیگا اور اس سے زیادہ کچھ نہین مذکور ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ فیما بینہ وبین اللہ تعم اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور رہا یہ کہ اُسکے قول کی قضاءً تصدیق ہوگی یا نہین سو عامہ مشائخ کے نزدیک قضاءً تصدیق نہوگی۔ پھر واضح ہو کہ اگر اُسنے ایسی چیزون کی قسم کھائی پھر اُس نے اسکا حیلہ اور اس سے نکلنے کی راہ تلاش کی تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ اُس سے یون کہا جاوے کہ ہم جگہون کے نام لیتے ہین یا بھیدون کو بیان کرتے ہین پس جو جگہ یا بھید فلان کا نہو پس تو انکار کرتا جانا اور جب ہم فلان کی جگہ یا بھیدون کو بیان کرین تو تو خاموش ہو جانا پس جب اُس نے ایسا کیا اور وہ لوگ فلان کی جگہ یا بھید سے واقف ہوگئے تو یہ اپنی قسم مین حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت سے اپنی خدمت نہ چاہونگا پھر اسکو اپنی خدمت کے واسطے اشارہ کیا تو اُس سے خدمت چاہی یعنی حانث ہوا اسواسطے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہی خصوصاً بادشاہون مین اور بڑے لوگون مین پس وہ حانث ہوگیا خواہ فلانہ مذکورہ نے اسکی خدمت کردی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو فلان کے بھید سے خبر نہ کرونگا یا فلان کو فلان کے موجود ہونے کی جگہ سے خبر نہ کرونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو حانث ہوگیا اگر قسم کھائی کہ فلان کو ایسی بشارت نہ دونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر اِس سے کہا گیا کہ آیا یہ بات ایسی ہی یا فلان شخص فلان جگہ ہی پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہان تو یہ فعل خبر دینا یا بشارت دینا نہین ہی پس اپنی قسم مین حانث نہوگا ولیکن اگر اُس نے خبر دینے یا بشارت دینے سے اعم مراد لی ہو کہ خواہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور طور پر تو دیانۃً و قضاءً اُسکی تصدیق کیجائیگی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے واسطے مال کا اقرار نہ کرونگا پس زید سے کہا گیا کہ آیا تجھپر عمرو کا اسقدر ہی پس اُس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہان تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا تو خط لکھنے و ایلچی بھیجنے اور سر سے اشارہ کرنے سے حانث نہوگا اور اگر اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلان کا بھید چنین و چنان ہی یا فلان شخص فلان جگہ ہی پس اُس نے کہا کہ ہان تو قسم مین حانث ہوگیا اور مثل بات نہ کرنا کہنے کے تحدیث نہ کرنا یا گفتگو نہ کرنا بھی ہی اور اگر کسی نے ایسی سب قسمین کھائین یعنی مع سب مذکورہ بالا قسمون کے کلام کرنے اور زبان سے نہ نکالنے کی پھر حالف گونگا ہوگیا کہ وہ زبان سے کلام کرنے پر قادر نہین ہی تو اسکی قسم اشارہ و تحریر پر ہو جائیگی الا ایک بات مین اور وہ یہ ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا یا فلان کے بھید کی تحدیث نہ کرونگا تو اس قسم کی صورت مین وہ اشارہ کرنے و تحریر کرنے سے حانث نہ ہوگا اگرچہ اُس نے بعد گونگے ہو جانے کے اشارہ یا تحریر کی ہو اور باقی سب صورتون مین حانث ہوگا۔ اور ہر جس صورت مین کہ ہم نے اشارہ سے حانث ہو جانے کو بیان کیا ہی اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے اشارہ کیا ولیکن اس حال مین میرے اس امر کی نیت نہ تھی جسپر مین نے قسم کھائی ہی تو دیکھا جاوے اگر یہ جواب ایسی بات کا ہو جو اُس سے دریافت کی گئی ہی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ لا اقول لفلان کذا یعنے فلان سے ایسا نہین

کہونگا اور نیز یہ صیغہ مشترک ہی واسطے حال کے یعنی فلان سے ایسا نہین کہتا ہون اور مراد اول ہی سو یہ مسئلہ امام محمد رح نے جامع وزیادات مین ذکر نہین فرمایا اور نوادر مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ یہ بھی مثل خبر نہ دونگا و بشارت نہ دونگا کے ہی حتے کہ تحریر کرنے اور ایلچی بھیجنے سے حانث ہوگا اور اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ لا یدعو فلانا یعنی فلان کو نہ بلاؤنگا پھر اسکو خط یا ایلچی کے ذریعہ سے بلایا تو ظاہر الروایہ مین حانث ہوگا اور امام محمد رح سے نوادر مین مذکور ہی کہ اگر لفظ تبلیغ کہا کہ فلان کو تبلیغ نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اخبار کے ہی کہ بذریعہ خط و ایلچی کے حاصل ہو سکتی ہی پس خط و ایلچی سے تبلیغ کرنے سے حانث ہوگا اور اسی طرح لفظ ذکر ہی بعبارت عربی کہ وہ بھی بذریعہ ایلچی و خط حاصل ہوجاتا ہی اور اگر کہا کہ ای عبیدی بشرنی بکذا فہو حر یعنے میرے غلامون مین سے جس کسی نے مجھے اسکی بشارت دی وہ آزاد ہی پس سب نے ایک ساتھ اسکو بشارت دی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر ایک بعد دوسرے کے بشارت دے تو خاصتہ پہلا ہی آزاد ہوگا اور اگر غلامون مین سے ایک نے اسکے پاس ایلچی بھیجا پس اگر ایلچی نے جو بات بشارت مذکورہ کی بیان کی ہی وہ اپنے بھیجنے والے کی طرف سے پیغام دیا تو بھیجنے والا غلام آزاد ہوگیا اور اگر ایلچی نے اسکو خود خبر دی اور بھیجنے والے کی طرف اضافت نہ کی تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ یہ پتھر سونا ہی یا یہ مرد عورت ہی تو ایسا پس مخاطب نے اسکو ایسی خبر دی تو وہ حانث ہوگیا کیونکہ شرط پائی گئی اور اگر کہا ہو کہ اگر تو نے آگاہ کیا یا بشارت دی تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو نہ لکھونگا پس دوسرے کو حکم کیا کہ اُسنے لکھا تو ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ امام محمد رح کہتے تھے کہ ہارون الرشید نے مجھسے یہ مسئلہ پوچھا پس مین نے جواب دیا کہ اگر یہ قسم کھانے والا سلطان ہو یعنی ایسا ہو کہ وہ خود موافق رواج نہین لکھا کرتا ہی تو وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ قرآن سے سورہ نہ پڑھونگا پھر اُسنے نگاہ سے اسکو اول سے آخر تک دیکھا تو بالاتفاق حانث نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا خط نہ پڑھونگا یا فلان کی کتاب نہ پڑھونگا پھر اسکی کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور جو اسمین ہی سمجھ لیا تو امام ابو یوسف رح کے قول مین حانث نہوگا کیونکہ پڑھنا نہین پایا گیا اور اسی پر فتوی ہی قال المترجم یہ بزبان عربی ٹھیک ہی اور ہماری زبان مین تامل ہی بسبب عرف عام کے الا آنکہ بنا بر اصل امام اعظم رح کلام کیا جاوے واللہ تعالی اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ کتاب فلان کو نہ پڑھونگا پھر کتاب فلان سے ایک سطر پڑھی تو حانث ہوا اور آدھی سطر مین حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ سورہ نہ پڑھونگا پھر اُس سورہ مین سے ایک حرف چھوڑ دیا تو حانث ہوگیا اور اگر بڑی آیت چھوڑ دی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی وفیہ نظر واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھونگا پس اُسنے نصف بیت پڑھی تو حانث نہوگا اگرچہ یہ نصف بیت کسی دوسرے شعر کی ایک بیت ہو - امام محمد رح سے مروی ہی کہ فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ سورۂ الحمد بعربیہ نہ پڑھونگا پھر اُس نے لحن سے پڑھی تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ فصیح ہو تو حانث ہوگا - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کتاب نہ پڑھونگا تو یہ قسم ہر ایسی تحریر پر ہوگی جو سپیدی مین بسیاہی ظاہر ہویا اور طور پر ہو اور اگر اُسنے کاغذ مین تحریر مصرادلی جیسے لوگون مین ہوتی ہی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہی

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے روز قرآن نہ پڑھونگا پس اُس نے نماز وغیرہ مین پڑھا تو حانث ہوا اور
اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا یا سجدہ نہ کرونگا پس اُس نے نماز وغیرہ مین ایسا کیا تو حانث ہوا اور اگر
اُسنے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پس اگر وہ پڑھی جو سورۂ نمل مین ہی تو حانث ہوا اور اگر وہ نیت نہ کی ہو
جو سورۂ نمل مین ہی یا غیر اُسکی نیت کی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم تبرک کیواسطے
پڑھا کرتے ہین نہ بطریق قرارت کے اور اُسکا پڑھنا نہ بطریق قرارت کے جائز ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اس طور سے کسی نے قسم کھائی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ فرائض نماز مین جماعت سے
پڑھے اور اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور اگر کوئی رکعت اُس سے جاتی رہی کہ جسکو اُسنے تنہا پڑھا
تو حانث ہوگا اور اگر عورت نے ایسی قسم کھائی تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھ لے یا اور اپنے کسی
محرم کے پیچھے رہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سواے رمضان کے وتر ادا کرنے چاہے تو چاہیے کہ جو وتر پڑھتا
ہو اسکی اقتدا کر لے تاکہ حانث نہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اُسنے قسم کھائی کہ قرارت قرآن
نکرونگا پھر اُسنے سورۂ فاتحہ بطور دعا و ثنا کے پڑھی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے قسم کھائی کہ اگر
مین نے ہر سورہ قرآن کی پڑھی تو مجھے ایک درم صدقہ کرنا واجب ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ پورے قرآن
پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہی اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے
چاہی تو قسم لازم آویگی اور یہ مثل اس قول کے ہی کہ مجھپر قسم ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا یہ محیط مین ہی
شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی جورو کے ناتے داروں نے اسکی جورو
کی طلاق کی قسم لی کہ عورت پر جرم نہ رکھے اور اسپر کسی چیز کی تہمت نہ رکھے پس اُس نے یہ قسم کھالی پھر عورت
سے کہا کہ خدا جانتا ہی کہ تو نے کیا کیا ہی پس آیا اس سے اسکی جورو پر طلاق ہو جائیگی فرمایا کہ نہین یہ ظہیریہ
مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان کے گھر جاؤن اور اس سے کلام کرون تو تو طالقہ ہی پھر
اُسکے گھر نہین گیا مگر کہین اور اُس سے باتین کین تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلان کے گھر
نجاؤن اور اس سے کلام نکرون تو تو طالقہ ہی اور باقی صورت مسئلہ بطور مذکورۂ بالا واقع ہوئی تو حانث
ہو جائیگا اور اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی ایسا ہی فتوے شمس الائمہ حلوائی اور فتوی رکن الاسلام علی سغدی
منقول ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ دونگا اور اگر اسکو کسی کام کا حکم
دون تو ایسا پھر کسی آدمی کے ہاتھ اپنے بھائی کے پاس کوئی مال عین بھیجا اور اس سے کہا کہ تو میرے
بھائی سے کہنا تاکہ وہ اسکو فروخت کردے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس آدمی نے اُسکے بھائی سے جا کر کہا کہ
تیرا بھائی کہتا ہی کہ تو اسکو فروخت کردے یا تجھے اسکے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہی تو حانث ہو جائیگا ایک
نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہے گی کہ فلان نے تجھ سے کیا کیا ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے ایسے
طور پر کہا کہ سنائی نہین دیتا ہی یا مرد نے نہین سنا تو عورت مذکورہ طالقہ نہوگی اور اگر یون کہا ہو کہ اگر تو نے آج
کے روز مجھے نہ کہا تو صورت مذکورہ مین طالقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے عمرو کے سامنے گفتگو مین
اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین نے تیرا عیب کسی سے نہین کہا ہی حالانکہ اپنی جورو سے کہ چکا ہی کہ عمرو

شراب پیا تھا اور اسکو فروخت کرتا تھا اور ایسے بیہودہ کام کرتا تھا کہ اُنکا ذکر فضول ہی مگر اب اسنے توبہ کرکے خداوند تعالی کی طرف رجوع کر لی ہی تو اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مسائل الذیل یتعلق معظمہا باسلوب العربیۃ ایک نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو قسم تیس روز ون رات پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ الشہر اس مہینہ فلان سے کلام نہ کرونگا تو جسقدر یہ مہینہ باقی ہو اسیقدر پر واقع ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ السنۃ اس سال فلان سے کلام نہ کرونگا تو باقی سال پر واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو جب سے قسم کھائی ہی اُسیوقت سے کلام نکرنے پر قسم واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر مین اس سے ایک مہینہ ترک کلام کردن تو میری جورو طالقہ ہی تو مہینہ کا شمار اسی وقت سے ہوگا کہ جب سے قسم کھائی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ اشہرا مہینون کلام نکرونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک تین مہینہ پر قسم واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ قال المترجم ہماری زبان مین چونکہ اقل جمع دو ہی لہذا بقیاس قول امام رحمہ اللہ دو مہینہ پر واقع ہوگی وہکذا فی الجموع کلہا اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ الشہور یعنے فلان سے کلام نہ کرونگا تا شہور تو امام اعظم رح کے نزدیک دس مہینہ پر واقع ہوگی اور اسی طرح لاأکلمہ الجمع والسنین یعنے جمعون و سالون کی صورت مین بھی امام کے نزدیک دس جمعہ و دس سال مین کذا فی الہدایہ یعنی اوزان جمع قلت باللام مین یہ حکم ہی اور اگر بدون الف ولام کے یون کہا کہ لاأکلمہ سنین تو بالاتفاق تین سال پر واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لاأکلمہ حینا او زمانا او الحین او الزمان تو قسم بہ نفی کھانے کی صورت مین چھ مہینہ پر واقع ہوگی اور اثبات کی صورت مین بھی یہی حکم ہی مثلاً کہا کہ لاصومن حینا او زمانا او الحین او الزمان۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ اُسنے زمانہ کی کوئی مقدار معین کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے کسی مقدار معین کی نیت کی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور یہی حکم امام ابویوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک لفظ دہر کا ہی یعنی اگر دہر کو بطور نکرہ لایا تو اُسکی قسم چھ مہینہ پر واقع ہوگی بشرطیکہ اُسنے کسی قدر مقدار معین زمانہ کی نیت نہ کی ہو اور اگر زمانہ معین کی نیت کی ہو تو بالاتفاق اُسکی نیت پر قسم ہوگی اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ مین دہر کو نہین جانتا ہون کہ کیا ہی اور واضح ہو کہ یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ اُسنے لفظ دہر کو نکرہ بیان کیا ہو یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر دہر کو معرف باللام لایا تو بالاجماع اُس سے ابد مراد ہوگا یعنی ہمیشہ یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ الاحائین او الازمنۃ تو امام اعظم رح کے نزدیک دس بار چھ مہینہ پر واقع ہوگی جسکے ساٹھ مہینے ہوئے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ لاأکلمہ ہا لوا تو بنا بر قول امام ابویوسف رح و امام محمد رح کے تین بار چھ مہینہ پر واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ العمر یعنے عمر بھر اس سے کلام نہ کرونگا تو عدم نیت کی صورت مین تمام عمر پر قسم واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لاأکلمہ عمرا تو امام ابویوسف رح سے ایک روایت مین ہی کہ مثل حین کے چھ مہینے پر واقع ہوگی اور یہی اظہر ہی اور اگر قسم کھائی کہ لاأکلمہ حقبا تو اسی برس پر قسم واقع ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اصل مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اول ماہ کلام نہ کرونگا تو مہینہ کا اول قبل نصف گذر جانے کے ہی اور امام ابویوسف رح سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ فلان سے اول ماہ کے آخر یوم مین اور آخر ماہ کے روز اول مین کلام نہ کرونگا تو یہ پندرھوین و سولھوین کو

شامل ہی یہ خلاصہ مین ہی ابن مقاتل سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی مان سے تین برس کلام نکرونگا یعنی اگر کلام کرون تو میری جورو طالقہ ہی تو فرمایا کہ اُسکو چاہیے کہ مان کے پاس کسیکو بھیجکر درخواست کرے کہ وہ راضی ہو جاوے اور اسکو اجازت دیدے کہ خیر کلام نہ کرے کہ یہ شخص حانث ہو جاوے یہ حاوی مین ہی۔ فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ اگر فارسی مین کہا کہ اگر با فلان گویم خدا سے را بر من یک سالہ روزہ تو اُس سے کلام کرنے سے کچھ نہین لازم آویگا اور اگر کہا کہ یکسال روزہ تو کلام کرنے سے ایکسال کے روزے اُسپر لازم آوینگے یہ خلاصہ مین ہی تجرید مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک نے کہا کہ لا اکلم الیوم سنۃ او شہرا یعنی اس روز سال بھر یا مہینہ بھر کلام نکرونگا تو اسپر واجب ہوگا کہ سال یا ماہ مین جتنی دفعہ یہ دن آوے انمین کلام ترک کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین فلان سے اپنے اس سال کلام نہ کرونگا تو وقت قسم سے تا غرۂ محرم کلام نکرنے پر قسم ہوگی وروقت قسم سے ایکسال کامل پر نہ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ان کلمتک الی سنۃ فانت طالق اذہبی یا عدوۃ اللہ یعنی اگر مین نے تجھسے ایکسال تک کلام کیا تو تو طالقہ ہی چلی جا اے دشمن خدا کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا بعد شہر یعنی تجھسے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ دو مہینہ کلام نہ کرونگا اور اسی طرح اگر کہا کہ سال بھر بعد سال کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اسکے ہی کہ دو برس تجھ سے کلام نہ کرونگا اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے کلام نکرونگا ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اُس مہینہ کلام کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ جامع مین ہی اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کرونگا جس دن مین کہ فلان آویگا پھر اُس روز کے اول مین اس سے کلام کیا اور فلان مذکور اُس روز کے آخر مین آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر فلان مذکور اول روز مین آگیا پھر اس روز کے آخر مین حالف نے اس سے کلام کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک حانث نہوگا کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کہا کہ اس مہینہ مین جو فلان کے قدوم سے پہلے ہی تجھسے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اُس سے ایک مہینہ کے شروع مین کلام کیا اور فلان مذکور اس مہینہ کے آخر مین آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا قبل قدوم فلان یعنی واللہ قدوم فلان سے مہینہ قبل تجھسے کلام نہ کرونگا پھر اس سے کلام کیا جسکے پانچ روز بعد فلان مذکور آگیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تجھسے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا الا ایک روز یا سوا ایک روز کے تو یہ اسکی نیت پر ہی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ جس ایک روز چاہے کلام کرنے کے واسطے اختیار کرے اسواسطے کہ اُس نے ایک روز نکرہ مستثنی کیا ہی اور اگر اُسنے یون استثنار کیا کہ الا النقصان ایک روز تو اسکی قسم (۲۹) روز پر واقع ہوگی اسواسطے کہ کسی شی کا نقصان نہین ہوتا ہی الا اُسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور آغرایان القدوری مین ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان و فلان سے اس سال کلام نہ کرونگا الا ایک روز پس اگر اُس نے ان دونون سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر ایک سے ایک روز اور دوسرے سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دونون سے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے ایک روز معرفہ استثنا کیا یعنی الا الیوم کہا پس اگر اُس نے ایک سے کلام

کیا اور دوسرے سے دوسرے روز کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا دونون سے ایک مہینہ الا ایک روز پس اگر اُسنے کسی روز معین کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو جس روز کو چاہے اختیار کر لے یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ جس روز کہ کلام کرون مین فلان سے تو تو طالقہ ہے تو یہ قسم رات و دن دونون پر واقع ہوگی حتے اگر رات مین کلام کریگا یا دن مین تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے خاصۃً دن کی نیت کی ہو تو اُسکے قول کی قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر کہا کہ جس رات فلان سے مین کلام کرون یا جس رات کہ فلان آوے تو تو طالقہ ہے پس اُسنے دن مین فلان سے کلام کیا یا دن کو فلان آیا تو اسکی جورو طالقہ نہوگی اسواسطے رات لغت مین سیاہی شب کا نام ہے اور اسمین کوئی ایسا عرف نہین ہے کہ لفظ کو اُسکی مقتضاے لغوی سے پھیرے حتی کہ اگر اُسنے بجاے رات کے راتون کا لفظ ذکر کیا تو مطلق وقت پر یہ کلام محمول ہوگا اسواسطے کہ اُنکے عرف مین اسکا استعمال مطلق وقت مین ہے یہ بدائع مین ہے - قال المترجم یعنی یون کہا کہ جن راتون مین کہ زید آویگا پس تو طالقہ ہے وا قول یہ عربی زبان کی قسم مین مستقیم ہے یعنی قولہ لیالی یقدم فلان اور ہماری زبان مین تامل ہے و اللہ اعلم - اور اگر کہا کہ اگر کیا مین نے فلان سے کلام تو تو طالقہ ہے الا آنکہ فلان آجاوے یا حتی کہ فلان آجاوے یا الا آنکہ فلان اجازت دے پھر اُسنے قبل فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث ہوگیا اگر بعد فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا الا آنکہ فلان آجاوے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان مرگیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک یہ قسم ساقط ہوجائیگی یہ کافی مین ہے - اور اگر کسی شخص سے کسی روز معین مین کلام نہ کرنے پر قسم کھائی تو اسکی قسم خاصۃً اس روز کے دن ہی دن پر واقع ہوگی اسکے ساتھ رات داخل نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ الایام تو امام اعظم رح کے نزدیک دس روز پر واقع ہوگی کذا فی الہدایہ قال المترجم اگر ہماری زبان مین کہا کہ اس سے روزون کلام نہ کرونگا تو دس روز پر واقع ہوگی و اللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ ایاما تو جامع مین مذکور ہے کہ تین روز پر قسم واقع ہوگی اور اسمین اختلاف ذکر نہین فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ ایاما کثیرۃ یعنی بہت دنون اس سے کلام نہ کرونگا تو برقیاس قول امام اعظم رح دس روز پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے - اور اگر کہا کہ ہر روز کہ مین تجھ سے کلام کرون پس مجھپر ایک درم صدقہ واجب ہے پس اُس سے دو روز کلام کیا تو دو مرتبہ حانث ہوا اور اگر کہا ہو کہ ہر دو روز کہ مین تجھ سے کلام کرون تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا ایامہ ہذہ تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تین روز پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم ایامہ تو یہ قسم تمام عمر پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ تجھسے اس دن دس روز مین کلام نہ کرونگا اور یہ روز سنیچر کا ہے جس دن اُسنے قسم کھائی ہے تو یہ قسم دس سنیچر دن پر واقع ہوگی اسواسطے کہ دس روز مین پس ایک ہی سنیچر آتا ہے دس نہین ہوسکتے ہین اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تجھ سے بروز سنیچر دو روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم دو سنیچر دن پر واقع ہوگی اسواسطے کہ سنیچر دو روز نہین ہوتا ہے اور دو روز مین دو سنیچر کا دورہ بھی نہین ہوسکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ دو مرتبہ دو سنیچر دن مین کلام نکرونگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھسے بروز سنیچر تین روز کلام کرونگا تو یہ قسم تین سنیچر دن مین کلام کرنے پر واقع ہوگی جیسے کہ ہمنے بیان کردیا

یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اس سے ایک روز سال بھر یا سال بھر ایک روز پس اگر اُسنے کوئی روز خاص مراد لیا ہی تو تمام سال مین اُسی روز کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی یعنی جب یہ روز آوے کلام نہ کرے اور اگر کچھ نیت نہو تو ہر جمعہ مین سے ایک روز کلام نہ کرے حتی کہ اگر پورے کوئی جمعہ کے ہر روز کلام کریگا حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمک یوما یا لا اکلمک السبت یوما تو اسکو اختیار ہی کہ جو روز چاہے قرار دے یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے دس روز تک کلام نہ کرونگا تو دسوان روز قسم مین داخل ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر یون قسم کھائی کہ تجھ سے آج یا کل کلام نکرونگا پھر اُس سے آج یا کل کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر کہا کہ اُس سے کلام کرنا آج یا کل ترک کرونگا پس آج اُس سے کلام ترک کیا تو قسم مین سچا ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی کہ کل کلام ترک کرنا اُسپر لازم نہو گا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ واللہ نہ کلام کرونگا اس سے آج اور نہ کل تو قسم آج باقی دن اور کل پر واقع ہوگی اور جو رات ان دونون کے درمیان ہی وہ قسم مین داخل نہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اس سے آج و کل و پرسون تو یہ ایک ہی کلام ہی کہ تین روز تک کسی وقت اس سے کلام نہ کرے خواہ رات ہو یا دن ہو اور اگر کہا کہ آج کے دن مین اور کل کے دن مین اور پرسون کے دن مین تو حانث نہوگا یہانتک کہ اُس سے ہر روز جسکو بیان کیا ہی کلام کرے اور اگر اُس سے رات مین کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک نے کہا کہ کلام نہ کرونگا فلان سے ایک روز درمیان دو روز کے اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ واللہ فلان سے ایک روز کلام نکرونگا یہ محیط مین ہی - اور اگر رات مین کہا کہ نہ کلام کرونگا اُس سے ایک روز تو اُسوقت سے تا غروب آفتاب ہوگی یہ عتابیہ مین ہی اور بعد اس قسم کے قبل طلوع فجر کے اس سے کلام کیا تو صحیح یہ ہی کہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر دن مین کہا کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو قسم کے وقت سے طلوع فجر تک ہوگی یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر تھوڑا دن گذرے قسم کھائی کہ فلان سے ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ باقی دن اور پوری رات اور دوسرے روز اسی ساعت تک جسوقت قسم کھائی ہی کلام نہ کرے اور اسی طرح اگر رات مین قسم کھائی کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرا دن اور دوسری رات کی اسی ساعت تک کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی پس جو دن بیچ مین آگیا ہی وہ بھی قسم مین داخل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے ایک روز اور ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم اور واللہ مین تجھ سے دو روز کلام نہ کرونگا دونون یکسان ہین پس جو رات ان دونون کے درمیان ہی قسم مین داخل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے ایک روز اور دو روز کلام نہ کرونگا تو تیسرا روز گذرنے پر قسم پوری ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا تجھ سے ایک روز اور نہ دو روز تو یہ قسم دو روز پر ہوگی حتی کہ اگر تیسرے روز اُس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے آدھی رات یا دوپہر دن کو قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے دو رات کلام نہ کرونگا تو اُس سے پرسون اُسی وقت تک کلام ترک کرے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے تیس روز کلام نہ کرونگا اور رات مین قسم کھائی کہ تو اُس ساعت سے تیسوین روز کے آفتاب غروب ہونے تک کلام ترک کرے یہ محیط مین ہی - اور اگر درمیان دن کے کسی وقت قسم کھائی

کہ واللہ آج مین اس سے کلام نہ کرونگا تو اُس دن باقی مین تا غروب کلام نکرے اور اگر رات مین قسم کھائی کہ
اس روز اُس سے کلام نہ کرونگا تو باقی پورات اور دوسرے روز غروب آفتاب تک کسی وقت کلام کرنے سے
حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دن مین قسم کھائی کہ اس رات کلام نکرونگا تو باقی روز اس قسم
مین داخل نہوگا اور اُسکی قسم خاصۃً اس رات پر واقع ہوگی اور اگر اول رات مین قسم کھائی کہ آج کے روز اس
سے کلام نکرونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو یہ باطل ہی اور اگر آخر رات مین ایسی قسم کھائی تو اگلے دن پر واقع ہوگی
یہ منتقی مین مذکور ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ لاکلم احد یومی یا کہا کہ واللہ لاخرجن احد یومی او احد الیومین
او احد ایامی یعنی واللہ ضرور کلام کرونگا فلان سے اپنے دو روز کے ایک مین یا سفر کو جاؤنگا اپنے دو روز کے
ایک مین یا دو روز کے ایک مین یا ایام کے ایک روز مین تو یہ دس روز سے کم پر ہوگی اور اسمین دن و رات دونون داخل
ہین حتی کہ اگر دس روز گذرنے سے پہلے رات یا دن مین کلام کیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم مین سچا رہا اور اگر کلام
نہ کیا یا سفر کو نہ گیا یہانتک کہ دس روز گذر گئے تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ اسنے ان دونون مین سے ایک مین تو یہ
قسم اسی روز اور اسکے دوسرے روز پر واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرونگا
تین روز الا اُس روز اور ماخلا اُس روز کے تو یہ قسم اس روز کے بعد کی دو دونون پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ غیر اس
یوم کے یا سوا اس یوم کے تو یہ قسم اس روز کے بعد تین روز پر واقع ہوگی یہ غیاثیہ مین ہی۔ عیون مین
لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا ما دامیکہ وہ اس دار مین ہی پھر اپنے اسباب اثاثہ سمیت
اس دار سے نکل گیا پھر دوبارہ اس دار مین آکر رہا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی
اور اسی طرح اگر یون کہا کہ ماکان فیہا یعنے جب تک کہ وہ اسمین ہو یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین تجھسے کلام
نہ کرونگا مادامیکہ بغداد مین ہون پھر خود تنہا بغداد سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی
قدوری مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا اُس شخص سے جبتک اُسپر یہ کپڑا ہی یا مادامیکہ اسپر یہ کپڑا ہی
یا برابر تا وقتیکہ اسپر یہ کپڑا ہی پھر مرد مذکور نے اسکو اتار کر پھر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ اُس سے کلام نہ کرونگا درحالیکہ اسپر یہ کپڑا ہی پھر مرد مذکور نے اسکو اتار کر پہنا اور حالف
نے اُس سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے کلام نہ کرونگا
مادامیکہ تیرے ماں و باپ دونون زندہ ہین پھر ان دونون مین سے ایک کے مرجانے کے بعد عورت سے
کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ زید نے عمرو سے
جو کھڑا ہی کہا کہ واللہ مین اس شخص سے کلام نہ کرونگا اور اسکی نیت یہ ہی کہ جب تک کھڑا ہی ولیکن لفظ مین
کھڑے ہونے کو ذکر نہین کیا ہی تو اسکی نیت باطل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ اس قائم سے کلام نکرونگا
یعنے مادامیکہ قائم ہی تو اس نیت کی دیانۃً تصدیق ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ
کلام کرونگا تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ جب اُس سے ملاقات ہو تو اُسکے ساتھ کلام کرنے سے باز رہے اور اگر
قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کو کلام نہ کرونگا پس اگر اس سے کبھی کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر دعوی کیا کہ میری
یہ نیت تھی کہ اس سے لفظ ہمیشہ کو نہ کہونگا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ ایضاح مین ہی قال المترجم یہ تلفظ

عربیت زیادہ واضح ہے یعنے واللہ لا اکلمہ الابد فافہم۔ فتاوے ابو اللیث رح مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ
فلان سے کلام نہ کرونگا تاقدوم حاجیان پھر حاجیون مین سے ایک آگیا تو اُسکی قسم منتہی ہوگئی اور اسی طرح اگر کہا کہ
واللہ اس سے کلام نہ کرونگا تا درو زراعت پھر اُسکے شہر والون مین سے ایک نے اپنی کھیتی کاٹ لی تو قسم
منتہی ہوگئی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ فلان سے کلام نہ کرونگا جب تک برف نگرے پس اگر اُسنے حقیقۃً برف گرنے
کی نیت کی ہے تو اُس سے کلام نہ کرے جب تک کہ حقیقۃً برف زمین پر نہ گرے اور شرط یہ ہے کہ اس شہر مین
گرے جہان حالف ہے نہ دوسرے شہر مین حتی کہ اگر حالف ایسے شہر مین ہے کہ وہان حقیقۃً برف نہین گرتا ہے تو یہ
قسم ہمیشہ باقی رہیگی اور حقیقۃً برف زمین پر گرنے کی یہ صورت ہے کہ اُسکے جھاڑنے بہانے کی ضرورت پیش
آوے اور اُسکا اعتبار نہین ہے جو ہوا مین اُڑتا ہے اور جو زمین پر ہوتا ہے مگر ظاہر نہین ہوتا ہے الا کسی دیوار کی چوٹی یا
گھانس پر اور اگر اُسنے برف گرنے کا وقت اپنی نیت مین لیا ہے تو جبتک برف گرنے کا مہینہ نہ آوے تب تک
کلام نہ کرے اور وہ اول ماہ آذر ہے۔ اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو یہ صورت اس مسئلہ مین ذکر نہین فرمائی ہان دوسرے
مسئلہ مین ذکر فرمائی ہے کہ اُسکی قسم برف گرنے کے وقت پر ہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم فلانا الی الموسم یعنی
تاموسم اُس سے کلام نہ کرونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسوین تاریخ روز قربانی کے صبح کو اس سے
کلام کرسکتا ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ بروز عرفہ دو پہر ڈھلے سے کلام کرسکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایمان لوجعا
مین مذکور ہے کہ فلان سے کلام نہ کرونگا تا گرمی یا تا جاڑا تو جاڑا و گرمی پہچاننے مین مشائخ نے کلام کیا ہے
اور مختار یہ ہے کہ اگر حالف ایسے شہر مین ہے کہ وہان کے لوگون مین گرمی و جاڑے کا حساب ہے کہ ہر ایک اس سے
پہچانتے ہین اور معروف ہے تو قسم اسی طرف منصرف ہوگی ورنہ اول جاڑا وہ ہے کہ لوگون کو حشو و پوستین پہننے
کی حاجت ہو اور آخر جاڑا وہ ہے کہ لوگ اسکے لیے بے پروا ہون اور جاڑے و گرمی کے درمیان فاصل وہ وقت
ہے کہ لوگون پر جاڑون کے کپڑے بوجھ ہو جاوین اور گرمی کے ہلکے کپڑے خفیف ہون پس موسم ربیع آخر جاڑون
سے اول گرمیون تک ہے اور خریف آخر گرمیون سے اول جاڑون تک ہے اسواسطے کہ اُنکا پہچاننا لوگون پر
آسان ہے اور اگر اُسنے فارسی مین نوروز کا لفظ ذکر کیا تو وہ مسلمانون کے نوروز پر قرار دیجائیگی یہ فتاوے
کبریٰ مین ہے۔ اور لیلۃ القدر کی قسم ستائیسوین ماہ رمضان پر واقع ہوتی ہے بشرطیکہ قسم کھانے والا عامی ہو
جسنے مذاہب اماموں سے واقف نہ ہو اور اگر اماموں کے اختلاف سے واقف ہو کہ امام رح کے نزدیک یہ متقدم
و متاخر ہوتی ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نہین تو ایسا حکم نہین ہے اور اس اختلاف کا ثمرہ ایسی صورت مین
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک واقف نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نکرونگا یہانتک کہ لیلۃ القدر گذر جاوے اور حال یہ ہے کہ
ایک روز رمضان کا گذر گیا ہے تو اس سے کلام نکرے یہان تک کہ دوسرے سال کا پورا رمضان گذر جاوے
اور صاحبین کے نزدیک جب دوسرے رمضان کا ایک روز گذرے تو اس سے کلام کرسکتا ہے اور اگر اُسنے
رمضان سے قبل قسم کھائی تو اُسی رمضان کے گذرنے پر کلام کرسکتا ہے اور فتوے امام اعظم رح کے قول پر ہے
یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو ہر مملوک کہ مین اُسکا مالک ہون بروز جمعہ
یا بروز جمعرات وہ آزاد ہے تو یہ قسم ہر مملوک پر جسکا وہ ان دونون دنون مین مالک ہو واقع ہوگی یہ محیط مین ہے

اور اگر کہا کہ لا اکلمہ جمعۃ یعنے اس سے ایک جمعہ کلام نہ کرونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہی تو یہ ایام جمعہ پر واقع ہوگی
اور اگر کہا کہ دو جمعہ تو دو جمعون کے ایام پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تین جمعہ تو اسپر واجب ہی کہ روز قسم سے اکیس
روز پورے کرے اور اگر اُسنے فقط روز جمعہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے جمعون مین کلام نکرونگا تو اسکو روا ہی کہ سوا سے روز جمعہ کے
اور دنون مین اُس سے کلام کرے جیسے کہا کہ واللہ لا اکلمک الاخمسۃ او الاحاد او الاثانین یعنی واللہ تجھسے
جمعراتون یا سنیچرون یا اتوارون کو کلام نہ کرونگا تو یہی حکم ہی اور یہ اسوقت ہی کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے
ایام جمعہ مراد لیے ہون یعنی ہفتے تو اُسکی نیت پر ہوگی یہ محیط مین ہی۔ جامع مین ذکر کیا ہی کہ اگر کہا کہ واللہ
لا اکلمک الجمعۃ واللہ مین تجھ سے بروز جمعہ کلام نہ کرونگا تو اُسکو اختیار ہی کہ غیر روز جمعہ مین اُس سے کلام کرے
اسواسطے کہ الجمعہ نام ایک روز مخصوص کا ہی پس ایسا ہوگیا کہ گویا اُسنے یون کہا کہ لا اکلمک یوم الجمعۃ اور اسی طرح
اگر کہا کہ جمعاً تو اُسکو غیر جمعہ مین کلام کرنے کا اختیار ہی پس جبکہ اُسنے یون کہا کہ واللہ لا اکلمک جمعاً تو یہ تین روز
جمعہ پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا الی کذا پس اگر لفظ کذا سے ایک سے
دس تک ساعات یا ایام یا مہینے یا سالون کسی کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک
روز پر قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الی کذا و کذا پس لفظ کذا سے یا مہینون وغیرہ کسی وقت کی نیت کی ہو تو یہ
اسکی نیت والی چیز کے گیارہ پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک دن و رات پر واقع ہوگی اور اگر کہا
کہ لا اکلمہ الی کذا و کذا پس اگر نیت ہو تو نیت والے وقت کے اکیس پر واقع ہوگی اور اگر نیت نہ ہو تو ایک
دن و رات پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ فلان سے تا ابد کلام نکرونگا یا لفظ ابد
نہ کہا تو یہ قسم ابد پر واقع ہوگی کہ جب کبھی اُس سے کلام کریگا حانث ہوگا اور اگر اُسنے نیت مین خصوصیت کی
ہو مثلاً ایک روز یا دو روز کی یا کسی شہر یا مکان کی یا اسکے اشباہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق
نہ کیجائیگی اور نیز دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالی بھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے
ابداً کلام نہ کرونگا پھر اسکے مرجانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
قسم کھائی کہ لا اکلمہ ملیا او طویلا پس اگر کسی وقت کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک
مہینہ ایک روز پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ لا اکلمک قریباً تو یہ ایک مہینہ سے
ایک دن کم پر ہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اسمین اختلاف کسی دوسرے کا ذکر نہین فرمایا اور اگر اس نے
اس صورت مین ایک مہینہ سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ایمان الاصل مین امام اعظم رح سے روایت مذکور ہی
کہ قضاءً اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الی بعید تو امام اعظم رح کے قول مین یہ ایک مہینہ سے زیادہ پر
ہوگی اور امام ابو یوسف رح سے نوادر معلی مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ سریعاً یعنی کلیمہ او لا اکلمہ سریعاً تو یہ ایکدن ایک
مہینہ پر ہوگی جبکہ اُسکی کچھ نیت نہ ہو اور اگر نیت ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر کہا کہ عاجلاً تو مہینہ بھر سے کم پر
ہوگی اور اگر کہا کہ آجلاً تو ایک مہینہ یا زیادہ پر ہوگی یعنے ایک مہینہ سے کم پر نہوگی ہان پورا ایک مہینہ ہو
جاوے یا اُس سے زیادہ گذر جاوے پھر جسطرح قسم کھائی ہی اسکے خلاف کرسکتا ہی اور حانث نہوگا اور اگر کہا کہ

بضعۃ عشر یوما تو یہ تیرہ روز پر ہوگی اور جامع الجوامع مین مذکور ہی کہ اگر اُس نے اس صورت مین (۱۹) روز سے زیادہ
کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اگر کہا کہ لا اکلم مولاک یعنی جس سے تونے موالات
کی ہی اُس سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اُسکے دو مولی الموالات مین ایک اعلیٰ ہی اور دوسرا اسفل ہی اور اُسکی کچھ
نیت نہین ہی تو انمین سے جس سے کلام کریگا حانث ہوگا قال المترجم اسکی توضیح کتاب الولاء سے معلوم کرنی چاہیے
فافہم- اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تیرے جد سے کلام نہ کرونگا اور اسکے جد دو ہین ایک باپ کی طرف سے
اور دوسرا ان کی طرف سے تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی- منتقی مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ تجھسے
قریب سال بھر کے کلام نہ کرونگا تو اُس سے چھ مہینہ و ایک روز کلام نہ کرے یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر ایک
نے دوسرے سے کہا کہ او فلانے تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھسے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھسے
(۱۸) روز کلام نہ کرونگا تو وہ دوبار حانث ہوا یعنے دو قسمون مین حانث ہو چکا اور تیسری قسم اسپر رہی پس اگر
آٹھ روز کے اندر اُس سے کلام کرلیا تو اسمین بھی حانث ہوا اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے آٹھ روز کلام نہ کرونگا واللہ
تجھسے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا تو دو قسمون مین ابھی دو مرتبہ حانث ہوا اور
اس پر تیسری قسم رہی پس اگر دس روز کے اندر اُس سے کلام کرلیا تو اسمین بھی حانث ہوگیا یہ مبسوط مین ہی-
امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک نے کہا کہ ہر بار کہ مین نے فلان سے ایک روز کلام کیا پس اللہ تعالیٰ کے واسطے
مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے دو روز کلام کیا پس واسطے اللہ کے
مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے تین روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھپر
واجب ہی کہ تین درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے چار روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ
چار درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے فلان سے پانچ روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ
پانچ درم صدقہ کرون پھر اُسنے چوتھے و پانچوین روز کلام کیا تو اسپر تینتیس درم صدقہ کرنے واجب ہین اور
اگر اُس نے اول روز مین یا اور کسی ایام مین دوبار کلام کیا تو اسپر تینتیس درم صدقہ کرنے واجب ہونگے۔ اور
اگر کہا کہ ہر دن مین کہ مین اُسمین فلان سے کلام کرون تو واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون
ہر دو دن کہ مین انمین فلان سے کلام کرون تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ دو درم صدقہ کرون اسی طرح
پانچ قسم تک پہونچایا پھر اُس سے چوتھے و پانچوین روز کلام کیا تو اسپر بائیس درم واجب ہونگے اسواسطے
کہ اُسنے پانچ قسمین کھائی ہین اور پہلی قسم کی جزا ایک درم صدقہ مقرر کی اور دوسری کی دو درم اور ہر قسم
کے واسطے مدت قرار دی ہی اور فقہاء نے ہر مدت کا نام دور رکھا ہی پس اول قسم کی مدت ایک روز ہی اور
اسکا دور و تجدد ہر روز ہوتا ہی اور دوسرے کی مدت دو روز ہی کہ اسکا دور و تجدد ہر دو روز مین ہوتا ہی اور
تیسری کا دور تین روز ہی اور چوتھی کا دور چار روز ہی اور پانچوین کا پانچ روز ہی اور ہر دور مین وہ ایک
ہی مرتبہ حانث ہوگا کیونکہ اُسنے بلفظ ہر قسم قرار دی ہی اور یہ لفظ موجب تکرار نہین ہی اسلیے کہ تکرار مقتضیٔ عموم الفعل
ہی نہ مقتضیٔ عموم الوقت پس جو دن کہ بعد قسم کے پایا گیا وہ پوری مدت اول قسم کی ہوگی اور تھوڑی مدت دیگر قسمون
کی ہوگی یعنے پوری مدت دیگر قسمون کی ہوگی پس جب کہ اُس نے چوتھے روز کلام کیا تو چوتھا روز پہلی قسم کا

چوتھا دور ہی اور وہ یعنیہ دوسری قسم کا تتمہ دور ثانی ہی اور وہ یعنیہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا پہلا روز ہی اور
وہ یعنیہ چوتھی قسم کا تتمہ دور اول ہی اور وہ یعنیہ پانچوین قسم کے دور اول کا چوتھا روز ہی اور ان دورون مین
وہ بالکل حانث نہین ہوا ہی اور ایک ہی شرط کئی قسمون کے واسطے شرط ہونے کی صلاحیت رکھتی ہی پس وہ
سب قسمون مین حانث ہوا پس اسکے ذمہ بوجہ قسم اول کے ایک درم اور بوجہ دوسری کے دو درم اور بوجہ
تیسری کے تین درم اور بوجہ چوتھی کے چار درم اور بوجہ پانچوین کے پانچ درم واجب ہوئے کہ انکا مجموعہ پندرہ درم
ہوئے پھر جب پانچوین روز اس سے کلام کیا تو اول و دوم و چہارم مین حانث ہوا اور تیسری و پانچوین قسم مین
حانث نہوا اسواسطے کہ پانچوان روز پہلی قسم کا پانچوان دور ہی اور اسکے دور مین وہ حانث نہین ہوا ہی پس اب
حانث ہوگا اور دوسری قسم کے تیسرے دور کا اول روز ہی اور اسمین بھی وہ حانث نہین ہوچکا اور چوتھی قسم کے دور
دوم کا پہلا روز ہی اور اسمین بھی وہ حانث نہین ہوچکا ہی پس حانث ہوگا پس اور سات درم اسپر لازم آوینگے کہ مجموعہ
کل بائیس درم ہوئے اور تیسری و پانچوین قسم مین اسوجہ سے حانث نہوگا کہ تیسری قسم کے دوسرے
دور کا دوسرا روز ہی کہ جسمین وہ حانث ہوچکا ہی اور پانچوین قسم کے اول دور کا تتمہ ہی اور پانچوین کے اول ہی
دور مین وہ پہلے حانث ہوچکا ہی لہذا اب دوبارہ حانث نہ ہوگا پس حاصل یہ ہی کہ تجدد دور و عدم تجدد دور کا کچھ اثر
کلام کرنے مین بار اول مین نہین ہی حتے کہ اگر اُس نے بعد ان قسمون کے فلان مذکور سے کلام کیا چاہے جس
روز اپنی عمر مین کلام کرے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے ہان اُسکا اثر کلام کرنے مین دوسری بار مین ہی حتی
کہ اگر اُس سے روز اول و روز دوم کلام کیا تو اول روز کے عوض اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسری
بار کے عوض فقط ایک ہی درم لازم آویگا اسواسطے کہ اس صورت مین پہلی قسم کے سوا کسی قسم کا دور جدید
نہین ہوا ہی اور اگر اُس سے روز اول اور روز ثالث مین کلام کیا اور دوسرے روز کلام نہین کیا یا دوسرے
دور تیسرے روز اُس سے کلام کیا تو اول کے واسطے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسری بار کے عوض
فقط تین ہی درم لازم آوینگے اسواسطے کہ تجدد فقط قسم اول و دوم کا ہوا ہی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ فلان
مذکور کو مخاطب نہ کیا ہو - اور اگر فلان مذکور کو مخاطب کرکے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو واسطے اللہ
کے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون ہر بار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی
کہ دو درم صدقہ کرون اسی طرح پانچ قسمین کھائین تو اسپر بیس درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اول قسم کی جزا
ایک درم ہی اور اسکی شرط یہ ہی کہ فلان کے ساتھ کلام کرے پس جب دوسری قسم سے اُسکے ساتھ کلام کیا
تو حانث ہوگیا اور اسکی جزا کا ایک درم لازم آیا اور نیز قسم بھی ویسی ہی باقی رہی اسواسطے کہ لفظ ہر بار کے ساتھ
تھا اور دوسری قسم منعقد ہوئی پھر جب تیسری قسم مین اسکو مخاطب کیا تو شرط یعنے کلام کرنا اسکے ساتھ پایا گیا
پس قسم اول کی جزا کا ایک درم اور دوسری کے جزا کے دو درم اور اُس پر واجب ہوئے اور نیز دونون
قسمین بھی ویسی ہی باقی رہین اور تیسری قسم منعقد ہوئی پھر جب چوتھی قسم مین اُسکو مخاطب کیا تو پہلی و دوسری
و تیسری مین حانث ہوا پس جزا اول کا ایک درم اور جزا دوم کے دو درم اور جزا سوم کے تین درم اسپر
واجب ہوئے اور یہ سب قسمین بھی ویسی ہی باقی رہین اور چوتھی قسم منعقد ہوئی پھر جب پانچوین قسم مین اُسکو

مخاطب کیا تو اگلی سب قسمین منحل ہوئین پس اول کی جزا کا ایک درم اور جزاء دوم کے دو درم اور جزاء سوم کے تین درم اور جزاء چہارم کے چار درم اُسپر واجب ہوئے اور قسمین بھی ویسی ہی رہین اور پانچوین قسم منعقد ہوئی پس ان سب کا مجموعہ بیس درم ہوئے اور پانچوین مین ہنوز حانث نہین ہوا ہی کیونکہ شرط یعنی کلام کرنا ابھی نہین پایا گیا ہی حتی کہ اگر بعد پانچوین قسم کے بھی اُس نے کلام کیا تو ان سب مین حانث ہوگا پس مجموعہ (۳۵) درم اسپر واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ ہر روز کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون اسی طرح پانچ قسمین کھائین پھر سکوت کیا تو اُسپر دس درم واجب ہونگے پھر اگر دوسرے روز اُس سے کلام کیا تو اور چھ درم واجب ہونگے اور اگر فقط تیسرے روز کلام کیا ہو تو فقط تین درم واجب ہونگے اور اگر فقط چوتھے روز کلام کیا تو اُسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر پانچوین روز کلام کیا ہو تو سات درم اسپر واجب ہونگے اور اگر بعد قسمون کے اول روز کلام کیا تو اُسپر فقط پانچ درم بوجہ پانچوین قسم کے واجب ہونگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی

ساتوان باب طلاق وعتاق کی قسم کے بیان مین

اگر کہا کہ اول غلام کہ مین اُسکو خریدون تو وہ آزاد ہی تو اول وہ ہوگا جو اکیلا تنہا خریدے کہ اُس سے پہلے کوئی دوسرا نہ ہو پس اگر اُس نے بعد اپنی قسم کے ایک غلام خریدا تو وہ آزاد ہوگا اور اگر ایک غلام پورا اور نصف غلام خرید ا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور اگر دو غلام خریدے تو کوئی آزاد نہوگا پھر انکے بعد بھی جو کوئی خریدیگا وہ بھی آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ آخر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو آخر وہ ہی جو اکیلا ہو کہ دوسرے سے باعتبار زمانہ کے پیچھے ہو اور اُسکا ثبوت جب ہی ہوگا کہ جب حالف مرجاوے پس اگر اُسنے کئی غلام خریدے پھر مرگیا تو جسکو سب سے اخیر مین خریدا ہی وہ آزاد ہوگا پھر اسمین اختلاف ہی کہ یہ اخیر کا غلام کسوقت سے آزاد قرار دیا جائیگا سو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ اسی وقت سے کہ جب خریدا ہی حتی کہ اُسکا آزاد ہونا اُسکے ترکہ کے تمام مال سے اعتبار ہوگا یعنی حضور کل بلاسعایت آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین خریدا ہو اور اگر کہا کہ درمیانی غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو درمیانی وہ ہی جو ایسا تنہا ہو کہ اُسکے دونون طرف عدد مساوی ہون اور یہ بھی بدون حالف کے مرنے کے معلوم نہین ہوسکتا ہی پس ہم کہتے ہین کہ جب حالف مرا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے جفت عدد کے غلام چھوڑے تو انمین کوئی درمیانی نہوگا اور اگر پانچ یا سات وغیرہ طاق عدد چھوڑے تو دونون طرف مساوی عدد جفت کے درمیان جو ایک تنہا ہوگا وہی اوسط ہی اور جو انمین سے نصف اول مین آگیا وہ درمیانی ہونے سے خارج ہوگیا یہ ایضاح مین ہی قال المترجم یعنی باوجودیکہ سات مین چوتھا درمیانی ہی ولیکن اگر اُسکو مولی نے تنہا نہ خریدا ہو بلکہ تیسرے کے ساتھ خریدا ہو تو یہ نصف اول مین چلا گیا پس درمیانی نرہا پس حاصل یہ رہا کہ حالف کے مرنے پر طاق عدد کے باوجود ترتیب خریدین بھی جو درمیانی پڑتا ہی وہ تنہا خریدا گیا ہو فافہم فانہ توضیح اجمال الایضاح بما لامزید علیہ ان کنت غیر منصرف عن باب لطف القریحۃ متحیر وآفتہ براور اگر کہا کہ اول غلام کہ مین اسکا مالک ہون درحالیکہ وہ منفرد ہو یا کہا کہ اول غلام کہ مین اُسکو خریدون درحالیکہ وہ منفرد ہو تو وہ آزاد ہی پھر وہ دو غلام کا مالک ہوا پھر اکیلے ایک غلام کا مالک ہوا تو تیسرا آزاد ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ اول غلام کہ اُسکا مالک ہون درحالیکہ وہ اکیلا ہو تو تیسرا آزاد نہ ہوگا الا اُس صورت مین کہ اُسنے اکیلے سے منفرد در ملک مراد لیا ہو یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو بعوض دیناروں کے خریدون تو وہ آزاد ہی پس اُسنے ایک غلام بعوض

درمون کے یا کسی اسباب کے خریدا پھر ایک غلام بعوض دیناروں کے خریدا تو یہ آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو خریدون درحالیکہ حبشی ہو تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے چند غلام گورے رنگ کے خریدے پھر ایک حبشی خریدا تو وہ آزاد ہوگا یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام کہ جسنے مجھے فلانہ عورت کے جننے کی بشارت دی وہ آزاد ہی پس اسکو آگے پیچھے تین غلامون نے اُسکے جننے کی بشارت دی تو اول آزاد ہوگا بخلاف اسکے اگر سب نے ساتھ ہی اُسکو یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہونگے حاکم شہید نے فرمایا کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نکیجائیگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکو گنجائش ہی کہ انمین سے ایک جسکو چاہے آزاد ہونے کے واسطے اختیار کرے اور باقیون کو اپنی ملک مین رکھے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر زید نے قسم کھائی کہ اگر اس دار مین داخل ہون تو میری جورو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نکرونگا پھر وہ دار مین داخل ہوا تو اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور وہ دوسری قسم مین حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نہ کرونگا پھر قسم کھائی کہ اگر دار مین داخل ہون تو میری جورو طالقہ اور غلام آزاد ہی پھر وہ دار مذکور مین داخل ہوا تو دونون قسمون مین حانث ہوا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا غلام سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے یا کسی آدمی کو اس کام کے واسطے وکیل کیا پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا یا آزاد نکرونگا پھر جورو و غلام و وکیل نے وہ کام کیا تو یہ شخص حانث ہوا اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے یا تو آزاد ہی اگر تو چاہے پھر قسم کھائی کہ مین آزاد نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا پھر اُسکی جورو اور اُسکے غلام نے طلاق و عتق چاہی تو یہ حانث نہ ہوگا یہ کافی مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ تزوج نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا یا آزاد نہ کرونگا پھر اس کام کے واسطے کسی کو وکیل کر دیا تو وکیل کے کرنے سے یہ حانث ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اپنی زبان سے ایسا نہ کرونگا تو فقط قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس دار مین داخل ہوا پس دوسرے سے بھی کہا کہ تجھپر اُسکے مثل ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پھر دوسرا اس دار مین داخل ہوا تو اُسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اول نے یون کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہی اگر مین اس دار مین داخل ہون پھر دوسرے نے کہا کہ پس مجھپر اُسکے مثل ہی اگر مین اسمین داخل ہون تو یہ قسم اول و دوم دونون پر لازم آویگی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر اس بیت مین ہو الا ایک مرد پھر دیکھا تو بیت مذکور مین ایک مرد اور ایک لڑکا نکلا یا ایک مرد و ساایک عورت تھی تو قسم کھانے والا حانث ہوگیا اور اگر بیت مذکور مین ایک مرد اور ایک جانور چوپایہ ہو یا اسباب ہو تو حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر بیت مین ہو الا ایک بکری پھر دیکھا تو اسمین کوئی اور چوپایہ نکلا بکری نہ تھی تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ اگر بیت مین ہو الا ایک کپڑا پھر اسمین کوئی آدمی یا چوپایہ یا ظروف نکلے تو حانث ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اگر کہا کہ کل مملوک میرے آزاد ہین تو اُسکی ام ولدین و مدبر باندیان و غلام و محض غلام و باندیان سب آزاد ہوجائینگی یعنی باندیان و غلام سب کو شامل ہوگا لیکن اگر اُسنے خالی مذکرون کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی حبشیون کی نیت کی ہو تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی مونثون کی نیت کی ہو تو بھی قضاءً و دیانۃً کسی طرح تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے مدبرون کی نیت نہین کی تھی تو ایک روایت مین دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً اور دوسری روایت مین

کسی طرح تصدیق نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اس قسم کے تحت مین اُسکے ایسے مملوک بھی داخل ہونگے جو رہن
ہون یا کسی کے پاس ودیعت ہون یا بھاگ گئے ہون یا جنکو کسی نے غصب کرلیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہون خواہ
مسلمان ہون یا کافر ہون ولیکن اس قسم مین مکاتب داخل نہونگے الا آنکہ اُسنے انکی نیت کی ہو پس اگر مکاتبون کی
نیت کی ہو تو وہ سبھی آزاد ہو جاوینگے اور اسی طرح اس قسم مین وہ مملوک بھی داخل نہوگا جسمین سے کچھ آزاد ہوا ہے
اور جس غلام کو اُسنے تجارت کی اجازت دی ہو وہ داخل ہوگا خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہو اور رہے اسکے غلام ماذون کے
غلام در صورتیکہ اُسکے غلام ماذون پر قرضہ نہو آیا داخل ہونگے یا نہین سو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر انکی
نیت کی ہو تو داخل ہونگے اور آزاد ہو جاوینگے اور جو مملوک مشترک ہو یعنی اُسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو
وہ داخل نہ ہوگا ایسا ہی امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے اسواسطے کہ جس مملوک مین سے تھوڑے حصہ کا مالک ہے وہ حقیقۃً
اُسکا مملوک نہین کہلاتا ہے اور اگر اُسکی بھی نیت کی ہو تو استحساناً آزاد ہوگا اور رہا یہ کہ آیا حمل داخل ہوگا یا نہین پس اگر
حمل کی ماں اُسکی ملک مین ہو تو داخل ہوگا اور اپنی ماں کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسکی
ملک مین خالی حمل ہو اُسکی ماں نہو مثلاً کسی نے اپنے مرتے وقت اُسکے واسطے اپنی باندی کے حمل کی وصیت کی ہو
تو ایسا حمل آزاد نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اجنبی نے اسکے غلام
کو بدون اسکے حکم کے مکاتب کردیا پھر اُسنے اُسکے مکاتب کرنے کو جائز رکھا اور اجازت دیدی تو حانث ہوگیا
جیسے وکیل کرنے مین ہوتا ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو آزاد نہ کرونگا پھر اُسکے غلام نے مال کتابت ادا
کیا اور آزاد ہوگیا پس اگر مرد مذکور نے بعد قسم کھانے کے اُسکو مکاتب کیا ہو تو حانث ہوا اور اگر قبل قسم کے
مکاتب کیا تھا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین کسی جاریہ کو اپنے تصرف وطی
مین لایا تو وہ آزاد ہے پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف وطی مین لایا جو اُسکی ملک مین موجود تھی تو وہ آزاد ہوگی اور اگر
کسی باندی کو خرید کر اُسکو اس طرح تصرف مین لایا تو آزاد نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین امہ یعنی کسی
باندی کو اپنے تصرف مین لایا تو تو طالقہ ہے یا میرا غلام آزاد ہے پھر کسی باندی کو جو اُسکی ملک مین ہے یا جسکو بعد قسم کے
خریدا ہے اپنے تصرف وطی مین لایا تو عورت یعنی اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور اسکا غلام آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر
کسی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے اپنے تصرف وطی مین کرلیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسکو خرید کر تصرف وطی مین
کرلیا تو اُسکا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کے وقت اُسکی ملک تھا اور جسکو بعد قسم کے خریدا ہے وہ آزاد نہوگا یہ بحر الرائق
مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تجھکو فلان نے فروخت کیا تو تو آزاد ہے پھر اُسکو فلان مذکور کے ہاتھ
فروخت کیا پھر فلان سے خرید کیا تو آزاد نہ ہوگی اسواسطے کہ شرط یہ ہے کہ فلان اسکو فروخت کرے اور فلان
کا اسکو فروخت کردینا اُسکی زوال ملک کا سبب ہے اور حالف کی ملک حاصل ہونا اپنے خریدنے سے ہے نہ فلان
کی بیع سے۔ اور اگر کہا کہ اگر تجھکو فلان نے مجھے ہبہ کیا تو تو آزاد ہے پھر فلان نے اپنے قبضہ کی حالت مین اسکو
ہبہ کردی اور اُسنے قبضہ کیا تو آزاد ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ جب فلان نے تجھکو میرے ہاتھ فروخت کیا تو تو آزاد ہے
تو اس صورت مین یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے پاس بلانے کو بھیجا پس
تو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر زید نے عمرو کو آدمی بھیج کر بلایا اور وہ خود چلا آیا پھر دوسرے روز آدمی بھیج کر

بلایا اور وہ نہ آیا تو زید کا غلام آزاد ہوگا اور ایک دفعہ قسم پوری ہونے سے یہ قسم باطل نہو جائیگی باقی رہیگی یہانتک کہ وہ ایک بار حانث ہو جاوے پس جب ایکبار حانث ہوگیا تو اب قسم مذکور باطل ہوگئی- اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر تو نے مجھے آدمی بلانے کو بھیجا اور مین تیرے پاس نہ آیا تو بھی یہی حکم ہی- اگر یون کہا کہ اگر تو میرے پاس آیا پس مین تیرے پاس نہ آیا یا اگر تو نے میری زیارت کی اور مین تیری زیارت کو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم ایک دفعہ حانث ہو جانے سے باطل نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ کے واسطے باقی رہیگی- ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی تو میرا غلام آزاد ہی تو امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ یہ اسی مجلس پر ہی اور یہ عورت کو اختیار دینا ہی پس اگر عورت نے اسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دی تو اسپر واقع ہوگی اور اسکا غلام آزاد نہوگا- اور اگر اس مجلس مین اسنے طلاق نہ دی تو یہ حانث ہوگیا چاہے اور مجلس مین وہ اپنے آپکو طلاق دے یا نہ دے اور دوسری مجلس مین اگر وہ اپنے آپ کو طلاق دیگی تو طالقہ نہوگی- اور کسی نے اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے میرا یہ غلام نہ فروخت کیا تو وہ میرا غلام دیگر آزاد ہی تو یہ اسکو اجازت بیع ہی اور یہ قسم و اجازت ہمیشہ کے واسطے ہی یعنی اگر اس مجلس مین اس نے فروخت نکیا تو کہنے والا حانث نہوگا- اور اگر زید نے کہا کہ اگر مین کوفہ مین داخل ہوا اور مین نے نکاح نہین کیا ہی تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم اسطرح پر واقع ہوگی کہ کوفہ مین داخل ہونے سے پہلے نکاح کرلے اور اگر یون کہا ہو کہ پس مین نے نکاح نہ کیا تو اسطرح پر واقع ہوگی کہ داخل ہونے کے وقت نکاح کرلے یعنی داخل ہونے پر نکاح کرلے اور اگر کہا کہ پھر مین نے نکاح نہ کیا تو یہ داخل ہونے کے بعد ہمیشہ تک نکاح کرنے پر واقع ہوگی ایک سے کہا گیا کہ فلانہ عورت سے نکاح کرلے پس اسنے کہا کہ اگر مین نے کبھی نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسنے اس عورت کے سواے دوسری سے نکاح کیا تو حانث ہوگا- ایک نے کہا کہ اگر مین نے ترک کیا یہ کہ آسمان کو چھو دون تو میرا غلام آزاد ہی تو وہ کبھی حانث نہوگا- ایک نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے آسمان کو نہ چھوا تو اسی وقت حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی

آٹھوان باب خرید و فروخت و نکاح وغیرہ مین قسم کھانے کے بیان مین- اگر قسم کھائی کہ نہ خریدونگا یا نہ بیع کرونگا یا نہ اجارہ دونگا پھر اس نے کسی شخص کو وکیل کیا جس نے یہ فعل کیا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسنے یہ نیت کی ہو کہ دوسرے کو بھی اس کام کے کرنے کا حکم نہ دونگا تو ایسی نیت بیان کرنے کی صورت مین اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی کیونکہ اس نیت سے اسنے اپنے اوپر سختی زیادہ کرلی ہی یا یہ صورت ہو کہ قسم کھانے والا ایسا شخص معزز ہو کہ وہ خود یہ کام نہ کرتا ہو تو وکیل کرلے و تفویض کرنے سے بھی حانث ہوگا اور اگر ایسا شخص ہو کہ خود بھی کرتا ہو اور کبھی دوسرے کے سپرد کرتا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اکثر کیونکر کرتا ہی پس اسی کا اعتبار ہوگا یہ کافی مین ہی- اور اگر قسم کھائی کہ نہ خریدونگا یا بیع نہ کرونگا تو خرید فاسد مین حانث ہوجائیگا اگرچہ قبضہ نہوا اور ایسی بیع سے بھی جسمین بائع یا مشتری کے واسطے خیار ہو اور ایسی بیع سے بھی جو بطریق فضولی کے ہو اور ایسی ہبہ سے بھی جو بشرط عوض مگر یہ بشرط عوض مین وقت دونون کے باہمی قبضہ کے حانث ہوگا اور جو بیع باطل ہوتی ہی اس سے حانث نہوگا اور مدبر و ام ولد و مکاتب کی خرید و فروخت کرنے سے حانث نہوگا اور بعد بیع واقع ہونے کے اگر ایسی قسم کے بعد اسنے بیع کا اقالہ کرلیا تو بھی حانث نہوگا ولیکن اگر ابتداے بیع بلفظ اقالہ کی تو حانث ہوگا اور اگر باہمی رضامندی سے

بسبب عیب کے مبیع کو واپس کیا یا لیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے بیع کرنے کا ایجاب کیا تو بدون مشتری کے قبول کرنے کے حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ بیع نہ کرونگا پھر کسی فضولی نے اُسکا مال فروخت کیا اور اُسنے اجازت دیدی تو حانث نہوگا الا اس صورت مین کہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود بیع نہین کیا کرتا ہی یہ فتاوے صغری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ خرید نہ کرونگا پھر فضولی نے اُسکے لیے کوئی چیز خریدی یا شراب خمر خریدی تو حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - شیخ ابو بکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا غلام فروخت کرونگا پھر وہ اُسکے پاس سے چرا لیا گیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا جبتک اسکو غلام مذکور کے مرنے کا یقین حاصل نہو جاوے یہ خلاصہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہی پھر اُسنے یہ غلام آزاد یا مدبر کردیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر ایسی گفتگو باندی کے حق مین کی اور باقی مسئلہ بحالہا ہی تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اپنی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے فروخت نہ کیا تو تو آزاد ہی پھر اس سے وطی کی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد ہوگئی یہ خلاصہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ یہ غلام فروخت نہ کرونگا اور نہ اُسکو ہبہ کرونگا تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ اگر اسکا نصف فروخت یا ہبہ کیا تو حانث نہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی باندی ضرور فروخت کرونگا اور اُسکا کوئی وقت نہین بیان کیا پھر وہ باندی اُس سے بچہ جنی تو فرمایا کہ استحساناً مولی حانث نہوگا اور شیخ ابو النصر الدبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے ایک مہینہ تک فروخت نہ کیا تو تو آزاد ہی پھر اس باندی کو اُس سے حمل ظاہر ہوا تو فرمایا کہ مولے کو حلال ہی کہ اس باندی سے بعد ایک مہینہ کے وطی کرے جبکہ چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے مولی حانث ہوگیا اور اُسکو حلال نہین ہی کہ بعد مہینہ کے اُس سے وطی کرے اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو بالاجماع مولی کو حلال نہین ہی کہ بعد مہینہ کے اُس سے وطی کرے یہ حاوی مین ہی - زید نے قسم کھائی کہ واللہ مین عمرو کی ام ولد کو ضرور فروخت کرونگا یا کہا کہ واللہ مین اس عمرو کو فروخت کرونگا - حالانکہ عمرو آزاد ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ یہ قسم بیع فاسد پر واقع ہوگی حتی کہ اگر ان دونون کو بطور بیع فاسد کے فروخت کردیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ مملوک زید کے ہاتھ فروخت کیا تو وہ آزاد ہی پس زید نے کہا کہ مین نے اسکی اجازت دیدی یا مین راضی ہوا پھر زید نے اُسکو خریدا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام خریدا تو وہ آزاد ہی پھر زید نے کہا کہ ہان پھر اُسکو خرید کیا تو زید کی طرف سے وہ غلام آزاد ہوگیا یہ ایضاح مین ہی - ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک نے کہا کہ واللہ نہ فروخت کرونگا مین تیرے ہاتھ یہ کپڑا بعوض دس درم کے یہان تک کہ تو مجھے زیادہ دے پھر اُسکے ہاتھ نو درم کو فروخت کردیا تو قیاساً حانث نہ ہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہین یہ بدائع مین ہی قال المترجم ہمارے عرف کے موافق استحسان اظہر ہی واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ اسکو دس درم کو فروخت نہ کرونگا الا بعوض اس سے زیادہ کے یا بعوض زیادہ کے پھر اُسکے ہاتھ گیارہ درم کو فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دس کو فروخت کیا تو حانث ہوا اور اسی طرح اگر نو درم کو فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر نو درم اور ایک دینار کو فروخت کیا تو قیاساً حانث ہوگا اور استحساناً

حانث نہ ہوگا اور اگر مشتری نے بھی قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین بعوض دس درم کے اُسکو خریدون حتی کہ اسکو کم کر دے پس اگر مشتری نے اسکو دس درم کو خریدا تو حانث ہوا اور اگر گیارہ کو خریدا تو بھی حانث ہوا اور اگر نو درم کو خریدا تو حانث نہوگا اور اگر نو درم اور ایک دینار کو خریدا تو حانث نہوا پس بعض نے فرمایا ہی کہ یہ حکم بدلیل قیاس ہی اور بحکم استحسان حانث ہوا اور اگر مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے اُسکو خریدا بعوض دس درم کے الا با قل یا بانقص پھر اسکو دس درم یا زیادہ کو خریدا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو نو درم اور ایک دینار کو خریدا یا نو درم و ایک کپڑے کے عوض خریدا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ مین تیرے ہاتھ دس درم کو فروخت نہ کرونگا یہانتک کہ تو مجھے زیادہ کر دے پھر اُسکے ہاتھ نو درم و ایک دینار کو جسکی قیمت پانچ درم ہین فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا دار فروخت نہ کرونگا پھر اپنی جورو کو اُسکے مہر مین دیدیا تو حانث ہو گیا۔ شیخ صدر الشہید نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ عورت سے درمون پر نکاح کیا پھر ان درمون کے عوض اسکو یہ دار دیدیا اور اگر عورت سے اسی دار پر نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ یہ گھوڑا نہ بیچونگا پھر کسی نے یہ گھوڑا لے لیا اور اسکا بدل دیدیا اور گھوڑے کا مالک اُسپر راضی ہوگیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کوئی چیز بطور تعاطی کے لے لی پھر قسم کھائی کہ مین نے یہ چیز نہین خریدی ہی تو شیخ علم الہدیٰ ماتریدی نے جواب دیا کہ وہ حانث ہوگا اور اسی کو شیخ ظہیر الدین نے اختیار کیا ہی اور اسی طرح اگر بطور تعاطی فروخت کی پھر قسم کھائی کہ مین نے اسکو فروخت نہین کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور یہی امام ابو یوسف سے بھی مروی ہی اور شیخ فضلی نے فرمایا کہ جو شخص جانتا ہو کہ وہ بیع تعاطی تھی تو اسکو حلال نہین ہی کہ بیع پر گواہی دے بلکہ تعاطی ہونے پر گواہی دے یہ وجیز کردری مین ہی الاصل جس شخص نے اپنی قسم کو کسی محل مین کسی فعل پر منعقد کیا اور حرف لام کو جو معنی واسطے و ملک کے عربی مین آتا ہی ذکر کیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اُس نے لام کو محل الفعل سے مقرون ذکر کیا تو اسکی قسم جسپر کھائی ہی اُسکے محلوف علیہ کی ملک مین ہونے کی حالت مین فعل صادر کرنے پر ہو گی چنانچہ اگر حالف نے یہ فعل مالک محلوف علیہ مین کیا تو حانث ہوگا خواہ اُسکے حکم سے کیا ہو یا بلغیر اُسکے حکم کے کیا ہوا اور خواہ یہ فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی یا جاری نہوتی ہو اور اگر لام کو مقرون بہ فعل ذکر کیا پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی اور اُسکے حقوق ہین کہ اُسکے عہدہ کی وجہ سے جو وکیل کو لاحق ہو اُسکے واسطے موکل کی طرف وکیل رجوع کر سکتا ہی جیسے بیع وغیرہ تو اُسکی قسم وکالت و حکم پر ہو گی چنانچہ اگر یہ فعل اُسکے محل مین بحکم محلوف علیہ کیا تو حانث ہوگا خواہ محل الفعل محلوف علیہ کی ملک ہو یا دوسرے کی ملک ہو اور اگر ایسا فعل ہو کہ اسمین وکالت بالکل جاری نہین ہوتی ہی جیسے کھانا پینا وغیرہ یا اسمین وکالت جاری تو ہوتی ہی مگر اسمین ایسے حقوق نہین ہین کہ اُنکے واسطے وکیل اپنے موکل کی طرف رجوع کرے جیسے مارنا وغیرہ تو اُسکی قسم جسپر قسم کھائی ہی ملک محلوف علیہ مین اپنے فعل کے صادر کرنے پر ہو گی چنانچہ اگر یہ فعل محلوف علیہ کی ملک مین کیا تو حانث ہوگا خواہ اُسکے حکم سے کیا ہو یا بلغیر اُسکے حکم کے کیا ہو اور اگر یہ فعل غیر محلوف علیہ کی ملک مین کیا تو حانث نہوگا اگرچہ یہ فعل محلوف علیہ کے حکم سے کیا ہو قال المترجم توضیح اس

اصل شریف کی اپنی زبان مین ہمکو منظور ہی پس ہم کہتے ہین کہ اگر کسی نے کسی محل مین مثل کپڑے وغیرہ کے اپنا فعل بیع وغیرہ کرنے پر قسم کھائی ہی اور کپڑا کسی دوسرے کا ہی پس اگر ایسا لفظ جو ملک پر دال ہی یا واسطے کے معنی مین ہی مثلاً تیرا کپڑا یا فروخت واسطے تیرے وغیرہ ذلک محل فعل سے مقرون کرکے ذکر کیا اور محل فعل مثلاً بیع فعل کا محل کپڑا ہی پس یون کہا کہ مین نے فروخت کیا یہ کپڑا تیرا یا تیری ملک کا یا جو تیری ملک ہی تو اُسکی قسم کپڑے کے فروخت کی اس حالت تک ہوگی کہ یہ کپڑا اُس مخاطب کی ملک مین ہی علی العموم والاطلاق چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر ایسا لفظ موصوفہ بالا مقرون بہ فعل ذکر کیا نہ بمحل فعل مثلاً یون کہا کہ فروخت کیا مین نے تیرے واسطے یہ کپڑا یعنی یہ فعل تیرے واسطے کیا تو اسمین فعل کو دیکھنا چاہیے کہ کیسا فعل ہی پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمین وکالت جاری ہوتی ہی الی آخرہ اور جب اصل مذکور کی توضیح ہوگئی تو ہم پھر کتاب کی طرف رجوع کرتے ہین - امام محمد رح نے فرمایا اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تیرے واسطے فروخت کیا کوئی کپڑا تو میرا غلام آزاد ہی اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پس محلوف علیہ یعنی مخاطب نے اپنا کپڑا کسی کو دیا تا کہ اسکو حالف کو دے تا کہ حالف اُسکو فروخت کردے پس درمیانی آدمی یہ کپڑا حالف کے پاس لایا اور کہا کہ یہ کپڑا واسطے فلان کے فروخت کردے یعنی محلوف علیہ کے واسطے فروخت کردے یا کہا کہ یہ کپڑا فروخت کردے اور یہ نہ کہا کہ فلان کے واسطے لیکن حالف جانتا ہی کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہی پس حالف نے اُسکو فروخت کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر درمیانی آدمی نے کہا کہ یہ کپڑا میرے واسطے فروخت کردے یا کہا کہ اسکو فروخت کردے اور حالف کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہی پس حالف نے اُسکو فروخت کیا تو حانث نہوگا اور اگر حالف نے یون قسم کھائی کہ اگر مین نے تیرا کپڑا فروخت کیا یا جو تیری ملک ہی فروخت کیا یا فروخت کیا ایسا کپڑا جو تیرا ہی یا تیری ملک ہی اور باقی مسئلہ بدستور ہی تو ہر حال مین حانث ہوگا خواہ درمیانی نے اُس سے کہا ہو کہ فلان کے واسطے فروخت کردے یا کہا ہو کہ میرے واسطے فروخت کردے یا کہا ہو کہ اسکو فروخت کردے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ہو ہر صورت مین حانث ہوگا بشرطیکہ اسکا فروخت کرنا ایسی حالت مین واقع ہوا ہو کہ یہ کپڑا محلوف علیہ کی ملک مین ہو اور اگر حالف نے اول صورت مین یہ نیت کی کہ ایسا کپڑا فروخت کرون جو محلوف علیہ کی ملک ہی اور دوسری صورت مین اسطرح قسم کھا کر کہ اگر مین نے فروخت کیا کپڑا واسطے تیرے یہ نیت کی کہ محلوف علیہ کے حکم سے فروخت کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکی قسم نیت پر ہوگی لیکن اول صورت مین قاضی بھی اُسکی نیت کی تصدیق کریگا اور دوسری صورت جب کہ موافق ہمارے ذکر کے بدون آمر کے ملک کے اُسنے اپنی نیت ظاہر کی تو قاضی اُسکی تصدیق نہ کریگا اور جس صورت مین کہ ملک کی تصریح کردی اُس صورت مین کسی طور پر تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی الذخیرہ مع زیادۃ من المترجم عصمہ اللہ تعالی منتقی مین ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ فروخت کرونگا واسطے فلان کے کوئی کپڑا پس حالف نے محلوف علیہ کا کوئی کپڑا فروخت کردیا پس محلوف علیہ نے اس بیع کی اجازت دیدی تو حالف حانث ہوگیا اور اگر حالف نے اُسکو اپنے واسطے فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ مین کوئی چیز تیرے اسباب مین سے تیرے واسطے فروخت نہ کرونگا پھر ایک تکیہ فروخت کیا جسمین محلوف علیہ کا صوف بھرا ہوا ہی تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - زید نے عمرو سے ایک غلام چکایا اور بائع نے اُسکے دام ہزار درم مانگے اور مشتری نے پانچ سو کہے

پس بائع نے کہا کہ یہ آزاد ہے اگر مین نے تجھسے ہزار درم سے کچھ حط کیے پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو پانسو درم کو فروخت کیا پس مشتری نے بیع قبول کر لی یا نہین قبول کی تو بائع حانث ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا۔ اور اگر بائع نے چکانے کے وقت کہا ہو کہ اگر مین نے اسکے ثمن سے کچھ حط کیا تو یہ آزاد ہے اور باقی مسئلہ بدستور واقع ہوا تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اسکے ثمن سے اسکے بعد کچھ حط بھی کر دیا تو قسم منحل ہوئی ولیکن غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ وہ بائع کی ملک سے باہر ہو چکا ہے اور اگر اس صورت مین بائع نے جزا قسم اپنی جورو کی طلاق یا کسی دوسرے غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اور دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر ان صورتون مین تھوڑا ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا خواہ پورا ثمن وصول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے تو بھی اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر تمام ثمن مشتری کے ذمہ سے حط کر دیا یا اسکو تمام ثمن ہبہ کر دیا تو حانث نہوگا اور اگر مشتری کو بعض ثمن سے بری کر دیا پس اگر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حط قرار دیا جائیگا اور اگر بعد قبضۂ ثمن کے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا چکایا اور بائع نے بارہ سے کم کو دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اسکو بارہ کو خریدون پھر اسکو تیرہ کو یا بارہ و ایک دینار کو یا بارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اسکو گیارہ اور ایک دینار کے عوض یا گیارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو حانث نہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے اسکو دس کو فروخت کیا پھر اسکو گیارہ کے عوض یا دس و ایک دینار کے عوض یا نو اور ایک دینار کے عوض فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ زید نے کوئی چیز بعوض درمون کے فروخت کی پھر قسم کھائی کہ اسکا ثمن نہ لونگا پھر ان درمون کے عوض گیہون لے لیے تو حانث ہو گیا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرونگا پھر اسکو دو آدمیون کے ہاتھ فروخت کیا تو حانث ہوا یہ عتابیہ مین ہے۔ قسم کھائی کہ کپڑا نہ خریدونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اسنے ریشمی چادر یا طیلسان یا پوستین یا قبا خریدی تو حانث ہوا اور اگر اس نے مسح یا بچھونا یا ٹوپی یا نہالی خریدی تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق امید ہے کہ کپڑے سے جو متبادر ہوتا ہے اسی پر محمول ہو واللہ تعالی اعلم قال فی الوجیز و اسی طرح اگر کوئی ٹکڑا خریدا جو نصف کپڑے کے برابر نہین ہے تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسقدر خریدا جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے تو حانث ہوگا انتہی قلت وہذا ظاہر ایک نے قسم کھائی کہ اس عورت کے واسطے ثوب نہ خریدونگا پھر اسکے واسطے اوڑھنی خریدی تو حانث نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کتان نہ خریدونگا تو ہمارے عرف مین یہ قسم کتان کے کپڑے پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ نہ خریدونگا پھر اس سے ایک کپڑے کی بیع سلم ٹھہرائی تو حانث ہوا کذا فی الظہیریہ قسم کھائی کہ اپنی باندی کے لیے نیا کپڑا نہ خریدونگا تو عرف مین نیا وہ کپڑا ہے جو دھلا نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اشتری طعاما طعام نہ خریدونگا پھر اسنے گیہون خریدے تو ہمارے علما کے قول مین حانث ہوگا یہ حاوی مین ہے قال المترجم یہ عرف اماموں کا ہے اور ہمارے عرف کے موافق طعام فی الحال کھانے قابل پر واقع ہوگا کما صرحناہ فی کتاب البیوع اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کی روٹی نہ خریدونگا تو جب تک یہ درم پہلے نانوائی کو دیکر پھر اس سے نہ کہے کہ مجھے ان درمون کی روٹی

دیدے تب تک حانث نہ ہوگا چنانچہ اگر نانوائی کو یہ درم دینے سے پہلے روٹی خریدنے کو اسطرح کہا تو حانث نہوگا
اور جامع مین فرمایا کہ اگر اُسنے عقد بیع کو انھین درمون کی طرف مضاف کیا تو حانث ہوگا خواہ یہ درم دیے ہون
یا ہنوز نہ دیے ہون یہ وجیز کردری مین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ یہی اصح ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ جو نہ خریدونگا
پھر اُسنے گیہون خریدے جنمین جو کے دانہ موجود ہین تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ لکھوری اینٹ یا لکڑی یا نرکل نہ خریدونگا پھر اُسنے کوئی پختہ مکان خریدا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی
کہ خرما کے پھل نہ خریدونگا پھر اُسنے ایک زمین خریدی جسمین خرما کے درخت ہین اور درختون پر پھل موجود ہین اور مشتری
نے شرط کر لی کہ یہ پھل میرے ہونگے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بقل نہ خریدونگا پھر ایسی زمین خریدی
جسمین بقل موجود ہی اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ بقل میری ہوگی تو بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین بقل
بیع مین بالمقصود داخل ہوگی نہ بالتبع۔ اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدونگا پھر زندہ بکری خریدی تو حانث نہوگا اور
اسی طرح اگر قسم کھائی کہ کڑوا تیل نہ خریدونگا پھر سرسون خریدی تو حانث نہوگا اور علی ہذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ نرکل
نہ خریدونگا اور نہ خرما کے پتے پھر ایک بوریا خریدا یا خرما کے پتون کی زنبیل خریدی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث
نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بکری کا بچہ نہ خریدونگا پھر گابھن بکری خریدی یا قسم کھائی کہ صغیر مملوک نہ خریدونگا
پھر حاملہ باندی خریدی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی درخت نہ خریدونگا پھر ایک زمین خریدی
جسمین درخت ہین تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ قال المترجم اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ اگر کسی چیز کے نہ خریدنے
کی قسم کھائی تو اسمین تین صورتین ہین کہ اگر یہ چیز دوسری چیز کے خریدنے مین آئی اور ایسی چیز ہی کہ اُسکی تبعیت مین
بدون ذکر و شرط کے داخل ہو جاتی ہی تو حانث نہوگا اور اگر بدون شرط کے داخل نہین ہوتی ہی اور شرط کرنے سے
داخل ہوسکتی ہی پس شرط کی تو حانث ہوگا اور اگر مستقل بعد ذکر کے بیع مین آتی ہی تو بھی حانث ہوگا اگر خریدکیا ہو فلیتامل
اور اگر قسم کھائی کہ دیوار نہ خریدونگا پھر ایک دار خریدا جسکی چہار دیواری قائم ہی تو استحساناً حانث نہوگا۔ ایک نے
قسم کھائی کہ درخت خرما نہ خریدونگا پھر ایک باغ چہار دیواری کا خریدا جسکے اندر درختان خرما ہین تو حانث ہوا
اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ خریدونگا پھر ایک بکری خریدی جسکی پشت پر صوف موجود ہی تو حانث نہوگا اور اسی
طرح اگر بکری کو بعوض صوف تراشیدہ خریدا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظاہر الروایہ ہی کذا فے فتاوی قاضیخان اور صوف
نہ خریدنے کی قسم مین اگر کھال خریدی جسپر صوف موجود ہی تو حانث نہ ہوگا اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایسی کھال
خریدنے سے حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ خریدونگا پھر ایک بکری خریدی جسکے تھنون
مین دودھ ہی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو اسکی جنس کے دودھ کے عوض خریدا تو بھی حانث نہوگا یہ
ظاہر الروایہ کے موافق ہی اور یہ صورت اور بکری کو بعوض گوشت کے خریدنا امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے
نزدیک یکسان ہین کہ ہر حال مین بیع جائز ہی اور اگر دودھ نہ خریدنے کی قسم کھائی ہوگی تو اس صورت مین حانث
نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ چکتی نہ خریدونگا پھر ایک دنبہ ذبح کیا ہوا خریدا کیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ جسپر قسم کھائی ہی اگر وہ دوسری چیز کی تبعیت مین بیع مین داخل ہوگئی ہو تو اس سے
حانث نہ ہوگا اور اگر مقصوداً داخل ہوئی ہو تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ قال المترجم انما عثرت علیہ بعد

ماذکرت الاصل فدلیل ہذا فاذا اتاہا فقد اتقان فالحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکا وصلی اللہ علی سیدنا الصادق الامین محمد وآلہ اجمعین - اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدونگا پھر سری خریدی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ سری نہ خریدونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ قسم بکری و دنبہ و گائے کی سری پر واقع ہوگی - اور صاحبین کے نزدیک فقط بکری و دنبہ کی سری پر واقع ہوگی اور یہ اختلاف عصر و زمانہ ہی یعنی باعتبار رواج کے ہی وقال المترجم ہمارے عرف کے موافق بھی صاحبین رح کے قول پر فتوی ہونا چاہیئے ہی واللہ اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ شحم نہ خریدونگا یعنی چربی پھر اُسنے پیٹ کی چربی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمین گوشت کا میل ہوتا ہی خریدی تو یہ مسئلہ امام محمد رح نے اصل مین نہین ذکر فرمایا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی کہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہی - ایک نے کہا کہ واللہ نہ خریدونگا ان درمون کے عوض الا گوشت پھر اُس نے [یعنی اسکی تشریح مین] ان درمون مین سے تھوڑے کے عوض گوشت خریدا اور باقی کے عوض کوئی اور چیز سوائے گوشت کے خریدی تو حانث نہوگا جبتک کہ ان سب کے عوض دوسری چیز سوائے گوشت کے نہ خریدے اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کے عوض سوائے گوشت کے نہ خریدونگا پھر تھوڑے ان درمون کے عوض کوئی اور چیز سوائے گوشت کے خریدی تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اون یا بال نہ خریدونگا تو یہ قسم سادے اون و بال پر واقع ہوگی اور اُن چیزون پر واقع نہوگی جو اون وبال سے بنائی گئی ہون چنانچہ کمل اور بالون کی تھیلی خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ دُہن نہ خریدونگا تو ایسے دہن پر واقع ہوگی جس سے تدہین کرنے کا لوگون مین رواج و عادت ہی اور جس سے تدہین کی عادت نہین ہی جیسے روغن زیتون والسی واندڑی وپلے کے تیل ان سے حانث نہوگا قال المترجم اگر ہماری زبان مین کہا کہ تیل نہ خریدونگا تو سوائے پارے کے سب تیلون پر واقع ہوگی اور اگر یون کہا کہ لگانے کا تیل نہ خریدونگا تو حکم موافق مذکورہ کتاب ہی واللہ اعلم اور اگر اُسنے زیت مطبوخ خریدا اور قسم کے وقت اسکی کچھ نیت نہین ہی تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ بنفشہ یا خطمی نہ خریدونگا تو کتاب مین مذکور ہی کہ یہ قسم روغن بنفشہ پر واقع ہوگی پتے پر واقع نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے عرف مین پوطن بنفشہ خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - قال المترجم ہمارے عرف مین عام لوگون کے اطلاق مین بنفشہ وخطمی اسکے گل وتخم یعنے گل بنفشہ اور تخم یعنے تخم خطمی پر ہی اور خواص فرق کرتے ہین پس حکم مین تامل ہی اور ضرورت اجتہاد فافہم - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے نہ خریدونگا پھر فلان کے پسر صغیر یا اُسکے غلام ماذون کے واسطے اُسکی اجازت سے خریدکیا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے واسطے یہ چیز ضرور خریدکرونگا پھر اُسکے واسطے خریدی پھر اُسنے یہ چیز بائع کو دیدی تو اپنی قسم مین سچا رہا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر زید نے کہا کہ اگر مین نے فلان غلام کو خریدا تو وہ آزاد ہی پھر عمرو کے واسطے اس غلام کو خریدا تو اسکو امام محمد رح نے کسی کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہی اور فقیہ ابوبکر بلخی سے منقول ہی کہ انھون نے فرمایا کہ کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ قسم منحل نہوگی اور یہی اشبہ ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا غلام نہ خریدونگا پھر اپنا مکان فلان کو بعوض اس غلام کے کرایہ پر دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ یہ غلام نہ خریدونگا اور نہ کسی کو حکم دونگا کہ میرے واسطے اسکو خریدے پس اُسکو منظور ہوا کہ اسکو کسی طرح خریدون تو اسکی صورت یہ ہی کہ کوئی دوسرا غلام

خرید کرکے اسکو تجارت کی اجازت دیدے پھر وہ ماذون اس غلام کو خرید کرے پھر اپنے غلام ماذون کو مجور کر دے پھر یہ غلام اسکا ہو جائیگا اور حانث بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ شرط حانث ہونے کی نہین پائی گئی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ امرأة نہ خریدونگا یعنی عورت نہ خریدونگا پھر ایک جاریہ صغیرہ خریدی یعنی چھوٹی لڑکی خریدی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دس باندیون کو دیکھکر کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی ان باندیون مین سے خریدی تو وہ آزاد ہی پھر کسی دوسرے کے واسطے انہین سے کوئی باندی خریدی پھر اپنے واسطے خرید لی تو وہ آزاد نہوگی اور اگر انہین سے دو باندیان ایک اپنے واسطے اور دوسری دوسرے کے واسطے ایک ہی صفقہ مین خریدین تو انہین سے کوئی آزاد نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جاریہ نہ خریدونگا پھر بوڑھی باندی یا دودھ پیتی لڑکی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ لاَ اَشتری غلاماً من السند یعنی نہ خریدونگا کوئی غلام از سند تو سندھی غلام نہ خریدنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ نہ خریدونگا غلام از خراسان پھر خراسانی غلام کو خراسان کے دوسرے مقام پر خرید کیا تو حانث نہ ہوگا جبتک اسکو خراسان مین نہ خریدے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے تین گھوڑے ایک سو پچیس درم کو خریدے پھر قسم کھائی کہ مین نے انہین سے ایک پینتیس درم کو خریدا ہی تو حانث ہوگا۔ دو آدمیون کے درمیان اسی بکریان مشترک ہین پھر جو شخص کہ زکوة وصول کرنے کے واسطے مقرر ہی اسنے زکوة کا مطالبہ کیا پس انہین سے ایک نے قسم کھائی کہ مین چالیس بکریون کا مالک نہین ہون تو حانث نہوگا اور اسپر زکوة واجب ہوگی۔ اور اگر ایک غلام خریدا پھر قسم کھائی کہ مین چالیس کا مالک نہین ہون تو حانث نہوگا اور زکوة لازم نہ آویگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ اگر زید نے عمرو سے ایک غلام خریدنا چاہا اور ہزار درم اسکے دام ٹھہرائے پس زید نے ہزار درم عمرو کو دیدیے پھر قسم کھائی کہ اگر مین نے ان ہزار درم کے عوض یہ غلام خریدا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور انھین دیدیے ہوئے ہزار درم کی طرف اشارہ کیا اور عمرو نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض فروخت کیا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور انھین دیدیے ہوئے ہزار درمون کی طرف بائع نے بھی اشارہ کیا پھر عمرو نے انھین درمون کے عوض یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا تو عمرو پر لازم آویگا کہ یہ ہزار درم صدقہ کرے زید پر لازم نہ آویگا یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم اور اگر جزا یہ قرار دی ہو کہ تو یہ غلام آزاد ہی تو مشتری کی طرف سے غلام آزاد ہوگا نہ بائع کی طرف سے فلیتامل۔ اور اگر کہا کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہی پھر نصف غلام خریدا اور اسکو فروخت کر دیا پھر باقی نصف خریدا تو یہ نصف اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے کوئی غلام خریدا تو وہ آزاد ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو یہ نصف آزاد ہو جائیگا۔ اور یہ غیر معین غلام کی صورت مین ہی اور معین غلام کی صورت مین یون کہا کہ اگر مین اس غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہی تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہی کہ اگر مین نے یہ غلام خریدا تو آزاد ہی یعنی یہ نصف اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا۔ اور یہی حکم درمون کی صورت مین ہی یعنی اگر یون کہا کہ اگر مین دوسو درم کا مالک ہوا تو مجھپر اللہ تعالی کے واسطے انکا صدقہ کر دینا واجب ہی پھر سو درم کا مالک ہوا پھر اور سو درم کا مالک ہوا تو اسپر انکا صدقہ کر دینا واجب نہوگا اور اگر درم معین ہون یعنی اشارہ کرکے کہا ہو کہ اگر ان دوسو درم کا مالک ہوا تو مجھپر انکا صدقہ کرنا واجب ہی تو اسطرح مالک ہونے سے اسپر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور خرید کی صورت مین اگر اس نے یہ دعوی کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر پورے کو

مین نے خریدا تو آزاد ہی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ مین ہی- زید نے
عمرو و بکر سے کہا کہ اگر تم نے کسی غلام کو خریدا یا تم کسی غلام کے مالک ہوئے تو میرے غلامون مین سے ایک
آزاد ہی پھر دونون ایک غلام کے مالک ہوئے جو دونون مین مساوی مشترک ہی یا ایک نے خرید کر دوسرے کے ہاتھ
فروخت کر دیا تو زید حانث ہوا- اور اگر کسی نے کہا کہ مین نہین مالک ہوا الا پچاس درم کا یعنی زکوۃ مجھپر کیون نہین ہی
کہ مین دوسو درم کا مالک نہین رہا ہون حالانکہ وہ فقط دس ہی درم کا مالک ہوا ہی تو حانث نہوگا اور اگر وہ پچاس
درم کے ساتھ دس دینار کا یا سوائم کا یا اور کسی تجارتی چیز کا مالک ہوا تو حانث ہوگا اور اگر پچاس درم کے ساتھ غیر تجارتی
اسباب کا یا خدمت کے واسطے غلامون کا یا رہنے کے دار وغیرہ کا مالک ہوا ہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف کے
موافق اسکی مراد یہ ہی کہ وہ کسی مال کا مالک نہین ہوا ہی الا پچاس درم کا اور مطلق لفظ مال راجع بجانب مال زکوۃ ہوتا ہی یہ
وجیز کردری مین ہی- ایک نے قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ خریدونگا تو اسمین سونے و چاندی کے پتر اور ڈھلی ہوئی
چیزین برتن و زیور وغیرہ و درم و دینار سب داخل ہین یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسمین
درم و دینار داخل نہونگے اور اگر چاندی کی انگوٹھی خریدی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تلوار جسپر چاندی کا
حلیہ ہی خریدی تو بھی حانث ہوگا اور مشایخ نے سونے و چاندی کے ماسوا ان دونون کے نہین ہی جبکہ سونا و
چاندی تلوار یا پیٹی مین ہو تو اسکو تلوار کے ساتھ خریدا ہی اگر اسکا ثمن سونا و چاندی ہی اور اگر اسکا ثمن گیہون وغیرہ
ہون تو حانث نہوگا- ایک نے قسم کھائی کہ لوہا نہ خریدونگا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق اسمین لوہا اور لوہے کی
بنائی ہوئی چیز و ہتھیار سب داخل ہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسمین وہ چیزین داخل ہونگی جنکا فروخت کرنے والا
حداد کہلاتا ہی اور اسمین ہتھیار داخل نہونگے جیسے تلوار اور چھرا اور خود و زرہ وغیرہ اور نیز اسمین سوئی اور سوجا بھی داخل
نہوگا اور مشایخ نے فرمایا کہ ہمارے دیار کے عرف کے موافق کیلین و قفل بھی داخل نہونگے قال المترجم ہمارے عرف
کے موافق حانث ہوگا واللہ اعلم- اور پیتل و کانسہ بمنزلہ لوہے کے ہی- اور اگر قسم کھائی کہ پیتل یا تانبا نہ خریدونگا
تو اسمین خود یہ چیز اور اس سے بنائی ہوئی چیزین اور پیسے امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق داخل ہونگے اور امام
محمد رح نے فرمایا کہ پیسے داخل نہونگے- اور اگر قسم کھائی کہ لوہے کے عوض نہ خریدونگا پھر ایک دروازہ خریدا بعوض اسقدر
لوہے کے کہ جو مقدار مین اس لوہے سے کم ہی جو دروازہ مین ہی تو نوادر مین مذکور ہی کہ یہ جائز نہین ہی اور اگر
بعوض اسقدر لوہے کے خریدا جو اس لوہے سے جو دروازہ مین ہی زیادہ ہی تو بیع جائز ہوگی اور وہ اپنی قسم مین
حانث ہوگا- ایک نے قسم کھائی کہ نگینہ نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی جسمین نگینہ ہی خریدی تو حانث ہو جائیگا اگرچہ نگینہ
کی قیمت حلقہ سے کم ہو- ایک نے قسم کھائی کہ یاقوت نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ یاقوت کا ہی تو
حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ آبگینہ نہ خریدونگا پھر چاندی کی انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ آبگینہ کا ہی پس اگر نگینہ کے
دام اسکے حلقہ کے دام سے زائد نہون تو حانث نہ ہوگا اور اگر زائد ہون تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین
ہی- اور اگر قسم کھائی کہ ساکھو کا دروازہ نہ خریدونگا پھر ایک دار خریدا یعنے جسمین چہار دیواری موجود ہی اور
اسکا دروازہ ساکھو کا ہی تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی- **فصل** اگر قسم کھائی کہ اس عورت کو اپنے نکاح مین
نہ لونگا پھر بطور فاسد اس سے نکاح کیا اور فساد نکاح خواہ اسوجہ سے تھا کہ بغیر گواہون کے تھا یا عورت کسی

دوسرے کی طلاق یا موت کی عدت مین تھی یا مثل اسکے اور کوئی وجہ تھی تو حالف حانث نہوگا یہ سراج وہاج مین ہی ایک نے قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو حالانکہ اُسنے ایسا کیا ہی خواہ بنکاح صحیح یا بنکاح فاسد تو حانث ہوگا اور یہ استحسان ہی اور اگر اُس نے یہ نیت کی کہ بنکاح صحیح زمانہ ماضی مین کسی عورت سے نکاح نہین کیا ہی تو قضاءً و دیانةً دونون طرح اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ اس صورت مین حالف کے حق مین تخفیف ہی اور اگر نکاح فاسد کی زمانہ مستقبل مین نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ یہ امر جو اُس نے نیت کیا ہی اُسکی عبارت کا مدلول مجاز ہی ولیکن چونکہ اُسکے حق مین تغلیظ ہی لہذا اُسکا قول قبول ہوگا اور نکاح جائز سے بھی حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر حالف کا نکاح کسی فضولی نے کر دیا پس اگر قسم سے پہلے فضولی کا عقد قرار پایا پھر حالف نے بعد قسم کے اجازت دیدی خواہ بقول اجازت دی یا بفعل تو وہ حانث نہوگا اور اگر فضولی نے بعد اسکی قسم کے عقد قرار دیا تو حالف حانث نہوگا جبتک کہ اجازت نہ دے اور جب اجازت دیدی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے بقول اجازت دی مثلاً کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی تو وہ حانث ہوا اور یہی مختار ہی اور اگر بفعل اجازت دی مثلاً مہر بھیجدیا یا مثل اسکے کوئی امر کیا تو ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اکثر مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوے ہی اور اگر حالف کا نکاح بعد قسم کے فضولی نے بطور فاسد کر دیا پھر حالف نے بقول یا بالفعل اُسکی اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور قسم منحل نہوگی حتی کہ اگر اسکے بعد بطور جائز نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ اور اسی طرح اگر حالف نے کسیکو وکیل کیا کہ نکاح کرا دے پس وکیل نے بطور فاسد کسی عورت سے نکاح کرا دیا تو موکل حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نکرونگا پھر حالف پر نکاح کرنے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اُسنے نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو پر تین طلاق کی اس شرط پر کہ اس دختر صغیرہ کا نکاح کر دے پھر حالف کی موجودگی مین کسی فضولی نے اُسکا نکاح کر دیا اور حالف خاموش ہی اور شوہر نے قبول کر لیا پھر حالف نے یعنی دختر کے باپ نے اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنی باندی کے نکاح کی بابت اسطرح قسم کھائی تو اس صورت مین یہی حکم ہی۔ اور تجرید مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت سے بواسطہ فضولی کے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر قسم کھائی کہ اس عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر عورت مذکورہ راضی ہوئی یعنی نکاح فضولی کی اجازت دی تو وہ حانث نہوگا۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے نفس کو کسی کے نکاح مین نہ دونگی پھر کسی فضولی نے بدون اسکی اجازت کے یا وکیل نے اسکی اجازت سے اسکو کسی مرد کے نکاح مین دیدیا پھر اُسنے اجازت دیدی یا باکرہ تھی کہ اُسکے ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس یہ خاموش رہی تو حانث ہوگی اور یہ روایت مخالف روایت متقدمہ ہی [یعنی نکاح فضولی کی ۱۲] یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر باکرہ عورت نے قسم کھائی کہ کسی کو اجازت نہ دونگی کہ وہ میرا نکاح کر دے پھر ایک مرد نے اسکا نکاح کر دیا اور اسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش رہی تو اسکی کوئی روایت امام محمدؒ سے نہین ہی ہان مرد کے حق مین روایت موجود ہی کہ اگر کسی مرد نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہ دونگا پھر غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر سکوت کیا تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے دونون مسئلون مین روایت ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔

مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے تزویج کے بارہ مین اجازت نہ دونگی حالانکہ یہ عورت باکرہ ہی پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا اور یہ خاموش رہی تو نکاح پورا ہو گیا اور یہ حانث نہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی رضاعی بہن سے یا اور کسی ایسی عورت سے جسکے ساتھ اُسکا نکاح کبھی حلال نہین ہی اور یہ شخص اُسکو جانتا ہی یون کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس عورت سے نکاح کیا تو حانث ہو گیا یہ جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا پھر مجنون ہو گیا پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث نہوگا۔ اور تجرید مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ نکاح نکرونگا پھر معتوہ ہو گیا پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ عورتون سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف مین تو یہ صورت ایسی ظاہر ہی کہ بزبان عربی قولہ لا اتزوج النساء اور نساء جمع ہی اسپر الف لام محتمل استغراق ہی جیسے لفظ عورتون سے استغراق مراد ہو سکتا ہی لہذا ذکر کر دیا کہ یہان جنس مراد ہی فتامل۔ ایک نے قسم کھائی کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کرونگا جسکا شوہر تھا پھر اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکی قسم اس عورت کے سواے اور عورتون کی طرف منصرف ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا الا چار درم پر پھر اُسنے چار ہی درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر قاضی نے عورت کا مہر پورے دس درم کر دیے تو وہ حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بعد عقد کے خود اُسکا مہر بڑھا دیا تو بھی حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایک دینار سے زیادہ پر نکاح نہ کرونگا پھر چاندی کے عوض نکاح کیا جو ازراہ قیمت ایک دینار سے زیادہ ہی مثلاً سو درم نقرہ پر نکاح کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم ینبغی ان یکون الجواب علی قول الامام واما علی قولہا ففی عرفنا ینبغی ان یحنث واللہ اعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ بنت فلان سے نکاح نہ کرونگا پھر فلان مذکور کے ایک دوسری دختر پیدا ہوئی پھر اس سے نکاح کر لیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی دخترون مین سے کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا یا فلان کی کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا تو امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت مین حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ فتاوے مین لکھا ہی کہ زید نے کہا کہ واللہ اس دار کے رہنے والون مین سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا یا عمرو کی دخترون مین سے نکاح نہ کرونگا حالانکہ دار مذکور مین کوئی نہین رہتا ہی پھر اسمین کوئی لوگ آکر رہے یا عمرو کی ایک دختر پیدا ہوئی پھر دار مذکور کی کسی عورت سے یا عمرو کی اس دختر سے نکاح کیا تو حانث نہوگا ولیکن یہ امام محمد رح کا قول ہی اور مختار یہ ہی کہ حانث ہوگا اور یہ شیخین رح کا قول ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اہل کوفہ مین سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک کوفی عورت سے نکاح کیا جو اُسکی قسم کے روز پیدا نہین ہوئی تھی بلکہ بعد پیدا ہوئی ہی تو بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نژاد فلان سے کوئی عورت اپنے نکاح مین نہ لونگا پھر اُسکی دختر کی دختر سے نکاح کیا تو حانث ہوا اور اگر اس صورت مین یہ لفظ کہا ہو کہ اہل بیت فلان سے یعنی فلان کے گھر سے تو نواسی کو نکاح مین لانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسکے پسر کی دختر سے نکاح کرے یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم اگر اسکا مدار عرف پر ہو تو حکم باعتبار عرف کے مختلف ہوگا والظاہر انہ لیس کذلک فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ زنان اہل کوفہ یا بصرہ سے نکاح مین نہ لاؤنگا پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو بصرہ مین پیدا ہوئی اور اُسنے کوفہ مین نشوونما پایا

اور وہین توطن اختیار کیا ہو تو امام اعظم رح کے قول مین حانث ہوگا اسواسطے کہ ایسا قول مولود پر کہا جاتا ہی
یعنی ایسے مقام پر کہتے ہین کہ جہان یہ مراد ہوتی ہی کہ فلان جگہہ کی پیدائش ہو اور یہی مختار ہی اسواسطے کہ معتبر اسمین
پیدائش ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک نے قسم کہائی کہ لاتیزوج امراۃ بالکوفۃ یعنی کوفہ مین کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا
پھر اُسنے کوفہ مین ایک عورت سے نکاح کیا بدون اجازت اُس عورت کے یعنی کسی فضولی نے اُسکے ساتھ اس
عورت کا نکاح کردیا اور یہ عورت بصرہ مین ہی پس اُسنے خبر پہونچنے پر بصرہ مین اس نکاح کی اجازت دیدی تو
یہ شخص اپنی قسم مین حانث ہوا اگرچہ نکاح کا پورا ہونا اجازت پر ہی اور اجازت بصرہ مین پائی گئی ہی یہ محیط مین ہی
اور اگر قسم کہائی کہ روے زمین پر عورت سے نکاح نکرونگا اور اُس نے ایک خاص عورت کی نیت کی ہی تو
فیما بینہ وبین اللہ تعالی اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے کوفیہ یا بصریہ عورت کی نیت کی ہو تو
دیانۃً یا قضاءً کسی طرح اُسکی تصدیق نہوگی اور اسی طرح اگر کالی یا اندھی کی نیت کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہی
کہ بالکل تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے عربیہ یا حبشیہ عورت کی نیت کا دعوی کیا تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی
یہ ظہیریہ مین ہی- ایک غلام نے قسم کہائی کہ کسی عورت سے نکاح نکرونگا پھر مولی نے کسی عورت سے اسکا نکاح کردیا
درحالیکہ غلام اُس سے ناخوش تھا تو حانث نہوگا اور اگر مولی نے غلام پر اکراہ کیا کہ غلام نے مجبوری کسی عورت سے
نکاح کرلیا تو حانث ہوگا اور یہ ظاہر الروایہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اور اگر کسی نے قسم کہائی کہ اپنے
غلام کا نکاح نکرونگا پھر اُسکے سواے کسی اور نے اُس غلام کا نکاح کردیا پھر مولی نے زبان سے اجازت
دیدی تو حانث ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک نے قسم کہائی کہ پوشیدہ نکاح کرونگا پس اگر اُسنے دو
گواہون کو گواہ کیا تو یہ پوشیدہ ہی اور اگر تین گواہون کو گواہ کیا تو یہ علانیہ ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر قسم
کہائی کہ یہ مکان کرایہ پر نہ دونگا حالانکہ قبل قسم کے اسکو کرایہ پر دے چکا ہی پس اسکو اسی حال پر چھوڑدیا اور ہر ماہ
اسکا کرایہ وصول کرتا رہا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے متاجر سے مہینہ کا کرایہ مانگا اور ہنوز وہ اسمین تہیں رہا ہی-
تو جب متاجر اسکو دیدیگا تو وہ حانث ہوجائیگا اور اگر وہ کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو پس اسکو اسی حال
پر چھوڑدیا تو حانث نہوگا- شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کہائی کہ لاتیجر مع فلان یعنی فلان کے
ساتھ اتجار نہ کرونگا پھر فلان مذکور اُسکے پاس اپنا غلام لایا اور اسکو اجارہ پر مقرر کیا تا کہ غلام مذکور کو فلان پیشہ
سکھلاوے اور اُس نے قبول کیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی- زید نے قسم کہائی کہ عمرو سے فلان
حق سے جسکا عمرو اسپر دعوے کرتا ہی صلح نہ کرونگا پھر زید نے خالد کو وکیل کیا پس خالد نے عمرو سے صلح کی تو امام
محمد رح کے نزدیک زید حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین کچھ عہدہ نہین ہوتا ہی اور امام ابو یوسف سے دو روایتین
ہین اور عمداً خون کی صلح مین وکیل کی صلح سے موکل حانث ہوگا اور اگر قسم کہائی کہ فلان سے خصومت نہ کرونگا پھر
فلان کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شمس
الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ زید نے نشہ کی حالت مین کوئی چیز عمرو کو ہبہ کردی اور قسم کہائی کہ اپنی
ہبہ سے رجوع نہ کرونگا اور نہ اس سے واپس لونگا پھر عمرو نے یہ چیز خالد کو ہبہ کردی پھر زید نے خالد سے یہ چیز لے لی تو
شیخ نے فرمایا کہ زید حانث نہوگا یہ محیط مین ہی- اگر قسم کہائی کہ فلان کو کچھ چیز ہبہ نکرونگا پھر اگر اسکو ہبہ کی اور اُسنے

قبول نہ کی یا قبول کی مگر اسپر قبضہ نہ کیا تو ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حانث ہوگا اور اسی طرح اگر ہبہ غیر مقسوم کیا تو بھی ہمارے نزدیک حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عمری دیا یا نحلہ دیا یا ایلچی کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجا یا کسی دوسرے کو حکم کیا کہ اسنے فلان مذکور کو ہبہ کر دیا تو بھی حانث ہوگا اور ہبہ نہ کرنے کی قسم مین صدقہ دینے سے ہمارے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ہبہ نہ کرونگا پھر عاریت دی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صدقہ نہ دونگا یا قرض نہ دونگا پھر فلان مذکور کو صدقہ دیا یا قرض دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا تو یہ شخص اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگونگا پھر قرض مانگا مگر فلان نے اسکو قرض نہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنا غلام ہبہ نہ دونگا پھر اُس غلام کو دوسرے نے بغیر اسکی اجازت کے ہبہ کر دیا پھر اُس نے اجازت دیدی تو حانث ہوگیا جیسے غیر کو ہبہ کرنے کا دکیل کرنے مین حانث ہوتا ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہبہ نہ دونگا پھر اسکو عوض پر ہبہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اور نے اُسکے غلام کو بدون اسکی اجازت کے مکاتب کیا پھر اُسنے اُسکی کتابت کی اجازت دیدی تو حانث ہوا جیسے مکاتب کرنے کے لیے وکیل کرنے مین حانث ہوتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی فتاوی مین ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کچھ مستعار نہ لونگا پھر فلان مذکور نے اسکو اپنے گھوڑے پر اپنی رولیت مین سوار کر لیا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کندی کرنے مین کام نکرونگا پھر فلان کے اس کام مین شریک کے ساتھ کندی کا کام کیا تو حانث ہوا اور اگر فلان کے غلام ماذون کے ساتھ کام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس شہر مین شرکت نکرونگا پھر دونون اس شہر سے نکلے اور باہر دونون نے شرکت کا عقد قرار دیا پھر دونون داخل ہوئے اور شرکت مین کام کیا پس اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اسکے ساتھ قرار نہ دونگا تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ فلان کی شرکت مین کام نہ کرونگا تو حانث ہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک نے دوسرے کو مضاربت کا مال یا کہ اُس سے مضاربت کرے تو یہ اور اول دونون یکسان ہین یعنی قسم مین اُسکی نیت جیسی ہوگی اسی تفصیل سے حکم ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشارکت نکرونگا پھر اسکو اپنے پسر صغیر کے مال مین شریک کیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے مشارکت نکرونگا پھر زید نے خالد کو مال بضاعت دیا اور حکم کیا کہ اپنی رائے سے کام کرے پھر خالد نے اس مال مین عمرو کو شریک کر لیا تو زید حانث ہوگا۔ ایک نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے شریک کیا تو حلال اللہ تعالیٰ مجھپر حرام ہی پھر دونون کی رائے مین آیا کہ باہم شرکت کرین تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکے واسطے یہ صورت نکلتی ہی کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بیٹا بالغ ہو تو قسم کھانے والا مال کو اپنے اس بیٹے کو مضاربت پر دے اور اس بیٹے کے واسطے نفع مین سے بہت خفیف حصہ قرار دے اور اپنے بیٹے کو اجازت دیدے کہ اس تجارت مین اپنی رائے سے عمل کرے پھر یہ پسر اپنے چچا سے مشارکت کرلے پھر جب اُسنے ایسا کیا تو پسر کے واسطے جسقدر شرط کیا گیا ہی وہ ہوگا اور جو کچھ بچے گا وہ آدھون آدھ اُسکے باپ و چچا کے درمیان مشترک ہوگا اور وہ حانث نہوگا اور اگر بجائے پسر کے کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ہروی کپڑا نہ لونگا پھر اس سے ایک ہروی تھیلی لی جسمین ایک ہروی کپڑا ہی جسکو

اُسنے تھیلی کے اندر کھوٹ پیس دیا ہو اور یہ شخص اُس سے واقف نہ تھا تو قضاءً حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ
فلان سے درم نہ لونگا پھر اُسنے حالف کو پیسے ایک تھیلی مین بھر کر دیے اور اُنکے درمیان ایک درم ڈالدیا ہو
پس حالف نے اُن پیسون پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ درم ہونے کو نہین جانتا تھا تو قضاءً حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی
اور اگر حالف نے اس سے ایک قفیز آٹا لیا جسمین درم بھی ہی اور یہ آگاہ نہوا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر اُس سے کوئی
کپڑا اسلیے لیا جسمین درم بندھے ہوے ہین اور اُسکو معلوم نہوا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ قسم کھائی ہو کہ فلان سے
درم بطور ہبہ نہ لونگا تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا خواہ اسکو معلوم ہوا ہو کہ اسمین درم ہی یا نہ معلوم ہوا ہو اور اگر
قسم کھائی ہو کہ فلان سے درم بطور ودیعت کے نہ لونگا اور ان صورتون مین جو ہم نے بیان کی ہین کوئی درم لیا تو یہ
بمنزلہ ہبہ کے ہی اور اسی طرح اگر صدقہ کا لفظ کہا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی
کہ کوئی کفالت نکرونگا پھر اُسنے آزاد یا غلام کی کفالت نفس یا کپڑے یا چوپایہ کی کفالت یا درک بیع کی کفالت
کی تو وہ حانث ہوگا یہ مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کسی آدمی کی طرف سے کسی چیز کی کفالت نہ کرونگا پھر کسی
شخص کے نفس کی کفالت کی یعنی جب تو مانگے گا مین ضامن ہون کہ مین اسکو حاضر کرونگا تو حانث نہوگا قال المترجم
یہ حکم زبان عربی مین اسطرح قسم کھانے مین ظاہر ہی یعنی کہا کہ لا اکفل عن انسان لشیٔ اور وجہ یہ ہی کہ کفالت بصلہ عن
کفالت مالی ہی مین مستعمل ہوتا ہی چنانچہ ظہیریہ مین مذکور ہی اور ہماری زبان مین بھی باعتبار متبادر کے امید ہی کہ یہی
حکم ہو واللہ تعالیٰ اعلم فلیتأمل فیہ۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کفالت نہ کرونگا پھر سواے فلان کے دوسرے
کے واسطے کفالت کی اور جن درمون کی ضمانت کی ہی وہ اصل مین اُسی فلان کے ہین تو حانث نہوگا اور اسی طرح
اگر فلان مذکور کے غلام کے واسطے کفالت کر لی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی حالانکہ یہ دراہم
اصل مین کسی اور کے ہین فلان کے نہین ہین تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نکرونگا
پھر اسکی طرف سے ضمانت کر لی تو حانث ہوا اور اگر لفظ کفالت سے یہ نیت کی ہو کہ کفالت نہ کرونگا یعنی مین کفیل
ہون یہ نہ کرونگا ولیکن ضمانت کرونگا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اپنے
منہ سے جو لفظ نکالا ہی اُسکے حقیقی معنے کی نیت کی ہی ولیکن اُسنے ضمانت وکفالت مین فرق کی نیت کی ہی اور
یہ خلاف ظاہر ہی پس قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی طرف سے کفالت نکرونگا
پس فلان نے اس حالف پر کسی کو اپنے مال کی جو فلان کا اس حالف پر آتا ہی اُترائی کر دی یعنی حوالہ کر دیا تو یہ
حانث نہوگا بشرطیکہ محتال لہ کا محیل پر کچھ قرضہ نہو اور اگر محتال لہ کا محیل پر قرضہ ہو تو حالف اس حوالہ کے قبول
کرنے سے کفیل ہو جائیگا پس حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے واسطے قرضہ مذکور کا ضامن ہو گیا تو بھی یہی
حکم ہی اور اگر محتال لہ کا محیل پر مال ہو اور محیل کا محتال علیہ پر کچھ مال نہو تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر
قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پھر اُسکے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کر لی تو حانث ہوگا اور
اسی طرح اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی یا حوالہ قبول کر لیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر فلان کے حکم سے اُسکے لیے
کوئی چیز خریدی تو یہ ضمانت نہین ہی اور اگر اُسکے غلام یا وکیل یا مضارب یا شریک مفاوض یا شریک عنان
کے واسطے ضمانت کر لی تو حانث نہوگا۔ اور اگر فلان کے واسطے ضمانت نہ کی مگر کسی دوسرے کے واسطے ضمانت کر لی پھر

ہماری زبان مین حاضر ضامنی ۱۲

دوسرا مر گیا اور فلان مذکور اُسکا وارث ہوا تو قسم کھانے والا حانث نہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی کے واسطے کسی چیز کا ضامن نہونگا پھر ایک شخص کے واسطے ایک دار کے درک کا یا ایک غلام کے درک کا جسکو اُسنے خریدا ہی ضامن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر کسی غائب کے واسطے ضامن ہوا اگر اُسکی طرف سے کسی نے خطاب نہ کیا یعنی رضامندی اُسکی ضمانت پر اور قبول کا کسی نے جواب نہ دیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک حانث نہوا اور یہین امام ابو یوسف رحمہ نے خلاف کیا ہی اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے خطاب کیا اور قبول کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اسی طرح اگر غلام مجور نے قسم کھائی کہ کسی کی ضمانت نہ کرونگا پھر بدون اجازت اپنے مولے کے ضمانت کی تو حانث ہوا یہ ظہیریہ مین ہی

نوان باب حج و روزہ مین قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر قسم کھائی کہ حج و نماز نکرونگا تو یہ قسم حج صحیح پر ہوگی نہ حج فاسد پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ حج نہ کرونگا یا عربی مین کہا کہ لا احج حجۃ پھر اُسنے حج کا احرام باندھا تو حانث نہوگا یہان تک کہ وقوف عرفہ ادا کرے اسکو ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا ہی اور بشر نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہی کہ حانث نہ ہوگا یہان تک کہ طواف زیارت مین سے زیادہ ادا کردے یعنی سات پھیرون مین سے تین سے زیادہ پھیرے تب حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرہ نہ کرونگا یا لا اعتمر عمرۃ پھر احرام عمرہ باندھا تو حانث نہوگا یہان تک کہ کم سے کم طواف کے چار پھیرے پھرے اسکو بشر نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کیا ہی یہ محیط مین ہی منتقی مین ابن سماعہ رحمہ کی روایت سے امام محمد رحمہ سے مروی ہی کہ ایک نے کہا کہ واللہ حج نکرونگا یہان تک کہ عمرہ ادا کرون پھر اُسنے عمرہ و حج کا احرام باندھا اور دونون کے افعال پورے ادا کیے تو وہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اُس نے حج سے پہلے عمرہ ادا کر دیا پس قسم مین سچے ہونے کی شرط پائی گئی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے امسال حج نہ کیا تو تو آزاد ہی پھر اُس شخص نے کہا کہ مین نے حج ادا کیا اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے امسال کوفہ مین قربانی کی ہی تو گواہی قبول نہ ہوگی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا یہ تبیین مین ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب ہی پیدل جانا طرف مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا طرف مسجد اقصی کے تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب پیدل جانا طرف بیت اللہ کے حالانکہ اسکی نیت مین بیت المقدس یا کوئی دوسری مسجد ہی تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ مجھپر احرام واجب ہی اگر مین نے ایسا فعل کیا پھر اُسنے ایسا فعل کیا کہ وہ حانث ہوا تو اسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اسپر ائمہ کا اتفاق ہی۔ اور اگر کہا کہ مین احرام باندھونگا یا مین محرم ہون یا ہدیے بھیجونگا یا پیدل بجانب بیت اللہ جاؤنگا اگر مین نے ایسا کیا تو اسمین تین صورتین ہین ایجاب و وعدہ و عدم نیت پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ ایسا فعل کرنے کی صورت مین مجھپر یہ واجب ہی یا کچھ نیت نہو تو ان دونون صورتون مین جو اُسنے کہا ہو وہ اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی نیت فقط وعدہ ہی یعنی اگر ایسا کرون تو مین وعدہ کرتا ہون کہ احرام باندھونگا مثلاً تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر نماز فاسد پڑھی مثلاً بغیر طہارت کے نماز پڑھی تو استحساناً حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ نماز فاسد بھی نہ پڑھونگا تو دیانۃً و قضاءً دونون طرح اُسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر اپنی قسم زمانہ ماضی پر معقود کی باین طور کہ کہا کہ اگر مین نے نماز پڑھی ہو تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ نماز فاسد و جائز دونون پر ہوگی اور اگر اُس نے زمانہ ماضی مین خاصۃً صحیح نماز کی نیت کی تو دیانۃً و قضاءً اسکی نیت کی تصدیق ہوگی

یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور قرأت کی اور رکوع کیا تو یہانتک حانث نہوگا اور
اگر اُسکے ساتھ سجدہ کیا پھر قطع کی تو حانث ہوگیا یہ ہدایہ میں ہے۔ سیر امام محمد رح نے یہ نہیں ذکر فرمایا کہ وہ کب
حانث ہوگا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ رکعت میں سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد ہی حانث
ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی ایک نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہان تک دو رکعت پوری پڑھے
یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں ایک نماز نہ پڑھونگا پھر دو رکعتین پڑھین اور بقدر تشہد کے نہ بیٹھا پس
اگر اُسنے اپنی قسم نفل پر معقود کی ہو تو حانث نہوگا اور اگر اپنی قسم فرض پر معقود کی اور وہ نماز دو رکعتی ہے تو بھی یہی حکم ہے
اور اگر یہ فرض چار رکعتی ہے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور یہی اظہر و اشبہ ہے اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور
رکوع اور سجدہ کیا مگر قرأت نہ کی تو بعض نے کہا ہے کہ حانث نہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ
ظہر کی نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد چار رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فجر کی نماز نہ پڑھونگا
تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد دو رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز مغرب نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا
یہان تک کہ بعد تین رکعتون کے تشہد پڑھے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے کہ اگر مین نے ظہر کو امام کے ساتھ
پایا پھر امام کو تشہد میں پایا اور اُسکے پیچھے نیت کر کے داخل ہوگیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جمعہ کو امام کے ساتھ نہ پڑھونگا
پھر اُسنے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور وہ پڑھی پھر امام نے سلام پھیرا اور اُسنے اپنی دوسری رکعت پڑھکر تمام کی تو
حانث نہوگا اور اگر اُسنے امام کے ساتھ شروع تکبیر کہی پھر سو گیا یا اسکو حدث ہوگیا پس وہ وضو کرنے چلا گیا پھر وضو
کر کے آیا اور حال یہ ہے کہ امام سلام پھیر چکا ہے پس اُس نے جہان سے نماز چھوڑی تھی اُسی پر امام کی تبعیت مین
بنا کی تو حانث ہوگا اگرچہ ادا سے نماز مین مقارنت نہین پائی گئی اسواسطے کہ لفظ ساتھ سے یہان حقیقۃً قران
مراد نہین ہوتا ہے بلکہ اسکا امام کا تابع و مقتدی ہونا مراد ہوتا ہے اور اگر اُسنے حقیقۃً قران کی نیت کی ہو تو دیانۃً
فیما بینہ وبین اللہ تعالے اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر اُسنے اس صورت
مین یہ نیت کی ہو کہ بدون مقارنت کے بطور متابعت کے نہ پڑھونگا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین
ہے نوازل مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ سجدہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا پھر نماز یا غیر نماز مین ایسا کیا تو
حانث ہوگا اور فتاوی آہو مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز جماعت سے نہ پڑھونگا پھر کسنے ایک کے پیچھے
اقتدا کی یا ایک کا امام ہوا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسکا مقتدی طفل ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ کسی
کی امامت نہ کرونگا پھر اُس نے تنہا اپنی نماز شروع کی اور نیت کی کہ کسی کی امامت نہ کرونگا پھر چند لوگ آگئے اور
اُنھون نے اُسکے پیچھے اقتدا کی تو قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً جب کہ وہ رکوع و سجدہ کر لے اور اسی طرح اگر حالف
نے بروز جمعہ لوگون کے ساتھ نماز پڑھی اور نیت یہ ہے کہ خود جمعہ پڑھتا ہون تو حالف کا اور ان لوگون کا جمعہ استحساناً جائز
اور حالف قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً اور اگر اُسنے سواے جمعہ کے اور نماز مین نماز شروع کرنے سے پہلے لیسے
گواہ کر لیے ہون کہ مین تنہا اپنے واسطے نماز پڑھتا ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دیانۃً و قضاءً دونون طرح
حانث نہوگا اور اگر اُس نے نماز شروع کر لی پھر اسکو حدث ہوا پس اُسنے ایک شخص کو آگے کر دیا تو حانث ہوا
یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت مین لوگون کی امامت کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکی قسم منصرف بجانب

مطلق نماز ہوگی اور وہ فریضہ و نافلہ ہی اور جنازے کی نماز مطلق نماز مین نہین داخل ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان
کی امامت نہ کرونگا یعنی ایک شخص معین کو کہا پس اُسنے نماز پڑھی اور لوگون کی امامت کی نیت کی پس فلان مذکور
نے بھی اُسکے پیچھے نماز پڑھی تو حالف مذکور حانث ہوگیا اگرچہ اسکو یہ معلوم نہوا ہو یہ فتاوے قاضی خان
مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلان کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا پھر اُسکے پہلو مین کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو حانث ہوگا
اور اگر اُس نے یہ نیت کی کہ حقیقةً پیچھے کھڑے ہوکر نہ پڑھونگا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ
تیرے ساتھ نماز نہ پڑھونگا پھر دونون نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو حانث ہوا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ
تیرے ساتھ اس طور سے کہ ہم دونون کے ساتھ تیسرا نہووے تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ وجیز کردری
مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے روز پانچون نمازین بجماعت پڑھونگا اور اپنی عورت سے جماع کرونگا
دن مین اور غسل نہ کرونگا پس اگر اُس نے یون کیا کہ فجر و ظہر و عصر جماعت سے پڑھکر اپنی عورت سے جماع کیا
پھر بعد غروب آفتاب کے نہا کر مغرب و عشا کو جماعت سے پڑھ لیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکا غسل رات مین
واقع ہوا نہ دن مین یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس
مسجد والون کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا مادام کہ فلان زندہ ہی اسمین نماز پڑھتا ہی پھر فلان مذکور بیمار ہوا کہ تین روز
تک اسمین نماز نہ پڑھی یا تندرست تھا اور اسمین تین روز تک نماز نہ پڑھی پس اگر حالف نے ان لوگون کے ساتھ نماز
پڑھی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر یہ مسجد بڑھائی گئی اور حالف
نے بڑھے ہوئے مقام پر نماز پڑھی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بنی فلان کی مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر اسمین
قلت وفیہ نظر ۱۲
جگہ بڑھائی گئی اور اُسنے بڑھی ہوئی جگہ پر نماز پڑھی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ مین نے
کسی نماز کو اُسکے وقت سے تاخیر نہین کیا ہی حالانکہ ایک دفعہ وہ سوگیا تھا یہانتک کہ نماز کا وقت نکل گیا
پھر اُسکو قضا کیا تو صحیح یہ ہی کہ اگر وقت آنے سے پہلے سو یا تھا اور بعد وقت نکل جانے کے جاگا تو حانث نہوگا
اور اگر وقت آجانے کے بعد سو یا تھا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ نہ سوؤنگا
یہانتک کہ اتنی رکعتین پڑھ لون پھر بیٹھے بیٹھے سوگیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام سے
کہا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو تو آزاد ہی پس غلام نے کہا کہ مین نے نماز پڑھی اور مولی نے انکار کیا تو وہ آزاد نہوگا
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرونگا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے پیشاب کیا پھر وضو
کیا یا پیشاب کیا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے وضو کیا تو وضو ان دونون سے ہوگا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ محیط
مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ کہا کہ واللہ نہ غسل کرونگا اپنی اس عورت سے جنابت سے پھر اس عورت سے جماع کیا
پھر دوسری عورت سے جماع کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو قسم مین حانث ہوا اسواسطے کہ اسکی قسم جماع پر واقع
ہوئی تھی اور اگر اُسنے حقیقةً غسل ہی کی نیت کی ہو تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہی اسواسطے کہ غسل اس عورت سے بھی
واقع ہوا یہ فتاوے کبری مین ہی۔ عورت نے اگر قسم کھائی کہ جنابت سے غسل نہ کرونگی یا حیض سے غسل نہ کرونگی
پھر اُسکے شوہر نے اس سے جماع کیا اور وہ حائضہ ہوئی پھر اُسنے غسل کیا تو یہ غسل دونون سے ہوگا اور وہ
اپنی قسم مین حانث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو غسل نہ دونگا یا فلان کے سر کو نہ دھوؤنگا پھر بعد

عورت کے اُسکو غسل دیا تو حانث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ حرام سے غسل نکرونگا تو یہ جماع پر واقع ہوگی
یعنے جماع نکرونگا بطور عرف کے ۱۲
چنانچہ اگر اُسنے اجنبیہ عورت سے بطور حرام جماع کیا اور غسل نہ کیا یا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اجنبیہ عورت سے معانقہ
کیا کہ اسکو انزال ہوگیا پس اُسنے غسل کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ قال المترجم یہ عرف پر مبنی ہے فافہم۔ اور اگر
قسم کھائی کہ اپنی عورت سے قربت نہ کرونگا پھر چت لیٹ گیا اور عورت نے اُسپر آکر اپنی حاجت روائی کی تو حدود
النوازل میں مذکور ہے کہ وہ حانث ہوگا حتی کہ اگر دونوں اجنبی ہوں تو دونوں پر حد زنا واجب ہوگی اور اسی پر
فتوی ہے ہاں اگر وہ سوتا ہو پس عورت نے ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلانہ عورت
سے جماع نہ کرونگا یا اسکا بوسہ نہ لونگا تو یہ قسم زندگی بھر پر واقع ہوگی نہ موت کے بعد یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عربی
میں کہا کہ ان باضعتک او جامعتک فعبدی حر یعنے اگر میں نے تجھ سے مباضعت کی یا مجامعت کی تو میرا غلام آزاد ہے
تو یہ قسم فرج میں جماع کرنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ان اتیتک یعنی اگر میں تیرے پاس آیا تو یہ جماع پر واقع
ہوگی بشرطیکہ اسکی نیت ہو پس اگر اُسنے جماع کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر زیارت کی نیت کی تو صحیح ہے پس اگر اُسنے
زیارت کی نیت کی ہو پھر عورت سے وطی کی تو حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر جماع کی نیت کی ہو پھر زیارت کی تو
حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو حاکم بن نصیر بن مہرویہ سے منقول ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر عورت کے
پاس اُسکے دیکھنے کو آیا اور اس سے جماع نہ کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے جماع بھی کیا تو حانث ہوگا اور
اگر کہا کہ ان اصبتک یعنی میں تجھ تک پہونچا تو بدون نیت کے یہ قسم جماع پر واقع نہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت ہو تو اُسکا
حکم اُسی پر ہوگا جیسے حاکم سے منقول ہوا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں آج کے روز
یا ایک روز ایک روزہ نہ رکھونگا پھر صبح کو روزہ دار اُٹھا پھر اسکو توڑ ڈالا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ لا اصوم
روزہ نہ رہونگا پھر اُسنے ایسا کیا تو حانث ہوگا یہ جامع کبیر میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف میں متبادر اس سے
یہی ہے کہ تمام دن صائم نہ رہونگا پس امید ہے کہ تھوڑی دیر صائم رہنے سے حانث نہو واللہ اعلم۔ امام محمد رح نے
فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر لازم ہے کہ میں اُس روز روزہ رکھوں جسمیں کہ فلاں سفر سے
آوے پھر فلاں مذکور ایسے روز آیا کہ جس دن یہ شخص کچھ کھا چکا تھا یا بعد زوال کے آیا تو حالف
پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ البتہ روزہ رہونگا میں جس روز کہ فلاں سفر سے آویگا
پھر فلاں اسکے کھانے اور زوال سے پہلے آیا تھا پس اگر اُس نے اُس روز روزہ رکھا تو اسپر کفارہ لازم
نہ آویگا اور اگر اس روز صائم نہ رہا تو کفارہ قسم لازم آویگا اور درصورتیکہ فلاں ایسے وقت آیا کہ یہ کھا چکا تھا تو
بہرحال اسپر کفارہ قسم لازم آجائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی روز بعد کھانے کے یا بعد زوال
شمس کے کہا کہ واللہ میں آج کے روز روزہ رہونگا تو باقی روز کھانے و پینے و جماع کرنے سے باز رہنے سے
قسم میں سچا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کو رات کی طرف مضاف کیا اور کہا کہ واللہ اس رات روزہ رہونگا تو اس
رات محض اسی طور سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم
کھائی کہ لا اصومن حینا یعنے واللہ تا حین روزہ رکھونگا پس اگر اُس نے حین سے کسی قدر مدت معلومہ کی نیت کی ہو
تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو چھ مہینے پر واقع ہوگی اور تقدیر یہ ہوگی کہ واللہ چھ مہینہ

روزہ رکھونگا اسی طرح اگر اُسنے لیصومن الحین سے یعنے حین کو بالف و لام ذکر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر یون کہا کہ ان صمت حینا فکذا یعنے اگر روزہ رکھا مین نے تا حین تو چنین و چنان یا ان صمت الحین بالف و لام پس اگر کوئی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی ورنہ چھ مہینہ پر واقع ہوگی پس جب تک چھ مہینے روزے نرکھے گا تب تک حانث نہ ہوگا جیسے اسطرح کہنے مین ہوتا ہی کہ اگر مین چھ مہینے روزے رکھون تو ایسا ہی اور واضح رہے کہ یہ ضرور نہین ہی کہ انھین چھ مہینے پر ہو جو متصل قسم ہین بلکہ جب کبھی چھ مہینے روزے رکھے گا حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ ان صمت زمانا او الزمان اگر روزے رکھے مین نے تا زمانہ پس اگر اُس نے کچھ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر نیت نہو تو حین اور زمان کا ایک ہی حکم ہی ایسا ہی جامع صغیر مین مذکور ہی کہ حین و زمان کا حکم یکسان ہی اور جامع کبیر مین لکھا ہی کہ اگر اُسنے دو مہینہ یا اس سے زیادہ چھ مہینے تک نیت کی تو قسم اسکی نیت پر ہوگی اور جو جامع کبیر مین ذکر فرمایا ہی وہی صحیح ہی کیونکہ اہل لغت نے اجماع کیا ہی کہ زمانہ دو مہینے سے چھ مہینہ تک ہوتا ہی اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو قسم چھ مہینے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ عمرا یعنی تا عمر تو یہ مثل حین و زمان کے ہی اسکو قدوری نے ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ للہ علی صوم العمر یعنے اللہ کے واسطے مجھپر عمر بھر کا روزہ واجب ہی اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو ہمیشہ عمر بھر روزہ رکھنے پر قسم ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ ان صمت الابد او ان صمت الدہر فکذا یعنے اگر روزہ رکھا مین نے ہمیشہ یا روزہ رکھا مین نے دہر بھر تو ایسا ہی تو اسطرح حانث ہوگا کہ اپنی تمام عمر روزہ رکھے بایں طور کہ کسی روز افطار نہ کرے اور اگر کسی روز افطار کر لیا تو اپنی قسم مین بار رہا اور اگر کسی روز بھی افطار نہ کیا یہان تک کہ مرگیا تو اپنی حیات کے آخر جزو مین حانث ہوگا پس اگر جزائے قسم مذکور کسی غلام کی آزادی ہو تو اُسکے تہائی مال سے اسکی آزادی معتبر ہوگی اور اگر کہا کہ ان صمت ابدا بدون الف و لام کے تو ایک ساعت کے صوم سے حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت دہرا فعبدی حر پس اگر کسی قدر وقت معلوم کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون کہ دہر کیا ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے اپنی عمر مین چھ مہینہ مجتمع یا متفرق روزے رکھے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر تا موت اس نے چھ مہینے روزے نہ رکھے ہون تو حانث نہین ہوا اور اگر اُسنے یون کہا کہ ان صمت ازمنۃ او دہورا او احیانا فکذا یعنے اگر مین نے روزے رکھے تا زمانہا یا دہرہا یا حینہا تو ان مین سے ہر ایک سے تین پر واقع ہوگی یعنے جملہ اٹھارہ مہینہ پر لیکن روزے مین استیعاب شرط ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت الشہر یعنے اس مہینہ روزہ رکھے تو جب تک پورا مہینہ روزہ نہ رکھے تب تک حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ایک مہینہ روزے رکھے تو میرا غلام آزاد ہی تو قسم ایک مہینہ روزے پر ہوگی خواہ متفرق رکھے یا پے در پے اور وہی مہینہ متعین نہ ہوگا جو قسم سے متصل ہی پس اگر ایک مہینہ روزے رکھنے سے پہلے مرگیا تو حانث ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت صوم شہر یعنے اگر مین نے ایک مہینہ روزہ ترک کیا تو یہ قسم اس مہینہ کی طرف راجع ہوگی جو اُسکی قسم سے متصل ہی اور اگر قبل اس مہینہ کے گذرنے کے اُسنے ایک روز یا ایک ساعت روزہ رکھ لیا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا مہینہ روزہ ترک نہ کرے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت صوم شہر باضافت یا اسنے یون کہا کہ ان

صحت شہر آ گیا یعنے اگر ترک کیا مین نے روزہ ایک ماہ کا یا روزہ رکھا مین نے ایک مہینہ تو یہ قسم اسکے تمام پر واقع ہوگی کہ اپنی تمام عمر مین ایک مہینہ روزہ ترک کرے یا مہینہ بھر روزہ رکھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ روزہ رکھ میری طرف سے ایک روز اور تو آزاد ہی یا نماز پڑھ میری طرف سے دو رکعت اور تو آزاد ہی تو غلام آزاد ہو گیا خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور اگر کہا کہ حج کر میری طرف سے ایک حج اور تو آزاد ہی تو جب تک اسکی طرف سے حج نکرے آزاد نہوگا اور دونون مین فرق یہ ہی کہ حج مین نیابت جاری ہوتی ہی اور نماز و روزہ مین نیابت نہین جاری ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ روزے ماہ رمضان کے کوفہ مین نہ رکھونگا تو اسکی قسم ماہ رمضان کے پورے روزے کوفہ مین رکھنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُس نے ایک روزہ کوفہ مین رکھا پھر وہان سے باہر چلا گیا یا کوفہ مین بیمار پڑا رہا کوئی روزہ نہ رکھا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوفہ مین افطار نہ کرونگا تو اسکی قسم کوفہ مین بروز فطر کے ہونے پر واقع ہوگی پس اگر بروز فطر کوفہ مین ہوگا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسنے کچھ کھایا و پیا نہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہی کہ اگر اُسنے رات سے یوم فطر کے روزے کی نیت کی ہو اور کچھ نہ کھایا پس آیا حانث ہوگا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ ہر گاہ مراد افطار سے دخول در یوم الفطر تھا اور وہ پایا گیا تو واجب ہی کہ وہ حانث ہو جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس افطار نہ کرونگا تو حقیقۃً اُسکے پاس افطار کرنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُس نے اپنے گھر افطار کر لیا پھر فلان شخص کے پاس عشا کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ رمضان کا چاند کوفہ مین نہ دیکھونگا تو اسکی قسم روایت ہلال کے وقت کوفہ مین ہونے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسوقت کوفہ مین ہو تو حانث ہوگا اگرچہ اُسنے اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو الا آنکہ وہ مسئلہ افطار و رویتہ ہلال مین اپنے لفظ کو مطلق رکھے باین طور کہ افطار نہ کرونگا یا ہلال رمضان نہ دیکھونگا یعنے بدون اضافت کے تو ایسی صورت مین اُسکی قسم حقیقۃً افطار اور حقیقۃً چاند دیکھنے پر واقع ہوگی اور نیز اگر اُسنے مطلق لفظ نہونے کی صورت مین باوجود اضافت کے اپنی نیت یہ کی ہو کہ کوفہ مین کسی چیز سے کھانے و پینے کی افطار نہ کرونگا حقیقۃً یا کوفہ مین اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھونگا تو دونون مسئلون مین اُسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی لیکن فرق یہ ہی کہ اگر چاند دیکھنے کے مسئلہ مین اُسنے حقیقۃً آنکھ سے چاند دیکھنے کی نیت کی تو قضاءً و دیانۃً دونون طرح سے اُسکی نیت کی تصدیق کیجائیگی بخلاف فطر کے کہ اگر اُسنے حقیقۃً افطار کی نیت کی تو دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی مگر قاضی اُسکی تصدیق نہ کریگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر وہ چاند نکلنے کے وقت کوفہ مین تھا لیکن اُسکو معلوم نہ تھا پس آیا حانث ہوگا یا نہوگا تو بعض نے کہا ہان بعض نے نہین۔ اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے امسال کوفہ مین قربانی کی پھر دسوین ذی الحجہ کو وہ کوفہ مین تھا مگر اُسنے قربانی نہین کی تو حانث نہوگا اور اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ اُسوقت یعنی بروز قربانی کوفہ مین موجود ہو تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم اُسکی نیت پر ہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ عورت نے اپنے شوہر کو لونڈے بازی کی ملامت کی پس شوہر نے قسم کھائی کہ لا اتی حراما یعنی حرام نہ کرونگا تو بوسہ لینے و چھونے سے اگرچہ بشہوت ہو حانث نہوگا اور فرج کے سوا دوسری جگہ جماع کرنے سے حانث ہوگا اور اگر لونڈے یا عورت سے لواطت کی تو فتوی

اسیر ہی کہ وہ حانث نہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ زنا نہ کرونگا پھر لواطت کی تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری میں ہی ایمان القدوری
مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے وطی حرام نہ کرونگا پھر اپنی عورت سے حالت حیض مین یا ایسی حالت مین کہ اس سے
ظہار کیا تھا وطی کر لی تو حانث نہ ہوگا الا آنکہ اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ واللہ کہ حرام نکردم
اور مراد یہ لی کہ مین نے زنا کو حرام نہین کیا ہی بلکہ زنا کو حرام کرنے والا وہی اللہ عزوجل ہی کہ اُسی نے زنا کو حرام
کر دیا ہی حالانکہ عورت مذکورہ نے زنا کیا ہی تو وہ حانثہ نہوگی اور اگر کوئی مرد ایسی قسم کھانے والا ہو اور اُس سے
اللہ تعالیٰ کی ایسی قسم کھائی تو اسمین بھی یہی حکم ہی اور اگر اُس نے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایسی قسم کھائی تو دیانۃً اسکی
تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ مرتکب حرام نہونگا تو یہ قسم زنا پر ہوگی اور اگر قسم کھانے
والا خصی یا مجبوب ہی تو یہ قسم حرام بوسہ یا اسکے مثل پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی

دسوان باب - کپڑے پہنے پوشش و زیور وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے
تیرے کاتے سوت سے پہنا تو وہ ہدی ہی پھر عورت نے اس مرد کی مملوکہ روئی سے جو وقت قسم کے اسکی ملک تھی
سوت کاتا جسکا کپڑا وغیرہ اُسنے پہنا تو یہ بالاتفاق ہدی ہوگا اور اگر اس مرد کی ملک روئی یا کتان نہو یا ہو مگر عورت
نے اُس سے نہ کاتا بلکہ ایسی روئی سے کاتا جسکو مرد مذکور نے بعد قسم کے خریدا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ ہدی
ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور ہدی کے معنی یہ ہین کہ وہ مکہ مین صدقہ کر دیا جاوے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ
غزل فلانہ سے نہ پہنونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر ایک کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ کے کاتے سوت سے بنا گیا ہی تو اپنی قسم
مین حانث ہوگا اور اگر اُس نے عین سوت کی نیت کی ہو تو کپڑا پہننے سے حانث نہوگا اور در صورتیکہ کچھ نیت نہین
ہی اگر خالی سوت پہن لیا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے
کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت کے سوت سے بُنا گیا ہی تو حانث نہوگا اگرچہ
دوسری عورت کا سوت اسمین سو آٹھ حصہ ہو وے خواہ ان دونون کا سوت مختلط ہو یا ہر ایک کا سوت الگ الگ
ایک ایک طرف ہو اور یہ ایسا ہی جیسے قسم کھائی کہ فلان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلان مذکور و دوسرے کے
درمیان مشترک ہی تو حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بنے ہوئے سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان نے
کسی دوسرے کے ساتھ بنا ہی تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ کپڑا فلان کی بنائی کا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان
نے دوسرے کے ساتھ بنا ہی پس اگر ایسا کپڑا ہو کہ اسکو ایک ہی بنتا ہی مگر اسکو دو نے بنا تو حانث نہوگا اور اگر
ایسا ہی کہ اسکو دو ہی بنتے ہین تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر فلانہ کے سوت کا کپڑا پہنا
اور اسمین دوسری عورت کا کاتا ہوا سوت ملا ہوا ہی تو حانث ہوگا اگرچہ فلانہ کا سوت کاتا ہوا اسمین مثلاً ایک ہی تار ہو
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ نسج فلان سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اُسکے غلامون کی بنائی
کا کپڑا پہنا پس اگر فلان مذکور اپنے ہاتھ سے بننے کا کام کرتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر نہ کرتا ہو تو حانث ہوگا یہ الیضاح
مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کوئی کپڑا غزل فلان سے نہ پہنونگا پھر ایک کپڑا جو فلان کے سوت و روئی سے بنا ہوا
جو وقت قسم کے اسکی ملک مین تھی پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اسوقت اسکی ملک مین نہ تھی جسکا کپڑا پہنا تو بھی
امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا

پہنا جو فلانہ کے سوت کاتے ہوئے سے سیا گیا ہو تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ایسا کپڑا پہنا جسمین فلانہ کے سوت کا سلک ہو تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکے سوت کا ازار بند ہوا تو امام ابو یوسف رہ کے قول مین حانث ہوگا اور امام محمد رہ کے قول مین حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اگر تکمہ یا گھنڈی اُسکے سوت سے ہو تو پہننے کی قسم مین حانث نہوگا اور اگر لبنہ اُسکے سوت کا ہو تو حانث نہوگا اور یہی حکم زلق کا بھی بعض کے نزدیک ہو اور نیز رقعہ کا جسکو فارسی مین سیان بتن کہتے ہین بعض کے نزدیک یہی حکم ہو جبکہ اسکی عورت کے سوت سے ہو اور امام محمد رہ سے مروی ہو کہ حانث ہوگا اور جبکہ رقعہ مین حانث ہوگا تو لبنہ وزلق مین بھی حانث ہوگا اور یہی حکم اس رقعہ کا ہوگا جو جیب پر ہوتا ہو اور اگر اُسنے ایک پارہ اُسکے سوت سے بقدر دو بالشت کے لیکر اپنی ستر عورت پر رکھا تو حانث نہوگا اور اگر اس عورت کے سوت سے بنی ہوئی ٹوپی یا شبکہ جسکو فارسی مین کلوتہ کہتے ہین پہنی تو حانث ہوگا اور یہی حکم جوراب کا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے بنا ہوا کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اسمین سے تھوڑا قطع کیا پھر اسکو پہنا پس اگر یہ اسقدر ہو کہ ازار یا چادر کے برابر ہو تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور اسکو قطع کر کے سراویل بنا کر پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگی پھر اُسنے خمار یا مقنعہ پہنا تو حانث نہوگی جبکہ یہ بقدر ازار کے نہ پہونچتا ہو اور اگر اسقدر ہوتا ہو تو حانث ہوگی اگرچہ اس سے ستر عورت نہ ہو سکتا ہو اور اسی طرح اگر حالف نے عمامہ پہنا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکے پیچ لپیٹے کہ وہ قدر ازار یا ردا کے ہو جاوے یا اسقدر ہو جاوے کہ اس سے قمیص یا سراویل قطع کیا جا سکتا ہو تو حانث ہوگا یہ ایضاح مین ہو۔ اور اگر اُسنے کپڑا نہین کہا تھا پھر عورت مذکورہ کے سوت سے عمامہ باندھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت سے نہ پہنونگا پھر کپڑا ناف کے نیچے تک پہونچایا اور ہنوز اپنے دونون ہاتھ آستینون مین داخل نہ کیے اور اسکے پانون ہنوز اُسکے لفافہ کے نیچے ہین تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ پائجامہ یا موزے نہ پہنونگا پھر اپنی ایک ٹانگ سراویل مین داخل کی یا ایک پانون موزے مین داخل کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا پھر سوتے مین اُسکے اوپر ڈالدیا گیا اور سوتے ہی مین اُسکے اوپر سے اُتار لیا گیا تو فقیہ بلخی رح نے فرمایا کہ وہ حانث نہ ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ قیاس ہو اور ہم اسی کو لیتے ہین اور اگر سوتے مین اُسکے اوپر ڈالدیا گیا پھر جب وہ سوتے سے ہوشیار ہوا تو اُسنے اُتار پھینکا تو بھی حانث نہوگا اور اگر چھوڑ دیا کہ وہ اسکے اوپر پڑا رہا تو حانث ہوگا اور اگر نیند سے ہوشیار رہنے کے بعد اُسکے اوپر ڈال دیا گیا تو حانث ہوگا خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ایسا ہی شیخ ابو نصر رح نے فرمایا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت دونون کے سوت سے ایک کپڑا بنا گیا لیکن دوسری عورت کا سوت اس تھان کے اول مین ہو یا آخر مین ہو پس اُسی مقام سے اُسکا سوت کاٹ کر الگ کر دیا گیا یعنی کپڑا الگ ہو گیا پھر اُسنے باقی کپڑا جو خالص فلانہ کے سوت کا ہو پہنا پس اگر وہ اسقدر ہو کہ مقدار ازار یا چادر کو پہونچتا ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسقدر نہ پہونچتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر اسکی سراویل قطع کر کے پہنی تو حانث ہوگا اور اگر یہی کپڑا قبل اسکے کہ اسمین سے دوسری عورت کا کپڑا قطع کر دیا جاوے پہنا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ کے غزل کا کپڑا نہ پہنونگا پھر اس عورت کے غزل سے بنی ہوئی کملی اوڑھی تو حانث ہوگا اگرچہ صوف

کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگا تو اُسکی قسم ہر ایسے کپڑے پر واقع ہوگی کہ ستر عورت کو چھپاتا ہی اور اس سے نماز جائز ہوتی ہی حتے کہ اگر ٹاٹ یا بساط یا طنفسہ اوڑھ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کسا خز یا طیلسان اوڑھی تو حانث ہوگا اسواسطے یہ بھی انمین سے ہی کہ پہنی جاتی ہین اور اسی طرح اگر پوستین پہنی تو بھی حانث ہوگا اور اگر ٹوپی اوڑھی تو حانث نہوگا کذا فی المحیط اور یہی حکم کھال و بور یا و موزے و جورب کا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر بعینہ کسی کپڑے کی نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اسمین سے نصف سے زائد پہنا تو حانث ہوا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ سراویل نہ پہنونگا پھر کسی دراز قد آدمی کا لباس پہنا جو اسپر سراویل ہوگیا اور یہ کپڑا اسراویل کی تراش پر ہی تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ثیاب نہ پہنونگا پھر سراویل پست قد آدمی کی پہنی جو اسپر ثیاب ہوگئی تو حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ جو کپڑا ستر عورت کے لائق نہین ہوتا ہی وہ ثوب نہین کہلاتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنونگا پھر بے آستینون کی قمیص پہنی اور وقت قسم کے اسکی کچھ نیت نہین ہی تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ملتقط مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا پھر زبردستی وہ پہنایا گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکے اُتارنے پر قادر ہوا مگر نہ اُتارا تو حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنونگا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہی اور گریبان سے سر نکلنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا سراویل یا قمیص یا چادر پھر اُسنے سراویل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر انمین سے کسی چیز کا عمامہ باندھا تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ قمیص یا یہ سراویل یا یہ چادر نہ پہنونگا تو چاہیے جس طور سے پہنے حانث ہوگا اگرچہ چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنایا یا غسل کرنے مین قمیص کو سر سے باندھا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ عمامہ نہ پہنونگا پھر اسکو اپنے کندھے پر ڈالا تو بھی حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دو قمیص نہ پہنونگا پھر ایک قمیص پہنکر اُتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حانث نہ ہوگا یہان تک کہ وہ دونون کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ واللہ ان دونون قمیصون کو نہ پہنونگا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری پہنی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین قسم اسکے عین پر واقع ہوئی پس اسمین اعتبار اسم کا کیا گیا نہ موافق عادت کے پہننے کا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانے کو نہ پہناؤنگا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت دیا یا اسکی موت کے بعد اسکو کفن دیا تو حانث نہوگا الا اس صورت مین کہ پہنانے سے اُس نے ستر پوشی کی نیت کی ہو نہ مالک کر دینے کی۔ قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا یہان تک کہ مجھکو فلان اجازت دے پھر فلان مرگیا تو قسم ساقط ہوگئی۔ اور اگر کہا کہ الا آنکہ فلان مجھکو اجازت دے پھر فلان نے اسکو ایک مرتبہ اجازت دیدی تو یہ قسم منتہی ہوگئی یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کے غزل سے نہ پہنونگا پھر ایسی قبا پہنی جسکا ابرہ اسکی جورو کے غزل کا ہی اور استر دوسری عورت کے کاتے سوت کا ہی تو حانث ہوا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو کپڑا نہ پہناؤنگا پھر فلان کو درم دیئے اور اُسنے کپڑا خرید کر پہن لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو پہننے کا کپڑا بھیجا تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دونگا تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنونگا تو یہ قسم خالص کپڑون

ثیاب پر واقع ہوگی اور اگر اُسنے سیاہ ٹوپی یا موزے یا جوتے پہنے یا پوستین سیاہ پہنی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ سیاہ سے کچھ نہ پہنونگا تو ٹوپی سیاہ و موزے سیاہ وغیرہ و سیاہ پوستین وغیرہ سے حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ حریر نہ پہنونگا پھر مضمن پہنا تو بانے کا اعتبار ہی نہ تانے کا۔ اور اگر قسم کھائی کہ روئی نہ پہنونگا تو روئی کا کپڑا پہنے سے حانث ہوگا اور اگر قبا پہنی جسکا بانا سوت روئی کا نہین ہی اور اندر روئی بھری ہی تو حانث ہوگا الا آنکہ اسکی نیت ہو کذا فے الایضاح قال المترجم ہمارے نزدیک عین روئی پر واقع ہونا اور روئی کی بھری ہوئی قبا پہننے سے حانث ہونا اظہر ہی واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ ابریشم نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا کہ جسکا بانا خز ہی اور تانا ابریشم ہی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کتان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر کتان و روئی کا ملا ہوا کپڑا پہنا تو حانث نہوگا خواہ کتان کا تانا ہو یا بانا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ابریشم کا کپڑا نہ پہنونگا پھر روئی اور ابریشم کا پہنا پس اگر ابریشم پود ہو یعنے بانا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز نہ پہنونگا پھر خالص خز کا کپڑا پہنا یا ایسا کپڑا کہ اسکا تار ابریشم یا روئی کا تھا اور پود خز کا تھا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز کا کپڑا جسکا سوت فلانہ عورت کا کاتا ہو نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکا تانا ابریشم کا اور پود خز کا فلانہ مذکورہ کا کاتا ہوا تھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طیلسان صوف نہ پہنونگا پھر ایسی طیلسان اوڑھی جسکا لحمہ یعنی بانا صوف کا اور تانا ابریشم یا روئی کا تھا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور طیلسان مشابہ اور کپڑون کے نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی منتقی مین بروایت ہشام کے امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اس کپڑے کی دو قمیص قطع کراؤنگا پھر اسکی ایک ہی قمیص قطع کرائی اور سلائی پھر اُدھیڑ کر دوبارہ سلائی تو فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو قمیص سلاؤنگا تو اس صورت مین حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس سے دو قمیصین قطع کراؤنگا پھر ایک ہی قطع کرا کر سلائی پھر اُدھیڑ کر اسکی دوسری تراش کی قمیص قطع کرائی تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک قمیص پر قسم کھائی کہ اس سے قبا و سراویل قطع کراؤنگا پھر اس سے قبا قطع کرائی اور اسکو پہنا یا نہ پہنا پھر اُس قبا کی سراویل قطع کرائی تو وہ اپنی قسم مین اُسی وقت حانث ہو گیا جب اُسنے فقط قمیص ہی قطع کرائی تھی اور زیادات مین لکھا ہی کہ قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے اس کپڑے کی قبا و سراویل نہ بنائی اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اس سب کی فقط قبا ہی بنا کر سلائی پھر قبا کو نقض کر کے اسکی سراویل سلوائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکی مراد یہ ہو کہ یہ جیسا موجود ہی اسمین سے بعض کی قبا بعض کی سراویل بناؤنگا تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قمیص کو نہ پہنونگا پھر اسکو اُدھیڑ کر دوبارہ قمیص سلوا کر پہنی تو قدوری نے ذکر کیا کہ حانث ہوگا اور ایسا ہی نوادر مین مذکور ہی اور یہی قبا و جبہ کا حکم ہی اسواسطے کہ سلائی اُدھیڑ دینے سے قبا و جبہ کا نام نہین مٹتا ہی بلکہ کہا جاتا ہی کہ اُدھیڑی ہوئی قمیص ہی۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس کشتی پر سوار نہونگا پھر وہ توڑ دی گئی اور تختے الگ کر دیے گئے پھر ان تختون سے کشتی بنائی گئی اور اسمین وہ سوار ہوا تو نوادر مین مذکور ہی کہ وہ حانث ہوگا اور جامع مین مذکور ہی کہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ بعینہ وہی قبا و قمیص و کشتی نہو جائیگی الا اسی ساخت سے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ جبہ نہ پہنونگا اور اسمین حشو بھرا ہوا ہی پھر اُسنے یہ حشو نکلوا کر اسمین دوسرا حشو بھر ایا اور اسکو پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر جبہ استر دار ہی پس اُس نے استر نکلوا ڈالا اور دوسرا استر لگایا پھر پہنا تو حانث ہوگا اسواسطے

کہ حشو و استر دور کرنے اور پرد لنے سے جبہ کا نام نہ مٹے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر آہین جو بھرا تھا وہ نکال ڈالا اور پھر اسپر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہو گا اسواسطے کہ جس فراش پر سویا جاتا ہے وہ بدون حشو کے نہین ہوتا ہے قال المترجم ہذا فی عرفہم واما فی عرفنا فیکون حانثاً۔ اور اگر اُسکا بھراؤ نکال کر خواہ صوف ہو یا روئی وغیرہ اس بھراؤ پر سویا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خالی بھراؤ کو فراش نہین کہتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے ایک عورت نے قسم کھائی کہ یہ مقنعہ نہ پہنونگی پھر اس سے غازیون کا نشان بنایا گیا پھر نشان سے الگ کر کے اسی عورت کو واپس دیا گیا پھر اُسنے اُس سے مقنعہ بنایا تو وہ حانث ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ جامع مین مذکور ہے کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ یہ ملحفہ نہ پہنونگی پھر اسکے دونون جانب سی دیے گئے اور درع کر دی گئی اور اُسکے گریبان اور آستینین کر دی گئین پھر اُسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی اور اگر اسکی دونون جانب جو ملا کر سی گئی تھی سیون توڑ دی گئی اور پھر دو آستینین اور گریبان اس سے نکال ڈالا گیا پھر اُسنے اُسکو پہنا تو حانث ہوگی اسواسطے کہ اسم ملحفہ کسی دوسرے سبب جدید سے نہین بلکہ اول ہی سے قائم تھا پھر عود کر آیا اور یہ بخلاف اسکے ہے کہ ملحفہ قطع کر کے اسکی قمیص سلائی گئی پھر سلائی اور ترکیب وغیرہ توڑ دی گئی اور ٹکڑے اس طرح جوڑ دیے گئے کہ پھر وہ ملحفہ ہوگئی اور اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی۔ قدوری مین ہے کہ اگر سمین ایک شقہ خز پر قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنونگا پھر وہ توڑ دی گئی اور کاتی گئی اور دوسرا شقہ کر دی گئی پھر اسکو پہنا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بساط پر نہ بیٹھونگا پھر اسکی دونون جانب ملا کر سلائی گئی اور خرج بنائے گئے پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا پھر اگر سیون توڑ کر بساط کر دیا گیا تو اسپر بیٹھنے سے حانث ہوگا اور اگر بیچ سے قطع کر کے دو خرج کر دیے گئے پھر انکی سیون توڑ کر بیچ قطع کیا سیا گیا اور بساط کر دیا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ اسم بساط اسپر بولا جاتا ہے اور اس نام نے عود کیا ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ ہر دو خرج ایسے ہون کہ اگر دونون الگ کر دیے جاوین تو ہر ایک کو تنہا بساط نہ کہ سکتے ہون اور اگر ہر ایک انہین سے بساط کہا جا سکتا ہو تو جب دونون کو اُدھیڑ کر ایک کو دوسرے مین سی دیا اور اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھونگا تو جب ہی حانث ہوگا کہ خالی زمین پر بیٹھے کہ اسکے اور زمین کے درمیان سوا اسکے کپڑون کے کچھ نہو اور اگر اسکے اور زمین کے درمیان چٹائی یا بوریا یا کرسی یا فرش وغیرہ ہوگا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس چٹائی یا اس بچھونے یا اس فرش پر نہ بیٹھونگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اُسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر سویا تو حانث ہوگا یہ بحرالرائق مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسپر چادر یا پلنگ پوش بچھا دیا گیا تو سونے سے حانث ہوگا اور یہ بلا اجماع ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس تخت پر یا اس دکان پر نہ بیٹھونگا یا اس چھت پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر ایک مصلی یا بچھونا یا فرش بچھا دیا گیا پھر اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا اور اگر تخت پر دوسرا تخت بچھا دیا گیا یا دُکان پر دوسری دُکان یا چھت پر دوسری چھت بنا دی گئی اور اسپر بیٹھا یا سویا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگا اور اگر موتی کی لڑی غیر مرصع پہنی تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک حانث ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر وہ مرصع ہو تو بالاتفاق

حانث ہوگا اور زر جدو زمرد کی لڑی غیر مرصع مین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور صاحبین رح کا قول ہمارے عرف دیار سے اقرب ہی پس صاحبین رح ہی کے قول پر فتوے دیا جائیگا اسواسطے کہ بدون مرصع کرنے کے اسکے زیور پہنا ہمارے دیار مین عادت ہی اور اگر خلخال یا دبلوچ یا کنگن پہنے تو حانث ہوگا خواہ سونے کے ہون یا چاندی کے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگی پھر چاندی کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگی اور یہ ظاہر الروایہ ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہی کہ یہ انگوٹھی مردون کی انگوٹھیون کی ساخت پر بنی ہوئی ہو اور اگر عورتون کی انگوٹھیون کی ساخت پر ہو کہ اسکا نگینہ ہو تو حانث ہوگی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور بادشاہون کا تاج زیور نہیں ہی اور عورتون کا تاج زیور ہی اور کنگن اور کنٹھا زیور ہی یہ تمرتاشی مین ہی عورت نے قسم کھائی کہ ملعب نہ پہنونگی پھر اُسنے لالک پہنا تو کہا گیا ہی کہ اگر لالک کو عرف و عادت مین ملعب بولتے ہین تو حانث ہونا اُسکے ذمہ لازم ہوگا ورنہ نہین یہ محیط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر اُسنے تلوار محلی یا مفضض لٹکا باندھا تو حانث نہوگا اور یہ قسم عورتون کے زیور پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ درع نہ پہنونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُس نے لوہے کی درع یا عورت کی درع پہنی تو حانث ہوگا اور اگر اُس نے ان دونون مین سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری پہننے سے حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ہتھیار نہ پہنونگا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ڈھال لٹکائی تو حانث نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر فارسی مین قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزون سے حانث ہوگا پس اگر لوہے کی زرہ پہنی تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ لباس مین اصل یہ ہی کہ ثوب کا لفظ ازار سے کم کو شامل نہین ہی و سلاح کا لفظ زرہ و تلوار و کمان کو شامل ہی نہ چھری اور بیلے بنے ہوئے لوہے کو یہ عتابیہ مین ہی واللہ تعالی اعلم مترجم کہتا ہی کہ اس فصل مین اس زبان اُردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے مین حکم ہی جو اوپر مذکور ہوا ہی ہان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضعیف کے جزو مفرد درباب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالی وہو حسبی ونعم الوکیل ومنہ الاستعانۃ والتوفیق۔

گیارھوان باب۔ ضرب وقتل وغیرہ کی قسم کے بیان مین۔ قال المترجم ضرب جان سے مار ڈالنے سے کم جسکو مارنا کہتے ہین اور قتل مار ڈالنا فاحفظہ۔ اگر قسم کھائی کہ فلان مرد کو نہ مارونگا پھر اُسکے مرجانے کے بعد اسکو مارا تو حانث نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو حکم کیا کہ اُسنے اس غلام کو مارا تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میری یہ نیت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسا نہ کرونگا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور حانث نہوگا اور اگر کسی آزاد کے نہ مارنے پر قسم کھائی پھر ایک شخص دیگر کو حکم کیا جسنے اسکو مارا تو حانث نہوگا الا آنکہ قسم کھانے والا سلطان یا قاضی ہو یعنی جو خود اپنے ہاتھ سے نہین مارا کرتا ہی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے فرزند کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو حکم کیا جسنے اسکو مارا تو باپ حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو سو کوڑے مارونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اسکو سو کوڑے ہلکے ہلکے مارے تو قسم مین سچا ہوگیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اسکو ایسی مار سے مارا ہو کہ اس سے کچھ الم اسکو ہوا ہو اور اگر ایسی مار ماری کہ اُسکو کچھ الم نہ ہوا تو سچا نہ ہوگا اور اگر

دو شاخہ کوڑے سے پچاس کوڑے اسکو مارے اور ہر بار کی مار مین دونون شاخین اُسکے بدن پر پڑی تھین
تو قسم مین سچا ہوگیا اور اگر ان سب کوڑون کو یکجا جمع کر کے سب سے ایک چوٹ یا چوٹین انکے عرض سے ماردین
تو قسم مین سچا نہ ہو جائیگا اور اگر انکے سرون سے مارا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے مارنے سے پہلے انکے سرے
برابر کر دیے ہون کہ چوٹ مارنے سے ہر ایک کوڑے کا سرا اسکے بدن پر پہونچتا ہو تو وہ اپنی قسم مین سچا
ہو جائیگا اور اگر بعض کوڑا دوسرے کے درمیان گھس گیا ہو تو اُسی قدر مین سچا ہوگا جتنے اُسکے بدن پر
پہونچے اور جتنے ایک دوسرے کے اندر گھس رہے ہین انکی بابت سچا نہ ہوگا اور عامہ مشائخ اسی پر ہین اور
اسی پر فتوی ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک نے اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ اپنی دختر صغیرہ کو بیس سوٹے ماروں گا تو یہ کرے
کہ اس صغیرہ کو بیس پنجیان مار دے یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے کہا کہ واللہ اگر مین نے فلان کو پکڑا تو اسکو سو
کوڑے مارونگا پھر اسکو پکڑا اور ایک کوڑا یا دو کوڑے مارے تو فرمایا کہ فی الحال حانث نہوگا یہ قسم ہمیشہ کے
واسطے ہی کہ اگر تا آخر موت سب سو مارے تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا
پھر اُسکے چٹکی کاٹی یا دانت سے کاٹا یا گلا گھونٹ دیا یا بال پکڑ کر کھینچے کہ جس سے کہ اُسکو اذیت ہوئی تو اپنی قسم مین
حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ ایسی حرکتین اُسنے ملاعبت مین نہ کی ہون اور اگر ملاعبت مین ایسا
کیا تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہی اور اسی طرح اگر اُسکے منہ پر اپنے سر سے ٹکر ماری کہ اُسکے خون نکل آیا اگر ملاعبت
مین ایسا کیا تو حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ قسم عربی زبان مین ہوا اور اگر فارسی مین ہو تو ان سب
صورتون مین حانث نہوگا اور صحیح یہ ہی کہ اگر بطور غضب کے ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے بال اُکھاڑ لیے تو اسمین اختلاف
ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر غصہ مین ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکو دفع کیا یعنی دھکا دیا باین طور کہ اُسکے تن کو کچھ تکلیف
نہ پہونچی تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر عربی نے فارسی مین قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہ ماردنگا تو
اُس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے اس سے کیا مراد لی ہی پس اگر اُسنے ضرب مراد لی ہو گویا ضرب کی جگہ زدن کہدیا ہی تو
ایسا ہی ہی جیسے عربی مین قسم کھانے کا حکم ہی اور اگر وہ مراد لی جو فارسی مراد لیتا ہی تو ایسا ہی جیسے فارسی مین
قسم کھانے کا حکم ہی اور اگر معلوم نہ ہوا تو اسوقت جس زبان مین قسم کھائی ہی اُسکے موافق حکم دیا جائیگا اور اسی طرح
اگر فارسی نے عربی مین قسم کھائی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی قال المترجم اردو زبان کا حکم موافق
فارسی کے ہی نہ عربی کے واللہ تعالی اعلم - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے مارا تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کی
باندی کو مارا جسمین اُسکے چوٹ لگ گئی تو مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ وہ حانث ہوگیا اور ایسا ہی شیخ ظہیر الدین
مرغینانی فتوے دیا کرتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اور ایسا ہی بقالی نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہی
اور یہی اظہر و اشبہ ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا پھر اُس نے اپنا کپڑا جھاڑا کہ وہ عورت کی آنکھ مین
لگا جس سے اسکے درد ہوا تو فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ وہ حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک نے اپنی
عورت سے کہا کہ ان لم اضربک حتی اترکک لا حیۃ ولا میتۃ فعبدی حر یعنے عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے یہان تک
نہ مارون کہ تجھے ڈال دون نہ زندہ نہ مردہ تو میرا غلام آزاد ہی تو امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہی کہ یہ قسم اُسپر
ہوگی کہ اسکو سخت دردناک مارنا مارے پس اگر ایسا کیا تو اپنی قسم مین سچا رہا - ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو

کوڑون سے یہان تک مارونگا کہ مرجاوے یا قتل ہوجاوے تو یہ مارنے کا مبالغہ ہی یعنی بہت مارونگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہان تک اُسکو مارونگا کہ بیہوش ہوجاوے یا موت مارنے یا رووے یا دُہائی دے تو جب تک یہ امور حقیقۃً نہ پائے جاوین تب تک قسم مین سچا نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکو تلوار سے یہان تک مارونگا کہ مرجاوے تو جب تک مر نہ جاوے تب تک قسم مین سچا نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ قال المترجم پس قسم مین جھوٹا ہوجاوے ورنہ سخت گنہگار رہوگا الا آنکہ جہاد مین کفار کو اس طرح مارنے کی قسم کھائی ہو فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ مین ضرور تجھے تلوار سے مارونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اسکو تلوار کے عرض سے مارا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر اُسکی نیت دھار سے مارنے کی ہو تو دھار سے مارنے پر قسم ہوگی اور اگر اسکو نیام سے مارا تو اپنی قسم مین سچا نہوا اور اگر نیام تلوار اُسکی دھار سے کٹ گیا ہو کہ دھار نکل آئی اور اسکو جسکے مارنے کی قسم کھائی ہی زخمی کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو تیر سے نہ مارونگا پھر اسکو تیر کے بینٹ سے مارا تو حانث نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین تجھے کوڑے یا تلوار سے نہ مارونگا پھر اسکو کوڑے یا تلوار سے مارا پھر دعوے کیا کہ مین نے اس کوڑے و تلوار کے سوا دوسرے کوڑے کی نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسنے وہ معنی مراد لیے ہین جو اسکے کلام سے نکلتے ہین اور حقیقت حال اسکی اللہ عز وجل کے درمیان ہی کہ وہی عالم الغیب ہی یہ محیط سرخسی مین ہی منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے سو کوڑے نہ مارے تو تو آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ اسقدر کوڑے اسکو مارے غلام مرگیا تو آزاد مرا اور نیز امام محمد رح سے مروی ہی کہ البتہ فلان کو آج پچاس مارونگا اور اُسکی نیت مین ایک معین کوڑا ہی پھر اس کوڑے کے سوا دوسرے کوڑے سے پچاس اسکو مار دیے اور وقت گذر گیا تو فرمایا کہ جس کوڑے سے مارے اپنی قسم سے نکل گیا اور اُسکی نیت باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کوڑے سے مارنے کی قسم کھائی پھر اُسکو کپڑے مین لپیٹ کر اس سے مارا تو قسم مین سچا ہوگا قسم کھائی کہ اس چھُری کے پھل سے یا اس نیزہ کے پھل سے اُسکو نہ مارونگا پھر یہ پھل نکال کر دوسرا پھل اُسپر چڑھایا اور اُس سے مارا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بال نہ چھوونگا پھر اُسنے سر مُنڈایا اور دوسرے بال نکلے اور انکو چھوا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکے دانت نہ چھوونگا پھر دوسرے دانت جمے جنکو اُسنے چھوا تو حانث ہوا یہ جنیر کردری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان ضربتک الابد او ابداً او الدہر پھر ایک ساعت ایسا کیا تو حانث ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان لم اضربک شہراً فعبدی حر یعنی اگر مین نے تجھے ایک مہینہ نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو جب حانث ہوگا کہ قسم کے وقت سے برابر ایک مہینہ گذرنے تک کبھی اسکو نہ مارے اور اگر اتنی مدت مین کسی ساعت اسکو مارا تو حانث نہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے آج نہ مارا تو تو طالقہ ہی اور چاہا کہ اسکو مارے پس عورت نے کہا کہ اگر تیرا عضو میرے عضو سے چھوا تو میرا غلام آزاد ہی پس مرد نے اسکو ایک لکڑی سے مارا بدون اسکے کہ اپنا ہاتھ عورت کے بدن پر پہونچاوے تو دونون مین کوئی حانث نہوا اور اگر عورت نے یون کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا غلام کسی کے ہاتھ جسپر اسکو اعتماد ہو فروخت کردے پھر شوہر

بیابہر حیلہ عربیہ مین بیان سکتے جب جب بین تلوار وغیرہ ارسطے ہین ۱۲ منہ

اسکو اُسی روز مارے ہلکی مار پس شوہر حانث نہوگا اور عورت کی قسم منحل ہو جائیگی مگر بدون جرار کے پھر جسکے ہاتھ
غلام بیچا ہی اُس سے مول لے لے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر نہ مارا مین نے آج کے روز تیرے فرزند کو
زمین پر حتے کہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو ایسا پھر اسکو بمبالغہ مار ماری تو اصح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ ینابیع مین
ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین مر گیا پس نہ مارا مین نے تجھے تو میرا ہر مملوک آزاد ہی پھر مر گیا اور
اسکو نہ مارا تو غلام و مملوک آزاد نہ ہونگے اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا تو ایسا پھر مارنے سے پہلے مر گیا تو
آخر جزو اجزاے حیات مین حانث ہوا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتی کہ مین مرون
یا درمیان اپنے اور درمیان اُسکے کہ مین مرون تو تو آزاد ہی پھر اسکو نہ مارا حتے کہ مر گیا تو غلام آزاد نہوگا
ایک نے چاہا کہ اپنے فرزند کو مارے پس قسم کھائی کہ مجھکو اُسکے مارنے سے کوئی مانع نہو پھر اسکو ایک دو تھپیان
مارین تھین کہ کسی نے اسکو منع کیا حالانکہ وہ اس سے زیادہ مارنا چاہتا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث ہوا
اسواسطے کہ اسکی مراد یہ ہی کہ دل بھر کے اسکو مارنے تک کوئی مانع نہو پس جب بیچ مین کسی نے منع کیا تو حانث
ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ حتے واسطے انتہاے غایت کے ہوتا ہی پس جہان تک
ممکن ہو اسی معنی پر محمول ہوگا باین طور کہ جو اُسکے ماقبل ہی وہ قابل امتداد ہو اور اُسکا مدخول مقصود اور
موثر در انتہار محلوف علیہ ہو اور اگر یہ متعذر ہو تو حتے محمول بلام سبب ہوگا بشرطیکہ ممکن ہو باین طور کہ انعقاد
قسم ایسے دو فعلون پر ہو کہ ان مین سے ایک اسکی طرف سے اور دوسرا دوسرے کی طرف سے ہو تاکہ ایک فعل
صالح جزاے دیگر ہو اور اگر یہ بھی متعذر ہو تو عطف پر حمل کیا جائیگا۔ اور غایت کے حکم مین سے یہ ہی کہ قسم مین
سچا ہونے کے واسطے اس غایت کا وجود شرط ہی پس اگر قبل غایت کے فعل سے باز رہا تو حانث ہوا۔ اور
لام سبب کے حکم سے یہ ہی کہ جو صالح سبب ہی اسکا وجود شرط ہی نہ وجود مسبب۔ اور حکم عطف سے یہ ہی
کہ سچے ہونے کے واسطے معطوف و معطوف علیہ دونون کا وجود شرط ہی یہ محیط مین ہی۔ قال المترجم یہ مخصوص
بزبان عربی ہی و لم اجد لی مسلکا الی توفیق الالسنۃ فی ذلک الا ان یوفقنی اللہ عز و جل فانہ نعم خیر موفق و معین
ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے فلان کو خبر نہ دی اسکی جو تو نے کیا ہی حتے کہ تجھکو مارے تو میرا غلام
آزاد ہی پھر اسکو خبر دی مگر اُسنے نہ مارا تو یہ اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین تیرے پاس
نہ آیا حتے کہ تو طعام چاشت مجھے کھلاوے یا کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتے کہ تو مجھے مارے تو میرا غلام آزاد
ہی پھر اُسکے پاس آیا مگر اُس نے طعام چاشت نہ کھلایا یا اسکو مارا مگر اُس نے اسکو نہ مارا تو یہ حانث نہوا بلکہ قسم مین
سچا رہا اور اگر کہا کہ اگر مین نے اُسکے ساتھ ساتھ ملازمت نہ کی یہان تک کہ وہ میرا قرضہ ادا کر دے یا اگر مین نے
اسکو نہ مارا حتے کہ رات داخل ہو جاوے یا حتے کہ صبح ہو جاوے یا حتے کہ زید دوگانہ ادا کر لے یا حتی کہ مجھے
منع کرے یا حتے کہ میرا ہاتھ تھک جاوے تو ایسا تو ایسی قسم مین سچے ہونے کی شرط یہ ہی کہ ملازمت و مارنا
اسوقت تک پایا جاوے کہ جب غایت کا وجود متحقق ہوا اور اگر غایت پائی جانے سے پہلے وہ اس فعل سے باز
رہا مثلاً اداے قرضہ سے پہلے اُس نے ملازمت یعنی ساتھ ساتھ رہنا چھوڑ دیا یا امور مذکورہ کے پائے جانے
سے پہلے مارنا چھوڑ دیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ حتے اس مقام پر غایت کے واسطے ہی کیونکہ ملازمت

امر ممتد ہی اور اسی طرح مار بطریق تکرار کے ممتد ہوتی ہی اور اگر اُسنے جزار کی نیت کی ہو تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہو گی مگر قضاءً تصدیق نہ ہو گی اسواسطے کہ اُسنے مجازی معنے مراد لیے ہیں اور اگر دونوں فعل ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں بایں طور کہ کہا کہ اگر میں نہ آیا آج تیرے پاس حتی کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤں یا حتی کہ تجھے ماروں یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتی کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھاوے تو میرا غلام آزاد ہی تو قسم میں سچے ہونے کے واسطے دونوں فعلوں کا پایا جانا شرط ہی یعنی حتی عاطفہ ہو گا کہ اگر اسکے پاس آیا اور طعام چاشت نہ کھایا پھر اسکے بعد بلا تراخی طعام چاشت کھایا تو وہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر بالکل طعام چاشت نہ کھایا تو وہ حانث ہوا اسواسطے کہ کسی غایت پر حمل کرنا متعذر ہی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تجھے مارا تو تو طالقہ ہی پھر اسکو ہتھیلی سے مارا کہ عورت پر اُسکی انگلیاں متفرق واقع ہوئی ہیں تو وہ عورت ایک ہی بار طالقہ ہو گی اور اگر اُسکے دونوں ہاتھوں سے مارا تو دو بار طالقہ ہو گی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملاقی ہوا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہی پھر غلام کو ایک میل سے دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہونچ نہیں سکتا ہی تو حانث نہ ہو گا یہ فتاوے کبری میں ہی۔ اگر میں نے فلاں کو دیکھا تو قسم ہی کہ اسکو مارونگا تو دیکھنا نزدیک و دور دونوں پر ہی اور مارنا جسوقت چاہے الا آنکہ اُسنے یہ مراد لی ہو کہ بفور دیکھنے کے مارونگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے دیکھا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو دیکھا مگر ایسی حالت میں ہی کہ بیماری کی وجہ سے اُٹھنے کی طاقت و مارنے کی قوت نہیں رکھتا ہی تو حانث ہوا یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر زید کی جورو نے ایک باندی کی بابت اُس سے جھگڑا کیا یعنے تو اُس سے وطی کرتا ہی پس زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنا ہاتھ اُسکے سر پر رکھا تو میرا غلام آزاد ہی پھر غصہ کی حالت میں اُسکے سر پر چپت ماری تو حانث نہ ہو گا یہ عتابیہ میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو بہر حق و باطل پر مارونگا اور اُسکی کچھ نیت نہیں ہی تو اُسکے معنی یہ ہیں کہ جب وہ اُس سے حق یا باطل کی شکایت کرے تو اسکو مارے اور اس صورت میں وجود شکایت کی حالت میں مارنا نہیں لیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہو گی اور اگر اُسنے شکایت کی پس اسکو مارا پھر اُسنے اُسی بات میں دوبارہ اُس سے شکایت کی تو دوبارہ اُسپر واجب نہیں ہی کہ اسکو مارے یہ محیط میں ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلاں کو ہزار بار مارونگا تو یہ قسم بہت بار مارنے پر واقع ہو گی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو ہزار بار قتل کرونگا تو یہ قسم شدت قتل پر ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو مارونگا یا فلاں سے کلام کرونگا حالانکہ فلاں مر چکا ہی پس اگر اُسکی موت سے آگاہ نہوا ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہ ہو گا اور اگر اُسکی موت سے آگاہ ہوا تھا تو اُسکی قسم منعقد ہو گی اور اسی وقت حانث ہو گا اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط میں ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا اور میں نے تجھے نہیں مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو یہ قسم اسپر ہو گی کہ قسم کھانے والا محلوف علیہ سے پہلے مارے اور اگر اُسکے بعد مارنے کی نیت کی ہو تو دوسرے کے مارتے ہی اسکو مارنے پر قسم ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ قال المترجم ہمارے نزدیک دوم اظہر ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے جس غلام کو تو نے مارا ہی فلاں وہ آزاد ہی پھر اُسنے ان سب کو مارا تو ان میں سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ میرے جس غلام نے تجھے مارا ہی فلان

تو وہ آزاد ہی پھر سبھون نے اسکو مارا تو سب آزاد ہونگے - پھر مسئلہ اولی مین جب ان سب مین ایک آزاد ہوا تو انہین سے کسی ایک کو عتق کے واسطے پسند کرنے کا اختیار مولی کو ہی کہ جسکو چاہے معین کرے - اور اگر کہا کل عبیدی ضربتہ فہو حر پھر اُس نے سب کو مارا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر اُسنے بعض کو مارا تو بعض ہی آزاد ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ جسکو کہ مارا تو نے میرے غلامون مین سے پس وہ آزاد ہی پھر اُسنے سب کو مارا تو صاحبین کے نزدیک سب آزاد ہو جاوینگے اور امام اعظم رح کے نزدیک سواے ایک کے سب آزاد ہونگے یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی قال المترجم یہ قسم بزبان عربی کی صورت مین ہی کہ من ضربتہ من عبیدی فہو حر و ہمارے نزدیک یہ اور اول یکسان ہی فافہم - اور اگر کہا کہ اگر مارا اس غلام کو کسی نے تو اسکی جورو طالقہ ہی یعنی کہنے والے کی تو یہ قسم سب پر واقع ہو گی یعنے اگر خود حالف نے مارا تو اُسکی جورو طالقہ ہو گی اور اگر کسی نے اسکو مارا تو بھی اُسکی جورو طالقہ ہو گی - اور اگر کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے مارا تو میری جورو طالقہ ہی تو سواے اسکے اور کسی آدمی کے مارنے پر قسم ہو گی - زید نے عمرو کو مارنے کا قصد کیا پس خالد نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو مارا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اُسکے مارنے سے باز رہا پھر اسکے بعد اسکو مارا تو خالد حانث نہ ہوگا اور یہ قسم فی الفور مارنے پر واقع ہو گی یہ سراجیہ مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ اگر مارا مین نے تم دونون کو الا ایک روز یا الا ایک دن مین یا الا ایک روز کہ اسمین مین تم کو مارونگا یا الا روزے یا الا بروزے تو میرا غلام آزاد ہی تو اسکو اختیار ہو گا کہ انکو جس روز چاہے مارے خواہ دونون کو اکٹھا مارے یا متفرق پھر اگر انمین سے ایک کو بروز جمعرات مارا اور دوسرے کو بروز جمعہ تو حانث نہ ہوگا یہان تک کہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہو جاوے اسواسطے کہ اُس نے دونون کو بروز استثنار مارا اسواسطے کہ روز استثنار وہ ہی کہ اُسدن دونون کا مارنا مجتمع ہو گیا اور اگر آفتاب غروب نہ ہوا یہان تک کہ اُسنے عود کر کے پھر اول کو مارا تو حانث نہوگا پھر اگر اسکے بعد ان دونون کو ایک روز مین مارا یا دو روز مین مارا یا اسی کو مارا جسکو بروز جمعہ مارا ہی تو جسوقت مارے اُسی وقت حانث ہوگا اسواسطے کہ اُس نے ان دونون کو روز استثنار کے سواے دوسرے روز مارا کیونکہ اُسنے اول کو بروز جمعرات اور دوسرے کو بروز سنیچر مارا ہی پس دونون کی مار غیر یوم الاستثنار مین پائی گئی اور اگر دونون کو ایک ہی روز مارا تو اسوجہ سے کہ مستثنی روز واحد ہی کہ اسمین دونون کو مارے اور اُس نے دونون کو ایک ہی روز مارا پس مستثنی گذر گیا پس اب جو اسکے سواے ایام ہین وہ غیر مستثنی ہین اور اگر اسکے بعد نہ مارا مگر اسی کو جسکو بروز جمعرات مارا ہی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ تکرار نصف شرط کی ہی - اور اگر کہا کہ اگر مارا مین نے تم دونون کو الا در روزیکہ اسمین مین تم دونون کو مارونگا یا الا روزیکہ اسمین تم دونون کو مارونگا یا الا الیوم اضربکما فیہ پس جسدن دونون کا مارا جانا مجتمع ہو وہی دن مستثنی ہی اور وہ حانث نہوگا اور اگر دونون کو متفرق دنون مین مارا تو وہ حانث ہوگا جب کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور اگر اُس نے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اول کو پھر دوسرے کو مارا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہی روز مستثنی ہو گیا اور اگر اسی کو مارا جسکو اخیر مین مارا ہی تو آفتاب غروب ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کو قتل نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ فلان مذکور مر چکا ہی اور وہ اسکو جانتا ہی تو اسکی قسم منعقد ہو گی کیونکہ یہ متصور ہی پھر فی الحال

حانث ہوگا اسواسطے کہ عادت کے موافق عجز متحقق ہی جیسے مسئلہ صعود السماء۔ اور اگر قسم کھانیوالا اسکی موت سے آگاہ نہ تھا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہوگا جیسے مسئلہ مذکورہ بین ہی مگر فرق اسقدر ہی کہ مسئلہ مذکورہ مین دونون طرح ایکہی حکم ہی چاہے جانتا ہو کہ کوزہ مین پانی نہین ہی یا نجانتا ہو اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو کل قتل کرونگا پھر وہ آج ہی مرگیا تو حانث نہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو قتل کیا یا اسکو چھوا تو میرا غلام آزاد ہی پھر کسی دوسرے کی طرف قصد کیا لیکن ہاتھ خطا کر گیا کہ فلان مذکور قتل ہوگیا یا اسکو چھولیا تو حانث ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر بعد قسم کے اسکو بروز پنجشنبہ اسطرح مارا کہ بروز جمعہ وہ مرگیا تو یہ اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر اسکو بروز جمعہ ایسا مارا کہ وہ سنیچر کے روز مرگیا تو حانث نہ ہوا۔ اور اگر اسکو مارنا قبل قسم کے واقع ہوا مثلاً اسکو چہارشنبہ کے روز مارا پھر پنجشنبہ کے روز قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ بروز جمعہ مرگیا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قتل نہ کرونگا فلان کو کوفہ مین۔ پھر اسکو سواد کوفہ مین مارا اور وہ کوفہ مین مرا تو حانث ہوگا اور اسمین موت کی جگہ و زمانہ کا اعتبار ہی مجروح کرنے کی جگہ و زمانہ کا اعتبار نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو مسجد مین شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر حالف نے درحالیکہ خود مسجد مین تھا اور دوسرا محلوف علیہ مسجد سے باہر تھا اسکو شتم کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو قتل کیا مسجد مین یا مین نے تیرے سر کو زخمی کیا مسجد مین یا مین نے تجھے مارا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو قتل کیا یا سر زخمی کیا یا مارا درحالیکہ حالف خود مسجد کے اندر ہی اور محلوف علیہ مقتول و مشجوج و مضروب مسجد سے باہر ہی تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو حانث ہوا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس زخم سر سے مرگیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ اس زخم اور دوسری کسی علت سے مرگیا تو حانث ہوا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو پتھر نہ مارونگا پھر اسنے کسی اور کو پتھر مارا مگر وہ اس سے بچکر فلان مذکور کے لگا تو وہ حانث نہوگا اور اگر اسنے فلان کو پھینک مارا مگر وہ فلان کے نہین لگا تو حانث ہوگا الا آنکہ اسنے لگجانے کی نیت کی ہو یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تیری طرف پتھر یا تیر پھینکا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی تو مسجد مین ہونا حالف کے حق مین معتبر ہوگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے پھینک مارا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہی تو مسجد مین ہونا محلوف علیہ کا معتبر ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے کل فلان کو ننگا بھوکھا نہ قید رکھا تو میرا غلام آزاد ہی پھر کل کے روز اسکو ننگا بھوکھا قید کیا پھر کسی اور نے آکر اسکو کھانا کھلایا تو یہ حانث ہوگیا یہ فتاوے کبرے و خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی تعذیب نہ کرونگا پھر اسکو زندان مین رکھا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسنے یہ بھی نیت کی ہو ایساہی فتاوے مین مذکور ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ قید خانہ مین رکھنا تعذیب قاصر ہی پس وہ قسم کے تحت مین داخل نہوگی اور نیز فتاوے مین مذکور ہی کہ اگر اپنی جورو کو بستر پر بلایا پس اسنے انکار کیا اور کہا کہ تو مجھے عذاب دیتا ہی پس شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے عذاب دیا تو تو طالقہ ہی پھر وہ عورت بستر پر آئی اور شوہر نے اس سے جماع کیا پس اگر ایسی حالت مین جماع کیا کہ عورت اس امر کو گران رکھتی تھی تو شوہر نے

اسکو عذاب دیا پس وہ طالقہ ہوگئی اور اگر عورت طاعۃ بخوشی خاطر تھی تو طالقہ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی
جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ دیا یا کہا کہ اگر مین نے تجھے رنج نہ دیا تو تو طالقہ ثلث ہی پھر اسکے پاس سے
کئی مہینہ غائب رہا کہ اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور اسکے اوپر دوسری عورت سے نکاح کر لیا پس عورت سے اسکے لوگون نے
کہا کہ تیرے شوہر نے ضرر دیا یا تجھے رنج دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے ضرر نہین دیا اور مجھے رنج نہین دیا تو قول
عورت کا قبول ہوگا اور شوہر حانث نہ ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ پہونچایا یا تجھے رنج نہ پہونچایا
تو تو طالقہ ثلث ہی پھر ایسا فعل بقصد اسکی ضرر رسانی کے کیا تو حانث ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مرا ترش
کنی فکذا تو روبرو ملامت کرنے سے حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مرا بر سر زنی تو ملامت کی طرف راجع کیجائیگی بشرطیکہ
کوئی قرینہ محتمل ہو ورنہ سر پر مارنے پر محمول ہوگی۔ قسم کھائی کہ اپنی جورو کو ایذا نہ دونگا پھر اسکے کپڑے مین نجاست
بھر گئی پس عورت سے کہا کہ اسکو دھو دے پس اُسنے انکار کیا پس اُس سے کہا کہ زہرہ دران بشوی تو بعض نے کہا کہ
حانث نہوگا اور قاضی نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ وجیز کردری مین ہی۔ قدوری مین امام
ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا واللہ مین آج خادم کو مارونگا پھر خادم کو اسی روز مارا
تو اپنی قسم مین سچا رہا اور طلاق ملقع نہوگی اور اگر یہ دن گذر گیا اور اُسنے خادم کو نہ مارا تو حانث ہوگا پس وہ مختار کیا جائیگا
چاہے عورت پر طلاق واقع کرے یا چاہے اپنے اوپر قسم لازم کرے اور اگر اُسنے اسی روز یہ کہدیا کہ مین نے اپنی
جورو پر طلاق واقع کرنی اختیار کی تو مین اُسکے ذمہ یہ لازم کرونگا اور قسم باطل ہوگئی اور اگر اُسنے اُس روز یون
کہا کہ مین نے قسم کو اپنے اوپر لازم کیا اور طلاق کو باطل کیا تو طلاق باطل نہوگی اور اگر خادم قبل اسکے کہ اسکو
مارے مرگیا تو اسکو اختیار رہیگا چاہے طلاق دے اور چاہے قسم کا کفارہ ادا کرے اور اگر قسم کھانے والا
خود مرگیا تو حانث ہونا یا طلاق ایک چیز واقع ہوگی ولیکن چونکہ قبل بیان کے مرگیا ہی لہذا طلاق واقع نہوگی
اور عورت کو میراث ملیگی۔ اور درصورتیکہ خادم مرگیا ہی اس صورت مین فرمایا کہ یہ تخییر[1] از راہ تدین ہی اور قاضی اُسپر
اُسکے واسطے جبر نہ کریگا اسواسطے کہ جب وہ کفارہ و طلاق کے درمیان مخیر کیا گیا اور ایک انمین سے
داخل حکم نہین ہی تو قاضی اوسپر یہ لازم نہ کریگا حتی کہ اگر بجاے کفارہ کے کسی دوسری عورت کی طلاق ہو تو قاضی
اسپر جبر کریگا کہ بیان کرے اسواسطے کہ جو وہ اختیار کریگا وہ خواہ مخواہ طلاق واقع ہوگی اور وہ داخل حکم ہی یہ محیط
مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے تجھے شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس سے کہا کہ اللہ تجھمین برکت نہ دیوے
تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ نہ تو اور نہ تیرے اہل اور نہ تیرا مال تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ
یہ شتم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو کسی بات مین متہم نہ کرونگا پھر اُس سے کہا کہ خدا جانے
تو نے کیا کیا ہی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو قذف نکرونگا پھر اس سے کہا کہ
او چھنال کے بچہ تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہی اسواسطے کہ ہمارے دیار و زمانہ
مین اسکو قذف شمار کرتے ہین اور اگر قسم کھائی کہ نہ قذف کرونگا یا نہ شتم کرونگا کسی کو پھر مردے کو قذف کیا یا
مردہ کو شتم کیا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے قسم کھائی کہ مین عمرو سے بہتر ہون حالانکہ
زید بیچارہ شراب خوار ہی اور عمرو لوگون کے نزدیک پرہیزگار و اہل علم سے ہی تو قضاءً وہ حانث ہوگا یہ

[1] یعنی اختیار دینا
[2] یعنی ... [illegible]

یہ عتابیہ مین ہی- ایک نے اپنا مال اپنے گھر مین دفن کیا پھر اسکو ڈھونڈھا تو نپایا پس قسم کہا گیا کہ میرا مال جاتا رہا پھر
اسکے بعد اسکو پایا پس اگر اس مال کو کسی آدمی نے نہ لیا ہو کہ دوبارہ وہین رکھ دیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اس نے
اپنے قول سے یہ مراد لی ہو کہ مین نے اسکو تلاش کیا اور نہ پایا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر کسی چیز کا نام
بیان کرکے یون قسم کہائی کہ مین نے فلان چیز نہین چرائی اور نہ دیکھی ہی حالانکہ اُس نے پہلے اُس چیز کو
دیکھ چکا ہی تو مختار یہ ہی کہ اگر وہ سچا ہی تو حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی- کاشتکار یا وکیل نے قسم کہائی کہ
نہ چراؤنگا اور حال یہ ہی کہ وہ مالک باغ انگور کے اور کاشتکار کے درمیان مشترک ہی انگور و ان دو فواکہ کو اپنے
گھر لاتا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر کاشتکار یا وکیل جو کچھ لاتا ہی وہ کہانے کے واسطے لاتا ہی تو یہ چوری نہین ہی
ولیکن جو چوب ہوتے ہین اگر انہین سے کچھ بدین غرض لیا کہ مین اسکو تنہا لے لون نہ بغرض حفاظت کے
رکہا تو یہ چوری ہی "یعنے اناج" اور سوا سے کاشتکار و وکیل کے اگر کسی اور نے کچھ بطور خفیہ لے لیا تو یہ چوری ہی- اور اگر
کاشتکار و وکیل نے ایسی چیز لے لی کہ اگر مالک اسکو دیکھتا تو اُسکا تاوان نہ لیتا بلکہ راضی ہوتا تو بھی یہی حکم ہی
کہ سرقہ نہین ہی حانث نہوگا اور اگر ایسا نہو تو حانث ہونا چاہیے ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک شخص کا گھوڑا سرا
سے غائب ہوگیا پس اُسنے کہا کہ اگر یہ گھوڑا میرا لیگئے ہون تو واللہ مین یہان نہین رہونگا تو مشائخ نے فرمایا
کہ قسم کہانے والے سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہی پس اگر اُسنے سرا سے یا حجرہ یا شہر مین نہ رہنے
کی نیت کی ہو تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو اُسکے اس سرا سے مین نہ رہنے پر قسم ہوگی
ایک عورت کا ایک پسر ہی کہ وہ کسی اجنبی کے ساتھ رہتا ہی پس اُس عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ اگر تیرا پسر
فلان نام یہان اگر ہمارے میل مین نہ رہا تو ہر گاہ تو اسکو کوئی چیز میرے مال سے قلیل بھی دے گی تو تو طالقہ
ہی پھر اُسکا بیٹا آکر دونون کے ساتھ ایک سال تک رہا پھر غائب ہوگیا پھر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے
پسر کو تیرے مال سے کچھ دیا ہی اور تو حانث ہوگیا پس اگر شوہر نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو قول شوہر کا قبول
ہوگا اور اگر شوہر نے اُسکی تصدیق کی پس اگر عورت نے اس پسر کے آکر اُسکے میل مین رہنے سے پہلے کوئی
چیز دی ہی یعنے بعد قسم شوہر کے تو طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ
اُسنے میرا کپڑا چرا لیا ہی پھر عمرو نے زید کا کپڑا لیکر کہا کہ میری جورو طالقہ ہی کہ مین نے تیرا کپڑا نہین اُٹھایا ہی
تو بعض نے فرمایا کہ اگر عمرو نے اُسکا کپڑا نہین چرایا ہی تو اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قضاءً
اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور یہ قول باعتبار ظاہر صورت کے ہی اور اول اظہر ہی- زید نے عمرو کا کپڑا چرا لیا پھر
زید نے عمرو کو دراہم دیے پھر عمرو اُسکا انکار کر گیا اور قسم کہالی تو فقیہ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کپڑا زید کے
ہاتھ سے جاتا رہا تو بیشک عمرو حانث نہوگا اور اگر قائم ہو تو مین نہین کہتا ہون کہ وہ حانث ہوگا اور مشائخ نے
فرمایا کہ اگر کپڑا اُسکے پاس موجود ہو تو بیشک عمرو حانث ہوگا اور اگر اُسکے ہاتھ سے جاتا رہا ہو تو فقیہ نے جو
جواب دیا ہی اسمین ایک نوع کا اشکال ہی- زید نے قسم کہائی کہ عمرو نے میرے کپڑے چرا لیے ہین یا کہ عمرو نے
میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہین حالانکہ عمرو نے فقط ایک کپڑا اسکا چرایا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا ہی تو فرمایا کہ وہ حانث
نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اول اظہر ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نشہ مین تھا اُسکو ہوش آیا پس

اُسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ میری جیب مین (۴۵) درم تھے کہ تم نے مجھسے لے لیے ہین پس اُنہون نے انکار کیا پس وہ قسم کھا گیا اور کہا کہ اگر آج میری جیب مین چالیس و پانچدرم نرہے ہون (۴۰) غطریفیہ و پانچ عدالی تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس روز اسکی جیب مین چالیس عدالی اور پانچ غطریفیہ تھے پس اُسنے مجمل تو ٹھیک کہے مگر تفصیل مین خطا کی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر اُسنے تفصیل کو قسم مین ملاکر کہا تو حانث ہوگا اور اگر تفصیل کو جدا کرکے کہا ہی تو حانث نہوگا - اور اگر اسکی جیب مین عدالی و غطارفہ ہون کہ اگر عدالی کی قیمت غطارفہ مین لگائی جاوے تو چالیس غطارفہ ہون پس اُسنے جمع کرکے کہا کہ اگر میری جیب مین چالیس غطریفی نرہے ہون اسنے غطریفی اور اسقدر عدالی یعنی جملہ تعداد ٹھیک بیان کی اور تفصیل مین خطا کی تو میری جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسنے بعینہٖ غطارفہ مراد لیے تو حانث ہوگا خواہ تفصیل ٹھیک بیان کی ہو یا خطا کی ہو خواہ ملاکر بیان کی ہو یا جدا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ غصب نہ کرونگا پھر زید رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُسکا مال چورا لیا اور محلوف علیہ یعنی عمرو کو معلوم نہوا یا جنگل مین عمرو کے پاس آیا اور اُسکے سر کے نیچے سے اسکی چادر نکال لی اور عمرو کو معلوم نہ ہوا یا اُسکی آستین کے اندر سے درمون کی تھیلی کاٹ لی یا رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُس سے مکابرہ کیا اور مارا اور اُسکی متاع نکال لایا اور لے گیا تو وہ غاصب نہوگا بلکہ چور ہوا کہ اُسکی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے چوری نہ کرلونگا پھر اُس سے مکابرہ کرکے رات مین اسکے مکان مین گھسکر اُسکے مال کسے لے لیا تو حانث ہو اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے غصب نہ کرلونگا یا اُس سے چوری نہ کرلونگا پھر راہ مین اُس سے رہزنی کرکے لے لیا تو غصب کی قسم مین حانث ہوگا سرقہ کی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ مین نے تیرے مال مین خیانت نہین کی ہی حالانکہ اُسکی جورو اُسکی اجازت یا رضامندی سے خیانت کر چکی ہی تو حانث نہوگا ایک ساعی نے یعنی بادشاہون کے حضور مین لوگون کے مال لٹوانے کے واسطے سعایت کرنے والے نے قسم کھائی کہ اگر اس سے آگے کسی کا دس درم سے زیادہ زیان کرون تو میری جورو طالقہ ہی پھر اپنی جورو کا اس سے زیادہ زیان کیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی جورو طالقہ نہو گی یہ وجیز کردری مین ہی

بارھوان باب - تقاضاے دراہم مین قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے اپنا حق لے لونگا یا فلان سے اپنا حق قبض کرلونگا پھر خود لے لیا یا اُسکے وکیل نے لے لیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر اُسنے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کرونگا تو قضاءً و دیانۃً اُسکی تصدیق ہو گی اور اسی طرح اگر فلان مذکور کے وکیل سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حکم سے اس مال کی کفالت کر لی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حوالہ کرنے سے اُتری قبول کر لی تھی تو بھی قسم مین سچا رہا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا بکفالت یا حوالہ بغیر حکم مطلوب تھا تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسنے قرضہ کے عوض مطلوب سے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کرکے اسپر قبضہ کر لیا پس اگر اُسکی قیمت اسی قدر ہو جسقدر حق ہی تو وہ اپنے قرضہ کا وصول پانے والا ہوگا اور حانث نہ ہوگا اور اگر پورا نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے اپنے حق کے مثل اسکا مال

غصب کر لیا تو بھی قسم مین سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر اسکے دنانیر یا متاع عروض تلف کر دیے تو بھی یہی حکم ہی
یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کر لونگا اور کوئی وقت نہین مقرر کیا پھر مطلوب کو اپنے
حق سے بری کر دیا یا ہبہ کر دیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا ہو پھر قبل وقت
کے مطلوب کو مال سے بری کر دیا تو قسم ساقط ہو گئی اور حانث نہ ہو گا اور یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہی اور اگر
اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر اسکو زیوف یا نبہرہ پایا تو اسسے قبضہ کرنا متحقق ہوا اور وہ اپنی قسم مین سچا ہو گیا خواہ
لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر یہ دراہم ستوقہ
ہون تو یہ اپنے حق کا وصول پانا نہ ہو گا اور اگر بجاے اپنے حق کے کوئی کپڑا لے لیا پھر اسمین عیب پاکر
اسکو واپس کر دیا یا کسی نے اسپر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کر لینے کی قسم مین سچا
ہو چکا ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمرو پر آتا ہی اسکو قبض نہ کرونگا پھر زید نے خالد
کو جسکا زید پر کچھ نہین آتا ہی عمرو پر حوالہ کر دیا اور خالد نے عمرو سے وصول کیا تو زید حانث ہو گیا اسواسطے کہ
خالد اسکا وکیل القبض ہی اور اگر حوالہ قبل قسم کے ہوا ہو پھر خالد نے عمرو سے بعد زید کی قسم کے وصول کر لیا تو
زید حانث نہ ہو گا اور علے ہذا اگر کسی نے مدیون سے وصول کرنے کا وکیل کر دیا پھر قسم کھائی کہ مدیون پر جو کچھ
میرا ہی وصول نہ کرونگا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حانث نہو گا اور بعض نے فرمایا ہی کہ چاہیے کہ
حانث ہو جاوے یہ محیط مین ہی۔ اصل مین فرمایا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہانتک کہ جو کچھ میرا
اسپر ہی اُس سے وصول کر لون پھر قرضدار اُسکے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اُسکے ساتھ سے جدا نہین ہوا
تھا تو وہ حانث نہو گا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو حانث ہو گا
اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہانتک کہ جو کچھ میرا اسپر ہی اُس سے وصول کر لون پھر ایسی جگہ
اور نیچے بیٹھا کہ اُسکو دیکھتا رہا تا کہ اُسکے ہاتھ سے گم نہو جاوے اور اُسکی نگہبانی کرتا رہا تو اُس سے جدا ہونے
والا نہو گا واگر اُنکے درمیان مین کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی عمود حائل ہو گیا تو بھی اُس سے جدا ہونے والا نہو گا
اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا کھلا ہوا ہی کہ
اسکو دیکھتا ہی تو اُس سے جدا ہونے والا نہوا اور اگر بیچ مین دیوار مسجد حائل ہو اور ایک اندر اور دوسرا باہر ہو
تو جدا ہونے والا ہو گا اور اسی طرح اگر دونون کے درمیان دروازہ بند ہو اور کنجی حالف کے ہاتھ مین ہو
اور حالف باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ سب منتقے سے منقول ہی اور حیل مین مذکور ہی کہ اگر طالب
سو گیا یا مطلوب سے غافل ہو گیا یا کسی نے اُسکو باتون مین لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم مین حانث نہو گا
اور اگر نہ سویا اور نہ غافل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اُسکے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اُسکو منع نہ کیا تو اپنی
قسم مین حانث ہو گا اور نیز حیل مین مذکور ہی کہ اگر ملازمت سے اسکو مانع ہوا حتی کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی
قسم مین حانث نہ ہو گا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہونگا یہانتک کہ اُس سے اپنا کل حق
وصول کر لون پھر اُس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہو گیا تو حانث ہوا الا آنکہ رہن قبل جدا ہونے
کے تلف ہو گیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہی تو ایسی صورت مین حانث نہو گا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک

جو لفظ کے علاوہ ہو

اسنے مدیون کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ یہان سے نہ جاؤنگا یہان تک کہ اُس سے اپنا حق لے لون پھر مدیون نے آکر اُسکو اس مقام سے دور کردیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے خود چلا گیا تو بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اگر اسکو دور کردیا بایں طور کہ وہ اپنے قدم سے نہین چلا اور دوسری جگہ جا پڑا پھر خود چلا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ قرضخواہ کو اُسکا حق دیدونگا پھر دوسرے کو ادا کردینے کا حکم دیا یا قرضخواہ کو اُترائی کردی اور اسنے وصول کرلیا تو یہ اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر مدیون کی طرف سے کسی نے براہ احسان ادا کردیا تو وہ اپنی قسم مین سچا ہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ امر خود اپنے ہاتھ سے کرونگا تو دیانۃً وقضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر مطالب نے قسم کھائی ہو کہ اسکو اُسکا حق نہ دونگا پھر ان صورتون مین سے کسی صورت سے اسکو دیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھون نہ دونگا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تیرا مال تجھے نہ دونگا یہانتک کہ مجھ کوئی قاضی حکم کرے پھر ایک وکیل کیا جسنے عمرو سے خصومت بحضور قاضی کی اور قاضی نے وکیل پر ادائی کا حکم دیدیا تو یہ حکم زید پر ہوگا حتے کہ بعد اسکے ادا کرنے سے حانث نہ ہوگا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ تجھ سے جدا نہ ہونگا یہان تک کہ تجھ سے اپنا حق وصول کرلون پھر اُسنے اپنے قرضدار سے بعوض اس قرضہ کے قبل جدا ہونے کے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ اس سے جدا ہوگیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو عالم اسکو ایسی صورت مین حانث نہین قرار دیتا ہی کہ جب قبل جدا ہونے کے اسکو قرضہ ہبہ کیا اور مدیون نے قبول کیا پھر اُس سے جدا ہوگیا ہی تو وہ اس صورت مین بھی اسکو حانث نہین قرار دیگا اور یہی امام اعظم رح کا قول ہی اور جو اُسکو صورت ہبہ مذکورہ مین حانث قرار دیتا ہی اسکے نزدیک اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے اس سے جدا ہوگیا اور اگر جدا نہوا یہانتک کہ غلام بائع کے پاس مرگیا پھر اس سے جدا ہوگیا تو حانث ہوگیا اور اگر مدیون نے کسی دوسرے کا غلام اُسکے ہاتھ بعوض اُسکے قرضہ کے فروخت کیا اور اس نے غلام پر قبضہ کرلیا پھر جدا ہوگیا پھر غلام مذکور کے مولے نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا اور بیع کی اجازت نہ دی تو حانث نہوگا۔ اور اگر مدیون نے اُسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شرط کہ بائع کو اس بیع مین خیار ہی اور حالف نے مبیع پر قبضہ کرلیا پھر جدا ہوگیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس قسم کھائی کہ اس سے جدا نہونگا یہان تک کہ اس سے اپنا قرضہ بھرپاؤن پھر حالف نے اس عورت سے اس قرضہ پر جو اُسکا عورت مذکورہ پر آتا ہی نکاح کرلیا تو اپنا قرضہ بھرپایا۔ اور اگر مدیون نے جو قرضہ اُسپر آتا ہی اُسکے عوض طالب کے ہاتھ غلام یا باندی فروخت کی پھر مبیع مذکور ام ولد یا مکاتب یا مدبر نکلی یا کسی دوسرے کی ام ولد یا مدبر نکلی پھر طالب نے اسپر قبضہ کرنے کے بعد مدیون کا ساتھ چھوڑا تو حالف یعنی طالب مذکور حانث نہوگا اور اگر طالب نے ہزار درم یعنے سب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو ہبہ کردیے پس مطلوب نے اسکو قبول کرلیا یا طالب نے اپنے کسی قرضخواہ کو اُسپر اُترائی کرادی کہ جو کچھ اسپر ہی وہ میرے اس قرضخواہ کو دیدے یا مطلوب نے طالب کو کسی اور پر اُترا دیا اور طالب نے مطلوب اول کو بری کردیا پھر طالب اُس سے جدا ہوگیا تو ان

له بعض کالت کی صورت مین وکیل

سب صورتون مین حالف حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر قسم کھائی کہ زید کے حق سے نہ وبار کھونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو چاہیے کہ جسوقت قسم کھائی ہی اُسی وقت اسکو اداکرادے اور مراد یہ ہی کہ اسی وقت سے دینے مین مشغول ہو جاوے حتے کہ اگر قسم سے فارغ ہوتے ہی اس کام مین مشغول ہوا تو حانث ہو جائیگا خواہ طالب نے اُس سے مانگا ہو یا نہ مانگا ہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلان کے طلب کرنے کے بعد یا فلان مدت تک نہ وبار کھونگا تو اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب سے حساب کرکے جو کچھ اُسکا اُسکے پاس تھا سب اداکردیا اور طالب نے سب وصول پانے کا اقرار کیا پھر چند روز بعد اُس سے ملا اور کہا کہ میرا تیرے پاس اتنا اتنا فلان جہت سے اور باقی رہا ہی پس مطلوب کو بھی یاد ہوا حالانکہ حساب کے وقت دونون بھول گئے تھے پس اگر اُسی دم اداکردیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لاحبس لہ الی الاجل یعنی جب وقت آجائیگا تو اُسکا کچھ روکہ نہ چھوڑونگا تو میعاد آنے پر ناخیر نہ کرے اور اگر اُسنے اپنی عمر مراد لی تو اُسکی نیت پر قسم ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ قسم کھائی کہ اسکو اول ماہ مین اداکردونگا پھر چاند کے پہلے آدھے کے اندر اداکردیا تو سچا رہا ورنہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو سر ماہ اداکردونگا یا جب چاند نکلے گا تو وہ چاند رات اور اُسکے تمام دن مین اداکردے پس حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ البتہ اسکا قرضہ اول ماہ و آخر ماہ مین اداکرونگا تو پندرھوین اور سولھوین ان دونون تاریخون مین اداکردے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق وقت صلوٰۃ ظہر مین اداکرونگا تو معتبر ظہر کا تمام وقت ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق جب ظہر کی نماز پڑھونگا اداکرونگا تو پورا وقت ظہر لیا جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ سر ماہ اداکردونگا پھر اس سے پہلے دیدیا یا طالب نے اسکو بری کردیا یا طالب مرگیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر مطلوب مرگیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان کو اسکا مال اداکردونگا حالانکہ فلان اس سے پہلے مرگیا ہی مگر اسکو معلوم نہ تھا تو حانث نہوگا اور اگر جانتا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابویوسف رح کے نزدیک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو دونون صورتون مین حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ اداکرونگا جب نماز پیشین پڑھون تو اُسکو ظہر کے آخر وقت تک اداکرنے کا اختیار ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ عند طلوع الشمس او حین تطلع الشمس تو وقت طلوع سے تا تبیض آفتاب ادا کرسکتا ہی اور اگر کہا کہ وقت الضحوۃ تو تبیض آفتاب سے زوال آفتاب تک اداکردے یہ محیط مین ہی۔ قرضدار نے قسم کھائی کہ شہر سے نہ جاؤنگا حتی کہ تیرا قرضہ تجھے اداکردون یا تیرا مال تجھے دیدون پھر قبل ادائے قرضہ کے چلا گیا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اسکا قرضہ یا مال اداکردونگا پھر اس مین سے اقل دیدیا تو حانث نہین ہوتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ جو کچھ میرا تجھ پر ہی آج قبض نہ کرونگا پھر حالف نے مطلوب کی باندی سے اسی مال پر اُسی روز نکاح کیا اور اُس سے دخول کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر مطلوب کے سر مین زخم شجہ موضحہ کردیا جسمین قصاص واجب ہی اور اُس سے اسی مال پر صلح کرلی تو یہ تقاضا ہو جائیگا اور وہ حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضدار سے جسپر سو درم آتے ہین کہا کہ اگر مین نے آج تجھ سے یہ قرضہ درم درم کرکے لیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اُس سے پچاس درم لے لیے اور باقی نہ لیا یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو حانث نہ ہوگا جیسے پورے سو درم ایکبارگی لینے مین حانث نہوگا روز اول اگر

اُس سے پچاس درم لے لیے اور باقی پچاس آخر روز لیے تو حانث ہوگا۔ اور اگر اُسنے دراہم مقبوضہ مین زیوف یا نبہرہ پائے ہون تو حانث ہونا بحالہ باقی رہیگا دورنہ ہوگا خواہ اُس نے واپس کر کے بدل لیے ہون یا نہ واپس کیے اور بدل لیے ہون یا واپس کیے اور بدلے مین نہ لیے ہون۔ اور اسی طرح اگر ان درمون کو مستحقہ پایا یعنی کسی اور نے اسپر اپنا استحقاق ثابت کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ درم ستوقہ یا رصاص ہون اور اُس نے اُسی روز واپس کر کے بدل لیے تو بدل لینے کے وقت حانث ہوگا اور اگر اُس نے بدل نہ لیے ہون تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے تجھ سے آج کے روز ان سو درمون مین سے کوئی درم لیا پھر اس روز اُس سے پچاس درم لیے تو لینے کے وقت حانث ہوگا اور یہ استحسان ہے اور اگر اُسنے اس روز کچھ نہ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کوئی وقت قسم مین بیان نہ کیا یعنی قسم کو مطلق رکھا باین طور کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے سو درمون قرضہ مین سے تجھ سے درم دون درم کر کے لیا پھر اُس سے پچاس درم وصول کر لیے تو لیتے ہی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے قبضہ کیا درم دون درم کر کے تو میرا غلام آزاد ہے پس قرضدار نے اسکے واسطے پچاس درم وزن کر دیے اور اسکو دیے پھر اسی مجلس مین اُسکے واسطے اور پچاس درم وزن کر کے دیے تو استحساناً حانث نہوگا تاوقتیکہ وزن کرنے کے کام مین مشغول ہے اور اگر باقی وزن کرنے سے پہلے وہ کسی اور کام مین مشغول ہو گیا تو حانث ہوگا اور یہی استحسان ہمارے علمای ثلثہ رحمہم اللہ تعالی کا قول ہے اور اگر کہا کہ واللہ جو میرا تجھپر ہے نہ لونگا الا ایک بار مین یا الا ایک دفعہ مین پھر اُسکے واسطے ایک ایک درم کر کے وزن کیا اور پھر ایک درم کے وزن سے فارغ ہو کر اسکو دیتا گیا تو حانث نہوگا اور اگر وہ اس مجلس مین سوا اسے وزن کے اور کام مین درمیان مین مشغول ہو گیا ہو تو حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے اپنے اس مال پر جو میرا فلان پر ہے کچھ کچھ کر کے قبضہ کیا تو وہ مساکین پر صدقہ ہے یعنی تمام وہ مال جو فلان پر ہے پھر اسنے دس درم مین سے نو درم پر قبضہ کر کے اسکو کسی کو ہبہ کر دیا پھر اُسنے باقی درم پر قبضہ کیا تو باقی درم کا صدقہ کر دینا اُسپر واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیا جو میرا مال تجھپر ہے تو بھی اُس صورت مین یہی حکم ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیے وہ دراہم جو میرے تجھپر ہین تو وہ مسکینون پر صدقہ ہین پھر اُسکے عوض درم یا کوئی اسباب پر قبضہ کیا یعنے بطور وصول حق کے تو حانث نہوگا۔ اور جو اُسنے ہبہ کیا ہے اُسکے مثل کا ضامن ہوگا پس مال ضمان کو صدقہ کریگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کہا کہ اگر مین نے قبض نہ کیے تجھ سے دراہم بطریق ادا سے اس مال کے جو میرا تجھپر ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس سے اُن دراہم کے عوض اسباب یا دینار قبض کیے تو اپنی قسم مین حانث ہوا یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ ان لم اتزن مالی علیک فلنا یعنی اگر اپنا مال جو تجھپر ہے وزن کر کے نہ لے لون تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسنے کوئی چیز اپنی جنس حق کے خلاف قبض کی خواہ ایسی چیزون مین سے ہے کہ وزن کیجاتی ہے یا نہین تو وہ اپنی قسم مین سچا نہ ہوگا اسواسطے کہ جب اُسنے فلان کی قید لگائی تو عموم لفظ کا اعتبار ساقط ہو اپس راجع بجانب اخص الخصوص ہوا کہ وہ قبض عین حق ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر قبض نہ کیا مین نے اپنا مال جو تجھپر ہے تھیلی مین تو میرا غلام آزاد ہے پھر مدیون نے اسکو بجاے درم کے دینار یا اسباب ادا کیا تو حالف حانث ہوگا کیونکہ جب عموم لفظ باطل ہوا تو راجع بجانب قبض عین الحق ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اگر اُس نے وزن سے اپنا پھر پور قرضہ وصول کر لینا مراد لیا ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔

مین ہی۔ اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قبض نہ کیے دراہم بطریق ادا اس مال کے جو میرا تجھپر ہی تو میرا غلام آزاد ہی پھر
مطلوب نے طالب سے ایک درم قرض لیا اور اسکو قرضہ مین ادا کیا پھر دوبارہ اُس سے قرض لیا اور ادا کیا اسی طرح
برابر ایک ہی درم کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہان تک کہ اُسکے کل درم اسی ایک درم کے قرضہ لیکر دینے سے پورے
ادا کر دیے تو طالب حانث ہوا اور اگر اُسنے تین درم قرض لیکر وہ طالب کو اُسکے قرضہ سابق مین ادا کیے پھر دوبارہ
سہ بارہ اسی طرح انھین تین درمون کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہان تک کہ اُسکا سب قرضہ سابق ادا کر دیا تو
طالب اپنی قسم مین سچا رہا۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید پر جو میرا مال ہی وزن کر کے لونگا پھر زید نے اسکو بغیر وزن
کیے ہوئے دیدیا اور اُس سے لے لیا تو حانث ہوا اور اگر وکیل قرضخواہ نے وزن کر کے لیا تو قرضخواہ سچا رہا اور
اسی طرح اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ مجھپر جو اسکا ہی وزن کر کے دیدونگا پھر قرضدار کے وکیل نے وزن کر کے
دیدیا تو وہ اپنی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر طالب و مطلوب دونون نے اسی طرح قسم کھائی جیسے ہم نے
بیان کیا ہی پھر ہر ایک نے اس کام کے واسطے جسپر قسم کھائی ہی وکیل کیا تو وکیل کا فعل مثل اسکے خود فعل کے
ہوگا اور اسی طرح اگر ہر ایک نے قبل قسم کے وکیل کیا ہو پھر ہر ایک کے وکیل نے بعد اپنے موکلون کی قسم کے موافق
قسم کے کیا تو ہر ایک کی قسم پوری ہوگئی اسواسطے کہ توکیل ہر ایک کی طرف فعل مستدام ہی پس بعد قسم کے اسکی استدامت
ہر ایک سے بمنزلہ اسکے ہی کہ بعد قسم کے از سر نو وکیل کیا یہ سب آخر جامع مین مذکور ہی۔ اور یہ مسئلہ بعض کے قول کا
مئوید ہی اور قول بعض یہ ہی کہ اگر قرضخواہ نے کسی کو وکیل کیا کہ زید سے میرا قرضہ قبض کر لے پھر قسم کھائی کہ اس
قرضہ کو قبض نہ کریگا پھر اُسکی قسم کے بعد وکیل نے اسپر قبضہ کیا تو چاہیے کہ حالف اپنی قسم مین حانث ہو جاوے اور
وجہ تائید یہ ہی کہ توکیل فعل مستدام ہی پس بعد قسم کے گویا جدید توکیل لقبضہ ہوئی اور فعل وکیل مثل اسکے فعل کے
ہی پس گویا اُسنے قبضہ کیا اور حانث ہوا کذا فی المحیط و وجہ التائید من المترجم۔ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے
کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پنجشنبہ تک ادا کر دونگا پھر ادا نہ کیا یہانتک کہ روز پنجشنبہ کی فجر طلوع ہوگئی تو اپنی قسم مین حانث
ہوا اسواسطے کہ اُسنے پنجشنبہ کو غایت قرار دیا ہی اور غایت اسمین داخل نہین ہوتی ہی جسکی غایت قرار دی گئی ہی
جب کہ غایت اخراج ہو اور اگر کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پانچ روز تک ادا کر دونگا تو جب تک پانچوین روز کا آفتاب
غروب نہو جاوے تب تک حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اپنے
قرضدار سے آج اپنا قرضہ قبض نہ کرونگا پھر طالب نے قرضدار مذکور سے اسی روز کوئی چیز اُس قرضہ کے عوض
خریدی و اسی روز بیع پر قبضہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر بیع پر کل کے روز قبضہ کیا تو حانث نہوگا اور اگر بعد قسم کے
اسی روز قرضدار سے کوئی چیز بطور بیع فاسد کے خریدی اور اسپر اُسی روز قبضہ کر لیا پس اگر اُسکی قیمت مثل قرضہ یا
زیادہ ہو تو حانث ہوگا ورنہ حانث نہوگا اور اگر اسی روز قرضدار کی کوئی چیز تلف کر دی پس اگر تلف کی ہوئی چیز مثلی ہو یعنی
اسکا تاوان اُسکے مثل دینا ہوتا ہی نہ اُسکی قیمت تو حانث نہوگا اور اگر قیمتی ہو پس اگر اُسکی قیمت مثل قرضہ کے یا
زیادہ ہو تو حانث ہوگا لیکن یہ شرط ہی کہ پہلے غصب کر کے پھر تلف کی ہو اور اگر بدون غصب کیے ہوئے تلف
کی ہو مثلاً جلا دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ مین نے تیرا مال کل کے روز ادا نہ کیا
تو میرا غلام آزاد ہی پھر قرضخواہ غائب ہوگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قرضہ قاضی کو دیدے پس اگر دیدیا تو حانث نہوگا اور

قرضہ سے بھی بری ہوگیا اور یہی مختار ہے اور اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ جہان قاضی نہین ہے تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر قرضخواہ غائب نہوا بلکہ موجود ہے ولیکن وہ مال قرضہ کو قبول نہین کرتا ہے پس اگر اُسکے سامنے ہی حیثیت سے رکھدیا کہ اگر قبضہ کرنا چاہے تو اُسکا ہاتھ اُس مال تک پہونچ سکتا ہے تو حانث نہوگا اور قرضہ سے بھی بری ہوگا اور اسی طرح اگر غاصب نے اسطرح مال مغصوب واپس کرنے کی قسم کھائی اور جس سے غصب کیا ہے وہ اسکو قبض نہین کرتا ہے پس غاصب نے اسی طرح کیا تو بری ہوگیا اور حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ ابن سماعہ نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسفؒ کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ مین تجھسے جدا نہونگا حتی کہ تو میرا حق دیدے آج کے روز اور اُسکی نیت یہ ہے کہ مین تیرا ساتھ نہ چھوڑونگا یہانتک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر وہ دن گذر گیا اور اُس نے ساتھ نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرضہ بھی نہ دیا تو حانث نہوگا اور اگر یہ دن گذر جانے کے بعد اُس سے جدا ہوگیا تو حانث ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھ سے جدا نہونگا یہانتک کہ تجھے سلطان کے پاس پہونچاؤنگا آج کے روز یا یہانتک کہ تجھکو مجھ سے سلطان چھڑا دے پھر یہ دن گذر گیا اور اُسکا ساتھ نہ چھوڑا اور اسکو سلطان کے پاس نہ لے گیا اور نہ سلطان نے اسکو حالف سے چھوڑایا تو بھی یہی حکم ہے کہ جب ہی حانث ہوگا کہ اُسکا ساتھ بعد اسکے ترک کرے ورنہ حانث نہین ہوا۔ اور اگر اُسنے دن کو مقدم کیا بایں طور کہ کہا کہ آج تجھے نہ چھوڑونگا یہانتک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر یہ دن گذر گیا اور اُسکا ساتھ نہ چھوڑا اور نہ اُسنے قرضہ دیا تو حانث نہوا اور اگر اُس دن کے بعد اُسکا ساتھ چھوڑ دیا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے تقاضا نہ کرونگا پھر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُس سے تقاضا نہ کیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ لیا مین نے تجھ سے اپنا مال جو میرا تجھپر آتا ہے کل کے روز تو میری جورو طالقہ ہے اور قرضدار نے بھی قسم کھائی کہ کل کے روز اسکو نہ دونگا پس قرضخواہ نے اُس سے جبراً لے لیا تو دونون حانث نہونگے اور اگر اس سے یہ ممکن نہ ہوا تو اُسکو قاضی کے پاس کھینچ لیجاوے پس جب اُس سے مخاصمہ کیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا۔ ایک نے اپنے قرضدار سے قسم لی کہ واللہ تیرا حق فلان روز ادا کرونگا اور تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیدونگا اور بغیر تیری اجازت کے نہ جاؤنگا پھر روز موعود یہ حالف آیا اور اسی روز قرضہ سب ادا کردیا۔ لیکن اُسنے ہاتھ نہین پکڑا اور بدون اُسکی اجازت کے چلا گیا تو یہ حالف قرضدار حانث نہ ہوگا۔ اگر قسم کھائی کہ اپنا مال تجھپر نہ چھوڑونگا اور اُسکو قاضی کے پاس لیگیا پس قاضی نے اُسکو قید کیا یا اُس سے قسم لے لی تو حالف اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اسیطرح اگر اسکو قاضی کے پاس نہ لے گیا اور رات ہونے تک اُسکو ساتھ سے نہ چھوڑا تو بھی سچا ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ قال المترجم عبارۃ المسئلۃ ہکذا لا ادع مالی علیک وحلف علیہ آہ فتدبر اور اگر عربی مین قسم کھائی کہ لیعطینہ مع حل المال او عند حلہ او حین یحل المال او حیث یحل اور اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو جسوقت مال دینے کا وقت آوے اسی ساعت مین دیدے اور اگر اُس ساعت سے زیادہ تاخیر ہوگئی تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ قال المترجم قولہ دیدے یعنی دینے مین مشغول ہوجاوے فافہم۔ اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ فلان روز اسکو قرضہ ادا کرونگا پھر روز مذکور سے پہلے ادا کردیا۔ یا قرضخواہ نے اسکو ہبہ کردیا یا بری کردیا پھر وہ دن آیا حالانکہ اُسپر قرضہ کچھ نہین

توامام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ مرگیا اور قرضدار نے اسکو میت کے وارث یا وصی کو ادا کردیا تو قسم مین سچا رہا ورنہ حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ اگر مین ہر روز اُسکو ایک درم نہ دون تو اسکو طلاق ہی پس کبھی اسکو غروب کے وقت دیتا ہی اور کبھی عشا کے وقت دیتا ہی تو فرمایا کہ اگر درمیان مین ایک رات و دن خالی نہ گذر جاوے کہ اسمین درم نہ دے تو اپنی قسم مین سچا رہیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ زید نے قسم کھائی کہ نہ تاخیر کرونگا عمرو سے اپنے مال کی جو زید کا اسپر آتا ہی پھر اُسکے تقاضے سے خاموش رہا یہانتک کہ مہینہ گذر گیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسنے تاخیر نہین دی یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ اپنے قرضدار سے قسم لی کہ مجھ سے مُنھ نہ چھپاوے اور اُسکا کوئی وقت مقرر نہین کیا پس جب اُسنے اسکو طلب کیا اور اُسکو طلب کرنا معلوم ہوا اور ظاہر نہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر وہ پوشیدہ بازار مین گیا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ نے طلب کیا اور اُسکو معلوم نہوا پس ظاہر نہوا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ دو آدمی ہون اور دونون نے قرضدار سے اسطرح قسم لی پھر اُسنے انمین سے ایک کا قرضہ ادا کردیا تو اُسکے حق مین قسم باقی نرہیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور شیخ اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ اگر مین نے تیرا قرضہ روز عید ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر عید کا روز آیا ولیکن اُس شہر کے قاضی نے کسی دلیل سے جو اُسکے پاس ہی اس دن کو عید نہین قرار دیا ہی اور اسمین نماز عید نہین پڑھی اور دوسرے شہر کے قاضی نے اُسکو عید قرار دیا ہی اور اسمین نماز پڑھی ہی تو فرمایا کہ اگر کسی شہر کے قاضی نے اس روز کے عید کا روز ہونے کا حکم دیا تو یہ دوسرے شہر والون کے واسطے بھی لازم ہوگا جبکہ مطالع مختلف نہون جیسے رمضان کا روزہ ہونے مین حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ہر ماہ اسکو ایک درم دونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی اور اُسنے اول ماہ مین قسم کھائی ہی تو یہ مہینہ بھی اُسکی قسم مین داخل ہوگا اور چاہیئے کہ اس مہینہ نکل جانے سے پہلے اسکو ایک درم دیدے اور اسی طرح اگر آخر ماہ مین قسم کھائی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ ہر مہینہ مین تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر قسم کھانے والے پر مال قسط وار ہو کہ ہر مہینہ کے انسلاخ پر اسپر ایک قسط کا ادا کرنا آتا ہو پس اُسنے قسم کھائی کہ اسکی ہر مہینہ مین قسط ادا کرونگا تو اسی مہینہ مین اُسپر قسط لازم ہو گئی کہ اُسکی میعاد آچکی ہی پس اگر اُسنے اس مہینہ کے آخر تک ادا کردی یعنے اس مہینہ کی قسط کو تو اپنی قسم مین سچا رہا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ جو مجھپر قرض ہی اُسکے ادا کرنے مین کوشش بلیغ کرونگا تو وہ اس مال کو بھی فروخت کرے جو درصورت قاضی کے یہان نالش ہونے کے قاضی اُسکو اُسکی طرف سے فروخت کرتا یہ ظہیریہ مین ہی۔

مسائل متفرقہ - ایک نے اس طرح قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین مالک ہون الا سو درم کا حالانکہ وہ اُس سے کم کا مالک تھا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر وہ فقط سو درم ہی کا مالک ہو تو بھی حانث نہوگا اور اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر وہ سو درم سے زیادہ کا مالک ہو تو حانث ہوگا اور اگر اُسکی ملک مین سو درم سے کم ہون مگر اسکی ملک مین دینار ہون جو سو درم سے زائد ہین تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے پاس تجارت کے غلام ہون یا اسباب تجارت یا ایسے سوائم جنمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی تو حانث ہوگا خواہ پورا نصاب ہو یا نہو اور اگر اُسکی ملک مین غلام خدمت ہون یا ایسا مال جو جنس زکوٰۃ سے نہین ہی مثل دور وعقار و اسباب جو واسطے

تجارت کے نہین ہی تو حانث نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک شخص مرگیا اور اُسنے وارث چھوڑا اور میت کا
ایک شخص پر قرضہ ہی پس وارث مذکور اس قرضدار کے پاس آیا اور اُس سے مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم کھائی
کہ اس شخص کا مجھپر کچھ نہین ہی پس اگر وہ اُسکے مورث کی موت سے آگاہ نہ تھا تو مجھے امید ہی کہ حانث نہوگا اور
اگر آگاہ تھا تو حانث ہوگا اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اصل مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے
لیے کچھ مال نہین ہی حالانکہ اُسکا قرضہ کسی مفلس یا تونگر پر ہی تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے اُسکا
مال غصب کرلیا ہو اور اسکو تلف کرڈالا اور اُسکا اقرار کرتا ہو یا وہ مال معینہ موجود ہو مگر وہ انکار کرتا ہو تو بھی
یہی حکم ہی اور اگر مال مغصوب بعینہ موجود ہو اور غاصب اقرار کرتا ہو کہ مین نے فلان سے غصب کرلیا ہی تو اسمین
مشائخ نے اختلاف کیا ہی۔ اور اگر کسی کے پاس اُسکی ودیعت ہو اور مستودع مقر ہو تو حانث ہوگا اور
اگر اُسکے پاس قلیل یا کثیر سونا یا چاندی ہوگی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے پاس مال تجارت یا مال
سوائم ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسکے پاس اسباب و حیوان غیر سائمہ ہون تو استحسانًا حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر
قسم کھائی کہ زید سے جس حق کا دعوے کرتا ہی اُس سے صلح نہ کرونگا پھر کسی کو وکیل کیا جسنے زید سے اُسکی
بابت صلح کرلی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ زید سے خصومت نکرونگا پھر اُسکے ساتھ خصومت کیواسطے
وکیل کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید سے مصالحہ نہ کرونگا پھر اُس سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا
کہ اُس نے صلح کرلی تو قضاءً حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین عہدہ بذمہ وکیل نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور
اگر قسم کھائی کہ یہ ہزار درم خرچ نہ کرونگا پھر اُن سے اپنا قرضہ ادا کیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ
خرچ کرنا نہین ہی اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور اگر اسطرح بھی نہ دینے کی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث
ہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر سختی کی نیت بیان کی ہی ولیکن صرف مین اسکی تصدیق نہوگی یہ وجیز کردری
مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرضہ اپنے ذمہ نہ لونگا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو بلحاظ دین مہر کے حانث
نہوگا اور اگر بیع سلم مین ذمہ لیلیے تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ ایسا فعل نہ کرونگا تو ہمیشہ
کے واسطے ترک کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ضرور ایسا کرونگا تو ایکبار کرنے سے قسم پوری ہوجائیگی
خواہ اُسنے باکراہ اسکو کیا ہو یا خوشی سے خواہ یاد سے یا بھولے سے خواہ خود اپنے واسطے یا غیر کی طرف سے
وکیل ہوکر۔ اور اگر اُسنے اس فعل کو نہ کیا تو اُسکے حانث ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا یہان تک کہ اُسکے طرف سے
اس فعل سے یاس ہوجاوے اور اسکی یہ صورت ہی کہ وہ بدون اس فعل کے کرنے کے مرجاوے پس اسپر واجب
ہی کہ کفارہ ادا کرنے کی وصیت کرجاوے یا یہ صورت ہی کہ محل فعل فوت ہوجاوے جیسے قسم کھائی کہ زید کو مارونگا
یا یہ گردہ روٹی کھاؤنگا پھر زید اسکے فعل سے پہلے مرگیا یا روٹی کسی نے کھالی تو حانث ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہی کہ قسم
مطلق ہو اور اگر مقید ہو مثلاً قسم کھائی کہ اس روٹی کو آج کے روز کھا جاونگا تو قبل وقت گذر جانے کے فوت
محل فعل سے امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم ساقط ہوگی اور امام ابو یوسف رح نے اسمین خلاف کیا ہی یہ
فتح القدیر مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ حرام نہ کرونگا تو نکاح فاسد سے حانث نہوگا اور اسیطرح چوپایہ بہائم کے
ساتھ وطی کرنے سے بھی حانث نہوگا الا آنکہ کوئی بات ایسی ہو کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ یہی مراد تھی

جیسے مثلاً قسم کھانے والا گاؤن کے جاہل گنوارون مین سے ہو جو بہائم و چوپایون کے پیچھے چلتے ہین یہ سراجیہ مین ہی ایک نے قسم کھائی کہ کچھ وصیت نہ کرونگا پھر اُسنے مرض الموت مین ہبہ کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنے مرض الموت مین اپنے باپ کو خریدا کہ وہ اُسکی طرف سے آزاد ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسکو سو درم ہبہ کرونگا پھر اسکو ایسے سو درم ہبہ کیے جو واہب کے کسی دوسرے پر قرضہ ہین اور اُسکو اُنکے وصول کر لینے کا وکیل کر دیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور اگر ہبہ کرنے والا قبل موہوب لہ کے قبضہ کرنے کے مرگیا تو موہوب لہ اُسپر قبضہ نہ کر سکے گا اسواسطے کہ وہ وارثون کی ملک ہوگئی یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ زید جس امر کا حکم کریگا اور جس سے منع کریگا اسمین اُسکی اطاعت کرونگا پھر اسکے بعد زید نے اُسکو اُسکی جورو سے جماع کرنے سے منع کیا پھر اُسنے اپنی جورو سے جماع کیا تو حانث نہوگا بشرطیکہ بیان کوئی ایسی بات نہو جو اسپر دلالت کرے کہ ایسے اوامر و نواہی بھی مراد تھے۔ قسم کھائی کہ فلان کی خدمت نکرونگا پھر اجرت پر اُسکی قمیص سی دی تو حانث نہوگا اور اگر بلا اجرت سی دی تو حانث ہونے کا خوف ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کل مال جو میری ملک ہی ہدی ہی پس دوسرے نے کہا کہ اور مجھپر اسکے مثل ہی تو دوسرے پر لازم ہوگا کہ اپنا تمام مال خواہ مال اول سے کم ہو یا زیادہ ہو یا برابر ہو ہدی کردے لیکن اگر اسکی یہ نیت ہو کہ اول کے مال کے برابر ہدی ہی تو قسم اُسی قدر پر ہو گی قال المترجم ہدی سے مراد وہ مال کہ فقراے مکہ معظمہ کو صدقہ دیا جاوے۔ اور اگر کہا کہ کل مال کہ مین اُسکا مالک ہون سال بھر تک پس وہ ہدی ہی پس دوسرے نے کہا مثل اسکے تو دوسرے پر کچھ لازم نہوگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس آدمی کو نہین پہچانتا ہون حالانکہ وہ اسکو صورت سے پہچانتا ہی مگر نام سے نہین پہچانتا ہی یعنی نام نہین جانتا ہی تو حانث نہوگا اسی طرح یہ مسئلہ اصل مین مذکور ہی اور فرمایا کہ لیکن اگر اُسنے صورت سے بھی نہ پہچاننے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا پس اگر اُسنے ایسی نیت کی تو اُسنے اپنے اوپر سختی کر لی اور لفظ اس مراد کو محتمل ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ محلوف علیہ کا کچھ نام ہو اور اگر اسکا کچھ نام نہو مثلاً ایک شخص کے یہان فرزند پیدا ہوا اور پڑوسی نے دیکھکر قسم کھائی کہ مین اس فرزند کو نہین پہچانتا ہون حالانکہ ہنوز اُسکا نام نہین رکھا گیا ہی تو وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ اُسکو صورت سے پہچانتا ہی اور نام اُسکا کوئی خاص نہین ہی تاکہ اسکی شناخت شرط کیجاوے یہ محیط و ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ فعل نہ کرونگا مادامیکہ فلان اس شہر مین ہی پھر فلان مذکور یہان سے چلا گیا پس اُسنے یہ کام کیا پھر وہ لوٹ آیا پھر اُسنے دوبارہ یہ فعل کیا تو حانث نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بروز جمعہ کوئی عمل نکرونگا اور کوئی کام نہ بناؤنگا اور اس شخص کے پاس کپڑا تھا جسکی قمیص تیار کرانی منظور تھی پس اسکو درزی کے پاس لے گیا اور اسکو امر کیا کہ اسکی قمیص سی دے تو حانث نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ زید نے عمرو کے پاس کوئی چیز ہدیہ بھیجی پس عمرو نے کہا کہ اگر مین نے تجھے اس ہدیہ کے عوض یہ قبا نہ دی تو میرا غلام آزاد ہی پھر کچھ زمانہ گذرا پھر عمرو نے اسکو دس درم دیے اور اُس سے باہم صلح کر لی تو حانث ہوگیا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی ہی اور وہ زندہ ہی تب تک حانث نہین ہوگا چنانچہ اگر اُسکے بعد قبا دیدی تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھونگا پھر اسکو توڑ ڈالا پھر دوبارہ

اسکو درست کرکے اُس سے لکھا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس چھری سے نہ کاٹونگا پھر اُسکو توڑ کر دوبارہ بنوا کر اُس سے تراشنے کا کام لیا تو حانث نہ ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلانہ عورت کی صورت نہ دیکھونگا پھر نقاب کے ساتھ اُسکی صورت پر نظر کی تو حانث نہ ہوگا جبتک کہ آدھے سے زیادہ چہرہ کھلا نہ ہو یہ امام محمدؒ نے فرمایا ہی قسم کھائی کہ فلان کی صورت نہ دیکھونگا پھر اُسکی صورت باریک پردہ یا شیشہ کے پیچھے سے دیکھی جسکے پیچھے سے اُسکی صورت ظاہر ہوتی تھی تو حانث ہوا بخلاف اسکے اگر آئینہ پر نظر ڈالی اور اُسمین اُسکا چہرہ نظر آیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا پس مین نے اسکو نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اُسکو بقدر ایک میل یا زیادہ دوری سے دیکھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اُس نے اُسکو نہین دیکھا ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تجھ سے ملاقی ہوا پس مین نے تجھپر سلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی تو چاہیے کہ ملاقات ہونے کی ساعت مین سلام کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تیرا گھوڑا تجھ سے عاریت مانگا پس تونے مجھے نہ دیا تو میرا غلام آزاد ہی تو اس صورت مین بھی چاہیے کہ دینے سے انکار کرنا اسکے فعل یعنی مانگنے کے ساتھ پایا جاوے اور اگر اُسکے سواے اور نیت کی ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی منتقی مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی جانب نہ دیکھونگا پھر اُسکے پاؤن یا ہاتھ یا سر کی طرف نظر کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر پاؤن یا ہاتھ کی طرف دیکھا تو اُسکو نہ دیکھا اور اُسکا دیکھنا یہی ہی کہ اُسکے مُنھ یا سر یا بدن کی طرف نظر ڈالے اور اگر اُسکے سر کے اوپر کی طرف نظر ڈالی تو بھی اسکو نہ دیکھا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اسکو دیکھا اور درحالیکہ اسکو نہین پہچانتا ہی تو اُسکا دیکھنا متحقق ہوا اور اگر اسکو سر سے پاؤن تک مثل کفن کے کپڑے مین لپٹا ہوا دیکھا اور اسکا سر و بدن الگ الگ ظاہر ہوتا ہی مگر کپڑا ایسا ہی کہ اسکی سب صورت ظاہر کرتا ہی یعنی مثلاً ایسا باریک کپڑا ہی کہ جسکے اندر سے اُسکے سراپا بدن کی شکل وہیات کھلتی ہی تو اسکو دیکھنا ثابت ہوا اور اگر اس کپڑے مین سے اسکا بدن معلوم نہ ہوتا ہو تو اسکو نہین دیکھا اور اگر اسکی پیٹھ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر اُسکے سینہ و پیٹ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر اُسکے سینہ و پیٹ مین سے اکثر حصہ دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر تھوڑا انصف سے کم دیکھا تو اسکو نہ دیکھا اور کسی عورت کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ دیکھونگا پھر عورت مذکورہ کو نقاب ڈالے ہونے کی حالت مین بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے دیکھا تو اسکو دیکھا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اُسکے چہرہ کو نہ دیکھونگا تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعم اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر قسم مذکور سے پہلے ایسی گفتگو ہو کہ جو اس مراد پر دلالت کرے تو قضاءً بھی تصدیق ہوگی اور اگر اُس نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اسکو مردہ یا کفن پہنایا ہوا دیکھا حالانکہ اُسکا مُنھ ڈھانک دیا گیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا کیونکہ دیکھنا زندگی و مرگ دونون پر ہی یعنے خواہ زندہ دیکھا تو اُسکا دیکھنا کہلاویگا خواہ مردہ دیکھا تو بھی ایسا ہی کہ بعد موت کے دیکھ لینا ایسا ہی جیسے زندگی مین دیکھنا یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے خالد کو دیکھا پس تجھکو آگاہ نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر خالد کو عمرو کے ساتھ دیکھا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک زید حانث نہ ہوگا اور اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر زید نے کہا ہو کہ اگر مین خالد کو دیکھون پس اسکو تیرے

پاس نہ لاؤں تو میرا غلام آزاد ہے اور باقی مسئلہ مثل مذکورہ بالا واقع ہوا تو بھی اسکا غلام آزاد نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہے اگر کسی نے کہا کہ واللہ فلانے کی موت و زندگی میں حاضر نہونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ زندگی میں حاضر ہونا یہ ہوگا کہ اُسکے غم و شادی میں حاضر ہو اور موت میں حاضر ہونا یہ ہے کہ اُسکے مرگ و جنازے پر حاضر ہو۔ اگر زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو کو حرام پر دیکھا تو میری جورو طالقہ ہے پھر عمرو کو دیکھا کہ وہ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت میں ہے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حرام نہیں ہے مگر وہ ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے فارسی میں کہا کہ ہزار درم از مال من بدرویشان دادہ اور دہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ کسی نے اُسکا منھ بند کر لیا حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ آگے یوں کہے کہ اگر چنین کنم تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ احتیاطاً ہزار درم صدقہ کردے اور اگر طلاق یا عتاق کے ساتھ قسم منعقد کرنے کا قصد تھا اور ایسا واقع ہوا تو طلاق و عتاق کچھ واقع نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور فوائد شمس الاسلام میں ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دھوبی کو دیا پھر دھوبی انکار کر گیا پھر اُس شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھے نہ دیا ہو تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ اصل میں اُس شخص نے اُسکے پسر یا شاگرد پیشہ کو دیا تھا تو فرمایا کہ اگر پسر یا شاگرد پیشہ مذکور اُسکے عیال میں سے ہو تو یہ شخص حانث نہوگا الا اُسی صورت میں کہ اُسکی یہ نیت ہو کہ دھوبی ہی کو دیا تھا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے عربی میں اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ لا یدع فلانا یمر علی ہذہ القنطرۃ یعنی نہ چھوڑونگا فلان کو کہ اس پل پر سے گذرے پھر اُسکو فقط زبان سے منع کیا تو قسم میں سچا ہو جائیگا۔ ایک نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر میں نے تجھے چھوڑ دیا کہ تو فلان کے ساتھ کام کرے تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر پسر مذکور بالغ ہو کہ بقول اُسکے روکنے کے اُسکو قدرت حاصل نہو پس اُسکو زبان سے منع کر دیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور اگر پسر صغیر ہو تو قسم میں سچے ہونے کے واسطے شرط ہے کہ قول و فعل دونوں سے منع کرے۔ ایک نے اپنے صہر کی مقبوضہ زمین کا دعوے کیا اور قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ دعوے چھوڑ دیا یہانتک کہ اس زمین کو لے لوں تو میری جورو طالقہ ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہر ماہ میں اُس سے ایک بار مخاصمہ کیا اور پورا مہینہ کبھی خصومت کو ترک نہ کیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ نہ چھوڑونگا اسکو کہ اس قصبہ سے نکل جاوے پھر وہ نکل گیا اور حالف کو نہ معلوم ہوا تو وہ حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو نکلتے دیکھا اور چھوڑ دیا منع نہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ ہو گیا مگر اُسپر قدرت نہ پائی یہانتک کہ وہ چلا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر یہ جملہ گیہوں ہوں تو میری جورو طالقہ ہے پھر دیکھا تو وہ گیہوں اور چھوہارے نکلے تو حانث نہوگا اور یہ صاحبین رح کا قول ہے اور اگر کہا کہ ان کانت ہذہ الجملۃ الا حنطۃ یعنے اگر ہو یہ تمام الا گیہوں تو میری جورو طالقہ ہے پھر وہ گیہوں و چھوہارے نکلے تو وہ حانث ہوا اور اگر وہ سب گیہوں ہوں تو امام ابو یوسف رح کے قول میں حانث ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا یہ ایضاح میں ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ اگر ہووے یہ جملہ سوائے گندم یا غیر گندم کے تو یہ مثل الا گندم کہنے کے ہے یعنی حکم صاحبین رحمہما اللہ میں باہم اختلاف مثل اختلاف مذکور ہے یہ بدائع میں ہے اور منتقی میں بروایت ابراہیم مذکور ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر میں نے سفر دراز نہ کیا تو فلانہ باندی آزاد ہے تو فرمایا کہ اگر اُسکی نیت تین روز یا زیادہ دور کے سفر کی ہو تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی

ورنہ اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ایک مہینہ کے سفر پر ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور فتاوای ماوراءالنہر مین مذکور ہی کہ شیخ
ابونصر دبوسی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے قسم کھائی مگر یہ بھول گیا کہ مین نے اللہ تعالی کی یا روزے رکھنے کی یا جورو کے
طلاق کی انہین سے کسی کی قسم کھائی تھی تو فرمایا کہ اسکی قسم طلاق پر ہوگی الا آنکہ اسکو یاد ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی
قال المترجم اس سے ظاہر ہوا کہ ان تین مین طلاق کو ترجیح ہوگی نظر بر فقہ و حفظ دین اللہ تعالی فافہم۔ اگر کسی نے ایک
خادم کی نسبت جو اسکی خدمت کرتا تھا قسم کھائی کہ اس سے خدمت نہ چاہونگا تو اس مسئلہ مین دو وجہین ہین اول
آنکہ خادم مذکور اسکا مملوک ہو اور اسمین چار صورتین ہین ایک یہ کہ بعد قسم کے اس سے ظاہر و صریح خدمت
چاہی مثلاً کہا کہ میری خدمت کر دے تو وہ حانث ہوگا اور یہ ظاہر ہی دوسری صورت یہ کہ قسم کے بعد اسنے بدون حکم
مولی کے مولی کی خدمت کی اور مولی نے اسکو خدمت کرنے دی حالانکہ وہ قسم سے پہلے خدمت مولی کے حکم سے کیا
کرتا تھا تو اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور تیسری صورت یہ ہی کہ اسنے بغیر حکم مولی کے اسکی خدمت کی اور پہلے
بھی بغیر حکم مولی کے خدمت کیا کرتا تھا تو اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور چوتھی صورت یہ ہی کہ بعد قسم کے
اسنے مولی کی خدمت بدون اسکے حکم کے کی اور قسم سے پہلے اسکی خدمت بالکل نہین کرتا تھا تو اس صورت
مین بھی حانث ہوگا۔ اور رہی وجہ دوم وہ یہ ہی کہ خادم مذکور کسی دوسرے کا مملوک ہو اور اسمین بھی وہی چار
صورتین ہین جو ہمنے اوپر بیان کی ہین مگر اسوجہ مین پہلی دونون صورتون کے وقوع سے حانث ہوگا اور پچھلی
دونون صورتون کے وقوع سے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خادم مملوک زید سے خدمت نہ چاہونگا پھر
خادم مذکور سے صریح نہین بلکہ اشارہ سے وضو کا پانی یا پینے کے واسطے پانی مانگا اور قسم کھانے کے
وقت اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کیونکر یا کیسی خدمت نچاہونگا تو یہ شخص حانث ہوگا خواہ خادم فلان اسکو پانی لادے یا نہ
لادے اور اگر اسنے قسم مین یہ نیت کی ہو کہ اسطرح خدمت نہ چاہونگا کہ مین اس سے خدمت کو کہون تب وہ خدمت
کر دے تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالی اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ زید کا خادم میری خدمت نہ کریگا پھر قسم کھانے والا اور زید مذکور ساتھ دسترخوان پر کھانے کو بیٹھے اور
یہی خادم ان لوگون کے کھانے و پانی کی خبرگیری کرتا ہو تو حالف مذکور حانث ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اندر گھر
کے ہر کام کاج کو خدمت بولتے ہین اور باہر کے کام کاج مثل خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت بولتے ہین اور وہ
خدمت مین شمار نہین ہی۔ اور واضح ہو کہ خادم کا اطلاق غلام و باندی دونون پر ہی خواہ بڑا ہو یا اتنا چھوٹا کہ خدمت
کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف مین گھر کے کام کاج کے ساتھ بازار کے ضروری خرید و فروخت
بھی خدمت مین داخل ہی اور یہی اسکے عرف مین بھی بنابر صحیح مراد ہی اور ہر یا لفظ خادم سو ہمارے عرف مین غلام
پر بولا جاتا ہی اور نیز نوکر ہو اور ہی و سالانہ پر بھی اور باندی پر خادم نہین بلکہ خادمہ کا اطلاق ہوتا ہی اور اسیطرح
ماہانہ یا سالانہ پر جو عورت نوکر ہو خادمہ کہلاتی ہی بنابرین مسائل کی تخریج مین فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ہی فافہم۔
واللہ تعالی الملہم للصدق والصواب۔ واضح ہو کہ مزارعت مین کاشتکار و مالک زمین جہان مذکور ہوتے ہین
اُنسے پوتہ دار مالک زمین مراد نہین ہین بلکہ بٹائی پر جو کھیت بولنے والے کاشتکار زمین اور نیز بٹائی پر باغ
سینچنے والے شامل ہین و مالک باغ و زمین سے انکا عقد مزارعت و مخابرت وغیرہ ہوتا ہی جو بجمیع الفاظہا

کتاب المزارعۃ سے مع تفصیل و اختلاف دریافت ہوگا وہان سے معلوم کرنا چاہیے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہین کہ کتاب مین مذکور ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین فلان کے کاشتکارون مین سے نہونگا حالانکہ اسوقت وہ فلان کا کاشتکار ہی یا کہا کہ مین فلان کا جوتا نہونگا حالانکہ اسکی زمین اُسکے پاس ہی اور فلان مذکور غائب ہی کہ ابھی ساعت وہ اس عقد کو جو دونون کے درمیان ہی نہین توڑ سکتا ہی تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط یہی ہی کہ وہ فلان کے کاشتکارون مین سے ہو اور یہ بات پائی گئی اور وہ اسمین معذور بعذر شرعی نہین ہی اور اگر وہ مالک زمین کے پاس عقد مزارعت توڑنے کے واسطے چلا تو حانث نہوگا اگرچہ مالک زمین شہر مین نہو کہین باہر ہو اسوجہ سے کہ اتنی دیری قسم سے مستثنیٰ ہوتی ہی پس ایسا ہوا کہ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نرہونگا اور نکلنا چاہا مگر اُسنے کنجی نہ پائی الا بعد ساعت کے تو جبتک وہ کنجی کی تلاش مین ہی حانث نہین ہوتا ہی پس ایسا ہی یہان بھی ہی اور اگر وہ بعد قسم کے مالک زمین کے پاس جاکر اُسکو اسکی زمین واپس کردینے کے کام کے واسطے سوائے اور کام مین مشغول ہوا تو حانث ہوگا جیسے کہ مسئلہ مکان مین سوائے کنجی کی جستجو کے اور کام مین مشغول ہونے سے حانث ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ کام قسم سے مستثنیٰ نہین ہی اور اگر مالک زمین کے پاس باہر جانے سے اسکو کسی آدمی نے روکا یا مالک زمین شہر مین موجود ہی مگر اُسکے پاس پہونچنے سے کسی نے اُسکو روکا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ فلان کا کاشتکار ہونا ہی اُسکے حانث ہونے کی شرط ہی اور باوجود منع کے اسکا تحقق نہوگا چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا ہی حتی کہ اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے فلان کی کاشتکاری نہ چھوڑی تو ایسا تو واجب ہی کہ مسئلہ دو قولون پر ہو جیسے مکان کی سکونت کے مسئلہ مین ہمنے بیان کیا ہی یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اہل حرفہ مین سے ایک نے اپنے کار کے اوزارون سے کام نہ بنانے پر یون قسم کھائی کہ اگر دست بر آنہا نہم فکذا یعنی اگر انکو ہاتھ سے چھوؤن تو میرا غلام آزاد ہی مثلاً پھر اُسنے اُنکو ہاتھ سے چھوا مگر کام بنانے کے واسطے نہین یون ہی چھوا پس آیا حانث ہوگا یا نہین تو شیخ نے فرمایا کہ نہین یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے فارسی مین کہا کہ اگر من کشت کنم درین وہ زن من طالقہ است یعنی اگر مین اس گانون مین کھیتی کرون تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر اُسنے خربوزہ یا کپاس کی کھیتی کی تو حانث ہوگا اور اگر کسی دوسرے کی بوئی ہوئی کھیتی کو پانی دیا یا زمین گوڑی وہل چلائی کی یا کھیتی کاٹی تو حانث نہوگا اور اگر دوسرے کو مزارعت پر دیدی یا زراعت کے واسطے کوئی شخص اجرت پر مقرر کیا جسنے زراعت کی تو بھی حانث نہوگا بشرطیکہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود اپنے آپ اس کام کو کرتا ہو کیونکہ اُسنے اپنے آپ کھیتی نہین کی اور اگر اُسنے یہی نیت کی ہو کہ دوسرے کو حکم نہ کرونگا تو اُسکی تصدیق ہوگی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ اسکے لفظ سے یہ معنی بھی نکل سکتے ہین اور اسمین اُسکے اوپر سختی زائد ہوتی ہی نہ آسانی۔ اور اگر اُسکے غلام یا مزدور تھے اُسکے واسطے کھیتی کی حالانکہ قبل قسم کے اسکو حکم دیتا تھا تو وہ حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے خاصۃً اپنے ہاتھ سے کھیتی نکرنے کی نیت کی ہو یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ اور اگر مالک زمین یا کاشتکار نے کہا کہ اگر این کشت مرا بکار آید زن من طالقہ است یعنی اگر یہ کھیتی میرے کام آوے تو میری جورو طالقہ ہی پھر اپنا حصہ بیچڈالا اور فروخت کر دیا یا کسی کو قرضہ مین دیدیا یا ہبہ کر دیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو کسی نے تلف کر دیا پس مالک نے اُسکے سے تاوان لیا اور لیکر اسکے

نفقہ مین خرچ کیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کے بیٹے ایک عدلیہ یا نصف عدلیہ کی ضمانت کرلی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسکے واسطے کسی کی طرف سے دس درم غطریفیہ کی ضمانت قبول کرلی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوز ہی پس اُسنے دوکاندار سے موزہ دوزی کے اوزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کردیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کرایہ پر چلانے کی چیزین ہین اُس نے قسم کھائی کہ اگر چیزون کو کرایہ پر دون تو میری جورو پر طلاق ہی پھر اُسکی جورو نے ان چیزون کو اجارہ پر دیا اور انکی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر مذکور حانث نہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے مستاجرون سے کہا ہو کہ تم ان مکانون مین رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہین ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ چاہیے کہ یہ صورت بھی اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوجاوے اور اسی طرح اگر اُسنے مستاجرون سے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ لوگ مکانون مین نہین رہے ہین تو بھی یہ امر اسکی طرف سے اجارہ ہی اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے ایسے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ رہ چکے ہین یعنے چڑھا ہوا پچھلا کرایہ مانگا تو یہ اجارہ نہین ہی اور وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اسمین سے مضروب یعنی سکہ زدہ چھوا تو حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی ڈال چھوئی تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جذع یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت مین حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال نہ چھوؤنگا پھر کمل چھوا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر نمدہ چھوا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ ... نہ چھوؤنگا پھر رسّی چھوئی تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا پھر موزہ یا جوتہ پہنکر زمین پر چلا تو حانث ہوگا اور اگر زمین پر فرش و بچھونا بچھا ہوا ہو اسپر چلا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی نعل کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنونگا پھر اُسکا شراک یعنے تسمہ کاٹ کر اسمین دوسرا تسمہ لگا کر اسکو پہنا تو حانث ہوا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اپنے سر کی طرف اشارہ کرکے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھوا یا اپنی طرف اضافت نہ کی یون ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھوا تو میری باندی آزاد ہی پھر قسم کھانے والے نے خود چھوا تو حانث نہوگا۔ امام محمد رح نے رقیات مین بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوؤنگا پھر اُس نے اپنا سر چھوا تو حانث نہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھوا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمار بازی نہ کرونگا پھر اُسنے یہ کہا کہ دست عاریت داد تو حانث ہوگا اور اگر مجاہرتی کی تو بنابر قول مختار کے حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کرونگا یعنے نہ دیدونگا پھر خاموش رہا اور مخاصمہ نہ کیا یہان تک کہ شفعہ باطل ہوگیا تو حانث نہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص مزدورون کو مزدوری پر اپنا ... کام بناتے ... نے قسم کھائی کہ اُسکے ساتھ کام نہ بناؤنگا پھر اُسکی ... آیا ... کام بناؤ ... تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ جس چیز مین اسکا کام بنایا کرتا تھا وہ چیز

اس سے خرید لے اور اسکو تیار کرکے پھر اُسی کے ہاتھ فروخت کردے اور اسی طرح اگر جولاہے نے قسم کھائی کہ اگر ایک سال تک کسی کا سوت لون اور اسکو اُسکا کپڑا بُن کردون تو میری جورو طالقہ ہی تو اگر وہ اس سے سوت خرید کرکے بعد بُننے کے اُسی کے ہاتھ فروخت کردے تو حانث نہ ہوگا اور اگر خمار بدون سوت خریدنے کے بن دی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ خمار مختص باسم علیحدہ ہی اور فتاوے نسفیہ مین لکھا ہی کہ ایک نے قسم کھائی کہ من بلینح کدخدائی فلان نکنم و وکیلی وے نہ کنم اگر کارے فرماید بکنم پس اسپر قسم کھالی پھر موکل نے کسی اور کو جیپر حالف نے قسم کھا کر معین کیا ہی مقرر کیا پھر موکل نے اسکو حکم کیا کہ اُسکے واسطے یہ کام کردے پس اگر یہ کام اُسکے واسطے کریگا تو بھی حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اس بیت مین کوئی عمارت تعمیر کی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسکی دیوار جو اُسکے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہی خراب ہوگئی پھر اُسنے یہ دیوار بنوائی اور اُس سے قصد یہ کیا کہ پڑوسی کے بیت کی تعمیر کرتا ہون تو اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی شیخ الاسلام اوزجندی سے پوچھا گیا کہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے کل کے روز فلان کے گھر کو خراب نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ قید کیا گیا اور روکا گیا حتی کہ اُسنے فلان کا گھر کل کے روز خراب نہ کیا تو فرمایا کہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور فتوی کے واسطے مختار یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی واللہ اعلم بالصواب

کتاب الحدود

اور اسمین چھ باب ہین

باب اوّل حد کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین

شریعت مین حد ایسی عقوبت مقدرہ ہی جو اللہ تعالی کے حق کے واسطے ہو پس قصاص کو حد نہ کہینگے کہ وہ حق العبد ہی اور تعزیر کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ وہ مقدر نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اُسکا رکن یہ ہی کہ امام المسلمین اُسکو قائم کرے یا جو قائم کرنے مین امام کا نائب ہو اور شرط یہ ہی کہ جسپر حد قائم کیجاوے وہ صحیح العقل سلیم البدن ہو اور ایسا ہو کہ عبرت پکڑے اور باز رہے پس مجنون و جو نشہ مین ہو و مریض و ضعیف الخلقت پر حد قائم نہ کیجائیگی الا بعد صحت و افاقہ کے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اُسکا اصلی حکم یہ ہی کہ جس سے بندگان خدا کو ضرر پہونچتا ہی اس سے انزجار ہو اور دار الاسلام فساد سے مصئون رہے۔ اور رہا گناہون سے پاک ہو جانا سو اسکا اصلی حکم نہین ہی اسواسطے کہ گناہون سے پاک ہونا توبہ سے حاصل ہوتا ہی نہ حد قائم کرنے سے اور اسی واسطے کافر پر حد قائم کیجاتی ہی حالانکہ اُسکے واسطے گناہون سے طہارت نہین ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی

دوسرا باب - زنا کے بیان مین - اور زنا اسکو کہتے ہین کہ پوری کرے مرد اپنی شہوت بصفت محرم ہونے کے ایسی عورت سے قُبل مین جو دونون طرح کی ملک اور دونون کے شبہہ اور شبہہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے اوپر ایسے ہی فعل کا قابو دے یہ نہایہ مین ہی۔ پس مجنون و طفل عاقل کی وطی زنا نہوگی اسواسطے کہ ان دونون کا فعل بصفت حرمت موصوف نہین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اسی طرح اگر مرد نے اپنے پسر یا مکاتب کی باندی

یا اپنے غلام ماذون مدیون کی باندی سے وطی کی یا جہاد میں لوٹ کی باندی سے بعد دار الاسلام میں احراز کرنے کے غازی نے وطی کی تو زنا نہ ہوگا کیونکہ شبہہ ملک یہی ہی اسی طرح اگر ایسی عورت سے وطی کی جس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہی یا ایسی باندی سے وطی کی جس سے بدون اجازت اُسکے مولی کے نکاح کیا ہی یعنی باندی نے اپنے مولی سے اجازت نہین لی تھی یا غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے بدون اجازت اپنے مولی کی نکاح کیا ہی یا مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جسکو اپنی آزادہ عورت کے اوپر بیاہ لایا ہی تو یہ زنا نہین ہی بسبب شبہہ ملک نکاح کے۔ اسی طرح اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہی تو زنا نہین ہی کیونکہ شبہہ اشتباہ ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور رکن زنا یہ ہی کہ التقائے ختانین بمواراۃ حشفہ پایا جاوے اسواسطے کہ اسیقدر سے ایلاج و وطی متحقق ہوجائیگی۔ اور اُسکی شرط یہ ہی کہ تحریم سے واقف ہو حتی کہ اگر اُسنے تحریم کو نہ جانا تو بسبب شبہہ واقع ہونے کے حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور زنا حاکم کے نزدیک بطور ظاہر اسطرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اسکی بلفظ زنا گواہی دین نہ بلفظ وطی و جماع یہ تبیین میں ہی۔ اور جب چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی مجلس واحد مین گواہی دی تو قاضی اُنسے دریافت کریگا کہ زنا کیا چیز ہی اور اُسنے کہان زنا کیا پس جب اُنھون نے بیان کیا جو حقیقۃً زنا ہی اور کہا کہ اُسنے اسطرح داخل کردیا جیسے سرمہ دانی کے اندر سلائی تو اب اُنسے دریافت کریگا کہ کیفیت زنا کیا ہی پھر جب اُنھون نے کیفیت زنا بیان کردی تو اُنسے وقت دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے ایسا وقت بیان کیا کہ اسکو زمانہ دراز نہین گذرا ہی یعنی ایسا وقت بیان کیا کہ یہ لازم نہین آتا ہی کہ زمانہ دراز گذرنے پر گواہی ادا ہوئی ہی تو پھر جس عورت سے زنا کیا ہی اُسکو پوچھے گا پھر اُنسے مکان دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے مکان بیان کیا اور قاضی اُنکی عدالت کو جانتا ہی تو مشہود علیہ سے اُسکا احصان دریافت کریگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین محصن ہون یا اُسکے انکار احصان پر گواہون نے اُسکی محصن ہونے کی گواہی دی تو حاکم اس سے احصان کی تعریف دریافت کریگا کہ کسکو کہتے ہین پس اگر اُسنے ٹھیک ٹھیک بیان کردیا تو اسکو رجم کریگا۔ اور اگر اُسنے ٹھیک ٹھیک نہ بیان کیا مگر گواہون سے اسکا محصن ہونا ثابت ہوا تو گواہون سے احصان کو دریافت کریگا پس اگر اُنھون نے ٹھیک ٹھیک بیان کردیا تو اسکا رجم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ مین محصن نہین ہون اور گواہون نے اُسکے محصن ہونے پر گواہی نہ دی تو اُسکو درے مارے جاوینگے۔ اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو مشہود علیہ کو انکی عدالت ظاہر ہونے تک قید رکھے گا یہ محیط مین ہی۔ اگر چار گواہون نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی پس اُنسے زنا کی کیفیت و ماہیت دریافت کی گئی تو اُنھون نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ تجھے نہین بیان کرینگے تو انکی گواہی قبول نہوگی مگر انپر حد بھی واجب نہوگی کیونکہ جتنے عدد اسکی گواہی مین چاہیے ہین اتنی تعداد انکی ہی کیونکہ گواہون کی تعداد کامل ہونا وجوب حد سے [یعنی حد قذف ۱۲] مانع ہی جیسے کہ مشہود علیہ پر چار عورتون نے گواہی دی تو انپر حد قذف نہین ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بعضے گواہون نے کیفیت و ماہیت [یعنی حد قذف سے ۱۲] بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو مرد مشہود علیہ پر حد قائم نہ کیجائیگی اور نیز گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ آویگی یہ مبسوط مین ہی اور زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر اُسنے سوائے قاضی کے کسی دوسرے کے سامنے جسکو اقامت حدود کا اختیار نہین حاصل ہی اقرار کیا تو اُسکا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ چار مرتبہ اقرار کیا ہو پس اُسکے ایسے اقرار پر گواہی مقبول نہوگی یہ تبیین مین ہی

اور ضرور ہی کہ اقرار صریح ہو اور اسکا کذب ظاہر نہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگر اپنی تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اسپر گواہی بھی مقبول نہو گی اسواسطے کہ شائد وہ شبہہ کا مدعی ہو یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے گونگی عورت سے زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ مین نے گونگے مرد سے زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہو گی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا کہ وہ مجبوب ہی یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقاء ہی بایں طور کہ عورتون نے اُسکے رتقاء ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہو گی اور یہ بھی ضرور ہی کہ دونون مین سے ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہی انکار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے انکار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہو گی یہ نہر الفائق مین ہی - اور ضرور ہی کہ اقرار حالت ہوش مین ہو حتی کہ اگر اُسنے نشہ مین اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اکراہ مانع صحت اقرار ہی اور موجب شبہہ ہی عورت کے حق مین یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اقرار کی یہ صورت ہی کہ اقرار کنندہ عاقل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسون مین زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہدایہ مین ہی - اور بعضون نے کہا کہ مجالس قاضی کا اعتبار ہی اور اول اصح ہی کذا فی السراج الوہاج اور یہی صحیح ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسون کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہی کذا فی التمہی پس اگر اُسنے مجلس واحد مین چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ بمنزلہ ایکدفعہ اقرار کے ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر اُسنے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر مہینہ ایک مرتبہ اقرار کیا یہانتک کہ چار مرتبہ اقرار ہو گیا تو اُسکو حد کی سزا دیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور مجالس اقرار کے اختلاف کی یہ صورت ہی کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اُسکو رد کر دے پس چلا جاوے یہانتک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر آوے اور آکر اقرار کرے یہ کافی مین ہی - اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زجر کرے اور کراہت ظاہر کرے اور اُسکے ایک طرف دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط مین ہی پس جب اُسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اُسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح العقل ہی اور یہ ایسا ہی کہ اُسکا اقرار جائز ہی تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہی اور کیونکر ہوتا ہی اور کسکے ساتھ زنا کیا ہی اور کہان زنا کیا ہی کیونکہ اسمین شبہہ کا احتمال ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور رہا یہ سوال کہ کب زنا کیا ہی تو بعض نے فرمایا کہ زمانۂ زنا دریافت نہ کریگا اسواسطے کہ زمانہ دراز ہو جانا گواہی سے مانع ہی نہ اقرار سے اور اصح یہ ہی کہ زمانہ بھی دریافت کریگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ شاید اُسنے ایام نابالغی مین زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کر لیا اور ظاہر ہوا کہ اُسنے زنا کیا ہی تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محصن ہی پس اگر اُسنے کہا کہ وہ محصن ہی تو دریافت کریگا کہ احصان کیا ہی پس اگر اُسنے احصان کو بھی ٹھیک ٹھیک اُسکے شرائط سے بیان کیا تو اُسکے رجم کا حکم دیگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ مین محصن نہین ہون اور گواہون نے اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رجم کر دیگا یہ محیط مین ہی اور اُسکو تلقین کرنا مندوب ہی یعنی یون کہے کہ شائد تو نے بوسہ لیا ہو گا یا شائد تو نے چھوا ہو گا یا شائد تو نے شبہہ سے وطی کی اور اصل مین فرمایا کہ شاید تو نے اُس سے نکاح کر لیا ہی یا شبہہ سے وطی کر لی ہی بالجملہ مقصود یہ ہی کہ اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد دور ہو جاوے کوئی لفظ کیون نہو یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر چار گواہون نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اُسنے ایک مرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد رح کے نزدیک اسکو حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف رح کے

نزدیک حد نہ ماری جائیگی اور یہی اصح ہے یہ کافی مین ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اُسنے بعد قضا کے اقرار کیا ہو اور اگر قبل قضا کے اقرار کیا تو بالاتفاق حد ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ چار گواہون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر اُس شخص نے بعد انکی گواہی کے اقرار کیا پھر انکار کر گیا اور چار مرتبہ اُسنے اقرار نہین کیا ہے تو اُسپر حد واجب نہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر ایک شخص پر چار آدمیون نے زنا کی گواہی دی اور اُسکے ثبوت کا اُسپر حکم دیا گیا پھر اُسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اُسپر حد قائم کیجائیگی یہ حاوی قدسی مین ہے۔ اور اگر اُسنے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اسی کو امام طحاوی نے اختیار کیا ہے یہ غیاثیہ مین ہے۔ اور اگر گواہون کی گواہی کے بعد اُسنے زنا کا اقرار کیا تو یہ گواہ حد قذف کی سزا نہ دیے جاوینگے اگرچہ چار سے کم ہون یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر اقرار کنندہ نے حد قائم کیے جانے سے پہلے یا حد قائم کیے جانے کے بیچ مین اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا قبول کیا جائیگا اور اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہے اور رجوع کرنا خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے ہو دونون یکسان ہین دونون سے قبول کیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے اور ایسا ہی اگر قاضی کے نزدیک گواہی و اقرار سے زنا ظاہر ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر ایک شخص بھاگا اور رجوع نہ کیا تو اُس سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر زنا پر ثابت رہا مگر محصن ہونے سے رجوع کیا تو اُس سے قبول کیا جائیگا اور سنگسار نہ کیا جائیگا بلکہ درّے مار دیے جاوینگے یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر کسی شخص پر حد زنا ثابت ہوئی بگواہی گواہان حالانکہ وہ محصن ہے یا محصن نہین ہے پھر جب اُسپر حد قائم کی گئی تو تھوڑی حد جاری ہونے کے بعد وہ بھاگ گیا اور دارو غہ و عامل نے اسکو تلاش کرایا پس وہ اسی وقت پکڑا گیا تو اُسپر باقی حد بھی قائم کیجائیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر بعد چند روز کے ہاتھ آیا تو حد ساقط ہو گئی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اقرار زنا مین ذمی و غلام مثل مسلمان آزاد کے ہین خواہ غلام ماذون ہو یا مجحور ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام نے خود زنا کا اقرار کیا تو اقرار مین اُسکے مولی کا حاضر ہونا شرط نہین ہے اور اگر لوگون نے غلام پر زنا کی گواہی دی تو مولے کا حاضر ہونا شرط ہے کیونکہ مولی کو گواہون مین طعن کا اختیار ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر خصی نے زنا کا خود اقرار کیا یا گواہون نے اُسپر گواہی دی تو اُسپر حد جاری کیجائیگی اور یہی حکم عنین کا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اندھے نے اگر زنا کا اقرار کیا تو اُسپر حد جاری کیجائیگی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے مجنونہ یا ایسی عورت نابالغہ سے جو قابل جماع ہے زنا کیا تو اُسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے مجنون یا طفل سے جماع کیا تو اُسپر حد واجب نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا ہے کہ اسکو پہچانتا نہین ہے تو اُسپر حد جاری کیجائیگی اور اسی طرح اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا حالانکہ یہ عورت غائب ہے تو استحسانًا اُسپر حد جاری کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا اور فلانہ کہتی ہے کہ مجھ سے اُس نے نکاح کیا ہے یا عورت نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ مین نے فلان مرد سے زنا کیا اور فلان کہتا ہے کہ مین نے اُس سے نکاح کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور مرد پر اسکا مہر لازم آویگا یہ محیط مین ہے اور قاضی کا جاننا حدود مین حجت نہین ہوتا ہے اسپر صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع ہے اگرچہ قیاس اسکے اعتبار کا مقتضی ہے یہ کافی مین ہے

فصل

حدود و انکی اقامت کی کیفیت کے بیان مین۔ جب حد واجب ہوئی اور مرد زانی محصن ہے

تو اُسکو پتھرون سے رجم کیا جاوے یہان تک کہ وہ مرجاوے اور یہ شہر سے باہر میدان مین لیجا کر کیا جاوے یہ
ہدایہ مین ہی۔ اور واضح رہے کہ رجم کے واسطے جو احصان معتبر ہی وہ یہ ہی کہ آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو کہ جسنے
کسی عورت آزادہ سے بنکاح صحیح نکاح کیا اور اُس سے دخول کر لیا ہوا اور وہ دونون صفت احصان پر ہون
ہون یہ کافی مین ہی۔ پس بہ لحاظ قیود مذکورہ اگر مرد نے اپنی جورو سے ایسی خلوت کی جس سے مہر واجب ہوتا ہی
اور عدت لازم ہوتی ہی تو محصن نہ ہو جائیگا اور جماع سے بھی محصن نہوگا اگر نکاح فاسد ہوا اور نیز جماع سے نکاح
صحیح مین بھی محصن نہ ہوگا اگر اس عورت سے قبل نکاح کے یہ کہدیا ہو کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ
ہی اسوجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طالقہ ہو جائیگی پس اسکے بعد اس سے جماع کرنا زنا ہوگا ولیکن اس سے حد
واجب نہ ہوگی کیونکہ بسبب اختلاف علما رکے اسمین شبہہ واقع ہو گیا ہی اور اسی طرح اگر مرد مسلمان نے مسلمان عورت
سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا تو محصن نہ ہو جائیگا پس اسمین بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی
اور دخول مین ایسا ایلاج معتبر ہی جو قبل کے اندر ہوا اور ایسا ہو کہ اس سے غسل واجب ہو جاوے اور شرط ہی کہ
صفت احصان دونون مین دخول کے وقت ہو چنانچہ اگر دو مملوکون کے درمیان وطی بنکاح صحیح حالت رقیت
مین واقع ہوئی پھر دونون آزاد ہو گئے تو وطی مذکورہ کی وجہ سے محصن نہونگے اور یہی حکم دو کافرون کا ہی اور
اسی طرح اگر مرد آزاد نے کسی باندی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کر کے اُس سے وطی کر لی تو وہ محصن نہوگا اور اسی
طرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کر کے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر مرد مین ان باتون مین سے
کوئی بات ہو حالانکہ عورت آزادہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو تو بھی یہی حکم ہی چنانچہ اگر شوہر کافر کے وطی کرنے سے پہلے عورت
مسلمان ہو گئی پھر دونون مین تفریق کیے جانے سے پہلے کافر نے اس سے وطی کر لی تو عورت اس دخول کی وجہ سے محصنہ
نہو جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مرد نے بعد اسلام یا عتق یا افاقہ کے اپنی عورت سے دخول کر لیا تو وہ محصن ہو جائیگا اور
اس احصان مین زنا سے عفت شرط نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مرد مسلمان کے تحت مین حرہ مسلمہ ہو اور دونون
محصن ہون پھر دونون ساتھ مرتد ہو گئے نعوذ باللہ منہا تو دونون کا احصان باطل ہو گیا پھر اگر دونون مسلمان
ہو گئے تو انکا احصان عود نہ کریگا یہان تک کہ بعد اسلام کے اس عورت سے دخول کرے یہ فتح القدیر مین ہی
اور اگر بعد وجوب حد کے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا تو اُسکو درے مارے جاوینگے اور رجم نہین کیا جائیگا اور اگر
درے ہی واجب ہون تو اسکو درے نہ مارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر احصان ثابت ہونے کے بعد
بسبب معتوہ یا مجنون ہونے کے احصان زائل ہو گیا تو جب افاقہ حاصل ہوگا تب پھر طرفین کے نزدیک احصان عود
کریگا کہ وہ محصن ہو جائیگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عود نہ کریگا جب تک کہ بعد افاقہ کے اپنی جورو سے دخول
نہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور احصان کا ثبوت باقرار ہوتا ہی یا دو مردون کی گواہی سے یا ایکمرد و دو عورتون
کی گواہی سے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر اُسنے باوجود شرائط موجود ہونے کے دخول واقع ہونے سے انکار کیا
پھر اگر اُسکی جورو کے ایسی مدت مین بچہ پیدا ہوا کہ اسکا ہونا متصور ہو سکتا ہی تو شرعًا وہ وطی کنندہ قرار دیا جائیگا یہ تبیین مین ہی
اور احصان پر گواہی مثل مال پر گواہی کے ہی کہ شہادۃ علی الشہادت سے ثابت ہو سکتا ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اگر زنا کنندہ
کسی ذمی کا مسلمان غلام ہو پھر دو ذمیون نے گواہی دی کہ اسنے اس غلام کو قبل زنا کے آزاد کیا ہی حالانکہ اس زانی

مین سب شرائط احصان موجود ہین تو ان دونون کی گواہی مقبول ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اگر کسی مرد کی جورو نے اقرار کیا کہ مین اسکی باندی ہون پھر مرد نے زنا کیا تو رجم کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبل اسکے ساتھ دخول کرنے کے رقیت کا اقرار کیا پھر مرد نے زنا کیا تو استحسانًا وہ رجم نہ کیا جائیگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اُس سے یہ دونون محصن نہ ہو جاوینگے اسواسطے کہ یہ نکاح غیر صحیح ہی قطعًا بسبب اختلاف علماء کے وان اخبار کے جو اس مسئلہ مین وارد ہوئے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور قاضی کو چاہیے کہ گواہون سے دریافت کرے کہ احصان کیا ہی پس اگر اُنھون نے اپنے بیان مین کہا کہ اسنے آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا ہی تو امام اعظم رح کے قول ثانی پر گواہون کے اس کہنے پر کہ اس نے سے دخول کیا ہی اکتفا کیا جائیگا اور اسمین امام محمد رح نے خلاف کیا ہی اور اگر گواہون نے کہا کہ اسکو مس کیا یا لمس کیا ہی تو بالاجماع اس قول پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ اس سے جماع کیا یا مباضعہ کیا تو بالاجماع اسپر اکتفا کیا جائیگا یعنی کافی ہی اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر اُنھون نے کہا کہ اغتسل منہا یعنی اس سے غسل کیا جیسے بولتے ہین کہ اسنے اپنی جورو سے نہان کر لیا تو اسپر اکتفا کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اپنی جورو سے لقا کیا یا قربت کی ہی تو اسپر اکتفا نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی منتقی مین امام محمد رح سے بروایت ابراہیم مذکور ہی کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے خلوت کر لی پھر اسکو طلاق دیدی پھر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہی اور عورت نے کہا کہ اُسنے مجھ سے وطی نہین کی ہی تو شوہر اپنے اقرار سے محصن ہو جائیگا اور عورت بسبب اپنے انکار کے محصنہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس سے دخول کیا اور طلاق دیدی اور کہا کہ یہ حرہ مسلمہ تھی اور عورت نے کہا کہ مین اسوقت نصرانیہ تھی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے دبر مین وطی کر لی تو اُس سے وہ محصن نہ ہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور امام المسلمین کے واسطے مستحب ہی کہ جماعت مسلمانون کو حکم دے کہ اقامت رجم کے واسطے حاضر ہون یہ تمنی مین ہی اور لوگون کو چاہیے کہ رجم کے وقت مثل نماز کے صف بستہ ہو جاوین ہرگاہ جونسی قوم رجم کر دے تو وہ پیچھے چلی جاوے اور اُنکے سوا دوسرے آگے بڑھین اور رجم کرین یہ بحر الرائق و سراج وہاج مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ زناکار کو جو شخص پتھر مارے وہ عمدًا اسکے قتل کا قصد کرے لیکن اگر مرجوم اسکا ذی رحم محرم ہو تو اُسکے حق مین عمدًا قتل کرنے کی نیت سے مارنا مستحب نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جب رجم کرنا گواہون کی گواہی سے ثابت ہو تو واجب ہی کہ پہلے گواہ رجم کرین پھر امام پھر اور لوگ حتے کہ اگر گواہون نے ابتدا کرنے سے انکار کیا تو مشہود علیہ کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی مگر گواہون پر حد واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ انکار رجم شروع کرنے سے انکار کرنا صریح رجوع از شہادت نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسی طرح اگر گواہون مین سے ایک نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر گواہ لوگ سب مر گئے یا ایک تو حد ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر سب یا ایک غائب ہو گیا تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق یہی حکم ہی۔ اسی طرح اگر گواہون مین یا ایک مین ایسی بات ہو گئی جس سے وہ اہلیت شہادت سے خارج ہو گیا مثلًا کوئی مرتد ہو گیا یا اندھا یا گونگا یا فاسق ہو گیا یا کسی کا قذف کیا اور حد ماری گئی تو بھی حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ یہ امر گواہون مین

یا ایک مین قبل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا ہر حال یہی حکم ہی کہ حد ساقط
ہو جائیگی - اور اگر ان گواہون مین سے بعض کے دونون ہاتھ کٹے ہوئے ہون یا ایسا مریض ہو کہ پتھر
نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی پتھر ماریگا اور اگر بعد ادا ے گواہی کے اُسکے ہاتھ کاٹ ڈالے
گئے تو اقامت حد ممتنع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ گواہون کی موت و غیبت
سے حد ساقط و باطل نہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ حاوی قدسی مین ہی - اور اگر مشہود علیہ محصن نہو تو حاکم
شہید نے کافی مین فرمایا کہ موت و غیبت کی صورت مین اسپر حد قائم کیجائیگی اور ماسوا ے ان دونون صورتون کے
باطل ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اسپر اجماع ہی کہ سوای رجم کے باقی حدود مین گواہون اور امام المسلمین کسی پر
ابتدا کرنی واجب نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - قاضی نے اگر لوگون کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی گنجائش ہی اگرچہ
اُنھون نے ادا ے شہادت کو معائنہ نہ کیا ہو - اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ امام محمد رح
نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگون کو رجم کرنا
روا نہین ہی جب تک ادا ے شہادت کو خود معائنہ نہ کرین یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو
امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کرین اور مرجوم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پہنایا جائیگا اور اُسپر
نماز پڑھی جاویگی اور اگر غیر محصن ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہین بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہین
کہ بحکم امام ایسے درے سے اُسکو ماریگا جسپر گھنڈی نہو اور چوٹ ایسی لگائی جاوے کہ درمیانی درجہ کی ہو نہ ایسی
کہ زخم سخت پہونچا دے اور نہ ایسی کہ الم نہو - اور جو حد شارع نے مقدر فرمائی ہی اس سے زیادتی نہین
جائز ہی یہ کافی مین ہی - اور چاہیے کہ حد وہ قائم کرے جو عقل رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ ایضاح مین ہی - اور
اسمین مرد و عورت یکسان ہین پس اگر دونون محصن ہون تو دونون رجم کیے جاوینگے یا دونون محصن
نہ ہون تو ہر ایک پر سو درے مارے جاوینگے اور اگر ایک محصن اور دوسرا غیر محصن ہو تو محصن پر رجم اور
دوسرے پر درے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہون یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جاوے تو یہی
حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور حدود تعزیر کی سزا مین مرد ننگا کر دیا جاویگا فقط ایک ازار اسپر رہیگی اور اُسی حالت
مین اسکو سزا دیجاویگی و شراب خواری کی سزا مین بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہی اور حد قذف کی سزا مین
ننگا نہ کیا جائیگا ولیکن حشو و فروہ اُتار لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور عورت کسی صورت مین ننگی
نہ کیجاویگی مگر حشو و فروہ اُسپر سے بھی اُتار لیا جائیگا کذا فے الاختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر سوا ے
حشو و فروہ کے اور کچھ نہو تو یہ نہ اُتارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی - اور عورت کو بٹھلا کر حد ماریجاویگی اور اگر
رجم کی صورت مین اُسکے واسطے گڑھا کھودا گیا تو بھی روا ہی اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہین ہی یہ اختیار
شرح مختار مین ہی لیکن گڑھا کھودنا احسن ہی اور سینہ تک گڑھا گہرا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڑھا نہ کھودا جاوے
اور یہی ظاہر الروایہ ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور مرد کو تمام حدود مین کھڑے ہونے کی حالت مین سزا دیجاویگی
یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور کسی حد مین ممدود نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا
چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگون کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور ممدود کی یہ صورت

بیان کی گئی ہی کہ زمین پر ڈالدیا جاوے اور کھینچا جاوے جیسا ہمارے زمانہ مین کیا جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ مد کی یہ صورت ہی کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اپنے سر پہ بلند کرے اور بعض نے کہا کہ مد یہ ہی کہ بعد مارنے کے کھینچے اور یہ سب اسواسطے نہ کیا جاوے کہ یہ مستحق سے زیادہ ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور کوڑے سوا سے چہرہ اور فرج و آلۂ تناسل اور سر کے اور تمام بدن پر متفرق مارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہی - اور محصن کے حق مین کوڑے مارنا و سنگسار کرنا دونون نہ کیا جائیگا اور نہ باکرہ کے حق مین یہ کیا جاوے کہ کوڑے مارے جاوین اور اسکے ساتھ وہ ایک سال کے واسطے غرب یعنی شہر بدر بھی کیجاوے وہان اگر امام المسلمین کی راے مین تغریب یعنی شہر بدر کرنے مین مصلحت معلوم ہو تو اپنی راے سے جسقدر مدت کے واسطے چاہے از راہ سیاست و تعزیر شہر بدر کردے نہ از راہ حد اور یہ کچھ زنا کی صورت سے مختص نہین ہی بلکہ ہر جرم مین جائز ہی اور یہ امام المسلمین کی راے پر ہی یہ کافی مین ہی - اور نہایہ مین تغریب کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ قید کیجاوے اور یہ تفسیر احسن ہی کہ دوسرے اقلیم مین نکال دینے کی بہ نسبت قید کرنے مین زیادہ فتنہ دور ہوتا ہی یہ بحر الرائق و تبیین مین ہی - اور اگر مریض پر حد واجب ہوئی پس اگر رجم کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کردیجاویگی اور اگر درے واجب ہوئے ہون تو فی الحال نہ مارے جاوینگے یہان تک کہ وہ اچھا چنگا ہو جاوے لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ اسکی زندگی سے مایوسی ہو گئی ہو تو حد قائم کردیجاویگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایسا مرض ہو کہ اسکے زوال کی امید نہو جیسے سل وغیرہ یا یہ شخص ناقص ضعیف الخلقت ہو تو اسکو ایک عثکال مارا جاوے جسمین سو تسمہ ہون یعنی سو تسمہ کا ایک مٹھا بندھا ہوا ایک بار مار دیا جاوے اور ضرور ہی کہ ہر تسمہ اسکے بدن پر پہونچ جاوے اور اسیواسطے کہا گیا ہی کہ ایسی صورت مین تسمون کا کشادہ ہونا چاہیے یہ فتح القدیر مین ہی - اور جو عورت نفاس مین ہو وہ حد قائم کرنے مین بمنزلہ مریضہ کے ہی اور جو عورت حیض مین ہو وہ بمنزلہ صحیحہ کے ہی کہ فوراً اسپر حد قائم کیجا سکتی ہی اور حیض سے خارج ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - حاملہ نے اگر زنا کیا تو حالت حمل مین اسکو حد نہ ماریجائیگی خواہ اسکی حد کوڑے ہون یا رجم ہو لیکن اگر اسکا زنا بذریعہ گواہون کے ثابت ہو گیا ہو تو قید کیجاویگی یہان تک کہ وہ بچہ جنے پھر جب بچہ پیدا ہو گیا تو دیکھا جاوے کہ اگر محصنہ تھی تو وضع حمل کے بعد اسکو رجم کیا جائیگا یہ ظاہر الروایہ ہی اور اگر غیر محصنہ تھی تو چھوڑ رکھی جاویگی یہان تک کہ وہ نفاس سے خارج ہو پھر اسپر حد قائم کیجاویگی یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر اسکے اقرار سے حد ثابت ہوئی ہو تو قید نہ کیجاویگی لیکن اس سے کہا جائیگا کہ جب وضع حمل کرے تو حاضر ہو پس اگر بعد وضع حمل کے وہ آئی تو وہ رجم کردیجائیگی بشرطیکہ ایسا کوئی ہو کہ اسکے بچہ کی پرورش دودھ پلائی کرے اور اگر ایسا کوئی نہو تو انتظار کیا جائیگا یہان تک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑاوے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر چہ اسنے تاخیر مین طول دیا اور کہے جاتی ہو کہ مین ابھی نہین جنی ہون - گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اسنے کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسکا قول قبول نہ ہوگا بلکہ عورتون کو دکھلائی جاویگی پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہی تو اسکو دو سال کی مہلت دیگا پس اگر وہ نہ جنی تو اسکو رجم کردیگا یہ فتح القدیر مین ہی اگر گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اسنے دعوی کیا کہ مین عذرا یا رتقا ہون تو عورتون کو دکھلائی جاویگی اگر انھون نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہی تو اسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور گواہون پر بھی حد قذف

سنہو گی اور اسی طرح اگر مرد کی صورت مین اُسنے مجبوب ہونے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہو اور عذر آلۂ رتقار وغیرہ جن چیزون کے ثبوت مین عورتون کے قول پر عمل ہوتا ہو انکے ثبوت مین ایک عورت کا قول قبول ہو گا کذا فی الولوالجیہ اور اگر دو عورتین ہون تو احوط ہو یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور مولے اپنے غلام پر خود حد نہین قائم کر سکتا ہو الا باجازت امام المسلمین یہ ہدایہ مین ہو۔ اور سخت گرمی یا سخت جاڑے مین حد نہین قائم کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اسی طرح شدت گرمی یا شدت جاڑے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ ایک مرد سے فعل فاحشہ سرزد ہوا پھر اُسنے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو وہ قاضی کو اپنے اس فعل منکر سے خبردار نکرے یہ ظہیریہ مین ہو۔

تیسرا باب جو وطی موجب حد ہو اور جو نہین ہو اُسکے بیان مین

جو وطی کہ موجب حد ہوتی ہو وہ زنا ہو کذا فی الکافی پس اگر محض حرام ہو تو حد واجب ہو گی اور اگر اسمین کوئی شبہہ بیٹھ گیا تو حد واجب نہو گی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور شبہہ یہ ہو کہ مشابہ ثابت کے ہو حالانکہ ثابت نہین ہو اور وہ چند انواع ہین ایک شبہہ در فعل اور اسکو شبہہ اشتباہ کہتے ہین اور اسکی یہ صورت ہو کہ غیر دلیل الحل کو دلیل گمان کرے اور اسکا تحقق ایسے شخص کے حق مین ہو گا کہ جسپر یہ مشتبہ ہو جاوے نہ ایسے شخص کے حق مین جسپر مشتبہ نہو اور گمان ہونا ضرور ہو تاکہ اشتباہ متحقق ہو پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ میرا گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہو تو حد نہ ماریجاویگی اور اگر یہ دعوی نکیا تو حد ماریجاویگی دوم شبہہ در محل اور اسکو شبہہ حکمیہ کہتے ہین اور اسکی یہ صورت ہو کہ محل مین کوئی دلیل حلیت کی قائم ہو مگر اسکا عمل بسبب کسی مانع کے ممتنع ہو گیا پس یہ سب کے حق مین شبہہ اعتبار کیا جائیگا اور مجرم کے گمان پر اور اسکے دعوی حل پر اسکا ثبوت موقوف نہو گا پس حد دونون طرح مین ساقط ہو گی مگر بچہ کا نسب دوسری طرح مین ثابت ہو گا اگر دعوے کرے اور اول صورت مین ثابت نہو گا اگرچہ دعوے کرے اور نوع اول مین مہر مثل واجب ہو گا۔ سوم شبہہ در عقد کہ جب عقد پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو خواہ ایسا حرام ہو کہ اُسکی تحریم پر اتفاق ہو یا اسمین اختلاف ہو خواہ وطی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بہرحال امام اعظم رح کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر اُسنے ایسا نکاح کیا جسکی حرمت پر اجماع واتفاق ہو تو یہ کچھ شبہہ نہین ہو پس اگر وہ تحریم کو جانتا تھا تو اسکو حد ماریجاویگی ورنہ حد نہین ماریجاویگی یہ کافی مین ہو۔ اور امام اسبیجابی نے فرمایا کہ اصل یہ ہو کہ ہرگاہ اُسنے شبہہ کا دعوی کیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو حد ساقط ہو گی پس مجرد دعوی بھی حد ساقط ہو گی مگر دعوے اکراہ مسقط حد نہین ہو جبتک کہ اکراہ واقع ہونے پر گواہ قائم نہ کرے یہ بحر الرائق مین ہو۔ اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے عدت مین وطی کی تو یہ شبہہ در فعل ہو۔ اور اگر تین طلاق دیدین پھر رجعت کی عدت گذر جانے کے بعد اس سے وطی کی تو بالاجماع اسکو حد ماریجاویگی۔ اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا یا مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا یا جورو کو مال پر طلاق دی تو اس سے عدت مین وطی کرنا بمنزلہ تین طلاق دی ہوئی سے عدت مین وطی کرنے کے ہو کیونکہ حرمت بالاجماع ثابت ہو گئی ہو اور اگر اپنے باپ یا مان کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی یا اپنی جد یا جدہ کتنے ہی اونچے درجے کی ہو اسکی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر اپنی زوجہ کی باندی سے یا اپنے مولے کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مرتہن نے مرہونہ باندی سے وطی کی تو بھی بروایت کتاب الحدود یہی حکم ہو کذا فی الکافی اور یہی مختار ہو یہ تبیین مین ہو اور جو مستعیر رہن ہو اگر اُسنے ایسا کیا تو وہ بھی اس بات مین بمنزلہ مرتہن کے ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر دونون نے

ایک نے گمان کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی نہ کیا تو دونوں کو حد نہ ماری جائیگی جبتک کہ دونوں اسکا اقرار نہ کریں کہ ہم حرمت سے واقف تھے یہ کافی میں ہی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ میں نے جانا کہ وہ مجھپر حرام ہی تو حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھپر حلال ہی تو اسکو حد ماری جاویگی اور یہی حکم باقی محارم میں ہی سواے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہی۔ اسیطرح اگر اپنی جورو کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور اگر مستعار باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم آویگی اگرچہ دعوی کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھپر حلال ہی کذا فی محیط السرخسی اسیطرح اگر مستاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے لوکر رکھی ہی یا ودیعت کی باندی سے وطی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج الوہاج میں ہی۔ شبہہ در محل کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے ولد کی باندی یا ولد الولد کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا ولد زندہ ہو یا مرگیا ہو یہ عتابیہ میں ہی۔ پھر اگر وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب نہوگا اور اگر حاملہ نہوئی تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی میں ثابت نہوگی اور دادا مثل باپ کے ہی لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت نہوگا۔ یا ایسی جورو سے عدت میں وطی کی جسپر بکنایہ طلاق واقع ہوئی ہی یا بائع نے قبل سپرد کرنے کے مبیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی میں ہی۔ یا اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی یا ایسے غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اسکے رقبہ و مال کو محیط ہی یا شوہر نے ایسی باندی سے قبل وجہ کے سپرد کرنے کے وطی کر لی جسکو مہر میں دیا ہی یا ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہی یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تاوان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک نے اس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وہ باندی سعایت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے وطی کی تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ اور اسیطرح اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اسنے اس سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہوگی کذا فی المحیط۔ اور اگر اپنی باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کر دیا پھر اس سے جدا ہو گیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کر لی تو اسکو حد نہ ماریجائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ اور اگر جورو مرتد ہو گئی نعوذ باللہ منہا اور شوہر پر حرام ہو گئی یا بدینوجہ حرام ہو گئی کہ شوہر نے اسکی ماں یا بیٹی سے وطی کر لی یا بدینوجہ کہ عورت نے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہو گئی ہی تو اسپر حد واجب نہوگی اور اسی طرح اگر پانچ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا چار کے نکاح میں پانچویں کا نکاح کیا یا اپنی جورو کی بہن یا ماں سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھپر حرام ہی یا عورت سے بطور متعہ تزوج کیا تو ان صورتوں میں وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی اگرچہ اسنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دار الاسلام میں آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندیوں میں سے کسی سے وطی کی تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی اور اسی طرح اگر دار الحرب میں بھی اسنے ایسا کر لیا تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج وہاج میں ہی۔ شبہہ در عقد کی صورت یہ ہی کہ اپنی کسی محرمہ سے نکاح کرکے وطی کرے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسپر حد واجب نہوگی لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہی تو اسکو کوئی سزا دردناک دیجائیگی اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر وہ حرمت کو جانتا ہو تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر نہ جانتا ہو تو اسپر حد نہوگی کذا فی الکافی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات میں ہی۔ اور اسبیجابی نے کہا کہ صحیح

قول امام اعظم رح کا ہی یہ نہر الفائق مین ہی- اور اگر غیر کی منکوحہ سے یا اُسکی معتدہ سے یا اپنی مطلقہ ثلث سے نکاح کر لیا تو بعد تزوج کے وہ مثل محرمہ کے ہی- اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً بلا گواہون کے کسی عورت سے نکاح کیا یا بلا ولی کے عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق اسپر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ اسمین شبہ کل کے نزدیک متمکن ہی- اسی طرح اگر آزادہ جورو پر ایک باندی سے نکاح کرکے وطی کی یا مجوسیہ سے نکاح کیا یا باندی سے بدون اجازت اسکے مولی کے نکاح کیا یا غلام نے کسی باندی سے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو بالاتفاق اس وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی یہ کافی مین ہی- اور اگر وطی بملک نکاح یا بملک یمین ہو اور حرمت کسی امر کے عارض ہونے سے ہوگئی تو اُس سے وطی کرنا موجب حد نہین ہی جیسے جورو حائضہ یا نفسا ریا صائمہ ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا بالشبہہ اُس سے کسی نے وطی کی ہو یا جورو سے ظہار کیا ہو یا ایلاء کیا ہو- اور اسی طرح اگر اسکی مملوکہ باندی اسپر بسبب رضاعت یا صہریت کے حرام ہو یا یہ وجہ ہو کہ اس باندی کی ایسی ذی رحم محرم اُسکے نکاح مین ہو کہ جس سے یہ باندی اسپر حرام ہو یا یہ باندی مجوسیہ یا مرتدہ ہو تو اُسکے وطی کرنے سے مولی پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار کرے یہ محیط مین ہی اگر ایک عورت کو اجارہ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ مین تجھ سے وطی کرون یا کہا کہ تو مجھے اپنے اوپر اسقدر درمون کے عوض قابو دے پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقع ہوا تو انکو حد نہ ماری جائیگی اور نظم مین اس بیان پر یہقدر زیادہ فرمایا کہ اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور دونون کو سزا دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہان تک کہ دونون توبہ کرین- اور صاحبین رح نے فرمایا کہ دونون کو حد ماری جائیگی جیسے کہ اگر مرد نے عورت کو بلا شرط مال دیا اور ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ مین تجھ سے تمتع حاصل کرون تو یہ حکم نہین ہی اسواسطے کہ متعہ ابتدائے اسلام مین سببا باحت تھا پس شبہہ باقی رہا یہ تمرتاشی مین ہی- اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اسقدر مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کرون تو حد واجب نہوگی یہ کافی مین ہی- زید کی باندی نے اگر کوئی جنایت عمداً کی پھر ولی جنایت نے اس عورت سے زنا کیا تو ولی جنایت پر بالاتفاق حد زنا واجب نہ ہوگی- اور اگر جنایت براہ خطا ہو اور ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ ولی جنایت پر حد واجب ہوگی خواہ مولے اس باندی کا دینا اختیار کرے یا اسکا فدیہ دینا اختیار کرے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر مولے نے ولی جنایت کو یہ باندی اس جرم مین دینی اختیار کی تو اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اگر فدیہ دینا اختیار کیا تو اسپر حد واجب ہوگی- اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اسکی مان یا بیٹی سے نکاح کرکے دخول کیا تو اسپر حد زنا واجب نہوگی اگرچہ اُسنے کہا کہ مین جانتا تھا کہ یہ مجھپر حرام ہی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور ایسی وطی سے اسکا احصان باطل نہ ہوگا حتی کہ اسکا قذف کرنے والا حد قذف مارا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر کسی مرد نے اپنی جورو کی مان یا بیٹی کا بوسہ لیا یا جورو نے شوہر کے پسر یا باپ کا بوسہ لیا حتی کہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی پھر شوہر نے اس سے وطی کر لی تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ شوہر کہے کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اصل مین مذکور ہی کہ گونگا حد زنا یا کسی حد کے واسطے حدود مین سے ماخوذ نہ ہوگا اگرچہ وہ باشارت یا بہ کتابت اقرار کرے یا اسپر گواہ گواہی دین- اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہو اور کبھی اُسکو افاقہ ہوتا ہو پس اگر اُسنے حالت افاقہ مین زنا کیا تو حد زنا کے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین

اسنے جنون کی حالت مین زنا کیا ہی تو اسپر حد جاری نہ ہوگی جیسے بالغ نے اگر کہا کہ مین نے حالت نابالغی مین زنا کیا ہی تو ماخوذ نہین ہوتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسنے دار الحرب یا دار البغی مین زنا کیا پھر وہ ہمارے یہان آگیا تو اسپر حد جاری نہ کیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کوئی سرپہ دار الحرب مین داخل ہوا اور انہین سے کسی مرد نے وہان زنا کیا تو اسپر حد جاری نہوگی اور اسی طرح امیر لشکر حدود و قصاص کو قائم نہ کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر خلیفہ نے بذات خود جہاد کیا یا امیر شہر نے خود جہاد کیا جو اپنی ولایت کے لوگون پر حدود قائم کرتا تھا تو وہ دار الحرب مین بھی حدود و قصاص قائم کریگا اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے لشکر مین ہو کر زنا کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جا ملا اور زنا کیا تو اسپر حد قائم نہ کیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر مین حد اُسی صورت مین قائم کریگا کہ جبکہ حد قائم کرنا چاہتا ہی اُسکی طرف سے مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے مل جانے سے بےخوف ہوا اور اگر مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے ملجانے کا خوف ہو تو حد قائم نہ کریگا یہان تک کہ دار الحرب سے جدا ہو کر دار الاسلام مین آجاوے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر ذمی نے ایسی عورت حربیہ سے جو امان لیکر دار الاسلام مین آئی ہی زنا کیا تو بالاجماع ذمی پر حد واجب ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر ایسی عورت سے مسلمان نے زنا کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جو عورت یا مرد اہل حرب مین سے امان لیکر یہان داخل ہوا ہی اُسپر امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حد نہین ہی سوائے حد قذف کے اور اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے حربی مستامن کو اپنے اوپر قابو دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک مسلمہ اور ذمیہ کو حد ماری جائیگی اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون مین سے کسی پر حد نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون پر حد جاری کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ذمی نے اگر زنا کیا پھر مسلمان ہوا پس اگر یہ امر اسپر اسکے اقرار سے یا مسلمان گواہون کی گواہی سے ثابت ہوا ہو تو اُسکے سر سے حد دور نہ کیجائیگی اور اگر ذمی گواہون کی گواہی سے اسپر ثابت ہوا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسپر حد قائم نہ کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر مرد تندرست نے مجنونہ عورت یا ایسی صغیرہ سے جو جماع کے قابل ہی زنا کیا تو بالاجماع خاصۃً مرد پر حد قائم کیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر سوتی ہوئی عورت سے زنا کیا تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ عاقلہ سے زنا کیا اور عورت مذکورہ نے بخوشی قابو دیا تو بلا خلاف طفل و مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور رہی عورت سو ہمارے علماء کے قول پر اسکو حد کی سزا نہ دیجائیگی اور اگر صغیر نابالغہ سے زنا کیا تو دونون پر حد نہوگی اور زانی پر اُسکا مہر واجب ہوگا اور اگر طفل نے اس امر کا اقرار کیا تو اسکے اقرار سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر طفل نے بالغہ عورت سے زنا کیا اور اُسکا پردہ بکارت زائل کر دیا اور یہ عورت باکراہ و مجبور ہی اس فعل مین مبتلا ہوئی ہی تو طفل مذکور اُسکے مہر کا ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر عورت مذکورہ خوشی سے اس بات پر راضی ہوئی ہو تو ایسا نہین ہی۔ اور اگر نابالغہ لڑکی نے طفل کو اپنی طرف بلایا جسنے زنا کیا اور اُسکا پردہ جاتا رہا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا اور باندی نے اگر طفل سے زنا کرایا تو وہ اسکے مہر کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر سوتے ہوئے مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اسنے نفس پر قابو دیدیا تو دونون پر حد واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا جتنے کہ اُسنے زنا کیا تو اسپر حد نہین ہی اور امام ابو حنیفہؒ پہلے فرماتے تھے کہ حد ہی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ اسپر حد نہین اور اگر سوائے سلطان کے دوسرے نے اکراہ کیا تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسپر حد نہین ہی کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوے ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر عورت پر اکراہ کیا گیا یہانتک کہ اُسنے

اپنے اوپر قابو دیا تو بالاجماع اسکو حد کی سزا نہ ہوگی اور اکراہ کردہ شدہ کے یہ معنے ہین کہ ایلاج کے وقت تک یعنی داخل کیے جانے کے وقت تک مجبور کی گئی ہو اور اگر اکراہ کی گئی ہو یہان تک کہ وہ لیٹی پھر قبل ایلاج کے اس نے خود قابو دیدیا تو مطاوعہ ہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہے۔ اور اگر مرد مکرہ ہو پس اس نے عورت سے جو مطاوعہ ہو زنا کیا تو مطاوعہ عورت ہی پر حد جاری کیجائیگی یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ پھر اصل یہ ہے کہ جب دو زانی مین سے جب ایک سے حد بسبب شبہہ کے ساقط ہوئی تو دوسرے سے بھی بسبب شرکت کے ساقط ہوگی چنانچہ اگر ایک نے نکاح کا دعوے کیا اور دوسرے نے نکاح سے انکار کیا تو دونون سے حد ساقط ہوگی۔ اور جب بسبب قصور فعل کے ساقط ہوئی پس اگر قصور از جانب عورت ہو تو اسی سے حد ساقط ہوگی اور مرد سے ساقط نہوگی جیسے الصبی صغیرہ سے جو قابل جماع ہے یا مجنونہ یا مکرہہ یا نائمہ سے زنا کیا تو عورت سے ساقط اور مرد محدود ہوگا اور اگر قصور از جانب مرد ہو تو حد دونون سے ساقط ہوگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اگر مرد نے اپنے پسر کی ام ولد سے وطی کی اور کہا کہ مین جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہے تو اسپر حد نہ ہوگی۔ اور اگر مرد نے اپنے باپ کی جورو سے بعد اپنے باپ کی موت کے نکاح کرلیا پس اس سے اولاد ہوئی تو فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ اگر اسنے چارمرتبہ مجالس مختلفہ مین وطی کا اقرار کیا تو دونون پر حد جاری کیجائیگی اور اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ صاحبین رح کا قول ہے اور ہم اسی کو لیتے ہین۔ ایک مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اسمین اختلاف ہے اہل مدینہ نے فرمایا کہ اسپر حد جاری کیجائیگی اور اہل بصرہ نے فرمایا کہ حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر دیجائیگی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ ایک مرد نے مملوکہ لڑکی سے جماع کیا اور بسبب جماع کے وہ مرگئی تو اصل مین مذکور ہے کہ مرد مذکور پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور امام ابو یوسف رح نے امالی مین امام اعظم رح سے ذکر فرمایا کہ اسپر قیمت واجب ہے اور حد بھی لازم ہوگی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسپر قیمت واجب ہے اور حد لازم نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر آزاد عورت سے زنا کیا اور جماع سے اسکو مار ڈالا تو بالاجماع دیت کے ساتھ حد بھی واجب ہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے آزاد عورت سے زنا کیا پھر خطا سے اسکو قتل کیا حتی کہ دیت واجب ہوئی تو حد بھی واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون دو سبب مختلف سے واجب ہوئی ہین یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے فرج کے سوا سے وطی کی تو حد جاری نہوگی اسواسطے کہ یہ زنا نہین ہے مگر اسکو تعزیر دیجائیگی۔ اور اگر کسی عورت سے اسکے دبر مین وطی کی یا طفل سے لواطت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک حد نہ ہوگی مگر اسکو تعزیر دیجائیگی اور قید مین ڈالا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور صاحبین رح کے نزدیک اسپر زنا کی حد جاری کیجائیگی کہ اگر محصن ہے تو رجم کیا جائیگا اور اگر محصن نہین ہے تو درے مارے جاوینگے اور اگر ایسا امر اپنے غلام یا باندی یا جورو کے ساتھ کیا خواہ جورو سے نکاح صحیح ہے یا فاسد ہو تو بالاجماع اسپر حد واجب نہوگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر لواطت کسی کی عادت ہوگئی تو امام المسلمین اسکو قتل کردیگا خواہ محصن ہو یا غیر محصن ہو یہ فتح القدیر مین ہے بہیمہ سے وطی کرنے والے پر ہمارے نزدیک حد واجب نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اگر شب زفاف مین اسکے پاس اسکی جورو کے سواے دوسری بھیجدی گئی اور عورتون نے کہا کہ یہ تیری جورو ہے پس اس سے وطی کرلی تو اسپر حد نہ ہوگی مگر اسپر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ آدمی اپنی جورو و غیر جورو مین اول باری مین تمیز نہین کرسکتا ہے الا باخبار اور خبر واحد امور دین و معاملات مین کافی ہے اسی واسطے اگر کوئی باندی آئی اور کہا کہ مجھے میرے مولی نے

تیرے پاس ہدیہ بھیجا ہی تو اُسکے قول پر اعتماد کرکے اس سے وطی کرلینی حلال ہی۔ پھر جو عورت شب زفاف[۱] مین بھیجی گئی تھی اگر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر اس عورت کی تہمت لگانے والے کو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ ایک مرد نے اندھیری رات مین اپنے بچھونے پر ایک عورت کو پایا اور حال یہ ہی کہ اُسکی ایک جورو پرانی ہی پس جسکو بستر پر پایا ہی اس سے وطی کرلی اور کہا کہ مین نے گمان کیا کہ وہ میری جورو ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قول قبول نہوگا اور اسپر حد واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ امام ابوحنیفہ رہ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی کوٹھری مین کسی عورت کو پایا اور اس سے وطی کرلی اور کہا کہ مین نے اسکو اپنی جورو گمان کیا تھا تو اس مرد پر حد واجب ہوگی اگرچہ وہ اندھا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اندھے نے اپنی عورت کو بستر پر بلایا پس غیر عورت نے جواب دیا اور آگئی پس اُس سے جماع کرلیا تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ اسپر حد واجب ہوگی اور اگر غیر عورت نے جواب مین یون کہا کہ مین فلانہ ہون یعنی اُسکی جورو کا نام لیا پس اندھے نے اس سے جماع کرلیا تو اسکو حد نہ ماری جاویگی اور اگر آنکھون والا ہو تو ایسی صورت مین اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی باندی کسی دوسرے کے واسطے حلال کردی پس دوسرے نے اُس باندی سے وطی کی تو اسپر حد نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جو شخص نشہ مین ہی اگر اُس نے زنا کیا تو اسکو حد ماری جائیگی جب وہ ہوش مین آجاوے یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر بیع فاسد ہو اور مشتری نے مبیعہ باندی سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے وطی کی تو اسپر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر بائع نے اپنے واسطے خیار کی شرط کرکے باندی فروخت کردی پس مشتری نے اُس سے وطی کی یا خیار مشتری کا تھا اور بائع نے اس سے وطی کی تو اسپر حد جاری کیجائیگی خواہ وہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ امام محمد رہ نے اصل مین فرمایا کہ اگر کوئی باندی غصب کرکے اُس سے زنا کیا پھر اُسکی قیمت تاوان دیدی تو بالاتفاق اسپر حد نہوگی اور اگر اُس سے زنا کرکے پھر اسکو غصب کیا اور اسکی قیمت تاوان دیدی تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رہ کے نزدیک حد ساقط نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص مرد چت لیٹا پھر ایک عورت اجنبیہ آئی اور مرد کے اوپر بیٹھی یہانتک کہ اپنی حاجت پوری کرلی تو دونون پر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر اسکو خرید تو ظاہر الروایۃ مین مذکور ہی کہ بالاتفاق اسکو حد کی سزا دیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر کسی آزادہ عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کرلیا تو بھی یہی حکم ہی ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحدود مین ذکر کیا ہی۔ اور اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ مین اسکو خرید کرچکا تھا تو اسپر حد واجب نہوگی خواہ یہ عورت آزادہ ہو یا باندی ہو۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو خریدا بدین شرط کہ اُسکے مولی کو خیار حاصل ہی اور اسکے مولی نے کہا کہ یہ جھوٹا ہی مین نے اس باندی کو فروخت نہین کیا تو فرمایا کہ واطی پر حد واجب نہوگی اور اسی طرح اگر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بصفقہ الی اجل خریدا یعنی کسی مدت کے وعدہ پر جسکو بیان کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ آزادہ عورت نے اگر ایک غلام سے زنا کیا پھر اُسکو خرید لیا تو ان دونون کو حد کی سزا دیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے ایک باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بطور فاسد خرید لیا تھا یا مولے نے اسکو مجھے ہبہ کردیا تھا حالانکہ مولی نے اُسکی تکذیب کی یا گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے زنا کرنے کا اقرار کیا اور اُسنے قاضی کے سامنے خرید یا ہبہ کا دعوی کیا تو حد اُسکے ذمہ سے دور کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کبیرہ عورت سے زنا کیا پس اسکا پاخانہ و پیشاب کا سوراخ ایک کردیا پس اگر اس عورت نے اُسکی مطاوعت بدون دعوی شبہہ کے کرلی تھی تو دونون پر حد واجب ہوگی اور زانی پر اس افضا یعنی ہر دو سوراخ ایک کردینے کے جرم مین کچھ لازم نہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ خود راضی ہوئی تھی اور

چونکہ حد واجب ہوئی ہو اسوجہ سے اُسکے واسطے کچھ مہر بھی ثابت نہوگا۔ اور اگر شبہہ کا دعوی پایا گیا تو زانی پر حد نہوگی اور نیز اس جرم افضار کی بابت بھی کچھ لازم نہوگا مگر اسپر عقر واجب ہوگا۔ اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون دعوے شبہہ کے تو مرد پر حد واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے مہر ثابت نہوگا پھر افضار کو دیکھا جائیگا کہ اگر اسطرح سوراخ ایک ہوگیا کہ عورت اپنا پیشاب نہین تھام سکتی ہو تو زانی مذکور پر عورت کی پوری دیت واجب ہوگی اور اگر پیشاب تھام سکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اُسپر تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر باوجود اسکے دعوے شبہہ بھی ہو تو دونون پر حد واجب نہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تھام سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب ہوگی اور پورا مہر لازم ہوگا یہ ظاہر الروایۃ ہو اور اگر وہ پیشاب نہ تھام سکتی ہو تو مرد پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مہر واجب نہوگا۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع کے ہو تو وہ سب احکام مذکورہ مین مثل کبیرہ کے ہین سوائے ایک بات کے کہ اُسکی رضامندی سے ارش جنایت ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع نہین ہو پس اگر زخم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر اُسکی تہائی دیت اور پورا مہر واجب ہوگا اور حد واجب نہ ہوگی اور اگر نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت کا ضامن ہوگا اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک مہر کا ضامن نہوگا یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر زانی نے کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اُسکی آنکھون کی بینائی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اُسکی ران توڑدی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو بلا خلاف زانی پر حد و دیت واجب ہوگی یہ عتابیہ مین ہو۔ ایسے امام المسلمین نے جسکے اوپر امام نہین ہو اگر ایسی بات کی جس سے حد واجب ہوتی ہو جیسے زنا و سرقہ و شراب خواری و قذف تو اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا سوائے قصاص و جرم مالی کے چنانچہ اگر اُسنے کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر منعت کی ضرورت پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منعت ہونگے پس وہ اپنا حق بھرپانے پر قادر ہوگا اور یہ مفید جو ہر یہ کافی مین ہو

چوتھا باب زنا پر گواہی دینے اور اُس سے رجوع کرنے کے بیان مین

زنا پر گواہی نہین قبول ہوتی ہو الا چار مسلمان آزاد مردون کی یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اور اگر زنا پر چار سے کم ایک یا دو یا تین مردون آزاد نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماریجائیگی یہ ہمارے علما کا مذہب ہو اور اگر قاضی کی مجلس مین چار گواہ حاضر ہوئے تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دین پھر ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علما کے نزدیک جسنے گواہی دی ہو اُسکو حد قذف ماریجائیگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر چار مردون مین سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ مین نے ان دونون کو ایک لحاف مین دیکھا تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تینون گواہون کو حد قذف ماریجائیگی اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اُسنے اول یون کہا ہو کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اُسنے زنا کیا پھر زنا کرنے کی تفسیر اسطرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اُسکو بھی حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہو کہ مجلس شہادت متحد ہو حتی کہ اگر گواہون نے مختلف مجلسون مین گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور سب کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی مین ہو۔ اور امام محمد رح سے روایت ہو کہ اگر گواہ لوگ گواہون کی جگہ کھڑے ہون پس ایک بعد دوسرے کے اُٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہو اور اگر سب مجلس سے باہر ہون پھر ایک داخل ہوا اور اُسنے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسی طرح ایک بعد دوسرے کے یون ہی گواہی

دی تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر دو گواہون نے ایک مرد کے زنا کرنے پر گواہی دی اور دو گواہون نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی اور گواہون پر بھی حد قذف واجب نہوگی اور اگر تین گواہون نے اُسکے زنا کرنے پر اور چوتھے نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو تین گواہان اول پر حد قذف واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا کہ جسکو ہم نہین پہچانتے ہین تو مشہود علیہ کو سزاے حد نہ دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا وہ میری جورو یا باندی نہ تھی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اسواسطے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی کہ وہ موجب حد نہین ہی اور یہ کلام مذکور اسکی طرف سے اقرار نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ چار گواہون نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا جسکو ہم نہین پہچانتے ہین پھر کہا کہ وہ عورت فلانہ ہی تو مشہود علیہ کو سزاے حد نہ دیجائیگی اور گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی۔ چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہی مگر انمین دو گواہون نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بصرہ مین زنا کیا ہی اور دو نے اسطرح کہ اس عورت سے اُسنے کوفہ مین زنا کیا ہی تو بالاتفاق سب کے قول کے موافق مرد پر یا عورت کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور ہمارے نزدیک گواہون پر بھی استحسانًا حد لازم نہوگی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا مگر دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے دار کے اس بیت مین زنا کیا اور دو نے اسطرح کہ اسنے اس عورت سے اس بیت دیگر مین زنا کیا ہی تو انکی گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی باین طور کہ دو نے کہا کہ اُسنے اس عورت سے بروز جمعہ زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بروز شنبہ زنا کیا یا دو نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس دار کے بالاخانہ پر زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس دار کے سفل مین زنا کیا ہی یا دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان کے دار مین زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان دیگر کے دار مین زنا کیا تو ان مسائل مین مشہود علیہ پر حد نہین ہی اور گواہون پر بھی ہمارے نزدیک حد قذف لازم نہ آویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر چار گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے بصرہ مین وقت طلوع شمس کے بروز فلان از ماہ فلان از سنہ فلان زنا کیا اور چار گواہون نے اُسی پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے کوفہ مین بعینہ اسوقت مذکور مین زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر چار گواہون مین سے دو مردون نے کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ مین زنا کیا اور دوسرے دو مردون نے گواہی مین کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ دیگر مین زنا کیا ہی تو مرد مشہود علیہ اور عورت مشہود علیہا کو استحسانًا سزاے حد دیجائیگی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ ابتداے زنا ایک گوشہ مین ہوا اور انتہاے زنا دوسرے گوشہ مین ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ بیت چھوٹا ہو کہ اسمین اس امر کا جو ہم نے بیان کیا ہی احتمال ہو اور اگر بڑا ہوگا تو یہ حکم نہ ہوگا اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی کہ ہر ایک نے ان مین سے گواہی دی کہ اس نے اس فلانہ عورت سے زنا کیا ہی تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول ہوگی جسکی نسبت دوسرے ساتھی نے گواہی دی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر چار گواہون مین سے دو گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس مرد نے فلانہ عورت سے فلان ساعت روز مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ اس نے

فلانہ عورت سے دن کی فلان ساعت دیگر مین زنا کیا ہی تو ایسی گواہی مقبول نہو گی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب دوسرے دو گواہون نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ ساعت اول و ثانی مین توفیق نہ ہو سکے مثلاً دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے روز جمعرات کی ساعت مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہون نے اس سے روز جمعہ کی ساعت مین زنا کرنے کی گواہی دی یا دوسرے دو گواہون نے روز جمعرات ہی کی ایسی ساعت بیان کی کہ اس ساعت تک زنا ممتد نہین ہو سکتا ہی تو گواہی مقبول نہین ہی اور اگر دوسرے گواہون نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ اُسوقت تک زنا ممتد ہو سکتا ہی تو قبول ہو گی۔ امام محمد رحنے اصل مین فرمایا کہ چار مردون نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جسمین سے دو گواہون نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو باکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہی اور دوسرے دو گواہون نے کہا کہ اس عورت نے خود اسکی مطاوعت کی ہی تو امام ابو حنیفہ رحنے فرمایا کہ حد ان سب سے دور کر دیجائیگی یعنی مرد و عورت و گواہون سب سے دفع کیجائیگی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہی مگر انہین سے تین مردون نے گواہی مین کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی اور چوتھے نے گواہی مین کہا کہ اس مرد نے اس سے باکراہ مجبور کر کے ایسا کیا ہی تو بنا بر قول امام اعظم رح کے انہین سے کسی پر حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر تین گواہون نے باکراہ مجبور کرنے پر اور ایک نے عورت کی مطاوعت پر گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک انہین سے کسی پر حد نہ ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی مگر جس عورت سے زنا کیا ہی اسمین اختلاف کیا یا زنا کی جگہ مین اختلاف کیا یا زنا کے وقت مین اختلاف کیا تو انکی گواہی باطل ہو گئی لیکن ہمارے نزدیک گواہون پر حد واجب نہو گی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے اُس لباس مین اختلاف کیا جو زنا کے وقت مرد پر یا عورت پر تھا یا اُسکے رنگ مین اختلاف کیا یا جس عورت سے زنا کیا ہی اُسکے طول و قصر مین یا اُسکی موٹائی و دُبلائی مین اختلاف کیا تو کچھ مضر نہین ہی اسواسطے کہ انکا اختلاف ایسے امر مین ہی جسکے ذکر کے وے محتاج نہ تھے۔ اور اسیطرح اگر دو گواہون نے کہا کہ اسنے سپید رنگ عورت سے زنا کیا اور دو گواہون نے کہا کہ اسنے گندم گون عورت سے زنا کیا ہی تو بھی کچھ مضر نہین ہی اسواسطے کہ ہر دو رنگ باہم متشابہ ہین پس یہ اختلاف درمیان اصل شہادت کے نہو گا اور ایسی متخالف نہین جیسے کالی و گوری مین اختلاف ہی اور اگر دو نے کہا کہ حبشیہ سے اور دو نے کہا کہ خراسانیہ سے یا دو نے کہا کہ کوفیہ سے اور دو نے کہا کہ بصریہ سے یا دو نے کہا کہ آزادہ عورت سے اور دو نے کہا کہ باندی سے یا دو نے کہا کہ بالغہ سے اور دو نے کہا کہ ایسی تھی کہ ہنوز بالغہ نہ تھی تو گواہی مقبول نہو گی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اگر چار گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے یوم النحر کو مکہ مین فلانہ عورت سے زنا کیا اور چار گواہون نے گواہی دی کہ اسنے یوم النحر کو کوفہ مین فلان کو قتل کیا تو ہر دو فریق گواہون مین سے کوئی قبول نہو گا اور گواہان زنا پر حد بھی واجب نہو گی۔ اور اگر ہر دو فریق مین سے ایک فریق حاضر ہوا اور اُسنے گواہی دی اور اسکی گواہی پر حاکم نے حکم دیدیا پھر دوسرے فریق کے گواہون نے گواہی دی تو دوسرے فریق کی گواہی باطل ہی اور گواہان زنا پر حد قائم نہ کیجائیگی اگرچہ فریق ثانی کے گواہ وہی ہون یہ مبسوط مین ہی۔ اگر گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے فلانہ عورت سے زنا کیا ہی حالانکہ یہ عورت غائبہ ہی تو مرد مذکور کو حد کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر چار مردون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اسکو عورتون نے دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ ہی تو دونون پر حد نہو گی اور گواہون پر بھی حد قذف نہو گی یہ کافی مین ہی اور اسیطرح اگر انھون نے کہا کہ یہ رتقاء یا قرناء ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اگر گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ مجبوب ہی تو اسکو سزاے حد نہ دیجائیگی اور گواہون کو بھی حد نہ ماریجائیگی یہ تبیین مین ہی۔ چار گواہون نے

ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر بعد رجم کیے جانے کے معلوم ہوا کہ یہ مجبوب تھا تو اسکی دیت گواہون پر ہوگی اور حد نہوگی اور اگر عورت پر اسطرح گواہی دی ہو پھر بعد رجم کے عورتون نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ یا رتقاء ہی تو گواہون پر ضمان نہوگی اور نہ انپر حد واجب ہوگی۔ اگر چار مردون نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پھر چار مردون نے ان گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی تو انہین سے کسی کی گواہی قبول نہوگی اور کسی پر حد قائم نہوگی کیونکہ شبہہ پیدا ہوگیا یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور صاحبین رح کے نزدیک پہلے گواہون پر حد قائم کیجایگی بسبب اسکے کہ انکا زنا کرنا حجت سے ثابت ہوا اور حجت چار گواہون کی گواہی ہی پس وہ لوگ فاسق ٹھہرے۔ اور اگر فریق ثانی نے کہا کہ ان لوگون نے اس عورت سے زنا کیا ہی اور بس خاموش رہے تو ان لوگون پر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ انھون نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہی نہ اُس زنا کی جسکی فریق اول نے گواہی دی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر چار مردون نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہون نے فریق اول گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی اور تیسرے فریق چار مردون نے دوسرے فریق گواہون پر گواہی دی کہ انھین نے اس عورت سے زنا کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک سب پر حد نہوگی اور صاحبین کے نزدیک مرد و عورت و درمیانی فریق گواہون پر حد زنا واجب ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر گواہون مین سے بعض فریق نے بعض پر زنا کرنے کی گواہی نہ دی بلکہ بعض پر محدود القذف ہونے کی گواہی دی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو مرد و عورت پر بسبب اول گواہی کے حد زنا واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف ہین یا اندھے ہین تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہون پر حد قذف واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر چار مردون نے کسی پر زنا کی گواہی دی حالانکہ ایک انہین سے غلام ہی یا محدود القذف ہی تو مشہود علیہ پر حد واجب نہوگی مگر گواہون پر حد قذف واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر غلام آزاد کیا گیا پھر ان لوگون نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ انکو حد قذف کی سزا دیجایگی اور اسی طرح اگر سب گواہ غلام ہون اور انھون نے گواہی دی اور انکو حد قذف کی سزا دی گئی پھر وہ آزاد کیے گئے پھر انھون نے گواہی کا اعادہ کیا تو انکو دوبارہ حد قذف کی سزا دیجایگی بخلاف کافرون کے کہ اگر انھون نے کسی مسلمان پر زنا کی گواہی دی پھر بعد محدود القذف ہونے کے مسلمان ہوکر انھون نے گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر تھوڑی حد ماری گئی پھر انہین سے ایک گواہ غلام نکلا پس دوسرے چار گواہون نے گواہی دی تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جایگی اسواسطے کہ یہ حد باطل ہوچکی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر چارون گواہون مین سے ایک گواہ مکاتب یا طفل یا اندھا ہو تو سوا طفل کے سب گواہون کو حد قذف ماریجایگی اور اگر یہ امر بعد مشہود علیہ کے رجم کیے جانے کے معلوم ہوا تو گواہون کو حد نہ ماری جایگی اور مرجوم کی دیت بیت المال سے دی جایگی اور اگر مشہود علیہ کو حد مین درے مارے گئے ہون تو گواہون کو درے ماریجاوینگے بشرطیکہ مشہود علیہ اسکی درخواست کرے اور ہر بار اُسکی ضرب مشوذ ہدر ہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ ایضاح مین ہی۔ اور معتق البعض امام اعظم کے نزدیک مثل مکاتب کے ہی اور مکاتب اہل شہادت مین سے نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر چار گواہون نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہین یا ظاہر ہوا کہ وہ فاسق ہین تو انکو حد قذف نہ ماریجایگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا کہ انہین سے ایک گواہ غلام ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا یہانتک کہ ثابت کیا جاوے

کہ وہ آزاد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک مردنے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی پھر اس قاذف نے اور تین مردون کے ساتھ گواہی دی
کہ یہ زانی ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مقذوف اس قاذف کو قاضی کے یہان لایا پھر قاذف نے ان گواہون کے ساتھ اسکے زانی
ہونے کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر ہنوز اُسکو قاضی کے پاس نہین لایا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔
امام محمد رہ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ یہ مرد غیر محصن ہی اور امام نے
اسکو حد مین مارا پھر ظاہر ہوا کہ یہ گواہ غلام یا کفار یا محدود القذف تھے حالانکہ مشہود علیہ ان درون کی سزا سے مرگیا ہی یا
درون سے اسکا بدن مجروح ہوگیا ہی تو امام ابوحنیفہ رہ نے فرمایا کہ قاضی پر یا بیت المال پر اسکا تاوان لازم نہوگا یہ محیط مین ہی
اگر کوئی شخص گواہون کی گواہی پر حد زنا مین درے مارا گیا پس درون کی چوٹ سے وہ مرگیا یا مجروح ہوگیا پھر ظاہر ہوا
کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہین تو ان گواہون کو بالاتفاق حد قذف کی سزا دیجائیگی اور امام اعظم رح
نے فرمایا کہ ان گواہون پر اور نیز بیت المال پر کچھ تاوان واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ چار گواہون نے ایک مرد پر زنا
کی گواہی دی اور وہ محصن ہی یا گواہون نے اُسپر زنا و احصان دونون کی گواہی دی پس امام المسلمین نے اسکو رجم کیا پھر ایک گواہ غلام یا
مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو مرجوم کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی اسکو بیت المال سے نہین لے سکتا ہی اسپر اجماع ہی
اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر ضمان واجب نہوگی۔ چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہون کا
چند نفر نے تزکیہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہین لیکن پیچھے ظاہر ہوا کہ یہ غلام یا کفار یا محدود القذف ہین پس اگر تزکیہ کرنیوالے
اپنے تزکیہ پر جمے رہے اور اُس سے رجوع نہ کیا لیکن یہ کہا کہ ہمسے خطا ہوئی تو بالاتفاق انپر ضمان واجب نہوگی اور ضمان بیت المال
سے بالاتفاق واجب ہوگی اور اگر انھون نے تزکیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ ہم انکو غلام یا کافر یا محدود القذف جانتے تھے مگر ہمنے
باوجود اسکے عمداً تزکیہ و تعدیل کی تو اسمین اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک ضمان ان تزکیہ کرنے والون پر واجب ہوگی اور
بیت المال سے واجب نہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ تزکیہ کرنے والون پر ضمان نہوگی اور بیت المال سے واجب ہوگی اور یہ حکم
اسوقت ہی کہ گواہون کا غلام یا کفار یا محدود القذف ہونا ظاہر ہو اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ فاسق ہین اور تزکیہ کرنے والون نے اپنی
تعدیل سے رجوع کیا یعنی کہا کہ ہمنے جان بوجھکر عمداً تعدیل کی تو وہی ضامن ہونگے اور یہ اسوقت ہی کہ مزکین نے یون کہا کہ یہ لوگ
آزاد مسلمان عدول ہین اور اگر مزکین نے فقط اتنا کہا کہ یہ عدول ہین پھر ظاہر ہوا کہ گواہ لوگ غلام ہین تو مزکین پر ضمان واجب نہوگی
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر معدلین نے بلفظ شہادت کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ یہ احرار ہین یا بلفظ خبر کہا کہ یہ لوگ احرار ہین تو ان
دونون مین فرق نہین ہی یہ نہایہ مین ہی اور گواہون پر ضمان واجب نہوگی اور نہ انکو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ چار
مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر گواہون نے قاضی کے حضور مین اقرار کیا کہ ہمنے باطل کی گواہی دی ہی تو انپر
حد واجب ہوگی اور اگر قاضی نے انکو حد نہ ماری یہان تک کہ دوسرے چار گواہون نے اُسی مشہود علیہ پر زنا کی گواہی دی تو انکی
گواہی جائز ہوگی اور مشہود علیہ پر حد کی سزا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف دور کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر گواہون
نے مشہود علیہ کے کوڑون سے مجروح ہو جانے کے بعد یا مر جانے کے بعد رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ ضامن نہونگے
نہ تاوان ارش و نہ تاوان نفس کے اور صاحبین رح کے نزدیک اگر وہ کوڑون سے نہین مرا ہی تو ارش جراحت کے ضامن ہونگے
اور اگر مر گیا تو دیت کے ضامن ہونگے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ چار مردون نے غیر محصن پر زنا کی گواہی دی پس قاضی نے
اسکو کوڑے مارے کہ درون نے اسکو مجروح کر دیا پھر گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو وہ ارش جراحت کا

ضامن نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ دروں سے مرگیا ہو تو بھی ضامن نہ ہوگا نہ گواہ رجوع کرنے والا اور نہ بیت المال کسی پر دیت
نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک جسنے رجوع کیا ہے وہ ضامن ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور
اگر اسکی حد جلد یعنی درہ ہو پس گواہوں کی گواہی سے اسکو حد ماری گئی پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو بالاجماع
اُسی اکیلے کو حد قذف ماریجائیگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ کو حد ماری گئی اور ہنوز ایک درہ باقی رہا ہے کہ گواہوں
میں سے ایک نے رجوع کیا تو سب گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور مشہود علیہ سے باقی حد ساقط کیجائیگی اور اگر لوگوں
نے اور گواہوں نے مشہود علیہ کو رجم کیا اور ہنوز وہ مرا نہ تھا کہ بعضے گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماریجائیگی
یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر فرع چار مردوں گواہوں نے اصل چار گواہوں کی گواہی پر ایک مرد پر زنا کی گواہی دی تو اسکو
حد ماری جائیگی پھر اگر اصل گواہ بھی آئے اور انھوں نے بھی اس مرد پر بعینہ اسی زنا کی بابت گواہی دی تو بھی اسکو حد کی
سزا نہ دی جائیگی اور گواہان فروع و اصول کو بھی حد قذف کی سزا دی جائیگی کذا فی الکافی اور اسی طرح سوا ان کے
اوروں کی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر فلانہ عورت سے زنا کرنے کی
گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے اس مرد کے دوسری عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پس مشہود علیہ سنگسار
کیا گیا پھر دونوں فریق گواہوں نے رجوع کیا تو بالاجماع اسکی دیت کے ضامن ہونگے اور امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف
کے نزدیک انکو حد قذف کی سزا بھی دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اگر چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی اور اسکے محصن
ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضا کے ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف ماریجائیگی
اور باقیوں کو ہمارے نزدیک حد قذف ماری جائیگی۔ اور اگر بعض نے بعد حکم قضا ہونے کے قبل حد جاری کیے جانے کے
رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور باقیوں کو امام اعظم رح کے نزدیک اور موافق دوسرے
قول کے امام ابویوسف رح کے نزدیک حد قذف کی سزا دیجائیگی۔ اور اگر بعد حکم قضا اور حد جاری ہونے کے بعض نے
رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی اور باقیوں پر نہ ہوگی اور نیز بالاتفاق اس رجوع
کرنے والے پر چہارم دیت خاص اُسکے مال سے ایک سال میں ادا کرنی واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے
اور اسی طرح ہر بار جب کوئی رجوع کریگا تو اسکو حد قذف ماری جائیگی اور چہارم دیت کا ضامن ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر
بعد قضا و امضا کے سب گواہوں نے رجوع کیا تو ہمارے نزدیک سب کو حد قذف ماریجائیگی اور اُسکی دیت ان سب کے
مال سے واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایسے مرجوم کو جسکے گواہ نے رجوع کیا ہے کسی نے قذف کیا
تو قذف کرنیوالے کو حد قذف نہ ماریجائیگی اور وجہ یہ ہے کہ ہمنے بیان کر دیا ہے کہ بعد حکم قضا ہو جانے کے گواہ کا رجوع کرنا دوسرے
کے حق میں کارآمد نہیں اور موثر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ گواہوں نے ایک مرد پر اُسکے آزاد ہو جانے اور زنا کرنے کی گواہی
دی پس اسکو رجم کیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماری جائیگی اور اسکی قیمت اُسکے مولے کو تاوان
دینگے اور اُسکی دیت اُسکے وارثوں کو تاوان دینگے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے اُسکے عتق کی گواہی سے
رجوع کیا تو کچھ ضامن نہ ہونگے اسواسطے کہ احصان کے گواہ اگر رجوع کرتے ہیں تو وہ ضامن نہیں ہوتے ہیں یہ خزانۃ المفتین
میں ہے۔ اگر گواہان زنا پانچ ہوں پس ایک نے رجوع کر لیا تو باقیوں کی گواہی پر مشہود علیہ پر حد جاری کیجائیگی یہ ایضاح
میں ہے۔ اگر پانچ گواہوں نے ایک مرد پر زنا کرنے اور اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی پس وہ رجم کیا گیا پھر انمیں سے

ایک نے رجوع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہی پھر اگر اور ایک نے رجوع کیا تو دونون چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور دونون کو حد قذف
کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی- اور نیز بعد ان دونون کے جو کوئی جب رجوع کریگا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور اگر پانچون
گواہون نے ایکبارگی رجوع کر لیا تو سب کے سب پوری دیت کے پانچ حصے کر کے ضامن ہونگے کہ ہر ایک پانچوین حصے کا
ضامن ہوگا یہ حاوی قدسی مین ہی- اور منتقی مین لکھا ہی کہ پانچ گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہی پس قاضی
نے اسکو درہ مارے پھر ان پانچ گواہون مین سے ایک گواہ محدود القذف یا غلام نکلا پھر ان باقی چارون گواہون نے
رجوع کیا تو انھین چارون کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور جو محدود القذف یا غلام نکلا ہی اسکو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی
اسواسطے کہ وہ ایسی حالت مین قاذف ہوا کہ جسکو تہمت دینا ہی اسپر چار مردون نے زنا کی گواہی دی ہی اور اسکو حد جاری کی گئی
ہی- اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ ایک مرد پر چار مردون اور چار عورتون نے زنا کرنے کی گواہی دی حالانکہ وہ غیر محصن ہی
پس اسکو حد مین درے مارے گئے پھر ان سب گواہون نے رجوع کیا تو مردون کو حد قذف ماری جائیگی نہ عورتون کو
اور اگر ان گواہون نے قبل مشہود علیہ کے حد مارے جانے کے رجوع کیا ہو تو مردون و عورتون سب کو حد ماریجائیگی یہ
محیط مین ہی- اور اگر چھ گواہون کی گواہی سے کسی کو رجم کیا گیا پھر دو گواہون نے ان مین سے رجوع کر لیا تو انپر کچھ نہ ہوگا اور اگر
تیسرے نے بھی رجوع کیا تو یہ تینون چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ان سب کو
حد قذف بھی ماری جائیگی اور اگر ان رجوع کرنے والون نے باقیون مین سے ایک کے رقیق ہونے کی گواہی دی تو اور
چہارم دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر چھ مین سے دو نے رجوع کیا اور باقیون مین سے دو کے رقیق ہونے
کی گواہی دی تو جائز ہی اور چہارم دیت ان دونون رجوع کرنے والون پر ہوگی اور چہارم دیت بیت المال پر ہوگی اور
اگر ان دونون نے تینون باقی کے رقیق ہونے کی گواہی دی تو جائز نہ ہوگی- اور اگر آٹھ گواہون نے ایک مرد محصن پر زنا کی
گواہی دی خواہ سبھون نے ایک ہی زنا پر یا ہر چار گواہون نے علیحدہ علیحدہ زنا پر گواہی دی اور اسکو رجم کیا گیا پس
اگر چار گواہون نے انمین سے رجوع کیا تو انپر ضمان و حد کچھ واجب نہ ہوگی پھر اگر پانچوین نے بھی رجوع کیا تو چہارم
دیت یہ سب باہم حصہ رسد تاوان دینگے اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ان سب کو حد قذف ماریجائیگی
یہ خزانۃ المفتین و عتابیہ مین ہی- اور اگر قاضی نے تین گواہون کی گواہی پر یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی پر مشہود علیہ
کو رجم کیا پس اگر قاضی نے کہا کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ جائز ہی تو اسکی دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے کہا
کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ نہین جائز ہی تو دیت اسپر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے اسکے ایک مرتبہ کے اقرار پر اسکو رجم
کر دیا تو بہر حال ضامن نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر گواہون نے مرد و عورت سے غیر مجلس قاضی مین کہا کہ ہم گواہی دیتے
ہین کہ تم دونون زانی ہو اور پھر دونون کو مجلس قاضی مین لائے اور انپر اس امر کی گواہی دی اور ان دونون نے کہا کہ ان
گواہون نے ہمسے یہ بات پہلے اس سے کہ آپ کے حضور مین لاوین کہی ہی اور ہمارے پاس اسکے گواہ موجود ہین تو اس
امر پر ان دونون کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اس سے گواہون کی گواہی ساقط نہ ہوگی اور بعد ثبوت کے مرد و عورت
مذکورہ کو حد کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی- امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد پر اسکی اولاد مین سے چار
مردون نے یا اسکے چار بھائیون نے یا اسکے چچا کی اولاد مین سے چار مردون نے زنا کی گواہی دی اور یہ مرد محصن ہی
اور یہ گواہ عادل ہین پس قاضی نے اسپر رجم کا حکم دیدیا پس جب رجم کا ارادہ کرے تو گواہون کو حکم کریگا کہ پہلے تم ابتدا

کو پس اگر ان اولاد نے اپنے باپ کو رجم کیا مگر ایسا پتھر نہ پڑا کہ وہ مر جاوے اور بعد انکے لوگون نے رجم کیا کہ وہ مر گیا پھر ان گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے دیگا اور یہ تین برس مین ادا کریگا اور یہ مال اس مرحوم کے وارثون اور اس رجوع کرنے والے کے درمیان میراث مشترک ہوگا پس اس مال مین سے بقدر حصہ اس رجوع کنندہ کے اسکے ذمہ سے ساقط کیا جائیگا اور باقی کا وہ ضامن رہیگا کہ جسکو تین سال مین ادا کریگا بشرطیکہ اسکا حصہ چہارم دیت کو وافی نہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ رجوع کرنے والا چہارم دیت کا اسی وقت ضامن ہوگا کہ جنھون نے رجوع نہین کیا ہے انھون نے اس سے کہا کہ ہمارے باپ نے ضرور زنا کیا ہے جیسے ہمنے گواہی دی ہے ہمنے اسکو دیکھا ہے اور تو نے نہین دیکھا پس تو نے باطل گواہی دی پس اس صورت مین تاوان سب اماموں کے نزدیک واجب ہے اور اگر باقیون نے اس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ ہمارے باپ کو زنا کرتے دیکھا اور تو رجوع کرنے مین جھوٹا ہے تو رجوع کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور ہمارے علمای ثلثہ کے نزدیک اس رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی الا آنکہ جن لوگون نے اسکے ساتھ گواہی دی ہے وہ اسپر حد قذف واجب ہونے سے منکر ہون پس انکو یہ اختیار نہوگا کہ اس سے دربارہ امر قذف کے مخاصمہ کرین۔ ہان یہ دیکھا جائیگا کہ اس مرحوم کا باپ یا دادا یا کوئی اور بیٹا جسنے اسپر گواہی نہین دی ہے موجود ہے یا نہین پس اگر ہوگا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کنندہ سے دربارہ امر قذف مخاصمہ کرے اور اگر مرحوم کا کوئی بیٹا یا باپ یا دادا نہو مگر ان گواہون مین سے بعض کی اولاد ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ اسی رجوع کرنے والے کا بیٹا ہے تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے باپ سے دربارہ قذف اپنے دادا کے مخاصمہ کرے اور اگر بیٹا انہین سے کسیکا ہو جنھون نے رجوع نہین کیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کرنے والے سے حد قذف کا دعوے کرکے حد لے لے اور یہ سب اسوقت ہے کہ جب ان گواہون نے مشہود علیہ کو سنگسار کیا اور وہ انکی ضرب سے مرا نہین۔ اور اگر انھون نے پتھر مارے کہ وہ مر گیا پھر ان گواہون مین سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور سوا اسکے ان گواہون کے میت کا کوئی وارث نہین ہے تو اسمسئلہ مین تین صورتین ہین ایک یہ کہ باقیون نے اس رجوع کرنے والے سے کہا کہ تو اپنے رجوع کرنے مین جھوٹا ہے اور گواہی دینے مین سچا ہے۔ دوم آنکہ انھون نے کہا کہ ہمارا پدر زانی تھا لیکن تو نے اسکا زنا کرنا نہین دیکھا یا کہا کہ نہین معلوم کہ تو نے اسکا زنا کرنا دیکھا یا نہین اور تو نے باطل کے ساتھ گواہی دی سوم آنکہ انھون نے کہا کہ ہمارے باپ نے کبھی زنا نہین کیا اور تو نے جو کہا کہ وہ زانی ہے تو تو نے جھوٹ کہا پس وجہ اول مین رجوع کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا اور میراث سے بھی محروم نہ ہوگا اور دوسری صورت مین رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور میراث سے محروم ہوگا اور اسپر حد قذف واجب نہوگی اگرچہ اسنے اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کیا ہے لیکن چونکہ باقیون نے قذف مین اسکی تصدیق کی اور حق حد قذف انھین کا ہے ایسے تجاوز نہین کرتا ہے پس اسپر حد نہوگی حتی کہ اگر انکے سوائے کوئی اور وارث مستحق حد موجود ہو انہین سے کہ جنکو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے تو وہ اس سے حد مذکور لے لیگا اور باقی گواہون پر بھی دیت مین سے کچھ ضمان نہوگی اور باقی تینون گواہ ایسی گواہی کی وجہ سے مستحق حد قذف نہ ہونگے۔ اور تیسری صورت مین سب کے سب ضامن ہونگے اور سب میراث سے محروم رہینگے اور یہ مقتول مذکور کی دیت ان لوگون کے سوائے پھر جو شخص کہ مقتول سے سب سے زیادہ قریب ہو اسکو ملیگی اور ان لوگون کو حد قذف کی سزا دیجائیگی۔ ایک شخص کی دو عورتین ہین اور انہین سے ایک سے اسکے پانچ بیٹے ہین پھر انہین سے چہار بیٹون نے اپنے بھائی پر جو پانچوان بیٹا ہے گواہی دی کہ اسنے ہمارے باپ کی جورو سے زنا کیا ہے تو یہ امر خالی نہین ہے کہ

انکے باپ نے اس عورت سے وطی کی ہوگی یا نہیں - اور نیز ان گواہوں کی ماں زندہ ہوگی یا مر گئی ہوگی - اور نیز انکے باپ نے انکی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب کی ہوگی اور نیز انھوں نے گواہی میں یا کہا ہوگا کہ اس عورت نے اس مرد کی مطاوعت کی زنا کرنے میں یا یوں گواہی دی ہوگی کہ برادر مشہود علیہ کی طرف سے زنا میں اُسکے اوپر زبردستی واقع ہوئی پس اگر انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور اس عورت نے بھی اسکی مطاوعت کی ہے اور حال یہ ہے کہ اس عورت سے انکے باپ نے دخول نہیں کیا ہے پس اگر ان گواہوں کی ماں زندہ موجود ہو تو انکی گواہی مقبول نہوگی خواہ اُنکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور انکی ماں خواہ منکرہ ہو یا مدعیہ ہو اور اگر انکی ماں مر گئی ہو پس اگر انکا باپ اُسکا مدعی ہو تو بھی انکی گواہی مقبول نہوگی اور اگر باپ اس سے منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی - اور اگر اس عورت سے انکے باپ نے دخول کر لیا ہو پس اگر اس عورت نے اس مشہود علیہ کی زنا کرنے میں مطاوعت کی ہوا اور گواہوں کی ماں زندہ ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ اُنکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور خواہ انکی ماں اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو اور اگر انکی ماں مر گئی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی - اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے زنا کیا درحالیکہ وہ مطاوعہ تھی - اور اگر یہ گواہی دی کہ اس مشہود علیہ نے اس سے زبردستی زنا کیا ہے پس اگر انکی ماں مر گئی ہو تو انکی گواہی ہر حال میں مقبول ہوگی خواہ باپ مدعی ہو یا منکر ہو - خواہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو - اور اگر انکی ماں زندہ ہو پس اگر باپ انکا اس امر کا مدعی ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی خواہ انکی ماں اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو - اور پھر جس صورت میں انکی گواہی مقبول ہوئی ہے تو حد زنا انکے بھائی پر قائم کیجائیگی اور عورت پر بھی اگر اُسنے اپنی رضا سے زنا کیا ہے قائم کیجاویگی یہ محیط میں ہے - اور اگر چار نصرانیوں نے دو نصرانیوں پر زنا کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر مرد یا عورت مسلمان ہو گئی تو فرمایا کہ دونوں سے حد ساقط ہو جائیگی اور پھر اگر اسکے بعد گواہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے تو کچھ نہ ہوگا خواہ وے گواہی کو اعادہ کریں یا نہ کریں - اور اگر انھوں نے دو مردوں اور دو عورتوں پر زنا کی گواہی دی پھر جب حاکم نے انکے اوپر حد کا حکم دیدیا تو دونوں مردوں یا دونوں عورتوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو جو مسلمان ہوا ہے اس سے اور اُسکے ساتھی سے حد ساقط ہوگی اور جو نہیں مسلمان ہوا ہے اسپر اسی طرح حد رہیگی ساقط نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مشہود علیہ بزنا یعنی جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہے دو گواہ لایا کہ جنھوں نے ان گواہوں میں سے ایک گواہ پر جسنے اسپر زنا کی گواہی دی ہے یہ گواہی دی کہ یہ گواہ محدود القذف ہے تو قاضی ان دونوں گواہوں سے دریافت کریگا کہ اس گواہ پر حد قذف کیونکر قائم ہوئی ہے یعنی کسنے قائم کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر حد قذف از جانب سلطان یا نائب السلطان قائم ہوئی ہو تو ایسے گواہ کی گواہی باطل ہوگی اور اگر رعایا میں سے کسی نے بغیر اجازت امام المسلمین کے اسپر حد قذف قائم کر دی ہو تو اسکی گواہی اسطرح محدود ہونے سے باطل نہوگی لہذا ضرور ہوا کہ یہ دریافت کیا جاوے کہ کسنے اسپر حد قائم کی ہے - اور اگر اُسکے دونوں گواہوں نے کہا کہ اس گواہ کو قاضی پرگنہ فلان نے حد قذف کی سزا دی ہے اور اس قاضی کا نام بیان کر دیا پس اس گواہ نے جسپر محدود القذف ہونے کی گواہی دی گئی ہے کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں اس قاضی نے اقرار کی کہ اسنے مجھے حد نہیں ماری ہے اور دونوں فریق گواہوں نے اسکی کوئی تاریخ و وقت نہیں بیان کیا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور لیسا بیہ

گواہی گواہان اقرار مذکور سے محدود القذف ہونے کا حکم دینے سے باز نہ رہیگا - اور اگر گواہوں نے اسکی حد ماری جانے کا کوئی وقت بھی بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ قاضی کوفہ فلان نے اسکو حد قذف سنہ چار سو ستاون میں ماری ہے پھر مشہود علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو چھپن میں مرگیا ہے یا اس امر پر گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چار سو ستاون میں فلان ملک دیگر کو گیا تھا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور اسکے گواہوں کی طرف التفات نہ کریگا الا آنکہ انمین سے کوئی بات مشہور ہو مثلاً قاضی مذکور کا مرنا اسوقت سے جو گواہان مشہود علیہ نے شاہد کے محدود ہونے کا بیان کیا ہے پہلے واقع ہونا تمام مین عام مشہور ہوگیا ہو کہ ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل اسکو جانتا ہو یا مثلاً جس سال مین گواہوں نے اسپر حد قذف قائم کی جانی بیان کی ہے اس سال قاضی مذکور کا دوسرے ملک مین ہونا مشہور و معروف ہو کہ اسکو ہر صغیر و کبیر و عالم و جاہل جانتا ہو تو ایسی صورت مین قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیگا اور مشہود علیہ پر حد زنا کا حکم دیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر مشہود علیہ نے یعنی جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہے دعوی کیا کہ یہ گواہ محدود القذف ہے اور میرے پاس اسکے گواہ ہیں تو اسکے اور مجلس سے اٹھنے کے درمیان مہلت دیجائیگی بدون اسکے کہ وہ مخلی بالطبع کیا جاوے پس اگر وہ گواہ لایا تو خیر ورنہ اسپر حد قائم کیجائیگی پس اگر اسنے اقرار کیا کہ میرے گواہ شہر مین موجود نہیں ہیں اور درخواست کی کہ چند روز مجھے مہلت دیجاوے تو قاضی اسکو مہلت نہ دیگا - اور اگر مشہود علیہ نے کچھ دعوی نہ کیا بلکہ کسی شخص دیگر نے گواہوں مین سے کسی پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے قذف کیا ہے تو مشہود علیہ قید رکھا جائیگا اور قذف کے گواہوں کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر انکی تعدیل کی گئی تو حد قذف پہلے ماری جائیگی پس مشہود علیہ سے حد زنا ساقط کیجائیگی - اسی طرح اگر گواہان زنا مین سے کسی نے قاضی کے سامنے کسی کو قذف کیا پس اگر مقذوف یعنی جسکو تہمت لگائی ہے آیا اور اسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسپر حد قذف قائم کیجائیگی اور حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اگر مقذوف نہ آیا تاکہ اپنے حد قذف کا مطالبہ کرے تو حد زنا قائم کردیجائیگی اور اگر حد زنا قائم کی جانے کے بعد مقذوف نے آکر حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے حد قذف بھی ماریجائیگی - اور اسی طرح اگر بجائے قاذف کے چور ہو یا گواہی اور کسی حق کی حقوق العباد مین سے ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ہنوز تعدیل گواہوں کی نہ ہوئی تھی کہ مشہود علیہ کو کسی نے قتل کر ڈالا تو عمداً قتل کرنے مین قصاص اور خطاءً قتل کرنے مین دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اسیطرح اگر بعد تعدیل گواہوں کے اسکو قتل کیا اور ہنوز حکم رجم نہین ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی مین ہے - اور جیسے ان دونون صورتون مین اسکی ضمان نفس واجب ہوتی ہے یعنے بالکل قتل کردیا تو دیت یا قصاص واجب ہوتا ہے اسی طرح اگر اسکے اطراف مین سے کوئی عضو کاٹ ڈالا یا ضائع کیا تو اسکی ضمان بھی واجب ہوگی جیسے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا آنکھ پھوڑ دی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر اسکے رجم کا حکم دیا گیا ہو پھر اسکو کسی نے عمداً یا خطاءً قتل کیا تو اسپر کچھ نہین ہے یہ کافی مین ہے اور جسطرح اس صورت مین اسکے نفس کی ضمان واجب نہین ہوتی ہے ویسے ہی اس صورت مین اسکے اطراف کی ضمان بھی واجب نہ ہوگی اور اگر قاتل کے قتل کرنے کے بعد اس صورت مین گواہوں نے رجوع کیا تو قاتل پر کچھ واجب نہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر بعد حکم ہو جانے کے اسکو عمداً قتل کردیا پھر گواہ غلام یا کفار پائے گئے یا محدود القذف نکلے تو قیاس چاہتا ہے کہ قصاص واجب ہو اور استحساناً مقتول کی دیت قاتل کے مال سے تین سال مین واجب ہوگی - اور اگر قاتل نے اسکو بطریق رجم قتل کیا ہو پھر گواہان مذکور غلام نکلے تو اسکی دیت بیت المال سے واجب ہوگی اسواسطے کہ قاتل نے

جو کچھ کیا وہ بامر امام المسلمین کیا ہو بخلاف اسکے اگر اسکو تلوار سے قتل کیا تو حکم امام کی فرمان برداری نہین کی پس یہ حکم نہوگا یہ کافی مین ہی- اور اگر گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس عورت سے غلطی کی اور یہ نہ کہا کہ اس سے زنا کیا تو انکی گواہی باطل ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس عورت سے جماع کیا یا مباضعت کی تو بھی یہی حکم ہی اور گواہون پر حد نہ واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہمنے عمداً نظر ڈالکر دیکھا ہی تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم نے تلذذ کے واسطے عمداً نظر ڈالی تو بالاجماع قبول نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی- چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس امام نے اسکو حد مارنی چاہی پھر ان گواہون مین سے ایک نے دوسرے کو تہمت لگائی یعنے قذف کیا پس مقذوف اس امر سے ڈرا کہ اگر مین حد قذف کا مطالبہ کرتا ہون تو گواہی باطل ہوجائیگی پس اُسنے مطالبہ نہ کیا تو فرمایا کہ انکی گواہی جائز رہی اور مشہود علیہ کو سزا سے حد دیجاویگی یہ مبسوط مین ہی- چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہون نے اُسپر محصن ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے رجم کا حکم دیدیا اور وہ رجم کیا گیا کہ اسی درمیان مین گواہان احصان نے رجوع کرلیا یا وہ غلام نکلے اور مرد مذکور کو پتھر دن نے زخمی کیا ہی مگر ہنوز وہ مرا نہین ہی تو قیاس چاہتا ہی کہ اسپر سو کوڑے کی حد قائم کیجاوے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور استحساناً اس سے سزاے جلد اور باقی رجم سب دور کیے جاوینگے اور ہر دو گواہ لوگ بھی جراحت کی بابت کچھ ضامن نہونگے اور نہ تاوان بیت المال پر ہوگا چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور اسکے احصان پر کسی نے گواہی نہ دی پس قاضی نے اسکے درے مارنے کا حکم دیدیا پھر دو گواہون نے اسپر بعد پورے سو درے مارے جانے کے محصن ہونے کی گواہی دی تو بر قیاس اول اس صورت مین بھی یہ حکم ہوگا کہ رجم کیا جاوے اور استحسان یہ ہی کہ رجم نہ کیا جائیگا اور اس مسئلہ مین ہمارے علمار نے استحسان ہی کو لیا ہی اور صورت اولی مین قیاس کو اختیار کیا ہی- اور یہ حکم جو ہمنے بیان کیا اس صورت مین ہی کہ اسپر پورے درے مارے گئے ہون اور اگر ہنوز پورے درے نہین مارے گئے کہ دو گواہون نے اسپر محصن ہونے کی گواہی دی تو رجم جاری کرنے سے مانع نہ ہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس اُس نے شبہہ کا دعوے کیا کہ مین نے اسکو اپنی جورو یا باندی گمان کیا تھا تو اُسکے ذمہ سے حد ساقط نہوگی اور اگر کہا کہ یہ میری جورو یا باندی ہی تو اسپر حد نہ ہوگی اور گواہون پر بھی نہ ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس باندی سے زنا کیا پس اُسنے کہا کہ مین اسکو خرید کر چکا تھا بخرید فاسد یا بشرط خیار البائع یا صدقہ یا ہبہ کا دعوی کیا یا کہا کہ مین نے اس سے نکاح کرلیا تھا اور گواہون نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہی کہ اسمین میری کوئی ملک نہین تو حد اُسکے ذمہ سے دفع کیجائیگی اسواسطے کہ شبہہ موجود ہی اور اسی طرح حرہ کی صورت مین بھی روایت ہی کہ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ مین اسکو خرید چکا تھا تو اس سے حد دور کیجائیگی - اور اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ یہ اسکو آزاد کر چکا تھا پھر اس نے زنا کیا ہی اور وہ آزاد کرنے سے انکار کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر گواہون نے ایک مرد اور ایک عورت پر گواہی دی پس عورت نے دعوی کیا کہ اسنے مجھسے زبردستی ایسا کیا ہی اور گواہون نے اسکی گواہی نہین دی بلکہ یہ کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی [رضامندی کی] تو عورت پر بھی حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر گواہون نے ایسی حد کی گواہی دی جسکا عہد متقادم ہوگیا ہی یعنے زمانہ زیادہ گذرا ہی تو حد کی سزا نہ دیجائیگی سوا اسے

حد قذف کے یہ کنز مین ہی - اور اگر زنا متقادم کی گواہی دی تو اسمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ گواہون کو حد قذف ماریجائیگی اور بعض نے کہا کہ انکو بھی حد نہ ماریجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور تقادم مین یہ ضرور ہی کہ بغیر عذر دیر کی گئی ہو اور اگر بعذر ہو جیسے مرض یا دوری مسافت یا خوف راہ وغیرہ تو گواہی مقبول ہو گی اور مشہود علیہ کو حد ماری جائیگی یہ نہر الفائق مین ہی - اور تقادم جیسے ابتدائ قبول شہادت سے مانع ہی ویسے ہی بعد قضا کے اقامت سے مانع ہی اور یہ حکم ہمارے نزدیک ہی چنانچہ اگر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد وہ بھاگ گیا پھر تقادم عہد کے بعد گرفتار ہوکر آیا تو اسپر باقی حد قائم نکیجائیگی - اور تقادم مین اختلاف ہی کہ کسقدر مدت مین تقادم ہوتا ہی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ انھون نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کیا ہی اور یہی روایت امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح سے ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور شراب خواری کے سواے حدود مین تقادم کی تقدیر ایک مہینہ ہی بالاتفاق - اور رہی شراب خواری سو امام محمد رح کے نزدیک اسمین بھی یہی تقدیر ہی اور شیخین کے نزدیک اسمین بدبو شراب کی زائل ہو جانے تک کی تقدیر ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اُس نے حد متقادم کا اقرار کر لیا تو اسکو حد کی سزا دیجائیگی سواے شراب خواری کے یہ شرح وقایہ مین ہی جسنے کسی عورت معین یا غیر معین سے زنا کرنے کا اقرار چار مرتبہ کیا پھر عورت حاضر ہوئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد مرد پر حد قائم کیے جانے کے حاضر ہوئی پس اگر مرد پر حد قائم کیے جانے کے بعد حاضر ہوئی اور اُسنے بھی مثل مرد کے اقرار کیا تو اسپر بھی حد قائم کی جائیگی اور اگر اُسنے انکار کیا اور مرد مذکور پر قذف کرنے کا دعوے کیا تو مرد مذکور کو حد قذف نہ ماری جائیگی کیونکہ ہم جانتے ہین کہ مرد پر دو حدین واجب نہ ہونگی ایک حد تو ہم اسپر قائم کر چکے ہین پس دوسری اسپر قائم نہوگی اور اگر مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی پس اگر اُسنے زنا سے انکار کیا اور نکاح کا دعوی کیا تو حد دونون سے ساقط ہو گی اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور اگر اُسنے نکاح کا دعوے نہ کیا اور زنا سے انکار کیا اور مرد پر حد قذف کا دعوے کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مرد سے حد زنا ساقط ہو گی اور اسی طرح اگر عورت مقر ہوئی اور مرد غائب ہوا تو مرد کا حکم بھی اس باب مین مثل حکم عورت کے ہی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر مرد مذکور پر حد قائم کیے جانے کے بعد عورت حاضر ہوئی اور اُسنے نکاح کا دعوے کر کے اپنے مہر کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ مبسوط مین ہی - منتقی مین لکھا ہی کہ ایک مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن ہی پس قاضی نے اسکے رجم کا حکم دیا پس لوگ اسکو رجم کرنے کو لے گئے پس اُسنے اپنے اقرار سے رجوع کیا پس اسکو ایک شخص نے قتل کر ڈالا یعنی بطور رجم کے تو قاتل پر کچھ نہو گا جب تک کہ قاضی اس سے رجم کو باطل نکرے اور اگر قاضی نے اس سے حکم رجم باطل کیا پھر اسکو کسی نے قتل کیا تو اسکے قصاص مین قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اصل مین امام ابو حنیفہ رح سے مذکور ہی کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے اکراہ کا دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہی تو امام نے فرمایا کہ مرد کو حد کی سزا دیجائیگی اور عورت پر حد نہین قائم کیجائیگی یہ ایضاح مین ہی - جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے دار الحرب مین زنا کیا قبل مسلمان ہونے کے تو اسپر حد نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر مرد مسلمان دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان کسی مسلمان عورت یا ذمیہ عورت سے زنا کیا پھر وہان سے دار الاسلام مین آیا اور زنا کرنے کا اقرار کیا تو ہمارے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام نے بعد آزاد ہونے کے اقرار کیا کہ مین نے غلام ہونے کی حالت مین زنا

کیا تھا تو اُسپر غلامون کی حد قائم کیجائیگی اور غلام پر حد اُسکے اقرار سے اور سوائے اقرار کے اور امور جو موجب حد ہوتے ہین پائے جانے سے بھی قائم ہوتی ہے اگرچہ اُسکا مولے غائب ہو اور چوری سے کے ہاتھ کاٹے جانے اور قصاص کا بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو مرتبہ زنا کا اقرار کیا اور دو گواہون نے زنا پر گواہی دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ تمرتاشی مین ہے۔

پانچوان باب شرابخواری کی حد مین

ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا اور ہنوز اُسکی بدبو موجود ہے یا اُسکو پکڑ لائے درحالیکہ وہ نشہ مین مست تھا پس گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد واجب ہوگی قال المترجم یعنے اسی۸۰ درے۔ اسی طرح اگر اُسنے خود اقرار کیا اور بدبو موجود ہے تو بھی یہی حکم ہے خواہ اُسنے تھوڑی شراب پی ہو یا بہت۔ اور اگر اُسنے بدبو جاتی رہنے کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اسی طرح اگر بدبو جاتی رہنے کے بعد اور نشہ زائل ہونے کے بعد اسپر گواہون نے گواہی دی تو بھی شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی۔ اور اگر گواہون نے اسکو ایسی حالت مین پکڑا کہ اُسکے منھ سے بدبو آتی ہے یا نشہ مین ہے پس اسکو یہان سے اس شہر کو لے چلے جہان امام موجود ہے پس اُسکے پاس پہونچنے سے پہلے بدبو و نشہ جاتا رہا تو مرد مذکور کو بالاجماع حد ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر نشہ کے بیہوش نے اپنے اوپر شراب خواری کا اقرار کیا تو اُسکے اقرار پر اسکو حد نہین ماری جائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور مست شراب کے پہچاننے مین اختلاف ہے چنانچہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ نشہ شراب کا مست وہ ہے کہ زمین کو آسمان سے نہ پہچانتا ہو اور مرد کو عورت سے نہ شناخت کرتا ہو اور صاحبین نے کہا کہ سکران وہ ہے کہ اسکا کلام مختلط ہو کہ غالب کلام اسکا ہذیان ہو جاوے تو وہ سکران یعنی نشہ شراب کا مست ہے اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس گواہون نے ایک مرد پر شراب خواری کی گواہی دی تو قاضی اُن سے دریافت کریگا کہ شراب کیا چیز ہے پھر دریافت کریگا کہ اُسنے کیونکر پی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے بمجبوری زبردستی پی ہو پھر دریافت کریگا کہ کب پی ہے کیونکہ احتمال تقادم ہے پھر دریافت کریگا کہ کہان پی ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اُسنے دار الحرب مین پی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہے پس اگر گواہون نے ان سب کو ٹھیک بیان کیا تو قاضی اس مشہود علیہ کو قید کریگا تاکہ گواہون کی عدالت دریافت کرے اور ظاہر عدالت پر حکم نہ کریگا اور جسپر شراب خواری کی گواہی دیجاے ضرور ہے کہ وہ عاقل بالغ مسلمان اور ناطق ہو پس طفل پر ایسی حد نہین ہے اور نہ مجنون اور نہ کافر پر۔ اور خانیہ مین لکھا ہے کہ گونگے کو بھی حد شراب خواری نہ ماری جائیگی خواہ گواہون نے اسپر گواہی دی ہو یا اُسنے خود ایسے اشارہ سے بتلایا کہ جو اُسکی طرف سے معاملات مین اقرار شمار کیا جاتا ہے۔ اور اندھے کو ایسی حد ماری جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر دار الاسلام مین مسلمان نے شراب پی اور کہا کہ مین نے اُسکے حرام ہونے کو نہین جانا تھا تو اسکو حد ماریجائیگی یہ سراجیہ مین ہے اور اگر ایک شخص پر شراب خواری کی گواہی دی گئی اور اُسنے دعوی کیا کہ مین دودھ سمجھ کر پی گیا تھا یا کہا کہ مین اسکو شراب نہین جانتا تھا تو یہ قول اسکا مقبول نہوگا اور اگر کہا کہ مین اسکو نبیذ سمجھا تھا تو یہ قول اسکا قبول ہوگا یہ بحر الرائق مین ہے شراب کا پینا دو مردون کی گواہی سے یا خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے اور اسمین مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی نہین قبول ہوتی ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جو شخص حالت نشہ مین ہے اور گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد نہین قائم کیجائیگی یہانتک کہ اُسکو ہوش ہو جاوے اور نشہ اُتر جاوے پھر جب افاقہ ہو گیا تو اسپر حد قائم کیجائیگی خواہ شراب کی بدبو اس سے جاتی رہی ہو یا نہ گئی ہو مسلمان نے اگر شراب قے کی تو اسکو حد نہین ماریجائیگی

کیونکہ جائز ہی کہ زبردستی اسکو پلائی گئی ہو اور مسلمان کے منہ سے شراب کی بدبو پائی جانے سے اسکو حد نہ ماریجائیگی تاوقتیکہ گواہ اسکی شراب خواری کی گواہی نہ دین باوجودیکہ ایک مرتبہ اقرار نہ کرے۔ اور اگر دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے شراب پی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے شراب قی کی ہی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ اور اسی طرح اگر دونون نے اسکے شراب پینے پر گواہی دی اور بدبو اس سے پائی جاتی ہی ولیکن دونون گواہون نے وقت مین اختلاف کیا تو بھی حد نہ ماریجائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے اسکے شراب پینے کی اور دوسرے نے اسکے اقرار شراب خواری کی گواہی دی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ خمر سے نشہ مین ہوا ہی اور دوسرے نے کہا کہ سکر سے نشہ مین ہوا ہی تو بھی اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر بنج سے نشہ مین ہوگیا تو اسپر حد واجب ہونے مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکو حد نہ ماری جائیگی اور سوائے خمر کے جھوہارے و انگور تر و خشک وغیرہ سے جو شرابین بنائی جاتی ہین اگر اُنسے بیہوش ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ انگور کا آب خام اگر اسمین غلیان و اشتداد ہوا اور جھاگ نہین نکلے اور اسکو کوئی پی گیا اور نشہ مین ہوگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد نہین ہی اور وہ انکے نزدیک مثل شیرۂ انگور کے ہی۔ اور جو اشربہ کہ حبوب و فواکہ مثل گیہون و جو و جوار و آلو بخارا وغیرہ سے بنائی جاتی ہین جب تک کہ وہ شیرین ہون تو انکا پینا حلال ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جو شخص کہ نبیذ سے نشہ مین ہوا اسکو حد ماری جائیگی مگر بیہوشی کو اسوقت تک ماری نہ جائیگی جب تک یہ معلوم نہ ہو جاوے کہ یہ نبیذ سے نشہ مین ہوا اور اس نے بلا جبر کے بطوع خود پی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جس نے دردی خمر پی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی جب تک کہ وہ نشہ مین نہ ہو جاوے یعنی اگر نشہ ہو جاوے تو حد ماری جائیگی ورنہ نہین اور جو شخص کہ منصف یا مثلث پی کر نشہ مین ہوگیا تو اسکو حد ماری جائیگی۔ اور اگر نبیذ شہد یا مرزنجوش یا شیر مادہ خر سے نشہ مین ہوگیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر خمر کو پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ مائعات مین سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا پس اگر خمر غالب ہی اور اسمین سے کوئی قطرہ پی لیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر خمر مغلوب ہوگی تو اسکا پینا حلال نہین ہی مگر جب تک نشہ نہ ہو جاوے تب تک حد واجب نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور سکر و خمر کی حد اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو اسی (۸۰) کوڑے ہین یہ کنز مین ہی۔ اور مثل زنا کے کوڑون کے اسکے بدن پر متفرق جگہ مارے جاوینگے اور چہرہ و سر مثل حد زنا کے بچایا جائیگا اور مشہور روایت کے موافق جسکو یہ حد ماری جاویگی وہ سوائے ستر کے ننگا کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام ہوگا تو اسپر چالیس ہی کوڑے ہین اور جسنے خمر و سکر پینے کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور ذمی پر کسی شراب پینے مین حد نہین ہی اور امام المسلمین کے پاس اگر ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہی اور دو گواہون نے اسپر اس امر کی گواہی دی پس اس نے کہا کہ مین خمر خواری پر مجبور کیا گیا تھا تو عذر نامقبول ہو کر اسپر حد قائم کیجائیگی اور اگر اسپر زنا کی گواہی دی گئی اور اس نے یون دعوے کیا کہ مین نے نکاح کر لیا تھا ان دونون مین فرق ہی اسوجہ سے کہ جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہی وہ اس سبب کے پائے جانے سے جو موجب حد ہی انکار کرتا ہی اسواسطے کہ یہی فعل وطی بسبب نکاح کے زنا ہونے سے خارج ہوگا اور جسپر شراب خواری کی گواہی دی گئی ہی اسکے اکراہ کے عذر سے سبب حد منعدم نہین ہوتا ہی یعنے شراب کا پینا در حقیقت منعدم نہین ہوتا ہی ہان یہ ایک عذر ہی کہ جس سے حد ساقط ہو سکتی ہی بشرطیکہ ثابت ہو جاوے لہذا بدون اکراہ پر گواہ قائم کیے اسکا عذر مذکور ثابت نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی

چھٹا باب حد القذف اور تعزیر کے بیان مین - واضح ہو کہ شرع مین قذف کرنا زنا کرنا کسی کے ذمہ لگانے کو کہتے
ہین - اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد محصن یا عورت محصنہ کو صریح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہا کہ تو نے زنا
کیا یا اے زانی پس اُس مقذوف نے نالش کر کے مطالبہ کیا تو قاذف کو حاکم اسّی کوڑےماریگا اگر آزاد ہو اور اگر
غلام ہوگا تو چالیس کوڑے ماریگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور سوا پوستین و حشو کے اسکے کپڑے اُسکے بدن سے نہ
اُتارے جاوینگے اور کوڑے اُسکے بدن پر متفرق جگہون پر مارے جاوینگے جیسے زنا کی حد مین ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم
مین ہی - اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردون کی گواہی سے ہو جاتا ہی جیسے اور
سب حقوق مین حکم ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور مردون کے ساتھ عورتون کے گواہ ہونے سے نہین ثابت
ہوتا ہی اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہین ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی کے در مقدمہ ثبوت
قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر اُسنے قذف کا اقرار کیا پھر رجوع
کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہوگا یہ کافی مین ہی - اور قاذف پر حد قذف جب ہی ہوتی ہی کہ مقذوف محصن ہو اور محصن ہونے
کی پانچ شرطین ہین یعنی آزاد عاقل بالغ مسلمان عفیف ہو کہ اُسنے تمام عمر مین کسی عورت سے زنا یا وطی بشبہہ یا بنکاح فاسد
نہ کی ہو یہ شرح طحاوی مین ہی - پس اُسکا احصان ہر وطی حرام سے جو غیر ملک مین واقع ہو باطل ہو جائیگا خواہ عورت صغیرہ
ہو یا کبیرہ ہو خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق مین لے لی گئی یا کسی مرد کی تین طلاق دی ہوئی معتدہ ہو یا بائنہ ہو یا کسی
باندی سے وطی کی پھر اسکی خرید کا دعوے کیا یا اُس سے نکاح کا دعوے کیا یا اپنے و دوسرے کے درمیان مشترکہ
باندی سے وطی کی یا ایسی عورت سے وطی کی جو وطی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی عورت سے وطی کر لی جو شب زفاف مین
اسکی جورو کی جگہ بھیج گئی یا اُسنے اپنے کفر کی حالت مین یا دار الحرب مین یا حالت جنون مین وطی کی یا اپنی ایسی باندی
سے وطی کی جو ہمیشہ کے واسطے اسپر بسبب رضاعت کے حرام ہو گئی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین ہی
اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اسکا باپ وطی کر چکا ہی یا خود اُسکی ماں سے وطی کر چکا ہی پھر اس سے وطی کی پھر اُسکو
کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہوگی - اور اگر ایسی باندی خریدی جسکی ماں کو یا بیٹی کو شہوت سے چھوا ہی یا
اسکی ماں یا بیٹی کی فرج کو بنظر شہوت دیکھا ہی یا اُسکے باپ یا بیٹے نے اسکی فرج کو شہوت سے دیکھا ہی پھر اُس سے
وطی کر لی تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اُسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اُسکے قاذف کو حد ماری جائیگی اور صاحبین رح نے
فرمایا کہ اسکا احصان زائل ہوگا اور اُسکے قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایسی صفت کی عورت سے نکاح
کر کے اس سے وطی کی تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جس نے اپنی ماں
سے وطی کی در حالیکہ اسکی ماں مجوسیہ ہی یا نکاح کی ہوئی ہی یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی ہوئی ہی یا اُسکی جورو
ہی جس سے حالت حیض مین وطی کی یا اُس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے تھی حالانکہ یہ اسکے روزہ دار ہونے
کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت مین تھی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی - اور منتقی مین لکھا
ہی کہ چار جورو نکاحی موجود ہین پھر پانچوین سے نکاح کر کے اُس سے بھی وطی کر لی تو اُسکے قاذف کو حد قذف نہ ماری
جائیگی - اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اُسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اُسکے قاذف کو حد ماریجائیگی
اور نیز منتقی مین لکھا ہی کہ اگر اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے کسی شوہر کی عدت مین ہی تو میرے نزدیک اُسکا احصان

زائل نہ ہوگا اور بین اُسکے قاذف کو حد ماروںنگا یہ محیط مین ہی - اور اگر آزادہ جورو پر ایک باندی سے نکاح کیا یا دو بہنون سے ایک عقد مین نکاح کیا یا ایک عورت اور اُس عورت کی پھوپھی سے ایک عقد مین نکاح کیا تو ایسے عقود فاسدہ سے جو وطی واقع ہو وہ احصان کو زائل کر دیتی ہی اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کرکے اس سے وطی کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ عورت اسپر بسبب مصاہرت کے حرام تھی تو بھی یہی حکم ہی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے وطی کی کہ جس سے وہ حاملہ ہوگئی یا نہوئی تو اُسکا احصان ساقط نہ ہوگا چنانچہ اُسکے قاذف کو حد قذف ماری جائیگی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ہر وطی کرنے والا جسکے ذمہ سے حد دور کیجاتی ہی اور اسپر مہر قرار دیا جاتا ہی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت کیا جاتا ہی تو ایسے وطی کرنے والے کا احصان ساقط نہین ہوتا ہی چنانچہ مین اُسکے قاذف کو حد ماروںنگا اور اسی طرح اگر کسی کی باندی سے بغیر اجازت اُسکے مولی کے نکاح کیا اور اُس سے دخول کیا تو بھی ایسے شخص کے قاذف کو حد ماروںنگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کر لیا یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہو کہ اسکا شوہر موجود ہی یا یہ کسی دوسرے کی عدت مین ہی یا کسی اپنے ذی رحم محرم سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب نہ ہوگی اور اگر ان دونون مین سے کوئی صورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسکے قاذف کو حد ماری جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - ذمی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اسکے دین مین نکاح کرنا حلال تھا جیسے اپنی ذی رحم محرم سے نکاح کیا پھر مسلمان ہوگیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اُسنے بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے وطی کی ہی تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر مین دخول کر چکا ہی تو بھی صاحبین رح کے قول پر یہی حکم ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیون کا مالک ہوا جو آپس مین سگی بہنین ہین پس ان دونون سے وطی کر لی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہی تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ علامت زنا کی ہو اور وہ یہ ہی کہ قاضی نے اسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان لعان کرا کے اسکے بچہ کا نسب اسکے شوہر سے قطع کرکے اسکے ساتھ لاحق کیا ہو یا ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ ایک بچہ ہی کہ اُسکا پدر معلوم نہین ہوتا ہی تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہین ہی اور اگر اُسکے بچہ کو قذف کیا تو اسکے قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر جورو و مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولد ہو مگر ولد کا نسب اُسکے شوہر سے قطع نہین کیا گیا یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اسکے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد نے ایسی عورت کو قذف کیا تو اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی - اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونون مین لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر اجنبیہ سے کہا کہ اے زانیہ پس اُس نے کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد ماری جائیگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ او زانیہ پس اُسنے کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہین ہی اور نہ لعان - اور نیز عورت پر بھی حد نہین ہی - اور اسی طرح اگر عورت نے ابتدا کر کہا کہ مین نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اُسکو قذف کیا تو بھی ان دونون مین سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے

شوہر نے تجھسے نکاح کرنے سے پہلے زنا کیا تو وہ قاذف ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی انگلی سے زنا کیا تو اُسپر حد قذف نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہون کہ تو زانی ہی اور خالد نے کہا کہ میں بھی گواہ ہون تو خالد پر حد نہ ہوگی الا آنکہ یون کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہون جسکی تو نے گواہی دی یہ عتابیہ میں ہی۔ زید نے عمرو و خالد سے کہا کہ تم مین سے ایک زانی ہی پس زید سے کہا گیا کہ یہ یعنی عمرو یا خالد کسی خاص کو دریافت کیا گیا کہ یہ ہی تو زید نے کہا کہ نہین تو زید پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ او زانی پس خالد نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو زید پر حد ہوگی جسنے پہلے کہا ہی اور خالد جسنے تصدیق کی ہی اسپر نہ ہوگی اور اگر خالد نے یون کہا کہ تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہی جیسا تو نے کہا تو خالد بھی قاذف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی اور اسی طرح اگر خالد نے فقط یون کہا کہ وہ ایسا ہی ہی جیسا تو نے کہا تو خالد کو بھی حد قذف ماری جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ ای قحبہ کے بچے یا عورت سے کہا کہ ای فلان کی آشنا یا کہا کہ ای دعی یا ای دعیہ کے بچہ تو حد واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ بطور حرام تیرے ساتھ فلان نے مجامعت کی یا تجھ سے فلان نے فجوری کیا یا کہا کہ فلان کہتا ہی کہ تو زانی ہی یا تو زنا کرتی ہی یا کہا کہ مین نے تجھسے اچھا زنا کرنے والا نہین دیکھا یا تو لوگون سے بڑھکر زنا کرنے والا ہی یا تو مجھ سے بڑھکر زانی ہی یا تو زانیون سے بڑھکر زانی ہی یا تو نے ماسواے فرج کے زنا کیا یا تیری ران یا پانون نے زنا کیا یا کہا کہ ای لوطی یا تو نے کار قوم لوط کیا یا فلانہ تجھسے زبردستی یا سوتے مین یا جنون کی حالت مین زنا کیا گیا تو حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسیطرح تعریض کرنے سے بھی حد قذف واجب نہوگی اور اسی طرح قذف اخرس اور رتقا و عورتون کے قذف سے اور دار الحرب مین زنا کرنے کے ساتھ باغیون کے لشکر مین زنا کرنے کے ساتھ قذف کرنے سے بھی حد قذف واجب نہین ہوتی ہی اور طفل کو یا ایسے مجنون کو جسکا جنون مطبق ہی قذف کرنے سے حد قذف واجب نہین ہوتی ہی اور اگر مجنون کبھی حالت جنون مین ہوتا ہو اور کبھی افاقہ مین تو حد قذف واجب ہوگی اور اسی طرح مجبوب کی قذف سے بھی حد نہین واجب ہوتی اور خصی و عنین کی قذف سے حد نہین واجب ہوتی ہی یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ای ولد الزنا یا ابن الزنا حالانکہ اسکی مان محصنہ ہی تو کہنے والے کو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ اسکی مان کو قذف بزنا کیا ہی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر طفل مراہق یعنی قریب بہ بلوغ کو قذف کیا پس طفل مذکور نے بلوغ بسن کا یا احتلام کا دعوے کیا تو اسکے قول سے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کو کہا کہ ای زانیہ تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رہ و امام ابو یوسف کا قول ہی کذا فی شرح الطحاوی اور یہ استحسان ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ ای زانی بدون یاے تانیث کے تو بالاجماع قاذف پر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ زنات تو قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر کسی نے دوسرے مرد سے کہا کہ زنات فی الجبل اور کہا کہ میری مراد صعود جبل تھی اور جس حالت مین کہا ہی وہ حالت غضب تھی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قاذف کو حد ماری جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اُسنے لفظ زنات فی الجبل سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنات علی الجبل تو بالاجماع حد واجب نہ ہوگی یہ مضمرات مین ہی اور اگر زنات علی الجبل حالت غضب مین کہا ہو تو بعض نے کہا کہ حد واجب نہوگی اور بعض نے کہا کہ واجب ہوگی اور یہی اوجہ ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنیت فی الجبل تو بالاتفاق اسکو حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یا زانی بہمزہ تو اصل مین مذکور ہی کہ اگر اُسنے دعویٰ کیا کہ مین نے

زن فاحشہ ۱۲

کسی پر چڑھ جانے والا مراد لیا ہی تو اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسکو حد ماری جائیگی اور یہاں کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا ہی یہ محیط میں ہی۔ ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے اپنی باندی کو پکارا پس اسکو ایک آزادہ عورت نے جواب دیا پس مرد مذکور نے کہا کہ او چھنال حالانکہ اسکو دیکھتا نہیں ہی پھر عذر کیا کہ مین نے اپنی باندی گمان کیا تھا تو فرمایا کہ مین اُسکے قول کی تصدیق نہ کرونگا اور اسکو حد قذف مارونگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ زنیت و فلان معک یعنی تونے زنا کیا اور فلان تیرے ساتھ تو دونون کا قذف کرنے والا ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اور فلان تیرے ساتھ شاہد تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ اور یہ مرد ساتھ اس عورت کے تھا تو وہ دوسری کا قذف کرنے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دوسرے سے کہا کہ اور تو ساتھ اس عورت کے تھا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ و فلان ساتھ اس عورت کے تھا تو یہ اسکی مان و فلان مرد دونون کا قذف ہی اور اگر کہا کہ فلان تیرے ساتھ تھا تو یہ قذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ زنیت وہذا معک یعنی تونے زنا کیا اور یہ تیرے ساتھ تھا یا تیرے ساتھ کا لفظ نہ کہا تو یہ دونون کا قذف ہی قال المترجم یہ عربی زبان مین ہی ہماری زبان مین امید ہی کہ دوسرے کا قذف نہ ہو واللہ اعلم یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ وہذا معک اے ابن الزانیہ اور یہ تیرے ساتھ۔ اور یہ کلام ایک ہی دفعہ لگاتار کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ یا زانی وہذا معک یعنی اے زانی و یہ تیرے ساتھ تو دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ وہذا اور لفظ معک نہ کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے زانی کو زنا کے ساتھ قذف کیا تو اسپر حد نہیں ہی خواہ بعینہ اُسی زنا کے ساتھ قذف کرے یا دوسرے زنا سے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تونے ایک کے ساتھ ان دونون عورتون یا ان دونون عورتون سے زنا کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان سے کہہ کہ اے زانی پس اگر ایلچی نے اس شخص کو جسکے پاس بھیجا گیا ہی یہ کہا کہ فلان تجھکو کہتا ہی کہ اے زانی تو کسی پر حد نہ ہوگی نہ ایلچی پر اور نہ بھیجنے والے پر اور اگر ایلچی نے یون نہ کہا بلکہ جسکے پاس بھیجا گیا تھا اُس سے جا کر کہا کہ اے زانی تو ایلچی کو حد ماری جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن ماء السماء یعنی اے برساتی پانی کے بچہ تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ او نبطی یا تو عربی نہیں ہی تو اسکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی مین ہی اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بنی فلان مین سے نہین ہی یعنی اپنے قبیلہ کا نام لیا جسمین سے وہ مشہور ہی تو اسپر حد نہ ہوگی۔ ایک نے ایک مسلمان سے جسکے مان باپ دونون کافر ہین کہا کہ لست لابیک تو اپنے باپ کے واسطے نہین ہی تو اسکو حد نہین ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے غلام سے جسکے مان باپ مسلمان ہین کہا کہ تو اپنے باپ کے واسطے نہین ہی حالانکہ اسکے والدین آزاد ہو گئے ہین تو مولے پر حد نہ ہوگی اگرچہ غلام اسکے بعد آزاد ہو جاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو اپنی مان کے واسطے نہین ہی تو وہ قاذف نہین ہی اسی طرح اگر کہا کہ تو اپنے والدین کے واسطے نہین ہی تو بھی قاذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی حالانکہ اسکی مان آزادہ ہی اور باپ کسی کا غلام ہی تو کہنے والے پر حد واجب ہوگی یعنے اسکی مان کے واسطے اور اگر اسکا باپ آزاد ہو اور مان باندی ہو تو حد نہ ماری جائیگی ولیکن تعزیر دیجائیگی اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا تو ابن فلان نہین ہی اور یہ حالت

غضب مین کہا تو سکے کہنے والے کو حد قذف ماری جائیگی یہ کنز مین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ تو ابن فلان نہین ہی اور فلان سے اُسکے دادا کا نام لیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ کافی مین ہی - ایک شخص کو اُسکے باپ کے سواے دوسرے کی طرف منسوب کیا بدون غضب کے تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر حالت غصہ مین ایسا کیا ہو تو حد ماری جائیگی اور اگر اُسکو اُسکے دادا کی طرف منسوب کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اسواسطے کہ دادا بھی باپ ہی اور اسی طرح اگر اسکو اُسکے چچا یا ماموں کی طرف منسوب کیا یا اُسکی مان کے شوہر یعنی سوتیلے باپ کی طرف منسوب کیا تو بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپ کہلاتے ہین یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو ولادت فلان سے نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا تجھے تیرے باپ نے نہین پیدا کیا ہی تو یہ اُسکی مان کا قذف ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو رشدت کا نہین ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تیرا جد زانی ہی تو قاذف پر حد نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہی - اور اگر کہا کہ اے زانی کے بھائی تو اُسکے بھائی کے حق مین قذف ہی پس اگر اُسکا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصومت اسکو حاصل ہوگا - اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اے زانی کے بھائی پس عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو عمرو کو حد ماری جائیگی اور زید کے ساتھ عمرو کے بھائی کی بابت قذف کی خصومت ہوگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن الزانیتین یعنی دو زانیہ عورتون کے بیٹے اور حال یہ ہی کہ اسکی سگی حقیقی مان مسلمان ہی تو قاذف پر حد واجب ہوگی خواہ اسکی دور کی مان یعنی جدہ مسلمان ہو یا نہو اور اگر نانی مسلمان ہو اور مان کافرہ ہو تو قاذف پر حد نہین ہی اسواسطے کہ ولادت کی طرف جو اضافت ہو وہ سب سے نزدیک سے شامل ہونا شروع ہوتی ہی اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن زان و زانیہ تو قاذف کو حد ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن الزانی والزانیہ یعنی او زانی و زانیہ کے بیٹے تو یہ اُسکی مان و باپ دونون کا قذف ہی پس اگر وہ دونون زندہ ہون تو حد قذف کے مطالبہ کا اختیار انکو ہی اور اگر مر گئے ہون تو مطالبہ حد کا اختیار اسکو ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - ایک مرد نے ایک اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ یا بیل یا گدھے کے ساتھ زنا کیا تو اسپر حد نہوگی اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا بناقہ یا ببقرہ یا بحمار یا بدراہم تو قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو نے زنا کیا ببقرہ یا بناقہ یا اسکے مانند تو اسپر حد نہین ہی اور اگر کہا کہ بکنیز یا بجامہ یا بدار تو اسپر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر دوسرے سے کہا کہ انت تزنی تو کہنے والے پر حد نہین ہی اسواسطے کہ یہ استقبال کے واسطے ہی اور اگر کہا کہ انت تزنی واضرب انا تو کہنے والے پر حد نہین ہی اسواسطے کہ یہ بطریق استفہام و تعبیر ذکر کیا جاتا ہی اور اسکے معنی یہ ہین کہ فاعل کے سواے دوسرے کا سزاوار ہونا کیونکر جائز ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی - اور اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اسکے کہ تو مخلوق ہووے یا قبل اسکے کہ تو پیدا ہووے تو اسپر حد نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی ایسی عورت یا مرد کو قذف کیا جسنے حالت نصرانیت مین زنا کیا ہی تو قاذف کو حد نہ ماریجائیگی اور مراد یہ ہی کہ بعد اسلام کے ایسے زنا سے قذف کیا جو اُس سے حالت نصرانیت مین واقع ہوا ہی مثلاً یون کہا کہ تو نے زنا کیا درحالیکہ تو کافرہ تھی اور اسی طرح اگر کسی آزاد شدہ سے کہا کہ تو نے غلام ہونے کی حالت مین زنا کیا تو قاذف پر حد نہوگی جیسے قاذف نے اقرار کیا کہ مین نے زنا کے ساتھ قذف کیا درحالیکہ تو کتابیہ یا باندی تھی تو قاذف پر حد نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ اے شنڈے یلنجے یا حجام کے بیٹے حالانکہ اُسکا باپ ایسا نہین ہی تو کہنے والے پر حد نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ اے کرنجے یا اشقر یا اسود کے بیٹے حالانکہ اُسکا باپ ایسا نہین ہی تو بھی حد نہوگی اور اگر کہا کہ او سندھی یا حبشی کے بچہ تو یہ اُسکے حق مین قذف نہوگا اور کہنے والا قاذف نہوگا اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ اے عبد یا اے موے تو کہنے والے پر حد نہین ہی - اور اسی طرح اگر عربی سے کہا کہ

او دہقان تو اسپر حد نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ ای میرے بیٹے تو اسپر حد نہین ہی۔ اور اسیطرح اگر کسی سے کہا کہ تو میرا غلام یا میرا
آزاد کردہ ہی تو یہ اسپر رقیت کا یا ولا کا دعوی ہی اور قذف بالکل نہین ہی اور اگر کسی سے کہا کہ او یہودی یا او نصرانی یا او مجوسی یا
او بچہ یہودی تو اسپر حد نہین ہی مگر اسکو تعزیر دیجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ ای جولاہہ کے بچے تو کہنے والے پر حد نہ
ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو عربی نہین ہی یا ای درزی کے بیٹے یا ای کانے کے بیٹے حالانکہ اُسکا باپ ایسا
نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر کہا کہ تو آدم کا بیٹا نہین ہی یا تو انسان نہین ہی یا تو مرد نہین ہی یا تو آدمی نہین ہی تو یہ قذف نہین ہی اور اگر
کہا کہ تو حلال بچہ نہین ہی تو یہ قذف ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ ای ابن الاصفر حالانکہ اُسکا باپ ایسا نہین ہی
تو کہنے والے پر حد نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ ذکر آیا کہ فلان میت مرد صالح تھا کہ اُسنے نہ پی اور نہ زنا کیا پس دوسرے
نے کہا کہ کیا سب یا کہا کہ کیا اسنے سب تو یہ قذف نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ اُسنے یہ سب کیا تو یہ قذف ہی یہ وجیز کردری مین
ہی۔ اور آثار مین امام ابوحنیفہ رح سے مروی ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابغل تو اسپر حد ہوگی اسواسطے کہ یہ لغت عمان مین یا
زانی ہی اور مختصر جصاص مین حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ ای روسپی تو حد واجب ہوگی
اور اسی طرح اگر کہا کہ ای سیاہ ہیر یا کہا کہ ای غرایا کہا کہ ای حلب یا اور اُسکے مثل کوئی لفظ کہا تو حد واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ سب
الفاظ عرفاً اُسکے زانیہ ہونے سے مخبر ہین ایسا ہی اصل مین مذکور ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی کو قذف کیا اور کہا کہ ای زانیہ
کے بیٹے پھر قاذف نے دعوے کیا کہ اسکی مان باندی یا نصرانیہ ہی اور مقذوف کہتا ہی کہ میری مان آزاد مسلمان ہی تو
قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہی کہ گواہ لاوے اور اسی طرح اگر اُسکی ذات کو قذف کیا ہو اور دعوی
کیا کہ مقذوف غلام ہی تو قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہی کہ اپنے گواہ پیش کرے اور ظاہر اصل حریت
کافی نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر قاذف نے کہا کہ مین غلام ہون اور مجھپر غلامون کی حد واجب ہی اور مقذوف نے کہا کہ تو
آزاد ہی تو قول قاذف کا قبول ہوگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر اپنے پسر یا مان یا باپ یا بہن انہین سے کسی کی باندی سے
وطی کی پھر دعوی کیا کہ اسکے مالک نے اسکو میرے ہاتھ فروخت کیا تھا حالانکہ اُسکے پاس بیع کے گواہ نہین ہین تو اسکے
قاذف پر یعنی اگر ایسے شخص کو کسی نے قذف کیا تو قاذف پر حد نہ ہوگی اور اسی طرح اگر خریدیر ایک ہی گواہ قائم کیا ہو تو بھی
یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو کو قذف کیا حالانکہ عمرو کے پاس اس امر کے گواہ نہین ہین کہ زید نے اسکو
قذف کیا ہی اور عمرو نے چاہا کہ زید سے قسم لے کہ واللہ مین نے اسکو قذف نہین کیا ہی تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم نہ
لیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے پر قذف کا دعوی کیا پس اگر قاذف نے اسکا اقرار کیا یا اسپر اس امر کے
گواہ قائم ہوئے تو قاذف سے کہا جائیگا کہ جو امر تو نے کیا ہی اسکو ثابت کر کہ یہ صحیح ہی پس اگر اُسنے ثابت کیا تو خیر ورنہ اُسپر
حد قائم کیجائیگی یعنی حد قذف۔ اور فرمایا کہ اگر اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر قاذف نے اپنے سچے ہونے پر گواہ قائم کیے تو اُسکے
گواہون کی سماعت ہوگی اور جب گواہون کی سماعت ہوئی تو تھوڑے کوڑے جو باقی رہے ہین اسکی ضرب سے ساقط
کیے جاوینگے پھر اس شخص کی شہادت ساقط نہوگی یعنی وہ اہل شہادت مین سے رہیگا اور کوئی نشان فسق اسکے ساتھ لازم نہوگا یہ
ایضاح مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعوی کیا کہ اسنے مجکو قذف کیا ہی پھر دو گواہ لایا کہ یہ
گواہی دین کہ اسنے اسکو قذف کیا ہی تو قاضی ان گواہون سے دریافت کریگا کہ قذف کیا چیز ہی اور کیونکر ہوتی ہی پس اگر گواہون
نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے اس مرد کو کہا کہ ای زانی تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی اور قاذف کو حد قذف ماریجائیگی

بشرطیکہ یہ دو گواہ عادل ہون۔ اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو قاذف کو قید کریگا یہانتک کہ گواہون کی عدالت دریافت کرے اور عدالت یہ ہی کہ ایسے امور کے کام مین لانے سے باز رہے جسکو آدمی اپنے دین مین مذموم و حرام جانتا ہی۔ پس اگر ایک نے کہا کہ اُسنے اسکو کہا کہ ای زانی اور یہ دن جمعہ کے کہا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو جمعرات کے روز کہا کہ زانی تو امام ابوحنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور قاذف کو حد ماریجائیگی اور صاحبین رح نے کہا کہ قبول نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی اور قول امام اعظم رح کا اولی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو گواہون نے کسی پر دوسرے کو قذف کرنے کی گواہی دی مگر جس جگہہ قذف کیا ہی اسمین اختلاف کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ حد واجب ہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ حد نہین واجب ہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس قاذف نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہی تو بالاتفاق سب کے نزدیک قاذف پر حد نہوگی یہ فتاوے کرخی مین ہی۔ اور اگر گواہون نے جس زبان مین قذف واقع ہوا ہی اختلاف کیا یعنی مثلاً کسی نے کہا کہ عربی مین قذف کیا اور دوسرے نے کہا کہ فارسی مین یا اردو مین تو انکی گواہی باطل ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ایک جماعت نے کہا کہ ہمنے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ عورت سے ماسواے فرج کے زنا کرتا تھا تو انمین سے کسی پر حد واجب نہوگی نہ زید پر اور نہ جماعت مذکورہ پر۔ اور اگر جماعت نے کہا کہ ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ سے زنا کرتا تھا پھر اتنا کہکر خاموش رہی پھر کہا کہ ماسواے فرج کے تو ان لوگون پر حد قذف واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر کسی پر قذف کا دعوے کیا اور اسپر ایک گواہ قائم کیا تو قاذف کو قاضی حد نہ ماریگا اور رہا یہ کہ قید کریگا یا نہین سو اگر گواہ مذکور فاسق ہو تو قید نہین کریگا اور اگر عادل ہو اور مدعی نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر مین ہی تو قیاس یہ ہی کہ اسکو قید نہ کریگا اور استحساناً اسکو دو یا تین روز تک قید کریگا اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ شہر سے باہر میرا گواہ ہی تو اُسکو قید نہ رکھے گا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جس مقام پر دوسرے گواہ کے ہونے کو کہتا ہی وہ شہر سے اتنا دور ہو کہ تین روز مین اُسکو حاضر نہ لا سکتا ہو اور اگر اتنا فاصلہ ہو کہ تین روز مین اسکو حاضر لا سکتا ہی تو قاذف کو قید رکھے گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور تجنیس الناصری مین لکھا ہی اگر قاذف نے دعوے کیا کہ جسکو مین نے قذف کیا ہی یہ زانی ہی۔ اور میرے پاس اسکے گواہ ہین تو مجھکو گواہ قائم کرنے کیواسطے مہلت دیجائیگی پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ اسکو حد قذف ماری جائیگی اور اگر اُسنے کوئی ایسا نہ پایا جسکو گواہون کے پاس بھیجے تو وہ خود کو توال کے ساتھ روانہ کیا جائیگا کہ جو اُسکی حفاظت کرینگے پس اگر اُسنے گواہ نہ پائے تو اُسکو حد ماری جائیگی اور اگر اسکے بعد اُسنے گواہ قائم کیے تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی کو قذف کیا پھر قاذف چار گواہ فاسق لایا کہ یہ مقذوف ایسا ہی ہی جیسا مین نے کہا تو اسکے سر سے حد دور ہو جائیگی اور مقذوف اور گواہون سے بھی دور ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی جسکو قذف کیا ہی اگر وہ زندہ ہو تو حق خصومت اسکے سواے کسی کو نہین ہی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مرد مقذوف قبل مطالبہ کے یا بعد مطالبہ کے یا قاذف پر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد مر گیا تو قاذف سے حد باطل ہوگی اور بعض حد باقی رہی ہو تو بھی باطل ہوگی اگرچہ ایک ہی کوڑا رہا ہو یہ فتاوے کرخی مین ہی۔ اور اگر مرد مقذوف جو غائب تھا حاضر آیا اور قاذف کو قاضی کے پاس لایا پھر قاذف کو تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ غائب ہو گیا تو حد پوری نہ کیجائیگی الا اسی صورت مین کہ پورے ہونے تک حاضر رہے اسواسطے کہ پوری حد مین مطالبہ شرط ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر میت محصن کو قذف کیا تو اُسکے والدین کو اگرچہ اونچے درجہ کے

ہون یا دادا پردادا وغیرہ اور اسکی اولاد کو اگرچہ نیچے درجہ کے ہون پوتے پروتے وغیرہ اسکی حد قذف کے مطالبہ کا اختیار ہی اور اس مطالبہ مین خصوصیت وارث کی نہین ہی خواہ وہ وارث ہو یا نہو مثلاً کافر ہو یا مورث کا قاتل ہو یا خود رقیق ہو کہ اس صورت مین وارث نہوگا مگر مطالبہ حد قذف کا مستحق ہی اور نیز اقرب و ابعد دونون یکسان ہین اور اگر بعض نے مطالبہ ترک کیا تو باقیون کو مطالبہ کا اختیار رہی یہ تمرتاشی مین ہی۔ قال المترجم وہذا اذا ثبت لہ الاختیار والاستحقاق اور حد قذف میت کا مطالبہ نہین کرسکتا ہی الا اسی صورت مین کہ اس قذف سے اسکی نسبت مین قدح واقع ہوتا ہو یہ ہدایہ مین ہی اور اس مطالبہ مین پسر کا بیٹا اور دختر کا بیٹا ظاہر الروایہ کے موافق یکسان ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور مان کے باپ یا مان کو یعنی نانی نانا کو اس مطالبہ کا اختیار نہین ہی۔ یہ محیط مین ہی۔ اور بھائیون و بہنون و چچاؤن و پھپھیون و ماموون و خالاؤن کو مطالبہ حد قذف کا اختیار نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اولاد کو مطالبہ حد قذف کا اختیار اسوقت نہین حاصل ہوتا ہی کہ قاذف اسکا باپ یا دادا وغیرہ کتنے ہی اوپنچے درجہ کا ہو یا مان و نانی وغیرہ ہو یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر اپنے باپ یا مان یا بھائی یا چچا کو قذف کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے بیٹے کو کہا کہ او ابن الزانیہ اور اسکی مان مرچکی ہی اور اس عورت کا ایک اور بیٹا کسی دوسرے خاوند سے ہی پس اُسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر میت مقذوف کے دو بیٹے ہون پس ایک نے قاذف کے قول کی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے اور اگر مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو اور اُسنے قذف مین قاذف کی تصدیق کی پھر چاہا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد کا ایک غلام ہی اور اس غلام کی مان آزادہ مسلمان تھی اور وہ مرچکی تھی پھر مولی نے اس غلام کی مان کو قذف کیا تو غلام کو اپنے مولی سے اسکے حد قذف کے مواخذہ کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو مردون نے باہم گالی گلوج کی پس ایک نے کہا کہ مین تو زانی نہین ہون اور نہ میری مان زانیہ ہی تو فرمایا کہ ایسے واقعہ مین حد نہین ہی اور اگر کہا کہ جسنے ایسا ایسا کہا وہ زانیہ کا بیٹا ہی پس ایک نے کہا کہ یہ مین نے کہا ہی تو ابتدا کرنے والے پر حد نہین ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اے زانی پس اُسنے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو غلام کو حد ماری جائیگی نہ آزاد کو اور اگر دونون آزاد ہون تو اس صورت مین دونون کو حد ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر اجنبی نے کسی اجنبیہ کو قذف کیا جو محصنہ ہی پس قاذف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے رقیات مین روایت کیا ہی کہ چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے فلانہ بنت فلان مخزومیہ سے زنا کیا اور یہ عورت جسکا نام لیا ہی عورت معروفہ ہی اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا اور زنا کو بھی بیان کردیا کہ زنا اسکو کہتے ہین اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت غائبہ ہی پس مرد مذکور کو رجم کیا گیا پھر ایک مرد نے اس عورت غائبہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی کے یہان کیا جسنے مرد مذکور پر رجم کا حکم دیا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس یہ ہی کہ اُسکے قاذف کو حد ماری جاوے مگر مین استحساناً حکم دیتا ہون کہ اس عورت کے قاذف کو حد نہ ماری جاوے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ کسی دوسرے قاضی کے یہان کیا تو وہ قاذف کو حد ماریگا الا آنکہ قاضی اول کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے چند بار قذف کیا یا چند بار زنا کیا یا چند بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہوا تو وہ ان سب کے واسطے

ہو جائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر ایک جماعت کو کلام واحد سے قذف کیا یا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا ایام متفرقہ
مین قذف کیا پھر ان سب نے اسپر حد قذف کا دعوے کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماری جائیگی اور اسی طرح
اگر انمین سے بعض نے دعوی کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان سب کے واسطے ہو جائیگی اور اسی طرح
اگر انمین سے ایک حاضر ہوا تو قاذف پر ایک ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسنے مطالبہ نہین کیا ہے وہ آیا تو اسکے حق
کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماریجائیگی۔ اور اگر قاذف کو سزا سے حد دی گئی پھر بعد فارغ
ہونے کے اُسنے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماریجائیگی اور جو حد قذف جاری کردیجاتی
ہے وہ اپنے ماقبل کے حدود قذف کو باطل کردیتی ہے اور جو اسکے مابعد لازم آوین انکو ساقط نہین کرتی ہے یہ سراج وہاج
مین ہے۔ اور اگر زنا یا شرابخواری کی وجہ سے اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر وہ بھاگ گیا پھر اُسنے دوبارہ زنا کیا یا شراب
پی تو اسکو از سر نو حد ماری جائیگی اور اگر قذف مین ایسا ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول مقذوف حاضر ہوا تو اسکے واسطے
حد پوری کردیجائیگی اور دوسرے مقذوف کے واسطے کچھ سزا نہ دیجائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قاذف کو دوسرے
قذف کے واسطے از سر نو حد ماریجائیگی اور اول کی باقی حد باطل ہوگی۔ اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حدود مجتمع ہوئین
مثلاً اُسنے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شراب پی تو اسپر کل یہ حدود قائم کیے جاوینگے ولیکن پے در پے قائم نہ کیے جاوینگے
اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہوجانے کا خوف ہے بلکہ انتظار کیا جائیگا یہان تک کہ اول سے اچھا ہو جاوے پس پہلے پہل
اُسپر حد قذف جاری کیجاویگی اسواسطے کہ اسمین حق العبد ہے پھر اسکے بعد امام المسلمین کو اختیار ہے چاہے پہلے حد زنا جاری
کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شرابخواری کی حد موخر کیجائیگی اور اگر باوجود اسکے اُسنے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلا
بھی اسپر واجب ہو۔ تو پہلے جراحت کا بدلا لیگا پھر حد قذف جاری کریگا پھر جو باقیون مین سے اقوی ہو علی الترتیب پوری
کیجائیگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد ماریجائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنی منہ یعنے اصل
قذف موجب حد صادر ہوا پس ہر ایک کو حد قذف کے دعوے کا اختیار ہے تاوقتیکہ وہ مستثنی کو معین نکرے یہ فتاوی
کبرے مین ہے۔ ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونون نے باجماع دعوی
کیا تو اسکو اسی (۸۰) درے مارے جاوینگے اور اگر پہلے اول مقذوف آیا اور اُسکے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے
نے دعوی کیا تو اُسکے واسطے اسی (۸۰) پورے کردیے جاوینگے یعنی فقط چالیس دریارے بجاوینگے اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا
مقذوف اسکو لاوے اُسنے ایک اور آزاد کو قذف کیا تو اسی ان دونون کے واسطے ہونگے مگر از سر نو اُسے نہین مارے
جاوینگے اسواسطے کہ جسقدر باقی ہے وہ تتمہ حد الاحرار ہے پس اسمین آزاد مدعی کئی داخل ہو سکتے ہین یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مسلمان
حد قذف مین سزایاب ہوا تو ہمارے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے ساقط ہوگئی یعنی کبھی کسی معاملہ مین اُسکی گواہی مقبول
نہوگی اگرچہ وہ توبہ کرلے الا عبادات مین قبول ہوسکتی ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر کوئی کافر حد قذف مین سزایاب
ہوا تو اسکی گواہی دیگر اہل ذمہ پر جائز نہوگی۔ پھر اگر مسلمان ہوگیا تو اُسکی گواہی ذمی کافرون و مسلمانون سب پر مقبول
ہوگی اور اگر قذف مین اسکو ایک کوڑا مارا گیا پھر باقی حد ماری گئی تو اسکی گواہی جائز ہوگی اور امام ابو یوسف رح سے
مروی ہے کہ اسکی گواہی رد کردیجائیگی اور اقل تابع اکثر ہے ولیکن اول اصح ہے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کسی نے حالت کفر مین قذف
کیا اور حالت اسلام مین اُسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی باطل ہو جائیگی اور اگر غلام کو حد قذف ماری گئی

پھر وہ آزاد کیا گیا اور اُسنے توبہ کی تو بھی اُسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مقبول نہ ہوگی - اور اگر اُسنے حالت رقیت مین قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر اُسپر حد جاری کی گئی تو غلامون کی حد جاری کیجائیگی یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر مسلمان کو تھوڑی حد قذف ماری گئی یعنی قبل اسی کوڑے پورے ہونے کے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکی گواہی مقبول ہوگی جبتک اسکو پوری حد نہ ماری جاوے یہ سراج وہاج مین ہے اور مبسوط مین لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ جبتک پوری حد قذف جاری کی گئی پھر چار گواہ قائم ہوئے کہ اُسنے قذف مین سچ کہا ہے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر مقذوف نے قبل اسکے کہ اسکے قاذف پر حد قائم کیجاوے زنا کیا یا کوئی وطی حرام غیر مملوک کی تو اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی اور اسی طرح اگر مقذوف مرتد ہوگیا تو بھی اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی پھر اسکے بعد اگر مسلمان ہوگیا تو اسکے قاذف پر حد عود نکریگی اور اسی طرح اگر معتوہ ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اور قاذف کے ذمہ سے اسطرح حد ساقط ہوجاتی ہے کہ مقذوف اسکے قول کی تصدیق کرے یا قاذف اُسکے زنا کرنے پر چار گواہ قائم کرے خواہ اسنے محدود ہونے سے پہلے قائم کرے یا مارے جانے کے درمیان مین قائم کرے اور یہ بنابر ایک روایت کے روایات مین سے ہے یہ سراج وہاج مین ہے - اور چار گواہون سے کم مقذوف کے زنا کرنے پر اسکی طرف سے مقبول نہونگی پھر اگر وہ چار گواہ لایا جنہون نے مقذوف کے زنا متقادم کی گواہی دی تو قاذف کے ذمہ سے استحسانًا حد دور کیجائیگی اور اگر وہ تین گواہ لایا جنہون نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ مین چوتھا ہون تو اسکے کلام پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ہی باقی تینون گواہون پر بھی حد قذف جاری کی جائیگی اور اگر دو مردون نے یا دو عورتون اور ایک مرد نے گواہی ادا کردی کہ اس مقذوف نے اپنے زنا کا اقرار کیا ہے تو قاذف اور تینون گواہون سب کے ذمہ سے حد دور کردیجائیگی یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مکاتب اسقدر مال چھوڑکر مر گیا کہ اسکے ادا سے کتابت کے واسطے کافی ہے پس اسکا مال کتابت ادا کرکے آخر جزو اجزاے حیات مین اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتب میت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر حربیون مین سے کوئی امان لیکر ہمارے یہان آیا اور اُسنے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اور یہ اخیر قول امام اعظم رح کا ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے یہ شرح طحاوی مین ہے - حد قذف اور حد زنا مین فرق ہے کہ حد قذف بسبب تقادم کے ساقط نہین ہوتی ہے اور حد زنا و شراب خواری بسبب تقادم کے ساقط ہوجاتی ہے اور حد قذف بدون مطالبہ مقذوف کے قائم نہین کیجاتی ہے اور حد قذف پر گواہی بھی جب ہی مقبول ہوتی ہے کہ جب پہلے دعوے ثابت ہوجاوے اور حد قذف ثابت ہوجانے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہین ہوتی ہے اور اسی طرح اگر قاضی کے حضور مین مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی - اور اسیطرح اگر قذف سے کسی قدر مال پر صلح کرلی تو باطل ہے مال صلح واپس کردے اور مقذوف کو اختیار رہیگا کہ اسکے بعد حد قذف کا مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور ایسی حد تو قاضی اپنے علم پر قائم کرسکتا ہے جبکہ اپنے ایام قضا مین آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد ماریگا اور اگر قاضی مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہین ہے کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری کرے جب تک اُسکے پاس اُسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر مین ہے - اور اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑدیا تو یہ بہتر ہے اور اسی طرح

حاکم کے واسطے مستحسن ہو کہ جب اسکے پاس اسکا مرافعہ ہو تو اسکے اثبات سے پہلے مدعی سے کہے کہ تو اس سے درگذر کر یہ ایضاح مین ہو - اور امام اعظم و امام محمد رح کے قول مین غائب کی طرف سے حدود ثابت کرانے کے لیے وکیل مقرر کرنا جائز ہو اور بہا حد بھر پانے کے لیے جاری کرا لینے اور پورا کرا لینے کے واسطے بالاجماع وکیل مقرر کر دینا نہین جائز ہو یہ فتح القدیر مین ہو

فصل دربیان تعزیر واضح ہو کہ تعزیر ایسی تادیب ہو جو حد نہین ہوتی ہو اور ایسے جرم مین واجب ہوتی ہو جو موجب حد نہین ہو یہ نہایہ مین ہو - اور اسکی دو قسمین ہین ایک بوجہ حق اللہ اور دوم بوجہ حق العباد اور اول یعنے تعزیر بحق اللہ تعالے کا جاری کرنا امام المسلمین پر واجب ہو اور اسکا ترک کرنا امام کو جائز نہین ہو الا اسی صورت مین کہ امام کو معلوم ہو جاوے کہ یہ فاعل جرم قبل تعزیر کے منزجر ہو گیا ہو - اور اسپر متفرع ہوتا ہو کہ اسکا ثابت کرنا ایسے مدعی سے جائز ہو جسنے اسکی گواہی دی یعنے اگر ایک شخص نے دعوے کیا کہ زید نے مثلاً ایسا ایسا جرم کیا جو حق اللہ تعالی ہو اور اُسکے ساتھ ایک شخص گواہ ہو پس ممکن ہو کہ امام المسلمین مدعی ہو جاوے اور جو مدعی تھا وہ گواہ ہو جاوے پس دوسرے گواہ کے ساتھ ان دونون گواہون سے جرم مذکور ثابت کرنا جائز ہو یہ نہر الفائق مین ہو - اور مشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ارتکاب جرم کرتا ہو تو ہر مسلمان کو ایسی حالت مین تعزیر جاری کرنا جائز ہو اور اگر وہ اس گناہ کے کرنے سے فارغ ہو گیا تو بعد اسکے حاکم کے سوا دوسرے کو اسپر تعزیر جاری کرنا نہین روا ہو اور قنیہ مین مذکور ہو کہ اگر ایک نے دوسرے کو کوئی گناہ موجب تعزیر کرتے دیکھا پھر بدون اجازت محتسب کے اسکو تعزیر دی تو محتسب کو اختیار ہوگا کہ ایسی تعزیر دینے والے کو تعزیر دے بشرطیکہ مجرم کے گناہ سے فارغ ہونے کے بعد اُسنے تعزیر دی ہو یہ بحر الرائق مین ہو - اور شیخ ابو جعفر رح ہندوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھا پس آیا اسکا قتل کر دینا اسکو روا ہو فرمایا کہ اگر وہ جانتا ہو کہ یہ چیخنے یا ہتھیار کے سواے دوسری چیز سے مارنے سے زنا سے منزجر ہوگا اور باز رہیگا تو اسکا قتل کرنا حلال نہین ہو اور جانتا ہو کہ سواے قتل کے وہ منزجر نہ ہوگا تو اُسکو اسکا قتل کر دینا حلال ہو اور اسکی جورو نے اُسکی مطاوعت کی ہو تو جورو کا قتل کر دینا بھی روا ہو یہ نہایہ مین ہو - اور جو شخص ظلم کے ساتھ مکابرہ کرتا ہو یا ڈاکو ہو یا مکس والا ہو اور نیز سب ظالمون اور انکے مددگارون اور ساعیون کا قتل کرنا حلال ہو کہ انکے قاتل کو ثواب حاصل ہوگا یہ نہر الفائق مین ہو اور تمرتاشی و مجتبی مین ہو - اور مولے کو اختیار ہو کہ اپنی باندی و غلام کو وقت بے ادبی کرنے اور ضرورت کے تعزیر دے یہ محیط سرخسی مین ہو - اور جو تعزیر بوجہ حق العبد کے مثل قذف وغیرہ کے واجب ہوتی ہو تو چونکہ دعوی پر موقوف ہوتی ہو یعنی جب مدعی ہوگا تو البتہ تعزیر دیجائیگی لہذا اُسکو سواے حاکم کے کوئی قائم نہین کر سکتا ہو الا آنکہ دونون حکم کر لین یہ فتح القدیر مین ہو - اور اسمین بری کرنا و عفو کرنا اور گواہی پر گواہی اور قسم جاری ہوتی ہو جیسے حقوق العباد مین ہوتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور تعزیر کا ثبوت دو مردون یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی سے ہوتا ہو کیونکہ یہ جنس حقوق العباد سے ہو یہ تبیین و کافی و محیطین مین ہو - ایک شخص نے دوسرے پر شتیمہ فاحشہ کا دعوی کیا یا یہ دعوے کیا کہ اُسنے مجھے مارا ہو اور کہا کہ میرے گواہ شہر مین موجود ہین اور مدعا علیہ سے کفیل نفس مانگا تو مدعا علیہ سے تین روز کے واسطے کفیل بالنفس لیا جائیگا پس اگر اُسنے اپنے دعوے پر دو مرد یا ایک مرد و دو عورتین یا دو گواہون کی گواہی پر دو گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ سے کفیل بالنفس اسوقت تک کے واسطے لیا جائیگا کہ ان گواہون کا حال دریافت ہو پس اگر گواہون کی تعدیل کی گئی تو اُسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور تعزیر کبھی حبس کرنے کے

ساتھ ہوتی ہی اور کبھی صفع و گوشمالی کے ساتھ ہوتی ہی اور کبھی سخت کلامی سے اور کبھی مارنے سے اور کبھی بایں طور کہ قاضی اسکی طرف نظر ترش سے دیکھے یہ نہایہ میں ہی۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تعزیراً سلطان کو روا ہی کہ اسکا مال لے لے اور امام اعظم و امام محمد رح اور باقی تینوں اماموں کے نزدیک یہ ہرگز نہیں جائز ہی یہ فتح القدیر میں ہی۔ اور بر قول امام ابو یوسف رح کے مال لے لینے کے ساتھ تعزیر دینے کے معنے یہ ہیں کہ اُسکے مال میں سے کچھ مال لیکر اپنے پاس کسی مدت تک رکھ چھوڑے تاکہ وہ منزجر ہو پھر حاکم اسکو واپس کر دے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ حاکم اس مال کو اپنے واسطے یا بیت المال کے واسطے بالکل لے لے جیسے ظالم لوگوں کا وہم ہی اسواسطے کہ کسی مسلمان کو نہیں روا ہی کہ کسی کا مال بغیر سبب شرعی کے لے لے یہ بحر الرائق میں ہی۔ اور شافی میں لکھا ہی کہ تعزیر کے چند مراتب ہیں تعزیر اشرف الاشراف کہ علماء اور سادات علویہ ہیں با علام ہوتی ہی یعنے قاضی اُس سے کہے کہ مجھے خبر پہونچی ہی کہ تم ایسا کرتے ہو پس وہ اُسی سے منزجر ہو جائیگا دیگر تعزیر اشراف کہ امرا و زمیندار ہیں بایں طور کافی ہی کہ اعلام کرے اور اسکو دروازہ قاضی پر کھینچ لایا جاوے اور اسکے ساتھ اسمیں خصومت واقع ہو پس وہ منزجر ہو جائیگا۔ دیگر تعزیر اوساط کہ بازاری ہیں بایں طور کافی ہی کہ اعلام و در قاضی پر کھینچ لائے جانے کے ساتھ محبوس کر دیا جاوے دیگر تعزیر اخسہ و کمینگان کہ ان سب باتوں کے ساتھ اسکو مار بھی دی جاوے یہ نہایہ میں ہی۔ اور زیادہ سے زیادہ تعزیر انتالیس کوڑے ہیں اور کم سے کم تین کوڑے ہیں اور ہمارے مشائخ نے ذکر فرمایا کہ ادنی مقدار برراے امام ہی کہ جسقدر سے وہ منزجر ہوتا نظر آوے اسی قدر مقدر کرے یہ ہدایہ میں ہی۔ اور قاضی کو چاہیے کہ اُسکے سبب پر نظر کرے پس اگر اُس جنس سے ہو کہ اسمیں حد واجب ہوتی ہی حالانکہ اس صورت میں کسی عارض کی وجہ سے واجب نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے اور اسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً کسی غیر کی باندی یا ام ولد کو کہا کہ او زانیہ تو اسپر انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے اسواسطے کہ حد قذف اس صورت میں اسوجہ سے واجب نہوئی کہ مقذوف میں احصان نہیں ہی حالانکہ یہ کلام اس جنس سے ہی کہ اسمیں حد واجب ہوتی ہی یعنے قذف ہی اور اگر ایسی جنس سے ہو کہ اسمیں حد نہیں واجب ہوتی ہی مثلاً کسی دوسرے سے کہا کہ او خبیث اور اسمیں تعزیر واجب ہوئی تو مقدار تعزیر امام کی راے پر ہی یہ محیط میں ہی اور بعد ضرب تعزیر کے محبوس کرنا بھی جائز ہی اگر اسمیں کوئی مصلحت ہو یہ عینی شرح کنز میں ہی اور حبس کی مدت امام کی راے کے سپرد ہی یہ بحر الرائق میں ہی۔ اور جن صورتوں میں کہ درے مارے جاتے ہیں انمیں سے تعزیر کے درے سب سے سختی و زور سے مارے جاوینگے پھر اُس سے کم حد زنا کے درے پھر حد شرب الخمر کے پھر حد قذف کے یعنی حد قذف کے درے سب سے ہلکے آسانی سے مارے جاوین اور جس شخص کو حد ماری گئی یا تعزیر پھر وہ اس سبب سے مر گیا تو اُسکا خون ہدر ہی بخلاف اسکے اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بسبب ترک زینت و سنگار کے یا بسبب ترک جماع کے یعنی شوہر نے اسکو اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا بسبب ترک نماز کے یا بسبب بے مرضی شوہر کے گھر سے باہر نکلنے کے تعزیر دی پس وہ عورت اس تعزیر سے مر گئی تو شوہر اسکا ضامن ہوگا یہ نہر الفائق میں ہی۔ اور تعزیر مارنے میں کھڑا کر کے کپڑے پہنے ہوئے اسکو درے مارے جاوینگے مگر اسپر سے پوستین و حشو اتار لیے جاوینگے اور تعزیر دینے کی حالت میں وہ ممدود نہ کیا جائیگا اور ضرب درہ اسکے سب اعضا پر متفرق لگائی جاوینگی سواے سر اور فرج کے اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کا قول ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی اور ایسا ہی حدود والاصل میں مذکور ہی اور اشربۃ الاصل

مین لکھا ہی کہ تعزیر ایک ہی جگہ ماری جاویگی پس جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین اختلاف روایات نہین ہی بلکہ اختلاف جواب بسبب اختلاف موضوع کے ہی یعنی متفرق سب اعضاء پر مارنے کا حکم اس صورت مین ہی کہ تعزیر انتہا درجہ کی ہو یعنے (۳۹) کوڑے اور ایک ہی جگہ مارنے کا حکم ایسی صورت مین ہی کہ تعزیر انتہا درجہ تک نہ پہونچی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور وجوب تعزیر مین اصل یہ ہی کہ جو شخص کسی منکر کا مرتکب ہوا یا کسی مسلمان کو ناحق اپنے قول یا فعل سے ایذا دی تو تعزیر واجب ہوگی الا آنکہ دروغ گوئی اُسکے قول سے خود ظاہر ہو جیسے کسی آدمی کو کہا کہ او کتے او سور وغیرہ تو تعزیر واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر ایسا لفظ کسی اشراف کو کہا جیسے فقہا مین سے کوئی فقیہ ہو یا کوئی علوی ہو تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر عوام مین سے ہو تو تعزیر نہ دیجائیگی اور یہ قول احسن ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کہا کہ او فاسق حالانکہ وہ فاسق نہین ہی یا کہا کہ او فاسق کے بچہ یا کافر یا یہودی یا نصرانی یا نصرانی کے بچہ یا خبیث یا چور حالانکہ وہ چور نہین ہی یا او فاجر یا منافق یا لوطی یا قوم لوط کا کام کرنے والے یا لونڈے باز یا سود خوار یا شراب خوار یا دیوث یا مخنث یا خائن یا قحبہ کے بچہ یا زندیق یا قرطبان یا ماوی الزوانی یا ماوی اللصوص تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر کہا کہ او گدھے او سانپ او بھیڑیے او حجام ابے لعنتی ابے حرامزادے ابے ولد الحرام ابے عیار ابے ناکس ابے منکوس ابے مسخرہ ابے کشخان ابے ضحکہ ابے موسوس ابے ابن موسوس ابے ابن اسود حالانکہ اسکا باپ ایسا نہین ہی ابے دیہاتی حالانکہ ایسا نہین ہی ابے ننگے تو کہنے والے کو تعزیر نہ دیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابے ابن الفاجرہ یا ابے ابن الفاسقہ تو اُسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک طرح کا عیب لگایا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر فاسق سے کہا کہ ابے فاسق یا شراب خوار سے کہا کہ ابے شراب خوار یا ظالم سے کہا کہ ابے ظالم تو اسمین کچھ واجب نہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی مرد صالح ذی مروت سے کہا کہ ابے چور ابے مشرک ابے کافر تو اُسکو تعزیر دی جائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابے پلید تو اُسکو تعزیر دی جائیگی یہ واقعات مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابے سفلہ تو تعزیر دی جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی قال المترجم اما الاطلاق فی عرفنا ففیہ تامل۔ اور اگر کہا کہ او بے نماز تو تعزیر دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر کسی مرد صالح سے کہا کہ او سقیہ تو تعزیر دیجائیگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر مرد صالح سے کہا کہ ابے معفوج ابے ابن قرطبان تو ناطفی نے ذکر فرمایا کہ اسپر تعزیر واجب ہوگی اور اگر کہا کہ ابے بندر ابے جلاد ابے جواری تو اسمین تعزیر واجب نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور صدر الشہید نے فرمایا کہ جواری کہنے مین تعزیر واجب ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابے معفوج تو تعزیر دیجائیگی اور حد واجب نہ ہوگی یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کا قول ہی اور اگر کہا کہ یا معفوج الستبیل تو حد واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کسی صورت مین قاذف نہوگا ولیکن اسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک نوع کا عیب لگایا اور قولہ معفوج بمعنی مضروب الدبر یعنی جسکو گانڈو کہتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابے ابلہ یا ابے لاشی یا ابے ستور تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ ابے قذر تو اسمین تعزیر واجب ہوگی یہ فتاوی کبرے مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کسی حادثہ مین علماء کا فتوی لیکر اپنے خصم کے سامنے پیش کیا پس خصم نے کہا کہ مین اسپر نہین عمل کرتا ہون یا کہا کہ جو انھون نے فتوے دیا ہی ایسا نہین ہی حالانکہ یہ شخص جاہل ہی اور اُسنے اہل علم کو تحقیر کے ساتھ یاد کیا ہی تو اسپر تعزیر واجب ہی۔ اور اگر کسیکو تعریض کے ساتھ قذف کیا یعنی اسکو زناکاری سے ساتھ تعریض کی تو تعزیر واجب ہی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ آدمی کے واسطے اولی یہ ہی کہ جب

اُس سے ایسی بات کہی جاوے جو موجب حد و تعزیر ہی تو اسکو جواب نہ دیوے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ ای خبیث تو احسن یہ ہی کہ اُس سے باز رہے اور اگر باز نہ رہا اور قاضی کے حضور مین مرافعہ کیا تاکہ کہنے والے کو تادیب دے تو جائز ہی اور اگر باوجود اسکے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہین بلکہ تو ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - ہمارے اصحاب سے مروی ہی کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی عادت پکڑ لی تو امیر اسکا گھر گرا دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی - اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجدون کے دروازے چرانے کی عادت کر لی تو واجب ہی کہ اسکو تعزیر دیجاوے اور مبالغہ کیا جاوے یعنی بڑھ کر تعزیر دیجاوے اور قید کیا جاوے یہانتک کہ توبہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی - اور دروغ و فریب کے قبالے و خطوط لکھنا موجب تعزیر ہی اور نیز موجب تعزیر یہ بھی ہی کہ احکام شریعت کے ساتھ مزاحمت کرے یعنی ٹھٹھول - اور منجملہ موجبات تعزیر کے وہ ہی جو ابن رستم نے ذکر کیا ہی کہ اگر برذون کی دم کاٹ ڈالی یعنی سر سے کاٹ ڈالی یا باندی کے بال سر کے مونڈ ڈالے تو تعزیر واجب ہوگی - از انجملہ اگر سلطان نے کسی کو کسی مسلمان کے قتل پر ناحق باکراہ مجبور کیا یعنی اسطرح اکراہ کیا کہ تجھکو قتل کرونگا اگر تو اسکو قتل نہ کریگا پس اُسنے اسکو قتل کیا تو اُسکا قصاص سلطان پر ہوگا اور تعزیر قاتل پر ہوگی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور از انجملہ یہ ہی کہ اگر کسی نے دوسرے کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اُسنے زنا کیا تو جسنے اکراہ کیا ہی اسپر تعزیر واجب ہوگی اور منجملہ موجبات تعزیر کے زد و بارو ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر بہیمہ سے وطی کی یا شبہہ مین وطی کی یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار مین اپنے سر سے منڈیل اُتار ڈالی یعنی ننگے سر پھرا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر گواہان تعزیر بعد مشہود علیہ کے تعزیر دیے جانے کے معلوم ہوا کہ غلام ہین یا کافر ہین حالانکہ مشہود علیہ تعزیر دیے جانے سے مر گیا ہی یا دُرّون سے مجروح ہی یا گواہون نے بعد گواہی کے رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک امام پر ضمان نہین ہی اور صاحبین رح نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - قنیہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے کہا کہ یا فاسق پھر چاہا کہ گواہون سے اُسکا فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تعزیر دفع کرے تو اسکے گواہون کی سماعت نہوگی اور اگر اُسکے فسق کا اثبات ضمناً چاہا تو اسمین خصومت نہین صحیح ہی مثل جرح گواہون کے کہ کہا کہ مین نے اسکو اتنی رشوت دی ہی کہ اسپر رشوت کا مال واپس کر دینا واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہی - اور یہ اسوقت ہی کہ گواہون نے اسکے فسق کی گواہی دی اور کچھ تفصیل نہ بیان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرنے مین ایسی بات بیان کی جو متضمن حق اللہ تعالیٰ یا حق العباد ہی تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے مثلاً کسی سے کہا کہ او فاسق پھر جب وہ زید کو قاضی کے حضور مین لے گیا تو زید نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ اُسنے اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چپٹا لیا یا اُس سے خلوت کی یا مثل اسکے کوئی امر فسق بیان کیا پھر دو گواہ قائم کیے کہ جنھون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہی تو شک نہین کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے تعزیر دور ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعوے کیا جو موجب تکفیر ہی اور مدعی اپنے دعوی کے اثبات سے عاجز رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے بطریق دعوے نزد حاکم شرع صادر ہوا ہو اور اگر اُسکا صدور بطریق بدگوئی یا انتقاص کے صادر ہوا ہو تو اسکے لائق سزا دیا جائیگا یہ نہر الفائق مین سراجیہ سے منقول ہی - ایک شخص حنفی مذہب کا شافعی المذہب ہو گیا تو اُسکو تعزیر دیجائیگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - زید نے عمرو کو ناحق مارا پھر عمرو نے زید کو بھی ناحق مارا تو دونون کو تعزیر دیجائیگی اور تعزیر جاری کرنے مین پہل اس سے کیجائیگی جسنے مارنے مین پہل کی ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور جو شراب خوارون کے مجمع مین بیٹھا یا جو لوگ شراب خوارون کی ہیئت پر جمع ہوئے کہ شبہہ شراب خوارون کا

پڑتا ہو اگرچہ شراب نہ پی ہو تو ہر ایک کو تعزیر دیجائیگی اور جسکے ساتھ رکوہ خمر ہی اسکو تعزیر دیجائیگی اور محبوس کیا جائیگا اور جو مسلمان شراب بیچتا ہو یا سود کھاتا ہو اسکو تعزیر دیجائیگی اور قید کیا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسا ہی مغنی و مخنث و نائحہ ان سب کو تعزیر دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہانتک کہ توبہ کریں یہ نہر الفائق میں ہی۔ خانیہ میں لکھا ہی کہ مسلمان مقیم نے عمداً اگر رمضان میں افطار کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی اور بعد اسکے قید کیا جائیگا اگر اسکی طرف سے دوبارہ افطار کرڈالنے کا خوف ہو یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ ایک مرد نے اجنبیہ عورت آزادہ یا باندی کا بوسہ لیا یا اُس سے معانقہ کیا یا چھوا اور یہ شہوت سے کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی اور اسی طرح اگر فرج کے سوائے میں اس سے جماع کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اگر کسی عورت نے بندر کو اپنے اوپر قابو دیدیا یعنی جماع کرنے دیا تو اسکا حکم وہی ہی کہ مرد نے چوپایہ جانور مادہ سے وطی کی یہ جوہرہ نیرہ میں ہی اور جو شخص قتل کرنے یا چوری کرنے یا لوگوں کے مارنے میں متہم ہوا ہو تو وہ قید کیا جائیگا اور ہمیشہ برابر قید رہیگا یہانتک کہ اپنی توبہ ظاہر کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ شیخ علی بن احمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا دوسرے پر دعوے تھا مگر جسپر دعوی ہی وہ اسکو نہ ملا آخر اُس نے یہ کیا کہ اسکے اہل و عیال وغیرہ کو ظالموں کے ہاتھ میں ڈال دیا اور ناحق ایسا کیا اور بدون کفالت کے یہ فعل کیا پس ظالموں نے انکو قید کیا اور بیڑیاں ڈالیں اور انکو خوب مارا اور بہت سا مال ضمن انکا ناحق غصب کر لیا پس اگران لوگوں نے یہ امور قاضی کے حضور میں ثابت کیے تو اسطرح بلا میں ڈالنے والے پر آیا تعزیر واجب ہوگی تو فرمایا کہ ہاں وہ تعزیر دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں تتمہ سے منقول ہی۔ کسی شخص نے ایک مرد کی جورو یا دختر کو جو صغیرہ ہی مکر و فریب سے نکال کر کسی مرد کے ساتھ بیاہ دیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میں ایسا کرنے والے کو برابر ہمیشہ قید رکھونگا یہانتک کہ وہ اس عورت کو واپس کرے یا خود مرجاوے یہ فتاوی کبری میں ہی۔ ایک نے اپنے بچہ صغیر کو خمر پلائی یعنی شراب تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ ہاتھ سے جلق لگانا حرام ہی اور اسمیں تعزیر لازم آتی ہی اور اپنی جورو یا باندی کو اپنے ذکر سے عبث کرنے کا قابو دیا حتی کہ اسکو انزال ہوا تو یہ مکروہ ہی اور ایسے مرد پر کچھ واجب نہیں ہی یہ سراج وہاج میں ہی۔ شیخ ابو نصر الدبوسی رح نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اسکو قتل کیا تو اُسپر تعزیر واجب ہوگی یہ حاوی میں ہی۔ ایک غلام اپنے مولے سے اپنے ذات کی بیع اپنے ہاتھ طلب کرتا ہی حالانکہ مولی مقر ہی کہ یہ میری صحبت و ساتھ میں اچھی طرح رہا مگر اسکی درخواست قبول نہیں کرتا ہی تو اسکو تعزیر دیجائیگی کیونکہ وہ متعنت ہی یہ فتاوی کبری میں ہی۔

کتاب السرقہ

اسمیں چار باب ہیں

باب اوّل سرقہ اور اسکے ظہور کی صورت کے بیان میں۔ شرع میں سرقہ کی یہ تعریف ہی کہ آدمی عاقل بالغ کا نصاب محرز کو یا جسکی قیمت نصاب تک پہونچتی ہو درحالیکہ وہ بلاشبہہ غیر کی ملک ہو بطور خفیہ کے لے لینا سرقہ ہی یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ اور خفیہ لیا جانا آیا ابتدا میں معتبر ہی یا ابتدا اور انتہا دونوں میں معتبر ہی پس فرمایا کہ اگر سرقہ دن میں ہو تو خفیہ کا اعتبار ابتدا میں ہی اور انتہا میں بھی ہی اور اگر سرقہ رات میں واقع ہوا تو خفیہ کا اعتبار فقط ابتدا میں ہی یہ نہر الفائق میں ہی حتے کہ اگر رات میں خفیہ مکان میں سیندھ لگائی پھر مال بطریق مغالبہ و مکابرہ جہاراً اسکے مالک سے لیا یا بایں طور کہ مالک جاگ گیا اور چور ہتھیار لیکر اندر داخل ہوا اور جب مالک نے اسکو اپنے مال کے لینے سے روکا تو اُسنے مالک سے مقاتلہ

تو ایسی صورت مین بھی چور کا ہاتھ ہی کاٹا جائیگا اور اگر دن مین اُسنے مالک سے مقاتلہ کیا مثلاً مکان مین پوشیدہ سیندھ لگائی اور بیت مین داخل ہوگیا پھر مال کو مالک سے بطور مقاتلہ و مغالبہ لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ سرقہ کا کم سے کم نصاب دس درم مضروبہ بوزن سبعہ کہ کھرے ہون یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے نقرہ جسکا وزن دس درم غیر مضروبہ ہی چورایا یا ایسی متاع جسکی قیمت دس درم غیر مضروبہ ہی چرائی تو بقول صحیح اسمین ہاتھ کاٹنا نہین لازم آتا ہی اور اگر نصف دینار جسکی قیمت نصاب ہی چرایا تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہی اور اگر ایسا دینار چرایا جسکی قیمت نصاب سے کم ہی تو قطع نہین ہی۔ یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر دس درم کھوٹے جنکی چاندی غالب ہی چرائی تو ظاہر الروایہ کے موافق اسمین قطع نہین ہی اور یہی اصح ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ دس درم چرا لیے تو اسمین حد قطع نہین آتی ہی الا آنکہ ایسے درم بہت ہون کہ جنکی قیمت کھرے دس درم یا زیادہ ہو تو البتہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جب مال مسروق کی تقویم واجب آئی پس آیا ایسے نقد سے قیمت اندازہ کیجاویگی جو عزیز الوجود ہی یعنی بہت کم ہی یا ایسے نقد سے جو شہر مین لوگون کے درمیان بہت رائج ہی تو امام ابو یوسف رح نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ ایسے دس درم سے اندازہ کیا جائیگا جو شہر مین لوگون مین زیادہ رائج ہی اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ وہ اعز الوجود دس درمون سے اندازہ کیجاوے حتی کہ شک کے ساتھ کاٹنا نہ واجب ہوگا یہ محیط مین ہی اور یہی بعض کے نزدیک مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور ایک کے اندازہ کرنے پر نہ کاٹا جائیگا اور نہ اندازہ کرنے والون کے اختلاف کرنے کی صورت مین یعنی اگر اندازہ کرنے والا ایک ہو یا اندازہ کرنے والے اگرچہ زیادہ ہون مگر باہم اختلاف کرین اسطرح کہ کوئی اُسکی قیمت نصاب اندازے اور کوئی نصاب سے کم تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور قیمت ایسے دو مرد عادل کی کہنے سے ثابت ہوگی جنکو معرفت قیمت مین مہارت ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور نصاب کا پورا ہونا چور کے حق مین ہی معتبر ہی یعنے اُسی کی طرف اعتبار کیا جائیگا کہ اُس نے چوری کسقدر کی ہی نہ مالکون کی طرف اور اسی وجہ سے اگر چور نے دس آدمیون کے مال سے ایک بیت سے دس درم ہر ایک سے ایک ایک درم چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ مگر یہ شرط ہی کہ حرز ایک ہی ہو چنانچہ اگر دو منزل مختلف سے ملاکر ایک شخص نے پورا نصاب چرایا یعنی مثلاً ہر ایک منزل سے پانچ پانچ درم کھرے چرائے تو اسمین قطع نہین ہی اور ایک دار کے بیوت بمنزلہ بیت واحد کے ہین چنانچہ اگر ایک دار مین دس بیت ہون اور ہر بیت مین ایک ایک آدمی رہتا ہو پس چور نے ہر بیت سے ہر رہنے والے کا ایک ایک درم کھرا چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر دار بڑا ہو اور اسمین حجرے مختلف متعدد ہون تو ایسا حکم نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور یہ بھی شرط ہی کہ اس سب کو ایک ہی بار نکال لاوے اور اگر بعض کو نکال لایا پھر داخل ہوکر باقی کو نکال لایا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ اسکو ظاہر نکال لاوے چنانچہ اگر حرز مین ایک دینار نگل گیا اور باقی کو نکال لیا تو اسکا ہاتھ قطع نہ کیا جائیگا اور اُسکا انتظار نہ کیا جائیگا کہ چور اسکو پاخانہ مین پھیرے بلکہ اُسکے مثل کا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جو شخص کہ مباشر فعل چوری کے ساتھ اسکا ردء ہو ظاہر الروایہ مین اسکا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک جماعت ہو اور چوری کرنے کا مباشر اسمین فقط بعض ہو تو ان سب کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے حصہ مین بقدر نصاب آوے اور یہ استحسان ہی خواہ مکان حرز سے سب اس چوری کے مباشر کے ساتھ نکلے ہون یا اسکے بعد فی الفور نکلے ہون یا وہ اسکے بعد فی الفور نکلا ہو۔ اگر ان چورون مین کوئی صغیر یا مجنون یا معتوہ ہو یا جسکا مال چرایا ہی اسکا ذی رحم محرم ہو تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر ایک

شخص نے دوسرے کے دس درم چُرائے پھر جسکا مال چُرایا ہی وہ مرگیا پھر اس میت کے وارث دس آدمی ہوئے تو انکو اختیار ہوگا کہ چوری مذکور کی بابت چور کا ہاتھ کٹواوین اور اگر انہین سے بعض غائب ہون تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہانتک کہ سب حاضر ہون - اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ تو میرے ہر حق کے مطالبہ کا وکیل ہی پس عمرو نے خالد کو پکڑا جسنے زید کے دس درم چُرانے کا اقرار کیا ہی تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دس درم مال کا جسکی نسبت خالد نے اقرار کیا ہی مطالبہ کرے مگر مین اسکا ہاتھ نہ کاٹونگا اور اگر وکیل کے واسطے خالد پر دس درم کی ڈگری کردی گئی پھر موکل خود حاضر ہوا تو بھی مین خالد کا ہاتھ نہ کاٹونگا یہ محیط سرخسی مین ہی سرقہ کی علت مین ہاتھ کاٹے جانے مین غلام و آزاد برابر ہین یہ ہدایہ مین ہی سرقہ کا ظہور دو بالون مین سے ایک بات پائی جانے پر ہوتا ہی یعنے گواہ گواہی دین یا مجرم خود اقرار کرے پس اگر سرقہ کا ظہور اقرار کے ساتھ ہوا تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا ہی پس اگر اُسنے سرقہ کی ماہیت بیان کردی تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ کیا چیز چُرائی ہی کیونکہ اگر مسروق مال نہوگا تو اسکے واسطے ہاتھ کاٹنا لازم نہ آویگا پس اگر اُسنے جنس مال بیان کی تو اُس سے مقدار مال دریافت کریگا اور یہ اسوقت ہی کہ جو چیز اُسنے چرائی ہی وہ مجلس قضا مین حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو اور جسکی یہ چیز چُرائی ہی وہ اسکا مدعی ہو پس چور نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی کو مسروق و اسکے مقدار کے دریافت کرنے کی کچھ حاجت نہین ہی بلکہ اسی مسروق کو دیکھیگا کہ اگر اسکے چُرانے سے ہاتھ کاٹا جاسکتا ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیگا ورنہ نہین - پھر اس سے دریافت کریگا کہ تو نے کیونکر چُرائی پھر اُس سے مکان و جگہ دریافت کریگا مگر وقت دریافت نہ کریگا اگرچہ اسمین تقادم عہد کا احتمال ہو پھر اُس سے دریافت کریگا کہ کسکا مال چُرایا ہی پھر جب اُسنے اس سب کو ٹھیک بیان کیا تو اب اُسپر قاضی ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہی یہ محیط مین ہی اور امام المسلمین کیواسطے مستحب ہی کہ اسکو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا مقر نہو یہ ظہیریہ مین ہی - اور نیز چاہیئے کہ مقر کو اقرار سے پھر جانے کی تلقین کرے کہ حیلہ اُسپر سے حد دور ہو جانے کا حاصل ہو پس اگر وہ اقرار سے پھر گیا تو ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین صحیح ہی یعنی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال تاوان نہ واجب ہونے کے حق مین نہین صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اس سے سو درم اسکے چُرا لیے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا ہی بلکہ مین نے فلان شخص کے سو درم چُرائے ہین تو ان دونون مین سے کسی کے واسطے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا مگر اول مقر لہ کو مال واپس دے اور اسی کے مثل دوسرے کو واپس دے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اُسنے چوری کا اقرار کیا پھر رجوع کیا پھر بعض مال کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ مین نے یہ دراہم چُرائے ہین اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ کسکے ہین یا کہا کہ مین اسکے مالک کو نہین پہچانتا ہون تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ دو مردون نے اقرار کیا کہ ہمنے یہ سو درم چُرائے ہین پھر انہین سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہی تو انہین سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ انہین سے ایک نے یہ مقولہ حکم قضا ہونے سے پہلے کہا ہو یا بعد حکم قضا ہونے کے قبل ہاتھ کاٹے جانے کے کہا ہو اسی کی امام محمد رح نے اصل مین تصریح کردی ہی اسواسطے کہ باب حدود مین استیفا کے لیے شبہ بقضا ثابت ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے و فلان نے فلان شخص سے یہ کپڑا جو دونون کے ہاتھ مین ہی چُرایا ہی تو امام محمد رح نے یہ مسئلہ کتاب الاصل مین ذکر فرمایا اور اسکی دو صورتین قرار دین ایک یہ کہ دوسرے نے اسکے

اقرار کی تصدیق کی پس اس صورت مین بالاجماع دونون کا ہاتھ کاٹا جائیگا دوم آنکہ دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو اسکی دو صورتین ہین اول آنکہ دوسرا یہ کہے کہ مین نے چورایا نہین ہی یہ کپڑا میرا کپڑا ہی پس ایسی صورت مین بالاجماع ان دونون مین سے کسی پر قطع واجب نہ ہوگا دوم آنکہ دوسرے نے کہا کہ مین نے نہین چرایا اور مین نہین پہچانتا کیسا کپڑا اور اس صورت مین اختلاف ہی کہ امام ابوحنیفہ وامام محمد رح نے فرمایا کہ اقرار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور رہا انکار کرنے والا سو بالاجماع اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دوسرے نے اُسکی تصدیق کی پھر اُس سے پھر گیا تو بالاتفاق اقرار کرنیوالے سے قطع ساقط ہو جائیگا یہ غنا بیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلان سے چرایا پس دوسرے نے کہا کہ تو جھوٹ بولا ہم نے نہین چرایا ہی ولیکن یہ کپڑا فلان کا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور منکر کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا۔ اور ایک شخص نے دوسرے پر سرقہ کا دعوے کیا اور اُس نے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُس نے اقرار کر لیا پھر اپنے اقرار سے پھر گیا اور انکار کیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر زید نے سرقہ کا اقرار کیا پس عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے چرایا ہی نہ اُسنے تو جسکا مال چرایا ہی وہ جسکی تصدیق کرے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس اگر اُسنے اول کی تصدیق کی پھر دوسرے کی تو ہاتھ کاٹنا و مال کی ضمانت کچھ واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کی تصدیق کرنا اسکی تکذیب ہی یہ غنا بیہ مین ہی۔ اور اگر مسروق منہ نے اول کی تصدیق کرنے کے بعد کہا کہ اسکو اول نے نہین چرایا اور اسکو دوسرے نے چرایا ہی تو دونون مین سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اول پر مال بھی واجب نہ ہوگا اور دوسرا مال کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اول کی تصدیق کی پھر دوسرے نے اقرار کیا پس اسکی بھی تصدیق کی تو دوسرا مقر مال کا ضامن ہوگا اور اگر سرقہ کا اقرار کیا پھر مالک نے غصب کا دعوے کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا یہ غنا بیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ نہین اور سکوت کیا پھر کہا کہ بلکہ تو نے مجھ سے غصب کرکے لے لیا ہی تو مال کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اس طفل کے ساتھ چرایا ہی یا اس گونگے کے ساتھ چرایا ہی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر چار نے سرقہ کا اقرار کیا پھر دو نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹا نہین جائیگا اور اسی طرح اگر دو نے اقرار کیا پھر ایک نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ غنا بیہ مین ہی۔ اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ کپڑا عمرو کا چرایا ہی اور عمرو نے اقرار کیا کہ اسمین سے نصف کپڑا زید کا ہی یعنے کہا کہ اسمین سے نصف کپڑا تیرا ہی اور زید نے اس سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر چور نے کہا کہ مین نے اُسکو فلان سے چرایا اور اسکو اس شخص کے پاس جسکے ہاتھ مین ہی ودیعت رکھا یا اسکو ہبہ کر دیا یا اُسنے مجھ سے غصب کر لیا ہی اور قابض نے اُس سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مگر قابض پر اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ غنا بیہ مین ہی اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اور عمرو نے خالد سے ہزار درم چرائے تو آخر قول مین امام اعظم رح کے مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی صاحبین رح کا قول ہی اور اسکے شریک کا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور نوادر بشر رح مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے چرائے نو درم نہین بلکہ دس درم تو امام اعظم رح کے قیاس قول پر اسکا ہاتھ کاٹنا لازم نہین آتا ہی یہ محیط مین ہی۔ منتقے مین لکھا ہی کہ ایک نے کہا کہ مین نے مال فلان سے سو درم چرائے نہین بلکہ دس دینار تو دس دینار کی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور سو درم کا وہ ضامن ہوگا اور مراد اُس سے یہ ہی کہ یہ اس صورت مین ہی

کہ مقرلہ نے دونون مالون کا دعوے کیا ہو لیس یہ امام اعظم رح کا قول ہو اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چرائے سو درم نہین بلکہ دو سو درم تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور مراد اس سے یہ ہو کہ یہ اس صورت مین ہو کہ جب مقرلہ نے فقط دو سو درم کا دعوے کیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چرائے دو سو درم نہین بلکہ سو درم تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور دو سو درم کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ اُسنے دو سو درم چرانے کا اقرار کیا پھر اُس سے پھر گیا پس ضمان واجب ہوئی اور ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوا اور سو درم کا اقرار صحیح نہ ہوگا اسواسطے کہ مقرلہ اسکا دعوی نہین کرتا ہو اور اگر سو درم پر رجوع کرنے مین مسروق منہ نے اسکی تصدیق کی تو ضمان بھی واجب نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہو - اور اگر کہا کہ مین نے اس سے دس درم چرائے نہین بلکہ اُس سے تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ مین اول کے واسطے دس درم کی ضمان لوادونگا اور دوسرے کے واسطے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا - اور امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ دوسرے کے واسطے اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہان تک کہ دوسرے کے واسطے ایکبار اور اقرار کرے پھر انھون نے امام اعظم رح کے قول کی طرف رجوع کیا یہ محیط سرخسی مین ہو - اور منتقے مین لکھا ہو کہ اگر اقرار کیا کہ مین نے اس سے دس درم چرائے نہین بلکہ مین نے انکو اس سے چرائے تو فرمایا کہ مین ان دونون کے واسطے دس درم کا ضامن کرونگا اور ہاتھ نہین کاٹونگا یہ ظہیریہ مین ہو اور اگر کہا کہ مین نے چرایا یہ کپڑا اُس سے اور وہ سو درم قیمت کا ہو پھر کہا کہ نہین بلکہ مین نے اس دوسرے کو چرایا ہو تو امام اعظم کے نزدیک اول کی بابت ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور دوسرے کی بابت ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو - اور لڑکا یا لڑکی اقرار سرقہ کرے تو صحیح نہین ہو اور اگر لڑکا محتلم ہوا یا اُسکے جماع کرنے سے حمل رہا یا لڑکی حائضہ یا حاملہ ہوئی پھر اُسنے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر کسی نے سرقہ کا بطوع خود اقرار کیا پھر کہا کہ یہ متاع میری متاع ہو یا کہا کہ مین نے اسکو ودیعت دی تھی یا کہا کہ مین نے اسکو اس سے بطور رہن کے بعوض اس دین کے جو میرا اسپر ہو لیا ہو تو اس مرد کے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا دور کیا جائیگا جیسے اگر گواہون سے سرقہ ثابت ہوا ہو پھر اُسنے ایسا کہا تو یہی حکم ہو - اور اگر قاضی نے کسی چور پر ہاتھ کاٹنے کا حکم بہ گواہی یا باقرار دیدیا پھر جسکی چیز چرائی تھی اُسنے کہا کہ یہ میری متاع نہین ہو اسکی متاع ہو اُسنے مجھسے چرائی نہین ہو یہ میرے پاس ودیعت تھی یا کہا کہ میرے گواہون نے جھوٹ گواہی دی یا اُسنے جھوٹ اقرار کیا یا مثل اسکے تو اسکے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا یہ محیط مین ہو - اور اگر کسی نے باکراہ چوری کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار باطل ہو اور بعضے متاخرین نے اُسکے صحیح ہونے کا فتوی دیا ہو یہ ظہیریہ مین ہو پس سرقہ کا دعوی کیا گیا ہو اگر اُسنے سرقہ کا انکار کیا تو فقیہ ابو بکر الاعمش سے مروی ہو کہ اس صورت مین امام المسلمین اپنی غالب راے پر عمل کریگا پس اگر اسکی غالب راے مین آوے کہ یہ چور ہو اور مال اُسکے پاس ہو تو اسکو تعذیب دے اور امام المسلمین کو ایسا کرنا جائز ہو اور عامہ مشائخ کے نزدیک امام المسلمین کو اسکے تعزیر دینے کا اختیار ہو جیسے کہ اسکو چورون کے ساتھ جاتے دیکھے تو ایسا کر سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو - زید نے عمرو پر سرقہ کا دعوے کیا تو مدعی پر گواہ لانے لازم ہین اور مدعا علیہ پر قسم عائد ہوگی اور مارنا خلاف شرع ہو اسکا فتوے نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ مفتی کا فتوے مطابق شرع ہونا چاہیے ہو - زید نے عمرو پر چوری کا دعوی کرکے عمرو کو سلطان کے حضور مین پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطان اسکو سزا دے تاکہ یہ اقرار کرے پھر اسکو سلطان نے ایک یا دو مرتبہ پٹوا کر قید خانہ مین واپس بھیجدیا پس عمرو کو پھر اپنے سزا پانے کا خوف ہوا اور وہ قید خانہ پر چڑھا پس وہان سے گرا اور مر گیا اور اسکو اس قید مین ناحق مال دینے کا خسارہ بھی اُٹھانا پڑا ہو پھر چوری مذکور عمرو کے سوا سے خالد

کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی تو وارثان عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے مورث کی دیت اور جو کچھ اسکو مالی خسارہ لاحق ہوا ہی سب لے لیدین اسواسطے کہ یہ سب اسی زید کے سبب سے پہونچا ہی اور زید اس سبب کے برانگیختہ کرنے مین ظالم ہی یہ حاوی کبیر سے مین ہی - اور اگر چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا تو کبھی اسکا پیچھا نہ کیا جائیگا نہ فی الفور نہ بعد بخلاف اسکے اگر گواہون کی گواہی سے اسپر چوری ثابت ہوئی پھر بھاگا تو فی الفور اسکا پیچھا کیا جائیگا اور ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی نے کہا کہ انا سارقٌ ہذا الثوب یعنی قاف کو تنوین دی اور بار موحدہ کو زبر دیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے سارقُ ہذا الثوب کہا یعنے باضافت تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ زید کے غلام کے ہاتھ مین دس درم ہین اُسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ درم عمرو کے چُرالئے ہین پس اگر ایسا غلام ہو کہ اسکو تجارت کرنے کی اجازت ہی یا مکاتب ہو اور اُسنے ایسے مال کے سرقہ کا جسکو وہ تلف کر چکا ہی یا موجود ہی اقرار کیا تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹنے اور ضمان مال دونون کے حق مین صحیح ہی - پس اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور مال مسروقہ اگر موجود ہو تو واپس دیا جائیگا - اور اگر غلام محجور ہو یعنی تصرفات سے ممنوع ہو پس اگر اُسنے ایسے سرقہ کا اقرار کیا جسکو وہ تلف کر چکا ہی تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین صحیح ہی اور اگر اُسنے ایسے مال کے سرقہ کا جو بعینہ اسکے ہاتھ مین موجود ہی اقرار کیا پس اگر مولی نے اسکی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا اور اگر مولی نے مال کے حق مین اسکی تکذیب کی کہ یہ مال میرا ہی تو بنابر قول امام اعظم رح کے اس صورت مین بھی اسکا اقرار حق قطع و مال دونون مین صحیح ہی پس غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر سرقہ کا ظہور گواہی سے ہو تو شرط ہی کہ دو مرد عادل گواہ ہون - اور خالی عورتون کی گواہی اسمین مقبول نہوگی نہ حق مال مین اور نہ حق قطع مین اور مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی حق مال مین ہمارے نزدیک مقبول ہی اور حق قطع مین نہین مقبول ہوگی - اور ایسا ہی اگر گواہی پر گواہی ہو تو وہ بھی ہمارے نزدیک حق مال مین مقبول ہی اور ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین نہین مقبول ہی جب دو مرد عادل نے سرقہ کی گواہی دی تو قاضی مال و قطع دونون کے حق مین یہ گواہی قبول کریگا پھر دونون گواہون سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا چیز ہی پھر مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت کریگا بشرطیکہ مال مسروق کچہری قاضی مین حاضر نہ ہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو تو ان سے مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت نکریگا لیکن سرقہ پر نظر کریگا جیسے ہمنے مفصل آغاز مین بیان کیا ہی - پھر دونون سے دریافت کریگا کہ کیونکر چوری کی اور گواہون سے مکان و وقت و مسروق منہ کو بھی دریافت کریگا پس جب انھون نے اس سب کو ٹھیک بیان کیا اور قاضی ان گواہون کی عدالت سے آگاہ ہی تو سارق پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور اگر وہ گواہون کی عدالت سے واقف نہو تو اسپر ہاتھ کاٹے جانیکا حکم نہوگا جب تک کہ گواہون کا حال دریافت نہ کرلے اور عدالت ظاہر ہونے تک سارق کو قید رکھے گا پھر اس حالت مین کہ وہ قید ہی اگر گواہون کی عدالت ظاہر ہوگئی پس اگر مسروق منہ حاضر ہو تو قاضی چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیگا اور اگر وہ غائب ہو تو سارق کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم نہ دیگا - اور اگر مسروق منہ حاضر ہو اور قاضی نے چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر استیفاء قطع سے پہلے مسروق منہ غائب ہوگیا تو امام محمد رح نے اس صورت کو کتاب مین ذکر نہین کیا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ واجب ہی کہ اسمین امام اعظم کے دو قول ہون کہ بر قول اول ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور بر قول دوم نہین کاٹا جائیگا اور نہین سے بعض نے فرمایا کہ استیفاء قطع امام اعظم رح کے اول آخر

دونون قولون کے موافق ممنوع ہی۔ اور اگر دو گواہون نے چوری پر گواہی دی پھر ان دونون کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد دونون غائب ہو گئے یا مر گئے اور ہنوز قاضی نے حکم نہین دیا یا جاری نہین ہوا ہی تو ان دونون صورتون مین امام اعظم رح کے اول قول کے موافق قاضی کچھ حکم نہ دیگا اور نہ نافذ کریگا اور دوسرے قول کے موافق حکم دیکر نافذ کردیگا۔ اور اگر دونون گواہ فاسق یا مرتد یا اندھے ہو گئے یا دونون کی عقل جاتی رہی پس اگر ایسا امر قبل حکم قضا کے واقع ہوا تو حکم قضا ہونے سے مانع ہی اور اگر یہ امور بعد حکم ہونے کے قبل جاری ہونے کے پیش آئے تو جاری ہونے سے مانع ہونگے اور اگر دو گواہون نے دو مردون پر گواہی دی کہ فلان و فلان دونون نے فلان شخص کی چوری کی اور دونون گواہون نے سرقہ بیان کیا اور جن دونون پر گواہی دی ہی انمین سے ایک غائب ہی نہین ملا اور ہاتھ نہین آیا تو بنا بر آخر قول امام ابو حنیفہ کے اور وہی صاحبین رح کا قول ہی یہ حکم ہی کہ جو حاضر ہی اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا پھر جو غائب ہی جب حاضر ہوا اور مالک مال اسکو قاضی کے حضور مین لیگیا تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر امام المسلمین نے کسی چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر مسروق منہ نے اسکو عفو کر دیا تو اُسکا عفو کرنا باطل ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی اگر دو کافرون نے ایک کافر و ایک مسلمان پر سرقہ کی گواہی دی تو کافر کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا جیسے مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اگر دو گواہون نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی ہی اور دونون نے اسکے رنگ مین اختلاف کیا کہ دونون مین سے ایک نے کہا کہ وہ سپید تھی اور دوسرے نے کہا کہ سیاہ تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی اور صاحبین رح نے اسمین خلاف کیا ہی۔ اور کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ایسے دو رنگون مین ہی کہ جو باہم متشابہ ہون جیسے سرخی و زردی اور جو باہم متشابہ نہین ہین جیسے سپیدی و سیاہی تو یہ گواہی بالاجماع مقبول نہوگی اور صحیح یہ ہی کہ سب مین اختلاف ہی اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیل چرایا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی تو بالاجماع گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے کپڑا چرایا ہی مگر ایک نے کہا کہ کپڑا ہروی تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مروی تھا تو نسخ ابی سلیمان مین مذکور ہی کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور نسخ ابو حفص مین مذکور ہی کہ بالاجماع ایسی گواہی قبول نہ ہوگی جسپر سرقہ کی گواہی دی گئی ہی اگر اُسنے کہا کہ یہ میرا اسباب ہی کہ مین نے اسکے پاس رکھوایا تھا اور یہ منکر ہو گیا تھا یا مین نے اس سے خریدا تھا یا کہا کہ اُسنے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا ہی تو ان سب صورتون مین چور کے ذمہ سے حد ساقط کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس زید نے چرایا ہی اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس عمرو نے چرایا اور مسروق منہ یعنی جسکا مال چرایا ہی دعوی کرتا ہی کہ زید نے چرایا ہی تو زید کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر گواہون نے ایک غلام ماذون پر دس درم یا زیادہ کے سرقہ کی گواہی دی اور غلام منکر ہی پس اگر اسکا مولے حاضر ہو تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروق کی نسبت یہ حکم ہی کہ اگر غلام نے اسکو تلف کر دیا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بعینہ قائم ہی تو مسروق منہ کو واپس کر دیگا اور اگر مولے غائب ہو تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروق کا ضامن ہوگا اور اگر گواہون نے دس درم سے کم چرانے کی گواہی دی تو قاضی مال مذکور دینے کا حکم کریگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ کریگا خواہ مولے حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر گواہون نے غلام ماذون کے دس درم چرانے کے اقرار کی گواہی دی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اسپر مال کا حکم دیدیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر کسی غلام مجحور پر دس درم یا زیادہ چرانے

کی گواہی دی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اُسپر کچھ حکم نہ دیگا نہ ہاتھ کاٹنے کا اور نہ مال کا۔ اور اگر گواہوں نے
غلام مجور کے اقرار بسرقہ کی گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کو کسی طرح قبول نہ کریگا خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہو حتی کہ غلام
کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نہ مال کے واسطے مولی اُسکے فروخت کرنے کے لیے ماخوذ ہوگا مگر غلام بعد اپنے آزاد ہونے کے
مال کے واسطے ماخوذ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ پس اگر کسی کے گھر میں داخل ہوا جہاں متاع محفوظ ہے اور اُس نے متاع کو لے لیا
اور اسکو باہر نکالا تو مالک کو اختیار ہے کہ اُسکو قتل کر دے اور نوادر ابن سماعہ میں ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر چور سیندھ دیتا
ہو کو ٹھری میں اور مالک نے اسکو دیکھکر چلانا شروع کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ اسکو روا ہے کہ چور کو قتل کر دے
اور نوادر ابن رستم میں قول امام محمد رح اسطرح مذکور ہے کہ امام محمد رح نے کہا کہ اگر چور مکان میں سیندھ دیتا ہو اور مالک نے اسکو
قتل کر دیا تو کیا اسکی دیت کا ضامن ہوگا پس امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُسکو قتل کرنا روا ہے اور دیت کا ضامن نہ ہوگا اور مجرد اور
نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر چور کسی کے دار میں داخل ہوا اور مالک مکان کو معلوم ہوا اور یہ بھی جانا
کہ میں اسکو پکڑ نہیں سکتا ہوں تو اُسکو روا ہے کہ قتل کر دے خواہ وہ مکابرہ سے داخل ہوا یا غیر مکابرہ سے مگر حال یہ ہے
کہ اُسکے مال چرا لیجانے کا ارادہ رکھتا ہو پس اگر اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص و دیت کچھ لازم نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے
فتاوے اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ چور نے ایک شخص کی دیوار میں سیندھ لگانی شروع کی اور ہنوز سوراخ نہ ہونے
پایا تھا کہ مالک نے اسکو دیکھکر اوپر سے ایک پتھر ڈال دیا کہ وہ مرگیا تو مالک کی مددگار برادری پر اسکی دیت واجب ہوگی
اور مالک مذکور پر کفارہ قتل لازم آویگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ فتاوے ابو اللیث رح میں مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے کی
دیوار پر چڑھا بغرض چوری کے اور دیوار پر چادر پڑی ہے پس مالک دیوار کو خوف ہوا کہ اگر میں چلایا تو یہ چادر لیکر چل
دیگا پس آیا مالک کو حلال ہے کہ اسکو پھینک مارے تو فرمایا کہ ہاں اسکو روا ہے بشرطیکہ چادر دس درم یا زیادہ کی
ہو اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے اس مقدار کی شرط نہیں لگائی ہے بلکہ مطلقاً فرمایا ہے کہ اُسکو تیر وغیرہ
مار دینے کا اختیار ہے۔ جنایات الجامع الصغیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے کے یہاں رات کو داخل ہوا اور مال
چرا کر اسکو دار سے باہر نکال لایا پھر مالک مال اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہے اور مشائخ
نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایسی صورت میں ہے کہ سوائے قتل کرنے کے اور کسی طرح اس سے مال واپس
نہ لے سکتا ہو پس جب کہ ایسی صورت ہو تو اُسکو قتل کرنا روا ہے اور قاتل پر ضمان واجب نہ ہوگی اور منتقے میں لکھا ہے کہ اگر
کسی کے پاس ایک گردہ روٹی ہو اور دوسرے نے اس سے چھین لینی چاہی تو مالک کو روا ہے کہ اس سے تلوار سے مقاتلہ
کرے جبکہ اپنے نفس پر بھوک سے خائف ہو اور اسی طرح اگر اسکے پینے کا پانی ہو تو اسمیں بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے
قال المترجم جب اپنے نفس پر خائف ہو بھوک یا پیاس سے یہ عام ہے خواہ ملک ایسا ہو جہاں کثرت سے پانی ملتا ہے یا مثل
عرب وغیرہ کے ہو فافہم۔ ایک چور معروف ہے یعنی مشہور چور ہے اسکو کسی نے ایسی حالت میں پایا کہ وہ چوری میں نہیں مشغول
تھا بلکہ اپنی اور ضرورت میں مشغول تھا تو اُسکو قتل کرنا روا نہیں ہے ہاں اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لاوے تاکہ امام اُسکو قید
کرے تو بہ کراوے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر مالک مال چور پر چلایا کہ وہ بھاگ گیا تو مالک کو پیچھا کر کے اسکو مارنا روا نہیں ہے
الا آنکہ اسکا کچھ مال لے بھاگا ہو تو حلال ہے کہ اسکا پیچھا کر کے اسکو ہتھیار سے مارے یہاں تک کہ اسکا مال ڈال دے
یہ محیط میں ہے۔ مدعی کے حق میں مستحب ہے کہ جب چور پر دعوے کرے تو بایں لفظ دعوے کرے کہ اس نے لے لیا نہ

بلفظ سرقہ اسی طرح گواہون کے حق مین مستحب ہی کہ چرانے کی لفظ سے گواہی نہ دین بلکہ لے لینے کی گواہی دین یا یون کہین کہ یہ مال اس طالب کا ہی تاکہ ہاتھ کاٹنے کی حد چور کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔ ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے مجھ سے یہ مال چرا لیا ہی پس چور نے کہا کہ ہان مین نے لے لیا ہی تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے بعد وہ چرا لینے کا بھی اقرار کرے یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے پر سرقہ کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ اس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اسپر مال کا حکم دیا جائیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہین دیا جائیگا کذا فی الظہیریہ اور اسی طرح اگر اُسنے اقرار سے رجوع کر لیا تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح گواہی کی صورت مین اگر ایسا ہوا تو یہی حکم ہی کہ مال کا ضامن ہوگا اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ دو گواہون نے ایک شخص پر چوری کی گواہی دی اور اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر گواہون نے رجوع کیا (یعنے رجوع کر لیا) کہ یہ نہین بلکہ فلان دوسرا ہی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اول کی دیت کے دونون گواہ ضامن ہونگے اور اگر دوسرے دو گواہون نے اول گواہون کے رجوع کر لینے پر گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ دو گواہون نے چور کے اقرار سرقہ پر گواہی دی اور وہ منکر ہی یا خاموش ہی تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اور اگر چار نے گواہی دی پھر دو نے رجوع کیا اور دوسرے شخص پر چوری کی گواہی دی تو ان دونون مشہود علیہما مین سے کسی کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مال کا حکم اول پر دیا جائیگا

یہ تاتارخانیہ مین ہی

دوسرا باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا اور جنمین ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسمین تین فصلین ہین۔

فصل اول جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا۔ جو چیز تافہ مباح دار الاسلام مین پائی جاتی ہی اُسکی چوری مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی جیسے جلانے کی لکڑیان وگھاس ونرکل ومچھلیان وزرنیخ ومغرہ ونورہ وغیرہ اور مچھلی مین نمک دی ہوئی اور تازی دونون داخل ہین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور ساکھو وقنا وآبنوس وصندل وسبز نگینے ویاقوت وزبرجد مین ہاتھ کاٹا جائیگا کذا فی الکافی حاصل آنکہ جملہ جواہر مین ہاتھ کاٹا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہی (ہیرا وغیرہ ۱۲) اور سونا وچاندی وموتی و فیروزہ ان چیزون مین ہشام نے امام محمد رہ سے روایت کی ہی کہ اگر اُس نے ان چیزون کو ایسی صورت پر چرا لیا کہ جیسی مباح پائی جاتی ہین یعنے مٹی مین ملی ہوئی اور پتھر مین مخلوط تو ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق بہرحال ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا۔ اور جس لکڑی سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی اگر اسکا تخت یا کرسی یا دروازہ بنایا پھر اسکو کسی نے چورایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور گھاس ونرکل وپتھر مین (یعنے جیسے چراگاہ کے ہین ۱۲) جیسے قبل عمل کے ہاتھ نہین کاٹا جاتا تھا ویسے ہی اگر اسکی چٹائی وغیرہ بنائی تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یعنے مثلاً اُسکا بوریا بنایا جسکو کسی نے چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بوریے کے اصل مال پر دستکاری غالب ہو جیسے بغدادی وجرجانی چٹائیان ہوتی ہین کہ انکی بناوٹ ہی کی قیمت کہاتی ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمین بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور دروازون کے سرقہ مین جب ہی ہاتھ کاٹا جائیگا کہ جب وہ حرز مین ہون اور خفیف ہون کہ ایک آدمی پر اُنکا اُٹھا لیجانا بھاری نہو اسواسطے کہ بھاری دروازون کی چوری پر رغبت نہین کیجاتی ہی اور اگر دروسے مرکب ہون تو اُنکے سرقہ مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور جو چیزین جلد فاسد و بگڑ جاتی ہین جیسے دودھ وگوشت وفواکہ تر انکی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور فواکہ خشک جو لوگون کے پاس رہتے ہین جیسے اخروٹ وبادام تو انکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جائیگا

لیکن بشرطیکہ وہ حرز مین ہون اور جو فواکہ درخت پر ہون اور جو کھیتی ہنوز کاٹی نہ گئی ہو تو اُسکی چوری مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر
فواکہ بعد استحکام کے توڑا گیا اور کھیتی کاٹ کر کسی احاطہ مین جسکا دروازہ قفل ہو رکھی گئی تو اُسکی چوری سے ہاتھ
کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور گوشت سے جو ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو یہ عام ہی خواہ گوشت نمک دیا ہوا ہو یا
غیر اسکا ہو یہ فتح القدیر مین ہی - اگر ایک نے دوسرے سے طعام چرایا حالانکہ ایسے سال مین چرایا کہ قحط ہی تو اُسکی چوری سے
ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایسا طعام ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہی یا جلد نہ بگڑتا ہو خواہ محرز ہو یا نہ ہو اور اگر سال فراخی ہو پس
اگر طعام ایسا ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر طعام ایسا ہو کہ جلد نہین بگڑتا ہی اور وہ محرز ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا
اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ پھلون مین بھی اسی تفصیل سے یہی حکم ہی یعنے اگر سال قحط ہو تو پھلون کی چوری مین
ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایسے پھل ہون کہ جلد بگڑ جاتے ہون یا جلد نہ بگڑتے ہون خواہ پھل درخت پر سے چرائے
ہون یا محرز ہون - اور اگر سال آسودگی ہو تو جلد بگڑنے والے پھلون کی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ درخت پر
سے لیے ہون یا اور جگہ محرز ہون اور اگر پھل ایسے ہون کہ جلد نہ بگڑتے ہون اور محرز ہون تو انکی چوری سے ہاتھ
کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور تمام حبوب مین اور روغنون مین اور طیب وعود و مشک ان سب کی چوری مین ہاتھ
کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر روئی یا کتان یا صوف کو چرایا تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر گیہون یا جو یا آٹا یا ستو یا گھی یا
چھوہارے یا منقی یا روغن زیتون کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح پہننے کی چیزون اور فرش اور نیز لوہے و پیتل وجست
کے برتنون اور لکڑی اور چمڑے کمائے ہوئے اور کاغذ و چھریان و چھلیان و ترازو و بین اور رسیان چرانے مین بھی ہاتھ
کاٹا جائیگا اور پتھرون کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور رخام کی چوری مین ہاتھ نہین کاٹا جاتا
ہی اور نیز پتھرون کی ہانڈیان چرانے سے بھی ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی اور نمک چرانے سے بھی ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی یہ تبیین
مین ہی - اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ سینگون کی چوری مین ہاتھ کاٹنا نہین ہی خواہ معمولہ ہون یا غیر معمولہ ہون یعنی بنائے ہوئے
ہون یا کمائے ہوئے نہ ہون - اور اگر کوئی درخت جڑ سمیت باغ سے چرایا حالانکہ وہ دس درم کا ہی تو اسمین ہاتھ کاٹنا
نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور سرکہ و شہد کی چوری مین بالاتفاق ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ شرح مجمع البحرین مین ہی
تاجر اہل عدل سے کسی باغی نے کچھ چرایا اور حالیکہ وہ انکے درمیان تھا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور سنکر
چرانے سے بالاجماع کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - امام محمد رح سے مروی ہی ہاتھی دانت چرانے مین جبتک اُس سے کوئی چیز
نہین بنالی گئی ہو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھی دانت خواہ معمولہ ہو یا غیر معمولہ واجب ہی کہ اسمین
ہاتھ نہ کاٹا جاوے اسواسطے کہ اُسکے مال ہونے مین اختلاف ہی اور مشائخ نے فتوی دیا کہ یہ حکم جو امام محمد رح نے ذکر فرمایا
ہی واجب ہی کہ ایسے ہاتھی دانت مین ہو جو با استخوان مردار جال ہی اور ہاتھی دانت غیر معمولہ مین اسواسطے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا
کہ وہ مباح مین سے ہی اور معمولہ مین اسواسطے ہاتھ کاٹا جاتا ہی کہ اسمین صنعت غالب ہی پس ایسا ہوگیا جیسے معمول لکڑی
کذا فی الایضاح یعنی جیسے لکڑی مباح ہوتی ہی مگر جب اسکے تخت وغیرہ بنائے گئے تو انکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی ویسا
ہی یہان ہی فافہم - اور ظاہر الروایہ کے موافق آبگینہ کی چوری سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور صید کے چرانے
مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی خواہ صید وحشی ہو یا غیر وحشی ہو خواہ خشکی کی ہو یا تری کی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور عنبر کی چوری مین
ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور نہ بقول کی چوری مین اور نہ ریحان رطب یعنی تر و تازہ مین اور نیز انجیر و بانی و خرما کی گٹھلیان

چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور اگر درندہ جانوروں کو ذبح کیا گیا ہو اور انکی کھال کسی نے چرائی تو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی الا اس صورت میں کہ اس کھال کا بچھونا یا مصلے بنایا گیا ہو اور نیز ایسے برتن و ہانڈی کے چرانے میں جسمین طعام ہو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ عتابیہ میں ہی اور اگر ذمی سے شراب یا سور چرائی تو اسمین ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور باز یا صقر وغیرہ تمام پرندوں کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور نیز وحوش کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور کتے اور چیتے کے چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور مرغی اور بط اور کبوتر کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی یہ تمرتاشی میں ہی اور مشروبات تین درجہ کے ہوتے ہین اول حلال جیسے فقاع کے مانند چیزین پس انکی چوری سے ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہی اور دوم شراب نقیع التمر والزبیب چھوہارے و منقے کو بھگو کر انکا آب زلال لیتے ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جائیگا اور سوم خمر وغیرہ مسکرات پس اسکے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہی اور رد و غناب انگور میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور طنبور و دف و مزمار اور ہر شی ملاہی کے چرانے مین قطع نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور طبل و بربط مین قطع نہین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اسنے طبل لہو چرایا ہو اور اگر غازیوں کا طبل چرایا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی جبکہ اسکی قیمت دس درم ہو اور صدر شہید نے اختیار کیا ہی کہ ہاتھ کاٹنا نہین واجب ہوتا ہی یہ محیط مین ہی اور یہی اصح ہی اور ولوالجیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور ثرید و روٹی کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور نو ادر ابو یوسف مین ہی کہ رب و جلاب مین ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور اگر ذمی نے ذمی کی خمر یعنی شراب چرائی تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ایضاح مین ہی۔ اور شطرنج چرانے مین ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگرچہ سونے کی ہو اور نرد کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مصحف مجید کے چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ اسپر ہزار درم کا حلیہ چڑھا ہو اور اسی طرح کتب فقہ و لغت و نحو و شعر کی کتابوں کے چرانے مین بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی نے سادے مجلد اوراق کو قبل اسکے کہ انہین کچھ لکھا جاوے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا جب کہ نصاب پورا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور دفترہائے حساب کے چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور دفترہائے حساب سے وہ دفتر مراد ہین جنکا حساب کتاب ہو چکا ہی اور اگر وہ ہنوز حساب مین ہوں انکا حساب نہ گذر گیا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور دفترہائے تجار کے چرانے مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی اسواسطے کہ اسنے مقصود ورق ہین یہ سراج وہاج مین ہی اور تیروں کی ڈنڈیاں چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اسکو خدنگ یعنی تیر بنا لیا پھر چور نے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور سونے یا چاندی کی صلیب یا سونے و چاندی کے بت چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہین لازم آتا ہی اور جن درموں پر تصاویر ہین انکے چرانے سے قطع لازم آویگا اسواسطے کہ وہ عبادت کے واسطے نہین رکھے گئے ہین یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور زعفران و عنبر و ورس و وسمہ و کتم کی چوری سے قطع دست ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر غلام اتنا بڑا ہو کہ ممیز اپنے نفس کا معبر ہو تو اسکے چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ وہ سوتا ہو یا مجنون یا عجمی ہو اسواسطے کہ یہ چوری نہین ہی بلکہ غصب ہی یا فریب دہی و بہکانا ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر غلام غیر ممیز ہو کہ اپنے نفس سے تعبیر نہ کر سکے تو بالاجماع اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر غلام صغیر پانچ درم قیمت کا جسکے کان مین پانچ درم کا سونا ہی کسی نے چرا لیا تو مین اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید کے عمرو پر دس درم قرضہ ہوں پس زید نے عمرو کے بیت سے اسکے مثل چرا لیے پس اگر اسکا قرضہ ایسا ہو کہ فی الحال ادا کرنا چاہیے ہی

تو اس صورت مین اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر قرضہ میعادی ہو تو قیاس یہ ہی کہ ہاتھ کاٹا جاوے اور استحسانًا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا
خواہ جو کچھ اُسنے لیا ہی وہ بقدر اسکے مال کے ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور اگر زید نے اُسکا عروض مساوی دس درم کے چرایا ہو تو ہاتھ
کاٹا جائیگا ولیکن اگر زید نے کہا کہ مین نے اسکو اپنے حق کے عوض رہن لیا ہی یا اپنے حق کی ادائی مین لیا ہی اور اُسکی تصریح
کر دی تو بالاجماع اسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور اگر اُسنے اپنے حق سے جید قسم کے دراہم لے لیے یا اُس سے کھوٹے لے
لیے تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر اپنے حق کی جنس کے خلاف جنس کا نقد لیا ہو تو صحیح یہ ہی کہ ہاتھ
نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی- اور اگر چاندی کا زیور چرا لیا حالانکہ قرضدار پر درم قرضہ ہین یا سونے کا زیور چرا لیا حالانکہ
قرضدار پر دینار رہین تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر متاع یا زیور کو چور نے تلف کر دیا اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوئی اور وہ مثل
اسی کے ہی جو قرضدار پر قرضہ آتا ہی تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی- اور اگر مکاتب یا غلام نے مولی کے
قرضدار سے کچھ چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا الا آنکہ اسکے مولے نے انکو اپنا مال وصول کرنے کا وکیل کیا ہو تو ایسی صورت
مین ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور اگر کسی نے اپنے باپ کے قرضدار یا بالغ پسر یا اپنے مکاتب کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ
کاٹا جائیگا اور اگر اپنے صغیر پسر کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی- اور اگر اپنے غلام ماذون
مدیون کے قرضدار سے کچھ چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر غلام مذکور مدیون نہ ہو یعنے قرضدار نہ ہو تو اسکا قرضہ خود مولے کا
مال ہوگا پس چوری سے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بشرطیکہ چوری کا مال اسکی جنس حق سے ہو یہ ایضاح مین ہی- اور اگر چوری
ایسی دو چیزون کی واقع ہوئی جنمین سے ایک ایسی ہی کہ اُسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور دوسری ایسی ہی کہ اُسکے
چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو اصل یہ ہی کہ جو چیز مقصود بدزدی ہی اگر ایسی ہو کہ اُسکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی
اور وہ نصاب کو پہونچی ہو تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر مقصود بدزدی دوسری چیز ہو کہ جسکے چرانے سے ہاتھ نہین
کاٹا جاتا ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے ساتھ ایسی چیز بھی ہو جسکے سبب سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور وہ پورے نصاب
تک پہونچی ہو یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی کذا فی المحیط قال المترجم حاصل اصل یہ ہی کہ چوری کا مقصود ملحوظ ہوگا کہ چوری
کرنے سے کیا چیز مقصود تھی اسی پر حکم کا مدار ہوگا فتامل- اور اگر چاندی کا برتن چرایا جسکی قیمت سو درم ہی اور اسمین نبیذ یا طعام
ہی جو باقی نہین رہ سکتا ہی یا دودھ ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اس صورت مین اس چیز کو مقصود قرار دیا جائیگا جو برتن کے
اندر ہی- اور اگر طفل آزاد کو چرایا تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ طفل مذکور پر زیور ہو اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور
امام ابو یوسف رح نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا جبکہ طفل پر زیور ہو اور وہ نصاب کو پہونچ گیا ہو اور یہ اختلاف ایسے طفل مین ہی
جو چلتا اور بولتا نہین ہی کہ وہ خود اپنے قابو مین نہین ہی اور اگر بولتا و چلتا ہو تو بالاجماع اسکے چرانے والے پر ہاتھ کاٹنا نہین
آتا ہی اگرچہ اسپر کثرت سے زیور ہو یہ سراج وہاج مین ہی- منتقی مین لکھا ہی کہ اگر ایک کتا چرایا جسکی گردن مین سو درم
کا طوق ہی تو مین چور کا ہاتھ نہین کاٹونگا اور اگر گدھا چرایا جسکی قیمت نو درم ہی اور اسپر اکاف ایک درم قیمت کا ہی تو چور
کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کورہ جسمین شہد ہی چرایا جسمین سے شہد کی قیمت ایکدرم اور کوزے کی قیمت نو درم ہی تو ہاتھ کاٹا جائیگا
اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر خم شراب چرایا جسمین سے خم کی قیمت دس درم ہی تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی
نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ اگر حرز مین شراب کو پی لیا اور برتن باہر نکالا اور ظرف ایسا ہی کہ اسکی چوری سے ہاتھ
کاٹا جاتا ہی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر قمقمہ چرایا جسمین پانی بھرا ہوا ہی اور وہ دس درم کا ہی

تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر قمقمہ کا پانی اُسنے دار کے اندر ہی پی لیا ہو پھر خالی قمقمہ باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی قدوری مین فرمایا کہ اگر ایسی سندیل چرائی جسمین درمون کی تھیلی ہی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور سندیل سے وہ سندیل مراد ہو کہ عادت کے موافق اسین درم باندھتے ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایسا کپڑا چرایا جسکی قیمت دس درم نہین ہی اور اُسکی جیب مین دس درم سکہ زدہ پائے گئے حالانکہ چور انکو نہین جانتا تھا تو مین اُسکا ہاتھ نہین کاٹونگا اور اگر وہ انکو جان کر کپڑا چرا لایا ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جراب چرائی جسمین مال ہی یا جوال جسمین مال ہی یا کیسہ جسمین مال ہی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کسی نے فسطاط چرایا پس اگر وہ کھڑا تھا اُس حالت مین اسکو چرایا ہی تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر کہین لپٹا رکھا ہوا تھا اس حالت مین چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی مرد یا عورت سے دغل بازی کرکے مال لے لیا ہو یا لوٹ لیا یا اُچک لے بھاگا تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور کفن چور پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر کسی نے قبر مین سے درم یا دینار یا اور کوئی چیز سواے کفن کے چرائی تو بالاجماع اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر قبر کسی بیت مقفل مین ہو تو ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اُسنے کفن کھود کر قبر سے چرایا ہو یا کوئی دوسرا مال اس بیت سے چرایا ہو اور اسی طرح اگر تابوت سے جو قافلہ مین ہی کفن چورایا تو اصح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مشتری نے جو چیز بائع سے بشرط خیار بائع خریدی ہی مدت خیار کے اندر بائع سے چرا لی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر کسی نے دوسرے کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی پھر موصی کی موت سے پہلے اُسنے موصی کے پاس سے چرا لی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر موصی کی موت کے بعد قبل اپنے قبول کے چرائی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی نے مال غنائم مین سے یا بیت المال مین سے چرایا تو قطع نہین آتا ہی خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ نہایہ مین ہی۔ اور ایسے مال کے چرانے مین بھی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا جسمین چور کی شرکت ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر چور کا ہاتھ کسی متاع کی چوری مین کاٹا گیا اور یہ متاع اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر چور نے دوبارہ اسکو چورا لیا تو استحساناً ہمارے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اسی طرح اگر چور کے پاس سے کسی دوسرے نے متاع سرقہ کو چرا لیا تو چور اول کو اور مالک کو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کاٹے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اصل ہمارے نزدیک یہ ہی کہ جب تک مال عین مسروقہ مین کچھ تبدل نہین آیا ہی اور بحالہ اسکو دوبارہ چور نے چرایا تو ہمارے نزدیک دوبارہ اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اسکی عینیت مین دوبارہ تبدل ہوگیا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مثلاً پہلے روئی چرائی کہ چور کا ہاتھ کاٹ کر مالک کو واپس دی گئی پھر جب اسکا سوت کات لیا گیا تو سوت کو دوبارہ چور نے چرایا یا سوت تھا کہ وہ بنکر کپڑا ہوگیا تو بالاجماع اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر سو درم چرائے پس اسکی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور دراہم مذکورہ اسکے مالک کو واپس دیے گئے پھر دوبارہ انھین درمون کو اُسنے چرایا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر انکو مع اور سو درم کے چرایا ہو تو اسکا پاؤن کاٹا جائیگا خواہ یہ دونون سیکڑے درمون کے باہم مخلوط ہون یا جدا جدا متمیز ہون یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر سونا یا چاندی چرائی اور چور کا ہاتھ اسکی وجہ سے کاٹا گیا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس کیا گیا پھر مالک نے اسکا برتن بنوایا یا برتن تھا کہ اسکے درم سکہ دار بنوائے پھر چور نے اسکو دوبارہ چرایا تو امام اعظم رح کے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ کفایۃ البیہقی مین مذکور ہی

کہ ایک کپڑا چرایا اور اسکو سلایا پھر اسکو نذر کردیا پھر اسمین نقصان آگیا پھر اُس نے ناقص کو چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر گائے چرائی کہ جسکے جرم مین اُسکا ہاتھ کاٹا گیا اور گائے مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر مالک کے پاس وہ بچہ جنی پھر چور نے اسکا بچہ چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کسی مال عین کی چوری مین اُسکا ہاتھ کاٹا گیا اور عین مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی اور مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کردی پھر اسکو خرید لیا پھر دوبارہ چور نے اُسکو چرایا تو امام محمد رحمہ نے یہ مسئلہ کسی کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی چنانچہ ہمارے عراقی مشائخ فرماتے ہین کہ اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مشائخ ما ورار النہر فرماتے ہین کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اسی طرح اگر مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ فروخت کردی پھر اُس سے خرید لی پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو بھی ایسا ہی حکم ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ ایک نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی اور الگ کرکے رکھی تاکہ فقیرون کو بانٹ دے پھر اسکو کسی غنی یا فقیر نے چرالیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسواسطے کہ ہنوز وہ اسکی ملک مین باقی تھی اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر کسی چور نے حربی مستامن کا مال چرالیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ ہمارے نزدیک بدلیل استحسان ہی اہل عدل کے کسی آدمی نے اہل بغی کے لشکر مین رات کے وقت غارت کی اور انہین سے کسی آدمی کا کچھ مال چرالیا اور اسکو امام اہل عدل کے پاس لایا تو فرمایا کہ مین اسکا ہاتھ نہین کاٹونگا اسواسطے کہ اہل عدل کو روا ہی کہ جس طور سے انکو قدرت حاصل ہو اہل بغاوت کا مال لے لین اور اسکو رکھ چھوڑین یہانتک کہ باغی لوگ توبہ کرین باہر جاوین پھر یہ مال انکے وارثون کو دیدیا جائیگا پس اسطرح چوری کرنے مین شبہہ ہوگیا کہ اُسنے اسی طریق سے لے لیا ہو اور اسیطرح اگر باغیون مین سے کوئی آدمی اہل حق وعدل کے لشکر مین غارت کرکے مال لے گیا تو اُسکا ہاتھ بھی نہین کاٹا جائیگا اسواسطے کہ اہل بغاوت مال اہل عدل کا حلال جانتے ہین اور انکی تاویل اگرچہ فاسد ہی لیکن جب اسکے ساتھ منعہ کا انضمام کیا گیا تو وہ بمنزلہ تاویل صحیح کے ہوگئی اور اگر اہل عدل کے ملک مین سے کسی آدمی نے دوسرے کا مال چرالیا حالانکہ چور اسکو کافر کہتا ہی اور اسکا مال لینا وخون بہانا روا رکھتا ہی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹونگا اسواسطے کہ تاویل یہان منعہ سے خالی ہی اور بدون منعہ کے تاویل کا کچھ اعتبار نہین ہی اسی واسطے اُسکی ضمان ساقط نہین ہوتی ہی پس ایسا ہی ہاتھ کاٹنا بھی ساقط نہ ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ وہ اہل عدل کے تحت مین ہی پس امام اہل عدل کو اسپر دسترس ہی کہ ہاتھ کاٹنے کی حد اسپر پوری جاری کردے بخلاف اس شخص کے کہ جو اہل بغاوت کے لشکر مین ہی کہ اسپر امام اہل عدل کا ہاتھ نہین پہونچتا ہی یہ مبسوط مین ہی

فصل دوم

حرز اور حرز سے لینے کے بیان مین ہی۔ حرز دو طرح کا ہوتا ہی ایک حرز کہ جسمین کوئی بات حفاظت کی خود موجود ہی جیسے بیوت ودور اور ایسے حرز کو حرز بہ مکان کہتے ہین اور یہی فسطاط ودوکان وخیمون کا حکم ہی کہ یہ سب چیزین حرز ہوتی ہین اگرچہ انمین کوئی شخص حافظ نہ ہووے خواہ انمین سے چور نے ایسی حالت مین چرایا کہ اُسکا دروازہ کھلا ہوا تھا یا دروازہ ہی نہ تھا اسواسطے کہ عمارت سے غرض احراز ہوتی ہی ولیکن واضح رہے کہ ہاتھ اسوقت تک نہین کاٹا جائیگا جب تک کہ باہر نکال لا دے بخلاف احراز بحافظ کے کہ اگر حافظ ہو اور چور نے لے لی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ وہ باہر لایا ہو یا نہ لایا ہو دوم حرز بحافظ جیسے کوئی شخص راستہ پر یا جنگل مین یا مسجد مین بیٹھا اور اپنے پاس اپنی متاع رکھ لی تو وہ اس متاع کا محرز ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ حافظ مذکور اس متاع سے قریب ہو اور اگر اس سے دور ہو تو وہ اسکا حفاظت کرنے والا نہین ہی اور قریب اسکو کہتے ہین کہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ اسکو دیکھتا اور حفاظت کرسکتا ہو اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ

حافظ سوتا ہو یا جاگتا ہو اور متاع اُسکے نیچے ہو یا پاس رکھی ہو اور یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر اپنے متاع کو صحرا مین جمع کیا اور اپنے متاع پر نہین سویا بلکہ قریب اُسکے سویا اور وہ چوری گئی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ایسی جگہ سویا ہو کہ اُسکو دیکھتا اور اسکی حفاظت کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہر نوع کا حرز علیحدہ ہے پس جو حرز جسکے واسطے معتبر ہے اگر اسمین سے یہ چیز چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مثلاً دابہ کو اصطبل سے یا بکری کو حظیرہ سے چرا لیا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ان مقامون سے اُس نے درم یا دینار چرائے تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور فتاوے کرخی مین ہے کہ جو چیز ایک نوع کے واسطے حرز ہے وہ ہر نوع کے واسطے حرز ہے حتی کہ علماء نے شریحہ بقال اور قوصرہ ہائے خرما کو درم و دینار و موتی کے واسطے حرز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج مین ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی مذہب ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور حرز بمکان مین احراز بحافظ کا اعتبار نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر حمام مین سے رات کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن کو چرایا تو نہین اور یہ جو لوگون کی عادت حمام مین تھوڑی رات گئے تک جانے کی ہے اسقدر بمنزلہ دن کے ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر حمام مین کسی کے نیچے سے کسی نے کپڑا چرا لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مسجد مین سے کسی کی متاع چرائی حالانکہ اُسکا مالک اسکے پاس موجود ہے تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہی ظاہر المذہب ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر محرز بمکان ہو اور اُسکو اندر آنے کی اجازت دی گئی پھر اُس نے اجازت سے داخل ہو کر کوئی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسکے حق مین یہ حرز نہ ہوگا اگرچہ وہان کوئی نگہبان ہو اور اگرچہ مالک متاع اُسپر سوتا ہو اور ان عمارات مین جو ایسی ہو کہ اسمین بلا اجازت جب چاہے داخل ہو سکتا ہو اور منع نہ کیا جاتا ہو تو بیاور جنگل کا میدان یکسان ہے کہ نگہبان بٹھالنے سے وہ محرز ہو جائیگا جیسے مسجد و رستہ کا حکم ہے یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر کسی نے گون کو پھاڑ کر اسمین سے کچھ چرا لیا یا صندوق مین ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اونٹ کو رستہ سے مع اُسکے بوجھ کے چرا لیا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اُسکا مالک اُسپر ہو یا نہو اسواسطے کہ یہ مال ظاہر غیر محرز ہے اور اسی طرح اگر جوال بعینہ چرالی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر جوال کو چاک کر کے اُسمین سے مال نکال لیا پس اگر اسکا مالک وہان ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا ورنہ نہین اور اگر جوال زمین پر پڑی ہون پس جوال مع متاع کے چرالین پس اگر اسکا مالک وہان ہو اسطرح کہ اُسکی حفاظت کرسکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر کسی نے قطار مین سے اونٹ چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اسکے ساتھ قائد یا سائق ہو جو اسکو کھینچتا یا ہانکتا ہو یا نہ ہو پس امام رح نے قطار کو سائق و قائد سے محرز نہین رکھا اگرچہ دونون اُسکے حافظ ہون اسواسطے کہ مال جب ہی نگہبان سے محرز ہوتا ہے کہ جب اُسکا قصد حفظ ہو اور جب اُسکا قصد کوئی اور امر ہو اور حفاظت کرنا اسکی تبعیت مین حاصل ہوتا ہو تو ایسا نہین ہے حتی کہ اگر قطار کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھی ہو جو محض نگہبانی کرتا ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر چور نے حرز مین اُسکو لے لیا اور ہنوز باہر نہین لایا خواہ اسکو لاد لیا ہو یا نہین تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے حرز مین سے باہر پھینک دیا جہان اُسکا ایک ساتھی ہے پس ساتھی نے اُسکو لے لیا تو دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور اگر اُسنے دیوار کے پیچھے سے اپنے ساتھی کو دیدی اور خود اس چیز کے ساتھ نہین نکلا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ ان دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ جو اندر ہے اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور باہر والے کا

ہاتھ نہین کاٹا جائیگا بشرطیکہ اُسنے اندر ہاتھ نہ ڈالا ہو۔ اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ حرز مین داخل کرکے اندر والے سے یہ چیز لے لی تو امام اعظم رہ کے قول مین ان دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ دونون کا ہاتھ کاٹونگا یہ فتاوے کرخی مین ہی۔ اور اگر اندر والے نے مال کو سیندھ کے منہ پر رکھدیا پھر باہر نکل کر اسکو لے لیا تو اُسکو امام محمد رہ نے ذکر نہین فرمایا اور صحیح یہ ہی کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر دار مین کوئی نہر جاری ہو اور چور نے متاع کو لیکر نہر مین ڈال دیا پھر وہان سے نکالکر اسکو لے لیا پس اگر متاع مذکور خود پانی کے زور سے باہر نکل آئی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے پانی کو حرکت دی جس سے وہ متاع باہر آگئی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسکو امام تمرتاشی نے ذکر کیا ہی ولیکن مبسوط مین ہی کہ اگر خود پانی کے زور سے بھی نکل آئی ہو تو صحیح یہ ہی کہ اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر چور نے اندر سے اُسکو رستہ مین پھینکدیا پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسکو ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو دیکھتا ہی پھر نکل کر اسکو لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ایسی جگہ پھینکدیا کہ اسکو دیکھتا نہین ہی تو اسپر ہاتھ کاٹا جانا نہین لازم آتا ہی اگرچہ نکل کر اُسکو لے لیا ہو اور اگر اسکو گدھے پر لادکر ہانک کر باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مال چرایا اور اسکو دار سے باہر نہین نکالا ہی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ حکم ہوقت ہی کہ دار چھوٹا ہو کہ اہل بیوت اُسکے صحن سے بے پروا نہ ہون یعنی صحن سے انتفاع کے حاجتمند ہون - اور اگر دار کبیر ہو کہ اسمین مقاصیر ہون یعنی حجرے و منازل ہون اور ہر مقصورہ مین رہنے والے ہون اور اہل منازل اس دار کبیر کے صحن سے بے پروا ہون کہ اس سے انتفاع حاصل نکرتے ہون ہان اسی قدر انتفاع حاصل کرتے ہون جیسے کوچہ سے نفع اُٹھاتے ہین پھر مقصورہ مین سے چرا کر صحن دار مین لایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بعض مقصورہ کے رہنے والے نے دوسرے مقصورہ کی کوئی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر بیت مین نقب لگایا پھر نکلا اور کوئی چیز نہین لی پھر دوسری رات مین آیا اور داخل ہو کر کوئی چیز چرالایا پس اگر مالک بیت کو نقب کا علم ہوگیا مگر اُسنے اسکو بند نہین کیا یا نقب مذکور ظاہر ہو کہ رات کو چوکیدار و راہرو اُسکو دیکھتے ہون پھر وہ ایسی ہی پڑی رہی تو اس چور پر ہاتھ کاٹا جانا نہین لازم آتا ہی ورنہ اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ چور ایک گدھے کو لیکر ایک مکان مین داخل ہوا اور کپڑے جمع کرکے گدھے پر لادکر منزل سے باہر آیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر اسکے بعد گدھا وہان سے نکل کر اُسکے گھر کو آیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر کسی کبوتر وغیرہ کے پاؤن وغیرہ مین کوئی چیز باندھ دی اور چھوڑ دیا پس طائر مذکور اُسکے گھر مین چلا آیا اور اُسنے اس طائر سے وہ چیز کھول لی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوی سراجیہ مین ہی اور اگر چور نے حرز مین سے مال چرا لیا پھر دوسرا اس حرز مین داخل ہوا اور چور کو مع مال کے اپنے اوپر لادکر باہر نکال لایا تو خاصکر جسکو لادلایا ہی اُسی کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر چور نے نصاب دو دفعہ یا زیادہ مین نکالا پس اگر ان دفعات کے درمیان مین مالک کو اطلاع ہوگئی کہ اسنے نقب کو درست کردیا اور دروازہ بند کردیا تو دوسری بار نکالنا دوسری چوری ہی اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا درصورتیکہ ہر بار جو کچھ نکالا ہی وہ مقدار نصاب سے کم ہو اور اگر بیچ مین اطلاع مالک وغیرہ واقع نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ ایک نے چھت پر سے بقدر نصاب کے چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ ایک نے بدون اجازت مالک کے دیوار کو پھوڑا پھر وہ غائب ہوگیا پھر ایک چور اس راستے سے بیت مین داخل ہوا اور کچھ چرایا تو مختار یہ ہی کہ جو کچھ چور نے چرایا ہو نقب لگانے والا اُسکا ضامن نہ ہوگا

یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر ایسا کپڑا چرا لیا جو کوچہ مین بچھایا گیا ہی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر خص مین بچھا ہوا جو کہ کوچہ کی جانب ہی چرا لیا تو بھی یہی حکم ہی اور سا گر دیوار بجانب دار پر یا خص بجانب سطح پر بچھایا ہوا چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور چور نے بیت کو نقب لگا کر اسمین ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے لی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہی اور بعضے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے بیت کبیر پر محمول ہی جسمین نقب سے داخل ہونا ممکن ہی اور اگر بیت اسقدر چھوٹا ہو کہ نقب سے اسمین داخل نہ ہو سکے پس اسمین ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صراف کے صندوق مین یا دوسرے کی آستین مین ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ چند لوگ ایک سرائے مین یا ایک بیت مین اُترے پھر اُنمین کسی نے دوسرے کا مال چرا لیا اور مالک مال اُسکی حفاظت کرتا تھا یا اُسکے سر کے نیچے تھی تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر آستین کے باہر درمون کی تھیلی لٹکتی ہوئی کو کاٹ کر درم لے لیے تو اسکا ہاتھ کاٹا نہ جائیگا اور اگر آستین مین ہاتھ ڈال کر تھیلی کو چاک کر کے درم لے لیے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بندش کو کھول کر لیے تو اول صورت مین ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری صورت مین نہین کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی منتقی مین حسن کی روایت سے امام اعظم رح سے مذکور ہی کہ امام نے فشاش کے حق مین فرمایا اور فشاش اس شخص کو کہتے ہین جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزین اپنے پاس رکھتا ہی کہ جس سے اُسکو کھول لے کہ اگر فشاش نے دن مین دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت مین کوئی نہین ہی اور متاع لے لی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر دار یا بیت مین کوئی اہل دار و بیت مین سے ہو اور فشاش نے متاع اسمین سے لے لی حالانکہ وہ نہین جانتا ہی تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر فشاش نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو بھی اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور زقاق کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور زقاق وہ ہی جسکو درم پرکھنے کو دیے جاتے ہین پس وہ اسمین سے لے لیتا ہی اور مالک کو علم نہین ہوتا ہی اور حاوی مین لکھا ہی کہ اگر دار کا دروازہ بھڑا ہوا ہو اور مغلق نہ ہو یعنے تالا نہ دیا ہو پھر چور اسمین خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دروازہ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن مین داخل ہوا اور چرا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات مین دروازہ دار سے داخل ہوا اور دروازہ مقفل نہ تھا بھڑا ہوا تھا اور اُسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اور خفیہ یا مکابرہ کے ساتھ مال لے لیا اور اُسکے ساتھ ہتھیار ہی یا نہین ہی اور مالک مکان اُس سے آگاہ ہوا یا آگاہ نہ ہوا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی لص کسی کے دار مین شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ ہنوز آتے جاتے ہین تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہی۔ اور اگر مالک دار کو چور کا آنا معلوم ہوا اور چور نہین جانتا ہی کہ مالک مکان اسمین ہی یا چور جانتا ہی کہ مالک مکان ہی اور مالک مکان اُسکے آنے سے آگاہ نہ ہوا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دونون کو علم ہی تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونون نہ جانتے ہون تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر رات مین کسی سے مکابرہ کیا یہانتک کہ اُسکا مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن مین اُس سے مکابرہ کیا اور خفیہ اسکے گھر مین سیند لگا کر اسکی متاع کو زبردستی لے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس چاہتا ہی کہ دونون صورتون مین نہ کاٹا جاوے لیکن ہمنے اول صورت مین استحسان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر حرز مین سے ایک بکری نکال لایا اور دوسری اُسکے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب نہ تھی تو چور پر ہاتھ کاٹنا نہین آویگا یہ سراج وہاج

مین ہی۔ اور اگر چراگاہ سے کوئی بکری یا گائے یا اونٹ چرالیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الا اس صورت مین ہاتھ کاٹا جائیگا کہ اِنکے ساتھ کوئی چرواہا نگاہبان ہو اور بقالی مین مذکور ہی کہ چراگاہ سے مویشی چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ اُنکے ساتھ چرواہا ہو اسواسطے کہ چرواہا چرانے کے واسطے مقرر ہوتا ہی نہ حفاظت کے واسطے پس وہ چرواہے کے ہونے سے حرز مین نہ ہونگے اور اگر سواے چرواہے کے اِنکے ساتھ کوئی اور نگہبان ہو تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا اور اسی پر فتوے ہی اور اگر بکریان کسی گھر مین رات کو آکر رہا کرتی ہون جو انھین کے واسطے بنایا گیا ہی اور اِس گھر کا دروازہ مقفل ہوتا ہی پس چور نے دربند کو توڑ کر داخل ہو کر کوئی بکری چرالی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور بقالی مین لکھا ہی کہ اگر دروازہ بھڑا ہو تو قفل کا اعتبار ضروری نہین ہی الا آنکہ یہ گھر جنگل مین کیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر پتھرون یا کانٹون کا حظیرہ بنالیا اور اسمین بکریان جمع کین اور وہ خود انھین کے پاس نہ ہو تو اِنکے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر بکریون کو غیر حظیرہ مین جمع کیا اور نیز کوئی نگہبان ہی یا نہین ہی حالانکہ وہ اِنکو ایک مقام پر جمع کر چکا ہی تو پھر اِنکے چرانے والے کو سزاے حد یعنی ہاتھ کاٹنے کی دیجائیگی یہ حاوی مین ہی۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر اُسنے بکریون کو ایسے مقام پر جمع کیا جو اُسنے اُنکی حفاظت کے واسطے مقرر مہیا کیا ہی پھر انہین سے چور نے چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ اِنکے ساتھ نگہبان ہو یا نہ ہو یہ محیط مین ہی۔ اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے ماں و باپ سے اگرچہ کتنے ہی اونچے درجے کے ہون یا فرزند سے اگرچہ کتنے ہی نیچے درجے کے ہون یا ذی رحم محرم سے مثل بھائی و بہن و چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کے کوئی چیز چرالی تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے اپنے ذی رحم محرم کے گھر سے غیر کی متاع چرالی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر غیر کے گھر سے اپنے ذی رحم محرم کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر رضاعی ماں یا بہن کی کوئی چیز اُسکے پاس سے چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر جورو و مرد مین سے کسی نے دوسرے کا مال چرالیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر جورو و مرد مین سے ایک نے دوسرے کی حرز خاص سے جسمین دونون رہتے نہین ہین کوئی چیز چرائی تو بھی یہی حکم ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے یا شوہر نے اپنی جورو سے مال چرالیا پھر اِس جورو کو طلاق دیدی اور ہنوز اُس سے دخول نہین کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ ہوگئی تو بھی دونون مین سے کسی کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اپنی مبتوتہ یا مختلعہ سے یعنی جسکو طلاق قطعی دے چکا ہی یا جسکو خلع دے چکا ہی کوئی مال چرالیا پس اگر وہ عدت مین ہو تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو طلاق یا تین طلاق اور اسی طرح اگر عورت نے طلاق دینے والے شوہر کے گھر سے چرایا اور یہ عدت مین ہی تو عورت کا بھی ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر چوری کر لینے کے بعد جورو کو طلاق بائن دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر چوری کا مقدمہ قاضی کے حضور مین پیش ہوا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر مرد نے کسی اجنبیہ عورت سے اُسکا مال چرالیا یا عورت نے کسی اجنبی مرد سے اُسکا مال چرالیا پھر ہنوز قاضی کے حضور مین یا امام المسلمین کے حضور مین مرافعہ نہین ہوا تھا کہ دونون نے باہم نکاح کر لیا پھر اس مقدمہ کا مرافعہ ہوا اور چور نے اقرار کیا تو قاضی اُسکا ہاتھ نہین کاٹیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا مگر ہنوز جاری نہ ہوا تھا کہ دونون نے باہم نکاح کر لیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک چور کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ایسی جورو سے چرایا جو اُسپر اسوجہ سے حرام ہوگئی ہی کہ اُسنے

اُسکی مان یا بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر صہر یا ختن کے یہان سے چرایا تو امام اعظم کے
نزدیک ہاتھ نہین کاٹا جائیگا - اور صاحبین رح کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا - اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہے کہ گھر داماد کا ہو اور اگر
گھر اسکی دختر کا ہو تو بالاتفاق ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اسی طرح اگر صہر کا مال چرایا مگر اپنی زوجہ کے یہان سے چرایا تو بالاتفاق
ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے - ختن وہ مرد رشتہ دار ہے جو اُسکی ذات رحم محرم عورت کا شوہر ہے جیسے دختر کا شوہر یا
اسکی بہن کا شوہر وغیرہ اور ختن کے ہر ذات رحم محرم کا - اور صہر وہ ہے جو اسپر بمصاہرہ حرام ہے جیسے جورو کی مان و اسکی بیٹی
یا جیسے باپ کی جورو اور انکی اولاد سے ہر ذی رحم محرم بھی صہر ہین یہ محیط مین ہے - اور اگر غلام نے اپنے مالک کا مال
چرایا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر مولے کے باپ یا مان یا کسی ذی رحم محرم کا مال چرایا تو بھی یہی حکم ہے اور
نیز اگر مولی کی جورو کا مال چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور جن لوگون کا مال چرانے سے مولی کا ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہے
مولی کے غلام کا ہاتھ بھی انکے مال چرانے سے نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور غلام خواہ محض غلام ہو یا مدبر یا مکاتب یا
ماذون یا ام ولد ہو کہ اُس نے اپنے مولی کا مال چرایا سب کا حکم یکسان ہے یہ سراج وہاج مین ہے - اور اسی طرح اگر مولے
نے اپنے مکاتب یا غلام ماذون سے مال چرایا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور محض غلام سے چرانے مین مولی کا ہاتھ کاٹا
جائیگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ مستودع کے ہے یعنی اُسکے پاس امانت رکھی ہوئی ہے اور جو شخص ودیعت رکھنے والے کے پاس سے چراتا ہے
اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر مہمان نے میزبان کے یہان سے کچھ چرایا تو اسپر ہاتھ کاٹا جانا نہین آتا
ہے یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر ایک قوم کا ایک خادم ہو اور اُسنے اُنکی متاع چرا لی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور اگر اجیر نے
کسی ایسی جگہ سے جہان جانے کی اسکو اجازت دی گئی تھی کوئی چیز چرا لی تو اُسپر بھی ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور اگر کسی نے
اپنا گھر دوسرے کو اجارہ پر دیا پھر دینے والے اور لینے والے دونون مین سے کسی نے دوسرے کا کچھ مال چرا لیا اور
ہر ایک علیحدہ منزل مین ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک انمین سے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک اگر موجر
نے مستاجر سے چرا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر مستاجر نے موجر سے چرا لیا اور حال یہ ہے کہ بیت مفرد مین ہین تو بالاجماع مستاجر
کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے **فصل سوم** کیفیت قطع و اُسکے اثبات کے بیان مین ہے - قال المترجم یعنی اس
فصل مین اول یہ بیان ہے کہ ہاتھ کیونکر کاٹا جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ چور کا داہنا ہاتھ گٹے کے جوڑ سے کاٹ کر الگ کر دیا
جاوے اور تیل مین تل دیا جاوے اور تیل کے گرم اور حسم کرنا یعنی تیل تل کر خون بند کرنا یہ ہمارے نزدیک چور پر لازم
ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر اُسنے دوبارہ چرایا تو اُسکا بایان پاؤن کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے تیسری بار چرایا تو باقی ہاتھ
پاؤن کوئی نہین کاٹا جائیگا مگر وہ برابر قیدخانہ مین رکھا جائیگا یہان تک کہ توبہ کرے اور یہ استحسان ہے اور اسکو تعزیر بھی
دی جائیگی اسکو مشائخ نے ذکر فرمایا ہے یہ ہدایہ مین ہے - اور امام المسلمین کو روا ہے کہ براہ سیاست اُسکو قتل کر دے اسواسطے
کہ وہ زمین مین فساد کرتا پھرتا ہے یہ سراجیہ مین ہے - اور اگر چور کا بایان ہاتھ شل ہو یا کٹا ہوا ہو یا داہنا پاؤن کٹا ہوا ہو تو
سزا سے چوری مین داہنا ہاتھ یا بایان پاؤن نہ کاٹا جائیگا اور اگر اسکا بایان پاؤن شل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح
اگر اُسکا بایان انگوٹھا کٹا ہوا یا شل ہو اور باقیمین کی دو انگلیان سوا انگوٹھے کے ایسی ہون تو بھی یہی حکم ہے اور اگر انگوٹھے
کے سوا ایک ہی انگلی ایسی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر اُسکا داہنا ہاتھ شل ہو یا اُسمین انگلیان کم و ناقص ہون
تو ظاہر الروایہ کے موافق ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہے - اور اگر چور کے ایک ہی معصم مین دو ہتھیلیان ہون تو بعض نے

ف زیت یعنی زیتون کا تیل ۱۲ مترجم
ف معصم الکف ... یعنی ہاتھ کا وہ مقام جہان پر کنگن پہنتے ہین اور اسکو عرف مین پہونچا کہتے ہین ۱۲ ص

فرمایا کہ دونوں کاٹی جاوینگی اور بعض نے کہا کہ اگر اصلی ہتھیلی متمیز ہو اور اُسی کے کاٹنے پر اقتصار ممکن ہو تو زائدہ نہ کاٹی جاویگی اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دونوں کاٹی جاوینگی اور یہی مختار ہی اور اگر وہ ان دونوں مین سے ایک ہی سے گرفت کرتا ہو تو جس سے گرفت کرتا ہی وہی کاٹی جاویگی یہ جوہرۃ نیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسکا داہنا پاؤن ایسا ہو کہ اسکی انگلیان کٹی ہوئی ہون پس اگر اس پاؤن پر کھڑا ہو سکتا ہو اور چل سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اس پاؤن کے بل چل نہین سکتا ہی تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ جسپر چوری کی وجہ سے قطع واجب ہوا اور ہنوز اُسکا ہاتھ نہین کاٹا گیا تھا کہ کسی شخص نے اُسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس اگر قبل خصومت کے ایسا ہوا تو اُسکے ہاتھ کاٹنے والے پر عمداً کاٹنے کی صورت مین قصاص ہی اور خطا کی صورت مین ارش واجب ہی اور چور کا چوری مین بایان پاؤن کاٹا جائیگا اور اگر بعد خصومت کے قبل حکم قضاء کے ایسا ہوا تو بھی یہی حکم ہی لیکن اتنا فرق ہوگا کہ چوری مین چور کا بایان پاؤن نہ کاٹا جائیگا اور اگر بعد حکم قضاء کے ایسا ہوا تو کاٹنے والے پر ضمان واجب نہ ہوگی اور اُسکا کاٹنا چوری مین کاٹے جانے کا نائب ہو جائیگا یہانتک کہ چور نے جو مال سرقہ مین سے تلف کر دیا ہو اسپر اُسکی ضمان واجب نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کسی اجنبی نے داہنا ہاتھ نہین بلکہ بایان ہاتھ کاٹا تو چوری کی وجہ سے اُسکا داہنا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا تاکہ جنس منفعت گرفت کا بالکل فوت کر دینا لازم نہ آوے اور اگر اُسکا بایان ہاتھ بھی نہ کاٹا گیا بلکہ داہنا پاؤن کاٹا گیا تو چوری کی وجہ سے جو قطع اسپر واجب تھا وہ ساقط ہو گیا اور اگر اُسکا داہنا پاؤن بھی نہ کاٹا گیا بلکہ بایان پاؤن کاٹا گیا ہو تو چوری کی وجہ سے اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر حاکم نے جلاد سے کہا کہ اس مرد کا داہنا ہاتھ کاٹ دے بجرم سرقہ جسکا یہ مرتکب ہوا ہی پس جلاد نے عمداً اُسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جلاد پر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اسکو بطور تادیب کچھ سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسمین اشارہ ہی کہ اس صورت مین اختلاف ہی اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ جلاد نے عمداً اسکا بایان ہاتھ کاٹا ہو اور اگر خطاءً اُس نے ایسا کیا تو بالاجماع وہ ضامن نہ ہوگا خواہ جلاد نے اپنے اجتہاد مین خطا کی باین طور کہ اُس نے اجتہاد کیا کہ نص قرآنی مین مطلق ہاتھ مذکور ہی خواہ داہنا ہو یا بایان ہو پس اُس نے بایان ہاتھ کاٹ دیا خواہ اُس سے شناخت مین خطا ہوئی کہ اُسنے بایان ہاتھ کاٹ دیا اور یہی صحیح ہی یہ مصفے مین ہی۔ اور اگر حاکم نے یون کہا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دے پس اُس نے بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اگر چور نے اپنا بایان ہاتھ پیش کیا اور کہا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہی پس جلاد نے اسکو کاٹ دیا تو ضامن نہ ہوگا اگرچہ جانتا ہو کہ یہ اسکا بایان ہاتھ ہی اور یہ حکم بالاتفاق ہی کذا فی فتح القدیر اور اگر جلاد کے سواے دوسرے نے اسکا بایان ہاتھ کاٹ دیا تو بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم ہو گیا پھر کسی نے اُسکا داہنا ہاتھ بدون اجازت امام المسلمین کے کاٹ دیا تو اسپر کچھ نہین ہی ولیکن امام اسکو اس فعل پر تادیب کریگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر جلاد نے اُسکا داہنا پاؤن کاٹ دیا تو جلاد اس پاؤن کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور مال سرقہ کا ضامن ہوگا اور اگر جلاد نے چور کا بایان پاؤن کاٹا تو جلاد اس پاؤن کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جلاد نے اُسکے دونون ہاتھ کاٹے تو اُسکا داہنا ہاتھ چوری کے سبب سے کٹا ہوا قرار دیا جائیگا اور بائین ہاتھ کا جلاد ضامن ہوگا کہ اسکی دیت چور کو ادا کریگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر جلاد نے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کاٹ دیے تو چور کے واسطے جلاد اُسکے بائین ہاتھ اور دونون پاؤن کا ضامن ہوگا اور اگر چور کا داہنا ہاتھ

معدوم ہو تو اُسکا بایان پانوٗن کاٹا جائیگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہی اور اگر چوری کے گواہون سے چور پر سزاے قطع کا
حکم دیدیا گیا پھر چھوٹ بھاگا یا ہنوز حکم نہین دیا گیا تھا کہ وہ چھوٹ بھاگا پھر زمانہ کے بعد پکڑا گیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا
اور اگر کوتوال وغیرہ اُسکے پیچھے دوڑ کر اُسی وقت اُسکو پکڑ لاے تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر چور
نے دو شخصون سے چرایا ہو تو ایک کی غیبت مین چور کا ہاتھ نکاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - اگر کسی چور نے چور جانبا
سے چرایا اور مرافعہ قاضی بلخ کے حضور مین ہوا تو قاضی مذکور کو بعد ثبوت کے اسکے ہاتھ کاٹنے کا اختیار ہی
اور اگر جوزجانبات پر باغیون مین سے کوئی شخص براہ بغاوت بدون تقلید از جانب والی خراسان کے غالب ہوا تو
قاضی بلخ کو جوزجانبات کے چور پر حد سرقہ قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ نظیر اُسکی ہی کہ خوارزم مین سے کسی نے چرایا
اور قاضی بخارا کے پاس مرافعہ کیا گیا یہ محیط مین ہی - اور اگر سرقہ سخت سردی یا گرمی مین ثابت ہوا کہ اس حالت مین
اُسکے ہاتھ کاٹنے سے اسکی موت کا خوف ہی تو قید رکھا جاوے یہان تک کہ سختی سردی یا گرمی کی فرو ہو جاوے اور
اگر اسقدر شدت نہ ہو کہ کاٹے جانے سے چور کی موت کا خوف ہو تو تاخیر نکیجائیگی بلکہ قطع کردیا جائیگا اور اگر سردی یا
گرمی مین کمی آنے تک قید رکھا گیا پھر وہ قید خانہ مین مرگیا تو مال مسروقہ کی ضمانت اس چور کے ترکہ مین واجب
ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا تا آنکہ جس سے چرایا ہی وہ حاضر ہو اور سرقہ کا مطالبہ کرے اور
امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ مین حد مین کاٹ دونگا اور صحیح وہی ہی جو ظاہر الروایہ ہی یہ زاد الفقہا مین ہی - اور ہمارے
نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خود چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونون یکسان ہین کچھ فرق نہین ہی اور
اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہوگیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور مستودع یعنی ودیعت
رکھنے والے سے اگر مال ودیعت چرالیا یا غاصب سے مال مغصوب چرالیا یا غاصب ربوا سے مال ربوا یا مستعیر سے مال
مستعار یا مستاجر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربت یا مستبضع سے مال بضاعت یا جسنے خریدنے کے واسطے
کسی چیز پر قبضہ کرلیا اس سے یہ چیز یا مرتہن سے مال مرہون چرالیا تو انہین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ چور کا ہاتھ کٹوا دے
اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ مین دوسرے کی چیز حفاظت کے واسطے ہی جیسے باپ یا وصی وغیرہ اسکو اختیار ہی کہ
چور اگر اس سے چرا وے تو چور کا ہاتھ کٹوا دے اور نیز حد سرقہ جب بھی جاری کی جاویگی کہ جب ان لوگون سے چرالے
کی صورت مین مال مسروقہ کے اصل مالک نے نالش کی لیکن راہن کی خصومت سے جب ہی حد سرقہ چور پر جاری
کی جائیگی جب بعد ادا ے قرضہ کے مال مرہون قائم ہو یہ کافی مین ہی - اور اگر کسی مال مسروقہ کے سرقہ مین چور کا ہاتھ کاٹا گیا
پھر دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چرالی تو اول چور کو یا اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کٹوا دے
اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار ہی کہ اُسسے واپس لیوے اور اگر دوسرے چور نے قبل اول چور
کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی شبہہ کی وجہ سے اسکے ذمہ سے حد سرقہ دور کیے جانے کے بعد چرایا تو اول چور کی خصومت
کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک
نے دوسرے سے ہزار درم چرائے پھر ایک اور شخص نے جسکے ہزار درم اس سارق نے چرائے تھے یہ ہزار درم سرقہ اس
چور سے غصب کرلیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین چور اول سے سزاے قطع دور کرونگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی چور نے مال
چرالیا اور قبل اسکے کہ مقدمہ حاکم کے پاس جاوے مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا تو چور کو سزاے قطع نہ دیجائیگی اور اگر گواہ

سے جانے اور حکم ہو جانے کے بعد واپس کیا تو قطع کیا جائیگا اور قبل حکم قضا ہونے کے واپس کرنے میں استحساناً سزائے
قطع جاری کیجائیگی - اور اگر چور نے مالک مال کے فرزند یا کسی ذی رحم کو واپس دیا پس اگر وہ مالک مال کے عیال میں نہو
تو چور کو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر اُسکے عیال میں ہو تو نہ دیجائیگی - اور اسی طرح اگر اسکی جورو یا غلام یا اجیر کو جو ماہواری
یا سالانہ پر نوکر ہو واپس کیا تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہے - اور اگر اُسکے والد یا جد یا والدہ یا جدہ کو واپس دیا حالانکہ یہ لوگ اسکے
عیال میں نہیں ہیں تو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اگر اُنکے عیال میں جو شخص ہے اسکو دیا تو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر اسکے
مکاتب کو واپس دیا تو سزائے قطع نہ دیجائیگی کیونکہ مکاتب اُسکا غلام ہے - اور اگر کسی مکاتب کا مال چرایا اور اُسکے مولی کو
واپس دیا تو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اگر عیال میں سے کسی سے چرایا اور ایسے شخص کو واپس دیا جسکے عیال میں یہ
عیال ہے تو سزائے قطع دیجائیگی یہ کافی میں ہے - اور اگر کسی چور پر مال چوری کی بابت سزائے قطع کا حکم ہوگیا پھر مالک نے
یہ مال اسکو ہبہ کرکے سپرد کر دیا یا اُسکے ہاتھ فروخت کر دیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے - اور اگر چور سے کسی نے
یہ مال غصب کر لیا اور مالک نے غاصب سے ضمان اختیار کی تو چور سے سزائے قطع ساقط ہوگئی (یعنی سزائے قطع نہ دیجائیگی ۱۲) یہ عتابیہ میں ہے - اور قطع
دس درم کا ہونے میں یہ معتبر ہے کہ مال مسروقہ کی قیمت اور مسروقہ دس درم ہو اور نیز بروز سزائے قطع دس درم ہو
چنانچہ اگر روز سرقہ اُسکی قیمت دس درم ہو اور اسکے بعد اسمیں نقصان آگیا پس اگر نقصان بدین وجہ آیا کہ اس مال
کے عین میں سے کچھ کمی ہوگئی ہے تو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر بوجہ نقصان نرخ کے قیمت میں نقصان آیا ہو تو سزائے
قطع نہ دیجائیگی یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہے کذا فی المحیط اور اگر کسی غلام نے دس درم کی چوری کا اقرار کیا پس اگر یہ غلام ماذون
ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہے اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہ مال مسروق منہ کو یعنی جس سے چرایا ہے واپس دیا جائیگا اگر قائم ہو
اور اگر تلف ہوگیا ہو تو غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی
ہو یہ سراج وہاج میں ہے - اور اگر یہ غلام محجور ہو اور مال ویسا ہی موجود ہے پس اگر اُسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق
کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مسروق منہ کو مال مسروقہ واپس دیا جائیگا اور اگر مولے نے اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مال میرا ہے تو امام
اعظم رح کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر مال مذکور تلف ہوگیا ہو تو ہمارے
سب اصحاب کے نزدیک غلام مذکور کا اقرار بابت حد شرعی یعنی سزائے قطع کے صحیح ہوگا اور غلام مذکور پر ضمان واجب
نہ ہوگی خواہ اسکے مولے نے اسکی تکذیب کی ہو یا تصدیق کی ہو - اور یہ سب اُسی وقت ہے کہ غلام وقت اقرار کے کبیر ہو اور اگر
وقت اقرار کے صغیر ہو تو اُسپر سزائے قطع بالکل لازم نہیں آتی ہے لیکن مال کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر یہ صغیر ماذون ہو تو مال بعینہٖ
مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا بشرطیکہ ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہوگیا ہو تو وہ ضامن ہوگا - اور اگر غلام محجور ہو پس
اگر مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اگر ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف
ہوگیا ہو تو اُسپر ضمان نہ ہوگی نہ فی الحال اور نہ بعد آزاد ہونے کے یہ غایۃ البیان میں ہے - اور اگر غلام نے دس درم سے کم کی چوری
کا اقرار کیا تو اسپر سزائے قطع نہ ہوگی پھر مال کی بابت دیکھا جائیگا کہ اگر یہ غلام ماذون ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا اور مال مذکور مسروق منہ
کو واپس دیا جائیگا اور اگر تلف ہوگیا ہو تو ضامن ہوگا خواہ غلام مذکور کبیر ہو یا صغیر ہو - اور اگر غلام مذکور محجور ہو پس
اگر اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہی حکم ہے اور اگر تکذیب کی تو یہ مال مولیٰ کا ہوگا اور غلام کو دیکھا جائیگا
کہ اگر وقت اقرار کے کبیر ہو تو بعد عتق کے مال اقراری کا ضامن ہوگا اور اگر صغیر ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے

اور اگر چور کو سزا سے قطع دی گئی اور مال مسروقہ بعینہ اسکے پاس موجود ہی تو وہ مال اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا کیونکہ مال مذکور اپنے مالک کی ملک میں باقی ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر تلف ہوگیا ہو تو سارق مذکور اسکا ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے تلف کر ڈالا ہو تو بھی بنا بر مشہور کے یہی حکم ہی کہ ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ ہمارے نزدیک سزا سے قطع و ضمان مال کے درمیان جمع نہین کی جاتی ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ سزا سے قطع واقع ہوگئی ہو اور اگر اُس نے سزا سے قطع دیے جانے سے پہلے تلف کر دیا یا تلف ہوگیا پس اگر مالک نے کہا کہ مین اس سے اپنے مال کی ضمان لونگا تو پھر ہمارے نزدیک اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر مالک نے کہا کہ مین سزا سے قطع کو اختیار کرتا ہون تو چور کو سزا سے قطع دیدی جائیگی اور اُسپر ضمان نہ ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر چور کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر چور کے سوائے کسی دوسرے نے مال مسروقہ کو جو بعینہ موجود ہی تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ تلف کرنے والے سے اُسکی قیمت تاوان لے اور اگر چور نے وہ مال کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا ہو اور وہ اُسکے پاس تلف ہوگیا تو مستودع ضامن نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر چور نے مال مسروق کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بذریعہ بیع یا ہبہ یا اسکے مانند وجہ کے مالک کر دیا اور یہ امر قبل چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے واقع ہوا یا اسکے بعد واقع ہوا تو یہ تملیک باطل ہی اور مال مسروق مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور مشتری اپنا ثمن چور سے واپس لے گا۔ اور اگر وہ مال مشتری یا موہوب لہ کے پاس تلف ہوگیا ہو تو مشتری یا چور کسی پر ضمان نہ ہوگی ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہی اور اگر مشتری یا موہوب لہ نے اسکو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس سے تاوان لے پھر مشتری نے اپنا ثمن جو ادا کیا ہی چور سے واپس لیگا اور چور سے اس مال کی قیمت واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی آدمی نے چور سے غصب کر لی اور چور کا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد وہ غاصب کے پاس تلف ہوگئی تو چور کے واسطے اُسپر ضمان نہ ہوگی اور مالک کے واسطے بھی ضمان نہ ہوگی یہ ایضاح مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی اور پھر اسکو ایک ہی حد کی سزا دی گئی تو یہ سزا اس سب کے واسطے ہوگی اسواسطے کہ جو حدود خالص اللہ تعالی کے واسطے ہوتے ہین جب وہ کئی مجتمع ہو جاتے ہین تو متداخل ہو جاتے ہین بشرطیکہ سب ایک ہی جنس کے ہون اسلیے کہ مقصود اقامت حد سے یہ ہوتا ہی کہ سبب جرم کے ارتکاب سے منزجر ہو جائے اسلیے اگر اُسنے ایک بار چوری کی اور اسپر حد قائم کی گئی پھر اسنے دوسری بار چوری کی تو ایسا نہین ہی بلکہ دوسری حد قائم کی جاویگی کیونکہ ہمکو یقین معلوم ہوا کہ وہ حد اول سے منزجر نہین ہوا ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر چوری کے مالون کے مالک حاضر ہوئے اور انھون نے مخاصمہ کر کے چور پر سرقہ ثابت کیا پس اگر اموال سرقہ چور کے پاس تلف ہوگئے ہون یا اُسنے تلف کر دیے ہون تو وہ انکے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر ان مین سے ایک یا دو حاضر ہوئے اور انھون نے مخاصمہ کیا اور باقی لوگ غائب ہون پس جو حاضر ہوا اسکے واسطے قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا پھر باقی لوگ حاضر ہوئے پس اگر چور کے پاس اموال سرقہ تلف ہوگئے ہون یا اُسنے تلف کر دیے ہون بہرحال امام اعظم رح کے نزدیک وہ باقیون کے واسطے انکے اموال کا ضامن نہوگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ غائبون کے سرقات کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جو شخص وقت خصومت کے حاضر تھا اُسکے سرقہ کا بالاجماع ضامن نہوگا اور اگر اموال سرقہ قائم ہون تو امام انکو انکے مالکون کو واپس کردیگا اور یہ واپس کرنا سزا سے قطع سے مانع نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک ہی شخص نے کئی بار ہر بار سرقہ کا نصاب کامل چرایا اور بعض سرقہ نصاب کامل ہون اگر ...

مخاصمہ کیا گیا حتی کہ بعد ثبوت کے اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی نصابون کا امام اعظمؒ کے نزدیک ضامن نہوگا اور صاحبینؒ کا خلاف ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا اور جس سے چرایا ہے وہ غائب ہے پس حاکم نے اپنا اجتہاد کیا پس اپنے اجتہاد سے اسکا ہاتھ کٹوا دیا تو مسروق منہ کے واسطے چور کو کچھ ضامن نہ ہوگا اگرچہ مسروق منہ بعد حاضر آنے کے اسکے اقرار کی تصدیق کرے یہ مبسوط مین ہے

تیسرا باب سارق مال سرقہ مین جو شے پیدا کر دے اسکے بیان مین۔ اگر کسی دار مین کوئی کپڑا چرایا اور دار مذکور کے اندر ہی اسکو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیے پھر اسکو باہر نکالا پس اگر یہ کپڑا بعد چاک کر ڈالنے کے مساوی دس درم کے ہو تو بالاتفاق اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر باہر نکال لانے کے بعد اسنے پھاڑا کہ جس سے اسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم ہوگی۔ اور اگر اسنے حرز کے اندر چاک کر دیا پھر اسکو باہر نکالا حالانکہ وہ مساوی دس درم کے ہے پس اگر اسطرح عیبدار کر دینے سے نقصان یسیر آگیا ہو تو بالاتفاق چور پر سزائے قطع ہوگی اور اگر نقصان فاحش ہو پس اگر کپڑے کے مالک نے یہ اختیار کیا کہ کپڑا پھٹا ہوا لیکر اس سے اپنے نقصان کا تاوان لے لے تو چور پر سزائے قطع ہوگی اور اگر یہ اختیار کیا کہ یہ کپڑا چور کو دیدے اور اس سے اپنے صحیح سالم کپڑے کی قیمت لے لے تو چور پر سزائے قطع نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر دو صورت مین اسپر سزائے قطع نہین ہے یہ مبسوط مین ہے اور علماء نے فاحش و یسیر کے فرق مین اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نقصان فاحش اسقدر نقصان ہے کہ جس سے عین مال و کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور یسیر وہ ہے کہ اس سے کچھ منفعت زائل نہ ہو بلکہ فقط عیب آگیا ہو یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کپڑا پھاڑ دینے سے اسکا اتلاف ہو یعنی وہ کپڑا بیکار ہو گیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس کپڑے کی پوری قیمت اس چور سے تاوان لے اور اس سے زیادہ کچھ اختیار نہین ہے اور چور اس پھٹے ہوئے کپڑے کا مالک ہو جائیگا اور اسکو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اتلاف یعنی بیکار کر ڈالنے کی یہ تعریف ہے کہ اس کپڑے کی قیمت نصف سے زیادہ گھٹ جاوے یعنی اگر نصف قیمت کا بھی نہ رہے تو یہ اتلاف ہے کذا فی التبیین۔ اور اگر بکری چرائی پس اسکو ذبح کر ڈالا پھر اسکو حرز سے باہر نکال لایا تو چور کو سزائے قطع نہ دیجائیگی اگرچہ بعد ذبح کے وہ مساوی دس درم یا زیادہ کی ہو لیکن مسروق منہ کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر ایسی چاندی یا سونا چرایا جسمین قطع واجب ہے پھر اسکے درم یا دینار بنا لیے تو اسکو سزائے قطع دیجائیگی اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہ درم یا دینار مسروق منہ کو واپس دیگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ مسروق منہ کو ان درمون یا دینار لینے کی کوئی راہ نہین ہے کذا فی الہدایہ اور اسی طرح اگر اس چاندی یا سونے کے برتن یا زیور بنا لیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اسنے لوہا یا تانبا یا پیتل یا مشابہ اسکے کوئی چیز چرائی پھر اسکے برتن بنالئے پس اگر بنائے جانے کے بعد وہ وزن سے فروخت ہوتے ہون تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور اگر بعد اسکے وہ عدد و گنتی سے فروخت ہوتے ہون تو وہ بالاجماع چور کے ہو جاوینگے اور اگر کوئی کپڑا چرا کر قطع کر کے سلایا تو سزائے قطع دیجانے کے بعد بالاجماع وہ چور کا ہوگا اور کچھ ضامن نہوگا کذا فی الغیاثیہ لیکن چور کو اس سے کسی طرح انتفاع حاصل کرنا حلال نہین ہے اور فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ چور اسکا ضامن ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر چور نے مسروقہ کپڑے کی قمیص قطع کرا کر ہنوز نہین سی ہے کہ اسکو ہاتھ کاٹے جانے کی سزا دی گئی تو یہ کپڑا قطع کیا ہوا مسروق منہ کو واپس دیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کپڑا چرا کر اسکو سرخ رنگا پس چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ کپڑا اس سے نہ لیا جائیگا اور نہ وہ ضامن ہوگا کذا فی الکافی اور اگر بعد ہاتھ کاٹے جانے کے اسنے رنگا ہو

تو واپس دیگا یہ بحر الرائق و اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر چور نے اسکو سیاہ رنگا پھر اُسکا ہاتھ کاٹا گیا یا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اُسنے سیاہ رنگا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اُس سے لے لیا جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اول صورت میں اور یہ دونون یکسان ہین یہ فتح القدیر مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر چور کا ہاتھ کاٹا گیا حالانکہ وہ چوری کا کپڑا رنگ چکا تھا یا کتر کر قمیص سی چکا تھا حتے کہ مالک کو اسکے واپس لینے کا اختیار نہین ہا تو مین چور کے حق مین یہ فتوے دونگا کہ اسکو فروخت کرکے جو کچھ اُسنے رنگنے و سینے مین بڑھایا ہی اسقدر اسکے ثمن سے لے لے اور باقی کو صدقہ کر دے اور اسی طرح قمیص کو فروخت کرکے اسکے ثمن سے سلائی بھر لیکر باقی کو صدقہ کر دے اور اسی طرح اگر گیہون چرا کر انمین ستو یا آٹے بنانے کا تصرف کیا تو اسمین بھی یہی حکم ہی کہ اسکے ثمن سے بقدر اپنے خرچہ کے لیکر باقی کو صدقہ کر دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے درم چرا کر انکو گداختہ کیا یا کنگن ڈھال لیا تو مسروق منہ کو اختیار ہی کہ انکو واپس لے لے اور اگر مال مسروقہ مثل ہو کہ اُسکے قمقمہ بنا لیے یا لوہا ہو کہ اُسکی زرہ بنالی تو مسروق منہ اسکو نہین لے سکتا ہی اور اسی طرح سوائے انکے عروض مین سے اگر کوئی چیز چرائی اور اسکو اُسکی حالت سے متغیر کر دیا پس اگر تغیر بنقصان ہو تو مسروق منہ اسکو لے سکتا ہی۔ اور اگر مال مسروقہ بکری ہو جو بچہ جنی تو مسروق ان دونون کو واپس لے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر گیہون چرا کر انکو پیسا تو سزا سے قطع دیجانے کے بعد وہ آٹا چور کا ہوگا اور اگر ستو چرا کر انکو شہد یا روغن مین لت کیا تو اسمین ویسا ہی اختلاف ہی جیسا رنگنے مین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور ایک شخص نے کسی ایسے کا مال چرایا جس سے اسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا اور اسنے عمداً کسی ایسے کا ہاتھ کاٹا ہی کہ قصاص مین اُسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا اور اسکے ہاتھ پر چوری و قصاص دونون طرح سے ہاتھ کاٹا جانا مجتمع ہوا تو قصاص مقدم رکھا جائیگا یعنی پہلے قصاص مین اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس وہ مال مسروقہ کا ضامن ہوگا یعنی تاوان دیدیگا اور اگر قصاص کا حکم دیے جانے کے بعد ہی صاحب قصاص نے اسکو عفو کر دیا یا اُس سے صلح کر لی تو چوری مین اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صلح نہ کی یہانتک کہ زمانہ گذر گیا حالانکہ وہ دونون اس قصاص سے صلح باہمی کی رضامندی ظاہر کرتے ہین پھر بعد زمانہ گذرنے کے دونون نے صلح کر لی تو پھر بسبب تقادم عہد کے سرقہ کی وجہ سے اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا۔ اور اگر چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جانا اور قصاص مین ہا یان پانون کاٹا جانا دونون مجتمع ہوئے تو پہلے اُس سے قصاص لیا جائیگا پھر قیدخانہ مین رکھا جائیگا یہان تک کہ اچھا ہو جاوے پھر چوری کی بابت اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر قصاص اسکے سر مین زخم کا ہو اور چوری کی بابت ہاتھ کاٹنا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی ؂

چوتھا باب قطاع الطریق یعنی رہزنون کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ راہزنون کے واسطے چند احکام خاص ہین مثل سولی دیے جانے وغیرہ کے لیکن ایسے راہزن جنکے واسطے احکام مخصوصہ ہین شرطین بھی ہین ایک یہ کہ ایسے لوگ ہون کہ انکے واسطے شوکت و منعت ایسی حاصل ہو کہ راہ سے گذرنے والے انکا مقابلہ نہ کر سکین اور سامنے نہ ٹھہر سکین اور راہگیرون پر انھون نے رہزنی کی ہو خواہ ہتھیار سے یا لٹھ سے یا پتھر وغیرہ سے دوم آنکہ رہزنی شہر سے باہر شہر سے دور ہو اور منتقی مین لکھا ہی کہ دو قریہ اور دو مصر اور دو مدینہ کے درمیان رہزنی نہین ہوتی ہی اور اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان مین رات دن کی راہ ہو تو وہان رہزنی ہوگی ایسا ہی ظاہر الروایہ مین ہی۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان راہ سفر سے کم بھی ہو یا قصبہ مین انھون نے رات کو رہزنی کی ہو تو اُن پر احکام راہزنون کے جاری کیے جاوینگے اور اسی پر فتوے ہی سوم آنکہ یہ امر دار الاسلام مین اُنسے صادر ہوا ہو چہارم آنکہ تمام وہ شرائط جو چھوٹی

چوری مین مذکور ہوئے ہین پائے جاوین اور یہ شرط ہو کہ راہزن سب کے سب اجنبی ہون صاحبان موال کے حق مین اہل وجوب قطع ہون منجملہ آنکہ ان راہزنون کے توبہ کر لینے اور مالکون کو مال واپس کر دینے سے پہلے امام المسلمین نے اسپر قابو پایا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر ایک جماعت روک ٹوک کی قدرت رکھنے والی یا ایک ہی شخص ایسا کہ روکنے اور باز رکھنے پر قادر ہو نکلے پھر اُنھون نے راہزنی کا قصد کیا مگر ہنوز نہ کچھ مال لیا تھا نہ کسی جان کو قتل کیا تھا کہ گرفتار ہوگئے تو امام انکو قید خانہ مین قید کریگا یہان تک کہ وہ توبہ کرین مگر پہلے انکو تعزیر دیجائیگی۔ اور اگر انھون نے مال معصوم لے لیا یعنے کسی مسلمان یا ذمی کا مال لیا اور اسقدر مال ہو کہ درصورت اس جماعت پر تقسیم کیے جانے کے ہر ایک کو دس درم یا زیادہ پہونچتے ہین یا ایسی چیز پہونچتی ہو جسکی قیمت اسقدر ہوتی ہو تو امام ان لوگون کے داہنے ہاتھ اور بائے طرف کے پاؤن قطع کریگا اور اگر حربی مستامنون کی راہزنی کی ہو تو راہزنون پر حد جاری نہ کیجائیگی۔ اور اگر راہزنون نے قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو امام المسلمین انکو بسزائے حد شرعی قتل کریگا حتے کہ اگر اولیائے مقتول نے انکو عفو کر دیا تو انکی عفو کی طرف التفات نہ فرماویگا۔ اور اگر راہزنون نے مال بھی لیا اور قتل بھی کیا تو انکے سزا دینے مین امام کو اختیار ہو چاہے انکے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن قطع کرکے پھر انکو قتل کرے اور سولی دے اور چاہے بدون قطع انکو قتل کرے اور چاہے انکو سولی دیدے اور جب سولی دینا چاہا تو ظاہر الروایہ کے موافق زندہ سولی دیکر نیزہ سے انکا پیٹ پھوڑ دے تاکہ مر جاوین اور امام طحاوی سے مروی ہو کہ زندہ سولی نہ دیگا بلکہ قتل کرکے پھر سولی دیگا اور قول اول اصح ہو اور یہی امام کرخی کا قول ہو پھر صحیح یہ ہو کہ تین روز تک انکو سولی دیا ہوا چھوڑ رکھیگا پھر روک دور کر دیگا تاکہ ان لوگون کے جو کوئی وارث وغیرہ ہون وہ انکو اُتار کر دفن کرین یہ کافی مین ہو۔ اور جب راہزن قتل کیا گیا یا قطع کیا گیا تو پھر اُسپر مال کی ضمان نہین ہوتی ہو کذا فے المحیط اور نیز جو اُسنے قتل یا مجروح کیا ہو اسکا بھی ضامن نہین ہوتا ہو یہ تبیین مین ہو اور اگر مباشر قتل انہین سے ایک ہی ہوا ہو تاہم حد شرعی ان سب پر جاری کیجاویگی یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور اگر راہزن نے قتل نہ کیا اور نہ مال لیا مگر مجروح کیا ہو تو جسکے مجروح کرنے مین قصاص آتا ہو اُسکی بابت اُس سے قصاص لیا جا سکتا ہو اور جسمین ارش ہو اسکا ارش لیا جا سکتا ہو اور یہ لینے کا اختیار والیان قصاص کو ہو یہ ہدایہ مین ہو اور اگر راہزنون نے مال لیا اور مجروح کیا تو داہنے طرف کے ہاتھ اور بائین طرف کے پاؤن قطع کیے جاوینگے اور جراحات کا حکم باطل ہو جائیگا خواہ عمداً مجروح کیا ہو یا خطا سے یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور اگر راہزن نے توبہ کر لی پھر پکڑا گیا حالانکہ اُسنے راہگیر کو عمداً قتل کیا ہو تو اولیائے مقتول کو اختیار ہو چاہین اسکو قتل کرین اور چاہین اسکو عفو کرین اور جو مال لے لیا ہو اگر اسکے پاس تلف ہو گیا یا اُسنے تلف کر دیا اسکی ضمان اسپر واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر گروہ رہزنان قبل توبہ کرنے کے گرفتار ہوا اور اُنھون نے عمداً مقتول و مجروح کیا ہو ولیکن جو کچھ مال اُنھون نے لیا ہو وہ پوچ چیز ہو اور ہر ایک کے حصہ مین قدر نصاب نہین پہونچتی ہو تو امر قصاص مین خواہ قصاص نفس ہو یا قصاص جرح اولیائے قصاص کو اختیار ہو چاہے قصاص لے لین اور چاہین عفو کر دین یہ نہایہ مین ہو۔ اور اگر اُسنے فقط مال لے لیا اور کچھ نہین کیا پس اگر توبہ کرکے حاضر ہوا قبل اسکے کہ گرفتار کیا جاوے تو اُسپر واجب ہو کہ جو کچھ اُسنے لیا ہو واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اُسکی ضمان دے یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اگر رہزنی کرکے مال لے لیا پھر اس فعل کو ترک کرکے اپنے اہل و عیال مین زمانہ تک مقیم رہا تو امام المسلمین استحساناً اُسپر حد جاری نہ کریگا یہ مبسوط مین ہو

اور اگر رہزنوں میں کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا جس آدمی کی رہزنی کی ہی اسکا کوئی ذو رحم محرم ہو تو باقیوں کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی یہ کافی میں ہی - اور اسی طرح اگر انمین کوئی گونگا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط میں ہی - اور اگر رہزنوں نے ایک بڑے قافلہ کی جسمین مسلمان اور حربی مستامن بھی ہین رہزنی کی تو ان رہزنوں پر حد جاری کیجاویگی الا آنکہ قتل کرنا اور مال لے لینا خاصۃً حربیون کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت مین اسپر حد واجب نہو گی جیسے کہ جب خالی حربی ہون اسکے ساتھ مسلمان و ذمی کوئی نہ ہون تو رہزنی سے حد واجب نہین ہوتی ہی یہ نہایہ مین ہی - اور اگر قافلہ والون مین سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہین ہوتی ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ رہزنون نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر پیٹھ پھیر کر چل دیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ان لوگون مین ولی مقتول موجود ہو اور اسنے ان رہزنون کا پیچھا کیا تو قافلہ والون کو بھی انکا پیچھا کرنا روا ہی ورنہ نہین اور اگر ان رہزنون نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والون کو انکا پیچھا کرنا روا ہی اگرچہ مالک مال نے انکا پیچھا نہ کیا ہو اور اگر یہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو قافلہ والون کو پیچھا کرنا روا نہین ہی اسواسطے کہ وہ مال ان تلف کرنے والون کے ذمہ قرضہ ہو گیا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر انمین کوئی غلام ہو تو وہ مثل مردان آزاد کے ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی یہ ظاہر الروایہ ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر راہزنی کرنے مین مرد و عورتین مشترک ہوئی ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق انپر بسبب قطع کی حد نہین واجب ہو گی - اور اگر رہزنون مین عورت ہو جسنے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردون نے یہ نہین کیا تو عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ مرد قتل کیے جاوینگے اور یہی مختار ہی - دس عورتون نے راہزنی کی اور انھون نے قتل کرکے مال لے لیا تو سب قتل کیجاوینگی اور سب مال کی ضامنہ ہونگی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر رہزنون نے اقرار کیا تو رہزن کے ایکبار اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہی لیکن سرقہ صغری کے مثل اسمین بھی اقرار کنندہ کا پھر جانا مقبول ہی یعنے اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہو گا پس حد ساقط ہو جائیگی اور مال کا اُس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اسنے اقرار مذکور کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو - اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہون کی گواہی سے ہوتا ہی بشرطیکہ دونون رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنون کے اقرار کرنے کی گواہی دین اور اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنون کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی - اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دادا ہو یا پردادا وغیرہ کتنے ہی اونچے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہو گی اور اسی طرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پروتے وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی - اور اگر دونون گواہون نے کہا کہ قطعوا علینا وعلی اصحابنا واخذوا اما لنا تو گواہی قبول نہ ہو گی - اور اگر گواہون نے رہزنون پر عام لوگون مین سے کسی کے رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہی یا نہین معلوم ہوتا ہی تو بدون کسی خصم کے حاضر ہونے کے انپر حد نہین قائم کیجائیگی - اور اگر رہزنون نے امان لیکر داخل ہونے والے تاجرون کی رہزنی دار الحرب مین کی یا دار الاسلام مین ایسے مقام پر کی جہان باغی لوگ غالب ہین پھر یہ لوگ گرفتار کرکے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو انپر حد نافذ نہ کریگا اور اگر راہزن لوگ ایسے قاضی کے پاس پہونچائے گئے جسکا یہ مذہب ہی کہ انسے مال کی ضمان لے پس اسنے مال کی ضمان لیکر اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنی ان رہزنون کو اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگون نے اولیاے مقتولین سے دیت ادا کرنے پر صلح کر لی پھر ایک زمانہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ انپر حد قائم نہ کریگا - اور جبکہ رہزنون کی نسبت قاضی

قتل کا حکم دیدیا اور اس غرض سے انکو قیدخانہ میں بند کیا پھر کسی اجنبی نے جاکر انکو قتل کرڈالا تو قاتل پر کچھ نہیں ہی اور اسی طرح اگر انکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی کچھ نہیں لازم آویگا یہ فتح القدیر میں ہی - اور اگر امام نے رہزنوں کو قیدخانہ میں بند کیا اور ہنوز انپر پورا ثبوت نہیں ہوا ہی کہ کسی رہزن کو کسی آدمی نے جاکر قتل کردیا پھر رہزن کی رہزنی کے گواہ قائم ہوئے تو اُسکے قاتل پر بھی قصاص لازم آویگا لیکن اگر یہ قاتل اُس مقتول کا ولی ہو جسکو رہزن نے رہزنی میں قتل کیا ہو تو اس صورت میں اس قاتل پر کچھ لازم نہیں ہوگا یہ مبسوط میں ہی - اور اگر لصوص نے کسی قوم کا مال لے لیا پس ان لوگون نے کسی اور قوم سے فریاد چاہی پس دوسری قوم کے لوگون نے ان لصوص کا پیچھا کیا پس اگر مالکان مال انکے ساتھ ہون تو انکو لصوص سے قتال کرنا روا ہی اور اسی طرح اگر لصوص غائب ہوگئے ہون اور فریادرسی کے واسطے نکلنے والے لوگ ان لصوص کی جگہ پہچانتے ہون اور ان سے مال واپس کرادینے پر قادر ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یہ لوگ ان لصوص کا ٹھکانا نہ پہچانتے ہون اور انسے مال واپس کرادینے کی قدرت نہ رکھتے ہون تو انکو لصوص سے مقاتلہ کرنا روا نہیں ہی - اور اگر مالکان مال نے رہزن سے مقابلہ کرکے اسکو قتل کیا تو انپر کچھ واجب نہیں ہی اسواسطے کہ انھون نے اپنے مال کے واسطے اسکو قتل کیا ہی - اور اگر رہزن انکے سامنے سے بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ اگر اسکو یہ لوگ اسی جگہ چھوڑ دیتے تو وہ انکی رہزنی پر قادر نہ ہوتا مگر انھون نے اسکو قتل کرڈالا تو انپر اسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ انھون نے قتل کرڈالا نہ بغرض اپنے مال کے - اور اگر رہزنون میں سے کوئی شخص بھاگا اور اُس نے اپنے آپکو ایسی جگہ میں ڈالا کہ اس حالت میں وہ قطع طریق پر قادر نہیں ہوسکتا ہی پھر یہ لوگ پیچھا کرکے اس تک پہونچے اور انھون نے اسکو قتل کرڈالا تو انپر اُسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسکو قتل کرنا اپنے مال کے خوف سے نہیں واقع ہوا ہی - اور واضح ہو کہ آدمی کو اپنے مال کے واسطے قتال کرنا روا ہی اگرچہ مال مذکور بقدر نصاب بھی نہو اور اس مال لینے کو جو شخص اُس سے مقاتلہ کرے اسکو قتل کرسکتا ہی یہ فتح القدیر میں ہی - اور اگر کسی نے دوسرے کا گلا گھونٹ کر اُسکو مار ڈالا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر ہوگی اور اگر اُسنے شہر میں ایکبار سے زیادہ گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی حرکت کی ہو تو براہ سیاست یہ شخص قتل کردیا جائیگا کذا فی الکافی

کتاب السیر

اسمین دس باب ہین

باب اول - اسکی تفصیل شرعی و شروط و حکم کے بیان میں - واضح ہو کہ اسکی تفسیر شرعی اسطرح کی گئی ہی کہ جہاد بلانا ہی طرف دین حق کے اور قتال کرنا ہر ایسے شخص کے ساتھ جو انکار کرتا ہی اور قبول کرنے سے تمرد کرتا ہی خواہ یہ فعل اپنی جان سے کرے یا مال سے - اور شرط اباحت جہاد دو باتین ہین ایک یہ کہ دشمن جس دین حق کی طرف بلایا جاتا ہی اُسکے قبول سے انکار کرے اور دشمن کو ہماری طرف سے امان نہ دی گئی ہو اور نہ ہمارے انکے درمیان عہد ہو - دوم آنکہ جہاد کنندہ اپنے علم و اجتہاد سے یا جسکی رائے و اجتہاد کا معتقد ہی اُسکے اجتہاد سے یہ امید کرتا ہو کہ اس جہاد سے اہل اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوگی اور اگر اسکو جہاد و قتال کرنے مین مسلمانون کے واسطے قوت و شوکت حاصل ہونے کی امید نہو تو اُسکو قتال کرنا حلال نہین ہی کیونکہ اسمین اپنے نفس کو تہلکہ میں ڈالنا ہی - اور حکم جہاد یہ ہی کہ دنیا میں اس جہاد کرنے والے کے ذمہ سے واجب ساقط ہوجاتا ہی

اور آخرت مین سعادت و ثواب عظیم حاصل ہوتا ہی جیسے اور عبادات مین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی بعض نے فرمایا کہ جہاد قبل نفیر کے نفل ہی اور بعد نفیر کے فرض عین یعنی ہر فرد پر فرض ہوجاتا ہی اور عامہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد ہر حال مین فرض ہی مگر بات اتنی ہی کہ قبل نفیر کے فرض کفایہ ہی اور بعد نفیر کے فرض عین ہی اور یہی قول صحیح ہی - اور نفیر کے معنی یہ ہین کہ کسی شہر کے لوگون کو خبر دیجاوے کہ دشمن آگیا تمھاری جان و مال و اہل و اولاد کا قصد رکھتا ہی پس جب اس طور پر انکو خبر دی گئی تو اس شہر مین سے جو جو شخص جہاد پر قادر ہی اسپر فرض عین ہوگا کہ جہاد کے واسطے نکلے اور قبل اس خبر کے انکو جہاد کیواسطے نہ نکلنے کی گنجائش تھی - پھر نفیر عام آجانے کے بعد تمام اہل اسلام پر شرقاً و غرباً جہاد فرض عین نہین ہوجاتا ہی اگرچہ انکو نفیر عام پہونچ گئی ہو اور فرض عین انھین پر ہوگا جو دشمن سے قریب ہین اور وہ جہاد کرنے پر قادر ہین اور اُنکے سوا اور دن پر جو دشمن سے دور ہین تو انپر فرض کفایہ فرض ہوتا ہی نہ بفرض عین حتی کہ انکو ترک جہاد کی گنجائش ہی پھر جب انکی طرف حاجت پیش آوے باین طور کہ جو دشمن سے قریب ہین وہ دشمن سے مقابلہ کرنے سے عاجز ہون یا کاہلی کرکے جہاد نہ کرین تو ان عاجزون یا کسلمندون سے جو قریب ہین انپر فرض عین ہوجائیگا کہ وہ نکلین اور اگر وہ بھی عاجز یا کسلمند ہوجاوین تو جو اُنسے قریب ہین انپر فرض عین ہوگا علی ہذا القیاس تمام اہل زمین پر شرقاً و غرباً اسی ترتیب سے فرض عین ہوگا - پھر واضح ہو کہ نفیر دینے والا خواہ عادل ہو یا فاسق ہو اس معاملہ مین اسکی خبر مقبول ہوگی اور یہی حکم سلطانی منادی کا ہی کہ اُسکی خبر بھی مقبول ہوگی خواہ عادل ہو یا فاسق ہو - اور شیخ ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر مین فرمایا کہ نہ چاہیے کہ ثغور مسلمین سے کوئی ثغر ایسے لوگون سے جو دشمنون کا مقابلہ لڑائی مین کرین خالی چھوڑا جاوے اور اگر کسی ثغر کے لوگ دشمن کے مقابلہ سے ضعیف ہوئے اور انپر خوف ہوا تو اُنسے ادھر والے مسلمانون پر واجب ہوگا کہ گروہ گروہ انکی طرف جاوین اور پہلے انپر جو سب سے قریب ہین پھر جو اُن سے قریب ہین اسی ترتیب سے واجب ہوتا جاویگا اور نیز واجب ہی کہ ہتھیارون و سواری سے انکی مددگاری کرین تاکہ جہاد ہمیشہ قائم رہے یہ محیط مین ہی - قال المترجم واضح رہے کہ مشرکان عرب سے سوائے اسلام کے جزیہ قبول نہین کیا جائیگا اور سوائے عرب کے اور ملک کے کفار سے اگر یہ اسلام نہ لاوین بلکہ جزیہ دینا قبول کرین تو قبول کیا جائیگا - قال فی الکتاب اور مشرکان عرب سے جو اسلام نہین لائے ہین اور غیر عرب سے جو مسلمان نہین ہوئے اور نہ انھون نے جزیہ دینا قبول کیا ہی قتال کرنا واجب ہی اگرچہ وہ لوگ ہمپر پہل نہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی - اور ہر مرد آزاد عاقل تندرست پر جو جہاد پر قادر ہی جہاد کرنا واجب ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور طفل پر جہاد واجب نہین ہی اور نہ غلام پر اور نہ عورت پر اور نہ اندھے پر اور نہ لنجے پر اور نہ اقطع پر یہ ہدایہ مین ہی - اور جب کسی مرد نے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا حالانکہ اسکا باپ یا مان زندہ موجود ہی تو بدون انکی اجازت کے اسکو نکلنا نہ چاہیے الا نفیر عام کے وقت یعنی جب جہاد فرض عین ہوجاتا ہی اور اگر اسکے مان و باپ دونون ہون اور ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے جانے کی اجازت نہ دی تو اسکو دوسرے کے حق کی وجہ سے نکلنا روا نہین ہی پس جب ہر دو مادر و پدر سے یا دونون مین سے ایک نے نکلنا مکروہ رکھا تو اسکو نکلنا مباح نہین ہی خواہ یہ حالت ہو کہ اُنکے ضائع ہوجانے کا خوف ہو مثلاً دونون تنگدست ہون کہ انکا نفقہ اُسی کے ذمہ ہی یا انکے ضائع ہونے کا خوف نہو - اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہی مشروط ہی کہ اُسکے والدین مسلمان ہون اور اگر اسکے والدین کافر ہون یا دونون مین سے ایک کافر ہو اور دونون نے اُسکے جہاد کو جانا مکروہ رکھا یا کافر نے مکروہ رکھا تو اسپر لازم ہی کہ اسمین اپنے غالب سے تحری کرے پس اگر اُسکی تحری مین

یہ بات آوے کہ انھون نے میرا نکلنا اسی وجہ سے مکروہ رکھا ہو کہ میرے قتل ہوجانے کے خوف سے انکے دل پر گھبراہٹ و صدمہ ہو تو نہ نکلے اور اگر اسکی تحری مین یہ بات آوے کہ انھون نے میرا جہاد کا جانا اسی وجہ سے مکروہ رکھا کہ ہمارے دین و ملت والون سے قتال کریگا تو اسکو اختیار ہوگا کہ بدون انکی رضامندی کے چلا جاوے الا آنکہ انکے ضائع ہوجانے کا خوف ہو تو ایسی صورت مین نہ نکلیگا اور اگر اسنے تحری کی اور اسکی تحری انمین سے کسی بات پر واقع نہ ہوئی بلکہ اسکو شک رہا اور کوئی جانب گمان دوسرے پر مرجح نہوئی تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ نہ نکلے اور اگر دونون کو اسکا نکلنا اسوجہ سے گوارا نہ ہوا کہ چاہے اہل دین سے قتال کریگا اور نیز اسکے قتل کے خوف سے بھی انکو بے صبری اور صدمہ ہو تو جہاد کو نہ جاوے - اور اگر اسکے مادر و پدر زندہ ہین انھون نے اسکو جہاد کو جانے کے واسطے اجازت دیدی اور اسکے جدین و جدتین بھی زندہ ہین انھون نے اسکا جانا مکروہ رکھا تو جد و جدہ کے اکراہ کی طرف التفات نہ کرے جہاد کے واسطے جاوے اور اگر اسکے والدین مرگئے ہون مگر دادا اور نانی زندہ ہون یعنی باپ کا باپ اور ماں کی ماں تو بدون ان دونون کی اجازت کے نہین جاسکتا ہے اور اگر اسکا سگا دادا اور سگا نانا اور سگی دادی اور اسکی نانی موجود ہون تو اجازت کا اختیار سگی نانی اور سگے دادا کو ہے - اور یہ اسوقت ہے کہ اسنے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا اور اگر یہ چاہا کہ تجارت کے واسطے دشمن کی ملک مین امان لیکر جاوے پس والدین نے اسکے نکلنے کو مکروہ رکھا پس اگر دشمنون کے ملک کا امیر ایسا ہو کہ اسکی طرف سے اسکو اپنے اوپر خوف نہ ہو اور یہ لوگ ایسی قوم ہون کہ اپنے عہد کو وفا کرنے مین معروف ہون اور اسکو وہان تجارت کے لیے جانے مین منفعت ہو تو مضائقہ نہین ہے کہ یہ انکی نافرمانی کرکے چلا جاوے اور اگر دشمنون کے ملک کے تاجرون مین مسلمانون کے لشکرون مین سے کسی لشکر کے ساتھ جاتا ہے پس اسکے والدین نے یا ایک نے اسکو مکروہ رکھا پس اگر یہ لشکر بڑا ہو کہ غالب رائے سے دشمنون کی طرف سے اپنے خوف نہو تو بھی نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر غالب رائے کے موافق اس لشکر کے حق مین دشمنون کی طرف سے خوف ہو تو نہ نکلے اور اسی طرح اگر سریہ یا جریدۃ الخیل ہو تو بھی بدون والدین کی اجازت کے نکلے اسواسطے کہ غالب اس صورت مین ہلاکت ہی ہے - اور یہ جو ہمنے ذکر کیا یہ والدین اور اجداد و جدات کی صورت مین تھا اور رہا انکے سواے اور ذوی الرحم مثل بیٹے و بیٹیان و بھائی و بہن و پھوپھیان و ماموں و خالائین وغیرہ ہر ذی رحم محرم کہ اس نے اسکا جہاد کے واسطے نکلنا مکروہ رکھا اور یہ امر انپر شاق ہے پس اگر اسکے ضائع ہوجانے کا خوف ہے مثلاً انکے ملک مین کچھ مال نہین ہے اور وہ صغیر یا صغیرہ ہین یا کبیرہ عورتین ہین مگر انکے ازواج نہین ہین یا کبیر مرد ہین مگر اپاہج ہین کہ کسی صرفہ کے لائق نہین ہین اور انکا نفقہ اسی پر ہے تو بدون انکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر انکے حق مین ضائع ہونے کا خوف نہین ہے باین طور کہ انکا نفقہ اسپر نہین ہے مثلاً انکا مال ہے یا مال نہین ہے مگر وہ لوگ بالغ تندرست ہین یا عورتین بالغہ ہین کہ جنکے شوہر موجود ہین تو بدون انکی اجازت کے جاسکتا ہے اور رہی اسکی جورو پس اگر اسکے ضائع ہوجانے کا خوف ہو تو بدون اسکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اسکے ضائع ہونے کا خوف نہو تو بدون اسکی اجازت کے چلا جاوے اگرچہ یہ امر اسپر شاق گذرے یہ ذخیرہ مین ہے عورت نے اگر اپنے پسر کو جہاد سے منع کیا پس اگر اس عورت کا قلب اسکے صدمۂ فراق کا متحمل نہین ہے اور بیٹے کے جانے سے اسکو ضرر پہونچتا ہے تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہے اور گنہگار نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتین مردون کے ساتھ ہوکر قتال کرین الا اس صورت مین کہ مسلمان لوگ مضطر ہون اور مدد کی جانب محتاج ہوجاوین پس

اگر مسلمان انکی طرف مضطر ہون باین طور کہ خبر نفیر آئی اور عورتون کے نکلنے کی حاجت وضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتون
کے نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور عورتون کو ایسی حالت مین روا ہی کہ بدون اجازت اپنے آباء اور شوہرون کے نکلین اور
آباء و شوہرون کو ایسی حالت مین انکی ممانعت کا اختیار نہین ہی اور اگر نکلنے سے منع کرینگے تو گنہگار ہونگے اور اسی طرح اگر مسلمان
لوگ انکی مدد کی طرف مضطر ہون ولیکن ان عورتون کو دور سے تیر اندازی کر کے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اسطرح قتال
کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور غازیون کے واسطے روٹی وکھانا پکانے و پانی پلانے اور مجروحون کی دوا کرنے کے
واسطے جوان عورتین نہ جاوین اور رہین عجوزہ یعنی بڑھیان عورتین جنکا سن اسقدر دراز ہوگیا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ صوف
وغیرہ کے کپڑے پہنکر بڑے لشکر کے ساتھ نکلین اور مریضون و مجروحون کی مدارات کرین اور پانی پلاوین و روٹی کھانا پکاوین
ولیکن قتال نہ کرین یہی حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہو یعنے قریب بہ بلوغ ہی اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم
بالغ کے ہی جبتک کہ نفیر عام نہ پہونچی ہو یعنے یہ حکم ہی کہ بدون اجازت والدین کے نہ نکلے اور باپ اسکو اجازت دینے
سے گنہگار نہ ہوگا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہین ہوتا ہی اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اسمین قتل ہوجاتا ہی یہ محیط مین
ہی۔ اور اگر مدیون نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ غائب ہی پس اگر مدیون کا مال اسقدر ہو کہ جو کچھ اسپر قرضہ ہی اسکے ادا
کے واسطے وافی ہو تو اسکے جہاد کے لیے جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور کسی کو وصی کردے کہ اگر مجھپر حادثہ موت پیش آوے
تو میرے ترکہ مین سے میرا قرضہ ادا کردے اور اگر اسکے پاس وفاے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہ ہی کہ ٹھہرا رہے
یہانتک کہ تحمل اسکا قرضہ ادا کردے اور اگر باوجود اسکے بدون اجازت قرضخواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہی اور اگر
قرضخواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب یہی ہی کہ اداے قرضہ کے واسطے تحمل
کرے اور اگر ایسی حالت مین اسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر قرضہ میعادی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا
ہو کہ مین میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤنگا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الذخیرہ - اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر اترائی
کرا کے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اسکے جہاد مین جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر
زید کا عمرو پر مثل اسکے مال نہو تو مستحب یہ ہی کہ نہ نکلے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد مین جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے
نہ دی تو جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ حوالہ تمام ہوگیا ہی۔ اور اگر اسنے قرضخواہ کے لیے کسی پر اترائی نہین کرائی ولیکن
اسکی طرف سے بدون اسکی اجازت کے کسی شخص نے اسکے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کرلی کہ وہ قرضدار کو بری
کردے اور اسنے قبول کیا تو ایسی صورت مین قرضدار کو روا ہی کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونون مین سے کسی سے اجازت
لینے کی حاجت نہین ہی۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اسکے حکم سے کفالت کرلی ہو اور مدیون کی برارت کی شرط
نہین کی تو اسکو اختیار نہین ہی کہ جہاد کو جاوے جبتک کہ قرضخواہ و کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر
اسکے حکم کے کرلی ہی تو اسپر یہی واجب ہی کہ فقط طالب سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہین
ہی اور یہی حال کفالت بالنفس مین ہی کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہو یعنے باینطور کہ جب قرضخواہ اسکو
طلب کریگا تو مین اسکو حاضر کرونگا اسطرح کفالت بالنفس کرلی مگر اسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار
نہین ہی اور اگر بدون اسکے حکم کے کفالت بالنفس کرلی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اسکے چلے جانے مین کچھ مضائقہ
نہین ہی۔ اور اگر قرضدار مفلس ہو اور اسکو اداے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہین ہی سواے اسکے کہ غازیون کے ساتھ دار الحرب مین

یہ بات آوے کہ انھون نے میرا نکلنا اسی وجہ سے مکروہ رکھا ہی کہ میرے قتل ہو جانے کے خوف سے انکے دل پر گھبراہٹ و صدمہ ہی تو نہ نکلے اور اگر اُسکی تحری مین یہ بات آوے کہ انھون نے میرا جہاد کا جانا اسی وجہ سے مکروہ رکھا کہ ہمارے دین والے والون سے قتال کریگا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بدون انکی رضامندی کے چلا جاوے الا آنکہ اُنکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت مین نہ نکلے گا اور اگر اُسنے تحری کی اور اُسکی تحری انھین سے کسی بات پر واقع نہ ہوئی بلکہ اسکو شک رہا اور کوئی جانب گمان دوسرے پر مرجح نہوئی تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ نہ نکلے اور اگر دونون کو اُسکا نکلنا اسوجہ سے گوارا نہ ہوا کہ ہمارے اہل دین سے قتال کریگا اور نیز اُسکے قتل کے خوف سے بھی انکو بے صبری اور صدمہ ہی تو جہاد کو نہ جاوے ۔ اور اگر اسکے مادر و پدر زندہ ہین انھون نے اُسکو جہاد کو جانے کے واسطے اجازت دیدی اور اُسکے جدین و جدتین بھی زندہ ہین انھون نے اُسکا جانا مکروہ رکھا تو جد و جدہ کے اکراہ کی طرف التفات نہ کرے جہاد کے واسطے جاوے اور اگر اُسکے والدین مر گئے ہون مگر دادا اور نانی زندہ ہون یعنی باپ کا باپ اور ماں کی ماں تو بدون ان دونون کی اجازت کے نہین جا سکتا ہی اور اگر اُسکا سگا دادا اور سگا نانا اور سگی دادی اور اُسکی نانی موجود ہون تو اجازت کا اختیار سگی نانی اور سگے دادا کو ہی ۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا اور اگر یہ چاہا کہ تجارت کے واسطے دشمن کی ملک مین امان لیکر جاوے پس والدین نے اُسکے نکلنے کو مکروہ رکھا پس اگر دشمنون کے ملک کا امیر ایسا ہو کہ اُسکی طرف سے اسکو اپنے اوپر خوف نہ ہو اور یہ لوگ ایسی قوم ہون کہ اپنے عہد کو وفا کرنے مین معروف ہون اور اسکو وہان تجارت کے لیے جانے مین منفعت ہو تو مضائقہ نہین ہی کہ یہ اُنکی نافرمانی کر کے چلا جاوے اور اگر دشمنون کے ملک کے تاجرون مین مسلمانون کے لشکرون مین سے کسی لشکر کے ساتھ جاتا ہی پس اُسکے والدین نے یا ایک نے اسکو مکروہ رکھا پس اگر یہ لشکر بڑا ہو کہ غالب راے سے دشمنون کی طرف سے اپنا خوف نہو تو بھی نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر غالب راے کے موافق اس لشکر کے حق مین دشمنون کی طرف سے خوف ہو تو نہ نکلے اور اسی طرح اگر سریہ یا جریدۃ الخیل ہو تو بھی بدون والدین کی اجازت کے نکلے اسواسطے کہ غالب اس صورت مین ہلاکت ہی ہی ۔۔ اور یہ جو ہمنے ذکر کیا یہ والدین اور اجداد و جدات کی صورت مین تھا اور رہا اُنکے سواے اور ذوی الرحم مثل بیٹے و بیٹیان و بھائی و بہن و پھوپھیان و مامون و خالائین وغیرہ ہر ذی رحم محرم کہ اُس نے اسکا جہاد کے واسطے نکلنا مکروہ رکھا اور یہ امر اسپر شاق ہی پس اگر اُنکے ضائع ہو جانے کا خوف ہی مثلاً اُنکے ملک مین کچھ مال نہین ہی اور وہ صغیر یا صغیرہ ہین یا کبیرہ عورتین ہین مگر اُنکے ازواج نہین ہین یا کبیر مرد ہین مگر اپاہج ہین کہ کسی صرفہ کے لائق نہین ہین اور اُنکا نفقہ اسی پر ہی تو بدون اُنکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اُنکے حق مین ضائع ہونے کا خوف نہین ہی باین طور کہ اُنکا نفقہ اسپر نہین ہی مثلاً اُنکا مال ہی یا مال نہین ہی مگر وہ لوگ بالغ تندرست ہین یا عورتین بالغہ ہین کہ جنکے شوہر موجود ہین تو بدون اُنکی اجازت کے جا سکتا ہی اور رہی اُسکی جورو پس اگر اُسکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو بدون اُسکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اُسکے ضائع ہونے کا خوف نہو تو بدون اُسکی اجازت کے چلا جاوے اگرچہ یہ امر اُسپر شاق گذرے یہ ذخیرہ مین ہی عورت نے اگر اپنے پسر کو جہاد سے منع کیا پس اگر اس عورت کا قلب اُسکے صدمۂ فراق کا متحمل نہین ہی اور جدا ہونے سے اُسکو ضرر پہونچتا ہی تو اُسکو منع کرنے کا اختیار ہی اور گنہگار نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان عورتین مردون کے ساتھ ہو کر قتال کرین الا اس صورت مین کہ مسلمان لوگ مضطر ہون اور مدد کی جانب محتاج ہو جاوین پس

اگر مسلمان انکی طرف مضطر ہون باین طور کہ خبر نفیر آئی اور عورتون کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال کے واسطے عورتون
کے نکلنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور عورتون کو ایسی حالت مین روا ہی کہ بدون اجازت اپنے آباء و شوہرون کے نکلین اور
آباء و شوہرون کو ایسی حالت مین انکی ممانعت کا اختیار نہین ہی اور اگر نکلنے سے منع کرینگے تو گنہگار ہونگے اور اسی طرح اگر مسلمان
لوگ انکی مدد کی طرف مضطر ہون ولیکن ان عورتون کو دور سے تیر اندازی کرکے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اسطرح قتال
کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور غازیون کے واسطے روٹی و کھانا پکانے و پانی پلانے اور مجروحون کی دوا کرنے کے
واسطے جوان عورتین نہ جاوین اور رہین عجوزہ یعنی بڑھیان عورتین جنکا سن اسقدر دراز ہوگیا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ صوف
وغیرہ کے کپڑے پہنکر بڑے لشکر کے ساتھ نکلین اور مریضون و مجروحون کی مدارات کرین اور پانی پلاوین و روٹی کھانا پکاوین
ولیکن قتال نہ کرین - یعنی حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہو یعنے قریب بہ بلوغ ہی اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم
بالغ کے ہی جب تک کہ نفیر عام نہ ہو یہی ہو یعنے یہ حکم ہی کہ بدون اجازت والدین کے نہ نکلے اور باپ اسکو اجازت دینے
سے گنہگار نہ ہوگا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہین ہوتا ہی اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اسمین قتل ہو جاتا ہی یہ محیط مین
ہی - اور اگر مدیون نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ غائب ہی پس اگر مدیون کا مال اسقدر ہو کہ جو کچھ اسپر قرضہ ہی اسکے ادا
کے واسطے وافی ہو تو اسکے جہاد کے لیے جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور کسی کو وصی کردے کہ اگر مجھپر حادثہ موت پیش آوے
تو میرے ترکہ مین سے میرا قرضہ ادا کردے اور اگر اسکے پاس وفائے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہی ہی کہ ٹھہر ا رہے
یہانتک کہ تحصل اسکا قرضہ ادا کردے اور اگر باوجود اسکے بدون اجازت قرضخواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہی اور اگر
قرضخواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب یہی ہی کہ ادائے قرضہ کے واسطے تحصل
کرے اور اگر ایسی حالت مین اسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہین ہی - اور اسی طرح اگر قرضہ میعادی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا
ہو کہ مین میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤنگا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الذخیرہ - اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر اترائی
کرا کے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اسکے جہاد مین جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر
زید کا عمرو پر مثل اسکے مال نہو تو مستحب یہ ہی کہ نہ نکلے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد مین جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے
نہ دی تو جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ حوالہ تمام ہوگیا ہو - اور اگر اسنے قرضخواہ کے لیے کسی پر اترائی نہین کرائی ولیکن
اسکی طرف سے بدون انکی اجازت کے کسی شخص نے اسکے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کرلی کہ وہ قرضدار کو بری
کردے اور اسنے قبول کیا تو ایسی صورت مین قرضدار کو روا ہی کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونون مین سے کسی سے اجازت
لینے کی حاجت نہین ہی - اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اسکے حکم سے کفالت کرلی ہو اور مدیون کی برارت کی شرط
نہین کی تو اسکو اختیار نہین ہی کہ جہاد کو جاوے جب تک کہ قرضخواہ و کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر
اسکے حکم کے کرلی ہی تو اسپر یہی واجب ہی کہ فقط طالب یعنی قرضخواہ سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہین
ہی اور یہی حال کفالت بالنفس مین ہی کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہو یعنے باینطور کہ جب قرضخواہ اسکو
طلب کریگا تو مین اسکو حاضر کرونگا اسطرح کفالت بالنفس کرلی مگر اسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار
نہین ہی اور اگر بدون اسکے حکم کے کفالت بالنفس کرلی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اسکے چلے جانے مین کچھ مضائقہ
نہین ہی - اور اگر قرضدار مفلس ہو اور اسکو ادائے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہین ہی سوائے اسکے کہ غازیون کے ساتھ دار الحرب مین

تجارت کے واسطے جاوے تو مضائقہ نہیں ہی کہ چلا جاوے اور قرضخواہ سے اجازت نہ لے اور اگر اُسنے کہا کہ جہاد کے واسطے جاتا ہون شاید مجھے قتل یا ہمام مین سے ایسا کچھ لاحق ہو جاوے کہ مین اس سے اپنا قرضہ ادا کر دون تو مجھے لیشہ نہین ہی کہ بدون اجازت قرضخواہ کے جاوے۔ اور یہ سب جو مذکور ہوا اسوقت ہی کہ نفیر عام نہ ہو اور جب نفیر عام ہو تو مضائقہ نہین ہی کہ قرضدار چلا جاوے خواہ اُسکے پاس وفا بے قرضہ کے لائق مال ہو یا نہ ہو خواہ قرضخواہ نے اسکو جانے کی اجازت دی ہو یا منع کیا ہو پھر جب اس مقام پر پہونچا جہان مسلمانون نے قرار پکڑا ہی پس اگر ایسا امر نظر آوے جس سے مسلمانون کے حق مین خوف ہی تو ضرور قتال کرے اور اگر ایسا امر ہو کہ اُس سے مسلمانون کے حق مین خوف نظر نہ آوے تو اسکو روا نہین ہی کہ مقابلہ کرے الا با جازت اپنے قرضخواہ کے یہ محیط مین ہی۔ ایک شہر مین ایک عالم ہی کہ اُس سے بڑھکر کوئی فقیہ وہان نہین ہی تو اسکو جہاد نہ کرنا چاہیئے کہ وہانکے لوگون کو اُسکے ضائع ہونے سے نقصان پہونچیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ قال المترجم یہ روایت فتاوی کی ہی اور کچھ نہین ہی اور مین نے کسی فقیہ معتمد کے قول کو دیکھا جسنے اسکی تصریح کی ہو بلکہ بعض نے تشنیع کی ہی اور اصح یہی ہی کہ جہاد تحفظ الدین ہی وقد جاہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیس یکون وجود احد مثلہ فی العلمین من الاولین والآخرین من الملائکۃ والرسل والجن والانس کلہم اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر کسی شخص کے پاس ودیعتین ہون جنکے مالک غائب ہون پس اگر اُسنے کسی کو وصی کر دیا کہ یہ ودیعتین اسنکے مالکون کو واپس کر دے تو اُسکو اختیار رہیگا کہ جہاد کے واسطے چلا جاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور غلام کو نہ چاہیئے کہ بدون اجازت اپنے مولے کے جہاد کے واسطے نکلے جب تک کہ نفیر عام نہ ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور جب نفیر اہل روم کی جانب سے واقع ہو تو ہر شخص پر جو قتال کر سکتا ہی واجب ہی کہ جہاد کے واسطے نکلے اگر زاد و راحلہ کا مالک ہو اور پیچھے رہنا نہین جائز ہی الا آنکہ کوئی عذر رکھتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مشرک لوگ مسلمانون کی زمین مین داخل ہوئے اور مال لیکر اولاد و عورتین گرفتار کر کے لے گئے پھر مسلمانون کو اسکا علم ہوا اور انکو ان مشرکون پر قوت حاصل ہی تو ان پر واجب ہوگا کہ ان کافرون کا پیچھا کرین یہانتک کہ ان سب چیزون کو انکے ہاتھ سے چھوڑا لاوین جبتک کہ کافر لوگ دار الاسلام مین ہین اور جب وہ زمین حرب مین داخل ہو گئے تو بھی بچون و عورتون کے حق مین یہی حکم ہی کہ پیچھا کر کے انکو چھوڑا لاوین جب تک کہ وہ انکو لیکر اپنے قلعون و حفاظت گاہ مین نہین داخل ہو گئے ہین اور اگر کافرون نے فقط مال ہی لے لیا ہو اور دار الحرب مین پہونچ گئے تو مسلمانون کو گنجائش ہی کہ انکا پیچھا نہ کرین۔ اور جب کافر لوگ ان چیزون کو لیکر اپنے دار الحرب کے قلعون و حفاظت گاہ مین پہونچ گئے پس مسلمان لوگ اُنکے پیچھے وہان پہونچے تاکہ انکے ساتھ مقاتلہ کرین تو یہ افضل ہی اور اچھا کام اُنھون نے اختیار کیا اور اگر اُنھون نے پیچھا نہ کیا چھوڑ دیا تو مجھے امید ہی کہ اُنکی گنجائش شرعاً ہو۔ اور ایسی صورت مین ذمیون کے بچے و عورتین و مال اس حکم مین بمنزلہ مسلمانون کے بچے و عورتون و مال کے ہین۔ پھر واضح رہے کہ ہر ایک مسلمان پر انکا پیچھا کرنا جبہی فرض ہی کہ جب انکو امید ہو کہ کافرون کے اپنے قلعون مین گھس جانے سے پہلے اُن تک پہونچ جاوینگے اور اگر انکی غالب راے مین یہ امر ہو کہ نہ پہونچینگے تو انکو گنجائش ہوگی کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہین انکا پیچھا نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح کہتے ہین کہ امام اعظم ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جب تک مسلمانون کے واسطے قوت ہو تب تک جعائل مکروہ ہی اور جب نہ ہو تو مضائقہ نہین ہی کہ بعضے بعضون کو تقویت دین پس جب تجہیز لشکر کی حاجت پڑے تو اسوقت دیکھا جاوے کہ اگر مسلمانون کے واسطے قتال کی قوت ہو یعنی بیت المال مین مال ہو تو امام کو سزاوار نہین ہی کہ مالدارون پر ایسا حکم جاری کرے کہ جس سے بدون انکی خوشی خاطر کے انکا کچھ مال لے لیان

اگر صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جعل دینا چاہا تو یہ مکروہ نہیں ہی بلکہ یہ طریقہ بہتر و مرغوب فیہ ہی خواہ بیت المال مین مال ہو یا نہو۔ اور اگر مسلمانون کو قوت قتال حاصل نہ ہو بایں طور کہ بیت المال مین مال نہ ہو تو مضائقہ نہیں ہی کہ امام المسلمین مالدارون پر اسقدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے جانے والون کے لیے کافی ہو حکم کرے۔ پھر جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قادر ہو اُسپر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہی۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے سے عاجز ہی اور اُسکے پاس مال ہی تو اسپر واجب ہی کہ اپنے مال سے بجائے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے واسطے روانہ کرے پس ان دونون مین سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے پر قادر ہی ولیکن اُسکے پاس مال نہین ہی پس اگر بیت المال مین مال ہو تو امام المسلمین اسکو بقدر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور جب امام نے اسکو بیت المال سے قدر کفایت دیدیا تو پھر اسکو روا نہین ہی کہ کسی دوسرے سے بھی جعل لے۔ اور اگر بیت المال مین مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اسکو نہین دیا تو اسکو روا ہی کہ دوسرے سے جعل لیکر جہاد کو جاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو کو جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے پس اگر زید نے جعل دینے کے وقت یہ لفظ کہا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سوائے جہاد کے اور جگہہ اس مال کو صرف کرے حتی کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرکے جہاد کو جاوے اور اپنے بال بچون کا نفقہ اُنہین سے چھوڑ جاوے اور اگر زید نے اس سے یون کہا ہو کہ یہ تیرے واسطے ہی تو اس سے جہاد کر تو عمرو کو روا ہوگا کہ اس مال کو غیر جہاد مین بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد مین صرف کر سکتا ہی یہ حکم شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر مین اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر صغیر مین ذکر فرمایا ہی اور شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر مین ذکر فرمایا کہ عمرو کو دونون صورتون مین اختیار ہی کہ اس مال مین سے کچھ اپنے بال بچون کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جاوے اسواسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدون اسکے بن نہین پڑیگا پھر یہ بھی معنی جہاد کے اعمال مین سے ہی۔ اگر زید نے عمرو کو اپنی طرف سے جہاد کے واسطے جعل دیا پھر عمرو کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جا سکا اور اُسنے چاہا کہ بجائے اپنے کسی دوسرے کو جسقدر مال لیا ہی اُس سے کم دیکر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ولیکن جو کچھ مال بچا لیا ہی اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہی کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے نہین بچا کے رکھتا ہون بلکہ بیت المال مین داخل کر دونگا تو بچا لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچا لون تو دیکھنا چاہیے کہ اگر زید نے جعل دینے کے وقت عمرو سے یون کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھ لے اور اگر یون کہا ہو کہ یہ مال تیرا ہی تو اُس سے جہاد کر تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھ لے اور یہ ظاہر ہو گیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اس صورت مین تو اُسکے واسطے یہ جائز ہی کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھ لے جہاد نہ کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کے واسطے کسی قدر جعل کی شرط کی بایں طور کہ کسی کافر حربی کو قتل کر دے پس اُسنے قتل کر دیا تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ شرط کر دینے والے کو لازم ہی کہ اُسنے جو شرط کر دی ہی یعنی دینے مال کی وہ پوری کر دے ولیکن حاکم قضا مین ایفا کرنے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب مین مذکور ہی یہ خاصۃً امام محمد رح کا قول ہی اور امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ شرط جائز نہین ہی اور بعضی مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع جائز ہی [illegible] اور اگر امیر لشکر نے

مسئلہ [illegible]
مسئلہ [illegible]
[illegible]
مسئلہ [illegible]

کسی مزدور کو اسکے اجر المثل سے اسقدر زائد پر کہ لوگ اپنے انداز سے مین اتنا نقصان نہین اٹھاتے ہین مقرر کیا پس اجیر نے کام کیا اور مدت پوری ہو گئی تو اجر المثل سے جسقدر مزدوری زیادہ قرار دی ہے وہ زیادتی باطل ہے اور اگر امیر لشکر یا قاضی نے کہا کہ مین نے اسکو اسطرح مقرر کیا حالانکہ مین جانتا تھا کہ نہین چاہیے تو پوری اجرت اس مقرر کرنے والے کے مال مین سے ہو گی اور اگر امیر لشکر نے کسی مسلمان یا ذمی سے کہا کہ اگر تو نے اس سوار کو قتل کیا تو تیرے واسطے سو درم ہین پس اس نے قتل کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر حربی کفار مقتول پڑے ہون پس امیر لشکر نے کہا کہ جو انکے سر کاٹے اسکے واسطے دس درم اجرت ہے تو یہ جائز ہے کافرون کے سرون کا دار الاسلام مین لا و لانا مکروہ ہے یہ مضمرات مین ہے امام المسلمین پر واجب ہے کہ ثغور مسلمین کو قلعہ بند کرے اور دروازہ اسے ثغور پر لشکر تعین کرے تا کہ کفار کو بلاد مسلمین مین دخول سے مانع ہون اور انکو مقہور کرین یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر امام کوئی لشکر روانہ کرے تو چاہیے کہ انپر کوئی شخص امیر مقرر کر دے اور ایسے ہی آدمی کو انپر امیر مقرر کرے جو اسکے واسطے صالح و لائق ہو یعنی لڑائی کے کام مین خوش تدبیر ہو اور پرہیزگار ہو اور لشکر یون پر شفقت کرنے والا ہو اور سخی ہو اور شجاع ہو اور جب اسطور پر انپر کوئی امیر مقرر کیا تو چاہیے کہ ان مجاہدین کے واسطے اسکو وصیت کر دے یہ مبسوط مین ہے اور جب شرائط سرداری کے آدمی مین جمع ہون تو امام المسلمین کو چاہیے کہ اسکو امیر مقرر کر دے خواہ وہ قریشی ہو یا اور قبیلہ عرب سے ہو یا نبطی از سوالی ہو یہ محیط مین ہے اور یہ روا ہے کہ اگر امام کسی فاسق کو تدبیر لڑائی مین زیادہ لائق پاوے تو اسکو امیر مقرر کر دے یہ عتابیہ مین ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ جب امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا تو لشکر پر واجب ہے کہ اس بات مین اسکی اطاعت کرین الا آنکہ بالیقین یہ بات گناہ ہو اور واضح ہو کہ اس مسئلہ کی تین صورتین ہین ایک یہ کہ اہل لشکر بیقین یہ جانتے ہون کہ امیر نے جس بات کا حکم کیا ہے اس مین ہمکو نفع پہونچے گا مثلاً امیر لشکر نے انکو حکم کیا کہ ابھی قتال شروع نہ کرو اور انکو بیقین معلوم ہوا کہ ابھی قتال شروع نہ کرنے مین ہمارا نفع ہے بایں طور کہ بیقین معلوم ہے کہ فی الحال ہم اہل حرب سے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارے پیچھے دوسرا لشکر ہے کہ وہ ثانی الحال مین ہمارے ساتھ ملجائیگا اور قوت بڑھ جائیگی پس جب ایسی صورت ہے تو بالیقین فی الحال قتال کا ترک کرنا اہل لشکر کے حق مین نافع ہے تو اس صورت مین امیر لشکر کی اطاعت کرین دوم آنکہ انکو بیقین معلوم ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہے اس سے ہمارا ضرر ہے مثلاً امثال مذکورہ مین دیکھتے ہون کہ اہل حرب ہمسے فی الحال نہین لڑ سکتے ہین اور تاخیر قتال مین عنقریب انکی مدد آجائیگی جس سے ہمارا انسے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائیگا اور ہمکو ضرر پہونچے گا اور یہ یقین ہو تو امیر لشکر کی اطاعت نہ کرین اور سوم آنکہ اہل لشکر کو شک ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہے کہ اسمین ضرر ہو گا یا نفع ہو گا دونون طرف احتمال یکسان ہو کسی امر کا انکو یقین نہو تو اہل لشکر پر اسکے قول کی اطاعت واجب ہے اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے انکو قتال کرنے کا حکم دیا اور وہ جانتے ہین کہ بیقین ہمکو نفع پہونچے گا یا اسمین انکو شک ہے کہ نفع ہو گا یا ضرر ہو گا دونون طرف احتمال برابر ہو تو امیر کے حکم کی اطاعت کرین اور اگر بیقین جانتے ہون کہ ہمکو نفع حاصل نہ ہو گا بلکہ ضرر پہونچے گا تو اسمین اسکے قول کی اطاعت نہ کرین اور اگر اہل لشکر باہم مختلف ہون بعضے کہتے ہون کہ اسمین ہلاکت ہے اور بعضے کہتے ہون کہ اسمین نجات ہے اور کسی گمان کو دونون گمانون مین سے دوسرے پر ترجیح نہوئی بلکہ شک رہا تو اہل لشکر پر امیر کی اطاعت واجب ہے اگر امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا اور لشکرین سے ایک نے نافرمانی کی تو امیر مذکور

اسکو اول باری مین تادیب نہ کریگا یعنی سزا نہ دیگا بلکہ اُسکو نصیحت و فہمائش کر دیگا تاکہ پھر ایسا نہ کرے پھر اگر اسکے بعد اُسنے دوبارہ ایسی حرکت کی تو اُسکو تادیب کریگا الا آنکہ وہ کوئی عذر بیان کرے تو البتہ اُسکو چھوڑ دیگا ولیکن اُس سے خدا کی قسم لے لیگا کہ مین نے ایسی حرکت بعذر کی ہی اسواسطے کہ وہ ایسی بات کا دعوے کرتا ہی جو اسپر موجب تعزیر سے مانع ہی اور اُسکا ثبوت اُسی کے قول سے ہوتا ہی پس وہ اپنے قول مین بدون قسم کے سچا نہین قرار دیا جائیگا۔ اور اگر امیر لشکر نے لشکر کی ترتیب صف بندی مین یون کیا کہ ساقہ مین اقوام معین کی خصوصیت کر دی اور میمنہ اور میسرہ مین بھی یون ہی کیا کہ میمنہ چند اقوام خاص کے واسطے اور میسرہ چند اقوام خاص دیگر کے واسطے معین کر دی پھر دشمن نے ساقہ پر حملہ کیا اور بہت سختی سے مقابلہ کیا اور میمنہ و میسرہ والون کو اہل ساقہ کے حق مین سختی و شکست کا خوف لاحق ہوا تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ لوگ ساقہ کی مدد کے واسطے ساقہ مین چلے جاوین۔ اور یہ اُسوقت ہی کہ اُس سے اُنکے مراکز مین خلل نہ پڑتا ہو اور اگر اُس سے انکے مراکز مین خلل پڑتا ہو تو اہل ساقہ کو مدد دینا نہ چاہیے اور اگر امیر لشکر نے انکو حکم دیا ہو کہ اپنے مرکزون سے جنبش کر کے نہ جاوین اور منع کر دیا کہ کوئی دوسرے کو مدد نہ دین تو انکو نہ چاہیے کہ اہل ساقہ کو مدد دین اگرچہ وہ اپنی جانب سے بے خوف ہون و اہل ساقہ کے حق مین خوف کرتے ہون۔ اور اگر امام نے اہل لشکر کو منع کر دیا کہ جانورون کے چارہ کے واسطے نہ نکلین تو انکو نکلنا نہ چاہیے خواہ اہل منعت ہون یا نہ ہون یعنی اتنے لوگ کہ مکر دشمن کو دور کر سکتے و روک سکتے ہون یا ایسے نہون تو دونون یکسان ہین ولیکن امام نے جب انکو چارہ کے واسطے جانے سے منع کیا تو امام کو چاہیے کہ لشکر مین سے ایک قوم کو چارہ کے واسطے روانہ کرے اور انپر ایک شخص امیر مقرر کر دے کہ وہ تمام لشکر کے واسطے چارہ لاوین اور اگر امام نے کسیکو نہ بھیجا اور لشکر کو چارہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور انکو اپنی جانون اور اپنی سواریون کے حق مین خوف لاحق ہوا اور انکے پاس اسقدر نہین ہی کہ جس سے چارہ خریدین تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ چارہ کے واسطے جاوین اگرچہ اسمین امیر لشکر کی نافرمانی ہی اور اگر امیر لشکر نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص چارہ کے واسطے نہ جاوے الا فلان شخص کے جھنڈے کے نیچے ہو کر تو اہل لشکر کو چاہیے کہ اُسکی شرط کا لحاظ رکھین کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے بایں عبارت کہا کہ جو شخص چارہ کے واسطے جانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ فلان کے جھنڈے کے نیچے ہو کر جاوے تو بھی چاہیے کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین یہ محیط مین ہی۔ ہمارے حرام مہینون مین قتال کرنا روا ہی اور ان مہینون مین قتال سے جو ممانعت کی گئی تھی وہ منسوخ ہو گئی ہی۔ اور اگر مسلمانون کی تعداد کافرون کی تعداد سے نصف ہو تو مسلمانون کو انکی لڑائی سے بھاگ جانا حلال نہین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ان لوگون کے ساتھ ہتھیار ہون اور اگر ہتھیار نہ ہون تو جسکے پاس ہتھیار نہ ہون اس کو مضائقہ نہین ہی کہ وہ ایسے کافر کے روبرو سے جسکے پاس ہتھیار ہین دور بھاگ جاوے اور اسی طرح اگر اسکے پاس تیراندازی کا آلہ نہ ہو یعنی تیراندازی سے لڑائی نہین کر سکتا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ جو کافر تیراندازی کرتا ہی اُسکے سامنے سے فرار کر جاوے اور علی ہذا مضائقہ نہین ہی کہ ایک آدمی تین کافرون کے مقابلہ سے فرار کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جب مسلمانون کی تعداد بارہ ہزار یا زیادہ ہو تو انکو کافرون کے مقابلہ سے بھاگنا حلال نہین ہی اگرچہ تعداد کافرون کی کئی گونہ ہو اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ان سب کا کلمہ ایک ہی ہو اور اگر انکا کلمہ متفرق ہو تو ایک کے مقابلہ مین دو کا اعتبار کیا جائیگا اور ہمارے زمانہ مین طاقت کا اعتبار ہی۔ اور جو شخص ایسے مقام سے فرار کر گیا جہان اہل قلعہ منجنیق وغیرہ مار کر ضرر رسانی کر سکتے ہین یا ایسی جگہ سے جہان تیرون یا پتھرون سے صدمہ پہونچاتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا

کہ مضائقہ نہین ہی کہ امام المسلمین ایک مرد کو یا دو کو یا تین کو سریہ بنا کر روانہ کرے بشرطیکہ اکیلا یا دو یا تین اُسکی طاقت رکھتا ہو یہ ذخیرہ مین ہی - اور جہاد کے توابع سے رباط ہی یعنے ایسے مقام پر اقامت کرنا جہان ہجوم دشمن کا کھٹکا ہی بدین غرض کہ اگر وہ ناگاہ ہجوم کرے تو اُنکو دفع کرین اور اسمین اختلاف ہی کہ وہ کون جگہ ہی اسواسطے کہ یہ ہر جگہ متحقق نہین ہوتا ہی اور مختار یہ ہی کہ وہ ایسی جگہ ہی کہ اُسکے ورے اسلام نہ ہو اور تجنیسین مین اسی قول پر جزم کیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی -

دوسرا باب - قتال کی کیفیت کے بیان مین - جب امام المسلمین دار الحرب مین جانے کا قصد کرے تو اُسکو چاہیے کہ لشکر کا معائنہ کرے تاکہ انکی تعداد اور سوارون اور پیدلون کو معلوم کرے پس انکے نام لکھ لے یہ شرح طحاوی مین ہی اور جب مسلمان لوگ دار الحرب مین داخل ہو کر کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کرین تو پہلے انکو اسلام کی طرف بلاوین پس اگر وہ قبول کرین یعنے اسلام لاوین تو انکے ساتھ قتال سے باز رہین اور اگر انکار کرین تو انکو اداے جزیہ کی طرف بلاوین یعنی کہین کہ تم لوگ اپنے دین پر رہو مگر پست ہو کر جزیہ دیا کرو کذا فی الہدایہ پس اگر قبول کرین تو جو نفع ہمارے واسطے ہی وہ انکے واسطے اور جو ہم پر پڑیگا وہ انپر بھی پڑیگا کذا فی الکنز ولیکن جزیہ کے واسطے کہنا انھین کے حق مین ہی جنسے جزیہ قبول کیا جا سکتا ہی اور جنسے جزیہ نہ قبول کیا جائیگا انکو جزیہ دینے کی طرف نہ بلاوین یہ تبیین مین ہی - واضح ہو کہ کفار چند صنف کے ہین - ایک صنف یہ ہی کہ اُنسے جزیہ لینا نہین جائز ہی اور نہ انکو ذمی بنانا جائز ہی اور وہ عرب کے ایسے مشرک ہین جو کسی کتاب آسمانی کے قائل نہین ہین پس جب اہل اسلام انپر غالب ہون تو انکے مرد یا تو اسلام لاوین ورنہ قتل کر دیے جاوین اور انکی عورتین و بچے سب فی ہونگے اور دوسری صنف وہ کہ بالاجماع اُنسے جزیہ لینا جائز ہی اور وہ یہود و نصاری ہین خواہ عرب کے ہون یا کہین اور کے ہون اور اسی طرح مجوس سے بھی بالاجماع جزیہ لینا جائز ہی خواہ عرب کے ہون یا کہین اور کے ہون - اور تیسری صنف وہ مشرکین ہین کہ اُنسے جزیہ لینے کے جواز مین اختلاف ہی اور وہ سواے عرب اور سواے اہل کتاب اور سواے مجوس کے قوم مشرک ہین پس ہمارے نزدیک اُنسے جزیہ لینا روا ہی یہ محیط مین ہی - اور جسکو دعوت اسلام نہین پہونچائی گئی ہی اُس سے قتال کرنا نہین جائز ہی الا بعد اسکے کہ اسکو اسلام کی دعوت کرے کذا فی الہدایہ اور اگر اُنسے بغیر دعوت اسلام کے قتال کیا تو سب گناہگار ہونگے ولیکن جو کچھ انھون نے انکی جان و مال تلف کیے ہین اُسکے ضامن نہونگے جیسے انکی عورتون و بچون کے تلف کرنے مین ضامن نہین ہوتے ہین یہ مبسوط مین ہی اور جسکو دعوت اسلام پہونچ گئی ہی اُسکو بغرض مبالغہ انذار کے دعوت اسلام کر دینا مستحب ہی ولیکن واجب نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور واضح ہو کہ ایکبار کے واسطے دوبارہ دعوت اسلام کرنا دو شرطون سے مستحب ہی ایک یہ کہ پہلے دوبارہ دعوت اسلام پہونچانے مین مسلمانون کے حق مین ضرر نہو اور اگر تقدیم دعوت اسلام مین مسلمانون کے حق مین ضرر ہو مثلاً معلوم ہو کہ اگر تقدیم دعوت کیجائیگی تو وہ قتال کے واسطے سامان تیار کر کے مستعد ہو رہینگے یا کوئی حیلہ برپا کر لینگے یا اپنے قلعون کی درستی و مضبوطی کر لینگے تو تقدیم دعوت اسلام دوبارہ مستحب نہین ہی اور دوسری شرط یہ کہ اس دعوت سے طمع و امید ہو کہ شائد وہ لوگ قبول کر لین اور اگر انکو اس سے ناامیدی ہو تو دوبارہ دعوت مین بیکار مشغول نہ ہون یہ محیط مین ہی - اور مضائقہ نہین ہی کہ رات یا دن مین کافرون پر ایکبارگی تاخت کرین بدون دعوت اسلام کے اور یہ ایسی زمین کے واسطے کہ انکو دعوت اسلام پہونچ گئی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی پس جب کافرون نے اسلام اور اداے جزیہ سے انکار کیا تو اللہ تعالی عزوجل سے مدد و استعانت کی دعا کر کے

کافرون سے جہاد وقتال کرین کذا فی الاختیار شرح المختار اور روا ہی کہ انکے قلعون کے نیچے منجنیقین نصب کرین اور انکو جلادین اور انپر پانی سے سیل بہا دین اور انکے درخت کاٹ ڈالین اور انکی کھیتی خراب کردین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ انکے قلعہ خراب کرکے خاک مین ملاوین اور پانی مین اسکو غرق کردین اور عمارتین ڈھاوین اور شیخ حسن بن زیاد کہتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس قلعہ مین کوئی مسلمان قیدی نہین ہی اور جب یہ بات معلوم نہو تو جلانا وغرق کرنا روا نہین ہی ولیکن ہم کہتے ہین کہ اگر ہم نے اس امر سے انکو منع کیا تو مشرکین کے ساتھ انکو قتال کرنا وغالب ہونا متعذر ہو جائیگا اور قلعے تو بہت کم کسی قیدی سے خالی ہوتے ہین ولیکن یہ لوگ اس جلانے وغرق کرنے مین کافرون کا قصد کرینگے یہ مبسوط مین ہی اور مشرکون کو تیر مارنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ ان مین مسلمان قیدی یا مسلمان تاجر ہون اور اگر انھون نے مسلمانون کے بچے یا قیدیون کو ڈھال بنایا تو انکو تیر مارنے سے اہل اسلام باز نہ رہین مگر تیر سے کفارون کے قتل کا قصد رکھین پھر اسطرح لڑائی مین جو مسلمان قیدی یا تاجر یا بچہ مسلمان تلف ہوا اسکی دیت ان مجاہدون پر نہ ہوگی اور نہ انپر کفارۂ قتل لازم آویگا۔ اور جب لشکر بہت بڑا ہو جسپر بے خوفی وامن کے ساتھ اطمینان ہو تو اسکے ساتھ عورتون اور قرآن مجید لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور سریہ یعنی چھوٹے لشکر کے ساتھ جسپر اطمینان مذکور نہین ہی اسکے ساتھ عورتون ومصاحف کا لیجانا مکروہ ہی۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب مین گیا تو مضائقہ نہین ہی کہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید لیجاوے بشرطیکہ یہ قوم کفار ایسی ہون کہ اپنا عہد وفا کرتے ہون یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب لشکر بڑا ہو تو خدمت کے واسطے بوڑھی عورتون کو ساتھ لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور جو ان عورتون کا اپنے گھر مین رہنا اسلم ہی اور اولی یہ ہی کہ بخوف فتنہ عورتین بالکل نہ جاوین اور اگر بغرض مجامعت عورتون کا لیجانا ضروری ہو تو باندیون کو لیجاوین نہ آزادون کو یہ تبیین مین ہی۔ ایک قوم پرہیزگار لوگون کی جہاد کے واسطے جانا چاہتی ہی اور اگر انکے ساتھ فاسقون کی ایک قوم بھی جہاد کو جاتی ہی جنکے ساتھ مزامیر ہین پس اگر پرہیزگارون سے یہ ممکن ہو کہ بدون ان فاسقون کے چلے جاوین یعنے جہاد مین اسقدر کافی ہون تو ان فاسقون کے ساتھ نہ جاوین اور اگر بدون ان فاسقون کے جانا ممکن نہ ہو تو انکے ساتھ جاوین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور مسلمانون کو چاہیے کہ غدر نہ کرین اور غلول یعنی خیانت نہ کرین اور مثلہ نکرین کذا فی الہدایہ اور عورتون کو قتل نہ کرین اور نہ بچون کو اور نہ مجنون کو اور نہ شیخ فانی کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو الا اس صورت مین کہ انمین سے کسی کو تدبیر جنگ مین مداخلت ہو یا عورت ملکہ ہو یعنی انکی بادشاہ ہو تو اسکو قتل کردین اور اسی طرح اگر انکا بادشاہ کوئی طفل صغیر ہو اور اسکو میدان حرب مین اپنے ساتھ لائے ہون اور اسکے قتل کرنے مین انکی جماعت پریشان ہوئی جاتی ہو تو اسکے قتل کرنے مین مضائقہ نہین ہی یہ جوہرۃ نیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت مال والی ہو کہ لوگون کو لڑائی پر اپنے مال سے برانگیختہ کرتی ہو تو وہ قتل کردیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح ان لوگون مین سے جو مقابلہ کرتا ہو وہ بھی قتل کیا جاوے مگر اتنی بات ہی کہ طفل ومجنون اسی وقت تک قتل کیے جاسکتے ہین جب تک لڑائی کرتے ہین اور ان دونون کے سوا باقیون کے قید کیے جانے کے بعد بھی قتل کردینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر مجنون کبھی اچھا ہو جاتا ہو اور کبھی پھر مجنون ہو جاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت مین مثل صحیح کے ہی کذا فی الہدایہ اور جسکا ایک ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دوسرا پاؤن کٹا ہوا یا جسکا خاصۃً داہنا ہاتھ کٹا ہوا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ ایسے لوگ اپنے مال سے یا

اپنی راے سے لڑائی مین شریک ہنون یہ محیط مین ہی۔ اور جسکا ایک طرف کا بدن خشک ہوگیا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا اور اگر باوجود اسکے وہ قتال مین شریک ہو تو اسکے قتل کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور اسی طرح اندھا ولنجا و بوڑھا پھوس اگر ایسے لوگ قتال مین حاضر ہون اور کافرون کو لڑائی مین برانگیختہ کرین تو اُنکے قتل مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر کسی نے ایسے لوگون مین سے کسی کو قتل کر دیا تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جسکا بایان ہاتھ کٹا ہوا ہو یا دونون پائون مین سے ایک پائون کٹا ہو تو وہ لڑائی کرنے والون مین سے ہی پس وہ قتل کر دیا جائیگا اور اسی طرح گونگا و بہرا بھی قتل کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور طفل و معتوہ جب تک لڑائی پر انگیختہ کرتے ہون تب تک انکے قتل کر ڈالنے مین مضائقہ نہین اور جب وہ مسلمانون کے ہاتھ مین آگئے تو پھر مسلمانون کو انکا قتل کرنا نہین چاہیے اگرچہ اُنھون نے کئی آدمیون کو قتل کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہی کہ مرد مسلمان اپنے ہر ذی رحم محرم کو جو مشرک ہی پہل کر کے اسکو قتل کرے سواے والد و والدہ کے اور اپنے اجداد و جدات کے خواہ باپ دادا وغیرہ مردون کی طرف سے ہون یا نانا و نانی وغیرہ عورتون کی طرف سے ہون۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسکے والد نے اسکو اس کام کے کرنے پر مضطر نہ کیا ہو اور اگر باپ نے بیٹے کو اپنے قتل کرنے پر مضطر کیا مثلاً بیٹا اُس سے بھاگ نہین سکتا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ اسکو قتل کر دے اور اگر صف جنگ مین بیٹے نے اپنے باپ پر قابو پایا تو نہ چاہیے کہ قصد کر کے اُسکو قتل کر دے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو لوٹ جانے کا قابو دے تاکہ وہ جرأت حاصل کر کے مسلمانون پر لوٹ کر آوے بلکہ اسکو کسی گوشہ مین یا کسی مقام پر بھگا تنگ کر کے لیجاوے اور مضبوطی سے رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان آکر اسکو قتل کر دے یہ محیط مین ہی۔ اور جب تک راہب صومعہ مین یا منزوی ہی تب تک قتل نہ کیا جائیگا الا آنکہ لوگون مین مخالط ہو جاوے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ پس اگر مسلمانون کو ایسے لوگون کے جو قتل نہین کیے جاتے ہین لا دلانے اور دار الاسلام مین نکال لانے کی قوت حاصل ہو تو انکو دار الحرب مین چھوڑ آنا نہ چاہیے نہ عورت کو اور نہ طفل کو اور نہ معتوہ کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو اور نہ داہنی و بائین جانب سے ایک ہاتھ و ایک پائون کٹے ہوئے کو اور نہ داہنے ہاتھ کٹے ہوئے کو اسواسطے کہ انسے اولاد پیدا ہوگی پس انکے وہان چھوڑ آنے مین مسلمانون پر سختی و مدد ہو جائیگی اور رہا بڈھا پھوس جس سے نطفہ نہین قرار پا سکتا ہی تو چاہین اسکو وہان چھوڑ آدین اور چاہین نکال لاوین اور یہی حکم راہبون اور صومعہ والون کا ہی بشرطیکہ وہ سب ایسے ہون کہ عورتون سے جماع نہین کر سکتے ہین اور یہی حکم ایسی بڈھی عورتون کا ہی جن سے اولاد ہونے کی امید نہین ہی یہ ہدایہ سے بحر الرائق مین منقول ہی۔ امام قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ کفار دو قسم کے ہین بعضے ان مین سے وہ ہین جو اللہ عز و جل کے منکر ہین اور بعضے وہ ہین جو اللہ عز و جل کا اقرار کرتے ہین مگر اسکی وحدانیت کے منکر ہین جیسے بت پرست پس جو منکر اللہ عز و جل ہی جب اسکا اقرار کر لے تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو شخص مقر اللہ عز و جل ہی اور منکر اسکی وحدانیت کا ہی جب اسکی وحدانیت کا مقر ہو جاوے بایں طور کہ کہے لا الٰہ الا اللہ تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو مقر بوحدانیت اللہ عز و جل ہو اور اُسنے رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا ہی جب وہ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کر لے تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ بت پرست یا ذمی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہین کرتا ہی اگر اُسنے کہا اللہ تو وہ مسلمان نہوگا اور اگر کہا کہ مین مسلم ہون تو وہ مسلمان ہو جائیگا پھر اگر اُسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ مین حق پر ہون تو مسلمان نہوگا۔ اور

یہودی یا نصرانی نے اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ مسلمان نہ ہوگا جبتک یہ نہ کہے و محمد رسول اللہ۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو یہود و نصاریٰ آجکل مسلمانوں کے روبرو موجود ہین اگر انہین سے کسی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ اپنے دین سے بیزاری کا اقرار کرے چنانچہ اگر نصرانی ہو تو کہے کہ مین نصرانیت سے بیزار ہون اور اگر یہودی ہو تو کہے کہ مین یہودیت سے بیزار ہون اور باوجود اسکے یون کہے کہ مین دین اسلام مین داخل ہوا۔ اور اگر یہودی یا نصرانی نے کہا کہ انا مسلم یعنی مین مسلم ہون یا کہا کہ اسلام لایا مین تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ مسلم وہ ہے جو تابع حق و گردن جھکائے ہوئے ہو اور ہم حق پر ہین پس اگر اُسنے کہا کہ مین مسلم ہون تو اس سے دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے کہا کہ اس سے میری یہ مراد ہے کہ مین نے دین نصرانیت یا یہودیت کو چھوڑا اور مین دین اسلام مین داخل ہوا تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا حتی کہ اگر اسکے بعد اُسنے رجوع کیا یعنی اسلام سے پھر گیا تو قتل کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ ہے کہ مین حق کے واسطے گردن جھکائے ہون اور مین حق پر ہون تو مسلمان نہ ہوگا۔ اور اگر اس سے دریافت نہ کیا گیا یہانتک کہ اُسنے مسلمانون کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھی تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ قبل دریافت کیے جانے یا قبل مسلمانون کے ساتھ جماعت مین نماز پڑھنے کے مرگیا تو مسلمان ہونے کی حالت مین مرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ لا الہ الا اللہ مین یہودیت یا نصرانیت سے بیزار ہوا اور اسکے ساتھ یون نہ کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا حتی کہ اگر مرگیا تو اسپر نماز نہ پڑھی جاویگی اور اگر اُسنے اسکے ساتھ یہ کہا ہو کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی نے کسی شخص کے جواب مین جسنے اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دریافت کیا تھا یون کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہین تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ اگر نصرانی سے کہا گیا کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہین اُسنے کہا کہ ہان تو مسلمان نہوگا۔ ہمارے زمانہ مین یہ واقعہ ہوا کہ ایک نصرانی سے کہا گیا کہ کیا دین اسلام حق ہے پس اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے کہا گیا کہ کیا دین نصرانیت باطل ہے پس اُسنے کہا کہ ہان پس بعض مفتیون نے فتوی دیا کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور بعض نے فتوی دیا کہ مسلمان ہوگیا۔ اور اسی طرح اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ مین دین حنیفیہ پر ہون تو وہ مسلمان نہ ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ اگر یہودی نے کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اگرچہ اُسنے یہ نہ کہا ہو کہ مین یہودیت سے بیزار ہوا اور مجوسی نے اگر کہا کہ مین اسلام لایا یا کہا کہ مین مسلم ہون تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ اپنی ذات کے واسطے وصف اسلام کا دعوے نہین کرتے ہین بلکہ ایک گونہ بدگوئی شمار کرتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر اہل کتاب مین سے یا کسی اہل شرک نے ہماری جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک اُسکے اسلام کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر اُسنے اکیلے نماز پڑھی تو امام اعظمؒ کے قول پر اُسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور بربنائے قول صاحبین رحمہما اللہ کے اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے کہا کہ حقیقت مین کچھ اختلاف نہین ہے کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو منقول ہے اسکی یہ تاویل ہے کہ اُسنے بدون اذان و اقامت کے تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اُسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبینؒ سے جو منقول ہے اسکی تاویل یہ ہے کہ اُسنے اذان و اقامت کے ساتھ تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جسطرح ہمنے ذکر کیا ہے اسپر اتفاق ہے کچھ اختلاف نہین ہے۔ اور جناس مین لکھا ہے کہ اگر گواہون نے کہا کہ رأیناہ یصلی بسنۃ یعنی ہم نے اسکو دیکھا کہ بسنت نماز پڑھتا تھا اور یہ نہ کہا کہ بجماعت نماز پڑھتا تھا پس اُسنے

کہا کہ مین نے اپنی نماز پڑھی ہو تو یہ اسلام نہ ہوگا یہان تک کہ وہ کہین کہ اسنے ہماری سی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ اذان دیتا اور اقامت کرتا تھا تو مسلمان ہوگا خواہ اذان سفر مین ہو یا حضر مین اور اگر گواہون نے کہا کہ ہمنے اسکو سنا کہ مسجد مین اذان دیتا تھا تو یہ کچھ نہین ہو جبتک یہ نہ کہین کہ یہ موذن ہو چنانچہ جب انھون نے یہ کہا کہ یہ موذن ہو تو وہ مسلمان ہوگا اسواسطے کہ جب انھون نے اسکو موذن کہا تو یہ عادۃ ہوگا پس وہ مسلمان ہوگا یہ بزازیہ سے بحرالرائق مین منقول ہو۔ اور اگر اسنے روزہ رکھا یا حج کیا یا زکوۃ ادا کی تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور داؤد بن رشید نے امام محمدرح سے روایت کی ہو کہ اگر اسنے اس طور پر حج کیا جیسے مسلمان کرتے ہین یا بین طور کہ لوگون نے اسکو دیکھا کہ اسنے احرام کے واسطے تہیہ کیا اور تلبیہ کہا اور مسلمانون کے ساتھ مناسک حج مین حاضر رہا تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ مناسک مین حاضر نہوا یا مناسک مین حاضر ہوا مگر حج نہ کیا تو مسلمان نہ ہوگا۔ اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ بڑی مسجد مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ فلان مسجد مین نماز پڑھتا تھا تو دونون کی گواہی قبول کی جائیگی اور وہ اسلام کے واسطے مجبور کیا جائیگا کذا فی فتاوی قاضیخان ولیکن وہ قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور حسن بن زیاد سے مروی ہو کہ اگر کسی نے ذمی سے کہا کہ اسلام لا پس اسنے کہا کہ مین اسلام لایا تو اسلام پر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ امام محمدرح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر مسلمان نے کسی مشرک پر حملہ کیا تاکہ اسکو قتل کر دے پس جب اسکو تنگ دباؤ مین کر لیا تو اسنے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ پس اگر کافر ایسی قوم مین سے ہو کہ وہ لوگ اس کلمہ کو نہین کہتے ہین تو مسلمان پر واجب ہو کہ اس سے باز رہے اور اگر اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لایا تو وہ آزاد مسلمان ہو بشرطیکہ اسنے یہ کلمہ توحید قبل مرد مسلمان کے اسکو مقہور کرنے کے کہا ہو اور اگر مسلمان نے اسکو مقہور کر لیا پھر اسنے یہ کلمہ کہا تو وہ فئی ہوگا ولیکن قتل نہ کیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ مین نے جو کہا تھا اس سے اسلام کی نیت نہین کی تھی بلکہ یہودیت مین داخل ہونے کی نیت کی تھی یا مین نے چاہا تھا کہ مجھے پناہ ملے تاکہ تو مجھے قتل نہ کرے تو اسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جب اسنے لا الہ الا اللہ کہا اور مسلمان نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا پس وہ بھاگ گیا اور مشرکون مین جا ملا پھر لڑتا ہوا آیا پھر اسپر مرد مسلمان نے حملہ کیا پھر جب اسکو تنگ جا دبایا تو اسنے کہا کہ لا الہ الا اللہ پس اگر اسکا گروہ ہو کہ وہان وہ پناہ مین جا سکتا ہو تو اسکے قتل کر ڈالنے مین مضائقہ نہین ہو اور اگر اسکا گروہ پریشان و متفرق ہو گیا ہو تو مسلمان کو اسکا قتل کر دینا روا نہین ہو ولیکن اسکو تادیب کرے اس فعل پر جو اس سے صادر ہوا ہو۔ اور اگر یہ مشرک ایسے لوگون مین سے ہو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہین ولیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے مقر نہین ہین اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اسکے قتل کر دینے مین مضائقہ نہین ہو اگرچہ اسنے یہ کلمہ کہا ہو۔ اور اگر اسنے یون کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ تو مسلمان پر واجب ہو کہ اسکے قتل سے ہاتھ روک لے اور جب کوئی کافر اسلام پر مجبور کیا گیا اور وہ اسلام لایا تو استحسانا اسکا اسلام صحیح ہوگا اور نوادر بن رستم مین مذکور ہو کہ جو شخص نشہ مین اسلام لایا تو اسکا اسلام قبول کیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر بت پرست نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہین تو وہ مسلمان ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہون یا مین حنیفیہ پر ہون یا اسلام پر ہون تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر وہ مرگیا تو اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر کو اسلام تلقین کیا تو وہ مسلمان نہوا اور اسی طرح اگر اسکو قرآن سکھایا یا قرآن پڑھایا تو وہ مسلمان نہوا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو

تیسرا باب مصالحہ اور امان کے بیان اور اس بیان مین کہ کسکی امان روا ہی - اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے مصالحہ کرلے یا بعض فریق اہل حرب سے مصالحہ کرلے اور اسمین مسلمانون کے حق مین بھلائی ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے موادعہ کرلے اور اسپر کچھ مال اُنسے لے لیعنی کچھ مال لے کر اُنسے موادعہ کرلے تو مضائقہ نہین ہو لیکن یہ حکم اسوقت ہی کہ مسلمانون کو مال کی حاجت ہو اور اگر حاجت نہو تو اسطرح موادعت (یعنے صلح و لڑائی تمام دینا) جائز نہین ہی اور جسقدر مال اس موادعت سے لیا ہو وہ جزیہ کے مصارف کے طور پر صرف کیا جائیگا بشرطیکہ مسلمانان مجاہدین نے انکے ملک مین جاکر نزول کرکے اسطرح موادعت سے مال نہ لیا ہو بلکہ اہل حرب نے اپنا ایلچی بھیجکر اسطرح صلح کی درخواست کی ہو اور اگر مسلمانون کے لشکر نے انکو گھیر لیا پس اُنھون نے مال دیکر صلح کرلی تو یہ مال غنیمت ہی کہ اُسکا خمس یعنی پانچوان حصہ نکال کر باقی کو باہم مسلمانون مین تقسیم کردے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر اہل حرب سے کسی ایک فریق مسلمانون نے موادعت کرلی بدون اجازت امام کے تو موادعت جائز ہی اور یہ سب مسلمانون پر جائز ہوگی یعنی کوئی اسکو توڑ نہین سکتا ہی اسواسطے کہ یہ امان ہی اور ایک کا امان دینا مثل سب کے امان دینے کے ہی یعنی سب کی طرف سے امان ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی مسلمان نے اہل حرب سے ہزار دینار پر ایکسال کی شرط پر صلح کرلی تو اُنکی صلح جائز ہی پس اگر امام کو یہ بات معلوم نہوئی یہانتک کہ سال گذر گیا تو وہ مال لیکر اسکو بیت المال مین داخل کردے اور اگر امام کو اُنکی صلح کا حال معلوم ہوا اور سال نہین گذرا ہی تو امام غور فرمائیگا پس اگر اسکے باقی رکھنے مین مصلحت ہو تو اس صلح کو باقی رکھیگا اور مال لے لیگا اور اگر اسکے توڑ دینے مین مصلحت معلوم ہو تو مال انکو واپس دیگا پھر انکی صلح انکی طرف پھینکدیگا اور انکے ساتھ قتال کریگا اور اگر نصف سال گذر گیا ہو تو بھی کل مال استحسانًا واپس کردیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مسلمان نے اہل حرب سے کہا کہ وادعتکم بالف دینار یعنی مین نے تم سے بعوض ہزار دینار کے بمقابلہ ایک سال کے صلح کی پھر سال مین سے تھوڑا گذر گیا اور تھوڑا باقی ہی کہ امام نے انکی صلح انکو رد کردی یعنے رد صلح کی اطلاع کردی تو امام کو مال مین سے بقدر گذری ہوئی مقدار سال کے حساب سے مال مین سے ملیگا یعنی اسقدر رکھ لے اور باقی کے مقابلہ مین جسقدر مال رہا وہ واپس کردے مثلًا نصف سال گذرا ہی تو نصف مال کا استحقاق ہی اور نصف مال واپس کردے یہ محیط مین ہی - اور اگر اہل حرب سے تین سال کے واسطے ہر سال کی بعوض ہزار درم کے صلح کی ہو اور کل مال وصول کرلیا پھر امام نے موادعہ مذکورہ کو توڑ دینے و رد کردینے کا قصد کیا حالانکہ ایک سال گذرا ہی تو انکو دو تہائی مال واپس کردے اسواسطے کہ تسمیہ متفرق ہونے سے عقود متفرق ہوگئے بخلاف صورت اول کے کہ اسمین مال مذکور بشرط موادعت ایک سال کا مل ہی اور عقد ایک ہی ہی اور مال بجزت شرط یعنی لفظ پر ذکور ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور موادعت دس برس سے زیادہ تک کے واسطے روا ہی بشرطیکہ امام المسلمین کو اس موادعت مین مسلمانون کے حق مین بہتری نظر آوے یہ خزانۃ المفتین شرح مختار مین ہی - اور اگر دشمن نے مسلمانون کا محاصرہ کیا اور کہا کہ اگر مال دیکر صلح کرلو تو ہمکو منظور ہی تو امام المسلمین اسکو نامنظور فرمائیگا الا ایسی صورت مین کہ خوف ہلاکت ہو تو روا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر اہل حرب نے امام المسلمین سے چند سال معلومہ کے واسطے بدین شرط صلح کی درخواست کی کہ ہم ہر سال مسلمانون کو اسقدر مال معلوم بدین شرط ادا کرینگے کہ ہمارے ملک مین ہمپر احکام اسلام جاری نہون تو امام اسکو منظور نہ فرماویگا الا ایسی صورت مین کہ مسلمانون کے واسطے اسمین بہتری ہو پس اگر یہ امر مسلمانون کے واسطے بہتر ہوا اور صلح اس امر پر واقع ہوئی کہ ہر سال مسلمانون کو سو راس نفس دینگے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ

انھون نے سو راس غیر معین پر صلح کی دوم آنکہ سو راس معین پر صلح کی پس اگر سو راس غیر معین پر صلح ہو تو دیکھا جاویگا کہ اگر یہ سو راس جو شرط کیے ہین خود اہل حرب اور انکی اولاد مین سے ہون تو یہ صلح جائز نہ ہوگی اور اگر یہ سو راس مشروط انکے غلامون و مملوکون مین سے ہون تو صلح جائز ہوگی اور اگر صلح سو راس معین پر جو انکے خود نفوس و اولاد مین ہین واقع ہوئی مثلاً انھون نے شروع سال مین کہا کہ ہمکو امن دو بدین شرط کہ یہ لوگ تمھارے واسطے مملوک ہونگے اور ہم تمسے تین سال کے واسطے جناب سے آوینگے اس شرط سے صلح کرتے ہین کہ ہر سال ہم تمکو سو راس اپنے مملوکون سے دینگے تو یہ جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کافرون نے موادعت مین یہ شرط کی کہ امام انکو وہ شخص واپس کر دے جو انمین سے مسلمان ہو کر ہمارے پاس آجاوے تو موادعت جائز اور شرط باطل ہی کہ اسکا وفا کرنا واجب نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر امام نے ان سے صلح کر لی پھر صلح کا توڑ دینا مصلحت معلوم ہوا تو انکی صلح انپر پھینکدے پھر انسے قتال کرے۔ اور نبذ یعنے صلح کا رد کرنا بھی اسی طور سے ہوگا جسطور سے امان دینا واقع ہوا تھا یعنی اگر امان دینا منتشر و شہرت کے ساتھ تھا تو رد صلح بھی اعلان و انتشار کے ساتھ ہونی واجب ہی اور اگر امان دینا منتشر نہ تھا مثلاً ایک مسلمان نے انکو پوشیدہ امان دیدی تھی تو تنہا ایک شخص کا رد صلح کر دینا کافی ہی۔ پھر بعد رد صلح کے انسے قتال کرنا اتنی مدت تک روا نہین ہی کہ انکا بادشاہ اس مدت مین اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے یعنی اتنے عرصہ تک اسکو مہلت دے کہ اس مدت مین وہ اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے خواہ پہونچاوے یا نہ پہونچاوے۔ اور اگر وہ لوگ اپنے قلعون سے نکلکر شہرون مین منتشر ہو گئے ہون اور مسلمانون کے لشکر مین بھی آگئے ہون یا اپنے قلعہ انھون نے بے مرمت کر ڈالے ہون بسبب امان و صلح ہونے کے تو انکو مہلت دے یہانتک کہ سب لوگ اپنے اپنے مامن مین واپس جاوین اور اپنے قلعون کو اسطرح بنالین جیسے وہ تھے اور یہ مہلت اسواسطے ہی کہ غدر کرنا ثابت نہو اور یہ حکم نقض صلح کی اطلاع دہی و مہلت دہی وغیرہ کا اسوقت ہی کہ امام نے کسی قدر مدت کیواسطے انسے صلح کی ہو پھر قبل اس مدت کے گذرنے کے صلح توڑ دی ہو اور اگر مدت مذکور گذر گئی تو اسکے گذرنے پر خود ہی صلح ٹوٹ جائیگی پس انکو اطلاع دہی نہ کریگا یہ تبیین مین ہی۔ اور مسلمانون کو ہرگز نہ چاہیے کہ اہل حرب پر یا انکے اطراف ملک پر جب تک صلح باقی ہی لوٹ مار کرین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر انھون نے عہد مین خیانت کی اور پہل کی تو انکو نقض صلح کی اطلاع نہ دے اور انسے قتال کرے بشرطیکہ یہ امر انکے اتفاق کے ساتھ ہو یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اہل حرب مین سے جنکے ساتھ موادعت و صلح ہی ایک جماعت ایسی جنکے واسطے منعت و قوت حاصل نہین ہی دار الحرب سے نکلکر انھون نے دار الاسلام مین رہزنی کی تو یہ امر انکی طرف سے نقض عہد نہین ہی اور اگر ایسی قوم نکلی جنکو منعت و قوت حاصل ہی مگر بدون اجازت اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کے نکلی ہی تو انکا بادشاہ و انکے اہل مملکت اپنی موادعت پر باقی رہینگے اور یہ لوگ جنھون نے رہزنی کی ہی انکے قتل کرنے اور مملوک بنانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر یہ لوگ اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کی اجازت سے نکلے ہین تو یہ امر سب کے حق مین نقض عہد ہوگا یہ فتاوی کرخی مین ہی۔ اور اگر اہل اسلام اور کسی اہل حرب سے صلح قائم ہو پھر انمین سے ایک شخص ایسے کافرون کے ملک مین داخل ہوا جنسے مسلمانون سے صلح نہین ہی پھر مسلمانون نے اس ملک پر جہاد کیا اور اس شخص کو گرفتار کیا تو وہ امن مین ہی اسپر کوئی راہ نہین ہی اور نہ اسکے مال پر اور نہ اسکے رقیق وغیرہ پر کسی پر کوئی راہ نہین ہی اور جن کافرون سے ہم نے صلح کر لی ہی وہ جہان چاہین جاوین اور جس ملک مین چاہین داخل ہون بہرحال وہ مامون ہین کہ ہماری طرف سے انکو امان ہی اور اگر مسلمانون نے کسی ملک پر

جہان اہل حرب ہین جہاد کیا جنسے ہمسے مصالحہ نہین ہر اور وہان کسی ایسے شخص کو گرفتار کیا جو ایسے ملک کا رہنے والا
ہر جنسے ہمسے مصالحہ ہر مگر وہ اسس ملک کے کافرون کے پنجہ مین جنپر مسلمانون نے جہاد کیا ہر اسیر تھا تو اس صورت
مین وہ ہماری لوٹ کا مال ہوگا یہ سراج وہاج مین ہر- واضح ہو کہ ذمی اُسکو کہتے ہین کہ اُسنے عہد کیا کہ ہم مسلمانون سے
مقابلہ نہ کرینگے جزیہ ادا کرینگے اور اپنے دین پر مسلمانون کے تابع ہوکر رہینگے قال فی الکتاب اور اگر ذمیون نے اپنا عہد
توڑا تو وہ مثل اُن مشرکون کے ہین جنھون نے اپنی صلح کا عہد توڑا اور انکا مال لے لینا جائز ہر اسواسطے کہ جزیہ کے ساتھ
انکا باقی رکھنا روا ہر یہ اختیار شرح مختار مین ہر- اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہوگئے اور اُنھون نے غلبہ کیا اور جس ملک
مین رہتے ہین وہ دار الحرب ہوگیا تو خوف کی حالت مین اُنسے بلا مال لیے صلح کر لینا روا ہر بشرطیکہ اسمین مسلمانون کے
حق مین بہتری ہو اور اگر اُنسے مال لیکر صلح کی تو جب اُنپر فتحیاب ہون یہ مال اُنکو واپس نہ دیا جاوے اسواسطے کہ یہ مال
مسلمانون کے واسطے غنیمت ہر بخلاف باغیون کے یعنے وہ گروہ مسلمان جو امام برحق کی اطاعت سے سرکشی کرکے باغی
ہو جاوین تو جب لڑائی ختم ہو جاوے اور باغی لوگ تابع ہون تو انکا مال جو ہاتھ آیا ہر وہ ان لوگون کو واپس کر دینا واجب ہر
اسواسطے کہ وہ مال غنیمت نہوگا ہان قبل لڑائی ختم ہونے کے انکا مال انکو واپس نہ کریگا اسواسطے کہ اسمین اُنکے حق مین اعانت
ہر یہ نہر الفائق و فتح القدیر مین ہر- اور عرب کے بت پرست لوگ مثل مرتدون کے ہین حکم موادعت مین اسواسطے کہ عرب
کے بت پرستون سے مثل مرتدون کے سواے اسلام کے اور کچھ قبول نہ کیا جائیگا پس وہ اسلام لاوین یا تلوار
حکم ہر اور سردار لشکر اسلام کو یا اور کوئی قائد ہو اسکو یہ مکروہ ہر کہ اہل حرب کا ہدیہ قبول کرکے مخصوص اپنے واسطے کر لے
بلکہ یون کرنا چاہیے کہ اسکو مسلمانون کے واسطے مال غنیمت قرار دے- اور اہل حرب کے ہاتھ ہتھیارون و کراع کا
فروخت کرنا مکروہ ہر خواہ اُنسے صلح ہوگئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور نیز انکے پاس یہ سامان بھیجنا بھی مکروہ ہر اور اسی طرح لوہا وغیرہ
جو چیز اصل آلات حرب ہر اُنکے یہان بھیجنا یا انکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہر اور ذمیون کے یہان ان چیزون کا بھیجنا
مکروہ نہین ہر یہ اختیار شرح مختار مین ہر- اور اگر حربی ایک تلوار لایا اور بجاے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی
تو دار الاسلام سے باہر نہ لیجانے پاوے یہ مبسوط مین ہر اور اگر اسکو درمون کے عوض فروخت کرکے پھر دوسری خریدی
تو مطلقاً منع کیا جائیگا یہ تبیین مین ہر- اور اگر اہل حرب کے کسی بادشاہ نے درخواست کی کہ مین تمہارا ذمی ہوتا ہون
بدین شرط کہ جزیہ ادا کرونگا اور اپنی مملکت مین جسطرح چاہونگا قتل و ظلم وغیرہ سے حکم کرونگا تو اسلام مین یہ امر روا نہین
ہر اور اسکی درخواست قبول نہ کیجاویگی- اور اگر کوئی قطعہ زمین اسکا ہو جسمین اُسکے اہل مملکت سے ایک قوم ساکن ہو جو
اسکے غلام ہون کہ جسکو ان مین سے چاہتا ہر فروخت کرتا ہر پھر اُسنے مسلمانون سے ذمی ہوکر صلح کر لی تو بعد صلح کے
بھی وہ لوگ اُسکے غلام ہونگے جیسے پہلے تھے کہ جنکو چاہے فروخت کر دے یہ فتح القدیر مین ہر- اور اگر اسپر کوئی دشمن
غالب آیا پھر مسلمانون نے اسکے ذمی ہونے کی وجہ سے اس دشمن کو زیر کرکے ان غلامون کو اُس سے چھین لیا تو قبل تقسیم
غنیمت کے یہ سب مملوک اس ذمی بادشاہ کو مفت واپس دیے جاوینگے اور اگر تقسیم غنیمت ہو چکی ہو تو پھر بقیمت واپس
دیے جاوینگے جیسے دیگر اموال اہل ذمہ کا حکم ہر اور علی ہذا اگر بادشاہ مذکور مسلمان ہوگیا اور جو لوگ اسکی مملوکہ زمین
مین اُسکے غلام ہین وہ بھی مسلمان ہوگئے یا اسکی زمین والے مسلمان ہوئے اور بادشاہ مسلمان نہوا تو یہ لوگ جو اُسکی
زمین مین ہین اسکے غلام رہینگے- جیسے پہلے تھے یہ مبسوط مین ہر- **فصل** امان کے بیان مین- اگر کسی مرد مسلمان

آزاد نے یا عورت مسلمہ آزادہ نے کسی کافر کو یا ایک جماعت کفار کو یا اہل قلعہ کو یا ایک شہر والون کو امان دی تو اسکا ان لوگون کو امان دینا صحیح ہی اور مسلمانون مین سے کسی کو روا نہ ہوگا کہ پھر ان لوگون سے قتال کرے لیکن اگر اسکا اس طرح امان دینا خلاف مصلحت ہو کہ اسمین مفسدہ نظر آوے تو امام المسلمین انکی امان توڑنے سے انکو اطلاع دیدیگا جیسے کہ اگر خود امام نے امان دی پھر مصلحت اس امان کے توڑ دینے مین ظاہر ہوئی تو انکو امان توڑ دینے کی اطلاع کریگا۔ اور اگر امام نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لشکر اسلام مین سے کسی آدمی نے انکو امان دیدی حالانکہ اسمین خرابی ہی تو امام ان لوگون کو امان توڑ دینے سے مطلع کر دیگا اور اس شخص کو جسنے امان دیدی تھی تادیب کریگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور ذمی کا امان دینا باطل ہی لیکن اگر امام نے ذمی کو حکم کیا کہ ان حربیون کو امان دیدے پس اُسنے دیدی تو جائز ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور مکاتب کا امان دینا روا ہی اور جو مسلمان کہ اہل حرب کے ملک مین تاجر ہی یا جو مسلمان کہ انکے ہاتھ مین مقید ہو اسکا امان دینا روا نہین ہی اور جو شخص دار الحرب مین مسلمان ہوا ہو اور وہان موجود ہو اور اُس نے اہل حرب کو امان دیدی تو اسکی امان روا نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر غلام نے امان دی پس اگر وہ جہاد و قتال کرنے مین اپنے مولے کی طرف سے اجازت یافتہ ہی تو بلا خلاف اس غلام کا امان دینا روا ہی اور اگر وہ قتال سے ممنوع ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اُسکا امان دینا نہین صحیح ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور امام ابو یوسف رح کا قول اس مسئلہ مین مضطرب ہی۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ غلام مجور کی امان مین یہ اختلاف مذکور اُس صورت مین ہی کہ یہ جہاد بدون نفیر عام پہونچنے کے واقع ہوا ہو اور اگر جہاد کے واسطے نفیر عام پہونچی ہو کہ جس سے ہر فرد بشر پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہی تو ایسی صورت مین اس غلام کی امان بلا خلاف صحیح ہوگی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہین بلکہ ہر صورت مین اختلاف ہی یہ محیط مین ہی اور باندی کے امان دینے مین بھی وہی تفصیل ہی جو غلام مین مذکور ہوئی یعنے اگر باندی اپنے مولی کی اجازت سے قتال کرتی ہو تو اسکا امان دینا صحیح ہی اور اگر وہ قتال نہ کرتی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکی امان نہین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی طفل نے امان دی حالانکہ غیر عاقل ہی یعنے اُسکے نفع و ضرر کو نہین سمجھتا ہی تو اسکی امان نہین صحیح ہی جیسے مجنون کا حکم ہی اور اگر وہ اسلام کو سمجھتا ہو اور وصف اسلام بیان کرتا ہو یعنی اسلام کسکو کہتے ہین پس وہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہو حالانکہ وہ قتال سے ممنوع ہی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نہین صحیح ہی اور امام محمد کے نزدیک صحیح ہی اور اگر وہ قتال کے واسطے اجازت یافتہ ہو تو اصح یہ ہی کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور جو شخص مختلط العقل ہو مگر وہ اسلام کو جانتا ہو اور اسکا وصف بیان کرتا ہو تو وہ بمنزلہ طفل عاقل کے ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر طفل بالغ ہوا مگر وہ اسلام کے ارکان و اوصاف نہین بیان کر سکتا ہی بسبب نجانے کے اور امر معیشت کو نہین سمجھتا ہی تو اسکی امان نہین صحیح ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ مرتد کے ہی اور یہی حکم لڑکی کا ہی خواہ لڑکی آزادہ ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مسلمانون مین سے کسی مرد نے ایک گروہ مشرکون کو امان دیدی پھر دوسرے گروہ مسلمانون نے انپر تاخت کی اور مردون کو قتل کیا اور عورتون اور اموال کو لوٹ لیا اور آپسمین تقسیم کر لیا اور ان عورتون سے انکی اولاد ہوئی پھر اس گروہ مسلمانون کو جنھون نے تاخت کی ہی امان دیے جانے کا حال معلوم ہوا تو قتل کرنے والون پر جسکو انھون نے قتل کیا ہی اسکی دیت واجب ہوگی اور عورتین و مال انکے اہل کو واپس دیے جاوینگے اور ان عورتون سے چونکہ انھون نے وطی کی ہی انکا مہر تاوان دینگے اور انسے جو اولاد پیدا ہوئی ہی وہ بغیر قیمت آزاد

ہونگے اور اپنے والد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انکی تبعیت میں مسلمان ہونگے کہ انکے واپس دیے جانے کی کوئی راہ نہین ہو اور واضح ہو کہ عورتین تین حیض گذر جانے کے بعد واپس دیجاوینگی اور اس عدت کے زمانہ مین یہ عورتین کسی عادل کے پاس چھوڑی جاوینگی اور عادل اس معاملہ مین بوڑھی پرہیزگار عورت ہوگی نہ مرد یہ محیط مین ہو۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے اہل حرب کو امان کی ندا پکاری تو سب اہل حرب انکی امان ہی کی آواز سنکر امن مین ہوجاوینگے چاہے کسی زبان مین انکو ندا دی ہو خواہ انھون نے اس کلام کو سمجھکر امان معلوم کرلی ہو یا اس زبان کو نہ سمجھے اور اس سے امان کو نہ معلوم کیا ہو صرف آواز سنی ہو جیسے مثلاً عربی زبان مین انکو امان دینے کی منادی کردی حالانکہ وہ لوگ رومی ہین کہ عربی نہین سمجھتے ہین یا نبطی زبان مین انکو ندا سے امان دی حالانکہ یہ لوگ ایسی قوم ہین کہ نبطی نہین سمجھتے ہین اور مثل اسکے تو ایسی صورت مین آواز سنکر وہ امون ہوجاوینگے اور اگر کافرون نے مسلمانون کے امان دہی کی آواز نہین سنی تو انکے واسطے امان حاصل نہ ہوگی پس انکا قتل کرنا اور گرفتار کرنا روا ہو۔ اور اگر مسلمانون نے ایسے مقام سے انکو منادی کی کہ وہان سے آواز سن سکتے ہین مگر دیگر قرائن سے ہر جہت سے یہ معلوم ہوا کہ ان لوگون نے آواز نہین سنی ہو مثلاً یہ لوگ خواب مین تھے یا قتال مین مشغول تھے تو یہ امان ہوگئی اور معلوم ہونے سے یہان یہ مراد ہو کہ غالب رائے سے یہ امر معلوم ہوا نہ بعلم حقیقی۔ اور واضح رہے کہ سب کو امان حاصل ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہو کہ آواز امان کو سب لوگ سنین بلکہ اکثر کا سن لینا کافی ہو اور یہ سب کے سن لینے کے قائم مقام رکھا جائیگا۔ اور اگر مسلمانون نے کسی حربی سے کہا کہ لاتخف مت خوف کر یا اس سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو یا اس سے کہا کہ لاباس علیک تو اندیشہ سختی مت کر تو یہ سب امان ہو اور اگر اس سے کہا کہ لک امان اللہ تو امان ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ لک عہد اللہ یا لک ذمۃ اللہ یا اس سے کہا کہ بڑھ آ اور اللہ تعالے کا کلام سن یا اس سے کہا کہ اجرناک (تیرے واسطے امان اللہ کی ہے) ہمنے بچا دیا تو بھی اسکو امان حاصل ہوگئی۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے کسی جماعت معین سے جو قلعہ مین محصور ہین کہا کہ تم نکل کر ہماری طرف آؤ ہم تم سے صلح کی بابت مرافعت کرین اور تم امان یافتہ ہو یا یہ لفظ نہ کہا کہ تم امان یافتہ ہو پس وہ لوگ نکلکر آئے تو وہ سب امان یافتہ ہوگئے۔ اور اگر اسنے کہا کہ تم ہماری طرف نکلو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وہ امان یافتہ نہ ہونگے اور اگر اسنے کہا کہ ہمارے پاس آ جاؤ تو یہ امان ہو اور اگر اسنے کہا کہ ہماری طرف نکلو اور ہم سے خرید فروخت کرو تو یہ امان ہو۔ اور اگر اہل حرب کسی قلعہ مین یا کسی مضبوط جگہ مین جہان انکو پناہ و قوت حاصل ہو موجود ہون پس کسی مسلمان نے کسی حربی کو اشارہ سے کہا کہ ہمارے پاس چلا آ یا اہل قلعہ کو اشارہ سے کہا کہ تم دروازہ کھول دو اور آسمان کی طرف اشارہ کیا پس انھون نے دروازہ کھول دیا اور گمان کیا کہ یہ امان ہو اور جو فعل اس مرد مسلمان نے کیا ہو وہ مسلمانون اور ان حربیون کے درمیان معروف ہو کہ جب ایسا کیا جاتا ہو تو امان ہوتی ہو یا یہ امر اسطرح ان مین معروف نہ ہو بہر حال ان مشرکون کو امان ہوگی۔ اور اگر دشمن کی طرف اپنی انگلی سے اس طرح اشارہ کیا کہ جس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ میرے پاس آ حالانکہ یہ اشارہ کرنے والا اپنی زبان سے کہ رہا ہو کہ اگر تو آویگا تو مین تجھے قتل کرونگا پس دشمن مذکور چلا آیا تو وہ امان یافتہ ہو اسکا قتل کرنا روا نہین ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مشرک نے اسکے اشارہ کو سمجھا اور اسکو امان خیال کیا اور اشارہ کرنے والے کے اس قول کو کہ اگر آویگا تو تجھے قتل کرونگا نہین سنا یا سنا مگر نہ سمجھا ہو۔ اور اگر اشارہ کرنے والے کا یہ قول سنکر سمجھ لیا ہو پھر بھی چلا آیا تو یہ امان نہ ہوگی۔ اور علی ہذا اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ چلا آ تاکہ مین تجھے قتل کردون پس کافر نے

اول کلام سنا اور سمجھ لیا اور آخر کلام نہیں سنا یا سنا مگر نہیں سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہے اور اگر اُسنے آخر کلام سنکر سمجھ لیا ہے تو امان نہوگی اور علی ہذا اگر مسلمان نے مشرک سے کہا کہ چلا آ اگر قتال کرنا چاہتا ہے اگر تو مرد ہے پس اُسنے اول کلام کو سنکر سمجھ لیا اور آخر کلام کو نہیں سنا یا آخر کلام کو سنا اور اُسکو نہیں سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہوگی اور اگر اُسنے اول و آخر کلام سب سنا اور سمجھ لیا ہے پھر چلا آیا تو اسکو امان نہ ہوگی اور علی ہذا اگر حربی سے کہا کہ یہاں آ دیکھ تو مین تیرے ساتھ کیا کرتا ہون تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ ذخیرہ و محیط مین ہے۔ اور اگر ایک جماعت کفار نے مسلمانون سے کہا کہ امنونا علی ذرارینا یعنی ہمکو امان دو بشرطیکہ ہمارے ساتھ ہماری ذریات بھی امن مین ہو پس مسلمانون نے انکو اسطرح پر امان دی تو وہ لوگ اور انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو سب امن مین داخل ہوگی لیکن اولاد پسران اس امن مین داخل ہوگی اولاد دختران اسمین داخل نہوگی یہ سیر کبیر مین ہے کذا فی الظہیریہ اور اگر حربی نے کہا کہ امنونی علی اولادی یعنی امان دو مجھکو بشرط آنکہ اسمین میری اولاد بھی داخل ہو پس مسلمانون نے اسکو اسطرح امان دی تو وہ اور اسکی اولاد کی اولاد سب اور اولاد مین سے مردون کی اولاد سب داخل ہونگی اور عورتون کی طرف سے جو اسکی اولاد ہو وہ داخل نہوگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امنونی علی اولاد اولادی یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ میری اولاد کی اولاد اسمین داخل ہو تو شیخ الاسلام اور قاضی رکن الاسلام علی سغدی نے ذکر کیا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ اس صورت مین دختران کی اولاد از روے حکم روایت داخل ہونگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امنونی علی آبائی یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ میرے آبا اسمین داخل ہون اور اُسکے مادر و پدر دونون موجود ہین تو امان مین داخل ہو جاوینگے اور اگر اُسکے مادر و پدر نہون بلکہ جد و جدہ موجود ہون تو ان دونون کے واسطے امان حاصل نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر انکی زبان مین جسمین وہ باتین کرتے ہین جد کو بھی باپ بولتے ہون جیسے پسر کے پسر کو بیٹا بولتے ہین تو جد بھی بمنزلہ پسر کے پسر کی امان مین داخل ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر حربیون نے کہا کہ امنونا علی ابنائنا یعنی ہمکو امان دو باین شرط کہ ہمارے ابنا اسمین داخل ہون حالانکہ انکے بیٹے و بیٹیان موجود ہین تو سب امان مین داخل ہونگے۔ اور اگر انکی اولاد نرینہ نہون بلکہ خاصۃً لڑکیان ہون تو وہ کوئی امن مین داخل نہونگی بلکہ سب مال غنیمت ہونگی۔ اور اگر انھون نے کہا کہ امنونا علی بناتنا و اخواتنا یعنی ہمکو امان دو بشرطیکہ ہماری بیٹیان و بہنین امان مین داخل ہونگی تو یہ امان خاصۃً مونثون کے واسطے ہوگی اسمین کوئی مذکر انکی اولاد وغیرہ مین سے داخل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ امنونی علی اخوتی حالانکہ اسکی بھائی اور بہنین موجود ہین تو سب کی سب امان مین داخل ہونگی اور اگر اسکی بہنین ہون اور انکے ساتھ کوئی مذکر نہو تو بھی سب کی سب امان مین داخل ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر حربیون نے کہا کہ امنونا علی ابنائنا حالانکہ انکے صلبی فرزند و پسرون کے پسر موجود ہین تو ہر دو فریق امان مین داخل ہونگے اور اگر انکے صلبی پسر نہون بلکہ پسرون کے پسر ہون تو وہ بھی امان مین ہونگے۔ اور اگر حربیون نے کہا کہ امنونا علی آبائنا حالانکہ انکے باپ نہین ہین بلکہ اجداد موجود ہین تو اجداد اس امان مین داخل نہونگے اور اسیطرح اگر انھون نے کہا کہ ہمکو امان دو بشرط آنکہ ہماری مائین اسمین داخل ہون حالانکہ انکی مائین جنھون نے انکو جنا ہے نہین موجود ہین بلکہ انکے جدات موجود ہین تو یہ عورتین اس امان مین داخل نہونگی۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ میرے موالی اسمین داخل ہون حالانکہ اسکے موالی یعنی غلام کوئی نہین ہے فقط باندیان ہین تو استحسانًا یہ باندیان اُسکے ساتھ امان مین داخل ہونگی یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کسی حربی نے قلعہ کے اندر سے امیر لشکر اسلام سے کہا کہ امنونی علی متاعی مجھے امان دو بشرط آنکہ میری متاع

ہمین داخل ہو پس اسطرح اُسکو امان دی تو وہ امن مین ہوگا اور اسکی متاع اُسکے ساتھ امن مین ہوگی کہ اُسکو سپرد کی جائیگی
و لیکن متاع مین درم و دینار و سونا و چاندی و زیور و جواہر و جانوران سواری و ہتھیار داخل ہونگے اور انکے سوا سے
باقی چیزین کپڑے و فرش و تمام متاع بیت یہ سب چیزین متاع مین داخل ہونگی اور استحساناً متاع کے تحت مین بیوت
بھی داخل ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر حربی نے کہا کہ مجھے امان دو مع دس نفر کے تو یہ دس سوا سے اُسکی ذات کے قرار دیے جاوینگے
اور ان دس کی تعیین کا اختیار امام کو ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امنونی فی عشرۃ من اہل بیتی او فی عشرۃ من اہل حصنی یعنی میری اہلبیت
کے دس آدمیون مین یا میرے قلعہ کے دس آدمیون کے ساتھ مین مجھے امان دو تو اُسکو اور اُسکے سوا سے اور نو نفر کو امان
حاصل ہوگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو میرے دس بھائیون کے ساتھ مین تو اُسکو اور اُسکے سوا سے اُسکے دس
بھائیون کو امان حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ فی عشرۃ من ولدی یعنی میری دس اولاد کے ساتھ مین تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر
کہا کہ امان دو مجھے میرے دس بھائیون کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون یا میری دس اولاد کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون
تو اسکے سوا سے بھی دس نفر کو امان ملیگی۔ اور اگر کہا کہ میرے دس اہل بیت کو جنمین مین بھی ہون یا میرے دس اہل قلعہ کو جنمین
مین بھی ہون تو دس نفر کو امان ملیگی جنمین سے ایک یہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امان دو مجھکو میرے موالی کے ساتھ مین حالانکہ
اُسکے موالی ایسے ہین کہ اُنھون نے اسکو آزاد کیا ہے اور موالی ایسے ہین کہ جنکو اُسنے آزاد کیا ہے تو یہ امان ان دونون فریق
کو شامل نہ ہوگی بلکہ ایک ہی فریق کو انمین سے شامل ہوگی اور جسکو اس مستامن نے مراد لیا ہے اسی فریق کو شامل ہوگی یعنے
بیان تعیین اس مستامن کو ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے کسی کی تعیین کی نیت نہین کی تھی تو پھر دونون فریق استحساناً اس
امان مین شامل ہونگے۔ اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور سردار قلعہ نے قلعہ پر سے ظاہر ہو کر کہا کہ مجھے
مع میرے دس اہل قلعہ کے امان دو بدین شرط کہ مین قلعہ کو تمھارے واسطے کھولے دیتا ہون پس مسلمانون نے کہا کہ تیرے واسطے
ایسا ہی ہے پس اُسنے کھول دیا تو وہ مع دس اہل قلعہ کے امن مین ہوگا پھر دس آدمیون کے معین کرنیکا اختیار اسی سردار قلعہ کو ہوگا
اور اگر اُسنے کہا کہ میرے واسطے مع میرے اہل قلعہ کے امان کا عقد کرو بدین شرط کہ تم اس قلعہ مین داخل ہو پس آئین نماز
پڑھو پس اسی پر اُسکے ساتھ عقد امان قرار دیا تو مسلمانون کے لیے اس قلعہ مین سے نفوس و اموال مین سے قلیل و کثیر کچھ
نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر اہل حرب مین سے کسی مرد نے اہل اسلام سے امان طلب کی اور اسکو امان دی گئی
پھر اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میری جورو ہے اور اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے اطفال لایا اور کہا کہ یہ میری اولاد
ہے حالانکہ انکو اپنی امان مین ذکر نہین کیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مجھے امان دو تاکہ مین تمھارے پاس آؤن یا دار الاسلام مین
آؤن یا تمھارے لشکر مین آؤن جو دار الحرب مین موجود ہے تو ایسی صورت مین قیاس یہ ہے کہ سوا سے اسکے باقی جتنے مین سب
مال فیء ہون و لیکن یہ امر قبیح ہے پس اُسکے ساتھ ہم انکو بھی استحساناً امان مین داخل کرتے ہین اور اسیطرح اگر اسکے ساتھ بہت
سے مرد و عورت ہون پس اُسنے کہا کہ یہ میرے رقیق ہین اور اُنھون نے اسکے قول کی تصدیق کی یا وہ لوگ صغیر ہین کہ
اپنے حال سے تعبیر نہین کر سکتے ہین حتی کہ ہمین اُنکے تصدیق کرنے کی احتیاج نہین ہے تو ہمین بھی ایسا ہی قیاس و
استحسان جاری ہے چنانچہ بحکم استحسان ہم اُس سے قسم لیکر اُسکے قول کی تصدیق کرینگے اور اسکے ساتھ انکو بھی مامون قرار
دینگے حالانکہ قیاس یہ ہے کہ یہ سب سوا سے اُسکی ذات کے فیء ہون۔ اسیطرح سواری کے جانورون اور اجیر مزدور جو
اسکے ساتھ آوین انمین بھی ایسا ہی حکم بقیاس و باستحسان ہے۔ اور اگر اسکے ساتھ چند مرد ہون جنکی نسبت وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ

میری اولاد ہین اور اُنھون نے اُسکی تصدیق کی تو یہ لوگ قیاساً و استحساناً دونون طرح سے فئی ہونگے۔ اور اگر اطفال صغار اُسکے ساتھ ہون اور وہ ایسے ہین کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہین یعنی بیان کر سکتے ہین کہ کون ہین پس اس حربی نے کہا کہ یہ میری اولاد ہین اور اُنھون نے اُسکی تصدیق کی تو بحکم قیاس وہ فئی ہونگے اور استحساناً وہ فئی نہونگے اور اگر ان اطفال نے اُسکی تکذیب کی تو وہ مسلمانون کے لیے فئی ہونگے۔ اور اگر اُسکے ساتھ بالغہ عورتین ہون اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین اور ان عورتون نے تصدیق کی تو قیاساً فئی ہونگی اور استحساناً مامون ہونگی بالجملہ اس جنس کے مسائل مین اصل یہ قرار پائی کہ جو شخص اپنے نفس کے واسطے اپنے آپ امان طلب کر سکتا ہو بلحاظ غالب و اکثر کے تو وہ امان مین دوسرے کا تابع نہین قرار دیا جائیگا اور جو شخص بلحاظ غالب و اکثر کے اپنے واسطے امان اپنے آپ نہین لیتا ہو تو وہ امان مین دوسرے کا تابع کیا جائیگا پس علی ہذا اگر حربی نے اپنے واسطے امان لی تو اُسکی ان جدہ و بہنین و پھوپھیان و خالائین و ہر عورت جو اُسکی ذات رحم محرم ہو امان مین اُسکے تابع کیجاوینگی اور اس حربی کا باپ جد و بھائی وغیرہ جو خود امان لیتا ہو ایسے لوگ اس حربی کے ساتھ اُسکی تبعیت مین داخل امان نہونگے۔ اور جو شخص کہ مستامن کے امان کی تبعیت مین داخل امان ہوتا ہو اگر مستامن کے ساتھ دار الاسلام مین داخل ہوا پس معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہی جیسا کہ اُسنے کہا یعنی مستامن کے ساتھ داخل امان ہونے والے لوگون مین سے ہی یا مستامن نے دعوی کیا کہ یہ ایسا ہو اور جو ساتھ آیا ہو اُسنے اُسکے قول کی تصدیق کی تو بہر حال دونون صورتون کا حکم یکسان ہو اور وہ اس مستامن کی امان کی تبعیت مین داخل امان ہوگا اور اگر اُسنے اس مستامن کی تکذیب کی تو وہ فئی ہوگا اور اگر پہلے تکذیب کی پھر تصدیق کی تو بھی فئی ہوگا۔ اور اگر پہلے اسکی تصدیق کی پھر تکذیب کی تو اسمین تفصیل ہو کہ اس مستامن حربی کے مملوک رقیق اور اُسکی اولاد صغار جو اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہین امن مین رہینگے اور اُسکا اجیر و عورت بالغہ اگر اُنھون نے اول مرتبہ اسکی تصدیق کی تو اپنی ذات پر اُسکے رقیق ہونے کا اقرار نہ کیا کیونکہ مستامن نے خود ہی اُنپر رقیت کا دعوی نہین کیا ہو پس وے آزاد باقی رہینگے پھر جب اُسکے بعد اُنھون نے اُسکی تکذیب کی تو اُنھون نے اپنی ذاتون پر رقیت کا اقرار کر لیا اور حربی اگر اپنی ذات پر رقیت کا اقرار کرے تو اُسکا اقرار رقیت صحیح ہوتا ہو اور مسئلہ محصور مین بیان فرمایا کہ اگر محصور نے مسلمانون سے امان طلب کی بدین شرط کہ مین مسلمانون کے پاس حاضر آؤنگا تو امان مین اُسکا لباس اور جو ہتھیار پہنے ہوئے ہو اور جانور سواری اور جو کچھ روپیہ و اشرفی وغیرہ اپنے ساتھ نکال لایا ہو داخل ہوگا یہ استحسان ہی اور ماسوائے اسکے جو کچھ رہا وہ فئی ہوگا پھر واضح ہو کہ اُسکے ہتھیارون و کپڑون مین سے اسیقدر داخل امان ہونگے جتنے ہتھیار اُسکے مثل آدمی باندھ سکتا ہو یا جتنے کپڑے اُسکے مثل آدمی پہنتا ہو حتی کہ اگر اُسنے چند کمانین اپنے مونڈھے پر لگائین یا چند تلوارین لٹکائین یا چند قبائین پہنین یا چند عمامے اپنے سر پر باندھ لیے جیسے کوئی بوجھ لاوے ہوئے ہو تو بقدر زیادتی کے اُسکے نہونگے بلکہ فئی ہونگے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے امیر قلعہ کے پاس کسی ضرورت سے کوئی ایلچی بھیجا پھر ایلچی وہان گیا اور وہ مسلمان ہو پھر جب اُسنے پیغام پہونچایا تو کہا کہ امیر لشکر اسلام نے میری بانی تجھے اور تیرے اہل مملکت کے واسطے امان بھیجی ہی پس تو دروازہ کھول دے یا امیر قلعہ کے پاس دروغ بنایا ہوا سردار لشکر اسلام کی طرف سے خط لے گیا زبانی یہ امر بیان کیا اور اس بیان کے وقت چند آدمی مسلمان بھی حاضر تھے پس جب امیر قلعہ نے دروازہ قلعہ کھول دیا اور مسلمان اسمین گھس پڑے اور اُنھون نے لوٹنا و گرفتار کرنا شروع کیا تو امیر قلعہ نے کہا کہ تمھارے ایلچی نے ہمسے بیان کیا کہ تمھارے سردار لشکر نے ہمکو امان دی ہی اور ان مسلمانون نے جو وقت بیان کے حاضر تھے گواہی دی تو یہ سب لوگ امان مین ہونگے کہ جو کچھ اُنسے لیا گیا ہی وہ سب انکو واپس دیا جائیگا۔ اور اگر یون واقع ہوا کہ جو شخص امیر قلعہ کے

پاس گیا ہو وہ سردار لشکر اسلام کا ایلچی نہین ہو بلکہ اُسنے اپنی طرف سے ایک خط جعلی بنایا اور اسکو لے کر سردار قلعہ کے
پاس گیا اور زبانی اُسنے یہ بات بیان کی اور کہا کہ مین سردار لشکر اسلام کا ایلچی اور مسلمانون کا ایلچی ہون پھر ایسا واقع ہوا تو
یہ سب لوگ مسلمانون کے واسطے فئی ہونگے لیکن امام کو جائز ہو کہ ان لوگون کا قول قبول کرے یہ ظہیریہ مین ہو- اور
اگر سردار لشکر اسلام کے ایلچی نے بعد سردار کے پیغام پہونچانے کے کہا کہ فلان قائد لشکر نے تم کو امان دی ہو اور مجھے اس امر
کے واسطے بھیجا ہو اور مسلمانون نے تا دروازہ امیر لشکر تم کو امان دی ہو اور مین نے بھی تمکو قبل اپنے تمھارے پاس داخل
ہونے کے تمکو امان دی تھی اور تمکو آواز و ندا کر دی تھی اور اسکی اس گفتگو پر قوم حاضر تھی مسلمان گواہ ہوئی تو اس
صورت مین یہ سب فئی ہونگے بشرطیکہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ہو وہ دروغ خبر دی ہو- اور اگر کسی مسلمان نے اُسکو کسی
حاجت کے واسطے بھیجا ہو پس ایلچی نے اُسکی ضرورت پوری کر کے کہا کہ جسنے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہو اُسنے تمکو امن دی
ہو تو یہ باطل ہو یہ محیط سرخسی مین ہو- اور اگر امام نے یا کسی مسلمان نے کسی ذمی کو حکم کیا کہ تو ان حربیون کو امان دیدے
پس اگر ذمی نے یون کہا کہ انکو امان دیدے پس ذمی نے حربیون سے کہا کہ مین نے تمکو امان دی یا کہا کہ فلان نے تمکو امان
دی تو دونون یکسان ہین اور وہ سب امان یافتہ ہو جاوینگے اور اگر ذمی سے کہا کہ تو کہہ کہ فلان نے تمکو امان دی پس ذمی نے اُنسے
کہا کہ فلان نے تمکو امان دی تو بھی وہ سب امان یافتہ ہوجاوینگے اور اگر ذمی نے کہا کہ مین نے تمکو امان دی تو یہ باطل ہو یہ ذخیرہ
مین ہو- اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا پس امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر کبھی کسی وقت مین تمکو امان دون تو
میری امان باطل ہو یا تو تمھارے واسطے امان حاصل نہ ہوگی یا تو مین نے وہ امان تمھارے سر ماری یعنی رد کر دی
پھر اُسی امیر لشکر نے انکو امان دی تو اُسکی امان باطل ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی منادی کو حکم کیا کہ لشکر مین پکار
دے کہ جسنے تم مین سے اہل قلعہ کو امان دی تو اُسکی امان باطل ہو پھر کسی مسلمان نے اہل قلعہ کو امان دی تو اُسکی امان
جائز ہوگی اور اگر منادی کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کو پکار کر مطلع کر دے یا خط لکھ بھیجا یا ایلچی بھیجا یا کہ اگر کسی مسلمان نے تمکو
امن دیا تو اُسکی امان پر اعتماد نہ کرنا کہ اُسکی امان باطل ہو پھر کسی مسلمان نے انکو امان دی اور اہل قلعہ اُسکی امان پر قلعہ
سے اُتر آئے تو وہ لوگ فئی ہونگے اور اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر تمکو کوئی مسلمان امان دے تو تمکو امان حاصل
نہوگی یہانتک کہ مین تم کو امان دون پھر اُنکے پاس کوئی مسلمان آیا اور کہا کہ مین سردار لشکر کی طرف سے تمھارے پاس
ایلچی آیا ہون کہ تمکو سردار لشکر نے امان دی پس اہل قلعہ اس خبر پر قلعہ سے اُتر کر حاضر ہوئے تو وہ سب امان یافتہ
ہونگے اگرچہ مرد مذکور اس خبر مین کاذب ہو- اور اگر اہل قلعہ سے امیر لشکر نے کہدیا ہو کہ تمکو امان حاصل نہوگی اگر کسی مسلمان
نے تمکو امان دی یا میری طرف سے ایلچی بنکر آیا یہان تک کہ مین خود تمکو امان دون اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہوا تو یہ
سب لوگ فئی ہونگے اور اگر امیر نے اُنکے پاس ایلچی بھیجا ہو اور اُسنے انکو پیغام امان امیر کا پہونچایا ہو تو وہ لوگ امان یافتہ
ہونگے - اور اگر اُسنے کہا کہ جب مین تمکو امان دون تو میری امان باطل ہو پھر انکو امان دی تو یہ امان صحیح ہوگی یہ محیط سرخسی
مین ہو- اگر مسلمانون نے اہل حرب کے کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کیا پس اُنھون نے مسلمانون سے درخواست کی کہ تم
ہمکو اللہ تعالے کے حکم پر اتار دو یعنے ہم تمھارے پاس آتے ہین جو اللہ تعالی ہم پر حکم کرے اس شرط پر ہمکو بلاؤ تو مسلمانون کو
اسطرح پر بلانا نہین چاہیے یہ محیط مین ہو اور اگر مسلمانون نے انکو حکم اللہ تعالی پر اُتارا باوجودیکہ انکو ایسا نہ چاہیے تو امام کو
چاہیے کہ انپر اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو سب کے سب آزاد ہونگے کہ انکو انکا مال دیدینا

و اولاد سب سپرد کردیے جاوینگے اور انکا ملک دارالاسلام ہوجائیگا اور انکی اراضی مین سے فقط عشر لیا جائیگا اور اگر انھون نے اسلام سے انکار کیا تو امام انکو ذمی بنا دیگا اور انپر جزیہ مقرر کریگا اور انکی زمین پر خراج باندھیگا اور یہ لوگ رقیق نہین بنائے جاوینگے اور نہ قتل کیے جاوینگے اور نہ وہ لوگ اپنی محفوظ جگہہ مین واپس کیے جاوینگے - اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک معین کے حکم پر اترے تو یہ جائز ہی پس اگر اس مسلمان نے انپر قتل کا یا رقیق بنائے جانے کا یا ذمی بنائے جانے کا حکم دیا تو یہ حکم جائز ہوگا اور اگر اسنے یہ حکم دیا کہ اپنی جگہہ پر واپس کردیے جاوین تو یہ حکم نہین جائز ہی - اور اگر فلان مذکور قبل اسکے کہ انکے حق مین کچھ حکم کرے مرگیا یا قتل کیا گیا تو وہ لوگ ایسے ہو جاوینگے جیسے اللہ تعالی کے حکم پر اترے یعنی انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو حکم اللہ تعالی پر اترانے کی صورت مین مذکور ہوا ہی - اور اگر اس مسلمان نے اپنے آپکو حکومت سے خارج کیا یعنی کہا کہ مین انکے حق مین حکم ہونے سے خارج ہوتا ہون تو وہ خارج ہوجائیگا اور اگر اسنے پہلے یہ حکم کیا کہ واپس کردیے جاوین پھر انکے قتل کیے جانے کا حکم کیا تو استحساناً نہین صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر انھون نے کسی مسلمان کو بطور مذکور حکم قرار دیا ولیکن یہ مسلمان بسبب اپنے فسق کے یا بسبب محدود القذف ہونے کے ایسا ہی کہ اسکی گواہی روا نہین ہی تو انکے حق مین اسکا حکم جائز ہوگا خواہ انکے قتل کیے جانے کا یا رقیق بنائے جانے کا یا سوا اسکے اور حکم کرے یہ محیط مین ہی - اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر اہل حرب کسی ایسے شخص کے حکم پر اترے جو محدود القذف ہی یا اندھا ہی تو یہ جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر انھون نے کسی غلام یا طفل آزاد کو جو عاقل ہوگیا ہی حکم بنایا تو اسکا حکم جائز نہ ہوگا - اور اگر باوجود اسکے وہ اسکے حکم پر اترے تو ذمی بنائے جاوینگے جیسے حکم اللہ تعالی پر اترنے کی صورت مین ہی - اور اگر وہ کسی ذمی کے حکم پر اترے پس اس ذمی نے قتل کیے جانے و انکی عورتین و بچے رقیق بنائے جانے کا یا اسکے سوا اور حکم کیا تو جائز ہی ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر کیا ہی اور اگر قبل اسکے کہ ذمی کو اپنے اوپر حکم بنادین وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پھر انکے حق مین ذمی کا کوئی حکم مثل قتل کیے جانے یا رقیق بنائے جانے وغیرہ کا جائز نہوگا بلکہ اس صورت مین امام المسلمین انکو آزاد مسلمان قرار دیگا کہ انکے اوپر کوئی راہ نہ ہوگی - اور اگر انھون نے کسی عورت کو حکم قرار دیا تو اس عورت کا حکم انہین سب طرح کا روا ہی سوائے حکم قتل کے کہ اگر عورت مذکورہ انکے حق مین قتل کیے جانے کا حکم کرے تو قبول نہ ہوگا ایسا ہی زیادات مین مذکور ہی - اور جو مسلمان انکے ہاتھ مین مقید ہی وہ حکم ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی اور اسی طرح جو مسلمان انکے ملک مین تاجر ہی وہ بھی حکم نہین ہوسکتا ہی اور اسی طرح اگر انہین سے کوئی شخص مسلمان ہوکر وہین رہا ہی وہ بھی حکم نہین ہوسکتا ہی - اسی طرح ان مین کا جو شخص لشکر اسلام مین ہی وہ بھی حکم نہین ہوسکتا ہی - اور سیر کبیر مین لکھا ہی کہ اگر اہل حرب نے یہ شرط کی کہ ہم لوگ فلان کے حکم پر اترتے ہین بدین شرط کہ اگر اسنے ہمارے حق مین کچھ حکم کیا تو یہ حکم پورا ہوگا اور اگر اسنے کچھ حکم نہ کیا تو ہمکو ہمارے مقام حفاظت مین واپس کردو یا یہ شرط کی کہ ہم فلان کے حکم پر بدین شرط اترتے ہین کہ اگر اسنے ہمارے حق مین یہ حکم کیا کہ یہ لوگ اپنے مقام محفوظ مین واپس پہونچا دیے جاوین تو تم لوگ اسکو پورا کردو تو مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انکو اس شرط پر اتارین اور اگر انھون نے اس شرط پر انکو اتارا تو حکم کو نہ چاہیے کہ انکے حق مین یہ حکم کرے کہ اپنے مقام محفوظ مین واپس کردیے جاوین اور اگر مسلمانون نے انکو اس شرط پر اتارا اور حکم نے انکے حق مین یہی حکم کیا کہ اپنے مقام محفوظ مین واپس کردیے جاوین تو ہم اسکے حکم کو پورا کرینگے اور اہل حرب کو انکے مقام

محفوظ مین واپس کر دینگے - نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ مین سے کسی قوم کو امان دی بدین شرط کہ وہ فلان کے غلام ہون اور وے اس امر پر راضی ہوئے اور فلان کی طرف اُتر گئے تو مسلمانون مین سے جو انکو لوٹ لے اُسی کے واسطے فئی ہونگے اور فلان کے بخصوص غلام نہ ہونگے - اور اگر کافرون نے امان کی درخواست کی بدین شرط کہ ہم پر ایمان پیش کیا جاوے پس اگر ہم قبول کرلین تو خیر ورنہ ہم اپنی جائے محفوظ مین واپس کر دیے جاوین تو امام المسلمین پر اسکا قبول کرنا واجب ہی اور اگر اس شرط پر کہ ان پر اسلام پیش کیا جاوے وہ لوگ اُترے پس ان پر اسلام پیش کیا گیا مگر اُنھون نے قبول نہ کیا تو انکو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے قلعہ مین چلے جاوین اور مسلمانون کو روا نہین ہی کہ انکو قتل کرین اور انکی عورتون و بال بچون کو گرفتار کرلین - اور اگر ان لوگون نے بعد انکار اسلام کے ادائے خراج پر رضامندی ظاہر کی تو یہ امر انکے ذمہ لازم ہو جائیگا اور اسکے بعد پھر وہ لوگ رہا نہ کیے جاوینگے کہ اپنے مقام محفوظ مین جاکر جنگ کرین اور اگر بعضے اہل قلعہ اس شرط پر اُتر آئے کہ فلان جو کچھ ہمارے حق مین حکم کرے ہمکو منظور ہی پھر ان لوگون کے قلعہ سے جدا ہونے کے بعد قلعہ مذکور فتح کیا گیا اور جو شخص مقاتل قلعہ مین تھا قتل کیا گیا تو یہ لوگ جو اس شرط سے نکل آئے تھے اپنی شرط مذکور پر ہونگے - اور اگر ان لوگون نے یہ بھی شرط کی ہو کہ بشرط عدم رضامندی کے ہم لوگ اپنے قلعہ کو واپس کیے جاوین اور حال یہ گذرا ہی کہ قلعہ منہدم کیا گیا ہو تو یہان سے جو اقرب مقام ایسا ہو کہ اسمین محفوظ ہوسکین وہان بھیجدیے جاوینگے - اور اگر تمام اہل قلعہ کے اتفاق سے اتنے لوگ اسطرح صلح کے واسطے نکلے ہون تو مسلمان لوگ اہل قلعہ کو قتل نہین کرینگے اور اگر اُنھون نے قتل کیا تو ان پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ آویگا ولیکن اُنھون نے اساءت کی - اور اگر وہ لوگ اس شرط سے نکلے کہ ہمارے حق مین والی بذات خود حکم کرے تو والی مثل لشکر کے ایک سپاہی مسلمان کے ہی پس ویسا ہی اسکا حکم بھی ہوگا - اور اگر وہ لوگ علی حکم اللہ تعالیٰ و حکم فلان اُتر آئے تو یہ مثل اسکے ہی کہ علی حکم اللہ تعالیٰ اُترے اور اگر وہ لوگ علی حکم فلان و فلان اُتر آئے پھر ان دونون مین سے ایک مر گیا تو اسکے بعد اکیلے دوسرے کا حکم انکے حق مین روا نہ ہوگا اور منتقی مین فرمایا کہ ہان اسوقت روا ہوگا کہ ہر دو فریق یعنی کفار و مسلمان اسکے حکم تنہا پر رضامند ہو جاوین - اور نیز اُسی مقام پر فرمایا کہ اور اسی طرح اگر ہر دو زندہ ہین مگر دونون نے حکم مین اختلاف کیا تو بھی یہی حکم ہی کہ کسی کا حکم تنہا روا نہ ہوگا الا آنکہ ہر دو فریق کسی ایک کے حکم پر رضامند ہو جاوین اور اگر ہر دو حکم مین سے ایک نے حکم کیا کہ انمین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین اور دوسرے نے یہ حکم کیا کہ انمین سب کے سب رقیق بنائے جاوین تو انمین سے کوئی قتل نہ کیا جائیگا اور سب کے سب مرد و عورت و بچے مسلمانون کے واسطے فئی ہونگے - اور اگر دونون نے حکم کیا کہ انمین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین تو امام المسلمین کو انکے حق مین اختیار ہو چاہے یہی کرے کہ لڑنے والون کو قتل اور انکی عورتون و بچون کو رقیق کرے اور چاہے سب کو فئی قرار دے - اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کے حکم پر اُتر آئے اور کسی کو معین نہین کیا تو معین کرنا امام المسلمین کے اختیار مین ہوگا کہ مسلمانون مین سے جو شخص افضل ہوگا اُسکو مختار کریگا اور اگر بعد حکم قرار دینے کے قبل حکم جاری ہونے کے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ آزاد مسلمان ہونگے اور اگر حکم نے انکے ذمی ہونے کا حکم قبل انکے مسلمان ہونے کے دیدیا تو وہ راضی انکے واسطے خراجی رہیگی اور اگر حکم نے انکے حق مین یہ حکم دیا کہ انمین سے جتنے سرگروہ ہین کہ انکے غدر کا خوف ہی قتل کیے جاوین اور باقی مرد و عورت رقیق بنائے جاوین

تو ایسا حکم جائز ہوگا - اور اگر حکم نے انکے حق مین یہ حکم دیا کہ انکے مرد قتل کیے جاوین اور عورتین و بچے رقیق بنائے جاوین
پس انمین سے مرد قتل کیے گئے اور عورتین و بچے رقیق بنائے گئے تو یہ زمین فئی ہوگی چاہے امام المسلمین اسکو پانچ
حصے کرکے ایک حصہ رکھکر چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کردے اور چاہے اسکو اپنے حال پر والی کے قبضہ مین
چھوڑ دے اور اس زمین کی آبادانی کے واسطے ایسے لوگون کو بلاوے جو اسکو تعمیر کرین اور اسکا خراج ادا کرین
جیسے ذمیون کی زمین بیکار افتادہ کی نسبت حکم ہے - اور اگر اہل حرب کے اتر آنے کے بعد قبل حاکم کے حکم کے حاکم
مرگیا تو یہ لوگ اپنے مقام محفوظ مین واپس کردیے جاوین ماسوائے مسلمانون کے یعنی جو مسلمان ہوگئے ہین کہ انمین سے
جو آزاد ہین وہ مفت الگ کردیے جاوینگے اور ساتھ لے لیے جاوینگے اور جو لوگ مملوک ہین وہ قیمت دیکر انمین سے
نکال لیے جاوینگے اسی طرح جو ہمارا ذمی انکے پاس ہو اور بھی جو انکا زیردست مسلمان ہو کر ہمسے اعانت چاہے پھر واضح رہے
کہ جس صورت مین بموجب شرائط وغیرہ کے یہ واجب ہوا کہ وہ اپنے مقام مین واپس کردیے جاوین تو اسی مقام پر واپس کردیے
جاوینگے جہانسے نکلکر ہمارے پاس آئے تھے اور جو مقام اس سے زیادہ مضبوط ہو یا جہان لشکر زیادہ موجود ہو وہان
واپس نہ کیے جاوینگے یہ محیط مین ہے - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے اہل قلعہ مین سے کسی شخص سے کہا کہ اگر تو نے ہمکو
بچنین و چنان رہنمائی کی تو تو امن دادہ شدہ ہے یا کہا کہ تو تجھکو ہمنے امان دی پھر اُسنے اسطرح رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار ہے
چاہے اسکو قتل کردے اور چاہے اسکو رقیق بنا دے - اور اگر اس سے یون کہا کہ ہم نے تجھکو امان دی بدین شرط کہ تو ہمکو
بچنین و چنان رہنمائی کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس اُسنے رہنمائی نہ کی تو امام محمد رح نے اس صورت کو کتاب
مین ذکر نہین فرمایا اور اسمین یہ حکم ہے کہ وہ اپنی امان پر ہوگا کہ امام کو اسکا قتل کرنا یا رقیق بنانا روا نہین ہے - اور اگر
مسلمانون مین سے کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب کے کسی ایسے قلعہ یا شہر کے نزدیک انکا گذر ہوا کہ
ان مسلمانون کو انسے لڑنے کی طاقت نہین ہے اور مسلمانون نے چاہا کہ ان لوگون کے سوائے دوسرون کی طرف جاوین
پس اہل شہر نے اُنسے کہا کہ تم ہمکو اس بات کا عہد دو کہ ہماری اس نہر سے پانی نہ پیو یہانتک کہ ہمارے یہانسے کوچ کر جاؤ
بدین شرط کہ ہم تم سے قتال نہ کرینگے اور نہ تمھارا پیچھا کرینگے جس وقت تم کوچ کر جاؤگے پس اگر ایسا عہد دینے مین
مسلمانون کے واسطے منفعت ہو تو اُنسے یہ معاہدہ کرلین اور جب اُنسے یہ معاہدہ کرلیا تو انکو نہ چاہیے کہ اس نہر سے
خود پانی پیین یا اپنے جانورون کو پلاوین بشرطیکہ بالیقین معلوم ہو کہ یہ ان لوگون کے پانی کے واسطے مضر ہوگا یا ضرر
و عدم ضرر کچھ نہ معلوم ہو - اور اگر مسلمان اس پانی کی طرف محتاج ہون تو انکو چاہیے کہ یہ معاہدہ انکے سرپر پھینکدین
یعنے توڑ دین اور انکو مطلع کردین - اور اگر بالیقین انکے پانی مین اسوجہ سے ضرر پہونچتا ہو مثلاً پانی بہت کثرت سے ہو تو
بدون رد معاہدہ کے مسلمانون کو روا ہے کہ خود پیین اور اپنے جانورون کو پلاوین - اور جیسا حکم پانی کے حق مین مذکور ہوا ہے
ویسا ہی گھاس و چارہ کے حق مین بھی ہے - اور اگر ان لوگون نے مسلمانون سے یہ معاہدہ لیا ہو کہ ہمارے کھیتون و درختون
و پھلون سے کچھ متعرض نہ ہون اور مسلمانون نے اُنسے یہ عہد کرلیا پھر مسلمانون کو اُسکی حاجت لاحق ہوئی تو مسلمانون
کو روا نہین ہے کہ انمین سے کسی چیز سے کچھ متعرض ہون جبتک کہ انکو عہد رد کردینے کے بعد اسکی اطلاع نہ دیدین خواہ یہ
امر ان کفارون کے حق مین مضر ہو یا نہو - اور اگر کفارون نے عہد لیا کہ ہمارے کھیتون و گھاس کو نہ جلاؤ پس مسلمانون
نے اُنسے یہ عہد کرلیا تو مسلمانون کو واجب ہے کہ اسکو وفا کرین پس انکے کھیتون و گھاس مین سے کچھ نہ جلاوین اور اسکا

مضائقہ نہیں ہو کہ انہیں سے اپنے کھانے کی چیز کھا دین اور جانورون کو چارہ دین - اور اگر انھون نے یہ عہد لیا کہ ہمارے
کھیتون میں سے نہ کھاؤ اور نہ ہماری گھاس سے چارہ دو اور مسلمانون نے اُنسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انہیں
سے کچھ کھا دین یا جلا دین یا اپنے جانورون کو چارہ دین - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہو کہ جس چیز سے امان واقع
ہو تو اس چیز کے مثل مضر اور اس سے زیادہ مضر دونون سے امان ہو گی اور جو بات اس سے کم مضر ہو اس سے امان نہو گی
اور اسی وجہ سے اگر کافرون نے معاہدہ لیا کہ ہماری کھیتیان نہ جلاؤ اور مسلمانون نے یہ عہد دیا تو مسلمانون کو روا نہیں
ہو کہ ان کھیتون کو غرق کر دین یہ ذخیرہ مین ہو - اور اگر کفار شہر نے معاہدہ لیا کہ اس راہ سے نہ گذرو بدین شرط کہ ہم تم
مین سے کسی کو قتل نہ کرینگے اور نہ قید کرینگے پس اگر یہ عہد دینا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو تو عہد دینے مین مضائقہ
نہیں ہو پس مسلمان لوگ دوسری راہ اختیار کرین اگرچہ دوسری راہ مسلمانون پر دور و پر مشقت ہو - اور اگر اسکے بعد
مسلمانون نے اسی راہ سے گذرنا چاہا دوسری راہ سے نہیں جانتے ہین تو مسلمانون کو یہ اختیار نہیں ہو جب تک کہ
معاہدہ توڑ کر انکو اطلاع نہ دیدین - اور مسلمان بھی انمین کسی کو قتل یا قید نہ کرینگے اور اس راہ سے گذرنے سے امان
ہونا قتل اور قید سے بھی امان ہو گی - اور اگر کافرون نے ہم سے عہد لیا کہ ہم اسکے دیہات کو خراب نہ کرین یعنی انکی
عمارت برباد نہ کرین تو مضائقہ نہیں ہو کہ اسکے دیہات مین جو متاع وغیرہ از قسم عمارت نہیں ہو ہم پاوین اور لے لین - اور
تخریب کرنے سے امان دینا متاع و اثاث وغیرہ سے امان نہ ہو گی - اور اگر انھون نے یہ شرط کی کہ جو شخص ہم انکا قید کرین
اسکو قتل نہ کرین تو انکو اسیر کر لینے مین مضائقہ نہیں ہو اور اگر انھون نے شرط کی کہ ہم انمین سے کوئی قید نہ کرین تو ہم کو
نہ چاہیے کہ انکو قتل کرین یا قید کرین یعنی دونون باتین ہمکو نہیں کرنی چاہییے ہین یہ محیط مین ہو - اور اگر اہل حرب نے
کہا کہ ہمکو امان دو حتے کہ ہم تمھارے لیے دروازۂ قلعہ کھول دین اور تم داخل ہو بدین شرط کہ تم ہمپر اسلام پیش کرو پس
ہم مسلمان ہو جاوین - پھر انھون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ لوگ امن مین ہونگے اور مسلمانون پر واجب
ہو کہ انکے قلعہ سے نکل آوین پھر انکا عہد انکو رد کر کے اطلاع دیدینگے - اور اگر مسلمانون نے بھی انپر شرط کر لیا ہو کہ اگر تم لوگ
اسلام سے انکار کر جاؤ گے تو ہمارے تمھارے درمیان امان نہیں ہو اور وہ لوگ اسپر راضی ہو گئے اور باقی مسئلہ
بحالہا ہو تو اگر انھون نے اسلام سے انکار کیا تو مضائقہ نہیں ہو کہ ان مین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور وہ
رقیق بنائے جاوین اور اگر انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے انکار کیا تو جو مسلمان ہوا وہ آزاد ہو اور
جسنے انکار کیا وہ فئی ہو اور اگر امام المسلمین نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور وہ فئی قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہو گیا
تو اسکو قتل نہیں کر سکتا ہو ولیکن وہ فئی رہیگا - اور اگر امام نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور ہنوز اُسپر فئی ہونے
کا حکم نہیں دیا ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا تو استحسانًا آزاد ہو گا - اور اگر حربی نے حاضر ہونے کے ارادہ پر یہ شرط کی ہو
کہ مجھے تم امان دو بدین شرط کہ تم مجھپر اسلام پیش کرو پس اگر مین تین روز تک مین مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ میرے واسطے
امان نہ ہو گی پس مسلمانون نے اسپر اسلام پیش کیا تو اسکو اسوقت سے تین رات دن تک مہلت ہو گی پس اگر
مدت گذری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدون حکم کے وہ فئی ہو گا اور اگر اُسنے اکیلے یہ شرط کی ہو کہ اگر مین تین روز تک
مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ مین تمھارا غلام ہونگا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے انھون نے شرط کے ساتھ
التزام کیا ہو سب مسلمانون کے اہل ذمہ ہونگے - اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہو بشرطیکہ تو آزاد ہو

تو ایمان لاوے تو وہ بعد چلے آنے کے قبل اسلام لانے کے امان یافتہ ہوگا پس اُسکو اسکی حفاظت گاہ مین پہونچا دینا
واجب ہوگا اگر مسلمان نہ ہوجاوے - اور اسی طرح اگر کہا کہ تو امان یافتہ ہی بر بنیکہ اُتر آوے پس تو ہمکو سو دینار دے پس
اُسنے قبول کیا اور چلا آیا پھر اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو بھی اسکا اُسکے امن مین پہونچا دینا واجب ہی اسواسطے
کہ اول صورت مین یہ امان معلق بشرط قبول اسلام اور دوم مین معلق با داے دینار ہی پس جب وہ چلا آیا اور قبول کیا تو
وہ امان یافتہ ہوگا اور دینار اُسکے ذمہ ہونگے پس جب اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو قیدخانہ مین رکھا جائیگا تاکہ انکو
ادا کرے مگر وہ فئی نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکے حق مین امان ثابت ہوگئی ہی پس جب اُسنے کسی وقت دینار ادا کردیے
تو اُسکی راہ چھوڑ دینی واجب ہوگی تاکہ وہ اپنے امن مین پہونچ جاوے اور یہ دینار اُسکے ذمہ سے ساقط ہونگے
الا اسلام لانے سے یا ذمی بن جانے سے - اور اسی طرح اگر اُنسے صلح کی ہو بدین شرط کہ تکو ایک راس دینگے تو اُنپر
واجب ہوگا کہ اوسط درجہ کا ادا کرے یا اُسکی قیمت ادا کرے - اور اگر حربی نے مسلمانون سے کہا کہ مجھے امان دو بدین
شرط کہ مین تمھارے پاس آؤن پس مین تمکو سو دینار دونگا اور اگر تم کو نہ دون تو میرے واسطے امان نہین ہی یا یون کہا
کہ اگر مین قلعہ سے اتر کر تمھارے پاس آیا اور مین نے تمکو سو دینار دیدیے تو مین امان یافتہ ہون پھر وہ اُتر کر چلا آیا
اور مسلمانون نے اس سے دینار طلب کیے پس اُسنے دینے سے انکار کیا تو قیاساً وہ فئی ہوگا مگر استحساناً فئی نہ ہوگا
یہانتک کہ وہ امام المسلمین کے حضور مین پیش کیا جاوے پس امام اسکو حکم کریگا کہ یہ مال ادا کرے پس اگر اُسنے ادا کیا تو خیر ورنہ
اُنکو فئی قرار دیگا - اور اگر محصور لوگون مین سے کسی شخص نے کہا کہ تم مجھے امان دو حتی کہ مین تمھارے پاس اُتر آؤن
بدین شرط کہ مین تمکو سو نفر قیدیون کی طرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا پس مسلمانون نے اسی شرط پر اسکو امان دی پھر جب
وہ اُتر آیا تو اُنکو اس مقام پر لے آیا مگر دیکھا تو وہان کوئی قیدی نہین ہی پس اُس نے کہا کہ قیدی یہان تھے مگر وہ
چلے گئے مگر مین یہ نہین جانتا ہون کہ کہان چلے گئے تو یہ شخص اپنے قلعہ مین یا جہان سے وہ آیا ہی وہین پہونچا دیا جائیگا
اور جو شخص حربی ہمارے قبضہ مین اسیر ہی اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھین سو اسیر نفر کی طرف
رہنمائی کرون اور باقی مسئلہ بحال خود ہی پھر اُسنے مسلمانون کو رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار رہیگا کہ اُسکو قتل کردے
یعنے وہ امان یافتہ ہوجائیگا - اور اگر محصور نے کہا کہ مجھے امان دو کہ مین تمھارے پاس آؤن بدین شرط کہ مین تمکو
سو اسیر نفر قیدیون کی طرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا بدین شرط کہ اگر مین سو نفر کی طرف رہنمائی نہ کرون تو مین
تمھارے واسطے فئی یا رقیق ہونگا پھر اُسنے شرط وفا نہ کی تو وہ مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا مگر مسلمانون کو اُسکا
قتل کرنا روا نہ ہوگا - اور اگر اُسنے کہا کہ تم مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھارے پاس آؤن پس تم کو ایسے گاؤن
کی رہنمائی کرون جسمین سو اسیر بردے ہین اور حال یہ ہی کہ انکو مسلمان پہلے پاچکے تھے یا اسکی رہنمائی سے پہلے وہ جانتے
تھے اگرچہ پائے نہ تھے تو اسکی رہنمائی کچھ نہ ہوگی اور وہ فئی ہوگا - اور اگر وہ مسلمانون کو راہ سے لیگیا اور مسلمان اس
راہ چلے پھر قبل وہان تک پہونچنے کے مسلمان پہچان گئے یا مرد مذکور نے مسلمانون کو اس جگہ کا پتا بتا دیا اور خود اُنکے
ساتھ نہ گیا پس مسلمان اسکے بتے پر گئے یہان تک کہ اُنھون نے یہ قیدی پائے تو یہ اسکی رہنمائی مین داخل ہی - اور
اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمھین ایسے طریق کی رہنمائی کرون کہ تم اسکے عیال و اولاد تک پہونچ
جاؤ اور اگر ایسا نہ کرون تو میرے واسطے امان نہین ہی پھر جب وہ اُتر آیا تو دیکھا کہ مسلمانون نے یہ طریق پا لیا ہی پس

کہا کہ یہی راستہ ہی جسکے بتلانے کا مین نے قصد کیا تھا تو کچھ نہین ہی - اور اگر اُس نے کہا کہ بدین شرط کہ اُنکو اس قلعہ کے بطریق کی رہنمائی کردن اور وہ قلعہ سے رہنمائی کرتا ہوا اُترا یہان آکر دیکھا کہ مسلمان لوگ اس راستہ کو پا گئے تھے تو وہ امن یافتہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُس نے کسی قلعہ یا شہر کی یا اس قلعہ یا اس شہر کی رہنمائی کا التزام کرلیا ہو تو ایسی صورت مین یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

باب چہارم غنائم اور اسکی تقسیم کے بیان مین - اور اسمین تین فصلین ہین فصل اول غنائم کے بیان مین واضح ہو کہ غنیمت اس مال کا نام ہی جو کافرون سے بقہر و غلبہ لیا گیا درحالیکہ لڑائی قائم ہی - اور فئی اس مال کو کہتے ہین جو کافرون سے بغیر قتال کے لیا گیا جیسے خراج و جزیہ وغیرہ - اور غنیمت سے پانچوان حصہ لیا جاتا ہی اور فئی مین سے نہین لیا جاتا ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور جو مال کافرون سے بطور ہدیہ یا سرقہ یا اچک لینے یا ہبہ کے حاصل ہوتا ہی وہ غنیمت نہین ہی بلکہ وہ خاص کر لینے والے کا ہوتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر کافران اہل حرب کے شہرون مین سے کسی شہر کے لوگ مسلمان ہو گئے قبل اسکے کہ مسلمان لوگ اُنپر لڑائی مین غالب آوین تو وہ سب آزاد مسلمان ہونگے کہ اُنپر یا اُنکی اولاد و عورتون پر یا اُنکے اموال پر کوئی راہ نہین ہی اور اُنکی اراضی پر مثل اراضی اسلام کے عشر مقرر کیا جائیگا نہ خراج یعنی پیداوار مین سے دسوان حصہ لیا جائیگا اور اسی طرح اگر قبل مسلمانون کے غالب ہونے کے وہ لوگ ذمی ہو گئے تو بھی یہی حکم ہی لیکن اسقدر فرق ہی کہ اس صورت مین اُنکی اراضی پر خراج مقرر کیا جائیگا اور نیز اُنپر ہر نفر پر جزیہ موافق قاعدہ کے مقرر کیا جائیگا - اور اگر مسلمان اُنپر غالب ہو گئے اور بعد مسلمانون کے غالب ہو جانے کے وہ اسلام لائے تو امام المسلمین کو اُنکے حق مین اختیار ہی چاہے اُنکو اور اُنکے مالون کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے اور اس صورت مین پہلے پانچوان حصہ انمین سے نکال کر اور وہ واسطے یتیمون اور مسکینون اور ابناء السبیل وغیرہ کے رکھیگا اور چار پانچوین حصے ان مجاہدین مین تقسیم کر دیگا جیسے مال غنیمت تقسیم ہوتا ہی اور ان کی اراضی پر عشر مقرر کریگا اور اگر چاہے اُنپر احسان کرے کہ اُنکی گردنین اور بال بچے اور اموال سب اُنکو واپس کر دے اور اُنکی اراضی پر عشر مقرر کرے اور اگر چاہے خراج مقرر کرے - اور اگر ان لوگون پر مسلمان غالب آئے پس وہ مسلمان نہ ہوئے تو امام کو اختیار ہی چاہے اُنکو رقیق بنا دے پس اُنکو اور اُنکے اموال کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے پس اگر اُسنے تقسیم کا قصد کیا تو اس کل غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکالکر جہان اسکو رکھنا و صرف کرنا چاہیے رکھیگا اور باقی کو ان مجاہدون کے درمیان تقسیم کر دیگا اور اس اراضی پر عشر مقرر کریگا اور چاہے انمین سے مردون کو قتل کر کے عورتون و بچون و مالون کو جسطرح ہمنے بیان کیا ہی تقسیم کر دے اور چاہے اُنکی جانون و اُنکے بال بچون کے ساتھ احسان کرے پس اُنکو اور اُنکے مالون کو انھین کے سپرد کر دے اور موافق دستور شرعی اُنپر جزیہ مقرر کرے اور اُنکی اراضی پر خراج باندھے کذا فی المحیط خواہ اسمین کا پانی عشری ہو جیسے بارش کا پانی و چشمون و تالابون و کنوؤن کا اور چاہے خراجی ہو جیسے ان نہرون کا پانی جنکو اہل عجم نے کندہ کیا ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر کفار اہل حرب پر جو مغلوب ہوئے ہین اس طرح احسان کیا کہ اُنکی جانین اور اراضی اُنکو سپرد کر دی اور عورتین و بچے و باقی اموال مسلمانون کے درمیان تقسیم کیے تو یہ جائز مگر مکروہ ہی الا اُس صورت مین کہ اُنکے پاس اسقدر مال چھوڑ دیا ہو جس سے زراعت کر سکین - اسیطرح اگر یون احسان کیا کہ اُنکی جانین و اراضی و عورتین و بچے اُنکے سپرد کیے

اور باقی تمام اموال مجاہدین مین تقسیم کردیے تو یہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے الا آنکہ اُسکے قبضہ مین بقدر مال بھی چھوڑ دیا جس سے وہ زراعت کر سکتے ہین تو بغیر کراہت جائز ہے اور اگر فقط ان حربیون کی جانین انکو بخشدین اور باقی اراضی مع سب اموال دیگر کے غانمین کے درمیان تقسیم کردین تو یہ نہین جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر ان لوگون کی اراضی ہو اور امام نے چاہا کہ انپر انکو بخشش دینے کے ساتھ احسان کرے تو نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور چاہے ان سب کو تقسیم کر دے فقط اراضی رہنے دے اور اراضی کو بمنزلہ مجاہدین پر وقف کی ہوئی کے رکھے اور اگر چاہے اراضی مین اہل ذمہ مین سے دیگر اقوام کو لاکر بسا دے اور اسکو خراجی قرار دے خواہ خراج مقاسمہ مقرر کرے یا خراج مقاطعہ اور یہ سب خراج انھین مجاہدین کو حاصل ہوگا یہ شرح الطحاوی سے تاتارخانیہ مین نقل ہے۔ اور اگر کسی اہل ذمہ نے اپنا عہد توڑ کر غدر کیا اور اپنی اراضی پر غالب ہوگئے یا مسلمانون کے گاؤن سے کسی شہر و [illegible] پر غالب ہوئے اور یہ دیار بالاتفاق دار الحرب ہوگیا پھر مسلمانون نے انکو مغلوب کیا اور امام المسلمین کو ان لوگون کے حق مین [illegible] ہوا تو امام چاہے پہلے انپر احسان کرے کہ انکی جانین اور اموال وہان رہنے دے اور اراضی انکو تسلیم کردے اور انکی اراضی پر جس طرح [illegible] مقرر کردے اور چاہے عشر مقرر کرے اور یہ نام کے واسطے عشر ہے درحقیقت یہ خراج ہی ہے اور اسی وجہ سے ایسا عشر مصارف خراج [illegible] اور چاہے دو چند عشر مقرر کرے جیسے حضرت امام عادل عمر رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے اوپر مقرر کیا تھا اور اگر [illegible] مردون کو قتل اور عورتون و بچون کو تقسیم کر دیا اور اراضی بلا مالکان رہ گئی پس ہمین کوئی قوم مسلمان لاکر بسائی کہ وہ مسلمانان [illegible] کاری کرین و یہ اراضی انکے واسطے کردی تاکہ اس سے مؤنت[1] ادا کرین تو جائز ہے لیکن یہ فعل برضامندی انھین لوگون کے کریگا کہ جنکو اس اراضی مین منتقل کر کے لانا چاہتا ہے۔ اور جب اس اراضی مین کسی قوم مسلمان کو منتقل کر کے لایا اور یہ اراضی انکی مملوکہ ہوگئی تو چاہے اس اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے خراج مقرر کرے۔ اور اگر مسلمانون مین سے کوئی قوم مرتد ہوگئی اور وہ اپنے دیار پر یا مسلمانون کے دیار مین سے کسی دیار پر غالب ہوئی اور یہ دار بالاتفاق دار الحرب ہوگیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے تو انکے مردون سے سوائے تلوار یا اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا چنانچہ اگر انھون نے اسلام سے انکار کیا تو وہ قتل کردیے جاوینگے اور انکی عورتین و بچے غانمین مین تقسیم کردیے جاوینگے اور انپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور انکی اراضی و اموال بھی درمیان غانمین کے تقسیم کردیے جاوینگے اور اس اراضی پر عشر مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر امام المسلمین کی راے مین یہ بہتر معلوم ہوا کہ مرد سب قتل کردیے جاوین اور عورتین و بچے ان مجاہدون کے درمیان تقسیم کردیے جاوین اور اراضی تقسیم نہ کیجاوے اور جسنے یہ امر مسلمانون کے حق مین بہتر دیکھا تو ایسا کر سکتا ہے پھر اسکے بعد اگر اُسکی راے مین بہتر معلوم ہو کہ اس زمین مین کوئی ذمی قوم لاکر بسائے کہ وہ اپنی ذات اور اس اراضی کا خراج ادا کیا کرین تو ایسا کر سکتا ہے پھر جب کہ ایسا کر دیا تو یہ اراضی ان ذمیون کی ملک ہو جائیگی کہ انکی ذریات[2] نسلاً بعد نسل اُنکے وارث ہونگے اور اس اراضی کا خراج ادا کرتے رہینگے پس جاننا چاہیے کہ اس مقام پر ذمیون کا منتقل کر کے لانا ذکر فرمایا بخلاف مسئلہ متقدم کے اس وجہ سے کہ ذمیون کو مرتدون کے قتل کیے جانے سے کچھ غیظ و غضب لاحق نہوگا اور مسئلہ متقدم مین ایسا نہین ہے۔ اور اگر امام المسلمین کے غالب ہو جانے کے بعد مرتد لوگ مسلمان ہوگئے تو وہ آزاد ہونگے انپر کوئی راہ نہوگی لیکن انکی عورتین و بچے و اموال کے حق مین امام کو اختیار ہے چاہے انکو غانمین کے درمیان تقسیم کردے اور اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے انھین مرتدین مسلمان شدہ کو انکی عورتین و بچے و اراضی بطور احسان دیدے اور اراضی پر چاہے عشر مقرر کرے اور چاہے خراج باندھے اور اگر امام نے چاہا کہ انکی جو اراضی عشری تھی اسکو عشری رہنے دے اور جو خراجی تھی اسکو خراجی اپنے حال سابق پر رکھے تو اسکو یہ بھی اختیار ہے۔ اور اگر ایسے ذمیون پر جنھون نے اپنا عہد توڑ دیا تھا یا اہل حرب پر امام غالب آیا اور امام نے چاہا کہ انکو ذمی بنادے کہ خراج ادا کیا کرین اور حال یہ ہے کہ قبل انپر غالب ہونے کے لڑائی کی حالت مین

[1] یعنی [illegible] ۱۲

[2] [illegible] اولاد و [illegible]

انکا مال حاصل ہوا ہو تو یہ مال اُن لوگون کو واپس نہ دیا جائیگا الا بسبب عذر کے اور عذر فقط یہ ہو کہ یہ لوگ تعمیر اراضی و انکی
زراعت پر بدون اس مال کے قادر نہ ہون۔ اور رہا وہ مال جو ان لوگون کے قبضہ مین موجود رہا ہو پس اگر عمارت اراضی
و انکی زراعت کے واسطے اس مال کی طرف محتاج ہون تو امام اُسکو اُنسے نہ لیگا اور اگر اسکے محتاج نہون تو امام کو اختیار
ہو چاہے اسکو اُنسے لیکر غانمین کے درمیان تقسیم کردے اور چاہے نہ لے مگر اولی یہ ہو کہ یہ مال انھین کے قبضہ مین
چھوڑدے بغرض انکی تالیف قلوب کے تاکہ اسلام کی بھلائیون پر واقف ہوکر مسلمان ہوجاوین۔ اور اسی طرح انپر غالب
آنے سے پہلے انکی عورتین یا بچون مین سے جو کوئی گرفتار کرلیا ہو وہ بھی واپس نہ کیا جائیگا اور انپر غالب آنے کے
بعد اسکے پاس ہین انمین سے کوئی اُنسے نہ لیگا۔ اور جب امام نے بلاد اہل حرب سے کوئی بلد فتح کرلیا اور اس بلد کو اور
اسکے لوگون کو مجاہدین فتح کرنے والون کے درمیان تقسیم کردیا پھر چاہا کہ ان لوگون پر انکی گردنون و اراضی کے ساتھ احسان
کرے یعنی انکی جانین انکے سپرد کرے کہ ذمی رہین اور انکی اراضی انکے ملک مین دیدے با دائے خراج تو امام کو یہ اختیار
نہین ہو اور اسی طرح اگر انپر اسطرح احسان کردیا پھر چاہا کہ تقسیم کرے تو یہ اختیار نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور جو لوگ اسیر ہون
انکے حق مین امام کو اختیار ہوتا ہو چاہے انکو قتل کردے اور چاہے رقیق بنادے سوائے ایسے اسیرون کے جو مشرکان
عرب سے یا مرتدان اسلام سے ہون کہ اُنسے سوائے اسلام یا تلوار کے اور کچھ قبول نہین کیا جائیگا اور چاہے انکو مسلمانون
کا ذمی بناکر آزاد چھوڑدے مگر سوائے مشرکان عرب و مرتدان اسلام کے کہ یہ لوگ ذمی بھی نہین ہوسکتے ہین اور جو شخص ان
اسیرون مین سے مسلمان ہوگیا اُسکے حق مین اور کوئی اختیار نہین ہو سوائے استرقاق کے کہ اسکو رقیق قرار دے سکتا ہو
یہ تبیین مین ہو۔ اور یہ جائز نہین ہو کہ انکو دار الحرب مین واپس کردے اور واضح ہو کہ اگر مسلمانون مین سے اہل حرب
کے ہاتھ مین اسیر ہون تو اہل حرب کے اسیرون سے مفادات کرلینا یعنی ان اسیرون کو اہل حرب کو دیکر اپنے اسیرون
کو اُنسے لینا امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو کذا فی الکافی و المتون لیکن اسمین اختلاف ہو بنابرین تبیین مذکور ہو
کہ صحیح قول امام اعظم رح کا ہو انتہی اور امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ کافرون کی قیدی عورتین یا مرد جو مسلمانون
کے قبضہ مین ہین دیگر مسلمان قیدی سے جو کافرون کے پنجے مین ہین مفادات کرلینے مین کچھ مضائقہ نہین ہو اور یہ
امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا قول ہو اور امام اعظم رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین انمین سے اظہر روایت یہی ہو
کذا فی المحیط اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ پھر واضح ہو کہ مفادات کرنے مین اہل لشکر کی رضامندی
شرط ہو اسواسطے کہ اسمین مال غنیمت سے انکے حق کا ابطال ہو اور اگر باسوائے مردون کے اس مفادات سے اہل لشکر
نے انکار کیا تو امیر لشکر کو یہ اختیار نہین ہو کہ دیگر مفادات کرلے اور رہے رجال یعنی قیدی مردان کفار پس اگر ہنوز
تقسیم واقع نہ ہوئی ہو تو امیر کو اختیار ہو کہ ان مردون کو دیگر مسلمان قیدیون کو چھڑا لے اور اگر تقسیم واقع ہوچکی ہو
تو امام کو یہ اختیار نہین ہو الا برضامندی لشکر۔ اور اگر بادشاہ کفار کا ایلچی آیا کہ وہ کسی مقام پر اسیرون سے مفادات
کرنا چاہتا ہو اور انھون نے مسلمانون سے عہد لیا کہ تم ہمکو امان دو ان قیدیون کے لانے پر یہانتک کہ فدیہ کرلینے
سے فارغ ہون اور اگر فدیہ کرلینے پر اتفاق نہو تو ہم ان مسلمان قیدیون سمیت جو ہمارے ساتھ ہین واپس آوین تو مسلمانون
کو چاہیے کہ اپنا عہد وفا کرین اور جیسے اُنسے مفادات شرط کی ہو مفادات کرین خواہ مفادات مین مال دینا شرط کیا ہو یا
اور قیدی وغیرہ لیکن اگر مفادات پر باہم رضامندی نہ ٹھہری اور کافرون نے مسلمان قیدیون کو لیکر واپس جانا چاہا

حالانکہ مسلمانون کو انپر قوت حاصل ہی تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ ان کافرون کو چھوڑ دین کہ وہ مسلمان قیدیون کو اپنے ملک مین واپس لیجاوین اور انپر لازم ہی کہ معاہدہ کی اس شرط کا وفا ترک کرین اور قیدیون کو انکے ہاتھون سے چھڑا لین مگر سواے اس چھڑا لینے کے اور کسی چیز کا اُنسے تعرض نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ اور کافرون سے اسطرح مال کے عوض مفادات کرنا کہ کافرون سے مال لیکر انکے قیدی رہا کرین تو یہ امر مذاہب مشہورہ مین سے کسی مذہب کے موافق نہین جائز ہی۔ اور اگر کافرون کا قیدی جو ہمارے پاس ہی مسلمان ہوگیا تو روا نہین ہی کہ جو مسلمان انکے قید مین ہین اُنکے عوض اس سے مفادات کر لیجاوے الا اُس صورت مین کہ اُسکا دل اس امر سے خوش ہو اور یہ اپنے اسلام پر مامون ہو۔ اور اسیرون پر احسان کرنا یعنی انکو مفت چھوڑ دینا روا نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ جب مشرکون کے لڑکے اسیر کیے گئے اور انکے ساتھ انکی مائین اور باپ بھی اسیر ہین تو ان اطفال سے مفادات کر لینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اکیلا طفل اسیر کر کے دارالاسلام مین نکال لایا گیا تو بعد اسکے اسکے ساتھ مفادات کر لینا نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر دارالحرب مین غنیمت تقسیم کر دی گئی کہ طفل کسی مسلمان غازی کے حصہ مین آیا یا اموال غنیمت فروخت کر دیے گئے یعنی کسی مسلمان نے یہ مال غنیمت خرید لیا تو بھی اُس سے مفادات نہین روا ہی کہ یہ طفل اس شخص کی تبعیت مین جسکے ملک مین بوجہ تقسیم کے یا خرید کے آیا ہی محکوم باسلام ہو گیا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے گھوڑے و ہتھیار کفار سے لیے پھر کافرون نے انکے عوض مفادات کی درخواست کی بایں طور کہ مال لیکر یہ چیزین ہمکو دیدی جاوین تو ایسا کرنا نہین جائز ہی اور اگر اُنھون نے درخواست کی کہ ہمارا قیدی ہمکو دیدو اور اسکی مفادات مین یہ مرد مشرک لے لو یا ذمی مشرک لے لو تو مسلمانون کو ایسا کرنا نہین جائز ہی۔ اور جو مسلمان دارالحرب مین اسیر ہون انکی مفادات کرا لینا بعوض درم یا دینارون کے یا ایسی چیزون کے جنسے امر جنگ مین تقویت نہین لیجاتی ہی جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہی مگر ہتھیار یا گھوڑے دیکر چھڑانا نہین جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ امام محمد رہ نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا ذمی آدمی سے جو حربی کافرون کے پنجہ مین دارالحرب مین قید ہی کسی مسلمان یا ذمی نے جو امان لیکر دارالحرب مین گیا ہی کہا کہ مجھے فدیہ دیکر اُنسے چھڑا لے یا مجھے اُنسے خرید لے پس اُسنے ایسا ہی کیا اور اسکو دارالاسلام مین نکال لایا تو وہ یہان آزاد ہوگا اسپر ملک کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن جسقدر مال اس قیدی کے فدیہ مین اُسنے دیا ہی وہ اس اسیر رہا شدہ کے ذمہ قرضہ ہوگا پس تمام جو کچھ اُسنے فدیہ مین دیا ہی اُس سے واپس لیگا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اُسنے مقدار دیت سے زائد مال اسکے فدیہ مین دیا ہی تو اسیر رہا شدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہی اور جو کچھ اس سے زیادہ ہی وہ نہین لے سکتا ہی۔ قال المترجم یعنی جب اسیر مسلمان یا ذمی نے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو حقیقت مین خرید نہین بلکہ تفدیہ ہی پس ملک نہوگی ہان جو کچھ فدیہ دیا ہی وہ واپس لیگا مگر جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ نہین لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم ہی پس زائد دیت سے غبن فاحش ناجائز ہوگا بخلاف حکم تفدیہ کے فافہم۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ بقیاس قول امام اعظم رہ چاہیے کہ جسقدر اُسنے اسکے فدیہ مین دیا ہی سب واپس لیوے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اصح یہ ہی کہ امام اعظم رہ و امام ابو یوسف و امام محمد رہ سب کے نزدیک وہی حکم ہی جو اول مذکور ہوا ہی اور علی ہذا اگر اسیر مذکور نے اس سے کہا ہو کہ ہزار درم فدیہ دیکر مجھے اُنسے چھوڑا لے اور مامور کو اتنے کے عوض چھڑا لینا ممکن نہوا حتی کہ اُسنے زیادہ دیکر چھڑا لیا تو مامور مذکور اُس سے فقط ہزار درم لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اسیر نے مامور سے یعنی جس سے اپنے چھڑانے کے واسطے کہا ہی یون کہا کہ مجھے ان لوگون سے

فدیہ کرا لے بعوض اُس چیز کے جو تیری راستہ مین آ دے یا جسکے عوض تو چاہے یا یون کہا کہ مجھے تو اپنے فدیہ کرا لے اور میرے فدیہ کرا لینے مین جو تو کریگا جائز ہوگا تو اس صورت مین جو کچھ وہ اُسکے فدیہ مین دے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو سب واپس لیگا اور اگر یہ قیدی غلام ہو یا باندی ہو اور اُسنے کسی مسلمان یا ذمی مستامن سے کہا کہ مجھے اپنے خرید لے یا فدیہ کرا لے پس اُسنے اُسکی قیمت کے مثل یا کم یا زیادہ پر ایسا کرلیا تو یہ جائز ہو اور وہ اس مشتری کا غلام ہوگا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے میرے واسطے خرید دے پس اگر اسکو اسکے مثل قیمت یا بغبن یسیر خرید دیا اور انکو خبر کردی کہ مین اسکو اسکی ذات کے واسطے خریدتا ہون تو یہ غلام آزاد ہوگا کہ اسپر ملک کی کوئی راہ نہ ہوگی پھر مامور کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اسنے اس غلام کے فدیہ مین دیا ہو اُس سے واپس لے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مکاتب نے کسی شخص کو حکم دیا کہ مجھے فدیہ کرا دے پس اُسنے فدیہ کرا دیا تو جسقدر اُسنے فدیہ مین دیا ہو مکاتب سے واپس لیگا اور اگر مکاتب مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہوگیا تو مال مذکور اسکی گردن پر قرضہ ہوگا یعنی اُسکے عوض وہ مولے کے پاس سے فروخت کرایا جاسکتا ہو۔ اور اگر مکاتب نے اسکو حکم دیا کہ مجھے پانچ ہزار درم کے عوض فدیہ کرا دے حالانکہ اُسکی قیمت ہزار درم ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین رح کے قول کے موافق نہین جائز ہو الا بقدر ہزار درم کے لیکن یہ اسوقت تک ہو کہ وہ آزاد نہین ہوا ہو۔ اور اگر غلام ماذون نے کسی کو حکم کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے تو یہ اس ماذون کے مولی پر جائز نہوگا یعنی اگر اُسنے فدیہ کرا دیا تو جو مال دیا ہو وہ اس ماذون کے مولی سے نہین لے سکتا ہو اور نہ اس ماذون کے رقبہ سے وصول پا سکتا ہو جبتک وہ مملوک ہو ہان جب وہ آزاد ہوجاوے تو یہ مال اسپر ادا کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی نے دوسرے کو حکم کیا کہ جو دار الحرب مین اسیر ہو اُسکو خرید دے پس اگر مامور سے یون کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید لے یا کہا کہ اسکو میرے مال سے خرید لے تو مامور اس مال کو جسکے عوض خریدا ہو اس حکم دینے والے سے لے لیگا اور اگر اُسنے یہ لفظ کہ میرے واسطے یا میرے مال سے نہ کہا ہو تو وہ اس حکم دینے والے سے واپس نہین لے سکتا ہو الا اُس صورت مین کہ اسکا خلیط ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور فتاوے مین مذکور ہو کہ اگر قیدی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے پھر وکیل نے کسی دوسرے سے کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید دے تو جائز ہو اور اسی طرح اگر وکیل نے اس سے کہا کہ اسکو میرے واسطے میرے مال سے خرید دے تو بھی جائز ہو اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ اس اسیر موکل سے یہ مال واپس لے۔ اور اگر وکیل نے دوسرے وکیل سے یون کہا کہ اسکو خرید اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا میرے مال سے پھر دوسرے وکیل نے خریدا تو وہ متطوع یعنی احسان کنندہ ہوجائیگا حتے کہ وکیل دوم کسی سے یہ مال نہین لے سکتا ہو اور وکیل اول بھی اپنے موکل سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ایک گروہ مسلمانون نے اپنے چندہ سے مال جمع کیا اور ایک شخص کو دیا کہ وہ دار الحرب مین جاکر حربیون سے مسلمان قیدیون کو خرید دے تو یہ شخص اس ملک کے تاجرون سے دریافت کریگا پس جسکی نسبت اسکو خبر دیجاوے کہ یہ آزاد ہو اور ان لوگون کے پنجہ مین اسیر ہو تو شخص مذکور اسکو خرید لیگا مگر اسی قدر قیمت دیگا کہ اگر یہ واقع مین غلام ہوتا تو اس مقام پر اُسکی کیا قیمت ہوتی پس اسی قدر قیمت سے تجاوز نہ کریگا یعنی بعوض اسکی مثل قیمت کے یا خفیف زیادتی کے ساتھ خرید سکتا ہو اور اگر شخص مامور نے کسی اسیر کو خریدنا چاہا پس اسیر نے اس سے کہا کہ میرے واسطے مجھے خرید لے پس مامور نے اُسی مال سے جو اسکو دیا گیا ہو خرید دیا تو مامور اس مال کا ضامن ہوگا اور اسیر مذکور سے جسکو خرید دیا ہو یہ مال واپس لیگا اور اگر شخص مامور مذکور نے اس اسیر سے جسنے اُس سے وقت ارادہ خرید کے یہ کہا تھا کہ مجھے میرے واسطے خرید دے یون کہا کہ مین تجھے بعوض اس مال کے جو مجھے دیا گیا ہو بغرض حصول ثواب خرید دونگا پھر

اسکو خریدا تو مالکان مال کے واسطے خریدنیوالا ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر زید نے عمرو کو حکم کیا کہ دارالحرب مین سے ایک اسیر آزاد یعنی مثلاً خالد کو بعوض مال مسمی کے یعنی مثلاً بعوض ہزار درم کے خریدے پس عمرو نے خالد کو خرید لیا تو خالد پر عمرو کے واسطے اس مال سے کچھ واجب نہوگا - ہان عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ زید سے یہ مال واپس لے بشرطیکہ زید نے اسکے واسطے اس مال کی ضمانت کر لی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خرید دے - اور اگر زید نے عمرو سے کہا ہو کہ تو خالد کو خالد کی ذات کے واسطے خرید اور اگر سکے تو اسکی اللہ تعالی سے امید رکھ تو عمرو زید سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص دارالحرب مین داخل ہوا اور اسکے پاس اسقدر مال ہی کہ اس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہی تو عالم اسیر کے خریدنے سے جاہل قیدی کا خریدنا افضل ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور جب امام المسلمین نے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف عود کرنا چاہا اور حال یہ ہی کہ اسکے ساتھ اس کثرت سے مویشی ہین کہ انکو دارالاسلام مین لانے پر قدرت نہین ہی تو یہ نہ کرے کہ انکی کونچین کاٹ کر وہان چھوڑ دے بلکہ انکو ذبح کر کے جلا دے اور ہتھیارون کو بھی جلا دے اور جو ہتھیار ایسے ہون کہ سوختہ نہو سکین مثلاً لوہے کے ہین تو انکو ایسی جگہ دفن کر دے جہان کفار واقف نہون یہ کافی مین ہی اور کفار کے ظروف و اثاث مین سے ہر چیز کو اسطرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نرہین اور روغنون اور تمام سیال چیزون کو بہا دے کہ پھر اہل کفر اُس سے انتفاع حاصل نہ کر سکین اور یہ سب امور اسواسطے کرے کہ اہل کفر گھٹ کر جلین - اور رہے قیدی پس جب ایسے ہون کہ انکو دارالاسلام مین منتقل کر لانا متعذر ہو تو ان مین سے مردون کو قتل کر دے اگر وہ اسلام نہ لاوین اور عورتون و بچون کو اور بوڑھون کو ایسی زمین مین چھوڑ دے کہ وہان بھوک و پیاس سے مر جاوین اسواسطے کہ انکا قتل کرنا تو متعذر ہی کیونکہ ممانعت ہی اور انکا باقی رکھنا غیر موجہ ہی اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دارالحرب مین سانپ یا بچھو پاوین تو یہ کرینگے کہ بچھو کی دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو بالکل قتل نکرینگے تاکہ جب تک مسلمان وہان ہین تب تک مسلمانون سے انکا ضرر دفع ہو اور پیچھے انکی نسل باقی رہے تاکہ موجب ایذا کفار ہو یہ سراج وہاج مین ہی - واضح ہو کہ اصل یہ ہی کہ جب تک غنائم دارالاسلام مین نہ آجاوین کہ جس سے محرز ہو جاتے ہین تب تک وہ مملوک نہین ہو جاتے ہین کذا فی محیط السرخسی اور اس اصل پر چند مسائل مبنی ہین ازانجملہ یہ ہی کہ اگر مجاہدین غانمین سے کسی شخص نے غنیمت کی باندیون مین سے کسی باندی سے وطی کی پس اسکے بچہ پیدا ہوا اور وطی کرنے والے نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا اور عقر واجب ہوگا اور یہ باندی و بچہ اور یہ عقر ان سب غانمین کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر مال غنیمت امام نے دارالحرب مین تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہو دارالحرب ہی مین مر گیا قبل اسکے کہ اسکا حصہ غنیمت دارالاسلام مین آجاوے تو اس مال کی اسکے ورثہ میراث نہ پاوینگے - اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر غنیمت مین سے کوئی چیز کسی غازی نے تلف کر دی تو ہمارے نزدیک وہ ضامن نہوگا - اور ازانجملہ یہ ہی کہ اگر امام نے بدون اپنے اجتہاد کے اور بدون حاجت غازیون کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہین صحیح ہی یہ تبیین مین ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ متصل بدارالاسلام نہو اور جس صورت مین کہ متصل بدارالاسلام ہو اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور اسپر احکام اسلام جاری کیے تو تقسیم کرنے مین مضائقہ نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی - اور اگر امام نے غنیمت کو دارالحرب مین اپنے اجتہاد سے یا بسبب حاجت غازیون کے تقسیم کر دیا تو قسمت صحیح ہی اور دارالاسلام مین غنیمت نکال لائے جانے کے بعد جو غازی مرا ہو اُسکا حصہ اُسکے وارثون

کے واسطے میراث ہوگا یہ ہدایہ مین ہے- اور جو مدد مسلمانون کی دارالحرب مین جا ملی ہے یہ لشکر مددی بھی ان غنیمت مین انکا شریک
ہوگا- اور انکی شرکت جبہی منقطع ہو گی کہ جب غنیمت دار الاسلام مین محرز ہو چکی ہو یا دارالحرب مین تقسیم ہو گئی ہو یا امام
نے غنیمت کو فروخت کر دیا ہو- اور اگر لشکر نے دارالحرب مین سے کوئی شہر فتح کیا اور انپر غالب ہو گئے پھر ان لوگون سے
مددی لشکر جا ملا تو مددوالے ان لوگون کے ساتھ غنیمت مین شریک نہ ہونگے اسواسطے کہ یہ شہر بلاد اسلام مین سے ہو گیا
اور بازاری آدمیون کے واسطے سہم نہین ہوتا ہے الا اُس صورت مین کہ وہ قتال کرین پس اگر وہ قتال کرین تو انکو حصہ
غنیمت ملیگا اور سوار و پیادہ کی حالت اسوقت کی معتبر ہے جسوقت اُسنے قتال کیا ہے یعنی اگر سواری کی حالت مین قتال کیا ہے
تو اسکو حصہ سوار ملیگا اور اگر پیادہ قتال کیا ہے تو حصہ پیادہ ملیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے- اور اسی طرح جو شخص دارالحرب
مین مسلمان ہوا تھا اور لشکر اسلام مین داخل ہونے پر وہ لشکر مین آگیا اور جو مرتد ہو کر دارالحرب مین چلا گیا تھا تو بہ کر کے
لشکر مین آگیا اور جو امان لیکر دارالحرب مین تجارت کے واسطے گیا تھا اور لشکر اسلام مین ملحق ہو گیا تو انکا بھی وہی حکم ہے
کہ اگر اُنھون نے شامل ہو کر قتال کیا تو مستحق حصہ غنیمت ہونگے ورنہ انکو کچھ نہ ملیگا یہ فتح القدیر مین ہے- اور واضح
رہے کہ رِدْءُ اور مقاتل دونون یکسان ہین یہ ہدایہ مین ہے- اور اگر لشکر اسلام کے ساتھ اجیر ہون یعنی مسلمان مزدور
ہون کہ انکو کسی نے خدمت کے واسطے مزدور کر لیا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُس نے خدمت ترک کر کے کفار سے
قتال کیا تو وہ مستحق سہم ہوا اور اگر اُسنے خدمت ترک نہین کی ہے تو اسکے واسطے کوئی استحقاق نہین ہے اصل یہ ہے کہ جو
شخص قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق سہم ہے خواہ اُسنے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو شخص غیر قتال کے واسطے داخل
ہوا وہ مستحق نہ ہوگا الا اس صورت مین کہ وہ قتال کرے اور قتال کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور جو شخص لشکر کے ساتھ قتال
کے واسطے داخل ہوا پھر اُسنے قتال کیا یا مرض وغیرہ کی وجہ سے قتال نہ کیا تو اسکے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا اگر پیادہ ہے
تو پیادہ کا حصہ اور اگر سوار ہے تو سوار کا حصہ- اور جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا پھر کفار کے ہاتھ مین اسیر ہو گیا پھر قبل
اسکے کہ غنیمت دارالاسلام مین نکال لائی جاوے وہ رہا ہو گیا تو اسکے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے
اور اگر امام کو ضرورت ہوئی کہ غنیمت بار کر کے دارالاسلام مین منتقل کیجاوے اور مال غنیمت مین جانوران بار برداری
ہین تو امام اس مال غنیمت کو انپر لادکر دارالاسلام مین منتقل کرائیگا- اور اگر مال غنیمت مین جانوران بار برداری نہ ہون
ولیکن امام کے ساتھ بیت المال مین سے جانور وغیرہ بار برداری فاضل ہین تو انپر لادکر منتقل کرادے اور اگر امام کے ساتھ
فاضل بار برداری نہ ہون ولیکن غنیمت حاصل کرنے والون مین سے ہر ایک کے ساتھ فاضل بار برداری ہے پس اگر انکی
خوشی ہو تو اپنی اپنی بار برداری پر مال غنیمت لادلاوے اور اگر انکی خوشی نہو تو اجرت سے انپر لادلانے کے واسطے ان
مالکون پر جبر واکراہ نہین کریگا یہ سیر صغیر مین ہے اور سیر کبیر مین لکھا ہے کہ امام ان لوگون کو انکی بار برداریون پر اجرالمثل کے
عوض اس مال کے لادلانے پر مجبور کریگا اور اگر غانمین مین سے ہر ایک کے واسطے فاضل بار برداری نہو بلکہ بعض کے ساتھ
فاضل بار برداری ہو پس اگر مالک خوشی سے راضی ہوا کہ اجرت پر مال غنیمت اسکی بار برداری پر لادلایا جاوے
تو جائز ہے اور اگر وہ خوشی نہ ہو تو بنابر روایت سیر صغیر کے اسکو مجبور نہین کر سکتا اور بنابر روایت سیر کبیر کے اسکو اس
کام پر مجبور کریگا یہ محیط مین ہے- اور مضائقہ نہین ہے کہ دارالحرب مین لشکر کو علوفہ دے اور جو طعام اہل لشکر پاوین
وہ کھاوین اور یہ مثل روٹی و گوشت اور اُس چیز کے جو طعام مین مستعمل ہوتی ہے جیسے گھی اور شہد و روغن زیتون و سرکہ

اور نیز مضائقہ نہیں ہی کہ تدہین کرین ایسے دہن سے جو کھایا جاتا ہی مثل گھی و روغن زیتون و سرکہ کے اور مضائقہ نہین ہی کہ خود اس سے تدہین کرے اور اپنے جانور کی۔ اور جو دہن کہ نہین کھائے جاتے ہین مثل روغن بنفشہ و خیری اور روغن ورد اور اسکے مانند کے تو اسکو روا نہین ہی کہ اس سے تدہین کرے۔ اور جو شی کہ نہ کھائی جاتی ہی اور نہ پی جاتی ہی تو اہل لشکر مین سے کسی کو روا نہین ہی کہ اس سے کچھ انتفاع حاصل کرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اگر لشکر کے ساتھ تاجر لوگ دار الحرب مین داخل ہوئے جنکا ارادہ قتال کا نہین ہی تو انکو روا نہین ہی کہ طعام مین سے کوئی چیز کھاوین یا اپنے جانورون کو کھلاوین الا اس صورت مین کہ خرید کر کے دام دیدین اور اگر ایسے تاجر نے اسمین سے کوئی چیز خود کھائی یا اپنے جانور کو کھلائی تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے پاس اسمین سے کوئی چیز باقی ہو تو اس سے وہ لے لیجائیگی اور رہا لشکر مجاہدین کا تو انکو مضائقہ نہین ہی کہ اپنے غلامون کو جو انکے ساتھ داخل ہوئے ہین بدین غرض کہ سفر مین انکے کامون مین اعانت کرین ایسے کھانے پینے کی چیزون سے انکو کھلاوین اور یہی حکم ان مجاہدون کی عورتون اور بچون کا ہی ہان جو شخص ان مجاہدون کے ساتھ مزدور خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہو کر گیا ہی وہ نہین کھا سکتا ہی۔ اور جب بڑھی عورتین بدین غرض لشکر کے ساتھ داخل ہوئین کہ لشکر کے بیمارون اور زخمیون کا علاج کرین تو یہ عورتین خود کھاوینگی اور اپنے جانورون کو کھلاوین اور اپنے رفیقون کو کھلاوین یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور کچھ فرق نہین ہی ایسے طعام مین کہ جو کھانے کے واسطے مہیا ہو اور ایسے طعام مین جو کھانے کے واسطے مہیا نہو یعنی دونون طرح کا طعام کھا سکتے ہین حتی کہ اہل لشکر کو روا ہی کہ گائے بکریان اونٹ وغیرہ مویشی کو ذبح کر کے کھاوین اور انکی کھالین مال غنیمت مین داخل کردین اور اسی طرح حبوب و شکر و فواکہ تر و خشک اور ہر شی جو عادت کے موافق کھائی جاتی ہی کھاوین اور یہ اطلاق ایسے شخص کے حق مین ہی جسکے واسطے سہم غنیمت ہو یا وہ رضخ کے طور پر غنیمت سے پانے کی لیاقت رکھتا ہو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو اور تاجر و مزدور خدمت کو ایسا کھانا نہ دیا جاویگا الا آنکہ گیہون کی روٹی یا پکا ہوا گوشت ہو تو ایسی صورت مین تاجر و مزدور کو بھی کھلا دینے مین مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر لشکر نے چارہ اپنے جانورون کے واسطے اور طعام اپنے کھانے کے واسطے اور لکڑیان استعمال کے واسطے اور روغن استعمال کے لیے اور ہتھیار لڑائی کے واسطے دار الحرب سے لے لیے تو انکو یہ روا نہین ہی کہ انمین سے کوئی چیز فروخت کرین ورنہ ان چیزون سے تمول حاصل کرنا روا ہی یعنی انکو ذخیرہ کر کے اپنے وقت حاجت کے واسطے نگاہ نہ رکھین اور اگر انھون نے اسمین سے کوئی چیز فروخت کی تو اسکا ثمن مال غنیمت مین داخل کردین یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر انھون نے تل یا پیاز یا ساگ یا مرچ وغیرہ ایسی چیزین پائین جو عادت کے موافق بطور تعیش کھائی جاتی ہین تو انمین سے تناول کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور دواؤن و خوشبوئین سے کچھ استعمال کرنا روا نہین ہی۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم جواز اسی وقت ہی کہ امام المسلمین نے انکو کھانے پینے کی چیزون سے انتفاع حاصل کرنے سے منع نہ کیا ہو اور اگر امام نے انکو اس سے منع کر دیا ہو تو انکو ایسی چیزون سے انتفاع حاصل کرنا مباح نہین ہی اور اگر اہل لشکر کو آگ روشن کرنے کی حاجت ہوئی خواہ پکانے کے واسطے یا صدمہ سردی رفع کرنے کی غرض سے تو مضائقہ نہین ہی کہ اہل حرب کی لکڑیان و نرکل وغیرہ جو پاوین وہ جلاوین بشرطیکہ یہ جلانے کے واسطے رکھی گئی ہون اور اگر اسکے سوائے اور کام کے واسطے رکھی گئی ہون یعنی عادت کے موافق ظاہر ہو کہ ایسی چیز جلانے کی نہین ہی مثلاً لکڑی کے کھونٹے اور کٹھوتیان بنانے کے واسطے رکھی گئی ہین اور حال یہ کہ انکی قیمت ہی تو انکا استعمال کرنا روا نہین ہی اور اگر گھوڑون کے واسطے جو نہ ملین تو مضائقہ نہین ہی کہ گیہون دے

اور اگر اُسنے دار الحرب مین صابون یا حرض جو احراز مین کی ہوئی ہو پائی تو اُس سے انتفاع حاصل نہین کر سکتا ہو الا بوقت ضرورت اور اگر دار الحرب کی زمین مین حرض لگی ہو اور اُسنے اسمین سے کچھ کاٹ لی پس اگر اس کاٹی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع نہین جائز ہو الا بوقت ضرورت اور اگر اُسکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکو بدون ضرورت لاحق ہونے کے بھی استعمال کر سکتا ہو - اور اگر اہل لشکر مین سے ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنے لیے چارہ لانے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور وہ کسی سطورہ کو گیا اور وہان سے چارہ لایا پھر کہا کہ میری راے مین یون آیا ہو کہ مین یہ چارہ تجھے نہ دون اور اپنے واسطے رکھون اور تجھکو تیری اجرت واپس کر دون اور مستاجر نے ہٹ کی کہ نہین مین یہ چارہ ہی لونگا پس اگر اجیر نے یہ اقرار کیا کہ مین یہ چارہ بر بناے اجارہ لایا ہون تو اُسپر جبر کیا جائیگا کہ مستاجر کو دیدے درصورتیکہ دونون اس چارہ کے حاجتمند ہون یا دونون اُس سے بےپروا ہون اور اگر اجیر کو اُسکی حاجت ہو اور مستاجر اُس سے بےپروا ہو تو اجیر کو اختیار ہو کہ اسکو نہ دے ولیکن اجیر کے واسطے اجرت بھی نہ ہوگی اور اگر اسکو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا ہو کہ میرے واسطے خشک گھاس کاٹ لادے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اگرچہ مستاجر اس گھاس سے بےپروا ہو اور اجیر کو اسکی ضرورت ہو مگر یہ حکم اس صورت مین ہو کہ اجیر نے اقرار کیا کہ مین ہی کے واسطے کاٹ لایا ہون یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر دار الحرب مین کوئی درخت پایا اور اسمین سے لکڑی لی پس اگر اس جگہ اسکی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرنا نہین روا ہو الا اس صورت مین کہ کھانا پکانے یا صدمہ سردی دفع کرنے کے واسطے جلاوین اور اگر اس جگہ اس لکڑی کی کچھ قیمت نہ ہو ولیکن اہل لشکر نے اسمین کوئی ایسی دستکاری کی ہو جس سے اسکی قیمت ہوگئی ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرنے مین مضائقہ نہین ہو - اور اگر اسکو دار الاسلام مین نکال لائے اور امام نے تقسیم مال غنیمت کا قصد کیا پس اگر اس مقام پر جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہو اس لکڑی مین سے بنی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو امام کو اس ساختہ کے حق مین اختیار ہو چاہے اِنسے ساختہ کو لیکر انکو اسقدر قیمت جو بسبب دستکاری کے اسمین بڑھ گئی ہو دیکر اس ساختہ کو غنائم مین داخل کر لے اور چاہے اس ساختہ کو فروخت کر کے اُسکا ثمن اسکے ساختہ و غیر ساختہ دونون قیمتون پر تقسیم کرے پس جسقدر ساختہ کے حصہ مین بہ نسبت غیر ساختہ کے حصہ ثمن کی زیادتی ہو اسقدر حصہ دستکاری ہوگا وہ اس دستکار کو دیدے جسنے اس لکڑی مین دستکاری کی ہو اور جو باقی رہا وہ غنیمت مین داخل کر دے پس غنیمت پانے والون کا حق دستکاری منقطع نہ ہوگا - اور اگر اس لکڑی کی دار الحرب مین کچھ قیمت نہ ہو اور دار الاسلام مین بھی جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہو کچھ قیمت نہ ہو تو وہ لکڑی اسی کو مسلم رہیگی جو اپنے ساتھ لے آیا ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر اہل لشکر مین سے کسی آدمی نے کسی مقام پر طعام کثیر پایا جسمین سے تھوڑا اُسکی حاجت سے بچا اور اُسنے چاہا کہ اسکو دوسرے مقام پر لاد لیجاؤن مگر دیگر حاجتمندان لشکر مین سے کسی نے اُس سے اس طعام کو طلب کیا پس اگر وہ جانتا ہو کہ مجھے اسکی دوسرے مقام پر طعام نہ ملیگا تو مضائقہ نہین ہو کہ اس طلب کرنے والے کو دینے سے انکار کرے اور اپنے ساتھ اسکو دوسرے مقام پر لیجاوے اور اگر ایسا نہو تو اسکا انکار کرنا حلال نہین ہو - اور اگر باوجود شخص اول کی حاجت کے دوسرے طالب نے اُس سے یہ طعام لے لیا اور ہنوز اسمین سے کھایا نہین ہو کہ شخص اول نے امام سے نالش کی اور امام کو شخص اول کی حاجت بجانب اس طعام کے معلوم ہوئی تو امام اسکو واپس کرا دیگا اور اگر اول اُسکا محتاج نہین اور دوسرا اُسکا محتاج معلوم ہوا تو امام اسکو دوسرے سے واپس نہ لیگا اور اگر امام کے نزدیک ثابت ہوا

کہ دونون اس سے بے پروا ہین تو ایسی خصومت مین امام اسکو دوسرے سے لے لیگا مگر اول کو واپس نہ دیگا بلکہ ان دونون کے سوائے کسی دوسرے کو دیگا - اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا ہی ہر ایسی چیز مین جاری ہی جسمین مسلمان لوگ بحق شرعی یکسان ہین جیسے رباطات مین اُترنا کسی مقام پر یا مسجدون مین انتظار نماز کے واسطے بیٹھنا یا منے مین یا عرفات مین حج کے واسطے کسی جگہ اُترنا چنانچہ اگر مسجد مین کسی جگہ کوئی بیٹھا تو وہ اس مقام کا بہ نسبت دوسرے شخص کے مستحق ہی - اور اگر کسی نے بوریا بچھایا اگر اسکو کسی دوسرے کے حکم سے بچھا دیا ہی تو بچھوانے والے کے خود بچھانے کے مانند ہی یعنی اس جگہ کا مستحق وہی ہی جسنے بچھوایا ہی اور اگر بچھانے والے نے خود بدون حکم دوسرے کے بچھایا ہی تو بچھانے والا اُسکا مستحق ہی اسکو اختیار ہی کہ یہ جگہ جسکو چاہے دیدے - اور اسی طرح اگر کسی نے منی یا عرفات مین کسی مقام پر اپنا خیمہ کھڑا کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس مقام پر ایک شخص دیگر اُترا کرتا تھا اور یہ امر معروف ہی تو جو شخص اگلی مرتبہ اس مقام پر پہلے آن کر اُترا ہی وہی اُسکا مستحق ہی اور دوسرا جسکا اس مقام پر اُترنا معروف ہی اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو اس مقام سے اُٹھا وے - اور اگر اُس نے اس مقام مین سے بہت جگہ وسیع اپنی حاجت سے زیادہ لی تو غیر کو اختیار ہی کہ اُس سے اُسکی جگہ کا وہ گوشہ جسکی اسکو حاجت نہین ہی لیکر وہان اسکے برابر آپ اُترے اور اگر اتنی جگہ کو اُس سے ایسے دو آدمیون نے طلب کیا کہ ہر ایک کو انہین سے اس جگہ کی ضرورت ہی اور جو شخص پہل کرکے وہان اُتر چکا ہی اُسنے چاہا کہ ان مین سے ایک کو دوں دوسرے کو نہ دوں تو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر ان دونون مین سے ایک پیش قدمی کرکے وہان اُتر پڑا پھر اس شخص نے جو پہل کرکے اس مقام وسیع مین اُتر چکا ہی اور وہ بے پروا ہی یہ چاہا کہ اسکو وہان سے ہانک کر کے دوسرے ایسے شخص کو جو اس جگہ کا محتاج ہو وہان اُتارے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جو وہان پہل کرکے اُترا تھا یہ کہا کہ مین نے اسقدر زائد گوشہ مقام کو فلان کے واسطے اسکے حکم سے لے لیا تھا کہ اُسکو یہان اُتارونگا اپنے واسطے نہین لیا تھا تو اس سے اس امر پر قسم لیجائیگی اور بعد قسم کھانے کے اسکو یہ اختیار ہوگا کہ جو یہان اُترا ہی اُسکو اُٹھا وے اور یہی حکم طعام و چارہ کا ہی کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسکو فلان کے حکم سے اسکے واسطے لیا تو قسم لیکر اُسکا قول مسلم ہوگا - اور اگر اہل لشکر مین سے دو آدمیون نے ایک نے جو پائے اور دوسرے نے نرکل - پھر دونون نے باہم اسکا مبادلہ کیا اور جسنے جو چیز خریدلی ہی اُسکا حاجتمند ہی تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسنے دوسرے سے خریدا ہی اُسکو استعمال مین لاوے اور یہ دونون کے درمیان مین بیع نہوگی اسواسطے کہ ان دونون چیزون مین سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ بقدر اپنی حاجت کے لے لے لیکن چونکہ لانے والے کی حاجت مقدم مانع تھی کہ بغیر اسکی رضامندی کے نہین لے سکتا تھا پس باین معانی ہر ایک نے دوسرے کو راضی کر لیا پھر جو استعمال کیا تو اصلی مباح ہونے پر نہ باین مبادلہ مذکورہ اور یہ صورت بمنزلہ اسکے ہی کہ چند مہمان ایک دسترخوان پر مجتمع ہوئے کہ ہر مہمان اس امر سے منع کیا گیا کہ اپنا ہاتھ اس طعام کی طرف دراز کرے جو دوسرے کے سامنے ہی بغیر رضامندی دوسرے کے اور اگر دوسرے کی طرف سے رضامندی پائی گئی تو ہر ایک کو دونون مین سے اختیار ہوگا کہ جو طعام چاہے کھا وے مگر باین کہ مہمانی کرنے والے کی ملک ہی جو اُسنے مباح کر دی ہی نہ آنکہ دوسرے مہمان نے مباح کر دی - اور اگر یہ صورت ہو کہ دونون مین سے ہر ایک نے جو کچھ دوسرے کو مبادلہ مین دیا ہی جیسے دوسرے سے لی ہوئی چیز کا حاجتمند تھا ویسے ہی اپنی دی ہوئی چیز کا حاجتمند ہی پس ان دونون مین سے ایک نے چاہا کہ جو دونون نے باہم مبادلہ کیا ہی اُسکو توڑ دے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ جو کچھ بائع نے دیا ہی بائع اُسکا حاجتمند ہو

اور مشتری اس سے بے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہے کہ جو دیا ہے وہ لے لے اور جو لیا ہے واپس کر دے اور اگر یہ ہوا کہ جب بائع نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہے کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجتمند ہے دیدی تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے باہم مبایعت کر لی حالانکہ دونوں اس سے بے پروا ہیں یا دونوں کو اسکی حاجت ہے یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجتمند ہے اور ہنوز دونوں میں باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے میں آیا کہ اس مبایعت کو توڑ دے تو اسکو اختیار ہوگا کہ ترک کر دے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی بدین شرط کہ لینے والا اسکے مثل ادا کر دیگا پس اگر دونوں میں سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ایک اسکا حاجتمند ہو تو قرض لینے والے پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اگر اسنے اس چیز کو تلف کر دیا ہو۔ اور اگر ہنوز تلف نہیں کیا ہے موجود ہے تو قرض دینے والا اسکا مستحق ہے اگر اسنے چاہا کہ میں واپس کر لوں تو واپس لے سکتا ہے اور اگر لینے والا حاجتمند ہو اور اسکا دینے والا اس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دینے لینے کے وقت دونوں اس سے بے پرواہ ہوں پھر قبل اسکے کہ لینے والا اسکو تلف کر دے دونوں اسکے حاجتمند ہو گئے تو دینے والا اسکا مستحق ہے اور اگر لینے والا پہلے حاجتمند ہوا پھر دینے والا حاجتمند ہوا یا نہوا بہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راہ نہیں ہے۔ اور اگر ایسے گیہون میں سے جو داخل غنیمت ہیں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درمون کے عوض خریدے اور درم دیدیے اور گیہون پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گیہوون کا مستحق ہوا بشرطیکہ انکا حاجتمند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیع توڑ دینے کا قصد کیا اور گیہون ہنوز بعینہ قائم ہیں تو اسکو یہ اختیار ہے پس مشتری گیہوون کو واپس کر دیگا اور اپنے درم لے لیگا اور یہ اس صورت میں ہے کہ دونوں ان گیہوون سے بے پرواہ ہوں یا مشتری بے پروا ہوا اور بائع انکا حاجتمند ہو اور اگر مشتری ہی اسکا حاجتمند ہو تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کو اسکے درم واپس کر دے اور گیہون مشتری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گیہون تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کا ثمن واپس کر دے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہے وہ بہر حال اسکو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدرت حاصل نہ ہوئی کہ اسکو اسکا ثمن واپس کر دے تو یہ درم اسکے پاس بمنزلہ لقطہ کے ہونگے مگر فرق یہ ہے کہ یہ درم اسکے پاس مضمون ہیں۔ اور اگر اسنے غنائم کے جمع و تقسیم کرنے والے کے حضور میں یہ امر پیش کیا پس اسنے کہا کہ میں نے تیری بیع کی اجازت دی اور ثمن داخل کر تو اسکو جائز ہوگا کہ ثمن مذکور صاحب غنائم کے حضور میں پیش کر دے یعنی دیدے۔ پھر اگر اسکے بعد مالک درم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے گیہون قبل اسکے کہ صاحب غنائم بیع کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو درم مذکورہ اسکو واپس دیے جاوینگے اور اگر اسنے بعد اجازت بیع کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نکیے ہوں تو درم مذکورہ مال غنیمت میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل تیری اس بیع کی اجازت دینے کے میں نے گیہون کھا لیے تھے پس مجھے درم واپس کر دے اور اسنے اس امر پر قسم کھائی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور اسکو درم واپس نہ کیے جاوینگے یہانتک کہ اسکے گواہ قائم کرے کہ میں نے اجازت بیع سے پہلے گیہون کھا لیے تھے۔ اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک نے گیہون پائے اور دوسرے نے کپڑا پھر دونوں نے باہم مبایعت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لیا تھا وہ دار الحرب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہوگی مگر اتنی بات ہے کہ کپڑے کا فروخت کرنے والا بیع کرنے میں گنہگار ہوا اور اسی طرح اسکا مشتری بھی۔ اور اگر دونوں نے تلف نکیا یہانتک کہ دار الاسلام

مین داخل ہوئے تو ہر ایک پر یہ واجب ہوا کہ جو چیز اُسکے پاس ہو وہ واپس کر دے اور اگر اُسکو تلف کریگا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر یہ دونون دار الحرب مین ہون اور دونون نے تلف نہین کیا ہو تو جسنے کپڑے پر قبضہ کیا ہو اُسپر واجب ہو کہ کپڑے کو غنیمت مین داخل کر دے جیسے کہ اگر اُسی سے لے ابتدا مین پایا ہوتا تو اسپر غنیمت مین داخل کر دینا واجب تھا۔ اور جس نے گیہون پر قبضہ کیا ہو اُسکے حق مین اس صورت مین بھی اسی تفصیل سے حکم ہو جو صورت اول مین گذرا باعتبار حاجتمندی ہر دو یا بے پروائی ہر دو یا حاجت گیرندہ نہ دہندہ یا حاجت دہندہ نہ گیرندہ۔ اور اگر گیہون کا خریدنے والا چلا گیا کہ اُسکا نشان و پتا نہین چلتا ہو تو صاحب مغانم اس کپڑے کو اس شخص سے جسکے پاس ہو لے لیگا جیسے اگر وہی ابتدا پاتا تو لے لیتا۔ اور اگر کپڑے کا خریدنے والا چلا گیا اسطرح کہ اُسکا نشان و پتہ نہین چلتا ہو اور دوسرا موجود ہو تو صاحب مغانم گیہون کے خریدار سے جبتک دار الحرب مین ہین کچھ متعرض نہوگا جیسے کہ اگر اُسنے ابتدا پائے ہوتے تو بھی یہی حکم تھا پھر اگر خریدنے والا ان گیہوؤن کو قبل اسکے کہ کھا جاوے دار الاسلام مین نکال لایا تو صاحب مغانم ان گیہوؤن کو اس سے لیکر مال غنیمت مین داخل کر دیگا یہ محیط مین ہو۔ اگر مال غنیمت مین سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوا یا کوئی کپڑا پہن لیا یا کوئی ہتھیار اُٹھایا اور ہنوز تقسیم واقع نہین ہوئی ہو تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہو جبکہ اسکو اس چیز کی حاجت پڑی ہو۔ پھر جب لڑائی سے فارغ ہو تو اسکو غنیمت مین واپس کر دے اور اگر اُسنے رد کرنے سے پہلے تلف کر دیا تو اسپر ضمان واجب نہوگی۔ اور اگر اسکو کچھ حاجت نہو مگر وہ غنیمت کے گھوڑے پر سوار ہو لیا تاکہ اپنے گھوڑے کو محفوظ رکھے یا کپڑا پہن لیا تاکہ اپنے کپڑے محفوظ رکھے تو یہ مکروہ ہو لیکن اگر تلف ہو گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اور قبل تقسیم واقع ہونے کے بدون حاجت پیش آنے کے کپڑے و متاع ہائے غنیمت سے انتفاع حاصل کرنا مکروہ ہو کیونکہ اسمین ایک جماعت کا اشتراک ہو لیکن جب یہ لوگ کپڑے اور گھوڑون وغیرہ چارپایون و ہتھیار و متاع کے حاجتمند ہون تو امام المسلمین دار الحرب مین انکے درمیان اموال غنیمت تقسیم کر دیگا پس حاصل یہ ہو کہ اگر ایک کو حاجت ہوئی تو اسکو اموال غنیمت سے انتفاع مباح ہو اور اگر سب کو حاجت ہوئی تو امام المسلمین تقسیم کر دیگا اور ان چیزون کا حکم بخلاف مردان اسیر شدہ کے ہو کہ اسیرون کو امام وہان تقسیم نہ کریگا اسواسطے کہ ان اسیرون کی طرف حاجت دو طرح سے ہو یا وطی کے واسطے یا خدمت کے واسطے اور یہ فضول حاجت ہو یہ کافی مین ہو۔ اور اگر مجاہدین نے اجتماع کیا اور دار الحرب مین امام سے تقسیم کی درخواست کی تو امام انکو عطیہ دیگا پھر اگر انھون نے عطیہ قبول نہ کیا تو بخوف فتنہ امام انکے درمیان تقسیم کر دیگا۔ اور اسیطرح اگر امام کے پاس باربرداری نہ ہو جسپر مال غنیمت لادا جاوے تو بھی دار الحرب مین امام انکے درمیان تقسیم کر دیگا تاکہ ہر ایک اپنے حصہ کو لادلانے کی کلفت برداشت کرے یہ محیط مین ہو۔ اور جب مسلمان لوگ دار الحرب سے نکل آئے تو پھر انکو روا نہین ہو کہ اموال غنیمت سے اپنے چوپایون کو چارہ دین اور نہ یہ جائز ہو کہ خود اسمین سے کھاوین اور جسکے پاس چارہ و طعام بچ رہا ہو وہ غنیمت مین داخل کر دے اگر وہ تقسیم نہوئی ہو اور اگر تقسیم ہو گئی ہو تو اگر خود غنی ہو تو بچے ہوئے کو صدقہ کر دے اور اگر فقیر ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرے اور اگر دار الاسلام مین آجانے کے بعد اس سے انتفاع حاصل کر لیا تو اسکی قیمت مال غنیمت مین داخل کر دے اگر غنیمت ہنوز تقسیم نہین ہوئی ہو اور اگر تقسیم ہو گئی ہو تو اسکی قیمت صدقہ کر دے بشرطیکہ تونگر ہو اور اگر فقیر ہو تو اسپر کچھ نہین ہو یہ کافی مین ہو۔ اور جو حربی دار الحرب مین مسلمان ہو گیا تو اُسنے اسلام سے اپنی جان و اپنی اولاد خردسال کو جو بالغ نہین ہوئی ہین محفوظ کر لیا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہونے سے

پہلے مسلمان ہوگیا اور اگر بعد گرفتار ہونے کے مسلمان ہوا تو وہ غلام ہی اور اسی طرح اگر اسکا مال و اولاد پکڑ لیے گئے اور وہ نہین پکڑا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو مسلمان ہونے سے اُسنے فقط اپنے نفس کو محفوظ کیا اور نیز جو مال اسکے پاس ہی یا اسکی ودیعت کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہی اُسکے ساتھ محفوظ ہوئی اور اسکی اولاد کبیر یعنے بالغہ اور اسکی زوجہ و زوجہ کا حمل اور اسکے اموال غیر منقولہ اور اسکا غلام جو حربیون کی طرف سے قتال کرتا ہی اور جو اُسکا مال کسی حربی کے پاس غصب یا ودیعت ہوا انہین سے کوئی محفوظ نہ ہونگے بلکہ یہ سب فئی ہونگے - اور اسی طرح جو چیز اُسکی کسی مسلمان یا ذمی کے پاس غصب ہو وہ بھی امام اعظم رح کے نزدیک فئی ہوگی - اور اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان اُس نے مال پایا پھر مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب ہوئے تو اس مال کا حکم بھی ویسا ہی ہی جیسا کہ اس شخص کا ہی جو دار الحرب مین مسلمان ہوا چنانچہ سب صورتون مین وہی حکم ہی سوائے ایسے مال کے کہ جو اُسکا کسی حربی کے پاس ہو کہ روایت ابو سلیمان کے موافق یہ مال اسی مسلمان یا ذمی مستامن کا ہوگا اور روایت ابو حفص کے موافق اسمین بھی وہی حکم ہی کہ فئی ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ روایت ابو سلیمان اصح ہی - اور یہ سب اسوقت ہی کہ مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب آئے ہون اور اگر مسلمانون نے اس دار الحرب پر غارت کی اور غالب نہین ہوئے تو بھی امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہی مگر امام اعظم رح کے نزدیک اسکا تمام مال فئی ہو جائیگا سوائے اسکی جان اور اسکی اولاد صغار کے - اور جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین چلا آیا تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہی جیسا محیط مین ذکر فرمایا ہی یہ تبیین مین ہی -

فصل دوم در کیفیت قسمت - امام المسلمین غنیمت کو تقسیم کریگا پس پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے غانمین کے درمیان تقسیم کریگا پھر امام اعظم رح کے نزدیک سوار کے واسطے دو سہام اور پیدل کے واسطے ایک سہم ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ سوار کے واسطے تین سہام ہین یہ ہدایہ مین ہی - اور جو شخص لشکر پر امیر مقرر کیا گیا ہی وہ اس حکم مین بمنزلہ ایک لشکری کے ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور اسبیجانی نے شرح طحاوی مین فرمایا کہ اگر سوار کے پاس کئی گھوڑے ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق فقط ایک ہی گھوڑے کا حصہ لگایا جائیگا اور گھوڑون مین کچھ فرق نہین ہی چنانچہ عربی و نجیب و برذون و ہجین وغیرہ جنپر گھوڑے کا اطلاق ہوتا ہی سب یکسان ہین مگر جسکے پاس سواری مین اونٹ یا خچر یا گدھا ہو تو وہ اور پیدل یکسان ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور جو شخص دار الحرب مین سوار داخل ہوا پھر اُسکا گھوڑا مر گیا تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہی - اور اگر کسی نے گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا اور قتال کے واسطے لیا ہی پس وقت تقسیم غنیمت کے اسکو لیکر حاضر ہوا تو اسکے واسطے سوار کا حصہ لگایا جائیگا یعنے اس گھوڑے کا حصہ اسکو دیا جائیگا اور اگر اُسنے گھوڑا جسپر قتال کیا ہی غصب کر کے لیا ہی اور اسکو حاضر لایا تو بطریق حرام اُسکے حصہ کا مستحق ہوا پس چاہیے کہ اس گھوڑے کا حصہ صدقہ کر دے - واضح رہے کہ اگر اسکا گھوڑا اسکے ساتھ رہا یہان تک کہ غنیمت حاصل ہوئی یا جب وہ داخل ہوا اُسکا گھوڑا مر گیا یا دشمن اسکو پکڑ لے گیا یا ٹانگ توڑ دی یا لنگڑا ہو گیا خواہ قبل حصول غنیمت کے یا بعد حصول غنیمت کے تو اسمین کچھ فرق نہ ہوگا بلکہ وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہوگا خواہ وہ شخص دفتر مین سوارون مین لکھا ہو یا پیدلون مین مرقوم ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر دار الحرب مین پیدل داخل ہوا پھر اُسنے گھوڑا خریدا یا مستعار لیا یا اسکے واسطے باستحقاق واجب ہوا اور اُسنے سوار ہو کر قتال کیا تو اسکو پیدل کا حصہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اصل یہ قرار پائی ہی کہ معتبر ہمارے نزدیک وہ حالت ہی کہ جب اُسنے دار الاسلام سے مجاوزت بدار الحرب کی ہی یعنے جس

حال سے وہ دارالاسلام سے پار ہوا ہی۔ اور اگر اُسنے سوار یہان سے تجاوز کیا اور دارالحرب مین سوار داخل ہوا پھر اُسنے
اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا رہن کر دیا یا اجارہ پر دیا یا ہبہ کیا یا عاریت دیا تو ظاہر الروایہ کے موافق گھوڑے کا حصہ باطل
ہو جائیگا اور پیدل کا حصہ پاویگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے قتال سے فراغت کے بعد گھوڑا فروخت کر دیا تو اُسکا سوار
کا حصہ ساقط نہوگا اور اسمین اتفاق ہی کچھ اختلاف نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اُسنے حالت قتال مین اسکو فروخت کر دیا
تو اصح قول کے موافق اُسکا حصہ سوار ساقط ہو جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی غاصب نے اُسکا گھوڑا غصب کر لیا اور
اسکو قیمت تاوان دیدی تو وہ پیادہ رہگیا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دارالحرب مین سوار داخل ہوا مگر قتال
کی حالت مین اُسنے بسبب تنگی مقام یا جھاڑ درختون کے پیادہ قتال کیا تو ایسے لوگون کو سوارون کا حصہ چاہیے ہی
اور اگر وہ دارالحرب مین ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا جسپر قتال کرنے کی استطاعت نہین رکھتا ہی خواہ بسبب
اسکے کہ یہ گھوڑا بہت بوڑھا ہی یا بسبب اسکے کہ یہ بہت بچہ ہی کہ سواری لینے کے لائق نہین ہی تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق
نہوگا۔ اور اگر یہ گھوڑا ایسا مریض ہو کہ اُسپر سوار ہو کر قتال نہین کر سکتا ہی مثلاً پتھر وغیرہ سے اُسکا سم گھس گیا یا اسکو صلع
کی بیماری پیدا ہو گئی پس اسی حال سے اسپر وہ حد دارالاسلام سے تجاوز کر کے دارالحرب مین داخل ہوا پھر اسکی بیماری
زائل ہو گئی اور ایسا ہو گیا کہ اُسپر قتال کر سکتا ہی اور یہ غنائم حاصل ہونے سے پہلے واقع ہوا تو استحساناً اُسکا سوارون کا
حصہ لگایا جائیگا۔ اور اگر اُسنے غصب کیے ہوئے یا مستعار یا اجارہ لیے ہوئے گھوڑے پر درب سے تجاوز کیا پھر مالک نے
اُس سے واپس کر لیا پس وہ جنگ مین پیدل حاضر ہوا تو اُسکے حق مین دو روایتین ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور جو شخص بحر مین
کشتی پر سوار ہو کر قتال کرتا ہی وہ دو سہام کا مستحق ہی اگرچہ کشتی مین گھوڑے پر سوار ہو کر قتال نہین کر سکتا ہی یہ بحر الرائق
مین ہی۔ اور اگر اُس نے اپنا گھوڑا کسی شخص کو ہبہ کر دیا اور اسکو سپرد کر دیا اور جسکو ہبہ کیا ہی وہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر
دارالحرب مین بقصد قتال داخل ہوا اور اس لشکر کے ساتھ اس گھوڑے کا ہبہ کرنے والا بھی گیا پھر اُسنے اپنی ہبہ سے
رجوع کر کے اپنا گھوڑا لے لیا تو جسقدر غنائم قبل اسکے اپنی ہبہ سے رجوع کرنے کے حاصل ہوئے ہین اُنمین اس موہوب لہ
کا حصہ سوار کا لگا دیا جائیگا اور جسقدر غنائم اسکے رجوع کر لینے کے بعد حاصل ہوئے ہین انمین اُسکا پیدل کا حصہ لگایا جائیگا
اور ہبہ کرنیوالا جسنے ہبہ سے رجوع کر لیا ہی جملہ غنائم مین اُسکا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دارالاسلام مین
بطور بیع فاسد کے فروخت کیا اور اسکو مشتری کے سپرد کر دیا جسکو مشتری لشکر کے ساتھ دارالحرب مین لیگیا اور گھوڑا بیچنے والا بھی
انکے ساتھ داخل ہوا ہی پھر اُسنے بوجہ بیع فاسد ہونے کے اپنا گھوڑا واپس کر لیا تو جو کچھ غنائم حاصل ہون انمین بائع کا حصہ پیدل
کا لگایا جائیگا خواہ واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہون یا اسکے بعد اور مشتری ان غنائم کے حصہ مین جو واپس کر لینے سے
پہلے حاصل ہوئے ہین سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئے ہین انمین پیدل قرار دیا جائیگا۔ ایک شخص اپنا
گھوڑا دارالحرب مین لے گیا تا کہ اسپر سوار ہو کر قتال کرے پھر کسی نے گواہ قائم کر کے اپنا استحقاق ثابت کر کے اسکے ہاتھ سے یہ
گھوڑا لے لیا تو استحقاق ثابت کر کے لینے والا جملہ غنائم مین پیدل قرار دیا جائیگا اور جسپر استحقاق ثابت کر کے لیا ہی وہ ان غنائم
مین جو قبل واپس لینے کے حاصل ہوئی ہین سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئی ہین انمین پیدل ٹھہرایا جائیگا۔ دو مردون
مین سے ایک کے پاس گھوڑا ہی اور دوسرے کے پاس خچر ہی پس دونون نے باہم بیع کر لی اور دونون انکو لیکر دارالحرب مین
داخل ہوئے پھر ایک نے اپنے خریدے ہوئے مین عیب پاکر واپس کر کے جو دیا تھا وہ واپس کر لیا تو خچر خریدنے والا جملہ غنائم مین

پیدل ہوگا اور گھوڑا خریدنے والا ان غنائم میں جو قبل ادای زر بیع کے حاصل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو بعد اسکے حاصل
ہوئی ہیں انہیں پیدل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دار الاسلام میں ایک شخص کے پاس جسکا اوسپر قرضہ آتا ہی بعوض اس
قرضہ کے رہن کردیا پھر راہن و مرتہن دونوں دار الحرب میں داخل ہوئے اور مرتہن یہ گھوڑا بھی اپنے ساتھ لیگیا تاکہ اوسپر
قتال کرے پھر راہن نے مرتہن کو اسکا قرضہ دار الحرب میں ادا کر کے اُس سے اپنا گھوڑا لے لیا تو رہن کرنے والا جملہ
غنائم میں جو فک رہن سے پہلے یا بعد حاصل ہوئی ہیں پیدل قرار دیا جائیگا اور اسی طرح مرتہن بھی جملہ غنائم میں پیدل
ہوگا اور اگر اُسنے اپنا گھوڑا دار الحرب میں فروخت کردیا پھر دوسرا گھوڑا خرید لیا تو وہ استحسانًا جیسا سوار تھا ویسا ہی رہیگا
اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان دیگر کا گھوڑا قتل کردیا اور مالک فرس کو قیمت دیدی اور اُسنے لے لی اور اُسکے عوض
دوسرا گھوڑا نہ خریدا تو جو غنائم حاصل ہوئی ہیں انمین اُسکے واسطے سواروں کا حصہ لگایا جائیگا۔ اور جسنے اپنا گھوڑا دار الحرب
میں بکراہ فروخت کیا تو اُسکے گھوڑے کا حصہ ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر غازی نے اپنا گھوڑا دار الحرب میں درموں کے
عوض فروخت کردیا حالانکہ اس سے پہلے غنائم حاصل ہوچکی ہیں پھر اُس نے دوسرا گھوڑا مستعار لیا یا اجارہ پر لیا پھر اور غنائم
حاصل ہوئیں تو جو غنائم بعد بیع کے حاصل ہوئی ہیں وہ انمین پیدل قرار دیا جائیگا اور اجارہ لینے یا عاریت لینے والا
بجائے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اُسنے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو بنا بر حکم استحسان کے وہ سوار ہی قرار پاویگا۔
اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا فروخت کردیا پھر اسکو دوسرا گھوڑا ہبہ کیا گیا اور اسکو سپرد کردیا گیا تو وہ سوار قرار پاویگا اسواسطے
کہ جو چیز ہبہ کردی گئی ہو وہ اپنی ذات سے اسکی ملک میں آگئی پس وہ مثل مشتری کے ہوا۔ اور اگر پہلا گھوڑا اُسکے پاس
باجارہ یا بعاریت ہو پس اُسکے ہاتھ سے لے لیا گیا پھر اُسنے دوسرا خریدا تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور اگر پہلا باجارہ ہو
اور دوسرا بھی باجارہ ہو یا پہلا بعاریت ہو اور دوسرا بھی بعاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا اور اگر اول باجارہ ہو اور
دوسرا بعاریت ہو تو دوسرا بجائے اول کے نہوگا اور اگر اول عاریت ہو اور دوسرا باجارہ ہو تو دوسرا بجائے اول کے قائم ہوگا پھر
دار الحرب میں عاریت لینے والے نے اگر پہلا گھوڑا اسکے ہاتھ سے واپس لیے جانے کے بعد دوسرا گھوڑا استعار لیا تو بعد اسکے
جو غنائم ہوں انمین وہ سوار قرار دیے جانے اور سواروں کے حصہ پانیکا بسبب قیام دوم کے مقام اول میں جب ہی مستحق ہوگا کہ جب
دوسری عاریت دینے والے کا کوئی اور گھوڑا سوائے اس گھوڑے کے ہو جو اُسنے عاریت دیا ہو اور اگر عاریت دہندہ کا دوسرا گھوڑا سوائے
اسکے نہو تو جو غنائم اسکے بعد حاصل ہوں انمین عاریت لینے والا سواروں کے حصہ کا مستحق نہوگا پس عاریت دینے والا بسبب اپنے اس
گھوڑے کے سواروں کے حصہ کا مستحق ہوگا پس اگر عاریت لینے والا بھی حصہ سوار کا مستحق ہو تو لازم آوے کہ دونوں میں سے ہر ایک
بسبب ایک ہی گھوڑے کے ایک ہی غنیمت میں سے حصہ کامل کا مستحق ہوا اور یہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر دار الاسلام میں اُسنے ایک گھوڑا
خریدا اور ہنوز بائع ہی قبضہ واقع نہوا یہانتک کہ وہ دار الحرب میں داخل ہوا پھر مشتری نے اس گھوڑے پر قبضہ کیا اور ثمن ادا کردیا تو بائع
و مشتری دونوں پیدل قرار پاوینگے اور اگر ثمن میعادی ہو یا فی الحال ادا کرنا ٹھہرا ہو کہ مشتری نے دار الحرب میں داخل ہونے سے پہلے اسکو
ادا کردیا پھر دونوں دار الحرب میں داخل ہوئے اور مشتری نے گھوڑے پر قبضہ کیا تو استحسانًا مشتری سوار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو آدمی
ایک گھوڑے کو جو انکے درمیان شرکت میں ہی لیکر دار الحرب میں بدین قصد داخل ہوئے کہ کبھی اسپر سوار ہو کر یہ قتال کرے اور
کبھی وہ تو یہ دونوں پیدلوں میں شمار ہونگے اور اسی طرح اگر دو گھوڑے لیکر داخل ہوئے اور دونوں میں سے ہر ایک گھوڑا دونوں کے
درمیان نصفا نصف مشترک ہی تو بھی وہ دونوں پیدلوں میں شمار ہیں لیکن اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ

غنیمت کی بیع ہو ۱۲ منہ

اجارہ پر دیدیا قبل اسکے کہ وہ دار الحرب مین داخل ہون تو اس صورت مین اجارہ لینے والا سوار ہوگا - اور اگر دونون نے اپنی
بخوشی خاطر یہ قرار دیا کہ ہر ایک دونون گھوڑون مین سے جس گھوڑے پر چاہے سوار ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر دار الحرب مین داخل
ہونے سے پہلے دونون مین ایسی رضامندی باہمی ہوگئی ہو تو دونون سوار ہونگے اور اگر دار الحرب مین داخل ہونے کے
بعد ایسا کیا ہو تو دونون پیدل ہونگے - اور بقصد قتال اسطرح سواری لینے کے بٹوارے پر دونون مین سے کسی پر جبر نہ کیا
جائیگا ہان اگر یہ بٹوارہ نہ بقصد قتال ہو تو بنا بر قول امام محمد رح کے اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہی دونون اسپر مجبور کیے
جاوینگے اور بنا بر قول امام اعظم رح کے مجبور نہین کیے جاوینگے ولیکن اگر دونون اپنی خوشی خاطر سے اسپر راضی ہوئے
تو قاضی اسکو نافذ کردیگا یہ محیط مین ہی - مملوک کے واسطے حصہ نہ لگایا جائیگا اور نہ عورت کے واسطے اور نہ طفل کے واسطے
اور نہ ذمی کے واسطے ولیکن براے امام المسلمین انکو رضخ کے طور پر دیا جاسکتا ہی اور مکاتب بمنزلہ غلام کے ہی اور
غلام کو رضخ جب ہی دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا ہو اور عورت اگر مریضون کی پرداخت کرتی ہو اور مجروحون کی مداوا
کرتی ہو تو اسکو رضخ دیا جائیگا اور ذمی کو جب ہی رضخ دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا یا راہ بتائی تو قتال نہ کیا ولیکن
واضح رہے کہ جب اُسنے قتال کیا تو اسکو رضخ اسقدر نہ دیا جائیگا کہ سہم کے برابر پہونچ جاوے ولیکن اگر راہ بتائی کہ
جسمین منفعت عظیم ہی تو اسکو سہم سے زیادہ بھی دیا جاسکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور طفل مراہق جو قریب بہ بلوغ پہونچا ہی اور
بالغ نہین ہوا ہی اور معتوہ اگر انھون نے قتال کیا تو انکو رضخ دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی - پھر واضح رہے کہ ہمارے
نزدیک رضخ غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال لینے سے پہلے دیا جاتا ہی - یہ فتح القدیر مین ہی - اور پانچوان حصہ جو
امام المسلمین نے غنائم مین سے نکال لیا ہی وہ تین سہام پر تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک حصہ یتیمون کے واسطے ہوگا اور
ایک حصہ مسکینون کے واسطے اور ایک حصہ ابن السبیل کے لیے کہ فقراے ذوی القربی انھین مین داخل ہونگے اور وہ لوگ
مقدم رکھے جاوینگے اور ذوی القربی مین سے تونگرون کو نہ دیا جائیگا - اور قرآن مجید کی آیت مین خمس کے بیان مین
جو اللہ تعالی نے اپنے واسطے بھی ذکر کیا ہے یعنے اپنا نام پاک بھی ذکر فرمایا سو یہ بدین فائدہ کہ تبرکاً افتتاح کلام بنام پاک او
تعالی عز اسمہ ہووے اور اسی آیت مین بعد اپنے نام پاک کے نام شریف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہی سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بسبب انکی وفات کے ساقط ہوگیا جیسے کہ صفی ساقط ہوگیا اور صفی وہ شی ہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم غنیمت مین سے مثل زرہ یا تلوار یا باندی وغیرہ کے اپنے واسطے چن لیتے تھے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر پانچوان حصہ
ان تینون اصناف مذکورہ مین سے ایک ہی صنف کے صرف مین کردیا تو بھی ہمارے نزدیک روا ہی یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی - اور اگر امام نے غنائم کو مسلمانون کے درمیان تقسیم کردیا اور غنائم رقیق و متاع وغیرہ تھی پس امام نے بعضون کو رقیق
بانٹ دیے اور بعضون کو چوپاے جانور بانٹ مین دیے اور بعضون کو درم یا دینار دیے اور بعضون کو گھوڑے یا ہتھیار دیے
مگر سوار و پیادہ مین سے ہر ایک کو اسکا حصہ جو شرعی مقرر ہی دیا تو یہ جائز ہی خواہ برضامندی غانمین ہو یا بغیر رضامندی
غانمین اور خواہ اسطرح تقسیم دار الحرب مین کی ہو یا دار الاسلام مین - اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کیا اور ہر حقدار نے اپنا حق
لے لیا اور مسلمانون مین کسی کے حصہ مین ایک باندی آئی اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہوکر چلے گئے پھر
جو باندی اُس شخص کے حصہ مین آئی ہی اُسنے دعوے کیا کہ مین آزادہ باندی اہل ذمہ مین سے ہون مجھکو مشرک لوگ قید کرکے
لے گئے تھے اور اُسنے اس دعوی پر دو گواہ عادل مسلمان قائم کیے تو امام اُسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا اور جب امام نے

اسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیا تو آیا تقسیم ٹوٹ جائیگی یا نہیں پس بنابر قیاس کے ٹوٹ جائیگی اور استحساناً جبکہ وہ چیز جو استحقاق مین جاتی رہی ہے قلیل ہو مثلاً ایک باندی یا دو باندیان یا تین باندیان ہون اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہو گئے ہون تو تقسیم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق نہوئے ہون یا متفرق ہوئے ہون مگر جو چیز استحقاق مین جاتی رہی ہے وہ کثیر ہو پس اگر تین سے زیادہ باندی ہون مثلاً تو قیاساً و استحساناً تقسیم ٹوٹ جاویگی۔ اور علی ہذا اگر امام نے غنائم کو لشکریون کے درمیان تقسیم کر دیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھرون مین متفرق ہو گئے پھر ایک شخص آیا اور اسنے دعوی کیا کہ مین بھی واقعہ قتال مین ان لوگون مین موجود تھا اور اسپر دو گواہ قائم کیے اور اسکے واسطے اس امر کا حکم دیدیا گیا تو قیاساً تقسیم ٹوٹ جائیگی اور استحساناً نہ ٹوٹیگی اور اسکو بیت المال سے اسکے حصہ کی قیمت دیدیجائیگی۔ اور درصورتیکہ وہ چیز استحقاق مین جاتی رہی ہے کثیر ہو اور تقسیم ٹوٹنے کا حکم دیا گیا تو پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین بعض مین مذکور ہے کہ جسکے حصہ مین ایسا استحقاق ثابت ہوا ہے امام اس سے کہیگا کہ اہل لشکر مین سے جسپر تجھکو قدرت حاصل ہو اسکو یہان لے آ اور بعض مین مذکور ہے کہ امام خود انکے جمع کرنے کا متولی ہوگا اور امام نے دونون باتون مین سے جو اختیار کی وہ جائز ہے پھر اسکے بعد غنیمت کو دیکھے گا پس اگر مال غنیمت عروض یا کیلی یا وزنی اصناف مختلفہ مین سے ہو تو امام اس شخص کو جسکے حصہ مین استحقاق پیدا ہوا ہے حکم دیگا کہ جن لشکریون پر تجھکو قدرت حاصل ہوئی ہے یعنے تجھے مل گئے ہین انمین سے جو انکے پاس حصہ ہے انمین سے جتنا بیرالمخصوص حصہ پہونچتا ہے وہ لے لے بدین حساب کہ اگر تمام لشکر پر جو کچھ اسکے پاس اسکا حصہ ہے تقسیم کیا جاوے تو ہر ایک کو جو کچھ پہونچے وہی تیرا حق انمین سے ہے اسقدر انمین سے ہر ایک کے حصہ سے لے لے گویا جو اسکے ہاتھ مین موجود ہے اسکے سوا تو مال غنیمت کچھ اور تھا ہی نہین اور اگر تمام مال غنیمت کیلی یا وزنی چیز ہون اور ایک ہی صنف کی ہون تو جس شخص پر وہ قادر ہوا ہے جو کچھ اسکے ہاتھ مین ہے اس سے نصف لے لیگا امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے غنائم حاصل کیے اور ان غنائم مین ایک مصحف ہے جسمین یہود یا نصاری کی کتابون مین سے کچھ ہے کہ یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ توریت ہے یا زبور ہے یا انجیل ہے یا کوئی کفر کی چیز ہے تو امام کو نہ چاہیے کہ اسکو مسلمانون پر تقسیم کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو آگ سے جلا دے اور سبب یہ کہ اسکا جلانا مکروہ ٹھہرا تو اسکے بعد دیکھے کہ اگر اسکے ورق کے واسطے کچھ قیمت ہو اور بعد محو کرنے کے اور دھو ڈالنے کے اس سے انتفاع حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً دباغت کی ہوئی کھال پر لکھا ہوا ہو یا اسکے مثل ہو تو امام اس تحریر کو محو کر کے ان اوراق کو غنیمت مین داخل کر دے اور اگر اسکے ورق کی کچھ قیمت نہ ہو اور بعد محو کرنے کے اس سے انتفاع حاصل نہین کیا جا سکتا ہے مثلاً کاغذ پر لکھا ہوا ہو تو اسکو دھو ڈالے۔ اور آیا یہ کر سکتا ہے کہ بدون محو کیے اسی طرح اسکو دفن کر دے پس اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم نہو تو دفن کر دے اور اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم ہو تو دفن نکرے۔ اور اگر امام نے کسی مسلمان کے ہاتھ اسکے فروخت کرنے کا ارادہ کیا پس اگر وہ شخص جو خریدنا چاہتا ہے بلحاظ اسکے حال کے اسکی طرف سے یہ خوف ہو کہ مال کے لالچ سے وہ اس کتاب کو مشرکون کے ہاتھ فروخت کر دیگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ شخص معتمد علیہ ہو اور معلوم ہو کہ وہ مشرکون کے ہاتھ نہین فروخت کریگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ کلام کی کتابون کے فروخت کرنے مین بھی اسی تفصیل سے حکم ہے کہ جو شخص اسکو خریدنا چاہتا ہے اگر اسکے حال سے یہ خوف ہو کہ یہ گمراہی مین ڈالیگا اور فتنہ ظاہر ہوگا تو امام کو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہے اور اگر وہ معتمد علیہ ہو کہ اسپر گمراہ کرنے

اور فتنہ کا خوف نہو تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے مال غنیمت مین سونے یا چاندی کی کنٹھی جسمین صلیب و تماثیل پڑے ہین پائی تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کر دینا مستحب ہی۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد معتمد ہی کہ اُس سے یہ خوف نہین ہی کہ مشرکون کے ہاتھ فروخت کر دیگا تو اسکے ہاتھ بیچ ڈالنے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اسپر اعتماد نہو بلکہ خوف ہو کہ شاید مشرکون کے ہاتھ لالچ سے بیچ ڈالے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تماثیل ہون اور شکستہ کرنے سے پہلے انکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیع کرنا چاہا تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور جو ایسی چیزین غنیمت مین آئی ہین جنکی قیمت ہی جیسے شکاری کتا و دیگر جانور و پرند سے تعلیم یافتہ مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت ہین کہ غانمین کے درمیان تقسیم کیے جاوینگے۔ اور اسیطرح خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کانین اور گڑے ہوئے خزانہ جو کچھ حاصل ہوئے یا انکے سمندر سے غوطہ خور مسلمانون نے جو کچھ نکالا ہی وہ سب غنیمت ہی کہ انمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی غانمین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور مچھلیان و باقی سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہین اور شکار کر کے پکڑے جاتے ہین انکا حکم مثل دیگر ماکولات کے یعنی کھانے کی چیزون کے ہی۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز و صقر سے شکار کرنا مکروہ ہی اور بلیون کا تقسیم کر دینا جائز ہی۔ اور اگر مسلمانون نے ایسا گھوڑا پایا جسپر یہ لکھا ہی کہ یہ اللہ تعالی کی راہ مین وقف ہی تو یہ اور جسپر کچھ نہین لکھا ہی دونون یکسان ہین رہا یہ امر کہ ایسا گھوڑا مسلمانون کا قرار دیا جائیگا یا حربیون کا یعنی کس نے اسکو اسطرح وقف کیا ہی تو جس مقام پر وہ پایا گیا ہی اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر اسمین مسلمان ہین یا مسلمانون کے قریب ہو تو وہ مسلمانون کا قرار دیا جائیگا اور لقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی کیا جائیگا جو اور لقطون کے ساتھ کیا جاتا ہی اور اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ غالب وہان مشرک ہین یا قریب مشرکین کے ہی تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت مین شمار ہوگا پس اسکے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہی۔ اور اگر مسلمانون نے اسکو مشرکون سے لیا اور مسلمانون کی ایک قوم نے گواہی دی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑون مین سے ہی اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہی یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہی یا ہنوز نہین تقسیم کر چکا اور نہین فروخت کیا ہو اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ مین تھا وہ حاضر ہوا تو وہ اس گھوڑے کو مفت لے لیگا خواہ قبل تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو مدبر و ام ولد کے حق مین ہی۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد کا قول ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراز نہین کیا ہی یہانتک کہ دشمن اسپر غالب آیا اور انھون نے مسلمانون سے یہ اموال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانون کا آیا اور اُسنے غالب ہو کر دشمنون سے یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسرون کے واسطے ہوگی پہلون کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلون نے اسکو دار الاسلام مین لا کر احراز کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسرون پر واجب ہوگا کہ یہ اموال غنیمت پہلون کو واپس کر دین۔ اور جب امام نے پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے لشکر کو دیدیے اور پانچوان حصہ اسکے پاس تلف ہو گیا تو اہل لشکر کے ہاتھ مین جو کچھ ہی وہ انکو مسلم رہیگا اور اسی طرح اگر اُسنے پانچوان حصہ نکال کر اسکے مستحقین کو دیا اور باقی چار پانچوین حصے اُسکے ہاتھ مین تلف ہو گئے تو پانچوان حصہ اپنے مستحقین کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام نے کچھ غنیمت لشکریون مین سے بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہون اور اُسنے بیان نہ کیا جو کچھ اُسنے کیا ہی یہانتک کہ مرگیا تو وہ کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ امام محمد [illegible] فرمایا کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا اسقدر

مسلمان یا ذمی جنکو قوت منعت حاصل نہین ہی بدون اجازت امام کے دارالحرب مین داخل ہوئے اور وہان انھون نے غنائم حاصل کیے اور انکو دارالاسلام مین نکال لائے تو یہ سب انھین کے واسطے ہوگا اسمین سے پانچوان حصہ نہین نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کرین اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سہام غنائم کے انمین تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر ایسی جماعت نے جنکو قوت و منعت حاصل ہی دارالحرب مین داخل ہوکر غنیمت حاصل کی تو اسمین پانچوان حصہ ہی کہ امام لے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہدایہ مین ہی۔ امام ابوالحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دارالحرب مین دو فریق آپسمین متفق ہوئے ایک وہ فریق ہی کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہی اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہی حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہین ہی پھر انھون نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگون کو ملا ہی جنکو امام نے اجازت دی ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی انھین کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسمین دوسرے فریق والے شرکت نہین کرسکتے ہین اور جو کچھ ایسے لوگون نے پایا ہی جنکو اجازت حاصل نہ تھی تو انمین سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہی وہ اسیکا ہی کہ اسمین اسکے ساتھیون مین سے کوئی اور دوسرے فریق مین سے کوئی شرکت نہین کرسکتا ہی۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون ایک چیز کے لینے مین شریک ہوگئے تو وہ انمین لینے والون کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر جسقدر اجازت یافتہ لینے والون کے حصہ مین آئی ہی اسمین سے پانچوان حصہ لیکر باقی انھین مین بحساب سہام غنیمت کے تقسیم کر دیجائیگی چنانچہ اس فریق کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اسمین سے حصہ رسد پاوینگے اور جو کچھ اس فریق کے حصہ مین ہی جو اجازت یافتہ نہین ہین وہ انکے لینے والون کے درمیان انھین کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فریق مین سے جو شخص لینے مین شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسمین سے پانچوان حصہ بھی نہین ہی۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون مجتمع ہوگئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہوگئی لہذا ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچوان حصہ نکالنے کے بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہی دونون کا حکم یکسان ہی چنانچہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر گروہ جماعت جو باجازت امام داخل ہوئی ہی اسکو قوت منعت حاصل ہی اور انھون نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنکو منعت نہین حاصل ہی بغیر اجازت امام کے دارالحرب مین چورون کی طرح داخل ہوئے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے بعد لشکر سے ملگئے پھر اسکے بعد انھون نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین انھون نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکالا جائیگا اور باقی انکے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا ولیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہی اسمین اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین شریک ہونگے مگر یہ ایک دو جو بطور چور کے داخل ہوئے ہین انھون نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین اہل لشکر شریک ہونگے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت مین سے کچھ خفیف باقی رہا کہ بسبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم نہین بن پڑتی ہی تو امام المسلمین اسکو مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر صدقہ نہ کی بلکہ مسلمانون کے لیے کسی وقت حاجت

اور فتنہ کا خوف نہو تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہو۔ اور اگر مسلمانون نے مال غنیمت مین سونے یا چاندی کی کنٹھی جسمین صلیب ہو و تماثیل پڑے ہین پائی تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کر دینا مستحب ہو۔ اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد معتمد ہو کہ اس سے یہ خوف نہین ہو کہ مشرکون کے ہاتھ فروخت کر دیگا تو اسکے ہاتھ بیع ڈالنے مین مضائقہ نہین ہو اور اگر اسپر اعتماد نہو بلکہ خوف ہو کہ شاید مشرکون کے ہاتھ لالچ سے بیچ ڈالے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہو اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تماثیل ہون اور شکستہ کرنے سے پہلے انکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیع کرنا چاہا تو کچھ مضائقہ نہین ہو اور جو ایسی چیزین غنیمت مین آئی ہین جنکی قیمت ہو جیسے شکاری کتا و دیگر جانور و پرند سے تعلیم یافتہ مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت ہین کہ غانمین کے درمیان تقسیم کیے جاوینگے۔ اور اسیطرح خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کانین اور گڑے ہوئے خزانہ جو کچھ حاصل ہوئے یا انکے سمندر سے غوطہ خور مسلمانون نے جو کچھ نکالا ہو وہ سب غنیمت ہو کہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی غانمین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور مچھلیان و باقی سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہین اور شکار کرکے پکڑے جاتے ہین انکا حکم مثل دیگر ماکولات کے یعنی کھانے کی چیزون کے ہو۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز و صقر سے شکار کرنا مکروہ ہو اور بلیون کا تقسیم کر دینا جائز ہو۔ اور اگر مسلمانون نے ایسا گھوڑا پایا جسپر یہ لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین وقف ہو تو یہ اور جسپر کچھ نہین لکھا ہو دونون یکسان ہین رہا یہ امر کہ ایسا گھوڑا مسلمانون کا قرار دیا جائیگا یا حربیون کا یعنی کس نے اسکو اسطرح وقف کیا ہو تو جس مقام پر وہ پایا گیا ہو اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر اسمین مسلمان ہین یا مسلمانون کے قریب ہو تو وہ مسلمانون کا قرار دیا جائیگا اور لقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی کیا جائیگا جو اور لقطون کے ساتھ کیا جاتا ہو اور اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ غالب وہان مشرک ہین یا قریب مشرکین کے ہو تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت مین شمار ہوگا پس اسکے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہو۔ اور اگر مسلمانون نے اسکو مشرکون سے لیا اور مسلمانون کے ایک قوم نے گواہی دی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑون مین سے ہو اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہو یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہو یا ہنوز نہین تقسیم کر چکا اور نہین فروخت کیا ہو اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ مین تھا وہ حاضر ہوا تو وہ اس گھوڑے کو مفت لے لیگا خواہ قبل تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو مدبر و ام ولد کے حق مین ہو۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمدؒ کا قول ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مسلمانون نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراز نہین کیا ہو یہانتک کہ دشمن انپر غالب آیا اور انھون نے مسلمانون سے یہ اموال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانون کا آیا اور اسنے غالب ہوکر دشمنون سے یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسرون کے واسطے ہوگی پہلون کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلون نے اسکو دار الاسلام مین لاکر احراز کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسرون پر واجب ہوگا کہ یہ اموال غنیمت پہلون کو واپس کر دین۔ اور جب امام نے پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے لشکر کو دیدیے اور پانچوان حصہ اسکے پاس تلف ہوگیا تو اہل لشکر کے ہاتھ مین جو کچھ ہو وہ انکو مسلم رہیگا اور اسی طرح اگر اسنے پانچوان حصہ نکال کر اسکے مستحقین کو دیا اور باقی چار پانچوین حصے اسکے ہاتھ مین تلف ہوگئے تو پانچوان حصہ اسکے مستحقین کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام نے کچھ غنیمت لشکریون مین سے بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہون اور اسنے بیان [illegible] جو کچھ اسنے کیا ہو یہانتک کہ مرگیا تو وہ کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ امام محمدؒ نے [illegible] فرمایا کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا اسقدر

مسلمان یا ذمی جنکو قوت منعت حاصل نہین ہی بدون اجازت امام کے دارالحرب مین داخل ہوئے اور وہان اُنھون نے غنائم حاصل کیے اور اُسکو دارالاسلام مین نکال لائے تو یہ سب اُنھین کے واسطے ہوگا اسمین سے پانچوان حصہ نہین نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کرین اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سہام غنائم کے انمین تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر ایسی جماعت نے جنکو قوت و منعت حاصل ہی دارالحرب مین داخل ہو کر غنیمت حاصل کی تو اسمین پانچوان حصہ ہی کہ امام لے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہدایہ مبین ہی - امام ابوالحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دارالحرب مین دو فریق آپسمین متفق ہوئے ایک وہ فریق ہی کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہی اور دوسرا بغیر اجازت گیا ہی حالانکہ باوجود اُنکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہین ہی پھر اُنھون نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگون کو ملا ہی جنکو امام نے اجازت دی ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی اُنھین کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسمین دوسرے فریق والے شرکت نہین کرسکتے ہین اور جو کچھ ایسے لوگون نے پایا ہی جنکو اجازت حاصل نہ تھی تو انمین سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہی وہ اُسکا ہی کہ اسمین اُسکے ساتھیون مین سے کوئی اور دوسرے فریق مین سے کوئی شرکت نہین کرسکتا ہی - اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون ایک چیز کے لینے مین شریک ہوئے تو وہ انمین لینے والون کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر جسقدر اجازت یافتہ لینے والون کے حصہ مین آئی ہی اسمین سے پانچوان حصہ لیکر باقی انھین مین بحساب سہام غنیمت کے تقسیم کردیجائیگی چنانچہ اس فریق کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اسمین سے حصہ رسد پاوینگے اور جو کچھ اس فریق کے حصہ مین ہی جو اجازت یافتہ نہین ہین وہ اُنکے لینے والون کے درمیان انھین کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فریق مین سے جو شخص لینے مین شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسمین سے پانچوان حصہ بھی نہین ہی - اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون مجتمع ہوگئے کہ اُنکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہوگئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچوان حصہ نکالنے کے بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہی دونون کا حکم یکسان ہی چنانچہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا - اور اگر وہ جماعت جو باجازت امام داخل ہوئی ہی اسکو قوت منعت حاصل ہی اور اُنھون نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنکو منعت نہین حاصل ہی بغیر اجازت امام کے دارالحرب مین چورون کی طرح داخل ہوئے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے بعد لشکر سے ملگئے پھر اسکے بعد اُنھون نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین اُنھون نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین سے پانچوان حصہ نکالا جائیگا اور باقی اُنکے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا ولیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہی اسمین اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین شریک ہونگے مگر یہ ایک دو جو بطور چور کے داخل ہوئے ہین اُنھون نے جو کچھ حاصل کیا ہی اسمین اہل لشکر شریک ہونگے یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کردیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت مین سے کچھ خفیف باقی رہا کہ بسبب کثرت لشکر اور قلت اُس چیز کے تقسیم نہین بن پڑتی ہی تو امام المسلمین اسکو مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر صدقہ نہ کی بلکہ مسلمانون کے لیے کسی وقت حاجت

وسختی کے واسطے بیت المال مین داخل کیا تو اسکو یہ بھی اختیار ہی۔ اور اگر اہل لشکر مین سے ایک قوم امیر لشکر کے پاس آئی اور اُنھون نے کہا کہ ہمارے گھر دور ہین ہم یہان زیادہ نہین ٹھہر سکتے پس غنائم مین سے ہمارے حق ہمکو تخمینہ و انداز سے دیدیجیے اور تمپر کوئی گناہ نہین ہی تم ہماری طرف سے حلت مین ہو پس امیر لشکر نے انکو اسی انداز سے دیدیا اور وہ چلے گئے پھر جب باقیون کو اسی انداز سے انکا حصہ دیا تو جو لوگ چلے گئے تھے اُنکے حصہ سے باقیون کا حصہ زیادہ پڑا تو امیر ان المسلمین اسکو صدقہ نہ کریگا بلکہ ایک سال اسکو رکھ چھوڑیگا اور ان مسلمانون کو خبر کریگا اور یہ بقیہ مال بسبب انکے قول کے کہ تم حلت مین ہو اس امیر کا نہین ہو جائیگا۔ اور اگر امیر نے یہ مال صدقہ کر دیا پھر اُسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ اسکے مال سے اپنا حق تاوان لین اور امیر اس تاوان کو بیت المال سے نہ لے سکیگا اور نہ خمس مین سے لے سکیگا۔ اور یہی حکم امام المسلمین کے حق مین ہی کہ اگر امام المسلمین نے یعنی جو سب سے بڑا سردار مسلمانون کا ہی اُسنے بذات خود جہاد کیا اور اسطرح تقسیم غنیمت واقع ہوئی اور اُسنے بقیہ کو صدقہ کر دیا پھر اُسکے حقدار آئے تو اُنکو اختیار ہوگا کہ امام سے اس حق کا تاوان لین اور یہ تاوان اس امام کے مال سے ہوگا کہ اسکو کہین سے اور کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی جیسے امیر لشکر کی صورت مین مذکور ہوا ہی لیکن اگر امام نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہ مال مسکینون کو قرضہ دے اور قرضہ کے طور پر انہین تقسیم کر دیا بسبب انکی حاجت کے پھر جب اُسکے حقدار آئے اور اُنھون نے صدقہ کی اجازت نہ دی تو امام انکو مال اپنے فقراء و مساکین مین سے اسیقدر دیدیگا۔ اور مشائخ نے ذکر کیا کہ اس مقام پر تین نفر سردار ہین اول امام اکبر دوم امیر لشکر سوم صاحب مقاسم یعنی وہ شخص کہ جسکو تقسیم غنائم کا کام سپرد کر دیا گیا ہی پس صاحب مقاسم کو یہ اختیار ہی نہین ہی کہ زیادتی کو صدقہ کر دے۔ اور امیر لشکر کو یہ اختیار ہی کہ زیادتی کو صدقہ کر دے مگر یہ اختیار نہین ہی کہ بیت المال فقراء و مساکین پر فقیر و مسکینون کو قرضہ دیدے اور امام اکبر کو یہ اختیار ہی کہ زیادتی کو صدقہ کرے اور چاہے بیت المال مساکین پر مسکینون کو قرضہ دیدے۔ اور اگر ایک لشکر عظیم نے غنائم حاصل کیے اور اسکو دار الاسلام مین نکال لائے اور وہ تقسیم نہین کیے گئے یہان تک کہ لوگ متفرق ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور انکے گھرون کا پتہ معلوم نہین ہی مگر بعضے اس لشکر مین سے رہ گئے تو امام المسلمین ان باقیون کو اُنکے حصے دیدیگا اور غائبون کے حصے رکھ چھوڑیگا پھر اگر ایک سال گذر گیا اور کوئی طالب حاضر نہ ہوا تو انکو صدقہ کر دیگا۔ اور اگر غنائم مین سے کسی شخص نے کوئی چیز بطور غلول لے لی اور اسکو نہ لایا یہان تک کہ غنائم تقسیم کر دی گئین اور مستحقان غنائم متفرق ہو گئے پھر اسکو لایا تو امام کو روا ہی کہ اسکے قول کی تصدیق کرے اور اس سے لیکر اسمین سے پانچوان حصہ نکال کر فقیرون و مسکینون کو دیدے اور باقی کو رکھ چھوڑے یہانتک کہ اسکے مستحقین حاضر آوین اور جب اسکے مستحقون کے آنے سے ناامید ہو جاوے تو اسکو صدقہ کر دے اور یہ بھی روا ہی کہ اُسکے قول کی تکذیب کرے اور جو کچھ لایا ہی اسمین سے پانچوان حصہ اس سے لے لے اور باقی چار یا پانچوین حصے اُسکے پاس چھوڑ دے کہ اسکا مواخذہ اسی پر رہے۔ اور اگر غلول کرنے والا اسکو امام کے پاس نہ لایا بلکہ اُسنے خود اس فعل سے توبہ کی تو اسکو رکھ چھوڑے اسوقت تک کہ اُسکے مستحق کے آنے کی امید رکھتا ہو اور جب اسکی یہ امید منقطع ہو جاوے تو اسکو اختیار ہو جاوے صدقہ کر دے مگر یہ بشرط ضمان ہوگا کہ اگر مستحق نے اسکے صدقہ کی اجازت نہ دی تو یہ ضامن ہوگا ولیکن احسن یہی ہی کہ امام کو دیدے کذا فی المحیط

تیسری فصل تنفیل کے بیان مین

امام اور امیر لشکر کو مستحب ہی کہ تنفیل کرے۔ اگر امام یا امیر لشکر نے تنفیل کی اور کسی کے واسطے غنیمت مین سے جو غازیون کے ہاتھ آگئی ہی کچھ قرار دیا تو ایسی تنفیل نہین جائز ہی اور تنفیل اسی مال کی جائز ہی جو ہنوز ہاتھ نہین آیا چنانچہ اگر امام نے کہا کہ جو

شخص جو کچھ پاوے وہ اُسکی ہی پھر اُنہین سے کسی ایک نے دار الحرب مین کوئی چیز پائی تو وہ خاصۃً اُسی کی ہوگی کہ اُسمین خمس یعنے پانچوان حصہ نہوگا اور نہ اس مین کوئی دوسرا مشارک ہوگا اور اگر وہ دار الحرب مین مرگیا تو جو کچھ اُسنے پایا ہی وہ اُسکی میراث ہوگا یعنی اُسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین ملیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور امام کو یہ نچاہیے کہ کل ماخوذ کی تنفیل کرے باین طور کہ لشکر سے کہے کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی۔ اور اگر امام دار الحرب مین لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور کسی ٹکڑے لشکر پر کوئی امیر کرکے سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہدیا کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی تو یہ جائز ہی اور اگر دار الاسلام سے اسطرح سریہ روانہ کیا اور اُنکے لیے کل غنیمت کی جو حاصل کرین تنفیل کردی تو یہ نہین چاہیے و بعد دار الاسلام مین غنیمت احراز کر لینے کے بعد غنیمت مین سے تنفیل نہین کرسکتا ہی الا الخمس یعنی پانچوین حصہ مین سے تنفیل ہوگی یہ کافی مین ہی اور بعد غنیمت حاصل ہونے کے قبل تقسیم کے بعض ایسے مجاہدین کے واسطے جنکو سختی و محنت زیادہ پہونچی تھی اپنے اجتہاد سے تنفیل کی پھر ایسے امام کے پاس مقدمہ پیش ہوا جو بعد حصول غنیمت کے تنفیل روا نہین جانتا ہی تو دوسرے امام کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو اول نے کیا اسکو توڑ دے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قاتل اسباب مقتول کا بنفس القتل مستحق نہین ہوتا ہی تاوقتیکہ امام پہلے قتل کرنے کے اسکے واسطے تنفیل نکردے یعنی یون کہدے کہ جس مجاہد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب اُسی قاتل کا ہی اور یہ ہمارے سب علما کا مذہب ہی۔ اور اگر پانچوان حصہ نکال لینے کے بعد تنفیل کی باینطور کہ امام نے سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے بعد پانچوان حصہ نکال لینے کے تمھارے واسطے تہائی یا چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر کے شریک ہو تو یہ مطلقًا جائز ہی اسی طرح یہ بھی جائز ہی کہ امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اُسنے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے تمھارے واسطے تہائی ہی یا کہا کہ تمھارے واسطے چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر والون کے ساتھ شریک ہو پس یہ روا ہی اگرچہ اسمین خمس مین جو فقرا کا حق ہی اُنکے حق کا ابطال لازم آتا ہی کہ بعد خمس نکال لینے کے تنفیل مابقی مین سے نہین کی ہی۔ پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر اُنکے واسطے تہائی یا چوتھائی مطلقًا نفل کی ہو تو اُنکو تہائی یا چوتھائی تمام غنیمت مین سے پہلے دیدیگا پھر باقی مین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی کو تمام لشکر پر تقسیم کریگا اسی طریقہ سے کہ جو تقسیم غنیمت مین مشروع ہی اور سریہ والے جنکو نفل مل چکی اُن لوگون مین شامل ہونگے اور اگر اہل سریہ کے واسطے تہائی یا چوتھائی کی نفل بعد پانچوان حصہ نکال لینے کے دی ہو تو پہلے تمام غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی مین سے اہل سریہ کو انکا حصہ نفل دیدیگا پھر باقی کو تمام لشکر مع اہل سریہ کے بحساب سہام غنیمت تقسیم کردیگا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر امام نے اہل لشکر سے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے پانچوان حصہ نکال لینے کے بعد باقی تم سب پر مساوی نفل ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جبکہ اسباب مقتول کا قاتل کے واسطے نفل نقرار دیا گیا تو وہ منجملہ غنیمت کے ہوگا کہ اسمین قاتل و غیر قاتل سب برابر ہونگے اور اسباب مقتول اُسکا گھوڑا ہی یا جو سواری ہو اور جو اسپر کپڑے و ہتھیار ہون اور جو مرکب پر کاٹھی و زین وغیرہ آلات ہون اور جو اسکا مال اسکے ساتھ گھوڑے پر اسکے حقیبہ یا کمر مین ہو مگر اُسکا غلام اور جو کچھ غلام کے ساتھ ہو اور غلام کی سواری کا جانور اور جو کچھ اُس جانور پر ہی اور جو کچھ مقتول کے گھر مین ہی وہ اسباب مقتول مین داخل نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس کسی نے کافر کو قتل کیا تو مقتول کا گھوڑا اُسیکا ہی پھر ایک نے ایک کافر کو پاپیادہ قتل کیا حالانکہ اس کافر کے ساتھ اُسکا غلام اُسکا گھوڑا لیے اسکے پہلو مین ایک جانب دونون صفون کے درمیان کھڑا ہی تو یہ گھوڑا اس قاتل کا ہوگا اسواسطے کہ مقصود امام یہ ہی کہ ایسے کافر کو قتل کرلے جو سوار ہو کر لڑنے پر قادر ہوا اور

اس مقتول پر صادق ہو کہ وہ سوار ہو کر لڑنے پر قادر تھا بخلاف اسکے اگر اُسکا غلام اُسکا گھوڑا اُسکے پہلو مین ایک جانب لیے ہوے کھڑا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا یہ تبیین مین ہے - پھر جاننا چاہیے کہ تنفیل سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ باقی مجاہدین کا حق اس مال نفل سے منقطع ہو جاتا ہے اور رہا یہ امر کہ جسکے واسطے نفل کر دیا ہے اسکی ملک مین آجانا سو یہ جبھی ہوتا ہے کہ جب یہ مال دارالاسلام مین آجانے سے احراز مین ہو جاوے جیسے اور غنائم مین حکم ہے پس اگر امام نے لشکر سے کہا کہ جسنے کوئی باندی پائی وہ اُسی کی ہے پھر کسی مسلمان نے ایک باندی پائی اور اُسکا استبرا کر لیا اور ہنوز وہ دارالحرب مین ہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس باندی سے اُسکو وطی کرنا یا اسکو فروخت کر دینا روا نہین ہے یہ کافی مین ہے - اور امام کو نہ چاہیے کہ کافرون کی ہزیمت و اسلام کی فتح کے روز تنفیل کرے اور اسی طرح یہ بھی نہ چاہیے کہ قبل ہزیمت و فتح کے تنفیل مطلقاً کرے بدون استثنار روز ہزیمت و فتح کے یعنی یون کہے کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسیکا ہے یا جسنے کوئی قیدی گرفتار کیا وہ اُسی کا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جسنے جو کافر قتل کیا قبل ہزیمت کفار و فتح اسلام کے تو اُسکا اسباب قاتل ہی کا ہے - اور باوجود اسکے کہ یہ چاہیے نہین اگر امام نے اسطرح مطلقاً تنفیل کی کہ روز فتح کو استثنار نہ کیا تو تنفیل مذکور بروز فتح و ہزیمت بھی باقی رہیگی چنانچہ بروز فتح و ہزیمت جو غازی جس کافر کو قتل کریگا اسکا اسباب اسی غازی کا ہوگا یہ محیط مین ہے - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر امام نے کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اُسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر ایک غازی نے ایک کافر کو مجروح کیا اور دوسرے غازی نے اُسکو قتل کر دیا پس اگر اول نے اس کافر کو ایسا مجروح کیا ہو کہ ایسے زخم سے زندہ نہین رہ سکتا ہے اور مجروح کو اتنی قوت نہین ہے کہ قتل مین مدد کر سکے یا ہاتھ سے یا کلام مشورہ سے اہل کفر کو مدد دے سکے تو اُسکا اسباب پہلے غازی کا ہوگا اور اگر اول کے زخم سے یہ زندہ رہ سکتا ہو یا باوجود اس زخم کے اسمین ہاتھ یا کلام مشورہ سے مدد دینے کی قوت ہو تو اسکا اسباب دوسرے غازی کا ہوگا - پھر جاننا چاہیے کہ اگر امام نے تنفیل بعد خمس کی یعنی مثلاً یون کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو پانچوان حصہ لینے کے بعد اسکا اسباب اُسی قاتل کا ہے تو پانچوان حصہ اس اسباب مین سے لے لیا جائیگا اور اگر مطلقاً اسکے اسباب کو نفل کر دیا یعنے یون کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے تو اس صورت مین اسباب مین سے پانچوان حصہ نہ لیا جائیگا اور یہی ہمارے علمار کا مذہب ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر امیر نے لشکر سے دارالحرب مین جب کہ وہ بمقابلہ دشمن صف آرا ہوئے کہا کہ جسنے جس دشمن کو قتل کیا اُسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر امیر لشکر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو استحساناً مقتول کا اسباب امیر لشکر کا ہوگا اور اگر یون کہا کہ جس کافر کو مین نے قتل کیا تو اُسکا اسباب میرا ہی ہوگا تو اسطرح وہ اس اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر امیر نے یون کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہے پھر امیر لشکر نے کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو کچھ نہ ملیگا اور اگر امیر نے کہا کہ جسکو مین نے قتل کیا اُسکا اسباب میرا ہی ہے پھر کسی کو قتل نہ کیا یہانتک کہ کہا کہ تم مین سے جسنے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر امیر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو اسکا اسباب ملیگا - اور اگر امیر نے لشکر سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اُسی کا ہے پھر دو آدمیون نے ایک کافر کو قتل کیا تو استحساناً اسکا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اسی طرح اگر یون کہا کہ جسنے قتل کیا کسی کافر کو تو مقتول کا اسباب اُسی کا ہے تو بھی صورت مذکورہ مین مقتول کا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اگر تین آدمیون نے ایک کو قتل کیا تو استحساناً انکے واسطے کچھ نہوگا قال المترجم یہ باسلوب عربیت ہے فی قولہ ان قتل رجل منکم و قولہ من قتل قتیلا اور ہماری زبان مین پس میرا گمان ہے کہ ہر صورت مین سوائے ایک کے قاتل ہونے کے اس استحسان کے موافق اسباب کا استحقاق نہوگا واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر امام نے کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی

کا ہو پھر ایک مسلمان نے ایک کافر کو تیر یا نیزہ مار کر اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور اپنے لشکر مین کھینچ لایا اور کافر مذکور یہان چند روز رہکر اس زخم سے مرگیا اور ہنوز مال غنیمت تقسیم نہین ہوا ہو تو اس مقتول کا اسباب اسکے قاتل ہی کو ملیگا اور اگر کافر مذکور دار الاسلام مین آکر غنیمت تقسیم ہونے کے بعد مرگیا تو قاتل کو اس اسباب مین باین خصوصیت کچھ نہ ملیگا اور اگر غازی نے اسکو مجروح کیا اور مشرکون نے اس مجروح کو چھین لیا اور اپنے لشکر مین لے بھاگے اور غازی نے اسکا اسباب لے لیا پھر اس غازی اور باقی غانمین مین اختلاف ہوا چنانچہ غازی نے کہا کہ مجروح مذکور قبل تقسیم غنیمت کے مرگیا اور غانمین نے کہا کہ نہین بعد تقسیم غنیمت مرا ہی تو قول غانمین کا قبول ہوگا اور غازی کے گواہ ان لوگون پر قبول نہونگے الا آنکہ گواہ مسلمان ہون۔ اور اگر کوئی مرد غازی کسی کافر کو اسکے گھوڑے کی زین سے اُٹھا لایا اور صف یا لشکر کی طرف لاکر اسکو ذبح کر ڈالا تو اسکے اسباب مین سے اس غازی کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہی اور اگر اسکو صف مین اُٹھا لانے کے بعد اُس سے قتال کرکے اسکو قتل کیا تو وہ مستحق اسباب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس نے اکیلے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا وہ اسکے اسباب کا مستحق ہی پھر دو غازیون نے کسی کو قتل کیا تو اسکے اسباب کے مستحق نہ ہونگے۔ اور نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ اگر امیر نے کسی مسلمان سے کہا کہ اگر تو نے اس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب تیرے ہی واسطے ہی پس اس مسلمان اور ایک دوسرے مسلمان دونون نے اسکو قتل کیا تو پورا سامان اسی مسلمان کو ملیگا اور دوسرے کے واسطے اسمین سے کچھ نہوگا۔ اور منتقی مین مذکور ہی کہ اگر امام نے دس مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے قتل کیا ان دس کو خاصةً یا دس مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے فلان قریہ کے لوگون کو اسیر کیا یا قتل کیا تو تمھارے واسطے چنین چنان ہی یعنی کوئی غیر معین چیز کی تنفیل کی پھر ان لوگون کے ساتھ سوائے انکے اور لوگ بھی شریک ہوگئے بدون اجازت امام المسلمین کے تو یہ سب کے سب مال غنیمت مین شریک ہونگے اور فرمایا کہ یہ صورت مشابہ تنفیل شئ معین کے نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر امیر نے ایک غازی سے کہا کہ اگر تو نے ایک کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اسکا اسباب ہوگا پس اُسنے دو کافرون کو قتل کیا تو اسکے واسطے خاصةً اول مقتول کا اسباب ہوگا اور اگر امیر نے تمام اہل لشکر سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا پھر انہین سے ایک نے دس کافرون کو قتل کیا تو ان سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہی۔ اور اگر کسی مرد معین سے کہا کہ اگر تو نے کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اسکا اسباب ہی پس اُسنے دو کافرون کو ساتھ ہی قتل کیا تو اسکے واسطے انہین سے ایک کا اسباب ہی پس دونون مین سے ایک اسباب جسکو چاہے اختیار کرے اور اختیار کرنے کا کام اس قاتل کو سپرد ہوگا نہ امام کو کذا فی الظہیریہ اور اسی طرح اگر امیر نے کہا کہ اگر تو نے کوئی قیدی حاصل کیا تو وہ تیرا ہوگا پس اُسنے آگے پیچھے دو قیدی پکڑے تو پہلا قیدی اسی کا ہوگا اور اگر اُسنے ساتھ ہی دو قیدی پکڑے تو انمین سے ایک چھانٹ لینے کا اختیار اُسی کو ہوگا۔ اور اگر مشرکون کی صف مین سے دس مشرک نکل کر میدان مین قتال کرنے کو آئے اور مبارز طلب کیے پس امیر نے دس مسلمانون سے کہا کہ انکی جانب نکل کر جاؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو انکے سامان تمھارے واسطے ہونگے پس یہ مسلمان نکلے اور ہر مسلمان نے اپنے مقابل کو قتل کیا تو استحساناً ہر قاتل کے واسطے اپنے مقتول کا اسباب ہوگا۔ اور اگر انھون نے نو مشرکون کو قتل کیا اور دسوان بھاگ گیا تو استحساناً انکے اسباب کے مستحق ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کافر کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسباب ہی پھر ایک ذمی نے جو مسلمانون کے ساتھ ہوکر قتال کرتا تھا کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اسی طرح اگر کسی تاجر نے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ بھی اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ قبل اسکے وہ قتال کرتا ہو

ع یعنی جبراً نہین بلکہ اتفاق ... ۱۲ منہ

ع امیر نے خطاب کیا تھا کہ اگر تو نے اس کافر کو قتل کیا ۱۲ منہ

ع یعنی شئ معین کی تنفیل کرنی مثل غیر معین کی تنفیل کے نہین ہی ۱۲ منہ

ع یعنی مقابل کو آگے ساتھ لڑائی کے واسطے آوین ۱۲ منہ

یا نہ کرتا ہو اور اسی طرح اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے قتل کیا تو وہ بھی اپنے مقتول کے اسباب کی مستحق ہوگی - اور اسی طرح اگر غلام نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ وہ اسوقت تک مسلمانون کے ساتھ ہو کر قتال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو بہر حال یہ لوگ اپنے مقتول کے اسباب کے مستحق ہونگے - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اسکے واسطے اُسکا اسباب ہی پس اس کلام کو بعض نے سنا اور بعض دیگر نے نہ سنا پھر کسی نے ایک کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اسکو ملیگا اگرچہ اُسنے کلام امام کو نہ سنا ہو - اور اگر امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اپنے اہل لشکر مین کہا کہ مین نے اس سریہ کے واسطے چہارم غنیمت نفل کر دی حالانکہ اہل سریہ مین سے اسکو کسی نے نہ سنا تو استحسانا اہل سریہ کو نفل ملیگی اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے قیدی پکڑا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے دو یا تین قیدی پکڑے تو سب اُسی کے ہونگے - اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین سے کچھ چیز لایا اُسکے واسطے اس چیز مین سے تھوڑا ہوگا پھر ایک شخص کپڑے یا بردے لایا تو بقدر رضخ مین سے امیر کی راے مین آوے اُسکو دیدے کہ یہ اختیار امیر کے ہاتھ ہی - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کوئی کافر قتل کیا اسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا پس اُسنے کسی اجیر کو جو مشرکون کا مزدور تھا اور انکے ساتھ ہو کر لڑتا نہ تھا قتل کیا یا انکے ساتھ کے تاجر کو یا غلام کو جو اپنے مولی کے ساتھ خدمت گذارتا تھا یا ایسے شخص کو جو نعوذ باللہ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا تھا یا ایسے ذمی کو جو عہد توڑ کر مشرکون حربیون کے ساتھ مل گیا تھا قتل کیا تو قاتل کو انکا اسباب ملیگا اور اگر اُسنے کسی عورت مشرکہ کو قتل کیا پس اگر وہ قتال کرتی تھی تو اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر قتال نہ کرتی تھی تو اسکا اسباب قاتل کو نہ ملیگا اور اگر ایسے طفل کو جو ہنوز بالغ نہین ہوا ہی قتل کیا تو اسباب نہ پاویگا اور اگر حربیون مین سے کسی مریض یا مجروح کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ اس مریض یا مجروح کو استطاعت قتال ہو یا نہو - اور اگر بڈھے بیہوش کو قتل کیا جس سے خود قتال کرنے یار اے دینے کا وہم نہین ہوتا ہی اور نہ اس سے نسل کی امید ہی تو اُسکے اسباب کا مستحق نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی بطریق کو قتل کیا تو اسکا اسباب اُسی قاتل کا ہی پھر بطریقون مین سے نہین بلکہ اور کافرون مین سے ایک کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے ادھیڑ کو قتل کیا اُسکا اسباب اُسکے قاتل کا ہی پس اُسنے جوان کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر امیر نے کہا کہ جو جوان قتل کرے پھر اُسنے بوڑھے کو قتل کیا تو اسباب کا مستحق نہوگا - اور اگر امیر نے کہا کہ جو اسیر کو لایا اُسکے واسطے اسقدر نفل ہی پھر ایک شخص ضعیف کو پکڑ لایا تو اُسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسیر اسم بالغ مذکر کا ہی اور ضعیف اسم صغیر کا ہی پس اُسنے جنس مین اختلاف کیا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ جو ضعیف لاوے اُسکے واسطے اسقدر ہی پھر ایک شخص اسیر یعنے بالغ مذکر کو یا دودھ پیتے ہوئے کو گرفتار کر کے لایا تو کچھ مستحق نہوگا اسواسطے کہ اُسنے جنس مین خلاف کیا - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے مشرکین کے صعلوکون مین سے کسی صعلوک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا پھر کسی غازی نے ایک بطریق کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اسواسطے کہ بطریق کے اسباب کی قیمت بہ نسبت اسباب صعلوک کے زیادہ ہوتی ہی - اور اگر کہا کہ جو شخص ہزار درم غنیمت لایا اسکے واسطے اسقدر ہی پھر ایک شخص ہزار دینار لایا تو کچھ مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ خلاف جنس لایا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہوا اور قبل ازانکہ قتال کی نوبت پہونچے امیر لشکر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا تو یہ حکم تنفیل کا ہر قتیل کے حق مین جسکو دار الحرب مین اپنے اسی جہاد مین قتل کرین برابر جاری رہیگا یہان تک کہ یہ لوگ دار الاسلام مین واپس آوین اور اگر اُسی روز باہم مسلمانون و مشرکون کے درمیان لڑائی ہوئی اور کوئی فریق دوسرے سے منہزم نہوا حتی کہ پھر دوسرے روز لڑائی ہوئی اور کسی مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ جنگ اول باقی ہی تو تنفیل بھی باقی رہیگی اور

اگر کافرون نے شکست کھائی اور مسلمانون نے انکا پیچھا کیا تو حکم تنفیل مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافران حربی شکست کھا کر بھاگے اور اپنے قلعون مین داخل ہوئے اور مسلمان اِنکے تعاقب مین ہین ہنوز واپس نہین ہوئے حتی کہ کافرون نے اپنے قلعون مین قرار پکڑا اور مسلمانون نے انکا محاصرہ کر لیا اور برابر لڑائی جاری ہی تو تنفیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافران حربی نے شکست کھا کر اپنے شہرون و قلعون مین پناہ لی اور مسلمانون نے انکا پیچھا نہ کیا پھر مسلمان لوگ ان شہرون و قلعون مین سے کسی شہر یا قلعہ کی طرف گذرے اور انکا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا جو شکست کھا کر یہان پناہ گزین ہوا ہی تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مسلمانون نے منہزم شدہ کافرون کا پیچھا کیا اور راہ مین ایک قلعہ کی طرف گذرے ہوا جسمین سوائے ان منہزم شدہ کافرون کے جنکا تعاقب کیا ہی ایک جماعت کفار با قوت منعت ہی پھر انمین سے کسی کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کوئی بطریق قتل کیا گیا پس امیر نے کہا کہ جو شخص اسکا سر لاوے اسکے واسطے اسقدر نفل ہی پس اگر یہ بطریق مقتول و اسکا سر ایسے مقام پر ہو کہ اسپر قدرت نہین ہو سکتی ہی لا بقتال وخوف تو سر لانے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ بغیر قتال وخوف کے اسکا سر حاصل ہو سکتا ہی تو لانے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر امیر نے معین چند لوگون سے کہا ہو کہ جو شخص تم مین سے اسکا سر لاوے اسکے واسطے اسقدر ہی تو یہ تنفیل نہین بلکہ اجارہ فاسدہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مسلمانون و کافرون نے قتال کے واسطے صف بندی کی اور اسوقت مین امیر لشکر نے مسلمانون سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اسکے واسطے غنیمت مین سے پانچ سو درم ہین تو یہ مردون کے سرون پر ہوگی نہ لڑکون کے سرون پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کافر کا سر لایا وہ مستحق پانچ سو درم کا ہوگا ورنہ نہین اور بخلاف اسکے اگر ایسی حالت مین کہ کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور لڑائی ختم ہو گئی ہی امیر لشکر نے کسی سے زبان عربی مین کہا کہ من جاء براس فلہ کذا یعنی جو کوئی راس لایا یعنی سر لایا اسکے واسطے پانچ سو درم ہین تو یہ قیدیون پر ہوگی نہ مردون کے سر کاٹ لانے پر - اور اگر زید ایک مرد کافر کا سر لایا اور کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی اور اسکا سر لایا ہون اور عمرو نے کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا مگر اسکا سر اس زید نے لے لیا تو جو شخص اس مقتول کا سر لایا ہی وہی پانچسو درم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی قبول ہوگا اور دوسرے پر اپنے دعوی کے گواہ لانا لازم ہین چنانچہ اگر اُسنے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اسکو قتل کیا ہی تو اسی کے واسطے پانچ سو درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنون مین سے ایک شخص کا ہی جو مر گیا تھا اور اس نے اسکا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہی وہ کہتا ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی تو قول اسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہی ولیکن اُس سے قسم لیجائیگی - اور یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ یہ سر کسی مشرک کا سر ہی اور اگر شک پیدا ہو گیا کہ یہ مسلمان کا سر ہی یا مشرک کا سر ہی اور معلوم نہین ہوتا ہی تو علامت سے شناخت کی جاوے پس اگر اسپر علامت مشرکان ہو مثلاً اسکے بال کترے ہوئے ہون تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اسپر علامت اسلام ہو مثلاً داڑھی مین خضاب سرخ ہو تو وہ مستحق نفل نہوگا اور اگر اسطرح بھی شناخت نہین ہو سکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کھلا کہ مسلمان کا سر ہی یا کافر کا تو لانے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر زید ایک سر لایا کہتا ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی اور اسکے ساتھ عمرو ہی وہ کہتا ہی کہ اسکو مین نے ہی قتل کیا ہی اور زید سے قسم طلب کی پس زید نے قسم سے نکول کیا تو قیاساً دونون مین سے کوئی مستحق نفل نہ ہوگا اور استحساناً عمرو کو مال نفل دیا جائیگا - اور اگر دو آدمی ایک سر لائے کہتے ہین کہ ہم دونون نے اسکو قتل کیا ہی اور سر مذکور دونون کے قبضہ مین ہی

تو مال نفل ان دونون سکے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر تین آدمی یا زیادہ ہون تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو اس شہر کے دروازہ سے یا اس قلعہ کے دروازہ سے یا اس مطمورہ کے دروازہ سے داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہین پھر مسلمانون مین سے ایک قوم ہجوم کرکے ایکبارگی اسمین داخل ہوگئی پھر آگے اسکا ایک دوسرا دروازہ بند نظر آیا تو ان لوگون کے واسطے نفل کا استحقاق ہوگا اور انمین سے ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اسکے واسطے چہارم غنیمت ہے پھر دس آدمی ایکبارگی داخل ہوئے تو انکے واسطے فقط ایک چوتھائی غنیمت ملیگی جسمین سب شریک ہونگے اور اگر ایک داخل ہوا پھر دوسرا داخل ہوا تو برابر ایسے سب داخل ہونے والے اس مقدار نفل مین شریک ہوتے جاوینگے یہانتک کہ دشمن ملتجی ہووے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو دروازہ مطمورہ مین داخل ہوا اسکے واسطے اس مطمورہ کا بطریق ہے یعنی بطریق مذکور اسکو دیا جائیگا پھر ایک جماعت داخل ہوئی تو انکے واسطے فقط یہی بطریق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے مطلقاً کہا کہ اسکے واسطے بطریق ہے پھر چند لوگ داخل ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک بطریق علیحدہ علیحدہ ملیگا اور اگر قلعہ کے اندر فقط تین بطریق پائے گئے تو ان لوگون کے واسطے یہی تین بطریق ہونگے اور کچھ نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص اسمین داخل ہوا پس واسطے اسکے ایک باندی ہے پھر لوگ داخل ہوئے اور قلعہ فتح ہونے پر دیکھا گیا کہ اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو ہر ایک داخل ہونے والے کے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اسکے واسطے ایک باندی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ اسکے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اور اگر یون کہا کہ تو اسکے واسطے انکی باندیون مین سے ایک باندی ہوگی پھر دیکھا گیا تو اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو مثل مذکورہ سابق ان سب داخل ہونے والون کو یہی باندیان ملینگی اور کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر امام نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہین پس کچھ لوگ جانب دروازہ سے داخل ہوئے اور کچھ لوگ چھت کی طرف سے اسطرح اُترے کہ اورون نے انکو انکی اجازت سے لٹکا کر اُتار دیا پس ان سب نے قلعہ مذکور فتح کر لیا تو یہ لوگ مال کے مستحق ہونگے یعنی ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا مگر یہ حکم اسوقت ہے کہ لٹک کر ایسی جگہ پہونچ گئے ہون کہ اہل قلعہ سے مقابلہ کر سکتے ہون اور اگر ایسی جگہ ہون کہ مقابلہ نہین کر سکتے مثلاً دیوار سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لٹکے ہوئے ہون تو یہ لوگ نفل کے مستحق نہ ہونگے اور اگر لٹکانے والون نے انکو لٹکایا حتی کہ جب بیچ تک پہونچے تو رسی ٹوٹ گئی اور یہ لوگ قلعہ مین گرے تو ایسی صورت مین بھی مستحق نفل ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اول داخل ہوا اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور جو دوم داخل ہوا اسکے واسطے دو راس اور جو سوم داخل ہوا اسکے واسطے ایک راس ہے پس ایک داخل ہوا پھر ایک اور داخل ہوا تو ہر ایک اُسی قدر کا مستحق ہوگا جو اسکے واسطے بیان کر دیا ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین جو داخل ہوا اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور دوم کے واسطے دو راس اور سوم کے واسطے ایک راس ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر تینون ساتھ ہی داخل ہوئے تو اول و ثانی کی نفل باطل ہوگئی اور ثالث کی نفل مین یہ لوگ سب شریک ہونگے اور اگر اول مرتبہ دو ایک ساتھ داخل ہوئے تو اول کی نفل باطل ہوئی اور دوم کی نفل مین یہ دونون شریک ہونگے۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اگر تو اولاً داخل ہوا تو مین تجھے کھانا دونگا اور اگر تو دوبارہ داخل ہوا تو تیرے واسطے دو راس بردے ہین پھر وہ اولاً داخل ہوا تو قیاساً اُسکے واسطے کچھ نہین ہے مگر استحساناً وہ نفل مشروط یعنی دو بردے کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے پہلے ایسی گفتگو نہ ہوئی ہو تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے تین شخصون معین سے کہا کہ جو تم مین سے اس قلعہ کے دروازہ سے اولاً داخل ہوا اُسکے واسطے تین راس بردے ہین اور دوم کے واسطے دو راس اور سوم کے واسطے ایک راس ہے پھر ان تینون مین سے

ایک مرد اس قلعہ کے دروازہ سے داخل ہوا حالانکہ اسکے ساتھ مسلمانون مین سے ایک جماعت ہو تو تین بردے اسی کے واسطے ہونگے اسواسطے کہ امیر نے ان تین کی طرف اس تنفیل مین اضافت کر دی ہو چنانچہ یہ کہدیا کہ تم مین سے پس مراد اسکی اول سے یہ ہوئی کہ تم مین سے جو اول داخل ہو خواہ تنہا یا عام کے ساتھ آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر امیر نے یون کہا کہ آدمیون مین سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند بہائم گھس گئے یا کہا کہ مردون مین سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند عورتین گھس گئین تو یہ اول داخل ہونے والا مستحق نفل مشروط ہوتا ہو پس ایسا ہی صورت مذکورہ مین بھی ہو۔ اور اگر امیر نے تینون سے یون کہا کہ تم مین سے جو شخص کہ لوگون سے قبل اولاً داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہو پھر انہین ایک داخل ہوا اور اسکے ساتھ دوسرا شخص بھی انھین تینون مین سے یا اور لوگون مسلمان یا کافرون مین سے داخل ہوا تو اسکے واسطے کچھ استحقاق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ مسلمانون مین سے جو شخص اولاً اس قلعہ مین داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہین پھر اس قلعہ مین پہلے ایک ذمی داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو وہ نفل مذکور کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لوگون مین جو شخص اولاً اسمین داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہین پھر ایک ذمی پہلے داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو مسلمان مذکور مستحق نفل نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ کل جو شخص کہ تم مین سے اولاً اس قلعہ مین داخل ہوا اسکے واسطے ایک بردہ ہو پھر پانچ آدمی ایک ساتھ داخل ہوئے تو ہر ایک داخل ہونے والا ایک اس کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ جو داخل ہوا یا کوئی مرد کہ داخل ہوا تو یہ حکم نہین ہو اسواسطے کہ یہ کلمہ ایک فرد کے واسطے ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین پانچوان داخل ہوا اسکے واسطے ایک راس ہو پھر پانچ آدمی ایک ساتھ داخل ہوئے تو انہین ہر ایک داخل ہونے والا پانچوین کی نفل کا مستحق ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جس نے سونا پایا وہ اسکا ہو یا کہا کہ جسنے چاندی پائی وہ اسکی ہو پھر ایک شخص نے تلوار جسمین چاندی یا سونے کا حلیہ ہو پائی تو یہ حلیہ اسکا ہوگا اور تلوار غنیمت مین ہوگی پس دیکھا جائیگا کہ اگر حلیہ الگ کرنے مین ضرر فاحش نہو تو تلوار مین سے الگ کرکے اس شخص کو دیا جائیگا اور اگر حلیہ الگ کرنے مین ضرر فاحش ہو تو قیمت حلیہ اور قیمت شمشیر پر نظر کیجائیگی پس اگر حلیہ کی قیمت زیادہ ہو تو اس شخص کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے تلوار کی قیمت دیکر تلوار مع حلیہ لینے اسی طرح محلی لے لے اور اگر تلوار کی قیمت زیادہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا چاہے اس شخص کو حلیہ کی قیمت بجنس حلیہ کے خلاف النقد سے جو ساختہ ہو دیدے یعنی اگر حلیہ چاندی کا ہو تو دیناروں سے اسکی قیمت یا سونے کا ہو تو درمون سے اسکی قیمت دیدے اور تلوار مع حلیہ کے غنیمت مین داخل کر دے اور چاہے حلیہ اسکے پاس چھوڑ دے اور اگر دونون مین سے کسی نے نہ لی تو تلوار فروخت کر دیجائیگی اور اسکا ثمن اس تلوار کے پھل اور حلیہ کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا پس ثمن مین سے جو حصہ قیمت حلیہ کے پڑنے مین پڑے وہ اس شخص کا ہوگا جسکے واسطے نفل کی گئی تھی اور باقی داخل غنیمت ہوگا۔ اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہو کہ اگر تلوار کی اور حلیہ کی قیمت مساوی ہو تو کیا حکم ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت مین امام کو اختیار حاصل ہونا چاہیے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر سرج مفضض یا لگام مفضض یا جلد بندھی ہوئی مفضض جسمین وہ اپنی کتاب مین لکھتے تھے ایسے شخص نے پائی جسکی نسبت امام نے سونا و چاندی نفل کر دی ہو تو اسکو فقط چاندی ملیگی اور اصل شی داخل غنیمت ہوگی اور اسی طرح اگر سونے یا چاندی کا زیور جسمین نگینے جڑے ہین یا انگوٹھی جسپر نگینہ جڑا ہو پائی تو زیور اسکا ہوگا اور اسمین سے سب نگینہ نکال کر غنیمت مین داخل کیے جاوینگے۔ اور اگر اسنے کواڑ پائے جسمین چاندی کی کیلین اسطرح جڑی ہین کہ اگر انسے جدا کیجاوین تو دروازہ تباہ ہو جاوے حتی کہ دروازہ نہ باقی رہے تو ایسی حالت مین اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر زین مین اسطرح کی کیلین جڑی ہون یا اسپر ایک یا دو پھلیان

اسطرح ہون کہ اُکھاڑ لینے کی صورت مین زین نہین رہتی ہی تباہ ہوئی جاتی ہی تو بھی اسکو کچھ نہ ملیگا - اور اگر اسنے مشرکون مین سے
کوئی شخص گرفتار کیا جسنے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے تو اسکو یہ سونا نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر اُسنے اپنی ناک سونے کی بنوا کر لگائی
ہو تو اسکو یہ ناک ملیگی - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے زیور پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے کافرون کے بادشاہ کا تاج پایا تو یہ اُسکا نہ ہوگا
بخلاف اسکے اگر تاجہاے زنانہ مین سے ہو تو اسکا ہوگا اور اگر اُسنے موتی یا یاقوت یا زمرد پایا جسمین کچھ سونا نہین ہی تو امام اعظم کے
نزدیک اُسکو کچھ نہ ملیگا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ اُسی کے ہونگے - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے لوہا پایا وہ اُسی کا ہی اور جس نے
سوائے اسکے اور کچھ پایا تو اسکو اُسکا نصف ہی تو لوہا سب اسی کو ملیگا خواہ تیر ہو یا برتن یا ہتھیار وغیرہ اور رہا چقمق تلوار و
چھری سو اسمین سے نصف اُسکا ہوگا کیونکہ وہ غیر حدید ہی اور اگر کہا کہ جسنے سونا یا چاندی پائی وہ اُسی کی ہی پھر ایک
نے سونے کی بافت کا کپڑا پایا پس اگر سونا اُسکا تار ہو تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر امیر نے اہل لشکر سے
کہا کہ جس نے تم مین سے سونا پایا تو اسمین سے اُسکے واسطے اسقدر ہی تو اس تنفیل کی تحت مین دراہم مضروبہ و سونے کا زیور و
تبر سب داخل ہونگے اور یہی طرح اگر کہا کہ جسنے چاندی پائی تو تنفیل کے تحت مین دراہم مضروبہ و چاندی کا زیور و چاندی
کا تبر سب داخل ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ جسنے قز پائی وہ اُسی کی ہی پھر ایک شخص نے قبا یا جبہ پایا جسکی تہ مین قز بھری
ہی تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے قز کا کپڑا پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک شخص نے ایک جبہ پایا جسکا استر قز کا
اور ابرہ اور کپڑا ہی تو اسکو قز کا کپڑا ملیگا اور دوسرا کپڑا داخل غنیمت ہوگا پس یہ جبہ فروخت کر دیا جائیگا اور اسکا ثمن اسکے
استر کی قیمت اور باقی کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا چنانچہ جسقدر بمقابلہ قیمت استر ہو وہ اُس شخص کو دیدیا جائیگا اور باقی داخل
غنیمت ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے جبہ حریر پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے جبہ پایا جسکا ابرہ یا استر حریر ہی پس اگر اُسکا ابرہ حریر ہو تو پورا
جبہ اُسی کا ہوگا اور اگر استر حریر ہو تو اسکے واسطے اسمین سے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے جبہ خز پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے
ایک جبہ پایا جسکا ابرہ خز ہی اور استر سمور یا قز تو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ جبہ کی نسبت سمور یا فنک کی طرف ہوتی ہی نہ خز کی طرف یعنی
سمور کا جبہ کہلائیگا خز کا نہ کہلائیگا اور اگر کہا کہ جسنے خز کا کپڑا پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے جبہ خز پایا کہ اُسکا استر سمور یا فنک
ہی تو اسمین فقط ابرہ اُسکا ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے فنک پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے جبہ خز پایا جسکا استر فنک ہی تو استر
اُسی کا ہوگا اسواسطے کہ استر کپڑا کہلاتا ہی - اور اگر معین کر کے کہا کہ جسنے یہ جبہ خز پایا وہ اُسی کا ہی پھر ایک نے اسکو پایا
پھر دیکھا گیا تو اُسکا استر فنک وغیرہ کسی دوسرے کپڑے کا ہی تو پورا جبہ اُسی کا ہوگا - اور اگر کہا کہ جسنے تم مین سے قباے
خز یا قباے مروی پائی وہ اُسی کی ہی پھر ایک نے اس صنف کی قبا دُہری پائی جسکا استر خز نہین ہی یا مروی نہین ہی تو اسکو
فقط ابرہ ملیگا - اور اگر کہا کہ جو جزور لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک جزور یا گاے یا بیل لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ جو
جزور لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک شخص ناقہ یا اونٹ لایا تو اُسی کے واسطے ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص بقرہ لایا وہ اُسی کے
واسطے ہی پھر ایک شخص بھینس لایا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص کبش لایا وہ اُسی کے واسطے ہی پھر ایک شخص
نعجہ یا معز لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ جسنے بز حاصل کیا تو یہ لفظ روئی کے اور کتان کے کپڑون
پر ہوگا ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر فرمایا ہی - اور مشائخ نے کہا کہ یہ اہل کوفہ کے عرف پر ہی کیونکہ اہل کوفہ کے عرف مین
بز کا لفظ روئی و کتان کے کپڑے پر واقع ہوتا ہی اور اسکا بیچنے والا بزاز کہلاتا ہی اور ہمارے دیار کے عرف مین بز
کا لفظ روئی و کتان پر واقع نہین ہوتا ہی اور اسکا بائع بزاز نہین کہلاتا ہی بلکہ کرباسی کہلاتا ہی اور ہمارے عرف مین

بز کا لفظ فقط ریشمی کپڑون پر واقع ہوتا ہی اور انھی کے بائع کو بزاز بولتے ہین قال المترجم ہمارے عرف مین بزاز ہر قسم کے کپڑے فروخت کرنے والے کو کہتے ہین کچھ خصوصیت ریشمی و روئی و کتان کی نہین ہی اور لفظ بز کا استعمال بطور عرف نہین ہی - اور ثوب کا اطلاق شامل ہی دیباج کو و برسون کو یعنی سندس و قز و کسا اور اُسکے مانند کو اور نہین شامل ہی فرش و بانات و کمل و پردہ وغیرہ کے مانند کو اور اس لفظ کے تحت مین ٹوپی و عمامہ داخل نہین ہی - اور لفظ متاع کا اطلاق کپڑون و قمیص و فرش و پردون پر ہوتا ہی پس اگر ثوب کی نفل کر دی اور اُسنے انھین سے کوئی چیز پائی تو اُسکا مستحق ہوگا اور اگر ظروف و چھاگلین و قمقمے و پتیلیان تانبے یا پیتل کی پائین تو اسکو کچھ نہ ملیگا - اور اگر امیر لشکر اسلام نے دار الحرب مین داخل ہونے کا قصد کیا اور اُسنے دیکھا کہ مسلمانون کے پاس زرہین کم ہین حالانکہ انکو اپنے قتال مین اسکی ضرورت ہی پس اُسنے کہا کہ جو شخص زرہ کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے غنیمت مین سے اسقدر نفل ہی یا کہا کہ اسکے واسطے مثل حصہ غنیمت کے حصہ ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو شخص دو زرہ کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے اسقدر ہی تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین ہی - اور اگر کہا کہ جو شخص تین زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے تین سو ہین اور جو چار زرہون کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے چار سو ہین تو انہین سے دو زرہون کی نفل جائز ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ ہی اسکی نفل نہین روا ہی یعنی ابتدا سے منعقد ہی نہ ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر تین زرہون کا پہننا ممکن ہی اور انکو پہن کر قتال کر سکتا ہی اور اسمین مسلمانون کے حق مین کچھ زیادہ نفع ہی تو تین کے ساتھ بھی نفل جائز ہوگی - اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص گھوڑے کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہی تو ایسی تنفیل نہین روا ہی بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص زرہون کے ساتھ داخل ہی اسکے واسطے اسقدر ہی کہ یہ جائز ہی - اور نوادر مین تیرون و ڈھالون کے ساتھ داخل ہونے کی صورت ذکر کرکے جواب دیا کہ اسکی تنفیل بھی جائز ہی اور اسی طرح اگر امیر نے گھوڑے سوارون سے کہا کہ جو شخص تم مین سے داخل ہوا درحالیکہ اسکے گھوڑے پر پاکھر تجفاف ہی تو اسکے واسطے اسقدر ہی اور جو اسطرح داخل ہوا کہ اُسکے گھوڑے پر دو تجفاف ہین تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہی تو جاننا چاہیے کہ یہ مسئلہ بعض نسخون مین مذکور ہی اور اسکی صورت مین ذکر کیا کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اُسکے ساتھ دو گھوڑے ہین تو دونون کے واسطے جو نفل قرار دی ہی وہ جائز ہی اور بعضے نسخون مین ہی کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اسمین دو گھوڑون کے ساتھ ہونے کا ذکر نہین ہی اور جواب وہی مذکور ہی کہ دونون کی تنفیل جائز ہی اور حکم دونون حال مین صحیح ہی - اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین سے تین تجفاف کے ساتھ داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر ہی تو دو تجفاف کی نفل جائز ہوگی اور اس سے زیادہ کی جائز نہ ہوگی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ اس صورت مین دو سے زیادہ کی بھی جائز ہوگی کہ تین تجفاف بین اسکے حق مین اور مسلمانون کے حق مین منفعت ہی جیسے تین زرہون کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر امیر نے کسی کو دیوار قلعہ پر دیکھا جو مسلمانون سے قتال کرتا ہی پس کہا کہ جو شخص چھت پر چڑھکر اُسکو پکڑ لاوے تو وہ اسی کے واسطے اور پانچسو درم ہین پھر ایک شخص چڑھکر پکڑ لایا تو بھی پوری نفل پا دیگا اور اگر یہ شخص دیوار قلعہ سے باہر کی طرف گر پڑا حالانکہ امیر نے اُسکی گرفتاری کے واسطے نفل مذکور مقرر کر دی تھی پھر اسکو کسی مسلمان نے گرفتار کرکے قتل کر دیا تو اسکو کچھ نفل نہ ملیگی اور اگر دیوار قلعہ سے اسکو کسی مسلمان نے تیر مار کر گرا دیا تو وہ نفل کا مستحق ہوگا - اور اگر کوئی شخص دیوار پر چڑھ گیا اور اسکا قصد کیا حالانکہ وہ دیوار سے اندر قلعہ کی جانب گر پڑا ہی پس اسکو قتل کر دیا تو نفل کا مستحق ہوگا - اور اگر امیر نے دیوار قلعہ پر کسی کو دیکھکر کہا کہ جسنے اسکو گرفتار کیا اسی کا ہی پھر مرد مذکور دیوار پر سے باہر کی جانب گر پڑا اور کسی نے اسکو پکڑ لیا تو دیکھا جائیگا

کہ اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانون کی گرفتاری سے روکا جاتا ہو تو گرفتار کرنے والے کا ہوگا اور اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانون کے
گرفتار کرنے سے روکا نہین جاتا ہو تو اُسکا نہ ہوگا - اور اگر امیر نے کہا کہ جو قلعہ پر چڑھکر اہل قلعہ پر اترا اسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک
شخص دیوار قلعہ پر چڑھ گیا مگر اندر نہین اُتر سکتا ہے تو اسکے واسطے کچھ نہوگا - اور اگر امیر نے ایک قلعہ دیکھکر کہا کہ جو قلعہ سے داخل ہو اسکے
واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص دوسرے قلعہ سے داخل ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسرا قلعہ سختی و تکلیف ہیتبہ مین مثل اول کے ہو تو وہ نفل کا مستحق
ہوگا اور اگر اُس سے کم ہو تو کچھ مستحق نہ ہوگا - اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص ہمکو راہ بتا وے دس نفر رقیق پر اسکے واسطے ایک
نفر ہے پھر ایک نے بتائی اور اسکے راہ بتانے کے پتہ و نشان پر مسلمان لوگ گئے اور یہ راہ بتانے والا انکے ساتھ نہ گیا اور انھون نے
رقیق پائے تو راہ بتانے والے کے لیے کچھ نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے حربی قیدیون سے کہا کہ تم مین سے جسنے دس نفر پر رہنمائی
کی وہ آزاد ہے پھر انمین سے ایک نے دس نفر پر راہ بتائی اور خود ساتھ نہ گیا اور مسلمان لوگ پتہ و نشان بتائے ہوئے پر گئے اور وہان اُنھون
نے دس نفر اسیر کیے تو راہ بتانے والا آزاد ہوگا و لیکن چھوڑ نہ دیا جائیگا کہ دار الحرب مین واپس جاوے لیکن اگر قیدی مذکور نے یہ
شرط کر لی ہو کہ جب مین تمکو راہ بتا دون اور پہونچا دون تو مین آزاد ہون تم مجھے چھوڑ دو کہ مین اپنے شہر کو چلا جاؤن تو اس صورت
مین کہ اُسنے راہ بتائی اور مسلمان اسطرح پہونچ گئے تو اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی - اور اگر اسیر نے کہا کہ مین تمکو دس لڑنیوالون پر راہ بتا دونگا
اور مین آزاد ہون پس امام نے کہا کہ ہان پھر وہ گیا اور اُسنے راہ بتائی یعنی دس ملگئے تو وہ آزاد نہوگا - اور اگر امام نے اہل حرب سے کہا کہ
ہمکو سو نفر دیدو بدین شرط کہ تم لوگ اپنے قلعون مین امن سے رہو پس اُنھون نے نوے نفر دیے تو امام کو روا ہے کہ اُنسے مقاتلہ کرے لیکن
جسقدر اُنسے لیے ہین اُنکو واپس کر دیگا اور اگر یہ لوگ سب مسلمان ہو گئے یا بعض مسلمان ہو گئے تو انکی قیمت واپس کریگا - اور اگر امام
نے سردار اہل قلعہ سے کہا کہ تمھارے پاس جو سو نفر مسلمان قیدی ہین ہمکو دیدو بدینکہ تم امن مین ہو پھر اُسنے نوسے نفر دیے تو اُسسے
مقاتلہ کرے اور انمین سے کوئی بھی واپس نہ دیگا اور نہ کچھ معاوضہ مین واپس دیگا - اور اگر امیر نے کسی قیدی سے کہا کہ جسنے ہمین دلالت
کی دس قتال کرنے والون پر یعنی ایسے دس آدمیون حربیون پر جو قتال کرنے کی قدرت رکھتے ہین تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے
انکو لیجا کر ایسے دس حربیون پر دلالت کی جو ایک قلعہ کے اندر ہین کہ انپر دسترس نہین ہے تو وہ آزاد نہوگا اور اگر اُسنے ایسے دس حربیون
پر دلالت کی جنپر دسترسی بوجہ قلعہ وغیرہ کے ممتنع نہین ہے و لیکن وہ مسلمانون سے بھاگ گئے تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ مسلمانون کے قریب ہو جانے
سے پہلے بھاگ گئے تو مقہور کر لینے و غالب ہو جانے کی دلالت اسکے طرف سے نہ پائی گئی پس وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر مسلمانون کے
قریب ہو جانے کے بعد وہ بھاگ گئے تو وہ آزاد ہوگا اور اگر امیر لشکر نے قیدیون سے کہا کہ جس نے ہمکو فلان قلعہ یا ایسے جنگل
یا لشکرگاہ شاہی کی دلالت کی تو وہ آزاد ہے پھر انمین سے ایک نے انکو اسطرح رہنمائی کی مگر اہل اسلام ظفریاب نہ ہوئے
تو قیدی مذکور آزاد ہوگا اور اگر امیر نے دار الحرب مین غنائم حاصل کیے اور دار الاسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو شخص ہمکو
دار الاسلام کے سیدھے راستہ پر دلالت کرے اسکے واسطے ایک نفر ہے پھر ایک مسلمان نے اسکو پتہ و نشان بتا کر راہ دار الاسلام
کی رہنمائی کی اور خود ساتھ نہ گیا تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر انکے ساتھ گیا اور راستہ کی دلالت کی تو اُسکو اسکا اجر المثل ملیگا کہ
مسمی سے متجاوز نہ ہوگا یعنے اگر ایسے رہنمائی کرنے والے کی اجرت ایک نفر بردہ ہو تو اسکو بردہ ملیگا اور اگر کم ہو تو کم ملیگی
اور اگر زیادہ ہو تو بردہ سے زیادہ نہ ملیگی - اور اگر کہا کہ جسنے ہمکو راہ کی دلالت کی تو اسکے واسطے اسکی اہل و اولاد ہوگی پھر ایک قیدی
نے اسکو راہ بتلائی تو یہ لوگ یعنی قیدی و اُسکے اہل و اولاد اپنے قیدی ہونے مین مثل سابق اسیر ہونگے اور اگر کہا کہ تو اُسکے
واسطے اسکی جان اور اسکے اہل و اولاد و سو درم از غنیمت ہونگے پھر اُسنے رہنمائی کی تو اسکے واسطے یہ سب ہونگے - اور

اگر کہا کہ اگر کسی نے ہمکو فلان حصن کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے اُنکو اس قلعہ کی کئی راہون مین سے جو سب سے دور کی راہ تھی وہ بتلائی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہون اور اگر لوگ اس راہ سے وہان نجاتے ہون تو وہ آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے ہمکو فلان قلعہ کی فلان راہ بتلائی تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے اسکو سوا اس راہ کے دوسری راہ کی دلالت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو امیر نے بیان کیا ہے یہ دوسری راہ فراخی اور رفاہیت مین اُسکے مثل ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ مین بہ نسبت راہ مذکورۂ امیر کے مشقت زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے امیر لشکر نے اگر دار الحرب مین اہل لشکر کو تنفیل کی اور کہا کہ جسنے کراع وسلاح ومتاع وغیرہ ایسی چیزون سے کچھ حاصل کیا تو اُسکے واسطے اسمین سے چہارم ہے تو اس تنفیل کے تحت مین ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت مین سے بطور سہم یا بطور رضخ کے کچھ ملتا ہے اور جسکو سہم یا رضخ کسی طرح کچھ غنیمت سے نصیب نہین ملتا ہے وہ اس تنفیل مین داخل نہوگا پس عورتین ولڑکے وغلام واہل ذمہ کہ جنکو غنیمت مین سے بطور رضخ ملتا ہے وہ اس نفل کے مستحق ہونگے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ولیکن اگر امام نے آزاد بالغ مسلمانون کی تخصیص کر دی ہو تو ایسی صورت مین عورتون ولڑکون وغلامون واہل ذمہ کو اس تنفیل مین کچھ استحقاق نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور تاجر لوگ اہل استحقاق غنیمت سے نہین ہین وہ مستحق نفل بھی ہونگے اور جو حربی کہ اُسنے ہم سے امان کر لی ہو اگر بدون اجازت امام کے اسنے قتال کیا تو اسکے واسطے غنیمت سے کچھ نہین ہے پس وہ مستحق نفل بھی نہوگا اور اگر اُسنے باجازت امام قتال کیا ہو تو بطور رضخ کے وہ مستحق غنیمت ہے پس وہ مستحق نفل بھی ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے واسطے ہے پھر اہل حرب مین سے کوئی قوم مسلمان ہو گئی اور انہین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے بازاریون مین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو قیاساً وہ مستحق اسباب مقتول نہوگا اور استحساناً اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جسنے کسی کو قتل کیا تو اُسکا اسباب اسی کے واسطے ہے پھر اس لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دار الاسلام سے داخل ہوا اور انہین سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ سردار اول ہی دونون لشکرون کا سردار ہو۔ اور اصل یہ ہے کہ جسکا قتل فی الجملہ مباح ہو تنفیل مین اسکے قتل کر ڈالنے سے اسکے اسباب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ہر اسباب کہ اگر اسمین تنفیل نہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق ثابت ہو تو اسکی تنفیل صحیح ہے اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہین ہوتا ہے اسکی تنفیل بھی صحیح نہین ہے۔ پس اگر امیر نے کہا کہ جس نے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا اُسکا اسباب اُسی کا ہے پھر ایک غازی نے کسی اجیر اہل حرب کو جسنے مسلمانون سے قتال نہین کیا ہے یا کسی تاجر حربی کو جو انکے لشکر مین ہے یا کسی ذمی کو جو عہد توڑ کر حربیون کی طرف چلا گیا ہے یا کسی حربی مریض کو جو قتال کرنے پر قادر نہین ہے قتل کر دیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ ان لوگون کا قتل مباح ہے اور اگر کسی عورت یا طفل کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا الا اس صورت مین کہ یہ دونون مقاتل ہون اور اگر کسی بڈھے پھوس کو قتل کیا تو اُسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفارون کے ساتھ ہو کر مسلمانون سے قتال کیا اور اس مسلمان کو کسی غازی نے قتل کر دیا تو نفل مین اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اسواسطے کہ مسلمان اور جو اُسکے ساتھ ہے وہ غنیمت نہین ہو سکتا ہے اور اگر یہ اسباب جو اُسکے پاس ہے مشرکون نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانون نے اسکو قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیون کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو اسکے پاس ہے پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہے کہ جیسے اہل حرب مین سے بالغ کا اسباب اسکے

پاس عاریت ہو یعنی یہ اسباب نفل و غنیمت ہوگا - اور اگر مسلمان یا ذمی نے اپنے ہتھیار کسی حربی کو عاریت دیے اور اُسنے مسلمانوں سے قتال کیا اور کسی غازی نے اس حربی کو قتل کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ مسلمان وہین دار الحرب مین مسلمان ہوا اور ہنوز ہمارے یہان ہجرت کر کے نہین آیا تو اس حربی مقتول کا اسباب اُسکے قاتل کا ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح نے اسمین خلاف کیا ہے اور یہ اختلاف اس بناپر ہے کہ ایسے مسلمان کا مال امام اعظم رح کے نزدیک غنیمت ہوتا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نہین ہوتا ہے اور اگر یہ عاریت دینے والا مسلمان دار الاسلام کا ہو تو حربی مذکور مقتول کا ایسا اسباب نفل نہوگا کیونکہ ایسے مسلمان کا مال بالاتفاق غنیمت نہین ہوتا ہے - اور اگر کوئی مسلمان دار الحرب مین مسلمان ہوا اور دار الاسلام مین ہجرت کر کے نہین آیا ہے پھر کسی حربی نے براہ غصب اسکے ہتھیار لیکر اُسنے قتال کیا اور کسی مسلمان نے اُسکو قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا - اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور کسی مشرک نے اسکے ہتھیار غصب کر لیے اور انھین ہتھیارون سے لشکر اسلام سے قتال کیا اور کسی غازی نے اُسکو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا - اور اگر کسی مسلمان نے کسی مشرک کو درحالیکہ وہ اپنی صف مین ہے تیر مار کر قتل کیا اور مشرکون نے اس مقتول کا اسباب اُتار لیا پھر کافرون نے شکست کھائی اور یہ اسباب مال غنیمت مین پایا گیا تو وہ غنیمت ہی ہوگا اور قاتل کو نہ ملیگا اور اگر کافرون نے شکست کھائی اور بھاگے اور یہ معلوم نہین کہ انھون نے اُسکا اسباب اتار لیا ہے یا نہین اُتارا ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُنھون نے اسکے تن سے اسباب اُتارا ہے اور پایا گیا تو وہ فئی ہوگا اور اگر مقتول کے تن سے کچھ نہین اتارا ہے تو وہ سب قاتل کا ہوگا - اور اسی طرح اگر اسکے مقتول ہونے پر مشرک لوگ اُسکو کھینچ لیگئے اور ہنوز اسکا اسباب اسکے تن پر ہے اور اسمین سے کچھ نہین اُتارا گیا ہے کہ کافرون نے شکست کھائی اور بھاگے تو اُسکا اسباب قاتل کا ہوگا - اور اگر لشکر ایک مرحلہ یا دوسرے مرحلہ چلا گیا تھا کہ لوگون نے اس اسباب کو کسی جانور پر لدا ہوا پایا اور یہ معلوم نہین کہ کسی شخص کے ہاتھ مین تھا یا نہین تو لیا گیا یہ اسباب قاتل کا ہوگا اور استحساناً نہ ہوگا - اور اگر مشرکین نے اسکا جانور پکڑ لیا اور سپر مقتول کو لاد لیا حالانکہ اسباب مقتول اُسکے تن پر موجود ہے پھر مسلمانون نے اُسکو پکڑا تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا اور اگر کافرون نے مقتول کے جانور پر مقتول کو اور اُسکے ہتھیارون اور اپنے ہتھیارون اور متاع کو لاد لیا پھر یہ گرفتار کیا گیا تو یہ فئی ہوگا الا اس صورت مین کہ اسباب دیگر بہت خفیف مثل لوٹے وغیرہ کے ہو تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا - اور اگر وارثان مقتول نے اسکا جانور پکڑ لیا اور اسپر مقتول اور اسکے ہتھیارون کو لاد لیا تو یہ فئی ہوگا اور اسی طرح اگر وصی ہو تو بمنزلہ وارث کے ہے - اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اُسکا فرس ہے پھر ایک نے ایسے مشرک کو جو برذون پر سوار ہے قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق ہوگا - اور اگر گدھے یا خچر یا اونٹ پر سوار ہو تو اسکے سلب کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک کو قتل کیا تو قاتل سکے واسطے اسکا برذون ہے پھر کسی مشرک کو جو فرس پر سوار ہے قتل کیا تو اُسکے فرس کا مستحق نہوگا اسواسطے کہ گھٹیا چیز کی تنفیل سے وہ بڑھیا چیز کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا دابہ یعنی جانور سواری قاتل کے واسطے ہے پھر کسی کافر کو جو گدھے یا خچر یا فرس پر سوار تھا قتل کیا تو اس جانور کا مستحق ہوگا اور اگر اونٹ پر سوار تھا تو اونٹ کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک کو خر مادہ پر قتل کیا وہ اسی کے واسطے ہے پھر نر گدھے پر کسی کافر کو قتل کیا تو قاتل نر گدھے کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ جو لفظ مادہ کے واسطے ہو وہ نر کو شامل نہین ہے اور اسی طرح اونٹنی و اونٹ مین ہے بخلاف بغل و بغلہ کے کہ یہ دونون اسم جنس ہین کہ خچر و خچری دونون پر بولتے ہین پس نر و مادہ دونون کو شامل ہین

یہ محیط سرخسی میں ہی

پانچواں باب استیلاء کفار کے بیان میں - کہا زنک اگر کفار روم پر غالب ہوئے اور انکو قید کر کے لے گئے اور انکے اموال لوٹ لیے تو انکے مالک ہو جاوینگے پھر اگر ہم لوگ ترک پر غالب آئے تو جو کچھ وہ روم سے لے گئے ہیں انہیں سے بھی جو کچھ ہمکو ملیگا وہ ہمارے واسطے حلال ہوگا اگرچہ ہمارے اور روم کے درمیان موادعت ہو اور ہم سے اور ان ہر دو گروہ میں سے ہر ایک سے موادعت ہو اور اگر ہر دو فریق باہم لڑے اور ایک فریق غالب ہوا تو ہمکو روا ہی کہ فریق غالب سے دوسرے فریق کا مال جو انھوں نے لوٹا ہی خرید کریں اور خلاصہ میں مذکور ہی کہ دارالحرب میں احراز کر لینا شرط ہی اور یہ شرط نہیں ہی کہ وہ لوگ اپنے دیار میں اُس مال غنیمت کو احراز کر لیں اور اگر ہم سے ہر دو فریق سے موادعت ہو اور دونوں فریق ہمارے دیار میں باہم لڑے تو ہمکو فرقہ غالب سے کچھ خرید لینا روا نہیں ہی اور اگر ہر دو فریق اپنے دیار میں لڑے جو مسلمان امان لیکر وہاں گیا ہی اسکو فریق غالب سے فریق مغلوب کا لوٹا ہوا مال خرید لینا جائز ہی خواہ آدمی ہو یا اور مال ہو یہ فتح القدیر میں ہی اور اگر حربی لوگ ہمارے اموال پر غالب ہوئے اور اسکو اپنے دیار میں لیجا کر احراز میں کر لیا تو ہمارے مذہب کے موافق اسکے مالک ہو جاوینگے پھر اسکے بعد اگر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور لوٹ کے مال میں مالک قدیم نے اپنی چیز جسکو کافر لوٹ لائے تھے پائی اور ہنوز غنیمت تقسیم نہیں ہوئی ہی تو اسکو مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے ایسے شخص کے پاس پائی جسکے حصہ میں آئی ہی پس اگر قیمتی چیزوں میں سے ہو تو بقیمت اسکو لے لیگا اگر چاہے اور اگر مثلی چیزوں میں سے ہو تو بعد تقسیم ہو جانے کے اُسکو نہیں لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - ابن مالک نے بواسطہ امام ابو یوسف رح کے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اگر غنیمت کے مال میں ایسی لونڈی یا غلام آیا جسکو کفار مسلمانوں کے یہاں سے قید کر لے گئے تھے اور وہ تقسیم غنیمت سے کسی شخص کے حصہ میں آیا پھر اسکا مولاے قدیم آیا تو اس شخص سے جسکے حصہ میں پڑا ہی اُسکے لینے کے روز کی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور جس روز خود لینا چاہتا ہی اُس روز کی قیمت دینے سے نہیں لے سکتا ہی یہ محیط میں ہی - یہ سب اس صورت میں ہی کہ کافر لوگ مسلمانوں کے مالوں پر غالب ہو کر اسکو دارالحرب میں اپنے احراز میں لے گئے ہوں اور اگر انھوں نے ان اموال کا احراز نہ کیا ہو یہاں تک کہ مسلمان لوگ انپر غالب ہو گئے اور اموال مذکورہ اُن سے چھین لیے پھر کسی مال کا مالک آیا تو اسکو مفت لے لیگا اسواسطے کہ بسبب عدم احراز کے کافر لوگ اسکے مالک نہیں ہوئے تھے اور اسی طرح اگر کافروں نے اُن اموال کو دارالاسلام میں تقسیم کر لیا تو انکی تقسیم نہیں جائز ہی تو جب مسلمان لوگ انپر غالب ہو گئے اور یہ اموال انسے لے لیے تو ہر مال کا مالک اسکو مفت لے لیگا - اور اگر کسی مسلمان نے ایک غلام جسکو حربی قید کر کے لیگئے تھے دارالحرب میں اُنسے خرید کر کے لایا اور اسکا مولاے قدیم آیا تو اسکو اختیار ہی کہ چاہے ثمن دیکر اس سے لے لے یا چھوڑ دے - اور اگر مولاے مذکور ثمن کو لینے سے پہلے مر گیا پھر اسکا وارث اُس غلام کے لینے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ وارث مذکور نہیں لے سکتا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکو بھی لینے کا اختیار ہی یہ سراج وہاج میں ہی - ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر ایک مسلمان نے ایک غلام فروخت کیا اور ہنوز مشتری کو سپرد نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو قید کر کے لے گیا پھر بائع مر گیا پھر کوئی مسلمان اسکو خرید لایا تو بائع کے وارث کو اختیار رہیگا کہ اسکو اس مسلمان سے ثمن دیکر لے لے اور مشتری اول کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے ہر دو ثمن دیکر اسکو وارث بائع سے لے لے ولیکن اگر مشتری اول کا حق اسمیں نہ ہوتا تو وارث بائع کو خرید لانے والے مسلمان سے لے لینے کا اختیار نہوتا یہ محیط میں ہی - اور جسکو دشمن

گرفتار کر کے لے گیا ہو اُس سے کسی تاجر نے خریدا اور دارالحرب سے یہاں لایا تو مالک قدیم اُسکو تاجر مذکور سے بعوض اس ثمن کے لے سکتا ہو جسکے عوض تاجر مذکور نے اُس سے خریدا ہو اور اگر تاجر نے اسکو کسی اسباب کے عوض خریدا ہو تو اس اسباب کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور اگر تاجر نے اسکو حربی سے بیع فاسد خریدا ہو تو اس غلام کی قیمت کے عوض لے سکتا ہو اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو یہ غلام ہبہ کر دیا ہو تو بھی مالک قدیم اُسکو اسکی قیمت کے عوض لے سکتا ہو کذا فی التبیین وہی حکم مثلی چیز کا ہو کہ اگر مثلی چیز کو دشمن نے کسی مسلمان کو ہبہ کیا اور وہ لایا تو اسکے مثل دیکر مالک قدیم اسکو نہ لیگا اسواسطے کہ اسمیں کچھ فائدہ نہیں ہو اور نیز اگر ایسی چیز کو حربی سے کسی مسلمان نے قدر و صفت میں اسکے مثل دیکر خریدا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو نہ لیگا کیونکہ بیفائدہ ہو لیکن اگر مشتری نے کم مقدار یا کھوٹی چیز دیکر خریدا ہو تو ایسی صورت میں مالک قدیم کو اختیار ہو کہ جو کچھ اُس نے دیکر لی ہو اسی کے مثل دیکر لے لے کیونکہ اسمیں فائدہ ہو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ ایک مسلمان نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہو اور بیان نہ کیا یہانتک کہ ان دونون کو دشمن قید کر کے لیگیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور یہ دونون غلام بالغنیمت لے اور انکو دارالاسلام میں نکال لائے تو دونون اپنے مولیٰ کو دیے جاوینگے اور اگر ان دونون کے قید ہو کر دارالحرب میں محرز ہو جانے کے بعد مالک مذکور نے ان دونون میں سے ایک کے حق میں تعیین کر کے عتق بیان کر دیا ہو تو اسکا بیان صحیح ہوگا اور اہل کفر دوسرے غلام کے مالک ہو جاوینگے اور اگر اہل کفر ان دونون میں سے ایک ہی کو اپنے احراز دارالحرب میں لے گئے ہون تو دوسرا جو باقی رہا ہو وہی عتق کے واسطے متعین ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر حربی کوئی غلام گرفتار کر کے لے گئے اور اسکو کوئی شخص خرید کر کے دارالاسلام میں نکال لایا پھر اسکی آنکھ پھوڑی گئی اور اسکا ارش اس آنکھ پھوڑنیوالے سے لیا گیا تو غلام کا مولاے قدیم اسکو اس ثمن کے عوض لے سکتا ہو جسکے عوض خریدنیوالے نے دشمن سے خریدا ہو اور ارش مذکور اُس سے نہیں لے سکتا ہو اور ثمن میں سے بھی کچھ گھٹایا نہ جائیگا۔ اور اگر اہل حرب کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گئے اور ایک شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا پھر دوبارہ اہل حرب اسکو گرفتار کر کے دارالحرب میں لے گئے پھر اسکو دوسرے شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا تو مولاے اول کو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسرے مشتری سے اسکو لے لے مگر مشتری اول کو اختیار ہو کہ چاہے دوسرے مشتری سے اُسکا ثمن دیکر لے لے پھر مولاے اول اس مشتری سے چاہے تو دو ہزار درم دیکر لے لے اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے پاس سے دوبارہ قید کر لیا تھا غائب ہو تو مولای اول کو اسکے لینے کا اختیار نہوگا جیسے اُسکی حالت حضور میں ہو کذا فی الہدایہ اور اگر مشتری اول نے اسکے لینے سے انکار کیا تو مولاے اول اسکو دوسرے مشتری سے نہیں لے سکتا ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مشتری اول نے اسکو دوسرے مشتری سے خرید لیا تو مالک قدیم کو اُس سے لینے کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مشتری اول کی ملک عود کرنے کے ضمن میں مالک قدیم کے لیے لینے کا حق ثابت ہوا تھا اور اس صورت میں اُسکی ملک سابق نے عود نہ کیا تھا بلکہ بخرید جدید ملک جدید حاصل ہوئی ہو یہ تبیین میں ہو۔ اور اگر کسی شخص نے دشمن سے گرفتار کردہ شدہ غلام خرید کیا اور اسکو دارالاسلام میں نکال لایا پھر اُسکا مالک قدیم حاضر نہوا یہانتک کہ اس مشتری نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے ثمن دیکر لے لے اور اول سے مطالبہ کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو اور اول مشتری سے جب ہی لے سکتا ہو کہ جبتک غلام مذکور اسکی ملک میں باقی ہو اور اسمیں کوئی ایسی بات نہ پیدا ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ مولاے قدیم کی ملک میں کر دینے سے ممنوع ہو اور اگر مالک قدیم نے چاہا کہ بیع ثانی کو توڑ دے پھر مشتری اول سے اس ثمن کو دیکر لے لے جو اُسنے دشمن کو دیا ہو تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک

اسکو یہ اختیار نہین ہو یہ سراج وہاج مین ہو - امام محمد رح نے سیر صغیر مین فرمایا کہ اگر حربی سے خرید لانے والے نے اسکو اجارہ پر دیا یا رہن کیا اور مولاے قدیم نے لینا چاہا تو مولاے قدیم کو اختیار ہو کہ اُسکا عقد اجارہ توڑ دے اور یہ اختیار نہین ہو کہ عقد رہن توڑ دے یہ محیط مین ہو - اور اگر مشتری اول نے یہ غلام کسی کو ہبہ کر دیا ہو تو مولاے قدیم اس عقد ہبہ کو توڑ نہین سکتا ہو مگر موہوب لہ سے اس غلام کی قیمت اسکو دیکر لے سکتا ہو - اور اسی طرح اگر غلام مذکور نے جنایت کی اور مشتری اول نے اولیاے جنایت کو یہ غلام دیدیا تو ولی جنایت سے بھی مولاے قدیم اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہو - اور اسی طرح اگر مشتری اول نے عمداً جنایت کی پھر ولی جنایت سے اس غلام کے دینے پر صلح کر لی تو بھی مولاے قدیم اس صلح کو توڑ نہین سکتا بلکہ اُسکی قیمت دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہو اور اگر جنایت عمداً نہو بلکہ بخطا ہو تو مولاے قدیم اس جنایت کے ارش کو دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہو - اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو ایسا غلام ہبہ کر دیا پھر کسی شخص نے اُسکی آنکھ پھوڑ دی اور اس مسلمان نے یہ غلام اُسی کے ذمہ ڈال کر اُس سے اسکی قیمت لے لی تو مالک قدیم کو اختیار ہو کہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے اس غلام کو قیمت دیکر لے جو کانے کے حساب سے ہو یہ امام اعظم رح کا قول ہو اور صاحبین رح نے فرمایا کہ سلامت دونون آنکھون کی صورت مین جو قیمت تھی وہ دیکر لے سکتا ہو اور یہ وہ قیمت ہو جو اُسنے موہوب لہ کو دی ہو - اور اگر بجاے غلام کے باندی ہو اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو کسی نے قتل کیا ہے کہ موہوب لہ نے قاتل سے اُسکی قیمت لے لی پھر مالک قدیم حاضر آیا تو اسکو بچہ کی قیمت لینے کی کوئی راہ نہین ہو ولیکن باندی کو چاہے وہ قیمت دیکر جو موہوب لہ کے قبضہ کے روز تھی لے لے یا چھوڑ دے اور اگر ماں مر گئی یا قتل کی گئی اور بچہ موجود ہو تو مالک قدیم اس بچہ کو بعوض اسکے حصہ کے لے سکتا ہو یعنے قیمت کو بچہ اور اسکی ماں پر اسطرح تقسیم کیا جاوے کہ ماں کی وہ قیمت اعتبار کی جاوے جو بروز ہبہ وقبضہ تھی اور بچہ کی وہ قیمت جو اُس روز ہو یعنی جسدن مالک لینا چاہتا ہو پس اس تقسیم مین جو حصہ قیمت بمقابلہ قیمت ولد آوے اُسی کے عوض بچہ کو لے سکتا ہو - اور اگر دار الاسلام مین ایک نے دوسرے سے ایک غلام بعوض ہزار درم کے جو فی الحال ادا کرنا قرار پاے ہین خرید کیا اور ہنوز اسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو گرفتار کر کے لیگیا پھر کوئی شخص اسکو پانسو درم کو خرید لایا تو بائع اُسکو پانچ سو درم دیکر لے سکتا ہو پھر جب بائع نے اسکو لے لیا تو مشتری بائع سے دونون ثمن ایک ہزار پانچ سو درم کے عوض لے سکتا ہو اور اگر بائع نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے خریدنے والے سے پانچسو درم دیکر لے لے - اور اگر بائع نے اُسکو ہزار درم اُدھار کو فروخت کیا ہو تو مشتری اسکے واپس لینے کا مستحق ہوگا بنسبت بائع کے اور اگر اُسنے انکار کیا تو بائع سے کہا جائیگا کہ یا پانچ سو درم کے عوض لے لے کہ یہ تیرے ہی سپرد کیا جائیگا اور اگر دشمن کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گیا اور کسی نے اُس سے ہزار درم کو خرید کیا اور دار الاسلام مین لایا پھر دوبارہ اُسکو دشمن قید کر کے لے گیا پھر دوسرے نے دشمن سے پانچ سو درم کو خرید لیا پھر مالک قدیم اور مشتری اول دونون محکمہ قاضی مین حاضر ہوئے اور قاضی کو اول مشتری کی خرید کا حال معلوم ہو یا نہین معلوم ہو پس قاضی نے مالک قدیم کے واسطے مشتری سے لے لینے کا حکم دیا تو یہ حکم نافذ ہوگا پس غلام مذکور دوسرے مشتری کو واپس دیا جائیگا تاکہ مشتری اول اس سے لے لے پھر مشتری اول سے مالک قدیم ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہو - اور اگر مالک قدیم نے مشتری دوم سے بدون حکم قضا کے لے لیا یا اُس سے خرید لیا پھر مشتری اول حاضر ہوا تو اُسکو مالک قدیم سے ہزار درم دیکر لے سکتا ہو پھر مالک قدیم اُس سے ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہو - اور اسی طرح اگر مشتری دوم نے غلام مذکور اسکے مالک قدیم کو ہبہ کر دیا

تو مشتری اول اُس سے لے سکتا ہی مگر اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اسواسطے کہ وہ اس صورت مین مثل اجنبی کے ہوا پھر مالک قدیم اُس سے یعنی مشتری اول سے ثمن اور یہ قیمت دونون دیکر لے سکتا ہی - اور اگر مرتہن کے پاس سے غلام مرہون گرفتار کر لیا گیا اور اسکو کوئی شخص ہزار درم کو خرید لایا اور راہن و مرتہن دونون حاضر ہوئے تو لینے کا استحقاق مرتہن کو ہی پس اگر اُس نے یہ ثمن دیکر لے لیا تو احسان کرنے والا ہو یعنی یہ ثمن محسوب بحساب راہن نہین کر سکتا اور اس سے نہین لے سکتا ہی جیسے کہ غلام نے اسکے پاس جنایت کی اور اُسنے فدیہ دیکر بچا لیا تو اس فدیہ مین وہ متطوع ہوتا ہی - اور اگر مرتہن نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو راہن اسکو ثمن دیکر لے سکتا ہی اور جب راہن نے اُسکو لے لیا تو قرضہ مرتہن ساقط ہو گیا اور فدیہ ان دونون پر آدھا آدھا ہوگا اگر مرہون کی قیمت دو ہزار اور قرضہ ایک ہزار ہو اور جسطرح وہ رہن تھا ویسا ہی رہیگا اور اگر مرتہن نے اُسکا فدیہ دینے سے انکار کیا پس راہن نے اُسکا فدیہ دیدیا تو مرتہن اُسکو لے لیگا اور اسکے پاس بعوض نصف قرضہ کے رہن رہیگا - اور اگر راہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا اور مرتہن نے فدیہ دیکر اسکو لے لیا تو مثل سابق کے اسکے پاس رہن رہیگا اور مرتہن مذکور فدیہ کے حصہ راہن مین یعنے نصف فدیہ حصہ راہن دینے مین احسان کنندہ ہوگا اور اگر راہن غائب ہو اور مرتہن نے اُسکا فدیہ دیدیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نصف فدیہ کو راہن سے لے لیگا احسان کنندہ قرار نہ دیا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک اس صورت مین بھی احسان کنندہ ہوگا اور اگر مال مرہون کوئی مثلی چیز ہو اور مرتہن نے فدیہ نہ دیا تو راہن کے فدیہ دیکر لینے کے بعد مرتہن اسکو راہن سے نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی - اور اگر کسی غلام نے جنایت کی پھر کافر لوگ غالب ہوئے اور اس غلام کو بھی قید کرکے دار الحرب مین لے گئے پھر لشکر اسلام انپر غالب آیا اور غلام مذکور کو دار الاسلام مین نکال لائے اور مالک قدیم نے اُسکو نہ لیا چھوڑ دیا اور ولی جنایت نے اسکو جرم جنایت سے لینا چاہا حالانکہ غنیمت تقسیم ہو چکی ہی تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ ولی جنایت کے واسطے خالی حق ثابت ہوا اور اس سے ملک توڑنا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر ایسا غلام جسکو کفار قید کر لے گئے تھے اور بعد غلبہ لشکر اسلام کے دار الاسلام مین غنیمت تقسیم ہونے مین وہ کسی شخص کے حصہ مین آیا اور اسکا مولاے قدیم حاضر نہ ہوا یہانتک کہ اس شخص نے اُسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو روا ہی - اور اگر بجاے غلام کے باندی تھی کہ اسکو اس شخص نے کسی کے ساتھ بیاہ دیا اور شوہر سے اولاد جنی تو مالک قدیم کو حاضر ہوکر اختیار ہوگا کہ باندی اور اسکی اولاد کو لے لے اور نکاح توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑی ہی اسکا عقر لیا یا کسی نے اس باندی پر جنایت کی تھی اُسکا جرمانہ لیا ہو تو مولاے قدیم کو اس باندی کے ساتھ اس عقر و جرمانہ کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کی ملک مین ایک کُر فارسی جید چھوہارے ہین اُسکو کفار نے لیا اور دار الحرب مین لے گئے پھر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اُسنے یہ چھوہارے بعوض دو کُر فارسی ردی چھوہارے کے خریدے اور انکو دار الاسلام مین لے آیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس خریدنے والے سے لیوے ایسا ہی زیادات مین مذکور ہی اور سیر کبیر مین امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ وہ کُر ردی چھوہارے دیکر لے سکتا ہی اسواسطے کہ جس نے دشمن سے یہ کُر خرید کیا ہی اُسنے یہ خرید صحیح خرید ا ہی اسواسطے کہ دار الحرب مین مسلمان و حربی کے درمیان ربوا جاری نہین ہوتا ہی پس جب خرید صحیح ہوئی تو جتنے کو مشتری کو پڑی ہی وہ دیکر لے لینے کا استحقاق اُسکو حاصل ہوگا جیسے درمون کے عوض خریدنے کی صورت مین اسقدر درم دیکر لے سکتا ہی - اور زیادات مین جو حکم مذکور ہی

کر نہیں لے سکتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جسنے دشمن سے یہ کر خریدا ہے اُسنے بخرید فاسد خریدا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ربوا کو
مطلقاً حرام کر دیا ہے پس چونکہ اس بیع میں ربوا واقع ہوا بیع فاسد ہوئی اور جو چیز بہ بیع فاسد خریدی گئی ہے وہ مشتری کے پاس
مضمون بالقیمۃ ہے پس لینے اسکے تاوان میں مشتری پر قیمت واجب ہے ثمن نہیں واجب ہے اور اس صورت میں اس خریدی ہوئی چیز
کی قیمت یہی ہے کہ اُسکے مثل چھوہارے دیوے اور اسکے مثل چھوہارے دیکر لینے میں کچھ فائدہ نہیں ہے اور مبادلہ میں جب فائدہ
نہو تو بیع ناروا ہے اور ہمارے مشائخ میں سے محققین نے فرمایا کہ جو حکم سیر کبیر میں مذکور ہے وہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول
ہے اور جو حکم زیادات میں مذکور ہے وہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اسواسطے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسلمان و حربی کے
درمیان دار الحرب میں ربوا جاری ہوتا ہے - اور اگر صورت مذکورہ میں مسلمان نے حربی سے کُر مذکور کے برابر دی چھوہارے
انکے ہاتھوں دیکر لیے ہوں اور اُنکو دار الاسلام میں نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اُس سے ایک کُر دی
دیکر لے لے - اور اگر مشتری نے حربیوں سے کُر مذکور بعوض شراب یا سور کے خریدا ہو اور دار الاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو
سب روایات کے موافق لینے کا اختیار نہوگا لیکن اگر یہ مشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اُسکو سور یا شراب کی قیمت
دیکر اس سے لے لے اور اگر حربیوں سے خریدنے والے نے اُسکو اُسی کے مثل دیکر خرید کیا ہو اور دار الاسلام میں لے
آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اُس سے لینے کا اختیار نہ ہوگا - اور اگر مشتری مذکور نے اُس کُر کے مثل اُدھار پر
خریدا ہو اور دار الاسلام میں لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار نہ ہوگا - اور اگر کافروں نے کسی مسلمان کے ہزار
درم اُن درموں میں سے جو بیت المال میں قبول کیے جاتے ہیں یعنی کھرے درم لیے اور اُنکو دار الحرب میں لے گئے پھر کوئی مسلمان
وہاں داخل ہوا اور اُسنے غلہ کے ہزار درم دیکر اُنسے یہ ہزار درم خریدے اور باہمی قبضہ کے بعد دونوں متفرق ہوئے پھر
دار الاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہوگا جیسے درم غلہ اُسنے دیے ہیں انھیں کے مثل دیکر دراہم
مذکورہ لے لے اور اگر اُنکو دیناروں کے عوض بصرف صحیح خرید کیا اور دار الاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ انھیں
دیناروں کے مثل دیکر اس سے لے لے - اور اسی طرح اگر اس مسلمان نے اُنکے ہاتھ ہزار درم غلہ کے بعوض ہزار درم بیت المال
کے نقد کے فروخت کیے اور حربیوں نے نقد بیت المال میں وہی درم دیے جنکو وہ لوگ یہاں سے لوٹ لے گئے ہیں اور مسلمان
مذکور اُنکو دار الاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ مثل دراہم غلہ دیکر اس سے یہ دراہم لے لے - اور اگر کافر لوگ
دار الاسلام سے مسلمان کا کُر لے گئے اور اُسکو دار الحرب میں لیجا کر احراز کر لیا پھر امان لیکر کوئی مسلمان دار الحرب میں داخل
ہوا اور ایک کُر گیہوں کی بیع سلم میں اُنکو سو درم دیے اور یہ بیع سلم صحیح قرار پائی ہے پھر جب مسلم فیہ ادا کرنے کی میعاد آئی تو
انھوں نے یہی کُر جو دار الاسلام سے لے گئے ہیں اُسکو ادا کیا پس اُسنے قبضہ کر لیا اور اُسکو دار الاسلام میں نکال لایا تو مالک
قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے سو درم دیکر لے لے اور اگر مسلمان نے حربیوں کے ہاتھ کوئی اسباب بعوض ہزار درم کو فروخت کیا جو
نقد بیت المال ہوں پھر انھوں نے اُنکو وہی ہزار درم نقد بیت المال دیے جو دار الاسلام میں سے کسی مسلمان سے
لے گئے ہیں اور اپنے احراز میں کر لیے ہیں پس اُسنے اُنپر قبضہ کیا اور اُنکو دار الاسلام میں لایا تو مالک قدیم کو اختیار نہ ہوگا کہ اُس
سے یہ دراہم لیوے اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک کُر گیہوں لے گئے اور دار الحرب میں لیجا کر اپنے احراز میں کر لیا پھر کوئی
مسلمان امان لیکر دار الحرب میں داخل ہوا اور اُنکے ہاتھ کوئی اسباب بعوض ایک کُر گیہوں کے جو معین نہیں ہیں بلکہ مشتری
کے ذمہ قرار پائے ہیں فروخت کیا پھر مشتری نے وہی کُر جسکو دار الاسلام سے لے گئے ہیں ادا کیا اور بائع نے قبضہ کر لیا

اور اسکو دارالاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ اسکو لے لے - اور اگر حربیون نے کر مسلمان کو اپنے دار مین احراز کرلیا
پھر کوئی مسلمان امان لیکر انکے دار مین داخل ہوا اور اُسنے ان لوگون کو ایک کر گیہون قرضہ دیے پھر انھون نے اسکو اُسکے قرضہ
مین وہی کر ادا کیا جسکو وہ دارالاسلام سے اپنی حرز دارالحرب مین لیگئے ہین پس قبضہ کر کے اُسکو دارالاسلام مین نکال لایا
تو مالک قدیم کو اس کر کے لینے کی کوئی راہ نہوگی جو کر اُسنے قرضہ مین دیا ہی اور حربیون نے لیا ہی وہ اس کر کے جو وہ اپنی حرز
مین لیگئے ہین مثل ہو یا گھٹ کے ہو یا اس سے کھرا ہو یہ محیط مین ہی - اور اگر دشمن نے مسلمان سے دس کپڑے یعنی غالب
ہو کر کسی مسلمان کے دس کپڑے لوٹ کر دارالاسلام سے دارالحرب مین نکال لیگیا پھر کوئی مسلمان دارالحرب مین امان لیکر داخل
ہوا اور اُسنے کوئی اسباب دشمن کے ہاتھ دس کپڑون کے عوض فروخت کیا جنکا وصف اور ادا کرنے کی مدت بیان ہوگئی ہی حتی
کہ بیع بہمہ وجوہ صحیح ہی پھر دشمن نے اسکو وہی دس کپڑے ادا کیے جنکو لوٹ کر اپنے احراز مین لیگیا ہی پس مسلمان مذکور ان کپڑون
کو دارالاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو اُسکی متاع کی قیمت دیکر یہ کپڑے لے لے - اور اگر گیہون کا کر جسکو
اہل حرب یہانسے اپنے احراز مین لے گئے ہین دو مسلمانون نے اہل حرب سے خرید لیا اور باہم تقسیم کر لیا پھر ایک نے اپنا حصہ
تلف کر ڈالا تو مالک قدیم کو اختیار ہی کہ نصف باقی کو نصف ثمن مذکور دیکر لے لے اور اگر بجاے کر کے اس مسئلہ مین کپڑے
ہون تو باقی نصف کپڑون کو مالک قدیم اگر چاہے تو چوتھائی ثمن اور تلف شدہ کی نصف قیمت دیکر لے سکتا ہی - اور اگر اہل حرب کسی
مسلمان کی چاندی کی چھاگل لے گئے ہون جسکی قیمت ہزار درم اور وزن پانچسو مثقال ہی پھر کسی مسلمان نے دشمن سے اُسکے
وزن سے زیادہ یا کم کے عوض اسکو خریدا تو مالک قدیم اُسکی قیمت کے عوض اسکو لے سکتا ہی چاہے جسقدر تک پہونچے مگر یہ
قیمت اُسکی جنس کے خلاف سے ہوگی یعنی اگر چاندی کی چھاگل ہی تو سونے سے قیمت اور اگر سونے کی چھاگل ہی تو چاندی
سے قیمت ادا کریگا یہ کافی مین ہی - اور اگر اُسکے وزن کے مثل درم ہاتھون ہاتھ دیکر خرید کر کے دارالاسلام مین لایا ہو تو
مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسی قدر درم دیکر اُس سے لے لے یہ سب روایات کے موافق حکم ہی اور اگر اسکے مثل وزن کے دراہم
اُدھار پر خرید کر کے دارالاسلام مین لایا تو یہ صورت اور درصورتیکہ اُسنے اسکے وزن سے زیادہ یا کم درمون کے عوض خریدا
ہی سب یکسان ہین یعنی مالک قدیم بقیمت لے سکتا ہی اور اگر تاجر مذکور نے ابریق کو حربیون سے بعوض شراب یا سور کے خریدا
ہو تو مالک قدیم کل روایات کے موافق مختار ہی کہ چاہے اسکے خلاف جنس سے اُسکی قیمت دیکر لے لے اور اگر کوئی ذمی اُسکو شراب
یا سور کے عوض خرید کر کے دارالاسلام مین لایا ہو تو مالک قدیم اس ابریق کو بعوض قیمت شراب یا سور کے جو اُسنے دیے ہین
لے سکتا ہی۔ اور سیر کبیر مین مذکور ہی کہ کسی غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور کوئی مسلمان اُنسے اس غلام کو بعوض ہزار درم
اور ایک رطل شراب کے خرید کر کے دارالاسلام مین لایا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسکی قیمت ہزار درم یا ہزار سے کم ہی تو مولا
قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور اگر ہزار سے زیادہ ہی تو پوری قیمت دیکر لے سکتا ہی مگر شراب جسکا دینا مذکور ہوا ہی اسکے سبب سے ہزار
سے کمی یا ہزار سے زیادتی نہ کیجائیگی - اور اگر مسلمان نے اُنسے یہ غلام بعوض ہزار درم اور مردار جانور یا خون کے خریدا ہو تو مالک
قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور مردار و خون کی وجہ سے ہزار پر کچھ بڑھایا نہ جائیگا اگرچہ غلام کی قیمت ہزار سے زیادہ ہو
اور اگر زید نے عمرو سے ایک غلام غصب کیا اور غاصب کے ہاتھ سے حربیون نے غلبہ کر کے لیا اور اسکو اپنے حرز دارالحرب مین
لیگئے پھر مسلمان نے اس دارالحرب مین فتح پا کر غنیمت حاصل کی پھر عمرو نے یہ غلام غنیمت مین دیکھا اور ہنوز غنیمت تقسیم نہین ہوتی
ہی تو اسکو مفت لے سکتا ہی اور غاصب پر ضمان نہوگی اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے جس غازی کے حصہ مین آیا ہی اُسکے پاس دیکھا

تو مذکور ہی کہ عمرو کو اختیار ہی کہ چاہے اس شخص سے جسکے حصہ مین آیا ہی اُس غلام کی اس روز کی قیمت جس روز لینا چاہتا ہو اسکو دیکر لے لے اور اگر چاہے اس سے غلام نہ لے اور غاصب سے غلام کی اس روز کی قیمت جسدن اُسنے غصب کیا تھا تاوان لے لے پھر اگر مالک قدیم نے یہ اختیار کیا کہ غازی سے لینے کے روز کی غلام کی قیمت دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے بھی قیمت نہین لے سکتا ہی بلکہ اس قیمت اور غاصب کے غصب کرنے کے روز کی غلام کی قیمت دونون مین سے جو کم ہو وہ لے لیگا مثلاً غلام مذکور کی قیمت بروز غصب ہزار درم تھی اور جس غازی کے حصہ مین پڑا ہی اُس سے لینے کے روز کی قیمت دو ہزار درم ہی پس مالک قدیم نے دو ہزار درم دیکر اُس سے لے لیا تو وہ غاصب سے وہی قیمت لیگا جو بروز غصب تھی یعنی ہزار درم اور اگر روز غصب کی قیمت ہزار درم ہو پھر نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے غازی سے لینے کے روز پانچ سو درم تھے کہ اُسنے پانچسو درم دیکر لے لیا تو غاصب سے بھی پانچسو درم واپس لیگا - یہ سب اس صورت مین کہ مالک قدیم نے غازی سے جسکے حصہ مین آیا ہی غلام لینا اختیار کیا اور اگر اُسنے غازی سے نہ لیا بلکہ غاصب سے اُسکے غصب کرنے کے روز کی قیمت تاوان لینی اختیار کی تو جب غاصب نے تاوان دیدیا تو اسکا حکم بعد تاوان دینے کے مثل مالک قدیم کے ہی یعنی جس سے غصب کر لیا تھا چنانچہ اگر اُسنے غلام کو غنیمت مین قبل اسکی تقسیم کے پایا تو بغیر کچھ دیے ہوے مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہی پایا تو اسکی قیمت دیکر اسکو لے سکتا ہی - اور اسی طرح اگر مسلمانون نے جہاد مین غالب ہو کر یہ غلام غنیمت مین حاصل نہین کیا بلکہ کوئی مسلمان جو دار الحرب مین داخل ہوا ہی اُسنے خرید لایا پس اگر مولاے قدیم نے غاصب سے ہنوز اسکی قیمت روز غصب تاوان نہ لی ہو تو اسکو دو طرح کا اختیار ہی چاہے خرید لانے والے کو اُسکا ثمن دیکر اُس سے غلام لے لے اور چاہے اس سے نہ لے اور غاصب سے روز غصب کی قیمت غلام لے لے پس اگر اُسنے خرید لانے والے سے اُسکا ثمن دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے قیمت روز غصب و ثمن مذکور جو اُسنے مشتری کو ادا کیا ہی دونون مین سے جو کم ہو وہ تاوان لے سکتا ہی اور اگر اُسنے خرید لانے والے سے غلام نہ لیا اور غاصب سے روز غصب کی قیمت تاوان لے لی تو اسکے بعد مالک قدیم کو غلام پر ہاتھ لگانے کی کوئی راہ نہوگی اور غاصب مذکور بجاے مالک قدیم کے قائم ہوگا پس غاصب مذکور کو اختیار ہوگا کہ چاہے خرید لانیوالے سے اُسکا ثمن دیکر غلام لے لے اور چاہے چھوڑ دے - پھر اگر غاصب نے خرید لانے والے کو اُسکا ثمن دیدیا یا جس غازی کے حصہ مین پڑا ہی اُسکو اسکی قیمت دیدی اور غلام اُس سے لے لیا پھر مالک قدیم نے چاہا کہ غاصب سے جو قیمت تاوان لی ہی وہ غاصب کو واپس کر کے غلام اس سے لے لے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر مالک قدیم نے غاصب سے اپنے زعم کے موافق قیمت حاصل کی ہی بایں طور کہ دونون نے روز غصب کی قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ غاصب نے کہا کہ جس روز مین نے غصب کیا ہی اس روز غلام کی قیمت ہزار درم تھی اور مالک نے کہا کہ دو ہزار درم تھی اور مالک نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے اور غاصب سے دو ہزار درم قیمت پائی یا گواہ نہ تھے پس غاصب سے قسم طلب کی اور غاصب نے قسم کھانے سے انکار کیا پس غاصب سے دو ہزار درم حاصل کیے یا دونون نے مالک کے دعوی کے موافق مقدار پر باہمی رضامندی سے صلح کر لی تو ان تینون صورتون مین مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ چاہے غاصب کو اُسکی قیمت واپس کر کے غلام لے لے یا چھوڑ دے - دوم یہ کہ اگر مالک نے غاصب کے زعم کے موافق قیمت پائی ہی بایں طور کہ مالک کے پاس گواہ نہ تھے اُسنے غاصب سے قسم طلب کی پس غاصب نے قسم کھائی اور مالک نے اس سے ہزار درم موافق اسکے دعوی کے پالئے پھر غلام مذکور غاصب کے ہاتھ مین آیا جیسے کہ ہمنے بیان کیا ہی تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے غاصب سے جو قیمت

لی ہو اسکو واپس کرکے غلام لے لے اور چاہے غلام اُسی کے پاس رہنے دے - پھر امام محمد رح نے کتاب[1] مین ذکر فرمایا کہ ہرگاہ
مالک قدیم نے غاصب کے زعم کے موافق غلام کی قیمت اُس سے لی ہو پھر اُسنے غلام مذکور حربیون سے خریدا لانیوالے
کے پاس یا اُسنے غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہو دیکھا اور قیمت غلام عدلی ہو جو مالک قدیم کہتا تھا یعنی مثلاً دو ہزار
درم تو مالک قدیم کو اختیار رد یا جائیگا - اور اگر غلام کی قیمت اسقدر پائی گئی جیسے غاصب کہتا تھا یا اس سے بھی کم پائی گئی پس
آیا مالک قدیم کو اختیار حاصل ہوگا یا نہین سو امام محمد رح نے اس صورت کو ذکر نہین فرمایا ہے اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے
منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک روایت مین ہے کہ اُسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک روایت مین ہے کہ نہین حاصل
ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت مین مالک قدیم کو اختیار رد یسی قیمت و اخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہوا ہے اگر ایسی صورت
مین مالک قدیم نے کہا کہ مین یہ قیمت جو مجھے ملی ہے رکھے لیتا ہون اور اس غلام ظاہر شدہ کے روز غصب کی پوری قیمت
تک مین جسقدر اور مجھے زیادہ چاہیے ہے وہ غاصب سے لونگا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے بلکہ اسیقدر وہ اختیار رکھتا ہے کہ چاہے
یہ قیمت واپس کرکے غلام لے لے اور چاہے یہی قیمت رہنے دے یہ محیط مین ہے - اور اگر کوئی مال عین کسی مستاجر کے اجارہ
مین یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت ہو اور حربی کفار غالب ہو کر اسکو اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر مال مذکور دار الاسلام مین
آیا پس آیا مستاجر[2] یا مستعیر یا مستودع کو مخاصمہ کرکے واپس لینے کا اختیار شرعی ہے یا نہین ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال
عین جہاد کی غنیمت مین آیا تو مستاجر کو اختیار ہے کہ مطالبہ کرے پس قبل تقسیم ہونے غنیمت کے مطالبہ کرنے سے مفت
بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیگا اور یہی اختیار مستعیر و مستودع کو ہے پھر جب مستاجر اسکو لے لیگا تو اُسکا اجارہ عود کریگا اور اجرت
اس مدت گذشتہ کی کہ جسمین اُسنے کوئی انتفاع نہین پایا ہے اسکے ذمہ سے ساقط ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر مستاجر
کے اس دعوے سے کہ یہ مال جو غنیمت مین آیا ہے اسکے پاس اجارہ مین تھا مسلمانون نے انکار کیا تو مستاجر کو اس امر
کے گواہ قائم کرنے ضرور ہونگے کہ یہ اسکے پاس اجارہ مین تھا اور جب حاکم نے گواہ قبول کرکے مال مذکور اسکو دیدیا پھر اجارہ
دینے والا آیا اور اُسنے اُسکے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اسکے پاس عاریت یا ودیعت تھا تو اسمین قول
اس مال کے مالک عین کا مقبول ہوگا - اور اگر غنیمت تقسیم ہو گئی پھر اُسنے کسی غازی کے پاس پایا جسکے حصہ مین پڑا ہے تو بھی
اُسکو مخاصمہ کا اختیار ہے پس اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑا ہے مدعی کے پاس اجارہ مین ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے
اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ اثبات اجارہ کے واسطے خصم ہو سکتا ہے پھر اسکے
بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت دیکر اُس سے لے یا اُسی کے پاس چھوڑ دے اور اگر بجاے
مستاجر کے مستعیر یا مستودع ہو اور بعد تقسیم غنیمت کے اُس نے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین آیا ہے پایا تو وہ اس
غازی کے مقابلہ مین خصم نہین ہو سکتا ہے حتی کہ اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ مال مذکور اُسکے پاس ودیعت یا عاریت تھا تو اُسکے
گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہو جانے کے بعد ان دونون کو یہ اختیار نہین ہے کہ جسکے حصہ مین آیا ہے اس سے قیمت دیکر
لے لین اور بعد قسمت کے یہ دونون اس مال کی نسبت مثل اجنبی کے ہونگے یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی یتیم کا غلام اہل حرب
قید کرکے لے گئے اور اسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لایا یا اس خرید لانے ہوئے غلام کا مولاے قدیم مر چکا ہے جسکا وارث
اسکا فرزند یتیم موجود ہے تو اس یتیم کے وصی کو اختیار ہے کہ یتیم کے واسطے مشتری کو اُسکا ثمن دیکر لے لے اور اپنی ذات کے
واسطے نہین لے سکتا ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یتیم کے واسطے بھی وصی کو مشتری کا ثمن دیکر اُس سے لے لینے کا جب ہی اختیار ہے کہ

ثمن مذکور اُسی غلام کی قیمت کے برابر ہو یہ مجیط سرخسی مین ہی منتقی مین ہو کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر کسی مسلمان نے دار الحرب مین داخل ہوکر اُنسے یہ غلام خریدا اور دار الاسلام مین نکال لایا اور یہان کسی عورت سے اس غلام کے رقبہ پر نکاح کیا اور نکاح مین اس غلام کا رقبہ مہر قرار دیا ہو پھر اُسکا مولائے قدیم حاضر آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو اسکی قیمت دیکر لے لے۔ اور اگر مشتری نے بغیر مہر کسی عورت کو اسکے نکاح مین لیا پھر اس عورت سے اس امر پر صلح کی کہ اُسکے مہر کے عوض جو واجب ہوا ہی یہ غلام سپرد کریگا تو مولائے قدیم سے کہا جائیگا کہ چاہے اس عورت کے مہر مثل کے عوض اس غلام کو لے لے یا چھوڑ دے۔ اور اگر کسی شخص نے مشتری پر کسی مال کا دعوی کیا اور دعوے بیان نہ کیا پھر مشتری نے اس سے اسکے اس دعوی سے اس غلام پر صلح کر لی تو مولائے قدیم اُس سے یہ غلام اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر دونون نے مقدار دعوی مین اختلاف کیا تو صلح کنندہ کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر غلام مسلمان کو دشمن اسیر کر کے لے گئے اور اپنے دار الحرب مین لیجا کر اپنے احراز مین کر لیا پھر وہ اُنسے چھوٹ گیا اور انکا کچھ مال بھی لے آیا اور دار الاسلام کی طرف بھاگا پھر کسی مسلمان نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکا مولائے قدیم آیا تو پکڑ لینے والے سے یون ہی لے سکتا ہی کہ اُسکی قیمت دیدے اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور جو کچھ مال اس غلام کے پاس تھا وہ اُسی کا ہی جسنے اسکو گرفتار کیا چنانچہ مولائے قدیم کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور بقیاس قول امام اعظم رح کے مولائے قدیم اسکو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیگا کیونکہ جب وہ دار الاسلام مین داخل ہوا تو وہ جماعت مسلمانون کے واسطے فئی ہوگیا کہ امام المسلمین اسکو لے لیگا اور اُسکا پانچوان حصہ لیکر باقی چار یا پنجوین حصے تمام مسلمانون مین تقسیم کر دیگا اور امام محمد رح نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہی اور کہا کہ جب اسکو پکڑ لیا تو وہ غنیمت ہوا اور اُسکے پانچ حصے مین سے ایک حصہ لے لیا جائیگا اگر اسکا مولائے قدیم حاضر نہ آیا اور باقی پانچوین حصے اور جو مال اسکے پاس ہی سب پکڑ لینے والے کا کر دیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اسکا مولائے قدیم حاضر ہوا تو اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر پانچ حصے کیے جانے سے پہلے حاضر آیا تو اسکو مفت لے لیگا۔ اور اگر کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے لیگئے اور اُسکے مولائے مسلمان نے اسکو آزاد کر دیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور یہ غلام ہاتھ آیا تو اسکا مولائے قدیم اسکو مفت لے لیگا اور عتق مذکور باطل ہی اور اگر مسلمان لوگ اُسکو دار الحرب سے نکال لائے پھر مولائے قدیم نے قبل اسکے تقسیم کیے جانے کے آزاد کر دیا تو اُسکا آزاد کرنا جائز ہی۔ ایک حربی دار الاسلام مین امان لیکر داخل ہوا اور یہان کسی کا کچھ طعام یا کوئی متاع چرا لی اور اسکو لیکر دار الحرب مین داخل ہوا پھر اس سے کوئی مسلمان خرید کر کے اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو اُسکا مالک اسکو مفت لے سکتا ہی اسواسطے کہ حربی مذکور اس مال کا دار الاسلام سے نکال لیجانے سے پہلے ضامن تھا پس دار الحرب مین لیجانے سے اُسکا احراز کر لینے والا نہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس حربی کے پاس کچھ مال ودیعت رکھا کہ جسکو وہ دار الحرب مین لے گیا تو حربی مذکور اس مال کا احراز کر لینے والا ہو جائیگا پھر اگر اہل حرب سب مسلمان ہوگئے یا ذمی ہوگئے یا یہی شخص مسلمان یا ذمی ہوگیا تو مال مذکور اسی کا ہوگا اسواسطے کہ وہ دار الاسلام مین اس مال کا ضامن نتھا۔ کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا حالانکہ اسکے ساتھ کوئی ایسا غلام ہی جسکو اُسنے مسلمانون سے دار الحرب مین لیجا کر اپنے حرز مین کر لیا ہی پھر اسکو حربی مذکور سے کسی مسلمان نے خرید لیا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری کو اُسکا ثمن دیکر اس سے یہ غلام لے لے۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف سے املا مین روایت کی ہی کہ اگر اسیر کی ہوئی باندی کو اہل حرب سے کسی مسلمان نے خریدا یا اسکے

حصہ غنیمت مین آئی اور اُس سے اس باندی کو اسکے مولاے قدیم نے بحکم حاکم لے لیا یعنی قبل گرفتار ہونے کے جو کوئی جنایت یا قرضہ اس باندی کے ذمہ ہو وہ اس باندی کے ساتھ لگے گا اور جس بائع سے مالک قدیم نے اُسکو خریدا ہی اگر اُسمین سے کسی عیب قدیم ہونے سے واقف ہو تو بائع اول کو بسبب اس عیب کے واپس کرسکتا ہی اور اگر اُسمین کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا ہو کہ جس سے واپس نہین کرسکتا ہی تو عیب قدیم کا نقصان بائع اول سے لے سکتا ہی اور مولاے مذکور اُن امور کے مطالبہ کی اہل حرب سے خرید لانے والے یا جسکے حصہ مین پڑی ہی اُسکی طرف کوئی راہ نہین ہی ولیکن اگر اُسمین کوئی ایسا عیب نکلا جو اہل حرب کے پاس پیدا ہو گیا ہی یا اُنسے خرید لانیوالے کے پاس یا جسکے حصہ مین پڑی ہی اُسکے پاس پیدا ہو گیا ہی تو اس عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرسکتا ہی اور اگر وہ اُسکے پاس مرگئی یا اُسمین کوئی عیب اُسکے پاس پیدا ہو گیا تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر مالک قدیم نے اس سے باندی کو بدون حکم حاکم کے لیا ہو تو جو کچھ قرضہ اُس باندی پر ہو گا وہ اُسکے ساتھ آویگا اور جنایت جو اُسکے گرفتار ہونے پر ہو گی وہ اُس باندی پر ہو گی وہ اس باندی کے پیچھے ساتھ نہ لگے گا اور مالک مذکور اس باندی کو کسی عیب قدیم کے پانے سے اُسکے بائع اول کو واپس نہ کرسکیگا مگر جس سے لیا ہی اُسکو بسبب عیب قدیم یا جدید کے واپس کرسکتا ہی اور اگر باندی مذکورہ اُسکے پاس مرگئی ہو یعنی واپس نہ کرسکتا ہو تو جس سے لیا ہی اُس سے اُسکے نقصان عیب قدیم یا جدید کو لے سکتا ہی اور اگر اس شخص کے پاس سے جسنے اُسکو غنیمت سے لیا ہی کسی نے استحقاق ثابت کرکے لیا یعنی یہ ثابت کردیا کہ یہ باندی میری ملک ہی پس اگر اس لینے والے نے اُسکو حکم حاکم کے ساتھ لیا ہو تو جس سے یہ باندی لی ہی اُسی کو واپس کردے پھر یہ استحقاق ثابت کرنے والا اُس سے یہ قیمت یا ثمن لے لیگا اور اگر اُسنے بغیر حکم حاکم لی ہو تو جسنے گواہون سے اپنا استحقاق ثابت کیا ہی وہ اُسی قدر دیکر لے لیگا جسقدر دیکر لینے والے نے لی ہی اور ہر دو صورت مین اس استحقاق ثابت کرنے والے کو اختیار ہو گا کہ اگر اُسمین کوئی عیب قدیم پایا جاوے تو جس بائع سے اُسکو خریدا ہو اُس سے رجوع کرے اور اگر اس شخص نے جسنے باندی مذکورہ کو اول مرتبہ ثمن دیکر لے لیا ہی باندی مذکورہ کو آزاد کردیا یا باندی مذکورہ اُس سے بچہ جنی پس اگر اُسنے بحکم قاضی اُسکو لیا ہی تو جب اس مستحق نے اپنا استحقاق ثابت کیا تب قاضی اُسکے آزاد کرنے کو باطل کردیگا اور قیاساً وہ شخص اُس بچہ کو بھی مثل اُسکی مان کے اس مستحق کی ملک مین رقیق واپس کردیگا ولیکن مین استحساناً یہ حکم دیتا ہون کہ جسنے اول مرتبہ لیا ہی وہ اپنے اس بچہ کو مستحق اُسکی قیمت دیکر آزاد اپنے پاس رکھے۔ اور اگر دو غلامون کو اہل حرب گرفتار کرکے لے گئے اور ان دونون کو ایک شخص ایک ہی ثمن دیکر خرید لایا تو اُنکے مولی کو اختیار ہو گا کہ چاہے ان دونون مین سے ایک ہی کو اُسکا حصہ ثمن مشتری کو ادا کرکے لے لے اور دوسرے کو چھوڑ دے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ ایک شخص کے غلام کو اہل حرب گرفتار کرکے لیگئے پھر مولی نے ایک شخص کو حکم کیا کہ غلام مذکور میرے واسطے بعوض ہزار درم کے اُنسے خرید کر پھر مرد مذکور نے اُسکو اپنے واسطے خریدا تو غلام مذکور اُسی حکم دینے والے یعنی مولاے قدیم کا ہو گا اور اسیطرح اگر مولی نے اس شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ان لوگون سے ہبہ مانگ لے پس مرد مذکور نے اپنے واسطے ہبہ مانگ لیا تو بھی وہ مولاے مذکور کا ہو گا اور اسی طرح اگر مولی نے اُسکو حکم کیا کہ اہل حرب سے غلام مذکور اُسکے مولی کے واسطے مانگ لے پھر مرد مذکور نے اُسکو اہل حرب سے خرید کیا اور یہ خرید بعوض شراب کے واقع ہوئی تو بھی یہ غلام اپنے مولی کے واسطے ہو گا اور یہ غلام حربیون کی طرف سے مولاے مذکور کے لیے ہبہ ہو گا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولے کو آگاہی حاصل ہوئی کہ میرا مملوک دار الحرب سے نکالا گیا ہی پھر اُسنے ایک مہینہ تک اُسکو

طالب نہ کیا تو ورثگی سے اُسکا حق ساقط نہو جائیگا اور امام محمدرح سے روایت کیا گیا ہی کہ ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر غلام اسیر شدہ کا وہ مولی جسکے پاس سے غلام مذکور اسیر کیا گیا تھا مشتری کے دار الحرب سے نکال لانے کے بعد مرگیا تو امام محمدرح کے قول پر اُسکے وارثون کو اختیار ہوگا کہ مشتری مذکور سے لے لین مگر فقط بعضے وارث اگر چاہین تو نہین لے سکتے ہین اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ وارثون کو لینے کا اختیار نہین ہی۔ اور اگر کافر حربی کسی مسلمان کا غلام مسلمان اسیر کرکے دار الحرب مین لے گیا اور اپنے احراز مین کر لیا پھر اسکو آزاد یا مدبر یا مکاتب کر دیا یا بجاے غلام کے باندی تھی کہ اُس سے استیلاد کر لیا کہ اُس سے اولاد پیدا ہوئی پھر اہل اسلام نے غالب ہو کر ان اسیر شدہ مملوکون کو مع اولاد کے پایا تو یہ سب آزاد ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب گرفتار کرکے لے گئے پھر اُنسے کسی شخص نے یہ غلام خرید کیا اور دار الاسلام مین لایا پھر اہل حرب دوبارہ اسکو گرفتار کرکے لے گئے پھر اہل حرب نے غلام مذکور اس مشتری کو ہبہ کر دیا تو مولاے قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے مشتری سے مشتری کا ثمن اور غلام کی قیمت دونون دیکر لے لے۔ اور بشر نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا اور غاصب سے اہل حرب گرفتار کرکے لے گئے پھر غاصب نے غلام مذکور ایک شخص کے ہاتھ مین پایا جسنے اسکو اہل حرب سے خریدا ہی تو اس غاصب کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہین ہی یہانتک کہ اُسکا مولی حاضر ہو۔ اور املاء مین امام محمدرح سے روایت ہی کہ اگر مشرکون نے کسی نابالغ کا غلام اسیر کر لیا اور دار الحرب مین لے گئے پھر مسلمانون نے اس ملک پر جہاد کیا اور غلام مذکور غنیمت مین آیا اور ایک غازی کے حصہ مین پڑا پھر اس صغیر کے باپ نے قیمت دیکر نہ لیا بلکہ غازی مذکور کے سپرد کیا پھر نابالغ مذکور بالغ ہوا تو آیا اُسکا غلام لے لینے کا حق جاتا رہا تو امام محمدرح نے فرمایا کہ نہین وہ غلام کی نسبت اپنا حق رکھتا ہی چاہے لے لے یہ محیط مین ہی۔ واضح رہے کہ اگر اہل حرب ہمارے آزاد مرد و عورتین یا مدبر یا مکاتب یا ہماری ام ولد باندیان گرفتار کرکے لیجاوین تو ہمارے استحقاق کی روسے وہ اُنکے مالک نہ ہوجاوینگے اور اگر ہم لوگ اُنکے ان مذکورین کو گرفتار کر لاوین تو ہم ان سب کے مالک ہوجاوینگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا مملوک مدبر یا مکاتب یا ام ولد گرفتار کر لے گئے اور مسلمانون نے جہاد کرکے غنیمت مین اسکو حاصل کیا اور تقسیم غنیمت مین وہ کسی کے حصہ مین آیا تو اسکا مولاے قدیم اُسکو بعد قسمت واقع ہونے کے بھی مفت بغیر کچھ دیئے ہوئے لیگا مگر جسکے حصہ مین پڑا تھا اسکو امام المسلمین اُسکی قیمت بیت المال سے دیدیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اسکو اہل حرب سے کوئی شخص وام دیکر خرید لایا ہو تو مولاے قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے مفت لے لے اور اگر یہ شخص جسکو حربی گرفتار کرکے لے گئے ہین محض آزاد ہو پھر اسکو کوئی شخص حربیون سے خرید کرکے دار الاسلام مین نکال لایا تو آزاد مذکور ویسا ہی آزاد ہوگا مشتری کا اسپر کچھ نہین ہی الا اس صورت مین کہ اُسنے مشتری مذکور کو اسطرح حربیون سے معاملہ خرید کرنے کا حکم کیا ہو ویسے تو ایسی صورت مین ثمن مذکور اسپر قرضہ ہوگا۔ اور اگر مسلمان کا غلام دار الاسلام سے حربیون کی طرف بھاگ گیا اور اُنھون نے پکڑ لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے مالک نہ ہونگے۔ اور اگر غلام مذکور کی جگہ مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا مملوک جو اپنی قیمت ادا کرنے کے واسطے سعایت مین ہی بھاگ گیا اور حربیون نے اسکو گرفتار کر لیا تو بالاتفاق اسکے مالک نہونگے۔ اور جب ثابت ہوا کہ امام اعظم رح کے نزدیک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینے سے اہل حرب اسکے مالک نہین ہوتے ہین تو اگر ایسے غلام کو حربیون سے کوئی شخص خرید لایا یا اُنھون نے اسکو ہبہ کیا یا غنیمت مین آیا خواہ غنیمت تقسیم کر دی گئی یا نہین پھر

مالک قدیم نے اسکو پایا تو جہان پاوے مفت لے لیگا لیکن درصورتیکہ غنیمت تقسیم ہوگئی اور یہ غلام کسی کے حصہ میں آیا پھر اس سے مالک قدیم نے بنابر استحقاق مذکور لے لیا تو اُس شخص کو جسکے حصہ مین آیا تھا اُسکا عوض بیت المال سے دیدیا جائیگا اور جسکے حصہ مین تھا اُسکے لیے غلام مذکور واپس لانے کا جعل بھی مالک مذکور پر واجب نہوگا۔ اور فقہاء نے فرمایا کہ اگر غلام بھاگ گیا اور اُسکے پاس سوے کا مال ہو تو حربی لوگ اس مال کے جو اس کے پاس ہو مالک ہو جائینگے اور خود اس غلام کے مالک نہونگے۔ اور اگر کوئی اونٹ چھوٹ کر وحشیانہ انکے یہان بھاگ گیا اور انھون نے پکڑ لیا تو اسکے مالک ہو جاوینگے اور اگر کوئی آدمی خرید کرکے اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو اسکے مالک قدیم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے ثمن دیکر اسکو لے لے۔ اور اگر کوئی غلام اپنے ساتھ ایک گھوڑا و متاع لیکر حربیون کی جانب بھاگ گیا اور انھون نے یہ سب پکڑ لیا اور کسی شخص نے انسے یہ سب خریدا اور دار الاسلام مین نکال لایا تو مولاے قدیم کو اختیار ہو کہ غلام کو مفت اور گھوڑے و متاع کو مشتری کا ثمن دیکر لے لے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو کذا فی السراج الوہاج۔ اور اگر حربیون مین سے کسی کا غلام مسلمان ہوگیا پھر ہمارے یہان نکلکر چلا آیا یا اس ملک پر مسلمان غالب ہوئے تو وہ آزاد ہو اور اسی طرح اگر حربیون کے غلام ہمارے لشکر مین نکلکر چلے آئے تو وہ آزاد ہین یہ ہدایہ مین ہو اگر حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کوئی مسلمان غلام خریدا اور کسی طور سے اسکو دار الحرب مین لے گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام مذکور اُسکی ملک سے آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح سے ایک روایت مثل قول امام اعظم رح کے بھی مروی ہو اور اسی طرح اگر غلام مذکور ذمی ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو۔ اور اگر حربی کا غلام دار الحرب مین مسلمان ہوگیا تو بالاتفاق وہ اس حربی کا غلام ہوگا جیسے تھا پس اگر حربی نے اسکو کسی مسلمان یا حربی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی حربی دار الحرب مین مسلمان ہوگیا اور وہان اُسکے مملوک موجود ہین پھر وہ ہمارے یہان نکلکر چلا آیا پھر اُسکے پیچھے اُسکا کوئی غلام بھی مسلمان ہوکر دار الاسلام مین چلا آیا تو وہ مثل سابق کے اپنے مولاے مذکور کا غلام ہوگا اور اسی طرح اگر وہ حالت کفر ہی مین نکل آیا تو بھی یہی حکم ہو یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور اگر اہل حرب کسی مال پر جسکو انھون نے مسلمانون سے لیا تھا مسلمان ہوئے یا سب ذمی ہوگئے تو مال مذکور انھین کا ہوگا کہ مسلمانون کو انسے لے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی حربی دار الحرب سے نکلکر ہمارے یہان چلا آیا یعنی یہین کی سکونت اختیار کی اور اُسکے ساتھ ایسے مال مذکور مین سے کچھ ہو تو اُس سے اس مال کی نسبت تعرض نہین ہوسکتا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر مسلمانون نے اہل حرب مین سے کچھ لوگ گرفتار کیے اور ہنوز انکو باہم تقسیم نہ کیا اور نہ انکو دار الاسلام مین نکال لائے یہان تک کہ یہ قیدی انکے ہاتھون سے چھوٹ کر اپنے مامن مین بھاگ گئے یا اہل حرب نے غلبہ کیا اور انکو چھوڑا کر اپنے مامن مین لے گئے پھر مسلمانون مین سے دوسری قوم غالب ہوئی اور خاص ان قیدیون کو بھی گرفتار کرکے دار الاسلام مین نکال لائے خواہ باہم تقسیم کر لیا یا ہنوز تقسیم نہین کیا پھر اول فریق اور دوم فریق نے ان اسیرون کی بابت قاضی کے حضور مین مخاصمہ کیا تو فریق دوم ہی ان قیدیون کا مستحق ہو اور اگر مسئلہ مذکورہ مین فریق اول نے دار الحرب مین ان قیدیون کو باہم تقسیم کر لیا ہو مگر انکو دار الاسلام مین نکال کر نہین لائے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو ایسی صورت مین فریق اول ہی ان اسیرون کا مستحق ہوگا پس اگر فریق اول نے ان اسیرون کو دوسرے فریق کے پاس قبل تقسیم غنیمت کے پایا تو مفت بغیر کچھ دیے ہوے لے لینگے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد پایا تو انکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہین قیمت دیکر اُس سے لے لین جیسے انکو یہی اور املاک کی نسبت یہی اختیار حاصل ہو اور اسی طرح اگر فریق اول انکو دار الاسلام مین نکال لایا اور باہم تقسیم کر لیا

پھر دے بھاگ گئے یا اہل حرب غالب ہوکر انکو چھوڑا لیگئے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو بھی فریق اول ہی انکا مستحق ہوگا اور اگر فریق اول ان اسیرون کو دار الاسلام مین نکال لایا اور ہنوز باہم تقسیم نہ کیا تھا کہ یہ لوگ چھوٹ کر بھاگ گئے یا حربی لوگ غالب ہوکر انکو چھوڑا لے گئے پھر باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو اس صورت مین اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے کے بعد فریق اول حاضر آیا تو فریق دوم ہی ان قیدیون کا مستحق ہوگا چنانچہ اسی طرح یہ مسئلہ زیادات مین مذکور ہی۔ اور اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے سے پہلے فریق اول حاضر ہوا تو اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین مذکور ہی کہ فریق اول ہی مستحق ہوگا اور دوسری روایت مین ہی کہ فریق دوم مستحق ہوگا۔ اور اگر فریق اول انکو اپنے احراز مین دار الاسلام مین نکال لائے اور باہم تقسیم نہ کیا یہان تک کہ حربیون نے غالب ہوکر انکو چھوڑا لیا اور ہنوز انکو دار الحرب مین اپنے احراز مین نہین لیجانے پاسکے تھے کہ مسلمانون مین سے دوسری قوم نے دار الاسلام مین ان پر غالب ہوکر ان اسیرون کو اسنے لے لیا تو فریق دوم ان اسیرون کو فریق اول کو واپس کر دینگے خواہ باہم تقسیم کر لیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اگر فریق دوم کے درمیان انکا بانٹ دینے والا ایسا امام ہو جسکے نزدیک مشرکون کا اسطرح لے لینا تمامی احراز ہی تو ایسی صورت مین فریق دوم ہی انکا مستحق رہیگا یہ محیط مین ہی۔ جاننا چاہیے کہ دار الحرب ایک ہی شرط سے دار الاسلام ہو جاتا ہی اور وہ شرط یہ ہی کہ اس ملک مین احکام اسلام کا اظہار ہو۔ اور امام محمد رح نے زیادات مین بیان فرمایا کہ دار الاسلام امام اعظم رح کے نزدیک جب ہی دار الحرب ہو جاتا ہی کہ تین شرطین پائی جاوین ایک یہ کہ اسمین احکام کفار کے بسبیل اشتہار جاری ہون اور حکم اسلام کے موافق اسمین حکم نہ دیا جاوے۔ دوم یہ کہ یہ ملک دار الحرب سے اسطرح متصل ہو کہ ان دونون کے درمیان بلاد اسلام مین سے کوئی بلاد نہ ہو اور سوم یہ کہ اسمین کوئی مسلمان اور کوئی ذمی اپنی امان اول پر جو اسکو قبل غلبہ کفار کے حاصل تھی باقی نہ رہا یعنے جو امان مسلمان کو اپنے اسلام سے اور ذمی کو اپنے عقد ذمہ سے حاصل تھی باقی نہ رہے۔ اور صورت مسئلہ تین وجہ سے ہو ایک یہ کہ اہل حرب ہمارے کسی دیار پر غالب ہو جاوین اور دوم یہ کہ کسی شہر کے لوگ اسلام سے مرتد ہو کر غالب ہو جاوین اور احکام کفر وہان جاری کرین سوم یہ کہ کسی شہر کے ذمی اپنا عقد ذمہ توڑ دین اور بسبیل التغلب اس شہر پر قابض ہو جاوین تو ان سب صورتون مین سے ہر صورت مین یہ صوبہ یا شہر یا ملک جب ہی دار الحرب ہو جائیگا کہ جب تینون شرطین مذکورہ بالا پائی جاوین اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک ہی شرط سے دار الاسلام بھی دار الحرب ہو جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اسمین احکام کفر جاری و ظاہر ہون اور یہ قول موافق قیاس کے ہی۔ پھر اگر کوئی ملک بسبب تینون شرائط مذکورہ بالا پائی جانے کے دار الحرب ہو گیا پھر اسکو امام نے فتح کیا اور غنیمت لوٹ مین آئی پھر قبل تقسیم غنیمت کے وہان کے لوگ حاضر ہوئے تو اسکو مفت بغیر کچھ دیے لے لینگے یعنے دیدیجائیگی اور اگر بعد تقسیم ہو جانے کے حاضر ہوئے تو ہر ایک اپنی اپنی چیز اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور رہی زمین پس بعد فتح کر لینے امام المسلمین کے وہ اپنے حکم اول کی طرف عود کریگی یعنی اگر وہ زمین خراجی تھی تو خراجی ہو جائیگی اور اگر عشری تھی تو عشری ہو جائیگی لیکن اگر قبل اسکے امام نے اسپر خراج باندھ دیا ہو تو وہ عود کرنے مین عشری نہوگی یہ سراج وہاج مین ہی

چھٹا باب مستامن یعنی امان لیکر داخل ہونے والے کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصلین ہین **فصل اول** مسلمان کی امان لیکر دار الحرب مین داخل ہونے کے بیان مین۔ اگر کوئی مسلمان تاجر امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا تو اسپر حرام ہی کہ حربیون کی جانون یا مالون سے کچھ تعرض کرے لیکن اگر ان تاجرون کے ساتھ حربیون کے

بادشاہ نے جان بوجھکر غدر کیا باین طور کہ انکے مال لے لیے یا قید کیا یا اورکسی نے ظلم کیا اور بادشاہ نے جان بوجھکر منع نہ کیا تو ایسی حالت مین ان تاجرون کو انکی جانون و مالون سے تعرض کرنا مباح ہو مانند اس شخص کے جسکو اہل حرب قید کرکے لے گئے یا بطور چورون کے وہ انکے ملک مین پوشیدہ داخل ہوا کہ اُسکو یہ امور مباح ہوتے ہین پس اسی طرح ایسے تاجرون کو بھی روا ہو کہ انکا مال لے لے اور انکو قتل کرے مگر یہ نہین روا ہو کہ وہان کی کسی عورت سے حلال جان کر وطی کرے اسواسطے کہ فروج کی حلت سوائے ملک کے نہین ہوتی ہو اور جبتک کہ اپنے دارالاسلام مین حربیہ عورت کو لاکر اپنے احراز مین نہ کرلے تب تک ملک متحقق نہین ہوتی ہو لیکن اگر اُسنے دارالاسلام مین اپنی منکوحہ عورت کو جسکو اہل حرب قید کرکے لے گئے ہین پایا یا اپنی ام ولد یا مدبرہ کو پایا اور حال یہ ہو کہ اہل حرب نے ان عورتون سے وطی نہین کی ہو تو یہ عورتین اُسکی ملک مین باقی ہین پس اُسنے وطی کرسکتا ہو مگر ان عورتون سے اگر اہل حرب نے وطی کی ہو تو ان عورتون کے حق مین شبہہ پیدا ہوگا پس ان عورتون پر عدت واجب ہوگی لہذا جب تک انکی عدت منقضی نہو جاوے تب تک اُنسے وطی کرنا اسکو روا نہین ہو بخلاف اسکے اگر محض مملوکہ باندی کو اہل حرب قید کرکے لے گئے ہون اور اُسکو اُسنے وہان پایا تو اسکے ساتھ اُسکا وطی کرنا جائز نہین ہو اگرچہ اہل حرب نے اُس سے وطی نہ کی ہو اسواسطے کہ حربی ایسی باندی کے مالک ہوگئے ہین اور اسی وجہ سے اسکو جائز نہین ہو کہ اس باندی سے کسی طرح کچھ تعرض کرے بشرطیکہ انکے دیار مین امان لیکر داخل ہوا اور امان توڑی نہین گئی اور اپنی زوجہ و ام ولد و مدبرہ سے اسکو تعرض جائز ہو یہ تبیین مین ہو - اور اگر تاجر مذکور نے خود غدر کیا اور حربیون کی کوئی چیز لیکر دارالاسلام مین نکال لایا تو اُسکا مالک تو ہو جائیگا مگر یہ ملک خبیث یعنی حرام طور پر مالک ہوگا پس اُسکو حکم دیا جائیگا کہ یہ چیز صدقہ کردے - اور اگر اس تاجر کے ہاتھ کسی حربی نے کوئی چیز قرض بیچی یا اُسنے کسی حربی کے ہاتھ قرض بیچی یا اس تاجر و حربی مین سے کسی نے دوسرے سے غصب کرلی پھر تاجر مذکور دارالاسلام مین چلا آیا اور حربی مذکور بھی امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوا یا کسی حربی نے دوسرے حربی کے ہاتھ کوئی چیز قرض بیچی یا ایک حربی نے دوسرے حربی کی کوئی چیز غصب کرلی پھر دونون امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوئے اور یہان کے حاکم کے حضور مین نالش پیش کی تو ان دونون مین سے کسی کے واسطے دوسرے پر کچھ حکم کسی چیز کا نہ دیا جائیگا اور اگر دونون حربی مذکور مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آگئے ہون تو جسکا قرضہ چاہیے ہو اسکے واسطے قرضدار پر اسکے قرضہ کا حکم دیدیا جائیگا اور رہی غصب کی صورت سو سبب وجوہ مذکورہ بالا مین غصب کی بابت قضاءً کچھ تعرض نہ کیا جائیگا لیکن جس صورت مین کہ مسلمان حربیون کے یہان امان لیکر داخل ہوا اور حربی کی کوئی چیز غصب کرلی ہو اور حربی مسلمان ہوکر یہان آیا اور نالش پیش کی ہو تو غاصب کو ازراہ دیانت مال غصب اسکو واپس کردینے کا حکم دیا جائیگا مگر قضاءً اسپر حکم نہ دیا جائیگا - اور اگر دو مسلمان امان لیکر دارالحرب مین داخل ہوئے پھر انمین سے ایک نے دوسرے کو عمداً یا خطاءً قتل کیا تو قاتل پر اُسکے مال سے مقتول کی دیت واجب ہوگی اور خطاءً قتل کرنے کی صورت مین اسپر کفارہ بھی واجب ہوگا اور رہا قصاص سو ظاہر الروایہ کے موافق قصاص واجب نہین ہوتا ہو - اور اگر یہ دونون قیدی ہون یعنے کفار انکو دارالاسلام سے قید کرکے لے گئے ہون پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا مسلمان تاجر نے کسی مسلمان اسیر کو قتل کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہین ہو سوائے اسکے کہ خطاءً قتل کرنے کی صورت مین کفارۂ قتل ادا کرنا واجب ہو یہ کافی مین ہو - امام محمد رح نے فرمایا کہ مضائقہ نہین ہو کہ مسلمان تاجر اہل حرب کے یہان جاسکے جو چیز لیجاوے سوائے کراع وسلاح و سبی کے

اور اگر حربیون کے یہان کچھ نہ لیجاوے تو میرے نزدیک پسندیدہ تر ہی شیخ شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر کبیر مین فرمایا کہ کراع سے مراد ہر طرح کے گھوڑے اور خچر و گدھے و اونٹ و مال لادنے کے بیل ہین - اور سلاح سے مراد یہ ہی کہ جو قتال کے واسطے مہیا کیا ہو اور لڑائی مین استعمال کیا جاتا ہی خواہ اُسکے ساتھ وہ سوا لڑائی کے اور کام مین استعمال کیا جاتا ہو یا نہ کیا جاتا ہو اور تمام جنس سلاح ہی خواہ خرد ہو یا کلان ہو چنانچہ کہ سوئی و سوجا تک انکے یہان لیجانا کراہیت مین یکسان ہین - اسی طرح جس لوہے سے ہتھیار بنائے جاتے ہین اسکا بھری کرکے دار الحرب مین لیجانا مکروہ ہی اور اسی طرح حریر و دیباج اور قز جو غیر معمول یعنے ساختہ ہووے تو اسکا لیجانا بھی مکروہ ہی - اور اگر حمرا بریشم یا قز کے باریک کپڑے ہون تو انکو لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور پتیل و کانسہ اہل حرب کے یہان لیجانے مین مضائقہ نہین ہی اور یہی حکم قلعی کا ہی اسواسطے کہ غالباً انکا استعمال ہتھیارون مین نہین ہوتا ہی - اور اگر وہ لوگ غالب ہتھیار اپنے اس سے بناتے ہون تو انہین سے کسی چیز کا انکے یہان لیجانا حلال نہین ہی اور نسو زندہ یا ذبح کا مع بازوؤن کے اہل حرب کے یہان لیجانا روا نہین ہی اسواسطے کہ غالباً انکے بازو کے پرون سے نشاب و تیل کی ڈنڈی لگائی جاتی ہی اور اگر عقاب کے بازو کے پرون سے ایسا کیا جاتا ہو تو اُسکا بھی اسطور سے داخل کرنا روا نہین ہی - اور اگر وہ شکار ہی کے واسطے اس ملک مین جاتے ہون تو انکا وہان لیجانا روا ہی اور باز و صقر کا بھی یہی حکم ہی - اور اگر مسلمان نے امان لیکر دار الحرب مین تجارت کے واسطے جانے کا قصد کیا حالانکہ اسکے ساتھ اُسکا گھوڑا و ہتھیار ہین کہ جسکو اہل حرب کے ہاتھ فروخت کرنے کا ارادہ نہین رکھتا ہی تو اُسکے ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا ولیکن یہ اسوقت ہی کہ یہ معلوم ہو کہ اہل حرب اُس سے ان چیزون کے واسطے کچھ متعرض نہونگے اور اسی طرح باقی جانور ان سواری کا بھی یہی حکم ہی ولیکن اگر یہ تاجر ان چیزون مین سے کسی چیز کی نسبت متہم ہو کہ انکے ہاتھ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہی تو اُس سے اللہ تعالی کی قسم لیجائیگی کہ مین بیع کے واسطے ان چیزون کو نہین لیے جاتا ہون اور فروخت نکرونگا یہانتک کہ اسکو دار الحرب سے دار الاسلام مین نکال لاؤن الا بوجہ ضرورت و سختی پیش آنے کے پس اگر اُسنے اسطور پر قسم کھالی تو قیمت مذکورہ اُسکے ذمہ سے دور رہو جائیگی اور دار الحرب مین لیجانے دیا جائیگا اور اگر اُسنے قسم نہ کھائی تو انہین سے کوئی چیز دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا اور روکا جائیگا - اور اسیطرح اگر دریا کی راہ سے مال تجارت کشتی مین بھر کر لیجانا چاہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک یا دو غلام لیجانے کا قصد کیا تا کہ اُسکی خدمت کیا کرین تو اُسکو ممانعت نکیجاویگی اسواسطے کہ اسکو خدمت کی حاجت ہی مگر ایسے غلامون کے لیجانے سے منع کیا جائیگا جنکی تجارت کا ارادہ رکھتا ہی پس اگر متہم ہوا کہ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہی تو اس سے قسم لیجائیگی - اور اگر ذمی نے تجارت کے واسطے امان لیکر جانے کا قصد کیا تو وہ گھوڑا و بر ذون و ہتھیار ساتھ لیجانے سے منع کیا جائیگا لیکن اگر ذمی مذکور ان اہل حرب کے ساتھ عداوت رکھنے مین معروف ہوا و مامون ہو کہ ایسا نہ کریگا تو اُسکا حال مثل مسلمان تاجر کے ہی - اور اگر اُسنے اپنی تجارت کے واسطے خچر یا گدھے یا گاڑی یا اونٹ پر سوار ہو کر یا لاد کر دار الحرب مین جانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ خچر و کشتی و رقیق جو وہان ساتھ لیے جاتا ہی انکے ہاتھ فروخت کرنے کا قصد نہین رکھتا ہی اور انکو فروخت نہ کریگا یہانتک کہ انکو دار الاسلام مین نکال لاویگا الا بسبب ضرورت پیش آنے کے - اور اگر حربی مستامن نے دار الاسلام سے دار الحرب کی طرف لوٹ جانے کا ارادہ کیا ہو اور ان چیزون مین سے جو ہمنے ذکر کی ہین کسی چیز کو ساتھ لیجانا چاہا تو اُسکو اس سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا لیکن اگر حربی مذکور کسی مسلمان یا ذمی کو کشتی یا کوئی جانور سواری کرایہ پر دیکر سوار کر لایا ہو

اور یہان سے یہ چیز واپس لیے جاتا ہو تو ایسی صورت مین وہ منع نہ کیا جائیگا - اور اگر اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ جب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی انکے یہان ان چیزون مین سے کوئی چیز لیجاتا ہی تو پھر واپس نہین لانے دیتے ہین مگر اسکا ثمن اسکو دیدیتے ہین تو تاجر مسلمان یا ذمی کو انکے یہان ہر قسم کے گھوڑے و ہتھیار و رقیق لیجانے سے ممانعت کیجائیگی مگر خچر و گدھے و بیل و اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہی اور اسباب لاتا ہی منع نہ کیا جائیگا اور اگر اسنے دوسری کشتی اسکے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اس سے روک دیا جائیگا - اور یہ سب بحکم استحسان ہی - اور ایسی حالت مین وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو نہین لیجانے پاویگا - اور اگر کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر کراع و سلاح و رقیق کے ساتھ داخل ہوا تو جو کچھ ساتھ لایا ہی اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا - اور اگر اُسنے یہ چیزین درمون یعنی نقد کے عوض بیچ ڈالین پھر اس نقد کے عوض یہان سے بھی دوسری چیزین خریدین خواہ ویسے ہی کہ جیسی اسکی تھین یا انسے افضل یا انسے بدتر تو وہ اُن چیزون مین سے کسی کو دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا - اور اسی طرح اگر اُسنے وہی بعینہ خریدلین جنکو فروخت کیا ہی یا مشتری سے درخواست کی کہ مجھسے اقالہ کر لے پس مشتری نے اس بیع کا قبل قبضہ مبیع کے یا بعد قبضہ مبیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزون کو بسبب خیار رویت کے یا بسبب خیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے شرط کیا تھا حربی مذکور کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہی کہ حربی مذکور ان چیزون کو یہانسے نہ لیجانے پاویگا - اور اگر حربی مذکور نے بیع مین اپنے واسطے خیار شرط کر لیا ہو پھر اس خیار کی وجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اُسکو اختیار رہیگا چاہے ان چیزون کو اپنے ساتھ واپس لیجاوے یہ محیط مین ہی - اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو یہان سے دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدل لی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دوسری تلوار اُسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اُسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ ہرگاہ اُسنے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری جنس کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو دار الاسلام مین فروخت کر دے خواہ یہ ہتھیار جو اُسنے بدل لیا ہی اسکے ہتھیار کی نسبت فائدہ مین بہتر ہو یا بدتر ہو اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے بدل مین اُسی جنس کا ہتھیار لیا ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہی تو اُسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جاسکتا ہی روکا نہ جائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجانے نہ پاویگا اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونون نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہی یعنی اُسی کا پہلا ہتھیار کہ بعد اقالہ کے ملا ہی اسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جاسکتا ہی اور اگر اُسنے بیع مبادلہ مین اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بعد اقالہ کے جو ہتھیار اُسکا اُسکے ہاتھ آیا ہی اسکو دونون صورتون مین ساتھ لیکر واپس نہین جاسکتا ہی - اور کراع کا مبادلہ کرنا سب صورتون مین وہی حکم رکھتا ہی جو ہتھیار کے مبادلہ مین ہمنے بیان کیا ہی - اور اگر اُسنے اپنے نر گدھے کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا نر گھوڑے کے عوض مادہ گھوڑی بدل لی تو اسکو دار الحرب مین لیجانے سے روکا جائیگا اگرچہ جسکو لیے جاتا ہی قیمت مین اس سے کم ہو جسکو بدل کو چھوڑے جاتا ہی - اور اگر اُسنے اپنے نر خچر کے عوض مادہ خچری بدل لی خواہ قیمت مین اُسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اسکو لیجاوے - اور اگر اُسنے اپنی دیان کے عوض نہ بدل لیا تو نہین لیجانے پاویگا اور اگر اُسنے اپنے اصیل گھوڑے کے عوض برذون یعنی دوغلا گھوڑا یا برذون کے عوض اصیل گھوڑا بدل لیا تو اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا - اور اگر اُسنے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اسکے

گھوڑی سے دوڑ میں کم ہو بدل لی ولیکن بدلی ہوئی گھوڑی اسکی گھوڑی کے بہ نسبت مضبوط زیادہ ہو اور اس سے نسل کی امید زیادہ ہو تو لیجانے سے روکا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو یہان فروخت کر دے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ جو گھوڑی اُسنے دیدی ہو اُسکی بہ نسبت یہ گھوڑی جسکو لیے جاتا ہو انتفاع حاصل کرنے مین سب طرح سے کم یا برابر ہو تو لیجا سکتا ہو اور رہی باندی و غلام یعنے رقیق سو انکو کسی طرح بعد تبدیل کر لینے کے نہین لیجا سکتا ہو اُسپر جبر کیا جائیگا کہ فروخت کر دے خواہ جو رقیق بدلے مین لیا ہو اُسی جنس کا ہو جو اُس نے دیا ہو یا غیر جنس ہو خواہ اُس سے گھٹ کر ہو یا بڑھکر ہو یا برابر ہو - اور اگر روم کے دو شخص حربی امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوئے اور ان دونون مین سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ ہتھیار ہین پھر دونون نے آپس مین رقیق اور ہتھیارون کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے اپنا مال دوسرے کے ہاتھ درمون کے عوض بیچ ڈالا پھر ہر ایک نے اس چیز کو جو اس نے اس طرح حاصل کی ہو دار الحرب مین لیجانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا - اور اگر روم کا کوئی حربی یہان امان لیکر داخل ہوا اور اپنے ساتھ کراع یا سلاح یا رقیق لایا پھر یہان سے اُسنے چاہا کہ تاتار یا دیلم وغیرہ کسی ایسے کافرون کے ملک مین جو مسلمانون کے دشمن ہین ان چیزون کو لیکر جاوے تاکہ انکے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو اس سے منع کیا جائیگا اور اسی طرح اگر ان چیزون کو ایسے دار الحرب مین داخل کرنا چاہا جنسے مسلمانون سے موادعت ہو تو بھی منع کیا جائیگا اور اگر ایسے ملک مین لیجانا چاہا جہان کے لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ ہین تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر دو حربی مستامن ہمارے یہان آئے ایک روم کا ہو اور دوسرا تاتار کا ہو اور انہین سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ کراع یا سلاح ہین پھر دونون نے باہم ان چیزون کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے دوسرے کی متاع کو درمون کے عوض خریدا تو دونون مین سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ وہ اپنی خریدی ہوئی اس چیز کو اپنے ملک مین لیجاوے - اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے یکسان صنعت کے ہتھیار بدل لیے تو ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو اپنے ملک مین لیجاوے - اور اگر دونون مین سے ایک نے بہ نسبت دوسرے کے بہتر لیا ہو تو جسنے دونون مین سے خراب لیا ہو وہ اپنے خراب ہتھیار کو اپنے ملک مین لیجا سکتا ہو اور جس نے بہتر لیا ہو وہ نہین لیجا سکتا ہو بلکہ اُسپر جبر کیا جائیگا کہ اُسکو فروخت کر دے بمنزلہ اسکے جیسے کہ حربی نے مسلمان سے ایسا مبادلہ کیا چنانچہ اسمین بھی یہی حکم ہوتا ہو اور اسی طرح اگر دونون مین سے افضل ہتھیار کے بائع کو مشتری نے بسبب خیار رویت یا اپنے خیار شرط یا بسبب عیب کے خریدا ہوا ہتھیار واپس کر دیا ہو تو بھی وہ اسکو دار الحرب مین واپس نہین لیجا سکتا ہو بخلاف اُسکے اگر دونون نے باہم رقیق کو رقیق سے مبادلہ کر لیا اور یہ دونون رقیق یکسان ہین یا ان مین سے ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہو تو اس صورت مین ان دونون کا مبادلہ بمنزلہ مبادلہ مسلمان یا ذمی و مستامن کے قرار نہ دیا جائیگا - پس در صورتیکہ ہر دو رقیق مین مساوات متحقق ہو تو ہر ایک کو اپنے ملک مین اس بیع سے جو رقیق آگیا ہو اسکو اپنے ملک مین لیجانے سے ممانعت نہ کیجائیگی اور اگر دونون مین سے ایک افضل ہو اور دوسرا گھٹیا ہو تو جسنے گھٹیا لیا ہو وہ منع نہ کیا جائیگا اور جسنے افضل لیا ہو اسکو ممانعت کی جائیگی اور اگر دونون نے باہم باندی و غلام کا مبادلہ کیا ہو تو دونون مین سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ جو اُس نے لیا ہو اسکو اپنے ملک مین لیجاوے اسواسطے کہ نر و مادہ کا اختلاف جنسی ہو کذا فی المحیط - فصل دوم حربی کے امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہونے کے بیان مین - اگر حربی امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوا تو اُسکو یہ قدرت نہ دیجائیگی کہ یہان سال

پھر تک رہے اور امام المسلمین اُس سے فرماویگا کہ اگر تو سال بھر تک یہان رہیگا تو مین تجھپر جزیہ باندھ دونگا - پھر اگر امام کے اسطرح اُس سے فرمانے کے بعد وہ سال تمام ہونے سے پہلے اپنے ملک کو واپس گیا تو اسپر کوئی راہ نہین ہی اور اگر نہ گیا نہین رہا تو وہ ذمی ہی اور جزیہ کے واسطے سال سوقت سے شمار ہوگا جسوقت سے امام نے اُس سے کہدیا ہی نہ اسوقت سے کہ جسوقت سے وہ دارالاسلام مین داخل ہوا ہی اور امام کو یہ بھی روا ہی کہ اگر مصلحت دیکھے تو اسکے واسطے اس سے کم مدت مقرر کردے مثلاً مہینہ یا دو مہینہ چنانچہ اسکے بعد اگر وہ رہا تو ذمی ہو جائیگا پھر جو مدت مقرر کردی ہی اگر اسکے بعد گذر جانے کے وہ ذمی ہوگیا تو از سرنو اُس سے اُسوقت کے بعد سے آیندہ سال کے واسطے جزیہ لیگا لیکن اگر اسکے واسطے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تو سال بھر تک رہا تو تجھ سے جزیہ لونگا تو ایسی صورت مین سال تمام ہونے پر جزیہ لے لیگا کذا فی التبیین - پھر اسکے بعد وہ نہ چھوڑا جائیگا کہ دارالحرب مین لوٹ جاوے یہ کافی مین ہی - اور اگر کوئی حربی ہمارے ملک مین امان لیکر آیا اور اُسنے یہان کوئی زمین خراجی خریدی پھر جب اُسپر خراج باندھا گیا تب ہی سے وہ ذمی ہوگیا اور اسی طرح اگر اُسنے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنا بر قول امام محمد رح کے عشری رہیگی اور بنا بر قول امام اعظم رح کے خراجی ہو جائیگی پس خراج باندھے جانے کے وقت سے اُس سے آیندہ سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اُسکے حق مین ذمیون کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ دارالحرب مین جانے سے منع کیا جائیگا اور اسکے و مسلمان کے درمیان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اسکی شراب یا سور کو تلف کردیا تو اُسکی قیمت تاوان دیگا اور اگر وہ خطا سے قتل کیا گیا تو اُسکی دیت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو چیز اُسکو تکلیف دہ ہو وہ اُس سے دور رکھی جاوے چنانچہ اُسکی غیبت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہی اور خراج باندھنے سے یہ مراد ہی کہ اُسپر خراج لازم کردیا جائیگا اور جب سے اُسنے سبب خراج کو کیا ہی اسوقت سے وقت خراج کی میعاد پوری ہو جانے پر اُس سے لے لیا جائیگا اور سبب خراج اس اراضی کی زراعت ہی یا اُسکو اس مین زراعت کی قدرت حاصل ہو اگرچہ اُسنے بیکار چھوڑ رکھا ہو بشرطیکہ اُسکی ملک مین ہو یہ فتح القدیر مین ہی - اور خالی خریدنے ہی سے ظاہر الروایہ کے موافق ذمی نہین ہو جاتا ہی - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اس اراضی کو فروخت کردیا قبل اسکے کہ اُسکا خراج واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ سے ذمی نہ ہو جائیگا - اور اگر خراجی زمین کو اجارہ پر لیکر اُسمین زراعت کی تو ذمی نہ ہو جائیگا - اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ جسکا خراج موظف نہین ہی بلکہ بٹائی ہی اور حربی نے اپنے بیجون سے اُسمین زراعت کی پھر جو کچھ پیداوار ہوئی اُسمین سے امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع یعنی حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس حربی کو ذمی قرار دیگا اور اُسپر اسکی جان کا خراج بھی مقرر کریگا یعنے جزیہ مقرر کریگا - اور اگر حربی مستامن نے ایسی اراضی کو خریدا جسکا خراج بٹائی پر ہی اور اُسکو کسی مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اُسکا خراج اس مسلمان مستاجر سے لے لیا اور اُسکا مذہب یہ ہی کہ خراج مذکور زراعت پر ہوتا ہی تو مستامن مذکور ذمی نہ ہو جائیگا - اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین مین زراعت کی اور یہ زمین خراجی ہی پھر اسکی کھیتی جمی پھر زراعت کو ایسی آفت پہونچی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اُس سال خراج نہ ہوگا اور حربی مذکور ذمی نہ ہو جائیگا - اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم مین اس اراضی پر خراج واجب ہوا تو جسوقت سے اسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہی جسکا ادا کرنا اُسپر واجب ہوا ہی اُسیوقت سے وہ ذمی ہو جائیگا اور اسپر اسکے نفس کا جزیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اُسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہی اسکے بعد سے ایک سال گذرنے پر اُس سے یہ جزیہ لیا جائیگا - اور اگر حربیہ عورت امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوئی اور اُسنے

کسی ذمی یا مسلمان سے نکاح کرلیا تو وہ ذمیہ ہوگئی اور اگر کوئی حربی ہمارے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کسی ذمیہ عورت سے
نکاح کیا تو اس عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے یہ مرد حربی ذمی نہو جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر حربی مستامن اپنے
دار الحرب مین لوٹ گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ ودیعت چھوڑ گیا یا انپر کچھ قرضہ چھوڑ گیا تو حربی مذکور کا خون بعد دار الحرب
مین داخل ہونے کے حلال ہوگیا ولیکن جو مال اُسکا مسلمانون یا ذمیون کے پاس دار الاسلام مین ہی وہ ویسا ہی باقی رہیگا
کہ اسکا تصرف مین لانا حرام ہی پھر اگر حربی مذکور وہان سے گرفتار کرکے لایا گیا یا لشکر اسلام مین دار الحرب پر غالب ہوا اور
حربی مذکور قتل کیا گیا تو اسکا قرضہ ساقط ہوگیا اور جو مال اُسکا ودیعت تھا وہ فئی ہوگیا اور اگر اُسکا کچھ مال یہان رہن تھا
تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو مرتہن اپنے قرضہ مین لے لیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ مال مرہون فروخت کیا جائیگا
اور اُسکے ثمن سے مرتہن کا قرضہ پورا ادا کرکے جو کچھ باقی بچے گا وہ بیت المال کا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اہل اسلام اس
دار الحرب پر غالب نہوے مگر حربی مذکور قتل کیا گیا تو اُسکا قرضہ و مال ودیعت اسکے وارثون کا حق ہی اور اسی طرح
اگر وہ اپنی موت سے مرگیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور جو مال ایسا ہے اہل حرب کہ مسلمانون کو بغیر قتال حاصل ہوئے ہین وہ مثل خراج
کے مسلمانون کی مصلحتون مین صرف کیے جاوینگے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد اس مال سے مثل اس اراضی کے ہی جس سے
وہان کے کافرون کو جلا وطن کردیا اور مثل جزیہ کے ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ ایسے مالون مین پانچوان حصہ نہین ہوتا ہی یہ
ہدایہ مین ہی۔ اور اگر حربی مستامن دار الاسلام مین اپنا مال چھوڑ کر مر گیا اور اُسکے وارث دار الحرب مین ہین تو اُسکا مال اُسکے
وارثون کے واسطے رکھ چھوڑا جائیگا پھر جب وہ لوگ یہان آوین تو ضرور ہی کہ اپنی وراثت پر گواہ قائم کرین تاکہ مال پاوین پھر اگر
انھون نے اہل ذمہ مین سے گواہ قائم کیے تو استحساناً مقبول ہونگے پھر اگر ان گواہون نے اسطرح بیان کیا کہ حربی مذکور کا
ہم کوئی وارث سوائے انکے نہین جانتے ہین تو مال مذکور ان لوگون کو دیدیا جائیگا مگر ان لوگون سے کفیل لے لیا جائیگا بنظر
آنکہ مال مذکور کا کوئی مستحق ظاہر ہو تو کفیل مذکور ضامن رہے۔ اور اگر حربیون کے بادشاہ نے انکی وراثت کا خط لکھدیا
تو مقبول نہوگا اگرچہ یہ ثابت ہوجاوے کہ یہ خط انکے بادشاہ کا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر حربی نے اپنا غلام تاجر
دار الاسلام مین امان لیکر بھیجا پھر غلام مذکور یہان مسلمان ہوگیا تو فروخت کردیا جائیگا اور اسکا ثمن حربی مذکور کا ہوگا یہ مبسوط مین ہی
اور اگر حربی امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوا اور دار الحرب مین اُسکی جورو اور نابالغ و بالغ اولاد اور مال ہی کہ جس سے کچھ کسی ذمی
کے پاس ودیعت ہی اور کچھ کسی حربی کے پاس ودیعت ہی اور کچھ کسی مسلمان کے پاس ودیعت ہی پھر حربی مذکور یہان مسلمان
ہوگیا یعنی کہ وہ آزاد مسلمان رہا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام غالب آیا تو یہ سب جو مذکور ہوا ہی فئی ہوگا یعنی اُسکی جورو و اولاد
صغار و کبار و جملہ مال و ودیعت سب فئی ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی جورو حاملہ ہو تو جو لڑکا یا لڑکی اسکے پیٹ مین ہی وہ بھی فئی
ہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اس مسئلہ مین اُسکی اولاد مین سے کوئی بچہ گرفتار ہوکر دار الاسلام مین آیا تو وہ اپنے باپ کی تبعیت مین
مسلمان ہوگا مگر وہ جیسا فئی یعنی مال غنیمت تھا ویسا ہی رہیگا اور اسکا مسلمان ہونا اسکے رقیق ہونے کی منافی نہین ہی یہ تبیین
مین ہی۔ اور اگر وہ دار الحرب ہی مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین چلا آیا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام نے غلبہ پایا تو اُسکی اولاد
صغار جو دار الحرب مین ہین وہ اپنے باپ کی تبعیت مین آزاد مسلمان ہونگے اور جسقدر مال اُسنے کسی مسلمان یا ذمی کے
پاس وہان ودیعت رکھا تھا وہ سب اُسی کا ہوگا اور باقی جو کچھ مال سوائے اسکے ہی وہ سب فئی ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور
اگر کوئی حربی دار الحرب مین مسلمان ہوا پھر اسکو کسی مسلمان نے عمداً یا خطاءً قتل کیا اور اس مقتول کے وارثان مسلمان

موجود ہین تو اس قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا سواے کفارہ کے کہ فقط خطا سے قتل کرنے کی صورت مین کفارۂ قتل واجب ہوگا
ہو رہا ہین ہو۔ اور اگر کسی نے خطا سے ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی ولی نہین ہو یا ایسے حربی کو قتل کیا جو امان لیکر دار الاسلام
مین داخل ہوکر پھر مسلمان ہوگیا تھا تو ایسے مقتول کی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اس دیت کو
امام المسلمین وصول کرلیگا اور اس قاتل پر کفارۂ قتل واجب ہوگا۔ اور اگر عمداً ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی وارث نہین
ہو یا ایسے حربی مستامن کو قتل کیا جو مسلمان ہوگیا تھا اور حال یہ ہو کہ اس مستامن مسلمان ہوجانے والے کے ساتھ مین اسکا
کوئی وارث قصداً مسلمان نہین ہوا ہو اور نہ تبعاً مسلمان ہوا بایں طور کہ اسکے ساتھ اپنا کوئی صغیر لڑکا لایا ہوتا تو ایسی صورت
مین امام المسلمین کو اختیار ہو کہ چاہے قاتل کو قصاص مین قتل کرے اور چاہے قاتل سے مقتول مذکور کی دیت بطور صلح کے
نہ بطور جبر کے لے لے لیکن اگر قاتل کو عفو کر دینا چاہے تو اسکو یہ اختیار نہین ہو۔ اور اگر مقتول لقیط ہو اور اسکو ملتقط نے یا
کسی دوسرے نے قتل کیا پس اگر خطا سے قتل کیا ہو تو کوئی شبہہ نہین ہو کہ اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوکر
بیت المال مین داخل ہوگی اور قاتل پر کفارۂ قتل واجب ہوگا اور اگر عمداً قتل کیا تو امام کو اختیار ہو چاہے قاتل کو قصاص
مین قتل کرے اور چاہے اس سے دیت پر صلح کرلے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور
اصل یہ ہو کہ جو شخص جس دار مین ہو اسکے اس دار کے اہل ہونے کے واسطے یہ دار دلیل ظاہری ہو یعنی جس مقام پر جو شخص پایا
گیا وہ مقام اس امر کی دلیل ظاہری ہو کہ یہ شخص وہین کا ہو اور علامات بہ نسبت مکان کے اقوی ہوتے ہین اور گواہ بہ نسبت
علامات وغیرہ سب کے اقوی ہین چنانچہ اگر کسی چھوٹے لشکر اسلام نے جو ماتحتی کسی سردار کے سواے امام المسلمین کے ہو
جہاد کرکے کسی قوم کو اسیر کیا اور انکو لے آئے پس اس قوم نے دعوی کیا کہ ہم اہل اسلام سے ہین یا مسلمانون کے ذمیون مین سے
ہین اور ان لوگون نے ہمکو دار الاسلام سے اسیر کیا ہو اور اس لشکر والون نے کہا کہ یہ لوگ اہل حرب ہین ہمنے انکو دار الحرب
مین گرفتار کیا ہو تو قول ان اسیرون کا قبول ہوگا اور اگر قیدیون نے کہا کہ انھون نے ہمکو دار الحرب مین قید کیا ہو ولیکن
ہم اہل اسلام یا ذمی ہین اور ہم دار الحرب مین امان لیکر تجارت کے لیے یا ملاقات کے واسطے داخل ہوے تھے یا ہم لوگ اہل
حرب کے پنجہ مین اسیر تھے تو ان لوگون کا قول قبول نہ ہوگا اور یہ لوگ رقیق قرار دیے جاوینگے لیکن اگر ان لوگون مین اسلام
کی علامتین مثل ختنہ و خضاب و مونچھین کتری ہونے و قرارت قرآن و فقہ وغیرہ کے پائی جاوین اور انھون نے اسلام
کا دعوی کیا تو انسے گرفتاری و رقیق ہونا دور کیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر دار الحرب پر غالب ہوجانے کے بعد دار الحرب مین
کسی قیدی مین ایسی علامات پائی گئین تو اسکا بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر اس لشکر مین سے بعض نے ان قیدیون پر گواہی دی
تو قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ گواہی اپنی ذات و نفع کے واسطے ہو اور اگر تاجرون نے ان قیدیون پر گواہی دی
تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ انکی ان قیدیون مین شرکت نہین ہو اور شرح سیر کبیر مین لکھا ہو کہ اہل لشکر مین سے بعض کی گواہی
انپر مقبول ہوگی۔ اور یہ اختلاف اس جہت سے ہو کہ وضع مسئلہ مختلف ہو یعنی سیر کبیر مین صورت مسئلہ مین یہ ہو کہ بڑا لشکر
جہاد کرکے انکو اسیر کرکے لایا پس ایسی صورت مین شرکت عام ہوگی اور ایسی عام شرکت ایسی گواہی قبول ہونے سے
مانع نہین ہو جیسے دو فقیرون کی گواہی بیت المال کے واسطے ہوتی ہو کہ شرکت تمام فقیرون کی علی العموم ہو اور یہان
وضع مسئلہ چھوٹے لشکر مین ہو اور ایسی شرکت خاص ہو پس یہ قبول گواہی سے مانع ہوگی۔ اور اگر اہل ذمہ نے ان قیدیون
کے نفع کی گواہی دی بایں طور کہ یہ لوگ مسلمان یا ذمی ہین تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ ذمیون کی گواہی مسلمانون پر

یہ کافی مین ہی- **فصل سوم** ایسے ہدیہ کے بیان مین جو بادشاہ اہل حرب مسلمانون کے سردار لشکر پاس بھیجے - امام محمد رح نے فرمایا کہ دشمنون کا بادشاہ جو ہدیہ لشکر اسلام کے سردار کے پاس یا امام المسلمین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہی بھیجے تو اسکے قبول کرنے مین کچھ مضایقہ نہین ہی اور یہ مال ہدیہ مسلمانون کے واسطے فئی ہوجائیگا - اور اسیطرح اگر حربیون کے بادشاہ نے مسلمانون کے قائدین مین سے کسی قاید کے پاس جنکو قوت منعت حاصل ہی ہدیہ بھیجا تو اسکا بھی یہی حکم ہی - اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک بزرگ مسلمان کے پاس جسکو قوت منعت حاصل نہین ہی ہدیہ بھیجا تو یہ ہدیہ خاص اسی کا ہوگا - اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کوئی گروہ لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب نے اس لشکر مین سے کسی لشکری یا قائد کو ہدیہ بھیجا تو وہ غنیمت ہوگا لیکن اگر اسطرح تنفیل کردی گئی ہو کہ جو چیز جسکو ہدیہ بھیجی جاوے وہ اسی کی ہوگی تو ایسا ہی ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسی طرح اگر خلیفہ کے عاملون مین سے کسی عامل کو جبکہ خلیفہ نے اسکو کسی کام کے واسطے بھیجا ہو کوئی چیز ہدیہ دی گئی تو خلیفہ کو چاہیے کہ یہ مال ہدیہ اس عامل سے لیکر مسلمانون کے بیت المال مین داخل کردے بشرطیکہ ہدیہ دینے والے نے اپنی خوشی خاطر سے اسکو ہدیہ بھیجا ہو اور اگر باکراہ و مجبوری بھیجا ہو تو چاہیے کہ ہدیہ دینے والے کو واپس کردے اگر اسپر قادر ہو اور اگر نہ قادر ہو تو اسکو بیت المال مین رکھ دے اور اسپر یہی قصہ جو اسکی بابت گذرا ہی تحریر کردے اور اسکا حکم مثل مال لقطہ کے ہوگا - اور اگر مسلمانون کا کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہو پھر اس لشکر کے سردار نے دشمن کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجا تو اسمین کچھ مضایقہ نہین ہی پھر اگر اسکے بعد دشمنون کے بادشاہ نے بھی ہدیہ بھیجا تو دیکھا جائیگا کہ دشمنون کے بادشاہ نے جو کچھ ہدیہ بھیجا ہی اگر اسکی قیمت اس ہدیہ کی قیمت کے برابر ہو جو سردار لشکر نے دشمنون کے بادشاہ کو بھیجا تھا یا اس سے خفیف زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اٹھاتے ہین تو وہ خاصۃً سردار لشکر کے واسطے ہوگا - اور اگر ہدیہ بادشاہ دشمنان اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ ایسے نقصان کو اپنے اندازہ مین نہین اٹھاتے ہین تو اسمین سے بقدر ہدیہ امیر لشکر کے امیر کا ہوگا اور جسقدر زیادہ ہی وہ غنیمت ہوگا قال المترجم قولہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اٹھاتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ جو لوگ مبصر ہین انمین سے ایک نے مثلاً دس روپیہ قیمت اندازہ کی اور دوسرے نے ساڑھے دس روپیہ اندازکی اور باقی اندازہ کرنے والے اس دس اور ساڑھے دس مین اختلاف کرتے ہین تو یہ آدھا درم زیادتی ایسی زیادتی شمار کیجاتی ہی کہ جو لوگ اپنے اندازہ مین اٹھا جاتے ہین بلکہ گویا یہ زیادتی ہی نہین ہی اور اگر مثلاً ہدیہ بادشاہ حربیان بارہ یا پندرہ روپیہ یا زیادہ ہو تو ساڑھے دس روپیہ سے جسقدر زائد ہی وہ ایسی زیادتی قرار دیجائیگی کہ لوگ اپنے اندازہ مین نہین اٹھاتے ہین اور تامل سے یہ مقام سمجھ لینا چاہیے اور جہان کہین یہ عبارت مذکور ہی اسکا یہی مطلب ہی - اور اسی طرح اگر امیر ثغور نے حربیون کے بادشاہ کو ہدیہ بھیجا اور بادشاہ مذکور نے اس سے دوچند یا زیادہ ہدیہ بھیجا تو اسمین بھی یہی حکم ہی یعنے اسمین سے بقدر ہدیہ سردار موصوف کے سردار موصوف کا ہوگا اور باقی جسقدر زائد ہی وہ سب بیت المال مین داخل ہوگا - اور اگر مسلمانون نے اہل حرب کے قلعون مین سے کسی قلعہ کا یا شہرون مین سے کسی شہر کا محاصرہ کیا اور اس حالت مین امیر لشکر نے حربیون کے ہاتھ اپنا کوئی اسباب وغیرہ فروخت کیا تو اسکے ثمن کو دیکھا جائیگا کہ جو ثمن حربیون نے دیا ہی اگر اس چیز کی قیمت کے برابر ہو جو امیر نے اسکے ہاتھ فروخت کردی ہی یا اسکی قیمت سے فقط اسقدر زیادہ ہو جسقدر لوگ اپنے اندازہ کرنے مین نقصان اٹھا جاتے ہین تو یہ پورا ثمن امیر مذکور کا ہوگا اور اگر ثمن مذکور مبیع مذکور کی قیمت سے اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین ایسی زیادتی و بکر خسارہ نہین

اٹھاتے ہین تو اسمین سے قیمت اسباب سے جتنا زیادہ ہو وہ داخل غنیمت ہوگا - رہا یہ امر کہ ایسی حالت مین حربیون کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہی تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ مکروہ ہی خواہ کوئی چیز ہو سب چیزون کا حکم یکسان ہی یہ محیط مین ہی -

ساتوان باب - عشر و خراج کے بیان مین - اگر زمین سے مالگذاری مقاسمہ یا موظف لیجاوے یعنی خراج تو وہ زمین خراجی ہی اور اگر دسوان حصہ لیا جاوے تو وہ زمین عشری ہی کذا قال المترجم تفہیماً للناس - اراضی دو قسم کی ہوتی ہی عشری و خراجی پس زمین عرب سب عشری ہی اور یہ زمین تہامہ و حجاز و مکہ و یمن و طائف و عمان و بحرین کی ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ زمین عرب کی عذیب سے تا مکہ و عدن تا انقصائے حجر اور سواد عراق کی بھی زمین ایسی ہی ہی پس جو زمین آسمین سے عجمیون کی نہرون سے سینچی جاوے وہ خراجی ہوگی اور سواد عراق کی حد طولی تخوم موصل سے تا زمین عبادان و حد عرضی زمین حلوان کی منقطع الجبل سے تا انقصائے زمین قادسیہ ہی جو متصل بعذیب از اراضی عرب ہی - اور ما سوائے اسکے ہر ملک جو بعنوۃ فتح کیا گیا اور وہان کے لوگ مسلمان نہ ہوئے اور امام نے ان لوگون پر احسان کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اگر اسمین کو خراجی پانی پہونچتا ہو - اور جو ملک بہ صلح فتح کیا گیا اور اسکے لوگون نے خراج قبول کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اور جو ملک کہ بعنوۃ فتح کیا گیا اور امام نے اس ملک کو فتح کرنے والے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا تو وہ عشری اراضی ہوگی اور جو ملک بعنوۃ فتح کیا گیا اور قبل اسکے کہ امام اُنکے حق مین کچھ حکم کرے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو امام کو اس اراضی کی بابت اختیار ہی چاہے اُسکو غانمین کے درمیان تقسیم کرے پس وہ عشری ہوگی اور چاہے وہان کے لوگون پر احسان کر کے انھین کے پاس رہنے دے پھر اسکے بعد امام کو اختیار ہوگا چاہے اس اراضی پر خراج باندھے بشرطیکہ خراجی پانی سے سینچی جاتی ہو اور چاہے عشر مقرر کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور جس ملک کے لوگ بطوع خود مسلمان ہو گئے وہ اراضی عشری ہوگی اور اسی طرح اراضی عرب مین سے اگر کوئی زمین قہر و غلبہ سے فتح کی گئی حالانکہ وہان کے لوگ بت پرست تھے پھر وہ لوگ بعد فتح ہو جانے کے مسلمان ہو گئے اور امام نے اراضی مذکور انکے پاس چھوڑی تو انکے پاس وہ اراضی عشری رہیگی - اور اسی طرح بلاد عجم مین سے جو ملک کہ امام نے قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اسمین متردد ہوا کہ آیا ان لوگون پر انکی جانون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے کہ انکو آزاد کر کے انکی زمین انکے پاس چھوڑے اور اراضی پر خراج باندھے یا اراضی کو غانمین کے درمیان تقسیم کر کے اُسپر عشر باندھے پھر کہا کہ مین نے اس اراضی کو عشری کر دیا پھر انکی رائے مین آیا کہ اس اراضی کے لوگون پر انکی گردنون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے تو احسان مذکور کے بعد یہ اراضی عشری باقی رہیگی - ایسا ہی امام محمد رہ نے اپنے نوادر مین اور کرخی نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہی - اور اسیطرح اگر زمین خراجی سے خراج کا پانی منقطع ہو گیا اور وہ عشری پانی سے سینچی جانے لگی تو وہ بھی عشری ہو جائیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے ارض موات کو زندہ کیا پس اگر یہ زمین تحت اراضی خراجی سے ہو تو خراجی ہوگی اور اگر تحت عشری سے ہو تو عشری ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اس زمین کا زندہ کرنے والا یعنے آباد و مزروع کرنے والا مسلمان ہو - اور اگر ذمی ہوگا تو اُس پر خراج باندھا جائیگا اگرچہ وہ تحت عشری سے ہو - اور اراضی بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہی بسبب اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ سراج وہاج مین ہی - اور خراج دو قسم کا ہوتا ہی خراج مقاسمہ و خراج وظیفہ پس خراج مقاسمہ یہ ہی کہ زمین کی پیداوار مین سے مثل پانچوان حصہ یا چھٹا حصہ وغیرہ کے باندھ دیا جاوے اور خراج وظیفہ یہ ہی کہ مالک زمین کے ذمہ کچھ واجب کر دیا جاوے کہ جب اسکو اراضی سے انتفاع کر لینے پر قابو حاصل ہو تو خراج مذکور اُسکے ذمہ متعلق ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی

اور خراج مقاسمہ متعلق بہ پیدا وار ہی اور زراعت پر قابو پانے سے متعلق نہین ہی حتے کہ اگر اُسنے باوجود قدرت زراعت کے اراضی کو معطل چھوڑ دیا تو خراج مذکور مثل عشر کے واجب نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ظہیریہ سے منقول ہی اور خراج وظیفہ اس تفصیل سے ہی کہ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اراضی خراجی کی ہر جریب پر جو زراعت کی صلاحیت رکھتی ہی ایک قفیز و ایک درم ہی اور جریب رطبہ پر پانچدرم ہین اور جریب کرم یعنی پھلواری انگور پر دس درم ہین کذا فی المحیط اور ماسوا سے مذکور کے دیگر اصناف مثل زعفران و روئی و بستان وغیرہ کے بحسب طاقت خراج باندھا جائیگا اور انتہاے طاقت یہ ہی کہ خراج اسکی نصف پیداوار تک پہونچے اور بستان ہر ایسی اراضی ہی کہ دیواروں سے گھری ہو اور اُسمین درختان خرما اور درختان انگور و دیگر اشجار ہون اور ایسی طرح ہون کہ درختون کے درمیان کشادہ مین زراعت ممکن ہو اور اگر اشجار باہم ایسے گنجان ہون کہ اراضی مین زراعت ممکن نہ ہو تو وہ کرم یعنے چہار دیواری کا باغ انگور ہوگا کذا فی الکافی۔ اور جریب ذراع ملک سے ساٹھ ہاتھ مربع رقبہ کا نام ہی اور ذراع ملک سات مٹھی کا ہوتا ہی جو عام لوگون کے ذراع سے ایک مشت زیادہ ہوتا ہی یہ سب کتاب العشر والخراج کی عبارت ہی اور شیخ اسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ نے کہا کہ جریب ساٹھ ہاتھ مربع زمین کا نام ہی یہ قول امام محمد رحمہ کا اپنی اراضی کی جریبون کا بیان ہی اور یہی تقدیر تمام اراضی کے حق مین لازم نہین ہی بلکہ شہرون کے اختلاف سے اراضی کی جریب بھی مختلف ہوتی ہی پس ہر شہر مین وہان کے لوگون کا رواج معتبر ہوگا اور قفیز سے مراد صاع ہی یعنی آٹھ رطل عراقی ہوتے ہین جسکے چار من شرعی ہوئے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہی۔ اور یہ قفیز گیہون سے ہوگی چنانچہ کتاب العشر والخراج کے ایک مقام پر یون ہی لکھا ہی اور دوسرے مقام پر اس کتاب مین لکھا ہی کہ جو اس زمین مین بویا جاوے اس ناج سے یہ قفیز ہوگی اور یہی صحیح ہی اور چاہیے کہ یون کہا جاوے کہ یہ قفیز مع دولپ اناج کے ہوگی اور دولپ کی تفسیر مین گفتگو ہی۔ بعضون نے کہا کہ دولپ اندر کے یہ معنے ہین کہ ناپنے والا ڈھیری مین سے ناپنے کے وقت قفیز کے دونون جانب اپنے ہاتھ کشادہ رکھے اور جسقدر اناج اُسکے ہاتھ مین گر اسکو تھامے رہے اور قفیز مع اس اناج کے عاشر کی ہتھیلی مین ڈال دے اور بعضون نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ ناپنے والا قفیز کو پُر کرے پھر قفیز کی چوٹی پر ہاتھ پھیرے حتے کہ جو دانہ اسکی چوٹی پر ہین وہ گر پڑین پھر اس قفیز کو عاشر کی ہتھیلی مین ڈال دے پھر ڈھیری سے دولپ بھر کے زائد اُسکی ہتھیلی مین ڈال دے۔ اب جاننا چاہیے کہ یہ مقدار مذکور جو خراج موظف قرار دی گئی ہی سال مین فقط ایکمرتبہ واجب ہوتی ہی چاہے مالک نے اس زمین مین ایکمرتبہ زراعت کرے یا کئی مرتبہ زراعت کرے۔ بخلاف خراج مقاسمہ و عشر کے اسواسطے کہ خراج مقاسمہ و عشر مین پیداوار کا کوئی حصہ واجب ہوتا ہی پس مکرر پیداوار سے مکرر واجب ہوگا۔ پھر یہ مقدار خراج جو ہمنے بیان کی ہی یہ جبھی واجب ہوگی کہ اراضی کو اسکی ادائی کی طاقت ہو یعنی اسکی پیداوار اسقدر ہو کہ اسپر ایسا خراج باندھا جاوے اور اگر اراضی اسکی طاقت نرکھتی ہو باینطور کہ اسکی پیداوار کم ہو تو جس مقدار تک اُسکی طاقت ہو وہان تک گھٹا دیا جائیگا پس جو وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا ہی اگر اراضی کو اُسکی برداشت کی طاقت نہو تو اُس سے گھٹا دینا بالاجماع جائز ہی اور رہا یہ امر کہ اس وظیفہ سے بڑھا دینا جبکہ اراضی کو اس بڑھتی کی طاقت ہی باینطور کہ اسکی پیداوار بہت کثرت سے ہو تو اسکا کیا حکم ہی سو جن اراضی پر وظیفہ مقرر کر دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صادر ہو گیا ہی اسپر زیادہ کر دینا بالاجماع نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر کسی اور امام سے ان اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے مثل وظیفہ مقرر کرنا صادر ہو گیا ہو تو پھر بڑھانا بھی

بالاجماع نہین جائز ہی اگرچہ یہ اراضی اس زیادتی کی طاقت رکھتی ہون اور اگر اسی امام نے ان اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے برابر وظیفہ مقرر کر دیا پھر اس وظیفہ پر بنظر طاقت اراضی بڑھانے کا قصد کیا تو اسکو یہ روا نہین ہی اگرچہ اراضی کو زیادہ خراج موظف برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اور اسی طرح اگر اُسی امام نے چاہا کہ اس وظیفہ سے تحویل کر کے دوسرا وظیفہ مقرر کرے یعنی مثلاً پہلے درمون سے اُسکا خراج تھا اب اُسکو تحویل کر کے خراج مقاسمہ باندھنا چاہا یا خراج مقاسمہ بندھا تھا اُسکو تحویل کر کے خراج درم باندھنا چاہا تو یہ بھی اسکو روا نہین ہی۔ اور اگر اُسنے وظیفہ مذکورہ سے بڑھا کر مالکان اراضی پر زیادہ باندھ دیا یا تحویل کر کے اُنپر دوسرا وظیفہ مقرر کیا اور اُنپر اسکا حکم دیدیا اور یہ اُسنے اپنی رائے سے کیا پھر اسکے بعد دوسرا شخص والی ہوا اور دوسرے کی رائے اسکے خلاف ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر والی اول نے جو کچھ انپر کیا ہی وہ انکی خوشی خاطر سے کیا ہی تو جو کچھ اول نے کیا ہی دوسرا بھی اُسکو جاری رکھے اور اگر اول والی نے اس امر کو بغیر انکی خوشی خاطر کے کیا ہو تو اراضی کو دیکھا جاوے کہ اگر یہ اراضی قہر و غلبہ سے فتح کی گئی ہون پھر امام نے ان لوگون پر احسان کر کے انکے سپرد کی ہون تو بھی جو کچھ اول نے کیا ہی دوسرا اسکو جاری رکھے اور اگر غلبہ اسلام سے پہلے صلح ہو کر یہ اراضی فتح ہوئی ہون اور باقی مسئلہ بحالہا ہی تو دوسرا امام اس فعل کو جو اول نے کیا ہی توڑ دیگا اور رہین وہ اراضی جنپر پہلے پہل امام المسلمین خراج باندھنا چاہتا ہی اور اُسنے وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ باندھنا چاہا تو امام ابو یوسف سے دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق و بنابر قول امام محمد رح کے جائز ہی اور بنابر دوسری روایت کے امام ابو یوسف سے اور بنابر قول امام اعظم رح کے نہین جائز ہی اور یہی صحیح ہی۔ اور رہا خراج مقاسمہ خراج مقاسمہ کی تقدیر امام المسلمین کی رائے کے سپرد ہی ولیکن نصف پیداوار سے زائد مقدار نہوگی جو شخص زمین خراجی کا مالک ہوا اُس سے خراج لیا جائیگا چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان ہو صغیر ہو یا بالغ ہو آزاد ہو یا غلام ماذون یا مکاتب ہو مرد ہو یا عورت ہو یہ محیط مین ہی۔) اگر اراضی وقف ہو تو اُسپر بھی عشر یا خراج جیسی زمین ہو واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی اراضی کو جسکا خراج موظف ہی کسی غاصب نے غصب کر لیا پس اگر غاصب منکر ہو اور مالک کے پاس گواہ نہون تو دیکھا جائیگا کہ اگر غاصب نے اُسمین زراعت نہین کی تو اُسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور اگر غاصب نے اسمین زراعت کی ہی اور زراعت نے اُسکو کچھ نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج غاصب پر ہوگا۔ اور اگر غاصب غصب کر لینے کا اقرار کرتا ہو یا مالک کے پاس گواہ ہون اور زراعت نے زمین مذکور کو نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا اور اگر زراعت نے اُسکو نقصان پہونچایا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو گویا مالک نے مقدار نقصان کے عوض جسکو غاصب سے تاوان لیگا اسکو اجارہ پر دی ہی اور بیع الوفا کی صورت مین اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری بمنزلہ غاصب کے قرار دیا جائیگا اور اگر اپنی خراجی مین کسیکو اجارہ پر دی یا عاریت دی تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا جیسے مزارعت پر دینے کی صورت مین ہی لیکن اگر اراضی مذکورہ چہار دیواری دار باغ انگور ہو یا رطاب ہو یا اسکے درخت باہم بہت گنجان ہون کہ درمیانی زمین قابل زراعت نہو تو یہ حکم نہین ہی اور اگر اپنی زمین عشری کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا عشر مالک پر ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک مستاجر پر ہوگا اور اگر اپنی زمین عشری کسی کو عاریت دی اور مستعیر نے اُسمین زراعت کی تو اسمین امام اعظم رح سے دو روایتین ہین یعنی ایک روایت مین عشر مالک پر اور دوسری مین عشر مستعیر پر ہوگا۔ اور اگر قابل زراعت کو اجارہ پر یا مستعار

لیا پھر مستاجر یا مستعیر نے اُسمین انگور کے پیڑ لگائے یا اُسکو رطاب لگایا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکا خراج مستاجر
یا مستعیر پر ہوگا - اور اگر عشری زمین غصب کر کے اسمین زراعت کی اور زراعت نے زمین کو نقصان نہیں پہونچایا
تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب نہ ہوگا اور اگر زراعت نے اسمین نقصان پہونچایا ہے تو مالک زمین پر اسکا عشر واجب
ہوگا گویا مقدار نقصان کے عوض مالک نے غاصب کو اجارہ پر دی ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے (اگر کسی نے اپنی
خراجی زمین کسی کے ہاتھ فروخت کر دی درحالیکہ وہ زمین فارغہ ہے یعنی اسمین کھیتی وغیرہ موجود نہیں ہے پس اگر سال
میں سے اسقدر مدت باقی ہو کہ اُسمین مشتری اراضی مذکور میں زراعت کر سکتا ہو تو مشتری مذکور پر خراج واجب ہوگا
خواہ زراعت کی ہو یا نہ کی ہو - اور اگر سال میں سے اسقدر مدت کہ جسمین مشتری زراعت کر سکے باقی نہ رہی ہو تو اُسکا
خراج بائع کے ذمہ ہوگا -) اور اسمین گفتگو ہے کہ اس باب میں فقط گیہوں و جو کی کھیتی کا اعتبار ہے یا چاہیے کوئی زراعت
ہو عام ہے اور نیز جسقدر مدت ہے کہ کھیتی اُسمین تیار ہو کر کاٹنے کے لائق ہو جاوے یا اتنی مدت کہ کھیتی اُسمین خراج
سے دوچند قیمت پر پہونچ جاوے چنانچہ ان سب میں اختلاف ہے اور فتوے اسپر ہے کہ مقدار مدت تین مہینہ ہے پس
اگر تین مہینہ باقی ہوں تو مشتری پر خراج واجب ہوگا ورنہ بائع پر واجب ہوگا یہ فتاوی کبری میں ہے - اور اگر کسی نے
زمین خراجی خریدی اور مشتری کو اتنا وقت نہ ملا کہ جسمین زراعت کر سکے اور سلطان نے سال تمام پر مشتری سے اُسکا
خراج لے لیا تو مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بائع سے اسکو واپس لے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے - اور اگر مالک نے
کاشتکار سے اپنی زمین نکال لی حالانکہ اُسکے قبضہ میں تھی اور وہ روکنے پر قادر نہیں ہے پھر سلطان نے سال تمام پر
کاشتکار سے خراج لے لیا تو وہ مالک سے خراج مذکور کے مثل واپس لیگا اور ظاہر الروایۃ کے موافق واپس نہیں
لے سکتا ہے اور یہی صحیح ہے یہ وجیز کردری میں ہے (اور اگر زمین میں دو فصلیں ربیع و خریف پیدا ہوتی ہوں اور ان
دونوں میں سے ایک بائع کو ملی ہے اور دوسری مشتری کو سپرد کی گئی ہے یا بائع و مشتری دونوں میں سے ہر ایک اپنے
واسطے ایک ایک پیداوار کو حاصل کر سکتا ہے تو اس زمین کا خراج ان دونوں پر ہوگا) ایسا ہی صدر الاسلام نے شرح
کتاب العشر والخراج میں ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے - ایک شخص نے زمین خراجی فروخت کی پھر مشتری نے ایک مہینہ کے بعد
دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کی یہانتک کہ سال گذر گیا اور زمین
مذکور انمیں سے کسی کے ہاتھ میں تین ماہ نہیں رہی تو اُسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں صحیح حکم یہ
ہے کہ دیکھا جاوے کہ اگر اخیر مشتری کے قبضہ میں ہونے کی حالت میں تین ماہ باقی رہے ہوں تو زمین مذکور کا خراج
اسی پر ہوگا کسی نے ایسی زمین فروخت کی جسمین کھیتی ہے جو ہنوز تیار ہی نہیں پہونچی ہے پس زمین کو مع اس کھیتی کے
فروخت کیا تو بہر حال اسکا خراج مشتری پر ہوگا اور اگر کھیتی میں دانہ بستہ ہو کر کھیتی تیار ہو جانے کے بعد فروخت کی ہو
تو فقیہ ابو اللیث نے ذکر فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہے کہ جب زمین فارغہ یعنی کھیتی وغیرہ سے خالی فروخت کی اور اُسکے
ساتھ کٹے ہوئے گیہوں یعنی کاٹی ہوئی کھیتی فروخت کی - اور یہ سب اسوقت ہے کہ جب خراج لینے والے آخر سال پر خراج
لیتے ہوں اور اگر شروع سال میں خراج لے لیتے ہوں بطور تعجیل کے تو یہ محض ظلم ہے کہ نہ بائع پر واجب ہوتا ہے اور نہ مشتری پر
اور اگر کسی شخص کی زمین خراجی میں اُسکا ایک قریہ ہے جسمین بیوت و منازل ہیں جنکو وہ کرایہ پر چلاتا ہے یا نہیں چلاتا ہے تو اس
قریہ کی بابت کچھ واجب نہ ہوگا - اور اگر کسی شخص کی ملک میں مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی دار خطہ ہو جسکو

اُسنے بستان بنایا یا اسمین درختان خرما لگائے اور اسکو اپنی منزل سے خارج کر دیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ باقی زمین بھی تابع دار مذکور رہی اور اگر اُسنے کل دار کو بستان بنا لیا پس اگر وہ اراضی عشری مین سے ہو تو اُسپر عشر اور اگر اراضی خراجی کے تحت مین ہو تو اُسپر خراج واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص نے زمین خراجی خریدی اور اسمین مکان بنایا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اگرچہ اسمین زراعت کرنے پر قدرت نہین باقی رہی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر سلطان نے خراج زمین کو مالک زمین کے واسطے کر کے بدون اس سے وصول کرکے اسکو دینے کے اُسی پر چھوڑ دیا تو امام ابو یوسف رح کے قول پر جائز ہے بخلاف قول امام محمد رح کے اور فتوی امام ابو یوسف رح کے قول پر ہے بشرطیکہ مالک زمین خراج سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اور اسی جواز مذکور پر قاضیون اور عالمون کے واسطے بھی اسطرح جائز ہے۔ اور جسپر خراج واجب ہوا اگر سلطان نے اس سے طلب نہ کیا تو مالک زمین پر واجب ہے کہ اسکو صدقہ کر دے اور اگر بعد طلب کرنے کے بطور خود صدقہ کر دیا تو اسکے عہدہ سے بری و خارج نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عامل نے بدون علم سلطان کے کاشتکار پر خراج چھوڑ دیا تو حلال نہین ہے اگرچہ کاشتکار مذکور خراج مین سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو یہ وجیز کردری مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین کیواسطے کر دیا تو یہ جائز نہین ہے اور یہ حکم بالاتفاق ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین پر چھوڑ دیا تو اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ غفلت سے چھوڑا یا بایطور کہ بھول گیا تو ایسی صورت مین جسپر عشر واجب ہوا ہے اسپر واجب ہے کہ بقدر عشر کے فقیر پر صدقہ کر دے اور دوم یہ کہ قصداً با وجود اپنے علم کے چھوڑا اور اسمین بھی دو صورتین ہین اول آنکہ جسپر عشر واجب ہوا ہے غنی ہے تو ایسی صورت مین یہ مال اُسکے واسطے سلطان کی طرف سے جائزہ ہوگا اور سلطان اُسکے برابر مال کو بیت المال خراجی سے نکال کر بطور تاوان کے بیت المال صدقہ مین داخل کریگا اور دوم آنکہ جسپر واجب ہوا ہے وہ فقیر ہے یعنی عشر کی جانب حاجتمند ہو تو اسپر اُسکا چھوڑ دینا جائز ہے اور یہ اُسپر صدقہ ہوگا پس جائز ہوگا جیسے کہ اگر اُس سے لیکر پھر اسکو مصرف خراج کے طور پر دیدیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین ذکر فرمایا کہ اگر کسی کی ملک مین زمین خراجی ہو اور اُسنے اس زمین کو معطل رکھا تو اسپر خراج واجب ہوگا کذا فی المحیط اور یہ حکم اسوقت ہے کہ خراج موظف ہو اور اگر خراج مقاسمہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جس کاشتکار نے ادنی و اعلی دو کاشتون مین سے اعلی کو چھوڑ کر ادنی کی طرف بلا عذر انتقال کیا تو اُسپر اعلی کا خراج واجب ہوگا مثلاً کسی کے پاس زعفران کی کاشت کے لائق زمین ہے اُسنے زعفران چھوڑ کر کوئی اناج بویا تو اُسپر زعفران کا خراج واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کسی پاس چہار دیواری دار باغ انگور ہو اور اُسنے کاٹ کر صاف زمین کر کے اناج بویا تو اُسپر باغ انگور مذکور کا خراج واجب ہوگا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ خود جان لینا چاہیے اور فتوی نہ دینا چاہیے تاکہ حکام ظالم مال لیکے رعیت پر طمع کا ہاتھ نہ پھیلا دین یہ کافی مین ہے۔ اور جسپر خراج بندھا ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا تو بدستور سابق اس سے خراج لیا جائیگا اور یہ روا ہے کہ مسلمان کسی ذمی سے خراجی زمین خریدے اور مشتری سے خراج لیا جاوے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور ایک ہی زمین پر عشر و خراج جمع نہ کیا جائیگا چاہے زمین عشریہ ہو یا خراجیہ ہو۔ اور اگر تجارت کے واسطے کوئی زمین عشری یا خراجی خریدی تو زمین مذکور کا عشر یا خراج واجب ہوگا اور زکوۃ تجارت لازم نہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر کسی ذمی کافر نے زمین عشری خریدی تو امام اعظم رح و امام زفر رح نے فرمایا کہ اس سے خراج لیا جائیگا یہ زاد مین ہے اور اگر ایسی قوم جسپر خراج بندھا ہے اپنی اراضی کے آباد کرنے و پیداوار کرنے و حاصلات اُٹھانے سے عاجز ہوئے اور انکے پاس سقدر نہین ہے کہ اُس سے خراج ادا کرین تو امام کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ انکی اراضی انکے ہاتھ سے نکالکر دوسرے کی ملک

مین دیدے یہ ذخیرہ مین ہی۔ کتاب العشر و خراج مین فرمایا کہ اگر اراضی خراجیہ مین سے کسی زمین کا مالک اُسکی کمائی سے عاجز ہوا اور اُسکو معطل چھوڑ دیا تو امام کو اختیار ہی کہ اسکے قبضہ سے نکال کر ایسے شخص کے قبضہ مین دیدے جو اُسکی پرداخت کرے اور اُسکا خراج ادا کرے ہ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین صحیح حکم یہ ہی کہ پہلے اس زمین کو اجارہ پر دیوے اور اجرت سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک کے واسطے رکھ چھوڑے ایسا ہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہی اور اگر اجارہ پر لینے والا کوئی نہ ملے تو کسی کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصہ کی بٹائی پر جیسے حصہ بٹائی پر ایسی زمین دیجاتی ہو دیدے پھر مالک زمین کے حصہ مین سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے (اور اگر بٹائی پر لینے والا بھی کوئی نہ ملے تو ایسے شخص کو دیدے جو اُسکی پرداخت کرے اور اُسکا خراج ادا کرے اور اسکے جواز کی وجہ دو باتون مین سے ایک یہ ہی یا تو یہ کہ جسکو دی ہی وہ زراعت کرنے و خراج ادا کرنے مین قائم مقام مالک کا ہی یا اسکے پاس مقدار خراج کے عوض اجارہ مین ہی کہ جو کچھ اس سے لیا گیا وہ امام کے حق مین خراج ہی اور جسنے دیا ہی اُسکے حق مین مال اجارہ ہی یعنی اُسنے گویا اجرت ادا کی ہی) پھر فرمایا کہ اگر امام کو ایسا شخص بھی نہ ملا جو اسکو خراج پر لیوے تو امام اُسکو فروخت کرکے اسکے ثمن سے بقدر خراج کے نکالکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور بعض نے فرمایا کہ یہ جو ذکر فرمایا ہی کہ امام اس اراضی کو فروخت کرے یہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا قول ہی اور بنا برقول امام اعظم رح کے چاہیے کہ اسکو فروخت نہ کرے اسواسطے کہ اسکے مال کو فروخت کر ڈالنے مین سبب حجر یعنے منع از تصرف لازم آتا ہی حالانکہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک مرد آزاد پر حجر روا نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ نہین یہ سب امامون کا قول ہی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ امام اعظم رح ایسے موقع پر آزاد کے حق مین بھی حجر روا رکھتے ہین جسکا نفع عائد بجانب عام ہو۔ اور بعضی کتابون مین اس مسئلہ مین مذکور ہی کہ امام المسلمین ادوات زراعت و بیل خرید کرکے کسی آدمی کو دیدے تاکہ وہ اُس سے زراعت کرے پھر جب حاصلات آوے تو اُسمین سے جو کچھ خرچ پڑا ہی اور خراج لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام المسلمین مالک زمین کو بیت المال سے اسقدر قرضہ دے کہ جس سے وہ بیل و ادوات کاشتکاری خرید لے اور مضبوطی کرلے اور کوئی تحریر کرا لے تاکہ وہ زراعت کرے پھر جب حاصلات ظاہر ہو تو اُسمین سے خراج لے لے اور جو کچھ قرض دیا ہی وہ مالک زمین پر اُدھار ہوگا۔ اور فرمایا کہ اگر بیت المال مین کچھ نہو تو زمین مذکور ایسے شخص کو دیدے جو اُسکی پرداخت کرے اور اُسکا خراج ادا کیا کرے (پھر در صورتیکہ مالک زمین زراعت سے عاجز ہوا اور امام نے اراضی مذکورہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو ہمنے بیان کیا ہی پھر مالک زمین کو قدرت زراعت و کام کی قوت حاصل ہو گئی تو جسکے قبضہ مین ہی امام اُس سے لیکر مالک زمین کو واپس کردیگا سوائے ایک صورت بیع کے کہ اگر کسی کے ہاتھ فروخت کردی ہو تو اُس سے واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہی) اور اگر اہل خراج اراضی چھوڑ کر بھاگ گئے تو حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت ذکر کی ہی کہ امام کو اختیار ہی چاہے اس اراضی کی پرداخت بیت المال سے کرے اور جو غلہ حاصل ہوگا وہ مسلمانون کا ہوگا اور چاہے اور لوگون کو مقاطعہ پر دیدے اور جو اُنسے لیگا وہ بیت المال کا ہوگا اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر اہل خراج مرگئے تو امام المسلمین اُنکی اراضی مزارعت پر دیدے اور چاہے اس اراضی کو اجارہ پر دے اور اسکی اجرت بیت المال مین داخل کرے (اور اگر اہل خراج چھوڑ کر بھاگ گئے تو امام اس اراضی کو اجارہ پر دیوے اور اجرت مین سے بقدر خراج کے لے لے اور باقی کو مالکان اراضی کے واسطے رکھ چھوڑے پھر جب وہ لوگ واپس آوین تو یہ باقیات انکو دیدے اور جس سال وہ لوگ بھاگے ہین جب تک وہ سال نہ گزر جاوے تبتک اجارہ پر نہ دیگا یہ

خراج واجب نہین ہی - اور اگر اہل ذمہ اپنی اراضی سے دوسرے ملک مین منتقل کیے گئے تو بعذر صحیح ہوا یہ بدون عذر نہین صحیح ہی اور عذر یہ ہی کہ ان لوگون کو قوت و شوکت حاصل ہو پس اہل حرب کی طرف سے ان پر خوف ہو یا انکی طرف سے ہمپر خوف ہو بایں طور کہ مسلمانون کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کر دین اور ان لوگون کو انکی اراضی کی قیمت لیگی یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہین انکو اراضی کے مثل اراضی لیگی اور اپنر اس اراضی کا جہان منتقل کیے گئے ہین خراج واجب ہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ جہان سے منتقل کیے گئے ہین اس اراضی کا خراج اپنر واجب ہوگا مگر اول اصح ہوا اور انکی اراضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے اسمین توطن اختیار کیا تو اسپر اس اراضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی مین ہی کسی گانون مین اراضی ہی جسکے مالکان مرگئے یا غائب ہوگئے اور اہل قریہ اسکے خراج ادا کرنے سے عاجز ہوئے اور چاہا کہ اسکو سلطان کے سپرد کر دین تو سلطان اس اراضی کے حق مین وہی کریگا جو ہم نے بیان کیا ہی - اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس اراضی کو اپنی ذات کے واسطے لے لے تو اسطرح ہو سکتا ہی کہ کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کرکے پھر اس سے خود خرید لے - ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدا جسمین چہار دیواری کے باغہاے انگور اور کھیت ہین تو کل کا خراج یکجائی مشترک ادا کرین اور اگر انمین سے ایک نے باغہاے انگور اور دوسرے نے اراضی خریدی اور خراج کی تقسیم چاہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باغہاے انگور کا خراج معلوم ہوا اور نیز خراج اراضی معلوم ہو تو حکم وہی رہیگا جو قبل خرید کے تھا - اور اگر خراج باغہاے انگور معلوم نہو اور تمام قطعہ مذکور کا خراج یکجائی ہو تو اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ باغہاے انگور در اصل باغہاے انگور ہی تھے کہ سواے باغ انگور ہونے کے انکا کچھ اور ہونا ثابت و معلوم نہین ہوتا ہی یعنی کوئی یہ نہین کہتا ہی کہ یہ در اصل اراضی تھی پھر باغ انگور ہوگئی بلکہ سب یہی کہتے ہین کہ در اصل یہ باغہاے انگور ہی تھے اور اس اراضی کا بھی یہی حال ہی تو خراج باغہاے انگور اور خراج اراضی پر نظر کیجاوے پس جب انمین سے ہر ایک کا خراج معلوم ہو جاوے تو پورے قطعہ زمین کا خراج ان دونون پر تقسیم کر دیا جاوے پس جسقدر ہر ایک کے پرتے مین پڑے وہی اسپر واجب ہوگا - کسی گانون کی اراضی کا خراج علی التفاوت ہی یکسان نہین ہی پھر جسکی اراضی کا خراج زیادہ ہی اس نے درخواست دی کہ میری اراضی کا خراج اور دون کے برابر کر دیا جاوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم نہو کہ خراج ابتدا مین برابر تھا یا علی التفاوت تھا تو جیسا قبل اسکے ہوتا رہا ہی اسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی (اور فتاوی مین لکھا ہی کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھاڑے کی کاروان سراے یا فقیرون کا مسکن بنا دیا تو خراج ساقط ہو جائیگا) اگر خراج اراضی کسی مسلمان پر متوالی دو سال کا چڑھ گیا تو امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک اس سے تو پورے گذشتہ ایام کا خراج لیا جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک یہ نہین بلکہ اسی سال کا لیا جائیگا جسمین وہ اب ہی ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر مین ذکر کیا ہی - اور صدر الاسلام نے کتاب العشر والخراج مین امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتین ذکر کی ہین اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ اس سے پورا گذشتہ کا خراج لے لیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اسکی زمین پر پانی چڑھ آیا یعنے غرق ہو گئی یا اس سے پانی منقطع ہو گیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زراعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اسپر خراج واجب نہوگا یہ نہر الفائق مین ہی - اور امام محمد رح نے نوادر مین ذکر کیا ہی کہ اگر زمین خراجی ڈوب گئی پھر دوسرا سال شروع ہونے سے اسقدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہو گیا کہ اتنی مدت مین وہ دوبارہ زراعت کرنے پر قادر ہی مگر اسنے زراعت نہ کی تو اسپر خراج واجب ہوگا اور اگر دوسرا سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہوا کہ اتنے دنون مین زراعت کر لینے پر

قادر نہین ہو تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کھیتی کو کوئی آفت آسمانی ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز ناممکن ہو
مثل غرق و سوختگی و شدت پالا و اولا وغیرہ تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا۔ اور اگر غیر آسمانی آفت ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز
ممکن ہو جیسے کھا لینا بندرون یا درندون یا چوپاؤن وغیرہ کا یا اسکے مثل کوئی آفت پہونچی تو خراج ساقط نہوگا اور یہی
اصح ہو اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہو کہ اگر کاٹنے سے پہلے کھیتی تلف ہو گئی تو خراج ساقط ہوگا (اور اگر کاٹے جانے کے بعد تلف
ہوئی تو ساقط نہوگا) یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور جو زمین عشری ہو اگر اُسکی کھیتی قبل کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو عشر ساقط ہوگا
اور اگر بعد کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو جو کچھ نصیب مالک زمین تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جو کاشتکار کے حصہ سدی
پر حصہ عشر تھا وہ بذمہ مالک زمین باقی رہیگا۔ اور خراج مقاسمہ بھی بمنزلہ عشر کے ہو اسواسطے کہ اسمین بھی اسی پیداوار زمین سے
کچھ حصہ واجب ہوتا ہو عشر مین اور اسمین فقط یہی فرق ہو کہ دونون کا مصرف جدا جدا ہی (اور یہ سب اُسوقت ہو کہ کل پیداوار
تلف ہو گئی اور اگر اکثر حصہ تلف ہو گیا اور کچھ باقی رہگیا تو باقی کو دیکھا جاوے کہ اگر اتنا رہگیا ہو کہ دو قفیز و دو درم تک پہونچتا ہو
تو ایک قفیز و ایک درم خراج واجب ہوگا اور بالکل ساقط نہ ہوگا اور اگر اس سے کم باقی رہا تو نصف حاصلات واجب
ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صواب اس صورت مین یہ ہو کہ پہلے دیکھا جاوے کہ اس
شخص نے اس زمین مین کیا خرچ کیا ہو پھر حاصلات کو دیکھا جاوے پھر پہلے اس حاصلات مین سے جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہو وہ
اسکو محسوب دیا جاوے پھر اگر کچھ باقی رہے تو اسمین اسی طور سے کیا جاوے جیسے ہم نے بیان کیا ہو یہ سراج وہاج و محیط
مین ہو۔ اور حاصل پیداوار تلف ہو جانے سے خراج جب ہی ساقط ہو جاتا ہو کہ سال مین سے اتنی مدت نہ باقی رہی ہو کہ اسمین
وہ دوبارہ کھیتی کر لینے پر قادر ہووے اور اگر ایسی مدت باقی رہی ہو تو خراج ساقط نہوگا اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا اول تھا ہی
نہین اور ایسا ہی حکم کرم یعنے باغ انگور کا ہو کہ اگر اسکے پھل آسمانی آفت سے جاتے رہے پس اگر کچھ جاتے رہے اور کچھ باقی رہے
پس اگر باقی اتنے ہین کہ بیس درم تک پہونچ جاتے ہین یا اس سے زیادہ ہین تو اسپر دس درم واجب ہونگے اور اگر بیس درم
تک نہین پہونچتے ہین تو مابقی مین سے نصف مقدار واجب ہوگی اور یہی حکم رطاب کا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اکاسرہ
یعنے شاہان کسری جو مجوسی تھے اُنکے افعال پسندیدہ مین سے ایک یہ بات تھی کہ جب کاشتکار کی کھیتی کو کوئی آفت آسمانی اُنکے دور مین
پہونچتی تھی تو اُسکا خرچہ و بیج اپنے خزانہ سے اُسکو تاوان دیدیتے تھے اور کہتے تھے کہ کاشتکار نفع مین ہمارا شریک ہو پس
نقصان مین ہم اُسکے شریک کیونکر نہون اور مسلمان سلطان اس خلق کے اختیار کرنے مین بدرجہ اولی لائق ہو یہ جوہرۂ نیرہ مین
ہو اگر کسی نے خراجی زمین مین باغ انگور لگایا تو جبتک باغ انگور پھل نہ دیوے تب تک اُسپر زمین زراعت کا خراج واجب
ہوگا اور اسی طرح اگر دیگر پھلدار درخت لگائے تو بھی درختان مذکورہ کے پھل دینے تک اُسپر زمین زراعت کا خراج واجب ہوگا
اور جب درختان انگور پورے ہو کر پھل لائے پس اگر انگورون کی قیمت بیس درم یا زیادہ تک پہونچی تو اسپر دس درم واجب
ہونگے اور اگر بیس درم سے کم پہونچتی ہو تو اسپر نصف پیداوار حاصلات واجب ہوگی اور اگر نصف حاصلات بقدر ایک
قفیز و ایک درم کے بھی نہ پہونچی ہو تو ایک قفیز و ایک درم سے کم نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ زراعت کرنے پر قادر تھا اور اگر
کسی کے ملک مین ایسا قطعہ زمین ہو کہ وہ اجمہ ہو حالانکہ اسمین کثرت سے بید نکلا رہی ہو تو اسپر خراج واجب نہین ہو۔ اور اگر کسی کی زمین
مین نکل کھڑا ہو یعنی نیستان ہو یا جھاؤ کا جنگل ہو یا درختان صنوبر یا بید مجنون یا دیگر اشجار ایسے لگے ہین کہ پھل نہین دیتے ہین تو دیکھا
جاوے کہ اگر مالک زمین اسکو قطع کر کے اُسکے مزروعہ کرنے پر قادر تھا مگر اُسنے ایسا نہ کیا تو اسپر خراج واجب ہوگا اور اگر اسکے دور مین نہ

کرنے پر قادر نہین ہو تو اُسپر خراج بھی واجب نہ ہوگا - اور اگر زمین خراجی مین ایسی زمین ہو کہ آئین سے قلیل یا کثیر نمک نکلتا ہو تو
اُسکا حکم بھی ایسا ہی ہو کہ اگر مالک زمین اسکے اصلاح کرنے اور مزروعہ کردینے اور خراجی پانی سے پانی پہونچانے پر
قادر تھا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اور اگر وہان خراجی پانی نہین پہونچ سکتا تھا یا وہ پہاڑ پر واقع ہو کہ وہان پانی نہین
پہونچ سکتا ہو تو خراج واجب نہ ہوگا - اور اگر زمین خراجی کے درمیان کوئی قطعہ زمین سنگینچہ واقع ہو کہ مزارعت کے لائق نہین
یا اسکو پانی نہین پہونچتا ہو پس اگر مالک زمین مذکور اُسکی اصلاح کرسکتا تھا مگر نہ کی تو اُسپر اُسکا خراج واجب ہوگا - اور
اگر اصلاح نہین کرسکتا تھا تو اسپر خراج بھی واجب نہ ہوگا یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہو - قال المترجم واضح ہو کہ یہان
دو وقت ہین ایک وقت وجوب خراج اور دوسرا وقت ادا سے خراج واجبہ فافہم - اور امام اعظم رح کے نزدیک وقت
وجوب خراج کا اول سال ہو یعنے شروع سال مگر بدین شرط کہ زمین نامیہ حقیقتہً یا اعتباراً اسکے قبضہ مین ایک سال باقی
رہے یہ ذخیرہ کی کتاب العشر والخراج مین ہو (اور والی ملک کو چاہیے کہ خراج کے واسطے ایسے شائستہ آدمی کو مقرر کرے
جو لوگون کے ساتھ نرمی سے پیش آوے اور اُنسے خراج لینے مین انصاف وعدل کو پیش نظر رکھے اور ہر بار جب غلہ پیدا
ہو تب اُنسے بقدر اسکے خراج لے لے یہان تک کہ آخر غلہ پر پورا خراج حاصل ہو جاوے اور اس کلام سے مراد یہ ہو کہ
بقدر غلہ کے خراج مقرر کرے چنانچہ اگر کسی زمین مین ربیع وخریف دو فصلین پیدا ہوتی ہون تو غلہ ربیع حاصل ہونے کے وقت
شائستہ متولے مذکور اندازہ وتخمینہ سے یہ لحاظ کرے کہ اس مین مین غلہ خریف کتنا پیدا ہوگا پس اگر اسکی خاطر مین جم جاوے
کہ مثل غلہ ربیع کے پیدا ہوگا تو خراج کے دو حصہ کر ڈالے پس غلہ ربیع مین سے نصف خراج لے لے اور باقی نصف
خراج مین تاخیر کرے یہانتک کہ غلہ خریف پیدا ہووے پس نصف خراج اسمین سے لے لے - اور ایسا ہی بقول مین کے سے
کہ دیکھے کہ اگر یہ ایسی چیزون مین سے ہو جو پانچ مرتبہ نوچی جاتی ہین یعنی ایک مرتبہ نوچنے کے بعد پھر ہری ہو کر دوبارہ وسہ بارہ
اسیطرح پانچ مرتبہ تک نوبت پہونچتی ہو تو خراج کے پانچ ٹکڑے کرکے ہر مرتبہ سے پانچوان حصہ خراج لے لے اور اگر ایسی
نباتات سے ہو کہ چار مرتبہ نوچی جاتی ہین تو ہر مرتبہ سے چہارم خراج وصول کرلے اور اسی قیاس پر سمجھ لینا چاہیے یہ محیط
مین ہو - اور جسپر خراج یا عشر واجب ہوگیا ہو اگر وہ مرگیا تو یہ اُسکے ترکہ سے وصول کرلیا جائیگا (اور اختلاف بلاد کے موافق غلہ کی
پختگی کا وقت بھی مختلف ہو پس پیداوار غلہ کی اور اک کے وقت خراج لیا جائیگا) ورمالک اراضی کو حلال نہین ہو کہ جب تک
خراج ادا نہین کیا ہو تب تک اس پیداوار مین سے کھاوے ہان بعد ادا کرنے کے کھانا حلال ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہو
اور نیز جسمین سے عشر دینا چاہیے ہو اُسمین سے بھی کھانا حلال نہین ہو یہان تک کہ عشر ادا کردے اور اگر کھا جائیگا تو ضامن
ہوگا اور سلطان کو اختیار ہو کہ زمین خراجی کی پیداوار روک رکھے یہانتک کہ خراج وصول کرلے یہ ظہیریہ مین ہو - اور امام
محمد رح نے اپنی نوادر مین ذکر فرمایا ہو کہ اگر کسی نے خوشی سے اپنی زمین کا خراج سال یا دو سال کا پیشگی بطور تعجیل ادا کردیا تو
یہ جائز ہو - اور منتقی مین ہو کہ اگر کسی نے اپنی زمین کا خراج پیشگی دیا پھر اسی سال مین غرق ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ خراج
اُسنے ادا کیا ہو وہ اسکو واپس کردیا جاوے پھر اگر اُسکے قبضہ مین نہ دیا گیا اور اُسنے دوسرے سال اسمین زراعت کی تو اُس
سال کے خراج مین محسوب کردیا جائیگا - اور امام محمد رح سے مروی ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کا دو سال کا خراج ادا کردیا یعنی
پیشگی پھر اس زمین پر پانی چڑھ آیا اور غرق آب ہو کر دحلہ ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ امام نے وصول کیا ہو وہ اسکو واپس کردے
بشرطیکہ بعینہ موجود ہو اور اگر امام نے اس خراج کو دیدیا ہو یعنی مجاہدین کے صرف مین لایا ہو تو اُسپر کچھ واجب نہین ہو

آٹھواں باب جزیہ کے بیان میں - جزیہ اُس مال کا نام ہے جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے کذا فی النہایہ اور جزیہ فقط اسی ذمی پر واجب ہوتا ہے کہ مرد بالغ ہو لیاقت قتال رکھتا ہو عاقل ہو محترف ہو اگرچہ اپنے حرفہ کو اچھی طرح نہ جانتا ہو یہ سراجیہ میں ہے - اور جزیہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ صلح و تراضی سے اِنپر مقرر کیا گیا ہو پس اُسکی مقدار وہی ہے جس پر باہم اتفاق ہوا ہے اُسی حساب سے ہر ایک پر مقرر ہوگا یہ کافی میں ہے پس اس مقدار سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور کم بھی نہ کیا جائیگا یہ نہر الفائق میں ہے - اور دوم جزیہ وہ کہ جب امام المسلمین کافروں پر غالب ہوا اور احسان کر کے اِنکو انکی املاک پر باقی رکھکر اِنپر از سر نو جزیہ اپنی رائے سے مقرر کیا کذا فی الکافی - پس یہ جزیہ بمقدار معلوم ہے خواہ چاہیں یا انکار کریں راضی ہوں یا ناراض ہوں پس تونگر پر ہر سال میں وزن سبعہ کے اڑتالیس درم مقرر کیے جاوینگے چنانچہ ماہواری چار درم وصول کر لیگا اور جو شخص متوسط الحال ہے اسپر سالانہ چوبیس درم یعنی ماہواری دو درم ہونگے اور جو شخص فقیر معتمل ہے اُسپر سالانہ بارہ درم سے یعنے ماہواری ایک درم مقرر ہوگا کذا فی فتح القدیر و الہدایہ و الکافی - اور معتمل کے معنی میں گفتگو ہے اور اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ معتمل وہ ہے جو کام کرنے پر قادر ہو اگرچہ اپنا حرفہ اچھی طرح نہ جانتا ہو - اور علماء نے تونگر اور متوسط الحال اور فقیر ان تینوں کی شناخت میں گفتگو کی ہے چنانچہ شیخ امام ابو جعفر نے فرمایا کہ ہر بلاد میں وہاں کا عرف معتبر ہوگا پس جس بلاد والے اپنے شہر میں جسکو تونگر شمار کرتے ہوں یا متوسط یا فقیر شمار کرتے ہوں وہ ایسا ہی ہوگا اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے - اور امام کرخی نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو دو سو درم یا کم کا مالک ہو اور متوسط وہ ہے جو دو سو درم سے زائد دس ہزار درم تک کا مالک ہو اور تونگر وہ ہے جو دس ہزار درم سے زائد کا مالک ہو اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعتماد اس باب میں کرخی رحمہ اللہ کے قول پر ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور معتمل میں یہ ضرور ہے کہ وہ تندرست ہو اور سال میں زیادہ مدت اُسکی تندرستی ہونا کافی ہے یہ ہدایہ میں ہے - اور ایضاح میں مذکور ہے کہ اگر ذمی تمام سال بیمار رہا اور اُسنے کام کرنے پر قدرت نہ پائی حالانکہ وہ خوشحال ہے تو اُسپر جزیہ واجب نہوگا اور اسی طرح اگر نصف سال یا زیادہ بیمار رہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر باوجود قدرت و تندرستی کے اُسنے کام کرنا چھوڑا تو وہ معتمل کے حکم میں ہوگا یہ نہایہ میں ہے - اور جزیہ ہمارے نزدیک ابتدائے سال سے واجب ہوتا ہے اور جزیہ اہل کتاب پر ہے خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور مجوس و بت پرستان عجم پر ہے یہ کافی میں ہے - پھر جزیہ لینے کا وقت سال کا آخر زمانہ ہے قبل اسکے کہ دوسرا سال شروع ہو جاوے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ہر دو مہینہ پر قسط کر کے لیا جائیگا اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ ماہواری یعنے ہر ہر مہینہ لیا جائیگا اور اصح وہی قول اول ہے یہ مبسوط میں ہے - اور یہودیوں میں سامری داخل ہیں اور نصاریٰ میں فرنگ و ارمنی داخل ہیں - اور اگر لشکر اسلام نے اہل کتاب و مجوس و بت پرستوں پر جو عجم کے ہوں غلبہ پایا قبل اسکے کہ انپر جزیہ مقرر کیا جاوے یعنی بغیر صلح کے تو وہ لوگ اور انکی عورتیں و بچے سب فئی ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے - اور رہے صابی لوگ سو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُنسے جزیہ لیا جائیگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ نہیں لیا جائیگا - اور رہے بیدینیہ سو مشائخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ جدید پیدا ہوئے ہیں تو وہ لوگ مرتد ہیں کہ اُنسے جزیہ نہ لیا جائیگا بلکہ وہ لوگ قتل کیے جاوینگے - اور اگر وہ لوگ پرانے ہوں یعنی قدیمی یہ فرقہ چلا آتا ہو تو اُنسے جزیہ لیا جائیگا - اور رہے زندیق لوگ سو اُنسے جزیہ لیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور عرب کے بت پرستوں پر جزیہ نہ باندھا جائیگا اور نہ مرتد لوگوں پر جزیہ ہوگا بلکہ اسلام لاویں یا قتل کیے جاویں اور اگر ان لوگوں پر غلبہ حاصل ہوا تو انکی عورتیں و بچے فئی ہونگے - اور انکے مردوں میں سے جو شخص مسلمان نہ ہوا وہ قتل کیا جاوے - اور واضح ہو

کہ عورت و بچہ و اندھے پر جزیہ نہین ہی اور نیز مفلوج اور بڑھے پھوس اور فقیر غیر معتمل پر بھی جزیہ نہین ہی یہ ہدایہ مین ہی اور نیز مجنون اور اپاہج پر بھی جزیہ نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور معتوہ سے بھی نہ لیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور جن لوگون کے ہاتھ و پانون کٹے ہوئے ہون انپر جزیہ واجب نہین ہوتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور مملوک و مکاتب و مدبر و ام ولد پر جزیہ نہین باندھا جائیگا اور نہ انکے مولے انکی طرف سے ادا کرینگے اور ایسے راہبون پر بھی نہین باندھا جائیگا جو لوگون سے الگ ہین مخالطت نہین کرتے ہین یہ ہدایہ مین ہی۔ اور دلوالجی نے اپنے فتاوی مین فرمایا کہ نصارے نجران پر انکے روس و اراضی پر سالانہ ہزار حلہ کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہووے باندھا جائیگا جسمین سے ہزار حلہ ماہ صفر مین اور ہزار حلہ ماہ رجب مین واجب ہونگے اور یہ انکے روس یعنی ہر ہر نفر پر اور انکی اراضی پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ انکے روس کے مقابلہ مین آوے وہ جزیہ ہوگا اور جو انکی اراضی پر پڑے وہ خراج ہوگا اور یہ جو دلوالجی نے فرمایا ہی یہی صحیح ہی بسبب اسکے کہ حدیث کے موافق ہی مگر اسکی اتنی بات کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہو۔ اور امام ابو یوسف رہ نے کتاب الخراج مین فرمایا کہ یہ حلہاے بیان کردہ شدہ دو ہزار حلہ ہین جو انکی اراضی اور انکے روس پر باندھے جاوینگے اور انکے مردون کی تعداد ہر ہر نفر پر جو مسلمان نہین ہوئے ہین اور نجران کی ہر ہر زمین پر تقسیم کیے جاوینگے اگرچہ بعض نے اپنی زمین پوری یا تھوڑی کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کردی ہو یا کسی ذمی یا تغلبی کے ہاتھ فروخت کردی ہو اور اراضی کے خراج مذکور مین عورت و بچہ سب کی اراضی مثل مردون کی اراضی کے ہین مگر جزیہ روس سو وہ مردون پر ہی عورتون و بچون پر نہین ہی۔ یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور امام ابو یوسف نے کتاب الخراج مین حلہ کو بیان کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ ہر حلہ ایک اوقیہ ہی یعنی اسکی قیمت اسقدر ہی کہ ایک اوقیہ چالیس درم وزن کا ہوتا ہی اور شاید اسپر پچاس درم چڑھتے ہون پس قول دلوالجی اسکے موافق ہوگا لیکن نہر الفائق مین نقلاً از فتح القدیر اسپر اعتراض کیا کہ پس قول دلوالجی کہ ہر حلہ پچاس درم ہو صحیح نہین ہی اسواسطے کہ اوقیہ چالیس درم ہی انتہی وقد یشیرنا الی الجواب فافہم اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر انکے سب مرد مرگئے یا مسلمان ہوگئے تو دو ہزار حلہ مین سے کچھ کم نہوگا اور یہ سب مقدار یعنے دو ہزار درم انکی اراضی سے وصول کیا جائیگا یہ حاوی قدسی مین ہی اور جو مرد انمین سے مسلمان ہوگیا اسکے راس کا جزیہ ساقط ہو جائیگا اور وہ مقدار ان لوگون پر ڈالی جائیگی جو مسلمان نہین ہوئے ہین۔ اور نجرانی کا آزاد کیا ہوا غلام جسکو مولے کہتے ہین وہ مثل ذمی کے غلام آزاد کیے ہوئے کے ہی کہ اسپر اسکی ذات کا جزیہ باندھا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ولوالجیہ سے نقل ہی۔ اور واضح ہو کہ حلہ کہتے ہین تہ بند و چادر کو اور یہی مختار ہی اور جبتک دو کپڑے نہون تب تک حلہ نہ کہلائیگا یہ کفایہ مین ہی۔ اور حجت مین لکھا ہی کہ اگر نصرانی کماتا ہووے مگر اسکے خرچ سے نہین بچتا ہی تو اس سے جزیہ اس نہ لیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر مسلمان کا آزاد کیا ہوا غلام مرد نصرانی ہو تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور قریشی نے اگر کافر غلام آزاد کردیا تو اس سے جزیہ لیا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر ذمیون مین سے کوئی لڑکا شروع سال مین قبل اسکے کہ ان لوگون پر جزیہ باندھا جاوے محتلم ہوا یعنے اسکو احتلام ہوا جو علامت بلوغ ہی اور حال یہ ہی کہ وہ توانگر ہی تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سے اس سال کا جزیہ لے لیا جائیگا اور اگر ان لوگون یعنی ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ محتلم ہوا ہی تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے۔ اور اگر شروع سال مین کوئی غلام آزاد کیا گیا حالانکہ اسکے پاس مال اسکی ملک ہی پس اگر ان لوگون پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے آزاد کیا گیا تو اسپر بھی جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ آزاد کیا گیا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا

یہانتک کہ سال گذر جاوے۔ اور اگر حربی قبل اسکے کہ ذمی مردون پر جزیہ باندھا جاوے ذمی ہوگیا تو اُسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اُس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ ذمی ہوا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے۔ اور جو شخص کسی ایسے مرض وغیرہ مین گرفتار ہو کہ قابل جزیہ کے نہین ہو اگر اسکو افاقہ ہوگیا تو جب تک یہ سال نہ گذر جاوے اُسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردون پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے اسکو افاقہ ہوگیا ہو یا اُسکے بعد ہوا ہووے اور خواہ وہ بعد وضع جزیہ کے غنی ہوگیا یا اس سے پہلے غنی ہوگیا۔ اور جسپر جزیہ واجب الادا ہو اگر وہ مرگیا یا مسلمان ہوگیا حالانکہ اُسپر گذشتہ کا جزیہ باقی ہو تو ہمارے نزدیک یہ باقی اُس سے نہ لیجائیگی اور اسیطرح اگر وہ اندھا ہوگیا یا لنجا یا لولا یا بڈھا پھوس ہوگیا کہ کسی کام کرنے پر قادر نہین ہو یا فقیر ہوگیا کہ اُسکو کچھ دسترس نہین ہو حالانکہ اسپر پچھلا جزیہ بقیہ باقی ہو تو یہ باقی ساقط ہوجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور خانیہ مین لکھا ہو کہ اگر ذمی سال بھر کچھ دنون غنی رہا اور کچھ دنون فقیر رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر زیادہ دنون غنی رہا ہو تو اُس سے تونگرون کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو فقیرون کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تونگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اُس سے متوسط حال والون کا جزیہ لیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر امام کے جزیہ مقرر کرنے سے پہلے مریض چنگا ہوگیا تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور جزیہ باندھنے کے بعد اگر وہ چنگا ہوا تو اُسپر جزیہ اُس سال کا نہ باندھا جائیگا۔ اور جزیہ کا پیشگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہو۔ اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے پیشگی جزیہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو اسمین سے ایک سال کا خراج واپس کر دیا جائیگا مگر سال اول کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہوجانے کے بعد وہ مسلمان ہوا یا مرگیا ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہو جو شروع سال سے جزیہ واجب ہونے کو فرمایا ہو اور جامع صغیر مین اسی پر تنصیص کر دی ہو اور اسی پر فتوے بھی ہو یہ فتاوے کبریٰ مین ہو۔ اور اگر ذمی پر چند سال کی جزیہ چڑھ گئے اور اُس سے جزیہ نہ لیا گیا یہانتک کہ وہ مسلمان ہوگیا تو ہمارے نزدیک اُس سے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر جما رہا تو امام اعظم رحنے فرمایا کہ اُس سے گذشتہ سالون کے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور پھر اُس سال کے جزیہ کا جسمین وہ ہو مطالبہ نہ کیا جائیگا یہانتک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اگر ذمی نجرانی و تغلبی کے درمیان ایک باندی ہو اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا پس دونون نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوے کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اُسپر نصف خراج نجرانیون کا سا اور نصف خراج تغلبیون کا سا ہوگا یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اگر نجرانی و تغلبی کے درمیان مشترک باندی سے لڑکا پیدا ہوا اور دونون نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوے کیا پھر اسکے ہر دو باپ مرگئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو سیر مین مذکور ہو کہ اگر پہلے تغلبی مرا تو اُس سے اہل نجران کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر پہلے نجرانی مرگیا تو اُس سے بنی تغلب کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر دونون ساتھ ہی مرگئے تو نصف تغلبیون کا سا اور نصف نجرانیون کا سا لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر ذمی نے مال جزیہ اپنے غلام یا نائب کے ہاتھ بھیجا تو یہ قدرت اُسکو نہ دیجائیگی چنانچہ سب روایات مین سے اصح روایت یہی ہو بلکہ اُسکو تاکید کیجائیگی کہ جزیہ کو خود حاضر کرے اور کھڑا ہو کر ادا کرے اور اُس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہوگا اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اسکی مہلت کو پکڑ کر خوب جنبش دیگا اور کہیگا کہ اے ذمی لا اپنا جزیہ دے یہ تبیین مین ہو اور ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے رہیگا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ امام المسلمین کو اختیار ہو چاہے اراضی جماجم کو جمع کر کے دونون کا خراج

یکجائی در میون یا و نیارون یا کیلی یا وزنی یا کپڑون سے مقرر کرے اور چاہے ہر ایک کو الگ الگ کر دے یعنی ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ خراج مقرر کرے - پس اگر امام نے جمع کر کے ایک ہی خراج مقرر کیا تو بقدر حال جماجم و انکی تعداد کے و بقدر اراضی کے دونون پر یہ جزیہ مجموعی عدل و انصاف سے تقسیم کیا جائیگا پس جسقدر جماجم کے حصہ مین پڑے وہ جزیہ ہی کہ روس و سیون پر بترتیب مذکورہ بالا مقرر ہوگا اور جسقدر اراضی کے حصہ مین پڑے وہ خراج ہوگا کہ ہر اراضی پر بقدر اسکی پیداوار کے بترتیب مذکورہ بالا مقرر کیا جائیگا - پھر اگر جماجم مین سے بسبب موت یا اسلام لانے کے تعداد کم ہوگئی تو جماجم کے حصہ مین سے اسی قدر حصہ گھٹا کر اراضی پر منتقل کیا جائیگا بشرطیکہ اراضی اسکو برداشت کر سکے اور اسیطرح اگر کل جماجم ہلاک ہوگئے تو انکا حصہ منتقل کر کے اراضی پر بڑھا دیا جائیگا بشرطیکہ اراضی برداشت کر سکے اور اگر اراضی برداشت نہ کر سکے تو یہ مقدار مذکورہ تمام مجموعی خراج سے طرح[^١] دیجائیگی - اور اگر جماجم اسکے بعد کثرت سے ہوگئے تو جماجم کا حصہ انکی طرف رد کر دیا جائیگا اور اگر اراضی کی پیداوار مین کمی ہوگئی تو بقدر نقصان کے اسمین سے حصہ کم کر کے جماجم پر ڈالا جائیگا بشرطیکہ جماجم اسکو برداشت کر سکین پھر اگر اسکے بعد اراضی اپنے حال کمال پر ہوگئی تو حصہ مذکورہ پھر اراضی پر رد کر دیا جائیگا اور اگر اس حصہ کو جماجم نہین برداشت کر سکتے ہین تو ساقط ہو جائیگا ولیکن جب پھر اراضی مذکورہ اپنی طاقت پر آجاوے اور برداشت کر سکے تو پھر پورا کر دیا جائیگا - اور اگر اراضی تمام تلف ہوگئین باینطور کہ غرق ہوگئین یا نمناک ہوگئین یعنی انمین سے پانی چھوٹنے لگا اور وہ ایسی تر مٹی ہوگئی کہ قابل زراعت نہین ہے اور جماجم باقی رہے تو حصہ اراضی بجانب جماجم منتقل نہ کیا جائیگا اور اگر امام نے علیحدہ علیحدہ جماجم و اراضی کا خراج مقرر کیا پس جماجم پر کسی قدر حصہ معلومہ مقرر کیا اور اراضی پر بھی کسی قدر حصہ معلومہ بیان کیا تو کمی وغیرہ کی صورت مین یہ نہ ہوگا کہ ہر دو مین سے کوئی دوسرے کا حصہ برداشت کرے بلکہ وہ حصہ جو سر دست نہین اُٹھا سکتا ہے اس مقدار سے جو اُسپر مقرر کی گئی ہے طرح دیدیا جائیگا یہانتک کہ پھر اُسکی ایسی حالت ہو جاوے کہ جو طرح دیا گیا ہے اُسکو برداشت کرے پس پھر اُسپر عائد کیا جائیگا - اور اگر امام نے ان لوگون سے اسطور پر صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لیگا اور جماجم سے کچھ نہ لیگا یا جماجم سے کل لیگا اور اراضی سے کچھ نہ لیگا تو یہ صحیح نہین ہے بلکہ کل مال جماجم و اراضی پر بترتیب مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی مین ہے - اور اگر کسی ملک کے لوگ جنسے امام نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی ہے کہ جسکو وہ اپنے جماجم و اراضی سے ادا کرینگے سب مسلمان ہوگئے تو انکا خراج رؤس ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے و اللہ اعلم *فصل* اگر ذمیون نے جدید بیعون یا کنیسون کا بنانا چاہا یا مجوس نے آتشخانہ بنانا چاہا پس اگر انھون نے مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر یا فنائے شہر مین اُسکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھون نے سواد شہر اور دیہات مین اُسکا بنانا چاہا تو اسمین روایات مختلف ہین اور روایتون کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اسمین بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ مشائخ بلخ نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے مگر ایسے گانون مین جہان کے اکثر رہنے والے ذمی ہون منع نہ کیے جاوینگے اور مشائخ بخارا نے جنمین سے امام ابوبکر محمد بن الفضل بھی ہین فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ لوگ سواد شہر مین بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور زمین عرب مین شہرون و دیہاتون سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہدایہ مین ہے - اور جیسے جدید بیعہ و کنیسہ کا بنانا نہین روا ہے ایسے ہی جدید صومعہ کا بنانا بھی نہین روا ہے کہ جسمین تنہا ایک شخص انمین سے اپنے طریقہ پر عبادت کرے

[^١]: طرح دیجائیگی یعنی ساقط کر دیجائیگی – حاشیہ کا مطلب: بولتے ہین ۱۲

بخلاف اسکے اگر کسی نے اپنے گھر مین کوئی جگہ نماز کے واسطے بنائی کہ اُسمین نماز پڑھے تو اُس سے منع نہ کیا جائیگا یہ غایۃ البیان
مین ہی۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سواد شہر و دیہات مین جو بیعے و کنائس قدیمی بنے ہوئے ہون وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور
رہا شہرون مین سو امام محمد رح نے اجارات مین ذکر کیا ہی کہ شہر مین جو ہون وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور کتاب العشر و الخراج
مین ذکر کیا کہ مسلمانون کے شہرون مین جو ہون وہ ڈھائے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح
اجارات کی روایت ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر انکی بیعون مین سے یا کنیسون مین سے کوئی بیعہ یا کنیسہ قدیمی
منہدم ہوگیا تو انکو اختیار ہوگا کہ اسی مقام پر جیسا تھا ویسا ہی بنا لین اور اگر اُنھون نے کہا کہ ہم اسکو یہان سے تحویل کر کے
دوسری جگہ بنا دینگے تو انکو یہ اختیار نہوگا بلکہ اسی مقام پر اُسیقدر عمارت کا جیسا پہلے تھا بنا سکتے ہین اور پہلی عمارت سے زیادہ
کرنے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور واضح رہے کہ قدیمی سے یہ مراد ہی کہ جب امام اسلام نے انکے شہر کو
فتح کیا یا اُنسے مصالحہ کر لیا کہ جزیہ دیا کرین اور تابع اسلام ہو کر اپنے دین پر اپنے ملک پر قائم رہین اس سے پہلے کا بنا ہوا ہو
اور یہ شرط نہین ہی کہ لامحالا وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ مین موجود ہو یہ غایۃ البیان مین ہی۔
اور اگر انکا کوئی کنیسہ کسی گاؤن مین ہو پھر اس کنیسہ والون نے اسمین بہت عمارت بنالی پھر یہ گاؤن بھی منجملہ امصار کے
ہوگیا تو بنا بر روایت کتاب العشر کے انکو حکم دیا جائیگا کہ اسکو گرا دین اور بنا بر عامہ روایات کے انکو یہ حکم نہ کیا جائیگا اور
اسی طرح اگر انکا کوئی کنیسہ کسی شہر سے قریب ہو پھر اُنھون نے اسکے گرد عمارات بنانی شروع کین اور یہانتک بڑھین کہ یہ
موضع اس شہر سے متصل ہوگیا اور ایسا ہوگیا کہ گویا شہر کے محلون مین سے ایک محلہ ہی تو بھی انکو اس کنیسہ کے ڈھا دینے
کا حکم کیا جائیگا اور صحیح وہی حکم ہی جو عامہ روایات مین مذکور ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر اہل حرب کی کسی قوم نے
درخواست صلح اس شرط پر کی کہ ہم لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ اس شرط سے ہوتے ہین کہ اگر مسلمانون نے ہمارے ملک مین
کوئی شہر اپنے واسطے بنایا یا اختیار کیا تو ہمکو اسمین جدید بیعہ یا کنیسہ بنانے سے اور علانیہ شراب و سور فروخت کرنے سے
منع نہ کرین تو مسلمانون کو اس شرط پر اُنسے مصالحہ نہ کرنا چاہیے اور اگر اس شرط پر اُنسے صلح کر لی تو انکو اس صلح کے توڑنے
کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی قوم اہل حرب نے مسلمانون سے صلح کی بدین شرط کہ ہم اپنے جانون و اراضی
سے مسلمانون کے اہل ذمہ بدین شرط ہوتے ہین کہ ہم سے مسلمان لوگ یہ شرط کر لین کہ ہمارے ساتھ ہمارے گھرون و
گاؤن و قصبون و شہرون مین مقاسمہ کرین حالانکہ اسمین کنیسے و بیعے و آتشخانہ ہین اور انمین شراب و سور علانیہ فروخت کیجاتی
ہی اور علانیہ ماؤن و بیٹیون و بہنون سے نکاح کیا جاتا ہی۔ اور مجوس کا ذبیحہ و مردار علانیہ فروخت کیا جاتا ہی تو ایسی صلح
مین جو چھوٹا یا بڑا شہر کہ وہ مسلمانون کا شہر ہو جائیگا کہ اسمین نماز جمعہ قایم کیجائیگی اور حدود شرعی جاری کیے جاوینگے
تو ایسے شہر مین ان آدمیون کو ان سب امور کے اظہار سے ممانعت کیجائیگی اور انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسمین کوئی
جدید بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنا دین جو قبل صلح کے نہ تھا اور اسمین علانیہ شراب نہ بیچنے پاوینگے اور نہ سور اور نہ مردار اور
نہ مجوسیون کا ذبح کیا ہوا جانور۔ اور نیز یہ بھی اختیار نہوگا کہ اسمین علانیہ ماؤن و دیگر محارم عورتون کے ساتھ نکاح ظاہر
کرین اور اسکے لیے کچھ بھی روانہ ہوگا الاخصلت واحدہ۔ اور کنائس و بیعے و آتشخانہ جو کہ اس مقام کے شہر اسلام ہو جانے
سے پہلے کے تھے وہ اسی حال پر چھوڑ دیے جاوینگے جسطرح شہر اسلام ہو جانے سے پہلے اہل ذمہ وہان کیا کرتے تھے
ولیکن یہ لوگ اپنی صلیبین اپنے کنائس سے باہر نہ نکالینگے۔ اور اگر اسکے ایسے کنیسون مین سے کوئی کنیسہ منہدم ہو گیا

تو اسکو ویسا ہی بنا لینگے جیسا وہ پہلے تھا اور اگر اُنھون نے کہا کہ ہم اسکو یہان سے تحویل کر کے شہر مین دوسرے مقام پر بناوینگے تو انکو یہ اختیار رہیگا۔ اور اگر امام کسی قوم اہل حرب پر غالب آیا پھر اسکو مصلحت معلوم ہوا کہ انکو ذمی بنا کر اپنا اور انکی اراضی پر خراج باندھے اور اس ملک کو غانمین کے درمیان تقسیم نہ کرے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ والون کے ساتھ کیا تھا تو یہ جائز ہے پس جب ایسا کیا تو یہ لوگ ذمی ہو جاوینگے اور منع نہ کیے جاوینگے کنیسہ بنانے سے اور نہ بیعہ بنانے سے اور نہ آتشخانہ بنانے سے اور نہ بیع خمر سے اور نہ بیع خنزیر سے اور نہ اظہار ان تمام افعال سے جو ہنود کی ملت کے بیان کیے ہین یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر امام نے بلاد اہل شرک مین سے کوئی شہر قہر و غلبہ سے فتح کیا پھر ان لوگون سے اس شرط پر صلح کی کہ انکو ذمی بناوے حالانکہ اس سرزمین مین قدیمی بیعے و کنائس و آتشخانہ ہین یا اہل شرک کے گاؤن مین سے کوئی گاؤن ایسا ہے پھر یہ گاؤن مسلمانون کے شہرون مین سے ایسا شہر ہو گیا کہ اسمین نماز جمعہ قائم کیجاتی ہے اور حدود شرعی جاری ہین تو امام ان اہل ذمہ کو ان کنیسون و بیعون مین اپنی ملت کی نماز پڑھنے سے ممانعت کر دیگا اور انکو حکم کریگا کہ ان مکانون کو اپنے رہنے کے گھر بنا لین کہ انمین رہا کرین اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ انکو منہدم کر دے۔ اور اگر اہل حرب مین سے کسی قوم نے ذمی ہو جانے پر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے ذمی ہو جانے کے بعد ہم اپنے دیہاتون یا شہر مین کنیسے بیعے و آتشخانہ بناوینگے پھر بعد صلح کے ایسا موضع جہان اُنھون نے بنایا ہے مسلمانون کے شہرون مین سے ایک شہر ہو گیا تو مسلمانون کو روا نہین ہے کہ اسمین سے کچھ ڈھاوین اور یہ حکم بنابر ظاہر روایت کے ہے اور بنابر روایت کتاب العشر والخراج کے مسلمانون کو اسکے ڈھا دینے کا اختیار ہے۔ اور اسی طرح اگر انکے شہرون مین سے کوئی شہر مسلمانون کے واسطے ایسا شہر ہو گیا کہ اسمین جمعہ قائم کیا جاتا ہے اور حدود شرعی جاری ہین پھر مسلمانون نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے مقام پر چلے گئے اور یہان کوئی مسلمان نہ رہا سوائے پانچ سات مسلمانون کے یعنی بہت کم پھر اہل ذمہ نے از سر نو اسمین کنیسے بنائے پھر مسلمانون نے اپنی مصلحت دیکھکر عود کیا اور اسی شہر مین آکر رہے اور یہ شہر ایسا ہو گیا کہ اسمین نماز جمعہ و عیدین قائم کیجاتی ہے اور حدود شرعی جاری ہین تو جو کنائس اُنھون نے جدید بنا لیے تھے وہ ہدم نہ کیے جاوینگے۔ اور شیخ رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا کہ اسی طرح اگر اس شہر کے مسلمانون کا شہر ہو جانے کے بعد اہل ذمہ نے اسمین کوئی جدید کنیسہ بنا لیا اور مسلمانون نے اسکو منہدم نہ کیا یہانتک کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر مصلحت سمجھکر مسلمان لوگ اسمین عود کر کے چلے آئے اور وہ مسلمانون کا شہر ہو گیا تو بھی کنیسہاے مذکور ہدم نہ کیے جاوینگے اور جو شہر ایسا ہو کہ وہ مسلمانون کا شہر بنایا ہوا ہے اور قبل اسکے شہر بنانے کے اسمین بیعے و کنیسے تھے پھر مسلمانون نے چاہا کہ ذمیون کو انمین نماز پڑھنے سے منع کرین پس ذمیون نے کہا کہ ہم لوگ ایسی قوم اہل ذمہ ہین کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے بلاد پر صلح کر لی ہے پس تمکو یہ روا نہین ہے کہ ہمکو ان کنیسون مین نماز پڑھنے سے منع کرو اور مسلمانون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم نے تمھارے ملک کو بزور شمشیر غلبہ کر کے فتح کیا ہے پس ہم نے تمکو اہل ذمہ کر دیا پس ہمکو روا ہے کہ ہم تمکو ان کنائس مین نماز پڑھنے سے منع کرین پس یہ مقدمہ اس امام کے حضور مین پیش کیا گیا جو اسوقت مین امام ہے اور اس ملک کے فتح کا زمانہ دراز گذرا ہے اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ ابتدا مین یہ بات کیونکر ہوئی تھی تو امام موصوف دریافت کرا دیگا کہ فقہا و اہل خبر کے پاس اس باب مین کوئی اثر ہے پس اگر فقیہون نے کوئی خبر بیان کی تو اسکو لیکر اسکے موافق کاربند ہوگا اور اگر فقیہون کے پاس کوئی خبر نہ ہو یا اخبار مختلفہ ہون تو امام اس دیار کو بطریق صلح فتح کیا ہوا قرار دیگا اور قول انہین اہل ذمہ کا قبول کریگا مگر اُنسے قسم لیگا اور اگر ایک شہر مین

سلہ ڈھا دینا و گرانا
یعنی بستہ ذمیان کیونکہ [illegible]

بیان ہوا کہ یہ صلح سے فتح ہوا ہی اور دوسری خبر مین مذکور ہی کہ یہ قہر و غلبہ سے فتح ہوا ہی تو بھی قول اہل ذمہ مقبول ہوگا
اور اگر کسی قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت یعنی گواہی دی کہ اس دیار والون سے صلح کرکے فتح کیا گیا ہی اور
دوسری قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت دی کہ یہ دیار قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہی تو قہر و غلبہ سے فتح کیے جانے
کی گواہی اولی یعنی مقبول ہوگی۔ اور اگر کوئی اثر کسی ثقہ سے روایت کیا ہوا ملا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہی اور شہادت پر شہادت
گذری کہ یہ دیار صلح سے فتح کیا گیا ہی تو جو امر اس گواہی مین مذکور ہی وہی حق یعنی وہی مقبول ہوگا لیکن اس شرط سے
کہ گواہان اصل و گواہان فرع ہر دو فریق مسلمان ہون۔ اور اگر اثر کسی ثقہ سے روایت کیا گیا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہی
اور شہادت پر شہادت گذری کہ قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہی تو بھی گواہی مذکور مقبول ہوگی بلکہ اس صورت مین عام ہی
خواہ گواہ لوگ مسلمانون مین سے ہون یا ذمیون مین سے ہون یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ سزاوار ہی کہ کوئی ذمی اسکے
اختیار پر نہ چھوڑ دیا جاوے کہ وہ مسلمانون سے مشابہت پیدا کرے یعنی ذمی مسلمان سے مشابہت نہ کرنے پاوے
نہ لباس مین اور نہ سواری مین اور نہ وضع و ہیات مین۔ اور ذمیون کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا جاوے
الا اسوقت سوار ہونے پاوین کہ اسکی حاجت ہووے کذا فی المحیط پھر جب اہل ذمہ بسبب ضرورت کے سوار ہونے لگے
مثلاً امام کو محاربہ اور مسلمانون سے برائی دور کرنے مین انکی مدد کی حاجت ہوئی پس سوار ہوکر دشمن سے لڑنے
کو گئے تو چاہیے کہ جہان مسلمانون کا مجمع ہووے وہان سواری سے اتر پڑین پھر اگر ضرورت برابر باقی رہے تو انکو حکم کیا
جاوے کہ اکاف کی ہیات کی زین بنواوین کذا فی الکافی قال المترجم اکاف بالان خر کذا قالوا اور خچر پر سوار ہونے سے منع
نہ کیے جاوینگے اور نیز گدھے کی سواری سے بھی منع نہ کیے جاوین ولیکن اس سے ممانعت کیجاوے کہ مسلمانون کے زین کے
طور کی زین بناوین اور چاہیے کہ انکے قربوس زین پر مثل انار کے ہو اور شیخ ابو جعفر نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ انکی قربوس زین
مثل مقدم اکاف کے جو مثل انار کے ہوتا ہی ہونی چاہیے ہی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ انکی زین مثل مسلمانون کی زین
کے ہو لیکن اسکے آگے کی طرف ایک چیز مثل انار کے بنی ہووے ولیکن قول اول صحیح ہی اور منع کیے جاوین چادر پہننے اور عمامہ
اور دراعہ پہننے سے جسکو علماے دین پہنتے ہین اور چاہیے کہ وے لوگ کلاہہاے مضربہ اوڑھین اور اسیطرح اس سے
منع کیے جاوین کہ انکی نعلین کی شراک مثل شراک مسلمانون کی نعلین کے ہون اور ہمارے دیار مین مرد لوگ نعلین نہین
پہنتے ہین بلکہ مکاعب پہنتے ہین پس واجب ہی کہ انکے مکاعب مثل ہمارے مکاعب کے نہون بلکہ اسکے خلاف ہون
اور چاہیے کہ کچھ کھر کھرے موٹے بدرنگ ہون اور زینت دار نہون۔ اور نیز چاہیے کہ وہ تنگ پکڑے جاوین تاکہ انہین
سے ہر شخص موٹے ڈورے کے مثل بناکر اپنی کمر مین باندھے رہے اور چاہیے کہ یہ لیطر یا صوف سے ہو ابریشم سے نہو اور
چاہیے کہ گندہ غلیظ ہو ایسا رقیق نہ ہو کہ بدون نگاہ گڑونے کے اسپر نظر نہ پڑے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ چاہیے کہ اسکو
اپنی کمر مین گرہ دیکر باندھے اور اسکے واسطے حلقہ نہ بناوے جیسے مسلمان پیٹی باندھتا ہی بلکہ داہین بائین اسکے چھور
لٹکائے رہے۔ اور نیز موزہ ہاے زینت دار نہ پہننے پاوینگے اور چاہیے کہ انکے موزے کھر کھرے موٹے بدرنگ
ہون اور اسی طرح وہ لوگ قباہاے زینت دار و قمیصہاے زینت دار نہ پہنتے پاوین بلکہ کرباس کی موٹی قبائین جنکے تکمے
لمبے لانبے اور دامن کوتاہ ہون پہنین اور اسی طرح کرباس کی موٹی قمیص جنکے گلے کے چاک سینہ پر ہون مثل
عورتون کے ایسی قمیصین پہنتے پاوینگے۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب مسلمانون نے اپنے زور شمشیر غلبہ پایا ہووے

اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزون پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاوینگے پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ ایسی صورت مین ہمارے اور انکے درمیان مخالفت وضع فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہی یا دو علامتون یا تین علامتون سے اور حاکم امام ابو محمد رح فرماتے تھے کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر انکو ذمہ دیا ہی تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جاوینگی۔ اور اگر کسی ملک کو بزور شمشیر غلبہ و قہر سے فتح کیا تو امام کو اختیار ہوگا کہ ان پر بہت سی علامات مذکورہ لازم کردے یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور واجب ہی کہ انکی عورتون سے بھی مسلمان عورتون سے تمیز کردی جاوے راہ چلنے کی حالت اور حمامون مین داخل ہونے کی حالت مین چنانچہ اس غرض سے انکی عورتون کی گردنون مین لوہے کے طوق ڈالوائے جاوین اور مسلمان عورتون کی ازار سے انکی ازار مخالف رہے۔ اور انکے گھرون کے دروازون وغیرہ پر ایسے علامات مقرر کردیے جاوین جنسے مسلمانون کے گھرون سے تمیز ہو جاوے تاکہ یہ نہو کہ انکے دروازون پر سائل کھڑا ہو کر انکے واسطے مغفرت کی دعا کرے پس حاصل یہ ہی کہ ایسے امور سے انکی تمیز کردینی واجب ہی کہ وہان کے لوگون مین یہ امور بحسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کرین تا انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشعار ہو جاوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اگر کسی ذمی نے کسی مسلمان سے بیعہ کا رستہ پوچھا تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو بیعہ کی راہ بتاوے اسواسطے کہ یہ معصیت پر راہ بتلانی ہوگی۔ اگر کسی مسلمان کا باپ یا مان ذمی ہو تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو گھر سے بیعہ کو پہونچا دے اور یہ روا ہی کہ اسکو بیعہ سے ہاتھ پکڑ کر گھر پہونچا دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور ذمی لوگ ہتھیار نہ اٹھانے پاوینگے اور جب رستہ مین چلین تو مسلمان لوگ متفق ہو کر اسطرح چلین کہ ذمی راستہ مین تنگی پکڑ کر چلین اور کوئی مسلمان انسے سلام کرنے مین پہل نہ کرے ہان اگر وہ لوگ پہلے سلام کرین تو جواب مین فقط علیکم کہے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ذمیون کے غلام اسواسطے تنگ نہ پکڑے جاوینگے کہ زنار باندھین اور یہی مختار ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اور نصرانی کو اختیار نہین ہی کہ اپنے گھر مین مسلمانون کے شہر مین ناقوس بجاوے اور اختیار نہین ہی کہ نصرانیون کو اپنے گھر مین نماز کے واسطے جمع کرے ہان اسکو یہ اختیار ہی کہ خود تنہا نماز پڑھ لے اور نصرانیون کو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنے کنیسون سے صلیبین وغیرہ نکالین اور اگر انھون نے زبور یا انجیل پڑھنے مین اپنی آواز بلند کی پس اگر انمین اظہار شرک ہو تو اس سے منع کیے جاوینگے اور اگر اس سے اظہار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کیجائیگی اور مسلمانون کی بازارون مین انکے پڑھنے سے منع کردیے جاوینگے اور اسی طرح اسلام کے شہر و فناے شہر مین شراب و سور کے فروخت کرنے اور شراب و سور ظاہر کرنے سے منع کیے جاوینگے اور اگر فناے شہر سے دور ہو گئے تو وہان صلیب نکالنے و ناقوس بجانے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور یہ وہ موضع مین جو شہرہاے اسلام سے نہو وہان ایسے امور سے منع نہ کیے جاوینگے اگرچہ اس مقام مین گنتی کے چند مسلمان رہا کرتے ہون ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا ہی۔ اور بہت سے ائمہ بلخ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمد رح نے نظر بخصوص دیہات کوفہ فرمایا ہی اسواسطے کہ وہان ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی و روافض ہین اور ہمارے دیار کے دیہاتون مین بھی اہل ذمہ ایسے امور سے منع کیے جاوینگے جیسے شہرون مین منع کیے جاتے ہین۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دیہات مین ایسے امور کے اظہار و احداث سے کسی حال مین منع نہ کیے جاوینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور تحفہ خواہرزادہ مین فرمایا کہ اگر اہل ذمہ نے مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین یا مسلمانون کے گاؤن مین سے کسی گاؤن مین ایسا کوئی امر کیا جسپر صلح نہین کی ہی یعنے داخل صلح نہین ہی مثل زنا و فواحش و مزامیر و طبل و راگ و لہو اور نوحہ سے رونا اور کبوتر بازی وغیرہ

اس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور تجرید مین لکھا ہو کہ مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انکے یہان انکے مکانون مین اُترین اور نہ چاہیے کہ انکے گھرون واراضی مین سے کوئی چیز لیوین الا انکی جانب سے تملیک کے ساتھ یعنی جب وہ لوگ بخوشی اجازت دین و مالک کردین تو لے سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر مسلمانون نے اراضی موات مین جسکا کوئی مالک نہین ہو کسی شہر کی بنیاد ڈالی اور اس اراضی کے قریب مین اہل ذمہ کے گانون ہین پھر شہر مذکور بہت بڑھ گیا یعنی آبادی بہت بڑھی یہانتک کہ ان گانون تک پہونچ گئی اُنسے متجاوز ہوگئی تو یہ دیہات اس شہر مین سے ہوجاوینگے کیونکہ شہر نے انکے اطراف سے انکو گھیر لیا ہو پھر اگر ان ذمیون کے قدیمی بیعے وکنائس ان دیہاتون مین ہون تو وہ اپنے حال پر چھوڑدیے جاوینگے اور اگر مسلمانون کے شہر ہوجانے کے بعد انھون نے ان دیہاتون مین جو شہر مین سے ہوگئے ہین کوئی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ جدید بنانا چاہا تو اس سے منع کردیے جاوینگے۔ شہر ہاے اسلام مین سے جو شہر ایسا ہو کہ اسمین نماز جمعہ ہوتی ہو اور حدود شرعی قائم ہون وہان کسی مسلمان یا ذمی کو نہ چاہیے کہ علانیہ شراب یا سور داخل کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایسے شہر مین شراب یا سور داخل کی اور کہا کہ مین اس شہر سے ہوکر جاتا تھا اور شراب کو مین سرکہ بنانے کو لیے جاتا ہون یا کہا کہ یہ میری نہین ہو بلکہ دوسرے کی ہو اور یہ نہ بتلایا کہ کسکی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ شخص مرد متدین ہو کہ اسپر شراب خواری کا شبہہ واتہام نہو تو اسکی راہ چھوڑدی جائیگی اور حکم دیا جائیگا کہ اسکو سرکہ کردے اور اگر مرد مذکور شراب خواری مین متہم ہو یعنی اُسپر شبہہ ہو تو اُسکی شراب بہادی جائیگی اور اُسکے سور ذبح کرکے آگ سے جلادیے جاوینگے۔ اور اگر امام نے دیکھا کہ بغیر تعزیر کے باز نہ آویگا اور قصد کیا کہ اسکو کوڑے مارکر قید کرکے تعزیر دیجاوے یہانتک کہ اسکی توبہ ظاہر ہو تو ایسا کرسکتا ہو اور اگر اُسنے فقط کوڑے مارنے یا قید کرنے پر اقتصار کیا تو یہ بھی کرسکتا ہو مگر اسکو یہ نہ چاہیے کہ جس مشک یا کپے یا ظرف دیگر مین شراب تھی اسکو پھاڑ ڈالے یا توڑ ڈالے اور اگر اس مشک وغیرہ کو پھاڑ ڈالا یا ظرف کو توڑ ڈالا تو اُسکا ضامن ہوگا۔ ہان اگر امام نے مصلحت دیکھی کہ یہ بات اس شخص کے حق مین عقوبت کے طور پر کرے پس خود کیا یا کسی دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیا پس اُسنے کیا تو ضمان لازم نہ ہوگی۔ اور اگر امام نے شراب کی مشک یا برتن اور وہ جانور جسپر یہ لدے تھے پکڑکر اس سب کو فروخت کردیا تو بیع باطل ہو۔ اور اگر شہر ہاے اسلام سے کسی شہر کے اندر شراب لانے والا کوئی ذمی ہو پس اگر یہ شخص جاہل ہو تو امام اُسکی متاع اُسکو واپس کرکے اُسکو شہر سے نکال دیگا اور اسکو آگاہ کردیگا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی تو تجھکو سزا دونگا۔ اور جاہل ہونے سے یہ مراد ہو کہ ذمی مذکور یہ نہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا نہین چاہیے ہو یعنی شراب ایسے شہر کے اندر نہین لانا چاہیے ہو۔ اور اگر ذمی مذکور نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو امام موصوف اسکی شراب نہین بہادیگا اور نہ اسکے سوا اورون کو قتل کریگا لیکن اگر یہ مصلحت معلوم ہوا کہ اُسکو تادیباً سزا دے خواہ کوڑے مارنے یا قید کرنے سے تو ایسا کرسکتا ہو اور اگر کسی مسلمان نے اُسکو تلف کردیا تو وہ ضامن ہوگا لیکن جو شخص امام ہو اگر اُسکا مذہب یہ ہو کہ ایسے بے ادب ذمی کے ساتھ بطریق عقوبت ایسا کرنا جائز ہو پس اُسنے خود کیا یا دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیدیا تو ایسی صورت مین اُسپر ضمان نہوگی۔ اور اگر ذمیون مین سے کوئی شخص کشتی مین شراب لادکر مثل دجلہ و بغداد وغیرہ دریا مین وارد ہوا اور دریا کی راہ مین اُسکو لیے ہوئے بغداد یا مدائن یا واسط کے اندر ہوکر گذرا تو اُس سے منع نہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر شہر اسلام کے اندر راہ سے شراب لیکر گذرنا چاہا اور حال یہ ہو کہ سوا اس راہ کے دوسرا راستہ نہین ہو تو بھی ممانعت نہ کیجائیگی امام کو چاہیے کہ انکے ساتھ کوئی مرد امین بھیجے تاکہ مسلمانان مین سے کوئی اُنسے تعرض نہ کرے اور تاکہ یہ لوگ مسلمانون کے مسکنون مین

سے کسی مسکن میں جہان کے مسلمان شرابخواری سے متہم ہین داخل نہ کرنے پاوین - اور اگر ذمیون نے اپنے گانون مین سے کسی گانون یا اپنے شہرون مین سے کسی شہر مین فسق و فجور کی ایسی باتون مین سے جسپر مصلح واقع نہین ہوئی ہی کوئی بات اظہار کرنی اور علانیہ کرنی چاہی مثل زنا وغیرہ فواحش کے جنکو اپنے دین کے موافق حرام جانتے ہین تو وہ لوگ اُس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور اسی طرح سکر سے بھی منع کیے جاوینگے اسواسطے کہ وہ اسکو حلال نہین جانتے ہین بلکہ اصل شرابخواری کو حلال جانتے ہین اور اسی طرح علانیہ اظہار سے مزامیر و طنبورہ لہو وغیرہ فروخت کرنے سے منع کیے جاوینگے اور جسنے انہین سے کوئی چیز توڑ ڈالی تو اُسپر ضمان ہوگی جیسے مسلمان کی ایسی کوئی چیز توڑ ڈالنے سے ضمان نہین ہوتی ہی اور یہ بنابر قول صاحبین کے ہی اور بنابر قول امام اعظم رح کے توڑنے والا اُسکی قیمت کا بدین حساب کہ یہ تراشیدہ و خراشیدہ لکڑی ہی ضامن ہوگا اور لہو کے واسطے ہونے کے حساب سے جو قیمت ہی اسکا ضامن نہوگا جیسے مسلمان کی ایسی چیز توڑ ڈالنے کی صورت مین حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کسی مسلمان کی جورو ذمیہ عورت ہو تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکو شراب پینے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ اُسکے نزدیک حلال ہی ہان اسکو یہ اختیار ہی کہ اپنے مکان مین اسکو شراب لانے سے منع کرے اور اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ عورت مذکورہ پر غسل جنابت کے واسطے جبر کرے اسواسطے کہ یہ اُسپر واجب نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور کتاب العشر والخراج مین فرمایا کہ انہین سے کسیکو نہ چھوڑا جائیگا کہ مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین کوئی گھر یا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہ بھی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام مین رہنے پاوے اور اسی روایت کو حسن بن زیاد نے اختیار کیا ہی اور بنابر عامہ کتب کے روایات کے انکو دارالاسلام مین رہنے کی گنجائش دیجائیگی سوائے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہان انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحیط اور شیخ شمس الائمہ حلوائی فرماتے تھے کہ بنابر روایت عامہ کتب کے اُنکے رہنے پانے کا حکم جب ہی ہی کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہون کہ انکے یہان رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانون کی کوئی جماعت بمقابلہ انکے قلیل نہ سمجھی جاوے اور اگر کثرت سے ذمیون نے سکونت شہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہی اور مصالح خراج مین خلل پڑتا ہی یا انکی وجہ سے مسلمانون کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہی تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانون کے درمیان نہ رہین اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف جاکر رہو جہان مسلمانون کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسف رح سے امالی مین محفوظ ہی - اور اگر ایسے شہرون مین سے کسی شہر مین ان لوگون نے گھر خریدے پھر چاہا کہ ان گھرون مین سے کسی کو بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنادین کہ اپنی عبادت کے واسطے وہان جمع ہوا کرین تو انکو اس سے ممانعت کیجائیگی - اور اگر انھون نے مسلمانون سے اس کام کے واسطے کوئی گھر یا کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق مین مکروہ ہی کہ انکو اجارہ پر دیوے - اور اگر مسلمانون نے انکو گھر یا حویلی اجارہ پر دی تاکہ اسمین اُتریں پھر انھون نے اس مکان مین ایسی کوئی بات ظاہر کی کہ جو ہمنے ذکر کی ہی تو مالک مکان اور غیر مالک مکان سب کو اختیار ہی کہ انکو اس سے منع کرین اور عقد اجارہ فسخ نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر ذمیون مین سے کسی نے ادائے جزیہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی سے یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد ذمہ نہین ٹوٹیگا - اور اگر قبول جزیہ سے انکار کیا تو اُسنے اپنا عہد توڑا - اور ذمی کا عہد جب ہی ٹوٹیگا کہ جب وہ دارالحرب مین جا ملے - یا کسی گانون مین کسی مقام پر یا کسی قلعہ یا گڈھی مین یہ لوگ غلبہ کرکے مسلمانون سے قتال کرین چنانچہ جب ایسا کرینگے تو بالکل عہد ذمہ ٹوٹ جائیگا اور جب عہد ٹوٹ گیا تو اُسکا حکم مثل مرتد کے ہی یعنی جو اسلام سے پھر گیا

اور اسکے معنی یہ ہین کہ جب وہ دار الحرب مین جا ملا تو جا ملنے کا حکم ہونے سے اسکی موت کا حکم ہوگا یعنی گویا وہ حکماً مرگیا اور اگر اُسنے توبہ کی تو اسکی توبہ قبول کیجائیگی اور اُسکا عہد ذمہ پھر عود کریگا - اور ذمی کے عہد توڑنے سے اسکی زوجات کی امان باطل نہ ہوگی مگر اسکی ذمیہ جورو جسکو وہ دار الاسلام مین چھوڑ گیا ہی اُس سے وہ بائنہ ہو جائیگی اور اسپر اجماع ہی اور اُسکا مال اسکے وارثون کے درمیان تقسیم کردیا جائیگا - اور نیز ذمی مذکور عہد توڑ کر جو مال اپنے ساتھ دار الحرب مین لے گیا ہی اُسمین بھی اُسکا حکم مثل مرتد کے ہی اور اگر اِس دار الحرب پر مسلمانون نے غلبہ پایا تو ذمی تمام مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا اور اگر وہ دار الحرب مین جا ملا پھر دار الاسلام مین واپس آکر یہان سے اپنا مال لیکر اُسکو دار الحرب مین لیگیا پھر اُس دار الحرب پر اسلام غالب آیا تو اِس ذمی مذکور کے وارث اس مال کے جسکو ذمی مذکور لوٹ کر لے گیا ہی غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مفت حقدار ہین اور بعد تقسیم کے قیمت دیکر لے سکتے ہین اور اگر ذمی مذکور قید کیا گیا تو وہ رقیق بنایا جائیگا بخلاف مرتد کے کہ اگر اسلام سے پھر کر دار الحرب مین جا ملا پھر دار مذکور پر مسلمانون نے غلبہ پایا اور مرتد مذکور قید کیا گیا تو قتل کردیا جائیگا بشرطیکہ مسلمان نہ ہوجاوے - اور اسی طرح اگر ذمی مذکور بعد عہد توڑنے کے واپس آیا یا قید کیا گیا تو اسپر جزیہ مقرر کرنا روا ہی بخلاف مرتد کے کہ اس سے سواے اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا کذا فی فتح القدیر

نوان باب مرتدون کے احکام کے بیان مین - مرتد عرف مین اُسی کو کہتے ہین جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو یہ نہر الفائق مین ہی - اور مرتد ہونے کا حکم یہ ہی کہ بعد وجود ایمان کے کلمۂ کفر اپنی زبان پر جاری کرے - اور ردت صحیح ہونے کی شرطون مین سے یہ ہی کہ عاقل ہو پس مجنون کا مرتد ہونا نہین صحیح ہی اور نہ ایسے طفل کا جو عقل نہین رکھتا ہی مگر جو مجنون ایسا ہو کہ کبھی صحیح ہو جاتا ہو اور کبھی مجنون تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے حالت افاقہ مین ارتداد کیا ہی تو صحیح ہی اور اگر حالت جنون مین مرتد ہوا ہی تو نہین صحیح ہی - اور اسی طرح جو شخص نشہ مین ایسا چور ہی کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہی تو اُسکا ارتداد بھی نہین صحیح ہی - اور بالغ ہونا صحت ارتداد کے واسطے شرط نہین ہی - اور نیز مذکر ہونا بھی صحت ارتداد کے واسطے شرط نہین ہی اور طوع صحت ارتداد کے واسطے شرط ہی یعنی خوشی خاطر سے ہو پس جو شخص باکراہ مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا اُسکا ارتداد نہین صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور جو طفل کہ سمجھدار ہی وہ ہر ایسا لڑکا جو یہ جانتا ہو کہ اسلام سبب نجات دوزخ ہی اور حرام و ناپاک کو پاک حلال سے تمیز کرتا ہو اور شیرین کو تلخ سے تمیز کرتا ہو یہ سراج وہاج مین ہی - اور فتاواے قاری ہدایہ مین اسکی تقدیر یہ کہ جب ایسا سمجھدار ہو جاوے یہ بیان کی ہی کہ سات برس کا ہو جاوے یہ نہر الفائق مین ہی - اور جسکو مرض برسام لاحق ہوا یا ایسی کوئی چیز کھلا دی گئی کہ عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگا پس مرتد ہوگیا تو یہ ارتداد نہوگا اور اسی طرح اگر معتوہ ہو یا موسوس یا کسی وجہ سے اُسکی عقل مغلوب ہوگئی ہو تو اُسکا بھی یہی حال ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور جب مسلمان اسلام سے پھر گیا نعوذ باللہ منہ تو اسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسکو کوئی شبہہ پیش ہووے کہ اسکو اُسنے ظاہر کیا تو وہ شبہہ صاف صاف کھول کر دور کیا جاوے ولیکن بنابر قول مشائخ کے یہ جاننا چاہیے کہ اسپر اسلام پیش کرنا واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور وہ تین روز تک قید خانہ مین محبوس رکھا جائیگا پس اگر اُسمین مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ قتل کردیا جائیگا اور یہ بھی اسوقت ہی کہ اُسنے کچھ مہلت مانگی ہو اور اگر اُسنے مہلت طلب نہ کی تو اُسی وقت قتل کردیا جائیگا اور اس حکم مین غلام و آزاد کے درمیان کچھ فرق نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی - اور اسکے مسلمان ہونے کی یہ صورت ہی کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور سواے اسلام کے باقی تمام دینون سے بیزاری کرے

اگر اس دین سے جسکی طرف منتقل ہوا ہی بیزاری کی تو بھی کافی ہی یہ محیط مین ہی - اور ناطقی نے حسن کی کتاب الارتداد سے اجناس مین نقل کیا ہی کہ اگر مرتد نے توبہ کی اور اسلام کی طرف عود کیا پھر کافر ہوگیا یہانتک کہ اُسنے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور ہر بار امام سے مہلت مانگی تو امام اُسکو تین روز کی مہلت دیگا پھر اگر چوتھی بار اُسنے کفر کی طرف عود کیا پھر مہلت کی درخواست کی تو امام اسکو مہلت نہ دیگا چنانچہ اگر مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ اُسکو قتل کردیگا اور شیخ کرخی نے اپنے مختصر مین فرمایا کہ اگر تیسری بار کے بعد بھی اسلام سے پھر گیا اور امام کے پاس لایا گیا تو بھی اُس سے توبہ کرنے کو کہیگا پس اگر اُسنے توبہ نہ کی تو اسکو قتل کردیگا اور اسکو مہلت نہ دیگا - اور اگر توبہ کی تو اسکو تکلیف دہ مار ماریگا مگر اسقدر نہ ہوگی کہ حد شرعی کے درجہ تک پہونچ جاوے پھر اسکو قید کریگا اور قیدخانہ سے نہین نکالیگا یہانتک کہ اُسپر توبہ کی عاجزی کے آثار ظاہر ہون اور اُسکے ظاہر حال سے ایسے شخص کا سا حال ظاہر ہو کہ جو اخلاص سے کام کرتا ہی پھر جب اُسنے ایسا کیا تو اُسکی راہ چھوڑ دیجائیگی پھر جب ایسا کیا پھر اُسنے ارتداد اختیار کیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہانتک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے اور قتل نہ کیا جائیگا الا یہ کہ اسلام لانے سے انکار کرے اور شیخ ابوالحسن کرخی نے فرمایا کہ یہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہی کہ مرتد سے ہمیشہ توبہ کرنے کو کہا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر قبل اُسکے کہ اُسپر اسلام پیش کیا جاوے کسی نے اسکو قتل کردیا یا اُسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور چونکہ کراہت تنزیہی ہی پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ قاتل یا قاطع پر ضمان واجب نہوگی لیکن اگر اُسنے بغیر اجازت امام کے ایسا کیا ہی تو اُسکے اس فعل پر اُسکو تادیب دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر طفل مرتد ہوا حالانکہ وہ سمجھدار ہی تو اسکا مرتد ہونا امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ارتداد ہی یعنی معتبر و صحیح ہی کہ اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا مگر وہ قتل نہ کیا جائیگا - یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر طفل قریب بہ بلوغ جسکو مراہق کہتے ہین مرتد ہوا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور مرتدہ عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ قیدخانہ مین محبوس رکھی جائیگی اور ہر تین روز مین ایکبار اُسپر مار پڑیگی تاکہ اسلام لاوے لیکن اگر کسی نے اسکو قتل کردیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسمین شبہ ہی کہ قاتل پر بالیقین قصاص وغیرہ واجب ہوگا کہ نہین یا مرتدہ عدم قتل مین مستثنیٰ ہی - باندی مرتدہ پر اسلام کے واسطے جبر کرنے کا کام اُسکے مولی کو دیا جائیگا کیونکہ اسمین دونون حق جمع ہوتے جاتے ہین بایں طور کہ مولے کا مکان اس مرتدہ کے واسطے قیدخانہ کردیا جاوے اور اسلام لانے کے واسطے اسکو تادیبًا مار دینا اُسکے مولے کو سونپ دیا جاوے اور باوجود اسکے مولا اسکو اُس سے اپنی خدمت بھی لیا کریگا اور اصل مین ذکر فرمایا کہ باندی مرتدہ اسطرح پر اپنے مولے کو جبھی دیجائیگی کہ مولی کو اُسکی خدمت وغیرہ کی حاجت ہو اور صحیح یہ ہی کہ مرتدہ مذکورہ اُسکے مولے کو سپرد کی جائیگی خواہ مولے کو حاجت ہو یا نہ ہو خواہ وہ درخواست کرے یا نہ کرے یہ تبیین مین ہی - مگر واضح رہے کہ اسکا مولے اس سے وطی نہ کریگا - اور عورت صغیرہ جو سمجھدار ہو وہ مثل بالغہ کے ہی اور خنثی مشکل مثل عورت کے ہی یہ بحرالرائق مین ہی - اور حرہ مرتدہ جبتک دارالاسلام مین موجود ہی تبتک گرفتار کرکے رقیقہ نہین بنائی جائیگی اور اگر وہ دارالحرب مین جا ملی پھر وہان سے گرفتار کرکے لائی گئی تو رقیقہ بنائی جاویگی - اور امام اعظم رح سے نوادر مین یہ روایت بھی ہی کہ وہ دارالاسلام مین بھی رقیقہ بنائی جائیگی - بعض مشائخ نے کہا کہ اگر اس روایت کے موافق ایسی مرتدہ باندی کے حق مین فتوے دیدیا جاوے جسکا شوہر موجود ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور چاہیے کہ اسکا شوہر اسکو امام سے رقیق بنوا لے یا امام اس مرتدہ مذکورہ کو اسکے شوہر کو ہبہ کردے بشرطیکہ وہ مصرف ہو یعنی ایسا ہو کہ

سلہ وہ شخص جس مین آدمی اور عورت ہونے کی علامات دونون [illegible]

اسکو بیت المال سے مل سکتا ہو پس وہ اس باندی مرتدہ کا مالک ہو جائیگا اور ایسی حالت مین وہی اسکے قید کرنے اور مارنے کا متولی ہوگا تاکہ اسلام لاوے یہ فتح القدیر مین ہو۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہو کہ اگر مرتد نے ردت سے یعنی مرتد ہو جانے سے انکار کیا کہ مین مرتد نہین ہوا ہون اور توحید باری عز اسمہ کا اور شناخت حضرت رسول اللہ صلعم کی رسالت کا اور دین اسلام کی حقیقت کا اقرار کیا تو یہ امر اسکی جانب سے توبہ قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور مرتد کی ارتداد سے اسکی ملک اسکے مال سے بزوال موقوف زائل ہو جاتی ہو یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اسکی ملکیت کا حکم عود کریگا اور اگر مر گیا یا حالت ردت مین قتل کیا گیا تو اسکی حالت اسلام کی کمائی کا اسکا مسلمان وارث بعد ادائی اسکے قرضہ اسلام کے میراث پاویگا اور جو کچھ اسنے حالت ارتداد مین کمایا ہو وہ اسکی ردت کا قرضہ دینے کے بعد فئی ہوگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور صاحبین رح کے نزدیک مرتد کی ملک اسکے مال سے زائل نہین ہوتی ہو پھر اس شخص کے حق مین جو مرتد کا وارث ہوگا امام اعظم رح سے روایات مختلفہ آئی ہین چنانچہ امام محمد رح نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ مرتد کی موت یا قتل کیے جانے کے وقت یا اسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیے جانے کے وقت وہ وارث ہووے یعنی اسکے وارث ہونے مین یہ امر معتبر ہو اور یہی اصح ہو۔ اور اگر مرتد مر گیا یا قتل کیا گیا یا اسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیا گیا تو اسکی مسلمان جورو اسوقت تک کہ عورت مذکورہ عدت مین ہووے وارث ہوگی اسواسطے کہ وہ ردت سے حکم فار مین ہو گیا اسواسطے کہ ردت بمنزلہ مرض کے ہو اور مرتد کا وارث اسکا شوہر نہ ہوگا الا آنکہ عورت مریضہ ہو تو وارث ہوگا اور اس عورت کے تمام اقارب مستحقین اسکے تمام مال کے وارث ہونگے یہانتک کہ اسکی حالت ردت کی کمائی کے بھی وارث ہونگے یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر دار الحرب مین لاحق ہوا بحالت ارتداد یا حاکم نے اسکی لحاق کا حکم دیا تو اسکے مالک مدبر و ام ولد سب آزاد ہو جاوینگے اور اسکے تمام قرضے جو میعادی تھے فی الحال واجب الادا ہو جاوینگے اور جو مال اسنے حالت اسلام مین کمایا ہو وہ اسکے مسلمان وارثون کو دیا جائیگا یہ ہمارے علماء ثلثہ کا اتفاق ہو اور حالت اسلام مین جو اسنے وصیت کی ہو اسکی نسبت مبسوط وغیرہ مین مذکور ہو کہ ظاہر الروایۃ کے موافق یہ وصیت مطلقاً باطل ہو جائیگی خواہ وصیت ایسی ہو کہ وصیت قربت ہو یعنی طاعت و عبادت ہو یا ایسی ہو کہ قربت نہو کچھ فرق نہین ہو اور اسمین کوئی اختلاف ذکر نہین کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور جب تک کہ مرتد دار الاسلام مین پریشان پھرتا ہو تب تک قاضی ان احکام مذکورہ مین سے کوئی حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہو۔ اور مرتد نے حالت ردت مین اگر کچھ تصرف کیا تو اسکے تصرف مین چار وجہین ہین۔ اول وہ تصرف جو بالاتفاق اماموں کے نزدیک نافذ ہوگا جیسے قبول ہبہ و استیلاد چنانچہ اگر اسکی باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اسنے بچہ کے نسب کا دعوے کیا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور یہ بچہ بھی اسکے وارثون کے ساتھ میراث پاویگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مرتد نے شفعہ مشتری کو سپرد کر دیا تو صحیح ہو اور نافذ ہوگا اور اگر اسنے اپنے غلام ماذون کو مجبور کر دیا تو نافذ ہوگا۔ دوم آنکہ بالاتفاق وہ تصرف باطل ہو جیسے نکاح۔ چنانچہ مرتد کے واسطے جائز نہین ہو کہ کسی عورت سے نکاح کرے نہ مسلمان عورت سے نہ مرتدہ عورت سے نہ ذمیہ عورت سے خواہ آزاد ہو یا مملوکہ ہو اور اگر نکاح کیا تو باطل ہوگا اور مرتد کا ذبیحہ اور اسکا تیر یا کتے یا باز سے شکار کیا ہوا حرام ہو۔ سوم وہ تصرف جو سب کے نزدیک بالاتفاق موقوف رہیگا جیسے شرکت مفاوضہ چنانچہ اگر اسنے کسی مسلمان سے شرکت مفاوضہ کی تو بالاتفاق ابھی یہ شرکت موقوف رہیگی پس اگر وہ مسلمان ہو گیا تو یہ شرکت مفاوضہ نافذ ہو جائیگی اور اگر مر گیا یا حالت ردت پر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا اور قاضی نے اسکے چلے جانے کا حکم دیدیا تو شرکت مذکورہ باطل ہو جائیگی اور بعض کے نزدیک مفاوضہ باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی

یہ صاحبین رح کا قول ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک جڑ سے باطل ہوگی - چہارم ایسا تصرف جسکے موقوف رہنے یا نہ رہنے مین اختلاف ہو جیسے خرید فروخت - اجارہ - اعتاق - تدبیر - کتابت - وصیت - مقبوضہ بیوی - چنانچہ امام اعظم رح کے نزدیک یہ تصرفات موقوف رہینگے کہ اگر پھر مسلمان ہوگیا تو نافذ ہو جاوینگے اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیا گیا تو باطل ہو جاوینگے - اور اگر مکاتب نے اپنی ردت کی حالت مین تصرف کیا تو بالاتفاق اُسکا تصرف نافذ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور اگر کسی شخص نے اپنے مرتد غلام یا مرتدہ باندی کو فروخت کیا تو بیع جائز ہو یہ مبسوط مین ہو - اور اگر مرتد توبہ کرکے دار الاسلام مین عود کرکے آیا پس اگر قاضی نے ہنوز اسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم نہین دیا یعنی ایسا حکم دیے جانے سے پہلے وہ تائب ہو کر عود کر آیا ہو تو اُسکے مال سے حکم ردت باطل ہو جائیگا پس ایسا ہوگا کہ گویا وہ برابر مسلمان ہی رہا ہو اور اسکے مملوک مدبر و ام ولدون مین سے کوئی کنود اُسکی طرف سے آزاد شدہ نہوگا اور اگر قاضی اُسکے حکم مذکور دینے کے بعد وہ تائب ہو کر واپس آیا ہو تو جو کچھ مال وہ اپنے وارثون کے ہاتھ مین پاوے اسکو لے لے اور جو کچھ وارث نے اپنی ملک سے زائل کر دیا ہو خواہ ایسے سبب سے زائل کیا ہو جو قابل فسخ ہوتا ہو جیسے بیع و ہبہ وغیرہ یا ایسے سبب سے جو قابل فسخ نہین ہوتا ہو جیسے اعتاق و تدبیر و استیلاد تو اس مال کو مرتد کسی طرح نہین پا سکتا ہو اور وارث کا تصرف مذکور بجائے خود صحیح رہیگا اور وارث پر تاوان بھی لازم نہ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہو - اور اگر مرتد نے نصرانیہ باندی سے وطی کی جو حالت اسلام مین اُسکی ملک تھی پھر اسکے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد وہ بچہ جنی اور مرتد مذکور نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور بچہ مذکور آزاد ہوگا اور اُسکا فرزند ہوگا یہ ہدایہ مین ہو - پھر اگر مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا تو اُسکا فرزند اُسکا وارث نہ ہوگا اور اگر مسئلہ مذکور مین بجائے نصرانیہ کے مسلمہ باندی ہو تو یہ فرزند اُسکا وارث ہوگا خواہ مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا ہو - اگر کوئی مرتد اپنا مال لیکر دار الحرب مین چلا گیا پھر غلبہ پاکر یہ مال لے لیا گیا تو وہ فیئ ہوگا اور مرتد مذکور کے وارثون کو اس مال کی طرف کوئی راہ نہ ہوگی - اور اگر مرتد دار الحرب مین جا ملا پھر لوٹ کر دار الاسلام مین اگر یہان سے اپنا مال لے گیا اور اسکو دار الحرب مین داخل کر لیا پھر یہ مال غلبہ پاکر لے لیا گیا تو یہ مال اسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین واپس دیا جائیگا لیکن اسمین دو صورتین ہین کہ قبل تقسیم کے انکو مفت دیدیا جائیگا اور بعد تقسیم ہو جانے کے بقیمت واپس دیا جا سکتا ہو - اور اگر مرتد دار الحرب مین ملگیا اور یہان اسکا ایک غلام ہو پس اسکے بیٹے کے واسطے اس غلام کا حکم دیا گیا پس اُسکے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کر لیا پھر مرتد مذکور تائب ہو کر مسلمان واپس آیا تو کتابت مذکور اپنے حال پر درست رہیگی اور مال کتابت اور ولا اسی شخص کی ہوگی جو مسلمان ہو کر واپس آیا ہو یہ کافی مین ہو - اور یہ اسوقت ہو کہ ہنوز مکاتب مذکور مال ادا کرکے آزاد نہین ہوا ہو اور اگر مکاتب مذکور کے مال ادا کرکے آزاد ہو جانے کے بعد وہ واپس آیا تو اس آزاد شدہ کی ولا اُسکے بیٹے کی ہوگی یہ نہایہ مین ہو - امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر مرتد نے کسی کو خطا سے قتل کیا پھر دار الحرب مین جا ملا یا مر گیا یا حالت ارتداد پر قتل کیا گیا یا وہ دار الاسلام مین زندہ موجود ہو بہر حال بالاتفاق اس مقتول کی دیت اس مرتد کے مال سے ہوگی پس اگر اُسکی کمائی فقط حالت اسلام کی یا فقط حالت ردت کی ہووے تو اُسی سے پوری دیت دیدیجائیگی اور اگر حالت اسلام و ردت کی کمائیان ہون تو بقول صاحبین رح دیت دونون سے لیجائیگی اور جو دونون کی کمائیان ہون تو بنابر قول صاحبین رح کے دونون کمائیون سے مقتول کی دیت پوری لیجائیگی اور بنابر قول امام اعظم رح پہلے اُسکی اسلام کی کمائی سے ادا کیجائیگی

پھر اگر کچھ کمی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اسکی ردت کی کمائی سے پوری کردی جائیگی یہ محیط مین ہی- اور یہ اوسوقت ہی کہ مرتد مذکور بعد قتل مسلمان ہوجانے کے قتل کیا گیا یا مرگیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہوکر مرا یا نہین مرا تو بالاتفاق دیت مذکورہ اسکی دونون کمائیون سے دیجائیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کرلیا یا کوئی چیز تلف کردی تو بالاتفاق اسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دی جائیگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ غصب کرنا یا مال تلف کردینا بالمعاینہ ثابت ہو اور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہوا تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونون حالتون کی کمائیون سے دیا جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی- اور یہ سب یہ صورت ہی کہ خطا کار خود مرتد ہووے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد پر کسی نے جنایت کی بایںطور کہ اُسکے مرتد ہوجانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا پاؤن عمداً کاٹ ڈالا تو امام محمد رح نے اصل مین بیان فرمایا ہی کہ جنایت کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا خواہ مرتد مذکور اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مرگیا یا مسلمان ہوکر مرا ہو- اور یہ حکم جب ہی کہ اُسکے مرتد ہونے کی حالت مین قطع کیا ہو اور اگر اسطرح ہوا کہ اسکے مسلمان ہونے کی حالت مین کسی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عمداً یا خطا سے پھر جسکا ہاتھ کاٹا ہی وہ مرتد ہوگیا اور اسی زخم قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مرگیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیت واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عمداً کاٹا ہو اور وہ جان تلف شدہ کا ضامن نہوگا پس اگر کاٹنے والے نے عمداً کاٹا ہی تو ضمان مذکور اُسکے مال سے واجب ہوگی اور اگر خطا سے کاٹا ہی تو اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی- اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جسکا عضو قطع کیا ہی وہ اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مرا ہو اور اگر وہ مسلمان ہوگیا پھر حالت اسلام پر اس قطع کی وجہ سے مرگیا پس اگر وہ شخص دار الحرب مین نہین گیا ہی یا جا ملا مگر حکم لحاق سے پہلے مسلمان ہوکر عود کر آیا ہی تو استحساناً اسکی جان کی دیت پوری پوری واجب ہوگی خواہ عمداً کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اسقدر ہی کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت مین دیت مذکور اس قطع کرنے والے کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور عمداً کی صورت مین خاص اسی کے مال پر واجب ہوگی اور عمداً قطع کی صورت مین قطع کرنیوالے پر قصاص واجب ہوگا اور یہی امام اعظم و امام ابو یوسف رح نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر وہ دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے لحاق کا حکم دیدیا پھر تائب ہوکر مسلمان واپس آیا پھر بسبب قطع مذکور کے مرگیا تو قاطع پر نصف دیت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی- اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہوگیا اور جسکا ہاتھ کاٹا ہی وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی ردت پر قتل کیا گیا پھر مقطوع الید یعنے جسکا ہاتھ کاٹا گیا ہی وہ بھی مرگیا تو اصل مین مذکور ہی کہ اگر اُسنے عمداً قطع کیا ہو تو اُسکے واسطے کچھ نہوگا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہوگیا ہووے تو اسکی مددگار برادری پر اس مقطوع کے ہاتھ کی ضمان واجب ہوگی اور اگر مرگیا ہو تو قاطع کی مددگار برادری پر جان کی دیت کامل واجب ہوگی اور اگر مدبرہ باندی یا ام ولد مرتد ہوگئی اور دار الحرب مین چلی گئی پھر اُسکا مولی دار الاسلام مین مرگیا پھر وہ گرفتار ہوکر پکڑ لائی تو فئی ہوگی بخلاف اسکے اگر ایسی باندی مولی کے قبضہ سے حربیون کی رقیت مین آگئی ہو پھر وہ اسیر ہوکر آئی تو مولی کو واپس کردیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر مکاتب مرتد ہوگیا اور دار الحرب مین جا ملا اور اُسنے کچھ مال کمایا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اُسنے اسلام لانے سے انکار کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اسکے مولی کو مال کتابت ادا کردیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وارثان مکاتب کا ہوگا یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر ایسا ہو کہ جو کچھ مکاتب مذکور کا مال رہا ہی وہ اسکی ادائے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو جو کچھ ہی وہ اُسکے مولی کا ہوگا یہ کافی مین ہی- ایک غلام مع

اپنے مولے کے مرتد ہوکر دونون دار الحرب مین جا ملے پھر مولی وہین مرگیا اور غلام مذکور اسیر ہوکر دار الحرب سے دار الاسلام مین لایا
گیا تو وہ فئی ہوگا پھر اگر مسلمان نہوا تو قتل کردیا جائیگا - اور اگر غلام مرتد ہوکر مولی کا مال لیکر دار الحرب مین چلا گیا پھر مع اس مال
کے گرفتار ہوکر آیا تو وہ فئی نہ ہوگا بلکہ اسکے مولی کو واپس کردیا جائیگا - ایک قوم اسلام سے مرتد ہوکر مسلمانون سے لڑے اور
اپنے شہرون مین سے کسی شہر پر غالب ہوئے جو انکی زمین حرب مین ہی اور انکے ساتھ انکی عورتین وبچے ہین پھر مسلمان لوگ
انپر غالب آئے تو انکے مرد قتل کیے جاوینگے اور عورتین وبچے اسیر کرکے رقیق بنائے جاوینگے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر جورو و مرد
دونون مرتد ہوکر دار الاسلام سے دار الحرب مین چلے گئے پس عورت وہان حاملہ ہوئی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ جب بالغ ہوا تو اسکے
بھی فرزند ہوا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے تو ہردو فرزند فئی ہونگے مگر انہین سے فرزند اول پر اسلام لانے کے واسطے جبر
کیا جائیگا اور دوسرے فرزند پر اسلام کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا - اور اگر عورت مذکورہ دار الاسلام مین حاملہ ہوگئی ہو تو
بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی - اور نوادر مین مذکور ہی کہ اگر جورو و مرد دونون مرتد ہوکر مع اپنے فرزند صغیر کے دار الاسلام
سے دار الحرب مین چلے گئے پھر اس فرزند کے بالغ ہونے پر اسکے بھی فرزند پیدا ہوا پھر اس دوسرے فرزند کو مسلمانون
نے فتح پاکر گرفتار کیا تو امام اعظم رح وامام محمد رح کے نزدیک اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور جس شخص
کا اسلام بہ تبعیت اسکے والدین کے قرار پایا ہی اگر وہ مرتد بالغ ہوا تو درصورت انکار اسلام کے قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً
قتل نہین کیا جائیگا - اور اگر صغر سنی مین مسلمان ہوا اور مرتد بالغ ہوا تو قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا اور
جو شخص کہ باکراہ اسلام لایا ہی اگر مرتد ہوگیا تو استحساناً قتل نہ کیا جائیگا - مگر واضح رہے کہ ان تینون صورتون مین اسپر اسلام لانے
کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اسلام لانے سے پہلے کسی نے اسکو قتل کیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا - اور جو کہ دار الاسلام
مین لقیط پایا گیا ہی وہ محکوم باسلام ہوگا یعنے اسکے مسلمان ہونے کا حکم بہ تبعیت دار الاسلام دیا جائیگا پھر اگر وہ کافر بالغ
ہوا تو اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور قتل نہ کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی موجبات کفر چند انواع مین
از انجملہ وہ ہین جو متعلق بایمان و اسلام ہین چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہی یا نہین تو یہ خطائے عظیم ہی
لیکن اگر اسکی یہ مراد ہو کہ میرے دل سے شک رفع ہی یا نہین تو خیر - اور جسنے اپنے ایمان مین شک کیا اور کہا کہ مین ایماندار
ہون انشاء اللہ تعالے تو وہ کافر ہی لیکن اگر اسنے یہ مراد بیان کی کہ مجھے یہ نہین معلوم کہ دنیا سے ایمان کے ساتھ نکلونگا
تو ایسی صورت مین اسکے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا - اور جس شخص نے قرآن یعنی کلام اللہ تعالی کی نسبت کہا کہ اللہ
تعالی کا کلام مخلوق ہی تو وہ کافر ہی اور جسنے ایمان مخلوق ہونے کو کہا وہ بھی کافر ہی اور جسنے اعتقاد کیا کہ ایمان وکفر ایک ہی
تو وہ کافر ہی اور جو ایمان سے راضی نہ ہوا وہ کافر ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور جو شخص اپنی ذات کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہی
اور جو دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہوا اسکے حق مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور کتاب التخییر مین کلمات کفر کے بیان مین
لکھا ہی کہ جو دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ وہ ہمیشہ عذاب دیا جاوے تو اسکے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دوسرے کے
کفر پر راضی ہوا تاکہ اللہ جل شانہ کے حق مین وہ بات کہے جو اسکی صفات کے لائق نہین ہی تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا
جائیگا اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جس نے کہا کہ مین صفت اسلام نہین جانتا ہون تو وہ کافر ہی اور شمس الائمہ
حلوائی نے یہ مسئلہ بہت مبالغہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہی اور نہ نماز اور نہ روزہ اور نہ کوئی طاعت
اور نہ نکاح اور اسکی اولاد سب اولاد زنا ہوگی - اور جامع مین مذکور ہی کہ اگر کسی مسلمان نے صغیرہ نصرانیہ سے نکاح

کیا اور اس دختر کے والدین نصرانی ہین پھر وہ بالغ ہوئی درحالیکہ وہ دینون مین سے کسی دین کو نہین سمجھتی اور نہ اسکو وصف کرسکتی ہو کہ کیونکہ ہو حالانکہ یہ عورت معتوہہ نہین ہو تو وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوگی - اور امام محمد رح کے اس قول کے کہ کسی دین کو نہین سمجھتی ہو یہ معنے ہین کہ اپنے دل سے نہین جانتی پہچانتی ہو اور اس قول کے کہ نہ اسکو وصف کرسکتی ہو یہ معنی ہین کہ زبان سے اسکو بیان نہین کرسکتی ہو قال المترجم یعنی مثلاً اسلام کو بیان نہین کرسکتا ہو کہ کیا ہو اور نہ دل سے جانتا ہو تو وہ کافر ہو اور اگر یون بیان کیا کہ اسلام یہ ہو کہ گواہی دے کہ اللہ تعالی واحد ہو اسکا کوئی شریک نہین ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول بندے ہین اور قیامت و حشر و جزا وغیرہ سب حق ہو تو یہ اسلام کے واسطے کافی ہو - فافہم اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ سے نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوئی تو وہ اسلام کو نہین سمجھتی ہو اور نہ وصف کرسکتی ہو حالانکہ وہ معتوہہ نہین ہو تو وہ بھی اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی - اور فتاوے نسفی مین لکھا ہو کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت سے کہا گیا کہ تو حید سیدانی یعنی توحید کو جانتی ہو اُسنے کہا کہ نہین - تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ ہو کہ جس بیان سے مکتب مین لڑکے کہتے ہین وہ مجھے یاد نہین ہو تو یہ اسکے حق مین مضر نہین ہو اور اگر اُسکی یہ مراد ہو کہ مین اللہ تعالی کی وحدانیت کو پہچانتی ہی نہین ہون تو ایسی عورت مومنہ نہین ہو اور اُسکا نکاح صحیح نہ ہوا اور حماد بن ابی حنیفہ رح سے روایت ہو کہ جو شخص مرگیا اور اُسنے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالی میرا خالق اور اللہ عز و جل نے کوئی اور گھر سوا اس گھر کے رکھا ہو اور ظلم حرام ہو تو وہ مسلمان نہین مرا یہ محیط مین ہو - ایک شخص گناہ کررہا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ مسلمانی ظاہر کرنا چاہیے تو اسکے کفر کا حکم دیا جائیگا - ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی مین مسلمان ہون اُسنے کہا کہ تجھپر و تیری مسلمانی پر لعنت ہو تو ایسا کہنے والا کافر کہا جائیگا یہ خلاصہ مین ہو - ایک نصرانی مسلمان ہوگیا پھر اسکا مالدار باپ مرگیا پس اُسنے کہا کہ کاش مین اُسوقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ اُسکا مال میراث لیتا تو اُسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو - ایک نصرانی کسی مسلمان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر اسلام پیش کرتا کہ مین تیرے پاس مسلمان ہولون پس اُسنے کہا کہ تو فلان عالم کے پاس جاتا کہ وہ تجھپر اسلام پیش کرے پس تو اسکے پاس مسلمان ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اسطرح درنگ کرنیوالا کافر نہ ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - ایک کافر مسلمان ہوگیا پس اُس سے ایک شخص نے کہا کہ تجھے اپنے دین کیطرف سے کیا بلا پیش آئی تھی تو یہ کہنے والا کافر ہوگا یہ خلاصہ مین ہو - یہانتک تو بیان ایسی صورتون کا ہوا جو متعلق بایمان و اسلام ہین اور قسم دیگر وہ کلمات کفر ہین جو ذات اللہ تعالی و اُسکی صفات وغیرہ سے متعلق ہین - چنانچہ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالی کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہین ہو یا اللہ تعالی کے نامون مین سے کسی نام سے تمسخر کیا یا اُسکے اوامر مین سے کسی امر یعنی حکم سے تمسخر کیا یا اُسکے وعدہ ثواب یا عتاب عقاب کا انکار کیا یا اُسکا کوئی شریک گردانا یا فرزند یا جورو قرار دی یا اللہ تعالی کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا یعنے حکم دیا جائیگا کہ وہ کافر ہو اور اگر کسی نے کہا کہ روا ہو کہ اللہ تعالی ایسا فعل کرے جسمین کچھ حکمت نہین ہو تو کافر کہا جائیگا اور اگر یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالی کفر سے راضی ہوتا ہو تو کافر ہو یہ بحر الرائق مین ہو - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر خدا مجھے اُسکا حکم کریگا یا اگر خدا بھی اسکا حکم کریگا تو نہ کرونگا تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہو - اور تخییر مین لکھا ہو کہ قرآن مجید مین جو ید و وجہ کا اطلاق اللہ تعالی کیواسطے آیا ہو حالانکہ وہان ہرگز یہ جوارح جو ظاہر مین سمجھے جاتے ہین مراد نہین ہین پس آیا فارسی مین یا اُردو مین اللہ تعالی شانہ پر ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو یا نہین پس بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو بشرطیکہ اُسنے اس لفظ سے عضو کے معنی نہ سمجھ لیے ہون اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ نہین صحیح ہو اور اسی پر اعتماد ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو - قال المترجم جن بعض مشائخ

نے یہ اطلاق جائز کیا ہو اسکے قول کے یہ معنے ہین کہ ہم بالیقین جانتے ہین کہ بحکم آیہ لیس کمثلہ شیء اسکے مثل کوئی چیز
کسی طرح کبھی نہین ہو بالضرور ہاتھ و چہرہ سے ایسا عضو مراد نہین ہو پس کوئی کیفیت نہین معلوم ہو کہ وجہ الہی یا اللہ تعالیٰ
کا ہاتھ کیا اور کیونکر ہو جیسے خود ذات الٰہی جل شانہ بالکل مجہول الکیفیۃ ہو پس ہم ایمان لائے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بمعنی صفت ہو
جسکی کیفیت ہمکو بالکل نہین معلوم ہو اور یقین سے معلوم ہو کہ ایسا ہاتھ جو عضو معروف ہو ہرگز نہین ہو اور یہ امام اعظم رحمہ و دیگر
ائمہ و علماے متقدمین سے منقول ہو واللہ اعلم - اور اگر کہا کہ فلان فے عینی کالیہود فے عین اللہ تعالیٰ یعنے فلان میری
آنکھ و نگاہ مین ایسا ہو جیسے یہودی اللہ تعالیٰ کی آنکھ مین تو کافر کہا جائیگا اور اسی پر جمہور مشائخ ہین اور بعض نے کہا کہ
اگر اس سے مراد اس شخص کے فعل کو زیادہ قبیح جانتا ہو تو کافر نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو - اور اگر کوئی آدمی مرگیا
پس ایک نے کہا کہ خدا کو وہ چاہیے تھا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہو - اور اگر یون کہا کہ این کار بیست خدای را افتادہ
است یعنی یہ کام ہو کہ خدا کو کرنا پڑگیا ہو تو تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ کلمہ زشت ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور اگر کسی نے اپنے ساتھ
جھگڑا کرنے والے سے کہا کہ مین تیرے ساتھ خدا کے حکم کے موافق کام کرتا ہون پس اسکے مخاصم نے کہا کہ مین حکم خدا کو
نہین جانتا ہون یا کہا کہ یہان حکم نہین چلتا ہو یا کہا کہ یہان نہین حکم ہو یا کہا کہ خدا سے حاکمی انشاید یا کہا کہ یہان شیطان
ہو کہ حکم کرتا ہو تو یہ سب کفر ہو - اور شیخ حاکم عبد الرحمن سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ برسم کار کنم بحکم نے یعنی رسم پر کام
کرتا ہون حکم پر نہین پس آیا یہ کفر ہو تو فرمایا کہ اگر اسکی مراد فساد حق و ترک شرع و اتباع رسم ہو نہ رد حکم تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ
محیط مین ہو - ایک نے اپنے کپڑے ایک مقام پر رکھے اور کہا کہ مین نے انکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا پس دوسرے نے کہا کہ
تو نے انکو ایسے کے سپرد کیا جو چور کو منع نہین کرتا ہو اگر چرا وے تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی
اور وہ کافر نہو جائیگا - ایک نے کہا کہ اگر ما دروغ می گوییم خدا دروغ می گوید تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی - ایک نے اپنی جورو سے
غصہ مین کہا کہ آن روسپی کہ ترا زاد وآن بغی کہ ترا کشت وآن خدا سے کہ ترا آفرید تو بعض نے فرمایا کہ کفر ہوگا - اور شیخ ابو نصر
دبوسی سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا پس انھون نے چند روز اسمین غور و فکر کی اور کچھ جواب نہ دیا اور مولف رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ظاہر یہ ہو کہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو اور اگر کسی شخص کی نسبت کہا کہ یہ شخص مریض نہین ہوتا ہو یہ اللہ
تعالیٰ کا بھولا ہوا ہو یا کہا کہ یہ اس چیز سے ہو کہ جسکو اللہ تعالیٰ بھول گیا ہو تو یہ بعض کے نزدیک کفر ہو اور یہی اصح ہو - اور اگر کہا کہ
خدا سے با زبان تو بس نیاید من چگونہ بس آیم تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے نزدیک دوست تر ہو
اللہ تعالیٰ سے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہو قال المترجم وفیہ نظر - اور اگر کہا کہ فلان کو قضا سے بد پہونچی تو خطاے عظیم ہو
یہ محیط مین ہو اور اگر کسی سے کہا کہ البتہ خدا تعالیٰ نے تجھپر احسان کیا ہو پس تو بھی لوگون سے احسان کر جیسے خدا نے تیرے ساتھ کیا
اُسنے کہا کہ جا خدا سے لڑائی کر کہ تو نے اسکو یہ ثروت کیون دی ہو تو اصح قول کے موافق اسکی تکفیر نہین کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو دو
مردون کے درمیان خصومت ہو پس ایک نے انمین سے کہا کہ جا اور سیڑھی لگا اور آسمان پر جا کر خدا سے لڑائی کر تو اکثر مشائخ
نے کہا کہ یہ کفر نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور صاحب جامع اصغر نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہو اور خانیہ
مین لکھا ہو کہ اسی پر فتوے ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو - اور اگر کہا کہ شو د با خدا سے جنگ کن تو بعضون نے کہا کہ یہ کفر ہوگا اور
اسی طرف شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے میلان کیا ہو اور شیخ امام نے فرمایا کہ احوط یہ ہو کہ نکاح کی تجدید کرلے یہ فتاوے
قاضی خان مین ہو - اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے مکان ثابت کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی چنانچہ اگر کہا کہ خدا سے کوئی جگہ خالی

خالی نہین ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالے آسمان مین ہو پس اگر اس قول سے یہ قصد کیا جو ظاہر اخبار مین وارد
ہوا ہو اسکی حکایت ہو تو تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر مراد مکان ثابت کرنا ہو تو تکفیر کیجائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اکثر کے نزدیک
تکفیر کیجائیگی اور یہی اصح ہو اور اسی پر فتوے ہو - اور اگر کہا کہ اللہ تعم انصاف کے واسطے بیٹھا ہو یا انصاف کے واسطے کھڑا
ہوا ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی کیونکہ اُس نے اللہ تعالی کو فوق و تحت سے موصوف کیا یہ بحر الرائق مین ہو - اور اگر کہا کہ میرا آسمان پر
خدا ہو اور زمین پر فلان تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اگر کہا کہ خدا فرو می نگرد از آسمان یا کہا کہ می بیند
یا کہا کہ از عرش تو یہ اکثر کے نزدیک کفر ہو الا آنکہ عربی مین کہے کہ یطلع تو ایسا نہین ہو - اور اگر کہا کہ خدائے از بر عرش می داند
تو یہ کفر نہین ہو اور اگر کہا کہ از زیر عرش مے داند تو یہ کفر ہو اور اگر کہا کہ اری اللہ تعم فی الجنۃ تو یہ کفر ہو اور اگر کہا کہ من الجنۃ تو
یہ کفر نہین ہو یہ محیط مین ہو - اور شیخ ابو حفص رحمہ نے فرمایا کہ جسنے اللہ تعم کو منسوب بجور کیا یعنی مثلاً کہا کہ ظالم ہو تو یہ البتہ کافر ہوا
یہ فصول عمادیہ مین ہو - ایک نے کہا کہ یارب این ستم مپسند یعنے اے پروردگار یہ ظلم پسند نہ کر تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور
اصح یہ ہو کہ تکفیر نکیجائیگی اور اگر کہا کہ خدا اے عزوجل بر تو ستم کناد چنانچہ تو بر من ستم کردی تو اصح یہ ہو کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اور اگر کسی
نے کہا کہ کاش اگر اللہ تعم نے دن قیامت کے انصاف کیا تو مین تجھسے اپنی داد پاؤنگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر بجاے کاش
اگر کے یون کہا کہ جسوقت اللہ تعالے نے الی آخرہ تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر کہا کہ اگر اللہ تعم نے قیامت کے روز حق و
انصاف سے فیصلہ کیا تو مین تجھسے اپنے حق کے لیے ماخوذ کرونگا تو یہ کفر ہو یہ محیط مین ہو - شیخ سے دریافت کیا گیا کہ بستے ہین
کہ یہ جگہ ایسی ہو کہ نہ یہان اللہ ہو اور نہ رسول تو فرمایا کہ اس محاورہ سے یہ مراد ہوتی ہو کہ اس جگہ حکم خدا و حکم رسول کے موافق کام
نہین کیا جاتا ہو پھر پوچھا گیا کہ اگر ایسی جگہ کے واسطے یہ کہا گیا جہان کے لوگ زاہد متقی ہین تو فرمایا کہ اگر وہان بحکم خدا و رسول کار بند
ہوتے ہین تو اُس نے ان کامون کے دین ہونے سے انکار کیا مثل نماز ہاے پنجگانہ کے پس اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تتمہ مین ہو -
اور اگر ظالم کے ظلم کرتے وقت کہا کہ یارب اس سے یہ ظلم پسند نہ کر اور اگر تو پسند کریگا تو مین پسند نہ کرونگا تو یہ کفر ہو گویا اُسنے
یون کہا کہ اگر تو راضی ہوا تو مین راضی نہونگا یہ خلاصہ مین ہو - اور اگر کسی نے کہا کہ اے خدا روزی مجھپر کشادہ کردے یا میری
تجارت چلتی کردے یا مجھپر ظلم نہ کر تو شیخ ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو - ایک نے
دوسرے سے کہا کہ جھوٹ مت بول اُسنے کہا کہ جھوٹ ہو کس واسطے اسیواسطے کہ اسکو بولین تو فی الحال کافر ہو جائیگا اور اگر
کسی سے کہا گیا کہ رضاے خدا طلب کر اُسنے کہا کہ مجھے نہین چاہیئے ہو - یا کہا کہ اگر خدا مجھے بہشت مین کردیگا تو اُسکو غارت کرونگا
یا کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالی کی نافرمانی مت کر کہ تجھے دوزخ مین ڈال دیگا پس اُسنے کہا کہ مین دوزخ سے نہین ڈرتا ہون
یا اُس سے کہا گیا کہ بہت نہ کھا تاکہ خدا تجھے دوست نہ رکھیگا پس اُس نے کہا کہ مین تو کھاؤنگا خواہ مجھے دوست رکھے یا دشمن
تو ان سب سے تکفیر کیا جائیگا - اور اسی طرح اگر کہا گیا کہ بہت مت ہنس یا بہت مت سو یا بہت مت کھا پس اُسنے کہا کہ
اتنا کھاؤنگا اور اتنا سوؤنگا اور اتنا ہنسونگا جتنا میرا جی چاہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی - ایک شخص سے کہا گیا کہ گناہ مت کر
کہ خدا کا عذاب سخت ہو پس اُس نے کہا کہ مین عذاب کو ایک ہاتھ سے اٹھاؤنگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اُس سے کہا
گیا کہ مان و باپ کو آزار مت دے پس اُسنے کہا کہ ان دونون کا مجھپر کچھ حق نہین ہو تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی لیکن گنہگار ہوگا - ایک
نے کہا کہ اے شیطان میرا کام کردے تاکہ جو تو کہے کرونگا مان و باپ کو آزار دونگا اور جو کچھ تو نہ کہیگا نہ کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی
یہ تجنیس سے تاتارخانیہ مین منقول ہو - اگر کسی سے کہا کہ اگر تو دونون جہان کا خدا ہو جائیگا تو بھی تجھسے اپنا حق لے لونگا

تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے جھوٹ بات کہی جسکو کسی نے سنکر کہا کہ میرا خدا اس تیرے جھوٹ کو سچ کردے یا کہا کہ خدا تیرے اس دروغ مین برکت کرے تو بعض نے فرمایا کہ یہ قریب بکفر ہی اور مصباح مین لکھا ہی کہ ایک نے جھوٹ کہا پس دوسرے نے کہا کہ اللہ تیرے جھوٹ مین برکت دے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ فلان تیرے ساتھ سیدھا نہین چلتا ہی پس اُسنے کہا کہ اللہ تعالی بھی اُسکے ساتھ سیدھا نہ چلے تو شیخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجاویگی قال المترجم وفیہ نظر۔ اور تخییر مین لکھا ہی کہ مین نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ ایک نے کہا کہ خدا تعالی زر کو دوست رکھتا ہی کہ مجھے نہین دیا ہی تو فرمایا کہ اگر اس کلام سے اُسکا قصد یہ ہی کہ خدا عزوجل کی طرف نسبت بخل کی کی تو تکفیر کیا جاوے اگر مجرد اس قول سے کہ زر کو دوست رکھتا ہی تکفیر نہ کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تو یہ کام کریگا پس اُسنے کہا کہ مین بغیر انشاء اللہ تعالی یہ کام کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ظالم نے کسی پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ یہ تقدیر الٰہی ہی پس ظالم نے کہا کہ مین بغیر تقدیر الٰہی کرتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر خدا اپنی رحمت مجھسے دریغ ست کر تو یہ الفاظ کفر مین سے ہی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر جورو وخصم کے درمیان جھگڑا طول کھینچا اور دیر تک باہم جھگڑے وسخت کلامی کے ساتھ باتین رہین پس مرد نے جورو سے کہا کہ خدا سے ڈرا ور اپنے آپ کو اُسکی نافرمانی سے بچا۔ پس عورت نے اُسکو جواب دیا کہ مین نہین اُس سے ڈرتی ہون تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر شوہر نے اُسکو معصیت ظاہرہ پر عتاب کرکے اُسکو اللہ تعالی سے خوف دلایا ہی پس اُسنے یہ جواب دیا تو اس سے مرتدہ ہوجائیگی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر شوہر نے اُسکو ایسے امر پر عتاب کیا ہی جسمین خدا کی طرف سے خوف کا مقام نہین ہی تو وہ کافرہ نہوگی لیکن اگر اُس نے اپنے اس کلام سے استخفاف کیا تو اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی۔ ایک نے دوسرے کو مارنا چاہا پس کسی نے اُس سے بچایا دوسرے نے کہا کہ آیا تو خدا تعالی سے نہین ڈرتا ہی اُسنے کہا کہ نہین تو امام محمد سے مروی ہی کہ اُنسے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا پس جواب مین فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کہہ سکتا ہی کہ تقوی ایسا نہین ہی جو مین کرتا ہون اور اگر کوئی آدمی گناہ کرتا ہوا دیکھا گیا پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ آیا تو خدا سے نہین ڈرتا ہی پس اُسنے کہا کہ نہین تو کافر ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکی تاویل ممکن نہین ہی۔ اور اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو خدا سے نہین ڈرتا ہی پس اُسنے حالت غصہ مین کہا کہ نہین تو کافر ہوجائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ تا ما می شویم بدتر خدا سے با ما میشود بدتر تا ما می شویم نیکوتر خدا سے با ما میشود نیکوتر یعنی جتنا مین بدتر ہوتا جاتا ہون خدا میرے ساتھ بدتر ہوتا جاتا ہی اور جتنا مین نیک تر ہوتا ہون اتنا خدا میرے ساتھ نیک تر ہوتا ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی قال المترجم وہذا اصح۔ اور عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی حکم خدا یا شریعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرے مثلاً کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالی نے چار عورتین حلال کردی ہین پس وہ کہے کہ مین اس حکم کو نہین پسند کرتا ہون تو یہ کفر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے پسر سے کہا کہ تو نے ایسا کیون کیا پس پسر نے کہا کہ واللہ مین نے نہین کیا پس اس عورت نے غصہ مین کہا کہ مہ تو مہ اللہ تو مشائخ نے اس عورت کی تکفیر مین اختلاف کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسنے کہا کہ خدا عزوجل ہووے اور کوئی چیز نہووے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی وفیہ نظر۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خدا عزوجل نے میرے حق مین سب نیکی کی ہی ہر برائی تیری طرف سے ہی تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہی وفیہ نظر۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ بار ی بازن بش نیامدی پس اُسنے کہا کہ خدا سے بازنان بس نیامدم چگونہ بس آیم تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ از خدا سے می تنم

داز تو یا کہا کہ از خداے امید میدارم و ہم تو تو اسطرح کہنا قبیح ہی اور اگر یون کہتا کہ از خداے می بیم و بسبب تو امید انم تو بہ اچھا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر نالش مین اپنے خصم سے قسم طلب کی پس خصم نے شروع کیا کہ مین قسم کھاتا ہون باللہ تعالی کی پس اس طالب نے کہا کہ مین اللہ کی قسم نہین چاہتا ہون بلکہ چاہتا ہون کہ تو طلاق یا عتاق کی قسم کھاوے تو ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک کافر ہوگیا اور عامہ مشائخ کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور تجنیس ناصری مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی - اور اگر کسی سے کہا کہ سوگند تو ہمان ست و کیر خر ہمان یعنی ہر دو یکسان ہی تو اُس نے کفر کیا - اور اگر کسی سے کہا کہ میرا خدا جانتا ہی کہ مین تجھکو ہمیشہ دعا مین یاد رکھتا ہون تو مشائخ نے اسکے کفر مین اختلاف کیا ہی قال المترجم اشبہ الاظہر کے نزدیک یہ ہی کہ اگر دروغ پر شاہد کیا یا دانا گردانا ہی تو کافر کہا جائیگا واللہ اعلم - اور اگر بطریق مزاج کے کہ من خدایم یعنی خود آیم تو اُسنے کفر کیا یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا حق ہمسایہ نمی باید یعنی تجھے حق ہمسایہ نہین چاہیے اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق شوہر نمی باید اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق خدا نمی باید پس اُس نے کہا کہ نہین تو عورت مذکورہ نے کفر کیا کسی شخص نے اپنی بیماری و ضیق معیشت مین کہا کہ بار ہی بدانی کہ خدا تعالی مرا چرا آفریدہ است چون از لذتہاے دنیا مرا ہیچ نیست یعنی مجھے معلوم تو ہوتا کہ خدا تعالی نے مجھے کیون پیدا کیا ہی جبکہ دنیا کی لذتون سے میرے لیے کچھ بھی نہین ہی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی لیکن ایسا کلام کرنا خطاے عظیم ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ تعالی تجھے تیرے گناہون پر ضرور عذاب کریگا پس اُس نے کہا کہ خداے را الشاندہ کہ تا خداے ہمہ آن کند کہ تو میگوئی یعنی تو نے خدا کو بٹھا دیا ہی تاکہ جو تو کہے وہی سب خدا کرے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہی - اور تجنیس مین مذکور ہی کہ کسی نے کہا کہ خداے چہ تواند کرد چیزے دیگر نتواند بجز دوزخ یعنی خدا کیا کر سکتا ہی کچھ اور نہین کر سکتا سواے دوزخ کے تو اس نے کفر کیا اور اسی کے مثل یہ ہی کہ کسی نے ایک حیوان قبیح کو دیکھا کہا کہ پیش کار نماندہ است خداے کہ چنین آفریدہ یعنی اے خدا کوئی اور کام نہین رہگیا تھا کہ تو نے اسکو پیدا کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی - ایک فقیر نے اپنی محتاجی کی تکلیف مین کہا کہ فلان ہم بندہ است با چندین نعمت و من ہم بندہ در چندین رنج بارے این چنین عدل باشد یعنی اے خدا فلان بھی بندہ ہی کہ اسقدر نعمت کے ساتھ ہی اور مین بھی بندہ ہون کہ اتنے رنج و مشقت مین گرفتار ہون بھلا یہ بھی کچھ عدل ہی تو اُس نے کفر کیا - کسی نے دوسرے سے کہا کہ خدا سے ڈر اُسنے کہا کہ خدا کہان ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اسی طرح اگر کہا پیغمبر قبر مین نہین ہی یا کہا کہ خدا کا علم قدیم نہین ہی یا کہا کہ جو معدوم ہی وہ اللہ تعالی کو معلوم نہین ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر عبد اللہ نامے کسی آدمی کو پکارنے مین لفظ اللہ کے آخر کاف تصغیر لاحق کیا پس اگر یہ پکارنے والا عالم ہو تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر عبد الخالق کی تصغیر کی خولیق کیا تو بھی اگر عالم ہی تو تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ خدا تیرے دل پر رحمت کرے میرے دل پر نہین پس اگر اُس نے رحمت سے بے پروائی کا قصد کیا ہی تو کافر ہوا اور اگر یہ قصد کیا کہ میرا دل اثبات الٰہی سے ثابت ہی اسمین کوئی اضطراب نہین ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی - ایک طفل اپنے باپ کو پکارتا ہی حالانکہ اُسکا باپ نماز پڑھ رہا ہی پس ایک شخص نے اس طفل سے کہا کہ ٹھہر بے لو نڈے کہ تیرا باپ اللہ کرتا ہی تو یہ کفر نہین ہی اسواسطے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ خدمت اللہ تعالی کے واسطے کرتا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے کسی اندھے یا مریض کو دیکھکر کہا کہ خدا نے تجھے دیکھا اور مجھے دیکھا اور تجھکو ایسا پیدا کیا پھر میرا کیا گناہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ بخداے و بخاک پاے تو یعنی قسم

خدا و قسم تیرے پاؤن کی خاک کی کہ مین ایسا کرونگا تو یہ شخص کافر ہوا اور فارسی زبان کے محاورہ کے موافق قسم بخدا و بخاک پاے تو کو لکھا ہو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ بخداے و بجان و سر تو یعنی قسم خدا کی و قسم تیرے جان و سر کی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہو یہ ذخیرہ مین ہو قال المترجم مگر اول سے بہت قریب ہو اگرچہ استخفاف صریح نہین نکلتا ہو فافہم اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہو جو متعلق با نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین - واضح ہو کہ جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مین سے بعض کا اقرار نہ کیا یا سنن مرسلین مین سے کسی سنت کو ناپسند کیا تو وہ کافر ہوا - اور شیخ ابن مقاتل سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ جس بزرگ کے نبی ہونے کی تمام امت بالاتفاق قائل نہین ہو اُسکی نبوت سے انکار کرنے والا ایسا ضرر نہ پاویگا اور اگر یون کہا کہ اگر فلان نبی ہوتا تو مین اُسپر ایمان نہ لاتا تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہو - اور شیخ جعفر سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ مین تمام انبیاء اللہ تعالی پر ایمان لایا اور مین یہ نہین جانتا ہون کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہ تھے تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ عتابیہ مین ہو - اور شیخ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص فواحش کی جانب مثل زنا کا قصد کرنے وغیرہ کی جانب انبیاء علیہم السلام کو منسوب کرتا ہو کہ جیسے حشویہ فرقہ کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت بکتے ہین تو فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ ایسا قول ان حضرات علیہم السلام کی نسبت انکے حق مین شتم ہو اور استخفاف ہو - اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو قائل ہو کہ ہر گناہ کفر ہو اور باوجودیکہ کہتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے گناہ کیا ہو تو وہ کافر ہو اسلیے کہ اُسنے شتم کہا - اور اگر اُسنے کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے عصیان نہین کیا ہو نہ درحالت نبوت کے اور نہ قبل اسکے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ یہ نصوص قرآنی کا رد ہو اور مین نے بعض مشائخ سے سُنا کہ اگر کوئی شخص یہ جانے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء یعنی خاتم النبیین ہین کہ سب سے آخرین آپپر نبوت ختم ہوگئی ہو تو وہ مسلمان نہین ہو یہ یتیمیہ مین ہو - قال المترجم لعل مشائخ کی قید باین معنے ہو کہ سنا گفتن بعض سے ہو ورنہ بالاتفاق جو شخص اسکا قائل نہو وہ کافر ہو اور جو نہ جانتا ہو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو تو وہ ناقص ہو فافہم - شیخ ابو حفص کبیر نے فرمایا کہ جس کسی نے خواہ کوئی ہو اگر اپنے دل مین کسی نبی کا بغض رکھا تو وہ کافر ہو اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر فلان نبی ہوتا تو مین اسکو پسند نہ کرتا اور راضی نہ ہوتا تو بھی کفر ہو - اور اگر کہا کہ اگر فلان پیغامبر ہوتا تو مین اُسکی طرف نہ گرویدہ ہوتا پس اگر پیغامبر سے اُسکی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالی کا رسول ہوتا تو اس صورت مین اُسکی تکفیر کی جائیگی جیسے اس کہنے مین کہ (اگر خدے تعالی مجھے کسی کام کا حکم دیتا تو مین نکرتا) تکفیر کیجاتی ہو - اور جامع صغیر مین مذکور ہو کہ اگر ایک شخص و اسکے صہر کے درمیان جھگڑا اور گفتگو پیش آئی پس داماد نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے بشارت دینگے تو مین تیرے حکم کی پابندی نہ کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ جو انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہو اگر وہ راست و عدل ہو تو ہم نے نجات پائی تو یہ کافر ہوا - اور اسی طرح اگر کہا کہ انا رسول اللہ یا فارسی مین کہا کہ من پیغمبرم یا اردو مین کہ مین پیغمبر ہون اور مراد یہ ہو کہ مین پیغام لیجاتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر ایسا ہوا کہ جس وقت اُسنے یہ کلام کیا ہو اُسوقت ایک شخص دیگر نے اس سے معجزہ طلب کیا تو یہ دوسرا بھی بنا بر قول بعض کے تکفیر کیا جائیگا اور متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوسرے کی غرض معجزہ طلب کرنے سے اسکو عاجز و فضیحت کرنا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک کو بلفظ تصغیر کہا مثلاً عربی مین شعیر کہا تو بعضون کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا مطلقاً اور دوسرون

کے نزدیک مطلقاً نہین بلکہ جب اُسکی نیت مین اہانت ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدمی تھے یا جنی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے اور اگر کہا کہ اگر فلان پیغمبر است حق خویش از وبستانم یعنی اگر فلان پیغمبر ہو تو بھی اُس سے اپنا حق لے لونگا تو یہ کفر نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ محمد درویشک بود۔ یا کہا کہ جامہ پیغمبر ریمناک بود یا کہا کہ انکے ناخون بڑے بڑے تھے تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً اُسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم موافق زبان اُردو کے یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر اُسنے بطریق اہانت کے کہا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلعم کی نسبت کہا کہ اس مرد نے ایسا وایسا کہا ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المترجم یہی اصح ہے ہمارے نزدیک واللہ اعلم۔ اور اگر اپنے شخص کو بدزبانی سے یاد کیا جسکا نام محمد یا احمد اور اسکی کنیت ابوالقاسم ہے چنانچہ اسکو کہا اے چھنال کے بچے تو اور جو اور کہ خدا کا اسم نام یا اس کنیت کا ہے تو بعض مقام پر ذکر فرمایا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت یاد رکھتا تھا پھر بھی اُسنے ایسا کہا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہر معصیت گناہ کبیرہ ہے الا معاصی انبیاء علیہم السلام کہ انکے معاصی سب صغیرہ ہین تو انکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ ہر عصیان جو عمداً ہو وہ کبیرہ ہے اور اُسکا کرنے والا فاسق ہے اور ساتھ اسکے یہ بھی کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی عمداً تھے تو اُسنے کفر کیا اسواسطے کہ یہ شتم ہے اور اگر کہا کہ معاصی انبیاء علیہم السلام کے عمداً نہ تھے تو یہ کفر نہوگا یہ تتمیہ مین ہے۔ اور رافضی اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو یا مثل اسکے بدزبانی سے یاد کرتا ہو اور انکو لعنت کرتا ہو نعوذ باللہ منہ تو وہ کافر ہے اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتا ہو تو وہ کافر نہوگا بلکہ مبتدع ہے اور معتزلی مبتدع ہوتا ہے لیکن اگر اُسنے دیدار الٰہی کا محال ہونا کہا تو اب کافر ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت زنا لگائی تو وہ کافر ہوا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیبیون کو رضی اللہ عنہن ایسی تہمت لگائی نعوذ باللہ منہ تو کافر نہ کہا جائیگا ولیکن مستحق لعنت ہوگا اور اگر کہا کہ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اصحاب نہ تھے تو اسکی تکفیر کیجائیگی ولیکن مستحق لعنت ہوگا یہ خزانۃ الفقہ مین ہے۔ اور جسنے امامت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض نے کہا کہ مبتدع ہے کافر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جسنے خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا وہ بھی اصح قول کے موافق کافر ہے اگرچہ اسمین اقوال اختلافی کئی ہین کذا فی الظہیریہ اور جو لوگ حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہین انکی تکفیر کرنا واجب ہے یعنے کافر کہنا واجب ہے۔ اور سب زبدیون کو کافر کہنا واجب ہے اسکے اس اعتقاد پر کہ وہ عجم مین سے ایک نبی ظاہر ہونے کا انتظار کرتے ہین کہ اسکے اس ناپاک اعتقاد کے موافق وہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کو منسوخ کریگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور روافض کو کافر کہنا واجب ہے اسکے اس قول پر کہ مردے لوٹ کر دنیا مین آوینگے اور ارواح مین تناسخ ہوتا ہے یعنی اواگون ہوتا ہے اور اللہ کی روح اماموں مین منتقل ہوئی اور اس قول پر کہ ائمہ اطہار مین سے ایک امام پوشیدہ ہوگئے ہین وہ آخر مین نکلینگے اور اس قول پر کہ شرعی امر و نہی جبتک امام موصوف نکلے معطل ہے اور اس قول پر کہ جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے وحی الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ایسے سب لوگ ملت اسلام سے خارج ہین اور انکے احکام وہی ہین جو مرتدون کے احکام ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور اکراہ الاصل مین مذکور ہے کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کرے پس اُسنے کیا تو اسمین تین صورتین ہین ایک یہ کہ وہ کہتا ہے کہ میرے دل مین کچھ نہین گذرا مین نے محمد کو شتم کیا جیسے اکراہ کرنے والون نے مجھ سے چاہا تھا حالانکہ مین اسپر راضی نہین ہون تو ایسی صورت مین اسکی تکفیر نکیجائیگی

جیسے کوئی شخص کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا پس اُسنے کہا حالانکہ اُسکا دل ایمان سے مطمئن ہی تو وہ کافر نہوا اور دوم یہ کہ وہ کہتا ہی کہ میری نیت اسوقت ایک نصرانی محمد نام تھا پس مین نے اُسکو شتم کیا تو اس صورت مین بھی اُسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور درجہ سوم یہ کہ اُس نے کہا کہ میرے دل مین ایک شخص نصرانی محمد نام کا خیال آیا مگر مین نے اسکو شتم نہین کیا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کیا تو اس صورت مین وہ قضاءً و دیانۃً تکفیر کیا جائیگا - اور جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہو گئے تھے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری کی گئی تھی اُسکی تکفیر نہین کیجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر آدم گیہون نہ کھاتے تو ہم لوگ شقی نہ ہوتے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور جسنے خبر متواتر کا انکار کیا تو وہ کافر ہوا یعنی جو حدیث یا جو امر شرعی اسطور پر روایت کیا گیا اور چلا آتا ہی کہ عقل مین نہین آتا کہ غلطی یا سہو یا دروغ ہو تو اُسکا انکار کرنے والا کافر ہی جیسے پنجگانہ نمازون کی تعداد رکعات مثلاً - اور جو شخص خبر مشہور کا انکار کرے بعض کے نزدیک اُسکی بھی تکفیر کیجائیگی اور عیسی بن ابان نے فرمایا کہ کہا جائیگا کہ گمراہ ہو گیا ہی اور تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہی اور جسنے خبر واحد سے انکار کیا تو اُسکے انکار کرنے والے کی تکفیر نہ کیجائیگی مگر ایسا شخص اسکے قبول نہ کرنے سے گنہگار رہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کسی نبی کی نسبت یہ تمنا کی کہ کاش یہ نبی نہوتا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ مراد ہو کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتا تو حکمت سے خارج نہ تھا تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر اُسنے اس بزرگ نبی کی نسبت استخفاف و عداوت دل مین رکھی ہی تو کافر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - قال المترجم مین نہین سمجھتا ہون کہ اس روایت کے ٹھیک کیا معنی ہین اور نہ اسکی وجہ معنی مفہوم ہوتی ہی بالجملہ اگر کسی نبی کے لفظ سے عام مراد ہی یعنے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل ہی تو میرا اعتقاد ہی کہ ایسا شخص کافر ہی اور عجب کہ اگر کوئی کہے کہ اگر خدا فلان پیغمبر کو نہ بھیجتا تو خارج از حکمت نہ تھا تو علی الاختلاف اُسکی تکفیر کیجائیگی کہ نسبت بعبث ہی تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا فلیتامل فیہ - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مردک کہین تو سوا خندہ نہ چھوڑون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ مین بھی کہون تو تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند کرتے تھے مثلاً کہا کہ کدو سے دراز کو پسند فرماتے تھے پس اس دوسرے نے کہا کہ مین اسکو نہین پسند کرتا ہون تو یہ کفر ہی اور ایسا ہی امام ابو یوسف رح سے بھی مروی ہی اور بعضے متاخرین نے کہا کہ اگر اُسنے یہ قول بطور اہانت کے کہا ہی تو کفر ہی اور بدون اسکے کفر نہین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا ہی پس ہم سب جولاہے کی اولاد ہوئے تو یہ کفر ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیان چاٹتے تھے پس دوسرے نے کہا کہ یہ بے ادبی ہی تو یہ کفر ہی - اگر کسی نے کہا کہ دہقانون کی کیا پاکیزہ رسم ہی کہ کھانا کھاتے ہین اور ہاتھ نہین دھوتے ہین تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ قول طریقہ مسنون کی اہانت کے طور پر کہا ہی تو کافر کہا جائیگا - اگر کسی نے کہا کہ یہ کیا رسم ہی کہ مونچھین کترواکر یا منڈوا کر پست کر دینا اور دستار زیر گلو لانا پس اگر اُسنے قول مذکور سنت رسول اللہ صلعم مین طعن کرنے کے طور پر کہا ہو تو اُسنے کفر کیا یہ محیط مین ہی - اگر عاشوراء کے روز کسی سے کہا کہ سرمہ لگا کہ سرمہ لگانا اس روز سنت ہی اُسنے کہا کہ عورتون و مخنثون کا کام ہی تو کافر ہو جائیگا اور تجنیس مین لکھا ہی کہ ایک نے کوئی بات کہی پس دوسرے نے کہا کہ دروغ می گوید اگر ہمہ پیغمبر است یعنے جھوٹ کہتا ہی اگر بالکل پیغمبر ہی تو اسپر کفر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اُسکی بات برگزیدہ نہوگا اگر بالکل پیغمبر ہی تو بھی

یہی حکم ہی اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ گران خوی ست اگر ہمہ پیغمبر ست یعنی بدخلق ہی اگر بالکل پیغمبر ہی یا کہ اگر رسل باہمہ فرشتہ مقرب است یا کہا کہ اگر رسل ست باہمہ فرشتہ مقرب است گران جان ست تو فی الحال کافر ہوگا - ایک نے چاہا کہ اپنے غلام کو مارے پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ اسکو مت مار پس اُس نے جواب دیا کہ اگر محمد مصطفےٰ فرماوے کہ مت مار تو بھی نہ چھوڑون یا کہا کہ اگر آسمان سے آواز آوے کہ مت مار تو بھی مارون تو اسپر کفر لازم ہوگا - اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کوئی حدیث پڑھی پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ ہمہ روز خلشہا خواند تو شیخ نے فرمایا کہ اگر کہنے والے نے اُسکی اضافت پڑھنے والے کی طرف کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسی حدیث ہی جو متعلق بدین و احکام شرعی ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر ایسی حدیث ہی جو اس سے متعلق نہین ہی تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اُسکی گفتگو اس امر پر محمول کیجائیگی کہ اُسکی مراد یہ ہی کہ اسکے سوائے دوسری چیز کا پڑھنا اولی ہی - قال المترجم ینبغی ان یعزر بالضرب الموجع - اگر کسی نے کہا کہ بحرمت جوان عربی تو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت پیغمبر تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے یا کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین مومن ہی یا کافر ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی غرر المعانی مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ خلاف مست کہ اُس نے کہا کہ پیغمبران خلاف گفتند یعنی پیغمبرون نے خلاف کہا ہی تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کلمہ کفر ہی چاہیے کہ عورت توبہ کرے اور نکاح کی تجدید کرلے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے تیرا دیکھنا جیسے ملک الموت کا دیکھنا ہی تو یہ خطاے عظیم ہی اور اُسکی تکفیر مین مشایخ کا اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجاوے اور اکثرون نے فرمایا کہ نہین تکفیر کی جائیگی یہ محیط مین ہی اور خانیہ مین لکھا ہی کہ بعض نے فرمایا کہ اگر اُسنے یہ قول بسبب عداوت ملک الموت کے کہا ہی تو کافر ہو جائیگا اور اگر اُسنے یہ لفظ بسبب کراہت موت کے کہا ہی تو کافر نہ ہو جائیگا - اور اگر کہا کہ روے فلان دشمن میدارم چون روے ملک الموت تو اکثر مشایخ کے نزدیک اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور تخییر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین فلان کی گواہی کی سماعت نہ کرونگا اگرچہ جبرئیل و میکائیل ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے فرشتون مین سے کسی کو عیب لگایا تو تکفیر کیجائیگی - ایک نے کہا کہ مجھے ہزار درم دے تاکہ مین ملک الموت کو بھیجون کہ وہ روح فلان کو رفع کرے تاکہ اُسکو قتل کرے پس آیا ایسے قاتل کی تکفیر کیجاویگی یا نہین تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیخ ابو نصر رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ فرشتون کے ساتھ استخفاف کرنا کفر ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرا فرشتہ ہون فلان مقام مین تیرے کام مین مدد کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسی طرح اگر مطلقاً کہا کہ مین فرشتہ ہون تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نبی ہون یا تیرا نبی ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہوئے پس اُسنے کہا کہ خدا و رسول کو مین نے گواہ کیا یا کہا کہ خدا و فرشتون کو گواہ کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اُسنے کہا کہ داہنے ہاتھ کے فرشتہ اور بائین طرف کے فرشتہ کو گواہ کیا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اب اُن الفاظ کا بیان ہی جو متعلق بہ قرآن ہین - جو شخص قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہی وہ کافر ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور جسنے آیت قرآن مین سے کسی آیت کا انکار کیا یا اُس سے تمسخر کیا او رخزانہ مین لکھا ہی کہ یا عیب لگایا تو کافر ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اُسکی تکفیر کی جائیگی - اور

بعضے متاخرین نے فرمایا کہ تکفیر کیجائیگی کیونکہ بعد صدر اول کے اس امر پر اجماع ہوگیا ہے کہ یہ دونون صورتین قرآن مین سے ہین اور صحیح وہی قول اول ہے اسواسطے کہ اجماع متاخر اختلاف متقدم کو رفع نہین کرتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے- اگر دف بجانے پر یا بانسری بجانے پر قرآن کو پڑھا تو اُسنے کفر کیا- ایک نے قرآن پڑھا کسی نے کہا کہ اینچہ بانگ طوفان است تو یہ کفر ہے یہ محیط مین ہے- اور اگر کہا کہ قرآن تو نے بہت پڑھا مگر ہمسے جنابت کو دور نہ کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہے- اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ قل ہو اللہ احد را پوست باز کردی یعنے تو نے قل ہو اللہ احد کی کھال کھینچ دی یا کہا کہ الم نشرح را گریبان گرفتہ یعنے الم نشرح کا تو نے گریبان پکڑا ہے یا جو شخص مریض کے پاس یٰسین پڑھتا تھا اس سے کہا کہ یٰسین مردہ کے منھ مین مت رکھ یا کسی سے کہا کہ اہم کوتاہ تر از انا اعطیناک یعنی اور انا اعطیناک سے بھی زیادہ کوتاہ - یا جو شخص قرآن پڑھتا تھا اور کوئی کلمہ اسکو یاد نہین آتا تھا اُس سے کہا کہ والتفت الساق بالساق یا کسی کے پاس قدح بھر کے لایا اور کہا کہ کاسا دہاقا یا کسی سے بطریق مزاح کے کہا کہ فکانت سرابا یا ناپ وتول کے وقت بطریق مزاح کے کہا کہ واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون یا کسی سے کہا کہ تو نے الم نشرح کی پگڑی باندھی ہے اور اُسکی مراد یہ ہے کہ تو نے علم کو ظاہر کیا ہے یا کسی موضع کے لوگون کو جمع کیا اور کہا فجمعناہم جمعا یا کہا و حشرناہم فلم نغادر منہم احدا یا کسی سے کہا کہ تو والنازعات نزعا کیونکر پڑھتا ہے نون کے پیش سے یا زبر سے اور اُسکی مراد طنز ہے یا کسی شخص نے کہا کہ اقرار ہشتک قال اللہ تعالی کلا بل ران یعنی تو پڑھتا کہ مین تجھے بدگوئی کرون کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کلا بل ران- تو یہ بھی سخت گستاخی و کفر ہے یا کسی نے دوسرے کو جماعت سے نماز ادا کرنے مین بلایا اُسنے کہا کہ مین تنہا نماز پڑھتا ہون کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ان الصلوۃ تنہی یا کسی دوسرے سے کہا کہ تفشلیہ یجوز فان التفشیل یذہب بالریح قال اللہ تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم یعنی تفشلیہ جائز ہے کیونکہ وہ بائی دور کرتا ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم تو ان سب صورتون مین اُسکی تکفیر کیجائیگی- اور اگر دوسرے سے کہا کہ گھر تو نے ایسا پاک کیا ہے جیسے والسماء والطارق تو بعض نے فرمایا تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابوبکر بن اسحق نے فرمایا کہ اگر کہنے والا جاہل ہو تو تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر عالم ہو تو تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ قاعا صفصفا شدہ است تو اسمین خطر عظیم ہے یعنی شاید تکفیر تک پہونچے اور اسی طرح اگر ہانڈی کی کھرچن یا بقیہ کی نسبت کہا کہ والباقیات الصالحات تو اسمین بھی خطر عظیم ہے- اور اگر کہا کہ قرآن اعجمی ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ قرآن مین کلمہ عجمی ہے تو اسکے حق مین تامل ہے ایسا ہی شیخ ابو القاسم مفسر نے ذکر کیا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے- اور خزانۃ الفقہ مین لکھا ہے کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیون نہین پڑھتا ہے اُس نے کہا کہ قرآن سے مین بیزار ہوا تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر الصدور و رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین مین مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یاد رکھتا ہے اور وہی سورہ بہت پڑھتا ہے پس دوسرا کہے کہ این سورہ را زبون گرفتہ یعنی اس سورہ کو تو نے کمزور دبا پایا ہے تو کافر ہو جائیگا اور تجنیس مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے قرآن کو فارسی مین نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کافر ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے- اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہے جو نماز و روزہ و زکوۃ سے متعلق ہین- کسی نے ایک بیمار سے کہا کہ نماز پڑھ لے اُسنے جواب دیا کہ کبھی نہین پڑھونگا پھر اُسنے نہ پڑھی یہان تک کہ مر گیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر مرا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ مین نہین پڑھونگا تو اسمین احتمال چار صورتون کا ہے اول یہ کہ نہین پڑھونگا کیونکہ مین پڑھ چکا ہون دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہین پڑھونگا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہے جو تجھ سے بہتر ہے سوم یہ کہ نہین پڑھونگا از راہ فسق و مجانت کے تو یہ تینون صورتین کفر نہین ہین چہارم یہ کہ نہین پڑھونگا اسواسطے کہ نماز مجھپر واجب نہین اور مین اسکے کرنے کا حکم نہین دیا گیا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ نہین پڑھونگا تو اُس سے اُسکی

تکفیر نہین کیجا سکتی ہی اسواسطے کہ اسمین انھین چارون صورتون کا احتمال ہی - اور اگر کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ پس اُس نے کہا کہ بھلا ہوا ہو جو نماز پڑھے اور اپنے اوپر مفت کام بڑھاوے یا یون کہا کہ مدت ہوئی جب سے مین نے بیگار نہین کی ہی یا کہا کہ یہ کام کون آخر تک پورا کرسکتا ہی یا کہا کہ عقلمند کو ایسے کام مین نہ پڑنا چاہیے جسکو آخر تک بناہ نہ سکے یا کہا کہ اور لوگ میرے واسطے کر لیتے ہین یا کہا کہ نماز پڑھتا ہون تو کچھ سرفرازی سمجھے نہین ملجاتی ہی یا کہا کہ تو نے نماز پڑھی تو کیا سرفرازی پائی یا کہا کہ نماز کسکی پڑھون میرے مان وباپ تو مرچکے ہین یا کہا کہ نماز پڑھی و نہ پڑھی دونون یکسان ہین یا کہا کہ اتنی نماز پڑھی کہ میرا دل اکتا گیا یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہین ہی کہ نہ ہیگی تو سڑجائیگی تو یہ سب کفر ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حاجت کے واسطے آ دو نماز پڑھین پس اُس نے کہا کہ مین نے بہت نماز پڑھی میری کوئی حاجت نہین برآئی اور یہ بطور استخفاف وطنز کے کہا تو کافر ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر نماز یون سے ایک فاسق نے کہا کہ آؤ اور مسلمانی دیکھو اور اپنی مجلس فسق و فجور کی طرف اشارہ کیا تو کافر کہا جائیگا - اور اگر کہا کہ بے نمازی کیا اچھا کام ہی تو یہ کفر ہی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ نماز پڑھ "تا طاعت کا مزہ تجھکو حاصل ہو یا فارسی مین کہا کہ نماز کن "تا حلاوت نماز کردن بیابی پس اس شخص نے کہا کہ تو نماز نہ پڑھ "تا بے نمازی کا مزہ تجھکو حاصل ہو تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر کسی غلام سے کہا گیا کہ تو نماز پڑھ اُس نے کہا کہ نہین پڑھونگا اسواسطے کہ ثواب میرے مولے کا ہوگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی شخص سے کہا گیا کہ نماز پڑھ اُس نے کہا کہ اللہ تعالی نے میرے مال مین نقصان کردیا ہی پس مین اُسکے حق مین نقصان کرونگا تو یہ کفر ہی - ایک شخص فقط رمضان بھر نماز پڑھتا ہی اور کہتا ہی کہ یہی بہت ہی یا کہتا ہی کہ اسی قدر بڑھ جاتی ہی اسواسطے کہ رمضان کی ہر نماز مساوی ستر نمازون کے ہی تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے عمداً قبلہ رخ کے سوائے دوسرے رخ ہوکر نماز پڑھی مگر اتفاقاً یہی رخ قبلہ کا نکلا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کافر ہی اور اسی کو فقیہ ابواللیث رہ نے اختیار کیا ہی - اور اسیطرح اگر بغیر طہارت کے پڑھی یا نجس کپڑے سے پڑھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عمداً بغیر وضو پڑھی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور صدر الشہید رہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین - اور کتاب التحری مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے قبلہ رخ کے واسطے اپنا دلی قصد کیا پس اسکی تحری کسی جانب پر واقع ہوئی کہ یہ رخ ہی پھر اُس نے اس جہت کو چھوڑکر دوسری طرف رخ کرکے نماز پڑھی تو امام اعظم رہ سے مروی ہی کہ مین ایسے شخص کے حق مین کفر کا خوف کرتا ہون کہ اُسنے قبلہ سے روگردانی کی ہی اور مشائخ نے اسکے کفر مین اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اظہر یہ ہی کہ اگر اُس نے قبلہ رخ کے سوائے دوسری طرف بطور استہزاء و استخفاف کے نماز پڑھی تو کافر ہو جائیگا - اور اگر کوئی شخص ایسی صورت مین کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگون کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور درمیان مین اُسکو حدث ہوگیا یعنی بائی نکلگئی یا قطرہ آگیا اور ظاہر کرنے سے اسکو شرم ملحق ہوئی پس اُس نے چھپایا اور اسطرح نماز پڑھ لی یا دشمن کے نزدیک تھا پس کھڑے ہوکر اُسنے نماز پڑھی حالانکہ اُسکو طہارت نہ تھی تو ہمارے بعضے مشائخ نے کہا کہ کافر نہ ہو جائیگا اسواسطے کہ اُسنے بطور استہزاء ایسا نہین کیا ہی ولیکن جو شخص بسبب ضرورت یا حیا کے ایسی صورت مین مبتلا ہو اسکو چاہیے کہ قیام سے قیام نماز کا قصد نہ کرے اور قرات مین کچھ نہ پڑھے اور جب جھکے تو رکوع کا قصد نہ کرے اور رکوع کی تسبیح نہ پڑھے تاکہ بالاجماع کسی کے نزدیک کافر نہ ہووے اور اگر نجس کپڑے پر نماز پڑھی تو بعض نے فرمایا کہ کافر ہو جائیگا - اور اگر کسی طفل کا مقتدی بنا یعنی کسی طفل کے پیچھے نماز پڑھی یا کسی مجنون یا عورت یا اجنبی یا جسکو حدث ہوا ہی اور اُسنے طہارت نہین کی ہی اُسکے پیچھے نماز پڑھی یا وقتیہ نماز پڑھی حالانکہ اسپر فائتہ یعنی قضا نماز کا ادا کرنا واجب ہی اور وہ اسکو یاد بھی ہی کہ

تو بالاتفاق ایسا شخص کافر ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ نماز فریضہ ہی مگر اُسکا رکوع و سجود نہین تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اسواسطے کہ وہ تاویل کرتا ہی اور اگر اُسنے مطلقاً فرضیت رکوع و سجود سے انکار کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی حتی کہ اگر اُسنے دوسرے سجدہ کی فرضیت سے بھی انکار کیا تو بھی اُسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ وہ اجماع و تواتر کو رد کرتا ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر کعبہ قبلہ نہ ہوتا اور بیت المقدس قبلہ ہوتا تو مین نماز کعبہ کی جانب پڑھتا اور بیت المقدس کی جانب نہ پڑھتا یا جیسی صورت تجنیس ملتقط مین مذکور ہی ویسے کہے کہ اگر فلان شخص قبلہ ہو جاوے تو مین اُسکی طرف منھ نکرون یا کہا کہ اگر فلان جانب قبلہ ہو جاوے تو مین اُسکی طرف منھ نہ کرون یا جیسی صورت تجنیس مین مذکور ہی ویسے کہا کہ قبلہ نماز دو ہین ایک کعبہ و دوسرا بیت المقدس تو کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی یہ ینابیع مین ہی - شیخ ابراہیم بن یوسف نے فرمایا کہ اگر کسی نے ریا سے یعنی لوگون کے دکھلانے کو نماز پڑھی تو اسکے واسطے کچھ ثواب نہین ہی بلکہ اُسپر عذاب ہی اور بعضون نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور بعضون نے کہا کہ نہ اُسپر عذاب ہی اور نہ اُسکو کچھ ثواب ہی اور وہ ایسا ہی کہ گویا اُسنے نہین نماز پڑھی اور مصباح الدین مین مذکور ہی کہ شیخ ابو حفص کبیر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مشرکون کے پاس آیا حالانکہ وہان اُسنے ایک یا دو نمازین ترک کردین پس اگر تعظیم سے ترک کردین تو کافر ہوگا اور اسپر اس نماز کی قضا واجب نہو گی اور اگر اُسنے یہ امر بطور فسق کے کیا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا بلکہ فاسق کبیرہ ہی اور جو نماز ترک کی ہی اُسکو قضا کرے - اور یتیمہ مین مذکور ہی کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مسلمان ہوا حالانکہ وہ دار الاسلام مین ہی پھر ایک مہینہ کے بعد اُس سے نماز ہاے پنجگانہ کو دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا کہ مین یہ نہین جانتا ہون کہ وہ مجھپر فرض ہوئی ہین تو فرمایا کہ کہا جائیگا کہ ہنوز وہ کافر ہی الا آنکہ وہ نو مسلمون مین کم مدت کا مسلمان ہوا ہو سے یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک موذن نے اذان دی پس اسوقت اُس سے ایک نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا تو کافر ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور تجنیس مین ہی کہ کسی موذن نے اذان دی پس ایک شخص نے کہا کہ یہ آواز غوغا ہی تو تکفیر کیا جاوے بشرطیکہ اُسنے بطریق انکار کے کہا ہو اور فصول عمادیہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے اذان سنکر کہا کہ یہ جرس کی آواز ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی کسی شخص سے کہا گیا کہ زکوۃ ادا کر پس اُسنے کہا کہ مین نہین ادا کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا تا بعض نے کہا کہ مطلقاً اور بعض نے کہا کہ اموال باطنہ کی زکوۃ جو خود پوشیدہ ادا کرتا ہی اُسمین نہین تکفیر کیا جائیگا اور اموال ظاہرہ کی زکوۃ کہ جنکو سلطان یا والی وصول کرتا ہی اُنمین ایسا کلمہ کہنے سے تکفیر کیا جائیگا اور چاہیئے کہ زکوۃ کی صورت بھی اسی تفصیل سے ہو جو نماز مین گذری ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ کاش رمضان کے روزے فرض نہوتے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح وہی ہی جو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل سے نقل کیا گیا ہی کہ یہ اسکی نیت پر ہی چنانچہ اگر اسکی نیت یہ تھی کہ اُسنے ایسا لفظ اسوجہ سے کہا کہ وہ حقوق رمضان ادا نہین کرسکتا ہو تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر ماہ رمضان آنے کے وقت اُسنے کہا کہ آمد آن ماہ گران یعنی وہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ آمد آن ضیف ثقیل یعنے وہ مہمان آیا ہی جو خاطر پر گران ہو جاتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر ماہ رجب آنے کے وقت اُسنے کہا کہ بعضہا اندر افتادیم یعنے مین عذابون مین پڑ گیا پس اگر اُسنے فضیلت دیے ہوئے مہینون کی اہانت کے واسطے ایسا کہا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اُس نے اپنے نفس کی مشقت کے خیال سے ایسا کہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور چاہیئے کہ مسئلہ اولی مین بھی جواب اسی تفصیل سے ہو وے اور اگر کسی نے کہا کہ روزہ ماہ رمضان زود گرآید تو بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا اور حاکم عبد الرحمن نے فرمایا کہ تکفیر نہین کیا جائیگا - اور اگر کہا کہ ایسے روزے سے تنگ ہوا کہ میرا دل اکتا گیا تو یہ کفر ہی - اور اگر کہا کہ

ایسی طاعات اللہ تعالیٰ نے ہمپر عذاب کردی ہین پس اگر اُسنے آنکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ کاش اگر اللہ تعالیٰ ایسی طاعات کو ہمپر فرض نہ فرماتا تو ہمارے واسطے بہتر ہوتا پس اگر اُسنے اُسکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ نماز سے مجھے موافق نہین آتی ہی یعنے راست نہین آتی ہی یا حلال نہین کرتی ہی یا نماز کسو واسطے پڑھون کہ جورو نہین رکھتا و بچہ نہین رکھتا ہون یا کہا کہ نماز کو مین نے طاق پر رکھدیا ہی تو ان سب صورتون مین تکفیر کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہی جو علم و عالمون سے متعلق ہین- نصاب مین مذکور ہی کہ جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہر کے بغض رکھے تو اسپر کفر کا خوف ہی- اور اگر کسی شخص مصلح کے حق مین کہا کہ اسکا دیکھنا میرے نزدیک ایسا ہی جیسے سور کا دیکھنا تو اُسپر کفر کا خوف ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر بغیر سبب کسی عالم یا فقیہ کو شتم کیا یعنے بدگوئی سے یاد کیا تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اگر کسی عالم سے کہا کہ تیرے علم کی دم مین گدھے کا خایہ یا بجائے دم کے کون و مقعد وغیرہ الفاظ فحش استعمال کیے اور علم سے علم دین مراد لی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی- کسی جاہل نے کہا کہ جو لوگ علم سیکھتے ہین وہ داستانین ہین کہ انکو سیکھ لیتے ہین یا کہا کہ باد دست اکنچہ میگویند یعنی جو کچھ کہتے ہین بیہودہ ہی یا کہا تزویر ست یعنی فریب دہی ہی یا کہا کہ مین علم حیلہ سے منکر ہون تو یہ سب کفر ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص ایک اونچی جگہ بیٹھ جاتا ہی و دیگر جلسہ والے اُس سے بطور استہزاء و ٹھٹھول کے مسائل پوچھتے ہین پھر اسکو تکیون سے مارتے ہین اور یہ سب ہنستے ہین تو یہ سب کافر کیے جاوینگے اور اسی طرح اگر وہ مقام بلند پر نہ بیٹھا اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی- ایک شخص مجلس علم سے آتا تھا اُس سے کسی نے کہا کہ تو بتخانہ سے آتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھے مجلس علم سے کیا کام ہی یا کہا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہین اسکو کون ادا کرسکتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ علم کو کاسہ و کیسہ مین نہین رکھ سکتے ہین یعنے پیالہ طعام و کیسۂ زر مین رکھنے کے قابل نہین ہی حالانکہ غرض انہین دونون سے ہی یا کہا کہ مجھے جیب مین روپیہ چاہیے ہی مین علم کو کیا کرون تو تکفیر کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی- اور اگر کہا کہ مجھے اپنی جورو بچون مین ایسی مشغولی ہی کہ مجلس علم مین نہین پہونچتا ہون پس اگر اُسنے اس کلام سے علم کی اہانت کا قصد کیا تو مخاطرہ عظیم ہی اور مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ اگر کسی عالم سے کہا کہ جا اور علم کو پیالہ مین رکھکر اپنے کھانے مین لا تو تکفیر کیا جائیگا- اور اگر فقیہ علم کی کوئی بات یا کوئی حدیث صحیح بیان کرتا ہو پس دوسرے نے کہا کہ یہ کچھ نہین ہی اور اسکو رد کردیا یا کہا کہ یہ بات کس کام آویگی روپیہ چاہیے کہ آج کل لوگون کی آبرو ہی علم کس کے کام آتا ہی تو یہ کفر ہی اور اگر کسی نے کہا کہ زندنہاد خلاف شرع کرنا عالم بننے سے اچھا ہی تو یہ کفر ہی- اگر کسی عورت نے اپنے خاوند عالم کی نسبت کہا کہ لعنت شوہر عالم پر ہو تو اُسکی تکفیر کیجائیگی- اور اگر کسی نے کہا کہ عالمون کے افعال جیسے کافرون کے افعال تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور یہ اسوقت ہی کہ اُسنے تمام افعال مراد لیے ہون کہ اس صورت مین اُسکے قول سے حق و باطل مین مساوات ہوجائیگی اور یہ کفر ہی- اور اگر کسی عالم سے کسی واقعہ مین جھگڑا کیا اور عالم نے اسکو کوئی وجہ شرعی بتلائی پس اُسنے کہا کہ یہ دانشمندی یعنے عالم پنا نہ کرو کہ پیش نہین جائیگا تو اسپر کفر کا خوف ہی- اور اگر کسی فقیہ سے کہا کہ اے دانشمندک یا کہا کہ اے علویک تو تکفیر نہ کیجائیگی بشرطیکہ اسکا قصد استخفاف دین نہو- حکایت کی گئی ہی کہ ایک فقیہ نے اپنی کتاب ایک شخص کی دوکان مین رکھدی اور چلا گیا پھر اُس دوکان کی طرف سے گذرا پس دوکاندار مذکور نے اُس سے کہا کہ دستہ فراموش کردی یعنی دستہ اپنا بھول گئے پس فقیہ نے کہا کہ میری کتاب تمھاری دوکان مین ہی دستہ تو نہین ہی

پس دو کاندار مذکور نے کہا کہ بڑھئی دستیرہ سے لکڑی کاٹتا ہے اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو پس فقیہ موصوف نے اس امر کی شکایت بحضور شیخ محمد بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ کی پس شیخ موصوف نے اس دوکاندار کے قتل کا حکم دیا یہ محیط میں ہے۔ شیخ عبد الکریم و شیخ ابو علی سغدی رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی جورو پر خفا ہوا کرتا تھا اور اسکو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کو کہا کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کی معصیت سے منع کیا کرتا تھا پس عورت نے اس سے کہا کہ میں خدا کو کچھ نہیں جانتی اور علم کو کچھ نہیں سمجھتی ہوں میں نے اپنے تئیں دوزخ میں رکھ دیا ہے پس ہر دو شیخ نے فرمایا کہ اس عورت نے کفر کیا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ طالب علم لوگ فرشتوں کے پروں پر چلتے ہیں پس اُسنے کہا کہ یہ تو جھوٹ ہے تو تکفیر کیا جائیگا قال المترجم ظاہرا یہ محمول اس صورت پر ہے کہ قائل مذکور جو بعض احادیث مرویہ میں وارد ہے کہ فرشتے طالب علم دین کے واسطے بازو بچھاتے ہیں سن چکا ہو اور نیز اُسنے علم دین کے طالبعلموں کے واسطے ایسا کہا ورنہ اگر طالب العلم فضول مثل منطق و فلسفہ وغیرہ پڑھتا ہے تو تکفیر نہیں کی جائیگی یا قائل مذکور اس خبر سے واقف نہ تھا پس اُسنے اسطرح کہا تو امید ہے کہ وہ لائق تکفیر نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام اعظم کا حق نہیں ہے تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے قال المترجم ظاہرا اُسنے مطلقاً قیاس کی نسبت کہا تو البحان سے خالی نہیں ہے ورنہ تامل ہے واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا علم سے بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ سے بہتر ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے قال المترجم ظاہرا اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ سے بہتر کہنے کی صورت میں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر و نعمت ہے بخلاف وجہ اول کے کہ اسمیں یہ احتمال نہیں ہو سکتا اور یہ معنی تاویلی کی وجہ وجیہ ہے بخلاف صورت دوم کے کہ لفظ بخیر و گمان نہایت مستبعد رکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی بہ نسبت بہتر تصور کرے کیونکہ کوئی احمق بھی ایسا نہیں سمجھ سکتا ہے اور نیز مشائخ متاخرین نے اسکے معنی اور اور وجہیں بیان کی ہیں مگر بے تکلف و راست یہی وجہ ہے جو فقیر نے اپنی وسعت پر بیان کی ہے اگرچہ کسی بزرگ سے نہیں پائی ہے لہٰذا اگر میرا سہو ہو تو اللہ تعالیٰ عفو فرماوے واللہ غفور رحیم۔ کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ ذہب معی الی الشرع یا فارسی میں کہا کہ با من بشرع رو یعنی میرے ساتھ شرع کی طرف چل پس اُسکے مخاصم نے کہا کہ کوئی پیادہ لے آ تاکہ چلوں بے جبر نہیں جاؤنگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ اُسنے شرع سے عناد کیا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے حضور میں چل پس اُسنے ایسا جواب دیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا کیونکہ قاضی کی عناد سے تکفیر نہ ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے ساتھ شریعت دیہ حیلے فائدہ نہ دینگے یا کہا کہ پیش نہ جاوینگے یا کہا کہ میرے واسطے داؤ ہے شریعت کو کیا کروں تو یہ سب کفر ہے اور اگر کسی نے کہا کہ جسوقت روپیہ لیا تھا اسوقت شریعت و قاضی کہاں تھا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور بعضے متاخرین نے فرمایا کہ اگر قاضی کہنے سے مراد اس شہر کا قاضی لیا ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ میں حکم شرع یوں ہے پس دوسرے نے کہا کہ میں رسم پر چلتا ہوں نہ شرع پر تو بعض مشائخ کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا۔ اور مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو کیا کہتی ہے کہ حکم شرع کیا چیز ہے پس عورت نے ایک بڑی سی ڈکار لی اور کہا کہ اینک شرع را یعنی اس شرع کو تو وہ کافرہ ہوگئی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہوگئی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے سامنے کسی نے اماموں کا فتویٰ پیش کیا پس اُسنے رد کر دیا اور کہا کہ یہ کیا کھرا اپنا رفتوے لیا ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اسوجہ سے کہ اُسنے حکم شرع کو رد کر دیا اور اسی طرح اگر اُسنے کچھ نہ کہا فقط فتوے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ کیا شرع ہے

تو بھی یہی حکم ہی - ایک شخص نے کسی عالم کے پاس ایک صورت پیش کی کہ اس نے میری جورو پر طلاق ہوئی یا نہین پس عالم مہ صوف نے فتوے دیا کہ واقع ہو گئی پس فتوے پوچھنے والے نے کہا کہ مین طلاق ولاق کیا جانون بچون کی مان میرے گھر مین رہنا چاہیے تو قاضی امام علی سعدی نے اُسکے کفر پر فتوے دیا ہی یہ فصول عماد یہ مین ہی - اور اگر مدعی و مدعا علیہ مین سے یعنے جن دونون مین باہم جھگڑا ہی ان مین سے ایک شخص عالمون سے حکم شرع کا فتوے لکھا کر اپنے مخاصم کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فتوے ہی پس اُس نے کہا کہ ایسا نہین ہی جوا نھون نے فتوے دیا ہی یا کہا کہ مین اسپر عمل نہ کرونگا تو اُسپر تعزیر واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اب اُن کلمات کفر کا بیان ہی جو حلال وحرام فاسقون و فاجرون وغیرہ کے کلام سے متعلق ہین - اگر کسی نے حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کر لیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی لیکن اگر اُسنے کسی حرام کو بدین غرض کہ اس چیز کی ترویج ہو یعنے اچھی فروخت ہو جاوے حلال کہا یا جہالت سے اُسکو حلال کہا کہ خود جانتا نہ تھا تو یہ کفر نہ ہوگا - اور اعتقاد کرنے کی صورت مین ہم نے جو حکم ذکر کیا ہی وہ ایسی چیزون کے ساتھ ہی جو لعینہ حرام ہون اور اُسنے اس لعینہ حرام کو حلال اعتقاد کر لیا تب کہ کفر ہو گیا اور اگر یہ چیز حرام لغیرہ ہو تو اسکے اعتقاد حلت سے کافر نہ ہوگا اور نیز حرام لعینہ کی صورت مین بھی جب ہی تکفیر کیجائیگی کہ جب اُسکا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اگر اخبار آحاد سے ثابت ہوا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی - قال المترجم حرام چیزین بنظر اپنی ذات کے دو طرح کی ہوتی ہین ایک وہ جو لعینہ حرام ہین جیسے سور و کتا وغیرہ اور دیگر وہ ہین کہ لغیرہ حرام ہین پھر بنظر حرمت بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو قطعی دلیل سے انکا حرام ہونا ثابت ہی جیسے شراب انگوری وغیرہ اور دوم وہ کہ اسکے حرام ہونے پر اخبار آحاد وغیرہ ظنی دلیلین ہین اور نیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دو طرح پر ہی ایک یہ کہ جان بوجھ کر کہنا ہی دوم یہ ہی جاہل ہی نہین جانتا ہی پھر جان بوجھ کر بھی دو طرح پر ہی ایک یہ کہ اعتقاد سے کہے دوم یہ کہ دل سے اعتقاد نہین ہی منہ سے کسی اپنے مطلب کے واسطے کہتا ہی - پس اگر لعینہ حرام کو جان بوجھ کر حلال اعتقاد کیا تو کافر ہی اور باقی صورتین اوپر کی عبارت مذکورہ سے سمجھ لینا چاہیے - کسی شخص سے کہا گیا کہ تیرے نزدیک ایک حلال پسند ہی یا دو حرام پس اُسنے کہا کہ دولون مین سے جو جلد حاصل ہو جاوے تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مال چاہیے خواہ حلال خواہ حرام تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر کہا کہ جب تک حرام پاؤن حلال کے گرد نہ پھرون تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی فقیر کو مال حرام مین سے کچھ دیکر ثواب کی امید رکھی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر فقیر نے یہ بات جان لی پھر دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اُسکی دعا پر آمین کہی تو کافر ہوا - ایک شخص سے کہا گیا کہ تو حلال سے کھایا کر پس اُس نے کہا کہ میرے نزدیک حرام اُس سے پسند ہی تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر اُسکے جواب مین یون کہا کہ تو اس جہان مین ایک بھی حلال کھانے والا لے آتا کہ مین اسکو سجدہ کرون تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر کسی سے کہا گیا کہ حلال کھا پس اُسنے کہا کہ مجھے حرام چاہیے ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - کسی فاسق شرابخوار کے لڑکے نے شراب پی پس اُسکے اقارب نے آکر اسپر درم نثار کیے تو سب کافر ہو جاوینگے اور اگر اُسکو بشارت نہ دی ولیکن کہا کہ مبارک باد تو بھی کافر ہو جاوینگے - اور اگر کسی نے کہا کہ خمر یعنی شراب حرام کی حرمت قرآن سے نہین ثابت ہوئی ہی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہی اور باوجود اسکے وہ شراب پیتا ہی پس اس سے کہا گیا کہ تو کیون توبہ نہین کرتا ہی اُسنے کہا کہ مان کے دودھ سے کوئی صبر کر سکتا ہی تو تکفیر نہ کیجائیگی اس لیے کہ یہ استفہام ہی یا یہ ہی کہ اُسنے دودھ و شراب کو یکسان پسند کیا

اور کتاب المحیط مصنفہ امام سرخسی مین مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے حالت حیض مین وطی کرنے کو حلال اعتقاد
کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے لواطت یعنی کون مین جماع کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو بھی
یہی حکم ہو - اور نوادر مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ان دونون مسئلون مین تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہو - ایک نے
شراب پی اور کہا کہ خوشی اُسی کو ہو جو میری خوشی کے ساتھ خوش ہو اور نقصان و ٹوٹا اُسکو ہو کہ میری خوشی کے ساتھ خوش
نہین ہو تو یہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اگر کسی نے افعال خلاف شرع مثل شراب خواری و قمار بازی
وغیرہ شروع کرنے کے وقت اپنے دوستون سے کہا کہ آؤ تو کچھ دیر اچھی زندگی کر لین تو اسکی تکفیر کیجائیگی - اور اسی
طرح اگر شراب مین مشغول ہوا اور کہا کہ مسلمانی آشکارا کرتا ہون یا کہا کہ مسلمانی آشکارا ہوئی تو تکفیر کیجائیگی - اور اگر
فاسقون مین سے ایک نے کہا کہ اگر اس شراب مین سے کچھ گر پڑے تو جبرئیل علیہ السلام اپنے پرون پر اُسکو اٹھا لین
تو تکفیر کیا جائیگا - اگر کسی فاسق سے کہا گیا کہ تو ہر روز صبح اُٹھتا ہو کہ اللہ تعالی و خلق خدا کو ایذا دیتا ہو پس اُسنے کہا کہ اچھا
کرتا ہون تو تکفیر کیا جائیگا - اگر کسی نے خلاف شرع گناہون پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ و مذہب ہو تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط
مین ہو - اور تجنیس ناطفی مین مذکور ہو کہ اصح یہ ہو کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو - کوئی شخص کسی صغیرہ گناہ کا مرتکب
ہوا پس اُس سے کہا گیا کہ اللہ تعالی سے توبہ کر پس اُسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہو جو مجھے توبہ کرنی چاہیے تو تکفیر کیا جائیگا
یہ محیط مین ہو - اور اگر طعام حرام کھانے کے وقت کہا کہ بسم اللہ تو امام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اگر بعد
فراغت کے الحمد للہ کہا تو بعض متاخرین نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر شراب کا پیالہ ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر پی جاوے
تو بالاتفاق کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر زنا کرنے کے وقت یا چوسہ کے وقت کعبتین ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر شروع
کرے تو کافر ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو - اور اگر دو آدمیون مین باہم سخت کلامی ہوئی پس ایک نے اُن مین سے
کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پس دوسرے نے کہا کہ لاحول کچھ کار آمد نہین ہو یا کہا کہ لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول
لا یغنی من جوع یا کہا کہ لاحول کو ثرید کے پیالہ مین نہین چور کر سکتے ہین یا کہا کہ بجائے روٹی کے لاحول کچھ فائدہ نہین دیتی ہو
تو ان سب صورتون مین اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہو - اور اسی طرح اگر تسبیح و تہلیل کے وقت کسی نے ایسی باتین کہین
یعنی کسی نے تہلیل یا تسبیح کہی اور دوسرے نے اُسکی نسبت ایسے کلمات کہے تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر کسی نے کہا
سبحان اللہ پس دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی آبرو کھوئی یا کہا کہ کھال کھینچ ڈالی تو یہ کفر ہو اور اگر کسی سے کہا کہ تو کہہ
لا الہ الا اللہ پس اُسنے کہا کہ مین نہین کہونگا تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اُس سے اُسکی یہ مراد ہو
کہ تیرے حکم سے نہین کہونگا تو تکفیر نہ کیجائیگی اور بعض نے کہا کہ مطلقاً تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ اس کلمہ کے کہنے سے تو نے
کیا سرفرازی پائی تا کہ مین بھی کہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی - ایک شخص نے چند مرتبہ چھینک لی پس حاضرین مین سے
ایک شخص نے ہر بار یرحمک اللہ کہا پھر اُسنے ایک چھینک لی پس اُسنے کہا کہ اس یرحمک اللہ
کہنے سے میرا ناک مین دم آگیا یا کہا کہ میرا جی اُکتا گیا یا کہا کہ مین ملول ہو گیا تو بعض نے کہا کہ جواب صحیح کے موافق اُسکی تکفیر
نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہو - سلطان کو چھینک آئی پس ایک نے کہا کہ یرحمک اللہ پس کسی دوسرے نے کہا کہ سلطان سے
واسطے ایسا مت کہو تو یہ دوسرا تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو - اب ان کلمات کفر کا بیان ہو جو احوال قیامت روز قیامت
سے متعلق ہین - اور جسنے انکار کیا روز قیامت کا یا جنت کا یا دوزخ کا یا میزان کا یا پل صراط کا یا اُن صحیفون کا جسمین بندون

کے اعمال لکھے ہین تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر قبرون وغیرہ سے مردے اُٹھائے جانے یعنی بعث کا انکار کیا تو بھی تکفیر کیا
جائیگا اور اگر کسی شخص نے بعث کا اقرار کیا مگر اُس سے انکار کیا کہ بعینہٖ فلان شخص نہین اُٹھایا جائیگا تو اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی
ایسا ہی شیخ زاہد ابو اسحق کلاباذی نے ذکر کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور ابن سلام سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نہین
جانتا ہون کہ یہود و نصارے جب اُٹھائے جاوینگے تو عذاب دوزخ مین ڈالے جاوینگے تو ہمارے سب مشائخ
و مشائخ بلخ نے فتوے دیا کہ اُسکی تکفیر کی جاوے یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر جنت مین داخل ہوکر دیدار الٰہی کے ہونے سے
انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر عذاب القبر سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر بنی آدم کے حشر ہونے سے انکار کیا تو
تکفیر کیا جائیگا اور اگر سوائے بنی آدم کے اورون کے حشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ ثواب
و عقاب فقط روح کو دیا جائیگا تو اُس سے بھی تکفیر نہ کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - ایک نے دوسرے سے کہا کہ گناہ مت کر
کہ دوسرا جہان بھی ہی پس اُسنے کہا کہ اُس جہان کی کس نے خبر دی تو تکفیر کیا جائیگا - ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہی پس
قرضخواہ نے کہا اگر نہ دیگا تو قیامت مین لے لونگا پس اُسنے کہا کہ قیامت برمی تا بد پس اگر اُسنے روز قیامت کی اہانت
کی نیت سے کہا تو تکفیر کیا جائیگا - ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ آخر قیامت ہست پس ظالم نے کہا کہ
فلان خر بقیامت اندر یعنی قیامت مین گدھے کا خایہ تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک نے اپنے قرضدار سے کہا کہ
میرے درم دنیا مین دیدے کہ قیامت مین درم نہین ہونگے پس قرضدار نے کہا کہ لا اور مجھے دیدے اور اُس جہان مین
لے لینا یا کہا کہ مین دیدونگا تو شیخ فضلی نے جواب دیا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور ہمارے اکثر مشائخ کا بھی یہی قول ہی اور یہی
صحیح ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے محشر سے کیا کام ہی یا کہا کہ مین قیامت سے نہین ڈرتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ
مین ہی - اگر کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ مین تجھ سے اپنا حق قیامت مین لے لونگا پس خصم نے کہا کہ تو اس انبوہ مین مجھے
کہان پاویگا تو مشائخ نے اُسکی تکفیر مین اختلاف کیا ہی اور فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی
اور اگر کسی نے کہا کہ ہمہ نیکوئی بدین جہان باید ان جہان ہر چہ خواہی باش یعنی تمام بھلائی اس جہان مین چاہیے
اور وہان اُس جہان مین جو چاہے ہو تو تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک نے کسی زاہد سے کہا کہ بنشین تا از
بہشت ازان سو نیفتی یعنی بیٹھ تاکہ تو بہشت سے اُس طرف نہ جا پڑے تو اکثر اہل علم نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا - اگر ایک شخص
سے کہا گیا کہ دنیا کو آخرت کی غرض سے چھوڑ دے اُسنے کہا کہ مین نقد کو اُدھار کے واسطے نہین چھوڑتا تو تکفیر کیا جائیگا
نجواہرے کے نسخہ مین موجود ہی کہ کسی نے کہا کہ ہر کہ درین جہان بیخرد بود بآن جہان چون کیسہ دریدہ بود یعنی جو شخص اس
جہان مین بیخرد ہوگا وہ اُس جہان مین ایسا ہوگا جیسے کسی کی ہمیانی کٹ گئی ہو تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ
یہ امر آخرت پر طنز اور اُسکا ٹھٹھول ہی پس کہنے والے کے حق مین موجب کفر ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ
دوزخ کو جاؤنگا مگر اندر نہ جاؤنگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کہا کہ قیامت مین جب تک رضوان کے سامنے
کچھ رشوت نہ لیجائیگا وہ بہشت کا دروازہ نہ کھولیگا تو کافر ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہی جو امور شرع مین کرنے چاہیے ہین
اگر ایسے امور کے حکم دینے والے کی نسبت کہا کہ چہ غوغا آمد پس اگر اُسنے بطریق رد و انکار کے کہا تو اُسپر کفر کا خوف ہی ایک
نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان شخص کے گھر جا کر اُسکو امر معروف کر یعنی امور شرعی کرنے کا حکم کر اور منہیات سے منع کر
پس اُسنے جواب دیا کہ اُسنے میرا کیا کیا ہی یا کہا کہ مجھے اس سے آزار کی کیا وجہ ہی یا کہا کہ مین نے عافیت اختیار کر لی ہی

مجھے اس فضول حرکت سے کیا کام ہو تو یہ سب الفاظ کفر ہین یہ فصول عمادیہ مین ہو- اور اگر کسی نے کہا کہ فلان کو مصیبت پہونچی یا جسکا کوئی مر گیا ہو اُس سے کہا کہ تجھے بڑی مصیبت پہونچی تو بعض مشائخ بلخ نے فرمایا کہ کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ خطاے عظیم ہو اور بعضون نے فرمایا کہ نہ کفر ہو اور نہ خطا ہو اور اسی طرف حاکم عبدالرحمن اور قاضی ابو علی سغدی نے میل کیا ہو اور اسی پر فتوے ہو قال المترجم ہی اصح ہو وقد ورد فی الصحیح الاسلّٰہ جاع مانی مثل طفو السراج فکیف فیمن مات لہ میت وقد قال تع ولبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون نعم لو لم یستحق نعم الثواب من قولہ تع اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ فما قالوا انما یحمل علی ما اذا قال لک علامۃ للظلم فہا وقع ولکن ہذا کفر صریح لا ینبغی ان یختلف فیہ فلیتامل- اور اگر عزادار سے کہا کہ ہرچہ از جان وی بکاست بر جان تو زیادت یعنی جو کچھ اُسکی جان سے گھٹا ہو تیری جان پر بڑھ جاوے تو کہنے والے کے کفر کا خوف ہو یا کہا کہ زیادت کناد تیری جان پر زیادتی کرے تو یہ خطا و جہل ہو- اور اسی طرح اگر کہا کہ از جان فلان بکاست و بجان تو پیوست یعنی فلان کی جان سے گھٹی و تیری جان کو ملی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کہا کہ وہ مرا اور جان تجھے سپرد کر دی تو تکفیر کیا جائیگا- ایک شخص اپنے مرض سے چنگا ہو گیا پس دوسرے نے کہا کہ فلان خربار فرستاد تو یہ کفر ہو- اور اگر کوئی بیمار ہوا اور اُسکا مرض سخت ہو گیا اور برابر بیمار دائمی ہوا پس اُسنے خدا نے تعالی سے کہا کہ اگر چاہے تو مجھے مسلمان وفات دے اور چاہے تو مجھے کافر وفات دے تو اللہ تعالی سے کافر و اپنے دین سے مرتد ہو جائیگا قال المترجم عبارت اصل یہ ہو فقال المریض ان شئت فتوفنی مسلما وان شئت فتوفنی کافرا یصیر کافرا باللہ مرتدا عن دینہ واقول ہذا کانہ تصحیف واصل العبارۃ ہکذا کہ اے خدا تو مجھے وفات دے چاہے مسلمان و چاہے کافر اے توفنی ان شئت مسلما وان شئت کافرا اسواسطے کہ صورت اول مین احتمال ہو کہ خاتمہ علے مشیت اللہ تعالی ہو خواہ باسلام یا بکفر اگرچہ اللہ تعالی کی رضا بر کفر نہین ہو و ہذا کما قالوا فی قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی ونحوہ واما الثانی فانہ محکوم بہذا الحکم جدا فافہم- اور اسی طرح اگر کوئی شخص طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا ہوا پس اُسنے کہا کہ تو نے میرا مال لیا اور میری اولاد لی اور چنین و چنان لیا پس وہ کیا ہو کہ اسکو کریگا یا وہ کیا باقی رہا ہو کہ تو نے اسکو نہین کیا یا مثل اسکے اور الفاظ کہے تو وہ کافر ہو ایہ محیط مین ہو- اب ان الفاظ کفر کا بیان ہو جو متعلق بہ تلقین کفر و حکم بارتداد و تعلیم کفر ہین اور متعلق بتشبہ کفار وغیرہ از اقرار صریح و کنایہ ہین- اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر تلقین کیا تو مرد مذکور کافر ہو جائیگا اگرچہ بطور لعب کے ہو- اور اسی طرح اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت کو حکم دیا کہ مرتد ہو کر اپنے شوہر سے بائنہ ہو جا تو یہ حکم دینے والا کافر ہو جائیگا ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہو اور امام اعظم رح سے مروی ہو کہ جس نے دوسرے کو کافر ہونے کا حکم کیا تو خود کافر ہو جائیگا خواہ مامور نے کفر کیا یا نہ کیا- فقیہ ابو اللیث رح نے کہا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر سکھلایا تو جب کہ اُسکو کلمہ کفر سکھلایا اور ارتداد کا حکم کیا تو کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو کلمہ کفر سکھلایا تو جب ہی کافر ہوگا کہ جب اُسکو مرتد ہو جانے کا حکم کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو- امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے پر باستثناء اسکے عضو یا جان وغیرہ تلف کرنے کی تخویف کے ساتھ اکراہ کیا کہ کلمہ کفر زبان سے کہے پس اُسنے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو اسمین کئی صورتین ہین اول آنکہ اُسنے زبان سے کلمہ کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو اور اُسکی خاطر مین کوئی شے سوائے اس چیز کے جسپر اکراہ کیا ہو نہین گذری یعنی زبان سے کلمہ کفر کہے تو اس صورت مین اسکے کفر کا حکم نہ کیا جائیگا نہ قضاءً اور نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالے اور وجہ دوم یہ کہ اس شخص نے

بیان کیا کہ میرے دل مین یہ خیال آیا تھا کہ مین اُسکو گذشتہ زمانہ مین اپنے کفر سے دروغ خبر دون پس مین نے اسی ارادہ سے زبان سے کلمہ کفر نکالا اور اُسکے جواب تہدید سے بارادہ کفر مستقبل کے زبان سے کلمہ کفر نہین نکالا تو ایسی صورت مین قاضی قضاءً اسکے کفر کا حکم دیگا حتی کہ اسکے اور اسکی جورو کے درمیان تفریق کردیگا اور وجہ سوم یہ کہ اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا تھا کہ دروغ اسکو اپنے زمانہ گذشتہ کے کفر سے خبر دون ولیکن مین نے زبان سے نکالنے مین زمانہ ماضی کے اپنے کفر کی بطور دروغ خبر دینے کی نیت نہین کی بلکہ اُسکے جواب کلام پر کفر مستقبل کی نیت کی تو ایسی صورت مین یہ شخص قضاءً اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی دونون طرح کافر ہو جائیگا - اور اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ اس صلیب کی طرف نماز پڑھے پس اُسنے صلیب کے رخ نماز پڑھی تو اسمین تین صورتین ہین - اول آنکہ اُسنے کہا کہ میری خاطر مین کچھ نہین گذرا مگر مین نے صلیب کی طرف اکراہ کی وجہ سے مجبور ہو کر نماز پڑھی تو اس صورت مین قضاءً و فیما بینہ وبین اللہ تعالے اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ مین اللہ تعالی کے واسطے نماز پڑھتا ہون اور مین نے صلیب کے واسطے نماز نہین پڑھی تو اس صورت مین بھی نہ قضاءً و نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی کسی صورت سے تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ اللہ تعالی کے واسطے نماز پڑھون مگر مین نے اسکو ترک کیا اور صلیب کے واسطے نماز پڑھی تو اس صورت مین اسکی تکفیر کیجائیگی قضاءً اور فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ یعنی دونون طرح سے تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی سے کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجکو قتل کرینگے تو افضل یہ ہے کہ قتل ہو جاوے اور سجدہ نہ کرے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور اگر عمداً کوئی شخص کلمہ کفر بولا ولیکن اُس نے کفر کا اعتقاد نہین کیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور جو شخص کلمہ کفر بولا حالانکہ وہ نہین جانتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے مگر اُسنے اپنے اختیار سے یہ لفظ کہا ہے تو عامہ علماء نے کہا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور ناوانستگی کا عذر مقبول نہ ہوگا مگر بعضے علماء نے اسکی تکفیر کیے جانے مین اختلاف کیا ہے یہ خلاصہ مین ہے - ہزل کرنے والے اور استہزاء کرنے والے نے اگر از راہ استخفاف و استہزاء و مزاح کے کلمہ کفر کہا تو سب کے نزدیک کفر ہوگا اگرچہ اسکا اعتقاد اسکے خلاف ہو اور اگر کوئی شخص خطا سے کلمہ کفر بولا مثلاً اسکا ارادہ تھا کہ ایسا لفظ بولے جو کفر نہین ہے پھر اسکی زبان خطا کر گئی اور اسکی زبان سے کلمہ کفر نکل گیا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو صحیح قول کے موافق اسکی تکفیر کیجائیگی الا آنکہ بضرورت بغرض گرمی یا سردی دفع کرنے کے ایسا کیا ہو تو تکفیر نہ ہوگی - اور اگر اپنی کمر مین زنار باندھی تو بھی تکفیر کیا جائیگا لیکن اگر لڑائی مین مسلمانون کے واسطے بھید لانے گیا اور باندھ گیا تا کہ کافر لوگ دھوکا کھاوین تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی نے کہا کہ مجوس بہتر ہین اس چیز سے جس مین ہم ہین یعنی ہمارے فعل سے فعل مجوس اچھا ہے یا کہا کہ مجوسیت سے نصرانیت بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ نصرانیت سے مجوسیت بدتر ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کہا کہ یہودیت سے نصرانیت بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا یا کسی عامل سے کہا کہ جو تو کرتا ہے اس سے کفر بہتر ہے تو بعض کے نزدیک مطلقاً تکفیر کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ جب ہی تکفیر کیا جائیگا کہ اُسنے تحسین کفر کا قصد کیا ہو اور اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح بیان کرنی منظور ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر مجوسیون کے نوروز مین نکلا تا کہ جو وہ لوگ اس روز کرتے ہین اسمین انکے ساتھ موافقت کرے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نوروز کے دن کوئی چیز ایسی خریدی جسکو عادت کے موافق اور دنون مین نہین خریدتا تھا آج بغرض

تعظیم نوروز کے نہ بغرض کھانے پینے کے اُسکو خریدا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی نے نوروز کے دن مشرکون کو بغرض تعظیم نوروز کچھ ہدیہ بھیجا اگرچہ ایک انڈا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر ایسے مجوسی کی دعوت قبول کی جسنے اپنے لڑکے کا سر منڈایا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر امر کفار کی تحسین کرتا ہو تو بالاتفاق تکفیر کیا جائیگا حتی کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ کھانے کے وقت مجوس کا خاموش رہنا کلام ترک کرنا اچھا ہی یا از نیست بعض مین مجوسیون کا عورت کے ساتھ نہ لیٹنا اچھا ہی تو وہ کافر ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی السلطان کے واسطے تعظیماً بوقت خلعت جانور ذبح کیا یا حلوا وغیرہ بنایا تو شیخ الاسلام ابو بکر رح نے فرمایا کہ یہ کفر ہی اور ذبح کیا ہوا جانور مردار ہی کہ اسکا کھانا حلال نہین ہی اور شیخ اسمٰعیل زاہد نے فرمایا کہ اگر گائے یا اونٹ جو ذاب مین حاجیون یا نمازیون کی آمد کے واسطے ذبح کیا تو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ایک عورت نے اپنی کمر مین ڈورا باندھا اور کہا کہ یہ زنار ہی تو تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے فارسی مین کہا کہ گیرگی به ازین کار کہ تو می کنی یعنے کافر ہونا اس کام سے جو تو کرتا ہی بہتر ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح کا قصد کیا ہی تو کفر نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک نے کہا کافری کردن به از خیانت کردن یعنے چوری کرنے سے کافری کرنا بہتر ہی تو اکثر علماء کے نزدیک اسکی تکفیر کیجائیگی کذا فی المحیط اور شیخ ابو القاسم صفار نے بھی اسی پر فتوے دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو کو مارا پس جورو نے کہا کہ تو مسلمان نہین ہی پس مرد نے کہا کہ مہب انی لست بمسلم یعنی مانا کہ مین مسلمان نہین ہون تو شیخ ابو بکر محمد رح بن الفضل نے فرمایا کہ اس سے کافر ہو جائیگا۔ اور ہمارے بعض اصحاب سے منقول ہی کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہین ہی اُسنے کہا کہ نہین تو یہ کفر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے کچھ حمیت نہین ہی اور نہ دین اسلام ہی کہ تو اجنبیون کے ساتھ مجھے خلوت مین چھوڑنے پر راضی ہوتا ہی پس شوہر نے کہا کہ مجھے حمیت نہین ہی اور نہ دین اسلام ہی تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اے کافرہ اے یہودیہ اے مجوسیہ پس عورت نے کہا کہ مین ایسی ہی ہون یا کہا کہ مین ایسی ہی ہون مجھے طلاق دیدے یا کہا کہ اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ کیون رہتی یا کہا کہ اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو تو مجھے مت رکھ تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی تکفیر کیجائیگی گر اول اصح ہی اور اسی پر شیخ جمال الدین نے فتوے دیا ہی۔ اور علی ہذا اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ اے کافر اے یہودی اے مجوسی پس شوہر نے کہا کہ مین ایسا ہی ہون تو مجھ سے الگ ہو یا کہا اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسا ہون تو تو میرے ساتھ مت رہ تو اسمین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور اگر یون کہا کہ یک راہ کہ چنینم با من مباش تو ظاہر یہ ہی کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ نہین تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی اجنبی سے کہا کہ اے کافر اے یہودی پس اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہون میرے ساتھ صحبت نہ رکھ یا کہا کہ اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتا۔ خلاصہ آنکہ آخر تک وہی الفاظ بیان کیے جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین تو انکا حکم بھی اسی طرح ہوگا جیسا ہمنے جورو و مرد کے درمیان ایسے الفاظ جاری ہونے کی صورت مین بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے کسی فعل کا ارادہ کیا پس اُسکی جورو نے کہا کہ تو کافر ہو اگر ایسا فعل کرے مگر مرد نے نہ مانا اور وہ فعل کیا تو تکفیر نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے کافرہ پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی یا عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر پس شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی تو ان دونون مین تفریق

واقع نہ ہوگی ایسا ہی فقیہ ابو اللیث رح نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہو - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ چون مغ نجیت
آگندہ شدہ پس شوہر نے کہا کہ تو ابتک اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ کیون رہی
تو یہ شوہر کی طرف سے کفر ہو اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ او مغزانہ پس عورت نے کہا کہ پھر تو نے اتنی مدت مغزانہ کو رکھا ہو یا کہا کہ مغزانہ کو
کیون رکھا ہو تو یہ عورت کی طرف سے کفر ہو - اور اگر اجنبیہ عورت سے یا کافرہ یا اجنبی مرد سے کہا کہ او کافر اور جس سے کہا ہو اُسنے کچھ
نہ کہا یا اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ اور عورت نے کچھ نہ کہا یا جورو نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر اور شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقیہ
ابو بکر اعمش بلخی فرماتے تھے کہ کہنے والا تکفیر کیا جائیگا اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا - اور فتوی کے واسطے اس جنس کے
مسائل مین مختار یہ ہو کہ ایسے کلمات کے کہنے والے نے اگر اسکو بُرا کہنے کی نیت کی اور در واقع اسکو کافر اعتقاد نہین کیا ہو
تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر در واقع اسکو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا تو اسکی تکفیر
کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہو - ایک عورت نے اپنے فرزند سے کہا کہ ای مغ بچہ یا ای کافر بچہ یا ای یہود بچہ تو اکثر علماء نے فرمایا کہ یہ کفر
نہ ہوگا اور بعضون نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے فرزند کے واسطے ایسے الفاظ کہے تو اسمین بھی اختلاف ہو اور اصح
یہ ہو کہ اگر مرد مذکور نے اپنے نفس کا ارادہ نہین کیا ہو تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اگر اپنے جانور کی
نسبت کہا کہ ای کافر خداوند تو بالاتفاق تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ ای کافر ای یہودی ای مجوسی پس
اُسنے کہا کہ لبیک یعنے جی ہان تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ آرے ہمچنین گیر یعنے ہان ایسا ہی جان لے
تو اُس کی تکفیر کیجائیگی - اور اگر اس دوسرے نے کہا کہ خود تو ہی ہو یا کچھ نہ کہا بلکہ خاموش رہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اور اگر کسی سے
کہا کہ مجھے اپنے کافر ہوجانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ تو نے مجھے یہان تک رنج پہونچایا کہ مین نے
چاہا کہ کافر ہو جاؤن تو تکفیر کیا جائیگا - ایک نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمانی اختیار کرنے کا نہین ہو زمانہ کافری ہو تو بعض نے
فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب محیط نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہین ہو قال المترجم ہمارے زمانہ مین
اگر کسی نے ایسا کہا تو اسپر کفر کا خوف ہو جیسے ہمارے زمانہ مین جو شخص اپنے دل و اعتقاد سے راستہ اسلام و رضاء
حق عز و جل کے موافق زندگی بسر کر جاوے اور اللہ تعالے اُسکا خاتمہ بخیر کرے تو امید ہو کہ مستحق ثواب جمیل و جزاء
جزیل ہوگا ثبتنا اللہ تعالی ایانا اہل الاسلام برحمتہ ورافتہ منہ لنا علی الصراط القویم بتوفیق الخیر و ہو علی کل شئ قدیر اور واقعات ناطفی
مین لکھا ہو کہ مسلم و مجوسی دونون کسی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ ای مجوسی پس مسلمان نے اسکو جواب دیا تو
شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے کے کسی ایک ہی کام مین دونون لگے ہوئے ہون پس مسلمان نے یہ گمان
کر کے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہو جواب دیا ہو تو مسلمان مذکور پر کفر لازم نہ آویگا اور اگر دونون ایک ہی کام مین لگے نہون
تو اسپر کفر کا خوف ہو - اگر کسی مسلمان نے کہا کہ مین ملحد ہون تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اُس نے عذر کیا کہ مین نہ جانتا تھا
کہ یہ کفر ہو تو اسکا یہ عذر قبول نہ ہوگا - ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہو حالانکہ درحقیقت وہ کفر نہین ہو پس
اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہوا اور تیری جورو پر طلاق واقع ہو گئی پس اُس نے کہا کہ کافر شدہ گیر و زن طلاق شدہ گیر یعنے
کافر ہوا ہی سمجھ لے تو کافر ہو جائیگا اور اسکی جورو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہو - یتیمیہ مین ہو کہ مین نے اپنے
والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین فرعون ہون یا ابلیس ہون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین کافر کہا
جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو - ایک نصیحت کنندہ شخص نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو توبہ کی طرف رجوع کرنے کو

بچا پس اس فاسق نے کہا کہ ازپس نہیم کلاہ مغان برسر نہم یعنی ان سب کے بعد آتش پرستون کی ٹوپی اپنے سر پر رکھونگا تو تکفیر کیا جائیگا - ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے تو اس عورت کی تکفیر کیجائیگی اگر کسی نے کہا کہ ہرچہ مسلمانی کردہ ام ہمہ بکافران دادم یعنی جو کچھ مین نے مسلمانی کی ہے وہ سب کافرون کو دیدی بشرطیکہ فلان کام کرون پھر اس شخص نے فلان کام کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر کفارہ قسم بھی لازم نہ آویگا - ایک عورت نے کہا کہ مین کافر ہون اگر ایسا کام کرون تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ فی الحال کافر ہو کر اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور شیخ علی سغدی نے فرمایا کہ یہ تعلیق و یمین ہے اور کفر نہین ہے قال المترجم قول شیخ علی سغدیؒ اصح ہے - اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد مجھپر جفا کی یا ایذا دی یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے فلان چیز نہ خریدی تو مین کافرہ ہو جاؤنگی تو فی الحال کافرہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک نے کہا کہ کنت مجوسیا الا ان سلمت اور یہ اسنے بر سبیل تمثیل کہا اور اسکا اعتقاد نہین کیا تو اسکے کفر کا حکم دیدیا جائیگا - اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اگر کسی کے واسطے تحیہ کا سجدہ کیا یعنے عبادت کا سجدہ نہین کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی قال المترجم یعنے قریب بکفر ہے اگرچہ تکفیر نہ کیجائیگی یہ سراجیہ مین ہے اور خزانہ مین لکھا ہے اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالی عزوجل تجھ سے مسلمانی الگ کر لے اور بکر نے کہا کہ آمین تو یہ دونون کافر ہو جاوینگے - ایک شخص نے دوسرے کو اذیت دی پس اس نے کہا کہ مین مسلمان ہون مجھے مت رنج دے پس اس ایذا دینے والے نے کہا کہ چاہے مسلمان رہ چاہے کافر تو تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر کافر ہوگا تو میرا کیا نقصان ہے تو بھی اسپر کفر لازم ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - کوئی کافر مسلمان ہوا اور مسلمانون نے اسکو چیزین اور مال و متاع دیا پس کسی مسلمان نے کہا کہ کاش مین کافر ہوتا تاکہ مسلمان ہو جاتا اور لوگ مجھے بھی چیزین دیتے یا فقط دل سے اس امر کی تمنا کی تو وہ کافر ہو جائیگا ایسا ہی بعضے مشائخ سے منقول ہے - اگر کسی نے تمنا کی کہ کاش اللہ تعالی نے شراب حرام نہ کی ہوتی تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر یہ تمنا کی کہ کاش اللہ تعالی نے حرام نہ کیا ہوتا ظلم یا زناکاری یا ناحق قتل کر دینا تو کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ چیزین کسی وقت مین حلال نہین تھین پس اول صورت مین اس نے ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل نہین ہے اور دوسری صورت مین ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل ہے اور علی ہذا اگر یہ تمنا کی کہ بھائی و بہن کا نکاح حرام نہ ہوتا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ ابتدا مین یہ حلال تھا مستحیل نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی وقت مین حلال تھی پھر وہ حرام ہوگئی ہے پس اسکی نسبت تمنا کی کہ کاش حرام نہ ہوتی تو تکفیر نہ کیا جائیگا - اگر کسی مسلمان نے کوئی نصرانیہ خوبصورت دیکھکر تمنا کی کہ کاش مین نصرانی ہوتا تاکہ اس سے نکاح کر لیتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے - ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق کے ساتھ تو میری مددگاری کر پس اس دوسرے نے کہا کہ حق کے ساتھ تو ہر کوئی مددگاری کرتا ہے مین ناحق کے ساتھ تیری مددگاری کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے قال المترجم اصل عبارت یہ ہے مرا حق یاری دہ فقال ذلک الغیر بحق ہر کس یاری دہد من ترا بناحق یاری دہم تکفیر کذا فی الفصول مگر مین اسکی وجہ نہین سمجھتا ہون الا آنکہ مراد بو اسطہ حق یا باے قسم مراد ہو واللہ اعلم - ایک شخص نے دوسرے سے جس سے جھگڑا کر رہا ہے کہا کہ تو ہر روز اپنے مثل اور دس مٹی کے بنا لے یا مٹی سے بنا لے کہا پس اگر اسکی مراد مثل سے مثل من حیث الخلقۃ ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر یہ مراد ہے کہ اپنے سے کئی گونہ جمع کر لے مجھے کچھ ڈر نہین ہے مثلاً تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور ہمارے زمانہ مین اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا کہ کسی کسان یا مالی نے کہا کہ مین نے یہ درخت

پیدا کیا ہی پس بالاتفاق سب مفتیون نے جواب دیا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اسواسطے کہ پیدا کرنے سے اس مقام پر عادت
کے موافق پیڑ لگانا مراد ہی حتی کہ اگر اُسنے حقیقت پیدائش مراد لی ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال یہ ہمارے عرف کے خلاف ہی
ہان اگر یہ کہا کہ میرا اجما یا ہوا ہی یا اُگایا ہوا ہی تو البتہ یہ جواب ہوسکتا ہی کیونکہ پیدا کیا ہوا بمعنے لگایا ہوا ہمارے عرف مین
نہین ہی فافہم واللہ اعلم - اور اگر کسی نے کہا کہ رہے وار کار کنیم و آزاد وار بخوریم یعنی مسافرون کی طرح کام کرونگا
اور آزادون کی طرح کھاؤنگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ خطاے کلام ہی اور وہی ایسا کلام بولتا ہی جو اپنا رزق اپنی کمائی
سے جانتا ہی قال المترجم ہمارے نزدیک اسمین کم خوف ہی ہان اگر اسکی یہ نیت ہو کہ روزی میری کمائی سے ہی
تو تکفیر کیا جائیگا - اور اگر کسی نے کہا جب تک فلان بجاے خود موجود ہی یا جب تک کہ میرا یہ ربیہ کا بازو سلامت ہی
مجھے روزی کی کچھ کمی نہین ہی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسپر کفر کا خوف ہی - اور اگر کسی نے
کہا کہ دولتی بدبختی ہی تو یہ خطاے عظیم ہی - اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ ایک سجدہ خدا کو کر اور ایک سجدہ مجھکو تو بعض نے کہا کہ
اُسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم یعنی کمال سخت قریب بہ کفر ہی ولیکن تکفیر نہ کیجائیگی - اور شیخ ابوبکر رحمہ اللہ سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص شطرنج کھیلتا ہی پس اسکی جورو نے کہا کہ تو شطرنج نہ کھیلا کر اسواسطے کہ مین نے عالمون سے
سُنا ہی کہ اُنھون نے کہا کہ جو شطرنج کھیلے وہ دشمنان خدا تعالی سے ہی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ ایدون کم
من دشمن خدایم نشکیبم و نیارامم پس شیخ نے دریافت کرنے والے سے کہا کہ یہ سخت لفظ ہی ہمارے علماء کے قول پر
چاہیے کہ اپنی جورو سے نکاح کی تجدید کرلے اور اسکی جورو بائنہ ہو گئی اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی -
اور شیخ عبدالکریم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک قوم سے جھگڑا کرتا تھا پس کہا کہ مین دس اٹھتی پہ ستون
سے بڑھکر ستمگار رہون یا کہا کہ مین دس مجوسیون سے بڑھکر ہون تو فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر لازم ہی کہ توبہ و استغفار
کرے - اور شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ یا ایک درم دے تاکہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا جاوے
یا مسجد مین نماز کے واسطے حاضر ہو پس اُسنے کہا کہ مین نہ مسجد مین آؤنگا اور نہ درم دونگا مجھے مسجد سے کیا کام ہی اور وہ اسی پر
مصر ہی یعنے عمداً ایسا ہی کرتا ہی تو فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن اسکو تعزیر دیجاوے یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے
چاند کے گرد ہالہ دیکھکر دعوے کیا کہ پانی برسیگا تو دعوے علم غیب سے تکفیر کیا جائیگا یہ بحرالرائق مین ہی - اور اگر نجومی
نے کہا کہ تیری جورو کے پیٹ رہا ہی پس اُسنے اُسکے قول کا اعتقاد کیا تو کافر ہوا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر ہامہ نے
آواز کی پس کہا کہ مریض مرجاویگا یا کہا کہ بارگران ہونے والا ہی یا عقعق نے آواز کی پس سفر سے لوٹ پڑا تو مشائخ نے ایسے
شخص کے کفر مین اختلاف کیا ہی یہ خلاصہ مین ہی - امام فضلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یا احمر یعنے
اے سرخ پس اُس شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالی نے سیب کے گودے سے پیدا کیا ہی اور تجھکو مٹی سے پیدا کیا ہی اور مٹی اپنی نہین
ہوتی ہی پس آیا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہان اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایسا قول کہا جو شرع مین ممنوع
ہی پس اُس سے ایک نے کہا کہ تو کیا کرتا ہی تجھپر کفر لازم آگیا اُس نے کہا کہ مین کیا کرونگا جب مجھپر کفر لازم آگیا پس آیا تکفیر
کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہان - اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ضاد کی جگہ زا پڑھتا ہی اور اصحاب النار کی جگہہ اصحاب
الجنہ پڑھتا ہی تو فرمایا کہ اسکی امامت نہین جائز ہی اور اگر عمداً اُسنے ایسا کیا تو تکفیر کیا جائیگا - اور جامع الاصغرین مین مذکور ہی کہ
شیخ علی رازی فرماتے تھے کہ جو شخص اسطرح قسم کھایا کرتا ہی کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا تیری زندگی کی قسم یا تیری جان یا سر

وغیرہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے مین اُسکے حق مین کفر کا خوف کرتا ہون اور اگر کہا کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے مگر بندہ
کی طرف سے جنبش چاہتا ہے تو بعض نے کہا کہ یہ شرک ہے ایک نے کہا کہ مین ثواب و عذاب سے بری ہون تو بعض نے فرمایا
کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور نوازل مین مذکور ہے کہ ایک نے کہا کہ جو فلان کہیگا وہی کرونگا اگرچہ سراسر کفر کہے تو اُسکی تکفیر
کیجائیگی ایک نے فارسی مین کہا کہ از مسلمانی بیزارم یا مثلاً اردو مین کہا کہ مین مسلمانیت سے بیزار ہون تو بعض نے فرمایا
کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی - اور نقل ہے کہ مامون رشید بادشاہ کے وقت مین ایک فقیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک
جولاہہ کو قتل کر ڈالا اسپر کیا واجب ہے اُس نے جواب دیا کہ تغاریت واجب ہے پس مامون رشید نے حکم دیا کہ اس فقیہ کو مارو
چنانچہ اُسکے حکم سے یہان تک مارا گیا کہ مر گیا اور مامون نے کہا کہ یہ حکم شرع کے ساتھ استہزا ہے اور احکام شرعی سے
استہزا کرنا کفر ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر درویشی را گوید مدبر و سیاہ گلیم شدہ است تو یہ کفر ہے یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کسی نے
ہمارے زمانہ کے سلطان کو کہا کہ عادل ہے تو اُسنے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا چنانچہ امام علم الہدی ابو منصور ماتریدی نے ایسا ہی
فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا قال المترجم اگر ہمارے زمانہ کے بادشاہ کو بمعنی شرعی عادل قرار دیا تو بدرجہ اولے
تکفیر کیا جاوے وہو الاصح - اور اگر جابرون مین سے کسی کو فارسی مین کہا کہ ای خدای تو تکفیر کیا جاوے اور اگر کہا کہ ای بار خدا
تو تکفیر نہ کیا جاوے بنا بر قول اکثر مشائخ کے اور یہی مختار ہے کذا فی الخلاصہ قال المترجم ہماری زبان مین ان دونون سے
تکفیر کیا جائیگا واللہ اعلم ولم اجد فیہ النص - اصول الصفار مین مذکور ہے کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کے روز
منبرون پر خطیب جو الفاظ بہ نسبت بادشاہ وقت کے پڑھا کرتے ہین مثلاً العادل الاعظم شہنشاہ اعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض
اللہ مالک بلاد اللہ معین خلیفۃ اللہ تحسین آیا یہ الفاظ علی الاطلاق والتحقیق جائز ہین یا نہین تو فرمایا کہ نہین جائز ہین اسواسطے کہ اِن
سے بعض الفاظ کفر ہین اور بعضے معصیت و دروغ ہین چنانچہ شہنشاہ کہ بدون وصف اعظم کے خصائص اسماء اللہ تعالیٰ سے
ہے اور کسی بندہ کا وصف اس لفظ سے جائز نہین ہے اور مالک رقاب الامم یہ محض دروغ ہے اور سلطان ارض اللہ و دیگر اسکے
امثال سو یہ علی الاطلاق محض دروغ ہین یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور امام ابو منصور رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کے روبرو
زمین کو بوسہ دیا یا اسکے واسطے مثل رکوع کے پشت خم کر کے جھک گیا یا صرف اپنا سر آگے ڈال دیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی -
اسواسطے کہ اسکی غرض اسکی عبادت نہین ہے بلکہ تعظیم ہے اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ان ظالمون مین سے کسی کے
واسطے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہون مین ایک بڑا کبیرہ گناہ ہے اور آیا اسکی تکفیر کیجاویگی تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً تکفیر کیجائیگی اور
اکثرون نے فرمایا کہ اسمین چند صورتین ہین اول آنکہ اگر اُسنے عبادت کا قصد کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر تحیت کا قصد کیا تو
تکفیر نہ کیا جائیگا بلکہ اسپر ایسا کرنا حرام ہے بشرطیکہ اُسکا ارادہ کفر کا نہو یہ اکثر عالمون کے نزدیک ہے اور رہا زمین کا بوسہ دینا
تو یہ قریب سجدہ ہے فرق اتنا ہے کہ زمین کو بوسہ دینے مین اسقدر رخ و پیشانی کا زمین پر رکھنا نہین ہوتا ہے جیسے سجدہ مین
ہے بلکہ کم ہے یہ ظہیریہ مین ہے - قال المترجم اصح یہ ہے کہ جو افعال کمال تعظیم کے واسطے موضوع ہین اور وہ وہی ہین جو مخصوص
بہ عبادت الٰہی ہین اگر انکو کسی بندہ کے ساتھ برتے تو کفر کا حکم دیا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر کسی نے اعتقاد کیا کہ خراج
سلطان کی ملک ہے تو کافر کہا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہے - اور رسالہ صدر شہید مین ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے بدی کی پس
اُسنے کہا کہ مین یہ بدی تیری طرف سے جانتا ہون نہ بحکم خدا سے تو کافر ہو جائیگا اور نیز اس رسالہ مین مذکور ہے کہ مجموع النوازل
مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت پہنے و اسکی تہنیت کے وقت بغرض رضامندی بادشاہ کے اسکی قربانی کرے

تو کافر ہو جائیگا اور یہ قربانی مردار ہو گی اور اُسکا کھانا روا نہ ہو گا - اور ہمارے زمانہ مین ایک بات بہت شائع ہو گئی اور بہت
سے مسلمانون کی عورتین اسمین مبتلا ہین اور وہ یہ ہی کہ جب بچون کے چیچک نکلتی ہی تو اس چیچک کے نام پر دیبی یا بھوانی ماتا
ایک صورت مقرر کی ہی کہ اسکو پوجتے ہین اور بچون کے اچھے ہو جانے کی اس سے دعا کرتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین
کہ یہ پتھر انکو اچھا کر دیتا ہی تو یہ عورتین اس فعل و اس اعتقاد سے کافر ہو جاتی ہین اور انکے شوہر جو انکے فعل سے
رضامند ہین وہ بھی کافر ہو جاتے ہین قال اور جو نہین رضامند ہین انکا نکاح ٹوٹ جاتا ہی - اور دوسرے اسی جنس سے
یہ ہی کہ پانی کے کنارے جاتی ہین اور اس پانی کو پوجتی ہین اور جو نیت رکھتی ہین اسکے موافق اس پانی کے کنارے
بکرے کو ذبح کرتی ہین یہ پانی کے پوجنے والی اور بکرے کے ذبح کرنے والی سب کافر ہین اور یہ بکری مردار ہو جاتی ہی
اسکا کھانا روا نہین ہی - اور اسی طرح جو گھرون مین ایک صورت بنا لیتی ہین جیسے بت پرستون کے پوجا کا معمول ہی کہ اسکی پرستش
کرتی ہین اور بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقش کرتی ہین اور روغن ڈالتی ہین اور اسکو بنام بھوانی کہتی ہین
اور پوجتی ہین اور مثل اسکے جو باتین کرتی ہین ان سب سے کافر ہو جاتی ہین اور اپنے شوہرون سے بائن ہو جاتی
ہین - اور اگر کوئی کہے کہ اس زمانہ مین جب تک خیانت نہ کرون اور جھوٹ نہ بولون تب تک دن نہین گذرتا ہی یا کہے کہ جبتک
تو خرید و فروخت مین جھوٹ نہ بولے تب تک کھانے کو روٹی نہ پاویگا - یا کسی سے کہے کہ تو کیون خیانت کرتا ہی یا کیون جھوٹ
بولتا ہی وہ کہے کہ بغیر اسکے چارہ نہین ہی تو ایسے تمام الفاظ سے کافر ہو جاتا ہی - اور اگر کسی سے کہین کہ جھوٹ نہ بولا کر اور
وہ کہے کہ یہ بات لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ سچی ہی تو کافر ہو جائیگا - اور اگر کوئی غصہ مین ہو جاوے اور دوسرا
کہے کہ کافر ہونا اس سے بہتر ہی تو کافر ہو جائیگا - اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع مین ممنوع ہی اور دوسرا کہے کہ تو کیا
کہتا ہی کہ تجھپر کفر لازم ہوتا ہی وہ کہے کہ تو کیا کریگا اگر مجھپر کفر لازم آوے تو کافر ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جس شخص کے
دل مین ایسے امر کا خطرہ گذرا جو موجب کفر ہی پس اگر اس امر کو اُس نے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس سے بہت کراہیت کر
رہا ہی تو یہ محض ایمان ہی - اور اگر کسی نے کفر کا مصمم ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرنے کا ارادہ کیا ہو تو فی الحال کافر ہو جائیگا
یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کسی نے بطوع خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہی تو کافر ہو جائیگا اور اللہ تعالی
کے نزدیک وہ مومن نہ ہو گا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - قال المترجم جن صورتون مین بالاتفاق تکفیر کیجاتی ہی وہان واجب
ہی کہ توبہ کرکے رجوع کرے اور از سر نو نکاح کرے اور واضح ہو کہ جن صورتون مین کفر ہونے مین اختلاف ہی اُن مین
اُسکے مرتکب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور توبہ کرے اور اُس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط کے کہا جائیگا
اور جن الفاظ مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ خطا ہین اور موجب کفر نہین ہی تو اسکے کہنے والے کو تجدید نکاح اور اُس سے
پھر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہو گا یہ محیط مین ہی - اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے
کہ اسمین کئی وجہین ایسی ہین کہ انکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہی کہ تکفیر کیجاوے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہی کہ تکفیر نہ کیجاوے
یعنی شرعاً اسوجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہی تو مفتی کو لازم ہی کہ اسی وجہ کی طرف میل کرے جس سے تکفیر بچتی ہی یہ خلاصہ مین ہی
اور بزازیہ مین لکھا ہی کہ صورت تاویلی کی طرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہی جب ہی میل کریگا کہ جب تصریح نہ کی ہو اور اگر کہنے والے
نے تصریح کر دی اور صریح ایسا ارادہ بیان کر دیا جو موجب کفر ہی تو ایسی صورت مین تاویل کچھ فائدہ نہ دیگی یہ بحر الرائق
مین ہی - پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی وہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہی تو وہ مسلمان رہا اور اگر کہنے والے کی

نیت الیسی وجہ ہو کہ وہ موجب تکفیر ہی تو اُسکو اُس مفتی کا فتوے کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ اُسکو اپنی دیانت کی راہ سے لازم ہوگا کہ ایمان کی راہ ڈھونڈھے اور وہ یہ ہی کہ اسکو حکم کیا جائیگا کہ توبہ کرکے اُس سے رجوع کرے اور اپنی جورو سے از سر نو اپنا نکاح کرلے یہ محیط مین ہی۔ مسلمان کو چاہیے کہ ہر صبح و شام اس دعا کے پڑھنے کو وظیفہ کرلے کہ ایسے ورطون مین پڑنے سے بچاؤ کا سبب ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہی کہ جو ہر صبح و شام اسکا ورد رکھے وہ محفوظ رہیگا اور دعا یہ ہی اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیأ وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم یہ خلاصہ مین لکھا ہی

دسوان باب ۔ باغیوں کے بیان مین ۔ اہل بغی ہر ایسے فرقہ کو کہتے ہین جو قوت منعت رکھتے ہین کہ تغلب کرلین اور مجتمع ہو جاوین اور تاویل کے ساتھ اہل عدل کے ساتھ قتال کرین اور کہین کہ حق ہمارے ساتھ ہی اور اپنے والی ہونے کا دعوے کرین ۔ پس اگر چوروں مین سے کوئی قوم کسی شہر پر غالب ہوگئی اور انھوں نے مال لے لیا تو یہ لوگ باغی نہ کہلاوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور جب کوئی قوم اطاعت امام المسلمین سے منحرف ہوگئی اور وہ کسی شہر پر غلبہ کرکے قابض ہوگئی تو امام موصوف پہلے انکو جماعت مین ملجانے اور بغاوت سے باز آنے کی جانب بلاویگا اور انکا شبہہ رفع کردیگا اور اُنسے کہیگا کہ توبہ کرلو یہ کافی مین ہی مگر واضح رہے کہ اسطرح بلانا انکو واجب نہین ہی اور جب امام المسلمین کو خبر پہونچے کہ وہ لوگ ہتھیار خریدتے ہین اور قتال کے واسطے سامان کرتے ہین تو چاہیے کہ انکو گرفتار کرکے قید کرے یہان تک کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آوین اور از سر نو توبہ کرکے حقوق اسلام کی رعایت کے ساتھ جماعت مین شامل رہین اور یہ بدین غرض کرے کہ بقدر امکان شر دفع ہو وے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور امام اہل عدل کو روا ہی کہ اُنسے قتال شروع کردے اگرچہ اُنھوں نے قتال مین پہل نہ کی ہو وے اور یہ ہمارا مذہب ہی۔ اور جب یہ ثابت ہوا کہ ایسے گروہ باغی کا قتل کرنا جسکو منعت حاصل ہی مباح ہی اگرچہ حقیقۃً انکی جانب سے قتال نہ پایا جاوے تو ایسے شخص کا بھی قتل مباح ہوگا جو انکی قوت بازو ہونا چاہتا ہی اور انکی طرف جاتا ہی۔ اور اگر امام المسلمین نے اسی گروہ کو ہزیمت دی تو پھر مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کرین یعنے قتل کرتے جاوین بشرطیکہ انکے واسطے کوئی ایسا گروہ صاحب منعت نہ رہا ہو کہ اسکی طرف جا ملین اور اگر ان بھاگے ہوئے باغیوں کے واسطے کوئی ایسا گروہ ہو کہ جس سے جا ملینگے تو اہل عدل کو روا ہوگا کہ ان بھاگے ہوئے باغیوں کا پیچھا کرین ۔ اور جو شخص ان باغیوں مین سے اسیر ہوگیا ہی تو امام المسلمین کو یہ روا نہین ہی کہ اُسکو قتل کرے بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ اگر قتل نہ کیا جائیگا تو ایسے گروہ کو نہین ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہی اور اگر یہ معلوم ہو کہ اگر نہ قتل کیا گیا تو ایسے باغیوں کے گروہ سے ملجائیگا جنکو قوت منعت حاصل ہی تو امام اُسکو قتل کرسکتا ہی کذا فی المحیط اور چاہیے۔ اُسکو قید مین رکھے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب باغیوں کی کوئی جماعت باقی نہ رہی ہو اور قتال مین باغیوں مین سے بعض بعض مجروح رہین تو اہل عدل کو روا نہین ہی کہ باغی مجروح کا اجہاز کرین یعنے اسکے بدن پر اور زخم ایسا لگاوین کہ وہ مردہ ہو جاوے اور اگر باغیوں کے واسطے کوئی اور جماعت باقی رہ گئی ہو تو انکا اجہاز کردینا روا ہے۔ اور باغیوں کی عورتین و بچے گرفتار کرکے رقیق نہ بنائے جاوینگے اور انکے اموال جو ہاتھ آئے ہین وہ ملک مین نہ آوینگے لیکن اہل عدل نے باغیوں کے لشکر مین جو کراع و ہتھیار وغیرہ پائے وہ فی الحال انکو واپس نہ دیے جاوینگے لیکن اگر اہل عدل کو اُنسے قتال کرنے مین اُنکے ان ہتھیاروں و کراع کی حاجت ہو تو اُنسے نفع حاصل کرین پس ہتھیار اپنے

موقوف رکھے جاوینگے جیسے دیگر اموال کا حکم ہے اور کراع فروخت کیے جاوین اور انکا ثمن رکھ چھوڑا جائیگا کیونکہ کراع
کو دانہ چارہ دینے کی ضرورت پڑیگی اور بیت المال سے امام انکو دانہ چارہ نہ دیگا اسوجہ سے کہ اسمین باغیون پر احسان
ہے۔ اور اگر امام نے بیت المال سے انکو دانہ چارہ دیا تو جس باغی کا جانور ہے اسپر یہ مال قرضہ ہوگا۔ پھر جب لڑائی مین
ہتھیار رکھ دیے اور باغیون کی منعت زائل ہوگئی تو یہ اموال ان باغیون کو واپس کردیگا۔ اور حالت بغاوت و لڑائی
مین باغیون نے جو ہمارے لوگون کی جانین و مالین تلف کی ہین تو جب انکی منعت زائل ہوجاوے و توبہ کرلین
تو ضامن نہ ہونگے اور اسی طرح مرتدون سے جو ہماری جانین و مال حالت لڑائی مین تلف کیے ہون اسکے
ضامن نہ ہونگے جبکہ مسلمان ہوجاوین اور قبل قتال کے جو ہمارے مال و جانین انھون نے تلف کی ہین اسکے
ضامن نہ ہونگے جبکہ انکو قوت منعت حاصل ہو لیکن جو مال انکے پاس قائم و موجود ہوگا وہ اسکے مالک کو واپس کردیا جائیگا
جبکہ انھون نے توبہ کرلی اگرچہ ان لوگون نے ان اموال کی نسبت اپنی تاویل فاسد کے موافق مالک ہوجانے کا
اعتقاد کیا تھا اور اس تاویل فاسد کے ساتھ منعت بھی موجود تھی۔ اور اسی طرح اہل عدل نے بھی جو انکی جانین و مال
تلف کیے ہین انکے مسلمان ہوجانے کے سبب سے انکے لیے اسکے ضامن نہونگے کذا فی الذخیرہ۔ اور جو انھون
نے قتل اسکے لیا ہے وہ اسکے ضامن ہونگے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر کسی ایسی جماعت نے جو خانہ کعبہ کے رخ پر خدا
تعالی کی پرستش کرتے ہین کوئی رائے ظاہر کی اور لوگون کو اس رائے کی جانب بلایا اور اس رائے پر قتال کیا اور انکے
واسطے منعت و قوت و شوکت حاصل ہوگئی پس اگر یہ امر اسوجہ سے ہو کہ سلطان نے انکے حق مین ظلم کیا ہے تو سلطان کو چاہیے
کہ انپر ظلم نہ کرے اور اگر سلطان انکے حق مین ظلم کرنے سے باز نہ آیا اور اس گروہ نے سلطان سے قتال کرنا شروع کیا تو
لوگون کو انکی مدد نہ کرنی چاہیے اور نہ یہ چاہیے کہ سلطان کی مدد کرین۔ اور اگر یہ امر اس سبب سے نہو کہ سلطان نے
انپر ظلم کیا ہے بلکہ وہ لوگ کہتے ہین کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور اپنے واسطے ولایت کا دعوی کرتے ہین تو سلطان کو روا ہے
کہ ان سے قتال کرے اور لوگون کو روا ہے کہ سلطان کی مددگاری کرین یہ سراجیہ مین ہے۔ اور انکے ساتھ قتال کرنا ہر ایسے
طریقہ و ہتھیار سے روا ہے جس سے اہل حرب کے ساتھ قتال کرنا روا ہے مثل تیرون سے مارنے اور منجنیق لگانے اور پانی
پہونچا کر غرق کردینے یا آگ لگا دینے اور شبخون مارنے وغیرہ کے یہ نہایہ مین ہے۔ اور تنجیز مین لکھا ہے کہ باغیون کے ساتھ
عورتون و بچون و بوڑھون و اندھون مین سے جو کوئی ہووے قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر باغیون مین سے کسی کا غلام
جو اپنے مولے کے ساتھ لڑتا تھا گرفتار کیا گیا تو وہ قتل کردیا جائیگا اور اگر اسکی خدمت کیا کرتا تھا قتال نہین کرتا تھا تو قتل
نہین کیا جائیگا مگر قید رکھا جائیگا یہانتک کہ بغاوت زائل ہوجاوے۔ اور اگر باغیون کی عورتین بھی قتال کرتی ہون تو وہ بھی
قتل کیجاوینگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر معرکہ قتال مین کوئی باغی کسی اہل عدل کا قریب ایسا ہو کہ اسکا ذی رحم محرم ہو تو
اہل عدل مین یہ شخص خود اسکے قتل کا مرتکب نہ ہو لیکن اگر وہ اس شخص عادل کو ضرر قتل وغیرہ پہونچانا چاہتا ہو تو اپنے
جان سے ضرر دور کرنے کے واسطے اسکو قتل کرسکتا ہے ہان عادل کو یہ روا ہے کہ اس ذی رحم محرم باغی کا جانور سواری
قتل کردے تاکہ باغی مذکور منزجر ہوجاوے پس کوئی دوسرا اسکو قتل کردے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر باغیون نے اہل
عدل کے ساتھ لڑائی کے واسطے ذمیون کے کسی گروہ سے مدد مانگی پس ذمیون نے ان باغیون کے ساتھ ہو کر اہل عدل
سے قتال کیا تو یہ امر ذمیون کی طرف سے نقض عہد نہوگا اور ذمیون نے اس قتال مین جو کچھ ہمارا مال لیکر تلف کیا یا جان تلف

کی یا زخمی کیا یا ہنے اُنکے ساتھ کیا تو کسی پر اُسکی ضمان واجب نہ ہوگی جیسے باغیون کے حق مین حکم ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے
فرمایا کہ اگر باغی لوگ اپنے لشکر مین ہون اور وہان اُنمین سے کسی نے دوسرے کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص لازم نہ ہوگا اور
امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر باغی لوگ اہل عدل کے کسی شہر پر غالب ہوے پھر باغیون مین سے کسی شخص نے
اہل شہر مین سے کسی شخص کو عمداً قتل کر ڈالا پھر اہل عدل اس شہر پر غالب ہوئے تو قاتل سے قصاص لیا جائیگا اور اس
مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ باغی لوگ کسی اہل عدل کے شہر پر غالب ہوئے اور ہنوز باغیون کا حکم اس شہر مین جاری نہین
ہوا تھا کہ پھر امام اہل شہر نے ان باغیون کو پس پا کر لیا تو یہ حکم مذکور ہوگا۔ اور اگر اس شہر مین باغیون کا حکم جاری ہوگیا
تو اہل عدل کی ولایت و منعت وہان سے منقطع ہوگئی پس شہر والون مین سے کسی کے قتل کرنے سے قاتل پر کچھ واجب
نہوگا اور نیز امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر مین ذکر فرمایا کہ اگر اہل عدل مین سے کسی نے باغی کو قتل کیا حالانکہ قاتل اُسکا
وارث ہی تو وارث رہیگا اور اگر باغی نے اُسکو قتل کیا حالانکہ اُسکا وارث ہی پھر باغی نے کہا کہ جب مین نے اِسکو قتل کیا مین
حق پر تھا اور مین اب تک حق پر ہون تو مقتول کا وارث ہوگا۔ اور اگر باغی مذکور نے کہا کہ جسوقت مین نے اسکو قتل
کیا ہی مین جانتا تھا کہ مین باطل پر ہون تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اُسکا وارث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور باغیون
مین سے جو شخص قتل کیا جاوے نہ اُسکو غسل دیا جائیگا اور نہ اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اہل عدل مین سے جو شخص قتل
کیا گیا تو اسکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو شہیدون کے ساتھ کیا جاتا ہی اور اُسکا حکم بھی وہی ہی جو شہید کا ہی یہ شرح
طحاوی مین ہی اگر باغیون نے عشر و خراج وصول کر لیا تو دوبارہ نہ لیا جائیگا پھر جو کچھ باغیون نے وصول کیا ہی اگر اسکو
جس طرح صرف کرنا چاہیے اور جہان جہان صرف کرنا چاہیے ہی صرف کیا ہووے تو جس سے وصول کیا ہی اُسپر
قضاءً اعادہ لازم نہین ہی ولیکن جس سے وصول کیا ہی یعنے مالکان اموال کو فتوی دیا جائیگا کہ دیانۃً یعنی فیما بینہ و
بین اللہ تعالی اسکا اعادہ کر دین یعنی خود فقیرون کو دیدین ولیکن ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ خراج مین از روے دیانت
کی راہ سے بھی اعادہ لازم نہین ہی۔ اور اسی طرح عشر مین بھی اگر اہل بغاوت فقیر لوگ ہون تو اعادہ واجب نہین ہی یہ
غایۃ البیان مین لکھا ہی۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ اُنکے لشکر مین ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہی اور اگر اُنکے لشکر مین نہین بلکہ
مثلاً کوفہ مین کسی کے ہاتھ ہتھیار فروخت کیے پس اگر یہ معلوم نہین ہی کہ یہ اہل فتنہ مین سے ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی
اور یہ حکم نفس سلاح مین ہی یعنی جو ہتھیار بنے بنائے عرف مین ہتھیار کہلاتے ہین اُنکے فروخت کرنے مین یہ حکم ہی
اور جو چیز ایسی ہی کہ ابھی اس سے قتال نہین کیا جا سکتا ہی الا بعد ساخت کے یعنی جو چیز ایسی ہی کہ بدون اس سے
بنا لینے و ڈھالنے کے قتال نہین کر سکتے ہین جیسے محض لوہا وغیرہ تو اُسکے فروخت کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ
کافی مین ہی۔ قال المترجم بظاہر یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ محض لوہا وغیرہ مطلقاً اُنکے لشکر مین لیجا کر فروخت کرنا
بھی مکروہ نہین ہی حالانکہ ایسا نہین ہی

کتاب اللقیط

لقیط شرع مین ایسے زندہ بچہ کو بولتے ہین جسکو اُسکے اہل نے درویشی کے خوف سے یا تہمت زنا سے بھاگ بچنے کی غرض
سے پھینک دیا ہو پھر اُسکا اسطرح ضائع پھینکدینے والا بڑا گنہگار ہی اور اسکا حفاظت مین لے لینے والا بڑے ثواب سے

نالدار ہی- اور جسنے اُسکو اسطرح پڑا دیکھا اُسکو اُٹھا لینا مندوب ہی ولیکن اگر اُسکے غالب گمان مین یہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائیگا
جیسے پانی مین پڑا دیکھا یا درندہ کے سامنے تو اُٹھا لینا واجب ہی- اور لقیط آزاد ہوتا ہی یعنی اُٹھانے والے کا مملوک نہین ہوتا ہی
اُٹھانے والے کو ملتقط کہتے ہین اور اُسکا ولی سلطان ہی نہ ملتقط وغیرہ چنانچہ اگر ملتقط نے کسی عورت سے اُسکا نکاح کر دیا
یا لقیط لڑکی تھی کسی مرد سے بیاہ دی تو روا نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- مگر ملتقط کے ہاتھ سے اُسکو کوئی لے نہین سکتا ہی اور
اگر ملتقط نے خود کسی کی پرورش مین دیدیا تو اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ تبیین مین ہی اور اُسکا نفقہ اور اُسکے جرم
کا جرمانہ بیت المال پر ہی یعنی گویا وہی اسکی مددگار برادری ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر لقیط کے تن پر بندھا ہوا مال پایا گیا
تو وہ لقیط کا ہوگا اور اسی طرح اگر کسی جانور پر پایا گیا اور اس جانور پر مال بندھا ہوا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر لقیط کے
قریب مال رکھا ہوا ملا تو لقیط کے واسطے اُسکا حکم نہ دیا جائیگا کہ یہ اسکا ہی بلکہ یہ مال لقطہ کے حکم مین ہوگا اور اگر لقیط کسی
جانور پر سوار پایا گیا تو یہ جانور اسی کا ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور لقیط کا نفقہ اس مال سے جب محسوب ہوگا کہ قاضی
نے حکم دیدیا کہ ملتقط اسمین سے اسپر خرچ کرے اور بعض نے فرمایا کہ بغیر حکم قاضی بھی خرچ کر سکتا ہی اور نفقہ مثل تک ملتقط
کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اسکی ولا بیت المال کے واسطے ہوگی چنانچہ اگر وہ بدون کسی وارث
چھوڑنے کے مرگیا اور اُسکا کوئی مولی الموالات بھی نہین ہی تو اُسکا ترکہ بیت المال مین داخل ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی
اور اگر لقیط کو ملتقط اُٹھا کر قاضی کے پاس لایا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھ سے اسکو لے لے تو قاضی کو اختیار ہی کہ بدون
گواہی کے اسکی تصدیق نہ کرے اسواسطے کہ مسلمانون کے بیت المال سے اُسکے نفقہ و خرچہ دلانے کا دعوی کرتا ہی اور جب
اُسنے گواہ قائم کر دیے تو قاضی اُسکے گواہون کو بدون کسی خصم حاضر کے قبول کر لیگا اور جب قاضی نے اُسکے گواہ قبول کیے تو
بعد اسکے چاہے لقیط کو اُس سے اپنے قبضہ مین لے لے اور چاہے نہ لے ولیکن یہ ضرور کریگا کہ اُسکا کوئی متولی مقرر کر دیگا جو متولی
ہونا قبول کرے اور اس متولی سے کہدیگا کہ تو نے اسکی حفاظت اپنے اوپر لازم کی ہی پس تو اسکی حفاظت مین ہر طرح سے مستعد رہ اور
یہ اسوقت ہی کہ قاضی کے علم مین ملتقط کا عاجز ہونا اسکی حفاظت سے اور اسپر خرچ کرنے سے ثابت نہ ہوا اور اگر قاضی اسکو جانتا ہو
تو اولی یہ ہی کہ ملتقط سے لیکر کسی ایسے کے پاس رکھے کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہی تا کہ اسکی حفاظت کرے پھر اگر ملتقط آیا اور قاضی
سے درخواست کی کہ مجھے واپس دیا جاوے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اُسکو واپس دے اور چاہے نہ دے بخلاف
اسکے اگر کوئی ایک لقیط اُٹھا لایا اور اُسکے ہاتھ سے دوسرے نے چھین لیا اور دونون نالش مین قاضی کے حضور مین
پیش ہوئے تو قاضی لقیط کو اول کو دیدیگا اور اگر غلام نے کوئی لقیط پایا اور یہ امر فقط اس غلام کے قول سے معلوم ہوتا ہی اور
مولی کہتا ہی تو جھوٹا ہی یہ لقیط نہین بلکہ میرا غلام ہی پس اگر یہ غلام ملتقط مجحور ہو تو مولے کا قول قبول ہوگا اور اگر ماذون ہو تو قول
غلام کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر لقیط نے اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور فلان مذکور اسکی تکذیب کرتا ہی تو لقیط
آزاد ہی اور اگر اُسنے تصدیق کی پس اگر لقیط مذکور پر آزادون کے احکام نہ جاری ہوئے ہون جیسے اُسکی گواہی قبول نہ
کی گئی ہو یا اُسکے قاذف کو حد نہ ماری گئی ہو وغیر ذلک تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا ورنہ نہین یہ سراجیہ مین ہی- اور اگر ملتقط نے ہنوز
اُسکے نسب کا دعوے نہین کیا ہی کہ کسی نے اسکے نسب کا دعوے کیا تو مدعی سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور بعض نے
کہا کہ نسب کے حق مین دعوے صحیح ہی ولیکن ملتقط کا قبضہ باطل کرنے کے حق مین صحیح نہوگا مگر قول اول صحیح ہی اور اگر ملتقط
اور کسی اور دونون نے دعوے نسب کیا تو ملتقط کا دعوے نسب اولی ہوگا اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو یہ تبیین مین ہی-

پس اگر ایسا ہو کہ مدعی نسب ذمی ہو تو لقیط اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر وہ مسلمان ہوگا اور اگر مسلمان و ذمی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو مسلمان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو جسکے گواہ قائم ہوں اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے لیکن ایک نے اسکے بدن کے علامات ٹھیک ٹھیک بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو علامات بیان کرنے والے کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی نے علامات بیان نہ کیے تو دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایک ہی نے علامات بیان کیے مگر بعضے ٹھیک کہے اور بعض میں خطا کی تو بھی دونوں کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں نے علامات بیان کیے مگر ایک نے ٹھیک کہے اور دوسرے نے غلط تو ٹھیک والے کے واسطے حکم ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے کہا کہ لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہے تو جسکا قول مطابق ہوا اسی کے نام حکم ہوگا اور اگر تنہا ایک ہی مدعی نسب ہو اور اُسنے کہا کہ لڑکا ہے حالانکہ وہ لڑکی ہے یا کہا کہ وہ لڑکی ہے حالانکہ وہ لڑکا ہے تو اسکے واسطے بالکل حکم فرزندی نہ ہوگا۔ اگر لقیط کا دو آدمیوں نے دعوے کیا ایک نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ میری بیٹی ہے پھر وہ خنثی نکلا پس اگر خنثی مشکل ہو تو دونوں کے واسطے اسکے فرزند کا حکم دیا جائیگا اور اگر مشکل نہ ہو بلکہ حکم دیا گیا کہ یہ لڑکا ہے تو اسکے نام حکم ہوگا جو اپنا لڑکا ہونے کا مدعی ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر نسب کے دعوے کرنے والے دو آدمیوں سے زیادہ ہوں تو امام اعظم سے مروی ہے کہ انھوں نے پانچ مدعیوں تک جواز کا حکم دیا ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک عورت نے لقیط کی نسبت دعوے کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پس اگر اُسکے شوہر نے اسکی تصدیق کی یا قابلہ نے اسکی گواہی دی یا گواہ قائم ہوئے تو عورت کا دعوے صحیح ہوگا ورنہ نہیں اور فقط قابلہ کی گواہی پر جبھی اکتفا کیا جائیگا جب عورت مذکورہ کا شوہر موجود ہو جو ولادت سے منکر ہو اور اگر عورت کا شوہر نہو تو دو مردوں کی گواہی ضرور ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے یوں دعوے کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے تو اسکے نام حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر دو عورتوں نے لقیط کا دعوے کیا تو بنابر قول صاحبین رحمہ کے دونوں میں سے کسی سے اُسکا نسب ثابت نہ ہوگا اور بنابر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر دو عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا لیکن ثبوت نسب کے واسطے کسی حجت کا ہونا ضرور ہے پس بنابر روایت ابوحفص کے حجت ایک عورت کی گواہی ہے اور بنابر روایت ابوسلیمان کے دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی ہے پس اگر دونوں نے ایسی حجت قائم کی تو دونوں سے اُسکا نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک نے دو مرد اور دوسری نے دو عورتیں گواہ دیے تو جسکے دو مرد گواہ ہیں اُسکا فرزند قرار دیا جائیگا اور شرح طحاوی میں ہے کہ اگر ایک نے گواہ دیے اور دوسری نے نہیں تو گواہ والی کا فرزند قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو عورتوں نے لقیط کا دعوی کیا اور ہر ایک عورت علیحدہ علیحدہ ایک ایک مرد گواہ اپنے بیٹے پر لاتی ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لقیط مذکور ان دونوں عورتوں کا دونوں مردوں سے فرزند قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ نہ دونوں کا اور نہ دونوں مردوں کا کسی کا فرزند نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر ایک مرد نے دعوے کیا کہ یہ لقیط میرا بیٹا اس آزاد عورت سے ہے اور دوسرے مرد نے دعوے کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو جو اسکے فرزندی کا مدعی ہے اُسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس آزاد عورت سے ہے اور دوسرے نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی عورت سے ہے تو آزاد عورت والے مدعی کے واسطے حکم ہوگا اور اگر دونوں نے

علیحدہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت معینہ سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعوی کیا تو دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور آیا ہر دو عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا یا نہین پس بنا بر قول امام اعظم رح کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین رح کے نہین یہ محیط مین ہے - دو مردون نے ایک لقیط کے نسب کا دعوے کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے فریق گواہون نے تاریخ بیان کی ہو تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن شاہد ہو اسکے نام حکم دیا جائیگا اور اگر لقیط کا سن مشتبہ ہو کہ ہر دو تاریخ مین سے کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین رح کے موافق تمام روایتون کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور دونون کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور بنا بر قول امام اعظم رح کے شیخ الاسلام خواہرزادہ نے ذکر کیا کہ بروایت ابو حفص مین دونون کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور بروایت ابو سلیمان مین جسکی تاریخ مقدم ہے اُسکے نام حکم دیا جائیگا اور تاتارخانیہ مین ہے کہ عامہ روایات کے موافق دونون کا مشترک فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق و محیط مین ہے - اور اگر کسی شخص کے قبضہ مین ایک طفل ہو وہ دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ قائم کرتا ہے اور دوسرا شخص دعوے کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ قائم کرتا ہے تو قابض کے واسطے حکم ہوگا - ایک عورت کے ہاتھ مین ایک طفل ہے وہ دعوی کرتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ پیش کرتی ہے اور دوسری عورت دعوی کرتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ لاتی ہے تو جسکے ہاتھ مین ہے اُسی کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر قابضہ کے واسطے ایک عورت نے گواہی دی اور خارجہ کے واسطے دو مردون نے گواہی دی تو خارجہ کے واسطے حکم دیا جائیگا - ایک طفل ایک شخص کے ہاتھ مین ہے اور دوسرے مرد کے تحت مین ایک آزادہ عورت ہے اس نے دعوی کیا کہ یہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر اُسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو مدعی کے نام حکم دیا جائیگا - اور اگر ذمی نے لقیط کے نسب کا دعوی کیا تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط خود مسلمان ہوگا بشرطیکہ ذمیون کے مقام مین نہ پایا گیا ہو اور یہ استحسان ہے یہ تبیین مین ہے - اور جس لقیط کی نسبت ذمی نے اپنے پسر ہونے کا دعوے کیا حتی کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پسر ہوا تو یہ پسر حسب ہی مسلمان قرار دیا جائیگا کہ ذمی مذکور نے گواہ قائم کرکے اپنا نسب ثابت نہ کیا ہو اور اگر اُسنے دو مسلمان گواہ قائم کرکے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اُسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذمی مذکور کا دین مین تابع ہوگا ولیکن اگر اُسنے ذمی گواہ دیے ہون تو اُسکی تبعیت مین ذمی نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین ہے - اور معتبر مکان ہی ہے اور اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ جسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ مسئلہ مین چار صورتین پیدا ہوتی ہین آیک یہ کہ اسکو کوئی مسلمان مسلمانون کے مقام مثل مسجد یا مسلمانون کے گانون یا مسلمانون کے شہر مین پاوے پس اس صورت مین لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر اسکو اہل کفر کے مقام مثل بیعہ و کنیسہ و اہل کفر کے کسی گانون مین پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم آنکہ کافر اسکو مسلمانون کے مقام مین پاوے اور چہارم آنکہ مسلمان اسکو کافرون کے مقام مین پاوے پس ان دونون صورتون مین اختلاف روایت ہے چنانچہ کتاب اللقیط کی روایت مین مذکور ہے کہ پانے والے کا اعتبار نہین بلکہ مقام کا اعتبار کیا جائیگا کذا فی التبیین اور قدوری مین اسی پر اعتماد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الروایہ ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین پایا تو وہ تبعاً مسلمان قرار دیا گیا پس اگر اُسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا کذا فی خزانۃ المفتین یعنے جس لقیط کی نسبت تبعاً مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہوکر کافر ہوا تو اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا جیسے مرتد

مین ہوتا ہو ولیکن لقیط مذکور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہو اور اگر کسی غلام نے لقیط کے نسب کا دعوے کیا
تو اُس سے نسب ثابت ہوگا مگر لقیط مذکور آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر غلام نے کہا کہ یہ لقیط میرا بیٹا میری جورو سے ہو
حالانکہ وہ باندی ہو پس غلام کے مولے نے اس غلام کی تصدیق کی تو لقیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور امام
محمد رہ کے نزدیک لقیط آزاد ہی ہوگا۔ اور اگر مسلمان ذمی نے لقیط کے نسب مین تنازع کیا تو مسلمان اولی ہو بشرطیکہ
آزاد ہوا اور اگر غلام ہوگا تو ذمی اولے ہو۔ اور لقیط رقیق نہ قرار دیا جائیگا الا گواہون کی گواہی پر مگر شرط یہ ہو کہ گواہ مسلمان
ہون الا آنکہ ذمیون کے مقام مین پائے جانے کی وجہ سے وہ ذمی قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہین ہو اور اسی طرح اگر لقیط
نے قبل بلوغ کے مدعی رقیت کی تصدیق کی تو لقیط کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی بخلاف اسکے اگر صغیر کسی کے قبضہ مین
ہوا اور اس شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہو اور صغیر مذکور نے اُسکی تصدیق کی تو وہ اُسکا غلام ہوگا اگرچہ ہنوز بالغ نہین
ہوا ہو اور اگر اُسنے بعد بالغ ہونے کے تصدیق کی تو دیکھا جاوے کہ اگر اسپر احکام احرار مین سے کوئی حکم جاری ہوچکا ہو
یعنے بعد بلوغ کے مثلاً اسکی گواہی قبول کی گئی یا اُسکے قاذف کو حد ماری گئی پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو اسکا ایسا اقرار صحیح
نہوگا یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر لقیطہ عورت ہو کہ اُسنے کسی شخص کی رقیقہ ہونے کا اقرار کیا اور شخص مذکور نے اسکی تصدیق کی
تو وہ اسکی باندی ہوجائیگی لیکن اگر یہ عورت کسی شوہر کے تحت مین ہو تو شخص مذکور کا قول اس شوہر کے نکاح کے ابطال مین
قبول نہوگا بخلاف اسکے اگر اس عورت لقیطہ نے اقرار کیا کہ مین شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اسکی تصدیق
کی تو اُس سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور نکاح باطل ہوجائیگا۔ اور اگر مقر لہ نے اسکو آزاد کردیا حالانکہ یہ کسی شوہر کے تحت مین
ہو تو جیسے کہ باندیون کو خیار عتق حاصل ہوتا ہو ویسے اسکو خیار عتق حاصل نہوگا اور اگر شوہر نے اسکو ایک طلاق دیدی
پھر اُسنے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اُسکی طلاق دو ہو جائینگی جیسے باندی کی ہوتی ہین کہ اسکا شوہر اسپر فقط اور ایک
طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اسکو دو طلاق دے چکا ہو پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو بھی شوہر اسپر ایک طلاق کا مالک ہو کہ
اسکو اختیار ہو چاہے اُس سے رجوع کرلے اور ایسا ہی عدت مین حکم ہو کہ اگر دو حیض گذر جانے کے بعد اُسنے اپنے رقیقہ ہونے
کا اقرار کیا تو اسکے شوہر کو اختیار رہے گا چاہے تیسرے حیض گذرنے سے پہلے اُس سے رجوع کرلے۔ اور اگر ملتقط نے
دعوی کیا کہ یہ لقیط میرا غلام ہو حالانکہ اُس سے پہلے اُسکا لقیط ہونا پہچان لیا گیا ہو تو بدون حجت کے ملتقط کا قول قبول نہوگا اور اگر
لقیط مرگیا خواہ اُسنے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا پھر کسی نے دعوے کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو بدون حجت پیش کرنے کے اسکے قول کی
تصدیق نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور ذخیرہ مین لکھا ہو کہ ایک طفل لقیط ایک شخص مسمی زید کے قبضہ مین ہو کہ وہ اُسکی
نسبت دعوے نہین کرتا ہو پس ایک عورت ہندہ نے دعوے کیا اور گواہ دیے کہ مین اس طفل کو جنی ہون مگر باپ کا نام
نہین بیان کیا اور ایک مرد مسمی عمرو نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراش سے پیدا ہوا ہو مگر اسکی مان کا نام نہین لیا تو
لقیط مذکور اس مرد مدعی کا اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ یہ عورت اُسکو اس مرد کے فراش سے جنی ہو ایسا
قرار دیا جائیگا اور اسی طرح اگر طفل مذکور اسی مرد مدعی یا اسی عورت مدعیہ کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہا واقع ہو تو بھی
یہی حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک لقیط ایک ذمی کے قبضہ مین ہو جو دعوی کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو پس ایک
مرد مسلمان آیا اور اُسنے مسلمان گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو یا ذمی گواہ قائم کیے اور ذمی قابض نے مسلمان گواہ پیش کیے
کہ یہ اُسکا بیٹا ہو تو قبضہ کی وجہ سے ذمی کو مسلمان پر ترجیح دیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر لقیط نے بالغ ہو کر کسی سے

موالات کر لی تو اُسکی ولاء جائز ہی اور اگر اس سے پہلے اُسنے کوئی جنایت کی ہو کہ بیت المال سے اُسکا جرمانہ ادا کیا گیا ہو تو اسکی ولاء جائز نہوگی۔ اور ملتقط کو لقیط پر خواہ مذکر ہو یا مونث ہو کسی طرح کے تصرف کا مثل بیع و خرید و نکاح کر دینے وغیرہ کا اختیار نہیں ہوتا ہی اُسکو فقط اسکی حفاظت کرنے کا اختیار ہی اور ملتقط کو اُسکے ختنہ کرنے کا بھی اختیار نہیں ہی چنانچہ اگر اسکا ختنہ کر دیا اور وہ اُس سے مر گیا تو ملتقط ضامن ہوگا اور ملتقط کو یہ اختیار ہی کہ لقیط جہان چاہے لیجاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور ملتقط کو جائز نہیں ہی کہ اُسکو اجارہ پر دیوے چنانچہ یہ کتاب الکراہت مین ذکر فرمایا ہی اور یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر لقیط کے ساتھ کچھ مال پایا گیا اور قاضی نے ملتقط کو حکم کیا کہ اس مال سے اسپر خرچ کرے پس ملتقط نے اسکے واسطے کھانا کپڑا خرید اتو یہ جائز ہی اور اگر لقیط خطا سے قتل کیا گیا تو اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور وہ دیت بیت المال مین داخل ہوگی اور اگر وہ عمداً قتل کیا گیا پس امام المسلمین نے قاتل سے مال پر صلح کر لی تو یہ جائز ہی ولیکن اگر امام نے قاتل کو خون عفو کیا تو نہیں جائز ہی اور اگر امام نے قاتل سے قصاص لینا چاہا تو اُسکو اختیار ہی یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہی۔ اور اگر ملتقط نے لقیط پر اپنا ذاتی مال خرچ کیا پس اگر بدون حکم قاضی کے خرچ کیا ہی تو وہ اس امر مین احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اُسنے بحکم قاضی خرچ کیا پس اگر قاضی نے اُسکو یون حکم دیا کہ اسپر اس شرط سے خرچ کر کہ یہ تیرا خرچہ اُسپر قرضہ ہوگا پھر اگر لقیط کا باپ ظاہر ہوا تو ملتقط مذکور کو اختیار ہوگا کہ اُس سے اپنا خرچہ واپس لے اور اگر اُسکا باپ ظاہر نہ ہوا تو ملتقط کو اُسکے بالغ ہونے کے بعد اس سے واپس لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر قاضی نے ملتقط کو یہی حکم کیا کہ اسپر خرچ کرے اور یہ نہ کہا کہ تیرا خرچہ اسپر قرضہ ہوگا تو شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اسکو واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا اور جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہی یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جب لقیط بالغ ہوا اور اُسنے کسی عورت سے نکاح کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور اسپر اسکی جورو کا مہر باقی ہی تو وہ اپنی جورو کے مہر باطل کرنے مین سچا نہ سمجھا جائیگا اسکی جورو کا مہر اسپر لازم رہیگا اور اسی طرح اگر کچھ قرضہ کر لیا یا کسی آدمی سے مبایعت کی یا کسی کی کفالت کی یا کسی کو ہبہ یا صدقہ دیکر سپرد کیا یا اپنے غلام کو مکاتب کیا یا مدبر یا آزاد کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون تو ان مین سے کسی چیز کے باطل کرنے مین اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی

کتاب اللقطہ

قال المترجم لقیط و لقطہ مین یہی فرق ہی کہ لقیط آدمی کا بچہ پڑا ہوا اٹھا یا گیا اور لقطہ مال پڑا ہوا ہی قال فی الکتاب لقطہ وہ مال ہی کہ راستہ مین بے مالک پایا جاوے کہ اُسکا مالک بعینہٖ معلوم نہو یہ کافی مین ہی۔ لقطہ کا اٹھا لینا دو نوع پر ہی ایک نوع مین اٹھا لینا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور دیگر نوع یہ ہی کہ فرض نہیں ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو ولیکن اسپر علماء کا اجماع ہی کہ اُسکا اٹھا لینا مباح ہی ہان باہم اختلاف اسمین ہی کہ افضل اٹھا لینا ہی یا نہ اٹھا لینا سو ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ اٹھا لینا افضل ہی کذا فی المحیط خواہ مال مذکور درم و دینار ہون یا اسباب یا بکری گدھا خچر گھوڑا و اونٹ ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ جنگل مین پایا جاوے اور اگر آبادی مین ہو تو یہ کا ویسا ہی چھوڑ دینا نہ لینا افضل ہی۔ اور جب لقطہ کو اٹھا لیا تو اُسکی شناخت کرا دے یعنی یون کہے کہ مین نے لقطہ اٹھایا ہی یا گم شدہ

پھینکا پایا ہو یا میرے پاس کوئی چیز ہو جسکو تم ڈھونڈھتا سنو اسکو میری طرف راہ بتا دینا کہ فلان کے پاس جاؤ یہ فتاویٰ قاضی خان
مین ہے۔ اور ملتقط لقطہ کی شناخت بطور مذکور بازارون و راستون پر اتنی مدت تک کرا دے کہ اسکے غالب گمان مین آجاوے
کہ اُسکا مالک اب اسکے بعد جستجو نہین کریگا اور یہی صحیح ہے یہ مجمع البحرین مین ہے۔ اور حل و حرم کے لقطہ کا ایک ہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتین
مین ہے پھر اس مدت مذکورہ تک شناخت کرا نے کے بعد ملتقط کو اختیار ہے چاہے اُسکو حسبۃ للہ اپنی حفاظت مین رکھے
اور چاہے مسکینون کو صدقہ دیدے پھر اگر اسکے بعد اُسکا مالک آیا اور اُس نے صدقہ مذکورہ کو برقرار رکھا تو اُسکو اُسکا ثواب
ملیگا اور اگر برقرار نہ رکھا تو اُسکو اختیار ہے چاہے ملتقط سے تاوان لے اور چاہے مسکین سے بشرطیکہ مسکین کے ہاتھ سے
وہ مال تلف ہو چکا ہو پس اگر اُسنے ملتقط سے تاوان لیا تو ملتقط مال تاوان کو مسکین سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر
اُس نے مسکین سے تاوان لیا تو وہ اس تاوان کو ملتقط سے نہین لے سکتا ہے اور اگر مال لقطہ ملتقط یا مسکین کے ہاتھ
مین قائم ہو یعنے ویسا ہی موجود ہو تو اپنا مال جسکے پاس ہو اُس سے لے یہ شرح مجمع البحرین مین ہے اور جس لقطہ کی
نسبت یہ معلوم ہو کہ کسی ذمی کا تھا اُسکا صدقہ کر دینا نہین چاہیے بلکہ وہ بیت المال مین دیدیا جاوے تاکہ مسلمانون
کی حاجات مین صرف ہو یہ سراجیہ مین ہے۔ پھر جسکو بطور لقطہ پاوے وہ دو نوع کا ہوگا ایک نوع وہ کہ جسکی نسبت یہ معلوم
ہو کہ اُسکا مالک طلب نہ کریگا جیسے جا بجا پھینکی ہوئی خرما کی گٹھلیان پائین یا انار کے چھلکے جا بجا پھینکے پائے اور اس قسم
کے لقطہ کو ملتقط کو لے لینا اور اپنی حاجت مین صرف کرنا روا ہے لیکن بعد اسکے جمع کر لینے کے اگر مالک نے اسکے ہاتھ مین اسکو
دیکھا تو اسکو اختیار ہے کہ لے لے اور وہ جمع کر لینے سے لے لینے والے کی ملک نہ ہو جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام خواہرزادہ
اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب اللقطہ مین ذکر کیا ہے اور ایسا ہی قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہے و نوع دیگر
آنکہ اُسکی نسبت معلوم ہو کہ اُسکا مالک اُسکو طلب کریگا جیسے چاندی سونا و اسباب وغیرہ اور ایسے لقطہ کی نسبت یہ حکم ہے کہ اسکو
روا ہے کہ اٹھا لے اور اسکی حفاظت کرے اور شناخت کرا دے یہانتک کہ اُسکے مالک کو پہونچا دے اور انار کے چھلکے یا خرما
کی گٹھلیان اگر یکجا جمع کی ہوئی ہون تو وہ بھی اس دوسری نوع مین سے ہونگی۔ اور غصب النوازل مین مذکور ہے کہ اگر ایک
اخروٹ پایا پھر دوسرا پایا اسی طرح پاتا گیا یہانتک کہ دس عدد ہو گئے یعنی اسکی کچھ قیمت ہو گئی پھر اگر اُسنے یہ اخروٹ
ایک ہی مقام پر پائے ہون تو وہ بالخلاف دوسری نوع مین سے ہین اور اگر اُسنے مواضع متفرقہ مین پائے ہون تو
اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ نوع ثانی مین سے ہونگے۔ اور فتاویٰ اہل سمرقند
مین لکھا ہے کہ جو لکڑی پانی مین پائی جاوے اسکے لے لینے اور اُس سے نفع اٹھانے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اگرچہ اُسکی کچھ
قیمت ہو قال المترجم ظاہر مراد یہ ہے کہ جو خس لکڑیان جلانے کے کام کی تالاب و ندی وغیرہ مین ٹوٹ گری ہون واللہ اعلم
اسی طرح سیب و امرود اگر نہر جاری مین پائے تو انکو لیکر اپنے کام مین لانے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اگرچہ بہت ہون۔ اور
اگر گرمی کے ایام مین درختون کی طرف گذرا اور درختون کے نیچے پھل گرے ہوئے پائے تو اس مسئلہ مین کئی صورتین ہین
چنانچہ اگر یہ امر شہرون مین واقع ہوا تو اسکو ان مین سے تناول کرنا روا نہین ہے الا اس صورت مین کہ یہ بات معلوم
ہو کہ اسکے مالک نے اسکو مباح کر دیا ہے خواہ صریحاً یا دلالۃً بسبب عادت۔ اور اگر چہار دیواری کے باغ مین اسطرح
پایا اور پھل ایسے ہین کہ باقی رہتے ہین جیسے اخروٹ وغیرہ تو اسکو ان مین سے لینا روا نہین ہے تاوقتیکہ یہ معلوم نہو کہ
اسکے مالک نے مباح کر دیے ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ جب تک ممانعت کرنا صریحاً یا دلالۃً معلوم نہو تب تک لے لینا

مضائقہ نہیں ہی اور یہی مختار ہی - اور اگر رساتیق ہین جسکو فارسی مین بیرستا کہتے ہین ایسا واقعہ ہوا اور پھل باقی رہنے والون مین سے ہین تو سے لینا روا نہین ہی الا آنکہ مباح کردینا معلوم ہوا اور اگر پھل ایسے ہین کہ باقی نہین رہتے ہین تو بلا خلاف اسکو لے لینا روا ہی جبتک کہ ممانعت معلوم نہ ہو اور یہ سب جو ہمنے ذکر کیا ہی اس صورت مین ہی کہ پھل درخت کے نیچے گرے ہوئے پاوے اور اگر اُسنے درختون پر لگے ہوئے پائے تو افضل یہ ہی کہ کسی مقام پر کیون نہون بدون اجازت مالک کے نہ لیوے الا آنکہ یہ مقام ایسا ہو کہ یہان ایسی کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہون کہ مالکون پر لے لینا شاق نہ گذرنا معلوم ہو پس ایسی صورت مین اُسکو کھا لینا روا ہوگا مگر باندھ لانا روا نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ ایک دو روز گذرنے سے وہ خراب ہوجائیگی جیسے دنیا سے انار وغیرہ پس اگر قلیل ہون تو اُنکو اُسی وقت کھا لے خواہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر بہت ہو تو قاضی کی اجازت لیکر اُسکو فروخت کرکے اُسکا ثمن رکھ چھوڑے - اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ اُسکے واسطے نفقہ و خرچ کی ضرورت ہی پس اگر اُسکو اجارہ پر دینا ممکن ہو تو قاضی کے حکم سے اسکو اجارہ پر دیکر اُسکی اجرت سے اُسکو نفقہ دے کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر وہ کسی کام کی چیز نہ ہو یا اُسکو کوئی کرایہ پر لینے والا نہ پایا اور قاضی کو خوف ہوا کہ اگر اُسکو نفقہ بطور ضمان دلایا جاتا ہو تو اُسکی قیمت کو مستغرق ہوجائیگا تو اُسکو فروخت کردے اور ملتقط کو حکم دے کہ اُسکا ثمن حفاظت سے رکھے یہ فتح القدیر مین ہی پھر جب اُسکا مالک آوے اور مانگے حالانکہ اُسنے بحکم قاضی اُسکو نفقہ دیا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ اسکو نہ دے یہانتک کہ اپنا سب نفقہ وصول کرلے یہ تبیین مین ہی - اور جو کچھ نفقہ لقطہ کو ملتقط نے بغیر حکم قاضی دیا ہی اُسمین وہ احسان کرنے والا قرار دیا جائیگا کذا فی الکافی اور اگر بحکم قاضی دیا ہی تو اس چیز پر قرضہ ہوگا اور حکم قاضی کی یہ صورت ہی کہ اُسنے ملتقط سے کہا کہ اُسکو نفقہ دے بدین شرط کہ تو واپس لیوے اور اگر یہ نہ کہا کہ بدین شرط کہ تو واپس لیوے تو نفقہ اسپر قرضہ نہ ہوگا اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور قاضی اُسکو نفقہ دینے کا حکم نہ دے جب تک کہ وہ گواہ قائم نہ کرے کہ یہ لقطہ ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر ملتقط نے گواہ نہ پائے تو قاضی اُسکو یون حکم کرے کہ ثقہ لوگون کی جماعت کے سامنے کہدے کہ یہ ملتقط یون کہتا ہی کہ یہ لقطہ ہی مگر مین نہین جانتا ہون کہ یہ سچا ہی یا جھوٹا ہی اور اُسنے مجھسے درخواست کی کہ مین اسکو حکم دون کہ تو اُسکو بطور ضمان نفقہ دے پس تم لوگ گواہ رہو کہ مین اسکو اس شرط سے نفقہ دینے کا حکم دیتا ہون کہ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسی یہ کہتا ہی اور ملتقط کو یہی دو تین روز تک لقطہ کو نفقہ دینے کا حکم کریگا جتنے روز تک کے واسطے اسکے دل مین یہ آوے کہ اگر اُسکا مالک حاضر ہوگا تو ظاہر ہوگا یہ تبیین مین ہی پھر اگر اتنے روز مین ظاہر نہ ہوا تو اسکے فروخت کرنے کا حکم دیگا اور اُسکے ثمن سے ملتقط کو دو تین روز جتنے دن تک اُسنے نفقہ دیا ہی دیدیگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر قاضی نے یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے لقطہ کو فروخت کیا پھر اسکا مالک حاضر آیا تو اسکو یہی ثمن ملیگا اور اگر ملتقط نے بدون حکم قاضی اسکو فروخت کرڈالا ہی پھر مالک آیا اور وہ مشتری کے ہاتھ مین موجود ہی تو اُسکے مالک کو اختیار ہی چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے اور چاہے بیع باطل کرکے اپنی چیز واپس کرلے اور اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہوچکی ہو تو مالک کو اختیار ہی چاہے بائع سے ضمان لے اور اس صورت مین بیع مذکور نافذ ہوجائیگی از جانب بائع بنا بر ظاہر روایت کے اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہی کذا فی المحیط ولیکن بائع یعنی ملتقط پر لازم ہوگا کہ مال تاوان یعنی اُسکی قیمت سے جسقدر زائد حصہ ثمن اسکو ملا ہو وہ صدقہ کردے کذا فی فتح القدیر اور چاہے اسکا مالک اسکے مشتری سے اپنی چیز کی قیمت تاوان لے پھر مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی اگر ایک شخص نے ایک بکری یا اونٹ پکڑا اور قاضی نے اسکو حکم کیا کہ اسکو نفقہ دے پھر یہ چوپایہ مرگیا پھر اسکا مالک ظاہر ہوا

تو ملتقط کو اختیار ہوگا کہ جسقدر اُسنے نفقہ دیا ہو وہ مالک سے واپس لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور جب لقطہ کی شناخت کرانے کے بعد یہ وقت آیا کہ اب وہ صدقہ کر دیا جاوے پس اگر ملتقط خود محتاج ہو تو اُسکو روا ہو کہ لقطہ کو اپنی ذات پر خرچ کر ڈالے یہ محیط مین ہو اور اگر ملتقط غنی ہو تو اپنی ذات پر صرف نہ کرے بلکہ کسی اجنبی کو یا اپنے والدین کو یا فرزند یا زوجہ کو بشرطیکہ فقیر ہون صدقہ دیدے یہ کافی مین ہو اور بعد مدت مذکورہ کے ملتقط غنی کو بھی اپنی ذات پر مال لقطہ امام المسلمین کی اجازت سے بایں وجہ کہ اسپر قرضہ ہوگا صرف کر لینا جائز ہو یہ غایۃ البیان مین ہو - اگر کسی نے لقطہ اسباب وغیرہ کے مانند پایا اور باوجود شناخت کرانے کے مالک کو نہ پایا اور وہ محتاج ہوا کہ اُس سے منتفع ہو پس اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن اپنی ذات پر صرف کیا پھر اُسنے کچھ مال پایا تو اُسپر یہ واجب نہ ہوگا کہ جسقدر اُسنے خرچ کیا ہو اُسکے مثل فقیرون کو صدقہ دیدے یہی مختار ہو یہ ظہیریہ مین ہو - اور لقطہ امانت ہوتا ہو جبکہ ملتقط نے گواہ کر لیے کہ مین اسکو اسواسطے لیتا ہون کہ حفاظت کر کے اسکے مالک کو واپس دون پس اگر بدون اُسکے فعل کے مال لقطہ تلف ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مالک مال نے اُسکے قول کی کہ مین نے اُسکو اسواسطے لیا تھا کہ مالک کو واپس کر دون تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو - اور اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے واسطے لے لیا تھا تو بالاجماع ضامن ہوگا - اور اگر اُسنے لینے کے گواہ نہین کر لیے تھے پھر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے اسکو اسکے مالک کو واپس دینے کے واسطے لے لیا تھا اور مالک نے اسکے قول کی تکذیب کی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہو اور اگر اسوجہ سے اُسنے گواہ نہین کیے تھے کہ اُسنے اُٹھانے کے وقت کوئی گواہ نہین پایا یا اُسکو خوف ہوا کہ گواہ کرانے سے اُس سے کوئی ظالم لے لیگا پس اُس نے گواہ کرانا چھوڑ دیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اُسنے گواہ کو پایا پھر گواہ نہ کیا یہانتک کہ وہان سے تجاوز کر گیا تو ضامن ہوگیا اسلیے کہ اُس نے باوجود قدرت کے گواہ کر لینا ترک کیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اگر گواہ کر لیے کہ مین نے لقطہ اُٹھایا ہو یا گمشدہ جانور پایا ہو یا کہا کہ میرے پاس لقطہ ہو تو جسکو تم لقطہ ڈھونڈھتا پاؤ اسکو میری طرف راہ بتلانا پھر جب اُسکا مالک اُسکے پاس آیا تو اُسنے کہا کہ تلف ہوگیا تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور اسپر ضمان واجب نہوگی - اور اگر اُسنے دو یا تین لقطہ پائے اور شناخت کرانے مین اسی قدر کہا کہ جسکو لقطہ ڈھونڈھتا دیکھو اُسکو میری طرف راہ بتلا دینا تو یہ سب کے واسطے شناخت کرانا ہوجائیگا اور اگر سب اُسکے پاس تلف ہوگئے تو اسپر کسی کی ضمان واجب نہ ہوگی - اور فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہو کہ اگر لقطہ کسی راستہ یا جنگل مین پایا اور لینے وقت کسی ایسے کو نہ پایا کہ گواہ کرے تو فرمایا کہ جب کسی ایسے کو پاوے جو گواہ ہو تو اُسکو گواہ کر لے پس ایسا کر لینے سے ضامن نہوگا یہ محیط مین ہو اور ملتقط ضامن نہوگا الا اُس صورت مین کہ بیجا اُسکو تلف کرے یعنی باقی نہ رکھا ہو یا مالک کی درخواست کے وقت نہ دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے لقطہ پایا تھا وہ میرے قبضہ مین تلف ہوگیا حالانکہ مین نے اسکو اسواسطے لیا تھا کہ اُسکے مالک کو واپس کر دون اور مین نے اسپر گواہ کر لیے تھے اور اُسکا مالک کہتا ہو کہ وہ لقطہ نہ تھا مین نے خود اسکو وہان رکھ دیا تھا کہ لوٹ کر لے لونگا پس اگر وہ جگہ جہان سے پایا ہو ایسی جگہ ہو کہ اُسکے قریب مین کوئی نہ ہو یا راستہ ہو تو قول ملتقط کا قبول ہوگا بشرطیکہ وہ قسم کھا جاوے کہ میرے پاس تلف ہوگیا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اُسکا اصل قصہ کیا ہو تو ملتقط ضامن ہوگا - اور اگر ملتقط نے کہا ہو کہ مین نے اسکو راستہ پر سے لے لیا تھا اور مالک نے کہا کہ تو نے اسکو میرے گھر سے لے لیا ہو تو ملتقط ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور اگر اُسنے لقطہ کو کسی قوم کے دار مین یا انکی دہلیز مین یا خالی دار مین پایا ہو

تو ضامن ہوگا جب کہ اُسکا مالک یون کہے کہ مین نے اسکو وہان رکھ دیا تھا تاکہ لوٹ کر لے لونگا۔ اور اصل مین مذکور ہو کہ اگر مالک نے کہا کہ تو نے اسکو مجھ سے غصب کر کے لیا ہو اور ملتقط نے کہا کہ وہ لقطہ تھا اور مین نے اسکو تیرے واسطے لیا ہو تو ملتقط ضامن ہو اور اسمین کوئی تفصیل نہین فرمائی ہو۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہو اور اسکا کسی نے دعوے کیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور ملتقط نے اُسکا اقرار کیا یا نہین اقرار کیا ولیکن یہ کہا کہ مین تجھے اسکو واپس نہ دونگا الا قاضی کے حضور مین تو اسکو ایسا اختیار ہو اور اگر ایسی حالت مین اسکے پاس وہ تلف ہو گیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہو اور کسی نے اُسکا دعوے کر کے دو کافر گواہ قائم کیے تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر لقطہ کسی کافر کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہا رہے تو بھی قیاساً یہی حکم ہو اور استحساناً گواہی قبول ہوگی اور اگر کافر و مسلمان کے قبضہ مین ہو تو دونون کافرون کی گواہی قیاساً انمین سے کسی پر جائز نہ ہوگی اور استحساناً کافر پر جائز ہو جائیگی اور جو کچھ کافر کے قبضہ مین ہو اُسکی نسبت مدعی کے واسطے حکم دیدیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر زید نے لقطہ کا اقرار عمرو کے واسطے کیا پھر خالد نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہو تو اُس لقطہ کی ڈگری خالد کے نام ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہو۔ اور اگر کسی نے لقطہ کا دعوے کیا اور اُسکے علامات ٹھیک بیان کر دیے تو ملتقط کو اختیار ہو چاہے اسکو دیکر اُس سے کفیل لے لے اور چاہے اُس سے گواہ طلب کرے یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اگر علامات بیان کرنے پر ملتقط نے اُسکو دیدیا پھر دوسرے نے آکر گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہو پس اگر وہ لقطہ شخص اول کے ہاتھ مین ویسا ہی موجود ہو تو مدعی بینہ گواہ قائم کرنے والا جو اسکا مالک ہو اول سے اُسکو لے لیگا اگر قادر ہو اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ اول کے پاس تلف ہو گیا ہو یا مالک کو اُس سے لے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہو چاہے ملتقط سے تاوان لے یا اُس لینے والے سے ضمان لے اور کتاب مین مذکور ہو کہ اگر ملتقط نے بحکم قاضی شخص اول کو دیا ہو تو اسپر ضمان نہ ہوگی اور اگر بغیر حکم قاضی دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہو۔ اور اگر ملتقط نے کسی کے واسطے لقطہ کا اقرار کیا اور بغیر حکم قاضی اسکو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے اور اگر بحکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہوگا اور بعض نے کہا ہو کہ یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ سراجیہ مین ہو۔ ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لقطہ اُٹھا لیا پھر اسکو جہان سے اُٹھایا تھا وہین ڈال دیا تو کتاب مین مذکور ہو کہ وہ ضمان سے بری ہو جائیگا اور یہ تفصیل نہین ہو کہ وہان سے اُٹھا کر دوسری جگہ سے گیا پھر وہین لا کر ڈال دیا یا وہین اُٹھایا اور بدون اس جگہ سے تحویل کے وہین ڈال دیا اور فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ تاوان سے بری جب ہی ہوگا کہ بدون اس جگہ سے تحویل کے وہین ڈال دیا ہو اور اگر بعد اسکے جگہ سے تحویل کرنے کے وہین لا کر ڈال دیا ہو تو ضامن ہوگا اور حاکم شہید رح نے بھی مختصر مین اسی طرف اشارہ کیا ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ اُس نے شناخت کرا لینے کے واسطے اُٹھایا ہو یعنی مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے کھا جانے کے واسطے لیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا تاوقتیکہ اُسکے مالک کو نہ دیدے اور یہ ایسا ہو جیسے وہ لقطہ کوئی گھوڑا تھا کہ اسپر سوار ہوا پھر اُس سے اُتر کر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنا بر قول امام ابو یوسف رح کے ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر لقطہ کوئی کپڑا ہو کہ اسکو پہنا پھر اسکو اُتار کر جہان سے لیا ہو وہین رکھ دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور یہ اسوقت ہو کہ کپڑے کو اسطرح پہنا ہو کہ جیسے عادت کے موافق پہنا کرتے ہین اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیص تھی کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا پھر اُسکو جہان سے لیا ہو

وہین ڈالدیا تو ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر انگوٹھی مہر ہو کہ اُسکو خواہ داہنے ہاتھ کی یا بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہنا پھر اُتارکر وہین ڈالدی تو ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر اُسکو سواے چھنگلیا کے کسی اور انگلی مین پہنکر اُتارکر وہین ڈالدیا تو بالاتفاق ضامن نہوگا اور اگر اپنی مہر کی انگوٹھی پر یہ انگوٹھی مہر کی پہنی اور چھنگلیا ہی مین پہنی پس اگر یہ شخص معروف ہو کہ دو خاتم سے تختم کرتا ہی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر ایسا نہو در صورتیکہ بدون تحویل کے وہین اُتارکر ڈال دی ہو تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر پرتلے کے ساتھ گردن مین تلوار ڈالی جیسے تلوار بدن پر لگا لینے کا دستور ہی پھر اُتارکر وہین ڈالدی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اسی طرح اگر وہ ایک تلوار لگائے ہو پھر اُسنے یہ تلوار بھی جیسے لگائی جاتی ہی اپنے بدن پر سج لی تو یہ بھی استعمال قرار دیا جائیگا اور وہی اختلاف مذکور جاری ہوگا اور اگر وہ دو تلوار ڈالے ہو پھر اُسنے یہ تیسری تلوار لقطہ کی بھی سج لی پھر اُتارکر وہین ڈال دی تو بالاتفاق ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مقبرہ مین جلانے کی لکڑیان پڑی ہون تو آدمی کو روا ہی کہ وہان سے اُٹھالاوے اور یہ اسوقت ہی کہ خشک ہون اور اگر گیلی ہون تو مکروہ ہی۔ اور جن دونون کرم تپک سے فرق بیان کیجاتی ہی اگر اُن دونون راہ مین شہتوت کے درخت کے پتے پڑے ہون تو اُسکو لے لینا روا نہین ہی اگر لیگا تو ضامن ہوگا۔ اسواسطے کہ یہ چیز مالک منتفع ہی اور اگر ایسے درخت کے پتے راہ مین گرے ہون کہ اسکے پتون سے انتفاع حاصل نہین کیا جاتا ہی تو انکو لے سکتا ہی۔ ایک نے اپنی مردار بکری راہ مین ڈال دی پھر کسی نے آکر اسکی پشم نوچ لی تو اسکو روا ہی کہ اُس سے انتفاع حاصل کرے ولیکن اگر اسکے بعد اُس بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنی بکری کا یہ صوف جو اُسکے پاس ہی لے لے اور اگر اُسنے اس مردار بکری کی کھال کھینچکر اُسکی دباغت کرائی ہو پھر اسکے بعد بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ کھال لے لے اور جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوئی ہی اسقدر دیدے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ خربوزونکی فالیز اُجاڑ ہو چکی ہی اسمین کچھ خربوزے چھوٹے ہوئے رہگئے ہین پس انکو لوگون نے جس نے پایا لے لیا تو فقیہ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر فالیز والون نے انکو چھوڑ دیا ہی کہ جسکا جی چاہے لے لے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نشہ مین ایسا چور ہی کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہی راستہ مین سو گیا پس اُسکا کپڑا راہ مین گر پڑا پس کسی نے آکر وہ کپڑا اُٹھا لیا تاکہ حفاظت کرے تو اسپر ضمان نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ کپڑا بمنزلہ لقطہ کے ہی اور اگر اُسکے سر کے نیچے سے کپڑا نکال لیا یا اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی یا اُسکی کمر سے ہمیانی کھول لی یا اُسکی آستین سے درم نکال لیے درحالیکہ وہ اس چیز کے ضائع ہو جانے کا گمان کرتا تھا پس بدین خیال اُسنے اس غرض سے لے لیے کہ اُسکی حفاظت کرے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر چکی گھر مین چکی کی اُڑان کا آٹا جمع ہو گیا یعنی پیسنے مین جیسے ہوا سے در و دیوار پر پتل گرد کے جمجاتا ہی تو بعض نے فرمایا کہ یہ آٹا چکی گھر کے مالک کا ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اُسکو اپنے واسطے لے لینے کا اختیار نہین ہی بلکہ اُسکا ہوگا جسنے پیش دستی کرکے سب سے پہلے اسکو جھاڑ لیا ہی۔ اور تیل والون کے یہان جو ناپ کے پیمانہ سے قطرہ قطرہ ٹپک کر جمع ہو جاتا ہی اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ناپ کے نیچے سے اوپر سے ٹپک کر جمع ہوا ہی تو یہ تیل والے کا ہوگا اسواسطے کہ وہ بیع مین داخل نہین ہوا تھا اور دوم یہ کہ پیمانہ مذکور کے اندر سے یا اندر و باہر دونون سے ٹپک کر جمع ہوا ہی یا نہین معلوم کہ کیونکر جمع ہوا ہی تو اسمین یہ حکم ہی کہ اگر تیل والے نے ہر مشتری کے لیے کچھ قدر قلیل بڑھا دیا ہو تو جو کچھ ٹپک کر جمع ہوا ہی یہ تیلی کا ہوگا اور اگر کچھ نہین بڑھایا ہی تو یہ مجموعہ اس تیلی کو حلال نہ ہوگا اسکو صدقہ کر دے اور اُس سے نفع حاصل نہ کرے الا آنکہ محتاج ہووے۔ ایک قوم نے

جنگل کے راستہ مین ایک اونٹ ذبح کیا ہوا پایا پس اگر انکے گمان مین یہ بات آئی کہ اُسکے مالک نے اُسکو لوگون کے واسطے مباح کردیا ہی تو اُسکے لینے اور کہاتے ہین کچھ مضائقہ نہین ہی - ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کرکے اسکے لوٹ لینے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی - ایک نے شکر لٹائی اور وہ دوسرے کی گود مین گری اور اُسکی گود سے ایک نے لے لی تو اُسکو لینا روا ہی جبکہ اس شخص نے اپنی گود اسواسطے نہ پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے اور اگر اُسنے اپنی گود اس غرض سے پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے تو دوسرا اسکے لے لینے سے اُسکا مالک نہ ہوگا - ایک نے دوسرے کو درم دیے کہ عروسی شادی وغیرہ مین لٹا دے پس اُس نے لٹائے تو لٹانے والے کو روا نہین ہی کہ خود بھی لوٹے اور اگر مامور نے دوسرے کو دیدیے کہ تو لٹا دے تو مامور دوم کو نہین روا ہی کہ تیسرے کو دیوے اور نہ یہ روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ چھوڑے اور شکر کی صورت مین مامور کو روا ہی کہ لٹانے کے واسطے دوسرے کو دیدے اور یہ بھی روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ لے اور جب مامور دوم نے اسکو لٹایا تو مامور اول کو روا ہی کہ خود لوٹے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے چھت پر ایک طشت رکھا اور اُسمین بارش کا پانی جمع ہوگیا اور دوسرے شخص نے آکر اُس پانی کو نکال لیا پھر دونون نے جھگڑا کیا پس اگر مالک طشت نے اپنا طشت اسی واسطے رکھا تھا تو پانی اُسی کا ہوگا کیونکہ اُسکے حرز مین وہ محرز ہوگیا اور اگر اُس نے طشت اسواسطے نہین رکھا تھا تو پانی اُس لے لینے والے کا ہوگا اسواسطے کہ آب مذکور مباح غیر محرز تھا - زید و عمرو ہر ایک کے پاس مثلجہ ہی پس زید نے عمرو کے مثلجہ سے برف لیکر اپنے مثلجہ مین داخل کیا پس اگر عمرو نے یہ جگہ برف جمع ہونے کے واسطے بنائی ہو بدون اسکے کہ اسمین جمع کرنے کی حاجت ہو تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید کے مثلجہ سے یہ برف واپس لے بشرطیکہ اُس نے دوسری برف سے خلط نہ کردیا ہو یا اُسکی قیمت اُس روز کی لیوے جس روز اُسنے دوسری برف مین خلط کیا ہی اور اگر عمرو نے یہ مقام برف جمع ہونے کے واسطے نہ بنایا ہو بلکہ یہ مقام ایسا ہو کہ اسمین خود برف جمع ہو جاتا ہو پس زید نے عمرو کے اس مقام سے نہ اسکے مثلجہ سے یہ برف لے لیا تو یہ برف زید کا ہو جائیگا اور اگر اسکو عمرو کے مثلجہ سے لیا ہو تو غاصب ہوگا پس عمرو کو اسکا برف بعینہ واپس کردیا جائیگا بشرطیکہ زید نے اُسکو دوسری برف مین خلط نہ کیا ہو اور اگر دوسری برف مین خلط کردیا ہو تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی - زید ایک قوم کی اراضی مین داخل ہوا کہ وہان سے گوبر و کانٹے جمع کرتا ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی - اسی طرح اگر کسی کی زمین مین گھاس چھیل لینے کے واسطے داخل ہوا یا بالیان چننے کے واسطے جنکو صاحب اراضی چھوڑ گیا ہی اور اُسکا چھوڑ دینا مثل اباحت کے ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور بعض نے فرمایا کہ اگر یہ اراضی یتیمون کی ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس کام کے واسطے اجرت پر مقرر کیا جاتا تو بعد ادائے اجرت کے یتیم کے واسطے کچھ باقی رہتا ہو اور یہ ظاہر ہو تو ان بالیون کا اسطرح چھوڑ دینا روا نہین ہی اور اگر اُسمین سے کچھ بچتا نہ ہو یا بہت کم بچت ہو کہ اسکے واسطے قصد نہین کیا جاتا ہو تو اُس کے چھوڑ دینے مین مضائقہ نہین ہی اور دوسرے کو اُنکے چن لینے مین بھی مضائقہ نہین ہی - تختہ زمین بلا زراعت و عمارت خالی پڑا ہی جسمین اہل کوچہ مٹی و گوبر و راکھ وغیرہ ڈالتے ہین چنانچہ اُسکا ایک ڈھیر وہان جمع ہوگیا پس اگر اصحاب کوچہ نے ان چیزون کو بطور پھینک دینے کے ڈال دیا ہو اور اس زمین کے مالک نے یہ زمین اسی واسطے مقرر کردی ہو تو یہ کھاد سب اُسی کی ہوگی اور اگر مالک زمین نے اسواسطے مقرر نہ کی ہو تو جو شخص اُسکو پہلے اُٹھا لے اُسی کی ہو جائیگی - جنگلی کبوتر ایک شخص کے دار مین رہنے لگا اور وہان اُسنے بچے دیے اور ایک شخص دیگر نے آکر یہ بچے لے لیے پس اگر مالک دار نے دروازہ

بند کردیا اور سوراخ دیوار چھوپ دیا ہو تو یہ بچے مالک مکان کے ہونگے اور اگر مالک مکان نے ایسا نہ کیا ہو تو جسنے لیے اُسی کے ہوگئے۔ اور اگر کسی کے پاس کبوتر ہوں اور انمین ایک اور کبوتر آیا اور بچے ہوئے تو یہ بچے اسکے ہونگے جسکی مادہ یعنی کبوتری ہی- اور کبوتروں کا رکھنا مکروہ ہی اگر لوگوں کو مضرت پہونچاتے ہوں اور جسنے کسی آبادی مین برج کبوتران بنالئے یعنے خانون مین پالے ہون تو چاہیے کہ اُنکی حفاظت کرے اور اُنکو دانہ دیئے جاوے اور بغیر دانہ نہ چھوڑے حتی کہ وہ لوگوں کو ضرر نہ پہونچانے پاویں- اور اگر انمین کسی دوسرے کے پالو کبوتر ملگئے تو اُسکو نہ چاہیے کہ انکو پکڑلے اور اگر پکڑلیا تو اُسکے مالک کو تلاش کرے اور اگر اُسنے نہ پکڑے ولیکن یہ اسکے یہاں رہے اور بچے دیئے پس اگر غیر کی کبوتری ہو تو ان بچوں سے تعرض نہ کرے اسواسطے کہ یہ غیر کے ہیں اور اگر کبوتری اُسی کی ہو اور نر غیر کا ہو تو بچہ اُسی کے ہونگے اسواسطے کہ انڈے و بچے اُسکے ہوتے ہیں جسکی کبوتری ہو اور اگر اُسنے نہ جانا کہ میرے کبوتروں کے برج مین کوئی اجنبی کبوتر ہی تو اُسپر کوئی گناہ نہیں ہی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی- اور جس نے باز یا جرّہ وغیرہ کے مانند کسی پرند کو شہر یا سواد شہر مین پکڑا اور اُسکے پاؤن مین چھلّے یا گھنگرو وغیرہ ایسی چیز ہی اور وہ پہچانا جاتا ہی کہ پالو ہی تو چاہیے کہ اُسکی شناخت کرادے تاکہ اُسکے مالک کو واپس کردے اور اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن مین پٹہ پڑا ہی تو اسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی- ایک نے ایک دار چند سال معلومہ کے واسطے مقاطعہ پرلیا اور اسمین سکونت اختیار کی اور اسمین بہت سا گوبر جمع ہوگیا اور اسکو مقاطع نے جمع کیا ہی تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ گوبر اسکا ہوگا جس نے مکان مذکور اسی واسطے رکھا ہی اور اگر اُس نے ایسا نہیں کیا ہی تو جسنے پہلے اسکو لے لیا اسی کا ہوگا اور امام ابو علی سغدی نے فرمایا کہ یہ اسی کا ہوگا جسنے پہلے اسکو لے لیا اگرچہ اُسنے یہ مقام اسپنے واسطے اسیلیے نہ مہیا کیا ہو حتی کہ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک چہار دیواری بنادی اور ایک ایسی جگہ مقرر کردی کہ جہاں جانور جمع ہوا کرین تو اُسکا گوبر اُسی شخص کا ہوگا جو پہلے لے لے- ایک شخص کا ایک دار ہی کہ اسکو اجارہ پردیا کرتا ہی پھر کوئی آدمی آیا اور اُس دار مین اپنا اونٹ باندھ دیا اور وہان اُسکی لید کثرت سے جمع ہوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مالک دار نے بروجہ اباحت اُسکو چھوڑدیا ہی اور یہ اُسکی رائے نہیں تھی کہ یہان گوبر میرے واسطے مجتمع ہو تو جس نے اسکو لے لیا ہی وہی اُسکا مستحق ہوگا اسواسطے کہ وہ مباح ہی اور اگر مالک دار کی رائے یہ تھی کہ گوبر ولید جمع کرے تو اُسکا مستحق وہی مالک دار ہی- ایک عورت نے اپنی چادر ایک مقام پر رکھدی پھر دوسری عورت آئی اور اُسنے بھی اپنی چادر وہان رکھی پھر پہلی عورت آئی اور دوسری عورت کی چادر اُٹھالے لیے چلی گئی تو دوسری عورت کو روا نہیں ہی کہ پہلی عورت کی چادر سے جو بجائے اسکی چادر کے وہاں ہی انتفاع حاصل کرے اسواسطے کہ یہ انتفاع بملک غیر ہی اور اگر اُسکو منظور ہوا کہ اُس سے انتفاع حاصل کرے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اس چادر کو اپنی دختر کو بشرطیکہ فقیرہ ہو اس نیت سے صدقہ دیدے کہ اسکا ثواب اسکی مالکہ عورت کو ہووے بشرطیکہ وہ اس صدقہ پر راضی ہوجاوے پھر دختر مذکورہ اس چادر کو اپنی اس ماں کو ہبہ کردے پھر اُس سے انتفاع حاصل کرسکتی ہی اور اگر دختر مذکورہ تونگر ہو تو اسکو انتفاع حاصل کرنا حلال نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کا جوتا اس طرح بدل گیا اور بجائے اسکے دوسرا چھوڑ گیا تو اسمین بھی ایسا ہی حکم ہی- کسی شخص نے بڑی چیز یعنے لقطہ پایا پھر وہ اسکے پاس سے بھی ضائع ہوگیا پھر اُسنے کسی دوسرے کے پاس اسکو پایا تو اُسکو اس دوسرے کے ساتھ کسی خصومت کا اختیار نہیں ہی- کوئی مسافر کسی شخص کے مکان مین مرگیا اور اسکا کوئی وارث معروف نہیں ہی اور مرنے پر اُسنے اپنا اسقدر مال چھوڑا کہ پانچ درم کے مساوی ہی- اور مالک مکان

مرد فقیر ہو تو مالک مکان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس مال کو اپنی ذات پر صدقہ کر دے اسواسطے کہ یہ مال بمنزلہ لقطہ کے نہین ہو ایک شخص کہین چلا گیا حالانکہ وہ اپنا مکان کسی شخص کے قبضہ مین اس غرض سے دے گیا کہ اسکی تعمیر کرے اور اسکو مال دے گیا کہ اسکو حفاظت سے رکھے پھر یہ شخص جو دے گیا ہو مفقود ہو گیا تو جسکو دے گیا ہو اسکو یہ اختیار ہو کہ اس مال کو حفاظت سے رکھے اور یہ اختیار نہین ہو کہ مکان مذکور کی تعمیر کرے الا باجازت حاکم یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور فقیہ ابو اللیث رح نے عیون مین ذکر فرمایا ہو کہ اگر کسی نے اپنا جانور بطور سانڈ کے چھوڑ دیا پس اسکو کسی شخص نے پکڑ لیا اور اسکی اچھی طرح اصلاح کی پھر چھوڑنے والا آیا اور اسکو لینا چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر اس نے چھوڑنے کے وقت یون کہا کہ یہ جانور مین نے اس شخص کا کر دیا جو اسکو پکڑ لے تو یہ شخص اسکو اب نہین لے سکتا ہو اور اگر اسنے یہ نہین کہا تھا یعنے ایسا لفظ نہین کہا تھا جس سے پکڑنے کی ملک اسکی طرف سے ثابت ہو جاوے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اور اسی طرح اگر کسی نے اپنا شکار چھوڑ دیا تو بھی یہی حکم ہو ایسا ہی بعضے مشائخ نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونون نے اختلاف کیا یعنی چھوڑنے والے نے کہا کہ مین نے کچھ نہین کہا تھا اور پکڑنے والے نے کہا کہ تم نے کہا تھا کہ جو پکڑے مین نے اسی کا کر دیا تو اس صورت مین قسم کے ساتھ قول مالک کا قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو
اور گواہ دوسرے کے ہین ۱۲

کتاب الاباق

قال المترجم اباق غلام کا مولے کے پاس سے بھاگ جانا ایسا غلام آبق کہلاتا ہو اور جو شخص اس غلام کو پکڑ لاوے بدین غرض کہ اسکے مالک کو واپس کر دے اسکا یہ فعل اچھا ہو اور نیز مولے پر لازم ہو کہ ایسے لانے والے کو مال معلوم دیدے جسکو جعل کہتے ہین اور تفصیل آگے آتی ہو فانتظر۔ جو شخص غلام آبق کو پاوے اگر اسکو پکڑ سکے تو پکڑ لینا اوسے افضل ہو کذا فی السراجیہ۔ پھر پکڑنے والے کو اختیار ہو چاہے اسکو اپنی حفاظت مین رکھے بشرطیکہ اسپر قادر ہو اور چاہے اسکو امام کو دیدے پس اگر اس نے امام کو دینا چاہا تو امام اس غلام کو اس سے قبول نہ کریگا مگر جبکہ وہ گواہ قائم کرے اور جب اسنے گواہ قائم کر دیے اور امام نے قبول کر لیا تو امام اس غلام کو بغرض تعزیر کے قیدخانہ مین رکھیگا اور بیت المال سے اسکو نفقہ دیگا یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر پکڑنے والے نے اسکو بسبب اختیار حاصل کے موافق قول بعض مشائخ کے اپنے پاس رکھا اور سلطان کو نہ دیا اور اپنے پاس سے اسکو نفقہ دیا تو جب اسکا مالک حاضر آوے تو اس سے اپنا نفقہ واپس لیگا بشرطیکہ قاضی کے حکم سے اسکو نفقہ دیا ہو ورنہ واپس نہین لے سکتا ہو اور یہی مختار ہو یہ غیاثیہ مین ہو اور بھٹکے ہوے مین یعنے جو راہ بھول گیا ہو اور بھٹکتا پھرتا ہو اسمین اختلاف ہو چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکا پکڑ لینا بھی افضل ہو اور بعض نے کہا کہ اسکا نہ پکڑنا افضل ہو۔ اور اگر وہ امام کے پاس لایا جاوے تو امام اسکو قید نہ رکھیگا اور اگر اسکی ذات سے کوئی منفعت ہووے تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اجرت مین سے اسکی ذات پر خرچ کرے کذا فی التبیین اور اسکو فروخت نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور حاکم شہید رح نے کافی مین فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک غلام آبق کو پکڑ لایا اور سلطان نے اسکو لیکر قید رکھا پھر کسی نے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام اس مدعی کا ہو تو فرمایا کہ سلطان اس سے یہ قسم لیکر کہ مین نے اسکو فروخت نہین کیا ہو اور نہ ہبہ کیا ہو اسکو دیدے اور مین پسند نہین کرتا ہون کہ اس سے کفیل مانگے ولیکن اگر قاضی نے اس سے کفیل لے لیا تو قاضی اس فعل سے بدکردار بھی نہوگا

غایۃ البیان مین ہی۔ اور یہ امر امام محمد رح نے ذکر نہین فرمایا کہ آیا قاضی اس مدعی کے مقابلہ مین کوئی خصم قائم کریگا یا نہین اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ قاضی اسکے مقابلہ مین ایک خصم قائم کرکے اُسکے روبرو گواہون کی سماعت کریگا اور بعضون نے کہا کہ بدون اسکے کہ قاضی اُسکے مقابلہ مین خصم قائم کرے اس گواہی کی سماعت کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور غلام نے خود اقرار کیا کہ مین اسکا غلام ہون تو فرمایا کہ قاضی اس مدعی کو دیگر اُس سے کفیل لے لیگا۔ اور اگر غلام مذکور کا کوئی خواستگار نہ آیا تو فرمایا کہ اگر زمانہ دراز گذر جاوے تو امام اسکو فروخت کردے اور اسکا ثمن رکھ چھوڑے یہانتک کہ اُسکا خواستگار آوے اور گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام ہی پس امام اس ثمن کو اسکو دیدیگا اور امام نے جو بیع کردی ہی وہ نہ ٹوٹیگی۔ اور جب تک امام اسکو قید رکھے تو بیت المال سے اُسکا نفقہ دے پھر جب اسکا مالک آوے تو اس سے لے لے یا اگر فروخت کردے تو اُسکے ثمن سے نکال لے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور بھاگنے والا غلام بسبب خوف اباق کے اجارہ پر نہ دیا جاوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر غلام آبق بغیر حکم قاضی کے بوجہ اقرار غلام کے یا بسبب بیان علامات کے کسی خواستگار کو دیدیا گیا پھر کوئی دوسرا اُسکا مستحق ثابت ہوا تو مستحق مذکور دیدینے والے سے تاوان لیگا پھر دینے والے نے جسکو دیا ہی اس سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور آبق کا پھیر لانے والا ہمارے نزدیک استحسانًا جعل کا مستحق ہوتا ہی کذا فی الکافی پس جو شخص کہ آبق غلام کو مدت سفر یعنے تین روز کی راہ سے پھیر لایا وہ چالیس درم جعل کا مستحق ہی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے کم ہو اور یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کوئی شخص شہر مین یا شہر سے باہر سے مدت سفر سے کم مسافت سے آبق کو پکڑ لایا تو بقدر مشقت و مقام کے جعل کا مستحق ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ رضخ واجب ہوگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہی۔ پھر جب کہ رضخ واجب ہوا پس اگر پکڑ لانے والا اور جسکے پاس پھیر لایا ہی دونون نے کسی قدر پر باہم رضامندی سے قرارداد کرلی تو پھیر لانے والے کو اسی قدر ملیگا اور اگر دونون نے قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی بقدر دوری مقام کے رضخ کی مقدار مقرر کریگا ایسا ہی ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ تین روز کی راہ سے پھیر لانے والے کے واسطے چالیس درم واجب ہوتے ہین پس بمقابلہ ہر روزہ مسافت کے تیرہ درم و ایک تہائی درم ہوا پس اگر ایک روز کی راہ سے لایا ہی تو اسی قدر واجب ہونگے اور کتاب مین اسی طرف اشارہ کیا ہی۔ اور ینابیع مین مذکور ہی کہ ہم اسی کو لیتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ یہ امام کی رائے پر ہی اور یہ آسان ہی بحسب اعتبار روایۃ مین مذکور ہی کہ یہی صحیح ہی اور عتابیہ مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ غلام صغیر کے واپس لانے کا حکم مثل غلام بالغ کے واپس لانے کے ہی کہ اگر صغیر کو سفر کی دوری سے واپس لایا تو چالیس درم واجب ہونگے اور اگر سفر سے کم دوری سے لایا تو رضخ واجب ہوگا لیکن اگر غلام بالغ کے لانے مین مشقت زیادہ ہو تو بالغ کا رضخ بنسبت صغیر کے زیادہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم صغیر مین مذکور ہی یہ ایسی صورت پر محمول ہی کہ جب صغیر ایسا ہو کہ اباق کو سمجھتا ہو اور اگر ایسا صغیر ہو کہ اباق کو نہین سمجھتا ہی تو راہ بھولا ہوا ہوگا اور راہ بھولے ہوئے کا واپس لانے والا مستحق جعل نہین ہوتا ہی۔ اور اگر ایسی باندی واپس لایا جسکے ساتھ صغیر بچہ ہی تو وہ اپنی ماں کے تابع قرار دیا جائیگا پس جعل مین کچھ بڑھایا نہ جائیگا اور اگر یہ بچہ قریب بہ بلوغ ہووے تو اسی درم واجب ہونگے یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر آبق دو شخصون مین مشترک ہو تو اُسکا جعل ان دونون پر بقدر ہر ایک

کے حصہ کے ہوگا پس اگر دونون مالکون مین سے ایک حاضر ہوا اور دوسرا غائب ہو تو جو حاضر ہو جب تک وہ پورا جعل
ادا نہ کرے تب تک غلام مذکور نہین لے سکتا ہو اور جب حاضر نے پورا جعل دیدیا تو اپنے شریک کے حصہ مین متطوع ہوگا
بلکہ اُس سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام آبق ایک ہی شخص کا ہو وے مگر پھیر لانے والے دو آدمی ہون تو اُسکا جعل ان
دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مالک ایک ہوا اور غلام دو ہون تو اسپر دو جعل واجب ہونگے یہ
شرح طحاوی مین ہو۔ اور اگر غلام آبق کسی شخص کے پاس رہن تھا تو جعل مرتہن پر واجب ہوگا خواہ راہن کی حیات مین
واپس لایا گیا ہو یا اُسکی موت کے بعد پکڑ آیا ہوا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام مذکور کی قیمت قرضہ کے برابر ہو یا اس سے کم
ہوا اور اگر اُسکی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو بقدر قرضہ کے مرتہن پر اور باقی راہن پر ہوگا یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر
غاصب نے جو غلام غصب کرلیا ہو اُسکے پاس سے بھاگ گیا اور کوئی اُسکو پکڑ کر واپس لایا تو اُسکا جعل غاصب پر ہوگا
اور اگر آبق ایسا غلام ہو کہ اُسکی خدمت کا استحقاق ایک شخص کے واسطے اور رقبہ کی ملکیت دوسرے کے واسطے ہو تو
اُسکا جعل اُسی پر ہوگا جو مستحق خدمت ہو پھر جب مدت خدمت گذرجاوے تو مستحق خدمت اس جعل کو اُس شخص سے جو
رقبہ غلام مذکور کا مالک ہو واپس لیگا یا غلام مذکور اس مال جعل کے واسطے فروخت کیا جائیگا۔ اور جو شخص غلام آبق کو پکڑ
کر واپس لایا ہو اُسکو اختیار ہو کہ غلام مذکور کو روک رکھے یہان تک کہ تمام جعل کو وصول کرلے اور اگر غلام مذکور اُس
پھیر لانے والے کے پاس بعد از انکہ قاضی نے اُسکو جعل حاصل کرنے تک روک رکھنے کا حکم دیدیا ہو یا قاضی تک مرافعہ
کرنے کے قبل ہلاک ہوگیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اُسکا جعل بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر آبق کے پھیر لانے والے
نے مولا سے غلام سے بیس درم پر جعل سے صلح کرلی تو جائز ہو اور اگر پچاس درم پر صلح کی حالانکہ وہ نہین جانتا ہو کہ جعل
چالیس درم ہو تو بقدر چالیس کے جائز اور زیادتی باطل ہوگی یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی نے ایک غلام اپنا کسی دوسرے کو مطلقاً ہبہ
کیا پھر وہ موہوب لہ کے پاس سے بھاگ گیا پھر کوئی شخص اسکو گرفتار کرکے واپس لایا تو اُسکا جعل موہوب لہ پر ہوگا اگرچہ ہبہ
کرنے والا بعد ازانکہ پھیر لانے والے نے غلام مذکور موہوب لہ کو واپس دیا ہو اپنے ہبہ سے رجوع کرلے یہ کافی مین ہو۔ اور اگر کوئی
شخص مدبر یا ام ولد کو گرفتار کرکے واپس لایا تو جعل واجب ہوگا بشرطیکہ مولی کی حیات مین واپس لایا ہو اور اگر پہونچنے سے
پہلے مولے مرگیا تو واپس لانے والے کے واسطے کچھ نہ ہوگا۔ اور غلام ماذون کے واپس لانے مین بھی جعل واجب ہوگا
اور اگر مکاتب بھاگ گیا اور کوئی شخص اُسکو اُسکے مولی پاس واپس لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو جامع
الفصولین مین مذکور ہو کہ دو شخص ایک غلام کو واپس لاتے ہیں ایک نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو تین روز کی
راہ سے گرفتار کیا ہو اور دوسرے نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو دو روز کی راہ سے گرفتار کیا ہو تو مولی پر واجب ہوگا
کہ روز اول و دوم کا جعل پورا کردے جو دونون مین مساوی تقسیم ہوگا اور ینابیع مین مذکور ہو کہ اگر ایسا غلام کوئی جنایت
کرکے بھاگا ہوا ہو تو انتظار کرکے دیکھا جائیگا کہ مولے کیا اختیار کرتا ہو پس اگر مولے نے فدیہ دینا اختیار کیا تو اُسکا جعل مولے
پر واجب ہوگا اور اگر مولے نے تاوان جنایت مین وہی غلام اس ولی جنایت کو دیدیا تو جعل مذکور ولی جنایت پر ہوگا۔ اور
اگر غلام آبق ایسا ہو کہ مولی نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہو حالانکہ حالت اجازت کے تجارتی قرضہ مین ڈوبا ہوا ہو تو اُسکا
جعل اُسکے مولے پر واجب ہوگا ولیکن اگر مولی نے اُس سے انکار کیا تو جعل کے واسطے غلام مذکور فروخت کیا جائیگا پھر جو
کچھ جعل سے بچے وہ قرضخواہون کو ملیگا۔ اور جامع مین مذکور ہو کہ اگر زید نے اپنا غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا اور اُسکے پاس

بھاگ گیا پھر کوئی گرفتار کرکے لایا اور عمرو نے اُسکا جعل ادا کر دیا تو احسان کنندہ ہوگا یعنی زید سے واپس نہین لے سکتا ہو۔ اور نیز
جامع مین ہو کہ ایک غلام بھاگ گیا پھر اُسنے عمداً کسی کو قتل کیا یا اسپر کچھ قرضہ چڑھ گیا پھر اُسکو کوئی شخص گرفتار کرکے
لایا اور اُسی کے پاس غلام مذکور قتل کیا گیا تو وہ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ اور نیز جامع مین مذکور ہو کہ اگر آبق نے گرفتار کرنیوالے
کے قبضہ مین جنایت کی یا کسی کا مال تلف کر دیا پس اگر غلام مذکور قتل کیا گیا یا ولی جنایت کو دیدیا گیا یا مال تلف کرنے
مین فروخت کیا گیا تو گرفتار کرنے والا کچھ مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور نیز جامع مین ہو کہ اگر گرفتار کرنے والے کے پاس آبق نے
جنایت کی مگر خطا سے یا کسی کا مال تلف کر دیا پھر مولی نے گرفتار کرنیوالے کو بغیر اس امر سے آگاہی کے جعل دیدیا پھر
غلام مذکور کو جنایت کے عوض دیدیا پس اگر ارش جنایت اس غلام کی قیمت کے مساوی ہو تو پورا جعل واپس لیگا اور
اگر ارش جنایت سے قیمت زیادہ ہو تو جعل مین سے بقدر حصہ جنایت کے واپس لیگا خواہ ادا کیا اُسکے ثمن یا دین یا جنایت
سے یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی یا اور اقربا مین سے کسی کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے جعل واجب
نہ ہوگا جبکہ وہ مولا سے غلام کے عیال مین سے ہووے اور اگر مولا سے غلام کے عیال مین سے نہو تو جعل واجب ہوگا
سوا اسکے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا غلام واپس لایا یا جورو و مرد مین سے کوئی دوسرے کا غلام واپس لایا تو اُسکے واسطے
مطلقاً جعل واجب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر یتیم کا غلام آبق اُسکا وصی واپس لایا تو مستحق جعل نہ ہوگا یہ تبیین مین ہو۔ اور
سلطان نے اگر غلام آبق کو گرفتار کرکے تین روز کی راہ سے اُسکے مولے کو واپس دیا تو اُسکے واسطے جعل نہوگا اور
فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور اسی طرح اگر راہدار و شحنہ و کارندان نے راہزنون سے مال چھین لیا اور مالک
کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر کسی کے غلام آبق کو اُسکا وارث تین روز کی راہ سے لایا تو وارث
تین حال سے خالی نہین اول آنکہ اسکا فرزند ہوگا دوم آنکہ فرزند نہین مگر اُسکے عیال مین سے ہوگا سوم آنکہ اُسکا
فرزند نہ ہوگا اور نہ اُسکے عیال مین ہوگا پس اگر تیسری صورت ہو تو اجماع ہو کہ اگر ایسے وارث نے آبق کو گرفتار کرکے
مورث کی حیات مین اسکو واپس پہونچا دیا تو اسکے لیے جعل واجب ہوگا اور اجماع ہو کہ اگر اُس نے بعد وفات مورث کے
اُسکو گرفتار کرکے پہونچایا تو مستحق جعل نہوگا۔ اور اگر اُسنے مورث کی حیات مین اسکو گرفتار کیا اور اُسکے حیات ہی مین اسکو
شہر مین لایا مگر مورث کی وفات کے بعد سپرد کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکے واسطے دیگر وارثان شریک کے
حصہ مین جعل واجب ہوگا اور صورت اول و دوم مین کسی حال مین جعل کا مستحق نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک نے دوسرے
شخص سے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہو اگر تجھکو کہین ملے تو اسکو پکڑ لینا پس مامور نے کہا کہ اچھا پس مامور نے اُسکو تین روز کی راہ
سے گرفتار کیا اور اسکے مولے کے پاس لایا تو جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر کسی آبق کو تین روز کی راہ سے پکڑ کر اُسکے مولی
کو واپس کرنے کے واسطے لایا یہان تک کہ جب اس شہر مین پہونچا تو ہنوز اسکے مولی تک نہین پہونچانے پایا تھا کہ غلام
مذکور اُسکے پاس سے بھاگ گیا پھر کسی اور شخص نے اسکو اسی شہر مین سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس دیا تو اول کے
واسطے کچھ جعل نہ ہوگا اور دوسرا بقدر اپنی مشقت کے رضخ کا مستحق ہوگا۔ اور منتقی مین مذکور ہو اگر کوئی شخص ایک
آبق غلام کو تین روز کی راہ سے پکڑ لایا تاکہ اُسکے مولی کو واپس کر دے پھر اس سے کسی غاصب نے چھین لیا اور لاکر
اسکے مولی کو واپس دیکر جعل لے لیا پھر اول گرفتار کرنے والے نے آکر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار
کیا ہو تو مولا سے غلام سے دوبارہ جعل لے لیگا پھر مولا سے مذکور غاصب سے جو کچھ اسکو دیا ہو واپس لیگا۔ اور نیز منتقی مین

مذکور ہو کہ اگر کسی نے آبق کو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس کرنے کے واسطے لیکر ایک روز چلا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگا اور اسی شہر کی راہ جسمین اُسکا مولی موجود ہے چلا مگر اُسکی نیت یہ نہین ہے کہ اپنے مولے کے پاس لوٹ جاؤن حتی کہ ایک روز تک اس راہ پر چلا آیا پھر دوبارہ اسکو پہلے گرفتار کرنے والے نے گرفتار کیا اور تیسرے روز راہ چلکر اُسکے مولی تک لاکر مولے کو سپرد کیا تو لانے والا روز اول اور روز سوم کے جعل کا مستحق ہوگا یعنی تمام جعل مین سے دو تہائی حصہ کا مستحق ہوگا - اور اگر ایسا ہوا کہ غلام مذکور گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا پھر اُسکو اُسکے مولے نے گرفتار کرلیا یا غلام مذکور کی راہ سے مین خود ہی آیا کہ اپنے مولے کے پاس واپس آیا تو گرفتار کرنے والے کو کچھ جعل نہ ملیگا - اور اگر غلام مذکور گرفتار کرنے والے سے جدا ہو گیا اور اپنے مولے کی طرف رخ کرکے آیا کہ اسکا ارادہ اباق کا نہ تھا تو اول گرفتار کرنے والے کو ایک روز کا جعل ملیگا - اور نیز منتقی مین ہے کہ اگر کسی نے غلام آبق کو گرفتار کرکے ایک شخص کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو لیجا کر اُسکے مولے کو واپس دیکر اُس سے جعل وصول کرلیتا تو یہ جعل اس گرفتار کرنے والے کا ہوگا - اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام کسی شہر کو بھاگ گیا اور کسی نے اسکو گرفتار کیا پھر اُس سے کسی شخص نے خرید اور اُسکو اُسکے مولے کے پاس لایا تو کچھ جعل کا مستحق نہ ہوگا لیکن اگر اُسنے خریدنے کے وقت گواہ کرلیے ہون کہ مین اسکو اسواسطے خریدتا ہون کہ اُسکے مولے کو واپس دیدون تو وہ جعل کا مستحق ہوگا ولیکن جو کچھ اُسنے ثمن دیا ہے خواہ قلیل یا کثیر اسکو مولی سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر گرفتار کنندہ نے اسکو ہبہ کردیا ہو یا اُسکے واسطے اس غلام کی وصیت کردی ہو یا اُسنے میراث مین پایا ہو پھر اُسکے مولے کے پاس واپس کرنے لایا تو اسمین وہی حکم ہے جو صورت خرید مین مذکور ہوا ہے یعنے مستحق جعل نہ ہوگا - اگر کسی نے ایک غلام آبق گرفتار کیا اور اُسکے مولے کو واپس کرنے لایا پھر جب ہی مولی کی نظر اُسپر پڑی تو مولے نے اسکو آزاد کردیا پھر وہ لانے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو لانے والا اُسکے جعل کا مستحق ہوگا اور اگر اسی مسئلہ مین مولی نے اسکو مدبر کردیا ہو تو لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا - اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو تین روز راہ قطع کرکے لایا اور ہنوز مولے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگ گیا پھر مولی نے اس غلام کو آزاد کردیا تو گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے اپنے قبضہ مین لانے والا نہ ہو جائیگا اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو اُسکے مولی کے پاس لایا اور مولے نے اسپر قبضہ کرکے پھر گرفتار کرنے والے کو ہبہ کردیا تو مولی پر جعل واجب رہیگا اور اگر قبل قبضہ کرنے کے اُسکو ہبہ کردیا ہو تو گرفتار کرنے والے کے واسطے جعل نہ ہوگا - اور اگر قبل قبضہ کرنے کے لانے والے کے ہاتھ فروخت کردیا تو مولی پر جعل واجب ہوگا - شیخ شمس الائمہ حلوائی نے بیان فرمایا ہے کہ واپس لانے والا جب ہی جعل کا مستحق ہوتا ہے کہ جب گرفتار کرنے کے وقت اُسنے گواہ کرلیے ہون کہ مین اسکو اسواسطے گرفتار کرتا ہون کہ اُسکے مولے کو واپس کردون - اور اگر اُس نے اسطرح گواہ کرلینا ترک کیا ہو تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اگرچہ اُسکے مالک کو لاکر واپس دے یہ محیط مین ہے - اگر غلام آبق گرفتار کرنے والے کے پاس قبل اسکے کہ اُسکے مولی کو واپس کرے مرگیا یا بھاگ گیا پس اگر گرفتار کرنے والے نے گرفتار کرنے کے وقت گواہ کرلیے ہون کہ مین اسکو اُسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے گرفتار کرتا ہون تو گرفتار کنندہ پر ضمان نہ ہوگی اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے مین اسکو گرفتار کرتا ہون پس جس شخص کو تم اپنا بھاگا ہوا غلام ڈھونڈھتا ہوا پاؤ اُسکو میرے پاس راہ بتادینا تو یہ بھی گواہ کرلینا ہے اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ گواہ کرلینے مین

یہ شرط نہیں ہی کہ مکرر کئی بار اشہاد کرے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کر دیا تو کافی ہی اگر اسطرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے تو اسکے پوشیدہ کرنے پر قادر نہ ہو اور یہی حکم لقطہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے اشہاد کیا تھا باوجودیکہ گواہ کر لینا ممکن تھا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُسپر ضمان واجب ہو گی اور یہ اسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ آبق تھا اور اگر یہ معلوم نہ ہو اور مولے نے اپنے غلام کے آبق ہونے سے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور گرفتار کرنیوالا بالاجماع ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے غلام آبق گرفتار کیا پھر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور غلام نے اُسکا اقرار کیا اور گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اُسکے پاس ہلاک ہو گیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہون کے اسکا مستحق ثابت ہوا یعنی اُس نے دعوے کیا اور گواہ دیئے اور مستحق ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے لینے چاہے اُس شخص سے تاوان لے جس نے گرفتار کیا تھا اور چاہے اُس شخص سے جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہی پس اگر اُسنے گرفتار کرنے والے سے تاوان لیا تو وہ لے لینے والے سے واپس لیگا اور اگر پکڑنے والے نے اول کو نہ دیا یہانتک کہ دو گواہون نے اسکے پاس گواہی دی کہ یہ اُسی کا غلام ہی پس اُسنے بغیر حکم قاضی کے طلبگار کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو دوسرے کا غلام ہونے کا حکم دیدیا جائیگا پھر اگر اول نے اپنے گواہون کا اعادہ کیا تو حکم قضا رد نہ ہوگا۔ و اگر کوئی غلام آبق گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا سے کہ بیع صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام مذکور مر گیا پھر ایک شخص نے آکر اُسکا دعوی کیا اور گواہ قائم کرکے ثابت کیا کہ یہ میرا غلام ہی تو مستحق کو اختیار ہی چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا اور چاہے بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت مین بائع کی طرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور ثمن اُسکا ہو جائیگا لیکن اگر ثمن مین قیمت کی بہ نسبت زیادتی ہو تو زیادتی پھر صدقہ کر دے۔ اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا الا اُس صورت مین کہ گواہ گواہی دین کہ اُسکا غلام بھاگا ہی یا یہ گواہی دین کہ مولے نے اقرار کیا کہ میرا یہ غلام بھاگا ہی۔ اور اگر کوئی غلام بھاگا اور اپنے ساتھ مولی کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لایا اور کہا کہ مین نے اسکے ساتھ اور کوئی چیز نہیں پائی ہی تو قول اُسی کا قبول ہوگا اور اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا۔ غلام آبق کا فروخت کرنا اجنبی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہین جائز ہی اور جسکے قبضہ مین ہی اسکے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہی اور اجنبی کے واسطے اُسکا ہبہ کر دینا نہین جائز ہی اور اجنبی سے مراد وہ شخص ہی جسکے پاس یہ بھاگا ہوا غلام نہ ہو وسے و ہذا من المنتخب ہی اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا پس اگر غلام مذکور دار الاسلام ہی مین ہنوز سرگردان ہو تو جائز ہی اور اگر دار الحرب مین پہونچ گیا ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور قاضی الحرمین نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی ہی کہ نہین جائز ہی۔ اور اپنے کفارہ ظہار سے اُسکا آزاد کر دینا روا ہی۔ اور اگر مولے نے کسی کو غلام آبق کی جستجو کرکے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اُسکو پکڑ پایا پھر مولی نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا حالانکہ بائع و مشتری دونون مین سے کوئی یہ نہین جانتا ہی کہ وکیل نے اسکو پایا ہی تو بیع باطل ہی یہانتک کہ معلوم ہو وسے کہ وکیل نے اسکو پایا ہی۔ اور اگر غلام آبق کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو اجارہ پر دیدیا تو اجرت اُسی گرفتار کنندہ کی ہو گی مگر اسکو صدقہ کر دے اور اگر اُسنے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ اجرت بھی اُسکے مولی کو واپس کر دی اور کہا کہ یہ تیرے غلام کی کمائی ہی اور مین نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولے کی ہو گی مگر مولے کو

قیاساً اسکا کھانا روا نہین ہی اور استحساناً کھانا حلال ہی یہ محیط مین لکھا ہی

کتاب المفقود

مفقود اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنے اہل یا شہر سے غائب ہو گیا یا اُسکو دشمنون یعنی حربی کافرون نے گرفتار کر لیا پھر یہ نہین معلوم کہ وہ زندہ ہی یا مرگیا ہی اور نہ اُسکا ٹھکانا معلوم ہی اور اسپر ایک زمانہ گذر گیا پس وہ اس اعتبار سے معدوم ہی اور ایسے شخص کا حکم یہ ہی کہ اپنی ذات کے حق مین زندہ ہی اور حق غیر مین مردہ ہی چنانچہ اپنی ذات کے حق مین زندہ قرار دیے جانے کی وجہ سے اُسکی جورو کسی سے نکاح نہین کر سکتی ہی اور اُسکا مال تقسیم نہین کیا جا سکتا ہی اور اُسکا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور حق غیر مین میت قرار دیے جانے سے جو شخص اسکے مورثون مین سے اسکے پیچھے مرا اُسکی میراث نہ پاویگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور قاضی اسکی طرف سے ایسا شخص مقرر کردیگا جو اسکے مال کی حفاظت کریگا اور اُسکی پرداخت کریگا اور اُسکی حاصلات وصول کریگا اور اسکے ایسے قرضے وصول کریگا جنکا قرضدار خود اقرار کرین مگر جنکا اقرار نہ کرین اُنکی بابت کسی سے مخاصمہ نہین کر سکتا ہی اور نہ اُسکے ایسے عروض یا عقار کی نسبت جو دوسرے کے قبضہ مین ہی مخاصمہ کر سکتا ہی یعنی یہ بھی نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ یہ شخص نہ خود مالک ہی اور نہ مالک کا نائب ہی بلکہ فقط وکیل بالقبض از جانب قاضی مقرر ہی اور ایسا وکیل بالاتفاق نالش وخصومت کا اختیار نہین رکھتا ہی کیونکہ یہ متضمن ہی کہ غائب پر حکم ہووے پس جب غائب پر حکم ہونے کو متضمن ہی تو ہمارے نزدیک نہین جائز ہی ہان اگر کسی قاضی نے جو غائب پر حکم کو جائز رکھتا ہی ایسا حکم دیدیا تو جائز ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہی پس مجتہد فیہ مین اُسکی قضا بالاتفاق نافذ ہو جائیگی۔ پھر واضح ہو کہ جس شخص کو قاضی نے وکیل مقرر کیا ہی اگر اسکے معاملہ وعقد سے کوئی قرضہ کسی پر واجب ہوا تو بلا خلاف اسکے واسطے مخاصمہ کریگا اور مفقود کے مال سے جس چیز کے خراب و فاسد ہو جانے کا خوف ہوگا اُسکو فروخت کر سکتا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور جو ایسی چیز جو جلد بگڑتی نہین ہی اسکو فروخت نہ کریگا نہ نفقہ مین اور نہ بغیر نفقہ مین خواہ یہ منقول مال ہو یا غیر منقول عقار ہو یہ نہایۃ البیان مین ہی۔ اور اسکے مال سے اسکے ایسے لوگون کو جنکا نفقہ اسکی موجودگی مین بغیر حکم قاضی کے اسپر واجب تھا اُنکو نفقہ دیدیا جاوے جیسے اُسکی زوجہ و اسکی اولاد و اسکے والدین اور جو لوگ اُسکی موجودگی مین اُس سے اپنے نفقہ کے بغیر حکم قاضی کے مستحق نہ تھے تو انپر اسکا مال خرچ نہ کیا جائیگا جیسے بھائی و بہن وغیرہ اور مال سے ہماری مراد مال نقد ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور تبر چاندی و سونے کے یعنے بغیر سکہ کے اس حکم مین بمنزلہ نقد درم و دینار کے ہین اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ مال مذکور قاضی کے قبضہ مین ہو اور اگر ودیعت یا قرضہ ہو تو ان دونون مین سے ہر ایک سے ان لوگون پر خرچ کیا جائیگا جبکہ ودیعت رکھنے والا اور قرضدار دونون ودیعت و قرضہ و نسب و نکاح کا اقرار کرین اور یہ جب ہی کہ یہ ہر دو امر قاضی کے نزدیک ظاہر نہون اور اگر دونون ظاہر ہون تو ان دونون کے اقرار کی ضرورت نہین ہی اور اگر دونون مین سے ایک ظاہر ہو اور دوسرا ظاہر نہو تو صحیح قول کے موافق جو ظاہر نہین ہی اسکے اقرار کی ضرورت ہی اور اگر مستودع نے بطور خود یا قرضدار نے بطور خود بغیر حکم قاضی کے ان لوگون کو دیا تو مستودع ضامن ہوگا اور قرضدار بری نہ ہوگا اور اگر مستودع یا قرضدار نے سرے سے اپنے مستودع و مقروض ہونے سے انکار کیا یا فقط نسب یا نکاح سے انکار کیا تو اسکے اثبات مین کوئی جو مستحق نفقہ ہی اسکے مقابلہ مین خصم نہ قرار دیا جائیگا اور مفقود اور اُسکی جورو کے

درمیان تفریق نہ کیجائیگی - اور جب نوے برس گذر جاویں تو اسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوے ہے اور ظاہر الروایہ
کے موافق جب اسکے ہمجولی مر جاویں اور کوئی اسکے ہمجولیوں میں سے زندہ نہ رہے تو اسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور
واضح ہو کہ اسکے شہر کے اسکے ہمجولیوں کی موت کا اعتبار ہے یہ کافی میں ہے اور مختار یہ ہے کہ یہ امر امام کی رائے کے سپرد
ہے یہ تبیین میں ہے - پھر جب اسکی موت کا حکم دیا جاوے تو اسوقت سے اسکی جورو وفات کی عدت میں بیٹھے اور اسوقت
میں جو لوگ اسکے وارثوں میں موجود ہوں انکے درمیان اسکا مال تقسیم کیا جاوے اور جو اس سے پہلے مر گیا وہ اسکا
وارث نہ ہوگا یہ ہدایہ میں ہے - پھر اگر اس مدت کے گذر جانے کے بعد اس عورت کا شوہر یعنی مفقود واپس آیا تو وہ اس
عورت کا حقدار ہے لیکن اگر اس عورت نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہو تو اسکو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی - مدت
تمام ہونے کے روز وہ اپنے مال کے حق میں مردہ قرار دیا جائیگا اور مال غیر کے حق میں وہ اسی روز سے مردہ قرار
دیا گیا جب سے مفقود ہونا قرار دیا گیا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے - اور جو شخص مفقود کے غائب یعنی مفقود ہونے کی حالت میں
مرا ہے مفقود اسکا وارث نہ ہوگا اور یہ جو ہمنے کہا کہ مفقود کسی کا وارث نہ ہوگا اسکے یہ معنے ہیں کہ مفقود کا حصہ میراث اس مفقود
کی ملک میں شامل نہ کیا جائیگا اور رہا یہ حصہ سو موقوف رکھا جائیگا پھر اگر مفقود مذکور زندہ ظاہر ہوا تو وہ اسکا مستحق ہوگا اور
اگر زندہ ظاہر نہ ہوا یہانتک کہ نوے برس پورے ہو گئے تو جو حصہ اس مفقود کے واسطے رکھا گیا تھا وہ جس میت کی
میراث میں سے تھا اسکی موت کے روز زندہ وارثوں کو واپس دیا جائیگا یعنی قرار دیا جائیگا کہ اسمیں سے فلان کو جو اسوقت
زندہ تھا اتنا اور فلان کو اتنا چاہیے اگرچہ بعض انمیں سے مر چکے ہوں یہ کافی میں ہے - اور اگر کسی میت نے وقت وفات
کے مفقود کے واسطے کسی چیز کی وصیت کر دی ہو تو یہ چیز بھی موقوف رکھی جائیگی یہانتک کہ مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے
پس جب اسکی موت کا حکم دیا جائیگا تو یہ چیز اس وصیت کنندہ کی اسوقت کے وارثوں کو حصہ رسد دیجائیگی یہ تبیین میں
ہے - اور اگر کوئی مرتد مفقود ہو گیا کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ دار الحرب میں پہونچ گیا ہے یا نہیں تو اسکی میراث بھی موقوف رکھی جائیگی
یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ دار الحرب میں پہونچ گیا اور اگر مرتد کی اولاد میں سے کوئی مر گیا تو اسکی میراث اسکے وارثوں
میں تقسیم کر دیجائیگی اور مرتد کے واسطے کچھ بھی موقوف نہ رکھا جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا
وارث ہو کہ وہ مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم تو نہیں ہوتا مگر اسکے حصہ میں نقصان ہوتا ہے تو ایسے شخص کو ہر دو حصہ
میں سے کم حصہ دیا جائیگا یعنے بحسب حرمان جو اسکا حصہ ہوتا ہے وہ دیا جائیگا اور بلا نقصان حصہ کی مقدار تک
جسقدر بڑھا ہے وہ موقوف رکھا جائیگا اور اگر کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم ہوتا ہے تو اسوقت
اسکو بالکل نہ دیا جائیگا - اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ زید مرا اور دو دختر و ایک پسر مفقود اور ایک پسر کا پسر و ایک پسر کی دختر وارث
چھوڑے اور مال ترکہ کسی اجنبی کے پاس ہے اور سب نے بالاتفاق اقرار کیا کہ زید کا پسر مفقود ہے اور ہر دو دختر نے
اپنا حصہ میراث طلب کیا تو در صورت پسر نہ ہونے کے انکا حصہ میراث دو تہائی مال ہے اور ہونے کی صورت میں ہر ایک کا
چہارم چہارم یعنے نصف کل مال ہے کہ نقصان کے ساتھ ہر دو حصہ میں سے کم حصہ یعنی نصف انکو دیا جائیگا
اور پسر کے پسر یعنے پوتے کو جو پسر کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے کچھ نہ دیا جائیگا بلکہ باقی سب مال کو چھوڑا جائیگا اور جسکے
پاس ہے اسکے قبضہ سے بھی نہ نکالا جائیگا الا آنکہ اس سے خیانت ظاہر ہو کہ اسکی طرف سے مامون نہ ہوں تو دوسرا امانت دار
نہ رکھا جائیگا پھر جب مدت مذکور گذر جاوے اور مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے تو باقی میں سے ایک تہائی حصہ کل مال کا

بھی ہر دو دختر کو دیدیا جائیگا تا کہ انکی دو تہائی پوری ہوجاوے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں تو اسکے وارث بحسب فرائض مستحق ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہے۔ اور اسکی نظیر حمل ہے یعنے مفقود کی نظیر میت کا وہ بچہ ہے جو ہنوز پیٹ مین ہو اور پیدا نہین ہوا ہے کہ اُسکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا چنانچہ ہی فتوے کے واسطے مختار ہے اور اگر اسکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہ کسی حال مین ساقط نہین ہوتا ہے اور حمل کی وجہ سے اُسکا حصہ متغیر بھی نہین ہوتا ہے تو اُسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ حمل کے ہوتے ہوئے اُسکا حصہ متغیر ہوجاتا ہے تو اسکو ہر دو حصہ مین سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مفقود جنگل مین مرگیا تو اُسکے ساتھی کو اختیار ہے کہ اُسکا جانور سواری و اسباب فروخت کر دے اور دونون کو اُسکے لوگون کو پہونچا دے اور اگر کسی شخص نے مفقود پر قرضہ یا ودیعت یا شرکت در عقار یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رد بعیب یا مطالبہ یا استحقاق مین سے کسی حق کا دعوی کیا تو اُسکے دعوی پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور جسکو قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہے یعنی وکیل بالقبض یا کوئی اُسکے وارثون مین سے مدعی کے مقابلہ مین خصم قرار نہ دیا جائیگا ولیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضاء علی الغائب کو جائز جانتا ہو پس اُسنے گواہون کی سماعت کر کے حکم دیدیا تو بالاجماع اُسکا حکم نافذ ہوجائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے

کتاب الشرکۃ

اسمین چھ باب ہین

باب اول شرکت کے اقسام و ارکان و شرائط و احکام و متعلقات کے بیان مین۔ اور اسمین چند فصلین ہین

فصل اول انواع شرکت کے بیان مین۔ شرکت کی دو قسمین ہین اول شرکت ملک اور وہ یہ ہے کہ دو شخص مثلاً ایک چیز کے مالک ہوجاوین بدون اسکے کہ دونون مین عقد شرکت واقع ہوا ہووے یہ تہذیب مین ہے دوم شرکت عقد اور وہ اسطرح ہے کہ مثلاً دو آدمیون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ اسمین اور اسمین شراکت کی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کی یہ کنز الدقائق مین ہے۔ پھر شرکت ملک کی دو قسمین ہین اول آنکہ شرکت جبر ہو دوم آنکہ شرکت اختیار ہو پس شرکت جبر یہ ہے کہ دو شخصون کے دو مال بغیر اختیار مالکون کے اسطرح خلط ہوجاوین کہ حقیقۃً دونون مین تمیز ممکن نہ ہو باینطور کہ ہر دو مال کی جنس واحد ہو پس اختلاط سے تمیز نہ ہوسکے یا تمیز ممکن تو ہو مگر بڑی کلفت و مشقت سے جیسے گیہون اور جو مخلوط ہوجاوین یا دونون کسی ایک مال کے حصہ رسد وارث ہوئے۔ اور شرکت اختیار یہ ہے کہ دونون کو ایک مال ہبہ کیا جاوے یا دونون ایک ہی مال کے باستیلا مالک ہوئے یا اپنے اختیار سے ہر دو اپنا اپنا مال باہم خلط کر دین کذا فی الذخیرہ یا بطریق خرید کے یا بوجہ صدقہ کے دونون ایک مال کے مالک ہوئے کذا فی فتاوی قاضی خان یا دونون کے واسطے ایک مال کی وصیت کیجاوے پس دونون اس وصیت کو قبول کر لین یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور شرکت اختیار کا رکن ہر دو حصہ کا مجتمع ہونا ہے۔ اور حکم شرکت اختیار یہ ہے کہ مال مشترک مین جو زیادتی ہو وہ بھی مشترک باندازہ ملک ہوگی یعنی جتنی جسکی ملک ہے زیادتی مین بھی اُس حساب سے ہر ایک کی شرکت ہوگی اور یہ ہے کہ دونون مین سے کسی کو روا نہین ہے کہ دوسرے کے حصہ مین تصرف کرے الا اُسکے حکم سے اور دونون مین سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ مین مثل اجنبی کے ہے اور ہر ایک کے لیے اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا

تمام صورتون مین جائز ہو اور کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا بغیر اجازت شریک کے جائز ہو باستثناء صورت خلط و اختلاط کے یہ کافی مین ہو۔ اور شرکت عقود کی تین قسمین ہین ایک شرکت بالمال دوم شرکت بوجوہ و سوم شرکت باعمال اور انمین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین شرکت مفاوضہ و شرکت عنان یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور شرکت عقد کا رکن ایجاب و قبول ہو اور یہ اسطرح ہو کہ ایک کہے کہ مین نے تجھے مشارک کیا فلان و فلان مین اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا کذا فی الکافی اور اسپر گواہ کر لینا مندوب ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور ان شرکتون کے جواز کی شرط یہ ہو کہ جس چیز پر عقد شرکت قرار دیا گیا ہو وہ قابل وکالت ہو کذا فی المحیط اور یہ شرط کہ نفع کی مقدار معلوم ہو پس اگر مجہول ہوگی تو شرکت فاسد ہوگی اور یہ شرط ہو کہ جزو نفع ایک الیا جزو قرار دیا جاوے جو تمام مین شائع ہو الیسا نہو کہ معین ہو چنانچہ اگر مانند دس یا بیس یا سو وغیرہ کے معین کر دیا تو شرکت فاسد ہوگی یہ بدائع مین ہو۔ اور شرکت عقد کا حکم یہ ہو کہ معقود علیہ اور جو اس معقود علیہ کے ذریعہ سے مستفاد ہوگا وہ سب دونون مین مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ واضح ہو کہ شرکت بالمال اسطرح ہو کہ دو آدمی کسی قدر راس المال کو ملا کر دونون یون کہین کہ ہم دونون نے اسمین باہم شرکت کر لی اس شرط پر کہ ہم دونون اس سے ایک ساتھ یا جدا جدا خریدیں و فروخت کرین یا یہ شرط بیان کرین یا مطلق چھوڑ دین کہ ہم نے باہم اسمین شرکت کر لی۔ بشرط آنکہ جو کچھ اللہ تعالی ہمکو اسمین نفع روزی کرے وہ ہم دونون کے درمیان ایسی ایسی شرط پر مشترک ہوگا۔ یا دونون مین سے ایک اسطرح کہے اور دوسرا کہے کہ ہان کذا فی البدائع۔

فصل دوم اُن الفاظ کے بیان مین جنسے شرکت صحیح ہو اور جنسے نہین صحیح ہوتی ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دو آدمیون نے بغیر مال کے اس شرط سے شراکت کی کہ جو کچھ ہم دونون آج کے روز خریدین وہ ہم دونون مین مشترک ہوگا خواہ کسی صنف یا کل کی خصوصیت بیان کر دی یا مطلق چھوڑ دیا تو یہ جائز ہو اور اسی طرح اگر بجائے آج کے روز کے اس مہینہ مین کہا تو بھی روا ہو اور اسی طرح اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت نہ بیان کیا یا بین طور کہ ہم دونون نے شرکت کی اس شرط سے کہ جو کچھ ہم دونون خریدین وہ ہمارے درمیان مین مشترک ہوگا تو بھی جائز ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر شرکت کے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو بنا بر مذکورہ بالا جائز ہو ولیکن جاننا چاہیے کہ شرکت امام ابو یوسف رحمہ کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ یہ جائز ہو مگر طحاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا اور سوائے طحاوی کے دیگر مشائخ نے اس روایت کی تصحیح کی ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر دونون نے لفظ شرکت کا نہ کہا ولیکن ایسا لفظ کہا جس سے استعمال مین شرکت سمجھی جاتی ہو مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ مین نے آج خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہو اور دوسرے نے اسکی موافقت کی مثلاً کہا کہ اچھا تو آیا شرکت ہوگی یا نہوگی سو امام محمد رحمہ نے اسکو اصل مین ذکر نہین فرمایا اور ابو سلیمان نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ جائز ہو اور اسقدر سے شرکت ثابت ہو جائیگی آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر دونون لفظ خرید کو جانبین سے ذکر کرتے تو روا تھا اور شرکت ثابت ہوتی باعتبار ذکر حکم شرکت کے اگرچہ لفظ شرکت نہین کہا پس یہان بھی ثابت ہوگی اور یہی صحیح ہو اور یہ شرکت فقط خرید مین جائز ہوگی پس دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہو اُسکے حصہ مین سے کچھ فروخت کرے الا اسکی اجازت سے فروخت کر سکیگا یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کوئی چیز مین نے خریدی پس وہ میرے تیرے درمیان ہو یا کہا وہ ہمارے درمیان ہو اور دوسرے نے کہا کہ ہان اچھا پس اگر اسکی مراد یہ ہو کہ ہم دونون بمنزلہ دو شریک تجارت ہووین تو یہ شرکت ہوگی حتی کہ بدون بیان جنس خرید کردہ شدہ یا نوع یا مقدار ثمن کے صحیح ہوگی جیسے صریح لفظ خرید و فروخت کہنے مین ہوتا ہو

اور اگر یہ مراد لی ہو کہ خریدکردہ شدہ بعینہٖ خاصتہً دونون مین مشترک ہوا اور اُس چیز مین دونون مانند دو شریک تجارت کے نہو وین بلکہ خریدی ہوئی چیز بعینہٖ دونون مین مشترک ہووے چنانچہ دونون نے میراث پائی یا دونون کو ہبہ کی گئی تو اس صورت مین وکالت ثابت ہوگی نہ شرکت پس اگر وکالت صحیح ہونے کی شرط پائی گئی تو وکالت صحیح ہوگی ورنہ نہین اور وکالت دو وجہ سے ہوتی ہی ایک وکالت خاصہ دوم عامہ پس وکالت خاصہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ خریدکردہ شدہ چیز کی جنس بیان ہوا اور اسکی نوع اور مقدار ثمن بیان ہو اور وکالت عامہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہی کہ موکل تمام رائے وکیل کے سپرد کر دے یا وقت یا مقدار ثمن یا جنس مبیع بیان کر دے کذا فی البدائع۔ اور منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر دو شخصون نے کہا کہ جو کچھ ہم دونون نے خریدی وہ ہم دونون کے درمیان نصفا نصف ہی تو یہ جائز ہی۔ اور نیز منتقی مین امام اعظم رح سے بروایت حسن بن زیاد مذکور ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو چیز مین نے اصناف تجارت سے خریدی وہ میرے اور تیرے درمیان ہی پس اسکو دوسرے نے قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ آج کے روز خریدی تو بھی یہی حکم ہی کہ جائز ہی اور جو چیز اسنے اُس روز خریدی وہ دونون مین نصفا نصف ہوگی قال المترجم لفظ بینی وبینک علی الاطلاق بمعنی مشترک نصفا نصف ہوتا ہی اور مترجم نے میرے تیرے درمیان ہی اسی معنی مین لیا ہی پس محفوظ رکھنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا اور کوئی وقت بیان نہ کیا تو بھی روا ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے جسقدر آٹا خریدا وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو بھی روا ہی اور ان دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے نے جو خریدا ہی اسکے حصہ سے فروخت کرے بدون اُسکی اجازت کے اسواسطے کہ دونون نے خریدنے مین شرکت کی ہی نہ فروخت کرنے مین ہان اگر دوسرے نے اجازت لیکر فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے غلام خریدا تو وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو یہ فاسد ہی الا آنکہ نوع بیان کر دے مثلاً کہے کہ غلام خراسانی یا ہروی وغیرہ کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر کہا کہ مین نے جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ نہین جائز ہی اور یہی امام ابو یوسف رح کا قول ہی کذا فی البدائع۔ اور منتقی مین امام ابو یوسف رح سے بروایت بشر بن الولید مذکور ہی کہ ایک نے کہا کہ مین نے آجکے روز جو کوئی چیز خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی تو یہ جائز ہی اور اسی طرح اگر ایکسال کا وقت بیان کیا تو بھی جائز ہی اور اگر وقت بیان نہ کیا ولیکن خریدی چیز کی مقدار بیان کی مثلاً کہا کہ گیہون سو من تک جسقدر خریدے وہ میرے و تیرے درمیان ہین تو یہ جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ جو چیز مین نے تیری بابت پر خریدی وہ میرے و تیرے درمیان ہی حالانکہ جسطرف وہ گیا ہی اسی طرف نکلکر چلا یا کہا کہ جو چیز مین نے بصرہ مین خریدی تو یہ باطل ہی جب تک ثمن یا مبیع یا ایام بیان نہ کرے جائز نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے دوسرے کو حکم کیا کہ فلان غلام معین میرے و اپنے درمیان مشترک خریدے پس اُس نے کہا کہ اچھا پھر خریدنے کے وقت گواہ کر لیے کہ مین نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہی تو غلام مذکور دونون مین مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور مجرد مین ہی کہ امام اعظم رح نے فرمایا کہ جب اُسنے اسکو خریدنے کا حکم کیا تھا اسوقت اُسنے اگر سکوت کیا ہان نہ کہا اور نہین کہا یہان تک کہ خریدنے کے وقت گواہ کر لیے کہ مین نے اسکو خاص اپنے ہی واسطے خریدا ہی تو اُسی کا ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اسکو فلان یعنی حکم دہندہ کے واسطے خریدا پھر اسکو خرید کیا تو وہ حکم دہندہ کا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے خریدنے کے وقت سکوت کیا

پھر بعد خریدنے کے کہا کہ تم گواہ رہو کہ مین نے اسکو فلان کے واسطے خریدا ہی تو فلان حکم دہندہ کے واسطے ہوگا بشرطیکہ
غلام مذکور اسوقت صحیح سالم ہو اور اگر غلام مین کوئی عیب پیدا ہو جانے یا مرجانے کے بعد اُسنے ایسا کہا تو اُسکا قول
قبول نہ ہوگا الا اس صورت مین کہ حکم دہندہ اُسکی تصدیق کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ خالد کا
غلام میرے اور اپنے درمیان یعنی مشترک خرید کر پس عمرو نے کہا کہ اچھا پھر زید نے چلا پھر بکر نے اُس سے کہا کہ خالد کا
غلام میرے و اپنے درمیان خرید کر پس اُس نے کہا کہ اچھا پھر اسکو خرید کیا تو وہ زید و بکر کے درمیان مشترک ہوگا کذا فی
الخلاصہ اور مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ بکر کی وکالت اُسنے بغیر حضوری زید کے قبول کی ہو اور اگر زید کی
حضوری مین قبول کی تو یہ غلام بکر و عمرو کے درمیان نصفا نصف ہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر اسی درمیان مین عمرو کو شعیب
ملا اور اُس نے بھی یہی کہا کہ خالد کا غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پھر عمرو نے اسکو خریدا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عمرو نے
بغیر حضوری زید و بکر کے شعیب سے کہا کہ اچھا تو غلام مذکور زید و بکر کے درمیان مشترک ہوگا اور عمرو و شعیب کے واسطے
کچھ نہ ہوگا اور اگر دونون کی حضوری مین اچھا کہا تو غلام مذکور عمرو و شعیب کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اور منتقی مین مذکور ہی کہ ہشام رحمہ نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ زید نے عمرو کو حکم دیا کہ ایک
کپڑا جسکا وصف بیان کر دیا ہی بیس درم کو میرے اور اپنے درمیان خرید کر بدین شرط کہ مین ہی درم نقد دونگا تو فرمایا کہ یہ
جائز ہی اور یہ کپڑا دونون کے درمیان مشترک ہوگا اور شرط مذکور باطل ہی یعنی ثمن عمرو ہی ادا کریگا۔ اور نیز منتقی مین ابراہیم
کی روایت سے امام محمد رحمہ سے مذکور ہی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلان کی باندی میرے و اپنے درمیان خرید
کر بدین شرط کہ مین ہی اسکو فروخت کرونگا تو فرمایا کہ شرط فاسد ہی اور شرکت جائز ہی اور نیز فرمایا کہ شرکت مین ہر شرط فاسد کا
یہی حکم ہی یعنی شرکت جائز ہوگی اور شرط باطل و بیکار ہوگی اور اگر یہ کہا کہ بدین شرط کہ ہم اسکو فروخت کرین تو یہ جائز ہی
اور باندی مذکورہ دونون مین مشترک ہوگی کہ دونون اپنی تجارت مین اسکو فروخت کرینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نے
دوسرے سے کہا کہ ہم دونون مین سے جس نے اس غلام کو خریدا تو دوسرا اُسمین اُسکا شریک ہوا یا دوسرا اُسکا اُسمین شریک
ہی تو یہ جائز ہی پس دونون مین سے جو اُسکو خریدیگا نصف اپنے واسطے اور آدھا دوسرے کے واسطے خرید کرنے والا
ہوگا پس جب اُسپر قبضہ کریگا تو وہ مثل دونون کے قبضہ کے ہوگا حتی کہ اگر اتفاق سے وہ غلام مرگیا تو دونون کا مال گیا۔ اور
اگر دونون نے اسکو ساتھ ہی خریدا یا ایک نے انمین سے نصف پہلے خریدا پھر دوسرے نے باقی نصف خریدا تو بھی دونون
مین مشترک ہوگا اور اگر اس صورت مین دونون مین سے ایک نے اگرچہ بغیر حکم دوسرے کے پورا ثمن ادا کر دیا تو نصف ثمن
دوسرے سے واپس لیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے سے اسکی بیع مین وکالت حاصل کی پھر
ایک نے اسکو کسی کے ہاتھ اس شرط سے فروخت کیا کہ اُسکا فقط نصف ہی تو وہ حصہ شریک کا بعوض نصف ثمن کے فروخت
کرنے والا ہوگا اور اگر فروخت کیا یہ غلام الا نصفہ یعنی باستثناء نصف غلام کے تو جو کچھ ثمن حاصل ہوا ہی وہ پورا ثمن اور
نصف غلام نزدیک امام اعظم رحمہ کے دونون مین مساوی مشترک ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک یہ بیع خاصۃ حصہ بائع
کی طرف راجع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسف رحمہ سے سنا کہ فرماتے
تھے کہ اگر ایک نے دوسرے ایک شخص سے جسکی ملک مین کچھ نہین ہی یون کہا کہ آ اور میرے پاس دس ہزار درم ہین پس
انکو میری اور اپنی شرکت مساوی مین لے تو فرمایا کہ یہ جائز ہی اور نفع اور نقصان دونون پر ہوگا یہ محیط مین ہی۔

ایک نے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کر لیا پھر دوسرے نے اس غلام میں شرکت کی درخواست کی پس مشتری نے اسکو اس
غلام میں شریک کر لیا تو شریک کو نصف غلام بعوض نصف ثمن مذکور کے یعنی جتنے کو خریدا ہے ملیگا اس بنا پر کہ مطلق شرکت
مساوات کو چاہتی ہے الا آنکہ اُسکے برخلاف بیان کر کے ظاہر کر دے تو البتہ شرکت موافق بیان ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے
اور اسی طرح اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو شریک کر لیا تو وہ چیز ان تینوں میں مساوی تین تہائی مشترک ہوگی یہ فتاوی
قاضی خان میں ہے۔ زید نے ایک غلام خرید کر کے اُسپر قبضہ کر لیا پھر عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمیں اپنا شریک کر لے
پس اُسنے شریک کر لیا پھر خالد اسکو ملا اور اُسنے بھی یہی درخواست کی اور زید نے منظور کیا پس اگر خالد کو عمرو کی مشارکت
کا علم ہو تو خالد کے واسطے چہارم غلام ہوگا اور چہارم زید کا اور نصف عمرو کا ہوگا اور اگر یہ علم نہ ہو تو عمرو کے واسطے نصف
اور خالد کے واسطے نصف ہوگا اور زید درمیان سے خارج ہو جائیگا کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر ایک غلام خریدا پس
عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمیں شریک کر لے پس مشتری نے اسکو شریک کیا پھر نصف غلام مذکور کسی اور نے استحقاق
ثابت کر کے لیا تو عمرو کو نصف باقی ملیگا اور مشتری درمیان سے خارج ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر زید نے نصف
غلام خرید کر کے قبضہ حاصل کیا پھر عمرو نے اُس سے کہا کہ مجھے اسمیں شریک کر لے حالانکہ عمرو جانتا ہے کہ اسنے کل غلام
خریدا ہے پس زید نے اسکو شریک کر لیا تو عمرو کو پورا نصف جسکو زید نے خریدا ہے ملیگا اور اگر عمرو جانتا ہو کہ زید نے نصف ہی خریدا
ہے تو اسکو نصف کا نصف ملیگا یہ محیط میں ہے۔ قال المترجم یہ مسئلہ تو اوپر سے معلوم ہوتا ہے اور اگر وہ منظور ہے تو آگے کے
مسئلہ پر غور کرنا چاہیے فلیتفہم قال اور اگر کسی نے کوئی چیز خریدی پس دوسرے نے کہا کہ مجھے اسمیں شریک کر لے پس اسکو
شریک کر لیا تو یہ بمنزلہ بیع کے ہے پس اگر مشتری نے اس چیز پر قبضہ کر لینے سے پہلے ایسا کیا تو شرکت صحیح نہوگی اور اگر بعد
قبضہ کے شریک کیا اور شریک کو سپرد نہ کیا یہاں تک کہ مشتری کے قبضہ میں تلف ہوگئی تو شریک پر ثمن لازم نہ آویگا۔ اور
جاننا چاہیے کہ خواستگار شرکت کی درخواست کے بعد جب مشتری نے کہا کہ اچھا میں نے تجھے اسمیں شریک کیا تو ضرور
ہے کہ پھر خواستگار شرکت قبول کرے اس واسطے کہ میں نے تجھے شریک کیا یہ لفظ ایجاب بیع ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور منتقی
میں مذکور ہے کہ اگر مشتری نے نصف پر قبضہ کیا اور نصف پر قبضہ نہیں کیا ہے پھر کسی اور کو اسمیں نصف کا شریک کیا اور
یہ شرکت شائع مقبوضہ و غیر مقبوضہ دونوں میں واقع ہوئی تو مقبوضہ میں صحیح ہے اور شریک کو اختیار ہوگا چاہے لیوے
چاہے نہ لیوے کیونکہ اُسکے حق میں صفقہ متفرق ہو گیا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی کے گھر میں گیہوں ہوں اور وہ
مدعی ہو کہ یہ سب میرے ہیں پھر دوسرے کو اُسکے نصف کا شریک کر لیا اور شریک نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ گیہوں سے
نصف جل گئے تو شریک کو اختیار ہے چاہے باقی نصف کو لے یا شرکت کو ترک کرے اور اگر بیع کر دیے ہوں تو ایسی صورت
میں بیع میں بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کوئی شخص گیہوں میں سے نصف گیہوں کا مستحق ثابت ہوا تو بیع و شرکت دونوں میں یہاں مختلف
حکم ہوگا چنانچہ اگر بیع واقع ہوئی ہو تو بیع مذکور باقی نصف پر رہیگی اور شریک کرنے کی صورت میں باقی نصف میں دونوں
شریک رہینگے مگر شریک ہونے والے کو اختیار حاصل ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر زید و عمرو نے ایک غلام مساوی نصف
نصف خریدا پھر دونوں نے خالد کو اسمیں شریک کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر دونوں نے آگے پیچھے اسکو علیحدہ علیحدہ شریک
کیا تو خالد کو اسمیں سے نصف اور ان دونوں کو چہارم چہارم ملیگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر دونوں نے اسکو ساتھ ہی
شریک کیا بایں طور کہ اکٹھا دونوں نے اس سے کہا کہ ہم دونوں نے تجھکو اس غلام میں شریک کیا تو استحساناً خالد کو اسمیں سے

ایک تہائی ملیگا کذا فی المحیط اور اگر دونون مشتریون مین سے ایک نے اسکو اپنے حصہ اور دوسرے کے حصہ مین شریک کیا
پھر دوسرے نے اُسکی اجازت دیدی تو خالد کو نصف ملیگا اور دونون مشتریون کو باقی نصف یعنی چہارم چہارم ملیگا کذا فی
محیط السرخسی اور اگر دوسرے شریک نے اجازت نہ دی تو خالد کو شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف یعنی چہارم غلام
ملیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک مشتری نے دوسرے مشتری کی اجازت سے خالد کو شریک کیا ہو تو غلام مذکور ان سب کے
درمیان تین تہائی ہوگا کذا فی المبسوط اور اگر خالد نے درخواست کی کہ تو مجھے اس غلام مین اپنے ساتھ اور اپنے
شریک کے ساتھ شریک کرلے پس اُس نے ایسا کیا تو دیکھا جاوے کہ اگر شریک نے اجازت دیدی تو خالد کو تہائی غلام
ملیگا اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو چوتھا حصہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر دونون مشتریون مین سے ایک نے خالد سے کہا
کہ مین نے تجھے اس غلام کے نصف مین شریک کیا تو ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اس صورت مین
شریک کرنے والا اسکو اپنے پورے حصہ کا شریک کردینے والا ہوگا بمنزلہ اس قول کے کہ مین نے تجھے اسکے نصف کا
شریک کیا آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مشتری ایک ہی ہوتا اور وہ کسی شخص سے کہتا کہ مین نے تجھے اسکے نصف مین شریک کیا
تو شریک ہونے والے کو نصف غلام ملنا چاہیے اس قول مین کہ مین نے تجھے اسکے نصف کا شریک کرلیا بخلاف اسکے اگر کہا
کہ مین نے تجھے اپنے حصہ مین شریک کیا تو اس لفظ سے یہ ممکن نہین ہے کہ اپنے پورے حصہ کا دیدینے اور مالک کردینے والا قرار
دیا جاوے اسواسطے کہ اُسنے بجاے اپنے حصہ کا کہنے کے اپنے حصہ مین کہا ہے اور اگر وہ یون کہتا کہ مین نے تجھے اپنے حصہ کا
اپنے ساتھ شریک کرلیا تو باطل ہوتا پس اسواسطے شریک ہونے والے کو اس شریک کرنے والے کے حصہ کا نصف ملیگا یہ
فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کرکے اُسپر قبضہ کرلیا پھر عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک
کرلیا مگر عمرو نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ زید نے خالد سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کیا پھر دونون نے کہا کہ ہم نے
قبول کیا تو یہ غلام عمرو و خالد کے درمیان نصفا نصف ہوگا اور مشتری درمیان سے خارج ہوجائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر
مشتری سے ایک نے کہا کہ تو مجھے اسمین شریک کرلے پس اُسنے شریک کیا مگر خواستگار نے یہ نہ کہا کہ مین نے قبول کیا یہانتک
کہ مشتری نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین شریک کرلیا پھر دونون نے قبول کیا تو اول خواستگار کے واسطے کچھ
نہوگا اور دوسرے شخص کے واسطے جسکو ثانیاً شریک کیا ہے نصف غلام ہوگا اور اسی طرح اگر مشتری نے ایک سے کہا کہ مین نے
تجھے اسمین شریک کیا پھر دوسرے سے اسی طرح کہا پھر تیسرے سے یون ہی کہا اور ان مین سے کسی نے قبول نہین کیا ہے
پس اگر ایک نے قبول کیا تو غلام مذکور مشتری اور اس قبول کرنے والے کے درمیان ہوگا اور اگر مشتری نے کہا کہ
مین نے تم سب کو اسمین شریک کیا پھر انہین سے ایک نے قبول کیا تو اسکو چہارم ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک نے
دوسرے سے کہا کہ میرے پاس دس دینار ہین پس مجھے تو سونا دے کہ مین سب کا کوئی سلعہ مشترک خریدون اور کوئی
مقدار معین نہ کی پس دوسرے نے اسکو پانچ دینار دیے اور اُسنے پندرہ دینارون کا کوئی سلعہ خرید کیا تو یہ ان مین
تین تہائی مشترک ہوگا گویا اُسنے کہا کہ پندرہ دینار کا ایک سلعہ شرکت مین خریدونگا اور اسطرح کہنے کی صورت مین
تین تہائی ہوتا ہے پس ویسا ہی اس صورت مین ہوگا۔ اور لفظ شرکت محتمل شرکت املاک ہے پھر فرمایا کہ یہ اسوقت ہے
کہ مانگنے والے نے جنس سلعہ مثل گیہون وغیرہ کے معین کردی ہو اور اگر معین نہ کی ہو تو پورا سلعہ مشتری کا ہوگا اور
مشتری پر پانچ دینار اس شخص کے جس نے دیے ہین ادا کرنے واجب ہونگے اسوجہ سے کہ توکیل صحیح نہین ہوئی اسواسطے

کہ جنس مجہول ہی یہ قنیہ مین ہی - امام اعظم رحنے فرمایا کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو یہ غلام خرید کر اور مجھے اسمین شریک کر
پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر اسکو خرید کیا تو وہ دونون مین مشترک ہوگا اور یہی قول امام ابو یوسف رح کا ہی اور یہ استحسان ہی یہ محیط
مین ہی قال المترجم اور قیاس یہ ہی کہ مشتری کا ہو کیونکہ شریک کر لینا بعد خرید کے ہوگا و وجہ الاستحسان العرف ہو الظاہر
ایک شخص نے ایک گاے بعوض دس دینار کے خریدی پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک شخص سے کہا کہ مین نے تجھے
اسمین بعوض قدر دو دینار کے شریک کیا اور اُسنے قبول کیا تو اسکو پانچوان حصہ گاے کا ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی پچاس
دینار کو ایک فالیز فروخت کی پھر بائع نے اُس سے کہا کہ مین اسمین تیرا شریک ہونگا پس مشتری نے کہا کہ ہان پھر اتنی ہی
بات پر دونون خاموش ہو رہے پھر بائع اُسمین سے خربوزے لایا کرتا تھا اور مشتری انکو بازار مین بیچا کرتا تھا یہانتک کہ
تمام خربوزے ہو چکے تو بائع کی محنت رائگان ہی وہ مشتری کا شریک نہو جائیگا یہ قنیہ میں ہی - ایک نے گیہون خریدے
اور اُنکی پسوائی ایک درم دیا پھر اُنکی پکوائی ایک درم دیا پھر اسمین ایک شخص کو شریک کر لیا تو شریک ہونے والا گیہون کا نصف
ثمن اور مشتری کا نصف خرچ دیگا - اور اسی طرح اگر روئی لی اور اُسکی کتائی اور کپڑے بنائی مین خرچ کیا یا تل لیے اور اُنکے
پروانے مین خرچ کیا تو ایسی صورت مین یہی حکم ہی اور اگر مشتری نے بذات خود پسوایا پکایا اور کاتا اور بنا ہوا اور اُسکی کچھ
اجرت نہ دی ہو اور باقی مسئلہ بحالہا واقع ہوا تو شریک ہونے والے پر نصف ثمن کے سوا اسکے کام کے مقابلہ مین اور کچھ
لازم نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو مین نے آج کے روز خریدا وہ میرے اور تیرے درمیان
ہی پس اُسنے کہا کہ ہان اچھا پھر اُس سے کسی اور شخص نے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان خرید کر پس اُسنے
کہا کہ اچھا پھر یہ غلام خریدا تو اسمین سے نصف اس دوسرے کا ہوگا جسنے خریدنے کا حکم دیا ہی اور باقی نصف مشتری اور
اول کے درمیان نصفا نصف ہوگا - اور اگر پہلے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے یہ غلام میرے اور اپنے درمیان
خرید کر پس اُسنے کہا کہ اچھا پھر اُسنے دوسرے سے کہا کہ جو آج مین نے خریدا وہ میرے تیرے درمیان ہوگا اور اُسنے
قبول کیا پھر اُسنے غلام مذکور خریدا تو اسمین سے نصف حکم دہندہ اول کا ہوگا اور باقی نصف مین مشتری اور دیگر نصف
نصف کے شریک ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل سوم

جو چیز راس المال ہو سکتی ہی اور جو نہین ہو سکتی ہی اسکے بیان مین -
واضح ہو کہ جب شرکت بالمال ہو تو خواہ شرکت بطریق مفاوضہ ہو یا بطریق عنان ہو تو جب ہی جائز ہوگی کہ جب راس المال ایسے
ثمنون مین سے ہو جو مبادلہ کے عقدون مین متعین نہین ہوتے ہین جیسے درم و دینار وغیرہ اور اگر ایسے ہون جو متعین
ہوتے ہین جیسے عروض مثلاً و حیوان وغیرہ تو ایسے شرکت نہین صحیح ہی خواہ دونون کا راس المال یہی ہو یا فقط ایک کا ہو
یہ محیط مین ہی - اور شرکت کے عقد کے وقت یا خرید کے وقت انکا حاضر و سامنے موجود ہونا شرط ہی یہ خزانۃ المفتین و فتاوی
قاضی خان مین ہی - پس اگر ہزار درم ایک شخص کو دیے اور کہا کہ اسکے مثل یعنی برابر تو اپنے نکال کر ان سب سے خرید و
فروخت کر پس اُسنے نکالے تو شرکت صحیح ہوگی یہ فتاوے صغری مین ہی - اور اگر مال غائب ہو یا قرضہ ہو تو ہر دو حال
مین ایسے مال سے شرکت صحیح نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور وقت عقد کے مقدار راس المال سے آگاہی ہونا ہمارے
نزدیک شرط نہین ہی یہ بدائع مین ہی اور ہر دو مال کا سپرد کرنا شرط نہین ہی اور نیز دونون کا مخلوط کرنا بھی شرط نہین ہی یہ خزانۃ
المفتین مین ہی اور اگر دونون مین سے ایک کے پاس ہزار درم و دوسرے کے پاس سو دینار ہون یا ایک کے دو دینار
اور دوسرے کے سیاہ درم ہون پس دونون نے شرکت کر لی تو یہ شرکت جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور سونے

و چاندی کے پتر یعنی بغیر سکہ زدہ ظاہر الروایہ کے موافق مثل عروض کے ہین یعنی شرکت مالی کا راس المال نہین ہوسکتے ہین
کذا فی فتاوی قاضیخان اور صحیح یہ ہو کہ اگر وہان کے لوگ آپسمین ان پترون سے معاملہ کرتے ہون تو جائز ہو ورنہ نہین یہ
تہذیب مین ہو اور اگر سونے و چاندی کی ڈھالی ہوئی چیز مثل زیور وغیرہ کے ہو یعنی بغیر سکہ زدہ ہو تو وہ جملہ روایات کے موافق
بمنزلہ عروض کے ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو- اور رہے پیسے پس اگر ایسے پیسے ہون جنکا چلن جاتا رہا ہو تو انسے
شرکت و مضاربت نہین جائز ہو اسواسطے کہ یہ عروض ہین اور اگر چلن باقی ہو تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح سے مشہور روایت
کے موافق اسمین بھی وہی حکم ہو اور امام محمد رح کے نزدیک ایسے پیسون سے شرکت جائز ہو کذا فے البدائع اور اسی پر
فتوے ہو کذا فے السراجیہ والمضمرات اور مبسوط مین لکھا ہو کہ صحیح یہ ہو کہ چلن دار پیسون سے عقد شرکت سب امامون کے
قول کے موافق جائز ہو یہ کافی مین ہو قال المترجم ہمارے دیار مین اسی پر فتوی دیا جاوے فلیتنا مل- اور رہی شرکت کیلی و
وزنی چیزون سے سو جب ایک جنس کی ہون تو خلط کرنے سے پہلے اور جب دو جنس مختلف کی ہون تو قبل خلط کے اور بعد
خلط کے بالاتفاق نہین جائز ہو کذا فے المحیط اور اگر شرکت کر لی تو فاسد ہوگی اور ہر ایک اپنی اپنی متاع لیگی اور
اسکا نفع اسی کو اور اسکا نقصان اسی پر ہوگا یہ کافی مین ہو اور اگر ایک ہی جنس کی ہون اور دونون نے خلط کر کے شرکت
کی تو شرکت عقد فاسد ہو اور شرکت ملک ثابت ہو اور جو کچھ دونون کو نفع ہو وہ دونون کا ہوگا اور جو گھٹی ہو وہ دونون پر ہوگی
کذا فی محیط السرخسی اور یہی ظاہر الروایہ ہو یہ کافی مین ہو- پھر جنس مختلف ہونے کی صورت مین جب دونون نے
اس مخلوط کو فروخت کر دیا تو اسکا ثمن ان دونون کے درمیان بقدر قیمت متاع ہر ایک کے جو خلط کرنے کے روز بلحاظ
متاع مخلوطہ کے تھی مشترک ہوگا کذا فی المبسوط اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ یون کہا جاوے کہ بیع کرنے کے
روز متاع مخلوطہ کے لحاظ سے مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو- اور اگر دونون کی متاع مین سے ایک کی متاع ایسی
ہو کہ خلط سے اسمین بہتری آجاتی ہو یعنی بلحاظ مخلوطہ اسکی قیمت لگانے مین بڑھتی ہو اور بغیر خلط کے اتنی نہین پہونچتی ہو تو ثمن باٹنے
کے روز اسکی متاع غیر مخلوطہ کے اندازے سے جو قیمت ہوتی ہو اسکے حساب سے شریک کیا جائیگا یہ محیط و فتح القدیر مین ہو- اور
اگر دونون نے کوئی متاع ایک من گیہون و ایک من جو کے عوض خریدی پس ایک نے گیہون ناپ دیے اور دوسرے نے
اپنے جو ناپ دیے پھر دونون نے اس متاع کو درمون کے عوض فروخت کیا تو اس ثمن کو جس روز تقسیم کرتے ہین اُس روز جو
قیمت ایک من گیہون و ایک من جو کی ہو اسکے حساب سے شریک کیے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہو- اور جسکے حصہ پر منافع شرط
کیا ہو اسکے واسطے ہر ایک کے راس المال کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو وقت شرکت کے تھی اور مشتری کی ملک واقع ہونے
کے واسطے دونون کے راس المال کی وقت شرکت والی قیمت معتبر ہوگی اور دونون کے حصہ مین یا ایک کے حصہ مین نفع ظاہر
ہونے کے واسطے وقت تقسیم والی قیمت معتبر ہوگی اسواسطے کہ جب تک راس المال نہ ظاہر ہوگا تب تک نفع نہین ظاہر ہوگا یہ قنیہ
مین ہو- اور عروض مین ہر ایسے مال مین جو تعیین سے متعین ہو جاتا ہو عقد شرکت جائز ہونے کا حیلہ یہ ہو کہ ہر ایک اپنا نصف مال دوسرے
کے نصف مال کے عوض فروخت کر ڈالے حتی کہ ہر ایک کے مال مین ہر ایک کا نصف نصف ہوگا پس دونون مین شرکت ملک
حاصل ہو جائیگی پھر اسکے بعد دونون عقد شرکت قرار دین پس بلا خلاف عقد شرکت جائز ہو جائیگا کذا فی البدائع اور اگر
دونون کے عروض مین تفاوت ہو مثلاً ایک کے عروض کی قیمت سو درم اور دوسرے کے عروض کی چارسو درم ہون تو
چاہیے کہ کم قیمت والا اپنے عروض کے چار پانچوین حصہ بعوض دوسرے کے عروض کے پانچوین حصہ کے فروخت کر لے

پس پوری متاع پانچ حصہ ہو کر دونون مین مشترک ہوگی کہ کم والے کا ایک پانچوان حصہ اور دوسرے کے چار پانچوین حصہ ہونگے یہ کافی مین ہی۔ اور اسی طرح اگر ایک کے پاس عروض اور دوسرے کے پاس درم ہون تو چاہیے کہ عروض والا اپنے نصف عروض کو دوسرے کے نصف درمون کے عوض فروخت کر دے اور باہمی قبضہ کرنے کے بعد پھر عقد شرکت قرار دین چاہین شرکت مفاوضہ و چاہین شرکت عنان یہ محیط مین ہی۔ اور منتقی مین ہشام کی روایت سے امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی دونون نے اسمین شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان قرار دی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور منتقی مین مذکور ہی کہ دو شخصون مین سے ہر ایک کے پاس اناج ہی ایک جنس کا یا گیہون ہین پس دونون نے خلط کر کے شرکت قرار دی حالانکہ ایک کے گیہون کھرے اور دوسرے کے کھوٹے ہین تو شرکت جائز ہی اور ثمن دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا اسواسطے کہ ہر گاہ انھون نے خلط کر دیا بدین قرارداد کہ یہ ہم دونون مین مشترک ہی تو اس شرط کے لحاظ سے یہ مشابہ بیع کے ہوگیا اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین تصریح بیان کیا کہ ثمن دونون کے درمیان فروخت کرنے کے روز کی قیمت کھرے و کھوٹے کے حساب سے تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور قول ثانی جو اس کتاب منتقی مین صریح مذکور ہی بنظر اصول الیق ہی یہ نہر الفائق مین ہی

دوسرا باب۔ مفاوضہ کے بیان مین۔ اور اسمین آٹھ فصلین ہین۔ **فصل اول** مفاوضہ کی تفسیر و شرائط کے بیان مین۔ پس شرکت مفاوضہ یہ ہی کہ دو شخص باہم شرکت کرین کہ دونون اپنے مال مین و تصرف مین و دین مین مساوی ہون اور جیسے ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہو ویسے ہی ہر ایک دوسرے کی طرف سے ہر عہدہ کا جو اسکو خریدی چیز مین لازم آیا ہی کفیل ہووے یہ فتح القدیر مین ہی پس مفاوضہ دو آزاد دون بالغون کے درمیان کہ دونون مسلمان ہون یا دونون ذمی ہون جائز ہوگا کذا فی الہدایہ اور ذمیون مین باہم ملت ہونا ضرور نہین ہی خواہ دونون ہم ملت ہون یا ایک کتابی مثلاً نصرانی یا یہودی ہو اور دوسرا مجوسی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور آزاد و مملوک کے درمیان و طفل و بالغ کے درمیان نہین جائز ہی کذا فی النافع اور حر و مکاتب کے درمیان نہین جائز ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور نیز مجنون و عاقل کے درمیان نہین جائز ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور درمیان دو غلامون یا دو لڑکون یا دو مکاتبون کسی کے درمیان نہین صحیح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر آزاد مسلمان نے کسی مرتد مرد یا مرتدہ عورت سے یا کسی ذمی سے مفاوضہ کیا تو مفاوضہ نہین صحیح ہی پھر اگر مرتد کے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیئے جانے سے پہلے مرتد مسلمان ہوگیا تو مفاوضہ صحیح ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور شرکت مفاوضہ کی صورت جیسے مبسوط صدر الاسلام مین مذکور ہی یہ ہی کہ دو شخص شرکت کرین اور کہین کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ ہر قلیل و کثیر مین اس شرط پر کی کہ ہم یکجا اور متفرق خرید و فروخت نقد یا اُدھار کرین اور ہر ایک ہم مین سے اپنی راے سے کام کرے بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالے ہم کو نفع روزی کرے وہ درمیان مساوی مشترک ہوگا اور گھٹی مال پر ہوگی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اسکے واسطے چند شرائط ہین چنانچہ محیط مین ہی از انجملہ یہ ہی کہ مفاوضہ پر تنصیص ہووے یعنی مفاوضہ کھلا ظاہر ہو خواہ لفظاً یا معنی چنانچہ مضمرات مین ہی کہ اگر مفاوضہ کے معنی جاننے والے نے عقد مفاوضہ بغیر بیان لفظ مفاوضہ قرار دیا اسطرح کہ معنی مفاوضت کے پورے پورے آگئے تو عقد مفاوضہ صحیح ہوگا۔ اور یہ شرط ہی کہ ان دونون مین سے ہر ایک کفالت کی اہلیت رکھتا ہو بایں طور کہ دونون آزاد عاقل بالغ دین مین متفق ہون یہ ذخیرہ مین ہی اور یہ شرط ہی کہ شریک عامہ عموم تجارت مین ہو یہ محیط مین ہی اور یہ شرط

ہو کہ اگر راس المال جنس واحد و نوع واحد سے ہو تو مقدار کی راہ سے مساوی ہو اور اگر دو جنس مختلف سے مثل درم و دینار کے یا جنس واحد ہو مگر نوع مین مختلف ہو جیسے درہم کسور و درہم صحاح تو مساوات مقدار کے ساتھ قیمت مین برابر ہونا بھی شرط ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور یہ شرط ہے کہ دونون مین سے کسی کے واسطے سوائے راس المال کے جسپر عقد قرار دیا ہے کچھ اور ایسا مال جسپر عقد مفاوضہ جائز ہو سکتا ہے ابتداءً یا انتہاءً نہ ہووے کذا فی المحیط پس اگر ہر دو مال وقت شرکت کے مساوی ہون حتی کہ مفاوضہ صحیح ہوا پھر دونون مین سے ایک مال مین قبل اسکے کہ دونون خرید کرین زیادتی ہوگئی مثلاً قبل خرید کے ہر دو نقد مین سے ایک کی قیمت نرخ بڑھنے سے بڑھ گئی تو مفاوضہ ٹوٹ گیا اور شرکت عنان ہوگئی اور اسی طرح اگر ایک سے خرید کی اور ہنوز دوسرے سے خرید نہین کی ہے کہ اسمین زیادتی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونون مالون سے خرید ہونے کے بعد زیادتی ہوئی تو مفاوضہ اپنے حال پر رہیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک کی ملک مین ایسا مال زیادہ ہے جسپر عقد مفاوضہ صحیح نہین ہے جیسے عروض و عقار و مکانات تو مفاوضہ جائز ہے اور اسی طرح اگر کسی کی ملک مین مال غائب زر دار ہو تو بھی مفاوضہ مین خلل نہین ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر دونون مین سے ایک کی ودیعت نقد کسی کے پاس رکھی ہو تو مفاوضہ صحیح نہ ہوگا اور اگر ایک کا قرضہ نقد کسی پر ہو تو جب تک اسکو وصول نہ کرلے تب تک مفاوضہ صحیح رہیگا پھر جب قبضہ کر لیا تو مفاوضہ فاسد ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی۔ اور اسیطرح تصرف مین بھی مساوات شرط ہے پس اگر دونون مین سے ایک شریک ایسے تصرف کا مالک ہے جسکا دوسرا مالک نہین ہے تو مساوات جاتی رہیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔

فصل دوم احکام مفاوضہ کے بیان مین

ہر دو متفاوضین یعنی دو شریک مفاوضہ مین سے ہر ایک جو چیز خریدیگا وہ شرکت پر ہوگی سوائے اپنے اہل و عیال کے طعام و لباس کے یا اپنے لباس کے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سالن وغیرہ کے اور یہ استحسان ہے یہ ہدایہ مین ہے اور اسی طرح متعہ و نفقہ کا بھی یہی حکم ہے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اسی طرح رہنے کے واسطے اجارہ پر لینا اور حاجت ذاتی مثل حج وغیرہ کے لیے سواری کرایہ لینا بھی ایسا ہی ہے یہ تبیین مین ہے پس اہل و عیال کے واسطے اناج و کپڑا وغیرہ مذکورۂ بالا چیزین خریدنے و لینے سے مخصوص مشتری کی ہونگی اور با وجود اسکے بھی اُسکا شریک اُسکی طرف سے کفیل ہوگا حتی کہ جو کچھ اُسنے اناج و کپڑا وغیرہ اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے واسطے خریدا ہے اُسکے بائع کو اختیار ہوگا کہ اُسکے شریک دیگر سے ثمن کا مطالبہ کرے پھر اگر شریک نے اُسکی طرف سے بائع کو ثمن دیدیا تو جو کچھ ادا کیا ہے وہ مشتری سے واپس لیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مشتری نے ادا کیا تو اُسکا شریک اُس سے اُسکا نصف ثمن واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور مفاوض کو یہ اختیار نہین ہے کہ بغیر اجازت شریک کے وطی یا خدمت کے واسطے کوئی باندی خریدے اور اگر خریدی تو اسکو اختیار ہوگا کہ اُس سے وطی کرے اور اُسکے شریک کو کچھ یہ اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ باندی دونون کی شرکت مین آئی ہے پس کسی ایک کی نہ ہوگی بلکہ دونون مین مشترک رہیگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر شریک کی اجازت سے کوئی باندی واسطے وطی کے خریدی تو یہ خاصۃً اُسی کی ہوگی اور بائع کو اختیار ہوگا کہ ثمن کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور صاحبینؒ کے نزدیک شریک اُس سے اُسکا نصف ثمن واپس لیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ نہین لیگا یہ جامع صغیر مین بیان کر دیا ہے کذا فی محیط السرخسی اور اگر مفاوض نے بدون اپنے شریک کی اجازت سے وطی کے واسطے کوئی باندی خریدی اور اُس سے استیلاد کیا پھر کسی نے اپنا اس باندی پر استحقاق ثابت کیا تو وطی کرنے والے پر اسکا عقر واجب ہوگا اور

مستحق مذکور اس عقد کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ بدائع مین ہے - اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ میراث پائی یا سلطان کی طرف سے کسی نے کچھ جائزہ پایا یا ہبہ پایا یا کسی نے صدقہ دیا تو یہ خاص اُسی کا ہوگا اور دوسرا اُسمین اسکا شریک نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر کسی نے ہبہ دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ہر دو شریکین مین سے ایک کی ملک کسی چیز مین ایسے سبب سے ثابت ہوئی جو شرکت سے پہلے واقع ہو چکا ہے تو دوسرا اُسمین شریک نہوگا مثلاً کوئی غلام بائع کے واسطے خیار شرط کر کے خرید اہے پھر مشتری نے کسی شخص کے ساتھ شرکت مفاوضہ کر لی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا تو اُسکے شریک کے واسطے اس غلام مین شرکت ثابت نہوگی یہ کافی مین ہے - اور جو مال ودیعت کہ ان دونون مین سے ایک کے پاس رکھا ہو وہ دونون کے پاس ودیعت قرار پائیگا چنانچہ اگر ودیعت رکھنے والے نے بدون بیان کے انتقال کیا تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا پس اگر زندہ شریک نے بیان کیا کہ میرے شریک نے کہا تھا کہ اسکے پاس قبل موت کے ضائع ہو گئی تھی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی ہان اگر ودیعت رکھنے والا ابھی زندہ ہو وے تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مستودع نے کہا کہ اپنے شریک کے مرنے سے پہلے مین نے اسکو دیکھا ہون تو اسکی ضمان خاص اسی پر لازم ہوگی لیکن اگر اُسنے اپنے قول پر گواہ قائم کر دیے تو ضمان ان دونون پر ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک کے پاس مال مضاربت ہو جس سے اُسنے نفع کمایا ہو یا مال ودیعت ہو کہ خلاف اُسکے مال مذکور کو اپنے کام مین لا کر نفع اٹھایا ہو تو منافع ان دونون کا ہوگا کذا فی المبسوط قال المترجم ہکذا فی النسخۃ الموجودۃ واللہ اعلم تیسری فصل ان امور کے بیان مین جو دونون مین سے ہر ایک متفاوض پر بحکم کفالت از جانب دیگر لازم آتے ہین - اگر ہر دو متفاوض مین سے ایک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق مین جائز ہو سکتی ہے کچھ مال کا اقرار کیا تو اس مال کے واسطے دوسرا شریک بھی ماخوذ ہوگا اور حق والے کو اختیار ہے کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے یا دونون سے اکٹھا مطالبہ کرے یہ شرح طحاوی مین ہے - اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق مین روا نہین ہے کچھ مال کا اقرار کیا مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا مان یا اسکے مانند کسی کے واسطے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار اسکے شریک کے حق مین روا نہوگا حتی کہ اُسکا شریک اس مال کے واسطے ماخوذ نہین ہو سکتا ہے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور یہی اظہر ہے کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اپنی جورو کے واسطے جو اسکی طرف سے طلاق بائنہ کی عدت مین ہے اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر ایک شریک نے نکاح فاسد کر کے عورت سے دخول کیا اور اُسکے واسطے مہر کا اقرار کیا تو اُسکے شریک پر لازم نہوگا اور اگر کسی دوسرے قرضہ کا اقرار کیا تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر ایک شریک نے اپنی جورو کی مان کے واسطے یا اپنی جورو کے ایسے فرزند کے واسطے جو اسکے سوا دوسرے کے نطفہ سے ہے کچھ مال کا اقرار کیا تو دونون شریکون پر لازم ہوگا بوجہ اسکے کہ اقرار کا اعتبار گواہی کے ساتھ ہے - اور اگر شرکت مفاوضہ مین ایک شریک کوئی عورت ہے لیس اُسنے اپنے شوہر کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو چونکہ اس عورت کی گواہی اپنے شوہر کے حق مین نہین جائز ہے اسکا اقرار قرضہ بھی اسکے شریک مفاوض پر رد ہوگا - اور ایسی عورت مفاوضہ کا اقرار اپنے شوہر کے والدین یا اپنے شوہر کے ایسے فرزند کے واسطے جو اس عورت کے سوا اسکی دوسری جورو کے پیٹ سے ہے اس عورت پر اور اُسکے شریک پر دونون پر جائز ہے چنانچہ ان لوگون کی گواہی اس عورت کے حق مین جائز ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کسی شریک نے اپنی ام ولد کو آزاد کیا پھر اُسکے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا تو دونون شریکون پر لازم ہوگا اگرچہ ام ولد مذکورہ اس اقرار کنندہ کی عدت مین ہو

یہ محیط سرخسی میں ہی اور جو قرضہ کہ انمیں سے ایک شریک پر بوجہ تجارت کے مثل بیع و خرید اور اجارہ وغیرہ اسکے مانند مثل غصب و استہلاک و کفالت بالمال بحکم مکفول عنہ وادا و رہن کے لازم آیا تو دوسرا اُسکا ضامن ہوگا اور اگر مفاوض نے بغیر حکم مکفول عنہ کے اُسکی طرف سے کفالت کر لی تو شریک اُسکے واسطے امام کے نزدیک ماخوذ نہ ہوگا یہ کافی میں ہی اور یہی حکم بیوع فاسدہ میں ہی یہ محیط میں ہی۔ اور حق والے کو اختیار ہی کہ چاہے ہر ایک سے علیحدہ مطالبہ کرے اور چاہے دونوں سے اکٹھا مطالبہ کرے یہ مضمرات میں ہی لیکن یہ واضح رہے کہ یہ مال ضمان خالصۃً اُسی پر ہوگا جو اس تاوان کے قبول کا کرنیوالا ہی حتی کہ اگر دوسرے نے مال شرکت میں سے ادا کیا تو دوسرے سے نصف واپس لیگا یہ محیط میں ہی۔ بخلاف خرید فاسدہ کے کہ خرید فاسد کی صورت میں تاوان فقط مشتری ہی پر نہ ہوگا بلکہ دونوں پر ہوگا۔ اور اگر انمیں سے ایک نے کفالت بالنفس کر لی تو بالاجماع انمیں اُسکا شریک ماخوذ نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک مفاوض نے کسی شخص کی طرف سے مہر یا ارش جنایت کی کفالت کر لی تو یہ بمنزلہ قرضہ کی کفالت لینے کے ہی یہ محیط میں ہی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے خریدی ہوئی باندی سے وطی کی پھر کسی نے اس باندی کا استحقاق ثابت کیا تو مستحق کو اختیار ہوگا کہ عقر کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ذمہ ایسا تاوان لاحق ہوا جو مشابہ ضمان تجارت نہیں ہی تو اسکے واسطے اُسکا شریک ماخوذ نہ کیا جائیگا جیسے جنایتوں کے جرمانہ اور نفقہ اور بدل خلع اور قصاص سے صلح کا معاوضہ وغیرہ اور علی ہذا اگر جنایت کنندہ شریک کے فعل سے دوسرے شریک نے انکار کیا تو ولی جنایت کو اختیار نہ ہوگا کہ شریک منکر سے قسم لیوے بخلاف اسکے اگر مدعی نے دونوں میں سے ایک پر بیع غلام کا دعوی کیا اور دوسرے نے اُس سے انکار کیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ مدعا علیہ سے قطعی قسم لے اور دوسرے شریک سے اسکے علم پر قسم لے اسواسطے کہ یہاں دونوں میں سے ہر ایک ایسا ہی کہ اگر مدعی کے دعوی کا اقرار کرے تو دونوں پر لازم آتا ہی بخلاف جنایت مذکورہ کے کہ اگر ایک اقرار کرے تو دوسرے پر لازم نہ آویگی یہ فتح القدیر میں ہی۔ اور اسیطرح ہر عمل جو اعمال تجارت سے ہو اگر اسکا کسی مدعی نے انمیں سے ایک شریک پر دعوے کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے اسپر قسم لی تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ دوسرے سے بھی قسم لے کذا فی المحیط پس اگر کسی نے اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا ان دونوں پر دعوی کیا تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ دونوں میں سے ہر ایک سے قطعی قسم لے پھر دونوں میں سے جو شخص قسم سے انکار کریگا تو دعوی مدعی دونوں پر لازم ہوگا۔ اور اگر یہ دعوی اُسوقت انمیں سے ایک پر کیا حالانکہ دوسرا غائب ہی تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے اُسکے علم پر قسم لے پس اگر اُس نے قسم کھالی پھر غائب مذکور آگیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اُس سے قطعی قسم لے جیسے دونوں کے حاضر ہونے کی صورت میں ہوتا ہی کہ مدعی علیہ سے قطعی قسم لے سکتا ہی یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر ہر دو مفاوضین میں سے ایک نے کسی شخص پر اعمال تجارت میں سے کسی عمل کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور قاضی نے اُس سے اسپر قسم لی پھر دوسرے مفاوض نے چاہا کہ اُس سے اسی امر پر قسم لے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہی یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کسی نے ایک مفاوض پر بوجہ کفالت کے مال کا دعوی کیا اور اُس سے اسپر قسم لی تو امام اعظم رح کے نزدیک مدعی کو پہونچتا ہی کہ اسکے شریک سے بھی اسپر قسم لے یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر ہر دو مفاوض میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی یا کسی کے ہاتھ قرض کوئی چیز فروخت کی یا اسکے واسطے کسی نے دوسرے کی طرف سے مال کی کفالت کر لی یا اس سے کسی نے غصب کیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہی کہ اُس سے مطالبہ کرے یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور اگر ایک مفاوض نے ایک غلام

اجارہ پر دیا تو دوسرے شریک متفاوض کو اختیار ہو کہ مستاجر سے اجرت کا مطالبہ کرے اور مستاجر اُس سے غلام سپرد کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہو اور اگر مفاوض نے اپنا میراث پایا ہوا غلام یا خاصۃً اپنی کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو اجرت کے مطالبہ کا اختیار نہین ہو اور نہ مستاجر کو اُس سے غلام مذکور سپرد کرنے کا مطالبہ پہونچتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو اور اسی طرح اگر مفاوض نے اپنی ذاتی مخصوص کوئی چیز فروخت کی تو شریک کو مشتری سے ثمن کے مطالبہ کا اختیار نہین ہو اور نہ مشتری اُس سے مبیع سپرد کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوض علیحدہ ہو گئے پھر ایک نے کہا کہ مین نے اس غلام کو شرکت مین مکاتب کیا تھا تو حق شریک مین اُسکے قول کی تصدیق ہوگی لیکن اسپنے حق مین تصدیق کیا جائیگا اور شریک کے حق مین ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا فی الحال اُسنے عقد کتابت قرار دیدیا ہو پس اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس عقد کتابت کو رد کر دے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ہر دو متفاوض مین سے ایک نے اپنے آپ کو کسی شخص کو کوئی چیز حفاظت کرنے یا کپڑے سینے یا اور کسی کام کے واسطے اجارہ پر دیا تو جو اجرت ہوگی وہ دونون مین مشترک ہوگی اور اسی طرح جس مزدوری سے ایک نے کچھ کمایا تو اجرت دونون مین مشترک ہوگی سوا اسکے کہ اگر ایک نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت مین اجرت پر دیا تو اجرت خاصۃً اُسی کی ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہو اور اگر ایک مفاوض نے کوئی مزدور یا جانور اجرت پر لیا تو اجرت پر دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اجرت کے واسطے دونون مین سے جس سے چاہے مطالبہ کرے ولیکن اگر مفاوض مذکور نے اپنی ذاتی ضرورت یا حج کے سفر کے واسطے اجارہ پر لیا ہو تو شریک جو کچھ ادا کریگا اسکو حصہ رسد دوسرے سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔

فصل چہارم

جن سے مفاوضت باطل ہوتی ہو اور جس سے نہین باطل ہوتی ہو اُسکے بیان مین۔ اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک کو ایسا مال جسپر عقد شرکت مفاوضہ جائز ہو بسبب میراث یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت وغیرہ کے حاصل ہوا اور اُسکے قبضہ مین آگیا تو شرکت مفاوضہ باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی کذا فی السراجیہ اور اگر وہ عروض کا وارث ہوا یا دیون کا وارث ہوا تو شرکت مفاوضہ باطل نہ ہوگی جب تک کہ دیون پر قبضہ نہ پاوے کذا فی محیط السرخسی قال المترجم اور عروض مین بعد قبضہ پانے کے بھی باطل نہ ہوگی اور ہدایہ مین ہو کہ عقار کا بھی یہی حکم ہو یعنی اسکے میراث پانے سے مفاوضت باطل نہین ہوتی ہو خواہ قبضہ پاوے یا نہ پاوے اور اگر دونون نے دونون مالون مین سے ایک سے کوئی چیز خریدی تو قیاساً شرکت مفاوضہ باطل ہوگی مگر استحساناً نہین باطل ہوگی۔ اور اگر بروز شرکت دونون کا مال مساوی ہو حتی کہ مفاوضت صحیح ہوگئی پھر قبل اسکے کہ دونون کچھ خریدین ایک مال مین زیادتی ہوگئی بایں طور کہ جن دو نقدون پر عقد مفاوضہ قرار دیا ہو ایک کے نقد مین قبل خرید کے از راہ قیمت یعنی نرخ بازار کے زیادتی ہوگئی تو مفاوضت ٹوٹ جائیگی قال المترجم مثلاً ہزار درم ایک کے اور سو دینار دوسرے کے وقت عقد کے مساوی تھی پھر سو دینار کے بارہ سو درم ہو گئے یعنی زیادتی بھاؤ اشرفی کے قبل اسکے کہ اُس سے خرید واقع ہووے تو مفاوضت ٹوٹ جائیگی اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ہر دو مال مین سے ایک سے کوئی چیز خریدی پھر دوسرے مین زیادتی ہوگئی تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی پھر خریدی ہوئی چیز از راہ قیمت کے بڑھ گئی تو قیاساً مفاوضت باطل ہو جائیگی مگر استحساناً باطل نہ ہوگی یہ مضمرات مین ہو۔ اور اگر ہر دو مال سے خرید واقع ہونے کے بعد ایک مین زیادتی ہوگئی تو مفاوضت اسپنے حال پر رہیگی۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مال سے خرید واقع ہوئی اور جس سے خرید

واقع ہوئی ہو اُنمین بعد وقوع خرید کے زیادتی ہو گئی تو مفاوضت نہ ٹوٹیگی یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے کسی ایک نے ایک اجنبی ثالث سے کہا کہ مجھے ایک درم ہبہ کر دے اُسنے ہبہ کر کے سپرد کر دیا تو مفاوضت باطل ہو جائیگی اگرچہ اُسکا شریک غائب ہو وے پس اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے اپنے شریک مفاوض کے غائب ہونے کی صورت مین مفاوضت کا توڑنا چاہا تو اُسکا یہی حیلہ ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنا ذاتی مخصوص غلام اجارہ پر دیا یا فروخت کر دیا تو جبتک اجرت وصول نہ پاوے یا ثمن پر قبضہ نہ پاوے تب تک مفاوضت باطل نہوگی یہ محیط مین ہی اور جب ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے انکار کیا تو مفاوضت فسخ ہو جائیگی اور واجب ہی کہ یہی حکم تمام شرکتون مین ہو وے یہ ظہیریہ مین ہی - اور جس سے شرکت عنان فاسد ہوتی ہی اُس سے شرکت مفاوضہ بھی فاسد ہو جاتی ہی یہ بدائع مین ہی

فصل پنجم ہر دو متفاوضین مین سے ایک کے مال مفاوضہ مین تصرف کرنے کے بیان مین - امام محمد رح نے فرمایا کہ متفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ کیلی یا وزنی چیز بعوض اس جنس کے جو اُسکے قبضہ مین ہی خرید کرے پس اگر اُسنے اس جنس کے عوض خریدی تو جائز ہی یعنی شرکت پر ہوگی - اور اگر ایسی جنس کے عوض خریدی جو اُسکے قبضہ مین نہین ہی مثلاً درمون یا دینارون کے عوض خریدی حالانکہ مال شرکت مین سے اُسکے پاس درم یا دینار نہین ہین تو خریدی ہوئی چیز خاصۃً اُسی مشتری کی ہوگی اور شرکت پر اُسکی خرید جائز نہ ہوگی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو روا ہی کہ دونون کے شرکتی تجارت کے غلام کو مکاتب کر دے اور نیز اختیار ہی کہ غلام کو تجارت کی یا ادائے کمائی کی اجازت دے یہ محیط مین ہی اور تجارتی باندی کا بیاہ کر دے اور غلام کا نکاح نہین کر سکتا ہی اور نہ غلام کو کسی قدر مال پر آزاد کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے اپنے دونون کی تجارت کے ایک غلام کو تجارت کی ایک باندی سے بیاہ دیا تو قیاساً جائز ہی اور استحساناً نہین جائز ہی اور یہی ہمارے علماء کا قول ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ نقد و اُدھار جسطرح چاہے فروخت کرے یہ خلاصہ مین ہی - اور متفاوضین مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ قلیل یا کثیر ثمن کے عوض فروخت کرے الا اسقدر کمی سے نہین فروخت کر سکتا ہی کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ فاحش نہین اُٹھاتے ہین یہ بدائع مین ہی - اور اگر متفاوض نے شرکت مفاوضہ کی چیز ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دی جسکی گواہی اُسکے حق مین غیر مقبول ہوتی ہی تو بالاجماع یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دونون مین سے ایک نے اُدھار اناج خریدا تو اُسکا ثمن ان دونون پر ہوگا بخلاف شرکت عنان کے کہ اگر اُسکے ایک شریک نے ایسا کیا تو یہ حکم نہین ہی - اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے اناج کی بیع سلم قبول کی تو یہ دوسرے شریک پر بھی جائز ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر ایک نے اناج لینے کی بیع سلم مین درم دیے تو یہ دونون پر جائز ہوگا - اور اسیطرح اگر دونون مین سے ایک نے عینہ کر لیا تو بھی دونون پر روا ہوگا اور عینہ کی صورت یہ ہی کہ کوئی مال عین اُسکی قیمت سے زیادہ دامون کو اُدھار بدین غرض خریدا کہ اسکو نقد اُسکی قیمت کے برابر دامون کے فروخت کر کے سر دست نقد مال حاصل کرے یہ مبسوط مین ہی - اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مفاوضت کا مال بعوض قرضہ مفاوضت کے یا اپنے ذاتی قرضہ مین بدون اجازت اپنے شریک کے رہن کر دے اسواسطے کہ رہن حکماً ادائے قرضہ ہی اور ادائے قرضہ مفاوضت کا یا اپنے ذاتی قرضہ مثل مہر وغیرہ ادا کرنے کا دونون مین سے ہر ایک بدون اجازت اپنے شریک کے اختیار رکھتا ہی کذا فی محیط السرخسی پس اگر اُسکے شریک نے مرتہن سے مال مرہون واپس کر لینا چاہا تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی پھر اگر قرضہ مذکور دونون

کی شرکت میں سے ہو تو راہن پر ضمان نہ ہوگی اور اگر خاصۃً راہن کا قرضہ ہو تو شریک اسکے نصف کو راہن سے واپس
لیگا اور اگر مال مرہون کی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو مقدار زیادہ میں اسپر ضمان نہوگی یہ مبسوط میں ہے اور اسی طرح
اگر مفاوض نے قرضہ مفاوضت میں اپنی خاص ذاتی متاع کو رہن کیا تو تبرع کرنے والا نہوگا بلکہ اپنے شریک سے نصف
قرضہ واپس لے سکتا ہے اگرچہ مال مرہون مرتہن کے پاس تلف ہو گیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قرضہ تجارت کے عوض دونوں میں
سے کسی نے رہن لیا تو جائز ہے کذا فی محیط السرخسی خواہ بیع کرنے والا یہی ہو جسنے رہن لیا ہے یا دوسرا ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور دونوں
میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ رہن دینے یا رہن لینے کا اقرار کرے یعنی اسکا اقرار صحیح اور دونوں پر نافذ ہوگا اور اگر ایسا
اقرار اپنے شریک کے مرنے کے بعد یا شرکت مفاوضت سے دونوں کے الگ ہو جانے کے بعد کیا تو اسکا اقرار شریک کے حق
میں جائز نہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ہر مفاوض کو روا ہے کہ کسی کے پاس ودیعت رکھے اور اختیار ہے کہ حوالہ قبول کرے یہ بدائع
میں ہے اور یہ اختیار ہے کہ مال مفاوضت میں سے ہدیہ بھیجے اور اسمیں سے دعوت تیار کرے اور اسکی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے
کہ کسقدر تک ہدیہ و دعوت میں صرف کر سکتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ عرف پر راجع ہوگا اور وہ اسقدر ہے کہ جسکو تاجر لوگ عرف میں اسراف
نہیں قرار دیتے ہیں یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور دوسروں کو روا ہے کہ مفاوض سے ہدیہ قبول کریں اور اسکا کھانا کھاویں اور اس سے
مستعار لیں اگرچہ انکی دانست میں اسنے بغیر اجازت شریک کے ایسا کیا ہو اور جسنے کھایا یا جسکو اسنے صدقہ دیا ہے اسپر تاوان لازم
نہوگا اور یہ استحسان ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ مفاوض کو ہدیہ دینے میں بھی کھانے کی چیزوں کا ہدیہ مثل گوشت
و روٹی و فواکہ کا اختیار ہے اور سونے و چاندی کے ہدیہ دینے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر مفاوض نے کسی کو کپڑا دیا یا جانور
ہبہ کیا یا سونا و چاندی و متاع و اناج ہبہ کیا تو اسکے شریک کے حصہ میں روا نہوگا اور شریک کے حصہ میں جب ہی روا ہوگا کہ
جب ہدیہ مثل فواکہ و گوشت و روٹی کے مانند چیزوں سے ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور ہر ایک مفاوض کو اختیار ہے
کہ مال کے ساتھ بدون اجازت اپنے شریک کے سفر کرے اور یہی صحیح مذہب امام اعظم و امام محمد رح کا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پھر جس
امام کے قول پر مسافرت مفاوض بطریق مذکور جائز ہو اگر اسکے شریک نے اسکو اسکی اجازت دیدی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ منجملہ
راس المال کے اپنے کرایہ و کھانے میں صرف کرے اسکو حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے روایت کیا ہے پھر اگر اسنے نفع کمایا
تو یہ خرچ اس نفع میں سے محسوب ہوگا ورنہ راس المال میں سے محسوب ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور مفاوضین میں سے ہر ایک کو
اختیار ہے کہ مال کو مضاربت پر دے کذا فی البدائع اور یہ اصل کی روایت ہے اور یہی اصح ہے یہ نہر الفائق و ہدایہ میں ہے اور اسی طرح
اسکو روا ہے کہ دوسرے سے مال کو مضاربت پر لے اور اسمیں جو نفع ہوگا وہ خاصۃً اسیکا ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور نیز ہر ایک
کو اختیار ہے کہ مال کو بضاعت پر دے یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر کچھ مال بضاعت پر دیا پھر ہر دو متفاوضین الگ ہو گئے پھر لینے والے
نے بضاعت سے کوئی چیز خریدی پس اگر بضاعت لینے والے کو دونوں کا الگ ہو جانا معلوم ہے تو جو چیز اسنے خریدی ہے وہ خاصۃً
اسی کی ہوگی جسنے بضاعت دی ہے اور اگر اسکو دونوں کے جدا ہونے کا حال نہیں معلوم ہے پس اگر ثمن اس بضاعت قبول کرنے والے
کو دیا ہے تو اسکی خرید اس حکم دینے والے اور اسکے شریک دونوں پر روا ہوگی اور اگر ثمن اسکو نہیں دیا گیا ہے تو خاصۃً حکم دینے والے
کے واسطے خریدنے والا ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وہ شریک مر گیا جسنے بضاعت کے واسطے نہیں کہا ہے پھر
بضاعت پر کام کر دینا قبول کرنے والے نے متاع خریدی تو وہ خاصۃً زندہ شریک کو لازم ہوگی پھر اگر مستبضع نے لینے سے
بضاعت پر کام کرنا قبول کیا ہے دیے ہوئے مال سے ثمن ادا کر دیا ہو تو مفاوض میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں مستبضع

سے ثمن کی ضمان لیں اور چاہیں مبضع یعنی بضاعت کا حکم دینے والے سے تاوان لیں پس اگر انھوں نے مستبضع سے تاوان
لینا اختیار کیا تو وہ مبضع سے واپس لیگا اور چاہیں بائع سے اپنا ثمن بطریق ضمان وصول کریں پس اگر انھوں نے بائع سے
ضمان لیا تو وہ مستبضع سے رجوع کریگا پھر مستبضع اپنے مبضع سے رجوع کریگا - اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے ہزار درم
سوا اسکے اور اسکے شریک عنان کے ہیں برضامندی شریک عنان کے کسی کو بضاعت پر دیئے تاکہ مستبضع ان دونوں کے واسطے
کوئی متاع خریدے پھر ان تینوں میں سے ایک مرگیا پس اگر مبضع مرگیا پھر مستبضع نے متاع خریدی تو وہ متاع اس مشتری کی ہوگی
اور وہ مال کا ضامن ہوگا انمیں سے نصف مال شریک عنان کا ہوگا اور نصف دوسرے مفاوض زندہ و وارثان مفاوض میت کے
درمیان مشترک ہوگا - اور اگر شریک عنان مرگیا پھر مستبضع نے کوئی متاع خریدی تو خریدی ہوئی چیز پوری انھیں دونوں متفاوضین
کی ہوگی پھر شریک عنان میت کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اپنے حصہ کے واسطے ان متفاوضین سے رجوع کریں دونوں
میں سے جس سے چاہیں اور چاہیں مستبضع سے رجوع کریں پھر مستبضع ان دونوں میں سے جس سے چاہیگا لے لیگا - اور اگر
وہ مفاوض مرگیا جسنے بضاعت نہیں قرار دی ہے پھر مستبضع نے متاع خریدی تو انمیں سے نصف شریک عنان کی ہوگی اور نصف
دوسرے مفاوض زندہ کی جسنے حکم کیا ہے اور مفاوض زندہ مفاوض میت کے وارثوں کو انکے حصہ کی ضمان دیگا اور وارثوں کو
اختیار ہے کہ چاہیں مستبضع سے اپنے حصہ کی ضمان لیں پھر مستبضع اسکو حکم دہندہ سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور متفاوضین میں
سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قرض دے یہ ظاہر الروایہ ہے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے - لیکن اگر اسکا شریک اسکو صریح اجازت
قرض دینے کی دیدے تو دے سکتا ہے ولیکن اگر اسقدر کہا کہ اپنی رائے سے عمل کر تو انمیں قرض دینے کا اختیار حاصل نہ ہوگا
یہ سراج وہاج میں ہے اور اگر اسنے بغیر اجازت شریک کے قرض دیا تو اسکے نصف حصہ کا ضامن ہوگا اور یہ مفاوضت باطل نہ ہوگی
یہ محیط سرخسی میں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جس قرض دینے میں لوگوں کو خطر نہیں ہے ویسا قرض دینے کا اختیار ہونا چاہیئے یہ محیط
میں ہے - اور متفاوضین میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال شرکت میں سے بعض مال سے کسی دوسرے کے ساتھ شرکت عنان
کرے کذا فی المبسوط خواہ عقد مفاوضت میں دونوں نے شرط کی ہو کہ ہر ایک اپنی رائے سے کام کرے یا ایسی شرط نہ کی ہو کذا فی
الذخیرہ - پس اگر کسی سے شرکت عنان کر لی تو یہ شرکت اسپر اور اسکے شریک مفاوض دونوں پر جائز ہوگی خواہ شریک کی
اجازت سے اسنے شرکت کی ہو یا بغیر اجازت کذا فی المحیط اور اگر اس سے شرکت مفاوضہ کر لی اپنے شریک کی اجازت سے تو
دونوں پر جائز ہوگی جیسے دونوں کسی ثالث سے شرکت مفاوضہ کریں تو روا ہے اور اگر بدون اجازت شریک کے کی ہو تو مفاوضہ
نہ ہوگی مگر شرکت عنان ہوگی اور جس سے شرکت کی ہے خواہ وہ اسکا باپ یا بیٹا ہو یا کوئی اجنبی ہو کچھ فرق نہیں ہے یہ مبسوط میں
ہے اور منتقی میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر متفاوضین میں سے ایک نے کسی سے بردوں کی تجارت میں شرکت عنان
کر لی تو جائز ہے اور یہ شریک جو رقیق خریدیگا انمیں سے نصف اس مشتری کے ہونگے اور باقی نصف ان دونوں متفاوضین
کے درمیان نصفا نصف ہونگے اور اگر متفاوضین میں سے جسنے شرکت عنان نہیں کی ہے اسنے کوئی غلام خریدا تو انمیں سے
بھی نصف اسکے شریک کا ہوگا اور باقی نصف ان دونوں متفاوضین کے درمیان نصفا نصف ہوگا یہ محیط
میں ہے اور ہر مفاوض کو اختیار ہے کہ وکیل مقرر کرے کہ اسکو مال شرکت سے مال یا یہ حکم کرے کہ اسکو ہماری شرکت کی چیزوں میں
سے کسی میں خرچ کرے پھر اگر دوسرے شریک نے اسکو وکالت سے خارج کیا تو خارج ہوجائیگا اگر خرید یا فروخت یا اجارہ کا
وکیل ہو یہ بدائع میں ہے اور اگر اسنے اسکو واسطے وکیل کیا کہ جو میں نے [illegible] فروخت کیا ہے وہ دام تقاضا کرے

[illegible]

[illegible]

وصول کرا دے تو دوسرے شریک کے خارج کرنے سے خارج نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور مفاوض کو اختیار ہے کہ عاریت
دیدے اور یہ استحسان ہے حتی کہ اگر مفاوض نے مال مفاوضت سے کوئی جانور سواری عاریت دیا اور وہ مستعیر کے پاس تلف
ہوگیا تو استحسانًا اپنے شریک کے واسطے ضامن نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ایک مفاوض نے اپنے دونوں کی شرکت کا جانور
سواری مستعار دیا اور مستعیر اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوا پس جانور تھک کر تھکاوٹ کر مر گیا پھر دونوں نے اُس مقام میں اختلاف کیا جہاں تک
وہ سوار ہو کر گیا ہے پس دونوں میں سے جس کسی نے اس مقام تک کے لیے اسکے عاریت دینے کی تصدیق کی تو مستعیر
اُسکے تاوان سے بری ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور جو امر کہ ہر دو شریک عنان میں سے ہر ایک کر سکتا ہے
وہی ہر دو مفاوض میں سے ہر ایک کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے فصل ششم متفاوضین میں سے ایک نے جو عقد
کیا اور جو اُسکے عقد سے واجب ہوا اُسمیں دوسرے کے تصرف کے بیان میں۔ اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے
کی فروخت کی ہوئی مبیع کے بیع کا اقالہ کر دیا تو وہ اقالہ دوسرے پر بھی جائز ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے دوسرے کی بیع
سلم قرار دی ہوئی کا اقالہ کر دیا تو یہ اقالہ دونوں پر جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ہر دو متفاوضین میں سے ایک نے اپنی
شرکت تجارت کی باندی کسی کے ہاتھ اودھار فروخت کی تو قبل تمام ثمن وصول پانے کے دونوں میں سے کسی کو جائز نہ ہوگا
کہ اسکو مشتری سے ثمن سے کم داموں کو خریدے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز
اُدھار فروخت کی پھر مر گیا تو دوسرے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے اسکے واسطے مخاصمہ کرے پھر اگر مشتری نے اُسکو
نصف ثمن دیدیا تو اُس سے بری ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر ثمن مشتری
کو ہبہ کر دیا یا مشتری کو بری کر دیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ فتاوے
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دوسرے نے مشتری کو ثمن ہبہ کیا یا بری کر دیا تو اُسکے حصہ میں جائز ہوگا اور اُسکے شریک کے
حصہ میں جسنے بیع قرار دی تھی بالاجماع جائز نہ ہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر متفاوضین میں سے ایک نے ایسے قرضہ میں جو
دونوں کے واسطے کسی پر واجب ہوا ہے تاخیر دیدی تو بالاجماع دونوں حصوں میں تاخیر جائز ہوگی کذا فی الظہیریہ خواہ یہ
قرضہ اُسی متفاوض کے فعل سے واجب ہوا جسنے تاخیر دیدی ہے یا دوسرے کے فعل سے یا دونوں کے فعل سے یہ ذخیرہ
میں ہے۔ اور اگر دونوں متفاوضین پر مال میعادی اُدھار ہو یعنی قرضہ ہو جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو پھر دونوں میں سے ایک
نے اس میعاد کو ساقط کر دیا یعنے مدت باطل کر دی تو باطل ہو جائیگی اور مال فی الحال دونوں پر واجب الادا ہو جائیگا
اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا تو میت پر بقدر اُسکے حصہ کے قرضہ فی الحال واجب الادا ہو جائیگا اور دوسرے
کا اپنی میعاد پر رہیگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کا متفاوضین پر مال ہو پس اُسنے ایک کو اُسکے
حصہ سے بری کر دیا تو دونوں متفاوضین پورے مال سے بری ہو جاوینگے یہ محیط میں ہے۔ اور جس عقد کا متولی ایک
ہی ہوا ہے اُسکے حقوق دونوں کی طرف راجع ہونگے حتی کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو جیسے بائع سے مبیع سپرد کرنے
کا مطالبہ ہوگا ویسے ہی دوسرے شریک سے بھی تسلیم مبیع کا مطالبہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے جو بائع نہیں ہوا ہے
مشتری سے ثمن کا مطالبہ کیا تو مشتری پر اسکو ثمن دینے کے واسطے اسی طرح جبر کیا جائیگا جیسے بائع کو دینے کے واسطے
جبر کیا جاتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی چیز خریدی تو جیسے مشتری سے ثمن کا مطالبہ ہوگا
ویسے ہی اُسکے شریک سے مطالبہ ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ مبیع پر قبضہ کرے جیسے

مشتری کو اختیار ہے۔ اور اگر مشتری نے اِس مبیع مین کوئی عیب پایا تو اُسکے شریک کو واپس کر دینے کا اختیار ہے جیسے مشتری کو اختیار ہے یہ جامع مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنی تجارت کی کوئی چیز خریدی اور دوسرے نے اسمین عیب پایا تو دوسرے کو اسکے واپس کر دینے کا اختیار ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز کسی نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو دونون یعنی مشتری و دوسرے شریک دونون کو اختیار ہے کہ بائع پر ثمن کے واسطے رجوع کرین یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور جیسے ان دونون مین سے ایک نے انکی شرکتی تجارتی چیز کوئی خریدی اور اسمین عیب پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ بسبب عیب کے دونون مین سے جسکو چاہے واپس کر دے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے عیب سے انکار کیا پس اگر بائع ہے تو اُس سے قطعی قسم لے سکتا ہے اور اگر دوسرا شریک ہے تو اُس سے علم پر قسم لے سکتا ہے اور اگر دونون مین سے کسی نے عیب کا اقرار کر لیا تو اسکا اقرار اسپر اور اسکے شریک پر دونون پر نافذ ہوگا۔ اور اگر متفاوضین مین سے ہر ایک نے نصف نصف غلام اپنے شرکتی تجارت کا کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری نے مبیع مین عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ ہر ایک سے قسم لے اسطرح کہ جس نصف کو اُسنے فروخت کیا ہے اُسکی قطعی قسم اور جسکو اُسکے شریک نے فروخت کیا ہے اُسکی علمی قسم ایک ہی قسم مین جمع کر کے اُس سے قسم لے اور یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر ایک سے جو نصف اُسنے فروخت کیا ہے اُسکی قطعی قسم لے اور ہر ایک کے ذمہ سے باقی نصف کی علمی قسم ساقط ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے کوئی متاع شرکت مفاوضت مین سے کسی کے ہاتھ فروخت کی پھر دونون شرکت سے جدا ہو گئے مگر مشتری کو معلوم ہوا کہ دونون جدا ہو گئے ہین تو مشتری کو روا ہوگا کہ ثمن دونون مین سے جسکو چاہے دیدے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مشتری کو دونون کے الگ ہو جانے کا حال معلوم تھا تو فقط اُسی کو دیوے جسنے اُسکے ساتھ بیع قرار دی ہے اور اگر اُسکے شریک کو دیگا تو بیع کرنے والے کے حصہ سے بری نہوگا اور اسی طرح اگر مبیع مین عیب پایا تو اُسی سے مخاصمہ کر سکتا ہے جسنے اسکے ہاتھ فروخت کی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مشتری نے قبل دونون کی جدائی کے بائع کے شریک کو مبیع بسبب عیب کے واپس کر دی اور مشتری کے واسطے ثمن کا حکم بالسبب واپسی متعذر ہونے کے نقصان عیب کے پانے کا حکم ہوگیا پھر دونون الگ ہوئے تو مشتری کو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام خریدا اور قبل اسکے کہ متفاوضین الگ ہون مشتری نے سب ثمن ادا کر دیا پھر غلام مذکور استحقاق ثابت کر کے لے لیا گیا تو مشتری کو روا ہے کہ ثمن کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر دو متفاوضین جدا ہو گئے تو قرضخواہون کو اختیار ہے کہ اپنے تمام قرضہ کے واسطے دونون مین سے جسکو چاہین ماخوذ کرین اور دونون مین سے کوئی شریک دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے جب تک کہ اُسنے نصف سے زائد ادا نہ کیا ہو پس اگر زائد ادا کیا تو اُس زائد کو واپس لے سکتا ہے یہ جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر ہر دو متفاوضین مین سے ایک نے کسیکو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خواہ معین ہو یا غیر معین ہو اسقدر ثمن مسمی کے عوض خرید دے پھر دوسرے شریک نے وکیل کو ممانعت کر دی تو ممانعت جائز ہوگی پھر اگر اسکے بعد وکیل نے یہ باندی خریدی تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر دوسرے نے اسکو منع نہ کیا ہو یہانتک کہ وکیل نے خریدی تو دونون کیواسطے خریدنے والا ہوگا اور ثمن کو دونون مین سے جس سے چاہے لیلیگا یہ محیط مین ہے۔ ساتوین فصل متفاوضین کے اختلاف کرنے کے بیان مین اگر زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ مین نے اس سے شرکت مفاوضہ کی تھی اور عمرو نے انکار کیا اور مال اُسی منکر کے پاس ہے تو قسم کے ساتھ قول اُسی عمرو کا قبول ہوگا اور زید پر لازم ہے کہ گواہ پیش کرے یہ فتح القدیر مین ہے۔ پھر اگر مدعی اپنے گواہ لایا

جو اسکے دعوی پر گواہی دیتے ہین تو اسمین چند صورتین ہین اول آنکہ گواہون نے بیان کیا کہ یہ زید اس عمرو کا مفاوض ہی اور مال جو عمرو کے پاس ہی ان دونون کے درمیان ہی یعنی نصفا نصف ہی۔ دوم آنکہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال جو اسکے پاس ہی وہ ان دونون کی شرکت کا ہی اور ان دونون صورتون مین مدعی کے گواہ مقبول ہونگے اور حکم دیا جائیگا کہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی۔ سوم آنکہ گواہون نے گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال اسکے قبضہ مین ہی اور اس صورت مین دونون کے درمیان مال نصفا نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا خواہ گواہون نے مجلس دعوے مین ایسی گواہی ادا کی ہو یا مجلس دعوی سے دونون کے متفرق ہونے کے بعد ادا کی ہو۔ اور چہارم یہ کہ انھون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور اس صورت کی نسبت شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ اسکے گواہ مقبول ہونگے اور مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا اور امام محمد رح نے بھی کتاب مین بعد ہی مسئلہ کے اسی طرف اشارہ کیا ہی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے اگر مجلس دعوی مین ایسی گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مال دونون کے درمیان مساوی ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا جب تک گواہ یون گواہی نہ دین کہ یہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی یا گواہی دین کہ یہ دونون کی شرکت کا ہی یا منکر اس امر کا اقرار کرے کہ امروز مال میرے پاس ہی یا گواہ لوگ اس منکر کے ایسے اقرار کی گواہی دین یہ محیط مین ہی پھر جب قاضی نے دونون کے درمیان مال نصفا نصف ہونے کا حکم دیا پھر جسکے پاس مال ہی اسنے اپنی مقبوضہ چیزون مین سے کسی چیز کی نسبت دعوے کیا کہ یہ میری ذاتی مخصوص ملک بوجہ میراث یا ہبہ یا صدقہ کے از جانب غیر مدعی ہی تو اس مسئلہ مین بھی چند صورتین ہین اول آنکہ اگر مدعی مفاوضہ کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور یہ مال دونون کے درمیان نصفا نصف ہی یا یون گواہی دی تھی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور یہ مال دونون کی شرکت کا ہی تو ایسی دونون صورتون مین مدعی قابض کا دعوی مذکور مسموع نہ ہوگا اور گواہ قبول نہ ہونگے۔ دوم آنکہ اگر مدعی مفاوضہ کے گواہون نے یون گواہی دی تھی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور مال اس مدعا علیہ کے پاس ہی یا یون گواہی دی کہ یہ اسکا مفاوض ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو ان دونون صورتون مین مدعی قابض کا دعوی مذکور مسموع ہوگا اور گواہ قبول ہونگے یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف رح اسمین خلاف کرتے ہین اور اگر قابض مال نے مقبوضہ چیزون مین سے کسی چیز کا از جانب مدعی مفاوضت اپنی ملک مین آنیکا (خواہ بطور ہبہ یا صدقہ وغیرہ) دعوی کیا تو سب صورتون مین اسکا دعوی مسموع اور گواہ مقبول ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ میرا شریک بشرکت مفاوضت ہی اور عمرو نے اسکا اقرار کر لیا اور عمرو پر اسکے مقبوضہ مال کی نسبت شرکت کا حکم دیدیا گیا پھر مدعا علیہ نے اپنے مقبوضہ مال مین سے کسی چیز کی نسبت اپنی ذاتی مخصوص ملک بوجہ میراث یا ہبہ ہونے کے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مال دو شخصون کے قبضہ مین ہو اور دونون مفاوضت کا اقرار کرتے ہون پھر دونون مین سے ایک نے اس مال سے کسی چیز کا اپنی مخصوص ملک کا بوجہ اپنے باپ کی میراث پانے کے دعوے کیا اور گواہ قائم کیے تو قبول ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دونون متفاوضین مین سے ایک مر گیا اور مال باقی کے قبضہ مین ہی پھر وارثان میت نے مفاوضت کا دعوے کیا اور زندہ نے انکار کیا پھر انھون نے گواہ قائم کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ انکا باپ اس مدعا علیہ کے ساتھ شریک مفاوضت تھا تو مدعا علیہ کے مقبوضہ مال سے انکے واسطے کچھ حکم نہ دیا جائیگا الا اس صورت مین کہ یہ لوگ گواہ پیش کرین جو یہ گواہی دین کہ یہ مال مفاوضت انکے مورث میت کی زندگی مین اسکے پاس تھا یا یون کہین کہ یہ مال اس شرکت کا ہی جو دونون کے درمیان تھی تو ایسی صورت مین انکے واسطے نصف مال مذکور کا حکم دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور

اگر مدعا علیہ مذکور پر ایسا حکم ہو جانے کے بعد اُسنے گواہ پیش کیے کہ یہ اسکے باپ کی میراث سے اسکو ملا ہی تو اسمین دو صورتین ہین اول آنکہ اگر گواہان وارثان میت نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال ان دونون کی شرکت کا ہی تو گواہ مدعا علیہ مقبول ہونگے دوم اگر انھون نے یہ گواہی دی تھی کہ یہ مال اس مدعا علیہ کے پاس وقت شرکت کے تھا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک مثل اول کے اُسکے گواہ مقبول نہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مال مذکور وارثون کے قبضہ مین ہو اور انھون نے شرکت سے انکار کیا پس مفاوض زندہ نے اسپر گواہ قائم کیے کہ مفاوضت تھی اور وارثون نے گواہ دیے کہ انکا باپ مرا اور یہ مال انکے واسطے سوا اس شرکت کے جو انکے باپ و مدعی کے درمیان تھی اور چھوڑ گیا ہی تو وارثون کے گواہ مقبول نہونگے اور شمس الائمہ نے تصحیح کی ہی کہ یہ بالاجماع سب اماموں کا قول ہی اور اگر وارثان میت نے کہا کہ ہمارا دادا مرا تھا اور یہ مال ہمارے باپ کے واسطے میراث چھوڑ گیا تھا اور اسپر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک مقبول نہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی - اگر متعدد اسباب دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہون پس اُسنے مفاوضت سے انکار کیا تو اسکے انکار سے شرکت مفاوضت ٹوٹ گئی اور دونون جدا ہو گئے پھر جب مفاوضت پر گواہ قائم ہونگے تو یہ انکار کرنے والا اس تمام مال کے نصف کا جو اُسکے قبضہ مین ہی ضامن ہوگا اسواسطے کہ وہ امین تھا پس انکار کرنے سے ضامن ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قابض مر گیا اور اُسکے بعد اسکے وارث نے اسطرح انکار کیا تو وہ بھی اس صورت مین ضامن ہوگا - اور اگر دونون متفاوضین مرے اور ہر ایک نے اپنا اپنا وصی کر دیا ہی تو ہر ایک کے وصی کو اختیار ہوگا کہ جس خرید و فروخت کا انجام دینے والا خود اُسکا موصی ہوا ہی اُسکے مطالبہ کو پورا کرے پھر جب اُسنے سب وصول کر لیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور وارثون پر بھی کچھ ضمان نہین ہی مگر یہ اسوقت ہی کہ یہ سب مفاوضت کا اقرار کرتے ہون جیسے خود موصی کی صورت مین ہی کہ اگر اُسنے بذات خود سب وصول کیا اور وہ مفاوضت کا اقرار کرتا ہی تو اپنے شریک کے حصہ کی بابت امین ہوگا ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہی - دو متفاوضین مین سے ایک نے دعوی کیا کہ دوسرا جو میرے ساتھ شریک ہی وہ ایک تہائی کا شریک ہی اور مدعا علیہ دعوی کرتا ہی کہ یہ میرے ساتھ ایک تہائی کا شریک ہی یعنی ہر ایک اپنے واسطے دو تہائی کا دعوی کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ دونون مفاوضت کا اقرار کرتے ہین تو تمام مال خواہ عقار ہو یا اور ہو سب بحکم مفاوضت ان دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا سوا پہننے کے کپڑون و اسباب خانہ داری و روزینہ کھانے پینے کی چیزون ولیسی باندی کے جس سے وطی کیا کرتا ہی یہ چیزین خاصۃً اُسکی ہونگی جسکے قبضہ مین ہین اور یہ استحسان ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ شرکت سے جدائی کے بعد قبل تقسیم مال کے اسطرح اختلاف واقع ہوا ہو اور اگر دونون متفرق نہوئے ولیکن دونون مین سے ایک مر گیا پھر زندہ اور وارثون نے مقدار شرکت مین اختلاف کیا تو بھی اس صورت مین ویسا ہی حکم ہی جیسا دونون کے الگ ہونے کے بعد مقدار شرکت مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر زید نے بکر پر دعوے کیا کہ مین اسکا شریک بشرکت مفاوضت ہون اور جو مال اسکے قبضہ مین ہی وہ تین تہائی ہی اسطرح کہ اسمین سے دو تہائی میرا ہی اور ایک تہائی اُسکا ہی اور مدعا علیہ سرے سے مفاوضت سے منکر ہی پھر مدعی نے ایسے گواہ قائم کیے جنھون نے ایسی ہی گواہی دی جیسے ہم نے مدعی کا دعوی بیان کیا ہی تو قیاساً ایسی گواہی قبول نہوگی اور استحساناً مفاوضت پر قبول ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر مدعی نے مفاوضت کا دعوے کیا اور دعوی مین شرکت نصفا نصف بیان کی اور جو گواہ پیش کیے اُنھون نے تین تہائی کی شرکت بیان کی تو ایسی گواہی نامقبول ہوگی - مدعی نے مفاوضت کا دعوے کیا اور بس پھر اُسکے گواہون نے تین تہائی کی شرکت کی گواہی دی پھر مدعی نے کہا کہ شرکت یون ہی تھی

تو گواہی استحساناً قبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے- اور اگر ہر دو متفاوضین شرکت سے الگ ہو گئے پھر دونون مین سے ایک نے گواہ قائم کیے کہ کل مال اُسکے شریک کے قبضہ مین تھا اور فلان شہر کے قاضی نے اُسکے شریک پر اسکا حکم دیدیا ہے اور ان گواہون نے مال بیان کردیا اور گواہی دی کہ قاضی مذکور نے اس مال کا دونون کے درمیان نصفا نصف ہونے کا حکم دیا ہے پھر دوسرے نے اُسی کے مثل بعینہ اُسی قاضی کے حکم کے یا دوسرے قاضی کے گواہ قائم کیے پس اگر ایک ہی قاضی کا دونون نے حوالہ دیا اور ہر دو احکام قضا کی تاریخ معلوم ہو گئی تو اخیر حکم کو لیا جائیگا اور اگر نہ معلوم ہوئی یا حکم قضا دو قاضیون کا ہے تو ہر ایک پر وہ حکم قضا لازم ہوگا جو اسپر نافذ کیا گیا ہے اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ دونون مین سے ہر ایک صحیح ہے پس ہر ایک مدعی دوسرے سے جدا پھر ہے حساب کر کے محسوب کردے اور جو کچھ بڑھے وہ باہم ایک دوسرے سے لے لے یہ فتح القدیر مین ہے- اور اگر ہر دو متفاوض مر گئے پھر جمیع وارثون نے جو کچھ دونون نے چھوڑا تھا باہم تقسیم کر لیا پھر ان لوگون نے مال کثیر پایا پھر ہر دو فریق مین سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے حصۂ تقسیم مین کا ہے تو بدون گواہون کے انکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور دوسرے فریق پر قسم عائد ہوگی پھر اگر اُنھون نے قسم کھالی تو مال مذکور دونون مین نصفا نصف کیا جائیگا اور اگر مال مذکور انھین مدعیون کے قبضہ مین ہو پس اگر اُنھون نے فریق ثانی سے بعد تقسیم کے برائت کے اقرار کے گواہ کر لیے ہون تو انکے دعوی کی تصدیق کیجائیگی اور اگر اُنھون نے برائت کے گواہ نہ کر لیے ہون تو فریق دیگر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ مال اس فریق کے حصۂ تقسیم مین نہین داخل ہوا ہے پس اگر اُنھون نے یہ قسم کھالی تو یہ مال ان دونون مین نصفا نصف کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے- اور اگر مال مذکور ایک فریق کے قبضہ مین ہو پس اُنھون نے کہا کہ یہ مال ہمارے باپ کا مفاوضت سے پہلے کا ہے اور فریق دیگر نے تکذیب کی تو مال مذکور دونون فریق مین نصفا نصف ہوگا اگرچہ مال شرکت سے اپنا حق تمام وصول پانے کے اقرار برائت کے گواہ کر لیے ہون اور اگر اُنھون نے شرکت وغیرہ سب سے برائت کا اقرار کیا اور اُنھون نے اُسکے گواہ کر لیے ہون تو وہ خاصۃً انھین کا ہوگا- اور اگر مال مذکور ہر دو فریق کے سواے کسی دوسرے کے قبضہ مین ہو تو وہ ان دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا الا آنکہ کسی فریق کے واسطے گواہ قائم ہون یہ محیط سرخسی مین ہے- اور اگر گواہون نے دس برس سے مفاوضت کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے یہ گواہی قبول کر لی تو مفاوضت دس برس سے اور اُسکے پہلے سے ثابت ہوگی حتی کہ جو کچھ اُسکے قبضہ مین ہے دس برس سے یا پہلے سے سب کی نسبت دونون مین نصفا نصف ہونے کا حکم دیا جائیگا- اور اگر گواہون نے دس برس کی ابتدا سے مفاوضت شروع ہونے کی گواہی دی تو فقط دس برس سے مفاوضت کا حکم دیا جائیگا اور اُس سے پہلے سے مفاوضت کا حکم نہ دیا جائیگا پس جس مال کی نسبت بیقین معلوم ہو کہ یہ ان دونون مین سے اسی کا قبل مفاوضت کا ہے وہ اُسی کے ساتھ مختص ہوگا اور جس مال کی نسبت دونون احتمال ہون کہ قبل کا ہے یا مفاوضت کا ہے وہ مفاوضت مین قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہے- اور اگر متفاوضین مین سے ایک نے دو شخصون کو حکم دیا کہ تم دونون ہم دونون کے واسطے ایک غلام خرید دو اور جنس غلام و اسکا ثمن بیان کر دیا پھر دونون نے ایسا غلام خریدا اور حال یہ ہے کہ دونون متفاوض شرکت سے جدا ہو گئے ہین پس حکم دہندہ نے کہا کہ بعد جدا ہونے کے اُنھون نے خریدا ہے پس یہ خاصۃً میرا ہے اور دوسرے نے کہا کہ دونون نے اسکو قبل ہمارے جدا ہونے کے خریدا ہے پس ہم دونون مین مشترک ہے تو قسم سے حکم دہندہ کا قول قبول ہوگا اور گواہ دوسرے کے قبول ہونگے یعنی اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ دوسرے کے قبول ہونگے اور واضح رہے کہ اگر ہر دو وکیل نے گواہی دی تو قبول نہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- اور اگر

شریک نے جو جدا ہو گئے ہیں کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ وکیلوں نے اسکو کب خریدا ہے تو وہ حکم دہندہ کے واسطے مخصوص ہوگا
یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر حکم دہندہ نے کہا کہ دونوں نے اسکو قبل جدا ہونے کے خریدا ہے اور دوسرے نے کہا کہ ہمارے
جدا ہونے کے بعد خریدا ہے تو قول دوسرے کا اور گواہ حکم دہندہ کے قبول ہونگے یہ محیط میں ہے - اور اگر متفاوضین میں سے
ایک نے اپنی شرکت کا غلام آزاد کر دیا تو جیسے غیر مفاوض کا قول اُنہیں ویسے مفاوض کا قول ہوگا - اور اگر متفاوضین جدا
ہو گئے پھر ایک نے کہا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں مکاتب کیا تھا تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن اُسکا
اقرار اسکے ذاتی حصہ کی نسبت صحیح ہے اور اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ اُسی وقت اس کتابت کو رد کر دے لیکن اُس سے
پہلے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی اور یہ اختیار اُسکو اسوجہ سے ہے کہ اُسکی ذات سے ضرر دفع ہوا اور اسی طرح اگر ایک نے اقرار
کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کر دیا ہے تھی اس صورت میں بھی اسکا اقرار فقط اسکے ذاتی حصہ کی نسبت
صحیح ہوگا اور اس صورت میں دوسرے سے قسم لینے میں مشغول نہ ہونا چاہئیے بخلاف صورت کتابت کے یہ مبسوط میں ہے
اور اگر متفاوضین جدا ہو گئے اور ہر ایک نے دوسرے سے ہر شرکت سے برارت کے گواہ کر دیئے پھر ایک نے کہا کہ میں نے
اس غلام کو حالت شرکت میں آزاد کیا تھا پس نصف قیمت جو مجھپر آئی وہ میں نے تجھ سے برارت کرالی پس دوسرے نے
اسکے قول اعتاق میں تصدیق کی لیکن یہ کہا کہ میں نے اسی وقت غلام سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو قول اُسی کا مقبول
ہوگا جس نے آزاد نہیں کیا ہے مگر اُس سے قسم لیجائیگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے نصف قیمت تاوان لے مگر شریک سے
نہیں لے سکتا ہے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور اگر شریک دیگر نے کہا کہ میں نے تجھ سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو آزاد کنندہ
اس ضمان سے بسبب برارت واقع ہونے کے بری ہوگیا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ میں نے کچھ
اختیار نہیں کیا تھا تو اُسکو اختیار رہیگا کہ غلام سے ضمان لے مگر شریک سے نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر آزاد
کنندہ نے گواہ قائم کیے کہ اُس نے اسوقت اس مقر سے تاوان لینا اختیار کیا تھا تو گواہوں سے ثابت مثل معائنہ کے ثابت
قرار دیا جائیگا پس مقر مذکور تاوان سے بری ہوگا اور غلام پر بھی کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر شریک نے کہا کہ اس نے جدا ہونے
کے بعد ہی آزاد کیا ہے حالت شرکت میں نہیں آزاد کیا ہے تو اسمیں بھی قول اُسی کا قبول ہے پھر اگر آزاد کنندہ نے گواہ قائم کیے
کہ اس نے حالت شرکت میں آزاد کیا تھا اور اس شریک نے آزاد کنندہ سے نصف قیمت تاوان لینی اختیار کی تھی اور
شریک نے گواہ دیئے کہ اس نے بعد جدا ہونے کے آزاد کیا اور شریک نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تھی تو گواہ آزاد
کنندہ کے مقبول ہونگے اور آزاد کنندہ اور غلام دونوں نصف قیمت غلام سے بری ہونگے یہ مبسوط میں ہے - اور اگر ان
دونوں متفاوضوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام کو حالت شرکت میں ہزار درم پر مکاتب کر دیا تھا
اور یہ مال کتابت اس سے وصول پایا اور غلام مر گیا پس یہ برارت میں داخل ہو گیا ہے اور دوسرے نے کہا کہ تو نے اسکو بعد
جدا ہونے کے مکاتب کیا ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا جسنے مکاتب نہیں کیا تھا اور اگر غلام مذکور مر گیا اور مال چھوڑ گیا
پس اُسنے کہا کہ میں نے اُسکو بعد جدا ہونے کے مکاتب کیا ہے اور میں ہی اُسکا وارث ہوں اور دوسرے نے کہا کہ تو نے
حالت مفاوضت میں مکاتب کیا پس ہم دونوں اُسکے وارث ہیں اور حال یہ ہے کہ مکاتب مذکور نے کچھ ادا نہیں کیا تھا تو بھی
قول اسکا قبول ہوگا جس نے مکاتب نہیں کیا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر مفاوضین میں سے ایک نے مال مفاوضت میں سے
کچھ مال کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر مستودع نے دعوی کیا کہ میں نے تجھے یا تیرے ساتھی کو واپس دیا ہے تو قسم سے اُسی کا

قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے پھر اگر اس شخص نے جسپر ایسا دعوی کیا ہے اس امر سے انکار کیا تو وہ ودیعت کے امانتدار کے
کہنے سے ایک دوسرے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہوگا و لیکن اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے وصول
نہیں پایا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مر گیا پھر مستودع نے میت کو دینے کا دعوی کیا تو یہی حکم ہے مگر یہاں
وارثان میت سے انکے علم پر قسم لیجائیگی کہ واللہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ ہمارے مورث نے یہاں تک ودیعت وصول پائی ہے —
اور اگر مستودع نے وارثان میت کو دینے کا دعوی کیا اور ان دونوں نے قسم کھالی کہ ہم نے نہیں وصول پایا ہے تو مستودع مذکور
حصہ شریک زندہ کا ضامن ہوگا جو شریک زندہ و وارثان میت کے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر
مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے اُسنے ودیعت دیا تھا وہ میں نے اس شریک کے مرنے کے بعد جسنے مجھے ودیعت نہیں دیا تھا
واپس کردیا ہے اور اسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا و لیکن زندہ شریک کے ذمہ مال مذکور لازم ہونے کے واسطے اسکی
تصدیق نہ کیجائیگی اگر شریک زندہ قسم کھالیوے کہ میں نے اس مال کو وصول نہیں پایا ہے یہ مبسوط میں ہے اور اگر مودع مر گیا پھر
جسکے پاس ودیعت تھی اُس نے کہا کہ میں نے اسمیں سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میت کو واپس دیا اور
اُسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا پس اگر ہر دو فریق میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے نصف وصول پایا ہے تو
دوسرا فریق اسمیں شریک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر دونوں شریک زندہ ہوں پس مستودع نے کہا کہ میں نے مال
دونوں کو واپس دیا ہے پس ایک نے اُسکا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہوگا اور اسپر قسم بھی عائد
نہوگی اور اگر دونوں شریک جدا ہوگئے ہوں پھر مستودع نے کہا کہ میں نے اسکو واپس دیا جس نے میرے پاس ودیعت رکھا
تھا تو وہ بری ہے اور اگر کہا کہ میں نے دوسرے کو واپس دیا ہے پس اُسنے تکذیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو ودیعت دیا ہے
ضامن ہوگا پھر جو کچھ مودع نے وصول پایا ہے وہ دونوں میں نصفا نصف ہوگا اور اگر شریک مذکور نے مستودع کی تصدیق
کی تو مودع کو اختیار ہے چاہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ مبسوط میں ہے۔ فصل ہشتم
متفاوضین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں۔ اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور سواری کسی مقام معلوم
تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسکا شریک اُسپر سوار ہوگیا اور جانور مذکور تلف ہو کر مرگیا تو دونوں اُسکے ضامن ہونگے
یہ محیط میں ہے اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لانے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسپر اُسکے شریک نے اپنا اُسیقدر طعام
یا اس سے ہلکا بوجھ لادا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکورہ بالا میں جب
دونوں پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شرکت میں سے ضمان ادا کی ہے آیا اُسکا شریک اُسکا نصف
اُس سے واپس لے سکتا ہے یا نہیں تو اسمیں دو صورتیں ہیں اول آنکہ وہ دونوں کے کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا اور اس
صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا ہے دوم آنکہ سوار ہونے والا صرف اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا تو جو شریک سوار نہیں
ہوا تھا وہ اُس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہے اور جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جسسے چاہے مال ضمان
وصول کرلے یہ محیط میں ہے۔ اور اسیطرح اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور گیہوں کی گٹھری بار کرنے کے واسطے مستعار
لیا پھر اُسکے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری گٹھری اُسپر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہیں لادا تو بھی وہ ضامن نہوگا
اور اگر شریک نے اسپر پوستین و چادریں و نحوہ اسی جنس کے کپڑے لادے تو وہ ضامن ہوگا کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور
اسوجہ سے جانور کے حق میں ضرر متفاوت ہوگیا ہے پس اس صورت میں اگر مستعار لینے والا اسطرح مختلف الجنس و

واقع ہونے کے ایک کا مال تلف ہوا پھر دوسرے نے اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے عقد شرکت میں وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں بحکم وکالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدنے والا دوسرے سے اسکا حصہ ثمن واپس لیگا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد شرکت میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ نوادر میں مذکور ہے کہ زید نے عمرو کو ہزار درم اس شرط پر دیے کہ ان سے کار تجارت کرے بدین شرط کہ نفع کام کرنے والے کا اور گھٹی بھی اسی پر ہوگی پھر یہ درم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمرو اسکا ضامن ہوگا اور اگر زید نے اس سے کہا کہ ان سے کام کر بدین شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور گھٹی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ ان درموں سے کام کرے یہ درم تلف ہو گئے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عمرو نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسپر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر عمرو نے اس سے کچھ خریدا مگر ہنوز ادا نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہو گیا تو زید پر نصف مال کی ضمان اور عمرو پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درم اور دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درموں کے برابر ہو پھر درموں والے نے درموں کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں والے نے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیئے گئے اور یہ خرید دو صفقوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو دونوں میں سے ہر ایک اپنے شریک دیگر سے اپنا نصف راس المال واپس لیگا۔ اور اگر دونوں نے دونوں چیز کو ایک ہی صفقہ میں خریدا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک دیگر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے درموں کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع اٹھایا اور دوسرے میں گھٹی کھائی تو خریدی چیزیں خرید کرنے کے روز جسقدر دونوں میں سے ہر ایک کی مالک تھی اسیقدر اسکا نفع یا گھٹی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی و مبسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے عروض یا کیلی چیز سے شرکت کی پھر اس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیزوں میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں نے خریدی چیز کو فروخت کر کے ثمن باہم تقسیم کر لینا چاہا پس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مثلی نہیں ہے تو اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو خرید کے روز تھی اور اگر ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مثلی ہو یعنی کیلی یا وزنی یا عددی متقارب ہو تو اصل میں مذکور ہے کہ اسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کا قصد کرنے کے روز اسکی قیمت ہو اور زیادات میں مذکور ہے کہ خرید کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور قدوری نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور دونوں شریک عنان میں سے ہر ایک کو اختیار ہے چاہے نقد بیچے یا ادھار بیچے اور اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک اسکو اختیار ہے کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو غبن کیا ہو اور خسیس کے عوض فروخت کرے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ہر شریک عنان کو اختیار ہے کہ استرائی کرا دے یا استرائی قبول کرے اور چاہے اجارہ پر دے یہ تہذیب میں ہے۔ اور یہ نہیں اختیار ہے کہ دوسرے اجنبی سے شرکت کر لے بشرطیکہ عنان میں صریح یہ شرط نہیں کر لی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عنان کر لی تو جو شریک سوم نے خریدا اسمیں سے نصف مشتری کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اسکے اس شریک نے خریدا جسنے تیسرے سے شرکت عنان نہیں کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اسمیں سے

قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے پھر اگر اس شخص نے جس پر ایسا دعویٰ کیا ہے اس امر سے انکار کیا تو وہ ودیعت کے امانت دار کے
کہنے سے ایک دوسرے شریک کے واسطے اسکے حصہ کا ضامن نہ ہوگا و لیکن اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے وصول
نہیں پایا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مرگیا پھر مستودع نے میت کو دیدینے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے مگر یہاں
وارثان میت سے انکے علم پر قسم لیجائیگی کہ واللہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ ہمارے مورث نے یہ مال ودیعت وصول پایا ہے۔
اور اگر مستودع نے وارثان میت کو دینے کا دعویٰ کیا اور انھوں نے قسم کھالی کہ ہم نے نہیں وصول پایا ہے تو مستودع مذکور
حصہ شریک زندہ کا ضامن ہوگا جو شریک زندہ و وارثان میت کے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر
مستودع نے کہا کہ جو مال مجھے اُسنے ودیعت دیا تھا وہ میں نے اس شریک کے مرنے کے بعد جسنے مجھے ودیعت نہیں دیا تھا
واپس کردیا ہے اور اسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا و لیکن زندہ شریک کے ذمہ مال مذکور لازم ہونے کے واسطے اسکی
تصدیق نہ کیجائیگی اگر شریک زندہ قسم کھالیوے کہ میں نے اس مال کو وصول نہیں پایا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مودع مرگیا پھر
جسکے پاس ودیعت تھی اُس نے کہا کہ میں نے اسمیں سے نصف مال شریک زندہ کو اور نصف مال وارثان میت کو واپس دیا اور
اُسپر قسم کھالی تو وہ ضمان سے بری ہوگیا پس اگر ہر دو فریق میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میں نے نصف وصول پایا ہے تو
دوسرا فریق اسمیں شریک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں شریک زندہ ہوں پس مستودع نے کہا کہ میں نے مال
ودیعت دونوں کو واپس دیا ہے پس ایک نے اُسکا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مستودع بری ہوگا اور اسپر قسم بھی عائد
نہوگی اور اگر دونوں شریک جدا ہوگئے ہوں پھر مستودع نے کہا کہ میں نے اسکو واپس دیا جس نے میرے پاس ودیعت رکھا
تھا تو وہ بری ہے اور اگر کہا کہ میں نے دوسرے کو واپس دیا ہے اور اُسنے تکذیب کی تو وہ نصف اس مال کا جو ودیعت دیا ہے
ضامن ہوگا پھر جو کچھ مودع نے وصول پایا ہے وہ دونوں میں نصفا نصف ہوگا اور اگر شریک مذکور نے مستودع کی تصدیق
کی تو مودع کو اختیار ہے چاہے اپنے شریک سے ضمان لے اور چاہے مستودع سے ضمان لے یہ مبسوط میں ہے۔ فصل ششم
متفاوضین پر ضمان واجب ہونے کے بیان میں۔ اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور سواری کسی مقام معلوم
تک جانے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسکا شریک اُسپر سوار ہوگیا اور جانور مذکور تھک کر مرگیا تو دونوں ضامن ہونگے
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک نے کوئی جانور اپنا مخصوص طعام لانے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسپر اُسکے شریک نے اپنا اسیقدر طعام
یا اُس سے ہلکا بوجھ لادا تو وہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ سوار ہونے کے مسئلہ مذکورہ بالا میں جبکہ
دونوں پر ضمان واجب ہوئی اور سوار ہونے والے نے مال شرکت میں سے یہ ضمان ادا کی ہو آیا اُسکا شریک اُسکا نصف
اُس سے واپس لے سکتا ہے یا نہیں تو اسمیں دو صورتیں ہیں اوّل آنکہ وہ دونوں کے کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا اور اس
صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا ہے دوم آنکہ سوار ہونے والا صرف اپنے ذاتی کام کے واسطے سوار ہوگیا تھا تو شریک سوار نہ
ہوا تھا وہ اُس سے نصف مال ضمان واپس لے سکتا ہے اور جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس سے چاہے مال ضمان
وصول کرلے یہ محیط میں ہے۔ اور اسیطرح اگر متفاوضین میں سے ایک نے کوئی جانور زرد لکڑیوں کی گٹھری بار کرنے کے واسطے مستعار
لیا پھر اُسکے شریک نے اتنے بوجھ کی دوسری گٹھری اُسپر لادی اور مستعار لینے والے نے کچھ نہیں لادا تو بھی وہ ضامن نہ ہوگا
اور اگر شریک نے اُسپر پوستین و چادریں وغیرہ اور جنس کے کپڑے لادے تو وہ ضامن ہوگا کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور
اسوجہ سے جانور کے حق میں ضرر متفاوت ہوگیا ہے پس اس صورت میں اگر مستعار لینے والا اسطرح [illegible]

واقع ہونے کے ایک کا مال تلف ہوا پھر دوسرے نے اپنے مال سے خرید کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے عقد شرکت میں
وکالت کی تصریح کر دی ہو تو خریدی چیز دونوں میں بحکم وکالت مفردہ مشترک ہوگی اور خریدنے والا دوسرے سے اُسکا حصہ ثمن کا
لیگا اور اگر فقط عقد شرکت ہی بیان کیا ہو اور عقد شرکت میں وکالت کی تصریح نہ کی ہو تو خریدی چیز فقط مشتری کی ہوگی
یہ تبیین میں ہے۔ نوادر میں مذکور ہے کہ زید نے عمرو کو ہزار درم اس شرط پر دیے کہ اُن سے کام تجارت کرے بدیں شرط
کہ نفع کام کرنے والے کا اور گھٹی بھی اُسی پر ہوگی پھر یہ درم قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہو گئے تو عمرو اُسکا ضامن ہوگا
اور اگر زید نے اُس سے کہا کہ ان سے کام کر بدیں شرط کہ نفع ہم دونوں میں اور گھٹی ہم دونوں پر ہوگی پھر قبل اسکے کہ وہ
ان درموں سے کام کرے یہ درم تلف ہو گئے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عمرو نصف مال مذکور کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف
کے نزدیک اُس پر ضمان نہ ہوگی۔ اور اگر عمرو نے اُس سے کچھ خریدا مگر ہنوز ادا نہ کیا تھا کہ یہ مال تلف ہوگیا تو زید پر نصف
مال کی ضمان اور عمرو پر نصف مال دیگر کی ضمان ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کا راس المال درم اور
دوسرے کا راس المال دینار ہوں اور ان دیناروں کی قیمت ان درموں کے برابر ہو پھر درموں والے نے درموں
کے عوض ایک غلام خریدا اور دیناروں والے نے دیناروں کے عوض کوئی باندی خریدی اور ہر دو مال ادا کر دیئے گئے
اور یہ خرید دو صفقوں میں واقع ہوئی پھر غلام و باندی ان دونوں کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو دونوں میں سے ہر ایک
اپنے شریک دیگر سے اپنا نصف راس المال واپس لیگا۔ اور اگر دونوں نے دونوں مبیع کو ایک ہی صفقہ میں خریدا اور باقی
مسئلہ بحالہ ہو تو دونوں میں سے کوئی اپنے شریک دیگر سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے
درموں کے عوض ایک متاع خریدی پھر اسکے بعد دیناروں سے ایک متاع خریدی پھر دونوں نے ایک میں نفع کمایا اور
دوسرے میں گھٹی کھائی تو خریدی چیزوں میں خرید کرنے کے روز جسقدر دونوں میں سے ہر ایک کی ملک تھی اُسیقدر اُسکا
نفع یا گھٹی ہر ایک کے حق میں ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی و مبسوط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے عروض یا کیلی چیز سے
شرکت کی پھر اُس سے کوئی چیز خریدی تو خریدی چیز میں سے ہر ایک کے واسطے بقدر قیمت اسکی متاع کے ہوگی پھر اگر دونوں
نے خریدی چیز کو فروخت کر کے ثمن باہم تقسیم کر لینا چاہا پس اگر شرکت ایسی چیز سے واقع ہوئی جو مثلی نہیں ہے
تو اُسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو خرید کے روز تھی اور اگر اُسکے واسطے مثل ہو یعنی کیلی یا وزنی یا عددی متقارب ہو تو
اصل میں مذکور ہے کہ اُسکی وہ قیمت معتبر ہوگی جو تقسیم کے روز اسکی قیمت ہے اور زیادات میں مذکور ہے کہ خرید کے روز کی
قیمت معتبر ہوگی اور قدوری نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور دونوں شریک عنان میں سے ہر ایک کو اختیار ہے چاہے
نقد بیچے یا اُدھار بیچے اور یہی اصح ہے امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُسکو اختیار ہے کہ چاہے ایسی چیز کے عوض فروخت کرے جو قیمتی
لیا ہو اور نسیہ کے عوض فروخت کرے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ہر شریک عنان کو اختیار ہے کہ اُترائی کرا دے
یا اُترائی قبول کرے اور چاہے بضاعت دیدے یہ تہذیب میں ہے۔ اور یہ نہیں اختیار ہے کہ دوسرے اجنبی سے شرکت کرلے
اِلّا آنکہ عنان میں صریح یہ شرط نہیں کر لی تھی کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی رائے سے عمل کرے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ
میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کسی سے شرکت عنان کر لی تو جو شریک سوم نے خریدا اُسمیں سے نصف مشتری
کا ہوگا اور باقی نصف ہر دو شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا اور جو اُسکے اس شریک نے خریدا جس سے
شرکت عنان نہیں کی تھی وہ فقط اسکے اور اسکے شریک کے درمیان مشترک مساوی ہوگا اور شریک ثالث کو اسمیں

سمجھ نہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - اور امام اعظم رحمہ سے روایت ہو کہ ہر دو شریک عنان میں سے اگر ایک نے کسی ثالث کے ساتھ اپنے شریک کی حضوری میں شرکت مفاوضہ کرلی تو مفاوضت صحیح ہو گی اور اول کے ساتھ اسکی شرکت باطل ہو جائیگی اور اگر بغیر حضوری شریک کے ثالث سے مفاوضت کرلی تو مفاوضت صحیح نہ ہو گی یہ ظہیریہ میں ہی - اور دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ شرکت کے غلام کو مکاتب کر دے اور یہ بلا خلاف ہو کذا فی المبسوط اور نہ غلام شرکت کو مال پر آزاد کر سکتا ہو خواہ عقد شرکت میں یہ شرط قرار پائی ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یا نہ قرار پائی ہو اور نیز یہ اختیار نہیں ہو کہ تجارتی شرکت کے غلام کا نکاح کر دے اور یہ بالاجماع ہی اور اسی طرح تجارتی باندی کا بھی نکاح نہیں کر سکتا ہی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی یہ بدائع میں ہی - اور اگر دونوں میں سے ایک نے ایک تجارتی شرکتی باندی کی نسبت جو اسکے قبضہ میں ہی اقرار کیا کہ یہ فلان کی ملک ہی تو اسکا اقرار اسکے شریک کے حصہ میں درست نہ ہو گا اگرچہ دوسرے کی طرف سے اسکو اجازت ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہی - اور دونوں میں سے کوئی شخص شرکت کی کوئی چیز بعوض اس قرضہ کے جو اسپر آتا ہی رہن نہیں کر سکتا ہی الا شریک کی اجازت سے یہ محیط سرخسی میں ہی اور اگر ایک نے ایسے قرضہ کے عوض جو دونوں پر آتا ہی تجارتی شرکت کی کوئی چیز رہن کی تو جائز نہیں ہی اور مال مرہون کا ضامن ہو گا کذا فی فتاوی قاضیخان ولیکن اگر موجب قرضہ کا عاقد یہی ہو یا شریک نے اسکو ایسا کرنے کی اجازت دیدی ہو تو یہ حکم نہیں ہی یہ سراج وہاج میں ہی - اور اسی طرح اگر قرضہ شرکت کے عوض قرضدار سے رہن لیا تو حصہ شریک کے حق میں نہیں جائز ہی الا اس صورت میں کہ موجب قرضہ اسی کے عقد سے ہو یا متولی عقد نے اسکو اجازت دیدی ہو - پھر اگر مال مرہون اسکے پاس تلف ہو گیا اور اسکی قیمت اور قرضہ دونوں مساوی ہیں تو حصہ مرتہن یعنی نصف قرضہ ساقط ہو گیا اور دوسرے شریک کو اختیار ہو چاہے قرضدار سے اپنا حصہ یعنی نصف قرضہ لے لیں قرضدار مذکور مرتہن سے رہن کی نصف قیمت لے لیگا اور چاہے شریک سے جو اسنے وصول پایا ہو اس میں سے اپنا حصہ لے لے یہ محیط سرخسی میں ہی - اور اگر شریک عنان نے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر وہ بذات خود متولی عقد ہوا ہو یعنے جس عقد کی وجہ سے قرضہ واجب ہوا کہ جسکے عوض رہن دیا یا لیا ہی تو اقرار جائز ہو گا اور اگر خود متولی عقد نہیں ہوا تھا تو اقرار جائز نہ ہو گا یہ سراج وہاج میں ہی - اور اگر ہر دو میں سے ایک شریک عنان نے بعد نقض شرکت کے رہن دینے یا لینے کا اقرار کیا پس اگر اسکے شریک نے تکذیب کی تو اسکا اقرار صحیح نہو گا یہ محیط میں ہی - اور اگر ہر دو شریک میں سے ایک نے تجارت کے واسطے مال قرض لیا تو دونوں کے ذمہ لازم ہو گا یہ فتاوے قاضی خان وبدائع ومحیط سرخسی میں ہی - اور شرح قدوری میں لکھا ہی کہ اگر ہر ایک نے اپنے شریک سے کہدیا کہ تو اس میں اپنی راے سے کام کر تو دونوں میں سے ہر ایک کو روا ہو گا کہ رہن دینا و لینا اور دوسرے کے مال سے اپنا مال بطریق شرکت ملا دینا وغیرہ جو امور کہ تجارت میں واقع ہوتے ہیں عمل میں لاوے اور رہا ہبہ و قرض دینا اور جو امور کہ اتلاف مال وبلاعوض دوسرے کی ملک میں دیدینا ہوتے ہیں سو ایسے امور نہیں کر سکتا ہی الا اس صورت میں کہ شریک نے صریح اسکو اجازت دی اور صاف کہدیا ہو اور نیز اسی مقام پر فرمایا کہ اگر شریک نے اس سے یہ نہ کہا ہو کہ اپنی راے سے کام کر تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ مال شرکت کو اپنے خاصۃً ذاتی مال میں مخلوط کرے یہ ذخیرہ میں ہی - اور شریک عنان اور بضاعت لینے والے اور جسکے پاس ودیعت ہو اور مضارب ان سب کو اختیار ہی کہ مال کے ساتھ سفر کریں اور یہی امام اعظم رح و امام محمد رح کا صحیح مذہب ہی یہ خلاصہ میں ہی - اور اگر دو شخصوں میں شرکت بطریق خلط مال کے ہو گئی ہو یعنی دونوں نے مال کو

خلط کر دیا ہو تو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بدون اجازت شریک کے سفر کرے پس اگر اُس نے اس مال کو لیکر سفر کیا اور وہ تلف ہو گیا پس اگر اسقدر ہو کہ اُسکے واسطے بار برداری وخرچہ ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اسکے واسطے بار برداری وخرچہ نہو تو ضامن نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے مال کے ساتھ سفر کیا اور حال یہ ہو کہ اسکے شریک نے مال لیکر سفر کرنے کی اجازت دی ہو یا کہدیا ہو کہ اپنی راے سے کام کرے یا بحالت شرکت مطلقہ ہونے کے موافق قول امام اعظم و امام محمد رح کے بنا بر روایت صحیح کے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جملہ مال میں سے راس المال سے اپنے کھانے وکرایہ وضروری خرچہ میں صرف کرے اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے یہی روایت کی ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ استحسان ہو یہ بدائع میں ہو۔ پھر اگر اُسنے نفع اُٹھایا تو نفقہ مذکور نفع میں سے محسوب ہوگا اور اگر نفع نہ پایا تو نفقہ راس المال میں سے ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اور اگر اتنی دور گیا کہ وہان سے اپنے گھر آکر شب گذاری کر سکتا تھا تو اُسکا نفقہ مال شرکت سے محسوب نہ ہوگا یہ تہذیب میں ہو۔ فصل سوم شریک عنان کا مال شرکت میں اور دوسرے شریک کے عقد میں اور جو شریک کے عقد سے واجب ہوا اُسمین تصرف کرنے کے اور متصلات کے بیان میں۔ دونوں شریک عنان میں سے ہر ایک کو روا ہو کہ کسی کو خرید یا فروخت یا اجارہ لینے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو اختیار ہو کہ اس وکیل کو وکالت سے خارج کر دے اور اگر ایک نے کسی کو اسواسطے وکیل کیا کہ جس کے ہاتھ اُسنے اُدھار فروخت کیا ہو اُسنے دام تقاضا کرکے وصول کر لادے تو دوسرے کو ایسے وکیل کے خارج کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ ظہیریہ میں ہو اور دونوں میں سے عاقد کو یہ اختیار ہو کہ جو مبیع اُس نے خریدی اُس پر قبضہ کر لے یا جو بیچی ہو اُسکے دام وصول کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کرے یہ بدائع میں ہو اور ماسوائے اسکے جو تصرفات ہیں اُنمیں ہر شریک عنان مثل ایک شریک مفاوض کے ہو کہ جو تصرفات ہر دو شریک مفاوضت میں سے ایک کر سکتا ہو وہی ہر شریک عنان کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو مگر واضح رہے کہ جو تصرف دونوں میں سے ہر ایک کر سکتا تھا جب اُس تصرف سے اُسکے شریک نے اُسکو منع کر دیا پھر اُسنے کیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا اور اسی واسطے اگر شریک نے اسکو دمیاط سے آگے بڑھنے سے منع کر دیا اور یہ کہدیا کہ دمیاط تک جا پھر اُسنے مال لیکر دمیاط سے تجاوز کیا اور مال تلف ہو گیا تو حصہ شریک کا ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر شریک کو اُدھار بیچنے کی اجازت دینے کے بعد پھر اسکو اُدھار بیچنے سے منع کر دیا تو بھی حصہ شریک کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور قدوری میں لکھا ہو کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی پھر دوسرے نے اُس بیع کا اقالہ کر لیا تو اقالہ کرنا جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کوئی متاع فروخت کی پھر بسبب عیب کے اسکو واپس دیگئی اور اُس نے بغیر حکم قاضی کے قبول کر لی تو دونوں پر واپسی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر بسبب عیب کے اُسنے ثمن میں سے کچھ گھٹا یا یا ثمن دینے میں تاخیر ومہلت دیدی تو بھی دونوں پر جائز ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر اُسنے بغیر علت یا بغیر ایسے امر کے جس سے خوف کرتا ہو ثمن میں سے گھٹا دیا تو اُسکے حصہ میں جائز اور شریک کے حصہ میں جائز نہ ہوگا یہ بدائع میں ہو۔ اور اسی طرح اگر مشتری کو ثمن ہبہ کر دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ سراج وہاج میں ہو۔ اور اگر کسی متاع میں عیب کا اقرار کر لیا تو اُسپر و دوسرے شریک دونوں پر جائز ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر علی العموم شرکت عنان کے دو شریک ہوں پس ایک نے دوسرے کو دس من گیہوں کی تجارتی شرکت کی بیع سلم میں روپیے دیے تو صحیح نہیں ہو یہ قنیہ میں ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بعوض ثمن حال کے کوئی چیز فروخت کی پھر

دوسرے نے ثمن کے واسطے تاجیل دیدی یعنی مہلت دیدی کہ فلان وقت معلوم پر ادا کرے تو مہلت دینا دونون حصون
مین سے کسی مین جائز نہ ہوگا الا اس صورت مین کہ دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہدیا ہو کہ جو تیری راے
مین آوے اُسپر کام کر اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ تاجیل و مہلت دینے والے کے حصہ
مین جائز ہوگا دوسرے کے حصہ مین جائز نہ ہوگا - اور اگر اُس شخص نے جو متولی عقد بیع ہوا ہی مشتری کو مہلت
دیدی تو بالاجماع دونون کے حصون مین جائز ہوگی یہ مضمرات مین ہی - اور اگر دونون نے مجتمع ہو کر کسی کے ہاتھ
اُدھار فروخت کیا پھر دونون مین سے ایک نے مشتری کو تاخیر دیدی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تاخیر جائز نہوگی نہ اُسکے
حصہ مین اور نہ اُسکے شریک کے حصہ مین - اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکے حصہ مین جائز اور شریک کے حصہ مین ناجائز
ہوگی اور اگر دونون مین سے ایک ہی نے عقد قرار دیا ہی پھر اُسی عاقد نے تاخیر دیدی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اُسکا
تاخیر دینا دونون حصون مین جائز ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور مضمرات مین لکھا ہی کہ اُسکا تاخیر دینا بالاجماع جائز
ہوگا انتہی جس صورت مین تاخیر صحیح ہوتی ہی وہان تاخیر دینے والا ضامن نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر
دونون مین سے ایک نے اپنے دونون کی تجارت مین قرضہ کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو پورا قرضہ اقرار
کرنے والے پر لازم ہوگا بشرطیکہ اُسنے بذات خود متولی عقد ہونے کا اقرار کیا ہو مثلاً یون کہا کہ مین نے فلان
شخص سے ایک غلام اسقدر درمون کو خریدا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اُسنے اسطرح اقرار کیا کہ ہم دونون نے ایسا کیا تو اُسکے
ذمہ نصف قرضہ لازم ہوگا اور اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ میرے شریک نے موجب قرضہ کو منعقد کیا ہی مثلاً یون کہا کہ میرے
شریک نے فلان سے ہزار درم کو غلام خریدا ہی تو تمام نسخہاے کتاب الاقرار مین مذکور ہی کہ اُسپر کچھ لازم نہوگا اور یہی
صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے اقرار کیا کہ ہمارا قرضہ ایک مہینہ کی میعاد پر اُدھار ہی تو
اُسکا اقرار اُسکے حصہ مین بالاجماع جائز ہی اور اسی طرح اگر ایک نے قرضدار کو بری کر دیا تو اُسکے حصہ مین بری کرنا بھی جائز
ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر دونون کی تجارت کی مشترک باندی کی نسبت جو انمین سے ایک کے قبضہ مین ہی
قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کی ملک ہی تو اُسکے شریک کے حصہ مین اُسکا اقرار جائز نہوگا اور اُسکے حصہ مین جائز ہوگا
یہ بدائع مین ہی - اور اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے اقرار کیا کہ مین نے ہم دونون کی تجارت کے واسطے فلان
سے ہزار درم قرض لیے ہین تو یہ مال خاصۃً اُسی کے ذمہ لازم ہوگا کذا فی المحیط و لیکن اگر اُسنے گواہ قائم کیے اور ثابت
ہوا تو قرض دینے والا اس اقرار کنندہ سے لے لیگا پھر اقرار کنندہ اپنے شریک سے بقدر حصہ لے لیگا یہ تاتارخانیہ مین
ہی اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کو اپنے پر قرضہ لینے کا اختیار دیدیا تو خاصۃً اُسی پر لازم ہوگا حتی کہ قرض
دینے والے کو اختیار ہوگا کہ اُس سے لے لے اور اُسکو اپنے شریک سے واپس لینے کا اختیار نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات
و محیط و فتاوے قاضی خان مین ہی - اور جس عقد کا متولی دونون مین سے ایک ہوا ہی اُسکے حقوق اُسی عاقد کی طرف
راجع ہونگے حتی کہ اگر ایک نے کوئی چیز فروخت کی تو دوسرے کو اختیار نہ ہوگا کہ ثمن مین سے کچھ وصول کرلے اور اسی طرح
ہر قرضہ جو کسی شخص پر ان دونون مین سے ایک کے عقد کرنے سے لازم آیا تو دوسرے کو اختیار نہوگا کہ اُسکو وصول کرلے
اور قرضدار کو بھی روا ہی کہ شریک دیگر کو دینے سے انکار کرے جیسے وکیل بیع سے خریدنے والے کا حکم ہی کہ ایسے خرید
نے والے کو اختیار ہوتا ہی کہ موکل کو ثمن دینے سے انکار کرے اور اگر اُسنے یون شریک کو یہ قرضہ دیدیا حالانکہ دونون مین سے

ایک دوسرے کا وکیل بالبیع کر دیا ہو وہ دوسرے کی طرف سے وکیل نہیں ہو تو قرضدار مذکور جسکو دیا ہو اُسکے حصہ سے
بری ہو جائیگا اور جسنے اُسکے ساتھ اُدھار عقد کیا تھا اُسکے حصہ سے بری ہوگا اور یہ بحکم استحسان ہو یہ بدائع میں ہو۔ اور
اگر دونوں میں سے ایک نے شرکتی تجارت کی کوئی چیز خریدی پھر اُسمیں عیب پایا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اُسکو بسبب عیب
کے بائع کو واپس کر دے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک نے تجارت کی کوئی چیز کسی شخص
کے ہاتھ فروخت کر دی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ دوسرے شریک کو واپس دیدے یہ ظہیریہ میں ہو۔ اور دونوں میں سے کسی
کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو اُدھار معاملہ ایک نے کیا یا فروخت کیا ہو اُسمیں دوسرا مخاصمہ کرے بلکہ خصومت کرنے والا وہی
ہوگا جسنے معاملہ کیا ہو اور نیز اگر انکار کیا دوسرے تو اُسی پر ہوگی جسنے معاملہ کیا ہو اور جسنے معاملہ نہیں کیا ہو اُسپر اُسمیں سے کوئی
بات نہیں ہو سکتی ہو اور اس معاملہ میں اُسپر گواہ بھی نہ سُنے جائینگے اور نہ اُس سے قسم لیجائیگی بلکہ وہ اور اجنبی اُسمیں یکسان ہیں
یہ سراج وہاج میں ہو۔ اور اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے کوئی چیز اجارہ پر لی تو اجارہ پر دینے والے کو یہ اختیار
نہ ہوگا کہ دوسرے شریک سے اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہو۔ پھر اگر مستاجر نے مال شرکت سے اجرت ادا کی تو
اُسکا شریک اُس سے اُسکا نصف واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے اپنی ذاتی حاجت کے واسطے اجارہ پر لی ہو اور اگر دونوں میں
شرکت خاص کسی چیز میں شرکت ملک ہو تو دوسرا شریک اُس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اسیطرح اگر
دونوں میں سے ایک نے اپنی تجارت میں سے کوئی چیز اجارہ پر دی تو دوسرے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ مستاجر سے
اجرت کا مطالبہ کرے یہ محیط میں ہو۔ دو شخصوں نے کسی تجارت میں شرکت عنان قرار دی بدین شرط کہ ہم دونوں نقد و
اُدھار خرید و فروخت کریں پھر دونوں میں سے ایک نے سوائے اُس چیز تجارت کے دوسری خریدی تو وہ خاصۃً اُسی کی
ہوگی اور اگر اُس نوع تجارت کی چیز ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کی بیع یا خرید خواہ نقد ہو یا اُدھار ہو اُسکے شریک پر نافذ
ہوگی لیکن اگر دونوں میں سے کسی نے کیلی یا وزنی یا نقد کے عوض اُدھار خریدی اور حال یہ ہو کہ اُس جنس کا مال شرکت
اُسکے پاس موجود ہو تو اُسکی خریداری شرکت پر جائز ہوگی اور اگر موجود نہیں ہو تو اُسکی خرید اُسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر
اُسکے پاس نقد یعنی درم موجود ہیں اور اُسنے دینارون سے اُدھار خریدی تو قیاساً وہ اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا مگر
استحساناً شرکت پر خرید جائز ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہو۔ اگر ہر دو شریک عنان میں سے ایک نے اپنے آپکو ایسے
کام میں اجارہ پر دیا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو تو اجرت دونوں کے درمیان مشترک ہوگی اور اگر ایسے کام میں دیا جو
دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو یا اپنا ذاتی غلام اجارہ پر دیا تو اجرت خاصۃً اُسکی ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر دونوں
میں سے ایک نے مضاربت پر مال لیا تو نفع خاص اُسی کا ہوگا چنانچہ کتاب میں اسیطرح علی الاطلاق مذکور ہو مگر اسمیں تفصیل ہو
کہ اگر اُسنے مال مضاربت اپنے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے نہیں ہو تو نفع خاصۃً اُسی کا ہوگا
اور اگر مال مضاربت کو ایسے تصرف کے واسطے لیا جو دونوں کی تجارت میں سے ہو یا شریک کے غائب ہونے کی
حالت میں مطلقاً لیا تو نفع دونوں کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور منتقی میں مذکور ہو کہ اگر کسی دوسرے
سے کہا کہ میں نے تجھے اِن قیدون میں شریک کیا جنکو میں اس سال خریدونگا پھر اُسنے اپنے کفارہ ظہار یا اسکے مانند کے واسطے
کوئی بردہ خریدنا چاہا اور وقت خرید کے گواہ کر لئے کہ میں اسکو اپنی ہی ذات کے واسطے خریدتا ہوں تو جائز ہوگا اور شریک کے واسطے
اُسکا نصف ہوگا الا اس صورت میں کہ شریک نے اسکے واسطے ایسی اجازت دیدی ہو۔ اور اسیطرح اگر دوسرے سے طعام کی بابت کہا

کر جو مین خریدون انھین مین سے تجھے شریک کیا پھر اپنی ذات کے واسطے اناج خریدا تو اسمین بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی- اور جو کمتی دونون مین سے کسی کو دونون کی شرکت کے علاوہ مین لاحق ہو وہ خاصۃً اُسی پر ہوگی اور علی ہذا اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر سواے معاملہ شرکتی کے اور معاملہ مین گواہی دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور منتقی مین ہی کہ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر دو شخص بشرکت عنان شریک ہون کہ انکا راس المال مساوی ہو اور دونون مین سے ہر ایک اپنی رائے پر دوسرے کی اجازت سے عمل کرتا ہو اور تنہا اُسکی خرید و فروخت اُسپر اور اُسکے شریک پر جائز ہو پس ایسے دونون شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ متاع فروخت کیا اور اسپر گواہ کر لیے تو بیع مذکور اسکے اور اسکے شریک کے حصہ سے ہوگی اور اسی طرح اگر اپنے شریک کا حصہ بیچا اور اسپر گواہ کیے تو بھی دونون کے حصہ سے بیع ہوگی یہ محیط مین ہی اور جو مال شرکت دونون مین سے ایک کے ہاتھ سے ضائع ہوگیا تو اُسپر اُسکے شریک کے حصہ کی ضمان نہوگی اور جو مال اُسکے قبضہ مین تلف ہوا ہی اسمین قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین ہی- اور اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُسکا مال تلف کر دیا تو اُسکے تاوان مین اُسکا شریک ماخوذ نہوگا- اور اگر کوئی چیز بطریق بیع فاسد خریدی اور وہ اُسکے قبضہ مین تلف ہوگئی تو قیمت کا ضامن ہوگا مگر اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی- اگر ہر دو شریک عنان مین سے ایک مرگیا اور مال اُسی کے قبضہ مین تھا اور اُسنے بیان و اظہار نہین کیا تو ضامن ہوگیا کہ اُسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر دونون مین سے ایک شریک عنان نے کسی سے کوئی جانور اپنا ذاتی اناج لادنے کے واسطے مستعار لیا تھا کہ اُسکے شریک نے اس جانور پر اپنا اناج مثل اسکے یا اُس سے ہلکا اناج لادا اور وہ مرگیا تو شریک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر دونون مین سے ایک نے تجارتی شرکت کا اناج لادنے کے واسطے کسی سے جانور مستعار لیا پھر اس جانور پر اُسکے شریک نے باہمی تجارت کا اناج مثل اسکے جتنے کو مستعیر نے کہا ہی یا اس سے ہلکا لادا اور جانور مرگیا تو ضامن نہوگا پس حاصل یہ ہی کہ مستعار لینے کی صورت مین جب عاریت کی منفعت مخصوص دونون مین سے ایک ہی کی طرف راجع ہو تو عاریت مخصوص اسی سے قرار دیجائیگی جسنے مستعار لیا ہی اور جب عاریت کی منفعت دونون کی طرف راجع ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا معیر نے دونون کو عاریت دی ہی یہ محیط مین ہی دو شریک عنان نے چند طرح کی متاع دونون نے خریدین پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے ساتھ شرکت مین کام نہین کرونگا اور غائب ہوگیا یعنی چلا گیا پھر دوسرے نے اس متاع کی تجارت کی تو جو کچھ نفع ہوا وہ سب اسی تجارت کنندہ کا ہوگا اور وہ اپنے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی فتاوی قاضیخان

چوتھا باب- شرکت وجوہ و شرکت اعمال کے بیان مین- شرکت وجوہ اُسکو کہتے ہین کہ دو شخص باہم شرکت کرین حالانکہ دونون کے پاس مال نہین ہی ولیکن لوگون مین انکی وجاہت ہی پس دونون یون کہین کہ ہم دونون نے شرکت کی بدین شرط کہ ہم دونون اُدھار خریدین اور نقد فروخت کرین اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ عز و جل ہمکو اسمین نفع روزی کرے وہ ہم دونون مین اسی شرط سے ہوگا یہ بدائع و مضمرات مین ہی اور یہ شرکت مذکورہ مفاوضۃً ہوگی باین طور کہ دونون کفالت کی اہلیت رکھتے ہون اور جو چیز خریدی وہ دونون مین نصفا نصف ہوگی اور دونون مین سے ہر ایک پر اُسکا نصف ثمن واجب ہوگا اور نفع مین دونون مساوی مشترک ہونگے خواہ دونون نے مفاوضۃ کا لفظ ذکر کرین یا دونون اسکے مقتضیات ذکر کرین پس ثمن و مبیعون مین وکالت و کفالت متحقق ہو جائیگی اور اگر ان مین سے

کوئی چیز نہ پائی گئی تو شرکت عنان ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر علی الاطلاق رکھی گئی یعنی مطلق شرکت تو بھی عنان ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور ایسے دونون شریکون سے شرکت عنان باوجود اشتراط تفاضل ملک کے ملک خریدکردہ مین جائز ہوگی اور چاہیے کہ ایسی شرکت مین دونون نفع کو بقدر خریدکردہ چیز کی ملک مشروطہ کے شرط کردین یعنی جس قدر خریدکردہ مین ہر ایک کی ملک شرط ہے اس حساب سے نفع مشروط ہوسکتے کہ اگر خریدکردہ چیز مین ملک کی بیشی کے ساتھ مشروط کی اور نفع مین مساوات شرط کی یا اسکے برعکس کیا تو یہ شرط باطل ہوگی اور نفع دونون مین اسی مقدار پر مشروط ہوگا جو انھون نے خریدکردہ کی ملک مین شرط لگائی ہے یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دو شخصون نے اپنے مالون و وجوہ سے شرکت عنان قرار دی پھر دونون مین سے ایک نے کوئی متاع خریدی پس جس شریک نے نہین خریدی ہے اُسنے کہا کہ یہ متاع ہم دونون کی شرکت کی ہے اور مشتری نے کہا کہ یہ میری ہی ہے اور مین نے اسکو اپنے مال سے اپنی ذات کے واسطے خریدا ہے پس اگر بعد شرکت واقع ہونے کے مشتری اپنی ذات کے واسطے خریدنے کا دعوی کرتا ہو تو وہ دونون کے درمیان شرکت پر ہوگی بشرطیکہ متاع مذکور دونون کی تجارت کی جنس سے ہو اور اگر وہ قبل شرکت کے اپنے واسطے خریدنے کا مدعی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہین بلکہ تونے بعد عقد شرکت واقع ہونے کے خریدی ہے تو دیکھا جاوے کہ اگر تاریخ شرکت اور تاریخ خرید معلوم ہو اور تاریخ خرید قبل تاریخ شرکت کے ہو تو مشتری کی ہوگی مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونون کی شرکت کی نہین ہے اور اگر تاریخ شرکت مقدم ہو تو وہ شرکت پر ہوگی۔ اور اگر تاریخ خرید معلوم ہوئی کہ اس جھگڑے سے ایک مہینہ پہلے کی خرید ہے اور تاریخ شرکت معلوم نہ ہوئی تو وہ مخصوص مشتری کی ہوگی اور اگر تاریخ شرکت معلوم ہوئی کہ اس جھگڑے سے ایک مہینہ پہلے واقع ہوئی اور تاریخ خرید بالکل معلوم نہ ہوئی تو وہ شرکت پر ہوگی اور اگر شرکت و خرید دونون مین سے کسی کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو مشتری کی ہوگی مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ یہ ہمارے دونون کی شرکت کی نہین ہے اسواسطے کہ جب دونون کی تاریخ معلوم نہ ہوئی تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونون معاً واقع ہوئی ہین اور اگر دونون معاً واقع ہوئین تو خریدی چیز شرکت پر نہ ہوئی پس ایسا ہی یہان ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے ایک متاع خریدی پس تجھپر نصف ثمن واجب ہوا اور اُسکے شریک نے تکذیب کی پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو قول مدعی کا مقبول ہوگا اور اگر موجود نہ رہی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی اور اسی طرح اگر اُسکے شریک نے اقرار کیا کہ اس نے خریدی مگر قبضہ سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے مگر اُسکے شریک سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ اس نے خریدی اور قبضہ کیا تو اُسکا قول قبول ہوگا کہ تلف ہوجانے پر اُس سے قسم لیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ اگر دو شخصون نے چاہا کہ شرکت مفاوضہ قرار دین اور حال یہ ہے کہ دونون مین سے ایک کے پاس مکان و خادم یا عرض ہے اور دوسرے کے پاس کچھ نہین ہے پس دونون نے شرکت مفاوضہ اس طرح قرار دی کہ مفاوضت پر دونون اپنے وجوہ سے کام کرتے تھے اور جو عرض کہ دونون مین سے ایک کے واسطے مین اُسکا اپنی شرکت مین کچھ بیان نہین کیا تو شرکت جائز ہوگی اور شرکت مفاوضہ ہوگی اور عروض مذکورہ مخصوص اپنے مالک کے ہونگے اور یہ شرکت وجوہ ہے اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک کے واسطے سونے کے تھیلے سکے ہون اور باقی مسئلہ بحالہا ہووے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور رہی شرکت اعمال تو جیسے دو درزی ہون یا دو سونار ہون یا ایک درزی اور دوسرا سونار ہو یا موچی ہو کہ دونون بغیر مال کے شرکت کرین اس شرط پر کہ دونون شریک لوگون سے

کام لیویں گے پھر کمائی دونوں میں مشترک ہوگی تو یہ جائز ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اس شرکت کا حکم یہ ہے کہ کام قبول کرنے میں ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل ہوگا اور قبول اعمال کی توکیل جائز ہے خواہ وکیل اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو یہ ظہیریہ میں ہے۔ پھر یہ شرکت کبھی مفاوضت ہوتی ہے اور کبھی عنان ہوتی ہے چنانچہ اگر شرکت میں لفظ مفاوضت کا یا معنی مفاوضت کے بیان کیے بایں طور کہ دو سناروں نے شرکت اس شرط سے کی کہ دونوں اعمال کو قبول کریں اور دونوں کے دونوں ان اعمال میں یکساں ضامن ہوں اور نفع اور گھٹی میں دونوں مساوی ہوں اور بسبب شرکت کے جو کچھ دونوں میں سے کسی پر لاحق ہو اسکا دوسرا کفیل ہو الّا تو یہ مفاوضت ہے اور اگر کام اور اجرت میں باہم کمی بیشی شرط کی بایں طور کہ دونوں نے کہا کہ اس ایک پر دو تہائی کام اور اس دوسرے پر ایک تہائی کام ہے اور اجرت اور گھٹی بھی دونوں پر اسی حساب سے ہو تو یہ شرکت عنان ہے اور اسی طرح اگر صریح لفظ عنان ذکر کر دیا تو بھی شرکت عنان ہے اور اسی طرح اگر شرکت کو مطلق رکھا تو بھی شرکت عنان ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ اگر دونوں نے مفاوضت نہ کی ولیکن مطلق شرکت قرار دی تو بعض احکام کے حق میں شرکت عنان رکھی جائیگی چنانچہ اگر دونوں میں سے ایک نے صابون یا اشنان وغیرہ کہ جو تلف ہو چکے ہیں انکے ثمن کا اپنے اوپر اقرار کیا یا کسی اور کام لقاء کے یا کسی مزدور کی مزدوری کا یا کرایہ مکان کا جسکی مدت گذر چکی ہے اقرار کیا تو وہ اپنے شریک کے حق میں تصدیق نہ کیا جائیگا الا بگواہی اور بدون گواہی کے خاصۃ اسی پر لازم ہوگا اور بعضے احکام میں مفاوضت کا اعتبار کیجائیگی چنانچہ اگر کسی شخص نے ان میں سے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے کام کی اجرت کا مطالبہ کرے اور اسنے دونوں میں سے جسکو دیدی اجرت سے بری ہو جائیگا اور دونوں میں سے جسپر کام کی ضمان واجب ہوئی اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے شریک سے اسکا مطالبہ کرے پس یہ شرکت ان احکام کے حق میں استحساناً مفاوضہ اعتبار کی گئی اگرچہ سوائے اسکے اور صورت میں ظاہر الروایہ کے موافق مفاوضہ نہیں اعتبار کی گئی ہے ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے کام میں چیز کو نقصان پہونچا تو اسکا تاوان دونوں پر واجب ہوگا بدین طریق کہ صاحب عمل کو اختیار ہے کہ اس تمام ضمان کے واسطے دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے یہ محیط میں ہے۔ اور پھر گاہ یہ شرکت عنان ہو تو اس ضمان کے واسطے وہی ماخوذ ہوگا کہ جسنے سبب ضمان کیا ہے نہ اسکا شریک بوجہ قضیہ وکالت کے اور عدم کفالت کے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو کمائی دونوں میں نصفا نصف ہوگی خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان ہو اور اگر حال تقبل اعمال میں باہم نفع میں کمی بیشی شرط کر لی تو جائز ہے اگرچہ دونوں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ کام کرنے والا ہو یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک شریک بیمار ہو گیا یا سفر کو گیا یا بیکار اوقات گذاری اور دوسرے نے کام کیا تو اجرت دونوں میں مساوی ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک کو کام لینے والے سے مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور وہ جس کو دیدیگا بری ہو جائیگا اگرچہ دونوں کی شرکت بمفاوضہ نہ ہووے اور یہ استحسان ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور اسی طرح جو کام سفر کرنے والے نے کیا اسکی اجرت کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے جو کام قبول کیا ہے اسکا کرنا دونوں پر واجب ہے پس جب تنہا ایک نے یہ کام کر دیا تو دوسرے کے واسطے مددگار رہا یہ سراج وہاج میں ہے۔ باپ اور بیٹا ایک ہی صنعت کا کام انجام دیا کرتے ہیں اور دونوں میں سے کسی کا مال نہیں ہے تو پوری کمائی باپ کی ہوگی جبکہ

بھی نافذ ہوگا الا اس صورت مین کہ شریک مذکور یہ دعوے کرے کہ یہ چیزین بغیر خرید کے ہماری تھین تو قول اُسی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ دو پیکون نے حاجیون کی کتابین منتقل کرانے مین اس شرط سے شرکت کی جو کچھ اللہ تعالے ہمکو اسمین روزی کرے وہ ہم دونون مین مساوی مشترک ہو تو ایسی شرکت جائز ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر دو معلمون نے لڑکون کو حفظ کرانے یا تحریر سکھلانے یا قرآن پڑھانے مین شرکت کی تو صدر شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ یہ جائز ہی کذا فی الخلاصہ اور اسی طرح اگر فقہ سکھلانے مین شرکت کی تو بھی جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر دولون نے ایسے کام مین شرکت کی جو حرام ہی تو شرکت صحیح نہ ہوگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہی اور دلالون کی شرکت کا مدلالی مین اور جو لوگ مجلس و تعزیتون مین زمزمہ سے پڑھا کرتے ہین انکی شرکت نہین جائز ہی یہ قنیہ مین ہی اسواسطے کہ یہ فعل ناجائز ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر تین شخصون نے جو ناپنے کا کام کرتے ہین باہم اس شرط پر شرکت کی کہ لوگون سے اناج ناپنے کا کام قبول کرین اور ناپین پس جو کچھ انکو حاصل ہو وہ انہین مساوی مشترک ہو پھر انھون نے اجرت معلومہ پر اناج ناپنے کے واسطے قبول کیا پھر انہین سے ایک مریض ہو کر بیکار ہو گیا اور باقی دولون نے کام کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اجرت مذکورہ ان سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت انہین سے ایک بیمار ہوا ہی باقی دولون نے اسکا کام کر دینے کو گوارا نہ کیا پس اسکی حضوری مین دونون نے شرکت توڑ دی یا دونون نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم نے شرکت توڑ دی پھر دونون نے پورا اناج ناپ دیا تو دونون کو اجرت مسمّٰی سے دو تہائی ملیگی اور باقی تہائی کے واسطے انکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور وہ اُسکے ناپنے مین متطوع یعنی مفت احسان کرنے والے ہونگے اور جو کچھ اُجرت دونون نے پائی ہی اسمین تیسرا شریک نہوگا۔ اور اسی طرح اگر تین شخصون نے جو باہم شرکت پر نہین ہین کسی شخص سے ایک کام بعوض کچھ اجرت معلومہ کے قبول کیا پھر انہین سے ایک نے تنہا یہ کام پورا کر دیا تو اُسکو تہائی اجرت ملیگی اور دو تہائی باقی مین وہ متطوع ہوا اس جہت سے کہ کام لینے والے کو یہ اختیار نہین ہی کہ انہین سے ایک ہی سے پورے کام کا مواخذہ کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ تین نفرون نے جنھون نے باہم شرکت تقبل نہین قرار دی ہی کسی سے کچھ کام لیا پھر انہین سے ایک ہی نے اگر یہ پورا کام انجام دیدیا تو اسکو تہائی اجرت ملیگی اور باقی دولون کے واسطے کچھ استحقاق نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ خیاط اور اُسکے شاگرد دونون نے سلائی مین اس شرط سے شرکت کی کہ استاد کپڑے قطع کرے اور شاگرد سیا کرے اور اُجرت دونون مین نصفا نصف ہو یا دو جولاہون نے اس شرط سے کہ ایک تانا بانا درست کر دیا کرے اور دوسرا بُن دیا کرے تو چاہیے کہ یہ شرکت صحیح ہو جیسے درزی و رنگریز کی شرکت صحیح ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر کسی کاریگر نے اپنی دوکان پر ایک شخص کو بٹھلایا کہ آدھے پر اسکو کام دیتا ہی تو استحسانًا جائز ہی کذا فی الخلاصہ اور علی ہذا مشائخ نے فرمایا کہ اگر شاگرد نے کام لیا تو جائز ہی اور اگر صاحب دکان نے کام کیا تو جائز ہی حتی کہ اگر دکان والے نے یون کہا کہ قبول مین ہی کیا کرونگا اور تو قبول مت کر اور مین تجھے کام دیا کرونگا کہ آدھے پر کام کر دینا تو یہ نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

پانچوان باب شرکت فاسدہ کے بیان مین۔ شرکت فاسدہ وہ ہی کہ جسمین شرائط صحت مین سے کوئی شرط نہ پائی جاوے یہ بدائع مین ہی۔ جلانے کی لکڑیان لانے اور شکار کر لانے اور پانی لانے مین شرکت کرنا نہین جائز ہی کذا فی الکافی اور اسی طرح خشک گھانس لانے مین اور گداگری کرنے مین بھی شرکت نہین جائز ہی اور جو کچھ

دونوں میں سے ایک نے شکار کیا یا لکڑیاں جمع کر کے لایا یا گدا گری سے پایا وہ اُسی کا ہوگا دوسرے کی اُسمین کچھ شرکت نہ ہوگی اور اسی طرح ہر ایسی چیز میں جو شرعاً مباح ہو مثل ہری گھانس لانے یا پہاڑوں سے انجیر و اخروٹ و پستہ وغیرہ پھل لانے میں بھی شرکت نہیں روا ہی اور اسی طرح مباح زمین سے مٹی لانے اور اُسکے فروخت کرنے یا گچ یا نمک یا برف یا سرمہ یا جاہلیت کے دفینے وغیرہ میں شرکت نہیں جائز ہی بسبب کہ یہ چیزیں بطور مباح ہوں اور اسی طرح اگر دو شخصوں نے شرکت کی کہ غیر مملوک مٹی سے عمارت بناویں یا پختہ اینٹیں پکاویں تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر میں ہی اور اگر مٹی یا چونا وغیرہ کسی کی مملوک ہو اور دو آدمیوں نے شرکت کی اس قرار داد پر کہ دونوں خرید کر پکا کر اسکو فروخت کریں تو جائز ہی اور یہ شرکت وجوہ ہی یہ خلاصہ میں ہی اور مباحات میں سے جو جسکے ہاتھ آگئی ہی وہ اُسی کی ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہی اور اگر دونوں نے ساتھ ہی اسکو لیا تو دونوں میں نصفا نصف ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے لی اور دوسرے نے کچھ کام نہ کیا تو سب کام کرنے والے کی ہوگی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر دوسرے نے اسکو کسی چیز کے لینے میں مدد دی تو مددگار کو اُسکا اجر المثل ملیگا مگر امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس چیز کے نصف ثمن سے تجاوز نہ کریگا اور امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک جہانتک پہونچے پورا اجر المثل ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اگر جال وغیرہ مانند پھیلانے اور قائم کرنے میں مدد کی مگر جال میں ایسا کوئی جانور نہ ملا جسکی کچھ قیمت ہو تو مددگار کو بلا خلاف اجر المثل ملیگا چاہے جسقدر ہو یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور اگر دونوں نے اپنے لیے ہوئے کو خلط کر دیا تو جس قرار داد پر دونوں متفق ہو لئے اسی پر یہ تجاوز ہوگا اور اگر دونوں کسی پر متفق نہیں ہو سکے تو ایک نصف تک میں ہر ایک کا قول اپنے ساتھی کے دعوی پر قسم کھانے کے ساتھ قبول ہوگا یہ مضمرات میں ہی۔ اور اگر دونوں نے اسکو خلط کر کے دونوں نے اسکو فروخت کر دیا پس اگر یہ چیز ناپی یا تولی جاتی ہو تو جسقدر ہر ایک کا حصہ کیل یا وزن سے تھا اُسی حساب سے ثمن دونوں میں تقسیم کیا جائیگا اور اگر یہ چیز قیمتی ہو یعنے ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہوا کرتی ہی اور مثلی نہیں ہی تو جسقدر ہر ایک کے حصہ کی قیمت تھی اسی حساب سے ثمن تقسیم ہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہی اور اگر پیمانہ یا وزن یا قیمت معلوم نہ ہوئی تو اس چیز کے نصف تک میں ہر ایک کا قول جسقدر وہ دعوے کرتا ہی مع قسم کے اپنے ساتھی کے دعوی پر قبول ہوگا یہ بدائع میں ہی۔ اور نصف سے زائد میں دعوے شریک پر قسم کے ساتھ بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا الا آنکہ اپنے دعوے پر گواہ لاوے یہ نہر الفائق میں ہی۔ اور اگر دونوں نے شکار کرنے میں باہم شرکت کی اور دونوں کا ایک کتا ہی کہ اسکو دونوں نے چھوڑا یا جال ہی جسکو دونوں نے اسکو پھیلایا تو اسکا شکار دونوں میں مشترک ہوگا یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کتا فقط ایک ہی کا ہو اور وہ اُسکے قبضہ میں ہو پھر اسکو دونوں نے رہا کیا تو جو شکار اُس کتے نے پکڑا وہ کتے کے مالک کا ہوگا لیکن اگر کتے کے مالک نے اپنے کتے کی منفعت دوسرے کے واسطے کر دی ہو یعنی عاریت دیا ہو پس کتے نے شکار کیا تو پورا شکار اُسکا ہوگا جسکو عاریت دیا ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک ایک کتا ہو اور ہر ایک نے اپنا کتا چھوڑا اور دونوں کتوں نے ایک شکار پکڑا تو یہ شکار دونوں میں نصفا نصف ہوگا اور اگر ہر ایک کے کتے نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک شکار پکڑا تو جسکے کتے نے جو شکار پکڑا ہی وہ خاصۃً اُسی کا ہوگا یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور اگر ایک کے کتے نے ایک شکار پکڑا اور اسکو زخم کاری سے مجروح کر دیا پھر دوسرے کے کتے نے آکر اس کتے کی مدد کی تو شکار اسکا ہوگا جسکے کتے نے اول گھائل کر دیا ہی اور اگر اول کتے نے گھائل نہ کیا ہو یہانتک کہ دوسرا کتا پہونچا اور دونوں نے شکار کو گھائل کیا تو دونوں میں نصفا نصف ہوگا یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر دو آدمیوں نے شرکت کی اور ایک کے پاس

بیل یا خچر ہی اور دوسرے کے پاس پکھال ہو بدین قرار داد کہ اس پکھال میں بھر کر اس بیل پر لاد کر پانی لاوین اور جو کمائی ہو وہ دونوں مین مشترک ہو تو شرکت صحیح ہو گی اور کمائی کل اُسی کی ہو گی جو پانی لایا ہی اور اُسپر واجب ہو گا کہ ایسے پکھال کی جو اُجرت ہوتی ہو وہ پکھال والے کو دے بشرطیکہ پانی لانے والا وہ ہو جو بیل کا مالک ہی اور اگر پکھال والا پانی لایا اور یہ کام کیا ہی تو اسپر واجب ہو گا کہ بیل والے کو بیل کا اجر المثل دے یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر ایک کے پاس خچر اور دوسرے کے پاس اونٹ ہی اور دونوں نے باہم شرکت کی بدین شرط کہ دونوں کو اجارہ پر دین اور جو کچھ اجرت دُوسے وہ دونوں مین مشترک ہو تو نہین صحیح ہی اور اگر دونوں کو اجارہ پر دیدیا تو یہ مال اجارہ دونوں مین خچر کے اجر المثل اور اونٹ کے اجر المثل کے حساب سے دونوں پر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اسیطرح اگر فقط خچر کو اجرت پر دیا تو پوری اجرت خچر والے کی ہو گی اونٹ والے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر دوسرے نے اجارہ دہندہ کی لادنے اور منتقل کرنے مین مدد کی ہو تو جتنے مدد کی ہی اسکو اُسکا اجر المثل ملیگا مگر نصف مقدار اجرت سے جو قرار پائی ہی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک زیادہ نہ دیا جائیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اجر المثل چاہیے جس مقدار تک پہونچے دیا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر دونوں نے جانور کے ساتھ اپنا کام کرنا مثل اسکو ہانکنے و لادنے وغیرہ کے شرط کیا تو تمام اُجرت مذکورہ دونوں کے جانوروں کے اجر المثل اور خود دونوں کے اجر المثل پر تقسیم کیجائیگی یہ محیط مین ہی - قال المترجم مین ایک مثال ذکر کرتا ہون اسی پر اس جنس کے مسائل کی تقسیم قیاس کرنی چاہیے زید کا خچر - بکر کا اونٹ دونوں نے شرکت فاسدہ پر بشرائط مذکورہ بالا کے (۱۰۲) روپیہ کو اجارہ پر دیا اور کام اپنے اپنے ذمہ شرط کیا پس زید نے لادا بکر نے ہانکا اور کام پورا کیا اور اجرت مذکورہ حاصل کی تو نصفا نصف موافق شرکت کے نہ ہو گی اسواسطے کہ شرکت فاسدہ ہی پس خچر کے اجر المثل - اونٹ کے اجر المثل - زید کے کام کے اجر المثل - بکر کے کام کے اجر المثل پر تقسیم ہو گی پس فرض کرو کہ ایسے خچر کی مزدوری اتنی دور تک دومن بار پہونچانے کی (۸) روپیہ ہی اور اونٹ کی بدین لحاظ (۱۰) روپیہ ہی اور زید نے جیسا کام کیا ہی اسکی مزدوری (۶) روپیہ ہوا کرتی ہی اور بکر نے جیسا کام کیا ہی اسکی مزدوری (۱۰) روپیہ ہوتی ہی پس زید کے جانور کا اور اُسکا اجر المثل ملا کر (۱۴) روپیہ اور بکر کے جانور کے اور اُسکے اجر المثل کا مجموعہ (۲۰) ہوئے کہ تمام مجموعہ (۳۴) ہوا پس اگر اجرت کل (۳۴) ہوتی تو زید کو (۱۴) اور بکر کو (۲۰) ملتے چونکہ اجرت کل (۱۰۲) روپیہ ہی لہذا زید کے (۴۲) ہوئے اور بکر کے (۶۰) ہوئے فافہم - اور اگر دونوں نے کچھ بار معلوم کا باجرت معلومہ کسی مقام پر پہونچانا قبول کیا اور خچر و اونٹ کو اجارہ پر نہین دیا پھر دونوں نے اُسی خچر و اونٹ پر لاد کر پہونچایا جنکی طرف عقد شرکت کو مضاف کیا ہی تو اجرت دونوں مین نصفا نصف ہو گی اسواسطے کہ وجوب اجرت کا سبب اس مقام پر بار مذکور پہونچانے کا قبول کرنا ہی اور اسمین دونوں برابر ہین چنانچہ اگر بار پہونچانا قبول کر کے اپنی اپنی گردنون پر لاد کر پہونچاتے تو اجرت دونوں مین نصفا نصف ہوتی اور مضمون پر مقدار اجر المثل نہ ہوتی پس ایسا ہی اس مقام پر ہو گا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر دو آدمیون مین سے ایک کے پاس جانور بار برداری اور دوسرے کے پاس اُسکا پالان اور گون ہی اور دونوں نے اس شرط سے شرکت قرار دی کہ دونوں اس جانور کو اجارہ پر دین بدین شرط کہ مزدوری دونوں کے درمیان نصفا نصف ہو گی تو یہ شرکت فاسدہ ہی یہ مبسوط مین ہی - پھر اگر جانور مذکور کو کسی مقام تک اناج پہونچانے کے واسطے اجارہ دیا پھر انھین دونوں کے ذریعہ سے دونوں نے اناج مذکور وہان پہونچایا تو پوری اُجرت مالک جانور کی ہو گی اور جانور کے اجر المثل و پالان و گون کے اجر المثل پر تقسیم نہ ہو گی اور اگر دونوں نے اس شرط سے شرکت کی کہ دونوں اناج پہونچانے کی مزدوری قبول کرین بدین شرط

کہ وہ اپنے اودوات سے کام کرے اور وہ اپنے اودوات سے کام کرے تو اسمین یہ اجرت دونون کے درمیان نصفا نصف
ہوگی اور اُسکے جانور اور دوسرے کی آلات وگون کے واسطے کچھ اجرت نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنا جانور
ایک شخص کو دیا تاکہ وہ اجارہ پر دیا کرے بدین شرط کہ اجرت دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی تو یہ شرکت
فاسد ہو پس اگر اس شرکت پر اُس نے جانور کو کرایہ پر دیا تو پوری اجرت مالک جانور کی ہوگی اور دوسرے کے واسطے اُسکا
اجر المثل ہوگا۔ اور اگر کسی کو اپنا جانور دیا کہ اُسپر کپڑا یا اناج لادکر فروخت کیا کرے بدین شرط کہ منافع دونون مین
نصفا نصف ہوگا تو شرکت فاسد ہوگی بمنزلہ شرکت بعروض کے اور جب شرکت فاسد ہوئی تو نفع تمام اُسی کا ہوگا جسکا
اناج وکپڑا ہی اور جانور والے کو اُسکا اجر المثل ملیگا اور مکان وکشتی اس معاملہ شرکت مین مثل جانور کے ہین یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح اگر دوسرے کو جال دیا کہ اُس سے مچھلیان شکار کرے بدین شرط کہ مچھلیان
دونون مین نصفا نصف ہونگی تو تمام مچھلیان شکار کرنے والے کی ہونگی اور جال والے کو اُسکا اجر المثل ملیگا یہ محیط
سرخسی مین ہی۔ اور اگر دو کندی کرنے والون مین سے ایک کے پاس اودوات کندی گری ہون اور دوسرے
کے پاس مکان ہو پس دونون نے شرکت کی کہ دونون اس ایک کے اوات سے دوسرے کے مکان مین کار کندی گری
انجام دین بدین شرط کہ کمائی دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگی تو یہ جائز ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسیطرح
ہر حرفہ مین یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک کی طرف سے کام اور دوسرے کی طرف
سے کندی گری کے اودوات ہونے پر شرکت کی تو شرکت فاسد ہی اور جو کمایا ہی وہ کام کرنے والے کا ہوگا اور اُسپر ان
اودوات کا اجر المثل واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور تتمہ مین مذکور ہی کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ تین یا
پانچ حمال ہین انھون نے شرکت کی بدین شرط کہ بعض انمین سے گون بھرین اور بعضے گیہون اُسکے مالک کے گھر
پہونچاوین اور بعضے گون کا منھ پکڑکر بیٹھ پر لادین اس شرط سے کہ جو کچھ اُس سے حاصل ہو وہ ان سب کے
درمیان مساوی مشترک ہو تو فرمایا کہ یہ شرکت نہین صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ امام محمد بن الحسن رح نے فرمایا کہ اگر کرم پیلہ
کے انڈے اور شہتوت کے پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے کی طرف سے ہو بدین شرط کہ بچے دونون کے درمیان
نصفا نصف ہون یا کمی بیشی کے ساتھ ہون تو یہ نہین جائز ہی اور نیز اگر کام بھی دونون کے ذمہ شرط ہو تو بھی نہین جائز
ہی اور جب جائز ہی کہ انڈے دونون کی طرف سے ہون اور کام اور پرداخت بھی دونون کے ذمہ ہو پھر اگر اس
شخص نے جس نے پتے دیے ہین کام نہ کیا تو کچھ مضر نہین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ فتاوے مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے کرم پیلہ
کے انڈے دوسرے کو دیے کہ وہ انکی پرداخت کرتا رہے اور شہتوت کے پتے کھلاتا رہے بدین شرط کہ جو حاصل ہو
وہ دونون مین مشترک ہوگا پس اس شخص نے برابر پرداخت کی یہانتک کہ انڈے پک کر بچے نکلے تو سب کرم پیلہ اُسی کے
ہونگے جسکے انڈے ہین اور جسنے پرداخت کی ہی اُسکے واسطے دوسرے پر کام کا اجر المثل اور شہتوت کے پتون کی
قیمت جو اُسنے کھلائے ہین واجب ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر انڈے اور پتے ایک کی طرف سے اور کام دوسرے
کی طرف سے ہو تو کرم پیلہ اُسی کے ہونگے جسکے انڈے تھے اور دوسرے کو اُسکے کام کا اجر المثل ملیگا یہ سراجیہ مین ہی
اور اسی طرح اگر کام دونون کی طرف سے ہو تب بھی شرکت روا نہ ہوگی اور یہ جبھی جائز ہی کہ جب انڈے دونون کے
اور کام دونون پر ہووے پھر اگر پتے دینے والے نے کام نہ کیا تو کچھ مضر نہین ہی چنانچہ شیخ خجندی نے صریح بیان کیا ہی

یہ قنیہ میں ہے۔ اور علیٰ ہذا اگر اپنی گائے کسی آدمی کو دی کہ اُسکو اپنے پاس سے چارہ دیا کرے بدین شرط کہ جو پیدا ہوگا وہ
دونوں میں نصفا نصف ہوگا تو شرکت روا نہیں ہے اور جو کچھ پیدا ہوا وہ گائے کے مالک کا ہوگا اور اس شخص کو اُسکے چارہ کا مثل
اور اُسکی پرداخت کا اجر المثل ملیگا اور علیٰ ہذا اگر مرغی یعنے ماکیان کسی شخص کو دی کہ دانہ دیا کرے اور شرط کر لی کہ انڈے دونوں
میں نصفا نصف ہونگے یعنی کہا کہ تو یہ مرغی لیجا اور اسکو اپنے پاس سے دانہ دیا کر بدین شرط کہ اُسکے انڈے دونوں کے درمیان
نصفا نصف ہونگے تو بھی یہی حکم ہے اور اسمیں حیلہ یہ ہے کہ نصف گائے یا نصف مرغی یا نصف کرم پیلہ کے انڈے اس شخص کے
ہاتھ بعوض ثمن معلوم کے فروخت کردے حتی کہ گائے یا مرغی یا پیلہ کے انڈے دونوں میں مشترک ہوجاویں پھر جو کچھ حاصل ہوگا
وہ دونوں میں شرکت پر ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور ہر شرکت جو فاسد ہو وے اُسمیں نفع بحساب بمقدار راس المال کے ہوگا چنانچہ
اگر ہزار ایک کے اور دو ہزار دوسرے کے ہوں تو نفع دونوں کے درمیان تین تہائی ہوگا اور اگر دونوں نے باہم نصفا نصف منافع
شرط کیا ہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے مثل اسکے ہو جو دوسرے کے واسطے ہے پھر باہم تین تہائی
نفع شرط کیا تو نفع کی کمی بیشی کی شرط باطل ہوگی بلکہ نفع دونوں کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا اسواسطے کہ نفع کا وجود تابع
مال کے ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور واضح ہو کہ بعضی فاسد شرطوں سے شرکت باطل ہوجاتی ہے اور بعض سے نہیں باطل ہوتی ہے
چنانچہ اگر کمی بیشی کام کی باہم شرط کی تو شرکت باطل نہوگی اور اگر ایک کے واسطے دس درم نفع زائد شرط کیا تو شرکت باطل ہوگی
اگرچہ درواقع یہ دونوں شرطیں فاسد ہیں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ہر دو شریک میں سے ایک کے مرنے سے شرکت باطل ہوجاتی ہے
خواہ دوسرے شریک کو اسکا علم ہوا ہو یا نہوا ہو۔ اور موت کا لفظ بیان اس موت کو بھی شامل ہے جو حکم میں مثل موت کے ہے جیسے مرتد
ہوکر دار الحرب میں چلا گیا اور اُسکے چلے جانے کا حکم دیدیا گیا تو یہ حکم موت میں ہے اور اگر اُسکے چلے جانے کا ہنوز حکم نہیں
دیا گیا ہے تو بالاجماع ابھی شرکت منقطع ہوجانے میں توقف ہوگا چنانچہ اگر قبل حکم ہونے کے ہی وہ واپس آیا تو شرکت باقی رہیگی
اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا تو منقطع ہوجائیگی یہ نہر الفائق میں ہے اور اگر وہ دار الحرب میں نہیں گیا تو شرکت مفاوضہ بطور توقف
منقطع ہوگی چنانچہ اگر قاضی نے باطل ہوجانے کا حکم نہ دیا یہانتک کہ وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو شرکت مفاوضہ عود کریگی اور
اگر وہ مرگیا تو شرکت مفاوضہ اُسکے مرتد ہونے کے وقت سے باطل قرار دیجائیگی پھر جب شرکت مفاوضہ بطور توقف منقطع ہوئی
تو پھر آیا عنان ہوکر باقی رہیگی یا نہیں سو اسمیں اختلاف ہے امام اعظم رح نے فرمایا کہ نہیں اور صاحبین رح کے نزدیک عنان ہوکر باقی رہیگی
چنانچہ اُسکو ولوالجی نے ذکر فرمایا ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی مرا نہیں بلکہ دونوں میں سے ایک نے
شرکت کو فسخ کردیا مگر دوسرے شریک کو اسکے فسخ کا علم نہوا تو شرکت فسخ نہوجائیگی اور اگر اسکو علم ہوگیا تو دو صورتیں ہیں کہ اگر
شرکت کا راس المال نقد درم و دینار ہوں تو شرکت فسخ ہوجائیگی اور اگر اسباب و عروض ہو تو طحاوی نے ذکر کیا کہ وقت فسخ سے فسخ
ہوگی کذا فی الخلاصہ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فسخ ہوجائیگی اگرچہ راس المال اسباب و عروض ہو اور یہی مختار ہے یہ فتح القدیر
میں ہے۔ اور اگر ایک شریک نے شرکت ہونے سے انکار کیا حالانکہ مال شرکت اسباب و عروض ہے تو یہ انکار شرکت کا فسخ ہے یہ ظہیریہ
میں ہے۔ اور اگر شریک تین شخص ہوں جنمیں سے ایک مر گیا حتی کہ اُسکے حق میں شرکت فسخ ہوگئی تو باقیوں کے حق میں فسخ نہوگی
یہ محیط میں ہے اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اپنے شریک سے کہا کہ میں تیرے ساتھ شرکت پر کام نکرونگا تو یہ بمنزلہ
اسکے ہے کہ کہا کہ میں نے تجھ سے شرکت فسخ کردی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر تین شخص باہم شریک متفاوض ہوں تین میں سے
ایک غائب ہوگیا اور باقی دونوں نے یہ چاہا کہ باہم شرکت کو توڑ دیں تو بدون موجودگی غائب مذکور کے انکو ایسا اختیار

نہیں ہی اور بعض بدون بعض کے نہیں توڑ سکتا ہی یہ ظہیریہ میں ہی

چھٹا باب متفرقات کے بیان میں ہی۔ دو شریکون میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہی کہ دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اُسکی اجازت کے ادا کرے یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی کہ میری طرف سے زکوۃ مال ادا کر دے پھر دونوں نے ایک ہی وقت میں اپنی و اپنے شریک کی زکوۃ ادا کی تو دونوں میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ اسکو دوسرے کے خود ادا کرنے کا حال معلوم تھا یا نہ تھا یہ امام اعظم رح کا قول ہی کذا فی الکافی اور اگر دونوں نے آگے پیچھے ادا کی تو پچھلا ادا کرنے والا ضامن ہوگا خواہ اُسکو اپنے شریک کے خود ادا کرنے کا حال معلوم تھا یا نہ تھا یہ امام رضی اللہ عنہ کا قول ہی کذا فی النہر الفائق اور اسمین اشارہ ہی کہ صاحبین رح کے نزدیک اُسکے خلاف ہی اور اسی اختلاف پر وکیل ادائے زکوۃ و کفارات کا حکم ہی یعنی کسی کو اپنی زکوۃ یا کفارات ادا کرنے کا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل کے ساتھ وقت میں یا اس سے پہلے خود ادا کر دی پھر وکیل نے ادا کی تو امام اعظم رح کے نزدیک وکیل ضامن ہوگا خواہ جانتا تھا کہ موکل نے ادا کر دی ہی یا نہ جانتا تھا بخلاف قول صاحبین رح کے یہ تبیین میں ہی۔ اگر جو شخص کہ احصار حج سے قربانی کرنے کے واسطے وکیل کیا گیا اور آستینہ احصار دور ہوجانے اور موکل کے حج کر لینے کے بعد ذبح کیا تو وکیل مذکور بالاجماع ضامن نہوگا خواہ اُسکو یہ حال معلوم ہوگیا تھا یا نہیں ہوا تھا یہ سراج وہاج میں ہی۔ اور ہر قرضہ کہ دو شخصون کا ایک شخص پر حقیقی اور حکمی سبب واحد سے واجب ہوا وہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگا چنانچہ اگر ایک نے اسمین سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ وصول شدہ میں اُسکا مشارک ہوجاوے یہ محیط میں ہی۔ اور سبب کوئی قرضہ جو دو شخصون کا مشترک کسی شخص پر ہی خواہ کسی ایسے غلام کے دام ہیں جو دونوں میں مشترک تھا اور اُسکو دونوں نے فروخت کیا ہی یا دونوں نے اُسکو نقد اپنے مشترک ہزار درم قرض دیئے ہیں یا اس شخص نے ان دونوں کا مشترک تھا ان کے لیے کا تلف کر دیا جسکا تاوان واجب ہی یا کسی میت کا قرضہ اس شخص پر تھا جسکو ان دونوں نے میراث پایا ہی پھر ان میں سے ایک نے اس قرضہ سے اپنا حصہ یا تھوڑا قرضہ وصول کیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اسکے ساتھ وصول شدہ میں شریک ہوکر بعینہ وصول کردہ کا اُس سے نصف بٹا لے خواہ جو وصول کیا ہی یہ مال قرضہ کے مثل ہو یا اس سے کھرا ہو یا کھوٹا ہو یہ سراج وہاج میں ہی اور اگر وصول کرنے والے نے چاہا کہ شریک دیگر کو وصول کردہ کے سوائے دوسرے مال سے دیدے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہی الا اُس وقت کہ شریک مذکور دوسرے مال سے لینے پر راضی ہوجاوے اور اسیطرح اگر شریک مذکور نے چاہا کہ وصول کرنیوالے سے اپنا حصہ دوسرے مال سے سوائے مقبوضہ کے لیوں تو اسکو بھی یہ اختیار نہوگا الا برضامندی وصول کنندہ کذا فی الذخیرہ لیکن جسنے وصول نہیں کیا ہی اسکو یہ اختیار ہی کہ چاہے اسقدر مال کو جسکو وصول کرنیوالے شریک نے وصول کیا ہی اسکو مسلم کر دے اور اپنے حصہ کے واسطے قرضدار کا دامن گیر ہوکر اُس سے وصول کر لے پھر جب اُسنے قرضدار کا دامنگیر ہونا اختیار کیا تو جو کچھ شریک نے وصول کیا ہی اُسکا نصف اُس سے نہیں لے سکتا ہی جبتک کہ قرضدار پر دیونی ہی وہ باقی ہو ڈوب نہ گیا ہو یہ محیط سرخسی میں ہی اور اگر قرضدار پر قرضہ ڈوب گیا تو اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ جو کچھ شریک نے وصول کیا ہی اُس سے نصف وصول شدہ لے لے لیکن یہ اختیار نہوگا کہ جو اُسنے وصول کیا تھا بعینہ اُسیکا نصف لے لے بلکہ وصول کرنیوالے کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے بقدر اُسکے حصہ کے اسکو دوسرے مال سے دیوے یہ محیط میں ہی اور اگر جو کچھ شریک نے وصول [illegible] گیا تو اُسپر حصہ شریک کی ضمان واجب ہوگی ہان یہ ہوگا کہ اُسنے اپنا حصہ قرض بھر پایا اور نیز جو کچھ

قرضدار پر رہا ہو وہ اُسکے شریک کا حصہ ہو یہ قنیہ مین ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک نے کسی کو وصول کرنے کا وکیل کیا اور وکیل
نے وصول کیا اور موکل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا حصہ گیا اور اگر وہ قائم رہا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اُسمین
شرکت کر کے اپنا حصہ بٹا لے یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر وصول کرنے والے نے جو کچھ وصول کیا ہو وہ اپنے قبضہ سے بایں طور
خارج کیا کہ کسی کو ہبہ کر دیا یا اپنے قرضخواہ کو ادا کیا یا اوسے قرضہ مین دیدیا یا اور کسی وجہ سے اسکو تلف کر دیا تو اُسکے شریک
کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُس نے وصول کیا تھا اُسکے نصف کی اُس سے ضمان لے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مال اپنا جسکے
پاس بعینہ موجود ہو اُسکے قبضہ سے لے لے یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور جسقدر شریک نے اپنے شریک (اگر موجود ہو) وصول کرنیوالے کے
وصول کیے ہوئے مین سے لے لیا اسی قدر قرضدار پر اس وصول کنندہ کا قرضہ رہیگا اور جو کچھ قرضدار پر باقی ہو وہ دونون
مین اسی قدر کے حساب سے مشترک ہوگا چنانچہ اگر قرضدار پر دونون کے ہزار درم مساوی ہون پس ایک نے پانچسو درم
اُس سے وصول کیے پھر شریک دیگر نے اس وصول کرنے والے سے اُن مین سے دوسو پچاس درم اُسکا نصف لے لیا
تو وصول کرنے والے کا قرضدار پر باقی کا نصف ہوگا یعنی دوسو پچاس درم اور باقی قرضہ مین جیسے شرکت پہلے تھی
اب بھی باقی رہیگی یہ بدائع مین ہو۔ اور ہر قرضہ کہ دو آدمیون کے واسطے ایک شخص پر دو سببون سے ہو حقیقۃً و حکماً مختلف ہین
یا حکماً مختلف ہین حقیقت مین مختلف نہین ہین وہ اگر سبب ہوا تو وہ دونون مین مشترک نہوگا حتی کہ اگر دونون مین سے
ایک نے قرضدار سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اسمین شرکت کرنے کا اختیار نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اگر دو آدمیون نے
اپنا ایک غلام جو دونون مین مساوی مشترک ہو بعوض ثمن معلوم کے ایک شخص کے ہاتھ دونون نے فروخت کیا پھر دونون
مین سے ایک نے مشتری سے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اس وصول شدہ مین شرکت سے بٹا لینے کا اختیار
ہوگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے حصہ کا ثمن علیحدہ بیان کیا پھر ایک نے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو ظاہر الروایت
کے موافق دوسرے کو اُسمین بٹا لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر زید کا غلام اور بکر کی باندی ہو دونون نے ان
دونون کو بعوض ہزار درم کے فروخت کیا تو جو کچھ وصول کرین اُسمین دونون شریک ہونگے کذا فی السراجیہ اور اگر
دونون مین سے ہر ایک نے اپنے مملوک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو پھر ایک نے کچھ وصول کیا تو دوسرا اُسمین مشارک
نہین ہوسکتا ہو یہ ظاہر الروایہ ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصون کو حکم کیا کہ دونون میرے
واسطے ایک باندی خریدین پس دونون نے اُسکے واسطے باندی خریدی اور اُسکا ثمن اپنے مال سے جو دونون مین مشترک
ہو ادا کیا یا اپنے اپنے علیحدہ مال سے ادا کیا تو جو کچھ موکل سے وصول کرین اُسمین کوئی دوسرے کا شریک نہوگا یہ محیط
مین ہو۔ اور اگر زید کا بکر پر ہزار درم قرضہ ہو پھر بکر کی طرف سے عمرو و خالد نے کفالت کی اور مال ادا کر دیا پھر ہر دو کفیل
مین سے ایک نے بکر سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُسمین مشارکت کا اختیار ہوگا بشرطیکہ دونون نے اپنے مال
مشترک سے ادا کیا ہو یہ خزانۃ المفتین وظہیریہ مین ہو اور اگر ہر دو کفیل مین سے ایک نے اپنے حصہ کے عوض مکفول عنہ
سے ایک کپڑا خریدا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اُس سے کپڑے کے دامون کا آدھا تاوان لے لیکن کپڑے مین شرکت کرنے
کی اسکو کوئی راہ نہین ہو ہان اگر دونون نے باہمی رضامندی سے کپڑے مین شرکت کرنے پر اتفاق کر لیا تو یہ جائز ہو
یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور اگر اُس نے اپنے حصہ کے عوض کوئی کپڑا نہ خریدا بلکہ مکفول عنہ سے اپنے حصہ کے
ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو اُسنے وصول کیا ہو اسکا مطالبہ کیا تو وصول کرنے

والے کو اختیار ہو چاہے اسکو نصف کپڑا دیدے اور چاہے اُسکے نصف حق کے مثل دیدے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں
میں سے ایک نے چاہا کہ میں جو کچھ قرضدار سے وصول کروں اسمیں دوسرے کو شرکت کا اختیار نہو تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ
قرضدار اسکو بقدر اُسکے حصہ کے مال ہبہ کرکے دیدے پھر یہ شخص اس قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردے
پس جو کچھ اُسنے بطریق ہبہ وصول کیا ہے اسمیں دوسرے شریک کو مشارکت کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان
میں ہے اور دوسرا طریق حیلہ کا اسطرح مذکور ہے کہ دو شخصوں کا ایک شخص پر ہزار درم قرضہ ہے اور ایک قرضخواہ نے چاہا کہ اپنا
حصہ اسطرح وصول کرے کہ اُسمیں دوسرے کو شرکت کا اختیار حاصل نہو تو شیخ نصیر نے فرمایا کہ قرضدار اسکو پانچ سو درم
ہبہ کرکے دیدے پھر وہ قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردے اور شیخ ابوبکر نے فرمایا کہ قرضدار کے ہاتھ ایک مٹھی
کشمش مثلاً بعوض اسقدر رقم کے کہ جتنا اُسکا اُسپر قرضہ ہے فروخت کرے اور کشمش اسکے قبضہ میں دیدے پھر جو کچھ
اُسکا حصہ اُسپر قرضہ ہے اُس سے قرضدار کو بری کردے پھر قرضدار مذکور سے اس کشمش کے دام کا مطالبہ کرے نہ قرضہ کا
کذا فی المحیط قال المترجم حیلہ اول اوسع و اسلم ہے کیونکہ بیع کی صورت میں اگر مشتری کو بائع نے اپنے حصہ قرضہ سے بری
کیا تو وہ قرضدار ہوگیا بخلاف ہبہ کے کہ اُس سے رجوع کرسکتا ہے لیکن اگر بیع بشرط الخیار للمشتری ہو تو نظر بحق قرضخواہ
تامل ہے لیکن نظر بتدین ہر دو یکساں ہیں فافہم۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو اپنے حصہ قرضہ سے بری کردیا یا اپنا
حصہ اسکو ہبہ کردیا تو جائز ہے اور اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو
سو درم ہبہ کردیے حالانکہ اُسپر دونوں کا مساوی مشترک قرضہ ہزار درم ہے پھر قرضہ میں سے کچھ وصول ہوا تو اُسمیں سے
دونوں بقدر اپنے اپنے قرضہ کے بانٹ لینگے یعنی وصول شدہ مقدار کے نو حصہ کرکے چار حصے بری کرنے والے
کو اور پانچ حصے دوسرے کو ملینگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ اسیطرح اگر کچھ قرضہ وصول کرلینے کے بعد
اور اسمیں تقسیم کرلینے کے قبل ایک نے اسطرح یعنی سو درم میں سے مثلاً اسکو بری کردیا تو بھی وصول شدہ کو بطور مذکورہ بالا تقسیم
کرینگے اور اگر تقسیم کرلینے کے بعد دونوں میں سے ایک نے قرضدار کو بری کیا ہے تو تقسیم مذکور پوری ہوگئی ہے وہ باقی رہیگی
نہیں ٹوٹے گی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت قرضدار کو تاخیر دیدی تو اسمیں اختلاف
ہے چنانچہ امام اعظم رح کے نزدیک اسکا تاخیر دینا نہیں روا ہے اور اسمیں اختلاف نہیں ہے کہ اُسکا تاخیر دینا اُسکے شریک کے حصہ
میں روا نہیں ہے یہ بدائع میں ہے قال المترجم پس صاحبین رح کے نزدیک اگر اُسنے اپنے حصہ میں تاخیر دی تو روا ہے اور اسی
پر متفرع ہوتا ہے کہ اگر اس شریک نے جس نے نہیں تاخیر دی ہے کچھ وصول کیا تو تاخیر دینے والے کو اُسمیں شرکت و
بٹائی کرنے کا اسوقت تک اختیار نہوگا کہ جبتک اُسکی میعاد آوے پھر جب اُسکے قرضہ کی بھی میعاد آئی تو شریک مذکور
سے بٹائی کرلیگا اگر وصول شدہ اُسکے پاس بعینہٖ قائم ہو اور اگر اُس نے تلف کردیا ہو تو بقدر اپنے حصہ کے اُس سے
تاوان لے لیگا یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر دوسرے نے کچھ وصول نہ کیا یہاں تک کہ تاخیر دینے والے کی مہلت بھی گذر گئی
اور میعاد آگئی تو جو حال قبل مہلت دینے کے تھا وہی اب پھر ہوجائیگا چنانچہ اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ اُس سے وصول
کیا تو دوسرا اسمیں شرکت کرلیگا یہ بدائع میں ہے۔ اگر قرضدار نے اس شریک کو جسنے اپنے حصہ میں تاخیر دیدی ہے سو درم بطور تعجیل
و پیشگی کردیے تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اُسمیں سے نصف اُس سے لے لے یعنی پچاس درم پھر جب دوسرے
شریک نے پچاس درم لے لیے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُس سے لے لیا گیا ہے اُسکا مثل قرضدار سے بوجہ قرار داد

تعجیل سو درم کے پھیرنے لے یعنی پچاس درم اُسکے حصہ سے جسنے تاخیر نہین دی ہو لے تاکہ سو درم ملکی ہو جاوین اسی
جہت سے کہ جسنے تاخیر نہین دی ہی جب اُسنے تاخیر دینے والے سے لیا تو اُسکے حصہ مین سے اُسکے مثل تاخیر دینے والے کے
واسطے ہو گیا کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر قرضدار نے تاخیر دینے والے کے واسطے اُسکے پورے حق کی تعجیل کر دی پھر جسنے تاخیر
نہین دی اُسنے اُسمین سے نصف لے لیا تو تاخیر دینے والے کو اختیار رہتا ہی کہ جسقدر اُس سے لیا گیا ہی اسقدر اپنے شریک
کے حصہ سے قرضدار سے لے لے پس ایسا ہی یہان بھی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جب اسکو وصول کیا تو وہ اور اُسکا شریک دونون
اسکو دس حصہ کر کے اسطرح تقسیم کرینگے کہ نو حصے اُسکا شریک لیگا اور ایک حصہ یہ لیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ دو شخصون کا
ایک شخص پر میعادی قرضہ ہی پھر قرضدار نے دونون مین سے ایک کا حصہ قبل میعاد آنے کے ادا کر دیا پس دونون شریکون
نے اسکو بانٹ لیا تو جو باقی رہا وہ دونون کے واسطے میعاد پر ملیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دو مردون کا قرضہ ایک عورت
پر ہی پھر دونون مین سے ایک نے اپنے حصہ کو مہر قرار دیکر اس عورت سے نکاح کر لیا تو اُسکا شریک اس شریک سے کچھ
نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر شریک مذکور نے عورت مذکورہ سے پانچسو درم
پر مطلقاً نکاح کیا یعنی یہ قید نہ لگائی کہ ان پانچسو درم پر جو میرے حصہ کے تجھپر قرضہ ہین تو اُسکے شریک کو اختیار ہوگا
کہ نکاح کرنے والے سے اُسکا نصف یعنی دو سو پچاس درم لے لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک
نے اپنے حصہ کے بدلے قرضدار سے کوئی چیز اجارہ پر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے
حصہ کے واپس لے اور یہ بالاجماع ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک قرضخواہ مین سے ایک پر قرضدار کا قرضہ ایسے
سبب سے واجب ہوا جو ان دونون کا اُسپر قرضہ واجب ہونے سے پہلے واقع ہوا ہی اور اس شریک کا قرضہ اُس قرضہ سے جو
قرضدار کا اس شریک پر پہلا واجب ہی قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ جس شریک کا حصہ قصاص
ہو گیا ہی اُس سے بقدر اپنے حصہ کے واپس لے اور اگر شریک پر قرضدار کا قرضہ ایسے سبب سے واجب ہوا جو ان
دونون کا اُسپر قرضہ واجب ہونے کے بعد واقع ہوا ہی اور پھر بطور مذکور قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک
کو اختیار ہوگا کہ اپنے شریک مذکور سے رجوع کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے اقرار کیا
کہ اس قرضدار کا مجھپر میرے حصہ قرضہ کے برابر قرضہ اسوقت کا ہی کہ جب ہم دونون کا قرضہ اسپر واجب نہوا تھا تو قرضدار مذکور
اُسکے حصہ سے بری ہو جائیگا اور اُسکا شریک بھی اسکی طرف رجوع نہین کر سکتا ہی۔ اور اسیطرح اگر ایک شریک نے قرضدار
پر ایسی کوئی جنایت کی جسکا ارش یعنی جرمانہ پانچسو درم ہی اور شریک کا حصہ قرضہ بھی پانچسو درم ہی پس قصاص مین ساقط
ہوا تو بھی اُسکے شریک کو اُس سے کچھ رجوع کرنے کا اختیار نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ لیکن بشر نے امام ابو یوسف رح سے روایت
کی ہی کہ اگر ہر دو شریک قرضخواہ مین سے ایک نے قرضدار کو عمداً موضحہ زخم پہونچایا پھر اُس سے اپنے حصہ قرضہ پر صلح کر لی تو
اُسپر اپنے شریک کے واسطے کچھ نہین لازم ہوگا اسواسطے کہ شریک مذکور کو کوئی ایسی چیز وصول نہین ہوئی جسمین مشارکت
ممکن ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور قدوری مین مذکور ہی کہ اگر ایک شریک نے قرضدار کا ایسا مال تلف کیا جسکی قیمت اُسکے حصہ
قرضہ کے مثل تھی پس باہم قصاص ہو گیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ اس شریک سے بقدر اپنے حصہ رسدی کے
لے لے اور منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شریک قرضخواہ نے قرضدار کی کوئی متاع تلف کر دی یا اُسکے
غلام کو قتل کیا یا اُسکے جانور کی کونچین کاٹ ڈالین پھر جو کچھ اُسپر تاوان واجب ہوا وہ اُسکے حصہ قرضہ مین قصاص ہو گیا

تو اُسکے شریک کو اختیار نہ ہوگا کہ اُس شریک سے اپنے حصہ رسدی کو لے لے کذا فی المحیط و قال المترجم و ہذا ہو الاظہر واللہ اعلم اور اگر شریک مذکور نے لیکر پھر جلادیٔ یا اُس سے غصب کر لی تو ایسی صورت مین بالاجماع دوسرے شریک کو اُس سے لے لینے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر بطریق خرید فاسد کے اُس سے خرید کر قبضہ کے بعد اُسکو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا یا آزاد کردیا یا اُسکے پاس مرگیا یا دونون مین سے ایک نے قرضدار سے اپنے حصہ کے عوض کچھ رہن لیا جو اُسکے پاس تلف ہوگیا تو ایسی صورت مین دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اس شریک کو وصول ہوا ہو اُسمین سے اپنے حصہ رسدی کی اُس سے ضمان لے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ضمان غصب مین غاصب کے پاس یا خرید فاسد مین مشتری کے پاس یا رہن کی صورت مین مرتہن کے پاس یعنی شریک قرضخواہ کے پاس غلام کی ایک آنکھ کسی آسمانی آفت سے جاتی رہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے مذکور ہی کہ اگر دونون قرضخواہ شریکون مین سے ایک نے قرضدار کا غلام عمداً قتل کیا اور اُسپر قصاص واجب ہوا پس قرضدار نے اس قاتل سے پانچسو درم یعنے اُتنی مقدار پر جسقدر اُسکا حصہ قرضہ ہی صلح کر لی تو یہ جائز ہی اور قرضدار مذکور اس قاتل کے حصہ قرضہ سے بری ہو جائیگا پس شریک دیگر کو جو قاتل نہین ہی اختیار ہوگا کہ قاتل سے شرکت کرکے اُس سے اس مقدار کا نصف یعنے دوسو پچاس درم لے لے یہ بدائع مین ہی منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے قرضدار کے لیے اُسکے قرضدار کی طرف سے کفالت کر لی تو اُسکا حصہ قرضہ اس کفالت مین قصاص ہو جائیگا اور اُسکے شریک دیگر کو بھی اُس سے شرکت کرنے کا اور ضمان لینے کا اختیار نہ ہوگا پھر اگر اس کفیل نے اپنے مکفول عنہ سے مال کفالت جو اُسکی طرف سے اُسکے حکم سے ادا کیا ہی وصول پایا تو بھی اُسکے شریک کو اُسکی طرف رجوع کرکے اُسمین مشارکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قرضدار نے ایک شریک کو اُسکے حصہ کے عوض کوئی کفیل دیدیا یا کسی پر اُترائی کرادی تو جو کچھ اس شریک کو کفیل سے یا اُترائی قبول کرنے والے سے وصول ہوگا اُسمین دوسرے شریک کو اُسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم قرضہ ہین پھر دونون مین سے ایک نے قرضدار سے ان پورے ہزار درمون سے سو درم پر صلح کر لی اور اُنکو وصول کرکے قبضہ کر لیا پھر شریک دیگر نے جو کچھ اُسنے کیا ہی سب کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی اور اُسکو سو درم کا نصف ملیگا اور اگر وصول کنندہ نے کہا کہ یہ درم تلف ہوگئے تو وہ امانت دار تھا کہ اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور قرضدار بھی بری ہوگیا اور اگر شریک دیگر نے فقط صلح کی اجازت دیدی اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ اُسنے کیا سب کی مین نے اجازت دیدی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قرضدار سے پچاس درم وصول کرے پھر قرضدار مذکور اس وصول کرنے والے سے پچاس درم واپس لے لیگا اور یہ اسوجہ سے ہی کہ صلح کی اجازت دینا قبضہ کرنے کی اجازت نہین ہی۔ اور اگر دو شخصون کا تیسرے شخص کے قبضہ مین غلام یا مکان ہی پس دونون مین سے ایک نے اُس سے اس مال سے سو درم پر صلح کر لی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر تیسرا شخص جسکے قبضہ مین غلام ہی وہ اقرار کرتا ہو کہ غلام ان دونون کی ملک ہی تو دوسرا شریک اس صلح کرنیوالے کے ساتھ سو درم مین شرکت نہ کریگا اور اگر وہ اُس سے منکر ہو تو شرکت کر سکتا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون صورتین یکسان ہین کہ دونون صورتون مین صلح کرنے والے کے ساتھ اس بدل صلح مین مشارکت نہین کر سکتا ہی الا اس صورت مین کہ غلام مذکور تلف ہوگیا ہو یہ ظہیریہ مین ہی منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ دو شخصون نے ایک شخص سے

ایک باندی خریدی اسطرح کہ ایک نے نصف باندی ہزار درم کو اور دوسرے نے نصف باقی باندی ہزار درم کو خریدی پھر دونون نے اُسمین عیب پاکر دونون نے اسکو واپس کیا پھر ایک نے اپنا ثمن جو اپنے حصہ کی بابت دیا تھا وصول کر لیا تو اُسمین اُسکا دوسرا ساتھی حصہ بٹائی نہین کر سکتا ہی خواہ ابتدا مین دونون نے ثمن کو ملا کر دیا ہو یا علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے دیا ہو اور اسی طرح اگر باندی مذکورہ کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہی کہ ایک نے جو اپنا حصہ وصول کیا ہی اُسمین دوسرا شرکت نہین کر سکتا ہی اور اگر وہ باندی آزادہ نکلی اور حال یہ ہی کہ ابتدا مین دونون نے ثمن ملا کر دیدیا تھا تو اس صورت مین جو کچھ وصول کرنے والے نے وصول کیا ہی اُسمین دوسرا شریک شرکت کر سکتا ہی - اور منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ زید نے اقرار کیا کہ عمرو و بکر ان دونون کا مجھپر قرضہ ہزار درم ایک باندی کا ثمن ہی جو مین نے ان دونون سے خریدی تھی لیس ان مین سے ایک نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور دوسرے نے کہا کہ تو نے یہ جھوٹ کہا بلکہ تو نے جن پانچسو درم کا اقرار کیا ہی یہ پانچ سو درم میرے تجھپر گیہون کے دام ہین جو تو نے مجھ سے خریدے تھے پھر قرضدار نے اسکو پانچ سو درم ادا کیے تو دوسرے کو یہ اختیار نہوگا کہ جو اُسنے وصول کیا ہی اُسمین شرکت کرلے اور قرضدار کا یہ قول کہ یہ مال دونون مین مشترک ہی تصدیق نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - دو شریکون کا تیسرے پر ہزار درم قرضہ ہی ان دونون مین سے ایک نے دوسرے شریک کے واسطے قرضدار کی طرف سے ضمانت کر لی تو ضمانت باطل ہی اور اگر اُسنے اُسی ضمانت پر دوسرے شریک کو ادا کر دیا تو اُسکو رجوع کرکے واپس لے لیگا اور اگر اُسنے اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمانت نہ کی ولیکن بغیر کفالت کے شریک کا حصہ شریک کو ادا کر دیا تو ادائی صحیح ہی اور جب ہر ایک شریک سے دوسرے کو ادا کرنا صحیح ہوا تو جو کچھ شریک دیگر نے ادا کرنے والے سے وصول پایا ہی اُسمین ادا کرنیوالا شرکت نہین کر سکتا ہی پھر اگر وہ قرضہ جو قرضدار پر تھا ڈوب گیا تو جو کچھ شریک نے اپنے شریک کی ادائی سے وصول کیا ہی اُسکی طرف اس ادا کرنے والے شریک کو کوئی راہ نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر قرضدار یا اجنبی نے ایک شریک کا حصہ اسکو ادا کیا اور دوسرے شریک نے اسمین بٹائی نہ کی بلکہ اُسی کے پاس مسلم رکھا پھر جو کچھ قرضدار پر رہا تھا وہ ڈوب گیا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ دوسرے نے جو وصول پایا ہی اُسکی طرف رجوع کرکے اسکے وصول کردہ مین سے حصہ بٹالے یہ ذخیرہ مین ہی - علی بن الجعد نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر قرضدار مر گیا اور دونون قرضخواہ دونون شریکون مین سے ایک اُسکا وارث ہی اور میت مذکور نے اسقدر مال نہین چھوڑا جس سے ادائے قرضہ کامل ہو سکے تو دونون اس مقدار متروکہ مین حصہ رسد شریک ہو جاوینگے یہ بدائع مین ہی - اور اگر تین شخصون کا مشترک قرضہ ایک شخص پر ہو پھر انمین سے دو قرضخواہ غائب ہو گئے اور تیسرا قرضخواہ حاضر آیا اور اُسنے قرضدار سے اپنا حصہ طلب کیا تو قرضدار اسکو دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ صغری مین ہی اگر دو آدمیون مین ایک اونٹ مشترک تھا پھر انمین سے ایک شریک دیہات سے کوئی چیز باجازت اپنے شریک کے لاد کر شہر کو لیچلا اور راہ مین یہ اونٹ گر پڑا پس شریک نے اسکو ذبح کر ڈالا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس اونٹ کی زندگی کی امید تھی تو ضامن ہوگا اور اگر امید زندگی نہ تھی تو ضامن نہوگا اور اگر شریک مذکور کے سوائے کسی اور نے ذبح کر ڈالا تو بہرحال ضامن ہوگا خواہ اُسکی زندگی کی امید ہو یا نہو اور یہی اصح ہی کذا فے محیط السرخسی اور اسی طرح اگر گائے یا بکری کے چرواہے نے گائے یا بکری کو ذبح کر ڈالا پس اگر اسکی زندگی کی امید نہ تھی تو استحسانًا ضامن نہ ہوگا اور اگر امید زندگی تھی تو ضامن ہوگا اور اگر سوائے چرواہے کے کسی اجنبی نے ذبح کی تو بہرحال ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہی جسمین سے

ایک کہین چلا گیا اور غائب ہو گیا تو دوسرے کو روا ہوگا کہ اُسکے حصہ مین بھی سکونت رکھے پس پورے دار مین سکونت رکھ سکتا ہی
اور اسیطرح اگر خادم یعنے غلام یا باندی دو شخصون مین مشترک ہو پھر دونون مین سے ایک غائب ہو گیا تو دوسرے کو اختیار
ہوگا کہ خادم سے حصہ شریک کی بھی خدمت لے کذا فی خزانۃ المفتین اور اسپر حصہ شریک کی بابت کوئی اجرت واجب
نہوگی اگرچہ مسئلہ مکان مین یہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو۔ اور اگر اراضی دونون مین مشترک ہو تو مفتی بہ قول
کے موافق جسکو پوری اراضی مین زراعت کا اختیار ہو بشرطیکہ اس زمین کے حق مین زراعت نافع ہو پھر جب اُسکا شریک آجائیگا
تو وہ بھی اتنی مدت تک اُسمین تنہا زراعت کرلیگا اور اگر زراعت سے اُسمین نقصان پہونچتا ہو یا خالی چھوڑ دینا اسکو نفع دیتا
ہو تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ تمام زمین مین (یعنی اگر چاہے) زراعت کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جانور مشترک کی صورت مین بغیر اجازت شریک
کے اُسپر سوار نہوگا اسواسطے کہ سواری کا ضرر بسبب اختلاف سوار کے مختلف ہوتا ہی ہان سوا سے سواری کے اور کام مثل ہل
جوتنے یا پانی دینے وغیرہ کے کام مین بلا اجازت استعمال کر سکتا ہی کیونکہ اسمین تفاوت نہین ہی چنانچہ عقد الفرائد مین مذکور
ہی۔ اور اگر ایک باندی دو شریکون مین مشترک ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ ایک روز ایک کی خدمت کرے اور دوسرے روز دوسرے
کی اور اگر دونون مین سے ایک کو اپنے شریک کی طرف سے یہ خوف ہوا کہ شاید یہ اسکو اپنے تصرف مین لاوے اور اُسنے
درخواست کی کہ کسی ثقہ آدمی کے پاس رکھی جاوے تو یہ درخواست قبول نہ کیجائیگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر چہار دیواری
کے اندر باغ انگور و اراضی دو آدمیون مین مشترک ہو جسمین سے ایک غائب ہی یا اراضی ایک بالغ و طفل یتیم کے درمیان
مشترک ہو تو وہ قاضی کے حضور مین مرافعہ کرے۔ اور اگر حاضر نے قاضی سے مرافعہ نہ کیا اور غائب کے حصہ زمین مین بھی
زراعت کرلی تو پیداوار اُسکے واسطے حلال ہوگی اور رہا باغ انگور پس جو حاضر ہی اسکی پرداخت کرے پھر جب پھل
تیار ہون تو انکو فروخت کرکے اسکے ثمن سے اپنا حصہ لے لے اور غائب کا حصہ ثمن رکھ چھوڑے لیکن جب غائب
حاضر آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے یہ ثمن لے لے اور چاہے اُس سے اپنے حصہ کی قیمت کی ضمان لے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
فتاوے مین مذکور ہی کہ اناج یا درم دو آدمیون مین مشترک تھے جسمین سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر ہی اسکو احتیاج
پیش آئی پس اُسنے اسمین سے اپنا حصہ لے لیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہو اور فقیہ
ابو اللیث رح نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی۔ اور کیلی و وزنی چیزون مین سے شریک کو اختیار ہی کہ دوسرے شریک
کی غیبت مین اپنا حصہ اُسمین سے نکال لے اور اسپر کچھ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ باقی سالم رہا اور اگر باقی تلف ہو گیا تو اسکی بربادی
دونون پر پڑیگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ ایک مکان دو شخصون کے درمیان مقبوض اس طرح ہی کہ ہر ایک کا حصہ جدا کیا ہوا یعنی تقسیم
کیا ہوا ہی اور انمین سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہی تو دونون مین سے کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے شریک کے
حصہ مین سکونت رکھے اور نہ اُسکو اجارہ پر بدون حکم قاضی دے سکتا ہی ہان قاضی اگر دیکھے کہ درصورتیکہ اسمین کوئی نرہیگا
یہ خراب ہو جائیگا تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اُجرت اسکے مالک غائب کے واسطے رکھ چھوڑے یہ خزانۃ المفتین مین ہی
ایک مکان دو بھائیون اور انکی دو بہنون کے درمیان مشترک ہی اور بھائیون کی جورو ین اور بہنون کے شوہر موجود ہین
تو بھائیون کو اختیار ہی کہ اگر بہنون کے شوہر انکی جورو ین کے ایسے قرابتی رشتہ دار نہون جنکے ساتھ انکی جورو ان کا نکاح ناجائز
ہی تو انکو اندر آنے سے منع کرین۔ اور اگر ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہی جسمین وہ دونون رہتے ہین تو دونون مین سے
کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کو اُسکی چھت پر چڑھنے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ تصرف اُسکا ایسی چیز مین ہی جسمین

یعنی واجب نہوگا ۱۲

اسکا حق ہو یہ قنیہ مین ہو۔ ایک کوچہ غیر نافذہ دس آدمیون مین مشترک ہو جسمین سے ہر ایک کا اس کوچہ مین مکان ہو مگر انمین سے ایک کا مکان دوسرے کوچہ مین ہو جسکا راستہ اس کوچہ مین نہین ہو تو اسکو یہ اختیار نہین ہو کہ اس کوچہ مین اپنے مکان کا دروازہ پھوڑے چنانچہ شیخ ابو القاسم و شیخ ابو جعفر و فقیہ ابو اللیث رحمہم اللہ نے اسی پر فتوے دیا اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے غیاثیہ مین ہو۔ ایک حوض دو آدمیون مین مشترک ہو ایک نے اسکی عمارت مین خرچ کیا تو وہ مفت لیلاہ احسان خرچ کرنیوالا نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر غلام مشترک کو ایک شریک نے نفقہ دیا یا باغ انگور مشترک کا خراج ایک ہی نے ادا کیا تو مفت احسان کرنے والا ہوگا یہ سراجیہ مین ہو۔ ایک مکان دو شخصون مین مشترک ہو جسمین سے ایک غائب ہو اور دوسرے نے اسکو کرایہ پر دیدیا اور کرایہ وصول کیا تو جو غائب ہو وہ حاضر ہوکر مختار ہو کہ اسمین اسکے ساتھ حصہ بٹائی کرلے یہ قنیہ مین ہو شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ ایک زمین چند لوگون کے درمیان مشترک غیر مقسوم ہو پس بعض نے اسکا ہنی مین تھوڑی زمین مین اپنے بیجون سے زراعت کی اور اسکو ایسے پانی سے سینچا جو ان سب مین مشترک ہو اور چند سال تک بدون اجازت اپنے شریکون کے زمین کا استراک کیا تو فرمایا کہ اگر مہایات کے بعد اسکو اپنے حصہ مین اسی قدر حاصل ہوئی ہو اور قبل اسکے یہ سب شریک باری باری کی مہایات کرتے ہون تو اسپر کچھ ضمان نہ ہوگی اور مشترک مین اسکے شریکون کو استحقاق شرکت بھی حاصل نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور جو راہن پر واجب ہوا اگر اسکو مرتہن نے بدون اجازت راہن کے ادا کردیا تو متطوع ہوگا یعنی مفت احسان کرنے والا ہوگا اور اسی طرح جو مرتہن پر واجب ہوا اگر راہن نے اسکو اسطرح ادا کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دونون مین سے کسی نے جو دوسرے پر واجب ہوا ہو دوسرے کی اجازت سے یا قاضی کے حکم سے ادا کیا تو اس سے واپس لے سکتا ہو۔ اور امام ابو یوسف و امام اعظم سے روایت ہو کہ اگر راہن غائب ہو اور مرتہن نے قاضی کے حکم سے خرچ کیا تو راہن سے یہ خرچ واپس لیگا اور اگر راہن حاضر ہو تو واپس نہین لے سکتا ہو۔ مگر فتوے اسپر ہو کہ اگر راہن حاضر ہوا اور اس نے خرچ دینے سے انکار کیا پھر قاضی نے مرتہن کو خرچ کرنے کا حکم دیا پس اسنے خرچ کیا تو راہن سے واپس لے سکتا ہو اور شرکت کے مسائل اسی قیاس پر ہونے چاہئیے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ امام محمد رح نے جامع مین بیان فرمایا کہ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم ہین اسنے تیسرے دو بیٹے دو شخصون کو حکم دیا کہ میری طرف سے قرضخواہ کو ہزار درم اسکا قرضہ جو مجھپر ہو ادا کردو پس دونون نے ادا کیے پھر انمین سے ایک نے حکم دہندہ سے پانسو درم وصول کیے پس اگر دونون نے اسکو اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ وصول کرنے والے سے شرکت کرکے حصہ بانٹ لے اور اگر دونون نے مشترک مال سے ادا نہ کیا ہو باین طور کہ ہر ایک نے جو کچھ دیا ہو وہ حقیقت مین الگ اپنا ذاتی مال لایا تھا مگر ادا اسطور سے کیا کہ دونون نے ساتھ ہی ادا کردیا تو ایسی صورت مین جو ایک نے وصول پایا ہو اسمین دوسرا شرکت نہین کرسکتا ہو کذا فے المحیط اور اسی طرح اگر دونون نے ایک ہی صفقہ مین ایک نے اپنا غلام دوسرے نے اپنی باندی کسی کے ہاتھ فروخت کیے یا دونون نے اجارہ پر دیے تو بھی جو کچھ وصول ایک کریگا اسمین دوسرا شرکت کرسکتا ہو یہ کافی مین ہو اور نیز جامع مین مذکور ہو کہ اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اس نے اپنا غلام بعوض دو ہزار درم کے مکاتب کیا ہو کہ ایک سال مین یہ مال کتابت ادا کرے اور غلام کی قیمت ہزار درم ہو پھر دونون گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو مولے کو اختیار ہو چاہے ہر دو گواہ سے غلام کی قیمت ہزار درم فی الحال لے لے اور چاہے مکاتب سے بدل کتابت لینا

اختیار کرے کہ وہ ایک سال کی مدت پر دو ہزار درم اُس سے لے لیگا پھر اگر اُسنے گواہون سے ہزار درم فی الحال لے لیے تو ہر دو گواہ مذکور بجاے مولے کے بدل کتابت کی ملک مین قائم ہونگے یعنے دو ہزار درم بدل کتابت دونون گواہون کی ملک بجاے مولی کے ہو جائینگے پھر دونون نے مکاتب سے دو ہزار درم وصول کیے تو انمین سے ایک ہزار درم انکو حلال ہین اور باقی ہزار درم صدقہ کردین اور مکاتب آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ولا اُسکے مولی کے واسطے ہوگی پھر اگر مکاتب نے ہزار درم ان دونون گواہون مین سے ایک گواہ کو دیے تو آزاد نہ ہوگا اور جو کچھ اُس نے وصول کیا ہی اُسمین دوسرے گواہ کو شرکت کرنے کا کبھی اختیار نہ ہوگا خواہ جو مال قیمت گواہون نے مولی کو ادا کیا ہی وہ اپنے مشترک مال سے ادا کیا ہو یا غیر مشترک سے دیا ہوا اور یہی حکم بیع کا بھی ہی چنانچہ اگر دو گواہون نے زید پر یہ گواہی دی کہ اسنے غلام اس بکر کے ہاتھ دو ہزار درم کو بوعدہ ایک سال کے فروخت کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم ہی اور بکر اُسکا مدعی ہی اور زید منکر ہی پس گواہون کی گواہی پر حکم دیدیا گیا پھر دونون گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مولی یعنے زید کو اختیار ہی چاہے مشتری سے ایک سال کی مدت پر دو ہزار درم اُسکا ثمن لینا اختیار کرے اور چاہے گواہون سے اُسکی قیمت ایک ہزار درم فی الحال لے لیں اگر زید نے گواہون سے ضمان لینا اختیار کیا تو دونون گواہ بجاے زید کے ملک ثمن مین نہ ملک غلام مین قائم ہونگے پس ان دو ہزار درم ثمن مین سے انکو ایک ہزار درم حلال ہونگے اور باقی ہزار درم صدقہ کردین پھر اگر انمین سے ایک گواہ نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُسکے ساتھ شرکت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر مکاتب مذکور ادا سے کتابت سے عاجز ہو گیا اور کتابت فسخ ہو گئی یا بیع فسخ ہو گئی تو جو کچھ مولا سے غلام نے گواہون سے بطور ضمان وصول کیا ہی وہ انکو واپس دیگا اور جو کچھ اُنھون نے مکاتب سے وصول کیا ہی اسکو مولی ان سے واپس لے لیگا یا مشتری اُنسے جو ثمن اُنھون نے وصول کیا ہی واپس لیگا یہ کافی مین ہی۔ دو شخصون مین ایک باندی مشترک تھی جسکو کسی غاصب نے غصب کرکے زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور زید نے اسکو ام ولد بنایا یعنی اُس سے بچہ پیدا ہوا پھر نالش ہونے پر قاضی نے دونون مالکون کے واسطے باندی و اسکے عقر و بچہ کی قیمت کا حکم دیدیا تو دونون مالکون مین سے ایک جو کچھ وصول کریگا اُسمین دوسرے کو شرکت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر دونون مین ہر ایک کے واسطے الگ الگ حکم حاصل ہوا تو قیمت باندی و عقر مین دونون ایک دوسرے کی شرکت کر سکتے ہین اور بچہ کی قیمت مین نہین کر سکتے ہین چنانچہ اگر دونون مین سے ایک نے بچہ کی قیمت مین سے اپنا حصہ وصول کیا تو دوسرا اُسمین شرکت و بٹائی نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بائع یعنی غاصب سے تاوان لینا اختیار کیا اور دوسرے نے مشتری سے ضمان لینی پسند کی تو ایک کے کچھ وصول کیے ہوئے مین دوسرا شرکت نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر ایک کے واسطے بچہ کی نصف قیمت کا حکم دیا گیا پھر یہ بچہ مر گیا پھر دوسرا شریک حاضر ہوا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر مشتری کے پاس باندی مر گئی تو مولی کو اختیار ہی چاہے بائع سے باندی کی قیمت تاوان لے اور چاہے مشتری سے لے اور ہر دو صورت مین اسکو اختیار ہوگا کہ مشتری سے عقر کی اور بچہ کی قیمت کی ضمان لے۔ اور اسی طرح اگر دونون نے کسی سے ایک مکان خریدا اور اُسمین کچھ عمارت بنائی پھر کسی نے اُس مکان کو اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا پھر دونون کے واسطے بائع پر عمارت مذکورہ کی قیمت کا حکم دیا گیا تو جو کچھ ایک وصول کریگا اُسمین دوسرا شرکت کر سکتا ہی۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ حکم دیا گیا تو ایک کے ساتھ دوسرا اُسمین شرکت نہین کر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور امام محمدؒ

نے جامع مین فرمایا کہ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام جسکی قیمت ہزار درم ہی غصب کر لیا پھر اُسکی قیمت دو ہزار درم
ہو گئی پھر ایک اور شخص نے آکر ان دونون سے یہ غلام غصب کر لیا پھر دوسرے غاصب کے پاس مر گیا پھر اس غلام کا
مولی حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے ہر دو غاصب اول سے اُسکی قیمت ایک ہزار درم تاوان لے اور چاہے
دوسرے غاصب سے دو ہزار درم تاوان لے پھر اگر اُسنے اولین سے تاوان لینا اختیار کیا تو دونون دوسرے غاصب
سے دو ہزار درم لے لینگے مگر اُنمین سے ایک ہزار درم انکو حلال ہین اور باقی ایک ہزار درم صدقہ کر دین اور اگر ان دونون
مین سے ایک نے دوسرے غاصب سے ہزار درم وصول کیے تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اسمین اُسکے ساتھ شرکت کرے
اور نیز جامع مین مذکور ہی کہ دو شخصون نے ایک شخص سے ایک غلام غصب کیا پھر اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری
کے پاس یہ غلام مر گیا تو مولے کو اختیار ہوگا چاہے دونون غاصبون سے اُسکی ضمان لے اور چاہے مشتری سے
تاوان لے پھر اگر اُس نے دونون غاصبون سے ضمان لی تو انکی بیع تمام ہو گئی اور جو ثمن مشتری سے ملیگا وہ ان دونون
کا ہوگا پھر اگر دونون مین سے ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو اُنمین مشارکت کا اختیار ہوگا۔ اور اگر مولے
نے ہر دو غاصبون مین سے ایک کو پا کر اُس سے نصف قیمت تاوان لے لی تو اُسکے حصہ کی بیع تمام ہو جائیگی اور اُسکے واسطے
نصف ثمن واجب ہوگا پھر اُس غاصب نے جس نے نصف قیمت تاوان ادا کی ہی مشتری سے کچھ ثمن وصول نہ کیا یہانتک
کہ مالک نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتی کہ اُسکے حصہ کی بیع بھی نافذ ہو گئی پھر ان دونون
غاصبون مین سے ایک نے مشتری سے اپنا حصہ ثمن وصول کیا تو دوسرے کو اُنمین مشارکت کا اختیار ہوگا - اور اگر
اُس غاصب نے جس سے مولاے غلام نے پہلے نصف قیمت تاوان لے لی ہی مشتری سے اپنا حصہ ثمن وصول کیا
پھر مالک غلام نے دوسرے غاصب سے بھی نصف قیمت تاوان لے لی حتی کہ اُسکے حصہ کی بیع بھی نافذ ہو گئی پھر دوسرے
نے یہ چاہا کہ اول نے جو کچھ وصول کیا ہی اُسمین شرکت کر لے تو اسکو یہ اختیار نہوگا پھر جب دوسرے کو اول کے مقبوضہ مین شرکت
کا اختیار نہ ہوا تو دوسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ مشتری کا دامنگیر ہو کر اپنا حصہ ثمن وصول کر لے پھر جب دونون نے بطریق مذکورہ
بالا اپنا اپنا حصہ ثمن مشتری سے وصول کیا پھر اول نے جو وصول کیا ہی اسکو رصاص یا ستوق پایا تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے
اپنے حصہ ثمن کے واسطے مشتری کا دامنگیر ہو اور چاہے دوسرے نے جو وصول کیا ہی اُسمین شرکت کرے پھر باقی کے واسطے
دونون مشتری مذکور کے دامنگیر ہونگے اور اگر اول نے جو وصول کیا ہی اُسکو نبہرہ یا زیوف پایا اور مشتری کو واپس دیا تو اُسکو اختیار
نہ ہوگا کہ جو دوسرے نے وصول کیا ہی اُسمین شرکت کرے بلکہ مشتری سے لیگا - اور اگر دوسرے نے جو وصول کیا ہی اُسکو
رصاص یا ستوقہ یا زیوف پا کر مشتری کو واپس دیا تو اسکو اول کے مقبوضہ مین شرکت کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مکاتب نے
کسی کو خطا سے قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہین پس ایک نے اسکو قاضی کے پاس پیش کیا اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے
مکاتب قاتل پر پورے خون کا تاوان یعنی قیمت کا حکم دیدیا کہ اس قاتل کی قیمت اس مقتول کے دونون ولی لے لین تو جو ولی
غائب ہی وہ حاضر کے مقبوضہ مین شرکت کر لیگا اور اگر قاضی نے حاضر کے واسطے نصف قیمت کا حکم دیا اور اُسنے قاتل سے
نصف قیمت وصول کر لی تو اُسمین دوسرا شریک نہوگا - اور اگر مقتول دو ہون تو ہر دو ولی مین سے جو کچھ ایک نے وصول کیا
اُسمین دوسرا شریک نہوگا خواہ حکم قضا دونون کے واسطے ساتھ ہی واقع ہوا ہو یا جدا جدا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر
قتل کرنیوالا مدبر ہو تو ہر دو نون ولی اُسکی قیمت مین سے ایک کے وصول کردہ مین شریک ہونگے خواہ حکم قضا دونون کیواسطے

معاً واقع ہوا ہو یا آگے پیچھے اور اگر قتل کرنے والا غلام ہو اور مقتول کے دو ولی ہون اور مولاے غلام نے یہ اختیار کیا کہ
ایک کو نصف غلام دیدے یا ہر دو ولی مین سے ایک کو اُسکا حصہ قیمت فدیہ غلام مین دیا تو یہی دوسرے کے حق مین بھی
اختیار کرنا ہو جائیگا اور ہر دو اس ایک کے مقبوضہ مین شریک ہونگے۔ اور اگر اُسنے دو آدمیون کو قتل کیا پس مولی نے
ایک کے ولی کو نصف غلام دیا یا اُسکے نصف کا فدیہ دیا تو دوسرا اُسمین شریک نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے عمداً ایک شخص کو قتل کیا اور
مقتول کے دو ولی ہین پس مولے نے ان دونون مین سے ایک کے ساتھ ہزار درم پر صلح کر لی تو اُسمین دوسرا شریک ہوگا
اسواسطے کہ اصل مین دونون کا حق قصاص ہی اور اس قصاص کی تحویل ہزار درم کی طرف بسبب صلح کے ہوگئی اور یہ مختلف
ہی حتی کہ اگر دونون کا اتفاق ہو کہ دونون مولاے قاتل سے صلح کرین تو مقبوضہ صلح مین دونون شریک ہو سکتے ہین یہ کافی
مین ہی۔ اگر ایک غلام مشترک دو آدمیون کے درمیان ہو اور اسکو دونون مین سے ایک نے دوسرے سے غصب کر لیا
اور کسی مشتری کے ہاتھ اُسکو ہزار درم کو فروخت کر دیا تو اُسکے حصہ کی بیع جائز ہوگی اور اگر ہنوز اُسنے ثمن وصول
نہ کیا ہو یہان تک کہ دوسرے شریک نے اُسکی بیع کی اجازت دیدی تو بائع کو روا ہوگا کہ مشتری سے تمام ثمن وصول
کرنے پھر اگر مشتری سے تھوڑا ثمن وصول کیا تو دونون مین مشترک ہوگا حتی کہ اگر تلف ہوگیا تو دونون کا مال گیا بخلاف
اسکے اگر ہر دو شریک مین سے ایک نے قرضہ مشترک مین سے اپنا حصہ وصول کیا تو اُسکا اسکے حصہ پر قبضہ کرنا صحیح ہوگا حتی
کہ اگر دوسرے کی اسمین شرکت کرنے سے پہلے وہ قابض کے پاس تلف ہوا تو قابض کا مال گیا یہ محیط مین منتقی سے
منقول ہی۔ اور اگر زید و عمرو کے مشترک غلام مین سے دونون مین سے ایک کا مثلاً زید کا حصہ خالد نے غصب کر لیا اور
دوسرے شریک کے ساتھ دونون نے اسکو ایک ہی صفقہ مین فروخت کیا پھر زید نے بیع کی اجازت دیدی تو دونون مین
سے جو کچھ ایک وصول کرے اُسمین دوسرا اُسکے ساتھ شریک ہو سکتا ہی اور اگر عمرو کے اپنا حصہ وصول کر لینے کے بعد زید
نے اجازت دی تو عمرو کے مقبوضہ مین شرکت نہین کر سکتا ہی یہ کافی مین ہی اور اسی طرح اگر دو شخصون نے ایک غلام کو اس
شرط پر فروخت کیا کہ دونون کو تین روز تک اختیار ہی پھر دونون مین سے ایک نے بیع کی اجازت دیدی پھر دوسرے
نے اجازت دیدی پھر دونون مین سے ایک نے ثمن مین سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اسمین اُسکا شریک ہوگا اور اگر
جس نے پہلے اجازت دی ہی اپنا حصہ وصول کر لیا پھر دوسرے نے بیع کی اجازت دی تو اول کے مقبوضہ مین شرکت نہین
کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ نوازل مین مذکور ہی کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا ایک نے دوسرے کو مال دیا کہ اس سے
کام کرے برین شرط کہ نفع دونون کے درمیان مساوی ہوگا اور کہا کہ مین اسپر راضی نہین ہون کہ تو میرے سوا سے
دوسرے کی شرکت مین کام کرے پھر اگر تو نے میرے سواے دوسرے کی شرکت مین کام کیا تو مین تجھ سے حصہ چاہتا ہون
پس دونون اس امر پر رضامند ہوگئے پھر جسکو مال دیا ہی اُسنے کسی دوسرے کو مضاربت پر دیا اور مضارب نے نفع کمایا تو شیخ نے
فرمایا کہ رب المال کو پہنچے جتنے اوگا مال دیا ہی اسکو ہوا سے اپنے مال کے اور مال سے جو دوم نے اپنے مضارب کو دیا ہو
کچھ نفع نہ ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر وارثون مین سے ایک نے ترکہ مشترکہ مین تصرف کیا اور نفع کمایا تو تمام نفع
اسی تصرف کرنے والے کا ہوگا یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی اور اگر دو شریک مفاوضت مین سے ایک نے ایک شخص کو ہزار درم
کے عوض ایک غلام خرید لینے کا وکیل کیا اور اسکو ثمن نہین دیا ہی پھر دونون نے عقد مفاوضت کو توڑ دیا اور ہر ایک نے
اسمین سے اور ایک ایک آدمی سے مفاوضت کر لی پھر وکیل مذکور نے ایک غلام خریدا در حالیکہ وکیل مذکور کو دونون کی

مفاوضت کا حال معلوم ہی یا نہین معلوم ہی تو یہ خرید خاصۃً اُسکے موکل کے واسطے ہو گی اور پہلے شریک کے واسطے اُسمین سے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ شریک اول کی توکیل اس وکیل پر بسبب مفاوضت کے ضمناً ثابت ہوئی تھی پس جب متضمن یعنی مفاوضت باطل ہوئی تو جو اُس سے ضمناً ثابت ہوئی تھی یعنی توکیل وہ بھی بلا شرط آگاہی باطل ہوگئی اسلیے کہ یہ عزل حکمی ہی اور موکل کا اب جو شریک ہی یعنی مفاوض دوم اُسکے واسطے بھی اُسمین سے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ موکل مذکور کے واسطے اس خریدی چیز یعنی غلام مین جو ملک ثابت ہوئی ہی وہ مفاوضت سے پہلے ایک سبب یعنی توکیل سے ثابت ہوئی ہی چنانچہ اگر یہ توکیل نہوئی تو موکل مذکور کی ملک اس غلام مین ثابت نہ ہوتی اور یہ قاعدہ ہی کہ ہر دو شریک مین سے جب ایک کے واسطے کسی چیز کی ملک ایسے سبب سے ثابت ہو جو شرکت سے پہلے واقع ہوا ہی تو دوسرا شریک اُسمین اُسکا شریک نہوگا جیسے اگر کوئی غلام بائع کے واسطے خیار کی شرط دیکر خرید اپھر مشتری نے کسی سے مفاوضت کرلی پھر بائع نے اپنا خیار ساقط کردیا تو شریک کے واسطے اس غلام مین شرکت ثابت نہو گی ولیکن وکیل کو اختیار ہوگا چاہے مال ثمن کے واسطے اپنے موکل کی طرف رجوع کرے اور چاہے اُسکے شریک سے رجوع کرے پھر شریک اُسکے موکل مذکور سے لے لیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اس مسئلہ مین اگر موکل نے وکیل کو ایک کر گیہون دیے اور کہا کہ اسکے عوض میرے واسطے ایک غلام خریدے اور باقی مسئلہ موافق مذکورہ بالا ہی پھر وکیل نے اُس کر کے مثل کے عوض خریدا تو قیاساً وکیل مذکور خلاف کرنے والا ہوا اور استحساناً مخالف نہوگا پھر اگر وکیل نے دونون کے مفاوضت توڑ لینے سے آگاہ ہو کر خریدا ہی تو یہ اور اول دونون یکسان ہین اور اگر نجانتا تھا تو غلام مذکور اُسکے موکل اور موکل کے شریک اول کے درمیان مشترک ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور نوازل مین ہی کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو آدمیون نے باہم شرکت کی پس ایک نے کام کیا اور دوسرا غائب ہوگیا پھر وہ حاضر آیا تو حاضر نے اسکا حصہ اُسکو دیا پھر حاضر غائب ہوگیا اور غائب نے جو حاضر ہی کام کیا اور نفع کمایا اور غائب ہو جانیوالے کو نفع مین سے اُسکا حصہ دینے سے انکار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر دونون کی شرکت بطور صحیح واقع ہوئی اور باہم دونون کے کام کرنے کی شرط کرلی تھی کہ اکٹھا یا متفرق کام کرین تو جو نفع ان دونون کی تجارت سے حاصل ہو خواہ دونون کے اکٹھا کام کرنے سے یا متفرق کام کرنے سے وہ سب دونون مین موافق باہمی شرط کے مشترک ہوگا اور نیز شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصون نے باہم شرکت کی اس شرط پر کہ دونون خریدین اور دونون فروخت کرین اور نفع دونون مین آدھا آدھا نصف ہوگا اور ہر ایک کے واسطے ایسے درم ہین جو اس تجارت سے علاوہ ہین پھر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ ہم مال تقسیم کرینگے اور شرکت توڑینگے اسواسطے کہ مجھے اسمین کچھ منفعت نہین ہی پھر اُسنے متاع کا بٹوارہ کرلیا پھر دونون مین سے ایک نے اپنا حصہ پورا دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا اور کچھ درم وصول کرکے اور کام شروع کردیا اور دونون نے باہم یہ نہ کہا کہ ہم دونون الگ ہوگئے تو شیخ نے فرمایا کہ پہلا کلمہ کہ ہم شرکت کو قطع کرینگے اس پچھلی بیع کے ساتھ قطع شرکت ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی- دو شخصون نے کپڑے کے سوت مین اسطرح شرکت کی کہ ایک کا تانا اور دوسرے کا بانا ہو پس دونون نے کپڑا بنا تو یہ کپڑا دونون مین بحساب قیمت تانے و بانے کے مشترک ہوگا یہ محیط مین ہی اور شیخ خجندی نے فرمایا کہ باپ کو اور وصی کو روا ہی کہ طفل صغیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ شرکت مین لاوین اور اگر صغیر کا راس المال بہ نسبت اسکے راس المال کے زائد ہو اور نفع مین مساوات وغیرہ شرط کی پس اگر گواہ کرلیے تو نفع دونون مین موافق شرط کے ہوگا اور اگر گواہ نہ کرلیے ہون تو نفع مشروط فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ باپ یا وصی کو حلال ہوگا ولیکن قاضی اسکے قول کی تصدیق نکریگا بلکہ نفع کو بمقدار راس المال قرار دیگا یہ سراج وہاج مین ہی منتقی مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر

مفاوض نے کسی کو ہبہ کیا تو جائز نہیں ہی اور اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ موہوب لہ سے نصف مال ہبہ واپس لے لے پھر جب
لے لیا تو یہ دونون شریکون مین نصفا نصف ہوگا اور جو باقی رہگیا ہی اُسکا ہبہ بھی ٹوٹ جائیگا اور دونون کی طرف نصفا نصف
واپس آویگا اور بھی منتقی مین مذکور ہی کہ اگر دو شریک عنان مین سے ایک خرید فروخت کیا کرتا تھا پس اُسنے کچھ قرضہ کرلیا پھر دوسرے
نے شرکت کو توڑ کر نصف متاع وصول کر لینی چاہی اور کہا کہ جب تجھ سے قرضہ لیا جاوے تب تو مجھسے واپس لینا تو اُسکو
یہ اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی - ایک نے باغ انگور کے پھل خریدے پھر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اسمین تہائی
کا شریک کیا پس اگر پھلون کے ادراک سے پہلے ایسا کیا تو یہ فاسد ہی یہ قنیہ مین ہی - اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو مجھے
ہزار درم قرضہ دے کہ مین اُس سے تجارت کرونگا اور نفع میرے تیرے درمیان شرکت[1] مشترک ہوگا پس عمرو نے اُسکو ہزار درم
قرضہ دیے اور زید نے تجارت کر کے نفع کمایا تو تمام نفع زید کا ہوگا اور عمرو کے واسطے اسمین کچھ شرکت نہوگی یہ ذخیرہ
مین ہی - شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو سے سو دینار قرض لیے پھر قبضہ کر کے عمرو کو دیدیے پھر عمرو نے
سو دینار اور نکالے اور دونون مالون کو خلط کر دیا پھر زید سے کہا کہ یہ مال لیجا اور اُس سے شرکت پر تجارت کر پس زید نے
ایسا ہی کیا اور نفع اُٹھایا تو شیخ نے فرمایا کہ یہ مختل و ناقص ہی شرط زائد ہونا ضرور ہی تاکہ شرکت صحیح ہووے - اور نیز شیخ
سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کے پاس گیہون ودیعت رکھے اور کہا کہ یہ گیہون تو اپنے گیہون مین ملادے پھر انکو گھڑے
مین بھر دے پس عمرو نے ایسا کیا اور دفن کر دیا پھر اُسمین سے دو تہائی چوری گئے پھر زید آیا اور عمرو نے اُسکو بقیہ گیہون دیدیے
پھر اسکے بعد عمرو نے دعوی کیا کہ اس گیہون مین سے مجھے میرا حصہ دیدے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ دعوی کر سکتا ہی اسواسطے
کہ جب زید کے حکم سے اُسنے خلط کیے پھر وہ چوری گئے تو جسقدر چوری گئے ہین وہ دونون کے حصون سے شرکت
پر گئے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر دو شخصون کے درمیان ایک من گیہون مشترک ہون اور ایک من جو مشترک ہون اور دونون
مین سے کسی نے دوسرے کو اُسکے بیچ کی اجازت دی پھر دونون مین سے ایک نے ایک جانور مستعار لیا تاکہ اُسپر
گیہون لادلیجاوے پھر [illegible] اُسکے حکم کے دوسرے نے اُسپر جو لادے تو یہ لادنے والا اُس جانور کا اور اپنے شریک کے
حصہ شعیر کا ضامن ہوگا [illegible] ایسا نہین ہی جیسے شریک عنان یا شریک مفاوض مین مذکور ہوا ہی یہ مبسوط مین ہی - اور
فتاوی مین مذکور ہی [illegible] دریافت کیا گیا کہ دو شریکون مین سے ایک مجنون ہوگیا اور دوسرے نے مال سے تجارت
کر کے نفع اُٹھایا یا گھٹی پائی تو فرمایا کہ شرکت دونون مین قائم ہی یہانتک کہ جنون کا مطبق ہونا اُسپر ثابت ہووے پھر جب
یہ حکم اُسپر دیا گیا تو دونون سے شرکت فسخ ہو جائیگی پھر جب اسکے بعد اُسنے مال سے کام کیا تو پورا نفع کام کرنے والے کا
اور سب گھٹی اسی پر ہوگی اور یہ مثل مال مجنون کے غصب کرنے کے ہی پس شریک مذکور کو اپنے حصہ مال کا نفع حلال ہوگا
اور مال مجنون کے حصہ کا نفع اسکو حلال نہ ہوگا پس اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط مین ہی - اور شریک کے قبضہ مین جو اُسکے
شریک کا مال ہو اُسپر اسکا قبضہ امانت کا قبضہ ہوگا پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے شریک کو دیا ہی اور شریک نے
انکار کیا تو قسم لیجائیگی اور رب المال و مضارب دونون کا بھی یہی حال ہی یہ بزازیہ مین ہی - اور اگر شریک قابض نے اپنے
شریک کی موت کے بعد دعوی کیا کہ مین نے اسکو دیدیا ہی تو بحر الرائق مین فرمایا کہ ولوالجیہ کی کتاب الوکالت سے ظاہر ہوتا ہی
کہ اسمین بھی وہی حکم ہی - اور فرمایا کہ دو صورتین واقع ہوئین اول یہ کہ شریک نے دوسرے کو اُدھار فروخت کرنے سے
منع کیا تھا مگر شریک نے اُدھار فروخت کیا تو مین نے اسکے جواب مین کہا کہ بائع کے حصہ کی بیع نافذ ہوئی اور

حصہ شریک کی بیع موقوف ہے پس اگر اُس نے بھی اجازت دی تو نفع دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دوم یہ کہ شریک نے دوسرے شریک کو مال باہر لیجانے سے منع کیا تھا پھر وہ لے گیا اور نفع کما لایا تو ہمیں نے جواب دیا کہ وہ حصہ شریک کا بسبب باہر نکال لیجانے کے غاصب ہو الیس چاہیے کہ نفع مذکور دونوں میں موافق شرط کے مشترک نہو انتہی اور اُسکا مقتضا فساد شرکت ہے اور اسکو بھی قبضہ شریک کی امانت ہونے پر تفریع کیا ہے یہ فتاوے قاری الہدایہ میں ہے۔ اور شیخ سے سوال کیا گیا کہ اپنے شریک سے یا مضارب سے جو اُس نے فروخت کیا اور صرف کیا ہے اُسکا حساب مانگا اُس نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم ہے پس آیا محاسبہ مذکور اُسپر لازم کیا جائیگا تو فرمایا کہ مقدار نفع و نقصان میں قسم کے ساتھ شریک یا مضارب کا قول قبول ہوگا اور اُسپر یہ لازم نہ کیا جائیگا کہ تمام مفصل ذکر کرے اور ضائع ہونے اور شریک کو واپس دینے میں بھی اُسکا قول قبول ہوگا یہ نہر الفائق میں ہے۔ شریک نے کہا کہ میں نے دس نفع کمائے پھر کہا کہ نہیں بلکہ تین نفع کمائے تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ اُس سے قسم لے کہ دس نفع نہیں کمائے ہیں یہ قنیہ میں ہے۔ اور ناطقی رحمہ نے ذکر فرمایا ہے کہ جملہ امانات تجہیل کے ساتھ بدون بیان چھوڑ کر مرجانے سے منقلب ہو کر مضمونات ہو جاتے ہیں سوا تین صورتوں کے اول یہ کہ متولی مسجد نے اگر حاصلات مسجد کے واسطے ہی وصول کی اور بدون بیان کے مرگیا تو ضامن نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اگر سلطان جہاد کے واسطے نکلا اور لشکریوں نے غنیمت حاصل کی اور سلطان نے کچھ غنیمت بعضے لشکریوں کے پاس ودیعت رکھی پھر سلطان مرگیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کس کے پاس ودیعت رکھی ہے تو ضامن نہ ہوگا۔ سوم آنکہ قاضی نے اگر مال یتیم حفاظت کے واسطے لیکر کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر مرگیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کس کے پاس ودیعت رکھا ہے تو اُسپر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر دو متفاوضین میں سے ایک کے پاس مال شرکت ہو اور وہ مرگیا اور اس مال کا حال جو اُسکے پاس تھا بیان نہ کیا تو بعضے فقہا نے ذکر کیا ہے کہ وہ ضامن نہوگا اور اصل کی کتاب الشرکۃ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا کذا سنے فتاوی قاضیخان فی الوقف اور اسی سے ظاہر ہوگیا کہ جو فتح القدیر و دیگر فتاوی میں مذکور ہے وہ ضعیف ہے اور صحیح یہی ہے کہ شریک امین تجہیل کے ساتھ مرنے سے ضامن ہوگا خواہ شرکت عنان ہو یا مفاوضہ ہو یہ بحر الرائق میں مذکور ہے۔ اگر شریک مرگیا اور مال شرکت لوگوں پر قرضہ ہے اور اسکو بیان نہ کیا بلکہ مجہول چھوڑ کر مرگیا تو ضامن ہوگا جیسے مال عین کو مجہول چھوڑ کر مرجانے میں ضامن ہوتا ہے یہ قنیہ میں ہے۔ اگر شریک مفاوض نے ایک شخص سے ایک مال عین بعوض ہزار درم کے خریدا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع مذکور مشتری کے دوسرے شریک سے ملا جس نے بائع سے بھی مال مذکور بعوض ڈیڑھ ہزار درم کے خریدا تو خریدی دوسری ہوگی اور اول خرید ٹوٹ جائیگی اور ہر دو متفاوض بمنزلہ شخص واحد کے ہیں یہ محیط میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک غلام بعوض ہزار درم کے خریدا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کر لی تو جب دونوں میں سے کوئی نصف سے زائد ادا نہ کرے تب تک دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا ہے۔ دو شخصوں نے ایک شخص کی طرف سے مال کی کفالت اس شرط سے کی کہ دونوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے کی طرف سے کفیل ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اصیل کی طرف سے پورے مال کی کفالت کر لی پھر اپنے ساتھی کفیل کی طرف سے بھی کفالت کر لی پس دونوں میں سے جو کچھ دوسرا ادا کریگا اُسکا نصف دوسرے کفیل سے واپس لے سکتا ہے اور ادا کرنے والے کو یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے اصیل سے جو کچھ ادا کیا ہے سب واپس لے اور اگر رب المال نے یعنی طالب مال نے دونوں میں سے ایک کو بری کر دیا تو دوسرا پورے مال کے واسطے ماخوذ ہو سکتا ہے بسبب آنکہ اصیل کی طرف سے بھی اُسنے کفالت کی ہے

دو مکاتب ہین کہ دونون ایک ہی کتابت مین مکاتب ہوئے ہین ان دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے پورے مال کی کفالت کر لی تو جو کچھ دونون مین سے ایک ادا کرے اسکا نصف دوسرے سے واپس لے سکتا ہو۔ اور اگر دونون نے کچھ ادا نہ کیا ہو یہانتک کہ مولی نے دونون مین سے ایک کو آزاد کر دیا تو عتق جائز ہو اور نصف مال کتابت سے دونون بری ہو جاوینگے اور حصہ باقی کے واسطے موسلے کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے مواخذہ کرے اس لیے کہ آزاد شدہ سے بحکم کفالت کے اور دوسرے سے بحکم اصالت کے مواخذہ کر سکتا ہو پس اگر موسلے نے آزاد شدہ سے لیا تو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور اگر دوسرے سے لیا تو وہ آزاد شدہ سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ جامع صغیر مین ہو۔ اگر جانور مشترک علیل ہو گیا اور دونون شریک مین سے ایک غائب ہو اور بیطارون نے کہا کہ اسکو داغ دینا ضرور ہو پس حاضر نے اسکو داغ دلایا پھر وہ مرگیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر ان دونون کی مشترک متاع کسی جانور پر لدی ہوئی ہو پس راستہ مین یہ جانور گر گیا پس ایک نے دوسرے کی غیبت مین ایک جانور اس خوف سے کرایہ کر لیا کہ متاع تلف ہو جاوے یا ناقص ہو جاوے تو جائز ہو اور جو کچھ کرایہ ہووے اُسکا حصہ شریک سے بھی لے لیگا یہ قنیہ مین ہو۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ یہ باندی خاص اپنے واسطے خریدون پس شریک خاموش ہو رہا پھر اُسنے وہ باندی خریدی تو اُسی کے واسطے خاص ہوگی جبتک کہ شریک نے یہ نہ کہا ہو کہ اچھا یہ خلاصہ مین ہو۔ منتقی مین لکھا ہو کہ اگر دو شخصون نے شرکت کر لی کام کرنے مین اس شرط پر کہ انہین سے ایک کے واسطے دس درم ماہواری ہونگے جو مال شرکت سے نہین ہین تو شرط باطل اور شرکت جائز ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر شرکت مفاوضہ مین ایک شریک پر کام کرنا شرط کیا گیا ہو تو شرکت باطل ہو یہ تہذیب مین ہو۔ اور دونون شریک عنان مین سے اگر ایک نے کسی شخص پر اپنی دونون کی شرکت کی کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ قسم کھا گیا تو دوسرے شریک کو مدعا علیہ سے دوبارہ قسم لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ عیون مین لکھا ہو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر ایک مفاوض نے کسی سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع لے کے دوسرے شریک سے ملا اور غلام اُس سے ڈیڑھ ہزار درم پر اجارہ پر لیا تو اجارہ جائز ہو اور پہلی خرید ٹوٹ جاویگی خواہ غلام کو شناخت کیا ہو یا نہین یہ تاتارخانیہ مین ہو

کتاب الوقف

اسمین چودہ باب ہین

باب اول۔ وقف کی تعریف ورکن وسبب وحکم وشرائط کے بیان مین اور جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہو اور جن سے پورا نہین ہوتا ہو اُنکے بیان مین۔ امام اعظم رحمہ کے نزدیک وقف شرع مین حبس کرنا مال عین کا ملک وقف کنندہ پر اور تصدق کرنا اسکی منفعت کا فقیرون پر یا اور کسی وجہ خیر پر اور یہ بمنزلہ عواری کے ہو کذا فی الکافی پس یہ لازم نہوگا کہ اس سے رجوع نہ کر سکے بلکہ وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وقف سے رجوع کرے اور اس مال کو فروخت کر دے یہ مضمرات مین ہو اور کسی طریقہ سے سوائے دو طریقون کے وقف لازم نہین ہو جاتا ہو۔ اور دو طریقے یہ ہین اول آنکہ کوئی قاضی اسکے لازم ہو جانے کا حکم دیدے اور دوم آنکہ خارج بمخرج وصیت ہو پس یون کہے کہ مین نے اپنے اس دار کی آمدنی کی وصیت کر دی تو ایسی صورت مین وقف لازم ہوگا یہ نہایہ مین ہو۔ اور صاحبین رح کے نزدیک شرع مین وقف یہ ہو کہ مال عین کا حبس کرنا

ملک اللہ تعالیٰ پر ایسی وجہ سے کہ اس مال مین کی منفعت بندون کی طرف عود کرتی رہے پس صاحبین کے موافق وقف لازم ہوتا ہو اور مال وقف فروخت و ہبہ نہین کیا جا سکتا اور نہ وہ میراث ہو سکتا ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور عیون ویتیمہ مین مذکور ہو کہ فتوی صاحبین رح کے قول پر ہو یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک وقف کرنے والے کی ملک مال وقف سے قاضی کے حکم سے زائل ہو جاتی ہو پس لازم کرنے کا طریقہ یہ ہو کہ وقف کرنے والا متولی کو مال وقف سپرد کر دے پھر یہ حجت کرے کہ وقف لازم نہین ہوا ہو وقف سے رجوع کرے پس قاضی اُسکے لازم ہونے کا حکم دیدے پس یہ وقف بالاتفاق لازم ہو جائیگا اگر وقف کنندہ اور متولی نے کسی کو حکم مقرر کیا اور حکم نے وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا تو صحیح یہ ہو کہ حکم کے حکم سے اختلاف مذکور مرتفع نہ ہوگا یہ کافی مین ہو۔ اور اگر وقف کرنے والے کو اپنے وقف کے باطل کیے جانے کا خوف ہوا اور اسکو قاضی سے حکم لزوم حاصل کرنا میسر نہوا تو وقفنامہ مین تحریر کر دے کہ اگر اس وقف کو کوئی قاضی یا کوئی والی باطل کر دے تو یہ اراضی بتمام اصل اراضی مذکورہ مع تمام اُس چیز کے جو اُسمین ہو میری طرف سے وصیت ہو کہ فروخت کیجاوے اور اُسکا ثمن فقیرون پر تقسیم کیا جاوے جبکہ ستدعی بجز اب ہو پس ایسی صورت مین وارث کو قاضی کے پاس مرافعہ کرنا اور وقف کا ابطال کرنا کچھ مفید نہ ہوگا اور وصیت تعلیق بالشرط کو محتمل ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ جو ہمارے زمانہ مین رسم جاری ہوئی ہو کہ لوگ وقفنامہ مین فروخت کرنے والے کا اقرار اسطرح تحریر کرتے ہین کہ قاضیون مین سے ایک قاضی نے اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا ہو تو یہ کچھ نہین ہو اور بعضے متاخرین مشائخ نے کہا کہ جب آخر وقفنامہ مین یون تحریر کیا کہ اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا قاضیان اسلام مین سے ایک قاضی نے حکم دیدیا ہو اور قاضی کا نام نہین لیا تو جائز ہو اور مولف رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ صحیح وہی ہو جو شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور صحیح یہ ہو کہ وقف کی تعلیق موت سے وقف کرنے والے کی ملک اُس سے زائل نہو گی مگر وہ بالاجماع لازم ہو جائیگا ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک اس مال مین کا رقبہ وقف کرنیوالے کی ملک یا اُسکے وارثون کی ملک رہیگا اور صاحبین رح کے نزدیک دونون مین سے کسی کی ملک نہوگا جیسے اعتاق و مسجد مین ہوتا ہو یہ کفایہ مین ہو۔ اور اگر وقف کو اپنی موت پر معلق کیا بایں طور کہ کہا کہ جسوقت مین مرا تو مضمون سنے اپنا یہ مکان ان وجوہ خیر پر معلق کیا پھر مرگیا تو وقف صحیح ہوا پس اگر اُسکے ترکہ کی تہائی ہوا یا تہائی سے برآمد ہوا تو لازم ہوگیا اور اگر تہائی سے برآمد نہوا تو بقدر تہائی کے جائز ہوا اور باقی ابھی باقی رہیگا یہانتک کہ میت کا کچھ اور مال ظاہر ہو یا وارث لوگ اجازت دیدین پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر نہوا اور نہ وارثون نے اجازت دی تو اُسکا تمامہ تین تہائی تقسیم ہوگا جسمین سے ایک تہائی واسطے وقف کے اور باقی دو تہائی وارثون کے واسطے اور اگر ایسی حالت مین اپنی موت پر معلق کرکے وقف کیا کہ جب وہ مرض الموت کا مریض تھا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اُسنے حالت مرض الموت مین وقف تنجیزی کر دیا یعنی اسکو اپنی موت پر معلق نرکھا بلکہ کہدیا کہ مین نے ابھی اسکو وقف کر دیا تو امام طحاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ بمنزلہ تعلیق بموت کے ہو اور صحیح یہ ہو کہ امام اعظم رح کے نزدیک یہ وقف بمنزلہ حالت صحت کے وقف تنجیزی کے ہو پس لازم نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک تہائی سے لازم ہوگا یہ تبیین مین ہو۔ پھر واضح ہو کہ جب صاحبین رح کے نزدیک ملک زائل ہو جاتی ہو تو دونون مین یہ اختلاف ہو کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقط قول سے زائل ہو جاتی ہو اور یہی امام شافعی رح و امام مالک و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہو اور مشائخ بلخ اسی پر ہین اور قنیہ مین لکھا ہو کہ اسی پر فتوی ہو

کذا فی فتح القدیر اور سراج وہاج مین بھی ہو کہ اسی پر فتوے ہو اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ جبتک وقف کر کے اسکا متولی کر کے اسکے سپرد نہ کر دے تب تک ملک زائل نہین ہوتی ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ سراجیہ مین ہو اور خلاصہ مین لکھا ہو کہ امام محمد رہ کے قول پر فتوے دیا جاوے پس امام ابو یوسف رہ کے قول کے موافق مشاع یعنی غیر مقسوم و مفرز کا وقف صحیح ہو اور امام محمد رہ کے نزدیک صحیح نہ ہوگا اور اسی طرح وقف کی ولایت یعنی متولی ہونا اپنی ذات کے واسطے شرط کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہو اور یہی ظاہر المذہب ہو اور امام محمد رہ کے نزدیک نہین صحیح ہو اور اسیطرح وقف کا شرط کرنا کہ جب چاہے دوسری اراضی سے استبدال کرے امام ابو یوسف رہ کے نزدیک استحساناً صحیح ہو یہ خلاصہ مین ہو- اور اسی پر فتوی ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہو- اور جب امام اعظم رہ کے قول کے موافق بعد حکم قاضی کے اور امام ابو یوسف کے موافق مجرد وقف کرنے سے اور امام محمد رہ کے قول کے موافق وقف کرنے اور متولی کے سپرد کرنے کے بعد یعنی وقفی وقف کرنے والے کی ملک سے نکل گئی تو پھر وقف کی گئی ہو اسکی ملک مین داخل نہو جائیگی کذا فی الکافی اور یہی مختار ہو یہ فتح القدیر مین ہو- اور وقف کا رکن وہی الفاظ خاصہ ہین جو وقف پر دلالت کرین یہ بحر الرائق مین ہو- اور سبب وقف خواہش تقرب بجناب باری عزوجل ہو یہ عنایہ مین ہو- اور رہا حکم وقف کا سو صاحبین رہ کے نزدیک یہ ہو کہ وقف کا مال عین اپنے وقف کرنے والے کی ملک سے خارج ہو کر اللہ تعالی کی ملک حقیقی مین داخل ہوتا ہو اور امام اعظم رہ کے نزدیک وقف کا حکم مال عین کا محبوس ہونا اُسکے وقف کنندہ کی ملک پر اسطرح ہے کہ ایک ملک سے دوسری ملک مین منتقل نہ ہو سکے اور غلہ معدومہ کا صدقہ ہونا بشرطیکہ وقف صحیح ہو باین طور کہ اُسنے کہا کہ مین نے اپنی یہ اراضی صدقہ موقوفہ موبدہ کر دی یا مین نے اپنی موت کے بعد کے واسطے اسکی وصیت کر دی پس یہ وقف صحیح ہو حتی کہ اسکی بیع کا مالک نہین ہو اور نہ اُسکی میراث ہو سکتا ہو ولیکن یہ دیکھا جائیگا کہ اگر اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوا تو جائز ہو اور وقف اسکین اقدر تہائی کے ہو یہ محیط سرخسی مین ہو- اور رہے شرائط وقف پس ازانجملہ وقف کنندہ کا عاقل ہونا چاہیئے یعنی یہ سمجھتا ہو کہ وقف سے ایسا ہوتا ہو اور بالغ ہونا چاہیئے پس طفل و مجنون کا وقف صحیح نہین ہو یہ بدائع مین ہو اگر ایسے طفل نے جو تصرفات سے ممنوع ہو اپنی اراضی وقف کی تو فقیہ ابو بکر نے فرمایا کہ اسکا وقف باطل ہو الا آنکہ باجازت قاضی ہو اور فقیہ ابو القاسم نے فرمایا کہ اسکا وقف ہر طرح باطل ہو اگرچہ قاضی نے اسکو اجازت دی ہو اسواسطے کہ تبرع ہو یہ محیط مین ہو- ازانجملہ آزادی ہو کہ وقف کنندہ آزاد ہو اور مسلمان ہونا کچھ شرط نہین ہو اور اگر ذمی نے اپنے فرزند اور اسکی نسل پر وقف کیا اور آخر مین مساکین کو داخل کیا تو جائز ہو کہ مسلمان مسکینون و ذمی مسکینون کو دیا جاوے اور اگر اُسنے وقف مین ذمی مسکینون کی تخصیص کر دی ہو تو جائز ہو اور نصرانی یہودی و مجوسی سب مسکینون پر بانٹا جائیگا الا اگر اُسنے ان مین سے کسی صنف کی خصوصیت کر دی ہو تو اسی صنف کے مسکینون کو تقسیم ہوگا- پھر اگر قیم نے ان مسکینون کے سوائے دوسرون کو دیا تو ضامن ہوگا اگرچہ ہمارا قول ہو کہ کفر سب ایک ملت ہو- اور اگر اُسنے اپنی اولاد و اُسکی نسل پر پھر فقیرون کے واسطے وقف کیا اس شرط سے کہ جو اُسکی اولاد سے مسلمان ہو جاوے وہ خارج از صدقہ ہو تو اُسکی شرط معتبر لازم ہوگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ جو نصرانیہ سے کسی دوسری ملت کی طرف منتقل ہو جاوے تو بھی اُسکی شرط معتبر ہوگی چنانچہ امام خصاف نے صاف صریح اسکو بیان فرمایا ہو یہ فتح القدیر مین ہو- فتاوائے ابو اللیث رہ مین مذکور ہو کہ ایک نصرانی نے اپنی زمین اپنی اولاد و اولاد اولاد کے واسطے نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے واسطے وقف کی اور آخر مین واسطے فقیرون کے کر دی جیسے کہ رسم ہو پھر اسکی اولاد مین سے بعضے مسلمان ہو گئے

تو انکو بھی دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ فی ذاتہ قربت ہو اور وقف لتصرف کے قربت ہو پس اگر مسلمان یا ذمی
نے بیعہ یا کنیسہ پر یا حربی فقیرون پر وقف کیا تو نہین صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر ذمی نے اپنا گھر کسی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ پر
وقف کیا تو یہ باطل ہی کذا فی المحیط اور اسی طرح اگر اسکی درستی یا اسکے چراغ کے تیل کے واسطے وقف کیا تو بھی یہی حکم ہی اور
اگر کہا کہ بیت المقدس کی مرمت یا اسکی روشنی کے واسطے وقف کیا تو جائز ہی اور اگر کہا کہ اسکی آمدنی سے ہر سال غلام خرید کر آزاد
کیے جاوین تو اسکی شرط کے موافق جائز ہی یہ حاوی مین ہی اور اگر کہا کہ اسکا غلہ فلان بیعہ پر جاری رکھا جاوے پھر اگر وہ بیعہ
خراب ہو جاوے تو اسکا غلہ فقیرون ومسکینون کے واسطے ہووے تو اسکی آمدنی فقیرون ومسکینون پر جاری رکھی جائیگی
اور بیعہ مذکورہ پر کچھ خرچ نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اسنے کہا کہ ابواب خیر پر وقف کیا تو ابواب خیر اسکے نزدیک بیعون
کی عمارت یا آتشخانہ کی تعمیر اور مسکینون پر صدقہ کرنا ہی پس انمین سے مسکینون پر صدقہ کرنا جاری رہیگا اور باقی باطل
کیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی - اور اگر اسنے کہا کہ آمدنی اسکی میرے پڑوسیون کو بانٹ دیجاوے اور اسکے پڑوسیون
مین مسلمان و یہودی و نصرانی و مجوسی ہین اور آخر مین واسطے فقیرون کے کردیا ہی تو وقف جائز ہی اور اسکی آمدنی اسکے
پڑوسی مسلمان و نصاری وغیرہ سب پر بانٹ دیجائیگی - اور اگر ذمی نے کہا کہ اسکی آمدنی مُتیون کے کفنون یا انکی قبرین
کھودنے مین صرف کیجاوے تو یہ جائز ہی اور اسکی آمدنی انھین ذمیون کے فقیرون کے کفنون اور انکے فقیر مردون کی قبرین
کھودنے مین صرف کیجائیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی ذمی نے اپنا دار مسلمانون کے واسطے مسجد کردیا اور مثل مسلمانون کے عمارت
مسجد کی اسکی عمارت بنائی اور مسلمانون کو اسمین نماز پڑھنے کی اجازت دی پس انھون نے نماز پڑھی پھر مرگیا تو یہ مکان اسکے
وارثون کے واسطے میراث ہوگا اور یہ کل امامون کا قول ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر کسی ذمی نے اپنا مکان بیعہ یا
کنیسہ یا آتشخانہ کردیا اور یہ اپنی صحت مین کیا پھر مرگیا تو یہ اسکے وارثون کی میراث ہو جائیگا ایسا ہی خصاف نے اپنے وقف
مین اور ایسا ہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور
یہان اسنے کچھ وقف کیا تو اسمین سے اسی قدر جائز ہوگا جو ذمیون سے جائز ہوتا ہی یہ حاوی مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ وقف
کرنے کے وقت وقف کرنے والے کی ملک ہو حتی کہ اگر کوئی اراضی غصب کرکے وقف کردی پھر اسکے مالک سے اسکو
خرید اور ثمن دیدیا یا جو دیا ہی اسپر مالک سے صلح کر لی تو یہ اراضی وقف نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اگر زید نے عمرو کی اراضی
کسی کار خیر مین جو بیان کردیا ہی وقف کردی پھر اس زمین کا مالک ہو گیا تو وقف جائز نہ ہوا اور اگر مالک نے اجازت
دیدی تو ہمارے نزدیک وقف ہو گیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر زید نے عمرو کے واسطے ایک اراضی کی وصیت
کی پس عمرو نے اسکو فی الحال وقف کردیا پھر اسکے بعد زید مرا تو یہ زمین وقف نہوئی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کوئی زمین
خریدی بدین شرط کہ بائع کو بیع مین خیار ہی پھر اسکو وقف کردیا پھر بائع نے بیع کو پورا کردیا اور اجازت دیدی تو وقف
جائز نہوا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر زمین اس شرط سے کہ مجھے خیار حاصل ہی خرید کر وقف کردی پھر اپنا خیار ساقط کرکے
بیع لازم کی تو وقف صحیح ہی اور اگر کسی نے دوسرے کو اراضی ہبہ کی اور جسکو ہبہ کی ہی اسنے اسپر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو وقف
کیا پھر اسپر قبضہ کیا تو وقف صحیح نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کسی کو بطور ہبہ فاسد کے اراضی ہبہ کی گئی پس اسنے
قبضہ کرکے وقف کردی تو صحیح ہی اور اسپر اسکی قیمت واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کسی نے بطور خرید فاسد کے کوئی
مکان خرید کر قبضہ کرکے اسکو فقیرون ومسکینون پر وقف کیا تو جائز ہی اور جسپر وقف کیا ہی اسپر وقف ہوجائیگا اور اسپر اسکی

قیمت بائع کے واسطے واجب ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر اراضی مذکورہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو وقف کیا تو وقف جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی شخص نے بطریق بیع جائز کوئی اراضی خریدی اور اُسکو قبل قبضہ و نقد ثمن کے وقف کر دیا تو وقف ابھی متوقف رہیگا پھر اگر اُسکا ثمن ادا کر کے اُسپر قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہے اور اگر مر گیا اور کچھ مال نہ چھوڑا تو یہ زمین فروخت کیجائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر مال وقف کا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو وقف باطل ہوا اور اگر مشتری کے قبضہ کر لینے کے بعد اس کی اراضی یا مکان کا جسکو خرید کر وقف کیا ہے شفیع آیا اور شفعہ طلب کیا تو وقف باطل ہو جائیگا یہ نہر الفائق مین ہے - اور وقف کے واسطے وقت وقف کے مالک ہونا شرط کیے جانے سے مسائل ذیل بھی متفرع ہوتے ہین - اگر اقطاع کو وقف کیا تو اقطاع کا وقف نہین جائز ہے الا جبکہ اراضی موات ہو یا یہ قطعہ زمین امام کی ملک ہو پس امام نے اسکو کسی کو عطا کیا اور اگر ارض الحوز کو امام نے وقف کیا تو نہین جائز ہے اسواسطے کہ امام اُسکا مالک نہین ہے اور ارض الحوز اس زمین کو کہتے ہین کہ اُسکا مالک اُسکی زراعت کرنے اور اُسکا خراج ادا کرنے سے عاجز ہو پس اُسنے امام کو دیدی تاکہ اسکے منافع اس خراج کے نقصان کو پورا کرین یہ بحر الرائق مین ہے - اور اسی طرح اگر مرتد نے اپنے ردت کے زمانہ مین اپنی مملوکہ چیز کو وقف کیا تو جائز نہین ہے بشرطیکہ وہ اس حالت ردت پر قتل کیا گیا یا مر گیا ہو اسواسطے کہ اس چیز سے اسکی ملک بزوال موقوف زائل ہو گئی تھی یہ نہر الفائق مین ہے اور اسی طرح اگر دار الحرب مین چلا گیا اور قاضی نے اسکے چلے جانے کا حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے - اور بحر الرائق مین لکھا ہے کہ اگر پھر مرتد مذکور مسلمان ہو جاوے تو بھی وقف مذکور جائز نہ ہوگا قال المترجم والوجہ عدم الملک التام فتدبر واعلم اور اگر مسلمان مرتد ہو گیا تو اُسکا وقف باطل ہو جائیگا یہ امام خصاف نے ذکر کیا ہے کذا فی النہر الفائق اور یہ مال میراث ہو جائیگا خواہ وہ اپنی ردت پر قتل کیا گیا ہو یا مر گیا ہو یا اسلام مین لوٹ آیا ہو ہان اگر اُس نے اسلام کی طرف عود کرنے کے بعد دوبارہ وقف کیا تو جائز ہوگا جیسے کہ خصاف نے آخر کتاب مین تو ضیح کر دی ہے اور مرتدہ عورت کا وقف صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قتل نہین کی جاتی ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر وقف کیا اپنی نسل پر پھر مساکین پر پھر مرتد ہو گیا تو اُسکا وقف باطل ہو گیا اسواسطے کہ جہت مساکین باطل ہو گئی اور وہ اُسکی نسل پر صدقہ ہو جائیگا بغیر اسکے کہ آخر اُسکا مساکین کے واسطے قرار دیا جاوے یہ حاوی مین ہے قال المترجم توضیح یہ ہے کہ یہ مال اُسکی اولاد پر وقف ہے پھر بعد اسکے مساکین پر صدقہ ہے اسطرح وقف کیا پھر مرتد ہو گیا تو وقف باطل ہوا اسواسطے کہ یہ ایسا صدقہ رہگیا کہ جو بغیر جہت کے ہے کیونکہ مساکین کے واسطے جو قرار دیا ہے وہ جہت باطل ہو گئی ہے فافہم اور رہا یہ کہ جس مال کو وقف کرنا چاہتا ہے اُس سے حق غیر کا تعلق نہ ہونا مثل اسکے کہ وہ رہن نہ ہو یا اجارہ پر نہ ہو سو یہ شرط نہین ہے پس اگر ایک زمین کو دو برس کے واسطے اجارہ پر دیا پھر قبل اس مدت گذرنے کے اسکو وقف کر دیا تو اس شرط سے وقف لازم ہوگا اور عقد اجارہ باطل نہوگا پھر جب مدت اجارہ گذر گئی تو زمین مذکور ان جہات مین ہو جائیگی جنکے واسطے وقف کیا ہے اور اسیطرح اگر اپنی اراضی کو رہن کیا پھر فک رہن کرانے سے پہلے اُسکو وقف کر دیا تو وقف لازم ہوگا اور اسکی وجہ سے رہن سے خارج نہ ہوگی اور اگر چند سال تک وہ مرتہن کے پاس رہی پھر راہن نے فک رہن کرایا تو وہ جہات وقف کی جانب راجع ہو جائیگی اور اگر فک رہن کرانے سے پہلے مر گیا اور اسقدر مال چھوڑا جس سے فک رہن ہو سکے تو فک رہن کرائی جائیگی اور وقف لازم ہوگا اور اگر اسقدر مال نہ چھوڑا تو زمین مذکورہ فروخت کیجائیگی اور وقف باطل کیا جائیگا اور اجارہ کی صورت مین اگر مستاجر

یا مہر دونوں میں سے ایک مرگیا تو اجارہ باطل ہو کر اراضی مذکور وقف ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے - از انجملہ یہ ہے کہ وقف کرنے والا
بسبب سفاہت یا قرضہ کے محجور نہو چنانچہ امام خصاف نے اسی طرح مطلقاً بیان فرمایا ہے یہ نہر الفائق میں ہے - اور اگر سفاہت
کی وجہ سے محجور ہونے کی حالت میں اسنے اوپر وقف کیا پھر ایسی جہت پر وقف کیا جو منقطع نہیں ہوتی ہے تو چاہیے کہ امام
ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہووے اور یہی محققین کے نزدیک ہے اور اگر کسی حاکم نے اسکے صحیح ہونے کا حکم دیا تو کل
اماموں کے نزدیک صحیح ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے - از انجملہ عدم جہالت ہے یعنی جو چیز وقف کرتا ہے وہ اسوقت مجہول نہو پس
اگر اپنی اراضی وقف کی اور اسکو بیان نکیا تو وقف باطل ہے اور اگر اس دار میں سے اپنا تمام حصہ وقف کیا اور اپنے سہام
بیان نکیے تو استحساناً جائز ہے - اور اگر یہ زمین یا وہ زمین وقف کی یعنی کہا کہ میں نے یہ زمین یا وہ زمین وقف کی اور وجوہ
خیر بیان کردیں تو باطل ہے یہ بحر الرائق میں ہے - امام خصاف نے فرمایا کہ اسطرح وقف کہ میں نے کردیا یہ مال صدقہ موقوفہ
اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کے لیے یا اپنی قرابت پر تو وقف باطل ہے اسواسطے کہ اسنے شک پر وقف کیا ہے اور اسی طرح
اگر کہا کہ میں نے اسکو اللہ تعالی کے واسطے صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے لیے زید پر یا عمرو پر اور بعد اسکے مساکین پر کردیا تو بھی باطل
ہے یہ محیط میں ہے اگر کسی نے اپنی زمین جسمیں درخت ہیں وقف کی اور اشجار مستثنی کرلیے تو وقف نہیں جائز ہے اسواسطے کہ اشجار
درخت میں مع مواضع درختان مستثنی ہونے سے باقی اراضی جو وقف کرتا ہے مجہول رہگئی یہ محیط سرخسی میں ہے - از انجملہ یہ ہے
کہ وقف منجز ہو یعنی کسی شرط پر معلق نہو پس اگر کہا کہ اگر میرا بیٹا آگیا تو میرا یہ دار واسطے مسکینوں کے صدقہ موقوفہ ہے پھر اسکا
بیٹا آیا تو وقف نہ ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے - اور خصاف نے اپنی کتاب الوقف میں فرمایا کہ اگر یوں کہا کہ اگر کل کا روز ہو
تو میری زمین صدقہ موقوفہ ہے تو یہ باطل ہے یہ محیط میں ہے - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے اگر تو چاہے یا پسند کرے
تو وقف باطل ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں چاہوں پس خود کہا کہ میں نے چاہا تو باطل ہے اور اگر کہا کہ میں نے چاہا
اور اسکو صدقہ موقوفہ کردیا تو اس کلام متصل سے وقف صحیح ہوا یہ فتح القدیر میں ہے - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے اگر
فلان نے چاہا اور فلان نے کہا کہ میں نے چاہا تو باطل ہے یہ محیط میں ہے - اور اگر ایک نے کہا کہ اگر یہ دار میری ملک ہے تو صدقہ
موقوفہ ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس کلام کے وقت یہ اسکی ملک تھا تو صدقہ وقف صحیح ہے اسواسطے کہ موجودہ شرط سے معلق کرنا
تنجیز ہی ہوتا ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - ایک شخص کا مال جاتا رہا اسنے کہا کہ اگر میں نے اسکو پایا تو اللہ تعالی کے واسطے
مجھپر واجب ہے کہ اپنی زمین وقف کروں پھر اسکو پایا تو اسپر واجب ہوا کہ اپنی زمین ایسے لوگوں پر وقف کرے جنکو زکوٰۃ کا مال
دینا جائز ہے اور اگر ایسے لوگوں پر وقف کیا جنکو زکوٰۃ دینی نہیں جائز ہے تو وقف صحیح ہوگا مگر نذر ادا نہ ہوگی بلکہ اسپر نذر واجب
رہیگی یہ سراجیہ میں ہے - اور اگر کہا کہ جب فلان آیا یا جب میں نے فلان سے کلام کیا تو میری یہ زمین صدقہ ہے تو اسپر لازم
آویگا اور یہ بمنزلہ قسم و نذر کے ہے اور جب شرط پائی گئی تو اسپر واجب ہوگا کہ زمین کو صدقہ کردے اور وہ وقف نہوگی
یہ محیط میں ہے - ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مرگیا تو میں اپنی یہ زمین وقف کرگیا تو وقف نہیں صحیح ہے خواہ
مرے یا اچھا ہو جاوے اور اگر کہا کہ اگر میں مرگیا اس مرض سے تو تم اس میری زمین کو وقف کرو تو یہ جائز ہے اور فرق
دونوں میں یہ ہے کہ اخیر صورت میں وقف کے واسطے وکیل کیا اور توکیل کو اپنی موت پر مشروط کیا ہے اور یہ جائز ہے یہ جوہرہ نیرہ
میں ہے - از انجملہ یہ ہے کہ وقف کے ساتھ اشتراط اسکی بیع کا اور اپنی حاجت میں اسکا ثمن صرف کرنے کا ذکر نکرے اور اگر کہا
تو وقف صحیح نہوگا اور یہی مختار ہے چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہے یہ نہر الفائق میں ہے - از انجملہ یہ کہ وقف کے ساتھ خیار شرط نہو پس اگر

وقف کیا اس شرط سے کہ مجھے خیار ہی تو امام محمدرحمہ کے نزدیک تعیین صحیح ہی خواہ وقت معلوم ہو یا مجہول ہو اور اسی کو ہلال رحمہ
نے اختیار کیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وقف کنندہ کے واسطے تین روز کا خیار جائز ہی یہ شرح
نقایہ ابو المکارم مین ہی - اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنا خیار باطل کر دیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک وقف مذکور منقلب ہو کر جائز
نہوگا چنانچہ ہلال رحمہ نے اپنی وقف مین ذکر کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور نوازل مین مذکور ہی کہ اسمین اتفاق ہی کہ اگر کسی نے
مسجد بنا دیا اس شرط سے کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو مسجد ہونا جائز ہی اور شرط باطل ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور ازانجملہ یہ ہی
کہ تابید ہو اور یہ شرط بالاجماع کل کے نزدیک ہی ولیکن اُسکا بیان کرنا امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک شرط نہین ہی اور یہی صحیح
ہی یہ کافی مین ہی اور اگر کسی نے اپنا مکان ایک روز یا ایک مہینہ یا کسی وقت معلوم کو وقف کیا اور اُس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو
وقف جائز ہی اور یہ وقف ہمیشہ کے واسطے ہوگا - اور اگر یون کہا کہ میری یہ زمین ایک مہینہ کے واسطے وقف ہی پھر جب مہینہ
گذر جاوے تو وقف باطل ہوگا تو وقف ابھی سے ہلال رحمہ کے نزدیک باطل ہوگا اسواسطے کہ وقف نہین جائز ہوتا ہی الا آنکہ
ہمیشہ کے واسطے ہو پس جب ہمیشہ کے واسطے ہونا شرط ہوا تو کسی خاص وقت تک کے واسطے روا نہوگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ زمین بعد میری موت کے سال تک صدقہ موقوفہ ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقف ہمیشہ کے
واسطے فقیرون پر جائز ہی اسواسطے کہ اسمین وصیت کے معنے موجود ہین یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین بعد میری
موت کے فلان پر ایک سال تک وقف ہی پھر جب سال گذر جاوے تو وقف باطل ہی تو یہ زمین اُسکی موت کے بعد سال
تک کے واسطے فلان کی وصیت رہیگی اسکے بعد وہ مساکین کے واسطے وصیت ہو جائیگی پس اُسکا غلہ و آمدنی مساکین کو تقسیم
ہوگی اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری موت کے بعد فلان پر سال بھر وقف کی گئی ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فلان کو
سال بھر تک اُسکی آمدنی ہوگی اور بعد اسکے یہ اراضی و غلہ واسطے وارثون کے ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
ازانجملہ یہ ہی کہ آمدنی و غلہ و حاصلات و اجرت جو کچھ ہو ایسی جہت کے واسطے ہو جو کبھی منقطع نہ ہو اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ
کے نزدیک شرط ہی اور اگر اسکو ذکر نہ کیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک وقف صحیح نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک
اُسکا ذکر کرنا شرط نہین ہی بلکہ اگر ایسی جہت بیان کی جو منقطع ہو جاتی ہی تو بھی وقف صحیح ہی اور بعد اس جہت کے منقطع ہو جانے
کے وہ فقیرون کے واسطے ہو جائیگی اگرچہ ان فقیرون کو بیان نہ کیا ہو اسواسطے کہ وقف کرنے والے کا قصد یہ ہوتا ہی کہ اُسکی
اجرت فقیرون کے واسطے ہو اگرچہ انکو بیان نہ کیا پس اس شرط کا بیان ہونا از روے دلالت ثابت ہی یہ بدائع مین ہی
اور ازانجملہ یہ ہی کہ جو چیز وقف کی ہی وہ عقار یا دار ہو پس مال منقولہ کا وقف صحیح نہین ہی الا کراع و سلاح کا یہ نہایہ مین ہی
فصل جن الفاظ سے وقف پورا ہو جاتا ہی اور جن سے نہین پورا ہوتا ہی اسکے بیان مین - اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ محرمہ
موبدہ میری حالت حیات مین و بعد وفات کے ہی یا کہا کہ میری یہ زمین صدقہ محبوسہ موقوفہ موبدہ میری حین حیات و بعد وفات
کے ہی یا موقوفہ کا لفظ نہ کہا تو سب اماموں کے نزدیک یہ وقف فقیرون پر جائز لازم ہو جائیگا یہ محیط مین ہی ولیکن بنا بر قول امام
اعظم رحمہ کے جبتک وہ زندہ ہی یہ اُسکی طرف سے آمدنی اراضی مذکورہ تصدق کرنے کی نذر ہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ اسکو وفا کرے
اور معنی وصیت سے اسکو رجوع کا اختیار ہوگا اور وہ قول یہ ہی کہ میری وفات کے بعد ولیکن اگر اُسنے رجوع نہ کیا تو یہ اُسکی
تہائی ترکہ سے جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ موبدہ ہی تو عامہ علما رحمہ کے نزدیک جائز ہی ولیکن امام محمد رحمہ کے
نزدیک احتیاج سپرد کرنے کی باقی ہی اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ کے آمدنی اراضی کی تصدق کرنے کی نذر ہوگی اور وقف

کرنے والے کی ملک اپنے حال پر باقی رہیگی چنانچہ بعد اسکے مرنے کے اُسکی طرف سے میراث ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ یا صدقہ محبوسہ یا صدقہ حبیسہ ہے اور یہ نہ کہا کہ ہمیشہ کے واسطے تو عام علماء کے نزدیک
جو وقف کو جائز رکھتے ہیں وقف ہو جائیگا اسواسطے کہ صدقہ ثابت ہوتا ہے ہمیشہ کے واسطے کہ احتمال فسخ کا نہیں رکھتا ہے
اور امام خصاف و اہل بصرہ نے فرمایا کہ وقف نہوگا اسواسطے کہ وقف متعلق بتابید ہے اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی مساکین پر صدقہ
موقوفہ ہے تو بالاجماع وقف ہو جائیگا اسواسطے کہ مساکین کا ذکر بھی تابید کا ذکر ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ
موقوفہ راہ خیر پر یا راہ ثواب پر یا راہ نیکی پر ہے یا راہ نیکی و ثواب پر ہے تو یہ وقف جائز ہوگا یہ وجیز میں ہے۔ اور اگر صدقہ کا لفظ ذکر
نہ کیا لیکن وقف کا لفظ ذکر کیا اور کہا کہ یہ میری زمین وقف ہے یا میں نے اپنی یہ زمین وقف کر دی یا میری یہ زمین موقوفہ ہے تو
امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقیروں پر وقف ہو جائیگی اور شیخ صدر شہید رح و مشائخ بلخ بقول امام ابو یوسف رح فتوی دیتے
ہیں اور ہم بھی بسبب عرف کے امام ابو یوسف رح کے قول پر فتوی دیتے ہیں یہ اسوقت ہے کہ اُسنے فقیروں کا لفظ بیان
نہ کیا اور اگر بیان کیا اور کہا کہ یہ میری زمین فقیروں پر موقوف ہے یا وقف ہے یا میں نے وقف کی تو امام ابو یوسف رح کے
نزدیک وقف ہوگی اور اسی طرح ہلال رح کے نزدیک بھی اسوجہ سے کہ فقیروں کے کہنے کی تصریح کرنے سے احتمال جاتا رہا یہ
خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ موقوفہ ہے اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ تو جائز ہے اگرچہ صدقہ کا ذکر نہ کیا اور مساکین پر صدقہ ہوگی یہ فتاوی
قاضیخان میں ہے اور اگر فقط وقف کا ذکر کیا یا اسکے ساتھ حبس کا بھی ذکر کیا تو بنا بر مختار کے ہر دو سے وقف ثابت ہو جائیگا اور یہ
امام ابو یوسف رح کا قول ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ حرمت ارضی ہذہ اوہی محرمۃ یعنی میں نے اپنی یہ زمین حرام کر دی یا میری یہ زمین
حرام کی ہوئی ہے تو فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ بنا بر قول امام ابو یوسف رح کے یہ قول مثل موقوفہ کہنے کے ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور
فتاوی میں مذکور ہے کہ اگر کہا کہ موقوفہ محرمہ حبیسہ ہے یا موقوفہ حبیسہ محرمہ ہے تو بیع نہیں کیجا سکتی اور نہ میراث اور نہ ہبہ ہو سکتی ہے اور یہ
سب اسی اختلاف پر ہے یعنی اسمیں بھی اختلاف مذکور جاری ہے اور مختار وہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو ذکر ہوا یہ ذخیرہ میں ہے
اور اگر کہا کہ میری یہ زمین حبیسہ صدقہ ہے تو شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ چاہیے کہ یہ بمنزلہ قول صدقہ موقوفہ کے ہو یہ فتاوی قاضیخان
میں ہے اور اگر کہا کہ میری یہ زمین موقوفہ ہے فلان پر یا میری اولاد پر یا میرے قرابتی فقیروں پر حالانکہ یہ لوگ گنے ہوئے
ہیں یعنی اگر شمار کیے جاویں تو انکا احصار ممکن ہے یا بیٹوں پر اور انکی قرابت ایسے کہ جس ارضی مذکور تعین ہے جو ورداتیع وقف ہے
تو وہ امام محمد رح کے نزدیک وقف نہو جائیگی اسواسطے کہ اُسنے ایسی چیز پر وقف کیا جو منقطع اور ختم ہو جائیگی ہمیشہ تک نرہیگی
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک وقف صحیح ہو جائیگا اسواسطے کہ جسپر وقف کیا ہے اُسکا ہمیشہ جاری رہنا انکے نزدیک شرط نہیں ہے یہ محیط
سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی یا یہ میرا دار صدقہ موقوفہ ہے فلان پر یا اولاد فلان پر تو اُنکی حاصلات جبتک یہ لوگ زندہ
ہیں انکو ملیگی اور انکی موت کے بعد وہ فقیروں پر صرف ہوا کریگی یہ وجیز کردری میں ہے اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ ہے واسطے
اللہ تعالی کے یا موقوفہ ہے واسطے اللہ تعالی کے یا اللہ تعالی کے واسطے صدقہ موقوفہ ہے تو وقف ہو جائیگی خواہ ہمیشگی کا ذکر کیا ہو یا نہ
کیا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ بوجہ اللہ تعالی یا صدقہ موقوفہ لطلب ثواب اللہ تعالی ہے تو بھی یہی
حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی موقوفہ بوجہ خیر و ثواب ہے تو جائز ہے گویا اُسنے کہا کہ صدقہ موقوفہ ہے یہ
ظہیریہ میں ہے۔ اور کہا کہ میری یہ زمین برائے سبیل ہے پس اگر ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگوں میں یہ لفظ وقف کے واسطے
متعارف ہے تو زمین مذکور وقف ہو جائیگی اور اگر وہاں کے لوگوں میں یہ متعارف یعنی وقف نہو تو اُس سے اسکی مراد دریافت

کیجائیگی پس اگر اُسنے وقف کا ارادہ کیا ہو تو وقف ہو جائیگی اور اگر اُسنے صدقہ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو نذر ہوگی پس یہ زمین یا اسکا ثمن صدقہ کردیا جائیگا وقال المترجم ہمارے عرف مین وقف کے معنے مین نہین ہی ہان نذر ہوسکتی ہی اگر اسکی نیت ہو واللہ تعالے اعلم۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ مین نے اُسکو فقیرون کے واسطے کردیا پس اگر اس شہر والون مین یہ وقف کے واسطے متعارف ہو تو وقف ہوگی اور اگر وقف کے لیے متعارف نہو تو اُس سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے وقف کی نیت کی تو وقف ہوگی اور اگر نیت صدقہ ہو یا کچھ نہو تو صدقہ کی نذر قرار دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا ارضی ہذہ سبیل یعنی میری یہ زمین سبیل ہی تو وقف نہوگی لیکن اگر کہنے والا ایسے شہر کا ہو جہان کے لوگ اس کلام سے وقف ابدی مع اسکے شروط کے سمجھتے ہون تو وقف ہوگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ سبلت ہذہ الدار فی وجہ امام مسجد کذا من جہۃ صلواتی وصیامی تو وقف ہو جائیگا اگرچہ نماز و روزہ ان سے واقع نہو یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ دار بعد میری موت کے مسبل لفلان مسجد ہی تو وقف صحیح ہی بشرطیکہ تہائی ترکہ سے برآمد ہوتا ہو اور اُسنے مسجد کو معین کیا ہو ورنہ نہین یہ قنیہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے اپنا یہ حجرہ مسجد کے نفل کے واسطے کردیا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ حجرہ مذکورہ مسجد پر وقف ہو جائیگا بشرطیکہ متولی کو سپرد کیا ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے کہ اپنے شہر مین کہا کہ میرے اس دار کی آمدنی سے ہر مہینہ دس درم کی روٹیان خرید کر مساکین کو بانٹ دیا کرو تو دار مذکور وقف ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف مین نہونا چاہیے واللہ اعلم۔ اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنے اس چہار دیواری دار باغ انگور کے پھلون کو وقف کردیا خواہ اسوقت اُسمین پھل لگتے یا نہ لگتے تو باغ مذکور وقف ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اُسکی حاصلات وقف قرار دی تو وقف ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی موت کے بعد وقف کیا یا وصیت کی کہ وقف کرو میری موت کے بعد تو صحیح ہی اور یہ وقف تہائی ترکہ سے ہوگا یہ تہذیب مین ہی اور وقف ہلال رح مین مذکور ہی کہ اگر وصیت کی کہ میری زمین تہائی بعد میری وفات کے اللہ تعالے کے واسطے ہمیشہ کے لیے ہی تو یہ اُسکی وصیت فقیرون پر وقف کی ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میرا تہائی مال وقف ہی اور اس سے زیادہ نہ کہا تو شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ اگر مال اُسکا نقد ہو تو وقف باطل ہی اور اگر اراضی ہو تو وقف فقیرون پر جائز ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ فتوی اسپر ہی کہ بدون بیان مصرف کے یہ وقف جائز نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ ہی تو صدقہ کردینے کی نذر ہوگی حتی کہ اگر بعینہ اس زمین کو صدقہ کیا یا اُسکی قیمت صدقہ کردی تو نذر ادا ہوگئی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اس زمین کو مسکینون پر صدقہ کیا تو وقف نہوگی بلکہ یہ نذر ہی کہ اس بعینہ اراضی یا اُسکی قیمت کا صدقہ کرنا اُسپر واجب آیا پس اگر اُسنے ایسا کردیا تو نذر کے عہدہ سے نکل گیا ورنہ اُسکی موت کے بعد وہ میراث ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی اور قاضی اُسکو صدقہ کرنے پر مجبور نہ کریگا جیسے نذر ادا کرنے پر مجبور نہین کرتا ہی کیونکہ یہ بمنزلہ نذر کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ زمین نیکی و ثواب کی راہون پر صدقہ ہی تو یہ وقف نہین ہی بلکہ نذر ہی کذا فی الظہیریہ ایک نے کہا کہ مین نے اسمہ اس دار کا غلہ و آمدنی واسطے مسکینون کے کردی تو یہ آمدنی کے صدقہ کرنے کی نذر ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنا یہ دار واسطے مسکینون کے کردیا تو یہ عرف مین دار مذکور کے مسکینون پر صدقہ کرنے کی نذر ہی یہ فتاوی صغری مین ہی اور اگر کہا کہ صدقہ ہی کہ فروخت نہ کیا جاویگا تو صدقہ کی نذر ہی وقف نہین ہی اور اگر زیادہ کرکے کہا کہ اور ہبہ نہ کیا جاویگا اور نہ میراث ہو جائیگا تو مسکینون پر وقف ہو جائیگا کذا فی البحر الرائق

باب دوم۔ جسکا وقف جائز ہی اور جسکا نہین جائز ہی اور وقف مشاع کے بیان مین عقار مثل اراضی ومکانات کا

وقف جائز ہو یہ حاوی میں ہے۔ اور اسی طرح منقولات میں سے جو اس عقار کی تبعیت میں ہوں انکا وقف بھی بالتبع جائز ہوجائیگا
مثلاً کسی اراضی کے ساتھ کارکن غلام و بیل و آلات کشتکاری وقف کیے تو سب وقف ہوجاوینگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور امام
خصاف نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین وقف کی اور اسکے ساتھ غلام ہیں جو اس زمین میں کام کرتے ہیں تو چاہیے کہ ان غلاموں
کا نام بیان کردے اور انکی تعداد بیان کرے اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ بیل ہوں تو انکو بیان کردے اور انکی تعداد بیان
کرے اور چاہیے کہ صدقہ میں شرط کردے کہ رفیقوں و بیلوں کا نفقہ اس زمین کی آمدنی سے ہوگا اور اگر یہ شرط کرے
تو اس زمین کی آمدنی میں انکا نفقہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اسعاف میں ہے کہ اگر انکا نفقہ اس زمین کی آمدنی و حاصلات
سے شرط کیا پھر بعضے انمیں سے بیمار ہوئے تو وہ اپنے نفقہ کا اس زمین کی حاصلات سے مستحق ہوگا اور برابر انکا نفقہ اسکی
حاصلات سے انپر برابر جاری رہیگا جب تک وہ زندہ ہیں اور اگر اُسنے یہ کہا کہ اس زمین میں انکے کام پر انکا نفقہ اسکی حاصلات
سے ہو تو جو رقیق انمیں سے کام سے بیکار رہا اُسکو حاصلات زمین سے نفقہ نہ ملیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر رقیق کام
سے ضعیف ہوگیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اُسکو فروخت کرکے اسکے ثمن سے دوسرا خریدے جو بجاے اسکے کام کرے پھر اگر
اُسکے ثمن سے دوسرا غلام نہ ملا اور چاہا کہ اسکے ثمن میں حاصلات زمین سے کچھ بڑھا کر دوسرا غلام خریدے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے
اسیطرح جو جانور و آلات زراعت کہ اراضی کے ساتھ وقف کیے گئے اور انمیں سے کوئی نکما ہوا تو بجاے اسکے دوسرا قائم
کرنے کیواسطے بھی یہی حکم ہے اور جو شخص صدقہ کا متولی ہو وہ ایسا کرسکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر غلامان وقف میں سے کوئی
قتل کیا گیا اور اسکی دیت وصول کرلی گئی تو قیم کو اختیار ہوگا کہ اُس دیت سے بجاے اسکے دوسرا خریدے یہ فتح القدیر میں ہے
اور اسعاف میں مذکور ہے کہ اگر انمیں سے کسی نے جنایت کی اور ولی جنایت دعویدار ہوا تو اس غلام مجرم کو دینے یا اُسکا فدیہ دینے
دونوں میں سے جو بات بہتر ہو وہ متولی پر واجب ہے اور اگر اُسنے غلام کے فدیہ میں عوض جنایت سے زائد مال دیا تو زائد
میں متطوع قرار دیا جائیگا پس اپنے مال سے اُسکا ضامن ہوگا اور اگر جن لوگوں پر وقف ہے انھوں نے اس غلام جرم کنندہ کا فدیہ
ادا کردیا تو وہ متطوع ہونگے اور غلام مذکور جسطرح وقف میں کام کرنے کے واسطے تھا ویسا ہی باقی رہیگا یہ بحر الرائق میں ہے
اور مال منقول کے وقف بالقصد میں دو صورتیں ہیں اگر یہ مال منقول کراع یا سلاح ہو تو وقف جائز ہے اور اگر
سواے اسکے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں کہ اگر یہ ایسی چیز ہے جسکے وقف کرنے کا تعارف جاری نہیں ہے جیسے کپڑے و حیوانات
تو ہمارے نزدیک نہیں جائز ہے اور اگر اُسکا وقف متعارف ہو جیسے آرہ و بسولا و جنازہ و جنازہ کے کپڑے اور دیگر چیزیں
جنکی حاجت پڑتی ہے مثل ظروف و دیگچہ واسطے غسل میت کے و مصاحف وغیرہ تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ نہیں جائز ہے
اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جائز ہے اور ائمہ مشائخ حنفیہ سے امام سرخسی بھی اسی طرف گئے ہیں کذا فی الخلاصہ اور یہی
مختار ہے اور فتوی بھی امام محمد رح کے قول پر ہے یہ شمس الائمہ حلوائی نے بیان فرمایا ہے کذا فی مختار الفتاوے اور اگر جنازہ
و ملارت و مغتسل جسکو فارسی میں حوض مسین کہتے ہیں ایک محلہ میں وقف کیا پھر اُس محلہ والے سب کے سب مر گئے تو وقف
کرنیوالے کے وارثوں کو واپس نہ دیا جائیگا بلکہ اس محلہ سے جو جگہ سب سے قریب ہے وہاں منتقل کردیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے
اور اگر مصحف کو اہل مسجد پر وقف کیا کہ اسکو پڑھا کریں یا حفظ کرتے ہیں تو جائز ہے اور اگر مسجد پر وقف کیا تو بھی جائز
ہے اور اسی مسجد میں پڑھا جائیگا اور بعضے مقام پر مذکور ہے کہ اسی مسجد پر مقصور نہ ہوگا یہ و جیز کردری میں ہے اور لوگوں نے
کتابوں کے وقف میں اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے اسکو جائز کہا ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوی قاضیخان

قال المترجم لوگوں سے یعنی اہل علم سے اور بنا بر مذہب نزدیک بے اختلاف لیکن ہم لوگوں سے اس لفظ کی تعبیر ۱۲ منہ

مین ہی اور اگر اپنے جانور سواری کی پیٹھ یعنی سواری لینا اُسکی پشت پر اور اپنے غلام کی کمائی کی آمدنی مسکینون مین وقف
کی تو ہمارے علماء کے قول مین نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے ایک گائے وقف کی اس شرط پر کہ اُسکا دودھ و
گھی و مٹھا راہی مسافرون کو دیا جاوے پس اگر ایسے مقام پر ہو جہان کے لوگون مین یہ متعارف ہی تو جائز ہوگا جیسے سقایہ
کا پانی جائز ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اور بیل یا بکرا وغیرہ نر جانور کا اسواسطے وقف کرنا کہ اُس سے مادہ گابھن کرائی جایا کرین
نہین جائز ہی یہ قنیہ مین ہی- اور واقعات مین مذکور ہی کہ ہلال بصری رحمۃ اللہ نے اپنے وقف مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی نے فقط
عمارت کو بدون اصل کے وقف کیا تو نہین جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی طرح وقف دار بدون عقار نہین جائز ہی اور یہی
مختار ہی یہ محیط مین ہی- اور وقف عمارت کا ایسی زمین مین جو عاریت پر ہی یا اجارہ پر ہی نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی اور خصاف نے بیان فرمایا کہ بازار کی دُکان کا وقف جائز ہی بشرطیکہ زمین اجارہ پر ایسے لوگون کے قبضہ مین
ہو جنہون نے ان دُکانون کو بنایا ہی کہ سلطان اُنکے ہاتھ سے نکال نہ سکتا ہو اور اس سے ثابت ہوا کہ جو عمارت کہ
زمین محتکرہ مین ہو اُسکا وقف جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی- اگر قطعہ زمین وقف کی ہوئی مین کسی نے عمارت بنائی اور
اسکو اسی جہت پر وقف کیا جسپر یہ قطعۂ زمین وقف ہی تو اُسکی تبعیت مین اُسکا وقف بھی بلا خلاف جائز ہوگا اور اگر قطعہ
مذکورہ کی جہت وقف کے سوائے دوسری جہت پر وقف کیا تو اُسکے جواز مین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ جائز نہوگا یہ
غیاثیہ مین ہی- اور اگر کوئی درخت جما یا پھر اُسکو وقف کر دیا پس اگر اُسکو ایسی زمین مین لگایا ہی جو وقف کی ہوئی نہین ہی
اور اس درخت کو مع اُسکے موضع زمین کے وقف کیا یا اجنبی زمین پر اُسکا قیام ہی تو زمین کی تبعیت مین بحکم اتصال کے
یہ درخت بھی وقف ہو جائیگا اور اگر فقط درخت کو بدون اصل زمین کے وقف کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر وقف کی زمین
مین لگایا ہی تو اگر اُسی جہت پر وقف کیا جسپر یہ زمین وقف ہی تو جائز ہی جیسے عمارت مین جائز ہی اور اگر اس جہت کے سوائے
دوسری جہت پر وقف کیا تو اسمین بھی ویسا ہی اختلاف ہی جیسا عمارت مین مذکور ہوا ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اور رباط کے کام کاج
کے واسطے غلام و باندیون کا وقف کرنا جائز ہی اور اگر حاکم نے اس وقف کی باندی کا نکاح کر دیا تو جائز ہی اور اگر اُسکا غلام بیاہ
دیا تو نہین جائز ہی اسواسطے کہ غلام پر مہر و نفقہ لازم ہو جائیگا اور اگر وقف کے غلام کو وقف کی باندی سے بیاہ دیا تو نہین جائز
ہی یہ وجیز کردری مین ہی- اور جو چیزین ایسی ہین کہ بدون اُنکے عین تلف کرنے کے اُنسے انتفاع نہین حاصل ہو سکتا ہی
جیسے کھانے و پینے کی چیزین و سونا چاندی وغیرہ تو عامہ فقہا کے نزدیک نہین جائز ہی اور مراد چاندی و سونے سے
درہم و دینار ہین اور جو زیور نہ ہووے یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر درہم یا کیلی چیزین یا کپڑے وقف کیے تو نہین جائز ہی
اور بعض نے فرمایا کہ جہان ان اسکا رواج ہو وہان جواز کا فتوے دیا جائیگا تو دریافت کیا گیا کہ کیونکر تو فرمایا کہ درہم
فقیرون کو قرض دیے جائینگے پھر اُنسے وصول کر لیے جائینگے یا مضاربت پر دیے جاوینگے اور اُنکا نفع صدقہ کیا جائیگا
اور گیہون فقیرون پر قرض دیے جاوینگے کہ اُس سے زراعت کرین پھر اُنسے لے لیے جاوینگے اور کپڑے و لباس
فقیرون کو دیے جاوینگے کہ اپنی ضرورت کے وقت اُنکو پہنین پھر اُنسے لے لیے جاوینگے یہ فتاوی عتابیہ مین ہی- اور نہین
صحیح ہی وقف ادویہ کا الا جب کہ اُسنے کہا کہ فقیرون و تونگرون سب پر تو جائز ہوگا اور تونگر لوگ فقیرون کی تبعیت مین
داخل ہو جاوینگے یہ معراج الدرایہ مین ہی اور ناطفی نے کہا کہ اگر مسجدون کی اصلاح کے واسطے مال وقف کیا تو جائز ہی
اور اگر پلون کے بنانے و راستون کی درستی اور قبرون کے کھودنے اور مسلمانون کے لیے سقایۂ کار و اسرائے یا مسلمان

مُردون کے واسطے کفن خریدنے کے لیے وقف کیا تو نہین جائز ہی اور فتوی اسی پر دیا جاوے کہ جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ **اور متصلات** اس بیان سے ان چیزون کا بیان ہی جو بدون ذکر کیے داخل ہو جاتی ہین اور جو ذکر ہی سے داخل ہوتی ہین۔ امام خصاف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الوقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر کسی نے اپنی صحت مین اپنی اراضی بعض وجوہ پر جنکو بیان کیا ہی وقف کی اور بعد ان وجوہ کے فقرا پر وقف بیان کیا تو اس وقف مین جو عمارات و درختان خرما و دیگر اشجار ہونگے سب داخل ہو جاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور خصاف نے بیان کر دیا ہی کہ درختون کے وقف کرنے مین جو پھل اسپر اسوقت موجود ہین وہ داخل نہین ہو جاتے ہین اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنی یہ زمین مع اُسکے حقوق و تمام اُس چیز کے جو اُسمین یا اُس سے ہی صدقہ موقوفہ کر کے وقف کی حالانکہ وقف کے روز اُس اراضی کے درختون مین پھل موجود ہین تو ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ استحساناً اسپر لازم ہی کہ ان پھلون کو فقیرون و مسکینون پر صدقہ کر دے نہ بطور وقف کے بلکہ بطور نذر کے پھر اسکے بعد جو پھل آیندہ پیدا ہونگے وہ انھین وجوہ پر صرف کیے جاوینگے جنکو اُسنے وقف مین بیان کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی بعد میری وفات کے اسوجہ پر کہ جو اللہ تعالے اسکی حاصلات و پیداوار فرماوے وہ واسطے عبداللہ کے ہی پھر وقف کرنے والا مرا اور حال یہ ہی کہ اس اراضی کے درختون مین پھل موجود ہین تو فرمایا کہ یہ پھل عبداللہ کے واسطے نہ ہونگے اسواسطے کہ اُسکے لیے اب وقف واجب ہوا ہی پس ایسا ہوگیا کہ اُسنے ایک زمین وقف کی جسکے درختون مین پھل موجود ہین پس وصیت وقف مین جو پھل موجود ہین داخل نہ ہونگے پھر مولف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مقام پر یہ موجودہ پھل بدلیل قیاس اُسکے وارثون کے ہونگے اور استحسان یہ ہی کہ فقیرون پر صدقہ کر دیے جاوین اور ہم استحسان ہی کو اختیار کرتے ہین۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے کے الفاظ اسی قدر ہون جو بیان ہوئے ہین تو قیاس و استحسان ہر دلیل سے یہ پھل وارثون کے ہونے چاہییے ہین اس سبب سے کہ اُسنے وقف کو اپنی وفات کے بعد پر رکھا ہی پس زمین مذکور اُسکی حیات مین وقف نہین ہوئی اور جب ایسا ہی تو جو پھل پیدا ہوئے ہین وہ میت کی ملک پر پیدا ہوئے ہین پس یہ اُسکے وارثون کی ملک ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کوئی زمین وقف کی اور اُسمین زراعت ہی تو وہ وقف مین داخل نہ ہوگی خواہ زراعت کے واسطے قیمت ہو یا نہ ہو یہ مضمرات مین ہی اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی۔ خصاف نے فرمایا کہ اگر اس اراضی مین بقول یا پھول پھل خوشبودار ہون تو وہ وقف مین داخل نہ ہونگے اور اگر اُسمین نرکل و بید و خلاف ہون تو جو انمین سے ہر سال کاٹے جاتے ہین وہ داخل نہ ہونگے اور جو ایسے ہین کہ ہر دو برس یا تین برس بعد کاٹے جایا کرتے ہین وہ داخل ہو جاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اسی طرح جو زمانہ آیندہ مین پیدا ہون وہ بالاتفاق وہ داخل وقف ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور رطاب مین سے جو رطبہ اُگا ہوا ہووے وہ وقف کرنے والے کا ہوگا اور جو اُسکے اصول و جڑ مین ہین وہ وقف مین داخل ہونگے اسی طرح بادنجان و قطن ہی لیکن اگر روئی کے درخت ہر سال جھاڑے جاتے ہون تو وقف مین داخل نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ پیاز نرگس و زعفران وقف مین داخل ہونگے اور بنفشہ نہین داخل ہونگے اور گلاب یا یاسمین کے درخت زمین کی وقف مین داخل ہو جاوینگے یہ ذخیرہ مین ہی ولیکن گلاب اور چنبیلی اور برگ حنا وقف کرنے والے کے ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ایسی زمین وقف کی جسمین چکی گڑی ہی تو وہ چکی داخل وقف ہوگی خواہ پنچکی ہو یا ہاتھ کی چکی ہو

اور اسی طرح کنوئین کے چرخ داخل ہونگے اور چرس داخل نہ ہونگے یہ محیط مین ہی - اور حمام کے وقف مین دیگین داخل ہونگی اور وہ مقام بھی جہان اُسکا گوبر وراکھ ڈالی جاتی ہی اور پانی بہنے کی نالی جو زمین مملوکہ مین ہو اور راستہ آمدرفت کا داخل نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین فقیرون پر صدقہ موقوفہ ہی اور اس زمین کے حصہ پانی اور راستہ کا ذکر نہ کیا تو استحساناً اُسکا حصہ پانی اور راستہ داخل ہوگا اسواسطے کہ زمین اسی واسطے وقف کی جاتی ہی کہ اس سے پیداوار وحاصلات ملے اور یہ بدون پانی و راستہ کے نہین ہوسکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور دار کے وقف مین اگر اسطرح بیان نہ کیا کہ دار مع اپنے حقوق کے اور نہ یہ ذکر کیا کہ سب قلیل وکثیر کے ساتھ جو اس دار کے واسطے اسمین یا اس سے اُسکے حقوق سے ہی تو وہی چیزین داخل ہونگی جو دار کی بیع مین بدون بیان کے داخل ہوجاتی ہین اور دوکان کے وقف مین وہ چیزین داخل ہونگی جو اسکے بیع کرنے مین داخل ہوجاتی ہین اور دلیس (مونٹے) بنانے والون کے خم اور حمام کرانے والون کی دیگین وقف مین داخل ہونگی خواہ یہ عمارت مین جمی ہون یا نہ جمی ہون یہ ذخیرہ مین ہی - اور شیخ نصیر رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا دار وقف کیا جسمین حمامات ہین یعنی ایسے کبوتر ہین جو اڑ جاتے ہین اور پھر چلے آتے ہین تو فرمایا کہ دار کے وقف مین پالو کبوتر داخل ہوجاتے ہین چنانچہ فتاوی ابواللیث رح مین ہی کہ اگر کبوترون کے برج وقف کیے تو مجھے امید ہی کہ جائز ہو اسواسطے کہ کبوتر اگرچہ مال منقولہ مین سے ہین - لیکن وہ اس مکان وقف کی تبعیت مین داخل ہوجاینگے جیسے اگر کوئی زمین مع ان چیزون کے جو اسمین بیلون وغلامون سے وقف کی تو بیلون وغلامون کا وقف جائز ہی اور اسیطرح اگر ایسا مکان وقف کیا جسمین شہد کی مکھیون کے چھتے ہین تو جائز ہی اور شہد کی مکھیان تابع مکان وشہد کے ہوجاینگی اور واضح ہو کہ یہان تابع وقف ہوجانے کی تاویل اسیطرح واجب ہی کہ مراد یہ ہی کہ مکان کو مع شہد کی مکھیون کے جو اسمین ہین یا کبوترون کے برجون کو مع اُن کبوترون کے جو اسمین ہین وقف کیا جیسے زمین کی صورت مین ہی کہ زمین کو مع اُسکے بیلون وغلامون کے وقف کیا یہ محیط مین ہی

فصل وقف مشاع کے بیان مین قال المترجم مشاع سے مراد یہ ہی کہ تمام مین وقف پھیلا ہوا ہو منقسم ومتعین کسی حصہ مین نہو - اور واضح ہو کہ محتمل قسمت یا لفظ قابل تقسیم سے یہ مراد ہی کہ بعد تقسیم کے اُس سے وہی فائدہ ہوسکے جو قبل بانٹنے کے حاصل تھا اور غیر قابل تقسیم سے یہ مراد ہی کہ بعد تقسیم کے وہ فائدہ جو قبل تقسیم کے حاصل تھا حاصل نہ ہوسکے فاحفظہ اب ہم بیان کتاب کو شروع کرتے ہین - جو چیز کہ غیر قابل تقسیم ہو اگر اسمین سے کوئی حصہ وقف کیا جو تقسیم کیا ہوا سب طرح علیحدہ نہین ہی بلکہ یہ حصہ تمام مین شائع ہی تو یہ وقف بلا خلاف جائز ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر آدھا حمام وقف کیا تو وقف جائز ہی اگرچہ مشاع ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور جو چیز قابل تقسیم ہی اُسمین وقف مشاع امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین ہی اور اسی کو مشائخ بخارا نے لیا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ سراجیہ مین ہی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہی اور متاخرین مشائخ نے اسی پر فتوی دیا ہی اور یہی مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اسپر اتفاق ہی کہ غیر مقسوم کو مسجد یا مقبرہ کر دینا مطلقاً جائز نہین ہی خواہ ایسی چیز ہو جو قابل تقسیم ہی یا ایسی ہو جو قابل تقسیم نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر کسی قاضی نے غیر مقسوم وقف کے صحیح ہونے کا حکم دیدیا تو اُسکا حکم نافذ ہوجائیگا اور وہ اتفاقی ہوجائیگا جیسے اور مسائل مختلفہ مین حکم ہی یہ شرح نقایہ ابوالمکارم مین ہی - پھر جو چیز قابل تقسیم ہی اسمین مشاع وقف کے صحیح ہونے کا کسی قاضی نے حکم دیدیا پھر بعض شریکون نے درخواست کی تو امام اعظم رح کے نزدیک بٹوارہ نامنظور ہوگا ہان وہ لوگ باری باری مقرر کرلین اور صاحبین کے نزدیک بٹوارہ کردیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اس امر پر اتفاق ہی کہ اگر کل چیز وقف ہو اور بعضون نے یا سب نے بٹوارہ چاہا تو تقسیم نہ کیجائیگی

اور نیز باری باری بھی نہیں کر سکتے ہیں یہ فتح القدیر میں ہے - اور اگر عقار میں دو شریک ہوں پھر ایک نے اپنا حصہ وقف کیا تو
خود ہی اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور اسکی موت کے بعد اسکے وصی کو بٹوارہ کرانے کا حق پہونچتا ہے اور اگر اُسنے اپنے عقار میں
سے نصف کو وقف کردیا تو اُس سے بٹوارہ کرانے والا قاضی ہوگا یا یہ باقی اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت کردے پس مشتری اُس
سے بٹوارہ کرالیگا یہ ہدایہ میں ہے - اور اگر دو شخصوں کے درمیان ایک اراضی مشترک ہے پس ہر ایک نے اپنا حصہ ایک قوم پر
جو معلوم ہیں وقف کردیا تو یہ جائز ہے اور دونوں کو اختیار ہوگا کہ باہم اُس زمین کا بٹوارہ کریں پس ہر ایک اپنا اپنا حصہ جو
وقف کیا جدا کر کے اپنے قبضہ میں رکھیگا جسکا خود متولی ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے - اور اگر کل کو وقف کردیا پھر اُسمیں سے ایک جزو کا
کوئی شخص مستحق ثابت ہوا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک باقی کا وقف باطل ہوگیا اسواسطے کہ وقف کے وقت شیوع موجود تھا اور اگر
اسمیں سے کسی جزو معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا تو باقی کا وقف باطل نہوگا یہ ہدایہ میں ہے - اور اگر کسی نے اپنی تمام اراضی
وقف کردی پھر اسمیں سے نصف غیر معین کا کوئی مستحق ثابت ہوا اور قاضی نے مستحق کے واسطے نصف کا حکم دیدیا اور باقی نصف
امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بحال خود وقف رہی تو وقف کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ مستحق سے بٹوارہ کرے یہ محیط میں ہے پھر واضح
ہو کہ بنا بر قول امام محمد رحمہ کے اگر ایک اراضی دو شخصوں میں مشترک ہو پس دونوں نے اُسکو صدقہ موقوفہ خواہ مسکینوں پر یا جن راہ
خیر پر وقف جائز ہے انمیں سے کسی راہ پر وقف کردیا اور دونوں نے اُسکو قیم کے سپرد کردیا جو اُسکے امور کی پرداخت پر قائم رہتا ہے تو
یہ جائز ہے اسواسطے کہ امام محمد رحمہ کے نزدیک وہ شیوع جواز وقف سے مانع ہے جو قبضہ کے وقت ہو یا وہ شیوع جو عقد کے وقت
ہو اور اس صورت میں شیوع کسی وقت نہیں پایا گیا نہ وقت وقف کے کیونکہ دونوں نے زمین کو ساتھ ہی وقف کیا ہے اور نہ وقت
سپردگی قیم کے کیونکہ دونوں نے اسکو ساتھ ہی سپرد کیا ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ
علیحدہ وقف کیا اور صدقہ موقوفہ مسکینوں پر کردیا اور دونوں نے ایک ہی قیم کو مقرر کیا پس قیم مذکور نے دونوں کے حصہ پر ایک ساتھ
یا جدا جدا قبضہ کر لیا تو بھی روا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اسی طرح اگر دونوں نے ساتھ ہی دو شخصوں کو متولی مقرر کیا ہو تو بھی یہی
حکم ہے کذا فی الوجیز - اور اسی طرح اگر وقف کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا اور کہا کہ جب یہ لوگ
کوئی نہ رہیں تو مساکین پر وقف ہے اور دوسرے نے حج پر کہ اُس سے ہر سال حج کیا جاوے پھر دونوں نے ساتھ ہی ایک
متولی کو سپرد کی تو جائز ہے اور اسی طرح اگر وقف کرنے والا ایک ہی ہو پس اُسنے آدھی غیر مقسوم و معین فقیروں و مسکینوں پر
وقف کی اور باقی نصف دوسرے امر پر وقف کی تو بھی جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور اگر متولی نے دونوں میں سے
ایک کے حصہ پر قبضہ کیا اور دوسرے کے حصہ پر قبضہ نہ کیا تو وقف صحیح نہ ہوگا حتی کہ جسکے حصہ پر قبضہ کیا ہے اسکو اُس سے
رجوع کرنے کا اختیار ہوگا کہ واپس لیکر چاہے اسکو فروخت کردے یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر دونوں شریکوں میں سے
ہر ایک نے نصف زمین مشاع غیر مقسوم حالت میں صدقہ موقوفہ کردی اور ہر ایک نے اپنے وقف کے واسطے جدا جدا دو متولی
مقرر کیے تو جائز نہیں ہے کیونکہ وقت عقد کے شیوع پایا گیا ہے اسواسطے کہ ہر ایک علیحدہ عقد کا مباشر ہوا ہے اور وقت قبضہ کے
بھی شیوع متمکن تھا اسلیے کہ ہر ایک متولی نے نصف مشاع پر قبضہ کیا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے متولی سے
قبضہ کے وقت کہا کہ تو میرے حصہ پر مع میرے شریک کے حصہ کے قبضہ کر تو وقف جائز ہوگا اور یہ سب امام محمد رحمہ کا قول ہے
اور بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ کے ان سب صورتوں میں وقف جائز ہے اسواسطے کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بغیر قبضہ
کرانے کے وقف جائز ہے پس غیر مقسوم کا وقف بھی روا ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور اگر اپنے مکان یا زمین سے ہزار گز

وقف کیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے پس تمام دار یا زمین ناپا جائیگا پس اگر وہ ہزار گز یا کم نکلا تو سب وقف ہوگا اور اگر دو ہزار گز ہو تو اس مین سے نصف وقف ہوگا اور اگر ڈیڑھ ہزار گز نکلا تو دو تہائی حصہ وقف ہوگا اور اگر اسمین سے بعض ٹکڑے مین درختان خرما ہون اور بعض مین نہ ہون تو وقف کے واسطے درختان خرما سے حصہ ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے ایک زمین سے ایک جریب مشاع وقف کی پھر تقسیم واقع ہوئی اور بٹوارہ مین وقف مین ایک جریب سے کم پڑا اسوجہ سے کہ وقف کے ٹکڑے کی زمین عمدہ تھی پس دوسرے ٹکڑے کے گزون یعنی رقبہ مین بڑھا دیا گیا ہے یا اسکے برعکس واقع ہوا تو جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کہا کہ مین نے اپنا حصہ اس دار مین سے وقف کر دیا اور یہ تمام دار کی تہائی ہے - پھر پیچھے اُسکا حصہ اس تمام دار کا آدھا یا دو تہائی نکلا تو یہ سب وقف ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر زمینین و مکانات دو شخصون مین مشترک ہون پھر اُنمین سے ایک نے اپنا حصہ وقف کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے بٹوارہ کرے اور تمام وقف کو ایک زمین یا ایک دار مین مجتمع کر دے تو قیاس قول امام ابو یوسفؒ و شیخ ہلالؒ یہ ہے کہ یہ جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر دو شخصون مین ایک زمین مشترک ہے پس ایک نے اُنمین سے اپنا حصہ وقف کر دیا ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے پھر اگر وقف کرنے والے نے اپنے شریک سے بٹوارہ کرایا اور بٹوارہ مین کسیقدر درم معدود معلوم داخل کیے تو اسمین دو صورتین ہین کہ اگر وقف کرنے والے نے زمین کا ایک ٹکڑا مع اُن درمون کے لیا تو نہین جائز ہے اسواسطے کہ وہ وقف مین سے کچھ بعوض درمون کے فروخت کرنیوالا ہوا اور یہ فاسد ہے اور اگر وقف کرنیوالے نے درم دیے ہین تو جائز ہے اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اُسنے حصہ وقف لیا اور اُسکے ساتھ ایک ٹکڑا اور درمون کے عوض حصہ شریک مین سے خریدا پس جائز ہوگا پھر جو حصہ واقف کا ہے وہ وقف ہوگا اور جو اُسنے درمون سے لیا ہے وہ اُسکی ملک ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر تقسیم مین کچھ درم بڑھائے گئے ہون باین طور کہ دو حصون مین سے ایک حصہ کی زمین عمدہ تھی اور دوسرے حصہ کی زمین اُس سے خراب تھی پس بمقابلہ عمدگی کے کچھ درم بڑھائے گئے تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ نے درم لیے ہین تو جائز نہین ہے اور اگر شریک نے لیے ہین تو جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے - ایک دُکان دو شریکون مین مشترک ہے اُنمین سے ایک نے اپنا حصہ وقف کیا پھر وقف کرنے والے نے چاہا کہ اس حصہ کے دروازہ پر وقف کا تختہ لگا دے اور دوسرے شریک نے اسکو روکا تو وہ وقف کا تختہ نہین لگا سکتا ہے الا اُس صورت مین کہ قاضی نے اسکو بغرض حفاظت وقف کے اُسکی اجازت دیدی ہو اور یہ مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ٹھیک پڑتا ہے جسکو مشائخ بلخ نے اختیار فرمایا ہے یہ مضمرات مین ہے - ایک گانون مین سے کچھ وقف ہے اور کچھ ملک ہے اور کچھ بادشاہت کی زمین ہے اور کچھ دوسرون کی ملک ہے پھر اُنھون نے اُنمین سے تھوڑی زمین کا بٹوارہ باہم کرنا چاہا کہ اسکو مقبرہ بنا دین تو انکو یہ اختیار نہین ہے اور اگر کل کی تقسیم چاہی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے ؛

باب سوم مصارف کے بیان مین یعنی جہان جہان مال وقف صرف کیا جاوے اور اسمین آٹھ فصلین ہین فصل اول کس صورت مین وقف کا مصرف ہوگا اور کون شخص مصرف ہو سکتا ہے کہ اُسپر وقف صحیح ہووے اور کون نہین ہو سکتا ہے کہ اُسپر وقف صحیح نہ ہووے - حاصلات وقف مین سے پہلے وقف کی تعمیر مین صرف کیا جائیگا خواہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا نہ کی ہو پھر جو امر اس عمارت سے قریب ہو اور مصلحت مین سب سے عام ہو جیسے مسجد کے واسطے اُسکا امام اور مدرسہ کے واسطے اسکا مدرس پس انکو بقدر انکی کفایت کے دیا جائیگا پھر چراغ و بوریے فرش وغیرہ مین صرف کیا جاوے پھر اسی طرح آخر تک مصلحتون مین لحاظ رکھا جائیگا اور یہ اسوقت ہے کہ وقف کا کوئی مصرف معین نہ ہو اور اگر کسی جیسے پر

معین کیا گیا ہو وہ اس وقف کی تعمیر و اصلاح مین صرف کرنے کے بعد اُسی مصرف معین کی طرف خرچ کیا جائیگا یہ حاوی قدسی
مین ہی اور اگر وقف کی آمدنی اُسنے ایک سال یا دو سال تک فلان شخص کے واسطے پھر بعد اُسکے فقیرون کے واسطے کردی ہو
اور آمدنی سے اُسکی تعمیر شرط کردی ہو تو ایسی صورت مین فلان مذکور کے حق سے وقف کی تعمیر پیچھے کردیجائیگی لیکن اگر تعمیر
مین دیر کرنے سے وقف کو کوئی کھلا نقصان پہونچتا نظر آوے تو تعمیر مقدم رکھی جائیگی یہ حاوی مین ہی۔ اور جن وجہون پر
وقف ہی وقف کی سب آمدنی ان وجہون پر ٹکڑے ٹکڑے کردیجائیگی لیکن اگر تاخیر عمارت مین کھلا ضرر پہونچتا ہو تو پہلے
تعمیر مقدم کیجائیگی اور رہا ناظر پس اگر اُسکے واسطے وقف مین سے کچھ شرط کردیا گیا ہو تو وہ گویا مستحقون مین سے ایک
مستحق ہی اور اگر ایسا نہو پس اگر وہ کام کرتا ہو تو اپنی اجرت کی قدر لیگا اور اگر کچھ کام نکرتا ہو تو کچھ نپاویگا یہ فتح القدیر مین
ہی۔ اور اگر وقف ایک شخص معین یا کئی شخصون معلوم پر ہو اور آخر مین واسطے فقیرون کے ہو تو یہ وقف کرنے والے
کے مال سے ہی کہ اپنی زندگی مین جس مال سے چاہے نفع اٹھایا کرے پھر جب مرا تو یہ مال انکو اس وقف کی آمدنی سے دیا جائیگا
پھر وقف کی تعمیر اُسی قدر لازم ہی کہ جس سے وقف کی ہوئی چیز ویسی ہی باقی رہے جیسے وقف کی تھی اور اُس سے
بڑھانا سو یہ واجب نہین ہی پس بدون اُسکی رضامندی کے متولی اُس سے زیادہ عمارت مین خرچ نکریگا اور اگر وقف
فقیرون پر ہو تو بعض کے نزدیک متولی کسی حال مین اُس سے زیادہ تعمیر نہ بڑھائیگا جس وصف پر وقف کرنیوالے
نے وقف کیا ہی اور یہی اصح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنا مکان اپنی اولاد کی سکونت کے لیے وقف کیا
تو جو اسمین رہے اسی پر اسکی تعمیر و مرمت واجب ہی پھر اگر اُسنے اس سے انکار کیا یا وہ فقیر ہی تو قاضی اسکو اجارہ پر دیکر
اُسکی اجرت سے مرمت و تعمیر کا حکم دیگا پھر جب اُسکی مرمت ہو جائیگی تو جسپر وقف تھا پھر اسی کو واپس دیدیگا اور انکار کرنے
والے پر تعمیر کے واسطے جبر نہین کیا جائیگا اور اگر اُسی نے اجارہ پر دیا جسکو حق سکونت حاصل ہی تو اسکا اجارہ نہین
صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر سکونت کے حقدار نے اپنے خالص مال سے وقف مین عمارت بنائی پس اگر اس
عمارت مین سے کچھ بعینہ قائم ہو تو وہ اس بنانے والے کے وارثون کی ہوگی چنانچہ ان لوگون کو اختیار ہوگا کہ اُسکو
لے لین بشرطیکہ اُس سے واقف کو کوئی ضرر نہ پہونچے کذا فی الحاوی اور اُسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ اپنی اس عمارت
کو یہانسے دور کرلیجاو پس اگر وہ لے گئے تو خیر ورنہ انپر جبر کیا جائیگا اور اگر اُنھون نے عمارت کا اس شخص کو مالک کردیا
جسپر انکے مورث کے بعد وقف ہی اور قیمت اسکے عوض لے لی تو دونون فریق کی باہمی رضامندی سے جائز ہی اور اگر دونون
فریق مین سے ایک نے اُس سے انکار کیا تو اُسپر اس امر کے واسطے جبر نہین کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر اس عمارت مین
سے بعینہ کچھ قائم نہو تو بنانے والے کے وارثون کو کچھ نہ ملیگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اُس شخص نے جسکے واسطے سکونت
شرط کی گئی تھی مکان موقوفہ کی دیوار مین پکی اینٹین لگائین اور اسپر گچ کی یا اس مکان مین شہتیر ڈالے یا دھنیان پھر وہ مر گیا
اور انمین سے کوئی چیز بغیر ضرر عمارت وقف کے جدا نہین ہوسکتی ہی تو اُسکے وارثون کو انمین سے کوئی چیز جدا کرکے لینے کا
اختیار نہوگا ولیکن اب جسکو سکونت کا استحقاق بوجہ شرط وقف کے حاصل ہوا ہی اُس سے کہا جائیگا کہ وارثون کو انکی عمارت
کی قیمت دیدے اور جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہوگا پھر اگر اُسنے انکار کیا تو مکان مذکور اجارہ پر دیدیا جائیگا اور اسکا
کرایہ ان وارثون کو اسوقت تک دیا جائیگا کہ جب تک انکی عمارت کی پوری قیمت انکو ملجاوے پھر جب انکو پوری قیمت
پہونچ گئی تو مکان مذکور اس شخص کو دیدیا جائیگا جسکو سکونت کا استحقاق حاصل ہی اور ایسی صورت مین جسکو اپنے استحقاق سکونت

حاصل ہی یہ اختیار نہین ہی کہ ان وارثون کے ساتھ اس امر پر راضی ہو جاوے کہ اپنی عمارت کو کھود کر توڑ لیجاوے یہ ظہیریہ مین ہی اور عمارت وقف مین سے جو چیز منہدم ہو گئی اور ٹوٹ گری تو قاضی اسکو عمارت وقف مین صرف کریگا اگر وقف مین اسکی ضرورت ہو ورنہ اسکو رکھ چھوڑیگا تا کہ جب وقف مین اسکی ضرورت پیش آوے تو اسکی عمارت مین صرف کرے اور اگر بعینہ اسکا عمارت مین صرف کرنا متعذر ہو تو اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن مرمت مین صرف کریگا اور یہ روا نہین ہی کہ مستحقان وقف مین تقسیم کردے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر رباط کی کوئی چھت گر پڑی یا اسکی کوئی دیوار منہدم ہو گئی اور مستحقان وقف نے اس سے نفع لینا چاہا تو انکو یہ اختیار نہین ہی الا جب کہ اسکی تعمیر سے یاس ہو جاوے تو بعض نے فرمایا کہ انکو ایسی اجازت حاصل ہو جائیگی بشرطیکہ حاجتمند محتاج ہون اور یہ بقیاس قول امام ابو یوسف ؒ ہی اور بعض نے فرمایا کہ وقف کرنے والے کے وارثون کو ملیگی اور یہ قیاس قول امام محمد رح ہی یہ تہذیب مین ہی۔ ایک رباط کے دروازہ پر ایک بڑی نہر کا پل ہی کہ اس رباط سے کوئی نفع حاصل نہین ہو سکتا ہی جب تک کہ اس پل پر سے اُس پار نجاوین اور اس پل کی کوئی آمدنی نہین ہی تو رباط کی آمدنی سے اس پل کی تعمیر مین خرچ کرنا روا ہی بشرطیکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ وقف کی آمدنی ایسے امور مین صرف کیجاوے جنمین رباط کے واسطے بہتری ہی اور اگر اُسنے یہ شرط نکردی ہو بلکہ فقط رباط کی مرمت کا ذکر کیا ہو تو جائز نہین ہی اسواسطے کہ یہ رباط کی مرمت نہین ہی حتے کہ اگر رباط کی حالت ایسی ہو کہ اگر اسکی آمدنی سے پل کی مرمت نکیجاوے تو رباط خراب و شکستہ ہو جائیگی تو علماء نے استحسانًا فرمایا کہ پل کی مرمت ایسی حالت مین رباط کی آمدنی سے جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیون پر اگر وقف کیا تو مختصر القادی مین مذکور ہی کہ یہ جائز ہی اور اسی پر سید امام ابو القاسم نے فتوی دیا ہی کذا فی السراجیہ اور مختار یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیون پر وقف جائز ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اسیطرح تونگرون پر وقف نہین روا ہی اور اگر تونگرون پر جو گنتی کے ہین اور بعد انکے فقیرون پر وقف کیا تو جائز ہی اور حق تونگرون کا ہوگا پھر فقیرون کا یہ محیط سرخسی مین ہی اور مسافرون پر وقف کیا تو جائز ہی اور یہ فقیر مسافرون پر ہوگا نہ تو انگر مسافرون پر یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ بدین شرط کہ اسکی آمدنی سے ہر سال میری طرف سے حج کیا جاوے یا عمرہ کیا جاوے یا میرا قرضہ ادا کیا جاوے تو یہ جائز ہی اور اگر کار ہاے خیر پر وقف کیا چنانچہ وقفنامہ مین بیان کیا کہ اسکی سالانہ آمدنی سے مشکے خرید کر کے انمین پانی بھروا دیا جایا کرے یا اُس سے بیوہ عورتون ویتیمون کا سامان کر دیا جاوے یا اُس سے کپڑے خرید کر فقیرون کو پہنائے جایا کرین یا ہر سال صدقہ کیا جایا کرے بجاے اُن گناہون کے جنمین حد سے تجاوز کر کے نازبانی کی ہی تو یہ جائز ہی بشرطیکہ اسکے آخر مین ایسا مصرف مقرر کر دیا ہو جو ہمیشہ فقیرون کے واسطے ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی بدین شرط کہ ہر سال میری طرف سے ایک یا دو حج پانچ ہزار درم سے کیا جاوے اور سواری کے ساتھ حاجی کا خرچہ فقط ایک ہزار درم پڑتے ہین تو انمین سے ہزار درم حج مین صرف کیے جاوینگے اور باقی مسکینون کو دیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ جہاد اور غازیون یا مردون کے کفنون پر یا قبرون کے کھودنے پر یا اور اسی کے مشابہت پر تو جائز ہی کذا فی الذخیرہ اور امام خصاف نے باب الوقف مین فرمایا کہ اور وہ وقف کہ جو نہین جائز ہی اسطرح کہ میری یہ اراضی اللہ تعالے کے واسطے صدقہ موقوفہ ہی لوگون پر ہمیشہ کے واسطے تو وقف باطل ہی اسی طرح اگر کہا کہ بنی آدم پر یا اہل بغداد پر پھر جب وہ لوگ سب مرکھپ کر ختم ہو جاوین تو مسکینون پر ہی تو وقف باطل ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ لنجون و اندھون پر تو وقف باطل ہی اور امام خصاف نے لنجون و اندھون پر وقف کا

مسئلہ ایک اور مقام پر ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقف کی آمدنی مسکینون کو ملیگی اور وہ لنجون و اندھون کے واسطے مخصوص ہوگی اور اسیطرح اگر قرآن شریف کے قاریون پر و فقیہون پر وقف کیا تو بھی باطل ہو اور ہلال رح کی کتاب الوقف مین مذکور ہو کہ لنجون و اندھون و منقطع لوگون پر وقف صحیح ہو پس انہین سے محتاجون کو ملیگا تو انگرون کو نہ ملیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ مسجد کے معلم پر جو مسجد مین لڑکے پڑھایا کرتا ہو نہین جائز ہو اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو - اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ قاضی امام استاذ نسفی فرماتے تھے کہ علی ہذا القیاس اگر طالبعلمان شہر فلان پر وقف کیا تو جائز ہو اگرچہ انہین سے محتاجون کی شرط نہ کردی ہو - اور شیخ شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب الوقف مین بیان فرمایا کہ اس جنس کے مسائل مین حاصل قاعدہ یہ ہو کہ جب وقف کرنیوالے نے ایسا مصرف ذکر کیا جسمین ظاہر صاف معلوم ہوتا ہو کہ فقیرون و محتاجون پر وقف ہو تو وقف صحیح ہوگا خواہ یہ لوگ گنتی و شمار سے حصر مین آسکتے ہون یا حصر مین نہ آتے ہون اور جب اسنے ایسا مصرف بیان کیا کہ اسمین توانگر و فقیر یکسان ہین پس اگر یہ لوگ حصر مین آسکتے ہون تو یہ انکے واسطے صحیح ہو باعتبار انکے اعیان کے یعنی گویا ہر فرد معین کو تملیک کردی اور اگر یہ لوگ شمار مین نہ آتے ہون تو وقف باطل ہو اور فرمایا کہ لیکن اگر اسکے لفظ سے باعتبار لوگون کے استعمال کے نہ باعتبار حقیقت لفظ کے یہ دلالت پائی جاتی ہو کہ محتاجی ہونے کے ساتھ انکو دیا جاوے جیسے یتیمون کا لفظ کہا کہ لوگون کے استعمال مین محتاج بیکس پر دلالت پائی جاتی ہو تو ایسی حالت مین دیکھا جائیگا کہ اگر یہ لوگ داخل شمار مین تو انمین تونگر و فقیر سب یکسان ہین اور اگر داخل شمار نہ ہون تو بھی وقف صحیح ہو مگر انہین سے فقیرون کو دیا جائیگا تو نگرون کو نہ ملیگا یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر اصحاب حدیث پر وقف کیا تو وقف مین کوئی شافعی مذہب والا جبکہ وہ حدیث کی طالبعلمی مین نہو داخل نہ ہوگا اور حنفی مذہب والا اگر حدیث کی طلب و تحصیل مین ہو تو داخل ہوگا یہ خلاصہ مین ہو - اور اگر کسی نے اپنی زمین یا مکان ہر اس شخص کے واسطے جو اس خاص مسجد کے واسطے موذن مقرر ہووے یا امام مقرر ہووے وقف کیا تو شیخ اسمعیل زاہد نے فرمایا کہ ایسا وقف نہین جائز ہو اور اگر موذن فقیر ہو تو بھی نہین جائز ہو اور اسمین حیلہ جواز کا یہ ہو کہ وقفنامہ مین یون تحریر کرے وقفت ہذا المنزل علی کل موذن یوذن فقیر یکون فی ہذا المسجد او المحلۃ فاذا خرب المسجد وذہب من اہل المعرفۃ لغلۃ بعد ذلک الی فقراء المسلمین ومحاویجہم تو جائز ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ہر موذن فقیر پر وقف کیا تو یہ مجہول ہو یہ ظہیریہ مین ہو اور زمین کا وقف کرنا ایسے شخص پر کہ وقف کرنے والے کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرے نہین صحیح ہو یہ قنیہ مین ہو - اور شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی اراضی کو مصاحف مجید پر جو وقف کیے ہوئے ہین اس شرط سے وقف کیا کہ ان مصاحف مین سے جو پڑھا پڑھایا جاوے اسکی درستی اس آراضی کی آمدنی سے ہوا کرے تو فرمایا کہ وقف باطل ہو یہ ذخیرہ مین ہو اگر صوفی لوگون پر وقف کیا تو بعض نے فرمایا کہ نہین جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہو اور انہین سے فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور یہی اصح ہو یہ قنیہ مین ہو -

فصل دوم

اپنی ذات و اپنی اولاد و انکی نسل پر وقف کرنے کے بیان مین - اگر ایک نے کہا کہ میری یہ اراضی میری ذات پر وقف ہو تو قول مختار کے موافق یہ وقف جائز ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور اگر کہا کہ مین نے وقف کی اپنی ذات پر بعد اسکے فلان پر پھر بعد اسکے فقیرون پر تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو یہ حاوی مین ہو - اور اگر کہا کہ میری اراضی وقف ہو فلان پر و بعد اسکے مجھپر یا کہا کہ مجھپر و فلان پر یا کہا کہ میرے غلام پر و فلان پر تو مختار یہ ہو کہ صحیح ہو یہ غیاثیہ مین ہو - اور اگر کسی نے اپنی زمین اپنے فرزند پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف صحیح وقف کی تو وقف مین اسکا وہی فرزند داخل ہوگا جو آمدنی پائے جانے کے روز موجود ہو خواہ وہ وقف کے روز موجود تھا یا بعد

اسکے پیدا ہوا ہو اور یہ شیخ ہلال رحمہ اللہ کا قول ہو اور اسی کو مشائخ بلخ نے اختیار کیا ہو کذا فی المحیط اور یہی مختار ہو کما فی
مین ہو- اور اسی طرح اگر یون کہا کہ میرے فرزند پر اور جو میرا فرزند بعد اسکے پیدا ہوا اسپر وقف ہو پھر جب یہ سب گذر جاوین
تو بعد اسکے مسکینون پر وقف ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط مین ہو- اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہو میرے اس فرزند
پر جو میرا فرزند پیدا ہو حالانکہ اسوقت اسکا کوئی فرزند موجود نہین ہو تو یہ وقف صحیح ہو پھر جب حاصلات آویگی تو فقیرون کو
تقسیم کر دیجاییگی پھر اگر بعد تقسیم کے اسکا فرزند پیدا ہوا تو اسکے بعد جو حاصلات آویگی وہ اسکے فرزند کو دی جایا کریگی
جبتک وہ زندہ رہے پھر جب اسکا کوئی فرزند باقی نہ رہیگا تو اسکی حاصلات فقیرون پر تقسیم ہوا کریگی یہ فتاوے قاضیخان مین
ہو- اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا تو انمین مذکر و مونث و خنثی سب داخل ہونگے اور اگر پسران کو وقف کی
تو اسمین خنثی داخل نہ ہونگے اور اگر دختران پر وقف کی تو بھی خنثی داخل نہ ہونگے اسواسطے کہ ہم یہ نہین جانتے ہین کہ
یہ خنثی درحقیقت لڑکا ہو یا لڑکی ہو اور اگر لڑکون و لڑکیون پر وقف کی تو خنثی داخل ہو جاینگے یہ سراج وہاج مین ہو
پھر جہان اولاد کے واسطے استحقاق ثابت ہو وہان وہی اولاد داخل ہوگی جنکا نسب اس وقف کنندہ سے معروف ہو
اور جنکا نہین معروف ہو اور صرف وقف کنندہ کے قول سے معلوم ہوا ہو تو وہ استحقاق مین ان لوگون کے ساتھ داخل
نہوگا اسکی مثال یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی میری اولاد پر وقف ہو پھر وقف کرنیوالے کی ایک باندی ایک بچہ
لائی یعنی اسکے بچہ پیدا ہوا اور وقت حاصلات سے چھ مہینہ سے کم مین ہوا پس وقف کرنیوالے نے اسکے نسب کا
دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا ولیکن اس حاصلات مین سے اُسکا حصہ نہوگا اور اگر اُسکی جورو یا ام ولد کے
وقت غلہ سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو اس صورت مین اُسکے واسطے اس آمدنی سے حصہ ہوگا یہ حاوی مین ہو- اور
اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اُنکے ساتھ شریک نہ ہوگا یہ محیط مین ہو- اگر آمدنی حاصل ہونے کے وقت وقف کرنیوالا
مر گیا پھر اُسکی جورو اسوقت سے کہ غلہ تیار ہوا ہو دو برس تک کے درمیان مین بچہ جنی تو یہ بچہ پہلی اولاد کے ساتھ مشارک
ہوگا اور اسی طرح اگر بجاے موت کے طلاق بائن ہوگئی ہو اور عورت مطلقہ نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس
صورت مین بھی یہی حکم ہو اور اگر طلاق رجعی ہو تو اسمین بھی ویسا ہی حکم ہو جیسا کہ منکوحہ کی صورت مین ہو یہ ظہیریہ مین ہو
اور اگر وقف سے غلہ حاصل ہونے کے بعد واقف زندہ رہا اور ایسا ہو کہ جورو کے پاس جا سکتا ہو پھر مر گیا اور غلہ کے
حاصل ہونے کے وقت سے دو برس تک کے درمیان مین عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا اس غلہ مین کچھ حق نہوگا
کیونکہ یہ وہم ہو کہ غلہ حاصل ہو جانے کے بعد اُسکا نفقہ قرار پایا ہو لیکن اگر وجود غلہ سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہو تو پہلی
اولاد کے ساتھ یہ بچہ بھی شریک ہوگا اور اگر غلہ حاصل ہونے کے ایک یا دو روز بعد وقف کرنے والا مر گیا پھر اسکی جورو وقت
وجود غلہ سے دو برس کے درمیان مین بچہ جنی تو اس بچہ کو اس غلہ سے حصہ ملیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو پھر مشائخ
نے اُس دن کی شناخت مین کہ جس روز آمدنی مین استحقاق واجب ہوتا ہو اختلاف کیا ہو پس شیخ ہلال رح نے بیان
کیا ہو کہ وہ روز ہو کہ جس روز یہ حاصلات ایسی ہوگئی کہ اُسکی کچھ قیمت ہو اور یہ شرط نہین ہو کہ خرچہ سے زائد کچھ قیمت ہو اور
بعضون نے فرمایا کہ وہ روز ہو جس روز اُسکی قیمت ہوگئی مگر اس حیثیت سے کہ خرچہ و خراج کی دونو اجرت کاٹ کر مثل قرضہ کے
جو غلہ پر واجب ہوا ہو ان سب کو محسوب کرکے اُسکی قیمت ہو وے کذا فی المحیط السرخسی اور اسی کو متاخرین مشائخ بخارا نے
اختیار کیا ہو یہ حاوی مین ہو- اور اگر کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد کا نون واندھون پر وقف صدقہ ہو تو وقف ایسی ہی

اولاد کے بیٹے ہوگا اور دونون کے بیٹے نہ ہوگا اور کا نادار ہونا اُسوقت معتبر ہوگا جسوقت وقف کیا ہو اور حاصلات آنے کے روز کا نادار ہونا شرط و معتبر نہیں ہو اور اگر کہا کہ میری زمین میری اولاد صغار پر صدقہ موقوفہ ہو تو صدقہ خاصۃً اولاد صغار کے واسطے ہوگا اور استحقاق کے واسطے وہ معتبر ہوگا جو وقت وقف کے صغیر تھا یہ شرط نہیں ہو کہ غلہ حاصل ہونے کے وقت بھی نابالغ ہو یہ ظہیریہ میں ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری زمین میری اُس اولاد پر صدقہ موقوفہ ہو جو بصرہ میں سکونت پذیر ہون تو آمدنی انھین کو ملیگی جو ساکن بصرہ ہون اور دون کو نہ ملیگی اور بصرہ کی سکونت غلہ حاصل ہونے کے روز کی معتبر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اور حاصل یہ ہو کہ استحقاق اگر ایسی صفت سے ہو جو زائل نہین ہوتی ہو یا زائل ہوتی ہو مگر بعد زوال کے عود نہین کرتی ہو تو استحقاق کے لیے وقف کے وقت اس صفت کا ہونا معتبر ہو۔ اور اگر استحقاق ایسی صفت سے ہو جو زائل ہو جاتی ہو اور پھر عود کر آتی ہو تو استحقاق غلہ کے واسطے غلہ موجود ہونے کے وقت اس صفت کا پایا جانا معتبر ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی زمین فرزندان نرینہ پر وقف کی تو اسمین نرینہ اولاد داخل ہوگی اور لڑکیان داخل نہ ہونگی اس لیے کہ اُسنے اولاد کو ایسی صفت سے بیان کیا جو زائل نہین ہوسکتی ہو یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر کہا کہ لڑکے میری اولاد سے یا میری اولاد کے لڑکون پر تو اسکی شرط کے موافق ہوگا اور وہی لوگ داخل ہونگے جو وقف کے روز اس صفت پر موجود تھے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جو شخص میری اولاد مین سے مسلمان ہوجاوے یا جو شخص نکاح کرے اسپر وقف ہو تو وہ شخص داخل ہوگا جو وقف کے بعد مسلمان ہو جاوے یا نکاح کرے اور وہ داخل ہونگے جو وقف کے روز مسلمان تھے یا انکا نکاح ہوگیا تھا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری فقیر اولاد پر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو غلہ آنے کے وقت جو فقیر ہو وہ داخل ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جو میری اولاد میں سے فقیر ہوا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو تونگری کے بعد محتاج ہوا وہی داخل ہوگا اور سوائے امام محمد رحمہ کے اور علماء نے فرمایا کہ غلہ آنے کے وقت جو محتاج ہووے وہ داخل ہوگا خواہ وہ تونگر تھا اب محتاج ہوا یا بالکل غنی تھا ہی نہین کذا فی فتاوی قاضیخان اور یہی صحیح ہو یہ فتح القدیر میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جسکو میری اولاد سے محتاجی ہووے تو غلہ آنے کے وقت جو ایسا ہو وہ داخل ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر اپنی اراضی اپنی عالم اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اگر عالم ہوویں وقف کی پھر انمین سے کوئی ایک صغیر پسر چھوڑ کر مرگیا جو چند سال کے بعد عالم ہوا تو اسکا حصہ پہلے سے نہین رکھ چھوڑا جائیگا اور اس صفت کے پائے جانے سے پہلے وہ کچھ مستحق نہ ہوگا یہ قنیہ میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے فرزند پر صدقہ موقوفہ ہو تو اسکی حاصلات اسکی پشت کے فرزند پر تقسیم ہوگی خواہ لڑکے ہون یا لڑکیان یا دونون ہون سب یکسان ہین اور جب ایسا وقف جائز ہوگیا تو جب تک اسکی پشت کے فرزند میں سے ایک بھی پایا جائیگا تب تک آمدنی اسی کی ہوگی اور کسی کو نہ ملیگی اور جب کوئی اُسکی پشت کا نطفہ نہ رہا تو آمدنی فقیرون پر تقسیم ہوگی اور فرزند کی اولاد پر صرف نہ کیا جائیگا اور اگر وقف کے وقت اسکی پشت سے کوئی فرزند نہو بلکہ اُسکے پسر کی اولاد ہو تو پسر کی اولاد کو ملیگا اور اسکے نیچے کی پشت ہو انکو کچھ نہ ملیگا اور اسکے نطفہ سے فرزند نہ ہونے کے وقت پسر کی اولاد مثل اُسکی پشت کی اولاد کے ہوگی اور انمین دختر کی اولاد موافق ظاہر الروایۃ کے داخل نہوگی اور اسی کو ہلال رحمہ نے لیا ہو اور ظاہر الروایۃ یہی صحیح ہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہو پھر اگر اسکے بعد اگر اسکے پشت کے نطفہ سے اُسکا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی تو آیندہ جو حاصلات آویگی وہ اسکے صلبی فرزند کو دیجائیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور اگر پشت اول و دوم دونون معدوم ہون اور تیسری و چوتھی پشت باقی رہگئی اور اسکے نیچے بھی اور پشتین موجود ہین تو تیسری پشت اور اسکے نیچے کی پشتین سب مستحق حاصلات ہونگی اگرچہ کثرت سے ہون یہ محیط میں ہو

اور جو حکم اپنے فرزند پر وقف کرنے کی صورت میں مفصل مذکور ہوا ہی ویسا ہی اگر فلان کے فرزند پر وقف کیا تو اسی تفصیل سے حکم ہو یہ ذخیرہ میں ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میرے فرزند پر اور میرے فرزند کی اولاد پر ہی تو اس میں اسکی پشت کی اولاد اور اولاد کی اولاد جو وقف کے روز موجود ہین اور جو بعد کو پیدا ہوویں سب داخل ہونگی اور ہر دو پشتین اس آمدنی مین شریک ہونگی اور جو ان دونون پشتون سے نیچے ہین وہ انکے ساتھ شریک نہ ہونگی اور اسمین دختر ون کی اولاد ظاہر الروایہ کے موافق داخل ہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ میرے فرزند پر و میرے فرزند کی اولاد پر اور فرزند کی اولاد کی اولاد پر وقف ہی یعنی تیسری پشت کو بھی ذکر کیا تو وقف کی آمدنی ہمیشہ اسکی اولاد پر نسلاً بعد نسل تقسیم ہوگی اور فقیرون پر صرف نہ کیجائیگی جب تک کہ ان لوگون مین سے جنپر وقف کا نام لیا ہی اور جو اسکے نیچے پشت مین ہون ایک بھی باقی رہے اور اسمین اقرب و ابعد یعنی نزدیک والے اور دور والے سب برابر ہین لیکن اگر وقف کرنیوالے نے وقف مین کہدیا کہ اقرب فالاقرب یعنی نزدیک پہلی پشت والے پھر انکے بعد جو سب سے نزدیک ہین یعنی دوسری پشت والے علی ہذا القیاس یا کہے کہ میرے فرزند کے فرزند پر پھر بعد انکے میرے فرزند پر یا کہے بطناً بعد بطن یعنی پشت بعد پشت کے تو ایسی صورت مین جس سے وقف کرنے والے نے شروع کیا ہو اس سے شروع کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی میری اولاد پر تو سب پشتین داخل ہو جائینگی کیونکہ اولاد کا لفظ عام ہی لیکن کل آمدنی پہلی پشت والون کو ملیگی جبتک انمین سے کوئی باقی رہے پھر جب سب گذر گئے تو دوسری پشت والون کو ملیگی پھر جب گذر گئے تو تیسری پشت و چوتھی و پانچوین جتنی موجود ہون سب کو ساتھ ہی ملیگا اور تیسری سے لیکر باقی سب شریک ہونگے اور دور و نزدیک اسمین برابر ہین یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ غلہ کے وقت اسکا ایک فرزند موجود ہی تو نصف غلہ اسکو ملیگا اور نصف فقیرون کو ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ایک فرزند پر ہی اور اسکا ایک فرزند ہی تو پورا وقف اسی کا ہوگا اور اسی طرح اگر اسکے اولاد تھی مگر سب مر گئے فقط ایک باقی رہا تو اسی کو ملیگا یہ حاوی مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ اراضی میری ہر دو اولاد پر صدقہ موقوفہ ہی پھر جب دونون گذر جاوین تو ان لوگون کی اولاد و اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل صدقہ موقوفہ ہی پس ان دونون پر آمدنی صرف کیجائیگی پھر اگر انمین سے ایک مرگیا اور ایک فرزند چھوڑا تو فقط ایک فرزند وقف کنندہ کو نصف ملیگا اور نصف فقیرون پر تقسیم ہوا کریگا یہانتک کہ وہ بھی مر جاوے پھر جب وہ بھی مرگیا تو ان دونون بیٹون کی اولاد و اولاد کی اولاد پر جسقدر نسل ہو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے واسطے صدقہ جاری ہوگا یہ واقعات حسامیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میری محتاج اولاد پر اور اسکی اولاد مین سے کوئی محتاج نہین ہی سوا ایک کے تو نصف آمدنی اس محتاج کو دیجائیگی اور باقی نصف فقیرون کو صدقہ دیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میرے بیٹون پر ہی اور اسکے دو بیٹے یا زیادہ ہین تو آمدنی ان سب کے واسطے ہوگی اور اگر بیدا ہونے غلہ کے وقت اسکا ایک ہی بیٹا ہو تو نصف غلہ اسکا اور نصف فقیرون کا ہوگا اور اگر اسکے بیٹے بیٹیان ہون تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ غلہ ان سب کو مساوی ملیگا اور یہی صحیح ہی جیسے اگر کہا کہ ارضی ہذا صدقہ موقوفہ علی اخوتی حالانکہ اسکے بھائی ہین و بہنین ہین تو سب مساوی شریک ہونگے یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی حالانکہ فلان کے بیٹے و بیٹیان ہین تو امام ابو یوسف رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی کہ یہ صدقہ خاصۃً اسکی نرینہ اولاد پر ہوگا عورتون پر نہ ہوگا اور یوسف بن خالد سمتی نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اولاد ذکور و مونث

سب داخل ہونگی اور اگر فلان مذکور کی اولاد ایک بڑا قبیلہ ہو کہ داخل شمار نہون تو سب روایات کے موافق یہ صدقہ مذکر و مونث سب اولاد پر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اُس نے کہا کہ یہ اراضی صدقہ وقف ہو میرے بیٹون پر حالانکہ اُسکے بیٹے نہین ہین بیٹیان ہین تو ساری حاصلات فقیرون پر صدقہ ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ میری بیٹیون پر حالانکہ بیٹیان نہین بیٹے ہین تو آمدنی فقیرون پر صدقہ ہوگی اور بیٹون کو کچھ نہ ملیگا یہ وجیز مین ہو۔ اور اگر اپنے کوئی ایک بیٹے اور اسکی اولاد و اولاد اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو ان سب کے درمیان آمدنی تقسیم ہوگی یعنی جو اسکے بیٹے کی اولاد ہو انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگا جسمین مذکر و مونث سب برابر ہونگے اور دختر کی اولاد اسمین داخل ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو اور اگر اپنی نسل یا اپنی ذریت پر وقف کیا تو اسمین بیٹون کی اولاد و بیٹیون کی اولاد خواہ نزدیک کی ہون یا دور کی ہون سب داخل ہونگی اور اگر اپنی عترت پر وقف کیا تو ابن الاعرابی و ثعلب نے فرمایا کہ عترت وہی ذریت ہین اور عیسیٰ نے فرمایا کہ وہ عشیرہ ہین اور اگر کہا کہ میرے ان لوگون پر وقف ہو جو نسب مین میری طرف نسبت دیے جاوین تو اسمین اسکی دخترون کی اولاد داخل نہ ہوگی یہ سراج وہاج مین ہو۔ ایک نے کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میری اولاد و میری نسل پر ہو تو وقف صحیح ہو۔ اور اسمین اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد مذکر ہون یا مونث ہون خواہ نزدیک کی قرابت سے ہون یا دور کے نسب سے ہون سب داخل ہونگی اور بیٹیون و بیٹون کی اولاد برابر داخل ہونگی خواہ آزاد ہون یا مملوک ہون اور مملوکون کا حصہ انکے مولی کا ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میری نسل پر و میری ذریت پر تو یہ جائز ہو اور اسکا حکم مثل اول کے ہو یہ حاوی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی اولاد و اپنی نسل پر وقف کیا اور اسکے فرزند کا فرزند ہو پھر بعد وقف کے اسکا فرزند اسکی پشت سے پیدا ہوا تو سب استحقاق مین داخل ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ میرے فرزندون پر جو پیدا ہوگئے ہین اور میری نسل پر وقف ہو اور جو اسکا فرزند بعد اسکے پیدا ہو وہ نسل کے کہنے کی وجہ سے داخل استحقاق ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو میری ان اولاد پر جو مخلوق ہوگئی ہو اور انکی نسل پر تو اسمین انکی وہی اولاد جو پیدا ہوگئی ہو اور انکی نسل داخل ہوگی خواہ مخلوق ہوئی ہو یا نہوئی ہو اور جو اسکے فرزند پیدا نہین ہوئے ہین وہ داخل نہ ہونگے اور نہ انکی نسل داخل ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو اور اسی طرح اگر کہا میری ان اولاد پر جو پیدا ہوگئی ہین اور انکی اولاد پر صدقہ ہو پھر اسکے بعد اسکی پشت سے کوئی فرزند پیدا ہوا تو اسکو کچھ استحقاق نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پیدا شدہ اور انکی اولاد کی اولاد و انکی نسل پر صدقہ ہو تو اسکی اولاد جو پیدا ہوگئی ہو اور اولاد اولاد ہمیشہ نسلاً بعد نسل استحقاق مین داخل ہونگی اور اگر کہا کہ میری اولاد جو پیدا ہوگئی ہو اور انکی اولاد اولاد پر صدقہ ہو اور خاموش ہو رہا تو اسکے فرزند کے فرزند کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پر جو مخلوق ہوگئے ہین اور انکی نسل پر اور میری اس اولاد کی نسل پر جو آئندہ پیدا ہو تو جو اسکی پشت سے اسکی اولاد آئندہ پیدا ہووے وہ استحقاق مین شامل نہونگی ہان انکی اولاد شامل ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میری اولاد پر اور انکی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر جب تک نسل ہو صدقہ موقوفہ ہو اور حال یہ ہو کہ قبل وقف کے اسکی بعض اولاد تھی جو مر چکی مگر اپنی اولاد چھوڑ گئی ہو تو یہ لوگ استحقاق مین شامل نہونگے اور اگر کہا ہو کہ میری اولاد پر اور میری اولاد کی اولاد پر اور انکی اولاد پر تو صورت مذکورہ مین یہ لوگ وقف کے استحقاق مین داخل ہونگے یہ حاوی مین ہو۔ اگر اپنی صحت مین کہا کہ مین نے یہ اراضی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کے لیے صدقہ موقوفہ کر دی اپنی اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر اور انکی نسل پر جب تک انکی نسل رہے تو ایسے صدقہ کی آمدنی مین اسکا ہر فرزند جو وقف کے

موجود تھا اور ہر فرزند جو وقف کے بعد غلہ پیدا ہونے سے پہلے پایا گیا اور اولاد کی اولاد ہمیشہ سب داخل ہونگی اور جو شخص
انہین سے غلہ کے وجود سے پہلے مرگیا اُسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور جو غلہ موجود ہونے کے بعد مرا ہو اسکے حصہ کے اسکے وارث
مستحق ہونگے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا مستحق ہو چکا ہے اور اس صدقہ مین نیچے اور اوپر کی پشتین سب برابر ہونگی لیکن اگر اُسنے اپنے
وقف مین کہدیا ہو کہ پہلے یہ صدقہ انہین سے اول پشت سے شروع کیا جاوے پھر اس پشت کو جو اسکے نیچے متصل ہے علی ہذا الترتیب
تو یون ہی کیا جائیگا پھر اگر اُسنے اسطور پر کہدیا ہو پھر اول پشت کے سب مرگئے سواے ایک کے تو تمام آمدنی اسی اکیلے باقی
کو ملیگی اور دوسری پشت والون مین کسی کو کچھ نہ ملیگا - اور اگر یون کہا کہ اُسکی آمدنی پہلے اول پشت سے شروع کیجاوے پھر انکے
گذر جانے کے بعد دوسری پشت والون کو دیجاوے مگر اس شرط پر کہ انہین سے مذکر کو مونث سے دوچند دیا جایا کرے پھر
اس وقف کی آمدنی حاصل ہوئی اور اول پشت مین سب مذکر ہی مذکر ہین انکے ساتھ کوئی مونث نہین ہے یا سب مونث ہین
کوئی مذکر نہین ہے تو سب غلہ انکے درمیان مین مساوی تقسیم ہوگا یہ ذخیرہ و محیط مین ہے - اور اگر وقف کنندہ نے کہا ہو کہ میری
اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر ہمیشہ جب تک نسل باقی رہے صدقہ موقوفہ ہے اور یہ نہ کہا کہ بطناً بعد بطن مگر یہ کہا کہ ہرگاہ انہین
سے ایک مرگیا تو اصل آمدنی مین سے اُسکا حصہ اسکی اولاد کا ہوگا تو انہین سے کسی کے مرنے سے پہلے وہی حکم ہے جو بیان
ہوا کہ آمدنی اسکی سب اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل کے درمیان مساوی ہوگی پھر اگر اُسکی پشت کا کوئی فرزند مرا اور کوئی فرزند
چھوڑا پھر آمدنی آئی تو ان سب کی تعداد پر یعنی اولاد و اولاد کی اولاد چاہے جسقدر نیچی پشت کے ہون اور اس فرزند صلبی پر جو
مرگیا ہے سب کی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی پھر جو حصہ اس میت کے پڑتے مین پڑا ہے وہ اسکی اولاد کو دیدیا جائیگا پس اولاد میت
کے واسطے دو حصے ہوئے ایک تو انکا خود حصہ جو وقف کرنے والے کی شرط پر انکو ملا اور دوسرا اُنکے والد کا حصہ یہ خلاصہ مین ہے
اور اگر اُسنے کہا کہ میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور انکی نسل پر اور انکی اولاد پر جبتک تناسل رہے بدین شرط کہ پہلے یہ اول پشت
سے دینا شروع کیا جاوے پھر اسکے گذر جانے کے بعد دوسری پشت جو اسکے متصل نیچے ہے اُنکو دیا جاوے علی ہذا الترتیب
بطناً بعد بطن ملے اور ہرگاہ کہ انہین سے کوئی مرجاوے اور فرزند چھوڑے تو میت کا حصہ اسکے فرزند کو اور اُسکے فرزند و نسل کو ہمیشہ
جبتک تناسل رہے ملا کرے بدین شرط کہ اعلی بطن مقدم کیا جاوے اور ہرگاہ انہین سے کوئی مرے اور کوئی فرزند چھوڑے اور
نہ فرزند کا فرزند اور نہ نسل چھوڑے تو اس صدقہ مین سے اُسکا حصہ اس صدقہ والون پر رد کیا جاوے پس غلہ چند سال تک بطن
اعلی پر تقسیم کیا گیا پھر اسکے بعد انہین سے بعض کا انتقال ہوگیا اور اُسنے فرزند و فرزند کا فرزند چھوڑا تو وقف کی آمدنی وقف کرنیوالے
کی اولاد پر جو وقف کے وقت موجود تھی یا اسکے بعد پیدا ہوئی سب پر تقسیم کیا جائیگا پھر جسقدر انہین سے زندون کو ملا ہے وہ انکا
ہوگا کہ اسکو لے لینگے اور جو کچھ مردون کو پہونچا تو موافق شرط وقف کنندہ کے اسکے فرزند کو ملیگا مگر اسکے فرزند و فرزند کے فرزند
مین بطن اول مقدم کیا جائیگا موافق شرط وقف کنندہ کے اور اگر پہلی پشت سے جو شخص مرا ہے اس نے اپنی پشت کا کوئی
فرزند نہ چھوڑا بلکہ فرزند کا فرزند چھوڑا تو آمدنی مین سے میت کا حصہ اسکے فرزند کے فرزند کو ملیگا جو وقف کنندہ کی اولاد مین
تیسری پشت سے ہے اور اسی طرح اگر تیسری سے بھی نیچا ہو تو وہ بھی پاویگا اسواسطے کہ وقف کنندہ نے یون ہی شرط کردی ہے
اور اگر اول پشت کی تعداد دس نفر ہون پھر انہین سے دو مرگئے اور کوئی فرزند یا فرزند کا فرزند وغیرہ نہ چھوڑا پھر اسکے بعد دو
نفر اور مرگئے اور ہر ایک نے فرزند اور فرزند کا فرزند چھوڑا پھر ان دونون کے بعد دو اور مرے اور کوئی فرزند نہ چھوڑا اور نہ
فرزند کا فرزند چھوڑا پھر چارون باقیون نے اور اولاد ہر دو میت نے تنازع کیا تو جسوقت غلہ آوے اسوقت اسطرح تقسیم

کیا جائیگا کہ سب غلہ ان چارون باقیون اور ان دونون میتون پر جو اولاد چھوڑ مرے ہین چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا پھر جو چارون باقیون کے حصہ مین پڑا وہ انکو ملجائیگا اور جو ان دونون میتون کے پرتے مین آیا جنھون نے اولاد چھوڑی ہو تو ان دونون کی اولاد کو ملیگا اور باقی چار میت جنھون نے اولاد نہین چھوڑی ہو ساقط ہوگئے یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی زمین اپنی اولاد پر وقف کی اور آخر مین اسکی آمدنی فقیرون کیواسطے کی پھر ان اولاد مین سے بعض مرے تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ تمام آمدنی باقیون پر صرف کی جائیگی پھر جب باقی بھی مرجاوین تو آمدنی فقیرون پر صرف کیجائیگی اور ان اولاد کی اولاد کو نہ ملیگی۔ اور اگر اسنے اپنی اولاد پر اسطرح وقف کیا کہ ہر ایک کا نام لیا کہ فلان پر و فلان پر اور آخر وقف فقیرون پر کیا پھر انہین سے کوئی مرا تو اسکا حصہ فقیرون پر صرف ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ عبد اللہ و زید و عمرو اور انکی نسل پر تو استحقاق غلہ مین عبد اللہ و زید و عمرو اور انکی اولاد و اولاد کی اولاد ہمیشہ جبتک نسل ہو شامل ہونگی اور اگر کہا کہ عبد اللہ و زید و عمرو اور اسکی نسل تو استحقاق مین عبد اللہ و زید و عمرو اور جو شخص کہ اولاد عمرو سے خاصۃً ظاہر ہون شامل ہونگے۔ اور اگر کہا کہ عبد اللہ و زید و عمرو اور ان دونون کی نسل پر تو استحقاق مین عبد اللہ و زید و عمرو اور جو اولاد زید و عمرو سے ہون شامل ہونگے۔ اور اگر کہا کہ اولاد عبد اللہ پر اور اولاد زید پر حالانکہ زید کا کوئی فرزند نہین ہو تو پوری آمدنی اولاد عبد اللہ کیواسطے ہوگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر وارثان زید پر وقف کیا اور زید زندہ موجود ہو تو اسکے وارثون کیواسطے کچھ نہوگا اور کل غلہ فقیرون کیواسطے ہوگا پھر جب مرے تو غلہ مذکور اسکے وارثون کے درمیان انکی تعداد پر حصہ کردیا جائیگا کہ عورت و مرد سب مساوی پاوینگے پھر اگر انہین سے بعضے مرگئے تو اسکا حصہ ساقط ہوگیا اور جو لوگ غلہ حاصل ہونے کے روز موجود ہون انھین پر تقسیم ہوگا اور اگر انہین سے ایک باقی رہگیا تو نصف اسکا ہوگا اور باقی نصف فقیرون پر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اولاد زید پر اور وہ فلان و فلان و فلان و فلان و فلان یعنی پانچ کو شمار کردیا تو ان پانچ کے سوا اورون کو خواہ اسوقت موجود ہون یا اسکے بعد پیدا ہون اس غلہ سے کچھ نہ ملیگا یہ حاوی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی مساکین پر صدقہ موقوفہ ہو اس شرط پر کہ پہلے انہین سے میری پشت کی اولاد پر شروع کیا جاوے پس اس وقف کا غلہ انپر جاری رکھا جاوے پھر انکے بعد کو انکی اولاد اور انکی نسل پر جاری رکھا جاوے تو غلہ اسکی پشت کی اولاد کے واسطے ہوگا اور اسکی اولاد کی اولاد کیواسطے تمام اسکی شرط کے موافق رہیگا پھر مسکینون پر تقسیم ہوا کریگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میرے اس صدقہ کا غلہ واسطے مساکین کے ہو کہ اسنے خارج نہ ہوگا اور باوجود اسکے یہ کہا کہ اور اس شرط سے کہ اس وقف کا غلہ میرے قرابتی پر جاری رکھا جاوے جبتک کہ انہین سے ایک بھی باقی رہے تو بھی اس وقف کا غلہ برابر اسکے قرابتی کیواسطے رہیگا پھر جب ایک بھی نرہے تو پھر مسکینون پر جاری ہو جائیگا **قال المترجم** میرے نزدیک یہ طریقہ وقف کا بہت مستحسن ہو یعنی اقربا پر بشرط مساکین فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر اسنے کہا کہ اس شرط پر کہ اسکا غلہ واسطے عبد اللہ بن جعفر اور واسطے اولاد زید کے ہو جبتک انہین سے ایک بھی باقی رہے پھر جب سب گذر جاوین تو یہ مساکین پر ہو تو غلہ مذکور اولاد زید کی تعداد اور عبد اللہ بن جعفر پر تقسیم کیا جائیگا پس اگر اولاد زید پانچ نفر ہون تو غلہ چھ حصہ پر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط مین ہو اور اگر کہا کہ میری یہ زمین بعد میری وفات کے صدقہ موقوفہ ہو میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور انکی نسل پر پھر مرگیا تو اسکی پشت کی اولاد پر وقف مذکور جائز نہوگا اور اولاد کی اولاد پر جائز ہوگا مگر جب تک اسکی پشت کی اولاد مین سے کوئی زندہ ہو تب تک کل غلہ اولاد کی اولاد کے واسطے نہوگا بلکہ تقسیم ہر سال اس طرح ہوگی کہ سالانہ غلہ سب کی تعداد پر حصہ لگایا جائیگا پس جو کچھ اولاد کی اولاد کے پرتے مین پڑا وہ انکے واسطے وقف تصور ہوگا اور جو کچھ وقف کی پشت کے فرزندون کے پرتے مین پہنچے وہ وارثون کے درمیان میراث ہوگا حتی کہ شوہر و زوجہ کی بھی شرکت ہوگی جیسے اور وارثون کی شرکت ہوگی۔ اور اگر اسکی پشت کے فرزندون مین سے بعض مرگئے تو غلہ مذکور اسکی پشت کے باقی فرزندون اور اولاد کی اولاد کی

تعداد پر تقسیم ہوگا پھر جو کچھ پشت کے باقی فرزندوں کے پڑتے مین پڑا ہو وہ سب وارثون کے درمیان حصہ رسد تقسیم ہوگا خواہ وارث زندہ ہون یا مر چکے ہون بشرطیکہ وہ وقف کرنے والے کی موت کے وقت زندہ تھے یہ خلاصہ مین ہے اور وقف ہلال مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور وقف مین ذکر کیا کہ یہ وقف ہے میری حیات مین اور بعد میری وفات کے تو اسکا یہ قول کہ بعد میری وفات کے یہ کچھ موجب فساد نہ ہوگا اور یہی اصح ہے اور یہ نہوگا کہ اس قول سے یہ وقف وارثون کے واسطے وصیت ہونا قرار دیا جاوے بلکہ اسپر محمول ہوگا کہ آئندہ تابید یعنی ہمیشہ ایسا رکھنے کا قصد کیا ہے یہ ذخیرہ مین ہے فصل سوم قرابت پر وقف کرنے اور قرابت کی شناخت کے بیان مین۔ قال المترجم چونکہ اس فصل و ما بعد مین مسائل کی بنا بیشتر زبان عرب پر ہے لہذا اعتذار ہے کہ اسکو زبان عرب پر محمول کرین مان جاجابین اپنی زبان کے موافق تصریح و اشارہ کر دونگا واللہ الموفق والمعین۔ امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ قرابت ہر ایسے شخص پر صادق ہوگی جو اسلام مین اسکے سب سے اعلی انتہائی باپ کی وجہ سے اسکی طرف نسب سے منسوب ہو خواہ پدر اعلی از جانب اسکے باپ کے ہو یا از جانب اسکی ماں کے ہو اور محرم و غیر محرم و قریب و بعید و جمع و مفرد اسمین یکسان ہیں پس اگر اپنی قرابت پر یا صاحبان قرابت پر وقف کیا تو دونون صورتون مین امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک یہ سب جو مذکور ہوئے اپنا استحقاق وقف مین داخل ہونگے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اسنے بلفظ المفرد وقف کیا جیسے میری قرابت پر یا میرے صاحب قرابت پر تو مستحقاق وقف مین وہی قرابت والے داخل ہونگے جو وقف کنندہ سے اقرب اور اسکے محارم مین سے ہون اور اگر بلفظ الجمع وقف کیا جیسے میرے صاحبان قرابت پر یا میرے اقربا ؤن پر تو باوجود اقرب ہونے و محارم ہونے کے یہ بھی معتبر ہوگا کہ جمع ہوجتے کہ لفظ مذکور دو یا زیادہ کی طرف راجع ہوگا۔ اور مشائخ رحمہم اللہ نے صاحبین رح کے اس قول کے معنے مین کہ اسلام مین اسکے سب سے اعلی انتہائی باپ کے الخ اختلاف کیا ہے چنانچہ بعضون نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ سب سے اول اسکے اجداد مین سے جو مسلمان ہوا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اسکے اجداد مین سے سب سے اونچا جسنے اسلام کا زمانہ پایا خواہ مسلمان ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو اور اس اختلاف کا ثمرہ جب ظاہر ہوتا ہے کہ ایک علوی نے اپنی قرابت پر وقف کیا تو بنا بر قول ثانی کے اولاد عقیل بن ابی طالب و جعفر بن ابی طالب داخل وقف ہونگے اور بنا بر قول اول نہ ہونگے فقط اولاد علی کرم اللہ وجہہ داخل ہونگی۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو چچا و دو ماموں ہون اور اسنے اپنی قرابت پر وقف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وقف کی آمدنی اسکے دونون چچا کی ہوگی اسواسطے کہ امام رحمہ اللہ اقرب فالاقرب کا اعتبار کرتے ہین اور صاحبین کے نزدیک آمدنی مذکور ہر دو چچا اور ہر دو ماموں کے درمیان چہار حصے ہوگی اسواسطے کہ صاحبین اقرب کا کچھ اعتبار نہین کرتے ہین۔ اور اگر وقف کنندہ کے ایک چچا اور دو ماموں ہون تو امام کے نزدیک آدھی آمدنی چچا کو اور باقی نصف ہر دو ماموں کو برابر ملیگی یہ محیط مین ہے۔ اور قرابت کے استحقاق مین سب اماموں کے نزدیک بالاتفاق مذکر و مونث و مسلمان و کافر و آزاد و مملوک سب یکسان ہین ولیکن جو کچھ مملوک کے واسطے واجب ہوگا وہ اسکے اس مولی کو ملیگا جو غلہ پیدا ہونے کے روز اسکا مالک تھا مگر قبول کا اختیار اس غلام کو ہوگا مولے کو نہ ہوگا اور جب آزاد ہو جانے کے اسکا حصہ اسی کا ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ اور قریب پر وقف ہونے کی صورت مین قرابت دارون کی تعداد پر غلہ تقسیم ہوگا جسمین صغیر و کبیر و مذکر و مونث و فقیر و تونگر سب یکسان ہین کیونکہ اسم قریب سب پر یکسان صادق ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور وقف کرنے والے کا باپ اور اسکی پشت کی اولاد اسمین داخل نہ ہوگی اور دادا کے حق مین دو روایتین ہین چنانچہ ایک مین ہے کہ داخل ہوگا اور ظاہر الروایہ مین ہے کہ نہیں داخل ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے

ایک نے اپنے قرابات کے محتاجون پر کچھ وقف کیا پھر مر گیا پس آیا قیم کو یہ اختیار ہو کہ واقف کے پوتے کو جبکہ وہ فقیر ہو
تو آمدن سے دیوے یا نہیں ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول پر نہیں دے سکتا ہو اسواسطے کہ پوتا ان دونون اماموں
کے نزدیک قرابت مین سے نہین ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو- اور اپنے صاحبان قرابت و اقربا کے الفاظ سے وقف
کرنے مین جو حکم ہمنے بیان کیا ہو وہی اپنے ارحام اور صاحبان ارحام اور اپنے انساب و صاحبان انساب کے لفظ سے
وقف کرنے مین ہو یہ محیط مین ہو اور اگر کہا کہ میرے موجب قرابت پر وقف ہو تو قیاس سے یہ لفظ ایک پر واقع ہونا چاہیے
حتی کہ اگر اُسکا ایک چچا و دو ماموں ہون تو آمدنی تمام اس ایک چچا کو ملیگی اسواسطے کہ لفظ مذکور باعتبار صیغہ کے مفرد ہو اور استحسانا
یہ سب[1] مساوی ہونگے اسواسطے کہ اس سے جنس مراد لیجائیگی یہ حاوی مین ہو- اور اگر اپنے قرابتیون یا اپنے اقرباؤن یا اپنے انساب یا اپنے ارحام
پر اس شرط سے کہ پہلے اقرب کو پھر اُنکے بعد جو اقرب ہون اسی ترتیب سے وقف کیا تو جو سب سے زیادہ قریب ہو اسی پر وقف ہوگا اگرچہ
وہ ایک ہو اور یہین لفظ جمع کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور یہ بالاتفاق ہو یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو قرابت
مین یا قرابت پر اور یہ نہ کہا کہ میری قرابت پر تو فرمایا کہ یہ دونون لفظ یکسان ہین پس اسکی قرابت پر وقف ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ
اقارب کے واسطے یا انساب کے واسطے یا ذوی الارحام کے واسطے اور اپنی ذات کی طرف نسبت نہ کی تو یہ وقف اسکی قرابت پر ہوگا
بوجہ اسکے کہ عرف مین ایسا بولتے ہین یہ محیط مین ہو- اور اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا مان کی جانب سے
میری قرابت پر وقف ہو تو اُسکے قول کے موافق ہوگا اور آمدنی ایسے ہی قرابتیون پر انکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگی اور
اگر کہا کہ مان و باپ کی جانب سے میری قرابت پر اور باپ کی جانب سے میری قرابت پر یا کہا کہ باپ و مان کی جانب سے
میری قرابت پر اور مان کی جانب سے میری قرابت پر وقف ہو تو آمدنی ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور یہین مان و باپ
کی جانب کے قرابت دار اور فقط باپ کی جانب کے یا فقط مان کی جانب کے قرابت دار دونون یکسان ہونگے کہ مان و باپ
دونون کی جانب والے قرابتیون کو ترجیح نہ ہوگی- اور اگر کہا کہ درمیان میرے باپ کی جانب والے قرابتیون اور درمیان
میری مان کے جانب والے قرابتیون کے وقف ہو تو نصف آمدنی باپ کی جانب والون کے واسطے ہوگی اور نصف آمدنی
مان کے جانب والے قرابتیون کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہو میری قرابت پر اقرب پھر
اقرب کے تو وقف کی آمدنی انھین لوگون کے واسطے واجب ہوگی جو اسکے قرابتیون مین سب سے زیادہ اُس سے قربت
رکھتے ہین پھر اگر سب سے قریب ایک ہی شخص ہو تو پورا غلہ اسی کا ہوگا اگرچہ دو سو درم سے زائد ہو اور اگر ایک جماعت
ہو تو سب غلہ انکے درمیان مساوی تقسیم ہوگا جسمین مرد و عورتین برابر حقدار ہونگی- پھر جب یہ لوگ گذر جاوین تو پھر
جو لوگ میت سے سب سے زیادہ قریب ہون اگرچہ ان گذرے ہوؤن کی نسبت ایک درجہ دور ہونگے وہ اس غلہ کے
مستحق ہونگے اسی طرح ترتیب وار پہونچتے پہونچتے ایسے لوگون کو پہونچیگا جو دور کے قرابت دار ہیں اگرچہ اپنے وقت مین
باقیون کی بہ نسبت میت سے سب سے زیادہ قریب ہونگے اور یہ امام محمد رح کا قول ہو اور اسی کو ہلال رحمہ اللہ نے
لیا ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرابتیون مین سے وقف کرنیوالے سے قریب والے و بعید والے سب کے واسطے
آمدنی یکسان واجب ہوگی جو انہین مساوی تقسیم ہوگی- اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ میری قرابت ادنی پھر ادنی پر تو بھی
ایسا ہی حکم اختلافی ہو پھر اگر بعض نے فرمایا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا اور غلہ باقیون کے
واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہو- اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ جو اللہ تعالی نے پیدا کیا اسکی آمدنی سب کو دیا جاوے

[1] قال الامام ... قول ... صاحبین ... اعظم ... بنا بر قول ... نہین ... مستحق ... کا رادہ ... آیا ... ہین ... ہو ... یکسان مساوی ... مترجم

اقرب کو پھر اقرب کو تو تمام غلہ اسی کو ملیگا جو سب سے زیادہ وقف کنندہ سے قریب ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کوئی ارضی اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میں اسکی قرابت سے ہوں تو اسکو تکلیف دیجائیگی کہ گواہ قائم کرے اور اسکے گواہ بدون خصم کے قبول نہونگے پس خصم یعنی مدعا علیہ وقف کرنے والا ہوگا بشرطیکہ زندہ ہو اور اگر مرگیا ہو تو اسکا وصی جسکے قبضہ میں یہ زمین ہے خصم ہوگا اور اگر وصی نے کسی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ اسکی قرابت سے ہے تو اسکا اقرار صحیح نہوگا مگر وہ مدعی کی جانب سے گواہ قائم کرنے کی صورت میں فقط خصم ہو سکتا ہے یہ حاوی میں ہے اور اگر وقف کنندہ کے دو وصی ہوں یا زیادہ ہوں پھر مدعی نے انمیں سے ایک پر دعوی کیا تو جائز ہے اور ان سب وصیوں کا مجتمع ہونا شرط نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور وقف کرنے والا میت کا وارث اس مقدمہ میں مدعی کا خصم نہوگا الا اس صورت میں کہ وہ متولی ہو جاوے اور اسی طرح جن لوگوں پر وقف کیا ہے وہ بھی مدعی کے خصم نہونگے یہ محیط میں ہے پس اگر مدعی نے متولی کے مقابلہ میں یہ امر ثابت کرایا کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہے تو اسی قدر قبول نہوگا یہانتک کہ دو گواہوں سے ثابت کراوے کہ اسکا نسب معلوم ہے مثلاً مادر و پدر کی جانب سے یا فقط باپ کی جانب سے یا فقط ماں کی جانب سے واقف میت کا بھائی ہے اور اگر صرف بھائی ہونے کو ثابت کرایا تو قبول نہوگا اور اسی طرح اگر چچا ثابت کرایا تو بھی قبول نہوگا پھر اگر گواہوں نے کہا کہ ہم اسکے سوائے دوسرا وارث نہیں جانتے ہیں تو قاضی اسکو دیدیگا اور اگر گواہوں نے اسطرح نہ کہا تو چندے ٹھہر کر پھر اسکو دیگا یہ وجیز میں ہے اور امام اعظم کے نزدیک دینے کے وقت اس سے کفیل نہ لیا جائیگا جیسے میراث میں ہوتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ وقف کنندہ کے قرابتی غائب ہیں تو قاضی انکے حصوں کو تقسیم کر کے جدا رکھ چھوڑیگا اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم انکی تعداد نہیں جانتے ہیں کہ وہ کتنے ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ ان سے کہے کہ تم لوگ احتیاط کرو اور گواہی نہ دو الا اسی کی جسکا تمکو یقین ہو پس کہو کہ ہم کوئی قرابتی نہیں جانتے ہیں سوائے کذا و کذا کے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پس اگر ایک شخص نے گواہ پیش کیے کہ قاضی شہر فلان نے حکم دیا ہے کہ یہ وقف کنندہ کا قریب ہے تو شیخ ہلال نے فرمایا کہ قاضی اسسے دریافت کریگا وہ کیا قرابت ہے جسکا حکم دیا گیا ہے پس اگر انھوں نے ایسی قرابت بیان کردی کہ اس سے وقف کا مستحق ہوتا ہے تو اسکو دیگا ورنہ نہیں۔ اور اگر قبل اس بیان کے گواہ غائب ہو گئے یا مر گئے تو مدعی سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اسنے ایسی قرابت بیان کردی جس سے مستحق ہوتا ہے تو دیا جائیگا ورنہ نہیں اور نہ دینے کے حکم سے قاضی اول کا حکم توڑنا نہیں لازم آتا ہے اسلیے کہ اسنے فقط یہ حکم دیا تھا کہ اسکا قریب ہے اور ہر قریب مستحق وقف نہیں ہوتا ہے ہاں اگر اسنے یہ حکم دیا ہو کہ اسکو غلہ میں سے دیا جاوے یا یہ موقوف علیہ ہے تو یہ قاضی بھی اسکو نافذ کریگا اور اسکو دیگا یہ وجیز کردری میں ہے اور اگر مدعی نے قرابت کی تفسیر کی یا وہ طفل ہے تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ یہ قاضی اسکو وقف کا غلہ دیگا اور قاضی اول کا حکم صحت پر محمول کریگا یعنے اسنے ایسی قرابت کا حکم دیا ہے جس سے وقف کا مستحق ہوتا ہے یہ محیط میں ہے اگر ایک شخص نے اپنی قرابت کو قاضی کے سامنے ثابت کیا اور قاضی نے اسکی قرابت ہونے کا حکم دیا پھر دوسرا آیا اور دعوی کیا کہ میں وقف کنندہ کا قریب ہوں مگر اسنے قاضی کو نہ پایا پس چاہا کہ جسکے لیے قاضی نے حکم دیدیا ہے اس سے مخاصمہ کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے غلہ میں سے کچھ لیا ہے تو وہ دوسرے مدعی کا خصم ہوگا اور اگر نہیں لیا ہے تو خصم نہوگا خواہ اول کو اسی قاضی کے پاس لاوے جسنے اسکے نام حکم دیا ہے یا کسی دوسرے قاضی کے پاس لاوے اور یہی استحسان ہے کہ جسکی طرف شیخ ہلال رح گئے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر اقرباؤں میں سے کسی نے اپنی قرابت وقف کنندہ سے ثابت کرائی پھر دوسرے نے گواہ دیے کہ یہ اسکا بیٹا ہے جسنے اپنی قرابت ثابت کرائی ہے یا اسکا پوتا ہے تو اسی پر اکتفا کیا جائیگا اور اسکو میت سے اپنی قرابت کی تفسیر کرنے کی حاجت نہوگی

جیسے کہ اول کو اس تفسیر کی حاجت ہوئی تھی اور اسی طرح اگر گواہ کہے کہ یہ اُسکا مادر و پدر کی طرف سے بھائی ہے تو بھی یہی حکم ہے
کذا فی الحاوی اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے واسطے اول حکم دیا گیا ہے کوئی عورت ہو اور باقی مسئلہ موافق مذکورہ بالا واقع ہوا
تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دوسرے نے گواہ دیئے کہ یہ اول مرد کا جسکے واسطے حکم ہو چکا ہے باپ کی طرف سے بھائی ہے
پس اگر قاضی نے اول کے واسطے یہ حکم دیا ہو کہ وہ وقف کنندہ کا باپ کی طرف سے بھائی ہے تو دوسرے کے واسطے بھی قرابت کا
حکم دیدیگا اور اگر اول کی نسبت وقف کنندہ کا ماں کی جانب سے بھائی ہونے کا حکم دیا ہو تو دوسرا مدعی وقف کنندہ سے اجنبی
ہوگا اور اسی سے اس جنس کے مسائل کو نکال لینا چاہیے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بیٹون نے ایک مدعی کی
نسبت گواہی دی کہ یہ ہمارے باپ کا قرابت دار ہے اور قرابت بیان کر دی تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دو مردون (زید عمرو ۱۲)
نے دو مردون (خالد بکر ۱۲) کے واسطے قرابت کی گواہی دی اور ان دونون نے اُن دونون کے واسطے قرابت کی گواہی دی پس ہر ایک
فریق نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی یہ حاوی مین ہے اور اگر قاضی نے پہلے دونون گواہون (زید عمرو ۱۲)
کی گواہی پر دونون مدعیون (خالد بکر ۱۲) کے واسطے حکم دیدیا پھر دونون مدعیون نے دونون گواہون کے واسطے گواہی دی تو مدعیون
کی گواہی ان گواہون کے حق مین قبول نہ ہوگی مگر پہلے مدعیون کے حق مین گواہان اول کی گواہی بحال خود صحیح باقی رہیگی
یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دو اہل قرابت نے ایک شخص کے واسطے قرابتی ہونے کی گواہی دی مگر گواہون کی ثقاہت ثابت نہوئی
یعنے تعدیل نہ کی گئی تو ان اہل قرابت گواہون کے پاس غلہ جو وقف ہوگا اُس مین یہ شخص جسکے واسطے گواہی دی ہے شرکت
کریگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر اپنی زمین اپنی قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ مین وقف کنندہ کی قرابت
سے ہون اور وقف کرنیوالے نے اقرار کیا اور اسکی قرابت کو بہ نسب معلوم بیان کیا اور کہا کہ یہ انھین مین سے ہے جنپر مین نے
وقف کیا ہے پس اگر وقف کنندہ کے کوئی قرابت والے معروف لوگ ہون اور یہ انمین سے معروف نہ ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا
اور یہ اسوقت ہے کہ وقف کرنیوالے نے بعد وقف کرنے کے ایسا اقرار کیا ہو اور اگر اُسنے وقف مین ایسا اقرار کیا بایں طور کہ کہا
کہ یہ انھین لوگون مین ہے جنپر مین نے وقف کیا ہے تو یہ اقرار اسکی طرف سے قبول ہوگا۔ اور اگر وقف کنندہ کے قرابتی
معروف لوگ نہ ہون تو استحسانًا اُسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ وقف کرنیوالے
نے اسکی نسبت اقرار کیا ہے کہ میرا یہ قرابت دار ہے اور حالانکہ وقف کرنیوالے کے قرابتی لوگ معروف ہین تو یہ گواہی مقبول
نہ ہوگی اور اگر اسکے قرابت والے معروف نہون تو استحسانًا مین کہتا ہون کہ اسکو وقف کے غلہ مین سے دیا جاوے بشرطیکہ
گواہون نے اقرار میت کی مع تفسیر قرابت کے گواہی دی ہو یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر اپنی اولاد و اپنی نسل پر وقف کیا
پھر ایک مرد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو آمدنیہائے گذشتہ کی بابت تصدیق نہ کیا جائیگا اور آمدنیہائے پیوستہ یعنی
آئندہ مین تصدیق کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک نے اپنی قرابت پر وقف کیا پھر ایک مرد آیا اور دعوی کیا
کہ مین اسکی قرابت سے ہون اور گواہ قائم کیے جنھون نے گواہی دی کہ وقف کرنیوالا اپنی زندگی مین قرابت (قرابت دارون ۱۲) کے ساتھ اس
شخص کو بھی ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو ایسی گواہی سے کچھ مستحق نہ ہوگا اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ فلان قاضی اُسکو
قرابت والون کے ساتھ ہر سال کچھ دیا کرتا تھا تو بھی کچھ مستحق نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر وقف کیا ایسون پر جو سب
لوگون سے زیادہ اُسکا قریب ہو پھر بعد اسکے مساکین پر۔ اور اُسکا بیٹا یا باپ ہو تو استحقاق وقف مین شامل ہوگا اور اگر
قرابتیون مین سے سب سے زیادہ قریب پر وقف کیا تو یہ دونون داخل استحقاق نہونگے۔ اور اگر اُسکا بیٹا اور والدین ہون

تو غلہ بیٹے کا ہوگا اور اسی طرح اگر بجاے بیٹے کے دختر ہو تو بھی ایسا ہی ہے پھر جب بیٹا یا بیٹی مرگئی تو غلہ مساکین کا ہوگا اور والدین کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر فقط اُسکے والدین ہون تو آمدنی دونون مین نصفا نصف ہوگی پھر اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو باقی کے واسطے نصف ہوگا اور نصف مساکین پر صدقہ ہوگا اور اسی طرح اگر اولاد ہون اور دس ہون پھر ایک مرگیا تو اُسکا حصہ مساکین پر صدقہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی مان اور بھائی ہون تو غلہ مان کا ہوگا نہ بھائیون کا اور اسی طرح اگر اُسکا دادا یا نانا اور مان ہو تو مان ان دونون سے قریب تر ہے اور بھائیون سے بھی قریب تر ہے اور مثل مان کے باپ کا بھی حکم ہے اور اگر دادا یعنی باپ کا باپ ہو اور بھائی ہون تو جس امام کے نزدیک دادا بجاے باپ کے ہے اُنکی راے مین غلہ دادا کا ہوگا اور دیگر علما کے قول مین بھائیون کا ہوگا دادا کا نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر وقف کنندہ کے دو بھائی ہون ایک سگا ایک مان و باپ سے اور دوسرا فقط باپ کی طرف یا فقط مان کی طرف سے تو جو مان و باپ دونون کی طرف سے ہے وہ اولے و مقدم ہوگا۔ اور اسی طرح بھائیون و بہنون کی اولاد اور چچا اور پھوپھیان اور ماموں و خالائین اور انکی اولاد جو سگی ایک مان و باپ کی طرف سے ہون وہ اُنسے جو فقط مان کی طرف یا فقط باپ کی طرف سے ہون اولی ہونگی۔ اور اگر اُسکے تین ماموں ہون جنمین سے ایک مان و باپ دونون سے اور دوسرا باپ کی طرف اور تیسرا مان کی طرف سے اور ایک چچا باپ کی طرف سے تو پہلے وہ ماموں پاویگا جو مان و باپ دونون کی طرف سے ہے۔ اور اگر اُسکا ایک بھائی باپ کی طرف سے اور ایک بھائی مان کی طرف سے ہو تو امام اعظم کے اول قول کے موافق باپ کی طرف والا بھائی مقدم ہوگا اور امام اعظم کے دوسرے قول کے موافق اور یہی صاحبین کا قول ہے کہ یہ دونون یکسان برابر ہین اور علی ہذا تمام اقارب مین جو باپ کی طرف سے ہو وہ مان کی طرف والے سے امام اعظم کے اول قول کے موافق مقدم ہوگا اور دوسرے قول کے موافق دونون برابر ہین اور یہی صاحبین کا قول ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے کا باپ ہو اور پسر کا پسر ہو تو غلہ وقف باپ کا ہوگا پوتے کا نہ ہوگا۔ اور اگر اسکا ایک سگا بھائی مان و باپ کی طرف سے ہو اور پوتا یعنی بیٹے کا بیٹا ہو تو غلہ پوتے کا ہوگا اور اگر اسکی دختر کی دختر ہو اور پسر کے پسر کا پسر ہو یعنے ایک درجہ دختر مذکور سے نیچا ہو تو وقف کا غلہ دختر کی دختر کا ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اگر بجاے وقف کے وصیت ہو تو وصیت مین بھی ایسی تمام صورتون مین یہی حکم ہے۔ اور اگر ایک مان و باپ سے سگی بہن ہو اور دختر کی دختر کی دختر ہو تو دختر کی دختر کی دختر مستحق و مقدم ہوگی کذا فی المحیط پس حاصل یہ ہے کہ پہلے وقف کنندہ کی اولاد سے شروع کیا جائیگا اور وہ مقدم رکھے جاوینگے پھر جب وہ نہون تو باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد سے ابتدا ہوگی۔ اور اگر نانا یعنے مان کا باپ ہو اور سگے بھائی کی دختر یا فقط مان کی جانب والے بھائی کی ہو تو امام اعظم کے نزدیک نانا مقدم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بھائی کی دختر مقدم ہوگی اور اگر بجاے بھائی کے دختر کی دختر ہو تو یہ دختر بالاتفاق مقدم ہوگی۔ اور اگر اُسکا باپ کی طرف سے یا مان کی طرف سے بھائی ہو اور مان باپ کی طرف سے سگے بھائی کا بیٹا ہو تو وقف کی آمدنی بھائی کی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور مان کی طرف والے بھائی کا بیٹا استحقاق وقف مین باپ کی طرف والے چچا سے مقدم ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ایسے اقارب پر جو مقیم شہر فلان ہین پھر آخر مین فقیرون پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار ہون تو وہ جہان جاوین انکا حصہ انکے ساتھ جائیگا اور اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہون تو جو شخص انمین سے دوسرے شہر و مقام مین وطن منتقل کرائیگا وہ محروم ہوجائیگا اور اگر انمین سے کوئی باقی نہ رہا تو غلہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور اگر پھر لوٹ کر اسی شہر مین چلا آیا تو آیندہ غلہ اسکو ملا کریگا اور گذشتہ کا مستحق نہوگا یہ فتاوے

غیاثیہ مین ہی- اور اگر اپنی ارضی وقف کی اور حکم کیا کہ میرے اقربا کو بقدر انکی کفایت کے دیا جاوے اور حال یہ ہی کہ اُسکے اقربا کثرت سے ہین کہ داخل شمار نہین ہین پس اگر اُسنے اولاد کا ذکر نہ کیا تو اولاد اقرباو انکی اولاد سب داخل ہونگی اسلیے کہ وہ بھی وقف کرنیوالے کے قریبون مین سے ہین اور اگر اُسنے ذکر کیا اور یون کہا کہ پھر ان اقرباؤن کے بعد انکی اولاد کو ملے تو یہ اولاد اپنے باپون کی زندگی مین داخل استحقاق نہ ہونگے- پھر قدر کفایت کی حد یہ ہی کہ انکی ذات و اسکے اہل و اولاد اور ایک خادم کی حاجت کے لائق دیا جاوے یہ مضمرات مین ہی- ایک وقف اپنے وقف کرنے والے کے قبضہ مین ہی اور وہ آمدنی و حاصلات کو اپنے اقرباؤن اور اپنے آزاد کیے ہوئے غلامون پر صرف کرتا ہی اور بعضون کو بہ نسبت دوسرون کے زیادہ دیتا ہی اور جہان چاہتا ہی صرف کرتا ہی پھر وہ مرا اور اُسنے دوسرے کو وصی مقرر کیا اور یہ بیان نہ کیا کہ وقف مذکور کا صرف کیونکر تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ جنکو وقف کنندہ دیا کرتا تھا انھین کو وصی بھی دیا کرے اور اگر وصی پر یہ امر مشتبہ و مشکل ہو کہ وقف کنندہ اپنے اقرباؤن اور آزاد کیے ہوے غلامون مین سے کس کو زائد دیتا تھا تو وہ زیادتی کو فقیرون پر تقسیم کیا کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- **فصل چہارم فقرای قرابت پر وقف کرنے کے بیان مین**- اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی میرے قرابتی فقیرون پر یا کہا کہ میری اولاد کے فقیرون پر اور بعد انکے مساکین پر- تو یہ وقف صحیح ہی اور وقف کا مستحق وہ ہوگا جو غلہ پائے جانے کے روز فقیر ہوا اور یہ ہلال رح کے نزدیک ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین کذا فی المضمرات اور اسی پر فتوی ہی اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہی میری قرابت مین سے مسکینون یا میری قرابت کے محتاجون پر تو بھی وہی حکم ہی جو قرابتی فقیرون پر صدقہ کرنے کی صورت مین بیان ہوا ہی اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہی واسطے میرے قرابتی فقیرون کے یا میرے قرابتی فقیرون مین تو ایسا ہی جیسے کہا کہ میرے قرابتی فقیرون پر اسواسطے کہ حروف صلات ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہین اور اگر کہا کہ میری قرابت کے یتیمون پر تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ان یتیمون مین سے غلہ حاصل ہو جانے کے بعد کوئی محتلم ہوا یعنی بالغ ہوگیا تو اُسکو اس غلہ مین سے حصہ ملیگا اور آئندہ غلہ سے نہ ملیگا اور اگر اسکے اور دوسرے مستحقون مین سے کسی کے درمیان خصومت واقع ہوئی پس دوسرے مستحق نے کہا کہ تو غلہ حاصل ہونے سے پہلے بالغ ہوا ہی پس تیرے واسطے حصہ نہ ہوگا اور اُسنے کہا کہ نہین بلکہ مین غلہ حاصل ہونے کے بعد محتلم ہوا ہون تو قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اور اسی طرح اگر یتیم لڑکی کو حیض آیا اور اسمین ایسی خصومت واقع ہوئی تو قسم سے لڑکی کا قول قبول ہوگا اور اگر اہل قرابت مین سے کوئی شخص غلہ حاصل ہونے کے بعد مرا اور صغیر اولاد چھوڑی کہ جو یتیم ہوگئی تو انکو اس غلہ سے نہ ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اپنی قرابت کے محتاجون پر وقف کیا اور آخر اس وقف کا فقیرون کے واسطے قرار دیا پھر جو مرا اور اسکا ایک بیٹا فقیر ہی تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرابت کی لفظ مین داخل نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی- اور اگر کہا کہ میرے قرابتی فقیرون مین سے صلحا پر وقف ہی تو صالح ہر وہ شخص ہی کہ مستور ہو یعنی کوئی برائی اسکی ظاہر نہ ہوا اور اُسکا چال چلن سیدھی راہ ہو سلیم الناحیہ ہو کہ ادھر والے لوگون مین سلیم ہوا اور کامن الاذی ہو کہ اسکا کسی کو رنج پہونچانا ظاہر نہو قلیل الشر ہو کہ شر اُسکا گھٹا ہوا قلیل ہوا اور حرمت شرع کی ہتک کرنے والا نہ ہوا اور صاحب زنیہ نہ ہو کہ فسق ظاہر ہوا اور نیز محصنات عفیفہ پاک عورتون کا زنا کی طرف نسبت دینے والا نہ ہوا اور جھوٹ بولنے مین معروف نہو پس جو ایسا شخص ہو وہ صالح ہی یعنے ایسے لوگون کو جو اسکی قرابت سے فقیر ہون ملیگا اور اگر اُسنے کہا کہ اہل عفاف پر یا اہل الخیر یا اہل فضل پر وقف ہی تو مثل اہل الصلاح کہنے کے ہی یہ حاوی مین ہی اور اگر کہا کہ میری قرابت کے فقیرون پر وقف ہی اور اسکی قرابت مین ایسے فقیر ہین جو اس شہر کے سوا ہین جہان وقف کرنیوالا

ہیں دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو یہاں سے ایک شہر میں نہ بھیجا جائیگا بلکہ اُس شہر میں جو اسکے قرابتی فقیر ہیں انھیں پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر قیم نے یہاں سے اس شہر میں انکو بھیجدیا تو اُسپر ضمان لازم نہ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ وقف ہے میری قرابت کے فقیروں پر اسطرح کہ شروع اُن لوگوں سے کیا جاوے جو سب سے زیادہ قریب ہیں پھر انکے بعد جو سب سے زیادہ قریب ہوں علی ہذا القیاس تو جب غلہ حاصل ہو تو جو انہیں سے وقف کرنیوالے سے سب سے زیادہ قریب ہوں اُنسے شروع کیا جائیگا پس دو سو درم دیئے جاوینگے اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا پھر جو نزدیکی میں انکے متصل ہیں انکو دو سو درم دیئے جاوینگے اسی طرح آخر تک تقسیم ہوگا پس اگر غلہ میں سو درم ہوں تو اول کو دو سو درم دیئے جاوینگے اور دوم کو سو درم ملینگے اور اگر کچھ غلہ ضائع ہو گیا تو انہیں سے اول کو پورا دیا جائیگا اور ضائع شدہ کی کمی دوسرے درجہ والوں کے حصہ میں رہیگی یہ حاوی میں ہے۔ پھر اگر اُسنے انہیں سے ہر ایک کو دو سو درم دیئے اور آمدنی سے کچھ باقی رہا تو استحسانا مساوی تقسیم کر دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اسنے کہا کہ وقف ہے میرے فقرا قرابتیوں پر اس شرط سے کہ پہلے تمام غلہ سب سے قریب والوں کو دیا جایا کرے پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہوں علی ہذا الترتیب تو ایسی صورت میں تمام آمدنی اُسکے سب سے قریب والوں کو دیجائیگی اور اگر کہا کہ میری قرابت کے فقیروں پر وقف ہے کہ انہیں سے سب سے قریب والوں کو دیا جاوے پھر جو انکے بعد سب سے قریب ہوں اسی ترتیب سے تو آمدنی میں سے سب سے قریب کو دو سو درم ملینگے اور پوری آمدنی نہ دیجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ جو شخص باب زکوۃ میں فقیر قرار دیا گیا ہے ویسا ہی باب وقف میں بھی قرار دیا گیا ہے اور یہی مشہور ہے کذا فی الحاوی پس جس شخص کی ملک میں فقط رہنے کا ٹھکانا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ یا جسکے ملک میں رہنے کا ٹھکانا اور ایک باندی یا غلام ہے اور کچھ نہیں ہے وہ زکوۃ و وقف دونوں میں فقیر قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح اگر باوجود رہنے کے مکان و غلام کے اسکے ملک میں بقدر کفایت لباس ہو اسپر زیادتی نہو تو بھی فقیر ہے اور اسی طرح اگر باوجود مسکن و غلام و لباس قدر کفایت کے اسکے ملک میں متاع خانہ داری میں سے ایسی چیزیں ہوں جنکے بغیر چارہ نہیں ہے تو بھی فقیر ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی قرابتی کے ملک میں دو سو درم یا بیس مثقال سونا ہو تو اسکے لیے وقف سے کچھ حصہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر اسکی ملک میں متاع خانہ داری یا کپڑوں میں قدر کفایت سے زائد ہو اور زائد اسقدر ہو کہ کم سے کم اسکی قیمت دو سو درم ہے تو وہ شخص تونگر ہے کہ اسکو زکوۃ اور وقف لینا حلال نہیں ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر اسکی ملک میں دو مسکن اور دو خادم ہوں اور جو مسکن و خادم کہ اسکی حاجت سے فاضل ہے وہ دو سو درم قیمت کے ہوتے ہیں تو وہ تونگر ہے کہ اسکو زکوۃ و وقف لینا حلال نہیں ہے اگرچہ وہ اس معنی کر کے تونگر نہیں ہے کہ اُسپر زکوۃ ادا کرنی واجب ہو اور یہ ہمارے اصحاب کا مذہب ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اسکی ملک میں کپڑوں میں سے کچھ حاجت سے زائد ہو اور کچھ متاع بیت میں سے زائد ہو اور کچھ مسکن حاجت سے زائد ہو اور ان زیادتیوں میں سے ہر ایک زیادتی دو سو درم قیمت کو نہیں پہونچتی ہے مگر سب کا مجموعہ کم سے کم دو سو درم کا ہے تو وہ اس باب میں تونگر ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اسکی ملک میں دو سو درم قیمت کی زمین ہو حالانکہ اسمیں سے غلہ بقدر حاصل نہوتا ہو جو اسکے واسطے کافی ہو تو بنابر مختار کے وہ غنی ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر اسکی ملک میں مال کثیر ہو مگر وہ سب غائب ہو یا اُسکا مال لوگوں پر قرضہ ہو جسکے وصول کرنے پر قادر نہو تو اسکو زکوۃ و وقف دونوں سے دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہے اور اگر اُسکا مال اُس سے غائب ہو یا لوگوں پر قرضہ ہو جسکو وصول کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے مگر وہ قرض لے سکتا ہے تو صدقہ قبول کرنے سے اسکو قرضہ لے لینا بہتر ہے لیکن اگر اُسنے قرضہ نہ لیا اور زکوۃ لے لی تو مضائقہ نہیں ہے اور وقف کا مال ایسے فقیر کو دیا جاوے جو کمائی کرتا ہے اور کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر اسکو زکوۃ لینا مکروہ ہے یہ فتاوی

قاضی خان میں ہی- اور اگر اُسکا مال کسی مفلس پر ہو تو وہ اس قرضہ کی وجہ سے غنی نہ ہوگا بلکہ فقیر ہی اور اگر اسکا مال کسی مالدار پر ہو جو اقرار کرتا ہی تو یہ غنی ہی اور اگر وہ انکار کرتا ہو اور اُسکے گواہ موجود ہوں تو بھی ایسا ہی ہی اور اگر گواہ نہ ہوں تو فقیر ہی یہ ذخیرہ میں ہی- ایک شخص نے اپنی اراضی اپنے احفاد[1] میں سے انپر جو فقیر ہوں وقف کی حالانکہ اُسکے بعض احفاد ایسے ہیں کہ انکے پاس گھوڑا ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر حفید نے اس گھوڑے کو جہاد کے واسطے رکھا ہی یا اپنی سواری کے لیے بسبب لنجے ہونے کے رکھا ہی تو اُسکو وقف میں سے دیا جائیگا اور اگر اپنی بڑائی کے واسطے باندھا ہی تو اُسکو نہ دیا جائیگا بشرطیکہ یہ گھوڑا دوسو درم کا ہو اور اسپر قرضہ و مہر نہو یہ مضمرات میں ہی- اور رہا ایسا شخص جسکا نفقہ کسی دوسرے کے مال میں واجب ہوا اور خود اسکو بغیر حکم قاضی اور بغیر رضامندی اس دوسرے کے لے سکتا ہی اور دوسرے کی غیبت میں قاضی اسکے واسطے دوسرے کے مال سے نفقہ کا حکم دیتا ہی اور املاک کے منافع دونوں کے درمیان متصل ہیں حتے کہ ان دونوں میں سے کسی کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہ ہوگی تو نفقہ دینے والے کی مالداری کی وجہ سے یہ بھی وقف کا مال نہ جائز ہونے کے حق میں تونگر قرار دیا جائیگا اور اسکی مثال مثل والدین و اولاد و اجداد کے ہی- اور رہا ایسا شخص جسکا نفقہ دوسرے کے مال میں قاضی کے فرض کرنے سے واجب ہوا اور یہ خود اسکو اسکے مال سے بدون حکم قاضی یا بدون اسکی رضامندی کے نہیں لے سکتا ہی اور اس مال والے کے غائب ہونے کی صورت میں قاضی اسکے مال سے نفقہ کا حکم نہ دیگا اور املاک کے منافع جدا جدا ہیں حتے کہ دونوں میں سے ہر ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول ہی تو وقف کا مال لینے کے حق میں یہ شخص اپنے نفقہ دینے والے کی تونگری سے تونگر شمار نہ ہوگا اور مثال اسکی جیسے بھائی و بہنیں و دیگر محارم ہیں اور اسی اصل پر اس جنس کے مسائل دائر ہیں یہ محیط میں ہی- اور اگر اپنی زمین اپنے قرابتی فقیروں پر وقف کی اور حال یہ ہی کہ اُسکا ایک قریب ایک شخص غنی ہی جسکی اولاد فقیر ہیں پس اگر یہ اولاد صغیر ہوں یا مذکر ہوں یا مونث ہوں یا بالغ عورتیں ایسی ہوں جنکے شوہر نہیں ہیں یا بالغ مرد ایسے ہوں جو اپاہج یا مجنون ہیں تو انکو اس وقف سے حصہ نہ ملیگا اور اگر اس تونگر مذکور کے بھائی یا بہنیں فقیر ہوں یا کوئی اولاد بالغ فقیر کمائی کرتی ہو تو انکو اس وقف سے حصہ ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہی اور اگر عورت فقیر ہو مگر اُسکا شوہر تونگر ہو تو اس عورت کو وقف سے نہ دیا جائیگا اور اگر شوہر فقیر ہو تو اسکو دیا جائیگا اگرچہ اسکی عورت تونگر ہو اگر وقف کرنے والے کے قریب کا فرزند بالغ ہوا اور وہ اپاہج نہیں ہی مگر وہ فقیر ہی اور اس فرزند کی اولاد نابالغ موجود ہیں کہ وہ بھی فقیر ہیں تو اس فرزند کی اولاد کو اس وقف سے حصہ نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ قاضی انکا نفقہ انکے دادا کے مال میں فرض کریگا اور ان اولاد کا باپ یعنی انکے دادا کا پسر پس اسکو وقف میں سے حصہ ملیگا اسواسطے کہ اسکا نفقہ اسکے باپ پر نہیں ہی کیونکہ وہ بالغ ہی اور اپاہج نہیں ہی اور اگر قرابتیوں میں سے کسی کا پسر تونگر ہو اور خود فقیر ہو تو اسکو اس وقف سے نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی میرے قرابتی فقیروں پر وقف ہی اور انمیں ایک مرد فقیر ہی اور جب غلہ حاصل ہوا تب بھی فقیر تھا مگر ہنوز اپنا حصہ لینے نہ پایا تھا کہ وہ تونگر ہو گیا تو اپنے حصہ کا مستحق ہوگا اور اگر اسکی قرابت میں سے کوئی عورت بعد حصول غلہ کے چھ مہینہ سے کم میں جنی تو اس بچہ کا حصہ نہوگا یہ محیط میں ہی اور آئندہ حاصلات میں سے یہ بچہ بھی مستحق ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہی جو نسل فلان یا آل فلان میں سے فقیر ہو حالانکہ فلان مذکور کی نسل یا آل میں سے ایک کے سوا کوئی فقیر نہیں ہی ایک ہی فقیر ہی تو تمام غلہ اسی کا ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ فقرائے

آل فلان پر ہی تو اس صورت میں اسکو نصف ملیگا یہ ظہیریہ میں ہی بزیادۂ من المترجم - ایک ماں باپ سے دو سگے بھائیوں نے اپنے فقرا و قرابت پر وقف کیا پھر قرابت میں سے ایک فقیر آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں نے اپنے درمیان مشترک اراضی کو وقف کیا ہی تو اس فقیر کو ایک ہی قوت یعنی ایک روزینہ بقدر کفایت دیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنی علیحدہ اراضی وقف کی تو ہر ایک میں سے اسکو بقدر قوت دیا جائیگا اور قوت سے اس جنس کے مسائل میں مراد قدر کفایت ہی اگر وقف اراضی ہو تو اسکو ایک سال کا قوت بغیر اسراف و بدون تقتیر کے دیا جائیگا اور اگر وقف دوکان ہو تو مہینہ کی قدر کفایت دیا جائیگا یہ محیط میں ہی - اور اگر اپنی اراضی اپنے فقرائے قرابت پر وقف کی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ فقیر ہی اور وہ وقف کنندہ کا قریبی ہی تو ضرور ہی کہ وہ اپنی قرابت ہونا اور فقیر ہونا ثابت کرے اور اگرچہ یہ باعتبار اصل و ظاہر کے ثابت ہی ولیکن ظاہر حال تو دینے کے واسطے حجت ہی استحقاق کیواسطے حجت نہیں - پس اگر اسنے اپنی قرابت کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہ اسکی قرابت کو بہ نسب معلوم بیان نہ کریں تب تک گواہی قبول نہ ہوگی یعنے اسکا ناتا وقف کنندہ سے کیا ہی - اور اگر اسنے اپنے فقیر ہونے پر گواہ قائم کیے تو چاہیے کہ گواہ یوں تفسیر کریں کہ یہ فقیر معدم ہی ہم اسکی ملک میں کچھ مال نہیں جانتے ہیں اور ہم کسی ایسے کو نہیں جانتے ہیں جسپر اسکا نفقہ لازم ہو پھر جب قاضی نے اسکے معدم ہونے کا حکم دیدیا تو یہ حکم اسکے قرضہ کے حق میں معدم ہونے کا حکم نہ ہوگا اور اگر قاضی نے مطالبہ قرضہ کے حق میں اسکے نادار ہونے کا حکم دیا پھر وہ وقف میں سے مانگنے آیا تو اسکو دیا جائیگا ایسا ہی ہلال رح نے ذکر کیا ہی اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ باوجود اسکے یہ واجب ہی کہ ثابت ہووے کہ اسکا کوئی ایسا نہیں ہی جسپر اسکا نفقہ لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ امر طلب قرضہ میں فقیر کے حکم میں داخل نہیں ہوا ہی حالانکہ استحقاق وقف کے واسطے اسکا اثبات ضرور ہی یہ محیط سرخسی میں ہی - اور اگر اسنے گواہ قائم کیے کہ یہ شخص فقیر اور اس وقف کیطرف محتاج ہی اور اسکا کوئی ایسا نہیں ہی جسپر اسکا نفقہ لازم ہو تو قاضی اسکو وقف میں شامل کریگا اور ہلال رح نے استحسانا فرمایا ابھی اسکو داخل نہ کرے یہانتک کہ پوشیدہ دریافت کریگا کہ ایسا ہی ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ اچھا ہی اور نیز ہلال نے فرمایا کہ اگر اسنے گواہ جیسے ہم نے بیان کیے ہیں قائم کیے اور قاضی نے پوشیدہ بھی دریافت کیا اور پوشیدہ خبر بھی گواہوں کی گواہی کے موافق ہوئی کہ یہ فقیر ہی اور اسکا کوئی ایسا نہیں ہی کہ جسپر اسکا نفقہ لازم ہو تو قاضی اسکو وقف میں شامل نہ کریگا یہانتک کہ اس سے قسم لیگا کہ واللہ تیری ملک میں کچھ مال نہیں ہی اور تو فقیر ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بھی اچھا ہی اور اسی طرح بقول ہلال رحمہ اللہ اس سے یہ بھی قسم لیگا کہ واللہ تیرا کوئی ایسا نہیں ہی جسپر تیرا نفقہ لازم ہوا اور یہی اچھا ہی یہ ذخیرہ میں ہی - پس اگر اسنے امور مذکورہ بالا پر گواہ پیش کیے جیسے ہمنے ذکر کیا ہی اور دو عادلوں نے خبر دی کہ یہ توانگر ہی تو ان دونوں عادلوں کی خبر گواہی سے اولی ہوگی اور وہ مصرف وقف نہ کیا جائیگا اور شیخ ہلال رح نے فرمایا ہی کہ اس باب میں خبر اور گواہی دونوں یکساں ہیں اسواسطے کہ گواہی مذکورہ بھی درحقیقت گواہی نہیں بلکہ خبر ہی اور اگر دونوں نے کہا کہ ہم ایسے کسی کو نہیں جانتے ہیں جسپر اسکا نفقہ واجب ہو تو اسکے واسطے کافی ہی اور اسکی ضرورت نہیں کہ دونوں قطعی طور پر کہیں کہ اسکا کوئی ایسا نہیں ہی جسپر اسکا نفقہ واجب ہو جیسے میراث میں ہی یہ ذخیرہ میں ہی - اور واضح ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے فرزندوں کے وقف کنندہ سے قرابت ثابت کرنے اور انکا فقیر ہونا ثابت کرنے کا حاجتمند ہوا تو اسکو اسکا اختیار ہی بشرطیکہ فرزندان مذکور نابالغ ہوں بخلاف اسکے اگر بالغ ہوں تو وہ خود اپنا فقر ثابت کریں اور باپ کا وصی بھی اس باب میں بمنزلہ باپ کے ہی اور اگر ان نابالغوں کا باپ نہوا اور نہ باپ کا مقرر کیا ہوا وصی ہو مگر بھائی یا ماں یا چچا یا ماموں ہو تو استحسانا ان لوگوں کو بھی صغیر کی قرابت و فقر ثابت کرنے کا اختیار حاصل ہی بشرطیکہ صغیر اسکی پرورش میں ہو پھر بعد اسکے اگر ماں یا چچا یا بھائی

ایسا شخص ہو کہ ان نابالغون کا حصہ غلہ جو وقف سے انکو ملیگا اسکے پاس رکھا جا سکتا ہو تو صغیر کو جو غلہ ملیگا وہ انکو دیا جائیگا اور حکم کیا جائیگا کہ انہین سے اسکے نفقہ مین خرچ کرین اور اسکے لائق نہ ہون تو یہ غلہ کسی مرد ثقہ کے پاس رکھدیا جائیگا اور اسکو حکم دیدیا جائیگا کہ اس صغیر پر خرچ کرے یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے اپنی آراضی اپنی قرابت کے فقیرون پر وقف کی پھر اسکی قرابت کے بعض فقیرون نے بعض دیگر سے قسم لینی چاہی کہ یہ لوگ تونگر نہین ہین تو اگر ان لوگون نے دوسرون پر صحیح دعوی کیا بایطور کہ انپر ایسے مال کا دعوی کیا کہ جس سے وہ تونگر ہو جاتے ہین تو انکو اختیار ہوگا کہ دوسرون سے قسم لے لین اور اگر یہ لوگ جن سے قسم لینا چاہتے ہین انکی طرف قسم کا میلان ہو پس ان لوگون نے قسم سے قسم لینی چاہی کہ واللہ تو نہین جانتا ہے کہ یہ لوگ غنی ہین تو انکو یہ اختیار نہین ہے یہ واقعات حسامیہ مین ہے - اور اگر ایک شخص نے قاضی کے پاس اپنی قرابت و فقر کو گواہون سے ثابت کر دیا اور قاضی نے حکم دیدیا پھر اسنے ایک دوسرے وقف مین سے جو قرابت کے فقیرون پر وقف ہے اپنی قرابت و فقر کے ذریعہ سے اپنا استحقاق طلب کیا تو اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اسواسطے کہ جو شخص ایک وقف مین فقیر ہے وہ سب وقفون مین فقیر ہے - اسی طرح اگر اسنے گواہون سے اپنی قرابت وقف کرنیوالے کے ساتھ ثابت کر کے حکم لیا پھر اس وقف کنندہ کے ایک ماں باپ سے اسکے بھائی کے وقف مین سے جو قرابت پر وقف ہے اپنا حصہ طلب کرنے آیا تو اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی اور اسی طرح اگر اس شخص کا جسکے واسطے قرابت کا حکم دیا گیا ہے ایک ماں و باپ سے سگا بھائی آیا تو اسکو بھی قرابت ثابت کرنے کی ضرورت نہوگی یہ وجیز مین ہے - اور اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ تجھ سے پہلے جو قاضی تھا اسنے اس شخص کے قرابت و فقر کا حکم اس مدت سے پہلے دیدیا تھا تو قیاساً یہ شخص غلہ وقف کا مستحق ہوگا اگرچہ مدت دراز گذر گئی ہو لیکن ہم استحسان کو لیتے اور کہتے ہین کہ اگر مدت زیادہ گذری ہو تو اس سے فقیر ہونے کے گواہ دوبارہ مانگیگا کہ اب یہ فقیر ہے اسواسطے کہ ہر سال غلہ پائے جانے کے وقت مستحق کا فقیر ہونا شرط ہے پس جو قبل اسکے فقیر تھا وہ اس سال کے اس غلہ سے مستحق ہوگا اور جو بعد اسکے فقیر ہوا وہ اس غلہ سے مستحق نہوگا ہان آیندہ دوسرے غلہ سے مستحق ہوگا - پھر اگر قاضی نے اسکے فقیر ہونے کا حکم دیدیا پھر اسکے بعد وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہے اور اسنے کہا کہ مین غلہ پیدا ہو جانے کے بعد غنی ہو گیا ہون اور اسکے شریکون نے کہا کہ نہین بلکہ تو غلہ پیدا ہونے سے پہلے غنی ہوا ہے تو قیاس یہ ہے کہ اسکا قول قبول ہو ولیکن استحساناً اسکے شریکون کا قول قبول ہوگا اور اگر قاضی نے اسکے فقیر ہونے کا حکم نہ دیا ہو پھر وہ غلہ مانگتا ہوا آیا حالانکہ وہ غنی ہے اور کہا کہ مین غلہ حاصل ہونے کے بعد غنی ہوا ہون تو قیاساً و استحساناً اسکا قول قبول نہوگا - اور اگر غلہ مانگتا ہوا آیا اور دعوی کرتا ہے کہ مین فقیر ہون اور شریکون نے کہا کہ یہ تونگر ہے اور اس سے قسم لینی چاہی تو انکو یہ اختیار حاصل ہے اور قاضی اس سے قسم لیگا کہ واللہ وہ آج کے روز اس وقف کے فقیرون کے ساتھ داخل ہونے سے اور اس وقف کا کچھ غلہ لینے سے بے پروا نہین ہے - اور اگر گواہون نے اسکے فقیر ہونے پر گواہی دی اور یہ غلہ پیدا ہو جانے کے بعد واقع ہوا تو وہ اس غلہ مین شریکون کے ساتھ داخل نہوگا ہان آیندہ غلہ مین داخل کیا جائیگا لیکن اگر گواہون نے اسکے فقیر ہونے کا وقت بھی بیان کر دیا ہو کہ فلان وقت سے فقیر ہے اور یہ وقت بھی اس غلہ کے پیدا ہو جانے سے پہلے واقع ہوا تھا تو ایسی صورت مین اس غلہ مین اسکا حق ثابت ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر فقرائے قرابت پر وقف کیا گیا اور قرابت کے بعضے لوگون نے بعض دیگر کے واسطے گواہی دی پس اگر ان دونون فریقون مین سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے واسطے گواہی دی ہے تو قبول نہوگی - اور اگر گواہ لوگ غنی ہون اور انھون نے اپنی قرابت مین سے ایک شخص کے واسطے گواہی دی کہ وقف کنندہ کا قریب اور فقیر ہے اور نسب

بیان کیا تو امام خصاف رحمہ نے اپنی کتاب الوقف مین باب الوقف علی فقراء القرابۃ مین ذکر فرمایا ہو کہ اگر اُنھون نے اپنی گواہی سے کوئی منفعت اپنی جانب نہین کھینچی اور نہ اپنی ذات سے کوئی مضرت دفع کی ہو تو انکی گواہی قبول ہوگی اور امام خصاف رح نے اس باب سے ملے ہوئے اس سے پہلے باب مین فرمایا ہو کہ اگر دو شخصون نے جنکی قرابت ایک شخص سے صحیح ہو اُسکے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ شخص وقف کرنیوالے کے قرابتیون مین سے ہو اور قرابت کو بیان کیا تو یہ جائز ہو پھر اگر انکی گواہی کی تعدیل نہ ہوئی یعنے وہ لوگ گواہ عادل ثابت نہوئے اور قاضی نے انکی گواہی رد کردی تو جسکے واسطے اُنھون نے وقف کنندہ کے قرابتی ہونے کی گواہی دی ہو وہ ان دونون کے ساتھ جو کچھ مال انکو وقت سے پہونچیگا اسمین داخل کیا جائیگا اور شریک ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور ہلال رحمہ نے اپنے وقف مین ذکر کیا ہو کہ اگر دو مردون نے جو اجنبی ہین ایک شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ وقف کنندہ کی قرابتی سے ہو اور قرابتیون مین سے دو مردون نے اسی شخص کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ فقیر ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اسمین کوئی تفصیل نہین فرمائی اور نیز شیخ ہلال رحمہ نے اپنے وقف مین فرمایا کہ اگر قرابت مین سے ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین غنی ہون پھر وہ وقف مین سے حصہ مانگتا ہوا آیا اور کہا کہ مین فقیر ہون اور مین غلہ پیدا ہونے سے پہلے فقیر ہوگیا تو اُسکا قول قبول نہوگا اگرچہ وہ فی الحال فقیر ہووے۔ ولیکن اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے غلہ پیدا ہونے سے پہلے اپنا مال تلف کردیا ہو تو وہ غلہ وقف کا مستحق ہوگا پھر اگر اُنھون نے کہا کہ تلجیہ کیا اور قاضی نے اُسکو تلجیہ سے متہم سمجھا تو اب اُسکو وقف سے نہ دیگا جبکہ اسکے تلجیہ سے وہ اسکے ہاتھ آسکتی ہو یہ محیط مین ہو فصل پنجم پڑوسیون پر وقف کرنے کے بیان مین۔ اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا تو قیاس یہ ہو کہ انھین لوگون کی طرف صرف ہو جو اسکے ملاصق ہین اور استحساناً ان لوگون کی طرف راجع ہوگا کہ اُسکو اور انکو مسجد محلہ جامع ہو یہ وجیز مین ہو اور یہی مختار ہو یہ غیاثیہ مین ہو پھر امام اعظم کے ظاہر مذہب مین ہو کہ شرط فقط سکونت ہو چاہے رہنے والا اپنے ملک کے مکان مین ہو یا مالک مکان نہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط مین ہو اور اگر رہنے والا مالک کے سوائے اور کوئی شخص ہو یعنی مالک نرہتا ہو تو استحقاق وقف رہنے والے کا ہو مالک کا نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اس وقف مین پڑوسی داخل ہوگا خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو مذکر ہو یا مونث ہو آزاد ہو یا مکاتب ہو صغیر ہو یا کبیر ہو اور مال وقف انپر مساوی تقسیم ہوگا اور اگر جس نے بعض کو بعض پر تفضیل دی تو ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہو اور ایسی باندیان جو ام ولد ہون یا غلام و باندیان جو مدبر ہون اور خالص غلام و باندیان اس وقف مین داخل نہونگی یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اسی طرح جو قرضدار کہ اسکے محلہ مین بسبب قرضہ کے محبوس ہوا ہو وہ بھی داخل نہ ہوگا یہ وجیز مین ہو اور اس وقف مین وقف کنندہ کی اولاد اور اُسکا باپ و دادا و زوجہ داخل نہونگی یہ حاوی مین ہو اور اولاد کی اولاد اگر پڑوسی ہون تو استحساناً داخل نہونگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو اور اُسکا بھائی و چچا و ماموں داخل ہونگے یہ ظہیریہ و محیط مین ہو۔ اور واضح رہے کہ تقسیم غلہ کے وقت جو شخص پڑوسی ہو وہی پڑوسی اعتبار کیا جائیگا پس اگر وقف کرنے والے کے پڑوسیون مین سے بعضون نے اپنے مکانات فروخت کردیے اور دوسرے محلہ مین چلے گئے اور یہان اور لوگ بجاے چلے جانے والون کے غلہ تیار ہوجانے کے بعد اور کاٹے جانے سے پہلے آکر آباد ہوے تو یہ لوگ اس غلہ کے مستحق ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا اور اُسکا ایک مکان تھا جسمین وہ رہتا تھا پھر اسکو چھوڑکر دوسرے مکان مین چلا گیا اور وہان کرایہ پر رہا کیا یہان تک کہ مرگیا تو وقف کا غلہ اس مکان کے پڑوسیون کو ملیگا جسمین اُٹھ گیا اور وہین مرا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اپنے پڑوسیون پر وقف کیا پھر مکہ معظمہ کو گیا اور وہان مرگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے مکہ معظمہ مین گھر کرلیا ہو تو وقف کی آمدنی مکہ مین وہانکے

اسکے پڑوسیون کے واسطے ہوگی اور اگر وہ حج یا عمرہ ادا کرنے کو نکلا تھا تو غلہ اسکے شہر والے پڑوسیون کے واسطے ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر اُسکے دو مکان ہون جنمین سے ایک مین رہتا ہوا اور دوسرا کرایہ پر چلتا ہو تو جس مکان مین رہتا ہو غلہ اُسی کے پڑوسیون کے واسطے ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر اُسکے دو مکان ہون جنمین سے ہر ایک مین اُسکی ایک ایک جورو رہتی ہو تو غلہ دونون مین دو مکانون کے پڑوسیون کو ملیگا اگرچہ وہ ان دونون مین سے چاہے کسی مکان مین مرا ہو کذا فے الحاوی اور اسی طرح اگر اُسکا ایک مکان کوفہ مین ہو اور دوسرا بصرہ مین ہو اور ان دونون مین سے ہر ایک مین اُسکی ایک ایک جورو ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اپنے پڑوسی فقیرون پر وقف کیا اور مرگیا پھر اسکے وارثون نے یہ مکان فروخت کردیا اور کسی دوسرے محلہ مین اُٹھ گئے تو جہان وہ مرا ہی وہین کے پڑوسی فقیر غلہ کے مستحق ہونگے اور وارثون کے فروخت کرڈالنے کا کچھ اعتبار نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر پڑوسی فقیرون پر وقف کیا اور یہ نہ کہا کہ میرے پڑوسی فقیرون پر یعنے اپنی طرف نسبت نہ کی تو یہ ایسا ہی جیسے اپنے پڑوسی فقیرون پر وقف کیا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر مریض ہونے پر اُسکا بیٹا اُسکو دوسرے محلہ یا گانون مین اُٹھا لیگیا اور وہان وہ مرگیا تو غلہ وقف کے مستحق اسکے پہلے پڑوسی ہین اور یہ سکونت منتقل کرلینے کے مانند نہین ہی یہ محیط مین ہی- ایک عورت کسی مکان مین رہا کرتی تھی اور اُسنے پڑوسیون پر کچھ وقف کیا پھر اُسنے کسی مرد سے نکاح کرلیا اور شوہر کے مکان مین گئی اور وہین اُسکا انتقال ہوا تو وقف کے مستحق اُسکے پڑوسی وہ ہونگے جو اُسکے شوہر کے پڑوسی ہین اور اسی طرح اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا حالانکہ اپنے پڑوسیون پر وقف کرچکا ہی پھر اُسنے عورت مذکورہ اپنی جورو کے یہان سکونت اختیار کرلی تو اُسکا پہلا پڑوس منتقل ہوگیا یہ ظہیریہ مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسکا اسباب پہلے گھر مین ہو تو اُسی گھر کے پڑوسی غلہ وقف کے مستحق ہونگے یہ محیط مین ہی اور اگر وہ اپنے مکان سے عورت جورو کے مکان مین اُٹھ گیا ہو کہ وہین رہنا اختیار کرلیا بلکہ جاتا آتا ہو تو اسکے پڑوسی اُسکے مکان کے پڑوسی ہونگے جورو کے پڑوسی نہونگے یہ حاوی مین ہی- اور اگر پڑوسی فقیرون پر وقف کیا تو بے شوہر عورتین اس استحقاق مین داخل ہونگی اگر پڑوسی ہون اور شوہر والیان داخل نہونگی یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر یہ معلوم نہو کہ کون اُسکے پڑوسی ہین تو غلہ تقسیم نہ کیا جائیگا یہان تک کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ وہ فلان مکان مین مرا ہی پس اسی مکان کے پڑوسیون کو تقسیم ہوگا اور اگر کسی پڑوسی نے دعوی کیا کہ مین فقیر ہون اور معروف نہین ہی یعنی شناخت نہین ہی کہ ہی یا نہین ہی تو اسکو تکلیف دیجائیگی کہ اپنے فقیر ہونے پر گواہ قائم کرے اور اگر وقف کرنے والے یا وصی نے کہا کہ مین نے غلہ پڑوسی فقیرون کو دیا ہے تو قسم سے قول اسی کا قبول ہوگا اگرچہ پڑوسی فقیر اُس سے انکار کیا کرین یہ حاوی مین ہی فصل ششم اہل بیت و آل و جنس و عقب پر وقف کرنے کے بیان مین- قال المترجم اہل بیت گھر والے دکنبہ والے- آل یعنی اولاد و اہل بیت و پیرو و مراد کنبہ والے و جنس معروف ہی اور عقب پیچھے چھوڑے ہوے یعنی بعد موت کے- اگر کسی نے اپنی اراضی اپنے اہل بیت پر وقف کی تو اس وقف مین ہر وہ شخص داخل ہی جو اس سے اسکے اجداد کی طرف سے سب سے اونچے باپ تک جو اسلام مین تھا متصل ہووے جسمین مسلمان و کافر و مذکر و مونث و محرم و غیر محرم و قریب و بعید سب داخل ہین مگر سب سے اونچا باپ اسمین شامل نہوگا اور اسمین وقف کرنے والے کی اولاد و اُسکا باپ بھی داخل ہوگا مگر اُسکی دختران و بہنون کی اولاد داخل نہوگی اور اُنکے سوائے دیگر عورتون کی اولاد بھی داخل نہونگی ولیکن اگر ان عورتون کے شوہر اس وقف کرنے والے کے بنی اعمام ہون یعنے اسی کے چچا و دادا وغیرہ کی اولاد سے ہون تو ان عورتون کی اولاد بھی داخل ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی- اور شمس الائمہ سرخسی

نے شرح سیر الکبیر مین فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے نے وقف مین اہل بیت کا لفظ ذکر کیا ف مثلاً ایک وقف کرنیوالے نے کہا کہ مین
اپنی یہ زمین محدودہ اپنے اہل البیت پر اور آخر فقرا پر وقف کی ہے۔م۔ تو اُس سے پوچھا جاوے پس اگر اُسنے بیت السکنی مراد لیا ہے
یعنے گھر مین ساتھ رہنے والے تو اُسکے اہل بیت وہ ہین جنکی پرورش کرتا ہے اور اُنکو اپنے گھر مین نفقہ دیتا ہے اگرچہ اُنسے قرابت نہو اور
اگر اُسنے بیت النسب مراد لیا ہے یعنی میرے نسب کے لوگ تو اُسکے اہل بیت تمام اولاد اُسکے باپ کی ہے جو اُس سے معروف ہین
اور قاضی علی سعدی نے ذکر کیا کہ اگر وقف کرنے والا کسی نسبتی گھرانے کا ہو جیسے عرف کے خاندان مین تو اُسکے اہل بیت
اُسکے باپ کی تمام اولاد ہین اگرچہ اُسکے عیال مین نہون اور اگر اُسکا نسبتی خاندان نہو تو اُسکے اہل بیت وہ لوگ ہین جنکو اپنے
گھر مین ساتھ رکھتا اور اُنکو نفقہ دیتا ہے اور اُنکے سواے اور لوگ اسمین داخل نہونگے اگرچہ اُنسے قرابت ہووے اور یہی مختار ہے
یہ غیاثیہ مین ہے۔ اور اگر اپنے اہل بیت پر وقف کیا تو وقف کے تحت مین جو اُسکے اہل بیت سے موجود ہین اور جو آیندہ ان لوگون
کے بعد پیدا ہون انکی اولاد اور اولاد کی اولاد سب داخل ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی آل پر وقف کیا یا اپنی جنس پر وقف
کیا تو مثل اہل بیت پر وقف کرنے کے ہے اور اسمین فقیرون کی خصوصیت نہو گی لیکن اگر اُسنے خود فقیرون کی تخصیص کر دی ہو
تو خاص فقیرون ہی کو ملیگا پس اگر اُسنے کہا کہ علی الفقراء منہم یعنے اُنمین سے فقیرون پر یا کہا کہ من افتقر منہم یعنے جو اُنمین سے
فقیر ہوا تو یہ دونون یکسان ہین کیونکہ غلہ اُسی کے واسطے ہوگا جو وقت غلہ کے فقیر ہو اگرچہ وقف کے وقت غنی ہو اور یہ قید نہوگی
کہ غنی ہو کر پھر فقیر ہو گیا ہو اور یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کسی عورت نے اپنے اہل بیت پر یا اپنی جنس پر
وقف کیا تو اس عورت کی والدہ اور اُسکی اولاد اسمین داخل نہو گی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے
اہل عبداللہ پر وقف کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ خاصةً اُسکی جورو پر ہو گا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق ایسا ہونا
چاہئیے اور شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ لیکن ہم استحسان کو لیکر یہ کہتے ہین کہ اُسکے وقف کو تمام ان لوگون پر قرار دیتے ہین
جو اُسکے گھر مین اُسکے عیال مین آزاد لوگ ہین کذا فی الحاوی اور یہی مختار ہے یہ غیاثیہ مین ہے اور وقف کے تحت مین اُسکے
مملوک لوگ داخل نہونگے کذا فی المحیط اور خود عبداللہ بھی اسمین داخل نہوگا اور اسی طرح جو اُسکو دوسرے مکان مین
اپنے عیال مین رکھتا ہو وہ بھی داخل نہوگا یہ حاوی مین ہے اور عیال سے وہ شخص ہے جو کسی آدمی کے نفقہ مین پرورش
پاتا ہو خواہ اُسکے مکان مین ہو یا دوسری جگہ ہو اور حشم بمنزلہ عیال کے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر عقب
فلان یعنے فلان شخص کے عقب پر وقف کیا تو جاننا چاہئیے کہ اگر کسی شخص کے عقب وہ لوگ ہوتے ہین جو اپنے باپون سے
اس شخص کی طرف راجع ہون اور اسمین دخترون کی اولاد داخل نہو گی لیکن اگر دخترون کے شوہر بھی فلان شخص مذکور
کی اولاد مین سے ہون تو داخل ہونگے اور اسی طرح سواے دخترون کے اور بہنون وغیرہ دیگر عورتون کی اولاد بھی اس
وقف مین داخل نہو گی مگر جبکہ انکے شوہر اس شخص کی اولاد مین سے ہون اور اگر کسی نے زید اور اُسکے عقب پر وقف
کیا اور زید کی اولاد ہے اور زید زندہ موجود ہے تو اُسکی اولاد کے واسطے کچھ نہوگا اسواسطے کہ کسی شخص کی اولاد جب ہی عقب
کہلاتی ہے جبکہ وہ شخص مرجاوے یہ محیط مین ہے

فصل سوئم۔ موالی و مدبرین و امہات الاولاد پر وقف کرنے کے بیان مین

قال المترجم موالی جمع مولے اور مراد غلام یا باندی آزاد کی ہوئی اور مدبرہ وہ باندی یا غلام جسکا آزاد ہونا
مالک نے اپنے مرنے کے بعد پر لکھا ہو اور امہات الاولاد جمع ام ولد وہ باندی جسکے مالک سے اُسکے بچہ پیدا ہوا ہو
اگر کسی اصلی آزاد شخص نے کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ ہے میرے مولاؤن پر اور پھر فقیرون پر ہے اور

اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ وقف ان لوگون پر ہوگا جنکو اُسنے آزاد کیا ہو بشرطیکہ اُسکے آزاد کیے ہوئے مملوکون سے موجود
ہون اور اس وقف مین وہ لوگ داخل ہونگے جنکو اُسنے وقف کے آزاد کیا ہو اور وہ لوگ جو اُسکی طرف سے بعد وقف کے
آزاد ہو جاوین اور جو لوگ اُسکی موت سے آزاد ہو جاوین یعنے امہات اولاد و مدبرون کی اور جو بسبب وصیت کے اُسکی
موت کے بعد آزاد ہو جاوین خواہ مسلمان ہون یا کافر ہون مذکر ہون یا مونث ہون اور اُسکے آزاد کیے ہوئون کی اولاد
بھی داخل ہوگی اسواسطے کہ سوائے وقف کرنے والے کے اُنکا کوئی مولی نہین ہو کذا فی الحاوی ولیکن آزاد کی ہوئی عورتون
کی اولاد اگر اپنے باپون کی اولاد سے وقف کرنیوالے کی طرف راجع ہون تو وہ داخل ہونگی اور اگر اُنکے باپون کی ولاء کسی اور
قوم کے واسطے ہو تو داخل نہونگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو اور اُسکے مولاؤن کے آزاد کیے ہوئے اس وقف مین داخل نہونگے ولیکن
اگر اُسکے موالی مرگئے تو استحساناً یہ غلہ اُسکے موالی کے آزاد کیے ہوؤن پر صرف کیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کا ایک
ہی مولی ہو تو اُسکو آدھا غلہ ملیگا اور باقی آدھا فقیرون کے واسطے ہوگا اور اُسکے موالی کے آزاد کیے ہوؤن کے واسطے کچھ نہوگا
اور اگر اُسکے آزاد کیے ہوئے دو موجود ہون تو کل غلہ ان دونون کو دیا جائیگا یہ حاوی مین ہو اور اگر اُسکے آزاد کیے ہوئے غلام
و باندیان دونون ہون تو غلہ ان سب پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر سب آزاد کی ہوئی عورتین ہون کوئی مرد اُنکے ساتھ نہو تو سب
غلہ ان آزاد کی ہوئی عورتون کو ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو- اور اگر اُسکے موالی عتاقہ یعنے آزاد کیے ہوئے اور موالی موالات
یعنے جسنے موالات کی ہو دونون موجود ہین تو غلہ وقف اُسکے موالی عتاقہ کو ملیگا اور اگر فقط موالات ہی ہون تو استحساناً غلہ انکو
دیا جائیگا یہ محیط مین ہو- اور اگر وقف کرنے والے کے موالی ہون اور اسکے پسر کے بھی موالی موجود ہون اور پسر مذکور باپ کے
آزاد کیے ہوؤن کی ولاء کا اپنے باپ سے وارث ہوا ہو تو وقف کی آمدنی وقف کنندہ کے موالی کی ہوگی اور پسر کے موالی
کے واسطے نہوگا اور اگر وقف کنندہ کا کوئی مولے یعنی آزاد کیا ہوا نہو بلکہ فقط اُسکے پسر کے آزاد کیے ہوئے موجود ہین تو امام
ابو یوسف سے روایت ہو کہ غلہ اسکے پسر کے موالی پر صرف کیا جائیگا اور یہی شیخ ہلال رح کا قول ہو اور یہ استحسان ہو یہ ظہیریہ
مین ہو- اور اگر کہا کہ میرے آزاد کیے ہوؤن اور میرے والد کے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہو تو اسکے دادا کا آزاد کیا ہوا اسمین
داخل نہوگا- اور اگر کہا کہ میرے اہل بیت کے موالی پر وقف ہو تو اسکی جورو اور اُسکے ماموؤن کے آزاد کیے ہوئے اسمین داخل نہونگے
الا اُس صورت مین کہ جورو اور ماموں اسکے اہل بیت سے ہون اور اگر کہا کہ آل عباس کے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہو تو
آل عباس کے آزاد کیے ہوؤن نے جنکو آزاد کیا ہو وہ اسمین داخل نہونگے یہ حاوی مین ہو- اور اگر یون کہا کہ میرے آزاد
کیے ہوؤن اور انکی اولاد و انکی نسل پر وقف ہو تو اسمین اُسکے آزاد کیے ہوئے اور انکی اولاد اور اولاد کی اولاد مرد و عورتین
سب داخل ہونگی اور اسمین اُسکے آزاد کیے ہوئے کی دختر کی اولاد بھی داخل ہوگی اگرچہ اُنکی ولاء کسی اور قوم کے واسطے ہووے
اور اسی طرح اگر فرزند کی ماں اس وقف کنندہ کے آزاد کیے ہوؤن مین سے ہو اور اسکا باپ آزاد ان عرب سے ہو تو بھی
یہی حکم ہو اسواسطے کہ یہ فرزند اُسکے موالی کی اولاد مین سے ہو اور نسل کی لفظ مین مردون و عورتون سب کی اولاد
داخل ہو- پھر اگر انہین سے کوئی عورت مرگئی اور اولاد چھوڑی اور وقف کرنے والے نے یہ شرط نہین لگائی تھی کہ اگر
انہین سے کوئی مرجاوے تو اسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جاوے تو اس عورت کا حصہ باقی جسقدر آزاد کیے ہوئے موجود ہین
انکو ردکر دیا جاوے ایسا ہی شیخ ابو القاسم نے فتوی دیا ہو اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا ہو کہ میرے آزاد کیے ہوؤن
وانکی اولاد وانکی نسل سے ان لوگون پر جنکی ولاء میری طرف رجوع کرتی ہووے وقف ہو تو اس وقف مین اُسکے آزاد کیے ہوئون

کی دخترون کی وہ اولاد جنکی ولاء اور قوم کی طرف راجع ہوتی ہو داخل نہو گی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ وقف کیا ان لوگون
پر جنکو مین نے آزاد کر دیا ہو یا میری طرف سے انکو آزادی حاصل ہوئی ہو تو اسمین اس مولی کی اولاد جسکو اسکی طرف سے آزادی
ملی ہو داخل نہو گی یہ حاوی مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی ارضی یا مکان کو اپنے موالی اور انکی اولاد پر وقف کیا پھر موالی مین سے
کسی کے بچہ پیدا ہوا تو ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے مکان کا جو کرایہ و آمدنی حاصل ہوئی ہے اسمین اس بچہ کا حصہ ہے اور
جو اس سے قبل حاصل ہو گیا ہو اسمین اسکا حصہ نہین ہے اور زمین کی آمدنی مین سے ولادت سے چھ مہینے سے کم مدت پہلے جو
غلہ حاصل ہوا ہو اسمین اس بچہ کا حصہ ہے یہ واقعات حسامیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میرے آزاد کیے ہوؤن پر وقف ہے پھر
کسی کو اُسنے اور اُسکے بھائی نے آزاد کیا ہے تو وہ وقف مین داخل نہو گا اور اگر کہا کہ ان مولاؤن پر جنکی ولاء میری طرف رجوع
کرے اور حال یہ ہے کہ اُسکے باپ نے ایک غلام آزاد کیا تھا پس اُسکی ولاء کا یہ لڑکا اور اسکا بھائی وارث ہوا تو یہ آزاد شدہ غلام
اس وقف مین داخل ہوگا اور اگر کہا کہ ان آزاد کیے ہوؤن پر جو میرے فرزند کے ساتھ لازم رہین تو آزاد کیے ہوؤن مین سے
جو اُسکے فرزند کے ساتھ رہین انکو ملیگا اور جنھون نے ساتھ دینا چھوڑ دیا کچھ مستحق نہو گا پھر اگر پھر کر ساتھ دینا شروع کیا تو اُسکا استحقاق
عود کریگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے وقف کیا اپنے موالی پر اور موالی کے موالی پر اور موالی کے موالی پر یعنے
تیسرے فریق کو بھی ذکر کیا تو مسئلہ فرزند پر قیاس کر کے فریق چہارم و پنجم وغیرہ جسقدر رہینگے ہون سب داخل ہونگے یہ محیط مین ہے
شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اراضی اپنے آزاد کیے ہوؤن و انکی اولاد پر بطنا بعد بطن اور کسی
شخص کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا پس اُن دو فریقون مین سے ایک مر گیا اور اولاد چھوڑ گیا تو اسکا حصہ کس کو ملیگا
آیا اسکی اولاد کو یا پہلے پشت مین سے جو لوگ زندہ ہین انکو تو شیخ رح نے فرمایا کہ اولی یہ ہے کہ اسکا حصہ اسکی اولاد کو دیا جاوے
یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر وقف کرنے والے نے ایک شخص مجہول النسب کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میرا آزاد کیا ہوا ہے اور اُسنے بھی
تصدیق کی اور حال یہ ہے کہ اس تصدیق کرنے والے کا کوئی نسب معروف نہین اور نہ کسی کی طرف اُسکی ولاء معروف ہے تو وہ
وقف کا مستحق ہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان اور جو حکم ذکر فرمایا ہے یہ وقف کی اُن حاصلات مین ٹھیک ہے جو آئندہ یعنے
بعد اس اقرار کے حاصل ہون اور جو پہلے حاصل ہو چکی ہین انمین ٹھیک نہین ہے اور نیز جو قبل اس اقرار کے پیدا ہو کر ہنوز تقسیم
نہین ہوئی ہین اُسکی بابت بھی ٹھیک نہین ہے یہ محیط مین ہے قال المترجم یعنی یہ حکم آئندہ پیدا ہونے والے غلات کی بابت مراد ہے
اور یہ غرض نہین ہے کہ صاحب کتاب سے غلطی ہوئی ہے فافہم۔ اور اگر کسی نے اپنے موالی پر وقف کیا تو موالی اسکو بھی کہتے
ہین جسنے آزاد کیا اور اُسکو بھی جسکو آزاد کیا ہے پھر اگر وقف کرنے والے کے موالی ایسے ہون جنھون نے اسکو آزاد کیا ہے اور
ایسے بھی ہون جنکو اُسنے آزاد کیا ہے اور وقف کنندہ مر گیا ہے تو ان دونون فریقون مین سے کسی فریق کو کچھ نہ دیا جائیگا یہ ظہیریہ
مین ہے اور اسکی آمدنی فقیرون پر تقسیم ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے یہ صدقہ موقوفہ ہمیشہ میری ام ولد باندیون
و میری مدبرہ باندیون پر ہے تو وقف جائز ہے برعکس اسکے وہ غلام و باندیان جنکو مکاتب کیا ہو یا جنکو مال پر آزاد کیا ہو
پھر جب یہ وقف صحیح ہوا تو استحقاق مین وہ ام ولد و مدبرہ داخل ہونگی جو اسکے پاس ہون اگرچہ اُسنے انکا نکاح کر دیا ہو اور جو
وہ ام ولد باندیان جنکو اس وقف سے پہلے اپنی زندگی مین آزاد کر چکا ہو تو انکا اس وقف مین کچھ حق نہو گا کیونکہ ان باندیون
کو نام مولیات ہو گیا تو وہ اسمین داخل نہین ہو سکتی ہین الا اس صورت مین کہ وقف کرنے والا بالتصریح سے بیان کر دے یہ سراج وہاج
مین ہے اور اگر اسکی کوئی ام ولد نہو الا کہ وہ اسکی حیات مین آزاد ہو گئی ہو یعنے جو اسکی ام ولد تھی وہ اسکی حیات مین آزاد ہو گئی

تو اُسکو وقف سے ملیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے وقف کیا زید کی ام ولد باندیون پر اور اسکی آزاد کی ہوئی باندیون پر اور حال یہ ہی کہ زید کی باندیون مین سے کچھ اسکی ام ولد باندیان موجود ہین اور کچھ ام ولد باندیون کو اُسنے آزاد کر دیا ہی تو وقف کی آمدنی اسکی ام ولد باندیون اور اسکی آزاد کی ہوئی باندیون کے درمیان تقسیم ہوگی اور جن باندیون کو اُسنے آزاد کیا ہی وہ بھی استحقاق وقف مین داخل ہونگی یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ بعد میری وفات کے میرے آزاد کیے ہوئے مملوکون پر ہی تو اس وقت مین سے اسکی ام ولد باندیون اور مدبر غلام و باندیون کو جو اُسکے مرنے پر آزاد بھی ہو چکے ہون حصہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک شخص نے کہا کہ یہ ارضی میری صدقہ موقوفہ زید کے مملوک سالم نام پر ہی پھر زید نے اسکو اپنی ملک سے نکال دیا باین طور کہ اسکو فروخت کر دیا تو وقف مذکور کی آمدنی اس سالم کی ہوگی جہان جاوے اُسکے ساتھ ہوگی اور قبول کرنے کا اختیار اس سالم کا ہوگا سالم کے مالک کا نہوگا پس جو غلہ پیدا ہوسکے وقت سالم کا مالک ہووے یہ غلہ اُسی کا ہوگا یہ حاوی مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ ارضی سالم غلام زید پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف ہی پھر زید نے سالم کو وقف کر دیا تو غلہ مذکور سالم کا ہی جا ہے جہان رہے اور اگر وقف کرنے والا اس سالم کا مالک ہو گیا تو سالم پر جو وقف کیا تھا وہ باطل ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور اگر کہا کہ سالم میرے مملوک پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف ہی تو آمدنی مسکینون کی ہوگی سالم کی کچھ نہوگی اور نہ وقف کنندہ کی ہوگی اور اگر اُسنے اس سالم کو کسی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی سالم یا اسکے مالک کے واسطے وقف سے کچھ نہوگا پس واضح ہو کہ وقف کنندہ کی ام ولد باندیون و مدبر باندیون پر وقف جائز ہی اور جو اسکے محض مملوک ہون انپر جائز نہین ہی اور امام محمد رح نے اسکے فرق کی طرف اشارہ کیا ہی کہ ام ولد و مدبر مین ایک طرح کا عتق ہی اور محض مملوک مین یہ بات نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک ارضی کسی نے اپنے آزاد کیے ہوؤن پر وقف کی پھر ان لوگون نے اس ارضی کی تعمیر و صلاح کیواسطے اسکی تقسیم کا ارادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ ہان اگر حفاظت و تعمیر و اصلاح کے واسطے تقسیم کا قصد کیا تو تقسیم جائز ہی اور اگر مالک ہو جانے کے واسطے بٹوارہ چاہا تو نہین جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی- آٹھوین فصل اگر فقیرون پر وقف کیا پھر خود یا اسکی بعض اولاد یا قرابت محتاج ہو گئی جنکو اس وقف کی حاجت ہوئی تو ایسی صورتون کے احکام کے بیان مین فتاوے مین مذکور ہی کہ اگر کوئی زمین فقراء و مساکین پر صدقہ موقوفہ کر دی پھر اُسکے بعضے قرابتی یا وہ خود محتاج ہوا پس اگر وہ خود محتاج ہوا تو اسکو اس وقف کے غلہ سے سب اماموں کے نزدیک کچھ نہ دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ میری ارضی میرے بعد فقیرون پر صدقہ موقوفہ ہی اور حال یہ ہی کہ یہ ارضی اسکی تہائی سے نکلتی ہی یا اُسنے اپنے مرض مین ایسا کہا کہ پھر مر گیا اور اسکی ایک لڑکی صغیرہ ہی تو اسکا غلہ اس لڑکی کے صرف مین لانا نہین جائز ہی اور یہ تفصیل شیخ ابو القاسم سے مروی ہی اور صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر اسکی قرابت مین سے بعضے یا اسکے بعضے فرزند اسکے محتاج ہوئے اور وقف مذکور حالت صحت مین واقع ہوا ہی تو اسمین چند احکام ہین ایک یہ کہ وقف کا غلہ قرابتی فقیرون پر صرف کرنا اولے ہی پھر اگر کچھ باقی رہے تو اجنبی فقیرون پر تقسیم ہو دوم یہ کہ غلہ پیدا ہونے کے روز محتاج ہونا نظر نہ کیا جائیگی بلکہ جس روز غلہ تقسیم ہوتا ہی اس روز والے محتاجون پر نظر ہوگی اور سوم یہ کہ وقف کرنے والے سے قرابت مین ترتیب وار سب سے قریب پھر سب سے قریب اسطرح دیکھا جائیگا جو اسکے نسب سے پیدا ہی وہ اول ہوگا پھر اسکے فرزند کی اولاد پھر تیسری پشت پھر چوتھی پشت اور چوتھی کے ساتھ پانچوین و چھٹی جسقدر نیچے تک ہون داخل ہونگی پھر

اگر انہین سے کوئی نہ پایا ہوا ور بعد اسکے ثلث بچ رہا تو وہ قرابت کے فقیرون پر تقسیم ہوگا اور انہین بھی قرابت کی راہ سے سب سے
قریب کا اعتبار ہوگا پس پہلے اسی کو دیا جائیگا جو ان سب مین سے وقف کرنے والے سے قرابت مین قریب ہو یہ حاوی
مین ہے۔ پھر اسکے بعد وقف کرنے والے کے آزاد کیے ہوؤن کا مرتبہ ہے پھر انکے بعد وقف کرنے والے کے پڑوسیون کا مرتبہ
ہے پھر انکے بعد وقف کنندہ کے شہر والون کا مرتبہ ہے مگر انہین بھی وہ مقدم ہونگے جو اپنی سکونت کی راہ سے وقف کنندہ سے
سب سے زیادہ نزدیک ہون یہ محیط سرخسی و محیط و فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور چہارم یہ کہ جن لوگون کو دیا جائیگا انہین سے
ہر ایک کو دو سو درم سے کم دیا جائیگا اور یہ شیخ ہلال رح کا قول ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور یہ جو وقت ہے کہ اُسنے فقیرون پر وقف
کیا اور اسکے بعض قرابتی محتاج ہوئے ہین اور اگر اُسنے اپنی قرابت کے فقیرون پر وقف کیا تو سب آمدنی انہین پر تقسیم ہوگی
اگرچہ انہین سے ہر ایک کو دو سو درم سے زیادہ پہونچے اور اگر اُسنے فقرا سے قرابت مین ترتیب محتاجی کی کردی ہو کہ اول
سب سے فقیر کو پھر جو اسکے بعد سب سے زیادہ فقیر ہو علی ہذا الترتیب تو ایسی صورت مین کل حصہ رسد نہ دیا جائیگا بلکہ ہکو دو سو
درم سے کم دیے جاوینگے یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر فقیرون پر وقف تھا پس ان مین سے قاضی نے بعض قرابتیون کو کچھ دیا تو اسمین
دو صورتین ہین ایک یہ کہ قاضی نے اسکے دینے کا حکم نہین دیا کہ انکے واسطے کچھ واجب ہو جانے کا سبب ہو تو واجب ہوگا
سے کہ اگر اسکے بعد دوسرا قاضی آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ یہ طریقہ توڑ دے اور ان قرابتیون کو کچھ نہ دے دوم یہ کہ
اول قاضی نے اسکا حکم دیدیا اور تقسیم سے کہدیا کہ مین نے اُسکا حکم دیدیا اور یہ انکے واسطے وظیفہ مقرر کردیا وقف سے برابر
تو یہ لوگ بہ نسبت اور فقیرون کے زیادہ حقدار ہوجاوینگے اور جو قاضی اسکے بعد آوے اسکو یہ اختیار نہوگا کہ ہکو توڑ دے
یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر اپنی اراضی اس شرط پر وقف کی کہ آمدنی سے نصف واسطے مسکینون کے اور نصف واسطے قرابتی
فقیرون کے ہے پھر اسکے قرابتی فقیرون کو احتیاج لاحق ہوئی اور جسقدر انکو ملتا ہے وہ انکے واسطے کافی نہین ہے تو جو کچھ اُسنے
مسکینون کے واسطے شرط کیا ہے انہین سے انکو دیا جاوے یا نہین تو شیخ ہلال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہین اور یہی یوسف
بن خالد سمتی کا قول ہے اور شیخ ابراہیم بن یوسف بلخی اور علی بن احمد فارسی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے کہا کہ انکو مساکین کے
حصہ سے دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ لوگ اسکے قرابت کے مساکین ہین پس دونون جہت سے مستحق ہین جیسے ایک نے اپنی ایک
اراضی اپنی قرابت پر اور دوسری اراضی اپنے پڑوسیون پر وقف کی اور پڑوسیون مین بعضے اسکے قرابت دار ہین تو یہ
لوگ دونون وقفون مین سے دونون وصفون کی جہت سے مستحق ہونگے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر
وقف کرنے والے نے وقف مین شرط کی ہو کہ اسکی قرابت کے فقیرون کے واسطے اتنا اور مساکین و فقراء کے واسطے اتنا تو
قرابت والے فقیرون کو فقراء کے حصہ سے دیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ شرط کی ہو کہ اُسکے قرابتی فقیرون کے واسطے بقدر اور
باقی مساکین و فقراء کے واسطے ہے تو قرابتی فقیرون کو حصۂ فقراء مین سے نہ دیا جائیگا اور اسی کو محمد بن سلمہ و ابو نصر محمد بن سلام بلخی
نے اختیار کیا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے نے وقف کی آمدنی اسواسطے مشروط کردی ہو کہ مرد مسلمان جو قرضداری
مین پھنسا ہو اسکے چھٹکارے مین یا مسافرون کے لیے یا فی سبیل اللہ یعنی جہاد کے واسطے یا حج یا مسلمان غلامون کی گردنین
آزاد کرانے کے لیے صرف کیا جاوے پھر اسکی بعض اولاد یا قرابتی فقیر اسکے حاجتمند ہوئے تو انکو انہین سے کچھ نہ دیا جائیگا لیکن
اگر اولاد یا قریب بھی ایسے لوگون مین سے ہو پس قرضداری کے بوجھ مین پھنسا ہو یا مسافر ہو تو ایسی صورت مین پہلے انہی کو
دیا جائیگا یہ حاوی مین ہے اور اگر کسی نے اپنی ایک اراضی اپنے قرابتی فقیرون پر وقف کی اور دوسری اراضی مساکین پر

وقف کی اور حال یہ ہو کہ جو قرابتی فقیرون پر وقف کی ہو وہ اُنکے حق مین کافی نہین ہوتی ہو پس اگر یہ وقف الگ الگ دو عقد مین
واقع ہوا تو قرابت والے فقیرون کو مساکین کے وقف سے بقدر کفایت دیا جائیگا اور اگر ایک ہی عقد مین اُسنے دونون کو وقف کیا ہو تو
نہ دیا جائیگا پھر جو حکم کہ ایک عقد مین وقف ہونے کی صورت مین بیان فرمایا کہ قرابتیون کو مساکین کے وقف سے نہین دیا جائیگا
پھر ضرور ہو کہ شیخ ہلال[له] و یوسف بن خالد کے قول پر یہ حکم ہووے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اسکے قرابتی فقیرون مین سے ایک کو
دو سو درم سے کم دیا گیا پس اُسنے یہ سب خرچ کر ڈالے اور حال یہ ہو کہ غلہ وقف مین سے ابھی باقی رکھا ہو تو اُسکو دوبارہ
دیا جائیگا بشرطیکہ اُسنے بُرے کام مین نہ خرچ کیا ہو یہ حاوی مین ہو۔ اور اس فصل کے متفرقات سے یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ
مین نے اپنی یہ ارضی ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ کر دی زید پر اور اسکی اولاد اور اولاد اولاد پر برابر جبتک انکی نسل ہوتی رہے
کر دی اور انکے بعد مسکینون پر کر دی اس شرط سے کہ میری قرابت مین سے جو اُسکا حاجتمند ہو یہ وقف انپر رد کیا جائیگا اور اُسکا
غلہ انھین کا ہوگا۔ اور حال یہ ہو کہ اُسکی قرابت مین ایک جماعت ہو جنہین سے بعضے محتاج اور بعضے تونگر ہین
تو جو حاجتمند ہوا اسپر رد کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ اس شرط سے کہ میرے آزاد کیئے ہوون سے جو حاجتمند
ہو اُسپر رد کیا جاوے پھر اسکے بعضے آزاد کیے ہوئے حاجتمند ہوے تو انپر رد کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ اولاد زید پر پھر جب وہ
مر جاوین تو عمرو پر وقف ہو پھر زید کی بعضی اولاد مری اور بعض باقی ہین تو غلہ وقف عمرو پر رد نہ کیا جائیگا یہانتک کہ کل اولاد
زید مر جاوین ایسا ہی امام خصاف[سله] نے بیان فرمایا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ شیخ ہلال نے اپنے وقف مین ذکر کیا کہ اگر کسی نے کہا کہ میری
یہ ارضی صدقہ موقوفہ بعد میری موت کے فقیرون پر ہو پھر اگر میرے فرزند یا میرے فرزند کے فرزندین سے کوئی اسکی طرف
حاجتمند ہوا تو قدر کفایت اُسکو دیا جاوے تو جیسا اُسنے کہا ہو ویسا ہی ہوگا پس اگر اُسکی پشت کے فرزندون مین سے کوئی حاجتمند
ہوا تو جسقدر اسکو کفایت کرے اسی قدر اُسکو دیا جائیگا پس یہ مقدار تمام وارثونکے درمیان میراث مشترک ہو جائیگی اور اگر فرزندون
کے فرزندون مین سے کوئی حاجتمند ہوا تو اُسکو بقدر اُسکی کفایت کے دیا جائیگا جو اسی کا ہوگا اور اگر اُسکے نسب کے فرزندون
مین سے کوئی فرزند اور اُسکے فرزندون کے فرزندون مین سے کوئی حاجتمند ہوا تو دونون کو انکا قدر کفایت دیا جائیگا پھر جو کچھ
اسکے نسب کے فرزند کو پہونچا ہو تو تمام وارثون کے درمیان میراث ہوگا اور جو فرزند کے فرزند کو ملا ہو وہ اُسی کا ہوگا اور اگر اُسکے فرزند
و فرزند کے فرزند سب محتاج ہوے تو غلہ وقف ان سب کی تعداد پر تقسیم ہوگا پھر جو کچھ اُسکی پشت کے فرزندون کو ملا ہو وہ وقف
نہین بلکہ میراث ہوگا کہ جسمین سب وارث شریک ہونگے اور جو فرزندون کے فرزندون کو ملا ہو وہ انھین کا ہوگا پھر اگر وہ شخص
جو محتاج تھا غنی ہوگیا تو اُسکو نہ دیا جائیگا اور جو ملا ہو اور اگر غلہ وقف مذکور ہر دو فریق کی قدر کفایت سے کم پڑا اور حال یہ ہو کہ
ہر دو فریق محتاج ہین ولیکن ایک فریق کے واسطے کافی ہوتا ہو تو پہلے فرزندون کے فرزندون کو دیا جائیگا یہ محیط[عله] مین ہے

باب چہارم ۔ وقف مین شرط کرنے کے بیان مین ۔ ذخیرہ مین ہو کہ اگر ارضی یا اور کوئی چیز وقف کی اور کل اپنے واسطے
شرط کر لی یا بعض اپنے واسطے شرط کر لی جبتک کہ زندہ ہو اور بعد اسکے فقیرون کے واسطے کر دی تو امام ابو یوسف نے فرمایا
کہ وقف صحیح ہو اور مشائخ بلخ نے امام ابو یوسف کا قول لیا ہو اور اسی پر فتوی ہو تاکہ لوگ وقف کرنے مین رغبت کرین اور
ایسا ہی فتاوے صغری و نصاب و مضمرات مین ہو۔ اور اپنی ذات کے واسطے شرط کر لینے کی صورتون مین سے یہ بھی ہو کہ یون کہا
کہ اس شرط سے کہ میرا قرضہ اس وقف کی آمدنی سے ادا کیا جاوے یا کہا کہ جب مین مر دن اگر مجھپر قرضہ ہو تو پہلے اس وقف
کی آمدنی سے جو مجھپر قرضہ ہو ادا کیا جاوے پھر جو باقی رہے وہ وقف کی راہ پر صرف ہو تو یہ سب جائز ہو اور اسی طرح اگر

[له] اور بنابر نقیہ ابو جعفر و ابراہیم بن یوسف و [illegible] اسکے یہ اور اول [illegible] دیا جائیگا ۱۲ منہ
[سله] [illegible]
[عله] [illegible]

کہا کہ جب فلان پر یعنی خود وقف کنندہ پر حادثہ موت پیش آوے تو تو اس وقف کی آمدنی سے ہر سال دس سہام مین سے ایک سہم کے برابر نکال کر اسکو فلان یعنی وقف کنندہ کیطرف سے حج مین یا اسکی قسمون کے کفارات مین خرچ کرے یا فلان کار خیر یا فلان کار و فلان کار مین چند امور کا نام لیا انہین خرچ کرے یا کہا کہ تو اس صدقہ کی آمدنی سے ہر سال اتنے اتنے درم نکال کر ان امور مذکورہ مین صرف کر اور باقی اس راہ مین جسپر وقف کیا ہی صرف ہووے تو بھی جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ خدای تعالی کے واسطے ہی کہ جبتک مین زندہ ہون اسکا غلہ مجھپر جاری رکھا جاوے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو جائز ہی اور جب وہ مرجائیگا تو اسکی آمدنی فقیرون پر صرف ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی کہ جبتک مین زندہ ہون تو اسکی آمدنی مجھپر جاری رہیگی پھر بعد میری موت کے میرے فرزند و میرے فرزند کے فرزند اور انکی نسل پر جبتک انکی نسل رہے جاری رہیگی پھر جب یہ سب گذرجاوین تو یہ مساکین پر صدقہ ہوگی تو یہ بھی جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی کہ آمین سے اپنی ذات پر اور اپنے فرزند پر خرچ کردن اور اپنا قرضہ اسکی آمدنی سے ادا کردن پھر جب مجھے حادثہ موت پیش آوے تو اسکی آمدنی واسطے فلان بن فلان کے اور اسکے فرزند اور فرزند کے فرزند و اسکی نسل و انکے عقب کی ہوگی یا جو اسنے فلان مذکور کے واسطے شرط کیا ہی وہ پہلے بیان کیا ہی اور پھر جو اپنے واسطے شرط کیا ہی وہ پیچھے بیان کیا تو امام خصاف نے فرمایا کہ یہ اسکی شرط پر جائز ہی اور تقدیم و تاخیر بھی بنابر قول امام ابو یوسف کے یکسان ہی یہ محیط مین ہی۔ ایکنے فقیرون پر کچھ وقف کیا اور آمین شرط کی کہ وقف کنندہ کو اختیار ہی کہ جب تک زندہ ہی خود کھاوے و کھلاوے پھر جب مرجاوے تو اسکے فرزند کا ہوا اور اسی طرح اسکے فرزند کے فرزند کے واسطے برابر جبتک نسل باقی ہی رہے اور اس شرط پر وقف جائز ہی کذا فی المضمرات اور اسی کو شیخ شمس الائمہ حلوائی اور صدر حسام الدین نے لیا ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر وقف مین سے کچھ آمدنی اپنی ام ولد یا مدبر کے واسطے جو اسکے وقف کرنے کی حالت مین موجود ہین اور جو بعد کو ام ولد ہوجاوین شرط کیا اور اپنی حالت حیات و بعد ممات کے انہین سے ہر ایک کے واسطے کچھ مقدار مقرر کردی تو بلا خلاف جائز ہی یہ ذخیرہ و محیط و ذخیرہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اسی طرح اگر اپنے مدبر باندی و غلامون کے واسطے بیان کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اپنی مطلق باندی و غلامون کیواسطے کچھ آمدنی شرط کی تو یہ مثل اپنے واسطے شرط کرنے کے ہی پس امام ابو یوسف کے نزدیک جائز اور امام محمد رحمہ کے نزدیک نہین جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر ہمیشہ کے واسطے کچھ وقف کیا اور اپنی ذات کے واسطے استثنا کیا کہ اس وقف کی آمدنی سے جبتک زندہ ہی اپنے اوپر و اپنے عیال و باندی و غلامون پر خرچ کریگا تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونون جائز ہین پھر جب یہ لوگ گذر گئے تو غلہ مذکور مسکینون کے واسطے ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کچھ وقف کیا اور اپنے واسطے کہ جب تک زندہ ہی استثنا کیا آمین سے کھاویگا پھر جب وہ مرگیا تو اسکے پاس اس وقف مین سے خوشہ خرما یا انگور یا منقی نکلے تو یہ سب لیکر وقف مین داخل کردیے جاوینگے اور اگر اسکے پاس اس وقف کے گیہون کی روٹی ہو تو وہ میراث ہوگی اسواسطے کہ درحقیقت یہ وقف مین سے نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور وقف الخصاف مین مذکور ہی کہ اگر شرط کی کہ اپنی ذات و عیال و اولاد و باندی غلامون پر اس وقف کے غلہ سے خرچ کریگا پھر اس وقف کا غلہ آیا پس اسنے اس غلہ کو فروخت کیا اور اسکا ثمن وصول کرلیا پھر قبل اسکے کہ اسکو خرچ کرے وہ مرگیا تو فرمایا کہ یہ ثمن اسکے وارثون کا ہوگا وقف کے مستحقون کا نہوگا اسواسطے کہ اسکو اسنے حاصل کیا ہی اور اسی کا تھا یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو و اولاد پر وقف کیا پھر یہ عورت مرگئی تو اس عورت کا حصہ اس عورت کے پسر کے واسطے مخصوص نہوگا بشرطیکہ وقف کرنیوالے نے

۱۱

یہ شرط نہ کی ہو کہ جو مرے اُسکا حصہ اُسکی اولاد کا ہووے پس اس صورت میں اُسکا حصہ سب وارثوں کی طرف رد کردیا جاویگا یہ کبری میں ہے- ایک نے اپنی اراضی وقف کی بانیطور کہ اُنمیں سے نصف اپنی جورو پر اور نصف اپنے ایک معین فرزند پر باین شرط کہ اگر جورو مرجاوے تو اُسکا حصہ میری اولاد پر صرف کیا جاوے اور آخر یہ وقف واسطے فقیرون کے ہے پھر اُسکی جورو مرگئی تو اُسکے حصہ مین سے یعنی اس فرزند معین کا جسپر نصف زمین وقف ہے حصہ ہوگا یہ مضمرات مین ہے- ایک نے اپنی اراضی ایک مرد پر اس شرط سے وقف کی کہ اُسکی آمدنی مین سے اسکو بقدر کفایت ماہواری دیا جایا کرے اور حال یہ ہے کہ اس مرد کے عیال نہین ہین پھر اسکے عیال ہوگئے تو اُسکو اور اُسکے عیال دونون کی قدر کفایت اُسمین سے دیا جایا کریگا یہ فتاوی کبری مین ہے- اور اگر زید نے عمرو پر اس شرط سے وقف کیا کہ عمرو تو اسکو کچھ درہم معلوم قرض دے تو وقف جائز اور شرط باطل ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اور اگر اصل وقف مین یہ شرط کی کہ جب چاہیگا اس ارضی کی جگہ دوسری اراضی بدل لیگا جو بجاے اسکے وقف ہوگی تو امام ابو یوسف کے نزدیک وقف اور شرط دونون جائز ہین اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کریگا اور اسکے ثمن سے دوسری زمین خرید لیگا جو اسکی جگہ وقف ہوگی تو بھی جائز ہے اور واقعات قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ مین امام ابو یوسف کے قول کے ساتھ شیخ ہلال کا قول بھی مذکور ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ خلاصہ مین ہے- اور ایک مرتبہ اُسکی استبدال کے بعد اسکو یہ اختیار نہوگا کہ دوبارہ بدل لے اسوجہ سے کہ اُسکی شرط ایک مرتبہ استبدال کر لینے سے منتہی ہوگئی لیکن اگر اُسنے ایسی عبارت بیان کی ہو جو ہمیشہ اسکے واسطے اسکے استبدال کے اختیار کو مفید ہو تو اختیار حاصل ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے- اور اگر وقف کرنے والے نے اصل وقف مین یون کہا ہو کہ اس شرط پر کہ مین اس وقف کو جسقدر قلیل یا کثیر ثمن کے عوض میری راے مین آوے فروخت کرونگا یا کہا کہ اس شرط پر کہ مین اسکو فروخت کرون اور اسکے ثمن کے عوض غلام خرید ون یا کہا کہ اس شرط پر کہ مین اسکو فروخت کرون اور اس سے زیادہ نہ کہا تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ یہ شرط فاسد ہے اس سے وقف فاسد ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ ہمیشہ کے واسطے اس شرط پر ہے کہ اسکی جگہ مین دوسری بدل سکتا ہون تو استحساناً وقف جائز ہوگا اگر پہلی ارضی کے ثمن سے دوسری کی خرید واقع ہووے یہ محیط سرخسی مین ہے اور دوسری ارضی کو جیسے ہی خریدا ویسے ہی بجاے اول کے اُنہی شرائط کے ساتھ وقف ہوجائیگی اور دوسری کے وقف کرنے اور شرائط وقف بیان کرنے کی حاجت نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اور اگر اُسنے فقط استبدال کی شرط کی اور یہ بیان نہ کیا کہ بدل کر زمین یا دار کرا لیگا اور اُسنے اول وقف کو فروخت کیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ جنس عقار سے جو چاہے خواہ زمین یا مکان بجاے اسکے بدل دے اور اسی طرح اگر اسی شہر کی قید نہ لگائی ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے جس شہر مین استبدال کر دے یہ خلاصہ مین ہے- اور اگر کہدیا کہ اس شرط سے کہ مین بجاے اسکے دوسری زمین بدل سکتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ بجاے اسکے مکان بدل دے اور اسی طرح اسکے برعکس بھی نہین جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے- اور یہ اسکو اختیار ہوگا کہ اسکے ثمن کے عوض خراجی زمین خریدے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اور اگر کہا باین شرط کہ بجاے اسکے بصرہ کی اراضی سے بدل سکتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سواے بصرہ کے دوسری جگہ سے بدل کر دے مگر چاہیے یہ ہے کہ اگر دوسری جگہ کی زمین اسکے بدلے مین بہتر آتی ہو تو جائز ہووے اسواسطے کہ یہ خلاف کرنا بہتری کی جانب ہے یہ فتح القدیر مین ہے- اور قنیہ مین مذکور ہے کہ مکان وقف کا دوسرے مکان سے مبادلہ کرنا بھی جائز ہے کہ جب محلہ ایک ہی ہو یا جو بدلے مین آتا ہے اُسکا محلہ بہ نسبت وقف کے محلے کے

بہتر ہو اور اگر اسکے برعکس ہو تو نہین جائز ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر اپنے واسطے اُستے استبدال کا اختیار شرط کیا پھر استبدال کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہی اور اگر اسواسطے کسی کو اپنی موت کے وقت وصیت کر دی تو وصی کو یہ اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر استبدال کا اختیار اپنے واسطے مع دوسرے شخص کے اسطرح شرط کیا کہ دونون ساتھ ہی استبدال کرین پھر اس دوسرے نے تنہا استبدال کیا تو نہین جائز ہی اور اگر وقف کنندہ نے تنہا استبدال کر دیا تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر وقف کرنے والے نے استبدال کا اختیار ہر ایسے شخص کے واسطے شرط کر دیا جو اسکا متولی ہو تو صحیح ہی اور جو شخص اسکا متولی ہوگا اسکو اس وقف کی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہوگا اور اگر وقف کرنے والے نے یہ کہا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار ہی پھر وقف کرنے والا مر گیا تو بعد اسکے فلان مذکور کو اختیار استبدال حاصل نہوگا الا اس صورت مین کہ وقف کنندہ نے بعد اپنی وفات کے اسکا اختیار شرط کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور کسی قیم کو اختیار استبدال نہین حاصل ہی الا اس صورت مین کہ صریح اسکے واسطے یہ شرط کیا جاوے اور اگر وقف کنندہ نے قیم کے واسطے اختیار شرط کیا اور اپنے واسطے شرط نہ کیا تو وقف کنندہ کو اختیار ہوگا کہ خود استبدال کر دے یہ فتح القدیر مین ہی۔ پھر جب وقف جائز ہوا اور زمین اُسنے بیع و استبدال بثمن کی شرط کی پھر اسکو بقدر ثمن کے عوض بیچا جتنے مین لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ نہین جانتے ہین تو بیع جائز ہی اور اگر اُسنے ثمن کو بیچا کہ اپنی اندازہ سے لوگ اسمین خسارہ جانتے ہین تو بیع باطل ہی یہ محیط مین ہی اور اگر اُسکو عروض کے عوض فروخت کیا تو بقیاس قول امام رحمہ اللہ صحیح ہی پھر اس عروض کو بعوض عقار کے فروخت کرے اور امام ابو یوسف و ہلال رحہ نے فرمایا کہ فقط نقد ہی کے عوض فروخت کر سکتا ہی کذا فی البحر الرائق یا بعوض کسی زمین کے فروخت کرے جو بجائے اسکے وقف ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر وقف کی زمین فروخت کر کے اسکا ثمن وصول کیا پھر مر گیا اور ثمن کا حال بیان نہ کیا تو یہ ثمن اُسکے ترکہ پر قرضہ ہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان اور اسی طرح اگر اُسنے ثمن کو تلف کر دیا ہو تو بھی اسکے اوپر قرضہ ہوگا جو وصول کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر اُسنے مال وقف کو فروخت کیا اور ثمن اُسکے پاس سے جاتا رہا تو ضامن نہوگا اور وقف باطل ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اُسنے ثمن کے عوض اسباب عروض مین سے کوئی ایسی چیز خریدی جو وقف نہین ہو سکتی ہی تو وہ اُسی کی ہوگی اور ثمن اُسپر قرضہ ہوگا اور اگر اُسنے ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا تو یہ صحیح ہی اور وہ ضامن ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ نہین کر سکتا ہی اور اگر اُسنے ثمن وصول کر کے پھر مشتری کو ہبہ کیا تو بالاتفاق ہبہ باطل ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اُسنے وقف کو فروخت کیا پھر اُسکے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ ہی تو اسکو دوبارہ فروخت کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اُسکے پاس بعقد جدید واپس آیا تو پھر دوبارہ اسکی بیع نہین کر سکتا ہی الا اس صورت مین کہ اُسنے اپنے واسطے استبدال کی شرط تعمیم کر لی ہو یعنے ہر بار مجھے اختیار رہی تو دوبارہ بھی بیع کر سکتا ہی اور اگر بسبب عیب کے بحکم قاضی یا بغیر حکم قاضی۔ بعد قبضہ مشتری کے یا قبل قبضہ مشتری کے اسکے پاس واپس آیا تو وقف واپس ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے مشتری سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ ہو جانے کے اقالہ کر لیا تو بھی وقف واپس ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور بعد اقالہ کے اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اس وقف کو دوبارہ فروخت کرے الا اُسی صورت مین کہ اُسنے دوبارہ کی یا ہر بار کے اختیار کی شرط کر لی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے زمین وقف کو فروخت کیا اور اسکے ثمن سے دوسری زمین خریدی پھر پہلی زمین بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیگئی تو بھی وقف ہو گی اور دوسری کے ساتھ جو چاہے

کرے - اور اگر پہلی زمین اُسکو بغیر حکم قاضی دیگئی اور اُسنے واپس کر لی تو اول کی بیع فسخ نہ ہوگی پس دوسری زمین بجاے
اول کے بدلا باقی رہی پس دوسری زمین سے وقف ہونے کی صفت باطل ہوگی اور پہلی زمین کا اپنے واسطے خریدنے والا
ہو جائیگا اور دوسری زمین کا خریدنے والا اور اپنے واسطے وقف کرنیوالا ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اور اگر پہلی زمین
کو بیچا اور دوسری خریدی پھر پہلی زمین استحقاق میں لے لیگئی تو قیاس یہ ہے کہ دوسری زمین کا وقف باطل نہ ہوا اور استحساناً
دوسری زمین وقف نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر وقف مرسل ہو یعنے اسمین استبدال کی شرط نہ کی ہو کہ مجھے بجاے
اسکے دوسری زمین مثلاً بدل لینے کا اختیار ہے تو اُسکو اس وقف کے بیع کرنے اور اسکی جگہ دوسرا بدلنے کا اختیار حاصل
نہوگا اگرچہ زمین مذکور جو وقف کی ہے لونا ہو کہ اس سے انتفاع حاصل نہیں ہو سکتا ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے -
مگر قاضی کے بدلنے میں امام قاضی خان کا کلام مختلف ہے چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ قاضی اگر مصلحت دیکھے تو بدون
وقف کنندہ کی شرط کے قاضی کو استبدال جائز ہے اور دوسرے مقام پر اس سے منع فرمایا ہے اگرچہ زمین ایسی ہو جاوے
کہ اُس سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور اعتماد اسپر ہے کہ قاضی کو بدل ڈالنا روا ہے بشرطیکہ زمین قابل انتفاع
ہونے سے بالکلیہ نکلجاوے اور وہاں مال وقف سے کچھ مال بھی نہو کہ اُس سے اس زمین کی اصلاح ہو سکے اور نیز اسکی
بیع غبن فاحش کے ساتھ نہو یہ بحر الرائق میں ہے - اور اسعاف میں یہ شرط لگائی کہ بدلنے والا قاضی الجنہ ہو اور قاضی الجنہ
کی یہ تفسیر ہے کہ قاضی عالم ہو اور مقتضاے علم پر عمل کرتا ہو یہ نہر الفائق میں ہے - اور شمس الائمہ محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور اُسنے کہا کہ اگر تم اُسکے رکھنے سے عاجز ہو تو اسکو فروخت کرو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر وقف
میں یہ شرط ہو تو وقف باطل ہے اور واجب ہے کہ یہ جواب امام محمد رح کے قول پر ہووے اور امام ابو یوسف کے قول پر وقف جائز
ہے اور شرط باطل ہے - اور اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ اصل زمین مذکور میری ہے یا اس شرط پر کہ میری ملک
اسکی اصل سے زائل نہوگی یا اس شرط پر کہ میں اصل زمین کو فروخت کروں اور اُسکے ثمن کو صدقہ کر دوں تو وقف باطل ہے یہ فتاوی
قاضی خان میں ہے - اور اگر یہ شرط کی کہ اسکو فروخت کروں اور اسکا ثمن اُس سے افضل وقف میں کر دوں تو اگر حاکم اُسکی
فروخت میں بہتری دیکھے تو اسکی اجازت دیگا کہ ایسا کرے یہ وجیز میں ہے اور امام خصاف نے اپنی وقف میں بیان فرمایا ہے کہ
اگر یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسکو فروخت کر کے اُسکا ثمن کارہاے خیر میں جسمیں چاہوں صرف کروں تو وقف باطل ہے اور
اگر اصل وقف میں اسکی بیع کے اختیار کی شرط کر لی تھی مگر اُسنے فروخت نہ کیا تو جو شخص اسکے بعد متولی ہوا اُسکو اختیار نہوگا
کہ وقف مذکور کو فروخت کرے یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ مجھے اس صدقہ کے
باطل کر دینے کا اختیار ہے تو ہلال کے نزدیک وقف باطل ہے اور یوسف بن خالد کے نزدیک وقف جائز ہے اور شرط باطل
ہے اور امام ابو یوسف سے اسمیں کوئی روایت نہیں ہے اور انکے مذہب کے موافق کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ایسا وقف انکے نزدیک
جائز ہوگا اسواسطے کہ یہ بمنزلہ اشتراط خیار کے اپنے واسطے ہے اور دوسرا کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ وقف انکے نزدیک جائز
نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے - امام خصاف نے امام ابو یوسف رح کے قول پر اپنی کتاب الوقف میں چند مسائل ذکر فرمائے ہیں
چنانچہ فرمایا کہ اگر وقف کنندہ نے وقفنامہ میں تحریر کیا کہ یہ وقف فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہبہ کیا جائیگا اور نہ ملک میں دیگا
پھر لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکے بیع کرنے اور اسکی جگہ اسکے ثمن سے ایسی چیز جو وقف ہوتی ہے خرید کر قائم کرنے کا
اختیار ہے تو یہ جائز ہے اور اگر اُسنے اول میں یہ تحریر کیا کہ اس شرط سے کہ فلان کو اسکی بیع کرنے اور اسکی جگہ دوسری چیز

یعنے بیع کا اختیار ۱۲

لے بالکل اس سے نفع حاصل نہو سکے ۱۲
ے قال المترجم ... بعض کے نزدیک ... ۱۲

جو وقف ہوئی ہی اسکے بدلے خرید کر قائم کرنے کا اختیار ہو پھر آخر مین لکھا کہ اس شرط پر کہ فلان کو اسکی بیع کا اختیار نہین ہی تو اسکو یہ
اختیار نہوگا کہ اسکو فروخت کرے یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر اُسنے اپنی ذات کے واسطے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی جب چاہون اسکی
معالیم مین سے گھٹاؤن اور انہین بڑھاؤن اور جسکو چاہون خارج کر دون اور اُسکے بدلے دوسرا داخل کرون تو اسکو یہ اختیار
ہوگا مگر اسکے قیم کو یہ اختیار نہوگا الا اس صورت مین کہ اسکے واسطے بھی یہ اختیار شرط کیا ہو یہ فتح القدیر مین ہی اور امام خصاف
نے اپنی وقف مین فرمایا کہ جب اُسنے ایکبار ایسا تغیر کیا تو اسکو پھر دوبارہ اس قسم کے تغیر کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر اُسنے چاہا کہ
جبتک زندہ رہون مجھے گھٹانے و بڑھانے و نکالنے اور بجائے اسکے دوسرا لانے کا اختیار برابر بار بار جتنی دفعہ چاہون حاصل
رہے تو فرمایا کہ اسکی صریح شرط کرے اور اگر وقف کرنے والے نے ان امور کو کسی شخص معین دیگر کے واسطے جبتک وہ زندہ رہے
شرط کیا تو اسکو یہ اختیارات حاصل ہوجاوینگے یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے واسطے جبتک زندہ ہی پھر اسکے متولی کے واسطے
بعد اپنے ایسے اختیارات شرط کیے تو صحیح ہی اور اگر جبتک آپ زندہ ہی تب تک متولی کیواسطے ایسے اختیارات شرط کیے تو جبتک
وہ زندہ رہے متولی کو ایسے اختیارات حاصل ہونگے پھر جب وہ وقف کنندہ مر گیا تو متولی سے یہ اختیارات باطل ہوجاوینگے
اور جسکے واسطے وقف کنندہ نے یہ اختیارات شرط کیے ہین اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کے واسطے یہ اختیارات روا کرے
یا ان امور کی بابت دوسرے کو اپنا وصی کردے یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کہا کہ میری یہ زمین اللہ تعالی کے واسطے صدقہ موقوفہ
ہی اس شرط پر کہ اسکی آمدنی و غلہ مین جہان چاہونگا صرف کرونگا تو جائز ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جہان چاہے اسکا غلہ صرف
کرے پس اگر اُسنے مساکین پر یا حج کے واسطے یا کسی شخص معین کے واسطے قرار دیا تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ پھر اس سے
رجوع کرے اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے یہ غلہ فلان کے واسطے قرار دیا یا اسکو عطا کیا تو اس سے رجوع نہ کریگا اور اگر
اُسنے ایک فریق کے بعد دوسرے فریق کے واسطے قرار دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے اپنے نفس کے واسطے قرار دیا تو وقف باطل
ہوا اور یہ حکم شیخ ہلال کے قول پر ٹھیک ہو سکتا ہی بخلاف اسکے اگر اُسنے کہا کہ اس شرط پر کہ اُسکا غلہ جسکو چاہونگا دونگا یا جسکو
چاہونگا عطا کرونگا تو یہ حکم نہین ہی - اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ اُسکا غلہ مین اپنے فرزندون مین
جسکو چاہونگا دونگا تو وقف صحیح ہی اور اسکو اختیار ہی کہ اپنے فرزندون مین جسکو چاہے دیوے یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی اراضی
اس شرط پر وقف کی کہ اُسکا غلہ جسکو چاہیگا عطا کریگا تو وقف جائز ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اسکو اسکا غلہ دیدے پھر جب
وہ مر گیا تو یہ خواہش باطل ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہی اور وقف کرنے والے کو یہ اختیار نہوگا کہ غلہ کو خود کھاوے یہ حاوی
مین ہی - اور اگر وقف کنندہ نے غلہ کسی آدمی کے واسطے نہین قرار دیا تھا کہ وہ مر گیا تو غلہ مذکور فقیرون کا ہوگا یہ محیط مین
ہی اور جب یہ شرط کی کہ اُسکا غلہ جسکو چاہے دیوے یا کہا کہ جہان چاہے صرف کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے تونگرون
کو دیدے یہ قنیہ مین ہی - اور اگر چاہا کہ کسی شخص معین تونگر پر صرف کرے تو اسکی مشیت جائز ہی اور اگر فقیر معین پر صرف کرنا
چاہا تو بھی جائز ہی پس جبتک یہ تونگر یا فقیر زندہ ہی تب تک غلہ اسی تونگر یا فقیر کا ہوگا جسکو اُسنے چاہا ہی اسکو یہ اختیار نہوگا کہ
اس سے پھیر کر دوسرے پر صرف کرے پھر جب یہ شخص جسکو چاہا ہی مر گیا تب وقف کنندہ کو اختیار ہوگا پھر جسکو چاہے اُسکے
واسطے قرار دے اور اگر اُسنے تونگرون پر صرف کرنا چاہا نہ فقیرون پر یعنے فقیرون کو نہین دیا تو یہ خواہش باطل ہی اور اگر
اُسنے فقیرون پر صرف کرنا چاہا نہ تونگرون پر تو مشیت جائز ہی اور اگر اُسنے تونگرون و فقیرون دونون کو دینا چاہا
تو قیاساً وقف باطل ہوگا مگر استحساناً وقف نہین باطل ہوگا بلکہ اسکی خواہش باطل ہوگی پس تمام غلہ فقیرون کے واسطے

ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر ایک سال تک اسکا غلہ کسی شخص معین کے واسطے کر دیا تو جائز ہی اور اسکے بعد اسکو اختیار
ہوگا کہ جسکے واسطے چاہے کر دے اور اگر اُسکا غلہ دو شخصون کے واسطے کر دیا تو جبتک دونون زندہ رہین غلہ مذکور دونون
مین نصفا نصف ہوگا پھر اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو زندہ کے واسطے نصف غلہ ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے
اسکا غلہ اپنے والدین کے واسطے کر دیا تو صحیح ہی جیسے ابتدا سے اگر اُسنے والدین کے واسطے اُسکا غلہ وقف کیا تو صحیح ہوتا ہی
یہ محیط مین ہی- اور اگر اُسنے وقف کا غلہ اپنے فرزند کے واسطے کر دیا تو جائز ہی یہ حاوی مین ہی- ایک شخص نے اپنی زمین وقف
کی اور یہ شرط کی کہ قیم اُسکا غلہ جسکو چاہے دیا کرے تو جائز ہی اور قیم کو اختیار ہوگا کہ تونگرون کو اور فقیرون کو دے یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی- اور اگر اپنے مرض مین وقف کیا اس شرط پر کہ فلان اسکا غلہ جسکو چاہے دے پس وصی مذکور نے یہ
چاہا کہ وقف کنندہ کے فرزند کو دیا کرے تو نہین جائز ہی اور قیاساً وقف باطل ہوگا مگر استحساناً وقف صحیح رہیگا اسواسطے کہ
اصل وقف تو فقیرون کے واسطے صحیح واقع ہوا ہی مگر وقف کنندہ نے غلہ کی بابت فلان کو اختیار دیدیا ہی پس اگر اُسنے ایسا
اختیار کیا جس سے وقف صحیح رہتا ہی تو اُسکا اختیار بھی صحیح ہوگا ورنہ اُسکا اختیار باطل ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ اس
شرط پر کہ فلان اُسکا غلہ جسکو چاہے دے تو یہ جائز ہی اور فلان مذکور کو اختیار ہوگا کہ وقف کنندہ کی زندگی مین اور بعد اُسکی
موت کے اُسکا غلہ جسکو چاہے دے پس گویا اُسنے کہا کہ میری زندگی مین و بعد میری وفات کے جسکو چاہے دے اور قیاس
یہ ہی کہ اسکی وفات کے بعد فلان کو یہ اختیار نہ رہے پھر اگر وہ شخص جسکو اختیار دیا تھا مرگیا تو غلہ مذکور فقیرون کے واسطے
ہوگا اور جسکو اختیار دیا ہی کہ جسکو چاہے دے اسکو اختیار ہی کہ چاہے اپنی اولاد و نسل کو دے چاہے وقف کنندہ کی اولاد و اسکی
نسل کو و لیکن اسکو یہ روا نہین ہی کہ اپنے آپ کو دے اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین نے اپنے آپ کو دیا تو اس کہنے سے
اسکا اختیار اُسکے ہاتھ سے خارج نہ ہوگا اور اگر اُسنے وقف مذکور کا غلہ وقف کرنیوالے کے واسطے کر دیا تو جو امام فرماتا ہی کہ
آدمی کا وقف اپنی ذات پر نہین جائز ہی اُسکے قول پر یہ جائز نہ ہوگا اور یہی طرح اگر ایکسال تک غلہ مذکور وقف کنندہ کے
واسطے کر دیا تو بھی نہین جائز ہی (اور وقف باطل ہوگا ۱۲) یہ حاوی مین ہی بخلاف اسکے اگر وقف کنندہ نے اسکے غلہ دینے کا اختیار اپنے ہاتھ مین
لیا پس اُسنے اپنے آپ کو دیا تو وقف باطل نہ ہوگا (اور وقف باطل ہوگا ۱۲) اور اگر فلان مذکور جسکے اختیار مین غلہ دینے کی مشیت رکھی تھی اُسنے کہا کہ
مین نے اسکا غلہ تونگرون کے واسطے کر دیا تو وقف باطل ہوگیا یہ محیط مین ہی- اور اگر اپنی زمین بنی فلان پر وقف کی اس شرط
پر کہ مجھے اختیار ہی کہ اُسکا غلہ جسکو چاہون دیا کرون پھر اُسنے بنی فلان مین سے ایک معین کو دینا چاہا تو اُسکا چاہنا جائز ہی اور
اگر اُسنے ان سب پر صرف کرنا چاہا تو بھی اسکا چاہنا جائز ہی اور غلہ مذکور ان سب پر مساوی تقسیم ہوگا اسواسطے کہ اُسکا یہ قول
کہ جسکو چاہون کلمہ عام ہی پس کل کو شامل ہوگا اور اگر سوائے بنی فلان کے اور کسی کے صرف مین کرنا چاہا تو اُسکا چاہنا باطل ہی
یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انہین سے جسکو چاہون
غلہ دون تو اُسکو اختیار ہی کہ انہین سے جسکو چاہے دیوے اور اگر اُسنے کہا کہ مین انہین سے کسی کو دینا نہین چاہتا ہون تو غلہ
ان سب کا ہوگا اور اسکی مشیت باطل ہوگئی پس ایسا ہوگیا کہ گویا اُسنے اپنے واسطے کوئی مشیت شرط نہین کی تھی اور اگر وقف کنندہ
مرگیا یا اُسنے فقط اسی قدر کہا کہ میری یہ ارضی بنی فلان پر صدقہ موقوفہ ہی اور خاموش رہا تو غلہ مذکور سب بنی فلان کے واسطے
ہوگا- اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اُسکا غلہ ابن فلان کے واسطے کر دیا نہ اسکے بھائیون کے واسطے تو جائز ہی اور وہ اس سے
پھر نہین سکتا ہی- اور اسکو اختیار ہی کہ انہین سے بعض کو زیادہ دے اور بعض کو کم اور یہ بھی اختیار ہی کہ چاہے بعض کو

محروم رکھے اور استحسانا یہ بھی اختیار ہی کہ چاہے سب بنی فلان کو دیوے پھر اگر وہ شخص جسکے واسطے غلہ مذکور کردیا تھا مرگیا تو اسکے مرنے کے بعد پھر اسکو اختیار ثابت ہوگا کہ اور جسکے واسطے چاہے مقرر کردے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کل بنی فلان کے واسطے چاہا تو اُسکی مشیت باطل ہوگی اور غلہ فقیرون کے لیے ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول بدلیل قیاس ہی اور صاحبین کے نزدیک بدلیل استحسان جائز ہی اور غلہ بنی فلان کا ہوگا اور اس اختلاف کی بناء اسپر ہی کہ لفظ منہم یعنے انہین سے من واسطے تبعیض کے ہی امام کے نزدیک اور واسطے بیان کے ہی صاحبین کے نزدیک یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور اگر وقف کنندہ نے انہین سے بعض پر صرف کرنا چاہا پھر وقف کنندہ مرگیا اور یہ بعض جنپر اُسنے صرف کرنا اختیار کیا ہی مرگئے اور باقی بنی فلان موجود ہین تو انکا حصہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور اگر اُسنے بنی فلان کے سواے اورون کو اختیار کیا تو اُسکا چاہنا باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ غلہ بنی فلان اور انکی نسل مین قرار دیا تو اسکا چاہنا فقط بنی فلان کے حق مین جائز ہوگا اور انکی اولاد و نسل کو کچھ نہ ملیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ بر بنی فلان پر اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انہین سے جسکو چاہون تفضیل دون تو یہ جائز ہی اور اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ بنی فلان مین سے جسکو چاہے تفضیل دے اور اگر اُسنے اپنے چاہنے کو رد کردیا پس کہدیا کہ مین نہین چاہتا ہون یا وہ مرگیا تو غلہ مذکور بنی فلان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے انہین سے بعض کو محروم رکھا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اور اسی طرح اگر اُسنے بنی فلان پر اس شرط سے وقف کیا کہ زید کو مثلاً یعنے ایک شخص معین فلان کو یہ اختیار ہی کہ انہین سے جسکو چاہے تفضیل دے تو فلان مذکور کو اختیار ہوگا کہ انہین سے جسکو چاہے تفضیل دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے نصف غلہ خاص ایک معین کے واسطے کردیا اور باقی نصف دیگر باقیون کے واسطے کیا تو جائز ہی پس نصف اس اکیلے کا ہوگا اور باقی نصف اسکے اور باقیون کے درمیان مساوی حصہ رسد مشترک ہوگا اسلیے کہ اُسنے اس اکیلے کو ایک نصف غلہ کے ساتھ تفضیل دی ہی اور نصف کے ساتھ تفضیل دینا اُسکا مقتضی ہی کہ نصف باقی مین باقیون کے ساتھ اسکی شرکت ہی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اس شرط سے کہ مجھے اختیار ہی کہ اُسنے غلہ مین سے جسقدر کے ساتھ جسکو چاہون مخصوص کردون پس اُسنے نصف غلہ کے ساتھ ایک کی خصوصیت کی تو جائز ہی اور باقی مین اُسکی کچھ شرکت نہ ہوگی اور اگر اُسنے ان سب کو چاہا تو سب کا چاہنا بھی روا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہی کہ انہین سے جسکو چاہون مخصوص کردون تو ایسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا ہی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ انہین سے جسکو چاہے مخصوص کرے۔ اور اگر اُسنے کل غلہ ایک ہی کو دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے کل غلہ کل کو دیا تو بنظر اسکے کہ اُسنے انہین سے کہا تھا قیاساً جائز نہین ہی مگر استحسانا جائز ہی اور اگر اُسنے کہا کہ اس سال کے غلہ مین انہین سے کسی کی تخصیص نہ کرونگا تو جائز ہی اور سب مین مساوی تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اس شرط سے بنی فلان پر وقف کیا کہ انہین سے جسکو چاہون محروم رکھون پس اُسنے سواے ایک کے سب کو محروم کیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے سب کو محروم کیا تو قیاساً نہین جائز ہی اور استحسانا ایسا کرسکتا ہی پس یہ وقف فقیرون کیواسطے ہوگیا اور پھر اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ بنی فلان پر دوبارہ رد کرے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے انکو اس سال کے غلہ سے محروم کیا تو انکو اس سال کے غلہ مین کچھ استحقاق نہوگا اور یہ غلہ فقیرون کا ہوگا اور آئندہ کے غلہ مین وقف کنندہ کیواسطے پھر مشیت یعنی چاہنا ثابت رہیگا پھر اگر انہین سے کسی کو محروم کرنے سے پہلے مرگیا تو غلہ ان سب پر مساوی مشترک ہوگا اور اگر اُسنے یہ شرط کی کہ مجھے اختیار ہی کہ بنی فلان مین سے جس شخص کو مین چاہون اس وقف سے خارج کردون پھر اُسنے ایک کو یا سب کو خارج کیا تو جائز ہی اور غلہ مذکور فقیرون کے واسطے ہوجائیگا اور اگر اُسنے ایک کو خارج کیا پھر اسکو داخل کرنا چاہا تو ایسا نہین کرسکتا ہی اور یہ سب وقف باقیون پر ہوگیا اسوجہ سے

کہ اسکو نکالنے کا اختیار حاصل ہوا داخل کرنے کا اختیار نہین ملا تھا یہ حاوی مین ہو پھر اگر نکالنے کے وقت وقف مین غلہ موجود
تھا تو ہلال نے ذکر فرمایا ہو کہ وہ مخصوصًا اسی غلہ سے خارج ہوگا اور جو وصایا ے اصل وجامع صغیر مین (یعنی ایک سال کے باہمی ۱۲) مذکور ہو اسپر قیاس کرنے
سے یہ حکم ثابت ہوتا ہو کہ وہ ہمیشہ کے غلہ سے خارج ہوجائیگا چنانچہ اگر اُسنے اپنے باغ کے حاصلات کی کسی کے لیے وصیت
کردی اور وصیت کنندہ کی موت کے روز باغ مین غلہ موجود ہو تو جسکے لیے وصیت کی ہو اسکو یہ موجودہ غلہ اور جو آیندہ ہمیشہ
پیدا ہوا کرے سب ملیگا اور بنا بر روایت ہلال کے اسکو غلہ موجودہ ملیگا نہ وہ غلہ جو آیندہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارے بعض
(یعنی بقیاس روایت ہلال قائل ۱۲) اصحاب سے روایت کیا گیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر اُسنے اس کلام سے نکالا کہ مین نے فلان کو یا فلان کو اس
وقف سے خارج کیا تو جائز ہو اور بیان کا اختیار کہ تو نے ان دونون مین سے کس کو نکالا ہو اُسی کو ہوگا پھر اگر اسنے بیان
نہ کیا یہان تک کہ مرگیا تو غلہ مذکور باقیون کی تعداد پر مساوی حصہ لگایا جائیگا اور ان دونون کے واسطے ایک حصہ لگایا جائیگا
پھر اگر دونون نے باہم صلح کرلی تو اس حصہ کو دونون آدھا آدھا لے لین اور اگر دونون نے انکار کیا یا ایک نے انکار کیا تو
یہ حصہ رکھ چھوڑا جائیگا کسی کو نہ ملیگا یہان تک کہ دونون کسی امر پر اتفاق کرین اور باہم صلح کرین یہ بحرالرائق مین ہو۔ اور
اگر وقف کرنے والے نے یون کہا کہ مین نے فلان کو خارج کیا نہین بلکہ فلان کو۔ تو دونون خارج ہوجاوینگے۔ اور اگر وقف کنندہ
نے شرط لگائی کہ مجھے اختیار ہو کہ مین جسکو چاہون داخل کرون تو اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے داخل کرلے اور یہ اختیار
نہوگا کہ انہین سے جسکو چاہے خارج کردے۔ پھر اگر قبل اسکے کہ کسی کو داخل کرے (یعنی ہنوز کسی کو داخل نہ کیا تھا ۱۲) مرگیا تو غلہ ان سب کا ہوگا اور اگر اسنے
کہا کہ مین نے فلان کو اُسکے غلہ مین ہمیشہ کے واسطے داخل کیا تو جیسا اسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری یہ
اراضی اولاد عبداللہ پر صدقہ وقف ہو اس شرط پر کہ مجھے اختیار ہو کہ مین انہین اولاد زید کو داخل کرون تو اسکو سوا ے اولاد زید
کے کسی اور کے داخل کرنے کا اختیار نہوگا ہان یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اولاد زید سب کو داخل کرلے اور یہ سب اولاد عبداللہ
کے ساتھ مساوی شریک ہونگے۔ پھر اگر اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ انکو (یعنی اولاد زید ۱۲) داخل کرون تو اسکی مشیت یعنی انکے داخل
کرنے کے چاہنے کا اختیار منقطع ہوگیا اور یہ وقف محض اولاد عبداللہ کے واسطے ہوگیا یہ حاوی مین ہو۔ ایک نے اپنی ام ولد
باندیون پر کچھ وقف کیا باستثنا ے اسکے جسنے نکاح کرلیا کہ اسکے واسطے کچھ نہوگا پھر انہین سے بعض نے نکاح کرلیا پھر اسکے
شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو اسمین دو صورتین ہین اول آنکہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نہین کی کہ انہین سے جسنے نکاح
کیا اور اُسکے شوہر نے اسکو طلاق دیدی پھر اسکو بھی ملے دوم یہ کہ اُسنے یہ شرط کردی تھی پس اگر اول صورت ہو تو ایسی ام ولد
کو جو بعد نکاح کے مطلقہ ہوگئی ہو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ وقف کنندہ نے ہر ایسی ام ولد کو جو نکاح کرلے مستثنے کردیا ہو اور دوم
صورت ہو تو اسکو ملیگا اسواسطے کہ اس مستثنی مین سے بھی اُسنے ایسی ام ولدون کو جو نکاح کرین پھر طلاق دیجاوین استثنا
کردیا ہو اور نفی سے استثنا اثبات ہوتا ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک نے بنی فلان پر وقف کیا اور انمین سے اسکو استثنا کیا
جو شہر سے خارج ہوجاوے پھر انہین سے بعض یہ شہر چھوڑ کر چلے گئے پھر اسی شہر مین واپس آکر رہے تو انمین بھی انہین دو
وجہ مذکورۂ بالا کے لحاظ پر حکم ہوگا اور اسی طرح اگر بنی فلان مین سے انپر جو علم سیکھین وقف کیا پھر بعض نے علم سیکھنا
چھوڑ دیا پھر علم سیکھنے مین مشغول ہوا تو انمین بھی دونون مذکورۂ بالا صورتون کے لحاظ سے حکم ہوگا یہ واقعات حسامیہ
مین ہو۔ اور وقف الخصاف مین مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنی اراضی اپنی اولاد و نسل و عقب پر ہمیشہ کے واسطے جبتک انکی
نسل ہوتی رہے اور پھر انکے بعد فقیرون و مساکین پر صدقہ موقوفہ کردی اور وقف مین یہ شرط لگائی کہ جو انہین سے مذہب حنفیہ ...

چھوڑ کر شافعی مذہب ہو جاوے وہ وقف سے خارج ہوا تو اسکی شرط کے موافق عمل ہوگا چنانچہ جو شخص مذہب حنفی چھوڑ کر شافعی مذہب ہو جائیگا وہ وقف سے خارج ہوگا۔ اور اگر انہین سے بعض نے دوسرے بعض پر یہ دعوی کیا کہ یہ شخص مذہب حنفی چھوڑ کر شافعی مذہب مین چلا گیا ہے اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قول مدعا علیہ کا قبول ہوگا اور مدعی پر اُسکے گواہ پیش کرنے واجب ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ شرط کی کہ جو شخص مذہب معتزلہ اختیار کریگا وہ وقف سے خارج ہوا تو جو شخص انہین سے معتزلی ہوا وہ خارج ہوگیا اور اسیطرح اگر وقف کنندہ معتزلہ مذہب ہوا اور اُسنے شرط کی کہ جو معتزلہ مذہب چھوڑ کر اہل سنت کا مذہب اختیار کریگا وہ وقف سے خارج ہو جائیگا تو اسکی شرط کی پابندی کیجائیگی اور اگر یہ شرط کی کہ جو شخص اہل سنت کے مذہب سے ... اور کسی کی طرف انتقال کریگا پس خارجی یا رافضی ہو جائیگا تو وہ وقف سے خارج ہوگا پھر اگر انہین سے کوئی شخص دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا نعوذ باللہ تعالی منہ وہ وقف سے خارج ہو جائیگا اور واضح رہے کہ اسمین عورت و مرد دونون کا حکم یکسان ہے اور اگر شرط کی کہ جو شخص مذہب قدریہ چھوڑ کر دوسرے مذہب کیطرف منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوا پھر انہین سے کوئی مذہب قدریہ چھوڑ کر دوسرے مذہب مین گیا پھر اسکو ترک کر کے قدریہ مذہب مین آگیا تو استحقاق وقف عود نہ کریگا الا اسی صورت مین کہ وقف کنندہ نے شرط کر دی ہو جس سے ثابت ہو کہ اگر پھر لوٹ آوے تو پھر مستحق ہوگا اور اسی طرح اگر وقف کنندہ نے مذہبون مین سے کسی مذہب کو معین کر دیا کہ جو اس مذہب سے دوسرے مین منتقل ہوا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ میری قرابت مین سے جو شخص شہر بغداد سے رہنا چھوڑ کر کے دوسرے شہر مین جا بسیگا وہ وقف سے خارج ہوگا کہ اسکا کچھ حق نہوگا تو بھی اسکی شرط کا اعتبار کیا جائیگا ولیکن اتنا فرق ہے کہ اس صورت مین اگر واپس ہو کر اُسنے بغداد مین سکونت اختیار کی تو اسکا استحقاق وقف بھی عود کریگا اور وقف مین شامل کیا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی اللہ تعالی کے واسطے زید پر و عمرو پر جبتک دونون زندہ رہین اور ان دونون کے بعد مسکینون پر ہمیشہ کے واسطے صدقہ موقوفہ ہے اس شرط پر کہ زید سے پہل کیجاوے کہ اسکو ہر سال اسکے غلہ سے ہزار درم دیے جاوین اور عمرو کو سالانہ قوت دیا جاوے تو یہ اسکے قول کے موافق جائز ہے پھر اگر ایسا کرنے کے بعد آمدنی مین سے کچھ بچا تو وہ دونون کے درمیان نصفا نصف ہوگا اور اگر اسکی آمدنی فقط ہزار درم ہون تو وہ سب زید کو ... اسی طرح اگر ہزار درم سے کمی کم ہون تو سب زید کو دیے جاوینگے پھر اگر زید مر گیا اور وقف کی سالانہ آمدنی آئی تو اسمین سے عمرو کو ایک سال کا قوت دیا جائیگا پھر اگر آمدنی تین ہزار درم ہوا اور عمرو کا سالانہ روزینہ ایک ہزار درم ہون تو اسکو ایک ہزار درم ... اور نصف آمدنی سالانہ یعنی ڈیڑھ ہزار درم تک جو اسکی قوت سے اور زیادہ ہے یعنی پانچ سو درم سو وہ بھی دیے جاوینگے اور باقی ڈیڑھ ہزار درم مسکینون پر تقسیم ہونگے اور اگر زید نہین مرا بلکہ عمرو مر گیا تو زید کو وہ ہزار درم جو اسکے واسطے بیان کیے ہین دیے جاوین اور نصف آمدنی تک جسقدر اور اس سے زیادہ ہو وہ بھی دیجاوے اور باقی نصف آمدنی مسکینون پر تقسیم ہوگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہے زید و خالد و عمرو پر کہ زید سے شروع کیا جاوے پس جبتک زید زندہ رہے اسکو صدقہ کی آمدنی دیجاوے پھر اسکے بعد عمرو کو جبتک زندہ رہے اس صدقہ کی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے خالد کو جبتک وہ زندہ رہے اسکی آمدنی دیجاوے پھر بعد اسکے مسکینون پر صدقہ ہے تو جسطرح اُسنے بعض کو بعض پر مقدم کیا ہے اسی طرح اس پر عملدرآمد ہوگا پھر جب زید و عمرو و خالد سب مر جاوین تو اسکی آمدنی فقیرون پر صدقہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ سیر العیون

مین مذکور ہو کہ ایک شخص نے اپنا گھوڑا دس برس کے واسطے اللہ تعالی کی راہ مین یعنی جہاد کے واسطے محبوس کر دیا بشرطیکہ بعد دس برس کے اپنے مالک کو واپس ملے تو یہ باطل ہو اور شیخ ہلال کے استاد یوسف بن خالد سمتی سے روایت ہو کہ وقف جائز ہو اور شرط باطل ہو یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر ایک شخص نے اپنا گھوڑا جہاد مین یا راہ خدا مین کر دیا اس شرط پر کہ جبتک زندہ ہو اپنے پاس رکھیگا تو یہ جائز ہو اسواسطے کہ اگر وہ شرط نہ کرتا تو بھی اُسکے واسطے یہ اختیار ہوتا اور راہ خدا مین کر دینے کے یہ معنی ہین کہ اُسپر سوار ہو کر جہاد کیا جاوے اور اگر اُسنے چاہا کہ سواے اسکے اور راہ مین اُسپر سوار ہونے کا نفع لیا جاوے تو ایسا نہین کرسکتا ہو اور اگر اسکو کرایہ پر دیا تو صحیح نہین ہو الا اس صورت مین کہ اسکے نفقہ کی ضرورت ہو یہ ذخیرہ مین ہو اور معتبر شرطون مین سے یہ بھی ہو جو خصاف نے بیان فرمائی کہ متولی اس ارضی کو اجارہ پر نہ دے [واسطے اجارہ کے ۱۲] تو یہ شرط معتبر ہو پس اگر متولی نے اسکو اجارہ پر دیا تو اجارہ باطل ہو اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ جو اسمین درختان خرما وغیرہ ہین وہ بٹائی پر نہ دیے جاوین [خود زراعت کیا جاوے ۱۲] جسکو عربی مین معاملۃ الاشجار کہتے ہین تو اس شرط کا اعتبار کیا جائیگا اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر متولی نے اس ارضی کو اجارہ پر دیا تو وہ متولی ہونے سے خارج ہوا تو جب متولی اُسکے خلاف کریگا تو خارج ہو جائیگا اور قاضی اُسکا متولی ایسے شخص کو مقرر کریگا جسکی امانت داری پر بھروسا ہو۔ اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر اس وقف والون مین سے کسی نے ایسی بات اس وقف کی بابت کی کہ جس سے اس وقف کے باطل کرنے کا قصد کرتا تھا تو وہ اس وقف کے مستحقون مین سے خارج ہوگا تو یہ شرط بھی معتبر ہو۔ پھر اگر بعضون نے اس وقف کی بابت نزاع کیا مثلاً باین معنی کہ یہ وقف صحیح یا لازم نہین ہوا ہو پھر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ یہ وقف بالاتفاق صحیح ہو جاوے پس مین نے اسکی تصحیح کا قصد کیا تھا اور باقی اہل وقف نے کہا کہ تمنے اسکے باطل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو قاضی ملاحظہ و نظر فرمائیگا کہ جن لوگون نے اسمین نزاع کیا ہو اُنکا کیا حال تھا پس اگر وہ لوگ اسکی تصحیح کا قصد رکھتے تھے تو قاضی کو ایسا اختیار ہو یعنے انکو باقی رکھے اور اگر وہ لوگ اس وقف کو باطل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو انکو وقف سے خارج کردے اور انکے خارج کر دینے پر گواہ کر دے یعنے تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے انکو خارج کر دیا تاکہ بوقت ضرورت انکے نکالے جانے کا ثبوت موجود رہے اور اگر اسنے یہ شرط لگائی کہ جو شخص اسمین سے وقف کے متولی سے نزاع کرے اور اس سے تعرض کرے وہ وقف سے خارج ہو اور یہ نہ کہا کہ نزاع و تعرض [۱] اس ارادہ سے کرے کہ وقف کے باطل کرنے کا قصد رکھتا ہو پھر انمین سے بعض نے متولی سے نزاع کیا اور کہا کہ اسنے مجھے میرے حق سے روکا ہو تو خارج ہو جائیگا یعنے وقف کے استحقاق سے نکل جائیگا اگرچہ وہ اپنے حق کا مانگنے والا تھا اور یہ نکل جانا بوجہ پابندی شرط وقف کنندہ کے ہو جیسے اُسنے یون شرط کی کہ جو شخص متولی سے اپنے حق کا مطالبہ کرے متولی کو اسکے خارج کر دینے کا اختیار ہو پس ایسا ہی اسمین بھی ہو اور متولی کو بعد اسکے خارج ہونے کے یہ اختیار نہین ہو کہ دوبارہ اسکو وقف کے استحقاق مین داخل کرلے ولیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کر دی ہو کہ بعد خارج ہونے کے جو شخص راہ پر آجاوے وہ پھر داخل ہووے یا ہو سکتا ہو تو ایسی صورت مین متولی دوبارہ اسکو داخل کر سکتا ہو یہ بحر الرائق مین ہو

پانچوان باب ولایت وقف و تصرف قیم در اوقاف و کیفیت تقسیم غلہ کے بیان مین اور اس بیان مین جب بعض نے قبول کیا اور بعض نے نہ قبول کیا یا بعض زندہ ہین اور بعض مرگئے تو کیونکر حکم ہوگا

اصلاح و درستی کی نظر کے لائق وہ شخص ہوگا جسنے وقف کی ولایت کے واسطے خود درخواست نہ کی ہو اور اسمین کوئی فسق معروف نہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور سعادت مین مذکور ہو کہ وقف پر وہی متولی کیا جاوے [کہ جو وقف کا متولی مقرر کیا جاوے ۱۲] جو امین ہو اور بذات خود یا اپنے نائب سے اسکے سرانجام پر قادر ہو خواہ

[۱] قولہ تعرض یعنے جو کہ واقف نے نزاع و تعرض کو مطلق رکھا تھا تو اسی کی پابندی ہوگی ۱۲

مرد ہو یا عورت ہو خواہ آنکھوں والا ہو یا اندھا ہو اور اسی طرح اگر محدود القذف ہو بشرطیکہ توبہ کر چکا ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہے اور (زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے شرعی اسکو حد لگائی گئی ہو)
متولی وقف ہونے کی صحت کے واسطے یہ شرط ہے کہ عاقل و بالغ ہو یہ بحرالرائق میں ہے۔ اور اگر کسی وقف کرنیوالے نے یہ شرط کر دی ہو
کہ اس وقف کی ولایت میری اولاد میں سے جو میرے پیچھے رہے اُسکو ہے تو قاضی اس وقف کنندہ کے فرزند صغیر کا ایک شخص خلیفہ
مقرر کر دیگا بشرطیکہ وہ لائق ولایت ہو پس اصل ولایت اُسکے فرزند کو ہوگی اور یہ استحسان ہے اگرچہ قیاساً باطل ہے اور اسی طرح
اگر وقف کنندہ نے کسی طفل کو اپنے وقف کا وصی مقرر کیا تو قیاساً باطل ہے مگر استحساناً میں حکم دیتا ہوں کہ ولایت اسکو حاصل ہوگی
جب بالغ ہو جاوے۔ اور اگر کسی غائب کو وصی مقرر کر دیا تو قاضی اپنی طرف سے ایک شخص کو چند روز کیواسطے مقرر کر دیگا یہانتک
کہ جب یہ شخص غائب آ جائیگا تو اُسکو سونپ دیگا یہ حاوی میں ہے۔ اور ولایت وقف صحیح ہونے کے واسطے آزاد ہونا اور مسلمان
ہونا شرط نہیں ہے جیسے اسعاف میں مذکور ہے اور اگر غلام ہو تو قیاساً و استحساناً جائز ہے اور ذمی حکم میں مثل غلام کے ہے لیکن اگر قاضی
نے غلام یا ذمی متولی کو ولایت وقف سے خارج کر دیا پھر غلام آزاد کیا گیا یا ذمی مسلمان ہو گیا تو ان دونوں کی ولایت عود نہ کرے گی
یہ بحرالرائق میں ہے۔ فتاوے محمد بن الفضل میں مذکور ہے کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی وقف کنندہ نے اصل وقف میں
اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے ولایت شرط کر دی ہو تو فرمایا کہ بالاجماع جائز ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر کسی نے کچھ وقف کیا
اور ولایت کا کسی کے واسطے ذکر نہ کیا تو بعض نے فرمایا کہ ولایت وقف کنندہ کے لیے ہوگی اور یہ بنابر قول ابو یوسف رح
کے ہے اسواسطے کہ انکے نزدیک سپرد کر دینا شرط نہیں ہے اور امام محمد رح کے نزدیک یہ وقف صحیح نہوا اور اسی پر فتوی ہے یہ
سراجیہ میں ہے کسی شخص نے ایک اراضی مرزوعہ وقف کر کے اپنے قبضہ سے نکال کر کسی قیم کے قبضہ میں دیدی پھر چاہا کہ
اُسکے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لے پس اگر اُسنے اصل وقف میں یہ شرط کر لی ہو کہ مجھے قیم کے معزول کرنے اور اسکے
قبضہ سے نکال لینے کا اختیار ہوگا تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر یہ شرط نہ کی ہو تو بنابر قول امام محمد کے اسکو یہ اختیار نہیں
ہے اور بنابر قول امام ابو یوسف کے اسکو اختیار ہے اور مشائخ بلخ بہ قول امام ابو یوسف کے فتوی دیتے ہیں اور اسی کو فقیہ
ابو اللیث نے لیا ہے اور مشائخ بخارا بہ قول امام محمد رح کے فتوی دیتے ہیں اور اسی پر فتوی دیا جائیگا یہ مضمرات میں ہے۔ اور
اگر وقف کنندہ نے اپنے واسطے ولایت شرط کر لی ہو حالانکہ وقف کنندہ اس وقف کے حق میں امین نہیں سمجھا جاتا ہے تو قاضی کو
اختیار ہے کہ اُسکے قبضہ سے نکال لے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر متولی نے تعمیر وقف ترک کی حالانکہ اُسکے پاس حاصلات وقف سے
اسقدر ہے کہ اس سے تعمیر و اصلاح وقف کر سکتا ہے تو قاضی اسکو تعمیر و اصلاح پر مجبور کریگا پس اگر اُسنے کیا تو خیر ورنہ اُسکے ہاتھ
سے نکال لیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے نے اپنے واسطے ولایت شرط کی اور یہ شرط کی کہ سلطان یا قاضی کو اسکے
معزول کرنے کا اختیار نہوگا پس اگر وہ شخص ولایت وقف کے واسطے امانتدار نہو تو یہ شرط باطل ہوگی اور قاضی کو اختیار ہوگا
کہ اسکو معزول کر دے اور دوسرے کو متولی مقرر کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور نیز قاضی کو اختیار ہوگا کہ اگر وقف کے
حق میں بہتر معلوم ہو تو جسکو واقف نے مقرر کیا ہے اسکو معزول کر کے دوسرا لائق مقرر کر دے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر
یہ شرط قرار دی کہ فلاں اُسکا متولی ہو اور مجھے اُسکے خارج کرنے کا اختیار نہوگا تو متولی کرنا جائز ہے مگر شرط عدم اختیار اخراج
باطل ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر واقف نے کسی شخص کے واسطے شرط کی کہ میری حین حیات و بعد وفات کے یہ متولی ہو تو جائز
ہے پس اُسکی حین حیات میں اسکی طرف سے وکیل ہوگا اور بعد موت کے وصی ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اس وقف کا
متولی کیا تو اسکی حین حیات تک اسکی ولایت رہیگی اور بعد موت وقف کرنے والے کے نہ رہیگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے

تجھے اپنے اس صدقہ پر اپنی زندگی میں اور بعد موت کے وکیل کیا تو یہ جائز ہے اور یہ شخص اسکی زندگی میں وکیل ہوگا اور بعد موت کے
وصی ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر واقف نے وقف کا کوئی قیم[1] مقرر نہ کیا یہاں تک کہ اسکی وفات کا وقت آگیا پس اُسنے وفات
کے وقت ایک شخص وصی مقرر کیا تو اسکے اموال کے واسطے وصی ہوگا اور اسکے اوقاف کے واسطے قیم ہوگا اور اگر اسکے بعد
دوسرے کو وصی کیا تو یہ دوسرا اسکے اموال کیواسطے ہوگا یعنی اموال کیواسطے دو وصی ہوجاوینگے مگر دوسرا اسکی اوقات[12 جمع وقف] کے
واسطے قیم نہوگا اور اگر وقف کنندہ نے کسی کو قیم نہ کیا یہاں تک کہ قاضی نے ایک شخص کو قیم مقرر کیا اور اُسکے قیم ہونے کا
حکم جاری کردیا تو واقف کو اختیار نہوگا کہ اسکو معزول کرکے اپنے آپ متولی ہووے یہ فتاوی غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو
خاصۃ وقف کا وصی کرگیا تو یہ شخص اسکے جملہ اموال کا وصی ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے
اور یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور علی ہذا اگر ایک شخص کو خاصۃ وقف کے واسطے وصی کیا اور دوسرے کو اپنی اولاد کیواسطے
وصی کیا یا ایک کو ایک وقف خاص کا وصی کیا اور دوسرے کو دوسرے وقف معین کا وصی کیا تو دونوں ان دونوں چیزوں
کے واسطے وصی ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی ارضی وقف کی اور اسکی ولایت اپنی زندگی و بعد وفات کے ایک شخص کو دی
پھر اپنی وفات کے وقت اُسنے ایک اور شخص کو وصی مقرر کیا تو ہلال رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ وصی مذکور قیم مذکور کے
ساتھ امر وقف میں شریک ہوگا گویا اُسنے ان دونوں کو وقف کا متولی کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو ارضی وقف کی اور ہر ایک
کے واسطے ایک متولی مقرر کیا تو انہیں سے کوئی دوسرے کے ساتھ شریک نہوگا۔ اور اگر اپنی وقف کی ولایت ایک شخص کیواسطے
کردی پھر ایک شخص دیگر کو اپنا وصی مقرر کیا تو وصی مذکور امر وقف میں قیم کا شریک ہوگا لیکن اگر اُسنے اس طور سے کہا کہ میں نے
اپنی زمین چنین و چنان پر وقف کرکے اسکا متولی فلان کو مقرر کردیا اور فلان دیگر کو میں نے اپنے اموال ترکہ اور جمیع امور کے
واسطے وصی مقرر کیا تو اس صورت میں دونوں سے ہر ایک فقط اسی چیز کا تنہا متولی ہوگا جو اسکو سپرد کی گئی ہے یہ بحر الرائق
میں ہے۔ اور اگر یہ شرط قرار دی کہ میری موت کے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو پھر اسکے بعد فلان متولی ہو تو
ایسی شرط جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے فلان کو وصی کیا اور ہر وصیت سے جو میں نے کی ہے رجوع
کیا تو وقف کا متولی بھی یہی ہوگا اور جو متولی تھا وہ متولی ہونے سے خارج ہوجائیگا۔ اور جب واقف کنندہ نے دو شخصوں کی
ولایت کردی یا وصی و متولی دونوں کے اختیار میں وقف کی ولایت ہوگئی تو ان دونوں میں فقط ایک کو اختیار نہوگا کہ غلہ
وقف کو فروخت کردے اور بنا بر قول امام اعظم کے چاہیے کہ اسکو یہ اختیار ہووے۔ اور جب دونوں میں سے ایک نے غلہ
وقف فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی یا ایک نے دوسرے کو اپنی طرف سے اسکا وکیل کیا تو بیع جائز ہوگی یہ
حاوی میں ہے۔ اور اگر کسی نے وقف میں ایک شخص کو متولی کیا اور اُسپر یہ شرط کرلی کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو
اپنی طرف سے وصی کرے تو شرط جائز ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر دو وصیوں میں سے ایک مرگیا اور اُسنے ایک جماعت کو وصی
مقرر کیا تو انہیں سے کوئی تنہا تصرف کا مختار نہوگا اور نصف غلہ اس جماعت کے قبضہ میں رہیگا جو بجائے وصی فوت شدہ کے
قائم ہوئی ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے قرار دیا کہ میری موت کے بعد فلان و فلان دو شخص اسکے متولی
ہیں پھر دونوں میں سے ایک مرا اور دوسرے متولی کو اپنی طرف سے امر وقف کا وصی کرگیا تو زندہ کا تصرف دونوں کیطرف
سے تمام وقف میں جائز ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو آدمیوں کو اپنا وصی کرگیا پھر ایک نے قبول کیا اور دوسرے
نے انکار کیا تو قاضی بجائے اسکے دوسرا شخص مقرر کردیگا تاکہ دو رائیں مجتمع ہوجاویں کہ جو وقف کنندہ کی غرض تھی اور اگر قاضی

[1] [illegible]

نے تمام ولایت اسی ایک کو جسنے قبول کیا ہو دیدی تو جائز ہے اور چاہیے کہ یہ بلا خلاف ہووے یہ ظہیریہ مین ہے- اور اگر واقف نے ایک مرد اور ایک طفل کو وصی کیا تو قاضی بجاے طفل کے ایک مرد مقرر کردیگا یہ حاوی مین ہے- اور اگر ولایت وقف اسطرح قرار دی کہ فلان شخص تنہا اسکا متولی ہو یہانتک کہ میرا فرزند بالغ ہو پھر جب بالغ ہووے تو اسکا شریک ہوگا تو جو اُسنے اپنے فرزند کے واسطے قرار دیا ہے وہ حسن رح کی روایت کے موافق نہین جائز ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جائز ہے- اور اگر کسی شخص کو وصی کیا باین طور کہ ہمقدر مال معلوم کے عوض ایک زمین خرید کرکے اُسکو ان وجوہ پر وقف کردے اور اس وصیت پر گواہ کر دیے تو جائز ہے اور یہ شخص متولی ہوجائیگا اور اسکو یہ بھی اختیار ہوگا کہ دوسرے کو وصی کردے- اور اگر وقف پر ایک شخص کو متولی کردیا پھر دوسرا وقف کیا اور پھر کوئی شخص متولی نہ کیا تو پہلا متولی اس وقف دوم کا متولی نہوگا الا اس صورت مین کہ واقف نے اس سے یون کہا ہو کہ تو میرا وصی ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر اُسنے ولایت وقف کی شرط اپنی اولاد کے واسطے اس شرط سے کی کہ اولاد مین سے جو افضل ہو وہ متولی ہو پھر اسکے بعد جو افضل ہو وہ متولی ہو اسی ترتیب سے تو اسکی ولایت واقف کی اولاد مین سے افضل کو ہوگی پھر اگر افضل مذکور فاسق ہوگیا تو ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو فضیلت مین اُسکے مثل یا قریب قریب ہے پھر اگر افضل نے فسق چھوڑ کر توبہ کرلی اور دوسرے کی بہ نسبت اعدل و افضل ہوگیا تو ظاہر الروایت کے موافق ولایت اسکی طرف منتقل ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے- اور اگر واقف نے کہا کہ اس وقف کی ولایت میری اولاد مین سے افضل کو ہے پھر اسکے بعد جو افضل ہو اسی ترتیب سے پھر افضل نے اسکے قبول سے انکار کیا تو استحساناً ولایت وقف اسکو ملیگی جو فضیلت مین اُس سے ملتا ہوا ہو اسواسطے کہ افضل کا انکار کرنا اس باب مین بمنزلہ اسکے نہونے و مرجانے کے قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہے- اور اگر کسی نے ولایت وقف اپنی افضل اولاد کے واسطے قرار دی اور یہ سب فضیلت مین مساوی ہین تو یہ ولایت اس شخص کو حاصل ہوگی جو سن مین ان سب سے بڑا ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اور اگر ان سب مین کوئی ولایت کے واسطے لائق نہو تو قاضی کسی اجنبی کو متولی مقرر کردیگا یہانتک کہ انہین سے کوئی اسکے لائق ہوجاوے پس اسکو واپس کر دیگا اور اگر واقف نے ولایت وقف اپنی اولاد مین سے دو آدمیون کے واسطے قرار دی حالانکہ انہین ایک مذکر و ایک مونث دو لائق ولایت ہین تو مونث اسکے ساتھ ولایت مین مشارک ہوگی کیونکہ فرزند کا اطلاق دختر پر بھی ہے بخلاف اسکے اگر کہے کہ میری اولاد مین سے دو لڑکون یا مردون کو تو ایسی صورت مین دختر کا کچھ حق نہوگا یہ بحر الرائق مین ہے- اور اگر قاضی نے انہین سے افضل کو متولی کیا پھر وقف کنندہ کی اولاد مین کوئی بچہ ایسا نکلا کہ وہ اول سے بھی افضل ہے تو ولایت اسی کو حاصل ہوگی اور اگر اولاد مین سے دو شخص باہمون سے افضل مگر آپس مین دونون برابر ہون تو انہین سے جو شخص امور وقف سے زیادہ دانا ہو وہ متولی ہوگا اور اگر دو مین سے ایک پرہیزگاری و صلاحیت مین زیادہ ہو اور دوسرا امور وقف مین بڑھکر ہو تو دانا تر بامور وقف مستحق ہوگا بشرطیکہ اسکی جانب سے امن حاصل ہووے یہ ذخیرہ مین ہے- اور حاوی مین لکھا ہے کہ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کسی نے اپنے پسر صغیر کو وصی مقرر کیا پس قاضی نے اُس کا ایک وصی مرد بالغ مقرر کردیا تو جب یہ پسر صغیر بالغ ہو تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ وصی مذکور کو خارج کردے الا بحکم قاضی یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور اگر ولایت وقف واسطے عبداللہ کے قرار دی یہانتک کہ زید آجاوے تو ایسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا ہے پھر جب زید آجائیگا تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون متولی ہونگے کذا فی الظہیریہ و لیکن اگر اسنے یہ بھی کہا کہ پھر جب زید آجاوے تو ولایت وقف اسی کو ہوگی پس

اس صورت مین زید کے آنے پر عبداللہ کو ولایت وقف نرہیگی اور ہلال و امام ابو یوسف[1] نے فرمایا کہ اول صورت مین بھی
ولایت وقف زید کی طرف منتقل ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کے واسطے ہے جبتک وہ
بصرہ مین ہے تو اُسکی شرط کے موافق رکھا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ میری جورو کو ہے جبتک وہ کسی سے نکاح نہ کرلے پھر جب
نکاح کرلے تو اسکے واسطے ولایت نہ ہوگی تو اُسکے قول کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ ولایت وقف عبداللہ کے واسطے ہے
پھر اسکے بعد زید کے واسطے ہووے پھر عبداللہ مرگیا اور ایک شخص وصی مقرر کیا تو ولایت وقف زید ہی کو حاصل ہوگی
یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر متولی مرگیا اور وقف کرنے والا زندہ ہے تو دوسرے متولی مقرر کرنے کی راے واقف کے
اختیار مین ہے قاضی کو نہ ہوگی اور اگر واقف مرگیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار درجہ اول مین اسکے وصی کو ہوگا کہ
وہی قاضی سے اولی ہوگا اور اگر میت نے کسی کو وصی نہ کیا ہووے تو اُسکا اختیار قاضی کو ہوگا یہ ذخائر صغری مین ہے
اصل مین مذکور ہے کہ جب واقف کے گھرانے مین سے کوئی شخص متولی وقف ہونے کے لائق موجود ہو تب تک قاضی کسی
اور اجنبی کو متولی مقرر نہ کریگا اور اگر واقف کے گھرانے مین کوئی اس لائق نہو پس قاضی نے کسی اجنبی کو متولی مقرر کردیا
پھر اسکے گھرانے مین کوئی ایسا پایا گیا جو متولی ہونے کے لائق ہے تو اجنبی سے منتقل کرکے اسکو دیدیگا یہ وجیز مین ہے
حاوی مین مذکور ہے کہ انصاری نے اپنی کتاب وقف مین ذکر فرمایا کہ اگر حاکم نے وقف کنندہ کے مقرر کیے ہوئے متولی کو
بسبب اسکے فساد کے خارج کردیا پھر اسکے بعد وہ صالح ہوگیا تو کیا آپکے نزدیک یہ ہے کہ حاکم اسکو پھر متولی کرے فرمایا کہ
ہان۔ اور اگر وقف کنندہ کے قرابتیون یا پڑوسیون مین سے کوئی ایسا نہین ہے کہ بغیر روزینہ لیے متولی وقف ہووے
اور دیگر اجنبیون مین ایسے لوگ ملتے ہین کہ بغیر روزینہ لیے ہوئے کار وقف انجام دینے کو قبول کرتے ہین تو فرمایا کہ
یہ قاضی کی راے پر ہے کہ وقف اور جن لوگون کو وقف کا نفع پہونچتا ہے انکے حق مین جو بہتر دیکھے وہ کرے یہ تاتارخانیہ
مین ہے۔ جامع الفصولین مین مذکور ہے کہ اگر واقف نے یہ شرط کی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد مین سے ہو پس آیا
قاضی کو اختیار ہے کہ بلا ظہور خیانت دوسرے کو متولی کردے اور اگر کردیا تو متولی ہوگا یا نہوگا تو شیخ الاسلام برہان الدین
نے اپنے فوائد مین فرمایا کہ نہین یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر قاضی مرگیا یا معزول کیا گیا تو جسکو وقف پر متولی مقرر کیا ہے وہ
اپنے حال پر متولی رہیگا یہ قنیہ مین ہے۔ اور متولی وقف کو اختیار ہے کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو ولایت
وقف سپرد کردے جیسے وصی کو روا ہے کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کرجاوے ولیکن اگر واقف نے متولی
مذکور کے واسطے کچھ مال مسمی مقرر کیا ہوگا تو وہ اس شخص کے واسطے جسکو متولی نے مقرر کیا ہے نہوگا بلکہ اس امر کا مرافعہ
قاضی کے حضور مین کرے جبکہ اُسنے تبرع[2] سے کام کیا ہو تاکہ قاضی اُسکے واسطے اجر المثل مقرر کردے ولیکن اگر وقف کرنے
والے نے یہ اختیار ہر متولی کو دیدیا ہو تو متولی مذکور کے مقرر کرنے ہی سے اسکے واسطے مال مسمی و اجرت معلومہ جو متولی
اول کے واسطے تھی اس دوسرے کے واسطے مقرر ہوجائیگی اور قاضی سے مرافعہ کی ضرورت نہوگی اور قاضی کو یہ نہین پہنچتا
ہے کہ جسکو متولی نے داخل کیا ہے اسکے واسطے وہی قرار دے جو وقف کرنے والے نے اپنے مقرر کیے ہوئے کے لیے قرار دیا تھا
یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر متولی نے چاہا کہ اپنی صحت و حیات مین بجاے اپنے دوسرے کو مقرر کردے تو نہین جائز ہے الا اُس
صورت مین کہ ولایت اسکو بسبیل تعمیم سپرد کی گئی ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر چند گنتی کے معلوم لوگون پر وقف ہووے پس
انھون نے بدون حکم قاضی کے اپنا ایک متولی مقرر کردیا تو اسمین بہت گفتگو ہے چنانچہ صدر الشہید حسام الدین نے فرمایا کہ

[2] فقال ستوجیہ بالاجرة یا مثل اسکے ۱۲

[1] بکذا فی النسخۃ والظاہر یوسف ای یوسف بن خالد ۱۲ ابو یوسف ۱۲
[2] یعنی اپنی کارگزاری پر جو اجرت ملنا چاہیے اسکا اندازہ کردے ۱۲

مختار یہ ہی کہ انکی طرف سے متولی کردینا نہین صحیح ہی اور شیخ الاسلام ابو الحسن سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ ایسی صورت مین یہ حکم دیتے تھے کہ اگر اُنھون نے متولی مقرر کردیا تو متولی ہوجائیگا جیسے اگر قاضی نے انکی اجازت دیدی تو ہوجاتا ہی پھر متاخرین مشائخ و استاد ظہیر الدین نے اتفاق کیا کہ افضل یہ ہی کہ وہ لوگ اپنے طور پر متولی مقرر کرلین اور قاضی اُس سے آگاہ نہو اور یہ اسوجہ سے کہ اُنھون نے اموال وقف مین انکی طمع دیکھکر احتمال فساد کیا اور بندہ کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ مین وہ فساد واقع ہوگیا جسکا انکو احتمال تھا پس واجب ہوا کہ متاخرین ہی کا فتوی اختیار کیا جاوے یہ غیاثیہ مین ہی۔ ایک مسجد معین کیواسطے ایک وقف صحیح ہی اور اُسکا ایک متولی ہی پھر متولی مذکور مرگیا پھر اہل مسجد جمع ہوئے اور اتفاق کرکے بدون حکم قاضی کے اُنھون نے ایک شخص کو متولی وقف کردیا پھر اس متولی نے حاصلات وقف سے تعمیر و رستی مسجد مذکور کا انصرام کیا تو مشائخ نے اس تولیہ مین اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ تولیہ نہین صحیح ہی اور قیم کا مقرر کرنا قاضی کے اختیار مین ہوگا پھر اگر اس متولی نے وقف کو اجرت پر دیا اور تعمیر مسجد مین حاصلات وقف کو خرچ کیا تو ضامن نہوگا اسواسطے کہ جب تولیہ صحیح نہوا تو وہ غاصب ہوجائیگا اور غاصب جب مال غصب کو اجارہ پر دے تو اجرت اسی کی ہوتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر اس روایت کے ماخوذ ہونے پر تنبیہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خود مجھے معلوم ہی کہ فتوے اسپر ہی کہ اوقاف کے غصب کرنیوالے سے تاوان لیا جاوے کذا فی فتح القدیر قال المترجم ہان جو اوقاف کو غصب کرے وہ ضامن قرار دیا جاوے ولیکن مسئلہ کتاب قاضی خان مین یہ ہی کہ اوقاف غصب کردہ کو اجارہ پر دیکر اسکی اجرت لے تو اس اجرت کا ضامن نہوگا این احد ہما من الآخر فلیتامل۔ اور اگر کسی نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ وہ لوگ دوسرے شہر مین ہین تو انکے شہر کو قاضی کو اختیار ہی کہ وقف کے واسطے کوئی متولی مقرر کرے اور اگر اسکے واسطے سالانہ کوئی مقدار معلوم معین مقرر کردی تو بقدر اجر المثل کے اسکے واسطے حلال ہی اگرچہ وقف کرنے والے نے یہ شرط نکیا ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر وقف کے دو قیم ہون کہ ایک کو ایک شہر کے قاضی نے اور دوسرے کو دوسرے شہر کے قاضی نے مقرر کیا ہو پس آیا دونون مین سے ہر ایک کو روا ہی کہ بدون دوسرے کے تصرف کرے تو شیخ امام اسمعیل زاہد نے فرمایا کہ چاہیے کہ دونون مین سے ہر ایک کا تصرف جائز ہو اور اگر ان دونون قاضیون مین سے ایک نے چاہا کہ جس قیم کو دوسرے قاضی نے مقرر کیا ہی معزول کردے تو فرمایا کہ اگر قاضی مذکور کو اسکے معزول کرنے مین وقف کے واسطے کوئی مصلحت معلوم ہوئی تو اسکو یہ اختیار ہوگا ورنہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر قاضی نے وقف کے واسطے باوجود ایک قیم کے دوسرا قیم مقرر کیا تو اس سے پہلا معزول نہوجائیگا بشرطیکہ وہ وقف کنندہ کا مقرر کیا ہوا ہووے اور اگر خود قاضی کا مقرر کیا ہوا ہو اور دوسرے کے مقرر کرنے پر اسکو آگاہ کردیا تو معزول ہوجائیگا۔ فتاوی صاعدیہ مین ہی کہ اگر متولی وقف نے وقف کی کوئی چیز فروخت کی یا رہن کی تو یہ خیانت ہی پس وہ معزول کردیا جاوے یا اسکے ساتھ کوئی ثقہ معتمد اور مقرر کیا جاوے۔ اور وقف کنندہ کی طرف سے جو شخص متولی مقرر ہی اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو معزول کیا تو وہ معزول نہوجائیگا لیکن اگر وقف کنندہ نے یا قاضی نے کہے اور وہ خارج کردے تو خارج ہوسکتا ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اگر متولی وقف نے کوئی چیز وقف کی اجارہ پر دی پھر معزول کیا گیا اور بجائے اسکے دوسرا قیم مقرر کیا گیا تو بعض نے فرمایا کہ اجرت وصول کرنیکا اختیار اسی معزول کو ہوگا اور اصح یہ ہی کہ جو جدید مقرر ہوا ہی اسکو ہوگا اسواسطے کہ معزول نے اسکو وقف کے واسطے اجارہ پر دیا تھا اپنی ذات کے واسطے نہین دیا تھا۔ اور اگر قیم نے ایسا دار فروخت کیا جسکو اُسنے مال وقف سے خریدا تھا پس اگر اسکا ثمن جو مشتری سے قرار پایا ہی اسکی قیمت سے زائد نہو تو قیم کو اختیار ہی کہ مشتری کے ساتھ اسکی بیع کا اقالہ کرلے اور اسیطرح

اگر یہ معزول کیا گیا اور دوسرا بجاے اسکے مقرر کیا گیا تو مقرر شدہ کو اس بیع کے اقالہ کا اختیار ہے اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہے یہ بحر الرائق مین ہے اگر وقف کنندہ نے وقف کے واسطے کوئی قیم مقرر کیا پھر قیم مذکور مرگیا تو اسکو اختیار رہیگا کہ بجاے اسکے دوسرا مقرر کرے اور اسکی موت کے بعد قاضی کو اختیار ہوگا کہ قاضی مقرر کرے اور افضل یہ ہے کہ جسپر وقف ہے اسکی اولاد یا اقارب مین سے جبتک کوئی ایسا پایا جاوے جو اس کام کے لائق ہے تب تک اسی کو مقرر کرے یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر اراضی موقوفہ مین کوئی درخت خرما ہوا ور قیم کو خوف ہوا کہ یہ تلف ہو جائیگا تو قیم کو اختیار ہوگا کہ وقف کی آمدنی مین سے فصیل خرید کر کے اسکا جماوے تاکہ وہ منقطع نہو جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور یہ مسئلہ نظیر اسکی ہے کہ اگر کوئی دار وقف کیا گیا تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ لکڑیاں اور اینٹین جو اسکی مرمت کے واسطے درکار ہون داخل کرے تاکہ وہ خراب نہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اس اراضی مین سے کوئی قطعہ شور ہو کہ اسمین کچھ پیدا نہوتا ہو پس اسکی کج و اصلاح کی ضرورت ہو تاکہ اسمین پیداوار ہو تو قیم کو اختیار ہوگا کہ جملہ اراضی کی حاصلات سے پہلے اس قطعہ زمین کی اصلاح کرے یہ محیط مین ہے۔ پھر واضح ہو کہ تعمیر جبھی آمدنی وقف سے ہوگی کہ جب خرابی کسی شخص کے فعل سے نہوا ور اسی وجہ سے ولوالجیہ مین فرمایا کہ ایک شخص نے وقف دار کو اجارہ دیا پس مستاجر نے اسکے رواق کو جانورون کا مربط بنایا کہ وہان باندھا کرتا تھا پس اسکو خراب کیا تو وہ ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر اراضی موقوفہ کے قیم نے چاہا کہ اس اراضی مین کوئی قریہ آباد کرے کہ اسمین لوگ زیادہ ہون اور حفاظت کرین اور اسمین غلہ کی پیداوار بڑھے کیونکہ اسکی ضرورت ہے تو اسکو ایسا اختیار ہوگا اور یہ مثل اسکے ہے کہ ایک کاروان سراے فقیرون پر وقف ہے اور وہان ایک خادم کی ضرورت ہے کہ کاروان سراے کو جھاڑ بہار کر صاف رکھے اور دروازہ کھولے اور بند کرے پس متولی نے اسمین سے ایک کوٹھری کسی شخص کو رہنے کے واسطے دیدی اور اسکی اجرت کا عوض یہ ہے کہ ایسا کیا کرے اور اسکی پرداخت مین مشغول رہے تو یہ جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر اراضی موقوفہ متصل آبادی شہر ہو کہ لوگ اسکے مکانات کرایہ پر لینے پر رغبت رکھتے ہون اور اسی طرح کرایہ سے آمدنی بہ نسبت پیداواری زراعت و درختون کے زیادہ ہو تو قیم کو اختیار ہوگا کہ اسمین مکانات بنوا دے کہ انکو اجارہ پر دیا کرے بخلاف اسکے اگر زمین موقوفہ عمارات شہر سے دور ہو تو ایسی صورت مین قیم کو اختیار نہوگا کہ اسمین مکانات بنوا کر انکو اجارہ پر دے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر غلہ اراضی کی مشروط لہ ایک جماعت ہو جنمین سے بعضے اس امر پر راضی ہوے کہ متولی اسکی مرمت مال وقف سے کرے اور بعض نے انکار کیا پس جو راضی ہوئے متولی اسکا حصہ اسکے حصہ آمدنی سے تعمیر کریگا اور جو انکار کرتا ہے اسکا حصہ اجارہ پر دیگا اور اسکی آمدنی اسکی عمارت مین صرف کریگا یہان تک کہ تعمیر پوری ہو جاوے پھر بحال سابق اسکی طرف عود کریگی یہ خزانۃ المفتین و حاوی مین ہے۔ اور فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہے کہ ایک دوکان فقیرون پر وقف کی گئی ہے اور اسکا ایک قیم ہے پھر ایک شخص نے بغیر اجازت قیم کے اسمین کوئی عمارت بنائی تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اسکا خرچہ قیم سے واپس لے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بنانے والا اپنی عمارت اسطرح رفع کر سکے لیجا سکتا ہے کہ بناے قدیم کو مضرت نہ پہونچے تو اسکو اختیار ہوگا کہ رفع کر لیجاوے اور اگر بدون مضرت بناء قدیم کے رفع کر لیجانا ممکن نہین ہے تو نہین لیجا سکتا ہے ولیکن یہان تک اسکو انتظار دیا جائیگا کہ اسکا مال تحت عمارت سے خلاص ہو کر نکل آوے پھر اسکو وہ لے لیگا اگر وہ اس امر پر راضی نہوا کہ قیم مذکور قیمت دیکر وقف کے واسطے اسکا مالک ہو جاوے اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اسقدر معاوضہ دیکر وقف کے واسطے قیم اسکا مالک ہو جاوے تو جائز ہے ولیکن

حاشیہ: ۱؎ بیع فسخ کرنے کا ۱۲ ۔ ۲؎ یعنی اگر وقف کنندہ مرگیا ۱۲ ۔ ۳؎ بیع کاربردار ونگران کو ۔ ۴؎ یعنی شور زمین جسمین پیداوار نہو ۱۲ ۔ (حاشیہ کا باقی حصہ غیر واضح)

یہ دیکھا جائیگا کہ بنے ہوئے ہونے کی حالت مین اسکی کیا قیمت ہے اور توڑی ہوئی حالت مین اسکی کیا قیمت ہے پس جو قیمت دونون
مین سے کم ہو اُس سے زیادہ معاوضہ دینے پر روا نہو گا یہ محیط مین ہے - اور اگر ایک شخص نے اپنا گھر اس شرط سے
وقف کیا کہ فلان شخص اپنی زندگی بھر اسمین رہے یا دس برس یا زیادہ مدت معلومہ تک اسمین رہے پھر بعد اسکے یہ گھر مسکینون
پر وقف ہے تو یہ جائز ہے - اور فلان مذکور کو یہ اختیار نہو گا کہ اس دار کو کرایہ پر دے ہان یہ اختیار ہو گا کہ خود اسمین مع اپنے
اہل و عیال و خادمون کے رہے پھر جن لوگون پر وقف کیا ہے اگر وہ ایک جماعت ہو جنمین سے بعض اسمین رہنا چاہتے ہین
اور بعضے اسکو اجرت پر دیا چاہتے ہین تو قاضی انکو حکم دیگا کہ تہایو کر لین یعنے چند روز کی باری کر لین پھر جو شخص رہنا چاہتا ہے
وہ باری کے ایام بھر اسمین رہے اور جو شخص اجارہ پر دینا چاہتا ہے وہ اپنی باری پر بمقدار کرایہ پر دیدے یہ حاوی مین ہے
اور اگر وقف کنندہ نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی فلان شخص کیواسطے ہے تو اسکی کوئی روایت متقدمین سے نہین پائی جاتی ہے
اور اگر ایک شخص کے واسطے کرایہ مکان کی وصیت کی گئی ہو اور اُسنے چاہا کہ مین اسمین رہا کرون تو متاخرین نے اسمین
اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہے پس کرایہ کی وصیت کی صورت مین اختلاف ہونے سے
بطریق دلالت وقف مین بھی اختلاف ہو گا اور بعض نے فرمایا کہ احتیاط یہ ہے کہ قیم اسکو سواے اس شخص کے جسپر وقف
کیا گیا ہے دوسرے کو اجارہ پر دیکر اسکا کرایہ وصول کر کے جسپر کرایہ وقف کیا گیا ہے اسکو دیدے یہ محیط سرخسی مین ہے اور
اگر وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی کہ بدین شرط کہ وہ لوگ اسکو کرایہ پر چلاوین اور انکو اسمین رہنے کا اختیار نہین ہے تو اسکی
شرط کے موافق عملدرآمد ہو گا یہ حاوی مین ہے - اور قیم کو یہ اختیار نہین ہے کہ جو وقف بر وجہ تعمیر مدرسہ تھا اور باقی بوجہ فقرا
اسکی آمدنی سے تعمیر مدرسہ کی جو فاضل بچا ہے اسکو بطور دین دیگر فقیہون پر صرف کر دے اگرچہ وہ لوگ اسکے حاجتمند ہون
یہ قنیہ مین ہے - اور اگر اراضی وقف کی آمدنی سے قیم کے پاس مال جمع ہو گیا ہو اور اسکو کوئی وجہ خیر نظر آئی اور وقف مین
بھی تعمیر و اصلاح کی ضرورت ہے اور قیم کو خوف ہوا کہ اگر مین وقف کی تعمیر و اصلاح مین صرف کرتا ہون تو یہ نیکی ہاتھ سے
جاتی ہے تو دیکھا جاوے کہ اگر اراضی وقف کی اصلاح و مرمت مین دوسری آمدنی وصول ہونے تک تاخیر کرنے مین
کھلا ہوا ایسا ضرر نہو کہ جس سے وقف کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو وہ مرمت و اصلاح وقف مین تا حصول آمدنی دیگر
تاخیر کر دے اور موجودہ مال کو اس وجہ خیر کی طرف صرف کر دے اور وجہ خیر سے یہان یہ مراد ہے کہ ایسی وجہ خیر ہو کہ ایک
نوع فقیرون پر آمدنی صرف ہوتی ہو جیسے کافرون کے ہاتھ مین مسلمان قید ہو گئے ہون انکی رہائی مین یا جو شخص ہاد سے منقطع
ہو گیا ہے اسکی دستگیری مین صرف کرے اور رہی تعمیر مسجد یا رباط یا اسکے مانند ایسی وجوہ خیر جنمین اہلیت تملیک نہین ہے یعنے
ایسی نہین ہین کہ صدقہ انکے ملک مین کر دیا جاوے تو ایسے وجوہ کی جانب غلہ وقف کا صرف کرنا انکو نہین روا ہے یہ فتاوی
قاضیخان مین ہے - اور اگر متولی نے وقف کی آمدنی مستحقین مین صرف کر دی حالانکہ وقف مین تعمیر و اصلاح کی ایسی ضرورت
ہے کہ تاخیر روا نہین ہے تو متولی مذکور ضامن ہو گا اور جب اُسنے ضمان دیدی تو چاہیے کہ جو مستحقین کو دیا ہے اسکو مستحقین سے
واپس نہ لے سکے بر قیاس مودع یعنی جیسے پسر کا مال اگر کسی کے پاس ودیعت ہے اور اُسنے بغیر اجازت پسر کے یا قاضی کے
پسر کے والدین کو انکے نفقہ مین دیا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ وہ ضامن ہو گا اور پسر کے والدین سے واپس نہین لے سکتا ہے یہ
بحر الرائق مین ہے - وقف کی ایک دوکان بازار مین اپنے قریب کی دوسری دوکان پر جھکی پڑی اور دوسری دوکان تیسری دوکان
پر جھک پڑی اور قیم نے دوکان وقف کی تعمیر سے انکار کیا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر وقف کی آمدنی اس قدر موجود ہو کہ اس سے

دوکان وقف کی تعمیر ہو سکے تو دونون دوکانون کے مالکون کو اختیار ہوگا کہ وہ قیم کو ماخوذ کرین کہ آمدنی وقف سے اس دوکان کو مرمت و تعمیر کرائے اور اپنے موقع پر کرادے اور اسکے ملک سے اس شاغل کو دور کرے اور اگر وقف مین اتنی آمدنی نہو کہ اس سے اسکی تعمیر و اصلاح ممکن ہو تو دونون دوکان والون کو چاہیے کہ قاضی کے حضور مین مرافعہ کرین پس قاضی اس قیم کو اس تعمیر کیواسطے قرضہ لینے کا حکم دیگا جو آمدنی وقف سے ادا کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور وقف کے پڑے ہوے میدان مین اگر متولی نے کوئی عمارت بنائی تو وہ وقف کی ہوگی اگر اسکو وقف کے مال سے بنایا ہو یا اپنے ذاتی مال سے بنایا اور وقف کیواسطے نیت کی یا کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اسنے اپنے واسطے بنائی اور گواہ کرلیے ہین تو اسی کی ہوگی اور اگر کسی اجنبی نے کوئی عمارت بنائی اور کچھ نیت نہ کی تو اسی کی ہوگی اور یہی حکم درخت لگانے مین ہی یہ قنیہ مین ہی- اور اگر وقف کے درم اپنی حاجت مین صرف کرلیے اور اسکے مثل وقف کی عمارت و مرمت مین خرچ کردیے تو ضمان سے بری ہوجائیگا- اگر وقف کے اسکان مین قیم نے کوئی شہتیر داخل کیا بدین قصد کہ اسکی آمدنی سے اسکو لے لونگا تو اسکو اختیار ہی- اور اگر متولی نے اپنے مال سے وقف پر خرچ کیا اور واپس لینے کی شرط کرلی تو واپس لے سکتا ہی یہ سراجیہ مین ہی- اور اگر قیم نے یا مالک نے مکان کے مستاجر[ملہ] سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے تعمیر کی اجازت دی پس اسنے اسمین کوئی تعمیر باجازت قیم یا مالک بنائی تو اسکا خرچہ مالک یا قیم سے واپس لیگا اور یہ اسوقت ہی کہ جو عمارت بنائی ہو اسکا بڑا فائدہ مالک کی طرف راجع ہو اور اگر مستاجر کی طرف راجع ہو اور مکان کے حق مین اس سے ضرر ہو جیسے چوبچہ یا کچھ مکان اس تعمیر مین کھنچ جاوے جیسے تنور تو واپس نہین لے سکتا ہی تاوقتیکہ اسنے واپس لینے کی شرط نہ کرلی ہو یہ قنیہ مین ہی شیخ ابو الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف کی چوتھائی آمدنی تعمیر مدرسہ مین اور تین چوتھائی فقیرون پر وقف تھی پس اسنے آمدنی اسی طرف صرف کی مگر مدرسہ کی تعمیر کی امسال کوئی ضرورت نہ تھی پس وہ بچا ہوا رکھا ہی پس آیا قیم کو جائز ہی کہ اسکو فقیہون یعنی مدرسین مدرسہ کو بطور قرضہ کے دیدے کہ آیندہ سال کی انکی آمدنی سے وضع کرلے اور حال یہ ہی کہ ان لوگون کو حاجت ہی تو شیخ نے فرمایا کہ نہین اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا تو انھون نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتارخانیہ مین ہی- ایک شخص نے اپنی مزرعہ اس طور پر وقف کی کہ میرے قرابتی محتاجون کو اور میرے گانون کے محتاجون کو پھر جو بچے وہ مسکینون کو دیا جاوے تو جائز ہی خواہ وہ لوگ داخل شمار ہون یا نہون- اور اگر متولی نے چاہا کہ انہین سے بعض کو تفضیل دے تو اس مسئلہ مین چند صورتین ہین اول آنکہ وقف اسکے قرابتی محتاجون اور گانون کے محتاجون پر ہو اور ہر دو فریق داخل شمار نہین ہین دوم آنکہ ہر دو فریق داخل شمار ہین سوم آنکہ ہر دو فریق مین سے ایک داخل شمار ہی اور دوسرا داخل شمار نہین ہی پس وجہ اول مین نصف آمدنی واسطے فقرا ے قرابت کے اور نصف واسطے فقرا ے گانون کے الگ کرے پھر ہر فریق کے حصہ مین سے جسکو چاہے دے اور جسطرح تفضیل کے ساتھ چاہے دے اس واسطے کہ وقف کرنیوالے کا مقصود صدقہ ہی اور صدقہ مین یون ہی حکم ہی اور دوسری صورت مین اسکی آمدنی ان سب کی تعداد پر مساوی تقسیم کرکے بانٹ دے اور اسکو تفضیل دینے کا اختیار نہین ہی اسواسطے کہ واقف کا قصد وصیت ہی اور وصیت کا حکم یون ہی ہوتا ہی اور تیسری صورت مین پہلے اسکی آمدنی کے دو حصے کرے پھر جس فریق کے لوگ داخل شمار ہین انکو مساوی انکی تعداد پر بلا تفضیل تقسیم کردے اور جو فریق داخل شمار نہین ہی اسکا حصہ مجموعی رکھ لے پھر انمین سے جسکو چاہے اور جسطرح چاہے ان میں سے دے لیکن تفضیل کا مختار ہی جیسے کہ ہم نے بیان کیا اور یہ تفریع

[ملہ] اجارہ پر لینے والا جسکو ہمارے عرف مین ٹھیکہ دار بولتے ہین ۱۲

بنا بر قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے ہے اور بنا بر قول امام محمد رح کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر
وقف کنندہ نے فقرائے اس شہر پر وقف کیا پس اگر یہ لوگ داخل شمار نہ ہوں تو قیم کو اختیار ہے کہ انہیں سے جسکو چاہے
دیدے اور اگر داخل شمار ہوں تو انکی تعداد پر مساوی تقسیم کر دے کہ جسمیں مرد و عورت سب برابر ہونگے۔ اور اگر قیم نے
انہیں سے جو داخل شمار ہیں کسی ایک کا حصہ اپنی ذات پر خرچ کر لیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قیم سے ضمان لے یا اپنے
شریکوں سے اپنا حصہ وصول کرلے پھر وہ لوگ قیم سے لے لینگے۔ اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ محتاج کو اسکا
قوت دیا جاوے تو اسکی آمدنی سے جیسا کھانا اور کپڑا اور رہنے کا مکان ممکن ہوگا دیگا پھر اگر اراضی وقف ہو تو ہر ایک
کو بشرط امکان سالانہ قوت دیدے اور دیگر اوقاف جو کرایہ پر چلائے جاتے ہیں انہیں ماہواری قوت دیگا یہ فتاوی غیاثیہ
میں ہے۔ اور اگر اراضی وقف خراب ہو گئی اور متولی نے چاہا کہ اسمیں سے تھوڑی زمین فروخت کر کے اسکے ثمن سے
باقی کی مرمت کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر متولی نے عمارات اسمیں سے کوئی عمارت جو منہدم نہیں ہوئی ہے فروخت
کی تاکہ مشتری گرالے یا پھلدار درخت بیچا تاکہ مشتری کاٹ لے تو بیع باطل ہے پھر اگر مشتری نے عمارت کو گرا لیا یا درخت
کو کاٹ لیا تو قاضی کو لازم ہے کہ اس قیم کو اس وقف سے خارج کر دے اسواسطے کہ وہ خائن ہو گیا پھر قاضی کو اختیار ہے
چاہے اس مبیع کی قیمت اس بائع سے تاوان لے اور چاہے مشتری سے تاوان لے پس اگر بائع سے تاوان لے تو
اسکی بیع نافذ ہو گئی اور اگر مشتری سے تاوان لی تو بیع باطل ہو گئی مشتری اپنا ثمن اس سے واپس لے یہ ذخیرہ میں ہے
ایک اراضی وقف ہے جسکے متولی کو وقف کنندہ کے وارث سے یا ظالم سے خوف ہوا تو اسکو اختیار ہے کہ اراضی مذکور کو فروخت
کر کے اسکا ثمن صدقہ کر دے ایسا ہی نوازل میں مذکور ہے اور فتوی اس امر پر ہے کہ یہ نہیں جائز ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ وقفی
درخت اگر پھلدار ہوں تو انکا فروخت کر دینا نہیں جائز ہے الا جبکہ وہ اکھڑ گئے ہوں اور اگر ایسے درخت ہوں کہ پھل
نہیں دیتے ہیں تو قبل اکھڑنے کے انکی بیع جائز ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور درختان وقف یعنی جو باغ انگور کے اندر ہیں
انکی بیع کرنے میں یہ حکم ہے کہ دیکھا جاوے اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ سے ناقص نہ ہوتے ہوں تو انکی بیع نہیں جائز
ہے اور اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ سے ناقص ہوتے ہوں تو دیکھا جاوے کہ اگر ان درختوں کے پھل بہ نسبت
انگوروں کے زائد ہوں تو متولی کو روا نہیں ہے کہ انکو فروخت کرے اور قطع کرے۔ اور اگر بہ نسبت انگوروں کے کم
ہوتے ہوں تو متولی کو انکی بیع کا اختیار ہے۔ اور اگر یہ درخت ایسے ہوں کہ پھل نہ دیتے ہوں اور انگوروں کے پھل انکے
سایہ کی وجہ سے کم ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار ہے کہ انکو فروخت کر کے قطع کراوے اور اگر انگوروں کے پھل انکے سایہ
سے کم نہ ہوتے ہوں تو متولی کو اختیار نہیں ہے کہ انکو فروخت کر کے قطع کراوے اور اگر یہ درخت مثل دلب و بید وغیرہ کے
ہوں تو انکی بیع جائز ہے اسواسطے کہ یہ درخت بمنزلہ پھلوں کے ہیں اسلیئے کہ بید و دلب جب قطع کیئے جاتے ہیں تو دوبارہ
اگتے ہیں اور پھر کاٹے جاتے ہیں تو پھر اگتے ہیں اسی طرح جب کاٹے جاتے ہیں پھر اگتے ہیں اور اسی طرح اگر درختان
توت کے پتے فروخت کر دیے تو جائز ہے۔ اور اگر مشتری نے ان درختوں کے پالو قطع کر لینی چاہی تو متولی اسکو ممانعت
کرے اور اگر متولی نے مشتری کو پالو کاٹنے سے ممانعت کرنے سے انکار کیا تو یہ فعل اسکا خیانت ہوگا یعنی معزول کیا جاوے گا یہ محیط سرخسی میں
ہے۔ اور اگر مکان وقف میں جوز کا درخت ہو پھر یہ مکان خراب ہو گیا تو قیم کو روا نہیں ہے کہ مکان کی تعمیر کے واسطے اس
درخت کو فروخت کر دے ولیکن دار کو کرایہ پر دے اور کرایہ سے اسکی تعمیر کرے اور درخت مذکور کے پھلوں کو

فروخت کرکے تعمیر مکان مین لگا دے مگر یہ نہین کرسکتا ہو کہ خود درخت کو بیچ کر ایسا کرے یہ سراجیہ مین ہو متولی مسجد نے اگر مال مسجد کے عوض کوئی دوکان یا مکان خریدا پھر اسکو فروخت کر دیا تو جائز ہو بشرطیکہ متولی مذکور کو خرید کرنے کا اختیار و ولایت حاصل ہووے۔ اور یہ مسئلہ بربنای مسئلہ دیگر ہو اور وہ یہ ہو کہ متولی مسجد نے اگر ایسی حاصلات سے جو مسجد کیواسطے وقف ہو کوئی مکان یا دوکان خریدی تو یہ مکان یا دوکان آیا اُن دوکانون سے ملحق ہوگی جو مسجد کیواسطے وقف ہین یا نہین اور اسکے معنی یہ ہین کہ آیا یہ بھی وقف ہوجائیگی یا نہوگی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہو اور صدر شہید رح نے فرمایا کہ مختار یہ ہو کہ وہ وقف نہو جائیگی ولیکن مسجد کے واسطے کرایہ پر چلائی جائیگی یہ مضمرات مین ہو۔ اور اگر وقف مسجد کے مال سے ایک کپڑا خرید کر مساکین کو دیدیا تو جو ثمن اُسنے مال وقف سے دیا ہو اُسکا ضامن ہوگا اسواسطے کہ یہ خرید اُسکی ذات کیواسطے واقع ہوئی تھی یہ اسعاف سے بحر الرائق مین نقل ہو۔ اور اگر فقیرون پر اپنا دار وقف کیا تو قیم اسکو کرایہ پر دیگا اور اسکی اجرت سے پہلے اسکی تعمیر مین لگا دے اگر حاجت ہو اور قیم کو یہ اختیار نہین ہو کہ اس دار مین کسی کو بغیر اجرت کے ساکن کرے یہ محیط مین ہو۔ جامع الجوامع مین مذکور ہو کہ اگر منہدم ہو کر وہ دوبارہ بنایا گیا تو اسکے ساکنین اسکے احق ہونگے الا اس صورت مین کہ اسطرح منہدم ہو گیا ہو کہ اُسمین سے کوئی ہیئت بھی باقی نہ رہا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر قیم اجارہ پر دینے کے بعد مرگیا تو عقد اجارہ نہ ٹوٹیگا اور اگر وقف کنندہ نے خود اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اُسمین قیاس یہ ہو کہ اجارہ باطل ہوجاوے اور امام ابو بکر اسکاف رح نے اختیار فرمایا ہو اور استحسان یہ ہو کہ اجارہ نہ ٹوٹیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ فتاوی محمد بن الفضل مین مذکور ہو کہ متولی نے زمین وقف کو اجارہ پر دیا پھر متولی و مستاجر قبل انقضاے مدت کے مرگیا تو زراعت اس مستاجر کے وارثون کی ہوگی جسنے اپنے بیجون سے کھیتی بوئی ہو اور زراعت سے جو کچھ ارضی کو نقصان پہونچا وہ نقصان ان وارثون پر واجب ہوگا اور یہ تاوان نقصان اس ارضی وقف کے کامون مین صرف کیا جائیگا اور جسپر ارضی وقف ہو انکو نہ دیا جائیگا یہ حاوی حصیری مین ہو۔ اور اگر قاضی نے وقف کے دار کو اجارہ پر دیا پھر قبل مدت اجارہ گذرنے کے معزول کیا گیا تو اجارہ باطل نہوگا یہ مضمرات مین ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ جسپر وقف ہو وہی متولی بھی ہوا اور اُسنے اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ نہ ٹوٹیگا اگرچہ مال اجارہ اُسی کا ہو یہ حاوی مین ہو۔ اور اسی طرح اگر مدت اجارہ تمام ہونے سے پہلے ان لوگون مین سے جنپر وقف ہو بعضے مرگئے تو بھی اجارہ باطل نہ ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اس صورت مین اس بعض موقوف علیہ کے مرنے تک جو کچھ اجرت واجب ہوئی ہو اسمین سے ہر ایک کو اُسکا حصہ دیا جائیگا اور میت کا حصہ اسکے وارث کو دیا جائیگا اور بعد ان بعض کے مرنے کے جو کچھ کرایہ تا آخر مدت واجب ہوا وہ مخصوص انہین لوگون کا ہوگا جو زندہ باقی ہین اور اسی طرح اگر اول بعض کے مرنے کے بعد تھوڑی مدت پیچھے اور بعض بھی مرگئے تو اسمین بھی اسی طریقہ و قیاس سے آمدنی تقسیم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اجرت پیشگی لے لیگئی ہو اور جن لوگون پر وقف ہو انھون نے باہم تقسیم کرلی پھر انمین سے بعض مرگئے تو قیاس یہ ہو کہ قسمت ٹوٹ جائیگی اور جو مرا ہو اسکے مرنے کے وقت تک جتنی اجرت واجب ہوئی اسمین سے جو کچھ اُسکا حصہ ہووے دیا جائیگا ولیکن ہم استحسان کو لیتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ تقسیم نہ ٹوٹیگی اور اسی طرح اگر تعجیل[1] اجرت شرط کی گئی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ فرمایا کہ اگر مکان وقف کو سال بھر کے واسطے سو درم پر اجارہ دیا اور جنپر یہ مکان وقف کیا گیا ہو وہ تین نفر ہین پھر تہائی سال گذرنے کے بعد انمین سے ایک مرگیا پھر اور ایک تہائی گذرنے کے بعد دوسرا بھی مرگیا اور تیسرا باقی رہگیا تو سال مین سے اول تہائی سال کی اجرت درمیان وارثان میت اول و درمیان وارثان میت ثانی اور درمیان ثالث کے مساوی تین تہائی تقسیم ہوگی اور دوسری تہائی

[1] تعجیل وہ اجرت جو پیشگی ادا کی گئی ہو یعنی اجارہ مین شرط ہو کہ اجرت پیشگی دونگا ۱۲

سال کی اجرت درمیان وارثان میت ثانی اور درمیان ثالث کے مساوی تقسیم ہوگی اور تیسری تہائی پورے شخص ثالث کو ملیگی
پس مسئلہ کی تخریج اٹھارہ سے ہوگی یہ محیط مین ہے- اور جامع الفتاوی مین مذکور ہے کہ اگر وقف کنندہ اپنا مقرر کیا ہوا وصی
چھوڑ کر مرگیا تو وصی کو اختیار ہوگا کہ وقف کنندہ کو اجارہ پر دیدے اور اگر وصی نے اسکو اجارۂ فاسدہ پر دیا تو مستاجر پر اسکا
اجر المثل واجب ہوگا درصورتیکہ مستاجر نے اُس سے نفع اُٹھایا ہو مگر اجر المثل اس مقدار سے جسپر وصی راضی ہوا تھا زائد نہ کیا جائیگا
یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور اگر متولی وقف نے ایسے دار کو جو فقیرون و مسکینون پر وقف ہے ایک سال سے زیادہ مدت کیواسطے اجارہ
پر دیا تو نہین جائز ہے اور اگر وقف کنندہ نے کوئی شرط نہ کردی ہو تو مختار یہ ہے کہ اراضی موقوفہ کی صورت مین تین سال تک کیواسطے
اجارہ دینے کے جواز کا حکم دیا جاوے الا اُس صورت مین کہ قاضی کے نزدیک عدم جواز کیواسطے کوئی مصلحت ظاہر ہو پس عدم
جواز کا حکم دے اور سواے اراضی کے دیگر چیزون مین جب ایکسال سے زائد مدت مقرر کی ہو تو عدم جواز کا حکم دیا جاوے الا آنکہ
کہ جواز کے واسطے کوئی مصلحت نظر آوے تو جواز کا حکم دے اور یہ ایسی بات ہے کہ اختلاف مواضع و اختلاف زمانہ سے اسکا حکم
مختلف ہوگا کذا فی السراجیہ اور یہی فتوی کیواسطے مختار ہے اور زراعت و معاملات مین بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط مین ہے اور فقیہ
امام ابو علی نسفی فرماتے تھے کہ متولی کو تین سال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دینا چاہیے اور اگر اُسنے تین سال کی مدت سے زیادہ
کیواسطے اجارہ پر دیا تو اجارہ جائز ہوگا اور یہ قول حکم مختار سے قریب ہے اسواسطے کہ متولی کا فعل کسی مصلحت دیکھنے پر دلالت
کریگا یہ غیاثیہ مین ہے- اور اگر وقف کرنیوالے نے یہ شرط کردی ہو کہ ایکسال سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر نہ دیا جاوے حالانکہ لوگ ایک
سال کیواسطے اُسکے اجارہ لینے پر رغبت نہین کرتے ہین اور ایکسال سے زیادہ کیواسطے اُسکا اجارہ پر دینا وقف کے حق مین آمدنی
کی راہ سے بہت بہتر ہے اور فقیرون کے حق مین زیادہ نافع ہے تو متولی کو روا نہین ہے کہ وقف کنندہ کی شرط سے خلاف کرے اور
اسکو سال بھر سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیدے مگر ہان یہ کریگا کہ قاضی کے حضور مین یہ امر پیش کردیگا تاکہ قاضی اُسکو سال
بھر سے زیادہ کیواسطے اجارہ پر دیدے- اور اگر وقف کرنیوالے نے وقفنامہ مین بیان کردیا ہو کہ یہ ایکسال سے زیادہ کیواسطے
اجارہ پر نہ دیا جاوے الا جبکہ زیادہ مدت کیواسطے اجارہ پر دینا فقیرون کے حق مین زیادہ نافع ہو تو ایسی صورت مین متولی کو
خود اختیار ہوگا کہ اسکو بھلائی دیکھکر سال بھر سے زیادہ کے واسطے اجارہ پر دیدے اور قاضی کے پاس مرافعہ کرنے کا محتاج
نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے- اگر کسی بڑے مکان مین سے ایک کوٹھری کی جگہ وقف ہوا اور اسکو کوئی سالانہ اجارہ پر
نہ لیتا ہو ہان اجارۂ طویلہ پر مانگی جاتی ہو تو آئین دو صورتین ہین ایک یہ کہ کوئی راہ اسکے شارع عام سے ملی ہو تو وہ اجارۂ طویلہ
پر نہ دیجائیگی اور دوم یہ کہ ایسا نہو تو اجارۂ طویلہ پر دیدیجاویگی یہ جنیس مین ہے اور واضح ہو کہ وقف کا اجارہ دینا اسکے اجر المثل
سے کم پر نہین جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے- اگر ایک شخص نے وقف کی دوکان بعوض اجر المثل کے کرایہ پر لی پھر کسی دوسرے نے
اگر زیادہ اجرت دینی قبول کی تو پہلا اجارہ فسخ نہ کیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہے- اور اگر وقف کی اراضی تین برس کیواسطے بعوض اجرت
معلومہ کے کہ جو اُسکے اجر المثل کے برابر ہے اجارہ پر لی حتی کہ اجارہ جائز ہوگا پھر ایسی زمین کی اجرت ارزان ہوگئی تو اجارہ فسخ نکیا
جائیگا یہ محیط مین ہے اور فتاوی کبری مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے زمین وقف کو تین برس کیواسطے اجرت معلومہ پر جو اسکے اجر المثل کے
برابر ہے اجارہ پر لی پھر جب دوسرا سال شروع ہوگیا تو لوگون کی رغبتین زیادہ ہوگئین اور زمین کی اجرت کا نرخ بڑھا یا تو متولی
کو اختیار نہین ہے کہ اجر المثل سے کم ہونے کی وجہ سے اجارہ کو توڑدے یہ مضمرات مین ہے- اور اگر وقف کی اراضی مین کسی کی
دوکان بنی ہوا اور مالک دوکان نے وقف کی اراضی کو اجر المثل یعنی ایسی اجرت پر جو ایسی زمین کی ہوتی ہے لینے سے انکار کیا

تو دیکھا جاوے کہ اگر بر تقدیر یکہ یہ عمارت یہاں سے دور کر دیجاوے تو یہ زمین اس سے زیادہ کرایہ پر لیجائیگی جتنا یہ دیتا ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ اپنی عمارت یہاں سے دور کر کے لیجاوے ورنہ اُسی اجرت پر اُسکے پاس چھوڑی جائیگی یہ سراجیہ مین ہو۔ اگر کسی نے زمین وقف کی اراضی جو میدان پڑی ہوئی ہو کسی قدر مدت معلومہ تک کے واسطے اجرت معلومہ پر جو اسی زمین کی اجرت کے برابر ہو متولی سے اجارہ پر لی اور اسمین متولی کی اجازت سے عمارت بنائی پھر جب مدت گذر گئی تو دوسرے شخص نے اس اراضی کا آئندہ اسی قدر مدت تک کے لیے زیادہ کرایہ منظور کیا پس پہلا مستاجر اسقدر زیادہ دینے پر راضی ہو گیا پس آیا پہلا مستاجر بہ نسبت اس دوسرے بڑھانے والے کے اولی ہوگا تو جواب دیا گیا ہو کہ ہان وہ اولی ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ وقف الخصاف مین مذکور ہو کہ اگر وقف کرنیوالے نے وقف کو اجارۂ طویلہ پر اجارہ دیا پس اگر اسقدر طویل اجارہ دینے سے اصل رقبہ وقف کے تلف ہونیکا خوف ہو تو حاکم کو اختیار ہوگا کہ اس اجارہ کو باطل کر دے یہ ذخیرہ مین ہو۔ فتاوی اہل سمرقند مین مذکور ہو کہ اگر کوئی سراے یا رباط فی سبیل اللہ بسبب بے مرمتی کے کھنڈل ہونے کو آگئی تو وہ کرایہ پر چلائی جاوے اور کرایہ سے اسکی مرمت کیجاوے پھر جب اسکی تعمیر و درستی پوری ہوجاوے تو آئندہ اجارہ پر نہ دیجاوے یہ محیط مین ہو اور اگر وقف خراب ہو گیا اور متولی اسکی تعمیر سے عاجز ہوا تو قاضی اسکو کرایہ پر دیدے اور اسکے کرایہ سے اسکی تعمیر و مرمت کرے پھر جب تعمیر سے درست ہوجاوے تو متولی کے قبضہ مین واپس کر دے یہ تہذیب مین ہو اور اگر متولی نے وقف کی مرمت کے واسطے ساڑھے پانچ آنہ پر ایک مزدور مقرر کیا حالانکہ ایسے مزدور کی اجرت پانچ آنہ ہو اور متولی نے مال وقف سے اسکی مزدوری دی تو جو کچھ دیا ہو سب کا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور وقف کا عاریت دینا اور اسمین کسی کو بسانا نہین جائز ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ وقف کے متولی نے اگر کسی کو وقف کے مکان مین بلا اجرت بسایا تو شیخ ہلال رح نے فرمایا کہ رہنے والے پر کچھ اجرت نہ ہوگی اور متاخرین عامہ مشائخ کے نزدیک رہنے والے پر اجر المثل واجب ہوگا خواہ یہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا ایسا نہو اور یہ بغرض وقف کی نگاہداشت کے ہو اور اسی پر فتوی ہو اور ایسا ہی ان مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص وقف کے مکان مین بدون حکم قیم کے رہا تو اسپر اجر المثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو وے یہ مضمرات مین ہو۔ اور اگر متولی نے وقف کو بعوض قرضہ کے رہن کیا تو نہین صحیح ہو اور اسی طرح اگر مسجد کے وقف کو اہل جماعت نے یا انمین سے ایک نے رہن کیا تو نہین صحیح ہو پھر اگر مرتہن نے اس دار مین سکونت رکھی تو اسپر اجر المثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو خواہ یہ مکان کرایہ چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو یا نہین اور شیخ صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ فتوے کے واسطے یہی مختار ہو یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور متولی مسجد نے اگر ایسے مکان کو جو مسجد پر وقف ہو فروخت کیا اور مشتری نے اسمین سکونت رکھی پھر یہ متولی معزول کیا گیا اور دوسرا متولی مقرر ہوا پس دوسرے متولی نے مشتری پر اس مکان کا دعوی کیا اور قاضی نے پہلے متولی کی بیع باطل کر دی اور مکان مذکور دوسرے متولی کو سپرد کیا تو مشتری پر جو ایسے مکان کا کرایہ اسقدر مدت کا ہو وے واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر وقف کے متولی نے وقف کا مکان اسکے اجر المثل سے اسقدر کم کرایہ پر جسقدر لوگ اپنے انداز مین خسارہ نہین اُٹھاتے ہین کرایہ پر دیدیا حتی کہ اجارہ جائز نہوا پھر مستاجر اسمین رہا کیا تو بنا بر اختیار متاخرین مشائخ کے مستاجر پر پورا اجر المثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اسی طرح اگر اسکو اجارۂ فاسدہ پر دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور اگر قیم نے وقف کی اراضی کسی کو اجارہ پر دی پھر اس اراضی پر پانی چڑھ آیا تو اجرت ساقط ہو جائیگی اور اگر مستاجر نے اسپر قبضہ کر کے اُسمین زراعت نہ کی تو مستاجر پر اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر اجارہ فاسد ہوا اور مستاجر نے

قبضہ کر لیا پھر اس زمین میں زراعت نہ کی یا مکان تھا کہ اسمین نہ رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور بعض مشائخ نے وقف میں بغیر عقد کے اجارہ میں اجر المثل واجب ہونے کا فتوی دیا ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور جامع الفصولین میں مذکور ہے کہ اگر متولی نے وقف کا مکان اپنے بالغ بیٹے یا باپ کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہے الا اسوقت کہ اجر المثل سے زائد پر دیا ہو تو جائز ہے اور اسی طرح اگر متولی نے خود اجارہ پر لیا پس اگر اسنے اجر المثل سے کرایہ زائد دیا تو صحیح ہے ورنہ نہیں اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر قیم نے وقف کا مکان بعوض اسباب کے کرایہ پر دیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ وقف کے اجارہ میں عروض و اسباب کے بدلے اجارہ و انھیں متاع سے جائز ہے جنکو لوگ اپنے عرف میں میعون کا ثمن و اجاروں کی اجرت قرار دیتے ہیں جیسے گیہوں و جو وغیرہ اور جو ایسے نہیں ہیں مثل کپڑے و غلام وغیرہ کے تو انکے عوض اجارہ بالاجماع نہیں جائز ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ پھر جب وقف کا اجارہ بعوض متاع کے بنابر قول اس امام کے جو جائز ہونے کا حکم دیتا ہے جائز ہوا تو قیم اس متاع کو جو اجرت قرار پائی ہے فروخت کریگا اور اسکا ثمن اس وجوہ میں صرف کریگا جنپر وقف ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جو شخص وقف کا قیم قرار پایا ہے اسکو اختیار ہے کہ زمین وقف میں وقف کے واسطے خود زراعت کرے اور اس کام کے واسطے مزدور مقرر کر لے اور انکی اجرت اسکے غلہ سے ادا کرے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر قیم نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مستاجر پر مرمت کی شرط کی تو اجارہ باطل ہوا لیکن اگر اسنے کسی قدر درم معلومہ بیان کیے اور مستاجر کو حکم دیا کہ انکو اسکی مرمت میں صرف کرے تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور وقف کو اجارہ پر لینے والے کو روا نہیں ہے کہ اسمیں اپنے واسطے غرفہ بنا دے الا اس صورت میں روا ہے کہ اجرت میں بڑھا کر اور عمارت وقف میں کسی طرح مضر نہووے۔ اور اگر یہ وقف اکثر معطل رہتا ہو اور بدون اسوجہ کے کوئی اجارہ لینے پر رغبت نکرتا ہو تو بغیر اجرت میں زیادہ کرنے کے بھی جائز ہے یہ قنیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا مکان ایک قوم معین پر وقف کیا اور آخر میں اسکو فقیروں پر قرار دیا پھر متولی نے اس مکان کو انھیں لوگوں کو اجارہ پر دیا جنپر وقف ہے تو اجارہ جائز ہے یہ مضمرات میں ہے و لیکن یہ واضح رہے کہ مستاجر کا حق ساقط ہو جائیگا یہ محیط میں ہے اور اسی طرح اگر فقرا ایسے مکان میں اجارہ پر رہا جو فقیروں پر وقف ہے اور جو اسکا حق واجب ہوا ہے وہ حساب لگا کر جو اسپر واجب ہوا ہے اس سے برابر کر دیا گیا یعنے مثلاً اس وقف میں سے سالانہ سو درم اسکے واسطے واجب ہوے اور اسپر سو درم کرایہ واجب ہوا پس برابر کر دیا گیا تو یہ جائز ہے اسواسطے کہ ہمارے علما سے یہ روایت محفوظ ہے کہ جسکا حق بیت المال میں واجب ہے اگر اسپر زمین کا خراج ہو اسکے بیت المال کے حق کے حساب سے چھوڑ دیا گیا تو جائز ہے پس ایسا ہی اس وقف کے اجارہ میں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جسپر وقف ہے عین وقف کو خود اجارہ پر دیدیا تو فقیہ ابو جعفر نے اسکا قاعدہ یوں فرمایا ہے کہ ہر جگہ جہاں پوری اجرت اس اجارہ دینے والے کی ہو بایں طور کہ وقف مذکور میں تعمیر و مرمت کی حاجت نہو اور اسکے ساتھ کوئی اور شریک نہو تو اسکو اختیار ہے کہ مکانات و دوکانہاے وقف کو خود اجارہ پر دیدے اور اگر وقف اراضی ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ نے شرط کر دی ہو کہ اسکی آمدنی سے پہلے خراج و عشر ادا کیا جاوے پھر جو کچھ عشر و خراج و خرچہ عمارت سے بچے وہ اس شخص کو جسپر وقف ہے دیا جاوے تو اس شخص کو جسپر وقف ہے یہ اختیار نہو گا کہ اس اراضی وقف کو خود اجارہ پر دیدے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر اسنے یہ شرط نہ کی ہو کہ پہلے انہیں سے خراج و خرچہ ادا کیا جاوے تو واجب ہے کہ جسپر وقف ہے اسکا خود اجارہ پر دیدینا جائز ہو پس خراج و خرچہ اس شخص پر جسپر وقف ہے واجب ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر وقف کی

غرفہ بالاخانہ ۱۲

ارضی جنپر وقف ہی وہ دو ہون یا تین ہون اور ان لوگون نے باہم باری باری کر لی اور ہر ایک نے ایک ایک زمین لی تاکہ آپہن

خود زراعت کرے تو نہین جائز ہی اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہی کہ اگر ارضی عشری ہو تو انکی اسطرح کی باری باندھنا جائز

ہی اور اگر خراجی زمین ہو تو نہین جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی کی حکایت کی گئی ہی کہ فرماتے تھے

کہ چونکہ فتوی اسپر ہی کہ وقف کا اجارہ زیادہ سالون کے واسطے نہین جائز ہی تو بعضے وقفنامہ لکھنے والون نے وقفنامون مین اجارہ

وقف کے واسطے ایک حیلہ نکالا کہ وقفنامہ مین تحریر کیا کہ وقف کرنے والے نے فلان شخص کو یہ ارضی فلان شخص دیگر کو اجارہ

دینے کے واسطے وکیل کیا کہ ہر سال اسکو سو درم پر مثلا اجارہ پر دے اور ہرگاہ اسکو وہ وکالت سے خارج کرے تو وہ اسکا

وکیل ہی اور اس سے انکی غرض یہ ہی کہ وقف مذکور اس مستاجر کے پاس ایکسال سے زیادہ رہے پھر فقیہ ابو جعفر نے فرمایا لیکن ہم

وقف کی بہتری دیکھکر اور اسکی بھلائی کے قصد سے وقف مین ایسی وکالت کو باطل کرتے ہین اگرچہ قیاس اسکے جائز ہونے کا مقتضی

ہی جیسے کہ ہم اجارہ طویلہ کو بھی بنظر قصد بہتری وقف کے باطل کرتے ہین اور ہرگاہ کہ وقف کی حفاظت و نگاہداشت کی غرض

سے ایسی وکالت کا باطل کرنا جائز ہوا تو ایسے عقود مختلفہ کا باطل کرنا بھی بغرض حفاظت و نگاہداشت وقف کے جائز ہی

اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین ہی - ایک نے وقف کی زمین اجارہ پر لیکر اسمین دوکان بنائی اور اسمین رہنے لگا پھر دوسرے نے

چاہا کہ اسکا کرایہ بڑھا کر اس مستاجر کو اسمین سے نکلوا دے تو دیکھا جائیگا کہ اگر قیم نے اسکو ابواری کرایہ پر دیا ہی تو جب مہینہ

شروع ہو تو قیم کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکے بعد اگر اس عمارت کے دور کر لیجانے مین وقف کو کچھ مضرت نہ پہنچتی ہو

تو بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ اپنی عمارت کو یہان سے دور کرکے لیجاوے اور اگر وقف کو مضرت پہونچتی ہو تو وہ نہین لیجا سکتا ہی

پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر مستاجر اس امر پر راضی ہوا کہ اس عمارت کے بنے ہوئے کے حساب سے اور توڑے ہوئے اور جدا کیے

ہوئے کے حساب سے دونون حسابون سے جسمین اسکی قیمت کم ہو اس کم قیمت کے عوض قیم کو وقف کے واسطے اسکا مالک کر دے

اور یہ کم قیمت لے لے تو ایسا کر سکتا ہی ورنہ وہ اپنی عمارت یہان چھوڑ جاوے یہان تک کہ اسکی ملک کسی طرح خالص ہو وے

جسمین وقف کو مضرت نہ پہونچے یہ سراجیہ مین ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ بنانے والے نے بدون اجازت و حکم متولی کے عمارت بنائی

ہو اور اگر اسنے متولی کے حکم سے عمارت بنائی ہو تو یہ عمارت وقف کی ہوگی اور بنانے والے نے جو کچھ خرچ کیا ہی وہ متولی سے واپس

لیگا یہ ذخیرہ مین ہی - مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین وقف پر ملکوکہ عمارت

ہی اور عمارت والے نے اس ارضی کو کچھ اجرت معلومہ پر جو آج اسکے اجر المثل کے برابر ہی اجارہ پر لیا ہی پھر ایک زمانہ کے

بعد اس عمارت کا مالک اور ہو گیا اور متولی بھی جدید مقرر ہوا اور عمارت کا مالک چاہتا ہی کہ اسکا کرایہ اسی قدر ادا کرے جو

اگلے گذرے ہوئے وقت مین تھا اور متولی جدید اسپر راضی نہین ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ اب جو اسکا اجر المثل ہی وہی دیوے پس

آیا متولی کو یہ اختیار ہی تو شیخ نے فرمایا کہ ہان کذا فی الفصول العمادیہ - متولی وقف نے اگر مکان وقف کو اجارہ پر دیا تو اسکو

اختیار ہی کہ مستاجر سے قرضدار پر کرایہ کی اترائی قبول کرے بشرطیکہ قرضدار مذکور مالدار ہو اور اگر متولی نے کرایہ کی بابت

کوئی کفیل قبول کیا تو یہ بدرجہ اولی جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور آخر اجلدات خدا و اسے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ

اگر متولی نے وقف کے درخت کسی کے ہاتھ فروخت کر دیے پھر زمین مشتری کو اجارہ پر دی پس اگر درخت مع جڑون کے

بدون زمین کے فروخت کیے تو جائز ہی بشرطیکہ اجارہ طویلہ ہو اور اگر درختون کو زمین کے اوپر سے فروخت کیا ہو

زمین کے اوپری سطح پر سے فروخت کیے تو زمین کا اجارہ نہین جائز ہی اور اگر درختان مذکور اس شخص کو سال یا دو سال

وغیرہ کے واسطے بٹائی پر دینے پھر ارضی اسی کو اجر المثل کے عوض اجارہ پر دیدی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر نہیں جائز ہی اور صاحبین رح کا معاملہ یعنی بٹائی جائز ہی پس اجارہ بھی جائز ہوا اور احتیاط یہ ہی کہ درختون کو مع جڑون کے فروخت کردے پھر زمین اسکو اجارہ پر دیدے تاکہ بالاتفاق جائز ہووے یہ محیط مین ہی- اور جو شخص وقف کا قیم ہو اسکو روا ہی کہ ارضی وقف مین کامون کرنے اور اسکے بڑھے وتالیان بنانے و دیگر امور درستی کے واسطے مزدور کرے بشرطیکہ ارضی مذکور مین اسکی حاجت ہو یہ حاوی مین ہی- اور اگر وقف کی ارضی مزارعت پر دیدی تو جائز ہی بشرطیکہ اسمین اسقدر کمی نکی ہو جسقدر لوگ اپنے انداز مین خسارہ نہین اُٹھاتے ہین- اور اسی طرح جو اسمین خرما کے درخت ہین اگر انکو بٹائی پر دیا تو بھی اسی شرط سے جائز ہی پھر اگر مزارعت یا بنانے کی مدت گذرنے سے پہلے قیم مرگیا تو مزارعت و معاملہ باطل نہ ہوگا اور اگر کاشتکار یا بٹائی پر کام کرنیوالا مرگیا تو مزارعت و معاملت باطل ہوجائیگی- اور اگر قیم نے ارضی وقف کو سالہا سے معلومہ کے واسطے مزارعت پر دیا تو یہ جائز ہی بشرطیکہ یہ امر فقیرون کے حق مین زیادہ نافع و بہتر ہو- پس اس سے ظاہر ہوا کہ بدون تین سال کی تعداد مقرر کرنے کے مزارعت کو مطلقاً سالہا سے معلومہ کے واسطے جائز رکھا اور یہ صحیح ہی پس جس معنی کی وجہ سے مشائخ نے استحساناً یہ حکم دیا ہی کہ وقف مین اجارہ طویلہ نہین جائز ہی اور وہ معنی یہ ہین کہ مودی بابطال وقف نہوجاوے سو مزارعت مین یہ معنی نہین پائے جاسکتے ہین- اور اگر وقف کی ارضی کو مزارعت پر یا وقف کے درختون کو معاملت پر دیدیا حالانکہ اسمین وقف کے واسطے کوئی حصہ نہین رکھا ہی تو یہ مزارعت و معاملت کا برتاؤ وقف پر جائز نہوگا اور وہ زمین کا غصب کرلینے والا قرار دیا جائیگا پس اگر زمین مذکور نقصان سے بچی رہی تو ضمان واجب نہوگی اور اگر نقصان آیا تو ضمان واجب ہی چاہے دینے والے سے وصول لیجاوے اور چاہے لینے والے سے لیجاوے مگر جو غلہ زمین مین پیدا ہوا ہی اسمین سے وقف کے مستحقون کا کچھ نہوگا ولیکن معاملہ کی صورت مین درختون سے جو پھل پیدا ہوئے ہین وہ سب وقف کے مستحقون کے ہین انمین سے بٹائی پر لینے والے کا کچھ نہوگا ہان اسکو اسکے کام کا اجر المثل ملنا چاہیے مگر یہ اجرت بھی دینے والے کے خالص مال سے ہوگی پھر وہ اسکے لینے والے سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی- ایک ارضی وقف کی اسی نواح مین ہی جسکو وہان کے حاکم سے کسی نے کچھ معلوم درمون پر اجارہ پر لیا پھر اسمین زراعت کی پھر جب غلہ حاصل ہوا تو متولی نے وہان کی مزارعت کے رواج کے موافق آدھا یا تہائی غلہ طلب کیا اور لینے والے نے کہا کہ مجھپر اجرت واجب ہی تو متولی کو اختیار ہوگا کہ اس سے حصہ غلہ لے لے یہ خزانۃ المفتین و فتاوے قاضی خان مین ہی فرمایا کہ اگر وقف کی زمین عشری ہو اور اسکو قیم نے مزارعت یا معاملت پر دیا تو تمام حاصلات کا عشر فقط دینے والے کے حصہ مین سے ہوگا اور یہ بنا بر قول امام اعظم رحمہ کے ہی کہ انکے نزدیک درمون کے عوض اجارہ پر دینے مین زمین کا عشر مانند خراج کے دینے والے کے ادیہ ہوتا ہی اور صاحبین رحمہما کے نزدیک زمین کی پیداوار پر ہوتا ہی پس ایسا ہی مزارعت مین بھی تمام پیداوار پر ہوگا یہ محیط مین ہی- اور وقف الہلال مین مذکور ہی کہ اگر وقف مین مرمت کی حاجت پیش آئی اور قیم کے پاس اسقدر نہین ہی کہ جو مرمت کے واسطے کافی ہو تو قیم کو یہ اختیار نہین ہی کہ وقف پر قرضہ کرے اور فقیہ ابو جعفر سے مروی ہی کہ ازانجا قیاس سے یہی حکم ہی ولیکن جس صورت مین ضرورت پیش آوے تو قیاس چھوڑ دیا جائیگا مثلاً زمین وقف مین کھیتی ہو جسکو ٹیڑیان کھائے جاتی ہین اور قیم کو خرچہ کی ضرورت ہی کہ اس ضرر کو دفع کرے یا سلطان نے خراج کا مطالبہ کیا تو ایسی صورت مین اسکو وقف پر قرضہ لینا روا ہی اور ایسی ضرورتون مین زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ حاکم سے حکم لیکر قرضہ لیوے ولیکن اگر حاکم وہان سے دور ہو اور اسکے پاس حاضر نہین ہوسکتا ہی تو ایسی حالت مین مضائقہ نہین ہی کہ خود ہی قرضہ لے لے

یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اس سال وقف مین غلہ نہوا ورا گر غلہ تھا مگر قیم نے تمام غلہ مستحقون کو بانٹ دیا اور خراج کا حصہ نرکھا تو وہ حصہ خراج کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وقف کے قیم سے خراج و دیگر بارجو اہن وقف پر پڑے گئے ہین طلب کیے گئے حالانکہ قیم کے پاس وقف کے مال سے کچھ نہین ہی پس اُسنے قرضہ لینا چاہا تو اگر وقف کنندہ نے وقف پر قرضہ لینے کی اجازت دی ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اجازت نہ دی ہو تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر قیم ناچار ہو جاوے تو یہ امر قاضی کے حضور مین پیش کرے تاکہ وہ اسکو قرضہ لینے کا حکم دیدے ایسا ہی فقیہ ابو جعفر نے فرمایا ہی پھر جب غلہ حاصل ہو تو اسمین سے یہ قرضہ ادا کر دیگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور جب تعمیر کی ضرورت پیش آوے کہ ناچاری ہی تو قاضی کے حکم سے قرضہ لے اور سوا اسکے تعمیر و مرمت کے اور امر کے واسطے پس اگر مستحقون پر صرف کے واسطے لینا چاہا تو نہین جائز ہی اگرچہ قاضی کے حکم سے ہو یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور اگر قیم نے وقف پر قرضہ اس غرض سے لینا چاہا کہ اُسکی کاشت کے بیجون کے دام دے تو قاضی کے حکم سے بالاتفاق جائز ہی اور اگر اُسنے بدون حکم قاضی کے خود ایسا کیا تو اسمین دو روایتین ہین یہ غیاثیہ و ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر متولی نے وقف پر قرضہ لینا اس غرض سے چاہا کہ رہن کا ثمن ادا کرے یعنی جسکے عوض رہن ہی پس اگر قاضی نے حکم دیا تو ایسا کر سکتا ہی ورنہ نہین یہ سراجیہ مین ہی اور قرضہ لینے کی تفسیر یہ ہی کہ وقف کا غلہ نہو پس اسکو قرضہ لینے کی ضرورت ہوئی اور اگر وقف کا غلہ ہوا اور اُسنے اپنے مال سے وقف کی بہتری مین صرف کیا تو یہ مال غلہ وقف سے واپس لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ وقف کی ارضی ایک کاشتکار کے پاس ہی جو اسمین بٹائی پر زراعت کرتا ہی اور اس زمین مین روئی تھی پھر وہ روئی چوری گئی پھر کاشتکار نے یہ روئی کسی آدمی کے مکان مین پائی پس کاشتکار نے اسکو مواخذہ مین پکڑا اور اُس سے مخاصمہ کیا پس مکان والے نے کہا کہ مین تیرے لیے ضامن ہوا کہ مین تجھے پانچ من روئی دونگا پس آیا قیم کو حلال ہی کہ یہ اس سے لے تو اسمین تین صورتین ہین اول یہ کہ یہ معلوم ہو کہ مکان والا اپنی بدنامی و بے آبروئی کے خوف سے اسکو دیتا ہی دوم آنکہ یہ معلوم ہوگیا کہ اُسنے اسقدر یا زیادہ چرائی یا اُسنے اقرار کر دیا ہی کہ مین نے اس مقدار روئی چرائی ہی سوم آنکہ معلوم ہو کہ اُسنے چرائی ولیکن جسقدر روئی دیتا ہی اُس سے کم چرائی تھی۔ تو اول صورت مین اسکو لینا نہین جائز ہی اور دوسری صورت مین جائز ہی اور تیسری صورت مین جسقدر کا چرانا یقینی معلوم ہی اُسی قدر کا لینا جائز ہی اور زیادہ نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کاشتکار نے مال وقف سے کچھ کھا لیا اور متولی نے اُس سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر متولی کے پاس اُسکے دعوی کے جو کاشتکار پر کرتا ہی گواہ ہون یا کاشتکار مقر ہو تو متولی کو روا نہین ہی کہ اسمین سے کچھ چھوڑ کر صلح کرے بشرطیکہ کاشتکار تونگر ہو اور اگر کاشتکار فقیر ہو تو گھٹانا جائز ہی بشرطیکہ جو کاشتکار پر ہی اُسکی نسبت اُسکے جسپر صلح ہوئی ہی غبن فاحش نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر وقف کرنیوالے نے وقف کے کارپرداز کے واسطے اُسکی کارپردازی کے عوض سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا ہو تو جائز ہی اور اُس کارپرداز کو اُن کامون کی جو اُسکے مثل آدمی کرتا ہی اور کرنے کی عادت چلی آتی ہی تکلیف دیجائیگی جیسے وقف کی تعمیر و مرمت کرانا اور اُسکا کرایہ پر چلانا اور اُسکی آمدنی وصول کرنا اور جن وجہون پر وقف ہی اُنپر تقسیم و صرف کرنا کذا فی الحاوی۔ اور اسکو یہ جائز نہیں کہ اُن کامون مین کچھ تقصیر کرے اور وہ جو وکیل لوگ یا مزدور لوگ کرتے ہین تو اُسکو ایسا کرنا نہین پہونچتا ہی یہ محیط مین ہی حتی کہ اگر اُسنے کسی عورت کو متولی کیا اور اُسکے واسطے کوئی اجرت معلومہ مقرر کی تو اسکو ویسی ہی تکلیف دیجائیگی جیسے رواج کے موافق عورتین کر سکتی ہین۔ اور اگر وقف کے مستحقون نے قیم سے نزاع کیا اور حاکم سے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ مال اسکے واسطے

بمقابلہ اسکے کام کے قرار دیا ہے اور یہ شخص کام نہیں کرتا ہے تو حاکم اسکو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہ دیگا جو متولی لوگ نہیں کیا
کرتے ہیں یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور متولی کو کوئی مرض مثل جنون یا اندھے ہو جانے یا گونگے ہو جانے کے لاحق ہوا لیکن اگر باوجود
اسکے وہ کام کرنے کا حکم دے سکتا اور ممانعت کر سکتا ہے تو اجرت قائم رہیگی اور اگر اس سے یہ نہو سکے تو اسکو اجرت نہ ملیگی اور
اگر متولی میں کسی نے طعن کیا تو قاضی اسکو متولی ہونے سے خارج نہ کریگا الا جبکہ اس سے کوئی خیانت ظاہر ہو لیکن جب اسکو
خارج کیا تو اس سے وہ اجرت جو وقف کرنے والے نے اسکے واسطے وقف کا کام انجام دینے کے مقابلہ میں مقرر کی تھی قطع
کر دیگا اور جس متولی کو قاضی نے خارج کیا اگر وہ پھر صالح ہو جاوے تو پھر اسکو ولایت وقف دیدیگا یہ حاوی میں ہے۔ اور
اگر چاہا کہ اسکے ساتھ دوسرا آدمی کار وقف میں داخل کرے یعنے دونوں آدمی کام انجام دیں اور اس مال میں سے تھوڑا اسکے
واسطے ہو تو اسکا مضائقہ نہیں ہے اور اگر یہ مال جو اسنے بیان کیا ہے وہ قلیل ہو جسمیں اول کے لیے تنگی ہو پس حاکم کی رائے
میں آیا کہ اس دوسرے کے واسطے جسکو داخل کیا ہے وقف کے غلہ میں سے کچھ مقرر کر دے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور
اگر وقف کرنیوالے نے اس متولی کے واسطے جو وقف کا کام کرتا ہے اسکے کام کے مقابلہ میں سالانہ کچھ مال معلوم مقرر کیا اور یہ
مال جو وقف کرنے والے نے اسکے واسطے مقرر کیا ہے اسکے اجر المثل سے زائد ہے تو یہ جائز ہے اور ایسی صورت میں اسکے اجر المثل کو
نہ دیکھا جائیگا اور جو شخص وقف کا نگہبان مقرر کیا گیا ہے اسکو اختیار ہے کہ وقف کے امور میں سے جو کام اسکے اختیار میں ہے
اسکے واسطے کسی کو وکیل کر دے جو بجائے اسکے اس کام کو انجام دے اور وقف میں سے جو اسکو ملتا ہے اسمیں سے اس وکیل
کے واسطے کچھ مقرر کر دے۔ اور اسکو اختیار رہیگا کہ جب چاہے اس وکیل کو معزول کر دے اور چاہے اسکی جگہ دوسرا
بدل دے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر وقف کرنے والے نے امر وقف کے کام سرانجام دینے والے قیم کے واسطے مال مقرر
کر دیا پھر اس قیم نے کسی دوسرے کو قیم مقرر کیا اور یہ مال اسی کے واسطے کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے الا اس صورت میں کہ وقف
کرنے والے نے اسکو ایسا اختیار دیا ہو یہ حاوی میں ہے اور اگر اس قیم نے کسی کو وقف کے کام میں وکیل کیا یا کسی کو اسلیے
اپنا وصی کر دیا اور جو کچھ وقف کرنے والے نے اسکے لیے مقرر کیا تھا وہ سب یا اسمیں سے کچھ اس وکیل یا وصی کے واسطے
کر دیا پھر اسکو جنون مطبق ہو گیا تو اسکی توکیل و وصیت باطل ہو جائیگی اور مال میں سے جو کچھ اسنے وصی یا وکیل کیواسطے
مقرر کیا ہے وہ وقف کے غلہ میں واپس جائیگا لیکن اگر واقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ جب یہ مال قیم کی طرف سے
منقطع ہو تو فلان راہ میں صرف کیا جاوے تو یہ مال اسی راہ میں صرف کیا جائیگا اور وقف کے غلہ میں واپس داخل
نہ کیا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے اور قاضی کی طرف رجوع کیا جائیگا کہ وہ کسی قیم کو مقرر کر دے یہ فتح القدیر میں ہے اور واضح
ہو کہ جنون مطبق ایسا جنون ہے جو ایک سال کامل برابر ہو یہ حاوی میں ہے اور اگر ایک سال تک عقل زائل رہی اور
کار وقف کے سرانجام سے عاجز رہا پھر اسکی عقل اسکی طرف عود کر آئی اور وہ اچھا ہو گیا تو مثل سابق کے وہ اس وقف کے
قیام میں مقرر ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر حاکم کے نزدیک یہ بات صحیح ٹھہری کہ یہ متولی اس وقف کے کام کے لائق امین نہیں ہے پس
اسکو حاکم نے خارج کر دیا اور بجائے اسکے دوسرا متولی مقرر کیا پھر حاکم کی جگہ دوسرا حاکم آیا پس معزول شدہ متولی نے دعوی کیا
کہ جو حاکم تجھ سے پہلے تھا اسنے بدون اسکے کہ مجھپر ایسی کوئی بات ثابت ہو جس سے میں خارج کیا جاسکتا ہوں مجھکو ناحق اس
وقف سے خارج کیا ہے تو اسکا دعوی مسموع نہ ہوگا و قول قبول نہ ہوگا ولیکن دوسرا حاکم اس سے فرما دیگا کہ تم یہ بات
یہ امر ثابت کرو کہ تو اس وقف کے کام سرانجام دینے کے لائق ہے تا کہ میں تجھے اسکے قیام میں واپس مقرر کر دوں پھر اگر

اس حاکم کے نزدیک صحیح ہوا کہ یہ اُسکے لائق ہی تو اُسکو دوبارہ اُسکی جگہ پر مقرر کر دے اور جب مقرر کیا تو اس وقف کی آمدنی سے اُسکے واسطے جو مال مقرر تھا وہ جاری کر دے یہ ذخیرہ میں ہی اور اسیطرح اگر حاکم نے اسکو بسبب فاسق ہونے و خائن ہونے کے خارج کیا پھر اُسنے ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور گواہ قائم کیے کہ یہ شخص اب اس کام کی اہلیت رکھتا ہی تو حاکم اسکو اُسکی جگہ پر دوبارہ مقرر کر دیگا یہ فتح القدیر میں ہی اور اگر قاضی نے اس قیم کو جسکو وقف کنندہ نے مقرر کیا ہو اور اُسکے واسطے وقف سے اُسکے کام سے زائد مال مقرر کر دیا ہی کسی وجہ سے خارج کر دیا اور بجائے اُسکے دوسرا مقرر کیا تو قاضی کو چاہیے کہ اس مقرر شدہ کیواسطے وقف میں سے جسقدر قیم سابق کو ملتا تھا اُنمیں سے بطور معروف یعنی بقدر اجر المثل کے اسکو دیوے اور باقی کو وقف کی حاجات میں داخل کر دے یہ محیط میں ہی اور اگر وقف کنندہ نے کہا ہو کہ قیم کے واسطے اسقدر مال جو میں نے اُسکے واسطے مقرر کیا ہی وقف سے برابر جاری رہیگا اگرچہ قاضی اُسکو وقف کے متولی ہونے سے خارج کر دے یا کہا کہ جب یہ مر جاوے تو اُسکی اولاد و اولاد کی اولاد کو بھی برابر جاری رہیگا تو یہ شرط صحیح ہی یہ حاوی میں ہی ایک شخص نے اپنے آزاد کیے ہوئے غلاموں پر کوئی وقف صحیح کیا پھر وقف کرنے والا مر گیا اور قاضی نے یہ وقف کسی قیم کے قبضہ میں دیا اور وقف کی آمدنی کا دسواں حصہ اس قیم کیواسطے مقرر کیا اور وقف میں سے ایک طاحونہ ہی جو ایک مستاجر کے قبضہ میں مقاطعہ پر ہی اور اسمیں قیم کی کوئی حاجت نہیں ہی اور یہ طاحونہ جنپر وقف ہی وہ لوگ خود اُسکی آمدنی وصول کرتے ہیں تو اس طاحونہ کی آمدنی کا دسواں حصہ اس قیم کیواسطے واجب نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی اگر قاضی معزول کیا گیا اور قیم نے دعویٰ کیا کہ اُسنے میرے واسطے ہر مہینہ یا ہر برس یا سالانہ مقرر کیا تھا اور قاضی معزول نے اُسکی تصدیق کی تو بدون گواہوں کے قبول نہوگا پھر جو کچھ اُسکے واسطے مقرر کیا تھا اگر اُسکے کام کا اجر المثل ہی یا کم ہی تو دوسرا قاضی اُسکو دیا کریگا ورنہ بقدر زیادتی کے کم کر کے باقی اسکو دینے کا حکم دیگا اور قیم ہمیشہ اپنے کام کے اجر المثل کا مستحق ہوگا خواہ قاضی یا اہل محلہ نے اُسکے واسطے کچھ اجرت کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اسواسطے کہ نہایت ظاہر وہ قیم بدون اجرت کے قبول نہ کریگا اور جو امر معہود ہوتا ہی وہ مثل مشروط کے ہوتا ہی یہ قنیہ میں ہی مجموع النوازل میں مذکور ہی کہ جو شخص قاضی کیجانب سے متولی ہو اگر خود وہی اُسنے اس کام سے انکار کیا اور باز رہا اور یہ امر قاضی کے سامنے پیش نہ کیا تاکہ اسکو معزول کرکے دوسرے کو اُسکی جگہ مقرر کرے پس آیا وہ متولی ہونے سے خارج ہوگا یا نہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ خارج نہوگا اور اگر وہ مال وقف جو وقف کی زمین وغیرہ قبول کرنے والوں پر چاہیے ہی اُسکو تقاضا کر کے وصول کرنے سے ایک زمانہ تک باز رہا پس آیا اسمیں وہ گنہگار ہوگا یا نہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہیں پھر اگر ایسے قبول کرنے والے جنپر مال کثیر قبالہ پڑھ گیا تھا بھاگ گئے پس متولی اُسکا ضامن ہوگا یا نہوگا تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ نہیں یہ ظہیریہ میں ہی متولی وقف نے اگر غلہ وقف وصول کر لیا پھر مر گیا اور بیان نہ کیا کہ اُسنے یہ غلہ کیا کیا ہی تو ضامن نہ ہوگا یہ مضمرات میں ہی اور اگر کسی نے اپنی اراضی عبد اللہ و زید پھر [اُنکے بعد فقیروں] پر وقف کی تو اسکا غلہ انہیں دونوں کے لیے ہوگا پھر جب دونوں مر گئے تو سب غلہ فقیروں کے لیے ہو جائیگا اور اگر ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو نصف غلہ فقیروں کے لیے ہوگا اور اگر اُسنے عبد اللہ و زید وغیرہ ایک جماعت کا نام لیا تو غلہ ان سب میں اُنکی تعداد پر مساوی تقسیم ہوگا پھر اگر انمیں سے ایک مر گیا تو اُسکا حصہ فقیروں کا ہوگا اور جو باقی رہا وہ ان باقیوں پر مساوی تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے اولاد عبد اللہ پر وقف کیا اور اُنکا نام و تعداد بیان نکیا تو جبتک عبد اللہ کی اولاد میں سے ایک بھی رہیگا تب تک فقیروں کو کچھ نہ ملیگا یہ ظہیریہ میں ہی اور اگر اُسنے زید و عمرو کو بیان کیا اور نصف زید کے واسطے اور دو تہائی عمرو کے واسطے قرار دیا اور جو باقی رہا تو تمام غلہ بطریق عول کے سات حصوں پر تقسیم ہوگا جسمیں سے تین حصے زید کو اور چار حصے عمرو کو ملینگے اور اگر کہا کہ زید کیواسطے

نصف اور عمرو کے واسطے ایک تہائی ہی اور خاموش رہا تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہی وہ اسکو دیکر باقی دونون مین نصفا نصف تقسیم کر دیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی زید و عمرو پر صدقہ موقوفہ ہی اور عمرو کے واسطے اُسمین سے تہائی غلہ ہی یا کہا کہ عمرو کے واسطے اسمین سے سو درم ہین تو عمرو کو اسی قدر ملیگا جو اُسکے واسطے بیان کیا ہی اور باقی دوسرے کو جس سے سکوت کیا ہی دیا جائیگا اور اسی طرح ہر چیز مین جسمین بیان کر دیا ہو یہی طریقہ ہی کہ جسکے واسطے کچھ بیان کر دیا ہی اسکو اسی قدر جو بیان کیا ہی دیا جائیگا اور باقی دوسرے کو جسکے واسطے کچھ بیان نہین کیا ہی ملیگا- اور اگر کہا کہ زید کے واسطے اسمین سے سو درم اور عمرو کے واسطے دو سو درم ہین حالانکہ مجموعہ آمدنی تین سو درم سے کم ہی تو جو کچھ حاصلات ہی وہ دونون کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگی- اور اگر غلہ اُس سے زیادہ ہو تو جو کچھ ہر ایک کے واسطے بیان کیا ہی وہ اسکو دیکر باقی دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا یعنے سب پر مساوی بانٹ دیا جائیگا اور جو کچھ ہر ایک کیواسطے بیان کیا ہی اُسکے حساب سے باقی تقسیم نہوگا اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی جسمین سے زید کے واسطے سو درم اور عمرو کے واسطے دو سو درم ہین تو اُنمین سے ہر ایک کو اسی قدر دیا جائیگا جو اسکے واسطے بیان کیا ہی اور باقی سب فقیرون کے واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہی- اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی اس شرط پر کہ اسمین زید کیواسطے سو درم اور عمرو کے واسطے باقی ہی پھر حاصلات مین فقط سو درم آئے تو زید کو دیئے جاوینگے اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اسمین زید کے واسطے سو درم ہین اور عمرو کے واسطے کچھ بیان نہ کیا پھر غلہ فقط سو درم آیا تو زید کو ملیگا اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ صدقہ موقوفہ ہی اسمین عبد اللہ کے واسطے نصف غلہ اور زید کے واسطے سو درم ہین تو عبد اللہ کو نصف غلہ دیا جائیگا اور باقی نصف مین سے زید کو سو درم ملینگے اور جو باقی رہا وہ فقیرون کے واسطے ہوگا اور اگر آمدنی مین فقط سو درم ہون تو سب زید کو ملجاوینگے اور عبد اللہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر آمدنی دو سو درم ہون تو عبد اللہ کیواسطے سو درم اور زید کے واسطے سو درم ہونگے اور فقیرون کے واسطے کچھ نہوگا اور اگر آمدنی کے ڈیڑھ سو درم ہوان تو زید کیواسطے سو درم اور باقی عبد اللہ کے واسطے ہونگے یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ میرے قرابتی فقیرون پر ہی تو اسمین سے ہر ایک کو جو اسکے کھانے و کپڑے کے واسطے بطور معروف کافی ہو بقدر دیا جائیگا پس جسقدر ہر ایک کیواسطے کافی ہوتا ہی ہر ایک کے واسطے اسی قدر حصہ ہوگا کہ سب لوگ اُسکی آمدنی مین حصہ دار ہونگے پس اگر غلہ اسقدر ہو کہ اسمین سے ہر ایک کو قدر کفایت پہونچتا ہی تو ہر ایک کو اسکا قدر کفایت دیا جائیگا اور اگر کم ہو تو اسی حساب سے شریک کیے جاوینگے اور غلہ انکی قدر کفایت سے زائد ہو تو بڑھتی سب پر مساوی تعداد پر حصہ لگا کر برابر تقسیم ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر کہا کہ میری اراضی صدقہ موقوفہ ہی پس ہر سال جو کچھ اللہ تعالی اسمین غلہ پیدا فرماوے اُسمین سے میری قرابت کے ہر فقیر کو ہر سال اسقدر دیا جاوے جو اسکے کھانے و کپڑے کو بطور معروف کافی ہو پھر اسطرح تقسیم کے بعد آمدنی بڑھی تو یہ بڑھتی فقیرون کی ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر کہا کہ میری یہ اراضی صدقہ موقوفہ ہی پس جو کچھ اسکا غلہ پیدا ہو پس زید و عبد اللہ کے واسطے ہزار درم ہین عبد اللہ کیواسطے اسمین سے سو درم ہین پھر اسکی آمدنی مین ہزار درم آئے تو اسمین سے عبد اللہ کے سو درم ہونگے اور باقی زید کے واسطے ہونگے اور اگر پہلی آمدنی مین پانچ سو درم حاصل ہوئے تو پانچ سو درم دونون کے درمیان دس سہام پر تقسیم ہونگے جسمین سے ایک حصہ فقط عبد اللہ کو ملیگا اور باقی زید کو ملینگے اور اگر اُسنے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالی اسکی آمدنی عطا فرماوے اسمین سے ہر سال ہزار درم نکالے جاوین جسمین سے عبد اللہ کو سو درم دیے جاوین اور باقی زید کے واسطے ہونگے پھر اسکی آمدنی ہزار درم سے کم آئی تو پہلے عبد اللہ کو سو درم دیدیے جاوینگے پھر اگر کچھ باقی رہا تو وہ سب زید کا ہوگا اور اگر کچھ نہ بچا تو زید کو کچھ

دیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر اُسنے کہا ہو کہ پس وہ واسطے عبداللہ و مساکین کے ہی تو نصف واسطے عبداللہ کے اور نصف واسطے
مسکینون کے ہوگا یہ حاوی مین ہی- اور اگر کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ ہی پس جو کچھ اللہ تعالے اُسکی آمدنی پیدا فرماوے
پس یہ عبداللہ و فقیرون و مسکینون کے واسطے ہی تو امام ابو یوسفؒ کے قول پر نصف حاصلات عبداللہ کی اور نصف واسطے
فقیرون و مسکینون کے ہوگی اور یہی شیخ ہلال کا قول ہی اور امام اعظمؒ کے قول پر ایک تہائی عبداللہ کی اور تہائی فقیرونکی
اور تہائی مسکینون کی ہوگی اور بنابر قول امام محمد رح کے آمدنی کے پانچ حصے کیے جاوینگے جنمین سے ایک حصہ عبداللہ کا
اور دو حصے فقیرون کے اور دو حصے مسکینون کے ہونگے اور اسکی نظیر جامع کی کتاب الوصایا مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر
کہا کہ واسطے میری قرابت اور میرے پڑوسیون اور میرے آزاد کیے ہوؤن اور مسکینون کے ہی تو قرابت مین سے ہر ایک اور
پڑوسیون مین سے ہر ایک اور آزاد کیے ہوؤن مین سے ہر ایک شخص ایک ایک حصہ کے ساتھ اور مساکین سب کے سب ایک حصہ کے
ساتھ شریک کیے جاوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور کہا کہ واسطے میری قرابت اور واسطے مساکین کے ہی تو قرابت مین سے
ہر ایک شخص ایک ایک حصہ سے اور جملہ مساکین ایک حصہ سے شریک کیے جاوینگے یہ حاوی مین ہی- اور اگر کہا کہ فقیرون اور
قرضہ سے لدے ہوؤن اور فی سبیل اللہ اور گردنین آزاد کرنے کے واسطے ہی تو امام محمد رح کے نزدیک انمین سے ہر فریق دو سہام
سے شریک کیا جائیگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک ایک حصہ سے شریک کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر کہا کہ میری یہ ارضی
صدقہ موقوفہ وجوہ صدقات پر ہی تو وجوہ صدقات وہ ہین جو قرآن مجید مین آیت زکوٰۃ مین مذکور ہین چنانچہ کتاب الزکوٰۃ مین
باب المصرف مین مفصل ذکر ہوا ہی و لیکن فرق اتنا ہی کہ وقف کی صورت مین عاملون کو نہ دیا جائیگا اور جنکی تالیف قلوب
مقصود ہوتی ہی وہ تو زکوٰۃ و وقف سب سے جاتے رہے ہین پس انکے سوا جو باقی قسمین رہی ہین انپر تقسیم کیا جائیگا یہ ظہیریہ
مین ہی- اور اگر اُسنے کہا ہو کہ وجوہ صدقات و وجوہ البر پر وقف ہی تو فقراء و مساکین ایک حصہ سے اور گردنین آزاد کرانے
کے واسطے ایک حصہ سے اور قرضہ سے لدے ہوؤن کے واسطے ایک حصہ سے اور فی سبیل اللہ ایک حصہ سے اور ابن السبیل
یعنی مسافر کے لیے ایک حصہ سے اور وجوہ البر کے واسطے تین حصہ سے شرکت رکھی جائیگی- اور اگر اُسنے کہا کہ واسطے فقیرون
و قرض سے لدے ہوؤن اور فی سبیل اللہ اور حج کے صدقہ موقوفہ ہی اور انمین سے ہر ایک کے واسطے کچھ درم معلوم بیان
کردیے پھر اسکی آمدنی اس سے زیادہ ہوئی تو جسقدر زائد ہی وہ ان سب وجوہ کی تعداد پر تقسیم ہوکر ہر وجہ مین مساوی بڑھایا
جائیگا یہ حاوی مین ہی- ایک شخص نے اپنی ارضی کسی شخص پر وقف کی اور شرط کی کہ اسکو ماہوار یہ مقدار اسکی کفایت کے
دیا جاوے حالانکہ اس شخص کے عیال نہین ہین پھر اسکے عیال ہوگئے تو اسکو اسکی اور اسکے عیال کی کفایت کے لائق دیا
جایا کریگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر کسی نے ایک قوم پر وقف کیا مگر انھون نے قبول نہ کیا تو اسمین دو صورتین ہین
ایک یہ کہ سب نے رد کردیا دوم آنکہ بعض نے رد کیا پس اگر سب نے رد کردیا تو وقف جائز رہیگا اور غلہ فقیرون پر تقسیم ہوگا
اور اگر بعض نے رد کیا تو دیکھا جاوے کہ جس لفظ سے انپر وقف کیا ہی یہ لفظ ان باقیون پر جنھون نے قبول کیا ہی بولا
جاتا ہی تو پورا غلہ انھین باقیون کا ہوگا اور اگر یہ لفظ ان باقیون پر نہین بولا جاتا ہی تو جنھون نے نہین قبول کیا ہی اُنکا
حصہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا اور اسکی مثال یہ ہی کہ اگر اُسنے اولاد عبداللہ پر وقف کیا پس بعض اولاد نے قبول نہ کیا
تو تمام غلہ باقیون پر تقسیم ہوگا اور اگر اُسنے زید و عمرو پر وقف کیا پس زید نے قبول نہ کیا تو اُسکا حصہ فقیرون پر تقسیم ہوگا
یہ حاوی مین ہی- اور اگر اُسنے کہا کہ میری ارضی صدقہ موقوفہ اولاد عبداللہ و اسکی نسل پر ہی پس سب نے ایک بارگی

قبول نہ کیا تو یہ غلہ فقیرون کا ہوگا پھر غلہ اسکے بعد پیدا ہوا پس اُنھون نے قبول کیا تو غلہ انکے واسطے ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اسکے بعد اُسکا کوئی بچہ پیدا ہوا پس اُسنے قبول کیا تو غلہ اُسکا ہوگا یہ محیط مین ہی- پس اگر اُسنے ایکسال غلہ قبول کیا پھر کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اُسکا رد کرنا کچھ موثر نہ ہوگا اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ ل ہوئی آمدنیون کے حق مین یہ جواب صحیح ہی اسواسطے کہ وہ سب اسکی ملک ہوگئی ہین پس انکو رد نہین کرسکتا ہی اور رہے وہ غلات جو آیندہ پیدا ہونگے تو ابھی اسکی کچھ ملک نہین ہی بلکہ فقط حق اسکا ابھی ثابت ہی اور خالی حق اگر رد کیا جاوے تو رد ہوسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر زید پر اور اسکے بعد اسکی نسل پر وقف کیا ہو پس زید نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون نہ اپنے نفس کے واسطے اور نہ اپنی نسل کے واسطے تو اپنے نفس کے واسطے اُسکا رد کرنا جائز ہی اور اسکی نسل واولاد کے حق مین اسکا رد کرنا نہین جائز ہی اگرچہ اُسکا فرزند صغیر ہو یہ حاوی مین ہی- اور اگر اُسنے کہا کہ مین ایک سال قبول کرتا ہون تو ایسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا ہی اور اُسکا قبول کرنا فقط ایک سال کے واسطے موثر ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے کہدیا کہ اسکے ماسواے مین قبول نہین کرتا ہون تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الذخیرہ- اسی طرح اگر کہا کہ مین نصف آمدنی قبول کرتا ہون اور نصف نہین قبول کرتا ہون تو بھی اُسکے قول کے موافق ہوگا- اور اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ عبد اللہ و زید پر جبتک دونون زندہ رہین پھر دونون مین سے ایک مرگیا تو دوسرے کا نصف استحقاق باطل ہوجائیگا اور اگر اسکا یہ کہنا کہ جب دونون زندہ رہین اس سے دوسرے کا استحقاق باطل نہ ہوگا- اور اگر اُسنے کہا کہ عبد اللہ اور اسکے بعد زید پر وقف ہی پھر عبد اللہ نے اس وقف کے قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ زید کے واسطے ہوگا اور اگر عبد اللہ نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور زید نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو وہ عبد اللہ کے واسطے جبتک زندہ رہے برابر جاری رہیگا اور جب عبد اللہ مرجاوے تو وہ فقیرون کے واسطے ہوگا یہ حاوی مین ہی-

چھٹا باب وقف مین دعوی وشہادت کے بیان مین- اور اسمین دو فصلین ہین **فصل اول دعوی کے بیان مین**

اگر کسی نے ایک زمین فروخت کی پھر کہا کہ مین اسکو وقف کرچکا تھا یا کہا کہ یہ زمین میرے اوپر وقف ہی پس اگر اسپر گواہ قائم کرے اور اُسنے مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو ایسا نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ قسم لینے کی شرط یہ ہی کہ پہلے صحیح دعوی ہوے حالانکہ یہان بسبب تناقض کے دعوی صحیح نہ ہوا اسلیے کہ وقف مقتضی عدم ملک و بطلان بیع ہی اور خود بیان بیع کی ہی جو مقتضی ملک ہی اور اگر اُسنے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے تو مختار یہ ہی کہ گواہ سنے جاوینگے اسواسطے کہ دعوی اگرچہ بسبب تناقض کے باطل ہوا ہی مگر گواہی باقی رہی ہی کہ وقف پر بدون دعوی کے گواہی سنی جاتی ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور جب گواہی سنکر قبول ہوئی تو بیع ٹوٹ جائیگی یہ واقعات حسامیہ مین ہی- اور فتاوے نسفی مین ہی کہ یہ ذکر فرمایا کہ وقف پر گواہی بدون دعوے کے صحیح ہی اور اسکو مطلقاً فرمایا کوئی تفصیل نہین فرمائی حالانکہ علی الاطلاق یہ جواب صحیح نہین ہی بلکہ صحیح اس تفصیل سے ہی کہ ہر وقف جو حق اللہ تعالی ہوا اُسپر بدون دعوی کے گواہی صحیح ہی اور ہر وقف جو حق العباد ہو تو اسکے وقف ہونے پر بدون دعوی کے گواہی صحیح نہین ہی کذا فی الذخیرہ اور شیخ رشید الدین نے یہ تفصیل ذکر کرکے کہا کہ امام نسفی نے اسی طرح تفصیل فرمائی ہی اور یہی مختار ہی اور یہ امام ابو الفضل کرمانی کا فتوے ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور اس صورت مین مشتری کو یہ اختیار نہین ہی کہ ثمن وصول کرنے کی غرض سے اس اراضی کو اپنے قبضہ مین روک رکھے یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اگر بائع نے دعوی کیا کہ یہ اراضی فلان مسجد پر وقف ہی اور گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے

اور بیع ٹوٹ جائیگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ بائع کے کلام مین تناقض نہ ہوگا اور وہ متناقض نہین قرار دیا جائیگا اور اول اصح ہی یہ ذخیرہ مین ہی-اور اگر اُسنے یہ نہ کہا کہ یہ زمین مجھپر وقف ہو تو شیخ نسفی نے اپنے فتاوی مین ذکر فرمایا ہی کہ ایسا دعوی بالکل سرے سے مسموع نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اُسنے دوسرے سے کہا کہ یہ ارضی مجھپر وقف ہی پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ مجھپر وقف ہی تو اسکا دعوی مسموع نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی-اور اگر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ملک ہی مین نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہی پھر دعوی کیا کہ اسکو میرے باپ نے مجھپر وقف کیا ہی تو بسبب تناقض کے دعوی مسموع نہوگا-اور اگر وقف کیے ہوئے مکان کا متولی ہونا قبول لیا یا کسی ترکہ کا وصی ہونا قبول کیا اور یہ قبول کرنا بعد اس امر سے آگاہ ہونے اور یقین جاننے کے تھا کہ یہ ترکہ ہی یا وقف ہی پھر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی تو دعوی مسموع نہوگا اور اگر پہلے وقف ہونے کا دعوی کیا پھر میراث ہونے کا دعوی کیا تو بھی دعوی مسموع نہوگا لیکن اگر اُسنے دونون دعوون مین اسطرح توفیق دی اور رباط بنائی کہ میرے باپ نے پہلے مجھپر وقف کیا تھا ولیکن یہ وقف لازم نہین ہونے پایا تھا کہ میرا باپ مرگیا تو یہ دعوی قبول ہوگا اور اگر کسی مکان یا زمین کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ہی پھر دعوی کیا کہ یہ وقف ہی تو صحیح جواب یہ ہی کہ اگر اُسنے اس عقار کے رقبہ ملک کا دعوی بسبب اپنے متولی ہونے کے کیا تھا تو دونون دعوون مین توفیق ہو سکتی ہی اسواسطے کہ عادتنا کے موافق وقف کو متولی اپنی طرف نسبت کرتا ہی بدین اعتبار کہ اسکو اسمین تصرف کا اور اسکی بابت خصومت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہی اور اگر کسی مکان کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی پھر دعوی کیا کہ یہ وقف ہی کہ اسکو فلان شخص نے فلان مسجد پر وقف کیا ہی تو وقف کا دعوی مسموع نہوگا یہ خزانۃ المفتین وفصول عمادیہ مین ہی-اور فتاوی نسفی مین مذکور ہی کہ اگر زمین کے مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ یہ زمین وقف ہی اور تونے میرے ہاتھ اسکو جب فروخت کیا تو بغیر حق فروخت کیا ہی تو فرمایا کہ مشتری کو اس خصومت کا اختیار نہین ہی بلکہ اسکا اختیار متولی کو ہی اور اگر اُسکا کوئی متولی نہو تو قاضی ایک متولی مقرر کریگا جو اُس سے مخاصمہ کریگا اور وقف ہونے کو ثابت کریگا پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو بیع کا باطل ہونا ظاہر ہو جائیگا پس مشتری اپنا ثمن اپنے بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی-اور اگر کسی متولی نے مشتری پر دعوی کیا کہ یہ مکان وقف ہی فلان کی اولاد پر اور اُسنے مشتری پر استحقاق ثابت کیا پس مشتری نے چاہا کہ بائع سے ثمن واپس لے پس بائع نے کہا کہ ہان فلان نے اسکو فلان مذکور کی اولاد پر وقف کیا تھا لیکن جب وقف کرنیوالا مرا تو اسکے وارثون نے قاضی کے حضور مین مقدمہ پیش کیا حتی کہ قاضی نے اُسکے وقف کے باطل ہونیکا حکم دیدیا اور مین وقف کنندہ کا وارث تھا پس ہم سب نے ترکہ کو باہم تقسیم کیا تو یہ مکان میرے حصہ مین آیا پس میری بیع صحیح واقع ہوئی ہی تو اس سے دعوی وقف مندفع ہو جائیگا اور مشتری کے قبضہ مین باقی رہیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی-اور اگر وقف کا دعوے کیا یا گواہون نے وقف کی گواہی دی اور انھون نے وقف کرنیوالے کو بیان نہ کیا تو خصاف نے ادب القاضی کے باب قبض المحاضر من دیوان القاضی المعزول مین ذکر فرمایا ہی کہ وقف کا دعوی اور وقف پر گواہ بدون بیان وقف کرنیوالے کے صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی-ایک نے دعوی کیا کہ یہ ارضی مجھپر وقف ہی تو دعوی مسموع نہوگا اور یہ جو مذکور ہی کہ دعوی مسموع ہوگا تو یہ اسی شخص سے مسموع ہوگا جو متولی ہووے اور فتاوے مین لکھا ہی کہ اگر اُسنے دعوی کیا کہ مجھپر وقف ہی تو دعوی مسموع ہوگا ولیکن اول اصح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی-اور شیخ رشید الدین نے فتاوی مین ذکر فرمایا ہی کہ جسپر وقف ہی اُسنے دعوی کیا کہ یہ مجھپر وقف ہی پس اگر اُسکا دعوی باجازت قاضی ہو تو بالاتفاق صحیح ہوگا اور اگر قاضی کی بغیر اجازت ہی تو اسمین دو روایتین ہین

جنہوں سے اصح یہ ہی کہ ایسا دعوی نہین صحیح ہی اسلیے کہ اُسکا حق فقط اُسکی آمدنی سے متعلق ہی اور کچھ نہین ہی پس اور کسی چیز
کے واسطے خصم نہین ہوسکتا ہی- اور اگر ایک جماعت پر وقف ہو پس انہین سے ایک نے بدون اجازت قاضی کے
دعوی کیا کہ یہ وقف ہی تو نہین صحیح ہی اور اسمین بھی ایک روایت ہی کوئی مختلف روایت نہین ہی اور نیز فتاوی
رشید الدین مین مذکور ہی کہ جو شخص وقف کی آمدنی کا مستحق ہی تو اُسکی آمدنی کا دعوی نہین کرسکتا ہی بلکہ اُسکا دعوے
متولی کرسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی- وقف والے نے اگر چاہا کہ وقف کے معاملات مین دعوی کی سماعت کرے
اور گواہوں پر یا قسم سے باز رہنے پر حکم کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر سلطان نے اسکو یہ اختیار دیا ہی خواہ صریح یا بدلالت
ثابت ہو تو اُسکا حکم جائز ہوگا ورنہ نہین یہ واقعات حسامیہ مین ہی- ایک زمین ایک حاضر کے قبضہ مین ہی اور دوسری
زمین ایک دوسرے کے قبضہ مین ہی جو غائب ہی پس زید نے اس حاضر پر دعوی کیا کہ یہ دونوں زمینین مجھپر وقف ہین کہ
ان دونوں کو اُسکے دادا نے مجھپر اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہی تو شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اگر
گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ دونوں زمینین وقف کرنیوالے کی تھین اور اُسنے ان دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا ہی تو دونوں
زمینوں کے وقف ہونیکا حکم دیا جائیگا اور اگر گواہوں نے انکے جدا جدا وقف کرنے کی گواہی دی تو فقط اسی زمین کے
وقف ہونے کا حکم دیگا جو حاضر کے قبضہ مین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- دو بھائیوں کے درمیان ایک وقف ہی جنہین
سے ایک مر گیا اور یہ وقف سب کی اولاد اور دوسرے زندہ کے پاس رہا پھر زندہ نے اپنے بھائی کی اولاد مین سے
ایک کے اوپر گواہ قائم کیے کہ یہ وقف بطنًا بعد بطن ہی یعنے جب اول پشت والے گذر جاوین تب دوسری پشت والوں
کو ملے اور حال یہ ہی کہ باقی اولاد برادر میت غائب ہین اور وقف کرنیوالا ایک اور وقف ایک ہی تو گواہ مقبول ہونگے اور بھائی کا
یہ فرزند جو حاضر جسپر دعوی کیا ہی یہ سب باقیوں کی طرف سے بھی خصم ہوگا اور اگر برادر میت کی اولاد نے گواہ دیے کہ یہ وقف
ہمپر اور تمپر مطلقًا ہی یعنے بطنًا بعد بطن کی قید نہین ہی تو برادر زندہ یعنے جسنے بطنًا بعد بطن وقف کے گواہ قائم کیے ہین
اُسکے گواہ اولے ہونگے یعنی وہی مقبول ہونگے یہ قنیہ مین ہی- ایک باغ انگور زید کے قبضہ مین ہی اُسکا عمرو نے دعوی
کیا پس زید نے کہا کہ مین نے اس باغ کو وقف کے شرایط کے ساتھ وقف کیا ہی اور عمرو کے پاس گواہ نہین ہین پس عمرو
نے زید سے قسم طلب کی تو اگر عمرو نے اس غرض سے قسم چاہی ہی کہ اگر یہ قسم سے انکار کرے تو مین باغ مذکور لے لون
تو زید پر قسم عائد نہ ہوگی اور اگر اس غرض سے قسم چاہی کہ اگر انکار کرے تو اس سے قیمت لے لون تو زید پر قسم عاید
ہوگی یہ مضمرات مین ہی- ایک بیت کے اوپر دوسرا بیت ہی اور یہ بیت متصل بمسجد ہی کہ مسجد کی صف نیچے والے بیت کی صف
سے متصل ہی اور نیچے والے بیت مین گرمیوں وجاڑوں مین نماز پڑھی جاتی ہی پھر اہل مسجد نے اور ان لوگوں نے جو
اوپر والے بیت مین رہتے ہین اختلاف کیا اور اوپر کے بیت والوں نے کہا کہ یہ ہماری ملکیت مین بطریق میراث آیا ہی تو دونوں
انہین کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی- زید نے ایک مکان پر جو عمرو کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ مکان اپنی اصل وعمارت کے
میری ملک ہی اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا اور دعوی کیا کہ یہ فلان مسجد کی حاجات واصلاح کے واسطے وقف ہی
پس مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور اسکے نام حکم دیدیا گیا اور اسکے واسطے اسکی ملکیت کا سجل قاضی نے لکھدیا پھر
مدعی نے اقرار کیا کہ اصل مکان یعنی زمین ورقبہ اُسکا وقف ہی اور اسکی عمارت میری ہی تو اسکا دعوی اور حکم وسجل سب باطل
ہوگیا ایسا ہی فتاوائے اہل سمرقند مین لکھا ہی کذا فی المضمرات- ایک نے ایک مکان کا دعوے کیا اور اسکے نام اسکی

ملکیت کا حکم ہوگیا پھر متولی نے دعوی کیا کہ اسکی زمین وقف ہی اور گواہ قائم کیے پس اگر مدعی مذکور نے مکان کا دعوی زمین وعمارت سمیت کیا تھا تو متولی کے گواہ قبول نہونگے اور اگر اُسنے دعوی مکان مع اسکی عمارت کے نہین کیا تھا تو زمین وقف رہیگی - اور اگر ایک مکان کا دعوی کیا اور قبضہ حاصل کر لیا پھر متولی نے رقبہ مکان کا استحقاق ثابت کر دیا تو اسکی عمارت مدعی کی ملک مین باقی رہیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک مکان دو بھائیون پر وقف ہی جسمین سے ایک غائب ہو گیا اور جو حاضر رہا اُسنے نو برس تک اسکی آمدنی وصول کی پھر جو حاضر تھا یہ مرگیا اور اپنا وصی چھوڑا پھر جو غائب ہو گیا تھا وہ حاضر آیا اور اُسنے وصی سے اپنے حصہ غلہ کا مطالبہ کیا تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا ہی کہ جو حاضر تھا جسنے آمدنی وصول کی ہی اگر وہی اُسکا متولی تھا تو غائب مذکور کو اختیار ہوگا (آمدنی ۱۲) کہ اپنے حصہ حاصلات کو اسکے ترکہ سے وصول کر لے اور اگر خاص وصول کرنیوالا اس وقف کا متولی نہو (اس وقف کا ۱۲) ولیکن بات یہ تھی کہ دونون بھائیون نے ساتھ ہی اس وقف کو اجارہ پر دیا تھا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسکو اجارہ پر فقط اسی حاضر نے دیا تھا تو قضاءً پوری اجرت اسی حاضر کی ہوگی مگر سب اسکو حلال نہو گی بلکہ جو وصول کی ہی اسمین سے بقدر حصہ غائب کے صدقہ کر دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - زید کے قبضہ مین نصف مکان ہی عمرو نے دعوی کیا کہ مین نے اس دار کو وقف کیا ہی اور حال یہ کہ وہ میری ملک تھا اور پورے مکان کے وقف کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسواسطے کہ مدعی نے پورے دار کے وقف کا دعوی کیا ہی مگر بات اتنی ہی کہ اُسنے گواہ قائم کیے ایک قابض پر جتنا اُسکے قبضہ مین تھا پس کل مین یہ بھی آگیا اور کل اُسکا مقبوضہ وقف کیا ہوا ثابت ہوا یہ مضمرات مین ہی - اور اگر کسی نے وقف مین کچھ دعوی کیا تو یہ دعوی ان لوگون کے مقابلہ مین جنپر وقف ہی مسموع نہوگا بلکہ بمقابلہ قیم کے یا وقف کنندہ کے مسموع ہوگا یہ فتاوی غیاثیہ مین ہی - اور اگر متولی نے وقف ہونے پر گواہ قائم کیے اور کسی مدعی نے اپنی ملک ہونے پر گواہ دیے اور فی الحال قبضہ متولی کا ہی تو قابض کے گواہ مسموع نہونگے بلکہ غیر قابض مدعی کے گواہون پر حکم ہوگا پھر اگر اسکے بعد متولی نے خارج ہو کر وقف ہونے کے گواہ دیے تو مسموع نہونگے (اسکا قول قبول ہوگا ۱۲) اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ متولی قابض کے گواہ وقف ہونے کے قبول ہونگے اور مدعی غیر قابض کے گواہ ملک مقبول نہونگے مگر بنوی امام اعظم و امام محمد کے قول پر ہی (پہلے قول اولیٰ ۱۲) یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر خالد نے ایک مکان کی ملک کا دعوی کیا اور مکان مذکور ایک متولی کے قبضہ مین ہی اور وہ کہتا ہی کہ اسکو زید نے فلان مسجد پر وقف کیا ہی اور قاضی نے مدعی یعنے خالد کے نام حکم دیدیا پھر دوسرا متولی آیا اور اُسنے خالد یعنی مدعی مذکور پر دعوی کیا کہ اسکو عمرو نے فلان مسجد پر وقف کیا ہی تو دعوی و گواہ مقبول ہونگے اور اگر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ مکان وقف کو ماہواری کرایہ پر دیا کرے تو یہ شخص کسی مدعی کا خصم نہین ہوگا اور اسیطرح اگر ارضی کا کاشتکار ہو تو اسپر بھی دعوی نہین صحیح ہوتا ہی خواہ ارضی وقف کا کاشتکار ہو یا غیر وقف کا اور اسی طرح اگر کاشتکار کے پاس ارضی کی آمدنی جمع ہوتی ہی یا مکان وقف کی آمدنی جمع ہوتی ہو اگر اُسکا کسی نے دعوی کیا تو اس کاشتکار یا ناظر دار کے اوپر نہین صحیح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی -

فصل دوم گواہی کے بیان مین - اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی ہی اور گواہون نے اس زمین کے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہی اسی طرح اگر دونون مین سے ایک نے حدود بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو بھی یہی حکم ہی کہ گواہی باطل ہی اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی وہ زمین جو فلان مقام پر ہی وقف کی اور دونون نے کہا کہ ہم سے اسنے اسکے حدود بیان نہ کیے تو گواہی باطل ہی اور امام خصاف نے فرمایا ولیکن اگر یہ ارضی مشہورہ ہو کہ اسکی شہرت کی وجہ سے اسکے حدود

بیان کرنے کی حاجت نہ رہی ہو تو ایسی صورت مین اُسکے وقف ہونے کا حکم دونگا اور اگر گواہون نے اسکی دو حدین بیان
کی ہون تو ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہی کہ گواہی غیر مقبول ہی اور اگر گواہون نے تین حدین بیان کی ہون تو ہمارے علماء
ثلثہ کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے اسکی تین حدین بیان کین اور کہا کہ ہمارے سامنے
اُسنے فقط اِنھین تین حدون کا اقرار کیا تھا تو گواہی جائز ہوگی یہ حاوی مین ہی۔ اور امام خصاف سے دریافت کیا گیا کہ جب
ہم نے تین حدون کی گواہی قبول کی تو چوتھی حد کی نسبت کیونکر حکم کرین تو فرمایا کہ بمقابلہ تیسری حد کے قرار دونگا کہ وہ
حد اول کے شروع تک پہونچ جاوے یہ محیط مین ہی۔ اگر دونون گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام
پر ہی وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہم بھول گئے ہین تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔
اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اُسنے اپنی زمین وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہین کیے ولیکن ہم
اسکے حدود جانتے ہین تو ہلال نے ذکر فرمایا ہی کہ قاضی انکی گواہی قبول نہ کریگا اور قاضی امام ابوزید شروطی نے فرمایا کہ اسکی تاویل
یہ ہی کہ باوجود اس کہنے کے گواہون نے قاضی سے اُسکے حدود بیان نہین کیے اور اگر بیان کیے اور ٹھیک ہین تو گواہی قبول
ہوگی اور امام خصاف نے فرمایا کہ مین اس گواہی کو جائز رکھتا ہون اور حکم دونگا کہ زمین مذکور اپنے حدود سے وقف ہی اور گواہ
سے کہونگا کہ حدود بیان کرو پس جو حدود بیان کرینگے اُنھین کے ساتھ حکم دونگا یہ ظہیریہ و محیط و ذخیرہ مین ہی۔ اور شیخ ہلال
نے فرمایا کہ اور اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ اس شخص کی اس شہر مین سوا اس زمین کے اور زمین نہ تھی تو بھی قبول نہوگی
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین وقف کی اور ہم سے اسکے حدود بیان نہین کیے ولیکن
ہم اُسکی زمین کو پہچانتے ہین تو قبول نہوگی کیونکہ شاید وقف کرنے والے کی اور زمین بھی ہو سوا اسکے جسکو وقف کیا
ہی اور جسکو گواہ پہچانتے ہین اور اسی طرح اگر گواہون نے یہ کہا ہو کہ ہم اُسکی اور کوئی زمین نہین جانتے ہین تو بھی گواہی
مقبول نہ ہوگی اسلیے کہ شاید اسکی اور زمین ہو مگر اسکو یہ دونون گواہ نہ جانتے ہون یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔
اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے ہمکو گواہ کیا تھا کہ اُسنے اپنی وہ زمین وقف کی جسمین یہ ہی اور اُسنے ہمسے حدود
بیان نہین کیے تھے تو گواہی جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور امام رح نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہی کہ گواہون نے اسکو قاضی
سے بیان کردیا کہ فلان زمین ہی اور اسکو گواہ جانتے تھے اور اگر انھون نے اظہار نہ کیا ہو تو گواہی قبول نہوگی یہ
ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اسنے ہم سے اُسکے حدود بیان کیے تھے مگر ہمین یاد نہین ہی کہ اُسنے ہم سے
کیا حدود بیان کیے تھے تو گواہی باطل ہی یہ محیط مین ہی اور دونون نے گواہی دی کہ اُسنے اپنی زمین وقف کی اور زمین کے
حدود بیان کیے ولیکن ہم یہ نہین جانتے ہین کہ یہ زمین کہان واقع ہی تو انکی گواہی جائز ہی اور مدعی کو تکلیف دیجائیگی کہ
گواہ قائم کرے کہ جسکا دعوی کرتا ہی وہ یہی زمین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اسی طرح اگر دونون نے کہا کہ ہمکو
اسنے اسکے حدود پر گواہ کیا اور حدود کو نام رکھکر بیان نہین کیا تو گواہی مقبول ہی پس اگر گواہون نے حدود پر گواہی دی
اور کہا کہ ہم پہچانتے نہین ہین تو گواہی جائز ہی اور مدعی کو تکلیف دیجائیگی کہ ایسے گواہ لاوے جو حدود کو پہچانتے ہون
یعنی جو زمین کا دعوی کرتا ہی ۱۲
یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ اسنے اپنا حصہ اس اراضی مین
سے جو فلان مقام پر ہی جسکے حدود چنین وچنان ہین اللہ تعالی کے واسطے صدقہ موقوفہ کردیا اس جہت پر اور آخر مین
مساکین پر صدقہ موقوفہ کیا اور یہ حصہ میرا اس جمیع اراضی مین سے ایک تہائی ہی پھر جب حاکم نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکا

حصہ اس ارضی مین سے ایک تہائی سے زائد ہو تو امام خصاف نے فرمایا کہ اسکا تمام حصہ وقف کرا دیا جائیگا انھین وجوہ پر جنپر اُسنے وقف کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اُسکا غلہ ایک قوم پر جنکو بیان کیا ہی اور بعد انکے مسکینون پر وقف کیا پھر جن لوگون پر وقف کیا ہی انھون نے انکی تصدیق کی اور انھون نے کہا کہ اسنے فقط تہائی ہمپر صدقہ کی ہی تو امام خصاف نے فرمایا کہ انکی تصدیق کرنا یا خاموش رہنا اسمین یکسان ہی اور حکم دیا جائیگا کہ اُسنے اپنا سب حصہ وقف کیا ہی مگر اس تمام مین سے فقط زمین کے تہائی حصہ کی آمدنی ان سب لوگون کو جنکو اسمین بیان کیا ہی دیجائیگی اور باقی مسکینون پر صدقہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اس دار مین سے اپنا حصہ یا اس دار مین سے جو کچھ اُسنے اپنے باپ سے میراث پایا ہی وقف کیا ہی اور یہ معلوم نہین کہ وہ کسقدر ہی تو قیاساً گواہی جائز نہین ہی اور استحساناً جائز ہی یہ حاوی مین ہی- اور اگر گواہون نے وقف کرنیوالے پر گواہی دی کہ اُسنے اس ارضی یا دار مین سے اپنا حصہ وقف کرنے کا اقرار کیا ہی اور گواہون کو یہ نہین معلوم کہ اسکا حصہ اسمین سے کسقدر ہی تو قاضی اس وقف کرنے والے کو ماخوذ کریگا کہ اسمین سے اپنے حصہ کی مقدار بیان کرے پس جو کچھ حصہ اُسنے بیان کیا اسمین قول اسی کا قبول ہوگا اور اس قدر کے وقف ہونے کا اسپر حکم دیا جائیگا اور اگر وقف کرنیوالا مر گیا تو اس بیان کے واسطے اسکا وارث اسکے قائم مقام ہوگا پس جو کچھ اُسنے بیان کیا اسی قدر وقف ہو تا اسپر لازم ہوگا یہان تک کہ قاضی کے نزدیک اسکے بیان کے سوائے کچھ اور صحیح ہو پھر حسب قاضی کے نزدیک جو کچھ صحیح ہوا ہی اُسکے وقف ہونے کا حکم دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی- اور اگر دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنی زمین وقف کی ہی مگر دونون نے اسکا مقام بیان کرنے مین باہم اختلاف کیا پس ایک نے کہا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر واقع ہی وقف کی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام دیگر مین واقع ہی وقف کی ہی تو گواہی قبول نہوگی اور اگر دونون نے اس طرح اختلاف کیا کہ اسنے اپنی زمین جو فلان مقام پر واقع ہی وقف کی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے یہ زمین اور ایک دوسری زمین وقف کی ہی تو جسپر دونون نے اتفاق کیا ہی اسکی بابت گواہی قبول ہوگی اور اُسکے وقف ہونے کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر دونون مین سے ایک نے کہا کہ اسنے یہ زمین پوری وقف کی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین نصف وقف کی ہی تو نصف پر گواہی قبول ہوگی اور نصف زمین مذکور کے وقف ہونیکا حکم دیا جائیگا ایسا ہی شیخ ہلال و امام خصاف نے ذکر فرمایا ہی اور اگر دونون مین سے ایک گواہ نے کہا کہ اسنے اس شخص یا اس کار خیر کے واسطے تہائی غلہ مقرر کیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسکے واسطے نصف غلہ قرار دیا ہی تو ان دونون عالمون کے نزدیک تہائی کی بابت گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی- اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے نصف اس زمین کا مشاع یعنے بے بانٹا ہوا اور جدا تمیز کیا ہوا وقف کیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ اس زمین کا نصف بانٹا ہوا الگ ممیز کیا ہوا وقف کیا ہی تو گواہی مذکورہ باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے جمعہ کے روز وقف کی ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے جمعرات کے روز وقف کی ہی یا ایک نے کہا کہ اسنے کوفہ مین وقف کی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے بصرہ مین وقف کی ہی تو گواہی جائز ہی یہ حاوی مین ہی- اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنی زمین بعد میری وفات کے وقف قرار دی ہی اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اپنی زمین وقف صحیح قطعی فی الحال قرار دی تو گواہی باطل ہی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو اپنی صحت مین وقف کیا اور دوسرے نے کہا کہ اپنے مرض مین وقف کیا تو دونون کی گواہی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اگر

له یعنی مطالبہ پیش کریگا ... سواے اسکے دوسرا مقام بیان کیا ۱۲ ... پر نہین رکھا ۱۲

ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنی عقار کو فقیرون پر صدقہ وقف کیا گیا قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو مسکینون پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور حاصل یہ ہی کہ جب دونون گواہ اسکے صدقہ موقوفہ ہونے پر متفق ہوئے مگر دونون مین سے ایک کی گواہی مین کوئی زائد بات ہی جسکو دوسرا اپنی گواہی مین نہین کہتا ہی تو جتنے پر دونون متفق ہین اسقدر ثابت ہوگا یعنے فقیرون پر اسکا صدقہ ہونا ثابت ہوگا اور اسی سے ہمنے نکالا ہی کہ اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو عبداللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو زید پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو یہ فقیرون پر وقف ثابت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو عبداللہ واسکی اولاد پر وقف کیا ہوا صدقہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ عبداللہ پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی تو مین اسکو عبداللہ پر صدقہ موقوفہ ہونے کا حکم دونگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام خصاف نے اپنی وقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر ایک نے گواہی دی کہ اس شخص نے اسکو عبداللہ وزید پر صدقہ موقوفہ کر دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے خاصۃً عبداللہ پر صدقہ وقف کیا ہی تو ہم انکین سے نصف کا واسطے عبداللہ کے اور نصف باقی کا واسطے فقیرون کے حکم دینگے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو امام خصاف نے فرمایا ہی کہ ہم عبداللہ کے واسطے تصرف عقار کا حکم دینگے یہ سب اماموں کے قول پر ہونا واجب ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ فقیرون پر وقف ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ ثواب کے کامون پر وقف ہی تو گواہی جائز ہوگی اور وقف مذکور کی حاصلات فقیرون پر صدقہ ہوگی یہ حاوی مین ہی۔ امام خصاف نے اپنی وقف مین بیان فرمایا ہی کہ اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اس زمین کو فقیرون ومسکینون پر صدقہ موقوفہ کیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو فقیر ومسکینون وکارہائے خیر وثواب پر صدقہ موقوفہ کیا ہی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنی اراضی کو فقیرون ومسکینون پر صدقہ موقوفہ قرار دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اپنی اراضی کو فقیرون ومسکینون اور اپنی قرابت کے فقیرون پر صدقہ موقوفہ کیا ہی تو فرمایا کہ یہ زیادتی مثل کارہائے ثواب کے زیادتی کے نہین ہی اسواسطے کہ جسنے قرابت کے فقیرون کو زیادہ کیا ہی اسنے فقیرون ومسکینون کے واسطے تمام حاصلات کی گواہی نہ دی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ زمین اسنے وقف کی ہم دونون پر باہم مین سے ایک پر یا ہماری اولاد پر یا ہماری عورتون پر یا ہمارے والدین پر یا اپنی قرابت پر حالانکہ یہ دونون گواہ اسکی قرابت مین سے ہین یا آل عباس پر حالانکہ یہ دونون آل عباس سے ہین یا اپنے آزاد کیے ہوؤن پر حالانکہ یہ دونون بھی اُسکے آزاد کیے ہوؤن مین سے ہین تو ایسی گواہی باطل ہی اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین ہم دونون اور فلان قوم پر وقف کی ہی تو پوری گواہی باطل ہی پھر اگر دونون نے کہا کہ جو کچھ اسنے ہمارے واسطے قرار دیا کہ ہم اسکو قبول نہین کرتے ہین تو باقیون یعنے فلان قوم کے حق مین انکی گواہی جائز ہوگی کہ انکو جو انکے واسطے بیان کیا ہی دیا جائیگا اور ان دونون گواہون کا حصہ فقیرون کے واسطے قرار دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی اور اگر دونون گواہون نے وقف کرنے والے کی قرابت کے لیے گواہی دی حالانکہ دونون خود بھی اسکی قرابت سے ہین اور دونون نے کہا کہ جو اُسنے ہمارے واسطے کیا ہی ہم نے اسکو قبول نہین کیا ہی تو بھی انکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ ان دونون کی اولاد نہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر وقف مین خصومت واقع ہوئی پس دو گواہون نے گواہی دی

کہ یہ وقف کنندہ کے پڑوسیوں پر صدقہ موقوفہ ہے حالانکہ دونوں گواہ بھی اسکے پڑوسی فقیروں میں سے ہیں تو انکی گواہی جائز
ہے اور اگر دو گواہوں نے ایک ارضی کی نسبت گواہی دی کہ یہ وقف کنندہ کے قرابتی فقیروں پر صدقہ ہے حالانکہ یہ دونوں بھی
اسکے قرابتی فقیروں میں سے ہیں تو دونوں کی گواہی قبول نہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں نے (دو دریوں نے ۱۲) گواہی دی
کہ اسنے یہ زمین اپنی قرابت کے فقیروں پر صدقہ موقوفہ کی ہے حالانکہ یہ دونوں بھی اسکی قرابت سے ہیں مگر گواہی دینے کے
روز دونوں تونگر ہیں تو گواہی جائز نہو گی اسواسطے کہ اگر دونوں فقیر ہو جاوینگے تو انکے واسطے اس وقف سے حصہ ہو گا
یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اپنی یہ ارضی اپنی مسجد کے فقیروں پر وقف کی ہے حالانکہ یہ
دونوں اُسکی مسجد کے فقیروں میں سے ہیں تو گواہی جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر اہل مدرسہ نے مدرسہ کے واسطے وقف ہونے
کی گواہی دی تو انکی گواہی قبول ہو گی۔ اور اگر کسی نے ایک چوکی ایک مسجد پر قرآن شریف پڑھنے کے واسطے یا اہل مسجد پر
وقف کی اور اہل مسجد مذکور نے اس چوکی کے وقف کی گواہی دی تو یہ مسئلہ ہر دو مسئلہ مذکورۂ بالا کی نظیر ہے یعنے اہل مدرسہ نے
مدرسہ کے واسطے وقف کی گواہی دی یا اہل محلہ نے اس محلہ کے واسطے وقف کی گواہی دی اس صورت میں کہ اہل مسجد نے چوکی
کے وقف کی گواہی دی تو قبول ہونی چاہیے۔ اور مشائخ نے ان مسئلوں میں جواب میں تفصیل فرمائی ہے چنانچہ اہل مدرسہ کی
گواہی میں فرمایا کہ اگر گواہ لوگ اس وقف مدرسہ سے وظیفہ لیتے ہوں تو انکی گواہی قبول نہو گی اور اگر خود نہ لیتے ہوں تو گواہی
قبول ہو گی اور اسی طرح اہل محلہ کی گواہی میں بھی اسی طرح تفصیل فرمائی ہے اور اسی طرح اگر مکتب پر وقف ہونے کی گواہی دی
اور گواہ کا لڑکا اس مکتب میں ہے تو گواہی قبول نہ ہو گی اور بعض نے فرمایا ہے کہ ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہو گی
اور یہی صحیح ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے یہ ارضی مساکین پر وقف کی ہے حالانکہ وہ اس سے
انکار کرتا ہے پس مدعی نے اسکے اس طرح اقرار کرنے کے گواہ قائم کیے تو میں اسپر حکم دونگا کہ یہ ارضی اُسنے مساکین پر وقف
کی ہے اور ارضی مذکور اسکے ہاتھ سے نکال لونگا یہ محیط میں ہے۔ جامع الفتاوی میں ہے کہ گانوں میں ایک مکتب واسکے معلم پر
کوئی ارضی مثلاً وقف صحیح کے ساتھ وقف کی ہوئی ہے اور اسکو ایک شخص نے غصب کر لیا پس گانوں والوں میں سے ایسے
لوگوں نے جنکا لڑکا اس مکتب میں نہیں ہے گواہی دی کہ یہ وقف ہے جسکو فلان بن فلان نے اس مکتب اور اسکے معلم پر وقف
کیا ہے تو انکی گواہی جائز ہو گی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ دو گواہوں نے ایک ارضی کی بابت گواہی دی کہ فلان نے اسکو مسجد یا مقبرہ
یا کاروان سراے کر دیا ہے پھر دونوں نے اس سے رجوع کیا تو یہ ارضی جسکی بابت اسطرح وقف ہونے کی گواہی دی تھی وہ
وقف رہیگی اور جس شخص پر انھوں نے یہ گواہی دی تھی اُسکو اس ارضی کی اس روز کی قیمت جس روز قاضی نے مدعا علیہ پر حکم
دیا ہے تاوان دینگے۔ اور اسی طرح اگر دونوں نے گواہی دی کہ اسنے مساکین پر اور فلان پر پھر مساکین پر وقف کیا ہے پھر دونوں
نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ حاوی میں ہے۔ وقف پر گواہی دینا شہرت پر جائز ہے یعنے مشہور ہو کہ وقف ہے تو گواہ کو جائز ہے کہ
اسکے وقف ہونے پر گواہی دے اور اسکے شرائط پر اسطرح گواہی دینا نہیں جائز ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور شیخ ظہیر الدین مرغینانی
فرماتے تھے کہ یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کس جہت پر وقف (وقف کے شرائط ۱۲) ہے مثلاً گواہی دیں کہ مسجد پر وقف ہے یا مقبرہ پر وقف ہے یا اسکے مانند اور
جہت بیان کریں حتے کہ اگر گواہوں نے جہت کو اپنی گواہیوں میں بیان نہ کیا تو گواہی قبول نہ ہو گی اور یہ جو مشائخ نے فرمایا
کہ وقف کے شرایط پر گواہی قبول نہیں ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جب گواہوں نے جہت وقف کو بیان کیا اور یوں گواہی دی کہ
اس جہت پر وقف ہے تو انکو یہ نہ چاہیے کہ کہیں کہ اسکی آمدنی سے پہلے اس جہت پر صرف کیا جائیگا پھر اس جہت پر علی ہذا القیاس

یعنے شہرت ہے ۱۲

اور اگر اُنھون نے اس طرح بھی بیان کیا تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور وقف مین گواہان اصل کی گواہی پر گواہی بھی مقبول ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے اسی طرح شہادت بالتسامع بھی مقبول ہے یعنی حال سنکر اعتماد کرکے اسکے موافق گواہی ادا کرنی جائز ہے پس اگر گواہون نے تسامع سے گواہی دی اور دونون نے کہا کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہین تو دونون کی گواہی قبول ہوگی اگرچہ اُنھون نے یہ تصریح کردی کہ ہم تسامع سے گواہی دیتے ہین اس لیے کہ بسا اوقات گواہ کا سن کل بیس برس کا ہے اور وقف کی تاریخ سو برس ہے یعنی سو برس ہوئے جب سے وقف ہے تو قاضی کو یقیناً معلوم ہوگا کہ یہ گواہ آنکھ سے دیکھی بیان نہین کرتا ہے بلکہ تسامع سے بیان کرتا ہے پس ایسی صورت مین تصریح کر دینا اور خاموش رہنا دونون یکسان ہین اور شیخ ظہیر الدین نے اس طرف اشارہ کردیا ہے اور یہ بخلاف دیگر معاملات کے جنمین تسامع سے گواہی جائز ہے ثابت ہوا کیونکہ دیگر معاملات مین جنمین تسامع سے گواہی جائز ہے اگر گواہ نے تصریح کردی کہ ہم تسامع سے گواہی دیتا ہون تو مقبول نہ ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ نوازل مین مذکور ہے کہ شیخ ابوبکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک صدقہ موقوفہ پر ایک ظالم نے ظلم سے قبضہ کیا اور اسکے وقف ہونے سے انکار کیا پس آیا اس گانون والون کو جائز ہے کہ یہ گواہی دین کہ یہ فقیرون کے واسطے ہے تو فرمایا کہ جسنے وقف کرنیوالے سے سنا ہو اسکو ایسی گواہی دینی جائز ہے اور جسنے نہین سنا ہے اسکو نہین جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک زمین ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسپر ایک قوم نے دعوی کیا کہ فلان شخص نے یہ زمین ہمپر وقف کی تھی تو یہ لوگ کچھ مستحق نہ ہونگے اسواسطے کہ شاید اُسنے اپنی ملک وقف نہ کی ہو کیونکہ آدمی کبھی اپنی غیر ملوک چیز وقف کرتا ہے حالانکہ وہ وقف صحیح نہین ہوتا ہے اور اسی طرح اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسنے یہ زمین وقف کی درحالیکہ اسکے قبضہ مین ہے تو بھی کچھ ثابت نہ ہوگا اسواسطے کہ شاید اسکے قبضہ مین بسبب ودیعت یا غصب اسکے ہو ہان اگر گواہون نے گواہی دی کہ فلان نے اس زمین کو انپر وقف کیا درحالیکہ وہ اُسکا مالک تھا تو اس زمین کے وقف ہونے کا حکم دیا جائیگا اور وقف کنندہ کے وارث یا وصی کی حاضری کی ضرورت نہ ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ **متصلات** اس فصل کے متصلات سے ذیل کے مسائل ہین۔ ایک شخص ایک شہر کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ تجھ سے پہلے جو قاضی یہان تھا مین اُسکا امین تھا اور میرے قبضہ مین ایک شخص کا جسکا نام فلان بن فلان تھا صدقہ موقوفہ ہے جسکو اسنے ایک قوم معلوم پر وقف کیا اور ان لوگون کو اسنے بیان کر دیا تو اسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ وقف کرنیوالے کے وارث نہ ہون اور سوائے اس شخص کے قول کے اس صدقہ کی بابت اور کچھ معلوم نہو۔ اور اگر وقف کرنیوالے کے وارث ہون اور انھون نے کہا کہ یہ ہمارے درمیان میراث ہے وقف نہین ہے تو قول وارثون کا قبول ہوگا اور وہ انکے درمیان میراث ہوگا اور اگر وارثون نے کہا کہ یہ ہمپر اور ہماری نسل پر اور بعد اسکے مساکین پر وقف ہے اور جس شخص کے قبضہ مین ہے اُسنے کہا کہ یہ سوائے تمھارے فقیرون و مسکینون پر وقف ہے تو قول وارثون کا قبول ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جسکے قبضہ مین یہ ارضی ہے کہا کہ یہ فقیرون و مسکینون پر وقف ہے اور یہ نہ کہا کہ اسکو فلان شخص نے وقف کیا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ یہ ہم اور ہماری نسل پر وقف ہے اسکو ہمارے باپ نے وقف کیا ہے تو قاضی اسکے وقف ہونے کا حکم دیدیگا اور وارثون کے قول پر لحاظ نہ کریگا یہ سب اجناس ناطفی مین مذکور ہے یہ محیط مین ہے جن وقفون پر زمانہ دراز گذر گیا اور اسکے وارث اور وہ گواہ جو اسکے موقف ہونے پر گواہ ہوئے تھے مر گئے پس اگر اسکے رسوم قاضیون کے دفترون مین موجود ہون کہ انپر عملدرآمد ہوتا ہو تو جب اس وقف کے لوگون مین تنازع ہوگا تو انہین رسوم کے موافق عمل کیا جائیگا جو قاضیونکے

دفترون مین موجود ہین اور اگر اسکی رسوم قاضیون کے دفتر مین نہون کہ انپر عمل ہوتا ہو تو یہ وقف صدقہ موقوفہ قرار دیا جائیگا یعنے اُسکے مصرف کی بابت حکم ہوگا پھر جس شخص نے اُس وقف مین اپنا حق ثابت کیا اُسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ وقف کرنیوالے کے وارثون مین باقی نہون اور اگر باقی ہون اور اہل وقف نے تنازع کیا تو دونون صورتون مین واقف کے وارثون کی طرف رجوع کیا جائیگا پھر جب اُنھون نے کچھ اقرار کیا تو انکے اقرار کو لیا جائیگا پھر اگر یہ متعذر رہا تو دفتر قاضی کے رسوم کی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر یہ بھی متعذر ہوا تو یہ صدقہ موقوفہ کرکے چھوڑ دیجائیگی یہانتک کہ اُسکے رسوم پر دلیل قائم ہو یہ مضمرات مین ہی۔ پھر اگر ان لوگون نے جو باہم جھگڑا کرتے ہین آپس مین صلح کرلی اور اسکو لینا چاہا تو استحساناً قاضی کو روا ہی کہ اسکی آمدنی انمین تقسیم کردے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر اراضی ایک شخص کے قبضہ مین ہو اور وہ کہتا ہی کہ یہ اراضی فلان شخص کی تھی اُسنے اسکو اس جہت پر وقف کیا اور وارثون نے کہا کہ نہین بلکہ میت نے اسکو ہمپر وہماری نسل پر اور بعد اسکے مسکینون پر وقف کی ہی اور یہ جو وارثون نے کہا ہی یہ اس قاضی کے بیان کے برخلاف ہی تو قاضی اسکو اسی طریقہ پر جاری رکھیگا جو وارثون نے اقرار کیا ہی بشرطیکہ قاضی کو دفتر محکمہ قضا یعنے سابق کے قاضی کے دفتر سے ایسی تحریر وقفنامہ نہ ملے جسمین اُسکے رسوم مذکور ہون اور نہ یہ وقف کسی امین کے قبضہ مین ہو بلکہ ایک قابض کی طرف سے ایسا اقرار ثابت ہوا ہو۔ اور اگر وہ وقف امینون کے قبضہ مین ہو اور اسکے رسوم سابق قاضی کے دیوان مین پائے جاتے ہون تو اس وقف مین سے جو وارثون کے قبضہ مین نہین ہی اُسکی بابت وارثون کا قول قبول نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقف مشہور ہی مگر اُسکے مصارف کہ کہان کہان صرف کیا جائیگا اور اسکے مستحقون کو جو مقدار دیجائیگی وہ مشتبہ ہوگئی ہی تو فرمایا کہ زمانہ سابق مین جو اُسکا برتاؤ رہا ہی وہ دیکھا جاوے کہ اُسکے قیم لوگ کیونکر عملدرآمد کرتے تھے اور کن لوگون پر صرف کرتے تھے اور کتنا دیتے تھے پس اسی بنا پر عمل کیا جاوے یہ محیط مین ہی۔ فتاوے فضلی مین مذکور ہی کہ اوقاف والے کے قبضہ مین ایک وقف ہی اور اسکے وقفنامہ مین مذکور ہی کہ جو اسکے نفقہ سے بچے وہ اس کوچہ کے فقیرون پر جسمین وقف واقع ہی اور اسکے سوا سے دیگر مسلمان فقیرون پر صرف کیا جاوے تو جو کچھ بچیگا وہ کوچہ مذکور کے ان معین فقیرون پر جو وقف کے روز موجود تھے اور دیگر فقیرون پر اسطرح صرف کیا جائیگا کہ کوچہ مذکور کے فقیرون مین سے ہر ایک کا ایک ایک حصہ اور باقی فقیرون کا فقط ایک حصہ اسمین لگایا جائیگا اور کوچہ کے فقیرون مین سے جو مرجائیگا اسکا حصہ ساقط ہوگیا باقیون اور دیگر فقیرون کے درمیان مذکورۂ بالا طریقہ پر تقسیم ہوگا پھر جب وقف کے روز کے موجودہ فقیر اس کوچہ کے سب مرجاوین تو بعد اسکے جو لوگ اس کوچہ مین فقیر ہون وہ اور دیگر مسلمان فقیر سب استحقاق مین برابر ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ وقف الخصاف مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی اراضی وقف کی پس کہا کہ مین نے اپنی زمین مشہورہ بایں نام کو صدقہ موقوفہ ان وجوہ پر کردیا اور ان وجوہ کو اُسنے بیان بھی کردیا اور آخر اس وقف کا مسکینون کے واسطے کہا ہی اور یہ اراضی ایسی مشہور ہی کہ اسکی شہرت سے اُسکے حدود بیان کرنے کی حاجت نہین ہی تو یہ وقف جائز ہی پھر اگر وقف کرنے والے نے دعوی کیا کہ اسمین سے فلان کھیت اسمین داخل نہین ہوا تھا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس اراضی کے حدود مشہور معروف ہون اور یہ کھیت اس حدود کے اندر داخل ہو

سلہ یعنی جبکہ قاضی کے دفتر مین رسوم موجود ہون یا موجود نہون ۱۲
سلہ یعنی اُس آمدنی کو جو وقف مذکورہ سے حاصل ہوتی ہی ۱۲
سلہ مثلاً فلان کھیت و فلان زمین یا فلان مشہورہ

تو یہ کھیت بھی وقف مین داخل ہوگا اور اسی طرح اگر یہ اراضی اپنے پڑوسی پرہیزگار لوگون کے نزدیک
معروف ہوا اور یہ کھیت انکے نزدیک اس اراضی کی طرف منسوب و معروف ہو تو وہ وقف مین داخل ہوگا
اور اگر ایسا نہو جیسا ہمنے بیان کیا ہو تو اسمین قول وقف کرنے والے کا قبول ہوگا اور یہ کھیت اس وقف مین
داخل نہ ہوگا یہ محیط مین ہو۔

ساتوان باب وقفنامہ کے متعلق مسئلون کے بیان مین۔ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک وقفنامہ مین یون
مذکور ہو کہ وقف کیا فلان شخص نے اس چیز کو اپنے آزاد کیے ہوؤن اور فلان مدرسہ معلومہ کے مدرس پر اور اس وقفنامہ
مین مقدارون کا اور صحت کی شرطون کا بیان ہو اور یہ مذکور ہو کہ آخر یہ وقف فقیرون پر ہو تو شیخ رح نے فرمایا کہ یہ
تحریر نہین صحیح ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی اراضی وقف کی اور اسکا وقفنامہ لکھا اور اپنے اوپر اسکے گواہ
کردیے پھر وقف کرنے والے نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو اس شرط پر وقف کیا تھا کہ میرے واسطے اسکو بیع کرنا جائز ہو اور
یہ مین نہین جانتا ہون کہ اس شرط کو لکھنے والے نے وقفنامہ مین لکھا ہو یا نہین لکھا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وقف کنندہ
مرد فصیح ہو کہ عربی زبان اچھی طرح سمجھتا ہو اور یہ وقفنامہ اسکو پڑھ سنایا گیا تھا اور وقفنامہ مین لکھا تھا کہ مین نے
یہ وقف صحیح اسکو وقف کیا ہو اور اُسنے اقرار کیا کہ جو کچھ اسمین ہو سب صحیح اور میرا کیا ہوا ہو تو اب اسکا یہ قول قبول نہوگا
اور اگر وقف کرنیوالا مرد عجمی ہو یعنے غیر فصیح ہو کہ عربی اچھی طرح نہ سمجھتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ
وقفنامہ اسکو فارسی مین پڑھ سنایا گیا اور اُسنے جو کچھ اسمین ہو سب کا اقرار کیا تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر گواہون
نے ایسی گواہی نہ دی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ مضمرات مین ہو اور یہ بات ایسی نہین ہو کہ فقط وقف کی تحریر کے ساتھ مخصوص
ہو بلکہ سب صکوک یعنی تحریرات کے ساتھ عام ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور فتاوائے ابو اللیث مین مذکور ہو کہ فقیہ ابو جعفر رح سے
دریافت کیا گیا کہ ایک عورت سے اُسکے پڑوسیون نے کہا کہ تو یہ دار وقف کر دے بدین شرط کہ جب تجھے اسکے
فروخت کی حاجت پیش آوے تب تو اسکو فروخت کر دے پھر لکھنے والون نے وقفنامہ بغیر اس شرط کے تحریر کر کے
عورت مذکورہ سے کہا کہ ہم نے یہ کام کر دیا اور عورت نے اسپر گواہ کرا دیے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ وقفنامہ اس
عورت کو فارسی مین پڑھ سنایا گیا اور وہ سنتی تھی اور اُسنے اسپر گواہ کرا دیے تو یہ مکان وقف ہو جائیگا اور اگر عورت
مذکورہ کو نہین پڑھ سنایا گیا تو مکان مذکور وقف نہ ہوگا۔ اور واضح ہو کہ جو حکم دونون مسئلون مین ذکر کیا گیا ہو وہ
امام محمد رح کے قول پر بنا ہو اور امام ابو یوسف رح کے قول پر نہین ہو سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے ایک زمین
قابل زراعت وقف کی اور وقفنامہ لکھنے کی اجازت دیدی پس کاتب نے اسکی دو حدین تو ٹھیک لکھین اور دو حدون
کے لکھنے مین غلطی کی تو اسمین دو صورتین ہین کہ اگر وہ دونون حدین جنکے لکھنے مین کاتب غلطی کر گیا ہو اسی جانب
مین ہون لیکن ان دونون حدون اور اس زمین محدود کے درمیان مین کسی غیر کی زمین یا باغ انگور یا مکان ہو
تو وقف صحیح ہوگا اور اگر یہ دونون حدین جنمین غلطی کی ہو اس جانب مین نپائی جاتی ہون تو وقف باطل ہو لیکن اگر
یہ زمین ایسی مشہور ہو کہ بوجہ اپنی شہرت کے حدود بیان کرنے کی محتاج نہو تو ایسی حالت مین وقف مذکور جائز ہوگا
یہ وجیز مین ہو۔ اگر کسی شخص نے اپنی تمام اراضی جو کسی گانؤن مین واقع ہو کسی قوم پر وقف کر لی چاہی اور اپنے
مرض کی حالت مین اسکا وقفنامہ لکھنے کا حکم دیا پس کاتب اس تمام اراضی مین سے کھیت یا باغ انگور کے بعضے قطعات

لکھنا بھول گیا پھر یہ وقفنامہ اُس وقف کرنیوالے کو پڑھ سنایا گیا اسمین یہ لکھا تھا کہ فلان بن فلان نے اپنی تمام اراضی جو اس گاؤن مین واقع ہی اور وہ کذا و کذا قطعات ہین فلان بن فلان پر وقف کی اور اسمین اُسکے حدود بیان کیے گئے ہین مگر وہ قطعات جنکو کاتب لکھنا بھول گیا ہی وقفنامہ مذکور پڑھنے کی حالت مین اُس شخص کو نہین سنائے گئے پھر وقف کرنیوالے نے اس سب کا اقرار کیا تو شیخ ابو نصیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وقف کرنے والے نے اپنی صحت کی حالت مین وقف کیا ہی اور اُسنے یہ خبر دی کہ میری مراد یہ تھی کہ جو کچھ میری ملک اس گاؤن مین ہی مذکورہ و غیر مذکورہ سب مین نے وقف کی تو یہ وقف تمام اس ملک پر واقع ہوگا جو اُسنے مراد رکھی ہی اور اسی طرح اگر وقف کرنیوالا مر گیا حالانکہ وہ قبل مرنے کے اپنی نیت کی خبر دیچکا ہی تو جیسے اُسنے بیان کیا ہی اسی طرح وقف ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر متولی و وصی کے واسطے وصایت نامہ تحریر کیا اور اس تحریر مین اسکی وصایت و تولیہ کی جہت کو ذکر نہین کیا تو یہ تحریر صحیح نہین ہی اور اگر یون تحریر کیا کہ یہ شخص از جانب حاکم وصی ہی یا متولی از جانب حاکم ہی مگر اُس قاضی کو ذکر نہ کیا جسنے اسکو مقرر کیا تو جائز ہی یہ واقعات حسامیہ و فتاوی قاضی خان مین ہی - فتاوے اہل سمرقند مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے وقف کے متولی سے زمین وقف کو جو معلوم لوگون پر وقف ہی اجارہ پر لیا اور اجارہ نامہ مین یون لکھا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو ایسے وقفون کا متولی ہی جو فلان کی طرف منسوب ہین اور اس نام سے مشہور ہین اور وقف کرنیوالے کے باپ و دادا کا نام نہ لکھا حتی کہ اسکی شناخت نہ ہوئی تو یہ تحریر جائز ہی

عمرو بن خالد ۱۲ بکر بن نایب ۱۲ یعنی فلان زید کے وقفون کا متولی ہی ۱۲

اسواسطے کہ اگر اس تحریر مین لکھا جاتا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے جو اسطرح متولی وقف ہی حالانکہ یہ وقف معلوم لوگون پر ہی اجارہ لیا تو جائز تھا اگرچہ وقف کرنے والے کا نام بالکل ذکر نہ کیا جاتا تو صورت مذکورہ بالا مین بدرجہ اولے جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص مثلاً زید کے قبضہ مین ایک زمین ہی اور ایک شخص مثلاً عمرو آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ زمین وقف ہی اور ایک تحریر لایا جسمین عادل لوگون و قاضیون کی تحریرین ہین مگر یہ لوگ مرچکے ہین پھر اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے وقف ہونے کا حکم دیا جاوے تو قاضی کو روا نہین ہی کہ اس تحریر کا حکم قضا جاری کرے یہ خلاصہ مین ہی - اور اسی طرح اگر کسی مکان کے دروازہ پر ایک لوح جڑی ہو جسپر اس مکان کا وقف ہونا تحریر ہو تو بھی قاضی اس لوح کے موافق اسکے وقف ہونے کا حکم نہ دیگا جبتک کہ گواہان عادل اسکے وقف ہونے کی گواہی نہ دین کذا فی المحیط

یعنی قاضی کے پاس ۱۲ یعنی یا بائع ۱۲

آٹھوان باب اقرار وقف کے بیان مین - جس شخص کے قبضہ مین ایک زمین ہی اگر اُسنے اقرار کیا کہ یہ وقف ہی تو یہ وقف کا اقرار ہی اور ابتدائی وقف نہین ہوسکتا کہ وقف کے واسطے جو شرائط ہین وہ اسمین مشروط نہ ہونگے یہ محیط مین ہی - اور اگر ایک شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کے وقف ہونے کا اقرار کیا اور اسکے وقف کرنیوالے کو بیان نہ کیا اور نہ اُسکے مستحقون کو بیان کیا تو اُسکا اقرار صحیح ہی اور یہ زمین فقیرون پر وقف ہو جائیگی اور زمین پر یہ حکم نہ دیا جائیگا کہ یہ اقرار کرنے والا ہی اُسکا وقف کرنیوالا ہی اور نہ یہ حکم دینگا کہ یہ وقف کرنے والا نہین ہی ولیکن اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ اس اقرار کرنے والے نے جسوقت اقرار کیا ہی اسوقت یہ زمین اسکی ملک تھی تو اقرار کرنے والا ہی اُسکا وقف کنندہ قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی و فتاوے قاضی خان مین ہی - اور استحسانا اُسکا متولی بھی اقرار کرنے والا قرار دیا جائیگا حتی کہ اسکی آمدنی و حاصلات کو وہ فقیرون پر تقسیم کریگا ولیکن اسکو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے کو اسکا وصی مقرر کرے یہ

ذخیرہ میں ہے مترجم کہتا ہے کہ اس مسئلہ میں یہ اعتراض کے قابل بات باقی رہی کہ ایسی گواہی کیونکر قبول ہوگئی تو کتاب میں کا
جواب یون ذکر کیا کہ ایسی گواہی قبول ہونے کی تاویل اس صورت سے ہے کہ اس اقرار کرنے والے کے سوا ایک
دوسرے شخص نے آکر دعوی کیا کہ میں اسکا وقف کرنے والا ہون اور چاہا کہ اقرار کرنے والے کے قبضہ سے اپنے
قبضہ میں لے لے پس اقرار کرنے والے نے اسطرح گواہ قایم کیے کہ اسکا وقف کرنیوالا یہی اقرار کرنے والا ہے پس گواہی
قبول ہوگی اور مدعی کی خصومت دفع کیجائیگی اور اقرار کرنے والے کے واسطے اس وقف کی ایسی ولایت ثابت ہوگی
جسپر عزل وارد نہیں ہو سکتا ہے یعنے وہ معزول نہو سکیگا اور اگر اس اقرار کنندہ نے اپنے اقرار کے بعد یون اقرار کیا
کہ اسکا وقف کرنے والا فلان شخص ہے تو اسکی طرف سے یہ اقرار قبول نہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ اسکا وقف کرنیوالا
میں ہون تو اسکا قول قبول ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وقف کا اقرار کیا اور وقف کرنیوالے کو بیان
کیا مگر اس وقف کے مستحقون کو بیان نہ کیا مثلاً یون کہا کہ یہ ارضی میرے باپ کی طرف سے صدقہ موقوفہ ہے اور اسکا باپ
مرچکا ہے تو یہ حکم ہے کہ اگر اسکے باپ پر قرضہ ہو تو یہ زمین اس قرضہ میں فروخت کیجائیگی اور اگر اسکے باپ نے کچھ وصیت کی ہو
تو اسکی تہائی سے اسکی وصیت پوری کیجائیگی پھر جو کچھ ان دونون سے بچ رہے وہ فقیرون پر وقف ہوگی بشرطیکہ اس
اقرار کرنیوالے کے ساتھ کوئی دوسرا وارث مقر نہو اور اگر اسکے ساتھ دوسرا وارث بھی اقرار کرتا ہو تو جائز ہے کذا فی محیط
السرخسی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اقرار کرنے والے نے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعوی نہ کیا تو ولایت اسکے واسطے نہ ہوگی
اور قاضی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اس وقف کا متولی کرے اور اگر اسنے اپنے واسطے اسکے متولی ہونے کا دعوی کیا تو
اسکا امر صلاحیت پر محمول کر کے استحساناً اسکا قول قبول ہوگا کذا فی المحیط اور اگر اس اقرار کرنیوالے کے ساتھ دوسرا
وارث ہو جو اس وقف سے انکار کرتا ہو تو اس ارضی میں سے انکار کنندہ کا حصہ انکار کنندہ کا ہوگا کہ وہ اپنے حصہ پر
جسطرح چاہے تصرف کرے اور بحصہ اقرار کنندہ کا حصہ موافق اسکے اقرار کے وقف ہوگا کذا فی فتاوی قاضیخان اور
اسی طرح اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ یہ ارضی میرے دادا کی طرف سے وقف ہے تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم عربی زبان میں
یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسنے یون کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ من ابی او من جدی اور اگر اسنے بجاے لفظ من کے
عن کہا یعنے یون کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ عن ابی یعنے یہ ارضی میرے باپ سے متجاوز ہو کر وقف ہے تو اسکا یہ قول
اپنے باپ کے واسطے اسکی ملک کا اقرار نہوگا اور وقف جائز نہوگا خواہ اسکے باپ پر قرضہ ہو یا نہو خواہ اسکے باپ نے کچھ
وصیت کی ہو یا نہیں اور خواہ اسکے ساتھ دوسرا وارث مقر ہو یا نہو یہ حاوی میں ہے اور یہ شخص اقرار کنندہ یا کوئی
دوسرا اسکا وقف کرنے والا اقرار نہیں دیا جائیگا مگر اسکی ولایت استحساناً اس مقر کے واسطے ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ
نے وقف کو کسی شخص اجنبی کی طرف منسوب کیا پس اگر شخص معروف کو ذکر کیا اور اسکو بعینہ بیان کیا اور اضافت بھی ایسے
حرف کے ساتھ بیان کی جو ملک پر دلالت کرے مثلاً عربی میں حرف من سے بیان کی تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ شخص
معین معروف زندہ موجود ہے اور وہ حاضر ہے تو اسکی طرف رجوع کر کے دریافت کیا جائیگا کیونکہ اقرار کرنے والے نے
اسکی ملک ہونے کا اقرار کیا اور اسپر وقف کرنے کی گواہی دی ہے پس اگر شخص مذکور نے ان دونون باتون میں
اقرار کنندہ کی تصدیق کی تو یہ سب ان دونون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگا اور اگر شخص مذکور نے اقرار ملک میں
اسکی تصدیق کی اور وقف کرنے میں اسکی تکذیب کی تو ملک ان دونون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہو جائیگی اور وقف

اسوجہ سے ثابت نہوگا کہ گواہ ایک ہی ہی- اور اگر شخص مذکور مر چکا ہو تو اس تصدیق و تکذیب کا مدار شخص مذکور کے وارثون پر ہوگا جیسے ہمنے شخص مذکور کے زندہ ہونے کی صورت مین بیان کیا ہی یعنے سب وارث تصدیق و تکذیب مین متفق ہون حتے کہ بمنزلہ ایک شخص کے ہوجاوین اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ بعضے وارثون نے ملک اور وقف کرنے دونون باتون مین اسکی تصدیق کی اور بعضون نے ملک مین تصدیق اور وقف کرنے مین تکذیب کی تو تصدیق کرنے والے کا حصہ وقف ہوگا اور تکذیب کرنے والے وارث کا حصہ اسکی ملک ہوگا کہ اسمین جسطرح چاہے تصرف کرے کذا فی المحیط پھر اگر سب وارثون نے (یا وارثون ۱۲) اسکی تصدیق کی تو وقف مذکور کی ولایت اس اقرار کنندہ کے واسطے ہوگی اور اگر بعض نے تصدیق اور بعض نے تکذیب کی تو قیاساً اسکے واسطے ولایت ثابت نہ ہوگی اور شیخ ہلال نے فرمایا کہ ہم قیاس ہی کو اختیار کرتے ہین اور اسی طرح اگر وقف مین سب وارثون نے اسکی تصدیق کی مگر اس وقف کی ولایت اس مقر کے واسطے ہونے سے بعضے وارثون نے انکار کیا تو قیاساً اسکے لیے ولایت ثابت نہوگی کذا فی الظہیریہ مگر شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر انکار کرنے والے وارثون پر وہ گواہ یہ گواہی دین کہ یہ اقرار کرنے والا اسکا متولی ہی (یعنے یہ متولی ہوگیا ۱۲) تو اسکے واسطے ولایت ثابت ہوگی اور وارثونکی گواہی اس باب مین مقبول ہی کذا فی المحیط اور اگر مقر مذکور نے اجنبی کی طرف ایسے حرف سے اضافت کی جو ملک پر یقیناً دلالت نہین کرتا ہی مثلاً عربی مین حرف عن (۱۲) سے اضافت کی تو مقر کا قول اس اجنبی کے واسطے ملک ہی کا اقرار نہین ہی کذا فی خزانۃ المفتین- اور اگر اُسنے شخص اجنبی مذکور کو بطور معین بیان نہ کیا خواہ اضافت ایسے حرف سے کی جو ملک پر دال ہی یا اور حرف سے کی مثلاً عربی مین کہا کہ ہذہ الارض صدقۃ موقوفۃ من محمد او عن محمد تو ارضی مذکور وقف ہوجائیگی کذا فی الظہیریہ پھر اگر اسکے بعد اُسنے کسی شخص کو بطور معین بیان کیا تو جبکہ اُسنے اقرار اول سے جدا کرکے بیان کیا اور پہلے اقرار مین اس اجنبی کی طرف اضافت ایسے حرف سے کی تھی جو ملک پر دال ہی مثلاً عربی مین بحرف من کی تھی تو اب اسکے دوسرے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر اول اقرار مین اضافت بحرف عن کی تھی یعنی ایسے حرف سے جو ملک پر قطعی دال نہین ہی تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی- اور اگر اُسنے وقف کرنے والے اور مستحق وقف دونون کو بیان کیا تو اسکا حکم یہ ہی کہ وقف کنندہ کی طرف تصدیق کے واسطے رجوع کیا جاوے اگر وہ (اقرار کنندہ نے ۱۲) زندہ ہو یا اسکے وارثون کی طرف رجوع کیا جاوے اگر وہ مرگیا ہو پس اگر وقف کنندہ نے یا اسکے وارثون نے اسکے وقف ہونے اور وقف کی شرطون مین اس مقر کی تصدیق کی تو اسکے اقرار کے موافق وقف ہوگا یعنے اسکے وقف ہونے کا اور انہین شرطون و استحقاق پر وقف ہونے کا حکم دیا جاویگا اور اگر وقف کنندہ نے یا اسکے وارثون نے اسکے اقرار کی تکذیب کی تو نہ وقف ثابت ہوگا اور نہ شرطین یہ حاوی قدسی مین ہی- اور اگر وقف ہونے کا اقرار کیا اور اسکے وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا اور جو لوگ اس وقف کے مستحق ہین انکو بیان کیا مثلاً یون کہا کہ یہ ارضی میرے نفس اور میری اولاد اور میری نسل پر وقف ہی تو اسکا اقرار قبول کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اس وقف کی ولایت اسی مقر کے واسطے استحساناً ہوگی اگرچہ قیاساً نہوگی پھر اگر کسی دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ ارضی مجھپر وقف ہی اور پہلے اقرار کرنے والے نے اسکی تصدیق کی تو وہ فقط اپنے حصہ مین تصدیق کیا جائیگا اور اپنی اولاد و اپنی نسل کے حصہ مین تصدیق نہ کیا جائیگا یہ حاوی مین ہی- اور اگر کسی شخص نے اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ ارضی قوم معلوم پر جنکو اُسنے بیان کر دیا وقف ہی پھر اسکے بعد اُسنے اقرار کیا

کہ یہ ارضی دوسرون پر وقف ہی یعنے جنکو بیان کیا تھا وہ نہین بلکہ اورون پر وقف ہی یا جنکو پہلے بیان کیا تھا اُنہین کچھ اور لوگ بڑھا دیے یا اُنہین سے کچھ لوگ کم کر دیے تو اسکے دوسرے اقرار کی طرف التفات نہ کیا جائیگا بلکہ اسکے پہلے اقرار پر عمل درآمد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اقرار کیا کہ یہ ارضی اس جہت پر صدقہ موقوفہ ہی اور جہت کو بیان کر دیا پھر اسکے بعد جہت صدقہ دوسری بیان کی تو قیاساً و استحساناً اُسکا دوسرا قول قبول نہ ہوگا اور حاصلات وقف اسی جہت پر صرف ہوتی رہیگی جسکو اُسنے پہلے بیان کیا تھا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت بیان کیا کہ یہ وقف ہی اور اتنا کہکر خاموش ہو رہا پھر کہا کہ یہ زمین فلان و فلان پر وقف ہی یعنے عدد معلوم کا نام لیا تو قیاساً اُسکا دوسرا قول قبول نہوگا اور استحساناً قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ یہ ارضی صدقہ موقوفہ فلان شخص معین پر ہی پھر اسکے بعد جدا کر کے کہا کہ پہلے فلان شخص معین سے شروع کیا جائیگا تو اُسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر دوسرا قول اُسنے پہلے قول سے ملا ہوا کہا تو امام محمد رہ کے نزدیک دوسرا قول بھی قبول ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکا دوسرا قول قبول نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر اپنی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ فلان قاضی نے مجھے اس زمین کا متولی کیا ہی اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی تو قیاساً اُسکا متولی ہونے کا قول قبول نہوگا اور استحساناً یہ حکم ہی کہ جس قاضی کے حضور مین یہ اقرار ہی وہ قاضی ایک زمانہ تک انتظار کرے پھر اگر قاضی کے نزدیک سواے اسکے جو اُسنے اقرار کیا ہی کچھ اور ظاہر نہو تو جس طور پر اُسنے اقرار کیا ہی اسی طور پر اُسکا اقرار جائز کر دے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر اُسنے اقرار کیا کہ قاضی نے اس زمین پر میرے والد کو متولی کر دیا تھا پھر میرے والد نے وفات پائی اور مجھے اُسکا وصی مقرر کیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ان سبیلون پر ہی تو اُسکا قول قبول نہ ہوگا - اور اسی طرح اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ یہ ارضی میرے والد کے قبضہ مین تھی یا کہا کہ یہ ارضی فلان شخص کے قبضہ مین تھی پھر اُسنے مجھے وصی مقرر کر دیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہی تو بھی اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ زمین فلان شخص کے قبضہ مین تھی اور اُسنے مجھے اُسکا وصی مقرر کر دیا ہی تو بھی اُسکا قول قبول نہوگا اور اُسکو حکم دیا جائیگا کہ اس زمین کو فلان مذکور کے وارث کو سپرد کر دے یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی شخص غیر کی زمین کو کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہی پھر خود اسکا مالک ہو گیا تو وہ وقف ہو جائیگی یہ فتاوی عتابیہ مین ہی - ایک زمین ایک شخص کے وارثون کے قبضہ مین ہی جنھون نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اسکو وقف کیا ہی مگر ہر ایک وارث نے جہت وقف مختلف بیان کی یعنی جو ایک نے بیان کی ہی دوسرے نے اسکی غیر جہت بیان کی تو قاضی ان سب کا اقرار قبول کریگا اور ہر ایک کے حصہ کی حاصلات کو اسی جہت مین صرف کریگا جو اُسنے بیان کی ہی اور اس وقف کے متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی کو ہوگا کہ جس شخص کو چاہے اسکا متولی مقرر کر دے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - پھر اگر ان وارثون مین کوئی شخص صغیر ہو یا غائب ہو تو قاضی حصہ صغیر کو روک رکھیگا یہان تک کہ وہ بالغ ہو اور حصہ غائب کو بھی روک رکھیگا یہان تک کہ وہ لوٹ آوے اور اگر وارثون مین سے بعض نے اقرار کیا کہ ہمارے والد نے ہماری اولاد و نسل پر وقف کیا ہی اور بعضون نے اس سے انکار کیا تو جنھون نے وقف کا اقرار کیا ہی اُنکا حصہ اسی جہت پر وقف ہوگا جو اُنھون نے اقرار کی ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی اُنکا حصہ اُنکی ملک ہوگا مگر اقرار کرنیوالون کا حصہ کی آمدنی مین انکار کرنے والے داخل نہونگے پھر اگر انکار کرنے والون نے اپنے حصون مین سے کچھ فروخت کر دیا پھر اقرار کرنے والون کی تصدیق کی طرف رجوع کیا یعنے اقرار کرنے والون کے قول کی تصدیق کی تو جسقدر

ملک انکے قبضہ مین باقی ہو اُسی قدر کے حق مین انکی تصدیق کیجائیگی اور جسقدر اُنھون نے فروخت کر دی ہو اسکے حق مین
تصدیق نہوگی ولیکن اگر خریدنے والا انکے قول کی تصدیق کرے تو جسقدر فروخت کیا ہو وہ بھی وقف مین شامل ہوگا
اور اگر مشتری نے اینکے قول کی تکذیب کی تو فروخت کرنے والے اسقدر ملک کی قیمت جسقدر انھون نے فروخت کی ہو
تاوان داخل کرینگے اور اس قیمت سے دوسری زمین خرید کیجائیگی جو باقی ماندہ زمین کے ساتھ اسی جہت پر وقف
ہوگی جو انھون نے اقرار کی ہو (قال المترجم ثم اعلم ان العبارۃ التی وجدت فی النسخۃ بعد ذلک وہی ما تتلوہ غیر مربوط لکانہا
مصحفۃ فانظر المقدمۃ) اسلیے کہ ان باقیون نے یہ اقرار کیا ہو اور اس بیچنے والے نے انکی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جو غلہ
پہلے حاصل ہو چکا ہو وہ اس قیمت کا قصاص نہ ہوگا جو اسپر لازم آئی یہ حاوی مین ہو- امام خصاف رح نے اپنی کتاب الوقف
مین بیان کیا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ زید بن عبداللہ اور اسکی اولاد اور اسکی نسل کی اولاد
اور اسکے عقب پر ہو جبتک انکی نسل رہے پھر انکے بعد مسکینون پر ہو پھر زید بن عبداللہ نے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ
وقف مجھپر اور میری اولاد پر اور میری اولاد کی اولاد پر اور عمرو پر قرار دیا ہو تو زید کے قول کی تصدیق فقط اسکی ذات
پر ہوگی اور اسکے سوا دوسرے پر نہوگی پس غلہ تقسیم ہونے کے وقت دیکھا جائیگا کہ کون موجود ہو پس زید اور اسکی
اولاد اور اولاد کی اولاد و اسکی نسل مین سے جو لوگ موجود ہون اُنپر غلہ تقسیم کر دیا جائیگا پھر جو کچھ زید کے حصہ مین پڑا ہو
عمرو اُسکے ساتھ داخل کر دیا جائیگا پس زید کا حصہ زید و عمرو کے درمیان تقسیم ہوگا اور جبتک زید زندہ رہیگا یون ہی
ہوتا رہیگا پھر جب زید مر جاوے تو اُسکا اقرار باطل ہو جائیگا اور پھر عمرو کے واسطے اس صدقہ مین کوئی حق نہوگا
اور اسی طرح اگر وقف کرنے والے نے یہ صدقہ زید پر اور بعد زید کے مساکین پر وقف کیا پھر زید نے عمرو کے واسطے
جسطرح ہمنے بیان کیا ہو شرکت کا اقرار کیا تو بھی جبتک زید زندہ ہو عمرو کو اختیار رہوگا کہ وقف مذکور کے غلہ مین
زید کے ساتھ شرکت کرے پھر جب زید مر جائیگا تو پورا غلہ مسکینون کا ہو جائیگا یہ محیط مین ہو- ایک شخص دو پسر
چھوڑ کر مر گیا جنمین سے ایک کے پاس ایک زمین ہو اور وہ کہتا ہو کہ یہ میرے باپ کی طرف سے مجھپر وقف ہو اور
دوسرا بیٹا کہتا ہو کہ ہمارے باپ کی طرف سے ہم دونون پر وقف ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا اور یہ زمین ان دونون
پر وقف رہیگی یہی مختار ہو یہ مضمرات مین ہو- امام خصاف رح نے اپنی کتاب الوقف مین بیان کیا کہ ایک شخص کے
قبضہ مین ایک زمین یا دار ہو اُسپر دوسرے شخص نے قاضی کے یہان دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہو اور جس شخص کے قبضہ
مین ہو وہ کہتا ہو کہ یہ وقف ہو اسکو مسلمانون مین سے ایک شخص نے مسکینون پر وقف کیا ہو اور میرے قبضہ مین
دیدی ہو تو قاضی اس زمین کو اسی جہت پر وقف قرار دیگا جو اُسنے اقرار کی ہو ولیکن اس حکم سے مدعا علیہ کے ذمہ سے
خصومت مندفع نہ ہوگی حتے کہ اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مدعا علیہ سے قسم لیجاوے کہ یہ زمین میری
نہین ہو تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہین ہو پس اگر اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا یا مدعی کی
ملک ہونے کا اقرار کر لیا تو قاضی اس مدعا علیہ کو اس زمین کی قیمت کا ضامن قرار دیگا اور اُسکے وقف ہونے کا جو حکم دیدیا
ہو اُسکو باطل نہ کریگا یہ ذخیرہ مین ہو- پھر اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین اسی مدعی کی ہو تو مدعی کی ملک ہونیکا حکم
دیدیا جائیگا اور وقف کا اقرار باطل ہو جائیگا- اور اگر اقرار کیا کہ فلان شخص معروف نے اسکو وقف کیا ہو اور یہ شخص حاضر
ہوا اور اُسنے وقف کرنے کا اقرار کیا تو وہ مدعی کا خصم قرار پائیگا- اور اگر قابض نے ایک قوم کو بیان کیا کہ یہ اراضی

انپر وقف ہی تو وہ سب مدعی کے خصم ہونگے پس اگر قوم مذکور نے مدعی کے واسطے اقرار کیا کہ یہ ارضی اسی کی ملک ہی تو اقرار مذکور غلہ کے حق مین انکی نفس ذات پر قبول ہوگا پھر جب یہ لوگ مرجاوینگے تو غلہ مذکور مسکینون کا ہوگا مدعی کا نہوگا اور اگر زمین مذکورہ کسی قیم کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو وہ مدعی کا خصم ہوگا کہ مدعی کے گواہ اسکے مقابلہ مین سنے جاوینگے اور قیم سے قسم نہ لیجاویگی اسواسطے کہ قیم کا اقرار کردینا صحیح نہین ہی اور قاضی کے امین کا بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین ہی- اور اگر قابض نے جسکے قبضہ مین دار ہی اس اقرار کے بعد کہ یہ فلان و فلان و انکی اولاد پر اور انکے بعد مساکین پر وقف ہی یون اقرار کردیا کہ یہ دار اس مدعی کی ملک ہی پھر یہ سب سلیان حاضر ہوے اور انھون نے قابض کے اس اقرار کی کہ یہ دار اس مدعی کا ہی تکذیب کی اور کہا کہ یہ دار ہم لوگون پر وقف ہی تو یہ لوگ دعوی مدعی کے باب مین مدعی کے خصوم ہونگے پس اگر مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قایم کیئے کہ یہ دار اس مدعی کا ہی تو مدعی کے واسطے اس دار کے مالک ہونے کا حکم دیدیا جائیگا اور جسکے قبضہ مین دار مذکور تھا اسکا یہ اقرار کہ یہ وقف ہی باطل ہوگا اور اگر مدعی مذکور کے پاس اسکے دعوی کے گواہ نہ ہون اور اسنے قسم چاہی تو ان لوگون سے قسم لے سکتا ہی پس اگر ان لوگون نے اقرار کردیا کہ یہ دار اسی مدعی کا ہی یا قسم کھانے سے انکار کیا تو ان لوگون کا اقرار انکی ذات پر جائز ہوگا اور انکا اقرار انکی اولاد و اولاد کی اولاد و مسکینون پر جائز نہوگا اور اسی طرح انکا اقرار اجنبی شخص پر بھی اس باب مین جائز نہ ہوگا یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے وقف صحیح کا اقرار کیا اور اپنے قبضہ سے خارج کردینے کا اقرار کیا حالانکہ اسکا وارث جانتا ہی کہ اسنے اپنے قبضہ سے خارج نہین کیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا اقرار اسکی نفس پر جائز ہی و لیکن اسکے وارثون کو اختیار نہوگا کہ اس وقف کو لے لیوین اور محکمہ قضا مین وارثون کا دعوی مسموع نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- ایک شخص نے اپنی صحت مین اپنی زمین فقیرون پر وقف کردی پھر مرگیا پھر ایک شخص نے اگر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہی اور وارثون نے اسکا اقرار کردیا تو اس سے وقف مذکور باطل نہوگا و لیکن امام محمد رح کے قول مین وارث لوگ ترکہ میت سے اس زمین کی قیمت کے ضامن ہونگے اور فقیہ نے فرمایا کہ ضمان واجب ہونا سب اماموں کے نزدیک بلاخلاف ہی اور یہی ٹھیک ہی اور اگر وارثون نے اس سے انکار کیا اور مدعی نے انکی قسم طلب کی پس اگر مدعی کی غرض یہ ہی کہ اس زمین کو لے لون تو وارثون پر قسم نہین آتی ہی اور اگر یہ غرض ہی کہ اگر یہ لوگ قسم سے انکار کرین تو ترکہ میت سے اسکی قیمت ضمان لون تو اسکو ایسا اختیار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہی اسنے اقرار کیا کہ یہ دار وقف ہی جسکو مسلمانون مین سے ایک شخص نے ابواب خیر اور مسکینون پر وقف کیا ہی اور مجھے سپرد کیا ہی اور مجھے اسپر قیم کردیا ہی پھر ایک شخص آیا اور قابض کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ مین نے ہی اس دار کو ان وجوہ سبیل پر وقف کیا اور اس قابض کو سپرد کردیا اور اسکو اسکی نگہداشت کا متولی مقرر کیا ہی اور چاہا کہ قابض کے قبضہ سے نکال لے تو دیکھا جائیگا کہ جسکے قبضہ مین ہی اگر اسنے اسکی تصدیق کی کہ اسی نے اسکو وقف کیا ہی تو مدعی مذکور کو اختیار ہوگا کہ قابض سے اسکو نکال کر اپنے قبضہ مین لے لے قال المترجم اور ایک نسخہ مین اسکے آگے یون لکھا ہی کہ اگر اس آنے والے مدعی نے کہا کہ مین اس زمین کا مالک ہون اور مین نے اسکو وقف نہین کیا ہی تو اسکو اختیار ہوگا کہ قابض سے اپنے قبضہ مین لے لے- اور اگر مدعی مذکور نے کہا کہ مین نے یہ دار و زمین اس قابض کے پاس ودیعت رکھی ہی اور قابض کہتا ہی کہ یہ اسی کی تھی مگر اسنے اسکو ان وجوہ

مذکورہ بالا پر وقف کر دیا ہے تو قاضی اس قابض کے اس قول کو کہ یہ دار و زمین اسی مدعی کی تھی قبول نہ فرماویگا یہ ذخیرہ میں ہے ایک زمین ایک شخص کے قبضہ میں ہے پس دو گواہوں نے اس قابض کے اس اقرار کی گواہی دی کہ یہ زمین زید بن عمرو و اسکی نسل پر وقف ہے اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس قابض نے اقرار کیا کہ یہ بکر بن خالد پر وقف ہے تو کتاب میں مذکور ہے کہ اگر یہ دریافت ہو جاوے کہ دونوں اقراروں میں سے کون پہلے واقع ہوا تو پہلا جائز ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا اور اگر یہ دریافت نہو کہ کون اقرار ان دونوں میں سے اول واقع ہوا تو ان دونوں اقراروں کے واسطے حکم دیا جائیگا یعنی یہ حکم دیا جائیگا کہ دونوں فریق پر وقف ہے اور اُسکا غلہ دونوں فریق کے درمیان نصفا نصف ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ ایک ذمی کے قبضہ میں ایک زمین ہے اُسنے اقرار کیا کہ ایک مسلمان نے اسکو مسکینوں پر یا حج پر یا حج پر وقف کیا ہے یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالی کی قربت چاہتے ہیں تو ذمی مذکور کا اقرار جائز ہوگا اور اسکی حاصلات انھیں وجوہ پر جو اُسنے بیان کی ہیں جاری رکھی جائینگی اور اگر اُسنے کہا کہ مسلمان نے اسکو راہ بیع پر وقف کیا ہے یا اور کوئی ایسی راہ بیان کی جس سے مسلمان لوگ اللہ تعالی کا تقرب نہیں پاتے ہیں تو ذمی مذکور کا اقرار باطل ہوگا اور زمین مذکور اسکے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیجائیگی یہ حاوی میں ہے

نواں باب وقف کو غصب کر لینے کے بیان میں۔ ایک شخص نے زمین یا دار کو وقف کیا اور اسکو ایک شخص کے سپرد کیا اور اسکو اسکی غور پرداخت کا متولی مقرر کیا پھر جس شخص کو سپرد کی تھی وہ اُس سے انکار کر گیا تو وہ غاصب ہے کہ زمین اُسکے قبضہ سے نکال لیجائیگی اور اس مقدمہ میں خصم وہی وقف کرنیوالا ہوگا اور اگر وقف کرنیوالا مر گیا ہو اور اس وقف کے مستحق لوگ آئے کہ انھوں نے اپنا استحقاق طلب کیا تو قاضی اس مقدمہ میں ایک شخص کو مقرر کر دیگا جو خصم ہووے۔ پس اگر غاصب کے پاس اس وقفی چیز میں نقصان آگیا تو اسکے انکار کر جانے کے بعد جو نقصان اسمیں آیا ہے غاصب اُسکا ضامن ہوگا اور جو کچھ اسمیں سے منہدم ہوا ہے اس مال سے اسکی تعمیر کرائی جائیگی۔ اور اگر غصب کنندہ نے وقف کرنے والے سے غصب کی ہو نہ اس شخص سے جو اسپر متولی ہے تو غاصب پر واجب ہوگا کہ وقف کرنیوالے کو واپس دیدے۔ اور جب غاصب نے انکار کیا اور قاضی کے پاس اسکا غصب کرنا ثابت ہوگیا تو قاضی اسکو محبوس رکھیگا یہاں تک کہ وہ مغصوبہ چیز کو واپس کر دے اور اگر وقف میں کوئی نقصان آگیا ہو تو نقصان کا ضامن ہوگا اور یہ مال ضمان اس وقف کی مرمت اور شکستہ و ریختہ کی تعمیر میں صرف کیا جائیگا اور جو لوگ اس وقف کی حاصلات کے مستحق ہیں انہیں تقسیم نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر غاصب نے وقف کی چیز میں اپنی طرف سے بڑھایا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ زیادتی مال متقوم نہو مثلاً غاصب نے اس زمین میں ہل چلا دیا یا نہر کھود دی ہے یا اس زمین میں کھاد ڈالی ہے اور کھاد اسکی مٹی میں ملکر بمنزلہ مستہلک کے ہوگئی تو اس وقف کا قیم اسکے غاصب سے اسکو مفت واپس لیگا اور زیادتی مذکورہ کے مقابلہ میں کچھ نہ دیگا اور اگر زیادتی مذکورہ مال متقوم ہو مثلاً درخت لگایا ہے یا اسمیں عمارت بنائی ہے تو غاصب کو حکم دیا جائیگا کہ اپنا درخت جڑ سے نکال لے اور عمارت کو توڑ لے اور زمین واپس کر دے بشرطیکہ ایسا کرنے سے زمین وقف کو نقصان نہ پہونچتا ہو اور اگر اس سے زمین وقف کو نقصان پہونچتا ہو مثلاً درخت جڑ سے کھود ڈالنے سے زمین مذکور خراب ہوئی جاتی ہو یا عمارت توڑ لینے سے دار مذکور کھنڈل ہوا جاتا ہو تو غصب کرنے والے کو یہ اختیار نہوگا کہ عمارت کو توڑے یا درخت کو جڑ سے اکھاڑے لیکن اس وقف کا قیم اس عمارت کی ٹوٹی ہوئی کے حساب سے اور اس درخت کی

له قال المترجم دونون [illegible]
سه [illegible]
سه [illegible] اور یہی حکم [illegible]

کاٹے ہوے کے حساب سے قیمت ادا کریگا بشرطیکہ اس وقف کی اسقدر آمدنی اس متولی کے پاس ہو جو اس تاوان
ادا کرنے کو کافی ہو۔ اور اگر ایسی صورت مین وقف مذکور کی آمدنی کچھ جمع نہو تو وقف مذکور اجارہ پر دیدیا جائیگا پس
اس اجرت مین سے یہ تاوان ادا کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر غاصب نے چاہا کہ وہ آخری درجہ لیسے
مقام سے ہر درخت کو کاٹ لے کہ جس سے زمین کو کچھ خرابی نہ پہونچے تو اسکو یہ اختیار ہوگا پھر جسقدر زمین وقفی کے
اندر درختون مین سے رہا ہے اگر چاہا ہو قیم اسکی قیمت غاصب کو ضمان دیگا بشرطیکہ اسکی کچھ قیمت ہوتی ہو یہ محیط مین ہے اور
اگر اس مسئلہ مین متولی نے غاصب کے پودون سے کسی چیز پر غاصب کے ساتھ صلح کر لی تو جائز ہے بشرطیکہ اس صلح مین
وقف کے واسطے بھلائی ہو اور یہی حکم عمارت کی صورت مین بھی ہے یہ حاوی مین ہے اگر کسی غاصب نے اراضی وقفی
کو درحالیکہ اسکی قیمت ہزار درم تھی غصب کیا پھر وہ ہزار درم اسکی قیمت ہو جانے کے بعد غاصب مذکور سے اسکو
دوسرے غاصب نے غصب کر لیا تو قیم پہلے غاصب کا دامنگیر ہوگا بلکہ دوسرے ہی کا پیچھا پکڑیگا جبکہ دوسرا غاصب
تونگر ہو۔ شیخ نے کہا کہ امام کی مراد اس کلام سے یہ ہے کہ دوسرے ہی کا دامنگیر اسوقت ہوگا کہ جب دوسرے غاصب
سے تیسرے نے غصب کر لیا اور اس سے واپس لینا متعذر ہو گیا ہو تو ایسی صورت ہو جانے مین اول و دوم مین سے
غاصب دوم ہی کا دامنگیر ہووے جبکہ وہ بہ نسبت اول کے تونگر ہو۔ پھر فرمایا کہ اور اگر پہلا غاصب بہ نسبت
دوسرے کے زیادہ مالدار ہو تو پہلے ہی کا پیچھا پکڑے۔ اور جب قیم نے دونون غاصبون مین سے کسی ایک کا پیچھا
پکڑ لیا تو دوسرا غاصب بری ہو گیا اور جب قیم نے دونون مین سے کسی ایک سے قیمت وصول کر لی تو اس قیمت
سے دوسری زمین خرید کر بجاے اراضی اول کے وقفی قایم کرے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر قیم نے دونون مین سے
کسی ایک غاصب سے قیمت وصول کر لی پھر اصل زمین اسکو واپس دیگئی تو وہ بھی قیمت وصول کردہ کو واپس
کردے اور زمین مذکورہ اپنے حال پر وقفی رہیگی اور ایسی صورت مین غاصب کو یہ اختیار رہیگا کہ اپنی قیمت واپس
پانے تک زمین کو روک رکھے کذا فی المحیط پھر اگر قیم نے غاصب سے قیمت وصول پائی اور وہ اسکے ہاتھ سے
ضائع ہو گئی تو اسپر کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور ضائع ہونے مین قسم سے قیم ہی کا قول قبول ہوگا کذا فی الحاوی اور
اگر قیم نے قیمت وصول کر لے ہنوز اس سے دوسری زمین خریدی نہین تھی کہ اسکے پاس سے قیمت ضائع ہو گئی پھر
اصل زمین وقفی اسکو واپس ملگئی تو زمین مذکور جیسے وقفی تھی اسی حال پر رہیگی اور قیم نے جو قیمت وصول کر لی تھی اسکو
اپنے ذاتی مال سے پھیرنا برداشت کرے پھر استحساناً اسقدر مال کو حاصلات وقف سے واپس لیوے ولیکن
یہ نہ ہوگا کہ جن لوگون پر حاصلات اراضی وقف ہے انسے انکے دیگر اموال سے سوائے حاصلات وقف کے
واپس لیوے بلکہ انکے اسی مال حاصلات وقف سے واپس لے سکتا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ ہوا کہ قیم نے قیمت
وصول کر کے اسکے عوض دوسری زمین بجاے وقف اول کے خرید لی پھر اسکو اصل زمین وقفی واپس دی گئی تو وہ
بحال خود وقف ہوگی اور دوسری زمین جو خریدی ہے وقف ہونے سے خارج ہو جائیگی پس قیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو
فروخت کر کے اسکے داموں سے وہ قیمت جو وصول کر لی تھی ادا کر دے۔ اور اگر زمین کمی پڑے تو کمی قیم کے ذاتی
مال پر ہوگی اسکو چاہئے کہ استحساناً دونون طرح حاصلات وقف سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اگر وقف کرنیوالے نے
وقف کے ساتھ استبدال کر لینا شرط کر دیا ہو یعنی شروط مین لکھدیا ہو کہ استبدال روا ہے پس قیم نے اسکو فروخت کر کے

دام وصول کر لیے پھر یہ دام ضائع ہو گئے پھر بہلا دار اُسکو بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس دیا گیا تو قیم اُسکے داموں کو اپنے مال سے ضمان دے پھر زمین وقف جو اُسکو پھیر دی گئی ہی تاوان دیے ہوے داموں کے بدل فروخت کرے یہ محیط میں لکھا ہی- اگر وقفی دار اور وقفی زمین کو غصب کر کے دار کی عمارت ڈھائی یا زمین کے درخت کاٹ ڈالے تو قیم کو اختیار شرعی حاصل ہوگا کہ غاصب سے عمارت و ہر قسم کے درختوں کی قیمت خواہ خرما کے ہوں یا اور کسی قسم کے ہوں تاوان لے یا غاصب ان چیزوں کو واپس نہ کریگا پھر عمارت کی قیمت بحساب بنی ہوئی کے اور درختوں کی بحساب لگے ہوے کے تاوان لیگا- پس اگر قیم نے غاصب سے یہ قیمت تاوان لے لی پھر دار اور زمین اور عمارت کا ٹوٹن اور درختان مذکورہ ظاہر ہوے یعنے غاصب کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ وہ دار کو مع عمارت کی ٹوٹن کے یا زمین کو مع اشجار مقطوعہ کے واپس کرے تو وہ اس خالی زمین بے عمارت و درخت کو واپس کردے اور رہا ٹوٹن یا درخت تو وہ اُسی کے ہو چکے ہیں پھر قیم اس خالی زمین کا حصہ قیمت غاصب کو واپس کریگا کذا فی الذخیرہ والمحیط وفتاوے قاضی خان- اور اگر غاصب کے قبضہ میں کسی اجنبی نے عمارت دار یا درختان زمین پر تعدی کی جس سے غاصب نے اُن چیزوں کی قیمت ڈانڈ بھر لی اور رکھا گیا اب وہ مفلس نادار ہی تو قیم کو یہ اختیار نہوگا کہ جس اجنبی نے تعدی کی تھی اُسکا دامنگیر ہو- اور اگر غاصب نے اس زمین میں زراعت کی تو کھیتی اُسی کی ہوگی اور اسپر زمین کا نقصان جو کھیتی کرنے سے اُسمیں آگیا ہی واجب ہوگا اور یہ مال لیکر اُس زمین کی تعمیر میں لگا دیا جائیگا کذا فی الحاوی- اور اگر زمین وقف میں درختان خرما و دیگر اشجار ہوں جنکی حاصلات کو غاصب نے چند سال تک لیا پھر اُسنے زمین مع درختان مذکورہ واپس کرنی چاہی تو اُسکے ساتھ اُنکی حاصلات کو بھی واپس کرے اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اُس سے وہ حاصلات تلف ہو گئی ہو تو اسکے مثل واپس کرے یہ ذخیرہ میں ہی- پھر غاصب سے جو کچھ حاصلات کے بدلے حاصل کیا جاوے وہ انہیں راہوں میں لگا دیا جائیگا جنپر وہ وقف ہی یہ محیط میں لکھا ہی- غاصب نے زمین وقف کو غصب کیا اسمیں درختان خرما و دیگر اشجار ہیں پس اُسکے قبضہ میں سے کسی اجنبی نے درختان مذکورہ کھود دیے تو قیم کو اختیار ہی چاہے غاصب سے ان درختوں کی قیمت جمے ہوئے کے حساب سے تاوان لے یا اسی کو کھودنے والے سے تاوان لے پس اگر قیم نے غاصب سے ضمان لی تو وہ کھود لینے والے سے واپس لیگا اور اگر اُسنے کاٹ کر کھود لینے والے سے تاوان لیا تو وہ غاصب سے واپس نہیں لے سکتا ہی- اور اگر قیم نے دونوں میں سے ہنوز کسی سے تاوان نہیں لیا تھا کہ غاصب نے قاطع سے قیمت درختان مقطوعہ تاوان بھر لی پھر قیم نے اگر قطع و قلع کرنے والے سے ضمان لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار حاصل نہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہی- ایک شخص نے ایک وقفی زمین غصب کر لی اور جسکے پاس سے غصب کی ہی اُسنے نالش کی اور گواہ قایم کیے تو بالاجماع اُسکے گواہ قبول ہونگے اور زمین مذکور اسکو واپس دیجائیگی یہ ظہیریہ میں ہی- اور اگر وقف کو کسی نے غصب کر لیا تو جن لوگوں پر وقف ہی اُنمیں سے کسی کو بدون اجازت قاضی کے خصومت کا حق حاصل نہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہی- ایک زمین یا عقار چند نفر پر وقف ہوا اسپر کسی ظالم نے زبردستی قبضہ کر لیا اور اُسکے قبضہ سے نکالنا ممکن نہیں پھر جن لوگوں پر وقف تھا اُنھوں نے اُنہوں میں سے ایک پر دعوی کیا کہ اُسنے اس ظالم کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکو سپرد کر دیا ہی اور وہ شخص منکر ہی پس باقیوں نے اُس سے قسم لینی چاہی تو انکو یہ حق پہونچتا ہی اور جب اُس شخص نے اُنکے دعوی سے انکار کیا تو اس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھانے سے انکار کیا

اور ٹھیک ٹھاک رہا تو اسپر قیمت وقف مذکور ادا کرنے کا حکم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر باقیون نے اسپر گواہ قائم کیے تو بھی ثابت ہو جانے پر یہی حکم دیا جائیگا کیونکہ وقفی مکانات واراضی وغیرہ جو از قسم عقار ہوا نکے غصب کی صورت مین وقف پر نظر کرکے یہی فتویٰ ہو کہ غاصب ضامن ہو جیسے کہ وقف کے منافع غصب کر لینے کی صورت مین بنظر وقف یہی فتویٰ ہو کہ منافع وقف کا غاصب ضامن ہو اور یہی ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہو - اور جب ہم غاصب پر قیمت کا حکم دیگے تو قیمت اس سے وصول کرکے اسکے عوض دوسری اراضی خرید کیجائیگی پس وہ بجائے اصل کے وقف رہیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - ایک شخص نے اپنی زندگی وصحت مین ایک موضع وقف کرکے اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کے قبضہ مین دیدیا پھر اسپر ایک غاصب مستولی ہو کر وقف مذکور ومتولی کے درمیان حائل ہو گیا تو غاصب سے اسکی قیمت لیکر اس سے دوسرا موضع خرید کر اول کے شرائط پر وقف کیا جائیگا کیونکہ جب غاصب انکار کر گیا تو وہ چیز گویا مستہلک ہو گئی اور وقفی چیز جب تلف ہو جاوے تو اُسکے قائم مقام دوسری بدل لینا واجب ہو جیسے وقف گھوڑا اگر جہاد مین مار ڈالا جاوے تو اسکی قیمت سے استبدال کیا جاتا ہو اور یہ حکم بدلیل استحسان ہو جسکو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو - ایک شخص نے اپنا کھیت وقف کیا پھر اسی نے اسمین زراعت کی اور خرچ کیا اور کھیتی نکلی اور بیج اسی کی طرف سے ہین پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے بیجون سے اپنے واسطے یہ زراعت کی ہو اور جنپر وقف ہو اُنھون نے کہا کہ تونے وقف کے لیے زراعت کی ہو تو اس بارہ مین وقف کرنے والے کا شتکار کا قول قبول ہوگا اور کھیتی اسی کی ہوگی اور اگر وقف والون نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے قبضہ سے نکال لے اُسنے اپنے واسطے زراعت کی ہو حالانکہ اسکو یہ استحقاق نہ تھا تو قاضی اُسکے قبضہ سے نہین نکالیگا و لیکن وقف کے لیے زراعت کرنے مین اُس سے تقدیم کر دیگا پھر اگر اُسنے کہا کہ وقف کا کچھ مال میرے پاس نہین اور نہ بیج ہین تو قاضی اُس سے کہیگا کہ وقف پر قرضہ لے اور اسکو بیجون و مزدوری وغیرہ مصارف زراعت مین خرچ کرکے حاصلات سے لے لینا - پھر اگر اُسنے کہا کہ مجھ سے یہ نہین ہو سکتا ہو تو قاضی اہل الوقف سے فرمائیگا کہ تم قرضہ حاصل کرکے بیج خرید دو اور خرچہ دو پھر حاصلات سے ادا کر دینا پھر اگر اہل الوقف نے کہا کہ ہمکو کھٹکا ہو کہ جب ہم قرضہ لیکر بیج خریدین اور خرچہ دین تو جب یہ سب وقف کرنیوالے کے پاس پہونچ جاوے تو وہ انکار کر جاوے و لیکن ہم خود اسمین زراعت کرین تو قاضی کو یہ نہ چاہیے کہ علی الاطلاق انکو یہ حکم دیدے کیونکہ جسنے وقف کیا ہو وہی اول مستحق اسکی پرداخت کا ہو لیکن اگر اُسکی ذات پر یہ خوف ہو کہ وقف کو تلف کر ڈالیگا تو انکو استحقاق ہین اور لوبت نہین ہو اگر وقف کنندہ نے اسمین زراعت کی اور خرچہ اُٹھایا پھر کھیتی کو اولا یا پالا وغیرہ ایسی کوئی آفت پہونچی کہ کھیتی جاتی رہی پس وقف کنندہ نے کہا کہ مین نے قرضہ لیکر یہ زراعت جو جاتی رہی ہو وقف کے واسطے بوئی تھی پھر دوسری پیداوار سے حاصلات آئی پس اُسنے چاہا کہ مین اس پیداوار سے وہ قرضہ وضع کر لون جسکو اسنے تلف شدہ پیداوار کے واسطے قرض لینا بیان کیا تھا اور اہل وقف نے کہا کہ اسنے اپنے ہی واسطے کھیتی بوئی تھی تو اسمین وقف کرنیوالے کا قول قبول ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ اس پیداوار سے اسقدر قرضہ جسکا دعوے کرتا ہو وصول کر لے پھر اگر وقف کرنے والے نے کہا کہ مین نے ہزار درم لیکر اسکے بیجون و دیگر ضروریات مین خرچ کیے ہین اور اہل وقف نے کہا کہ تونے فقط پانچ سو درم سب اسکے بیجون و مزدوری و ضروریات مین اُٹھائے ہین تو فرمایا کہ

جسقدر ایسی زمین کی ایسی زراعت مین خرچ ہوتا ہو اُسقدر مین وقف کنندہ کا قول سچا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر متولی وقف نے بیضے تخم نے کہا کہ یہ کھیتی مین نے اپنے بیجون سے واپنے خرچ سے اپنے لیے بوئی ہی اور اہل الوقف نے کہا کہ تو نے ہمارے واسطے بوئی ہی تو قول امین متولی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی

دسوان باب۔ مریض کے وقف کرنے کے بیان مین۔ ایک مریض نے اپنے مرض الموت[1] مین اپنا دار وقف کیا تو یہ جائز ہی جبکہ دار مذکور اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوتا ہو اور اگر برآمد نہو لیکن وارثون نے فعل مریض کی اجازت دیدی تو بھی جائز ہی اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو جسقدر تہائی سے زیادہ ہی اُسقدر کا وقف باطل ہوجائیگا اور اگر بعض وارثون نے اجازت دی اور بعض نے اجازت نہ دی تو جسقدر وارثون نے اجازت دی ہی اُسقدر اور بھی تہائی کے ساتھ جائز ہوجائیگا اور باقی کا وقف باطل ہوگا پھر اگر میت کا کچھ اور مال ظاہر ہوا حتی کہ دار مذکور اُسکے تہائی ترکہ تمام سے برآمد ہوگیا تو پورا وقف مذکور نافذ کردیا جائیگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر اس صورت مین قاضی نے سوائے تہائی کے باقی دو تہائی کا وقف باطل کردیا پھر میت کا ایسا مال ظاہر ہوا کہ اُسکی تہائی سے پورا دار مذکور برآمد ہوتا ہی پس اگر باقی دو تہائی مذکور وارثون کے قبضہ مین بعینہ قائم ہو تو پورا دار مذکور وقف ہوجائیگا اور اگر قایم نہو مثلاً بعض وارثون نے اپنا حصہ فروخت کردیا ہو تو اُسکی بیع نہین توڑی جائیگی ولیکن جسقدر اُسنے فروخت کیا وہ اُس سے لیکر اُس سے دوسری زمین خرید کرکے بجاے اُسکے وقف کردیجائیگی کذا فی محیط السرخسی اور اگر میت کو کوئی مال حاصل ہوا بایں طور کہ وہ عمداً قتل کیا گیا پھر وارثون نے قاتل سے مال پر صلح کرلی تو بالاتفاق بیع مذکور نہین توڑی جائیگی اور اگر بعض وارثون نے بیچا اور بعض نے نہین تو جسقدر فروخت نہین ہوا وہ وقف مین عود کریگا اور جسقدر فروخت ہوا اُسکی قیمت لیکر اُسکے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کردیجائیگی کذا فی الذخیرہ اور اسی طرح اگر میت پر قرضہ تھا پس قاضی نے اُسکے دار یا زمین وقف کو اُس قرضہ مین فروخت کیا پھر میت کا اسقدر مال ظاہر ہوا جس سے میت کا قرضہ ادا ہوتا اور اُسکی تہائی سے یہ زمین وقف برآمد ہوتی ہی تو بھی بیع مذکور نہین توڑی جائیگی ولیکن مال میت سے بقدر ثمن وقف مذکور کے نکال کر اُس سے دوسری زمین خرید کر فقیرون پر صدقہ موقوفہ کردیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید مریض نے اپنی زمین کو صدقہ موقوفہ للہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کے واسطے اپنی اولاد اور اولاد اولاد اور نسل پر ہمیشہ جبتک تناسل حاصل ہو اور بعد اُسکے مساکین پر کردیا پس اگر یہ زمین اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہو تو وقف ہوجائیگی اور اُس سے غلہ حاصل کرکے اُسکے تمام وارثون پر بحساب حصہ میراث کے تقسیم کیا جائیگا حتی کہ اگر اُسکی جورو اور اولاد ہو تو جورو کو آٹھوان حصہ دیا جائیگا اور اگر والدین و اولاد ہون تو والدین کو چھٹا حصہ دیکر باقی اُسکی اولاد مین لڑکون کو لڑکیون سے دوچند کے حساب سے بانٹ دیا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اولاد اُسکی پشت سے ہو اور اُنمین کوئی اولاد الاولاد نہو اور اگر کچھ اولاد الاولاد ہون اور باقی مسئلہ یہی واقع ہو تو اولاد کے نفر اور اولاد الاولاد کے نفر شمار کرکے تمام غلہ بعدد نفر تقسیم کیا جاوے پھر جسقدر اُسکے نطفہ کی اولاد کو پہونچے وہ ان اولاد مین موافق فرائض الٰہی تعالی کے بطور مذکور تقسیم ہوگا اور جسقدر اولاد الاولاد کو پہونچے وہ اُنمین مساوی تقسیم ہوگا یعنے مرد و عورت کا حصہ یکسان ہوگا۔ پھر جب تمام اولاد صلبی مرگئی تو تمام حاصلات اُسکی اولاد الاولاد و نسل پر تقسیم ہوگی پس اُسکی زوجہ یا والدین کو اُسمین سے کچھ نہین ملیگا کذا فی الظہیریہ اور اگر یہ زمین اُسکے

[1] مرض الموت وہ بیماری ہی جس سے آدمی صحت نہ پاوے اور آخر اسی بیماری سے مرجاوے ۱۲ [illegible] ۱۲ منہ

تہائی ترکہ سے برآمد نہ ہوئی پس اگر وارثوں نے وقف کی اجازت دیدی تو وقف جائز ہوا اور غلہ ان سب مین برابر تقسیم ہوگا۔ انہین مذکر اولاد کو مونث سے کچھ زیادتی سے نہین دیا جائیگا اور اس غلہ سے زوجہ اور والدین کو کچھ نہین ملیگا اور اگر وارثون نے وقف کی اجازت نہ دی تو تہائی سے وقف جائز ہوگا پس تہائی رقبہ فقیرون کے لیے وقف ہوگا اور غلہ تمام وارثون مین اللہ تعالی کے فرائض پر تقسیم ہوگا اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے شیخ ہلال و قاضی ابو بکر الخصاف و فقیہ ابو بکر الاعمش و فقیہ ابو بکر الاسکاف کا قول ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر اپنی زمین کو اپنی قرابت پر وقف کیا پس اگر اسکے قرابت والے اسکے وارث ہون تو یہ صورت اور اولاد پر وقف کرنے کی صورت یکسان ہے اور اگر یہ قرابت والے اسکے وارث نہون تو انپر وقف جائز ہے اور وقف کی راہ سے وہ لوگ حاصلات وقف کے مستحق ہونگے اور اگر اسنے اپنے وارثون مین سے فقط بعض پر وقف کیا تو اس صورت مین اگر سب وارثون نے اجازت دی تو وقف جائز ہوگا اور اگر نہ اجازت دی تو زمین مذکور فقیرون پر وقف ہوجائیگی مگر تہائی مال ترکہ سے اعتبار کیا جائیگا اور حاصلات اس وقف کی بنا بر قول ہلال رحمہ اللہ تعالی واسکے تابعین کے وارثون کے لیے بقدر انکی میراث کے ہونگی پھر جب وہ وارث مرجاوے جسپر وقف ہے تو غلہ اسکا فقیرون کے لیے ہوجائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعض وارث مرگئے ولیکن وہ وارث جسپر وقف ہے زندہ موجود ہے تو غلہ مذکور تمام وارثون کا ہوگا اور جو انہین سے مرا اسکا حصہ اسکے وارثون مین میراث ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل پر اور آخر اسکا فقرا پر ہے یا اسنے اسکی وصیت کردی اور یہ زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہے پس اگر وارثون نے اجازت دی تو اسکا غلہ درمیان وارث و اولاد الاولاد کے انکے عدد رؤس پر تقسیم ہوگا اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو غلہ درمیان اولاد صلبی اور اولاد الاولاد کے انکے اعداد رؤس پر تقسیم ہوگا پھر جسقدر اولاد الاولاد کے پرتے مین پڑے وہ انکو مساوی تقسیم ہوگا اور جسقدر وارثون یعنی اولاد صلبی کے حصہ مین آوے وہ تمام وارثون مین بحساب میراث تقسیم ہوگا اور اگر بعض اولاد صلبی اور بعض اولاد کی اولاد مرگئی اور بعضے اولاد کی اولاد مین پیدا ہوے تو جسدن غلہ حاصل ہوا اسدن انکی تعداد بشمار نفر دیکھی جاوے پھر جسقدر اولاد صلبی کے پرتے مین آوے وہ انہین تمام وارثون بحساب میراث تقسیم ہوگا جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے پھر جسقدر انہین سے مرنے والون کے حصہ مین علیحدہ علیحدہ پڑے وہ ہر ایک کے وارثون کو ملیگا پھر اگر اولاد صلبی سب گذر گئے تو غلہ مذکور اولاد الاولاد اور نسل پر تقسیم ہوگا اور باقی وارثون کے لیے کچھ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر مریض نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہر اس شخص پر ہے جو محتاج ہووے میری اولاد و نسل سے ہر ایک کو اسقدر دیا جاوے جو اسکے نفقہ کو گنجایش دیوے اور اگر میری اولاد اور نسل مین کوئی فقیر نہ ہو تو پورا غلہ فقیرون کے واسطے ہے تو ایسی صورت مین اگر اسکی اولاد اور نسل مین فقرا ہون تو انکی تعداد پر غلہ انکے درمیان اسطرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک کو اسقدر دیا جاوے جو اسکی ذات و اولاد و جورو اور خادم کے نفقہ کے لیے بطور معروف کافی ہو یعنے بدون اسراف و تنگی کے روٹی و اسکے ساتھ کھانے کی چیز و کپڑے کے لیے سالانہ کافی ہو پھر اس حساب سے جسقدر غلہ اسکے نطفہ کی اولاد کے حصہ مین (یعنی نطفہ کی اولاد) دے اسکو جمع کرکے اُن اولاد صلبی اور باقی تمام وارثون مین جو وقف کنندہ کی موت کے روز موجود تھے موافق

فرائض الٰہی تعالیٰ کے تقسیم کر دیا جائیگا پھر اگر فرزند صلبی کے حصہ کفایت مین کچھ دیگر وارثون کی تقسیم مین سے لیا گیا اور جو
باقی رہا وہ اسکو کافی نہین ہوتا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اولاد الاولاد کے حصہ مین جو کچھ آیا اسمین سے بقدر کمی کے
واپس کر لے۔ اور اگر نہین تونگر لوگ ہون تو انکی اولاد اور نسل مین سے تونگرون کو کچھ نہین دیا جائیگا اور جتنے
لوگ فقیر ہین انھین کی تعداد روس پر تقسیم ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر اپنے مرض الموت مین اپنی زمین وقف
کی اور کچھ وصیتین کین تو اسکا تہائی مال اُسکے وقف و دیگر وصایا مین تقسیم ہوگا اس طرح کہ وصیتون والے اپنی اپنی
وصیت کے حساب سے اور وقف والے اس زمین کی قیمت کے حساب سے حصہ دار ٹھہرائے جاوینگے پھر تہائی مین سے
جسقدر وصیتون والون کے حصہ مین پڑے وہ لے لین اور جسقدر اہل وصیت کو پہونچے اُسکے حساب سے
اس زمین سے حصہ الگ کر کے جسپر وقف کیا ہے وقف کر دیا جاوے۔ اور وقف کی تنفیذ مقدم نہوگی کذا فی الذخیرہ
اور وقف مانند عتق و مدبر کرنے کے نہین ہے یعنے جیسے عتق و تدبیر کو مقدم کر کے پہلے انھین دونون کو نافذ کرنا
شروع کیا جاتا ہے پھر اگر کچھ بچتا ہے تو باقی وصیتین نافذ کیجاتی ہین ورنہ نہین تو وقف کا حکم بمانند عتق و تدبیر کے
تقدم مین نہین ہے کما فی الحاوی للقدسی۔ اگر کسی نے کہا کہ میری یہ زمین ہے اسکا غلہ میری وفات کے بعد اولاد
عبداللہ و انکی نسل کو دیا جاوے تو یہ غلہ کی وصیت اُن لوگون کے واسطے ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میری اس
زمین کو حبس کر رکھو میری وفات کے بعد اولاد عبداللہ پر تو یہ بھی غلہ کی وصیت قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ
میری زمین میری وفات کے بعد فلان و انکی نسل پر وقف ہے فروخت نہ کیجاوے تو یہ سب صورتین یکسان
ہین یعنے ان سب مین غلہ کی وصیت ہے پس احکام وصیت معتبر ہونگے اور وقف نہین ہے اور اگر اُسنے کہا کہ
میری یہ زمین میری وفات کے بعد صدقہ موقوفہ بر مساکین ہے یا کہا کہ اسکو مساکین پر حبس رکھو تو یہ وقف
البتہ جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر کہا کہ میری زمین صدقہ موقوفہ اس قوم پر و اُنکے بعد اسکا غلہ میرے وارثون
کے لیے کیا جاوے تو حاصلات اس قوم کے واسطے ہوگی جنکے واسطے اُسنے قرار دی ہے پھر جب یہ لوگ گذر جاوین
تو وارثون کے لیے انکی میراث کے حساب سے ہوگا پھر جب وارث مر جاوین تو غلہ فقیرون کے لیے ہو جائیگا یہ
خزانۃ المفتین و محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے میری اولاد اور اولاد الاولاد اور نسل پر
ہے پھر جو کوئی میرے نطفہ کے فرزندون سے مرے اسکا جو کچھ حصہ بطریق میراث تھا وہ بھی میری اولاد الاولاد
پر وقف ہے تو یہ جائز ہے اور جو غلہ حاصل ہو وہ اولاد کی اولاد کی تعداد اور زندہ اولاد صلبی کے عدد روس
اور جو واقف کی موت کے بعد مرے ہین انکے عدد روس پر تقسیم ہوگا پس فرزند صلبی سے مردہ فرزند کو جو پہونچے وہ
بھی اولاد کی اولاد پر وقف ہوگا پھر جو کچھ زندون کو پہونچا وہ انہین اور مردون مین تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردون کو
پہونچا وہ انکے وارثون کو انسے میراث پہونچیگا۔ قال المترجم حاصل یہ ہے کہ وقف کنندہ نے اولاد صلبی مین سے
مرنے والے کا حصہ میراث جو اولاد الاولاد کے واسطے کر دیا ہے اسکے یہ معنی نہین لیے جاوینگے کہ خاصۃ اسکا حصہ میراث
اُسکے وارثون سے منتقل ہو کر اولاد الاولاد کو دیا جاوے کیونکہ یہ تشریع باطل خلاف منصوص فرائض ہے بلکہ یہ معنی
لیے جاوین کہ اولاد الاولاد کو اسقدر حصہ مزید بھی دیا جاوے جسقدر اولاد صلبی کے مرنے والون کا میراثی حصہ انکو
پہونچتا تھا اسی واسطے اولاً تقسیم غلہ کے وقت تعداد اولاد الاولاد اور تعداد زندہ اولاد صلبی اور تعداد مردہ

اولاد صلبی تین مجموعہ لیے گئے انہیں سے اولاد الاولاد کو انکا مجموعہ اور نیز مردہ اولاد صلبی کا مجموعہ دونوں دیے جاوینگے
پھر اولاد صلبی کے پرتے مین جو کچھ آوے وہ وقف کنندہ کے مرنے کے وقت جسقدر اولاد صلبی موجود تھی اور جسقدر وارث
تھے سب کے درمیان بحساب فرائض تقسیم ہوگا پھر جو کچھ مردہ فرزند یا وارث کے حصہ مین آوے وہ اسکے وارثون کو بحکم
میراث دیا جائیگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور اگر وقف کنندہ نے چاہا کہ حصہ میراث مردہ فرزند صلبی جو سکو بحکم
ورث ملا ہو وہ بھی اولاد الاولاد اور نسل پر وقف کردے چنانچہ اُسنے یون کہا کہ پھر جو کچھ میرے نطفہ کے زندہ فرزندون
کے حصص سے انہیں سے مردون کو پہونچے وہ بھی میری اولاد کی اولاد پر وقف ہے تو یہ وقف جائز نہین ہے یہ محیط مین
لکھا ہے۔ اگر کسی نے اپنے مرض مین اپنی زمین اپنی اولاد اور اولاد الاولاد پر وقف کی اور سواے اس زمین کے اسکا کچھ
مال نہین ہے تو تہائی زمین اسکی اولاد الاولاد پر وقف ہو جائیگی خواہ وارث لوگ اجازت دین یا نہ دین اور رہی دو
تہائی سو اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو اسقدر وارثون کی ملک ہوگی اور اگر وارثون نے اجازت دیدی تو
اسقدر زمین اولاد صلبی اور اولاد الاولاد کے درمیان مساوی تقسیم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر اپنی زمین اپنے مرض
مین وقف کی اور وہ اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی ہے پھر اُسنے مرنے سے پہلے غیر کا کچھ مال تلف کردیا پھر آپ بعد
تاوان دینے کے وہ زمین اسکی تہائی سے برآمد نہین رہی یا مرنے پر اس شخص کے ذمہ ودیعت کو مجہول چھوڑ مرنے
وغیرہ کے مانند کسی سبب سے تہائی مال لازم آیا قبل اسکے کہ وارثون کو پہونچ جاوے پس وہ زمین اسکے تہائی مال
سے برآمد نہ رہی تو تہائی زمین وقف ہوگی اور دو تہائی وارثون کی ملک ہوگی یہ بحر الرائق مین نہایہ سے منقول ہے
اگر مریض نے وصیت کی کہ اسکے مرنے کے بعد اسکی زمین فقراء مسلمین پر وقف کیجاوے پس اگر وہ زمین اسکے تہائی مال سے
برآمد ہوئی یا تہائی سے برآمد نہونے کی صورت مین وارثون نے اجازت دیدی تو وہ زمین پوری وقف رکھی جائیگی اور
اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو بقدر ایک تہائی کے وقف ہوگی۔ اور اگر پوری زمین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتی
اور اسمین پھلدار درخت ہین پس موت کے بعد اسمین پھل آئے قبل اسکے کہ وقف کا حکم دیا جاوے تو اسکے پھل بھی وقف
مین داخل ہونگے اور اگر مریض کی موت سے پہلے اسمین پھل آئے تو یہ پھل اسکے وارثون مین میراث ہونگے یہ محیط سرخسی
مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے مرض مین وقف صحیح کے ساتھ اپنی زمین وقف کی اور قبل اسکے وفات کے اسمین پھل پیدا
ہوے تو پھل سمیت وہ زمین وقف ہوگی۔ اور اگر اسکے وقف کرنے کے روز اسمین پھل ہون اور حالت مرض مین اسنے
وقف کی ہے تو یہ پھل اسکے وارثون کی میراث ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر مریض نے کہا کہ مین نے اپنی یہ زمین اللہ تعالیٰ
کے لیے صدقہ موقوفہ کردی ہمیشہ کے واسطے زید اور اسکی اولاد اور اولاد الاولاد پر ہمیشہ جبتک انکی تناسل ہو اور انکے
بعد مساکین پر پھر اگر محتاج ہو میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد تو اس زمین کا غلہ انھین کے واسطے ہوگا نہ کسی اور کے
واسطے اور وہی لوگ اسکے مستحق ہونگے جبتک وے اسکے حاجتمند رہین۔ قال المترجم یہان تک وقف کرنیوالے کا
کلام ہے پھر صورت یہ ہوئی کہ اسکی وفات کے بعد اسکے نطفہ کی اولاد کو اس زمین کے غلہ کی طرف محتاجی ہوئی تو تمام غلہ
انھین کو دیدیا جائیگا اور اگر وقف کرنے والے کے بعضے وارث مرگئے پھر اس غلہ کی طرف اسکے نطفہ کی اولاد کو محتاجی
ہوئی تو غلہ انھین کی طرف رد کردیا جائیگا پس تمام غلہ اسکی اولاد کے محتاجون مین اور اسکے باقی وارثون مین بانٹ دیا جائیگا
اور جو مرگئے انکی طرف لحاظ نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر وقف کنندہ نے اس مسئلہ مین یون کہا ہو کہ پھر اگر محتاج ہو

کوئی میرے نطفہ کی اولاد میں سے تو جو محتاج ہوا اسپر اس صدقہ کے غلہ میں سے بطریق معروف اسکے نفقہ کی قدر وسعت جاری رکھا جاوے اور باقی غلہ اس صدقہ کا اہل الوقف کے درمیان تقسیم ہوا کرے تو یہ جائز ہے۔ پھر اگر اسکی اولاد صلبی میں سے مثلاً پانچ آدمی اُسکے محتاج ہوے تو دیکھا جاوے کہ انکو ایکسال کے لیے آیندہ غلہ حاصل ہونے تک کسقدر نفقہ کفایت کریگا پس اگر فرض کرو کہ یہ مقدار سو دینار ہیں تو یہ سو دینار ان پانچون میں اور وقف کنندہ کے باقی وارثون میں سب کے درمیان بحساب میراث تقسیم ہونگے پھر جب ہمنے تقسیم کر دیے اور اُنمین سے محتاجون کو جو کچھ پہونچا وہ اُنکی سالانہ قدر کفایت نفقہ سے کم ہے تو اُنپر اس وقف کے غلہ سے یہان تک رد کیا جائیگا کہ اُنکے حصہ مین سو دینار مقدار کفایت سالانہ اُنکو پہونچے یہ محیط مین ہے۔

گیارھوان باب مسجد و اسکے متعلقات کے بیان مین اسمین دو فصلین ہین۔ فصل اول

ان امور کے بیان مین جنسے مسجد ہوجاتی ہے اور اُسکے احکام اور جو اسمین ہے اُسکے احکام کے بیان مین جسنے مسجد بنائی اسکی ملک اُس سے زایل نہو جائیگی یہان تک کہ اسکو اپنے ملک سے لگاؤ سے مع راستہ کے الگ کردے اور اُسمین نماز پڑھنے کی اجازت دیدے یعنی عام اجازت دیدے۔ پس لگاؤ سے الگ کردینا اسوجہ سے واجب ہے کہ وہ اسی سے خالص ہوجاتی ہے بدون اسکے اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہو جائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ پس اگر کسی نے اپنے درمیان احاطہ یا مکان کو مسجد کردیا اور لوگون کو اسمین داخل ہونے اور اسمین نماز پڑھنے کی عام اجازت دیدی پس اگر اُسکے ساتھ راستہ شرط کردیا تو وہ بالاتفاق مسجد ہوجائیگی اور اگر راستہ شرط نہ کیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مسجد نہوگی اور صاحبین رح نے کہا کہ مسجد ہوجائیگی اور راستہ بدون شرط کے اسکے عقود سے ہوجائیگا یہ قنیہ مین ہے سغناقی مین لکھا ہے کہ اگر اسکا دروازہ بڑے راستہ کی طرف جدا کرکے بنادیا تو وہ مسجد ہوجائیگی ایسا ہی امام قاضی خان رح نے ذکر کیا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی نے مسجد بنائی جسکے نیچے سرداب یعنی تہ خانہ ہے یا اُسکے اوپر بالاخانہ ہے اور مسجد کا دروازہ بڑے راستہ کی طرف بنادیا اور اسکو جدا کردیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اسکو فروخت کردے اور جب مرجاوے تو یہ مکان اُسکے وارثون کی میراث ہوگا۔ اور اگر اسکا تہ خانہ بہ غرض مصالح مسجد ہو جیسے مسجد بیت المقدس مین ہے تو یہ جائز ہے یعنے وہ مسجد ہوجائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اگر کسی نے چاہا کہ مسجد کے نیچے یا اُسکے اوپر کرایہ کی دوکانین بنوادے جنکے کرایہ سے مسجد کی مرمت ہوا کرے تو اسکو یہ اختیار نہین ہے یعنے یہ جائز نہین ہے کذا فی الذخیرہ قال المترجم اوپر لکھا کہ جس مکان کو مسجد بنوادے اُس سے ملک زائل نہوگی یہان تک کہ اپنی ملک کے لگاؤ سے الگ کردے اور نماز کی عام اجازت دیدے پس لگاؤ سے الگ کرنے کی وجہ اور راستے متعلق مسائل ذکر کردیے اور رہا امر دوم یعنے نماز تو اسکی وجہ بیان فرمائی کہ اذن نماز اسوجہ سے ضرور ہے کہ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک تسلیم امر ضروری ہے کما فی البحر الرائق اور مسجد کا تسلیم یعنے سپرد کرنا اسطرح متحقق ہوتا ہے کہ بنانیوالے کی اجازت سے اسمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاوے اور امام ابو حنیفہ رح سے اسمین دو روایتین ایک وہ جو حسن بن زیاد رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی کہ اُسکی اجازت سے اسمین جماعت کی نماز دو یا زیادہ آدمیون کی جماعت سے شرط ہے جیسا کہ امام محمد رح کا قول ہے اور یہ صحیح حسن بن زیاد ہی کی روایت ہے کذا اسفی فتاوے قاضی خان اور باوجود اسکے یہ بھی شرط ہے کہ یہ نماز اسمین اذان و اقامت کے ساتھ بالجہر ہو یعنے بالجہر ہو حتی کہ

اگر اُسمین ایک جماعت نے بدون اذان واقامت کے خفیہ بغیر جہر کی جماعت کی نماز پڑھ لی تو وہ امام ابوحنیفہ وامام محمد رح کے نزدیک مسجد نہو جائیگی یہ محیط و کفایہ مین ہو اور اگر ایک شخص نے ایک ہی مرد کو موذن وامام مقرر کردیا اُسنے اذان دی اور اقامت کہی اور تنہا نماز پڑھ لی تو وہ بالاتفاق مسجد ہو جائیگی یہ کفایہ وہدایہ وفتح القدیر مین ہی- اگر مسجد کسی ایسے متولی کو سپرد کردی جو اسکے مصالح کے سرانجام پر قایم رہتا ہو تو یہ جائز ہو اگرچہ وہ متولی اس مسجد مین نماز نہ پڑھتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو- اور یہی اصح ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسی طرح اسکو قاضی یا اُسکے نائب کو سپرد کردیا تو بھی جائز ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو- جس مکان کو مسجد کرنا چاہتا ہو اُسکے مسجد ہو جانے کے واسطے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ شرط نہین ہو کہ یون کہے کہ یہ میری موت کے بعد مسجد ہو یا اِسکی وصیت کرے پس امام کے نزدیک بعد موت کی طرف نسبت کرنا یا وصیت کرنا نہ اسکی صحت کی شرط ہو اور نہ اسکے لازم ہونے کی شرط ہو بخلاف دیگر اوقات کے انمین امام رح کے مذہب پر ایسی اضافت یا وصیت شرط ہو یہ ذخیرہ مین ہی- صدر الشہید نے واقعات کی کتاب الہبۃ والصدقہ مین لکھا ہو کہ ایک شخص کے ملک مین خالی زمین ہو جسمین کوئی عمارت نہین ہو اُسنے ایک قوم کو حکم دیا کہ تم اسمین جماعت سے نماز پڑھو تو اسمین تین صورتین ہین اول یہ کہ اُن لوگون کو اُسمین نماز پڑھنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے صریح اجازت دیدی باین طور کہ مثلاً اُسنے کہا کہ تم اسمین ہمیشہ نماز پڑھا کرو یا دوم آنکہ انکو مطلقاً بدون کسی قید کے نماز پڑھنے کی اجازت دی اور نیت یہ کی کہ ہمیشہ کے واسطے اجازت ہو تو ان دونون صورتون مین وہ خالی زمین اگرچہ بلا عمارت ہو مسجد ہو جائیگی چنانچہ جب وہ شخص مرجاوے تو یہ زمین اُسکی میراث نہوگی اور صورت سوم یہ کہ اُسنے نماز کی اجازت دینے کا کوئی وقت مقرر کردیا مثلاً ایک دن یا مہینہ یا یہ سال مثلاً تو اس صورت مین وہ زمین مسجد نہو جائیگی چنانچہ جب وہ مرے تو یہ اُسکی میراث ہوگی یہ ذخیرہ اور فتاوے قاضی خان مین ہی- ایک مسجد کے متولی نے ایک گھر کو جو مسجد پر وقف کیا گیا تھا مسجد کردیا اور لوگون نے اسمین برسون نماز پڑھی پھر لوگون نے اسمین نماز پڑھنا چھوڑ دیا پھر وہ اپنی حالت سابقہ پر کرایہ پر چلنے کا پھر گھر کردیا گیا تو یہ جائز ہو کیونکہ متولی کا اُسکو مسجد کردینا صحیح نہین ہوا تھا یہ واقعات حسامیہ مین ہو- ایک مریض نے اپنا احاطہ مسجد کردیا پھر مرگیا اور یہ احاطہ اسکے تہائی ترکہ سے برآمد نہین ہوتا ہو اور وارثون نے اُسکے فعل کی اجازت نہ دی تو وہ پورا احاطہ مسجد نہو جائیگا اور اُسکا مسجد کردینا باطل ہوگیا- کیونکہ اسمین وارثون کا حق ہو پس وہ بندون کے حقوق سے لگاؤ سے الگ نہین ہوا تھا تو اُسنے ایک جزو مشائع کو مسجد کیا پس یہ باطل ہو- جیسے کسی شخص نے اپنی زمین کو مسجد کرہ یا پھر کوئی شخص اُس زمین مین سے تہائی یا چوتھائی یا آٹھوین یا بارھوین وغیرہ کسی ایسے جزو کا مستحق ہو جو تمام زمین مین شائع ہو یعنے اُس جزو کے واسطے اُس زمین کا کوئی مقام متعین نہین ہو تو ایسی صورت مین باقی زمین بھی عود کرکے اس شخص کی ملک مین ہو جاتی ہو پس ایسا ہی اس مسئلہ مین ہو- بخلاف اسکے اگر اُسنے وصیت کی کہ میرے احاطہ مین سے ایک تہائی مسجد کردیا جاوے تو یہ صحیح ہو کیونکہ تہائی اگرچہ اُسوقت جزو شائع ہو لیکن جس وقت مسجد کیا جاویگا تو علیحدہ متعین ہو جائیگا اسلیے کہ وہ احاطہ تقسیم کرکے اسمین سے ایک تہائی الگ کرکے تب مسجد کیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین ہو- جنازے کی نماز کے لیے جو جگہ بنادی گئی ہو اُسکا حکم بھی حکم مسجد ہو حتے کہ نجاسات وغیرہ

جن چیزون سے مسجد کو دور رکھتے ہین اس سے اسکو بھی بچاوینگے ایسا ہی فقیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہی مگر مشائخ کا اسمین اختلاف ہی۔ اب رہا وہ مقام جو نماز عید کے واسطے بنایا گیا ہو تو مختار یہ ہی کہ اقتدا جائز ہونے کے حق مین اسکا حکم مسجد کا ہی چنانچہ وہان اقتدا جائز ہی اگرچہ صفون کے درمیان انفصال ہو اور اقتدا کے سوا سے دیگر احکام مین اُسکا حکم مسجد کا نہین ہی اور یہ لوگون پر آسانی کے لحاظ سے ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر لوگون کی جماعت پر مسجد تنگ ہو اور اسکے پہلو مین کسی شخص کی زمین ہو تو بالکراہ بھی پوری قیمت دیکر اُس سے وہ زمین لے لی جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مسجد کے پہلو مین ایک زمین ہی جو اُسی مسجد پر وقف ہی اور لوگون نے چاہا کہ اس زمین مین سے کچھ اس مسجد مین بڑھاوین تو جائز ہی ولیکن یہ بات قاضی کے سامنے پیش کرین تاکہ وہ انکو اجازت دیدے اور وقف کا گھر یا دوکان جو آمدنی کے واسطے ہو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی کبرے مین ہی کہ ایک مسجد والون نے چاہا کہ رحبہ کو مسجد اور مسجد کو رحبہ کرین اور چاہا کہ اسکا جدید دروازہ بناوین اور چاہا کہ دروازے کو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر تحویل کرین تو انکو یہ اختیار ہی پھر اگر اس مسجد والون نے باہم اختلاف کیا تو دیکھا جاوے کہ کون گروہ زیادہ اور افضل ہی پس اُسی کو اختیار ہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ ملتقی مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک چوڑا راستہ ہی اسمین محلہ والون نے مسجد بنائی اور اُس سے راستہ کو ضرر نہین ہی پھر انکو ایک شخص نے منع کیا تو انکو بنا لینے مین کچھ مضایقہ نہین ہی۔ کذا فی الحاوی۔ وقال المترجم وفیہ نظر من حیث الروایۃ فتامل۔ اجناس مین ہی کہ ہشام نے اپنی نوادر مین کہا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک قصبہ مین رہنے والے بہت لوگ ہین کہ انکے عدد داخل احصا یعنی داخل شمار و حفظ نہین ہین۔ اور اُس قصبہ کی ایک نہر ہی اور وہ نہر کاریز یا جنگل کا نالہ ہی اور وہ خاصۃً انھین کی ہی اور ایک قوم نے یہ چاہا کہ اس نہر کے بعض ٹکڑے پر تعمیر کرکے مسجد بناوین اور اس سے نہر کو کچھ ضرر نہین ہوتا ہی اور نہر والون مین سے بھی کوئی اس قوم سے متعرض نہین ہوتا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ہان اس قوم کو اختیار ہی کہ ایسی مسجد چاہے محلہ والے کے واسطے چاہے عام لوگون کے واسطے بنا لیوین یہ محیط مین ہی ایک قوم نے ایک مسجد بنانی چاہی اور انکو جگہ کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ مسجد کشادہ ہوجاوے پس اُنھون نے راستہ مین سے ایک ٹکڑا لیکر مسجد مین داخل کردیا۔ پس اگر راستہ والون کو کچھ ضرر پہونچتا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر ضرر نہ پہونچتا ہو تو مجھے امید ہی کہ اسمین کچھ مضایقہ نہو کذا فی المضمرات اور یہی مختار ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر لوگون نے کہا کہ مسجد مین سے کوئی ٹکڑا مسلمانون کے لیے عام راستہ کردین تو کہا گیا ہی کہ انکو یہ اختیار نہین ہی اور یہ قول صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مسجد مین گذرگاہ بنائی تو جائز ہی کیونکہ شہرون کے لوگون مین جامع مسجدون مین ایسا متعارف ہی اور ہر ایک کو اس راہ سے گذرنے کا اختیار ہوگا حتی کہ کافر بھی یہ راہ چل سکتا ہی مگر جو شخص جنب ہو یا وہ عورت جو حیض و نفاس مین ہو اس راہ سے نہین گذر سکتی اور لوگون کو یہ اختیار نہین ہی کہ اس راہ مین اپنے جانور لیجاوین یہ تبیین مین ہی۔ سلطان نے ایک قوم کو حکم دیا کہ شہر کی زمین مین سے ایک زمین کو ایک مسجد پر وقف ہونے کے واسطے دوکانین بناوین اور انکو حکم دیا کہ اپنی مسجدون مین بڑھاوین تو دیکھا جاویگا کہ اگر یہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہو تو اُسکا حکم جائز ہوگا بشرطیکہ اُس سے راہگیرون کو مضرت نہو کیونکہ جو شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہو وہ غازیون کی ملک ہوجاتا ہی تو اسمین سلطان کا

حکم جائز ہوگا اور اگر وہ شہر بطور صلح فتح ہوا ہو تو وہ شہر اپنے لوگون کی ملک پر باقی رہا پس اسمین سلطان کا حکم جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک محلہ مین ایک مسجد ہی جو اپنے لوگون پر تنگ ہی اور ان لوگون کو اسمین بڑھانے کی گنجایش حاصل نہین ہوتی ہی پس بعضے پڑوسیون نے اُنسے سوال کیا کہ یہ مسجد ہمارے واسطے کر دو تو ہم اسکو اپنے مکان مین داخل کرین یعنے اس مسجد کو مکان مین بڑھا کر مکان کر لین اور تم کو اس سے بہتر مکان دیدین جسمین سب اہل محلہ سما سکتے ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مسجد والے ایسا نہین کر سکتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی - کبرے مین ہی کہ ایک مسجد بنی ہوئی ہی پس ایک شخص نے چاہا کہ اسکو توڑ کر دوبارہ اسکو اس عمارت سے مضبوط عمارت کے ساتھ بناوے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کیونکہ اسکو کوئی ولایت حاصل نہین ہی یہ مضمرات مین ہی قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ اگر اسکو ولایت حاصل ہوتی یا سب متولی اسکو اجازت دیدیتے تو در صورت بہتری کے ممکن تھا فافہم واللہ تعالی اعلم اور نوازل مین اسی مسئلہ مین لکھا ہی کہ وہ شخص نہین توڑ سکتا مگر ایسی صورت مین توڑ سکتا ہی جبکہ گر جانے کا خوف ہو اگر نہ گرائی جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اس مسئلہ کی تاویل یہ ہی کہ یہ حکم اس صورت مین ہی جب وہ بنانے والا اس محلہ کا نہو اور اگر محلہ کا ہو تو محلہ والون کو اختیار ہی کہ گرا کر جدید تعمیر سے اسکو بنوا دین اور اسمین بوریا کا فرش بچھا دین اور قندیلین لگا دین لیکن اپنے ذاتی مال سے ایسا کرینگے اور اگر مسجد کے مال سے ایسا کرنا چاہین تو انکو یہ اختیار نہین ہی مگر جبکہ قاضی انکو ایسی اجازت دیدے کذا فی الخلاصہ اور محلہ والون کو اختیار ہی کہ مسجد مین پانی کے مٹکے اس غرض سے رکھین کہ انسے پانی پیا جاوے یا اُنسے وضو کیا جاوے جبکہ مسجد کا بنانے والا معلوم نہ ہوتا ہو اور اگر وہ شخص معلوم ہو تو وہی اولے ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص نے مسجد بنوائی پھر مر گیا پھر مسجد والون نے چاہا کہ اسکو توڑ کر اسمین بڑھا دین تو انکو یہ اختیار ہی اور میت کے وارث انکو منع نہین کر سکتے ہین اور اگر مسجد والون نے چاہا کہ راستہ مین سے اسمین بڑھا دین تو مین انکو یہ اجازت نہ دونگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کسی نے اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اسمین سے کچھ اپنی ذات کے واسطے شرط کر لیا تو بالاجماع نہین صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اُسنے مسجد بنائی اور یہ شرط لگائی کہ اسکو تین روز تک یا زیادہ ایام تک مثلاً اختیار ہی جیسے بیع وغیرہ مین خیار شرط کرتے ہین تو علماء نے اتفاق کیا کہ وقف جائز ہوگا یعنے وہ مسجد ہو جائیگی اور شرط خیار باطل ہی یہ مختار الفتاوی مین ہی - اور وقعات الخصاف مین ہی کہ اگر اپنی زمین کو مسجد کر دیا اور اسکو بنوایا اور گواہ کر لیے کہ مجھے اختیار ہی کہ اسکا وقف باطل کر دون اور اسکو فروخت کر دون تو یہ شرط باطل ہی اور وہ مسجد ہو جائیگی جیسے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے ایک مسجد بنوا کر کہا کہ مین نے یہ مسجد خاص کر اسی محلہ والون کے لیے کر دی تو شرط باطل ہی اور دوسرے محلہ والون کو بھی اختیار ہوگا کہ اسمین نماز پڑھین یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کوئی مسجد خراب ہو گئی اور مسجد والے اس سے بے پروا ہو گئے اور وہ مسجد خراب ہو کر ایسی ہو گئی کہ اسمین نماز نہین پڑھی جاتی ہی تو اپنے وقف کرنیوالے کی ملک مین یا اُسکے وارثون کے ملک مین عود کر جائیگی حتے کہ انکو اختیار ہوگا کہ چاہین اسکو فروخت کر دین یا اسکو گھر بنا دین اور بعض نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ کے واسطے مسجد ہی اور یہی اصح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہی صحیح ہی اور قول اول خطا ہی والمنشا عدم الاطلاع علے ما صح فی الحدیث فاعلمہ واحفظہ واللہ تعالی اعلم - دو مسجدون مین سے ایک قدیم اور دوسری جدید ہی پھر قدیم والی بسبب پُرانی ہونے کے خراب و منہدم

ہونے کو آگئی پس اہل محلہ کو چہ نے چاہا کہ اسکو فروخت کر کے اُسکے دام جدید مسجد مین صرف کرین تو یہ انہین جائز ہی چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر اسوجہ سے نہین کہ مسجد اگرچہ خراب ہو جاوے اور اسکے لوگ اس سے بے پروا ہو جاوین وہ کبھی اپنے بنانے والے کی ملک مین عود نہین کرتی ہی اور بنا بر قول امام محمد رحمہ کے اگرچہ بے پروائی سکے بعد وہ ملک مین عود کرتی ہی لیکن اپنے بنانے والے یا اُسکے وارثون کے ملک مین عود کرتی ہی پس مسجد و محلہ والون کو دونون مین سے کسی قول پر فروخت کرنے کی ولایت حاصل نہو گی اور فتوی امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر ہی کہ وہ کبھی ملک مین عود نہین کرتی ہی کذا نقل فی المضمرات عن الحجۃ۔ حاوی مین ہی کہ شیخ ابو بکر اسکاف سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے دار کے دروازے پر اپنے لیے مسجد بنوائی اور اسکی اصلاح و تعمیر کے لیے ایک زمین وقف کی پھر وہ مرگیا اور مسجد خراب ہوگئی اور اسکے وارثون نے اسکی بیع کا فتوے طلب کیا پس فتوی دیا گیا کہ بیع جائز ہی پھر کسی قوم نے اس مسجد کو بنا لیا اور بعد تعمیر کے اس اراضی وقف کو طلب کیا تو فرمایا کہ انکو مطالبہ کا حق نہین پہونچتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے مال سے مسجد مین فرش ڈلوایا پھر مسجد خراب ہوگئی اور لوگ اس سے مستغنی ہو گئے تو یہ فرش اسی شخص کا ہوگا اگر زندہ موجود ہو یا اسکے وارث کا ہوگا اگر مرگیا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہ فروخت کر کے اُسکا ثمن مسجد کی ضروریات مین خرچ کیا جاوے اور اگر اس مسجد کو اسکی کچھ ضرورت نہو تو کسی دوسری مسجد مین خرچ کیا جاوے اور پہلا قول امام محمد رحمہ کا ہی اور اسی پر فتوی ہی۔ اگر کسی نے ایک مردہ کو کفن دیا پھر لاش کو کسی درندہ نے پھاڑ ڈالا اور لے گیا تو یہ کفن اسی شخص کا ہی جسنے کفن دیا تھا اگر زندہ ہو یا اُسکے وارثون کا ہی اگر مرگیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ابو اللیث رحمہ نے اپنے نوازل مین ذکر کیا کہ مسجد کا فرش اگر کہنہ ہو گیا اور مسجد والے اُس سے مستغنی ہو گئے حالانکہ اسکو ایک شخص نے ڈلوایا تھا پس اگر وہ شخص زندہ ہو تو اسی کا ہی اور اگر مرگیا اور کوئی وارث نہین چھوڑا تو مجھے امید ہی کہ انہین کچھ مضایقہ نہو گا کہ وہ فرش کسی فقیر کو دیدین یا مسجد کے لیے دوسرا فرش خریدنے مین اُس سے استمداد حاصل کرین اور مختار یہ ہی کہ بدون حکم قاضی انکو ایسا کرنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ اگر مسجد کے بوریے کہنہ ہو کر ایسے ہو گئے کہ یہان کام نہین دیتے ہین پھر جسنے بچھایا تھا اُسنے چاہا کہ انکو لیکر صدقہ کر دے یا انکے عوض بجاے انکے دوسرے خریدے تو اُسکو یہ اختیار ہی اور اگر وہ غائب ہو پس اہل محلہ نے چاہا کہ ان بوریون کو صدقہ کر دین جبکہ وہ کہنہ ناکارہ ہو گئے ہین تو انکو یہ اختیار نہو گا جبکہ انکی کچھ قیمت ہو اور اگر انکی کچھ قیمت نہو تو اُسکا مضائقہ نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ مسجد کا پیال جب چیت مین مسجد سے نکالا جاوے اگر اسکی کچھ قیمت نہو تو مسجد کے باہر ڈال دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور جو کوئی اُسکو اُٹھا لیجاوے اسکو روا ہی کہ اس سے نفع اُٹھاوے یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ مسجد کی گھاس یعنی پیال وغیرہ جو ڈلوا دیتے ہین اگر اسکی کچھ قیمت ہو تو اہل مسجد کو اختیار ہی کہ اسکو فروخت کر دین اور اگر قاضی کے پاس اسکا مرافعہ کرین تو میرے نزدیک زیادہ پسند ہی پھر اسکے حکم سے اُسکو فروخت کرین یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اگر کسی نے مسجد کی گھاس اُٹھائی اور کر دیا اسکو پارہ پارہ[عه] یسواد تو مشائخ نے فرمایا کہ اسپر ضمان واجب ہو گی کیونکہ اسکی قیمت ہی کہتے ہین کہ شیخ ابو حفص السفکردری نے اپنی آخر عمر مین حشیش المسجد کے لیے پچاس درہم کی وصیت کی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ جنازہ یا نعش[له] کسی مسجد کیواسطے

له [illegible] ریزہ ریزہ [illegible]
[illegible]

عه [illegible]

تھی وہ خراب ہوگئی پس اہل مسجد نے اسکو فروخت کردیا تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ قاضی کے حکم سے بیع ہونا بہتر ہی اور صحیح
یہ ہی کہ قاضی کے حکم بغیر اسکی بیع جائز ہی نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ کعبہ کی دیباج اگر کہنہ ہوگئی تو اسکا
لے لینا جائز نہین ہی لیکن سلطان اسکو فروخت کرکے اُس سے کعبہ کے امور مین استعانت لیوے یہ سراجیہ
مین ہی۔ اگر مسجد کے تیل کے واسطے کسی نے وقف کیا تو تمام رات اُسکا جلانا جائز نہین ہی بلکہ اسی قدر جلاوے
جسکی نمازیون کی ضرورت ہی پس تہائی رات تک جائز یا آدھی رات تک جبکہ اسمین نماز کے لیے اتنی ضرورت
ہو یہ سراج الوہاج مین ہی اور یہ جائز نہین ہی کہ تمام رات اسمین جلتا چھوڑا جاوے مگر ایسی جگہ جہان اسکی
عادت جاری ہو کہ تمام رات اسمین چراغ جلتا ہی جیسے بیت المقدس کی مسجد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد اور مسجد الحرام یعنے خانہ کعبہ کی مسجد تو انمین تمام رات جائز ہی یا وقف کنندہ نے تمام رات اسمین جلتا
چھوڑنے کی شرط کردی ہو جیسے ہمارے زمانہ مین عادت جاری ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر کسی نے مسجد کے
چراغ سے کتاب پڑھانی چاہی پس اگر مسجد کا چراغ اسمین نماز پڑھی جانے کے لیے جل رہا ہو تو بعض نے کہا کہ
اس صورت مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر نماز کے لیے اب نہ جلتا ہو مثلاً نمازی لوگ اپنی نماز سے فارغ ہوکر
اپنے اپنے گھرون مین چلے گئے ہون اور مسجد مین چراغ جلتا رکھا ہو تو مشائخ نے کہا کہ تہائی رات تک اس
سے کتاب کی تدریس مین مضائقہ نہین ہی اور تہائی سے زائد مین اُسکو تدریس کا حق حاصل نہین ہی۔ یہ فتاوی
قاضی خان مین ہی۔

فصل دوم مسجد پر وقف اور اُسکے مال مین قیم وغیرہ کے تصرف کرنے کے بیان مین

اگر کسی نے چاہا کہ اپنی زمین کو مسجد اور اسکی عمارت پر اور اسکی ضروریات مانند تیل وچٹائی وغیرہ پر اسطرح
وقف کرے کہ اسکو کوئی باطل نہ کرسکے تو یون کہے کہ وقف کردی مین نے اپنی یہ زمین (اور اُسکے حدود
بیان کردے) مع اُسکے حقوق و مرافق کے وقف مؤبد اپنی حیات مین اور بعد موت کے بدین شرط کہ اسکا
غلہ حاصل کیا جاوے اور اسکے غلہ سے پہلے اسکی عمارات مین اور اسکے قوام کی اجرت مین اور اسکی
مؤنت مین خرچ کیا جاوے پھر جو اُس سے بڑھے وہ مسجد فلان کی عمارت مین و اُسکے تیل و بوریے مین
اور ہر ایسے کام مین جسمین مسجد کی بہتری ومصلحت ہو صرف کیا جاوے اس شرط سے کہ قیم کو اختیار ہو
کہ اسمین اپنی راے سے تصرف کرے اور جب یہ مسجد اس مال سے مستغنی ہو تو مسلمانون کے فقرا پر
صرف کیا جاوے۔ جب اسطرح وقف کریگا تو یہ وقف جائز لازم ہوگا کہ کبھی باطل نہین ہوسکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی
ایک شخص نے اپنی زمین ایک مسجد پر وقف کی اور آخر اسکا مساکین کے لیے نہین کیا تو مشائخ نے اسمین کلام
کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ بالاجماع سب کے قول مین یہ وقف جائز ہی یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اگر کوئی زمین
کسی شی کی عمارت یا مقابر کی مرمت پر وقف ہو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک مسجد یا
مدرسہ بنانے کے لیے مقام مہیا کیا اور اسکو بنانے سے پہلے اسپر کوئی عقار وقف کیا تو اسمین متاخرین نے
اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور جب تک تیار نہوا ہو اسوقت تک اُسکا غلہ فقیرون پر صرف کردیا
جائیگا پھر جب بنجاوے تو اسکی طرف پھیر دیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ صدر الشہید نے لکھا کہ اگر کسی نے
بنا کر کسی مسجد یا مسلمانون کے راستہ پر تصدق کیا تو اسمین مشائخ نے کلام کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ مثل وقف کے

جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی-ایک شخص نے درم دیا مسجد کی عمارت یا مسجد کے نفقہ یا مسجد کی مصلحتون مین تو صحیح ہی کیونکہ اسکی تصحیح اگر بہ طریق وقف ممکن نہ ہو تو مسجد کو ہبہ کرنے کے طور پر تملیک کی تصحیح ممکن ہی اور مسجد کو اس طور پر مالک کر دینا صحیح ہی پس قبضہ سے ہبہ پورا ہو جائیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہی-اگر کسی نے کہا کہ مسجد کے لیے مین نے اپنے مال کی وصیت کی تو یہ جائز نہین ہی مگر آنکہ یون کہے کہ مسجد پر خرچ کیا جاوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی-نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نے اپنے تہائی مال کی چراغ مسجد کے واسطے وصیت کی تو نہین جائز ہی یہان تک کہ یون بھی کہے کہ اس سے مسجد مین چراغ جلایا جاوے یہ ذخیرہ مین ہی-اگر کہا کہ مین نے اپنے دار کو مسجد کے لیے ہبہ کر دیا یا مسجد کے لیے دیدیا تو صحیح ہی اور یہ تملیک ہوگی اور اسمین سپرد کر دینا شرط ہی جیسے کسی نے کہا کہ مین نے یہ ہزار واسطے مسجد کے وقف کیے تو بہ طریق تملیک صحیح ہی جبکہ اسکے قیم کو سپرد کر دے یہ فتاوی عتابیہ مین ہی-اگر کہا کہ یہ درخت مسجد کے لیے ہی تو ہو نہین جائیگا یہان تک کہ قیم کو سپرد کر دے یہ محیط مین ہی-اگر کوئی زمین کسی مسجد پر اس شرط سے وقف کی کہ جو کچھ اسکی عمارت سے بڑھے وہ فقیرون کے لیے ہی پس غلہ مجتمع ہو گیا اور مسجد کو فی الحال عمارت کی ضرورت نہین ہی تو کیا یہ غلہ فقیرون کی طرف صرف کر دیا جائیگا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ اگر غلہ اسقدر رہی کہ در صورت مسجد یا زمین وقف کو ضرورت تعمیر پیش آنے کے جسقدر ضرورت ہو اسقدر رہے اور زیادہ جمع ہی تو بقدر زیادت کے صرف فقرا کر دیا جاوے تاکہ وقف بھی محفوظ رہے اور وقف کرنے والے کی شرط بھی پوری ہو جاوے یہ محیط سرخسی مین ہی-ایک مسجد منہدم ہو گئی اور اُسکے غلہ سے اسقدر جمع ہی کہ اسکی تعمیر ہو سکتی ہی تو خصاف رح نے کہا کہ غلہ مذکور اسکی تعمیر مین نہین اُٹھایا جائیگا کیونکہ وقف کنندہ نے اسکی مرمت پر وقف کیا تھا اور یہ حکم نہین دیا کہ اُس سے یہ مسجد بنوائی جاوے قال المترجم یہ حکم غور کے قابل ہی کیونکہ قیاس جلی یہان امر منصوص[1] کا معارض ہی اسی واسطے کتاب مین فرمایا کہ فتوی اس بات پر ہی کہ اس غلہ سے بنانا بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی شیخ ابوبکر سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے اپنے تہائی مال کی نیک کامون کے لیے وصیت کی تو کیا اُس سے مسجد مین چراغ جلایا جاوے فرمایا کہ ہان جائز ہی اور فرمایا کہ چراغ مسجد سے بڑھانا نہین جائز ہی خواہ ماہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ ہو اور فرمایا کہ اس سے مسجد کی زینت نہ کیجاویگی یہ محیط مین ہی-ایک مسجد کا دروازہ ہوا کے رخ پر ہی پس دروازہ مین بوچھار سے مینھ کا پانی پہونچتا ہی پس وہ خراب ہو جاتا ہی اور لوگون پر مسجد مین جانا دشوار ہو جاتا ہی تو قیم کو روا ہی کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے دروازے پر چھجا بنوا دے بشرطیکہ راستہ والون کو اس چھجے سے ضرر نہو یہ سراجیہ مین ہی-فقیہ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد کا ایک قیم ہی جسکو قاضی نے اسکے غلات پر قیم مقرر کیا ہی اور سالانہ اسکے لیے کچھ مقدار معلوم مقرر کر دی ہی[2] تو فرمایا کہ اگر اسکے کام کے اجر المثل کے برابر ہو تو اسکو لے لینا حلال ہی یہ محیط مین ہی-اور اگر قاضی نے مسجد کے واسطے کوئی خادم مقرر کیا پس اگر وقف کنندہ نے اپنے وقف مین اسکی شرط کر دی ہو تو جائز ہی اور خادم کو اجرت لے لینا حلال ہوگا اور اگر واقف نے شرط نہ کی ہو تو جائز نہین ہی یہ سراج مین واقعات سے نقل ہی-متولی کو روا ہی کہ مسجد مین جھاڑو دینے وغیرہ کامون کے لیے کوئی خادم اتنی اجرت پر مقرر کر دے جو ایسے کام کی اجرت ہوا کرتی ہی اور اگر کچھ زیادتی ہو تو اتنی ہی ہو کہ

[1] وذلک ان نقول ان البناء منصوص علی الا ولی لان الا علی یدرج الی الادنی ۱۲

[2] یعنی تنخواہ ۱۲

کوئی اندازہ کرنے والا اتنی بھی اندازکرے اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو تو یہ تعزیری واجارہ ہی متولی کی طرف سے ہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ اپنے ذاتی مال سے ادا کرے اور اگر اُسنے وقف کے مال سے ادا کی تو ضامن ہوگا اور اگر خادم کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اُسنے اسکے مال سے ادا کی ہی تو اسکو لینا حلال نہوگا یہ فتح القدیر مین ہی مسجد کے متولی پر اس سبب سے حساب رکھنا دشوار ہوا کہ وہ بے پڑھا لکھا آدمی ہی پس اُسنے وقف مسجد کے مال سے کوئی حساب لکھنے والا نوکر رکھا تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک مسجد کے واسطے کئی وقف ہین اور کئی چیزین آمدنی آنے کی ہین اُسکے متولی نے چاہا کہ وقف کی آمدنی سے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی یا پیال یا پکی اینٹین یا گچ فرش مسجد کے لیے خریدے تو مشائخ نے کہا کہ اگر وقف کنندہ نے قیم کے لیے اسکی گنجایش دیدی ہو مثلا کہا ہو کہ قیم اپنی راے مین جو مصلحت مسجد کے واسطے دیکھے وہ کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جو مسجد کے واسطے اُسکی مصلحت مین آوے خرید کرے اور اگر واقف نے ایسی وسعت نہ دی ہو بلکہ اُسنے بنائے مسجد یا عمارت مسجد پر وقف کیا تو جو ہمنے ذکر کیا اُسکو قیم نہین خرید سکتا ہی اور اگر وقف کرنے والے کی شرط معلوم نہو تو یہ قیم اپنے سے پہلے قیمون کو دیکھے اگر وے لوگ مسجد کے وقف سے تیل چٹائی وغیرہ جو ہمنے ذکر کیا ہی خریدتے ہون تو یہ قیم بھی ایسا ہی کر سکتا ہی ورنہ نہین کر سکتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر وقف کرنے والے نے عمارت مسجد پر وقف کیا تو اس لفظ سے اسکی بنا اور کہگل وگچ کرنے مین خرچ کیا جائیگا اسکی تزئین مین صرف نہین کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ مصالح مسجد پر وقف ہی تو تیل و بوریا وغیرہ بھی خریدنے جائز ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ قیم کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو مسجد کی عمارت پر وقف ہوا اُس سے اشرفیا بنا دے اور اگر بنوائے تو ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ فتاوے صغری مین ہی کہ متولی نے اگر وقف مسجد سے مسجد کی قندیلین بنوانے مین خرچ کیا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو متولی کو آیا یہ اختیار ہی کہ چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی خریدے تاکہ چھت پر سے برف وغیرہ صاف کر دیا جاوے اور کہگل کر دیجاوے یا یہ اختیار ہی کہ چھت صاف کرنیوالے وبرف دور کرنے والے کو اور مسجد کی جھاڑی ہوئی مٹی کے ڈھیر پھینکنے والے کو اس غلہ وقف سے مزدوری دیوے تو شیخ ابو نصر نے کہا کہ ہر وہ امر جسکے ترک کرنے سے مسجد کا خراب یعنے شکستہ وکھنڈل ہو جانا لازم آوے ایسکے کرنے کا قیم کو اختیار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ وقف مسجد کی آمدنی سے منارہ بنانا جائز ہی اگر ضرورت ہو تاکہ پڑوسیون کو خوب سنائی دیوے اور اگر وے لوگ بدون منارہ کے اذان سنتے ہون تو نہین کذا فی خزانۃ المفتین۔ مترجم کہتا ہی کہ قولہ لیکون اسمع للجیران مشکل ہی کیونکہ معنے اسم تفضیل کے تفضیلی مراد لینے مین ضرورت ثابت نہین اور اسی قدر کو ضرورت قرار دینا خلاف ہی پھر آخر کلام کہ سنتے ہون تو نہین۔ جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسم تفضیل سے معنے تفضیلی مقصود نہین ہین اور یہی اوجہ واقرب ہی پس حاصل یہ ہوگا کہ اگر پڑوسیون کو اذان نہ سنائی دے تو منارہ بنوانا جائز ہی ورنہ نہین واللہ اعلم۔ مسجد کے پہلو مین نارتین ہی جس سے دیوار مسجد کو کھلا ہوا ضرر پہونچتا ہی پس قیم اور اہل مسجد نے چاہا کہ مال مسجد سے دیوار مسجد کے پہلو مین حصن بنا دین جس سے ضرر دفع ہو تو مشائخ نے کہا کہ اگر مصالح مسجد پر وقف ہو تو قیم ایسا کر سکتا ہی کیونکہ یہ مصالح سے ہی اور اگر عمارت مسجد پر وقف ہو تو نہین کر سکتا ہی کیونکہ یہ عمارت مسجد نہین ہی کذا فی

فتاوے قاضی خان اور اصح وہ ہی جو امام ظہیر الدین نے کہا کہ وقف عمارت مسجد پر اور وقف مصالح مسجد پر دونوں یکسان ہیں یہ فتح القدیر میں ہی۔ متولی مسجد کو یہ اختیار نہیں ہی کہ چراغ مسجد کو اپنے گھر لیجاوے اور یہ اختیار ہی کہ گھر سے اسکو مسجد لاوے یہ فتاوے قاضیخان میں ہی۔ قیم کو اختیار نہیں ہی کہ جنازہ خریدے یعنی جسپر مردے کو لٹا کر مقبرہ لیجاتے ہیں اسکو مال وقف المسجد سے نہیں خرید سکتا ہی اس غرض سے کہ مسجد کے متعلق رہے اگرچہ وقف کنندہ نے وقف مسجد میں یہ ذکر کر دیا ہو کہ قیم جنازہ خریدے کذا فی السراجیہ قلت یعنی وقف کنندہ کی ایسی جاہلی اسکی نادانی سے ہی فافہم۔ اگر قیم نے حاصلات وقف مسجد سے کپڑا خرید کر مسکینوں کو دیا تو جائز نہیں ہی اور جو کچھ اُسنے مال وقف سے دام دیے انکا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ قیم نے اگر حاصلات وقف مسجد سے کوئی دوکان اس غرض سے خریدی کہ کرایہ پر چلائی جاوے اور ضرورت کے وقت فروخت کر دیجاوے تو جائز ہی بشرطیکہ اسکو خریدنے کی اجازت حاصل ہو اور جب یہ جائز ہوا تو وہ اسکو فروخت کر سکتا ہی یہ سراجیہ میں ہی قلت الشی ربما لا یروج عند الحاجۃ علی ما کان علیہ من القیمۃ فالصواب التفصیل او ان یامرہ القاضی فعلیک بالتامل عند الفتوی۔ مسجد کے قیم کو روا نہیں ہی کہ حد مسجد میں یا فناے مسجد میں دوکانیں بنوا دے کیونکہ مسجد جب دوکان و مسکن کی گئی تو اسکی حرمت ساقط ہو جائیگی اور یہ جائز نہیں ہی اور فناے مسجد تابع مسجد ہی پس اُسکا حکم بھی مسجد کا حکم ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ متولی مسجد نے اگر آمدنی وقف مسجد سے جو اُسکے پاس جمع تھی ایک حویلی خرید کر موذن کو حوالہ کی کہ اسمیں رہا کرے پس اگر موذن کو معلوم ہو جاوے کہ اُسنے ایسی آمدنی سے خرید کر دیدی ہی تو اسکو اس حویلی میں رہنا مکروہ ہی کیونکہ یہ حویلی حاصلات وقف سے ہی اور امام و موذن کو ایسی حویلی میں رہنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ قال المترجم یہ شاید بنا بر اینکہ امامت و اذان کی اجرت یا جر منفعت مکروہ یا یہ مال غصب ہی فافہم اگر قیم نے چاہا کہ وقف مسجد کی آمدنی کچھ اس مسجد کے امام یا موذن پر صرف کرے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہی الا اس صورت میں کہ وقف کنندہ نے وقف میں ایسی شرط کر دی ہو یہ ذخیرہ میں ہی۔ اگر وقف کنندہ نے وقف میں شرط کر دی کہ اسکی حاصلات سے اسقدر مقدار معلوم امام مسجد کو دیجاوے تو امام کو یہ مقدار جو معلوم بیان کر دی ہی دیجائیگی بشرطیکہ وہ فقیر ہو اور اگر وہ غنی ہو تو اسکو لینا حلال نہیں ہی اور فقہا جو اذان دیتے ہوں انکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہی یہ خلاصہ میں ہی۔ اگر مسجد کے غلہ کو یا مسجد کی ٹوٹن کو اس مسجد کے نمازیوں نے بدون حکم قاضی کے فروخت کیا تو صحیح یہ ہی کہ یہ جائز نہیں ہی یہ سراجیہ میں ہی۔ اگر مسجد کی دیوار اسکے پہلو کے پانی سے جو شارع میں ہی اور وہ اب منہدم ٹوٹ گئی یعنے پانی پینے کے گھاٹ سے پانی کی تری پاکر ٹوٹ گئی یا نہر کا کنارہ ٹوٹ جانے سے پانی چڑھنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی پس آیا حاصلات مسجد سے نہر کی تعمیر و مرمت میں صرف کیا جاوے یا نہیں تو فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ جو کچھ عمارت و مرمت نہر میں خرچ کیا جاتا ہی اگر وہ مسجد کے ستون وغیرہ کی عمارت سے نہیں بڑھتا ہی بلکہ اسی میں ہی تو جائز ہی اور مسجد والوں کو روا ہوگا کہ اس صورت میں نہر والوں کو نہر سے نفع لینے سے روکیں جبتک کہ وے لوگ انکو اس عمارت کی قیمت نہ دیدیں پس یہ قیمت اسی مسجد کی عمارت میں صرف کیجاویگی اور اگر چاہیں تو نہر والوں سے پہلے اطلاع کر دیں کہ اپنی نہر درست کرو پھر اگر وے درست نہ کریں یہانتک کہ مسجد کی دیوار گر جاوے یا ٹوٹ جاوے تو ان لوگوں سے منہدم کی قیمت تاوان لیں یہ فتاوی قاضی خان

مین ہی شمس الائمہ حلوائی رحمہ نے اپنے نفقات مین مشائخ بلخ رحمہم اللہ تعالی سے نقلا ذکر کیا کہ جب مسجد کے لیے چند اوقاف ہون اور اُسکا کوئی متولی نہین ہی پس محلہ والون مین سے ایک شخص ان اوقاف کی پرداخت پر کھڑا ہو گیا اور اُسنے انکی حاصلات سے بوریا و پیال وغیرہ جسکی مسجد کو ضرورت ہوئی اُسپر خرچ کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالی بطور استحسان جو کچھ اُسنے کیا اسمین اُسپر ضمان نہین ہی لیکن اگر حاکم کو اُسکے فعل کی خبر لگ گئی اور اس شخص نے اُسکے سامنے اسکا اقرار کیا تو حاکم اس سے ضمان لیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ وقف مسجد کی حاصلات سے جو فاضل بچے وہ فقیرون پر صرف کیا جائیگا یا نہین تو ایک قول یہ ہی کہ نہین صرف کیا جائیگا اور یہی قول صحیح ہی پس فاضل مال سے مسجد کے لیے کوئی ایسی چیز خریدی جاوے جس سے کرایہ وغیرہ حاصلات آیا کرے یہ محیط مین ہی۔ قاضی شمس الاسلام محمود اوزجندی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد والون نے اسکے وقفون مین تصرف کیا یعنے جو املاک وقف کی تھین انکو اجارہ پر دیدیا اور اُسکا متولی موجود ہی تو فرمایا کہ انکا تصرف جائز نہین ہی ولیکن حاکم ان تصرفات مین سے اس تصرف کو جسمین مسجد کے واسطے مصلحت ہووے پورا کر دیگا پھر پوچھا گیا کہ بھلا تصرف کرنے والا اگر ایک ہو یا دو ہون تو کچھ فرق ہوگا۔ فرمایا کہ تصرف کرنے والا ضرور ہی کہ محلہ کا رئیس اور اسمین متصرف ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ فتاوے نسفیہ مین ہی کہ شیخ رح سے سوال کیا گیا کہ مسجد کی عمارت کے لیے اہل محلہ نے وقف مسجد کو فروخت کر دیا تو فرمایا کہ کسیطرح جائز نہین ہی خواہ قاضی کے حکم سے بیچا ہو یا بغیر حکم قاضی بیچا ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ فوائد نجم الدین النسفی رح مین ہی کہ مسجد والون نے وقف مسجد کی حاصلات سے عقار خریدا بعد عمارت کو فروخت کیا تو مشائخ نے اُنکی بیع جائز ہونے مین اختلاف کیا اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی کذا فی الغیاثیہ۔ اگر ایک قوم نے مسجد بنائی اور لکڑیون مین سے کچھ بچ رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ بچ رہا وہ اسی کی عمارت مین حسب ضرورت صرف کیا جاوے اور اُسکے تیل و چٹائی مین صرف نہوگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ جب اُنھون نے متولی کو سپرد کیا ہو کہ اس سے مسجد بنوا دے اور اگر سپرد نہ کر دیا ہو تو جو کچھ فاضل بچے وہ انھین کا ہوگا اسکو جو چاہین کرین کذا فی البحر الرائق عن الاسعاف۔ مسجد پر وقف کی زمین ایسی ہو گئی کہ زراعت نہین کیجاتی ہی اسکو ایک شخص نے عام مسلمین کے لیے حوض کر دیا تو مسلمانون کو اس حوض کے پانی سے انتفاع نہین جائز ہی کذا فی القنیہ۔ ایک مال ہی کہ راہ خیر اور غیر معین فقرار پر وقف ہی اور ایک مال ہی کہ جامع مسجد پر وقف ہی اور دونون مالون کے غلہ یعنے حاصلات سے اموال مجتمع ہوے پھر اسلام پر کوئی سختی پیش آئی مثلاً کفار روم نے حملہ کیا اور اس حادثہ مین خرچہ کی ضرورت ہوئی تو اسکے حکم مین تفصیل یہ ہی کہ جو غلہ وقف جامع مسجد کا ہی اگر مسجد مذکور کو اسکی ضرورت نہو تو قاضی کو روا ہوگا کہ اس حادثہ مین اسکو صرف کر دے ولیکن بطریق قرض کے دیوے تاکہ کافرون پر فتح ہونے کے وقت مال غنیمت سے اسکو واپس لیوے اور جو غلہ کہ وقف الفقرار کا ہی اسمین تین صورتین ہین اول آنکہ محتاجون پر صرف ہووے دوم یہ کہ مالدار مسافرون پر صرف ہووے سوم یہ کہ مالدارون پر جو مسافر نہین ہین صرف ہووے تو پہلی دو دوسری صورت مین بدون طریقہ قرض کے حادثہ مذکورہ مین دیدینا جائز ہی اور تیسری صورت مین دو قسمین ہین اول قسم یہ کہ مسلمان قاضیون مین سے کوئی ایسے وقف کو جائز سمجھتا ہو اور قسم دوم یہ کہ کوئی جائز نہ جانتا ہو پس قسم اول مین بدون طریقہ قرض کے حادثہ مین دینا جائز ہی اور دوم مین بہ طریق قرض دے سکتا ہی پس مال

قیمت سے واپس لیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہے

بارھوان باب رباطات ومقابر وخانات وحیاض وطرق وسقایات کے بیان مین اور مقبرہ کے یا زمین وقف کے اشجار وغیرہ کی طرف رجوع ہونے والے مسائل کے بیان مین - رباطات جمع رباط جو سرحد اسلام ملحق بلاک کفار پر جو سراے وقلعہ کے طور پر وقف ہو کہ اسمین مجاہدین رہین واپنے گھوڑے باندھین اور کبھی جہاد کے سفر مین منزل کرنے کے معنے مین بھی آتا ہے کما صح فی الحدیث رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا - مقابر جمع مقبرہ گورستان - خانات جمع خان یعنی کاروان سراے اور وہ کبھی وقف ہوتی ہے اور اسکا بڑا ثواب ہے حیاض جمع حوض جو پانی پینے کے واسطے جابجا بنا دیتے ہین - طرق جمع طریق راستہ - سقایات جمع سقایا جو پانی لینے و پینے کے لیے بنا دیتے ہین کہ مسافر وغیرہ آدمی اُس سے پانی پیین بخلاف حوض کے کہ اُس سے جانورون کو بھی پلاتے ہین اور شکل مین اختلاف ہے اور شرائط کبھی متحد ہو جاتے ہین وقد مر فی مواضع شتی ما فیہ کفایۃ جس کسی نے مسلمانون کے لیے کوئی سقایہ بنایا یا کاروان سراے بنائی جسمین مسافر رہتے ہین یا رباط بنائی یا اپنی زمین مقبرہ کر دی تو اسکی ملک اس سے زائل نہ ہوگی یہان تک کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کوئی قاضی حاکم اسکا حکم دیدے کذا فی الہدایہ یا وہ شخص اپنی موت کے بعد ایسا کرنے کو باضافت کہے تاکہ وصیت ہو جاوے پس بعد موت کے لازم ہو جائیگا اور اسکو اختیار ہے کہ موت سے پہلے اُس سے رجوع کرلے بنابر نیکہ جو وقف الفقراء مین گذر چکا کذا فی القدیر اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسکے قول ہی سے اسکی ملک ان چیزون سے زائل ہو جائیگی جیسا کہ انکی اصل ہے اور امام محمد رح کے نزدیک اگر لوگون نے سقایہ سے پانی پیا اور خان مین رہے یا رباط مین اُترے اور مقبرہ مین مردہ دفن کیا تو وقف کنندہ کی ملک زائل ہو گئی اور ایک ہی آدمی کے فعل پر اکتفا کیا جائیگا کیونکہ جنس انسان تمام کا فعل متعذر ہے اور یہی حال کنوین وحوض مین ہے قال المترجم بالجملہ امام کے نزدیک اس شخص کے قول کے ساتھ جنپر وقف ہے انمین سے کسی کا فعل بطریق انتفاع بھی پایا جاوے فافہم - اور اگر اُسنے ان وجوہ مین متولی کو سپرد کر دیا تو تسلیم صحیح ہے - کذا فی الہدایہ اور مبسوط مین مذکور ہے کہ ان مسائل مین صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے اور یہی پر امت کا اجماع ہے یہ مضمرات مین ہے - مضائقہ نہین کہ حوض وکنوین سے پانی پیئے اور اپنے چوپایہ کو پلاوے خواہ اونٹ وگھوڑا وغیرہ کوئی ہو اور اُس سے وضو کرے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر سقایہ پانی پینے کے واسطے کر دیا ہو پس کسی نے اُس سے وضو کرنا چاہا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے - اور اگر وضو کے لیے وقف ہو تو اُس سے پینا نہین جائز ہے اور جو پانی کہ پینے کے واسطے مہیا کیا گیا ہو جیسا کہ حوض تک تو اُس سے وضو کرنا نہین جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اسی طرح اگر اپنے دار کو مساکین کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کے سپرد کر دیا جو اسکی پرداخت کرتا ہے تو وقف کنندہ کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہے - اسی طرح اگر مکہ مین کسی کا گھر ہو پس اُسنے حج کرنے والون یا عمرہ کرنے والون کے لیے مسکن کر دیا اور کسی متولی کو دیدیا کہ اسکی اصلاح پر قیام کرے اور جسکو چاہے بساوے تو اسکو اسمین رجوع کرنے کا اختیار نہین ہے اسی طرح اگر سرحد اسلام ملحق بسرحد کفار پر اسکا کوئی احاطہ ہو جسکو اُسنے غازیون ومرابطون کے لیے مسکن کر دیا اور اسکو ایک متولی کو دیدیا جو اسکی پرداخت کرے تو وہ اُس سے رجوع نہین کر سکتا اور جب وہ مر جاوے تو اُس سے میراث

ہوگا اگرچہ اس احاطہ مین کسی نے سکونت نہ کی ہو یہ محیط مین ہی - پھر ان چیزون سے نفع اُٹھانے مین غنی وفقیر کے
درمیان کچھ فرق نہین ہی یہانتک کہ کاروان سرا ے ورباط مین اترنا اور سقایہ سے پانی پینا اور مقبرہ مین دفن
کرنا ہر ایک کو جائز ہی خواہ غنی ہو یا فقیر ہو یہ تبیین مین ہی - کسی دار یا زمین کا غلہ اگر غازیون کے لیے کردیا گیا تو غنی
سے نہین لے سکتا مگر وہی غازی جو محتاجون کے شمار مین ہی یہ خزانۃ المفتین وفتاوے قاضی خان مین ہی خصاف
رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ اگر آدمی نے اپنا گھر غازیون کے رہنے کیواسطے کردیا پس گھر کے بعض ٹکڑے مین
بعض غازی رہے اور بعضے ٹکڑے یونہی خالی پڑے رہے انمین کوئی نہین رہا تو اس وقف کے قیم کو چاہیے
کہ اس گھر مین سے جس ٹکڑے مین رہنے کی حاجت نہین ہی اسکو کرایہ پر دیدے اور اس اجرت کو اس گھر کی عمارت
مین صرف کرے پھر جو اسکے بعد فاضل بچے اُسکو فقیرون ومسکینون پر صرف کردے یہ محیط مین ہی - نوادر مین ہی
کہ اگر کوئی خانقاہ بنایا اور اسکی مرمت کی ضرورت ہوئی تو امام محمد رح سے مروی ہی کہ وہ اسمین سے ایک کوٹھا ایک بیت
یا دو بیت علیحدہ کرکے اسکو کرایہ دیدے اور اس کرایہ کو اسی پر خرچ کردے اور امام محمد رح سے دوسری روایت
مین ہی کہ لوگون کو ایکسال اسمین اُترنے کا اعلان کردے اور دوسرے سال اُسکو کرایہ دیدے اور اسی کی
اجرت سے اُسکی مرمت کرے اور ایسے ہی اگر اپنے گھوڑے کو راہ الٰہی مین حبس کردیا پس اگر اسپر کوئی جہاد کرنیوالا
سوار ہوا تو وہ سوار ہوا اور اسکو دانہ چارہ دیوے اور اگر کوئی سوار ہونے والا نہین ملا تو اس زمانہ مین اُسکو
اجارہ دیکر اُسکی اجرت سے دانہ چارہ دے یہ ذخیرہ مین ہی - اور منتقے مین ہی کہ اگر کوئی اجارہ لینے والا بھی نہین ملا
تو امام اسکو فروخت کرکے اسکے دام رکھ چھوڑے حتی کہ جب ضرورت سواری ہو تو ان دامون سے گھوڑا خرید
کردیوے کہ اسپر جہاد کیا جاوے یہ محیط مین ہی - خصاف رح نے کہا کہ اگر اپنے گھر کو حاجیون کا مسکن کردیا تو
مجاورین کو اسمین رہنے کا اختیار نہین ہی اور جب موسم حج گذر جاوے تو اسکو کرایہ پر دیکر اسکی اجرت سے
اُسکی مرمت مین خرچ کرے اور جو کچھ بچ رہے اسکو مساکین پر بانٹ دے یہ ظہیریہ مین ہی - ایک نے مسلمانون
کے لیے رباط بنایا اس شرط پر کہ جبتک وہ زندہ ہی اُسی کے قبضہ مین رہے تو کوئی شخص اسکے قبضہ مین سے نہین
نکال سکتا ہی جبتک اُس سے کوئی ایسا امر ظاہر ہو جو اسکے ہاتھ سے نکال لینے کا مستوجب ہو جیسے مثلاً وہ اسمین
شراب پیتا ہو یا اسی کے مانند اور کوئی فسق کا کام جسمین رضاے الٰہی نہین ہی اسمین کرتا ہو یہ ذخیرہ مین ہی - گانون
والون کی زمین ہی جنھون نے اسکو مقبرہ کردیا اور اسمین مردہ دفن بھی کردیا گیا پھر گانون والون مین سے ایک
نے اس مقبرہ مین کوئی عمارت بنائی تاکہ اسمین کچی اینٹین اور قبر کے ضروریات ولحد دینے کے آلات رکھے اور اسمین
ایسے شخص کو بٹھا دیا جو اسباب مذکور کی حفاظت کرے اور یہ کام سب گانون والون یا بعض کی بغیر رضامندی کیا
تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ مین وسعت ہو ایسی کہ اس مکان کی زمین پھر نکلنے سے تنگی نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی
اور بنانے کے بعد پھر اگر لوگون کو اس جگہ کی ضرورت ہو تو عمارت دور کرکے اسمین دفن کیا جاوے یہ فتاوے
قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے وصیت کردی کہ میرے مال سے تہائی نکالو اسمین سے ایک چوتھائی تو فلان
شخص کو دیدو اور تین چوتہائی میرے اقربا اور فقرا کو دو پھر اُسنے کہا کہ اس رباط والون کو محروم نہ چھوڑنا
اور یہ لوگ مساکین ہین جو اس رباط مین رہتے ہین تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ قرابت والے

داخل حصار و شمار ہین دوم آنکہ داخل شمار نہین ہین پس پہلی صورت مین ہر ایک قرابت کو ایک عدد و شمار کیا جاوے اور فقراء کو ایک عدد اور رباطیون کو ایک عدد چنانچہ اگر قرابتی دشخص ہون تو تہائی مال کے تین چوتھائی کے بارہ جزو کیے جاوین جنمین سے دس جزو تو اہل قرابت کو اور ایک حصہ فقراء کو اور ایک جزو رباطیون کو دیا جاوے اور دوسری صورت مین اس تین چوتھائی کے تین سہام کیے جاوین قرابت و فقراء و رباطیون مین سے ہر ایک کو ایک حصہ دیدیا جاوے یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک موضع خریدا اور اسکو مسلمانون کا راستہ کر دیا اور اسپر گواہ کر دیے تو یہ صحیح ہی اور اسوقت کے پورے ہونے کے لیے مسلمانون مین سے ایک کا گذر جانا ایسے عالم کے قول پر شرط ہی جو اوقاف مین سپرد کرنا شرط کہتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ہلال رح نے کہا کہ اسی طرح جو کوئی مسلمانون کے لیے پل بنا دے اسکا بھی یہی حکم ہی اور لوگ اسمین راستہ چلین اور اسکی عمارت وارثان واقف کی میراث نہوگی اور حالیکہ وہ وقف ہو چکی ہی پس بطلان میراث مین صغیر پل کی عمارت کو مخصوص کر دیا کذا فی الذخیرہ اور حاکم شہید رح سے منقول ہی کہ مین نے امام ابو حنیفہ رح سے نوادر مین روایت پائی کہ امام نے مسجد کی طرح مقبرہ وراہ کا وقف بھی جائز جانا اور ایسے ہی چھوٹا پل جسکو کوئی مسلمانون کے لیے بنا دے اور اسمین لوگ گذر جاوین اور اسکی عمارت وارثان واقف کی میراث نہوگی پس بطلان میراث کے لیے پل کی عمارت کو خاص کیا اور مشائخ نے کہا کہ اس تخصیص مین تاویل یہ ہی کہ یہ باعتبار عادت کے ہی کہ زمین وہان کی وقف کنندہ کی ملک نہین ہی پس جب پل کا مقام اسکی ملک نہوا تو عمارت کی ٹوٹن مین میراث کا احتمال تھا پس تخصیص کر کے بطلان میراث کی نفی کی اور ظاہر یہ ہی کہ آدمی نہر عام پر پل بنا دیتا ہی پس موضع کے سواے خالی عمارت اسکی ملک ہوتی ہی جسکو وقف کر دیتا ہی۔ اور یہی مسئلہ دلیل ہی کہ عمارت کا وقف بدون اصل کے جائز ہی باوجودیکہ دار مین عمارت کا وقف بدون زمین کے نہین جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی مشرکون کا ایک مقبرہ تھا اسکو لوگون نے مسلمانون کا مقبرہ بنانا چاہا پس اگر مشرکین کے قبور اور اجسام کے نشانات مٹ گئے ہون تو ایسا کرنے کا مضائقہ نہین ہی اور اگر انکے آثار باقی رہے ہون مثلاً انکی ہڈی کچھ نکل آوے تو کھود کر دہ دفن کر دیجاوے پھر وہ مسلمانون کا مقبرہ کر دیا جاوے کیونکہ مدینہ منورہ مین جہان مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ مشرکون کا مقبرہ تھا پس کھود کر وہ مسجد کر دیا گیا یہ مضمرات مین ہی۔ اگر ایک شخص کسی مفتی کے پاس آیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اللہ تعالی کی جناب مین تقرب حاصل کرون پس کہا مین مسلمانون کے لیے رباط بناؤن یا غلامون کو آزاد کرون اور یا اسنے مفتی سے کہا کہ مین اپنے احاطہ سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہون پس کہا کہ مین اسکو فروخت کر کے اسکے دام صدقہ کر دون یا داموں سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دون یا مین اسکو مسلمانون کے لیے گھر کر دون انمین سے کون افضل ہی تو مشائخ نے کہا کہ اسکو جواب دیا جاوے کہ اگر تو رباط بنا دے اور اسکی عمارت کے لیے آمدنی کی کوئی چیز وقف کر دے تو رباط افضل ہی کیونکہ یہ دائمی ہی اور اسکا نفع عام ہی اور اگر تو رباط کے لیے آمدنی کا کوئی وقف نہ کر سکے تو رباط نہین بلکہ اسکو فروخت کر کے اسکے دام مساکین پر صدقہ کر دے کذا فی فتاوی قاضی خان اور اس سے اُتر کر فضیلت مین یہ ہی کہ اسکے دامون سے غلام خرید کر انکو آزاد کر دے یہ ظہیریہ مین ہی۔ بزازیہ مین ہی کہ اراضی کا وقف کر دینا اسکو بیچ کر اسکے دام صدقہ کر دینے سے اچھا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ میت کو دفن

ف پل کی عمارت کی طرح وارثون کی میراث نہین ہوسکتی ہے ۱۲

کرنے کے بعد خواہ مدت بہت گذرے یا تھوڑی اُسکو بغیر عذر نکالنا نہین روا ہی ہان عذر کی وجہ سے نکالنا جائز ہی اور عذر یہ ہی کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ظاہر ہو یا شفیع اسکو شفعہ مین لے لے یہ واقعات حسامیہ مین ہی۔ اقول ظاہر یہ حکم مدت قصیر کے حق مین جبتک کہ لاش سڑجانے کا احتمال ہو یا صندوق مین ہو یا نکالنا ممکن ہو واللہ تعالی اعلم ایک رباط کے جانور بہت ہوگئے اور انکا خرچہ بڑھ گیا تو قیم انہین سے کچھ فروخت کرسکتا ہی کہ انکے دام باقیون کے دانہ چارہ اور رباط کی مرمت مین خرچ کرے یا نہین پس اسکے حکم مین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ان جانورون سے بعض کے سن ایسے دراز ہوگئے کہ نہیں واسطے وہ رباط مین مربوط ہوئے تھے اس کام مین نہین آسکتے ہین تو اس صورت مین اُسکو ایسے جانور فروخت کرنے کا اختیار ہی دوم یہ کہ ایسے نہ ہون تو اس صورت مین فروخت نہین کرسکتا ولیکن اس رباط مین بقدر حاجت جانور رہنے دے اور باقیون کو ایسے رباط مین باندھے جو اس رباط سے سب سے قریب ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے سوال کیا گیا کہ ایک مسجد ہی اسکے واسطے کوئی قوم باقی نہین رہی اور گرد اسکا خراب ہوگیا اور لوگ اُس سے بے پروا ہوگئے تو اُسکا مقبرہ کردینا جائز ہی یا نہین۔ تو فرمایا کہ نہین جائز ہی اور انہین سے پوچھا گیا کہ کانون مین مقبرہ ہی وہ نابود ہوگیا اور اسمین مُردون کا اثر مانند ہڈی وغیرہ کے کچھ نہین رہا تو اُسکا جوتنا بونا اور استغلال جائز ہی یا نہین تو فرمایا کہ نہین اور وہ مقبرہ کے حکم مین ہی کذا فی المحیط میں اگر اسمین گھاس اُگی ہو تو کاٹ کر چوپاؤن کے پاس ڈالدی جاوے اور چوپایہ اسمین نہ چھوڑے جاوین یہ بحرالرائق مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی زمین کو مقبرہ کردیا یا سرائے بنادی اسطرح کہ اس سے آمدنی آوے یا لوگ رہا کرین تو اس سے خراج ساقط ہوجائیگا اگر وہ زمین خراجی ہوا ور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنی قطعہ زمین کو مقبرہ بنادیا اور اپنے قبضہ سے نکال دیا اور اسمین اپنے بیٹے کو دفن کیا اور یہ قطعہ زمین مقبرہ کے لائق اس وجہ سے نہین کہ قریب اُسکے پانی کا غلبہ ہونے سے وہان تک تری پہونچکر فاسد کرتی ہی پس اُسنے اسکو فروخت کرنا چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر کم بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ اسمین دفن کرنے سے بالکل بے رغبت نہین ہین تو وہ بیع نہین کرسکتی ہی اور اگر بہت بگاڑ ہونے کی وجہ سے لوگ اسمین دفن کرنے سے بے رغبت ہون تو وہ بیع کرسکتی ہی اور جب اُسنے بیع کردی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسکو اپنے بیٹے کی لاش نکال لیجانے کا حکم کرے کذا فی المضمرات عن الکبری۔ ایک نے مقبرہ مین اپنے واسطے قبر کھود رکھی تو کیا دوسرے کو یہ اختیار ہی کہ اسمین اپنا مردہ دفن کردے تو مشائخ نے کہا کہ اگر مقبرہ مین وسعت ہو تو مستحب ہی کہ جسنے کھودی ہی اسکو زحمت نہ دے اور اگر وسعت نہ ہو تو دوسرا اسمین اپنا مردہ دفن کرسکتا ہی اور یہ ایسا ہی جیسے کسی نے مسجد مین مصلے بچھایا یا رباط مین اُترا پھر دوسرا آیا پس اگر اس جگہ وسعت ہو تو چاہیے کہ پہلے شخص کو زحمت نہ دے۔ اور اگر دوسرے شخص نے ایک قبر مین اپنا مردہ دفن کردیا تو شیخ ابو نصر رح نے کہا کہ اسکو یہ مکروہ نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ کوئی میت ایک شخص کی زمین مین بدون اجازت مالک کے دفن کی گئی تو مالک کو اختیار ہی چاہے اُسپر راضی ہو اور چاہے میت نکالنے کا حکم کرے اور اگر چاہے زمین برابر کرکے اسپر زراعت کرے اور اگر کسی نے ایک قبر کھودی اپنے مقبرہ مین جسمین اسکو اپنے لیے کھودنا مباح تھا پھر اسمین دوسرے نے اپنا مردہ دفن کردیا

تو وہ قہر سے نہین اُکھاڑا جائیگا و لیکن دوسرا شخص اُسکے کھودنے کی قیمت یعنے اجرت کا ضامن ہوگا پس ایسے حکم سے دونون کا حق محفوظ ہوا کذا فی خزانۃ المفتین والمحیط - ایک قوم نے دریاے جیحون کے کنارے جو زمین مردہ پڑی تھی اُسکو زندہ ومعمور کیا اور سلطان اُنسے عشر لیا کرتا تھا اور اسکے قرب مین ایک رباط ہو پس رباط کے متولی نے سلطان سے گزارش کی پس سلطان نے یہ عشر اُسکے واسطے چھوڑ دیا تو کیا متولی کو اختیار ہو کہ اس عشر کو اس رباط کے موذن پر صرف کرے یعنے اسکے کھانے کپڑے مین اس عشر سے مدد دے اور کیا موذن کو روا ہو کہ جو عشر سلطان نے مباح کر دیا ہو اسکو لیوے تو فقیہ ابو جعفر رحمہ نے کہا کہ اگر موذن محتاج ہو تو اسکو حلال ہو اور متولی کو روا نہین ہو کہ اس عشر کو تعمیر رباط مین صرف کرے بلکہ فقط فقرا پر صرف کرسکتا ہو اور اگر اُسنے محتاجون پر صرف کیا پھر انھون نے اپنی طرف سے رباط کی تعمیر مین صرف کیا تو جائز اور بہتر ہو کذا فی فتاوے قاضی خان اور اسی طرح زکوۃ کا مال ہو کہ اگر متولی نے اسکو مسجد بنانے مین یا پل بنانے مین صرف کرنا چاہا تو نہین جائز ہو اور اگر اُسکا حیلہ چاہا تو حیلہ یہ ہو کہ متولی اسکو فقیرون پر صدقہ کر دے پھر فقیر لوگ اسکو متولی کو دیدین پھر متولی اُسکو اُس عمارت مین صرف کرے یہ ذخیرہ مین ہو - ایک رباط مین پھل ہین تو کیا اسمین اُترنے والون کو روا ہو کہ اسمین سے تناول کرین تو اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ ان پھلون کی قیمت نہو جیسے شہتوت وغیرہ - دوم یہ کہ انکی قیمت ہو پس اول صورت مین کھا لینا روا ہو اور دوسری
ہندوستان مین انکی قیمت ہوتی ہو اگرچہ بہت ہون ۱۲
صورت مین اس سے احتیاط کرنا از راہ دیانت وتقوی کے بہتر ہو کیونکہ احتمال ہو کہ شاید وقف کنندہ نے یہ پھل اُترنے والون کے لیے نہین بلکہ فقیرون کے لیے وقف کیے ہون اور یہ اسوقت ہو کہ یہ معلوم نہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ فقیرون پر وقف ہو اُترنے والون پر وقف نہین ہو تو فقیرون کے سواے کسی کو انکا کھانا حلال نہین ہو کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت اسمین اشارہ ہو کہ اترنے والا اگر فقیر ہو تو اسکو بھی روا ہو فافہم واللہ اعلم فتاوی ابو اللیث مین ہو کہ ایک شخص نے دار عمران کے خادم کو درم دیے کہ انکے عوض گوشت روٹی خریدکر اُس دار کے رہنے والون کو تقسیم کر دے اور دار عمران وہ دار ہو جسمین فقرا ومساکین رہتے ہین پھر خادم کو اس روز گوشت وروٹی کی ضرورت نہوئی اور خادم نے اُس سے پہلے اُدھار گوشت روٹی خریدی تھی پس اُسنے یہ درم اُدھار مین ادا کردیے تو وہ ضامن ہوگا کذا فی المحیط - مسائل جو مقبرہ وزمین وقف کے اشجار وغیرہ کی طرف راجع ہین - ایک مقبرہ مین بڑے بڑے درخت لگے ہین تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ زمین کو مقبرہ بنانے سے پہلے اسمین یہ درخت اُگے ہون دوم یہ کہ مقبرہ بنانے کے بعد اُگے ہون پس اول صورت مین مسئلہ کی دو قسم ہین قسم اول آنکہ اس زمین کا کوئی مالک تھا جسنے مقبرہ کر دیا قسم دوم یہ کہ زمین موات تھی اسکا کوئی مالک نہ تھا اسکو گانو والون نے مقبرہ بنا لیا پس قسم اول مین یہ درخت مع جڑون کے اسکے مالک کی ملک ہین پس جو چاہے انکے ساتھ معاملہ کرے اور قسم دوم مین درخت مع جڑون کے اپنے قدیم حال پر رہینگے - صورت دوم مین بھی مسئلہ کی دو قسمین ہین قسم اول آنکہ انکا لگانے والا معلوم ہو - قسم دوم آنکہ انکا لگانیوالا معلوم نہو پس قسم اول مین لگانے والے کے ہونگے اور قسم دوم مین اسکا حکم باختیار قاضی ہو اگر اسکی راے مین آوے کہ انکو فروخت کرکے انکے دام مقبرہ کی عمارت[1] مین صرف کیے جاوین تو ایسا حکم دے سکتا ہو یہ واقعات حسامیہ مین ہو - اگر مسجد مین درخت

[1] یعنے اسکی مرمت و درستی ۱۲

مترجم کہتا ہے کہ [illegible] ... میں ہے [illegible]

جائے تو مسجد کے ہونگے اور اگر رباط کی وقف کی ہوئی زمین میں جائے تو دیکھا جاوے کہ اگر درخت جمانے والا اس زمین موقوفہ کا متولی ہو تو وہ درخت جو اُسنے جمائے ہین رباط کے ہونگے یعنے وقف ہونگے اور اگر وہ شخص اُسکا متولی نہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے اور اسکو اختیار ہوگا کہ اپنا درخت اُکھاڑ لیوے اور اگر کسی نے عام راستہ پر درخت جمایا تو حکم یہ ہو کہ وہ درخت اسکے جمانے والے کا ہوگا اور اگر اُسنے نہر عامہ کے کنارے یا گانون کے حوض کے کنارے درخت جمایا تو وہ جمانے والے کا ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو-اگر اُسنے انکو قطع کر لیا پھر اُنکی جڑون سے اور درخت اُگے تو یہ بھی اُسی جمانے والے کے ہونگے یہ فتح القدیر مین ہو-ایک شارع مین ایک نہر ہو اسکے دونون کنارے درخت لگے ہوئے ہین اُن درختون کی بابت ان لوگون نے خصومت کی جنکا شرب اس نہر سے ہو اور ان درختون کا جمانے والا معلوم نہین ہوتا اور یہ نہر اس شارع مین ایک شخص کے دروازے کے آگے جاری ہو تو شائخ نے فرمایا کہ اگر ان درختون کے جمنے کا ٹھکانا ان لوگون کے ملک مین ہو جنکو اس نہر سے شرب حاصل ہو تو جو کچھ اُنکی ملک مین ہے اور اسکا جمانے والا کوئی معلوم نہو تو وہ انھین کا ہوگا اور اگر یہ ٹھکانا اُنکی ملک نہو بلکہ یہ ٹھکانا تو عام لوگون کا ہو اور جنکو شرب ہو اُنکو اسمین پانی جاری کرنے کا حق حاصل ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ مالک مکان نے جب مکان خریدا تو یہ درخت اسی مقام پر تھے تب تو یہ درخت مالک مکان کے نہونگے اور اگر یہ معلوم نہو تو یہ درخت اُسی کے ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور صدر الشہید رح نے اپنے واقعات مین لکھا کہ مالک مکان کے لیے درختون کا حکم دیے جانے مین وجہ یہ ہو کہ یہ مجرئی اس شخص یعنے مالک مکان کے فنا دار مین ہو تب یہ حکم ہو کذا فی المحیط خلاصہ یہ کہ یہ نہر ایک نالہ کے مانند ایک شخص کے دروازے پر ہو جیسا کہ پہاڑی ملکون وغیرہ مین ممکن ہوتا ہو فافہم-ایسا درخت وقف کیا گیا جسکے پتون سے یا اُسکے پھلون سے یا اسکی جڑ سے انتفاع حاصل کیا جاتا ہو تو وقف جائز ہو پھر جب جائز ہوا تو اسکی جڑ نہین کاٹی جائیگی لیکن جبھی کہ بدون اسکی جڑ کے اس سے انتفاع نہین ہوسکتا مثلاً اسکی شاخین جاتی رہین یا وہ درخت ہی اس قسم کا ہو کہ اُسکی جڑ ہی سے نفع حاصل ہوتا ہو تو کاٹ کر صدقہ کیا جائیگا اور اگر اسکے پتون یا پھلون سے انتفاع ہووے تو جڑ سے نہین کاٹا جائیگا یہ مضمرات مین ہو-اسی طرح اگر کوئی درخت مع جڑ کے ایک مسجد پر وقف کیا گیا پھر وہ خشک ہوگیا یا اسمین سے تھوڑا خشک ہوگیا تو خشک کاٹ دیا جاوے اور باقی چھوڑ دیا جاوے یہ محیط سرخسی مین ہو-ارضی فقراء پر وقف ہو اسکو کسی نے متولی سے اجارہ لیا اور اسمین گوبر کھاد ڈالی اور درخت جمائے پھر مستاجر مرگیا تو یہ درخت اسکے وارثون کی میراث ہونگے اور اُنسے مواخذہ کیا جائیگا کہ انکو جڑ سے کاٹ لو اور اگر وارثون نے چاہا کہ کھاد ڈالنے سے جو زمین مین زیادتی ہوگئی ہو اُسکو وقف سے واپس لین تو انکو یہ اختیار نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو-ایک نے شارع مین درخت جمائے پھر جمانے والا مرگیا اور اُسنے دو بیٹے چھوڑے انمین سے ایک نے اپنا حصہ ایک مسجد کے واسطے کر دیا یعنی وقف کیا تو اُسکا حصہ مسجد کیواسطے نہو جائیگا یہ واقعات حسامیہ مین ہو-ایک نے اپنی زمین مین کچھ درخت معین کرکے اُنکی نسبت اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ جب مین مرجاؤن تو انکو تو فروخت کرکے اُنکے دام میرے کفن مین اور فقیرون کی روٹی مین اور فلان مسجد کے چراغ کے تیل مین صرف کرنا پھر مرگیا اور یہی جورو اور دیگر وارثان بالغ اُسنے چھوڑے پس وارثون نے

میراث سے کفن خریدا اور اسکی تجہیز تکفین کر دی تو وہ عورت ان درختوں کو فروخت کرے اور اپنے داموں سے مشتری کے ذمہ سے بقدر کفن کے گھٹا دیگی اور باقی کو روٹیوں و چراغ کے تیل مین صرف کرے یہ محیط مین ہے ایک نے اپنی زمین ایک جہت معلومہ پر یا ایک قوم معلوم پر وقف کی پھر وقف کرنے والے نے اسمین درخت بوئے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے غلہ وقف سے بوئے یا اپنے مال سے لیکن بیان کر دیا کہ مین وقف کے لیے جاتا ہون تو یہ درخت وقف کے ہونگے اور اگر اپنے مال سے بوئے اور کچھ بیان نہ کیا تو درخت اسکے اور مرے تو اسکے وارثون کے ہونگے اور وقف کے نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک مقبرہ مین درخت ہین تو کیا روا ہے کہ وہ کسی مسجد کی عمارت مین صرف کیے جاوین فرمایا کہ ہان اگر وہ کسی اور جہت پر وقف نہون پھر پوچھا گیا کہ اگر مقبرہ کی دیوارین گر جانے اور خراب ہو جانے کو ہوگئین تو اسمین صرف کیے جاوین یا تعمیر مسجد مین تو کہا کہ جسپر وقف ہون اسی پر صرف ہون بشرطیکہ معلوم ہو جاوے اور اگر مسجد کا متولی اور مقبرہ کا متولی نہو تو عوام کو یہ اختیار نہین ہے کہ بدون حکم قاضی کے اسمین تصرف کرین یہ ظہیریہ مین ہے نجم الدین سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مسجد مین پودہ بویا پھر چند سال مین وہ بڑا ہو گیا پھر متولی مسجد نے چاہا کہ اس درخت کو اسی کوچہ کے کنوین کی تعمیر مین صرف کرے اور جمانے والا کہتا ہے کہ یہ میرا ہے مین نے اسکو مسجد پر وقف نہین کیا تو کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اگر جمانے والے نے اسکو مسجد ہی کے واسطے جمایا تو کنوین کی تعمیر مین اسکو صرف کرنا نہین جائز ہے اور جمانے والے کو بھی اپنی ضرورت مین صرف کرنا نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ فتاوے اہل سمرقند مین ہے کہ ایک مسجد مین سیب کا درخت ہے تو کیا لوگون کو روا ہے کہ اُسکے پھلون سے افطار کرین تو صدر الشہید رح نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ مباح نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ عام رہگذر پر ایک درخت ہے وہ راہگیرون پر وقف کیا گیا تو راہگیرون کو اسکے پھل کھانے مباح ہین اور اسمین غنی و فقیر یکسان ہین اسیطرح جو پانی کہ میدانون مین رکھا گیا ہو اور سقایہ کا پانی اور جنازہ کا تخت اور اسکے کپڑے اور وقف کا قرآن مجید ان سب چیزون سے انتفاع حاصل کرنے مین غنی و فقیر دونون برابر ہین کذا فی فتاوی قاضیخان

تیرھوان باب اُن اوقاف کے بیان مین جن سے استغنا ہو جاوے اور اُسنے متصلات یعنے اوقاف کے غلہ کو وجوہ دیگر پر صرف کرنے کے بیان مین اور کافرون کے وقف کے بیان مین۔ ایک چھوٹے پل پر کچھ وقف ہے پھر وہ وادی خشک ہو گیا اور پانی اسی محلہ کے دوسرے نالہ کی طرف پھر گیا پس اس نالہ پر پل باندھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا روا ہے کہ پہلے پل کے غلات وقف کو اس دوسرے پل کی طرف پھیرین تو دیکھا جاوے کہ اگر دوسرا پل بھی عام لوگون کے واسطے ہو اور وہان دوسرا پل اُس سے قریب عام لوگون کے لیے نہو تو پہلے پل کا غلہ اسکی طرف پھیرنا روا ہے یہ واقعات حسامیہ مین ہے شمس الائمہ حلوائی سے پوچھا گیا کہ ایک مسجد یا حوض خراب ہو گیا کہ اسکی حاجت نہ رہی کیونکہ لوگ متفرق ہو گئے تو کیا قاضی کو روا ہے کہ ان چیزون کے اوقاف کو دوسری مسجد یا حوض کی طرف پھیر دے تو فرمایا کہ ہان۔ اور اگر لوگ متفرق نہین ہوئے ولیکن حوض کو تعمیر کی ضرورت نہین ہے اور وہان ایک مسجد ہے جسکو عمارت کی ضرورت ہے یا اسکے برعکس واقع ہوا تو کیا قاضی کو روا ہے کہ جسکو عمارت کی حاجت نہین ہوا سکے وقف کو دوسرے کی طرف جسکو عمارت کی حاجت ہے صرف کر دے

فرمایا کہ نہیں کذا فی المحیط - ایک رباط سے لوگ مستغنی ہو گئے مثلاً جس سرحد کفار پر رباط تھی وہ ملک بھی دار الاسلام ہو گیا اور اس رباط کے لیے وقف کی آمدنی تھی پس اگر اُسکے قرب مین دوسری رباط ہو تو یہ آمدنی اس رباط مین صرف کیجاوے اور اگر قریب مین رباط نہو تو یہ غلہ اسی شخص کے وارثون کی طرف عود کرے جسنے رباط بنائی تھی ایسا ہی یہ مسئلہ فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی اور صدر شہید نے اپنے واقعات مین کہا کہ اسمین نظر ہی تو فتوے کے وقت تامل کرنا ضرور ہی کذا فی الذخیرہ - مترجم کہتا ہی کہ صدر الشہید رح کے نزدیک ظاہر اصحیح حکم یہ ہی کہ جب رباط قریب مین نہو تو یہ غلہ فقیرون ومسکینون پر صرف کیا جاوے کما قال عبد الفقیہ رح اور یہی قول اقرب واشبہ ہی کیونکہ بنا بر قول فقیہ کے وقف مذکور لازمی نہ تھا بلکہ صحیح نہ تھا کیونکہ جہت غیر ایسی ہونی چاہیے جو منقطع نہو اور یا تاویل مسئلہ یہ کہ وقف کرنیوالے نے آخر وقف کا فقیرون کے لیے نہین کیا تھا و لیکن پوشیدہ نہین کہ رباط کا وقف بدون اس قید کے صحیح ہی اور اسی پر عامہ مشائخ اور اسی پر فتوی ہی اسی واسطے صدر الشہید نے تاویل نہین فرمائی فافہم واللہ اعلم فتاوے نسفی مین ہی کہ شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کہ ایک گانون کے لوگ متفرق ہو گئے اور وہان کی مسجد منہدم وخراب ہونے کو آگئی اور بعض زبردست فاسقون نے غلبہ کر کے مسجد کی لکڑیان اپنے گھرون کو اُٹھالیجانا شروع کیا تو گانون مین سے کسی کو اختیار ہی کہ قاضی کی اجازت لیکر مسجد کی لکڑیون کو فروخت کر کے اسکے دام اس غرض سے رکھ چھوڑے کہ کسی دوسری مسجد مین یا کسی وقت اسی مسجد مین صرف کردے تو شیخ نے کہا کہ ہان یہ محیط مین ہو - ایک نے اپنا چوپایہ یا کوئی تلوار کسی رباط مین مربوط کی یعنے اسواسطے وقف کی کہ اس سے راہ الٰہی مین کام لیا جاوے پھر رباط خراب ہو گئی اور لوگ اُس سے مستغنی ہو گئے تو یہی چیز دوسری رباط مین جو اس رباط سے سب سے زیادہ قریب ہو مربوط کیجاوے یہ ذخیرہ مین ہو مسئلہ اور دین ہی کہ ایک وقف بالاخانہ منہدم ہو گیا اور اُسکا کوئی غلہ نہین ہی جس سے اسکی عمارت ممکن ہو تو وقف باطل ہو جائیگا اور اُسکا حق اُسکے وقف کرنیوالے کیطرف عود کریگا اگر زندہ ہو یا اسکے وارثون کی طرف اگر مرگیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک محلہ مین پانی کا حوض وقف ہی خراب ہو گیا کہ اسکی تعمیر ممکن نہین ہی اور محلہ والے اُس سے بے پروا ہو گئے پس اگر اُسکا وقف کرنیوالا معلوم ہو تو اسکی طرف عود کریگا اگر زندہ ہو اور اگر مرگیا ہو تو اُسکے وارثون کی طرف عود کریگا اور اگر اُسکا وقف کرنیوالا معلوم نہو تو وہ ان لوگون کے قبضہ مین بمنزلہ لقطہ کے ہو گا کہ اسکو کسی فقیر پر صدقہ کردین پھر فقیر اسکو فروخت کر کے اُسکے دامون سے انتفاع حاصل کرے - اور اسی جنس سے یہ مسئلہ کہ ایک دوکان وقف صحیح تھی پھر بازار میں اس دوکان کے آگ لگنے سے جل گیا پس دوکان ایسی رہگئی کہ اس انتفاع ممکن نہین ہی اور کسی مال کے عوض اجارہ نہین لیجا سکتی ہی تو وقف ہونے سے خارج ہو جائیگی اور اسی جنس سے یہ مسئلہ ہی کہ ایک وقف رباط آگ لگنے سے جلکر نکمی ہو گئی تو وقف باطل ہو کر میراث ہو جائیگی اور اسی جنس سے حویلی ایک مقبرہ پر بطور صحیح وقف ہی پھر حویلی خراب ہو کر بالکل نکمی ہو گئی پھر ایک شخص نے آکر بدون کسی کی اجازت کے اسکو آباد کر کے اپنے مال سے تعمیر کیا تو اصل زمین وقف کنندہ کے وارثون کی ہو گی اور عمارت اس بنانے والے اسکے وارثون کی ہو گی کذا فی المضمرات اسی طرح ایک وقف ایک قوم پر جنکے نام شمار مین معلوم ہین وقف صحیح ہی وہ خراب ہو کر بیکار ہو گئی اور گانون سے دور پڑی ہی اسکی تعمیر مین کوئی رغبت نہین کرتا اور نہ اسکی اصل کو اجارہ لیتا ہی تو وقف باطل ہو کر اسکی بیع جائز ہو جائیگی اور اگر اسکی اصل زمین کو کوئی شخص کسی قدر قلیل اجرت پر اجارہ لیوے

تو اسکی اصل وقف رکھی جائیگی کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہ جواب بر قول امام محمد رح صحیح ہی اور امام ابو یوسف کے قول پر
اسمین تامل و نظر ہی کیونکہ وقف جب انکے نزدیک اپنے شرایط پر صحیح واقع ہو تو سواے خاص چند صورتون کے وہ
باطل نہین ہو سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ فتاوے ابو اللیث رح مین ہی کہ ایک شخص نے لوگون سے چندہ مانگ کر
مسجد بنانے کے لیے درم جمع کیے پھر ان درمون مین سے اپنی ضرورت مین اُٹھائے پھر انکے عوض اپنے مال سے اسمین
رکھ دیے تو حکم یہ ہی کہ وہ شخص ایسا نہین کر سکتا ہی اور اگر اسنے ایسا کیا تو دیکھے کہ اگر وہ مال کے دینے والے کو پہچانتا ہی
یعنے جو مال بطور ناجائز اپنی ضرورت مین خرچ کر ڈالا اُسکے دینے والے کو پہچانتا ہی تو اسکو واپس کرے یا اس سے
دوبارہ اجازت لے لے اور اگر وہ مالک مال کو نہ پہچانے تو جس کام مین لگا دیگا اسکے واسطے حاکم سے اجازت لے لے
اور اگر اسپر یہ بھی متعذر ہو تو مجھے امید ہی کہ جب اپنے مال سے اسی قدر لیکر اس کام مین صرف کر دیگا تو جائز ہو جائیگا
ولیکن ایسا کر دینا یا حاکم سے اجازت لے لینا خالی اسواسطے ضرور ہوتا چاہیے کہ اسکے اوپر سے وبال دور ہو جاوے
اور ضمان ساقط ہونے کے لیے نہین ہی کیونکہ ضمان اُسپر واجب رہیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی مسائل تبنی علی ہذا الاصل
جسمین علما و صلحا ء مبتلا ہوتے ہین ازانجملہ اگر عالم نے فقیرون کے واسطے لوگون سے کچھ مانگ کر جمع کیا اور یہ چندہ
ایک دوسرے مین خلط ہو گیا تو وہ عالم اس سب کا ضامن ہو جائیگا اور اگر اُسنے ادا کیا تو اپنے مال سے
فقیرون کو ادا کرنیوالا قرار دیا جائیگا ولیکن ان لوگون کے لیے ضامن رہیگا اور اس مال سے ان لوگون
کی زکوۃ ادا نہو گی پس یہان حیلہ یہ ہی کہ فقیر معلوم اس عالم کو اپنی طرف سے وصول کرنے کی اجازت
دیدے تو اس صورت مین اُسکے مال کو اُسی کے مال مین خلط کرنے والا ہو گا کذا فی المحیط۔ ازانجملہ یہ ہی کہ
پاہمردا گر کھڑا ہوا اور اپنی کوشش و پاہمردی سے اُسنے فقیرون کی بلا اجازت اور بدون حکم کے انکے واسطے کچھ
سوال کیا تو لوگون یعنے دینے والون کی طرف سے وہ امین ہی پس اگر اُسنے بعض لوگون کے مال کو دوسرون
کے مال مین خلط کر دیا تو ضامن ہو گیا اور جب اُسنے فقیرون کو ادا کر دیا تو اپنے مال سے ادا کرنے والا ہوا اور
جن لوگون سے وصول کیا تھا اُنکے لیے انکے مالون کا ضامن ہوا اور ان لوگون کی زکوۃ اُس سے ادا نہو گی
پس اس صورت مین حیلہ یہ ہی کہ فقیر پہلے اس پاہمرد کو اپنے واسطے وصول کرنے کا حکم دے پس جب اُسنے حکم دیا تو یہ
پاہمرد اُنکی طرف سے وصول کرنے کا وکیل ہو گیا اور اسکو تصرف کرنا جائز ہوا پس فقیر ہی کے مال کو اسکے مال مین
خلط کرنے والا ہو گا یہ مضمرات مین ہی

چودھوان باب۔ متفرقات مین۔ ایک نے چاہا کہ اپنا مال کسی قرب الٰہی کی راہ مین کر دے پس اُسکے
مسلمانون کے لیے رباط بنائی تو رباط بنانا بہ نسبت بردہ آزاد کرنے کے اس لیے بہتر ہی کہ رباط کو دوام زیادہ
ہی اور بعض نے کہا کہ مساکین پر صدقہ کرنا افضل ہی مین کہتا ہون کہ جنے ایسی نیت والے کو کہا کہ کتابین خرید کر
کتب خانہ مین رکھے تاکہ علم لکھا جاوے کیونکہ وہ سب سے زیادہ دوام رکھتا ہی کیونکہ وہ آخر زمانہ تک رہتا ہی
پس اور چیزون سے بہتر ہو گا اور اگر کسی نے چاہا کہ اپنے گھر کو فقرا پر وقف کرے تو اسکے دام صدقہ کر دینا افضل
ہی اور اگر بجاے گھر کے کھیت ہو تو وقف افضل ہی۔ ایک نے مسجد کے لیے تیل یا چٹائی خریدنی چاہی پس اگر مسجد کو
تیل کی ضرورت نہو چٹائی کی ضرورت ہو تو چٹائی افضل ہی اور اگر برعکس ہو تو تیل خریدنا افضل ہی اور اگر

دونون کی ضرورت ہو تو دونون برابر ہین پس فضیلت مین زیادتی دکمی اور چیز کی حاجت مین زیادتی دکمی اور قوت وضعف حاجت اور دوام احتیاج پر نظر کرنی چاہیئے پس علی ہذا علم پڑھنے والے پر اور اسکی راہون جیسے فقیر اسکے لکھوانے وجمع کرانے پر صرف کرنا نوافل عبادات مین مشغول ہونے سے اولی ہو اور ایسے ہی حدیث وتفسیر مین تمام راہون سے توجہ صرف کرنا افضل ہو کیونکہ ان چیزون کا نفع ہمیشہ باقی ہو پس اولی ہو یہ مضمرات مین ہو۔ ایکشخص نے صحیح وقف کیا فلان مدرسہ کے رہنے والون پر طالب علمون مین سے پس اس مدرسہ مین ایک آدمی رہا لیکن وہ اسمین رات نہین بسر کرتا اور رات کو حراست مین مشغول رہتا ہو تو وہ اس سے محروم نہوگا اگر اسکی کوٹھریون وحجرون مین سے کسی حجرہ مین جگہ لیتا ہو اور اُسکے پاس سکونت کے اسباب مین پس محروم نہ ہوگا اس لیے کہ وہ اس مقام کے رہنے والون مین شمار ہو یہ مضمرات مین ہو اور اگر وہ رات کو حراست مین مشغول رہتا ہو اور دن مین علم سیکھنے مین قصور کرتا ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ دن مین کسی دوسرے کام مین مشغول رہتا ہو حتی کہ طالب علمون مین سے شمار نہین ہوتا ہو تو اسکو وظیفہ کا حق نہین ہو اور اگر دوسرے کام مین بالکل نہین مشغول ہوا حتی کہ طالبعلمون مین سے شمار رہا تو اسکو وظیفہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ یہ سب اس صورت مین ہو کہ وقف کنندہ نے یہ کہا ہو کہ فلان مدرسہ کے رہنے والون پر طالب علمون مین سے۔ اور اگر اُسنے خالی یہی کہا کہ فلان مدرسہ کے رہنے والون پر اور یہ نہین کہا کہ طالب علمون مین سے۔ تو بھی حکم یہی ہوگا حتی کہ طالبعلمون کے سواے جو کوئی دوسرا اس مدرسہ مین رہتا ہو اسکو وظیفہ نہین ملیگا کیونکہ وقف سے یہی مفہوم ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ پڑھنے والا طالب علم اگر علم سیکھنے کو فقہا کے پاس نہ جاتا ہو پس اگر شہر مین ہو اور اپنی ضرورت کی کوئی کتاب فقہ وغیرہ کی اپنے واسطے لکھنے مین مشغول ہو تو اسکو وظیفہ لینے مین مضائقہ نہین ہو اور اگر شہر مین ہو اور اسکے سواے اور کام مین مشغول ہو تو وظیفہ نہ لیوے یہ مضمرات مین ہو۔ اگر علم سیکھنے والا شہر سے چند روز نکل گیا پھر واپس ہو کر طلب کیا پس اگر سفر کی دوری پر چلا گیا تھا تو گذشتہ ایام کا وظیفہ طلب کرنا اسکو نہین پہونچتا ہو اسی طرح اگر نکلکر کہین چند روز تک اقامت کی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مسافت سفر سے کم ہو اور ایسے کام کے واسطے گیا کہ جو ضروری ہو اس سے چارہ نہین جیسے روزینہ ورزق وغیرہ تو اسقدر عفو ہو اور کسی دوسرے کو حلال نہین ہو کہ اسکا حجرہ لیوے اور اُسکا وظیفہ اپنے حال پر رہیگا جبکہ غائب ہونا ایک مہینہ سے تین مہینہ تک ہو پھر جب اُس سے زیادہ مدت ہو جاوے تو دوسرے کو روا ہو کہ اسکا حجرہ و وظیفہ لے لیوے یہ بحر الرائق مین ہو۔ فقیہ رح نے کہا کہ جو کوئی پڑھانے والا طالب علم سے ایسے دن مین اجرت لیوے جس روز درس نہین ہو تو مجھے امید ہو کہ جائز ہو یہ محیط مین ہو۔ فقہ سکھلانیوالا مہینہ یا دو مہینہ غائب رہا تو بلا خلاف اُسپر مشروط لینا حرام ہو اگر یا ہواری ہو اور اگر سالانہ مقرر ہوا اور تقسیم کا وقت آیا اور وہ سال مین سے زیادہ مہینہ مقیم رہا ہو تو اسکو سالانہ لینا حلال ہو یہ قنیہ مین ہو شیخ فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے بلخ کے رہنے والے علوی لوگون پر وقف کو پوچھا گیا یعنے کسی نے اسطرح وقف کیا کہ یہ عقار علویہ ساکنین بلخ پر وقف ہو یعنے اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو بلخ مین سکونت رکھتے ہین انپر وقف ہو حالانکہ انمین سے بعضے غائب بھی ہو جاتے ہین تو جواب مین فرمایا کہ جو کوئی انمین سے باہر چلا گیا اور اپنا مسکن فروخت نہین کیا اور نہ کہین دوسرا مسکن بنایا تو وہ بلخ کے رہنے والون مین شمار ہو اُسکا وظیفہ

یا وقف کچھ باطل نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو - اگر کسی نے زمین کو بطور فاسد خرید کر اُسپر قبضہ کرکے اسکو مسجد کردیا اور لوگون
نے اسمین نماز پڑھی تو ہلال رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ وہ مسجد ہوگئی اور مشتری کے ذمہ اُسکی قیمت واجب ہے
اور وہ بائع کو واپس نہین کیجائیگی اور ہلال رح نے کہا کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے اور اگر اُسنے اس زمین کو
وقف کردیا تو مسجد کردینے پر قیاس کرکے اُسکا بھی یہی حکم ہے اور کتاب الشفعہ مین مذکور ہو کہ اگر بطور فاسد
خریدی ہوئی زمین کو مسجد بنا دیا اور اسمین عمارت بنائی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا
اور عمارت بنانے سے وہ مستہلک کی ہوئی شمار ہوگی اور صاحبین کے نزدیک عمارت توڑ کر زمین اُسکے بائع کو
واپس کیجائیگی پس عمارت کی شرط لگانا بنابر روایت کتاب الشفعہ کے اس امر کی دلیل ہے کہ جب وہ بنائی
نہو تو خالی مسجد کردینے سے بلاخلاف وہ مسجد نہوجائیگی اور بروایت ہلال رح کے موافق عمارت کی شرط نہونا اس
امر کی دلیل ہو کہ بدون عمارت کے وہ بلاخلاف مسجد ہوجائیگی - حاکم شہید رح نے کہا کہ کتاب الشفعہ مین امام محمد رح
کی روایت بہ نسبت روایت ہلال کے اصح ہے قلت وفیہ نظر اوضحناہ فی الحاشیۃ - اگر زمین کو بخرید صحیح خرید کر
قبضہ کرکے اسکو فقرا پر وقف کیا پھر اسمین عیب پایا تو اسکو واپس نہین کرسکتا ہے ولیکن نقصان عیب واپس لیگا
بخلاف اسکے اگر زمین خرید کر اُسکو مسجد کردیا پھر اسمین عیب پایا تو نقصان عیب بھی واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین
ہو اگر غلام کے عوض ایک دار خرید کر باہمی قبضہ کرلیا پھر دار کو وقف کردیا پھر وہ غلام کسی نے اپنا استحقاق
ثابت کرکے لے لیا تو وقف جائز ہے اور مشتری پر واجب ہوگا کہ قبضہ کے روز زمین کی جو کچھ قیمت تھی وہ اُسکے
بائع کو دیدیوے یہ حاوی مین ہے - اور اگر غلام مرد آزاد پایا گیا تو وقف باطل ہوگیا یہ محیط مین ہے - قیم وقف
نے تمام غلہ جمع کرکے ارباب الوقف کو بانٹ دیا مگر انہین سے ایک کو محروم رکھا اور اسکا حصہ اپنی ذاتی حاجت
مین صرف کرڈالا پھر جب دوسرا غلہ آیا تو محروم نے چاہا کہ اسمین سے اگلے سال کا حصہ بھی لیوے پس اگر اُسنے
پہلے قیم سے ضمان لینا اختیار کیا ہو تو اس غلہ مین سے اپنا پہلا حصہ نہین لے سکتا ہے اور اگر اُسنے غلہ اول کے
شرکاء سے انکے حصون سے لے لینا اختیار کیا ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے غلہ مین سے انکے حصون مین
سے اپنے حصہ کے مثل لیوے پھر جب اُسنے لے لیا تو سب کے سب ملکر قیم سے اس حصہ کی ضمان لینگے جو اُسنے
پہلے سال مین محروم کا حصہ تلف کیا ہے کذا فی المضمرات اقول غلہ آمد فی وقف ہے پس اگر روپیہ ہو تو اپنے
حصہ کے مثل لینے مین ربو نہو جانا ہر جگہ ملحوظ رہیگا فافہم - مسجد کے امام نے غلہ لیا اور چلا گیا اور ہنوز سال نہین
گذرا ہے تو اُس سے سال مین سے کسی قدر حصہ کا غلہ واپس نہ لیا جائیگا اور اعتبار غلہ کاٹے جانے کے وقت کا ہے
پس اگر کاٹے جانے کے وقت وہ مسجد مین امام ہو تو غلہ کا مستحق ہوگا یہ وجیز مین ہے - اب رہا حال مسجد کے امام کا
کہ سال مین سے جسقدر مدت چلا گیا اُسکے حصہ کا غلہ کھانا حلال ہے یا نہین پس اگر فقیر ہو تو حلال ہے اور یہی حکم
طالب علمون مین ہے کہ انکو ہر سال غلہ تیار ہونے کے وقت کچھ مقدار معلوم غلہ سے دیجاتی تھی پس انہین سے ایک نے
وقت تیاری غلہ کے اپنا حصہ اسمین سے لیا پھر اس مدرسہ سے چلا گیا تو مانند امام کے اُسکا بھی حکم ہے یہ محیط مین ہے
ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے ترکہ مین سے اسقدر درم متوقف رکھے جاوین بخیال کسی قرض کے جو مجھپر
ظاہر ہو تو وصیت باطل ہے خواہ اُسکا وقف مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر اگر اسنے یہ بھی کہا ہو کہ بشرطیکہ وصی کی

رائے مین آوے۔ تو اس صورت مین وصی کو اختیار ہی کہ تہائی مال اُسکا متوقف رکھے کیونکہ جب اُسنے کہا کہ بشرطیکہ وصی کی رائے مین آوے تو گویا اُسنے کہا کہ وصی اسقدر جسکو چاہے دیدے اور اگر اسپر تخصیص کردی تو صحیح ہے کذا فی الواقعات الحسامیہ قلت کان المسئلۃ لیست من باب الوقف بل من الوصیۃ والمراد بالوقف ما یتوقف بہ فتظر وتیلوم فافہم۔ ایک شخص کے قبضہ مین زمین ہی اور اسکا پانی جو فقیرون کے لیے ہی اور زمین سے پانی بڑھا اور ہنوز نہر مین ہی تو وہ کسی کو نہ دے بلکہ اسکو نہر مین چھوڑ دے کہ فقرا کو پہونچ جاوے یا جس کسی کو پہونچ جاوے یعنے اسطرح جائز کرکے چھوڑ دے کہ فقرا کو یا جسکو پہونچے حلال ہی۔ ایک مریض نے کہا کہ مین ایک دوکان کا جو فقرا پر وقف ہی متولی تھا اور مین اسکی آمدنی سے برباد کیا کرتا تھا یا اُسنے کہا کہ مین نے کبھی اپنی زکوۃ نہین دی سو تم اسکو میرے مال سے بعد میری موت کے دیدینا پس اگر وارثون نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو وقف کا مال اسکے تمام ترکہ سے دیا جاوے اور زکوۃ اسکی تہائی سے دیجاوے اور اگر وارثون نے اسکی تکذیب کی تو وقف اور زکوۃ دونون تہائی مال سے دیجاوینگی۔ اور وصی کو اختیار ہوگا کہ وارثون سے انکے علم پر قسم لیوے کہ واللہ ہم نہین جانتے ہین کہ جو مریض نے اقرار کیا وہ حق ہی۔ اور یہان وصی سے میت کا وصی مراد نہین ہی بلکہ وقف کا قیم مراد ہی پس جب قیم نے اُنسے قسم لی اور وہ قسم کھا گئے تو یہ ضمان اسکے تہائی مال سے لیجاویگی جیسے قسم سے پہلے تھا اور اگر اُنھون نے قسم سے انکار کیا تو وہ زکوۃ کی صورت مین تہائی مال سے اور مال وقف جسکی قسم سے نکول کیا ہی پورے مال ترکہ سے دلایا جائیگا جیسے ابتدا مین وارثون کی تصدیق و اقرار کرنے مین حکم تھا یہ محیط مین ہی جامع الجوامع مین ابوالقاسم سے روایت ہی کہ صحت مین اُسنے وقف کیا اور اپنے قبضہ سے نکال دیا پھر اپنی موت کے وقت اپنے وصی سے کہا کہ اسکی آمدنی مین سے فلان شخص کو پچاس دے اور فلان دیگر کو سو دے پھر مرگیا اور اُسکا بیٹا محتاج ہی اور وقف کرنے والے نے وصی سے یہ بھی کہدیا تھا کہ جو تیری رائے مین بھلا معلوم ہو وہ کرنا تو ایسی صورت مین جن لوگون کا وقف کنندہ نے نام لیا ہی انکو دینے سے اسکے محتاج بیٹے کو دینا افضل ہی اور جب وقف مین اُسنے یہ شرط نہ لگائی کہ جسکو چاہے دیوے تو وہ فقیرون کے واسطے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ایک مریض نے کہا کہ تم لوگ یا وصی سے کہا کہ تو میرا حصہ میرے مال سے نکالنا اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو اسکے ترکہ مین سے تہائی نکالا جاوے کیونکہ یہی اُسکا حصہ ہی قال علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے تمہارے اموال مین سے تہائی مال تمہاری آخر عمرون مین تمہارے اعمال پر زیادتی کیواسطے صدقہ کیا کذا فی الواقعات الحسامیہ اقول تعلق حق المیت بثلث ماله کان امرا مجمعا علیه ودلت علیه صحاح الاحادیث مما لا مریة فیها فلا حاجة فی اثباته بمثل روایة اورد ما تکلموا فیها وقد اعتذر القاری رحمه الله عن هولاء الائمة بانهم لیسوا محدثین فاستقم والله تعالی اعلم بالصواب جامع کسائی مین لکھا ہی کہ اگر کسی عورت نے اپنا مصحف راہ آلہی مین حبس کردیا یعنے وقف کردیا اور مصحف چل گیا اور اُسپر جو چاندی چڑھی ہوئی تھی وہ باقی رہی تو قاضی کو دیجاوے کہ اسکو فروخت کرکے اُسکے عوض پھر دوسرا مصحف خرید کر اسکو وقف کردے اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا راہ آلہی مین حبس کردیا پھر اُسمین کوئی ایسا عیب آگیا جس سے اسپر سوار ہوکر جہاد کرنے کی قدرت نہین رہی تو مضایقہ نہین ہی کہ قیم اسکو فروخت کرکے اسکے دامون سے دوسرا گھوڑا خریدے جسپر سوار ہوکر جہاد کیا جاوے اور یہان قیم کا بیع کرنا بدون حکم قاضی کے جائز ہی اور یہ بمنزلہ مسجد کے ہی

کہ جب گانون اُجاڑ ہو گیا تو مسجد بنانے والا خود اسکو بیکر فروخت کر سکتا ہی قال المترجم تحقیق اس مسئلہ کی اوپر گذر چکی
اور اسی پر اعتماد کیا جائیگا اور جامع کسائی کتاب معروف نہین ہی لہذا تفرد کے وقت بدون تصحیح مشہورات کے
اسی پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی و تفصیل اسکے مقدمہ مین دیکھو اور واضح ہو کہ اس مقام پر اصل مین وکیل کا اطلاق
قیم پر آیا ہی جیسے کتاب الشفعہ مبسوط شیخ سرخسی وغیرہ مین وصی کا اُسپر اطلاق آیا ہی اور یہ فائدہ ذکر کر دیا
گیا فاحفظہ۔ فرع بر مسئلہ مصحف۔ اور اگر وقفی مصحف استعمال سے ایسا ہو گیا کہ اُسکے دامون کے
عوض دوسرا مصحف نہین آسکتا ہی تو یہ مصحف اُسکے وقف کنندہ کے وارثون کو واپس کر دیا جاوے کہ
آپسمین اُسکو موافق فرایض آلہی عزوجل کے تقسیم کر لین۔ کسائی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف و امام
محمد رح کا قول ہی۔ قال المترجم دونون امامون کے اصول مین جو اختلاف ہی وہ معتبرات سے اوپر مذکور
ہوا فتذکر۔ اور وصایا مین املائے بروایت بشر بن الولید مذکور ہی کہ اگر اپنے کھیت کو مع اسکے بیل و ہل و کام کرنیوالے
غلامون وغیرہ دیگر آلات کے وقف کیا پھر اسکی حالت ایسی متغیر ہو گئی کہ اُس سے انتفاع نہین حاصل ہوتا تو وہ
لوگ اسکو فروخت نہین کر سکتے مگر اسوقت کہ قاضی انکو حکم دیدے یہ محیط مین ہی۔ دو گھرون مین سے ایک
وقف ہی اور دوسرا مملوک ہی ان دونون کے بیچ کی دیوار گر گئی پس مالک مکان نے وقف گھر کی حد مین
عمارت بنائی تو وقف کے قیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو اپنی عمارت توڑ لینے کا حکم کرے اور اگر قیم نے چاہا کہ اسکو
عمارت کی قیمت دیدے تاکہ عمارت مذکور وقف کی ہو جاوے تو قیم اُسپر قیمت لینے کیواسطے جبر نہین کر سکتا ہی
اور اگر اسکی رضامندی سے قیم نے اسکو قیمت دی تو بھی نہین جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک
شخص کا کھیت بہت بڑا ہی جو چالیس ہزار درم قیمت کا ہی اور اسپر قرضے ہین پس اُسنے یہ کھیت وقف کیا
اور اپنی ذات پر اسکی آمدنی صرف ہونے کی شرط کر دی اور اس سے اُسکا مقصود یہ ہی کہ ادائے قرضہ مین
ڈھیل ڈالدے اور گواہون نے اُسکے مفلس ہونے پر گواہی دی تو وقف و گواہی جائز ہی پھر اگر ان غلات
مین سے اسکی قوت سے کچھ بڑھے تو اُسکے قرضخواہون کو اس سے یہ لے لینے کا اختیار ہی یہ مضمرات مین ہی
اگر قاضی نے اطلاق کیا اور بیع وقف بلہ غیر مسجد کی اجازت دیدی تو کیا یہ حکم موجب نقض وقف ہی یعنے
اس سے وقف بھی ٹوٹ جائیگا یا نہین تو امام ظہیر الدین رح نے جواب دیا کہ اگر قاضی نے وقف کنندہ کے
وارث کے لیے اطلاق کر دیا تو بیع جائز ہوگی اور یہی وقف ٹوٹنے کا حکم ہوگا اور اگر اُسنے وارث کے سوائے
دوسرے کے لیے اطلاق کیا تو ایسا نہین ہی مگر جب وقف فروخت کیا گیا پس قاضی نے صحت بیع کا حکم دیدیا تو یہ
وقف باطل ہونے کا حکم ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے
اپنی محدود چیز یعنے زمین یا مکان وغیرہ جو محدود ہوتی ہی فروخت کی حالانکہ اسکو اُسنے وقف کر دیا تھا اور
قاضی نے بیعنامہ پر گواہی لکھدی تو یہ فعل قاضی کی طرف سے یہ بیع صحیح ہونے کا حکم قضاء نہوگا اور یہی صحیح و
ظاہر ہی یہ محیط مین ہی اور قاضی امام نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب قاضی نے گواہی کو ایسے طور پر لکھا ہو
جو صحت بیع پر دلالت نہین کرتی مثلا یون لکھا کہ بائع نے بیع کرنے کا اقرار کیا تو بیشک اُسکی طرف سے ایسی تحریر
اس بیع کی صحت پر حکم نہین ہی اور اگر اُسنے یون لکھا کہ مین شاہد ہوا یا یہ گواہ شاہد ہوا اور بیعنامہ مین لکھا تھا کہ

بائع نے بیع جائز صحیح کے ساتھ فروخت کیا تو قاضی کی تحریر اس وقف کے باطل ہونے کا حکم ہوگی یہ خلاصہ مین ہے متولی نے
چاہا کہ وقف کے غلہ مین سے جو بڑھا اُسکو قرض دیدے تو وصایاے فتاواے ابواللیث رح مین ہے کہ مجھے امید ہے کہ
متولی کو اس فعل کی گنجایش ہو بشرطیکہ غلہ کے واسطے رکھ چھوڑنے کی بہ نسبت قرض دیدینا بہتر و مصلحت ہو اور اگر
اُسنے چاہا کہ بڑھتی غلہ کو اپنی ضروریات مین اس شرط سے خرچ کرے کہ جب وقف کو عمارت کی ضرورت ہوگی تو اپنے
مال سے واپس دیگا تو اسکا یہ اختیار نہین ہے اور اُسکو چاہیے کہ کمال درجہ پرہیز رکھے پھر اگر باوجود اسکے اُسنے
ایسا کیا پھر ضرورت تعمیر کے وقت اُسی قدر اُسکے مثل اپنے مال سے وقف پر خرچ کردیا تو مجھے امید ہے کہ جو کچھ اُسپر
واجب تھا اُس سے اُسکا مواخذہ چھوٹ جائیگا اور فتاوے فضلی مین ہے کہ وہ مطلقا ضمان سے بری ہوجائیگا
یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم یعنے اول قول پر وہ وبال سے چھوٹ گیا مگر ضمان اُسپر عائد رہی اور قول دوم پر وہ
وبال اور ضمان دونون سے بری ہوگیا وفیہ شی فتامل۔ اور اگر قیم نے جو خرچ کرلیا ہے اسکے مثل لیکر وقف کے
درمون مین خلط کردیا تو کل مال کا ضامن ہوجائیگا مگر آنکہ کل مال عمارت مین صرف ہوجاوے تو ضمان سے بری ہوجائیگا
یا قاضی کے پاس اس امر کا مرافعہ کرے تاکہ وہ کسی شخص کو حکم دے کہ متولی سے سب مال لیکر اپنے قبضہ مین لاوے پھر
یہ مال اُسی متولی کے قبضہ مین دیدے یہ عتابیہ مین ہے سو وقف کو اُسکی ہیات سے متغیر کردینا نہین جائز ہے پس اگر مکان یا احاطہ
ہو تو وہ باغ نہین بنایا جائیگا اور اگر سراے ہو تو حمام نہ کیا جاوے اور رباط ہو تو دوکان نہ کردیجاوے وعلی ہذا القیاس لیکن
اگر وقف کنندہ نے متولی کو اختیار دیا ہو کہ جسمین وقف کی بہتری دیکھے وہ کرے تو البتہ تغیر کرسکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے
شمس الاسلام محمود اوزجندی رح سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے وقف کیا پھر خود محتاج ہوگیا اور چاہا کہ اپنے وقف سے
رجوع کرلے تو فرمایا کہ اُسکو چاہیے کہ قاضی کے سامنے یہ امر پیش کرے تاکہ قاضی اس وقف کو فسخ کردے کذا فی الذخیرہ
اقول اوائل کتاب الوقف مین شرائط اوقاف مین جو بیان ہوا کہ اپنی ذات پر اسکی حاصلات تاحیات مشروط کرنا جائز ہے تو اس
شرط سے وقف کرنے مین کوئی مشکل نہین ہے ولیکن جب یہ شرط نہ ہو تو اسکی صورت اس مسئلہ مین مذکور ہوتی فافہم جامع الفتاوی
مین ہے کہ اگر باغ انگور فروخت کیا اور اسمین قدیمی مسجد ہے پس اگر مسجد مذکور آباد ہو تو باقی کی بیع فاسد ہوگی اور اگر خراب ہو تو
بیع فاسد نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جن امامون کے نزدیک مسجد کبھی مسجد ہونے سے خارج نہین ہوسکتی کما ہو
قول الامام ابی یوسف واہل الحدیث انکے نزدیک اسکی بیع جائز نہین ہے فافہم۔ خصاف رح نے اپنے وقف مین لکھا کہ اگر ایک
احاطہ مکان مین سے ایک بیت وقف کیا پس اگر بیت مع اُسکے راستہ کے وقف کیا تو جائز ہے اور اگر مع راستہ کے اسکو وقف نکیا
تو نہین جائز ہے کذا فی المحیط مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ باجتہاد امام خصاف رح ہے یا بقول امام ابی حنیفہ رح ورنہ صاحبین مین سے ایک
کے قول پر راستہ ثابت اور وقف جائز ہونا چاہیے کما فی قطعۃ ارض و قد مر تاملہ فتدبر۔ ایک نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو مقبرہ
کردیا یا سراے بنائی جسمین لوگ اُترتے ہین پھر کسی شخص نے اسمین کچھ اپنا دعوی کیا اور بنا نیوالا غائب ہے تو مسجد کی صورت مین یہ حکم ہے کہ
بنانیوالا اگر غائب ہے اور اہل مسجد مین سے بعض کے مقابلہ مین دعوی و گواہی کی سماعت پر مدعی کے لیے حکم ہوا تو جب بعض اہل مسجد پر
حکم ہوا تو وہی سب اہل المسجد پر حکم ہے اور سراے کی صورت مین ایسا نہین ہوسکتا یہان تک کہ بنانے والا خود یا اسکا نائب حاضر ہو
یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ملتقط مین ہے کہ ایک شخص نے مسجد مین کنوان کھودا اور اسمین سراسر نفع ہے اور کسی شخص کے
حق مین اس سے ضرر نہین ہے تو وہ شخص ایسا کرسکتا ہے اور یہ جائز ہے کذا فی الحمادیہ

تم المجلد الثانی والحمد للہ الذی لا الہ الا ہو العزیز الحکیم والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ الکریم وعلی آل رسولہ و اصحابہ اجمعین وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین اکمل صلوات اللہ وافضل التسلیم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مدت سے جس نعمت باقیہ صالحہ کی تمنا تھی آج اُسنے اپنے سایہ دولت سے اہل اردو کو سرفراز کیا یعنے جلد دوم کتاب مستطاب فتاوائے عالمگیریہ از نکاح تا وقف جو استجماع جزئیات از معتبرات مانند فتاوےٰ قاضیخان وقدوری وہدایہ ودیگر متون وشروح ومسائل متوسطات مثل مشاہیر فتاوی مختصر کرخی وغیرہ اور احتوار مسائل متسافلات مانند محیط برہانی وغیرہ کے مع تصحیح وتنقید باقوال مشائخ بے نظیر اور غایت شہرت اور نہایت تداول واعتبار علمائے عصر سے مزید توضیح کو بھی متحمل نہیں بلکہ غایت وضوح سے اسکے تعاریف اُسکے حق میں بالاخفی ہیں نامی گرامی نول کشور پریس لکھنؤ میں بار دوم در ۱۸۹۹ء طبع ہوکر رونق بخش انظار مشتاقان ہوئی۔ کتاب موصوف پر اگر تمام نظر ہو تو بلا مبالغہ فقاہت کی لیاقت والا ہو جاوے اور اگر باصول خاص مقدمہ ہو تو بہت کچھ امید ہے اہل اسلام اس دولت لازوال کو ہاتھ سے جانے نہ دینگے بلکہ ہاتھوں ہاتھ لے لینگے۔ واللہ تعالےٰ ہو الموفق والمعین۔

نام کتاب	قیمت
پنج گنج - مسمی بہ نمایۃ الشہور از ملا محمد شاہ -	۱۱/
تذکرۃ الجمعہ احکام جمعہ از مولوی عبد السلام -	۹ پائی
تبیان - در حکم تنباکو و حقہ از ملا معین الدین -	۹ پائی
بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی رح -	۲/
نام حق - مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری	۹ پائی
مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ	۳ر۳ پائی
شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ر۶ پائی
مسالک المتقین مرغوب علماء والا [illegible] از مولوی الہ یار خان -	عہ ۴/
فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین -	عہ ۸/
قدوری - ترجمہ مولانا ابو القاسم -	۶/
شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبد الرحمن جامی	۵/
کنز فارسی - نصیر الدین کرانی محشی مع فرہنگ	۹/
ما لا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مع وصیت نامہ -	۵ر۳ پائی
شرح مختصر وقایہ کورمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی -	عہ ۴/
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران -	۹ پائی
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -	۳ پائی
فقہ عربی	
ابو المکارم - شرح مختصر وقایہ از عبد اللہ بن [illegible] معروف	[illegible]
برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی	

نام کتاب	قیمت
برجندی معتبر شرح -	[illegible]
جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ از ملا شمس محمد قہستانی متداول -	[illegible]
فتح القدیر - پیشانی پر ہدایہ اور تحت میں حاشیہ فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد مفصلہ تفصیل ذیل -	
کاغذ سفید گندہ -	[illegible]
ایضاً کاغذ خانی	[illegible]
ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل در دو مجلدات میں بشرح ذیل -	[illegible]
۱ - جلدین اولین عبادات	[illegible]
۲ - جلدین آخرین معاملات -	[illegible]
فتاوائے عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در [illegible] جلد کاغذ خانی و سفید	[illegible]
ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید بہ تفصیل ذیل -	
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر نکاح -	[illegible]
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -	[illegible]
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل -	[illegible]
ذخیرۃ العقبی - حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف -	[illegible]